شراب صحبت میں لا کے جمع کی جوڑا بھاری پہنا گھونگھرو پاؤں میں باندھے پہلے گیت گایا
سب کے سب تعریفیں کرنے لگے مواج دریا شگاف بھی تعریفیں کرتی ہو کہتی ہو کہ
لالہ رو تو نے عجب کمال کیا لالہ رو نے عرض کی کہ یہ سب کمال مجھکو ایک شب میں خدا نے
نے دیا میں نے کوئی مشقت نہیں کی قدرت نے ہاتھ گلے پر رکھ دیا اور شیشہ [illegible]
تب یہ کمال حاصل ہوا اب تلوار مینا نکالے آمادۂ قتل ہو جیسے ایک ایک جام بھر کے
جمرہ یہ جو پینے لگا یقین ہے کہ قدرت بھی تشریف لائیں اور قتل [illegible]
دو قتل ہوں کہ ہمارے دشمن کو قتل کیا یہ کہکر جام لبریز کیا جام کو سر پہ رکھا [illegible]
لگاتا ہوا اور توڑے لیتا ہوا سامنے بحرین کے آیا [illegible] کر کہا کہ لیجیے بادشاہوں کو
سے شراب پلانا چاہیے بحرین نے موتیوں کا مالا گلے سے اتار اور گلے میں اس
کے ڈال دیا اور جام بے اندیشہ انجام پی گیا مواج دریا شگاف کو دیا وہ بھی
ناچ گانے میں ایسی مبہوت تھی کہ خوشی خوشی جام پی گئی کچھ انجام کا خیال نہ کیا
ابھو چابک صبا رفتار سینے دورہ باندھا کنیزیں جو مقرب ہیں انکو بھی جام پلایا
دس پانچ کو پلا کر بیٹھ گیا کہا صاحب اپنے ہاتھ سے پیو میں تھک گئی اب ہاتھ پاؤں
میں طاقت نہیں کنیزیں پینے لگیں بحرین نے بیٹھے بیٹھے مواج دریا شگاف
سے کہا کہ صاحب اس وقت ہمارا جی متلاتا ہے نشہ شراب کا خوب ہوا لالہ رو
مست کر دیا اسکی انکھڑیاں تو دیکھو جب نگاہ اٹھاتی ہے تیر چلتے ہیں دل پر ان
تیروں کے زخم پڑتے ہیں یا بادام کنوں یا چشم آہو ہے تمثال دونوں تیروں سے بھی
سینے پہ خوب ابھار ہے ثابت ہوتا ہے کہ باغ کا انار ہے یہ کہ کے چاہا کہ روح کے
سینے پہ ہاتھ رکھوں مواج دریا شگاف نے الٹا ہاتھ مارا کہا اے دیوانے
بے وقوف کنیزیں سامنے بیٹھی ہیں یہ بے ادبی کرتا ہے بحرین اسپر بہت بگڑا
کہا کہ تو میری زوجہ ہے سب طرح کا مجھے اختیار ہے جب ہم ہمارا اشارہ پائیں گی
سب ہٹ جائیں گی ورنہ سزا پائیں گی مواج دریا شگاف نے کہا اے دیوانے
یہ شرم بڑی چیز ہے تو بڑا بے تمیز ہے زن و شوہر میں تکرار ہونے لگی بحرین نے

زوجہ کو طمانچہ مارا مواج دریا شگاف نے کہا ارے مکتی کہا او ننگوڑے تیرے ہاتھ ٹوٹیں
کمس سے نکالی تھی سے طمانچہ مار دیا میں طمانچے کے بدلے جوتی ماروں گی یہ کہکر جوتی
اٹھانے لگی سحر ریز اپنے مقام سے اٹھا بیہوشی کام کر چکی تھی لڑکھڑا کر گرا بیہوش ہوا
مواج بھی اٹھی مگر کچھ بیہوشی ہوئی جو گیند اپنے مقام سے منتقل کی اور بیہوش ہوئی
تھوڑے ہی عرصے میں سب کنیزیں بیہوش ہوئیں چالاک نے اپنے نام کا نعرہ کیا
کہ منم چالاک صبا رفتار قریب ملکہ کے آیا کہا کہ اے ملکہ عالم کہیے تو ان زن و شوہر کو قتل کروں
رنگین نے کہا کہ اے چالاک تو نے بڑا کام کیا ایسا نہ ہو میری جھولی میں ایک پتلی
سنہری ہے اسکو نکال کر پانی اسکا میرے منہ پر چھڑک دے اور سوزن زبان سے نکال دے
کہ تجھ سے سحر اتر سکے ہیں اشتر کر ان دونوں کو قید کروں اور بخوبی ہوشیار ہو جاؤں تو
شاہزادہ جہانگیر کو ہوشیار کرو اور وہ کسی اسکے سحر سے بیہوش ہیں جب تک میں ہوشیار
نہ کروں گی تب تک ہوشیار نہ ہوں گے اگر ہوشیار ہوئے اور خدانخواستہ درست نہ ہوئے تو کیا
چالاک صبا رفتار نے اسی وقت سے پتلی جھولی سے نکالی اسکو پانی میں دھویا اس
پانی کا منہ پر ملکہ رنگین کے چھینٹا دیا سوزن زبان سے نکالی سوزن زبان سے
نکلتے ہی ملکہ چست و چالاک ہوئی ماں باپ کی زبان میں سوزن دی اور خوب سحر
کا قصہ کیا شاہزادہ جہانگیر کو ہوشیار کیا چالاک صبا رفتار نے جب پانی منہ پر
چھڑکا تب جہانگیر کے ہوش درست ہوئے ہوشیار ہوتے ہی فرمایا کہ کیوں چالاک
میں بہت سویا چالاک نے کیفیت بیان کی جہانگیر نے کہا کہ انکو قتل کرو رنگین نے
کہا کہ حضور میرے ماں باپ ہیں اگر آپ کی اطاعت کریں تو بہتر ورنہ پھر آپ کو اختیار
ہے جہانگیر کو مسند پر بٹھایا ملکہ رنگین پہلو میں بیٹھیں چالاک صبا رفتار نے کھینچ کر
پشت پر آیا ساغر رانی پینے لگا ملکہ رنگین نے کنیزوں کو اشارہ کیا کنیزوں نے
ان دونوں کو ہوشیار کیا سحر ریز و مواج کی آنکھ جو کھلی اپنے کو قید ہوا پایا جہانگیر
اور دختر کو ایک مسند پر بیٹھا دیکھا پکارا کھڑا ہے جہانگیر نے پکار کر آواز
دی کہ اے سحر ریز و مواج قدرت خدا کو دیکھا کہ ابھی تم قید تھے اب تم قید ہو گئے

کیا صاحب اقبال ہے کہ تھوڑے ہی عرصے میں کیا سامان ہو گیا مواج اور بحرین کا مطیع
ہوا جس وقت ہفت پیکر سنے گا نہایت سر دھنے گا کہیگا کہ میری خدائی مٹی یہ لوگ
اہل اسلام جو ارادہ کرتے ہیں اسکو کر کے چھوڑتے ہیں نور افشان ایسے طلسم کو
کس کر و فر سے فتح کیا چالاک صبا رفتار نے عرض کی کہ اب حضور لشکر میں چلیں
اہل لشکر آپ کے واسطے بہت بیقرار ہونگے یہ ذکر تھا کہ آسمان پر برق چمکی ماہ رخسار
جو تلاش میں شاہزادہ جہانگیر کے نکلی تھی اس جلسے میں آکر پہونچی سب حال سنا کر
حسن و جمال ملکہ رنگین قمر طلعت کو دیکھ کر نہایت رشک ہوا بحرین و مواج نے واسطے
شاہزادے کے مرکب منگایا شاہزادہ جہانگیر مرکب پر سوار ہو کے مع چالاک
لشکر میں آئے سرداران جہانگیرا آکے قدمبوس ہوئے ہامان صحرا نورد صمصمہ فرو
شاہزادے میں بیمار ہو گیا تھا اسے جا کر جو دیکھا خوش ہو گیا سب بیماری کی رفع ہوئی
دوسرے دن صبح کو چالاک صبا رفتار نے آکے خبر دی کہ مواج و بحرین و رنگین
آتے ہیں شاہزادہ بارگاہ سے باہر نکل آیا دیکھا کہ لکہ ہائے ابر سبز و سرخ و زرد آسمان
پر نمایاں ہوئے بحرین و مواج تخت پر سوار ملکہ رنگین قمر طلعت طاؤس
بال پر تین لاکھ ساحر باز و بط و قمری پر سوار اس دھوم دھام سے مواج و
بحرین آکر پہونچے تمام لشکر میں کھا کھچی ہو گئی بحرین نے عرض کی کہ یہاں سے
بارہ کوس پر ایک قلعہ ہے ارکان فیل زور وہاں کا حاکم ہے اس قلعے سے پتہ ملیگا
اب حضور لشکر کشی کریں ارکان فیل زور یا تو مسلمان ہو یا مارا جائے وہیں سے
دروازہ طلسم کا ملیگا ہر چند کہ آپ فاتح طلسم نہیں ہیں مگر اس شان و شوکت سے
ملاقات ہو کہ اُنکو بھی ظاہر ہو جائے کہ ہمارے بھائی صاحب بڑے وقت پر آکے ایک
پہونچے ہیں اُنکے لشکر میں بھی رونق ہو جہانگیر نے ہامان صحرا نورد کو حکم دیا کہ [illegible]
بارگاہ کا لیکر آگے بڑھو لشکر ساحران پس پشت رہے ہم بھی قلعہ ارکان پر پہونچ کر
کہ ارکان فیل زور کو بھی ثابت ہو کہ شاہزادہ جہانگیر والا تدبیر کیسا دبدبہ رکھتا ہے جادوگران
سکے نہیں آسکتے ہیں اپنے زور بازو پر دعوی رکھتے ہیں ہامان صحرا نورد نے آکے

اٹھا، بارگاہ کا لدوایا جہانگیر بھی سوار ہوئے عقب میں امواج دریا شگاف و شکر بیا
نے ابر گلنار آراستہ کیا، ستمین لشکر ساحران کو مخفی کر لیا اس شان و شوکت سے طرف
قلعہ ارکا شیہ کے چلے دو دن برابر رہروی کی تیسرے دن لشکر ظفر اثر دامن قلعہ ارکا شیہ
میں اترا نوبت و نقارے جو بجے ارکان فیل زور اپنے قلعے میں بیٹھا تھا نوبت و
نقارے کی آواز جو کان میں آئی ہرکاروں سے کہا کہ دریافت تو کرو یہ کس کا لشکر ہے
یہ کیسے نوبت و نقارے بجے ہماری عملداری میں کیوں اترے ہرکارے روانہ ہو
تھوڑے ہی عرصے میں پلٹ کر ہرکارے آئے عرض کی کہ اے پہلوان دوران فرزند
صاحبقران باتوقیر شاہزادہ جہانگیر فتح کرتے ہوئے آتے ہیں طرف طلسم
ہفت پیکر کے جاتے ہیں ارکان فیل زور نے حکم دیا کہ ہم اپنے ڈانڈے سے
نہ جانے دیں گے سب کو گرفتار کر لیں گے تین لاکھ فوج لیکر گینڈے پر سوار ہو کے
باہر قلعے کے آیا مقابلہ جہانگیر میں آ کے اترا جہانگیر کو خبر [illegible] ارکان
فیل زور برائے مقابلہ آیا ہے چالاک صبا رفتار نے فرمایا کہ ہم کو سب طرح
کی خبر پہونچاتا چالاک نے اپنے شاگردوں کو روانہ کیا ارکان جو اپنی بارگاہ میں
آیا تو بیٹھتے ہی حکم دیا کہ طبل جنگی بجے دونوں لشکروں میں نقارہ [illegible] گیا [illegible] سے
تیاریاں ہونے لگیں چار پہر رات گذر گئی جبکہ شہنشاہ زرین پوشش یعنی چشمہ خورشید
کا شانہ مشرق سے نکل کر مع فوج ضیا و شعاع میدان ابرجدی میں آ کر [illegible]
سے لشکر جہانگیر آیا جہانگیر نے [illegible] امواج سے کہہ چکے ہیں کہ لشکر ساحران میدان
میں نہ لانا ورنہ تم لوگ میدان میں آنا ملکہ رنگین قبا [illegible] نے عرض کی کہ ہم بھی
میدان میں چلیں گے سحر دکھائیں گے شاہزادہ جہانگیر بعد نماز سحر سوار ہوئے
چالاک صبا رفتار رکاب پر ہاتھ رکھے ہوئے ہامان صحرا نورد انتظام لشکر
کرتا ہوا فوج کو قاعدے سے جمائے ہوئے میدان کارزار میں آ کے پہونچے اُدھر سے
ارکان فیل زور لشکر لیکر آیا صفیں بچھ گئیں نقیبوں نے نقابت کی آواز [illegible]
ہٹے ارکان نے گینڈا نکالا میدان میں آ کر سراپا دکھانے لگا جبکہ عرب غرق غرق

پکار کے آواز دی کہ اے فرزند رشید صاحبقران میرے مقابلے میں آئیے میری سرحد
میں کبھی کسی نے قدم نہیں رکھا اگر مقابلہ منظور نہو پلٹ جائیے میں اپنے ڈانڈے سے
نہ جانے دونگا ساحروں کا آپ کو بڑا گھمنڈ ہے آگے بڑھکر قلعہ جات ساحران لیلینگے
تا بہ طلسم جا سکینگے شاہزادہ جہانگیر نے یہ لاف و گزاف سنکر گھوڑا صف سے نکالا آگے
سنگاورن ہوئے ارکان فیل زور نے جو جمال بے مثال دیکھا تو محو جمال شاہزادہ
والا قدر ہوا کہا کہ اے شہریار تجھ سے مقابلہ نہ کیجئے میرے ہاتھ سے حریف نہیں بچا ہے
میں نے بڑے بڑے پہلوان مارے اپنی سرحد میں پہلوان نہیں رہنے دیتا جس کسی نے
سر اٹھایا میں نے دستہ پا کر زیر کیا اور آپ تو ابھی صاحبزادے ہیں ایک وار میں
دو ٹکڑے کرونگا میری تلوار کبھی خالی نہیں جاتی جہانگیر نے فرمایا کہ بس زیادہ لاف و
گزاف نہ کرو یہ میدان کارزار ہے زبان نیزہ و شمشیر سے کلام ہوتا ہے ارکان فیل زور
نے نیزہ مارا جہانگیر سے نیزہ چلنے لگا جہانگیر صاحب جاہ و توقیر نے ایک مقام پر
نیزے کو ارکان کے گانٹھا اور گانٹھ کر جھٹکا مار دیا نیزہ ہاتھ سے ارکان فیل زور
کے نکل گیا سب رکن سپاہ گری کے بھولا قبضہ شمشیر پہ ہاتھ ڈالا خبردار خبردار کہکے
ہاتھ تیغہ برق تاب کا مارا۔ جہانگیر نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا مگر تیغہ ارکان جو گرا
گوشہ سپر کو کاٹ کر خود کو کاٹتا سر پر شاہزادے کے زخم اوچھا آیا شیر زخم کھا کے
بپھرا تیغہ برق جندہ کو نیام سے نکالا آواز دی کہ اے ارکان ہوشیار ہو جا
ہاتھ جو تلوار کا مارا برق شمشیر نے اول ابر سپر کے ٹکڑے اڑائے تو پھر تلوار جو
گری خود و دو پلٹے کو کاٹ کرتا دوا بر و تیغہ پہنچا ارکان نے دستہ نہ مارا تیغہ سر
سے نکلا گھوڑے کی گردن پر پڑا گھوڑے کی گردن قلم ہوئی ارکان گھوڑے سے
گرا جہانگیر نے چاہا کہ گھوڑا اسپر دوڑا دوں اہل فوج جو اسکے کھڑے تکتے تھے
کہ آقا ہمارا مارا گیا۔ لینا لینا کہہ کے دوڑ پڑے جہانگیر نے دریائے فوج میں گھوڑا
ڈال دیا ہامان صحرا نورد فوج لیکر شریک جنگ ہوا دونوں لشکر آپس میں مل گئے آخر
ملازمان ارکان۔ ارکان فیل زور کو لیکر طرف قلعے کے چلے داخل قلعہ ہوگئے

جہانگیر نے چاہا کہ قلعے پر جا پڑوں سرداروں نے روکا کہ ای شہریار آپ کے سردار
تھکے ماندے ہیں دو پہر کا اہل جنگ مشغول ہوئی چند سردار زخمی بھی ہیں قلعہ کو گویا لیجیے
کل فتح کیجیے گا جہانگیر نے حکم دیا قلعے کو چار جانب سے گھیر لیا مورچے درست ہوئے
اہل قلعہ تیر مار رہے ہیں کبھی گولیاں مارتے ہیں مگر لشکر جہانگیر میں مورچے درست ہیں تیر
کسی پر حربہ نہیں پہنچتا شاہزادہ جہانگیر آ کے داخل بارگاہ ہوئے دن بھر تمام
کیا شام کو حکم دیا کہ طبل یورش بجے طبل یورش پر چوب پڑی اہل قلعہ نے بھی جواب
میں طبل جنگی بجوایا رات بھر تیاری جنگ ہوئی صبح کو جہانگیر والا تبار سوار ہوئے
سامنے قلعے کے آ کے دیکھا کہ قلعہ آلات حرب و ضرب سے آراستہ و پیراستہ ہے
ارکان فیل زور کرسی پر بیٹھا ہے سب کو ترغیب دے رہا ہے جہانگیر نے اپنی فوج
کی طرف دیکھا ہامان صحرا نورد نے عرض کی کہ حضور کے حکم کی دیر ہے قلعے کو تاپوں میں
اڑا دیں گے جہانگیر نے جو لینا کہا تمام فوج پیادہ کر کے چلی ارکان فیل زور نے
گولہ اندازوں کو اشارہ کیا گولہ اندازوں نے نہیں معلوم کان میں توپوں کے کیا
پھونک دیا کہ توپیں کڑکیں اور گرجیں آگ اگلنے لگیں اس جانب سے لوگ بڑھے
ہوئے جاتے تھے توپوں سے گولے جو آ کر پڑے پانچ ہزار جوان اڑ گئے یا تو لوگ بڑھے
ہوئے جاتے تھے یا قدم اٹھے یہ کہتے ہوئے بھاگے کہ یارو گوشت مٹی کی لڑائی ہے
جہانگیر نے دیکھا کہ اہل فوج بھاگ آئے جہانگیر کو نہایت ناگوار ہوا ہامان صحرا نورد
کی طرف دیکھ کر فرمایا کہ یارو کیا میں تمہارے بھروسے پر ملک گیری کو نکلا ہوں میں ابھی
جا کر قلعہ لیتا ہوں یہ کہکر مرکب بڑھایا گھوڑے کو دوڑایا وہاں سے گولے پڑنے لگے شاہزادہ
جہانگیر کے گرز ہاتھ میں جرأت بات بات میں کوئی گولہ داہنے سے نکل گیا کوئی بائیں
نکل گیا جو گولہ خاص منہ پر آیا اس پر گرز مار دیا گولہ الٹا پلٹا جا کر کسی برج پر گرا برج کو
گرا دیا اس طرح شاہزادہ جہانگیر گولوں کو رد کرتے ہوئے قریب خندق ہو پہنچے
للکار کے آواز دی کہ او ارکان اگر دعویٰ جرأت ہو تو نکل آ۔ اس توپ کے بھروسے
پر لڑنے نکلا تھا کسی نے کچھ جواب نہ دیا جہانگیر نے گھوڑے پر کوڑا مارا گھوڑا جا رہا

تلبیان جھاڑ کر اس پار خندق کے آیا گرز پھاٹک پر مارا پہلے گرز میں پھاٹک ٹکڑا ہوا دوسرے
گرز میں پھاٹک گرا جہانگیر اندر چلے ہامان صحرا نورد فوج لیکر پہونچا اندر قلعے کے
تلوار چلنے لگی ارکان فیل زور بھی اترا بیچ قلعہ میں ارکان سے مقابلہ پڑا ارکان
نے ہاتھ تلوار کا مارا جہانگیر نے تلوار کو تلوار پر روکا الجھاؤ سے ہاتھ نکال کر ہاتھ
تلوار کا مارا برق شمشیر جو چمکی آئینۂ شمشیر میں ارکان کو جلوۂ عروس مرگ دکھائی دیا تلوار
جو پڑی سپر کو کاٹ کر مثل بلائے مبرم سر پر گری باقوقبہ سپر جو چمکی کشتی بازیر خنگ جا کر دو
دیا فوج میں غریو ہوا کہ ارکان مارا گیا فوج والوں نے امان طلب کی وزرا و امرا ہاتھ باندھ کر
سامنے آئے چادریں ہلانے لگے شاہزادۂ جہانگیر نے سب کو پناہ دی وزیر و امیر کلمہ
پڑھ کر بصدق مسلمان ہوئے جہانگیر داخل بارگاہ ہوئے کل لشکر قلعے میں آکر اترا بارگاہ
میں مجرے ہوا بہار ملوا اج دریا شگاف و ملکہ رنگین قمر طلعت و ماہ رخشانہ
سب دربار میں حاضر ہیں مجرے بجا لا کر تعریفیں شاہزادۂ جہانگیر کی کر رہی ہیں کہتی ہیں
کہ اے شاہزادۂ رستم خصال و سہراب جلال کس لطف سے آپ نے قلعے کو فتح کیا
سبحان اللہ ماشاء اللہ کیا جرأت و شوکت دکھائی کس زور و شور سے لڑے ارکان فیل زور
کو اپنی جرأت پر بڑا گھمنڈ تھا بیک ضرب شمشیر واصل جہنم ہوا فساد دنیا سے کم ہوا
انشاء اللہ آپ ہفت پیکر کو قتل کرینگے جہانگیر نے حکم دیا کہ دیر و بتکدے کہ ہیں
اسی مقام پر مسجد دین کی بنا ہو گئی دیر گذشت دوسرے دن جہانگیر باقوقبہ بارگاہ میں
بیٹھے تھے کہ ہامان صحرا نورد آنکھوں میں آنسو بھرے ہوئے سامنے آیا دست بستہ
عرض کی کہ اے شہریار اس شہر میں ایک دیر کلاں ہے کہ جہاں بادشاہ پوجا کرتا تھا اس
بتخانے کے قریب جو ملازمان سرکاری گئے کئی سو کے سر کٹ کر گرے اب کوئی قریب اس
کے نہیں جاتا یہ سنکر جہانگیر اٹھے رنگین قمر طلعت نے بڑھکر عرض کی یہ دیر بہت
مشہور ہے کوئی ساحر ہو گا کسی بت میں رہتا ہو گا کنیز ابھی جا کر اسکو برباد کئے دیتی ہے رنگین
چلی جہانگیر نے کہا کہ ہم بھی چل کر تماشا دیکھیں سب سردار ہمراہ ہوئے سامنے دیر کے
آکر دیکھا کہ کئی سو سر کٹے پڑے ہیں جو پہاڑ و الگا تار پہاڑ سے برق نکل کر اس شخص

آنکھیں نکال لیں باز اژدہا ہو کر زمین پر گرا وہ عقاب تڑپ کر بحرین ابر بہار پر گرا
ہر چند کہ مواج نے روکا کچھ نہ ہوا بحرین کو بھی اٹھا کے لے گیا مواج دریا شگاف نے
ایک گرز ایسا مارا کہ ایک کنگرہ قصر کا گرا ایک بت سنگی اپنے مقام سے اٹھا جھپٹا کر
مواج پر گرا ہر چند کہ مواج نے اپنے کو بچایا اس بت سنگی سے نہ بچی بت مواج کو
اٹھا کر دم میں لے گیا مواج دریا شگاف دیر سے غائب ہو گئی ماہ رخسار نے
چاہا کہ سحر کروں ایک بت نے نکل کر ماہ رخسار کو بھی اٹھا لیا شاہزادہ جہانگیر تیغ
کھینچ کر بت کے سردار جہانگیر کو لپٹ گئے کہا کہ اے شہریار مقید سحر و ساحر کی
ہو آپ تشریف نہ لیجائیں شاہزادہ جہانگیر نے فرمایا کہ میں ابھی قریب جا کے گرز
سے قصر کو گراؤنگا اگر ابھی قصر کو نہ پامال کیا اور بتوں کو نہ توڑا تو نام اپنا جہانگیر نہ پایا
سب سے اپنے کو جھپٹ کر جہانگیر تیغ کھینچے ہوئے بڑھے تھے کہ ایک دفعتاً ہوا
اندھیرا ہو گیا عرصہ دراز تک صدائیں ہاہو کی آئیں بعد تھوڑی دیر کے غبار
برطرف ہوا جہانگیر نے دیکھا کہ قصر کا اس مقام پر نام و نشان نہیں ہے سارے
بت اور قصر غائب ہو گیا چابک صبا رفتار نے کہا کہ لیجیے شہریار جو غلام سمجھا تھا
وہی معرکہ ہے اب شب کو حضور عبادت کریں یہ مقام طلسم ہے یوں قدم نہ رکھیے
جب تک ہدایت نہ ہو تشریف لیجانے کا ارادہ نہ کیجیے شاہزادہ جہانگیر نے
اسی مقام پر خیمہ عبادت استادہ کرایا ہے مغرب میں پاک پاک کر دعائیں کرنے لگے
پکارنے لگے کہ اے خالق کارساز و اے بندہ نواز معلوم ہے کہ یہ کیا عجائب و غرائب ہے
دیر تک یوں غائب ہوا روتے روتے شاہزادہ جہانگیر بیہوش ہو کے عالم خواب میں
ایک مرد بزرگ کو دیکھا کہ ارشاد فرماتے ہیں اے فرزند صاحبقران اس مقام کا
کیا ہے ایک لوح طلسم ہو گئی اسنے عیاری سرداروں کو گرفتار کیا تمکو مناسب ہے کہ
یہ جو تمکو دیا جاتا ہے جب تک لوح نہ ملے تب تک اسیر کا رہنا شاہزادہ جہانگیر کی
آنکھ کھلی پرچہ کاغذ کا زیر جا نماز پایا پرچہ اسکو پڑھا مرقوم تھا کہ اے فرزند
صاحبقران تمکو مناسب ہے کہ بیرون قلعہ جاؤ سامنے ایک پہاڑ کے پہونچو گے وہاں

مین بیٹھ کر اسم حاشیہ مکتوب پڑھو جو کچھ ظاہر ہو بموجب حکم اس مکتوب کے کرنا جہانگیر
اُسی وقت سرداروں سے رخصت ہوکے گھوڑے پر سوار ہوکے بیرون قلعہ چلے
چابک صبا رفتار نے عرض کی کہ غلام ساتھ رہے مکتوب کو دیکھا اسمین نوشتہ پایا
کہ کسی کا ساتھ رہنا مناسب نہین بلکہ تنہا جاؤ اس طلسم کا نام بین الطرفین ہے
تا بہ ہفت پیکر جانے کا رستہ کھلیگا جہانگیر نے چابک صبا رفتار سے منع کیا کہ تمہارا
ساتھ رہنا مناسب نہین چابک وجملہ سردار کنارے ہو گئے شاہزادہ گھوڑے کو
بڑھا کر دو منزل کوہ مین پہونچا گھوڑے سے اترے ایک نخل کے سایہ مین زمین پر فرش
بچھا کے بیٹھے اسم حاشیہ مکتوب پڑھنے لگے ایک آندھی سیاہ چلی دوبارہ جو اسم دم کیا
آندھی شق ہوئی دیکھا کہ چار عورتین حسین وجوان ایک بارگاہ لیکر اُس صحرا مین
آئین بارگاہ کو استادہ کیا کنیزین دروازے پر ٹھہرین دوبارہ جو جہانگیر نے اسم
دم کیا ہوا سے ایک تخت پیدا ہوا اُس تخت پر ایک نازنین چاردہ سالہ کو دیکھا
کیا صفت اُسکی لکھون یہ اشعار مصنف کافی ہین

وہ تھا جلوہ وہ نور کا سراپا — ایسا نہین حور کا سراپا
وہ صبح جبین تھی صبح جنت — ہر چین تھی موجۂ لطافت
آنکھین استاد سامری تھین — لیئے مین شباب کے بھری تھین
دنبالہ کیسا اُنھین سرمے کا تھا — بیمار کے ہاتھ مین عصا تھا
بینی کے قریب کب تھے ابرو — شہباز لئے ہوا کے تھے بازو

ابرو ہلال آسمان خوبی آنکھین آہوے صحرا سے محبوبی ایک صندوقچی اُسکے ہاتھ مین تھی
تخت آکے زمین پر اُترا بائین ہاتھ مین صندوقچی اُٹھائی داہنے ہاتھ سے شاہزادے
کو اشارہ کیا یعنی بلایا کہ اسطرف تشریف لائیے آپ زیر نخل کیون بیٹھے ہین جہانگیر اپنے
مقام سے اُٹھے طرف اُس نازنین کے چلے جب قریب پہونچے اُس نازنین نے جھک کر
ہاتھ مین ہاتھ ڈال دیا ساتھ لیکر طرف بارگاہ کے چلی جب بارگاہ مین پہونچی مسند
خالی بچھی تھی اُس مسند پر شاہزادہ جہانگیر کو بٹھایا دست بستہ عرض کی کہ حضور نے

۱۰

کنیز کو کیوں یاد فرمایا میں حاضر ہوں جو ارشاد ہو وہ بجا لاؤں جہانگیر نے بازدیدۂ نگاہ
مکتوب کو دیکھا تو نوشتہ پایا کہ اسے فاتح طلسم اس سے صندوقچی طلب کر اگر دیوے
تو اسی میں لوح طلسم ہے جس سے مطلب نکلے گا جہانگیر نے کہا کہ اے سرتاج حسینان و
اے افسر معشوقان یہ صندوقچہ مجھ کو دو نازنین نے ہنس کر جواب دیا کہ میرے باغ میں
تشریف لے چلیے علاوہ صندوقچی کے جان بھی حاضر ہے شاہزادۂ جہانگیر اپنے
مقام سے اٹھے اس نازنین نے ہاتھ تھام لیا بناز و کرشمہ باہر لائی اور کہا کہ
تخت پر سوار ہو جیسے جہانگیر کو اس نازنین نے تخت پر سوار کیا اور تخت اڑا کے
طرف آسمان کے روانہ ہوئی سردار روتے ہوئے پیٹتے مگر چابک بہت بیقرار
و بیتاب ہو اسی تخت کو دیکھتا ہوا چلا پانچ کوس تک زیر تخت گیا پانچ کوس پر جا کے
تخت غائب ہوا چابک صبا رفتار اسی جنگل میں بھٹکتا رہ گیا لیکن صورت بدل کے
اسی جنگل میں پھرنے لگا دل کو یقین کامل ہے کہ جو شاہزادۂ جہانگیر یا تو قید کو لے گئی
ہے یقین ہے کہ یہی لوح دار ہو جب شاہزادے کو لوح ملے کیا عجب ہے کہ میں بھی پا
شاہزادہ بیچون اس سوچ میں پھر رہا ہے لیکن وہ نازنین شاہزادۂ جہانگیر کو لیکے
چلی سامنے ایک قلعہ معلوم ہوا اس قلعے میں لیکر جہانگیر کو آئی ایک باغ میں جا کے
داخل ہوئی اور آواز دی کہ ارے کہاں گئیں قریب دو سو کنیزوں کے کنج باغ سے
پیدا ہوئیں آ کے مالکہ کو گھیر لیا مالکہ نے ارشاد فرمایا کہ فرش بچھاؤ اسی وقت چبوترے
پہ فرش بچھایا گیا مسند آراستہ ہوئی اس نازنین نے اشارہ کیا جہانگیر مسند پر آ کے
بیٹھے پھر اس نازنین نے کنیزوں کو حکم دیا کہ کچھ گاؤ ایک نازنین نہایت شوخ و شنگ
باجا بجانے لگی اور یہ غزل عاشقانہ گانے لگی۔ نظم

آنکھوں میں پھرتا ہے کوچہ دلدار کا خیال　　بلبل کو بھولتا نہیں گلزار کا خیال
ہر دم ہے دل کو ابروئے خمدار کا خیال　　کرتا ہے قتل یار کی تلوار کا خیال
ایسا میں محو جلوۂ رخسار ہو گیا　　رہتا ہے خواب میں بھی رخ یار کا خیال
سودا ہوا تصور زلف سیاہ سے　　کیا بلا ہے گیسوئے دلدار کا خیال

دن رات آسمان کی جانب نگاہ ہے — اللہ رے تیرے طالب دیدار کا خیال
حسرت سے دیکھ لیتا ہوں میں چاند کی طرف — آتا ہے جب مجھے ترے رخسار کا خیال
بلبل ترے ترانے ہیں کانوں کو ناپسند — جب سے سنا ہے اک گل بےخار کا خیال
کافی ہے ایک جنبش ابرو برائے قتل — اے ترک ہے عبث تجھے تلوار کا خیال
نظروں میں تو ہے سب گل شاداب خار ہیں — جب سے ہے دل کو اک گل رخسار کا خیال

اس خوش الحانی سے اُس نے یہ غزل گائی کہ اہل محفل تعریفیں کرنے لگے مگر جہانگیر نے خیال کر کے دیکھا کہ زمین کو گردش ہے طبیعت پر ایک گرانی پائی جاتی ہے یہ نگاہ دزدیدہ مکتوب کو دیکھا لکھا پایا کہ اے فتاح طلسم و اے سیار این عجائبات اگر تو حوالات جادو تمکو لیکر باغ دلکشا میں جائے تو بہت ہوشیاری سے کام کرنا وقت ظہور لیاقت صاحبقرانی بہت قریب ہے ورنہ زمین کو گردش ہوگی اور مکتوب قبضہ سے نکل جائیگا مکتوب کو دیکھکر شاہزادہ جہانگیر کے ہاتھ پاؤں میں رعشہ آگیا ایک طرف سے آواز آئی کہ اے فرزند رشید صاحبقران اب میرے ہاتھ سے کیونکر بچکے جاؤ گے دیکھا ایک جوان سر برہنہ گرز گلنی سو من کا ہاتھ میں لیے ہوئے اس جلدی میں آیا کہ جہانگیر نہ سنبھل سکے زینہائے آتے ہی گرز مارا جہانگیر نے بہ تعجیل سپر کو اٹھایا گرز آکر سپر پر پڑا یہ صدمہ پہونچا کہ گھٹنوں تک زمین میں غرق ہوگئے اور جوان گرز مار کر بھاگ گیا وہ نازنین کہنے لگی کہ واہ رے نگوڑے بھگوڑے میرے مہمان پر گرز مارا اور بھاگ گیا قریب شاہزادے کے آکے ہاتھ ملنے لگی شاہزادہ جہانگیر نے کہا کہ میرے قریب نہ آنا میں زمین سے نکل آؤنگا یہ کہکے شاہزادہ نامدار نے بمشکل زمین سے نکالا زمین پر قائم ہوکے کھڑے ہوئے اچھی طرح سنبھلنے نہیں پائے تھے کہ پھر وہی جوان مثل شعلہ جوالہ نکلا نعرہ کرکے قریب شاہزادہ جہانگیر کے پہونچا ایک مرتبہ گرز اس زور سے مارا کہ شاہزادہ کمر تک زمین میں غرق ہوگیا بمشکل اپنے کو نکالا کہ پھر دوسری جوان کا نعرہ ہوا جہانگیر سوچے کہ اب کی ہڈیاں ٹوٹ جائیں گی جیسے ہی اُس نے آکر گرز مارا شاہزادہ جہانگیر نے بچالا کی کلہ عمود پہ ہاتھ ڈال دیا ایک جھٹکا مارا کہ اُس نے گرز چھوڑا

شاہزادے کو پیٹ پڑا کہتا تھا کہ اے فرزند جان صاحبقران مجھ ایسا آپکو حریف نہ ملا ہوگا وہ
نازنین طرف جہانگیر کے کھڑی ہے اُس جوان کو کوس رہی ہے اور کہہ رہی ہے کہ اے
دغاباز و حیلہ ساز کوئی ایسا فریب کرتا ہے ان شہریار بے پیچے نہ پاسئے جہانگیر بر غضب
زور کر کے ملے دوڑے ہیں وہ اپنے کو بمشقت بچاتا ہے بیار گھڑی اسی حال سے لڑا
ایک مقام پہ جہانگیر ریل کے لے دوڑے مراد سے کلتو سب کی امیر ہو چکی ہیں پانچ سات
قدم پلا کے یکبار ایسا مارا کہ دونوں گھٹنے اُس جوان کے آشنائے زمین ہوئے کمر میں ہاتھ
ڈال کر اٹھا لیا چاہا کہ جھٹکا دیکر زمین پر ماروں وہ نازنین یہ کہتی ہوئی دوڑی کہ اے
شہریار اس غریب پر رحم کیجیے اسکی خطا معاف فرمائیے یہ کہتی ہوئی جو قریب آئی
شاہزادہ جہانگیر نے اُس نازنین پر اسکو کھینچ مارا وہ بیراکتا ہو کر گری جہانگیر جھپٹ کر
قریب آئے چوٹی پکڑ کے ہاتھ مارا اور سر تن سے کھینچ لیا کنیزیں یہ کہکر غل مچانے لگیں
کہ بی بی لو حیلہ داران محبت کا ثمرہ پایا اے ہماری بی بی کو مارا ارے حمایتیو
اس شخص کو مار لو شور سے باغ سے ہزارہا ساحر تیغ بکف پیدا ہوئے آکر جہانگیر
پر حملہ کرنے لگے شاہزادہ جہانگیر نے سر اُسکا پھینک کر صندوقچی کو اُٹھایا اپنے کو
حربوں سے بچا کر صندوقچی کو کھولا ایک برق چمکی کہ آنکھیں خیرہ ہونے لگیں دیکھا کہ
ایک تختی الماس ہے اسپر حروف یاقوت احمر کے ہیں اور پیشانی پر لکھا ہے کہ یہ لوح طلسم
بایں اللطف فیہن ہے شاہزادہ جہانگیر نے لوح کو چمکایا جیسے ہی لوح چمکی وہ سب ساحر
بھاگے کہتے ہوئے کہ ہم نابینا ہو جائیں گے طلسم کشا بڑا صاحب اقبال ہے دیکھو تو
لو حیلہ داران جادو کو کس مکر سے مارا وہ جوان کہ جسنے شاہزادہ جہانگیر سے گز مار اکھاڑا
وہ تڑپ کر اٹھا قدموں پر جہانگیر کے گرا کہا کہ اے شہریار بعد مدت دن بیدار آپ نے
مجھ سے ان ساحروں کے ہاتھ سے نکالا فغفور چینی میرا نام ہے ملازم آسمان پیری رہا جب
آپکے قبلہ و کعبہ پردۂ قاف میں آئے تھے آپکے والد ماجد کے ساتھ رہا اور جنگ تھا
صاحبقران عالی شان نے کوہ زہرہ چہرہ پر عفریت کو مارا ہزارہا نذر دیو
کوہ قاف سے بھاگے پردۂ دنیا میں آگئے تھا جیسے غلام بھی آئے اور قاصد

طمطراق جادو اس طلسم مین آیا اُسنے دھوکے سے مجھے اس طلسم مین باندھا ہزارون تھد گا
خدا میرے ہاتھ سے مارے گئے مگر آپ طلسم کشا ہین چاہیے اپنے سردارون کو رہا کیجیے
لوح مین ملاحظہ فرمالیجیے جو مین عرض کرتا ہون خلاف ہو یا مقید ہے صفات صاف ہے
بدون ملاحظۂ لوح کوئی کام نہ کیجیے گا اب شاہزادہ جہانگیر نے دیکھا کہ مکتوب ہے تو نالوح
ہوا لوح طلسمی موجود ہے قول فغفور چینی کو ملاحظہ فرمایا لاشہ دیکھا کہ یہ شہزادہ دو قوت
ہے مگر اسکی حفاظت کرنا یہ مضمون دیکھ کر جہانگیر فغفور کے ساتھ چلے وہ اُنکی بارہ دری
مین لایا کہ جہان اس نازنین نے جلسہ آراستہ کیا تھا لاشہ اُسکا پڑا تھا فغفور نے فرش
ہٹایا بیچ مین ایک تختۂ سنگ لگا تھا کہا کہ اے شہریار اس تختۂ سنگ کو ہٹائیے جو
نقب نکلیگا اسمین تشریف لے جائیے شاہزادہ جہانگیر نے تختۂ سنگ ہٹایا اور اس
نقب مین داخل ہوے سیڑھیون کو طے کرکے باہر نکلے دیکھا کہ ایک میدان سرسبز
شاداب ہے گھاس وہان کی مثل ریشم کے نرم نرم ہے ہواے معتدل چل رہی ہے
کہ ایک طرف سے آواز آئی اے طلسم کشا غلام کو بچائیے دیکھا کہ ایک ساحر سرسے
چابک صبا رفتار کو گھیرا ہے چابک بھاگتا پھرتا ہے جہانگیر نعرہ کرکے جا پہنچے لوح
چمکائی ساحر بھاگا چابک دوڑ کر قدمون سے لپٹا کہا کہ حضور آپ کے تشریف لانے کے
بعد گینڈا بنکے یہ ساحر مجھکو اُٹھا لایا اب مین اسکے قبضے سے چھوٹا ہون بھاگا بھاگا پھرتا
تھا یہ چاہتا تھا کہ گرفتار کرے حضور کو دیکھ کر مین نے غل مچایا جہانگیر نے ہنس کر کہا
کہ جہتر صاحب قریب آؤ چابک ہاتھ باندھے ہوے قریب آیا جہانگیر یا تو فیر نے لوح طلسمی
کاندھے سے اُسکے مس کی چابک نے ایک چیخ ماری بدن سے شعلۂ آتش نکلا مثل ہیزم
خشک جل کر تمام ہوا آواز آئی کہ کشتی مرا نام من نردبان جادو بود دوسری طرف سے
آواز آئی کہ اے شہریار غلام کو بچائیے غلام کا خاتمہ ہوتا ہے جہانگیر نے پلٹ کے
دیکھا کہ ایک ساحر نے ہامان کو پکڑا ہے گلے مین پھانسی لگا رہا ہے جہانگیر جھپٹے ساحر نے
پھانسی گلے مین ہامان کے ڈالدی اور ایک جھٹکا مارا کہ ہامان کی آنکھین نکل آئین
تڑپ کے تمام ہوا شاہزادہ جہانگیر نے جو اپنے رفیق کا لاشہ دیکھا بیتاب و بیقرار ہو

فرماتے تھے کہ ای رفیق شفیق تو نے ہماری محبت میں جان دی کہ تیسری طرف سے رونے کی
آواز آئی کہ جیسے کوئی رو رو کر کہتا ہو کہ اے شہریار لونڈی نثار ہوتی ہے اب ہمارے
آپکے عدم میں ملاقات ہو گی دیکھیے اب کیا گذرے اُن لوگوں سے سامنا ہو کہ جنکی طرح
سے آگاہ نہیں قبر کی تنہائی پرسش نکیرین براے خدا صحیفہ ابراہیمی تلاوت فرمائیے گا
شاہزادہ جہانگیر نے پلٹ کر دیکھا کہ وہی ساحر جسنے یہاں صحرا نوردی کو مارا تھا ملکہ
رنگین قمر طلعت کے سر پر تیغ لیے کھڑا ہے ملکہ رنگین کلام حسرت کہہ رہی ہے جہانگیر
جھپٹے للکارتے ہوے کہ او جلاد صاحب بیداد تیغ نہ مارنا اُس ساحر نے خنجر مارا ملکہ
رنگین کا سر کٹ کر گرا لاشہ خون میں تڑپنے لگا سر بریدہ رنگین کا دیکھ کر جہانگیر کو
تاب نہ آئی دوڑ کر سر اٹھا لیا رخسار کے بوسے لیتے تھے فرماتے تھے کہ اے ثابت قدم
کوے محبت تو نے ہماری محبت میں جان دی افسوس ہے کہ قاتل کبھی تیرا نکل گیا خنجر کمر
سے نکالا کہ اپنا گلا کاٹ لوں کہ درخت پر سے رونے کی آواز آئی جہانگیر بالوقیر نے سر اٹھا کر
دیکھا کہ ایک طوطی زرین بال و پر درخت سے سر پیٹ رہی ہے مثل انسان کے گویا ہے کہ
مقام افسوس ہے ماجرا یہ ہے اُس سے صلاح نہ کرے جہانگیر کو یاد آیا لوح کو جو
ملاحظہ کیا اُسمیں نوشتہ پایا کہ اے فتاح طلسم یہ سب انظر فریب ہیں نمود ہے جو طلسم کی
لوح کا عکس لاشہ رنگین پر ڈالا تو سب حال کھل جائیگا شاہزادہ جہانگیر نے سر
پھینکا لاشہ پر جو سایہ لوح کا ڈالا ایک دھواں بلند ہوا دیکھا کہ لاش سے ایک پتلا
ہے لاحول پڑھ کر سر پھینکا لگے حیران تھے کہ یہ مددگار کون تھا پتا سا خیر خواہ تھا کہ جسنے
جان بچائی بڑا اسکا خیال رہا تھوڑی ہی دور آگے بڑھے تھے کہ دیکھا ایک گنبد ہے گنبد کے
دروازے پر چند شیر بیٹھے ہیں جہانگیر نے لوح کو دیکھا ان شیروں نے شاہزادہ
جہانگیر پر حملہ کیا جہانگیر نے جسکے سامنے لوح کر دی وہ چیخ مار کے بھاگا ان شیروں کو
بھگا کے در گنبد پر آئے جب قفل توڑا تو کراہنے کی آواز آئی ثابت ہوتا تھا
کہ کوئی دردمند کراہ رہا ہے اندر آ کے دیکھا کہ ایک جوان اٹھارہ بیس برس کا سن
تاج ڈھلکا ہوا آنکھوں میں حلقے چہرہ اداس عالم یاس زمین پر پڑا ہوا [illegible]

رہا یہ شاہزادہ جہانگیر نے آکر لوح کا عکس چھوڑا ماران سیاہ جو جسم سے لپٹے
ہوئے تھے وہ چھوڑ کر اُس جوان کو علیحدہ ہوئے اُس جوان نے آنکھیں کھول کر کہا کہ
اے معین و مددگار آپ کون ہیں کہ آپ کے قریب آنے سے روح کو راحت و قلب
کو قوت حاصل ہوئی ماران سیاہ جو صدمے سے ہوشیار رہے تھے وہ ہٹ گئے جہانگیر
نے قریب پہونچکر زبان سے اُسکی سوزن نکالی سوزن زبان سے نکلتے ہی اس جوان نے
کچھ ہونٹھ ہلائے کہ جھٹکا پان بیڑیان کٹ گرین وہ جوان اُٹھا کہ قدموں سے لپٹ گیا
کہا کہ کیا آپ کے پاس لوح طلسمی ہے آپکا نام نامی شاہزادہ جہانگیر فرزند امیر کبیر ہے
جہانگیر نے اقبال کیا اُس جوان نے رو کر کہا کہ اسے شہر یار میں وزیر ان طلطراق میں
ہون ملک سہیل آسمان سپر کہ بزرگ طلسم ہیں اُنھوں نے مجھے پرورش کیا تھا
محبت فرماتی ہیں طلطراق کو ذوق پیدا ہوا کہ ایسا نہ ہو اس کو بادشاہ کر دیگا
واسطے شکار کے بہانے لے گیا دم دے کر پکڑ لیا اس مقام پر کہ حاکم سفتری جادو
ہے اُسکے سپرد کیا وہ ملعونہ خود مجھ پر عاشق ہوئی عجب عجب صدمات پہنچائی تھی
ایک شب میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک مرد بزرگ مژدہ دیتے ہیں کہ فرزند ارجمند
صاحبقران زمان جہانگیر نوجوان آکر تجھکو رہا کریگا اب میں آپ کے ساتھ ہوں
تشریف لے چلیے میں آپکو مقام سفتری جادو بتاؤں اسکے قریب سے اپنے کو
بچائیے گا سفتری نام ہے قصور اسکے ہر کلام میں ہے شہباز معلوم کیا کیا فساد برپا کرتی
ہے میں بلا حفظ لوح کوئی کام نہ کیجیے گا یہ کہتا ہوا ساتھ چلا یاقوت تاجدار اپنا نام بتا کے
کہا کہ میں دربار طلطراق تک حضور کو پہونچا دونگا جب گنبد سے باہر نکلے
سامنے چشمہ آب تھا شاہزادہ جہانگیر نے کہا کہ اے یاقوت حلق میں کچھ تھوڑا پانی
لاؤ یاقوت قریب چشمے کے پہونچا چاہا کہ پانی لوں چشمے سے ایک نہنگ نکلا اور
یاقوت تاجدار کو لپیٹ گیا یاقوت نے آواز دی کہ غلام کو بچائیے جہانگیر بچاتے وہ
نہنگ یاقوت کو لیکے چشمہ میں سمایا شاہزادہ جہانگیر کو بڑا قلق ہوا کہ ایک رفیق
ملا تھا وہ بھی جدا ہوا یہ دل سے کہتے ہوئے تھوڑی دور آگے بڑھے تھے کہ گلے کی

آواز کان میں آئی سر اٹھا کے دیکھا کہ سامنے ایک قصر ہی اُسمیں سے گانے کی آواز
آتی ہی جب قریب قصر پہونچے تو ایک تاجدار قصر سے نکلا آ کے شاہزادہ جہانگیر کو سلام کیا
اور دست بستہ عرض کی کہ غلام اس سرحد کا حاکم ہی شیر نگ تاجدار نام ہی طمطراق جادو
بادشاہ طلسم یہاں آیا چاہتا ہی حضور چلکر صحبت میں بیٹھیں جب طمطراق آئے تو اسکو
مار لیجیے تمام طلسم پر قبضہ ہو یہ سنکر شاہزادہ جہانگیر خوش ہوئے ساتھ اُس تاجدار کے
قصر میں آئے دیکھا کہ قصر نہایت آراستہ و پیراستہ ہی مسند شاہانہ دستی چند نازنینان
مہ جبین ہیں ایک رقاصہ مصروف عیش و نشاط میں ہیں تاجدار نے بصد اعزاز و
اکرام شاہزادہ جہانگیر کو لاکے مسند پر بٹھایا رقاصہ سے اشارہ کیا ایک ایک سے
کہتا ہی یہ ہمارے ملک میں انکی اطاعت سے جان بچ جائیگی وہ رقاصہ اپنے مقام
سے سلام کرکے اٹھی گت ناچی گت ناچ کر سامنے بیٹھکر یہ غزل عاشقانہ گانے لگی نظم

وہ جہان سے ہوں اے چرخ ستمگار جدا
ایک ہفتہ تو نہ ہو تجھ سے مرا یار جدا

میان سے کرتا ہی وہ ترک جو تلوار جدا
تن سے ہوتے ہیں سر عاشق غمخوار جدا

اور معشوق میں یہ غمزہ و عشوہ ہی کہاں
تیرا انداز زمانے سے ہی اے یار جدا

اے مسیحا تری آنکھوں میں ہیں عاشق دو لیا
دل بیمار جدا نرگس بیمار جدا

یار احسان خلائق سے مجھے نفرت ہی
رہے کیونکر نہ مری سقف سے دیوار جدا

دل صد چاک پہ اک پیچ نیا پڑتا ہے
زلف کا شانے سے ہوتا ہی جو ہر تار جدا

عمر بھر ساتھ نہ اے رشک پری چھوڑونگا
سایہ کی شکل سے ہونگا تو نہیں تیرا جدا

در خدا کا ہی تو ہی پاس صنم کبھی اے دل
شیخ تسبیح سے کیونکر کرے زنار جدا

ایک جا رہنے نہیں پاتا فلک کے ہاتھوں
میں جدا رہتا ہوں اے تو مرا یار جدا

وہ نازنین گاتی جاتی ہی بتانے میں نہایت تکلف کرتی ہی کبھی اپنے سینے پہ ہاتھ رکھتی ہے
اسطرح سینہ ابھارتی ہے اور آنکھ چار کرکے اشارے کرتی ہی کہ شاہزادہ جہانگیر
بیتاب و بیقرار ہو جاتے ہیں جوں جوں گانا سنتے ہیں ہوش و حواس میں فرق آتا جاتا ہی
اُس نازنین نے گاتے گاتے تلوار کی جانب اشارہ کیا شاہزادہ جہانگیر نے پرتلے سے

تلوار نکالی رقاصہ کو دے دی بعد تھوڑی دیر کے اُسنے کمان کو اشارہ کیا شاہزادے نے
کمان بھی دے دی جب سب سلاح دے چکے تو اُسنے چٹکی سے زمین سے تھاما اُچھلنے لگی
تہ اتی جاتی ہے اور لوح پر اشارہ کرتی ہے کہ یہ مجھے دیجئے تاجدار سر پر کس رانی کر رہا ہے
جہانگیر نے لوح اُتار کے گلے سے رقاصہ کو دی جیسے ہی لوح رقاصہ کے ہاتھ میں آئی
تاجدار سے آنکھیں ملا کر رقاصہ نے کہا کہ لو اے مفتری کام ہو گیا اب کیا باقی ہے
سب نے دیکھا کہ پاؤں وہ تاجدار تاج مرصع پہنے ہوئے مصروف خدمتگاری تھا اب
دیکھا کہ ایک ساحرہ سیہ فام بد انجام کوڑا ہاتھ میں لیے کھڑی ہے کہہ رہی ہے کہ کیوں
پھر تمہارا کار نمایاں دیکھا لوح طلسمی یوں لیتے ہیں یوں دغا کا دیتے ہیں اب تیر
ہاتھ سے بچ کر کہاں جائیے گا شاہزادہ جہانگیر نے چاہا کہ قبضے پر ہاتھ ڈالیں تلوار پہلو
میں نہ پائی دوش پر ہاتھ ڈالا حلقہ کمان سے شانے کو خالی پایا گھبرا کے اپنے مقام
سے اُٹھے مفتری نے اشارہ کیا جہانگیر کے حلقہ ڈالا ہتھکڑیاں بیڑیاں لا کر کنیزوں
نے شاہزادے کو قید پہنائی جب شاہزادہ مسلسل و مطوق ہو چکا مفتری نے ایک
اژدہا اڑا جلے پر شاہزادہ جہانگیر کو سوار کیا مفتری طاؤس پر سوار ہوئی کنیزیں
باز و بط و قمریوں پر سوار ہوئیں اس طرح قید لیکر طرف قلعہ طلسمی کے چلی اور
جو قید طلسم کشا دیکھتا ہے وہ مفتری کی تعریفیں کرتا ہے مفتری جادو سے کوچ
کرتی ہوئی سامنے قلعہ طلسمی کے پہونچی شاہزادہ جہانگیر نے دیکھا کہ ایک قلعہ آہنی
نہایت بلند و مرتفع ہے اُسپر توپیں لگی ہوئیں ہیں ساحر ٹہل رہے ہیں جو کہ نشان
ہوا میں اُڑ رہے ہیں خندق میں پانی جوش مار رہا ہے کہ دروازہ قلعے کا کھلا ساحروں
نے پل تختہ ڈالا مفتری کو آگے کر لیا ہر ایک ساحرہ یہی پوچھتی ہے کہ کیونکر ہوا اس
ہوشیار کو کیونکر گرفتار کیا مفتری سب سے حال بیان کرتی ہوئی قلعے میں آئی تمام
سرداران طمطراق و وزیران با شوکت برائے استقبال مفتری آئے مفتری کو
لیکر دربار میں طمطراق کے پہونچے شاہزادے نے مثل اہل اسلام سلام کیا طمطراق
نے کہا کہ اب یہ جوان چراغ سحری آفتاب لب بام ہو رہا ہے اسکی پاؤں کا تیرا نام

خدا اسے نادیدہ کی تعریف کرتا ہے اب وہ صلاح کرو کہ سارے اہل طلسم کی جان بچے
جس روز سے یہ لوگ آئے لاکھوں ساحر مارا گیا قلعے اسلام آباد ہو گئے ہر مقام پہ
ان ہی کی عملداری ہے سب دربار میں خوشیاں کرنے لگے قضا سے کار رفتنی
یاقوت تاجدار ملکہ برقان تو بیکار دربار میں بیٹھی ہوئی ہے سفری جادو کی تو
بڑی قدر ہے برقان سے جو یہ حالات دیکھے اور یہ بھی ذکر تھا کہ یاقوت تاجدار
نے رہائی پائی تھی مگر گرگین جادو کی زوجہ باہری جادو نے گرفتار کر لیا آنکھوں میں
آنسو بھر کے بولے رنجیدہ کہتی ہے کہ افسوس فلک نے یہ کیا سامان دکھایا میرا ایک کا
یہی قول تھا اور بزرگوں نے خواب میں کہا یہی خبر سنائی تھی کہ طلسم کشا آ گئے ہیں
دلیر کو رہا کیا مگر افسوس ہے کہ رہا بھی ہوئے اور قید بھی ہو گئے اب آنسو سے ملاقات کیونکر
ہو گی فلک نے عجب گردش دکھائی دیکھئے اب کیا ہوتا ہے طمطراق مشیروں سے صلاح
کرنے لگا کہ یارو مقدمہ لوح میں کیا کیا جائے میں نے سنا ہے کہ اس جوان کے بھائی بھتیجے
صاحبان لیاقت ہیں اور سب نے طلسم توڑے ہیں ایسا نہ ہو اب اسکے قتل سے
وہ لوگ یاد کریں جہاں کہیں لوح ہو گی حاصل کریں گے ایسی مکارہ کے پاس لوح
تھی اور کیا قاعدے سے مقرر تھے مگر وہ سب قاعدے شکست ہو گئے اور لوح طلسم
حاصل ہو گئی اور اب مشکل یہ ہے کہ دربند ٹوٹ گئی مرحلے بھی شکست ہو چکے جو کوئی قصد
کریگا وہ سب یہ طلسم میں چلا آئیگا لوح حاصل کریگا ایسے مقام پر لوح رکھو کہ کوئی
لوح نہ پا سکے بلکہ نگاہ نہ اٹھا سکے کسی نے کہا کہ لوح توڑ ڈالیے طمطراق نے کہا کہ یہ
غیر ممکن ہے لوح کو توڑ نہیں سکتے آخر یہ صلاح ہوئی کہ یہ دہ قاف میں ایک تھا
زیر کہ اسکو چہار موجہ سلیمانی کہتے ہیں طبقہ زمین وہاں کا ٹوٹا ہوا ہے پانی ہی
پانی ہے اگر کوئی ساحر وہاں جائے اور لوح کو چہار موجہ میں پھینک کر چلا آئے
تو پھر تا روز قیامت کوئی لوح نہ پائے ایک ساحر ہے کہ اسکا نام سحاب جادو ہے
وہ اپنے مقام سے اٹھا اور دست بستہ عرض کی کہ اے بادشاہ طلسم آپ نے بہت
خوب عہدہ بہت بجا فرمایا میں ایک دن سیر کرتا ہوا جاتا تھا قصر البحرین پر پہنچا

وہاں سے مین نے دیکھا تھا کہ اسطرف جہاز بھی نہین آتے دور سے پلٹ جاتے ہین
وہان کا پانی چرخ مارتا ہو اگر کوئی وہان جاکر پھنسے نکلنا سخت دشوار ہے اکثر جہاز جو جاکر پھنسے
اُنپر کے لوگ مرگئے جہاز وہان چرخ مار رہے ہین اگر غلام کو حکم ہو تو غلام وہان جاکے
لوح پھینک آئے طلطراق نے عقاب جادو سے عہد واثق لیا کہ راہ مین کہین
ٹھہرنا قصر البحرین پر جاکر اترنا اور کسی مقام پر نہ اترنا عقاب نے کہا کہ غلام اسقدر
تیز پرواز ہے کہ تیسرے دن پلٹ کر حاضر ہوگا لوح کو پھینکتے ہی فوراً چلا آئیگا طلطراق
نے عقاب جادو سے عہد و پیمان لیکر کہا کہ اے سفیری تمنے وہ کار نمایان کیا کہ
تمام اہل طلسم کی جان بچائی ورنہ سب مارے جاتے تم تین دن طلسم کشا کو اسی قلعہ
مین قید کرو جب عقاب پلٹ کر آئے اُسدن میدان خونی کی تیاری کرو اُس دن
طلسم کشا قتل ہو تب ہم سب کو آرام ملے سفیری نے عرض کی کہ حضور ایسی تجویز سوچی
اُردن آراستہ تیار کردہ تھی پہلے طلطراق نے لوح ہاتھ مین عقاب جادو کے دیا
کہا کہ اے عقاب مین نے تمھین خداوند سامری و جمشید کے سپرد کیا مگر [illegible] عقاب
کہین راہ مین نہ ٹھہرنا عقاب نے عرض کی کہ غلام کسی مقام پر نہ ٹھہریگا اور نہ کسی
ملاقات کریگا تین دن کا کھانا پانی مین نے جھولی مین رکھ لیا ہے جاکے لوح پھینکا
چلا آؤنگا چھ پہر مین جاؤن اور چھ پہر مین آؤن اگر کسی اور شخص کو بھیجیے گا تو ایک
مہینے مین جائیگا اور ایک مہینے مین واپس آئیگا اس رائے کو سب وزیروں نے
پسند کیا کہ حضور نے واسطے لوح کے کیا خوب تدبیر کی لوح کو غائب کیا
اب لوح کسی کو نہ ملیگی اگر سو برس وارثان طلسم کشا آئین گے تو [illegible] چلے
جائین گے عقاب جادو لوح کو لیکر نکلا مگر برقان یہ انتظام دیکھکر [illegible]
ہوا غضب ہوا حقیقت مین لوح ایسے مقام پر جاتی ہے کہ اب جسکا ملنا نہایت دشوار
ہوگا اسے برقان اسی عقاب کا تعاقب کرون اگر اسکو راہ مین پاگئی اور مار کر
اسکو لوح پائی اور طلسم کشا کو دی تو یاقوت تاجدار کی رہائی پائیگا ورنہ مین بھی
اپنی جان دونگی یہ سوچ کر بارگاہ سے نکلی اور تعاقب مین عقاب کے چلی

لوح لیکر نکلی ہیں طلسم کشا کے جہادی لوح جو گلے میں طلسم کشا کے آئی قید ٹوٹ کر گری شہزادی
سے چھوٹے یہ معرکہ دیکھا کئی ہزار جادوگرنیاں جو اسکے ساتھ ہیں انکو اشارہ کیا کہ ارے صاحب
برقان جادو صاحب شہنشاہ پر غضب ہوا کہ طلسم کشا کو لوح دیدی جلد طرف طلسم کشا
کے چلیں چند سے کہا کہ جا کر شاہ کو خبر کرو معلوم ہوتا ہے کہ عقاب جادو مارا گیا جب تو
اس ظالم نے لوح پائی کیونکہ دستیاب ہوئی اس ظالم نے بڑی کوشش کی شاید اسنے
یا عقاب جادو کو مارا لوح لیکر آئی ہے طمطراق کو جو یہ خبر پہونچی غصے میں دیار الامارہ
شاہی سے نکلا نعرۂ طلسم کشا کی آواز سنی۔ نعرہ جہانگیر

جہانگیر ابن امیر عرب ۔ بعالم جہانگیر ذوالقب
اگر تیغ گیرم برکشم از غلاف ۔ تزلزل فتد در میان مصاف

نعرہ کرکے شاہزادہ جہانگیر لڑنے لگے رشیان شہر سے جو یہ خبر سنی اپنے اپنے محلے سے
دوستوں کو ساتھ لیکر نکلے وہیں سے سبھوں نے اپنے اپنے نام کے نعرے کیے کہ ہم
غلامان طلسم کشا ہیں شہریار ہمکو یقین کامل ہوا کہ آپ قاتل طمطراق ہیں اسنے لوح کی
وہ تدبیر کی تھی کہ امید نہ تھی کہ اب کوئی اہل دنیا لوح پائیگا مگر آپ صاحب اقبال نامی و
نامدار فرزند صاحبقران عالیوقار ہیں کس لطف سے آپ کو لوح ملی کسی کو امید نہ تھی کہ آپ
آپ رہائی پائینگے اگر صاحبان اقبال کے لیے ایسا ہی ہوتا ہے کہ جیسا آپ کے لیے ہوا
جو جہانگیر کے قریب آیا اسکو شاہزادہ جہانگیر نے امان دی برقان کی وجہ سے کئی ہزار
جادوگر آگے بڑھے برقان نے بڑھکر عرض کی کہ یہ سب غلامان حضور ہیں کبھی اطاعت سے
گردن تابی نہ کریں گے ہر ایک کی پشت پر طلسم کشا نے ہاتھ رکھا کئی ہزار آدمی ساتھ
ہوگئے طمطراق جادو نے جو دیکھا کہ اہل فوج کے بھی لوگ شریک ہوگئے گھبرا گیا
مگر برقان نے سفتری کو گھیرا سفتری نے پکار کے آواز دی کہ او نادان بیوقوف
تو نے غضب کیا کہ لوح لا کے طلسم کشا کو دی اب میرے ہاتھ سے زندہ نہ بچیگی یہ کہکے
سفتری نے ہاتھ سے ایک طائر چھوڑا اور پکار کے آواز دی اسے طائر ساحر کا
برقان کو دیوانہ تو کر دے طائر نے گرد سر برقان کے چکر مارا ایک چیخ ماری کہ برقان

مشغول ہیں افسر لڑ رہے ہیں اور جہانگیر مصروف جنگ ہیں بجائے سپر لوح ہاتھ میں داہنے
ہاتھ میں تیغ کھینچا ہوا شیرانہ ونہنگانہ لڑتے ہوئے آتے ہیں اکثر افسران فوج جرأت
شوکت دیکھ کر فریاد کرتے ہیں کہ اے شہریار ہم آپ کی اطاعت کرتے ہیں ہماری
جان بخشی فرمائیے اس طرح سے کئی افسر شریک ہو چکے ہیں ساٹھ ستر ہزار جادوگر ہمراہ
رکاب ہیں جن کے سحر کر رہے ہیں طمطراق طرف وزیروں کے متوجہ ہوا کہا کہ یارو آپ
سکانے ہو گئے کیا بڑا وقت ہے اسے وزیرو تم دیکھتے ہو کہ طیفور و اسفور دونوں بھائی
شریک ہوئے وزیروں نے فوج کو ترغیب دی خود بھی بڑھ کر سحر کیا آتش سحر برسائی
ساتھ کے ساحر طلسم کشا کے حیران ہو کر کھڑے ہو گئے سحر کرنا بھولے اس وقت برقان
آ کے پہونچی کہ طلسم کشا لوح چمکا رہے ہیں برقان نے آ کر سلام کیا کہا کہ اے شہریار میری
خیرخواہی سرکار پر بخوبی ثابت ہے ذرا لوح مجھکو دیجیے میرے حواس درست ہوں شاہزادہ
جہانگیر نے لوح کو سامنے کیا جیسے ہی عکس لوح کا پڑا سحر جو مفتری نے کیا تھا وہ
اتر گیا شاہزادے کے قدموں پر گر پڑی کہا کہ اے شہریار میں سحر میں مفتری کے
تھی آپ سے لوح لینے آئی تھی بیشک ہو کہ لوح کو دیکھتے ہی ہوش میں آ گئی اگر آپ
لوح دے چکاتے تو میں لوح لیکر مفتری کو دے دیتی اب میں جا کے مفتری سے مقابلہ
کرتی ہوں یہ کہہ کے برقان جھپٹی للکار کے آواز دی کہ او مکارہ جو سحر تو نے کیا تھا
وہ اتر گیا اب میں تیرے مقابلے کو آئی ہوں مفتری نے جو برقان کو ہوش میں
پایا جل گئی پیچھ کو ہٹیا آپس میں پنجہ چلنے لگا مفتری تو ساحرہ زبردست ہی اس طرح
کا پنجہ مارا کہ سر برقان کا زخمی ہوا چاہا کہ سر کاٹ لوں برقان نے پکار کر آواز دی
کہ اے شہریار لونڈی رخصت ہوتی ہے شاہزادہ جہانگیر نے فوراً پلٹ کے دیکھا
کہ برقان کے سر سے خون بہ رہا ہے پیچھے ہٹتی چلی آتی ہے اور مفتری نے
سامنے میں تلوار کے لیا ہو چاہتی ہے کہ بڑھ کے تو ہاتھ ماردوں جہانگیر باقوت جسم
جست و خیز کر کے قریب پہونچے سینہ سپر کر کے سامنے مفتری کے ہو گئے برقان کو
ہٹایا مفتری نے پنجہ جہانگیر پر مارا جہانگیر نے لوح کو سامنے کیا عکس جو لوح طلسمی کا

مشتری کے پر پڑا اتنا جینا ہو گئی اور سے جہانگیر نے ہاتھ مارا مشتری یوں ہی سامنے کھڑی ہو گئی
شمشیر جو جھکا کر گرا مشتری کے دو ٹکڑے ہو کے مرتے ہی مشتری کے اندھیرا ہو گیا آواز
آئی کہ قتل ہوئی میرا نام مشتری جادو بود مرنا مشتری کا جو طمطراق نے سنا گھبرا گیا وزیروں سے
کہا کہ بڑی رفیق قتل ہوئی اب میں نہ ٹھہرونگا راہ میں ایک گنبد ہے اسکو گنبد ساحری
کہتے ہیں وہاں کی حاکم دنیا طلسم ملکہ سیمبر صحرا نورد ہے کہ وہ بزرگ طلسم ہے اسکے پاس
جاتا ہوں وہ میری بزرگ ہے شاید کوئی تدبیر بتائے وزیروں نے کہا کہ بہتر ہے نکل چلئے
اب یہاں ٹھہرنا مناسب نہیں قلعے میں قبضہ طلسم کشا کا ہو گیا اہل قلعہ اطاعت کرنے لگے
جاتے ہیں طمطراق اسی جنگ مغلوبہ میں تخت پر سوار ہوا وزیروں کو ساتھ لیا تخت کو بلند
کرکے آواز دی کہ جسکو ہمارا ساتھ دینا نہیں منظور ہے وہ قلعے میں رہ جائے اور جسکو ساتھ
دینا منظور ہو وہ میرے ساتھ چلے میں نے سلطنت سے ہاتھ اٹھایا تخت جو اڑا کئی لاکھ
ساحر طمطراق کے ساتھ چلے اہل قلعہ بعد جانے طمطراق کے فریاد و الغیاث کرنے لگے
اکثر روسا سے اپنے ہاتھ باندھ کر سامنے آئے کہا کہ اے شہریار طمطراق تو نکل گیا حضور
کے ہم تابعدار ہیں اب اسی لیے ہم مطیع اسلام ہوتے ہیں کئی ہزار ساحر تعبد فی مطیع
اسلام ہوئے شاہزادہ جہانگیر فتح و فیروزی داخل قلعہ ہوئے قیدیوں کو آ کے
رہا کیا ملکہ رنگین قمر طلعت و چتر پیا اور پری پاد و مولاج و ملکہ ماہ رخسار وغیرہ نے رہائی
پائی اسی قید خانے میں یاقوت تاجدار بھی قید تھا برقان معشوق کو دیکھ کے بہت
خوش ہوئی کہتی تھی صاحب میں نے تمہارے واسطے جانبازی کی کہ جان بچا گئی
مگر خدا نے اپنا فضل شریک حال کیا کہ جو میں نے ارادہ کیا وہ پورا ہوا یہ کہا طرف
شاہزادہ جہانگیر کے متوجہ ہوئی کہا کہ اسے شہزادے طمطراق سے ہاتھ اٹھا لیجئے وہ جان
بچا کے بھاگ گیا ہر چند کہ اسکے زندہ رہنے سے یہ خرابی درپیش ہے کہ جب کبھی موقع
پائیگا اس قلعے پر چڑھ آئیگا شاہزادہ جہانگیر نے کہا کہ ہم لوگوں کا یہ دستور نہیں کہ
جسپر قصد کریں پھر اس سے ہاتھ اٹھائیں بغیر اسکے کہ یا اسے مسلمان کریں یا اگر
مسلمان نہ ہو اسے قتل کریں تعاقب طمطراق کا نہ چھوڑیں گے یہ کہہ کر ہرکاروں کو

حکم دیا کہ مفصل دریافت کرو طمطراق کہاں گیا ہرکارے واسطے خبر کے چلے گئے طمطراق
جو گنبد سامری میں پہنچا حاکم اس گنبد کی ملکہ سیمبر سحر انورد گنبد میں بیٹھی ہے
کہ ہرکاروں نے آ کے خبر پہنچائی طمطراق شکست خوردہ آتا ہے سیمبر نے کہا کہ ہم جانتے
تھے اس سال میں فساد برپا ہوگا جیسے جیسے طمطراق نے غرور کیا اسی کا یہ انجام ہوا
یہ کہکے سیمبر واسطے استقبال کے نکلی آگے طمطراق کا سامنا کیا سامنا ہوتے ہی
طمطراق نے کہا کہ اے معین و مددگار و اے سرپرست طلسم قلعہ طلسمی تبہ سے چھینا
اے سیمبر آپکے پاس آیا ہوں فریاد لایا ہوں اس وقت میں میری مدد کیجئے قلعہ طلسمی
طلسم کشا نے قبضہ کر لیا بڑے بڑے ساحر طلسم کشا کے ساتھ ہیں ان سب کی میں فکر
کر سکتا ہوں سیمبر نے کہا کہ اے طمطراق تم جانتے ہو کہ تم پر کیوں زوال آیا باعث
یہ ہوا کہ دین جو یار تھے اختیار کیا ہفت پیکر ایک ساحر زبردست ہے جنہوں نے قوم
ہنود سب نے اختیار کیا پوتا سامری کا جمشید کا شہر اسقلانیہ میں ہے اسکے پاس جا
دین قدیم اختیار کرو اور اعتقاد ہفت پیکر دل سے نکال ڈالو طمطراق تو جی سے زیادہ
گھبرایا ہوا تھا فوراً آمادہ ہو گیا سامری ثانی نبیرہ سامری شہر اسقلانیہ کا حاکم ہے
اسی وقت تیاری چلنے کی کی گئی سیمبر مع پانچ سو ساحروں کے طمطراق کو لیکر طرف
شہر اسقلانیہ کے چلی چند روز میں منزلیں طے کیں جب سامنے شہر کے پہنچی تو دیکھا
کنگرہ ہائے قلعہ سے شعلہ ہائے آتش نکل رہے ہیں وہ شعلہ ہائے آتش بلند ہو کے
آواز دیتے ہیں کہ یا خداوند سامری ثانی تیری خدائی برحق ہے سیمبر نے کہا کہ اے طمطراق
یہ ظہور خداوندی دیکھ طمطراق نے وہیں سے سجدہ کیا پکار کر آواز دی کہ اے سامری
ثانی میں نے دل سے تیرا اعتقاد کیا ہفت پیکر پہ لعنت کرتا ہوں یہ کہکے اسی مقام
پہ ٹھہر گیا سیمبر نے ایک عرضی لکھی کہ یا خداوند سامری ثانی آپکا بندہ قدیم طمطراق
جادو بادشاہ طلسم بین الطرفین معتقد ہو کے حاضر ہوا ہے امیدوار ہوں کہ
باریاب ہوں یہ عرضی لکھ کے سیمبر نے ہوا پر اڑا دی ایک طائر آسمان سے پیدا ہوا
عرضی کو منقار میں دبا کے لے گیا دوسرے دن صبح کو طمطراق نے دیکھا کہ کئی سو جوان

واسطے استقبال کے آئے طمطراق وسیمبر کو بیچ میں لیا شہر میں
طمطراق جادو نے شہر میں آکر دیکھا کہ جابجا درخت ہیں اُن درختوں
زمزمہ سرا زمزمہ سرائی کر رہے ہیں تعریف سامری ثانی زبان پر ہے ہر طرف سے
یا خداوند سامری ثانی کی صدائیں بلند ہیں طمطراق جادو یہ عجائب و غرائب دیکھتا ہوا
قریب ایک دیر کلان کے آیا دیکھا کہ دروازے پر دیر کے گھنٹے نواز و ناقوس نواز
و برہمن و چھتری پیتمبری دھوتیاں باندھے ہوئے تلک ماتھے پر لگائے ہوئے
یا خداوند سامری ثانی پکار رہے ہیں طمطراق جادو دروازے پر دیر کے آیا سیمبر
طمطراق کو ساتھ لیکر اندر دیر کے پہونچی دیکھا کہ تخت پر ایک تاجدار بیٹھا ہے گرد
امیران سلطنت و وزیران ایستادہ جمع ہیں وہ تاجدار سب سے باتیں کر رہا ہے
طمطراق نے بڑھکر سجدہ کیا سیمبر نے دست بستہ عرض کی کہ یا خداوند سامری ثانی یہ
بندۂ قدیم برگشتہ ہو گیا تھا اب راہ راست پر آیا ہے امیدوار رحم ہوں کہ اسکی خطا معاف
ہو سامری ثانی نے آواز دی کہ ہماری ملکۂ عالم کو بلاؤ کہ وہ آکے ان سب کا علاج
کرینگی ایک وزیر اٹھ کر گیا تھوڑے عرصے میں ایک ابر سیاہی آسمان پر آکر ابرایا اور
قریب دیر کے آکر شق ہوا دیکھا کہ تخت پر ایک ماہ پیکر سیمین بر عارض تابان رشک قمر
سراپا حسن و جمال دریا سے جواہر میں غرق نازنین غنچہ دہن رشک یاسمین نمودار ہوئی
تخت آکر زمین پر اترا وہ تاجدار جو تخت پر بیٹھا ہے اُسنے کہا کہ اے ملکہ الماس پری چہرہ
تم آگاہ ہو یہی کہ طمطراق جادو طلسم شکست کر کے آیا ہے بہت حال ابتر ہو اب یہاں
فریادی آیا ہے اسکی مدد کرنا واجب و لازم ہے الماس نے ہنس کر جواب دیا کہ مسلمانوں کا
گرفتار کرنا کتنی بڑی بات ہے میں ابھی جاکر طلسم کشا کو گرفتار کیے لاتی ہوں اگر موقع ملا تو
لوح لاؤنگی نہیں تو صرف طلسم کشا کو لاؤنگی اُس تاجدار نے چلا کے آواز دی کہ اے
بندگان من طمطراق کو رہنے کی جگہ دو اُسی وقت طمطراق کے واسطے جگہ رہنے کی تجویز
ہوئی پھر اُس تاجدار نے آواز دی کہ اے طمطراق تمنے ہمسے بغاوت کی تھی خداوند قرار
دیا ہمارے باپ دادا خدائی کرتے آئے ہیں ایک کو ایک کے بعد خدائی ملی ہے

ایک ساحر مکار ہے لیکن اگر تمنے دل سے اطاعت کی ہے تو تمہارا طلسم تم کو ملیگا قدرت
ایسے شخص کو روانہ کرتے ہیں کہ جا کے زمین الٹ دیگی یہ نواسی جمشید کی ہی الماس
پریچہرہ اسکا نام ہے جب ملک دماغ کا تباہ ہوا چاہ زہرہ میں یہ بھی کہتی اگر میں
نانا سے عرض کرتی تو صاحبقران کو غارت کر دیتے مگر چلا آنا ہی مناسب جانا
اس شہر میں جو آئی ساحری و جمشید کی ننھیال ہماری ددھیال تھی ہمنے ان کو بھرا
ملک کا مالک کیا اور تخت سلطنت پر بٹھایا مگر بدمزاجی انکی غارت کو پراگندہ کرتی ہی
صحبت میں آتی ہیں مگر تنہا نہیں چاہتیں اب قدرت ان ہی سے طلسم کشا کو گرفتار
کرائینگے ہم بھی تعاقب کرینگے اور نانا سے عرض کرینگے کہ طلسم میں الطاف فرمائیں غرض
ہو جائے طمطراق جادو کو وزیر وقت نے ایک قصر رہنے کو دیا جو کہ نہایت آراستہ تھا
طمطراق اسمیں جا کر اترا الماس پریچہرہ تخت پر سوار ہو کر تلاش میں طلسم کشا کی
چلیں راہ طے کرتی ہوئیں ایک پہاڑ پر ٹھہریں کہ صحرا سے گرد اٹھی دیکھا ایک سیاہ دیو
گینڈے پر سوار فوج غیر ساحران ہمراہ اسکا انتظام کرتا ہوا طلسم ہوا سے زنگاری کے
پھریرے کھلے ہوئے سامنے سے گذر گیا اسکے بعد الماس نے دیکھا کہ ابر سرخ و زرد
و کبود گرجتے ہوئے سامنے سے نمایاں ہوئے وہ ابر بھی گذر گئے اسکے بعد دیکھا کہ ایک
جوان خورشید جمال و آفتاب مثال مرکب باد رفتار پر سوار سپر و شمشیر حمائل ہلال سا ابرو
کا ساتھ کمان کیانی دوش پر صاف ثابت ہو کہ ماہ تاباں برج قوس میں ہے ہزار تیر و مژگاں
ترکش مثل دم طاؤس بائیں ہاتھ پر لٹک رہا ہے ایک عیار طرار رکاب پر ہاتھ رکھے
ہوئے مثل گلدستہ کے جست و خیز کرتا ہوا پشت پر لشکر ظفر اثر ساحر و غیر ساحر کا لا کر
یہ رعنائی و زیبائی دیکھ کر بیتاب و بیقرار ہو گئی ٹھنڈی سانسیں بھرنے لگی پیشانی پر پسینہ
آیا قلب تھرایا گلچینی گلشن جمال کی کرتے کرتے غش آگیا تھا کہ پہاڑ پر گری اور بیہوش
ہو گئی لشکر نکل گیا بعد عرصہ دراز ہوشیار ہوئی سر اٹھا کر دیکھا وہ صورت زیبا
آنکھوں کے سامنے نہ پائی اور لشکر کا سامان بھی نظر نہ آیا بیقراری و بیتابی میں یہ
اشعار زبان سے نکل گئے۔ نظم

ہاتھ ہو زیر زنخدان وہ کھڑے ہیں سر بام — پھل گئی سیب ذقن سے شجر طور کی شاخ
رشک عاشق پہ وہ سر پیٹ کر اپنا روئے — نخل ماتم نے نکالی شجر طور کی شاخ

چنانچہ اس رنگ سے اس غزل کو گا رہا ہے کہ شاہزادہ جہانگیر ہمہ تن ساعت ہو رہے تھے یہاں تک کہ
الماس پریچہرہ اڑتی ہوئی آتی تھی کہ اسنے دور سے لشکر دیکھا طلایہ پھیر رہا ہے اور حاضر باش
و ناظر باش کی صدا بلند ہے اشتیاق دیدار فرحت آثار میں ایک نخل پر آکے بیٹھی کہ کانوں
سے لشکر کے گانے کی آواز کان میں آئی جب ان اشعار نے بیچین کر دیا تھا اور دل میں عشق کا آتش
الم سے بھر دیا نخل سے اتری ساحرہ تو بہ دست ہی ٹہلتی ہوئی قریب دریچے کے پہونچی
پردے خیمے کے اٹھے ہوئے تھے دیکھا کہ مسند پر وہی جوان بلا تکلف بیٹھا ہے ایک عیار
ذکر تیرے طور سے پکار رہا ہے شاہزادہ بھی وجد میں ہے ٹہلتی ہوئی دروازے پر آئی خدمتگار
پڑے سو رہے تھے ضبط نہ ہو سکا بلا تکلف اندر چلی آئی شاہزادہ جہانگیر کی نگاہ پڑی
دیکھا کہ ایک گل رخسار قمر عذار سرو قد خورشید خد اپنے ہاتھ سے پنکھا لیے ہوئے
خرامان خرامان آتی ہے بے اختیار اٹھ کھڑے ہوئے پکار اٹھے۔ رباعی

از آمدنت اگر خبر داشتمے — در رہ گذرت گل سمن کاشتمے
نگذاشتمے کہ پاے بر خاک نہی — خاک قدمت ز دیدہ بر داشتمے

اور پھر اسی بیتابی و بیقراری میں یکایک زبان سے نکل گیا کہ آپ نے تشریف لائیے۔ شعر

رواق منظر چشم من آشیانۂ تست — کرم نما و فرود آ کہ خانہ خانۂ تست

ملکہ الماس پریچہرہ بے اختیار ہو کر ہنس پڑیں غنچۂ دہن جو کھلا سفیدی و براقی سے
دانتوں کی خرمن ہوش و حواس کو جلا دیا شاہزادہ جہانگیر نے بڑھ کر ہاتھ میں ہاتھ ڈال دیا
اور لا کے مسند پر بٹھایا بیٹھتے ہی الماس پریچہرہ نے پوچھا کہ آپ کا نام نامی و اسم گرامی
کیا ہے جہانگیر نے نام اصلی بتایا کہا کہ فکر میں بادشاہ طلسم طاق کی جاتے ہیں طلسم
بین الطرفین سے بھاگا ہے اس طرف کی خبر پائی ہے اسی فکر میں جاتے ہیں یہ سنکر
الماس پریچہرہ نے ہنس کر کہا کہ صاحب آپ بڑے با اقبال ہیں نہیں تو میں آپ کا سارا
شکار چہ و بالا کر دیتی ہر چند کہ آپ صاحب لوح ہیں مگر سارا لشکر آپ کا دشمن آپ کا ہو جاتا

بلوہ کرکے گرفتار کر لیتے مگر مین بدنصیب ایسی ساعت چلی تھی کہ آتے ہی گم
ہوئی شاہزادہ جہانگیر نے بھی محبت آمیز باتین کین چابک صبا رفتار سے جو دیا
معشوق بیقرار ہو رہے ہین یہ حیلے سے کسی کام کے اٹھ گیا دروازے پر جا کے ٹھہرا
قضا سے کار ملکہ رنگین قمر طلعت کو نسوب بھی ہو چکی ہے اور یہ بھی وعدہ کر چکی ہے کہ
بعد فتح طلسم ہفت پیکر سحر سے توبہ کرونگی اسنے شام سے خبر پائی تھی کہ شاہزادے نے
کنارے پر لشکر کے خیمہ استادہ کرایا ہو اسی سوچ مین اپنے خیمہ مین لیٹی ہو دل کو خیال ہے
یہی ملال ہو کہ تنہائی مین کیون خیمہ استادہ کرایا دل سے باتین کر رہی ہو کہ صبح کو پوچھونگی کہ
کیا باعث تھا کہ آپ جا کے جنگل مین رہے شاید کسی سے وعدہ ہو یہی دل سے باتین کرتے کرتے
سو گئی عالم خواب مین دیکھا کہ ایک نازنین نہایت حسین سیم بر قمر منظر دریا سے جواہر
نگار زرق برق بھاری لباس پہنے ہوئے پہلو مین شاہزادے کے بیٹھی ہے غصہ مین چلی کہ جا کر
شکایت کرون اور پوچھون کہ یہ نازنین کون ہے غصہ جو انتہا کا آیا آنکھ کھل گئی اپنے کو لیٹا ہوا
پایا گھبرا کے کنیزون کو آواز دی ایک کنیز جاگتی تھی وہ اٹھ کر سامنے آئی کہا لالٹین کو تو
اٹھا لے کنیز نے لالٹین اٹھائی آگے آگے کنیز پیچھے پیچھے ملکہ رنگین قمر طلعت چلی غصہ
کانپتی ہوئی جو خواب مین دیکھا ہو وہ آنکھون کے نیچے پھر رہا ہو چابک صبا رفتار دروازہ
پر بارگاہ کے بیٹھا تھا کہ اسنے دور سے ملکہ رنگین قمر طلعت کو آتے ہوئے دیکھا کہ غصہ
مین جھلبلی ہوئی آتی ہین خود صبا کبھی آگے کبھی پیچھے ہو جاتی ہے چابک صبا رفتار گھبرا کے
اندر آیا کہا کہ اے شہریار ملکہ رنگین قمر طلعت آتی ہین مگر نہایت غصے مین ہین شاہزادہ
جہانگیر نے گھبرا کر کہا کہ اے ملکہ الماس تھوڑی دیر کے واسطے ذرا ہٹ جاؤ ورنہ وہ
فساد کریگی آتش شعلہ مزاج جابلوت کی سرتاج اس سے خوف کا مقام ہے یہ سنکر ملکہ
الماس پریچہرہ نے کہا کہ انکو آنے دیجیے مین ہٹ جاؤنگی مگر یہ کہکر آنکھون مین اشک
بھر لائی جہانگیر تو رنگ بدل رہے ہین الماس نے ایک چٹکی خاک کی اپنے سر پر ڈال لی
شاہزادہ جہانگیر نے دیکھا الماس غائب ہو گئی مگر رنگین قمر طلعت جب قریب در
خیمہ کے آئی دیکھا کہ چابک صبا رفتار کھڑا ہے کہا کیون کمبخت آج کس سے وعدہ تھا

جنگل مین کیون خیمہ استادہ کرایا چالاک نے کہا کہ اے شہنشاہ اقلیم حسن و جمال واہ واہ آفتاب
کمال آفتاب بیٹھے بیٹھے گھبرا لئے میرا گانا سننا منظور ہوا یہان خیمہ استادہ کرایا ابھی نکالنے
کھانے اٹھا ہون ملکہ رنگین قمر طلعت نے کہا کہ تو عیار مکار ہے تیری باتون کا کسکو اعتبار
پڑا باہر کھڑے ہونا خاص علامت ہے کہ تو دیکھ رہا تھا شاید شاہزادہ جہانگیر کو میرا خیال
ہو اگر کسی کو دیکھ لونگی اپنی اور اُسکی جان ایک کرونگی اپنے ہاتھ سے اپنا گلا کاٹ لونگی
چالاک عیار رفتار نے کہا کہ اندر چلئے ملاحظہ کیجیے شاہزادہ اکیلا بیٹھا ہے یہ سنکر ملکہ
رنگین طلعت نے خیمے سے پردہ اٹھایا اور اندر خیمہ کے آئی شاہزادے کو
تنہا دیکھا اور زیادہ غصہ آیا دوڑ کے دامن پکڑ لیا کہا کہ کیون اے شہریار آپ نے
یہان خیمہ کیون استادہ کرایا شاہزادے نے تحیر سے جواب دیا کہ چالاک عیار رفتار کا
گانا سننا منظور ہوا یہان خیمہ استادہ کرایا کیون صاحب تمکو کیا خیال ہے ملکہ رنگین
نے کہا کہ مین کیا کہون اس سوت کو ابھی نہ پایا ورنہ اپنی جان اور اُسکی جان ایک
کرتی جہانگیر نے بمنت و خوشامد ملکہ رنگین قمر طلعت کو بٹھایا ملکہ رنگین ادھر ادھر
چہار جانب دیکھ رہی ہین ملکہ الماس تو شکل نگین شاہزادے نے جام بھر کر ملکہ
رنگین کو دیا رنگین نے جو یہ محبت دیکھی غصہ اتر گیا بھرا جام اپنے ہاتھ سے ملکہ
رنگین قمر طلعت نے لبریز کیا شاہزادہ جہانگیر کو دیا کہا کہ اے شہریار یہ چالاک
کہان بھاگ گیا چالاک کو بلائیے جہانگیر نے آواز دی چالاک سامنے آیا ملکہ رنگین
قمر طلعت نے ارشاد کیا کہ اے چالاک آج خیر گذری تمنے خبر پہونچا دی تم عیار ہو
دروازے پر کھڑے ہو رہے چالاک نے عرض کی کہ ابھی تک آپ کو وہی خیال ہے
اگر یہان کوئی ہوتا تو آپ اُسکو نہ دیکھتین رنگین نے کہا کہ وہ بھی کوئی ساحرہ تھی
نشان نقش پا سے ثابت ہوتا ہے اگر کہو تو ابھی حال کھول دین یہ کہکر ملکہ رنگین نے
خاک نقش پا اٹھائی سامنے خاک کو رکھ کر چند دانے ماش کے مارے کہ وہ خاک اڑی
اسمین سے آواز آئی کہ مین خاک پائے ملکہ الماس پری چہرہ ہون یہ سنکر جہانگیر نے کہا
کہ صاحب تمھین سحر مین سب طرح کا دعویٰ ہے ملکہ رنگین طلعت نے کہا کہ اے

شہر الماس پر بھیجدہ وہ ساحرہ ہی کہ دامِ جادو کی علمداری مین رہتی تھی ساحری ثانی
مدت سے اسیر عاشق ہے مگر وہ نہین عاشق ایسا نہ ہو کہ آپ کے دشمنون کو پکڑ لیوے جہانگیر
نے کہا کہ ای ملکہ عالم مین نہین جانتا کہ الماس کسکا نام ہے جب شاہزادہ جہانگیر نے عذر کیا
تو ملکہ نے ہنس کر چابک صبا رفتار سے کہا کہ کہیا یہ تو جھوٹ جھوٹ باتین کرتے ہین کچھ
کچھ اشعار گاؤ چابک نے غم و الم دونون کا مٹانے کو یہ اشعار شروع کیے - نظم

سب بناوٹ ہی یہ الفت تیری — جھوٹ ہی ساری محبت تیری
حشر ہوتا ہی جو چلتا ہے تو — صاف قامت ہو قیامت تیری
بلبل و گل جو بہم دیکھتا ہون — کیا ہی یاد آتی ہے صحبت تیری
دیکھ لیتا ہون قمر کو ای مہر — یاد جب آتی ہے صورت تیری
مجکو کچھ کام نہین جنت سے — ہی گلی غیرت جنت تیری
تجھ پہ عاشق نہ تھے کچھ رنج نہ تھا — غم اٹھاتے ہین بدولت تیری
بے طرح عشق ہوا ہے تیرا — خاک چھنوائیگی الفت تیری
کیا کہاین تجھ پہ سنہری کپڑے — خوبصورت مہر سے صورت تیری
جب تجھے دیکھتا ہے کہتا ہے — ہی مجھے شکل سے نفرت تیری
میرے آگے تو کرے اور سے آنکھ — نور اتنی نہین طاقت تیری

تھوڑی دیر تک ملکہ رنگین قمر طلعت بیٹھی کہا کہ ای شہریار اب مین رخصت ہوتی ہون
شاہزادہ جہانگیر نے کہا کہ بسم اللہ اسیر بھی ملکہ رنگین قمر طلعت بگڑ کر کہا کہ ای شہریار
میرا بیٹھنا اس وقت ناگوار ہی شاہزادہ جہانگیر نے کہا کہ ای ملکہ رنگین تمھارے دل مین
ایسا شک پڑا ہی کہ وہی کہے جاتی ہو ملکہ رنگین قمر طلعت نے کہا کہ خیر بہتر ہے میرا عشق
کرنا ثابت ہو جائیگا یہ کہکے ملکہ رنگین قمر طلعت رخصت ہوئین ملکہ الماس کا جانے کو
دل نہ چاہتا تھا باہر نکل کر ایک طائر کی شکل بن ایک درخت پر جا بیٹھین جب ملکہ
رنگین چلی گئین تو ملکہ الماس درخت سے اتر کر آئین کہا کہ اے شہریار مین ساحری
ثانی سے وعدہ کرکے آئی تھی کہ براے گرفتاری طلسم کشا جاتی ہون مین آکر

اس دام مین پھنسی اب جاکر کچھ حیلہ کرونگی مگر آپ اسی مقام پر رہیے آگے نہ بڑھیے مین
گرفتاری ظلمطراق کی تدبیر کرونگی یہ کہکے بخوبی سمجھایا کہا کہ اب آپ ہمسے مطمئن رہیے
کہکے ملکہ الماس پریچہرہ رخصت ہوئین سامری ثانی تخت پر بیٹھا ہوا ہے وزیرون سے
کہہ رہا ہے کہ ملکہ الماس نے جاکر لشکر طلسم کشا برباد کیا ہوگا طلسم کشا پر پنجہ قابض ہونا
دشوار ہے مگر سرداران کا کوئی نہ بچیگا کہ سامنے سے ابر سیاہی نمایان ہوا چند طائر زیر ابر
زمزمہ سرائی کرتے ہوے ابر سے پھول برستے ہوے ابر آکے بیٹھا سامری ثانی نے دیکھا
کہ ملکہ الماس پریچہرہ آتی ہین رنگ ورو اڑا ہوا بوس وکنار جو ہوا ہی عارض پر بوسون کے
نشان ہین حیران و پریشان آکر اترین سامری ثانی نے کہا کہ ای ملکہ عالم کہو کیا گذری
الماس پریچہرہ نے کہا کہ بحرین وموّاج ورنگین قمرطلعت یہ تین ساحر ایسے ساحر ہین
کہ کوئی فعل ہین نہ پڑا رنگین طلائے پرستی بحرین وموّاج عقاب بنے ہوے بالا خیمہ
طلسم کشا کے اگر اصلی ہوا کا جھونکا آتا ہی تو رنگین اسکو سحر جانتی ہی دفع کرنے لگتی ہے
آٹھ پہر یہ تینون سردار اسی فکر مین رہتے ہین مین دیکھ کر چلی آئی جس وقت موقع ان لوگون
پاؤنگی ایک پہر مین لشکر تباہ کرونگی سامری ثانی نے کہا کہ موّاج وبحرین ایسے ہی
ساحر ہین تمنے خوب کیا کہ سحر نہ کیا اگر سحر کرتین تو مقابلہ پڑ جاتا بحرین وموّاج بڑے ساحر
ہین علم سحر وشعبدے سے بخوبی ماہر ہین مگر مین اور بھی تدبیر کرتا ہون ہر چند ملکہ الماس
نے سمجھایا کہ یہ مقدمہ میری راے پر رکھو مگر سامری ثانی نے وزیرون کو حکم دیا کہ وہ تدبیر
کرو کہ طلسم کشا آگے نہ بڑھ سکے وزیرون نے اسی وقت پہلوانون کو فرمان لکھے کہ طلسم
کشا کو روکو جس منزل پر ہے وہان سے بڑھنے نہ دو ہفت در سے پر وزیرون نے نامہ لکھا
کہ وہان پہلوانان مختلف وضع ہین وہ جاکے انھین روکین گے کیا عجب ہی کہ طلسم کشا کو وہان
ہلاک کرین اور طلسم کشا اقلیم سے زندہ بچ کر نہ جانے پائے یہان طلسم کشا میدان مین اترے
ہوے ہین محبت الماس دل مین خیال آٹھ پہر آب وگل مین صبح کا وقت ہے پیرون
بارگاہ کرسی پر بیٹھے ہین جا بجا صبا رفتار گشت رانی کر رہا ہے بحرین وموّاج ورنگین
وماہ رخسار کرسیون پر بیٹھے ہین ہامان مصر الوزرا انتظام لشکر کر رہا ہے تمام لشکر

صحرا مین فروکش ہے کہ صحرا سے گرد اڑی دیکھا کہ ایک پہلوان آگے آگے چلا آتا ہے جسم انسان
کا سر شیر کا جا پاس سے شاہزادہ جہانگیر نے فرمایا کہ دریافت تو کرو یہ پہلوان کون ہے اور
کیون آیا ہے جا پاس گیا اور دریافت کر کے آیا کہ جنید شیر سر اسکا نام ہے برائے مقابلہ
طلسم کشا آیا ہے جہانگیر نے کہا کہ سمجھا جائیگا جنید شیر سر نے اترتے ہی حکم دیا کہ طبل جنگی بجے
اسی وقت طبل جنگی پر چوب پڑی یہ خبر ہرکارون نے شاہزادہ جہانگیر کو پہونچائی
جہانگیر نے بھی حکم دیا کہ یہان بھی طبل جنگی بجے یہان بھی نقارۂ رزمی بجا دونون لشکر
مین تیاریان ہونے لگین چار پہر رات گذر کر جبکہ ہژبر زرین پوش صحرا افروز صحرا سے
چرخ زبرجدی پر آکے بیشہ نشین ہوا جنید شیر سر سوار ہو کے میدان کارزار مین باصفت
سے اپنی آگے بڑھ کر کھڑا ہوا کہ شاہزادہ جہانگیر مع لشکر میدان کارزار مین آکے پہنچے
صفین جمنے لگین نقیبون نے نقابت کی کڑکیت کڑکا کہکر ہٹے جنید شیر سر نے قصد
کیا کہ گھوڑا اپنا میدان مین نکالون کہ صحرا سے گرد اڑی اقوام فیل سر بارہ ہزار
فیل سرون سے آکر پہونچا جنید نے حال پوچھا اقوام نے کہا کہ سب فوجین جلد کی طرح
فرداً فرداً آیا چاہتی ہین یہ ذکر تھا کہ پھر گرد اڑی دیلم خرطوم بینی بارہ ہزار پہلوان اپنے
ہمراہیون سے آکر پہونچا بعد اسکے پھر گرد اڑی عشاق درازگوش بارہ ہزار جوانون
سے آکر پہونچا نعمان سنگ سر چھ ہزار جوانون سے آیا اور ہامان مع سر دس ہزار
سوارون سے اسقدر فوجین آئین کہ تمام صحرا معمور ہو گیا دیکھنے والے گھبرا رہے
تھے جب یہ سب جمع ہو چکے آدھی فوج کی دوپہر ڈھل گئی کہ جنید شیر سر نے گھوڑا
اپنا بڑھایا میدان کارزار مین آیا پکار کر آواز دی کہ اے فرقہ خدا پرستان جسکو تمنا مرگ
کی ہو وہ نکلے جہانگیر نے قصد کیا تھا کہ نکلون ہامان صحرا نورد نے گھوڑا اپنا بڑھایا
ہرچند کہ جہانگیر نے منع کیا مگر ہامان صحرا نورد نے نہ قبول کیا گھوڑا بڑھا کر
سامنے جنید شیر سر کے آیا جنید شیر سر نے ایک چیخ ماری کہ صحرا ہل گیا مرکب
ہامان کے جو مرکب جنید شیر سر کو دیکھا بھڑکا بدلگامی کرنے لگا جنید شیر سر نے بڑھ کر
ہامان صحرا نورد پر چنگل مارا اور گھوڑے سے کھینچ لیا لشکر مین جنید شیر سر کے

ایک قہقہہ ہوا جہانگیر کو بہت ناگوار ہوا گھوڑے کو صف سے نکالا اور آواز دی کہ او
جانبیہ شیر سر آگے نہ بڑھنا مگر جانبیہ اپنی صف پر پہونچا ہی چاہتا ہے کہ پہلوان کو اپنے
ساتھ والوں کو دیکھا کہ ایک پہلو سے نعرہ شیر کی آواز آئی کہ او مکار یہ کیا حرکت
جانبیہ پلٹا ہاتھ تلوار کا شاہزادہ جہانگیر پر مارا جہانگیر نے تلوار کو تلوار پر روکا اور
سے ہاتھ نکال کر سپر کو بڑھا کر پھر ہاتھ مارا کہ جانبیہ شیر سر کے دو ٹکڑے ہوئے عشاق
دراز گوش کہ اسکے کان مثل کمل کے لٹکے ہوئے دوش پر پڑے ہیں عشاق نے
آکر حربہ کیا شاہزادہ جہانگیر نے روک کر ہاتھ مارا کہ اس دراز گوش کے بھی دو ٹکڑے
ہوئے سب فوجوں نے شاہزادہ جہانگیر کو گھیر لیا جہانگیر جنگ سے تماشا کر رہے ہیں
ملکہ الماس پریچہرہ جو صبح کو دربار میں سامری ثانی کے آئیں سامری ثانی نے
اسوقت وزرا سے پوچھا کہ طلسم کشا کے مقابلے میں کسکو بھیجا وزرا نے عرض کی
ہفت ورے پر ہمنے نامہ لکھا ہے شیر سر وغیرہ سبقت فوجیں وہاں برقی کرکے
مقابلے میں طلسم کشا کے گئی ہونگی وہ لوگ بصورت ہائے مختلف پامال کرکے انکے
فوج طلسم کشا انکو دیکھ کر بھاگ جائیگی الماس نے جو یہ سنا ایک ٹھنڈی سانس
کھینچی سوچیں کہ حقیقت میں یہ اقوام مختلف جو پہونچی ہونگی کیا آفت برپا ہو گی
طلسم کشا کس سے لڑینگے دربار سے سامری ثانی کے اٹھیں سامری
نے کہا کیجیو کہ اے ملکہ عالم کہاں جاتی ہو ملکہ الماس نے کچھ جواب نہ دیا باہر نکل کر
طاؤس پر سوار ہوئیں طرف میدان کارزار کے چلیں اسوقت آکے پہونچیں شاہزادہ
جہانگیر گھرے ہوئے ہیں سگ سر وغیرہ حملے کر رہے ہیں گھوڑا شاہزادے کا
بدلگامی کر رہا ہے جدھر پلٹا کبھی سگ سر کو دیکھا اور کبھی فیل گوش پر نگاہ
پڑی ان مختلف صورتوں کو دیکھکر اور زیادہ تڑپتا ہے شاہزادہ جہانگیر روکتے
ہیں مگر مرکب نہیں تھمتا زخمی بھی ہو چکے ہیں خون جسم سے بہ رہا ہے تختے خون کے جمے
ہوئے مگر جس مقام پر جم گئے لاشوں کے انبار کر دیے الماس پریچہرہ کی نگاہ جو اس
حال پر پڑی بیتاب و بیقرار ہو گئی اور یہ بھی دیکھا کہ نگین قہر قلاست فوج

غیر ساحران کو کھینچ رہی ہیں ساحر کوئی نہیں بڑھتا ایک طائر کی شکل بنکر الماس ایک
شغل پہ بیٹھی شاہزادہ جہانگیر پر جو حربے پڑتے ہوے دیکھے یہ توبت کی آڑ میں ہو کے
ہاتھ تھپکا یا برق جو کڑک کر گری کئی سو کے سر اڑ گئے کافر گھبرانے لگے ایک نے تمہیں سے
پکار کر کہا کہ ای طلسم کشا ساحرون کے بھروسے پر لڑتے ہو جہانگیر نے پلٹ کر طرف
ملکہ رنگین کے دیکھا۔ دیکھا کہ رنگین کنارے پر لشکر کے کھڑی ہیں اور غیر ساحرون
کو کھینچ رہی ہیں کنیزون نے اگر قصد سحر کرنے کا کیا تو انکو منع کردیا کہ تم لوگ نہ بڑھا حملہ
جرأت شاہزادہ والا تبار سے سراسر خلاف ہو کہ غیر ساحرون سے ساحر لڑین جہانگیر
نے پکار کے آواز دی کہ اے ملکہ رنگین قمر طلعت یہ سحر کسنے کیا کہ کئی سو کے سر
اڑ گئے انکے گھوڑے سے بھڑکتے دلکتے ہیں ملکہ رنگین نے پکار کر آواز دی کہ ای شہریار کیا
خیال ہو کوئی یہان سے سحر کرے شاہزادہ جہانگیر نے کہا کہ ملکہ دریافت تو کرو یہ سحر کون
کر رہا ہے ملکہ رنگین نے نگاہ بھر دیکھنے نہ پائی ایک شخص نے بڑھ کر شاہزادہ جہانگیر
نیزہ مارا کہ وہ نیزہ پشت پہ پڑا خون جاری ہوا الماس نے ہرچند چاہا کہ ضبط کرون
نہ ہو سکا دامن صبر دست استقلال سے چھوٹا شیشۂ دل سنگ محبت عشق سے ٹوٹا
اسی جوش میں ہاتھ ہلا دیا رنگین قمر طلعت کی نگاہ پڑی کہ طائر نے پر ہلائے اور تڑپ رہا
جھکی دل میں سوچی کہ اسے رنگین یہ کوئی ساحرہ ہے یہ سوچ کر چٹکی بھر ماش کے
طائر پر مارا [illegible] طائر نے ماش کے دانون پہ پر مار دیئے وہ ماش کے دانے زمین پر گر کر
جل گئے تجرین و مواج نے جو دیکھا کہ ہماری بیٹی کا سحر خالی گیا یہ ساحر کون ہے تجرین
نے ایک وہ پتھر مارا کہ وہ درخت جلنے لگا مواج نے پکار کر آواز دی کہ اے ظاہر ہو
یہ کون شخص ہے درخت جل کر خاک ہوا دھوان عجیب وہ اٹھ رہا ہے یکایک وہ
دھوان پھٹا سب نے دیکھا کہ اس دھوئین میں سے ایک آفتاب تابان نمایان
ہوا ہو شخص ہلتے ہوے چہرے پر اوسی زلف عنبرین پہ پریشانی آئینہ رخسار پر جھلک
[illegible] اشیاے سحر ہاتھ میں ہیں ملکہ رنگین قمر طلعت نے ملکہ الماس یہ چہرہ کو دیکھا تا
رنگین نے شاہزادہ جہانگیر کو پکار کے آواز دی کہ اے شہریار سرکار کی منتظر قسم

سحر کر رہی ہین ملکہ الماس کو یہ سنکر بہت ناگوار ہوا پکار کے آواز دی کہ ای رنگین ذرا زبان سنبھالو کیسے عاشق و معشوق فقط رحم دلی کو کام کیا ورنہ ہمکو کیا غرض تھی کہ اس جناب مغلوبہ سے بچاتے ملکہ رنگین نے ایک گولہ اٹھا کر مارا کہا ہوا خاموش رہو ہم سب معاملات سمجھ چکے الماس نے ہاتھ ہلایا گولہ کٹ کر گرا ملکہ رنگین نے کئی سحر کیے لیکن ملکہ الماس نے اشارون مین دفع کر دیے بحرین نے جو دور سے یہ معاملہ دیکھا کہ الماس پر سحر تاثیر نہین کرتا رنگین شرمندہ ہو کے رہجاتی ہے چہرے سے اڑ گئی بالون سے پریشانی آئینہ رخسار سے حیرانی ظاہر ہوتی ہے بحرین نے جھپٹ کر پشت پر الماس کے آکے حلقہ ہاے کمند سحر مارے الماس نے تڑپ کر وہ حلقے توڑے پلٹ کر بحرین پر جو سحر کیا بحرین کی زبان بند ہوئی الماس نے کمر مین پنجہ دیا چاہا کہ لے اڑون رنگین نے بالون کو اپنے کھول دیا ہاتھ پر الماس کے شعلہ گرا کہ آبلہ پڑ گیا بحرین کو چھوڑا بحرین طرف زمین کے چلا زمین شق ہوئی ایک عقاب تڑپ کر زمین سے نکلا اسنے بحرین کی کمر مین پنجہ دیا لے اڑا رنگین نے چاہا کہ عقاب کو مارون دوسرے طائر نے رنگین کو لیا الماس تڑپ کر بلند ہوئی ملکہ رنگین و بحرین کو دو طائر لے گئے مگر الماس اس طرح جھپٹی کہ جس سے ثابت ہوتا تھا کہ پر اسے قتل طائر اب جاتی ہے مگر وہ طائر برق جہندہ تھے تڑپ کر نکل گئے عقب مین الماس بھی غائب ہوئی چاپک صبا رفتار نے جو یہ معرکہ دیکھا تعاقب مین بحرین و رنگین کے چلا مگر حیران ہے کہ مفصل کیونکہ معلوم ہو کہ کون لے گیا حیران و پریشان جاتا ہے یہان جہانگیر نے سب افسرون کو مارا اہل فوج شکست کھا کے بھاگے مواج دریا شگاف واسطے دختر و شوہر کے نہایت بیتاب و بیقرار ہے آنکھون سے آنسو جاری ہین جہانگیر نے پوچھا کہ اے مواج خیر تو ہے آج تمکو بہت پریشان پاتے ہین تمکو معلوم ہوگا کہ چاپک صبا رفتار اسی فکر مین گیا ہے مواج نے عرض کی کہ اے شہریار مین حیران ہون کہ کیسا سحر کامل تھا ورنہ شوہر میرا اسقدر شعبدہ باز ہے کہ کوئی اسکا مقابلہ نہین کرسکتا لیکن ایسا ناچار ہوا کہ طائر اٹھا لے گیا اور کچھ زور نہ چلا کنیز واسطے شوہر

سکے بہت بیقرار ہے حضور نے شاہ ہوگا کہ میں کبھی شوہر سے جدا نہیں ہوئی میرا تو عجب حال ہے قلب پر ہجوم غم و ملال ہے

قطعہ

اُنکی دوری سے یہ اب حال ہمارا پہونچا ۔ دم کے مہمان ہیں پیغام اجل آ پہونچا
پاس ایمان نہ رہا عشق بت مہرو میں ۔ میں جو کعبے سے پھرا سوئے کلیسا پہونچا
خط جو قاصد کو دیا تاب نہ آئی دل کو ۔ میں ادھر اور اُدھر یار کو نامہ پہونچا
پڑھ کے مضمون غم انگیز بھر آئے اشک ۔ اُنکی خدمت میں عریضہ جو ہمارا پہونچا
لہر اس بحر لطافت کی جو آئی دل میں ۔ صورت موج رواں جانب دریا پہونچا
کمر یار کا نازک تھا نہایت مضمون ۔ ذہن مطلق نہ دم فکر ہمارا پہونچا
قاصد یار کو میں اپنا مسیحا سمجھا ۔ وحی سمجھا جو مرے پاس نوشتا پہونچا
قدسیوں نے بھی جگر تھام لیے ہاتھوں سے ۔ شور نالے کا جو تا عالم بالا پہونچا
حوریں آئیں ترے کشتے کی زیارت کے لیے ۔ کربلا میں جو لیے دفن جنازا پہونچا
جوش الفت سے وہ روتے ہوئے در تک آئے ۔ زیر دیوار جو عاشق کا جنازا پہونچا
زور سے ہاتھ جو کھینچا تو بگڑ کر بولے ۔ چھوڑ دو توڑ کے کہنے لگا میرا پہونچا

شاہزادہ جہانگیر نے کہا کہ اے مواج نہ گھبراؤ انشاء اللہ چالاک صبا رفتار بہت جلد خبر لیگا اٹھکا مواج یہ باتیں سنکر ساتھ سے جہانگیر کے چلی چاہا کہ اپنے خیمے میں جاوے کہ آسمان سے ایک برق چمک کر گری مواج کو اٹھا لے گئی یہ تو ناظرین پر واضح ہو کہ جب افسران مخالف وضیع مارے گئے اہل لشکر اُنکے اپنے سرداروں کے لاشے لیکر شکست خوردہ بھاگ گئے شاہزادہ جہانگیر اُسی مقام پر خوش ہیں لیکن چالاک صبا رفتار جو تلاش میں رنگین و سحرین کی چلا گئی کوسوں تک نکل گیا ایک مقام پر آ کے دیکھا کہ ایک باغ بنا ہے اور چند کنیزان زریں پوش دروازے پر کھڑی ہیں آپس میں چہلیں کر رہی ہیں چالاک صبا رفتار نے اپنے کو ایک درخت میں چھپا دیا دیکھ رہا ہے کہ ایک کنیز کھڑی ہوئی اسی طرف آئی چالاک نے اُسے بیہوش کیا اُسی کی صورت بنا کر آ کے اُن کنیزوں میں ملا اُنھیں کے ساتھ باغ میں آیا اگر دیکھا کہ گل

رنگا رنگ و شگوفہ ہائے بوقلمون نہرون کا جوشش و خروشش حباب لب جو کو بیہوشی کا
مین ہوش وسط باغ مین چبوترہ بلور کا حالت اُسکی نور کی فرش مشجر بچھا ہوا مسند جواہر نگار
آراستہ و پیراستہ اُسپر ایک نازنین بیٹھی کہ رہی ہی کہ اری شگفتہ و شجر مین و امواج و
رنگینین کی حفاظت کرنا ملکہ فرما گئی ہین کہ انکو کسی طرح کا صدمہ نہ پہونچے آپ دایہ پہونچایا
کنیزین عرض کر رہی ہین کہ انکو اسی قصر مین چھوڑا ہے آرام سے بیٹھے ہین مگر نازنین
سب سے زیادہ بیتاب و بیقرار ہے حیا باک نے جو ان سب کا حال سُنا گھبرا لیا
گلگشت محفل مین بیٹھا کہا کہ حضور ایک غزل سُناؤن اس وقت فصل بہار بیہوشی کی
کنیزون نے اُس نازنین کا نام گلستان حیا دولہا گلستان نے کہا کہ ای نرگس
تیری عادت دیدہ بازی کی نہین جاتی خوشی تیری ملکہ الماس کی پریشانی پر دل ہمارا
بیقرار ہے کل سے خاصہ نوش نہین فرمایا آج فرماتی ہین کہ ان قیدیون کو رہا کر دو لیکن
یا قید مین بجھے دون دونون طرح مشکل ہی مگر حیا باک نے پان کھینچ کر طبلہ بجایا گلستان
نے کہا کہ اے نرگس تم تو طبلہ خوب بجاتی ہو حیا باک نے کہا گانا تو سیکھے یہ کہکر
یہ غزل شروع کی

نظم

دم گھٹ رہا ہی چشم سیہ کے خیال مین
گردن ہو طوق حلقۂ چشم غزال مین

اُلجھا رہا مین زلف سیہ کی مثال مین
مضمون پیچ کا کھلا نہ آیا خیال مین

ایسی ہوئی جو فکر دہن کی مثال مین
عنقا کو باندھ لائین گے دام خیال مین

ہی عشق کون لے در دلدار کی خبر
دل اپنے حال مین ہی جگر اپنے حال مین

کیا غم کیا جو قید مین بڑون نے ای جنون
جو منہ دی نباہی نہین مرے پاس خیال مین

دل میرا ایسا مرے حسینون مین بیٹھ گیا
صدہا شریک ہوتے ہین مونگے کے کان مین

ٹھیک نکلا قصہ جو کی ملین غیظ مین
تل تیل ہو کے رہگیا چشم غزال مین

تکو زوال حسن کا ہو دیکھنا جو رنگ
احوال آفتاب کا دیکھو زوال مین

ار سب بڑا ہو اگر زمان فراق کا
گذری شب وصال اسی قیل و قال مین

قید و ون سے ٹوٹتا نہین وحشت کا سلسلہ
بیری پڑی نہین مرے پاسے خیال مین

آنکھوں میں ڈورے ہیں تو ابرو پہ ہے چھپا اللہ رے سحر کی رنگین خیالیان	چلا بندھا ہوا ہو کمان ہلال میں لوا تیر پھول جھڑتے ہیں یوں بول چال میں

چالاک نے اس رنگ میں یہ غزل گائی کہ گلستان تعریفیں کرنے لگی کہا کہ اے نرگس
خوب گائی ہو چالاک صبا رفتار نے دست بستہ عرض کی کہ اب حضور شراب کا جی چاہا
گلستان نے کنجی مینا خانے کی دی چالاک جا کر شراب کو شراب کر کے لایا چند اشعار گا کر
جام بھر کر اول گلستان کو دیا گلستان بے خوف پی گئی اب تو چالاک نے دورہ
باندھا تھوڑے ہی عرصہ میں سب کو شراب پلائی کہ سب بیہوش ہو گئے چالاک نے
چاہا کہ قتل کروں پھر سوچا کہ ایسا نہ ہو قتل کرنے سے اسکے کوئی آفت برپا ہو جائے
آخر خنجر کمر میں رکھ لیا جھپٹ کر قریب اس کمرے کے آیا قفل لگا ہوا تھا اسکو کاٹا اندر
کمرے کے آیا دیکھا کہ ملکہ رنگین و مواج و تحیرین مسلسل و مطوق زبانوں میں سوزن
دیے ہوئے بیٹھے ہیں مگر ملکہ رنگین بیہوش پڑی ہیں چالاک نے چاہا کہ تحیرین کی زبان
سے سوزن نکالوں تحیرین نے منع کیا کہ اے چالاک میرے پاس نہ آنا چالاک طرف مواج
کے چلا مواج نے بھی منع کیا کہ اے چالاک اگر مجبور ہو کر و گے تو خود گرفتار ہو جاؤ گے
چالاک نے چاہا کہ رنگین کو ہوشیار کروں ہر چند کہ ہاتھ ہلاتا ہے مگر ملکہ رنگین ہوشیار
نہیں ہوتیں چالاک صبا رفتار ناچار ہو کر بیٹھا خیال میں آیا کہ سب کو چل کر ہوشیار
کروں انکے بیہوش کرنے سے کچھ نفع نہ ہوا چاہا کہ باہر نکلوں کہ دیوار کمرے کی
شق ہوئی دیکھا کہ ملکہ الماس پریچہرہ نمودار ہوئی آنکھوں سے قطرے خون
کے ٹپکتے ہوئے چہرہ اداس عالم یاس نکلتے ہی آواز دی کہ او چالاک تو نے بڑی
گستاخی کی اگر ان سب کو تو رہا کرتا تو مزا اٹھاتا چالاک نے کہا کہ اے ملکۂ عالم میں نے
سب کو بیہوش کیا مگر کچھ مطلب نہیں حاصل ہوا ملکہ الماس نے کہا کہ اے
چالاک صبا رفتار یہ سحر ہمارا ہے پلی رنگین کو پڑا دیکھو سے تھا مواج و تحیرین
اپنے کو بے مثل و بے نظیر جانتے تھے لیکن کیسے پھنسے کچھ زور نہ چلا یہ کہا جھولی سے
ایک آبخورہ پانی کا نکالا کہا کہ اے چالاک اسکو منہ پر رنگین کے چھڑک کر رنگین

ہوشیار ہوگئی جاپاک نے وہ پانی جو شعبدہ ملکہ رنگین قمر طلعت کے چھڑکا ملکہ رنگین کو
چھینک آئی آنکھ کھول کر جاپاک کو دیکھا کہا کہ ای جہتر والا کہو خوب وقت پر پہونچے
ہمنے بڑے صدمے اٹھائے ہمکو بی الماس گرفتار کرکے لائی ہیں کہ پہلو سے آگئی ملکہ
الماس نے سلام کیا کہا کہ ای شاہزادی علم سحر عجیب نازک مقدمہ ہے اگر چل گیا تو
دیوانہ کیا اگر نہ چلا تو پریشانی ہے آپ نے دیکھا کہ آپ لوگ کیونکر گرفتار ہوئے کوئی
بھی زور نہ چلا اب میں آپ کو رہا کرتی ہوں ہم بھی عاشق جمال شاہزادہ جہانگیر ہیں
ہمارے آنے جانے کا سبب آپ نہ پوچھئے ملکہ رنگین نے شرما کر سر جھکا لیا اشارے سے کہا کہ
ای الماس ہم تم دونوں گلچین گلشن جمال شاہزادہ جہانگیر ہیں ابھی دو دن میں دیکھو کیا
کیفیت ہوئی کیسے کیسے سردار بڑے مقابلہ شاہزادہ والا فر آئے اور اس شیر کے ہاتھ
سے قتل ہوئے یہ سنکر ملکہ الماس نے کہا کہ ای ملکہ رنگین اسکو یاد رکھنا کہ یہ سرحد
حکومت ساحری ثانی ہے بے ہماری مدد کے یہاں مشکل کشائی نہ ہوگی ہزار طرح
کے وہ شعبدے جانتا ہو اسکے شعبدوں سے بچنا مشکل ہے ہم ان عجائب و غرائب
کو بیان کرینگے ملکہ رنگین نے ان باتوں کا کچھ جواب نہ دیا الماس نے اول زبان
رنگین کے سوزن نکالی سوزن کے نکلتے ہی ملکہ رنگین نے قصد کیا کہ قید کو توڑدیں
مگر نہ ہوسکا الماس نے ہنس کر کہا کہ بی ابھی قید خانے میں ہو ہماری سرحد سے
قید نہ ٹوٹیگی یہ کہکے قید جسم سے دور کی ملکہ رنگین سے رہا ہوتے ہی ماں باپ کی زبان
سے سوزن نکالی بحرین و مواج بڑا سے ساحر زن قید میں توڑ کر سیدھے ہوئے رنگین
و بحرین و مواج کمرے سے باہر نکلے الماس نے کہا کہ بی رنگین تم جاؤ جاپاک کو
روک لیا رنگین و بحرین و مواج اڑتے ہوئے چلے سرحد باغ سے نکلے تھے ایک صحرا
سبزہ زار ملا دیکھا کہ بڑے بڑے درخت اگے ہوئے ہیں جابجا آہو کھڑے ہیں
کالی کالی آنکھیں گردش کرتی ہوئیں ایک سے ایک تیز و طرار و چالاک و چست اور اد
درست بٹیوں پر گھاس سے کبھی منھ ڈالتے ہیں کبھی جست و خیز کرتے ہیں کبھی آپس
میں لڑتے ہیں خوش فعلیاں کررہے ہیں ملکہ رنگین نے جان آہوان صحرا کو دیکھا

ماں باپ سے کہا کہ دیکھیے یہ آہو کیسے خوبصورت ہیں کہیے تو دو چار کو گرفتار کر لیں
شاہزادہ بہت خوش ہو گا سحرین نے کہا کہ ای نور نظر اگر تمھاری خوشی ہو تو یہ آہو
تمھارے ساتھ ہوں اتفاق سے ہم سحر میں الماس کے پھنس گئے رنگین نے
کہا کہ آپ سحر کیجیے یا میں سحر کروں سحرین نے پڑھ کر کچھ ہاتھ کے دالے پھینکا آہو جستیں
کرنے لگے گرد سحرین کے پھرتے تھے ایک آہو نے بڑھ کر رنگین کے سامنے آنکھیں
چمکائیں رنگین نے ہاتھ بڑھایا کہ اُسے پکڑوں وہ آہو ایک جانب بھاگا ملکہ رنگین
اُسکے پیچھے دوڑتی ہوئی چلیں سحرین نے پکار کر کہا کہ ای نور نظر اب آہو کا پیچھا نہ کرو
ملکہ رنگین نے پلٹ کر کہا کہ میں ابھی لیکر آتی ہوں سحرین و مواج دیکھ رہے ہیں کہ
وہ آہو جاکے ایک درۂ کوہ میں گھس گیا رنگین قریب درۂ کوہ کے کھڑی ہیں
ہر مرتبہ قصد کرتی ہیں کہ اندر درۂ کوہ کے جاؤں کہ یکایک کوہ کے اندر سے دھڑکے
کی شیر کے آواز آئی دور سے مواج و سحرین نے دیکھا کہ شیر ڈکارتا ہوا قریب رنگین
کے آیا اس طرح جھپٹ کر حملہ کیا کہ رنگین تھرا کر زمین پر گری ہر چند کہ چاہتی ہے سحر
کروں شیر کو ہٹاؤں زبان میں لکنت ہے مزاج کی عجب کیفیت ہے شیر نے رنگین کو
اُٹھا لیا منہ میں دبا کر درۂ کوہ میں گھس گیا اب تو سحرین بیقرار ہوا اور قریب درۂ کوہ
کے آیا للکار کے آواز دی کہ او سگ صحرائی نکل تو سہی مواج نے دیکھا کہ وہی شیر منہ
سے قطرے خون کے ٹپکتے ہوئے درۂ کوہ سے نکلا سحرین شیر کو دیکھ کر بیقرار ہو گیا
حالت ثابت ہوتا تھا کہ رنگین کو کھا کر آیا ہے تلوار کھینچ کر اسم سحر پڑھتا ہوا شیر پر
جا پڑا کئی ہاتھ تلوار کے مارے شیر نے خالی دیے سحرین ذرا رکا تھا کہ شیر نے
دھڑ دکھ مارا سحرین زمین پر گرا شیر نے سحرین کو بھی اُٹھا لیا درۂ کوہ میں چلا گیا
مواج حد سے زیادہ بیتاب ہوئی کہ دختر بھی گرفتار ہوئی اور شوہر پہ یہ سانحہ ہوا
دل کو صبر نہ آیا جھپٹ کر قریب آئی غل مچانے لگی ایک گولہ مارا کہ پہاڑ تھرا گیا درۂ
کوہ سے وہی شیر نکلا منہ میں اُسکے خون بھرا ہوا ڈکاریں لیتا ہوا قریب مواج کے
پہونچا مواج بھی اسی طرح گری شیر نے مواج کو بھی اُٹھا لیا درۂ کوہ میں گھس آیا

یہان ملکہ الماس نے بعد ان تینون کے جانے کے چابک سے کہا کہ تمنے جو انکو بیہوش
کیا ہے انکو قتل کرو مگر وہ تینون شخص پھر آ گئے ہین جنگل مین جاکر آنیرا فتاد بڑی بیرق
جادو نے ان تینون کو پھر گرفتار کر لیا چابک نے بڑھ کر گلستان جادو کو قتل کیا
کنیزین ہوشیار ہو گئین قدمون پر الماس کے گرین کہا بی بی ہم آپکے
تابعدار ہین ملکہ گلستان نے جو خطا کی اسکی سزا پائی الماس نے کنیزون کو گلے
سے لگایا کہا کہ خبردار سامری ثانی کے سامنے یہ ذکر نہ آئے کنیزون نے کہا کہ
کیا مجال جو ہم زبان سے نکالین کہ دیکھا ایک طرف سے آندھی چلی چابک نے
دیکھا کہ ایک ساحر رنگین و نجبرین و مواج کو گرفتار کیے ہوے لیکے ہوشیار
سامنے الماس کے حاضر کیا الماس نے کہا کہ اے ہزبر آدمخوار تو نے بڑا
کام کیا انکو گرفتار کر لیا الماس نے دیکھا کہ ملکہ رنگین شرمندہ سر جھکائے
ہوے بیٹھی ہین نجبرین و مواج کو غصہ سے چاہتے ہین کہ زبان سے سوزن نکلے
تو ہم ہزبر پر پھینکین الماس نے جو زن و شوہر کو برہم پایا ہزبر سے کہا کہ
انکی زبانون سے سوزن نکال لے ہزبر دونون کی زبانون سے سوزن نکالی جیسے ہی
زبانون سے سوزن نکلی نجبرین نے ہزبر پر منتر کیا ہزبر جھکا کھڑا رہا لیکن
الماس نے ہان ہان کر کے نجبرین کا ہاتھ تھام لیا کہا یہ کیا ہے مگر مواج نے
تڑپ کر ہاتھ ہلایا برق گری کہ ہزبر کے دو ٹکڑے ہوے ہزبر کے مرتے ہی
ایک آندھی چلی مواج کے ہاتھ مین ہتھکڑیان پڑ گئین زبان مین کسی نے سوزن ڈالا
جب آندھی دفع ہوئی سب نے دیکھا کہ ہزبر آدمخوار اسی طرح کھڑا ڈکارین
لے رہا ہے الماس نے کہا کہ کیون اے مواج اس اقلیم کے عجیب دیکھے
مواج نے سر جھکا لیا الماس نے کہا کہ اے مواج جتنا مین تدبیر کرونگی مطلق [illegible]
مارا جائیگا اب آپ لوگ جلدی رخصت ہو جیے مگر کسی صحرا مین یا کسی قریے مین
ٹھہرنے کا ارادہ نہ کرنا مواج و ملکہ رنگین و نجبرین ملکہ الماس سے بچھڑ کے
رخصت ہو کر چلے یہ پرواز یا کر کے اڑے الماس نے چابک کو رخصت کیا

چابک صبا رفتار عقب مین چلا لیکن صولج و حجرینا و رنگین اُڑتے ہوئے جاتے
ہین دیکھا کہ ایک قریے مین بلوہ ہو رہا ہے رنگین ایک نخل پر آکر ٹھیری دیکھا
کہ چند شخصون کو اہل قریہ نے گرفتار کیا ہے کشان کشان لیے جاتے ہین رنگین نے
دیکھا کہ جنکو گرفتار کیا ہے وہ منت و خوشامد کرتے ہین اور کہتے ہین کہ صاحبو ہم
تو بھاگ گئے ہم راہگیر تھے ہمکو ناحق گرفتار کر لیا لیکن اہل قریہ نہین سنتے تھوڑے
عرصے مین رنگین نے دیکھا کہ ایک زمیندار آیا اُس سے اُن سب نے بیان کیا
کہ یہ چارون چور ہین زمیندار نے حکم دیا کہ جلاد کو بلا کر ان چارون کو قتل کرے
چور فریاد کرنے لگے کہ ہمین بلا وجہ قتل نہ کرو ہمنے چوری نہین کی رنگین کو بہت
ناگوار ہوا جی مین کہتی ہے کہ یہ غریب راہی بلا وجہ قتل ہوتے ہین آخر تاب نہ آئی
درخت سے اُتر پڑی پکارکے آواز دی کہ او زمیندار یہ کیا انصاف تو نے کیا کہ بندے
ان حنیفا کس سے ان بیگناہون اور غریبون کو قتل کرتا ہے زمیندار نے غصے مین
جواب دیا کہ اے نیک بخت تو کون ہے سب گانون کے لوگ انکی چوری کرنے پر
گواہی دیتے ہین ان گواہون کے بیان پر مین نے انکے قتل کا حکم دیا رنگین نے
کہا کہ تو نامنصف ہی زمیندار نے اور سخت جواب دیا تھا کہ رنگین نے غصے مین آکر سحر
پڑھکر ایک طمانچہ مارا کہ سر زمیندار کا اُڑ گیا سب لپٹا لپٹی کرنے کو دوڑے رنگین چاہتی
تھی سحر کرکے ان سب کو مارون کوئی سحر یاد نہین آتا آخر اُن سب نے گھیر کر ملکہ
رنگین کو پکڑ لیا زبان مین سوزن دی باندھ کے انکو پاس ملکہ الماس کے لے چلو
رنگین کو بڑی شرمندگی ہے کہ دو مرتبہ اُسنے قید سے رہا کیا اب کی مرتبہ جو قید دیکھے گی
تو کیا کہیگی کہ یہ کیسی علم سحر سے آگاہ ہین کہ گنوارون نے پکڑ لیا گنوار کشان کشان
ملکہ رنگین کو لیے جاتے ہین سرحد قریہ سے باہر نکلے کہ آسمان پر برق چمکی دیکھا کہ ملکہ
الماس پری چہرہ ہنستی ہوئی آتی ہین سب نے سلام کیا اور عرض کی کہ حضور اس
عورت نے ہمارے افسر زمیندار کو مار ڈالا الماس نے کہا کہ انکو چھوڑ دو زمیندار
تمھارا اس مجمع مین کہان تھا وہ اپنے گھر مین بیٹھا ہی جاکے اسکو بلا لاؤ لوگ گئے

اسکو آواز دی زمیندار ہنستا ہوا نکلا اور کہا کہ کیوں صاحبو کیا ہے سب نے کہا کہ ملکۂ عالم نے بلایا ہے زمیندار حاضر ہوا الماس نے اُن سب سے کہا کہ اپنے افسر کو لو اب رنگین کی زبان سے سوزن نکالی کہا بُوا تمنے یہاں کے عجائب و غرائب دیکھے یہ سب انتظام میرے سپرد ہیں اگر میں تمہاری دوست نہ ہوتی تو کیا تم پلٹ کر اپنے لشکر میں جا سکتیں رنگین بہت شرمندہ و محجوب ہوئی پر پرواز پیدا کرکے روانہ ہوئی کسی مقام پر جنگل میں میلہ دیکھا کسی مقام پر دیکھا کہ داریں استادہ ہیں کچھ لوگ قتل ہو رہے ہیں کسی مقام پر دیکھا کہ صحرائے سبزہ زار ہی ایک نخل میں جھولا پڑا ہے چند نازنینان مہجبین جھول رہی ہیں اور تانیں لگا رہی ہیں ایک خوش آواز کی آواز میں سوز ہے یہ غزل گا رہی ہے۔ نظم

سمجھا وصلت جنون کا جو سامان تمام رات — لپٹے رہے ہیں دست و گریبان تمام رات
پہنا ہے جو داغہائے فروزان سمٹ گئے — شعلے تھے جلوہ گر تہ داماں تمام رات
گھیرے رہے ہیں دل کو خیالات حسن یار — پریاں رہی ہیں گرد سلیمان تمام رات
جھپکی نہیں ہے آنکھ اسیران عشق کی — گنتا رہے ہیں روزن زندان تمام رات
پیش نظر تھی عارض گلرنگ کی بہار — دیکھا کیے ہیں لطف گلستان تمام رات
آئینۂ جمال ہیں وہ ہیں صفائیاں — تکتے رہے ہیں دیدۂ حیران تمام رات
کس کس طرح سے دل نہ والا ہو گیا — برہم رہی جو زلف پریشان تمام رات
پڑھتا رہا ہیں مصحف عارض کی آئتیں — پیش نظر رہا مرے قرآن تمام رات
ہٹ ہو چکی ہیں اب سر انصاف آیئے — انکار کیا رہیگا مری جان تمام رات
گھر میں بلا کے رنج دیئے آپ نے ہمیں — کیا خوب کی ہے خدمت مہمان تمام رات
فرصت جنون سے ایک گھڑی بھی نہیں ملی — زیر قدم رہا ہے بیابان تمام رات
گھیرے رہی ہے روئے زمین پست و آسماں — تاریکی مزار غریبان تمام رات
آسان نہیں ہے وحشت نوردی کچھ اے ہمدم — دن بھر ہی دھوپ خار مغیلان تمام رات

یہ سب ہنگامے ملکہ رنگین نے دیکھے لیکن بسبب خوف کے کسی مقام پر متوجہ نہیں ہوئیں

ہر مقام پر یہی خوف ہے کہ ایسا نہ ہو کہ پھر کسی بلا میں پھنس جاؤں یہ سوچتی ہوئی لشکر میں پہونچی
مگر رنگ رو متغیر تھا جہانگیر نے پوچھا کہ اے رنگین تمکو بہت پریشان پاتا ہوں رنگین
نے عرض کی کہ اے شہریار میں کئی مرتبہ گرفتار ہوئی مگر الماس نے آکر رہا کیا۔ آپ
صاحب اقبال ہیں کہ ایسی ساحرہ جو مختار کارخانہ سامری ثانی ہے وہ آپ پر مہربان
ہوئی ورنہ کنیز کا زندہ آنا مشکل تھا ہر مقام پر عجائب و غرائب دیکھے کنیز نے کسی شے کو
دخل نہیں دیا ملکہ رنگین نے الماس کا بہت شکریہ ادا کیا کہ تجبرین و مواج آکر
پہونچے زن و شوہر بھی یہی بیان کرنے لگے کہ تمام صحرا عجائب و غرائب سے مملو ہے
کنیز و غلام بڑی احتیاط سے حاضر خدمت ہوئے اے شہریار اس سرحد کا فتح ہونا
نہایت دشوار ہے رنگین نے کہا کہ اے والا نامدار جو اس عجائب و غرائب کی مالک
ہیں وہ عاشق جمال شاہزادہ والا قدر ہیں یہ ذکر تھا کہ الماس پریچہرہ آکر پہونچی
ملکہ رنگین نے قدموں کو بوسہ دیا کہا کہ اے ملکہ الماس اصل یہ ہے کہ آپ نے
تمام صحرا عجائب و غرائب سے بھر دیے ہیں الماس نے کہا کہ اے شہریار اب آپ
طلسم اسقلانیہ کو شکست کریں تب تا بہ طمطراق پہونچے گا میں وقت پر آؤنگی جہانگیر
نے بعد شغل شراب و کباب ملکہ الماس کو رخصت کیا آپ نماز سے فراغت کرکے وقت
سحر لوح کو ملاحظہ کیا حکم سے آگاہ ہوئے سرداروں سے فرمایا کہ ہم رخصت ہوتے ہیں
طلسم اسقلانیہ متعلق طلسم بین الطرفین ہے اسمیں چند مرحلے ہیں میں انکو جاکر
فتح کروں تب تا بہ طمطراق پہونچونگا یہ فرماکر جہانگیر نے لوح کو گلے میں ڈالا بیرون بارگاہ
آئے چاپک بھی عقب میں ہیں جہانگیر ایک نخل کے قریب آئے جب قریب نخل کے
پہونچے بحکم لوح اس نخل کو بقوت تمام اکھیڑا جب نخل گرا ایک اژدہے نے بیچ سے
سر نکالا جہانگیر دہن اژدر میں سمانا پڑے جب جہانگیر دہن اژدر میں سمائے
صدائیں مہیب آئیں لیکن جہانگیر کے جو پاؤں زمین سے آشنا ہوئے دیکھا کہ
ایک صحرا ہے نہایت سنسان کف دست میدان انسان کا کہیں نام نہیں جہانگیر نے
اسم حاشیہ لوح پڑھا پایا تو صحرا ویران تھا یا سبزہ زار بہوا پھولوں نے آنکھیں کھولیں

گلعذاران غنچہ دہن غان غان کرنے لگے عروسان چمن نے حلہ ہاے سبز پہنے نہرین جوش مارنے لگین
حباب مثل چشم معشوق نگران وحیران جہانگیر قدرت بہار پیراے عالم کا تماشا دیکھ رہے
ہین کہ ایک طرف سے صدا آئی کہ ای شہریار آپ اس جنگل مین کیون حیران کھڑے ہین
باغ مین تشریف لائیے جہانگیر نے پلٹ کر دیکھا ایک نازنین حسین سیمین بر عارض
رشک قمر چست و چالاک غمزہ و عشوے مین بیباک لباس گلنار پہنے ہوے زیور یاقوت
احمر جسم پر آراستہ مثل شعلہ جوالہ بنی ہوئی خرامان خرامان اس طرف آتی ہی آواز دیتی ہے
کہ ای شہریار والا قدر آسمان خوبی کے بدر کنیز کی تو یہ صورت ہے نظم

داغ لیجاتا ہون تیرے لالۂ رخسار سے / پھول لے آتے ہین گلچین جسطرح گلزار سے
رہتے ہین محروم اس خورشید کے دیدار سے / مثل انجم فائدہ کیا دیدۂ بیدار سے
کیا دل افگار کو ہو وصل چشم یار سے / چاہیے پرہیز جیسا بیمار کا بیمار سے
تھا شب فرقت مین کیا تاریک ویرانہ مرا / سایہ کے اندھیری جاتی تھی دیوار سے
ساتھ ہو لیتے ہین گھر تک کاروان کے کاروان / یوسف ثانی گذر جاتا ہی جب بازار سے
کام کچھ بھی دیدۂ بیدار سے نکلا نہین / دولت بیدار رکھتی ہے دل بیدار سے
سیر کے پہلو مین بجا ہے مرغ دل ہے فاختہ / کیون محبت ہو نہ سرو قامت دلدار سے
کشت سبز آسمان روز ازل سے خشک ہے / جی مین ہے سیراب کردون چشم دریابار سے
آئیگا گلشن مین وہ خورشید عیسی دم اگر / زردی اڑ جائیگی چشم نرگس بیمار سے
میکشو سیدھے وہ مسجد کو نہ جائین کیا کرین / جو کہ ناواقف ہین راہ خانۂ خمار سے
صفحۂ دل کیونکر کرون ناسخ سر مژگان دوک / واقعی نکلا ہے بہتر تیر بے سوفار سے

اس نازنین نے یہ اشعار پڑھے قریب جہانگیر کے آئی اس ناز و کرشمے سے یہ شعر پڑھتی
کہ شاہزادہ جہانگیر بیتاب ہو گئے سراپاے حسن اس محبوب مرغوب کا بہ نگاہ غور دیکھ
رہے ہین حقیقت مین جملہ اعضا موزون معلوم ہوتا ہے ہر عضو کو مصور عالم نے
سانچے مین ڈھالا ہے اس نازنین نے قریب آکر ہاتھ مین ہاتھ ڈال دیا کہا کہ اے
شہریار باغ مین چلیے یہ صحراے ویران آپ کے لائق نہین ہے اور یہ سبزی

اسکی چند ساعت کی مہمان ہے دمبدم باغبان ازل بہار کو خزان سے بدلتا ہے گل زندگی کا کیا زور چلتا ہی وہ باغ ایک سا رنگ پر ہی یہ کہکر جہانگیر کو ساتھ لے چلی لوح میں جو کچھ جہانگیر نے دیکھا ہے اسکا خیال ہے تھوڑی دور راہ طی کی تھی کہ دیکھا کئی سو کنیزین حسین جمیل دروازے پر ایک باغ کے کھڑی ہیں نازنین کو دیکھکر آواز دی کہ بی جمین تم طلسم کشا کو لائین ہم سب اسی بات کے مشتاق تھے تمہاری بیقراری دفع ہوا اس نازنین نے مسکرا کر جواب دیا کہ اری شفتالو تم تو بڑی بے ہنستی ہو اور کہتی ہو کہ طلسم کشا تشریف نہ لائین گے کیا سرفراز فرمایا کنیزون نے آکر چہار جانب سے جہانگیر کو گھیر لیا باتیں کرلی ہوئی وہ نازنین جہانگیر کو لیکر باغ مین آئی باغ تھا یہ بہار عندلیبان خوشنوا کی پکار گلہا سے چمن بادہ حسن سے سرشار کہیں چراغ لالہ روشن کہیں نافرمان [illegible] مشتاق پہلے ہوئے ہیں جہانگیر یا تو قیر انکو دیکھتے ہوئے جب وسط باغ میں پہونچا تو اس نازنین نے ایک مشک نافہ اٹھایا کہا کہ ای شہریار ملاحظہ فرمایئے کہ شب کو آپکو اتار آتے ہیں مشک نافے گر کر چلے جاتے ہیں جہانگیر نے اس مشک نافے کو لیکر سونگھا اسکی بو جو دماغ میں پہونچی جو مضمون کہ لوح میں دیکھا تھا وہ فراموش ہو گیا محبت کا جوش ہوا اس نازنین کے ساتھ بارہ دری میں آئے اس نازنین نے لاکر جہانگیر کو مسند پر بٹھایا کانون سے اشارہ کیا کنیزین ڈھول لیکر بیٹھ گئیں اور یہ شعر گانے لگیں۔

نظم

ساغر پلا کے بے خبر دو جہان بنا	اوپر کی فرش ہیں کبھی جوان بنا
اللہ ری دراز دستی اغیار [illegible]	نکلا جو حرف منھ سے مرے داستان بنا
سمجھا کچھ تو جب کبھی یہ کہو تم کہ کچھ نہ تھا	اگر کچھ نہ تھا تو کاہے سے سارا جہان بنا
اٹھا مرا غبار وہ تعظیم یار کو	ایسا ہوا بلند کہ اک آسمان بنا
وہ بے نشان تھا میں کہ پیا تک ہوا نہ	کچھ بھی دیا نہ یار بسا لا مکان بنا
ہستی کا بس مری وہیں اطلاق ہو گیا	جس جا کہیں کسی کے قدم سے نشان بنا
عشاق جان فروش کے دیکھو تو حوصلے	مقتل تمام [illegible]

بیکار تھی نہ خاک نہ دود جگر نسیم	اُس سے زمین اِس سے ہر اک آسمان بنا

یہ اشعار بھی جہانگیر نے سنے اُس نازنین سے اختلاط کرنے لگے عشق میں اُس نازنین کے مبہوت ہو رہے ہیں اور وہ نازنین بھی ناز و غمزے کر رہی ہے جب وہ گانے والیاں سامنے سے ہٹیں اور اُس نازنین نے جہانگیر کو گرم اختلاط پایا پکار کر آواز دی کہ جلد سرشار گلابیاں لاؤ ایک کنیز اُن میں سے اُٹھی آنکھیں سرخ لڑکھڑاتی ہوئی میخانہ میں گئی چند گلابیاں و جام بلوری لیکر آئی جام بھر کر اُس نازنین کو دیا اُس نازنین نے ایک گھونٹ پیا اور طرف جہانگیر کے ہاتھ بڑھایا کہا کہ صاحب سر اُٹھا کر بیٹھو ایک جام نوش کرو کہ خیال غیر و شر دل سے دفع ہو جہانگیر نے جو سر اُٹھایا دیکھا کہ سامنے بارہ دری کے ایک نخل ہے اُس پر ایک طائر زرین بال منقار کھولے بیٹھا ہے مگر پر سے سر پیٹ رہا ہے کبھی پکار کے مثل انسان کے آواز دیتا ہے کہ اے گل و بلبل کیا افسوس کی بات ہے کہ اُستاد پاس ہو اور اُس سے صلاح نہ کرے اُس [illegible] ایسا مفتون ہوئے کہ خیال بزرگوں کا بالکل فراموش کیا جہانگیر اُس طائر سے آنکھیں ملائے ہوئے بیٹھے ہیں جام ارغوانی ہاتھ سے اُس نازنین کے لیا چاہا کہ پی جاؤں طائر کو دیکھا کہ آواز دے رہا ہے اور صاف صاف کہہ رہا ہے کہ اے جہانگیر قطرہ اس شراب کا اگر حلق سے اُترا پانی ہو کر بہ جاؤ گے یہ کہکر وہ طائر اپنے مقام سے اُڑا اور پکار کر کہا کہ لوح ملاحظہ کیجیے جہانگیر نے لوح کو دیکھا نوشتہ پایا کہ اگر یہ معرکہ درپیش ہو تو جام لیکر سر پر اُس نازنین کے ڈال دو پھر قدرت پروردگار کا تماشا دیکھو خبردار جام نہ پینا جہانگیر نے لوح کو دیکھکر سر اُٹھایا وہ نازنین منتیں کرنے لگی کہتی تھی کہ میں مدت سے عاشق جمال ہوں بیوفائی نہ کیجیے گا شاہزادے کو افسوس آیا کہ ایسی محبوبہ عاشق صادق اُسکے ساتھ بدی پیش آنا دل گوارا نہیں کرتا لیکن جام لے لیا وہ نازنین سر جھکا کر بیٹھی جہانگیر نے اُس نازنین کے دکھانے کو لبوں تک ارادہ پینے کا کیا اور شراب سر پر اُس نازنین کے انڈیل دی اُس نازنین نے ایک چیخ ماری پکار کر آواز دی ہائے اے شہریار میں کیونکر یہ کام نہ کرتی باشیان

طلسم نے اسی کام پر مامور کیا تھا اگر ایسا نہ کرتی تو اہل طلسم طعن و تشنیع کرتے شاہزادہ
جہانگیر نے کچھ پڑھنا چاہا ہی تھا کہ شراب ڈالی وہ نازنین مثل ہیزم خشک کے جلنے لگی کنیزیں
جو آگ بجھانے دوڑیں جو قریب آئی اُسپر بھی شعلہ گرا کئی سو کنیزیں اور وہ نازنین جلکر کوئلہ
ہو گئیں تھوڑے ہی عرصے کے بعد آواز آئی کہ کشتی مرا نام صنم چمن پیرا سے رنگین بود
جہانگیر نے دیکھا کہ ایک زنگن ضعیفہ کا لاشہ پڑا ہے جہانگیر نے لاشہ دیکھکر لا حول پڑھی
کہ دیکھا آسمان پر برق چمکی ملکہ الماس پریچہرہ آکر پہونچیں نذر دی مراد جسمیں سے تھی
کہ اے شہریار مبارک ہو آپ نے ایک مرحلہ فتح کیا لیکن کوئی ایسی نادانی کرتا کہ
کہ مبہوت ہو گئے تھے اور کیا بات باقی تھی جام پیتے انجام بخیر نہ ہوتا مثل قطرۂ آب
زمین میں جذب ہو جاتے طائر زرین بال کی شکل پر یہ کنیز تھی آخر صاف صاف کہنا
شروع کیا اسکے آگے مرحلہ اور رنگ جگر خوار ہو دیکھیے آپ کے ساتھ وہ کیا مکر کرے
اگر لوح ملاحظہ فرمائیے گا تو کوئی مکر نہ چلیگا ورنہ ہزاروں طرح کی خرابیاں ہونگی مجھکو یہی
سمجھا کر ملکہ الماس رخصت ہوئیں اور کہ گئیں کہ کنیز وقت پر اپنے کو پہونچا دیگی چار رہے
خیال رکھیے گا جب ملکہ الماس جا چکیں جہانگیر نے لوح کو دیکھا اسی بارہ دری میں
ایک تخت بچھا تھا اُس تخت کو بقوت صاحبقرانی اُٹھایا اُسی مقام پر بیٹھکر اسم
حاشیۂ لوح پڑھا تخت پر کو سمجھکر حاشیۂ لوح سے اسم یاد کیا اُسکو ورد زبان کرنے
لگے تھوڑے ہی عرصے میں آسمان پر سناٹا ہوا دیکھا کہ ایک طائر برابر فیل کے منقار
کھولے ہوئے زمین پر آیا چاہا کہ اپنی منقار شاہزادہ جہانگیر پر مارے جہانگیر
نے بہ فن سپہ گری منقار کو خالی دیا پوٹا طائر کا زمین سے آشنا ہوا جست کرکے
جہانگیر اُسکی پشت پر سوار ہوئے سوار ہوکے روانہ ہوئے ایک پہاڑ پر جاکے وہ
طائر اترا شاہزادہ جہانگیر بھی اُسکی پشت سے اُترے طائر تو چلا گیا جہانگیر پہاڑ پر
کھڑے ہیں اور لوح کو دیکھ رہے ہیں کہ ایک طرف سے رونے کی آواز آئی اُسمیں
یہ صدا تھی کہ اے فلک کج رفتار وائے گردون غدار تو نے یہ کیا کجروی دکھائی نہیں
معلوم آقائے نامدار کہاں ہیں کہ اس غلام کو اپنے رہا کرتے مصیبت جان کنی یہ

ظالم کا سینہ کو زرہ دیکھیگا جہانگیر نے بات کر دیکھا کہ ایک ساحر سیہ فام چاپاک کی
مشکیں باندھے ہوئے کشاں کشاں لاتا ہے چاپاک کا شیون کرنا اور اُس ساحر کا تماشا
ہر مرتبہ خنجر دکھاتا ہے کہ تیرا سر کاٹ لوں چاپاک مجبور و ناچار ہے سر جھکا کر کہتا ہے کہ مجھکو
قتل کا اختیار ہے وہ ساحر کہتا ہے اسی مقام پر تجھکو قتل کرونگا کہ قصہ پاک ہو بعد مرنے
کے لاشہ تیرا اسی جنگل میں پڑا رہیگا کہ زاغ و زغن لاشہ کو کھائیں یہ مسلمان
دفن و کفن نہ پائیں اور تیرے قتل کے بعد جہانگیر کو بھی تلاش کر کے قتل کرونگا اس ملعون
سے جس ظالم کو قتل کروں کہاں ہیں دریا دم فاں ہوا اُسکے حال پر گریہ و زاری کرتا تھا
اور مجھکو اس کا رحم نہ آئے جہانگیر نے جو اپنے عیار کو اس حال میں دیکھا بیقرار ہو گئے
وہیں سے للکارا کہ او جلاد چاپاک کو رہا کر ساحر نے جو جہانگیر کو آتے دیکھا سحر کر کے
چاپاک کو زمین پر گرا دیا ایک گولہ جہانگیر کو مارا جہانگیر نے لوح چمکائی سحر باطل ہوا
سحر کو اس نے اس جادوگر نے جہانگیر پر مارے بسبب لوح کے وہ گولے زمین پر گرے
اور نابود ہوئے تلوار کھینچ کر وہ ساحر دوڑا قریب آ کر ہاتھ تلوار کا مارا جہانگیر نے تلوار
کو تلوار سپر پر کا الجھا وے سے ہاتھ نکال کر خبردار خبردار کہہ کے ہاتھ مارا اُس ساحر نے
سپر سحر کو چہرے کی پناہ کیا مگر تلوار جو گری سپر کے دو ٹکڑے ہوئے یا تو وہ تلوار تیغ سپر
پہ چمکی تھی یا زمین پر آ کے تلوار نے بوسہ دیا مرتے ہی اس ساحر کے اندھیرا ہوا
آواز آئی کشتی مرا نام من سنگبار جادو بود چاپاک صبا رفتار پر سے سحر اُتر گیا
چاپاک دوڑ کر قدموں سے لپٹا عرض کی کہ اے آقا اے نامدار والا ہوا سے
قدر شناس آپ نے مجھکو اس ظالم کے ہاتھ سے بچایا بڑا کام کیا میں آپ کی تلاش میں
فلاں جنگل میں پھر رہا تھا کہ یہ ساحر پہنچا اس نے مجھے گرفتار کر لیا اب قتل کرنے کو لیجاتا تھا
خدا نے آپ کو عین وقت پر پہنچایا اس دشمن کے ہاتھ سے غلام کو بچایا مگر ای آقا
نامدار کلیجے میں درد ہوتا ہے دم سینہ میں پڑھتا جاتا ہے یہ کہہ کے چاپاک زمین پر گر اور
تڑپنے لگا جہانگیر زمین پر بیٹھ گئے سر چاپاک کا اپنے زانو پر رکھا مگر چاپاک نے کہا
اے شہریار اب غلام کا دم نکل جائیگا اسقدر درد کی ترقی ہے کہ برداشت نہیں ہو سکتی

جہانگیر نے لوح گلے سے اُتارنے کا ارادہ کیا کہ آواز آئی سبحان اللہ کس لطف سے
طلسم کشائی ہوتی ہے طلسم کشائی اسی کا نام ہے جو طریقہ آپ کا ہے برائے خدا اسکو لوح
نہ دیجیے گا شاہزادہ جہانگیر نے پلٹ کر دیکھا کہ ملکہ الماس ایک شکل کے سامنے زمین
کھڑی ہوئی زار زار رو رہی ہیں آخر صاف صاف پکار کے کہا کہ لوح نہ دیجیے گا قلندر انگیز
جادو اسی کا نام ہے جہانگیر لوح تو ہاتھ میں سے نہیں چھٹکتے نگاہ جو ڈالی نوشتہ پایا
کہ یہی لوح اسکے سینے پر رکھدو جہانگیر نے جو لوح سینے پر جابک نقلی کے رکھی جابک
نے ایک چیخ ماری کہ اے آقا اب آپ نے جان لی منھ سے شعلۂ آتش نکلا جابک
نقلی مثل ہیمۂ خشک جلنے لگا جل کر راکھ ہوا ملکہ الماس قریب آئیں کہا اے شہریار
خدا آپکو ان مکاروں سے بچائے اب آگے مرحلۂ عیاران جادو ہے قدم بقدم
لوح دیکھیے گا اگر ذرا بھی تامل ہوگا لوح قبضے سے نکل جائیگی الماس نے پھر بھی
جہانگیر کو سمجھایا اور سمجھا کر جہانگیر کو رخصت ہوئی جہانگیر نے لوح کو دیکھا نوشتہ پایا کہ
یہ کوہ باغ لالہ زار ہے جس طرح بن پڑے لالہ زار سے ملاقات پیدا کرو اگر لالہ زار
مسخر ہو جائے تو بڑے مطلب حاصل ہونگے جہانگیر کوہ سے اُترے دیکھا سامنے
دروازہ باغ کا مثل آغوش عاشق کھلا ہے جہانگیر داخل باغ ہوئے کہ کان میں رونے
کی آواز آئی کہ جیسے کوئی درد رسیدہ درد سے راست نا دیدہ ایک ایک کے اشعار
پڑھ رہا ہے نظم

جیسے ہر چند ہو سینے کے لیے سل بھاری — نہ سبک ہو یہ جو سمجھے اسے غافل باری
یوں شہ خال کے سودے میں ہوا ہوں بیزار — تو لیے تجھسے ہو تیرا زمیں تو ہو تل بھاری
بار ہستی نہیں اب مجھ سے سنبھالا جاتا — یا الٰہی مجھے سمجھے کوئی قاتل بھاری
حامل جسم ہوئی روح کا یہ حوصلہ تھا — کوہ نا قد ہو تو اسپر بھی ہے تحمل بھاری
بسکہ تھی کوچۂ جلاد سے الفت مجھکو — ہو گیا کوہ گراں سے بھی تو بسمل بھاری
ذوق مجنوں سے ہے عشق جنوں میں مجھکو — اسکی زنجیر سے ہو میری سلاسل بھاری
زور کر توڑ کے جان دلکو اٹھا دیتا ہوں — یہ وہ پتھر نہیں جس سے ہو کوئی سل بھاری

نہ اٹھا پھر خدا ناز حسینان اے دل — نہیں اٹھ سکنے کا یہ بوجھ ہے غافل بھاری
خاک کے پتلے نے وہ بوجھ لیا گردن پر — کہ سمجھتے تھے جسے عرش کے حامل بھاری
شہر و ملک مرے الٹی سر مجلس جو نقاب — ایک پر پا یہ ہوا ساکن محفل بھاری
بار خاطر ہوئے عالم کا سبک باتون سے — زندگانی مین نہ ہو مردے سے غافل بھاری
سمجھے ہر بات مین قرآن وہ اٹھواتا ہے — گردن یار مین شاید ہے حمائل بھاری
پھر وہ پھر گیا چاندنی کی سیر کو یار — ہو گیا مجکو ستارہ مہ کامل بھاری
آتش ایسے نہین نظارے کا لیکا چھٹتا — میری آنکھون کو ہے شاید یہ مرا دل بھاری

یہ صداے درد ناک سنکر شاہزادہ جہانگیر بیتاب ہوگئے اس صدا کی جانب چلے ایک
چمن مین آکے دیکھا کہ ایک جوان لباس گلنار پہنے ہوئے تاج یاقوتی سر پر مگر ڈھلکا
ہوا گریبان چاک چہرے پر خاک اشعار مذکور پڑھ رہا ہے کبھی گھبرا کر اٹھ کھڑا ہوا کبھی
بیٹھ گیا کبھی کہتا ہے کہ اے جان جہان واے آرام دل مشتاقان ایک بار وہ دن ہوگا
کہ ہم تمھاری صورت زیبا دیکھین گے یا تمھارے پہلو مین بیٹھین گے تڑپ تڑپ کر
راہی ملک عدم ہونگے یہ حالات سنکر شاہزادہ جہانگیر قریب اس جوان کے آئے
پکار کر آواز دی کہ اے آشناے بحر محبت واے گرداب نشین یم مودت ذرا ہوش مین
آؤ ہمسے کلام کرو تمھارا حال زار دیکھکر دل کو بیقراری ہوئی انکشاف راز کے خواہان
ہین وہ جوان آواز جہانگیر سنکر رونے لگا کہا اے نکو خصال فرزانہ آسمان کمال
تو نے غمخواری فرمائی کہ مجھ بیکس و بے بس کا حال پوچھتا ہے جو مشکل کہ لا حل ہو اسکو
دریافت کرنے سے کیا فائدہ شاہزادہ جہانگیر نے کہا کہ اے برادر تم حلال مشکلات
کو فراموش کرتے ہو جو دنیا مین عارضہ آیا اسکا علاج بھی حکیم مطلق نے ضرور مقرر کیا
جو مشکل کہ دنیا مین ہے اسکا حل ہونا بھی واجب و لازم ہے تو اے برادر کوئی ایسی مشکل
نہین ہے کہ جسکی صورت حل نہ ہو براے خدا بیان تو کرو تمھاری ناامیدی پر دل ٹکڑے
ہوتا ہے جس معبود نے ایک کلمۂ کن سے یہ زمین و آسمان بنایا سب اسکے نزدیک
آسان ہے انسان ضعیف البنیان پر سراسر اسکا احسان ہے وہ معبود حقیقی و رب

ستوقیلی ہے اسی بھائی اسکا اعتقاد کرو ہر مشکل مین اسی کو یاد کرو تمھاری بھی مشکل حل ہوگی
ہم فرزند صاحبقران شاہزادہ جہانگیر ہین جان و مال سے کوشش کرینگے شاید تمھے شناسا
کبھی دریند تو ہے اب طلسم بین الطرفین فتح ہو رہا ہے طراق جادو بادشاہ
بین الطرفین بھاگ کر پاس سامری ثانی کے آیا ہے ہم تم سے عہد کرتے ہین کہ پہلے
ہم تمھاری حل مشکل مین کوشش کرین گے تمھاری مراد بر لا کر پہونچا ئینگے تب مرحلہ جات
استقلانیہ کے فتح کی تدبیر کرین گے نام جہانگیر سنکر وہ جوان کانپ گیا آنکھین کھولکر
جمال جہانگیر کو دیکھا قدمون سے لپٹ گیا کہا کہ اے آقا سے نامدار و اے مولا سے قدر
شناس لالہ زار جادو میرا نام ہے آج تیسرا دن ہے کہ آپ کے دیوانہ شیدا ہو دل دردمند
ہے آپ کے آنے کی خبر سنکر تکرتی تھا کہ کسی طور سے آپ کو ڈھونڈھون میرے باغ مین
طراق آتا ہے صحبت آرا رہتا ہے جس دن سے مین دیوانہ ہوا اور یہ بارش مصیبت کی مجھ
پر آئی اس دن سے وہ یہان نہین آیا ہے مین مطیع اسلام ہوتا ہون اور مشکل غلام کی
آپ ہی کے ہاتھ سے سر ہوگی شاہزادہ جہانگیر نے اسکو مطیع اسلام کیا لالہ زار نے
جہانگیر کو لا کر بارہ دری مین مسند پر بٹھایا ہاتھ باندھ کر سامنے کھڑا ہوا لالہ زار رونے لگا
کہا کہ اے شہریار کیا اپنی کیفیت بیان کرون زوجہ میری گلنار سحر بند صاحب سامری
ثانی ہے مین اسپر جان دیتا تھا کمسنی مین شادی ہوئی جانبین سے سچا عشق تھا اسکو
مجھ سے محبت مجھے اس سے الفت تھی آج چوتھا دن گذرا ہے کہ مین اسی باغ مین ساتھ
اپنی زوجہ کے صحبت آرا تھا آپس مین شراب خواری ہو رہی تھی ایک دیو خونخوار کہ دیو
سپید سنبہ اسکا نام ہے اور مدت سے اسی ہوا مین رہتا ہے آسمان پر اڑا ہوا جاتا تھا
زوجہ کو میری دیکھکر عاشق ہوا بیتاب ہوگیا رقص کرتا ہوا زمین پر آیا ہم زن و شوہر معہ
کنیزون و ملازمون کے اسکی صورت مہیب دیکھکر بیہوش ہوگئے اس ظالم نے عالم غشی
مین زوجہ کو میری اٹھا لیا سامنے ایک باغ ہے اسمین لیجا کر صحبت آرا ہوا وہ اسکی صورت
دیکھکر کلیجہ بیہوش ہوگئی اس ظالم نے اس معشوقہ کو قفس آہنی مین بند کیا ایک
درخت بلند ہے اسمین قفس لٹکا دیا مین فوج لیکر اس سے لڑنے گیا وہ شکار سے

پلٹ کر آیا دو جنگل ایسے مارے کہ تمام فوج تباہ ہو گئی مین عاجز و درماندہ اسی باغ مین آکر گرا بیہوش ہو گیا تین دن تین راتین گذری ہین فراق زوجہ مین بیقرار ہون آٹھ پہر اشکبار ہون اُسکے فراق مین یہ کیفیت ہی:

نظم

فرقت کی شب مین گری ہی روز قیام کی — مردون کی نیند نالون سے لی میرے سلام کی
گذرا جو دسے تو حقیقت کھلی مجھے — قرآن کا سامنا تھا جو ایک سہ تمام کی
سرخی پان ہو لعل بسی زیب یار پر — پھولی شفق دیار بدخشان کی شام کی
گھر سے خدا کے ملتے ہین مضمون مجھے بلند — فکر رسا کمند ہے کعبے کے بام کی
اچھا نہین ہی صورت عاشق سے بھاگنا — صاحب سمجھ لین خود ہی یہ حرکت غلام کی
بلبل موا پھڑک کے تو کیا دیکھا خون بہا — خالی ہر اک گرہ نظر آتی ہے دام کی
پیش از سوال دوش مین نگین کا جواب — ہی التجا زبان سے مجھے اتنے کام کی
باغ جہان مین گل کی قناعت ہی جائے رشک — عمر دو روزہ ایک قبا مین تمام کی
غلمان و حور ہین مری خدمت کو خلد مین — پروا نہین جہان مین کنیز و غلام کی
پہچانا حق کو چار دہ معصوم کے طفیل — زینے سے رہنمائی ہوئی مجھکو بام کی
موسے سیاہ ہو گئے دو روز مین سپید — ثابت تھی پختگی ہمین اس رنگ خام کی
صرف نگین ہو لعل و زمرد بھی روز و شب — حسرت نہین عقیق ہی گو تیرے نام کی
پیدا نہ ہوگا دوسرا مجھسا شرابخوار — مٹی خراب ہوگی مرے بعد جام کی
اندیشہ بہار سے رنگ خزان ہی زرد — دہشت لگی ہوئی ہے اُسے انتقام کی
آتش خدا کے واسطے موقوف فکر شعر — طاقت نہین دماغ کو نظم کلام کی

شاہزادہ جہانگیر نے فرمایا کہ اے برادر ہم اُس دیو خونخوار سے مقابلہ کرین گے اگر حیات باقی ہے تو تمہاری زوجہ کو تم سے ملائین گے یہ نہ کہو کہ حل مشکل نہین ہو گی اسیلئے تم دین اسلام مین آ لیئے اب تو شام ہو چکی کل صبح کو چل کر اُس دیو خونخوار کو دیکھین گے اگر اُس پر غالب آئے تو تمہاری زوجہ کو لے آئین گے اور اگر ہم اُس دیو خونخوار کے ہاتھ سے مارے گئے تو ہمارا جنازہ اُٹھانا اور اگر بعد ہماری شکم دیو مردار خوار ہو

تو سمجھا کہ یہ بھی گوارا ہی مگر تمھاری مشکل حل ہو لالہ زار نے شاہزادے کو لا کر مسند پر بٹھایا
اور آپ مصروف خدمتگاری ہوا پھر آواز دی ہزار کنیزیں و چند خدمتگار آ گئے شیشے بھی
لالہ زار نے یہی کہا کہ صاحبو میں نے ہفت پیکر پر لعنت کی جس روز سے مطیع اسلام
ہوا دل میں قوت پائی جاتی ہی ہر چند کہ جب اس دیو کے تن و توش کا خیال آتا ہے
کہ جو صاحب جادوگروں کو کہا گیا تو خوف آتا ہی کہ وہ کیونکر قتل ہوگا دہان میں اسکے بلکہ
گلنار سحر نما کی سوزن دی ہی سحر سے ڈرتا ہی کہ ایسا نہ ہو قفس کو توڑ کر نکل جائے
شب بھر لالہ زار خدمت میں شاہزادہ جہانگیر کی رہا جبکہ ساحر روز زرین پوش [illegible]
مشرق سے نکلا اور روشنی سے اپنی عالم کو منور کیا جہانگیر یا قمر نے نماز سحر پڑھی پیدا
کرنے والے سے دعا کی کہ اے خالق زمین و آسمان و اے سبب دو جہان اس غریب کی
مشکل کو آسان کرنا اس دیو خونخوار پر غالب آؤں اور فرمایا کہ اے لالہ زار چلو لالہ زار نے
کہا کہ غلام تو اسکی صورت دیکھ کر ایسا خائف ہی کہ سحر نہیں ہو سکتا مجھکو خیال ہے
کہ حضور اسکا قد و قامت دیکھ کر گھبرا جائیں شاہزادہ جہانگیر نے کہا کہ تم دروازہ باغ
رہو دور سے تماشا دیکھو لالہ زار در باغ پر آ کر ٹھہرا شاہزادہ جہانگیر والا تبار سامنے
ایک نخل کے پہونچے دیکھا کہ اس مقام پر سناٹا ہی ایک قفس آہنی اس نخل میں
لٹکا ہی اسمیں ایک نازنین سر نگون بیٹھی ہے زبان میں سوزن آنکھوں میں آنسو
بھرے ہوئے جہانگیر کو جو آتے دیکھا ہاتھ سے اشارہ کیا کہ اے شخص ادھر نہ آؤ وہ
خونخوار برائے شکار گیا ہی آتا ہوگا شاہزادہ جہانگیر نے کچھ جواب نہ دیا جب زیر
نخل پہونچے چاہا کہ قفس اتاریں ایک آواز ہیبتناک آئی کہ اے شخص تو کون ہی
کہ میری معشوقہ کا قفس اتارتا ہی خبردار آگے نہ بڑھنا نادان جا جا کر کہا جاؤنگا
اس معشوقہ کو اپنا دل بہلانے کو رکھا ہی ہر چند کہ یہ وہ سرکش ہی کہ کہنا نہیں مانتی
جس دن چھلاؤنگا اسکو بھی کھا جاؤنگا آدم خواری میرا کام ہے یہ سنکر جہانگیر نے
کچھ جواب نہ دیا چاہا کہ درخت اکھیڑوں ایک دھماکا ہوا دیکھا کہ ایک دیو سنگین
کا قد و قامت چوبدست آہنی کاندھے پر فیل شکار کرکے لایا تھا اسے چباتا ہوا

سامنے جہانگیر کے آیا اور للکار کر آواز دی کہ اے جوان بھاگ جا قضا تیری تجھکو گھیر کر لائی
ہے جہانگیر نے جواب دیا کہ او بیحیا سامنے تو آ دور سے کلام کرتا ہے دیو نے بڑھکر چنگل
مارا جہانگیر نے کلائی پکڑکے ایک جھٹکا مارا دیو منہ کے بھل جھکا جہانگیر سے لپٹ پڑا
لالہ زار در باغ سے دیکھ رہا ہے دیو جو جہانگیر سے لپٹا لالہ زار دعائیں مانگنے لگا کہ اے
آسمان کے خدا سے نادیدہ میرے مددگار کو بچا لے شاہزادہ جہانگیر نے ایک دو
گھونسے ایسے مارے کہ دیو غل مچانے لگا اور پکار اُٹھا کہ اے جوان مجھکو چھوڑ دے
صدقہ کر لے میری جان پر بنی ہے جب جہانگیر گھونسہ اٹھاتے ہیں دیو بیتاب ہوکر
منتیں کرنے لگتا ہے کہ اے جوان ہرگز نہ مارنا جہانگیر نے بال پکڑکے دو جھٹکے مارے کہ
دیو جھکا آپس میں کشتی ہونے لگی آخر کو لے پر لاد کر شاہزادہ جہانگیر نے دے مارا
چھاتی پر سوار ہوکے فرمایا کہ در شناخت پروردگار چہ میگوئی دیو نے پوچھا کہ آپکا نام
کیا ہے شاہزادہ جہانگیر نے کہا کہ فرزند صاحب قران - نام صاحبقران کا سنکر
دیو سیماب کانپنے لگا کہا کہ اے شہریار جس روز عفریت قتل ہوا اس دن میں بھی
عفریت کے ساتھ تھا جب آپکے والد کے ہاتھ سے عفریت مارا گیا تو ہم چند
بھاگ کر پردہ دنیا میں آئے جسکو جہاں موقع ملا وہ وہاں رہگیا میں اس مقام پر آکر رہا
اگر حضور ایک فرمان اپنے دست حق پرست سے بنام ملکہ قریشہ عطا فرمائیں تو میں اپنی
عملداری پر جاکر قائم ہوں یہ کہکے سیماب نے کلمہ پڑھا بصدق دل مسلمان ہوا جہانگیر
نے نامہ لکھکر دیا بڑی بہن کو لکھا کہ ہمشیرہ صاحبہ دیو سیماب مسلمان ہوا اگر یہ آپکی
اطاعت کرے تو اسکا ملک اسکو ملے پھر کہا قفس اتارو دیو سیماب نے بخوشی تمام
قفس اُتارا شاہزادہ جہانگیر نے قفس لیا دیو سیماب طرف پردہ قاف کے گیا جہانگیر
قفس گلنار سحر بنا کا لیے ہوئے سامنے لالہ زار کے آئے لالہ زار دوڑکر قریب جہانگیر
کے آیا گرد جہانگیر کے پھرنے لگا کہتا تھا کہ اے آقا ئے نامدار آپنے وہ احسان کیا کہ جسکا
شکریہ ادا نہیں کرسکتا بس شاہزادہ جہانگیر کو باغ میں لایا زوجہ کو قفس سے نکالا ایام
جدائی یاد کرکے زن و شوہر خوب روئے جہانگیر نے دونوں کو سمجھایا زن و شوہر

خدمت مین شاہزادہ جہانگیر کی مصروف ہوے لالہ زار نے کہا کہ ای شہریار جو حکم ہو
وہ بجا لاؤن چاہتا ہون کہ جان اپنی قدمون پر نثار کرون آپ نے وہ احسان کیا
کہ جو کسی طرح ادا نہین ہو سکتا اب جو کام ہمارے لائق ہو وہ فرمائیے ہم زن و شوہر
بجا لائین جہانگیر با توقیر نے لوح دیکھی فرمایا کہ طلاق دیا دو اس باغ مین آتا ہے
مہ جبین نے کہا کہ اسکی ایک معشوقہ ہے ہر شب آتا ہے اُسکے ساتھ مصروف عیش رہتا ہے
جس طرح حضور چاہین اس سے مقابلہ کرین جو کنیز و غلام سے ہو سکیگا آنکھون سے
بجا لائینگے یہ کہکے زن و شوہر ہمراہ شاہزادہ جہانگیر کے مصروف عیش و نشاط
ہوے کنیزین حاضر ہوئین زن و شوہر نے اشارہ کیا کہ سامنے ہمارے آقا کے
بیٹھ کر کچھ گاؤ ایک کنیز شوخ و شنگ موسوم بہ گلرنگ سامنے جہانگیر کے بیٹھ کر
یہ غزل عاشقانہ گانے لگی

نظم

شنگرف تیرا لال ہی میرے تن مجروح کا — کیون کھلاتا نہین گر کبھی داغ گور کا
کھل گیا ہی جسم اس درجہ تیرے رنجور کا — ایک لقمہ بھی نہ کھایا اس قدر دلگیر ہون [illegible] کا
اہل جنت کو رہا کرتی ہے اکثر آرزو — میرا افسانہ بھی ہے شاید سراپا حور کا
دیجیے کچھ دن ہوا ہین اسکو آہ سرد کی — جوش خون گرم سے منہ آگیا ناسور کا
عاشقی دو چار جا اٹھے جو میری آہ سے — روشنی دینے لگا دامن شب دیجور کا
دیکھتا ہون وہ کہ جسکی آرزو موسیٰ کو تھی — دل مین روشن ہو رہے شعلہ چراغ طور کا
جم گیا ہی خون کا قطرہ قطرہ کیا آ سکے خاک کا — آبلہ رکھتا ہے دیدہ جوہر ساطور کا
کھینچ لون آغوش مین ہیئت آسمان یار کو — یاس ہی وقت تصور کو ہو رستہ دور کا
گذشت دولت مین لطف خانہ بربادی کہان — شیشے کے ہونے سے لٹ جاتا ہے گھر رنجور کا
کم حقیقت کے لیے پرسش کبھی ہوتی نہین — کون استفسار کرتا ہے [illegible] کا
مین نہین کچھ بادہ کش کیون کھو رہا ہے سبب — آبلے ہین دل کے یہ خوشہ نہین انگور کا
ہاے کیا دیکھا کہ مجھکو دیکھنے آتے ہین لوگ — قہر لایا یاد آتا قامت مستور کا
کون سن سکتا ہے کسکو اتنی طاقت ہے کریم — اپنا ہر نالہ ہے [illegible] صور کا

شام تک جہانگیر کو لالہ زار نے بہلایا پھر بارہ دری میں لا کر بٹھایا کچھ رات گئی تھی کہ نقّار
ے کی آواز آئی بارہ دری کے پردے ڈال دیے ہیں لالہ زار و گلنار جہانگیر کو
تماشا دکھا رہے ہیں پہلے بارہ ہزار فوج آئی ملازموں نے باغ کو گھیر لیا کئی دن
نگہبان دروازے پر بیٹھے ہیں ہر ایک نگہبان کا قول ہے کہ جب طلسم کشا سامنے سے
آتا ہوا معلوم ہو اسی وقت اپنے آقا کو خبر کر دیں کہ اڑ کر نکل جائیں طلسم کشا سے سامنا
ہونا باعث خرابی ہے طمطراق نے خوف جان سے قلعہ طلسمی چھوڑا اب طلسم اسقلانیہ میں
آ گئے ہیں مگر طلسم کشا کو وہی لوح یہاں بھی کام دے گی طلسم اسقلانیہ مابین الطرفین کا ایک
ٹکڑا ہے مگر ساحر ثانی نے ایسے عجائب و غرائب یہاں تیار کیے ہیں کہ پورا طلسم بھی
کوئی اُس پر دست انداز نہیں ہو سکتا یہاں شاہزادہ جہانگیر بارہ دری سے چھپ کر
دیکھ رہے ہیں جب فوج نے گرد باغ کے انتظام کر لیا تو آسمان پر برق چمکی طمطراق مع
مصاحبوں کے آ کر پہونچا مسند پر آ کے بیٹھا جہانگیر نے چاہا کہ جا پہونچوں لالہ زار اور
گلنار نے عرض کی کہ ابھی ٹھہر جائیے اُس کی معشوقہ بھی آ لے تو اپنے کو ظاہر کیجیے گا طمطراق
نے بیٹھتے ہی ایک مصاحب سے اشارہ کیا کہ لالہ زار کو بلاؤ لالہ زار اور گلنار حاضر
ہوئے جہانگیر بارہ دری میں بیٹھے دیکھ رہے ہیں جب گلنار نے آ کر طمطراق کو
سلام کیا طمطراق نے پوچھا کہ کیوں اے ملکہ گلنار دیو کی قید سے کیونکر رہائی پائی
گلنار نے دست بستہ عرض کی کہ اے شہنشاہ مابین الطرفین عنایت خداوند ہفت پیکر
ہوئی کہ دیو اپنے وطن کو گیا اور مجھکو رہا کر دیا طمطراق نے کہا کہ اے گلنار صاف صاف
کہو گلنار نے عرض کی کہ جو اصل حال تھا وہ میں نے بیان کر دیا طمطراق خاموش
ہو رہا تھوڑا عرصہ نہ گذرا تھا کہ ایک آندھی سیاہ آئی تھی کہ طمطراق کھڑا ہو گیا
یا تو باغ میں بیٹھا تھا یا مثل گل شگفتہ ہو گیا اب بیگلگون آ کے بیٹھا دیکھا سامنے
کہ ایک نازنین تاج سر پر رکھے تخت پر سوار دریا سے جواہر ہیں تخت طراز ابرو دونوں پر افشاں
چھڑکی ہوئی ثابت ہوتا ہے کہ تیغہ ہلال ہے جو ہر ایک جب تیر مژگان چل جاتے ہیں دل
عاشق کو نشانہ بناتے ہیں غرض کہ نہایت ناز و کرشمہ سے آئی طمطراق نے اُٹھ کر

اٹھ کر ہاتھ تھام لیا لا کر مسند پر بٹھایا کنیزون کو اشارہ کیا کہ گائن کو بلاؤ گائنین اسی وقت حاضر ہوئین طلطراق نے اشارہ کیا گائن نے ساز درست کرکے یہ غزل شروع کی نظم

گردش سے آنکھ فتنہ بپا ہی مین رہ گئی ۔ تم سے یہ چال دل کی تباہی مین رہ گئی

پھینکی کبھی جو بام یار پر اے دل کمند آہ ۔ وہ بھی لٹک کے عرش الٰہی مین رہ گئی

سب مست کیا فروغ مے سے داغ عشق کا ۔ کچھ رہ گئی چمک تو سیاہی مین رہ گئی

عشق جنان مین حضرت زاہد کو گفتگو ۔ اتنی ہماری پاک نگاہی مین رہ گئی

یہ بھی پکارتا ہی کہ آتا ہے کوئی آج ۔ قاصد کی بات دل کی گواہی مین رہ گئی

عالم دکھا گئی شفق شام وصل یار ۔ سرخی سی کچھ جو ملکے سیاہی مین رہ گئی

گذریگا کون ادھر سے کہ خاک اس حقیر کی ۔ اٹھ اٹھ کے آہ راستا ہی مین رہ گئی

کیون ای دعا سے وصل صنم تو نے کیا ثنا ۔ بیکسی کی جو بارگاہ الٰہی مین رہ گئی

پوری نظر اس آنکھ کی تصویر پڑ گئی ۔ رحمت طلب جو نیم نگاہی مین رہ گئی

حسرت نہ نکلی وصل مین اس بت شوخ کی ۔ اندیشہ ہاے نامتناہی مین رہ گئی

دیوانی ہی ہوئی تری تشبیہ مین جلال ۔ جنت کی زیادہ گناہی مین رہ گئی

جب گلنار نے دیکھا کہ ہنگامۂ عیش و نشاط گرم ہوا یہ جو نازنین آئی ہو اسکا سنبتہ نام ہی طلطراق کی ملاقات کو آئی ہی ہاتھ نہین لگا سکے نے دیکھی طرف گلنار کے متوجہ ہو کے پوچھا کہ تمنے کیونکر رہائی پائی گلنار نے کہا کہ خداوند ہفت پیکر نے قید پر کی کہ دیکھا وطن کو گیا اور مجھکو رہا کر گیا مگر یہ کہا ہی کہ جب مین آؤنگا پھر تمکو اٹھا لاؤنگا اگر میری دل دہی نہ قبول کرو گی پھر اسی قفس مین قید کرونگا غرض سنبتہ نے کہا کہ اے گلنار سلطان اصلی تم سے نہ چھپاؤ ہمین سب حال معلوم ہی سوائے طلسم کشا کے تمکو کوئی رہا نہین کرسکتا تھا فرزندان حمزہ ہی کا یہ کام ہی سب پسران حمزہ دیو نہاد و دیو اشکل ہین طلسم کشا نے اسے زیر کیا وہ اپنے وطن گیا تمہارے شوہر نے طلسم کشا کو اپنے کہین جگہ دی ہی بس بہتر یہ ہے کہ جا کے اسے گرفتار کرلاؤ جانتی ہو اس مقام سے مین کیا حکم خداوند ہفت پیکر ہی ہر ایک ناظم کے نام یہی حکم ہی کہ جس فرزند حمزہ کو پاؤ گرفتار کرکے لاؤ تمنے اور تمہارے

شوہر نے جو اطاعت کی ہے اس اطاعت کو شکست کرو شراب یہان سے لیجاؤ اُنہین
بیہوشی لاکر پکڑ لو ساحری ثانی کو بھی یہی منظور ہے کہ یہ نوجوان قتل ہو اگر تم یہ نکروگی
ہم تمکو بخدمت خداوند ساحری ثانی روانہ کرین گے پھر طمطراق کیجانب متوجہ ہوکر
کہا کہ ای طمطراق ہر چند کہ مجکو تمہاری بالین سے نفرت ہے مگر ان زن و شوہر نے تمہارے
قتل کا سامان کیا ہے مجکو میرے سحر نے خبر دی ہے کہ طلسم کشا بارہ دری مین موجود ہے اب بھی
وہ گرفتار ہو سکتا ہے مین خود بڑے گرفتاری طلسم کشا جاتی ہون یہ سنکر لالہ زار نے کہا کہ
ای ملکۂ عالم آپ بجا فرماتی ہین طلسم کشا ہمارا محسن ہے جب وہ یہان سے جائیگا تب
اسکو گرفتار کیجیے گا ہم گرفتار نہ ہونے دین گے غنچہ سربستہ نے کہا کہ ای لالہ زار کیون
تیری شامت آئی ہے یہ کہکر غنچہ سربستہ نے اپنا ہاتھ ہلایا لالہ زار گرا گلنار نے
بڑھ کر گولہ مارا طمطراق نے گولہ کاٹا گولہ کاٹ کر ہاتھ ہلا دیا۔ گلنار بھی گری طمطراق و
غنچہ نے دونون کو گرا دیا اور باتون مین سوزن دی کہا جلاد کو بلاؤ۔ دو جلاد خنجر برہنہ
لیے ہوئے حاضر ہوئے طمطراق نے اشارہ کیا کہ دونون کا سر کاٹ لے جلاد دونون
کے سر پر خنجر برہنہ کھینچ کر آیا کہا کہ ای شہنشاہ حکم اول سے سمجھ کر حکم دیجیے ایک ہاتھ مین
سر کو تن سے جدا کر دیتے ہین قتل کرنا ہمارا کام ہے چلانا خداوند ہفت پیکر کا کام ہے
طمطراق نے آواز دی کہ ارے یہ دونون گنہگار خداوند ہفت پیکر ہین ساحری ثانی
بھی انکی دشمن ہو رہے ہین انکے بارے مین حکم ہے کہ جو طلسم کشا سے دوستی کرے
فوراً اسکو قتل کرو ایسے ہی لوگون نے میل کر کے طلسم کشا کو زور دیا شاہزادہ جہانگیر
بارہ دری مین ٹہل رہے تھے پردہ ہٹا کر دیکھا کہ زن و شوہر زیر تیغ بیٹھے ہین بیگناہ
پاس چہار جانب دیکھ رہے ہین گلنار لالہ زار کو اشارہ کرتی ہے کہ مقام افسوس ہے کہ
طلسم کشا نے ہمارا حال ملاحظہ نہین کیا صاحب اب ہمارے قتل مین کیا دیر ہے کہ
جلاد ہاتھ اٹھائینگے سر اڑ جائیگا افسوس ہے کہ طلسم کشا کی خدمت نہ کرنے پائے شاہزادہ
جہانگیر دیکھتے ہی بیقرار ہو گئے آنکھون کے نیچے اندھیرا آگیا قبضے پر ہاتھ ڈالا چاہا
سپر کے لوح کو ہاتھ مین لیا دہن سے نعرہ کرنے کے چاہتے تھے نعرۂ جہانگیر

جہانگیر فرزند صاحبقران تزلزل فتد در میان مصاف	منم بلبل باغ اسلامیان اگر تیغ بر سنگ خارہ زنم	چو تیغ بلا برکشم از غلاف زگاو زمین بیخ و بن برکنم

ابھی یہ پہلو سے نعرہ جہانگیر ہوا ساحر ٹھٹھک گئے شاہزادہ جہانگیر نے بڑھکر جلادوت کو مارا۔ ان دونوں کی زبانوں سے سوزن نکالی لوح تھپکائی کہ تحریر دونوں کے اوپر سے اُتر ادن وشوہر کبھی کبھا کی اُٹھ کھڑے ہوئے کنیزوں کو قتل کرنے لگے۔ غنچہ سپر ساحرہ نے للکارا کہ او بے حمزہ اوج کے شاہی پہ پڑا گھمنڈ ہی دیکھ تو کس آفت میں پھنسائی ہوں یہ کہکے ایک گولہ مارا گجرہ پھولون کا ہاتھ میں تھا وہ بھی کھینچ مارا گجرہ ٹوٹا پھول برسنے لگے تمام درخت پھولوں سے لد گئے غنچہ و گل چٹکنے لگے پھول ٹوٹ کر زمین پر گرے ان سے ساحر پیدا ہونے لگے ہر طرف سے بلبلیں آواز دیتی ہیں کہ اے جوان ہوشیار ہو ذرا ہماری نغمہ سرائی سنو۔ یہ چہکار کر یہ غزل گانے لگیں ۵

کس شوخ سے کہتی ہے کہ میں ہوں آشنائے گل	بلبل زبان سے یہ کبھی نہ نکالا کہ ہائے گل
دیکھا طلسم میں چمن روزگار کا *	بلبل کے پاس نہ زاغ ہیں کانٹے بجائے گل
آنکھوں سے دیکھ تو ستم روزگار کو	کچھ پوچھتا ضرور نہیں ماجرائے گل
بلبل اسیر ہو تو کروں چاک پیرہن	ہم خوب جانتے ہیں یہ تھا مدعائے گل
اے عندلیب کیا نفس چند کی بہار	دو دن کے بعد پھر وہی آیا ہائے گل
فصل بہار و وقت خزان دو ہیں [illegible]	وہ ابتدائے گل ہے یہ انتہائے گل
کہتی تھی عندلیب کہ وہ تیرہ بخت ہوں	یا وحشت کہاں اٹھا [illegible] جفائے گل
ارباب فیض کے نہیں کھلتے لب سوال	اپنا ہی خون دل ہے [illegible] غذائے گل
اے رنج ہجر اور کہیں ڈھونڈھ لے مکان	رہتی ہے [illegible] عندلیب کے [illegible] ہوائے گل
اس فیض عندلیب کے قربان جائیے	آئے زبان پر نہ کبھی شکوہ ہائے گل
رسوا کیا محبت خندیدگی نے آہ	کھلنے لگے قریب سحر پردہ ہائے گل
شاید نسیم آمد فصل بہار ہے	پیدا ہے چند روز سے سر میں ہوائے گل

اس طرح بلبلوں نے نغمہ سرائی کی کہ لالہ زار و گلشن رشک صد چمن شہنشاہ حیران [illegible] طرف

پھولوں کے دیکھنے لگے شاہزادہ جہانگیر کے دل میں جب توجہ ہوتی ہے کہ طرف پھولوں کے متوجہ ہوں کوئی کان میں کہہ دیتا ہے کہ اُدھر نہ دیکھو لوح چمکاؤ شاہزادہ جہانگیر ہوشیار ہو کر لوح چمکا دیتے ہیں اور شمشیر زنی کرنے لگتے ہیں طمطراق حیران کھڑا دیکھ رہا ہے اور چاہتا ہے کہ پرواز پیدا کرکے نکل جاؤں غنچہ سربستہ نے کہا کہ اے طمطراق اسی سبب سے دیکھو سلطنت طلسم ہے میرا سحر بسبب لوح کے تاثیر نہیں کرتا ایسا سحر کرو کہ طلسم کشا لوح نہ دیکھنے طمطراق نے ایک گولہ اُٹھا کر زمین پر مارا گوشہ ہائے باغ سے شیر و خرس پیدا ہوئے اور آسمان سے ہزار ہا زاغ و زغن اڑتے ہوئے آئے اب جہانگیر کو دو طرف کی فکر پڑی شیر و خرس حملہ کرتے ہیں زاغ و زغن نے کاؤں کاؤں مچائی چاہتے ہیں کہ طلسم کشا پر ٹوٹ پڑیں کہ ایک طرف سے ہوائے سرد چلی دیکھا کہ چند عقاب بلند پرواز منقار مثل نیزہ پنجے فولادی آکے زاغ و زغن پہ گرے جس زاغ یا زغن کو پکڑا چیر کر پھینک دیا چند عقابوں نے زاغ و زغن کو مار کے بھگا دیا شیر و خرس جب جہانگیر پہ حملہ کرتے ہیں کان میں آواز آتی ہے کہ انکو تلوار سے نہ قتل کرو لوح چمکاؤ جہانگیر نے لوح جو چمکائی شیر و خرس منہ پھیر کر بھاگے طمطراق نے کئی سحر کیے بسبب لوح کے رائگاں ہوا شاہزادہ جہانگیر لڑتے ہوئے قریب غنچہ سربستہ پہونچے غنچہ سربستہ نے وہ سحر کیا کہ تمام نخل باغ شکل انسان کے دوڑے گرد جہانگیر مجمع کیا ہوائے تند کے جھونکے چلے شجر گرنے لگے کہ یہ ہمارے سائے میں دیکھیں مگر جہانگیر جب لوح چمکاتے ہیں وہ شکل کنیزان غنچہ سربستہ پر گرتے ہیں کئی سو کنیزیں وہیں کسی کا ہاتھ ٹوٹا کسی کا سر پھٹا غل و شور ہوا غنچہ سربستہ نے پلٹ کر دیکھا کہ کئی سو کنیزوں کے لاشے پڑے پھڑک رہے ہیں غنچہ سربستہ نے دستک دی کہ وہ سب نخل جا کر اپنے مقام پر قائم ہوئے تھے لیکن شنوا جو زمزمہ سرائی کر رہی تھیں اڑ کر دیوار باغ پر بیٹھیں منقار کھولے پر ان کو تول رہی ہیں کہ اڑ کر نکل جائیں غنچہ سربستہ نے انکو سحر سے روکا بلبلیں پھر بیٹھیں جہانگیر نے دیکھا کہ سوائے غنچہ سربستہ و طمطراق کے اُس مقام پر اور کوئی نہیں ہے لالہ زار و گلنار نے سب کنیزوں کو مار ڈالا و مشور دریائے خون میں نہانے لگے ہوئے

سامنے جہانگیر کے آئے عرض کی کہ اے شہریار اب یہ دو قوت باقی ہیں بدون کوشش
حضور یہ دو قتل ہونگے شاہزادہ جہانگیر طمطراق پر جا پڑے طمطراق نے تلوار کمر سے
کھینچی تلوار کو ہلایا ہزار ہا تلواریں جہانگیر پر برسنے لگیں مگر کوئی تلوار جسم پر جہانگیر
کے نہیں پڑتی طمطراق نے سر کو جنبش دی پتھر برسنے لگے درخت زمین پامال و تباہ
ہونے لگے جہانگیر کے قریب کوئی پتھر نہیں آتا طمطراق گھبرایا آخر تلوار کا وار کیا
جہانگیر نے تلوار کو تا دستہ روکا اُلجھا دے سے ہاتھ نکالا چاہا کہ ہاتھ ماروں طمطراق
نے اپنے کو گرا دیا غلط ایک بار کے بلند ہوا بشکل طاؤس اُڑتا ہوا چلا لالہ زار نے پکار کر
آواز دی کہ اے شہریار طمطراق جاتا ہے داہنی طرف سے آواز آئی کہ اگر یہ نکل گیا تو پھر
دستیاب نہ ہوگا جہانگیر نے کمان کیانی دوش سے اُتاری تیر کمان میں پیوستہ
کیا سپیدہ پر کینہ طمطراق تا کا تیر رہا ہوا جا کر پشت پر طمطراق کی پڑا اور سینہ کو توڑ کر
پار ہو گیا طمطراق کا لاشہ زمین پر گرا اندھیرا ہو گیا جیسا ہی سپیدہ آیا نے نگاہیں
غنچہ سربستہ نے جو لاشہ طمطراق دیکھا گھبرا گئی پرواز پیدا کر کے بھاگی اُڑتے
اُڑتے اشارہ کیا کہ لاشہ طمطراق بھی بلند ہوا غنچہ سربستہ کے موئے سر کو جنبش
دی کہ ایک حلقہ موئے سر کمر میں لاش کی پڑا غنچہ سربستہ اُڑتی ہوئی چلی اب وہ
وقت ہے کہ سامری ثانی تخت پر بیٹھا ہے شہران سلطنت جمع ہیں کہ یکایک زمین تھرائی
گرد اسکے جو بت ہائے سنگی رکھے تھے منہ کے بل گرنے لگے سامری ثانی نے گھبرا کر
کہا کہ یارو غضب ہوا تمہارے پیر پر کوئی افتاد پڑی کہ دیکھا آسمان سے غنچہ سربستہ
گریبان پھٹا ہوا دوپٹہ ڈھلکا ہوا لاشہ طمطراق لٹکتا ہوا سامنے سامری ثانی
کے آئی کہا کہ اے خداوند غضب ہوا طمطراق مارا گیا سامری ثانی نے پوچھا کہ
اے غنچہ سربستہ تم اس باغ میں کیونکر پہنچیں غنچہ سربستہ نے جواب دیا کہ طمطراق
مجھکو بلواتا تھا جلسہ جماتا تھا اس جلسے میں میں بھی گئی تھی قدرت کو حال معلوم ہوگا
کہ لالہ زار کیونکر تسخیر ہوا از وجہ لالہ زار قید تھی اُسے طلسم کشا نے چھڑایا زن و شوہر
مطیع اسلام ہوئے بارہ دری میں طلسم کشا کو چھپایا جب میں نے زن و شوہر کو گرفتار

کیا اور قصد کیا کہ قتل کرین طلسم کشا بارہ دری سے نکل آئے تلوار چلی جب طلسم [illegible]
مارا گیا تو کنیز نکل آئی اب باغ لالہ زار مین طلسم کشا کا قبضہ ہی سامری ثانی نے
کہا کارے کوئی حاضر ہی لالہ زار و گلنار کو لاؤ ایک بت سنگی سے ایک ساحر سیہ فام
نکلا پکارتا ہوا کہ منم کوہ کن سنگ فگن یا خداوند کیا حکم ہوتا ہی سامری ثانی نے
کہا کہ زن و شوہر کو لاؤ وہ ساحر غرق زمین ہوا یہان جب غنچہ سمجھا گئی تھی اور [illegible]
طلسم طراق بھی لے گئی شاہزادہ جہانگیر نے فتح و فیروزی پائے باغ کو وہی رنگ اول پر
دیکھا چمن پھولون سے بھرے ہوئے بڑے بڑے درخت خشک ہو گئے ہین
خاک درختون پر پڑی ہوئی آگے آگے شاہزادہ جہانگیر پیچھے کنیز زن و شوہر طرف
بارہ دری کے جاتے ہین کہ زمین کانپی لالہ زار اسکے کہ گئے اتنا دیکھا کہ زمین پھٹی
ایک ساحر سیہ فام و بد انجام نکلا ایک پنجہ کمر مین زن کے اور ایک شوہر کے ڈالکر
لے اڑا گلنار نے آواز دی کہ ای شہریار کنیز و غلام کو بچائیے ہمکو دربار مین سامری
ثانی کے یہ ساحر لیے جاتا ہی اس ظالم کا سامنا ہی کہ رحم جسکے مزاج مین نہین کنیز و غلام
زندہ نہ بچین گے افسوس ہی کہ حضور کی خدمت گذاری سے محروم رہے شاہزادہ
جہانگیر نے چاہا کہ کمان کاندھے سے اتارون وہ جھپٹ کر بلند ہوا آسمان مین جاکر
ڈوب گیا شاہزادے کو لیجانا زن و شوہر کا بہت شاق ہوا بے اختیار ہو گئے پکار
کر کہا کہ ای لالہ زار و گلنار ہمکو کہان چھوڑا ہماری محبت سے منہ موڑا اسی بیقراری
جہانگیر کو ہو کہ زیر سایہ شجر تڑپ رہے ہین یکایک آسمان پر برق چمکی دیکھا
کہ ملکہ الماس آ کر پہونچین شاہزادہ جہانگیر کا ہاتھ تھام کر سنبھالا کہا کہ اے
شہریار آپ اپنے کو سنبھالیے ایسا نہو کہ کوئی ساحر آکر آپکو دم دیکر لیجائے
مجھے آٹھ پہر اسی کوشش مین گذرتی ہی کبھی دربار سامری ثانی مین [illegible]
جاتی ہون کبھی آپکے پاس واسطے نگہبانی حضور آتی ہون لیکن انتہا کی گھبرائی
ہون کہ خدا ان ظالمون کے ہاتھ سے بچائے لالہ زار و گلنار گرفتار ہو کر کہین
آئے وہ دونون پر بڑی سختی گذریگی جہانگیر نے کہا کہ ای الماس یہ تجویز مین چاہتا ہون

کہ تجکو دربار میں ساحری ثانی کے لیے چلو پھر دیکھو کیسا تماشا دکھلاتا ہوں الماس
پری چہرہ نے کہا کہ آج کنیز بھی جان پر کھیل کے حضور کے لیے چلتی ہوں شاہزادے
نے کہا کہ میں بھی آمادہ ہوں ضرور چلونگا کہ ناگاہ باغ سے رونے کی آواز آئی
شاہزادہ جہانگیر نے کہا کہ اے ملکہ الماس یہ کون روتا ہے کہا اے شہریار چل کے
دیکھیے کہ باغ میں آکر دیکھا کہ ایک قصر ہے اسمیں سے مردوں کے رونے کی آواز آتی
ہے جہانگیر نے لوح کو دیکھا الماس پری چہرہ سے کہا کہ یہ زندان خانہ طلسمی ہے پہلے
جو لوگ بہ ارادہ فتح طلسم آئے ان مقاموں پر آکے گرفتار ہوئے وہی سپاہ اسمیں
قید ہیں یہ کہہ کے قفل کا تالا اندر آکے دیکھا کہ کئی سو جوان ناچار گردن انکے ہاتھ کے
آنے کے مارے سیاہ پڑ گئے ہیں وہ لوگ رو رہے ہیں ایک ایک سے کہتا ہے کہ
یارو آج نیا معرکہ ہوا کہ یہ یاران سپاہ ہاتھ کے آنے کے ہو گئے مگر ہمارے رہا
ہونے کی کوئی صورت نہیں شاہزادہ جہانگیر کو جو دیکھا سب کھڑے ہو گئے
شاہزادے کو جھک جھک کر سلام کرنے لگے جہانگیر نے سب کی قید کا قصہ
حال پوچھا ان سب نے رو رو کے حال بیان کیا کسی نے کہا کہ دس برس سے قید
ہیں کسی نے کہا کہ بارہ چودہ برس گذرے اسی طرح سبھوں نے اپنا اپنا حال بیان
کیا کلمہ پڑھ کر سب مسلمان ہوئے کوئی لات پرست اور کوئی مناۃ پرست تھا
سبھوں نے ادیان باطلہ پر لعنت کی مذہب حق کا دل سے اعتقاد کیا الماس پری چہرہ
نے عرض کی کہ حضور دیر نہ کریں ایسا نہو کہ زن و شوہر پر کوئی افتاد پڑے تو صدمہ
عظیم ہوگا شاہزادہ جہانگیر نے کہا کہ اے ملکہ الماس میں چلنے پر آمادہ ہوں مجکو
زن و شوہر کا بڑا قلق ہے انکے اعتقاد کا حال ہمپر کھلا غنچہ سرشت نے کیا کیا سمجھایا
مگر زن و شوہر نے نہ قبول کیا ملکہ الماس نے ایک تخت سحر تیار کیا اسپر شاہزادہ
سوار ہوا الماس آکے پہلو میں بیٹھی چار سو جوان یعنے جو اپنے ملک کے
شاہزادے تھے سب قید خانے سے چھوٹے الماس پری چہرہ نے ان سب سے
کہا کہ بعد تھوڑی دیر کے تم لوگ بھی اس نقب میں کہ نہ پہنچنا جہاں شاہزادہ ہوگا

وہاں پہونچ گئے یہ کہکے الماس تخت اڑا کے چلی سامری ثانی بھی تخت پر بیٹھا ہے
طمطراق کے مرنے کا افسوس کر رہا ہے کہ ہوا سے تخت چلی سامنے سر اٹھا کے دیکھا کہ
طلسم کشا ایک تخت پر سوار لوح گلے میں پڑی ہوئی الماس پیچھے تخت اڑاتی ہوئی
آتی ہے وہیں سے شاہزادہ جہانگیر نے نعرہ کیا کہ ہاں شیطان بھیا تجکو شرم نہیں آتی اسی منھ پر
تو دعوے خدائی کرتا ہے یکتائی پر مرتا ہے الماس کو دیکھ کر سامری ثانی گھبرا گیا پکار کر کہا
کہ اے ملکہ عالم مجھ سے کیا خطا ہوئی کہ جو طلسم کشا کی شریک ہو گئیں میں تو تمکو معشوقہ
جانتا تھا ہمیشہ عجز کیا مگر تمنے مسلمان کا ساتھ دیا خداوند ہفت پیکر کو فراموش کیا
الماس نے آواز دی کہ او مکار تو وہی ہے جو دعوی خدائی کرتا تھا آج صاحب لوح
سے مقابلہ کر تیرے سحر کا امتحان ہو یہ کہنا تھا کہ سامری ثانی اٹھا جہانگیر تخت سے کود
سامری ثانی نے اشارہ کیا ساحر ٹوٹ پڑے جنگ سحر کرنے لگے شاہزادہ جہانگیر لوح
چمکا رہے ہیں سحر ساحروں کے شاہ ہے ہیں جب لوح چمکی سحر الٹے پلٹے الٹا ہی سحر
کرنے والوں کے سینوں پر پڑے تڑپکر شیشت کو بار گذرے مگر سامری ثانی سامنے
شاہزادہ جہانگیر کے نہیں آتا بھاگا بھاگا پھرتا ہے گوشے میں آکر سحر کرتا ہے کہ جہانگیر
لڑتے پھرتے سامنے سامری ثانی کے پہونچے سامری ثانی نے ایک دستک دی
زمین کانپی آسمان سے آگ برسنے لگی شاہزادہ جہانگیر نے لوح کو چمکایا آگ برسنا
موقوف ہوئی پھر سامری ثانی نے دستک دی اور پکار کے آواز دی کہ ارے نائب
قدرت کہاں ہے مقام افسوس ہے کہ نائب نے منھ پھیرا ایسے وقت میں سامنے نہیں
آتا کہ ایک آندھی سیاہ اٹھی آواز آئی بہیر خواہ حاضر ہوا دیکھا سب نے کہ ایک ساحر
سیہ فام و بد انجام جھولی اسباب سحر سے بھری ہوئی زمین پر آکر گرا اور آواز دی
کہ یا خداوند حاضر ہوا سامری ثانی نے کہا کہ ای نائب قدرت طلسم کشا کو یہاں سے
ہٹا مجھ سے مقابلہ نہ کرنے پائے اس ساحر سیہ فام نے جھولی سے کچھ پڑہا کا
نکالا وہ ہوا پر اڑا دیکھا کہ پہلو سے گنبد سے حاضر حاضر کی آواز آئی دیکھا کہ چند نازنینان
مہ جبین گوشہ گنبد سے ظاہر ہوئیں ایک نازنین سرو قد خورشید خد ماہ جبین و

پھر تمکین اُن سب کے آگے پکارتی ہوئی کہ اے فرزند صاحبقران ذرا ادھر متوجہ ہو جہانگیر نے آنکھ ملائی اُس نازنین نے بھی آنکھ ملا کر یہ اشعار عاشقانہ پڑھے نظم

گل کو نظر سے اشک بہ خوبی اتارتے ہیں — گلچین ہمارے آگے دامن پسارتے ہیں
شانے سے جب وہ اپنی زلفیں سنوارتے ہیں — سنبل کو اور مشک و عنبر کو وارتے ہیں
مرتے ہیں وہ زندہ کرتے زندوں کو مارتے ہیں — اسکو بگاڑتے ہیں اسکو سنوارتے ہیں
مشتاق ہم کنارے ملتے ہیں ہاتھ کیا کیا — تو تن سے جب وہ اپنا سینہ ابھارتے ہیں
وہ دلپسند اگر تو جب دیکھتے ہیں تجھ کو — کرتے ہیں گنگ اشارے گویا پکارتے ہیں
قائل ہوں میں تو اپنے نالوں کی گریوں کا — داغوں کو میرے دل کے کیا کیا ابھارتے ہیں
دریا سے جست اسکا غالب ہے موج زن ہو — تقصیر وار توبہ توبہ پکارتے ہیں
وان راستہ کھلا ہے باہم قمار الفت — وہ ہم سے جیتتے ہیں ہم اُن سے ہارتے ہیں
تقدیر نا لیلیٰ کیا دیر لیلیٰ اپنی ہم تکتی — بوسہ کا نام سنکر ہم منہ پسارتے ہیں
اس گل سے رخ کے دیکھے ہیں گل کو دیکھے — اس زلف عنبریں پر سنبل کو وارتے ہیں
رو رو کے دل کو خالی کرتے ہیں جب جگہ ہم — مانند دریا چشمے وان موج مارتے ہیں
پوشاک ہر طرح کی حاضر ہے کشتیوں میں — اسکو پہنتے ہیں وہ اسکو اتارتے ہیں
جاتے ہیں عاشق اسکے کوچے کے گرد پھیر — پھر طواف کعبہ حاجی سدھارتے ہیں
دم دیتے تھیں کبھی وہ اُنکا کبھی لیکا ہے — زاہد کمال اپنی تسبیح بگھارتے ہیں
مرد فقیر حق حق کرتے ہیں بوریئے پہ — شیر اپنے نیستان میں عاشق ڈکارتے ہیں

اس نازنین نے یہ شاہزادہ جہانگیر سے آنکھ ملا کر یہ غزل گائی جہانگیر بانو قہر کو ایک محبت پیدا ہوئی پکار کے آواز دی کہ اے سرگروہ حسینان واے سرتاج معشوقان کیا خوب آواز ہے کیا صدا میں سوز و گداز ہے الماس نے جو دیکھا کہ جہانگیر طرف اُس نازنین کے متوجہ ہوے پکار کر آواز دی کہ اے شہریار دھوکا نہ کھائیے گا لوح چمکا کے تو اسکی صورت دیکھیے یہ سنتے ہی جہانگیر نے لوح چمکا دی لوح چمکا کے جو اُس عورت پر نگاہ ڈالی دیکھا کہ ایک زنگن سیاہ رو تیرہ دروں کالے کپڑے پہنے ہوے کہ پر پلیتل کا

اب تو شاہزادے نے اُسے للکارا کہ او بے حیا آگے سے ہٹ ہمارے سامنے نہ آ ورنہ
ایک ہاتھ تلوار کا مارونگا قریب آئیگی تو بہت پچھتائیگی وہ لڑکا دینے آئی ہے وہ ساحر
سیہ فام جو آیا تھا اُسنے جو یہ معرکہ دیکھا گھبرا گیا جہانگیر نے دوبارہ لوح کو اُسکے سامنے
جھکایا وہ عورت مع کنیزوں کے جلنے لگی اُس ساحر نے پھر آواز دی کہ او فتنہ انگیز تو کیا
کرتی ہے آتی نہیں طلسم کشا کو آ کے لے دوسرے پہلو سے صدا آئی کہ حاضر ہوئی طلسم کشا
کو لیتی ہوں ساحری ثانی نے بڑھ کر الماس پریچہرہ کو للکارا الماس نے گولہ مارا ساحری
ثانی نے گولہ کاٹا گولے سے دھواں نکلا کہ آنکھیں بند کرکے الماس کھڑی ہوگئی اور
مثل بید کانپنے لگی اتنے میں اُس ساحر نے پھر پکار کے آواز دی کہ او فتنہ انگیز جلد آ
دیر نہ کر یکایک ایک نازنین مہ جبین سامنے آئی اور جھک کر شاہزادہ جہانگیر کو
سلام کیا جہانگیر کی نگاہ پڑی کہ ایک حسین ماہ پیکر قمر منظر سمن بر سامنے آ کر ہوگئی
شاہزادہ جہانگیر سے کہا کہ باغ میں چلیے گل و لالہ کی سیر کیجیے سب گل و غنچے آپکے
مشتاق ہیں جہانگیر بالتوقیر اُسکے ساتھ چلے الماس پریچہرہ آنکھیں بند کیے جھوم رہی
ہے یا حیران حیران طرف جہانگیر کے دیکھتی ہیں اشاروں سے یہ پیدا ہے کہ لوح جھکا کے
اُس سیاہ رو نے آواز دی کہ او فتنہ انگیز کیوں اسقدر دیر کرتی ہے اُس نازنین نے
قدم اُٹھایا اسی گنبد میں ایک در پیدا ہوا جہانگیر نے دیکھا کہ ایک باغ عنبر سرشتہ ہے
یا نمونہ بہشت ہے گلہائے رنگا رنگ و شگوفہ ہائے بوقلموں نہریں سلسبیل آسا موج مار
رہی ہیں حباب نہر مثل چشم معشوق جہانگیر سے اشارے کر رہے ہیں کہ لوح کو ملاحظہ
کیجیے مگر جہانگیر بالتوقیر اُس نازنین کا ہاتھ تھامے ہوئے باغ میں آئے اور سیر کرنے لگے
فتنہ انگیز نے کہا کہ بارہ دری میں چلیے تو میں آپ کو تماشا دکھاؤں جہانگیر اُسکے ساتھ
بارہ دری میں آئے بارہ دری میں لا کر فتنہ انگیز نے مسند پر بٹھایا کنیزوں سے پکار کر
آواز دی کہ ارے شراب و کباب لاؤ مہمان کی خاطر کرو کنیزیں دوڑ کر گلابیاں شراب
کی اور کشتیاں کباب کی لائیں اُس نازنین نے بڑھ کر ایک کنیز کو کہ گوشے میں بیٹھی تھی
اُسے پکار کر آواز دی کہ اری گلرنگ یہاں آ کر شراب پلا گوشے میں کہاں جا کے بیٹھی ہے

وہ کنیز اپنے مقام سے اٹھی جام لبریز کیا سامنے شاہزادہ جہانگیر کے لیکر آئی لیکن نگاہ جو گلرنگ کی جمال بے مثال جہانگیر پر پڑی جی میں کہتی ہے کہ اس جوان نے شراب پی اور لوح اسکے قبضے سے نکلی ہاتھ تو بڑھایا مگر آنکھ سے اشارہ کیا کہ جام میرے ہاتھ سے لیکر فتنہ انگیز پر ڈالیئے پھر تماشا قدرت پروردگار کا دیکھیے جہانگیر نے ہاتھ بڑھا جام لیا انجام کا خیال آگیا پلٹ کے فتنہ انگیز سے کہا کہ قریب آؤ جیسے ہی فتنہ انگیز قریب آئی اور دل میں سمجھی کہ شاہزادہ میرے دام مکر میں پھنس گیا جام پیا اور میں نے لوح لی جہانگیر نے وہی جام سر پر فتنہ انگیز کے ڈالدیا جیسے ہی شراب سر پر اسکے تا زمین گری معلوم ہوتا تھا کہ تودہ بارود میں چنگاری آگ کی ڈالدی سر تا پا شعلہ آتش ہوگئی کنیزیں سر پیٹنے لگیں کہتی تھیں کاری گلرنگ کیا ستم کیا جب فتنہ انگیز جل کر خاک ہوئی شاہزادے کو ہوش آگیا تلوار نکال کر اٹھے لوح کو ملاحظہ کیا تو لکھا پایا کہ اے فتاح طلسم و اے سیار این عجائبات سامری ثانی مثل طمطراق سے نہیں ہے کہ یہ دعوی خدائی رکھتا ہے لوح کو گردش دو اپنے کو اسی گنبد میں پہونچاؤ اگر دیر کرو گے تو اسکا سر پر پہرہ کو زندہ نہ پاؤ گے جہانگیر نے لوح میں جو یہ مضمون پایا خوشی سے چہرہ سرخ ہوگیا لوح کو گردش دی جیسے ہی لوح کو گردش دی ایک سناٹا ہوا جب روشنی ہوئی اپنے کو پھر اسی مقام پر پایا سامری ثانی نے جو شاہزادہ جہانگیر کو دیکھا اس ساحر سیہ رو سے پکار کر آواز دی کہ اے خنداں سیاہ رو فتنہ انگیز ماری گئی طلسم کشا آتا ہے ہمارے سامنے سے ہٹاؤ خنداں سیاہ رو نے ایک دو پتھر زمین پر مارا آواز دی کہ اے فیلان فیل پیکر طلسم کشا کو لے خبردار اب جانے نہ دینا شاہزادہ جہانگیر طرف خنداں کے چلے تھے کہ ایک صدا سے عجیب آئی کہ او طلسم کشا ذرا پیچھے تو مقابلہ کر جہانگیر نے دیکھا کہ ایک جوان فیل پر سوار سات سر پر رفیع الشان یعنی ایک سر شیر کا ایک خرس کا ایک سگ کا ایک خنزیر کا ایک طاؤس کا ایک فیل کا سر گردن بیچ میں سر انسان اور سات ہاتھ ہیں ہر ہاتھ میں حربہ گرز و شمشیر و نیزہ و خنجر وغیرہ کل حربوں کو جنبش دیتا ہوا سامنے

حربے اسنے شاہزادے پر لگائے جہانگیر نے سنان نیزہ کو پہلے سے کاٹا اور حربون کو
خالی دیا جست کر کے ہاتھ تلوار کا مارا تین ہاتھ اسکے کاٹے اسنے ایک چیخ ماری کہ ہر سمت سے
آواز نکلی اور ہر دہن سے شعلۂ آتش نکلے شاہزادہ جہانگیر پر ان شعلون نے کچھ کام
نہ کیا پھر جہانگیر نے دیکھا کہ ساتون ہاتھ اسکے اسی طرح تیار ہین چار مرتبہ جہانگیر نے
دو دو چار چار ہاتھ کاٹے مگر جب اسنے چیخ ماری اور روشنی ہوئی سب ہاتھ تیار دیکھے
اس حال پر ملال مین الماس کھڑی ہے سحر مین سامری ثانی کے پھنسی ہوئی آنکھون سے بہتا
آنسو بھرے ہوے چہرہ اوس مثل بید کانپ رہی ہے جب جہانگیر نے کئی مرتبہ اسکے ہاتھ
کاٹے اور ہاتھ پھر درست ہوگئے حیران تھے کہ کیا کرون الماس نے اس حال مین
ضبط کر کے آواز دی کہ اے شہریار مین تو بیکار ہو رہی ہون سامری ثانی کے سحر مین
پھنسی ہون مقام افسوس ہے کہ آپ لوح نہین ملاحظہ کرتے یہ فیلان ہفت سر
جان طلسم ہے اگر عمر بھر اس سے مقابلہ کیجیے گا تو اسکا یہی حال رہیگا بعد تھوڑی دیر کے
جیسے سر ہین اسی وضع کے ساحر پیدا ہونگے اور آپ کو گھیر لین گے ذرا تحمل اپنے کو
سنبھالیے یہ آواز سنکر شاہزادہ جہانگیر کو جیسے ہوش آگیا فیلان ہفت سر نے بڑی
کوشش کی کہ لوح نہ دیکھنے دون حربے بھی لگائے غل بھی مچایا مگر جہانگیر نے کچھ خیال
نہ کیا لوح پر نگاہ ڈالی نوشتہ پایا کہ اے فتاح طلسم ذو سیار این عجائبات اگر تمسے
اس طرح کا ساحر آکے مقابلہ کرے اگر تا بحشر لڑو گے فتح نہ پاؤ گے مگر اسکا سر اصلی
جو مثل سر انسان کے ہے خیال کر کے دیکھو کہ پیشانی پر اسکے ایک خال سیاہ ہے اگر
قادر انداز ہو تاک کر تیر مارو اسی خال سیاہ پر پڑے تل بھر کا فرق نہ ہو جہانگیر نے
جیسے ہی کمان کیانی دوش سے اتاری کہ اُس ساحر ہفت سر نے کئی حربے لگائے
شاہزادہ جہانگیر نے خالی دیے تیر بجر کمان مین پیوست کیا تاک کر اسی خال پر مارا پیشانی
سے شعلہ ہاے آتش نکلے مثل طاؤس آتشبازی جلنے لگا جلنے مین اسکے آوازین مہیب
آتی تھین اندھیرا ہوگیا بعد تھوڑی دیر کے وہ جل کر خاک ہوا اور آواز آئی کہ کشتی مرا
نام من فیلان ہفت سر بود اس عرصہ مین جہانگیر نے ساحرون کو قریب آتے

ملکہ الماس کے ہٹایا اپنے کو قریب الماس پہونچایا الماس نے اشارہ کیا کہ لوح کا
عکس چھوڑ دیجیے جہانگیر نے لوح جو چمکائی ایک شعلہ شمع سے الماس پر چہرہ کے نکلا
اور وہ شعلہ نکل کے طرف آسمان کے غائب ہوا الماس جو تڑپی خندان تھا دو پیر تک
جا پڑی اس زور سے گرمی کہ بایان ہاتھ اسکا اڑ گیا ہاتھ جو خندان کا کٹا اُسنے ایک
چیخ ماری اور رونے لگا پکار کر آواز دی کہ یا خداوند ہاتھ میرا ہاتھ سے گیا جلد دستگیری
کیجیے اس حال کو پہونچا ہون کہ بے دست و پا ہون ایک جھونکا ہوا سے سرد کا چلا
الماس نے دیکھا کہ ہاتھ خندان کا درست ہو گیا ایکی مرتبہ الماس پر چہرہ برق نکلے
گری خندان کے دو ٹکڑے کیے لاشہ جو خندان کا تڑپا دونون ٹکڑے آپس مین
مل گئے خندان ہنستا ہوا اٹھا پکار کر آواز دی کہ اے الماس اگر میرا کوئی حصہ
جل جائیگا تو بچنا دشوار ہوگا الماس نے جھولی سے نشتر نکالا پیشانی پر اپنی نشتر
مارا خون کے قطرات جلد مین لیے ہاتھ چمکائی ہوئی خندان پر اس زور سے گری کہ
خون کا چھینٹا دیا کہ خندان کے دو ٹکڑے ہوئے ہزارہا جانور مثل شیر و پلنگ وغیرہ
کے پیدا ہوئے جہانگیر پر حملہ کرنے لگے الماس نے قطرات خون کے ان جانورون
پر بھی پھینک مارے جانور بھی جل کر خاک ہوئے آواز آئی کہ کشتی مرا نام میرا خندان
جادو ہوا جب خندان مارا گیا تو سامری ثانی گھبرایا پکار کر آواز دی کہ کنیزان سامری
سب ہلاک ہوئین ایک فتنہ انگیز کے مرتے ہی یہ آفت برپا ہوئی کہ پہلو سے کنیز نے
آواز آئی کہ اے شہریار ذرا ٹھہر جائیے لوح نہ چمکائیے جہانگیر نے ہاتھ روکا دیکھا کہ ایک
نازنین جوش پر عالم شباب دونون عارض گل گلاب چہرہ آفتاب عالمتاب چمکا رہی
عرش جناب ہنستی ہوئی یہ اشعار برجستہ آثار پڑھتی ہوئی آتی ہے ۔ نظم

جلوے ہین شش محل مین ترے رخسارون کے ۔ آئنے گر نہ پڑین ٹوٹ کے دیوارون سے
گال ملنے دے پرو مجھے رخسارون سے ۔ سر دھری تری جائینگی ان انگارون سے
نور گرتے ہین پھیلا ترے رخسارون سے ۔ گر پڑا ایسا پھیلتا ہوا دیوارون سے
آئنے پشت بہ دیوار نظر آتے ہین ۔ بیٹھتے ہین آئنہ رو مل کے جو دیوارون سے

تیرے گھر ہی پہ جبینان سلف کا نقشہ — سب کی تصویرین ہین چپکی ہوئی دیوارون سے
روک لیگی نہ ہمین یہ وہ تشفی تیری — تاک لینگے کوئی روزن ابھی دیوارون سے
قوت نامیہ بخشیگا جو یون سایۂ قد — سرو اک روز نکل آئیگا دیوارون سے
یون نہ جلائے شب وصل یہ تقریر کرو — کان اغیار لگائے ہین دیوارون سے
تو نے گلگشت جو موقوف کیا اے گل تر — پھول مرجھا کے چلے آتے ہین گلزارون سے
ناوک اندازیون کی مشق کہان تک اے ترک — خون انگلی کا ٹپکنے لگا سوفارون سے
حل یہ کیا نہین پالی یہ ٹیرون کی صفیر — مرغ مضمون کو لڑاتے ہین یہان یارون سے

جہانگیر نے دیکھا کہ وہی گلرنگ حور ہے کہ جسنے پہلو مین فتنہ انگیز کے شراب پینے کو منع کیا تھا بیٹھی ہوئی آلی ہی کہتی ہے کہ ای شہریار باغ مین چلیے جہان آپ نے فتنہ انگیز کو قتل کیا تھا اوقت خیر اسکی بھی آیا چاہتی ہے وہ آکر لوح چھین لے گی ایک مرتبہ یہ خیر خواہی کر چکی تھی شاہزادے کو یقین ہوا کہ سچ کہتی ہے ہاتھ مین ہاتھ ڈال دیا وہ خواص جہانگیر کو لیے ہوئے چلی الماس نے دور سے دیکھا بیقرار ہو گئی مجمع ساحران سے تڑپی بلند ہو کر اس پر گری اسکے دو ٹکڑے کیے جہانگیر کو غصہ آیا الماس پر تلوار کھینچی چاہا کہ ہاتھ مارے الماس نے ہاتھ باندھ کر کہا کہ میری کیا خطا ہے لوح تو ملاحظہ کیجیے جہانگیر نے لوح جو دیکھی اسمین لکھا پایا کہ یہ گلرنگ دہ خواص نہ تھی الماس نے دشمن کو مار ڈالا پھر غصہ نہ کرو اسنے تیری آفت سے بچایا باغ مین لیجاتی اور لوح چھین لیتی شاہزادے نے لوح مین یہ نوشتہ پاکر تلوار کو نیام مین کیا الماس نے جاکر ساحری ثانی کو گھیرا اور شاہزادہ جہانگیر سے اشارہ کیا کہ اس دشمن سخت کو مار لیجیے ورنہ یہ نکل جائیگا پھر مشکل پڑیگی جہانگیر بھی طرف ساحری ثانی کے چلے ساحرون نے بلوہ کیا کہ شاہزادے کو تا بہ ساحری ثانی نہ جانے دین ساحری ثانی نے پکار کر آواز دی کہ اے طلسم کشا پر حملہ کرو نیزہ و شمشیر سے ایذا دو اب جو ساحرون نے بلوہ کیا جہانگیر زخمی ہونے لگے دیکھا ہزار ہا تلوار چلتی ہی ہی تیر پیغام قضا لیکر آرہے ہین چہرون کو قلم کرتے ہین سنان نیزہ ہتھیلی سے اڑاتے ہین ساحرون کو قتل کرتے ہین ملکہ الماس پری چہرہ نہایت بیقرار ہین پکار رہی ہین کہ اے شہریار اپنے کو بچائیے لوح

جھمکا نے کنیز کا تو یہ حال ہے کہ بیان کرنا محال ہے۔ نظم

داغ فرقت برق کی صورت چمک کر رہ گیا
ایک شعلہ سا مرے دل میں بھڑک کر رہ گیا

یہ تو حال رخ پہ تو ہے شام زلف میں
کرمک شب تاب کی صورت چمک کر رہ گیا

کس نہال حسن کی آمد تھی جو گلزار میں
فرط شادی سے ہر اک غنچہ چٹک کر رہ گیا

یاد آئی جب حنا کی رنگت جو دست یار کی
رات کو میں پہلوؤں سے سر پٹک کر رہ گیا

باغ میں اس گل کے یاد آئے جو عارض لال لال
قطرۂ خون چشم بلبل سے ٹپک کر رہ گیا

شوق میں نظارۂ عارض کے تھا یا سقلہ
دم رگوں سے کھینچ کے آنکھوں میں اٹک کر رہ گیا

یاد اس پیکر لطافت کی جو آئی ہجر میں
بر میں دل مچھلی کی صورت سے پھڑک کر رہ گیا

کس کے میں آوازۂ لاغر سے یار رو مجھے
کچھ مری آنکھوں میں کانٹا سا کھٹک کر رہ گیا

اس پری تمثال کے جس کی شہرت ہو گئی
آشیانہ میں طائر سدرہ پھڑک کر رہ گیا

تو ہمارا عشق ہو نہیں تجھ سا زمانہ میں کوئی
جو حسین آیا نظر بس دل دھڑک کر رہ گیا

الماس نے جو رو رو کر یہ اشعار پڑھے جہانگیر کا دل بھر آیا فرمایا کہ اے الماس تم اپنے کو سنبھالو استقرار بیقرار نہ ہو الماس نے کہا کہ میں ساحری ثانی کو کبھی بدولت سواد آپ کے ہاتھ کے کسی سے قتل نہ ہوگا میں کہ کوشش کرتی ہوں یہ کہہ کے الماس نے دو ڈھائی گز کے لیے ایسا مارا کہ کئی سو ساحر گرے جہانگیر نے تلوار کھینچ کر بچا کے سپر لوح کو ہاتھ میں لیا لوح چمکاتے ہوئے پچھلے ساحر چلنے لگے بہت سے نابینا ہوئے ساحری ثانی نے ایسے ایسے سحر شاہزادہ جہانگیر پر کیے کہ قدم اٹھانا اور ہاتھ ہلانا اور لوح چمکانا مشکل تھا مگر یہ شیر بیشۂ جرأت دیکھ تازہ میدان لڑتا بھڑتا لوح کو گردش دیتا ہوا قریب ساحری ثانی کے پہنچا ساحری ثانی نے جو جہانگیر کو قریب پایا کمر سے تلوار کھینچی تلوار کو گردش دینے لگا جوں جوں جنبش دیتا شاہزادہ جہانگیر پر تلواریں برس رہی ہیں لیکن جسم پر جہانگیر کے کوئی تلوار اثر نہیں کرتی آخر جہانگیر نے اچھا دوسرے ہاتھ نکالا خبردار خبردار کہہ کے ہاتھ مارا ساحری ثانی نے سپر سحر کو چہرے کی پناہ کیا برق شمشیر جو گری اور دستہ زبردست جہانگیر سے سپر سحر کو کاٹا سپر کو کاٹ کر سر اس کا اور چہرے کو

کاٹ کرتا بہ جگرگاہ پہونچی ساحری ثانی کے دو ٹکڑے ہوئے مرتے ہی ساحری ثانی کے
اندھیرا ہوگیا جب روشنی ہوئی تو دیکھا گنبد مین ایک گنبد ہی اُسی گنبد مین لاش ساحری
ثانی کی پڑی ہی اندر سے رونے کی آواز آئی ہی یکایک وہ گنبد پھٹا ایک ساحرہ
روتی ہوئی نکلی پکارتی ہوئی کہ اے طلسم کشا تو نے غضب کیا کہ میرے شوہر کو مار ڈالا پھر
آواز دی کہ اے الماس تو نے بڑی طلسم کشا کی مدد کی جو سحر میرے شوہر نے کہا تو نے اُسکا
حال بتادیا فتنہ انگیز ایسی ساحرہ آفت خیز اُسکی بہن اُسکو قتل کرایا وہ سحر تجویز کرکے
آئی ہون کہ دیکھون بی الماس تم کیونکر بچتی ہو یہ کہکے تڑپی اور بلند ہوئی وہان سے
برق بنکر الماس پر گری الماس غرق زمین ہوگئی وہ عورت تڑپ کر بلند ہونے لگی کہ
دوسرے پہلو سے الماس نکلی پکار کر آواز دی کہ ای شہریار یہ نکل جائیگی تو غضب ہوگا
جہانگیر نے کمان کیانی کاندھے سے اُتاری تیر بحر کمان مین پیوست کیا سینہ تاک کر اُس
ساحرہ کو تیر مارا کہ توڑ کر چہرۂ پشت کو پار گذرا وہ ساحرہ چومر کر گری گنبد بھی گرا اور آواز
آئی کہ کشتی مرا نام مین سہمناک جادو ہو دھند جادوگر جو باقی تھے وہ سب امان طلب
کرنے لگے شاہزادے نے اُن ساحرون کو امان دی شہر اسقلانیہ مین داخل ہوئے وزیر
و امیر آکر قدمبوس ہوئے سرخیل جادوگر جو سب کا افسر ہے اُسکو بادشاہ ملک اسقلانیہ
کیا طلسم بین الطرفین مین آئے وہان کا بادشاہ ملکہ الماس پریچہرہ کو کیا الماس
نے دست بستہ عرض کی کہ ای شہریار میری آرزو یہ ہے کہ ہمراہ رکاب رہون جہانگیر نے
کہا کہ ای الماس ہمارا سفر بہت پیچیدار ہی تمکو بہت تکلیف پہونچیگی الماس نے عرض کی
کہ کنیز رہبری کریگی بہشت آرام سے پہونچے گا مین ضرور ساتھ چلونگی آپ تو بیٹھے
بیاہی ہین لوح ہوتے پر اسقدر رحم ہوئے کہا نے کہ کنیز ناچار ہوکر کلام کرتی تھی جب
جہانگیر نے دیکھا کہ الماس نہین مانتی حکم دیا کہ تیاری کرو الماس نے طرف کنیزون کے
اشارہ کیا بارہ ہزار کنیزین جو کہ سحر مین طاق شہرۂ آفاق ہین اُنھون نے اسباب سحر کا
آراستہ کیا اماان سحر افروز سپہ سالار لشکر قرار پایا تین لاکھ غیر ساحر بھی تیار ہوئے
بحر بین ومواج و ماہ رخسار و رنگین یہ سب افسران ساحران قرار پائے اور ایک

اہرمن سی تیار کیا دوسرے دن صبح کو شاہزادۂ جہانگیر سوار ہوئے ماہ رخسار سے بہت
کہا کہ تم سلطنت طلسم قبول کرو ماہ رخسار نے کہا کہ مین ساتھ رہنے کو نعمت عظمیٰ جانتی ہون
کسی نے سلطنت نہ قبول کی آخر عزیزدار طمطراق سواک چوب گردان ایک ساحر
ہوا اسکو حاکم طلسم کیا شاہزادہ جہانگیر سوار ہوئے نوبت و نقارے بجاتے ہوئے
طرف طلسم ہفت پیکر کے چلے سب خبرین سن چکے ہین کہ رستم و بادشاہ لڑتے پھرتے
جاتے ہین شاہزادۂ جہانگیر کو بڑا اشتیاق ہو کہ لشکر بادشاہ اسلام سمجھو ملے کہ مین بادشاہ
سے ملاقات کرون اسی خوشی مین منزل بمنزل بہ رہبری ملکہ الماس پیچھے طرف
طلسم ہفت پیکر کے روانہ ہوئے کہ ذکر انکا وقت پر تحریر کیا جاویگا

دو کلمہ داستان حیرت بیان بادشاہ اسلام پہونچنا صحراے سیلیو سوادین اور مقابلہ ساحران و تسخیر ساحران و ملاقات شاہزادۂ جہانگیر و باقی حالات متعلقہ داستان ہذا ساقی نامہ مصنف

پلا ساقیا ساغر زر فشان
ہر اک اہل دل اس سے دلتنگ ہی
ذرا باغ عالم کا دیکھو سمان
ہمیشہ کسی کو نہ عشرت رہی
جہان بلبل و گل کی صحبت ہوئی
وہ کرتی ہو یون راہ الفت کو طی
بہار و خزان کا نیا ڈھنگ ہی
تو بلبل کو عشرت مین کبھی کہ یہ ہوئی
ہوائین چلین گرم گلزار مین
کہ گل پھولنا کبھی کسا ہی ہوا
بلالے مین سرخی کا سامان ہوا

کہ پھر آ گئی رنگ پر داستان
کہین آتش ہی اور کہین برق ہی
یہ فرماتے ہین صاحب امتحان
جہان پھول ہو شاخ گلزار مین
جدائی کا وقت آیا حیرت ہوئی
کہ کوکو سے اسکو سروکار ہی
کہ گلزار عالم مین کیا رنگ ہی
نہ عشرت مین گذرے ہے چند روز
کھٹکنے لگا بڑھ گئی نشتر خار مین
وہ آرٹے لگی باغ عالم خاک
ہر اک پھول کھی غم سے مرجھا گیا

زمانے کو دیکھو تو کیا رنگ ہی
ہوا سینہ جس جا پہ گنج ہے
کہ دنیا سے دون جا سے عبرت کی ہی
وہ افسردہ ہی بیٹھا خار مین
جہان قمری عاشق سرو ہی
سر سرو پہ پا سر دار ہی
بہار گلستان کی آمد ہوئی
کہ سوز فراق آگیا ایک روز
یہ رنگ چمن زعفرانی ہوا
گریبان گل ہوگیا چاک چاک
جو نرگس تھی کلہ سر پہ لائی کھڑی

وہ ڈھر چھا گئی یون کہ برسے گری
رہین بلبلین نغمہ زن باغ مین
کدورت ہوئے سینۂ چمن باغ مین
کہان تک لکھون حال گلزار کا
کلیجہ مرا منہ کو بس آگیا
قمر تک دنیا تسخیر کر
کچھ اب داستان کی بھی تقریر کر
لکھون حال شاہ فلک بارگاہ
جو ہین صاحب تاج و تخت و کلاہ

چہرہ راقمان اخبار عجیبہ اطوار جرأت و جلالت دختران جلالت سپاہ و آراستہ ہمت و شجاعت اس داستان جلالت عنوان کو یون تحریر کرتے ہین

نظم

بہار انگیز باغ سخندان
برومندی وہ چرم درختان
شراب محفل اندوہ گینان
چراغ خلوت تنہا نشینان
طبیب دردمندو دردمندان
ادیب خود پسند و خود پسندان
رفوگر چاک ہائے سینہ چاکان
عدالت گستر فریاد ناکان
دم تیغ کف خار شگافان
شفاء صفت زن رنجم مصافان
زبان خامۂ معنی نگاران
عنان افکن جابک سواران
بہ طرز نو سخن را زیب دادہ
کمند از رو الفت ایستادہ

بادشاہ اسلام شاہزادہ سعد بن قباد والا نژاد کہ شمس فلک ہفت پیکر بادشاہ کا ہمراہ ہے ہر وقت فوت کا سفر ہی کہ ایک دن گرد شہنشاہ گیتی ستان کا ایک صحرائے سبزہ زار مین ہوا دیکھا کہ صحرائے سبزہ زار ہی و نواح دلکشا درختان میوہ دار بار اثمار سے سرسبز ہیں بقول شاعر شیرین زبان نظم

دشت تھا تختۂ زمرد گون
صاف مثل لہاون پاک دروش
بس نظر کرتی تھی جہان تک کام
مخمل سبز ہی بچھا تھا تمام
سوئے اس سبزے پہ آ کر کیا
تختہ ہستی کے ساتھ ہو یار
یہ ہوا سے خوش اس سے آتی تھی
روح بالیدگی سی پاتی تھی
کہتا یا جس اس مین پھر کا
چڑھ گئی بس دماغ کو سرخی
دل شبنم یہ چاہتا ہی وہان
ہون ابھی سبزہ زار مین غلطان
اک طرف کو وہ سبزۂ نوخیز
اک طرف کو زمین عنبر بیز

بادشاہ نے جو لطف دشت لیا صحرائے پر فضا دیکھا شمس فلک ہفت پیکر کو بلا کر فرمایا کہ یہ زمین سختہ آئین نہایت پر بہار ہی درختون کی بھی عجب کیفیت ہے قطار ہی شمس نے عرض کی کہ اکثر شہر یار یہ صحرائے سبزہ سواد ہی بحکم بانیان طلسم یہ صحرا درست کیا گیا ہی سواد جادو جو یہان کا حاکم ہی آ کھولین رو رو وہ آتا ہی بہار سوان کی بڑھا جاتا ہی غلام جا کر لشکر کو اتارتا ہی لیکن ہوشیاری آٹھ پہر چاہیے یہ کیونکر عرض کرون کہ سواد کو خبر ہوگی وہ ضرور آگاہ ہوگا بلکہ خود آکے

دیکھ جائیگا دیکھیے کیا رنگ لائیگا بادشاہ نے فرمایا کہ سمجھا جائیگا شاہ ظفر افروز اس صحرا سے
فرحناک میں اُتر پڑا بارگاہ بادشاہ کے لیے استادہ ہوئی بادشاہ آکر داخل بارگاہ ہوئے
سب امیر و وزیر حاضر خدمت ہیں سرداروں سے دربار معمور آراستہ ہو دو گھڑی نہ ہوئی تھی
ہوئے ہیں جلسہ جما ہوا ہے شمس قریب تخت بادشاہ حاضر ہے ذکر طلسم ہفت پیکر کرتا
کرتا ہے کہ اے شہریار ایک سردار بلاے روزگار ہے وہ مقام ہے کہ جہاں کہ وہ
کاوش بیکار ہے مگر جام سے ارغوانی گردش میں ہے ہر خورد و کلاں عیش و عشرت کی کوشش
میں ہے فضاے کار سوادجاہ وہ کہ آٹھوں پہر وہاں اُس جنگل میں آتا ہے اسی اپنے طریقہ قدیم
پر گوشۂ صحرا پر آکر اُترا درختوں کو دیکھتا ہوا اُلٹا چلا ایک پہاڑ تھا کہ اُسپر چڑھا اب جو نگاہ کی
دیکھا کہ ایک لشکر اس صحرا میں فروکش ہے اور ایک بارگاہ فلک رفعت بیچ لشکر میں
استادہ ہے نوبت و نقارہ بج رہے ہیں دور سے کھڑے ہو کے سوادجاہ نے اس لشکر
ظفر اثر کو دیکھا شوکت دیکھ کر دہل گیا جی میں کہتا ہے یہ کون ایسا سرکش ہے کہ بدون
ہماری اطلاع کے ہمارے صحرا میں اُتر پڑا یا شاید کہ قلعہ سوادنگار میں آیا ہرکاروں کو
حکم دیا کہ ارے خبر تو لاؤ اتنا بڑا لشکر کسکا اُترا ہے کہ تمام صحرا پامال ہو رہا ہے میں نہیں
گوارا کرتا کہ میرے صحرا میں کسی کا لشکر اُترے ہرکارے گئے خبر لیکر آئے عرض کی
کہ بادشاہ لشکر اسلام سعد بن قباد نامے طرف طلسم ہفت پیکر کے جاتے ہیں یہ
منزل مجمع آئین پسند آئی اُترے ہیں یہ سنکر سوادجاہ بہت برہم ہوا پوچھا کہ
ساحروں میں کون ساتھ ہے ہرکاروں نے نام شمس کا لیا شمس کا نام سنکر سوادجاہ
جل گیا بیٹی اسکی گلنار گل اندام کرسی پر بیٹھی ہے جب سواد نے کہا کہ میں ابھی جاکر
لشکر تباہ کرتا ہوں ایک سحر ایسا کروں کہ اہل لشکر سر ٹکرا کر مریں گلنار نے عرض کی
کہ باوا جان آپ تکلیف نہ فرمائیے میں برائے گوشمال جاؤنگی جو مناسب وقت ہوگا
عرض کرونگی اُن لوگوں نے آپکے ساتھ کوئی سرکشی نہیں کی اکثر صحرا میں بہائم
قریات آباد ہیں کسی کو ستایا نہیں اکثر ساحر پھرتے ہوے لشکر میں کبھی آتے ہیں کسی کی
روک ٹوک نہیں کی لیس بلاوجہ ستانا کیا ضرور سواد نے کہا کہ خبردار تو نہ جا اور اگر

جاتی ہی تو جہاں تک ہوسکے بادشاہ لشکر کا سراغ لاتا گلنار نے کہا کہ بہت خوب ایسا ہی ہوگا یہ
کہکر اپنے باغ میں آئی لباس بھاری پہنا اور ایک طاؤس زرین بال سحر سے درست کر کے
اپنے کو چالاک و چست کیا طاؤس پر سوار ہوکر یکہ و تنہا چلی اول پہاڑ پر آئی پہاڑ پر سے دیکھا
کہ لشکر اترا ہی بارگاہ استادہ ہی مگر گرد بارگاہ کے سرداروں کا جماؤ ہی معلوم نہیں ہوتا کہ بادشاہ
کہاں ہی سوچی کہ اے گلنار پہلے چل کر افسر کو دیکھ لوں تو اسی پہاڑ پر سے سحر کروں یہ سوچکر
پہاڑ سے اتری صورت اپنی سحر سے تبدیل کی ٹہلتی ہوئی لشکر میں آئی دو پہر سے شب
جا چکی ہے یعنی زلف لیلاے شب تا بہ کمر پہونچی ہی لشکر میں سناٹا ہو حاضر باش
و ناظر باش کی صدا آرہی ہی شب ماہ ہی تمام صحرا روشن ہی ہر مقام رشک گلشن ہی گلنار
ٹہلتی ہوئی آئی ہی بادشاہ جو بیٹھے بیٹھے گھبرا گئے اپنے عیار بیٹے فیروزہ بن عمرو کا ہاتھ تھام لیا
ایک ہاتھ میں تلوار اٹھائی سرداروں نے چاہا کہ ہم بھی ساتھ چلیں بادشاہ نے فیروزہ
سے اشارہ کیا کہ سب صاحبوں کو منع کردو کہ ہمارے ساتھ آنے کا ارادہ نہ کریں [illegible]
ٹھہر گئے بادشاہ بارگاہ سے نکلے گویا آفتاب عالمتاب اپنے برج سے نکلا تاج سر پر [illegible]
قبا کھلے ہوئے ٹہلتے ہوئے چلے اودھر سے گلنار آتی تھی بازار غلہ فروشاں میں سامنا
ہوا گلنار ایک دوکان پر کھڑی ہوئی لشکر کو دیکھ رہی ہی کہ سامنے سے آفتاب عالمتاب
شہریاری و کوکب بخش جہت افروز جہانداری نمایاں ہوئے گلنار کی نگاہ پڑی شباب کی
رعنائی و زیبائی تلوار ہاتھ میں بند قبا کھلے ہوئے تاج جواہر بیش قیمت سر پر اس شہریار کے
رکھا ہوا ٹہلتے ہوئے آتے ہیں گلنار کی نگاہ جو جمال بے مثال پر پڑی عشق [illegible] لگی
چاہا کہ ضبط کروں نہ ہوسکا جبین پیشانی پر پسینہ آیا چرخ کھا کر گری بیہوش ہوگئی بادشاہ نے دیکھا
کہ ایک شخص سامنے کھڑا تھا مجھکو دیکھ کر گر پڑا یہ تو تحریر کر چکا ہوں کہ گلنار نے صورت اپنی
سحر سے بدل لی ہی مگر موے مشکیں و زلف عنبریں جو کھل گئی ہی چہرۂ زیبا پر لہرا رہی ہی
اور صاف ثابت ہوتا ہی کہ مار سیاہ قریب چشمۂ خورشید لہرا رہے ہیں ہر چند کہ آنکھیں نہیں لیکن
گل بادام کی فکر میں ہونٹھوں سے مسیحائی پائی جاتی ہی عاشق صادق کی طبیعت گھبرائی سے
بادشاہ کو ایک خیال سا ہوا کہا کہ اے فیروزہ اس شخص کو ہمارا اشتیاق تھا ظاہر میں کوئی

صدمہ نہایت پہونچا بیہوش ہوتا گیا یعنی فیروزہ نے عرض کی بہت بجا ہے بادشاہ فوراً فرش
خاک پر بیٹھ گئے عارض سے خاک جھاڑنے لگے سر اٹھا کر زانو پر رکھا دست نازک جسم پر
پھیرنے لگے گلنار کو جو آرام پہونچا آنکھ کھول کر زیر سر تکیہ زانوے محبوب پایا دماغ کو عرش اعلا
پر پہونچا پایا مگر رعب شہنشاہی سے اٹھ بیٹھی سر جھکا لیا منھ پر اپنے ہاتھ پھیرا وہ جو صورت
سحر سے مردانی بنائی تھی وہ صورت رفع ہوئی گوری گوری صورت گل سے عارض پتلے پتلے
ہونٹھ گردن صراحی دار سینے پر ابھار جو ظاہر ہوا بادشاہ بہ نگاہ محبت دیکھنے لگے فرمایا کہ اے
ماہتاب فلک حسن و جمال و اے آسمان خوبی کی مہر بیمثال اپنے نام نامی سے آگاہ کرو کہ تم
گل کس گلستان کی ہو ماہ کس آسمان کی ہو بادشاہ نے جو اس طرح فرمایا بے اختیار
ملکہ گلنار کی آنکھوں سے آنسو ٹپک پڑے زبان سے یہ اشعار نکل گئے نظم

ناکام دل سے اک جھلکی بھی دیوانہ پن ہوا — جھونکے سے تھی راہبر جسے وہ راہزن ہوا
وحشت کا جوش باعث ترک وطن ہوا — گھر تجھ پہ تنگ ہو کے مرا پیرہن ہوا
اظہار سوز دل میں جو گرم سخن ہوا — شعلہ ہوئی زبان پھپھولہ دہن ہوا
گیسوے عشق کا تھا سبب پیچ و تاب — تھا پیچ کا بل آسکی جبین کا شکن ہوا
یوں دل میں مجھ میں تفرقہ روز ازل ہوا — جب تک رہا بدن میں نہ جز و بدن ہوا
جب اوج کو سے یار میں جا سے لکھی — خواہان مرگ رشک سے ہر گورکن ہوا
محشر میں داغ عشق کی تجلی جو تیرگی — چلائے اہل حشر کہ سورج گہن ہوا
پیدا کیے ہیں مجھ سے ڈھنگ آسمان نے — فیروزہ رنگ لا کے لگا جیب کفن ہوا
رخصت قبائے گل کا جو ٹکڑا تھا ادھر بن — کچھ رنج رہا کہ اس میں مرا پیرہن ہوا
پہچانتا نہیں یہ اثر کو اثر اسکے — نالہ نکل کے دل سے غریب الوطن ہوا
تھا اک حجاب اپنے گناہوں سے شیخ کو — جس وقت مر گئے وہی پردہ کفن ہوا
پیری سے آرزو ہے جوانی جو جسم کی — ایسا دیا جواب کہ دندان شکن ہوا
کس شوخ پر گلوں کے گریباں پھٹ گئے — کسکا حجاب پردہ در انجمن ہوا
آکر وطن میں ہو گئے دیوانے ہم جلال — پیشہ ور آمد آمد اہل وطن ہوا

اس طور سے اس نازنین نے یہ شعر پڑھے کہ بادشاہ کی آنکھوں مین آنسو بھر آئے فرمایا کہ اے مہ جبین مین تیری دل شکنی کرنا نہین چاہتا تیرے سوز و گداز سے بیقرار ہو گیا مگر اپنے نام نامی و اسم گرامی سے آگاہ کرو گلنار نے سر جھکا کر کہا کہ کیا نام و نسب بتاؤن بہت شرماتی ہون مگر آپ کے ارشاد کا ٹالنا مناسب وقت نہین نام میرا گلنار گل اندام ہی سواد جادو جو اس صحرا کا حاکم ہی اسکی دختر ہون آپ کے لشکر کی تباہی کا حکم ہوا تھا مین ایسی ساعت سے چلی تھی کہ آتے ہی گرفتار کمند گیسو و ذبیح خنجر ابرو ہوئی یہ بھی سُن چکی کہ آپ کے ساتھ کاہن طلسم موجود ہی لیکن اگر مخفی ہو کر سحر کرتی تو لشکر ظفر اثر کو ضرور تکلیف پہونچتی اب حیران ہون کہ جا کر کیا حیلہ کرون دل گوارا نہین کرتا کہ آپ کے دشمنون کو تکلیف پہونچاؤن گلنار یہ باتین شرما شرما کر رہی ہی بادشاہ نے فرمایا کہ اے ملکۂ عالم بارگاہ مین چلو گلنار اُٹھ کھڑی ہوئی بادشاہ نے ہاتھ تھام لیا بارگاہ مین تخلیہ ہے وہان لیکر آئے فیروزہ بن عمرو سایہ کی طرح ساتھ ہی ڈرتا ہی کہ یہ وہ دشتیا مین دشمنی نہ کرے بادشاہ بارگاہ مین آکر بیٹھے فیروزہ سے فرمایا کہ اے فیروزہ کچھ گاؤ بجاؤ گلنار کو گانا سناؤ فیروزہ نے تو بڑے سے نے نکالی اور یہ غزل عاشقانہ سنانے لگا

گلنار کے نئے طور سے شروع کی نظم

بھلا وہ کیا ہو مرے حال زار سے واقف
نہین ہی جو ستم روزگار سے واقف

وہ عندلیب ہون جسکی کھلی قفس مین آنکھ
نہین مین لطف خزان و بہار سے واقف

نہین اُٹھائی ہو جسنے تپش جدائی کی
وہ کیا ہو میرے دل داغدار سے واقف

فروغ حسن شب زلف تم نے دیکھا ہی
یہ دل ہی گردش لیل و نہار سے واقف

خیال گر یہی ہر گہ اُسکو کیا ہو گا
جو آج تک نہین میرے مزار سے واقف

نہ جانتے تھے کہ تکلیف عشق مین ہوگی
نہین تھے ہم ستم انتظار سے واقف

ہجوم کیف کی ہر دم ترقیان ہین تجھے
وہ آنکھ ہون کہ نہین جو خمار سے واقف

خلش اُٹھائی نہ نوک مژہ کی اشکون نے
یہ آبلے نہین تکلیف خار سے واقف

ڈر و حلال سے کھٹکا اسقدر نہین اچھا
نہین ہو جذب دل بیقرار سے واقف

کہ جو نہین کبھی لطف بہار سے واقف	ہین وہ ہون غنچۂ پژمردہ اس چمن مین نسیم

اس رنگ مین فیروزہ نے یہ غزل گائی کہ گلنار تعریفین کرنے لگی بادشاہ اسلام نے فرمایا
کہ لاؤ اب رخصت ہو کل ہم آئینگے گلنار بادشاہ اسلام سے رخصت ہوئی گلنار اول
دربار مین سواد کے آئی سواد نے پوچھا کہ کیون اے نور نظر ساتھ لشکر اسلام کے کیا کیا
گلنار نے کہا کہ اے والد نامدار لشکر مین بادشاہ اسلام کے شمس سا ساحر زبردست موجود ہے
مین نے قصد نہ کیا کہ اگر مین اپنے کو ظاہر کرونگی اور سحر کرونگی تو شمس نکل کر دفع کریگا اس
وجہ سے مین واپس آئی ہون سواد نے کہا کہ اے نور نظر تیرے سحر کو کیا ہوتا اگر شمس تمھارے سحر
کو دفع کرتا تو مین شمس کو پکڑ لاتا پہلے اسی کو قتل کرتا کہ اسی نے بادشاہ اسلام کو بہکا
کر کے یہان تک پہونچایا ہے ورنہ راہ صحرا سے سواد تک آنا دشوار تھا گلنار اے نور نظر تم
کل کے روز جا کر شاہ اسلام کو تباہ کرو مین شمس کی فکر کرونگا چند باتین کر کے گلنار
سواد سے رخصت ہوئی بعد جانے گلنار کے سواد نے کہا کہ آج مین نے گلنار کو
عجب حال مین دیکھا میرا دل کھٹکتا ہے اسی وقت چند غلامون کو بلا کر حکم دیا کہ جہان
گلنار جائے اسکی خبر ہمکو پہونچاؤ وہ ساحر یعنی غلام اڑ کر چلے گلنار اپنے باغ مین آئی
باغ کی آراستگی کا حکم دیا دن بھر اسی کام مین رہی شام کو روشنی ہونے لگی جا بجا لالٹینین
کنول واینہ جھاڑ جا بجا نصب کیے بادشاہ دن بھر مشتاق رہے شام کو بارگاہ سے یہ کہکر
اٹھے کہ اے فیروزہ چلو وہ محبوب والا انتظار کرتا ہوگا فیروزہ بھی اٹھا بادشاہ اور فیروزہ
جب بیرون بارگاہ آئے تو کسی کی مجال نہ ہوئی کہ پوچھتا حضور کہان تشریف لیجائینگے
مگر شمس نے آکر دامن پکڑا عرض کی کہ اے شہریار یہ مقام نہایت سخت ہے ایسا نہو کہ حضور
پر کوئی افتاد پڑے غلام کا ساتھ رہنا ضرور ہے بادشاہ نے شمس کا ہاتھ تھام کر فرمایا
کہ اے حافظ و نگہبان تیری ذات سے سب طرح کی امید ہے تو فلک رفاقت کا خورشید ہے
تم تکلیف نہ کرو لشکر کی حفاظت مین رہو مین بہت جلد چلا آؤنگا شمس کو سمجھا کر بادشاہ
اسلام چلے راہ کو طی کر کے جب سامنے باغ کے پہونچے دیکھا گلنار جوڑا زعفرانی پہنے
ہوئے دریا سے جواہر مین غوطہ مارے ہوئے در باغ پر کھڑی ہے بادشاہ کو جو آتے دیکھا

دیکھا دروازے سے نکل آئی بادشاہ کا ہاتھ تھام لیا بادشاہ کو لیکر باغ میں آئی وسط باغ
میں ایک چبوترہ تھا اُسپر مسند آراستہ کرائی بادشاہ کو اُس مسند پہ بٹھایا فیروزہ
سے کہا کہ ای فیروزہ کچھ اشعار تو گاؤ فیروزہ نے فوراً نے نکالی اور غزل عاشقانہ سامنے
عاشق و معشوق کے گانے لگا۔ نظم

سحر نے تاج گل سے کیا پیرہن درست — شادی بہار کی ہی ہوا ہے چمن درست
پیغام رستخیز ہے آمد بہار کی — ہر کہ ہوئی ہے نرگس بیمار تندرست
رکھا دہان تنگ نے مطلب کو نا تمام — نکلا تمہارے منہ سے نہ کوئی سخن درست
گل جلوہ گر ہیں آمد فصل بہار ہے — کر باغبان نشیب و فراز چمن درست
پیوند مہر و ماہ لگاتا ہے روز و شب — کرتا ہے چرخ پیر ردا سے کہن درست
دست جنون نے قید تعلق سے دی نجات — پہونچا نہ ایک تار بہ گلو پیرہن درست
کرتی ہے جمع باد صبا خاک منتشر — ہوتا ہے پھر نشان مزار کہن درست
ہوتی ہیں جوش عشق میں جو جو شکایتیں — کہتا ہو ناز سے وہ بت سیم تن درست
فرہاد نے فریب محبت میں جان دی — سمجھا کہ ہے معاملہ پیر زن درست
ساقی بھلا ہو خیر سبو کوئی جام دے — رکھے خدا ہمیشہ تری انجمن درست
ناحق خراش زخم کی دیتا ہے زلفیں — کرتا ہو شانہ زلف بت سیم تن درست
زنگ دوئی سے آئینہ دل ہو پاک و صاف — رہتا ہو اپنا گوشہ بیت الحزن درست
بیفائدہ ہیں چارہ گرون کی مشقتیں — ہوتے نہیں ہیں عشق کے بیمار تندرست
جاتا ہے ایک عمر لعاب دہان تیغ — زخموں کے مدتون میں ہوسے ہیں دہن درست
پہلو ردیف اور کہ جی بھر گیا نسیم — ہوا اور طرح زلف عروس سخن درست

فیروزہ نے اس طرح یہ غزل گائی کہ گلنار و شاہ تعریفیں کرنے لگے مگر افلاک فلک سیر
فرستادہ سواد جادو آسمان پر طائر بنا ہوا اُڑ رہا تھا اُسنے جو بادشاہ کو بیٹھے ہوئے دیکھا
طرف سواد جادو کے چلا سواد اپنی بارگاہ میں بیٹھا ہوا افلاک آسمان سے آیا عرض کی
کہا ای شہنشاہ آج وہ مشرک غلام نے دیکھا کہ قلب قطر رہا ہی آپ کی صاحبزادی لیئے ملکہ

گلنار نے بادشاہ لشکر اسلام کو بہ اشتیاق تمام بلا کر باغ میں بٹھایا ہے آپس میں
اختلاط ہو رہے ہیں یہ سنکر سوار اپنے مقام سے اٹھا اسباب سحر اپنے جسم پر آراستہ
کرنے لگا کہ ہرکارے دوڑتے ہوئے آئے عرض کی کہ شہریار بیشہ نشین آپکی ملاقات
کو آتا ہے یہ سنکر سوار نے کہا کہ جاکر شہریار سے کہو کہ ملکہ گلنار تمہاری منگیتر ہے تم ملکہ
کے باغ کی جانب سے آؤ بادشاہ اسلام باغ میں ملکہ کے بیٹھا ہے اسکو پکڑنے لاؤ علاوہ
گرفتاری بادشاہ اسلام اپنی منگیتر پر قبضہ کرو ہم تحریری حکم دیتے ہیں بلحوظ خاطر یا فطرین
والا مقام رہے کہ یہ شہریار بیشہ نشین دعوی جرأت رکھتا ہے لازم سوار نے جاکے
شہریار سے اطلاع کی اور شہریار نے یہ حال سنا کہ بادشاہ اسلام پاس میری معشوقہ
کے بیٹھے ہیں جل گیا فوج کو حکم دیا کہ چہار طرف سے باغ کو گھیر لو ایسا نہ ہو کہ بادشاہ اسلام
بھاگ جاوے بارہ ہزار سوار ساتھ تھے آکر باغ کو گھیر لیا ایک کنیز جو کسی کام کو کوٹھے پر
چڑھی تھی سواروں کو دیکھا گھبرا کر اتری آکر بادشاہ سے اطلاع کی کہ اے شہریار باغ چہار جانب
سے گھر گیا گلنار نے گھبرا کر کنیز سے کہا کہ دریافت تو کر فوج غیر ساحروں کی کہاں سے
آئی کنیز نے باہر نکل کر دیکھا کہ شہریار بیشہ نشین گینڈا ٹھکراتا ہوا طرف باغ کے آتا ہے
کنیز نے بڑھکر عرض کی کہ شہریار بیشہ نشین جسکو دعوی جرأت ہے اسکی فوج نے باغ
کو گھیرا ہے اور شہریار گینڈے کو بڑھائے ہوئے اسی طرف آتا ہے بادشاہ تلوار کھینچ کر
اٹھے فرمایا کہ میں شہریار سے سمجھ لونگا اے ملکہ تم نہ گھبراؤ ملکہ نے کہا کہ اے شہریار آپ اکیلے
ہیں وہ بارہ ہزار فوج سے آیا ہے کنیز نکل کر سحر کرتی ہے تمام لشکر کو تباہ کر دیگی بادشاہ
نے فرمایا کہ مجکو منظور نہیں یہ فرماکر پشت مرکب پر سوار ہوکے نیزہ ہلاتے ہوئے
باہر چلے ملکہ نے دوڑکے دامن پکڑا کہا کہ اے شہریار میں اپنا حال زار کیا عرض کروں
عجب دل کی کیفیت ہے

نظم

گئے ہیں بخت کے اُنکا بھی کچھ قصا شکل آیا　　ہوئی تھی صلح اکس مشکل سے پھر جھگڑا نکل آیا
میں اپنے شور کے صدقے کہ دیکھا آج تو اسکو　　بکار اشتیاق میں گھر سے شوخ بے پروا نکل آیا
ندامت ہو ہوئی دیں نکالیاں افسانہ گویوں کو　　وہ منشا تھے کہانی ذکر کچھ میرا نکل آیا

مری تقدیر بدلی ضعف سے آواز کیا بدلی
جو سچ پوچھو تو صدمے ہیں تمھارے عاشق رخ کے
قسیم انکو ہوا اپنا جذبۂ خاطر ہی طرف لایا

وہ اپنے لباس دشمن کی صدا سمجھا نکل آیا
کنول پھولے دلوں کے رنگ غنچوں کا نکل آیا
گلے مل مل کے روئے حوصلہ دل کا نکل آیا

بادشاہ اسلام نے دامن چھڑا لیا اور کہا ملکہ صبر کرو دریاغ سے تماشا لڑائی کا دیکھو شب کو یہ حال کہیگا گھوڑے کو اڑا کر بادشاہ باہر نکلے شہریار بیشہ نشین گینڈے کو اڑاتے ہوئے آتا تھا دیکھا کہ برج باغ سے آفتاب نکل آیا نیزہ ہلاتے ہوئے بادشاہ قریب آئے اور للکارا کہ او مکار کہاں جاتا ہی شہریار بیشہ نشین صورت رہبا دیکھ کر دنگ ہوگیا حیران تھا کہ کیا صورت ہی اور کیا سطوت و جلالت ہی دیکھکر آواز دی کہ اے جوان میرا شہریار بیشہ نشین لقب ہی میں نے بڑے بڑے پہلوانوں کو مارا اور بڑے بڑے سرکشوں کو للکارا تیرے شباب پر رحم کرتا ہوں جا نکل جا تجھ سے کوئی تعرض نہ کریگا اور کوئی روکیگا اور نہ کوئی ٹوکیگا مسعود نے فرمایا کہ اے شہریار بیشہ نشین انصاف تو کرو معشوق کو دشمنوں میں چھوڑ دیں کہ اسپر مصیبت پڑے اسکا باپ اسے ذلیل کرے شہریار نے سر جھکا کر کہا کہ اے جوان تو نے عجب بات کہی کہ دل میں گڑ گئی ناموس کی ذلت کوئی گوارا نہیں کرتا مگر مجھے تیرے حال پر رحم آتا ہی سنگ صبر اپنے دل پر رکھتا ہوں کہ ناموس کو بھی لیجا میں کچھ خیال نہ کرونگا ہرچند کہ میری منگیتر ہے اور وہ ساحرہ ہی اگر اسکو منظور ہوگا اور میرا اقبال ہوگا تو تمھارے پاس سے نکل آئیگی بادشاہ نے کہا کہ دشمن کو پشت دکھانا ہمارا کام نہیں شہریار نہایت حیران ہوا بعد گفتگو کے بسیار نیزہ مارا بادشاہ نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا آپس میں نیزہ چلنے لگا ملکہ گلنار تعریفیں کر رہی ہیں خواصوں سے کہتی ہیں کہ اس دیو خصال سے کس لطف سے ماشاء اللہ لڑ رہے ہیں شہریار کو دنگ کردیا ہی بادشاہ نے نیزہ کا نقطہ کیا ایک مقام پہ چبھایا کہ نیزہ ہاتھ سے شہریار کے نکل گیا شہریار نے قبضہ تلوار پہ ہاتھ ڈالا خبردار خبردار کہکے ہاتھ مارا بادشاہ نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا مگر تلوار جو پڑی ابرسپر کٹا تاج کٹا بادشاہ زخمی ہوئے ملکہ نے سر پیٹ لیا خواصوں سے کہا کہ لو غضب ہوا بادشاہ زخمی ہوئے بادشاہ

نے رحم کھاکر جیسے شیر زخم کھاکر بپھرتا ہی قبضے پر ہاتھ ڈالا خنجر دار نجر دار کہکے ہاتھ مارا
برق تیغ جو تڑپ کر گری ابر سپر کے ٹکڑے اُڑے تڑپ کر سر پہ گری خود و زرہ بلند و مرقع
چین کاٹ کر سراسر نکلی اور جھٹکے کوکاٹ صراحی گردن سے مانند قطرۂ آب گذر کر اور
صندوق سینے سے مثل سیماب گذر کر تلوار نے زمین کو بوسہ دیا مع گینڈے سے شہریار
کے چار ٹکڑے ہوئے فوج والوں نے جو اپنے افسر کا یہ حال دیکھا بادشاہ پہ آ پڑے
بادشاہ بھی اُس ابر فوج پہ جا پڑے کئی افسروں کو تاک تاک کر مارا جسکے ہاتھ مارا اُسکے
دو ٹکڑے کیے بادشاہ لڑتے ہوئے جاتے ہیں ملکہ دریا باغ سے تماشا دیکھ رہی ہیں بادشاہ
شہنگانہ و شیرانہ اُس فوج بزیمت موج سے لڑ رہے ہیں جو افسر سامنے آیا وہ ہاتھ سے
بادشاہ کے مارا گیا کئی سو پہلوان نامی و نام آور تاک تاک کر مارے ایک افسر نے کہا کہ
یارو سوادجادو کو خبر کردو کہ داماد تمھارا مارا گیا بادشاہ لشکر اسلام ایسے جری و بہادر
و صف شکن و تیغ زن ہیں کہ کوئی بہادر اُنکا مقابلہ نہیں کر سکتا ایک خدمتگار بھاگا
سوادجادو تخت پر بیٹھا کہہ رہا ہے کہ شہریار بلبشہ نشین باغ میں بیٹھا عیش و عشرت
کرتا ہوگا کہ خدمتگار دوڑا ہوا آیا عرض کی کہ اے شہنشاہ ساحران شہریار بلبشہ نشین نے
بڑے لطف سے انتظام کیا تھا جاکر باغ کو گھیر لیا تھا خود طرف در باغ کے چلا تھا کہ
یکایک اندر سے باغ کے روشنی ہوئی دیکھا کہ بادشاہ اسلام نیزہ ہلاتے ہوئے نکلے
شہریار سے مقابلہ پڑا بادشاہ اسلام نے اول نیزہ اُسکے ہاتھ سے نکالا بعدہ ایک ضرب
شمشیر مع گینڈے کے اُسکے چار ٹکڑے کیے اب بارہ ہزار سواروں سے اکیلے لڑ رہے
ہیں صرف ایک عیار پشت پر ہی لیکن وہ عیار ایسا تیز و طرار ہی کہ پشت پر کسی کو نہیں
آنے دیتا جو پشت پر آتا ہی اُسے خنجر مار کے گرا دیتا ہی سواد جادو یہ حال مصیبت مآل سنکر
مثل ابر گرجا گرجا یا گینڈا منگایا کہا کہ اس گیسو بریدہ و شوخ دیدہ نے غضب کیا کہ منگیتر کو آہ
قتل کرایا اب مجکو عقل سے معلوم ہوتا ہی کہ وہ بادشاہ اسلام پر عاشق ہی اسی دھن میں
اُسنے یہ حرکت کی جاتے ہی پامال کردونگا بلبلاتا ہوا گینڈے پر سوار ہوا پانچ جابر جادوگر
ساتھ لیکر طرف باغ کے چلا یہاں بادشاہ نے علم فوج جب قلم کیا فوج والے بھاگے

ملکہ نے جو در باغ سے غول کے غول دیکھے کنیزوں سے کہا کہ اگر یہ بیہودہ پلٹ پڑیں تو اکیلے کی جان بچنا مشکل ہے ایسا سحر کروں کہ سب بھاگ جائیں یہ سوچ کر در باغ سے باہر نکلی میں تھا لونڈا کر پھینک مارا آسمان میں جا کر وہ پارہ پھٹا پھول برسنے لگے فوج والے ان پھولوں کو سونگھ کر جھومنے لگے بعضے پکار اٹھے

ہے رخصتِ جان حال میں قبلا نہیں سکتا — رہتا ہے بہت تیز ہی ٹھہرا نہیں سکتا
وہ ضعف ہے اے جان کہ میں جا نہیں سکتا — میں عمر گذشتہ کی طرح آ نہیں سکتا
کچھ خال سے بھی کم ہے کنارے بھی تنگ — آرام کہاں پاؤں تو پھیلا نہیں سکتا
تا صبح کی طبیعت بھی ہوئی خاطر نادرت — سنتا ہے مگر یار کو سمجھا نہیں سکتا
ہوں خاطر پژمردہ کہاں تازگی شوق — لطفِ چمنستان مجھے دکھلا نہیں سکتا
پوشیدہ ہوں جس طرح ارادہ ترے دل کا — ڈھونڈے سے بھی اگر کوئی مجھے پا نہیں سکتا
سیاحِ عدم قید تعلق سے ہیں آزاد — دام رگ تن روح کو الجھا نہیں سکتا
دن رات بھڑکتے ہیں مرے جسم کے شعلے — پھاہا کوئی تا زخم جگر آ نہیں سکتا
تصویرِ شب وصل ہو شکوہ بھی تمہارا — شرم آتی ہے تا نوک زبان لا نہیں سکتا
رنگت نہیں سیاح عدم آشنا کی صورت — جب آنکھ سے ٹپکا کوئی ٹھہرا نہیں سکتا
کہتے نہیں کس کو شنوا عاشق جانباز — دیوانے کو تیرے کوئی سمجھا نہیں سکتا
مشکل ہے نشیمن کا کہ بیمار ہوں دو روز — کھوئے ہوئے آرام کو شہر پا نہیں سکتا

وہ لوگ خاک اڑاتے ہوئے اشعار کو پڑھتے ہوئے طرف صحرا کے چلے بادشاہ نے دیکھا کہ وہ سب بھاگ گئے سامنے باغ کے آ کر ٹھہرے وہاں سے تلوار لیکے پہنچے میں وہ لوگ کو شیدہ صحرا سے بھاگ کر جاتے ہیں کہ جنگل میں جائیں سوا اس کے آ کر پہونچا اسنے جو اہل فوج کو اس حال میں دیکھا ساتھ والوں سے کہا شہریار ایسا نہ کہتا کہ ہم کو ملے اس جوان کے مارا جاتا اس شوخ دیدہ نے سحر کر کے اسے قتل کرایا دیکھو سب فوج بھاگی ہوئی آتی ہے یہ کہکر جھپٹ کر ایک گولہ مارا کہ آسمان سے ان سب پر پانی برسنے لگا جس پر قطرہ پڑا وہ ہوشیار ہوا پھول ہاتھ سے پھینک دیے سواد جادو کو

دیکھ سلام کرنے لگے کہا حضور نے دیکھا کہ شہریار ایسا پہلوان ہاتھ سے اس معشوق وضع
کے مارا گیا ہم سب نے اس اکیلے کے ہاتھ سے شکست کھائی سواد نے کہا کہ میں سمجھ گیا
تم لوگ پشت لشکر پر آؤ کیونکہ تم سب اسی کے سحر میں تھے جون جون پھول سونگھتے
تھے اور زیادہ بیہوش ہوتے تھے بادشاہ نے جو سواد جادو کو آتے ہوئے دیکھا گھبرا گئے
کنیزوں سے فرمایا کہ ملکہ بیٹی کو کسی نخل کے سایے میں چھپائیں گلنار آڑ میں دروازے
کے آئیں سواد نے جو دیکھا کہ بادشاہ نخل کے سامنے کھڑے ہیں للکار کر آواز دی کہ
او ظالم تو نے غضب کیا کہ میرے داماد کو مارا بادشاہ نیزہ چمکا کے چلے سواد نے
وہین سے گولا مارا کہ بادشاہ کا مرکب رہروی سے از آیا بادشاہ لڑکھڑا کے اٹھ کھڑے ہین
گھبرا کے اشہب پر چڑھتا سواد جادو تلوار کھینچ کر چلا ملکہ نے جو دروازے سے دیکھا قلب
مضطر ہو گیا دیکھا کہ دشمن بادشاہ کے قتل پر ہوئے ہیں لاکھ چاہا کہ ضبط کروں نہ ہوسکا دونوں
ہاتھ ملا کر ایک برق نکالی بادشاہ پر نچھاور پھول برسے اور برق کڑک کر طرف سواد کے
چلی سواد نے برق کو کاٹا اور پکار کر آواز دی کہ او شوخ دیدہ سامنے آکر سحر کر پردے
میں سے سحر کرتی ہے گلنار گھبرا کر نکل آئی اور پکار کر آواز دی کہ اے باپ اگر میرا پاس
ہے تو اس شہریار کو آزار نہ پہنچا اسیر سواد اور جھلایا سحر کرتا ہوا بڑھا بادشاہ کے
مرکب نے رہائی پائی تھی اب مرکب کو مہمیز کیا کمان کیانی دوش سے اتاری تیر کمان
میں جوڑ کر کیا تاک کر طرف سواد کے مارا سواد نے ہاتھ ہلا دیا تیر چلا کر پھر ہاتھ ملا یا
گھوڑا مرکر گر گیا گلنار نے سواد پر کئی سحر کیے سواد نے اپنے کو بچایا ملکہ گلنار نے جب
دیکھا کہ یہ نہیں مرتا چاہا کہ تڑپ کر گرد لٹ بادشاہ کو مرکب سے اٹھا لوں کسی مقام پر
لیجاؤں بادشاہ کی جان بچاؤں پس یہ ہوا نہیں پیدا ہوکے اڑی سحر کرکے بادشاہ پر
گری پنجہ کرنے میں دیر کرتے اڑی سواد نے جو دیکھا کہ بادشاہ کو لیے جاتی ہے فوراً زمین پر
دو ہتھڑ مارا گلنار اڑ کر گر پڑی قریب آکر سواد نے زبان میں گلنار کے سوزن دی
بادشاہ کو سلسل و مطوق کیا فوج والوں سے کہا کہ باغ کو لوٹ لو کنیزوں پر قبضہ
کرو اہل فوج باغ میں گھس پڑے کنیزیں بھی خوب لڑیں آخر جان دی زندہ

شہ گرفتار ہوئیں باغ میں سواد جادو نے آگ لگادی باغ کا انتظام کرتا ہوا باہر نکلا ارادہ
کیا کہ ملکہ گلنار اور بادشاہ کو قتل کروں شیروں نے بڑھ کر دست بستہ عرض کی کہ ای
شہریار انکا قتل کرنا مناسب نہیں خداوند کو عرضی لکھیے دیکھیے قدرت کیا حکم
دیتے ہیں سواد نے کہا کہ تمکو کوئی ضرورت نہیں آخر شیروں نے یوں سمجھایا کہ دونوں
کو لیچل کے قید کیجیے سواد جادو نے اژدہا منگوایا اژدہے پر بادشاہ اور گلنار کو سوار
کیا اور اہل فوج زیر سے تماشے ہوئے اس طرح سے قیدیوں کو لیکر چلا واضح رہے کہ
فیروزہ نے جب سواد کو آتے دیکھا تھا ایک نخل کی آڑ میں چھپ گیا تھا جب دیکھا
کہ قیدیوں کو لیچلا تب فیروزہ نے اپنا صورت تبدیل کر کے ساتھ ہو لیا سپاہی بنا ہوا قریب
اژدہے کے آیا تلوار لیکر بادشاہ پر جھپٹا اور کہا کہ اس ظالم کے ہاتھ سے میرا بھائی مارا گیا
میں اسکو اپنے ہاتھ سے قتل کرونگا سپاہیوں نے منع کیا کہ ابھی حکم اسکے قتل کا نہیں
ہے جب بادشاہ اسکے قتل کا ارادہ کریگا تو تم ہی مثل جلاد کے آنا قتل کرنا یہ غرض تھا کہ سواد کو
باخبر ہو یہ باتیں کرتا ہوا فیروزہ قریب ملکہ گلنار کے آیا اور اشارہ کیا کہ حضور کی زبان
سے سوزن نکالوں بادشاہ کو لیکر نکل جائیے گلنار نے منع کیا اشارہ کیا کہ سواد جادو
ساتھ ہے فوراً گرفتار کریگا زندہ نہ جانے دیگا فیروزہ رک گیا مگر اژدہے کے ساتھ چلا
آتا ہے کبھی بادشاہ کے پیچھے دیکھتا ہے کہ آنکھوں میں اس قیدی کی مثل اوس سپاہی ہاتھ
پکڑے لیے ہیں سواد قیدیوں کو لیکر قلعہ سواد نگار میں آیا اہل شہر کا ہجوم دیکھا کہ سب
آپس میں باتیں کررہے ہیں کہ شہریار بیشہ نشین ایسا شخص اسکے ہاتھ سے گرفتار ہوا
یہ بہادر ہے جگر جرأت کا ببر بہادر ہے کئی حکموں سے ملاقات دیکھی [illegible]
آفتاب عالمتاب برج شہریاری و کوکب بخت اورنگ فلک جہانداری ہو صاحب اقبال
اہل اسلام کا سردار ہے صاحب قران عالیشان بھی اسکو سلام کرتے ہیں یا تخت
پر ہاتھ رکھتے ہیں سواد نے لاکر قریب دارالامارہ شاہی ایک قصر تھا اوسمیں قید کیا
فیروزہ بھی مع گرد نگہبانوں میں مل کر بیٹھا سواد کو کہا کہ بار دیجوئی حفاظت کرنا فیروزہ
ایک ایک سپاہی کے سامنے روتا ہے کہتا ہے کہ میرا جوان بھائی اس شخص کے ہاتھ

مارا گیا میں نے لاشہ اُسکا اپنی آنکھ سے دیکھا اُسکی جدائی کا مجکو خیال آتا ہے حقے
بھر بھر کے سب کو پلا رہا ہے جب شام ہوئی تو فیروزہ بن عمرو نے باجا بجایا سب کے
سامنے یہ غزل عاشقانہ گائی - نظم

مقام شکر ہے جلاد سے گر زخم تن پایا ۔ یہ وہ فن ہے کبھی منصف کے لیے ہمنے دہن پایا
نہ خوش آیا ہمیں کچھ اس لیا افسردہ گلشن پایا ۔ نہ راحت دشت میں دیکھی نہ لطف افزا چمن پایا
بشکل شمع ساری رات رو رو کر بسر کی ہے ۔ یہی اس عالم فانی میں لطف انجمن پایا
پریشانی میں کاٹی عمر جب تک دم رہا باقی ۔ نہ کچھ لطف سفر دیکھا نہ راحت زا وطن پایا
ہوئی بخشش جو قسام ازل کی مہربانی سے ۔ تو روح ناتوان نے اپنی خاکی پیرہن پایا
نسیم اتنا کہ وہی خم دم پیری میں جو کی ۔ کسی دن بھی نہ ہمنے کم نچا دا بانکپن پایا

یہ غزل گا کر ایسا سماں باندھا کہ سب تحسین کرنے لگے کہتے ہیں کہ بھائی خوب گاتا
ہے تمہاری صحبت سے دل بہلتا ہے کہ دیکھا سامنے روشنی معلوم ہوئی نگہبانوں نے پکارا کہ کون
آتا ہے چوبدار نے پکار کر آواز دی کہ میں سرکاری چوبدار ہوں نگہبانوں کے واسطے شراب
لایا ہوں فیروزہ نے دوڑ کر پیلا اتروا لیا اسکو کھول کر اس میں بیہوشی ملائی کہا بھائیو آج میں
سب کو شراب پلاؤنگا گانا بھی سناؤنگا سب کو راضی کرونگا حقے بھر بھر کے پلاؤنگا سب نے کہا
کہ بھائی بڑے سپاہی ہو جو مزاج میں آئے تمہاری خوشی ہے جو منظور ہے تمہارا بھائی مارا گیا
ہمکو بڑا صدمہ ہے فیروزہ نے کہا کہ بھائیو کس کس کا صدمہ کریں باپ ہمارے عین شباب میں
جنگ میں لڑے فوج سرکاری کے ہاتھ سے مارے گئے ایسے قصے فیروزہ نے چھیڑے کہ نگہبان
مشتاق ہو کر سننے لگے کسی کو حقہ پلایا کسی کے منہ سے نکالا کہ ہم گانا چھیڑ میں دونگا مجھ کو لا کے
ملا اُسے گا مجھ پلایا دو پہر رات گئے دور شراب شروع کیا سب کو شراب پلائی پہر رات رہے
سب بیہوش ہوئے فیروزہ اندر قیدخانے کے آیا دیکھا بادشاہ و گلنار رنگین بیٹھے ہیں
فیروزہ نے آکر بادشاہ کو سلام کیا بادشاہ نے پوچھا کہ تو کون ہے فیروزہ نے عرض کی کہ غلام
قدیم حضور کا گلنار کی زبان سے سوداں نکالی گلنار نے بادشاہ کی پشت میں دبایا پیکر با ہم
کشتی بے پروا نہ پیدا کر کے لیے چلی قضا سے کارسواد جادو پڑا ہوا سو رہا تھا کہ اسکے پیر سے

اسکو جگایا کہا کہ ای سواد جادو ہوشیار ہو جیا بادشاہ نے سب کو بیہوش کیا ہے شنکر
سواد جادو گھبرا کر اُٹھا باہر نکل کر پہلے قیدخانے میں آیا دیکھا سب نگہبان بیہوش پڑے ہیں
قیدی ندارد صرف ہتھکڑیاں بیڑیاں کٹی ہوئی پڑی ہیں یہ دیکھ کر سواد جادو آگے کو چلا ملکہ
گلنار قریب لشکر اسلام پہونچی تھیں کہ پیچھے سے کسی کی آواز آئی یا شہزادی گلنار کہاں جاتی ہے
گلنار نے پلٹ کر دیکھا کہ سواد جادو آ پہونچا باپ کو دیکھ کر گھبرا گئی بادشاہ کو زمین پر اتارا
اور آپ سینہ سپر کر کے کھڑی ہوئی کہنے لگی کہ اے باپ اگر جان لینا منظور ہے تو حاضر ہے مگر
عشق بادشاہ سے دل نہ پلٹے گا یہ عشق ایسا نہیں ہے کہ اس کو چھوڑ دے سواد نے اُٹھ کے ہی
گولہ مارا گلنار نے گولہ کاٹا آپس میں سحر چل رہا ہے کہ پہاڑ سے آواز آئی اے شہنشاہ آپ
کیوں تکلیف فرماتے ہیں میں ایک سحر میں اسکو گرفتار کر لونگا سواد جادو نے پلٹ کر دیکھا
کہ ایک ساحر اشیائے سحر ہاتھ میں لئے ہوئے جست و خیز کرتا ہوا آتا ہے سواد نے کہا
کہ ارے تو کون ہے عرض کی کہ خیر خواہ دولت یہ کہتا ہوا قریب سواد جادو کے پہونچا قریب
آ کر کہا کہ وہ دیکھئے ابر تیرہ و تار اُٹھا ہے معلوم ہوتا ہے کہ خداوند ہفت پیکر آتے ہیں
سواد پلٹا اس ساحر نے نعرہ کر کے حلق کے مارے کہ ہم فیروزہ بن عمرو عیار ہیں دیا
پشتارہ باندھ کر چلا کہ لے کیا کون آسمان سے ایک پنجہ گرا فیروزہ و سواد کو اٹھا لیگیا
بعد تھوڑے عرصے کے فیروزہ کی آنکھ کھلی اپنے کو ایک قیدخانے میں پایا چند ساحر
نگہبان بیٹھے ہیں سرشار جادو سمساہ سواد کا وقت پہ پہونچ گیا سواد و فیروزہ کو
اُٹھا لایا سواد نے اسی وقت سرشار کو نگہبان قرار دیا دو چار ساحر ساتھ لیکر بھیسا
نگہبانی بیٹھا فیروزہ نے پوچھا کہ مجھکو کون لایا سرشار نے اپنی مونچھوں پر تاؤ دیکر کہا
کہ ہم ملازم سواد جادو ہیں وقت پر پہونچ گئے تمکو اور اپنے مالک کو اُٹھا لیا۔ اب
قیدخانے میں لایا سواد تمہارے قتل کا حکم دیگا فیروزہ نے کہا کہ ذرا یہاں تشریف
لائیے تو میں آپ سے اپنے دل کا حال کہوں سرشار اندر قیدخانے کے آیا فیروزہ
نے کہا کہ میرے پاس کچھ مال ہے اسکو آپ ہی لے لیجئے ورنہ جلاد قتل کر کے لے لیگا
سرشار مال کا نام سنکر خوش ہو گیا کہا کیا مال ہے فیروزہ نے تو بڑہ کھولا کچھ پیسے

نکال کر دیے پھر کچھ اشرفیاں نکالیں ایک ڈبیہ نکال کر دی کہا حضور سلامت میری جان
ہی آپ باخبر ہیں کہ جب لقا خدائی کرتا تھا اسکے قیطول پر پہونچے وہاں سے یہ حاصل کیا
ایسا ہی یاد ہون کہ اسکو کھول کر نہ دیکھے سرشار نے کہا کہ جس طرح تو کہیگا اسی طرح میں کرونگا
مگر دیکھو تو لاؤ کہ یہ کیا شی ہے فیروزہ نے بہت منع کیا سرشار جادو کو اصرار ہوا آخر
ڈبیہ کھولی بیہوشی اڑی سرشار بیہوش ہو کر گرا فیروزہ کو تو پہلے ہی رہا کر چکا تھا
فیروزہ نے اسکی زبان میں سوزن دی اپنی صورت اسکو بنایا آپ اسکی صورت بنکر باہر
نکلا نگہبانوں نے افسر سے پوچھا کہ قیدی کیا کہتا ہے کہا بیہودہ بکتا ہے کہتا ہے کہ مجھکو رہا
کرا دو میں اب جاتا ہوں شہنشاہ سے جا کر سب کیفیت کہونگا یہ کہکے نگہبانوں سے
کہا کہ ہوشیار رہنا آپ جست و خیز کرتا ہوا دربار میں سواد کے آیا سواد جادو نے
پوچھا کہ کیوں اسے خیر خواہ کیا ہے سرشار نقلی نے عرض کی کہ ای شہنشاہ عیار بڑا
فیلسوف ہے عجب باتیں بناتا ہے سواد نے کہا کہ اسے سرشار اسکی باتوں کا اعتبار
نہ کرنا اسکا فرزند بھی کشتہ و تامہ وشمش کو مارا سرشار نے کہا کہ حضور اگر آپ چاہیں
تو میں گرفتاری گلنار کی بھی تدبیر بتاؤں سواد اپنے مقام سے اٹھا ساتھ سرشار
نقلی کے ایک کمرے میں آیا فیروزہ نے باتیں کرنا شروع کیں کہا کہ حضور یہ عیار
کیا کیا فریب کر رہا ہے خداوند ہفت پیکر اسکے مکر سے آپکو بچائیں یہ باتیں کر
کے جواب مار دیا سواد جادو بیہوش ہوا اب فیروزہ حیران ہے کہ اسکو کیونکر
لے جاؤں باہر قصر کے ہزارہا ساحر کھڑے ہیں ناگاہ ذہن عیاری کا لڑا سواد
کی شکل بنکر تیار ہوا باہر نکل کر ساحروں سے کہا کہ تم سب لوگ در قبہ خاص پر جا کر [illegible]
کی حفاظت کرو کہ میں برائے گرفتاری گلنار جاتا ہوں جب سب ساحر طرف قبہ خاص
کے گئے تو کے پشتارہ سواد کا پشت پر لگایا نکل کے بھاگا یہاں بادشاہ و گلنار
دربار میں بیٹھے ہیں شمس فلک ہفت پیکر کہ رہا ہے کہ ای شہریار افسوس ہے کہ عین
وقت پر نہ پہونچا ورنہ سواد کو حال معلوم ہوتا مگر اب اے ملکہ گلنار تم نہ گھبراؤ کیا تمکو یہاں
وہ بچا لے جا سکتا ہے کہ آواز زنگ کی بلند ہوئی دیکھا کہ فیروزہ ان کے

ستارہ بہ ہوش آتا ہے بادشاہ نے پکار کر پوچھا کہ اے یار وفادار کیونکر رہائی پائی فیروزہ
نے سب حال بیان کیا اور عرض کی کہ سواد جادو کو لایا ہوں شمس نے کہا کہ ستون سے
باندھ دو سواد کو ستون سے باندھا فیروزہ نے زبان میں سوزن دے دی ہے فتیلہ رفع
بیہوشی دیا سواد کو چھینک آئی آنکھ کھلی اپنے کو دربار میں سعد کے پایا شمس نے پکار کر
کہا کہ اے سواد اپنے بزرگوں کی لکھی ہوئی کتابیں دیکھو کہ سب لکھ گئے ہیں کہ عمر طلسم
تمام ہوئی زوال دولت ہفت پیکر قریب ہے پس دین اسلام و ملت سیفیا اختیار کرو
اس باطل پرستی کو چھوڑو ہفت پیکر مثل تمہارے ساحر ہے سواد نے جو بیٹی کو بہ آبرو
تمام پہلوئے بادشاہ میں پایا اور کتب کا بھی خیال آیا کہ کتاب سواشات میں ہفت پیکر
نے خود لکھا ہے کہ یہ سال آخر طلسم ہے اشارہ کیا کہ اے شمس ہفت پیکر میں دل و جان سے
اطاعت کرنے کو موجود ہوں شمس نے اٹھکر زبان سے سواد جادو کی سوزن نکالی سواد
دوڑکر قدموں پر سعد شہریار کے گرا عرض کی میں غلام تابعدار ہوں مجھ کو فخر حاصل ہوا
کہ بیٹی میری حضور کی خدمتگزار ہوئی گلنار کو گلے سے لگایا کہا کہ اے نور نظر تیری وجہ
میں نے یہ ثمر پایا بادشاہ نے فرمایا کہ اب تم جا کر قلعہ کو اسلام آباد کرو ہم کوچ کریں اور آ
کر طلسم میں پہونچائیں شمس فلک ہفت پیکر نے عرض کی کہ از روئے ستارہ شناسی
کے حضور پر واجب و لازم ہے کہ ایک ہفتہ یہاں مقام کریں بعد اسکے جو کچھ ہوگا وہ ظاہر
ہو جائیگا طلسم میں جانا تو سب کا ضرور ہے حضور کو یہ رہبری پہونچائیں گے عیسیٰ قیتہ
پہ ہفت پیکر سے مقابلہ پڑے کہ ہفت پیکر کو بھی معلوم ہو کہ اہل اسلام نے کیطرح
سے رشک کیشی کی سواد جادو قلعہ سواد نگار میں آیا رفیقوں کو بلا کر سمجھایا سب کو
مطیع اسلام کیا بارہ ہزار ساحر جہاں نٹے کہاں ان سب کو ساتھ لیکر ہمراہ بادشاہ جا دنگا
جب شہریار نے کوچ کی تیاری کی شمس نے پھر رد کا گلنار قلعہ میں آئی باپ سے کہا
کہ ایک شب بادشاہ کی دعوت کرو سواد نے سامان دعوت کیا بادشاہ نے سرداروں کو
لیکر قلعہ سواد نگار میں آئے سواد نے بڑی دھوم سے سامان دعوت کیا باغ میں گلنار
کے سامان دعوت ہوا بادشاہ آکر مسند پر بیٹھے گلنار نے فیروزہ بن عمر سے

اُس نازنین نے شمس فلک پیکر کو اشارے سے اپنے قریب بلایا جب شمس قریب پہونچا
اُس نازنین نے ہاتھ میں ہاتھ ڈال دیا طرف اُسی نخل خیار کے لے چلی بادشاہ نے پکارا کہ
ای شمس کہاں جاتا ہی شمس نے کچھ جواب نہ دیا سواد نے کہا کہ ای شہریار ہمیشہ سنتے تھے
کہ اِس صحرا میں طلسم ہی میں جا کر شمس کو لاتا ہوں یہ کہکے سواد بڑھا قریب اُس
نازنین کے پہونچا شمس کا ہاتھ پکڑ کے کہا کہ ای شمس تمکو بادشاہ بلاتے ہیں شمس
نے کچھ جواب نہ دیا اُس نازنین نے سواد کا بھی ہاتھ پکڑ لیا کہا کہ آپ بھی چلیے
سواد و شمس اُس نازنین کے ساتھ جب قریب اُس نخل خیار کے پہونچے بیچ نخل سے
ایک اژدہے نے منھ نکالا نازنین نے سواد و شمس کو اشارہ کیا دونوں جوان دہن
اژدر میں پھاند پڑے اژدر اُسی بیچ نخل میں غائب ہوا وہ نازنین پھر آ کے باہر
کھڑی ہوئی پکاری کہ ای گلنار تم بھی آؤ تمہاری بھی طلب ہی گلنار بھی [illegible] میں چلی
ہر چند کہ بادشاہ نے روکا نہ رکی جواب دیا کہ ای شہریار باپ میرا مجھکو بلاتا ہے کیونکر نہ
جاؤں یہ کہتی ہوئی طرف نازنین کے چلی نازنین نے پلٹ کر آواز دی کہ ای اژدر تن
اپنے کو ظاہر کر دے اژدر ظاہر ہوا گلنار بھی جا کر دہن میں اژدہے کے کود پڑی وہ نازنین
پھر طرف بادشاہ کے متوجہ ہوئی اور پکار کر آواز دی کہ ای شہریار ایران ہنوز ہزاروں
سختی آپکے اوپر لیے جاتی ہی آپ ہوشیار رہیے گا جسوقت آپکی طلبی ہو گی بیشتر خبر
ہو گی یہ کہکے وہ نازنین بھی وہیں اژدر میں پھاند پڑی بادشاہ رنجیدہ ہو کے دیکھا
کیے فیروزہ نے عرض کی کہ ای شہریار ظاہر میں یہ طلسم معلوم ہوتا ہے اور سواد
بھی بیان کیا کہ طلسم چنار بزرگوں سے سنتے تھے وہ بھی گرفتار ہوا آج رات کو
حضور عبادت خانہ آراستہ کریں غیب سے مدد طلب فرمائیے جیسا حکم ہو وہ کیجیے
پروردگار عالم انجام بخیر کریگا بادشاہ پریشان پریشان دربار میں بیٹھے وقت پریشانی
میں بسر کیا بعد نماز مغرب بادشاہ نے بخضوع و خشوع التجا کی کہ اے الٰہ کارساز
واسطے بے نیاز کے مجھکو ثابت ہو کہ ان سرداروں کو میرے کون لے گیا اور کہ رو رو کے
پہر رات رہے غنودگی ہوئی ایک بزرگ کو عالم خواب میں دیکھا کہ فرماتے ہیں

اسی بادشاہ لشکر اسلام حقیقت میں یہ مقام طلسم غبار ہی جب تک اسکو فتح نہ کیجئے گا تب تک
سردار آپ کے رہائی نہ پائیں گے اب آپ تامل نفرمائیے نہیں تو وہ نازنین اسی طرح
پھر آویگی آپ کو بھی بلا کر لیجائیگی تو مشکل ہو گی آپ صبح کو اٹھکر سامنے نخل غبار کے جا کے
یہ اسم جو بتلاتے ہیں اسکو یاد رکھیے سامنے نخل غبار کے پڑھیے صحرا سے ایک غول پیدا
ہوگا اسکے تعاقب میں جائیے جو کچھ ظاہر ہو وہ نگاہ رکھیے اور بعد کے تلاش لوح طلسم کی تدبیر
ہوگی بادشاہ یہ خواب دیکھکر اٹھے اور وضو کرکے نماز صبح پڑھی اور عبادت خانے سے
باہر تشریف لائے فیروزہ سے سب حال بیان کیا اسلام جسم پہ تار استقر کرکے سامنے
نخل غبار کے آئے اسم تعلیم کردہ بزرگ وہ نخل بہ شکر پڑھا کہ سامنے سے ایک غول
پیدا ہوا آنکھوں میں مثل مشعل کے روشن تھی بار بار سب کو بلاتا ہوا بادشاہ نے جو اس
غول کو دیکھا نعرہ کیا کہ او غول کجا ہی تو دست نہ آتا غول چیخ مار کر بھاگا بادشاہ تعاقب
میں اسکے چلے وہ غول نخلستان میں پہونچا درختوں کی آڑ پکڑ کر غائب ہو گیا اب بادشاہ
حیران ہیں کہ یہ غول کہاں گیا اسی حیرت میں ایک نخل کے سایہ میں ٹھہر کے ہیں
تھا سے کا رخ جا رہا اس ہوا ایک خوش صورت کہتا ہے کہ پہلوانی میں طاق سپاہ گری میں
شہرہ آفاق سحر نہیں سیکھا شکار دوست ہو واسطے شکار کے صحرا میں آیا ایک آہو
مرکب اٹھایا دور سے اسکو تیر مارا وہ تیر پار نہ گذرا اور چھپا پڑا آہو سامنے سے بھاگا اس
پہلوان کا شہرہ اسکے عمر دم و شام ہی آہو تیر کھاتے ہی نظروں سے غائب ہوا شہرہ آہو کو
ڈھونڈھ رہا ہی بادشاہ جو یہ نخل کے تلے سامنے سے آہو آیا بادشاہ نے دیکھا کہ شکار
سامنے آتا ہے ہٹکا کہ تیر مارا آہو گرا بادشاہ نے اسکو بقربانی پہونچایا ایک تیر اور اسکے
پیٹھ پر پایا اس تیر کو نکال کر چاہتے ہیں آگے بڑھیں کہ سامنے سے گرد اڑی شہرہ گینتہ
پر سوار شمشیر بکف تیر آیا اپنا شکار رہ پڑا ہوا دیکھا آگ ہو گیا قریب آکر کہا کہ تو کون ہے
بادشاہ نے بسو فرمایا کہ اے شخص صحرا میں کیا کسی کا اجارہ ہی شکار سامنے آیا ہم نے
تیر مار دیا شہرہ نے کہا کہ اگر خیریت اپنی جان کی منظور ہے تو آہو کو کاندھے پر اٹھاو یہاں
خیمہ میرا قریب ہے وہاں تک پہونچا دو بادشاہ نے فرمایا کہ او بے عقل کیا ہکاو تو نے مزدور

تجھ پر کیا ہی ہم ہرگز شاد تھا نیگے ثریا سے سنگر گینڈے سے کو دیڑا تیغہ شیام انتقام سے
کھینچا معلوم ہوتا تھا کہ اژدہا غار سے بل کر کے نکلا تیغہ جو سردار لنگر دار کا ہاتھ شجر دار
خنجر دار کو کے مارا بادشاہ نے بڑھ سجا کر کلائی پر ہاتھ ڈالا یا ثریا غصہ مین تھا تو آگاہ ہوا بڑا
بادشاہ سے کشتی ہونے لگی بادشاہ نے پیچ ہوا کھڑکر مارا چاہا بیٹ گرون بادشاہ
نے جھپٹ کر ایک ایسا کھونسا ماری کہ چاروں شانے چت گرا سینے پر سوار ہو کے فرمایا کہ
شناخت مین میرے دگا ری کیا کرتا ہی ثریا کی نگاہ جو جمال جہان آرا پر پڑی دیکھا کہ تاج
شہریاری برسر و قبہ شہنشاہی و برشعشعۂ نور جمال سے وہ مقام منور ہی ثریا جمال جہان آرا
کو دیکھ کر حیران جمال و محو دیدار ہوا دست بستہ عرض کی کہ حضور کا نام نامی و اسم گرامی
کیا ہی بادشاہ نے صاف صاف فرمایا کہ سعد بن شبا و بادشاہ لشکر اسلام ہون فکر مین لوح
طلسم کی نکلا ہون اسی فکر مین کھڑا تھا ثریا نے عرض کی کہ مین مذہب آپ کا دل و جان سے
قبول کرتا ہون عاشق جمال بے مثال ہوا ہون کہکر ثریا اٹھا قدمون سے لپٹ گیا کلمہ
پڑھ کر معرفت دل مسلمان ہوا عرض کی کہ یہان سے قریب غلام کا باغ ہی وہان چلکر
تشریف رکھیے مین شیاد آشوب اپنے باپ سے حال لوح پوچھونگا بادشاہ نے
فرمایا چپا نے مجھکو خود بستایا ہی اور پریشان کیا ہی سواد و چادو بادشاہ قلعہ سواد نگار
و شمس فلک ہمقشت پیکر ان دونون کو قید کر لیا مین اپنے سردارون کی رہائی کی
تدبیر مین نکلا ہون فرمایا نے عرض کی کہ جو غلام سے ہوسکیگا کمی نکرتا ہی شکر یگا حضور
تشریف لے چلیون پس تک بادشاہ ثریا کے ساتھ چلے تھوڑی دور بڑھے تھے کہ
سامنے سے گرد اڑی کچھ سوار و پیدل نمایان ہوے ثریا نے ان سب سے کہا
کہ صاحبو مین نے اس شہریار کی اطاعت کی دین اسلام قبول کیا جسکو میرا ساتھ
دینا ہو ہفت پیکر پر لعنت کر کے دائرۂ اسلام مین آئے سب نے خوش ہو کر کہا
کہ حضور ہم زبانی آپ کے والد کی سن چکے کہ اب عمر طلسم تمام ہوئی طلسم کشا آئیگا ساحرون
کو جان بچانا مشکل ہوگی سب سوار و پیدل ساتھ ہو لیے ثریا بادشاہ کو لیکر باغ مین
آیا جو سرسبز و شاداب تھا سیر کرا کے بارہ دری مین لایا بادشاہ کو مسند پر بٹھایا

آپ مثل چاکران کمترین مصروف خدمتگاری ہوا دن بھر جب گذرا بادشاہ سے عرض
کی کہ حضور یہاں تشریف رکھیں میں خدمت میں اپنے کی جاتا ہوں آج ترکیب سے
حال لوح پوچھونگا بادشاہ کو باغ میں چھوڑا آپ سوار ہو کے دربار حیرت [illegible]
میں آیا دیکھا کہ بادشاہ تخت پر بیٹھا ہے کاہن و [illegible] جمع ہیں سب کہہ رہے ہیں
کہ حضور یہ سال اختتام طلسم ہے اسی سال میں [illegible]
ہفت پیکر کا کوئی نام نہ لیگا حیرت کہتا ہے کہ کیا [illegible] سے
سوچ کر کہا بڑا کام یہ ہے کہ لوح طلسم کو چھپا رکھے جبتک طلسم کشا کو لوح نہ ملیگی کچھ
نہ ہو سکیگا کہ فرمایا نے دست بستہ عرض کی کہ ای والدہ ماجد لوح طلسم کہاں رکھی ہے
حیرت نے جھلا کر کہا [illegible] اور حضور یہاں حفاظت لوح کی تاکید ہے یہ مجھ سے
حال لوح پوچھتے ہیں کیوں فرمایا آپ نے کیوں حال لوح پوچھا تیرا کیا مطلب ہے فرمایا نے
کہا کل رات میں ایک پنڈت [illegible] نے بھی یہی بیان کیا کہ کوئی نامی ساحر نہ بچیگا [illegible]
نہ بچیگا طلسم کشا آیا چاہتا ہے اس خیال سے میں نے پوچھا کہ مجھکو بتا دیجئے لوح کس کے پاس
ہے حیرت بہت خفا ہوا کہا کہ او فرزند خبردار کبھی لوح کا حال مجھ سے نہ پوچھنا یہ وقت
حفاظت ہے گلعذار [illegible] کو ابھی نامہ لکھتا ہوں کہ اے گلعذار خبردار لوح کی حفاظت
کرنا اپنے باغ سے نہ نکلنا اگر حفاظت نہ ہو سکے تو لوح اور ساحر کے سپرد کر دو یہ نامہ
لکھکر ایک کنیز کو دیا اسی وقت سوار ہو کر دربار سے [illegible] کنیز نامہ لیکر روانہ ہوگئی فرمایا
متحیر ہو کر دربار سے اپنے [illegible] خدمت میں بادشاہ اسلام کی آیا عرض کی
کہ ای شہریار آپ کے نام سے خفا ہوتا ہے [illegible] نے بھی حکم دیا ہے کہ لوح
کو چھپاؤ جبتک لوح طلسم کشا کو نہ ملیگی طلسم فتح نہ ہوگا غلام نے اتنا سنا کہ کوئی
گلعذار جادو ہے اسکے پاس لوح ہے لیکن یہ معلوم نہ ہوا کہ وہ کون ہے اور کہاں رہتی ہے
نامہ اسکے پاس روانہ کیا ہے کہ حفاظت لوح کرے غلام ناچار ہے اب حکم ہوا ہے کہ
لوح کا کبھی ذکر نہ کرنا حضور باغ میں تشریف رکھیں غلام در پردہ سے پوچھیگا
شاید پتہ مل جائے بادشاہ خاموش ہو رہے فرمایا کہ [illegible] خدا سے

پابند ہیں تمنے پیروی کی اگر لوح کا پتہ نہیں ملتا نہ سہی اب ہم تم سے رخصت ہوتے ہیں اپنے خالق سے عرض کرینگے جن بزرگان دین نے یہاں تک ہمکو پہونچایا وہ لوح کا پتہ بھی بتائیں گے ہم اس طلسم کے فتاح ہیں سنا دل عجائب و غرائب کے سیاح ہیں فرمانے کہا کہ حضور کو کیونکر معلوم ہوا فرمایا جو بزرگ عالم خواب میں آئے تھے مجھے یاد ہی انھوں نے فرمایا کہ تم طلسم ہشیار کے فتاح ہو کسی اور طور سے لوح دستیاب ہوگی اب ہم رخصت ہوتے ہیں یہ فرما کر بادشاہ اُٹھے ثریا قدموں پر گر کر کہا کہ آج کی شب اور تشریف رکھیے کل دربار کیجیے بادشاہ ناچار ہو کر بیٹھ گئے ثریا نے دن سے باغ کو آراستہ کرنا شروع کیا جب شام قریب ہوئی تو سامان روشنی کیا جھاڑ و کنول و گلاس و فانوس وغیرہ جابجا قرینے سے روشن کیے وسط باغ میں چبوترہ بلور کا تھا اسپر فرش مشجر بچھایا مسند شاہانہ درست کرکے اسپر بادشاہ کو بٹھایا عرض کی کہ حضور ناچ دیکھیں مصروف عیش و نشاط رہیں غلام دربار میں باپ کے جاتا ہو کسی نہ کسی طرح سے حال لوح دریافت کروں گا بادشاہ نے فرمایا تم اسباب کوشش کرو پروردگار سامان لوح کردیگا ثریا نے مانا اپنے باپ کی بارگاہ کی طرف روانہ ہوا بادشاہ مسند پر بیٹھے ہیں اور ایک گل تر شوخ و شنگ جوانی کی امنگ میں یہ غزل عاشقانہ گا رہی ہی

نظم

آ دیکھ لے بیتابی بسمل کا ذرا رقص
کرتے ہیں بسمل فوج بھی مشتاق قضا رقص

رہتا ہو ترے افعی گیسو کا تصور
کرتی ہو مرے پیش نظر روز بلا رقص

ہو خواہش تعلیم جو اتری تو کہرے
سیکھے گی قدم سے ترے کیا [illegible] رقص

یاد آتا ہو جب زلف طواف دیر ایکا
کرتی ہو تمنا مری ہنگام دعا رقص

وہ ناز اٹھاتے ہیں دم مرگ تمہارے
فرش رہ مقتول پہ کرتی ہے قضا رقص

پردہ نہ رہا کچھ تری بے پردگیوں سے
کرنے لگے بے ساختہ باصد حیا رقص

[illegible] سکھایا تری انداز غضب چہرہ
زیبندہ ہو کو حجت کرے مرد ہشیار رقص

خود رفتگی کیفیت عجیب سے خبر کیا
[illegible] کے نزدیک ہی حال فقرا رقص

غم خوردہ طبیعت کو نہیں عیش سے مطلب
جانباز وفا بعد فنا ہوتے ہیں زندہ
آنکھوں کے اشارے کشش دل کے سبب ہیں
شب چادر مہتاب بچھاتی ہے سحر تک
افسانۂ شب سے شکل آیا ہے خورشید
نالوں کی مرے دھوم زمیں پر ہی شب [illegible]
لیے لیتی ہے جان عاشق جانباز کی کیونکر
سوچو تو نسیم آپ کی کس طرف سے گذری

کیا دیکھئے آئیگا گرفتار عزا رقص
ہے اس لیے بالا سے ہزار شہدا رقص
ہر ہر قدم انداز سے ہوتا ہے نیا رقص
کرتی ہے یہاں پیش لحد آکے قضا رقص
کس دھوم سے محفل میں تری یار ہوا رقص
ایوان فلک پر مری آہوں کا رہا رقص
دکھلا دے ہمیں جان جہاں بہر خدا رقص
پرسوں ہی سے ہر شام سے تا صبح رہا رقص

بادشاہ اسلام معروف عیش و نشاط ہیں گانے پر گانے کے مبہوت ہو رہے ہیں یکایک گلرخ ملکہ گلعذار سے [illegible] پہنچی کہ جسکے پاس لوح طلسم ہے اپنے باغ لالہ زار میں بیٹھی ہے کہ نامہ بہار کا آیا نامہ کو پڑھ کر کنیزوں سے کہا کہ ابھی طلسم کشا کا شہرہ کا نام سنا ہے اور بادشاہ کو تردد نے گھیرا ہے میرے باغ میں کون آسکتا ہے ہوا بھی تھرائی ہوئی آتی ہے اگر کوئی شخص قصد کرے کہ لوح طلسم لے برسوں تدبیر کرے تو شاید میرے باغ میں پہونچے اور یہ نئی بات دیکھو کہ بادشاہ تحریر فرماتے ہیں کہ اگر حفاظت لوح نہو سکے تو لوح لیکر حاضر ہو بھلا ہماری ایسی حفاظت کون کرسکتا ہے ہمارے بزرگ ہمیشہ اسکے سہارے پہ قائم رہے کبھی کوئی فرق نہیں پڑا ملکہ گلعذار یہ باتیں کر رہی ہے کنیزیں واسطے دل بہلانے کے گا رہی ہیں کہ بیٹھے بیٹھے گلعذار اٹھی لباس بہاری نکال کر پہنا دریا کے جواہر میں غوطہ مارا آئینہ دیکھا اپنی صورت دیکھ کر خود ہنس پڑی کہا کہ ار طاؤس زرین بال لاؤ میں سیر کو جاؤنگی اسوقت خود بخود میرا دل گھبراتا ہے طاؤس زرین بال سجا ہوا آیا اسپر سوار ہوئی اڑاتی ہوئی چلی شب ماہ نے جو کیفیت دکھائی ہر طرف طاؤس اڑاتی پھرتی ہے قضا سے کار طرف باغ ٹھہرا کیا گذر ہوا گانے کی آواز کان میں آئی کہ کوئی یہ غزل عاشقانہ گا رہا ہے۔ نظم

جو عاشق ہو تو کچھ سمجھو یہ نکتہ آشنائی کا
ملا ہے حکم کیوں مجھکو [illegible] جدائی کا

تو بادشاہ کے بیٹے کا ہی مگر یہ جوان اس باغ میں کیونکر آیا اور ملازم بھی ثریا کے گئے ہیں
بیٹھے ہیں یقین ہوا کہ ثریا کا مہمان ہی زلف عنبرین کو دیکھ کر پریشانی ہوئی کہ یہ شخص انسان
ہی یا فرشتہ ہی تمام اعضا سانچے میں ڈھلے ہیں تاج شہریاری بر سر جا رقبہ شہنشاہی
در بر ہو رہی ہوں کے بالے زیب گلو لنگٹے یاقوت احمر کے گلے میں پڑے ہوئے صاف
ثابت ہوتا ہی کہ رقیب ماہ تابان شفق پھولی ہی عقل عاشق راہ بھولی ہی خورشید دراز نگاہ
آسمان سے دیکھا کی کاہجلی گلشن جمال خوب کی یہ تو سمجھ لیا کہ صاحب خانہ کیست
میں نہیں ہی کنیزیں خاطر کر رہی ہیں آخر کچھ سوچ کر آسمان سے اتری جب قریب
پہونچی تو قلب کو تاب نہ باقی رہی آہ کر کے بیہوش ہو کر گری بادشاہ نے دیکھا کہ
ایک ستارہ آسمان سے گرا آنکھوں کے نیچے اندھیرا آ گیا اب جو بہ نگاہ غور دیکھا
دیکھا کہ ایک پیکر عارض رشک قمر سمن بر مہ سیما بیہوش پڑی ہے کنیزیں تو
گھبرا کر ہیں بدحواس ہو کر غل مچانے لگیں طاؤس زرین بال ہوا پہ اڑ رہا ہے
بادشاہ سمجھے کہ ساحرہ ہی قریب آ کر بیٹھ گئے جوش محبت میں سر اٹھا کر اپنے زانو پہ
رکھ لیا بہ نگاہ غور صورت زیبا دیکھنے لگے نارپستان پہ جو نگاہ بادشاہ کی پڑی ہی
معلوم ہوا کہ گویا نخل صنوبر میں کھل آیا ہی بوسہ زلف معنبر جو دماغ میں پہونچا
گلعذار نے آنکھیں کھول کر دیکھا کہ وہی جوان آہو چشم صاحب قہر و خشم سر میرا
زانو پہ لیے بیٹھا ہے شرما کر اٹھ بیٹھی بادشاہ نے پوچھا کہ اے پری پیکر تمہارا نام
نامی و اسم گرامی کیا ہی گلعذار نے سر جھکا کر جواب دیا کہ فرشتہ جلوس اپنے گلشن کا
سمجھے بادشاہ نے کہا کہ مسند پہ بیٹھئے ہمیں بات کچھ نازنین آ کے مسند پہ بیٹھی بادشاہ
نے جام مئے ارغوانی بھر کر دیا ملکہ گلعذار نے کہا کہ یہ تو شیر شکن ہی ایسا نہ ہو کہ میں
بے طریقہ ہو جاؤں بادشاہ نے فرمایا کہ یہ جام ارغوانی شراب لاثانی ہی کوئی امر خلاف
مزاج نہ گذرے گا تب گلعذار نے جام لیا اپنے ہاتھ سے جام بھر کر بادشاہ کو دیا ابھی
کچھ باتیں نہیں ہونے پائی ہیں اور نہ دور شراب چلا ہی ہوا ہی کہ کنیز دوڑی ہوئی
آئی عرض کی کہ حضور شاہزادہ آتا ہی ثریا سے تاج دار سامنے سے آیا بادشاہ اٹھ کر

ہوئے ثریا نے جو گلعذار کو دیکھا نہایت خوش ہوگیا قریب آکر کہا کہ اے شہنشاہ
خوبی وا اے سرو روان باغ محبوبی کیونکر آنے کا اتفاق ہوا بادشاہ سے کہا کہ اے
شہریار یہی اس طلسم کی لوح ہے، میں لوح ان ہی کے قبضے میں ہے آج میں نے دربار میں
اپنے باپ کے جاکر وزیروں سے جو پوچھا کہ لوح کس مقام پر ہے ایک وزیر نے
کہا کہ باغ لالہ زار میں جو قصر احمر ہے اُسمیں لوح رہتی ہے ملکہ گلعذار رہا انکی حاکم ہیں
یہ فقرہ جو بادشاہ نے سن لیا مجھپر غصہ ہوکر کہا کہ کیوں اے ثریا کیا وجہ ہے کہ کل سے تو
حال لوح پوچھتا ہے میں نے کہا کہ اے والد نامدار چونکہ میں نے سنا ہے کہ طلسم کشا
اسی سال میں آئیگا لوح کی ضرور جستجو کریگا لہذا میں جاکر حفاظت کرونگا باپ نے
بگڑ کر جھڑکا اور کہا کہ اب اگر کبھی لوح کا نام لوگے اور ذکر کروگے تو میں تمکو
قید کرونگا میں رنجیدہ ہوکر دربار سے اٹھ آیا گلعذار نے کہا کہ اے ثریا تم خوش رہو اب
شہنشاہ کو تکلیف نہ اٹھانے دونگی لوح قصر احمر سے لاکر خدمت شہریار میں پیش
کرونگی اور جو سردار آپ کے قصر ابیض میں قید ہیں اُنکی بھی رہائی کی کوئی تدبیر
کرونگی ثریا ان باتوں کو سنکر باغ باغ ہو رہا ہے کہتا ہے کہ اے شہریار آپ بیٹھے بٹھائے
ہیں کہ گھر بیٹھے خدا نے لوح ملنے کا سامان کردیا انکی ذات سے اب سب سامان
بن پڑینگے لوح کا لانا اور قصر ابیض تک پہونچانا انکے نزدیک بہت آسان ہے
کوئی تکلیف سرکار کو نہ ہوگی ثریا نے اپنے ہاتھ سے جام لبریز کیکے بادشاہ کو پلایا
بادشاہ نے گلعذار سے کہا کہ اے ملکۂ عالم لوح کی کب تقریب ہوگی گلعذار نے کہا
کہ کنیز گئی اور لائی ثریا سے تاجدار خوش بیٹھا ہے گلعذار کی منتیں خوشامدیں کررہا ہے
گلعذار کہتی ہے کہ اے ثریا میں ابھی کتاب میں پڑھ چکی کہ یہ آخر سال طلسم ہے اسی
سال طلسم کشا کا آنا واجب ولازم تھا بالا بالا جو لوح کا ذکر ہوا کنیزوں نے بھی سنا
کہ گلعذار وعدہ کررہی ہے کہ میں جاکر لوح لے آؤنگی ایک کنیز کہ رشک وحسد سے
معمور تھی یہ حالات سنکر بہت گھبرائی کہ اگر لوح طلسم کشا کو ملیگی سب اہل طلسم
قتل ہوجائینگے میں جاکر بادشاہ کو اطلاع کردوں فوراً اپنے مقام سے اٹھی

کھا

طرف بادشاہ کے چلی یہان باغ مین ہنگامۂ عیش ونشاط گرم ہی بادشاہ نے جو گلعذار
سے سوال مذہب کیا گلعذار بصدق دل مطیع مذہب اسلام ہوئی مگر وہ کنیز جو دربار
شاہ مین آئی چنار آتشخوار بھڑک بھڑک کر وزیرون سے کہہ رہا ہی کہ مجکو ثریا پر کچھ
شک معلوم ہوتا ہی شاید اسنے طلسم کشا سے کچھ پیام وسلام کیا ہو جب تو حال لوح
پوچھتا ہی وزرا عرض کر رہے ہین کہ اے شہریار آپ کا فرزند نابکار سحر سے ناواقف
ہی کیونکر عرض کرین کہ طلسم کشا سے نامہ وپیام کریگا جوش جرأت مین اسنے حال لوح
پوچھا آپ اور کچھ سمجھے وہ رنجیدہ ہوکر چلے گئے ایسے کلمات نہ فرمایئے وہ رستم
وقت ہی بلکہ طلسم کشا سے جو مقابلہ پڑیگا یہی طلسم کشا کو زیر کریگا اسکی ذات سے
مطالب نکلینگے یہ ذکر تھا کہ کنیز آکر پہونچی بادشاہ کو سلام کیا بادشاہ نے کہا کہ کیون
نسرین آج کہان آئین کہا حضور کیا عرض کرون دنیا کا عجب رنگ ہی کہ جسکو عرض
نہین کر سکتی شاہزادہ والا قدر نے اپنے باغ مین طلسم کشا کو لاکر رکھا ہی بی گلعذار
اسکی عاشق ہوئین وعدہ کر رہی ہین کہ جاؤن تو لوح لے آؤن بادشاہ اسلام بہت
حسین وجمیل ہین بی گلعذار بیہوش ہوکر گری تھین بادشاہ نے سر زانو پر رکھ لیا
اب جو ہوشیار ہوئین باتین لوح کی ہونے لگین اب بی گلعذار آمادہ ہین کہ مین
جاؤن تو لوح لے آؤن قصر ابیض سے قیدیون کو چھڑاؤن جلد تدبیر کیجیے یہ سنکر
چنار آتشخوار تخت سے اٹھا سیماسے جادو کو حکم دیا کہ تم جاکر قصر لوح گھیر لو کوئی آنے
جانے نہ پائے اگر گلعذار بھی پہونچے تو اسے گرفتار کر لینا یہ سنکر سیماسے جادو مضطر
چلا پھر سماسے جادو کو بادشاہ نے حکم دیا کہ اے سماسے تم بھی فوج لیکر جاؤ طلسم کشا و
ثریا و گلعذار کو گرفتار کرکے لاؤ خبردار کوئی بچنے نہ پائے کچھ لحاظ نہ کرنا کہ ثریا میرا
فرزند ہی وہ اب میرا دشمن ہے رہروان طلسم کا رہزن ہی کسی کو ہرگز خیال نہ رہے
کہ مین اس مقدمے مین کسی کا پاس کرونگا اگر باپ میرا طلسم کشا سے ملے تو اسے بھی
قتل کرون یہ فرزند نا سعادتمند یون طلسم کشا سے ملا ہی باغ مین بٹھا لیا اسنے طلسم کشا
کو کیونکر پایا کنیز نے کہا کہ حضور آپ کے صاحبزادے شکار کو گئے تھے شکارگاہ سے

پلٹ کر آئے بادشاہ کو ساتھ لائے سب نے کلمہ پڑھا مگر کنیز نے آپ کی اسوقت بھی
منہ میں تنکا رکھ لیا کہ خداوند ہفت پیکر کو بڑا کہنا بڑے عیب کی بات ہے ہماسے جادو
بیس ہزار فوج پیکر طرف باغ ثریا کے چلا یہاں وہ وقت ہے کہ شہنشاہ زرین پوش
قلعۂ مشرق سے برآمد ہوا میدان چرخ زبرجدی میں آکے ٹھہرا صبح کا وقت ہے باغ
میں ٹھیرو میں اُتر رہی ہے ایک کنیز کسی کام کو کوٹھے پر چڑھی اُسنے دیکھا کہ سوارون نے
باغ کو گھیر لیا ایک جادوگر تخت پر سوار مع کئی سو افسرون کے طرف باغ کے آتا ہے
پکار کر کہتا ہوا کہ گلعذار کو گرفتار کرو بادشاہ اسلام نکل کر بھاگ جائیں شہزادے
کا بھی خیال نہ کرو کہ بادشاہ کا بیٹا ہے سارے اہل طلسم کا دشمن ہے اور چاہتا ہے کہ
لوح طلسم کشا کو لے جائے یہ کنیز حال دیکھ کر بھاگی ہوئی سامنے بادشاہ کے آئی
عرض کی کہ اے شہریار سارا باغ فوج شاہی نے گھیر لیا آپ کی تلاش ہو رہی ہے اور
ثریا سے تاجدار کی بھی فکر ہے گلعذار جادو کا بھی حال کھل گیا بادشاہ یہ سنتے ہی
تلوار ٹیک کر اُٹھے ثریا سے تاجدار بھی تلوار ٹیک کر اُٹھا ملکہ گلعذار نے کہا کہ بادشاہ
دیوانہ ہوا ہے خون کے دریا بہادونگی یہ تینون صاحب آگے بڑھے بادشاہ ایک جانب
ثریا ایک جانب گلعذار گاتی باندھے ہوئے اسباب سحر ہاتھ میں لیے ایک
جانب ہماسے جادو نے دیکھا کہ دروازہ باغ کا کھلا آفتاب عالمتاب شہریاری کا
و کوکب شیمت افروز جہانداری باغ سے نکلے تمام میدان روشن و منور ہو گیا
ہماسے جادو نے اشارہ کیا کہ ارے ان تینون شخصون کو گرفتار کرلو بادشاہ اور
ثریا تلوار کھینچ کر گرے جس ساحر نے مونھہ ہلایا چیر پھاڑ دیا حلق کو توڑ کر پار کر دیا
ثریا سے تاجدار مثل فیل مست جھومتا ہوا چلا آتا ہے کسی کی گردن توڑ ڈالی کسی کو
پیر سے پھینک دیا ملکہ گلعذار بھی تڑپ کر گری ہماسے جادو کا بھائی عقاب
جادو کئی سو ساحرون کو ساتھ لیے ہوئے آتا ہے ملکہ گلعذار پر سحر کرنے لگا گلعذار
نے موتیون کا مالا اُتار کر آواز دی کہ اسکو لینا چاہیے ہی موتیون کا مالا ٹوٹا عقاب
جادو جھومنے لگا آنکھیں ابل آئیں بے اختیار پکار اٹھا اے ملکۂ عالم میں تو

غلام ہوں اپنا میرا یہ حال ہے نظم

وہ شعلے ہیں ہجوم آہ آتشناک سے پیدا	ضیاے انجم ہے گنبد افلاک سے پیدا
ہوئے مضمون اعلیٰ میری طبع پاک سے پیدا	ہزاروں آسماں ہیں اک مشت خاک سے پیدا
جھکائے شیشے کھلی آغوش ساغر دخت رز چھلکی	اٹھو مستو ہوا ہے آفتاب افلاک سے پیدا
لگانا منھ نہ اسکے قصہ گستاخی مقرر ہی	تمنا ہو زبان ریشۂ مسواک سے پیدا
بچانا آپ کو دیکھو خلاف شرع اسکے ہی	کہ چشم آرزو ہی حلقۂ فتراک سے پیدا
نہیں مردوں جو دیکھا اول و آخر برابر ہے	وہی پھر خاک میں آیا ہوا جو خاک سے پیدا
ہوائے دولت منعم نہیں ہے خاکساروں کو	کہ ہر دم تازہ خلعت ہی لباس خاک سے پیدا
شکایت ہو جلوہ کی تو عروسی زلف مضمون ہی	جو شانہ ہو ہمارے پنجۂ ادراک سے پیدا
نہ ہو پیچ نکہت گل برق کو دوں سمجھے ہیں	وہ تیزی ہے تمھارے توسن چالاک سے پیدا
ڈرو انکار سے دیکھو ابھی ہے شیر یوسف کی	نہ ہوں کچھ اور تکلیفیں دل بیباک سے پیدا
نگاہ کے لوٹا سے آنکھوں میں کیفیت نشے کی	یہ دانہ خال کا ہے یار کس تریاک سے پیدا
محیط موج خیز حسن بے ڈوبے نہیں ملتا	کہ ساحل ہو نہیں سکتا کسی پیراک سے پیدا
نشیمن اپنے سینے سے چمکا فروغ داغ بیتابی	طلوع مہر ہے صبح گریباں چاک سے پیدا

عقاب جادو نے جو یہ اشعار پڑھے ساتھ والوں نے گریبان چاک کر ڈالے سب ملکہ سر ٹکرانے لگے عقاب جادو ہاتھ باندھ کر سامنے ملکہ گلعذار کے آیا کہا کہ اے ملکۂ عالم کیا ارشاد ہوتا ہے گلعذار نے کہا کہ ہما کا سر لاؤ عقاب جادو سب کو اپنے ساتھ لیکر بلبلاتا ہوا چلا ہماے جادو نے جو دور سے دیکھا کہ عقاب جادو لڑتا ہوا آتا ہے فوراً جھولی پر ہاتھ ڈالا کچھ کاغذ سادہ نکال کر اسکے کچھ پرچے کاٹے طرف آسمان کے پھینک مارے باران سیاہ برسنے لگے جس پر پڑا وہ پانی ہوکر بہ گیا عقاب دشمن سحر کو دفع کرنے لگا اور لڑتا بھڑتا قریب ہماے جادو کے پہونچا کہ ہاتھ تلوار کے مارے ہماے جادو نے ردیکہ کارد سحر جھولی سے نکالی وہ کارد عقاب کے سینے پر لگا کہ کار پشت کو توڑ کر پار گذری عقاب مر کر گرا ہماے جادو نے تخت سے کود لاش پر بیابانی کی

خوب چیخیں مار کر رویا کہتا ہی کہ یارو گلعذار نے یہ آفت برپا کی افسوس ہی کہ یہ اپنے
ہوش میں نہ تھا اب سحر کرتا ہوا چلا گلعذار کا سامنا ہوا گلعذار نے ہما پر بھی سحر کیا
ہمارے جادو کہ مشہوران چنار میں سے ہی سحر کو گلعذار کے دفع کرتا ہی دیر تک آپس میں
رد و قدح رہی آخر ہمارے جادو نے تلواریں برسائیں ایک تلوار گلعذار پر گری
کہ سر اسکا زخمی ہوا ہما نے چاہا کہ بڑھ کر سر اسکا کاٹ لون گلعذار سوچی کہ
اب اسکے سامنے ٹھہرنا بہتر نہیں ہے میری ساری بزرگی لوح طلسمی سے ہی وہ اس
مقام پر موجود نہیں چل کر لوح طلسمی کو قبضے میں کرون جب میرا کوئی مقابلہ نہ کرسکیگا
یہ بات سوچ کر اس مجمع عام سے نکلی اور طرف قصر احمر کے چلی کہ جا کر لوح کو اپنے قبضے
میں کرون اور لاکر بادشاہ کو دون ذکر اسکا کیا جائیگا مگر ثریا سے تاجدار جو اسی
مجمع عام میں لڑنے لگا گیہان بلند رکاب پہلوان ہمارے جادو کے ساتھ ہی
چونکہ بادشاہ حکم دیچکا ہی کہ میرا فرزند سمجھنا وہ ہم سب کا دشمن ہی جس طرح سے بنے
اسکو قتل کرنا گیہان بلند رکاب نے للکارا کہ صاحبزادے دعوی جرأت رکھتے ہو
ذرا میرے مقابلے میں تو آؤ ثریا سے تاجدار فرزند بادشاہ طلسم اس بات کی
تاب کب رکھتا ہی فوراً سامنے گیہان کے پہونچا للکارا کہ او ذلیل تجھکو کبھی یہ دن
نصیب ہوا کہ ہمارا مقابلہ کریگا گردن کھینچ کر پھینک دونگا گیہان نے ایک پہلوان کو
اشارہ کیا کہ تو اسکا آکر سامنا کر میں پشت پر اسکی آکر ہاتھ تلوار کا مار دونگا وہ پہلوان
سامنے آیا اور نیزہ مارا ثریا سے تاجدار نے سنان نیزے کو پہلے سے اڑا یا سنان نیزہ
اڑا کر ہاتھ تلوار کا مارا یا تو تلوار قبہ سپر پر چمکی تھی یا دیر تک جا کر زمین کو بوسہ دیا
گیہان نے پشت پر سے اس عرصے میں ہاتھ تلوار کا مارا سر ثریا کا زخمی ہوا گیہان نے
چاہا کہ سر کاٹ لون مگر ثریا سے تاجدار شیر بیشۂ جرأت ہی اسنے پلٹ کر کے ہاتھ تلوار کا
مارا کہ شانہ اسکا نشانہ ہوا ثریا لڑتا بھڑتا چلا چاہتا ہی کہ اپنے کو قریب بادشاہ اسلام
کے پہونچاؤن مگر بادشاہ کو نامردون نے گھیرا ہے اس مجمع میں شیرانہ جنگ کرتے
ہین کتنے سو پہلوان مار کر ڈال دیے لاشے گرد مرکب کے لوٹ رہے ہیں بادشاہ

کبھی سر اٹھا اٹھا کر ثریا سے تاجدار کے جو ہاہین فریا سے کبھی کوئی قریب نہین آتا تھا
لڑتا ہوا ایک نخل کے سائے مین آکر ٹھہرا اسقدر خون سر سے جاری ہوا کہ لختے سینے
پر جم گئے غش آنے لگا تلوار کو نیام انتقام مین کیا ہاتھ گھوڑے کی گردن مین ڈالدیے
مایوس ہوکر کہا کہ اے مرکب صبیل اب تیرے راکب مین طاقت جنگ و جدل باقی
نہین ہے اگر ہو سکے تو مجھکو نکال لیچل یہ کہکے دونون ہاتھ حمائل گردن مرکب کیے مرکب
نے جو اپنے راکب کو سست پایا دہن مثل قعر بلا کھولا سینکڑون دولتیان مارین جو
سامنے آیا اسکو چبا ڈالا کسی کا شانہ توڑا کسی پر دولتی ماردی سوارون اور پیدلون کو
گراتا ہوا طرف صحرا کے نکل گیا اب بادشاہ جنگ مین چار جانب دیکھتے ہین نہ
صدا سے گلعذار آتی ہے نہ آواز ثریا سے تاجدار کان مین پہونچتی ہے لشکر حسرت
یاس نے بادشاہ کو گھیر لیا ہے بادشاہ انتہا کے زخمی ہوئے اور دیکھا کہ ہمارے جادو
آتا ہے ایسا نہ ہو کہ سحر کرکے گرفتار کرلے ایک طرف لڑتے ہوئے چلے ہزارہا زخم تیر کے
جسم اقدس پر پڑے آخر غش آنے لگا بادشاہ نے زخم سر گوشہ شملہ سخت لنگ
سے باندھا فرمایا کہ اے مرکب اب تیرے راکب مین قوت نہین مرکب جنگ کرتا ہوا بادشاہ
کو لے چلا جس طرف سے گھوڑا نکلتا ہے لوگ راستہ دیتے ہین اسطرح گھوڑا رہبری
کرتا ہوا بادشاہ کو لیچلا بہزار دشواری ساحرون سے نکلا مگر ساحرون کے غول مین
پہونچا وہ دور سے لینا لینا کر رہے ہین کوئی قریب نہین آتا گھوڑا مثل شیر غضبناک
شیہے بھرتا ہوا اس غول سے بھی نکلا کنارے پہونچکے آکر طرف صحرا کے چلا تھا
جادو نے آواز دی کہ یارو یہ مرکب جانے نہ پائے لوگون نے چاہا کہ چاہین مرکب
کو بلوہ کرکے گھیر لین لیکن مرکب صبا رفتار باد کردار جست و خیز کرتا ہوا طرف صحرا کے
نکل گیا ملکہ گلعذار تو زخمی ہوکر مجمع سے نکل گئی ہین یہان ہاسے جادو نے باغ کو
پامال کیا کنیزین گرفتار ہوئین مال و اسباب لوٹ لیا یہ کہتا ہوا پلٹا کہ مین نے ان
سبکو قتل کیا چنار آتشخوار کے پاس آیا لاف و گزاف کرنے لگا کہ مین نے جارادل گلعذار
کو مارا اسکے پیر لاش تلاش کرکے اٹھا لے گئے بادشاہ ثریا کی لاش مرکب لیکے بھاگا

خیار آتشخوار کو اطمینان ہوا کہا کہ اب صلاح کرکے سرداران طلسم کشا کے قتل کا وہ دن قرار دونگا جس دن شمس فلک ہفت پیکر قتل ہوگا ایسا کوئی ساحر کسی کے ساتھ نہیں ہو یہاں تو یہ باتیں ہو رہی ہیں لیکن گلعذار زخمدار و بیقرار آکر قصر احمر پہ جھکی دیکھا کہ ایک ساحر ساٹھ ہزار ساحروں سے قصر کو گھیرے ہوئے ہو گلعذار کو آتے ہوئے دیکھا گولے ترنج و نارنج پھینکنے لگے ملکہ گلعذار وہان سے پلٹی آکر کوہ پہ ٹھہری ایک نخل کے سائے مین بیٹھی بمشکل اپنے سر مین ٹانکے دیے چاہتی ہی کہ صحت پاکر پھر اسی قصر کے قریب جاؤن جن ساحروں کو بادشاہ نے بھیجا ہو انکو قتل کرون اور لوح لون یہ سوچ کر پہاڑ سے اتری پاؤن مین طاقت چلنے کی نہ پائی ایک نخل کے سائے مین آکر ٹھہری چار جانب حیران حیران دیکھ رہی ہے کہ صحرا سے گرد اڑی دیکھا کہ ایک تاجدار گھوڑے کو اڑاتا ہوا باز ہاتھ پہ چڑھا ہوا نمایاں ہوا جس طائر کو کسی نخل پہ بیٹھے دیکھا باز کو پھینک مارا باز نے اُسے شکار کیا بادشاہ گھوڑے سے اترا باز سے جانور کو چھڑایا ذبح کرکے اپنے ساتھی کو دیا اس طرح شکار کھیلتا ہوا آتا ہے قضا سے کار ایک تیہو گوشہ صحرا سے اڑا اُس شاہ نے باز کو چھوڑا باز قریب تیہو کے پہونچا تیہو کو طمانچہ مارتا ہوا طرف زمین کے لیچلا قریب نخل آکر ایک طمانچہ مارا کہ تیہو زمین پہ گرا باز کندے باندھ کے زمین پر آیا سینے پر تیہو کے چڑھا پنجون سے نوچنے لگا بادشاہ گھوڑے سے کودا آکر تیہو کو باز سے چھڑایا لیکن ملکہ گلعذار زیر نخل بیٹھی ہین تاجدار کو آتے ہوئے دیکھا بوجہ ضعف و نقاہت کے عجب حال تھا اپنے کو بیچ نخل پہ گرا دیا دوپٹے سے منھ چھپا لیا لیکن اُس تاجدار نے جب باز کو اٹھایا نگاہ پڑگئی دیکھا کہ ایک عورت بیچ نخل سے لپٹی ہوئی پڑی ہی پاؤن گورے گورے گرد مین آلودہ قریب آکر کہا کہ اے پری پیکر تو کون ہی کہ جو اس غربت مین پڑی ہی یہ کہہ کے دوپٹہ چہرے سے ہٹایا ہر چند کہ ملکہ لیے جاتا چہرہ نہ کھلے مگر چہرۂ زیبا کھل گیا معلوم ہوا کہ لکۂ ابر ہٹا چاند نکل آیا صورت زیبا دیکھکر حیران جمال و محو دیدار ہوا کہتا تھا کہ اے نازنین تو کون ہی نام سے اپنے آگاہ کر گلعذار نے کہا کہ تم

آوارۂ وحشت ادبار ہیں مصیبت سخت میں گرفتار ہیں ہمارا حال کہنے کے قابل نہیں ہے جس کام کو تو آیا ہے اُسی شغل میں مصروف ہو ہماری عجیب کیفیت ہے کیا بیان کریں۔

مخلصی پائے بلا سے دل مضطر کیونکر
توڑ دے حلقۂ زنجیر مصیبت کیونکر

آنکھ جھپکیگی نہ مشتاق قضا کی ظالم
دیکھ لیتے ہیں نظارے سے یہ خنجر کیونکر

آنکھ اٹھا دیکھ ذرا جانب خنجر قاتل
گھورتا ہو نہ مجھے ہر دیدۂ جوہر کیونکر

کھینچ شمشیر اگر دل میں ارادہ کچھ ہے
دیکھ مر جاتے ہیں جانباز ستمگر کیونکر

گر یہی خدمت رہا قبر سے اُٹھنے کے بعد
ناتوان جائینگے تیرے لب کوثر کیونکر

سر جھکایا نہ کبھی ناصیہ سائی کے لیے
منہ دکھائیگا تجھے شہر خدا ور کیونکر

جو لکھا صفحۂ قسمت میں وہ مٹنے کا نہیں
مختصر کیجیے طومار مقدر کیونکر

کیا وفادار جفا پیشہ سے دیکھا او ظالم
دوستی کرتا ہے دم سے دم خنجر کیونکر

دھوم آئینۂ رخسار کی تیرے سنکر
چین پائیگا یہ خاک سکندر کیونکر

ہر رگ تن میں ہو میرے اثر استسقا ہی
غم کھی پائیگا فصاد کا نشتر کیونکر

دیکھ لے جوہر مژگان کا تماشا ظالم
ڈوب جاتا ہے رگ جان میں یہ نشتر کیونکر

ساتھ حسرت کے ہیں سرمایۂ سودا میرے
پھینکدون دامن لبریز سے پتھر کیونکر

سنگ دل کو مرے نالوں پہ نہ رحم آئیگا
موم ہو جائیگا فریاد سے پتھر کیونکر

آتش گرمی مضمون سے پھنکا جاتا ہے
نامہ لیجائیگا تا یار کبوتر کیونکر

حشمت اس قوت بازو کے دل جانتا ہیم
دیکھ اُکھیڑا ہے علی نے در خیبر کیونکر

اس حسرت سے یہ اشعار گلعذار نے پڑھے کہ اس تاجدار کی آنکھوں سے اشک حسرت ٹپک پڑے دیکھکر کہا کہ اے شاہد رعنا واے معشوق یکتا تیرے بیان پر دل روتا ہے قلب میں درد ہوتا ہے بہتر ہے کہ مفصل بیان کر یہاں سے بارہ کوس پر ایک قلعہ ہے وہاں رہتا ہوں جہاندار آتشخوار بادشاہ طلسم جبار کا خزانچی جگر دار ہوں محکوم جادو میرا نام ہے واسطے شکار کے آیا ہوں تمکو خاتون محل قرار دونگا ہزارہا کنیزان رومی و حبشی بہ ادای خدمتگاری حاضر رہینگی گلعذار نے ٹھنڈی سانس بھر کر کہا کہ اے محکوم جادو

یہ سودائے خام دماغ سے نکال مجکو یہی مقام بہتر ہے سودائی کو جنگل میں آرام ہی
آبادی سے کیا کام ہی محکوم تاجدار منتین کرنے لگا کہا کہ واسطہ خداوند ہفت پیکر
کا نام سے تو آگاہ کر تیرے بیان حسرت خیز نے دل ٹکڑے ٹکڑے کر دیا خانۂ دل کو
غم و حسرت سے بھر دیا اب یہی مناسب ہی کہ میرے ساتھ قلعۂ احکام نگار مین چلو
مجکو سرفراز کرو حکومت قلعہ کا تمکو اختیار رہی میرا نام اپنے دفتر غلامی مین درج کیجیے مین
خدمتگزار رہونگا جب محکوم نے اس طرح منتین کین ملکہ گلعذار تو عشق بادشاہ
اسلام مین مبہوت ہو رہی ہی آنکھون کے نیچے وہی صورت دیبا پھر رہی ہی چاہتی
ہی کہ بیابان چاک کرون صحرائے نجد مین اپنے کو پہونچاؤن شاید روح مجنون سے
ملاقات ہو اس سے پوچھون کہ کیون ای شہنشاہ عاشقان عشق کے سودائی کیونکر نباہ
کرتے ہین عشق و محبت مین نہ جیتے ہین نہ مرتے ہین دل سے یہ باتین ہو رہی ہین محکوم
کا کلام کرنا ناگوار ہوا اسکی باتون کے جواب سخت دیئے کہا کہ ای شخص ہمسے کلام نہ کر
ہمارا ہمدرد ہمارے پہلو مین بیٹھا ہی اس سے صلاح کر رہے ہین کہ کیا کرین تو ہمکو
کیون ستاتا ہی ہم اپنی جان پر کھیلین گے اب محکوم کو یقین ہوا کہ یہ کسی پر عاشق
اسی سوچ مین بیٹھی ہے محکوم نے ہاتھ بڑھایا کہ ہاتھ پکڑ کر کھینچ لون ملکہ گلعذار نے
ہاتھ کو اسکے جھٹک دیا محکوم نے سوارون کو اشارہ کیا کہ اس نازنین کو اٹھالو
سوارون نے گھوڑے سے کود کر ارادہ کیا کہ ملکہ کا ہاتھ پکڑ لین گلعذار نے بال
اپنے نوچ کر سوارون پر پھینک مارے ارانِ سیہ نے انکو کاٹا اب تو سوار ہٹے
محکوم نے کہا کہ ارے تو بڑی ساحرہ ہے سوارون کو میرے مار ڈالا مین کیا تجھے زندہ
چھوڑونگا تجکو گھسیٹ کر لیچلونگا یہ کہکے گولہ مارا کہ یہ بیہوش ہو جائے ملکہ کا ہر چند
کہ حال ابتر ہے دل پہلو مین مضطرب ہے لیکن گولہ کھاتا وہ گولہ پلٹا محکوم کے
سینے پر آکر پڑا کہ محکوم لڑکھڑا کر گر ا ہی ملک عدم ہوا ساتھ والون نے جو دیکھا
کہ مالک کو ہمارے اس عورت نے مار ڈالا لاشہ اٹھا لیا روتے پیٹتے لاشے کو
لیکر قلعہ مین آئے اصنام بت پرست بھائی محکوم کا بارگاہ مین بیٹھا تھا خبر سنی کہ

سحکوم مارا گیا لوگ لاش کو لیکر آئے ہین روتا ہوا بیرون بارگاہ آیا جو لوگ لاش لائے تھے اُنسے حال پوچھا اُن سب نے حال بیان کیا کہ ایک عورت حسین بیرون قلعہ بیٹھی ہوئی ہے اُسنے مارا اصنام بت پرست فوج لیکر چلا ملکہ گلعذار بیٹھی رو رہی ہین کہتی ہین کہ اے خالق لیل و نہار ظلم سے اُن ظالمون کے بچا لے کہ دیکھا فوج آتی ہے ایک ساحر تاج سر پر رکھے پکارتا ہوا کہ او عورت تونے غضب کیا کہ اُس تاجدار کو مارا ہے کہکے فوج کو اشارہ کیا کہ اسکو گرفتار کرلو کل فوج بلوہ کرکے چلی ملکہ گلعذار اپنے مقام سے سراسیمہ اُٹھی اصنام بت پرست سب کے آگے تھا ملکہ گلعذار نے اُسپر بال سر کے پھینکے کل فوج پر باران سیاہ برسنے لگے اصنام بت پرست پر ایک برق گری کہ آہمین ہنہ ہو گیا ملکہ نے اُنگلی سے اشارہ کیا وہ برق ہٹگئی اصنام بت پرست جو برق کے اندر سے نکلا سامنے ملکہ گلعذار کے ہاتھ باندھے ہوئے آیا کہا کہ مین تابعدار ہون جو حکم دیجئے اُسے بسر و چشم بجا لاؤن میرا تو یہ حال ہے۔ نظم

جتنے قصے ہین مرے شکوہ بیداد ہین سب　　ذکر کا ہیکو ہین افسانہ فریاد ہین سب
شکر اللہ کہ ہین رنج فراموش نہین　　جو ستم تمنے کیے ہین وہ مجھے یاد ہین سب
جسطرف دیکھیے دو تین پھڑکتے ہین اسیر　　کیون نہ صیاد خوشی ہو قفس آباد ہین سب
خواستگاران قضا ہین جو تجسس بیتاب　　شائق حسن اجابت ترے جلاد ہین سب
انکو تکلیف رسائی کی عبث ہے تعلیم　　نالہ و آہ و فغان تیرے ستم زاد ہین سب
چھوٹ جائے جو پھپھولا تو روان ہون آنسو　　اشک اے جان جہان آبلہ بنیاد ہین سب
طوق و زنجیر کے خواہان ہین ترے دیوانے　　روز و شب منتظر خدمت حداد ہین سب
کفر و اسلام برابر ہین زبان رحمت　　حسن جتنے ہین زمانے مین خداداد ہین سب
تا کجا کاوش صیاد اجل ہو نزدیک　　ایک دن اس قفس جسم سے آزاد ہین سب
اب یہ حالت ہے کہ دشمن بھی دعا دیتے ہین　　دست بردار ستمگر سے لیے جلاد ہین سب
ناتوان وہ ہون کہ ہر بال وبال جان ہے　　ضعف سے موے بدن خنجر فولاد ہین سب
سخت جان ہون مری تسکین کو بتادے قاتل　　کس قدر کند ہین ترے خنجر فولاد ہین سب

مین تجھے صحرا سے ہم اٹھا لایا زخم وضربی کرائی گھبرانا نہین لیکن سچ بتا کہ تجھکو قزاقون نے
کہان گھیرا ای بہادر یہ تو ظاہر ہی کہ تو خوب لڑا اپنا مال بچایا انتہا کا زخمی ہوا تو پڑا رہا دریغ
مگر اُن گھیرنے والون کا نشان بتا کہ مین انکو گرفتار کرکے لاؤن اور تیرے سامنے ہم انکو
سزا دون ثریا سے تاجدار نے کہا کہ ای جوان تو نے احسان کیا مگر قزاقون کی کیا مجال ہی
کہ مجھکو گھیرتے ایک مقام پر جنگ عظیم واقع ہوئی مین ہاتھ سے دشمنون کے زخمی ہوکر گرا
پھر مجھکو نکال لایا تم تک پہونچایا مجھکو کسی قزاق نے نہین گھیرا مین بادشاہ طلسم ضیا کا
بیٹا ہون رفیق بادشاہ اسلام فولاد کو یہ حال سنکر سناٹا آگیا جی مین کہتا ہے کہ کیا
عجب کی بات ہی رفاقت بادشاہ اسلام کو بہتر جانتا ہی کیا سبب کہ اپنے باپ کے قتل
کا ارادہ بھی ہی بہتر یہ ہی کہ اسکا علاج کرون جب اچھا ہوجائے تو گرفتار کرکے اسکے باپ کے
پاس بھجوا دون اسنے یہ غضب کیا کہ خداوند ہفت پیکر کو بھی چھوڑا یہ سوچ کر علاج
کرنے لگا یہ تو سمجھ گیا کہ یہ شاہزادہ والا قدر ہی آسمان سلطنت کا بدر ہی اگر اسکے باپ
کے پاس اسکو پہونچا دونگا تو وہ بہت خوش ہوگا یہ سوچ کے ایک ہفتہ علاج کیا
ثریا سے تاجدار نے جب صحت پائی درہ کوہ سے باہر نکلا بارہ سو قزاق ساتھ مین
فولاد نے بارگاہ استاد کرائی ثریا سے تاجدار کو مسند پہ بٹھایا ارادہ ہی کہ شراب پلا کر
بیہوش کرون جلسہ عیش و نشاط منعقد ہی کہ چند قزاق گھبرائے ہوئے بدحواس پاس
فولاد کے آئے کچھ کان مین کہا فولاد کا رنگ رو متغیر ہوا کبھی باہر جاتا ہی کبھی اندر
آتا ہی گھبرایا ہوا پھر رہا ہی ثریا سے تاجدار نے پوچھا کہ ای فولاد کیا خبر آئی کہ تو اسطرح
گھبرایا ہوا ہی فولاد نے کہا کہ حضور خیر ہے مین درہ کوہ کے باہر ہون ایک بادشاہ کی
کہ اسکا سلطان زرین پوش نام ہی وہ نہایت بہادر صاحب سپاہ و حشم ہی مین نے
اسکی ارسال لوٹ لی تھی وہ میری فکر مین تھا جب کبھی میری فکر مین آیا اسنے مجھکو
نہ پایا مین درہ کوہ مین پوشیدہ رہا کبھی مجھپر قبضہ نہ کرسکا اب جو اسنے سنا کہ مین
درہ کوہ سے باہر آگیا مصروف جشن ہون وہ ساٹھ ہزار فوج لیکر آیا ہی چہار جانب
سے گھیر لیا ہی حضور جانتے ہین کہ ہم تو قزاق ہین نہ ہر سے لڑتے ہین اگر مین اندر دو

کوہ کے ہوتا تو وہ ناچار ہو کے پلٹ جاتا اب اُسنے گھیر لیا میرے ساتھ فوج کم ہی
اُسکے ساتھ فوج زیادہ ہو خود بھی بہادر ہی جس وقت یلغار کریگا گرفتار ہو جاؤنگا مجکو
آپکا بڑا خیال ہے مین لڑ بھڑ کے درۂ کوہ مین چلا جاؤنگا آپ کو دیکھ کر وہ بھی فرار کریگا
ثریاے تاجدار نے جواب دیا ہم مقابلہ کرین گے تم نہ گھبراؤ سلطان زرین پوشش
بھی میرے زور سے واقف ہو یقین ہے کہ مقابلہ نہ کرے تم نہ گھبراؤ فولاد نے کہا آ
شہریار باعث تردد یہ ہو کہ میرے پاس بارہ سو جوان ہین اُسکے ہمراہ ساٹھ ہزار جوان ہین اگر
اُسنے جنگ مغلوبہ کی تو اس بلوے کو کون سنبھالے گا ثریاے تاجدار نے کہا کہ اے
فولاد کیون گھبراتے ہو جب تلوار مردان عالم کی کھنچی کفر بلوہ سامنے نہین آتا جسام
دولھا دولھن سے مقابلہ ہوتا ہو ہمارے آقا کے نامدار نے ایسے معاملے بہت دیکھے ہین
اے فولاد ایک کام کرو اعتقاد مذہب اسلام دلین لاؤ خدا سے دعا کرو وہ رحیم وکریم ایمان
شریک کریگا فولاد دیشن کے بصدق دل مطیع اسلام ہوا بارہ سو جوانون نے اُسکے ساتھ
کلمہ پڑھا اعتقاد سب کے درست ہوئے بڑا کہنے پہ ہفت پیکر کے چالاک جب ہوے
اب ثریاے تاجدار کے سمجھانے سے قزاقون کو تسکین حاصل ہوئی گو آگر سب ثریا
تاجدار کے بیٹھے خوف جان سے کانپ رہے ہین ہر ایک کا یہی قول ہو کہ دیکھیں اب
کیا ہو سلطان زرین پوشش نے طبل جنگی بجوایا ہرکارون نے یہ خبر فولاد کو دی
ثریاے تاجدار نے کہا کہ اے فولاد تم نہ گھبراؤ تم بھی طبل جنگی بجواؤ فولاد نے
ڈرتے ڈرتے طبل جنگی بجوایا قزاق آمادہ جانبازی ہین ہتھیار اپنے اپنے درست
کر رہے ہین کوئی سنان نیزہ درست کرتا ہو کوئی تلوارون کو زہر سے آبداری دیتا ہی
کوئی تلوارین صیقل کرتا ہو تیغ چرخ پہ چڑھا رہے ہین کہ عقل پیر چرخ کی چرخ مین ہوگئی ہی
انتشار ہی کہ یہ لوگ کم ہین اور وہ زیادہ خدا آبرو رکھے ادھر لشکر سلطان مین یہ خبر
پہونچی کہ بیٹا چندار آسمان شکوہ اور کا فولاد قزاق کے یہان مہمان ہے اُسنے مقابلے کا ارادہ
کیا ہو سلطان نے کہا کہ ہم اُسکے باپ کے خراج گزار ہین یقین ہے کہ ہمکو دیکھکر ایسا
خائف ہو کہ مجھ سے طالب ہو کہ باپ سے صفائی کرادو مین اُسکو ساتھ لیکر جاؤنگا اور

اُسکی صفائی کرا دونگا رات بھر یہی تیاریان رہین چار پہر رات گذر کر وقت سحر آیا سلطان
زرین پوش شہنشاہ فلک چہارم قلعۂ مشرق سے برآمد ہو کر تخت چرخ زبرجدی پر جلوہ فرما
ہوا دونون لشکر میدان کارزار مین آئے ثریا سے تاجدار سب کے آگے بڑھا ہوا
مسلح و مکمل اُدھر سلطان زرین پوش سب کے آگے بڑھا ہوا تاج سر پہ رکھے ہوے
فوج دریا موج پشت پر صفین جمین فوج قزاقان دیکھکر سلطان زرین پوش کہا کہ
کہ یہ لوگ کیا سمجھ کے مقابلے مین آئے ہین ایک حملے مین سب کو زیر و زبر کرونگا
یکایک گھوڑا جھکایا میدان کارزار مین آیا پکار کر آواز دی کہ جسکو تمنا مرگ کی ہو میدان
مین آئے ثریا سے تاجدار نے بھی مرکب بڑھایا مقابلہ مین سلطان زرین پوش کے
آیا سلطان نے جھک کر سلام کیا کہا کہ اے شاہزادے باپ سے کیا خطا دیکھی کہ جو
ایسے بگڑ گئے قزاقون کی طرف سے لڑنے آئے ہو میرے ساتھ چلو مین تمھارے باپ
سے تمھاری صفائی کرا دونگا یہ سنکر ثریا سے تاجدار نے کہا کہ ہرچند وہ سحر مین زبردست ہے
لیکن ہفت پیکر پرست ہے ہفت پیکر ایک ساحر مکار و غدار ہے اُسکو خدائی ماننا سراسر
حماقت ہے مین اُسکی اطاعت نکرونگا تم اگر دعوی جرأت رکھتے ہو تو بسم اللہ وار کرو مین
جواب دونگا سلطان زرین پوش نے کہا کہ صاحبزادے ابھی تھوڑا ہی زمانہ گذرا ہی
کہ ہم تمکو گود مین کھلاتے تھے آج تم ہمارے مقابلے مین آئے ہو تم ہی حربہ کرو
بعد تمھارے حربون کے ایک وار مین ہم تم کو زیر کرینگے ثریا سے تاجدار نے کہا مین
ملازم بادشاہ اسلام ہون طریقہ میرے شاہ کا پیشدستی نہین ہے تمھارے حربے کے
بعد اگر میرا خدا مجھکو بچائے گا تو حربہ کرونگا سلطان زرین پوش نے نیزہ اُٹھایا
خبردار خبردار کہکے نیزہ مارا ثریا سے تاجدار نے نیزے کو نیزے کی سنان پر روکا
آپس مین نیزہ بازی ہونے لگی ثریا سے تاجدار نے بیچ پیچ ملعون کے نیزہ سلطان
کا گانٹھا نیزہ کا نیمچہ کر کے تھپیڑا مار دیا نیزہ ہاتھ سے سلطان کے نکلا سلطان نے قبضہ
پر ہاتھ ڈالا خبردار خبردار کہکے ہاتھ مارا ثریا سے تاجدار نے تلوار کو تلوار پر
روکا الجھاوے سے ہاتھ نکالا ہاتھ برق شمشیر کا جھکایا سلطان کی آنکھون مین چکا

آگیا آئینۂ شمشیر میں جلوۂ عروس مرگ دکھائی دیا سمجھا کہ اگر یہ تلوار پڑی خالی نہ جائیگی
کہا کہ اے شاہزادے میں تیری اطاعت کرتا ہوں واسطہ اپنے آقا سے نامدار کا تلوار
روکنا ثریا سے تاجدار نے ہاتھ روک لیا سلطان گھوڑے سے کودا قدموں سے
لپٹ گیا کہا اے شہریار آپ کے قدموں کی بدولت دولت اسلام پائی ثریا نے گلے
سے لگا لیا سلطان نے پلٹ کر فوج کو آواز دی کہ یاروں میں نے شاہزادے کی اطاعت
کی جسکو دین اسلام قبول کرنا ہو میرا ساتھ دے ورنہ میری فوج سے نکل جائے سب نے
پکار کر آواز دی کہ ہم آپ کے تابعدار ہیں جو حضور نے اختیار کیا وہ غلاموں نے
بھی قبول کیا ساٹھ ہزار جوان سب سلطان کے ساتھ ہوئے ثریا سے تاجدار نے
سب کو ساتھ لیکر بارگاہ فولاد میں آیا سلطان زرین پوش سے سب حال
بیان کیا کہ آقا سے نامدار میرا جنگ سے غائب ہوا ہے میں اسکی تلاش میں نکلا ہوں اب
ہم سب چلو آقا کو تلاش کریں سلطان زرین پوش نے کہا کہ اے شاہزادہ والا قدر میں بھی
حضور کے ساتھ چلونگا قصر لوح پر چلیے یقین ہے اسی مقام پر بادشاہ آئیں گے یہ صلاح
کرکے ثریا سے تاجدار مع سلطان زرین پوش و فولاد مع فوج لشکر کے طرف قصر لوح
کے چلے کہ پہونچنا انکا بھی تحریر کرونگا اب ذکر شہنشاہ گیتی ستان واجب و لازم ہے
بادشاہ اسلام جو زخمی ہوکر نکلے مرکب لیے ہوئے بادشاہ کو قریب ایک جھیل کے
پہونچا کنارے اُس جھیل کے بادشاہ پشت مرکب سے گرے سر جھیل میں جسم خشکی میں
قضائے کار سامنے ایک باغ ہے کہ اسکو باغ سروستان کہتے ہیں ملکہ سرو شمشاد قد
اُس باغ کی مالک ہے نہایت ساحرۂ زبردست حسین و جمیل ہے اپنے باغ میں سیر کرتی
حوض پر آکر بیٹھی جھیل کا پانی حوض میں پہونچتا ہے ناگاہ سرو شمشاد قد نے دیکھا کہ
خون کی لکیر چلی آتی ہے پکار کر آواز دی کہ اے صنوبر باہر جاکر دیکھ تو یہ خون کہاں سے
آتا ہے صنوبر گئی حال بادشاہ دیکھکر گھبرائی ہوئی آئی کہا واری ایک جوان آفتاب جمال
خورشید مثال انتہا کا زخمی ہے نہیں معلوم زندہ ہے یا مردہ کنارے جھیل کے پڑا ہے
مرکب اُسکا چرا کر رہا ہے سرو شمشاد قد نے یہ ذکر سنکر اٹھی اپنے تئیں سنبھال کر کہا کہ سیر کا

ہماری ملک میں کسی نے کسی مسافر کو مارا قراقون کا نام سنا دونگی چند کنیزیں ہمراہ ہوئیں
پہنچا سے وہاں بالین پر اُس بیمار کے آئی دیکھا کہ ایک آفتاب برج آبی میں اترا ہو
ہو جسم خشکی میں آکر فرش خاک پر بیٹھ گئی سینہ پر ہاتھ رکھا آمد و شد نفس کی پائی کہا
کہ ارے زندہ ہی اسکو اٹھاؤ باغ میں لے چلو ہم اس سے حال قراقون کا پوچھ کر انتظام
کرینگے چارپائی منگوا کر سر میں خود ہاتھ لگایا کنیزیں لپٹ گئیں کہا حضور آپ ہاتھ
نہ لگائیے ملکہ نے کہا کہ کیا نقصان ہو بیچارہ ہفت پیکر اس مصیبت میں ہو اگر اسکا
علاج کریں اور قراقون کا انتظام ہو جائے تو کوئی مسافر یہ آفت کبھی نہ اٹھائے
چارپائی کو لیکر باغ میں آئیں بادشاہ کو مسند پر لٹایا کہا کہ ارے جراح کو بلاؤ کہ اسکے
سر میں ٹانکے لگائے جراح آیا اُسنے ٹانکے لگائے زخم دھویا پٹیاں مرہم کی چڑھائیں
جراح گیا ملکہ وہاں ہاتھ میں لیکر خود بیٹھیں مگس رانی کر رہی ہیں لیکن جراح دربار شاہی
میں بھی جاتا ہو باپ اسکا مہوت اژدر سوار مالک شہر مہوش تین کوس پر یہاں
سے قلعہ ہو اُس میں رہتا ہو یہ جراح وزیروں اور امیروں کا علاج کرتا ہو دربار میں
جو آیا بادشاہ کو تخت پر پایا سلام کیا وزیر کے پھوڑا تھا اُس پھوڑے کو کھولا منظور ہوا
کہ پھاہا لگاؤں وزیر نے کہا اے جراح آج دیر کیوں ہوئی جراح نے کہا کہ آج ملکہ
عالم نے بلایا تھا ایک جوان آفتاب جمال ہے اُسکے سر میں ٹانکے لگانے ملکہ عالم
نے بڑی تاکید کی ہو کہ اسکو جلد صحت دو میں پٹیاں چڑھا کے چلا آتا ہوں بادشاہ کے
پیش نگاہ کان کھڑے ہوئے جب جراح چلا گیا تو کہا اے وزیر اعظم کچھ تونے بھی خبر سنی
نہیں معلوم وہ جوان کون ہو ذرا دریافت تو کرو وزیر نے ہرکارے بھیجے اور کہہ دیا کہ
تحقیق دریافت کرنا ہرکارے روانہ ہوئے در باغ پر آئے محلدار سے جو پوچھا کہ آج
یہ ٹانکے کس کے لگائے گئے محلدار نے منہ پھیلا کر کہا کہ ایک جوان جنگل میں زخمی پڑا
تھا اُسے ہماری بی بی اٹھا لائی ہیں اُسکا علاج ہو رہا ہو ہرکارے نے جو محلدار کو
مہربان پایا کہا کہ ذرا جا کے دیکھ آؤ اب کیا ہو رہا ہو وہ جوان کون ہے اور اُسکا نام بھی
دریافت کرو محلدار اندر گئی یہاں بادشاہ کی آنکھ کھلی ایک نازنین سے بے تعظیم

رشک ماہ منیر کو اپنے قریب پایا گھبرا کے اٹھ بیٹھے فرمایا کہ اے ماہ پیکر تیرا نام کیا ہے تجھکو لانے کا
کیا باعث ہوا سرو شمشاد قد نے شرما کے سر جھکا لیا جب بادشاہ نے کئی مرتبہ کہا اور
نام پوچھا شرما کر کہا کہ میرا نام سرو شمشاد قد ہے آپ جنگل میں زخمی پڑے تھے اتفاقاً یہ
بدنصیب اس طرف سے گذری مجھکو آپ کے حال زار پر رحم آیا اٹھا لائی جراح کو بلا کر
ٹانکے دلوائے پٹیاں مرہم کی چڑھائیں اب آپ ارشاد فرمائیں کہ آپ کو قزاقوں نے
کس طرح گھیر لیا ماشاء اللہ آپ نے بڑی جرأت دکھائی کہ اسقدر زخمی ہوئے مگر جو
جسم پر تھا ان چیزوں کو اتارنے نہ دیا بادشاہ نے فرمایا کہ اے پری پیکر رشک شمس و
قمر قزاقوں کی کیا مجال تھی کہ ہمکو گھیر لیتے ساحروں سے مقابلہ پڑا زخمی ہو کر گھوڑا نکال
لایا۔ یہاں آ کر گرا یا خدا نے تمکو مہربان کیا ہمکو اپنے باغ میں اٹھا لائیں۔ القصہ بادشاہ
نے کل حال اپنا کہا بادشاہ سے اور سرو شمشاد قد سے یہ باتیں ہو رہی تھیں مگر دونوں کا
شرمائے ہوئے حجاب سے سر جھکائے ہوئے کہ اتنے میں محلدار آئی سارا حال سنکر
عرض کی کہ حضور طریقے سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کی خبر بادشاہ جمجاہ کو پہونچ گئی وہاں سے
ہرکارہ حال دریافت کرنے آیا ہے لونڈی کے منھ سے نکل گیا کہ ایک جوان زخمی کو ملکہ
لائی ہیں وہ ہرکارہ دروازے پر حاضر ہے کیا جواب دوں وہ نام و نشان انکا
پوچھتا ہے ملکہ نے گھبرا کر کہا کہ بوا تمنے غضب کیا اب جا کر مخفی کرو یہ کہدو کہ وہ جوان چلا گیا
کوئی مسافر تھا زخمی ہو کر آیا تھا مطلب اسکا پورا ہوا یعنی علاج ہو گیا اب وہ باغ
میں نہیں ہے محلدار جھلائی ہوئی پلٹی ہرکارہ اور کنیزوں سے بھی پوچھ رہا ہے جنکو بادشاہ کا
آنا ناگوار ہوا وہ کہہ رہی ہیں کہ ہم اپنے مالک کی خبر کیونکر کہیں مُردے کو لا کر زندہ
کیا علاج کر کے رومال جھل رہی ہیں اور جنکے مزاج میں کچھ انصاف ہے وہ کہتی ہیں
کہ یہاں کوئی نہیں آیا مرد کی کیا مجال ہے جو باغ میں ملکہ کے آ سکے کہ محلدار آ کر پہونچی
کہا سنا ہرکارے اور یہی بات ہے کہ وہ جوان فتاح طلسم کا عزیز دار ہے
کہیں لڑائی پڑی وہاں زخمی ہوئے گھوڑا یہاں لے آیا ملکہ نے علاج کیا اب
آپس میں باتیں ہو رہی ہیں تو ابھی جا کر صاف صاف بادشاہ سے کہہ دے کہ اب ملکہ

بد راہ اور آوارہ ہوگئی ہین آکر حضور سزا دین اُس جوان کو گرفتار کرکے لیجائین ہرکارہ خبر
دریافت کرکے بھاگا یہان مبہوت غصے مین بیٹھا ہی کہ ہرکارہ آکے پہونچا اور مفصل حسب
سامنے مبہوت کے بیان کی مبہوت نے کہا کہ اے وزیر اعظم جو احکام نجومیون اور پنڈتون
نے لگا رکھے تھے وہ سب سامنے آئے فوج تیار کرو اگر اُس شخص کو قتل کیا تو خداوند
ہفت پیکر بہت خوش ہونگے ان لوگون نے تمام طلسم مین کھلبلی ڈال دی ہی انکا گرفتار
کرنا واجب ولازم ہی وزیر نے باہر نکل کے قرنا کرائی ساٹھ ہزار فوج ساحران فدا تیار ہوئی
جب فوج تیار ہو چکی ناسوت جادو وزیر پلٹ کر سامنے بادشاہ کے آیا بادشاہ نے کہا کہ اے
ناسوت تم فوج لیکر جاؤ دونون کو گرفتار کر لاؤ ناسوت جادو فوج لیکر چلا یہان
بادشاہ اسلام اُٹھ کر بیٹھے ہین کنیزین بھی آئین مگر اپنا اپنا منھ پھلائے ہوئے سامنے
حاضر ہین اور عرض کر رہی ہین کہ حضور اب انکو رخصت کیجئے ملکہ کہتی ہین کہ تم لوگون کو کیا
جلدی ہی جب انکے مزاج مین آئیگا چلے جائینگے کہ ایک کنیز نے بڑھکر عرض کی کہ حضور بڑا
غضب ہوا ناسوت جادو وزیر فوج لیکر آیا ہی جلد تدبیر کیجیے یا انکو باہر بھیج دیجیے کہ وزیر
انکو لیکر پلٹ جائے بادشاہ تلوار لیکر اُٹھے فرمایا کہ ملکہ ہم جاتے ہین دیکھین وہ وزیر کون آکر
کیا ہمکو چور سمجھا ہی ہم اُس سے مقابلہ کرینگے ناسوت جادو کو مارین گے ملکہ نے بھی سلاح اپنے
سحر جسم پر آراستہ کیا کہا کہ مین ساتھ اس شہریار کے اپنی جان دونگی گرفتار ہوسکے تو جادو
یہ آگ بی بی محلدار نے لگائی خیر سمجھا جائیگا ہمکو یقین ہوا کہ جام عمر لبریز ہوا رشتہ حیات منقطع
ہوا ساٹھ ہزار کیسے اگر لاکھون ساحر ہونگے تو ہمارا کیا کرینگے بادشاہ جمجاہ مسلح مکمل ہو کے
آگے بڑھے ملکہ سرو شمشاد قد جست کرکے پھاٹک پر آئین ناسوت جادو بھی فوج لیے ہو
آتا تھا اُسنے دیکھا کہ ملکہ سرو شمشاد قد پھاٹک پر کھڑی ہین پکار کے آواز دی کہ مین بحکم
بادشاہ آیا ہون بہتر یہ ہی کہ میرے ساتھ چلیے ورنہ مین فوج کو حکم دیتا ہون ابھی تمام باغ کو
گھیر لیگی وہ جوان کہان گیا اُسکی بہت تلاش ہے معلوم ہوا کہ وہ بادشاہ لشکر اسلام ہی
اُسکا گرفتار کرنا ہمکو واجب ولازم ہی کہ یکایک دروازہ باغ کا کھلا سب نے دیکھا کہ آفتاب
عالمتاب شہریاری وکوکب شجاعت افروز جہانداری تیر وکمان ہاتھ مین لیے ہوئے نمایان ہو

ایک ساحر سیہ فام نے چاہا کہ بڑھ کر سحر کرے بادشاہ نے تیر مارا کہ حلق کو توڑ کے پار گیا
وہ ساحر لڑکھڑا کے زمین پر گرا اندھیرا ہو گیا اب تو بادشاہ اسلام نے تیروں کی بوچھار کی
جس خطاکار پر تیر پڑا وہ راہی گوشۂ عدم ہوا کوئی سہم کر چھپا کوئی چلا کے بھاگا دشمن میں
ساحر جو اس طرح مرنے لگے ناسوت جادو گھبرایا جی میں کہتا ہے کہ یہ آفتاب جمال تنہا
جری و بہادر ہے ساحروں سے بےخوف و خطر لڑ رہا ہے پہلو میں بھائی اسکا برہوت جادو
کھڑا ہے اُس سے کہا کہ اے برادر اس جوان کو گرفتار کرنے برہوت جادو نے آگے
بڑھ کر ایک گولہ مارا بادشاہ کا گھوڑا اڑا تو رواروی میں جاتا تھا یا اُسی مقام پر رک گیا
اور بدلگامی کرنے لگا تیر و کمان بادشاہ کے ہاتھ سے گرا برہوت جادو تلوار کھینچ کر
جھپٹا ملکہ سرو شمشاد قد نے جو یہ معرکہ دیکھا جی میں کہتی ہے یہ ملعون قتل کرنے آیا ہے
افسوس ہے کہ بادشاہ علم سحر و ساحری سے بالکل ناواقف ہیں کیا سمجھ کے ساحروں سے آ کر
مقابلہ کرتے ہیں یہ سوچ کر موتیوں کا مالا گلے سے اُتارا اسم سحر پڑھ کر پھینک مارا آواز دی
کہ اے دلگیر برہوت کو لینا برہوت جادو کے قریب موتیوں کا مالا آ کر پھٹا ایک شعلہ
برہوت پر جھپٹ کر گرا گرتے ہی آگ سا ہوا برہوت جھلسا اور پکار اُٹھا کہ اے ملکہ عالم میں تو
تابعدار ہوں جو حکم دیجیے وہ بجا لاؤں میری تو عجب کیفیت ہے ایسی صورت ہے کہ خود بخود
دل گھبراتا ہے اور جی چاہتا ہے کہ گرد حضور کے پھروں اور اپنے کو قربان کروں لیکن افسوس
ہے کہ تمھیں چاہنے والے کا بالکل خیال نہیں آخر تا بہ دشمنت بخیر جاؤنگا اُستاد سے
پوچھونگا کہ آپ نے عشق میں کیونکر بسر کی کیونکر شام کس طرح سحر کی ہمارا دل نہیں سنبھلتا
کلام کرتے میں دہن سے دھواں نکلتا ہے صاف تو یہ ہے نظم

پا شکستوں سے جب ملیں گے آپ — سیر راہ طلب ملیں گے آپ
اٹھتے پوچھا تھا کب ملیں گے آپ — بولے جب جان بلب ملیں گے آپ
جستجو تیری ہے یہ پوچھتی ہے — آپ میں اپنے کب ملیں گے آپ
دل یہ کہہ کر خبر کو اُسکی چلا — ہمکو بو زندہ نہ اب ملیں گے آپ
نالہ رکھیگا کب تک اُسکو جدا — ایک دن دونوں لب ملیں گے آپ

چھیڑ یہ ہو حشر تو دن کی حضرت دل / ایسے مجمع میں کب ملیں گے آپ
عرصۂ حشر عیب گاہ ہوا / سب سے مل لینگے جب ملیں گے آپ
وصل میں بھی جبین یہ ہوگی شکن / توڑنے کو غضب ملیں گے آپ
جستجو دن کی تلاش سے کیا کام / ہر جگہ بے طلب ملیں گے آپ
بگڑی اچھلیگی رندوں میں اے شیخ / اُلٹے جب بے ادب ملیں گے آپ
چھوڑ دی ترک بہر لذت سمجھے ہم / چھپ کے اک آدھ شب ملیں گے آپ
چھیڑ مطرب ترانۂ شب وصل / ساز و عیش و طرب ملیں گے آپ
دل کو اس راہ و رسم سے ہی خبر / شوق کیا جانے کب ملیں گے آپ
یار جب ملگیا تو ہم سے جلال / جو نہ ملتے تھے سب ملیں گے آپ

برہوت اس طرح کے اشعار پڑھتا ہوا سامنے ملکہ سرو شمشاد قد کے آیا عرض کی کہ اے ملکۂ عالم جو ارشاد ہو فرمائیے وہ بجا لاؤں ملکہ سرو شمشاد قد نے پشت پر برہوت جادو کی ہاتھ رکھا کہا کہ ہم تیرا اضطراب سمجھے تو ہمپر عاشق ہوا ہے جب تک ناسوت جادو زندہ ہے تیرا تیرا وصل نہ ہوگا وہ درانداز بیان کرتا ہے اگر ہو سکے تو اُسکا سر جلدی لا برہوت بہت خوب کہکے پلٹا دل میں سوچتا ہوا چلا کہ بھائی صاحب کا سر لاؤں ایسا نہ ہو کہ بادشاہ کے خلاف ہو روزگار جاتا رہے ادھر معشوقہ کا خیال ہے کہ آزردہ ہو جائے تو مشکل ہو اور یہ بھی خیال ہے کہ یہ شاہ کی دختر ہے ہر طور سے سامان عیش ہو جائیگا دل میں غور کرکے اپنے ساتھ والوں کی طرف پلٹا کہا یارو کیا کہتے ہو ملکہ سرو شمشاد قد کا حکم ہے کہ ناسوت جادو کا سر لاؤ اگر بے سر لیے ہم پلٹیں گے تو کیسی خفا ہونگی لہذا سر ناسوت کا کاٹ لو کہ جھگڑا مٹے سب نے کہا کہ ہم آپ کے ساتھ ہیں جو حکم دیجیے بسر و چشم بجا لائیں یہ کہکے سب برہوت جادو کے ساتھ ہوئے برہوت ان سب کو ساتھ لیکر طرف فوج ناسوت کے پلٹا کوسے مارتا ہوا چلا جتنے ساتھ والے ساتھ ہیں گریبان چاک چہروں پر خاک جب ناسوت نے دیکھا کہ بھائی میرا دشمنی کر رہا ہے پکار اٹھا کہ یا خداوند ہفت پیکر کیا غضب ہے کہ بھائی میرا دشمن ہوگیا ہزاروں ساحروں کو قتل کرچکا اسکی بابت سے مجکو بچا سے

مبہوت جادو تخت پر بیٹھا تھا کہ اسکے کان مین آواز پہونچی کہ ناسوت جادو پکار رہا ہے
یا خداوند ہفت پیکر مجکو بچائیے مبہوت جادو نے گھبرا کر کہا کہ یارو معلوم ہوتا ہے ناسوت
پر کوئی ایسی آفت آئی کہ بیقرار ہو ہوکے قدرت کو پکار رہا ہے یہ کہکے اپنے مقام سے اٹھا
اور تخت پر سوار ہوا طرف باغ ملکہ سرو شمشاد قد کے چلا یہان وہ وقت ہے کہ برہوت نے
کئی ہزار ساحر مارے مقابلہ ناسوت جادو مین پہونچا ہے تلوار کے ہاتھ مار رہا ہے ایک ایک
کو للکار رہا ہے کہ یکایک زمین تھرائی نعرۂ مبہوت کی آواز آئی کہ باش او برہوت خبردار
ناسوت کے قریب نہ جانا لیکن برہوت جادو عشق مین ملکہ سرو شمشاد قد کے بیتاب ہے
جواب بھی نہ دیا مبہوت جادو نے وہین سے برق چمکائی کہ برہوت کے ٹکڑے ٹکڑے ہوے
ساتھ والون کو آتش قہر وغضب سے جلا دیا بادشاہ جمجاہ نے رہائی پائی رہائی پاتے ہی
مرکب کو پھر جہمیز کیا ملکہ سرو شمشاد قد نے جو اپنے باپ کو دیکھا کانپ گئی سحر بھول گئی ہاتھ
پاؤن مین رعشہ آگیا قلب تھرایا کہتی ہے کہ اس ظالم کے ہاتھ سے اب کس طرح سے چھٹکارا
ہوگی مبہوت جادو نے ناسوت جادو کو اشارہ کیا کہ اس جوان گستاخ کو فوراً گرفتار کرے
بادشاہ جمجاہ نے کئی افسرون کو تیر سے مارا انکے مرنے کی جو یکایک علامت برپا ہوئی اندھیرا
ہوگیا یہ شیر بیشۂ صاحبقرانی ہین بھلا کب خوف کرتے ہین اگر بہرام فلک ہو تو بھی
اس سے نہ دبین اور مقابلہ کرین قائم گویا ستون اسلام ہین جرأت و شوکت مین مشہور
خاص وعام ہین اس اندھیرے مین بادشاہ اسلام نے ناسوت کو تیر مارا کہ اسکے
گلے پر پڑا توڑ کے گدی کو پار کر گیا لاشہ زمین پر گر کر تڑپنے لگا پھر اسکے غل و شور
مچانے لگے آواز آئی کہ کشتی میرا نام تھا ناسوت جادو لو روشنی جو ہوئی مبہوت نے
لاشہ ناسوت دیکھا آنکھون کے نیچے اندھیرا آگیا تخت سے کود کر للکارا کہ او جوان گستاخ
تو نے رکن سلطنت گرا دیا نعرہ کرتا ہوا طرف بادشاہ جمجاہ کے چلا صرف ہاتھ سے اشارہ
کردیا مرکب کے پاؤن زمین نے تھام لیے لاکھ ایڑی کوڑے مارے لیکن کسی طرح مرکب نے
قدم نہ اٹھایا ملکہ سرو شمشاد قد نے جو دیکھا کہ بادشاہ اسلام کا مرکب رہ گیا کر لیے
ڈنکا تیر و کمان بھی ہاتھ سے گرا بیتاب ہوگئی آنکھون سے آنسو جاری ہوے چاہا کہ پابند ہوئی

کڑک کر باپ پر گری شانہ مبہوت کا زخمی ہوا زخمی کر کے بلند ہونا چاہا مبہوت نے سحر کیا
سحر کرتے ہی سرو شمشاد قد کی بھی رنگت رو متغیر ہوا مبہوت نے اشارہ کیا بادشاہ اسلام
و سرو شمشاد قد کو گرفتار کر لو ملازموں نے بڑھ کر بات میں سرو شمشاد قد کی سوزن دی
اور بادشاہ کے ہاتھوں میں ہتھکڑیاں پاؤں میں بیڑیاں پہنائیں سلاسل مطوق کر کے ایک
ساحر کو بلایا اُس سے کہا کہ انکو لیکر قصر ہفت در پر جاؤ وہیں خداوند ہفت پیکر ہیں یہ
کہکے ایک عرضی لکھی کہ یا خداوندا یہ بادشاہ اسلام اور دختر کو اپنی آپ کی خدمت میں روانہ کیا ہوں
ان دونوں کو دار پر کھینچ دیجیے سنتا ہوں کہ کئی سال کا زمانہ گذرا فرزندان صاحبقران
داخل طلسم ہفت پیکر ہوے جا بجا قید بھی ہوے رہا بھی ہو گئے ایک تو انہیں سے
قتل ہو۔ یہ عرضی لکھ کر مسمار جادو کو دی کہ لیکر روانہ ہو مسمار جادو ابھی قید لیکر روانہ نہ
ہوا تھا کہ صحرا سے گرد عظیم اڑی غبار آسمان کو پہونچا ایک لکہ ابر آسمان پر گرتا ہوا علم سا
سبز و سرخ کے پھریرے ہوا سے اڑتے ہوے نمایان ہوا ایک جوان بلند بالا مرکب حبشی
پر سوار پشت پر بارہ ہزار فوج اسباب سحر سے درست نہایت چالاک و چست اُسکے جو بادشاہ
اسلام کو اسے پر دیکھا ابر سوسنی جو آسمان پر تھا اس سے آواز آئی کہ اے اصنام بت پرست
یہ جو فوج سامنے کھڑی ہے ان سب کو مار لو اصنام بت پرست نے طرف فوج کے دیکھا فوراً
بارہ ہزار ساحر حربہ ہاے سحر لیکر آپڑے بارہ ہزار حربے جو چلائے پڑے کئی ہزار جوان
مارے گئے مسمار جادو کے سر پر اصنام بت پرست کا گولہ پڑا کہ مسمار جادو مسمار ہوا اسکا سر
پھٹ گیا بادشاہ اسلام کی قید کٹ کر گری بادشاہ نے چاہا کہ اُٹھوں مبہوت نے پھر اشارہ
کر دیا بادشاہ اسلام اُٹھ کر گر گئے ابر سوسنی جو آسمان پر چھایا ہوا تھا وہ پھٹا اس سے نکلی
دیکھا کہ ایک نازنین قمر پیکر چہرہ منظر ہاتھ ہلاتی ہوئی ابر سے ظاہر ہوئی جب ہاتھ ہلاتی ہے
برقیں گرتی ہیں سو بجا سے سحر قلم ہوتے ہیں مبہوت نے جو گلعذار رنگین پوش کو دیکھا
ٹھہر گیا یقین تھا کہ گلعذار رنگین پوش نے للکارا کہ او مبہوت بے حیا تجکو کبھی یہ دن
نصیب ہوا کہ بادشاہ اسلام کو گرفتار کیا سرو شمشاد قد نے جو گلعذار کو دیکھا گل
گل کے شگفتہ ہو گئیں گلعذار نے للکار کے گولہ مارا مبہوت نے چاہا کہ بچے ہزاروں

نکل جاؤں جدھر مبہوت جاتا ہی اسی طرف وہ سحر بھی جاتا ہی آخر ناچار ہو کے مبہوت ایک مقام پر ٹھہرا چاہا کہ گولہ کالوٹن گولہ آ کے سینے پر پڑا تو ڑ کے پشت کو پار گذر گیا مبہوت مر کے گرا اندھیرا ہو گیا آندھی سیاہ اُٹھی آواز مہیب آنے لگی صدا بلند تھی کہ کشتی مرا نام من مبہوت جادو بود بادشاہ اسلام اُٹھے اور ملکہ سرو شمشاد قد کی زبان سے سوزنگالی اب جو سرو شمشاد قد اُٹھی مٹھی خاک کی اُٹھا کر پھینکی کہ کئی ہزار ساحر نابینا ہوئے ہاتھوں سے ٹٹو لنے لگے پہاڑوں سے سر ٹکرانے لگے گریبان چاک کیا منھ پر خاک ملی آخر جو چند افسر باقی تھے اُنھوں نے پکار کر عرض کی کہ اے ملکۂ عالم جیسے ہم آپ کے باپ کے ملازم تھے ویسے ہی آپ کے تابعدار ہیں ہمیں امان دیجیے جان بخشی کیجیے جب بادشاہ اسلام نے دیکھا کہ طالب امان ہیں منع کیا کہ اے ملکہ سرو شمشاد قد ہاتھ روکو اب سحر نہ کرو انسے اطاعت اسلام کا سوال کرو جو اطاعت اسلام کرے اُسکی جان بخشی ہو اور جو اطاعت نہ کرے اُسکو سزا سے مقتول دو ملکہ سرو شمشاد قد نے افسروں کو قریب بلایا سب نے بدل اطاعت اسلام کی ملکہ گلعذار بھی آکر پہونچی بادشاہ نے ملکہ گلعذار کو سرو شمشاد قد سے ملوایا فرمایا کہ ایک سے ایک کو رشک نہ ہو ہر چند کہ گلعذار کو خیال نہ ہوا تھا مگر بادشاہ نے جو محبت فرمایا کہ اے ملکۂ عالم اگر یہ نہ ہماری میں ہمکو نہ اُٹھا لے جاتی تو شیر بھیڑیے ہمکو آ کے کھا جاتے یہ ہماری جان بخش ہی گلعذار ہمشیرہ کہ کے لپٹ گئی گلعذار نے کہا کہ اے شہریار میں طرف قصر احمر کے جاتی تھی خیر خدا نے فضل کیا کہ اس راہ سے گذر ہوا آپ کو اس بلا میں مبتلا پایا اب لوح کی تدبیر واجب و لازم ہی جب تک لوح نہ ملیگی ہر گز طلسم شکست نہ ہو نگے جیسا آتشخوار کا قتل لوح پر موقوف ہی غرض کہ بارگاہ آراستہ ہی اور بادشاہ تخت پر بیٹھے ہیں دست راست پر ملکہ گلعذار دست چپ پر ملکہ سرو شمشاد قد بیٹھی ہیں اصنام پرست کا نام آفاق یزدان پرست رکھا یہ دنگل شوکت پر بیٹھا ہی مثل شیر جھوم رہا ہی گانیں سامنے حاضر ہیں صدا سے مبارکباد و سلامت باد بلند ہی کہ صحرا سے گرد و غبار بلند ہوئی دیکھا کہ ثریا سے تاجدار لبشت مرکب پر سوار ایک طرف سلطان تاجدار ایک طرف فولاد قزاق لبشت پر فوج ظفر موج ثریا سے تاجدار کو جو معلوم ہوا کہ ہمارے آتا کا لشکر فروکش ہی

گھوڑے سے اترا سلطان و فولاد کو ساتھ لیے ہوئے سامنے بادشاہ کے آیا قدموں کو
بوسہ دیا سب کیفیت بیان کی بادشاہ اسلام کو بڑی خوشی حاصل ہوئی پہلوے تخت میں
دنگل دیا دنگل پر آکر ثریا سے تاجدار بیٹھا سلطان و فولاد کو پیش کیا سب حال اپنا بیان
کیا بادشاہ کو ثریا کے آنے کی بڑی خوشی حاصل ہوئی اسوقت جام ارغوانی گردش میں ہے
صداے ہوشا ہوش و نوشا نوش بلند ہے ساقیان سیمین ساق و مطربان خوش آواز یہ
غزل عاشقانہ گارہے ہیں عجب کیفیت ہے دماغ بادشاہ کا تر ہے — نظم

ہم جان سے ناخوش ہوں وہ اسیر نہ جاتا ہو — کیا بات ہے معشوق میں اتنی تو وفا ہو
منصف ہو تو ہم چاہیں تمھیں تم ہمیں چاہو — بیٹھا ہو نہ برہمن سکے نہ زاہد سکے خدا ہو
بیفائدہ ہے سعی مری راہ طلب میں — اُسکے جو قدم بھی تو یہان دست دعا ہو
اتنا تو کوئی اُس بت بیگانہ سے پوچھے — اپنوں سے کبھی ملتے نہیں تم کیسے خدا ہو
یوں مجھ سے ملے آنکھ کہ آگاہ نہ ہو دل — دشمن یہ لگاوٹ نہ کہیں دیکھ رہا ہو
اک نالہ ہمارا کہ کبھی فتنہ نہ جاگے — اک قہقہہ انکا کہ ابھی حشر بپا ہو
کہتے ہیں وہ کیا ایک تم ہی مرتے ہو ہمپر — موت اسکو اٹھالے جو کوئی میرے سوا ہو
گہ حسرت و حرمان ہوں کبھی شوق و تمنا — میں کیا کہوں پوچھے جو کوئی مجھ سے کہ کیا ہو
سامان مرے قتل کے کچھ اسنے کیے ہیں — جی چاہے تو آج انھیں شریک آکے قضا ہو
محفوظ رہیں غیر ترے شر سے تو بہتر — کہتا ہے یہان رشک یہ دلکا بھی بھلا ہو
جاتا ہے اگر زلف میں سُن او دل بیتاب — کچھ عذر نہ کرنا جو کوئی تجھ سے خفا ہو
گو ہاتھ وہ مہندی سے مرے سوگ میں رنگین — شوخی تو یہ کہتی ہے کہ ہاں خون حنا ہو
تقدیر کی خوبی کہ پھرے راہ سے محروم — پیغام رسان بھی مرے ناکام دعا ہو
تجھ سے ستم و جور کرو حبیب کے ڈرا ڈرا — دیکھو نہ یہ انداز فلک دیکھ رہا ہو
کیا گھر سے نکلتے ہی ملا یہ ادا مقصود — ہر گام پہ کہتا ہے کوئی برہنہ پا ہو
رہتے ہو جلال آٹھ پہر آپ سے باہر — اللہ کہاں پہونچے ہو تم کتنے رسا ہو

قضا سے کار چنبار سم دشمن ار بادشاہ طلسم جنبار تخت پر بیٹھا ہے مگر فکر مند ہے نجومیوں

جو پوچھا نجومیون نے کہا کہ طلسم کشا زندہ ہے آپ کو گمان ہے کہ گھوڑا قمر دے کو لے گیا و
زخمی ہو کر نکل گیا اُسنے ہرکارے واسطے خبر کے جا بجا روانہ کیے کہا خبر لاؤ ہرکارون نے
جو لشکر بادشاہ کو اس شوکت و شان سے دیکھا خبر لیکر بھاگے سامنے چنار کے آکر پہنچ
بیان کیا کہ فلان صحرا مین بادشاہ اسلام مع لشکر فروکش ہین ہرکارون کو یہ دریافت
نہین ہوا کہ ملکہ گلعذار و سرو شمشاد قد بھی ہمراہ ہین چنار کو ثابت ہوا کہ لشکر بغیر ساحر
بادشاہ اسلام لیے اُترے ہین پکار کر آواز دی کہ یارو تم مین کوئی ایسا پہلوان ہے کہ
جاکر بادشاہ کو گرفتار کر لائے سہمان بیرکش جو سو پہلوانون کا افسر ہے ستر ہزار فوج
لیکر چلا یہان بادشاہ فروکش ہین کہ صحرا سے گرد اُڑی سہمان مع فوج آکر مقابلے
اُترا بادشاہ کو خبر معلوم ہوئی جب سہمان نے طبل جنگی بجوایا تو یہان بھی نقارۂ
رزمی کڑکڑایا رات بھر تیاریان ہوئین صبح کو دونون لشکر میدان کارزار مین آئے
بادشاہ نے منع کر دیا کہ کوئی ساحر ساتھ نہ آئے ملکہ گلعذار و سرو شمشاد قد نے عرض کی
کہ ہم دور سے تماشا دیکھین گے بادشاہ جمجاہ نے فرمایا دور سے تماشا دیکھو دشمن کو
ثابت نہو کہ جادوگر ہمراہ ہین دور ایک پہاڑ پر ملکہ سرو شمشاد قد و ملکہ گلعذار آکر ٹھہرین
جب صفین جم چکین نقیب نقابت کر کے ہٹے کڑکیتون نے کڑکا کہا سہمان بیرکش نے
گینڈا اپنا بڑھایا میدان مین آکر سلحشوری کرنے لگا پکار کر آواز دی کہ جسکو تمنا مرگ کی ہو
وہ نکلے ثریا سے تاجدار مرکب بادرفتار بڑھا کر سامنے بادشاہ جمجاہ کے آیا اور دست بستہ
عرض کی کہ ای شہریار اجازت میدان کارزار مرحمت ہو بادشاہ نے فرمایا کہ ای بہادر تم
تماشا دیکھو اس کافر مردود سے ہم مقابلہ کرینگے جنگ کو طول نہونے پائے سہمان
آواز دے رہا ہے کہ ای فرقۂ خدا پرستان جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے بادشاہ نے
جو ثریا کو روکا ثریا نے تلوار کھینچ کر گلے پر رکھ لی عرض کی کہ غلام نثار ہو جائیگا ای شہریار
کسقدر مقام غیرت ہے کہ مین نے مرکب نکالا سب نے دیکھا کہ غلام آپ کا نکلنے کو ہے
سب بدنام کرینگے ناچار ہو کر بادشاہ نے اجازت دی ثریا سے تاجدار گھوڑا بڑھا کر
برای مقابلۂ سہمان بیرکش چلا گھوڑا طرارے بھرتا ہوا جاتا ہے قصد ہے کہ قریب آکر

سفر ورے کے پہونچوں تو ایسی ادھیڑ لگاؤں کہ گینڈا رہے سے گر پڑے سہمان نے جو ثریا کو آتے
دیکھا گینڈے کو بڑھا کر آواز دی کہ المدد یا خداوند ہفت پیکر یہ جو سہمان نے آواز
دی صحرا سے گرد اٹھی سب نے دیکھا کہ ایک آہو جنگل سے دوڑتا ہوا آیا قریب مرکب ثریا
پہونچا چاہا کہ مرکب پر سینگ مارے ثریا نے نیزے کا ہاتھ اٹھایا کہ نیزے میں اسکو
چھید لوں جیسے ہی نیزہ اٹھایا وہ آہو سامنے سے بھاگا ثریا نے اسکے پیچھے گھوڑا ڈالدیا
جنگل میں جاکر وہ آہو بھی نابود ہوا ثریا سے تاجدار بھی غائب ہو گیا بادشاہ کو بہت ہی
ناگوار ہوا چاہا کہ مرکب نکالوں فولاد قزاق گینڈا بڑھا کر سامنے بادشاہ کے آیا عرض
کی کہ اس وقت آپ کے رفیق نے عجب حرکت کی کہ حضور کے روبرو سے بھاگا اور
مدد کیا آہو کے تعاقب میں جاکر غائب ہو گیا اب وہ اسکو مار کر لیٹے چھوڑے گا غلام کو حکم ہو
کہ اپنے افسر کا ساتھ دیں کہ اب آپ جنوں اسکو پکڑ کر لاؤں بادشاہ نے ناچار ہو کر اجازت
دی فولاد قزاق چلا گینڈے کو چابک مارتا ہوا جاتا ہے چلا جاتا تھا کہ دیکھتے دیکھتے جاکر اس
ہمنبرد ہوں کہ سہمان نے پھر آواز دی یا خداوند ہفت پیکر دیکھیے کہ پھر صحرا سے
گرد اٹھی وہی آہو جست و خیز کرتا ہوا آیا اسکے سینگوں سے خون ٹپکتا ہوا فولاد
آہو کو دیکھ کر بیقرار ہوا نیزہ ہلاتا ہوا قریب اسکے پہونچا چاہا نیزہ ماروں سنان نیزہ
پر اٹھا لوں کہ آہو چوکڑی بھر کے بھاگا فولاد بھی اسکے پیچھے چلا بادشاہ نے کلمہ لاحول
پڑھا فرمایا کہ یارو یہ کیا معرکہ ہے ثریا کو بھی آہو لیکر گیا فولاد بھی اسی کے تعاقب
میں گیا اے فیروزہ بڑھ کر خبر لو صحرا میں کیا معرکہ ہے یہ جوان جاکر کہاں غائب ہوئے تعمیل
فیروزہ بے تحمل بطرف جنگل کے چلا صحرا میں آکر دیکھا کہ ثریا و فولاد کا پتہ نہیں معلوم
ہوتا لیکن وہ آہو چرا کرتا ہے فیروزہ کو دیکھ آہو نے آتے دیکھا ایک جانب بھاگا فیروزہ
تعاقب میں آہو کے چلا تھوڑی دور جاکر ایک چار دیواری تھی آہو جست کر کے اس
چار دیواری میں گیا فیروزہ گرد چار دیواری کے چکر مارنے لگا ایک پہلو پر آکر دیکھا
کہ پاس دروازے کے ایک دریچہ کھلا ہوا ہے فیروزہ کنارے آیا رنگ سے روغن
عیاری کا نکالا ایک گورے چٹے لڑکے کی شکل بنکر تیار ہوا گودڑی صورت کر کے آپ

کا پہنے ہوے ایک کان مین بجلی ایک مین انگوٹھی بوٹی بوٹی پھڑکتی ہوئی دریچے کے
سامنے ایک نخل تھا اُسکے سایے مین بیٹھ گیا یہ غزل عاشقانہ گانے لگا

بھلا کیا خاک زیر خاک پایا — گریبانِ کفن تک چاک پایا
ملا کیا اور رونے سے مگر اشک — حجابِ دیدۂ نمناک پایا
مزا بخشا نزی عیار افگنی نے — کہ ہر کر گوشۂ فتراک پایا
کھلی گر آنکھ بھی تو کچھ نہ دیکھا — کہ سر پر سایۂ افلاک پایا
دم خلقت جو ہستی پر نظر کی — بشر کو ایک مشتِ خاک پایا
لیا بوسہ تو فرمایا بگڑ کر — نہایت آپ کو چالاک پایا
کہاں ہو نزیز عالم اور ایسا — غنیمت تجکو او سفاک پایا
نہ تھا کچھ زلف برہم اے جنون ہیں — جو یوں ہر تار دامن چاک پایا
دل ناخن زدہ کیونکر نہ چمکے — کہ اسنے جلوۂ حکاک پایا
ٹھہر اے حسرت دل آہ تجکو — انہیں خاطر غمناک پایا
محبت مین نسیم دہلوی کو — غلام سرور لولاک پایا

اس رنگ مین فیروزہ نے یہ غزل گائی کہ کھڑکی کھلی ایک کنیز نے جھانکا اور ہنستی ہوئی
پلٹ گئی فیروزہ نے اور ٹھمری شروع کی خوب تانین مارین دیکھا کہ ایک نازنین بیٹھا
حسین چاردہ سالہ پائینچے سنبھالے ہوے پشت پر وہی کنیز جو جھانک کر بھاگی تھی
رومال ہلاتی آتی ہے اُس نازنین نے فیروزہ کو اشارہ کیا فیروزہ اُٹھ کر قریب آیا اُس کنیز نے
ہاتھ تھام لیا کہا ارے لڑکے ادھر آ کر گا۔ کیون زمین پر بیٹھا ہے ہماری حضور بلاتی ہین ایسا
غیری آواز مین لطف تھا کہ خود چلی آئین فیروزہ نے ڈر کر کہا کہ امان نے صبح کو گھر سے
نکال دیا کہ جاؤ بیٹا کما لاؤ مین تلاش معاش مین نکلا ہون یہ کہتا ہوا باغ مین آیا باغ کو سرسبز
و شاداب دیکھا مگر ہزارہا طائر غل کر رہے ہین درختون پر کمال زینت بیٹھے ہین وسط
باغ مین چبوترہ تھا وہان آکر وہ نازنین بیٹھی فیروزہ سامنے حاضر ہوا اُس نازنین نے
کہا کہ کیون میان لڑکے تمھارا مکان کہان ہے لڑکے نے کہا کہ سامنے کی ٹولی سے جہان پہ

بھولے کے پیڑ لگے ہین اور کھیلتے ہین غرض سب ہین نازنین نے کہا کہ محلے کا نام بتاؤ کہا حضور نانی
اس شخص کی بی نہالو ہر وقت دروازے پر کھڑی رہتی ہین انکی وجہ سے اس محلے مین
بلکہ رہتا ہے جب آپ وہان آئیگے معلوم ہو جائیگا دو چار غش مین پڑے ہونگے
دو چار سنکھیا لیے بیٹھے ہونگے کچھ فقیر بنے ہونگے آپ کو معلوم ہو جائیگا کہ بی نہالو کا یہی
مکان ہے دن بھر دروازے پر کھڑی رہتی ہین آشنا و روشناس کی خاطر و مدارات مین مصروف
رہتی ہین کبھی نانی اماں نے کسی سے انکار نہین کیا لڑکے دروازے پر کھیلا کرتے ہین
آٹھو پہر دل لگیان کیا کرتے ہین انکو راضی کرتی ہین اس طرح جو بھولی بھولی باتین لڑکے
نے کین نسیم سحر خیز ہنسنے لگی کہا کہ ای لنترانی تمنے اس نگوڑے کی باتین سنین لیکن اسکو
بتاؤ مین انتظام جنگ مین مصروف ہون لڑکے نے کہا کہ حضور کس سے لڑائی ہے نسیم نے
کہا کہ ارے بیوقوف کیا تجھے بتائین مین چاہتی ہون کسی کو سلطان کے مقابلے مین نہ جانے دون
دو افسر لشکر اسلام کے آکر قید ہو چکے اب وہ خود مقابلے مین نکلا چاہتے ہین یہ لڑکا فیروزہ
سمجھ گیا کہ میری باتین اسکو پسند آئین دامن پکڑ کر کہا کہ حضور بیٹھ جائیے تو مین دو چار شعر
سناؤن نسیم نے کہا کہ صاحبزادے مجھے امورات ضروری سے فرصت نہین مگر تمہاری
آواز سنکر ایسا دل بیقرار ہوا کہ تمکو بلا لائی یہان رہو شام کو بہ اطمینان جلسہ کرینگے
گانا فیروزہ نے کہا کہ ایک چیز نوش کیجئے اور جام شراب پیجئے کہ طبیعت کو سرور [illegible]
ملال دل سے دور ہو تو گانا پسند آئیگا یہان تو صحبت مین رکھی ہین فیروزہ نے
جام بھر نسیم کے قریب لایا کہا کہ اسے نوش فرمائیے نسیم نے ہنس کر جام لیا طرف [illegible]
دیکھا محل سے ایک طائر چلایا اسنے آواز دی کہ ای نسیم ہوشیار رہنا خبردار شراب [illegible]
نے نگاہ تند جام پر ڈالی شراب شعلہ بنکر اڑ گئی جام لڑکے کے ہاتھ سے [illegible] نسیم نے [illegible]
دی کہ ارے تو کون [illegible] فیروزہ نے چاہا کہ جست کرکے نکل جائے نسیم نے ایک [illegible]
کہ فیروزہ لڑکھڑا کر زمین پر گرا رنگ و روغن چہرے کا اڑ گیا صورت اصلی بن گیا نسیم
کہا کہ مین جانتی تھی عیار ضرور آئیگا جب تو آئے گا یا اور تیری آواز آئی طائر [illegible]
آگاہ کر دیتے تھے مگر مین نے غفلت کی [illegible] باغ دلستان [illegible]

یہاں آسکے اب بادشاہ کو بھی بلواتی ہوں یہ کہکے آواز دی کہ اے غزال جیتا جا جلد جا
بادشاہ کو لگا کر لاؤ فیروزہ نے دیکھا کہ وہی آہو گوشہ باغ سے پیدا ہوا چوکڑیاں بھرتا ہوا
چلا یہاں سہمان نے نعرہ کیا کہ اے بادشاہ اسلام تمہارے رفیق سفلہ مزاج تھا تب آہو میں
گئے اب آپ میرے مقابلے میں آئیے بادشاہ نے مرکب بڑھایا چاہا کہ مقابلہ میں سہمان کے
پہونچوں کہ وہی آہو جست و خیز کرتا ہوا آیا بادشاہ نے بھی آہو پر گھوڑا ڈالا جنگل میں جاکر
غائب ہوئے اہل لشکر روتے پیٹتے ہوئے پیچھے سہمان یہ کہکر پلٹ گیا کہ کل سبکا خاتمہ کرونگا
بالائے کوہ سے پری سیما گلعذار و سرو شمشاد قد نے دیکھا گلعذار نے سرو شمشاد قد
سے کہا کہ تو اُٹھ دیکھ کہ یہ کیا تماشا شعبدہ کھیلا گلعذار نے کہا کہ نسیم سحر خیز کا
میں جاکر باغ میں اُسکے دیکھوں سرو نے کہا کہ میں بھی ساتھ چلونگی یہ دونوں پرواز
کرکے چلیں یہاں نسیم سحر خیز غزال کو روانہ کرکے بیٹھی تھی کہ آہو بھاگا ہوا آیا اور غائب میں
ہوکے بادشاہ بھی پہونچے باغ میں آتے ہی بوئے گل و غنچہ سے بیہوش ہوئے گھوڑے پر
سے گر پڑے نسیم نے اشارہ کیا کنیزیں نے جاکر سلاسل و طوق کیا کہا کہ قید خانے میں لیجاؤ لشکر قید خانہ
میں بادشاہ کو لے گئیں بادشاہ نے قیدخانے میں جاکر دیکھا کہ قمر ماہ سے تاجدار و فولاد
قزاق و فیروزہ مسلسل بیٹھے ہیں فیروزہ بادشاہ کو دیکھکر گھبرا گیا کہا کہ اے شہریار آپ یہاں
کیونکر پہونچے بادشاہ نے حال بیان کیا کہ تھوڑی دیر میں دوزخی آئے چاروں قیدیوں کو
کشان کشان سامنے نسیم کے لائے نسیم نے حکم دیا میدان خونی کی تیاری کرو جلادوں نے
اُسی وقت دارن استاد کیں جلاد خنجر کھینچ کر سر پہ چاروں کے آئے گردنوں پر کوئلے کے
خط دیے اور شلنگا پیر لگانے لگے پکار کر آواز دی کہ اے ملکہ عالم حکم ادل ہی سمجھ بوجھ کر حکم دیجئے
قتل کرنا ہمارا کام ہے جلانا ہمارا کام نہیں نسیم نے پکار کر آواز دی کہ یہ دشمنان خدا ہیں
انکا قتل کرنا واجب و لازم ہے فیروزہ نے جو دیکھا کہ جلاد آمادہ قتل ہیں آنکھوں سے آنسو
جاری ہوئے طرف آسمان کے دیکھا بیقرار ہوکر پکارنے لگا کہ اے خالق زمین و آسمان و اے
رب دو جہان ہم سب کو اس عذاب الیم سے نجات دے تیری صفت ہم کیا کر سکتے ہیں۔ نظم

ذرہ ذرہ صورت خورشید مطلع انوار تست		قطرہ قطرہ مثل دریا مظہر اظہار تست

تنگی نے اعتقاد دہن دل سے کھو دیا	افراط نازکی سے گمان کمر گیا
سمجھا مذاق شعر ہمارا وہی نسیم	طے جو کہ راہ منزل ادراک کر گیا

جو حکم دیجیے وہ بجا لاؤن گلعذار نے کہا کہ ای نسیم بادشاہ کو رہا کرو فیروزہ نے کیا خطا
کی ہی اسکی ہتھکڑیان کاٹ دو ثریا و فولاد کو بھی رہا کرو بہت خوب کہہ کے نسیم بیٹی اول
بادشاہ کی قید دور کی پھر فیروزہ کو قید سے رہا کیا فولاد و ثریا بھی رہا ہوے جب سب
رہا ہو چکے گلعذار و سرو شمشاد قد نے باغ مین اپنا انتظام کیا طائران قدیم کو جلا یا
نئے طائر بنا کر بٹھا دیے نہرین کہ جو پانی سے مملو تھین اُنکی آب و تاب مثالی نسیم ساتھ
ساتھ ہی کہتی ہے کہ ای ملکۂ عالم جو مناسب ہو وہ انتظام کیجیے آپ کی بہتری سے میری بھی
بہتری ہی اگر آپ کو رنج ہوئیگا مجھے بھی ملال ہوگا یہ کہکر دونون شاہزادیون کو لیے ہوے
مع بادشاہ جمجاہ بارہ دری مین آئی سامان دعوت مہیا کیا جشن عیش و نشاط آراستہ
کیا علین گرمی صحبت مین گلعذار کے منھ سے نکلا کہ مجھ سے بڑی حماقت سرزد ہوئی کہ لوح
کو پاس نہ رکھا لوح قصر احمر مین ہی سیما سے جادو ساٹھ ہزار ساحرون سے وہان کا
نگہبان ہی قصر مین کسی کے جانے کا حکم نہین ساحر اُسکے ساتھ کے طرف آسمان کے دیکھا کیے
ہین جہان علامت سحر کی دیکھی سحر کرنے پر آمادہ ہوتے ہین حیران ہون کہ کیا تدبیر کرون نسیم
نے کہا کہ واری اگر مجکو حکم ہو تو مین جا کر لوح نکال لاؤن یقین ہی کہ اگر سیما دیکھ بھی لے تو تامل
کرے کہ مدت سے مجھپر جان دیتا ہی جب اُسنے پیغام دیا مین نے انکار کیا اسپر اُسکو خیال ہی
اگر حکم ہو تو مین اُسکی صحبت مین جاؤن باتون مین اُسکو بہلاؤن آپ اتنے عرصے مین لوح
نکال لائیے مگر ہونا طلسم کشا کا ضرور ہی اور کوئی ہاتھ نہ ڈال سکیگا سات گز سے ایک
تختۂ سنگ پر رکھی ہین طلسم کشا بسم اللہ کہکر ہاتھ ڈالے لوح ظاہر ہوگی فوراً اٹھا لے
اس بات کو ملکہ گلعذار نے پسند کیا نسیم نے جوڑا بھاری پہنا دریاے جواہر مین غوطہ زن کی
لگائی دوپٹے کی باندھ کر چلی مثل ہوا کے جاتی ہی سیما سے جادو اپنی بارگاہ مین بیٹھا ہی لالہ زمون
نے خبر دی کہ ملکہ نسیم آتی ہین جیسے سنکے ہوا سے سرد کیے چلی رہے ہین سیما سے جادو بارگاہ
سے نکل آیا دیکھا کہ ایک طاؤس زرین بال کو اُڑاتے ہوے نسیم آتی ہی سیما نے پکار

آواز دی کہ اے جان جہان و اے آرام دل مشتاقان خوش نصیبی میری کہ تمھارا اس طرف گذر ہوا برائے چند ساعت یہان تشریف لاؤ اپنے عاشق صادق کو سرفراز کرو نسیم نے طاؤس ٹھہرایا سیما سحر کرکے بلند ہوا آکے دامن نسیم کا پکڑ لیا نسیم ساتھ ساتھ سیما کے زمین پہ آئی ٹہلتی ہوئی ساتھ سیما کے طرف بارگاہ کے چلی سیما نے اشارہ کیا سرداران فوج گرد آکے نسیم کو استقبال کرکے سیما اندر لایا لاکر مسند پہ بٹھایا خدمت کرنے لگا گانیون کو اشارہ ہوا گانیں آکر بیٹھیں غزلیں گانے لگیں بارگاہ میں ہنگامہ عیش و نشاط گرم ہوا گلفندار بہ سبب جانے نسیم کے بادشاہ کو تخت پہ سوار کیا سرو شمشاد وغیرہ الگ سے چلی گلفندار بادشاہ کو لیے ہوے سر قصر احمر پہ آکر جبکہ بادشاہ کو قصر میں اتارا ساحرون نے بڑھکر سیما کو خبر دی کہ ایک شعلہ آسمان سے قصر میں اترا ہے سیما نے کہا کچھ ہوگا میں اسوقت معشوقہ کی خدمت میں مصروف ہون بعد مدت یہ دن نصیب ہوا کہ معشوقہ نے سرفراز فرمایا اب قصر احمر کو کوئی دیکھنے والا نہیں اب نسیم نے یہ باتیں بنائی ہیں کہ سیما کو دام کا میں پھنسا رہی ہے کہو کہتی ہے کہ سیما تمھاری محبت کو کبھی فراموش نہ کرونگی اب رسم آمد و رفت رہا کریگا اور اے سیما یہ تو کہو آجکل بادشاہ طلسم ملول ہے یا گلفندار باغی ہوگئی ہیں عمادہ لوح آنسے لے لیا گیا دیکھو کیا کیفیت ہو سیما کہتا ہے کہ اب لوح پر میرا قبضہ ہے کسکی مجال ہے کہ قصر احمر کی جانب نگاہ اٹھا سکے دیکھیے میں نے خوب انتظام کیا ہے یہان تو یہ باتیں ہو رہی ہیں لیکن ملکہ گلفندار بادشاہ کو ساتھ لیے ہوے قصر احمر میں اتریں بادشاہ کو تخت سے اتارا بادشاہ اسلام مسلے دیکھا کہ ایک تختہ سنگ پر سات گلدستے سبز و شاداب رکھے ہیں بادشاہ نے جو انپر نگاہ ڈالی پتے ہلنے لگے پھولوں کو گردش ہوئی شاخیں ہاتھ بڑھانے لگیں بادشاہ نے بنگاہ غور دیکھا کہ ایک گلدستے میں لوح طلسم چشم رقص قرص قمر کا سا رہی ہے بادشاہ نے ہاتھ بڑھایا وہ گلدستہ بلند ہوا بادشاہ نے لوح اوٹھا لیا گلدستے میں آگ لگ گئی جل کے خاک ہوا بادشاہ نے لوح کو دیکھا پیشانی پر لکھا تھا این لوح طلسم چشم است بادشاہ نے فرمایا کہ اے گلفندار اب میں قصر سے نکلتا ہون فوج سیما سے لڑائی پڑیگی یہ فرماکر کہا کہ تاکہ کھولا ساحرون نے جو دیکھا کہ ایک جوان آفتاب جمال مسلح و مکمل قصر احمر سے باہر آتا ہے غل کرنے لگے

ارادہ اس جوان کو مار ڈالا اندر قصر کے نہ گیا کیونکہ پہونچا ساحر سحر کیے ہوئے پڑھتے منتر سحر کیا
بادشاہ نے لوح کو چمکایا سحر اُسکا باطل ہوا سحر اُلٹا پلٹا اُسی ساحر کے سینے پر پڑا توڑ کر پشت کو
پار گذرا کئی سو ساحر مر گئے غلغلہ جو ہوا سیما سے جادو خوش بیٹھا تھا معشوق سے باتیں کر رہا تھا
گھبرا کر کہا کہ ارے یہ کیا معرکہ ہے کہا ایک ساحر نے بڑھ کر حضور کی حقیقت قصر احمر کے اندر سے
بادشاہ جو نکلا لوح لیے ہوئے سحر کسی کا تاثیر نہیں کرتا ساحروں سے لڑ رہے ہیں کئی سو ساحر
مر گئے کر چکے سیما نے گھبرا کر کہا کہ یارو اندر قصر احمر کے کیسے پہونچا یا نسیم نے کہا کہ تمہارا وقت
انتقال قریب آیا ارے بیوقوف چل کر یا دے ایک آدمی کا مارنا کتنی بڑی بات ہے تو ٹھہر جا میں
جا کر قتل کروں مجھے تیری زندگی سے مطلب ہے سیما خوش گیا نسیم کو بیقراری تھی کہ بادشاہ
اکیلے ہیں ایسا نہو دشمنوں پر کوئی چشم زخم پہونچے دونوں شاہزادوں عاشق جمال شہریار کا
نسیم یہ سوچ کر اپنے مقام سے اُٹھی سیما سے جادو تو خوش ہے کہ میرا استقلال پاس ہے کہ اسیر ہوا
جاتی ہے اس شخص سے کہ جو صاحب لوح ہے نسیم نے نکل کر دیکھا کہ ساٹھ ہزار ساحروں میں
بادشاہ گھرے ہوئے ہیں مگر تلوار ہاتھ میں ہے شیرانہ جنگ کر رہے ہیں بعض ساحر دور سے
تیر مارتے ہیں نیزے مار کر بھاگتے ہیں بادشاہ کے جسم سے لہو کے فوارے جاری ہیں نسیم کی
آنکھوں کے نیچے اندھیرا آ گیا کہ ایسے آفتاب جمال پر یہ آفت فوراً پڑھ کر سحر کیا موتیوں کا مالا
کھینچا اُسکی سو موتی ٹوٹے جسپر وہ ٹوٹا ہوا موتی گرا جل کر خاک ہو گیا کئی ہزار ساحر مر
گئے مرنے کا ساحروں کے جو ہنگامہ ہوا سیما سے جادو بارگاہ سے باہر نکل آیا دیکھا نسیم
سامنے کھڑی ہوئی سحر کرتی ہے کہ ہزاروں ساحر مارے گئے سیما نے پکار کر کہا کہ اری کم بخت
یہ کیا کرتی ہے فوج پامال ہوئی جاتی ہے نسیم نے جواب دیا کہ میں تو سحر بادشاہ پر کر رہی ہوں
لوح چمکاتے ہیں اُسی کا یہ باعث ہے کہ ساحروں پر سحر گرتا ہے تم خود سحر کرو حال کھل جائیگا
کہکر گلعذار کی اُسی قصر سے نکلیں اپنے کو سنبھالتی ہوئی نکلتے ہی سحر کیا کہ ساحروں پر ابر
چھایا برق آسمان سے گرنے لگی جسپر برق گری اُسکے دو ٹکڑے ہوئے کئی ہزار ساحر مر گئے
نسیم نے کہا کہ اری سیما غضب ہوا خود گلعذار کی ساتھ ہے اُسی نے لوح دلوائی ہے میں
اُسے مارتی ہوں یہ کہکر بڑھی خبردار خبردار کرتی ہوئی قریب گلعذار کے پہونچی آواز دی

مین جبھی آئی وہ سمجھا اب تک مبہوت ہو رہا ہے مجھکو اپنا دوست سمجھا ہے بادشاہ کو بچاؤ ایک طرف
سے نسیم نے سحر کیا ایک طرف سے گلعذار نے مٹھی بھر ماش کے دانے پھینکے کئی ہزار ساحر
ٹکرا کر مر گئے سیما نے پکار کر آواز دی کہ اے نسیم تو نے تو آندھی کو حکم دیا ساحر ٹکرا ٹکرا کر مر گئے
ہیں اب تو لنکا نسیم نے للکارا کر او سیما تیرا وقت مرگ قریب آگیا مقام شکر ہے کہ طلسم کشا نے
لوح پائی اب جبار کی جان کی خیر مناؤ اہل طلسم کو بچاؤ یہ سنکر سیما گھبرایا کہ یکایک آسمان
پر برق چمکی سرو شمشاد قد بھی آ کر پہونچی دور سے اسنے دیکھا بادشاہ جمجاہ ساحروں میں گھرے
ہوئے ہیں اور لڑ رہے ہیں نسیم و گلعذار نے زمین ہلا دی ہے سرو شمشاد قد بھی آ کر شریک
جنگ ہوئی سحر کرنے لگی سیما نے جادو چلا کر نسیم پر جا بجا کئی گولے مارے نسیم نے وہ گولے
کاٹے جو گولا کٹا اسمین سے دھواں نکلا کئی سو ساحر نابینا ہوئے سیما لڑتا ہوا قریب نسیم کے
پہونچا اور خبردار خبردار کہکر ہاتھ تلوار کا مارا نسیم نے تلوار کو سپر سحر پر روکا روک کر ہاتھ تلوار
کا مارا سیما نے سپر سحر کو اٹھا دیا سپر سحر کٹی اسمین سے دھواں نکلا نسیم تیغ کھا کر گری سیما
نے چاہا کہ سر کاٹ لون گلعذار نے سحر کیا دو زنگی سیاہ و تیرہ درون موٹے موٹے ہوتھ زمین
سے پیدا ہوئے گرد نسیم کے پھرنے لگے جب سیما نے ہاتھ مارا سر بڑھا دیا اپنے سر پر تلوار لیتے رہے
سیما نے کئی ہاتھ تلوار کے مارے زنگیوں کے سر زخمی ہوئے لیکن نسیم کے پاس نہین جانے دیئے
بادشاہ نے جو دور سے دیکھا کہ نسیم بیہوش پڑی ہے سیما جادو قتل کی فکر مین ہے جوش
للکارا کہ او نامرد کیا کرتا ہے اس بیہوش کو نہ قتل کرنا یہ کہ کے لڑتے بھڑتے قریب سیما کے پہونچے
سیما نے جو بادشاہ کو قریب دیکھا غصے سے کانپنے لگا تلوار کا ہاتھ مارا بادشاہ نے لوح کو
چمکا کر وار اسکا خالی دیا لوح جو چمکی سیما حیران ہو کر کھڑا ہو گیا بادشاہ نے ہاتھ تیغہ قمقام کا
مارا تیغہ برق تاب دست تہ بر دست بادشاہ جمجاہ تلوار چمک کر گری پا تو سر پر چمکی کٹتی پانو تک
کو بوسہ دیا سیما کے دو ٹکڑے ہوئے سیما کے مرتے ہی آندھی سیاہ اٹھی اندھیرا ہو گیا
برفباری و سنگباری ہونے لگی آواز آئی کشتی مرا نام من سیما ہے جادو یہ قصر احمر گرا
جل کر خاک ہوا ساحران مین جا در پڑنے لگی بادشاہ جمجاہ نے ہاتھ روکا تیس ہزار ساحر مطیع
اسلام ہوئے بادشاہ نے نسیم کو بھیج کر کل لشکر اپنا اسی مقام پر بلوایا سارا لشکر آ کر قصر احمر

اُترا ہے جو قصر احمر پر ساحر و غیر ساحر جل رہے ہیں مگر سہمان ببر سوار نے صبح کو خبر سنی کہ
لشکر بادشاہ کا یہاں سے کوچ کر گیا ہرکاروں نے یہ خبر بھی بیان کی کہ بادشاہ قصر احمر
پر پہونچے لوح طلسمی بھی حاصل ہوئی نسیم سحر خیز ساحرہ شریک بادشاہ ہو یہ خبریں
سنکر لشکر اپنے تیار کیا دس کوس ہٹ کر ایک مقام پر اُترا اکیلا بارگاہ میں بیٹھا سوچ
رہا ہے میں بادشاہ طلسم کو کیا جواب دوں نسیم سحر خیز کے بھروسے پر آیا تھا وہ ملازم اسلام
ہوئی ہمہ عیار اسکا کہنگ صبا رفتار سامنے سہمان کے آیا بالاک کو دیکھا کہ آنکھوں میں
آنسو بھر کے بیٹھا ہے کہناگ نے عرض کی کہ میں حضور کو بہت پریشان پاتا ہوں سہمان نے
کہا اے رفیق شفیق تجھ پر سب حال ظاہر ہے میں نسیم سحر خیز کے بھروسے پر آیا تھا یہ نہیں
معلوم کیا افتاد پڑی کہ وہ بادشاہ کی شریک ہو گئی اُسی کی وجہ سے لوح طلسم حاصل
ہوئی اب میں جا کر بادشاہ طلسم کو نامہ لکھوں بادشاہ کو کیا منہ دکھاؤنگا عیار نے کہا
کہ آپ کیا چاہتے ہیں سہمان نے کہا کہ اگر بادشاہ گرفتار ہو جائیں تو میری بات بن جائے
عیار نے کہا کہ میں جا کر گرفتار کیے لاتا ہوں آپ لیکر خدمت شاہ میں چلیے آپ کی بات
بنے سہمان کو مطمئن کر کے طرف بادشاہ اسلام کے چلا ایک ضعیفہ کی شکل بنکر داخل
لشکر ہوا پھرتا پھراتا قریب بارگاہ بادشاہ پہونچا یہاں صد ہا کنیزیں پھر رہی ہیں جب شام
ہوئی گلعذار نے نکل کر طلائے کا سامان کیا چار سردار مقرر کیے جادوگرنیوں سے کہا کہ
جاؤ جو بادشاہ کی حفاظت کرو یقین ہے چنار آتشخوار کو خبر ہوئی ہو بڑے بڑے ساحر
اُسکی خدمت میں ہیں شاید کسی کو روانہ کر دے کچھ جادوگرنیاں عقاب و باز بنکر [illegible]
گھیرنے لگیں فولاد و قزاق کہ فنون قزاقی میں طاق شہرۂ آفاق ہو طلائے کی گشت
آیا بازاروں کا انتظام کرنے لگا عیار نے یہ سب ملاحظہ کر دیکھا پشت بارگاہ پر آیا ایک [illegible]
میں بیٹھ کر نقب دینے لگا مہرہ نقب کا بارگاہ میں آکر ٹوٹا نقب سے نکل کر دیکھا کہ بادشاہ
بڑے سو رہے ہیں نظیر خواب بلند ہی لوح طلسمی گلے میں ہے جھپٹ کر قریب آیا کفچہ
دارو سے بیہوشی کھول کر برابر دماغ کے لگا دی بادشاہ کو چھینک آئی فوراً بیہوش ہوئے
عیار نے پشتارہ باندھا اُسی طرح نقب میں اُترا نقب سے نکل کر طرف اپنے لشکر

بھاگا یہاں فیروزہ نے جو ایک دوکان میں پڑا سو رہا تھا عالم خواب میں دیکھا کہ بادشاہ پر
ایک سنگ سیاہ حملہ کر رہا ہے گھبرا کر اٹھا طرف بارگاہ کے چلا دروازے پر آ کر دیکھا کہ
نگہبان بیٹھے ہیں گھبرا کے اندر بارگاہ کے پہونچا پلنگ خالی پایا فیروزہ نے ایک چیخ ماری کہ
یہ کیا روغضب ہوا کوئی بادشاہ کو چرا کے لے گیا سب سردار گھبرا گئے فیروزہ نے سب کو
اطمینان دیا کہ آپ لوگ نہ گھبرائیں میں تلاش میں اپنے آقا کی جاتا ہوں نقش پا دیکھتا
جاتا ہو لیکن کہنگ پشتارہ لیے ہوئے سامنے سمہان کے آیا سمہان نے اسی وقت
سلاسل و مطوق کیا کہا لیجا کر قید کرو لشکر میں مشہور کر دو کہ میں اسیر کر کے بادشاہ کو لایا ہوں
کل کوچ کرونگا خدمت شاہ طلسم میں پہونچا دونگا سب نے کہا بہت مناسب ہے جب
قیدی بزندان سفر یہ زنجیروں میں خطوط شعاعی کی جکڑا ہوا پسینہ پیچ در پیچ دربدری آیا سمہان
نے حکم دیا کہ لشکر تیار کرو آپ باہر آ کر بیٹھا لشکر تیار ہونے لگا ہو کہ فیروزہ بنا عطر و بیچتا ہوا
اس لشکر میں آیا سمجھا کہ لشکر سمہان بر کش ہو دریافت جو کیا سپاہیوں نے بیان کیا
کہ ہمارے آقا نے نامدار طلسم کشا کو گرفتار کر کے لائے ہیں اب طرف طلسم کے جائیں گے
فیروزہ حیران ہوا کہ اب کیا کروں صورت بدل کر سپاہیوں میں مل گیا ارادہ ہے کہ راہ میں
عیاری کرونگا سب افسر تیار ہو کے سامنے سمہان کے آئے عرض کی کہ سب تیار ہیں یکایک
سوار ہونے کی دیر ہے سمہان نے حکم دیا کہ تخت ہمارا تیار کر کے لاؤ چاہتا تھا کہ سوار
ہو صحرا سے گرد اڑی نعمان بیرسوار بھائی سمہان کا واسطے شکار کے آیا تھا بھائی کا
لشکر دیکھ کر چلا آیا سمہان نے استقبال کیا نعمان نے پوچھا کہ اے برادر کہاں سے آئے
سمہان نے کہا کہ میں برائے مقابلہ طلسم کشا گیا تھا بادشاہ کو اسیر کر کے لایا ہوں اب
خدمت میں بادشاہ طلسم کے لیے جاتا ہوں نعمان نے کہا کہ بھائی کیونکر مقابلہ پڑا
بیان کیا کہ میں میدان میں نکلا وہ میرے مقابلہ میں آئے میں نے نیزہ نکالا اس نے ہاتھ
تلوار کا مارا میں نے ہاتھ پکڑ کے تلوار چھین لی کمر میں ہاتھ ڈال کے اٹھا لیا بے زور کیا
وہاں سے لے بھاگا نعمان نے کہا کہ اے برادر میں نے فرزندان حمزہ کو دیکھا ہے کہ ایسا
ایک جری بہادر صف شکن فنون سپہگری میں طاق علم و فضل میں شہرہ آفاق ہیں

یقین کرتا کہ تمنے اس آسانی سے زیر کر لیا ہو جس شخص کا تم نام لیتے ہو یہ صاحبقران ثانی کا
پوتا ہی باپ اسکے قباد شہریار کہ مشہور تھا سب فرزندوں میں کمزور ہیں بیٹے بھائی سکے
بگڑ کر فرنگستان گئے تھے رستم نے ایک طمانچہ مارا تھا اُسکے باپ کے سامنے صاحبقران نے
سات طمانچے مارے تب صاحبقران سے ملے جسکو تمنے قید کیا ہی یہ انہی قباد کا فرزند
ہیں کیونکر کہوں کہ تمنے زیر کیا میرے سامنے بلواؤ جب وہ شخص میرے سامنے اپنے شکست
ہونے کا اقبال کرے تب مجکو یقین آئے سہمان یہی کہے جاتا ہی کہ یہ بھائی صاحب
زور میں کسکے قل ہی مجھسے کمزور ٹھہرا ہیں سے زیر کر لیا یہ باتیں کرتا ہوا لقمان کو لیکر بارگاہ
آیا لقمان ہر مرتبہ یہی کہے جاتا ہی کہ میرے سامنے بلواؤ جب سہمان نے دیکھا کہ لقمان نہیں مانتا
اپنے عیار کو بلوایا اُس سے کہا کہ قید خانے میں جاؤ جا کر بادشاہ کو سمجھاؤ کہ بھائی میرا لقمان کہتا
ہو تمسے پوچھیگا کہ تمکو سہمان نے زیر کیا تم اقبال کرنا میں تمکو رہا کرونگا عیار نے کہا کہ میں سمجھا
لاتا ہوں سہمان پاس لقمان کے بیٹھا لاف و گزاف کر رہا ہی کہنگ قید خانے میں آیا بادشاہ
اسلام کو سمجھانے لگا بادشاہ نے کہا کہ یہ لالچ کیوں دیتا ہی کہ قید سے رہا کرینگے ہم کہدینگے ہمارا
کیا نقصان ہی کہنگ بادشاہ کو بخوبی سمجھا کر لیچلا جب بادشاہ دربار میں سہمان کے پہونچے تو
اہل اسلام کے صاحب سلامت کی لقمان نے کہا ہی بادشاہ لشکر اسلام مثل مشہور رہی کہ
رسی جل گئی اور بل نہیں جلا بادشاہ نے فرمایا کہ کیسی رسی اور کیسا بل مجھے کیوں دربار میں بلایا
ہی سہمان نے کہا کہ ای بادشاہ لشکر اسلام جو کہنگ نے کہا ہی اور آپ سے وعدہ لیا ہی
میں نے آپکو کسطرح سے زیر کیا ہی بادشاہ نے فرمایا حقیقت میں ہمکو سہمان نے زیر کیا ہی
لقمان نے کہا کہ مجکو یقین نہیں بادشاہ نے کہا کہ تم سچے ہو یا تمہارا بھائی سچ کہتا ہی لقمان
نے کہا کہ یہ بات آپنے دو طرح کی کہی صاف صاف فرمائیے بادشاہ نے فرمایا کہ سہمان نے
بڑا یہ کوئی نامرد ہوگا عیار کو بھیجکر چڑا منگایا اور اب یہ باتیں بناتا ہی یہ سنکر سہمان بہت جھلا
کہا کہ ای بادشاہ لشکر اسلام تمکو قضا لیکر آئی ہی فوراً قتل کرونگا ورنہ صاف صاف کہو کہ بھائی
کے سامنے مجھے حقیر نہ کرو بادشاہ نے فرمایا کہ اگر نامرد کے ہاتھ سے قتل ہوے تو کہا افسوس ہی ہم
تجھ سے ہوسکے قصور نکر سہمان اپنے مقام سے اٹھا تلوار کو جنبش دیتا ہوا لقمان نے ہاتھ پکڑ لیا

کہ ای برادر تم غصہ مذکرو میں زیر کرکے اسکا غرور مٹاؤنگا یہ کہکے حکم دیا کہ آہنگرون کو بلاؤ اسکے
جسم سے قید دور کرے سہمان کہتا ہی کہ ای برادر یہ کیا کرتے ہو رہا ہونے کے بعد اسکا
شیر کا گرفتار ہونا دشوار ہوگا لقمان نے کہا کہ ای بھائی کیون گھبراتے ہو مین اسکو زیر
زیر کرونگا جب آہنگر سامنے آئے اور چاہا کہ قید جسم سے دور کرین بادشاہ نے فرمایا ای لقمان
آہنگرون کی کیا احتیاج ہو اگر وقت رہائی آگیا تو یہ قید آہن مثل تار عنکبوت ہو یہ فرماکے
ہلکہ مارا کہ ہتھکڑی ٹوٹی بیڑیان توڑ ڈالین نعرہ کیا۔ نظم

شعلۂ شمشیر شان شمع جگر سوز منست — گرمی بازار عشق از لب خون منست
بر سر دار فنا خانۂ غوغائے من — باک ندارم ز دار چوب ستون منست
خانۂ تاریک و تنگ بستۂ زنجیر عشق — بشکنم این بند را وقت جنون منست

قید کو مثل تار عنکبوت کے توڑ کے پھینک دیا بغلون سے خون کے بہرائے چلنے لگے لقمان لپیٹ گیا
دامن سے خون پاک کیا سہمان کو دیکھکر آواز دی کہ ای برادر تونے قوت کو اس جوان کی دیکھا
کل فنون مین یہ وحید عصر ہیں یہ کہکے بادشاہ کو ساتھ لایا برابر اپنے دنگل پہ جگہ دی اور کہا
کہ ای شہریار ایک مہینہ آرام فرمایئے بعد ایک مہینے کے مقابلہ کرونگا بادشاہ نے فرمایا ایک
مہینے کی کیا ضرورت ہی لقمان نے کہا کہ آپ قید خانے مین رہے کیا کیا صدمے سہے آرام
فرمایئے جلدی کیا ہی کوئی تکلیف بندگان عالی کو نہ پہونچیگی بادشاہ نے فرمایا کہ جو طاقت خدا کی
دی ہوئی ہی وہ ہر وقت موجود ہی فوراً طبل جنگی بجواؤ ہماری طرف سے بھی تمھین طبل جنگی بجانا
لقمان نے ناچار ہوکر طبل جنگی بجوایا مگر بادشاہ کے لیے سامان عیش و نشاط مہیا کردیا گلبدن
نوش گلو شراب وکباب کا جز جیسا ساقیان مہ جبین ساقی و مطربان خوش آواز جمع ہوئے مگر بادشاہ
فوراً دنگل سے کودے لقمان کا ہاتھ پکڑا فرمایا کہ ای لقمان اٹھو جس فن کا تمکو استحقاق ہو ہم
مین حاضر ہون یہ کہکے ایسے طعن و تشنیع لقمان کو دیے کہ لقمان ناچار ہوکر اپنے مقام سے اٹھا
اکھاڑے مین بہاندا بادشاہ نے آکر ہاتھ پکڑا سہمان کو بڑا تردد ہی کہ بھائی صاحب نے
بڑی جہالت کی لقمان و بادشاہ سے مقابلہ ہونے لگا بادشاہ نے ہاتھ گردن پر لقمان کی
رکھا لقمان کا سر جھکنے لگا حیران ہی کہ دیکھون اس جوان سے کیا گذرے تڑپ تڑپ کر

لڑنے لگا بادشاہ اسکے وار سنبھال رہے ہین کہ صحرا سے گرد اٹھی دیکھا کہ ثریا سے تاجدار و
سلطان زرین پوش و فولاد قزاق و ملکہ گلعذار و سرو شمشاد قد وغیرہ لشکر ساحران و
غیر ساحران لیکر آتے ہین ثریا نے جو دیکھا کہ ہمارے بادشاہ لڑ رہے ہین تلوار کھینچ پہونچکے
قریب آیا کہتا تھا کہ اے شہریار آپ جاتے ہین آپ مغرور سے سمجھ لونگا سعید نے فرمایا کہ اے
برادر تم تماشا دیکھو حال کھل جائیگا یہ فرما کر چاک چاک کر لڑنے لگے سعید دیکھ رہے ہین کہ شاہ
بادشاہ پکڑ لاتے ہین دو دو گھڑی نہین نکلنے دیتے اور جب لقمان بادشاہ کو پکڑ لاتا ہے بادشاہ
مثل برق کے تڑپ کر نکل جاتے ہین پھر پھر لقمان الجھ الجھ کر لڑا آخر ایک مقام پر آواز دی
کہ اے شہریار ایک وار آخر کرتا ہون یا تو مین نے آپ کو زیر کیا یا خود زیر ہوا دونون
مونڈھے تھام کر بیٹھے ہین بادشاہ کے سر اٹھا ریل کر لے دوڑا بادشاہ دم کے سہارے
قدم کے شمار پر پیچھے ہٹتے چلے آتے ہین تین قدم پر لقمان نے بکا مارا ہان کھینچ بادشاہ کو کھینچا
لقمان اوپر آکر جھکا کمر دیکھ مین ہاتھ ڈال کر ایسے زور کیے کہ اگر پہاڑ ہلتا تو اس سے بھی کھینچ لیتا
مگر اس کوہ وقار کے لنگر مین حرکت نہ پائی تھک کر ہاتھ ہٹا لیا اب بادشاہ اپنے مقام سے
اٹھ کے دونون مونڈھے تھامے سینے مین سر دیکے دو نسبے بلین اکیس قدم پر لاکر پٹکا ارادہ کرو لقمان
گھٹنے لقمان کے آشنا بہ زمین ہوئے چاہا کہ لنگر قائم کرون بادشاہ نے دونون ہاتھ سے اٹھا لیا
سر کے اوپر زور کیا پہلے تو وہ مین زمین چھڑائی دوسرے زور مین تا بہ سینہ اسکے اٹھا کر
بلند کیا چاہا کہ زمین پر مارون لقمان نے کہا کہ اے شہریار جسکو سر سے بلند کرکے
ہین اسکو زمین ذلت پر نہین گراتے مین تابعدار ہون بادشاہ نے ہاتھ سے رکھدیا لقمان
قدمون سے لپٹ گیا کہا کہ تابعدار ہون شکر ہے کہ مین نے ایسا آقا سے نامدار پایا بدست سے سنتا
لوگون سے اوصاف سنتا تھا شکر ہے کہ آج رسائی حاصل ہوئی بادشاہ نے کلمہ زبان سے فرمایا
لقمان کلمہ طیب پڑھکر بصدق مسلمان ہوا سمعان سے پلٹ کر کہا کہ اے برادر تم بھی مسلمان
ہو اور اس شہریار کی اطاعت کرو سمعان نے دست بستہ کہا کہ اے برادر جسکی تم نے اطاعت
کی مجھے اسکی اطاعت مین کیا عذر ہے یہ کہکے بادشاہ کے قدمون سے لپٹ گیا پڑھکر
مسلمان ہوا مگر دل مین یہ خیال ہے کہ کسی طرح بھائی کو سزا دون ان دونون کو گرفتار کرون

ظاہر ہیں بہت سے علاوہ کیے سہمان بھی پہلو میں آ کر بیٹھا بیچ میں بادشاہ بیٹھے ہیں کہ دیران
بادشاہ بھی آنے لگے شرایسے تاجدار تنہا ہوا آیا سہمان جیسے کہنے لگا کہ اے سہمان اگر تم
مسلمان نہ ہو چکے ہوتے تو میں قیامت برپا کرتا بارگاہ میں دریا سے خون بہا دیتا لیکن اب
تم مطیع اسلام ہوئے برادر دینی ہو جو سردار آیا اُسنے سہمان کو بنگاہ تند دیکھا سہمان
کانپ کر بیجا تا ہی آخر بادشاہ اُس سردار کو بٹھا لیتے ہیں دو وہ سرداران نامی کا بند جا بجا ہی کہ ملکہ
گلعذار وسمن و شمشاد بھی آ کر بیٹھیں فیروزہ نے عرض کی کہ حضور اب براے فتاحی طلسم
جاتیں ایسا ہو کہ جا کہاں مرحلہ کچھ آفت برپا کریں بادشاہ نے فرمایا کہ کل صبح کو میں جاؤنگا
فیروزہ بن عمرو نے جلسہ آراستہ کیا ساقیان ماہ رو مطربان خوش گلو جمع ہوے نظم

ہر شجر سرسبز ہے کہتے ہیں آتی ہے بہار — رنگ بدلا دیکھیے کیا رنگ لاتی ہے بہار
مدتوں سے منتظر بیٹھے ہیں مشتاق جنون — دیکھیے کس کس کو دیوانہ بناتی ہے بہار
رہتی ہیں فصل خزاں کی مدتوں تا گریبان — چار دن کے واسطے گلشن میں آتی ہے بہار
سبز کر دیتی ہے پتے سرخ کر دیتی ہے پھول — رنگ کس کس طور سے اپنا جماتی ہے بہار
کوئی گل ہے سرخ کوئی زرد کوئی نیلگون — دیکھیے چمن رنگ میں کچھ رنگ لاتی ہے بہار
جلوۂ گلشن دکھا کر بخشتی ہے راحتیں — کلفت رنج خزاں دل سے مٹاتی ہے بہار
حال ہو جاتا ہے ابتر رنگ عاشق کی طرح — سنتے ہی نام خزاں کچھ سہم جاتی ہے بہار
نکہت گل ہے کہ چھینٹے ہے سے پہنا کے صبح کو — رات بھر غنچوں کو کیا کیا گدگداتی ہے بہار
خندۂ گل کی صدائیں بے سبب آتی نہیں — جوش وحشت کے ہمیں مژدے سناتی ہے بہار
اپنے استقبال اول سے نہ کیونکر خوش رہے — پہلے سب سے باغ میں بلبل کو پاتی ہے بہار
بے نشانی کا جو اپنی دھیان آتا ہے اُسے — گل سے اور بلبل سے کیا آنکھیں چراتی ہے بہار
خاک کا معشوق ہے یہ بھی کسی کی ورنہ کیوں — آپ کو ہر چشم بینا سے چھپاتی ہے بہار
آدمی کو دیکھنا لازم ہے چشم غور سے — کب بھلا ہنستے ہیں غنچے مسکراتی ہے بہار
آمد فصل خزاں سے لطف رخصت ہے نسیم — جلوہ اب سو سے چمن سنتے ہیں جاتی ہے بہار

جلسۂ عیش و فرح آراستہ ہی تھا کہ سہمان اُس فکر میں ہی کہ بھائی ضیا حبیب نے غضب کیا کہ ایسا

شکار میرے ہاتھ سے چھڑوایا کوئی پہلو پاؤن تو بادشاہ کا سر کاٹ کر لیجاؤن بادشاہ طلسم کیسے
خوش ہونگے کہ جب طلسم کشا لوح پاچکا تب ہم اسکو قتل کیا شب اسی جشن مین گذری دن نکلا گذرا
شام کو فرمایا تاجدار نے کہا کہ صاحبو جملہ سرداران صف شکن تیغزن جمع ہین طلسم کشا کی
حفاظت واجب ولازم ہے آج کی شب سب صاحب جاگین اور طلایہ دین سب نے بسر و چشم
سہمان یہ کہتا ہوا اٹھا کہ اپنے آقا کی حفاظت مین کرونگا بارگاہ شاہی پر میرا پہرا رہیگا
نعمان بھی ساتھ ہی اٹھا یہ کہتا ہوا کہ بھائی صاحب مین بھی آپکے ساتھ رہونگا فرمایا
دونون کو گرد بارگاہ بادشاہ مقرر کیا اور آپ بازار تاجران مین گیا طلایہ پھرنے لگا سہمان
اس فکر مین ہے کہ نعمان کو کیونکر ہٹاؤن تو مین بارگاہ مین جاکر بادشاہ کو قتل کرون بڑے
اہتمام سے طلایہ پھر رہا ہے دمبدم رو برو سے بارگاہ آتا ہے نعمان کو دیکھ کر کہتا ہے جب
زلف لیلا سے شب کمر سے گذری تو سہمان نے نعمان سے کہا کہ اے برادر ثریا کی تو خبر لو
بازار تاجران مین تنہا ہے نعمان کا تو دل نہ چاہتا تھا لیکن سہمان کے کہنے سے مجبور ہوکے
گھوڑا بڑھایا طرف ثریا کے چلا سہمان نے تنہائی پائی گھوڑے سے اترا سوارون کو ہٹا دیا
کہا پشت بارگاہ پر جاؤ سوار اس طرف گئے سہمان نے پردہ اٹھایا دیکھا کہ بادشاہ غافل
سو رہے ہین تلوار کھینچ کر قریب چھپر کھٹ کے آیا بادشاہ کے دیدہ ظاہری بند ہین مگر دیدہ
باطنی وا ہین اپنے والد نامدار کو عالم خواب مین دیکھا کہ سامنے کھڑے ہین سعد نے
سلام کیا برخوردار کہکے فرمایا کہ اے نور نظر لوح طلسمی تمنے حاصل کی مگر ایسے غافل سوتے ہو
ذرا ہوشیار ہو جاؤ سعد شہریار نے آنکھ کھولی دیکھا کہ ایک جوان سیاہ پوش تیغ کا وار
کر چکا ہے بادشاہ نے اپنے کو چھپر کھٹ سے گرا دیا سہمان کی تلوار ران پر بادشاہ کی پڑی
کہ تا باستخوان پہونچی بادشاہ خون مین نہا گئے بادشاہ نے نعرہ کیا کہ اے سردارو سہمان مجھکو
قتل کرتا ہے سہمان نے دوسرا ہاتھ مارا اپنے نزدیک کام تمام کرکے بھاگا نعمان راہ مین تھا
نعرہ شاہ کی آواز سنکر پلٹا ثریا نے سامنے سے دیکھا کہ نعمان آتے تھے پلٹا پکار کر کہا کہ
اے برادر خیر تو ہے نعمان نے پلٹ کر آواز دی کہ مجھکو خوف تھا وہی ہوا بادشاہ کے نعرے
کی آواز آئی کہ سہمان مجھکو قتل کرتا ہے ثریا نے نعمان کے پیچھے گھوڑا بڑھایا مگر کلیجہ دھڑکتا ہوا

پروردگار خیر کیجیو لقمان اُس وقت پہونچا کہ سہمان بارگاہ سے بادشاہ کی نکلا ہو گینڈے پر
تیغۂ خون چکان لیے ہوے سوار ہو رہا ہو لقمان نے للکارا سہمان بھاگا گینڈے کو مارتا ہوا
چلا لقمان اول بارگاہ مین آیا پردہ اُٹھا کے دیکھا کہ بادشاہ اسلام دریاے خون مین غوطہ
مار کر بیہوش پڑے ہین لقمان سمجھا کہ سہمان قتل کیے ہوے جاتا ہو پیچھے سہمان کے چلا سہمان
گینڈا بھگائے ہوے جاتا ہو مگر گینڈے پر قمچی مارتا ہو کہ کسی طرح نکل جاؤن لقمان نعرے
کرتا ہوا آتا ہو کہ او ملعون تو نے غضب کیا چراغ اسلام بجھا کر جاتا ہو کیا مین تجھے زندہ چھوڑونگا
تیرے قتل سے منھ موڑونگا سہمان بھاگا ہوا جاتا ہو جب جنگل مین پہونچا تو دیکھا کہ ایک بارگاہ
کلان استادہ ہو ہزارہا سوار و پیدل اُترے ہوے ہین سہمان نہایت ڈرا ہوا تھا اُسی لشکر کلان مین
داخل ہوا لقمان کی بھی آواز آئی کہ او بھگوڑے ٹھہر جا سہمان نے اور گینڈے کو مہمیز کیا در بارگاہ
پر پہونچا گھبرایا ہوا تھا مع گینڈے اندر آیا ایک پہلوان فیلتن کو مقام صدر پر پایا کہ ہتھیار
لگائے ہوے جھوم رہا ہو سہمان کو جو بدحواس پایا پوچھا کہ اے جوان خیر تو ہو کیون اسقدر
گھبرایا ہوا ہو سہمان دوڑ کر قدمون پر گر پڑا کہا کہ اے پہلوان دوران آپ سے فریاد لایا ہون آپکے
دامن مین چھپنے کو آیا ہون مجکو دامن پناہ دیجیے ایک ظالم میرے تعاقب مین آتا ہو اُسکے
ہاتھ سے بچا لیجیے اُس پہلوان نے کہ نام اُسکا عفریت سرکش ہو پہلو مین دنگل تھا اُسپر چڑھا لیا
کہا کہ اے برادر کسکی مجال ہو کہ تجسے آنکھ ملا سکے یا تجپر ہاتھ اُٹھا سکے عفریت سرکش میرا نام ہو
اگر بہرام فلک آوے تو اُسکا بھی منھ بگاڑ دون شیر فلک کو پچھاڑ دون تو اپنا حال
بیان کر سہمان نے ذکر شروع کیا ہو ابھی تمام و کمال کہنے نہین پایا ہو کہ لقمان آکے پہونچا
دنگل پر جو بیٹھے ہوے بھائی کو دیکھا آگ ہو گیا للکار کر آواز دی کہ او نامرد کہان آ کے چھپا
ہو کر سوتے مین اُس شیر کو قتل کرکے آیا ہو اُسکے رفیق تجکو زندہ نہ چھوڑین گے اُٹھ سامنے آ
تھرا کر سہمان نے کہا کہ اے پہلوان دوران یہی میرا دشمن ہو اسکو قتل کیجیے عفریت اپنے مقام
سے اُٹھا لقمان سے کہا کہ مین نے اسکو دامن پناہ دیا ہو اب اسپر ہاتھ نہ اُٹھا لقمان نے کہا کہ
نامرد ہو پہلے اسنے آقا کی اطاعت کی پھر سوتے مین اُنکو قتل کرکے بھاگا مین بے قتل کیے اسکو
نہ چھوڑونگا یہ کہکے چاہا جھپٹ کر سہمان کو پکڑ لون کھینچتا ہوا لشکر مین لیجاؤن عفریت سرکش نے ہاتھ

تلوار کا لغمان پر مارا لغمان غفلت مین تھا سر زخمی ہوا مگر لغمان جری و بہادر ہی لپٹ پڑا لیکن
زخم سر کھلا ہوا ہی خون بہہ رہا ہی عفریت لغمان کو لے دوڑا چکر جو لغمان کو آیا لہرا کر گرا اور
بیہوش ہو گیا عفریت نے چھوڑ دیا غرور مین کہا کہ اس صید زبون کو سامنے سے اٹھا لیجا
سہمان کہتا ہی کہ ایک ہاتھ تلوار کا اور مار دیجیے اسپر عفریت بگڑتا ہی کہتا ہی کہ تو بڑا نامرد ہی کوئی
صید زبون پر ہاتھ ڈالتا ہی مگر ثریا سے تاجدار جو دربارگاہ شاہی پر پہونچا خدمتگارون کی
زبانی سنا کہ سہمان بادشاہ کو قتل کر گیا ثریا کے دماغ سے دھوان نکلا قہر و غضب مین طرف
صحرا کے چلا اسی لشکر مین آیا لشکر مین ہنگامہ ہو رہا ہی کہ ایک جوان آیا تھا بڑی اپنی جرأت کا
دعوی تھا ہمارے آقا نے اسکو زخمی کر کے ڈال دیا ثریا یہ کر سنتا ہوا دربارگاہ پر پہونچا سہمان کی
صدا لشکر اندر بارگاہ کے جانے لگا درگہ سالار نے روکا کہا کہ تم کون ہو کہ جو بے تکلف بارگاہ مین
ہمارے آقا کی جاتے ہو ثریا نے کہا کہ ہمارا گنہگار اس بارگاہ مین ہی اُسے جا کر سزا دینگے یہ کہکے
ثریا چلا درگہ سالار نے ہاتھ تلوار کا مارا ثریا نے کلائی پر ہاتھ ڈال دیا اور غصہ مین کانپنے لگا
ایک طمانچہ مارا کہ سر درگہ سالار کا اڑ گیا کہ سر ڈھلکتا ہوا بارگاہ مین پہونچا عفریت نے کہا کہ
ارے درگہ سالار کو کسنے مارا سہمان نے کہا کہ اس جوان کے ایسے ہی افسے مین کوئی قہر آ گیا
کہ ثریا نے سامنے آ کر نعرہ کیا کہ او سہمان بے ایمان تو نے غضب کیا کہ چراغ لشکر گل کر دیا
لغمان کو جو بیہوش دیکھا طرف سہمان کے چلا عفریت نے وہی کلمہ کہا کہ یہ میرے دامن پناہ
مین ہی اسپر ہاتھ نہ ڈالنا ورنہ تیرا بھی یہی حال کرونگا ثریا نے کہا کہ سامنے آ تو جرأت دکھا دو عفریت
بڑھا ہاتھ تلوار کا ثریا پر مارا ثریا نے بنچرت کلائی پر ہاتھ ڈالا عفریت لپٹ پڑا آپس مین
کشتی ہونے لگی اگر عفریت پانچ قدم ریل کر لیجاتا ہی تو ثریا دس قدم لیجاتا ہی عفریت اپنی
جان سے تنگ ہو رہا ہی دل مین کہتا ہی کہ بڑے زبردست سے مقابلہ پڑا ہی دیکھئے کیونکر جان
بچے چاہتا ہی کہ پیچ کرون ثریا کا ہاتھ توڑ پر جاتا ہی عفریت دنگ ہو جاتا ہی یہان بادشاہ
جمجاہ کو سردارون نے آ کر ہوشیار کیا کمیدان و رسالہ دارون نے آ کر زخم باندھا بادشاہ نے
کہا ثریا و لغمان کہان ہین سردارون نے عرض کی کہ اسی بھیا کے تعاقب مین گئے ہین
بادشاہ نے فرمایا کہ مرکب لاؤ مین اپنے سردارون کی جستجو مین جاؤنگا سلطان زرین پوش

قدموں پر گر پڑا کہا کہ حضور زخمی ہیں غلام جا کے خبر لاتا ہے کہ فیروزہ نے آکر عرض کی کہ شہریار
عفریت سرکش ایک پہلوان ہے کہ اس صحرا میں اترا ہوا ہے سہمان وہان پہونچا وہیں پناہ
اسنے دیا لقمان وہان جا کر زخمی ہوا بیہوش پڑا ہے ثریا جا کر اس سے لپٹ پڑا آپس میں کشتی
ہو رہی ہے مگر ثریا غالب معلوم ہوتا ہے بادشاہ یہ خبر سنکر فوراً لیثبت مرکب پر سوار ہوے
پیچھے بادشاہ کے سلطان زرین پوش سلطان کے لیے، فولاد قزاق جادوگرنیوں نے
ارادہ کیا تھا مگر بادشاہ نے منع کیا کہ کوئی ساحر میرے ساتھ نہ آئے ساحر کے بغیر ساحر چلے
اسوقت بادشاہ پہونچے کہ یہان جب پہلوانان عفریت نے دیکھا کہ ہمارا افسر حقیر ہو رہا ہے
اپنے مقام سے تلوارین ٹیک ٹیک کر اٹھے کہتے ہوے کہ یارو اس گستاخ کو مار لو اسنے
درگہ سالار کو مارا اب ہمارے آقا سے لڑ رہا ہے ایک ایک وار کر کے سر اسکا کاٹ لو چالیس
پہلوان تلوارین کھینچ کر اٹھے چاہتے ہیں کہ ثریا کا سر کاٹ لیں ثریا نے کہا کہ اے عفریت
یہ کیا صورت ہے یہ کیسی جرأت ہے انکو منع کر جب میں تجھ سے مہلت پاؤنگا تو انسے بھی موجود ہوں
عفریت نے آنکھ سے اشارہ کیا کہ میرا کہنا بھی نہ مانو ایک ایک وار کرو ایک جوان کہ سب میں
قد و قامت اسکا بڑا تھا اسنے بڑھ کر ہاتھ تلوار کا مارا ثریا نے موندھے پکڑ کے عفریت کو
سامنے کر دیا آپ زیر شکم عفریت چھپا اس جوان کی تلوار شانے پہ عفریت کے پڑی کہ شانہ
عفریت کا نشانہ ہوا عفریت نے جھلا کر آواز دی کہ او نا حرام دیکھ تو میرا شانہ کٹا یوں ہی
وار کرتے ہیں وہ پھر تلوار چمکاتا ہوا چلا ثریا نے عفریت کو چھوڑا اس جوان کی تلوار پر ہاتھ
ڈال دیا تلوار چھین کر ایک طمانچہ مارا کہ وہ جوان گرا ثریا نے اسی کی تلوار سے اسکو قتل
کیا اب اور سب جوان ثریا پر آ پڑے ثریا انسے لڑنے لگا اس ہنگامہ میں لقمان کو بھی
ہوش آیا ہر چند کہ سر اسکا بھی زخمی ہے مگر تلوار ٹیک کر اٹھا یہ دونوں جوان ان چالیسوں سے
لڑنے لگے عفریت نے کل اہل دربار کو اشارہ کیا سب نے ان دونوں پر ہلہ کیا ثریا نے
کئی جوانوں کو مار کر ڈال دیا سہمان ایک گوشے میں کھڑا یہ معرکہ دیکھ رہا ہے لیکن ان دونوں
کو زندگی سے یاس ہے لڑ رہے ہیں کوئی نیزہ کوئی تلوار مارتا ہے ثریا نے دل کو طرف خدا
کے رجوع کیا پکار رہا ہے کہ اے خالق انس و جان و رب دو جہان اس کشاکش سے نجات

دے ہمکو ان ظالمون سے بچائے نظم

تو جلوہ میدہی اے صانع اکبر زہر صنعت	تو ظاہر میشوی اے کاتب قدرت زہر صورت
تو می بخشی بکمزوران توان و طاقت و قوت	تو میسازی بہ بیدولت عطا گنجینۂ دولت
توئی اول توئی آخر توئی ظاہر توئی باطن	توئی ناظر بہر خلوت توئی حاضر بہر جلوت
توئی محبوب ہر عاشق توئی مطلوب ہر طالب	توئی معبود ہر مذہب توئی مقصود ہر ملت
ترا افواہ ترا دانہ ترا افواہ ترا جویا	ترا سجدہ کنم ہر بار سر بر خاک عبودیت
تو بخشیدی بہشتی طبع موزون سینۂ روشن	تو بنہادی بہرین عاجز ترین بندگان منت

بیقرار ہو کر جو ثریا نے دعا کی تیر دعا ہدف مراد پہ پہونچا دربارگاہ پر بلا ہوا عفریت نے کہا کہ یہ کیا ہنگامہ ہی ملازم نے عرض کی بادشاہ آگئے رفیق بھی انکے ساتھ ہین آپکے ملازمون نے انکو دربارگاہ پر روکا ہی مگر وہ بیشہ بیشۂ جرأت و یکہ تاز میدان جلالت ہین کئی سو جوان مار ڈال دیے دربارگاہ پر دریا خون کا بہ رہا ہی عفریت کو یہ سنکر سناٹا آگیا یکایک پردہ بارگاہ کا اٹھا دیکھا کہ آفتاب عالمتاب شہریاری و کوکب شہامت افروز جہانداری جہان رفیق ساتھ تیغہ قمقام سے بہم قطرات خون کے ٹپکتے ہوئے ظاہر ہوئے دور سے جو اپنے رفیقون کو گھیرے ہوئے دیکھا وہین سے ایک نعرہ کیا کہ یا شیاہی کافران بیحیا و ای نابکاران بیدینا۔ نعرہ بادشاہ جمجاہ

منم شاہ شاہان فریدون حشم	بہار گلستان کاؤس و جم	اگر تیغ بر سنگ خارا زنم
زگاو زمین بیخ و بن بر کنم	شہنشاہ ذیجاہ با عدل و داد	منم نور عین بن شاہ قباد

اے ثریا نہ گھبرانا میں آ پہونچا ماشاء اللہ کس لطف سے جنگ کر رہے ہو ثریا نے جو بادشاہ کو دیکھا جھک جھک کر لٹنے لگا جیسے جا پڑا ہاتھ تلوار کا مارا بادشاہ نے جو سہمان کو دیکھا آنکھون کے نیچے اندھیرا آگیا پکار کر کہا او مکار کہان جاتا ہی تماشا دیکھ رہا ہی ارے عفریت تو نے ہر نامرد کو دامن پناہ دیا دیکھ کتنے کشتے لوٹ رہے ہین یہ فرماتے ہوئے گھوڑے سے کود کے فولاد قزاق و سلطان زرین پوش شمشیر لیے ہوئے بڑھے بادشاہ قریب سہمان کے پہونچے سہمان نے دیکھا کہ ران پر زخم ہی پٹی جو کھل گئی ہی قطرات خون بہ رہے ہین مگر تیور بدستور ہین سہمان نے ہاتھ تلوار کا

مارا بادشاہ نے تلوار کو تلوار پر روکا تلوار روک کر الجھاوے سے ہاتھ نکال کر خبردار خبردار
کہکر ہاتھ مارا سمہان نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا مگر برق شمشیر نے ابر سپر کے ٹکڑے اڑا دیے
سپر کاٹ کر تلوار جو گری باقیہ سپر پر جھکی تھی با زمین کو تلوار نے بوسہ دیا سمہان کے دو ٹکڑے ہو
عفریت نے جو دیکھا کہ میرا مہمان مارا گیا پکار کر آواز دی کہ ای بادشاہ اسلام تمنے بڑا ستم کیا کہ
مین نے جسکو دامن پناہ دیا اسکو میرے سامنے مارا بدولت کو بہت ناگوار ہوا تمہاری جوانی پر
رحم آتا ہی بہتر یہ ہی کہ قدمون کو بوسہ دو شاہا خطا معاف کر دون ورنہ تمسے خطا سے فاش
ہوئی بادشاہ نے کچھ جواب نہ دیا بموجب مضمون مصرع ؎ جواب جاہلان باشد خموشی + سوچ
کچھ نہ کہا عفریت سمجھا کہ مجھ سے ڈر گئے جواب بھی بات کا نہ دے سکے خبردار خبردار کہکے ہاتھ تلوار
کا مارا بادشاہ نے تلوار کو تلوار پر روکا جواب مین ہاتھ مارا سپر کو کاٹ کر تلوار نے زمین کو
بوسہ دیا غریو ہوا کہ عفریت مارا گیا لڑائی مین کمی ہوئی مزاجون مین برہمی ہوئی بادشاہ نے
ستون بارگاہ پر ہاتھ ڈالا ہلہ مارا کہ ستون بارگاہ لہرایا بادشاہ نے چھوڑ دیا بارگاہ لہرا کر گری
کئی ہزار جوان دبے بادشاہ نے اپنے رفیقون پر سایہ تلوار کا کیا سب کو ساتھ لیکر نکلے
ملازمان عفریت نے جو دیکھا کہ اب فوج کا تار بندھ گیا ہمراہیان سلطان آئے فولاد
قزاق کے قزاق بڑے زور و شور سے آکر گرے قزاقون کی لڑائی تیرون کی بوچھار کی
نیزے ہلاتے ہوئے آ پڑے فوج عفریت کے ستھراؤ کر دیے لاشون سے میدان بھر دیے
آخر افسران فوج عفریت رومال سے ہاتھ باندھ کر فریاد کرتے ہوئے سامنے آئے بعض
گھاس منھ مین دبائے کہ ہم لوگ بہت ناچار ہین بے افسر و بے سردار ہین بادشاہ نے
ہاتھ روکا تیس ہزار جوان دائرہ اسلام مین آئے بادشاہ نے کہا کہ آج اسی مقام پر اترینگے
بارگاہ زربفتی عفریت کی استادہ ہوئی اسمین سب سردار آئے زخمہ و زبان ہونے لگے
بادشاہ نے سر اٹھا کر دیکھا سب سردار تو آئے مگر ثریا سے تاجدار کو نہ پایا فیروزہ بن بہرو
کو بلا کر پوچھا کہ ای فیروزہ دریافت تو کرو ثریا سے تاجدار کہان ہین آوے تو اسکی بھی
زخم دوزی کرائین اسنے آج بڑا شیرانہ کام کیا بڑے لطف سے جنگ کی فیروزہ گیا
تھوڑی ہی دیر مین آیا مگر آنکھون مین آنسو بھرے ہوئے عرض کی کہ ای شہریار ہرکارہ

کہ جو ہر وقت اسی کام پر مامور ہین وہ بیان کرتے ہین کہ اُس وقت تک ثریا یہان موجود
تھا جب حضور نے سہمان و عفریت کو قتل کیا اور بارگاہ گرائی تھی جب آپ باہر آ گئے ہین
تب ثریا غائب ہوا ہرکارے عرض کرتے ہین کہ ثریا نے ایک پہلوان کو مارا اُس پہلوان
کے مرتے ہی اندھیرا ہو گیا جب روشنی ہوئی تب ثریا کو نہ پایا ہرکارے کہتے ہین ہمنے جستجو
کی جا بجا ڈھونڈھا اُس شہر کہ اس بیشے مین نہ پایا بادشاہ نے یہ خبر سنکر افسوس سے ہاتھ ملا فرمایا کہ اِن
فیروزہ یہ کسی جادوگر کا کام ہی کہ اُس شہر کو اُٹھا لے گیا مین بدون ملاقات ثریا یہان سے
قدم نہ بڑھاؤنگا نہ برائے فتح مرحلہ جات جاؤنگا فیروزہ نے کہا کہ یہ نہ ارشاد فرمایئے آپ
لوح کو دیکھیے بموجب حکم لوح برائے فتح مرحلہ جات جایئے کیا عجب ہی کہ کسی مرحلے پر خبر ملے
کسی ساحر کا اسطرف گذر ہوا اور افسر اعلیٰ اُسکو جا کر لے گیا تلاش حضور پر موقوف ہے ملازمان
عفریت سے تحقیقات فرمایئے کیا عجب ہی کہ اُس شہر سے ملاقات ہو بادشاہ نے اُسی وقت
ملازمان عفریت کو بلایا اُنسے دریافت کیا اُنھون نے بیان کیا کہ اس صحرا مین جو عفریت
نے لشکر اُتارا اُسکا باعث یہ تھا کہ سنگ انداز جادو اس پہاڑ پر رہتا ہی اُس سے عفریت
سے بڑی ملاقات ہی اُسنے لکھا تھا کہ دو چار دن یہان اُتریے ہم آپ کی دعوت کرینگے اور
ایک شے ایسی بنا دینگے کہ بروقت جنگ کام آئیگی ہر شخص پر غالب ہوگی اس لیے یہ عفریت
یہان اُترا ہوا تھا کہ یہ معرکہ درپیش ہوا انجام حکم سنگ انداز نہ ہونے پایا کیا عجب ہی کہ مارا جانا
عفریت کا اُسکو ناگوار ہوا ہو اُسنے یہ بے ادبی کی ہو بالائے کوہ کسی کو بھیجیے دریافت ہو جائیگا
کہ سنگ انداز ہی یا نہین ملازمان شاہی جو بالائے کوہ گئے دیکھا کہ سنگ انداز جادو
بالائے کوہ دیوانہ وار وحشی مثال یہ اشعار عبرت آثار پڑھتا پھرتا ہی۔ نظم

کردے خبر اس خانہ برانداز سے کوئی | روتا ہی یہان درد کی آواز سے کوئی
کیا جان پہ کھیلیگا اس انداز سے کوئی | ان کھیلون کو سیکھے ترے جانباز سے کوئی
کہتی ہی شب ہجر کہ تجھ سا کبھی نہ ہوگا | غافل فلک تفرقہ پرواز سے کوئی
اللہ رے غمزے ترے اے ہوشربا ہجر | معشوق کبھی آتا نہین اس ناز سے کوئی
بچھڑے گئے دم عیسیٰ مین ترے طرز سخن کبھی | زندہ نہ ہوا تھا فقط اعجاز سے کوئی

جو دل میں ہے اس سے نہ ہوئی آنکھ بھی محرم
یون راز چھپاتا نہیں ہمراز سے کوئی
کچھ اپنی خبر رکھتے نہیں بے خبر عشق
انجام سے واقف ہے نہ آغاز سے کوئی
کیا دہشت صیاد ہے مرغان چمن کو
روتا نہیں شبنم صفت آواز سے کوئی
دم گھٹ کے نکل جائے مگر آہ نہ نکلے
ڈرتا نہیں یون عشق میں غماز سے کوئی
دینا نہ جواب ارنی یار سر طور
پہچان نہ جائے کہیں آواز سے کوئی
کاٹا ہے پرون کو ترے صیاد نے کیونکے
پوچھے یہ ستم حسرت پرواز سے کوئی
سچا ہے جو قاتل سے کرے خون کا دعوے
کشتہ ہوا شوخی سے کوئی ناز سے کوئی
رکھتے ہیں جلال ایک روش مضطرب شوق
تھکتا نہیں منزل میں تک و تاز سے کوئی

آگے ہرکارون نے فیروزہ سے یہ خبر کہی کہ سنگ انداز جادو دیوانہ وار پہاڑ پر پھرتا ہے فیروزہ نے کہا کہ مین پہاڑ پر جاکر دریافت کرتا ہون ایک ساحر کی شکل بنکر پہاڑ پر آیا دیکھا سنگ انداز جادو اُسی حال مین ہے پکار کر پوچھا اے بندۂ مقبول خداوند ہفت پیکر قدرت نے تمھارا مزاج پوچھا ہے مجھ سے بیان کرو مین اُسکا علاج کر دون مژدہ علاج سنکر سنگ انداز قریب آیا کہا کہ اے برادر قدرت کی عنایت کا کیا شکریہ عرض کر سکتا ہون زوجہ میری گلگون قبا حسن و جمال مین یکتا اِس پہاڑ پر اُسکو ساتھ لیکر عیش کرتا تھا وہ میری طالب مین اُسکا طالب بڑے لطف سے گذرتی تھی جس وقت سے زیر کوہ لڑائی شروع ہوئی وہ بھی تماشا دیکھنے گئی جسوقت عفریت مارا گیا اُسوقت سے اُسکو پھر مین نے نہ دیکھا اُسکی جدائی مین بیقرار ہون فیروزہ نے کہا کہ نہ گھبراؤ زوجہ تمھاری تمھین ملیگی اِس مژدے کو سنکر سنگ انداز بہت خوش ہوا فیروزہ نے کہا کہ جاکر قصر مین بیٹھو باہر یہ باتین اچھی نہین سنگ انداز اپنے قصر مین گیا فیروزہ خدمت شاہ مین آیا تمام کیفیت بیان کی اور عرض کی کہ حضور برائے فتح مرحلہ جات جائین کیا عجب ہے کہ اُسی ضمن مین پتہ ملے بادشاہ اُٹھے گلعذار نے دست بستہ عرض کی کہ کنیز ضرور ساتھ رہیگی بادشاہ نے فرمایا کہ اے گلعذار یہ مقام طلسم ہے کوئی کسی کے ساتھ نہین رہتا گلعذار نے کہا کہ مین آگے سے آؤنگی بادشاہ نے کہا کہ اختیار ہے سب لشکر کو چھوڑکر صحرا مین آئے فیروزہ دور سے دیکھ رہا ہے کہ بادشاہ نے لوح ملاحظہ کی حکم نکلا کہ [illegible]

آگے ظاہر ہوگا بادشاہ سے بیٹھ کر ایک اسم پڑھا آسمان پر سناٹا ہوا ایک طائر قوی الجثہ زمین
پر آیا قصد کیا کہ بادشاہ کی کمر میں منقار دیکے اڑے فوراً بادشاہ نے حلقہ کمند یارسے شکل طائر کا
زمین سے آشنا ہوا بادشاہ جست کرکے پشت پر سوار ہوئے لوح کو دیکھ کر فرمایا کہ اے طیران جنی
مجھکو باغ مراد تک پہونچا دے طائر نے مثل انسان کے آواز دی کہ اے شہریار میں آپ کو تا باغ
مراد پہونچا دونگا مگر میری رہائی کا خیال رہے بادشاہ نے اقرار کیا بادشاہ کو لیکر اڑا برابر کنارہ
فلک کے پہونچا اب مائل بہ پستی ہوا سامنے ایک باغ دکھائی دیا نہایت آراستہ گلہا
رنگا رنگ و شگوفہ ہائے بوقلموں شاخوں پر طائر بلبلیں پہلوے گل میں زمزمہ سرائی کر رہی تھیں
طیران جنی نے بادشاہ کو لاکر گوشہ باغ میں اتارا مثل انسان کے عرض کی کہ اے شہریار اب آپ
باغ میں جائیں غلام رخصت ہوتا ہے وقت پر حاضر ہوگا یہ کہکے طائر اڑ گیا بادشاہ اسلام
سیر کرتے ہوئے باغ کی چلے چند روشیں طے کی تھیں کہ ایک طرف سے آواز آئی اے شہریار آپ
ملازموں کی فکر کیجیے بادشاہ نے پلٹ کر دیکھا کہ ثریا سے تاجدار مسلسل و مطوق سامنے ایک
ایک نخل کے کھڑا رو رہا ہے بادشاہ نے جو اپنے رفیق کو دیکھا بیقرار ہوگئے یہ فرماتے ہوئے دوڑے
کہ اے یار وفادار تجھکو کسنے مسلسل کیا ثریا نے عرض کی کہ گلگوں قبا زوجہ سنگ انداز مجھے یہاں
اٹھا لائی طالب وصل تھی میں نے قبول نہ کیا مجھکو قید کرکے چلی گئی یقین ہے آتی ہوگی یہ ذکر
تھا کہ آسمان سے نعرہ ہوا کہ منم گلگوں قبا اے شخص تو کون ہے جو میرے معشوق سے باتیں
کر رہا ہے ثریا سے تاجدار نے کہا حضور ہوشیار ہوجائیں بادشاہ نے کمان کیانی کاندھے
سے اتاری تین بھال کا تیر بجر کمان میں پیوست کیا سینہ پر کینہ کو تاک کر مارا تو وہ پشت کو توڑ کے
پار گیا وہ ساحرہ گری بجائے خون کے جسم سے آگ نکلنے لگی لاشہ جل کر خاک ہوا آواز آئی
کشتی مرا نام میں گلگوں قبا سے جادو بود قید ثریا کی کٹ کر گری ثریا قید سے رہا ہوا قدموں
کو بوسہ دیا عرض کی کہ اے شاہ آپ نے بڑا کام کیا کہ اس مکارہ کو مارا بارہ دری میں تشریف لیچلیے
اب اس باغ پر آپ کا قبضہ ہوا بادشاہ ثریا کو ساتھ لیکر بارہ دری میں آئے بادشاہ مسند پر
بیٹھے ثریا نے ایک الماری کھولی گلابی شراب کی اور جام بلوریں نکالا جام لبریز کرکے سامنے
بادشاہ کے لا کہا حضور اسے نوش فرمائیں کہ غلام کو تسکین ہو حضور نے بڑی شفقت سے اٹھا لیا بادشاہ

نے چاہا کہ جام پیوں ایک آواز کان میں آئی کہ زنہار شراب نہ نوش کیجیے گا پلانے والا دوست
نہیں بلکہ دشمن رہزن ہے اگر ایک قطرہ اس شراب کا حلق سے اترا لوح قبضے سے نکل جائیگی
بادشاہ نے لوح پر نگاہ ڈالی نوشتہ پایا کہ یہی شراب سر پر ثریا کے ڈالدو بادشاہ نے اشارہ کر کے
ثریا کو قریب بلایا ثریا ہاتھ جوڑے ہوئے قریب آیا کہتا ہوا کہ غلام رفیق قدیم ہے ذرا غلام کا
خیال رکھیے بادشاہ لوح میں حکم پا چکے ہیں اچھالکے شراب پھینک ماری قطرہ شراب کا جو جسم
ثریا کے پڑا شعلۂ آتش نکلا ثریا جلنے لگا ہر عضو سے جسم کے شعلۂ آتش نکلنے لگے تھوڑی دیر
میں جل کر خاک ہوا آواز آئی کشتی مرا نام مرا فتنۂ جادو بود افسوس مردیم و جان دادیم مطلب
بود نہ رسیدیم سارا باغ بھی جل کر خاک ہوا دیکھا بادشاہ نے صحرائے ویران بیابان گرد دشت
بیابان ہے سامنے سے طیران جنی آیا عرض کی کہ حضور نے غضب کیا تھا اگر ایک قطرہ بھی حلق سے
اترتا لوح قبضے سے نکل جاتی اب حضور صحرائے زنگبار میں چلیں ایسا نہ ہو کہ بادشاہ زنگیان آپکو
تلاش کرتا ہوا یہاں آجائے جو کوئی نیا شخص آپ کے سامنے آئے بدون ملاحظہ لوح کلام نہ کیجیے
بادشاہ سے ایسی باتیں کہکر طیران زمین پر گرا وہی طائر کی شکل بنکر تیار ہوا بادشاہ پشت پر سوار
ہوئے طائر اڑتا ہوا چلا ایک صحرا میں بادشاہ کو اتارا کہ مثل شب ہجر سیاہ ہو رہا ہے یا پردۂ ظلمات
یا بخت سیاہ دشمن سے مثال دود ہے گرم ہوا چل رہی ہے ہر شاخ نخل مثل شمع کافوری جل رہی ہے
چند زاغ سیاہ شاخوں پر کائوں کائوں کر رہے ہیں بادشاہ کو جو ان زاغوں نے دیکھا شاخوں
سے اڑے غل مچانے لگے آوازیں انکی سنتا تھا کہ یکایک صحرا سے گرد اڑی ایک زنگی سیاہ رو
بدخو تخت پر سوار پشت پر بارہ ہزار زنگیان آئے ادہر بادشاہ کو دیکھ کر آواز دی کہ قاتل ساحران
کو مارو اب مہلت نہ دو وہ سب زنگی بادشاہ پر تلواریں کھینچ کر آپڑے بادشاہ آستین الٹنے لگے
جس کو ہاتھ مارتے ہیں لاشہ اسکا زمین پر گرتا ہے پھر زندہ ہوکر لڑنے لگتا ہے جب بڑھے تک بادشاہ
لڑے اور کوئی لاشہ زمین پر نہ پایا لوح کو ملاحظہ کیا نوشتہ پایا کہ بادشاہ زنگیان تک اپنے کو
پہونچاؤ بادشاہ جنگ کرتے ہوئے قریب تخت کے پہونچے وہ زنگی بھی تخت سے کود آیا
تلوار کا مارا بادشاہ نے لوح چمکا دی جسم میں آتش زنگی کے آگ لگی تمام زنگی جل کر خاک ہوئے جب
روشنی ہوئی اور آواز آئی کہ کشتی مرا نام مست شہنشاہ زنگیان بود بادشاہ نے دیکھا وہ صحرا طلسمات نہ

بالا صحراے سبزہ زار و نواح دلکشا ہے درختوں پر طائران نغمہ سرا تعریف باغبان قضا و قدر کر رہے
ہیں بادشاہ کو دیکھکر اُڑے بالاے آسمان پہونچے صدائیں مختلف دینے لگے قضا سے کارخانہ
آتشخوار بادشاہ طلسم مذکور تخت پر بیٹھا ہے کہ بیر لاشہ لیکر اس زنگی کا سامنے آئے کہا کہ اے شہنشاہ
یہ آپکا خیرخواہ مارا گیا بارہ ہزار اہل فوج کام آئے یہ سنکر خیار گھبرا گیا رفیق و شفیق جمع ہیں پکار کے
آواز دی کہ یارو اب طلسم کشا صحراے فرح افزا میں پہونچا ہو گا وہیں قید خانہ بھی ملیگا تم میں
کوئی ایسا ہے کہ جاکر طلسم کشا کو روکے قلعۂ طلسمی تک نہ آنے دے سرہنگ سے آتشخوار ایک ساحر
بیٹھا ہے صورت ہیبتناک نہایت چست و چالاک اپنے مقام سے اُٹھا کہا کہ اے شاہ ابھی جاکر قید خانہ
پر طلسم کشا کو لیتا ہوں یہ کہکے اکیلا چلا تھوڑا عرصہ اسکو گئے ہوے گذرا تھا کہ خیار نے دیکھا
پھر ابر زرنگی پیدا ہوا خیار نے کہا کہ دختر سرہنگ آتی ہے وہ ابر آکر کھلا سب نے دیکھا تخت پر
ایک نازنین لباس فاخرہ زیب بدن تبسم غنچہ دہن رشک چمن سیمتن آکر پہونچی خیار کو سلام کیا خیار
نے ہنسکر کہا کہ اے محبوب کہاں سے آتی ہو اُسنے ہنسکر کہا کہ میں نے سنا ہے باپ میرا ابرا سے گرفتار
طلسم کشا گیا ہے میں بھی جاکر باپ کی شرکت کروں خیار نے کہا کہ اے محبوب نازنینی یہ تو طلسم کشا
نہایت حسین ہے تمھارا حسن بھی آجکل زور پر ہے ایسا نہ کرنا کہ طلسم کشا کو پسند کرو محبوب نے کہا کہ
حضور آگاہ نہیں میرے باغ میں مردانے پھول کا نام نہیں جوان کنیز کو نہیں رکھا آٹھ پہر حصول
علم کا چرچہ رہتا ہے یہ کہکے محبوب چلی اُدھر بادشاہ جو صحراے سبزہ زار میں پہونچے دیکھا کہ سامنے
ایک پہاڑ ہے پہاڑ کے آگے ایک قصر بنا ہے اس قصر میں قفل لگا ہے بادشاہ نے لوح کو دیکھا تو لکھا
پایا کہ یہی زندان طلسم ہے بادشاہ نے جاکر قفل کاٹا دروازہ کھول کر اندر آئے دیکھا کہ بارہ ہزار
جوان شاہزادے و وزیرزادے قید خانے میں بیٹھے ہیں لیکن اپنی صورت کھو رہے ہیں کہ نام
زندگی نہیں آئے صورت وحشت دکھائی دیتی ہے بادشاہ نے اُن سب سے اوقات کی سب کو قید
سے رہا کیا کہ ایک طرف سے آواز کراہنے کی آئی بادشاہ نے نگاہ اُٹھا کر دیکھا کہ ثریا ہے
مسلسل و مطوق ایک مقام پر بیٹھا ہے کہ طوق گلے میں ایسا بھاری ہے کہ سر جھکائے ہوے کراہتا
بادشاہ جھپٹ کر پاس ثریا کے آئے ثریا نے اشارہ کیا کہ پہلے طوق گلوگیر کاٹیے کہ جان بچے
صورت ہو بادشاہ نے طوق گلے سے نکالا زنجیریں کاٹیں بادشاہ نے پوچھا کہ اے ثریا تمھیں

کون لایا ثریا نے عرض کی زوجہ سنگ انداز یعنی گلگون قبا مجھپر عاشق ہوکر اٹھالائی جب مجھسے
طالب وصل ہوئی غلام نے کہ صحبت حضور مین رہا ہی انکار کیا اُسنے لاکر یہان قید کردیا رات کو اپنی
صحبت مین بلاتی ہی طالب وصل ہوتی ہی مین کلمات سخت کہتا ہون اُسنے قید سخت مین رکھا ہی
غلام کے کلیجے مین درد ہو رہا ہی یہ اُسنے کہا تھا کہ جب تجھکو کوئی رہا کریگا تو تو تڑپ کر مر جائیگا وہی
علامت شروع ہوئی ذرا لوح مجھے دیجیے کہ مین قلب سے مس کرون بادشاہ نے فوراً لوح گلے سے
اُتاری ہاتھ مین ثریا کے دی ثریا نے لوح لیکر سینے پر رکھی کہا حضور ذرا منھ پھیر لین جیسے ہی بادشاہ
نے منھ پھیرا ایک صداے ہیبتناک آئی کہ او طلسم کشا منم سرہنگ آتشخوار دیکھ یون لوح طلسمی
لے لیتے ہین اب بادشاہ نے پلٹ کر دیکھا کہ ثریا سے تاجدار نہین ہی ایک ساحر مہیب الشکل عجیب
غریب لوح کو رومال مین لپیٹ کر جھولی مین رکھ رہا ہی پھر ایک آواز دی کہ بادشاہ کبھی گرے
ہر گوشے سے ساحر پیدا ہونے لگے بارہ ہزار ساحر آکر جمع ہوگئے اُن سب تاجدارون کو پھر قید کیا
اور حکم کیا کہ بارگاہ استاد کو بارگاہ استاد ہوئی سرہنگ آکر تخت پر بیٹھا بادشاہ کو مسلسل و مطوق
کیا سامنے بادشاہ بیٹھے ہین سرہنگ آتشخوار غرور کر رہا ہی کہتا ہی کہ مین نے آج وہ کام کیا
کہ کل اہل طلسم کی جان بچائی اگر مین دخل نہ دیتا تو اب طلسم کشا قلعہ طلسمی پر پہونچتا بادشاہ
اسکے ہاتھ سے زندہ نہ بچتے آخر بایہ دولت نے دخل دیا کس لطف سے طلسم کشا کو گرفتار کر لیا مین
جانتا تھا کہ ثریا سے تاجدار سے طلسم کشا محبت قلبی رکھتا ہی اُسی کے نام سے گرفتار ہوگا مین نے
اُسکو گرفتار کر کے الگ بٹھا دیا آپ قید مین کر بیٹھا تب طلسم کشا نے دھوکا کھایا اب سر کاٹ لیجاؤن
یا زندہ لیجاؤن تم سب کی کیا صلاح ہی سب کہ رہے ہین طلسم کشا کا زندہ رکھنا مناسب نہین
سرہنگ نے اب جلاد کو طلب کیا ہی جلاد آکر پہونچا گردن پر بادشاہ کی کوئلے کا خط دیا اور
شتلنگا مین لگا رہا ہی بادشاہ نے جو یہ حال اپنا دیکھا اپنے خدا سے رجوع کی بے اختیار ہوکے
پکار اُٹھے کہ اے کریم و رحیم و اے سمیع و علیم رحم اپنا شریک کر بیقرار ہو کر جو بادشاہ نے دعا کی
تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا ابر نارنجی آسمان پر چھایا سرہنگ نے کہا کہ صاحبزادی آئی ہین رفیقہ
کھڑے ہوگئے وہ ابر پھٹا ملکہ محبوب نارنجی پوش تخت سے اُتری باپ کو سلام کیا باپ
نے پہلو مین تخت پر بٹھا لیا کہا کہ اے نور نظر آج مین نے وہ کام کیا کہ اگر بادشاہ طلسم تجھکو

سلطنت دیرے تو بھی کچھ حقیقت نہیں میں نے وہ کار نمایاں کیا کہ طلسم کشا کو گرفتار کیا محبوب
نے پوچھا کہ طلسم کشا کہاں ہے سرہنگ نے کہا کہ وہ بیٹھا ہے جلاد قتل کیا چاہتا ہے محبوب نے
سر اٹھا کر دیکھا کہ ایک جوان رستم خصال و سہراب جلال حسین و جمیل مردانہ عالم کا کفیل بال
چہرے پر پریشان صاف ثابت ہوتا ہے کہ گرد ماہ تاباں چمن سنبل پیچاں ہے آہستہ آہستہ کچھ پڑھتا ہے
چہرہ آفتاب عالمتاب عارض رشک گل گلاب سطوت و صولت و رعب و شجاعت نام پر شوکت
سے ظاہر ہو رہا ہے آنکھوں میں آنسو بھرے ہوئے سر نگوں ٹھہرے کلمہ خواں طرف سرہنگ کے
دیکھ رہا ہے محبوب کی جو نگاہ جمال جہاں آرا پر پڑی پروانۂ شمع جمال ہو گئی چاہتی ہے کہ اٹھ کر گر
پڑوں بے اختیار منہ سے نکل گیا بیت زلف عنبر بو [illegible]
جامۂ صبرم در کف عشقت دامن یوسف دست زلیخا + رعنائی و زیبائی دیکھ کر چاہا کہ
جا کر اپنے کو روکوں مگر صبر نہ ہو سکا دامن صبر دست استقلال سے چھوٹا شیشۂ دل سنگ محبت
عشق سے ٹوٹا آہ کر کے گری گود میں اپنے باپ کی بیہوش ہو گئی کنیزوں نے گلاب و کیوڑہ چھڑکا
تھوڑی دیر کے بعد آنکھ کھولی دیکھا کہ وہ جوان اسی طرح زیر تیغ بیٹھا ہے آنکھوں سے اشک جاری ہیں تیر مژگاں جو
کمان خانۂ ابرو میں لیس تھے تو دہ دل پر پیوستہ ہوئے بہ نگاہ حسرت دیکھنے لگی باپ نے پوچھا
کہ کیوں نور نظر خیر تو ہے کیا چاہتی تھیں کچھ جواب دیں کہ ایک کنیز بول اٹھی ہماری حضور نے
کبھی کسی گنہگار کو اس حالت میں نہ دیکھا تھا آج جو ایسے شخص پر نگاہ پڑی جی سنسنا گیا جلاد کو
منع کیجیے جلد اسے شمشیر سے ساعت ٹھہر جائے سرہنگ نے جلاد کو منع کیا پکار کر کہا کہ ایک ساعت
الگ ٹھہر پھر ہم تجھ کو بلا لیں گے جلاد سر پیٹتا ہے بادشاہ کے بیٹا اسے محبوب حیران ہے کہ کیونکر رشتہ
کو بچاؤں سبب ساحرہ کی پریشانی یہ ہے کہ اس جوان کو جلد قتل کیجیے خود سرہنگ ابھی کوشش
کر رہا ہے کہ یہ خیال کیا کہ اگر یہ جوان قتل ہوا تو ہی محبوب میری زندگی نہ ہو گی آخر باپ سے
کہا کہ کیوں ابا جان الہ داد لوح میں کیا لکھا ہوتا ہے کہ ساحر کیسا ہے ہیں ذرا نکالیے تو میں دیکھوں
سرہنگ نے جھولی سے لوح نکالی سامنے بیٹی کے رکھ دی کہا بیٹا لوح میں سب اثر لکھے ہیں
بتاتے ہیں طلسم کشا کو لوح راستہ بتاتی ہے نام خدا سے نادیدہ کے آسیں لکھا ہے اس وجہ سے مکر
نہیں کرتا محبوب نے لوح کو بہ نگاہ غور دیکھا باپ سے پوچھا کہ قبضہ میں طلسم کشا کے کیا ہے سرہنگ

کس فسون ساز سے جاتے ہو لڑانے انکھیں | جتنے جادو ہیں وہ سب ساتھ ہیں چلنے کے لیے
دل پامال کو جس ہاتھ سے ہم تھامے ہیں | کبھی اٹھتا ہی تو ہیں تلووں کے ملنے کے لیے
اپنے سائے کو بھی ہم رشک سے لاتے نہیں ساتھ | دھوپ میں کوچۂ محبوب کے چلنے کے لیے
ہیں پڑے اسکی دم نزع جو تم آنکلو + | موت سے بگڑی ہی جسدم کے نکلنے کے لیے
پیار سے جسکو وہ کمبخت کہا کرتے ہیں | اس سے گردیدہ ہوں تقدیر بدلنے کے لیے
کیا گردش نے تری خاک اڑا کر شب وصل | مجھسے بدلی مری پوشاک بدلنے کے لیے
تجھی امید جمائے قدم اپنا نہ جلال | گلشن دل میں مرے گلو لئے کھلنے کے لیے

اس طرح کے اشعار نہنگ خونخوار پڑھتا ہوا سامنے محبوب کے جو آیا محبوب نے اشارہ کیا کہ
سرہنگ کا سر کاٹ لے نہنگ تو مبہوت ہو رہا ہی تلوار کھینچ کر جا پڑا سحر ہونے لگے ساحروں
نے اسکو گھیر لیا مگر یہ کسی کو کب مانتا ہی جسکو مارا دس دس کے سر اڑا دیے کبھی تلوار چمکائی کبھی
نگاہ محبت طرف محبوب کے دیکھتا ہی محبوب کا وہی اشارہ ہی کہ ای عاشق صادق سرہنگ کا
کام تمام کر تو میں تجھسے عذر نہ کروں ملکہ محبوب کا جو یہ اشارہ ہوا نہنگ بلبلا یا جھومتا ہوا چلا
ساحروں کو قتل کیا لیکن نہنگ ساحر زبردست ہی بادہ کبر ونخوت سے مست ہی جب سحر کرتا ہی
آگ برسا دیتا ہی سرہنگ ہٹ جاتا ہی ساحر بلوہ کرتے ہیں بادشاہ کے قریب کوئی نہیں آتا بادشاہ
لوح چمکا رہے ہیں تیغہ برقتاب کو گردش ہی جو قریب آیا علف شمشیر آبدار ہوا صدہا لاشے ساحروں
کے پڑے ہیں دریاے خون کی طغیانی کشتی حیات ساحران طوفانی سر مثل حباب شناوری کر رہے ہیں
سرہنگ نے دریاے خون بہایا اس دریا سے نہنگان خون آشام نکلتے ہیں چاہتے ہیں بادشاہ
پر حملہ کریں محبوب پکار دیتی ہی لوح چمکاتے اب نہنگ بحر جرات ہیں شعبدہ سحر ہی اپنے کو بچائے
اسکے قریب نہ جائیے لوح سے ہوشیار رہیے کوئی آپ پر غالب نہیں ہو سکتا آخر نہنگ لڑتا ہوا
قریب سرہنگ کے پہونچا سرہنگ نے ایک گولہ مار دیا نہنگ کا سر کٹا بھائی کا لاشہ دیکھکر
سرہنگ اور زیادہ بیقرار ہوا پکار کر آواز دی کہ او گیسو بریدہ تو نے میرے بھائی کو میرے ہاتھ
قتل کرایا اب کیا تجھکو زندہ چھوڑونگا تیرے قتل سے منہ موڑونگا یہ کہکے گرز کا ضرب کر محبوب پر گرا
محبوب نے ہر چند روکا مگر وہ کب باز آتا ہی کمر میں پنجہ دیکے لے اڑا اسوقت محبوب کی حیرانی [illegible]

پریشانی دوپٹہ ڈھلک گیا طرف آسمان کے دیکھکر پکار اٹھی کہ ای خالق بے نیاد و ای رب کارساز
ای کریم رحیم اپنا فضل کر تیری عنایت سے کچھ بعید نہیں ہے

میکند بلبل بوقت سیر گلزار احتیاط — گاہ از صیاد و گہ از نشتر خار احتیاط
در بہار گل نہ گردد غافل از فصل خزان — اندکی دارد بدل گر بلبل زار احتیاط
سود بردارد ز سودای محبت بالیقین — اندرین بازار گر دارد خریدار احتیاط
در سفر ہر سالک راہ طریقت میکند — ہر زبان ہر مرتبہ ہر وقت ہر بار احتیاط
درمیان نکتۂ وحدت بہ بزم عاشقان — ہست ہر مرد موحد را سزاوار احتیاط
ہمتا یا حاصل کن اول دیدۂ مردم شناس — بعد ازان کن درمیان یار و اغیار احتیاط

بیقرار ہوکر پکار اٹھی کہ ای شہریار یہ کنیز رخصت ہوتی ہی مجکو یہ جلاد صاحب بیداد لیے جاتا ہی لیجا کر قتل کریگا فاتحہ خیر سے فراموش نہ فرمائیے گا مزار غریبان پر آئیے گا اگر فاتحہ پڑھیے گا روح شاد ہوگی عدم مین کبھی بچین رہینگے فقط ایک نگاہ دیکھنے پر یہ جرم ہوا گرفتار دام مصیبت ہوے اب وقت قضا قریب آگیا لیکن فراموش نہ فرمائیے گا بادشاہ کے کان مین جو صدا ہے حسرت آئی سر اٹھا کے دیکھا کہ محبوب کو بابِ اسکا لیے جاتا ہی محبوب کا تڑپنا پھڑکنا بیقراری و اشکباری کبھی پکارتی ہی کہ اس کشتۂ حسرت و یاس کا کوئی جو صاحب نکلا حسرتین لیکر یہ دہ دنیا سے جاتی ہون بادشاہ نے فورا کمان کیانی دوش سے اتاری تین بھال کا تیر جگر کمان مین پیوست کیا سینہ پر کھینچ اس ظالم کا تاک کر تیر رہا کیا جا کر خاص سینے پر اس جلاد کے پڑا توڑ کر پشت کو پار گذرا الاشہ سر ہنگ کا جلتا ہوا زمین پر آیا ساحرون نے جو دیکھا کہ افسر مارا گیا بدحواس ہوگئے فریاد کرنے لگے کہ ای شہریار ہم مسلمان ہوتے ہین بارہ ہزار ساحر مطیع اسلام ہوے بادشاہ نے جب ان لوگون سے مہلت پائی سر اٹھا کر دیکھا کہ ایک قصر سامنے بنا ہی اسمین ایک قفل کلان لگا ہی بادشاہ نے جا کر وہ قفل توڑا اندر قصر کے آئے دیکھا کہ بارہ ہزار شاہزادے گرفتار بیٹھے ہین ایک جانب ثریا تاجدار سلاسل و طوق زنجیرون مین بندھا ہوا ثریا کی جو نگاہ بادشاہ پر پڑی پکار کر آواز دی کہ حضور نے غلام کی خبر لی کیا شکر ادا کرون ساحرہ نے بڑی تکلیفین پہونچائین بادشاہ نے قیدیون کو قید سے رہا کیا جب ثریا کی قید جسم سے جدا کرنے لگا ایک طائر دیوار پر بیٹھا تھا صدا ے افسوس دیکر اڑا آسمان پر

آکر افسوس کرنے لگا ایک طرف سے آواز ہیبتناک آئی کہ ای طلسم کشا خبردار میرے معشوق کے قریب نہ جانا بادشاہ نے دیکھا کہ گلگون قبا سیر کرتی ہوئی آتی ہی بادشاہ کے جمال پر نگاہ پڑی ثریا کی رعنائی بھولی جمال بے مثال دیکھ کر پکار اٹھی کہ ای شہریار اس کنیز کو اپنی کنیزی مین لیجیے مین ہمیشہ خدمتگزاری کرونگی یہی حسرت ہی

نظم

یون تنگ میرے دل مین تری آرزو رہی — بلبل رہی قفس مین نہ غنچے مین بو رہی
کھوئے گئے کچھ ایسے تمھاری تلاش مین — مدت تک اپنی آپ ہمین جستجو رہی
مین کچھ فروغ طور کو کہتا تھا طور کچھ — اسمین کلیم سے بھی بڑی گفتگو رہی
جب میری خاک پڑ گئی دامن جھٹک دیا — کتنی تری گلی کی ہوا تندخو رہی
مانگی جو میکشون نے دعا مینھ برس گیا — تردامنی کی شکر خدا آبرو رہی
پایا گیا جگر مین نہ دل مین پتہ لگا — پیکان کی کسی کے بڑی جستجو رہی
آخر ترا ہی گھر دل مہجور ہو گیا — امید کو نکال کے ای یاس تو رہی
لئے جو چار پھول چڑھانے کے تھے قبر — جب تک ہوے نہ خشک محبت کی بو رہی
ممنون وصل مین ہوے جوش جنون کے ہم — زنجیر زلف یار کی طوق گلو رہی
داغ آسمان نے زیر زمین بھی لیے ہین — بنکر چراغ طور تری آرزو رہی
تا ہجر دون کی طرح سب کو ترے انتظار تھا — تا صبح سر پٹکتی نگہ چار سو رہی
کیا ایک آسمان ہی رہا ہمسے برخلاف — تقدیر بھی جلال ہمیشہ عدو رہی

بادشاہ نے منھ پھیر لیا فرمایا کہ اولکا تو کیا بکتی ہی گلگون قبا نے چاہا کہ جھپٹ کے بادشاہ کو گردن تڑپ کر لے اڑون بادشاہ نے لوح چمکا دی گلگون قبا منھ کے بھل زمین پر گری بادشاہ نے اوپر سے ہاتھ مارا گلگون قبا کے دو ٹکڑے ہوے گلگون قبا کو مار کر ان سب جوانون کو ساتھ لیا بارہ ہزار ساحرون کو ساتھ لیکر طرف قلعہ طلسمی کے چلے جبار آتشخوار تخت پر بیٹھا تھا کہ ہرکارون نے خبر دی ای شہریار سرہنگ نے جا کر بڑا کار نمایان کیا تھا طلسم کشا کو گرفتار کر لیا لوح طلسمی چھین لی مگر محبوب اسکی بیٹی نے عاشق ہو کر قید سے رہا کیا اور خیبیں کا لشکر ساتھ ہی قلعے سے آکر دیکھیے آگے معلوم ہوتی ہی جبار نے اسی وقت حکم دیا تین لاکھ ساحر

سامنے آئے کہا بارگاہ زربفتی نکالو اس دھوم سے جبار آتش نوا از قلعہ سے نکلا بارگاہ استادہ کی
لشکر اترا ہو وسامنے بارگاہ کے ٹہل رہا ہی کہ دیکھا صحرا سے گرد اڑی بادشاہ اسلام بشوکت تمام
چالیس ہزار فوج سے نمایاں ہوئے آگے آگے بادشاہ جمجاہ بہشت مرکب پر سوار لوح طلسمی
گلے میں لشکر کو لیے ہوئے آتے ہیں جبار صورت دیکھکر کانپ گیا محبوب کو دیکھا کہ دریا جواہر
میں غوطہ زن رکاب پر ہاتھ رکھے ہوئے بادشاہ کے ساتھ آتی ہی بادشاہ آکر اترے جبار
نے جو بادشاہ کا لشکر دیکھا پلٹا کر بارگاہ میں آیا افسردن سے کہا کہ یارو کسی سے ہوسکتا ہی کہ
طلسم کشا کو گرفتار کرے بہران جادو یہ کہکر اٹھا کہ غلام طلسم کشا کو لاتا ہو جبار نے طبل جنگی بجوایا
بادشاہ نے خبر سنی یہاں بھی نقارہ کڑکڑایا جب بادشاہ نے دربار برخاست کیا سب رفیق اٹھ
اٹھکر اپنی اپنی بارگاہوں میں گئے محبوب نے کہا کہ ای ثریا آج کی شب بڑی حفاظت کرو کہ جبار
نے بادشاہ کو دھوکا دینے کو طبل جنگی بجوایا ہی آج شب کو ضرور کوئی ساحر آئیگا ضرور بادشاہ پہ
دست انداز ہوگا ثریا طلا سے پر آیا محبوب عقاب بنکر قبہ بارگاہ پہ بیٹھیں کنیزیں گرد پھر رہی ہیں
ثریا سارے لشکر کی خبر لے رہا ہی مگر بہران جادو جو جبار سے اقرار کر کے چلا لشکر بادشاہ
میں پہونچا پھرتے پھرتے سامنے بارگاہ بادشاہ کے پہونچا دیکھا کہ قبہ بارگاہ پر ایک عقاب
بیٹھا ہی اور کنیزیں بارگاہ کو گھیرے ہوئے پھر رہی ہیں حاضر باش و ناظر باش کی صدا بلند ہو کر
ہوا کبھی قریب بارگاہ کے آتی ہی تو کترائی ہوئی ہٹ جاتی ہی بہران نے نقل کے نیچے آکر دونوں
پانوں زمین پہ مارے غرق زمین ہوا نقب سحر کاٹتا ہوا چلا بارگاہ میں آکر سر نکالا دیکھا بادشاہ
اسلام سو رہے ہیں سپر و شمشیر پہلو میں رکھی ہی بہران نے دور سے سحر کیا بسبب لوح کے تاثیر نہ کی
بہران سمجھا کہ میرے سحر میں مبتلا ہوئے جھپٹ کے قریب پلنگ کے آیا چاہا لوح اتار لوں
بادشاہ نے عالم خواب میں دیکھا کہ ایک بارگاہ میں جلسہ آراستہ ہی خیال کر کے دیکھا قباد شہریار
کو مسند پہ پایا فرماتے ہیں کہ ای فرزند طلسم کشائی میں یہ غفلت بادشاہ نے آنکھ کھول دی دیکھا کہ ایک
ساحر کھڑا ہی لوح پر ہاتھ بڑھاتا ہی بادشاہ نے کلائی پہ ہاتھ ڈال دیا جھٹکا دیکر ایک طمانچہ مارا کہ سر
بہران کا اڑ گیا مرتے ہی بہران کے ایک ہلڑ ہوا آواز آئی کہ کشتی مرا نام من بہران جادو بود
یہ آواز سنکر محبوب قبہ بارگاہ سے اتر آئی بادشاہ نے فرمایا کہ اگر میں بیدار نہ ہوتا تو لوح لیجاتا

محبوبہ نے کہا کہ اب حضور آرام فرمائیں کنیز نے زمین کو سحر بند نہیں کیا تھا یہ کہکے زمین پر
سحر کیا زمین سنگلاخ ہوگئی لاشہ بہران کا پھنکوا دیا بہرکا رونے نے یہ خبر شیاد کو پہونچائی کہ بہران
مارا گیا بارگاہ بادشاہ میں پہونچا تھا بادشاہ بیدار تھے ایک طمانچے میں کام تمام کیا جبار نے
کہا کہ اب صبح کو میں سمجھ لونگا وہ سحر کرونگا کہ زمین ٹھہر جائیگی آسمان سے آگ برساؤنگا چار پہر شب
اسی خیال میں گذری جس وقت کہ ساحر شب گرد زرین پوش قلعہ مشرق سے نمایاں ہوا جھولی ضیا
کی گلے میں ڈالے ہوئے چرخ زبرجدی پر آیا جبار لشکر گران ایک میدان میں پہونچا لشکر کو جمایا
بادشاہ بھی سامنے سے آئے لشکر سے چالیس قدم آگے بڑھکر کھڑے ہوئے نقیبوں نے نقابت
کی کیفیت کڑکا کھٹکے جبار نے اشارہ کیا آتشبار جادو کہ وزیر اعظم ہے اژدہا بڑھا کر نکلا پکار کر آواز دی
کہ جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے بادشاہ نے مرکب بڑھایا کہ محبوبہ آکر قدموں سے لپٹ گئی عرض
کی کہ او شہریار حضور تکلیف نہ فرمائیں کنیز اس سے جاکر مقابلہ کریگی بادشاہ نے فرمایا کہ اے محبوبہ
ساحر زبردست میدان میں بلبلا رہا ہے ایسا نہو کہ تم کو کوئی صدمہ پہونچے میں اس ملعون کا سر لاتا ہوں
یہ کہکے بادشاہ بڑھے سامنے آتشبار کے آئے آتشبار نے سحر کیا بادشاہ پر آگ برسنے لگی اسقدر آگ
برسی کہ تمام جنگل آتش بہار ہوگیا درخت جلنے لگے زمین سے شعلے نکلنے لگے مگر بادشاہ پر تاثیر نہوئی
کوئی شعلہ قریب نہ آیا جو شعلہ بڑھا فوراً پانی ہوکر غائب ہوا بادشاہ گھوڑا اڑاتے ہوئے طرف
آتشبار کے چلے آتشبار نے دیکھا کہ میرا سحر خالی گیا ایک دستک دی اور آواز دی کہ اے رنگین مزاج
آکر اپنا رنگ جما بادشاہ کو شعبدہ دکھا دیکھا صحرا سے ایک نازنین یہ اشعار پڑھتی ہوئی آتی ہے نظم

لاکھوں میں اک پسند کیا تو نے یار دل ۔ امیدوار رہ گیا امیدوار دل
ٹھہرائیں کس کو ٹوٹ کے نہ جب بے قرار دل ۔ بجلی پہ ہو تلاش [illegible] ہی سوار دل
دو گھڑی بھی ہجر آپ کا ہو ناگوار دل ۔ آخر کہاں رہے ہے مرا ناگوار دل
رونے لگے وہ سنکے مصیبت ہو ہجر کی ۔ پہلو میں نہیں پڑا ہے اب اپنے اختیار دل
مشکل ہے آسکا دل [illegible] سے نکالنا ۔ جسکا ہے یہ ارادہ کہ دوں لاکھ بار دل
جو یار کی نگاہ ہے کھٹی ہے مے نہیں ۔ پھر کون لے گیا مرے پروردگار دل
دیکھوں کسی کی نرگس بیمار دیکھ کر ۔ کیونکر بچا سکے رکھتے ہیں پرہیزگار دل

پایا یہاں سے جا کے جو پہلو سے یار نے
تھوڑا سا دے کے ہمیں کچھ وہ صبر و قرار دل

سمجھا تمھارا حضرت ناصح کا غیر کا
تا حشر ایک ہو نہیں سکتے یہ چار دل

اُسنے کبھی پھیر لیگا ہماری طرح یہ آنکھ
شکر خدا ملا ہمیں بے اعتبار دل

کیا دوں نشان اپنے دل گم شدہ کا میں
پاس اُنکے جیسا اور بھی ہیں بے شمار دل

اُس بے وفا سے ذکر بھی کرنا نہیں کبھی
بھولا ہوا ہے جسکو مرا یادگار دل

اچھی طرح کٹے شب تنہائی فراق
دیدو تو رات بھر کے لیے مستعار دل

پیشے سے بڑھ کے مجکو جو پایا ہے شوق طبع
دیکھو تماشہ مجھ سے بدلتا ہے یار دل

اپنا کسی نے اُنکو بنا کر ستم کیا
جان اپنی بے وفا بھی تو بے اعتبار دل

رکھیں کہاں چھپا کے تمنا سے قتل کی
مجروح سینہ ہے ایک کلیجہ فگار دل

انصاف کی جگہ ہے کہ بے مجھ سے چھین لینا
تیرا دیا ہوا ہے مرے پروردگار دل

دم یار کا جو سینے میں رہکر بھرے جلال
اُس ایک ایک دم پہ تصدق ہزار دل

اس طرح کے اشعار وہ نازنین پڑھتی ہوئی سامنے بادشاہ کے آئی جونہی بادشاہ کو توجہ ہوئی کہ اس سے بات کرون مجیب نے پکار کر آواز دی کہ حضور لوح ملاحظہ کرین یہ وقت غفلت نہیں ہے بادشاہ نے لوح کو ملاحظہ کیا نوشتہ پایا کہ اسکے سامنے لوح چمکا دو بادشاہ نے لوح کو چمکایا جیسے ہی لوح چمکی اس نازنین نے ایک چیخ ماری منھ سے شعلۂ آتش نکل جلنے لگی جلتے جلتے آواز دی کہ ای جنیار آتشخوار تیرے قتل کا زمانہ قریب ہے مجکو بلا کے ذلیل کیا کنیز سامری سے باز آ چلی اب تا بہ دربار سامری رسائی تمھاری دشوار ہے کہ وہ کا دشمن بیکار ہے یقین ہے کہ روح سامری کو بھی رنج ہو ایسے ایسے کلمات کہکر وہ نازنین جل کر خاک ہوئی بادشاہ نے لوح کو ملاحظہ کیا اُسمین نوشتہ پایا کہ بدون قتل جنیار اس جنگ سے نپٹنا اگر یہ نکل جائیگا تو بڑی آفت برپا کریگا سامنے جہان دیدہ ہے بادشاہ جمجاہ لیتے ہوئے طرف جنیار کے متوجہ ہوئے جنیار نے جو بادشاہ کو آتے ہوئے دیکھا فوراً دستک دی پکار کر آواز دی کہ یا خداوند ہفت پیکر دیکھیے میں سطوت مغلوبہ میں پھنس گیا آپکے غلام کو بچائیے یقین ہے کہ بادشاہ آپ تک پہونچین گے یہ کہکر جو جنیار پٹتا ہر مرتبہ ہفت پیکر کا نام لیتا ہے اور آواز دیتا ہے کہ یا خداوند جلد آئیے کہ آسمان پر ایک

بلکہ ایک سیاہ پیدا ہوا صدا اسمین ہیبت آمیز نکلین آواز آئی کہ ای بندہ بے ادب کیون گھبراتا ہی جو
طلسم کشا آیا ہوتا تب تو نے عرض شہ کی یہ آواز آکر وہ لکہ ابر لہرایا سر پہ جبار کے آگے پھٹا تب
دیکھا کہ ایک زنگی سیاہ رو تیرہ درون ترسول ہاتھ مین اشتر بار لیئے ہوئے نعرے کرتا ہی کہ منم
فرستادہ ہفت پیکر ای بندہ خاکی کیون گھبراتا ہی قدرت نے مجکو بھیجا ہی کہ تجکو مصیبت سے
بچاؤن یہ کہکے وہ زنگی زمین پر آیا للکارتا ہوا قریب بادشاہ کے پہونچا پکار کر آواز دی کہ ای شیر بیشہ
قبرستان و ای بادشاہ اسلام مجھ سے مقابلہ کیجیے یہ کہکے نیزہ ہلانے لگا اپنے فنون سپہ گری
دکھانے لگا بادشاہ نے نیزہ اُٹھایا زنگی سے نیزہ چلنے لگا زنگی ہر مرتبہ چاہتا ہی کہ زیر شکم
مرکب بادشاہ گھس جاؤن اور مرکب سمیت بادشاہ کو اُٹھا لون بادشاہ زیر مرکب نہیں آنے دیتے
نیزہ کا ٹھکر کھینچ مارا نیزہ زنگی کے ہاتھ سے نکل گیا زنگی نے جست کرکے نیزہ روک لیا کئی مرتبہ بادشاہ
نے اسکے ہاتھ سے نیزہ نکالا زنگی انتہا کا چالاک و چست ہی جب زنگی نے کئی مرتبہ نیزہ روکا
بادشاہ نے اشارے سے محبوب کے لوح طلسمی پر نگاہ ڈالی نوشتہ پایا کہ لوح چمکاؤ جب زنگی
ساکت ہو تو لوح کو اسکے جسم سے مس کرو تب یہ مارا جائیگا جیسے ہی زنگی نے جست کرکے نیزہ
مارا بادشاہ نے لوح کو سامنے کیا لوح کا عکس جو چہرے پر زنگی کے پڑا زنگی خاموش ہوکے کھڑا
ہوگیا بادشاہ نے لوح اُسکے جسم سے مس کی زنگی نے ایک چیخ ماری چیخ مارتے ہی جلکر خاک ہوا
آواز آئی کشتی مرا نام من تاریک جادو بود جب وہ جلکر خاک ہوا تو بادشاہ پھر لڑنے لگے عین گرمی
جنگ مین جبار بیقرار ہوا اسکے منہ سے شعلہ آتش نکلے وہ شعلے صحرا مین جاکر غائب ہوئے دیکھا
سب نے کہ صحرا سے گرد اُڑی ایک جوان قوی تن قوی ہیکل گینڈے پر سوار پیدا ہوا پکارتا ہوا کہ ای
جبار کس مصیبت مین ہی مجکو قدرت نے بھیجا ہی مین طلسم کشا کو پکڑ لونگا یہ کہکے گینڈا بڑھاتا ہوا قریب
بادشاہ کے آیا نیزہ مارا بادشاہ نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا چند ضربین رد و بدل ہوئی کہ ناگہان
ایک طائر نے آواز دی ای طلسم کشا لوح کو بغور ملاحظہ کرو جو حکم دے وہ بجا لاؤ بادشاہ نے
گھوڑا پیچھے ہٹایا اس آواز سے دل کو تقویت ہوئی لوح کو ملاحظہ کیا نوشتہ پایا کہ اسم حاشیہ لوح
پڑھکر دم کرو وہ پہلوان نمود ہے بود طلسم ہی بادشاہ اسلام نے اسم حاشیہ لوح پڑھا جیسے ہی پڑھکر
دم کیا اُس پہلوان نے آواز دی کہ ای طلسم کشا تو نے ستم کیا یا تو لڑ رہا تھا یا گینڈا پھیر کر بھاگا بادشاہ نے

تعاقب کیا چاہتے ہیں کہ جاکر پکڑلوں کنارے پر گنبد مسافری کے ایک کنواں تھا وہ جوان اس میں
پھاند پڑا اس جوان کے غائب ہوتے ہی بادشاہ نے پلٹ کر دیکھا کہ وہی جن جو بشکل طائر تھا
بشکل اصلی قریب آکر پہونچا کہا اے شہریار آپ کے تصدق سے میں نے رہائی پائی جبار نے
پھر فوج کو اشارہ کیا اتنی فوج بلوہ کرکے بادشاہ پر چلی اس جن نے پھر آواز دی کہ اے شہریار لوح
دیکھیے بادشاہ نے لوح دیکھی نوشتہ پایا کہ اے فتاح طلسم وائے سیار اس عجائبات اس کسی پر تلوار
کھینچو لوح کو جبرکا لیے ہوئے اپنے کو قریب جبار کے پہونچاؤ بادشاہ نے لوح کو جنبش دی معلوم
ہوتا تھا کہ گرد ہالہ نور بیچ میں بادشاہ اسلام اس طرح بادشاہ لپٹتے ہوئے لوح کو گردش دیتے ہوئے
قریب جبار پہونچے جبار نے کئی سحر کیے جب کچھ تاثیر نہ ہوئی تلوار نیام سے کھینچی خبردار خبردار کہکر
ہاتھ تلوار کا مارا بادشاہ نے تلوار کو تلوار سپر روکا اچھا وے سے ہاتھ نکال کر وار کیا جبار نے چاہا
کہ نکل جاؤں لوح کی برکت سے زمین نے پاؤں جبار کے تھامے تلوار تڑپ کر گری سپر کٹی
سپر کو کاٹ کر تلوار چلی پانو قبضہ سپر پہ جھکی تھی پار سر تک جاکر بوسہ دیا خاک اڑی آواز آئی کہ
کشتی مرا نام من جبار آشتخوار بادشاہ طلسم جبار بود بعد قتل جبار بادشاہ نے تلوار روکی
ساحران باقی ماندہ کو امان دی جن نے عرض کی کہ میں جاکر آپ کے لشکر کو خبر کردوں بادشاہ نے
کہا کہ بہتر ہے جاؤ جن روانہ ہوا جاکر لشکر کو خبر دی فیروزہ بن عمرو لشکر لیکر چلا بادشاہ قلعہ میں
آئے ایک مرد بزرگ کچھا کنجیوں کا لیکر سامنے آیا عرض کی کہ میں خزانہ دار طلسم ہوں بادشاہ نے
کوٹھے کھلوائے کئی ہزار خفتان مرصع نگار نکالیں خلعت شاہی خود زیب جسم کیا اور فیروزہ
کو بہت کچھ اسباب دیا سرداروں کو لباس بانٹے اب بارہ ہزار جوان مرصع پوش تیار ہو گئے
بادشاہ نے محبوب کو یہاں کا بادشاہ کیا فرمایا کہ کل ہم کوچ کرینگے طلسم ہفت پیکر کتنی دور
ہے محبوب نے عرض کی کہ تیسرے دن حضور سامنے قلعۂ طلسمی کے پہونچیں گے اندر داخل ہونے
کا اختیار ہے خبریں سنی ہیں کہ در قلعۂ طلسم پر ہزارہا بلائیں نازل ہیں بادشاہ نے فرمایا اُن
بلاؤں کو دفع کرنے والا پروردگار ہے رات ہی کو حکم کوچ دیا صبح کو سب لشکر تیار ہوا بادشاہ
سوار ہوئے ایک جانب ثریا کے تاجدار افسر لشکر شیر ساحران ایک جانب ملکہ گلعذار
سرو شمشاد قد جب لشکر چلنے لگا تو محبوب سوار ہوئی سامنے بادشاہ کے آئی اور عرض کی

اگر اے شہریار کنیز ضرور ساتھ جائیگی بڑے افسوس کی بات ہے کہ اس طرح سے لشکر چلا اور یہ کنیز نو ساتھ نہ ہو لونڈی کا عجب حال ہے قلب پر ہجوم غم و ملال ہے نظم

عشق کی چوٹ کا کچھ دل میں اثر ہو تو سہی
درد کم ہو کہ زیادہ ہو مگر ہو تو سہی

دیکھوں نشتر زن دل انکی نظر ہو تو سہی
چھیڑ کچھ اسکے مژہ دیدۂ تر ہو تو سہی

آہ کھنچی ہے کیسے ڈھونڈھوں اثر ہو تو سہی
نہ ملے آپنے تلاشی کو مگر ہو تو سہی

دیکھنا لیتی ہیں کیا دل کی تمنائیں قصاص
جوشش گریہ سے بھلا خون جگر ہو تو سہی

تیر ہو جائے کہ برچھی کہ کٹاری کہ چھری
دل میں گھر کرنے کو کچھ تیری نظر ہو تو سہی

دل کو کیا دخل لٹے یار جو محبوب شب وصل
خبر سمجھونگا کوئی رانج نشہ ہو تو سہی

زلف کی جھوناک اٹھائیگی یہ ہنگام خرام
قابل اسکے تری بل کھائی کمر ہو تو سہی

دیکھنے گا جو مری داور محشر ...
عرصۂ حشر میں اچھا وہ نظر ہو تو سہی

اب عمل کوئی پڑھے تا میں کروں سنگ عمل
سینہ ناصح میں کسی طرح اثر ہو تو سہی

دل کی خواہش ہے کہ مہمان بلاؤں اسکو
کہتی ہے خانہ بدوشی کہیں گھر ہو تو سہی

روک لوں آنکھوں ہی میں آسکے نہ بڑھنے دوں کو
دل میں آتا ہے کوئی اسکو خبر ہو تو سہی

کیوں فلک وصل کی شب کبھی نہ ملیں یار سے ہم
شام سے ہی یہی دھمکی کہ سحر ہو تو سہی

دے اجازت پس پردہ ہی ٹھہرنے کی ہمیں
جلوہ گہ میں ترے کچھ پیش نظر ہو تو سہی

اپنی کیفیتیں دکھلاتا ہے مجھ مست کو کیا
جام جم سے ملے مراد نظر ہو تو سہی

یہی قاتل سے ہے اظہار کا پہلو اچھا
آرزو دل کی کوئی زخم جگر ہو تو سہی

قطع یہ فصل کی امید ہی ہو کاش جلال
زیست ایام جدائی کی بسر ہو تو سہی

بادشاہ نے ملکہ محبوب کو گلے سے لگا لیا فرمایا کہ اے محبوب تمکو ساحروں پر فتح کیا گلعذار وسمن و شمسا و قمر و محبوب نے جو لشکر ساحران و غیر ساحران کا شمار کیا تو تین لاکھ ساحر اور چار لاکھ غیر ساحر قرار پائے لشکر نے بڑے زور و شور سے کوچ کیا بادشاہ نے فیروزہ بن عمرو کو ساتھ لیا شکار کھیلتے ہوئے چلے کہ تیسری منزل ہی بادشاہ نے صحرا میں آکر ایک آہو کو شکار کیا ٹہل رہے ہیں کہ فیروزہ بن عمرو آئے تو آگے بڑھوں دیکھا سامنے ایک آہو بھیجا تا ہو آتا ہے

بیٹھے پر تیر پڑا ہوا مگر تیر نے خطا کی کہ دوسرا نہ ہین ہوا بادشاہ نے تیر مارا کہ آہو گرا بادشاہ نے
اُسکو بہ قربانی پہونچایا تیر کو نکالا رومال سے خون پاک کیا چاہتے ہین نام پڑھون حیران اُسکو
لاحظہ کر رہے ہین کہ صحرا سے گرد اڑی ایک نقابدار مرصع پوش کو دیکھا کہ گھوڑے کو اُڑاتے ہوے
آتا ہی آتا شکار جو قریب بادشاہ کے دیکھا چھلا کر نزدیک آیا کہا کہ کیون اے اجل گرفتہ میرے شکار
کو کیون شکار کیا بادشاہ نے فرمایا کہ صحرا مین کیا کسی کا اجارہ ہی شکار جب سامنے آیا تیر مار دیا آپ
اُٹھا کر لیجاؤ بلکہ دو تین آہو موجود ہین نقابدار نے کہا کہ کیا مین پارچہ گوشت کا محتاج ہون
تو نے میرا مزا کھو دیا مین تیرے شکار کرونگا یہ کہکے تیغ ہلالی نیام سے کھینچا بادشاہ پر ہاتھ مار دیا
بادشاہ نے بازو بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈال دیا جھٹکا مار کر تلوار چھین لی کمر مین ہاتھ ڈال کے اٹھا لیا
مکان جو پہونچی بند نقاب ٹوٹے بادشاہ کی نگاہ پڑی کہ ایک نازنین پری پیکر رشک قمر سمن بر
سراپا محبوب مرغوب ہی ہاتھ کانپا بادشاہ لہرا کر گرے رعب حسن و جمال سے بیہوش ہو گئے
اُس نازنین نے بھی جو جمال بیمثال بادشاہ دیکھا بیقرار ہو گئی فرش خاک پر بیٹھی سر اٹھا کر
زانو پر رکھا زلف عنبرین کی بو سنگھائی دماغ مین بادشاہ کے جو بوے زلف معنبر پہونچی
اُسنے کام لخلخے کا کیا بادشاہ نے آنکھ کھولی زیر سر تکیہ زانوے محبوب پایا دماغ اپنا عرش اعلیٰ
پر پہونچایا اپنے کو سنبھالا مشکل اُٹھے فرمایا کہ اے شہنشاہ خوبی و اے سرو روان باغ محبوبی
تمھارا نام نامی و اسم گرامی کیا ہی گل کس گلستان کی ہو ماہ کس آسمان کی ہو اپنا تو حال یہ ہی نظم

قفصی کب تا ہی کہ مرغ روح قید تن مین ہی ۔ جان بدن مین ہی بدن آغوش پیراہن مین ہی
رو رہا ہی وہ بھی میرے اضطراب اشک پر ۔ کوئی آنکھون مین تڑپتا ہی کوئی دامن مین ہی
انقلاب لیا دکھا اے لطف قاتل آج تو ۔ زخم مین آئے جو وہ ڈورا دیدۂ سوزن مین ہی
بعد مردن دیکھنا دیوانگی کا سیر اوج ۔ ماہ نو ہوگا وہی طوق آج جو گردن مین ہی
خاطر صافی مین تیری کس طرح سے آئیگا ۔ وہ جو میرے قتل کا کینہ دل دشمن مین ہی
گرد کدی ہو سنے لگی پاسے نگاہ یار مین ۔ فرش نظارہ جو اپنا دیدۂ روزن مین ہی
بعد مردن آرزو لیکن خاک سے پیدا ہو ہر ۔ میرا لاشہ صورت دل سینۂ مدفن مین ہی
خون رولے عمر بھر اغیار صورت دیکھ کر ۔ میرے زخمون کا تماشا پنجۂ جوبن مین ہی

زخم کے دہن میں ہی قاتل چھینگا خنجر سے
سمجھ گئے پر کبھی یہ نخل شمع دیکھو صبح تک
لگ گئی یہ خاک کس کے جیتے پاؤں میں
اٹھا دیا سولی سے کر دیا روشن ضمیر
باغ ہستی کی ہوا سے سیر کیا ہی نسیم

چشم کی صورت جو حلقہ جوہر آئینہ میں ہی
آشنا کا خون لگن کے گوشہ دامن میں ہی
اک بگولا سا ہری گرد بہم کوسوں میں ہی
کھل گیا ہم افسانہ بہ شکوہ دل یا طبل میں ہی
بو بستان کا گلشن میں ہی

بادشاہ نے جو یہ اشعار عبرت آثار سامنے اس مہ جبین کے پڑھے اس مہ جبین نے تھرا کر اپنا
سر جھکا لیا کہا کہ اے شہریار اس کنیز کا نام ریحان صندلی پوش ہی یہان سے قریب ایک قلعہ
کہ اسکو قلعہ صندلی پوشان کہتے ہین اغراض صندلی پوش باپ میرا وہان کا حاکم ہے
پہلوان بے نظیر ہی بیرون قلعہ میرا باغ ہی ریحان گلرنگ باغ کا نام ہی مین برائے شکار نکلی
تھی اس طرف گذر ہوا آپ تک قسمت نے پہونچایا اگر منظور ہو تو میرے باغ مین تشریف
لے چلیے بادشاہ فوراً سوار ہوے ساتھ اس مہ جبین کے چلے تھوڑی دور گئے تھے کہ کنیزان ریحان
کی نمایان ہوئین انھون نے دیکھا کہ ایک جوان آفتاب جمال ملکہ کے ساتھ ہی حیران جمال و محو دیدار
ہوئین آپس مین کہتی تھی کہ ایسا جوان سج دار ویسا ہی وضع آج تک نگاہ سے نہین گذرا
کنیزون نے گھیر لیا ایک کنیز سفری گلپوش نام قریب بادشاہ کے آئی نام پوچھا یہ بھی معلوم
ہوا کہ طلسم ہفت پیکر مین جابجا آئے صاحبقران داخل طلسم ہو چکے طلسم کشا کا بھی نام ظاہر ہی
اس کنیز کو یہ سنکر بہت ناگوار ہوا کہ اپنے دشمن کو ملکہ ساتھ لیکر چلی ہین ہمارا بادشاہ تو دل سے
ان لوگون کے نام کا دشمن ہی کیونکہ ان سب نے طلسم ہفت پیکر پر حملہ کیا ہی اس جوان کو ہاتھ سے
اغراض کے قتل کراؤن یہ سوچ کر ساتھ سے ہٹی طرف قلعہ صندلی پوشان کے چلی دو کوس
راستہ طی کیا تھا کہ سامنے سے گرد اڑی دیکھا کہ اغراض برائے شکار گیا تھا پلٹا ہوا آتا ہی کنیز کو
دیکھکر آواز دی کہ اے سفری کہان سے آتی ہی کنیز نے سب حال بیان کیا کہا کہ آپ کی صاحبزادی
بادشاہ اسلام کو باغ مین لائی ہین یہ سنکر اغراض کانپ گیا کہا کہ ان مسلمانون نے سب جگہ
ویران کر دین مگر اس شخص کو یہان موت لیکر آئی ہی ابھی چل کر قتل کرتا ہون اس گیسو بریدہ سے
بھی ملکر ... یہ کہہ کے سفری کو ساتھ لیا طرف باغ کے چلا یہان ملکہ بادشاہ کو لیے ہوے

باغ مین آئین مسند پر بیٹھایا گائنون کو بلایا گائن سامنے بیٹھکر یہ غزل عاشقانہ گانے لگی نظم

رشک عدو مین دیکھو جانتا گنوا ہی دینگے
لو جھوٹ جانتے ہو اک دن دکھا ہی دینگے

آواز کی طرح ہم بیٹھین گے آج اے جان
دیکھین تو آپ کیونکر ہمکو اٹھا ہی دینگے

اڑ جاؤنگا جہان سے عاشق کا رنگ ہوکر
نقش قدم نہین ہون جسکو مٹا ہی دینگے

غیرون کی جستجو کی مدت سے آرزو ہے
یہ یاد وہ نہین ہے جسکو بھلا ہی دینگے

خاموش گفتگو مین افسردہ آرزو مین
وہ دل نہین ہمارا جسکو ہنسا ہی دینگے

شعلے نکل رہے ہین ہر استخوان سے اپنے
شمعین یہ وہ نہین ہین جنکو بجھا ہی دینگے

اس خاک تک پہونچکر پھرنا نسیم مشکل
ہون اشک افتادہ کیونکر اٹھا ہی دینگے

گائن گا رہی ہے ہنگامۂ عیش و نشاط گرم ہے کہ گرد سے باغ کے گرد اڑی اور دوڑی ہوئی آئی
کہا آپکے باپ نے آپکے باغ کو گھیر لیا ہے آپ سے آپکے باغ مین آتے ہین یہ سنکے
بادشاہ اسلام اٹھے مسلح و مکمل ہوکر بیرون باغ تشریف لائے اغراض نے جو بادشاہ جمجاہ
کو آتے ہوئے دیکھا جمال جہان آرا دیکھکر دنگ ہو گیا جھک کر سلام کیا کہا کہ اے شہریار آپ سے
بڑی گستاخی کی مگر اب میرے اور آپکے مقابلہ ہو جو غالب آئے مغلوب اطاعت کرے یہ
سنکر بادشاہ نے فرمایا بدل و جان قبول ہے اغراض نے نیزہ مارا بادشاہ نے چند ملعونون مین نیزہ
اسکا ہوائی کیا اغراض نے قبضہ پر ہاتھ ڈالا بادشاہ نے فرمایا کہ اے پہلوان دوران و اے رستم زمانہ
لڑائی مین تلوار کی خوف ہلاکت ہے لہذا ہمارے تمہارے کشتی مین امتحان ہووے اغراض
فوراً گھوڑے سے کودا بادشاہ بھی گھوڑے سے کودے دامن گردان آستین چڑھا آپس
مین کشتی ہونے لگی ملکہ کوٹھے پر سے دیکھ رہی ہین کہ بادشاہ جمجاہ اتنے بڑے پہلوان سے
یہ لطف لڑ رہے ہین اگر وہ دس قدم ریل کر لیجاتا ہے تو بادشاہ بارہ قدم ریل کر لیجاتے ہین
جس مقام پہ گھڑی دو گھڑی اٹک کر لڑتے ہین اسقدر پسینہ جاری ہوتا ہے کہ کیچڑ ہو جاتی ہے
دوپہر تک اغراض بادشاہ جمجاہ سے برابر لڑا جب زوال آفتاب ہوا زوال زور اغراض ہونے لگا
بادشاہ اسلام زیادتیان کرنے لگے جس مقام پر پکڑ لاتے دو دو گھڑی نکلنے نہ دیتا اغراض
اپنی زندگی سے مجبور و ناچار ہو رہا ہے چاہتا ہے کسی طور سے چھوٹون وعدہ کل کے وعدے

کچھ نہ کر سکیں اغراض نے کہا کہ اے نور نظر میں نے بہادری ختم کی مگر جملہ فنون میں اُسکو [illegible]
اور غالب پایا ناچار ہو کے تمکو لڑوایا خیال کر کے جو دیکھا تھا ابھی وہی حال [illegible]
کی کرامات کو نہ لڑتے اگر رات کو لڑتے تو تمکو وہ زیر کر لیتا اب میں اُس سے نہ لڑاؤنگا کیوس نے
کہا کہ آپ کا جی چھوٹ گیا مجکو تو ابھی حوصلۂ جنگ باقی ہے کہ باغ میں چلا البتہ ناگوار ہوا [illegible]
وہ اندر گیا کنیزوں نے آ کر گھیر لیا ملکہ بھی کوٹھے سے دیکھ رہی تھی دیکھتے ہی کوٹھے سے اُتر آئی
میں نے خود اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ اُسنے ہاتھ میں ہاتھ ڈال دیئے تیوری سے معلوم دیتا تھا کہ
وہ اس جوان پر جان دیتی ہے کس اعزاز و اکرام سے باغ میں لے گئی پھر کیوس نے کہا کہ میں ابھی
جاتا ہوں جا کے صحبت کو درہم و برہم کرونگا چین سے نہ بیٹھنے دونگا آفت برپا کرونگا یہ کہہ کے
ہتھیار سنبھالنے لگا اغراض نے کہا کہ اے فرزند باہر کچھ نہ کر سکے اب اندر جا کے کیا کرو گے
کیوس نے کہا کہ یہ مقدمہ دور کا تھا میں تلوار سے لڑونگا یہ کہہ کے تلوار لیا ہوا چلا ہر چند کہ
باپ نے منع کیا مگر کیوس نے نہ مانا چند پہلوان بھی اسکے ساتھ ہو کے اُٹھے کہا کہ ہم بھی آپکے
ہمراہ چلینگے کیوس نے اُن سب سے کہا کہ کسی کا کام نہیں یہاں ملکہ نے بادشاہ اسلام کو مسند پر
بٹھایا اسباب عیش و نشاط طلب کر رہی ہیں چاہتی ہیں کہ شراب وغیرہ تیار ہو تو میں بھی
پہلو میں بیٹھوں گانے والیوں کو بلا رہی ہیں گانیں ساز درست کر رہی ہیں کنیزیں گذریاں شراب کی
لا کر رکھ رہی ہیں کہ در باغ پر بلوا ہوا ملکہ نے کہا کہ ارے خبر تو لاؤ یہ کیسا ہنگامہ ہے دیکھا ایک
سامنے سے روتی ہوئی آئی سر سے خون بہتا ہوا سامنے آکر گر پڑی کہا کہ حضور رعایا کی جان [illegible]
آپکا سپاہی کیوس شمشیر برہنہ ہاتھ میں لیے ہوئے اندر باغ کے آتا ہے میں نے روکا
میرے ہاتھ تلوار کا مار دیا دیکھیے سر زخمی ہوا کنیزیں روک رہی ہیں نہیں رکتا کنیزوں کو قتل کرتا ہے
ہیں فرماتے ہیں کہ اُس گیسو بریدہ کو قتل کرونگا باغ میں چین سے نہ بیٹھنے دونگا یہ خبر سنتے ہی
سنکر بادشاہ اسلام مسند سے اُٹھے فرمایا کہ اے ملکہ عالم آپ کا بھائی مجھ سے [illegible] نہیں ہے تو
جنگ کشتی کا طالب تھا کیوں مجکو چھوڑ کر چلا گیا ملکہ نے دامن پکڑا کہا کہ اے شہریار وہ بڑا خونخوار
ہے کنیزوں کو مارا ایسا نہ ہو کہ حضور کو کوئی چشم زخم پہونچے تو میں کیا کروں وہ لوگ ہمیشہ سے
خون کے پیاسے ہو رہے ہیں آپ کی وجہ سے کچھ نہیں کر سکتے جس وقت آپ

کیا آفت برپا کرینگے یہ لیتی ہوئی جاتی ہی کہ ساتھ چلون بادشاہ نے بغصہ فرمایا کہ ای ملکہ عالم
ان باتون مین دخل نہ دو اگر دخل دوگی تو ہمارے اقرار سے نہ بچے گی ملکہ سہم کر ٹھہرین بادشاہ
جھنڈے کے قریب دریا باغ آئے دیکھا کہ کئی کنیزون کے لاشے پڑے ہین پھاٹک سے ہین جٹا دھاری جوگی کلاہ
مین کیوس کھڑا ہوا اڑ رہا ہی بادشاہ نے للکارا کہ ای کیوس کیا جرأت دکھا رہا ہے ہوا ان بیچاری کنیزون نے
کیا بگاڑا تھا قتل کیا بادشاہ کو دیکھکر کیوس آگ ہوگیا تلوار کھینچے ہوے جھپٹا اس خیال مین کہ تیغ
برہنہ دیکھکر کہین گے بادشاہ سامنے آکر کھڑے ہوگئے کیوس نے ہاتھ تلوار کا مارا بادشاہ نے
کلائی پر تھپکی دی کہ تلوار بیٹھ گئی فوراً کلائی پر ہاتھ ڈال دیا ہاتھ مروڑ کر تلوار چھین لی وہی
تلوار اٹھائی کہ مین بھی وار کرون کیوس نے سمجھ لیا گڑگڑانے لگا کہا کہ مین آپ کی ملاقات کو
آتا تھا ان کنیزون نے مجھکو روک کر بد مزاج کیا تب مین نے کنیزون کو مارا مین تابعدار ہون آپکو
کو اختیار ہی خواہ آپ سے لڑے خواہ صلح کرے اب مجھے حضور سرفراز فرمائین بادشاہ جھجا
نے ہاتھ روک لیا کیوس لپک کے قدمون پر گرا اپنی حماقت کا عذر کرنے لگا کہا کہ آپ بارگاہ
مین تشریف لے چلیے میری بارگاہ الگ استادہ ہی آپکے ساتھ حاضر ہونگا خدمت کرونگا
بادشاہ اسکے ساتھ ہوے کیوس بادشاہ اسلام کو ساتھ لیکر چلا انغرض در بارگاہ پر کھڑا
دیکھ رہا تھا کہ بیٹے کو دیکھا ساتھ بادشاہ کے سرنگون چلا آتا ہی جب باہر آئے تو افسرون نے بھی
سلام کیا لا کر اپنی بارگاہ مین پہونچایا کہا کہ مین حاضر ہوتا ہون باپ کو سمجھانے جاتا ہون افسرون
کہا کہ شہریار کی خدمت کرو یہ کہکر دوڑا ہوا سامنے باپ کے آیا انغرض نے پوچھا کہ ای
فرزند کیا کہا کہا کہ ای باپ مین بادشاہ کو لنگا کر اپنی بارگاہ مین لایا ہون اب شراب پلا کر بیہوش کرونگا
آپ بھی میرے ساتھ چلیے ظاہر مین اطاعت کیجیے تھوڑے سے ہی عرصے مین گرفتار کرونگا پھر اس
شوخ دیدہ گیسو بریدہ کو بھی سزا دونگا باپ نے کہا کہ ای فرزند بیٹا مرتو جرأت کے سراسر خلاف ہی کہ
جو تو نے کہا اس ہمارے نے قبول کیا ایسے بہادر کے ساتھ دغا کرنا چاہیے کیوس نے کہا کہ کیا
کرین جرأت مین اس سے غالب نہین آتے آخر دم ملکو بلایا کیون بیٹھے ہین انغرض نے کہا کہ تمکو
اختیار ہی مین اس ملک مین ہرگز شریک نہونگا اور یہ نہ چاہونگا کہ تو کسے اسکو گرفتار کرے لیکن
بادشاہ لشکر اسلام اسی لائق ہی کہ اسکی اطاعت دل و جان سے کرین رفیق بنکر ساتھ رہین مین بھی
ج

ذلیل نہ ہونے دونگا اُسکی ذات سے مجکو یہ دن نصیب ہوا کہ میں صاحبقران عالیشان کا حکم
کہلاؤنگا میں سمجھے مکر نہ کرنے دونگا کیوس نے جھلا کر کہا کہ میں آپ کا سر کاٹ کر لیجاؤنگا اور
قدموں پر اُنکے ڈال دونگا اور کہونگا کہ باپ نے اطاعت نہ قبول کی میں آپکی محبت میں باپ کا
سر کاٹ لایا اغراض نے کہا کہ تیری کیا مجال ہے کہ میرا سر کاٹ سکے باپ بیٹے میں یہانتک تکرار
بڑھی کہ آخر تلواریں کھینچیں رفیق بھی جانبین سے آمادہ ہوئے دیکھا ہو سکا باپ بیٹے میں
تلوار چلنے لگی رفیق رفیقوں سے لڑ رہے ہیں پلٹنیں رسالے تیار ہونے لگے نقارے بجے بادشاہ
نے بیٹھے بیٹھے فرمایا کہ ارے دیکھو تو یہ کیا معرکہ ہے کیسا ہنگامہ ہو رہا ہے ہرکارے گئے پلٹ کر آئے
خبر مفصل بادشاہ اسلام سے عرض کی بادشاہ تلوار ٹیک کر اُٹھے دیکھا سارے لشکر میں ہنگامہ ہو رہا
ہے پیدل پیدلوں سے لڑ رہے ہیں سوار سواروں سے لڑ رہے ہیں بادشاہ للکارتے ہوئے پہلے
فوج کو منع کرتے ہوئے اُس مقام پر پہونچے کہ جہاں باپ بیٹے میں تلوار چل رہی ہے للکار اگر
او کیوس تیرے مکر سے میں آگاہ ہوا تجھ سے مقابلہ کر باپ پر کیوں تلوار کھینچی اغراض نے پکار
آواز دی کہ اے شہریار میں دل و جان سے آپ کا مطیع ہوں اُس مکار کی باتوں پر نہ جائیے گا
کیوس نے ہاتھ تلوار کا مارا کہ باپ کا سر زخمی ہوا چاہا کہ باپ کا سر کاٹ لوں بادشاہ اسلام نے
اپنے کو جلدی سے قریب پہونچایا اغراض کو پشت پر لیا سینہ سپر کر کے کیوس سے مقابلہ کیا
کیوس نے ہاتھ تلوار کا مارا بادشاہ جہجاہ نے تلوار کو تلوار پر روکا روک کر ہاتھ مارا کیوس نے
سپر کو چہرے کی پناہ کیا مگر تلوار جو تڑپ کر گری سپر کے دو ٹکڑے کیے سپر کو کاٹ کر تلوار جو گری پا
قبہ سپر پر جھکی تھی یا زمین کو بوسہ دیا کیوس کے گرتے ہی اغراض دوڑ کر قدموں سے بادشاہ
کے لپٹ گیا کہا کہ اے شہریار اچھا ہوا کہ یہ مغرور مارا گیا آپ کو مکر سے لگا کر لایا تھا خوب ہوا کہ مارا گیا
چاہتا تھا کہ آپ کو مکر سے گرفتار کرے مجھ سے کہنے لگا تھا کہ تم بھی چل کر مکر میں شریک ہو میں نے لاکھ
کر کے سمجھایا بگڑ گیا مجھ سے لڑنے لگا آخر اُسکی قضا آئی تھی واصل جہنم ہوا میں نے دل و جان سے
آپکی اطاعت کی بادشاہ جہجاہ نے اغراض کو اپنے ساتھ لیا اور باغ میں تشریف لائے ملکہ مہر نگار باغ
میں سجدے کر رہی ہیں باپ کو بھی ساتھ بادشاہ کے آتے ہوئے دیکھا جھک کر سلام کیا اغراض
نے کہا کہ اے نور نظر ہم تمہارے سبب سے دائرہ اسلام میں آئے مذہب حق پایا جسکی وجہ

دیکھا کہ بادشاہ صحبت عیش میں بیٹھے ہیں ایک مہ جبین لہ سرہ جبین پہلو میں بیٹھی ہے فیروزہ
نے وجد کیا کہ کیا یہ لوگ صاحب اقبال ہیں کہ یہاں جلسے ہیں معشوق ماہ چہرہ دلربا ہمراہ ہی ہیں فیروزہ
نے خیال کیا کہ اب یہاں میرے بیٹھنے سے لطف صحبت تخلیہ میں برہمی ہوگی اپنے دل میں یہ
سوچ کر باہر گیا کنیزیں وغیرہ اپنے اپنے مقام پر جا کر سوئیں فیروزہ بن عمرو بیٹھا دیکھا کیا پہرے
بادشاہ جا کر چھپر کھٹ پر سوئے جب پہر رات باقی رہی فیروزہ نے دیکھا کہ دیوار پر جست کر کے ایک
عیار آیا بادشاہ سمجھا کہ یہ نگاہ غور دیکھنے لگا فیروزہ سنبھل کر بیٹھا یقین ہوا کہ یہ عیار فکر میں بادشاہ
کی آیا ہے عیار جست کر کے دیوار سے اترا چھپٹا کر قریب چھپر کھٹ کے آیا بادشاہ کو بیہوش کیا
پشتارہ باندھ کر چلا فیروزہ نے چاہا کہ باغ ہی میں روکوں یا دوسرا سکو چاہئے دو دون یہ خیال
کر کے پیچھے آیا مگر جب تک فیروزہ سنبھلے سنبھلے وہ عیار کود گیا فیروزہ بن عمرو جست کر دیوار پر
پہونچا دیکھا کہ عیار چھپٹا ہوا جاتا ہے فیروزہ کودا اگر گرد کو اس عیار کی نظر دیا آگے مقام پر خیال
میں آیا کہ للکار کر اسکو روکوں سوچا کہ یہ آواز دونگا تو اور زیادہ تیز ہوگا یہ ایسا پہونچوں تو
حلقہ ہاے کمند ماروں مگر نہیں پہونچ سکتا ایک بونڈا گرد کا اڑتا ہوا جاتا ہے نہایت عیار
تیز رو ہے مگر فیروزہ بن عمرو کسی طرح تعاقب نہیں چھوڑتا ہے چلا ہی جاتا ہے دس کوس راستہ طے
کیا تھا کہ دیکھا صحرا میں ایک خیمہ اترا ہے بارگاہ کلان استادہ ہے عیار وہ مع بارگاہ میں گیا واسطے
بادشاہ کو مسلسل و مطوق کیا فیروزہ خدمتگار بنکر جب اندر بارگاہ کے پہونچا دیکھا کہ ایک
پہلوان قوی تن و قوی ہیکل مقام صدر پر بیٹھا ہے بادشاہ کو ہوشیار کیا ہے یہ شخص بادشاہ سے کہتا ہے
کہ کیوں اے بادشاہ اسلام تمنے کچھ خوف نہ کیا شاید تمنے میرا نام نہیں سنا ہے
میرا ہی نام ہے جس معشوقہ کو تم پہلو میں لیکر بیٹھے تھے وہ کئی سال سے میری منگیتر ہے باپ نے
اسکے میرے ساتھ نسبت کیا تھا تمکو کچھ ہمارا خیال نہ آیا کہ اسکا منگیتر کیا کریگا اسوقت میں تمکو
قتل کرونگا زندہ نہ چھوڑونگا بادشاہ اسلام نے جواب دیا کہ کیا بیہودہ بکتا ہے جو کچھ ہو سکے
قصور نکر یہ سنتے ہی پہلوان نے حکم دیا کہ جلاد کو بلاؤ جلاد باہر سے خنجر برہنہ لئے ہوئے آیا
آتے ہی بادشاہ اسلام کی گردن پر کہ اسکے کا خط دیا شاہ لگین لگا لے لگا اور یہ آواز دیتا تھا کہ اے
پہلوان دوران وائے گرفتار جہاں حکم ہو دل سے ذرا سمجھ بوجھ کر حکم دینا قتل کرنا میرا کام ہے

ستون بارگاہ پہ ہاتھ ڈالا ستون کو جنبش ہوئی بارگاہ لہرائی گرنے لگی بادشاہ اسلام بارگاہ کو گرا کر باہر نکلے ایک سوار کو مار کر گھوڑا لیا گھوڑے پر سوار ہو کر لڑنے لگے چاروں جانب سے فوج کفار نے ہلہ کیا بادشاہ جہاد نے بیتاب و بیقرار ہو کر دعا کی کہ اے خالق لیل و نہار و اے معین الضعفا و اے خالق یکتا اپنے بندۂ حقیر کو ان ظالموں کی ہیبت سے بچا لے ان بیدادگروں نے گھیرا ہے نظم

خدا آئینہ دل را کند صاف — بشوید سینہ را با آب الطاف
بہر بندہ کند حق کارسازی — بفضل و لطف و رحم و عدل و انصاف
بہر یک راز مولی رازدار است — بہر یک پردہ ذات اوست کشاف
زبانہا عاجز از تقریر دانشش — قلمہا قاصر از تحریر اوصاف
بشرق و غرب حکم اوست جاری — جہان محکوم او از قاف تا قاف
زہے واحد خداوند یگانہ — کہ شد ظاہر از و تعداد الطاف
جہان مداح او ممدوح دوران — خدا موصوف و جملہ خلق وصاف
زہے فرمان ملزوم الاطاعت — کہ باشد حکم او جاری باکناف
زحسنش جلوہ گر ماہ جہان تاب — ز نورش پرتو افگن پرتو اف
ظہور قدرتش گردد ہویدا — باقسام و بانواع و باصناف
کسے در بتکدہ بت می پرستد — کسے اندر حریم کعبہ طواف
خدا را ہر دو عارف می شناسد — بداند قیمت زر مرد صراف

بادشاہ نے جو یہ بات کہے دعا کی صحرا سے گرد اڑی دیکھا کہ نقابدار بادلہ پوش بارہ ہزار جوانوں سے آ کر پہونچا وہیں سے نعرہ کیا کہ ہاں اے کافران بیحیا و اے نابکاران پر دغا منم نقابدار بادلہ پوش یہ کہہ کر تلوار کھینچ کر اس طرح حملہ کیا کہ پہلے ہی حملے میں بارہ ہزار جوان مارے عیار نقابدار تن تنہا ہو کر قریب فیروزہ بن عمرو کے پہونچا برابر کھڑا ہو کے لڑنے لگا کئی سو عیاروں کو مار کے گرا دیا اور فیروزہ کا ہاتھ تھام لیا کہا کہ اے فیروزہ واہ کیا تعریف ہے تیری عیاری تمہارے ہی گھر سے نکلی ہے کیا کہنا کس خوبی سے اپنے آقا کو بچا لیا مگر ذرا ہوشیار رہو دیکھو احکام تیز رو آتا ہے احکام نے جو دیکھا کہ عیار نقابدار بادلہ پوش پاس فیروزہ کے پہونچ گئی ہے ایک پیچ میں سے مارے گئے

شاگردون کو لیکر چھپا عیار نقابدار نے فیروزہ بن عمرو کو ہوشیار کیا کہا دیکھو سنبھلو عیار آتا ہی کئی
سو سپاہیون نے ان دونون کو گھیر لیا مگر عیار نقابدار مثل برق کے تڑپ رہا ہی کئی سو سپاہیون کو مار کے
گرا دیا فیروزہ بن عمرو کو بچا رہا ہی جس عیار نے فیروزہ پر حلقے کمند کے مارے عیار نقابدار
نے حلقے کاٹ دیئے اُسی عیار کو جھپٹ کے مارا جب احکام نے دیکھا کہ عیار نقابدار بلائے
روزگار ہی کہا یارو اس ظالم کو گھیر لو عیار نقابدار پر حلقے کمند کے پڑنے لگے مگر عیار نقابدار
حلقہ ہائے کمند سے مثل برق کے تڑپ کر نکلتا ہی ایک مقام پر احکام نے حلقے کمند کے
مارے عیار نے دیکھا کہ حلقے کمند کے گردن و کمر مین آئے اپنے کو گرا دیا لوٹ مار کر نکلا نکل کے
جست کی سر پر احکام کے پہونچا اُترتے اُترتے خنجر مارا کہ عیار کا سر کٹ کر گرا سب سپاہی بھاگے
غلغلہ کرتے ہوئے کہ احکام تیز رو مارا گیا سلطنت جہلیل کمزور ہوئی عیار پر بڑا دعوی تھا کہ جہان کا
کام کر کے آیا دیکھو بادشاہ اسلام کو کیونکر جُل دیا اب پہلوانی کا مزہ رہا عیار نقابدار بادلہ پوش
احکام کو مار کر قریب اپنے آقا کے آیا پوچھا کہ ای آقا سے نامدار جنگ کا کیا طور ہی نقابدار نے کہا
کہ مین بادشاہ کے ساتھ لڑ رہا ہون اُن ہی کے طریقے پر چل رہا ہون کئی مرتبہ جہلیل سے مقابلہ
پڑا لوگ بیچ مین آ گئے مقابلہ رہ گیا میرا حریف ہوتا تو اب تک مار چکا ہوتا بادشاہ اسلام کے
جو کان مین آواز گئی سنبھل کر پشت مرکب پر بیٹھے جنگ رستمانہ کرتے ہوئے چلے جہلیل کو للکارا
کہ او نامرد ازلی اب سامنے نہین آتا میرے تیرے مقابلہ ہو جائے کہ دل مین تیرے جو حوصلہ رہے
پیشتر کہ جہلیل بڑھا اُدھر سے علمدار لشکر کفار آتا تھا کئی سو جوان اُسکے گرد جنگ کرتے ہوئے گھر کر
لشکر مین داخل ہوئے پھرا ہوا ہوا مین اڑتا ہوا جس مقام پر جم کر لڑے سو دو سو کو زخمی کیا مگر علمدار
نقابدار مین سے جو ایک زخمی ہوا دوسرے نے اُسکو اپنے گھوڑے پر سوار کر لیا منظور یہ ہی کہ لاش
اپنے ساتھ والے کا رہ نہ جائے اکثر جو مر گئے سوارون نے گھوڑے سے اُتر کر لاشے اُنکے
اُٹھا لیے اپنے گھوڑون پر ڈال لیے مگر بادشاہ سے جہلیل کا سامنا ہوا نقابدار بادلہ پوش نے
علمدار کو مارا بادشاہ اسلام نے جہلیل کو ٹوکا جہلیل آ پڑا آپس مین تلوار چلنے لگی دو چار وار
رد و قدح کیے ہوئے تھے کہ ایک مقام پہ بادشاہ اسلام نے خبردار خبردار کہہ کے کمر کو بتا کر سر پر
ہاتھ تیغ قمقام کا مارا برق شمشیر جو تڑپ کر گری تو قبہ سپر پر چمکی تھی بازو تنگ مرکب زمین کو

بوسہ دیا جس وقت کہ جہلیل مارا گیا احکام کا بھائی ناکام فوج کو ساتھ لیکر بھاگا طرف صحرا کے
روانہ ہو گیا لاشہ جہلیل کا لادلیا بھاگے ہوئے جاتے ہین لیکن بادشاہ اسلام بعد فتح جنگ کے
نقابدار بادلہ پوش کے سامنے آئے فرمایا کہ ای نقابدار تمنے بڑا احسان کیا کہ ایسے وقت پر
آئے ہم عاجز ہو رہے تھے مگر چاہتے ہین کہ تمھارے نام نامی و اسم گرامی سے آگاہ ہون طرز جنگ سے
یہ تو ثابت ہوتا ہی کہ خاندان صاحبقرانی مین سے ہو اپنے نام سے آگاہ کرو کہ گل کس گلستان کے ہو
اور ماہ کس آسمان کے ہو نقابدار بادلہ پوش نے کہا کہ ای شہریار آپکے فرمانے کا [illegible]
ضرور ہوتا ہی ابھی نام ظاہر کرنا منظور نہین ہی صاحبقران زمان سے امتحان کرونگا شاید غالب
آؤن بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ ای نقابدار بہادر یہ سودای خام سر سے نکال ڈالو اسطرح کا
خیال دل مین نہ رکھو صاحبقران عالیشان وہ مرد مردانہ و شیر فرزانہ ہی کہ رستم پیلتن ایسے فرزند
کو زیر کیا کہ اس طلسم مین وہی طلسم کشا ہی مگر طلسم صلیح ہی سنا ہی کہ تحفہ جات و لوح طلسم لیکر
داخل طلسم ہو گئے ہر چند کہ صاحبقران عالیشان بالذات فاتح طلسم نہین ہین مگر لڑ بھڑ کے طلسم
مین پہونچے مرحلہ جات پر لڑ رہے ہین و صاحب اسم اعظم محترم و محتشم آنپر آج تک کوئی غالب نہین ہوا
ایک نقابدار اس مدت مدید مین آیا ہی اُسکے طریقے سے سامان صاحبقرانی پائے جاتے ہین
ایک صفت ادنے یہ ہی کہ ایک باز سفید اُسکے سر پر سایہ فگن رہتا ہی ساحر سے نہین ڈرتا ساحرون
کو پامال کرتا ہی مرکب حبشی بڑے سواری بارگاہ عمدہ اُسپر سحر تاثیر نہین کرتا سالہا سال سے برابر
کد و کاوش کر رہا ہی کہ صاحب قران عالیشان سے پالے لون مگر صاحبقران کب دیتے ہین
فرماتے ہین کہ مجھ سے مقابلہ کرو نقابدار چاہتا ہی کہ مقابلہ نہ کرون اور پانے پاؤن یہ سنکر نقابدار
بادلہ پوش نے کہا کہ مین نقابدار زرین پوش سے امتحان کرونگا بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ ای نقابدار
اگر تم نقابدار زرین پوش پر غالب آئے تو شاید صاحبقران عالیشان پر بھی غالب ہو یہ سنکر
نقابدار بادلہ پوش خاموش ہوا اور یہ کہکر چلا گیا کہ مین نقابدار زرین پوش کی فکر مین جاتا ہون
بادشاہ جمجاہ فیروزہ بن عمرو کو ساتھ لیکر اسباب لوٹ کا لدوائے ہوے طرف باغ ملکہ کے چلے
یہان صبح کو ملکہ کی جو آنکھ کھلی اور بادشاہ کو چھپر کھٹ پر نہ پایا باغ مین تلاطم ہوا یہ خبر اعراض کو
پہونچی اُسنے آکر بیٹی کو سمجھایا کہ مین ہرکارے روانہ کرتا ہون حال کھل جائیگا کہ کون شخص اُنکو

گرفتار کر کے لے گیا ہرکارے سے دریافت کر کے ظاہر کرینگے الغرض بیٹی کو سمجھا کر باہر آیا لشکر میں
ذکر کیا ہرکارے روانہ کیے مگر بادشاہ جمجاہ فیروزہ کو ساتھ لیے ہوے آگے بڑھے ہوے
آتے ہیں چھکڑے اسباب وغیرہ کے عقب میں راہ میں ایک پہاڑ ہے اسکو کوہ بوقلمون کہتے ہیں
ایک قزاق رہتا ہے کہ شایان فیلسوار اسکا نام ہے پہاڑ پر بیٹھا تھا کہ اسنے دیکھا چھکڑے
اسباب کے جاتے ہیں بارہ ہزار قزاق لیکر اترا فقط ان چھکڑوں پر گاڑی بان تھے انکو پکڑ لیا
چھکڑے پھیر کر لے گیا جو گاڑی بان پہلے سے کود کر بھاگ گئے تھے وہ بھاگ کر خدمت میں بادشاہ
اسلام کی آئے عرض کی کہ شایان قزاق مال حضور کا چھین کر لے گیا بادشاہ جمجاہ یہ سنکر ہنسے فرمایا کہ
قزاق کو بھی یہ لیاقت ہوئی کہ ہمارا مال و اسباب لے جائے گھوڑا اڑاتے ہوے چلے بادشاہ کوہ
بوقلمون میں پہونچے قزاقوں نے دیکھا کہ ایک سوار تاج سر پر رکھے موتیوں کے مالے گلوبند یاقوت
احمر کے گلے میں مرکب عربی زیر ران مرکب بھی ساز دیراق سے آراستہ قزاقوں نے کہا کہ اے افسر
آج کسی اچھے کا منھ دیکھکر اٹھے تھے کہ مال کے کئی سو چھکڑے حاصل ہوے اب ایک سوار آتا ہے
لاکھوں روپیے کا اسباب پہنے ہے گھوڑا بھی بے نظیر ہے جوان بھی شکل ماہ منیر ہے یاقوت احمر کے
کنٹھے پہنے ہے افسر نے ان سب کے سر اٹھا کر دیکھا بیقرار ہو گیا کہا میں خود جاتا ہوں اسباب اس
کا لاتا ہوں اسے قتل نہ کرونگا اگر میرے ساتھ رہے تو اپنا رفیق بناؤں یہ کہکے گینڈے پر سوار ہوا
سامنے بادشاہ جمجاہ کے آیا پکار کر آواز دی کہ اے جوان ذرا ٹھہر جا بادشاہ اسلام نے گھوڑا روکا
شایان فیلسوار قریب آیا کہا کہ اے شہریار یہ تو میں سمجھ گیا کہ آپ کہیں کے تاجدار ہیں مگر نہیں معلوم
تنہا آنے کا کیا باعث ہوا گھوڑے سے اتر پڑیے سلاح وغیرہ رکھ دیجیے بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ
او بہادر کسطرح اسباب اپنا دے دیں کوئی بہادر یہ نہ قبول کریگا شایان نے کہا کہ یہ مقام بوقلمون
ہے یہاں سے کبھی کوئی صحیح و سالم نہیں پلٹا مجھے آپ کے شباب پر رحم آتا ہے بادشاہ اسلام نے
فرمایا کہ ہم نہ دینگے جس طرح تم سے ہو سکے اس طرح لو میں بخوشی نہ دونگا قزاق بھی پہاڑ سے اتر کر
آ گئے وہ بھی بادشاہ جمجاہ کو سمجھانے لگے بادشاہ نے فرمایا کہ تم کیسے سپاہی ہو کہ سپاہ گری کے خلاف
سمجھاتے ہو بے لڑے بھڑے ہتھیار دے دیں اور گھوڑا حوالے کریں تمھیں جسطرح لیا جائے لے لو
شایان کے تیور پر بل پڑا ساتھ والوں سے کہا کہ ہٹ جاؤ اس جوان کی قضا ہی لیکر آئی ہے

یہ کہکر گھوڑے کو پیچھے ہٹایا نیزہ مارا بادشاہ جمجاہ نے سنان نیزہ کو توڑ ڈالا اب تو شایان کو بڑا
تردد ہوا جی مین کہتا ہو کہ یہ جوان بڑا سپاہی ہی دوسرا نیزہ ساتھ والے سے لیا بادشاہ اسلام نے
اُسکی بھی چھڑ توڑ ڈالی جب تو شایان فیل سوار نے تلوار کھینچی کہا کہ ای جوان اگرچہ تو دریاے سلاح
مین غرق ہی مگر اس وار سے نہ بچیگا بادشاہ اسلام نے فرمایا بسم اللہ شاید اسی تلوار سے تمھاری قضا
ہو شایان فیلسوار نے ہاتھ تلوار کا مارا بادشاہ اسلام نے بازو بچا کر کلائی پر شایان کی ہاتھ
ڈال دیا شایان فیل سوار نے گریبان پر ہاتھ رکھا دونون جوان لپٹے ہوے زمین پر آ گئے
آپس مین کشتی ہونے لگی بادشاہ جمجاہ فرماتے جاتے ہین تو افسر قزاقان ہی کوئی بات اُٹھا نہ رکھنا
تاکہ کوئی حوصلہ تیرے دل مین باقی نہ رہے شایان پیچ باندھ رہا ہی کہ جسکا توڑ خلق نہین ہوا مگر
بادشاہ جمجاہ اُن پیچون سے بچ بچ جاتے ہین پہر بھر کامل کشتی ہوئی شایان نے بڑے بڑے فن صرف
کیے مگر بادشاہ اسلام نے اپنے کو بچایا بعد پہر بھر کے شایان فیل سوار روک کر کھڑا ہوا کہا کہ ای شہریار
حقیقت مین آپ سپاہی بے مثل و بے نظیر ہین اپنے نام نامی و اسم گرامی سے آگاہ فرمائیے آپکو
اپنا افسر بناؤنگا مین سمجھ چکا کہ آپ پر کسی طرح غالب نہ ہونگا بادشاہ نے فرمایا کہ شاید تو نے شاہ
زادۂ قاف ثانی سلیمان حمزۂ صاحبقران امیر عالیشان اُسکے فرزند کا فرزند ہون بادشاہ
لشکر اسلام سعد بن قباد میرا نام ہی یہ سنتے ہی شایان قدمون پر گر پڑا کہا کہ ای شہریار آج
تقدیر نے میری رسائی کی کہ ملازمت حاصل ہوئی بادشاہ نے کلمہ طیب فرمایا شایان بصدق دل
کلمہ پڑھکر مسلمان ہوا بادشاہ جمجاہ نے فرمایا کہ ای بہادر جو کہ چھکڑے مال و اسباب کے تمنے
لوٹے ہین وہ ہمارے ہین لہذا اُنکو ہمارے ہمراہ کردو ہم جھلیل زنجیرہ پیچ پہلوان کو مار کے
اُسکا مال و اسباب لیے چلے تھے راہ مین گاڑی بانون سے خبر دی کہ قزاقون نے مال و اسباب ہمکا
چھین لیا اسی وجہ سے مین پلٹا شکر ہی کہ تم سے صفائی حاصل ہوئی شایان فیل سوار نے کہا کہ آج
اسی پہاڑ پر تشریف رکھیے کل حضور کے ساتھ مین بھی چلونگا اب زندگی مین دامن دولت نہ
چھوڑونگا قزاقی سے توبہ کی بادشاہ اسلام نے قبول کیا اُسی مقام پر اُتر پڑے شایان نے
بارگاہ منگا کر استادہ کرائی بادشاہ جمجاہ اُس بارگاہ مین داخل ہوے سب قزاق خدمت مین
بادشاہ کی حاضر ہین کا تینت آئین دار کسبیان ڈھیلی ڈھیلی کرتیان پہنے کلیون کے پائجامے

ول کی گوٹ چاندی کے زیور بھاری بھاری زنگاری دوپٹے برسات کہائے ہوئے دستے
پاس ہوئے انہیں سے ایک گائن سامنے بیٹھکر یہ غزل گانے لگی نظم

کہیں کیا وسعت وحشت کا کہاں تک ہم پریشان ہیں ۔ کہ اب تار گریبان ہے نہ باقی تار دامان ہے
مقام سیر ہے کنج لحد بھی یاد دلگیر و ۔ جگر کے داغ گلشن میں کفن صبح گلستان ہے
پڑا شق لو اور چھالا کے چھلے جو پاؤں میں کانٹے ۔ کہ پاسے آبلہ اپنا ہر اک خار مغیلان ہے
یہ حالت ہے کہ ہو زنجیر بھی محتاج نالے کی ۔ ہلا سکتے نہیں پا کو یہاں تک تنگ زندان ہے
بھلا کیا زندگی کا لطف مجھ سے ناتوان کو ہو ۔ کہ ہل جاتا ہے سر کا قضا کا میرے سامان ہے
مزا لطف اسیری کا تم صیاد سے اے دل ۔ کہ آغوش قفس تک آتے آتے قصد جان ہے
بہار سبزۂ نو دیکھتے ہیں جوش گریہ سے ۔ دل وحشی کے بہلانے کو مرقد بھی بیابان ہے
کیا چاک بدن جب کچھ نہ پایا دست وحشت نے ۔ یہاں تک اب برہنہ ہیں کہ اپنی جان عریان ہے
نہیں مدفن میں بھی آرام ہر دم چونک اٹھتے ہیں ۔ صدائے نالۂ مرغ سحر سے دل پریشان ہے
بہا کر خون شہیدوں نے کفن گلہائے لالہ کا ۔ کہ اپنی وجہ خونریزی حنائے دست جانان ہے
ہوا اب تیغ ظالم سے جو کشتہ دلربائی میں ۔ بشکل گل ہر اک زخم بدن شادی سے خندان ہے
بجز فضل خداوند حقیقی کون ہے اس کا ۔ تسنیم بیکس و مضطر غریق بحر عصیان ہے

دو پہر رات گئے تک ہنگامۂ عیش ونشاط گرم رہا جب اسکے جلسہ برخاست ہوا بادشاہ اسلام آرام فرمایا سرداران قزاق بھی اسی بارگاہ میں رہا فولادقوت کو بھی اطمینان ہوا اپنے اپنے مقام پر سو رہے مگر قضا سے کارنا کام عیار جو لاشہ جہاپیل کا لیکر بھاگا تھا ایک صحرا میں آکے اسکی بنائی لاشہ جلانے لگا کہ صحرا سے گرد اڑی بستان دلوانہ صحرا سے جھومتا ہوا آیا کہا کہ ارے یہ کیا کرتا ہے ناکام عیار نے رو رو کے اپنے آقا کا قتل ہونا بیان کیا بستان نے کہا کہ تو نے اس جوان کو قتل کیوں نہ کیا ناکام نے کہا کہ اے پہلوان دوران میں کیونکر قتل کرتا وہ جوان نہایت کارآزمودہ سپاہی ہے بےنظیر حسن میں رشک ماہ منیر خوب تلوار چلی جب ملازم بھی ہمارے آقا کے مارے گئے تب ہم لاشہ اپنے آقا کا لیکر بھاگے یہاں آکر جلایا بستان نے کہا کہ مجھسے اور جہاپیل سے بڑی ملاقات تھی میں اسکے مقابلہ چلونگا اور اس جوان کو قتل کرونگا پہلے ناکام کو

رات کو ناکام نے کہا کہ اگر حکم ہو تو غلام اسکی تلاش مین جائے مستان دیوانہ نے کہا اگر تو اُس جوان
کو گرفتار کرکے لائیگا تو مین فوراً اُس جوان کو قتل کرونگا سوا وضعِ مہلیل کا لونگا ناکام عیار
اُسی وقت قنطورے سے لگا کر روانہ ہوا تلاش کرتا ہوا زیر کوہ لوقلون پہونچا دیکھا کہ بارگاہ آراستہ ہے
ناچ گانا ہو رہا ہے ناکام ایک گوشے مین چھپ کر کھڑا ہوا جب جلسہ برخاست ہوا اور بادشاہ نے
آرام فرمایا تو ناکام گوشے سے نکلا اور نکل کر قریب چھپر کھٹ کے آیا کفچے مین بیہوشی رکھی چاہا کہ
بیہوش کرون فیروزہ بن عمرو کی آنکھ کھل گئی دیکھا کہ آقا کے چھپر کھٹ کے پاس ایک سیاہ پوش
کھڑا ہوا للکار کر آواز دی کہ ارے تو کون ہے ناکام نے بادشاہ جمیاہ پر خنجر مارا اور بھاگا بادشاہ
کے سر سے خون بہنے لگا فیروزہ نے للکارا کہ او نالائق دیکھا تو نے یہ کیا حرکت کی ناکام بھاگا
بیرون بارگاہ آیا فیروزہ نے تعاقب کیا اور یہ کہتا ہوا چلا کہ او حبشی تو نے غضب کیا
بادشاہ اسلام کو خنجر مار کے جاتا ہے اب مین کیا تجکو زندہ چھوڑونگا آسکے آگے ناکام جست و خیز کرتا ہوا
جاتا ہے پیچھے پیچھے فیروزہ مگر ناکام اُسی رواروی مین داخل لشکر مستان ہوا لیکن فیروزہ نے
بھی ناکام کا پیچھا نہ چھوڑا صبح کا وقت ہے مستان دیوانہ اپنی بارگاہ مین بیٹھا ذکر کر رہا ہے کہ
شب سے عیار گیا ہے پلٹ کے نہین آیا نہین معلوم اُسنے کیا کارروائی کی مجھے مہلیل کے خون
کے معاوضے کا بہت بڑا خیال ہے جب تک اُس جوان کو قتل نہ کرونگا تب تک مجھے آرام چین نہ
آئیگا یہ ذکر تھا کہ پردہ بارگاہ کا اُٹھا دیکھا کہ ناکام عیار بھاگا ہوا آیا مستان دیوانے نے پوچھا
کہ خیر تو ہے ناکام نے چاہا کہ حال بیان کرون کہ لڑنے کی آواز آئی او دیکھا مین آپہونچا ستم فیروزہ بن
عمرو مستان نے دیکھا کہ ایک عیار جست و چالاک نہایت بیباک تلوار برہنہ ہاتھ مین لیے آکر
قریب ناکام کے پہونچا مستان نے آواز دی کہ او ناکام مار اسکو کہ دو ٹکڑے ہون ناکام نے
پلٹ کر خنجر مارا فیروزہ بن عمرو نے پینترا بدل کر خالی دیا بیٹھ کر ہاتھ پالٹ کا مارا کہ دونون پاؤن
ناکام عیار کے اُڑ گئے مستان نے للکارا کہ او ناعیار یہ کس طرح کی حرکت کی خبردار آگے نہ بڑھنا
فیروزہ نے چاہا کہ جست کرکے نکل جاؤن لوگ اُٹھے فیروزہ کو گھیر لیا فیروزہ لڑنے لگا مگر اُستاد
آزردی بلوے کے لوٹ پڑے فیروزہ کو پکڑ لیا مشکین باندھکر سامنے مستان کے لائے مستان نے
کہا کہ اسکو قید کرو کل قتل کرینگے فیروزہ کو قید کیا جب فیروزہ قید ہوچکا مستان نے حکم دیا کہ

کل میدان ہولی کی تیاری کرو سر میدان اسکو دار پر کھینچونگا ساقیان الوان نے میدان ہولی کی تیاری
کی صبح کو طرف میدان ہولی کے چلے یہان بادشاہ اسلام سے جو زخم کھایا شایان قزاق یہ خبر سنکر
آیا اور نہایت افسوس کیا کہ میرے گھر مین شہریار زخمی ہوئے بادشاہ جمجاہ نے فرمایا کہ فیروزہ شگون
تعاقب مین گیا ہی نہین معلوم اسپر کیا گذری جنگل بڑا انتشار ہوا ہی یارو جلد خبر منگاؤ شایان قزاق
نے قزاقون کو روانہ کیا وہ سب تجسس مین نکلے ایک قزاق ڈھونڈھتا ہوا لشکرستان مین پہونچا
دیکھا درختون مین اشتہار چسپان ہین معلوم ہوا کہ کل فیروزہ بن ظفر قتل ہو جائیگا قزاق
وہان سے بھاگا خدمت بادشاہ مین آیا تمام کیفیت عرض کی کہ سنگستان دیو نے فیروزہ
کو گرفتار کر کے قید کیا ہی کل کے روز فیروزہ قتل ہو جائیگا بادشاہ اسلام فوراً سوار ہوئے
طرف لشکرستان دیوانے کے چلے یہان اب وہ وقت ہوا کہ دار استادہ ہو جلاد سنگین ننگی لیکر
ہو سنگستان دیوانہ زنجیر ہلا رہا ہی کہتا ہی کہ کیا افسوس کی بات ہی مین نے قاتل مہلیل کو پایا
نہین تو اسکو اس طرح سے قتل کرتا کہ ماہیان دریا و مرغان ہوا اسکے حال پر افسوس کرتے اور
مجکو رحم نہ آتا مگر اب اس عیار کو جلد قتل کر دو تاکہ میرے دل کو چین آئے جلاد نے فیروزہ کا ہاتھ
پکڑ کے کھینچا اس وقت فیروزہ نہایت مایوس ہوا یقین کامل ہوا کہ اب زندہ نہ بچونگا آنکھون
مین آنسو بھر کے دعائین مانگ رہا ہی کہ ای خالق لیل و نہار و ای پروردگار اس آفت ناگہانی سے
نجات دے تیرے نزدیک سب آسان ہی میرا تو یہ اعتقاد ہی مجھے تیرا نام نامی یاد ہی نظم

پاک است آن خداوند کون و مکان ۔ پاک است آن شہنشاہ دو جہان
دہر نام ناشش عیان میشود ۔ ز ہر یک نشان ہست ظاہر نشان
بہر شانہ او خانہ داری کند ۔ بہر یک مکان ہست اہل مکان
گہے بیحجاب و گہے پردہ دار ۔ عیان باشد و گاہ باشد نہان
گہے گل بود گاہ بلبل شود ۔ گہے خار باشد گہے بوستان
گہے رنگ گہے بو و گاہ پوست ۔ گہے مغز باشد گہے استخوان
گہے وحش و طیر و گہے آدمی ۔ گہے جسم خاکی گہے نور جان
گہے باز او گہے سبلہ نوا ۔ گہے ناتوان گاہ اہل توان

کبھی مرد محتاج و در یوزہ گر کبھی در زمین و کبھی بر فلک		کبھی شاہ اقلیم و پور زبان کبھی در سما و کبھی در سمک

کافرون نے جو فیروزہ کو دعا کرتے دیکھا طعن و تشنیع کرنے لگے کوئی کہتا ہے کہ کسے پکارتا ہے
کوئی کہتا ہے کہ خدائے نادیدہ کو بلا کوئی کہتا ہے کہ ان مسلمانوں کا بھی عجیب اعتقاد ہے آپ ہی
کہتے ہیں کہ زمین سے آسمان تک پانچ سو برس کا راستہ ہے بھلا پھر اُنکی آواز کیونکر وہاں پہنچے ناحق
کو روتا ہے لات و منات کو پکارے تو شاید یہ بچ جائے دوسو خداوندون میں سے کوئی خداوند سن لے
اور مدد کرے بعضے کہتے ہیں یہ مسلمان بڑے سخت مزاج ہیں آج تک کسی مسلمان کو لات پرست
ہوتے نہیں دیکھا لشکر میں ایک غلغلہ ہے مستان دیوانہ آواز دے رہا ہے کہ یارو اب اس عیار
کو جلد قتل کرو دیر نہ کرو اسنے بہت بڑی گستاخی کی ہے میرے سامنے عیار نے جلیل کو مارا کچھ بادولت کا
خوف نہ کیا میں بھی اسے اسطرح سے قتل کرونگا کہ سب اسکے حال زار پر گریہ و زاری کرین اور مجھکو رحم
نہ آئے یہ ذکر تھا کہ نعرہ شیر کی آواز آئی زمین تھرائی نعرہ بادشاہ جمجاہ

منم شاہ شاہان فریدون حشم شہنشاہ اسلام با عدل و داد		بہار گلستان کاؤس و جم منم نور عینین شاہ قباد

دیکھا سب نے کہ ایک جوان آفتاب جمال و خورشید مثال کافرون کو قتل کرتا ہوا آتا ہے جسے
ٹوکا اُسے پلٹ کر ہاتھ تلوار کا مارا کہ اُسکے دو ٹکڑے ہوئے کئی صفین درہم و برہم کین تھوڑے عرصے
کے بعد بوق کی آواز سبھون کے کان میں آئی شاہان فیل سوار قزاق بارہ ہزار قزاقون سے جو آکر
گرا زمین ہلا دی دریا سے خون بہا دیا گھوڑے قزاقون کے دوڑتے پھرتے ہیں مستان دیوانہ بدحواس
ہوگیا کہتا ہے کہ یارو یہ جوان کون ہے کسی نے کہا کہ اے افسر اسی جوان نے جلیل کو مارا اکیلے نے اتنے
بڑے لشکر کو شکست دی آپ مقابلے کے خواہان تھے اب مقابلہ کیجے جلیل کے خون کا بدلا لیجے
یہ سنکر مستان جھومتا ہوا بڑھا للکار کر آواز دی کہ او جوان کیون تیری قضا آئی ہے مجھ سے مقابلہ کر ان
غریبون نے تیرا کیا لیا ہے بادشاہ اسلام نے مستان دیوانے کو پیدل دیکھا فوراً گھوڑے سے
کود پڑے اور مقابلے میں مستان کے آئے مستان نے جھپٹ کر جو دست لگائی بادشاہ جمجاہ نے
پینترہ بدل کے خالی دی وہ ہاتھ زمین پر پڑا گرد اڑی پانی نکل آیا مستان دیوانہ کف افسوس ملنے لگا

اور پکار کر ہائے ایسا معشوق حسین و جمیل میرے ہاتھ سے مارا گیا یہ تو آفتاب سرخ تھا بادشاہ اسلام
نے پہلو سے آواز دی کہ ارے میں تو زندہ موجود ہوں کسے مارا مستان دیوانے نے پلٹ کر دیکھا پھر
چوبدست لگائی بادشاہ نے ابکی مرتبہ کلہ چوبدست پر ہاتھ ڈال دیا اور ایک جھٹکا مارا کہ دیوانہ جھکا
چوبدست چھوڑ کر ایک چنگل مارا زرہ مع پوست نوچ لی بادشاہ اسلام نے گردن پر ہاتھ رکھ کے
ہاتھ مارا کہ سر دیوانے کا زمین سے مل گیا اب جو دیوانے نے سر اٹھایا بادشاہ نے پھر بادشاہ کے چپت ماری
بادشاہ نے ایک گھونسا ایسا مارا کہ دیوانے کے منہ سے بولی نکل پڑی خوف کے مارے تھرا گیا منہ
کھول دیا جب یہ منہ پھیلاتا ہے بادشاہ گھونسا دکھاتے ہیں دیوانہ رک جاتا ہے اس زور و شور سے بادشاہ
اسلام دیوانے سے لڑ رہے ہیں کہ دیکھنے والے تعجب کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ بادشاہ ہی کا کام ہے
ایسے دیوانے سے لڑ رہے ہیں دوپہر کامل مستان دیوانہ بادشاہ سے لڑا بعد دوپہر کے کہا کہ ایک زور
اخیر کرتا ہوں اگر اس میں زیر کیا تو خیر ورنہ اے آقا آپ کی اطاعت کرونگا آج تک ایسے کسی حریف
سے مقابلہ نہیں پڑا تھا آج مجھے معلوم ہوا کہ زمانے میں ایسے بھی لوگ ہیں کہ مجھ سے زور زیادہ
رکھتے ہیں یہ کہکے ریل کر کے دوڑا پانچ قدم پر لاکر ہلہ مارا بادشاہ کا پاؤں گھٹنے تک مستان دیوانے
نے کمر میں ہاتھ ڈال کر زور کیا لنگر بادشاہ کا نہ اٹھا تھکا سا کر کہا کہ اے آقاے سرخ اب میں بھی تمہارے
زور کا مشتاق ہوں بادشاہ سمجھا وہ اپنے مقام سے اٹھے دیوانے کو ریل کر کے دوڑے پندرہ قدم
تک ریل کر لائے سولھویں قدم پر لاکر ہلہ مارا دونوں گھٹنے دیوانے کے آشنائے زمین ہوئے کہا اے
آقاے سرخ مجھے لنگر قائم کر لینے دیجئے تب زور کیجئے بادشاہ نے ہاتھ ڈھیلے کر دیئے مستان دیوانے
نے لنگر جمایا بادشاہ نے کمر میں ہاتھ ڈال کے زور کیا پہلے زور میں تا پنڈلی دوسرے زور میں تا سینہ
تیسرے زور میں اس کو سر کے اوپر سے بلند کیا دیوانہ غل مچانے لگا کہ اے آقاے سرخ مجھکو زمین پر
نہ گرانا ورنہ میرا پیٹ پھٹ جائیگا تڑپ کر مر جاؤنگا بادشاہ نے دیوانے کو آہستہ سے رکھ دیا دیوانہ بادشاہ
کے قدموں سے لپٹ گیا اور دست بستہ عرض کی کہ آپ اپنے نام نامی و اسم گرامی سے آگاہ فرمائیے
کہ کیا اسم مبارک ہے شب کو ایک بڑے آقاے سرخ خواب میں آئے تھے ایکا نام بتا گئے ہیں بادشاہ
نے جو اپنا نام علی بتایا مستان دیوانہ گرد پھرنے لگا عرض کی کہ اے آقاے سرخ آپ ہی کا نام بزرگ نے
بتایا تھا اب میں آپ کے ساتھ رہونگا تا بزندگی اطاعت سے منہ نہ موڑونگا بادشاہ نے دلی

کو گلے سے لگا لیا دیوانہ پھر تنے لگا کہتا تھا کہ آپ نے مجھے کب زیر کیا میں آپ سے پھر لپٹوں
پھر کے لپٹ پڑا بادشاہ نے پھر اٹھا کے دے مارا چھاتی پر چڑھ کر خنجر گلے پر رکھا اب تو دیوانہ ہاتھ
باندھنے لگا کہا کہ اب آپ نے مجھے زیر کیا کئی مرتبہ دیوانہ اسی طرح لپٹا مگر بادشاہ اسلام نے دوسری
پیچ پر اکھیڑ کر گرایا آخر دیوانہ رضامند ہوا ایک چیخ ماری کہ بارہ سو دیوانے آکر جمع ہوئے مستانہ
دیوانے نے عرض کی کہ اے آقا سنا مدار یہ سب میرے تابعدار ہیں اور سب دیوانوں کی جانشینی
ہم کو کہا کہ یہیں اس شہر بیشہ جرأت کا تابعدار ہوا اور اس شہریار کی دل سے اطاعت کی لہٰذا جسکو
لڑنا ہو وہ اس سے لڑے خواہ زیر ہو کر اطاعت کرے خواہ یوں ہی سب کو اس بات کا اختیار ہے
یہ بات سنکر کل دیوانے اپنے مقام سے اٹھے اور خم بابا کے پاس بیٹھے بادشاہ کے آگے بادشاہ نے
فرداً فرداً ان سب کو زیر کیا سب نے دل سے اطاعت بادشاہ کی منظور کی بادشاہ ان سب کو لیکر
شاپان کے ساتھ اُسکے مقام پر آئے آکر اترے کئی دن تک یہاں جشن کیا ایک دن شاپان قزاق
گھبرا کر آیا کہا اے شہریار مفتاح نیزہ باز پہلوان زبردست ہے میں نے اسکی رسال لوٹ لی تھی اسنے
آکر گھیر لیا ہے ہم لوگ قزاق ہیں تدبیر سے لڑتے ہیں آپ بطرف صحرا کے نکل جائیں میں لڑ بھڑ کے
طرف دیرہ کوہ کے چلا جاؤنگا اگر اُسکے کچھ مغلوب ہوئے ہمارے جائینگے وہ مارے جائیں باقی
نکل جائینگے بادشاہ نے فرمایا کہ اے شاپان چھپ کر نکل جانا کیا بہادری ہے کہیں ڈرنے سے بھی جی
مرتے ہیں وہ نیزہ باز بڑی زک کی لیتا ہے جسطرح بیٹھے ہو اسی طرح بیٹھے رہو اگر وہ آنے کا ارادہ کریگا تو
ہم نکل کر روکیں گے بعد ہمارے تمکو اختیار ہے شاپان نے کہا کہ اے شہریار اسکو دعوی سپہ گری ہے
اور پہلوان بھی نہایت زبردست ہے اپنے سامنے کسی کو موجود نہیں جانتا باہر نکل کر دیکھیے کہ کس قدر
فوج لیکے چلا آتا ہے معرکہ عظیم پڑیگا ایک قزاق ہزار سے کیونکر لڑیگا میرے ساتھ بارہ ہزار قزاق ہیں
وہ ہیں لاکھ فوج سے آیا ہے یہ سنکر بادشاہ نے فرمایا کہ اے شاپان فوج والے تماشا دیکھتے رہ جائیں گے
اگر اُسکو زیر کیا سب اطاعت کرینگے تم تماشا دیکھو اسطرح سے سمجھا کر بادشاہ نے شاپان کو روکا مفتاح
نیزہ باز جب دیرہ کوہ کا رستہ روک چکا حکم دیا کہ طبل جنگی بجے فیروزہ بن عمرو نے آکر یہ خبر بادشاہ کو
پہونچائی بادشاہ نے کہا کہ اے شاپان تم بھی طبل جنگی بجواؤ شاپان قزاق نے کہنے سے بادشاہ کے
طبل جنگی تو بجوایا مگر گھبرایا ہوا ہے پیٹ پکڑے بیٹھا ہے ساتھ والوں کو آمادہ کر رہا ہے کہتا ہے کہ یارو کل

بادشاہ کے ساتھ جان دینگے مین لاکھ یہ بارہ ہزار سے چار ہینگے مستان دیوانہ بیٹھا ہوا یہ
باتین سن رہا ہے رگ دیوانگی جوش مین آئی اپنے مقام سے چوبدست کو جنبش دیتا ہوا اٹھا بادشاہ
نے پوچھا کہ کہان چلے کہا اُس خر دمڑے کو سزا دینے جاتا ہون یہ کہکر دیوانے نے باہر آکر ایک چیخ
ماری بارہ سو دیوانے آکر جمع ہوے کہا یارو تماشا دیکھنے چلو گے آج بڑا میلا ہے سب نے کہا کہ
چلیے بارہ سو دیوانون کو ساتھ لیکر طرف لشکر مفتاح کے چلا زنجیرین ہلاتا ہوا جاتا ہے چوبدست کو
گردش دیتا ہوا بارہ سو دیوانے مستان کے ساتھ ہے جس وقت کنارے پر لشکر مفتاح کے ہوے
مستان دیوانے نے آواز دی کہان یارو برید و بندید یارو ہم جو یہ تین چلنے لگین جسکو چوب
ماری وہ ویرانہ ہوگیا کئی ہزار جوان مارے کئی سو خیمے گرگئے کئی ہزار جوان [illegible]
دیوانے لشکر مفتاح مین گھس پڑے اور کافرون کو قتل کرنے لگے ہلڑ ہوا مفتاح نیزہ باز نے پوچھا
کہ یہ کیا معرکہ ہے کہا حضور بارہ سو دیوانے لشکر کو قتل کررہے ہین آئے کوئی مقابلہ نہین کرسکتا جسنے
مقابلہ کیا مارا گیا ہوگیا ہزارہا جوان مارا گیا مفتاح نیزہ باز نیزہ اُٹھاکر چلا باہر آکر دیکھا کہ لشکر مین بارہ
سو دیوانے قتل کرتے پھرتے ہین آگے آگے سب دیوانون کے مستان دیوانہ چوبدست ہلاتا ہوا
جسکو چوبدست لگائی وہ مثل پرکالے کے ہوگیا کئی افسر مفتاح کے سامنے مفتاح کے مارے گئے
مفتاح نے للکارا کہ او دیوانے مجہول ذرا سنبھل کر راہ نہین تو آفت برپا کرونگا یہ کہکے مفتاح نے
نیزہ مارا دیوانے نے چوبدست سے نیزے کو توڑ ڈالا مفتاح نے جھپٹ کر قبضہ شمشیر پہ ہاتھ ڈالا
خبردار خبردار کہکے ہاتھ تلوار کا مارا مستان دیوانے نے اُسپر چوبدست ماردی مار مفتاح کی ٹوٹی
دونون ہڈیون مین مفتاح نیزہ باز کو شکست حاصل ہوئی دیوانے نے چوبدست اٹھائی قصد کیا کہ حملہ
کرون مفتاح سامنے سے بھاگا دیوانے نے پیچھا کیا مفتاح خیمے مین گیا دیوانہ بھی چلا گیا
خیمے مین اُلجھکر گرا چار طرف سے لوگ ٹوٹ پڑے دیوانے نے کئی آدمی گرائے پر سارے لشکر فوج مفتاح
نے بلوہ کرکے مستان دیوانے کو گرفتار کیا مفتاح نے سنا کہ دیوانہ گرفتار ہوا ہنستا ہوا باہر بارگاہ
کے آیا فوج کو اشارہ کیا تین لاکھ فوج نے دیوانون پر بلوہ کیا سب دیوانے گرفتار ہوے مفتاح
نے مستان کو مسلسل و مطوق کیا اور سب دیوانون کو بھی قید کرلیا درختون سے باندھا تیر اندازون کو
کہا یاروان خطا شعار دون پر تیر اندازی کرو سب تیرانداز آکر کھڑے ہوے فیروزہ بن عمرو نے جو یہ

بیقرار ہوکر جو دیوانے نے دعا کی لشکر مفتاح مین ہلڑ ہوا نعرۂ بادشاہ اسلام کی صدا آئی
کہ باستثنائے کافرون سے جیا داری تا بکاران پر دغا۔ نعرۂ بادشاہ اسلام

منم شاہ شاہان فریدون حشم ۔ بہار گلستان کاؤس و جم
منم شاہ اسلام با عدل و داد ۔ منم نور عینین شاہ قباد

تلوار کھینچ کر ڈٹے ہوئے چلے دوسرے پہلو سے گرد آری شایان قزاق بارہ ہزار قزاقون سے
آکر پہونچا قزاقون کی لڑائی پہلے بارہ ہزار تیر چلے پھر نیزون کے وار کیے پھر تلوارین کھینچین گھوڑے
جو دوڑائے گرد آری اس نعرے مین ہزارون کو قتل کیا تین حملون مین پچاس ہزار جوان لشکر مفتاح
نیزہ باز کے قتل ہوے بادشاہ اسلام نے آکر مستان دیوانے کو رہا کیا فرمایا کہ کیون اے دیوانہ جھول تونے حکم
ہمارے کیون اپڑا آخر سرکشی کا انجام دیکھا کہ گرفتار ہوا پھر بکتا ناچتا مستان دیوانہ جو قید سے چھوٹا
دیوانون کو اپنے ساتھ لیکر لڑتا ہوا چلا جہیر جو پست لگائی اُسے پیوند خاک کیا مفتاح نیزہ باز نے
جو یہ ہنگامہ دیکھا اور جرأت و شوکت بادشاہ اسلام کی ملاحظہ کی اپنے ساتھ والون سے کہا کہ یہ لوگ
شیر بیشہ صاحبقرانی ہین جرأت و صولت مین لاثانی ہین دیکھو تو کس لطف سے جنگ کرتے ہین کوئی
پہلوان ایسا ہے کہ جاکر بادشاہ کو روکے سہمناک زنگی سپہ سالار لشکر مفتاح اسکو اپنے زور پر بڑا ناز
تھا جھوم کر سامنے مفتاح نیزہ باز کے آیا کہا کہ آپ اس جوان کو روکنے کو کہتے ہین مین ابھی اس
جوان کا سر لاتا ہون کیا مجال ہے جو آگے بڑھ سکے یہ کہہ صف سے جھوم کر نکلا گزلاف و گزاف کرتا ہوا
میدان مین آیا اور بادشاہ جمجاہ کو للکار کر آواز دی کہ اے بادشاہ اسلام آپ کو اپنی جرأت پر بڑا
ناز ہے مین آپ سے امتحان فنون سپہ گری چاہتا ہون مستان دیوانے نے جو آواز اس منحوس
کی سنی کہا کیون اے آقا ہے نامدار اس زنگی سیہ رو کو بھادون کان پکڑ کے حضور کے سامنے
لاؤن بادشاہ اسلام نے کچھ جواب نہ دیا مستان دیوانہ زنجیرین ہلاتا ہوا سامنے سہمناک زنگی کے
پہونچا اور للکارا کہ او مردود ٹھہر جا تجھسے مقابلہ کیا بادشاہ ہمارے تجھ ایسون کے مقابلے مین کیا آئینگے
ارے غلام موجود ہین پہلے مجھسے تو مقابلہ کر ہماری سپہ گری کا جواب دے سہمناک زنگی کینہ ناک
[illegible] سامنے مستان کے آیا مستان دیوانہ کھڑا ہو کر چوب دست ہلانے لگا کبھی جوان کبھی دیوانے
[illegible] کسی کا ہاتھ لوٹتا سہمناک زنگی نے جو انکار سے جانا دیکھا جرأت دیوانے

سے ڈرا کہا ای دیوانے ذرا ٹھہر جا مین اور تلوار لیے آؤن یہ کہکے چاہا کہ اٹھون دیوانہ کہ عیاری مین تمام
دوڑا چوب دست ماری گینڈے کا سر پھٹا سہمناک زنگی گینڈے سے گرا دیوانہ جھپٹا سہمناک بھاگا
سمجھا کہ یہ جنگل جو پڑ گیا تو مین کیونکر برداشت کرونگا دیوانے نے پیچھا کیا بادشاہ اسلام نے دیکھا
کہ سہمناک بھاگا ہوا جاتا ہی سعادت دیوانہ تعاقب مین مگر سہمناک بھاگ کر قریب مفتاح نیزہ باز
کے پہونچا پکارتا ہوا کہ ای آقا شگفتہ اس بلا سے مجھ کو بچائیے مفتاح نے للکارا کہ او دیوانے
بھول خبردار سہمناک پر ہاتھ نہ ڈالنا سعادت دیوانہ متوجہ بھی نہ ہوا کہ کون بکتا ہی جا کے سامنے
سہمناک پر جنگل مارا زرہ فوج کر پھینک دی سہمناک سے لپٹ پڑا اٹھا کے دے مارا چھاتی پہ
اسکی چڑھ بیٹھا سہمناک کو نوچنے لگا مفتاح نیزہ باز نے چاہا کہ اوپر سے ہاتھ تلوار کا مارون
کہ دیوانے کا کام تمام ہو بادشاہ اسلام نے جو یہ نامردی مفتاح کی دیکھی گھوڑے کو جھپکا کر نعرہ
کیا کہ او نامرد خبردار دیوانے پر ہاتھ تلوار کا نہ مارنا مفتاح کا ہاتھ رکا اتنے عرصے مین دیوانے نے
سہمناک کو چیر پھاڑ کے پھینکدیا مفتاح کے قریب بادشاہ پہونچے چاہتے ہین کہ مقابلہ کرین کہ
صحرا سے گرد اٹھی کرہ آفتاب کو سیاہ کر دیا بلکہ پارے ابر سرخ و سفید آسمان پر نمایان ہوے
بادشاہ جمجاہ نے دیکھا کہ ہمارا لشکر ثریا سے تا جبار آگے آگے سب کے بڑھا ہوا چلا ہی پہلوان
ہمراہ رکاب چھ لاکھ نفر ساحرون کا لشکر پشت پر جادوگرنیان طائرون پر سوار ثریا سے تا جبار
نے جو دور سے بادشاہ کو دیکھا کہ آقا ہمارے لڑ رہے ہین اپنے نام کا نعرہ کر کے فوج کو اشارہ کیا
کہ یارو بادشاہ مصروف جنگ ہین ایک دیوانے نے کیا قیامت برپا کی ہو دیکھو تعاقب مین ایک
پہلوان کے جاتا ہو وہ پہلوان بھاگا دیوانے نے چیر پھاڑ کے پھینکا یہ کہکے گھوڑے کو کڑکڑایا
کل فوج جو آگے کی لشکر کفار کو تہ و بالا کر دیا آسمان سے آگ برس رہی ہی جھونکے ہوا کے گرم
چل رہے ہین ہزارہا طائران خوش الحان زمزمہ کرتے ہوے درختون پر چہکار رہے ہین
ہر ایک طائر خوش الحان اپنی منقار کھولے ہوے یہ اشعار عاشقانہ پڑھ رہا ہے۔ نظم

ہمین وصل کی یاد آئیگی رات ... جدائی کی یون جلد جائیگی رات
یون ہی ہجر کی بڑھتی جائیگی رات ... شب زلف کی عمر پائیگی رات
اسے خواب مین جب دکھائیگی رات ... مقدر کو پہلے جگائیگی رات

قبضہ کیا کہ بادشاہ لڑتے ہوئے سامنے آئے مفتاح نیزہ باز نے نیزہ مارا بادشاہ نے نیزہ توڑ ڈالا
مفتاح نے قبضے پر ہاتھ رکھا خبردار خبردار کہکے ہاتھ تلوار کا مارا بادشاہ نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا
جیتون تلوار کی دھار سے لگی ہوئی ہو جب تلوار اسکی بالاے سر پہنچی بادشاہ نے کلائی پر ہاتھ
ڈالدیا خیال کر کے مفتاح نے دیکھا کہ بادشاہ نے سر اپنا بچایا کلائی پر کس طریقے سے ہاتھ ڈالا کہ تلوار
چھٹ پڑی تلوار چھین کر کمبندی کمر مین ہاتھ ڈال کر زور کیا قاش زین سے اُکھیڑ اُگرد سر چاہا کہ جھیخ دے
کہ مفتاح نیزہ باز پکار اُٹھا کہ اے شہریار الامان بادشاہ نے فرمایا کہ امان بشرط ایمان مفتاح کلمہ
پڑھکر بصدق دل مسلمان ہوا فوج کو آواز دی کہ یار دین لے اس شہریار کی دل سے اطاعت
کی اب کوئی جنگ کا ارادہ نہ کرے سب نے آکر قدمون کو بادشاہ کے بوسہ دیا جنگ موقوف ہوئی
مفتاح بادشاہ اسلام کو لیکر بارگاہ مین آیا بادشاہ تخت پر بیٹھے ایک جانب سب شاہزادیان
و جادوگرنیان کرسیون پر بیٹھین ایک جانب افسران فوج آکر بیٹھے لیکن ثریا سے تاجدار کو کل کا
افسر کیا بادشاہ نے فرمایا کہ اے ثریا لشکر تیار رکھو کل انشاء اللہ کوچ کرینگے سرو شمشاد قد یہ کہکر
اُٹھی کہ اے شہریار یہ صحرا محل خوف ہے آج کنیز طلایہ دیگی بادشاہ نے فرمایا ہمارے یہان یہ دستور
نہین کہ عورت طلایہ دے مفتاح نے کہا کہ مین طلایہ دونگا بادشاہ نے حکم دیا مفتاح چار سو
سوارون کو ساتھ لیکر لشکر مین آیا لشکر منزلون کے پھیر مین اُترا ہوا ہے مفتاح نیزہ باز حیران ہے
کہ مین کیونکر طلایہ دون کیونکہ سارے لشکر کی خبر لون چند سوار بازار غلہ فروشان مین بھیجے چند
سوار بازار بزازان مین روانہ کیے کچھ لوگون کو ساتھ لیکر روے لشکر پر کھڑا ہوا حیران حیران
لشکر کو دیکھ رہا ہے کہ مفتاح نے دیکھا صحرا سے گرد اُڑی ایک پہلوان آکر مقابلے مین پڑا لاکھ
سوار و پیدل کا لشکر ساتھ ہے اُس پہلوان نے اُترتے ہی شاطر کو اپنے کہ بغان تیز رو اُسکا
نام ہے حکم دیا کہ دریافت کرو کہ طلایہ پر کون ہے شاطر گیا دریافت کرکے آیا عرض کی کہ مفتاح
نیزہ باز طلایہ پر ہے وہ پہلوان خاموش ہو رہا اپنی بارگاہ مین آکر بیٹھا نہ کھانے نہ سونے
کی فکر ہے کچھ آسمان کی جانب دیکھتا ہے کہ ایک آسمان پر سناٹا ہوا ایک طائر سیاہ فام آسمان
سے پیدا ہوا کچھ ایسی کاؤن کاؤن کی کہ اُس پہلوان نے طرف لشکر اسلام کے اشارہ کیا وہ
طائر کاؤن کاؤن کرتا ہوا چلا فضا سے کار ملکہ سرو شمشاد قد لیٹے لیٹے گھبرائی کنیزون سے

کہا کہ طلائے کا انتظام ہو گیا کنیزوں نے خبر دی کہ مفتاح نیزہ باز طلایہ دے رہا ہے یہ سنکر ملکہ
سرو شمشاد قد باہر نکل آئیں کرسی بچھا کر دریچے پر بیٹھیں دیکھا کہ ایک طائر سیاہ فام بشکل زاغ
کاؤں کاؤں کرتا ہوا ایک نخل پر آکر بیٹھا سرو شمشاد قد سے آنکھ ملائی یہ اشعار گانے لگا

نہ بولے رک رہے جب کچھ کہی بات ۔ یہی آزردگی کی ہے تو رہی بات
سنا سب کچھ مگر مطلب کی سن کر ۔ کہا نا گفتنی تھی اک یہی بات
بغل میں چپ نہ بیٹھو کچھ تو بولو ۔ دکھے دل کو کوئی ایسی بھی ہے بات
اشاروں میں وہ جب کہہ گئے سب کچھ ۔ لب خاموش کی پھر کیا رہی بات
کسی سے جا کے کریں فیصلہ کچھ ۔ ابھی چل دیکھ لے دل ہی کی بات
وہ ذکر غیر کرکے ہمکو چھیڑیں ۔ نہ سننے کی جو تھی وہ بھی سہی بات
اٹھا لئے تاک گئے اس انجمن سے ۔ تمہیں کہدو کہ کوئی اٹھ رہی بات
محبت میں جلال اف بھی نہ کرنا ۔ بنا ہو اسکو منھ سے جو کہی بات

اسطرح اس زاغ سیہ نے یہ اشعار پڑھے کہ سرو شمشاد قد بغور سنا کی آخر سنتے سنتے چہرہ ملکہ
کا سرخ ہوا آنکھیں ابل آئیں گھبرا کے اپنے مقام سے اٹھیں کنیزوں سے کہا کہ صاحبو تمہیں
ہشیار رہو میں تو بیرا سے ملاقات مالک صحرا جاتی ہوں ہر چند کنیزوں نے روکا سرو شمشاد قد نے سب
کنیزوں کو جھڑک دیا ملکہ گلعذار یہ باتیں سنکر اپنے خیمے سے نکل آئیں پکار کر پوچھا کہ بوا کہاں جاؤ گی
ملکہ سرو شمشاد قد نے جواب دیا کہ ہمارے بزرگ نے ہمکو بلایا ہے ہم انکی ملاقات کو جاتے ہیں
ملکہ گلعذار نے قریب آکر کہا کہ بوا جسکے پاس جاتی ہو وہ کافر ساحر ہے نہیں معلوم تمہارے ساتھ
کس طرح پیش آئے ذرا اپنے دل کو سنبھالو ملکہ سرو شمشاد قد نے جواب دیا کہ بوا زیادہ باتیں نہ بناؤ
اپنے مقام پر جا کر بیٹھو یہ کہکے گلے میں ہاتھ ڈال دیئے کہا بوا اگر تمہارا جی چاہے تو تم بھی چلو
مالک صحرا سے بزرگ آشنا ہمارا ہے پیرا سے طور دیکھو تو وہ کیسا جلیل ہے تمہاری بھی خاطر کریگا
اسکی صحبت میں دخل ملیگا گلے میں ہاتھ ڈالے منھ پر منھ رکھا ملکہ گلعذار کا بھی چہرہ سرخ ہوا کہا
لیا میں تو یہ آرزو رکھتی تھی کہ تمہارے ساتھ ملوں صحبت کو اس جلیل کی دیکھوں دونوں آئیں ملکہ
ساتھ ملیں کنیزیں پیچھے پیچھے منتیں کرتی ہیں کہ بیبیو کہاں جاتی ہو سعد شہریار جو سنیں گے

کیا سر دھنیں گے دونوں خاموش چلی جاتی ہیں جواب نہیں دیتی ہیں جب کنیزوں نے بہت کہا
تو ملکہ گلعذار نے پلٹ کر جھڑک دیا کہ جاؤ اپنے مقام پر بیٹھو سعد شہریار سے ہمیں کیا کام مقام
عبرت ہے کہ خداوند ہفت پیکر کو بُرا کہتے ہیں خدا سے نادیدہ کو سجدہ کراتے ہیں اس سے طلسم
کیا بدعت ہوگی آخر کنیزیں پلٹیں یہ کہتی ہوئی کہ اچھا صاحب تمھیں اختیار ہے جہاں جا بیٹھو جاؤ کنیزیں
روتی ہوئی آتی ہیں قضا سے کار فیروزہ بن عمرو طلا نے سے پلٹا ہوا آتا ہی راستے دیکھا کہ کنیزان
سرو شمشاد قد و گلعذار روتی ہوئی آتی ہیں بڑھ کر پوچھا کہ کیوں صاحبو خیر تو ہے کیوں روتی ہو
کنیزوں نے کہا کہ حضور صاحب غضب ہوا سرو شمشاد قد و ملکہ گلعذار بیٹھے بیٹھے بہت ہو گئیں
طرف صحرا کے جاتی ہیں اور ہم سے کہہ گئی ہیں کہ اپنے مقام پر جاکر بیٹھو ہم تمکو بھی بلوا لیں گے فیروزہ
یہ خبر وحشت اثر سنکر چھپٹا دونوں شاہزادیاں کنارے پر لشکر کے پہونچی تھیں کہ فیروزہ نے دور
دیکھا کہ دونوں نے پر پرواز پیدا کیے اڑتی ہوئی چلیں فیروزہ بن عمرو ان ہی کے ساتھ ساتھ
ہیں چھپتا ہوا جاتا ہی جاتے جاتے تین چار کوس راستہ طے کیا تھا کہ گانے کی آواز کان میں آئی
فیروزہ بن عمرو نے سر اٹھا کر دیکھا کہ وسط صحرا میں ایک باغ ہے اسمیں سے گانے کی آواز آتی ہے کہ
شاہزادیاں اتریں در باغ پر ایک عورت کرسی پر بیٹھی تھی دونوں شاہزادیوں نے اسکو سلام کیا اور
کہا کہ جاکر اپنی شہبار بہار سیر سے ہمارا آداب و تسلیمات عرض کرو اور کہو کہ دونوں کنیزیں تمھاری
در پر حاضر ہیں امیدوار ہیں کہ آپکی زیارت سے مشرف ہوں وہ عورت اٹھ کر گئی اور تھوڑی دیر
میں آئی کہا کہ چلو شہنشاہ تمھیں بلاتے ہیں فیروزہ نے دور سے دیکھا کہ دونوں کا نسب کنیزوں کے
ساتھ اس عورت کے باغ میں داخل ہوئیں اب فیروزہ حیران ہوا کہ اگر میں سامنے ہو کر
کے جاؤں شاید کسی بلا میں پھنسوں یہ سوچ کر پشت باغ پر آیا کمند پاری دیوار پر چڑھا دیکھا
کہ باغ انتہا کا روشن ہے پھولوں کی مہک پھیلی ہوئی ہے ہوا کی سنسناہٹ عندلیبان خوش نوا
آشیانوں سے اپنے اپنے سر نکالے ہوئے یہ اشعار عاشقانہ گا رہی ہیں ؎

اے دل رہے نگاہ حسینان سے چھیڑ چھاڑ　　موقوف ہو نہ جنبش مژگان سے چھیڑ چھاڑ
دیوانگی کا جوش تھا یا ہوش تھا ہمیں　　رکھتی تھی دست دل کو گریبان سے چھیڑ چھاڑ
اک بت کی بندگی میں چلی جائیگی یہاں　　یوں ہی ہمیشہ گبر و مسلمان سے چھیڑ چھاڑ

کیا کیا ہمارے آبلۂ پا سے کبھی رہی
کیا دل نہ جانتا تھا لگے گی یہ ہو کے تیر
کہتے ہیں اپنی سنتے ہیں کچھ اسکی اے جنون
بس چپ ہی رہنے دے اسے کنج قفس میں تو
آشفتہ اور ہو گئے ہم کیا ضرور تھی
رہنے نہ دیگی سینے میں دم بھر چین سے
پچتائیے گا لیجیے دل میں نہ چٹکیاں
جی بہلے کیا چمن میں کہ دل نے شروع کی
آپس میں دونوں پوچھتے ہیں حال درد عشق
رلوائیگی لہو نگہ شوق کی جلال

دشت جنون میں خار مغیلان سے چھیڑ چھاڑ
کیون کی ہوا سے کوچۂ جانان سے چھیڑ چھاڑ
رہتی ہی یون ہی قیس بیابان سے چھیڑ چھاڑ
صیاد کر نہ مرغ گلستان سے چھیڑ چھاڑ
باد صبا کو زلف پریشان سے چھیڑ چھاڑ
دل کی کسی کے تیر کے پیکان سے چھیڑ چھاڑ
اچھی نہیں ہے نالہ و افغان سے چھیڑ چھاڑ
قمری سے بحث بلبل نالان سے چھیڑ چھاڑ
اس طرح ہو رہی ہی دل و جان سے چھیڑ چھاڑ
ہر دم کسی کے نشتر مژگان سے چھیڑ چھاڑ

فیروزہ نے دیکھا کہ مسند پر ایک تاجدار بیٹھا ہی تاج سر پر رکھے ہوئے دریاے جواہر میں غوطہ زن
دونوں شاہزادیاں ہاتھ باندھے سامنے کھڑی ہیں کہ اے آتشبار بہار پیرا ہمنے جو کچھ
کیا خلاف کیا ہم اپنے ہوش میں نہ تھے جب زاغ جادو نے جاکر ہوشیار کیا تب ہم دونوں اپنے
ہوش میں آئے ہیں فوراً خدمت میں حاضر ہوئے جو حکم ہو وہ بجالائیں اب آپ کا جمال دیکھکر
سحر طلسم کا اثر اب ہم میں کوئی عذر نہیں آتشبار بہار پیرا نے حکم دیا کہ ارے ان کو زنجیر
آہن میں مسلسل و مطوق کردیا تم ہو کہ یہ خالی کھڑی ہیں عذر بجا کر رہی ہیں چند کنیزیں جاکر
ہتھکڑیاں بیڑیاں لائیں سامنے گلعذار و سرو شمشاد قد کے رکھدیں پکارکر اس ساحر نے
کہا کہ اب تمہارے لیے یہی بہتر ہے کہ ہتھکڑیاں بیڑیاں پہنو اور جاکر قید خانے میں بیٹھو جبتک ملکہ
ہفت پیکر کو عرضی لکھی جائیگی جیسا حکم وہان سے آویگا اسکے بموجب دربار تمہارا سمجھا جائیگا دونون
شاہزادیون نے ہتھکڑیاں بیڑیاں پہن لیں لیکن اس ساحر نے دونون کی زبان میں سوزن دی پکارکر آواز
دی کہ داروغۂ زندان خانہ کو بلاؤ ایک زنگی سامنے آکر حاضر ہوا اسکے دونون کا سر زنجیر تھا فیروزہ
نے دیوار پر سے دیکھا کہ زنگی نے دونون کو لیجاکر ایک مکان میں بٹھا دیا فیروزہ دیوار سے اترا
اور ایک نخلستان میں چھپ کر بیٹھا حیران ہے کہ اے فیروزہ کیا کرون کیونکر صحبت میں پہنچون او

کیونکہ اس ملعون کی گردن لوٹ دونوں شاہزادیاں قید ہوگئیں ایسا نہو کہ بادشاہ بھی گرفتار ہو جائیں تو کیسی خرابی ہو یہ سوچ رہا تھا کہ گائن گاتے گاتے اٹھی قریب اسی زرستے کے برائے رفع حاجت بیٹھی فیروزہ نے اٹھ کر حباب مارا اسکو بیہوش کیا وہیں زرستے میں ڈال دیا آپ اسکی شکل بنکر محفل میں آیا مگر کبھی ہنستا ہے کبھی روتا ہے آتشبار بہار نے پوچھا کہ ای انجمن آرا کیا ہنستی ہو کیا روتی ہے فیروزہ نے ہاتھ باندھ کر عرض کی کہ ای شہنشاہ ساحران میں ابھی جو برائے رفع حاجت گئی تو ایسا جھونکا ہوا سے سرد کا چلا کہ آنکھ بند ہوگئی خداوند ہفت پیکر کو دیکھا کہ تشریف لائے ہیں اور فرماتے ہیں کہ ای انجمن آرا ہمنے تجکو سب کمال علم موسیقی کا عطا کیا جا کر سامنے شہنشاہ کے گا اور سبھوں کو بتا کہ گانا استاد دیکھنے والے کیا کہتے ہیں یہ کہکر سامنے بیٹھکر یہ غزل عاشقانہ گانے لگا

کل پیچ و تاب کچھ ہمیں حد سے زیادہ تھا
گھٹتا نہ کیوں کہ رشتۂ جان تاب دادہ تھا

کیا شوق وصل یار تجھی کو زیادہ تھا
مجھ سے بھی کچھ بڑھا ہوا میرا ارادہ تھا

ہر چند تیرے ملنے سے کچھ بڑھ گیا تھا دل
پھر بھی یہ تنگ شوق ہی پر زیادہ تھا

چلتا تھا دشت شوق میں سر پر قدم قدم
آرا ہمارے واسطے ہر ایک جادہ تھا

پایا ہر اک سوال کا قاصد جواب صاف
کھینچا تھا کاغذ اسنے جو ہمکو وہ سادہ تھا

محفل میں تیری مجکو دکھاتا جو بانکپن
ایسا رقیب کون سا سرہنگ زادہ تھا

لڑوا دیا تجھے مرے دل سے انہیں نگاہ نے
دو بادہ کش حریف تھے اک جام بادہ تھا

مجنوں سے تھا بہت ترے دیوانے کو لگاؤ
دونوں کا ایک سلسلہ اک خانوادہ تھا

گنجائش اور دل میں مرے یاد غیر کی
کوئی تو آج ساتھ تمہارے زیادہ تھا

بیعت سبو سے رند خرابات کر لئے گیا
وہ تنگ دست ہاتھ ہمارا کشادہ تھا

کیوں تم روٹھے ہوئے تھے آئینہ دیکھکر
جیسے بھی شوخیوں میں کوئی کیا زیادہ تھا

آنے کو کہتے تھے نہ آنے دیا مرے گھر تمہیں
گویا مرا رقیب تمہیں کا ارادہ تھا

تیری گلی کے لوگوں کا اتنا رہے شوق آتے
آغوش کی طرح در جنت کشادہ تھا

دعوے تھا بانکپن کا جو ابروے یار کو
ابرو کا قتل نہ تھا کوئی سرہنگ زادہ تھا

بند آج ہی ہوا ہے نشہ پھر جلال
کل تک در قبول سخن ہر کشادہ تھا

فیروزہ یہ غزل گا کے چپ ٹھٹھا مار کے ہنسا آتشبار بہار پیرا نے کہا کہ ای انجمن آرا کیا ہنستی ہیں
فیروزہ نے کہا کہ سامنے قدرت کھڑے ہیں فرما رہے ہیں کہ ای انجمن آرا کیا غضب کی بات ہے
کہ تم خالی گا رہی ہو محفل بے نمک ہے ای انجمن آرا سب کو شراب پلاؤ ساقی گری کا تماشا دکھاؤ
آتشبار نے کہا کہ ساقی گری کا تماشا کیا فیروزہ نے کہا کہ سب کچھ بجا و تسلیم کر رہے ہیں قدرت
نے سر پہ ہاتھ رکھا قدموں کو چھوا فرماتے ہیں کہ ہمارے شہنشاہ کو سر سے شراب پلاؤ محفل میں
اپنا رنگ جماؤ آتشبار نے کہا کہ پھر کیا چاہتی ہو فیروزہ نے کہا کہ ایک عمدہ پیشواز شگاف نیچے کا لیکر
منگواؤ مجھے دیجیے آتشبار نے بلا تکلف کنیز حاضر کی فیروزہ دوڑا ہوا میخانے میں آیا پکار کر کہا کہ صنما
آج ہم ساقی ہونگے کوئی باقی نہ رہے بحکم قدرت سب کو شراب پلاؤنگی قدرت نے تسلیم کیا ہے سب چال
قدرت دیکھینگے کنیزان آتشبار دوڑی ہوئی آئیں گلابیاں اٹھا اٹھا کر لیجانے لگیں کوئی پیالہ اٹھا کر
لیگئی کسی نے قرابا اٹھایا شراب کا چرچہ پلٹ ہوا پہلو میں آتشبار کے آتشبار کا عیار لقمان تیر رو بیٹھا
ہے کہا کہ ای شہنشاہ مقام تردد ہے کہ انجمن آرا ایسی باتیں کرتی ہے جیسے عیار چالاکی کرتے ہیں آتشبار
نے کہا کہ میخانے میں جا کر دیکھو کہ انجمن آرا کیا کر رہی ہے لقمان دوڑا ہوا میخانے میں آیا فیروزہ
گلابیاں الٹ پلٹ کر رہا ہے بیہوشی ملا رہا ہے لقمان جو چھپتا ہوا آیا کہا کہ بی انجمن آرا کیا کر رہی ہو
فیروزہ لقمان کو دیکھکر گھبرایا مگر آنکھ سے ایسا اشارہ کیا اور وہ نگاہ محبت ڈالی کہ لقمان
تڑپ گیا دل سے کہتا ہے کہ کیا غضب کی بات ہے کہ انجمن آرا مجھکو بلاتی ہے آنکھیں اس ظالم کی
کس غضب کی ہیں یہ سوچتا ہوا قریب فیروزہ کے آیا فیروزہ نے جام لبریز کیا کہا کہ حضرت صاحب
شراب چکھو دیکھو کیسا مزہ ہے لقمان جام پی گیا لڑکھڑا کے گرا فیروزہ نے اسکی مشکیں باندھیں پشتہ
ڈال دیا آپ شراب تقسیم کرنے لگا پکار پکار کر کہتا ہے کہ ذرا میاں لقمان کو بلاؤ کنیزیں کہتی ہیں کہ کہیں
کو گئے ہیں فیروزہ شراب درست کر کے کشتی میں لگا کے محفل میں لایا آتشبار نے دیکھکر کہا کہ دیکھو
کس طریقے سے شراب لائی ہے کہ زاہد صد سالہ کی بھی رال ٹپکے کہ ایک جام پی لوں فیروزہ بن عمرو
پیشواز پہن کر کھڑا ہوا گت ناچنے لگا ناچتے ناچتے جھک کر جام بلوریں لبریز کیا اسکو اٹھا کر سر پہ
رکھا ٹھوکریں لگاتا ہوا قریب آتشبار بہار پیرا کے پہونچا سر جھکا کر بناز کہا کہ ایسے شاہوں کو
سر سے شراب پلاتا ہے آتشبار بیچین ہو گیا جام ہاتھ میں لیکر پکار اٹھا کہ ای جان جہان انجام

دل مشتاقان میری تجھپر جان نثار ہی اس وقت انتہا کا دل بیقرار ہی نظم

پھر آئے راستے سے ہوئی طی جو راہِ شوق
ہم ناتوان سنگئے مشکل نگاہِ شوق

کچھ کہہ سکے اُنکے سامنے جھوٹا مین کیون بنون
دیگا قلق جبکہ کہ لڑا ہے گواہِ شوق

ناکامیون نے اپنی اُسے سپرد کر دیا
پیہم جو دل سے اپنے نکلتی ہی آہِ شوق

فوجِ شکیب و صبر کے اُٹھ اُٹھ گئے قدم
دل مین گڑا جو آکے نشانِ سپاہِ شوق

ہر آہ اپنی شاکیِ بیداد و ضبط ہے
فریاد کسکی کسکی سُنے بادشاہِ شوق

بے ساختہ جو تمکو گلے سے لگا لیا
مشتاق کی خطا نہین یہ تھا گناہِ شوق

دھوکے مین اُسکے غیر کو مین کیا پکارتا
کچھ شبہۂ نگاہ تھا کچھ اشتباہِ شوق

کیا خوف تیرگیِ شبِ انتظار اُسے
دیکھا ہو جسنے نگاہ سے روزِ سیاہِ شوق

پوشیدہ ہو وہ آنکھ کا تارا جو آنکھ سے
کیونکر نہ بے چراغ رہے جلوہ گاہِ شوق

جلوہ کسی کا جب اُسے قیامت بپا کرے
دل مین پکارتا ہے یہی دادخواہِ شوق

اُڑکر ہوا سے شوق مین کیا جانے کیا ہوا
تنہا نہین کہین کوئی گم کردہ راہِ شوق

امید ہی رہی نہین دیدارِ یار کی
اب وہ نگاہِ یاس ہی جو تھی نگاہِ شوق

کوتاہ ہو جلال کی منزل پہ دخل کیا
دور و دراز کٹتے ہی ہو جاتے راہِ شوق

اسطرح بیتاب ہوکر یہ اشعار آتشبار نے پڑھے اور زانو بدلنے لگا فیروزہ نے مسکرا کے کچھ چڑھا دیا انگوٹھا دکھا دیا آنکھ سے اشارہ کیا کہ شب کو دیکھا جائیگا صبر کرو اس مجمع مین ایسا کلام کرتے ہو ذرا شرم کرو شراب تو پیو آتشبار جوشِ اشتیاق مین جام پی گیا اب تو فیروزہ مینا بھروتے دورہ باندھا سب کو شراب پلانے لگا جسکے قریب آیا وہ چاہتا ہی بلائین لے لون فیروزہ ہنس ہنس کے سب کو شراب پلا رہا ہی تھوڑے ہی عرصے مین فیروزہ نے سب کو شراب پلائی آتشبار بیٹھے بیٹھے یا تو طرف ساقی کے دیکھ رہا تھا یا گھبرا کے اُٹھا کہتا ہوا کہ یا خداوند آپ کبھی صحبت مین آئیے آپکی دید کا بہت مشتاق ہون ہاتھ پھیلائے ہوئے یا خداوند یا خداوند کہتا چند قدم چلا تھا کہ مہوشی نے طمانچہ مارا لڑکھڑا کے منہ کے بھل زمین پر گرا کنیزین لپٹا لیا کہ سے آنکھین جو اُٹھی فوراً گر کر بیہوش ہوئی تھوڑے عرصے مین سب لب فرش ہوئے فیروزہ نے پہلے

جھپٹ کر سرو شمشاد قد و ملکہ گلعذار کی زبان سے سوزن نکالی اب جو لیلیٰ خنجر برہنہ کھینچے ہوئے
آتشبار کو ہاتھ مارا سر آتشبار کا جدا ہوتے ہی ایک ہنگامہ ہوا آوازیں مہیب آنے لگیں اس نے
اندھیرے میں فیروزہ کنیزوں کو قتل و قمع کر رہا ہو کہ آسمان سے رونے کی آواز آئی فیروزہ دیکھنے
پائی تھی کہ ابر نمایاں ہوا اٹھا یا وہ ابر پھٹا دیکھا کہ ہر بر آتشین پر ایک ساحر سیہ فام و بد انجام اس پر
پیدا ہوا آواز دیتا ہوا کہ او ظالم کیا کرتا ہے خبردار کمر تو میری توڑ چکا یہ کہہ کے وہیں سے سحر کیا پاؤں
زمین نے فیروزہ کے پکڑ لیے وہ ساحر تیغ کھینچے ہوئے زمین پر آیا چاہا کہ فیروزہ کا سر کاٹ لوں
فیروزہ کا بلکنا تڑپنا خدا سے دعا کرنا کہ ای کریم کارساز و ای بے نیاز اس آفت سے نجات دے — نظم

واہ دل ہر کس کہ از پردہ رخ دلدار دید ‎ گشت چون آئینہ حیران ہر کرد سے یار دید
آمدان دلدار چون از پردۂ وحدت برون ‎ جلوۂ دلدار ہر یک طالب دیدار دید
سائل درگاہ حق بر درگہ دیگر نہ رفت ‎ سائل دیگر نشد ہر کس کہ این دربار دید
پردہ بر چہرہ آنکہ از چشم جہات بین دور کرد ‎ نقش نقاش ازل بر ہر در و دیوار دید
بود اندر رنگ ور دوست خود جدا از یک گل ‎ ہر گل رنگین کہ بلبل اندرین گلزار دید

بس کہ جو فیروزہ نے دعا کی ملکہ سرو شمشاد قد و گلعذار کی زبانوں سے تو سوزن نکل چکی
ہو ان دونوں شاہزادیوں نے دور سے دیکھا کہ فیروزہ قتل ہوتا ہے سرو شمشاد قد نہایت
حسین ہے آگے بڑھی اور آواز دی کہ او دشمن خدا کیا کرتا ہے اگر اسکو قتل کیا تو زندہ نہ بچیگا یہ کہہ کے
گلے سے موتیوں کا مالا اتارا اُس ساحر پر پھینک مارا اسکا لگنا تھا وہ تمام ہی جیسے ہی موتی
ٹوٹے گلعذار کی آبرو بڑھی چہرہ سرخ ہوا آنکھیں بل آئیں پسینے پسینے ہو کر بیکل اٹھا کہیں نہ ایکا
تابعدار و فرمان بردار ہوں چاہتا ہوں قدمبوسی حاصل کروں — نظم

کھل گئی آنکھ جو میں عشق میں مدہوش ہوا ‎ آ گیا ہوش میں جس وقت سے بیہوش ہوا
گل کو بلبل کی طرف سے تھی یہ کچھ بے خبری ‎ ایک نالہ نہ سنا گو ہمہ تن گوش ہوا
غفلت عشق تماشا جو دکھاتی تھی ابھی ‎ آنکھ کھلتے ہی وہ اک خواب فراموش ہوا
میری حیرت کا سبب غیر نے پوچھا شاید ‎ بات کچھ تو ہوئی ایسی کہ وہ خاموش ہوا
جان بیتاب کو رشک نے تڑپایا او ‎ دل سے کیوں وصل کا ارمان ہم آغوش ہوا

بے حجابی تری سو پردوں کی اک پردہ تھی ۔ دیکھ سکتا تھا تجھے کون جو روپوش ہوا
الٹ جاتے ہی اُسکے بزم میں دیکھا ساقی ۔ تیرا پیمانہ نہ ہوا شیشۂ مے نوش ہوا
یاد تو تیری ہمیں کبھی رہی آٹھ پہر ۔ خود فراموش کیا خود نہ فراموش ہوا
میر کیا تو پشیمانی ہو گئی مسئلہ زاہد ۔ بیخبر رندوں کی خرابا تیوں کا جوش ہوا
سب یہ دلیل ہیں تری بیخودی میں اے عشق ۔ دل ہوا ہوش ہوا چشم ہوئی گوش ہوا
حاجت خضر نہیں وادی وحشت میں جلال ۔ پیچھے پیچھے میں ہوا آگے مرا ہوش ہوا

اسطرح سے اشعار پڑھتا ہوا قریب سرو شمشاد قد کے آیا دونوں شاہزادیوں سے خوب سحر
دور دیا ملکہ ن جادو اپنے ہوش میں نہیں ہی ہاتھ باندھ کر کہنے لگا کہ جو حکم ہو بجا لاؤں یہ سنکر
سرو شمشاد قد نے کہا کہ تلوار کھینچو دیر نہ کرو ملکہ ن نے تلوار کھینچی سرو شمشاد قد نے کہا
کہ گلے پر رکھ لو اے ملکہ ن تم نے وعدہ کیا ہی کہ ہم عاشق صادق ہیں جان نثاری کرینگے ہم نے
کسی کو جان دیتے نہیں دیکھا دیکھیں تو کیونکر جان دیتے ہو یا ناحق ہمارا نام لیتے ہو ملکہ ن
نے تلوار گلے پر رکھ کر کھینچ لی سر اُس کا خود سر کا کٹا تسمہ لگا رہ گیا زمین پر گر کر تڑپنے لگا تڑپ تڑپ
کر جان دی آواز آئی کہ قتل کیا مرا نام مین ملکہ ن جادو بود تمام باغ بھی جل گیا دیواریں گر پڑیں ملکہ
سرو شمشاد قد و گلعذار نے ایک تخت تیار کیا فیروزہ کو بھی اُسپر بٹھایا اب ارادہ ہوا کہ طرف
لشکر کے چلیں فیروزہ کہتا ہی کہ اے ملکہ عالم جب صبح کو بادشاہ بیدار ہوئے ہونگے تو کیسے انتظار
میں ہونگے معرفت کنیزوں کے خبر پائی ہوگی کہ سرو شمشاد قد و گلعذار اسطرح لشکر سے نکل گئیں
کنیزیں کہتی ہونگی کہ ہمنے روکا مگر ہمارا کہنا نہ مانا یہ خبر وحشت اثر سنکر کیسے بادشاہ پریشان ہونگے
اے گلعذار اب جلد چلو گلعذار نے تخت اُڑایا سر باغ سے تخت نکالا تھا کہ دیکھا سامنے
ایک شکل چنار کی ٹہنیاں اُسکی دہک رہی ہیں بیچ سے اُسکی دھواں نکل رہا ہی تخت اُدھر سے
ہو کے گذرا فیروزہ نے ایک چیخ ماری کہا کہ اے ملکہ گلعذار مجکو بچاؤ مجھے آنکھوں سے نہیں سوجھتا
ہڈیوں سے آگ نکل رہی ہی گلعذار نے تخت پیچھے ہٹایا دھوئیں پر گولہ مارا گولہ جو جا کر پھٹا ایک
ذرا ٹھہرا ہوا دھوئیں سے ایک ساحرہ زنگی آدمخوار منہ کھولے ہوئے مثل قہر بلا کے جھپٹا سرو شمشاد قد
نے کہا کہ اے گلعذار میں اسے پہچانتی ہوں ناریک جادو اس سرحد کا حاکم ہی میرے ہاتھ سے

بچکر کہاں جائیگا یہ کہکے سرو شمشاد قد تخت سے کود پڑیں زنگی سے سحر ہونے لگا زنگی کے کبھی
اُنہیں ہاتھ پر جھولی پڑی ہوئی ہوا سمیں سے نکال نکال کر اشیا سحر مارنے لگا سرو شمشاد قد اپنے
کو اُن حربوں سے بچاتی ہو گلعذار نے دیکھا کہ زنگی نے جھولی سے ایک طائر مردہ نکالا اسکو ہاتھ
سے چھوڑا پکار کر آواز دی کہ ای طائر زرین بال لیا وہ طائر ہوا پر آکر پر مارنے لگا منہ سے طائر
کے شعلے نکلے وہ شعلے طرف سرو شمشاد قد کے چلے گلعذار نے ہاتھ ہلایا ایک ٹکڑا ابر آسمان پر
آیا وہ ابر برسنے لگا شعلے زمین پر گر کر بجھ کر خاک ہوے سرو شمشاد قد نے اُس طائر پر برق گرائی
طائر کے دو ٹکڑے ہوے مرتے ہی اس طائر کے اندھیرا ہوگیا اُس اندھیرے میں زنگی نے بڑھ کر
سرو شمشاد قد کو پکڑ لیا سرو شمشاد قد بیہوش ہوگئی گلعذار نے بڑھ کر ہاتھ جھٹکا یا روشنی ہوئی
اُس روشنی میں گلعذار نے کان سے بجلی نکالی زنگی پر پھینک ماری ایک برق گری کہ زنگی
کے دو ٹکڑے ہوے مرتے ہی زنگی کے اندھیرا ہوگیا آوازیں مہیب آنے لگیں کوئی کہتا ای
ای گلعذار تو نے غضب کیا تاریک کو مارا گلہ صحرا پاک و صاف ہوا درخت جل گئے ادھر فیروز
یہ عمرو ایک غار میں چھپا تھا جب اسنے دیکھا کہ دونوں شاہزادیاں کھڑی ہیں غار سے نکلا
دونوں کے پاس آیا کہا کہ جلد نکل چلو میں بھی آگے بڑھتا ہوں شاہزادیوں نے کہا کہ تخت پر
سوار ہو فیروز نے کہا کہ [illegible] معلوم ہوتا ہو میں چھپ کر آتا ہوں تم اسے آگے بڑھو
غرض دونوں شاہزادیاں تخت پر سوار ہوئیں تخت اڑاتی ہوئی چلیں فیروز نخلستان میں چھپتا
ہوا آتا ہو گلعذار و سرو شمشاد قد تخت اڑائے ہوئے جاتی ہیں کہ سامنے ایک چمن معلوم ہوا
اُس چمن میں پہنچ کے [illegible] دونوں شاہزادیوں [illegible]
[illegible] آسمان [illegible] انسان [illegible]
[illegible] ہفت پیکر [illegible] دونوں شاہزادیوں [illegible]
[illegible]
پکار کر آواز دی کہ [illegible] تخت [illegible]
سرو شمشاد قد نے خیال کیا گلعذار نے بھی دیکھا کہ [illegible] تخت ہمارا [illegible]
ہر چند کہ دونوں شاہزادیاں سحر کرتی ہیں اور تخت کو بڑھاتی ہیں مگر تخت نہیں بڑھتا ہو [illegible]

ٹھہرا ہوا ہی عجب ہی شمشاد قد نے سحر پڑھی کہا کہ تخت اپنے مقام سے نہ اٹھا کہا کہ اے گلعذار
تمنے دیکھا کہ تخت چلتے چلتے رک گیا آگے نہین بڑھتا تم سحر کرو گلعذار نے بھی کیسے کیسے سحر کیے
جھونکے ہوا کے چلے لیکن تخت اپنے مقام سے نہ اٹھا اس نازنین نے پکار کر آواز دی کہ اے گروہ
سحر گری ہوا ترا کو غبار دو ہفت پیکر نے تنگ کر رکھا ہی بادشاہ لیگا آ اب لیو خبر ہو کہ تخت سے
اتر آؤ یہ دونون شاہزادیان مجبوری تخت سے اتر آئین اگرچہ سحر و فسون سے واقف تھین حیرت کا
مگر اونکا اترتے ہی اس نازنین نے بڑھکر دونون کے ہاتھ تھام لیے اور کہا کہ اب اپنا کمال
ظاہر کرو ہمین کی طرف دیکھ کر آواز دی کہ ادھر زنجیر آہن لاؤ یہ کہتے ہی ایک گروہ ساحر لیا ہوا
پہنے ہوئے ہتھکڑیان بیڑیان ہاتھ مین لیے ہوئے قریب آگیا اس نازنین نے اول ان دونون کو
قید آہن مین مبتلا کیا پھر سر زنجیر تھام کر کشان کشان طرف صحرا کے لے چلی دونون شاہزادیان ملول و
غمگین و سرنگون ساتھ اسکے چلی جاتی ہین جب یہ دونون شاہزادیان ٹھہرنے کا ارادہ کرتی ہین
وہ نازنین زنجیر کو جھٹکا مارتی ہی کہ خون انکے جسم سے جاری ہوتا ہی اسی بیقراری و اشکباری کی
مین یہ دونون متوجہ طرف آسمان کے کرکے پکار رہی ہین کہ ای خالق کائنات وای بے نیاز اس
آفت ناگہانی سے نجات دے ہم کو اس ظالم کے ہاتھ سے بچالے۔ نظم

بندہ است وحش و طیر و انسان اند — خادم زار و حور و غلمان اند
حاکمان زمانہ محکوم است — اہل فرمان بزیر فرمان اند
سربلندان پایۂ دولت — سربسجدہ زیر بار احسان اند
عاشقان جمالت ای دلدار — محو حیرت بچشم گریان اند
گاہ پیچان بصورت لقوہ — مثل آئینہ گاہ حیران اند
گاہ مانند برق می خندند — گاہ مانند ابر گریان اند
گاہ در وصل خرم و خرسند — گاہ پابند قید ہجران اند
گاہ ہستند چابک و چالاک — گاہ کمزور و زار و بیجان اند

بیقرار ہو کر جوان دونون نے بہ دل سے دعا کی تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا اس نازنین نے دیکھا
کہ صحرا سے گانے کی آواز آئی ایک طفل حسین کو دیکھا کہ ڈفلی ہاتھ مین لی ہوئی بجاتی ہوئی

یہ اشعار عاشقانہ گاتا ہوا آتا ہے نظم

کہتی تھی شاد شاد یہ روح رواں بہت	شکر خدا کہ مجھ پہ ہے وہ مہربان بہت
اس حسن پر کرو نہ تم اے جان گمان بہت	رہتا کسی کے گھر نہیں یہ میہمان بہت
تجھ سے زیادہ قد صنم میں ہے راستی	اترا نہ باغ دہر میں سرو روان بہت
اے دل سمجھ کے رکھنا قدم راہ عشق میں	لٹ لٹ گئے ہیں اسمیں سبک کاروان بہت
عالم پہ راز عشق کا ہوجائیگا عیان	اے دل کریگا ضبط میں گر تو فغان بہت
آؤ گلے ملو نہیں تکرار میں مزہ	کیوں دوبدو لڑاتے ہو مجھ سے زبان بہت
اس شوخ سے وصال کا کیونکر کروں سوال	خائف ہوں اپنے دل میں کہ ہے بدزبان بہت
کھٹکا دیا رقیبوں نے یہ بات کیا کروں	میری طرف سے ہوگئے انکو گمان بہت
رکھئے دو ہاتھ سینے پہ مشتاق ہوں کمال	ترساؤ وصل میں نہ تم اے جان جان بہت
انداز کچھ تمھارے نظر آتے ہیں برے	ٹہلا کرو نہ چھت پہ راتوں کو ہو تم کہاں بہت
گلچیں یہاں سے تو نہ برائے خدا نکال	بلبل کو ہے چمن میں عزیز آشیان بہت

وہ لڑکا اس غزل کو اس لطف سے گاتا ہوا آتا ہے کہ طائر آشیانوں سے سر نکال نکال کر بغور سن رہے ہیں مزہ جو اٹھاتے ہیں تو سر دھن رہے ہیں اکثر آہوان وحشت گوشۂ صحرا کو چھپا لیں بھر کے ملے ہوئے آتے ہیں قریب سے اس طفل کے نکل جاتے ہیں وہ نازنین کہ جسنے ملکہ سرو شمشاد قد گلعذار کو گرفتار کیا ہے آہوتن اسکا نام ہے آہوتن اسنے یہ نغمہ سنکر دیکھا یہ تو صورت سے ظاہر ہے کہ کسی گویئے کا لڑکا ہے سر پر کج کلاہ سجا ہے پاجامہ چڑھے زردوزی جوتا انگرکھا چکن کا مگر زرد رنگا ہوا ہاتھ میں کنگنا بندھا ہوا گاتا ہوا چلا آتا ہے آہوتن نے پکار کے آواز دی کہ اے یہاں گانے والے ذرا ٹھہر جاؤ اس طرف تو آؤ لڑکے نے جو آواز سنی پلٹ پڑا انگلیاں چمکاتا ہوا قریب آیا کہا کہ کیوں ملکۂ عالم کیا فرماتی ہو مجھے اس وقت فرصت نہیں ہے میں بھٹی پر شراب کی جاؤنگا ایک چیز گاتا ہوں تو ایک پیسہ لیتا ہوں نانا جان میرے سیکھے دھومن خان تان انکی مشہور ہے وہ دو گز کی لانبی تان لیتے ہیں کسکی مجال ہے کہ انکی تان کو سن سکے جنگل ہلتا جو گاتے ہیں پہاڑ موم ہوگیا جیسے پتھر میں رکھدے [illegible] آج تک [illegible]

فرمایا تھا کہ بیٹا ہم دنیا سے جاتے ہیں تم کمال حاصل کرکے مچھیرے نکالنا اور روٹی کما کے عورتوں
کو کھلانا نانی امان ہر چند کہ ضعیف ہیں مگر اُنکی ذات سے محلے میں چہل پہل رہتی ہے لڑکے جمع رہتے
ہیں وہ کبھی لڑکوں سے کھیلا کرتی ہیں کوئی نانی کہتا ہے کوئی دادی اُس شخص کی نانی کی ذات سے محلہ آباد
ہے طفل دل شاد ہوا آہوش نے پوچھا کہ میاں صاحبزادے نانی کا تمہاری نام کیا ہے لڑکے نے کہا کہ نام
اُنکے بہت ہیں مگر مشہور نام اُنکا بی چھین سکھ ہے لڑکے اُسکے پکار لیتے ہیں جہاں کسی نے پکارا کسی
کام میں ہوں دوڑی جاتی ہیں بوڑھا یا جوان یا لڑکا جو کوئی آوے اُس سے بات کرتی ہیں ایسی
باتیں ہنسی کی کرتی ہیں کہ خواہ مخواہ انسان کا دل چاہے کہ اُنکے بیٹھ کر باتیں کرے جو جسے کہا کرتی
ہاں لیتی ہیں بس اب آگے نہ کہونگا تم بہت غور سے سُن رہی ہو ایسا نہ ہو کہ تم اُس شخص کی نانی
کو یہ نام کرو تم کون ہو گنہگار کون ہیں جنکو لوٹنے میں قید کیا ہے آہوش نے کہا کہ صاحبزادے
تمہاری بات کا کیا جواب دوں خداوند ہفت پیکر کو بھی جانتے ہو لڑکے نے ہنس کر جواب دیا کہ
ہم خداوند ہفت پیکر کے بندۂ خاص ہیں جہاں ہمنے گانا شروع کیا خداوند سانپ بنکر سامنے
آتے ہیں پہروں لہرایا کرتے ہیں کبھی اپنی جورو کو بھی ساتھ لیکر آتے ہیں گانا سنکر چلے جاتے ہیں وہ جو
اُنکی ناگنی کی صورت پر ہوتی ہیں کیا کیا میرے گانے پر لہراتی ہیں جب میں ڈرتا ہوں تو اپنا سر
ہلاتی ہیں کہ اے بندۂ خاص کیوں ڈرتا ہے ہم تیرے دیکھنے کو آتے ہیں تیرا گانا ہمکو بہت پسند ہے
میں بھی دل توڑ توڑ کے گاتا ہوں تمہارے سامنے وہ اشعار گاؤں کہ جو قدرت کے سامنے گاتا
تھا سُنیے وہ اشعار یہ ہیں۔ یہ کہکے لڑکے نے دفلی بجائی اور یہ اشعار عاشقانہ گانے لگا ؎

جس طرح آہو نہ آسکے دشت اے جان چھوڑ کر — جا نہیں سکتا ہے دیوانہ بیابان چھوڑ کر
غیر ممکن ہے کہ مجھ سے ترک عشق زلف ہو — جا نہیں سکتا پریشان کو پریشان چھوڑ کر
تنگ خاطر رحم کے قابل ہے جیسے پاسبان — میں ابھی آیا ہوں زندان میں بیابان چھوڑ کر
صاحب اسلام ہیں اے عشق ہم سے [illegible] — کیجیے یاد صنم آیات قرآن چھوڑ کر
رہتے رہتے جیسے کسی کو بھی محبت ہو گئی — کس طرح جائے مرا حال پریشان چھوڑ کر
طفل مرتد سے ہے عریانی کم [illegible] جنون — کیوں ذرا مہلت تو نے دی تار گریبان چھوڑ کر
دیکھنے کو کچھ نشان رہنے دے اے جوش جنون — چاک کر سب پیرہن لیکن گریبان چھوڑ کر

کچھ دنوں میں خاک ہو کر خاک میں مل جاؤنگا
اتحاد تا قیامت ہی لیکن فراق اسکو محال
داغ تن کے ملصقہ یاد آئینگے ہر جان حیف ہی
نام بھی لیتا نہیں کوئی کسی کا بعد مرگ
ربط باہم مثل روح و تن ہی کیونکر یا سکے
میہماں ہیں کچھ تو خاطر کر کہ تیرے واسطے
وصل کامل کی جدائی فکر نا حق سے محال
دونوں جس کی جستجو میں پھرتے ہیں در بدر
بعد مردن بھی وہی عہد و وفا کا پاس ہی
پیر [illegible] اس سے کس لیے رہتے ہو عاشق تشنہ

کب بھلا جاتا ہوں اب میں کوچۂ جاناں چھوڑ کر
جائیگی حسرت کہاں گور غریباں چھوڑ کر
کیسی بلبل تھی کہ جاتی ہی گلستاں چھوڑ کر
منزل کیسی ہوئی ہی جسم کو جاں چھوڑ کر
صبح ماتم دامن شام غریباں چھوڑ کر
اک لیے آئے ہیں ہم دنیا کا ساماں چھوڑ کر
بچکے کیا جائیگا ہو کر گریباں چھوڑ کر
دیر ہندو چھوڑ کر کعبہ مسلماں چھوڑ کر
بیکسی جاتی نہیں گور غریباں چھوڑ کر
وہ کہاں جائیگا تم سا ماہ کنعاں چھوڑ کر

اس رنگ سے لڑکے نے یہ غزل سامنے آہوتن کے گائی کہ آہوتن بیچین ہو گئی اتفاق سے جو ایک سانپ کا بھی شکل آیا لڑکے نے ہنس کر کہا کہ لو خداوند مع خدائی کے تشریف لائے آہوتن فوراً سجدہ کرنے لگی سانپ بل میں چلے گئے آہوتن نے کہا کہ میاں تان دراز خاں تم ایسا گاتے ہو کہ بہت پسند آیا اب ہمارے ساتھ چلو ہم ان قیدیوں کو خدمت خداوند میں پہونچائیں گے پھر ہم لوگ اپنے باغ میں چلیں گے وہاں جلسہ آراستہ ہوگا تمہارا گانا سنیں گے لڑکے نے کہا کہ اب میں بیبی کے پاس رہونگا آپکا پیچھا نہ چھوڑونگا آہوتن نے کہا کہ صاحبزادے میں نے تمہارے گانے کو بہت پسند کیا اسوجہ سے خواہش رکھتی ہوں کہ تمکو اپنے ساتھ لیجاؤں مگر یہ دونوں گنہگاران خداوند ہیں انھوں نے خداوند کا ساتھ چھوڑا بادشاہ اسلام کا مذہب اختیار کیا ہمارے صحرا میں بھٹکتی ہوئی آگئیں ہمنے انھیں گرفتار کیا لڑکے نے کہا کہ ذرا بیٹھ جائیے تو میں سب حال کہوں خداوند [illegible] سے مخالف میرے پاس آئے ہیں یہی فرمایا کہ میرے ساتھ چلو میں نے انکار کیا میں قدرت کے ساتھ نہیں گیا ایسا نہ ہو کہ خلاف مزاج گذرے کہ بندی کے ساتھ آئے قدرت کا ساتھ نہ دیا ایک جام شراب نوش فرمائیے کہ قدرت کی بدل یاد ہو یہ کہکے لڑکا دوڑا گیا گھڑی بھر میں ایک بوتل لایا کچھ کالی مٹر کچھ کباب بھی لیتا آیا جام بھر کر آہوتن کو دیا اور کالی مٹر بھی پیش کی آہوتن نے شراب پی

بھڑکھاتے لہرا کا ڈفلی بجاتا جاتا ہی اشعار کبھی گاتا جاتا ہی آہو تن تعریفین کرتی ہی تعریفین کرتے
کرتے گھبرا کے کہا کہ دیکھو میان صاحبزادے قدرت تشریف لائے ہین سرو زنجیر کو شاہزادیون کی
چھوڑا اگت ناچتی ہوئی چلی چند قدم چلی تھی کہ بیہوشی نے طمانچہ مارا لڑکھڑا کے گری سرو شمشاد
گلعذار سے کہہ رہی تھی کہ عیار ظاہر ہی گا نہ ادا کہتی تھی کہ یہان عیار کہان ہم لوگ ایسے گرفتار ہوئے
کہ رہائی غیر ممکن ہی دیکھیں تقدیر کیا دکھائے آپس مین یہ باتین کر رہی تھین کہ آہو تن نے گر کے
عیار نے نعرہ کیا کہ منم فیروزہ بن عمرو خنجر مارا کہ ایک دناٹا ہوا اندھیرا ہوگیا فیروزہ نے دونو
کی زبان سے سوزن نکالی دونون نے قید اپنی توڑی فیروزہ کو ساتھ لیا جب اندھیرا رفع
ہوگیا روشنی ہو گئی دیکھا کہ بجائے لاش کے ایک کھال آہو کی پڑی ہی سرو شمشاد قد نے کہا
کہ اب یہان سے جلد چلو ایسا نہو کہ کوئی اور مصیبت پیدا ہو یہ تمام صحرا سحر و ساحری سے معمور ہی
فیروزہ نے کہا کہ تم تخت پر سوار ہو مین الگ ہی چلونگا دونون شاہزادیان تخت پر سوار ہوئین اور
فیروزہ بن عمرو اسی طرح درختون مین چھپتا ہوا چلا لشکر بادشاہ اسلام جو اپنے مقام پر اترے ہوئے
تھے ساحر و غیر ساحر سب فروکش ہین صبح کو جو بادشاہ آئے کنیزین دونون شاہزادیون کی روتی ہوئی
حاضر ہوئین تمام کیفیت شب کی بیان کی اور یہ بھی کہا کہ عیار حضور کا انکے پیچھے گیا ہی یقین ہی کہ خبر لیکر
آئے قریا وغیرہ نے جو سنا کہ بادشاہ بیرون بارگاہ تشریف لائے کمیداون اور رسالدارون کو ساتھ
لیکر حاضر خدمت ہوئے بادشاہ مع کل سردارون کے دربار گاہ پر کھڑے ہین ہرکارون سے فرما
رہے ہین کہ فیروزہ کی خبر لاؤ اور یہ معلوم دریافت کرو کہ شاہزادیون پر کیا گذری اور فیروزہ نے کیا کیا تو
ہرکارے جا کے خبر لائین کہ صحرا سے گرد اڑی مگر ایسی گرد عظیم ہو کہ صحرا مین اندھیرا ہوگیا اور آفتاب
چھپا سامنے آکر دامن گرد کا شگافتہ ہوا آگے آگے علمدار علمون کو جلوہ دیتے ہوئے سامنے نکل گئے
دیکھا کہ ایک پہلوان فیل مست پر سوار پشت پر تین لاکھ فوج ظاہر مین غیر ساحر معلوم ہوتے ہین
باطن کا حال دریافت نہین وہ پہلوان آکر مقابلے مین بادشاہ کے آمنے سامنے پھرتا ہوا داخل
بارگاہ ہوا لاؤ لشکر اوترا دن بھر تامل کیا چار گھڑی دن رہے حکم دیا کہ طبل جنگی بجے اسی وقت
نقارہ رزمی پر چوب پڑی ہرکارون نے آکر بادشاہ کو خبر دی کہ ہمیون فیل سوار نے طبل جنگی بجوایا ہی
کل اسکا ارادہ ہی کہ نکل کر معرکہ آرا سے نبرد ہو نہایت مغرور بے عقل سے دور ہی کہتا ہی کہ حضور سے

مقابلہ کرونگا بادشاہ نے فرمایا کہ اگر میرا نام لیکر پکاریگا تو مین کیا تامل کرونگا کہ وہ ہمارے لشکر مین
بھی بفضل ایزدی طبل جنگی بجے یہان بھی نقارہ زری پر چوب پڑی تیاریان جانبین مین ہوئین
چار پہر رات گذر کر وہ وقت آیا کہ پہلوانان زرین پوش بصد جوش و خروش اکھاڑے مین میدان
جنگ زبرجدی کے آیا شاگردان شجاع وفریبا ہمراہ یہان بادشاہ نے نماز سحر سے فراغت حاصل
کی بہت بیقرار ہین کہ کیا کیا سر کے پڑے کہان کہان لڑے مگر اب تاکستا بہ قلعۂ طلسمی پہونچے
رستم و امیر داخل قلعۂ طلسمی ہوگئے بعد نماز سحر بصد خضوع و خشوع دعا کرنے لگے فرماتے ہین کہ
اے کریم و رحیم و اے سمیع و علیم جسم اپنا شریک کر اب مجکو طلسم ہفت پیکر مین پہونچا دے

سرنگون در سجدۂ اخلاص ہر حیوان از وست　　خم بہ محراب عبادت گردن انسان از وست
در ثنا خوانی بیان عذب البیان ہر زبان　　در زبان دانی زبان رطب اللسان ہر آن از وست
دین ازو دنیا ازو مذہب ازو ملت ازو　　مہر ازو اخلاص ازو ایقان ازو ایمان از وست
زور در ہر بازوئے کز ور ازو گردد عطا　　قوت و تاب و توان در جسم ہر بیجان از وست
ہست در گلشن ازو ہر وقت تازہ رستہ‌ہا　　خار و گل را تازہ سرسبزی بہر بستان از وست
زوست قائم ہر بنا بنیاد دار کائنات　　در ازو دیوار ازو دیار ازو دربان از وست

خادم نے آکر سجادہ لپیٹا صندوق سلاح حاضر ہوا بادشاہ نے سلاح ذات پر آراستہ کیے باہر
برآمد ہوئے ثریا کو حکم دیا کہ جادوگرنیون کو منع کردو کوئی ہمارے ساتھ نہ آوے ثریا نے سارے لشکر
کو آراستہ کیا میدان کارزار مین آئے اُسطرف سے لشکر کو لیکر میمون فیل سوار بھی آیا مین لاکھ فوج کو بھی
ساتھ لایا میدان مین آکر صفین آراستہ ہوئین جب نقیب نقابت کرکے ہٹے میمون نے ہاتھی بڑھایا
میدان مین آیا سلحشوری دکھلاکر آواز دی کہ اے فرقہ خداپرستان و اے زبردستان جسکو تمنا کشتی کی ہو
وہ نکلے بادشاہ نے قصد کیا تھا کہ ثریا نے تاجدار نے مرکب بادرفتار بڑھایا سامنے بادشاہ کے آیا
اور عرض کی کہ اجازت میدان بادشاہ نے فرمایا اے ثریا مین اس سے جاکر مقابلہ کرونگا تم قصد نہ کرو
ثریا نے نہ مانا مقابلے مین میمون کے پہونچا آپس مین نیزہ چلا بعد تلوار کے نوبت کشتی کی پہونچی بادشاہ
کھڑے دیکھ رہے ہین کہ ثریا نہایت لطف سے لڑ رہا ہے دو پہر تک ایک طور پر لڑا جب زوال آفتاب ہوا
تو بادشاہ نے دیکھا زوال زور ثریا ہونے لگا ایک مقام پر میمون ثریا کو لے دوڑا ہر چند ثریا نے

جا ہا کہ رکون نہیں رک سکتا پانون زمین مین گاڑ کر اڑ رہے مگر وہ ایسا وقت ہو کہ زمین پانون کے نیچے
سے نکلی جاتی ہی پندرہ بیس قدم پر لاکر ہاتھ مارا کہ دونون گھٹنے ثریا کے آشنا بزمین ہوئے میمون نے
کمر مین ہاتھ ڈال کے نعرہ کیا کہ یا خداوند ہفت پیکر مدد کیجیے پہلے ہی زور مین ثریا کو اٹھا لیا ثریا
صدمے سے بیہوش ہو گیا میمون نے ثریا کی مشکیں باندھیں شاطر موجود تھا طرف لشکر کے روانہ
کیا پکار کے آواز دی کہ ای بادشاہ لشکر اسلام اب تمہارا اشتاق ہون بادشاہ نے مرکب اڑایا تھا
میمون مین پہونچے بادشاہ نے نگاہ ڈالی چند قدم ہاتھی میمون کا پیچھے ہٹا چند قدم گھوڑا بادشاہ کا
پیچھے ہٹا میمون کی نگاہ جو جمال بے مثال پر پڑی حیران جمال و محو دیدار ہوا دیکھ کر آواز دی کہ ای جوان
مجھکو تیری صورت پر رحم آتا ہی تو میری اطاعت کرے تو اپنے لشکر کا بادشاہ کرون بادشاہ نے فرمایا
کہ ای میمون تجھکو بہت غرور ہی کہ غرور الشان کو پامال کرتا ہی کیون دم یکتائی کا بھرتا ہی میمون
نے نیزہ مارا بادشاہ نے نیزے کو نیزے کی سنان پر روکا تھوڑی دیر سے کہ بادشاہ نے نیزہ میمون کا
کا نکالا میمون نے تلوار کھینچی خبردار خبردار کہکے ہاتھ مارا بادشاہ نے بار دم بچا کے کلائی پر ہاتھ
ڈال دیا میمون لپٹ پڑا اور ہاتھی سے کود آپس مین کشتی ہونے لگی دونون لشکر نگران ہین کہ
بادشاہ میمون سے الجھ الجھ کر لڑ رہے ہین بادشاہ اپنی جان سے بیزار ہین بمشکل اپنے کو
سنبھالتے ہین مگر سنبھل نہیں سکتے دونون لشکر دیکھ رہے ہین سب کو یہی یقین ہی کہ میمون بادشاہ
کو زیر کریگا بادشاہ کا دل طرف پروردگار کے رجوع ہی عرض کرتے ہین کہ ای بے نیاز دوگانہ
تو نے ہمارے بزرگون کو کیا کیا شرف عطا کیے قبلہ و کعبہ زمانہ کمسنی مین فرنگستان ایسے ملک کے
تشریف لے گئے جرأت کی قبلہ و کعبہ کے ڈنکے بجے اس وقوم سے سامنے جدال نہ ہار کے
آئے کہ سرداران نامی و پہلوانان گرامی کہتے تھے کہ اس جاہ و جلال سے کوئی نہیں آیا اور عم
نامدار یعنی رستم پیلتن اس قوم سے آئے کہ سب شاہزادے اور سردار رشک کرتے تھے
ہر ایک کا یہی قول تھا کہ رستم نے کیا شکر پیدا کیا مگر قبلہ و کعبہ پر تیری عنایت ہوئی کہ رستم نے
ایک طمانچہ مارا تھا ایک طمانچے کے بدلے سات طمانچے مارے مین بھی اسی شیر کا فرزند ہون مگر آج تو
نوبت بجان و کار بہ استخوان ہو رہا ہون جلد مدد کر بادشاہ نے راز و نیاز اپنے دل کے جو
عرض کیے اس وقت باب اجابت وا تھا تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا کہ آسمان پر برق بجلی ایک چمکا

کہ سرو شمشاد قد و ملکہ گلعذار و فیروزہ بن عمرو عیار ایک تخت پر دونوں شاہزادیاں اور زیر
تخت فیروزہ بن عمرو آکر پہونچے لشکر میں ہلڑ ہوا کہ لو سرو شمشاد قد و گلعذار آپہونچیں سرو شمشاد قد
نے آسمان سے دیکھا کہ بادشاہ لشکر اسلام میمون جادو سے کشتی لڑ رہے ہیں مگر رنگ پریدہ و متغیر
چہرہ اور اس عالم یاس سرو شمشاد قد نے پکار کر آواز دی کہ ای میمون جادو خوب رنگ جمایا
اور پہلوان بنکر آیا یہ فرزند صاحبقران ہیں ان ہی کا کلیجہ ہو کہ تجھ سے لڑ رہے ہیں یہ کہکے تخت
کو دی پہلو میں میدان کے کھڑی ہوئی ایک دستک دیکر آواز دی کہ ای نسیم صبح غلط جلد آ یکبار
سنسنے کے جھونکے ہوائے سرد کے چلنے لگے اسی ہوا سے ہر رنگ بندھا کہ ایک طائر درخت پر
آکر بیٹھا اور منقار کھول کر زمزمہ سرائی کرنے لگا۔ نظم

آمد نے دیر کی ہو جو خط کے جواب کی
بیٹھی ہوئی ہو ڈاک یہاں اضطراب کی

کیفیتیں دکھاتی ہو بارش سحاب کی
یا دل سے کبھی ٹپکتی ہیں بوندیں شراب کی

تخفیف بعد مرگ تو ہو کچھ عذاب کی
تربت الگ بنے دل پر اضطراب کی

انجام دل سے عشق کی غفلت کا پوچھیے
یوسف سے لانی چاہیے تعبیر خواب کی

ہر چند جوش گریہ ہوا آنکھوں کو کیا خطر
طوفان میں ڈوبتی نہیں کشتی حباب کی

اندھیر کر دیا ستم چرخ پیر نے
حاجت ہوئی شباب میں ہمکو خضاب کی

نذر مزار وحشت دل نے نکلنے دی
حسرت فشار کی نہ تمنا عذاب کی

کیا جانے کس خرابی کی اس سے بنا پڑی
تھوڑی سی خاک تھی دل خانہ خراب کی

پرسش ستم کی داد و رحم کیا کرے
عادت ہی ان بتوں کی نہیں ہو جواب کی

ملتی ہو متصل خبر یار ہجر میں
دل نے بٹھا دی ڈاک یہاں اضطراب کی

دل کی تڑپ کچھ اور شب وصل بڑھ گئی
بجلی گری جو تیوری نگاہ عتاب کی

سمجھا ہو ترک عشق جوانی میں کب جلال
بے اعتبار ہوتی ہے توبہ شباب کی

طائر نے جو بآواز بلند یہ اشعار پڑھے میمون کے ہوش اڑے بادشاہ تاب کر لڑنے لگے وہ جو تزلزل
میں انتشار تھا دفع ہوا معلوم ہوا کہ قوت سے جسم معمور ہو گیا ہر چند کہ میمون کد و کوشش
کرتا ہو کہ سحر کر کے بادشاہ کو پکڑ لوں مگر دونوں شاہزادیاں دو طرف سے دفع سحر کر رہی ہیں کبھی

دستاہین دیتی ہین کبھی ہنستی ہین کبھی درختون پر اشارہ کرکے جھونکے ہوا سے سرو کے چلنے لگے پہر دن رہے
تک میمون الجھ الجھ کر لڑا اپنے مکر سے عاجز ہو اُن جسم کا گھٹ گیا بادشاہ نے پہر دن ہے دونون
مونڈھے اسکے پکڑ کے سینے مین سر اڑا کر لے دوڑے سترہ اٹھارہ قدم پر ریل کر لا کے وہان
اسکے ہکہ بارا کہ دونون گھٹنے میمون کے آشنائے زمین ہوئے چاہا کہ لنگر قائم کرون بادشاہ نے
دونون ہاتھ ستون سینہ کمر زنجیر مین ہاتھ ڈال کر زور کیا پہلے زور مین تا بہ زانو دوسرے زور مین
تا بہ سینہ تیسرے زور مین سر سے بلند کیا چرخ دیکر زمین پر مارا چاہا کہ بیٹھ کر گرون بادشاہ نے
ٹھوکر ماردی چارون شانے چت گرا چاہا کہ پر پرواز پیدا کرکے نکل جاؤن سرو شمشاد قد نے
آواز دی کہ ای زمین گیر بھاگنے نہ پائے بادشاہ جست کر کے سینے پر سوار ہوئے ہر چند کہ کچھ
اسکے آگاہ ہو گئے تھے مگر قانون اپنے بزرگون کا صرف کیا فرمایا کہ ای میمون شناخت مین پرورو
کی کیا کہتا ہی میمون نے جواب سخت دیا بادشاہ نے سینے سے اٹھ کر ایک پاؤن اسکا دونون
پاؤن سے دبایا ایک پاؤن دونون ہاتھون سے تھام کر جھٹکا مارا پہلے جھٹکے مین گردن سے
تا بہ ناف دوسرے جھٹکے مین مثل کرپاس کہنہ چیر کر پھینک دیا تین لاکھ ساحر جو کھڑے تھے لینا لینا
کہکر دوڑ پڑے سب سحر کرنے لگے کسی نے گرز پھینکا کسی نے تارنج بادشاہ اور کہہ اسکے گرے
جیحون بھائی میمون کا تیغہ کھینچ چلا کہ بادشاہ کو قتل کرون ملکہ سرو شمشاد قد نے بڑھ کر آواز
دی کہ ای دلگیر لینا دل پر اسکے قبضہ ہوئے کہکے جھولی مین ہاتھ ڈالا کچھ ماش سنگ دانے
نکالے طرف جیحون کے پھینکے جیحون جھوما بے اختیار پکار اٹھا لیلشم

ہم دل سے لگ چلے تھے پر دیوانہ پن ہوا — سمجھے تھے راہبر جسے وہ راہزن ہوا
وحشت کا جو کہ باعث ترک وطن ہوا — گھر مجھ پہ تنگ ہو کے مزا پیرہن ہوا
اظہار سوز دل مین جو گرم سخن ہوا — شعلہ ہوئی زبان پھپھولا دہن ہوا
گیسو کا عشق تھا سبب برہمی یار — تقدیر کا بل اسکی جبین کا شکن ہوا
یون دل مین مجھ مین تفرقہ روز ازل پڑا — جب دل رہا بدن مین نہ جز و بدن ہوا
سنتے ہیں لے مارے قہقہے تو یہ جو ہنسنے کی — بے اختیار ساغر مے خندہ زن ہوا
مجھکو جو کوئے یار مین جاسے لحد ملی — خواہان مرگ رشک سے خود گور کن ہوا

محشر میں داغ عشق کی بجلی جو گر گئی
سمجھا تھا میں کہ سامنے ٹوٹیگا اسکے دم
پیدا کیے ہیں کیسے نئے ڈھنگ آسمان نے
پھر کر نگاہ شوق جو آئی جو آنکھ میں
شاکی ہوں دود دل کا تری جلوہ گاہ میں
رخصت قبا سے گل کا جو ٹکڑا اٹھا ہی جنون
آزاد رہتے کتنی تو وحشت عدم میں بھی
پہچانتا نہیں ہو اثر کو اثر اسے
اٹھتے ہی پردہ آنکھوں میں پردے سے چھپ گئے
تھا اک حجاب اپنے گناہوں سے نزع میں
کس شوخ پر گلوں کے گریبان پھٹ گئے
آکر وطن میں ہو گئے دیوانے اے جلال

پہلا ئے اہل حشر کہ سورج گہن ہوا
رشتہ مری حیات کا پیمان شکن ہوا
فیروزہ رنگ لالے لگا جب گہن ہوا
پایا گم وہ آپ ہو گئے پایا گم وطن ہوا
اٹھا تو سرمہ نگہ انجمن ہوا
کچھ بچ رہا تو اسمیں مرا پیرہن ہوا
جھگڑے ہیں سب یہ گور ہوئی یا کفن ہوا
نالہ شکل کے دل سے غریب الوطن ہوا
جلوہ ترا نقاب رخ انجمن ہوا
جس وقت مر گئے وہ ہی پردہ کفن ہوا
کس کا حجاب پردہ در انجمن ہوا
یہ شور آمد آمد اہل وطن ہوا

اسطرح کے اشعار پڑھتا ہوا سامنے سرو شمشاد قد کے آیا ہاتھ باندھکر کھڑا ہوا کہتا تھا کہ اے ملکہ عالم میں تابعدار ہوں جو حکم دیجیے وہ بجا لاؤں میں ہوں بڑا ساحر رہتا جادوگر تھا پہاڑوں بنکر آیا تھا آخر موت نے اسکا پیچھا نہ چھوڑا بادشاہ کے ہاتھ سے مارا گیا میں تو آپکے حکم کا منتظر ہوں جو حکم دیجیے وہ بجا لاؤں سرو شمشاد قد نے کہا کہ اس لشکر کو قتل کر دے پھر تو تلوار کھینچ کر اسی فوج کو قتل کرنے لگا سرو شمشاد قد نے بڑھکر سحر کیا اول بادشاہ کو اٹھا لیا بادشاہ گھوڑے پر سوار ہو کے نعرہ کر کے فوج کفار پر جا پڑے جسکے جبہ پر کر ہاتھ مارا اسکے دو ٹکڑے کیے کافروں کو قتل کرنے لگے سرو شمشاد قد نے گلعذار کو اشارہ کر دیا ہی کہ ہمراہ رکاب بادشاہ ہو ساحروں کے سحر سے بچاؤ بادشاہ بے خوف و خطر لڑتے ہوئے آتے ہیں جسنے سحر کیا گلعذار نے سینے پر روکا اسکے سحر کو دفع کر دیا بادشاہ لڑتے ہوئے اس مقام پر آئے کہ جہاں اپنے خیمے میں خرپا قید تھا زنجیر میں پڑا رہا تھا بادشاہ نے آکر نگہبانوں کو مارا کتنی سو لاشہ زمین پر گرا قریب شہر آگئے پہونچ فرمایا کہ اے برادر اٹھو زیر ہو گئے یہ زنجیر وہ تو وہ ساحر تھا جسنے اسکو مارا سرو شمشاد قد نے آکر

اُسکا سحر دفع کیا ورنہ بیڑا زیر ہوتا ہی قریب تھا خدا نے آبرو بچائی ثریا نے قید توڑ کر [illegible]
بادشاہ کے کلوتا ہوا چلا وہاں جیحون کو ساحروں نے بلوہ کرکے پکڑ لیا تلوار انھوں نے چھین لی جیحون نے
آگ لگادی مگر جیحون جوش الفت میں نام ملکہ سرو شمشاد قد کا لے رہا ہے پکارتا ہے کہ بار دیگر
معشوقہ تک پہونچوں مجھکو نہ گرفتار کرو میں تجھ میں معشوق کے بیقرار ہوں ساحروں نے جیحون کو
چھوڑا گرفتار کرکے ساتھ لیا چاہتے بادشاہ نے دیکھا سرو شمشاد قد سے ساحروں کے پاؤں
اُٹھے غلغلہ کرتے ہوئے بھاگے تھوڑی دور تک تعاقب کیا جب ساحر کوسوں نکل گئے تب بادشاہ
پلٹے ملکہ سرو شمشاد قد سے حال پوچھا فیروزہ نے کل کیفیت بیان کی کہا حضور وہ سارا جنگل
ساحروں سے معمور تھا مگر آپکے اقبال سے سب کو قتل کیا بادشاہ مظفر و منصور بارگاہ میں
آکر بیٹھے کچھ ساحر گرفتار ہوئے تھے وہ قائل اسلام ہوئے دور [illegible] کا [illegible] بادشاہ
تخت پر جلوہ فرما ہوئے ثریا سے تاج [illegible] پہلو سے تخت میں جو ملکہ زرین [illegible]
ملکہ سرو شمشاد قد و [illegible] کرسیوں پر بیٹھیں بادشاہ نے فرمایا کہ یارو قلعہ طلسم ہفت پیکر کہاں
ہو میں اپنے کو جاکر علامت نہیں گرداں تا ہر قسم پہونچوں ملکہ سرو شمشاد قد نے عرض کی کہ حضور
تیموں کے مارے جانے سے ظاہری سب راستے کھل گئے یقین ہے کہ کل قلعہ طلسمی پر حضور
پہونچ جائینگے کنیز آپکو طلسم میں پہونچا دیگی بادشاہ یہ باتیں کر رہے ہیں اور پردے بارگاہ کے
اُٹھے ہوئے ہیں کہ گوشہ صحرا سے گرد اڑی دیکھا کہ ایک پہلوان گینڈے پر سوار پشت پر ایک
محافہ زرین ناظر [illegible] نے محافے کو گھیرے ہوئے بادشاہ نے فیروزہ سے فرمایا کہ دریافت کرو
یہ کون آتا ہے فیروزہ گیا خوشی خوشی پلٹ کر آیا عرض کی کہ اغراض بلند رکاب محافے میں اُسکی
دختر بلند اختر ملکہ ریحان صندلی پوش پئے ملازمت حضور آتے ہیں بادشاہ نے فرمایا کہ اُن
فیروزہ جاکر اغراض سے کہو کہ ہم پر سر راہ ہیں ایک ایک لمحہ ہمیں ایک سال گذرتا ہے
اب ہم ٹھہر نہیں سکتے تم محافہ اپنی دختر کا [illegible] ہم کل کوچ کرینگے فیروزہ نے آکر اغراض سے
سب حال بیان کیا اغراض قریب محافے کے آیا حکم بادشاہ بیان کیا ملکہ اندر محافے کے زار زار
رونے لگیں کہا کہ میں حکم شہنشاہی بجالاؤنگی مگر زیارت سے مشرف ہولوں اغراض نے
خدمت شاہ میں کیفیت ریحان صندلی پوش کی بیان کی بادشاہ نے اُسی وقت تخلیہ کروایا

ریحان کا محافہ آتر وایا چند ساعت صحبت رہی فرمایا کہ اے ملکۂ عالم اب رخصت ہو ہم کل کوچ کرینگے انشاء اللہ وہان سے پلٹ کر اول تمھارے ملک پر آئینگے عقد تم سے ہوگا شب صحبت فرما سے ملینگے اب تمھارا ٹھہرنا بہتر نہین ملکہ رات ہی کو بادشاہ سے رو رو کے ہوئین رخصت ہوئین اسی وقت محافے مین سوار ہوکر کنیزون کو ساتھ لیے ہوے طرف اپنے باغ کے چلین بادشاہ نے رسالے ساتھ کر دیے نگہبانی کی بہت تاکید کر دی مگر ملکہ محافے مین روتی ہوئین کنیزون سے کہتی ہین کہ شہریار استے جیسے شخص کے مقابلے مین جاتے ہین اپنی تو یہ کیفیت ہو دلکی عجب صورت ہے نظم

عشق مین رسوا جو اپنی آہ و زاری ہو گئی
کچھ ہماری دھوم کچھ شہرت تمھاری ہو گئی

بزم جانان مین جو آمد شب ہماری ہو گئی
غیر پر گرنے کو بجلی بیقراری ہو گئی

پہلے تھا بیزار جب سے اسکے خواہان ہو گئے
مجھکو بھی اس دن سے اپنی جان پیاری ہو گئی

گریۂ حسرت سے اور آنکھون سے تھی جو بہم رہ
لیجا بہت بڑی فرقت مین جاری ہو گئی

اسکے دوست سے مر کے بھی چھٹنے کا افسوس ہے
لاش کیون اپنی اٹھا بے رنج بھاری ہو گئی

آرزو دل مین جو اپنے تھی تیرے اک تیر کی
آخرکار آپ ہی وہ زخم کاری ہو گئی

کاش یہ قاصد نہ کہدیتا کہ آتا ہے کوئی
ہر تسلی پہ زیادہ بیقراری ہو گئی

تجھسے بھی یہ بدگمان پوشیدہ رکھتا ہے تجھے
دل کو ثابت آنکھ کی بے اعتباری ہو گئی

آہ مرنے کے لیے بس چلا رکھا ہے وصل یار سے
سمجھ تو یہ ہر زندگی امیدواری ہو گئی

وصل مین دل ہی مرا میری طرف کچھ بولتا
انکی جانب بھی تو انکی شرمساری ہو گئی

آہ نہین سکتا ہون بیخود ہو کے پہرون اب مین
رفتہ رفتہ اسقدر بے اختیاری ہو گئی

کل جو غش کھا کر گرے تو انکے قدمون پر گرے
ہم سے بیہوشی مین بھی اک ہوشیاری ہو گئی

ناز دل کیا سہتے اٹھاتے غیر کے احسان تاب
ختم تیرے ناتوان پر بردباری ہو گئی

گرد اپنی لاش کے پھرتا ہے قاتل بعد ذبح
نیم بسمل بھی وہ سمجھے ضرب کاری ہو گئی

دل پکڑ لیتا ہے دشمن جب تڑپتا ہے جلال
اسکی بیتابی بھی کیا شوخی تمھاری ہو گئی

ہر چند کنیزین سمجھاتی ہین کہ اے ملکۂ عالم بادشاہ نے جو وعدہ فرمایا ہے ضرور تشریف لاوینگے ملکہ کہتی ہین کہ صاحبو یہ کالی راتین ہجر کی کون کاٹیگا تڑپ تڑپ کے مر جاؤنگی کیونکہ یہ زمانہ گذریگا

وہ دن خدا دکھائے کہ بادشاہ چہچاہ سحر و ذی طلسم ہفت پیکر مین پہنچیں اور طلسم فتح ہو بادشاہ
مع لشکر آکر قریب باغ اترین وہ روز سعید ہوگا بلکہ بہت سعید ہوگا ریحان حبشی یوش اس حال سے
گریان و نالان خاک بسر بیقرار و مضطر اپنے باغ مین جاتی ہین بادشاہ چہچاہ شب کو اسی مقام پہ
رہے کہ اس مقام کو صحرائے ویران کہتے ہین بوقت سحر سامان سفر تیار ہوا سرو شمشاد قد
ملکہ گلعذار نے ایک سرخ و سبز تیار کیے تین لاکھ ساحر ساتھ لیے فرمایا تاجدار کبھی مع چہل ہزار
نیز ساحرون کے اسلح دکمل ہوا اس کروفر سے طرف طلسم ہفت پیکر کے چلنے کا قصد ہوا کہ بادشاہ
ذہن مین آیا فیروزہ سے فرمایا کہ مین نے آج صبح کو بعد نماز سجادے پر آرام کیا دیدہ ظاہری بند تھے
دیدہ باطنی وا ہوئے عین خواب مین دیکھا کہ ملکہ ریحان فریاد کر رہی ہین اور پکارتی ہین کہ اے شہریار
کنیز کو بچا لیجیے تم جا کر خبر لاؤ ہم اسی مقام پر ہیں جب تم آؤ گے تب کوچ کرینگے فیروزہ اسی وقت
برائے خبر ریحان حبشی یوش روانہ ہوا مگر ریحان پر یہ گذری کہ جب صحرا مین پہنچین سامنے سے
نکلکر پشت بادپا پر سوار ہوئین بادپا کو اڑاتی ہوئی جاتی تھین کہ صحرا سے گرد اڑی فضائے کا ہم
شہداد قوی باز و کمند انداز آتا ہوا شکار کھیلتا ہوا آتا تھا ناگاہ اسکی جمال بیمثال ملکہ پر پڑ گئی تیر
آ گیا قلب ٹھہر گیا چاہا کہ ملکہ سے جا ملون ملکہ نے بادپا کو بھگایا کنیزین پیچھے پیچھے شہداد کھڑا دیکھا کیا
آنکھون مین آنسو بھرے ہوئے چھاتی پر ہاتھ مار رہا ہے کہ شہداد اسکا ہمدم صبا دم آ گیا دیکھا کہ آقا کھڑے
رو رہے ہیں پوچھا کہ کیون پہلوان دوران کو شاہ صاحب یہ کیا ہوا جو اسقدر متغیر ہو رہے ہو شہداد قوی بازو
نے کہا کہ ای یار وفادار و ای مونس غمگسار ابھی ایک محبوب پری چہرہ کہ دیکھا کبھی ایسی نازنین نگاہ سے
نہین گذری بادپا بھگا کر اس جانب گئی ہے فوراً خبر لاؤ کہ یہ گل کس گلستان کی اور ماہ کس آسمان کی
ہے عیار واسطے خبر کے چلا اسوقت پہونچا کہ ملکہ بادپا سے اتری بارہ سو کنیزین ساتھ ہین باغ مین
جاتی ہین عیار نے دور سے دیکھا حال دریافت کرکے چلا آکر شہداد سے بیان کیا شہداد نے کہا کہ
مین ابھی جلد اسے قبضہ کرتا ہون تو جا کے لشکر لا عیار جا کر بارہ ہزار جوانون کا لشکر لایا جو سب کے سب
پہلوان و ہمین ہین ان سب کو شہداد لیکر طرف باغ ملکہ کے چلا ملکہ آ کر اتری ہین کنیزون سے کہہ
رہی ہین کہ راہ مین مجھکو ایک ظالم نے دیکھا میرا پیچھا بھی کیا تھا مگر مین گھوڑی بھگا کر نکل آئی ذرا
کوٹھے پر چڑھ کر دیکھو تو شاید آتا ہو کنیزین کوٹھے پر چڑھ کر دیکھا کہ سامنے سے گرد اڑی ہے

ایک پہلوان قوی تن قوی مین گینڈے پر سوار بارہ ہزار جوان پشت پر گینڈے کو اڑاتا ہوا آتا ہے
کنیز نے دوڑ کر ملکہ کو خبر دی کہ حضور لشکر آتا ہے ملکہ نے کہا کہ ہائے اب کیا کرون باپ میرے شہزادے
کے ساتھ ہین مین یہان یکہ و تنہا ہون کیسی مشکل کی بات ہے مگر مین اپنی جان دونگی اس
ملعون کو یہان نہ آنے دونگی جو کچھ ہو سو ہو کوٹھے پر چڑھ چلو اور تیر اندازی کرو جہانتک ہوسکے
ان بیحیاؤن کو قریب نہ آنے دو بارہ سو کنیزین کوٹھون پر چڑھ گئین کمانین کاندھون سے اتار
تیر جگر دوز کمان مین پیوست کیے بارہ سو تیر ایک مرتبہ چلے کئی سو خطا شعار گرے شداد نے گینڈا روکا
پکار کر آواز دی کہ ای شہنشاہ خوبی و ای سرو روان باغ محبوبی کیون اپنے کو ضائع کرتی ہو دم بھر مین
باغ مین گھس آؤنگا رات بھر کی مہلت دیتا ہون صبح کو حاضر خدمت ہونا ورنہ باغ پامال کر دونگا
ملکہ نے کنیزون کو اشارہ کیا کنیزون نے جواب دیا او مغرور کیا بکتا ہے سب کے جنازے لیجائیگا
کسی کنیز کو بھی زندہ نہ پائیگا آیندہ تجھے اختیار ہے ایک کنیز نہایت شوخ و شنگ موسوم بہ گلرنگ
باغ کے دروازے پر نکل آئی اور پکار کر آواز دی کہ او شداد اپنی جرأت پر نازاں نہ ہو یہ معشوقہ
بادشاہ اسلام ہے اگر انکو خبر ہو گئی تو وہ ضرور تشریف لا ئینگے تجھ ایسے صدہا پہلوان انکے رفیق ہین
ثریا سے تا ثریا دالیا رفیق کیسے بڑے بڑے پہلوانون کو مارا ہے بہتر یہی ہے کہ یہان سے چلا جا
صورت پر کوئی لشکر کشی کرتا ہے راہ مین تونے دیکھا تعاقب کیا ملکہ اپنی آبرو بچا کر بھاگ آئی ہین
بیکار مناسب ہے کہ چلا جا یہان کوئی تیرے مقابلے کے موافق نہین ہے عرصے تک وہ کنیز
بکا کی شداد نے کچھ جواب نہ دیا بلکہ فوج کو اشارہ کیا کہ باغ کو چہار جانب
سے گھیر لو سوارون نے گھوڑے دوڑائے پیادے اپنے مقام سے بڑھے باغ کو چہار جانب
سے گھیر لیا کنیزون نے تیر مارے وہ دیوار باغ سے دور ہٹ کر اترے کنیزین دیوارون کے
پیچھے چھپ گئین جب تاک کر تیر مارا گھوڑے کی آنکھ پر یا سوار کے سینے پر پڑا کئی سو ملازم شداد کے
آگے تڑپ تڑپ کر واصل جہنم ہوئے غول کے غول درہم برہم ہوئے شداد کہتا ہے کہ ان تیرون
کو کیا مین مانونگا سپر پر روکتا ہوا باغ مین گھس جاؤنگا تم لوگ زد سے ہٹ کر کھڑے ہو اب دن
قلیل باقی ہے شب بھر یہ لوگ سرکشی کرلین صبح کو آفت برپا کر دونگا ان بدذاتون کو زندہ نہ چھوڑونگا
نہین معلوم کیا سمجھی ہین جو کلمات سرکشی کر رہی ہین یہ کہہ کے اتر پڑا داخل بارگاہ ہوا عیار

اشارہ کیا کہ طبل جنگی بجے نقارۂ رزمی جو بجا کنیزوں نے بہت غلغلہ کیا کہ وہ نامرد بجے شرم
نہیں آتی ہے تمہیں معلوم کیا سمجھا ہے کہ طبل جنگی بھی بجوا دیا ہے پروردگار ہمارا اللہ کسی ہے ملکہ
پلٹ کر صحن باغ میں بیٹھیں سبب سے صلاح کرنے لگیں کنیزوں نے کہا کہ حضور ایک عرضی
بخدمت بادشاہ روانہ کیجیے وہ شہریار تشریف لائینگے اسکی سرکشی شکر بہم ہو جائینگی علاوہ برین یہ بھی
سن سکینگے کہ اس مغرور نے آ کے گھیرا ہے اپنی جرأت کو ظاہر کرتا ہے نام پر پہلوانی کے مرتا ہے ملکہ نے
اسیوقت قلم اٹھایا القاب شاہانہ لکھا کہ اے شہنشاہ اقلیم جرأت واے یکتاز میدان جلالت ادام اللہ
اقبالہ و اجلالہ اس کنیز کو آکر شہزادہ قوی بازو سے بچا لیجئے چاہتا ہے کہ عصمت پر دست انداز
ہو میں نے ابتک تو ان سرکشوں کو قریب دیوار باغ نہیں آنے دیا مگر گھیرے ہوئے اترے ہیں
صبح کو بلوہ کرینگے کنیز نامہ لیکر باغ سے نکلی مردانے کپڑے پہنے ہوئے لشکر میں شہزادہ کے جاتی ہے
جس کسی نے پوچھا کہ کون کہا ہرکارہ ہوں ملکہ عالم نے بھیجا ہے لوگ خاموش ہو رہتے ہیں تھوڑی دور جا کے
ہر جگہ میں لشکر کو طے کرکے راہ صحرا لی ایک نخل کے قریب پہنچی تھی کہ زنگ کی آواز کان میں آئی
دیکھا کہ فیروزہ بن عمرو جست و خیز کرتا ہوا آتا ہے کنیز نے جو فیروزہ کو دیکھا مثل گل شگفتہ ہوئی پکار کر
آواز دی کہ مہتر صاحب ذرا ادھر تشریف لائیے فیروزہ نے ایک جوان حسین کو دیکھا تیغ کھینچے ہو
قریب آیا اسنے کہا اے مہتر والا گہر میں ملکہ ریحان صندل پوش کی کنیز ہوں لشکر سے بادشاہ اسلام کے
ملکہ آتی تھیں بادیان پر بے نقاب سوار تھیں شہزادہ قوی بازو کی نگاہ پڑ گئی اسنے آ کر گھیر لیا ہے
صبح کو ارادہ ہے کہ بلوہ کرے جا کر شہریار کو اطلاع کرو تم کہاں چلے تھے فیروزہ نے کہا کہ بادشاہ
خود کھیلنے مجھ سے کہا کہ جا کر خبر لاؤ میں واسطے خبر کے جاتا تھا کنیز نے عرضی نکال کر دی فیروزہ
نے عرضی لی کنیز سے رخصت ہو کر چلا غرض پلٹی لیکن ملکہ نے کوٹھے پر چڑھ کر جو بلوہ فوج کا دیکھا
گھبرا کر کوٹھے سے اتریں سجادہ بچھایا دست دعا بدرگاہ مجیب الدعوات بلند کیے پکار اٹھیں اے
حاکم مطلق واے کارساز برحق میری عصمت کو اس ظالم کے ہاتھ سے بچا لے نظم

دلش ہمیشہ بہ نور صفاست نورانی — بخاک عجز ہر آن کس کہ سود پیشانی
خدا بہ روح بہ بخشد صفائے روحانی — کند بہ جسم عنایت کمال جسمانی
خدا بہ بندۂ کمزور زور مے بخشد — خدا بہ مور دہد رتبۂ سلیمانی

کہ دوسرا گنبد اڑا اور دوسرے گنبد سے پر سوار ہوا پھر بڑھتا ہوا چلا ملکہ نے کئی مرتبہ جام زہر اٹھایا چاہا کہ پی لون کنیزین لپٹ گئین جام ہاتھ سے چھین لیا ملکہ کہتی ہین کہ ای کمبختو کیا میری آبرو لوگی میری جان ابھی جانا بہتر ہو کنیزین منتین کر رہی ہین کہ حضور ہم لوگ مرلین تو حضور کو رخصت کرین اپنے سامنے ہم اس پھول سے عارض کو مرجھایا ہوا نہ پائین ہمین افسوس ہوتا ہی یہ کہکے جام کو پھینک دیا خنجر چھین لیا شداد گنبد اڑاتے ہوئے جب قریب دیوار پہونچا کنیزین نکل کر لڑنے لگین جو سامنے شداد کے پہونچی شداد نے نیزے پر اٹھا لیا کئی کنیزون کو نیزے پر اٹھا اٹھا کر زمین پر مار اونکا قیمہ کیا ملکہ نے دیکھکر کہا کہ ای کمبختو یہ صدمات میری روح پر گذرتے ہین مین نہین چاہتی کہ تم لوگ اپنی جان دو اور مین اپنے کو بچاؤن مین پہلے اپنی جان دونگی کنیزین ناچار ہو جاتی ہین شداد لڑتا بھڑتا زیر دیوار پہونچا پکارکے آواز دی کہ ای شہنشاہ اقلیم حسن و جمال وای یارہ آسمان کمال کیون غریبون کی جان لیتی ہو مین اپنے ہاتھ سے انکو قتل کرتا ہون مگر مجھے ناگوار ہوتا ہی کہ کنیزان حضور کو قتل کرون افسوس ہی کر رہا ہون کہ وہ تمھارے عاشق صادق اس مقام پر نہ ہوئے جنکی جرات پر آپ کو بھروسا تھا اور جو سامنے ہوتے تو معلوم ہوتا ملکہ نے منھہ پیٹ لیا کہا کہ ہاے افسوس ہی وہ شہریار اس مقام پر نہو ورنہ اس ملعون کو معلوم ہوتا شداد زیر دیوار پہونچا کنیزین ٹوٹ پڑین شداد انکو کیا مانتا تھا تیغ و سپر اوٹھا کر سپاہی کو ماردی کسی کا سر کٹا کسی کا ہاتھ ٹوٹا گر کر لوٹنے لگین ملکہ نے یہ کیفیت دیکھی بیقرار ہوکے پکارنے لگین کہ ای سمیع و علیم وای کریم و رحیم رحم اپنا شریک کر

نظم

خدا اہل بصیرت را نما یہ ہر زمان صورت — کسی پوشیدہ زچشم اہل دین ان مہربان صورت
نیابی حسن و بہین خوبی و محبوبی و مطلوبی — چرا پوشیدہ رخ زیبا چرا دارد نہان صورت
ز ہر یک گل چو رنگ و بوے گل گلزار پر جلوہ — نما یابد نہ ہر یکے تبسم غنچہ کی بلبل جان صورت
درین جلوہ کہی صورت ندیدہ دیدۂ عالم — چنین حسن و جمال [illegible] خوبی چنین شکل و چنان صورت
ز حسن چہرہ تصویر صورت گرد ہر جلوہ — ز روے ہر گل رنگین نماید باغبان صورت
بقا لم [illegible] در دنیاے فانی اہل صورت را — کہ این صورت بود شدا [illegible] جہان صورت
جہان ہر وقت نقش تازہ می سازد عیان ہر کی — کند دور زمانہ تازہ تا سر ہر زمان صورت

شداد نے چاہا کہ گنبد سے کود کر باغ میں گھس جاؤن ملکہ کو گرفتار کرلون ملکہ مسہری سے کود پڑین

خود زرین پہنے ہوئے لباس فاخرہ زیب جسم مگر جا بجا سے پھٹا ہوا اُسنے آکر سلام کیا کہا کہ اے
طلسم کشا خدا آپکو زندہ و سلامت رکھے تمنے طیران خوک سوار کو قتل کیا ہم لوگ اُسکی قید مین تھے
مرنے سے اُسکے رہائی پائی نام میرا کیوان تاجدار ہے اور یہ سب جوان شاہزادے اور وزیرزادے
اور تاجران جلیل کی نسل سے ہین یہان آکر قید ہوگئے سالہا سال قید مین بسر کی آج رہائی پائی
اب آپکے ساتھ ہین رستم نے سب کو طرف دین اسلام کے رہبری کی سب کلمہ پڑھکر بصدق
مسلمان ہوئے رستم نے لوح کو دیکھا لکھا پایا کہ باغ نسترن مین جانا چاہیے لیکن نسترن بڑی
ساحرہ زبردست ہے بڑے بڑے شور برپا کریگی ہوشیار رہنا چاہیے کہ نسترن زرین پوش اپنے
باغ مین بیٹھی ہے ساحر وغیر ساحر سب جمع ہین لنسترن کہہ رہی ہے کہ صحراے خوک سواران سے گذر
طلسم کشا کا نہو سکیگا طیران خوک سوار جادو بلاے روزگار ہے فوج بھی اُسکے پاس بیشمار ہے طلسم کشا
کو ڈراکے گرفتار کریگا سب مصاحب کہتے ہین کہ حضور سچا ارشاد فرماتی ہین اُسکا اُس صحرا سے
گذر نہ ہوگا یہ ذکر تھا کہ چند طائر آسمان سے پیدا ہوئے غلطاک مار کر شکل ساحر بنے لنسترن نے
پوچھا کہ ارے تم کیونکر آئے طیران خوک سوار نے کہا کیا ساحرون نے عرض کی کہ حضور تنہین پکا حال
خراب رہی خوک سوار نے طلسم کشا کو عاجز کردیا تھا کوئی بات اُسنے اُٹھا نہین رکھی خوب خوب
جنگ کی یہان تک کہ طلسم کشا اپنی زندگی سے بیزار تھا لیکن لوح کو دیکھ لیا طریقہ معلوم ہوا
طیران کو طلسم کشا نے قتل کیا حضور طلسم کشا کے قبضے مین تیغہ ہفت جوہر ہے کلاہ ہفت گوشہ
سر پر ہے اور زرہ ہفت جوشن زیب جسم لوح بھی پاس موجود ہے طلسم کشا کو کون روک سکتا ہے
اب صحراے خوک سواران مین فردوکش ہین وہ جو قیدی تھے وہ رہا ہوکر طلسم کشا سے ملے
بارگاہ استادہ ہے یقین ہے کہ اب حضور کے باغ کی جانب ارادہ کرین یہ خبر وحشت اثر سنکر لنسترن
نے کہا کہ صاحبو تم مین کوئی ایسا پہلوان ہے کہ طلسم کشا کو گرفتار کرلائے لوح دم دیکر چھین لے
یہ سنتے ہی سرشار قوی ترکیب کہ قوی مست و قوی تن و جہان دیدہ و کار آزمودہ ہے دنگل سے
اپنے اُٹھا کہا کہ غلام جائیگا اور طلسم کشا کو گرفتار کرلائیگا لنسترن نے سرشار کو خلعت دیا
اور کہا کہ جسقدر فوج چاہو لیجاؤ سرشار نے کہا کہ مجھے فوج کی کیا احتیاج ہے میرا عیار طرار
ماہیار کمند انداز فوراً گرفتار کرلائیگا اور سامان بھی نگہبانی کا طلسم کشا کے پاس کم ہے وہ

اگر کوئی طائر بھی اُڑتا ہوا معلوم ہوتا ہے تو اُسے بھی تیر مار کے گرا دیتے ہیں دو سو جوان جاگتے
ہیں اگر پتہ اُن کی طرف سے جاتی ہے تو کان کھڑے ہوتے ہیں عیار نے دور سے یہ معاملہ دیکھا کترا کے
ایک نخل کے سائے میں آیا چوڑی خنجر کی کمر سے نکالی نقب کھودنے میں مصروف ہوا پہر رات
رہے بارگاہ رستم میں آ کر چہرہ توڑا سر نکال کر دیکھا کہ رستم آرام فرما رہے ہیں چار خدمتگار بیٹھے چپی
کر رہے ہیں عیار نے پروا کے بیہوشی کی کمر سے نکالے شمع پاس ہی تھی پھینکا خوشبو جو بلند
ہوئی چاروں خدمتگار بیہوش ہوئے عیار نے جھپٹ کر قریب رستم کے پلنگ کے آیا کپڑے میں بیہوشی رکھی
برابر دماغ کے کپڑا لگایا رستم بیہوش ہوئے عیار نے پشتارہ باندھا دوش پر رکھا نقب میں پھاند
کے نکلا نقب سے نکل کر اسی صحرا کا لیا مگر مہتر سماک یلدائی جس دن سے رستم سے جدا
ہوا ہے اُس دن سے صحرا میں مارا مارا پھرتا ہے ایک دن جو بہت گھبرایا ایک پہاڑ پر بیٹھ کر گانے لگا
قضا سے کار شہباز جادو ملازم فسترن ہوا پر اُڑا جاتا تھا نگاہ پڑی دیکھا کہ ایک عیار طنبورا
لیے ہوئے بجا رہا ہے اس لطف سے گا رہا ہے کہ صد ہا طائر گرد بیٹھے سر دھن رہے ہیں اور
گانا سن رہے ہیں شہباز جادو سمجھ گیا کہ یہ عیار رستم ہے بلکہ فسترن نے ذکر بھی کیا تھا کہ عیاران اسلام
کی لواری میں طاق ہیں علم موسیقی میں شہرہ آفاق ہیں یہ سوچ کر تڑپ کر گرا سماک یلدائی کو
اُٹھا لیا اُڑا ہوا جاتا ہے کہ جس صحرا میں وہ عیار رستم کو لیے ہوئے جاتا تھا اُسی قریہ کی طرف سے
شہباز کا گذر ہوا زمیندار وہاں کا اپنے کوٹھے پر بیٹھا چاندنی کی سیر کر رہا تھا کہ دیکھا ایک جادوگر ایک
آدمی کو پنجہ میں دبائے ہوئے جاتا ہے اُٹھا کر گولہ مارا شہباز کے سینے پر پڑا توڑ کر پشت کو پار گذرا
سماک عیار شہباز کے پنجے سے چھوٹا کوٹھے پر زمیندار کے گرا زمیندار ٹہلتا ہوا قریب سماک کے آیا
سماک نے اُٹھتے اُٹھتے آواز دی کہ ہماشہ دلیر سبحان مبارک باشد زمیندار نے کہا کہ ارے تو
کون سماک نے کہا کہ آپ کا بھیجا گویا ہوں اس جادوگر نے دن بھر گوایا شام کو چار آنے دیتا تھا
میں نے انکار کیا تو اُس نے کہا کہ میں جیل کے قید کر دوں گا مجھ کو لیے ہوئے جاتا تھا آپ نے
بچا لیا زمیندار نے کہا کہ ایک چیز ہم کو سناؤ سماک نے یہ غزل شروع کی

خوش ہے بعد فنا کوچۂ جانان ہمیں	یا رب آباد رہے روضۂ رضوان ہمیں
ایسے رسوا ہوئے ملنے سے پری زادوں کے	متوحش نظر آتے ہیں سب انسان ہمیں

ہی مثل سچ یہ کہ کام آتا ہی کھوٹا پیسا — صنم دیر ہوئے طالب ایمان ہمیں
غم فرقت میں ہوے سوکھ کے کانٹا جیسے — اپنے دامن کو بچاتے ہیں بیابان ہمیں
کاٹتا ہی یہ دلا پیار سے ہر دم ہم کو — عشق رکھتا ہی سنگ کو بیچ جانان ہمیں
بت ہستی کو جو توڑیں تو خدا آئے نظر — آتش سنگ کی صورت ہیں وہ پنہان ہمیں
لفظ رنگین میں ہیں یہ معنی روشن پنہان — ہو سکا لیکن نہی وصف لب و دندان ہمیں
ضعف نے طاقت رفتار ہی کھو دی ناسخ — آلنو جب کر نہ لگا یار کا دربان ہمیں

سماک بلداقی نے اس رنگ میں یہ غزل عاشقانہ سامنے زمیندار کے گائی کہ وہ خوش ہو گیا خوش ہو کر کئی روپیے سماک کو دیے اور کہا کہ اب ہمارے پاس رہا کرو سماک نے کہا کہ اگر آپ کو راضی کر کے جاؤنگا کئی چیزیں سماک بلداقی نے اور سامنے زمیندار کے گانے بجانے لگا دیکھا کہ بوتل شراب کی رکھی ہی زمیندار اونڈیل اونڈیل کے پیتا جاتا ہی سماک نے کہا کہ ایسا ہمکو بھی دیجیے زمیندار نے بوتل شراب کی کھسکا دی سماک نے گہائی سے پڑیا بیہوشی کی ڈالی زمیندار نے جام لبریز کر کے پیتے ہی گھبرا گیا کہا کہ میاں گویے صاحب میری رگیں کھنچ رہی ہیں کوئی مجکو آسمان پر لیے جاتا ہی سماک بلداقی نے کہا کہ ذرا اٹھ کر ٹہلیے ہوا لگے تو نشہ کم ہو مزاج نہ برہم ہو یہ سنتے ہی زمیندار اپنے مقام سے اٹھا چاہا کہ ٹہلوں بیہوشی نے طمانچہ مارا فورا لڑکھڑا کے گرا اور گرتے ہی بیہوش ہوا سماک نے زبان میں اسکے سوزن دی سوزن دیکر گوشے میں ڈال دیا آپ کوٹھے سے رستا ناپا گاؤن کو طے کر کے نکلا رات کم باقی ہی جانور اپنے اپنے آشیانوں سے نکلے جاتے ہیں سماک یہ تماشا دیکھتا ہوا ایک نخل کے نیچے آ کر بیٹھا کہ زنگ کی آواز کان میں آئی پلٹ کر دیکھنے لگا دیکھا کہ ایک عیار پشتارہ بدوش آتا ہی سماک حیران ہوا اپنے دل میں کہتا ہو کہ اے سماک بلداقی یہ کون ہی بہ نگاہ غور دیکھنے لگا جس چادر میں عیار نے پشتارہ لپیٹا ہوا ہی اس چادر کا گوشہ جو پھٹا ہے سے پیر تکسار شخص کو دیکھا حیران ہوا کہ اے سماک یہ کون ہی جو آقا سے نامدار کو لیے جاتا ہی ایک مقام پر آ کر سماک نے حلقہ ہاے کمند خس پوش کیے آپ سنبھل کر بیٹھا کہ عیار بھاگتا ہوا نظر آنکلا جب قریب حلقہ ہاے کمند آیا تو اسکا دل دھڑکا چلتے چلتے رک گیا پکار کر آواز دی کہ اے کون ہو جو چھپکر بیٹھا ہی مجھ سے آ کر مقابلہ کر سماک اپنے دل میں سمجھا کہ اسنے دیکھ لیا نکل کر مقابلہ کروں یا نہ

پھر سوچا کہ شاید مکر کرتا ہو عیار نے دو تین مرتبہ آواز دی پھر سوچا کہ بسبب جنگل کے دل دھڑکتا ہے
جھپٹ کے چلا بیچ میں حلقہ ہائے کمند کے آیا سماک نے شیر کی آواز دی عیار ادھر سے کھسکا
رکا سماک نے جھٹکا مارا کہ عیار مثل گیند کے اچھل گرا سماک نے دوڑ کے حباب مارا عیار بیہوش ہوا
سماک نے عیار کو ایک درخت سے باندھ دیا رستم کو ہوشیار کیا رستم نے جو اپنے عیار کو دیکھا
مثل گل شگفتہ ہو گئے سماک نے کہا آقائے نامدار آپ کو یہ عیار لیے جاتا تھا رستم نے فرمایا
کہ سرشار تو ہی ترکیب سے مقابلے میں اترا ہوا اسی کا عیار ہوگا پوچھو اس سے سماک نے اسکو
ہوشیار کیا کوڑا لیکر کھڑا ہوا عیار کی آنکھ کھلی دیکھا رستم تو ٹہل رہے ہیں ایک عیار کوڑا
سر پہ کھڑا ہے عیار نے گھبرا کر کہا تمہارا کیا نام ہے سماک نے کہا میں اس شہریار کا عیار ہوں
خدا کی قدرت دیکھو صدہا کوس سے یہاں پہونچا ایک جادوگر مجھکو یہاں لایا میں وقت پر
پہونچا اپنے آقا کو رہا کر لیا اب تو اپنا اصل نام بتا اگر جھوٹ کہیگا مارے کوڑوں کے کھال
اڑا دونگا عیار کانپا سوچا کہ اگر اب بل کی لونگا جان جائیگی کہا اے سماک میں ماہیار کمند انداز ہوں
یہ ظہور قدرت دیکھکر خدائے نادیدہ کا اعتقاد ہوا رستم نے کہا اے سماک کھولدو سماک نے کہا کہ
آقائے نامدار لشکرہ شناسی قبلہ و کعبہ پر موقوف ہے شاید مکر کرے عیار نے بہت عذر کیا سماک
نے عیار کو کھولا عیار قدموں پر گرا کلمہ پڑھکر بصدق مسلمان ہوا سماک نے کہا اے ماہیار
کمند انداز تمہارے آقا کا کیا نام ہے تم آقا کے ساتھ لشکر میں جاؤ میں تمہارے آقا کو لاتا ہوں
رستم نے بہت منع کیا مگر سماک کب مانتا ہے کہا اے ماہیار تم آقا کے ساتھ جاؤ سامنے ماہیار کے
ماہیار کی صورت بنکر تیار ہوا کہا کیوں ماہیار کوئی مجھکو پہچان تو نہ سکیگا ماہیار نے کہا استاد
آپ نے ایسی صورت تبدیل کی کہ کوئی ایسی صورت نہیں بدل سکتا رستم مع ماہیار اپنے لشکر کو چلے
سماک راستہ طے کر کے لشکر سرشار میں آیا سرشار انتظار میں جاگ رہا ہے کہ عیار آکر پہونچا کہا آقائے
نامدار رستم کو چرا لایا تھا تا چار اون نے لیا گھیر اکیلا پشتارہ پھینک کر بھاگا آپ کی خدمت میں
حاضر ہوا لیکن کل رستم کو لاؤنگا باتیں کرتے کرتے گلوری کھلا کے بیہوش کیا پشتارہ باندھ کے
لے بھاگا صبح کا وقت ہے رستم دربار میں بیٹھے ہیں ماہیار سر پہ کھڑا رومال ہلا رہا ہے کہ سماک پشتارہ باندھے
آکر پہونچا سرشار کو ستون سے باندھا فتیلہ رفع بیہوشی دیا آنکھ جو کھلی دیکھا رستم کی گل ہے

بیٹھے ہیں عیار سحر انگیس رانی کر رہا ہے رستم نے کہا اے سرشار اصل یہ ہے کہ جو مکر تمنے کیا وہ
تمہارے گلے پڑا ہم کو گرفتار کرانے تھے یا خود گرفتار ہوئے اب بہتر یہ ہے کہ دین اسلام و
بات پیشوا اختیار کرو سرشار نے جھلا کر کہا کہ آپ فرزند صاحبقران ہیں کیا آپ نے مجکو
اسیر کیا جو سوال اسلام کرتے ہیں رستم نے فوراً کھول دیا دنگل بیٹھنے کو عطا فرمایا اور کہا کہ
سرشار جو امتحان منظور ہو میں موجود ہوں سرشار نے ہاتھ بڑھایا کہ پنجہ مجھ سے کیجیے
رستم نے ہاتھ بڑھایا سرشار نے ہاتھ ڈالا رستم نے کہا زور کرو سرشار نے خوب زور کیا کہ تھک
کر سیخ ہو گیا کہا آپ کے زور کا مشتاق ہوں رستم نے تھی ماری کہ انگلی اسکی ٹوٹ گئی قریب
تھا کہ سرشار بیہوش ہو جائے رستم نے ہاتھ اٹھا سرشار قدموں پر گرا کہا اے شہزادے مجھے
مسلمان کیجے کلمہ طیبہ زبان مبارک سے رستم نے ارشاد فرمایا سرشار کلمہ زبان پر جاری
کرکے بصدق دل مسلمان ہوا کہا اگر حکم ہو تو میں اپنے لشکر کو لے آؤں رستم نے حکم
دیا سرشار چلا عیار کا بھی حال سنئے لیا ہو لشکر کے افسر حیران ہو رہے تھے کہ آقا اپنے
سوتے کہاں غائب ہو گئے کہ سرشار آکر پہونچا سب نے حال پوچھا سرشار نے کہا یارو
قدرت نمائی اسکا نام ہے کہ سو کوس سے عیار آکر پہونچا میرے عیار کو زیر کیا پھر اسکی
طراری یہ ہے کہ مجھکو گرفتار کرکے لیگیا میں نے رستم سے امتحان بھی کیا وہ مجھ پر غالب آئے
میں نے اطاعت کی جسکو مسلمان ہونا ہو میرا ساتھ دے ورنہ خدمت میں لشتران کی جائے
مگر لشتران کی موت بھی قریب ہے ہفت پیکر بدنصیب ہے طلسم لٹا ہے بھاگ کر طلسم بیان
میں آیا طلسم کشا مرحلہ جات فتح کرتا ہوا آ پہونچا جیپور میں بھی ٹوٹا جلکے لشکر گران ساتھ
ہو آتا ہوگا وہ طلسم یا رشتہ سنبھال سکیگی اور جتنے سردار لشکر ہائے گران لیے ہوئے آئے
ہیں سب اسی مقام پر جمع ہونگے سب نے عرض کی ہم حضور کے ساتھ ہیں ساٹھ ہزار کو
کلمہ پڑھایا بارگاہ لدوا کر خدمت رستم میں آیا بارگاہ زر نگاری استادہ ہوئی رستم بارگاہ
میں بیٹھے سرشار دنگل شوکت پر لشتران اپنے مقام پر بیٹھی کہ رہی ہے کہ سرشار رستم کو
لیکر آتا ہوگا کہ چند زاغ سیاہ آسمان سے آکر گرے غلطیاں مار کر صورت انسان بنے
سب کیفیت بیان کی لشتران کے ہوش اڑ گئے کہا صاحب طلسم کشا صاحب اقبال ہے

جو کوئی جائے سمجھ کر جائے ورنہ میں خود تکلیف کرونگی جا کر سمجھ لونگی ملکہ شفق خونخوار وزیرزادی
نسترن کی اپنے مقام سے یہ کہکر اُٹھی کہ کنیز جاتے ہی آفت برپا کرے گی دیکھنا بھالنا کیا
وہ سحر کرون کہ دریاؤن کے جاری ہو جائیں طلسم کشا کو بھاگے راستہ نہ ملے نسترن نے کہا
شفق تمھارا حسن آج کل زور پر ہے اور حسن طلسم کشا مشہور عالم ہے ایسا نہو کہ جاتے ہی
طلسم کشا پر عاشق ہو ای شفق میرا باغ لوٹ جائیگا تو میرے باغ کے عجائب و غرائب
کی رازدان ہے یون میرے باغ میں قدم رکھنا مشکل ہوگا دیکھنے میں چھوٹا سا باغ ہے اگر
برسون کوئی گشت کرے تو مجھکو کوئی نہ پائے اگر تم مل گئیں تو سب راز بتاؤ گی مجھ تک پہنچاؤ گی
مجھکو مشکل پڑے گی شفق نے دست بستہ عرض کی حضور میرے متعلق میں آپ ایسا
فرماتی ہیں آپ تو میرے باغ میں ہوائی ہیں باغ اجڑ کر گلہائے رنگارنگ و شگوفہ ہائے
بوقلمون سے بھرا ہے ہمیشہ جوش بہار رہتا ہے آپ جا کر ملاحظہ فرمائیے کوئی مرد نہ پھول
نہ پائیگا مجھکو تو مرد کے نام سے نفرت ہے میں کیا طلسم کشا پر عاشق ہونگی مشکیں باندھ کر
لاؤنگی دیوانہ وار دشت و بیابان میں سر ٹکراتے پھرین وہ سحر ہو کہ آرام نہ لے سکیں کہکر
اُسنے آواز دی چار سو کنیزان گلنار پوش دف و دائرے بجاتی ہوئیں سامنے آئیں شفق نے
کہا صاحبو رنگینی سحر کی جا کر دکھانا میان سرشار مسلمان ہوئے ہیں انکو بھی دیوانہ بنانا کنیزو
نے کہا واری وہ سحر کرین کہ مسلمان خون تھوک تھوک کر مرین حضور غریب جانتی ہیں کہ جیسے
ہمارے شعبدے ہیں [illegible] نے کہا ای شفق بڑی تیاری سے جاتی ہو [illegible] اور
ہفت پیکر تمھارے حال پر رحم کرین میرا دل تمھارے جانے سے دھڑکتا ہے شفق
نے [illegible] پھیر لیا کچھ جواب نہ دیا اسی وقت طاؤس زرین بال پر بیٹھ کر روانہ ہوئی ادھر
[illegible] نے کوچ کیا ہے ادھر دیکھتے ہوئے جاتے ہیں سرشار آگے بڑھا ہوا اشکر [illegible]
کرتا ہوا دو ہزار تاجدار مرکب پری پیکر پر سوار اس رنگ سے لشکر طلسم کشا جاتا ہے
شفق نسترن سے رخصت ہو کر چلی ایک پہاڑ پر آکر ٹھہری کنیزیں تو سب [illegible]
ہیں بیٹھتے ہی شفق کے [illegible] نے گنگنا کر یہ غزل عاشقانہ گانا شروع کی۔ غزل

غرض کیا ہے سے پھر ساقی جو وہ مے گوشہ نشین پایا	[illegible] ظلم لئے کو دل ہین ابسا [illegible]

فغان نے لے صدا فریاد پنہان آہ پوشیدہ
دو رنگی ابلق ایام کی طرفہ قیامت ہے
حیات چند روزہ پہ غرور اتنا نہ کر غافل
ابھی سے فکر کر آغاز میں انجام سے غفلت کی
پہ رغبت ہے تری صہبائے افگنی کی ہر طبیعت میں
یہیں تک اور یہی دیوانگی کی یادگاری تھی
ترا جلوہ وہ ہے قربان جس پر دونوں عالم تھا
لحد میں آ کے دم بھر بھی نہ ٹھہرا ہی کسی نے کی
سمجھ لیں گے قیامت کو نظر ہے اسکی رحمت پر
دعا مستوں کی بر آئی اٹھی تو نے مے ساقی
غنیمت جان مہلت زیست کی پنج روزہ ہے
لگی کس وقت مشق چاک دامن کی دست وحشت سے
یہ سچ ہے خلقت اصلی بنا سے بگڑتی ہے

اٹھی دل سے جو بیزار ہو کر چشم سے نکلیں آیا
کبھی بالا سے زیں تھا جو وہ اب زیر زمیں پایا
کہ مرغ روح اڑ کر آشیاں تک پھر نہیں آیا
کہ پھر افسوس ہی بیجا جو وقت واپسیں آیا
کہ خود صیاد آہو کی یہیں کر کے ستانیں آیا
ہمارے بعد صحرا میں نہ کوئی خانہ نشیں آیا
تماشا ہیں تری دنیا میں یوسف سا حسیں پایا
نہ کوئی دوستان آیا نہ کوئی ہمنشیں آیا
لگا یا جام کو منہ سے بغل میں ہمنشیں آیا
غنیمت ہے سبو تک تیرا دست نازنیں آیا
کہ پھر فرصت کہاں جب حکم رب العالمیں آیا
گریباں کو نشانہ دن کا تھا جو ہمرہ آستیں آیا
صفائی پھر کہاں جب نام [illegible] آیا

نسیم ایسی غزل لکھی کہ ہاتف جس سے پیدا ہے
ہوئے شرمندہ حاسد منکروں کو اب یقیں آیا

اسوقت صحبت میں عجب ہنگامہ ہے شفق کے آگے آئینہ رکھا ہے جب اسپر نگاہ ڈالتی ہے تو جھوم جاتی ہے اپنے جمال کو دیکھکر مست ہو رہی ہے قضا سے کار آسمان پر ابر آیا بوندیاں پڑنے لگیں شفق نے کنیزوں سے اشارہ کیا ارے بوندیاں تو روکو کنیزوں نے سحر کیا کہ بوندیاں رکنے لگیں شفق پر بوند نہیں پڑی اسنے مسکرا کر کہا میری کنیزوں کو یہ اختیار حاصل ہے کہ بوندیاں روک دیں اور مجھپر بوندیاں نہ پڑنے دیں کسکی مجال ہے کہ مجھسے مقابلہ کرے وہ سحر کروں کہ زمین ہلا دوں اگر کوئی ساحر میرے مقابلے میں آئے تم سکو دیوانہ بنا دوں اپنے سحر کی آپ تعریفیں کرنے لگی کنیزیں کہتی ہیں واری بی لشتریں کے سحر کا زور رات کے باعث سے ہے شفق نے کہا تھا جو تم نہیں جانتیں لشتریں بلا سے روزگار ہے علم شعبدہ کا

تمام اُسکی ذات سے روشن ہی خداوند ہفت پیکر نے جو دربہ آخر پر اُسکو مقام دیا اسی
وجہ سے کہ اگر کل مرحلے فتح ہو جائینگے باغ لنترن تک جانا دشوار ہوگا کسکی مجال ہو کہ باغ
لنترن تک جاسکے مجھکو ملکہ نے اپنا رازدار کیا کل عجائب و غرائب کا اختیار دیا میرا اگر کوئی
بہرہ سے بند جدا کرے تو محال رازہ کہون وہان تک نہ پہونچاؤن کنیزین کہہ رہی ہین ایسا
شعبدہ آپ کا علم سحر بی لنترن سے بھی زیادہ ہی اب یہان سے جو دیکھئے تو لشکر مین طلسم کشا
کے کوئی ایسا شعبدہ دیکھیے کہ مسلمان آپس مین لڑین مارا زمان طلسم کشا طلسم کشا کو قتل کرینگا
آخر عاجز ہو کر بھاگ جائین جنگل مین مارے مارے پھرین یہ ذکر تھا کہ صحرا سے گرد اڑی
کنیزون نے کہا واری کسی کا لشکر آتا ہی دیکھیے کیسے نوبت نقارے بج رہے ہین علمہائے
زرنگاری نمایان ہوے ہاتھیون پر علمدار سوار علمون کو جلوہ دے رہے ہین الکیون کا کھٹکا
گھوڑون کا جھمکنا ایک پہلوان بعد علمدارون کے گینڈے پر سوار لشکر کو آراستہ کرتا ہوا آیا کنیزون
نے کہا واری طریقے سے معلوم ہوتا ہی یہ سپہ سالار ہی دیکھیے سب کے آگے بڑھا ہوا جاتا ہی ایک
قہقہہ مار کر کہا حضور مین نے اس شخص کو پہچانا یقین ہی کہ اسمین فرق نہو جس پہلوان کو ملکہ نے بھیجا
تھا سرشار قوی ترکیب اور یہ خبر سنی تھی کہ مع لشکر مسلمان ہوا حقیقت مین یہی پہلوان ہی
دیکھیے سامنے سے جاتا ہی شفق نے کہا اری لنترن خوب پہچانا بیشک وہی پہلوان ہی کیا
خوش خوش گینڈے پر سوار لشکر کو آراستہ کرتا ہوا جاتا ہی کہ پھر گرد اڑی نوبت نقارے کی
شفق دیکھنے مین مصروف ہی مسکرا کر کہا صاحبو آمد طلسم کشا ہی یہ کہکر اپنے مقام سے
اٹھی جھک کر دیکھنے لگی پلٹنین رسالے گذر رہے ہین شفق کہتی جاتی ہی کہ ان لوگون کے سر پر
موت سوار ہی مین سمجھی تھی کہ ابھی طلسم کشا صحرا سے خوک سواران مین ہوگا لیکن ان لوگون کو
بڑی جلدی ہی چاہتے ہین مقابلہ خداوندان ہفت پیکر جس دن قدرت قہر عشرت سے نکلینگی
کل طلسم کی فوج ساتھ ہوگی کہ گاؤ زمین بار نہ سنبھال سکیگی ان لوگون کو مہلت نہ ملیگی اپنی
زندگی سے بیزار ہونگے اپنے مقام پر یہی کہین گے کہ اگر تختہ جات پاے اور لوح بھی حاصل کی
تو کیا نفع ہوا آب و دانہ نہ ملیگا عجب ہیبت آرزو نہ کھلیگا کنیزین بجا و درست کہہ رہی ہین کہ شفق
نے دیکھا کئی پہلوان دریاے سلاح مین غوطہ زن صف شکن تیغ زن ایک جوان کو گھیرے ہوئے

پشت پر فوج دریا موج ہی وہ جوان گھوڑے کو روکتا ہوا چمکارتا جاتا ہی گھوڑا جھم جھم کرتا ہوا
گنبد مثل ماہ نو کیے ہوے ہیکل گلے مین کلغی سر پر شفق نے کنیزون سے کہا سامنے سے
ہٹ جاؤ مین اچھی طرح دیکھون کنیزین سامنے سے ہٹین شفق نے بہ نگاہ غور دیکھا اُس
مرکب باد رفتار کی پشت پر ایک جوان رشک قمر خود زرین سر پر لباس بھاری پہنے ہوے خانۂ زین
پر گویا آفتاب طالع ہی چھوٹ حسن کی چہرۂ زیبا سے پڑ رہی ہی گرد مرکب ہالہ پڑا ہوا ہی سینہ چوڑا
خوبصورتی کی تیاری سپر و شمشیر حمائل گویا ستارۂ مشتری و ہلال کا ساتھ ہی کمان کیانی بائین
ہاتھ پر صاف ظاہر ہوتا ہی کہ ماہ تابان نے برج قوس مین مقام کیا کرچیت ارادہ درست
گھوڑے کو چمکاتا ہوا صف سے نکلا گھوڑے نے شاید بد لگامی کی اُسے چمکار کر روکا گھوڑا
تھما لیکن زمین پر پاؤن نہین جما تا بے چین ہو رہا ہی چاہتا ہی طرارہ بھرون سبزۂ فلک پامال
کرون سوار شہسوار گھوڑے کو چمکار رہا ہی اب شفق نے جو جمال بے مثال اچھی طرح دیکھا کلیجے میں
چھری پھر گئی جی مین کہتی ہی یا خداوند ہفت پیکر اس جوان کو کیا تو نے اپنے ہاتھ سے بنایا ہی
کیا رعب و دبدبہ دیا ہی ایسے صاحبان جاہ جلال نگاہ سے نہ گذرے تھے آج تو نے تماشہ
اپنی قدرت کا دکھایا لشکر چونکہ دوروی مین جاتا تھا چند ساعت اُس مقام پر بھی ٹھہرا پھر
روانہ ہو گیا لیکن شفق خونخوار نے جو جمال بے مثال بخوبی دیکھا پیشانی پر پسینہ آگیا کلیجہ منھ
کو آگیا چاہا ضبط کرون نہو سکا دامن صبر دست استقلال سے چھوٹا شیشۂ دل ایسے سنگ
عشق سے ٹوٹا آہ کر کے گری بیہوش ہو گئی کنیزین گھبرائین بالین پر آئین کسی نے گلاب
کیوڑہ چھڑکا کسی نے چھوٹی مٹی کے ڈھیلے پر پانی ڈالکر اپرو دماغ سے لگا دیا کوئی تلوے
سہلاتی ہی کوئی گھبراتی ہی بلائین لیتی ہی پکارتی ہی حضور آنکھین کھولیے مزاج مبارک کیسا ہی
جب کنیزون نے بہت تلوے سہلائے تو ملکہ نے آنکھین کھولین طرف صحرا کے دیکھنے لگین
اُس شخص کو اُس مقام پر نہ پایا کنیزون نے حیران پریشان ہو کر پوچھا حضور کیا دیکھ رہی ہین
وہ لشکر جاتا تھا نکل گیا ملکہ نے ٹھنڈی سانس کھینچی کہا صاحبو کیا حال بیان کرون تیر
مژگان کمان خانۂ ابرو مین لیے ہوے تھے کلیجے پر لگے خدا جانے دل زخمی ہوا عجیب کیفیت ہی نظم

وہ نہ آئین گے احبا انکو سمجھا لیجیے کیا	پہلے ہی قسمت کا ٹھہرا دی ہو ٹھہرا لیجیے کیا

اے فلک تو نے کیا کیا مجھسے
ہائے یہ غمخوار اک ترا غم ہے
ہم ہیں یا غم ہے کیا کیجیے
چشم تر صرف اشکباری ہے
موت بھی ہو گئی خفا مجھسے

میرا دلبر چھڑا لیا مجھسے
چار پائے پلنگ کے مجھکو
کون ہے کس سے حال دل کہیے
شام سے صبح صبح سے تا شام
کیا ہوا جرم اے خدا مجھسے

کوئی مونس نہ کوئی ہمدم ہے
چار پائے درندہ ہیں البتہ
رات دن شغل آہ و زاری ہے
گیسو و رخ کی یاد سے ہے کام

ملکہ تو اس حال زار میں پڑی رو رہی ہیں مگر احمر گلگون پوش ایک سہیلی اسکی جو پھرتی پھراتی آئی دیکھا سب کنیزیں چھپی ہوئی میں بیٹھی رو رہی ہیں اسنے پوچھا ارے صاحبو ملکہ کے پاس کون ہے کنیزوں نے عرض کی کہ ملکہ ہم سب سے بیزار ہیں بارہ دری میں تشریف رکھتی ہیں ہم سب کو نکالدیا فرمایا کہ میرے پاس سے جاؤ ہم لوگ چلے آئے گوش بر آواز ہیں کسی کو نہیں پکارا کچھ شکوہ فلکی کر رہی ہیں احمر نے کہا اری کمبختو غضب کیا مالک کو اکیلا چھوڑا کنیزوں نے سر جھکا لیا احمر ٹہلتی ہوئی قریب پردہ کے آئی ہچکیوں کی آواز کان میں آئی گھبرا کر پردہ اٹھایا اندر آکر دیکھا آنکھیں سوجی ہوئی ہیں چہرہ سرخ ہو رہا ہے روتے روتے جل تھل بھر دیے ہیں احمر بڑھی ملکہ نے دولائی اوڑھ لی اپنے کو چھپر کھٹ پر گرا دیا احمر نے قریب آکر بلائیں لیں عرض کی میں صدقے میں قربان کس حال میں حضور گویا کی ہوں ملکہ نے کہا اے غمخوار و وفادار ہمارا وقت اجل قریب آیا آج کی رات ہم پر ستمگر کی شب ہجر کیونکر گذریگی دیکھو روشنی ہے مگر اندھیرا معلوم ہوتا ہے دیدۂ قلب اشک خون روتا ہے احمر نے قدموں کو بوسہ دیا عرض کی دادی خدا نکرے خدا حضور کو ہمارے سر پر سلامت رکھے آپ کی وجہ سے ہماری لیاقت ہے اگر خدا نخواستہ حضور کے دشمن نہوں تو ہمکو کون پوچھے جو تردد ہو بیان کیجیے ہم لوگ اسی واسطے ہیں کہ جو حضور کا کام ہو بجا لائیں خدا جھوٹ نہ بلوائے طریقے سے معلوم ہوتا ہے کہ کہیں دل حضور کا الجھا ملکہ نے شفق سے منہ اپنا پیٹ لیا اور کہا اے احمر کیا کہوں عجب ماجرا درپیش ہوا کہ انہیں کا پس و پیش ہوا دل قابو میں نہیں ہوش درست نہیں جی چاہتا ہے وحشت کیجیے میں جاؤں قبر مجنون پر بیٹھ کر گریہ و زاری کروں دل کو آرام نہیں اے احمر گلگون پوش ہم نے طلسم کشا کو دیکھا جوان رعنا سج دھج میں نرالا جری بہادر ایسا صف شکن تیغ زن کہ سرشار قوی تر کیا صاحب اتنا بڑا پہلوان اسکو زیر کر لیا وقائع دیکھو کیسے کیسے پہلوان

مارے کچھ زیر کیے اُن کے لشکر کے ساتھ وہ سب ہیں اُنکو دیکھکر ہوا وروں کے ہوش
اُڑ گئے ہیں کہ اُنکو کیونکر زیر کیا ہوگا جبسے میری نگاہ اُنپر پڑی جان ہونٹوں پر آگئی ہی زندگی سے
بیزار ہوں مگر اری احمر نہایت مجبور و ناچار ہوں کیونکہ جان دوں اس کشاکش سے اپنے کو
چھڑاؤں مگر بن نہیں پڑتا لشترن نے بروقت چلنے کے مجھی الشترن کی تھی کہ جاکر عاشق ہو جانا
جہاں طلسم کشا عالیہ کش زاہر قریب ہی اب میں آنکو کیا جواب دونگی کیونکر منھ دکھاؤنگی اُنکے
ملنے کی تدبیر کروں شب شاید بن پڑے احمر نے عرض کی وارثی جو اپنی جان ہو تو جہان ہی
میں جاکر طلسم کشا کو بلاؤں سرکار سے لاکر ملاؤں شفق نے کہا اری احمر کچھ بن نہیں پڑتا
کیا کروں اُسنے کہا میں جاکر تقریب کرتی ہوں وہ مرد ہیں اُنکو آنا آسان ہوگا آپکو کیا مشکل ہی
میں کچھ فقرہ دیکر بلاؤنگی ملکہ کے آنسو تھم گئے باتوں میں طلسم کشا کی مصروف ہیں کہتی ہیں اری
میری پیاری کوئی بات معقول نکال و رنگ سے ملاقات ہو احمر نے کہا میں اب رخصت ہوتی ہوں
خدمت رستم میں جاتی ہوں کسی طور سے ملاقات کرونگی سمجھ کے ذکر کرونگی شفق نے ناچار
ہو کر کہا لو اسکو اختیار ہی جو مناسب جانو وہ کرو احمر گلگون پوش ایک طاؤس پر سوار ہو
چلی یہاں طلسم کشا منزل کو طے کرکے صحراے دلکشا میں آکر مع لشکر اُترے بارگاہ استادہ ہوئی
رفقا آکر بیٹھے ذکر ہونے لگے رستم نے فرمایا آج کی منزل میں نیا معرکہ گذرا جب برابر کوہ گلگون
کے میں پہونچا مرکب نہ چلتا تھا ایک خوشبو دماغ میں آئی کہ دماغ جان معطر و معنبر ہو گیا سر
اُٹھاکے جو دیکھا پہاڑ پر معلوم ہوتا تھا آگ لگی ہوئی ہی بہ نگاہ غور دیکھا ایک نازنین پری وش
بلکہ حور وش سامنے کھڑی تھی مجھکو بہ حیرت دیکھ رہی تھی سرداروں نے عرض کی جو حضور نے
بتایا یہ نشان شفق خونخوار کا ہی وزیر زادی ملکہ لشترن کی عکم شیر شیخ و شعبدہ میں طاق حسن
میں شہرۂ آفاق شاید حضور نے اُسے دیکھا ہو شاید باغ لشترن قریب رہا سحر کرنے آئی
ہو تو کیا عجب ہی حضور بالکل نشان شفق کا دے رہے ہیں وہی آئی ہوگی اب باغ لشترن
قریب ہی بادشاہ یہ باتیں کر رہے ہیں کہ لشکر میں ہلچل ہوا رستم نے فرمایا کیا معرکہ ہی سرشار
دوڑا ہوا آیا کہا ملازمان حضور آپس میں لڑ رہے ہیں بلکہ کئی سو جوان کشتہ ہوکر گرے رستم
نے فرمایا کسی نے سحر کیا ہوگا یہ فرماکر نکلے اُس مقام پر آئے دیکھا پلٹنیں برابر سامنے

تیار ہو رہے ہین رستم نے فرمایا خبردار کوئی تیار نہو رستم کو دیکھکر پلٹنین رسالے رُکے مگر قیصر دانا
نے بڑھکر عرض کی حضور ایک ہوا سرد آئی بدن ہلنے لگا جو ہم لوگون کے لگی آپس مین لڑنے
لگے حضور کو دیکھکر وہ ارادہ نابود ہوا لوح طلسمی پر جو نگاہ پڑی ہوش آگئے رستم نے سر
اُٹھا کر دیکھا سامنے اک کوہ ہی اُس پر آگ لگی ہوئی ہی رستم تیغۂ ہفت جوہر ہاتھ مین لیکر
اُس طرف چلے جب قریب کوہ کے پہونچے دیکھا پہاڑ پر آگ جل رہی ہی رستم گھاٹیان طی
کر کے پہاڑ پر آئے دیکھا نخل کے سایہ مین ایک نازنین سرنگون بیٹھی ہی رستم کو دیکھکر سلام
کیا رستم نے جواب دیکر پوچھا ای مہ جبین تو یہان کیون بیٹھی ہی یہ سنتے ہی اُسنے گر کر قدمون
کو بوسہ دیا کہا ای شہریار شکر کرتی ہون کہ جو مین نے شعبدہ کیا اُس کا انجام بہتر ہوا یہ کنیز کے
سحر کی تاثیر تھی لشکر مین حضور کے تہلکہ ہوا حضور کو خبر ہو گئی حضور تشریف لائے مین سرفراز
ہوئی ایک تکلیف حضور کو اور دونگی مین ملکہ شفق خونخوار کی پیاری بھیجی ہوئی ہون ملکہ کا حضور
کے فراق مین عجب حال ہی دعا کر کے آئی تھی کہ حضور کو لیکر آؤنگی شکر کرتی ہون کہ حضور میرے
پاس آگئے مین نے کیفیت حضور سے عرض کی اب رحم فرمانا اور کنیز کے ساتھ چلنا حضور کی
بندہ نوازی اور ذرہ پروری سے میری کنیز کی آبرو بڑھیگی اور حضور کے بھی مطالب حاصل ہونگے کہ
آپکا داخلہ باغ مین نسترن کے ہوگا ملکہ ہماری راز و نیاز باغ ملک سے بخوبی آگاہ ہین وقت پر
رہبری کرینگی تکلیف سرکار کو نہ پہونچیگی باغ نسترن مین داخل ہو جائیگا رستم نے فرمایا کہ ای
نازنین تیری باتون نے دل پر تاثیر کی تو نے عجب طرح کی تقریر کی مین تیرے ہمراہ چلون یا عیار
کو روانہ کرون پہلے عیار میرا ہو آئے احمر نے کہا بہت مناسب ہی رستم نے آکر سماک سے فرمایا
ای سماک یار اپنی تم ساتھ اس نازنین کے جاؤ باغ مین ملکہ شفق کے دیکھ آؤ کہ کوئی دشمن تو
ہمارا وہان نہین ہی پھر ہم بھی چلین سماک پہاڑ پر پہونچا احمر سے ملاقات کی احمر نے پہنچتے ہی
سماک کو دبایا اور بیچلی لا کر گوشۂ باغ مین اُتارا کہا مین جا کر ملکہ کو خوشخبری سناتی ہون
تمہارے آنے کا طریقہ دیکھون کیونکر صحبت مین آؤ گے ای سماک بہ عیاری آؤ تم اپنے کو
ظاہر کرو سماک نے کہا مین اسطرح حاضر ہونگا کہ آپ بھی نہ پہچانینگی احمر نے آکر ملکہ کو سنایا
کہا واری مین رستم سے وعدہ لے آئی تشریف لاتے ہونگے آپ جلسہ ترتیب دیجیئے

ملکہ روتی ہوئیں پلنگ سے اٹھیں چبوترے پر آکر بیٹھیں گانیں آکر جمع ہوئیں ایک گانن خوش آواز فوراً سامنے ملکہ کے آکر بیٹھی احمر کو تردد ہے کہ عیار اس صحبت میں کیونکر آئیگا گانن نے سامنے بیٹھ کر یہ غزل عاشقانہ شروع کی نظم

نہیں شکوہ جفا ہے گو کہ ہر پارہ مرے دل کا / کیا صانع نے دو ٹکڑے ازل سے لفظ قاتل کا

بلا کر لطف سے گردن تہ شمشیر رکھتا ہے / فریب آمیز دیکھا وقت مردن رحم قاتل کا

زبان تک شکوہ بیداد آیا تھا کہ شرم آئی / کہا دل نے یہ کیا کہتے ہو شیوہ دیکھا ہے قاتل کا

یہ کیسی قتل سے بالیدگی ایسی ہوئی حاصل / کہ ٹوٹا آج ڈورا خود بخود شمشیر قاتل کا

وہ لذت کتنی دہان زخم میں میرے کہ خون بنکر / ٹپکتا ہے لعاب اب تک زبان تیغ قاتل کا

دکھاتے ہیں مگر کہتے نہیں جو کچھ گذرتی ہے / دہان زخم میں بھی ضبط ہے شمشیر قاتل کا

مجھے فریاد کرنی یا نہ کرنی دونوں مشکل ہیں / ندامت روح سے حاصل لحاظ آتا ہے قاتل کا

بدل کر قافیہ لکھ دو غزل اے نسیم ایسی / کہ مضمون و معانی میں اثر ہو تیغ قاتل کا

وہ گانن گانے لگی سنے اٹھی ملکہ کا دل اشعار عاشقانہ پر لگا ہوا تھا یہ چاہا کیوں گلعذار کہاں چاہیں کہا لونڈی رفع حاجت کر کے حاضر ہوتی ہے یہاں سماک مشتاق بیٹھا ہے کہ وہ گلعذار آکر چمن میں بیٹھی سماک نے اٹھ کر جاب مارا بیہوش کر کے اسکو کنارے ڈالدیا اسی کی صورت بنکر جھکتا ہوا محفل میں آیا جھک کر ملکہ کو سلام کیا کہا حضور اسوقت جو یہ لونڈی آپ کے سامنے گا رہی ساحری و جمشید کو گانا پسند آیا چمن میں گئی تو دیکھا کہ قدرت کھڑے ہیں اک طائر کی شکل پر ہیں مجھ سے فرمایا کہ بہنے مجھکو حاکم علم موسیقی کا کیا جاۓ گا اب حضور میرا گانا سنیں کہ کیسا ہے احمر سے متوجہ ہو کر کہا بی احمر سماعت فرمایئے احمر نے کہا ہم گلعذار میں شوق ہی تھی تم گانا شروع کرو سماک نے احمر سے آنکھیں ملا کر یہ غزل عاشقانہ گانا شروع کی نظم

عجب تیر نگہ میں کچھ اثر ہے / نہ پہلو میں دل نہ سینے میں جگر ہے

مآل عاشقی کیا پوچھتے ہو / جگر کے پار ہر تیر نظر ہے

وہ جیسی صبح ویسی ہی شب ہجر / غضب کی رات آفت کی سحر ہے

قفس چھوڑا عجب صورت سے ہمنے / نہ بازو ہے نہ گردن ہے نہ سر ہے

تمھیں کیا ہم پہ جو گذری سو گذری	حباب اے جان ہمارا حشر پر ہی
لگی لو شمع ساں اک شعلہ رو کی	بلا سے سر کٹے اب کسکو ڈر ہی
غرض مطلق نہیں مجکو کسی سے	نسیم اپنی خدا ہی پہ نظر ہی

اس رنگ میں یہ غزل سہاگ نے گائی کہ احمر نے گلے میں ہاتھ ڈال دیے کہا اے گلعذار
حقیقت میں تو ساحری و جمشید کی نظر کہ وہ ہوئی کس رنگ میں تو نے یہ اشعار گا کے
کر دل ٹکڑے کر دیا سہاگ نے سینے پر ہاتھ رکھکر کہا اک بات کان میں سن لیجیے احمر نے سر
جھکایا سہاگ نے کہا معاف کیجیے گا میں آپکا غلام ہوں احمر نے ہاتھ مقام کر ایک طمانچہ مارا
سہاگ کب طمانچہ کھاتے ہیں سر جھکا لیا ہاتھ احمر کا خالی گیا زمین پر پڑا احمر نے کہا نگوڑے
میرے ہاتھ میں چوٹ لگی مگر صورت اصلی دکھا سہاگ نے فوراً رنگ و روغن اوتھا صورت
اصلی دکھائی احمر سہاگ کے گانے پر عاشق ہوئی ملکہ کے سامنے ہاتھ باندھ کہا کنتی عرض کی
حضور یہ عیار رستم کا موجود ہی اس مکار کا مکر آپ نے دیکھا رنگ و روغن میں اسکے مکر بھرا ہی یہ خوجہ
کے صاحبزادے ہیں سہاگ نے جھک کر سلام کیا شفق نے کہا اے احمر یہ میری گلعذار کہاں ہی
سہاگ نے دست بستہ عرض کی چمن میں برہنہ پڑی ہی اٹھوا منگائیے کئی کنیزیں گئیں گلعذار کو
لیکر آئیں گلعذار صحبت میں بیٹھی اب سہاگ سے ملکہ نے کہا کیوں صاحب تمنے دیکھ لیا کہ
یہاں کوئی مکر و حیلہ نہیں ہی اگر حکم دیں میں خود آؤں سہاگ نے کہا آپ تکلیف نہ فرمائیے
میں رستم کو لے آؤنگا میں نے مجلس کو دیکھ لیا کوئی مقام فتور نہیں ہی حضور ہزار طرح کا خیال
ہی مرحلہ باغ نسترن باقی ہی خوف ہی کہ لوح پر کوئی افتاد نہ پڑے تحفہ جات کس شکل سے ملے
اسی خیال سے شہریار نے مجھے بھیجا کہ جا کے محفل کو دیکھ آ تو میں نے صحبت کو سمجھ لیا احمر
نے کہا میاں شاطر صاحب تم کلید عقل طلسم کشا ہو جس طرح سے بنے طلسم کشا کو لاؤ سہاگ ملکہ سے
رخصت ہوا باغ سے نکل کے راستہ لیا کیا خدمت رستم میں آیا عرض کی اے شہریار آپ کی
اقبال مندی ہر مقام پر ظہور دکھاتی ہے نسترن کی وزیرزادی بلکہ کلید عقل جسکے وہی ہو
وہ حضور پر عاشق ہوئی ہی اب حضور غلام کے ساتھ چلیں میں وعدہ کر کے آیا ہوں
الا یہ ہیں تو مقفل پاک و صاف ہے باطن کا حال خدا جانے حضور وزیرزادی کی

چاہیئے بھولی غلام کے گانے پر توجہ کرتی ہو اُس سے مین وعدہ کرکے آیا ہون حضور ضرور
چلین رستم مسلح ہوئے سرشار قوی ترکیب نے عرض کی حضور سارا لشکر بھی ساتھ چلے
ہم لوگ بیرون باغ اُترین رستم نے فرمایا ابھی آپ لوگون کا کام نہین ہی سرشار خاموش
ہو رہا رستم مرکب پر سوار ہوے ساتھ سماک کو لیکر طرف باغ شفق کے چلے کیفیت یہ ہو کہ اگر کوئی
خار پانون کے نیچے آتا ہی سماک اُس سے اپنے کو بچاتا ہی یہان باغ مین ملکہ شفق بیقرار
ہو رہی ہی اور احمر در باغ پر آکر کھڑی انتظار کر رہی ہی مگر رستم و سماک جو چلے باغ سے
شفق کے تین کوس پر قلعہ ہی کہ اُسکو قلعہ سرخ پوشان کہتے ہین باغ شفق کا بیرون
قلعہ ہی سرخ پوش جادو پدر ملکہ شفق قلعے کا حاکم ہی نسیم خواجہ سرا کسی کار ضروری کو باغ
مین آتا تھا راہ مین جو رستم کو دیکھا ایک گوشے مین چھپ گیا جب رستم آگے بڑھے
تو پیچھے پیچھے خواجہ سرا بھی چلا مگر چھپتا ہوا آتا ہی دل سے کہتا ہی یہ جوان کون ہی کہ باغ مین
ملکہ کے جاتا ہی اچھی طرح دیکھ تو لون پھر چل کر ملک سرخ پوشان سے اطلاع کرون اب
شفق کا یہ کام ہوا کہ مردون کو باغ مین بلاتی ہی جب رستم قریب باغ پہونچے احمر گلگون پوش
دروازے سے باہر نکل آئی اور پکار کر آواز دی کہ ای شہریار ذرا جلد تشریف لائیے شفق
کا عجب حال ہی بہت سے مرحلہ جات پر آپ نے گذر کیا اور ساحرون کو مارا لیکن باغ ذلت
مین جانا دشوار تھا اب ہماری ملکہ آپ کو پہونچا دیگی رستم نے کہا ہم نازنین ہم کسی کی مدد
نہین چاہتے ہم باغ نسترن مین چلے جائینگے اگر جا کر نسترن کو نہ مارا تو نام اپنا رستم نہ رکھا
نسیم ان باتون کو سنکر سمجھ گیا کہ یہ نوجوان طلسم کشا جرأت مین یکتا ہی ادھر رستم داخل باغ
ہوے گھوڑے سے اُترے احمر گلگون پوش لیکر رستم کو چلی اُدھر نسیم خواجہ سرا یہ حال
دیکھ کر طرف قلعے کے چلا خدمت مین ملک سرخ پوش کی آیا دست بستہ عرض کی ای شہنشاہ
آج وہ معاملہ دیکھا کہ دل تکڑے ہو گیا صاحبزادی نے آپ کی طلسم کشا کو بلوایا باغ مین
صحبت آراستہ ہی چہچہے اور قہقہے ہو رہے ہین ملک سرخ پوش یہ خبر سنکر زرد ہو گیا
کہا ای نسیم خبردار صاف صاف بیان کرنا کچھ کمی زیادتی نہو اگر ذرا بھی خلاف ہوا تو
پہلے تمکو قتل کرونگا اور اُسکی تو آج قضا آئی ہے اسطرح قتل کرون کہ ہاسیان دریا

و مرغان ہوا اُسکے حال پر روئین اور مجھے ترس نہ آئے نسیم نے عرض کی غلام نے تو
آنکھون سے دیکھا کہ بی احمر براے استقبال دروازے پر حاضر تھین بہ اعزاز و اکرام باغ
مین لے گئین سرخ پوش اُٹھا اسباب سحر جسم پر آراستہ کرنے لگا کہتا جاتا ہے کہ اُس
بدنصیب کو سب کچھ سکھایا تھا اب اسوقت برابری کریگی کیونکر اُسکے سحر کو دفع کرونگا سب
کچھ بتا دیا لباس پہنا اسباب سحر جسم پر آراستہ کیا لہا ہے نسیم جلد چل کے آنکھون سے
دیکھ کہ مین کیا کرتا ہون نسیم نے کہا حضور بیر اگر کیونکر ہوگا آپکے اور اُسکے سحر چلین گے
کس کی مجال ہے کہ اُس ہنگامے کو دیکھ سکے سرخ پوش نے کہا ہم تمھاری حفاظت کرینگے
تمھارا خیال رکھینگے تم پر کوئی زوال نہ آنے پائیگا بہت خوب کہکے خواجہ سرا تو پیادہ چلا
اور سرخ پوش نے ہکہ مارا کہ بازوؤن پر پر پیدا ہوے ادھر سے تو یہ اڑتا ہوا جاتا ہے مگر
احمر رستم کو ساتھ لیے ہوے وسط باغ مین پہونچی دیکھا شفق خونخوار مثل مردے کے
زمین پر پڑی ہے کنیزین تلوے سہلا رہی ہین احمر نے بڑھکر سر ملکہ کا اُٹھا کر گود مین رکھا
پکار کر آواز دی واری آنکھین کھولیے ملکہ نے بعد عرصہ دراز کے آنکھ کھول کر کہا کہ اے رفیق
شفیق ہمکو کیون حیران کرتی ہو آنکھین کھولنے سے کیا فائدہ آنکھین اب بند ہین تصور
اُس محبوب مرغوب کا دل نشین ہے تو چاہیے ہے کہ اب تصور ہی مین صورت زیبا دیکھون
احمر نے کان مین عرض کی حضور عالمشاہ تشریف لائے ہین آنکھ تو کھولیے ملکہ نے ٹھنڈی سانس
بھر کے کہا اے احمر ہماری ایسی تقدیر نہین ہے کہ وہ شہریار مسیحاے زمان بالین پر اپنے بیمار کے
آئے مشتاق کو صورت زیبا دکھائے احمر نے ملکہ شفق خونخوار کے سر پر ہاتھ رکھکر کہا کہ واری
مین اسی سر اقدس کی قسم کھاتی ہون کنیز بہلانے کو نہین کہتی اصل مین تشریف لائے ہین
اُٹھیے اپنے مہمان کی خاطر کیجیے جس حال مین حضور ہین اسی ملال مین انکھی دیکھا تو وہان
تسکین دی آپ کا نام سنتے ہی چلے آئے حضور کو ابتک ہمارے کہنے کا یقین نہین آتا
آنکھین کھولکر دیکھ لیجیے جب بمنت و خوشامد قسم کہا کر احمر نے کہا تب شفق نے آنکھین
کھولین دیکھا مسیحاے زمان بالین پر کھڑے بہ نگاہ غور دیکھ رہے ہین سنبھل کر اُٹھ بیٹھین
محجوب ہو کر سر جھکا لیا احمر نے رستم کو بٹھایا رستم نے بمحبت پشت پر ہاتھ رکھا فرمایا

ملکہ کیسا مزاج ہے ہم تمہارے دیکھنے کو آئے ہیں ملکہ دل میں باغ باغ ہوگئیں کہ یہ سب ایسا ہی میری دلدہی کرتے ہیں کہا اے شہریار بہت اچھی ہوں خدا آپ کو سلامت رکھے تمام اہل طلسم آپ کے دشمن ہیں بجاسے راہبری راہزنی ہیں اسلئے بلا تکلف ہر مقام پہ تشریف لیجایا کیجئے رستم نے کہا اے ملکہ عالم اسی وجہ سے میں نے پہلے عیار کو بھیجا تھا کہ وہ آکر دشمن کو دیکھ لیگا اُسنے دیکھا تمہاری صحبت میں کوئی دراندازی نہیں ہے آفت آسمانی کو کوئی نہیں جانتا شفق نے کہا بہت بجا ارشاد ہوا جو حکم ہو بجا لاؤں شفق نے گانیوں کو اشارہ کیا گانیوں نے ساز ملا کے گنگنا کر یہ اشعار گانا شروع کیے نظم

بو مسلمان مجھے وہ طفل برہمن سمجھا — دوست نے خوبی تقدیر سے دشمن سمجھا
بیشتر میں نے خس و خاک سے آنسو پونچھے — اُڑ کے جو چہرے پہ آیا اُسے دامن سمجھا
وقت گلگشت جو ہر دامن گل تر دیکھا — آب شبنم عرق چہرہ گلشن سمجھا
منہ چھپائے ہوئے سینے سے جو شعلہ نکلا — مدعی شب کو چراغ تہ دامن سمجھا
عکس گیسو نظر آیا تو ڈرا وہ ظالم — آئینہ پھینکدیا ہاتھ میں ناگن سمجھا
یہ تو خون نے مرے پرورش خنجر کی — ہائے اسیر کبھی وہ قاتل نہ مجھے دشمن سمجھا
جا بجا خون کے دھبے جو نظر آئے نسیم — گوشۂ دامن رنگین کو میں گلشن سمجھا

رستم نے سر ملکہ سینے سے لگایا زبان تحسین کھولی احمر نے رستم سے اشارہ کیا اپنے عیار کو گوائیے رستم نے کہا اے سماک چند اشعار تم بھی گاؤ سماک نے عرض کی حضور تو معشوق کو پہلو میں لئے بیٹھے ہیں ہمارا معشوق علیحدہ ہے اگر وہ ہم سے کہیں تو البتہ گائیں احمر نے اشارہ کیا کہ او ظالم پہلے ہمارے کہنے تو نے ایسے طور سے گایا کہ دل بھر آیا اب پیاس دلاتا ہے اگر ہو سکے چند اشعار گا سماک نے سینے پر ہاتھ رکھ کر کہا اے شہنشاہ خوبی والی سریر باغ محبوبی یہ سنا نین دل کے پار ہوتی ہیں ان سے کہو کہ سرکشی نہ کریں اور میں تو تابعدار ہوں فرزند خواجہ عمرو ہوں جو حکم دو بجا لاؤں احمر نے شرما کر سر جھکا لیا سماک نے بایاں کھینچا سیدھا سیدھا ٹھیکہ بجانے لگا اب تو احمر گلگون پوش نے اشارہ کیا سماک نے یہ اشعار عاشقانہ گائے۔ نظم

کچھ خون میں تر تیر نظر تھا کہ نہیں تھا
کیوں جی مرے سینے میں جگر تھا کہ نہیں تھا

دو روز بھی بیٹھا نہ گیا آپ سے گھر میں
کیوں جذبۂ محبت میں اثر تھا کہ نہیں تھا

دو بوسے تو دیتے جو نہ سکتے تھے دو چار
آخر تمہیں کچھ یہ نظر تھا کہ نہیں تھا

اس رحم ستم عاشق بیچارہ پہ ای جان
کچھ بھی تمہیں اللہ کا ڈر تھا کہ نہیں تھا

کیوں دیکھ لیا جا کے ہوئی اب تو تسلی
بیمار ترا شمع سحر تھا کہ نہیں تھا

لو دیکھ چکے اب تو تشفی ہوئی کہیے
پیوند جگر تیر دو سر تھا کہ نہیں تھا

بھولے رہے کیوں غفلت ہستی پہ نسیم آپ
آخر کبھی در پیش سفر تھا کہ نہیں تھا

سہاگ نے اس رنگ میں یہ اشعار گائے کہ ہر گلگون پوش بے خنجر ذبح ہو گئی لیکن کر رہی ہے ملکہ شفق محجوب شرمائی ہوئی سر جھکائے ہوئے خاموش بیٹھی ہے دل سے باتیں کر رہی ہے کہ اگر باپ کو خبر ہو جائے تو کیا آفت برپا ہو میں اُن سے کب مقابلہ کر سکتی ہوں کیا ساحر زبردست ہفت پیکر کی خدمت میں برسوں حاضر رہا ہفت پیکر اُسکا کیا عزیز تھا ہو کہ خود سحر ایجاد کیے اور باپ کو میرے تعلیم کر دیے میں کیا جواب دونگی ای شفق غضب کیا دست محبت نے دامن نہ چھوڑا اُسی کوشش میں بگوا لیا اب کیا کروں لشتری کے قتل کی تدبیر ہو اتنے میں سہاگ نے کہا ای ملکہ شفق تم کچھ بات نہیں کرتی ہو داخلہ باغ لشتری کی کیا صورت ہے شفق نے سر جھکا کر کہا ای مہتر والا گوہر باغ لشتری عجائبات و غرائب سے معمور ہے میں خود ساتھ چلونگی اُسکا باغ مثل طلسم کے ہے جب جانے والا قدم رکھے تو ہزاروں بلائیں نازل ہوتی ہیں ہرچند کہ رستم ہاتھیں طلسم کشا ہیں جرأت و شوکت میں یکتا لیکن خوف کی یہ صورتیں رکھتی ہیں کہ اگر رستم ہو تو کلیجہ آب ہو جائے خوف سے بیتاب ہو جائے مگر مناسب یہ ہے کہ لوح کو قدم بقدم ملاحظہ فرمائیں جناب الگ ہو اور ملاحظۂ لوح میں فرق نہ آئے تب باغ لشتری میں حاضری ہو لاکھوں ساحر ہر گوشے میں مخفی ہیں آپ کی جرأت کے کارنامے مشہور ہیں کس جرأت سے تحفہ جات حاصل کیے لوح کو کس محنت سے لیا ہے شہریار جہان ہفت پیکر فوج لیکر قصر عشرت سے نکلیگا تو زمین بار نہ سنبھال سکیگی اسقدر فوج ساتھ ہو گی اُسوقت جرأت کا کام ہے

سب ساحر چھپے ہوئے ہیں طلسم باطن کو اسنے سحر سے مملو کیا ہی ہر چند کہ تحفہ جات
آپ کے پاس موجود ہین نگران سکے ہوشیاری دشوار ہوگی کوئی ساحر ایسا آسکے ساتھ
معین ہی کہ رگ و ریشے اسکے سحر سے مسحور ہون لیکن اسوقت حضور کا کام لوح کا ملا
کرنا ہی کنیز کی جانبازی کبھی اسوقت کھلیگی کہ چہار طرف سے ساحرون کا بلوہ ہوگا رفیق
کوئی قریب نہ آسکیگا سب دور دور ہونگے وہ جنگ مغلوبہ لائق دیکھنے کے ہوگی اسوقت
کنیز کی جانبازی لائق ملاحظہ ہوگی رستم کہہ رہے ہین ملکہ عالم میرے ساتھ بھی ساحران
چیدہ و منتخب ہین جو مضمون کہ تمنے بیان کیے ہین اسی کیفیت کی خبر دیتے ہین انشاءاللہ
ہماری جرأت کا حال دیکھ لینا تمھین انصاف کرنا رستم سے اور شفق سے یہ باتین ہورہی
ہین سماک احمر سے علیحدہ باتین کر رہا ہی کبھی بیقرار ہو کے گلے مین ہاتھ ڈال دیتا ہی کہتا ہی
ای ماہ تابان وای مہر درخشان میری جان تم پر نثار ہوا احمر کہتی ہی ای مہتر والا گوہر ابھی بڑی
بڑی آفت جھیلنا ہی جان پر کھیلنا ہی کنیزین بشکل صورت تصویر خاموش بیٹھی ہین ہر ایک کا
یہی قول ہی کہ جسوقت باپ انکا خبر سنیگا قیامت برپا کریگا ہم لوگون کی جان پہ آفت آئیگی
ایک کنیز کہتی ہی کہ ہمنے تو مذہب خدائے نادیدہ کا اختیار کیا وہی مدد کریگا اس ظالم سے
جان بچائیگا لیکن ہم لوگ بھاگ کر کہان جائین اہل و عیال وار مجبور و ناچار خدمت سے انکی
کیونکر جدا ہون بچاین سے تو انھین کے ساتھ رہے یہ ذکر تھا کہ آسمان پر برق چمکی ایک
آواز مہیب آئی کہ او گیسو بریدہ ننگ خاندان تونے اپنے باغ مین باغی کو جگہ دی دیکھ
تو تیرا کیا حال کرتا ہون بوٹیان کاٹ کر تیری زاغ و زغن کو کھلاؤنگا کیونکر جان بچے گی
شفق خونخوار نے سر اٹھا کر دیکھا کہ سرخ پوش بہ قہر و غضب غل مچاتا ہوا آتا ہی آتے ہی
زمین پر گرا زمین باغ کی ہل گئی شفق بھی اپنے مقام سے اٹھی سحر کرنے لگی لیکن سرخ پوش
ہر سحر کو اسکے دفع کر دیتا ہی رنگ سحر نہین جمنے دیتا شفق نے پکار کر آواز دی ای باغ مراد
یہ ظالم مجھکو قتل کیا چاہتا ہی سب غنچہ و گل خاموش ہین ای عندلیبان خوشنوا تم بھی
زمزمہ سرائی نہین کرتین آشیانون مین چھپی بیٹھی ہو شفق نے جو غصے سے کلمے کہے عندلیبان
خوشنوا اپنے اپنے آشیانون سے منقارین کھول کر نکلین یہ اشعار عاشقانہ گانے لگین نظم

تڑپ تڑپ کے جو عاشق تمام ہوتا ہے / تمھاری نیم نگاہی کا نام ہوتا ہے
تڑپنے دو مجھے یا امتحان صبر ہی لو / کہ ایک شخص سے بس ایک کام ہوتا ہے
میں جان دینے لگا یار پر تو دل بولا / ٹھہر یہ پہلے تصدق غلام ہوتا ہے
گذر ہو صبح کا غمخانے تک مرے کیونکر / بلاؤں کا شب ہجر ازدحام ہوتا ہے
شتاب دے قرب نہ کیوں داغ دل کو گیسو کا / غروب مہر بھی نزدیک شام ہوتا ہے
جمال یار کا نظارہ کرتی کیونکر آنکھ / وہ منھ چھپانے کو ہیں دن تمام ہوتا ہے
خود آپ میں نہیں آسکتے ہم بلا کے تمھیں / یہ شوق تخلیے کا انتظام ہوتا ہے
یہ سرد ہو کہیں بازار فتنۂ فردا / وہ آج ناز سے گرم خرام ہوتا ہے
فراق میں مجھے ساقی کے دیکھ کر روتے / بھرا آبدیدہ کبھی مثل شیشے کے جام ہوتا ہے
بچا دے راہ میں خط کو لکھا مقدر کا / ہمیشہ نامہ رسان ہی کا نام ہوتا ہے
قدم قدم ترے گم کردہ رہ کی منزل میں / ورود خضر علیہ السلام ہوتا ہے
وہ جیتے جی کہیں مجھے شاعر نہیں سمجھتے / مرے کلام میں کبھی کچھ کلام ہوتا ہے
نگاہ ناز سے دل کی کہی نہیں جاتی / ادا انھیں سے کچھ انکا پیام ہوتا ہے
بمشکل آتی ہے لب تک کبھی جان زار اپنی / اجل سے جب کوئی ایسا ہی کام ہوتا ہے
ترے نصیب جو لکھا جان بھی غم دوست / جگر تو اب کوئی دم میں تمام ہوتا ہے
سمجھ کے پوچھیں وہ عاشق سے وجہ خاموشی / زبان دینے کا پہلے پیام ہوتا ہے
نکالنے جو لگیں دل کی حسرتیں جلال / کبھی تو وصل میں ہو ایسے کام ہوتا ہے

عندلیبان خوش نوا نے جو یہ اشعار سرخ پوش سے متوجہ ہو کے گائے اور سرخ پوش نے متوجہ ہو کے سنے تھرا گیا پیشانی پر پسینہ آگیا چہرہ سرخ آنکھیں ابل آئیں پکار کر کہا کہ اے خداوند ہفت پیکر بچائیے اک برق چمک کر گری کہ عندلیبان خوش نوا کے سر اڑ گئے سامنے میں پر درختے خون کا کھالا پیروں کے انبار یہ فعل کر کے سرخ پوش نے ایک دستک دی کہ رنگ سا پھولوں کا روشن ہو گیا رنگ سا روئے نرگس تمتما گیا آنکھوں پر نشہ معلوم ہوتا ہے سنبل نے اپنے بال کھول دیئے سرو لب جو چاہتا ہے ہمراہ رکاب شاہد گل خرامان ہوں شاہدان چمن سبز پوش

سحر کا سرخ پوش کے جوش لالہ نے چراغ اپنا روشن کیا سوسن صد زبان چاہتی ہے کہ زبان
کھولوں کچھ تو منہ سے بولوں معلوم ہوا باغبان قضا و قدر نازاں ہے جھونکے ہوا کے سرد کے
چلنے لگے نہروں کے پانی نے جوش مارا موجہائے آب نایاب شمشیر براں حباب چشم
معشوق جھوشان سارا باغ باغ مگر ہوائے سرد نے لالہ کے چراغ کو جھلملا دیا گوشۂ
باغ سے آواز آئی کہ میں حاضر ہوں سرخ پوش نے جھلا کر کہا ارے کیا تو مر گئی تھی اب
زندہ ہوئی آنے کو تجھے کون منع کرتا ہے دیکھ مدعی میرا جیتا ہے نہ مرتا ہے دیکھا گوشۂ باغ سے
ایک نازنین مہ جبین دریائے جواہر میں غوطہ زن غنچہ دہن سیمین تن رشک چمن نازک بدن
رو کش گل یاسمن بیچ میں زلفوں کے چہرہ گویا سانپ کا من خراماں ٹہلتی ہوئی اُ
سی طرف مشفق خونخوار کے متوجہ ہوئی پکار کر آواز دی کیوں ہمشیرہ یا ہے یہ غصہ کیسا ہو
تمہیں بہار باغ نے بلایا ہے بغیر تمہارے باغ میں سناٹا ہے عندلیبان خوشنوا کو تم نے قتل کیا
یہ خون تمہاری گردن پر رہا اسکا کیا انجام ہوگا دیکھو بلبل گلچہرہ نے یہ اشعار نظم کیے ہیں
ذرا انکو تو سن لو

نظم

ہنستا رہا جو حال دل پاش پاش پر
کیا روئیگا وہ کشتۂ حسرت کی لاش پر

ناخن کہیں کسیکا لگا تھا شب وصال
کُڑھتا رہا یہاں تو گلا اُس خراش پر

سمجھا صنم تراش کے کافر کیا ہمیں
پتھر پڑے تجھے ہائے یہ کیا بت تراش پر

پہونچے وہیں خیال میں بھی جسکے گم ہو
دل تنگ سا ہوا ہے اس اپنی تلاش پر

بہتر ہیں عیش خلد سے جھگڑا یہاں کے رنج
مرتا ہوں کوئے یار کی میں بود و باش پر

لیتی ہے دل میں حسرت پرواز چٹکیاں
رکھتا قفس میں کاش کے صیاد کاش پر

سو غم ہیں یار کے مرے اک دل میں میہمان
کیا حوصلہ کیا ہے ذرا سی معاش پر

مشتاق زخم خندۂ دندان نما کے ہیں
چھڑکو نمک مرے جگر پاش پاش پر

شاید دکھائے دست حنائی کیا ہے قتل
اُٹھتی ہیں اُنگلیاں ترے کشتے کی لاش پر

دشمن بھی سن سکیگا نہ درد فراق دوست
تھوکیگا خون ہر سخن دل خراش پر

منظور تھا جو خون چھپانا اُسے جلال
قاتل نے خاک ڈالی نہ کیوں میری لاش پر

اُس نازنین نے جو یہ اشعار گائے ملکہ شفق کا چہرہ سرخ ہو گیا رنگ روئے متغیر متردد متحیر ہو کر
آواز دی اے گل پیرہن اگر بہار باغ نے یاد کیا ہے تو تجھے چلنے مین کیا عار ہے لیکن ذرا
انصاف کرو میرے قریب آؤ جو کہو گی بجا لاؤنگی ضرور تمہارے ساتھ چلونگی کیا تمہارے حکم
سے گردن تابی ہے یہ سنتے ہی وہ نازنین قریب آئی شفق خونخوار کے ہاتھ مین ہاتھ ڈال دیا ایکطرف
گوشۂ باغ کے چلی مگر لہراتی ہوئی وہ نازنین جو گوشۂ باغ سے آئی تھی قدم بہ قدم سمجھاتی ہے اے
شفق خونخوار ذرا ہوش مین آؤ اپنے کو مصیبت مین نہ ڈالو آپ سے باہر نہ ہو تمنے اپنے گھر مین
دشمن خداوند کو بلا لیا ہے وہ مین اسکے بیٹھین ہمنے خود سنا کہ عیار گا رہا تھا ہمکو بہت ناگوار ہوا
دیکھو رنگ چہرۂ گل متغیر ہے سب ساکنان باغ متحیر ہین دیکھو قمریان کو کہ کوکو لبین آہ کر رہی ہین
عندلیبان خوشنوا قتل ہو گئین باغ مین سناٹا پڑا ہے زاغ و زغن کا جماؤ ہوتا جاتا ہے ایسا مین
خیر ہے کہ بہار باغ مین چل کر ساکن ہو کوئی ایسی حرکت کرتا ہے سرخ پوش باپ تمہارا کہ افسر
ریاست ہے اسکو کیسی حیرت ہے اس نے ناچار ہو کے مجھکو بلایا مین حاضر ہوئی شفق یہ
باتین سنکر خاموش ساتھ اسکے چلی جاتی ہے نصیحت پر کبھی شرمندہ ہو رہی ہے آنکھون مین آنسو
بھرے ہوئے ناظرین پر واضح ہو کہ اس صحبت مین رستم موجود تھے یہ سحر کیون چل گیا
سرخ پوش نے آتے ہی پہلے آواز دی کہ اے گلگون چمن پیرا طلسم کشا کو لینا کئی سو پہلوان
تلوارین کھینچے ہوئے گوشۂ باغ سے ظاہر ہوئے رستم کو سب نے للکارا اُن سے جنگ مین
مصروف ہوئے جسنے ڈنکا اُسپر جا پڑے اُسنے وار کیا رستم نے تیغۂ ہفت جوہر جو ہر دلاور کی
ہاتھ مارا اُسکے دو ٹکڑے ہوئے تاک تاک کے پہلوانون کو مار رہے ہین انکو شفق خونخوار کی خبر
نہین ہر چند کہ رستم نے اتنے عرصے مین کئی سو پہلوان قتل کیے مگر مجمع اُنکا بڑھتا جاتا ہے [illegible]
کا پتہ نہین رستم حیران و پریشان کہ درخت پر ایک طائر زرین بال ظاہر ہوا اُسنے مثل انسان
کے آواز دی کہ اے طلسم کشا افسوس ہے اپنے دوست کی خبر نہین لیتے اگر شفق خونخوار
بہار باغ کے پاس پہونچ گئی تو بدون قتل ہفت پیکر رہائی نہو گی اُسکو بچاؤ افسوس
صاحب لوح ہو کر لوح نہین ملاحظہ کرتے یہ کہکے طائر اُڑ گیا سرخ پوش نے
چاہا تھا کہ اس طائر کو گرفتار کرون مگر طائر سرحد باغ سے باہر نکل گیا سرخ پوش کے

ہوش اڑ گئے مگر رستم نے ہوشیار ہوکر لوح کو دیکھنا چاہا اُن پہلوانون کا ایسا ہنگامہ ہی کہ
وہ دم نہین لینے دیتے برابر وار کر رہے ہین مگر رستم جست کرکے تیغ ہفت جوہر کو چمکاتا
ہوئے ایک نخل کے سائے مین آئے لوح کو بمشکل ملاحظہ کیا نوشتہ پایا کہ شفق خونخوار
کو کنیز بہار باغ لیے جاتی ہی بڑھکر لوح چمکاؤ اسم حاشیۂ لوح پڑھکر دم کرو شفق خونخوار
کے ہوش درست ہون رستم نے پلٹ کر للکارا آواز دی او گیسو بریدہ شفق خونخوار کو
کہان لیے جاتی ہی اس کنیز نے پلٹ کر آواز دی ای طلسم کشا مین کنیز بہار باغ ہون
تمھارے دل کا داغ ہون میرے قریب نہ آنا لیکن رستم جھپٹ کر قریب اسکے پہونچے لوح
کو چمکایا اسم حاشیۂ لوح جو پڑھکر دم کیا اس کنیز نے ایک چیخ ماری ہاتھ شفق خونخوار کا
چھوڑ دیا لڑکھڑا کر گری تڑپ کر جان دی شفق خونخوار کے ہوش درست ہوئے پکار کر آواز
دی ای شہریار آپ کے پاس وہ شی موجود ہی جس سے اہل طلسم عاجز ہین لیے آپکے کوئی
سرخ پوش پر غالب نہین ہو سکتا ان پہلوانون سے نہ لڑیے یہ نمود بے بود طلسم مین انکا
خاتمہ یون نہ ہوگا جسطرح لوح ہدایت کرے وہ کیجیے تامل نہ فرمایئے سرخ پوش کی طرف جانے
یہ کہکے چاہتی تھی کہ طرف سرخ پوش کے چلے سرخ پوش نے پھر دستک دی پکار کر آواز
دی ای سرو سہی قد تجھکو کون روکے ہی گوشۂ باغ سے آواز آئی حاضر ہوئی آپ کے حکم کی
دیر تھی دیکھا گوشۂ باغ سے ایک نازنین سہی بالا رنگ زعفرانی چہرہ نورانی فوراً پیدا ہوئی
شفق خونخوار کو للکارا کہ کیون او شوخ دیدہ طلسم کشا کو تعلیم کرتی ہی کیا طلسم کشا
نادان ہین سارے مرحلے توڑتے چلے آتے ہین تم میرے ساتھ آؤ شفق نے چاہا کہ
اسکے قریب جاؤن مگر رستم سے اشارہ کر دیا کہ لوح ملاحظہ کیجیے رستم نے لوح کو دیکھا
نوشتہ پایا کہ کلاہ ہفت گوشہ کا عکس اس پر ڈالو رستم نے عکس کلاہ ہفت گوشہ
قریب آکر جو ڈالا اس نازنین نے چیخ ماری نخل سرو سے دوڑ کر لپٹ گئی شاخہاے نخل مین
غائب ہوئی سرخ پوش نے زانو پیٹ لیا پکار کر آواز دی یا خداوند ہفت پیکر لوح
سے میرا کچھ زور نہین چلتا بہت عاجز ہو رہا ہون قضا سے کار ہفت پیکر قصر عشرت
مین بیٹھا ہی عشرت خیز جادو جو یہان کا حاکم ہی وہ کرسی نیابت پر متمکن ہی یہی ذکر ہو رہا کہ

کہ نہیں معلوم طلسم پر کیا گذری ہفت پیکر کہتا ہے قدرت بتائیگی کہ ناگاہ قصر تھرایا ایک کنگرہ
قصر کا لہرا کر گرا ہفت پیکر نے زانو پر ہاتھ مارا الہا قدرت کی سب تقدیریں اُلٹی ہو گئیں
طریقے سے معلوم ہوتا ہے کہ طلسم کشا باغ شفق میں لڑ رہا ہے عشرت خیز نے کہا یا خداوندا
رہ فوجیں جمع کی ہیں اُن پہلوانوں کو نام سے لکھے ہیں کہ جسوقت وہ لوگ آ دینگے تو زمین تھرا
جاویگی اُن سے کون مقابلہ کریگا یہ تو غلام ہمیشہ سے کہا کرتا ہے کہ شفق خونخوار کی ذات
سے بڑا ہی فساد پیدا ہوگا یہ کہکے عشرت خیز نے ایک طرف کا پردہ اُٹھایا سب نے دیکھا
ایک چھوٹا سا کمرہ ہے دیواریں اُسکی سفید چونا پھرا ہوا ایک گوشے میں ایک طائر کبودی
منقار سے کچھ لکھ رہا ہے عشرت خیز نے کہا یا خداوندا وقت زوال قریب آگیا آج طائر
کا معلوم ظاہر ہوا دیکھیے منقار سے کچھ لکھ رہا ہے کہ طائر نے پر تولے چاہا اُڑ کر بلند ہو جاوے
جس طرح ممکن ہوگا ہے ہفت پیکر کی مخفی ہو جاؤں ہفت پیکر نے آواز دی او
نمک حرام کئی سال کا زمانہ گذرا کہ قدرت نے تجکو بنایا یاد کر کہ کیا پلایا کھلایا پانی دریا
ہفت خون کا پلایا پچاس دانہ دانہ ہاے مروارید کھلائے آج تو بے وفائی کرتا ہے
ٹھہر جا ہم پڑھ تو لیں عشرت خیز نے کہا یا خداوندا صاف صاف لکھا ہے کہ شفق خونخوار
طلسم کشا پر مائل ہوئی اپنے باپ سے لڑ رہی ہے گوش ہوش سے سماعت فرمائیے کہ آپکو
سرخ پوش پکار رہا ہے کہ یا خداوندا مدد دیجیے ہاتھ سے طلسم کشا کے بچائیے ہفت پیکر
نے کہا اے عشرت خیز سرخ پوش کو اٹھالا عشرت خیز نے کہا میں طلسم کشا کے سامنے
نہ جاؤنگا ہفت پیکر نے کہا تو سامنے طلسم کشا کا نہ کریگا ہوا بنکر جا اُسکو اُٹھالا خدائی میں
میری فرق آتا ہے بیٹھے و قوت بڑھے کہینگے کہ قدرت کو پکارا اور قدرت نے مدد کی یہ
سنکر عشرت خیز غائب ہوا یہاں سب کنیزیں ہاتھ سے رستم کے قتل ہوئیں اور پہلوان بھی
غائب ہو گئے کسی طائر کی آواز نہیں آتی باغ میں سناٹا پڑا ہے ہر چند سرخ پوش دستکیں
دیتا ہے بہار باغ بہار باغ کہکر پکار رہا ہے مگر کوئی علامت ظاہر نہیں ہوتی شفق خونخوار
نے ایک سحر کیا کہ برق تڑپ کر گری سر سرخ پوش کا زخمی ہوا رستم سے اشارہ کیا رستم طرف
سرخ پوش کے چلے چاہا جا کر اُسے قتل کر دیں کہ ایک چھوٹا ہوا گا جیسا سرخ پوش

خود بخود زمین سے بلند ہوا پکارتا تھا یا خداوند کس بلا میں پھنسا ہوں مجھکو کون لیے جاتا ہے
ہرچند چیخا چلایا لیکن کچھ علامت نہ ظاہر ہوئی خود بخود زمین سے بلند ہو گیا آنکھیں بند ہوئیں
سناٹا ڈھلا بیہوش ہو گیا بعد تھوڑی دیر کے جو آنکھ کھلی اپنے کو ایک صحراے سبز و شاداب
میں پایا دیکھا تین لاکھ ساحر حربہاے سحر سے آراستہ قواعد کر رہے ہیں حیران تھا کہ
میں کس مقام پر آیا نگاہ جو اٹھی دیکھا ایک طائر زمزمہ سرائی کر رہا ہے سرخ پوش حیران تھا
کہ یہ کون مقام ہے اس صحرا کا کیا نام ہے مجھکو یہاں کون لایا کس نے یہاں تک پہونچایا کہ
اس طائر نے مثل انسان کے آواز دی کہ اے گرفتار دام حیرت واے قیدی زندان صد حسرت
تو نے قدرت کو پکارا تھا جو ہو رہا تھا قدرت نے اپنی قدرت سے تجھکو اس مقام پر
پہونچایا ان تین لاکھ ساحروں کا تجھکو افسر کیا انکو سحر سکھایا کہ جس وقت نائرہ خداوندی بھڑکا
وابستہ قصر عشرت میں آنا یہ صحراے عشرت ہے یہ سنکر سرخ پوش ہفت پیکر کی تعریفیں
کرنے لگا پکارتا تھا یا خداوند تو خداے حقیقی ہے کیا قدرت کا ظہور ہوا بندہ تیرا مشکور
ہوا کہ ایک طرف سے آواز آئی اے محو حیرت ذرا ادھر توجہ کیوں گھبراتا ہے جسسے تیرے
واسطے عیش و آرام ہے مجھکو تیری صحبت سے کام ہے پلٹ کے دیکھا ایک مہ جبین تنہا
حسین و جمیل آفتاب فلک حسن و جمال ماہ آسمان کمال یہ اشعار عاشقانہ
پڑھتی ہوئی آتی ہے۔ نظم

گھر ہو وحشت کا دل دیوانہ ایسا چاہیے — خاک ہی اڑتی رہے ویرانہ ایسا چاہیے
زندہ ہو جاے لگا قتل کا تیری مارا ہوا — یار کوئی ناز مستانہ ایسا چاہیے
قبلہ خوبان عالم ہو وہ دل اللہ دے — بت جسے سجدہ کریں بتخانہ ایسا چاہیے
آپ چشم مست ساقی لینے بوسے دے مجھے — لب بلب خود جھکے ہو پیمانہ ایسا چاہیے
تیسے جب سینہ ہو خالی کیوں نہ دل آہیں بھرے — آندھیاں اٹھتی رہیں ویرانہ ایسا چاہیے
یار کی زلفوں کو اے مشاطہ سلجھایا تو کیا — کھو دے میرے دل کی الجھن شانہ ایسا چاہیے
سر زمین کوے جاناں سے نہ اٹھے بنکے خاک — عاشق گریاں کا آب و دانہ ایسا چاہیے
رات فرقت کی بڑی ہوتی ہے اے افسانہ گو — اسکو کم کر دے کوئی افسانہ ایسا چاہیے

یون کبھی پردہ نشین کی کیجیے پردہ دری　　خود کہے دست جنون دیوانہ ایسا چاہیے
دست ساقی مین اشارے کر رہا ہی ہنسکے جام　　ہی پرستو خندۂ مستانہ ایسا چاہیے
ڈھیر سے عاشق کے سمجھکر طور پر بجلی گرے　　کیون سمجھے ای جلوۂ جانانہ ایسا چاہیے
جو شرر اُٹھا دل سوزان سے دل ہی پر گرا　　شمع ایسی چاہیے پروانہ ایسا چاہیے
کافر و مومن جسے دونون نہ اپنا کر سکین　　برہمن مجھکو بت بیگانہ ایسا چاہیے
ہجر کی شب تیرہ بختی کو ہماری ای فلک　　دیکھکر ہنسے چراغ خانہ ایسا چاہیے
دیکھکر دل آنکھ کو کہتا ہی دل کو چشم یار　　مست ایسا چاہیے دیوانہ ایسا چاہیے
گر پڑے بجلی رقیب روسیہ پر او شریر　　کوئی تو انداز بیتابانہ ایسا چاہیے
ہائے کیون اُس جان کے دشمن کو دل دیتا چلا　　کاش کوئی دوست ہی کہتا نہ ایسا چاہیے

ان اشعار کو سنکر سرخ پوش مبہوت ہو گیا کہا ای جان جہان آؤ مین تمھارا دل وجان سے مشتاق ہون اُس نازنین نے کہا ای سرخ پوش مجھکو قدرت نے تیرے ہی واسطے پیدا کیا کیون گھبراتا ہی مین تیرے ساتھ ہون مگر زمان انقلاب قریب ہی ہفت پیکر تو خود بدنصیب ہی جلد سے علاش کر لو پھر تیغۂ ہفت جوہر کا سامنا ہی طلسم کشا لڑتا بھڑتا آ کر پہونچا سب طرف سے لشکر کشی کے سامان ہین اب وہ معرکہ پڑیگا کہ ہر اہل طلسم پوشیدہ ہوگا ای سرخ پوش تمنے دیکھا کہ بیٹی تمھاری تم سے کیسی برگشتہ ہو گئی کیسی جنگ پڑی طلسم کشا صاحب لوح ہی تحفہ جات اُسکے پاس موجود ہین سرخ پوش نے خوشی مین اُس نازنین کا ہاتھ تھام لیا سامنے ایک قصر تھا ساری فوج کو حکم دیا گرد قصر کے اُترو ہین لا کھ ساحرون کی فوج گرد قصر کے آ گئی سرخ پوش اُس مہ جبین کو ساتھ لیکر اُس قصر مین آیا سحر ان ملاش ہوا جب ہفت پیکر لشکر کشی کریگا ان سب کا ذکر کیا جائیگا یہان جب سرخ پوش غائب ہوا شفق خونخوار ہنستی ہوئی سامنے رستم کے آئی عرض کی کہ ای شہریار آپ صاحب اقبال ہین کہ سرخ پوش کو کوئی اُٹھا لیگیا مگر اب ضرور فتور ہوگا رستم نے کہا ہم فتور کے خود جویا ہین اب باغ نسترن کی فکر کرو شفق خونخوار نے عرض کی حضور کو تنہا جانا ہوگا جو ہو سکیگا کنیز کام آئیگی اور اپنے کو وقت پر پہونچائیگی

شب تو اسی باغ مین گذر رہی صبح کو قصد ہوا کہ ساتھ شفق خونخوار کے روانہ ہون لیکن
ہفت پیکر نے جب سرخ پوش جادو کو صحراے عشرت مین داخل کیا صحبت مین آکر بیٹھا
عشرت خیز سے متوجہ ہوکر پوچھا کہ ای نائب قدرت بڑا مقام افسوس ہی کہ شفق خونخوار
پہلو مین طلسم کشا کے بیٹھکر چین و عیش کرے کچھ ایسی تدبیر کرو کہ عیش انکا منغص ہو عشرت خیز
نے عرض کی یہ کتنی بڑی بات ہی عیش پسند کو طلب فرمائیے وہ لگا کر لے آئیگی بہت فاصلے
کے ساتھ جائیگی ہفت پیکر نے پکار کر آواز دی کہ عیش پسند جلد حاضر ہو پہلو سے قصر
آواز آئی حاضر ہوئی سب نے دیکھا کہ ایک نازنین پری چہرہ رشک قمر سرو قد خورشید عذار ابرو
رشک ہلال آنکھین بعینہ دیدۂ غزال سینے پر ابھار نارپستان کی سرکشی ثابت ہوتا تھا کہ
دو سنانین دل کے پار ہوتی ہین یا دو نقابدار سرکش اپنی اکڑ دکھا رہین کھڑے حریف
کی فکر مین ہین اس سج دھج سے حاضر حاضر ہوکے سامنے آئی ہفت پیکر نے کہا کہ ای
عیش پسند شفق خونخوار دختر سرخ پوش طلسم کشا کو لیکر بیٹھی ہی اسکو تو کسی طور سے
لگا کر لا ہماری صحبت مین تاکہ اسکو سزا دین کہ پھر کوئی ایسا کام نہ کرے عیش پسند نے عرض
کی کنیز ابھی جاکر لاتی ہی یہ کہکے غائب ہوئی لیکن ادھر شفق خونخوار ساتھ طلسم کشا کے بیٹھی
دو پہر رات گئے طلسم کشا نے صحبت برخاست کی لیکن شفق خونخوار ہمراہ رہی علیحدہ
سہاگ پلنگ آئی اسی بارہ دری مین سو رہا پہر رات باقی تھی کہ شفق خونخوار گھبرا کر پہلو طلسم کشا
سے اٹھی متردد ہوکر بیرون بارہ دری آئی سیر باغ کی دیکھنے لگی نرگس شہلا اشارے کرتی
ہی سوسن چاہتی ہی زبان درازی کرون عشق پیچے کا قصد ہی کہ مار سیاہ کی طرح بلکر لپٹ جائے
نخل سرکشی کر رہے ہین رات بہت کم باقی رہی تھی طائر آشیانون سے چہکارے
مارتے ہین شفق خونخوار یہ حال باغ کا دیکھکر بہت گھبرائی بارہ دری سے اتر کر سبز
روش پٹری کو طے کرکے باغ سے باہر نکلی یکایک کان مین ایک آواز آئی کہ کوئی بصد
سوز و گداز یہ غزل گا رہا ہی - نظم

آئینہ بنکر رہون ہر وقت پیش روے دوست
وہ تجھے دیکھا کرے دیکھا کرین ہم سوے دوست
سیر جنت خوب جب رضوان تجھے دکھلا چکا
بے تامل منہ سے نکلا ہاے لطف کوے دوست

بدر کو دیکھا تو سمجھا عارض تابان یار
آہ دل سے کھینچتا ہون دیکھکر ہر سرو کو
دل سے بہتر روشنی یاقوت و گوہر مین نہین
ماہ بدلے میری عادت کا بدلنا ہی محال
عشق وہ شئی ہی کہ پتھر مین بھی کرتا ہی اثر
کچھ نہ کچھ ہر شخص کو اس سے تعلق ہی ضرور
حسرت دیدار مین کیا کیا نہ تڑپی عندلیب
ہو ترا معشوق بھی عاشق کہین اے عندلیب
قسمت اپنی اپنی اسمین کیا کسی کا اختیار
دلفریبی ہو چکی اب کیا غرض الطاف سے
ہر طرف تیر نگاہ ناز کرتا ہے شکار
کاٹ لین ہم آپ سر اپنا توقف کیا ضرور
خاکساروں کو نشیب آرزو درکار ہے
چاہیے قاتل زبان چاک تن اتنا لحاظ
سچ تو یہ ہی مرگ عاشق کے تصدق جائیے
فتنہ ہاے چشم سحر آلود کی ہین شہر مین
ہان خدا را اے اجل اتنا توقف چاہیے
زینت جا و بدر رکھتا ہی لباس دوستی
سخت جانی کا برا ہو دل ہی شرمندہ تیغ

جب ہلال آیا نظر جانا کہ ہی ابروے دوست
کیسا کیسا یاد آتا ہی قد دلجوے دوست
نذر تن کیا یہ نگین ہی قابل بازوے دوست
چاند کوئی ہو مگر مین دیکھتا ہون روے دوست
جاے دل سینے مین ہی در نجف کے موے دوست
کوئی محو روے جانان کوئی محو خوے دوست
تا قفس لائی صبا جب ہم چمن سے بوے دوست
سونگھ لے پھر دامن گل دے رہا ہی بوے دوست
ہم ہین ہم پہلو سے ہجران دل ہی ہم پہلوے دوست
ہی زمین تکیہ بجاے تکیہ زانوے دوست
صید کیا صیاد افگن ہوگئے آہوے دوست
ہی بعید از شرط الفت رنجش بازوے دوست
عرش سے بہتر سمجھتا ہون زمین کوے دوست
یہ وہ پہلو ہی کہ یہ ہوتا تھا ہم پہلوے دوست
چشم مصروف نظارہ سر تہ زانوے دوست
کسطرف کس جا نہین افسانہ جادوے دوست
چلتے چلتے دیکھ لین پھر اک نظر ہم روے دوست
پیرہن ہی خاکساروں کا غبار کوے دوست
پھر گیا خنجر کا منھ شل ہو گئے بازوے دوست

یہ صداے دلفریب سنکر شفق خونخوار تلاش کرتی ہوئی چلی لیکن سماک بلاقی کی جو آنکھ کھلی دیکھا شفق خونخوار پہلو مین رستم کے نہین ہی قدمون پر ہاتھ رکھ کے رستم کو جگایا اور پوچھا ملکہ عالم کہان ہین رستم نے کہا مجھے نہین معلوم ساتھ سوئی تھین اب نہین جانتا کہان گئین سماک ڈھونڈھتا ہوا نکلا در باغ پر آکر دیکھا کہ ملکہ عالم جاتی ہین صحرا مین

گوش بر آواز ہین سماک الگ سے دیکھنے لگا شفق خونخوار نے دور سے دیکھا کہ ایک
نازنین زیر نخل بیٹھی ہوئی گا رہی ہی سلام کر کے پوچھا اے عاشق پسند تم اس صحرا مین رات کو
کہان آئین اُسنے ہنسکر کہا بہت خوب چین کیے طلسم کشا کے ساتھ سوئین چلو تمھین خدا [illegible]
بلایا ہی شفق نے کہا مین تو خود آنے پر آمادہ تھی تمنے کیون تکلیف فرمائی عاشق پسند نے کہا
میرے ساتھ چلیے قدرت نے بلایا ہی مین وعدہ کر کے آئی ہون تمسے قدرت بہت راضی ہین
تم کو بڑا مرتبہ ملیگا شفق خونخوار نے ہاتھ تھام لیا عاشق پسند لیکر شفق خونخوار کو چلی جب سماک
نے جو دور سے دیکھا کہ عاشق پسند شفق خونخوار کو لیے ہوے جاتی ہی شفق خونخوار ہنستی ہوئی
ساتھ ہی سماک سمجھا اُسکے سحر مین پھنسی ہی سوچتا ہی کہ اے سماک کیا کرون آخر جھپٹ کر
آگے بڑھا ایک طفل کی صورت بنکر جنگل مین پھرنے لگا کبھی گاتا ہی کبھی روتا ہی کبھی آواز
دیتا ہی اے عشق خانہ خراب ذرا ہماری بات سن - نظم

مرگئے ہوتے رنج فرقت سے
باز آیا مین اس محبت سے
ہاتھ آئے ہو آج قسمت سے
مجھکو پروردگار تہمت سے

بچگئے ہین خدا کی قدرت سے
ہول آتا ہی نام الفت سے
دم نکلتا تھا تم پہ مدت سے
تم پہ جو کچھ ہوا سزا تھی [illegible]

جان جاتی ہی اب تو فرقت سے
روح گھبراتی ہی محبت سے
وقت اچھا نہین بچا لیجیے
کیون بگڑے ایسے پھیر [illegible]

یہ اشعار گا رہا ہی اور طائر آشیانون سے پھڑک پھڑک کر گر رہے ہین عاشق پسند نے کہا اے شفق
یہ لڑکا کسی مرد آدمی کا ہی نہین معلوم یہ کس وجہ سے جنگل مین آگیا ذرا اس سے حال تو پوچھو
شفق خونخوار نے کہا ہوا تم بیکار وہ تو دیوانہ وار پھر رہا ہی اس دیوانہ مزاج کو کون سمجھا سکتا
کون بہلا سکے یہ سنتے ہی عاشق پسند نے پکارا کہ میان صاحبزادے ذرا ہم تک آؤ تو ہم تمسے
ایک بات پوچھین لڑکے نے جواب دیا مین کھیل رہا ہون کھیل مین میرے فرق پڑ جاویگا اور مین
بہت پریشان ہونگی عاشق پسند نے کہا ہم تمکو اپنے ساتھ لے چلینگے بہت آرام سے رکھونگے
لڑکا قریب آیا بولی بولی پھڑک رہی ہی دلپسند اشعار گاتا ہی عاشق پسند کا دل بہلاتا ہی
عاشق پسند نے شفق خونخوار کا ہاتھ چھوڑا لڑکے کا ہاتھ تھام لیا لڑکے نے جھٹکا کر ہاتھ چھڑا لیا
جایا بھاگا گون سامنے جھیل تھی قصد ہوا اُس مین کود پڑون عاشق پسند نے کہا ارے دیکھو

جھیل مین ڈوب جائیگا لڑکے نے کہا جھیل مین میرا بھائی معلوم ہوتا ہی دیکھو وہ سامنے
بیٹھا تن رہا ہی علائش پسند جو جھکی کہ کہان قید ہی سماک نے حلقہ اُسے کمند مارے اور چاہا کہ اُسکو
کھینچ لون علائش پسند کے منہ سے آفت نکل گئی منہ سے شعلہ نکلا کہ اُس نے کمند کو جلا دیا سماک
زمین پر گرا رنگ و روغن چہرے کا اڑ گیا علائش پسند نے کہا ارے تو کون ہی کہ مجھکو گرفتار کرتا تھا
سماک نے کہا عیار طلسم کشا فرزند خواجہ عمرو ہون تمہاری فکر مین نکلا تھا مگر تم ہوشیار تھین بچ گئین
آگے قتل ہو گی علائش پسند نے کہا نگوڑے تجھکو اور بی شفق خونخوار کو خدمت خداوند مین پہونچاؤنگی
اس مصیبت مین قید کرون کہ تڑپ تڑپ کے مرو قدرت کو ذرا بھی رحم نہ آئیگا بی شفق خونخوار کی
حالت قدرت کو معلوم ہو گئی انکو سزا ملیگی یہ کہکے سماک کا بھی ہاتھ باندھ لیا دونون کو لیکر چلی
دربار خداوندی مین پہونچی ہفت پیکر نے حکم دیا اے علائش پسند تم ہی ان دونون کو لیکر قید مین رکھو
جب سامان لشکر کشی کرونگا تو مجمع عام مین ان دونون کو دار پر کھینچونگا علائش پسند دونون کو
لیے ہوے آئی ایک مکان مین دونون کو بند کیا دو ترنگی دروازے پر بٹھا دیے کہا خبردار بعد ایک پہر
کے انکو دو روٹیاں ایک آبخورہ پانی کا دینا نہ زیادہ بھکاین اور نہ مرین تڑپ تڑپ کے رہین سماک
بلداقی نے پکار کر کہا بی علائش پسند تم کبھی کبھی آؤ گی علائش پسند نے کہا ارے نگوڑے مین کبھی ایکبار
آیا کرونگی ورنہ حفاظت کون کریگا یہان صبح کو رستم کی آنکھ کھلی کنیزون سے پوچھا شفق خونخوار
کہان گئین سماک کو بھی نہ پایا کنیزون نے عرض کی ہم لوگ سوتے تھے ہمکو نہین معلوم کہ ملکہ
کہان گئین رستم نے لوح کو ملاحظہ کیا نوشتہ پایا کہ دیر کرنے کا انجام دیکھا شفق خونخوار
و سماک بلداقی قید ہو گئے جب تک باغ نسترن نہ فتح ہوگا رہائی انکی دشوار ہی رستم نے
بلا کر سرشار سے کہا لشکر کی حفاظت رکھنا کل لشکر بھی ہمارا آنے کو ہی لوح ہمکو ہدایت کرتی
ہی کہ ہم طرف باغ نسترن کے جائین شفق خونخوار و سماک بلداقی قید ہو گئے اختر گلگون پری
وزیرزادی آئی رو رو کر عرض کی کنیز واسطے ملکہ عالم کے بہت گھبرائی ہی اور سماک بلداقی
کا قید ہونا مجھپر بہت شاق ہوا راہ مین جاکر عیاری بھی کی لیکن وہ نظر کردہ ہفت پیکر کی
بھلا اسپر عیاری کیا چلتی گرفتار ہوے کنیز حضور کے ساتھ چلے گی لیکن امیدوار ہون کہ لوح
کو قدم بقدم ملاحظہ فرمائیے رستم نے کہا مین کبھی غفلت نہ کرونگا باغ نسترن کے حالات

شفق خونخوار بیان کرچکی ہے دیکھوں کیا رنگ ہو یہ کہکے رستم سب سے رخصت ہوکر چلے
تحفہ جات سب زیب جسم ہیں لوح گلے میں پڑی ہوئی تیغہ ہفت جوہر پر قبضہ جیسے ہی باغ
سے نکلے لشکر والے عرض کرنے لگے ہمکو بھی ساتھ لے چلیے ایسا نہو کوئی ساحر آکے ہم سب کو
گرفتار کرلیجائے رستم نے گرد لشکر حصار کیا لوح سے ایک دائرہ کھینچا کہا تم لوگ اس لکیر سے
باہر نہ نکلنا اندر ساحر نہ آسکیگا یہ فرماکر طرف صحرا کے چلے جنگل میں پہونچے ایک جانب سے
غول آہوون کے سامنے آئے رستم نے لوح کو ملاحظہ کیا تو نوشتہ پایا کہ یہ آہو قیدیان طلسم
ہیں انسے تعرض نکرو رفتہ رفتہ تا بہ باغ لشتن پہونچ جاؤگے رستم آگے بڑھے راہ میں فیلان
جنگلی ملے رستم کو دیکھکر بھاگے رستم نے پھر لوح کو دیکھا نوشتہ پایا یہ نگہبانان باغ لشتن
ہیں اگر تمکو نہ روکیں تو تم بھی توجہ نکرو رستم نے دیکھا وہ ہاتھی پہاڑ کے ایک درہ کوہ
میں گھس گئے رستم نے دوسرے درے میں قدم رکھا شیر بہت سے ملے وہ بھی طرف رستم
کے متوجہ ہوئے انکے بیچ میں سے رستم نے راستہ طے کیا پہاڑ سے باہر آئے دیکھا صحرا ہے
سبزہ زار نواح دلکشا ہر گل و غنچہ مصروف نظارہ طلسم کشا ہیں اپنے ہاتھوں کو بڑھائی
ہیں کہ اپنے سایہ میں رستم کو لیں عندلیبان خوشنوا گرد سر رستم چہچہا رہی ہیں رستم نے
لوح کو دیکھا لکھا تھا ان طائروں سے بچو سامنے باغ لشتن ہے یہ سب وہیں جا کے جمع ہونگے
ان سب سے مقابلہ پڑیگا مگر لوح سے ہوشیار رہو کہ ایک طرف سے دیکھا گرد اڑی ایک
جوان سامنے آکر پہونچا کچھ لشکر ساحران پشت پر پکار کر آواز دی اے طلسم کشا اب آگے نہ بڑھنا
میں تمہارے مقابلے کو آیا ہوں یہ کہکے راہ روک کے اٹھ پڑا رستم ایک سنگل کے نیچے ٹھہر
حیران تھے کہ اے رستم انکے بیچ میں سے کیونکر نکلوں کہ ایک طرف سے گرد اڑی دیکھا
بارہ سو جوان زرین پوش ایک بارگاہ لیے ہوئے آکر پہونچے قریب رستم لاکر وہ بارگاہ استادہ
کی ایک چوبدار نہایت ادب سے سامنے آیا عرض کی یہ بارگاہ زرنگار آپکے لیے آئی ہے
اور یہ جوانان زرین پوش خاص آپکی ہمراہی کو آئے ہیں بارگاہ میں چلکر تشریف لیجیے جو
حکم دیجیے وہ بجا لائیں رستم اس چوبدار کے ساتھ بارگاہ میں آئے دیکھا دنگل ہائے زرین
بچھے ہیں جو مقام صدر پر دنگل بچھا تھا اس پر رستم بیٹھے جوانان زرین پوش گرد آکر ستادہ ہو

رستم نے لوح کو دیکھا نوشتہ پایا کہ اے طلسم کشا راستے درخانۂ باغ نسترن یہ اسباب شوکت ہے
انھین کوئی تمھارا دشمن نہین جو کام ان سے چاہو لو بلکہ چوبدار سے مقام قید شفق خونخوار پوچھو
رستم نے اُس چوبدار کو قریب بلایا فرمایا کیون برادر تمکو معلوم ہے کہ شفق کہان قید ہے مرد نے
عرض کی غلام جاتا ہے ابھی دریافت کر آتا ہے یہ کہکے چوبدار چلا لیکن یہان سماک پلید آفتی چالاک جست
قید خانے مین بیٹھا ہے کہ عاشق پسند آئی اُسنے دیکھا عیار رو رہا ہے پوچھا کیون روتا ہے سماک نے
کہا مین یہ پوچھتا ہون کہ اگر مین ہفت پیکر کو سجدہ کرون تو جان بچ جائے عاشق پسند نے کہا اب تم
لوگ نہین بچ سکتے سماک نے کہا ملکہ عالم میرے پاس کچھ مال ہے چاہتا ہون اُس مال کی حفاظت ہو
ہم لوگون مین دستور ہے کہ بعد مرنے کے تیجہ دسوان وغیرہ ہوتا ہے حیران ہون کہ وہ کون کریگا عاشق پسند نے
کہا اگر مال تمھارے پاس ہے تو ہم کر دینگے سماک نے کمر مین ہاتھ ڈال کے کچھ روپیہ نکالے عاشق پسند
سوچی کہ قیدی کا حال کون جانے گا مین اس نگوڑے کا تیجہ دسوان کیون کرونگی روپیہ لیکر دو پیسے مین
اندھے سماک نے ایک طرف سے پوٹلی اشرفیون کی نکالکر دی اشرفیان دیکھکر عاشق پسند خوش ہوگئی
کہا ارے اور بھی کچھ ہے سماک نے کہا جب مین طلسم کشا کے ساتھ فرنگستان گیا تھا قیصر زرق فرنگی سے
ایک ڈبیا پائی اُسمین کچھ لال و سفید نگینے ہین عاشق پسند سمجھی یاقوت و الماس ہونگے بیقرار کیا جا
ڈبیا ہاتھ مین لی کہا مین کھولکر دیکھون سماک نے کہا اسکو کھولیے نہین ایک دن مین نے ایک جوہری
کو دکھایا تھا اُسنے کہا جوہری کو دکھاؤ وہ اسکی جمع لگا دیگا عاشق پسند نے کہا مین ضرور دیکھونگی یہ کہکے
ڈبیا کھولی اُسمین سے بیہوشی اڑی عاشق پسند بیہوش ہو کے گری سماک نے اسکا سر کاٹ ڈالا عاشق پسند
کے مرتے ہی قید شفق کی گری سماک نے زبان سے شفق کی سوزن نکالی شفق نے کہا اے سماک تیرا کام
کیا اب مجھسے سحر اُترا ہوش میرے درست ہوے یقین ہے کہ رستم کو لیتے ہون شفق خونخوار و سماک
پلید آگے قصر سے نکلے تھوڑی دور چلے تھے کہ چوبدار سامنے سے آیا کہا اے ملکہ شفق خونخوار رستم
تمھارے لیے بیتاب ہو رہے ہین چلو تمکو یاد کیا ہے شفق خونخوار و سماک پلید آگے بڑھے کہ ناگاہ
ایک طرف سے آواز آئی او کمبخت بیہودہ خاندان عاشق پسند کو قتل کرکے جاتی ہے
خبردار آگے نہ بڑھنا پلٹ کر شفق خونخوار نے دیکھا ایک ساحرہ سیہ فام بد انجام گولہ آہن کا ہاتھ
مین لیے کلمات سخت و سست کہتا ہوا آتا ہے شفق نے للکارا او نامرد کیا بیہودہ بکتا ہے وہ حرامزادی

قتل کے لائق تھی جس نے ہم کو قید کیا اگر ہمنے اسکو قتل کیا تو کیا قصور ہوا حسن ساحر نے گولہ مارا شفق خونخوار نے گولہ کاٹا کئی سحر حسن ساحر نے کیے شفق خونخوار نے دفع کیے آخر وہ ساحر تلوار کھینچکر دوڑا شفق خونخوار نے دو تیغوں کا ہاتھ اسکے گلے سے اتار ایک سر کا مارا موذی تو ٹکڑے ساحر مجھو یا بیتاب ہو کے پکار اٹھا

پابند و لیست کبھا نہ اسیر مزار تھا
تھا جوش اشتیاق قدمبوس یار تھا

کیا پوچھتے ہو اب تو اسیر قفس ہوں میں
دو دن کی بات ہے کہ شریک بہار تھا

کب جانتا تھا حسن پریشانیاں مری
ای روزگار میں بھی نگر زلف یار تھا

دونوں [illegible] شب تار رہا اضطراب میں
پاس کفن نہ مجھے نہ لحاظ مزار تھا

اس جسم پر ذلیل کیا تو نے ای ملال
درد استخوان کے واسطے شوق مزار تھا

پیوستہ سے منغص کی مری جان تنگ تھی
ہر ہر دہان زخم وہاں مزار تھا

کرلی تھی مرگ با دوے قاتل پہ آفرین
جو زخم تھا مثل فغان لب مزار تھا

پانے کے اہل درد خبر سرگذشت کی
میں بعد مرگ خط جبین مزار تھا

ای جوش شوق تو نے کیا پھر امیدوار
ورنہ مجھے تو نیند خواب مزار تھا

کھٹکا کیا ہوں خاک کبھی خاک ہوکے آہ
میں سینۂ مزار کا اپنے غبار تھا

برسوں رہا زبان صغیر و کبیر پہ
میرا فسانہ بھی ستم روزگار تھا

میں نے وہاں آبلہ میں اس کو لے لیا
میدان میں زبان نکالے جو خار تھا

ای روزگار مجھ سے دور تھی کیا ضرور
میں حسرت خزان نہ امیدوار بہار تھا

مثل خیال یار رہیں گوشہ نشین مجھے
آیا کسی کے دل میں جو امیدوار تھا

پوچھی نہ مجھ سے یار نے کچھ میری سرگذشت
میں روز باز جس بھی تنگ شمار تھا

ثابت ہوا کشش دنیا سے ہمیں
سمجھے رنج چند نام فقط روزگار تھا

آئے لحد میں بالش و مسند سے ای شمیم
انجام کشش دہر یہ کنج مزار تھا

یہ اشعار پڑھتا ہوا سامنے ملکہ شفق کے آیا پکار کر آواز دی یہ غلام حاضر ہے کر شفق نے کہا ای حریف آتش اشتیاق ای غریق لجہ فراق تلوار کے قبضہ پہ ہاتھ رکھو اسنے تلوار کھینچی

شفق خونخوار نے کہا اسکے گلے پر رکھو جب اُسنے تلوار گلے پر رکھی شفق خونخوار نے کہا کھینچ لو
اُسنے تلوار کو کھینچ لیا گردن کٹی لٹ کھڑا کر گرا صرف تسمہ لگا رہ گیا شفق خونخوار مارکر اُس
ساحر کو بیابان سماک بلداقی سے کہا بھیا تم آتا ہین پر پرواز پیدا کرکے جاتی ہون سماک
نے کہا چلے شفق خونخوار پر پرواز پیدا کرکے اُڑتی ہوئی چلی سماک بہ صورت مبدل اُسی
دشت مین جاتا ہی ایک طائر درخت پر بیٹھا تھا طائر نے جو لاشہ اُس جوان کا دیکھا نخل
سے اُترا سر اُسکا جسم سے ملا یا اور کہا اُٹھ اے جوان گنہگار جاتا ہی بڑھکر اُسکو روک وہ جوان
اُٹھکر دوڑا سماک نے گوشے سے دیکھا وہی جوان جو مرا پڑا تھا دوڑا ہوا جاتا ہی پکار کر آواز دی
میاں جانے والے ذرا ٹھہر کے راستہ چلو ہم راستہ بھول گئے ہین ہمکو بھی ہمراہ لیتے جاؤ وہ جوان ٹھہرا
سماک بلداقی قریب آیا باتین کرتے کرتے سماک نے حساب مارا کہ وہ جوان بیہوش ہوکر گرا
سماک نے خنجر سے سر اُسکا کاٹ ڈالا اور بھاگا راہ مین آکر شفق خونخوار کو پکارا شفق نے
پوچھا کیون ٹھہر والا کھو گیا ہی سماک نے تمام کیفیت بیان کی شفق خونخوار نے کہا اب وہ
جیا مرا اب نہ زندہ ہوگا کہ پہلو سے آواز آئی کہ شفق خونخوار میرے بچے کو مارکر کہان جاتی ہو
دیکھا ایک عورت ضعیفہ بڑے زور و شور سے آتی ہی سماک نے چاہا بھاگ کر چھپون اُس
ضعیفہ نے ایک دو ہتھڑ زمین پر مارا سماک و شفق کے پاؤن زمین نے پکڑ لیے ضعیفہ نے آکر
دونون کو بغل مین دبایا کہا پہلوان ذی ہوش کے سامنے لیجاؤنگی پہلوان ذی ہوش اُسکا
نام ہی جو مقابلے مین رستم کے اُترا ہی رستم بارگاہ زرین مین داخل ہین پہلوان ذی ہوش بہ
قتل طلسم کشا اُترا ہی کہ وہ عورت دونون کو لیے ہوئے آئی کہا یہ گنہگار حاضر ہین مگر میرے
بیٹے کا خون انکی گردن پر ہی پہلوان نے کہا میدان خونی کی تیاری کرو اُسی وقت داربن استاد
ہو گئین مردبے نے بڑھکر رستم کو خبر دی کہ ای شہریار سماک و شفق گرفتار ہوکے آئے ہین جو
قتل ہوا چاہتے ہین رستم اپنے مقام سے تیغہ برہنہ لیکر اُٹھے یہان پہلوان ذی ہوش
مصروف اہتمام قتل ہی کہ لشکر مین ہلڑ ہوا ہرکارون نے بڑھکر خبر دی کہ رستم آگئے فوج کو قتل
کررہے ہین پہلوان نے اُس عورت ضعیفہ سے کہا کہ جاکر طلسم کشا کو روک وہ سر ہلاتی ہوئی چلی
اُس مقام پر آئی کہ جہان رستم جنگ کرتے تھے لاشے گرد پڑے ہین دریاے خون بہ رہا ہی اُس عورت نے

للکارا او طلسم کشا مجھ سے تو مقابلہ کر غریبوں کو کیوں قتل کرتا ہی یہ بیچارے تو ہمراہیان پہلوان
ذی ہوش ہیں پہلے مجھ سے مقابلہ کر رستم پلٹے چلتے ہی پاس اُسکے گولہ مارا رستم نے لوح کو
سامنے کیا گولہ پھٹ کر گرا وہ ساحرہ خست کر کے بھاگی پر پروار پیدا کر کے اُڑی رستم نے
کمان کیانی دوش سے اُتاری تین بھال کا تیر جوڑ کر مارا کہ سینۂ ضعیفہ کو توڑ کر پار گذرا وہیں
پر گری بجائے خون کے جسم سے آگ نکلی پہلوان ذی ہوش پر شعلہ گرا کہ مثل ہیزم خشک جلنے لگا
ادھر تو پہلوان جلا ادھر شفق خونخوار کو ہوش آیا قید طوقی مہر سحاب بلیداقی کے پنجے میں پاکر
اُڑی جا کر لشکر میں چھوڑا اُن جوانان زرین پوش نے خوش خبری دی کہ ای ملکۂ عالم ہم قلعہ
کے متعلق تھے بارگاہ لیکر حاضر ہوے اب جب تک طلسم کشا اس بارگاہ میں رہینگے ہم لوگ
خدمت گذار ہیں ہمراہ آپ کے رہینگے یہاں جب پہلوان ذی ہوش جل گیا اور فوج بھی
اُسکی تمام ہوئی رستم بہ فتح و فیروزی پلٹے سحاب بلیداقی و ملکہ شفق خونخوار کو لشکر میں پایا حال
پوچھا شفق خونخوار نے سب کیفیت بیان کی کہا حضور اب باغ نسترن پہ چلیں بارگاہ ادھر ہی
آپکے لیے آگئی اب ہر مقام پہ یہ بارگاہ آپ کو ملتی جس مقام پر آپ پہنچ جائینگے یہ لوگ بھی وہیں
آپہونچینگے شفق خونخوار نے تخت سحر تیار کیا امیر رستم کو سوار کر لیا جوانان زرین پوش نے
بارگاہ لادی اُس طرف صحرا کے روانہ ہو گئے رستم نے کہا ای شفق خونخوار بارگاہ وہ لیگئے شفق
نے عرض کی حضور اب باغ نسترن میں یہ بارگاہ آئیگی تخت اُڑا لیے ہوے جاتی ہی آدمی جاتی ہی کہ
لوح کو دمبدم ملاحظہ فرمائیے گا ذرا بھی غفلت ہوگی تو مشکل پڑیگی پھر رستم نے دور سے
ایک باغ دیکھا ایک ساحرہ تاج سر پر رکھے بیچ میں بیٹھی ہی گرد پہلوان و ساحر بیٹھے ہیں شفق
خونخوار نے کہا ای شہریار یہی نسترن ہی آپکو اسی مقام پر اُتارتی ہوں مگر براے خدا لوح
سے غفلت نہ کیجیے گا یہ کہکے شفق خونخوار نے تخت اُتارا چمن میں جو تخت اُترا طائروں نے
آواز دی ای نسترن ذرا ہوشیار ہو جاؤ کہ طلسم کشا آپہونچا نسترن نے آواز دی ای طائران باغ
طلسم کشا کو اپنا بڑا کلیجہ رکھتا ہی کہ میرے باغ میں آتا ہی رستم چاہتے ہیں بڑھیں کہ ہر گوشے سے
ہزارہا ساحر حربہ ہاے سحر ہاتھ میں لیے نکلے طلسم کشا سے لڑنے لگے لیکن حربہ ہاے سحر کو تاثیر نہیں
آگے لوح کے کسیکا سحر تاثیر نہیں دکھاتا گولے اُلٹے پلٹے تھیں جادوگروں کے سینے پر پڑتے

تو ڈاکر پشت کو پار گذرے ہزار ہا لاشہ گرا اگر رستم دیکھتے ہین کوئی لاشہ زمین پر نہین ہی پھر تلوار
چلی پر حیف کہ لاشہ کسیکا نہین ملا مگر رستم کو آگے نہین بڑھنے دیتے شفق ایک طائر کی شکل بنکر
ایک نخل پر بیٹھی پکار کر آواز دی ای شہریار گنیز نے کیا سمجھا ہاتھ رستم نے لوح کو دیکھا اُسمین نوشتہ
پایا کہ ان ساحرون کو تلوار سے نہ قتل کرو لوح اُنکے سامنے چمکاؤ رستم نے لوح چمکائی ساحر بھاگنے
لگے نسترن اُکھل جاتی ہی ارے نامرد طلسم کشا بڑھا آتا ہی وہ جو یہان بیٹھے تھے اور ساحر بھی
کئی تھے اُنسے کہا ارے کمبخت شعبدہ کب کام آئیگا یہ سنتے ہی وہ سب اپنے اپنے مقام سے اُٹھے
بعض نے دستک دی بعض نے ماش کے دانے پھینکے کہ گوشۂ باغ سے آواز آئی ای شہریار سبحان اللہ
اس جرأت پر کیون نہ نثار ہون اس بلوے مین لڑنا آپہی کا کام ہی رستم نے دیکھا ہمارا عیار
سماک پلا آتا ہی خنجر برہنہ ہاتھ مین ساحرون کو ہٹاتا ہوا قریب آیا کہا حضور کو لڑتے ہوے
عرصہ گذرا کلاہ پر کسقدر گرد پڑی ہی مجھے دیجیے مین جھاڑ دون رستم نے کلاہ ہفت گوشہ کو
سر سے اُتارا جیسے ہی سماک کے ہاتھ مین کلاہ دی صورت تبدیل ہو گئی رستم نے کہا ارے تو کون ہی
کہا منم گلنوش جادو مجھے حکم تھا کہ کلاہ جا کر لیلے مین نے کلاہ آپ سے لیلی یہ کلاہ اب نہ ملیگی یہ کہکے
وہ ساحر بھاگا رستم منہ دیکھکر رہگئے نخل پر شفق خونخوار بشکل طائر بیٹھی تھی اُسنے جو طلسم کشا کو پریشان
دیکھا پکار کر آواز دی ای شہریار کلاہ کھوئی ہی یہ کہکے اپنے مقام سے تڑپی وہ ساحر ایک گوشے مین کھڑا
تھا برق بنکر اُسپر گری اُسکے دو ٹکڑے ہوے آواز آئی کشتی مرا نام من گلنوش جادو بود شفق نے
کلاہ اُٹھائی لاکر طلسم کشا کو پہنائی کہا ای شہریار لوح سے غافل ہو جیے دمبدم ملاحظہ فرمایئے
ابھی ہزارون بلائین ہین گلنوش کو مین مار کر کلاہ لائی ہین ورنہ ہم سامنے ہوتین تو سکتی نسترن
دیکھ لیگی تو آفت برپا کریگی یہ کہکر شفق خونخوار غائب ہوئی جب گلنوش کے مرنے کی خبر
ہوئی نسترن نے ساحرون سے کہا کہ طلسم کشا کے ساتھ کوئی کارساز ہی شفق خونخوار کو تلاش
کرو وہ ضرور ساتھ ہی یہ اُسی کے سحر ہین گلنوش کو کون مار سکتا تھا مگر ساحرون سے کچھ نہ
ماش کے دانے پھینکے تھے اور دستکین دی تھین ایک طرف سے ہنگامہ ہوا رستم نے دیکھا
کئی ہزار نازنینان مہ جبین مرصع پوش آگئے ان سب کے آگے ایک ماہ پارہ نہایت حسین و جمیل
یہ غزل عاشقانہ گاتی ہوئی چلی آتی ہے نظم

خالی نہین فلک کبھی جنون کے عذاب سے — پہنے ہی طوق دائرۂ آفتاب سے
چھائین شراب نور کی آنکھون مین سیاہیان — پیتے ہین بادہ ہم قدح آفتاب سے
اے چرخ تیر آہ ہوا رخصت آشنا — سینہ چھپا رہے سپر آفتاب سے
رہتی نہین کسی کی ہمیشہ برہنگی — پائی زمین نے چادر نور آفتاب سے
دیکھو شب فراق نے کس کا لہو پیا — آتی ہے بوے خون قدح آفتاب سے
نظارہ ہاے حسن سے سینہ ہے داغدار — حاصل ہے آفتاب مجھے آفتاب سے
ابرو کتاب حسن مین پائے جو انتخاب — ہے بیت یار کی ورق آفتاب سے
احسان نہ لونگا بعد فنا ناتوان وہ ہون — شرمائے گی نہ لاش کفن کے حجاب سے
ساقی نگاہ مست تری کام کر گئی + — ٹپکی شراب شوق جگر کے کباب سے
آداب حسن مین مجھے لب بستگی رہی — نکلی نہ بات کبھی دم پرسش حساب سے
سینہ کیا شگاف رلایا انھین بھی خوب — [illegible] جگر آب آب سے
قاتل ہمارے قتل مین تاخیر چاہیے — اٹکے گلے مین گھونٹ نہ خنجر کے آب سے
تاثیر جذب شوق نہ بیکار جائیگی — مستی کو کھینچ لین گے حباب شراب سے
ہان اے نسیم اپنی شفاعت کے واسطے — حاصل کرینگے خاک در بوتراب سے

سب نازنینان مہ جبین اس پیشرو کے ساتھ آواز مین ملا کے گاتی ہوئی نمایان ہوئین رحم نے ان نازنینان مہ جبین کو دیکھا وہ نازنین پیشرو ناز و کرشمہ دکھاتی آتی ہے کبھی دوپٹہ ہٹا دیا اور کبھی پائنچے چھوڑ دیے کبھی سنبھالے ایک نخل کے سایہ مین شفق خاموش کھڑی تھی کنیز کی شکل بنی ہوئی اس نازنین نے جو شفق کو دیکھا آنکھ ملائی اور قہقہہ مار کر ہنسی کہا تو کیون خاموش ہے اس کا قصور ہی تم کو بی لسترن بلاتی ہین اے شفق بڑے افسوس کی بات ہے کہ تمنے طلسم کشا کو باغ مین لا کر پہونچا دیا بہتر یہ ہے کہ چل کر ملکہ لسترن سے خطا معاف کراؤ شفق خونخوار نے جواب دیا کہ لسترن سے مجھے کیا واسطہ مین تو اطاعت طلسم کشا مین ہون اب بی لسترن اپنی جان بچائین شعبدے دکھائین اس نازنین نے کہا ہوا تمھین ساتھ چلنا ہوگا یہ کہکے منہ پر ہاتھ پھیرا شفق بصورت اصلی ہو گئی مثل بید کانپتی تھی چہرہ اداس

لیکن کچھ ایسا شعبدہ تھا کہ شفق خونخوار ایسی ساحرہ نے سر ہلایا اور کہا کہ بوا مین تمہارے
ساتھ چلتی ہون عذر کرنا میرا کام ہی آئندہ بی لنترن کو اختیار ہی اب تو مین راہ پر آئی مسلمانون
سے ناحق بگاڑی الجھائی نازنین نے کہا بوا وہ ہنگامے گذرے کہ جسکے خیال سے کلیجہ تھراتا
ہی ایسی باتین کر کے غول مین مل گئی ساتھ اُس نازنین کے شفق خونخوار بھی چلین بشیر
نا مین بارگی ہوئی قریب طلسم کشا کے آئی جھک کر سلام کیا سر جھکا کر سامنے کھڑی ہوئی
کہا اے شہریار جنگ کا اختتام ہی یہ بات مشہور خاص و عام ہی کہ آپ جرأت مین یکتا طلسم کشا
ہین آپکے اوصاف ظاہری و باطنی کون بیان کر سکتا ہی خیال سے آپ کی جرأت کے
پہلوانون مین جرأت آتی ہی جب آپ فرنگستان گئے اور ممالک تسخیر کیے تھے آلاگرد فرنگی
مالاگرد فرنگی وغیرہ نے حلقۂ اطاعت کان مین ڈالا اور آپ کے ہمراہ ہوے آپ نے کس
دھوم سے اپنا نام کیا ہر ایک کا یہی قول تھا کہ جیسا لشکر لیکر آپ آئے ایسا لشکر کسیکو ممکن
نہین ہوا تاجداران فرنگستان ساتھ تھے دختر آلاگرد کا محافہ ہمراہ جس روز آپ نے تخت مرزبوم
اُلٹا زمین فرنگستان تھرائی تھی ہر شجر و حجر سے آواز الامان آتی تھی آپ کے زور کا کیا کہنا جب
اتنے ہو ایسے پہلوان کو مع فیل مہیب اُٹھایا تو ہم لوگون کی کیا حقیقت ہی لنترن سرکار کی اطاعت
کریگی آپ کے ساتھ مقابلہ ہفت پیکر مین جائیگی ہفت پیکر اسی گھمنڈ پر خاموش بیٹھا ہی
کہ جب لشکر کشی کرونگا کس کی مجال ہی کہ میرا یار لشکر اٹھالے صحراے ہفت خوان واسطے
آنے لشکر کے آراستہ ہو رہا ہی حضور میرے ساتھ چلین اُس نازنین نے کچھ ایسی باتین
کین کہ رستم بیتاب ہو گئے بفصاحت جواب دیا کہ لنترن کو کوئی نامہ دار محاسن ہوا کہ تمکو واسطے
پیغام سلام کے بھیجا آؤ ہم تمہارے ساتھ چلین گے جیسے ہی وہ نازنین قریب آئی چاہا
اوڑھنی ڈھلکا ڈال دون کہ عکس کلاہ ہفت گوشہ اُس پر پڑا شعلہ چمکا کہ وہ صورت زیبا تبدیل
ہوئی رستم نے دیکھا کہ ایک عورت کبیر سن کھچڑی بال چہرے پر جھریان پڑی ہوئین کالی صورت گویا کالی کی
مورت آنکھین چھوٹی چھوٹی خالی ایک کرتی پہنے ہوے پیٹ بڑا سا صاف معلوم ہوتا ہی کہ ٹھیکرا
آٹا گندھا ہوا اُبل رہا ہی چھاتا ٹوٹا ہوا کدار وے کا ایک اپنا میلی چادر یہ صورت جو رستم نے
اُس نازنین کی دیکھی لاحول پڑھ کے ہاتھ چھوڑ دیا فرمایا ذرا اپنی صورت تو دیکھ وہ رعنائی زیبائی

کیا ہوئی شفق خونخوار کو رستم نے جو غول میں دیکھا کہ عورتوں کے ساتھ گا رہی ہے پکار کر فرمایا اے
شفق تم ہمارے پاس آؤ ان مکاروں میں کیوں ملی ہو شفق نے شرما کے سر جھکا لیا رستم نے
لوح کو ملاحظہ کیا لکھا پایا کہ لوح کو سامنے اس نازنین کے جھکاؤ پھر تماشا قدرت خدا کا دیکھو
رستم نے لوح جو اسکے سامنے جھکائی وہ عورت چلنے لگی شفق خونخوار غول سے نکل کر قریب رستم آئی
کہا حضور اب دن تمام ہوا وقت جنگ نہیں ہے بیرون باغ تشریف لے چلیے کل دن میں جنگ ساحروں کی
رستم لوح جھکائے ہوئے نکلے پشت پر سپاہ لیلی آئی شفق خونخوار کہتی تھی کہ صاحب طلسم کشا آیا اور
پھر اخیر وعافیت سے باہر باغ کے جانا کسی ساحر کا حوصلہ نہ پڑا آنکھ رو کے رستم طلسم کے دروازہ
سے نکلے جیسے گرد آئی نوبت نقارے کی آواز کان میں آئی دیکھا وہی بارہ سو جوانان زرین پوش سپاہ
بارگاہ زر لشکر لیے ہوئے پہنچے بارگاہ سامنے باغ کے استادہ کی گئی بارگاہ قبہ فلک سے ہمسری کرتا
ہر دو نے سجدہ کر کے سلام کیا کہا حضور بارگاہ میں تشریف لے چلیں رستم شفق کو ساتھ لیے ہوئے بارگاہ میں
آئے مقام صدر پر بیٹھے شفق کرسی پر بیٹھی عرض کی اے شہریار یہ در بند آخر طلسم ہے اگر فرزند مقفل
کیا اور آپ نے قفل کو مار توڑ کر باغ کے باہر قبضہ ہو ہفت پیکر اپنے سرداروں کو نظر
لگا رہی ہیں حیران ہوں کہ حضور کیونکر مقابلہ کریں گے اس قدر فوج ہوگی کہ چالیس منزل کے گرد اوج کا
صحرا یہی تمام صحرا فوج سے بھرا ہوگا جب میں ہفت پیکر پاس گئی تھی تو سرداروں کو دیکھ کے دیکھا
صد ہا شتر سوار گیا ہے تیغ پوش جادو میں لا کر فوج درست کر رہا ہے افراسیاب طلسم کے کونے سے
آئیں گے شفق خونخوار سب حال بیان کر رہی ہے کہ اندر سے باغ کے علمہائے سیاہ نمایان ہوئے
علمدار علموں کو جلوہ دیتے ہوئے باہر آ کر ٹھہرے ایک سوار زنگی بصورت عجیب فیل مست پر سوار باغ سے
نکلا پشت پر کئی لاکھ زنگیان آدم خوار دو رکابے ہر کیوں پر سوار وہ فیل سوار باغ کو پشت پر لیکے اترا
بلبلاتا ہوا بارگاہ میں آ پہنچا گیا سے بیٹھ کر کہا کہ طلسم کشا کو سمجھانا ضرور ہے شاداب کہاں ہو اس کو
بلاؤ جا کر طلسم کشا کو سمجھا سے یہ کہیں کے ایک نامی ساحر شاداب سے کہا کہ پہلے طلسم کشا کو سمجھاؤ اگر چلے
آدمی تو لشکر کی صف میں بہتر ہو ورنہ سمجھایا ہوا لاتا جرار تو کچھ اپنا اگر کچھ مشکل پڑیگی تو میں خود آؤنگا
طلسم کشا کو جلدی سمجھاؤنگا شاداب مردم ور ایک گینڈے پر سوار ہو کے چلا جب لشکر میں
زرین پوشوں کے آیا تو زرین پوش بیٹھے تھے کہ یہ سمجھا کیا سمجھ کے آیا ہے چوبدار نے بڑھ کر

رستم سے عرض کی کہ شاداب مردم در ناسے پہلوان آتا ہی حضور ہوشیار رہیں رستم نے کہا ہم
ہر وقت ہوشیار ہیں اسکو نہ روکنا جس طرح آتا ہی آنے دو شاداب مردم در جلو خانے میں
آیا گینڈے سے اترا سواروں کو اپنے چھپایا آپ اندر آیا پکار کر آواز دی کہ سلام میرا اُسپر ہو کہ جو خانہ
ہفت پیکر کو برحق جانتا ہو رستم نے لاحول پڑھا شاداب جھومتا ہوا دنگل پر آکر بیٹھا نامہ رستم
کے ہاتھ میں دیا کہا یہ نامہ شہباز فیل سوار کا ہی اسکو سمجھ کے پڑھیے پھر میں زبانی عرض کرونگا
رستم نے پڑھا پہلے تعریف ہفت پیکر پھر صفت اُسکے پیغمبر کی جسکا نام عشرت خیز جادو ہی اُسکے بعد
لکھا تھا ای طلسم کشا تم سے بڑی بے ادبی ہوئی کہ خداوند نے ہر مقام پر تمھاری مدد کی اور تحفہ جات بھی
دلوائے لوح طلسم بھی دلوا دی تم سے مرحلہ جات طلسم فتح کرائے اب غرور نکرو خدمت میں لشکر ان کی حاضر
ہو ہم شہباز فیل سوار سپہ سالار قدرت اگر اسکو پڑھکر نہ آنا تو بہ ذلت گرفتار کرکے لیجاؤنگا آیندہ
آپکو اختیار ہی والسلام رستم نے کاغذ پھاڑ ڈالا فرمایا یہ پھٹا ہوا نامہ فیلسوار کو دکھانا کہنا جو تجھسے
ہو سکے قصور و کوتاہی نکر ہم بیدون قتل ہفت پیکر واپس ہونگے خدائی اُس دروغگو کی مٹا دینگے
شاداب نے بگڑ کر کہا ای طلسم کشا بڑا غضب کیا کہ نامہ سپہ سالار کا پھاڑا بارگاہ ملتے ہی تم کو بڑا
غرور ہوا یہ سب جوانان زرین پوش ایک نعرے میں بھاگیں گے اور میں تمکو ابھی لے چلونگا
یہ کہکے ہاتھ بڑھایا چاہا کمر میں ہاتھ ڈال دون رستم نے ہاتھ ہٹا دیا شاداب تیغہ کھینچکر اُٹھا خبردار
خبردار کہکے ہاتھ مارا طلسم کشا نے تھپکی دی کہ تلوار اُسکی ہاتھ پڑی کلائی پر ہاتھ ڈالا شاداب لپٹ پڑا
کشتی ہونے لگی طلسم کشا شاداب کو لیے ہوئے بارہ چودہ قدم پیلا کر یکبار اکہ دونوں گھٹنے شاداب کے
آشنائے زمین ہوئے رستم نے کمر میں ہاتھ ڈال کے نعرہ کیا پہلے ہی زور میں شاداب کو اٹھایا زمین
چھڑائی دوسرے زور میں سر سے بلند کیا چرخ دیکر زمین پر مارا ایک ٹھوکر ماری کہ گرد پر چاروں شانے
چت ہوا رستم کود کر چھاتی پر آئے گردن ازسر ہے دیکر فرمایا شناخت پروردگار میں کیا کہتا ہی شاداب
نے دیکھکر آواز دی یا طلسم کشا ہفت پیکر تم پر مہربان ہیں ہر مقام پر تمھاری مدد کرتے ہیں میں انکو
بُرا نہ کہونگا رستم کو انتہا کا غصہ تھا ایک ہاتھ ٹھوڑی پر ایک سر کے نیچے رکھا چرخ دیکر سر شاداب کا
کھینچ لیا پھرا ہیبت شاداب جلو خانے میں کھڑے تھے تلواریں کھینچکر قصد کیا کہ بارگاہ میں گھس جائیں
جوانان زرین پوش نے للکارا او بے ادبو یہ بارگاہ طلسمی ہے طلسم کشا کی اسمین قدم نہ رکھنا

آخر تلوار چلنے لگی طلسم کشا نے جو ہنگامہ سنا پردہ اٹھا کر باہر آئے منع کیا کہ کیون آپس مین
جنگ کرتے ہو اپنے افسر کا لاشہ اٹھا لو جا کر اس مغرور کو دکھاؤ دیکھو وہ کیا کہتا ہے یہ سرکشی
دکھا چکا اب اسکے زور بازو سے جو بن پڑے وہ کرے ہمراہیان شاداب نے لاشہ اٹھا لیا
روتے پیٹتے چلے شہباز فیلسوار دربار مین بیٹھا ہے کہ رونے کی آواز کان مین آئی ہرکارون نے
خبر دی کہ شاداب ہاتھ سے طلسم کشا کے مارا گیا شہباز نے زانو پہ ہاتھ مار کے کہا آج کل خداوند
ہفت پیکر دیوانے ہو گئے ہین جو چاہتے ہین تقدیر کر دیتے ہین یہان تک تو کیا کہ طلسم ظاہر
سے بھاگے طلسم باطن مین آئے طلسم باطن بھی مٹا اب کل سرداران طلسم کشا سے سمجھینگے
طبل جنگی بجوا دیا مگر واسطے شاداب کے ملول و حزین بیٹھا ہے کہتا ہے کہ آج میرا بازو ٹوٹ گیا وہ
پہلوان قتل ہوا کہ قدرت بھی ایسا صاحب طاقت نہ پیدا کر سکینگے قصد کرینگے تو کیا بنا
پھر افسوس کرینگے مگر اب کیا ہوتا ہے شاداب جھگڑون سے دنیا کے چھوٹا بہشت مین پھر رہا ہوگا
اسکو تو چین ملا ہم بیکس و بے بس ہوئے کہ زمین گیر ہوشیار رہنا زمین گیر کا جو سنتے نام لیا زمین
شق ہوئی ایک ساحرہ کالی بلا منھ کھولے ہوئے زمین سے نکلی کہا ای شہباز کیا کرون صبح سے
سحر کرتے کرتے تھک گئی طلسم کشا کے پاس لوح ہے سحر اس تک نہین جاتا کیا کرون مجبور ہون وہ
سحر کیے جیسی دیکھے تھے پیر ہاتھ باندھ کر سامنے آتے ہین عذر کرتے ہین کہ ای زمین گیر ہم مجبور
ہین طلسم کشا کے پاس نہین جا سکتے اگر جاتے ہین تو بدن مین آگ لگتی ہے کلاہ ہفت گوشہ کا
عکس تیغہ ہفت جوہر کی تڑپ زرہ ہفت جوش کی چمک سے آنکھین ہماری نابینا ہوتی ہین صبح کو
میدان مین بڑے زور لگاؤ نگی تو خود سمجھ لو یہ فیل سے جدا ہو کے لڑتا کیا تعجب ہے کہ طلسم کشا پہ
غالب آئے مین شراب پیونگی یہ کہکے قرابہ اٹھا لیا ایک سانس مین پی گئی خدمتگار سامنے کھڑا تھا
اسنے عرض کی ای زمین گیر تیز ایسٹ ہے کہ پتلا شراب کا اگر تخلیے مین چل تو ایسی شراب پلاؤن کہ نشہ ہو جائے
زمین گیر یہ سنکے ساتھ خدمتگار کے دوسرے خیمے مین آئی خدمتگار نے جام کلان لبریز کیا کھائی سے
پڑا بیہوشی کی ڈالی یہ جہتر سماک بلا تی ہے حضر آیا تھا زمین گیر کو دیکھکر ارادہ ہوا کہ یہ میرے آقا پہ
صبح کو سحر کریگی مین اسکی گردن لون کیون اسے زندہ چھوڑون جیسے ہی جام پلایا زمین گیر نے
ایک چٹخارہ لیکر کہا ارے ظالم کیا شراب پلائی ہے آج مدت کے بعد مزا شراب کا ملا ہے جی چاہتا ہے

کہ ایسا ہی ایک جام اور پیون تو نے میرے دل کو بحال کر دیا مین سب طرح راضی ہون جو تو کہیگا وہ
قبول کرون خدمتگار نے دوسرا جام بھر کر کہا لیجیے وہ جام بھی پی گئی اب گھبرائی کہا ارے کوئی مجھکو
آسمان پر لیے جاتا ہے میرا دم گھبراتا ہے یہان شہباز نے مصاحبون سے کہا ارے زمین گیر کہان گئی
لوگون نے کہا خدمتگار کے ساتھ تخلیہ مین گئی ہین شہباز اپنے مقام سے اُٹھا ٹہلتا ہوا قریب
خیمے کے آیا آواز دی زمین گیر کیا کر رہی ہو ساحر نے جو آواز شہباز کی سنی [illegible] چاک
کر کے بھاگا زمین گیر منہ کے بل زمین پر گری شہباز دھماکا سنکر اندر آیا دیکھا زمین گیر بیہوش پڑی
ہے خدمتگار ندارد زمین گیر کو ہوشیار کیا پوچھا کیون صاحب یہ کیا معرکہ تھا زمین گیر نے کہا ارے
بے غیرت مین اسی وجہ سے زمین مین رہتی ہون عیار طلسم کشا کا آیا میری فکر مین تھا مجھکو بیہوش کر کے
نکل گیا تو اپنے کو بچاتا مین تو اب زمین مین رہونگی باہر نہ نکلونگی کیونکہ تیری بارگاہ مین وہ عیار بشکل خدمتگار
موجود تھا میرے ساتھ فقرہ کر گیا مین سمجھی تھی خدمتگار ہے نگوڑے نے ایسی شراب پلائی کہ میرے کلیجے
مین آگ جل رہی ہے تو صبح کو میدان مین آئیگا مین زمین سے سحر کرونگی لیکن کیا مشکل ہے طلسم کشا
کے پاس لوح طلسمی موجود ہے تحفہ جات موجود ہین لیسے پر سحر کیونکر تاثیر کریگا یقین ہے شفق جو [illegible]
کہ زمین مین زمین گیر موجود ہے اگر طلسم کشا نے لوح چمکا دی تو میرا حال کھل جائیگا زمین مجھکو چھوڑ دیگی
اگر کچھ بن پڑے تو شفق کی کوئی تدبیر کر ورنہ حال معلوم ہو جائیگا شہباز کو سمجھا کر زمین گیر خود زمین
مین چلی شہباز نکلا ساحر نے جا کر رستم کو خبر دی کہ شہباز نے طبل جنگی بجوایا ہے کل صبح کو اسکا ارادہ ہے کہ
سرکار سے مقابلہ کرے رستم نے حکم دیا ہمارے لشکر مین بھی طبل جنگی بجے دونون لشکرون مین تیاریان
ہونے لگین چار پہر رات گذر کر وہ وقت آیا کہ فیلسوار زرین پوش راہ مغرب کو طے کر کے تیغ زر جدی کا
برا کر چلنے لگا افواج ہوائی شعاع و ضیا نے اپنا دخل کیا شہباز فیلسوار فیل پر سوار ہو لشکر کو
لیکر میدان کارزار کی طرف چلا ادھر سے رستم سوار ہوئے مگر شفق جو [illegible] ہمراہ رکاب عرض کر
رہی تھی کہ اے شہریار میدان کارزار مین جو حضور جائین تو لوح سے ہوشیار رہین دیکھئے لوح کو
دیکھیئے شہباز فیلسوار جو میدان مین آئیگا زمین گیر اسکی مشتاقہ زمین سے آئیگی یہ فکر کی
حضور کا دور کیجئے شہباز کا بڑھے جب حضور دیکھین کہ جسم مین کچھ تغیر ہوا جلد لوح کو [illegible]
اپنے ملمس کرین ہر چند کہ آپ پر سحر تاثیر نہ کریگا مگر زمین گیر بلا سے روزگار ہے شاید اسکا کوئی شعبدہ چل جائے

کانون وہی نیچہ رستم پر مارا رستم نے لوح ساشے کی چمک اسکی آنکھوں میں پہونچی الٹا کھا کر زمین پر
گرا ہاتھ پانون مارنے لگی شہباز سمجھا کہ رستم کو روکوت ایسا ہو زمین گیر کو ہلاک کرین رستم نے
تیغ ہفت جوہر کھینچا تیغ ہفت جوہر جو چمکا شہباز ڈر کر پیچھے ہٹا رستم نے وہی تیغ زمین گیر
پر مارا زمین گیر کے دو ٹکڑے ہوئے مرنا زمین گیر کا کہ اندھیرا ہو گیا شفق زمین سے اٹھی کہا حضور
ہوشیار رہیں دیکھئے شہباز آتا ہو شہباز نے قصد کیا کہ اس اندھیرے میں رستم پر وار کرون
تلوار جو اسکی چمکی رستم نے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا جھٹکا مارا کہ شہباز منہ کے بل زمین پر آیا
رستم نے قبضہ سر پر مار دیا کہ شہباز کا سر پھٹا شہباز بھی برابر زمین گیر کے گرا دونون زن و
شوہر تڑپ تڑپ کے مرے ہمراہیان شہباز نے جو دیکھا کہ لاشہ زمین گیر و شہباز پڑا ہے
لینا لینا کہکر دوڑ پڑے سواران زرین پوش جو کھڑے دیکھ رہے تھے یہ بھی دوڑ پڑے
آپس میں مل گئے زرین پوش آج خوب لڑے اور چند ہمراہیون نے جو قصد کیا انکو پکڑ
مانع ہوئے کہ بھائیو ہم بھی طلسم کشا کا ہی ہم آج لڑینگے آپ لوگ رفیق قدیم ہین ہمکو حق ادا
کرنے دیجئے سہاک نے پوچھا کہ بھائیو تمہین کسنے روانہ کیا تم لوگ کیونکر آئے ایک سالار زرین پوش نے
کہا بھائی جب بانیان طلسم نے اس طلسم کو بنایا تو حکماے اشراقیین نے کہ بانی اس طلسم کے
تھے یہ صلاح کی کہ جب طلسم کشا کہ نسل اعلی سے ہوگا اور فرزند صاحبقران ہوگا صاحبقران اسکو
کہتے ہین کہ جو پردۂ قاف میں بھی جا کر لڑا ہو جہان لڑے فتحیاب ہوا اسکا فرزند بھی ویسا ہی ہوگا
جب وہ لڑتا بھڑتا یہان تک پہونچے تو اسکے آرام کی یہ تدبیر ہو کہ بارگاہ زرنگاری میں مقام کرے
بارہ ہزار سواران زرین پوش مع کل سامان ترک ہمراہ رہیں ہم لوگ مشتاق تھے کہ کب طلسم کشا
آئین کہ ہم لوگ خدمت میں پہنچ جائین اگرچہ ہم خوب جانتے ہین کہ اہل طلسم ہمارے دشمن ہین
لیکن ہمارا کیا کر سکتے ہین ہم طلسم کشا کے خیر خواہ ہین وہ فلاں جلالت کے اہل ہین سہاک نے کہا
بھائیو خدا تمکو جزاے خیر دے ہم لوگ غریب الوطن ہین اپنا حال زبان سے نہیں کہ سکتے کیا کیا مصیبتین
اٹھائین بمشکل یہان تک پہونچے انشاء اللہ باغ قدرت سے نکل کر مقابلہ ہفت پیکر میں
پہونچینگے افسر زرین پوش نے جواب دیا کہ ہم وہاں بھی ساتھ ہین غرض تھوڑی دیر میں رستم نے لڑائی
کو فتح کیا کچھ فیلسوار بھاگ گئے کچھ گرفتار ہوئے رستم مع فیروز کی پلٹے باغ شفق خونخوار میں

شفق خونخوار نے جلسہ آراستہ کیا احمر سہاک بلیاڈی سامنے بیٹھا ہوا یہ اشعار گا رہا ہے لطف

چھوٹ کر دام سے گلزار میں ناشاد رہا
روز بلبل کو خیال رخ صیاد رہا

کیا کہوں ہجر میں دل پہ جو گزری کیا کیا گزری
رات بھر مشغلہ نالہ و فریاد رہا

راست بازی سے گرفتار بلا ہوا
سرو بستان چمن میں بھی آزاد رہا

جور بھی تو نے کیے وعدہ خلافی سے سوا
اک نیا روز ستم و ستم ایجاد رہا

کاش ابرو کا کہاں تیغ صفاہانی میں
برق کے سامنے کیا جوہر فولاد رہا

لب معشوق ہوا سے کہہ تو تیر لطف
صورت قوہ مشتاق دل ناشاد رہا

زندگانی میں تو اعتبار تلک تھے یکتا
پر لحد میں مرے ہمراہ نہ ہمزاد رہا

فصل گل ختم ہوئی آئی خزاں اے رشک
اب نہ گلزار میں گلچیں ہے نہ صیاد رہا

ہنگامہ عیش و نشاط گرم ہے کہ احمر گلگون پوش وزیر زادی ملکہ شفق خونخوار کی آئی مگر گھبرائی ہوئی سہاک نے بہ محبت پوچھا کیوں ملکہ کیسا مزاج ہے احمر نے جواب دیا کہ حضرت والا کو ہم سمجھا کر گرفتار کر کے پاس سرخ پوش کے لے گئے تھے سرخ پوش نے یہ کہلا دیا کہ جس طرح سے شفق کو سمجھا کر لاؤ میں حیران ہوں کہ اب کیا کروں اگر باغ سے باہر نکلوں گی تو پھر گرفتار ہو جاؤں گی ملکہ شفق کو وہ چاہتی ہوں کہ صحبت طلسم کشا میں جو رہیں پہرے کہنے کو کب مانیں گی سرخ پوش بر سر راہ ہے اگر اسکو یہ ہو گیا عجب ہے کہ راہ پر آئے مگر جیسا کہ انکو ہفت پیکر کے پڑھے آرام سے رکھا ہے ایسا گھبرایا کہ شاید اس نے کتاب تقویم کو دیکھ کے ہفت پیکر دیکھی کہ اس میں صاف صاف لکھا ہے کہ کوئی فریق ہفت پیکر کا اب زندہ نہ بچیگا آخر جب سے وہ گھبرایا ہوا ہے شفق خونخوار نے ہنس کے کہا ہوا چلو میں تمہارے ساتھ چلوں باپ کو اپنے سمجھا کر لاؤں اگر وہ سمجھ جائیں تو بہت مناسب ہے آپ کی شرکت ہونے سے بہت فتح ہوگا یہ کہا شفق اٹھی ساتھ احمر کے چلی جیسے ہی دروازے پر باغ کے پہنچی چند زنگیوں نے گھیر لیا شفق گھبرائی کہ کیا کروں احمر کو دیکھا کہ صورت تبدیل ہو گئی ایک زنگن سیاہ فام ہے شفق خونخوار چاہتی ہے بھاگ کر اندر باغ کے جاؤں طلسم کشا کو اپنا حال سناؤں مگر وہ زنگن اس طرح ہاتھ پکڑے ہے کہ کسی طرح ہاتھ نہیں چھوڑتی قضا اسکی کار ہے سہاک بلیاڈی نے کام کو اٹھا دیکھا دور سے پھر کر دیکھا کہ ایک زنگن شفق کا ہاتھ پکڑے کھینچ رہی ہے اور شفق اوس سے اپنی زندگی سے بیزار کر رہی ہے

پڑی تڑپ رہی ہوں کون اُٹھاوے کون خبر کو آوے اب سرخ پوش حیران ہوا کہ یا الٰہی معشوقہ کو یہ
جنگل میں ملے اور حصول مطلب نہو یہ بھی بدنصیبی ہے ہائے کیا کروں آخر سوچا کہ شفق کو رہا کر دو وہ پھر
گرفتار ہو جائیگی مگر یہ حسین نہ ہاتھ آئیگی آخر شفق کے پیچھے یہ ہاتھ پھیر کہا خفیہ طلسم کشا [illegible]
پھر ہم ملا کیجیں گے یہ کہکر چلی آتا دیر نہ لگاتا شفق نے کہا میں جا ضرور [illegible] مگر کسیکے پیچھے [illegible]
اگلی ہوئی چلی باغ میں پاس طلسم کشا کے پہنچی کل کیفیت بیان کی کہا معشوقہ سرخ پوش کو ایک
نازنین نے تسخیر کیا ہے اُسی سے باتیں کر رہا ہے نہیں معلوم وہ کون ہے رستم نے کہا سہاک تمہارے
پیچھے گیا تھا شاید وہی ہو یہاں تو یہ باتیں ہو رہی ہیں وہاں سرخ پوش نے اُس نازنین کو سمجھایا
کہا میرے ساتھ چلو وہ مرتبہ دوں کہ تمام عالم کو رشک ہو تمکو خاتون محل بناؤنگا نازنین [illegible]
ہوئی اُٹھی چند قدم چلی تھی کہ لڑکھڑا کے گری کہا صاحب زخموں میں درد ہوتا ہے چلا نہیں جاتا
مجھکو یہیں پڑا رہنے دو کوئی شیر بھیڑیا آکر کھا جائے تو میں اس کشاکش سے نجات پاؤں سرخ پوش
نے کہا میرے گھوڑے پر سوار ہو تھوڑی دور پر میں لاکھ ملازم کھڑے ہیں وہ لوگ دوڑ کر جائینگے
اور ہمارے کو لا بینگے سوار کرکے لیجاؤنگا یہ کہکے بٹھا دیا نازنین [illegible] پر سوار ہوئی باگ ہاتھ سے پکڑ کے
پکڑ لیے تھوڑی دور جا کر حلقے کمند کے ڈال دیے نعرہ کیا ہم سہاک عیار ہیں جھٹکا مار کر سرخ پوش
زمین پر گرا گرتے گرتے چپ مار دیا بیہوش کرکے خنجر مارا تو شعلہ ہو گیا [illegible] آسمان سے آواز آئی
سہاک سر لیکر بھاگا خدمت میں رستم کی آیا سرخ پوش کا ماجرا کیا یہاں صحرا کے شفق میں
تین لاکھ ساحر سے اترے تھے انکی ترتیب میں مصروف تھا [illegible] کے کان میں آواز آئی
کہ تی مرا نام سرخ پوش جادو [illegible] سب سر پیٹتے ہوئے طرف آواز کے متوجہ ہوئے جنگل میں
آکر دیکھا لاشہ بلیسر پڑا ہے لباس سے پہچانا آخر لاشہ اُٹھا یار دے لیے پیٹتے قصر عشرت میں آئے
ہفت پیکر کو خبر ہوئی قصر سے نکل آیا دیکھا ایسا لاشہ بلیسر لیکر آئے ہیں پوچھا [illegible]
کہا یہ کہا گئے تھے کہ شفق طلسم کشا کے پاس موجود ہے وہ کہاں ہیں کہا نے وہی ہر ایک مقام پر
ہوشیار کرتی ہیں جاکے اسکو گرفتار کر لاؤں ہفت پیکر نے پلٹ کر کہا اے عشرت خبر لاؤ دریافت
کرو کہ سرخ پوش کو کس نے مارا عشرت خبر نے کہا حضور وہی عیار طلسم کشا کا ہے اور
ہم طائران سحر نے خبر دی تھی کہ شفق کو گرفتار کرنے گئے ہیں اُسی جستجو میں مارے گئے [illegible] طلسم کشا کی

ایسی حفاظت کرتا ہے کہ کسی ساحر کا رنگ نہیں جمتا ساحر بہت سے گئے ہیں لنتزن کے نام پر
جان دیتے ہیں ایسا ایک کا یہی قول ہے کہ اگر باغ لنتزن فتح ہوا ہم لوگ کہاں جائینگے جو ساحر
گئے ہیں اُنکا حال قدرت کو معلوم ہوگا ہین انتظام میں مصروف ہون حکم کیا لاشہ اسکا پھینکدو
سرجوش جادو کو یہ فوج سپرد کرو سرجوش اس فوج کو لیکر اُسی جنگل میں آیا اُسی قصر میں اُترا
فوج کو ترتیب کیا کرتا ہے کئی سو جنگل اسی طرح کے ہیں ساحر فوجون کو آراستہ کیا کرتے ہیں باغ
میں جب چار پہر رات گذری ستارہ سحری چمکا شفق نے کہا اب حضور کو بھی تکلیف جنگ ہوگی
باغ لنتزن میں چلیے یہ کہکے تخت پر سوار کیا شفق لے اُڑی دور سے وہی باغ دیکھا لنتزن محفل میں
بیٹھی ہے ناچ گانا ہو رہا ہے ایک گائن خوش آواز بصد سوز و گداز یہ اشعار گا رہی ہے۔ نظم

ترے ہاتھوں سے ناحق خون بہا ہے — یہی کشتوں کا قاتل خونبہا ہے
نہیں خال سیہ چہرے پہ اُسکے — یہ زنگی حافظ قرآن ہوا ہے
کمر بھی تحفہ آفت کی ہے اک موج — جو اُسکی ناف گرداب بلا ہے
چمن سے آئی ہے بو سے کباب آج — کسی بلبل کا شاید دل جلا ہے
فراق یار میں دن رات تڑپیں — یہی بس اپنی قسمت میں لکھا ہے
نمک ہے زخم دل پر خندہ یار — عجب لذت ہے اور طرفہ مزا ہے
کرون کیا وصف زلف و عارض یار — وہ ہے واللیل یہ شمس الضحیٰ ہے
یہ دور آسمان دنیا میں تا نیست — دل دانا کو سنگ آسیا ہے
رخ و زلف صنم کو پھر کبھی دیکھیں — دعا اپنی یہی صبح و مسا ہے
کہیں ہاتھ آئے خاک کوے جانان — وہی رعنا کے حق میں کیمیا ہے

شفق نے تخت رستم ایک چمن میں اُتارا لنتزن نے دیکھا کہ ایک چمن میں شعلہ اُترا پکار کے
آواز دی اے ساکنان باغ موت تم سب کی باغ میں آگئی شاید خداوند لقا نے مقبول کرین طلسم کشا
کو گھیر لو اپنے شعبدے دکھاؤ میں بھی تدبیر کرتی ہوں کیا عجب ہے کہ آج طلسم کشا کو گرفتار
کرلوں ہر درخت سے طائر ہزاروں پیدا ہوے طلسم کشا کے سامنے آکر گرے غلطکیں یار کے
ساحر بنے سحر کرنے لگے رستم ہر چند چاہتے ہیں کہ اپنے کو اس بلوے سے نکالوں مگر بلوہ

بڑھتا جاتا ہی ہر مرتبہ قریب آتے ہیں کہ طلسم کشا کو پکڑ لیں یہاں تیغ ہفت جوہر کھینچا ہوا لوح حمائل
سپر کے بائیں ہاتھ میں شفق خونخوار کو لے اڑتی ہی کہ ایک طرف سے صندل جادوگنی لاکھ ساحرون
کو ساتھ لیے ہوئے مع کنیزون کے آتی جاتی ہی کہ شفق کو گرفتار کرون لیکن شفق خونخوار سینہ سپر کیے
ہی جب گولہ مارا دس پانچ کو گرا دیا ایک مقام پر صندل نے زمین میں پاؤن مارے غرق زمین ہو گئی
جیسے ہی یہ غائب ہوئی شفق نے بڑھکر عرض کی حضور لوح ملاحظہ کریں انکے حربون سے حضور کو گزند
کسیکا حربہ آپکے جسم تک نہیں آسکتا رستم نے لوح کو ملاحظہ کیا نوشتہ پایا کہ جب زمین سے
دھوان نکلے لوح کو زمین پر دے مارو رستم منتظر رہے جیسے ہی زمین سے دھوان نکلا رستم نے
لوح کو زمین پر پھینکا صندل جادو جو زمین میں تھی کسی نے اسکو اچھال دیا سامنے طلسم کشا کے
گری طلسم کشا نے تیغ ہفت جوہر مار دیا صندل کا مرنا اور درد سر بڑھا کہ صدائیں مہیب آئیں
شفق کے کان میں آواز آئی کہ ای شفق نخل اسرار تمہارا اشتیاق ہی شفق خونخوار نام نخل اسرار
سنکر دوڑی دیکھا کہ باغ میں ایک نخل ہی اسپر کئی سو طائر بیٹھے ہیں منقارین بند پر ڈالے
ہوئے شفق کو جو طائرون نے دیکھا پر سنبھالے منقارین کھولیں زمزمہ سرائی میں مصروف ہوئے
اور نخل پر سے اڑے گرد شفق چیخ مارنے لگے صدائے ہیہات دیتے تھے شفق خونخوار مبہوت
ہوکر قریب نخل کے آئی شاخ نخل پر ہاتھ ڈالا سب شاخون نے ہاتھ بڑھائے شفق کو آغوش میں
لیلیا شفق اس نخل میں غائب ہوئی شفق کے غائب ہوتے ہی وہ طائر زمزمہ سرائی کرتے ہوئے
گرد طلسم کشا چیخ مارنے لگے چیخ مارکر طائر غائب ہوئے ایک سناٹا ہوا نخل شق ہوا شفق پیدا
ہوئی قریب رستم آئی کہا ای شہریار ہمنے بڑے صدمے اٹھائے امیدوار ہون ذرا لوح
مجھکو دیجیے رستم شفق کو دوست جانتے ہیں لوح کو فوراً گلے سے اتارا چاہا کہ دے دون مگر
حرفون پر نگاہ جو پڑی نوشتہ پایا کہ شفق خونخوار نہیں ہی صندل کی بہن اخگر جادو ہی لوح اسکے
جسم سے مس کرو یہ مرے تو شفق رہا ہو رستم نے لوح اتار کر کہا ای شفق لو شفق نے ہاتھ بڑھا
رستم نے لوح کو اسکے جسم سے لگا دیا شفق نقلی ہائے کرکے گری زمین پر گرکے تڑپنے لگی نخل پھٹا
اتنے عرصے میں شفق اصلی نمایان ہوئی بیکار بی ہوئی ای شہریار آپنے بڑا کام کیا کنیز نے بڑا دکھ اٹھایا
اب دن کم باقی ہی جنگ کرتے ہوئے باغ سے نکلے رستم تیغ ہفت جوہر چمکاتے ہوئے چلے آتش

سر پیٹ رہی ہے کہ صاحب طلسم کشا جاتا ہے بڑھکر اسکو روکو آج بھی دو مصاحبین قتل ہوئیں
صندل نے کیا کام کیا افلاک کا شعبدہ کارگر چلا لیکن طلسم کشا آگاہ ہو گیا کس حسرت سے انگر
قتل ہوئی کیا افسوس رہ گیا لاکھ جتنی ہی ساحر گرد کھڑے ہیں مگر کوئی نہیں پوچھتا آخر طلسم کشا اڑتے
بھڑتے در باغ سے باہر آئے کہ نقارے پر چوب پڑی جوانان زرین پوش بارگاہ زرلفتی لیے ہوئے
موجود ہوئے بارگاہ استاد کی چوبدار نے آکر عرض کی کہ حضور شب قریب ہے بارگاہ میں تشریف
لیچلیے رستم مع شفق بارگاہ میں آئے مقام صدر پر بیٹھے کہ چوبدار حاضر ہوا عرض کی اے شہریار
ہنگام وحشی ایک دیوانہ مزاج جاہلوں کے سر کا تاج بڑے مقابلہ حضور آیا ہے دروازے پر حاضر ہو کر
پیغام دیتا ہو کہ میں حضور سے مقابلہ کرونگا اسکو کیا جواب دیا جائے طلسم کشا نے فرمایا مردے
صاحب جاکر اس وحشی سے کہو جس طرح تجھکو منظور ہو ہم موجود ہیں جس طور پر تیرے مزاج میں
آئے وہ تدبیر کر مردہے نے جاکر وحشی کو جواب دیا وحشی جھومتا ہوا در باغ لشترن پر آیا پکار کر
آواز دی ای بادہ باغ لشترن میں حکم خداوند آیا ہوں کل طلسم کشا کو گرفتار کرکے لیجاؤنگا
امیدوار ہوں کہ سامان جنگ وجدل مرحمت ہو اندر سے باغ کے کئی ہزار جوان جنگی علمہائے
سیاہ ہاتھوں میں لیے ہوئے نکلے پھر سروں پر ان علموں کے تعریف ہفت پیکر قوم آمد
فوج کی دھوم وحشی کو آکر سب نے گھیر لیا ہنگام وحشی نے کہا تم میں سے ایک شخص بہت جلد
میں ملکہ لشترن کی جائے اور عرض کرے کہ غلام کی کیا قدردانی فرمائی کہ طلسم کشا تو بارگاہ زرلفتی
میں اترے اور میرے لیے خیمہ بھی نہ کوئی بارگاہ وغیرہ روانہ فرمائیے ان میں سے ایک نے
جاکر لشترن سے کہا لشترن نے کہا وحشی دیوانہ مزاج طلسم کشا جری بہادر صف شکن سب طرح کے
لوگوں سے مقابلہ کر چکا ہے مگر بارگاہ نیلوفری اسکا دیجیا شتر دل پر ایک بارگاہ لدی ہوئی پہلو
باغ سے پیدا ہوئی ملازم اسکو لیکر پاس ہنگام وحشی کے آئے بارگاہ استادہ ہوئی وحشی بارگاہ
نیلوفری میں جاکر بیٹھا ملازموں نے چار طرف سے اسکو گھیر لیا بارگاہ کو آراستہ کیا گلابیاں
شراب کی کشتیاں کباب کی جیت دین آئینے قد آدم لگائے ایک آئینے پر جو وحشی کی نگاہ پڑی
چیخ مار کر رونے لگا سب نے پوچھا کیوں اے افسر کیا ہے کہا میرے بھائی کو کسنے قید کیا ہیں
کسی سے اتنا کی کار کہتا ہوں یہ کہکے چوب دست لیکر اٹھا آئینے پر چوب دست ماری آئینہ چھن سے ٹوٹا

سب آئینے وحشی نے توڑ ڈالے کہا ان سبکو باہر پھینکدو بھائی کو مین نے قید سے چھڑا یا گھر پر
بیٹھا ہوگا مگر ہاتھ پاؤن اُسکے ٹوٹے سب بجا درست کر رہے ہین ہر ایک کو خوف ہی کہ ہمکو بھی پست
نہ مار دے دیوانہ برہم بیٹھا ہی ایک مصاحب نے عرض کی شراب نوش فرمائیے ایک چنگل اُسکو مار کھا
اور نامنصف بھائی تو میرا مصیبت مین ہو اور مین شراب پیون طبل جنگی بجواؤ صبح کو میدان طلسم کشا
سے سمجھونگا سارا بدن نوچ کے پھینکدونگا بوٹیان کاٹ کے کھا جاؤنگا اُسیوقت طبل جنگی بجا جو شیری
طلسم کشا بارگاہ مین بیٹھے ہین کہ ہرکارون نے بڑھکر عرض کی وحشی عجب حرکتین کر رہا ہو جو پاس بیٹھے
ہین وہ عاجز ہو رہے ہین خوف سے کانپ رہے ہین مگر وحشی جھوم رہا ہی زنجیرین ہلا رہا ہی بڑے غصے
مین بیٹھا ہی انتہا کا لاف و گزاف کر رہا ہی بقہر و غضب تمام طبل جنگی بجوایا ہی کل اسکا ارادہ ہی کہ سرکار
مقابلہ کرے باقی خیر و عافیت ہی طلسم کشا نے حکم دیا ہمارے لشکر مین بھی بفضل ایزدی طبل جنگی بجے
دونون لشکرون مین طبل جنگی بجے اور تیاریان ہونے لگین رات گذر کر جب دیوانہ زرین پوش
چوبدست شجاع ہاتھ مین لیکر زنجیر ضیا ہلاتا ہوا میدان چرخ زبرجدی مین آیا دونون لشکر میدان مین
آ گئے فوجین جمین نقیبون نے نقابت کی گرد کیت کڑکا کھڑکے ہٹے تھے کہ دیوانہ زنجیر ہلاتا ہوا میدان
مین آیا پکار کر آواز دی کہ اے طلسم کشا بہتر یہ ہی کہ تم میدان سے پلٹ جاؤ خداوند تم سے بہت ناراض
ہین یا میرے مقابلے مین آؤ طلسم کشا نے مرکب صف سے نکالا مقابلے مین وحشی کے پہونچے وحشی
نے جمال بیمثال دیکھا جھک جھک کے سلام کرنے لگا کہتا تھا اے آقاے سرخ اگر میری اطاعت
کرو تو تمکو بادشاہ ہفت اقلیم کردون رستم نے کہا کیا بیہودہ بکتا ہی تیری صورت کا جوان میرے لشکر
مین موجود ہی جب اُسکو دیکھیگا بخوبی جان جائیگا حربہ کر دیوانے نے کہا مجھکو افسوس آتا ہی ایسا نہو کہ
میری ضرب سے تمکو ضرر ہو رستم نے کہا آپ خاطر جمع رکھیے حربہ کیجیے یہ کہکے رستم گھوڑے سے
کود کے للکارتے ہوئے طرف دیوانے کے چلے دیوانے نے چوبدست لگائی رستم نے پینترا بدلکر خالی دی
چوبدست زمین پر آ کر پڑی کہ پانی نکل آیا ہاے آقاے سرخ کہکر دیوانہ رونے لگا کہتا تھا میرا آقا
سرخ مارا گیا خاک مین ملا رستم نے پہلو سے نعرہ کیا ارے تو نے کسے مارا مین تیرا حریف موجود ہون
دیوانے نے جو رستم کو قریب پایا چوبدست پھینک کر چنگل مارا کہ زرہ مع پوست نوچ لیگیا رستم کے
جسم سے خون نکلنے لگا جھلا کر گردن پر ہاتھ رکھکے ایک ٹکر مارا کہ سر ہنگام وحشی کا زمین سے مل گیا

دیوانے نے جھلا کر دوسرا اُٹھایا شانے پر رستم کے ایک چلت ماری بوٹی منھ میں لیگیا رستم نے ایک طمانچہ مارا کہ بوٹی منھ سے نکل پڑی دیوانے کی آنکھوں کے نیچے اندھیرا آگیا کانپنے لگا جب منھ کھولتا ہی رستم ہاتھ اُٹھاتے ہیں تو وحشی ہاتھ جوڑتا ہی کہ اب نہ کاٹونگا رستم ہاتھ ہٹا لیتے ہیں سطح دیوانہ دو پہر لڑا پہر دن رہے رستم اُسکو زیر کر لے دوڑے چند قدم پڑا کر ایک مارا وحشی کے دونوں گھٹنے آشنا بہ زمین ہوے چاہا لنگر قائم کرے رستم نے دونوں ہاتھ ستون کے کمر میں ہاتھ ڈال کے دور لیا تیسرے نمودر میں سر سے بلند کر لیے گئے داہنا قدم آگے بایاں قدم پیچھے کر کے چرخ دیا کہ دیوانہ غل مچانے لگا عرض کی آقا سے نامدار میں آپ کا عاشق ہوں سر سے بلند کر چکے زمین ذلت پر نہ گرائیے رستم نے ہاتھ سے رکھ دیا دیوانہ زمین پر کھڑا ہانپ رہا ہی از سر تا پا رستم کو دیکھ رہا ہی جی میں کہتا ہی کہ اس چھوٹے سے آدمی نے مجھکو کیونکر اُٹھایا معلوم یہ ہوتا ہی میں خود ہی بلند ہوا اور حسرت دل میں آئی پھر لپٹ پڑا رستم نے اُٹھا کے دے مارا چھاتی پر چڑھ کے خنجر گلے پر رکھا دیوانہ دست بستہ کہنے لگا آقا اب میں زیر ہوا رستم وحشی کو ساتھ لیکے چلے ساتھ والے بھاگ کر باغ میں آئے شفق نے بڑھ کر عرض کی اے شہریار آج کا دن تو ضائع ہوا لنسترن عجب طریقے سے دن کاٹ رہی ہی ایک ہفتہ اُسکے ایام نحس میں اور باقی ہی اگر اُسنے ہفتہ کاٹ لیا تو پھر قتل نہوگی لڑ بھڑ کر نکل جائیگی آج شب کو باغ میں داخل کیجیے اور غفلت میں اُسکے پاس پہونچیے سماک نے عرض کی میں صحبت میں جاتا ہوں جا کر ہنگامہ ڈالدونگا شفق نے کہا تم چلو ہم بھی آتے ہیں سماک یلداقی صورت اپنی بدل کے در باغ پر آیا ایک کنیز کی شکل بنکے اندر باغ کے پہونچا لنسترن باغ میں مسند پر بیٹھی ہی اور ایک گائن خوش آواز بصد کرشمہ و ناز یہ اشعار عاشقانہ گا رہی ہی — نظم

غیر ہی حسرت گلزار میں حال بلبل — دیکھوں کن آنکھوں سے صیاد ملال بلبل
میں چلا جاؤں تو گل توڑیو تو اے گلچیں — مجھسے دیکھا نہیں جائیگا ملال بلبل
شاخ گل ہاتھ لگیگی تو تراشونگا قلم — آج لکھنی ہی مجھے صورت حال بلبل
فصل گل آئی ہی کیا بھولی ہوئی بیٹھی ہو — دیکھنا دبدبہ و جاہ و جلال بلبل
داخل طباق عشاق ہی چہرہ اُس کا — لکھے ہیں دفتر گل میں خط و خال بلبل
کچھ خبر ہی تجھے صیاد ستمگر کہ نہیں — جھڑ گئے کنج قفس میں پر و بال بلبل

باغ تاراج ہوا لوٹ گئی باد خزان — آگئے آگئے ایام زوال بلبل
عشق کیا چیز ہی معشوق کسے کہتے ہیں — نہ تصور مجھے گل کا نہ خیال بلبل

سماک بلبلاتی اپنے پنجے سنبھالتا ہوا سامنے نسترن کے ہانپتا ہوا آیا کہا واری آج ایک نیا سامان ہوا نسترن نے کہا ای نرگس کیا ہوا سماک نے دست بستہ عرض کی لونڈی چمن میں کھڑی تھی کہ گل کھلا کھلا کر ہنسنے ایک پھول نے ہنسکر آواز دی کہ ای نرگس جیسے آنکھ تو ملاتی ہی سر اٹھا پھول نے آواز دی ای نرگس قدرت نے فرمایا ہی کہ علم موسیقی میں کمال تمکو دیا ہی اب تم نسترن کے سامنے جا کر گاؤ میں حاضر ہوئی ہوں میرا امتحان تو کیجیے نسترن نے کہا ہاں گاؤ سماک نے اسی وقت باجا چھیڑ کر یہ اشعار شروع کیے نظم

جو کہ ہم سا ہیں کسی کو دل میں جا دیتے نہیں — زخم باطن تنگ ظاہر کی ہوا دیتے نہیں
ساتھ اپنا ہی تو ان سے آشنا دیتے نہیں — کیا کہا تم نے کہ نالے بھی صدا دیتے نہیں
یہ وہی لب ہیں جو تھے شب کو نصیب اغیار — آپ کے بوسے بھی ہمکو اب مزا دیتے نہیں
واہ ری مطلب شناسی ہم سے چھپے ہو رہے — غرض مطلب میں جواب مدعا دیتے نہیں
آپ کے اشفاق اپنی غرض ہیں معلوم ہیں — ہمکو پہلو میں بٹھا کر کب اٹھا دیتے نہیں

اس رنگ میں سماک نے یہ غزل گائی کہ نسترن بیتاب ہو گئی کہا نرگس ذرا آنکھ تو ملاؤ جیسے ہی سماک نے آنکھ اٹھائی نسترن نے جو نگاہ ڈالی رنگ و روغن عیاری اڑ گیا صورت اصلی نکل آئی نسترن نے کہا اسے پکڑنا کنیز لپٹ گئی سماک نے خنجر مارا خنجر اچٹ گیا خنجر نے اپنا کام کیا کنیزوں نے سماک کو پکڑ لیا کھینچتی ہوئیں سامنے نسترن کے لائیں نسترن نے کہا کیوں نگوڑے موئے میرے سامنے عیاری کرنے آیا تھا اسکو جلد قتل کرو کنیزوں نے لا کر زیر تیغ بٹھایا اور خنجر لیکر کھڑی ہوئیں شانا میں لگانے لگیں کہ آسمان سے اژدہا اتر رستم پیلتن تخت سے کودے قریب نسترن کے لڑتے ہوئے پہونچے پہلے کنیزوں کو قتل کیا لڑتے ہوئے سامنے نسترن کے پہونچے نسترن نے کئی گولے مارے مگر رستم پر کچھ اثر نہ ہوا گولے نے تاثیر نہ کی آخر آگ برسائی اس آگ نے [illegible] کی شان خونخوار سحر کر رہی ہی کئی گولے نسترن پر مارے نسترن سحر کو شفق کے کرباتی ہی [illegible] کے گر کے بیہوش ہو گئی [illegible] نسترن [illegible]

لڑ رہی ہی دس پانچ کنیزین بیچ مین ہین انکو قتل کرکے مجھ تک پہونچیگا ای لشترن جان بچاؤ ایک چٹکی خاک
کی اٹھا کر اپنے سر پر ڈالی جھپٹ کر رستم کے سامنے آئی پنجہ مارا رستم نے تیغہ ہفت جوہر چمکایا کلاہ
ہفت گوشہ کا عکس فی الاگر شفق پکار رہی ہی کہ ای شہریار لشترن نکل گئی اب کد و کاوش بیکار ہی مگر رستم
نے ہاتھ مارا لشترن نے سر آگے کر دیا سپر بھی اٹھائی مگر تیغہ چمک کر جگر اسپر کو کاٹ کر سر اسکے جبڑے کو
کاٹتا لشترن کے برابر دو ٹکڑے ہوے کنیزین سب بھاگین رستم سمجھے کہ لڑائی فتح کرلی سوار ان سے پوچھا
اندر باغ کے گھس آئے عرض کی ای شہریار بانیان طلسم نے رات کی جنگ آپکے واسطے مقرر نہین کی
ہی رستم ساتھ سوارون کے باہر نکلے سب تو خوش ہین مگر شفق سر جھکائے ہوے کچھ جواب نہین دیتا
رستم نے پوچھا کیون شفق پروردگار نے فضل اپنا شریک حال کیا کہ لشترن ایسی ساحرہ قتل
ہوئی شفق نے کہا حضور وہ نکل گئی بڑے غضب کی ساحرہ ہی جب آپ لڑنے لگے وہ سمجھی کہ
آج قتل ہو جاؤنگی اسنے اپنی ایک ہمشیرہ کو سامنے کیا آپ نکل گئی دیکھیے اب ظہور ہوگا بارگاہ
زرنفتی مین تشریف لیچلیے کنیز کو بڑا قلق ہی کہ مین نے اسکو عین وقت پر پہونچایا سہاب قتل ہوتا تھا
سہاب کو تو آپ نے البتہ بچا لیا سہاب نے عیاری کی تھی مگر رنگ روغن چہرے کا اتر گیا آخر گرفتار ہوا
اسنے چاہا کہ اسی وقت قتل کرون مین نے حضور کو پہونچایا اگر حضور صاحب لوح نہوتے تو گرفتار کرلیتی
مگر لوح سے کسی کا زور نہین چلتا ہفت پیکر یہی تدبیرین کر رہا ہی کہ لوح و تحفہ جات قبضے سے طلسم کشا
کے نکال لو اب دیکھیے لشترن کس دھوم سے آتی ہی وہ قابیل رات انھین باتون مین گذری ستارہ سحری
آسمان پر چمکا پردے بارگاہ کے اٹھے رستم نے نماز صبح سے فراغت حاصل کی ہی وحشی سامنے ٹہل رہا ہی
زنجیر پیٹ ہلا رہا ہی غل مچا رہا ہی کہ صحرا سے گرد اڑی دیکھا ایک پہلوان شیر پر سوار پشت پر ساٹھ
لاکھ فوج دور کالے مرکب زیر ران بصد عظمت و شان سب گھوڑے جھکاتے ہوے چلے آتے ہین آگے
جو سب کے افسر ہی شیر پر سوار ایرے سے خمدار پیچل پڑا ہوا شیر کو اڑاتا ہوا مقابلہ رستم مین پہونچا
اور پکار کر آواز دی ای رستم بس سرکشی موقوف کر سامنے سے ہمارے لشکر کے ہٹا اور ان جوانان
زرین پوش پر غرور نکر ابھی بارگاہ زرنفتی لوٹ لونگا دیوانہ جو کھڑا تھا بہمن شیر سوار کالا فتنہ
گر افت فتنہ گر جو پیشت ہلاتا ہوا بڑھتا آواز دی او خیرہ دست سے آقا سے ہمارے ستانکہ لاہای مجھ سا
جس شہریار کا رفیق ہو اس سے کون بات کرسکتا ہی مین آتا ہون تجھکو سزا دیتا ہون رستم نے

آواز دی ای دیوانے کہاں جاتا ہے دیوانہ کب مانتا ہے چوبدست ہلاتا ہوا چلا خبردار خبردار کہہ کے
چوبدست لگائی بہمن شیر سے کودا چوبدست کے گلے پر ہاتھ ڈال دیا دیوانے نے جو دیکھا کہ چوبدست
ہاتھ سے نکل جائیگی خود چوبدست چھوڑ دی بہمن پر ایک جنگل مارا کہ زرہ و پوست جسم تو چیر لیگیا
بہمن کے جسم سے خون کے پرنالے بہنے لگے بہمن جھلا کے لپٹ پڑا دیوانے نے جھکتے بازو
کے گوشت کا لوتھڑا کاٹ کر کھا گیا بہمن شیر سے اترا اور دیوانے سے آپس میں کشتی ہونے لگی رستم بہ نگاہ
غور دیکھ رہے ہیں کہ بہمن ہر مقام پر زیادتی کرتا ہے ایک مقام پر دیوانہ بہمن کو لے دوڑا پانچ سات
قدم پر لا کر پٹکا مارا دونوں گھٹنے بہمن کے آشنائے زمین ہوئے دیوانے نے کمر میں ہاتھ ڈال کے
کیا لنگر بہمن کا نہ اٹھا تھک کے ہاتھ دیوانے نے ہٹا لیا بہمن بل کر کے اٹھا دیوانے پھر بل کر
لے دوڑا دس بارہ قدم پر لا کر پٹکا مارا کہ دونوں گھٹنے دیوانے کے آشنائے زمین ہوئے بہمن نے کمر میں
ہاتھ ڈال کے زور کیا دیوانے کو اٹھا لیا اور گھیر کر بارہ مشکیں باندھ کر دیوانے کو بہنگا لا کر قید کیا کہا
صاحبو ہمارا رفیق یہ طلسم کشا کو بڑا ناز تھا میں نے اسکو زیر کیا اب طلسم کشا کو بھی زیر کرونگا یہ کہہ کے حکم
دیا طبل جنگی بجے طبل جنگی بجا خبر رستم کو پہنچی رستم نے بھی طبل جنگی بجوایا دونوں لشکروں میں تیاریاں
ہونے لگیں چار پہر رات اسی ہنگامے میں گذری وہ وقت آیا کہ شاہ خاوری نے سپہر زرین آفتاب
کو پشت پر لگایا نیزہ خطوط شعاع کو ہاتھ میں لیا تیغہ ضیا کو حمائل کر کے توسن فلک پر سوار ہوا
دونوں لشکر میدان میں آئے صفوف جدال و قتال آراستہ و پیراستہ ہوئیں بہمن دیوانے کو
زیر کر کے بہت بلبلا رہا ہے جیسے ہی نقیب نقابت کر کے ہٹے بہمن نے شیر کو بڑھایا سلحشوری کھائی اور
دو سب غرق بغرق ہوا دونوں کے سروں سے یوں پسینہ ٹپکا جیسے دو کالی گھٹائیں برستی ہیں پکار کر آواز دی
ای طلسم کشا میرے مقابلے میں آؤ تمہارے رفیق کو تو زیر کر لیا رات بھر دیوانے نے غل مچایا
زنجیریں ہلا رہا ہے کہ مجھی اسی کے پاس پہونچا دو تن تنہا کروں یہ سنکر رستم نے مرکب صف سے نکالا
جوانان زرین پوش نے علم [illegible] کو جلوہ دیا جب رستم سامنے بہمن کے پہونچے مشہور ہے کہ مرکب
بوے شیر سے بھاگتا ہے [illegible] پسینہ [illegible] ادا مرکب رستم بدلگامی کرنے لگا رستم کو بہت ناگوار
ہوا رانوں میں رکھ کے مسلا مرکب استر پالا کبود سا پسلیاں جو اسکی کڑکیں مجبور ہو کے بہمن کے
منہ کے سامنے کھڑا ہوا بہمن نے کہا اور تم حقیقت میں تم اپنے زمانے کے رستم ہو جن پہلوانوں کو

تم نے مارا اور زیر کیا اُسنے کوئی مقابلہ نہ کر سکتا تھا مگر مین بلاے طلسم ہفت پیکر کہلاتا ہون قہر
خداوندی میرا لقب ہی دیکھا تمنے کہ تمھارے رفیق کو کیونکر زیر کیا ایک جوان وحشی کہ اُسنے میری
بوٹیان کاٹ ڈالین مگر بہمن نے ضبط کیا مجھ سے مقابلہ کرو یلیٹ جاؤ رستم نے کہا ای بہمن ہم تمھارے
خداوند کے مقابلے مین جاتے ہین ہم لوگون نے تمھارے خداوند کو بھگایا پھر اُنکے قہر سے کیا خوف ہے
جو کچھ ہوگا دیکھا جائیگا حربہ کرو کہ تمھاری جرأت دیکھین جو پہلوان مقابلے مین آکے تمسے زیر ہوئے
طلبا ئے مگر اُنکو بھی زیر کیا تمھارے خداوند پر لعنت کرتے ہین مکار حیلہ ساز شعبدہ باز ان لفظون پر بہمن
بہت جھلایا نیزہ مارا رستم نے نیزہ کو نیزے کی سنان پر لیا پھر کامل نیزہ چلا لوح کو بھی جنبش ہو کر رستم
دیکھتے جاتے ہین کہ کسی مقام پر لگی نہین کرتا جو بند باندھا اُسنے کھولا آخر رستم نے گھوڑے کو اُڑایا
ہاتھ کو گردش دیکر بند جما جعفرانی باندھا تھا تھپیڑا مارا کہ نیزہ ہاتھ سے بہمن کے نکل گیا سواران دین
نے کہا ہین اچھا لین آوازدی ای طلسم کشا سبحان اللہ کس لطف سے نیزہ نکالا بہمن شل ہو کے
گرد گرمایا کہا رستم تمنے غضب کیا کہ دو دریا کے لشکر دیکھ رہے ہین تمنے نیزہ میرا ہوائی کیا لیکن
نیزہ بازی کھیل ہی مردان عالم کا اب تیغ بے دریغ سے کام لیتا ہون جسکا وار کبھی نہین رکا نہ رک
سکیگا دیکھون کونسا فن صرف کرتے ہو رستم نے کہا وہ حافظ حقیقی بچائیگا یہ نام سنکر بہمن ہنسا
کہا ای رستم یہ نام جو تم لیتے ہو یہی سب نام ہمارے خداوند کے ہین لغت مین فرق ہی تم اللہ و یکتا
کہتے ہو ہم ہفت پیکر کہتے ہین اگر اعتقاد کرو تو پھر ظہور قدرت دیکھو رستم نے کہا ہم خوب پہچان چکے
شعبدون کا عالم ہی تم ایسے سیہ قلبون کا ناظم ہی بہمن نے تیغ جھلایا کہا ای طلسم کشا اس تلوار کا وار کبھی
خالی نہین گیا یہ کہکے ہاتھ مارا رستم زیر گلہ سپر کھینچے ہوئے تلوار کو روکا صاف آسیب سپر وار کو رد کیا رستم نے
ہاتھ تیغ کیشان کا مارا بہمن نے کلائی پر رستم کی ہاتھ ڈالدیا رستم نے گریبان پر ہاتھ رکھا آپس مین کشتی کے
زور ہونے لگے بہمن کا شیر گھوڑے کی ٹاپ کر زمین پر بیٹھ گیا اشقر الا گبود فوراً اُٹھ بیٹھا ہی ہر مرتبہ قد کیا
ہو کہ دونون ہاتھ سر پر شیر کے رکھدئیے فیل شیر دھڑ کا مارکر سامنے آیا اشقر نے منھ سر پر شیر کے ڈالدیا شیر
کا سر چبا ڈالا اب تو رستم بھی گھوڑے سے کود کر بہمن کو بہت ناگوار ہوا جب کشتی ہونے لگی تو بہمن نے
پیچ باندھا ہی کہ جسکا توڑ نہین خلق ہوا مگر رستم اُس پیچ سے نکلے ہین سواران دین پوش تعریفین
کرتے ہین کہ ای طلسم کشا سبحان اللہ کیا توڑ کیا ہی بہمن کو دنگ کر دیا ہی رستم نے پیچ باندھا بہمن نے

ہو رکیا آپس مین بڑے زور و شور کے ساتھ کشتی ہو رہی ہی جہان اٹک کر گھڑی دو گھڑی لڑتے تھے
ایسا پسینہ جاری ہوتا ہی کہ تھیلے بہجاتے این تین پہر ایک طور پر بہمن لڑا آخر وقت رستم زیادتیان کرنے
اب بہمن اپنی زندگی سے تنگ ہی دل کو طرف ہفت پیکر کے رجوع کیا ہوا کثر زبان سے پکار کہتا ہی
یا خداوند ہفت پیکر مین طلسم کشا کو ایسا نہ سمجھا تھا جان میری بچا لیجئے روز سیہ غلام کو نہ دکھائیے
اگر زیر ہو گیا تو اپنی جان دیدونگا قدرت کو بدنام کرونگا کہ ایک جھونکا ہوا کا چلا رستم نے دونون
مونڈھے بہمن کے تھامے چھاتی مین سر اڑا یا ریل کرے دو ڈگ گئے مگر بہمن رکتا ہوا آتا ہی دس بارہ
قدم تک رستم لائے ایک مقام پر آ کر جا پا بکہ بازوون دونون پاؤن بڑھائے وہان پر موش خانہ تھا
گھٹنون تک زمین مین رستم اتر گئے بہمن نے بکہ بار کولہ رستم کا اتر گیا اسی حال مین بہمن نے رستم
کو گرا دیا رستم کو غش آ گیا بہمن چھاتی پر سوار ہوا اور رستم کی مشکین باندھ لین سواران زرین پوش
نے بہت غل مچایا کہ او نامرد یہ کیا کرتا ہی بہمن نے کچھ جواب نہ دیا رستم کی مشکین باندھے ہوئے
میدان کارزار سے پلٹا بارگاہ مین آ کر کولہ بیٹھا پا بسلاسل و طوق کیا ساتھ والون سے کہا ملکہ
لنشترن باغ سیماب مین میرا انتظار کر رہی ہونگی اگر تم سب کی رائے ہو تو قیدی طلسم کشا کی طرف باغ
سیماب کے لیچلون سبنے کہا بہت مناسب ہی لوح گلے سے بہمن نے اتار لی کلاہ ہفت گوشہ و زرہ
ہفت جوش و تیغہ ہفت جوہران سب چیزون کو اپنے قبضے مین کیا رات کو رستم دیا نے کو ادا
پڑا طرف باغ سیماب کے چلا سواران زرین پوش بارگاہ لیکر بخیدہ و کبیدہ طرف صحرا کے روانہ
ہوئے صبح کو شفق جو پھوٹی ہرکارون نے خبر دی کہ بہمن رستم کو طرف باغ سیماب کے لیگیا شفق بھی
چند لوگون کو ساتھ لیکر چلی بہمن اس شب تیرہ و تار مین نکلا رات ہی رات دس بارہ کوس تک
نکل گیا لنشترن کو عرضی لکھی کہ غلام آپ کا طلسم کشا کو لاتا ہی لنشترن نے جو عرضی پڑھی خوش
ہو گئی کہا دیکھو بوقر خداوندی نے طلسم کشا کو بسہولت زیر کیا مین خود چلونگی صحراے غولان
مین چلکر طلسم کشا کو قتل کرونگی کنیزون سے کہا ارے دریافت تو کرو وہ نگوڑے سوار زرین پوش
کہان گئے کنیزین آگے بڑھین لنشترن خود سوار ہوئی ساتھ ستر ہزار ساحر اسکے ساتھ ہوئے لنشترن
چلی صحراے غولان مین جو آ کر پہونچی ادھر سے بہمن تنتا ہوا پہونچا رستم ارابے پر سوار ہین [illegible]
ارابے پر بیٹھا ہوا بہمن کو گالیان دے رہا ہی کہتا ہی او نامرد میرے قریب تو آ [illegible] ٹکڑے اڑا دون سے

ابرا سر پھاڑ ڈالونگا پوٹیان کاٹ کر کھا جاؤنگا اگر چھوڑونگا تو مزا جرأت کا چکھاؤنگا تو نے آقا کو مکر
گرفتار کیا بہمن نے اسی مقام پہ بارگاہ استاد کرائی کہ آسمان پر ایک ابر گلنار ظاہر ہوا اُسمیں سے
خون برسنے لگا جس پر قطرہ پڑا وہ جل گیا کئی سو جوان مر گئے بہمن گھبرا رہا ہی کہ سامنے سے گرد
اُڑی دیکھا نسترن طائر زرین بال پر سوار وہین سے پکارتی ہوئی آئی ای پہلوان نمک حرام قہر خداوند
ہفت پیکر کیا کار نمایان کیا ہی بہمن نے کہا ای نسترن بچائیے یہ ابر گلنار جو چھایا ہوا ہی تڑپ کے
گرا چاہتا ہی سبکو پامال کرے میں ہرچند چاہتا ہوں روکوں خون برس رہا ہی نسترن نے پکار کے
آواز دی ای شفق میں نے تجھکو بھیجا اپنے دھگڑے کیواسطے بڑی کوشش کر رہی ہی یہ کہکے
کھولا ابر پارا پارا ہو پھٹا دیکھا شفق ہاتھ ہلا رہی ہی نسترن نے اشارہ کیا کہ شفق زمین پر آئی آپس مین
دونون کے سحر چلنے لگے شفق چاہتی ہی کہ حسب طاقت کرکے قریب طلسم کشا پہونچوں قید سے رہا کروں نسترن
پڑھنے نہیں دیتی پکار کر نسترن نے آواز دی ای شفق خونخوار ہم سے حال تو اپنا بیان کرو کہ
کس رنگ میں ہو شفق کا چہرہ سرخ ہوا آنکھیں اُبل آئیں پکار کر کہا ای نسترن یہ چند اشعار
پڑھتی ہوں انھیں سے حال دریافت کرلو یہ کہکے یہ اشعار پڑھنے لگی ۔

نہ یاد دہان و کمر جائیگی
چٹکھی ہی یہ تا ہی اُتر جائیگی
نہ دیکھے ترا دل یہ ممکن نہیں
مرے ساتھ یہ چشم تر جائیگی
رسائی سے اسکی یقین ہوگیا
صبا لاکے دو پھول دھر جائیگی
سن او گل بہت منہ چڑھو یار
تری بات بھی نامہ بر جائیگی
ابھی اب آپ تشریف لیجائیے
ٹھہرتے ٹھہرتے ٹھہر جائیگی

یونہی عمر اک دن گذر جائیگی
نہ پا وہ ہوا وصل سے اشتیاق
محبت ہی کام اپنا کر جائیگی
بنائی جدائی نے تیری وہ شکل
وہ زلف ایکدن تا کمر جائیگی
چلے جائینگے دم بخود تاگنہ
یہ تھوڑی سی عزت اتر جائیگی
چھپانا دوپٹے سے منہ دیا یا
جو گذرے گی ہم پر گذر جائیگی
پری زادہ نے کوئی تسخیر کی

سہے کب ترا سے چشم تر جائیگی
طبیعت میں سمجھا تھا بھر جائیگی
موے پہ بھی آنسو بہائینگے یونہی
اجل دیکھکر مجھکو ڈر جائیگی
چڑھانا نہ تم قبر عاشق پہ گل
لیے وحشت دل جدھر جائیگی
نہ کرنا تو اُس سے سوال و جواب
یہ عادت کہا اسکے سر جائیگی
طبیعت کو ہوگا قلق چند روز
پرستان تک یہ خبر جائیگی

یہ اشعار پڑھتی ہوئی سامنے نسترن کے پہونچی نسترن نے کہا ہاں میں سوزن دوں کہ گستاخی

اسکی موقوف ہو شفق نے زبان مین سوزن دی لنترن نے ہتھکڑیان بیڑیان پیش کین شفق
نے وہ ہتھکڑیان بیڑیان کبھی پہن لین لنترن نے کہا انکو لیجا کر قید کرو ہمین سے ایک خیمہ
استادہ کیا انمین رستم کو اور ہنگام وحشی کو اور شفق کو قید کیا تیاری میدان خونی کی ہونے لگی دو امین
استادہ ہوئین وہ جو خود لنترن آئی تھی بارگاہ مین آکر بیٹھی کہتی ہی جلدی کرو قتل طلسم کشا مین دیر
نہو لوح طلسمی و ہر سہ تحفہ جات لیکر اپنے پاس رکھے اندر سے بارگاہ کے نکلی اشارہ کیا قیدیون
کو لاؤ رستم کو مع ہنگام وحشی و شفق خونخوار کے کشان کشان ساتھ لنترن کے لاے
لنترن نے پکار کر آواز دی انکو زیر تیغ بٹھاؤ جلادون کو بلاؤ تین جلاد حاضر ہوے تینون
قیدیون کو زیر تیغ بٹھایا جلاد شانگین لگانے لگے آواز دیتے تھے ای قیدیو جو کھانا ہو کھالو
جو پینا ہو پی لو وقت قتل تمھارا قریب آیا ہے کیا گردون پر کوئلے کا خط کھینچا سماک بیلداری
کو شفق سے دیکھ رہا ہی اپنے آقا کی غربت پر رو رہا ہی خدا سے دعائین مانگ رہا ہی پکار رہا ہی
کہ ای کارساز ای بندہ نواز ای سمیع علیم ای رب کریم رحم اپنا شریک کر آقا کے نامدار کو اس آفت سے بچا لے

یارب تو ہی سامع دعا ہی
مالک خالق شفیق ہی تو
تو واہب و رازق و امین ہی
صادق راحم کریم ہے تو
لاعلم لنا علیم تو ہے
موسی کو دکھائی شان تو نے
طوفان سے نوح کو بچایا
تو سب کا خدا تری خدائی

یارب تو ہی غافر خطا ہی
ہر جا ہی ترا ظہور قدرت
تو وارث و باعث و معین ہی
تو ہی ہی قوی تو ہی ہی قادر
حادث ہم سب قدیم تو ہی
ذو الکفل کی تو نے کی کفالت
ادریس کو خلد مین بلایا
تو باقی و قائم و توانا

حاضر و ناظر رفیق ہی تو
ہر شئی مین ہی تیرا نور قدرت
حاکم عادل حکیم ہی تو
تو ہی اول ہی تو ہی آخر
یوسف کی بچائی جان تو نے
بخشی آدم کو تو نے جنت
زیبا ہے تجھی کو کبریائی
تو ذو المنن و کبیر و دانا

جلاد چاہتے ہین کہ قتل کرین لنترن نے وہ حکم دیے شفق خونخوار کی آنکھون سے دریا جاری
رستم کے جمال کو دیکھکر افسوس کر رہی ہی کہتی ہی ای فلک کج رفتار ای گردون غدار کیا تو نے
کج روی دکھائی ایسا شیر دلیر فرزند رشید صاحبقران صاحب عظم و شان سارے ہند فتح
کرتا ہوا یہانتک آیا کیسے کیسے پہلوان مارے یون بے کس و بے بس ہو کے قتل ہوتا ہی ای کارساز

اسکو بچا لے کاش میری آنکھیں کوٹ جاتین کہ مین اس آفت کو نہ دیکھتی کبھی جلاد کو پکارتی ہی کہ
ارے پہلے مجھے قتل کر لستترن کو گالیان دے رہی ہی کہتی ہی او مکارہ اگر خدا نے فضل کیا اور
اس شیر نے رہائی پائی تو تیری جان نہ بچیگی سب مین مشہور کرتا ہی کہ مین نے سر میدان زیر کیا اُسکی
کیا مجال کہ سر میدان رستم کو زیر کرتا او نامرد کیا اکڑتا پھرتا ہی تجھ ایسے صدہا پہلوان اس شیر نے مارے
تیری کیا حقیقت ہی کہ جو تو رستم کو زیر کرتا اُنکا کولہ نہ اُتر جاتا تو تیری کیا مجال تھی کہ اُس شیر پہ ہاتھ
ڈالتا سارے لشکر والے جمال رستم دیکھکر رو رہے ہین ہر ایک کا یہی قول ہی کہ آفتاب عالمتاب
آسمانی غروب ہوتا ہی لستترن حکم دے رہی ہی کہ پہلے طلسم کشا کو قتل کرو اور یہین کھڑا ہوا کڑ رہا ہی کہتا
ہی مین نے وہ کام کیا کہ کل اہل طلسم پر احسان کیا بلکہ قدرت پر احسان کیا شفق نے پکار کر آواز دی
او جلاد صاحب بیداد پہلے مجکو قتل کر رستم پر ہاتھ نہ اُٹھا مگر جلاد تیغ کھینچکر چلا قصد کیا کہ قتل کرے
رستم نے بیقرار ہو کر طرف آسمان کے دیکھا عرض کی او کارساز بے نیاز رحم اپنا شریک کر افسوس ہی
کہ نامرد کے ہاتھ سے موت ہماری لکھی تھی اس مقام پر بیکس و بیبس ہو کر قتل ہوتے ہین تو رد
کر اس بلا کو ردکر رستم بیقرار ہو کر دعائین مانگ رہے ہین شفق غمخوار کی بیقراری سماں کی اشکباری
اسوقت لشکر مین بھی ایک ہنگامہ ہی ہر اہل دل رو رہا ہی کہ صحرا سے گرد اُٹھی نوبت و نقارے کی آواز
کان مین آئی سب نے دیکھا ایک نقاب دار زرین پوش جسکے سر پر باز سفید سایہ فگن رہتا ہی
شکار کھیلتا ہوا آتا ہی کہ عیار کی نگاہ پڑی رستم کو زیر تیغ دیکھا اُسنے بڑھ کر نقابدار سے عرض کی کہ حضور
رستم نوجوان قتل ہوتے ہین کسی وجہ سے گرفتار ہو گئے وہ دیکھیے سامنے جلاد خنجر مارا چاہتا ہی
نقابدار نے کمان کیانی کاندھے سے اُتاری تیر سحر کمان مین پیوستہ کر کے تاک کر مارا کہ سینہ پر کینہ
جلاد پر پڑا جلاد دھم سے زمین پر گرا نقابدار تلوار کھینچ کے آپڑا لستترن نے دیکھا کہ نقابدار
نے لشکر کو پامال کر ڈالا خیمے جو استادہ تھے گرا دئیے بارگاہ ہو نکی طنابین کاٹین صدہا آسمان دیسے
بارہ ہزار جوانان صف شکن شمشیر زنی کر رہے ہین ساحر سحر کرتے ہین کوئی مقابلے مین نقابدار کے
نہین جاتا اگر کسی ساحر نے سحر کیا باز سفید نے جھپٹ کر اُس سحر پر پر مار دیا وہ سحر الٹا پلٹ کر
سینے پر اُس ساحر کے پڑا کہ سینے کو توڑ کر پشت کے پار گذر گیا ہزارہا ساحرون کو باز سفید نے
پامال کیا نقابدار اسم اعظم پڑھتا ہوا آتا ہی لڑتا بھڑتا جنگ سا رستمانہ کرتا ہوا قریب رستم کے پہونچا

کہ لشکریان نے ساحرون سے کہا ارے نقابدار کو روکو ساحرون نے صف باندھی لیکن سماک
بیلدار قی جو گوشے سے دیکھ رہا تھا جب نقابدار نے جلاد کو مارا تو اسنے بڑھ کر حقۂ آتشبازی کا
مجمع سواران مین قاین ہین کی آواز بلند ہوئی ہر کیون مین دہ لیتیان چلنے لگین سماک گھوڑون
کے پیٹ کے نیچے سے ہوتا ہوا ایک گولہ لوہے کا ہاتھ مین کہتا ہوا جاتا ہو کہ ہٹو مین جاکر طلسم کشا
کو قتل کر ڈالون ایسا نہو کہ رہا ہو جاے ساحر جانتے ہین کہ یہ ہماری طرف کا ہو ہٹ جاتے ہین
اسطرح سماک گرتا پڑتا قریب رستم کے پہونچا پکار کر آواز دی ای شہریار سنبھل کر بیٹھیے غلام آپکا
آپہونچا رستم نے دونون ہاتھ اٹھائے سماک نے نیچہ مارا کہ ہتھکڑی کٹی اب رستم نے خانہ زور
مین آکر قیدہ آہن کو مثل تار عنکبوت کے توڑ کر پھینکدیا ایک جوان قریب کھڑا تھا بڑا پہلوان تھا
اسنے رستم پر ہاتھ مارا کہا او قیدی کیا تو زندہ بچکر جائیگا رستم نے کلائی پر ہاتھ ڈالا تلوار چھین کر
لیلی کی اُس پہلوان نے خنجر مارا رستم نے تلوار بائین ہاتھ مین لی داہنے ہاتھ سے ایک طمانچہ مارا کہ
کہ سر اس خود سر کا اڑ گیا رستم نے بڑھ کر اپنے نام کا نعرہ کیا نعرہ رستم ارشد اولاد امیر عرب گیتی ستان
علمشاہ جو رستم لقب + دیگر علمشاہ رومی شہ فیل زور + کہ بر تخت ہر دو قاف گندہ شد پادشاہی
کافران سمجھا او بہمن نامرد اب تو میرے سامنے آ سماک نے بڑھ کر ہنگام وحشی کی ہتھکڑی کاٹی
دیوانے ستون ایک خیمہ کا لیلیا اُسکو گھمانے لگا بہت سے لوگون کے سر پھٹے کسی پر چنگل مارا
گوشت پوست نوچ کر پھینکدیا اب سماک گرتا پڑتا قریب شفق کے پہونچا زبان سے سوزن نکالی
شفق جو اٹھی تڑپ تڑپ کے گرنے لگی کبھی برق بنی اڑی ترچھی گری کئی سو کے سر اڑا دیے لشکریان
نے جو یہ ہنگامہ دیکھا نقابدار پر آگ برسائی نقابدار نے اسم اعظم پڑھا سحر اٹھا پایا صدہا ملازمان
لشکریان چلے فریاد کرتے تھے کہ ای لقاے عالم اس آگ کو روکیے اس آگ نے کلیجہ جلا دیا اپنے لشکر کو
آپنے خاک مین ملا دیا سمجھے کہ سحر ہے مگر رستم لپٹتے بھڑتے چلے کہ دیکھا طرف سے پہاڑ کے گرد
اڑی بارہ ہزار سواران زرین پوش تلوارین کھینچے آگئے رستم کو بچاتے جاتے ہین پہلوانون کو
گھیر کر سامنے کر دیتے ہین جو سامنے رستم کے آیا علف شمشیر آبدار ہوا صدہا پہلوان قتل کیے آخر بہمن
یہ کہتا ہوا چلا کہ ای رستم زیادہ سرکشی نہ کرو میرے مقابلے مین آؤ لعنت جرأت و کھاؤ رستم نے جو
آواز بہمن کی سنی انتہا کا غصہ آیا اس عرصے مین ملازمین بھی پہونچ گئے تیغہ کیفیان پاس رستم کے

آیا اُس تیغ کو چمکاتے ہوئے چاہا کہ سامنے بہمن کے پہونچوں اُدھر سے علمدار لشکر کفار کا ہاتھی
پر سوار لشکر کو ترغیب دیتا ہوا آتا ہی رستم نے جو علمدار کو دیکھا مرکب جھپٹایا دونوں ٹاپیں مرکب
نے مستک پر رکھدیں علمدار نے ہاتھ تلوار کا مارا رستم نے تلوار کو تلوار پہ روکا روک کر ہاتھ
مارا مع علم مع علمدار مع ہاتھی کو کاٹ کر تلوار نے زمین پر بوسہ دیا کافرون کے جی چھوٹ گئے
بہمن اُس شوکت کو دیکھ کر تھرا گیا رستم مجمع کو متفرق کر کے سامنے بہمن کے پہونچے کہا
اب وار کر قضا تجھکو بلا رہی ہی ہوا جہنم کی آ رہی ہی بہمن نے ہاتھ تلوار کا مارا رستم نے صاف
بہ آسیب سپر تلوار کو رد کیا جیسے ہی تلوار مار کر پلٹا رستم نے اُلجھاوے سے ہاتھ نکالا خبردار
خبردار کہکے ہاتھ مارا بہمن نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا تیغ کیتان دست زبردست رستم جیسے
برق تڑپ کر پہاڑ پر گری سپر کے دو ٹکڑے ہوے سپر کو کاٹ کر جو تلوار گری خود کو کاٹ کر
سر اسر تکا و جبڑے کو کاٹ صراحی گردن سے مثل قطرۂ آب صندوق سینہ سے مانند سیماب گذر کر
شرمگاہ کے پہاٹک کو ویران کیا زین کو کاٹا مانند زین کو کاٹ کر سپر کو گینڈے کی دو ٹکڑے کیا زمین
میں تلوار نے آ کر بوسہ دیا مع گینڈے بہمن کے چار ٹکڑے ہوئے لشکر کی جو نگاہ پڑی بد حواس
ہو گئی جو انا آشنا آنکھوں کے نیچے اندھیرا آگیا آواز دی کہ ارے لگیو لینا دل پر قبضہ کر ایک طرف
سے ہنگامہ ہوا دیکھا ایک نازنین مثل شعلۂ جوالہ کنگنا کر یہ اشعار گاتی ہوئی آئی — نظم

کیا ہوا یار جو آنکھوں سے نہاں رہتا ہی
ذکر تیرا آٹھ پہر ورد زبان رہتا ہی

حسن اور عشق میں آخر یہ ہوئی یکرنگی
مجھکو غش رہتا ہی اُنکو خفقان رہتا ہی

اثر عشق رہے ترک محبت پہ کبھی
زخم بھر آتا ہی پہ اُس کا نشان رہتا ہی

قول ہی پیر مغان کا اسے سب یاد رہیگا
تا ابد نام جوان مرد جوان رہتا ہی

روے انور پہ ہمیشہ ڈالتے ہیں آپ نقاب
کبھی خورشید چھپانے سے نہاں رہتا ہی

سب کو وہ طفل حسین صورت یوسف ہی عزیز
اُسکا مشتاق ہر اک پیر و جوان رہتا ہی

رستم زال کے اقبال سے ہوتا ہی ثبوت
نام سے مرد کا دنیا میں نشان رہتا ہی

اُلٹے زیادہ سے دیوانے ہیں ہم مدت سے
عقل کہتی ہی کہ ہوش کہاں رہتا ہی

رند وارستہ کو کیا قید تعلق سے خطر
سرو آزاد کو کب خوف خزان رہتا ہی

جیسے ہی رستم کے قریب آئی اور رستم نے جب بہمن کو مارا قصد کیا کہ لنترن پر جا پڑوں لنترن
نے جو دیکھا کہ وہ نازنین قریب پہونچی رستم مبہوت ہو کر طرف اُسکے متوجہ ہوئے بلکہ پکارنے
لگے کہ ای جان جہان و ای آرام دل مشتاقان ذرا قریب آؤ گل کس کے گلستان کی ہو دو کر
سے نقابدار نے جو دیکھا کہ رستم کے پاس لوح نہیں ہے اس نازنین سے گا کر دل رستم اُلٹا دیا ہے ہین
سے باز سفید کو اشارہ کیا باز سفید اشارہ سمجھا تڑپ کر قریب رستم آیا گرد سر چیخ مارنے لگا یا تو
رستم اُسکے جمال کو دیکھ رہے تھے چاہتے تھے گھوڑے سے کود ون اُسکے قریب پہونچوں یا مر
کو روکا مگر باز سفید گرد سر چیخ مار رہا ہے اس عرصے مین نقابدار اسم اعظم الٰہی پڑھتا ہوا قریب
رستم پہونچا شانہ پکڑ کے فرمایا ای بہادر دوران ای رستم دہان ماشاءاللہ کس جرأت سے
بہمن کو مارا مگر ہوشیار ہو اسقدر نہ گھبراؤ اپنے ہوش مین آؤ رستم کے حواس درست
ہوئے چالاک و چست ہوئے ادھر شفق خونخوار نے دور سے دیکھا وہ نازنین رستم کے
سامنے سے نہین ہٹتی آنکھیں ملا ملا کے اشعار پڑھ رہی ہے وہین سے تڑپی برق بنکر گری
اُس نازنین کے دو ٹکڑے کیے مرنا تھا اُس نازنین کا اندھیرا ہو گیا اُس اندھیرے مین شفق
تلوارین برسانے لگی لنترن نے جو دیکھا کہ شفق کے سحر کے قیامتین برپا کی ہین جھپٹ کر
ایک دو ہتھڑ مارا کہ شفق لڑکھڑا کر گری لنترن بڑھی کہ اسکا سر کاٹ لون اگر شفق خونخوار قتل
ہو جائے تو طلسم کشا کا گرفتار کرنا پھر کچھ بات نہین ہے نیچے جھکا لی ہوئی چلی شفق نے جو اپنے کو
بیکار دیکھا پکار اٹھی ای شہریار کنیز کا خاتمہ ہوتا ہے رستم نے جو شفق کو اس حال مین پایا
گھوڑے پر کوڑا مارا گھوڑا تڑاپ کر قریب شفق کے آیا گھوڑے سے کود پڑے لنترن نے
آنکھ سے اشارہ کیا کہ رستم بھی اُسی مقام پر گرے سماک نے جو اپنے آقا کا یہ حال دیکھا کہ تلوار
ہاتھ سے چھوٹ گئی برابر شفق کے پڑے تڑپ رہے ہین ایک ساحر کی شکل بنکر دوڑ پڑا
پکارتا ہوا کہ بی بی مین دونون کے سر کاٹے لیتا ہون آپ نہ تکلیف فرمائیے جیسے ہی سامنے
لنترن کے سماک پہونچا لنترن نے بنگاہ قہر و غضب دیکھا فوراً رنگ سا در روغن چہرے
سے اڑ گیا صورت اصلی نکل آئی لنترن نے آواز دی او نا عیار مکار و غدار اپنی صورت تو دیکھ
ساحر بنکر آیا تھا میرے سامنے عیاری اشارہ کیا کہ سماک بھی اسی مقام پر گرا اب تو

یہ باطمینان چلی سواران زرین پوش نے جو یہ حال رستم کا دیکھا پکار کر آواز دی ای
نقابدار بہادر دشمنان رستم کا خاتمہ ہوتا ہی عیار نے بھی اپنی گردوقت انقلاب ہی آپ
اُنکے معین و مددگار ہیں نقابدار نے دیکھا کہ بیچ میں مجمع ساحران ہی سب مجکو روکے ہوئے
ہیں اور لنشترن قریب رستم پہونچا چاہتی ہی دیکھا نقابدار نے کہ میں وہاں تک نہ پہونچ سکونگا
کمان کیانی کاندھے سے اُتاری تین بھال کا تیر بجر کمان میں پیوست کیا اسم اعظم ورد زبان
کرکے لنشترن کو تاکا تاک کر تیر مارا سینے پر لنشترن کے پڑا توڑ کر مہرۂ پشت کو پار گذرا لنشترن
چیخ مار کر گری ہاتھ پانوں زمین پر مارنے لگی جب ہاتھ زمین پر دے مارتی ہی شعلے
آتش منھ سے نکلتے ہیں وہ شعلے اُسی پر گرتے ہیں مثل ہیزم خشک کے جلنے لگی ایک
آندھی سیاہ اُٹھی رعد کے کی آواز آئیں آندھی میں غیبی آواز آئی کشتی مرا نام لنشترن جادو
بود سہاک نے جھپٹ کر جھولی سے لوح و تحفہ جات نکال لیے لوح گلے میں رستم کے ڈالی کلاہ
زیب سر کی زرہ پہنائی تیغ ہفت جوہر قبضے میں دیا اب رستم اپنے مقام سے اُٹھے نقابدار
نے جو دیکھا کہ لوح گلے میں رستم کے آئی لڑتا ہوا قریب رستم کے آیا کہا ای رستم ماشاء اللہ اس
طلسم وسیع میں لڑنا تمھارا ہی کام تھا سب نوجوان لڑتے بھڑتے آتے ہیں ہر چند کہ مجکو امورات
ضروری سے مہلت نہیں لیکن سب فرزندان صاحبقران کی خبر رکھتا ہوں جہانگیر والا تدبیر
نے کارہاے نمایاں کیے بڑے زور شور سے آتے ہیں صاحبقران زمان ایک طرف
آوارہ ہیں مگر رخ سب کا اسی جانب ہی سب کو یہی منظور ہی کہ اپنے کو مقابلہ ہفت پیکر میں
پہونچائیں مگر ہفت پیکر بھی سامان لشکر کشی کر رہا ہی اتنی بڑی فوج سے آپ کے مقابلے میں
آئیگا کہ چالیس منزل کا صحرا فوجوں سے بھر جائیگا اگر آپ کے سردار و فرزندان عالی وقار
بڑے زور و شور سے آئینگے ہفت پیکر کے بھی ہوش اُڑیں گے کہ یہ فوجیں ان لوگوں نے
کہاں سے پائیں رستم نے فرمایا ای معین و مددگار تم نے بڑے وقت پر آکر مدد کی نقابدار نے
کاندھے سے کمان اُتاری کہا میں آپکو تکلیف دیتا ہوں جب آپ مقابلہ ہفت پیکر میں
پہونچیں تو صاحبقران بھی تشریف لاوینگے یہ کمان صاحبقران کو دینا میری طرف سے عرض کرنا
کہ میں آپ سے مقابلہ نہیں کر سکتا یہی چاہتا ہوں کہ میرا سر آپکے قدموں پر فدا ہو جاتا —

صاحبقرانی کا طالب ہون اگر اس کمان کو کھینچو گے سمجھ لین گے اگر اسکو کھینچ کے بھی تو مانا تو مجبور
و ناچار ہون مقابلے کو حاضر ہون اسطرح پر نقابدار نے کہا کہ رستم نے کمان لیلی کچھ نہ کہا اتفاقا اپنی
اپنی فوج کو لیکر طرف صحرا کے روانہ ہوگیا اس لڑائی کو رستم نے فتح کیا سب ساحر بھاگ گئے
رستم اسی مقام پر اترے بارگاہ زرنگاری استادہ ہوئی سواران زرین پوش گرد اترے رستم بارگاہ
مین آئے شفق خونخوار و ہنگام وحشی چوب دست تانے ہوئے ساتھ ساتھ سماک بیلداری
رستم کی پشت پر بارگاہ مین آکر مقام صدر پر بیٹھے فرمایا ای شفق مقام تردد ہی کہ لشکرین قتل ہوئی
مگر سامنے قصر عشرت کے نہ پہونچے کیا ابھی قصر دور ہی شفق کی آنکھون مین آنسو بھر آئے کہا کہ
ای شہریار یہ افتاد ابھی حضور پر پڑی کہ امید زندگی کی نہ تھی خدا نے حضور کو مظفر و منصور کیا
رنج و الم دل سے اپنے دور کیا شفقت بیکر تو بڑا تعجب ہوا ہی نہین معلوم اسکو کیونکر معلوم ہوا
کہ اب لشکرین قتل ہو جائیگی رشک چمن اشکل سیمین کو روانہ کیا یہان سے پانچ کوس پر باغ ہے
لالہ عذار اس سرحد کی جاگیر ہے رشک چمن کو اتارا ہے دعوت کا سامان ہو رہا ہے آج شب کو
بڑا ہنگامہ ہوگا اسنے آپ کی سیلی پر انتظام کیا کہ راستہ قصر عشرت کا بند کردیا سماک نے کہا کیون
ای ملکہ شفق بعد قتل رشک چمن کے رسائی تا بہ قصر عشرت ہوگی شفق نے کہا کہ رشک چمن
بھی بلاے روزگار ہے کیا لشکرین سے کسی بات مین کم ہے سماک نے کہا میرا دل چاہتا ہے کہ
جاکر سامان جشن دیکھون مین بھی شریک ہون شفق نے کہا ای بہتر ہے الا اگر تمکو اختیار ہے لیکن باغ
لالہ عذار عجائب و غرائب سے مملو ہی رشک چمن کو عیارون کا بڑا خیال ہے آٹھ پہر ہوشیار
رہتی ہی بہت سمجھ بوجھ کے جانا سماک نے کہا ای ملکہ شفق جب عیاری کے ارادے سے جاتے
ہین جان ہتھیلی پر رکھ لیتے ہین وہ حافظ حقیقی حفاظت کرتا ہے یہ کہکر سماک بیلداری یا تنہا عیاری
سے آراستہ ہوکر چلا رات کا وقت ہے شب ماہ چاندنی چھٹکی ہوئی اکثر طائر آشیانون سے سر
نکالکر چہک اٹھتے ہین بقول شاعر ؎ رنگ لائی تھی چاندنی کی بہار ، زاغ پر تھا گمان طاؤس کا
ستارون کی کثرت ماہ تابان کی وہ کیفیت چودھوین شب ہے بدر کامل اپنی جلوہ دکھا رہا ہے
تمام صحرا چاندنی سے مملو نہرین مثل برق تڑپ رہی ہین حباب مثل چشم معشوق سیر چاندنی
کی دیکھ رہے ہین اکثر مچھلیان تڑپ کر نہر سے ابھرتی ہین تو برق چمک جاتی ہی جنکی ماہیت سے

کوئی باہر نہیں نہنگان خون آشام جو سر باہر نکالتے ہیں منھ مثل قعر بلا کھولے ہوئے نکلے اور
پھر غوطہ مار کے غائب ہو گئے سماک نے صحرا کی یہ کیفیت دیکھی دل بھر آیا چاہا صحرا کی سیر کیجیے
صبح کو یہاں سے چلیں گے یہ سوچکر نخل کے سائے میں آ بیٹھا کیفیت صحرا کی دیکھنے لگا ہر
کی موج زنی پر دل تڑپ جاتا ہے زلف لیلائے شب کمر سے گذری تھی کہ نوبت نقارے کی آواز
کان میں آئی دیکھا کہ ایک لشکر جلدی جلدی چلا آتا ہے بیچ میں ایک محافہ زریں گرد صدہا کنیزیں
ناظر بیچے کل انتظام کرتے ہوئے میر لشکر لشکر کے اتارنے کے لیے چہار جانب دیکھ رہا ہے اس
اس صحرا کو جو عمدہ پایا کہ کیفیت شب ماہ دکھا رہا ہے ایک بلندی پر چڑھ گیا پکار کر آواز دی ایسا
جگہہ مقام ہوگا میر لشکر نے جو یہ پکار کر کہا سب چلتے چلتے رک گئے فراشوں نے ایک بارگاہ نصب
کی بہت سے خیمے استادہ ہوئے بہلوں سے یکوں سے کنیزیں اترنے لگیں محافے سے ایک نازنین
اتری لباس عمدہ پہنے ہوئے دریائے جواہر میں غوطہ زن سیمتن رشک چمن صحرا کی بہار دیکھکر
بہت خوش ہوئی حکم ہوا میر لشکر کو خلعت دو کہ آج اچھے مقام پر لشکر اتارا صحرائے پر بہار نخل
قطعدار مثل چمن آراستہ ہیں جانوروں کی بھی اکثر آواز آ جاتی ہے طبیعت فرحت پاتی ہے نسیم کی
اٹکھیلیاں دل پسند ہیں نشہ بادہ بہار سے کیا لڑکھڑاتی ہے پھولوں کی باس فلک اساس اس
وجہ سے یہ تیزی قدم نہیں اٹھاتی کہ رخ گل پر گرد نہ پڑے بلبل کو ناگوار ہوگا طائر رنگ چمن شکار
ہوگا ہم تھوڑی دیر باہر ٹھہرینگے چاندنی کا تماشہ دیکھیں گے کنیزوں نے لاکر سیان بچھا دیا
کرسی زرنگار پر وہ نازنین بیٹھی گرد مصاحبیں آ کر بیٹھ گئیں سماک نے جو یہ ہنگامہ دیکھا کہ چند مرد
منتظم ہیں سارا لشکر کنیزوں سے بھرا ہے کوئی اپنے خیمہ میں جا بیٹھی کوئی سیر صحرا کر رہی ہے کوئی
مالکہ کے سامنے حاضر ہے چند مرد جو منتظم ساتھ ہیں انکا خیمہ الگ استادہ ہوا وہ الگ خیمے میں اترے
سماک ایک مرد صحرائی کی شکل بنکر سامنے ان جوانوں کے آیا ان سے پوچھا یہ لشکر کس کا ہے ملکہ
کہاں جاتی ہیں ان لوگوں نے بیان کیا کہ ملکہ صہبائے مینوش رشک چمن کی بھانجی ہے اس
ملاقات جاتی ہیں رات کو کوچ کرتی ہیں دن کو اتر پڑتی ہیں آج لشکر اس صحرائے مینو سواد میں
پہونچا اسی مقام پر اتر پڑیں صحرا پسند آیا کل شام کو یہاں سے کوچ ہوگا سماک یہ دریافت
کرکے ہٹ آیا صبح کو رنگ و روغن عیاری کا لگایا جو صورت منظور ہوئی وہ بنکر چلا یہاں صبح

صہبائے مے نوش دروازے پر بارگاہ کے کرسی پر بیٹھی ہو کر مصاحبین جمع ہیں دو مغنیان خوش آواز یہ غزل عاشقانہ گا رہی ہیں نظم

فصل گل آئی زمانہ ہی جنون کے جوش کا
بات کر سکتا نہیں دیوار کے بھی سامنے
چھپ نہیں سکتا کبھی انکار سے تو یہ شگون
کیا ہوا ہی جو مرے دل کیطرح وہ چھپ گیا
کس غضب کی روشنی دیتا تھا شکوا ہی بری
تنگ آکر دوست اٹھاتے ہیں تیرے پاس سے
ہاتھ اٹھا کر دوست کرتے ہیں دعائیں رات دن
نالۂ بلبل سنا کرتا ہوں میں آٹھوں پہر
سر اٹھا احسان قاتل کے کہاں تک شکر ہو
صبر کر سکتا نہیں ملتا ہی سب کچھ گو اسے
ایک چپ رہنے سے لاکھوں رنجشیں موجود ہیں
بے ارادے بھی ہوا کرتی ہیں اکثر رنجشیں
ایک دو ساغر سے ڈھلکتا ہی کیا ساقی مجھے
میں تو کیا ہوں کاروان کے کاروان ہوتے ہیں بیہوش
بے خبر رکھتا ہی مجھکو جوش وحشت اے نسیم

ہمت اے ساقی یہی ہی وقت نوشانوش کا
دیکھکر روزن گمان ہوتا ہی مجھکو گوش کا
خود بخود بو دینے لگتا ہی دہن مے نوش کا
حال چلکر پوچھیے کچھ دلبر روپوش کا
ہر ستارہ ہر روش خورشید ہی پاپوش کا
اب دہان زخم بھی منہ ہو گیا مے نوش کا
تیرا آنا ہو گیا ہی مجھ میں آنا ہوش کا
اپنے کانوں پر گمان ہی مجھکو گل کے گوش کا
بہار مدت آج اترا بار میرے دوش کا
بھول جاتا ہی بشر سامان رزق و دوش کا
شانے جھٹکے ہوا احسان لب خاموش کا
پیچ گیسو بن گیا آخر کو حلقہ گوش کا
خم اٹھا پھر دیکھنا دل تجھسے دریا نوش کا
بندہ لاکھوں کو کریگا آج بندہ گوش کا
میں گنہ رین نہیں رکھتا تعلق ہوش کا

کنیزیں گرد ملکہ بیٹھی ہیں کہ کنیزوں نے دیکھا کہ ایک بڑھیا طرف سے گاشتوں کے آتی ہی سوسی کا پائجامہ اسمین گلبدن کے پیوند گاڑھے کی چادر پاؤں اسمین بھی پیوند چار خانے کے جوتا ٹوٹا ہوا اسمین بانہ بنا ہے ہوئے خاک اڑکے سر پر پہونچتی ہی بڑھیا سٹر پٹر کرتی ہوئی لٹھیا ٹیکتی ہوئی جب قریب اس لشکر کے پہونچی تو مٹا یہ پر چڑھ گئی ایک کنیز نے پکار کر کہا بڑی بی پیچھے سے راستہ چلو ایسا نہو گر پڑو بڑھیا جھلائی بڑبڑانے لگی کہا او جوانی بیٹی اوروں کو بڑھیا سمجھتی ہی تو اسا بڑی بی ہوگی نگوڑی نظر لگائی ہی میں روز اسی طرف سے جاتی ہوں تو مجھکو بڑھیا سمجھتی ہی ناک

اب بھی لوگ مجھکو دیکھنے آتے ہین محلے مین ہنگامہ رہتا ہی مجھ ایسی چھپلہ کو کوئی بھلا کتا بھی نہین
ملکہ نے ہنس کر کہا اری گلشن خاموش رہ بڑھیا بچاری کا کاٹا ہی اس سے بیان بچارا مشکل پڑ گئی
دیکھو بڑھیا اتنا کہنے پر کیسی بگڑی نگوڑی کے منھ مین دانت بھی نہین اور یہ جوش وہ کنیز چپ
ہو رہی بڑھیا بڑبڑاتی ہوئی جاتی ہی چند قدم چلی تھی کہ پاؤن کا سیلا لڑکھڑا کر گری چیخنے لگی دیکھیے
صاحبو میرا کولا اتر گیا اس نگوڑی نے نظر لگا دی ارے نظر تو پتھر کو توڑتی ہی آخر مین گری میرا
کولا اتر گیا اب ستانیان اٹھتی نہین کہ مجھکو اٹھائین ملکہ نے کنیز سے کہا ارے غضب ہوا
بڑھیا گر پڑی ہی اس کنگالہ کو اٹھا کاہے کو تو نے یہ کہا تھا وہ مجھکو کوس رہی ہی چند کنیزون
نے اٹھکر بڑھیا کو اٹھایا بڑھیا نے کسی کا دوپٹہ نوچ لیا کسی کا پائجامہ نوچ لیا کہا اری تیری
آنکھون سے زہر ٹپک رہا ہی جیسے تو نے نگاہ ڈالی مین بیچاری گر پڑی اس شیخ پوش نے
مجھکو بڑھیا کہا تھا اسکے منھ مین آگ لگے اسکے پیارے مرین آنکھون مین اسکی سوئیان
چبھوؤن تب مجھکو آرام آئے کنیزون نے چٹکیان مارین کہا واری دیکھیے یہ بڑھیا ہمارے
کپڑے پھاڑے ڈالتی ہی بڑھیا چیخین مار کر رونے لگی کہا واری ان بدزبان کو منع کیجیے بڑھیا
بڑھیا کہے جاتی ہین مجھکو یہ بہت ناگوار ہوتا ہی میرے محلے مین آدمی ایسے ہی چھپاؤن ہی کہ شیخ جی نے ہم
کہا کر مرے تھانہ دار تحقیقات کو آئے مجھکو بلا بھیجا مین جو پہنچی او ڈر کر گھس گئی تھانہ دار صاحب
ہو گئے کہا کہ اری بی تمھین آج یہین رہنا ہوگا مین نہ مانتی تھی محلے والون نے کہا کہ شیخ جی تمھارا
نام لیکر مرے جب لوگ انکو دیکھنے گئے تو اکھڑون سے بآواز اعلان کہا کہ تمھین نے میری جان لی
وہ رسالدار کو بلاتی تھی مین ناچار دیکھ دیکھ کر جلتا تھا آخر سنکر ہپا کہا کہ مین رات کو اسی مقام پر
رہی تھانے دار کو راضی کیا صبح کو رپورٹ مین ان مقتولون نے لکھا کہ شیخ جی کو فصلی عارضہ ہوا ایسی
خود آنکھون سے جا کر دیکھا علامت ظاہر تھی استفراغ دست آئے تھے کہ سارے محلے مین ناک سڑ
دیجاتی تھی یہ رپورٹ لکھ کر مقدمے کو خارج کرایا اس دن سے تھانے دار صاحب دیوانے
ہو رہے ہین کل جو رات کو آئے مرزا جی بیٹھے ہوئے تھے ان کو مین نے مٹکے مین چھپایا جتنا
تھانے دار صاحب بیٹھ چکے تھے کہ ہیرا لو پنجابی آیا مین نے تھانہ دار کو کوٹھے مین چھپایا بیچارے
کوٹھے مین رات بھر کھڑے رہے مین پنجابی کے ساتھ سوئی ایسے معاملے در پیش رہتے ہین

اور یہ نگوڑیاں مجھکو بڑھیا کہتی ہیں کیونکر نہ برا مانوں ان مستانیوں سے پوچھیے کہ کوئی تم کو ٹھوکتا بھی ہے میرے یہاں رو زرات کو چھ سات جوانوں کا جماؤ رہتا ہے میں ہر ایک کو منھ لگاتی سبکو راہ بتا دیتی ہوں ملکہ صہباے مینوش ہنس پڑیں کہا صاحبو واسطے خدا اونکے ہفت پیکر کا بڑھیا نہ کہو وہ برا مانتی ہے کنیزیں اوٹھاکر بارگاہ میں لائیں کولا سینا سامنے بٹھایا بڑھیا ملکہ سے باتیں کرنے لگی ہاتھ چمکاتی جاتی ہے کبھی کہتی ہے چند اشعار مجھکو یاد ہیں میرا آشنا ان تو ڑفان گایا کرتا تھا یہ اشعار اسی کے منھ کے ہیں نظم

ہو گئے سب عضو تن سیدھے تن رنجور کے ۔ کتنے سیدھے ہوگئے ہیں سانپ انگشت کور کے
رو دیا احباب نے لاشے کو رکھکر قبر میں ۔ اشک کے قطرے ہوئے چھالے دہان گور کے
حسن اصلی کو نہیں تکلیف آرائش سے کام ۔ واقف شانہ نہیں گیسو شب دیجور کے
شعلے دودوں سے نکلتے ہیں گذر ممکن کہاں ۔ وصل کے لقطے ہیں دیکھوں ہوں مرہم کافور کے
دیکھیے کس طرح اسکے روئے عالمتاب کو ۔ سامنے آنکھوں کے آجاتے ہیں پردے نور کے
کام آئیگی ہمارے آبلوں کی پرورش ۔ ہر زبان خار چکھیگی مزے انگور کے
دیکھتا ہوں ساتھ اپنی شکل کے شکل حباب ۔ آئنے میں تیرے چشم جوہر سا طور کے
بعد مردن چاندنی سے پردہ پوشی ہوگئی ۔ تیرے کشتوں نے کفن پائے ردائے نور کے
روح نکلی تن ہوا ہلکا تماشا اور ہے ۔ بوجھ اٹھتے سے قدم اٹھتے نہیں مزدور کے
دیکھنا کیا شوکت فرہاد حاصل ہے یہیں ۔ جسکے آگے کھڑکھڑا جاتے ہیں نالے صور کے
یہ نئی تاثیر دیکھی سنگ بیکس دیتے ہیں وہ ۔ نالے میرے ٹھہرتے ہیں خاطر مسرور کے
گوشۂ راحت آشنا کے سینے تو اسنے تو دو ۔ ٹکڑے ہو جائینگے نالے دل رنجور کے
ہو گئی آخر شب مو صبح پیشانی نسیم ۔ کیا بہت رنگ پائے مشک نے کافور کے

بڑھیا نے اس رنگ میں یہ غزل گائی کہ صہباے مینوش بہت خوش ہوئی کہا بڑی بی صاحب خوب گایا کیا خوب سے بتایا بڑھیا نے منھ بگاڑ کے سر جھکا لیا کہا واری آپ بھی بڑھیا کہتی ہیں آپکے کہنے سے مجھے بہت ناگوار ہوا لیکن آپ مالک ہیں مجھ سے کہا نہیں جاتا اگر جی چاہتا ہے چلی جاؤں آپ کو صورت نہ دکھاؤں صہباے مینوش نے کہا بی چھمن صاحب آج شب کو

یہیں رہجاؤ کل ہم بھی کچھ کچھی امان کے دیکھنے کو جائینگے تم اپنے گھر جانا بڑھیا نے کہا واری میرا بھی
یہی دل چاہتا ہے کہ آپ سے جدا نہوں تو اسی گھر میں یاد کرتی ہوگی مگر تو اسی جانتی ہوگی کہ کسی
آشنا نے روک لیا ہوگا وہاں چین سے بیٹھی ہونگی گا رہی ہونگی واری میرے گانے کا گاؤن
میں شہرہ ہے جب گھر میں گاتی ہوں بڑے بڑے گویے پشت دیوار پر آکر سنتے ہیں راگ پیدا
کرنے میں میری گائی ہوئی غزلیں مشہور ہیں بڑھیا کی چارپائی صہبا سے مینوش نے اپنے
خیمے میں بچھوائی کھانا وغیرہ کھا کر بڑی بی بیٹھیں پٹر پٹر باتیں کر رہی ہیں صہبا نے پوچھا بڑی بی
کوئی کہانی آتی ہے کہا واری سارا ہوشربا میں ہی نے تصنیف کیا ہے میاں قمر صاحب انھوں دن
آتے تھے مجھ سے پوچھ جاتے تھے سارے ہندوستان میں ہوشربا پھیلا ہوا ہے کہیے اسمیں کا
کوئی ٹکڑا بیان کروں یا اگر حکم ہو طلسم خیال سکندری میں سے کوئی ٹکڑا بیان کروں کہ بعد
ہفت پیکر میاں قمر صاحب اسکو لکھینگے صہبا سے مینوش نے کہا طلسم خیال سکندری
کیا چیز ہے کہا واری وہ طلسم ہے کہ ارسطو نے بحکم سکندر اسکو بنایا واری بگوش ہوش سنیے
جب سکندر پردہ ظلمات سے پلٹے آکر صحرا کے ہفت رنگ میں پہونچے نہایت صحرا سرسبز اور
شاداب پایا طائران صحرائی زمزمہ سرائی کر رہے تھے نہریں نایاب پانی بصد آب و تاب چلیں
مار رہا تھا سکندر نے ارسطو سے کہا استاد یہ جنگل مجھکو بہت پسند آیا ہے اب کہ زمان مرگ میرا قریب
آگیا میں چاہتا ہوں کہ اس مقام پر طلسم بناؤ بعد مرنے کے ایک قصر میں میرا جنازہ رکھدینا
اور لوح بنا کر صندوق میں رکھدینا حضور ارسطو نے بڑے تکلف سے سات قصر بنائے کہ حالات
ان قصروں کے بروقت آنے طلسم کشا کے ظاہر ہونگے تین قصر داہنے پر تین قصر بائیں پر
بیچ میں ایک قصر فلک رفعت بنایا عجائب و غرائب سے ارسطو نے ان قصروں کو معمور کیا
بیچ کے قصر میں سکندر نے کہا کہ جب ہم انتقال کریں تو صندوق لاکر اسی قصر میں رکھدینا یہ تو منظور
ہے کہ سفر عدم میں کوئی ساتھ نہیں دیتا مگر اے وزیر ارسطو اگرچہ کوئی کسی کے ساتھ نہیں جاتا سفر
عدم تنہا ہوتا ہے مگر استاد تم یہ احسان کرنا کہ صندوق کے پاس بیٹھنا جب سکندر نے انتقال کیا تو
ارسطو نے بموجب وصیت سکندر جنازہ سکندر صندوق میں رکھکر اسی قصر میں رکھا خود پہلو میں صندوق
کے بیٹھا لوح طلسم صندوق میں رکھی بعد تھوڑے عرصے کے خیال جادو کہ سحر سیکھکر علامہ دہر ہوا

وہ ایسا علاج جاری کریگا کہ مسلمان اپنی جان سے عاری ہوکر سجدہ کرینگے مین تیری اُنسے صفائی
کرا دونگا اگر غور و توجہ سے نکال ہفت پیکر نے وعدہ کیا کہ مین حاضر ہونگا ہفت پیکر بارگاہ
مین اپنی آیا اب جانا ہفت پیکر کا دربار خیال مین اور خیال کا تدبیر کرنا وقت پر تحریر ہوگا [illegible]
یہا خاک بڑھیا کا بیان سوچا صہبا سو گئی کنیزین بھی اپنے اپنے مقام پر سوئین بڑھیا اپنے
مقام سے اُٹھی صہبا کو بیہوش کیا سامنے ایک صندوق رکھا تھا اس صندوق مین صہبا کو
بند کر دیا آپ اُسکی شکل بنکر پلنگ پر سوئی صبح کو کنیزون نے جگایا جھلائی ہوئی اُٹھی کہا صبا [illegible]
اس صحرا مین کیون اُترے جلد مجھکو کہیو بھی پاس لیجاؤ کبھی کسی کو خنجر مار دیا کسی کو طمانچہ مارا کنیزین بہت
گھبرائین کہ بی بی کو کیا ہوگیا خاصی سوئی تھین اُٹھتے ہی کیا ہوگیا مگر نا ہوش تیاری کرنے لگین
صندوق کو حکم دیا کہ خبردار اُسکو کوئی نہ کھولے اُسمین ایسی شی بند ہے کہ جو اُسکو کھولیگا ایسی شی
نکلیگی کہ اُسکو کھا لیگی کنیزین ڈر گئین کہا حضور ہم کبھی نہ کھولینگے اُسی طرح عماری مین سوار
ہوئی کنیزین ساتھ ہو گئین اس تجمل و شان سے طرف رشک چمن کے چلین یہان تو لالہ عذار
نے بڑی دھوم سے چمن کی دعوت کی ناچ گانا ہو رہا ہے گانیین کیسی کیسی عمدہ بلوائی ہین کہ
جنکو اپنی خوش الحانی پر ناز ہے رشک چمن دمبدم کہتی ہے کہ اے لالہ عذار بہن سے قسمت
خداوند مین جان دی ورنہ مسلمانون کی کیا مجال تھی اسقدر اُسکا سحر جما ہوا تھا کہ اپنی
ہمشیرہ کو قتل کرایا اور خود نکل گئی یہان قتل طلسم کشا مین اسقدر خوش ہوئی کہ [illegible]
پھولی اور نقابدار زرین پوش وہ شخص ہے کہ جسپر سحر تاثیر نہین کرتا اور [illegible]
لالہ عذار کہتی ہے خالہ امان جو کچھ ہوا سو ہوا اب کیا تدبیر کیجیےگا چمن کہتی ہے بی بی میرے ہاتھ
مسلمان کب بچ سکتے ہین یہ باتین تھین کہ ہرکارون نے آکر خبر دی کہ آپکی بھانجی [illegible]
بی صہبا سے خوش تشریف لاتی ہین چمن نے کہا اُس کو کہان چلین جب سو کے اُٹھی ہوگی
اور معلوم ہوا ہوگا کہ مین گھر مین نہین ہون پھر اُسکو آرام کہان مین ہی نے اُسکو پرورش
کیا ہے آٹھ پہر لیے لیے پھرتی ہون چھ مہینے کی تھی کہ مان نے اُسکی انتقال کیا مین نے کس ناز و نعم
سے اُسکو پالا کنیزون سے کہا کہ جا کر بی بی کو لاؤ کنیزین چلین دروازے پر دیکھا محافہ اُتر رہا ہے
کنیزین شکایت کرتی اُترین کہ بی بی بڑی بدمزاج ہو گئی ہین صہبا نے کنیزان چمن کو دیکھکر

پھیر لیا کہا کہ میں تم لوگوں سے بات نہیں کرتی ہمکو چھوڑ کر چلی آئیں گھر کاٹے کھاتا تھا کنیزوں نے
بلائیں لیں کہا بی بی بچا یاک خبر آئی کہ بی بی شنترت قتل ہو گئیں جلد جا کر رستہ روکو آپ کی جان اللہ
جس طرح بیٹھی تھیں اسی طرح اٹھ کھڑی ہوئیں وہیں سے سحر کیا کہ راستہ رک گیا اب بی لالہ عذار
نے دعوت کی ہے کئی دن سے روک رہی ہیں جانے نہیں دیتی ہیں سمکا نے کنیزوں سے سب باتیں
پوچھیں اپنی باغ میں آیا دیکھا کہ باغ پر بہار ہر طرف طائروں کی پکار ہے یا سطرف لالہ عذار معلوم ہوتا ہے چمن
میں آگ لگی ہوئی ہے یا باغ نے گلوں کے چراغ جلائے ہیں تماشہ دیکھتا ہوا اُس مقام پر آیا کہ چمن
جہاں بیٹھی تھی کنیزیں حاضر ہیں دیکھتے ہی چمن کو اپنے گود میں بیگا اور کہا پھوپھی اماں ہم تم سے بات نہ
کرینگے ہمکو اکیلے گھر میں چھوڑ کر چلی آئیں ہیں سمکا نے جو اٹھکر پوچھا کوئی صاف نہ بتاتا تھا جب تمکو
نے بتایا میں اسیوقت سوار ہوئی منزلوں کی مسافت میں جنگل کی آفتیں خداوند ہفت پیکر نے لاکر پہنچا
دیا چمن نے اٹھکر بلائیں لیں گود میں اٹھا لیا کہا بی بی وہ ایسا ہی وقت تھا کہ تمکو کچھ میں دیرا
وہیں سے سحر کیا ہوئی آئی بڑی بات یہ ہوئی کہ راستہ رک گیا ورنہ طلسم کشا قصر تک پہنچ جاتا
ہر چند کہ قدرت سے وہ سامان کیے ہیں کہ جب لشکر کشی کرینگے تو گاؤں یا شہر اٹھ سکیگی پھر
بھی چند ملک فتح ہو گیا لیکن بڑے ساحر صاحبان خداوند باقی ہیں وہ سب لشکر کشی کرینگے
سمکا نے یہ باتیں سنکر کہا خالہ اماں آپ کے آنے کے بعد ایک پہر گزرا آپ کے نہ ہونے کے
سبب سے میں بڑی رو رہی تھی روتے روتے سو گئی دیکھا خداوند ہفت پیکر کھڑے ہیں فرما
رہے ہیں کہ کیوں روتی ہے خالہ تیری طلسم کشا کو روکنے گئی ہے لیکن تجھکو دو کمال دیتا ہوں ایک تو کمال
علم موسیقی دوسرا کمال ساقی گری جب جاننا تیش میں ساقی گری کرے گی ہم بھی آئینگے تیرے ہاتھ
سے شراب پینگے پہلے علم موسیقی کا امتحان لیجیے آپ جانتی ہیں کہ مجھکو اشعار کے نام سے نفرت تھی
اب صدہا غزلیں کاملین کی یاد ہیں سماعت تو فرمائیے یہ کہکر بایاں کھینچا سیدھا سیدھا تھپکا کہ
چھیڑنے لگی یہ اشعار عاشقانہ بڑے لطف سے شروع کیے۔ نظم

راتوں کو بھی وہ آ کے کئی بار رہ گیا　　ارمان اب بھی کوئی دل زار رہ گیا
تو شب کو آتے آتے جو اکبار رہ گیا　　کیا کیا تڑپ تڑپ کے دل زار رہ گیا
چھپ کے یوں ہی جو ہجر کا آزار رہ گیا　　سن لینگے آپ مر کے یہ بیمار رہ گیا

یوسف رہا نہ کوئی خریدار رہ گیا
افسانہ پھر گرمی بازار رہ گیا

کرتا ہوں اس طرح سے بسر کوے یار میں
دست اُمید پاس دیوار رہ گیا

جاگے نہ ایک رات بھی ہمراہ یار کے
خوابیدہ بخت دیدۂ بیدار رہ گیا

چلتے جو دیکھا چاہنے والوں کو دھوپ میں
دیوار پردہ سایۂ دیوار رہ گیا

تاب ستم سے زلف محبت نہ لا سکے
سب چل بسے مگر یہ گنہگار رہ گیا

کافر کی قبر میں بھی نہ ہوگی یہ تیرگی
دم گھٹتے گھٹتے ہجر شب تار رہ گیا

زندان عشق چھوٹ گئے سب کی قید
کانٹا سا ہو کے گلے میں زنار رہ گیا

جانا ہوا نہ وادی وحشت میں کئی سال
پیاسا لہو کا میرے ہر اک خار رہ گیا

اٹھا پھر آج عاشق گریباں کے سامنے
کس دن میں تجھ سے ابر گہربار رہ گیا

خوف خدا تھا ورنہ زمانے کو پھونکتا
میں کر کے آہ شرربار رہ گیا

کیا آمد خزاں ہو صبا کیا ہوا چلی
کیوں زرد موت سے بلبل گلزار رہ گیا

کہتے ہیں جان رند نے دی کوے شراب
دار الشفا میں ہو کے یہ بیمار رہ گیا

اس رنگ میں سماک نے یہ غزل گائی کہ چمن نے گلے سے لگا لیا کہا بیٹا شاباش یہ کمال تمکو خدا نے دیا ساقی گری کا بھی امتحان کرو سماک نے کہا کہ بہت خوب یہ کہکے چمن نے کنجی دی سماک نے جا کے شراب کو خراب کیا پکار کر آواز دی صلا جو ہم ساقی ہوں سے کوئی باقی نہ رہے جسکو شراب کی خواہش ہو لیجائے کنیزیں بیقرار ہو کے دوڑیں بوتلیں اٹھا کے لیجانے لگیں ایک چاس گلابیاں شراب ارغوانی سے آراستہ کر کے سماک محفل میں لایا اور سامنے چمن کے رکھیں چمن نے دیکھکر آواز دی بیٹا کس سلیقے سے شراب لائی ہو کہ دل چاہتا ہے پیئے سماک نے کہا اب کمال دیکھئے یہ کہکے پاؤں میں گھنگرو باندھے بھاری جوڑا پہنا کھڑی ہو کر گت ناچنے لگی قضا سے کار لالہ عذار جادو جو یہاں کی حاکم ہو انتظام کرتی پھرتی ہو جانتی ہو کہ میرے گھر میں چمن مہمان ہے اسکو کوئی تکلیف نہو کہ دفعۃً خیال آیا کہ قصر آفت خداوندی جبل کے دیکھوں کیا معرکہ ہے بارہ کنیزان ساحرہ اس قصر میں رہتی ہیں ڈھول بجا کے گایا کرتی ہیں اس قصر میں لالہ عذار آئی دیکھا وہ سب کنیزیں سرنگوں بیٹھی ہیں لالہ عذار کو دیکھکر سب نے سلام کیا لالہ عذار نے کہا کیوں بیٹھو خاموش کیا

کیوں ہوا آئینۂ رخسار پہ گرد ملال ہو یا کچھ اور خیال ہی مجھ سے تو ظاہر کرو کنیزوں نے کہا ای لالہ عذار
اسکا افسوس ہو کہ تو نے چمن کی دعوت کی اسباب عیش و نشاط و شراب و کباب مہیا کیا
کوئی تکلیف نہیں پہونچائی لیکن آج سامان رنج و ملال ہیں تم استقبال کر کے کیسے لائی ہو
لالہ عذار نے کہا بیوقوفو مجھی کی چمن کی صہبا سے بیہوشی آئی ہو اور محفل میں کون آئیگا ایک نے
کہا لو صاف صاف بیان کرو دیر نکرو ایسا نہو اسکا دست ظلم چل جاے عیار طلسم کشا عیاری
میں یکتا اسکے ہاتھ سے سامری و جمشید بچائیں اسکا مہتر سماک پلا الٰہی تمام ہو وہ شراب لیکر آیا
پلائی اور غضب ہوا ای لالہ عذار جلد اپنے کو پہونچا و چمن کو اور ساری محفل کو بچاؤ لالہ عذار گھبرا کر
نکلی کہ ابھی جاتی ہوں جا کے نگوڑے کو گرفتار کروں یہاں سماک نے گھنگرو باندھے ہیں
گت ناچ رہا ہو ناچتے ناچتے جام بلوریں لبریز کیا سر پہ رکھا ٹھوکریں لیتا ہوا چلا کہ لالہ عذار نے
پکار کر آواز دی او مکار خبردار چمن کو شراب نہ پلانا ای بی چمن ہوشیار ہو چمن نے جام ہاتھ
میں لیا چاہتی ہی جیوں آواز لالہ عذار کی سنکر شراب پہ نگاہ تند ڈالی شراب شعلہ بنکر اڑ گئی
لالہ عذار نے برق چمکائی کہ برق سماک پر گری سماک کا رنگ و روغن چہرے سے اڑ گیا
لڑکھڑا کے سامنے چمن کے گرا لالہ عذار نے قریب آکے مشکیں باندھیں چمن نے لالہ عذار کو
قریب بلایا کہا بیٹا یہ کیونکر معلوم ہوا لالہ عذار نے عرض کی میں آج کئی دن کے بعد قصر آفت میں
گئی کنیزان سامری نے مجھکو خبر دی میں آکر پہونچی جو انھوں نے کہا تھا وہی دیکھا گرفتار کر لیا
اسکو قتل کیجیے یہ بڑا طلسم کشا کا مددگار ہی آٹھ پہر عیاری کرتا ہی بڑے بڑے جادوگر اسنے مارے
اگر اسکو قتل کیا تو زور طلسم کشا کا ٹوٹ جائیگا چمن نے اشارہ کیا جلادوں کو بلاؤ لالہ عذار نے
فوراً انتظام کیا یعنے دارین استادہ ہوئیں جلاد شلنگیں لگانے لگا آوازیں دیتا تھا ای مالک عالم
ذرا سمجھ کے حکم دیجیے گا قتل کرنا میرا کام ہی جلانا میرا کام نہیں چمن نے کہا اسکے قتل میں تو کیوں
کیا جوں جوں قتل کا سامان ہوتا ہی سماک گھبرا رہا ہی اپنے پیدا کرنے والے سے دعا میں مانگ
رہا ہی کہ ای مالک بے نیاز ای رب کار ساز مجھکو بچا لے نظم

تو دونوں جہان کا بادشاہ ہی
امداد تری شفیق سب کی

جو کچھ ہی یہاں وہاں ترا ہی
انسان کے آب و گل میں تو ہی

توفیق تری رفیق سب کی
آنکھوں میں نظر میں دل میں تو ہی

تو باغ میں گل ہے گل میں خوشبو | حاضر غائب ہے ہر جگہ تو | واحد شاہد احد تو ہی ہے
باری باسط صمد تو ہی ہے | انسان میں سوائے خاک کیا ہے | جو کچھ ہے تو ادا ہوا ہے
صنعت تیری مہر و مہ سے روشن | تیری قدرت سے دشت گلشن | جاری ترا حکم بحر و بر میں
جلوہ ہے ترا گل و ثمر میں | عزت جسے دے عزیز ہو جائے | تو جسکو بنا دے چیز ہو جائے

بیقرار ہوکے سماک نے دعا کی تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا احمر گلگون پوش وزیرزادی شفق کی
کہ سماک کے گانے پر عاشق ہے محفل کو جو سماک سے خالی پایا کہا ہے ملکہ شفق بہتر والا گہر عیاری
کرنے باغ لالہ عذار میں گئے آپ واقف ہیں کہ وہاں قصر میں کنیزان سامری موجود ہیں جسوقت
لالہ عذار پوچھے گی وہ کنیزیں سب حال بتا دینگی شفق نے کہا مجھکو بھی اسکا خیال تھا مگر وقت
پر یاد نہ رہا کہ بہتر صاحب کو آگاہ کردیتی احمر نے کہا تو میں جاتی ہوں لیکن اگر وہ گرفتار ہوئے
تو مجھ سے دیکھا نجائیگا فوراً آگ پڑ جاؤنگی احمر و شفق چلیں اسوقت پہونچیں کہ جلاد خنجر کھینچکر
چلا ہی چاہتا ہے سماک کو قتل کرے سماک حیران حیران چہار جانب دیکھ رہا ہے احمر نے گھبرا کر
کہا حضور جلاد خنجر مارا چاہتا ہے شفق نے جھولی سے ہیکل نکالا جلاد پر کھینچ مارا جلاد کا سر اڑ گیا
چمن نے کہا ارے یہ کیا ہوا لالہ عذار نے کہا میں تو سوچ رہی تھی کہ وقت پر انکا غیب سے
کوئی معین و مددگار ضرور آئیگا کسی نے سحر کیا جلاد کا سر جو لوٹ رہا تھا چمن نے پکار کر آواز
دی ارے تجھے کس نے قتل کیا اپنے قاتل کا نام بتا وہ سر قہقہہ مار کر ذیب ہنسا پکار کر آواز
دی آپ کے غلام کو شفق خونخوار نے مارا چمن نے یہ سنکر آواز دی اگر بلی شفق آگئیں تو
موت انکے ساتھ ہے یہ کہکے چمن نے سحر کیا ابر اٹھا ملکہ شفق و احمر ظاہر ہوئیں چمن نے
پکار کر آواز دی او شفق تجھکو کیا نفع ملا کہ طلسم ہفت پیکر کی بربادی میں مصروف ہے یہ کہکے
دوسرا سحر کیا چمن و شفق سے سحر ہونے لگا مگر احمر گلگون پوش نے جو اتنی مہلت پائی تڑپ کے
کرسی سماک کو مع دیگر اٹھا لیا سماک ہر چند چیخا کہ ملکہ مجھکو رہا کرو وہ احمر اٹھاکر آسمان پر لائی چمن
نے پلٹ کے دیکھا کہ احمر سماک کو لیے جاتی ہے آواز دی اے لالہ عذار لینا لالہ عذار نے گولہ مارا
کہ احمر لڑکھڑا کر زمین پر گر گئی مگر سماک کو قید سے رہا کر چکی تھی سماک بھاگ کر ایک کونے میں
چھپا لالہ عذار نے گولہ مارا احمر کا سر زخمی ہوا لالہ عذار نے چاہا بڑھ کر سر کاٹ لوں شفق

برق بنکر لالہ عذار پر گری لالہ عذار کے دو ٹکڑے ہوے چمن نے جو دیکھا کہ لالہ عذار قتل ہو گئی
وہین سے سحر کیا کہ احمر و شفق دونون زمین پر گرین سحر فراموش ہوا دونون تڑپ رہی ہین
چمن سمجھ لیکر چلی کہ دونون کا سر کاٹ لون کنیزین دس بیس کھڑی ہین کہا ایک کنیز نے آواز دی کہ
حضور آپ تکلیف نہ کرین مین دونون کو قتل کرتی ہون خداوند ہفت پیکر قصر عشرت سے
آواز دے رہے ہین کہ دونون کا سر کاٹ لو پلٹ کے چمن نے دیکھا کہ ایک کنیز نہایت
کمسن جوڑا کلابتونی پہنے ہوے گلوری گلے مین دبی ہوئی خنجر برہنہ کھینچے ہوے قریب چمن کے
آئی کہا واری دیکھیے قصر عشرت معلوم ہوتا ہی قدرت تخت پر بیٹھے ہین نصیحت [illegible] آراستہ کو
فرما رہے ہین کہ عمر طلسم شاہان گذری سب سلطنت رہین ابھی ہم طلسم نہ برباد کرینگے طلسم کشا صبح و
یا شام مین قتل ہوا چاہتا ہی چمن جو پلٹی کہ دیکھون قدرت کیا فرماتے ہین جیسے ہی چمن پلٹی کنیز
نے کمر کھینچ کر خنجر مارا کہ چمن کا شکم چاک قصہ پاک ہوا آگ لگا کر زمین پر گری تمام کنیزین دوڑ پڑین ہیبت
ناک سحر کیا سماک کے پاؤن زمین سے نے مقام پر کنیزین چاہین کہ قتل کرین شفق خونخوار نے
ایک چکر مارا کہ دس بیس کے سر اڑ گئے احمر نے بھی بڑھکر سحر کیا کئی کنیزین مر گرین شفق نے
گردون کی بوچھار کر دی جو جادوگرنیان تھین مر گرین غیر ساحرہ ہاتھ باندھ کر سامنے آئین کہا
حضور ہمکو تمہارے گھرون سے اٹھا لائی تھین کام خدمت لیتی تھین شفق نے اُن سب کو
آزاد کیا ال و مالکا سب لیکر ہر دورون کے سر لیے ہوا طرف لشکر طلسم کشا کے چلین یہان
طلسم کشا بیٹھے تھے کہ ایک دم ٹاٹ ہوا گھبرا کر باہر نکل آئے سواران زرین پوشان کا جو رسالہ
تھا اُسنے عرض کی حضور چمن قتل ہوئی سامنے سر اٹھا کر ملاحظہ فرمائیے رستم نے سر اٹھا کر دیکھا
کہ کنگورے قصر عشرت کے معلوم ہوتے ہین رستم نے کہا اُن تینون کا نشان معلوم ہو تو کچھ
کرین یہ ذکر تھا کہ سماک بلداقی و شفق خونخوار و احمر گلگون پوش آ کر پہونچے احوال قتل چمن
بیان کیا نوبت فتح دی اور عرض کی کہ اب مقابلہ ہفت پیکر سے باقی ہی کل حضور کوچ کرین دوپہر
ڈھلتے ڈھلتے قریب قصر عشرت کے پہونچ جائینگے یہ ذکر تھا کہ صحرا سے گرد اٹھی لشکر طلسم کشا
آفتاب فلک سیر گاہن و تمام جادوگرنیان ملکہ مقناطیس و مشکبار و نوبہار و سردار النہ
غیر ساحران مع دیوانہ شہر پر مردم درد الاگرد و مالاگرد و غیرہ سات لاکھ غیر ساحر و تین لاکھ ساحر

شہرت مرصع پوش و نہنگ بحری و ماہی بحر شیر ساحرون مین جاروق وعیوق و ہلال
تو دس لاکھ کا لشکر سواران زرین پوش لشکر طلسم کشا دیکھا بہت خوش ہوے ہنگامہ و شور و
شادیانہ مین لگانے لگا دو ہزار شاہزادے افسران کا نعمان تاجدار افسرون سے افسر علی شفق نے
جو شہرت مرصع پوش کو دیکھا جمال بے مثال دیکھکر شیدا ہوگئی سردارون سے سردار علی رستم نے
حکم دیا سویرے سے لشکر تیار ہو ہم بعد نماز سوار ہونگے شام ہی سے تیاریان ہونے لگیں لشکر مین
ہلڑ ہے کہ کل صبح کوچ ہوگا مقابلہ ہفت پیکر مین پہونچین گے مشتاقان پری چہرہ خوش خوش
پھر رہی ہین کہ دیکھین اب ہفت پیکر کیا کریگا رستم پہر رات گئے تک دربار مین بیٹھے پھر
دربار برخاست کیا بارگاہ مین اپنی آئے خاصہ نوش فرماکر آرام کیا خیال مین مشغول تھے
نیند آگئی دو پہر رات گئے آنکھ کھل گئی گھبرا کر اپنے مقام سے اٹھے ٹہلتے ہوے دربارگاہ پر
آئے کہ ایک صدائے دردناک کان مین آئی کہ کوئی درد رسیدہ آفت دیدہ یہ کہکر رو رہا ہے کہ
اے فلک کج رفتار اے گردون غدار کاشکے میرا خاتمہ ہوا ہوتا کیا کس نہین اٹھی فراق نے مجھے
پریشان کیا یہ فراق تا بہ قبر ساتھ جائیگا ہمارا ساتھ نہ چھوٹیگا رستم نے جو یہ صدا
دردناک سنی بیقرار ہوگئے طرف اس صدا کے متوجہ ہوے راہ مین اکثر سردار ملے انھون نے
پوچھا بھی کہ حضور اس اندھیری رات مین کہان جاتے ہین رستم نے فرمایا ایک غریب کے
رونے کی آواز آتی ہے اس کو دیکھنے جاتا ہون یہ کہکے آگے بڑھے لشکر سے نکلے دریا اسی طرح
آ رہی ہے رستم پھرتے پھرتے ایک مقام پر پہونچے دیکھا ایک جوان بیٹھا ہوا لباس
پہنے ہوے تاج ڈھلکا ہوا بیٹھا رو رہا ہے رستم نے قریب جاکر سلام کیا اس نے
نے جواب دیا لیکن سر جھکائے ہوے نہ بولتا ہے نہ آہ کرتا ہے رستم نے ہاتھ پکڑ کے ہلایا کہا
برادر برائے خدا اس بات کا جواب دو کہ تم کون ہو جنگل مین بیٹھے کیون روتے ہو اس نے
عرض کی تقدیر مین رونا لکھا ہے جانتا ہون کہ میری قسمت پر سپہر خاک ہے تقدیر کا لکھا
اس طور پر تھا جو یہ انجام ہوا اگر آپ بے پوچھے نہ چھوڑینگے تو اصل کیفیت یہ ہے یہان
قریب ایک قلعہ ہے قلعہ نیلگون لقب باپ کا نیلگون تاجدار نام اور میرا نام شفق تاج بخش
ہے کیا کیفیت اپنی بیان کرون ایک دن برائے شکار آیا مبتلائے بلا ہوا ایک شخص

ایک طائر بیٹھا تھا مجھکو دیکھکر زمزمہ سرائی کرنے لگا میں نے تاک کر تیر مارا سر پہ پڑا طائر
تڑپ کر زمین پر گرا غلطاں مار کر ایک پریزاد حسین کی شکل بنا سر سے خون بہتا ہوا وہ صورت
زیبا جو میں نے دیکھی ہاتھ باندھ کر دوڑا اُسنے پکار کر آواز دی او ظالم زخمی کر چکا اب کس دل سے
تجھکو صورت دکھاؤں کیونکر اپنے وطن جاؤں خیر جب کبھی دل چاہے اسی جنگل میں ڈھونڈ لینا
میں اسی مقام پر ملجاؤنگی لیکن بیان کرو کہ تم کس وجہ سے یہاں آئے میں نے جواب دیا
کہ شکار دوست ہوں شکار کھیلنے میں یہ سانحہ ہوا ابھی تھوڑی دیر کے دوسرا نخل جو پہلو میں تھا
اُس سے ایک ضعیفہ عورت یہ کہتی ہوئی آئی کہ او گلرنگ پری یہ انسان ہیں ان لوگوں سے
امید وفا کہاں یہ کہکے اُسکا ہاتھ پکڑ کے کھینچا وہ نہ جاتی تھی زبردستی کھینچی ہوئی لیگئی پلٹ
پلٹ کے مجھکو دیکھتی تھی سامنے جو نخل تھا اُسمیں جاکر دونوں غائب ہوئیں اُنکا نظروں سے
چھپنا کہ ولولہ جنون نے یہ نوبت بہم پہونچائی اب دیکھوں فلک کیا دکھاتا ہے منظور یہ ہے کہ تڑپ
تڑپ کے اسی مقام پر جان دوں اب اہل شہر کو جاکر کیا منھ دکھاؤں کس سے پوچھوں کہ کیونکر
صاحب انجام محبت یہی ہوتا ہی محبت کرنے والا اپنی جان کو روتا ہی آپ اپنے نام نامی سے مجھے
آگاہ کیجیے آپکے چہرے سے آثار جلالت ہویدا اور نا شکار ہیں رستم نے اپنا نام مفصل بتایا وہ
قدموں سے لپٹا جاتا ہی کہتا ہی براے خدا یہ بتائیے کہ وہ صورت زیبا پھر دیکھنا نصیب ہو گی وہ
بھولی بھولی شکل آنکھوں کے نیچے پھرتی ہی دل کی یہ کیفیت ہی کہ مرغ بسمل ہی نظم

سانس دیکھی تن بسمل میں جو آتے جاتے — اور چرکا دیا جلاد نے جاتے جاتے
خط نے اس عارض رنگین پہ کیا عرصہ تنگ — خار ہیں صحن گلستان کو دباتے جاتے
کیا چڑھو گے نہ کبھی روزہ مری کھات پہ تم — آخر اس راستے سے روز ہو آتے جاتے
آتش شوق یہ کہتے ہیں یہ کار روشن — اشک گرم اور بھی ہیں آگ لگاتے جاتے
آزماتا ہوں محبت میں میں ظرف دل کو — درد و غم میں کہا تھا کہ میں سہتے جاتے
نزع میں تھا میں مجھے منہ سے اُٹھا تھا — آخری وقت تو دیدار دکھاتے جاتے
یاس بیتاب دل سے مٹے حرف محبت کیونکر — لالہ یہ داغ ترا جائے گا جاتے جاتے
دل بیتاب کشتاب آئیگا قاصد نہ تڑپ — راہ میں دیر لگے گی فقط آتے جاتے

کوچۂ یار مین جانے کا مزا ہم ہی کون
اشک آنکھون سے نکلتے ہین یہ سرخی مائل
شمع و گل تربت عاشق پہ نہ لاتے تھی
ہجر کی شب تری فرقت نے یہ دم بند کیا
ہوئی دربان تلک اسکے رسائی حاصل
راستہ روک کے کہلونگا * کہنا ہی مجھے
آپ مین ہوتے اگر دل ہی پہ قابو ہوتا
قصہ صحرا کا ہی دیوالون کا لڑکے ہین کدھر
مین بھی وسے چکا ہون خط غلامی صاحب
ہوتی جاتی ہی عداوت اسے ہمسے افزون
قیس و فرہاد کے قبضے مین ہین کوہ و صحرا
جا ہمنا ترک کرو یا نکرو ہو مختار *

خود حذر کرتا ہون اس رہ سے آتے جاتے
چشم بد دور نئے رنگ ہین لاتے جاتے
فلک تجھ کے تو لیے ہاتھ اٹھاتے جاتے
سانس کبھی سینے مین رکنے لگی آتے جاتے
رفتہ رفتہ ہمین اس کوچے مین آتے جاتے
کیا لوگے نہ کبھی راہ مین آتے جاتے
کوچۂ یار مین کیون ٹھوکرین کھاتے جاتے
راستے والون کو آگے سے ہٹاتے جاتے
جن دنون آپ تھے لکھ لکھ کے مٹاتے جاتے
نقش حب آگ مین جون جون ہین جلاتے جاتے
ہم کہ پھر وقف جنون خاک اڑاتے جاتے
نیک و بد رنگ تھین ہم ہین جتاتے جاتے

شفق تاج بخش رو رو کر یہ اشعار پڑھ رہا ہی رستم تسکین دیکر فرماتے ہین کہ ای برادر نہ گھبراؤ ہم تمھارے معشوق سے تمھین ملا دینگے پردہ قاف مین ہماری عملداری ہی ہماری مادر گرامی ملکہ آسمان پری اور بہن ہماری ملکہ قریشہ سلطان جعبابس پریون کی بادشاہ ہین یقین ہی کہ وہ پریزاد ہماری والدہ ماجدہ کی خراج گذار ہو زیادہ نہ بیقرار ہوا اپنے کو سنبھالو ہم نامہ لکھکر دریافت کرینگے پریزاد کو بلوا لینگے تمھارے ساتھ اسکا عقد کرینگے مگر شفق تاج بخش قدمون سے لپٹا ہوا رو رہا ہی کہ ڈنکے پر چوب پڑی باپ اس کا نیلگون تاجدار بیٹے کو تلاش کرتا ہوا آ پہونچا تخت پر سوار بارہ ہزار فوج پشت پر لوگ جنگل مین ڈھونڈھتے ہوئے آتے ہین باپ کلیجہ پکڑے ہوئے کہتا ہی ساتھ والون سے میرے نور نظر کو کہان چھوڑ آئے خدا نخواستہ کوئی شیر بھیڑیا کھا گیا اسی جنگل مین تڑپ تڑپ کے جان دونگا اسکی مان کو کیا منھ دکھاؤنگا وہ گرفتار دام حسرت و یاس کہیگی کہ میرے فرزند کو کیا کیا۔ ایک وزیر نے بڑھ کر عرض کی وہ سامنے آپ کا فرزند بیٹھا ہی ایک آفتاب جمال سے باتین کر رہا ہے

نیلگون تاجدار تخت سے کود اور دوڑتا ہوا سامنے رستم کے آیا کہا اے بادر غریبان اے نامور
بے کسان آپ ہمارے ہم سے باتیں کر رہے ہیں اُنکا ظہور ہوگا رستم نے کہا نہ گھبراؤ ہم جو
کہتے ہیں وہی کرینگے ہمارے قبلہ و کعبہ صاحبقران زمان نے صدہا بندگان خدا کی مشکل
آسمان کی جو جس سے وعدہ کیا کبھی اُسمیں فرق نہیں پڑا ہمین نے اپنے کام سے ہاتھ
اُٹھایا جبتک اُنکی مشکل نہ آسان ہوگی اپنا کار ضروری نکرونگا مقابلہ ہفت پیکر میں جاتا ہوں
نام ہفت پیکر سنکر باپ بیٹے کانپنے لگے گھبرا کر پوچھا کہ ہفت پیکر سے مقابلہ کا کیا سبب ہے
رستم نے فتاحی طلسم ہفت پیکر کا حال بیان کیا کہ ہفت پیکر ہمارے ہاتھ سے بھاگ کر
قصر عشرت میں آ رہا ہے اب اُسی سے مقابلہ باقی ہے مرحلہ جات فتح ہوئے آج اُس کے
مقابلے میں پہونچ جاتے کہ میں تمہاری صدا سے درد ناک سنکر ادھر چلا آیا نیلگون تاجدار
کہا ہے شہریار ہفت پیکر نے آپکے مقابلے کے واسطے کل اپنے خراج گذاروں کو نامے لکھے ہیں
اسقدر فوجیں آئینگی کہ گاؤ زمین بار نہ اُٹھا سکیگی رستم نے کہا خدا مالک ہے جسنے
یہانتک پہونچایا وہی اُسکا فرد رہنا دیگا ہمکو مظفر و منصور کریگا اُس ملعون و نجس نے دعوی
یکتائی کیا ہے اور لاکھوں بندگان خدا گمراہ کیے ہم لوگوں نے بڑے صدمے اُٹھائے
کئی سال گذر رہے اسی مرحلے میں لڑتے ہوئے بعنایت صمد یہانتک پہونچے نیلگون تاجدار
نے کہا میرے قلعے میں چلیے وہاں سے چلکر تدبیر کیجیے مرکب پاساز حاضر کیا رستم سوار ہوئے
اور نیلگون و شفق تاج بخش کو ایکطرف قلعے کے چلے دس بارہ کوس رستہ طے کیا تھا کہ
آواز توپ کی کان میں آئی نیلگون نے گھبرا کر کہا یہ آواز توپ کے قلعے سے آتی ہے مگر تاہم
چھپ کر دریافت کریں کہ قلعے کو کسنے گھیرا ہے ہرکارے روانہ ہوئے رستم نے نیلگون سے پوچھا
نیلگون نے کہا ظاہر میں تو میرا کوئی حریف نہیں رستم نے کہا میں بڑھکر دیکھوں نیلگون نے کہا حضور
اکیلا کیونکر آپکو جانے دوں شاید کسی قزاق نے قلعے کو گھیرا ہو یہ خبر مل گئی ہو کہ آج کل بادشاہ
قلعے میں نہیں ہیں چلکر قلعے کو لوٹ لیں آپ لشکر کو بڑھا کر [illegible]
ہیں ہی اُسنے سامان کیا ہوگا توپ وغیرہ آراستہ کی ہوگی رستم نے [illegible] الشکر [illegible]
نخلستان کو طے کر کے سامنے سے قلعہ دکھائی دیا [illegible] دیکھا کہ گرد دیوار [illegible] دور [illegible]

مگر ایک دیو زاغ نول ہاتھ مین لیے ہوے طرف قلعے کے جاتا ہی اہل قلعہ گولے مار رہے ہین
نالہ و فریاد کرتے ہین کہ خداوند ہفت پیکر بچائیے وہ دیو گولون کو نہین مانتا جب گولا سامنے
آتا ہی زاغ نول مار دیتا ہی گولا الٹا پلٹ کر خندق مین گرتا ہی اسطرح راہ کو طی کرتا ہوا جاتا ہی رستم
نے کہا ای نیلا گون یہ تو دیوزادون نے قلعے کو گھیرا ہی مین جا کے اسکو روکتا ہون شفق تاج گل
رونے لگا کہا آپ سے میری زیست کا سہارا ہی اتنے بڑے دیو سے کیونکر مقابلہ کیجیے گا ادھر
سب دیوزاد دور سے غلغلہ کر رہے ہین کہ ای اہل قلعہ کیون شامت آئی ہین سب کو آکر
کہا جائینگے فقط بادشاہ کے بیٹے کو ہم چاہتے ہین کہ وہ ہی ہمارا حریف ہی کہ رستم نے سامنے آکر
نعرہ کیا کہ تمام صحرا گونج گیا آواز دی او بے حیا کہان جاتا ہی طرف قلعے کے جانا کھیل ہی مجھ سے
مقابلہ کر جسکا تو جویا ہی وہ ہمارے ساتھ ہی یعنی فرزند صاحبقران اُس دیو نے جو نام صاحبقران کا
سنا کانپنے لگا رستم مقابلے مین اُس دیو کے پہونچے اُس دیو نے زاغ نول کو کھینچ دیا خبردار
خبردار کہکے ہاتھ مارا رستم نے تیغہ کیتیان پر ہاتھ ڈالا تلوار کھینچ کر ہاتھ مارا کہ زاغ نول کے دو ٹکڑے
ہوے جب زاغ نول کٹا اُس دیو نے چنگل مارا رستم نے کلائی پکڑ لی ہاتھ ڈال دیا تو دیو شل ہو گیا
کہ سیدھا تھا یا شل ڈال کے خم ہوا کشتی ہونے لگی رستم نے دو تین گھونسے مارے کہ دیو چیخنے
لگا قتل کیا جاتا تھا کہ او آدمی مجھے چھوڑ دے تو فرزند کو جانب سلیمان ہی جنھون نے عفریت کو مارا
سمندوق ہزاردست کو قتل کیا تمام جزیرہ قاف مین اپنا سکہ جاری کر دیا مین تجھ سے کیا
لڑونگا مجھے چھوڑ دے وہ گھڑی کی کشتی مین رستم نے کولے پر لاد کر زمین پر مارا کہ زمین ہل گئی
کود کر سینے پر سوار ہوے کہ وہ زانو سے دبا کر فرمایا شناخت مین پروردگار کی کہا کہتا ہی اُس
قلعے پر آنے کا کیا باعث ہوا دیو نے کہا ای شہریار دیو فولاد ہیر دار خوار کا ملازم ہون وہ ملکہ
سنگلہ ناگ پر یہی پر عاشق ہی قمقموتہ جو کہ باپ ہی ملکہ کا اُسنے لشکر کشی کر کے آ لیا قلعہ پر سے
پیغام و سلام کر رہا تھا کہ یہ خبر اسکو پہونچی کہ ایک آدم زاد نے ملکہ کو زخمی کیا اُسنے بلا کر مجھکو
حکم دیا کہ جا کر سب کو قلعے مین کہا جاو غلام آپکی خدمت سے مشرف ہوا آپکی اطاعت مین کیا عذر
ہی آپ کا مذہب جو خوشی اختیار کرتا ہون بڑے بڑے شاہان جلیل آپکے والد کے ہاتھ سے
مسلمان ہوے رستم نے اسکو مسلمان کیا اُسنے اُن دو سو دیوزادون کو آمادہ کر کے مسلمان کیا

بیکر لیکر رستم قلعے میں آئے مقام صدر پر آکر بیٹھے سردار گرد شفق تاج بخش رستم کے آگے قربان
ہوا جاتا ہے عرض کرتا ہے اے آقائے نامدار سو معشوقیں آپ پہ سے ناخن پا پہ نثار ہیں آپکا تشریف
لانا باعث برکت ہوا اب کیا تدبیر ہوگی دیو بلیان نے عرض کی افسر ہمارا یہ وعدہ کر کے آیا ہے
کہ اگر فغفور چینی نے شادی بخوشی کر دی تو بہتر ورنہ بغیر معشوق کے لیے نہ پلٹونگا رستم نے
کہا اے بلیان ہمکو لیچلو آخر ایک تخت پر رستم اور شفق تاج بخش بیٹھے وہ تخت لیکر اڑکے
یہاں فولاد نے چینستان سے فغفور کو لکھے فغفور نے جواب صاف دیا کہ اے فولاد پریزاد و دیوزاد
سے مواصلت نہیں ہوتی لہذا ہمکو نہ ستاؤ پلٹ جاؤ آخر جو تمہارے مزاج میں آئے فولاد
نے طبل جنگی بجوایا فولاد کے ملازم جو جنات ہیں انھوں نے بہت فولاد کو سمجھایا کہ فغفور سچ
کہتا ہے دیوزاد و پریزاد سے آج تک مواصلت نہیں ہوئی اپنی قوم میں کیجیے اختیار ہے فولاد
نے نہ مانا کہا کل کھڑے کھڑے قلعہ لونگا اور معشوق پر کبھی قبضہ کرونگا اب وطن میں کیسا
پلٹ کے جاؤں کیا منہ دکھاؤں میں کہہ آیا تھا کہ شادی کرنے جاتا ہوں عزیز داری کہتی
لگتے تھے ایک جن پر زور نہ چلا فغفور نے جواب صاف دیا پلٹ آئے ایسے ایسے لاف و گزاف
کر کے طبل جنگی بجوایا ہر کاروں نے فغفور کو خبر دی ملازمان فغفور نے عرض کی حضور بھی طبل جنگی
بجوائیں غلام اپنی جان لگا دینگے قلعے میں نہ آنے دینگے اس سنگدل پر پتھروں کی بوچھار
کرینگے فغفور نے بمجبوری طبل جنگی بجوایا گلرنگ پری نے جو یہ معرکہ دیکھا جام زہر بھر کر رکھا ہے کہ
میں اپنی جان دیدونگی مگر اس دیو کے ساتھ نہ جاؤنگی چاہے رات تیاری رہی صبح کو دیو فولاد
میدان میں آیا دیکھا قلعہ آلات حرب و ضرب سے آراستہ ہے منجنیقیں چڑھی ہوئی ہیں
انیر تیر سو سو من کے نصب ہیں فغفور چینی کرسی پر بیٹھا ہے تمام جنات چہار جانب سے
گھیرے ہوئے ہیں سامنے سے آکر فولاد نے پکار کر آواز دی اے فغفور چینی کیوں جان دینے
آمادہ ہوئے ہو ایسے گھروندے بہت سے میں نے بگاڑ ڈالے ہیں بہتر یہ ہے کہ نکال لاؤ اور
میری معشوقہ مجھکو دیدو گلرنگ پری نے کہ ایک گوشے میں بیٹھی ہے جام زہر آگے بھرا ہوا رکھا ہے
خنجر ہاتھ میں کھینچا ہوا ہے جواب دیا او بیہودہ کیا بکتا ہے لاشہ ہمارا لیجائیگا زندہ نہ پائیگا فولاد
نے جو یہ باتیں گلرنگ سے سنیں مثل ابر گرجا طرف فوج کے پلٹا کہا کہ یارو کیا ارادہ ہے

سب نے عرض کی حکم کی دیر ہی ابھی پامال کر ڈالین معشوق کو حضور کے لیے آئین یہ سنکر فولاد
نے اشارہ کیا کہ ہان کیا کئی ہزار دیو لینا لینا کہکر چلے قلعے سے منجنیق پڑنے لگے سو سو من
کے پتھر جو دیوزادون پر پڑے کئی سو بیس دیوون کے سر پھٹے اب تو سب کے پاؤن
اُکھڑ گئے یہ کہتے ہوے پلٹے کہ گوشت مٹی کی لڑائی ہی کیونکر وہان تک پہونچین وہان پتھر
برس رہے ہین بھاگ کر دور کھڑے ہوے کہتے ہین ای افسر ہم مجبور و ناچار ہین پتھرون کی
سخت حیران کیا کئی ہزار منجنیق سیا چڑھی ہوئی ہی کیونکر ان وارون کو روکین کیونکر وہان تک
پہونچین اہل قلعہ نے جو یہ معرکہ دیکھا کہ دیوزاد بھاگ کر دور کھڑے ہوے غلغلہ کرنے لگے
وہ مارا وہ بھگایا فولاد کو بہت ناگوار ہوا کلہاڑا اُٹھایا کاندھے پر رکھا جھومتا ہوا چلا
فغفور نے کہا یارو وہ تنہا آتا ہی سب نے کہا کیا مجال جو آسکے پھر پتھر برساتے ہین کیونکہ
پتھر برسانے لگے مگر فولاد کا یہ حال ہی کہ جو پتھر سامنے آیا اُسپر کلہاڑا مار دیا پتھر اُلٹا پلٹ کر
خندق مین گرا یا کسی برج پر گرا اُسے پامال کیا اسطرح پتھرون کو روکتا ہوا فولاد دھاتا ہے
بالا ہان فغفور نے عرض کی حضور وہ سنگدل پتھرون کو نہین مانتا رد کرتا ہوا چلا آتا ہے
فغفور نے بیقرار ہوکر اپنے پیدا کرنے والے سے رجوع کی پکار اُٹھا ای خالق لیل و نہار
مدد کر اس بلاے ناگہانی کو رد کر نظم

بر فگن یا ای دلربا از چہرہ انور نقاب — نیست شایان بر عذار نیر اکبر نقاب
پرتو افگن بر فلک ہرگز نگشتی مہر و ماہ — چہرہ پر نور تو بودی اگر اندر نقاب
پرتو روے تو از ہر پردہ ظاہر میشود — می نماید جلوہ نور رخت از ہر نقاب
پردہ پرور می منور مانع دیدار نیست — ہست غالب پرتو نور جمالت بر نقاب
دیدہ تا دیدہ دیدار روشن میشود — کی ببند ازمی ز چہرہ ای مہ انور نقاب
جان میخواہد کہ در پردہ بود آن جان جان — کی کشاید دل کہ باشد بر رخ دلبر نقاب
اہل بینش می شناسندش ز ہر طرز و طریق — خواہ باشد رو برو خواہ باشد در نقاب
ہست یا بیشک تصور اندر نظر داریم ما — ذرہ پیہ چہرہ ندارد یار بے پیکر نقاب

گلنار سیری کبھی دعائین مانگ رہی ہی کہ ای معبود اس ظالم کے ہاتھ سے بچا لیجیو

اس ظالم کی مہلت دے فولاد چلا آتا ہے واضح رہے کہ یہ جنات وغیرہ خراج گزاران ملکہ
آسمان پری ہیں خراج ان سب کا خدمت ملکہ آسمان پری میں جاتا ہے صاحبقران
جو اٹھارہ برس پردہ قاف میں رہے انھیں ممالک کو فتح کرتے تھے اور گروہ سکہ ملکہ
آسمان پری کا جاری ہوتا تھا جب صاحبقران چلے گئے تو ان سب نے وہی طریقہ رکھا
مسلمان ہیں ہر مرتبہ پکار رہے ہیں کہ اے خالق جز و کل دیکھیے کیونکر نہیں مگر جب قلعہ فتح
ہوگا تو لڑ بھڑ کر اپنی جان دینگے جب ملکہ چاہتی ہیں کہ جام زہر پی لوں یا خنجر ماروں کنیزیں
لپٹ جاتی ہیں عرض کرتی ہیں حضور نہ گھبرائیں جب لونڈیاں مر جائینگی تب آپکو اختیار ہے
فولاد لڑتا بھڑتا پتھروں کو رد کرتا ہوا قریب خندق کے آیا نعرہ کیا کہ اے نفغفور ہیں بیٹے
قلعہ لے لیا اب جو قلعے میں آؤنگا ایک کو زندہ نہ چھوڑونگا جنگل مار مار کے سب کو کھا جاؤں
آخر تمنے میرا کہنا نہ مانا کتنی سو دیوزاد جو میرے مارے گئے ہیں انکا بدلا لونگا ایک جن کو
زندہ نہ چھوڑونگا بڑی تکلیف اٹھا کے آیا ہوں اسوقت اہل قلعہ کی بیتابی ملکہ گلرنگ
پری ہرچند چاہتی ہیں کہ میں اپنی جان دوں کنیزیں لپٹ جاتی ہیں غریو بلند ہوتا ہے دیو
فولاد کھڑا ہوا جھوم رہا ہے ہر مرتبہ کلھاڑا اٹھا کر چاہتا ہے کہ پھاٹک توڑوں پھر رک جاتا ہے
چونکہ گلرنگ پری پر عاشق ہے ہر مرتبہ پکارتا ہے اے جان جہان اے آرام دل مشتاقان قطعہ

دل قابل محبت جاناں نہیں رہا
وہ ولولہ وہ جوش وہ طغیاں نہیں رہا
ٹھنڈا ہو گرم جوشی افسردگی سے جی
کیا اثر کہ نالہ و افغاں نہیں رہا
کرتے ہیں اپنے زخم جگر کو رفو ہم آپ
کچھ بھی خیال جنبش مژگاں نہیں رہا
دل سختیوں سے آئی طبیعت میں نازکی
صبر و تحمل و قلق جان نہیں رہا
کیا ایسے ہو گئے کہ بھلوں سے یہ سچ ہو
یاروں کو فکر چارہ و درماں نہیں رہا
عشق ہیں کہ بے داغ ہیں گل پیرہن منط
اب سینہ داغ بخطر گریباں نہیں رہا
آنکھیں نہ پائیں شوخ نظر کیونکہ ابکی ہیں
مفتوں لطف نرگس فتاں نہیں رہا
ناکامیوں کا گاہ گلہ گاہ شکر کو
شوق وصال و اندوہ ہجراں نہیں رہا
لے تودہ تودہ خاک سیاہ دوش پر ہو گئے
سر پر جنوں کے عشق کا احسان نہیں رہا

ہر لحظہ مہر جادوون سے ہین چشم پریشان / آئینہ زار دیدۂ حیران نہین رہا
پھرتے ہین کیسے یوزہ لشینون سے منہ چھپائے / رسوا ہوے کہ اب غم پنہان نہین رہا
آسیب چشم قہر پری طلعتان نہین / ای اُلفت اک نظر کہ مین انسان نہین رہا
بیکار ہے امید سے فرصت ہر آستہ ون / وہ کاروبار حسرت و حرمان نہین رہا
بے سیر دشت و بادیہ لگنے لگا ہی جی / اور اس خراب گھر مین کہ ویران نہین رہا
بے اعتبار ہوگئے ہم ترک عشق سے / از بس کہ پاس وعدہ و پیمان نہین رہا
بھینا آئی ہی فسانۂ گیسو و زلف سے / وہم و گمان خواب پریشان نہین رہا
کس کام کے رہے جو کسی سے رہا نہ کام / سر ہے مگر غرور کا سامان نہین رہا
ہوس پیلا ف الفت تقوی ہی کیون نگہ / دل مین تو کوئی دشمن ایمان نہین رہا

ای ملکۂ عالم میری جان جاتی ہی جان و مال تم پر نثار ہی مجھکو اپنا غلام بے زر جانو واسطے خداوند ہ اس اشیا طین کا جام زہر نہ پینا مین تمھارے واسطے سر پر مکان بناؤن باغ سلیمانی پر قبضہ کرون انہین تمکو رکھون پری زادین واسطے خدمت کے مقرر کرون ملکہ نے آواز دی او بے حیا یہ سب حسرتین دل مین رہین گی یہ آرزوئین نہ نکلینگی فولاد چاہتا ہی جا پڑون کیا تاک توڑون کہ آسمان سے آواز آئی او نامرد خبردار آگے نہ بڑھنا منم فرزند صاحبقران رستم نوجوان نعرہ رستم ارشد اولاد امیر عرب + گیست علمشاہ رستم لقب + دیگر علمشاہ رومی شہ فیلزور + کہ بر تخت مرروق افگندہ شور فولاد نے دیکھا رستم تخت پر سوار بہلو مین شفیق تاج بخش رستم تخت سے کود کے برابر فولاد کے پہونچے آواز دی او نامرد کمزور یا کر دیا فو ڈالتا ہی فولاد نے وہی کلھاڑا جو ہاتھ مین تھا چرخ دیکر رستم پر مارا رستم نے تیغہ کا ایک ہاتھ مارا کہ کلھاڑا کٹ گیا جب کلھاڑا کٹا فولاد جھلا یا چنگل مارد یا رستم نے کلائی تھام کے ایک گھونسا مارا کہ فولاد ٹھہر اگیا بے اختیار منھ سے نکلا کہ ای فرزند صاحبقران گھونسا مارا کہ گرز مارا اب تک آنکھون کے سیتے اندھیرا ہی فوج غم و الم نے گھیرا ہی لیکن شفیق تاج بخش ایک طرف کھڑا ہوا دعا مین مانگ رہا ہی کہ ای پروردگار میرے آقا کو اس دیو سے بچانے کو

چشم زخم نہ پہونچے میرے واسطے کدہ کاوش کر رہے ہین اپنا بڑا کام ضروری چھوڑا تھا بلکہ
ہفت پیکر مین جا لگے تھے اتنے بڑے طلسم کو فتح کرتے ہوئے آئے ہین انھین کا کام تھا
اس طلسم پر کون ہاتھ ڈال سکتا تھا لوگون کی زبانی سنا ہے کہ طلسم خیال سکندری اس سے
زیادہ وسیع ہے عمارت بھی اُسکی رفیع ہے اُس طلسم پر جانا دشوار ہے لیکن بذریعہ اخبار معلوم ہوا
کہ اس طلسم کو صاحبقران فتح کرین گے ہفت پیکر کی وہ کفالت کریگا اسی وجہ سے بھیجکر ڈال
آئیگا خدا میرے آقا کو بچالے روز سیہ نہ دکھائے یہان رستم فولاد کو ریل کر خندق سے ہٹا لائے
فرمایا او ظلم پسند تو نے غضب کیا ہے ان غریبون پر لشکر کشی معشوق سے سرکشی فولاد نے
کہا معشوق نہ مانے تو کیا کرون آخر کو لشکر کشی کرکے آیا یہ انجام ہوا تمھاری قضا آئی ہے
تمھارے والد نے عفریت کو کیا مارا کہ اُس روز سے آدمزادون کو گھمنڈ ہوگیا دیوزادون سے
لڑنے لگے ورنہ انسان ضعیف البنیان دیوزاد کی خوراک ہے ایک لقمے مین تمھارا قیمہ پاک کر
ہڈیان چبا جاکے کھاؤنگا بڑے صدمے دونگا تمکو جان بچانا دشوار ہوگی رستم لڑ رہے ہین گلرنگ
پری نے جو یہ معاملہ دیکھا کہ میرا عاشق بھی کھڑا ہے دعائین مانگ رہا ہے یہ بھی دعائین مانگنے لگی کہ
اے کریم و رحیم انکو غالب کر اس دیو سے کیونکر جان بچے گی تو بچانے والا ہے رحم اپنا شریک
کر یہان رستم نے دیو فولاد کے دونون بازو تھامے سر سینے مین اڑا دیا ریل کر فولاد کو دور
دس قدم پیلا کر یکہ مارا دونون گھٹنے فولاد کے آشنائے زمین ہوئے چاہا لنگر کو قائم کرے لیکن
زبردست کب لنگر قائم ہونے دیتا ہے کمر مین ہاتھ ڈال کے زور کیا اُس پہاڑ کو زمین سے چھڑا لیا
سر سے بلند کیا چرخ دیکر زمین پر مارا فولاد چیت گرا رستم کود کر اسکی چھاتی پر سوار ہوئے
گندہ زانو سے دبا کر فرمایا شناخت مین پروردگار کی کیا کہتا ہے دیو فولاد نے دیکھکر چلا کر
آواز دی او آدمزاد تو نے مجھکو ذلیل کیا اب چاہتا ہے خداوند کو چھوڑدون خداوندی کیسے
کہ پتھر سے آواز آتی ہے تمام دیوان قاف اس پتلے کو سجدہ کرتے ہین مین مذہب خدائے
نادیدہ نہ اختیار کرونگا رستم چھاتی پر سے اُٹھے ایک پاؤن دونون پاؤن سے دبایا ایک
پاؤن کو دونون ہاتھون سے تھاما جھٹکا مارا کہ پہلے جھٹکے مین تا بسینہ چیرا اور دوسرے
جھٹکے مین تمام چیر کے پھینکدیا تمام دیوزاد جو کھڑے تھے لپا لپا کہکر دوڑ پڑے فتنہ گری

بھاٹک کھول کر مع جنات کے نکلا فوجین لگئین تلوار چلنے لگی دیوزادون نے دیکھا کہ رستم نے اتنے عرصے مین کئی سو دیوزادون کو مارا جس پر تیغہ کیپتان پڑا اسکے دو ٹکڑے ہوگئے اگر دو دیوزادون نے بڑھکر دو طرف سے حملہ کیا رستم جھپٹ کر ایک کی ٹانگون مین چھپ گئے گویا بھاٹک مین آگئے ایک کا حربہ دوسرے پر پڑا آپس مین ہلاک ہوگئے اسطرح دیو مرتے ہین رستم جنگ کر رہے ہین دیوزادون مین صدائے الامان بلند ہی رستم بڑے زور و شور سے لڑ رہے ہین آخر جنات ایسے لڑے کہ دیوزادون نے شکست کھائی لاشین فولاد کی بشکل پہاڑ اٹھائی طرف صحرا کے خاک اڑاتے ہوئے بھاگے کئی کوس تک رستم نے پیچھا کیا چاہتے تھے کہ دیوزاد جو بھاگے جاتے ہین انکو بھی قتل کرون فغفور چینی آکر قدمون سے رستم کے لپٹ گیا کہا ای شہریار آپکے بزرگون کا یہ طریقہ ہی کہ کبھی بھاگے کا پیچھا نہین کرتے راشد چینی وارشد چینی ہمارے بزرگوار مین خدمت صاحبقران مین رہے انکی زبانی سب قاعدے سنے جہان صاحبقران کے سامنے سے حریف بھاگا وہ اسکا پیچھا نہین کرتے اب حضور بھی واپس ہون کنیز آپکی گلرنگ پری جمال کی مشتاق ہی حضور کیواسطے دعائین کر رہی ہی رستم نے فتح و فیروزی پائی شفق تاج بخش کو تخت پر سوار کر لیا آپ پایہ تخت پر ہاتھ رکھے ہوئے اس شان سے شفق تاج بخش کو ساتھ لیکر قلعے مین آئے گلرنگ پری نے جو اپنے عاشق کے آنے کی خبر سنی واسطے استقبال کے نکلی دیکھا کہ شفق تاج بخش تخت پر سوار ہی آگے رستم کو سلام کیا رستم نے فرمایا ای گلرنگ پری تمھارے واسطے یہ تحفہ لایا ہون اُس جوان کا عجب حال تھا مین اسکو اٹھا کر لایا ہون گلرنگ پری نے نثار کے سر جھکا لیا بات عرض کی کہ حضور یہ آپ ہین جو کہ دینگے وہ بجا لاؤنگی شفق تاج بخش کو لیکر بارگاہ مین آئی فغفور چینی و شفق تاج بخش تخت پر بیٹھے رستم اورنگ کل پر جلوہ فرما ہوئے فغفور چینی نے پریزادون کو اشارہ کیا سامنے آکر ناچنے لگین بصد سوز و گداز یہ اشعار گانے لگین

نظم

تنگ کرتا ہی بدل جانا یہ سو سو بار کا
رنگ رخ نے ڈھنگ سیکھا ہی مزاج یار کا

ایک دم فرصت نہیں کیا ازدحام خلق کی
رخنہ دل ہو گیا روزن تری دیوار کا

یہ نہیں معلوم ہوتی پڑ چکی کیا کیا نظر
طول ہی زخمون کے دامن مین شب بیمار کا

عادتِ بے سود کھو دیتی ہے آنکھوں سے وقار | کچھ اثر رکھتا نہیں خندۂ لبِ سوفار کا
اب تو ہر زخمِ جگر ہے دامنِ ابرِ بخیل | تر نہیں ہوتا ہے ان سوتوں سے لبِ سوفار کا
جذبۂ وحشت کا اثر اتنا تو دیکھا آنکھ سے | آبلوں کے منہ میں آ جاتا زبانِ خار کا
ایک نقطہ دیکھ خامے نے یہ بتلا دیا | آج ثابت ہو گیا ہونا دہانِ یار کا
روئے روشن کی حرارت سے پگھلتا جاتا ہے دل | آج سمجھے تو زمیں کیسی خاصیت ہے نار کا
رہ گیا ہے کچھ جو کانٹوں میں الجھ کر جا بجا | تارِ دامن اب نظر آیا ہے گیسو [illegible] کا
دل کو طعنوں سے گذر میں رات کو دو شام و شفق | کیا لیے آیا مکان اٹھ کے دالانِ یار کا
کس طرح آگے بڑھوں مانع ہے کچھ پاسِ ادب | آ نہ جائے زیرِ پا سایہ تری دیوار کا
آسماں پر کچھ شفق پھولی نظر آنے لگی | عکس جا پہنچا تمہارے دامنِ گلنار کا
شغلِ افغاں کے لیے بلبل کرے گی اعتکاف | باغباں گوشہ بنا دے دامنِ گلزار کا
وہ اسے سنتا ہے پھر سوتا نہیں آرام سے | اب ہمارا ذکر نالہ ہو گیا بیمار کا
چشمِ عاشق بن گیا ہوں اس لیے میں اے نسیم | شاید آ جائے نظر جلوہ جمالِ یار کا

غضنفر کو رستم نے سمجھا کر شفق تاج بخش کو نکال کر باپ بھی سے منسوب کرایا اب رستم کہتا ہے کہ مجھکو دنیا میں پہونچا دو پردے بارگاہ کے اس وقت اٹھے ہوئے ہیں تیر نے خوشبو کی جو سینہ پر شفق تاج بخش کے پڑا چہرہ سرخ ہو گیا صدا سے مبارکباد بلند ہے غضنفر جنی نے چند جنات مقرر کیے ہیں کہ آقا سے نامدار کو جلد پردۂ دنیا میں پہونچا دو جب ہمارا سرکار قتل سے ہفت پیکر کے مہلت پائینگے تب انکی شادی ہوگی شفق تاج بخش خوشی خوشی تخت پر بیٹھا ہے رستم چاہتے ہیں کہ تخت پر سوار ہو جاؤں کہ ناگاہ لشکر گھبرا کے [illegible] سامنے سے دیکھا کہ دیو تنزک گھبرایا ہوا آتا ہے رستم نے پکار کر آواز دی اے تنزک کہاں جاتے ہو تنزک نے جو رستم کو دیکھا ہوا سے اتر آیا کہا اے شہریار میں پردۂ دنیا پر چلا تھا کہ صاحبقران کو جا کر لاؤں معرکہ یہ ہوا کہ قہقہہ سنجی جب اسکے پاس فوج جمع ہو چکی تو تب گلستان ارم پر چڑھ آیا ہے بموجب قاعدہ قدیم اسکے کاکی لالہ شیرہ و غیرہ دیوان کو لیکے آیا ہے ملکہ قریشہ نے نکل کر مقابلہ کیا شومی طالع سے [illegible] بھاگ کر قلعہ گلستان میں جا بیٹھا

جیجی ہین قہقہہ کئی لاکھ نرہ دیوؤن سے گھرے ہوئے پڑا ہی اُسکا ارادہ ہی کہ یلغار کرے آسمان پری نے مجھکو حکم دیا کہ جاکر صاحبقران کو لاؤ شکر ہی کہ آپ یہان مل گئے رستم نے بیقرار ہوکر کہا مین ضرور چلونگا قہقہہ حبشی کیا ہنسی ٹھٹھا ہی یہ فرماکر کہا کہ ای تخت کہ ہمین لیچلو فغفور چینی نے کہا مین بھی ساتھ چلونگا رستم کو تخت پر سوار کیا شفق تاج بخش و فغفور چینی بارہ ہزار جنات سے ساتھ ہوا رستم طرف گلستان ارم کے چلے یہان قہقہہ نے جب دیکھا کہ ملکہ قریشہ زخمی ہین آسمان پری بالاے قلعہ بیٹھی ہین طبل جنگی بجوایا ملکہ آسمان پری کو یہ خبر ہوئی بیقرار ہوگئی فرمائی ہین کہ عادل قاف کا زخمی ہونا باعث خرابی ہوا خدا اس ظالم کے ہاتھ سے بچایے لیکن طبل جنگی بجوا دیا سرداران ملکہ آسمان پری راشد چینی وارشد چینی و سیاپاک اوردیوا قوال وغیرہ قلعے کو درست کر رہے ہین کہ اپنی جان لڑا دینگے مگر قہقہہ کو قلعے مین نہ آنے دینگے صبح کو قہقہہ نے قلعے کو گھیر لیا سامنے آکر فوج کو لیکر کھڑا ہوا پکار کر آواز دی ای ملکہ آسمان پری تمھاری وجہ سے سب سرکشان قاف قتل ہوے آج سب کے خون کا بدلا لونگا تمھارے تو نام پہ مرتا ہون کیا غضب کا مقام ہی ذرا تصور فرمایئے قطعہ

ای جوشش نالہ کاوش ہر دم کہان تلک — یون موت سے نکالیے ہم کہان تلک
اس مہر وش کو رنگ روشنے کیا حقیر — ای اشک بیقرار یہ شبنم کہان تلک
گردن جھکی ہوئی کبھی وہ بار دوش ہی — ای دل خیال ابروے خوش خم کہان تلک
جل جل گئے ہین دل کی طرح خاک ہوگیا — ای آہ سینہ سوز یہ ماتم کہان تلک
ہین صحن اُسکے گھر کا سمجھتا ہون کوچہ کو — اللہ مجھ سے تنگ ہی عالم کہان تلک
سطلے کے سارے آبلے تا سور ہوگئے — ای دست عیش چھل کا ماتم کہان تلک
تا غیر کو بھی آگئی سودا اُسکے ساتھ ہاے — کھایا کرون رقیب کا غم کہان تلک
اس زندگی سے میرا دم آیا ہی ناک مین — آخر تحمل قلق و غم کہان تلک
اب سینہ کو ستون سے یا تھکا سکو — بیٹھا رہے گا اپنی جان کو یون ہم کہان تلک
ای موت اسکی [illegible] آگیا — ہنگام مرگ مومن ہون قیامت ہی دار الفنا سے

ای ملکہ میرا عجب حال ہی خیال تو فرمائیے کس مدت سے آپ پر جان دیتا ہون انسان ضعیف البنیان آکر آپ کے ساتھ شادی کرے اور مین محروم رہون اب آج مجھے سرفراز فرمائیے قلعہ کھول کر نکل آئیے سردارون نے آواز دی او بے حیا کیا بکتا ہی جو تجھ سے ہو سکے وہ کر ملکہ کی لونڈی کو بھی نہ پائیگا ملکہ آسمان پری نے جو دیکھا کہ قہقہہ نے بلغر کیا سردارون کو اشارہ ہوا ان سب نے پتھر برسانا شروع کیے ہزارہا دیو ہمراہی قہقہہ کے مارے گئے دیوزاد بھاگے قہقہہ نے چوبدست ہاتھ مین لی کہا یارو کیا مین تمہارے بھروسے پر آیا ہون مین ابھی جاکر قلعہ فتح کرتا ہون یہ کہکے جھومتا ہوا چلا کئی سو گز کا قد چوبدست آہنی کاندھے پر شلنگین لگاتا ہوا چلا آسمان پری نے جو دیکھا کہ خود قہقہہ آتا ہی بیتاب ہوکر طرف آسمان ہاتھ اٹھائے بیقرار ہوکر آواز دی ای خالق بندہ نواز ای کارساز رحیم اپنا شریک کر نظم

ای کہ از حسن پر انوارت منور آفتاب / جلوہ گر از نور جمالت در مہ و در آفتاب
حلقہ در گردہ مہ و گردون گردان جا کرہ / روز و شب در سجدۂ طاعت نگون سر آفتاب
تاب کی دارد مہ تابان کہ آید روبرو / در مقام جلوہ کی گردد برابر آفتاب
خاک ناکارہ ز الطاف تو گردد کیمیا / ذرہ را حاصل شود عز و شرف بر آفتاب
ہست از فرمان تو ای ہادی گم گشتگان / ماہ در شب رہنما در روز رہبر آفتاب
جلوہ است از جلوۂ شام و سحر یابد ظہور / مطلع انوار تو مہتاب و مظہر آفتاب
پرتو افگن گاہ می گردد مہ نو بر فلک / گاہ گردد جلوہ گر از سمت خاور آفتاب
یافت از قدرت زمین و آسمان قدر بلند / عرش عزت پایہ کرسی رتبہ برتر آفتاب
پردہ از روے منور بر کشا تا در جہان / چہرہ ننماید دگر تا روز محشر آفتاب
ماہ از حسن تو دارد داغ حسرت بر جگر / سینہ دارد گرم مثل شمع انور آفتاب
سر زمین از شرق و غرب آمد بزیر سایہ اش / چون تو کردی ای کریم گستر نظر بر آفتاب
نور اندر ماہتاب از جلوۂ رخسار تست / می نماید صورت شام و سحر در آفتاب
طبع روشن در صفاے حق چو فرمود عطا / گشت بر اوج سخن ہندی سخنور آفتاب

ملکہ آسمان پری کے بلکنے پر سب آمین کہ رہے ہیں ملکہ قرلیشہ سلطان زمرد ایرانی [illegible]

تیغہ سلیمانی کہ پہلو میں رکھا ہی ہر مرتبہ چاہتی ہیں کہ اٹھوں جب قبضے پر ہاتھ رکھا اور قصد کیا
کہ اٹھوں لڑکھڑا کر گر پڑتی ہیں زخم سر کھل جاتا ہی فرماتی ہیں کیا ستم ہی کہ یہ بچیا والدہ ماجدہ کا
نام لیتا ہی کاشکے میں کور و گنگ پیدا ہوتی کہ یہ آفت آنکھوں سے نہ دیکھتی نہ کانوں سے
سنتی ای رب میرے مدد کر اس بچیا نے قلعہ لینے کا ارادہ کیا ہی تو ہی بچانے والا ہی اس ظالم کی
عصمت والدہ ماجدہ پر نظر ہی خدا اسکی بدنیت سے بچائے افسوس کہ تو ننگ گیا تھا اب
تک پلٹ کر نہ آیا یہاں وقت اختتام قریب ہی ظاہر ہوا کہ قرلیشہ بدنصیب ہی کہ یہ سامان اپنی
آنکھوں سے دیکھے اور زندہ رہے ای کریم یا تو طاقت و قوت عطا کر کہ میں نکل کر اس بچیا سے
مقابلہ کروں اسکی یہ سرکشی مٹاؤں یا اپنی جان دوں اگر قبلہ و کعبہ آجاتے کہ جنہوں نے دیو
عفریت لیسے کو مارا سمندون ہزار دست کو للکارا تمام پردۂ قاف کے دیوزادوں کے
نام سے کانپتے ہیں اٹھارہ برس پردۂ قاف میں رہے چھتیس پردے تسخیر کیے پر یزدا دیوں سے
لپٹ رہی ہیں بیان پر قرلیشہ کے روتی ہیں کہتی ہیں داری آپ ثانی صاحبقران ہیں بعد
صاحبقران کے آپنے کیا کارنمایاں کیے ملکہ قرلیشہ کہتی ہیں ایک غلام کی قبلہ و کعبہ کے برابری
نہیں کر سکتی انکے فرزندان نامدار کیسے کیسے صاحبان شوکت ہیں جنہوں نے قلعوں فتح میں
سرکشان عالم کو زیر و زبر کیا آخر یہ غرور ہوا کہ مقابلے میں قبلہ و کعبہ کے آئے بابا صاحبقران
مانگنے لگے امیر نے انکی گوشمالی کی سر میدان زیر کیا انکا غرور مٹایا میں کس شمار میں ہوں خدا
انکو سلامت رکھے انکی ذات سے نام جرأت روشن ہی خارستان دنیا رشک گلشن ہی
اگر ہمارے لیے آئے تو بڑا افسوس کرینگے فرمائینگے کہ قرلیشہ بیکس بے بس ہو کر قتل ہوئی قہقہہ
کو زندہ نہ چھوڑینگے کل پردۂ قاف میں یہ پردۂ ظلمات باقی رہگیا کہ قہقہہ بھاگ کر ظلمات میں
چلا جاتا ہی اسکی فتحیابی رہگئی ورنہ جب قصد کرتے پردۂ ظلمات کو لے لیتے تک قہقہہ کا ان میں
کیا تک قہقہہ لڑتا بھڑتا چھوڑوں کو دفع کرتا ہوا لب خندق ہو کر پکار کر آواز دی ملکہ اب دروازہ
کھولدو اب سرکشی نہ کرو ورنہ پھاٹک توڑ کر آتا ہوں یہ کہکے جو بدست اٹھائی چاہتا ہی کہ
پھاٹک پر لگاؤں مع فوج اندر قلعے کے گھس جاؤں پہلے سب کے ملکہ آسمان پری کو پکڑوں
بعد اسکے قرلیشہ کو قتل کروں کہ اسکے ہاتھ سے کئی بیٹے میرے مارے جا چکے ہیں اسکا نام سے

دیوزاد ٹھہرتے ہیں اُسکے مقابلے میں نہیں آتے قریشہ نے جو دیکھا کہ اب یہاں تک نوبت
چاہتا ہی تو دل سے دعا کی کہ آسمان سے نعرۂ شیر کی آواز آئی کہ باش او کافر آگے قدم نہ بڑھانا
شیر رستم پیلتن علمشاہ نوجوان فرزند صاحبقران قریشہ نے جو رستم کو دیکھا تو مثل گل
شگفتہ ہوگئیں پکارنے لگیں کہ بھائی صاحب آئیے اس ظالم نے بڑی بدعت کی ہے
زخمداری میں گھیرا ہی رستم تخت سے کود پڑے قہقہہ نے جو پیست لگائی رستم نے پینترا
بدل کر خالی دی زمین پر جو پڑی زمین سے پانی نکل آیا قہقہہ نے آواز دی زدم پست
کر دم مارا اور کام تمام کیا رستم نے پہلو سے نعرہ کیا او سمجھا میں ہو جو دیوؤں سے مارے
پست کیا قہقہہ نے جو رستم کو کھڑے ہوئے دیکھا دوسری چوٹ بیست لگائی اب کی رستم
نے ہاتھ تیغ کیپتان کا مارا کہ وہ بیست کٹی تب قہقہہ نے چنگل مارا کہ گولی بنا کر کھا جاؤں
رستم نے کلائی پر ہاتھ ڈال کے ایک جھٹکا مارا کہ قہقہہ منہ کے بل جھکا دیوزادوں نے رستم پر
بلوہ کیا تب رستم نے قہقہہ کو چھوڑ دیا ہاتھ تیغہ کیپتان کا مارا کہ سر قہقہہ کا زخمی ہوا قہقہہ
سامنے سے رستم کے بھاگا مگر لاکھ دیوزادوں کا بلوہ ہی رستم قتل کرتے کرتے تھک گئے
ہیں پروردگار سے دعائیں مانگ رہے ہیں کہ اے خالق بے نیاز اے رب کارساز میرے
اس ظالم کو شکست دے اس ظالم کے ہاتھ سے مہلت ملے نظم

مشتغل ہستند وشغل عبادت عام و خاص ہست یارب بندۂ زار تو طلعت عام و خاص
سر نہادہ ہر دم بر خاک آستانت عام و خاص میکنند سجدہ بہ اخلاص ارادت عام و خاص
دائما در بارگہ بار تو حاصل میکنند گنج علم و گنج فیض و گنج دولت عام و خاص
در جہان ہر نیک و بد امیدوار فضل تست ہست از الطاف تو خواہان رحمت عام و خاص
جلوہ معبودی تو از انوار وحدت جا بجا کردہ پیدا انوار وحدت بکثرت عام و خاص
بر امید وصل تو یا جامع اللطف فزین می کشند بر دوش خود بار ریاضت عام و خاص

بیقرار ہو کر رستم نے جو دعا کی صحرا الامر دیکھا فضا پار کہ گگنوں بیہوش ہوا داروغہ طلسم
سے بارہ ہزار نرہ دیوؤں کے پیدا ہوا رستم کے چوطرفے کی آواز سن کی ہلتا ہوا اس لشکر
دیوزادوں پر آپڑا تھوڑے عرصہ میں فوج قہقہہ کو شکست فاش حاصل ہوئی سپاہ دیوزاد

تھتھور کو لیکر بھاگے ملکہ قریشہ نے آکر رستم کو رد کا کہا بھائی صاحب پلٹیے اب وہ پردۂ ظلمات
میں چلا جائیگا وہاں نہ جا سکیگا اگر میں نے اس مردود کا تعاقب کیا بخوف وہ پردۂ ظلمات
میں داخل ہو جاتا ہے وہاں کی تاریکی سے سب گھبراتے ہیں ناچار پلٹ آتے ہیں رستم مع تیغ و فیروز کی
پلٹے بیرون قلعہ بارگاہ سلیمانی استادہ ہوئی آسمان پری نے آکر بلائیں لیں کہا ہو تو نظر تھیں
جنگ سے کہاں بچا یار رستم نے سب کیفیت بیان کی ملکہ قریشہ بہت خوش ہوئیں کہ وہ کمبخت
فولاد مردار خوار مارا گیا ہمیشہ قلعہ پیلو پر یلغار کرتا تھا چاہتا تھا ملکہ سلاسل پری قبضہ کے
پڑے کاٹنے کو آپ نے صاف کیا ایک شب رستم وہاں رہے دوسرے دن فرمایا کہ مجھکو
ایک ضرورت درپیش ہوئی ایسا ہو کہ لشکر بر ہفت پیکر دھاوا ڈالے اسکے پاس لشکر بہت سا ہے
چار دن چالان تخت کو حکم ہوا دیو اکوان دیو کیوان دیو برق دیو برقاف رستم کو تخت سوار
کر کے لیچلے فغفور چینی ساتھ ہی جب قریب جبل اعلی آکر اترے دیوزادوں نے ہر فلک کی راہ پار
اٹھا لیے کل انشاء اللہ پہاڑ کے پار لیچلیں گے رستم دامن جبل اعلی میں اترے فاصلہ بھاگے
آرام فرمایا دو پہر سے شب تجاوز کر چکی تھی کہ لشکر میں رستم کے ہلڑ ہوا گھبرا کے باہر نکلے دیکھا
کہ سب لشکر غائب ہو گیا فغفور چینی بہ خباثت فغفور ہیں متعلق تاج بخش ایک جانب مثل
دیوانوں کے بھاگا جاتا ہے گریبان چاک چہرے پر خاک بیتاب اشعار عاشقانہ زبان پر جاری نظم

حلق سے دم لبوں پر خواہش دیدار میں آیا
وہ آیا بھی تو چھپکر پردۂ اسرار میں آیا

رقیبوں کو جلایا آنے کی دمسازی نے
دل عاشق کئی صورت سے بزم یار میں آیا

سوا حسن گلشن کم نہ ہیں تحریر رنگین سے
صحیفہ تبسم گل کا خط گلزار میں آیا

برا ہو عاشق و معشوق کو دکھا مقدر نے
وہ مالک حسن میں ہیں عشق کی سرکار میں آیا

ہمارا کبھی خدا ہو نہ ہو آشنا نہ اترائیے
وہ کافر ہے جیسے شاب رحمت غفار میں آیا

مجھے حیرت ہے حالت دیکھ کر شیخ و برہمن کی
کہ برنا دان فریب سبحہ و زنار میں آیا

بہت مشکل ہو رہا یا کہ دامن دار دنیا میں
الجھ کر رہ گیا جو وادی پر خار میں آیا

برہمن دیر کو راہی ہوئے اور شیخ کعبے کو
نکل کر اس دو راہے سے میں کوچۂ یار میں آیا

خط شبرنگ سے کم کر دکھائی حسن کی قیمت
خبر پہنچی کہ بال آئینۂ رخسار میں آیا

برا ہی جان جان دل توڑنا امیدواروں کا | خلاف وضع ہی گر فرق کچھ اقرار مین آیا
نہین اپنے تمیز نیک و بد کچھ رند بادہ مشرب | نشے کا محتسب گر صحبت مئے خوار مین آیا
اکڑ جاتے ہین شمشاد و صنوبر فرط غیرت سے | الٰہی کون سا سرو روان گلزار مین آیا

رستم نے ہر چند پکارا شفق تاج بخش نے جواب کبھی نہ دیا کبھی اشعار پڑھتا ہی کبھی دیوانہ پن کی باتین کرتا ہی جب رستم نے غصہ سے کہا کہ ای برادر کیسی بات کرتے ہو ہمارے کچھ ذہن مین نہین آتا تب شفق تاج بخش نے بیقرار ہو کے جواب دیا کہ ای آقاے نامدار ای مولاے قدر شناس آپ ملاحظہ نہین فرماتے ہین کہ وہ بچہ سیاہ رو تیرہ درون میری معشوقہ کو بجبر لیے جاتا ہی میرا کلیجہ پھٹا جاتا ہی براے خدا میری معشوقہ کو اس ظالم کے ہاتھ سے بچائیے ورنہ مین ابھی اپنی جان دیدونگا اسی فکر مین جاتا ہون جو تقدیر نے چاہا تو اس سیاہ رو کو مارونگا معشوقہ کو چھڑا لونگا یہ کہتا ہوا درۂ کوہ جبل اعلیٰ مین داخل ہو گیا جب اندر درے کے پہونچا اور رستم نے دیکھا کہ میری آنکھون سے نابود ہوا بڑا رستم کو افسوس ہوا پلٹ کر لشکر مین آئے یا تو کبھی ہزارہا جنات اترے ہوے تھے مثل انسان کے انکی صورتین حسین و شکیل ان سب کا غائب ہونا کوئی رفیق سامنے آنکھون کے نہ رہا لیکن چارون حاملان تخت موجود ہین رستم نے پوچھا کہ اکوان و کیوان یہ کیا معرکہ گذرا تم کچھ یہان کا حال جانتے ہو یہ تو عقل سے ظاہر ہوتا ہی کہ کسی ساحر کا شعبدہ ہی اکوان و کیوان نے عرض کی غلامون نے دربار مین ملکہ آسمان پری کے زبانی خواجہ عبد الرحمان جنی کے سنا تھا کہ جبل اعلیٰ پر ایک ساحرہ رہتی ہی کہ اسکا نام ایلا سے مشہور ہو کر وہ کسی کو زیر جبل اعلیٰ اترنے نہین دیتی جو جاکر اترتا ہی اسکو صدمہ پہونچاتی ہی رستم نے کہا سمجھا جائیگا کلاہ ہفت گوشہ و زرہ ہفت جوشن پہنے ہین یہ تو یقین کامل ہی کہ ان اشیا سے سحر تاثیر نہین کرتا لوح طلسم ہفت پیکر بھی گلے مین ہی اسی وقت تیغ ہفت جوہر کے قبضے پر ہاتھ رکھا طرف درہ کوہ کے چلے درے کے قریب آئے ایک فیل مست جھومتا ہوا سامنے آیا فیل نے بھسونڈ اپنا طرف رستم کے بڑھایا رستم نے دونون ہاتھ اپنے فیل کو پہلے اس نے اپنی سونڈ مین لپیٹے رستم نے بھسونڈ اسکا دونون ہاتھون سے تھاما پاؤن بین پاؤن اڑا کر ایک جھٹکا مارا کہ مع خرخرے گردن گھسیٹ لی فیل چرخ کھا کر گرا رستم اندر درہ کے چلے سامنے دیکھا ایک باغ

ویران ہی اس مین شفق تاج بخش بیٹھا ہی ایک ساحرہ منتین کر رہی ہی کہ میرا وصل قبول کر شفق
تاج بخش قبول نہین کرتا کہتا ہی میری معشوقہ کو بلا دو مین تیرا وصل نہ قبول کرونگا ساحرہ نے
کوڑا اُٹھایا کہا او جوان اگر میرا کہنا نہ مانیگا تو مارے کوڑون کے کھال گرادون گی شفق کا عاجز
ہونا اور سر جھکا کر کہنا چاہے قتل کر ڈال مگر مین تیرا کہنا نہ مانونگا ساحرہ نے کوڑا اُٹھایا رستم
نے للکارا کہ او فاحشہ خبردار اُسپر ہاتھ نہ اُٹھانا ورنہ بہت پچھتائیگی ساحرہ نے جو جمال رستم دیکھا
منتین کرنے لگی کہ ای جوان تو ہی قبول کر لے یہ تو مجھکو نامرد معلوم ہوتا ہی مین عرصے سے
منت کر رہی ہون یہ کہکے قریب رستم کے آئی کہا چل کے وہین بیٹھ کہ مین تیرے واسطے شراب
و کباب لاؤن رستم نے کلائی پر ہاتھ ڈال کے ایک طمانچہ مارا کہ سر ساحرہ کا اُڑ گیا مرتے ہی اُسکے
اندھیرا ہوا آواز آئی کہ کشتی مرا نام من نیران جادو دربان باغ بود اب مرنے سے اُس ساحرہ
شفق تاج بخش کے ہوش درست ہوئے اپنے مقام سے اُٹھا رستم کے ساتھ ہو لیا رستم
آگے بڑھے کہ گانے کی آواز کان مین آئی روش پٹری کو طے کیا سامنے بارہ دری کے اندر
دیکھا مسند پر ایک ساحرہ بیٹھی ہو تاج سر پر رکھے ہوئے زیور پھولون کا زیب جسم گرد
کنیزین بیٹھی ہین جیسے ہی رستم کو اُس ساحرہ نے دیکھا اپنے مقام سے اُٹھی پکار کر کہا
تشریف لائیے رستم بارہ دری مین آئے اُس ساحرہ نے مسند خالی کر دی مقام صدر پر
جگہ دی آپ ہٹ بیٹھی جب رستم بیٹھے تب اُسنے ہاتھ باندھ کر کہا کہ ای رستم نوجوان ای فرزند
صاحبقران مین اس پہاڑ پر مدت سے رہتی ہون ہزار ہا بندگان خدا اس راہ سے گذرے
مین نے اُنکو مارا جو سحر کیا اُس نے تاثیر کی مین نے آپ کے لشکر پر یہ سحر کیا تھا کہ آکر قید ہو جائے
سب لشکر آیا مگر آپ نہ آئے اسکا کیا باعث ہی رستم نے کہا کلاہ ہفت گوشہ میرے
سر پر زرہ ہفت جوشن جسم مین تیغ ہفت جوہر قبضے مین مجھ پر سحر تاثیر نہین کرتا مین نے دیو
کوہ پیل کو مارا باغ مین آکر ایک ساحرہ کو قتل کیا رفیق کو اپنے چھڑا لیا اب تم تک پہونچا
آخر مراد تمھاری کیا ہی ہاتھ باندھ کر ساحرہ نے کہا مین کنیزان کنیز سے ہون امیدوار ہون کہ مجھکو
قبول فرمائیے جب آپ ہفت پیکر پر لشکر کشی کرینگے لاکھ ساحر میرے قبضے مین ہین
سب کو لیکر مین حاضر ہونگی رستم انکار کر رہے ہین لیلا سے منسوب ہین اور

جو تماشا مین کر رہی ہی کہتی ہی اے شہریار میرا ساتھ رہنا بہت کام آئیگا ہفت پیکر مجھکو دیکھکر گھبرا جائیگا کہ ہوا سے سرد کے جھونکے چلنے لگے ابر تیرہ و تار آسمان پر پیدا ہوا اُس ابر مین رعد کی گرج برق کی چمک وہ ابر شق ہوا ایک تخت پیدا ہوا سب نے دیکھا تخت پر ایک نازنین مہ جبین نہایت حسین و خوب صورت دو کاکلین دونون عارض پر چھوٹی ہوئین صفا ثابت ہوتا ہی کہ آئینہ حلبی پر مار ان سیاہ لہرا رہے ہین سیاہی کو انکی شب ہجر عاشق کہون یا ظلمات سے مثال دون پیچ و خم اُنکے برائے طائر دل عاشق دام صیاد ہین جسکو ہزار طرح کے کرشمے یاد ہین عارض رشک قمر آنکھون مین رعنائی چہرے پر زیبائی گلا صراحی دار اور سینے پر نار پستان کا اُبھار یا دو نقابدار سرکش جوش جرأت مین کہا نے سنبھالے کھڑے ہین کمر نازک جسکو موئے میان کہتے ہین مثال دینے والے خود معدوم رہتے ہین ساق سیمین جنپر بنائے قصر حسن قائم ہی بلور کی ترشی ہوئی رانین جنکو صانع قدرت نے اپنی صنعت سے بنایا ہی آگے مقام حجاب ہی دل کو پیچ و تاب ہی زعفرانی جوڑا پہنے بقول شاعر نظم

آڑی ہیکل گلے مین ڈالے ہوئے — پانچے ہاتھ سے سنبھالے ہوئے
رخ پہ وہ بکھرے بکھرے زلف کے بال — رنگ گل سے وہ ہونٹھ پان سے لال
دہن تنگ حقۂ گوہر — یا اُسے کہیے غنچۂ گل تر

معشوق محبوب طبیعت کی مرغوب خوش وضع آنکھون مین جادو خال ہندو خنجر ابرو نظم

دیگر

بہر خندہ کہ لب برانگیختی — نمک بر دل خستگان ریختی
ناک مین نیم کا فقط تنکا — شوخی چالاکی مقتضا مین کا
آستینون پہ وہ کلابتی گوٹی — جسم مین وہ شباب کی کھڑتی
قد مین آثار سب قیامت کے — گویی گردن مین طوق منت کے
رخ پہ گرمی سے وہ عرق کم کم — جس طرح گل پہ قطرۂ شبنم
عکس رخ موتیون کے بندون مین — بجلیان چھوٹی چھوٹی کانون مین

اُس نازنین نے بھی بہ نگاہ محبت رستم کو دیکھا ایک جوان ماہ رخسار سینہ فراخ [illegible] سپاہ گری چہرے سے ظاہر فنون جرأت سے بخوبی ماہر سپر پشت پر تیغ برق آسا پیوستہ [illegible]

بڑی بڑی آنکھیں جنکی بھوین غزال چشم شیر خشم خوبصورتی کی تیاری زیبندہ وقطع داری سطوت
وصولت رعب و دبدبہ چہرۂ زیبا سے ہویدا ہی طریقے سے جرأت پیدا ہی جابجا بین سے لگا ہین
لڑائین دونون کے دون سے برچھیان پار ہوئین لیلا سے عنبرین ہو یہ کہکر اٹھی کہ بہن
سلما سے عشوہ ساز آتی ہین سلما آکر قریب رستم کے بیٹھی رستم مسکرا اسکے باتین
کرنے لگے سلما بھی جواب باصواب دیتی ہی لیلا نے یہ طریقہ دیکھا تو لگا دیکھا رشک سے جل گئی
جی مین کہتی ہی مین نے کس محبت سے اس ظالم کو بٹھایا مجھ سے محبت کی باتین نہ کین
ہمشیرہ صاحبہ سے اب کیا ہنس ہنس کے باتین کر رہا ہی ضبط کیا آخر ضبط ہو سکا طرف رستم
کے متوجہ ہوئی کہا کیون او نا منصف مجھسے کوئی محبت کا کلام نہ کیا یہ کہکے طرف سلما کے متوجہ ہوئی
کہا بوا سنو یہ میرا معشوق ہی اگر اسپر نگاہ محبت ڈالوگی تو بہت پچھتاؤگی ہین ابھی ان کو ابھی مار ڈالونگی
سلما نے حجاب سے سر جھکا لیا اتنا جواب دیا کہ بوا اتنا نہ گھبراؤ اپنے ہوش مین آؤ یہ مشہور ایک
مثل ہی کہ مان نہ مان مین تیرا مہمان رستم نے کہا لیلا کیون شامت آئی ہین رستم نے جو یہ کلمے
جواب دیا لیلا نے سحر کیا مگر سحر نے تاثیر کی نہ کی کمر سے کھینچا خنجر دار خنجر دار کہکے رستم پہ ہاتھ مارا رستم
نے تیغہ ہفت جوہر پر رو کا کلاہ ہفت گوشہ کا عکس ڈال کے ہاتھ مار دیا لیلا کے دو ٹکڑے ہو
کنیزین تھرا گئین سلما نے کہا اے شہریار یہ کیا باعث کہ آپ پر سحر نے تاثیر نہ کی رستم نے کہا یہ تیغۂ
ہفت جوہر ہی کسی ساحر کا سحر اس پہ تاثیر کریگا تم کیون رنجیدہ ہوتی ہو اسکی قضا آگئی تھی قتل ہوئی
احق کو بیٹھے بیٹھے راستہ رو کا میرے ساتھ والون کو قید کرلیا وہ ساحر میرے ہاتھ سے مارے گئے
تمہیں سے اسکی قضا تھی زبردستی اپنی جان دی سلما نے عرض کی سامنے جو قصر ہی ادھر شہر یعنی آپکے
ہمراہی تھے۔ مین انکو رہا کرنے بھیجے تھے تو اسکا اثر گیا کہ وہ قتل ہوئی رستم نے اس قصر کو کھولا فغفور
جنی مع اپنے ساتھ والون کے نکلا فغفور رستم کے قدمون کو بوسہ دیا کہا آقا سے نامدار خدا آپکو
سلامت رکھے عجب مصیبت مین غلام آپکے تھے راستہ کو یکایک بیٹھے بیٹھے قلب اپنے
بیہوش ہو گئے جب آنکھ کھلی تو اپنے کو اس قیدخانے مین پایا گرداگرد سب ہتھکڑیاں لیے ہو
بیٹھے تھے یقین تھا کہ مارے جائینگے مگر خدا حضور کو سلامت باکرامت رکھے کہ اس قید آفت
سے آپ نے بچایا اپنے غلامون کو چھڑایا اب طرف سلما کے رستم متوجہ ہوئے سلما نے عرض کی

جاگا کوئی تو صبح کو ہمیر کرے گا حشر | قاتنے کبھی سو رہے ہیں تری خوابگاہ میں
زاہد بغیر توبہ بخشیگا کیا کریم | جھگڑا نہ ڈال تو مرے عفو گناہ میں
پہونچے نہ کوے یار تک آخر ہم اسی فلک | بیٹھی نہ خاک اٹھ گئی دیوار راہ میں
میں نالے کرتے کرتے قیامت میں رہ گیا | جستکی نہ لی کسی نے دل دادخواہ میں
اب کیوں ڈریں گناہ کریں شوق سے چلا | لکھنے ہی کی جگہ نہیں فرد گناہ میں

رستم نے شب بھر جشن کیا دوسرے دن سلما اور ملکہ ساحرہ اسباب سحر سے آراستہ نوبت نقارے بجانے لگے ہوا آئے رستم کو سلما نے تخت پر سوار کیا آپ پایۂ تخت پر ہاتھ رکھے ہوئے اڑتی ہوئی جنگل سے نکلی شفق تاج بخش ہمراہ ہی اس دھوم سے طرف لشکر کے روانہ ہوئے لیکن اب حال لشکر رستم ذکر کیا جاتا ہے کہ صبح کو جو سردار اٹھے سماک واسطے نماز کے جگانے آیا رستم کو خوابگاہ میں نہ پایا آکر سرداروں سے بیان کیا کہ آقا ہمارا کا نشان نہیں میر طلایہ کی زبان سے سنا کہ دو پہر رات گئے بارگاہ سے نکلے طرف صحرا کے گئے تھے سماک تلاش کرنے نکلا لشکر میں نیلگون تاجدار سے آیا وہاں آکر یہ خبر سنی کہ رستم طرف پردۂ قاف کے گئے سماک پلٹ کے لشکر میں آیا سرداروں سے سب حال بیان کیا ساحر لشکر کے الگ اترے غیر ساحروں کے افسر جاروق و عیوق تاجدار و ہنگام وحشی و شیر مردم در دیوانہ سب کنارے پر لشکر کے کھڑے ہوئے اہتمام لشکر کرتے ہیں سب کو انتظار ہے کہ آقا پردۂ قاف سے آئیں تو لشکر کا کوچ ہو کہ صحرا سے گرد اڑتی دیکھا ایک پہلوان گینڈے پر سوار پشت پر کئی لاکھ فوج نیزے چمکاتے ہوئے سامنے سے پیدا ہوئے آکر مقابل میں اترے سرداروں نے دریافت کرایا معلوم ہوا صندلان فیلگوش بحکم ہفت پیکر آیا ہے مقابلے کا ارادہ ہے صندلان فیلگوش کو معلوم ہوا کہ طلسم کشا لشکر میں نہیں ہیں پردۂ قاف کو گئے ہیں اچھے موقع آنا آیا طلسم کشا کے ان سرداروں کو زیر کروں انکا تو غرور مٹاؤں یہ سوچ کر طبل جنگی بجوایا سردار سب بارگاہ میں جمع ہیں ہنگام وحشی و دیوانہ شیر مردم در چوبداستان ہلا رہے ہیں ہر ایک پر نگاہ تند ڈالتے ہیں جیسے ہرکارے نے خبر دی ہنگام وحشی نے مقام سے اٹھا کہا کہ میں ابھی جاتا ہوں کشاں کشاں اسکو لاتا ہوں کان پکڑ کے سمجھاؤنگا کہونگا کہ او نامرد آقا ہمارا لشکر میں نہیں ہے تو نے کیوں طبل جنگی بجوایا صندلان سرکش نے اٹھکر دیوانے کو روکا

شتر پر ہردم دریعی یہی کہتا ہے کہ ہان بھائی چلو ہم تم اُسکو سمجھاوین جہلال نے دونون کا پیغام
سنکر کہا تمہارے آقا کا یہ دستور نہین ہے جواب مین طبل جنگی بجواؤ جب وہ میدان کارزار
مین آئیگا جسکو مناسب جانتا اُسکو بھیجتا وہ جاکر مقابلہ کریگا یہ لئے گھر پر یون جانا کیا
ضرور ہے جہلال سرکش وغیرہ نے یہ لطائف الحیل ان دیوانون کو سمجھایا یہ مشکل روکا جاروق نے
جواب مین طبل جنگی بجوایا جادوگرنیون نے جو خبر سنی بارگاہ مین آئین کہا اے سرداران تہمتن و دیگر
جوانان ہدف شکن آقاے نامدار لشکر مین نہین ہین کیون جنگ کو طول دو ایک سحر مین سب
دیوانے ہوکر بھاگین گے سردارون نے کہا اے شاہزادیو تمہارا سحر ایسا ہی ہے لیکن ہم آقا کے
قانون کے خلاف نہ کرینگے صبح کو میدان کارزار مین لڑینگے دیکھنا کیا رنگ ہوتا ہے ہمین بھی
خبر معلوم ہوئی کہ اُسکو خبر ہے کہ آقاے نامدار لشکر مین نہین ہین اسلیے یہ سرکشی کی طبل جنگی کو بجوایا
میدان کارزار مین سمجھا جائیگا چار پہر رات تیاری مین بسر ہوئی جسوقت پہلوان زرین پوش
بصد جوش اکھاڑے مین آیا شاگردان ضیا و شعاع ساتھ ساتھ میدان چرخ زبرجدی مین گرم
ٹہلنے لگے صندلان فیلگوش پوجا پاٹ کرکے گینڈے پر سوار ہوا کل فوج کو ترغیب دیتا ہوا
میدان کارزار مین آیا قصر عشرت کو پشت پر لے کے کھڑا ہوا یکایک اسنے دیکھا کہ اہل اسلام
بھی آتے ہین سب سردار جمے ہوئے اپنی اپنی فوج اپنے اپنے ساتھ لیے ہوئے
میدان کارزار مین آکر پہونچے دونون دیوانے شلنگین لگا رہے ہین جو پاس ہلا رہے ہین
ہر مرتبہ یہی نعرے ہین کہ او نامرد تونے یہ خیال نہ کیا کہ ہمارے آقاے نامدار لشکر مین نہین ہین پر
پردۂ قاف گئے ہین اگر جرأت کے خلاف نہو تو پلٹ جا جب آقاے نامدار تشریف لاوینگے
تب طبل جنگی بجوا کے میدان کارزار مین آنا صندلان فیلگوش نے جو دیوانون کو دیکھا اُسکے
ہوش اُڑ گئے گھبراکر کہتا ہے یارو تم نے دریافت کیا کہ طلسم کشا نے ان دیوانون کو کیونکر زیر کر
قبضے مین کیا مقام تعجب و حیرت ہے کہ یہ دیوانے اپنے ہوش مین نہین ہین ان پر کیونکر قبضہ ہوا
ہرکارون نے عرض کی حضور طلسم کشا نے لڑکر ان کو زیر کیا ہے حقیقت مین ان سے تو کوئی نہین
لڑ سکتا بلاے روزگار ہین ایک چیخ مارتے ہین کہ زمین و آسمان ہل جاتے ہین سب اہل
دیوانون کو دیکھکر گھبرائے ہوئے ہین لیکن اژدران فیلگوش بھائی صندلان کا سپہ سالار

مین آیا سلح شوری دکھانے لگا پکار کر آواز دی اے فرقہ خدا پرستان جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے ہنگام وحشی چوب پست ہلاتا ہوا دوڑ پڑا ہر چند جلال سرکش وغیرہ نے روکا کہ تم میدان کارزار مین نہ جاؤ یہ انھین کو چوب پست دکھانے لگا کہا تجھکو روکو گے تو ایک چوب پست مار دونگا سوار رک گئے ہنگام وحشی میدان مین آیا اژدران فیلگوش سے مقابلہ کیا اژدران فیلگوش نے جو دیوانے کو اس کیفیت مین دیکھا حیران ہو گیا چاہتا تھا کہ پلٹ جاؤن مگر غیرت نے دامن پکڑا نیزہ ہنگام وحشی پر مارا ہنگام وحشی نے نیزہ اسکا توڑ کر پھینک دیا اور چوب پست کو گردش دینے لگا سناٹے کی آواز جو کان مین آئی اژدران فیلگوش گھبرا کے کو پھیر کر بھاگا دیوانہ للکارتا ہوا پیچھے اسکے چلا تالیان بجاتا ہوا قہقہے مارتا ہوا پکارتا ہوا کہ کہان جاتا ہے مین نے تیرا حربہ اٹھایا تو میرا حربہ روک ایک ہی ضرب مین ہڈیان پسلیان سرمہ ہو جائینگی مگر اژدران فیلگوش نہین ٹھہرتا جب کنارے پر اپنے لشکر کے پہونچا فوج کو آواز دی یارو مین اس کو لگا کر لایا ہون کمک دو مین گرفتار کر لو کئی ہزار جوان دوڑ پڑے دیوانے نے چوب پست ہلائی کسی کا سر پھٹا کوئی ہو نہ خاک ہوا لوٹتا پھرتا تھا اژدران فیلگوش کے پہونچا اژدران فیلگوش ساتھ والون سے کہ رہا ہے دیکھو یارو مین نے اسی واسطے میدان مین مقابلہ نہ کیا چوب پست بلا کا حربہ ہے ہم نیزہ تلوار سے لڑنا جانتے ہین کبھی کسی دیوانے سے مقابلہ نہین کیا کہ دیوانہ برابر پہونچا خون کے سرا لے بدن سے اڑتے ہوئے غصے مین کف منھ سے جاری کلمات سخت و سست کہتا ہوا کہ او نامرد ایک وار تو میرا روک مین اپنے آقا کے تصدق ہو جاؤن وہی میرا دار رہ گئے ہین ہائے آقائے نامدار کہان گئے یہ کہکے چوب پست ماری اژدران فیلگوش نے گرد اسپر کا اٹھایا چوب جو سپر پر پڑی پھول مرجھا کے سپر سے اڑ گئے ہاتھ کانپا سپر چھوٹ کر سر پر آئی سر گردن مین گر دسینے مین تمام جسم گینڈے مین خون کا تھالا بنا رہ گیا لوگ بھاگنے لگے دیوانے نے کئی ہزار جوانون کو مارا صندلان فیلگوش نے فوراً طبل امان بجوایا لشکر کو لیکر پلٹا کہتا تھا مسلمانون سے کون مقابلہ کرے قدرت نے نہین معلوم کیا سمجھا کہ مجھکو ان کے مقابلہ مین بھیجا ایک سوار کو حکم دیا کہ جا کر عیوق و جاروق سے

کہو کہ ہم دیوانون سے نہ لڑینگے ہم جا کے طبل جنگی بجواتے ہین کل میدان مین تم سب لوگ
آؤ میدان مین مقابلہ کرو ہم تم لوگون سے لڑین گے جہلال سرکش نے جواب دیا کہ ایسا ہی ہوگا
یہ کہکے لشکر کو لیکر پلٹے دیوانے کو بمشکل میدان سے پھیرا دیوانہ نہ پلٹتا تھا کہتا تھا افسر اعلیٰ
کو مارونگا اس نامرد نے کیون طبل جنگی بجوایا تم لوگون کے کہنے سے پلٹتا ہون ورنہ آج ہی
ان سب کو بھگا دیتا آقا سے سرخ آکر ہم پر طعن کرین گے کہ ہم وحشی تو تم نے اُسے کیون نہ
مار لیا مین تو آقا سے نادار سے شرمندہ ہوتا ہون جب چوبدست مارتا ہون آقا لیٹے
پڑتے ہین چوبدست چھین لیتے ہین میرا زور نہین چلتا ایک دن آقا سے نادار کو بیرا سمجھا بناؤنگا
شتر بیمردم در نے بڑھ کر کہا او ہنگام وحشی آقا کو ایسی بات کہتا ہے ہنگام وحشی نے کہا
آؤ تم تو ایک ضرب چوبدست کی روکو وہ بھی دیوانہ بیباک چوبدست لیکر کھڑا ہوا کہا بھائی آؤ
دو دو ہاتھ تو چل جائین آقا بھی لشکر مین نہین ہین کون دبا کو ڈالیگا کہ چوبدست چھین لے اور
سردار ہم سے بول نہین سکتے دونون مین چوبدستین چل رہی ہین عیوق و جاروق تاجدار
دوڑے کہ ارے یہ کیا کرتے ہو آپس مین نہ لڑو دیوانہ کہتا ہے آج اس ہنگام وحشی کو سمجھا دونگا
ہنگام وحشی کہتا ہے اس دیوانے شتر بیمردم در کو ہوشیار بنا دونگا اور دیوانے بھی سیاہ سے
ہوئے آپس مین چوبدستین چلنے لگیں عیوق و جاروق و جہلال سرکش ان سب کے بیچ
مین آئے بمشکل ان سب کو ہٹایا ساتھ لیکر چلے دونون ہنستے ہوئے ہنگام وحشی زخمی تھی
زخمون کا خون پونچھتا ہوا ساتھ ساتھ بارگاہ مین سب آکر بیٹھے جادوگرنیان آئین آکر بیٹھین
سردارون سے کہ رہی ہین کہ کیون اے سرداران نامی تمنے ہمارا کہنا نہ مانا آج ہی خاتمہ کر دیا
ہوتا آپس مین لڑ بھڑ کر مر جاتے یہ کہکے نہنگ بحری اپنے مقام سے اُٹھی اور کہا کہ مین
جاتی ہون ابھی صندلان فیلگوش کو لاتی ہون ہر چند سردارون نے سمجھایا مگر نہنگ بحری
نے نہ مانا غرق زمین ہوکر چلی ماہی سحر اپنے مقام سے اٹھی یہ بھی غرق زمین ہوئی دونون
غرق زمین ہوکر چلین صندلان فیلگوش بارگاہ مین بیٹھا تھا کہ لشکر مین ہنگامہ ہوا گھبرا کے
باہر نکل آیا دیکھا لشکر والے آپس مین تکرار کر رہے ہین صندلان فیلگوش نے پلٹ کر
آواز دی یارو کیون آپس مین لڑے مرتے ہو کہ پہلو سے آواز آئی کہ اے صندلان فیلگوش

ہم تمہارے بہت مشتاق ہیں صندلان فیلگوش نے پلٹ کر دیکھا ایک نازنین نہایت حسین و رعنا سر سے پاؤں تک جواہر میں غرق طلائی لباس بھاری زیب جسم اشارے سے صندلان فیلگوش کو بلا رہی ہے صندلان فیلگوش نے صورت زیبا دیکھکر کلیجہ پکڑ لیا اُس نازنین نے ہاتھ سے اشارہ کرکے یہ اشعار عبرت آثار گانا شروع کیے۔ نظم

اثر پیدا کیا ہے پیرہن نے جسم عریاں کا ۔۔۔ نہیں دیتا لہو تک زخم نو چاک گریباں کا

جنون کی تیز دستی سے نہ فرق اچھا کا عصمت میں ۔۔۔ عجب کیا چاک دامن بڑھ کے بوسے لے گریباں کا

جنون کی فصل مژدہ چاک پیراہن کا دیتی ہے ۔۔۔ گلے ملنے کو آیا ہے لیے حلقہ گریباں کا

مجھے آسایش داماں یار سے تعلق کیا ۔۔۔ کہ پروردہ ہوں طفلی سے میں آغوش بیاباں کا

گلوں سے زخم بو دینے لگے اٹھ باغبان جلدی ۔۔۔ پڑا ہے جلوہ رخسار کس ماہ درخشاں کا

کسی صورت سے استقلال دم بھر بھی نہیں رہتا ۔۔۔ اثر باقی ہے آنکھوں میں مری خواب پریشاں کا

لحد میں بھی نہ پھیلا پاؤں تک احسان ظالم سے ۔۔۔ مزہ بخشا مزار تنگ نے آغوش زنداں کا

کسی کو بھی گوارا صحبت مفلس نہیں ہوتی ۔۔۔ نہ دیکھا شمع نے منہ ایک شب گور غریباں کا

کدورت سے تعلق کیا انہیں جو پاک طینت ہیں ۔۔۔ نہیں ممکن جو الجھے خار سے دامن بیاباں کا

جو آزاد ازل ہیں قید سے اُن کو تنفر ہے ۔۔۔ جدھر سے چاہیے موجود ہے رستہ بیاباں کا

بجز امید باطل اور کچھ حاصل نہیں ہوتا ۔۔۔ اثر ہے وعدہ دیدار میں خواب پریشاں کا

رہیگا ذکر برسوں مجھ شہید ناز کا ہر سو ۔۔۔ اثر بخشا ہے مجھکو عشق نے مرگ سلیماں کا

نہ کیونکر بلبلیں میرے وفور گریہ سے جھکیں ۔۔۔ نسیم اب دامن رنگیں میں عالم ہے گلستاں کا

یہ اشعار سنکر صندلان فیلگوش ہاتھ باندھے ہوئے سامنے اس نازنین کے آیا کہا کیا حکم ہوتا ہے جو حکم ہو وہ بجا لاؤں سر کو قدموں پر نثار کروں اُس نازنین نے کہا صاحب میں مشتاق ہو کر آئی تھی کہ تم سے صحبت ہو گی لیکن یہ سب فوج والے تمہارے ایسے خارج ہو سکے کہ تمہارے پاس نہیں آسکتی ان سب کو قتل کرو یا لڑ کر بھگا دو صندلان فوج سے لڑنے لگا تلوار کھینچ کے افسروں کو ٹوکا ہیں افسر جا بجا پڑے ہیں یہ ہاتھ مارا اُسکے دو ٹکڑے کیے سارے فوج والے چاہتے ہیں اسکو گرفتار کریں مگر یہ پشت و پہلو سے ہوشیار

لڑ رہا ہے جس نے پشت پر سے وار کیا اُسکو جواب دیا جو سامنے آیا اُسکو بھی جواب دیا
پہلوانون کو پرے سے روک رہا ہے کئی سردار افسر اسکے ہاتھ سے مارے گئے خود بھی زخم دار ہے سر سے
خون بہہ رہا ہے رات بھر اسکو لڑتے ہوئے گذری اہل لشکر یہ ہنگامہ سنکر تماشہ دیکھنے آئے
ہین نہنگ بحری واہی سحر سماک سے کہہ رہی ہین ای جہنڈالا گھر یہ تماشہ دیکھو گران سمجھا ہون
پر کیا گذری ملازمان صندلان کو قتل کرینگے آخر لڑتے لڑتے گر پڑیگا وار نہ سہ سکیگا
کیا مجال ہے کہ افسران فوج اسکو زندہ چھوڑین سماک کہتا ہے ای نہنگ بحری وای باری سحر تیرے
تمہارا آقا سے نامدار کے خلاف ہوگا فرمائینگے کہ غیر ساحر پر کیون سحر کیا نہنگ بحری کہتی ہے
اسکا خاتمہ ہو جائیگا کیا یہ لڑتے رہینگے سب لشکر والے تماشہ دیکھ رہے ہین کہتے ہین کہ کس
طور سے صندلان اپنے کو بچا رہا ہے کئی بھائیون کو اسنے مارا اُنکی لاش پر کھڑا رو رہا ہے
پکارتا ہے ای بھائی اٹھو میری بات کا جواب دو تم کو ہفت پیکر نے بلا لیا مین تنہا رہ گیا
ہون یہ کیا معرکہ ہوا ظلم کیون مجھ سے لڑے آخر لڑائی کا یہ انجام ہوا ہر ایک کی لاش پر جاتا ہے
اور چیخین مار مار کے روتا ہے لیکن ایسا مبہوت ہو رہا ہے کہ ہاتھ نہین رکتا اگر کوئی سردار سامنے
آیا اسنے عجز کیا کہ ای آقا سے نامدار ہماری خطا کیا ہے یہ زبان تیغ سے جواب دیتا ہے ہاتھ مار دیا
اُسکے دو ٹکڑے ہوئے اب لوگ بھاگتے پھرتے ہین کوئی سامنے نہین آتا اب غدر بھی موقوف
ہوا گرد لاشے پڑے ہین یہ تلوار کھینچے ہوئے دیوانہ وار وحشی مثال لڑتا پھرتا ہے کبھی بیقرار
ہو کر پکارتا ہے ای جان جان وای آرام دل مشتاقان اس غلام کی خبر لو میرا عجب حال ہے اس عشق
و عاشقی مین نام ہے تمھارا تو منھ چھپانا کام ہے بقول شاعر — نظم

منھ چھپا ہی کرے ہے جس تس کا — حیرتی ہے یہ آئینہ کس کا
شام سے کچھ بجھا ہی رہتا ہے — دل ہوا ہے چراغ مفلس کا
تھے بُرے مغبچون کے تیور لیک — شیخ مینا سے بھلا کیسکا
داغ آنکھون سے کھل رہے ہین سب — ہاتھ دستہ ہوا ہے نرگس کا
بحر کم ظرف ہے لبان حباب — کاسہ لیس اب ہوا ہے تو جسکا
فیض ای ابر چشم تر سے اٹھا — آج دامن وسیع ہے اسکا

حال ہی اور کچھ ہی مجلس کا	تاب کس کو جو حال میر سنے

اس طرح بلبلاتا ہی سننے والے گھبرا رہے ہین کہ ہمارے آقا کو کیا ہوا کیسے بیخود ہو رہے ہین یہ تو اپنے آپ سے باہر ہین بھائیون کو اپنے آپ ہی قتل کیا آپ ہی روتے ہین ایسے بھی بیوقوف ہوتے ہین کون جان دینے اُنکے سامنے جائے جو سامنے گیا قتل ہوا ہم لوگون کو سب طرح مشکل ہی آخر کیا کرین کیونکر اس ظالم کے ہاتھ سے بچین لیکن اب نہایت مبہوت ہو رہا ہی فوج والے جا کر دور کھڑے ہوے ہین ہر چند منت کرکے بلاتا ہی مگر کوئی قریب نہین آتا ہی دور سے جواب دیتے ہین کہ تلوار نیام مین کیجیے تو ہم آئین آپ تو خونخوار بنے ہوے ہین جو قریب آیا اُسے مار ڈالا اُن سردارون کو آپ نے قتل کیا کہ جن کا مثل ممکن نہوگا وہ آپکی رفاقت کا دم بھرتے تھے اُنکی آپ کیسی خاطر کرتے تھے نہنگ بحری و ماہی سحر کھڑی ہوئی ہنس رہی ہین جون جون یہ ہنستی ہین جوش صندلان فیلگوش کا بڑھتا ہی کہتا ہی آج ایک کو زندہ نہ چھوڑونگا ان نامردون کے قتل سے منھ نہ موڑونگا بھیاؤن نے مجھے بہت ستایا میری معشوقہ کو مجھ سے چھڑایا اب مین کیا کرون کہان تلاش کو جاؤن صورت دکھا کر چھپ گئین مین تلاش مین دیوانہ وار پھرتا ہون اسی وحشت مین تھا کہ آسمان پر برق چمکی ابر گلنار پیدا ہوا سب سردار گھبرا گئے سمجھے کہ کوئی ساحر مدد کو اسکی آتا ہی نہنگ بحری و ماہی سحر و شفق خونخوار یہ جادوگرنیان آمادہ ہو کر پڑھتین کہ اس ابر کو زمین پر نہ آنے دین بالا سے آسمان روکین چاہتی ہین کہ سب ملکر سحر کرین کہ ابر شق ہوا دیکھا تخت پر رستم پہلو مین ایک مہجبین لیے پشت پہ لشکر ساحرہ وہ ہنگامہ دیکھکر سنبھلے تھے کہ رستم نے پلٹ کر آواز دی کہ دیکھو یارو پھر نہ کرنا ہمارا لشکر یہ اطمینان کھڑا ہی ادھر نہنگ بحری وغیرہ نے ہاتھ روکے سب حیران ہو گئے آپس مین ایک ایک سے کہتا ہی کہ کیا آقا ہمارے صاحب اقبال ہین اکیلے گئے تھے دیکھو کس شوکت و شان تشریف لائے ہین معشوقہ پری پیکر پہلو مین ہے شاید یہ طلسم کشا ہین جس مقام پر جاتے ہین فوج لیکر آتے ہین جادوگرنیان بلند ہوئین سلام سب سے ملین شاہزادیان تخت کے قریب آئین سلام سے ملین دریافت کرنے سے معلوم ہوا کہ شاہزادی جبل اعلی کی ہین عشق مین رستم کے وطن چھوڑا مع فوج تشریف لائی ہین جب رستم زمین پر آئے سب ساحر اترے رستم نے سر

اٹھا کر دیکھا کہ ایک شخص دیوانہ وار وحشی مثال یہ اشعار عاشقانہ پڑھتا پھرتا ہے نظم

رات پیاسا تھا مرے لوہو کا ہوں دوانہ ترے سگ کو کا
شعلۂ آہ جوں توں اب بجھاؤ فتنہ ہے اپنے ہر بن مو کا
ہے مرے یار کے مسوں کا رنگ کشتہ ہوں سبزۂ لب جو کا
بوسہ دینا مجھے نہ کر موقوف ہے وظیفہ یہی دعا گو کا
شور قلقل یہ ہوتا تھا مانع ریش قاضی پہ رات میں تھوکا
عطر آگیں ہے باد صبح مگر کھل گیا پیچ زلف خوشبو کا
ایک دو ہوں تو سحر چشم کہوں کارخانہ ہے واں تو جادو کا
نام اس کا لیا ادھر کہ ادھر اڑ گیا رنگ ہی مرے رو کا
میر ہر چند میں نے چاہا لیک نہ چھپا عشق یار بد خو کا

ہاتھ میں تلوار کھینچے ہوئے رفیقوں کو قتل کرتا پھرتا ہے ساری فوج پریشان رفقا حیران مگر ماہی سحر کی رنگت زرد ہو گئی جی میں کہتی ہے اب آقا سے نامدار پوچھیں گے نہ نگار سحری نے بڑھکر کہا اے ماہی سحر کیوں گھبراتی ہو صاف صاف عرض کریگی آقا سے نامدار معاف فرمائینگے کہ رستم نے فرمایا یہ پہلوان کیوں دیوانہ وار اپنے رفیقوں کو قتل کر رہا ہے ماہی سحر نے بڑھکر عرض کی کہ حضور کے تشریف لیجانے کے بعد یہ پہلوان لشکر کشی کر کے آیا کل کی میدان داری میں ہنگام وحشی جا کر لڑا کئی پہلوانوں کو مارا وہ پھبتا کہتا تھا کہ میں پہلوانوں سے نہ لڑونگا کنیزان سرکاری نے سحر کیا کہ یہ دیوانہ وار اپنی فوج کو قتل کر رہا ہے حضور اسے بارگاہ میں تشریف لیچلیں تھوڑے عرصے میں اسکا خاتمہ ہوگا رستم نے کہا اے ماہی سحر ہمارے حکم کو تمنے فراموش کیا ہم حکم دے چکے ہیں کہ بغیر ساحر کے مقابلے کو ساحر نہ جاوے اس سحر کو جلد اتارو ورنہ ہم تم پر آفت برپا کرینگے اور ہمارا وعدہ اسکا یہ ہوا کہ چار دن تک نظربند رہو دربار میں ہمارے نہ آؤ ماہی سحر نے اپنا سحر اتارا مگر رستم کے قدموں سے لپٹ کر رونے لگی کہتی تھی یہ سزا کنیزوں کے واسطے نہ مقرر ہو بلے دیکھے جمال کے کیونکر زندہ رہینگی جب دربار میں حاضر نہ ہوے اور جمال جہان آرا سے مشرف نہ ہوے پھر سوا اسے

جان دینے کے کیا چارہ ہوگا رستم نے منہ پھیر لیا ماہی سحر و نہنگ بحری زار زار رونے لگیں اب صندلان فیلگوش نے تلوار نیام میں کی فوج کو اپنی تسکین دینے لگا کہتا تھا صاحبو میرا کیا حال تھا کہ اپنے بھائیوں اور رفیقوں کو قتل کیا اب میرے ہوش درست ہوے کہ ہرکارون نے آکر خبر سنائی کہ طلسم کشا پردۂ قاف گئے تھے وہان دیوزادون کو مارا سلما سے کوہر پوش بادشاہ جبل اعلےٰ عاشق ہوکر ساتھ آئی ہمراہیون نے آکر تھارا سحر اتروایا جن جادوگریون نے سحر کیا تھا ان کو سزا ہوئی صندلان فیلگوش نے کہا طلسم کشا نہایت جلیل ہیں میں امتحان کرکے یا تو زیر کرونگا یا حلقۂ غلامی کان میں ڈالونگا یہ کہکے پلٹا اپنی بارگاہ میں آیا رستم جو بارگاہ میں آتے نہنگ بحری و ماہی سحر کو درگہ سالار نے اندر جانے سے روکا اندر نہ جانے پائیں رنجیدہ اپنی بارگاہ میں آئیں آپس میں کہتی تھیں ہم چار دن کیونکر کٹین گے کوئی جا کر ہماری طرف سے طلسم کشا سے عرض کرے کہ کنیزان شاہی بے دیکھے جمال حضور کے مرتی ہیں عرض معروض قبول ہو سعادت دیدار حصول کرین کنیزیں زندہ نرہینگی۔ نظم

طلب اگر دوست تری دشمن راحت ٹھہری
جان بیتاب ہی ٹھہری نہ طبیعت ٹھہری

جبھی آنے سے ترے میری طبیعت ٹھہری
اسقدر بھی نہ کبھی وصل کی ساعت ٹھہری

دیر سی دیر ادھر آنے میں کس لئے کی ہے
نامہ بر یار کی آمد بھی قیامت ٹھہری

حال دل پوچھ کے منظور رلانا تھا مجھے
چھیڑ کی چھیڑ عنایت کی عنایت ٹھہری

ہم سے وہ پوچھتے ہیں جبکو نہ دم بھر ہو قرار
کیونکر اس دل میں بتاؤ کوئی حسرت ٹھہری

خفقان ہی تھا مصاحب شب تنہائی کا
دو گھڑی پاس مرے ٹھہرے تو وحشت ٹھہری

فتنۂ حشر نہ ٹھہرا تری ٹھوکر کھا کر +
کچھ جو ٹھہری تو غریبوں ہی کی تربت ٹھہری

تا کجا اسکو چلاؤگے جو ہر وقت مرے
تم سلامت رہو میری تو یہ عادت ٹھہری

اپنے مطلب کے لیے سجدے اسے کرتا ہوں
بت پرستی مری زاہد کی عبادت ٹھہری

سر گرے کٹ کے تو قدموں پہ گرے قاتل کے
ہم سے تجھ سے یہی اک شوق شہادت ٹھہری

سب یہ تیری نگہ شوق کی حیلا کی تھی
کہ حیا آنکھ میں ٹھہری نہ مروت ٹھہری

سیر کرنے وہ کبھی گھر سے نکل کر جو چلے
فتنہ ٹھہرا کسی کوچے میں نہ آفت ٹھہری

دیدۂ شوق کی پتلی اُسے عاشق سمجھا
میرے گھر تک جو پہونچکر وہ پھرے اُلٹے پانو
گو ہم لگئے دل پھر بھی رہے کچھ انمل
اور جب کچھ اُسے ٹھہرا نہ سکے حسن پرست
گردش چشم تری دیکھ کے حیرت ہے مجھے
آ کے کیا میرے سیہ خانے میں پھیلائی ہے پانو
بیقراری نے کیا شیشۂ ساعت دل کو
یہی انصاف ہے جس دل میں ہے جا ہے بلا
بزم جاناں میں مجھے دیکھ کے جاتی تھی جو شمع
منہ تو کب خاک پہ عاشق کے کرم کرتا ہے
بخت کا مجھ سے گلہ سن کے کوئی کہتا ہے
وصل میں چھوڑ دیا سینے اکیلا اُسکو

پھرتے پھرتے جو نگاہوں میں وہ صورت ٹھہری
چال اُنکی مری اُلٹی ہوئی قسمت ٹھہری
اُنکی صحبت بھی مری آپ کی صحبت ٹھہری
شان محبوب کی اللہ کی قدرت ٹھہری
کیونکر اِن شوخ نگاہوں میں شرارت ٹھہری
کل سے کچھ آج زیادہ شب فرقت ٹھہری
تہ و بالا رہی اک خانہ کدورت ٹھہری
کیوں فلک جا کے زمیں میری عداوت ٹھہری
رات بھر سامنے کیوں سوختہ قسمت ٹھہری
آنے بھی آئی تو نہ وہ کبھی کوئی ساعت ٹھہری
یہ کبھی دو پہر وہ ہماری ہی شکایت ٹھہری
اے جلال آج نہ دل میں کوئی حسرت ٹھہری

نہنگ بحری و ماہی سحر لبِ اشعار عبرت آثار پڑھکر رو رہی ہیں آخر دو پہر رات گئے بیتاب ہوکر نہنگ بحری نے کہا اے ماہی سحر تمکو اختیار ہے میں جا کر چھتر والا کہر کو دیکھ آؤں ماہی سحر نے کہا میں بھی طلسم کشا کو دیکھنے جاتی ہوں دونوں غرق زمین ہوکر چلیں چھتر سکا سے پلا کے عیار تا عمر فرزند خواجہ عمرو کی جس خیمے میں چار پائی بچھی ہے گرد خندق کھدی ہے کمند میں لگی ہیں بچھو پڑے سو رہے ہیں چند شاگرد دروازے پر پہرا دیتے ہیں نہنگ بحری جو سامنے پہونچی ایک سحر کیا کہ عیار سو گئے سحر سے اسکے بیہوش ہوئے نہنگ بحری بیتاب ہوکے قریب خندق کے آئی اب خیال ہوا کہ جا کر چھتر والا کہر کو جگاؤں اُن سے کہوں کہ خطا میری معاف کرا کے ہمکو دربار میں بلا لیجیے وہاں خندق خس پوش تھی اُس پر چاندنی بچھی تھی جیسے ہی نہنگ بحری نے پاؤں رکھا چاندنی کھچی نہنگ بحری دھم سے خندق میں گری گرتے ہی تیر وغیرہ جیسے ماران سیاہ بچھو منہ کھول کر چلے کہ نہنگ بحری کو کاٹیں نہنگ بحری نے سحر کیا کہ تیر تو ہٹے مگر زخمہا سے تیر نے بہت پریشان کیا صدمے سے زخموں کے وہ آہ آہ کرنے لگی

دھماکا جو ہوا سماک کی آنکھ کھلی دیکھا چادر نی کٹی ہوئی ہی سمجھا ہمکو کوئی گرفتار کرنے آیا تھا
آخر خندق مین گرا فتیلہ عیاری روشن کرکے لٹکایا پکار کر آواز دی ارے تو کون ہی نہنگ
بحری نے پکار کر کہا مین ہون نہنگ بحری تمھین دیکھنے آئی تھی یہ نہ جانتی تھی کہ تم نے
دام مکر پھیلایا ہی حقیقت مین بڑے عیار ہو سوتے مین بھی عیاری کرتے ہو جب مجھ سے صبر
نہو سکا تو تمھین دیکھنے کو آئی یہان آ کے گری آخر یہ انجام ہوا کہ تیرون سے غربال ہوئی
مار و عقرب منھ کھول رہے ہین جا بجا ہین کاٹ لین سماک نے کمند لٹکائی نہنگ بحری
کو نکالا نہنگ بحری ہجران دیدہ آفت کشیدہ قریب سماک کے بیٹھی رو رو کے سب حال
بیان کرنے لگی سماک نے کہا اے نہنگ بحری اب تم جاؤ ایسا نہو آقا کو خبر ہو تو آزردہ ہو
نہنگ بحری سماک سے رخصت ہو کر چلی لیکن ماہی سحر سامنے بارگاہ رستم کے آئی جب یہان
سے ملکہ سلما آئی تھین کے ملازم گرد بارگاہ رستم پہرا دیتے ہین سامنے سے ماہی سحر نے دیکھا
کہ ملازم گرد پھر رہے ہین ماہی سحر نے سحر کیا کہ کچھ لوگ بیہوش ہوئے کچھ لوگ سر پکڑ کر بیٹھ گئے
ماہی سحر بھی سب بیہوش ہوئے یہ جھپٹ کر چلی افسر جادو کہ سب کا افسر ہی اسنے دیکھا
ایک ساحرہ آتی ہی ایک تیر جھولی سے نکالا ماہی سحر پر مارا ماہی سحر کے شانے پر تیر پڑا ماہی سحر
نے جھلا کر گولہ مارا کہ افسر کا سر پھٹ گیا آواز آئی کشتی مرا نام من افسر جادو بود لیکن اور
ساحر جو بیدار تھے وہ بڑھ کر سحر کرنے لگے ماہی سحر ان سے کب رکتی تھی لڑنے لگی جب سحر
کیا دو چار کے سر پھٹے کسیکا ہاتھ کٹ کے گرا یہان ملکہ سلماے گوہر پوش اپنی بارگاہ
مین تھین کہ افسر کے مرنے کی آواز کان مین آئی فرمایا کسی ساحر نے آکر میرے افسر جادو کو مارا
اپنی بارگاہ سے اسباب سحر ہاتھ مین لیے ہوئے نکلین جھپٹ کر چلین سامنے آکر دیکھا ایک
ساحرہ گاتی باندھے ہوئے ساحران نگہبان سے لڑ رہی ہی وہین سے گولہ جھولی سے نکالا
اور ماہی سحر پر کھینچ مارا ماہی سحر نے گولہ کاٹا پلٹ کے دیکھا ملکہ سلماے گوہر پوش لڑتی
ہوئی آتی ہین قضا سے کار نہنگ بحری سماک سے رخصت ہو کر چلی تھین اسوقت آکر پہونچین
دور سے دیکھا کہ ماہی سحر لڑ رہی ہین نہنگ بحری نے پکار کر آواز دی ارے کون لڑ رہا ہی بی بی
کس سے جنگ ہی نہنگ بحری کو ماہی سحر نے جواب دیا مجھکو نگہبانون نے گھیرا ہی اندر نہین جانے دیتے

کر جمال سے مشرف ہوں دیکھوں تقدیر کیا دکھاتی ہے نہنگ بحری بھی آپہونچی لب دونون نے
ملکہ سحر کرنا شروع کیا کئی سو جادوگر مارے سلما نے جو دیکھا کہ نگہبانون مین سے سو چار
جادوگر مارے گئے اور لشکر کا لاشہ بھی پڑا پھڑک رہا ہی گھبرا کر بال اپنے کھولے اور جھولی سے شیشہ
چراغ نکالا اُسمین بتیان ڈالکر روشن کین خون اپنا بجاے روغن ڈالا چراغ دان پر اسکو رکھا
چارون بتیان روشن کین تو جو اُسکی بلند ہوئی ماہی سحر و نہنگ بحری تو اُسکی دیکھکر گر پڑین
ملکہ سلما پڑھتی ہین کہ دونون کو گرفتار کرون کہ سامنے سے سماک آیا اسنے ماہی سحر و نہنگ بحری کو دیکھا
پکار کر کہا او زدی ای ملکہ عالم انکو گرفتار نکرنا یہ خیر خواہان دولت ہین مگر سلما نہ رکین آکر نہنگ بحری و ماہی سحر
کو گرفتار کر لیا کہا گیا سماک کا کہنا نہ مانا یہان طلسم کشا اُٹھکر بارگاہ مین بیٹھے ہین یہ حال سنکر
باہر نکل آئے صبح ہو چکی ہی دیکھا سماک آنکھون مین آنسو بھرے کھڑا ہی نہنگ بحری و ماہی سحر پابجولان
مین سوزن سحر ناخن بالشتی مین سلما کو ڈرائے کھڑی ہی کہ دارے مبادا تم کسیلئے آئی تھین یہ دونون خاموش
دریاے حیرت کا غوطہ کچھ جواب نہین دیتین سماک کہ رہا ہی ملکہ عالم یہ دونون بے خطا ہین
نہنگ بحری بہت پاس سے آئی تھی ماہی سحر کو یہ منظور تھا کہ جاکر طلسم کشا کو دیکھیں اسوجہ سے آفت
برپا ہوئی رستم یہ سحر کو دیکھکر حیرت مین تھے کہ یہ کیا ہنگامہ ہی ان دونون نے کیا خطا کی کہ سلما نے
ان دونون کو گرفتار کیا ہی سماک دوڑ کر رستم کے قدمون پر گر پڑا کہا ای شہریار یہ دوستی مین دشمنی ہوئی
ماہی سحر آپکو دیکھنے آئی تھی ساحرون نے روکا اسکے ہاتھ سے مارے گئے بی سلما نے آکر گرفتار
کر لیا رستم نے فوراً دونون کی زبان سے سوزن نکالی فرمایا تمھاری خطا معاف ہوئی سماک نے
عرض کی وہ جو حضور نے سزا مقرر کی ہی کہ چارون دربار مین نہ آوین وہ خطا انکی معاف ہو رستم نے سماک کے
کہنے سے وہ خطا بھی معاف کی ماہی سحر و نہنگ بحری آنکھون مین آنسو بھرے ہوئے اپنے خیمے مین
آئین ماہی سحر نے کہا ای نہنگ بحری بی سلما کو بڑا گھمنڈ ہی آج ہمکو سامنے طلسم کشا کے ذلیل کیا
اب چلو دربار مین چلیں صحبت رستم مین شریک ہون پھر شب کو جو صلاح ہوگی وہ کیا جائیگا دربار
رستم مین دونون حاضر ہوئین رستم دربار مین تشریف رکھتے ہین سرداران ساحر وغیرہ ساحر جمع ہین
سماک اسوقت سامنے اپنے آقا کے نادر سے یہ اشعار عاشقانہ گا رہا ہی نظم

بلبل سے کرتی کب ہی عروس چمن حجاب	ہم سے ہی کس لیے تجھے ای گل بدن حجاب

افسوں شدم باعث تسخیر ہوچکا +
حسن برہنگی کے اٹھا لے پریشے مرے
ہر بزم میں نثار ہی پروانہ شمع پہ
کچھ بازیوں کے لطف جوانی میں خوب ہیں
دنیا کا ترک ہو۔ فنا بھی نہیں حصول
نافہ نہیں ہے پردہ غیرت ہوا و پری
بے پردہ دیکھتے ترے نور جمال کو
برسوں ہوئے کہ عاشق خدمت گزار ہوں
دیکھے آنکھ اٹھا کے یار جو عالم ستمگار ہو
آخر کدورت آ ہی گئی اتحاد میں
اچھا کلام شاہد بے پردہ ہی نسیم

کب تک رہیگا او بت پیماں شکن حجاب
ہوتا نہ روح کو جو لباس بدن حجاب
عاشق کے واسطے نہیں کچھ انجمن حجاب
پیری میں ہی بشر کے لیے بانکپن حجاب
اس شرم سے ہوا ہی بشر پر کفن حجاب
رکھتا ہی تیری زلف سے مشک ختن حجاب
ہوتی اگر نہ حیا در چرخ کہن حجاب
مجھ سے نہ چاہیے تجھے اے سیمتن حجاب
کس کا سمجھے ہی ظالم ناوک فگن حجاب
کرنے لگی خزاں سے بہار چمن حجاب
رکھتا نہیں کسی سے ہمارا سخن حجاب

ہنگامہ عیش و نشاط گرم ہی سلما سے گوہر پوش فریب رستم کا یہی کاشن جمال کی لڑکی ہوا و زیارت ہی کی باتوں کا ذکر ہی کہ ای شہریار ماہی سحر نے بڑا غضب کیا افسر جادو کو مار کنیز بھیج گئی نہیں معلوم کیا منظور تھا بہتر والا گہر صاحب جو فرماتے ہیں مجھکو انکی باتوں کا یقین نہیں آتا ماہی سحر نے یہ باتیں اپنے کانوں سے سنیں مگر چپکی بیٹھی رہیں اسوقت رستم باتوں میں سلما کی مصروف تھے ماہی سحر سے کچھ کلام بھی نہ کیا تھوڑی دیر بیٹھکر دربار سے اٹھیں طرف اپنے خیمے کے چلیں سماک نے جو ماہی سحر کو رنجیدہ پایا پاؤں ٹھٹھکا کر قریب آیا کہا ملکہ جب دربار برخاست ہو تب جانا تم نے آقا سے کچھ باتیں نہیں کیں ماہی سحر نے آنکھوں میں آنسو بھر کر کہا آقا مجھ سے آزردہ ہیں مجھ سے کیوں کلام کرینگے بی سلما کا آج کل چاہ پیار ہی سماک خاموش ہو رہا دونوں اپنے خیمہ میں آئیں ماہی سحر نے کہا ای نہنگ بحری آج میرا ارادہ ہی کہ بی سلما کو لیجا کر کسی پہاڑ میں ڈالدوں بڑا اپنا زور دکھاتی ہیں ہر وقت میرا ہی ذکر ہی میں بہت شرمندہ ہوتی ہوں آقا سے نامدار بڑی مہربانی فرماتے ہیں عشق کا انکے بڑا زور شور ہی ایسے کو میں کھو کہ سختی اٹھائیں تڑپا تڑپ کے جان دیں پھر کبھی ایسا ارادہ نہ کریں لن پھر تڑپیا تڑپ کے

کاٹا رات کو اپنے مقام سے اٹھی نہنگ ساحری کو سوتا چھوڑا بازاروں کو طے کر کے قریب خیمہ سلما
آئی قضائے کار احقر جادو ایک ساحر ہے کہ اُسنے جب سے ملکہ سلما کو دیکھا جان دیتا ہے جب سے ملکہ
اس لشکر میں آئی ہیں کئی مرتبہ ارادہ کیا کہ اٹھا کر لیجاؤں محل نہ پایا عاجز رہا آج جو بہت بیتاب ہوا
سامنے بارگاہ سلما کے آیا کھڑا ہوا سحر کر رہا ہے کہ نگہبان بیہوش ہوں تو خیمے میں جاؤں ماہی سحر
نے دیکھا کہ ایک شخص کے سامنے خیمے ایک ساحر کھڑا ہوا سحر کر رہا ہے نگہبان بیہوش ہوتے جاتے
ہیں ماہی سحر کھڑی دیکھا کی جب نگہبان بیہوش ہو چکے قریب پردے کے آیا پردہ اٹھا کر دیکھا
کہ سلما سے گوہر پوش پڑی سو رہی ہیں ساحر سحر کرنے لگا کہ اس کو بیہوش کروں تو اٹھا کر لیجاؤں
ماہی سحر نے پیچھے آ کر ایک گولہ مارا کہ پشت پر ساحر کی پڑا توڑ کر سینے کو پار کر گیا ساحر چکر کھا کر گرا شور
کی اسکے آواز بلند ہوئی سلما جاگ پڑیں دیکھا لاشہ ایک ساحر کا پڑا ہوا اور ماہی سحر تلوار کھینچے
کھڑی ہے سلما نے پکار کر پوچھا اے ماہی سحر یہ کیا معرکہ ہے ماہی سحر نے بیان کیا کہ یہ ملعون تمھیں
چرانے آیا تھا میں نے پیچھے سے مارا سلما خاموش ہو رہی کہا اے ماہی سحر تم نے بڑا احسان کیا
اس دشمن خدا کو مارا بہت سے میری فکر میں تھا خدا نے اسکی بدبختی سے بچایا ماہی سحر اپنے خیمے میں
چلی آئیں سوچیں کہ کل سمجھا جائیگا سلما نے کنیزوں سے کہا یہ لاش بیرون لشکر پھینکوا دو لاشہ
اُسکا پھینکوا دیا گیا بھائی اُسکا نظیر جادو بالائے کوہ کھڑا تھا دیکھا میرے بھائی کا لاشہ پڑا ہے
پہاڑ سے اتر آیا لوگوں سے دریافت کیا لوگوں نے ملکہ سلما کو دکھایا کہ اسکے عشق میں مارا گیا
جمال سلما دیکھ کر فریفتہ پہاڑ پر آیا رات کو سوچا کیوں صحرا حیران ہوں سحر کرکے اٹھا لاؤں گا
پردے سے اڑاؤں یہ سوچ کر پہاڑ سے اترا لگا ماہی سحر فکر بلکہ سلما ہیں قریب بارگاہ آئی پردہ اٹھا کر دیکھا
سلما سو رہی ہے سحر کیا کہ ملکہ بیہوش ہوئیں اب ماہی سحر نے پیچھا کیا ہیں پالکیہ سلما کو اٹھا کر لشکر کے
کنارے پر پہونچیں طرف صحرا کے جانے میں منظور ہوا کہ اسکو جا کر درہ کوہ میں ڈال دوں ادھر سے نظیر
جادو آ رہا تھا نظیر نے دیکھا کہ ایک جادوگرنی آفتاب جمال ماہ تمثال سلما کو ہاتھ پر لیے ہوئے طرف
درہ کوہ کے جاتی ہے للکار کر آواز دی او ساحرہ مکارہ میری معشوقہ کو کہاں لیے جاتی ہے ماہی سحر کی
نظیر نے گولہ مارا ماہی سحر نے سلما کو ایک تختہ سنگ پر رکھ دیا آپ نظیر سے لڑنے لگی گو
نظیر نے مار سکا ماہی سحر نے دفع کیے آخر بجلی کان سے نکالی اسم سحر پڑھ کر پھینکا مار بی برق تپاں کر کر کے گری

کی فولاد کے دو ٹکڑے ہوے پلٹی کہ اب سلما کو اٹھا لون بیشتارہ ملکہ سلما کا تختہ سنگ سیہ پر پایا ماہی سحر بہت پریشان ہوئی حیران تھی کہ سلما کو کون لیگیا ماہی سحر پر غضب ہوا اگر یہ خبر طلسم کشا کو ملے گی تو بہت رنجیدہ ہونگے چہار طرف جنگل مین دوڑتی پھرتی ہی دور سے دیکھا کہ ایک ساحر ملکہ کو لیے جاتا ہی ماہی سحر جھپٹی مگر وہ ساحر سحر کرکے نکل گیا ماہی سحر جنگل مین حیران کھڑی ہی قضا سے کار سماک اپنے خیمے مین پڑا سو رہا تھا عالم خواب مین دیکھا کہ رستم فرار سے کہتا ہی سماک ملکہ سلما کی خبر لو سماک آنکھیں ملتا ہوا اٹھا اول بارگاہ سلما پر آیا دیکھا نگہبان بیہوش پڑے ہین پردہ اٹھا ہوا ہی پلنگ ملکہ سلما کا خالی پڑا ہوا ہی سماک گھبرا کر طرف جنگل کے چلا دیکھا ماہی سحر ایک نخل کے سامنے مین کھڑی ہی سماک نے آکر پوچھا کہ ماہی سحر کیا امر ہی ہوا ماہی سحر نے بیان کیا فولاد جادو ملکہ سلما کو لیے جاتا تھا مین نے تعاقب کرکے اُسے مارا ایک اور ساحر آسمان سے گرا ملکہ کو اٹھا کے لیگیا سماک نے پوچھا کس طرف گیا کہا سامنے نخلستان مین جا کر غائب ہوا مین فکر مین کھڑی ہون کہ یہ کون ساحر تھا کہ ملکہ کو اٹھا کر لیگیا سماک نے کہا اب تم طرف لشکر کے جاؤ مین فکر مین ملکہ سلما کی جاتا ہون انشاء اللہ لیکر آتا ہون ہر چند ماہی سحر نے روکا سماک نے نہ مانا کہا آقا سے نامدار بہت بیقرار ہونگے اگر پوچھیں تو کہدینا کہ غلام آپکا تلاش مین ملکہ سلما کی گیا ہی ماہی سحر ناچار پلٹی مگر سماک جست و خیز کرتا ہوا جاتا ہی کچھ رات باقی ہی طائر آشیانون سے نکل نکل کر پکارتے اور اڑ رہے ہین آخر شب چاندنی چھٹکی ہوئی صحرا پر عجب بہار ہی پھولون کے منہ آب شبنم سے دھوئے ہوے عالم وجد کی درختون پر سناٹا مستی سے ہل رہے ہین درختون پر گویا قمریان چہک رہی ہین سماک نے جو یہ رنگ صحرا دیکھا ایک نخل کے سامنے مین بیٹھ گیا ایک طرف سے دیکھا کہ گھوڑا اڑاتی ایک جوان دریا مین پھولون کے غوطہ مارے ہوے پشت مرکب پر سوار گھوڑا اڑائے ہوے آتا ہی ہر نخل کے سامنے مین ٹھہرا کبھی بیقرار ہو کے اشعار پڑھنے لگا۔ نظم

یہ لطف جوانی بہت بالا بلند ہی ۔۔۔ ہر سرو آہ صورت طوبا بلند ہی
اڑتا سا ہی نہ پست نہ اتنا بلند ہی ۔۔۔ کچھ شاخ گل سے وہ قد رعنا بلند ہی
نرگس کے پھول آنکھیں ہین پروین بنی ہین ۔۔۔ گل سے کبھی شاخ نرگس شہلا بلند ہی
کرتا ہی شہسوار کوئی غنچہ بازیان ۔۔۔ بالشون غبار دامن صحرا بلند ہی

اقتدار سے تلاطم امواج بحر عشق	ہر موج پست تا لب دریا بلند ہے
ہے یہ عزیز کلبۂ یعقوب کا چراغ	یوسف کا ذوق دامن زلیخا بلند ہے
آتا ہے جب نظر میں قد بالا کسی کا یاد	ہر دم زبان سے ہائے کا نعرہ بلند ہے
خاک قدم سے مرتبہ عرش پست ہے	کرسی کا تیری عرش سے پایا بلند ہے
دو چار بالشت تارے سے بھی ہوگا قد رسا	طوبیٰ حقیقتاً اگر ایسا بلند ہے
بیمار تھا گذر گیا شاہد جہان سے آنکھ	پر شور ہائے وائے پہ کیسا بلند ہے

کبھی بیقرار ہے اور کبھی اشک بار ہے سماک نے جو یہ حال اس جوان کا دیکھا رنگ و روغن بیماری کا لگا کر ایک معلم کی شکل بنا سر منڈا ہوا ڈاڑھی ٹوپی سر پہ کرتا زیب جسم زیر پائی پہنے ہوئے ایک کتاب بغل میں سامنے اس جوان کے آیا اس جوان نے پکار کر آواز دی ذرا ٹھہر جائیے میں کچھ عرض کرونگا سماک ٹھہرا جوان نے کہا مولوی صاحب میرے بھائی کو وحشت ہوگئی ہے کوئی زنہار اسکو تعویذ دیجیے کہ اسکی وحشت گھٹے سماک نے کہا میں انکو دیکھوں نگاہ ڈال کے اچھا کر دونگا ابھی ایک قریے میں گیا تھا خر زمیندار پر جن آتا تھا ایک فلیتے میں اسکو اچھا کیا آپکا نام کیا ہے اور آپ کے بھائی کا کیا نام ہے اس جوان نے کہا رفتار گل پوش میرا نام ہے تھوڑی دور پر یہاں سے میرا باغ ہے کہ اسکو باغ شداد کہتے ہیں اسی میں بھائی صاحب دیوانہ وار پھر رہے ہیں چل کر انکا علاج کیجیے سماک اس جوان کے ساتھ چلا تھوڑا راستہ طے کیا تھا کہ در باغ نظر آیا اندر سے باغ کے غل مچانے کی آواز آتی ہے گلپوش نے کہا کہ دیکھیے مولوی صاحب بھائی صاحب ہمارے غل مچا رہے ہیں دن رات انکے نزدیک برابر ہے سماک ساتھ اسکے اندر باغ کے آیا دیکھا ایک جوان گریبان پھٹا ہوا منھ پر خاک ملے ہوئے چمنستان میں دوڑتا پھرتا ہے گلپوش نے پکار کر کہا کہ بھائی صاحب میں آپ کے علاج کے واسطے مولوی صاحب کو لایا ہوں اپنے اپنے دل کا حال بیان کیجیے یہ فوراً علاج کرینگے اس جوان نے سماک کا ہاتھ پکڑ لیا کہا مولوی صاحب کنارے آئیے تو میں عرض کروں کنارے لیجا کر سر قدموں پر رکھ دیا کہا کوئی تعویذ حب کا بھی آپ کے پاس ہے سماک نے کہا اگر چھری پر پڑھ کے گاڑ دوں تو واللہ الٹا ہوائی اپنا گلا کاٹ کے مر جائیں ہزاروں کوس کوئی ہو تو اسکو ملوا دوں اس جوان نے کہا

پہلو میں اس باغ کے ایک قصر ہی محبوب جادو اس قصر میں رہتا ہی نہیں معلوم کہاں سے ایک
معشوق پری وش لایا ہی اس سے طالب وصل ہوا وہ اس سے تو انکار کرتی ہی لیکن مجھکو ہر گاہ
محبت دیکھتی تھی میں کشتۂ خنجر ابرو ہوا محبوب نے مجھ سے کہا کہ ای برادر اس سرکش کو تم سمجھاؤ
میں نے قفس اٹھا لیا الگ لیجا کر اسکو ہاتھ باندھے اور رو رو کے کہا کہ میں محبوب سے بہت زیادہ دوست
رکھتا ہوں مجھپر احسان فرمایئے میں خدمتگزاری کرونگا یہ سنکر وہ نازنین رونے لگی مگر محبوب
پشت پر کھڑا یہ باتیں میری سن رہا تھا اسنے آکر قفس مجھ سے چھین لیا اور مجھ سے کہا خبردار
کبھی میرے باغ میں نہ آنا ایسا کوئی تعویذ دیجیے کہ محبوب تسخیر ہو اور مجھکو اپنے باغ میں بلائے
تو میں قفس اس سے چھین کا چھین لوں سماک نے کہا حضور قصر مجھے بتا دیں میں محبوب کو
دیوانہ کرکے قفس کو لے آؤنگا آپ کے وصل پر آمادہ کردونگا ساحر نے کہا مولوی صاحب اگر
یہ کام آپ نے کیا تو میں عمر بھر غلامی کرونگا اور جو انعام ہوسکیگا زر بھی حاضر خدمت کرونگا
سماک نے پوچھا قصر کہاں ہی ساحر نے اپنے ہاتھ سے اشارہ کرکے بتایا کہ وہ سامنے قصر دکھائی دیتا ہی
میں یہاں بیٹھا ہوا تمھارا رستہ دیکھتا ہوں سماک اس قصر کو دیکھتا ہوا چلا جب در قصر پہ آیا دل
سے کہتا ہی کیا عجب ہی کہ سلما کا پتہ ملے مجھ آرزو کھلے نشان سے تو انھیں کا پتہ معلوم ہوتا ہی
آقا بہت بیقرار ہونگے یہ سوچکر دروازے پر قصر کے آیا نگہبان سے کہا محبوب جادو سے جاکر
عرض کرو کہ دروازے پر ایک غرض مند حاضر ہی اسکو بلوایئے آپ کا مطلب بھی نکلیگا اب
تو نگہبان نے جاکر محبوب سے عرض کی کہ دروازے پر ایک مولوی وضع حاضر ہیں کہتے ہیں
مجھکو بلوایئے کچھ آپکا بھی مطلب نکلیگا محبوب نے سنکر کہا بلالو سماک اندر آیا محبوب کو دیکھا
وسط باغ میں چبوترے پر تنہا بیٹھا رو رہا ہی قفس سامنے رکھا ہی تسکین کر رہا ہی ملکہ کچھ جواب
نہیں دیتیں سلما کو سماک نے پہچانا آکر محبوب کو سلام کیا دست بستہ عرض کی حضور کیوں روتے
ہیں میں ابھی اسکو رضامند کیے دیتا ہوں جو آپ کا حال ہی وہی اسکا بھی حال ہو وقت یوں یہ
گریے کہ وصل حاصل کیجیے ایک فلیتہ روشن کروں آپ بھی ملاحظہ فرمایئے معشوق بھی دیکھے
آپ عاشق ہو جائے محبوب نے موتیوں کا مالا گلے سے اتار کر گلے میں ڈالدیا کہا مولوی صاحب
جو مانگیگا وہ حاضر کردونگا میرا تو اس محبوب کے عشق میں عجیب حال ہی قلب پر میرے ہجوم

غم و رنج و ملال ہی نہ رات کو چین نہ دن کو آرام عجب حال مین گذرتی ہی دل سے تقریر
کرتا ہون اور اسی خیال مین مرتا ہون تڑپ تڑپ کے صبح سے شام کرتا ہون نظم

کس رشک ماہتاب کا جویا ہی آفتاب
جلوہ مین میری طلعت جو رہتا ہی آفتاب

خورشید یا ذرے کا بھی تفاوت صریح ہی
دریاے حسن یار کا چشمہ ہی آفتاب

روز فراق آٹھ پہر سے بھی بڑھ گیا
تو آج چال کونسی چلتا ہی آفتاب

مقدور ہی کسے اگر اس سے مقابلہ
آنکھین نہین ہین پھرے یہ اندھا ہی آفتاب

نکلے چمک کے لاکھ وہ اے غیرت مسیح
پاشیر ضیاے حسن تو میلا ہی آفتاب

حاضر اگر ہی دن کو تو غائب ہی رات کو
غمزہ یہ کس حسین سے سیکھا ہی آفتاب

بارش نہین ہی غم مین کسی رشک ماہ کے
رومال رکھ کے ابر کا روتا ہی آفتاب

پیر مغان بھی عامل کامل سے کم نہین
شیشے مین جن کی طرح اتارا ہی آفتاب

پھرتا ہی یہ بھی ساتھ رخ یار ہو جدھر
سورج مکھی کا پھول کہون یا ہی آفتاب

داغ سفید چرخ ہی میری نظر مین رنا
شبنم کی گو نگاہ مین رعنا ہی آفتاب

یہ اشعار پڑھ کر وہ جوان خوب رویا کہا مولوی صاحب عمر بھر خدمت گذاری کرونگا جو کچھ
مانگیے وہ حاضر کرون لیکن معشوق مجھ سے راضی ہو جاے سماک نے فوراً کتاب کھولی
فلیتہ لکھا کہا اسے روشن کرونگا تیل خوشبودار منگایئے محبوب دوڑا گیا ایک کنستر تیل کا فوراً
اٹھا لایا کہا مولوی صاحب لیجیے اس مین روغن حنا ہی سماک نے ایک پیالے مین انڈیلا
فلیتے پر روئی لپیٹی فلیتہ بنا کر اس پیالے مین رکھا کہتا جاتا ہی معشوق اسکو دیکھکر مائل ہوگی
جواب کی کیفیت ہی وہ اسکی بھی ہو جائیگی یہ کہکے فلیتہ روشن کیا جیسے ہی دھوان بتی سے
نکلا سماک نے کہا اے محبوب اسکی دھوین کو سونگھ کہ طبیعت کو تسکین ہوگی محبوب نے جھک کے
دھوین مین ناک لگا دی ناک پھلا کے سونگھنے لگا دھوان جو دماغ مین پہونچا گھبرا کے اپنے
مقام سے اٹھا اٹھتے ہی لڑکھڑا کے گرا سماک نے اپنے نام کا نعرہ کیا یہان ملکہ سلما رو رہی
تھین نام سماک سنکر کہا بھیا تم بڑے وقت پر پہونچے فلک نے اس آفت مین مجھکو
پھنسایا تھا تمنے آکر رہا کیا سماک نے محبوب کو قتل کیا ملکہ سلما کو قفس سے نکالا زبان سے

سوزن نکالی مگر باغ گلپوش قریب ہی مکرپوش سے باتین کرتا ہی کہ کان مین آواز آئی کشتی مرا نام مین مجوب جادو بود مکرپوش نے کہا ای بھائی گلپوش جلد چلو مولوی صاحب نے جاکر اسکو مارا دونون خوشی خوشی دوڑے یہان سلما کو سمک نے قید وغیرہ کاٹ کر قصد کیا ہی کہ مین الگ جاؤن سلما پہ پرواز پیدا کرے کہ آسمان سے آواز آئی مولوی صاحب بڑا کام نمایان کیا مگر گلپوش نے دیکھا کہ ایک عیار ہی سلما او رعیار کھڑے باتین کر رہے ہین گلپوش نے کہا ای بھائی مکرپوش یہ تو عیار ہی معشوقہ کو رہا کرکے لیجایا چاہتا ہی دونون زمین پر آکے سحر کرنے لگے سمک زمین پر گرا سلما نے جوڑا کھولا بال چہرے پر پریشان کیے پکار کر آواز دی ای مکارو ذرا ادھر تو دیکھو جیسے ہی دونون کی نگاہ زلف مشک بیز پر پڑی ناچار ین کر سے نکالکر آپس مین لڑنے لگے سلما نے عکس زلف سمک پر ڈالا کہ سمک زمین سے اٹھا اور انکا اترا مگر گلپوش نے کرتا کے سر پر ہاتھ مارا کہ مکرپوش کے دو ٹکڑے ہوے بھائی کو مارکر پکارتا ہوا دوڑا ای جان جہان اس مکار کو مین نے مارا مگر میرا یہ حال ہی کہ تم پر جان دیتا ہون مجھکو بہ غلامی قبول کرو اب تو یہ کیفیت ہی

نظم

آجتک شوق اسیری ہی مجھے آزاد کے ساتھ
طائر روح لیے اڑ گیا ہی صیاد کے ساتھ

بعد مرنے کے بھی قمری کی طرح پہنے طوق
کتنی محبت تجھے اک غیرت شمشاد کے ساتھ

ہون وہ عاشق کہ اگر قتل مجھے کرکے چلے
سایۂ روح بھی میرا رہے جلاد کے ساتھ

سیر کو تو جو گیا پڑ گئی سبا کر ڈالے گل
اڑ چلا رنگ چمن نکہت برباد کے ساتھ

پھر سے کو پہنچے کی سوا ہاتھ جو تمنا ہے بہشت
جاؤن دوزخ کو مرا حشر ہو شداد کے ساتھ

پھر سے پالین مین بلبلین ہین جو سنا اور قفس
پر مرے کیسے اڑتے پھرتے ہین صیاد کے ساتھ

لیے زہرون کا بھی کہین ساتھ کوئی دیتا ہی
جان شیرین نے نہ دی دیکھو فرہاد کے ساتھ

فصد سے جائے نہ سودا تو سمجھے پیچھے قتل
کوئی جلاد بھی بلوائیے فصاد کے ساتھ

دخل اغیار مری خلوت خاطر مین کہان
خود فراموش ہون ای یار تری یاد کے ساتھ

ہو بدن قید مین ہون قید بدن سے آزاد
ای جنون آئے وہ جلاد بھی جلاد کے ساتھ

ایسی ایسی باتین کہتا ہوا آگے بڑھا ملکہ سلما نے زلف عنبرین کا عکس اسپر ڈالا وہ اور

زیادہ جوش میں آیا پریشانی سے گھبرا آنکھوں کے نیچے اندھیرا آیا پکار کر آواز دی جو حکم
دیجیے وہ بجا لاؤں سلما نے آواز دی تلوار کھینچ حفت نہ کھینچنا جھوٹے عاشق معلوم ہوتے ہو
عشق صادق کا مزہ دکھاؤ جان کو نہ ڈرو دیکھیں کیسے عاشق صادق ہو گلیوش نے تلوار کھینچ
گلے پر رکھی سلما نے کہا تلوار کھینچ لو گلیوش نے تلوار کھینچ لی سر کٹ کر زمین پر گرا شعلہ بھی لگا مرنا
مرنے سے گلیوش کے وہ باغ بھی جلا طائر بھی جلکر گرے آواز آئی کشتہ ہوا نام میں گلیوش جادو
ہوں سماک یا تو گیٹے میں چھپا ہوا تھا یا لعنت نفرین کرتا ہوا سلما کی نکلا کہ ای ملکہ عالم میرے لائق کیا تھا
سلما نے کہا ای سماک اب چلو شہریار بیقرار ہونگے سماک ایک جانب چلا سلما نے پریرہ اپنا
کیے اڑتی ہوئی چلیں یہاں صندلان نے جو آفت سحر سے نجات پا کر لیا تھا بارگاہ میں آکر طبل جنگ
بجوایا ہرکاروں نے رستم کو خبر پہونچائی رستم نے کہا سلما و سماک کا نہ ہونا باعث تشویش ہے دل
خود بخود بیقرار ہے مگر حریف کو جواب نہ دینا ہمارے قاعدے کے خلاف ہے یہاں بھی طبل جنگی بجا
رات بھر یہاں تیاریاں ہوئیں صبح کو صندلان گینڈے پر سوار فوج پشت پر میدان کارزار میں آیا
ادھر سے رستم فوج غیر ساحران ساتھ لیکر میدان میں آئے عیوق و جاروق نے صفیں جمائیں
جانبین میں صفوف قتال و جدال آراستہ ہوئیں نقیبوں نے نقابت کی کیت کرکا کہکر ہٹے
صندلان نے گینڈا اپنا بڑھایا میدان کارزار میں آیا عیوق و جاروق مشتاق تھے کہ یہ آواز دے
تو ہم نکلیں صندلان نے پکار کر آواز دی میں سوائے طلسم کشا کے اور کسی کو نہیں چاہتا رستم
پیلتن نے سرداروں کو روکا مرکب بادپیما بڑھایا مقابلے میں صندلان کے پہونچے صندلان نے
جمال جہان آرا دیکھکر سلام کیا کہا کہ ای شہریار میں آپکا نہایت ممنون ہوا اگر آپ تھوڑی دیر اور
نہ آتے میں گلا کاٹ کر مرجاتا آپ نے تشریف لاکر مجھکو بچا لیا یہ کہکر گینڈا اپنا آپکے سامنے آیا
کہا مگر یہ تو کر لیجیے کہ حسرت نہ رہے رستم نے کہا ہمارا دستور نہیں جب تلک حریف سے پہلے وار نہ
بچا جائیگا تو ہم بھی حربہ کرینگے یہ سنکر صندلان نے نیزہ مارا رستم نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا اب
میں نیزہ چلنے لگا دونوں لشکر نگران ہیں کہ دونوں لڑ رہے ہیں اس زور شور سے دونوں میں نیزہ
چلا کہ سنانیں و بانیں بیکار ہوئیں چھڑ پر چھڑ پڑنے لگی آخر وہ بھی بیکار ہوئیں صندلان نے تلوار
کھینچی خبردار خبردار کہکے ہاتھ مارا رستم نے سپر کو گوشہ دی کہ تلوار صندلان کی ٹوٹی رستم نے سپر کو

ہاتھ مارا سپر کٹی گینڈے کی گردن پر تلوار پڑی گینڈے کی گردن بھی قلم ہوئی صندلان گینڈے
سے گرا رستم نے تلوار کے سامنے مین لیا چاہا کہ ہاتھ مارون کہ سر اسکا اڑ جائے صندلان نے گھبرا کر
دانت نکال دیے دونون ہاتھ اٹھائے رستم نے ہاتھ روک لیا فرمایا اے صندلان اٹھو اور تلوار سنگا کر
ہم پر وار کرو صندلان نے عرض کی آپ نے کیون ہاتھ روکا رستم نے فرمایا کہ ہم پڑے پر ہاتھ
نہین مارتے عاجز کر کے قتل کرنا خلاف جرأت ہے جب اور تلوار لاؤ تب تم سے تلوار چلے کہ ہوش
باقی نہ رہے صندلان یہ حالات دیکھکر قدمون سے لپٹ گیا کہا اے آقا سے ناچار مین بکا تا اللہ
ہوا مین کل سے آپکی جرأت کا قائل ہو گیا صندلان فوج مین آیا پکار کر آواز دی یارو مین نے
طلسم کشا کی اطاعت کی جسکو مسلمان ہونا ہو میرا ساتھ دے ورنہ پاس ہفت پیکر کے جائے
سب پکار اٹھے جسکی آپ نے اطاعت کی اسی کے ہم بھی تابعدار ہین ہفت پیکر کے مقابلے مین
چلین گے انشاء اللہ اسکو شکست دینگے صندلان کل فوج کو ساتھ لیکر داخل لشکر طلسم کشا ہوا طلسم
داخل بارگاہ ہوے سب سردار آکر بیٹھے رستم نے جو مقام سلما خالی پایا فرمایا نہین معلوم سلما پر کیا
گذری کوئی تو دیکھا معاملہ گذرا کہ پلٹ کر نہین آئین آفتاب فلک سیر کاہن نے عرض کی اگر ارشاد
ہو تو غلام تلاش مین جائے سب نے دیکھا کہ رستم کے قلب پر ہجوم غم و ملال ہے شاہزادے کا عجب
حال ہے ٹھنڈی ٹھنڈی سانسین بھر رہے ہین ملکہ سلما کو یاد کر رہے ہین آفتاب فلک سیر تلاش مین ملکہ
سلما کی چلا جاتا دیکھتا ہوا جاتا ہے قضا سے کار طرف قصر عشرت کے نگاہ اٹھ گئی دیکھا قصر عشرت سے
فوجین نکل رہی ہین صحرا سے عشرت مین اتر رہی ہین کاہن کو بڑا تعجب ہوا کہ قصر عشرت اتنا بڑا اسکا
نہین ہے جسمین سے اسقدر فوجین نکل رہی ہین خیال کر کے جو دیکھا ایک میدان وسیع ہے اسمین فوجین
سے جماؤ ہین اسی مین سے افسر نے لیکر فوجین نکل رہے ہین کئی لاکھ فوج جمع ہے اب جو پھر کاہن نے
دیکھا صحرا سے گرد اڑی سوہان جادو آئے ہین لاکھ فوج سے پہونچا دوسری طرف سے پھر گرد
اڑی کوہان جادو دو لاکھ فوج سے آیا اب اندر قصر کے [illegible] نقارے کی آواز آئی آفتاب نے
دیکھا کہ ہفت پیکر تخت پر سوار تاج سر پر رکھے ہوے قصر سے نکلی ہے افسر گھیرے ہوے
کہتے تھے کہ قدرت نے وہ لشکر کشی کی کہ گاؤ زمین بار نہین اٹھا سکیگا حقیقت مین قدرت نے
بہت سردار جمع کیے سات سو ملک پر نامہ پہونچا سب آکر شریک ہونگے کیا عجب ہے کہ مروان ظلمات اون

وہ لوگ خون دمامہ کے دعویدار ہین دمامہ کا مارے جانا پردۂ ظلمات کا ویران ہونا جن شاہان
اقلیم نے چاہا کہ ظلمات کو آباد کرین مسلمان اُنکے ملک پر چڑھ گئے کون بادشاہ ایسا ہی کہ جسنے
ہاتھ سے مسلمانون کے صدمے نہین اُٹھائے مزدوشکاکی کی سلطنت کا بڑا زور تھا جب سوار ہوتا
تھا لدے ہوے مشک و عنبر آتی تھی اُسکی خدائی کو جا کر مسلمانون نے مٹایا اب جنگل مین مارا مارا پھرتا ہی
اس لائق بھی نہین کہ مقابلہ مسلمانان مین آئے قدرت کی لشکرکشی کے ذکر پہ ہفت پیکر
بیچ لشکر مین تخت سے اُترا پکار کر آواز دی صاحبو آگاہ رہو کہ قدرت آج کل فاقون مین بیٹھے
ہین کبھی فکر مشرق کبھی فکر مغرب کبھی فکر جنوب و شمال سب طرح کی تقدیرین ہو چلی ہین
آجکل قدرت پر اعتراض نکرنا طلسم کشا اب لشکر لیکر آئیگا مقابلہ پڑیگا تم سب کے جوہر کھلینگے
ساحت سے تاجدار ابھی اور آنے کو باقی ہین وہان سلما جو اُڑی ہوئی آئی تھین راہ مین تھکا کر
ایک پہاڑ پر اُترین ایک سنگ ہموار پر لیٹ گئین ہوا سرد تھی لیٹتے ہی سو گئین ایک ساحر کا
گذر ہوا اُن پر عاشق ہو گیا سوتے مین سحر کرکے بیہوش کیا لیکر چلا سمک بھی وہان پہونچا دور سے
یہ سانحہ دیکھکر پیچھے چلا اُدھر سے کاہن تلاش مین سلما کی چلا تھوڑی دور چلا تھا کہ بوے خوش دماغ مین
آئی سر اُٹھا کے دیکھا ایک باغ جنت نظیر ہی ایک ساحر زبردست تاجدار مسند پر بیٹھا ہی کئی سو جادوگر
گرد اور ملکہ سلما کو دیکھا ایک قفس مین بند سامنے اُس ساحر کے بیٹھی ہین وہ ساحر کہ رہا ہی کہ اے ملکہ
سلما سے گو ہر ہوش مین تمکو کس کوشش سے لایا اب مجھکو قبول کرو ورنہ قید سے نہ چھوڑونگا تڑپا تڑپا
کے مارونگا تمنے اُن ساحرون کو قتل کیا کہ جن کا مثل تھا گلپوش سحر انور ہمیشہ آزادہ رہا کسی سے دبا
نہ رکھا اگر تمہاری محبت مین وہ بھی مارا گیا مین تمکو قفس سے نہ نکالونگا ملکہ سلما کچھ جواب اُسکا نہین
دیتین اس حال مین کاہن نے ملکہ سلما کو دیکھا قلب تھرا گیا حیران تھا کہ سلما کس بلا مین پھنسین خدایا
اس آفت سے انکو بچائے اپنے طریقے مین دیکھا کہ مین کس سے مقابلہ کرون اسپر غالب ہونگا صاف
مخالفت نکلی کہ اگر مقابلہ کروگے گرفتار ہو جاؤگے کھڑے ہو کر تماشہ دیکھو صورت رہائی کی پیدا ہوگی
آفتاب دیکھنے لگا وہ ساحر متردد بیٹھا ہی سلما کو دمبدم سمجھاتا ہی کہ خدمتگار دوڑا ہوا آیا عرض کی صحرا سے
ایک گویا آیا ہی در دولت پر حاضر ہی وہ ساحر کہ نام اُسکا کلفت جادو ہی سُنتے اُس خدمتگار سے اشارہ
کیا کہ اُس گویے کو بلا لو آفتاب نے دیکھا ایک گویا مفلوک وضع کرتا پھٹا پہنے ہوے مشروع کا پاجامہ

جو تا زردوزی گر اتنا بڑا تھا کہ ہال اُڑ گیا ڈورے باقی ہین اُسکو پہنے ہوے طنبورے کو ملاتا ہوا آیا سامنے کلفت کے پہونچا پہلے آواز دی کہ چراغ سامری روشن رہے اُس ساحر نے کہا میان کلاونت صاحب یہان خدائی سامری و جمشید کی نہین ہی ہفت پیکر کو سجدہ کرتے ہین گویا سلام کرکے بیٹھ گیا کہا حضور اس عورت نے کیا خطا کی کہ مثل طائرون کے قفس مین بند ہوئی کلفت نے کہا یہ میری معشوقہ ہی مگر مجھ سے انکار کرتی ہو اسلیے مین نے اسکو قفس مین بند کیا ہو گویّے نے کہا مین راضی کردون کلفت نے کہا اگر اسکو راضی کردو تو مال دنیا سے بے نیاز کردون کلاونت نے قفس کے قریب آکر کہا ای ملکۂ عالم آپ نے غلام کو پہچانا مین سماک ملاقی آپکو رہا کرنے آیا ہون مگر یہ کہدیجیے کہ مین دل و جان سے راضی ہون تمھاری بابت سے نفرت ہوئی کہ تمنے مجھکو گرفتار کیا اور قفس مین بند کردیا اسی وجہ سے انکار کرتی ہون ورنہ مین خود مرتی ہون تم ایسا چاہنے والا کہان مجھکو ملیگا سلما نے کہا ای سماک یہ کلمات میری زبان سے نہ نکلینگے مین عاشق جمال رستم ہون مین اس مردود سیاہ رو سے کہون کہ مین تجھ پر عاشق ہون اگر نہ رستم شاہین تو کیا خدا مین ہر چند سماک نے سمجھایا مگر سلما نے نہ مانا آخر سماک نے کلفت سے کہا کہ مین آپکے سامنے گاتا ہون یقین ہی کہ یہ نازنین بھی سنکر مبہوت ہو اور وصل آپکا قبول کرے کم پر مائل ہوجائے کلفت نے اشارہ کیا گویّے نے یہ اشعار عاشقانہ سامنے کلفت کے گانے

مین بگا ہون مین بہار زلف جانان ہوگیا — دیکھتے ہی دیکھتے خواب پریشان ہوگیا
تھا ستم پر چاہنے والون کو ارمان ہوگیا — ظلم جانان کی طرح آخر مین احسان ہوگیا
نالہ سے فرصت نہین دیتی کبھی دم یاس کی — مین تو اپنے جیتے جی گور غریبان ہوگیا
طعنہ کم ہمتی اُٹھے نہ میرے اشک سے — گو کہ قطرہ تھا مگر بڑھ کے طوفان ہوگیا
تھا مین طفلی سے بغل پروردہ بے رونقی — صبح مایوسی کبھی شام غریبان ہوگیا
رحم نے جلاد کے چھوڑا جو مجھکو نیم ذبح — خط خنجر میری گردن کو گریبان ہوگیا
طول بھر درد فرقت کا نہو تجھسا حال — اسقدر دل مین ہا میرے کہ ارمان ہوگیا
جو یہان تشریف لائی بھر نہ پائی مخلصی — دل مرا ہر آرزو کے حق مین زندان ہوگیا
عشق مین رنگ دورنگی عمر بھر دیکھا کیے — ہاے ہم کافر بنے جب تو مسلمان ہوگیا

شہر ویران کر دیا تاثیر وحشت نے مری / قصر سے دو چار دن پہلے بیابان ہو گیا
زیر سقف گوز پردستوں سے کچھ چارہ نہیں / درد فرقت جبر سے سینے میں پنہاں ہو گیا
ایک سے دو داغ دو سے چار اور پھر سیکڑوں / کھلتے کھلتے پھول سینے پر گلستان ہو گیا
ساغر جو بنتے ہی وہ صورت میں پیمانہ ہو گئیں / زاہدوں کی توبہ میں رندوں کا ایمان ہو گیا
اشک خونی مثل گل رہتے ہیں آنکھوں میں پڑے / اب تو دامن بھی مرا جیب گلستان ہو گیا
خون کے دھبوں سے کیا کیفیتیں ہیں یہ عیاں / گوشۂ دامن مرا رشک گلستان ہو گیا

سہاک نے اس رنگ میں یہ غزل گائی کہ کلفت جادو جھومنے لگا کہنے لگا میں نے آج تک ایسی آواز نہ سنی تھی سہاک نے جواب دیا اے شہنشاہ ساحران میری آواز میں فرق آگیا کلفت جادو نے پوچھا کیا سبب ہوا گوئیے نے ہاتھ باندھ کر کہا خداوند مجھکو بالا سے آسمان لیجاتے تھے وہاں جا کر ناچتا گاتا تھا ایک دن جو بڑے لطف سے گایا خدائی پردے سے جھانکنے لگیں میں کیسی جوان آدمی نگاہیں ڈالنے لگا آخر سامری لنگا بلائی ہو نکیں شکل آئیں میرے پاس آ کر بیٹھ گئیں جب انھوں نے میرے چٹکی لی میں بھی دست درازی کرنے لگا سامری دیکھا بگڑے مجھکو ڈھکیل دیا میں آسمان سے گرا زمین پر آتے آتے پانچ سو برس گذرے آخر بڈھا ہو گیا آواز میں بھی فرق آگیا اب آپ نے مجھکو کہا سنا گانا سناؤنگا آپکو راضی کرکے جاؤنگا یہ کہکے جام بھر کے کلفت کے پیش کیا کلفت بے اندیشہ انجام پی گیا سہاک نے خدمتگاروں کو بھی شراب پلائی کلفت نے گھبرا کر کہا ارے گوئیے میرا دم گھبراتا ہے کوئی آسمان پر لیے جاتا ہے معلوم ہوتا ہے کلیجے میں آگ جل رہی ہے کیونکر سنبھالوں سہاک نے کہا اٹھو ٹہلیے کلفت اپنے مقام سے اٹھا چند قدم چلا تھا کہ لڑکھڑا کے گرا سہاک نے اول ملکہ سلما کو قفس سے نکالا آفتاب فلک سیر دیکھ رہا ہے زبان سے سوزن نکالی سلما نے کہا اے سہاک اسکو قتل کرو سہاک نے کہا میرا جی دھڑکتا ہے ایسا نہو کوئی افتاد پڑے میرے نزدیک تو یہ بہتر ہے کہ نکل چلو آفتاب نے آسمان سے دیکھا جی میں کہا اسی لیے طریقہ نجوم مجھکو روکتا تھا سہاک نے اپنا کام کر لیا مگر سہاک سے سلما نے بہت کہا تب خنجر کھینچ کر سرہانے کلفت کے آیا خنجر مارا جیسے ہی خنجر سنگ پر کلفت کے پڑا ایک ہاتف نے آواز دی اے اجل گرفتہ یہ کیا کرتا ہے میرے مالک نے کیا خطا کی کہ جو اسطرح پیش آیا سہاک نے

یہ آواز سنکر چاہا کہ کود کے بھاگون سلما نے چاہا کہ بال کھولون اور سحر کرون کہ وہ طائر تڑپکر اڑا
دونون کے سر پر چرخ مار کے ایک چیخ ماری منھہ سے ایک شعلہ نکلا کہ جلکر خاک ہوا وہ خاک سماک پر
گری سماک کے ہاتھ سے خنجر چھوٹا لڑکھڑا کے گرا زمین نے پانون تھام لیے سلما نے جوڑے پر
ہاتھ ڈالا تھا کہ بال کھول کے سحر کرون ہاتھ پانون مین رعشہ آیا قلب تھرایا سحر زبان سے نکلا
لڑکھڑا کے گرین اُٹھہ نہین سکتین اُسی نخل سے اور ایک طائر پیدا ہوا وہ تڑپکر کلفت پر گرا
پیر سیتہ پر بار امثل انسان کے آواز دی حضور اٹھیے کلفت نے آنکھین کھولکر دیکھا کہ دونون
بیہوش پڑے ہین سماک ایک جانب پڑا ہوا ہے سلما کو ہر چند ہوش ہے بیبس پڑی ہین اٹھہ
نہین سکتین کلفت جھلا کر اٹھا سماک کی شکل اصلی دیکھکر بہت جھلایا کمر سے خنجر کھینچا قصد کیا کہ
قتل کرون پھر اپنے خدمتگارون کو ہوشیار کیا کہا اس مکار کو قتل کرو آپ مسند پر بیٹھا خدمتگار نے
خنجر نکالا اور سماک کی گردن پر کوئلے کا خط دیا پکار کر آواز دی اے شہنشاہ ساحران مین اس ظالم
کو قتل کرتا ہون اس عورت کو بھی قتل کیجیے اسکا زندہ رکھنا اچھا نہین ہے اگر یہ زندہ رہینگی تو فتنا
برپا ہونگے کلفت نے کہا ارے تو اس راز کو کیا جانے میری جان پر بنی ہے لطف یہ

دیدۂ دل جب سے او فرہاد یاس بین ہوگیا
ہم نے جس پتھر کو دیکھا نقش شیرین ہوگیا

پھول جھڑتے ہین ترے منھہ سے جو ای رنگین ادا
نکتہ چین آیا تری محفل مین گلچین ہوگیا

رنگ گل ایسا اڑا اس شاخ گل کے سامنے
دامن باد صبا گلشن مین رنگین ہوگیا

مرے دل ویران سے ہی حسن کا اسکو غرور
ہاتھ آیا جس کے آئینہ وہ خودبین ہوگیا

خانہ بربادی مین بھی ہی اچھا آسائش رہی
بیٹھ بستر ہوگئی ہی ہاتھ بالین ہوگیا

کیا ہی تاثیر حلاوت ہی لب جان بخش کی
حرف منھہ سے تلخ بھی نکلا تو شیرین ہوگیا

جوش سودا نے بچایا سنگ غم سے مجھے
گرد سنگ کودکان سے قلعہ سنگین ہوگیا

باغبان آیا نہین گلگشت کو وہ رشک گل
تنگ آ بیٹھے لگا دیوانہ گلچین ہوگیا

ایسے کاہیدہ ہوے محبوب ترے رشک سے
گیسوئے مشکین جو تھا اب خال مشکین ہوگیا

ہین سفید آنکھین مری کیا کرتے کرتے انتظار
باغ مین ہر پھول نرگس کا کلی نسرین ہوگیا

سبحہ را بگسست و زیر کمر زنار ساختہ
مثل بیدل اندنون ناسخ بھی بے دین ہوگیا

کہا یارو میری جان اس معشوقہ پری چہرہ پر جاتی ہی مگر اس عیار مکار کو جلد قتل کرا دیجئے وہ مکر کیا
کہ مین اسکے دام مکر مین پھنسا ہون اسکے نام کا دشمن ہون جب خدمتگار خنجر کھینچکر چلا آفتاب نے
دیکھا کہ شاطر لشکر رستم قتل ہوتا ہی کارد نکال کر پھینک ماری کہ جلاد کا سر اُڑ گیا کالفت نے آواز
دی ارے یہ کون ہی جسنے جلاد کو مارا چاہتا تھا جست کرکے بلند ہون کہ آفتاب نے دوسری کارد
نکالی اسم سحر کا پڑھکر پھینک ماری سینے پر کالفت کے پڑی کہ پشت کو توڑ کے پار گذری زمین پر گرا اسکا
بھی اُٹھین جیسا شغل سے دو طائر پیدا ہوے تھے اُس شغل سے کئی سو جادوگر پیدا ہوے آفتاب کو
گھیر لیا ہر ایک کا یہی قول تھا کہ اسنے ہمارے آقا کو مارا ہم اسکو قتل کرینگے آفتاب نے تلوار کھینچی
جسکو ہاتھ مارا اُسکے دو ٹکڑے کیے سلما نے جوڑا کھولا سب ساحر دام مین پھنس کر گرے سلما نے
اشارہ کیا پریان گرین سب کے سر اُڑ گئے باغ جل گیا صحرا سائین سائین کرنے لگا
سماک نے کہا اب یہان سے نکل چلو آفتاب نے سلما سے ملاقات کرکے کہا ای ملکۂ عالم اسے جلد [illegible]
کو پہونچاؤ سلما و آفتاب ایک تخت پر سوار ہوے سماک جست و خیز کرتا ہوا چلا یہان رستم نے
صندلان سا رفیق پایا نہایت خوش بیٹھے ہین آخر وقت ہی بیرون بارگاہ کرسیان بچھین سب سردار
آکر بیٹھے رستم فرماتے ہین کہ آفتاب بھی پلٹ کر نہ آئے کچھ حال سماک و سلما کا دریافت ہوا کہ آسمان پر
برق چمکی دیکھا آفتاب و سلما نمودار ہوے رستم مثل گل شگفتہ ہوگئے آفتاب نے آکر قدمون کو بوسہ
دیا عرض کی ای شہریار ہفت پیکر نے سامان لشکر کشی کیا تمام صحرا سے عشرت ساحرون سے معمور
ہوا اور ابھی اہل دربند نہین آئے وہ جو اسنے کہا تھا کہ لشکر کشی کرونگا وہ نہین بارہ سنبھال
حقیقت مین بڑی سامان مین غلام خیال کرتا ہی کہ جب کل اہل دربند آئینگے اس فوج کو کون جواب دے سکیگا
رستم نے کہا ای آفتاب وہ جسقدر چاہے فوج جمع کرے ہم اُسکے طالب ہین انشاء اللہ سر میدان ٹکڑے کر
ڈالینگے کیا اب اُسے زندہ چھوڑینگے ہمارے بھی سردار ضرور آئینگے جاروق و عیوق کو حکم دیا کہ
فہرست فوج پیش ہو دونون نے عرض کی رات کے دربار مین حاضر کرینگے شب کو رستم دربار مین آکر
بیٹھے معشوقان پری چہرہ آکر کرسیون پر بیٹھین سرداران نامی آکر دنگلون پر بیٹھے جام ارغوانی گردش
مین آیا سب سردارون نے جو رستم سے عرض کی سماک کو حکم ہوا چند اشعار گاؤ سماک ملیدانی سامنے
رستم کے بیٹھکر یہ اشعار عاشقانہ بتا بتا کے گانے لگا نظم

پرتو افگن جو تری زلف معنبر ہو جائے　　ہر گلزاروں میں او نظروں میں اژدر ہو جائے
منقلب ہجر میں ماہیت اشیا یہ ہوئی　　کہ اگر ہاتھ میں ہو پھول تو اخگر ہو جائے
چشم ساقی کا اگر دل میں تصور باندھوں　　سب لہو میرے بدن میں مئے احمر ہو جائے
آپ کی راست روی کے جو میں مضمون لکھوں　　خود بخود صفحۂ قرطاس کو مسطر ہو جائے
کر کے دو سر کو تلوار سے قاتل نے کہا　　اب تو شاید مرے قامت کے برابر ہو جائے

اسوقت ہنگامۂ عیش و نشاط گرم ہے ہر ایک لذت لعب سے خرم ہے کہ عیوق و جاروق و سلطا اور شفق خونخوار وغیرہ فہرست لیکر حاضر ہوے رستم نے ملاحظہ فرمایا سات لاکھ فوج غیر ساحران و تین لاکھ ساحر ہمراہ ہین رستم نے حکم دیا کل سویرے لشکر تیار ہو انشاء اللہ طرف قصر عشرت کے کوچ کرینگے سرداران آمادہ ہوے لشکر کی آراستگی ہو رہی ہے وردیان نئی تقسیم ہوئین لشکر تیار ہو اسویرے صبح کو رستم سو کر اٹھے نماز پڑھکر باہر آئے دیکھا دس لاکھ کا لشکر تیار ہے جادوگرون نے ابر تیار کیے ہین ابر آسمان پر تڑپ رہے ہین سرخ و سبز و زرد ابرون کی رعنائی سحر کی زیبائی رعد کی گرج برق کی چمک ادھر غیر ساحر تیار کھڑے ہین نیزے سبھون کے ہاتھ مین دریاے سلاح مین غوطہ زن ہو رہے ہین یہ معلوم ہوتا ہے کہ اگر دریاے آہن ہو تو تھپیلین دشمن کے آگے جان دہ کھیلین رستم نے مرکب آگے بڑھایا دریاے فوج مین تلاطم ہوا قریب ہے کہ لشکر بڑھے اتنے مین صحرا سے گرد اڑی دیکھا ایک پہلوان دیو خصال عفریت مثال فیل پر سوار بارہ لاکھ فوج پشت پر ساتھ لیئے آکر پہونچا پکار کر آواز دی اے طلسم کشا لشکر آگے نہ بڑھانا حکم خداوند نہین ہے ابھی محلے عشرت مین داخلہ نہوگا قدرت کی فوجین جمع ہو لین حکم خداوند ہوا کہ اے طومار فیلسوار جاکر طلسم کشا سے مقابلہ کرو مین تمھارے مقابلے کو آیا ہون رستم کو بہت ناگوار ہوا کہ عین وقت پر اسنے آکر روکا اب بے مقابلہ پڑیگا طومار فیل سوار اتر پڑا رستم کے لشکر کی سد راہ ہوا رستم بھی اتر پڑے طومار فیل سوار نے آتے ہی طبل جنگی بجوایا رستم کو خبر پہونچی جواب مین طبل جنگی بجا ہر دو لشکر مین تیاریان ہونے لگین چار پہر رات گذر کر وہ وقت آیا کہ پہلوان زرین پوش اکھاڑے سے مشرق کے ابھرکر نکلا اسکی ضیا کی جسم پر چپٹی ہوئی شاگردان شعاع ساتھ اس کروفر سے میدان چرخ زبرجدی مین آکر قائم ہوا تمام میدان روشن ہو گیا ادھر دونون لشکر آراستہ ہو کر میدان کارزار مین آئے

صفین جبین نقیبون نے نقابت کی طوطار نے اپنا گھوڑا بڑھایا میدان مین آکر سلحشوری دکھائی
پکار کر آواز دی ای فرقۂ خدا پرستان جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ مقابلے عیوق نیزہ باز نے مرکب بڑھایا سامنے
رستم کے آیا عرض کی اجازت میدان ہو رستم نے فرمایا ای بہادر تمھارا جانا اچھا نہین جانتا ہون چاہتا ہون
جنگ کو طول نہو اس ملعون کو مار کر اپنے کو صحرائے عشرت مین پہونچاؤن لشکر تیار ہو چکا تھا عین
وقت پر آکر اسنے روکا اگر اب قصد کرتے ہین تو جنگ مغلوبہ ہوتی ہی ہزارہا بندگان خدا کی جان
جائیگی خدا نے اپنا فضل کیا کہ اب بوجہ حسن مقابلہ ہی عیوق نے عرض کی غلام گھوڑا بڑھا کر نکلا سب
سردارون نے دیکھا آپ کے قاعدے کے خلاف ہی کہ یہ حقیر مقابلے مین اس کافر کے نہ جائے رستم نے
فرمایا بسم اللہ خدا تمکو مظفر و منصور کرے عیوق گھوڑا جھپکا کر سامنے طوطار فیلسوار کے آیا تکاور مین
مرکب زیادہ ہٹا ہاتھی چند قدم ہٹکر ٹھہرا طوطار نے نیزہ اٹھایا عیوق فنون نیزہ بازی مین طاق شہرۂ آفاق تھا
ہی طوطار نے نیزہ مارا عیوق نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا چند طعنین رد و بدل ہوئی کھٹکین شایان کی
اٹھائیس طعنین آپس مین رد و بدل ہوئی ہون کہ عیوق نے نیزہ لگا نیچا گھوڑا اڑایا نیزے کو اسکے ہاتھ
نکالا دیا دونون لشکرون کے پہلوان تعریفین کرنے لگے کہ ای بہادر سبحان اللہ نیزہ بازی اسکا نام ہی کس لطف
سے نیزہ نکالا طوطار کا رنگ رو اڑ گیا تلوار نیام سے کھینچی خبردار خبردار کہکے ہاتھ مارا عیوق نے سپر کو چہرہ
کی پناہ کیا برق شمشیر اس طور سے گری کہ سپر کٹی اور سپر کے ٹکڑے ہو گئے ہر چند عیوق نے اپنے کو بچایا
تیغ اسکا خود و سپر کو کاٹ کر تلوار تا دوابرو پہونچی عیوق نے دستانہ مارا تیغہ چھٹکا کر نکلا مگر چادر خون کی
آنکھون پر آئی عیوق نے خون پونچھکر ہاتھ مارا طوطار نے ہاتھی ہٹا لیا ہاتھ تلوار کا جو خالی گیا کان سے سر
زین پر پہونچا مگر طوطار نے دوسرا ہاتھ نہ مارا پکار کر آواز دی ہم مردون کا یہ دستور نہین کہ زخمی پر ہاتھ ڈالین
مکر سے مطلب نکالین ای رستم اس سردار کو بلا لو اور کسی کو بھیجو رستم نے جاروق کو اشارہ کیا جاروق
نے جا کر عیوق کو پھیرا آپ سینہ سپر کر کے مقابل ہوا آپس مین نیزہ چلنے لگا دونون لشکر نگران تھین
جاروق تو نیزہ باز مشہور ہی عرصے تک اسکے اسکے نیزہ بازی ہوئی ایک مقام پر جاروق نے نیزہ
لگا نیچا نعرہ کرکے کھینچ مارا طوطار فیلسوار کے ہاتھ سے نیزہ نکل گیا طوطار شل ہو گئے گرگڑا پکار کر
آواز دی ای جوان تو فنون سپاہ گری مین طاق ہی سر میدان تو نے نیزہ نکالا دونون لشکر والون
نے دیکھا لیکن یہ تیغ بے دریغ ہی قطع کرنے والی شجر حیات حریف کی ہی اس سے لوا

دیکھ یہ تلوار کیا رنگ دکھاتی ہے یہ کہکے تلوار کھینچی طوطمار کے ابرو پر بل پڑا ہوا نیزہ نکلنے کا بڑا افسوس ہوا
ہی خبردار خبردار کہکے ہاتھ مارا جاروق نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا مگر تلوار جو تڑپ کر گری سپر کو
کاٹ کرتا دوابرہ پہونچی آستے و آستانہ مارا تیغہ سر سے نکلا مگر چادر خون کی آنکھوں پر آئی ابھی جلدی
میں طوطمار نے دوسرا ہاتھ مارا یہ زخم سر جاروق جو پارہ ہوا تیسرا ہاتھ بھی اس ظالم نے مار دیا گھوڑے
کا سر آگیا جاروق زخم کاری کھا کر گھوڑے سے گر کر بیہوش ہوا طوطمار چاہتا تھا لاش جاروق
کی پامال کرتا مگر اس سرکش بہادر نے ہاتھی اپنا ہٹا لیا پکار کر آواز دی اے طلسم کشا ہیں زخمی کو بھی میں
سامنے سے اٹھوا لیجیے اور کسی کو بھیجیے صبا رفتار پر ہاتھ اٹھاتا اپنا دستور نہیں حسن لالان گھوڑا
جھپکا کر جا پڑا جاروق کو اٹھا کر لشکر میں لایا پھر جا کر مقابلہ کیا طوطمار نے حسن لالان سے نیزہ بازی
کی وہی نیزہ خون آلودہ ہاتھ میں چڑھا ہوا تھا حسن لالان پر مارا حسن لالان کا شانہ جھول پڑا القصہ
عرض کرتا ہے کہ یہ دن رہتے رہتے ہاتھ سے طوطمار کے دس پہلوانان نامی زخمی ہوئے اور چار جوان شیر دل
سیار گلشن جنان ہوئے طوطمار نے ہاتھی ہول کر بڑھایا پکار کر آواز دی اے رستم نوجوان آج تمنے یہ
تیل ناشی میرے مقابلے میں بھیجے اب تمہارے مقابلے کا خواہان ہوں رستم نے مرکب چمکا کر کہا اے
طوطمار یہ جوانان صف شکن نہایت جری و بہادر ہیں زخمی ہونا اتفاق سے ہوا کل ہم تم سے
مقابلہ کرینگے یہ فرما کر زخمیوں کو ساتھ لیکر پلٹے جو جوان سیار گلشن جنان ہوئے تھے انکے جنازے
اٹھوا لیے مگر رستم کو نہایت قلق ہے فرماتے ہیں کہ آج کی میدان داری کیا بے لطف ہوئی سردار زخمی
بھی ہوئے چار جوانان صف شکن راہی ملک عدم ہوئے مگر کل انشاء اللہ اس ملعون سے
سمجھیں گے اگر اسکے سر میدان چار ٹکڑے نہ کیے تو نام اپنا رستم نہ پایا نہایت سپاہ گری کا دعوی
رکھتا ہوا اسکو اپنے زور پر بڑا ناز ہے اور جنگل میں بھی صاحب زور و طاقت ہے یہ کہتے ہوئے
بارگاہ میں آئے طوطمار فیلسوار تنتا ہوا بارگاہ میں آیا بیٹھکر لاف و گزاف کرنے لگا کہتا تھا آج
تک قوت سے ان پہلوانوں کو کھینچا کہ جو شوکت طلسم کشا دیکھکر پست ہوئے رستم اگر زبردست
ہوئے اب حال جرات کھلے گا کل سر میدان انشکین بانا ہے نکلا ہر چند کہ آج بہت نے وہ رنگ
دکھایا ہے کہ کچھ عجب نہیں شب کو طلسم کشا بھاگ جائے یا صلح کا پیغام دے مگر میں صلح
نہ قبول کرونگا یہ ترنگ کہ معلوم ہو کہ اس طلسم میں بھی ایسے ایسے جوان ہیں لیس یہ لاف و گزاف کرکے

طبل جنگی بجوایا رستم کو ہرکارون نے خبر دی رستم نے بھی طبل جنگی بجوایا دونون لشکرون مین
تیاریان ہونے لگین جسوقت کہ پہلوان اقلیم مغرب دنگل مین لڑنے اکھاڑے سے مشرق کے
نکلا میدان جیغ زبرجدی مین آیا دونون لشکر میدان مین پہونچے طومار فیل سوار ہاتھی پر بیٹھا ہوا
نیزہ ہلاتا ہوا صف سے آگے بڑھکر کھڑا ہوا ادھر رستم نوجوان صف لشکر سے چالیس قدم آگے
بڑھے ہوے نیزہ ہلا رہے ہین کہ نقیبون نے نقابت کی کرکیت کڑکا کہکر ہٹ گئے طومار نے ہاتھی بڑھایا
میدان کارزار مین آیا سلحشوری دکھانے لگا دیر تک نیزہ ہلایا پکار کر آواز دی مجھکو تنہا مرگ کی ہو
نکلے مصنف عرض کرتا ہی کہ آج بھی پہلوانون نے رستم کو نہ نکلنے دیا ہنگام وحشی نکلا لیکن زخمی
ہوا اسفر پیر مردم درنکلا کہ خوب خوب لڑا لیکن آخر نشانہ جھول پڑا جو بار بہت کٹی زخمی ہوکر بیہوش ہوا
دوپہر تک چار پہلوان زخمی ہوئے ایک پہلوان مارا گیا اس وقت طومار یاوہ گوئی سے پکار اٹھا کہ
کل سے آج تک مین نے میدان کارزار کو خون سے لال کر دیا لاشون سے بھی میدان بھر دیا
لیکن مقام افسوس ہی کہ طلسم کشا ہیبت مقابلے مین نہین آتے جان چھپاتے ہین آجتک کسی
ہمسر سے مقابلہ نہین پڑا قدرت نے مجھکو ایسا حکم دیا ورنہ یہ میلہ جمع ہونے پاتا رستم کو بہت ناگوار ہوا
قبضہ تیغ ہفت جوہر پر ہاتھ ڈالا مرکب استر مالا لبود کو بڑھایا مقابلے مین طومار کے پہونچے رستم
پر ہاتھی کے گرد اسپر کا وار کہ ہاتھی چند قدم ہٹا طومار نے بری دھت کہکے ہاتھی کو بڑھایا ہاتھی
نے سونڈ بڑھائی کہ رستم کو لپیٹ لون رستم گھوڑے سے کود پڑے ہاتھ بڑھا کر ہاتھی کے
سامنے گئے ہاتھی نے ہاتھون کو رستم کے سونڈ مین لپیٹا لیکن رستم نے بقوت تمام سونڈ کو تھام
کے ایک جھٹکا مارا کہ مع خرطوم کے گردن گھسیٹ لی ہاتھی چیخ کھا کر زمین پر گرا طومار نے جو یہ زور
دیکھا جی چھوٹ گیا ہاتھی سے کودا خبردار خبردار کہکے ہاتھ مارا رستم نہ سنبھلنے پائے تھے گردن جو
ہاتھی کی کھینچی خود سر سے گر پڑا تھا سر برہنہ پر اسکی تلوار پڑی کہ سر رستم کا زخمی ہوا طومار نے چاہا کہ
سر کاٹ لون کہ صحرا سے گرد اٹھی اور ایک نقابدار مرصع پوش نیزہ ہلاتا ہوا پیدا ہوا وہین سے
للکارتا ہوا کہ او نامرد خبردار رستم پر ہاتھ نہ ڈالنا یہ شیر بیشۂ صاحبقرانی ہین جرأت مین لاثانی ہین
جب طومار نے نقابدار کو اس شوکت سے آتے ہوے دیکھا گینڈا طلب کیا اسپر سوار ہوکے
حملہ کیا نقابدار نے آکر پہلوانان رستم کو پکارا کہ اس شیر دل کو اٹھا لیجاؤ پہلوانون نے رستم کو

اسٹھایا رستم نے جو آنکھیں کھولیں نقابدار مرصع پوش کو مقابلہ طومار میں پایا دیکھا کہ شعشعہ نور
جمال سے میدان نورانی و منور ہو رہا ہے مرکب مثل برق کے چمک رہا ہے طومار نے جو نقابدار کو اس
شوکت و شان سے دیکھا اول نیزہ اٹھایا نیزہ مارا نقابدار نے نیزے کو نیزے کی سنان پر روکا
آپس میں نیزہ چلنے لگا قریب چالیس طعنوں کے رد و بدل ہوئی تھیں کہ نقابدار نے مرکب بڑھایا
نیزہ طومار کا گانٹھ کر کھینچ مارا کہ نیزہ ہاتھ سے طومار کے نکل گیا طومار بہت جھلایا قبضہ شمشیر پر ہاتھ
ڈالا خبردار خبردار کہکے ہاتھ مارا نقابدار نے تلوار کو تلوار پر لگا نہ ٹھا سنبھالے سے ہاتھ نکال کر کمر
کو تھاپا سر پر ہاتھ مارا طومار نے گرز آہن کا اٹھایا مگر برق شمشیر جو تڑپ کر گری ابر سپر کے
ٹکڑے اڑا دیے یا تو تلوار سپر پر گری تھی یا زیر تنگ آکر زمین کو بوسہ دیا طومار جو مارا گیا اس کے
لشکر والوں کے رنگ کٹ گئے لپا لپا کہکے دوڑ پڑے نقابدار مرصع پوش نے لشکر پیچھے
پڑی جمائی بارہ ہزار جوانوں سے بارہ لاکھ پر جا پڑا افسروں کو تاک تاک کے قتل کرنے لگا
فوج والے اگرچہ بارہ ہزار ہیں مگر جوانان صف شکن تیغ زن نہنگان بحر جرات یکہ تازان میدان
جلالت ہیں کافروں کو قتل کر رہے ہیں ہزار ہا جوان کو دو تین حملوں میں مارا اول کیا نیزوں کا وار
سے اتارے بارہ ہزار جوان خطا کار نیزوں سے گرائے پھر کمانوں کو چلایا بھالے سنبھالے
بارہ ہزار جوان نیزوں سے مارے پھر تلوار کے وار کیے تین حملوں میں چھتیس ہزار جوان و
اصل جہنم ہوئے کافروں کے قلب کانپ گئے رستم نے چاہا نقابدار کے شریک جنگ ہو
نقابدار مرصع پوش نے اپنے عیار کو اشارہ کیا عیار نے قریب آکر آواز دی کہ اے شہریار آج
آپ تکلیف نہ فرمائیے ہمارے آقا کو آپ کی شرکت نہایت ناگوار ہو جنگ کو خود جھیلیں گے
کفار سے مقابلہ ہو جان پر کھیلیں گے اور یہی بارہ ہزار جوانان شیر دل کفار سے لڑینگے عیار
کہکے واپس آیا نقابدار مرصع پوش جری و بہادر لڑتا بھڑتا جنگ رستمانہ کرتا ہوا قلب فوج کفار
پہونچا تو کیا دیکھا کہ علمدار لشکر کفار جوان زبردست بادہ کبر و نخوت سے مست علم کی بیٹھک بغل
میں دبائے ہوئے فوج کو ترغیب دیتا ہوا آتا ہے کہ اے بھائیو آج روز جنگ ہے مردی و دلاوری
سے کام لو اپنے حریف سے مقابلہ کرو لڑ بھڑ کر جان دو یا اپنے حریف کو ہلاک کرو مگر نقابدار جرار
نے مرکب بڑھایا گھوڑے پر اپنے کوڑا کیا مرکب نے طرارہ بھرا دونوں ٹاپیں مثال پر رکھدیا

علمدار نے ہاتھ مارا نقابدار نے تلوار کو تلوار پر روکا الجھاوے سے ہاتھ نکالکر ہاتھ مارا علمدار
کو مع علم و فیل دو ٹکڑے کیا اُسوقت کل فوج نے نقابدار پر حملہ کیا مگر نقابدار اس کروفر سے
لڑرہا ہی کہ زبان تیر و کلہ عمود سے صداے احسنت و آفرین بلند کفار دردمند ہے رستم اس جرأت
کو دیکھکر اپنے رفقا سے فرمارہے ہین کہ طریقہ جنگ نقابدار بالکل ہمارے خاندان کا ہے
سہراب نے عرض کی دیکھیے عیار طرار کس لطف سے اپنے آقاے نامدار کی پشتیبانی کررہا ہی کہنا یہ
ہی کہ کوئی پشت پر آنے پاوے مثل بجلی کے تڑپ رہا ہی حضور صاف معلوم ہوتا ہی کہ بہمن برق
فرنگی لڑرہا ہی سب کہتے ہین اے بہمن بڑا سہی حقیقت مین یہی طریقہ بہمن برق فرنگی کا ہی اپنے
آقا کی شمع جمال کا پروانہ ہی اپنے مالک کو بچانا جان لڑانا سبحان اللہ عیار ایسا چاہیے یہان
نقابدار مع پوشش شیرانہ جنگ کررہا ہی آخر بارہ ہزار سے بارہ لاکھ کو شکست دی کفار کے پیر
اُکھڑے افسر فوج قتل ہوا علم فوج سرنگون آخر فوج کے کے بھرے پڑے پاؤن کل فوج کے اکھڑے
نقابدار تلوارین مارتا ہوا چلا لاکھ افسر کدو کوشش کرتے ہین کہ جاکر نقابدار کو گھیرین مگر کوئی تدبیر
نہین چلتا جو افسر سامنے آیا علف شمشیر آبدار ہوا آخر فوج کفار نے شکست فاش کھائی نقابدار
انکو بھگاکر تلوار سے خون پونچھتا ہوا پلٹا رستم صف لشکر پر کھڑے ہین رستم نے تعریف کی نقابدار
نے سلام کیا رستم نے فرمایا اے نقابدار بہادر آج تمنے ہمپر احسان کیا نقابدار نے جواب دیا مرد
کی مرد مدد کرتے ہین دو دن آپنے میدان داری کی آپکے جتنے سردار زخمی کیے غرور مین آلی
پڑا ایک وار شمشیر سے جیپا کا خاتمہ ہوا کل فوج کو شکست دی بحکم پروردگار سب بھاگ گئے
اب اسباب شوکت حاصل کرتا ہی صاحبقران کی تلاش مین نکلا ہون کہ یا تنہا صاحبقرانی
بھی لون انکے سردارون سے لڑون لنڈھور کا گرز اٹھاؤن مین نے سنا ہی کہ حضور نے لنڈھور
کو مع ہاتھی اٹھایا تھا مین بھی اس زور کا متمنی ہون رستم نے کہا اے نقابدار سب کچھ ممکن ہی
مگر جسدن صاحبقران سے مقابلہ کروگے نقاب چہرے سے اٹھ جائیگی رفاقت اختیار کروگے
نقابدار نے کہا آپکے میرے امتحان ہو رستم نے کمان کیانی کاندھے سے اتاری کہا کہ چند تیر
آپ بچا لیجیے چند تیر مین آپکو لگاؤن میرا قول تخت نشین ہوگا حال فنون سپہ گری
کھل جائیگا اے نقابدار بہادر تم جتنے فن سپہ گری کرتے ہو سب ہمارے خاندان کے ہین

اٹھایا رستم نے جو آنکھیں کھولیں نقابدار مرصع پوش کو مقابلہ طومار میں پایا دیکھا کہ شعشعۂ نور
جمال سے میدان نورانی و منور ہو رہا ہے مرکب مثل برق کے چمک رہا ہے طومار نے جو نقابدار کو اس
شوکت و شان سے دیکھا اول نیزہ اٹھایا نیزہ مارا نقابدار نے نیزے کو نیزے کی سنان پر روکا
آپس میں نیزہ چلنے لگا قریب چالیس طعنوں کے رد و بدل ہوئی تھیں کہ نقابدار نے مرکب بڑھایا
نیزہ طومار کا گانٹھ کر کھینچا مارا کہ نیزہ ہاتھ سے طومار کے نکل گیا طومار بہت جھلایا قبضۂ شمشیر پر ہاتھ
ڈالا خبردار خبردار کہکے ہاتھ مارا نقابدار نے تلوار کو تلوار پر گانٹھا اچھا وسے ہاتھ نکال کر گرز
کو تیا یا سر پر ہاتھ مارا طومار نے گرد آسپر کا اٹھایا مگر برق شمشیر جو تڑپ کر گری اسپر کے
ٹکڑے اڑا دیے یا تو تلوار سپر پر گری تھی یا زیر سنگ آ کر زمین کو بوسہ دیا طومار جو مارا گیا اسکے
لشکر والوں کے رنگ کٹ گئے لینا لینا کہکے دوڑ پڑے نقابدار مرصع پوش نے لپیٹ کر بڑا
بڑی جماعی بارہ ہزار جوانوں سے بارہ لاکھ پر جا پڑا افسروں کو تاک تاک کے قتل کرنے لگا
فوج والے اگرچہ بارہ ہزار ہیں مگر جوانان صف شکن تیغزن نہنگان بحر جرأت یکہ تازان میدان
جلالت ہیں کافروں کو قتل کر رہے ہیں ہزار ہا جوان کو دو تین حملوں میں مارا اول کمانوں کا زہ
سے اتارین بارہ ہزار جوان خطا کار تیروں سے گرا دیے پھر کمانوں کو پھینکا بھالے سنبھالے
بارہ ہزار جوان نیزوں سے مارے پھر تلوار کے وار کیے تین حملوں میں چھتیس ہزار جوان جو
واصل جہنم ہوئے کافروں کے قلب کانپ گئے رستم نے چاہا نقابدار کے شریک جنگ ہوں
نقابدار مرصع پوش نے اپنے عیار کو اشارہ کیا عیار نے قریب آ کر آواز دی کہ اے شہریار آپ
آپ تکلیف نہ فرمائیے ہمارے آقا کو آپ کی شرکت نہایت ناگوار ہے جنگ کو خود جھیلیں
کفار سے مقابلہ ہی جان پر کھیلیں گے اور یہی بارہ ہزار جوانان شیر دل کفار سے لڑینگے عیار
کہکے واپس آیا نقابدار مرصع پوش جری و بہادر لڑتا بھڑتا جنگ کرتا ہوا قلب فوج کفار
پہونچا تو کیا دیکھا کہ علمدار لشکر کفار جوان زبردست بادۂ کبر و نخوت سے مست علم کی پھریری بغل
میں دبائے ہوئے فوج کو ترغیب دیتا ہوا آتا ہے کہ اے بھائیو آج روز جنگ ہے مردی و دلاوری
سے کام لو اپنے حریف سے مقابلہ کرو لڑ بھڑ کر جان دو یا اپنے حریف کو ہلاک کرو مگر نقابدار جوان
نے مرکب بڑھایا گھوڑے پر اپنے کوڑا کیا مرکب نے طرارہ بھرا دونوں شانہ میں مستک پر رکھ

علمدار نے ہاتھ مارا نقابدار نے تلوار کو تلوار پر روکا اُلجھاوے سے ہاتھ نکالکر ہاتھ مارا علمدار
کو مع علم و فیل دو ٹکڑے کیا اُسوقت کل فوج نے نقابدار پر حملہ کیا مگر نقابدار اسطرح سے
لڑرہا ہے کہ زبان تیر و نگاہ عمود سے صدائے حسنت و آفرین بلند کرتا ہے رستم اسکی جرأت
کو دیکھکر اپنے رفقا سے فرمارہے ہیں کہ طریقہ جنگ نقابدار بالکل ہمارے خاندان کا ہے
سبک نے عرض کی دیکھیے عیار طرار کس لطف سے اپنے آقائے نامدار کی پشتیبانی کررہا ہے کہ مجال
ہے کہ کوئی پشت پر آنے پاوے مثل بجلی کے تڑپ رہا ہے حضور صاف معلوم ہوتا ہے کہ مہر برق
فرنگی لڑرہا ہے سب کہتے ہیں اے حضرت سچ ہے حقیقت میں یہی طریقہ مہر برق فرنگی کا ہے اپنے
آقا کی شمع جمال کا پروانہ ہے اپنے مالک کو بچانا جان لڑانا سبحان اللہ عیار ایسا چاہیے یہاں
نقابدار ہر طرح یوں شیرانہ جنگ کررہا ہے آخر بارہ ہزار سے بارہ لاکھ کو شکست دی کفار کے بہیر
اُکھڑے افسر فوج قتل ہوا علم فوج سرنگون آخر فوج کسکے گھیرے سے ہر طرف پاؤں کل فوج کے اُکھڑے
نقابدار تلواریں مارتا ہوا چلا لاکھ افسر کہدہ کوشش کرتے ہیں کہ جا کر نقابدار کو گھیریں مگر کوئی ترکیب
نہیں چلتا جو افسر سامنے آیا علف شمشیر آبدار ہوا آخر فوج کفار نے شکست فاش کھائی نقابدار
انکو بھگا کر تلوار سے خون پونچھتا ہوا پلٹا رستم صف لشکر پر کھڑے ہیں آکر رستم نے تعریف کی نقابدار
نے سلام کیا رستم نے فرمایا اے نقابدار بہادر آج تمنے ہمپر احسان کیا نقابدار نے جواب دیا مرد
کی مرد مدد کرتے ہیں دو دن آپنے میدان داری کی آپکے چند سردار زخمی کیے غرور میں اُچھل
پڑا ایک وار شمشیر سے جیسا کا خاتمہ ہوا کل فوج کو شکست دی بحکم پروردگار سبب بچا کے
اب اسباب شوکت حاصل کرتا ہے صاحبقران کی تلاش میں نکلا ہوں کہ یا نہاں سے صاحبقرانی
بھی لوں انکے سرداروں سے لڑوں لندھور کا گرز اُٹھاؤں میں نے سنا ہے کہ حضور نے لندھور
کو مع ہاتھی اُٹھایا تھا میں بھی اسی زور کا متمنی ہوں رستم نے کہا اے نقابدار سب کچھ کروگے
مگر جسدن صاحبقران سے مقابلہ کروگے نقاب چہرے سے اُٹھ جائیگی رفاقت اختیار کروگے
نقابدار نے کہا آپ کے میرے امتحان ہو رستم نے کمان کیانی کاندھے سے اتاری کہا کہ چند تیر
آپ بھی لگائیے چند تیر میں آپکو لگاؤں میرا قول سخت نشین ہوگا حال فنون سپہگری کا
کھل جائیگا اے نقابدار بہادر تم جتنے فن سپہگری کرتے ہو سب ہمارے خاندان کے ہیں

نقابدار نے جھلا کر کہا میدان کارزار میں آپ آئیے کچھ ہنر سپاہ گری دکھائیے آپ نے اپنے
ساتھ یہ مہلا سیکار جمع کر لیا ہے میں نے جو جو قلعہ جات فتح کیے اگر اُن سب کو ساتھ لیتا تو آپ کے
لشکر سے دونا لشکر ساتھ ہوتا فقط اسباب شوکت پہ مقرر کر لیا ہے کہ حسب بن صاحبقران کو زیر
کرونگا اُسدن آپ سب صاحب میرے ساتھ ہونگے رستم نے زمخداری میں قبضہ پر ہاتھ رکھکر
کہا ابھی میدان میں آئیے میرے آپ کے حال کھلجائیگا صاحبقران کو جو دو مرتبہ زیر کر چکے خدا
چاہیگا بہت جلد آپکو زیر کرونگا نقابدار بھی تلوار کھینچکر جھپٹا جابنین کے سردار بیچ میں آ گئے
عرض کی سب نے حضور اس تکرار سے کیا فائدہ سر میدان سمجھا جائیگا نقابدار و رستم سے وعدہ
ہوا کہ کل سر میدان امتحان ہو رستم بھی پلٹے نقابدار مقابلے میں اُترا اپنے مقام پر کہتا ہے کہ بارہ
ہزار لاکھ سے کیونکر لڑینگے جن سرداروں پہ رستم کو بڑا ناز ہے پہلے اُنھیں کو ٹکر دونگا اگر رستم کو
زیر کیا تو پھر بانہا سے صاحبقرانی بھی ملجائیگی صاحبقران کے فرزندوں میں کوئی ایسا صاحب قوت
نہیں ہے یہاں رستم بھی فرماتے ہیں کہ کیا میں نقابدار سے کمی کرونگا مگر نہیں معلوم کیا شے
ہے کہ نقابدار کو دیکھکر خون جوش مارتا ہے سب نے عرض کی حضور بوقت مقابلہ حال
کھل جائیگا اگر نقابدار بہادر آپ کے ہاتھوں ٹہرے تو عجب نہیں رستم نے کہا سب
شاہزادیاں قلعہ ذوالامان میں ہیں قبلہ و کعبہ اُنکے قریب نہیں گئے جادوگرنیاں جو عاشق ہوئی
ہیں اُنسے وصل نہیں ہوا یہ کوئی شخص غیر ہے کل حال کھلجائیگا نقابدار نے شام کو طبل جنگی
بجوایا رستم کو خبر ہوئی رستم نے بھی نوازش طبل کو حکم دیا دونوں لشکروں میں طبل جنگی بجے
تیاریاں ہونے لگیں رستم کے سر میں ٹانکے دیے گئے ہیں پٹی سر پر چڑھی ہوئی ہے خود باہر
نکلکے فوج کو ترغیب دے رہے ہیں کہ یارو کل بہادر سے مقابلہ ہے دیکھیں فلک کیا دکھائے
عیوق و جاروق عرض کرتے ہیں اگر ارشاد ہو اور اجازت ملے تو غلام آپکا نقابدار سے
مقابلہ کریں رستم نے جواب میں فرمایا آپ لوگ مقابلہ نقابدار میں نہ ٹھہرینگے نقابدار فروہ
مجھ سے کریگا کہ سرداروں کا بھروسا ہے ہم فرزندان صاحبقران ہمیشہ تائید غیبی کے منتظر
رہتے ہیں جو پروردگار نے چاہا ہے وہی ہوگا آپ لوگ تماشہ دیکھیں شب بھر یہی ذکر رہے
چار پہر رات گذر کر وہ وقت آیا کہ شہنشاہ زرین فلک نے سر زمین آفتاب کو پشت پر لگایا

نیزۂ خطوط شعاعی کو ہاتھ میں لیا تیغۂ ضیا حمائل کرکے توسنِ فلک پر سوار ہوا میدانِ چرخ
زبرجدی میں آیا دونوں لشکر میدان میں پہونچے صفوفِ جدال و قتال آراستہ ہوئیں نقیبوں
نے نقابت کی کڑکیت کڑکا کہا کر بیٹھے نقارہ دار مرصع پوش نے مرکب باد رفتار صف سے نکالا
گھوڑے کو اڑاتا ہوا میدان میں آیا پکار کر آواز دی ای رستم زمان علمشاہ نوجوان جس طرح سے
منظور ہو مقابلہ کیجیے میں سرداروں سے بھی آپ کے امتحان کو موجود ہوں خواہ آپ خود تکلیف
فرمائیں یہ ذکر تھا کہ علمشاہ نے سرداروں کو تورد کا خود مرکب بڑھایا مرکب باد رفتار ہیکل سونے
کی گلے میں کلغی سر پر مثل ماہ نو کنٹھا لیے ہوے طرارہ بھر کے بڑھا سب سرداران نامی رستم
کے قدموں سے لپٹ گئے عرض کرتے تھے کہ ای شہریار غلامان جانثار کس دن کے واسطے
ہیں غلاموں کو حکم دیا کہ جا کر نقارہ دار سے مقابلہ کریں کہ نقارہ دار کو بھی حال کھلا کہ ملازمان رستم
ایسے ایسے ہیں رستم نے کہا ای برادران نقارہ دار تھا بیشک پر زور ہو فنون سپہ گری میں طاق ہو
میں شہرۂ آفاق ہو دیکھو پشت مرکب پر کیسا جما بیٹھا ہے معلوم ہوتا ہے کہ انگوٹھی
یہ باتیں ہو رہی تھیں کہ نقارہ دار نے پھر پکارا ای رستم عالیشان ای نقارہ روح د
اب تکرار نہ بڑھائیے میرے مقابلے میں آئیے میں بھی آج جان پہ کھیل کے آیا
کہ سرفتنۂ فرنگستان سے مقابلہ ہے کوئی فن اٹھا نہ رکھو نگار رستم نے سب کو ہٹایا چاہا مرکب
بڑھاویں کہ صحرا سے گرد اڑی طبل سکندری کی آواز کان میں آئی سب دیکھنے لگے رستم نے کہا
قبلہ و کعبہ تشریف لاتے ہیں و رستم گرد کا شگفتہ ہوا رستم نے دیکھا کہ سب کے آگے خاقان
ابن الخاقان بہرام گرد بن خاقان چین بارہ ہزار شیلیوں سے آکر پہونچا ایک طرف آکر ٹھہر گیا پھر گرد
اڑی دارا سے ہند رستم زمان لندھور بن سعدان فیل سیمرغ پر سوار گرز اٹھارہ سو من کا کاندھے
پر ڈالا کھڑا ہند کی پشت پر کیسے کیسے جوان چھٹے ہوے گھوڑے اڑاتے ہوے ایک باغ
نیزان آراستہ چھوٹی کلاہیں سر پر اونچی چولی کے انگرکھے رنگین ڈوپٹے سروں پر بندھے ہو
گھوڑوں کو اڑاتے ہوے باتیں پرستے تاک ازدر صاحب نیزۂ دوسر غلام ہمی وحیا کر
جانان عربی ہمراہ جبرائیل میں خوطرزن آپس میں کہتے ہوے یارو ہم تو ازل ہی سے اندھ کو
ایسا نہ سمجھتے تھے بجلی ڈال کے کہ اندھے والے جنگ میں کیا قیامت کرتے ہیں مر جاتا کچھ

انکے نزدیک بات نہین حریف کو کیا تنگ کرتے ہین کیسے کیسے جوان مارے کس کس مقام
پر لڑے کیا کیا معرکے پڑے مگر ہنارپون نے کبھی قدم نہ ہٹایا آج بھی خوب معرکے پڑینگے
ہر طرف یہی ذکر ہے شاہان ہفت ملک بھی نمودار ہوے کسی کے ساتھ دس ہزار سوار کسی کے ساتھ
بارہ ہزار بڑے زور وشور سے آئے شاید ناظرین کو نام نہ یاد ہون تو آگاہ کرنے کو عرض کرتا ہون
یعنی گرنیس سپہر گردان لقمان برج منظر منظر شاہ یمنی تاہمر شاہ رودباری سیاوش ذوالیدین
شاہان عراق و اصفہان صندویل اصفہانی شیر بیشہ اصفہان ہلیل جنگ عراقی شہنشاہ
عراق پر سب سرداران ادب سے جمے ہوے بیچ ہین صاحبقران زمان طبل سکندری پر چوب پڑتی
ہوئی طوق حوران گردوالو المحجن گرد شتے علم اژدہا پیکر کے کھڑے ہوے اس دھوم سے لشکر
صاحبقران کا پیدا ہوا ایک جانب سپہر عیاری قطب فلک خنجر گذاری شاہ عیاران عیار خواجہ
عمرو نامدار صندوق عیاری پر سوار ساتوں چتر چودہ سیر رنگ صندوق کو گھیرے ہوے خواجہ
اکتالیس عیار ہے ہین ایک لاکھ چوراسی ہزار پیادے پیشے ہوے خنجر برہنہ ہاتھون مین
شاہانہ گین لگاتے ہوے چلے آتے ہین اپنے اپنے زری خنجر بازی حقہ ہا سے آتشبازی داغتے ہوے
صاحبقران نے جو مرکب رد کا کل فوج ٹھہر گئی خواجہ عمرو صندوق سے کود کے قریب صاحبقران
حاضر ہوے عرض کی آقا سے نامدار ایسے کیون مرکب رد کا امیر نے فرمایا خواجہ تم دریافت تو کرو یہ
سرسبح پوش میدان مین کیون کھڑا ہو گیا اسکو شاطر ہی جلد دریافت کرو خواجہ گئے جا کے رستم سے
ملاقات کی چشم زدن مین کل حال دریافت کر کے سامنے صاحبقران کے آئے صاحبقران
سے عرض کی اے شہریار نقاب دار سر سبح پوش رستم نوجوان ستم آمادہ حریف بیکا ہے امیر
فرمایا نقاب دار کا کیا سبب ہے عمرو نے کہا مرد مسلمان امیر نے فرمایا آخر نقاب ڈالنے کا کیا باعث
ہے عمرو نے کل کیفیت عرض کی امیر نے فرمایا مجھ سے دعوی صاحبقرانی رکھتا ہے مین سمجھ لونگا
جا کے رستم کو منع کرو کہ بیٹا تم پلٹ جاؤ ہم مقابلہ کر لینگے وہ باپ نہ ہم سے مانگے گا ہم جواب
دینگے عمرو خوش خوش گئے وہ پیغام صاحبقران پہونچایا رستم نے سر جھکا لیا اور طرف
اپنی بارگاہ کے باگ اٹھا کر داخل بارگاہ ہوے نقاب دار بھی اپنی بارگاہ کو گیا امیر بھی اسی مقام
پر اتر پڑے تمبو لشکر ایک مقام پر اتر کے ایستادہ نقاب دار سر سبح پوش جو بلٹ کر

اپنی بارگاہ مین آیا عیار کو اپنے حکم دیا کہ جاکر صاحبقران کو پیغام دے کہ بابنات صاحبقرانی
بھیجے مرحمت فرمایئے یا مرے مقابلے مین آیئے برق ثانی ترتیب کرا ٹھا طرف لشکر صاحبقران
کے چلا یہان مہتر برق فرنگی کنارے پر لشکر کے ٹہل رہا تھا برق ثانی کو جو آتے ہوئے دیکھا
فورًا نے جو تن مارا پکار کر آواز دی مہتر صاحب ذرا یہان تشریف لایئے برق ثانی سامنے آیا
برق نے پوچھا مہتر صاحب کہان جاتے ہو برق ثانی نے بہ فصاحت جواب دیا کہ ہمارے
آقاے نامدار نے پاس صاحبقران کے بھیجا ہی اور پیغام دیا ہی کہ بابنات صاحبقرانی بھیجدیجیے
یا ہمسے مقابلہ کیجیے برق نے کہا تمہارے آقا کو سودا ہوا ہی یا قرستم سے مقابلہ کرتے ہیں یا
صاحبقران سے دعوی کرتے ہین اُنسے کہو کہ خدمت صاحبقران مین آکر حاضر ہون لندھور
ایسا سردار جہان حاضر ہی آئینگے تو عزت پائینگے اور اگر ایسا ارادہ کرینگے تو یہ شوکت ہیزم ہو جائیگی
مدت العمر مین یہ دن نصیب ہوا کہ دو چار قلعے فتح کیے صاحبقران سے مقابلہ کا حوصلہ پیدا
ہوا یہ سودا دماغ مین سمایا ہی جاؤ پلٹ جاؤ جاکر اپنے آقا کو سمجھا دینا کہ ایسا ارادہ نہ کرین ورنہ
سر میدان ذلیل ہونگے اے عیار طرار صاحبقران وہ شخص ہین کہ جنھون نے سات برس کے
سن مین طاہر عادی اور مطاہر عادی دو پہلوان لشکر نوشیروان سے زیر کیے اور پھر دونون
کو چیر کر پھینکدیا گرتیس سپرگردان ولندان بن منظر دونون سردار اسی زمانے کے موجود ہین
اٹھارہ برس کے سن مین پردہ قاف گئے سرکشان قاف کو قتل کرکے زلزلہ قاف لقب
پایا اُن سب کا بقیہ قصہ حقیقی موجود ہی کہ ہر سال تین چار لاکھ دیو جمع کرکے آتا ہی اور پھر بھاگ
کے پردہ ظلمات مین چلا جاتا ہی تمہارے آقا اگر اُن دیوزادون کی صورت دیکھ لین تو ڈر جائین
ایسون کو صاحبقران نے قتل کیا کہ انسان اگر دیکھے تو شب کو خواب مین ڈر اُٹھے سمنان
ہزار دست کو مار دیوار چنگ آہن شاخ کو للکارا اپنے آقا سے پوچھنا کہ کوئی سفر قاف
کا کبھی کیا ہی لڑنا دیوزادون سے تو مشکل ہی اُن مقامون پر گذر تو ہوتا دیوون کو دیکھ تو
آتے کہ وہ کنکا نام ہی برق ثانی یہ باتین سنکے بلبلا برق نے پھر کا اور سمجھایا پوچھا تم کس سے
مقابلہ کروگے برق ثانی نے کہا جب آقا میرا کو زیر کرینگے تو مین خواجہ عمرو سے زنبیل کا
خواہان ہونگا برق نے کہا استاد کا نام نہ لو اُستاد نظر کردہ ہفت پیغمبران ہین انکی

عیاری کی کیا بات ہے اُنکی عیاری نہیں کرامات ہے جنکے ہم ایسے شاگرد موجود ہیں مجھکو ایسا
دعوی تھا کہ کسی عیار کو موجود نہ جانتا تھا جب اُنکے مقابلے میں آیا سب کچھ بھول گیا آخر شاگرد
ہوا ایک لاکھ چھ سو ہی ہزار عیار خدمت میں جنکی حاضر رہتا ہے اُنکے ادنا تعلیم کردہ ابو الفتح
نے گلیم گوش کے کان کاٹے اور پھر ابو الفتح کو نکال لائے گلباد و گلباد کو زیر کیا نہ
ترک خطائی کو عیار خاں اعظم تھا کیسے کیسے اُسنے دعوے کیے تھے آخر اُسکو زیر کیا یہ باتیں سنکر
برق ثانی پلٹ گیا اس فکر میں ہوا کہ برق کو گرفتار کر لیجاؤں جا کے آقا سے سب حال کہا
نقابدار بہت جھلایا کہا میں خود جا کر پیغام دیتا ہوں برق ثانی نے کہا میں اسواسطے پلٹ آیا
کہ آج شب کو میاں برق کی گردن لوں نقابدار اٹھا سلاح جسم پر آراستہ کیے طرف بارگاہ
صاحبقران کے چلا لشکر صاحبقران کی سیر کرتا ہوا تا دربارگاہ پہونچا صاحبقران کو خبر ہوئی کہ
نقابدار مرصع پوش آتا ہے صاحبقران نے سرداروں کو بھیجا کہ نقابدار کو استقبال کرکے لاؤ
نقابدار بارگاہ سے چند قدم الگ تھا کہ بہرام وغیرہ آکر پہونچے نقابدار کا استقبال کیا نقابدار
کو لیکر چلے جب جلو خانۂ شاہی میں نقابدار آیا عادی کو دنگل پر دیکھکر بہرام سے پوچھا
یہ کیسے کو صاحبقران نے دنگل سالار قرار دیا ہے بہرام نے کہا یہ شیر کا بھائی ہے صاحبقران
کا نقابدار کے ہوش اڑ گئے کہا صاحبقران نے کمال کیا ہے ایسے شخص کو زیر کیا مگر نقابدار
بلا تکلف بارگاہ صاحبقران میں آیا صاحبقران کو دنگل شوکت پر پایا گرد سرداران نامی تخت
شاہنشاہی خالی پڑا ہے نقابدار نے صاحبقران کو سلام کیا اُسنے جواب سلام دیکر نقابدار
کو قریب اپنے بٹھا لیا ساقی بچے کو اشارہ کیا ساقی بچے نے جام دیا نقابدار نے اُٹھ کے
انعام لیکر کیا صاحبقران نے پوچھا ای بہادر کیونکر آنے کا اتفاق ہوا نقابدار نے شوکت
و جلالت صاحبقران دیکھکر حیران تھا کہ محمود بادشاہ ہو رہا ہے کہ دست بستہ عرض کی کہ میں
یہ چاہتا ہوں حضور سے مقابلہ کروں امیر نے فرمایا میں نے کیا خطا کی نقابدار نے کہا اے
صاحبقران جیسا ایک بہادر آپ سے امتحان چاہتا ہے میں بھی خواہان امتحان ہوں
صاحبقران نے فرمایا بسم اللہ جاکر طبل جنگی بجوائیے صبح کو امتحان ہو جائیگا نقابدار رخصت
ہو اٹھا اپنی بارگاہ میں آیا عیاروں سے کہا طبل جنگی بجواؤ عیار طبل جنگی بجوا کر فکر برق فرنگی میں چلا

یہان صاحبقران کو خبر پہونچی کہ نقابدار نے طبل جنگی بجوایا مگر مہتر برق فرنگی طلایہ پر مقرر ہوا ہی عیارون کو جا بجا مقرر کرکے کنارے پر آکھڑا ہوا ہی کہ ایک طرف سے رونے کی آواز آئی برق سمجھا کہ وہی عیار ہماری فکر مین نکلا ہی یہ سوچکر آواز کی طرف چلا جنگل مین ایک مقام مثل نالے کے ملا دیکھا ایک نخل ہی اُسمین ایک نازنین بندھی ہوئی ہی اور ایک زنگی اُسکو کوڑے مار رہا ہی نازنین بلک بلک کے رو رہی ہی وہ زنگی کہتا ہی اب تیرے بچانے والے کہان ہین جنہین تو چاہتا تھا تیرے نوکر دوڑتے تھے مین ہمیشہ عشق مین تیرے جان دیتا رہا راتین ہجر کی تڑپ تڑپ کے کاٹین اب زندگی دشوار ہی اپنی تو یہ کیفیت ہی ۔

نظم

جسم کو بھی ہی گران سینے کو ہی دل بھاری ۔ وہ ہی دل مین سمجھے عشق کی منزل بھاری
اہل غفلت کا ہی ہر جزو بدن تک دشمن ۔ ہاتھ بھی خواب مین ہی سینے کو اک سل بھاری
جو گیا سایۂ دیوار مین دیوانہ بسنا ۔ اُس پری رو کی گلی سمجھے ہین عاقل بھاری
سر کے جو نیچے خورشید قیامت نہ کبھی ۔ کیا بری رات ہی سیہ مہ و شمائل بھاری
اہی دل زار نہ ڈر کوہ غم عشق سے تو ۔ کہ اواخر ہی سبک اور اوائل بھاری
صبح پیدا جو ترے چاہ زنخدان سے ہوئی ۔ رکھدیا سنگ پرے ہم ابل بھاری
سرخ چہرہ نظر آتا ہی اسی باعث سے ۔ عارض نازک جانان کو ہوا تل بھاری
یاد قارون کی کبھی صحبت مین سنا ہین وہ ۔ ہو سکے کوہ گران کا نہ کبھی حلشیل بھاری
تھی غفلت مین بھلا قطع ہو کیا راہ طلب ۔ پاؤن مین خواب گران کی ہی سلاسل بھاری
پیچ ہی گیسوی جانان کی بہم دل سے ۔ شاخ سنبل کی تو نازک ہی عنادل بھاری
بار غم ہجر محبت کے سنا ور کو نہین ۔ دھارے مین ہلکی ہی کشتی لب ساحل بھاری
ہی گران آج مرے ماہ کو گرمی سے اتنا ۔ کیا ہی تجھ پر یہ رات ای مہ کامل بھاری
نہ سنا پر نہ سنا کیا ہی گران گوش ہی گل ۔ ہوگئی نالون سے آواز عنادل بھاری
خفت اس درجہ اٹھائی ہی سبکاری سے ۔ کہ مرے جسم سے ہی داغ فلفل بھاری
گرچہ ہی فکر سخن خاطر ناسخ کو گران ۔ لاسکے پر بھی تو ہی یہ شاعر کامل بھاری

اسطرح کے اشعار پڑھکے رونے لگا کہتا ہی مین مدت سے عاشق ہون آج تجکو اُٹھا لایا ہون

برق نے للکارا کہ او سیہ رو لیس اب سامنے سے بھاگ جا یہی عیاری کا طریقہ ہے یہ لفظ سنکر
برق ثانی کے کان کھڑے ہوے ہوشیار ہوا برق جو پیچھے کھینچکر دوڑا وہ زنگی بھاگا برق کود کر
قریب نازنین کے آیا کہا اے مہ جبین چل میں تجھکو تیرے مکان پر پہونچا دون یہ کہکے رسیان کاٹین
نازنین کہ پڑی کہا مجھ سے اٹھا نہیں جاتا برق نے کہا میں کاندھے پر سوار کر کے پہونچا دون یہ
برق ثانی خوش ہوا برق نے کہا بیٹھ جاؤ تو میں تمھیں کاندھے پر سوار کر دون بس جیسے ہی
وہ بیٹھا برق تو بلا سے روزگار ہے کہا اے نازنین دیکھ وہ زنگی پھر آتا ہے برق ثانی پلٹا برق
نے حلقے کمند کے مارے اور آواز دی او بچو کرتے یہ عیاریان ہمارے یہاں کے لونڈے
کرتے ہین یہ فقرہ بنا کے لایا مین کب تیرے دام مین آتا ہون برق ثانی نے حلقے کمند کے کاٹے
جست کر کے نکلا جی مین کہتا ہے یہ ہمارے قبلہ و کعبہ ہین خواجہ کے تعلیم کردہ ہمارے دام مکر مین
کہیں پھنستے ہین جب برق ثانی بھاگا تو برق نے پکار کر آواز دی اے فرزند ذرا ٹھہر جاؤ دو دو ہاتھ
ہنسی کے بھی چل جائین بھلا ہاتھ چالاکی کا مارون کہ ناک اڑ جائے کہ تکلے کہلاؤ برق ثانی نے کہا
بہتر صاحب حوصلہ ہی رہ جائیگا وہ ہاتھ مارون کہ بھنڈارا کھل جائے برق نے کہا ٹھہر وہ حوصلہ تو
نکل جائے ایسا نہو کہ دل مین حوصلہ رہے برق ثانی سوچا کہ ابھی ساری رات باقی ہے اور کسی
مقام پر دھوکا دونگا کسی دام مین تو پھنسین گے یہ سوچکر نکل گیا برق نے ہر چند پکارا لیکن
برق ثانی نہ ٹھہرا برق فرنگی ٹہلتا ہوا آتا ہے کہ سامنے سے اک طفل کو دیکھا پکارتا ہوا آتا ہے
کہ ہائے خواجہ عمرو کو کہان ڈھونڈون اس کامل کو کیونکر پاؤن برق نے پکار کر آواز دی کہ اے
طفل تجھے خواجہ عمرو سے کیا کام ہے مین عمرو سے ملا دون انکا شاگرد ہون وہ لڑکا جیسے ہی
قریب آیا برق نے کہا وہ خواجہ عمرو آتے ہین جیسے ہی وہ لڑکا پلٹا برق نے حلقے کمند کے
مارے برق ثانی تڑپ کے نکلا ایک حلقہ پاؤن مین پڑ گیا کہ برق ثانی لڑکھڑا کے گرا برق
نے چاہا اب مارون برق ثانی نے لوٹ ماری لیٹ مارے حلقہ کمند کا کاٹا برق اس
حرکت پر ہنسا کہا اے عیار خوب طراری کی یہ حرکت تمھاری مجھکو پسند آئی برق ثانی بھاگا
برق نے دور تک پیچھا کیا برق ثانی نہ پلٹا برق فرنگی طرف لشکر کے چلا کہ کوئی آواز کان
مین آئی برق فرنگی طرف صدا کے چلا ایک مقام پر آکر دیکھا کہ جنگل مین ایک تختہ

سنگ پر بیٹھے ہوئے عمرو یہ غزل عاشقانہ گا رہے ہیں نظم

فصل گل آئی زمانہ ہے جنون کے جوش کا / مست اے ساقی یہی ہے وقت نوشا نوش کا
بات کر سکتا نہیں دیوار سے بھی مل بیٹھے / دیکھکر روزن گمان ہوتا ہے مجھکو گوش کا
چھپ نہیں سکتا کبھی انکا ہے تو شکن / خود بخود بو بسنے لگتا ہے وہین پاپوش کا
کیا ہوا ہے جو مرے دل کیطرح وہ چھپ رہا / حال جاکر پوچھیے کچھ دلبر روپوش کا
کس غضب کی روشنی دیتا تھا شب کو ماہرو / ہر ستارہ روکش خورشید ہے پاپوش کا
سنگ آکر دوست اٹھ جاتے ہیں تیرے پاس سے / اب دہان زخم بھی منھ ہو گیا خاموش کا
ہاتھ اٹھا کر دوست کہتے ہیں جو جائیں اسے دور / تیر آتا ہو گیا ہے جسم میں آتا ہوش کا
نالۂ بلبل سنا کرتا ہوں میں آنکھوں سے پھر / اپنے کانوں پہ گمان ہے مجھکو گل کے گوش کا
سر اٹھا احسان قاتل کے کہاں تک شکر ہو / بعد مدت آج اترا بار میرے دوش کا
پھر سبو اسکے چھلکے شیشے ہوا لبریز جام / رخصت اے زاہد رہا ہے وداع ہوش کا
صبر کر سکتا نہیں ملتا ہے سب کچھ گو اسے / بھول جاتا ہے بشر سامان رزق و دوش کا
ایک چپ رہنے سے لاکھوں رنجشیں ہوں دور / مٹ گئے جھگڑے سے ہوا احسان لب خاموش کا
بے ارادے بھی ہوا کرتی ہیں اکثر رنجشیں / پیچ گیسو بن گیا آخر کو حلقہ گوش کا
ایک دو ساغر سے کیا دیتا ہے ساقی مجھے / خم اٹھا پھر دیکھنا دل مجھ سے دریا نوش کا
میں تو کیا ہوں کارواں کے کارواں ہوں گے نثار / بندہ لاکھوں کو کریگا آج بندہ گوش کا
بے خبر رکھتا ہے مجھکو جوش وحشت اے نسیم / یاں نہیں گذرا کہیں نہیں کبھی اتفاق ہوش کا

ہرچند کہ برق یہ اشعار سنکر بیتاب گیا لیکن سوچا کہ یہ بھی عیاری ہے ابھی اس لوٹا سے کہکر نسا
حال تو دیکھو کہ یہ کون صاحب ہیں یہ سوچکر برق نے جھک کر سلام کیا خواجہ نے کہا بیٹا برق
کہاں سے آئے ہو برق نے آنکھ ملائی اب گمان غالب ہوا کہ ہمارے استاد ہی ہیں پھر سحر
کے کلام میں فرق پایا اب حلقہ کمند کے سنبھالنے لگا برق ثانی بھی سمجھا کہ قبلہ و کعبہ ہوشیار
ہو رہے ہیں اٹھکر سامنے سے بھاگا برق نے پکار کر کہا صاحبزادے ٹھہر جاؤ تین عیاروں
کے نقشے کی ہیں میں نے تینوں مرتبہ بچایا اب کیوں بھاگے جاتے ہو برق ثانی نے پلٹ کر جواب دیا

مہتر صاحب آپ ہمیشہ دنیا میں رہے بڑے بڑے مکاروں کا سامنا ہوا لیکن میرے آقا کو
تھوڑا زمانہ گذرا خروج کیے ہوئے میں ابھی حال میں نکلا ہوں آخر آپکے استاد سے مقابلہ پڑیگا
تب حال عیاری کھلیگا آخر خواجہ کو زیر کرنا پڑیگا جب ہمارے آقا سے تاجدار صاحبقران عالیوقار
سے بادشاہ سے صاحبقرانی لیں گے ہمیں بھی خواجہ سے مقابلہ کرنا واجب و لازم ہوگا برق نے
جواب دیا صاحبزادے ابھی آرزو میں رہو گے اگر خواجہ عمرو ہوتے اب تک تمکو دس مرتبہ
گرفتار کر لیتے یہ انھیں کی تعلیم کا باعث ہے کہ ہمنے تمکو تین مرتبہ پہچان لیا استاد سے مقابلہ کا
نام نہ لو وہ ایک لاکھ چوراسی ہزار پیاسے بچوں کے افسر ہیں انپر نگاہ نہ ڈالنا مگر صاحبزادے یہ
تمھاری تیز زبانی ہمارے رنگ سے بہت ملتی ہیں یہ چھٹ بیٹھ عیاری کرنا اور صورت پہلی
کر کے سامنے آنا اور چاہنا کہ دھوکا دوں ایسے ایسے فریب دن بھر میں ہم خود بناتے ہیں
الیوں کے دم میں کب آتے ہیں عیار نے جواب دیا کہ بوقت حال کھلنے کے سب باتیں ظاہر
ہونگی زیادہ باتیں نہ بنائیے اب پلٹ جائیے ستارہ سحری چمک چکا برق ثانی پلٹا دیکھا کہ
نقابدار بہادر نماز پڑھ چکا ہے سلاح جسم پر آراستہ کر رہا ہے برق ثانی نے سب حال شب کا
بیان کیا کہ میں نے برق پر تین عیاریاں کیں ایسا تیز و طرار ہے کہ دور ہی سے اسنے پہچان لیا
پھر مجھ پر سے گرفتار کرنے کا ارادہ کیا غلام اس ظالم سے بچا نقابدار نے کہا اے یار وفادار
آج روز امتحان ہے چاہتا ہوں سرداران صاحبقران کا بھی امتحان کروں جنکو امیر نے تربیت
کیا ہے وہ کیسے صاحب طاقت و جرأت ہیں انکو زیر کروں سامنے صاحبقران کے شکستیں
پاتا ہوں عیار نے کہا بہت مناسب ہوگا یہ کہکے نقابدار سوار ہوا لشکر کو ساتھ لیکے میدان
کارزار میں آیا مگر عیار کہ رہا ہے کہ آقا سے نادار بہت سمجھ کے مقابلہ کیجئیگا سرداران امیر
بڑے بہادر ہیں جنگ دیدہ کار آزمودہ عمریں انکی جنگ و جدل میں گذریں کسی مقام پر کبھی
نہیں کی نقابدار آکے میدان کارزار میں ٹھہرا آواز طبل سکندری کان میں آئی صاحبقران زمان
فوج دریا موج لیکر میدان کارزار میں پہونچے خواجہ عمرو سے برق شب کا ذکر کرتا ہے
کہ شب کو مہتر صاحب نقابدار کے تین مرتبہ عیاری کی ہے میں نے حضور کی آنکھیں دیکھی ہیں
ہر مرتبہ گرفتار کیا ہوتا مگر بچ کے نکل آیا نہایت طرار و تیز ہے خواجہ عمرو فرمانے لگے اچھا تو وہ

ہمسے دعویٰ رکھتے ہیں سر میدان دیکھا جائیگا صاحبقران چالیس قدم آگے بڑھکر ٹھہرے
گرد سردار کھڑے ہوے جھوم رہے ہیں کہ نقابدار نے مرکب اپنا بڑھایا میدان کارزار میں
آکر سلحشوری دکھائی پکار کر آواز دی یا صاحبقران زمان یہ حقیر براے امتحان میدان کارزار
میں حاضر ہو جسکو مناسب جانیے مقابلے میں بھیجیے کہ حال جرأت کھلے امیر نے طرف دست راست
کے دیکھا کہ رستم سرزمین مغرب فرامرز بادہ مغربی لبیر نواسۂ صاحبقران نے مرکب اپنا بڑھایا
پہلے ہلال زرین تاج نے اپنے باپ کو سلام کیا ہلال نے اشارہ کیا کہ فور نظر بسم اللہ نقابدار
کو زیر کرکے لاؤ فرامرز سامنے صاحبقران کے آیا دست بستہ عرض کی اجازت میدان سے
امیر نے فرمایا کہ ای فرامرز نقابدار نہایت مرد سپاہی معلوم دیتا ہے ذرا سمجھ کے مقابلہ کرنا عرض
کی اقبال حضور شریک حال ہو تو انشاءاللہ یہ دردگار مظفر و منصور آئیگا صاحبقران نے فرمایا
بسم اللہ فرامرز مرکب اڑاتا ہوا سامنے نقابدار کے آیا سہیل عیار فرامرز کے ساتھ ہو نقابدار
کے جو سامنے فرامرز آئے سطوت و صولت دیکھکر حیران ہوگیا پوچھا ای جوان نام تیرا کیا ہے
فرامرز نے سب کیفیت بیان کی نقابدار نے کہا ضرب لگاؤ جنگ شروع ہو فرامرز نے جواب
دیا کہ ہمارے آقا کا دستور نہیں جب تمھارے حربے سے پروردگار بچائیگا تب ہم بھی حرب
کرینگے نقابدار نے نیزہ مارا فرامرز نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا آپس میں نیزہ بازی ہونے لگی
عرصے تک نیزہ بازی رہی نقابدار نے ایک مقام پر نیزہ کا ٹھوکر کچھ ایسا مارا کہ نیزہ ہاتھ سے
فرامرز کے نکلا فرامرز نے قبضے پر ہاتھ ڈالا خبردار خبردار کہکر ہاتھ مارا نقابدار نے تلوار کو تلوار پر
روکا دو دو چار چار وار چلے تھے کہ ایک مقام پر خبردار خبردار کہکر نقابدار نے کمر کو بچا کر ہاتھ
مارا کہ سپر کو کاٹ کر تلوار گری سر فرامرز کا زخمی ہوا نقابدار نے ہاتھ روک لیا اتنے میں فرامرز اپنے
تمر باو جمہور نے جو فرامرز کو زخمی دیکھا گھوڑے کو بڑھا کر میدان میں آیا فرامرز کو پھیر دیا
سینہ سپر کر کے مقابلے میں نقابدار کے آیا نقابدار نے وہی تلوار جھکائی سر پر جمہور کے وار کیا
جمہور نے سپر اوپر پر تلوار کو روکا ہاتھ سپر کا مارا نقابدار نے سپر کو تلوار سے کاٹا جب جمہور کا
سپر بیکار ہوا نقابدار نے دوسری ضرب میں جمہور کو بھی زخمی کیا بعد زخمی ہونے جمہور کے
نقابدار نے بلبلا کر پکار کر آواز دی ای شہریار کسی ایسے کو بھیجیے کہ مزا شجاعت کا ملے صاحبقرانا

نے لندھور سے آنکھ ملائی لندھور نے ہاتھی بڑھایا صاحبقران سے اجازت لی مقابلے میں
نقابدار کے آیا لندھور کہ جو نقابدار نے دیکھا ہوش و حواس اڑ گئے تین ہاتھ جنبش میں پیشانی
دول فیل مہوش فلک شکوہ دوسرے قد شل کوہ تیسرے اٹھارہ سو من کا گرز کاندھے پر رکھا
ہوا اسلاح جسم پر آراستہ نقابدار سے صاحب سلامت ہوئی نقابدار نے پوچھا اے دارا
ہند کبھی صاحبقران سے بھی مقابلہ ہوا لندھور نے کہا مقابلہ ہوا اول ہندوستان میں ہوا
میں نے اطاعت کی مگر غرور دل میں رہا کہ صاحبقران نے مجھکو زیر نہیں کیا لیکن ملک
میں آکر صاحبقران نے مجھکو زیر کیا پھر ملک سنجان میں آکر زیر کیا صاحبقران قدرت پروردگار
ہیں اے نقابدار صاحبقران سے دعوی کرنا سراسر حماقت ہے میرا زیر کرنا نہایت مشکل
ہے بلکہ غیر ممکن ہے رستم ایسا بیٹا صاحبقران کا کہ جو شیر بیشۂ فرنگستان کہلاتا ہے انکو بیٹی
کیا تب مجھکو مع ہاتھی اٹھایا اگر مہلت پاؤں تو پھر جرأت آقا کا ذکر کروں اور پھر معاملات
جرأت تمام ہوں نقابدار نے کہا اے دارائے ہند تمہارے گرز کا مشتاق ہوں لندھور نے
کہا برائے خدا یہ ذکر نہ کرو میرا قلب کانپتا ہے صاحبقران کا کلمہ تھا کیا اگر دو دستی اٹھایا
نقابدار نے تیسوں دیکر گرز لگا ہے لندھور نے گرز اٹھایا دو دستی قصد کیا تھا کہ صاحبقران
نے وہان سے آواز دی اے قوت ہاتھ وہ اے زنجیر پیلو ہر دست شرط ہے خبردار دو دستی
گرز نہ لگانا لندھور نے بایاں ہاتھ ہٹا لیا داہنے ہاتھ سے گرز مارا نقابدار نے گرز کو
سپر روکا آواز تڑاقے کی بلند ہوئی اسلحہ سر گرد اڑی کہ نقابدار دل گردہ میں چھپ گیا صاحبقران
کی آنکھوں سے آنسو نکل آئے فرمایا خواجہ غضب ہوا خدا نقابدار کو بچائے ضرب سخت پڑی
یہاں برق شانی نے چاہا کہ اپنے آقا کو دل گردہ میں پایا چھپا گل لیکر گھسا نگاہ غور دیکھا کہ نقابدار
کے دونوں گھٹنے زمین سے لگے ہوئے ہیں گھوڑے کی کمر ٹوٹ گئی ہے نقابدار بیہوش مگر
دونوں ہاتھ ستون گرز ہیں عیار نے چھینٹا پانی کا مارا نقابدار نے آنکھ کھولی عیار نے عرض
کی حریف لائق و گرانقدر ملا ہے نقابدار نے چاہا مرکب کر اڑاؤں عیار نے عرض کی
مرکب تمام ہوا نہیں معلوم مرکب گیا خون منھ سے نکل رہا ہے نقابدار کو دوڑا طرف
فیل لندھور کے چلا لندھور سوچے کہ یہ جوان زبردست ہے ایسا نہ ہو فیل کو پکڑ کر

دونوں پیر جما کر کودے نقابدار لپٹ گیا لندھور سے کشتی ہونے لگی دونوں لشکر نگران
ہیں کہ دونوں شیر نر تکرار رہے ہیں کوئی کسی مقام پر کمی نہیں کرتا چار پہر اسی طور پر کشتی ہوئی جب
دن قلیل باقی رہا ایک مقام پر نقابدار لندھور کو لے دوڑا لندھور چند قدم آگے پلٹے نقابدار کو
بہت ناگوار ہوا کہا ای دادا ہے ہند بانکپن دکھاتے ہو ایک خنجر مارونگا کہ آنتیں نکل پڑینگی
یہ کہکے خنجر کھینچا لندھور نے بھی قرولی کھینچی قریب تھا کہ دونوں میں اور خنجر قرولی چلے کہ عمرو نے
پکار کر کہا یا امیر غضب ہوا چاہتا ہے خنجر قرولی کھنچ گئی دو میں سے ایک رہیگا امیر نعرہ کرکے
جا پڑے بیچ میں دونوں بہادروں کے آگے دہنا ہاتھ سینے پر لندھور کے رکھا اور بایاں ہاتھ
سینے پر نقابدار کے رکھا نقابدار بڑھنے لگا کہا حضور ہٹ جائیں مگر امیر کے ہاتھ میں کیچ آیا
نقابدار حیران ہو گیا سر جھکا کر ٹھہرا امیر نے لندھور و نقابدار کو الگ کیا فرمایا یہ جنگ بہت
کیسی سنبھلکر لیا نقابدار نے کہا میں ابھی اسکی مشکیں باندھتا ہوں لندھور نے کہا ارے
آقاے نامدار آپ ہٹ جائیے میں ابھی اسکو سمجھائے دیتا ہوں صاحبقران نے دونوں کو
الگ کیا لندھور نے کہا میں ابھی نہ ہٹونگا اول نقابدار میدان سے جائے دونوں جوان بگڑ
ہوئے کھڑے ہیں امیر نے عمرو سے فرمایا خواجہ انکو علیحدہ کرو عمرو نے کہا ان شیروں کو
کون ہٹائے کئی لاکھ روپے خرچ ہونگے امیر نے دس ہزار روپیہ قبول کیے تب عمرو نے بیچ
میں قنات استادہ کر دی ادھر نقابدار پلٹا ادھر صاحبقران لندھور کو ساتھ لیکر پلٹے راہ میں
پوچھا کیوں ای دادا ہے ہند انصاف سے کہنا نقابدار کو کیسا پایا لندھور نے عرض کی اے
شہریار نقابدار نہایت صاحب طاقت ہے حضور ہی اسکو زیر کرینگے اور کسی سردار سے نہ
دبیگا امیر نے فرمایا ای لندھور میں نے بھی تمہارا مقابلہ بغور دیکھا کسی مقام پر تمنے
کمی نہیں کی سبحان اللہ خوب لڑے لندھور کو لیکر بارگاہ میں آئے نقابدار جو پلٹ کر بارگاہ
میں پہونچا کہا آج جانشین صاحبقران سے لڑا انکو بھی سمجھ لیا پھر طبل جنگی بجے کل صاحبقران
کو للکارونگا طبل جنگی پر چوب پڑی برق کو عیار کا بڑا خیال ہے صاحبقران کو خبر ہوئی کہ
اب نقابدار نے طبل جنگی بجوایا امیر نے حکم دیا ہمارے لشکر میں بھی طبل جنگی بجے یہاں بھی طبل
جنگی بجا تیاریاں ہونے لگیں لیکن برق فرنگی تلاش میں عیار کی نکلا جیسے ہی کنارے لشکر کے

آیا دیکھا طرف سے جنگل کے ابو الفتح اصفہانی آتا ہی پکار کر آواز دی مہتر برق صاحب کہان جاتے ہو برق ٹھہر گیا ابو الفتح قریب آیا کہا مہتر صاحب مین لشکر نقابدار مین گیا تھا عیار نقابدار آپ کی فکر مین نکلا ہی یقین ہی آپ کو کسی مقام پر ملے برق نے کہا ملاقات تو ہوئی یہ کہکے برق نے کہا دیکھو عیار آتا ہی ابو الفتح نقلی پلٹا برق نے حلقہ ہاے کمند مار اور للکار کر آواز دی اے عیار طرار خبردار لعنت برق

مرا نام ہی برق خنجر گزار
کہ کون مکار و غدار ہون
در مکر پر میرا اسرار ہی
چھلاوہ ہون مین نام بھی برق ہی

کرم استاد ہین خواجہ نامدار
کرون سیکڑون کوس کی راہ طی
تڑپ سے مری چرخ بیزار ہی
تڑپنے مین ہین برق و نقارچی
ارسطو سے ذی علم شاگرد ہی
بزیر قدم غرب ہی شرق ہی

او طفل بے ادب یہ کیا صورتین بدل بدل کے آتا ہی میرے مرشد زادے اس سے زیادہ طرار و فرار ہین مہتر بن مہتر چالاک بن عمرو کہ جسنے استاد پر عیاری کی جسکی معشوقہ ملکہ حیرت جادو اسپر وہ احسان کیے ایسے ایسے مقام سے چھڑایا کہ حیرت شرمندہ ہوکر راضی ہوئی اور چالاک کے ساتھ شادی ہوگئی انکی آنکھیں دیکھی ہین عیار جست کرکے کمندون سے نکلا دور جاکر کھڑا ہوا پکار کر کہا اے برق افسوس کا مقام ہی کہ تو نگاہ ملتے ہی پہچان لیتا ہی آگاہ کرتا ہون کہ آج شب کو ہوشیار رہنا ضرور تمکو گرفتار کرونگا برق نے کہا صاحبزادے عقل کے ناخن لو مین نے تم ایسے بہت سے لڑکے سمجھا دیے جو مکر طرح مین آپ نے وہ کرکے آنا عیار بھاگا نظرون سے برق کی مخفی ہوا برق پلٹ کر لشکر مین آیا ایک تاجر کی دوکان پر آکر ٹھہرا کہ سامنے سے سرہنگ نامے شاگرد آیا پکار کر آواز دی جلد آپکے عیار نقابدار پشت بارگاہ صاحبقران پر نقب لگا رہا ہی برق تڑپ کے سرہنگ کے ساتھ ہوا راہ مین ایک مقام پر خیمے استاد کے تھے جیسے ہی برق آگے بڑھا برق ثانی نے پشت سے حلقے کمند کے مارے برق نے اپنے کو گرا دیا لوٹ مارکے ایک تیغچہ مارا عیار کا بازو زخمی ہوا اور للکار کر آواز دی مین پہلے ہی سمجھ گیا تھا کہ عیار نقابدار ہی ہین مین خود فکر مین تھا ابکی مرتبہ تو بیچ چوٹ کھائی عیار مثل برق و باد بھاگا برق ٹہلتا ہوا دوکان پر ایک ماہی فروش کی آیا ماہی فروش کھڑا ہوگیا جھک جھک کے سلام کرنے لگا کہا مہتر صاحب

آئیے میں تو آپ کی فکر میں تھا دوکان میں آکر دیکھے کسنے نقب لگائی ہو مگر مال بچا چور
بھاگ گیا برق دوکان میں گھسا ماہی فروش نے پشت سے حلقہ ہاے کمند مارے اور
نعرہ کیا منم عیار نقابدار مرصع پوش برق کے گلے میں حلقے کمند کے پڑے عیار نے جھٹکا
مارا برق فرنگی زمین پر گرا عیار جھپٹ کر چھاتی پر سوار ہوا چاہا کہ حباب مار کر بیہوش کرونا
برق نے کہا اے عیار میں تیری عیاری کا قائل ہوا اگر کہو تو صاحبقران کو چھڑا لاؤں تیرے
سپرد کرون عمرو کو بھی گرفتار کردونگا عیار نقابدار یہ لطف کی باتین بگوش ہوش سننے لگا
برق نے باتون مین لگا کر پشت کے نیچے سے ہاتھ نکالے ہاتھون مین حباب تھے دونوں
حباب منھ پر عیار نقابدار کے مارے عیار زمین پر گرا بیہوش ہوگیا برق نے چاہا مشکین
باندھون مگر اس عیاری پر برق کو بھی ناز ہوا کہ حقیقت مین یہ عیاری ہم نے بے مثل
و بے نظیر کی چاہا کہ نقاب چہرے سے ہٹاؤن کہ پانچ سات نوکر جو ماہی فروش کے گھر
تھے ہان ہان کرکے دوڑے برق کو پکڑ لیا برق ثانی اُٹھکر بھاگا کمند کاٹ کر ڈال دی
جست و خیز کرتا ہوا نکل گیا اب وہ سب نوکر بھی برق فرنگی کو چھوڑ کر بھاگے نعرے کرکے
کہ ہم شاگردان عیار نقابدار مرصع پوش برق حیران ہوگیا وہان سے اور آگے بڑھا کہ
سامنے دیکھا ایک خیمے کے دروازے پر چراغ جل رہا ہے اندر سے خیمے کے کسی نکلی
گنگنا کر یہ اشعار عاشقانہ برق کو سنانے لگی

نظم

عاشقون مین کون مجھسا ناتوان پیدا ہوا
نالہ بھی میرے دہن سے بے فغان پیدا ہوا

بے نشان رنگ پریدہ کا نشان پیدا ہوا
یہ وہ طائر ہے کہ جو بے آشیان پیدا ہوا

پردہ پوشی قاتل بے رحم کی منظور تھی
ہر دہان زخم عاشق بے زبان پیدا ہوا

خاکساران محبت کو نہین رفعت پسند
آفتاب داغ دل بے آسمان پیدا ہوا

دوست کی آمد مین دشمن کا بھی مژدہ سا تھا
جب بہار آئی ہمین خوف خزان پیدا ہوا

دیکھنا اُسکا کبھی مشکل پارنا ممکن نہ تھا
شوق اپنے دل کا آنکھون سے نہان پیدا ہوا

واے قسمت اہل دنیا ہوگئے ہین مردہ پسند
اُٹھ گئے جب ہم تو اپنا قدردان پیدا ہوا

انتہاے اوج کو پستی بھی ہوتی ہے ضرور
دیکھلو ہر آسمان پر آسمان پیدا ہوا

ایک صورت پر رہی صورت نہ مانند خیال	جب ہوئی ہستی مجھے نقل مکان پیدا ہوا
کس بلا کی شام گیسو تھی نظر آئی نہ صاف	خاک کا پتلا ہر اسکے امتحان پیدا ہوا

یہ غزل اسطرح آنکھ ملا کر برق فرنگی سے گائی کہ برق کو گانا بہت اچھا معلوم ہوا پکار کر کہا
کیون صاحب کسکی تلاش مین کھڑی ہو اُسنے بڑھکر برق کا ہاتھ پکڑ لیا کہا واہ میان برق
صاحب میرے ساتھ بھی عیاری کرتے ہو شام کو آئے روپیہ دیکر چلے گئے اب اُسکے مجھسے پوچھتے
ہو برق نے کہا مین نے کیا دیا تھا نازنین نے کہا روپیہ آپ کا دیا ہوا الگ رکھا ہی جی چاہے
لیجاؤ برق سوچا کہ یہ دھوکا کھاتی ہی جسنے روپیہ دیا وہ میری شکل کا ہوگا شاید یہ تکیی کو سمجھتی ہے
برق اُس نازنین سے باتین کرتا ہوا اندر خیمے کے آیا بیٹھ کر باتین کرنے لگا وہ نازنین گرگئی
کرتی ہی نازنین نے پوچھا آج لڑنے والے کسقدر جمع ہین لقا یار رہے مقابلہ پڑیگا آخر کون
لڑیگا برق نے کہا ہر چند کہ دو سردار زخمی ہوے لندھور بن سعدان لڑکر بیٹے لقا یار کو اپنے
زور پر بڑا دعوی ہی اب صاحبقران زمان کو پکاریگا مگر صاحبقران مسخر کن پردہ قاف
باندھکر لیجائینگے یہ باتین نازنین و برق سے ہو رہی ہین کہ گوشے سے ایک ضعیفہ نکلی پہلے تو
نازنین کو خفا ہونے لگی کہتی ہی کیون کلمہی تماش بین کو بے روپیہ بلا لیتی ہی ہزار دفعہ تجھکو منع کیا
تیرے خیال مین نہین آتا ہمیشہ خراب رہیگی ابھی ابتدا سے شب ہی در وازے پر جا کر بیٹھ اس
لشکر مین تیرے جاننے والے بہت ہین تو خالی نہین رہ سکتی ضعیفہ نازنین پر خفا ہو کر طرف برق
متوجہ ہوئی کہا کیون میان برق فرنگی تمکو شرم نہ آئی یا تو اسکا روپیہ دو نہین باہر جاؤ بھر برق
نے کہا بڑی بی کچھ دیوانی ہوئی ہو ہم طرف سے صاحبقران کے پاسبان حفاظت لشکر مقرر ہے
ہین ادھر بھی نکل آئے اگر چور آئے تو اُسکو گرفتار کرین تم ایسی باتین نہ کرو اگر اُستاد سے
ذکر کر دونگا تو صبح تمکو نکال دینگے ورنہ دس پانچ ہزار روپے لینگے اُس نازنین نے لڑ جھگڑ کر
بڑھیا کو ہٹایا برق سے کہا اس بڑھیا کے کہنے کا برا نہ ماننا جو یہان آتا ہی یہ دھکو ایسی ہی
باتین کرتی ہی چاہتی ہی کوئی تماش بین نہ آئے پھر کون دل بہلائے برق نے کہا ہم روز چاہ
ہونگے یہ باتین کرکے وہ نازنین اپنے مقام سے اٹھی ٹہلنے لگی ذرا نگاہ جو برق کی پلٹی آ کے
حلقہ ہائے کمند برق پر مارے برق نے جست کی لیکن ایک حلقہ کمند پاؤن مین پھنسا برق

گرا جاتا تڑپ کر نکلوں کہ اُسی گوشے سے وہی بڑھیا پیدا ہوئی لپک کر اُسنے حباب مار کر قبہ سنے ناک پر ہاتھ رکھ لیا تاکہ بیہوش نہ ہوئے برق تڑپ کے اُٹھا اب عیار کو کچھ نہ بنا ہمچہ کھینچکر برق پر جا پڑا برق فرنگی بھی لڑنے لگا گوشے سے دو دو چار چار ہر طرف بچے نکلنے لگے برق سب کو جواب دے رہا ہے مگر عیار کہتا ہے یار و بڑے شرم کی بات ہے تم چالیس شخص ہو ایک اکیلے کو نہیں گرفتار کر سکتے سب کے حلقہ لے کے کمند مار و جسطرح سے گرفتار کر لو برق تڑپ تڑپ کے طرف در خیمے کے جاتا ہے عیار روکتے ہیں برق کو نکلنے نہیں دیتے قضا سے کار مہر سپہر عیاری و قطب فلک خنجر گذاری خواجہ عمرو نامدار طلاے پر تھے ایک طرف کھٹکا جو معلوم ہوا دیکھا چور نقب لگا رہے ہیں لیس خواجہ نے اُنکو للکارا وہ چور بھاگے اُسی خیمے کے پہلو سے ہو کر نکلے خواجہ جو قریب اُس خیمے کے آئے برق کی آواز سنی تڑپ تڑپ کے دعائیں مانگ رہا ہے پکارتا ہے کہ اے خالق بے نیاز و اے رب کارساز تو نے جو آبرو عطا کی ہے اُسکو بچا لے اس ظالم کے ہاتھ سے نجات دے بیب بیاپ بچے میرے ہی واسطے بیٹھے تھے فرد شاہا زکرم بر من درویش نگر بر حال من خستہ دل ریش نگر خواجہ جو برق کے تڑپنے کی آواز سنی بیقرار ہو گئے سمجھے کہ ہمارے کھوریے کو کسی نے گھیرا ہے سرا پردہ چاک کرکے دیکھا چالیس عیاروں سے برق فرنگی اکیلا لڑ رہا ہے کسی کو زخمی بھی کیا ہر مرتبہ تڑپ کر اُس عیار پر جاتا ہے جو سب میں زیادہ مکار و غدار ہے لیکن اُس تک نہیں پہونچتا اور بیاپ بچے سینہ سپر ہوتے ہیں اُن سب کا سینہ سپر کرنا برق کا ناچار ہونا عمرو نے دور سے پکارا اونا لائقو خبردار خبردار برق پر ہاتھ نہ ڈالنا میں خواجہ عمرو نامدار شاطر صاحبقران عالیوقار نعرۂ خواجہ عمرو

عمرو ہون میں عیار صاحبقران
مرے مکر سے کانپتا ہو جہان
تراشندہ ریش گفار ہون
زمانے کا مکار و غدار ہون
مرا تیز رفتار ہو گر قدم
صبا ٹھوکرین کھاتے ہر ہر قدم
اُڑا دون صبا کے بھی ہوش کو
نیا سے ٹھہری گرد پاپوش کو
جہانگیر عالم کا عیار ہون
دوندہ جہانگرد و طرار ہون

یہ کہکے ہمچہ کھینچکر آ پڑے جسے ہمچہ مارا اُسکے دو ٹکڑے ہوئے اب لڑائی پر برق بھی شیر ہوا کسی بیاپ بچے اُستے کسی مار سے کسی پر بالٹ کا ہاتھ مار دیا کسی کا شکم چاک قصہ پاک اسطرح برق نے کئی بیاپ بچے کو

مارا اور خواجہ عمرو نے تو عیاروں کے جی چھڑوا دیئے خاص سب کے استاد کو بڑھکر زخمی کیا جب اُسکے سر سے خون بہا تو جست کر کے بھاگا اُسکے بھاگتے ہی سب پیک پیچھے نکل گئے برق نے سر سے گوپھن کھولا پتھر اُسمیں دیکر کھینچ مارا عیار کی پشت پر پڑا عیار بھاگا سامنے سے مخفی ہوا خواجہ نے برق کو پھیرا برق نے سب ذکر خواجہ سے کیا کہا کل سے اسوقت تک کئی عیاریاں مجھپر کیں لیکن غلام اپکا بچا ہر مقام پر میں نے پہچانا مگر ایک دھوکا کھایا تھا اگر آپ نہ آتے تو گرفتار ہو جاتا لیکن استاد اسکا کیا باعث ہے کہ سر جو اسکا زخمی کیا آپ نے میرے دل کو چوٹ ماری خون رگوں میں جوش مارتا ہے خواجہ نے کہا تمسے یہ عیار کچھ توسل رکھتا ہے وہ تیزی جو کہ تجھ میں ہے وہی باتیں اُسمیں بھی دیکھیں او سنیں میں ابھی جا کر گرفتار کیے لاتا ہوں یہ کہکے خواجہ چلے برق کنارے کنارے چلا کہ دیکھوں استاد کیا عیاری کرتے ہیں لیکن عیار کنارے اپنے لشکر کے آیا دیکھا طرف سے صحرا کے نقابدار مرصع پوش آتا ہے عیار نے جو اپنے آقا کو آتے دیکھا جھک کر سلام کیا عرض کی میں نے ابھی برق کو پکڑ لیا ہوتا میں وقت پر خواجہ آ گئے کئی پیک بیچارے مارے گئے میں آج چالیس پیک بچون کو لیکر گیا تھا نا زمین بنکر عیاری کی اسپر بھی وہ ہوشیار ہوا طفلی کمند کے پتھر مارے میں تڑپ کے نکلا پھر چالیسوں پیک بچے آ گئے لیکن برق نے سب کو جواب دیا جب خواجہ عمرو آ گئے تب میں بھاگا کئی پیک بیچارے مارے گئے اُنکا لاشے بھی وہیں رہے نقابدار نے کہا لا میں تیرے سر کا زخم باندھ دوں عیار نے جھکایا نقابدار نقلی نے بہ احتیاط حلقہ اسے کمند گلے میں ڈالدیئے ایک جھٹکا مارا کہ عیار گرا چاہا کہ تڑپ کر نکلوں خواجہ نے نعرہ کیا۔ نظم

گرالی استاد عیاران عالم	سراپا دانش و عقل مجسم	بہ باغ دین زمکرش آبیاری
جہان سرپنگ در خنجر گذاری	بہر کشور بلائے جان کفار	عمر آن شاہ عیاران عیار

یہ کہکے عمرو نے جواب مارا بیہوش کیا پشتارہ باندھکر لیکے بھاگا برق نے دور سے دیکھا کہ استاد کسی پیک بچے کو لیے ہوئے آتے ہیں حیران ہو گیا کہ یہ عیاری ہے یا کرامات ہے کیا تدبیر کی کہ ایسے طرار و فرار کو دفعتہ گرفتار کر لیا خواجہ نے کہا لو یہ موجود ہیں برق نے نقاب جو چہرے سے ہٹائی بالکل اپنی صورت پائی برق نے خوش ہو کر کہا استاد یہ تو بالکل میری صورت ہے عمرو نے فوراً

فتیلہ دفع بیہوشی دیا عیار کی آنکھ کھلی اپنے کو بے نقاب پایا خواجہ و برق سامنے کھڑے ہین
مگر برق وجد مین ہے عیار نے جھک کر برق کو سلام کیا برق نے پوچھا اے فرزند کیا نام ہے کہا
حضور کا غلام برق ثانی عمرو نے کہا اے فرزند یہ نقابدار کون ہے کہا حضور شاہزادہ خسرو شیر دل
فرزند صاحبقران از بطن ملکہ دردانہ پری کہ پردۂ قاف مین پیدا ہوا ہے بڑے بڑے کار نمایان
کیے اب منظور ہوا کہ صاحبقران سے امتحان کرون خواجہ عمرو و برق فرنگی برق ثانی کو لیکر جدھر
ہین صاحبقران کی آئے مقبل دروازے پر حاضر تھا صاحبقران نماز پڑھ کے فارغ ہوئے
تھے کہ مقبل نے آکر عرض کی خواجہ عمرو و برق فرنگی ایک عیار کو لیکر آئے ہین امیر باہر
نکل آئے برق ثانی نے قدمون کو بوسہ دیکر سب حال خسرو کا بیان کیا صاحبقران برق ثانی
کو لیکر طرف بارگاہ نقابدار مرصع پوش کے چلے نقابدار نماز پڑھ کے مسلح و مکمل ہو کے
بارگاہ سے نکلا ہے کہ ہرکارون نے خبر دی صاحبقران زمان تشریف لاتے ہین وہان عیارون
نے سرداران امیر کو خبر دی لندھور و مالک و بہرام وغیرہ فرداً فرداً چلے آتے ہین ہرکارون
نے نقابدار کو خبر پہونچائی کہ عیار آپ کا صاحبقران کے ساتھ ہے نقابدار سمجھ گیا کہ شاید
عیار گرفتار ہوا اور حال کھل گیا کہ قبلہ و کعبہ تشریف لاتے ہین نقاب چہرے سے الٹ کے
باہر آیا صاحبقران کو بہ ادب سلام کیا ادھر سے رستم پیلتن کو خبر ہوئی کہ اب نقابدار مرصع پوش
کا حال کھل گیا صاحبقران برائے ملاقات گئے ہین رستم بھی خوش ہو گئے اپنے سردارون
کو ساتھ لیکر چلے جادوگرنیان عاشقان رستم سب ساتھ ہین اور جوڑے بھاری پہنے
ہوئے دریائے جواہر مین غوطہ مارے ہوئے شمشیر ابرو غزالی ہندو چشم جادو شب ہجر سے
مشابہ گیسو ابروؤن کے سر پر سایہ فگن ملکہ سنبل ہفت گیسو سات کاکلین عارض پر
پڑی ہوئی تھین جس سے ثابت ہوتا تھا کہ سات ناگنیان گرد چشمۂ خورشید پیچ و تاب مین پڑی
یا ناگنیان عتاب مین ہین ایک جانب ملکہ مشکبار کہ بوئے مشک آرہی ہے اور شگوفہ جبین
معشوقون کے سر کا تاج ایک جانب لالہ عذار ایک جانب آفتاب فلک سیر کا جوبن پہر
آفتاب عالمتاب چمکاتا ہوا کہ روشنی سے معلوم ہوتا ہے کہ ٹھیک دوپہر کا وقت ہے ذرہ
ریگ بیابان چمک رہے ہین عیوق و جادو و قوصنہ و لالان وغیرہ کئی سو تا حد [illegible]

اسی شوکت سے رستم آکر پہونچے خسرو نے قدم صاحبقران کو بوسہ دیا گرد پھرنے لگا صاحبقران
نے فرمایا اے فرزند ہوس مقابلہ رہگئی خسرو نے عرض کی کسکی مجال ہے کہ حضور سے آنکھ ملانے
میری کیا یہ مجال تھی کہ حضور سے مقابلہ کرتا ملنے کا حضور سے حیلہ تجویز کیا تھا جسوقت غلام
سُنا کہ عیار میرا بے نقاب حضور کے ساتھ ہی سمجھ گیا کہ باپ کی فکر میں گیا تھا آخر گرفتار ہوا
حال ہمارا کھلا کہ اسمین رستم آکر پہونچے صاحبقران نے رستم کو گلے سے لگایا بارگاہ میں
خسرو کی آکر بیٹھے رستم نے سب جادوگرنیون کو بلایا صاحبقران نے سبکی تعریف کی کہ
تم سب صاحبون نے شریک ہوکر ہمارے فرزند کا مرتبہ بڑھایا ہے سب جادوگرنیان
رعب وجمال صاحبقران دیکھکر سرنگون بیٹھی ہین کلام نہین کرسکتین امیر طرف شاہ فلک
تو تخوار کے متوجہ ہوے فرمایا اے شہنشاہ خوبی واے سرو باغ محبوبی جب تم نے قلعہ میں داخل
کیا ہے تو چالیس سردار مع بدیع الزمان غائب ہوے تھے انکا پتہ آجتک نہ ملا جبل
ہفت گیسو نے دست بستہ عرض کی اب جو حضور یہان سے کوچ کرینگے اور صحرا سے
عشرت خیز میں داخلہ ہوگا راہ مین ایک صحرا پڑتا ہے کہ وہانکا حاکم مخلوق جادو ہے قیدیان
باقی ماندہ اسکے قتل ہونے سے دستیاب ہونگے پھر صحرا ے عشرت مین جاکر پہونچے گا
سامنے قصر عشرت ہے کہ آفتاب نے اٹھکر عرض کی غلام آپ کا مخلوق جادو کی فکر
کریگا صحرا ے عشرت میں ہفت پیکر سے مقابلہ ہوگا مین نے اپنی آنکھون سے دیکھا
کہ ہفت پیکر نے سامان لشکرکشی کیا ہے لشکر صحرا مین اتر رہا ہے جن سردارون کو نامے لکھے
وہ سب چلے آتے ہین لشکر بے حد وبے حصر ہے مگر لشکر آپکے فرزند رستم کا بھی نولاکھ غیر ساحر
چار لاکھ ساحر موجود ہے اور جتنی جادوگرنیان حضور کے ساتھ حاضر ہین ایک ایک ان مین
وحید عصر ہے راز داستان ہفت پیکر لوح طلسم انہین سب صاحبون کی مدد سے ملی تحفہ جات
ہمارے آقا کو ملے امیر نے فرمایا اے فرزند آج جاکر آرام کرو کل صبح کو کوچ ہو لشکر کم
زیادہ کا خیال نہ کرو خدا تمھارا معین ومددگار ہو اگرچہ اتفاقات روزگار سے آجتک
مینے کوئی طلسم عمدہ فتح نہین کیا ہے مگر شکر کرتا ہون پروردگار کا کہ طلسم دیکھتا ہون تمھارے
ہاتھ سے فتح ہوا ماشاء اللہ خوب لشکر پایا سردار بھی عمدہ دستیاب ہوے کیسے کیسے پری

بہادر ساتھ ہین جادوگرنیان آفتاب جمال حسن مین خورشید مثال تمھاری شریک ہونگی سب
رازداران ہفت پیکر ہین لشکر پروردگار جمع کردیگا کچھ مقام تردد نہین ایرج و نورالدہر شیر
بھائی بھتیجے تمھارے جو اس طلسم مین آوارہ ہین اُن لوگون نے بھی در بند فتح کیے ہین مین
خبر پاچکا ہون کہ سب ادہر چلے آتے ہین انشاء اللہ وقت پر پہونچین گے سب آمادہ حرب
و پیکار ہفت پیکر سے ہین مگر خدا نے تاج فتاحی تمھارے سر پر رکھا سب صاحب اس
سعادت کے جویا تھے لیکن خدا نے تمکو طلسم وسیع دیا طلسم تمھارے ہاتھ سے فتح ہوا کل
لشکر تیار کرکے سفر کیا جائے رستم رخصت ہوکر اپنی بارگاہ مین آئے آکر سردارون کو حکم دیا
کہ وردیان نئی تقسیم کرو لشکر سویرے سے تیار رہے کل سویرے کوچ ہوگا ملکہ سنبل ہفت گیسو
وغیرہ کو بھی حکم یہ ملیگا جادوگرنیون نے آکر ابر سحر تیار کیے اور سب سردارون نے اپنے اپنے
لشکرون مین نئی وردیان تقسیم کین ادہر صاحبقران خسرو سے رخصت ہوکر اپنے لشکر
مین آئے بارگاہ سلیمانی مین آکر عادی کو بلایا فرمایا کل سویرے بارگاہ لیکر طرف صحرا
نرگس کے چلو اور لشکر کو حکم دیا کہ لشکر آراستہ رہے ہم سویرے کوچ کرینگے رستم کے
لشکر کے ساتھ ہمارا لشکر رہے خسرو نے اپنے بارہ ہزار جوان تیار کیے لباس عمدہ سب کو
بانٹے یہ کہتے ہین کہ میرا لشکر رستم سے آگے چلے کہ مین اول مقابلہ ہفت پیکر مین پہونچون
چار پہر رات تیاری مین گذری جسوقت شہنشاہ زرین پوش بصد جوش و خروش لشکر
ضیاء شعاع کو لیکر مشرق سے نکلا دنیا کو منور و روشن کیا اول رستم لشکر کو لیکر آگے بڑھے
سردار فرداً فرداً عقب مین ابرہاے سحر آسمان پر چھائے ہوے جنمین رعد کی گرج
برق کی چمک طائران سحر زمزمہ سرائی کرتے ہوے کسی ابر مین ستارے چمک رہے ہین
کسی ابر سے پھول برستے ہین کہین خانہ باغ آراستہ معلوم ہوتا ہی کہین رات کہین دن
شاہزادیان تختون پر سوار کنیزان زرین پوش چار جانب سے گھیرے ہوے جب لشکر رستم
اس کروفر سے میدان مین نکلا اور رخ طرف صحراے نرگس کے کیا امیر واپنے پر لشکر رستم
کے آئے نقارخانہ سکندری کو حکم ہوا کہ آگے بڑھ جاؤ ہمارے فرزند کے ہمراہ رہو شاہزادہ
خسرو شیردل نے جو یہ اہتمام سواری دیکھا اور صاحبقران کو اپنے پر پایا پائین پر خسرو

بارہ ہزار جوانون کو ساتھ لیکر نوبت نقارے بجتے ہوے طرف صحراے نرگس کے چلے مگر مخلوق جادو کا حال تحریر کرتا ہون کہ مع اپنے وزرا امرا کے قصر نرگس مین بیٹھا ہے دور شراب چل رہا ہے پریزادان دردگوش مرصع پوش بہ ناز و انداز سامنے مخلوق کے یہ اشعار عاشقانہ گا رہی ہین

نظم

کسی صورت تو دل کو شاد کرنا — ہمین دشمن سمجھکر یاد کرنا
دعائین دینگے چھٹکر قید سے زلف — جہانتک ہو سکے آزاد کرنا
کہین وہ آفرین ایسا پڑے ہاتھ — نہ سیکھے رحم او جلاد کرنا
مسیحائی دکھانا بعد مردن — جو دل چاہے تو کچھ ارشاد کرنا
اڑا دو خاک میری ٹھوکرون سے — اگر منظور ہے برباد کرنا
ادب سیکھے نہین ہون تو گرفتار — بناکر قاعدے بیداد کرنا
مزا تھا بے قفسی کی گالیون مین — انسی بھولے سبق کو یاد کرنا
بہت مشکل ہے ان سنگین دلون کے — خیال خاطر ناشاد کرنا
جنازہ اٹھ چلے میرا تو تم بھی — ادا رسم مبارکباد کرنا
قسم خستہ دل نے جان دیدی — غضب آیا ترا بیداد کرنا

مخلوق کی بارگاہ مین ہنگامہ عیش و نشاط گرم ہے دربار مین اپنے مخلوق بیٹھا ہوا ذکر اہل اسلام کر رہا ہے کہ آسمان پر برق چمکی ایک ابر سیاہ پیدا ہوا وہ ابر نہایت آراستگی کے ساتھ رعد کی گرج برق کی چمک ہزارہا طائر زیر ابر زمزمہ سرائی کرتے ہوے ابر سامنے آکر بیٹھا مخلوق نے کہا صاحبزادی سیر و شکار کرکے پلٹی ہوئی آتی ہین سب اہل دربار برائے تعظیم کھڑے ہوے سب نے دیکھا ابر پھٹا ایک تخت پیدا ہوا تخت پر ایک نازنین جبین سمن برشک قمر خود آنکھین رشک آہو لیکن افسردہ نہایت حسین آفتاب جمال خورشید مثال چہرہ مثل آفتاب کے چمکتا ہوا تھا حسن یہ ہے کہ ضو جمال جہان آرا کی گرد پڑی ہے صاف ثابت ہو رہا ہے کہ سچ مین ماہ تابان گرد پڑ رہا ہے مخلوق نے جو بیٹی کو اپنی اس شان و شوکت سے دیکھا ہنس پڑا اہل دربار سے کہتا ہے صاحبو دیکھو شیدا سے غنچہ دہن کو

کیا حسن و جمال ہی ہر چند کہ طلسم کشا کے ساتھ سنبل ہفت گیسو ایسی شاہزادی شفق نخوار
وغیرہ شاہزادیان حسین و جمیل ہین مگر میری دختر کا جمال سب پر طعنہ زن ہی وہ کچھ جمال کی کیا
رونق ہی ملکہ شیدا دربار مین آئین باپ کو جھک کے سلام کیا مخلوق نے بیٹی کو گلے لگا کر
محبت سے بوسے لیا شیدا کے تیور پر بل پڑ گئے رنجیدہ ہو کر کہا ای والد نامدار استقلال
کو نہ صرف فرمائیے کنیز کو ناگوار ہوتا ہی مین اسوقت واسطے شکار کے گئی تھی کوہ احتشام پر جا کر
ٹھہری مین نے دور سے دیکھا کہ لشکر طلسم کشا صحرا سے لپیٹ سواد مین فرو کش ہی اسقدر جاہ و حشم
کہ تمام صحرا بھرا ہوا ہی مین نے کوہ احتشام سے پیرون کو بھیجا کہ جا کے خبر لاؤ کون کون افسر
منظور ہوا تھا کہ ابھی لشکر تباہ کر دون پیرون نے آ کر خبر سنائی کہ صاحبقران لشکر مین موجود ہین
اور وہ جو نقابدار ہر صبح پیش ہر طرف جنگ کرتا پھرتا تھا اکثر در بند اسکے ہاتھ سے فتح ہوئے
لیکن اس نقابدار نے کسی کو ساتھ نہین لیا جہان فتح کیا اسکے بادشاہ کو وہین چھوڑا یہ وعدہ
کر لیا کہ جب ہم لشکر کشی کر کے ہفت پیکر پر جائین تو تم لوگ بے طلب آؤ ہی نقابدار پر
جو طلسم کشا آیا صاحبقران سے مقابلہ پڑا القصہ دور سے امتحان کیا گرز انکا اٹھا یا چار پہر کشتی
لڑے صاحبقران نے آ کر جدا کیا لیکن نقابدار سمجھا رہا فقط صاحبقران نے سینے پر
ہاتھ رکھا نقابدار کو معلوم ہو گیا کہ صاحبقران کو زیر نہ کر سکونگا آخر اپنے کو ظاہر کر دیا پیرون نے
بیان کیا کہ خسرو شیردل نام ہی صاحبقران کا فرزند ہی بطن پر شاد ملکہ دردانہ گوہر پوش وغیرہ
صاحبقران سے دربار مین طلسم کشا کے اب موجود ہین اور جادوگرنیان طلسم ہفت پیکر کی
چیدہ چیدہ مثل سنبل و شفق خونخوار و لالہ عذار و ماہی سحر و نہنگ بحری و آفتاب فلک سیر
کاہن کہ تمام پر طلسم کشا کے جان دیتا ہی و سلماسے گوہر پوش وغیرہ دربار مین موجود ہین مین
تامل کیا کہ والد سے ذکر کرون تو جا کے سحر کرون پہلے ہی سحر مین لشکر منتشر ہو جائے اور جتنی
جادوگرنیان ہین سب طلسم کشا پر سحر کرین اور تحفہ جات طلسم کشا سے چھین لین اور آپ کی
خدمت مین لا کر حاضر کرین مگر میرے خیال مین آیا کہ شاید والد کے خلاف ہو اس وجہ سے
مین نے سحر نہ کیا اب آپ سے حکم لینے آئی ہون کہ کل جا کر کوہ احتشام پر ٹھہرون اور لشکر
طلسم کشا کا اسی صحرا سے گذریگا وہ سحر کرون کہ شاہزادیان اسکے دفع کرنے سے عاجز ہون

اور طلسم کشا پر ساحر و غیر ساحر کا ہنگامہ ہو وہ آفت برپا ہو کہ طلسم کشا جان بچا کر بھاگ جائیں اور
صاحبقران کو سرداران صاحبقران گھیر لیں اور صاحبقران اسم اعظم بھول جائیں بیٹے کو
ساتھ لیکر بھاگیں اگر آپکے صحرا میں لشکر پہونچ گیا تو نہایت مشکل ہوگی وہ سب ساحر سحر کرینگے
اور طلسم کشا آپ کی تلاش میں مصروف ہونگے ساحروں نے آگاہ کر دیا کہ جب مخلوق جادو قتل
ہوگا تب یہ رشتہ کال کھلیگا مخلوق نے کہا اے نور نظر پارہ جگر تمنے خوب تجویز کیا ہمکو تمہارا قول
پسند آیا ہم بھی تدبیر کر کے ساحروں کو صحرا میں مقرر کرتے ہیں کہ لشکر طلسم کشا صحرائے نرگستان
میں نہ آسکے اگر کوئی عیار مکار آئے تو اسکو گرفتار کریں لا کر ہماری خدمت میں حاضر کریں پھر
مخلوق نے کہا میں نے قاعدہ مقرر کیا ہے کہ جسکو گرفتار کروں قید نہ رکھوں فوراً دار پر کھینچی جائے
جلاد آمادہ رہیں فوراً قتل کریں اے نور نظر تم صبح کو جا کر اشکال طلسم کشا کو پراگندہ کرو مگر ایسا سحر کرنا
کہ جادوگرنیاں جو موجود ہیں اسکے دفع کرنے سے عاجز ہوں جو شعبدے تمکو خداوند
ہفت پیکر نے بتلائے ہیں وہی شعبدے کام آئینگے دفع ہو سکیں گے اب چند ساحروں کو
مخلوق نے حکم دیا کہ تم جا کر صحرائے نرگس میں موجود رہو عیار یا نجیب یا جو کوئی وہاں آئے اسکو
پھونک دو یا گرفتار کر کے ہمارے پاس لاؤ کہ ہم سزا دیں دار پر کھینچیں اور ان ساحروں نے
بڑا انتظام کیا کہ جسکا نام نہیں لے سکتے قاتل داماد و مہوش گرفتار ہو کے آیا اسکو قید خانے میں
قید کیا وہ مکر کر کے وہاں سے رہا ہو گیا کئی ساحر دربار سے مخلوق کے آگے صحرائے نرگس
میں جا کر ٹھہرے انتظام میں مصروف ہوئے کوئی آہو بنکے پھرتا ہے کوئی طائر بنا ہوا درخت
پر بیٹھا ہے چہار جانب نگراں کہ کوئی آئے تو گرفتار کروں مگر شہزادی رات بھر دربار میں مخلوق
کے رہی کچھ رات باقی تھی کہ سو کر اٹھی چند کنیزان ہمراز کو ساتھ لیا آسمان پر سحر تخت پری
میں رکھا طاؤس زریں بال پر سوار ہوئی اڑتی ہوئی کوہ احتشام پر آئی سامنے میں ایک
تخت کے قالین بچھوا کر بیٹھی طرف صحرا کے دیکھنے لگی صحرا انتہا کے تیار ہیں شعبدے کئی ہاتھ
ہاتھ کھڑے ہیں اپنے سحر پر شیدا گرویدہ ہے کنیزوں سے کہہ رہی ہے آج وہ تماشہ دیکھو گی
کہ جو کبھی نہ دیکھا ہوا تنا بڑا اشکال طلسم کشا کا قتل طلسم کشا پر آمادہ ہوا اور طلسم کشا کو جان
بچانا مشکل پڑے جتنے جادوگر کہ عاشق طلسم کشا ہیں سب دشمن ہو جائیں اپنی اپنی

سرکشی دکھائین کنیزین عرض کرتی ہین واری آپ کا سحر ایسا ہی ہو کہ کوئی روک نہین سکتا
خداوند ہفت پیکر نے آپ پر نگاہ ڈالی آپکو یہ خیال تھا کہ قبول نہ فرمایا بڑے بڑے شاہون
نے اپنی بیٹیون کو بطور ڈولا خدمت خداوند مین حاضر کر دیا کہ اسی سبب سے وہ لوگ
سلطنت کرتے ہین مگر کنیزون کو یاد ہی کہ جس روز قدرت نے قصد کیا کہ آپ پر دست انداز
ہون آپ نے غصے مین جواب صاف دیا تھا کہ یا خداوند مین آپ کی بندی ہون مجھپر نگاہ
خلاف نہ ڈالیے ہوش مین آیئے ایسے کلمات نہ فرمایئے جب حضور نے قدرت کو اسطرح روکا
تب قدرت رک گئے تھے سب کنیزین عصمت داری کی شیدا کی باتین کر رہی ہین شیدا اسر
جھکا کے ہان ہان کرتی ہو کہتی ہو صاحبو مجھکو مرد کے نام سے نفرت ہو مین نے اپنے باغ
مین مرد نام کا درخت نہین رکھا گلعذار کنیز کسقدر منہ لگی تھی جو کوئی اسکی برائی
بیان کرتی تھی مین اُسے اپنا دشمن جانتی تھی ایک دن مین نے اپنی آنکھون سے دیکھا
کہ کوٹھے پر چڑھی ہوئی کسی مرد سے اشارے کر رہی ہو مین نے اُسی وقت کھڑے
کھڑے اُسکو باغ سے نکالا اُسکے گھر سے لوگ سمجھانے آئے اُسکی نانی نحیف و ضعیف
مجھسے آکر کہنے لگی کیون حضور گلعذار نے کیا خطا کی مین نے جواب دیا کہ گلعذار اس لائق
نہین ہو کہ میرے باغ مین رہے اس وجہ سے مین نے اُسکو نکالا اب مین اُسکی خطا نہ معاف
کرونگی نانی اُسکی اگلے وقت کی گھر مین جا کر بڑی آفت برپا کی پھر گلعذار میرے پاس روتی
پیٹتی آئی عرض کی واری مین نے کیا خطا کی کہ آپ کے یہان سے نکالا اب گھر مین بھی
نہین رہنے پاتی ہون یا مجھکو نوکر رکھیے یا مجھے اتنا خرچ دیجیے کہ مین کہین باہر نکل جاؤن
صاحبو تمھین یاد ہوگا مجھے ایسا غصہ تھا کہ مین نے کئی سو روپے نکالکر دیدیے مگر نوکر نہ رکھا
جب مجھکو مرد و عورت کا میل اسقدر ناگوار ہو تو خداوند کی کیا مجال تھی کہ مجھپر نگاہ ڈالتے
ایسا سحر کیا کہ تنکے چنتے پھرے کنیزون نے کہا واری قدرت کو کچھ نہ کہیے اُنھون نے
پیدا کیا ہو شیدا نے کہا صاحبو تم لوگ جو چاہو سمجھو جب سے مسلمانون نے خروج کیا اور
قدرت ملک ظاہر سے بھاگ کر طلسم باطن مین آئے میرے تو اعتقاد مین فرق آگیا کیسے
خداوند ہین کہ جنکو پیدا کیا انھین کے ہاتھ سے بھاگے ہین بس معلوم ہو [illegible]

ساحر زبردست ہی سحر سے یہ سب طریقے بنائے ہین چند مصاحب ہوا پر اڑتے پھرتے ہین
خدائی انکی ثابت کرتے ہین اور یہ تو تاثیر سحر کی ہی کہ جانور شجر حجر آواز دیتے ہین کہ خدائی [illegible]
ہفت پیکر کی صحیح ہی ابھی سحر کر دون تو ہزارہا طائر پیدا ہو اور یہی پکارے کہ خدائی شیدا کی
درست ہی یا جسکا نام لو اسکا نام بکروا دون یہ بہت سحر حقیر ہی اس سحر پر ہماری جاگیر ہی ایک
ساحر کو بتا دیا اسنے سحر کیا طائر آواز دینے لگے ہین تو اصل قدرت کو سمجھ گئی ناحق کا دعوے
خدائی کیا بادشاہ بنکر بیٹھے ساحری و جمشید کے نام مین کیسی تاثیر ہی وہ پیراسنے [illegible]
ان نئے کو کون سچا الہ یا سوائے ان سات سو آٹھ سو ملک کے اور [illegible]
ہفت پیکر کی ہی کسی ملک والے بھی نام لیتے ہین یہ باتین تھین کہ پہاڑ پھٹ گیا کنیزون نے
کہا واری یہ کیسی آواز ہی کہ پہاڑ پھٹ گیا شیدا نے کہا لشکر مین امیر کے نقارہ [illegible]
بجا ہی یہ اسی کی آواز ہی کہ پہاڑ پھٹ گیا اب سامنے سے کنارے ہٹو مین لعبت [illegible]
وہ سحر کرون کہ آپس مین لڑنے لگین بھائی کو بھائی مارے باپ کو بیٹا قتل کرے [illegible]
پر جھکین سردار صاحبقران صاحبقران کو گھیر لین اسی سحر سے یہ بات نکل آئیگی کہ طلسم کشا
بھاگتے پھرین کسی جنگل مین جا کر چھپین کنیزین سامنے سے ہٹین شیدا [illegible]
اٹھی بنگاہ غور دیکھنے لگی ایک جوان کو دیکھا کہ گھوڑے پر سوار چالیس جوان [illegible]
قامت کے اس جوان کو گھیرے ہوئے مرکب کوہ سرین کوہ کفل مگر اگلے پاؤن اٹھا
رہتا ہی پچھلے پاؤن گھسٹتے ہوئے چلتے ہین چالیس ہزار قزاق سیہ کے ہاتھ مین بوق
ترکی اسکو دم دیتے ہوئے اٹھارہ [illegible] قاطر اسیر اتالا بارگاہ کالا ہوا اس دھوم
سے سواری آتی ہی کنیزون نے عرض کی [illegible] اتالا بارگاہ سلیمانی کا جاتا ہی اب لشکر
صاحبقران بھی آئیگا شیدا نے کہا انکی کیا جانے وہ یہ سب اپنے گلے کاٹ لین گے
کیا انکی جان بچیگی مگر اسوقت یہی سنا ہی کہ اسمین نہ بولو پہلوان عادی اتالا لیکر [illegible]
کوہ سے نکلا کہ پھر گرد بلند ہوئی [illegible] نقارے کی آواز آئی آگے آگے ایک جوان آفتاب
جمال خورشید مثال کلاہ ہفت گوشہ سر پر زرہ ہفت جوش زیب جسم تیغہ ہفت جوہر
کمر مین حمائل مرکب اڑاتے ہوئے سامنے سے نکلے کنیزون نے کہا واری یہ جوان

جرأت میں یکتا ہی یہی طلسم کشا ہے شیشہ نے کچھ خیال نکیا رستم گھوڑا اُٹھا کر سامنے سے نکل گئے شیشہ نے کچھ سمجھ نہ کیا کہتی ہی ان سب کو جمع ہو لینے دو کہ پھر گرد اُڑی سامنے آکر دامن گرد شگافتہ ہوا ایک جوان کو دیکھا کہ نور شید آسمان جلالت یکہ تاز میدان رفعت صاحب شوکت و لیاقت لباس مرصع نگار زیب جسم مرکب باد رفتار پر سوار سلاح جنگی جسم پہ آراستہ زنفیں فلیلی دوش پہ صف شکن و صفدر ایک عیار طرار خنجر گذار رکاب پہ ہاتھ رکھے ہوئے اس شان و شوکت سے شیر بیشہ صاحبقرانی کو جو دیکھا لیسینہ آگیا قلب تھرایا بے ساختہ منھ سے آہ نکل گئی بے اختیار پکار اُٹھیں۔

نظم

نہ دنیا کی خبر ہی کچھ نہ دین کا ہوش ہی سر میں | بھلا یا دو جہان کو تو نے ساقی ایک ساغر میں
ہوا تھر دی تری اور زرد رو طاقت جب میں جان ہو نکا | اگر سنبھلا ہے تو پیر گردون میری ٹھوکر میں
فلک سا آسیاب دنیا جھپٹا ہاتھ آئیگا تیر سے | نہیں ہی بھیک کا بھی ٹھیکرا درویش کے گھر میں
ہوا علی ہیں مقام اُنکا ہوا سفلی غیر ممکن ہی | بھڑکتی طور کی آتش نہ دیکھی جتنے مجمر میں
وہی خواہش ہی دنیا کی وہی غفلت ہی عقبی کی | نہیں کرتے ہیں اتبک فرق بد میں اور بہتر میں
پڑے ہیں کنج مرقد میں کفن پہنے ہو غافل | جو پھولے بھی سما تے تھے نہ کمخواب و مشجر میں
پڑا ہنگامہ ہی شاید ہمارے استخوانوں پہ | ہوا جھگڑا ہما میں اور سگان کو سے دلبر میں
قد دلدار سے دعوی جو اسکو قد کشی کا ہی | کوئی نکلی ہی شاخ تازہ کیا نخل صنوبر میں
کیا ہی خود پسند آئینے نے سارے حسینوں کو | پڑا یہ عیب نکلا صنعت دست سکندر میں
دھا ہر شب ہوا ہی زلف سیاہ یار خالق سے | رہے دم جبتلک دم میں ہے سودا ترا سر میں
سپہر حسن ہی تو اور اختر خال عارض میں | مہ کامل کا عالم ہی ترے روے منور میں
لہو تو پی چکا ای عشق تو ہاتھ اُٹھا مجھ سے | نہیں جز استخوان و پوست باقی جسم لاغر میں
وہ راحت پائی ہی کنج لحد میں خود میں حیران ہوں | کنار گور میں سوتا ہوں یا آغوش مادر میں
موا ہوں داغ کھا کر عشق میں الاعذار وں کے | ہرا ہو کے لیٹا جائیگا پھولوں کی چادر میں
خدا چاہے تو رند ایکدن مقصود ہاتھ آئے | توکل کر کے اک غوطہ لگا کشتی تو سمندر میں

غرض ملکہ نے اسطرح یہ اشعار پڑھے کہ خسرو کی نگاہ اُٹھ گئی خسرو نے دیکھا ایک نازنین خوش رو

خوشخو چشم جادو خال ہزارہ خنجر آبدار ابرو شاہزادے کی زبان سے نکل گیا فرد - مراکسی تدبیر نکردی * عجب سنگین دلی اللہ اکبر * شاہزادہ مرکب پر تھرایا قریب تھا مرکب سے گرے برق ثانی نے یہ جانبازی شاہزادے کو سنبھالا مگر برق ثانی نے دیکھا کہ رنگ روشاہزادے کا اُڑا ہوا اُدھر شہید ابرکبھی پہاڑ پر بیٹھی تھی کہ ہر چند اپنے کو سنبھالا نہ سنبھل سکی آخر تھر تھرا کے گر پڑی بیہوش ہو گئی کنیزوں نے جو شاہزادی کو اس حال میں دیکھا گھبرا گئیں کوئی تلوے سہلاتی ہے کوئی صدقے جاتی ہے کسی نے جلدی میں ایک مٹی کا ڈھیلا اُٹھایا اُسکو پانی سے تر کیا نتھنوں کے برابر لگا دیا کوئی کہتی ہے لوا میں نے آواز سنی تھی کسی دیو پری کا تخت جاتا تھا سناٹے کی آواز میرے کان میں آئی میں نے سر نہ اُٹھایا ورنہ میرا بھی یہی حال ہوتا آخر یہ صلاح ٹھہری کہ زیر کوہ احتشام ملکہ کا باغ ہے کہ روضۂ رضوان کو اُسپر داغ ہے وہاں ملکہ کو لیچلو باغ کی ہوا سے سرد کھائیں گی ہوش درست ہو جائینگے آخر سب نے ملکہ ملکہ کو گود میں اُٹھایا اُس گل حدیقۂ حسن و جمال کو باغ میں لائیں لا کر بارہ دری میں لٹایا چاؤں چاؤں کرنے لگیں انکی آواز سے ملکہ کی آنکھ کھلی پہلے سامنے سر اُٹھا کر دیکھا کہ وہی صورت زیبا نظر آئے مگر باغ کے نخل نظر پڑے عندلیبان خوشنوا کو دیکھا درختوں پر چہچہا رہی ہیں گھبرا کر اُٹھ بیٹھیں کہا اری او مبخوتو کیا میں مر گئی تھی جو مجھکو وہاں سے اُٹھا لائیں وہ شہریار جو پشت مرکب پر ہو لشکر کے آگے تھا وہ شخص کدھر گیا صاحبو تمنے دیکھا کیا حسین و جمیل تھا سطوت و صولت و دبدبہ و تہور و شجاعت مثل جاگران کمترین ہمراہ رکاب زلفوں کا پیچ و تاب آنکھیں مست نیمخواب عارض رشک گل گلاب دل میرا اُنھیں زلفوں میں پھنسا اب اُس پیچ سے نکلنا دشوار ہے دل تڑپ رہا ہے قلب پھڑک رہا ہے جی چاہتا ہے اُسی لشکر کے ساتھ جاؤں اپنے کو پروانۂ شمع جمال بناؤں کنیزیں گھبرا گئیں ملکہ نے ہاتھ بڑھا کر الماری پر جو ہاتھ ڈالا دیوان جلال ہاتھ میں آگیا ان اشعار کو بصد بیقراری پڑھنے لگیں **نظم**

عدو کو رنج نہ ہے نہ آسمان سے ملا ۔۔۔ انھیں کہو بیقرار سے کہاں سے ملا

وہ پاس غیر کے ہیں کہہ رہے ہیں ہم سے ۔۔۔ نہ دل ملے تو ذرا آنکھ ہی وہاں سے ملا

دیا ہے تو دل گم شدہ نے کچھ اُسکا ۔۔۔ ملا نشان تو کچھ آہ بے نشان سے ملا

ہمیشہ دل سے رہیں سرو مہربان اسکی
یہ دیکھو عشق کی نیرنگی کو ہی یکجائی
پکارتا ہون مین تنگ آ کے نازو لکو
یہی بہانہ ہو ہم بستری کا عاشق سے
جو آ ملے کوئی ہمسے تو جذب سے اپنے کھینچیں
ادھر نفاق ہوا دلمین اور سمجھ مین جلال

جو داغ بھی کوئی خوبان مہربان سے ملا
لہو نہ دل کا مگر چشم خونفشان سے ملا
سر اب اٹھا کہ بہت جھک کے آسمان سے ملا
کبھی تو موسے کمر جسم ناتوان سے ملا
بتا یہ پہلے کہ تجھکو اثر کہان سے ملا
ادھر بگڑ کے مرا بخت آسمان سے ملا

کنیزون نے حیران ہو کے عرض کی واری کنیزین اس پہیلی کو نہ سمجھین ملکہ نے ٹھنڈی سانس بھر کر کہا صاحبو کیا تمسے بیان کرون حضرت عشق نے قدم رنجہ کیا دل پر ہجوم رنج و الم ہے غم زیادہ طپش کم ہے جی چاہتا ہے گریبان چاک کرون خاک منہ پر ملون دشت نجد مین قبر مجنون پہ جاؤن لیلے سے پوچھون کہ عشق لیلی مین کیونکر بسر کی وہ سرکردہ عاشقان عالم ہین یقین ہے کچھ تدبیر بتائین محروم نہ رکھین فرہاد نے جان شیرین اپنی شیرین پر نثار کی یا تو فرہاد نام تھا یا کوہکن لقب ہوا کیا نفع حاصل ہوا لطف دنیا کھویا آخر کیا ہاتھ آیا یہ کہکر ملکہ رونے لگین اور کہا صاحبو مین اس غم و الم سے اب نہ جیونگی کنیزون نے عرض کی واری اگر حکم ہو تو ہم ابھی شیشہ مین صاحبقران کو ڈھونڈھکر لائین معشوق کو عاشق سے ملائین ملکہ نے کہا مین نے یہ دیکھا تھا کہ وہ شہریار بھی مشتہر ہوا گھوڑے سے دشمن گرا چاہتے تھے مگر شاہ نے سنبھال لیا شاہزادے کو روکا یقین ہے کہ شاہزادہ بھی بیقرار ہو ضرور اس کنیز کو یاد کرتا ہو اگر تم مین سے کوئی جا سکے تو دو کوس بڑھکر لوٹ آئے ہونگے ایک کنیز شوخ و شنگ خیر خواہ ملکہ کی باتین سنکر بیقرار ہو گئی عرض کی واری مین ابھی جاتی ہون شاہزادے کو آپکا پیغام پہونچاتی ہون ملکہ نے ٹھنڈی سانس بھر کر کہا بڑی مشکل کی بات ہے کہ مین پیغام بھیجون انکو اور زیادہ غرور ہوگا نہیں معلوم کیا فرمائین کنیز نے عرض کی واری لونڈی تا در سے جائیگی پیغام اشتیاق نہ پہونچائیگی ایسے سلیقے سے جاؤنگی کہ انکو بھی معلوم ہو کہ کسی بے پروا کا ملا ہے آیا ملکہ نے عالم کو گلرنگ کی باتون سے تسکین ہوئی اٹھ بیٹھین موتیون کا مالا گلے سے اتار کر گلرنگ کے گلے مین پہنادیا گلرنگ نے کہا واری اسکی کیا ضرورت ہے آپکے تصدق مین چین کرتے ہین ہم

چاہتے ہین کہ حضور کے مقدمے مین جان لڑادین حضور کو بیقرار دیکھین اور کوشش نہ کرین ملکہ تو اُٹھکر بیٹھین اور کنیزون سے باتون مین لگا یا ملکہ کبھی بیقرار ہوکر ٹھنڈی ٹھنڈی سانس بھرتی ہین اور فرماتی ہین دیکھو صاحبو یہ اشعار میرے حسب حال ہین نظم

جگر مین رہ گئی اک صدمۂ جدائی چوٹ — ابھار نے رہے نالے اثر نہ آئی چوٹ
سر اُسکے در سے کبھی پھوڑ کر نہ کھائی چوٹ — یہ بار ہا مری تقدیر پہ پھر آئی چوٹ
چلا جو کوہ پہ فرہاد بہر تیشہ زنی — تو اُس سے دست بسر ہوتے پہلے آئی چوٹ
وہ سخت جان اُسی کے اچٹ اچٹ کے لگی — فلک نے سنگ حوادث کی جو لگائی چوٹ
سراغ درد کو بھی بیشتر نہ تھا ملتا — دل و جگر نے کہان عشق کی چھپائی چوٹ
لگے تری نگہ دل شکن نے رنج پہ رنج — اک اور چوٹ لگی جب تجھے دکھائی چوٹ
گذر جو بادہ پرستون مین محتسب کا ہوا — بغل مین چھپ گئے شیشون نے کیا بچائی چوٹ
مقابل صنم دل شکن ہوا سر بزم — ہماری چوٹ پہ آئینے نے جو کھائی چوٹ
لہو فراق مین تھوکے ہے رنگ شیشہ گری — دل شکستہ کی آخر کو رنگ لائی چوٹ
سر اپنا قیس بھی پھوڑیگا کوہکن کی طرح — سبوے سقون کی طرف کو بہار لائی چوٹ
نہ پوچھ کوچۂ الفت کی سختیان اے خضر — قدم قدم پہ ہے ٹھوکر شکستہ پائی چوٹ
ہمارے دل کو وہ صدمہ ہوا کہ عرش ہلا — کہان پہنچ گئی رکھتی تھی کیا رسائی چوٹ
شکست توبہ کی ہوا ستمگر اک — گہ زیادہ کبھی تو کبھی چوٹ پر لگائی چوٹ
تلاش سنگ دیار محبت کو لازم ہے — کریگی اک سر شوریدہ رہنمائی چوٹ
شکستگی ہی علاج دل شکستہ ہے — یہان دکھاتی ہے تاثیر مومیائی چوٹ
جلال بیٹھے لئے سر جاکے زیر فلک — سر شوریدہ اُٹھا سکے ہی وہ کھائی چوٹ

کنیزین سمجھاتی ہین واری نہ گھبرایئے کلنگ سا بڑی کار گر ہے ابھی یقین ہوتا ہے شاہزادہ ہونگے ملکہ کہتی ہین صاحبو آخر کلنگ نے جا کر کیا کہیگی کنیزین کہتی ہین واری وہ ایسے طرز سے کہیگی کہ آپکی محبت نہ کھلنے پائے لیکن اب حال حسرت مآل خسرو شیر دل تحریر کرتا ہون کہ اُنکی جو نگاہ جمال جہان آرا ملکہ پر پڑی اُسی مقام سے بیقرار ہوکے کلیجہ تھام لیا آنکھون

آنسو بھرے ہوئے زبان سے کچھ فرماتے نہیں برق ثانی نے جو شاہزادے کو متغیر پایا دل
بہلانے کی باتیں کرنے لگا مگر شاہزادہ ایسا غمگین ہے کہ برق ثانی کی بات کا جواب نہیں دیتا
برق ثانی نے چاہا شاہزادے کو شکار پر توجہ دوں مگر شاہزادہ نہ متوجہ ہوا پانچ کوس پر
جا کر لشکر اُترا صاحبقران تو ساتھ رستم کے بارگاہ سلیمانی میں آئے مگر خسرو شیر دل بہت
غمگین و ملول رنج و الم کو طول دمبدم یاد زلف معنبر میں پریشانی حصول اپنی بارگاہ میں آکر
اُترے لیکن برق ثانی سمجھ گیا کہ ہمارے آقا اُس نازنین پر مائل ہوئے جو بر سر کوہ تھی
ابھی اس کو جے سے ناواقف ہیں کیونکر زیادہ پریشانی نہ ہو جب شاہزادہ بارگاہ میں آکر
بیٹھا برق ثانی آکر قدموں سے لپٹ گیا عرض کی اے آقائے نامدار و مولائے قدر شناس
یہ غلام تو آپ کا بچپن سے خیر خواہ ہے امیدوار ہوں کہ حال دل مفصل فرمائیے کہ غلام اُسکی
تدبیر کرے میں حضور کو بہت پریشان پاتا ہوں آپ کے غمگین ہونے سے بہت گھبراتا ہوں
شاہزادے نے ٹھنڈی سانس بھر کر کہا اے یار وفادار و اے مونس و غمگسار جب میں
قریب کوہ احتشام پہونچا اُس پہاڑ کی تعریف سنی تھی جو بڑے بھائی کے ساتھ شاہزادیاں
ہیں اُنھوں نے اس پہاڑ کی بڑی تعریف کی تھی میں اُسی طرف دیکھ رہا تھا ایک قتال
عالم کو دیکھا بھائی صاحب کے دربار میں کیسی کیسی شاہزادیاں جمع ہیں ہر ایک شعلہ جوالہ
نوجوان حسین مگر ایسی صورت زیبا کبھی نگاہ سے نہ گذری تھی صاف ظاہر ہوتا تھا کہ رشک
ماہ تاباں فخر مہر درخشاں ہے اے برادر بجان برابر تجھسے زیادہ رفیق و شفیق کون ہے بچپن سے
ہمارا تمھارا ساتھ رہا مگر ایسا معرکہ کبھی نہیں ہوا جب میں نے سر اٹھا کر دیکھا آنکھوں کے
نیچے اندھیرا آیا جہان پر تھے رکاب تھامی مجھے خوف تھا کہ گھوڑے سے نہ گروں تُنے
اُسوقت بھی دستگیری کی کہ سنبھال لیا جب نگاہ چار ہوئی اُدھر وہ تھرائیں ادھر مجھے لشکر
غم و الم نے گھیرا یہ بھی میں نے دیکھا کہ وہ لڑکھڑا کر گریں خواصوں نے انھیں گھیر لیا اُٹھا کر
لے گئیں اے برق ثانی حال اُنکا بھی ابتر تھا اگر پتہ لگاؤ تو بڑا احسان ہو یہ سنکر مہتر برق ثانی
پا نہائے عیاری سے آراستہ ہوا تلاش میں معشوق آقا کی چلا مگر عرض کی کہ اے شہریار کل
صاحبقران صحرائے نرگس میں جا کر ٹھہرینگے لیکن آپ اسی مقام پر تشریف رکھئے امید ہے

کچھ حیلہ کریں شاید کچھ دیر ہو خسرو نے کہا مین قبلہ و کعبہ سے عرض کرونگا جبتک تم نہ آوگے یہان سے لشکر نہ بڑھاؤنگا مین یہان سے جاؤنگا آقا سے بخوبی باتین کین سمجھایا کہ آپ کھانے وغیرہ نوش کرین آپ اپنے کو پراگندہ نہ فرمائین مین خبر لیکر آؤنگا یہ کہکر برق ثانی خیمے سے نکلا جست وخیز کرتا ہوا جاتا ہی جب صحرا مین پہونچا دیکھا ایک عورت لباس مردانہ پہنے ہو اسی طرف آتی ہی برق ثانی نے صورت اپنی فقیر کی بنائی ایک گوشے مین کھڑا جب وہ عورت قریب آئی برق ثانی نے پکار کر آواز دی میان جانے والے ذرا ٹھہر جاؤ ہم کچھ بات کرینگے اُس نازنین نے پلٹ کر دیکھا ایک فقیر وضیع مجھے پکار رہا ہی کہا شاہ صاحب مین ٹھہر نہیں سکتا اسوقت اپنے مالک کے کام کو جاتا ہون برق ثانی نے کہا بابا اُس کام سے فقیر کو بھی آگاہ کر کہ فقیر دعا کرے اُس نازنین نے کہا آج ہمارے مالک پر ایک اُفتاد پڑی ہی کہ فرزند صاحبقران کو دیکھکر ہماری مالکہ عاشق ہوئی ہین مین اُنھین کی تلاش مین نکلا ہون کہ دیکھون وہ کس حال مین ہین برق ثانی نے باتون مین مطلب دریافت کرکے اُس کنیز کو بیہوش کیا بیہوش کرکے صورت اپنی اُس نازنین کی سی بنائی لباس و زیور اُسکا اُتار کر آپ پہنا اُسکو ایک گوشے مین ڈالدیا نشان باغ کا دریافت کر لیا تھا طرف باغ کے چلا جب در باغ پر پہونچا جتنی کنیزین کہ انتظار مین کھڑی تھین اُنھون نے پکار کر پوچھا کیون گلرنگ بہت جلد واپس آئین کچھ دریافت کیا برق ثانی نے کہا میرا جلد آنا بے وجہ نہین ہی کچھ تو دریافت کیا جو پلٹ آئی کہو ملکہ یہ عالم کیا کر رہی ہین سب نے کہا کنیزون نے بہلا کر صحن باغ مین بٹھایا ہی نسرین دوشیزہ گا رہی ہی اسوقت گانا سن رہی ہین برق ثانی کنیزون سے باتین کرتا ہوا اندر باغ کے آیا دیکھا باغ پر بہار ہر طرف جھاڑ کنول کی روشنی سے مثل برق چمک رہے ہین شاخون کی رعنائی ہر پھول کی زیبائی جوانان چمن کا نکھار ہر چمن پر بہار برق ثانی دیکھتا بھالتا قریب چبوترے کے پہونچا ملکہ نے گلرنگ کو پکار کر آواز دی کیون گلرنگ کہو خیر تو ہی اس نے دست بستہ عرض کی حضور کنارے چلین تو مین عرض کرون ملکہ اسے غنچہ دہن حیران و پریشان گوشے مین آئی پوچھا کیون گلرنگ تماشہ یار پہونچین یا نہین ملاقات ہوئی

ہمارا تو یہ حال ہی نظم

خیال و خواب ہی لیل و نہار جانتے ہین ۔ ہم اپنی زیست فقط استعار جانتے ہین
بدن مین زخم نہین یہ چھپان ہین پھولون کی ۔ ہم اپنے دل مین اسی کو بہار جانتے ہین
خطا سے جائین ختن کو تو تم ہو چین جبین ۔ تمھاری زلف کو مشک تتار جانتے ہین
جو شاہباز ہے اے ترک چشم تیری نظر ۔ تو ہم بھی طائر دل کو شکار جانتے ہین
اڑے گی خاک سر قبر میری بعد فنا ۔ تمھاری شوخیان اے شہسوار جانتے ہین
رضا فقط یہ ہے رعنا قضا رہے ہی تسلیم ۔ ہم اپنے واسطے معراج دار جانتے ہین

برق ثانی نے اپنے آقا سے زیادہ شیدا کو بیقرار پایا سوچا کہ اگر کچھ خلاف باتین کرونگا تو یہ بیقرار ہو جائیگی دست بستہ عرض کی اس غلام کو آپ نے نہین پہچانا مین آپ کا تابعدار ہون غلام کو پہچانیئے یہ کہکے برق ثانی نے رنگ و روغن چہرے سے پونچھا کہ اس کو شہزادے نے ارشاد کیا ہے کہ اے شہنشاہ خوبی اے سرو باغ محبوبی نظم

نہ ملی گردش ایام سے فرصت مجھکو ۔ زندگی بھر یہ رہی وصل کی حسرت مجھکو
یاد مین زلف پریشان کی پریشان ہون مین ۔ روے جانان کے تصور مین ہے حیرت مجھکو
حسن کے رعب سے اوسان اڑے جاتے ہین ۔ ہے عجب طور کے شعلے سے ہے دہشت مجھکو
غیر کا دخل ہوا اب مرا جینا معلوم ۔ کوے جانان سے نظر آتی ہے رحلت مجھکو
دل پھنسا زلف مین یا رخ پر نور کہان ۔ لیگئی زنگ حلب سے مری قسمت مجھکو
سر جھکائے در جانان پہ پڑا رہتا ہون ۔ دخل اغیار سے آتی ہے ندامت مجھکو
شب فرقت مین عجب کیا جو نکل جاے دم ۔ ہوش اڑ جاتے ہین غالب ہے یہ وحشت مجھکو
چھوڑ کر ملک عدم آپ سے کیا آیا ہون ۔ کھینچ لاتی ہے یہان بھی تری الفت مجھکو
کوہ پر محنت فرہاد کا آتا ہے خیال ۔ دیکھکر جوے روان آتی ہے رقت مجھکو
دہن و عارض گلرو کی جدائی سے شکل ۔ اسلیے غنچہ و گل سے ہے محبت مجھکو
قطع امید ہوئی یار سے یہ اے رعنا ۔ عمر گذری ہے کہ ہے صدمہ فرقت مجھکو

برق ثانی نے یہ اشعار ظرافت سے شاہزادے کے پڑھے اور کہا کہ مین نے آشفتہ پایا دو آپ کو اور آپ سے زیادہ آنکو بیتاب و بیقرار پایا جب آقا کے تابعدار کو اس غلام نے

انتہا سے زیادہ بیتاب دیکھا سوچا کہ فکر وصل کرون آپ نے جس کنیز کو بھیجا تھا مین نے اسکو راہ مین گرفتار کیا یہ سمجھ لیا تھا کہ اس سے کوئی مطلب نہ نکلیگا اس کنیز کی تاب آفتاب رسائی نہوگی اب مین حاضر خدمت ہون یا تو آپ تشریف لیچلیے یا اگر فرمائیے تو مین آقاے تاجدار کو لاؤن ملکہ شیدا نے سر جھکا کر کہا اے برق ثانی تم تو عیار ہو جو مناسب جانو وہ کرو مگر مناسب یہ ہے کہ میرے جانے مین ہزار طرح کی خرابی ہے لہذا وہی تشریف لائین میرے خانۂ حزن و ملال کو اپنے قدوم میمنت لزوم سے منور و روشن فرمائین یہان کوئی دراندازی نہین ہے تم خود چلکے محفل مین دیکھ لو کہ سوا کنیزون کے کوئی دراندازی نہین ہے برق ثانی نے کہا وہ شہسوار معرکۂ جلالت یکہ تاز میدان جرأت ہین کسی سے خوف نہین کرتے ضرور تشریف لائینگے دل و جان سے آپ کے مشتاق ہین ملکہ سے یہ باتین کر کے برق ثانی باغ سے نکلا یہان ملکہ نے کنیزون سے سب کیفیت بیان کی کہا دروازہ بند رکھو غیر نہ آنے پاوے اگر کوئی آئے تو باہر ہی روکو کنیزین انتظام مین مصروف ہوئین کچھ دروازے پر باغ کے آئین کچھ گوشۂ باغ مین انتظام کر رہی ہین درخت بادلے سے منڈھے گئے روشنی کا سامان ہوا طائران خوش آواز کے قفس درختون مین لٹکائے جھاڑ دوشاخے تیل پانی کے گلاس جابجا آراستہ کیے گئے روشنی کی تیاری آئینے قد آدم لگائے گئے جس مقام آئینے ہین صاف ثابت ہوتا ہے کہ سحر حلب ہے یہی تو ملکہ کا مطلب ہے کہ ایسی رعنائی و زیبائی ہو کہ اُس شہریار کو پسند آئے خود پھر رہی ہین اور فرماتی ہین یہان کرسیان بچھاؤ یہان دنگل نصب کرو لیکن برق ثانی نے صحرا مین آکر اول گلرنگ کو ہوشیار کیا لباس اُسکا اسکو پہنایا اور سمجھا بجھا کر کہا اب طرف باغ کے جاؤ گلرنگ طرف باغ کے گئی برق ثانی جست و خیز کرتا ہوا قریب بارگاہ پہونچا سنا کہ شاہزادہ رو رہا ہے اور یہ اشعار زبان پر جاری ہین

نظم

اگر قاصد تو ہمیشہ مہربان ہے — خبر لا جلد وہ دلبر کہان ہے
دہن مین کب یہ دود پیچوان ہے — دل پُرسوز عاشق کا دھوان ہے
کھلا جو اپنے بستر خشن تیرا — نگہ کشتی کا اپنی بادبان ہے

عدم مسکن ہی اپنا ہم صفیرو	مکان پوچھو تو اوج لامکان ہی
ہنسے اس درجہ حال زار پر غیر	مرا چہرہ برنگ زعفران ہی
چلو اے بلبلو صحن چمن سے	بہار آخر ہوئی دور خزان ہی
نہ لکھا نام کا نامے پر اپنے	یہی قاصد نشان بے نشان ہی

دل رعنا نہیں پہلو میں دیکھو
کدھر ہی کسطرف ہی اور کہاں ہی

برق ثانی تڑپتا ہوا خیمے میں آیا آتے ہی قدموں سے لپٹ گیا کہا اے آقا سے نامدار آپ سے زیادہ مشتاق بیقرار ہی تشریف لیچلیے شاہزادے نے برق ثانی کو گلے لگا لیا فرمایا کہ برادر تو نے جان بچائی وہ مژدہ سنایا کہ روح کو تازگی حاصل ہوئی لیکن تم بھی ساتھ چلوگے برق ثانی نے عرض کی میں تو حضور کا ہمزاد ہوں جہاں حضور جائینگے غلام ضرور ساتھ جائیگا شاہزادہ اسی وقت سوار ہوا لباس رزم اتار لباس بزم زیب جسم کیا تلوار حمائل کی سپر پشت پر ڈالی مرکب پر سوار ہوے ساتھ برق ثانی کے چلے راہ کو طے کر کے جب سامنے باغ کے پہونچے در باغ پر چند کنیزیں منتظر کھڑی تھیں دوڑ کر ملکہ کو خبر دی کہ حضور وہی عیار ساتھ ہی ایک شیر بیشۂ جرأت صاحب شوکت و لیاقت پشت مرکب پر سوار تشریف لاتے ہیں ملکہ گھبرا کر اپنے مقام پر سے اٹھیں کہ برائے استقبال چلوں جی جو سنا پیشانی پر پسینہ آیا نہ اٹھ سکیں بیٹھ گئیں شاہزادہ خسرو بشیر دل قریب در باغ تشریف لائے پشت مرکب سے اتر کے مرکب کو ایک درخت سے اٹکا دیا آپ جو اندر تشریف لائے باغ میں وہ سامان دیکھا کہ تخیل پر بہار عروسان چمن کا نکھار جھاڑ جا بجا روشن مثل وادی ایمن ہر مقام منور و روشن معلوم ہوتا ہی شاہزادہ بہار باغ دیکھتا ہوا روش پر سیر کی طے کرتا ہوا چلا آتا ہی بلبلیں یا تو آشیانوں میں سر ڈالے ہوے بیٹھی تھیں یا بہار باغ دیکھکر آشیانوں سے سر نکالے یہ اشعار عاشقانہ سب چہک چہک کر پڑھنے لگیں قطعہ

حکمرانی پر ہوا میل سلیمان بہار	عشق پیچان بنگیا طغرائے فرمان بہار

زخم خندان یار بن ہی روے خندان بہار / تیر باران بلا ہی مجھکو باران بہار

بے لقا ہی ہستی شبنم سے باران بہار / برق کی چشمک سے کم وقفہ ہی دوران بہار

زلف سنبل کو سمجھیے گوش گل کو جانیے / نرگس شہلا کو کہیے چشم فتان بہار

شاخ گلبن پر یہ طفل غنچہ سے ظاہر ہوا / فی سواران چمن ہین مرد میدان بہار

کیا سمجھ کر روتے ہین مجھکو سحاب چمن / سبزۂ بیگانہ ہون لیکن ہون مہمان بہار

زلف کا ہونا قریب چہرۂ رنگین ہی شرط / باغ بے سنبل ہی بے شیرازۂ دیوان بہار

چاک پیراہن ہر اک گل کا لعینہ زخم ہی / کھیت ہی تلوار کا یارب کہ میدان بہار

روشنی ہووے جو آنکھون مین تو سیر باغ کر / لالۂ آتش زبان ہی شمع ایوان بہار

آنکھین ہین صیقل سے سینۂ اشراقیان / ہر گل خوشبو ہی افلاطون یونان بہار

خشخاش سے ہین بدن بھی کرم کے ساتھ یک / رزق زنبور عسل ہے ریزہ خوان بہار

رنگ میرا اور تیرا دیکھکر حیران ہوے / نقش بندان خزان و نقش بندان بہار

جان تازہ آتی ہی آنے سے ہی تیرے باغ مین / جاتی ہی تیرے نکل جانے سے ہی جان بہار

لالہ و گل سے ہنوز آباد ہی صحن چمن / سرو شمع منبر ہی سنبل شبستان بہار

پھر سیر باغ جاتا ہی جو تو اے شمع رو / صدقے ہوتے ہین پتنگے بنکے مرغان بہار

مشغل ماتم کیطرح ہون بوستان دہر مین / فی سبزہ او زعفران آتش نشانان بہار

شاہزادہ یہ اشعار سنتا ہوا سیر باغ ملاحظہ فرماتا ہوا قریب ملکہ شیبا پہونچا شیبا مشکل اپنے مقام سے اٹھی شدت نزاکت سے مثل شمع سحری لہرائی لیکن تھا کہ گرین شمسہ نے بڑھکے ہاتھ تھام لیا گو یا دولت کو نہین اٹھنا آگیا ناز سے لاکے مسند پر بیٹھایا ٹھنڈی ٹھنڈی سانسین بھر رہی ہین گل جیسی شگفتگی حال ہی کی رہی ہین ایک گائن کو اشارہ کیا چند کنیزون کو حکم ہوا کہ اسباب عیش مہیا کرو کنیزین دوڑ کر گلابیان شراب کی کشتیان کباب کی لائین گائن نے بیٹھکر بصد سوز وگداز یہ غزل عاشقانہ گائی

نظم

گرد کلفت جم رہی ہی ہر زبان بالا سے / کیا زمین پیدا کریگا آسمان بالا سے مہر

کیا عجب ہو داغ سودا کا مکان بالا سر
برگ گل رکھوں اگر میں ناتوان بالا سر
کھینچتا ہے تیغ جب وہ دلستان بالا سر
بار اٹھواؤں کرم سے تیرے ای باد مراد
پھر بہار ای لیے نیا نہادے پھرین پھیر کو بکو
رکھتے ہیں ای بت ترے سر پہ بٹھانے کے لیے
کون تجھ سا بادشاہ حسن ہے ای مہر وش
کیا سمجھ کر شمع سے میں یار کو تشبیہ دوں
نالے کرتا ہوں تو کہتے ہیں مجھے اہل زمیں
قتل جب چاہے کرے آتش وہ طفل جنگ جو

میزبان رکھتا ہے اپنے میہمان بالا سر
دم چڑھے ہو جیسے سنگ گران بالا سر
سارے تن سے کھنچ کے آرہتی ہے جان بالا سر
زیر پا کب سے ہے کشتی باد بان بالا سر
ٹوکرے پھولوں کے رکھکر باغبان بالا سر
گنبد دستار سے زاہد مکان بالا سر
تاج زریں سر پہ ہے کلغی کہکشان بالا سر
پان دہن میں ہے زبان دان ہے زبان بالا سر
کیوں اٹھایا چاہتا ہے آسمان بالا سر
تنگ میں ہو زرہ نہ خود یاں بالا سر

ہنگامۂ عیش و نشاط گرم ہے ملکہ نے کنیز سے جام لیکر سامنے شاہزادے کے پیش کیا شاہزادے نے جام پر ہاتھ رکھا ملکہ نے آنکھوں میں آنسو بھر کر کہا کیوں صاحب کیا کسی نے عہد لیلیا ہے کہ کسی کے ہاتھ سے جام شراب نہ پینا خسرو نے کہا ای ملکۂ عالم میں اس راز و نیاز سے بالکل آگاہ نہیں مگر مذہب میں ہمارے تمہارے فرق ہے ہم جسکو قتل کر لیے چلے ہیں تم اسکو خدا جانتی ہو ہمارا خدا وحدہ لا شریک ہے انصاف سے کہو تو یہی اعتقاد ٹھیک ہے یا ہفت پیکر مثل تمہارے جادوگر ہے خوف سے بھائی صاحب کے بیقرار و مضطرب ہے طلسم ظاہر سے بھاگا طلسم باطن میں آیا بھائی صاحب نے لوح طلسم حاصل کی مرحلہ جات توڑ کر قریب قصر عشرت آپہونچے یہ خداوند ہیں کہ جو اپنے بندوں کے ہاتھ سے دردمند ہیں اب قریب قصر عشرت بھائی صاحب پہونچ چکے شمیا نے سر جھکا کر جواب دیا کہ میں کیونکر کلمہ پڑھوں آپ سحر کو معیوب جانتے ہیں اور میرے باپ سے مقابلہ پڑا ہے وقت پر آپ کی مدد کرونگی صحرائے نرگس میں ہزار جھگڑے ہیں برق ثانی نے کہا آپ اطاعت اسلام قبول کریں یہ بڑی بڑی جادوگرنیاں اسی اعتقاد سے شریک اسلام ہوتی ہیں شمیا نے سر جھکا کر جواب دیا

کہ میں نے بہ دل و جان اطاعت دین اسلام قبول کی ہفت پیکر پر لعنت ہے یہ تو میرا
ہمیشہ سے اعتقاد تھا کہ ہفت پیکر ساحر زبردست ہے باوا جان کبھی یہی کہا کرتے ہیں
جنھوں نے اعتقاد خدائی کیا وہ دیوانے ہیں شاہزادے نے جام شراب پیا دوسرا
جام بھر کر اپنے ہاتھ سے شیدا کو دیا شیدا دل و جان سے شاہزادے پر عاشق
شیدا ہو طریقۂ کلام سے محبت پیدا ہے مگر قضا سے کار مخلوق جادو جو صحبت میں ساحروں
کی بیٹھا ہے اور شرنگ جادو وزیر اعظم نے دست بستہ عرض کی اے شہنشاہ لشکر طلسم کشا
صحرائے نرگس کے قریب آگیا اب مجھے انتظام کرنا ہے وہ دیکھیے کل وہ لوگ سرحد
صحرائے نرگس میں داخل ہو جائینگے بڑی مشکل پڑیگی طلسم کشا صاحب لوح والا
شہزادہ ہے تقدیر پرکش دوسرا وزیر بولا کہ اے شہنشاہ ساحران آپکی صاحبزادی
ملکہ شیدا نے شیخ زہرہ میں نے کامل وعدہ کیا تھا کہ لشکر مسلمانان تباہ کر دونگی حقیقت
میں انکا سحر ایسا ہی ہے مگر شکر ہے وہ تھوڑا ہے انکے سحر کا دفعیہ جادوگروں کو
نا ممکن ہوگا ملکہ سلما سے گوہر پوش کہ شاہزادی جبل اعلیٰ کی ہے طلسم کشا کے
ساتھ آئی ہے ملکہ سنبل ہفت گیسو ملکہ شفق خونخوار کیسی زبردست جادوگرنیاں
ہیں انکے سحر کا روکنا اور اپنا سحر غالب کرنا ملکہ ہی کا کام ہے مخلوق نے کہا اسکا سحر ایسا ہے
کہ کسی پر ثابت نہ ہوا اور انتظام ہو جائے کوئی ساحر کیا دریافت کریگا کتاب تصنیف
آرزو خداوند لاو آسمین دیکھیں کہ شیدا کیا کر رہی ہے یہ کہکے الماری کھولی بڑی
پرانی کتاب نکالی اسکو بوسہ دیکر کھولا پکار کر آواز دی کہ یا خداوند یہ مقدمہ شیدا کا
متعلق ہے اور آپ سے کیا لکھا ہے یہ کہکے ورق الٹا مخلوق رونے لگا سب نے پوچھا اے
شہنشاہ کیا دیکھا کہ آپ رونے لگے مخلوق نے کہا اس ورق میں قدرت نے فال
طلسم ہفت پیکر لکھا ہے تحریر فرماتے ہیں کہ اس سنہ میں طلسم فتح ہوگا ہم بھاگ کر
طلسم خیال سکندری میں جائینگے مسلمان وہاں بھی پہنچا چاہینگے واقعہ میں کیا
غضب کی بات ہے کہ طلسم خیال سکندری واسطے قدرت کی مدد ہیں جو ایک طرف
کر کے آنکھ بند کی بادشاہوں نے طلسم خیال سکندری کے سامنے تک اسکے متعلق ہے

باج و خراج بہ اطمینان آتا ہو سب پر مسلمانون کا قبضہ ہوگا مسلمان بڑے لوچ و ملال اٹھا لینگے
اس طلسم کے خود صاحب قران فتاح ہین منازل عجائب و غرائب کے سیاح ہین
حمزہ صاحب اسم اعظم محترم و محتشم انکو کون روکیگا سحر اثیر تاثیر نہین کرتا جہان چاہین
جائینگے ساحرون سے معرکے پڑینگے لیکن لوح طلسم ایسے مقام پر ہو کہ جہان ہوا تک نہین
پہونچ سکتی وہان انسان کا جانا نہایت دشوار ہو اس حال کو دیکھکر ہین رو یا وزرا سے
عرض کی حضور اس حال کو نہ پڑھیئے یہ مقام قدرت نے غصے مین لکھا ہو کون طلسم کو
فتح کر سکتا ہو جادوگران انکے ساتھ والی امیرون کو آراستہ کرکے آگے بڑھین گی کیا
ساحر زبردست ہو کہ اول تو انکو روکے اسکے بعد طلسم کشا پر قبضہ کر لے تب انتظام حقیقی
ہوا اور مسلمانون پر وار پڑے کہ انکو بھی ثابت ہو کہ کوئی ساحر آیا ہو مخلوق نے دوسرا
ورق الٹا اب مقدمہ شہریار مین دیکھا زانو پر ہاتھ مار کر کہا او بڑا غضب ہوا خسرو
شاہزادہ پہلو مین شہریار کے بیٹھا ہو جام ارغوانی گردش مین ہو طلسم کشا طلسم کے ساتھ
کی بخشش مین ہوا اور بھائی انکے ملکہ تسخیر کر رہے ہین اسکے ملا غرض اسلام کبھی کر
یہ کہکر کہا یارو لشکر مین بھی کوئی ایسا ہو کہ خسرو کا سر لاسکے اور شہریار کو پہنچا ہو تو
پہونچا سکے مین اسکو سزا دون غافل کو سمجھاؤن سامنے قدرت کے لیجاؤن عرض
کرون کہ قدرت کی دشمن یہ حاضر ہے جو چاہئے سزا دیجئے ایسا اسکو سنگسار کیا ہو
کہ عمر بھر یاد کرے کہ مین نے کیا حرکت کی قدرت سے پھری تو یہ انجام ہوا کسی
جنگل مین پڑی رہیگی ایک ساحر مردنگ جادو اژدر نگ کا بھائی یہ کہکر اٹھا کہ
ابھی غلام جاکر دونون کو لاتا ہو مخلوق نے کہا اے مردنگ سمجھ کے کام کرو شہریار
کو قدرت نے تعلیم کیا ہے کیا کیا نہین سکھایا بلکہ مجھکو پیغام دیا تھا کہ اگر شہریار کو
ہماری خدمت مین بھیجدو تو اسکا مرتبہ بڑھائین کل طلسم کا حاکم بنائین سب خراج انکے
پاس بھیجا کرین یہ خراج ہمارے پاس لاتے ہین نے منظور نہ کیا تنہائی مین اگر اس
بدنصیب سے پوچھا اس برگشتہ بخت نے جواب دیا کہ حضور قدرت کی نہ اختیار کرونگی
ایسا نہو کہ قدرت مجھپر دست انداز ہون کنیز کو اپنے حسن پر ناز ہو شاید قدرت سے

فساد پیدا ہو جلا کر کچھ تقدیر کر بیٹھیں کئی دن میں نے کمبخت کو سمجھایا اب پسر حمزہ کو
لیکر بیٹھی ہے مردنگ جادو نے کہا میں یہان سے جاتے ہی شاہزادے کو اٹھا لونگا
شیشہ اکی زبان بند کر دونگا مخلوق نے کہا جاؤ جلد اپنے کو تم پہونچاؤ ایسا نہ ہو کوئی
اسکو یہان کی خبر پہونچا دے کہ وہ شاہزادے کو چھپا دے تو کہان تلاش کروگے
بہت حیران رہوگے مخلوق جادو کو مردنگ سلام کرکے بہ قہر و غضب تمام طرف
باغ شیشہ اکے چلا یہان وہ وقت ہی کہ دونون بچھڑان دیدہ آفت کشیدہ مسند
پر بیٹھے ہیں اور برق ثانی بایان چھیڑ کر غزل عاشقانہ گا رہا ہے

نظم

وہ رنگ سرخ ہی کیفیت شراب سے ہو — ظہور لعل کا ہے آفتاب سے ہوتا
غرور حسن نے نازان کیا انکھین ورنہ — نیاز نامہ مشرف جواب سے ہوتا
نزاکت بدن نازنین یار نہ پوچھ — کمر میں درد رہا پیچ و تاب سے ہوتا
شراب تھوڑی سی پینا مناسب آپکو ہی — ستم بہت ہی تمہارے حجاب سے ہوتا
ترے پسینے کا دھوکا ہی دیدہ پاک سے لئے — عرق عرق ہون میں بوسے گلاب سے ہوتا
یہ کیسے نالے ہین سودا سے چشم مین یہ — کوئی جو فتنہ ہو بیدار خواب سے ہوتا
نظارہ بازی بچھ جہان سے شغل اپنا — وہ ہم کبھی کرتے ہین جو ہی حساب سے ہوتا
تمہارے کشتہ رخسار کی جو خاک اڑی — ہر ایک ذرہ بلند آفتاب سے ہوتا
چلو رہوتے ہین رخسار یار کے صدقے — کمال ماہ ہی حسن شباب سے ہوتا
کھلا جو پردے سے رخسار یار کے نگاہ — یہ مدعا نہیں حاصل کتاب سے ہوتا
قریب ہی کہ کرے آفتاب حشر طلوع — کمال تنگ ہی یوسف نقاب سے ہوتا
وہ گلعذار سنڈاتا ہی خط نو رس کو — چمن کا سبزہ ہی خارج حساب سے ہوتا
کمی کمال ہی تیرے کرم میں اے محبوب — کنارہ کش نہیں دریا حباب سے ہوتا
چھپاؤں کیا سے میں خاک داغ سودا کو — درشت رو نہیں یوسف نقاب سے ہوتا
غبار بنکے لپٹتا ہین دامن زین سے — جدا جو ہاتھ تمہاری رکاب سے ہوتا
بٹھایا یار کے گھر میں یہ کام کیا کم تھا — جو کچھ کہ ہمت عالی جناب سے ہوتا

شرابخواری رندان سمجھ نہ سہل آتش
شناوروں کا گذارا ہی آب سے ہوتا

اس رنگ میں برق ثانی گا رہا ہی کہ ملکہ و شاہزادہ تعریفیں کر رہے ہیں ملکہ شیبا کی وزیرزادی شبنم مروارید پوش گانے پر برق ثانی کے دل و جان سے عاشق ہوئی ہی بلکہ تال وسے رہی ہی حسین علم موسیقی سے ماہر حال گانے والونکا اسیر ہا ہر قضا سے کار یکایک غل ہوا شیدا کے کان میں زنجیروں کی جھنجھناہٹ کی آواز آئی وزیرزادی سے پلٹ کر کہا ارے زنجیر کے غل کی کہاں سے آواز آئی وزیرزادی نے کہا واری زنجیر کی آواز تو میرے بھی کان میں آئی گویا دیوانے زنجیر ہلا رہے ہیں یہ کلام تمام نہ ہوا تھا کہ ایک حلقۂ زنجیر گلے میں برق ثانی کے پڑا طرف آسمان کے کھچا وزیرزادی شبنم نے جو دیکھا کہ ایک حلقۂ زنجیر گلے میں برق ثانی کے پڑا اور طرف آسمان کے لیے جاتا ہی تڑپ کے ہتھی کا رد کھینچ ماری کار د حلقے پہ پڑی حلقۂ زنجیر تو نہ کٹا دوسرا حلقہ زنجیر سے پیدا ہوا وہ گلے میں شبنم کے پڑا شبنم بھی بلند ہونے لگی جب تو شیدا اچھلا کر اٹھیں پکار کر آواز دی اری غنچہ دہن آواز تو دے یہ کون بے ادب ہی کہ ہماری محفل میں بے ادبی کرتا ہی یکایک غنچۂ گل چٹکا آواز آئی حضور ملاحظہ فرمائیے آسمان پہ سے مہر رنگ جادو سحر کر رہا ہی ملکہ نے سر اٹھا کے طرف آسمان کے دیکھا ۔ دیکھا ایک ٹکڑا ابر لہرا رہا ہی اسی ابر سے زنجیر پیدا ہوئی بس ملکہ نے آواز دی اے زمین گیر اسکو اپنے پاس بلا مہر رنگ جادو یا تو سحر کر رہا تھا یا دھم سے زمین پر گرا ملکہ نے دیکھ کر آواز دی کیوں مہر رنگ ہمارے سامنے یہ بے ادبی ذرا ہمسے آنکھ ملاؤ اپنے ہوش میں آؤ مہر رنگ نے شیدا سے آنکھ ملائی آنکھ ملاتے ہی بدحواس ہو گیا چہرہ سرخ ہوا پکار اٹھا اے ماہ آسمان جادو جلال وائے خورشید فلک کمال میں تو غلام ہوں جو فرمایئے بجا لاؤں میری تو کیفیت ہی دل کی عجب صورت ہی نظم

بہر نظارہ گل رخسار جانان چاہیے	بلبل گلزار کو صحن گلستان چاہیے
وصل کی شب میں خیال روز ہجران چاہیے	خانۂ شادی میں بھی ماتم کا سامان چاہیے

ہر گھڑی یاد رخ پر نور جاناں چاہیے
خانۂ دل میں چراغ داغ ہجراں چاہیے
بہر مرغ روح دام زلف پیچاں چاہیے
عاشق رخ کو خیال لوے جاناں چاہیے
جلتے گیا ہو ایک بوسہ سبزۂ عارض کا دو
حلقۂ ماتم بنا ہوں میں وفور ضعف سے
وحشت کرتا ہوں رقم تیرے حنائی ہاتھ کے
آج کل سودا ہے اک غنچہ دہن کی زلف کا
اے معلم ہم صفیر بلبل شیراز ہوں
ایک بوسہ دو عرق آلودہ ابرو کا ہمیں
ہیں ازل سے کشتۂ سلک در دندان یار
باغباں اب ہمکو گلگشت چمن سے کام کیا
نوک مژگان صنم کا دل کو سودا ہے کمال
ہر غزل اپنی مسلسل ہو گئی مشکل نہیں
گردش چشم پری پیکر کا دیوانہ ہوں میں
وہ حسیں ہے تو کہ حیراں ہوں ترے نقلین

کعبۂ دل میں چراغ مہر تاباں چاہیے
تو رہا سینے نمکدے میں غم کا ساماں چاہیے
عاشق گیسو کی خاطر سنبلستاں چاہیے
یوسف مصری کی صورت یاد کنعاں چاہیے
مرہم زنگار بہر زخم خنداں چاہیے
رہیں انگوٹھی کا نگیں اب اے سلیماں چاہیے
پاسے خار ہاتھ میں اب شاخ مرجاں چاہیے
چاک مثل جیب گل اپنا گریباں چاہیے
سیر کرنے کو فقط مجھکو گلستاں چاہیے
حلق تر کرنے کو آب تیغ براں چاہیے
غسل میت کو ہمارے آب نیساں چاہیے
ہم ہیں دیوانے ہمیں سیر بیاباں چاہیے
نشتر فصاد اب بہر رگ جاں چاہیے
تاج سلک گوہر شہوار دنداں چاہیے
اے جنوں پاسے نظر میں خار مژگاں چاہیے
تخت کے بدلے مجھے تخت سلیماں چاہیے

فریفتہ ہوں اک یوسف سے سیم اندام پر
گنج قاروں مجھکو جائے کنج زنداں چاہیے

بیلا کا ہوا لڑکا گھبراتا ہوا دست بستہ سامنے شیدا کے آیا شیدا نے پوچھا مثل مشہور ہے مصرعہ

اے روشنی طبع تو برمن بلا شدی

آخر تو ہوا نا شکیب کیونکر آیا تو تو رونق محفل ہے مرد ناکس ہے لیے جواب دیا آپکے والد نامدار نے مجھکو بھیجا ہے میں آپکو گرفتار کرنے آیا تھا لیکن دام گیسو میں خود اسیر ہوا جو حکم دیجیے وہ بجا لاؤں لڑکے نے ٹھنڈی سانس کھینچی خسرو شیر دل سے کہا اے شہریار آپ

مطلب کو سمجھے خسرو نے کہا میرے ذہن مین آگیا تمھارے والد کو خبر دی گئی ملکہ نے
کہا حضور وہ خود ہمہ دان وہمہ گیر ہے اُسکے پاس کتاب تصنیف کردہ ہفت پیکر موجود ہے
گھر بیٹھے سب حال دیکھ سکتا ہے اُسنے خود کتاب مین دیکھا ہوگا کیون اے مردنگ
باباجان کو کیونکر حال معلوم ہوا کہا حضور کتاب قدرت کھولی اُسی سے دریافت
ہوا ملکہ نے کہا بقول شخصے اوکھلی مین سر دیا تو دھمکیون سے کیا ڈر ہمنے چاہا تھا کہ مخفی
کام کرین لیکن اظہار ہوگیا اب جیسا کچھ ہوگا دیکھا جائیگا اے مردنگ تو جا اور مخلوق
کا سر کاٹ لا دیر نہ کرنا کسی سے ڈرنا نہ خائف ہونا مخلوق کا سر لیکر آنا اگر خالی پلٹیگا
تو بہت پچھتائیگا جیسے کیا ہاتھ آئیگا یہ سنکر مردنگ جادو تلوار کھینچ کے طرف مخلوق کے
چلا ملکہ شمسیہ نے برق ثانی و وزیرزادی کو رہا کر لیا دونون پاس بیٹھے لیکن مردنگ
پر پرواز جادو کرکے چلا مخلوق جادو دربار مین اپنے بیٹھا تھا کہ در باغ پر غلغلہ ہوا مخلوق نے
کہا دریافت کرو یہ کیا معرکہ ہے کہ میرے ملازم فریاد کر رہے ہین چند ساحر باہر گئے خبر لائے
عرض کی اے شہنشاہ ساحران مردنگ جادو آپکے ملازمون کو قتل کر رہا ہے اور
آپ کو گالیان دے رہا ہے ملازمون نے منع کیا کہ شہنشاہ کو گالیان نہ دو اور کلمات
سخت نہ کہو اسپر اُسنے سحر کرنا شروع کیا کئی ہزار جادوگر قتل کر چکا اب اندر بارگاہ کے
آیا چاہتا ہے روکنے والون کو قتل کر رہا ہے مخلوق اپنے مقام سے اُٹھا [illegible]
پر ہاتھ رکھا دروازے پر آکے دیکھا کہ مردنگ اپنی روشنی دکھا رہا ہے تیغہ برہنہ
ہاتھ مین نگہبانون کو قتل کر رہا ہے ہزار ہا لاشہ زمین پر تڑپ رہا ہے ساحر بھی زبردست
ہے وہ سحر کیا ہے کہ آسمان سے آگ برس رہی ہے اُس آگ سے تمام ساحر
جلے جاتے ہین مخلوق نے پہلے سحر کیا کہ پانی برسنے لگا آگ بجھی مخلوق نے جھپٹ کر
نعرہ کیا او مردنگ کس کام کو گیا تھا کیا کر رہا ہے ان ساحرون مین تیرے بھائی
بھی تھے تو نے اپنے بھائی اور اپنے باپ کو مارا کچھ تجھکو افسوس نہ آیا اب یہان
بلاتا ہے آکر قدمون کو بوسہ دے مردنگ نے جواب دیا او [illegible] کیا بکتا ہے ملکہ
شمسیہ پر میری جان فدا ہے جو اُسنے حکم دیا وہ بجالاؤنگا تیرا سر لیکر جاؤنگا کہ عشق

راضی ہوا ایسا نہ ہو خالی جانا اُسکے خلاف گذرے مخلوق نے کئی مرتبہ سمجھایا مگر زنگ
ہوش میں نہیں ہے شیدا کا سحر رگ و ریشے میں اُترا ہوا ہے اپنے آپ سے باہر
شیدا کی تصویر آنکھون کے آگے پھر رہی ہے معلوم ہوتا ہے شیدا سامنے
کھڑی اشارے کر رہی ہے کہ مخلوق کا سر کاٹ لے مگر مخلوق کی یہ کیفیت ہے کہ
ڈٹا ہوا کھڑا ہے گو لہ فولادی ہاتھ مین خون اپنا سپر ڈال رہا ہو گولے کو دور دیتا ہو
پھر رک جاتا ہے کہتا ہے اے میرا رفیق و شفیق ضائع ہوتا ہے ارے او دیوانے
جسکا نام لیکر روتا ہے وہ یہان کہان ہے اُسنے اپنا سحر تیرے سر پر چڑھا دیا
اب بھی ہوش مین آ سنبھل کر ایمان کر ایسا نہو میرا گولہ چل جائے مرونگ نے
آواز دی او بھیا مین تیرا سر لینے آیا ہون معشوق پری خصال نے حکم دیا تھا کہ مخلوق
کا سر لیکر آنا قریب آ سر جھکا کر بیٹھ مین تیرا سر کاٹ کر لیجاؤن معشوق کا حکم
بجالاؤن ایسا نہ ہو اُسکے خلاف گذرے۔ فرمائے کہ دیر کیون لگائی جلد آ کر حاضر
ہو میرا رنگ بگڑتا جاتا ہے ابھی تو یہ کیفیت ہے دل کی عجیب حالت ہے

نظم

کیا سبب کیون چھپ رہا ہین زخمون دہن تصویر کے
ہوگئی رنجیدہ کی شاید زبان تیر سے

حل مشکل کیجیے آدرسا کے تیر سے
چھوٹ جائے مرغ زرین دام چرخ پیر سے

کھینچتا ہو نقشہ گلزار مانی کیا عجب
بلبل تصویر نکلے بیضۂ تصویر سے

بخت خفتہ نے سلایا ہے دیوانے کا پاؤن
جوشش غفلت ہو پیدا دیدۂ زنجیر سے

جنت دیوانگی نے کچھ نہ کچھ پیدا کیا
سنبل کی جا شور نکلا دانۂ زنجیر سے

خندہ در دیدہ ہو زخمون مین قاتل کے لیے
دیکھ کیا پانی چرایا ہے تری شمشیر سے

کم نہین ہوتا کسی صورت سے زخمونکا سواد
کوئی افسون دم کیا قاتل دم شمشیر سے

ابر مین دن بھی وہی رکھتی ہے باہم اتحاد
تیرے دیوانے کی مٹی دانۂ زنجیر سے

چشم وحشت غیر سے دیکھین بیابان پر بہار
مانگ لین آنکھین ہرن کچھ دن اگر زنجیر سے

عظمت دیوانگی مین تنگ آزادی ہو گر
منہ ہم ہو کیونکر نہ ہمکو خانۂ زنجیر سے

جوشش پر یکساں رہی ہے زاری دیوانگی — مدتوں آنسو بہے ہیں دیدۂ زنجیر سے
چپ ہیں شاید مر گئے مسند گزینان جنوں — جو نہیں آتی صدا بھی خانۂ زنجیر سے
دردنوشی کے عوض ہے دردنوشی ساقیا — گھونٹ پیتے ہیں لہو کے ساغر تقدیر سے
کیا اثر تھا جب کھنچا نقشہ ترے مقتول کا — رنگ کی جا خون ٹپکا خامۂ تصویر سے
مغفرت ممنون رہی مدفن پہ میرے مدتوں — منہ چھپایا رو کے اپنا دامن تقصیر سے
کس ہوا خواہ اجل کی یہ نظر ایسی لگی — زخم کو ٹھنڈی ہوا آب دم شمشیر سے
کہنہ مشقی ہر ستم میں کیوں نہ وہ حاصل کریں — تھی جوانی میں انھیں تعلیم چرخ پیر سے
قدر رکھتا ہے نہایت گریۂ بے چارگی — زخم کے چھینٹے ہیں آنسو دامن شمشیر سے
کیا کہیں ہم داستان دشت وحشت اے نسیم — پوچھ لو تم خود زبان خار دامن گیر سے

ہر چند مخلوق نے سمجھایا مگر ولولۂ وحشت بڑھتا جاتا ہے دمبدم یہی پکارتا ہے کہ اے مخلوق سر جھکا کر بیٹھ میں تیرا سر معشوق کے سامنے لیجاؤں مخلوق نے گوے کو تیار کر لیا چرخ دیکر مارا کہ سر اسکا پھٹ گیا زمین پر گرا کام تمام ہوا مار کر اسکو مخلوق بارگاہ میں آیا مشیروں سے صلاح کرنے لگا کہ یارو تم نے سنا شیدائے غنچہ دہن نے کیا کیا اسنے گھر میں فرزند صاحبقران کو جگہ دی میں نے جو ساحر کو بھیجا اسکو دیوانہ کر کے بھیجا [illegible] ساحر اسنے مارے آخر میں نے غصہ میں آکر مار ڈالا اب لشکر لیکر جاؤں خود ہی لشکر کشی کروں اور کسی کو وہ مانے گی نہیں جو جائیگا اسکو دیوانہ کر کے بھیجے گی اس ظالم کے سحر میں یہ تاثیر ہے کہ سحر اسکا اترتا نہیں دمبدم سحر کی ترقی ہوتی ہے آخر میں نے اسکو قتل کیا سب نے کہا حضور خود جائیں بدون حضور کے جائے وہ کسی کو نہ مانے گی آپ کی سرحد میں کبھی فتور پیدا ہوا ان شاہزادیوں نے عشق و محبت کر کے ملک تباہ کرا دئیے مخلوق نے دیکھکر آواز دی کہ ہاں یارو تیار ہو میں ابھی جاکر اس فتور کو مٹاتا ہوں دولت کی مشکیں باندھ کر لاتا ہوں یہ کہکے اٹھا تخت رواں پر سوار ہوا کئی سو مشیر و وزیر لاکھ ڈیڑھ لاکھ ساحروں کو ساتھ لیا بطرف رفیقوں کے متوجہ ہوا کہا کیوں صاحبو اب تو فوج کم نہیں ہے مقابلہ تو پیرے آسکے پڑیگا

سب نے کہا ہم دیوار ہاے باغ گرا دینگے پہلے شاہزادے کو گرفتار کرینگے شاید گرفتار
ہونے سے شاہزادے کے ملک آپ سے عذر کریں اے شہنشاہ ساحران اگر وہ عذر
کریں تو قبول کر لیجیے گا کہ اپنے گھر سے فساد اٹھے بعض عقلا نے کہا آپ نے مردناگ جادو
کو ادھر روانہ کیا آپ اور جانب نکل گئی ہونگی لشکر طلسم کشا میں پہونچی ہونگی دیکھیے
انجام کار کیا ہو مخلوق یہاں سے لشکر لیکر چلا ملکہ شیدا سے غنچہ دہن نے جب
مردناگ جادو کو روانہ کر دیا کہا اے شہریار اب نکل چلیے برق ثانی نے بھی یہی
صلاح دی کہ اب یہاں ٹھہرنا بہت نہیں چلکر لشکر میں آرام فرمائیے خسرو نے
کہا اے برق ثانی ایسا نہ ہو قبلہ و کعبہ کے خلاف ہو کہ ساحرہ کو بھگا لائے برق ثانی
نے عرض کی آپ کے بڑے بھائی صاحب جو طلسم کشا ہیں وہ جادوگرنیوں کی مدد
سے اس رتبے کو پہونچے اور وہ سب ساتھ ہیں یقین ہے آپ کو بھی کچھ نہ فرمائیں
خسرو شب مرکب پر سوار ہوے برق ثانی نے رکاب تھامی ملکہ شیدا اسے
غنچہ دہن شبنم مرواریدپوش وزیرزادی طاؤسان زریں بال پر سوار ہوئیں
پانسو کنیزیں جو حاضر تھیں اُن سب نے نچھاوری عرض کی حضور لونڈیاں بھی ساتھ چلیں
آپ کی وجہ سے ہماری عزت و آبرو ہے شیدا نے کہا تم سب میری جان کے
ساتھ ہو یہ کہکے ایک دستک دی کچھ طائران پرنا آ گئے کنیزیں اُن طائروں پر سوار
ہوئیں باغ سے نکلیں طرف لشکر خسرو کے چلیں مگر شیدا نے سحر کر دیا ایک ابر
آتش فشاں سے پرکالا ہوا اس گروہ سے جاتی ہیں گوشے پر ٹھہرا اسے نرگس کے
پہونچی ہیں جاتی ہیں ٹھہرا سے نکلا تھیں کہ طرف سے قلعے کے گرد اُڑی آسمان پر
ایک ابر شعلہ فشاں چمکتا ہوا مخلوق جادو سب کے آگے پشت پر ساحران غدار
مخلوق نے جو خسرو کو آگے دیکھا کہ مرکب چمکاتے ہوے آتے ہیں وہاں سے نعرہ
کیا کہ او لیجے حسن شدہ اب آگے نہ بڑھنا یہ کہکے گولہ چلایا کہ مرکب شاہزادے کا جلنے
سے رکا شیدا نے ابر کو اشارہ کیا چند شعلہ آتش گرے مرکب شاہزادے کا
آگے بڑھا مخلوق نے اپنے ابر آتش فشاں کو اشارہ کیا وہ فوراً برسنے کو ہاتھی اترا

ہین جب آلیس مین ٹکرا کر چلی شعلہاے آتش گرے لاروان مخلوق جلنے لگے لشکر مین فریاد کی صدا بلند ہوئی سب ساحر پکار رہے تھے ای شہنشاہ ساحران ہم لوگ مٹے جاتے ہین ہمکو بچائیے ہماری مدد کو آئیے مخلوق نے ناچار ہوکر ایک گولا برون پر مارا کہ وہ زمین پر جلنے لگے جل کر زمین پر گرے آگ برسنا موقوف ہوئی اب تو ملکہ شیبا کا سنا ہو گیا مخلوق نے للکارا او گیسو بریدہ تجھکو میرا خوف نہین سامنے میرے کئی ہزار ساحر جلا دیے ہین وہ سحر کرونگا کہ تو دیوانہ وار جنگل مین پھرے عاشق تیرا غرق زمین ہو یہ کہکے سحر کرنے لگا شیبا نے پکار کر آواز دی ای والدہ نامدار آپ کیون کلفت فرماتے ہین اطاعت شاہزادہ قبول کیجیے چلکر قصر عشرت کو لوٹیے اب قصر عشرت کا بچنا دشوار ہے کتاب مین تو اپنی ملاحظہ کیجیے قدرت نے صاف صاف لکھدیا ہے سال آخر طلسم ہے قبضہ مسلمانان ہو جائیگا ہفت پیکر خود بھاگتا پھریگا یہ بھی آپکو بخوبی یاد ہے کہ تھوڑے دنون سے ہفت پیکر نے یہ شعبدے دکھائے خدائی کو اپنی رونق دی وہی ہفت پیکر ہے کہ کنارے دریاے عشرت کے بیٹھا رہتا تھا جب سورج گہن یا چاند گہن ہوتا تھا لوگون کو نہلانے دریا پر لیجاتا تھا اناج جو ملتا تھا وہی بسر اوقات تھی آپ ہی لوگون نے اسکو اس درجے پر پہونچایا پانچ چار سحر تک پر قبضہ تھا مسلمانون نے آکر سب ملک لے لیے اب آپ ہوش مین آئیے لیا ہو کہ اجل قریب ہوا اور یہ کنیز تو شریک طلسم کتنا ہوئی لشکر کشی مین شریک ہونگی ہفت پیکر سے مقابلہ ہو تو حال سحر کھلے مخلوق نے تلوارین برسائین کچھ طائرون کو حکم دیا شیر صحرا سے پیدا ہوے پانچ سو کنیزون پر جا پڑے جسنے جسکو پا لیا چیر کر پھینکدیا چند کنیزین خوف سے اُن جانوران درندہ کے غل مچانے لگین کہ اے ملکۂ عالم کنیزون کی خبر لیجیے شیر ہلاک کر رہے ہین ملکہ نے پلٹ کر جو دیکھا چالیس کنیزین قتل ہو چکین سر اُنکے وہی جانور کھا گئے ملکہ نے دستک دی لب صحرا سے کئی سو سگان سیاہ پیدا ہوے آتے ہی بھونکنے لگے اُنکی آوازون سے شیر بھاگے سامنے سے بھاگ کر جنگل مین چھپے مخلوق نے چند دانے اتش کے پھینک مارے

سگان سیاہ جلکر خاک ہوئے مگر کنیزان ملکہ سحر کرتی ہوئی لشکر کفار پر گرین شبنم گوہر پوش نے بجلی کان سے اوتار کے پھینکی میدان مین برق چمکنے لگی رعد کی گرج ہوئی کہ ساحرون کے کلیجے پھٹے بعض ساحر جمال شبنم دیکھکر ایسے بلبلائے کہ اشعار عاشقانہ پڑھنے لگے پکارتے ہین اے ملکۂ عالم ہمارا تو یہ حال ہے

نظم

ہنسنے سے خط یار کے ہوتا ہے غم غلط | کیونکر کہین نوشتۂ قسمت کو ہم غلط
ایسے فریب آسنے حریفون کے کھائے ہین | حق سے کہون مین تو بھی کہے وہ صنم غلط
معشوق سے امید وفا ہے خیال خام | وعدہ دروغ یار کا قول و قسم غلط
مایوس ہو نہ مرغ دل اک دن شکار ہو | تیر نگہ نشانے کو کرتا ہے کم غلط
ہوتی ہے دھن مین نشے کے دونی ہوائے وصل | کیا سمجھے ہین شراب پیے سے ہو غم غلط
اے شوق یار راہ مین سے تو چلا ہے تو | جادے سے بڑھنے پائے نہ نقش قدم غلط
کعبہ شناس ہے نام جو کوچے کا یار کے | کرتے ہین برہمن رہ بیت الصنم غلط
شاعر نہین ہے سمجھے ان سے کہے جو ہیچ | ہستی کہ اصل کمر کی ہے کہنا عدم غلط
پھل پائیگا نہ عشق سے ابروے یار کے | اے دل ہے ابر تیغ سے چشم کرم غلط
تحریر یار کے لیے کرتا ہون خط شوق | مطلب کو لکھنے پائے نہ آتش قلم غلط

کتنی ہزار ساحر ہو اسطرح کے اشعار پڑھتے ہوئے سامنے شبنم کے آگئے شبنم نے لشکر کی طرف اشارہ کر دیا وہ ساحر لشکر کو قتل کرنے لگے ہزارہا ساحر مر گئے بڑا مخلوق نے برق گرا کر ان ساحرون کو قتل کیا سحر کرتا ہوا چلا کنیزون کو تھپیٹ کر ایک گولہ مارا سب کنیزین گر کر بیہوش ہوئین خسرو و شیر دل پہ سحر کیا کہ مرکب انکا بد لگامی کرنے لگا چاہتا ہے پشت سے گرا دون آقا کو پامال کر دون ہر چند خسرو روکتے ہین گھوڑا انہین نہ رکتا جب خسرو و شیر دل کا یہ حال کر چکا تو شمیلہ انکے سامنے آیا بہت بہت سمجھایا کہ اے نور نظر اے پارۂ جگر قدرت سے لقا وقت نکر مین چل کے تیری صفائی کرا دونگا وزیرزادی کو متہم کرنا کسی کنیز کو بھاسا دینا مین گواہی دونگا کہ اسکی خطا نہین ہے

قدرت کی پہلو نشین کہلاؤ گی سب تاجدار قدمبوسی کرینگے تمکو سب طرح کا اختیار ہوگا
شیدا نے جواب دیا مین ایسے اختیار کو آگ لگاؤن قدرت مین صاحبقران کی
جاؤن مجمع حسینان عالم مین بیٹھون ہر ایک یہی کہیگا کہ یہ رفیقان صاحبقران
مین اگر شرف بہو ہونے کا پایا تو دماغ اپنا عرش اعلیٰ پر پایا تو کٹنا اور بھڑوا ہے
کہ اس ساحر سیہ فام سے میری تقریب کریگا مین تو اُسپر لعنت کر چکی یہ کلمات سنکر
مخلوق بہت جھلایا تاج سر سے اُتارا پکار کر آواز دی اے سرتاج سر شکن شیدائے
غنچہ دہن کو لیتا یہ کہکے تاج پھینکا یا ایک گنبد شیشے کا بنکر شیدا پر گرا شیدا
اُس گنبد مین بند ہوگئی ہزار طرح شیون کرتا ہے کہ اے دختر یہ سحر ساختہ ہفت پیکر
ہے دم بھر مین حال ابتر ہوگا جب کہ شیدائے غنچہ دہن یہ باتین سنکر کچھ نہ بولی
تو مخلوق نے آواز دی اے سرتاج شیدا نہ بچے گرفتار ہو جائے تاج جو اُس
ملعون نے پھینکا تھا اور وہ برج شیشہ بنکر گرا تھا شیدا تڑپ رہی ہے چاہتی ہے
برج کو توڑون ممکن نہین ہوتا مخلوق نے تیغ کمر سے کھینچا خسرو شیردل کو قتل کرنے چلا
اور مرکب بدلگامی کر رہا ہے کبھی الف ہوتا ہے کبھی چاہتا ہے درخت مین رگڑ دون کبھی
قصد کرتا ہے گر پڑون کسی طور سے شاہزادے کو پامال کردن اب مخلوق جو تلوار کھینچکر
چلا شاہزادے نے دیکھا کہ شیدا بند ہوئی گھوڑا میرا قبضے مین نہین اس انتشار
مین پکار اٹھا اے خالق بے نیاز وا اے بندہ نواز اب اس آفت سے بچالے
تجھکو سب طرح کا اختیار ہے بندہ مجبور و ناچار ہے نظم

نگہ باندے گہے بر صحن گلشن برگریان را — بخشاندہ گہے بر چہرۂ گل برق خندان را
گہے برسو بخشد پایۂ تخت سلیمانی — گہے گند ہر مثل مور می سازد سلیمان را
گہ از یک قطرہ در بطن صدف سازد گہر پیدا — گہ از کوہ گران آرد برون لعل بدخشان را
گہ از وحدت عیان در دیدۂ اہل یقین گردد — گہ از کثرت نماید روئے روشن اہل ایمان را
سخن در پارسی گوید چو وصف خالق اکبر — اگر گردد مدد از غیب ہندی ثنا خوان را

شاہزادے نے بیقرار ہوکر جو دعا کی ادھر شیدا کی بیقراری برق ثانی کی اشکباری

سب نے بیقرار ہوکر جو دعا کی تیر دعا ہدف مراد پہ پہونچا بفضل خالق انس و جان
از پردۂ بیابان گردے برخاست اتنی بڑی گرد اٹھی کہ روئے آفتاب سیاہ ہوگیا
تمام صحرا تاریک ہوگیا نخل معلوم نہین ہوتے سامنے آکر دامنہ گرد شگافتہ ہوا خسرو نے
دیکھا رستم پیلتن علمشاہ صف شکن آگے آگے مرکب کو اڑاتے ہوئے لوح چمکاتے
ہوئے آتے ہین بھائی کو دیکھا کہ گھوڑے نے عاجز کر رکھا ہے دوڑا دوڑا پھرتا ہے ایک
ساحر زبردست تلوار کھینچے ہوئے چاہتا ہے کہ دشمنون کو قتل کرون ایک طرف ایک
برج شیشہ آراستہ ہے اسمین ایک نازنین خوشرو تڑپ رہی ہے چار ساڑھے چار سی
کنیزین بر بچہرہ زمین پر پڑی تڑپ رہی ہین برق ثانی قریب ایک نخل کے گرا ہے وہ نخل
برق ثانی کے پاؤن تھامے ہوئے ہے اسنے رستم کو جو آتے دیکھا فوراً پکار کر آواز دی کہ
اے آقاے نامدار آپ کے بھائی قتل ہوا چاہتے ہین انکو آکے بچائیے رستم نے گھوڑے
پر کوڑا کیا گھوڑا طرارہ بھر کر چلا للکارے او ناہنجار او بدکردار کدھر آتا ہے خبردار
قریب شمشیر بیتیغ صاحبقرانی نہ جانا پکار کر پوچھا ارے برق ثانی یہ عورتین کون ہین
کہ جو مبتلاے بلا ہین برق ثانی نے پکار کر آواز دی جو کنیز شیشہ مین بند ہین وہ
آپکی چھوٹی بھاوج ہین عاشق جمال خسرو اور جسقدر عورتین پڑی وہ کنیزان ملکہ
عالم ہین سحر مخلوق سے بیدم ہین باپ بیٹی مین خوب خوب سحر ہوئے آخر باپ
غالب آیا بیٹی مغلوب ہوئی اب چاہتا ہے قتل کرے رستم گھوڑا چمکاتے ہوئے
قریب مخلوق کے پہونچے مخلوق نے جو رستم کو اس جاہ و تجمل سے دیکھا ہوش و
حواس منتشر ہوگئے کہتا ہے کہ اے مخلوق خالق نے کیا جاہ و جلال دیا ہے کسقدر
لشکر ساتھ ہے ایک طرف سے صاحبقران زمان پیدا ہوئے لاکہ ساحر مخلوق
کے بڑھکے رستم کو روکنے لگے رستم پیلتن نے بھی تیغۂ ہفت جوہر کھینچا جسپر
ہاتھ مارا اسکے دو ٹکڑے کیے ادھر سے سنبل ہفت گیسو وغیرہ نے جو یہ ہنگامے
دیکھے کہا لو صاحبو صحراے نرگس مین پہونچ گئے مخلوق جادو لشکر کشی کرکے آیا
ہمارے شہریار سے ساحر لڑ رہے ہین کیسے کیسے سحر کر رہے ہین گروہ صاحب جا

وتجمل ہین اُنکی جرأت کے طلسم مین غل ہین کئی سو ساحر مارے جا چکے تا بہ مخلوق جانے
نہین دیتے سنبل ہفت گیسو نے گیسوے عنبرین کو جنبش دی اور لالہ عذار
نے بڑھکر چراغ دکھایا آفتاب فلک سیر نیر اعظم بنکر چمکا ماہی سحر اور نہنگ بحری
نے دریاے سحر جاری کیے لشکر بھر مین تلاطم پڑگیا شفق خونخوار نے لکہ ابر گلنار
لشکر مخلوق پر گرایا ابر نے کئی ہزار کو اپنے دامن مین لیا لپیٹ کر چلا یا ہر ایک کے
سحر نے تاثیر دکھائی ستر اسّی ہزار ساحر ایک مرتبہ مر کر گرے مخلوق کے ہوش اُڑ گئے
حیران تھا یہ آفت کہان سے آئی آسمان پر جو نگاہ پڑگئی دیکھا کہ دن کو ستارے
چمک رہے ہین ایک ایک نازنین حسین وجمیل اپنا اپنا سحر کر رہی ہے اور
آفتاب فلک سیر نیر اعظم بنا ہوا چمک دکھا رہا ہی ساحران مخلوق کو جلا رہا ہی جسپر
سحر کیا وہ جلکر گرا سرد ہوکے رہگیا ایڑیان رگڑ کے مرا اُسنے آفتاب پر گولہ مارا گولے
نے یہ فعل کیا کہ نیر اعظم کی چمک کم ہوئی سنبل ہفت گیسو نے جو اپنی کاکلون کو
جنبش دی ماران سیاہ برسنے لگے باقی ساحر جو مخلوق کے تھے اُنکو ڈس لیا
اب مخلوق نے دیکھا کہ مین بالکل اکیلا رہگیا اہل لشکر افسران فوج راہی ملک عدم
ہوے تھوڑے ہی عرصے مین سب سامان درہم برہم ہوے اب شفق خونخوار
طرف گنبد کے چلی خیال مین یہ ہے کہ گنبد توڑون اُس نازنین کو بھی نکالون مگر
رستم جنگ رستانہ کرتے ہوے قریب مخلوق کے پہونچے آواز دی کہ او خوک طینت
واو خرس یا دیو ضلالت اس بیچرے کیا گناہ سرزد ہوا اگر تیری بیٹی سے رسم و
مراسم ہوے تو کیا خطا کی کیا نان ونفقے مین فرق پڑا ہم لوگ بزرگ تھے ہمارا
دامن پکڑا ہوتا کیون اسے برادر پرائی بیٹی کو کیون نکال لاے اور نان ونفقے
کی تکلیف دی کہ وہ تمھارے قتل پر آمادہ ہے مگر تو بڑا سنگدل ہو کہ داماد کا
قتل چاہتا ہو مخلوق نے جھلا کر کئی گولے رستم پر مارے یہ صاحب لوح ہین اثر
سحر کب تاثیر کرتا ہی سحر اُلٹا پلٹا رستم تیغہ ہفت جوہر کھینچے ہوے قریب مخلوق
کے پہونچے مخلوق نے ایک چیخ ماری کہ یا خداوند آپ کے بندے پہ یہ آفت ادہر

آپ آرام سے بیٹھے ہین بندون کی ایسے ہین سنتے ہفت پیکر قصر عشرت مین بیٹھا ہی کئی سو مصاحب جمع ہین حسین عورتین سامنے رقص کر رہی ہین شراب پی رہا ہی ایک مہ جبین سامنے بیٹھی ہوئی یہ اشعار گا رہی ہی۔ نظم

وحشی تھے بوے گل کیطرح سے جہان مین ہم
نکلے تو پھر کے آئے نہ اپنے مکان مین ہم

ساکن ہین جوش اشک سے آب روان مین ہم
رہتے ہین مثل مردم آبی جہان مین ہم

شیدا ہے روے گل نہ تو شیدا ہے قد سرو
صیاد کے شکار ہین اس بوستان مین ہم

نکلی لبون سے آہ کہ گردون نشانہ تھا
گویا کہ تیر جوڑے ہوے تھے کمان مین ہم

آلودہ گناہ ہے اپنا ریاض بھی
شب کاٹتے ہین جاگ کے مرغ کی دکان مین ہم

ہمت لیین از فنا سبب ذکر خیر ہے
مردون کا نام سنتے ہین ہر داستان مین ہم

ساقی ہے یار ماہ لقا ہے شراب ہے
اب پادشاہ وقت ہین اپنے مکان مین ہم

نیرنگ روزگار سے ایمن ہین شکل سرو
رکھتے ہین ایک حال بہار و خزان مین ہم

دنیا و آخرت مین طلبگار ہین ترے +
حاصل تجھے سمجھتے ہین دونون جہان مین ہم

پیدا ہوا ہی اپنے لیے بوریا سے فقر
یہ نیستان ہو شیر ہین اس نیستان مین ہم

خواہان کوئی نہین تو کچھ اسکا عجب نہین
جنس گران بہا ہین فلک کی دکان مین ہم

لکھا ہی کس کے خنجر مژگان کا اسنے وصف
اک زخم دیکھتے ہین قلم کی زبان مین ہم

کیا حال ہی کسی نے نہ پوچھا ہزار حیف
نالان رہے جرس کی طرح کاروان مین ہم

آیا ہی یار فاتحہ پڑھنے کو قبر پہ
بیدار بخت خفتہ ہی خواب گران مین ہم

شاگرد طرز خندہ زنی مین ہے گل ترا
استاد عندلیب ہین شور و فغان مین ہم

باغ جہان کو یاد کرینگے عدم مین کیا
کنج قفس سے تنگ رہے آشیان مین ہم

اللہ ری بیقراری دل ہجر یار مین
گا ہے زمین مین تھے تو گہے آسمان مین ہم

دروازہ بند رکھتے ہین مثل حباب ہجر
قفل درون خانہ ہین اپنے مکان مین ہم

آتش سخن کی قدر زمانے سے اٹھ گئی
مقدور ہو تو قفل لگا دین دہان مین ہم

سب ساحر استادہ بیٹھے ہین سنتے ہین جھوم رہے ہین تعریفین ہفت پیکر کرتے [illegible]

ہفت پیکر ہر ایک کو جواب دیتا ہی کہ قدرت سے کیا صبر کیا مقام اپنے علیش کے چھوڑے
اس قصر مین آکر ٹھہرے مسلمانون نے یہان بھی سمجھا نہ چھوڑا خبر سنی کہ آتے ہین مگر قدرت
نے وہ لشکر جمع کیا ہی کہ اگر دارا و سکندر بھی اس لشکر کو دیکھ لیتے تو نام لشکر کشی نہ لیتے
یکایک آواز کان مین آئی یا خداوند دیکھیے مجھکو ہاتھ سے طلسم کشا کے بچائیے ہاے کدھر
بھاگ کے جاؤن کیونکر جان بچاؤن آپ خداوند کس دن کے واسطے ہین کہ لڑکے اُسکو
کو نہین منع کرتے کہ میرے پاس نہ آنے پائے قدرت صاحب اختیار ہین آجکل اپنے
مجبور و ناچار ہین ہفت پیکر نے پکار کر آواز دی یا روصحرا سے نرگس مین لڑائی چل رہی
ہی مخلوق سے اور طلسم کشا سے مقابلہ پڑ گیا چند ساعت کی اُسکے قتل ہونے مین
دیر ہی کوئی تم مین ایسا ہی کہ اُسکو جاکر اُٹھا لائے یہ سُنکر چشم پوش جادو کہ در پردۂ
سلطنت مین سے ہی اپنے مقام سے بلکہ کے اُٹھا کہتا ہوا کہ یا خداوند طلسم کشا کو اُٹھا لاؤن
کہ مخلوق کو ہفت پیکر نے کہا اے بندۂ قدرت طلسم کشا کے مقدمے مین تقدیر نہین
کی لیکن جاکر مخلوق کو اُٹھا لا کیا مقام افسوس ہے جس نازنین پر قدرت مائل ہو
سکے اُسپر پسر حمزہ نے قبضہ کر لیا کیسا قدرت کو قلق ہے مگر وقت صبر و جبر ہے اگر قدرت
ایسا نہ کرین تو تم لوگ خداوند نہ سمجھو اے چشم پوش جلد جا مخلوق کو اُٹھا لا
طلسم کشا پر ہاتھ نہ ڈالنا وہ نظر کردۂ قدرت ہے لوح کو اُسکے واسطے ظاہر کیا
جادوگرنیون کو حکم دیا کہ جاکر اُسکی مدد کرو انتہا سے مہربانی یہ ہے کہ اپنی معشوقہ پر
اختیار دیا سب صحبت والے بجا اور درست کہ رہے ہین کہتے ہین قدرت نے ایسا
جبر کیا کہ کوئی نہ کر سکتا معشوقۂ قدرت کو پسر حمزہ لیے جاتا ہے اور قدرت صبر فرماتے
ہین مگر چشم پوش تڑپ کر بلند ہوا یہان وہ وقت ہی کہ مخلوق سحر کر رہا ہے
رستم گھوڑا اُڑائے ہوئے آتے ہین کبھی شیر سامنے کر دیا رستم نے گھوڑے کو اشارہ
کیا گھوڑے نے ٹاپ ماری کہ شیر کا سر پھٹ گیا مخلوق نے نعرہ کیا دیو سامنے آیا
رستم سے مقابلہ کیا رستم نے ہاتھ تیغۂ ہفت جوہر کا مارا کہ دیو کے دو ٹکڑے ہوگئے
مخلوق نے پھر آواز دی کہ اے سیہ تاب اسکو لینا ایک زنگی سیاہ رو تیرہ درون

للکارتا ہوا آیا رستم پر برس پڑا رستم نے اُسکے وار روک کر جو ہاتھ مارا ایک سے کے دو
ہو گئے اس طور سے مخلوق اپنے کو بچا رہا ہے کہ آسمان سے آگ برسنے لگی مخلوق
سمجھا ہمراہیان رستم سے کسی ساحر نے یہ سحر کیا ہے اُٹھا کر گولا مارا وہ گولا جا کر پھٹا
دیکھا ایک ساحر سیاہ چشم ایک اژدر پر سوار آگ برسا رہا ہے مخلوق نے ایک
دو ہتھڑ گینڈے سے مارا شعلہ بھڑک کر اس ساحر پر گرا کہ اعضا سے جسم سے شعلے نکلنے
لگے اس ساحر نے اپنے اوپر باران [illegible] برسایا اس حیلے سے آگ کو بجھایا للکار کر
آواز دی او بچہ تو اسی قابل ہے تجھے قدرت نے بھیجا تھا کہ مخلوق کو اٹھا لاؤں
قہر سے لینے کو آیا تھا تو نے مجھی پر سحر کیا دیکھ تو تیرا کیا حال کرتا ہوں یہ کہہ کے ایک گولا
کھینچ مارا وہ گولا مخلوق کے قریب پہونچا مخلوق نے اپنے کو بچایا سر پر گرگدن کے
پڑا گینڈے کا سر پھٹ گیا مخلوق نے اور گولا جھولی سے نکالا اور پکار کر آواز دی او
بچہ اب تو بچ یہ کہہ کے اسم سحر پڑھا گولا پھینک مارا گولا قریب جا کر پھٹا اس گولے سے
دھواں نکلا اس دھوئیں کو دیکھ کر ساحر گھبرا گیا اڑ کر مخلوق پر گرا مخلوق نے ہاتھ
تلوار کا مارا ساحر نے گریبان پر ہاتھ ڈالا مخلوق لپٹ گیا دونوں سحر کرتے ہوئے
لڑ رہے ہیں کبھی منھ سے شعلے چھوڑتے ہیں کبھی آپس میں کاٹم کاٹا ہوتی ہے ایک
کی ایک بوٹیاں کاٹ کے پھینک رہا ہے مخلوق کے جسم میں درد ہوا پکار کر آواز
دی ہفت پیکر پر لعنت ہے جس سے مدد مانگی تھی کہ دشمن کو بلایا تھا ہفت پیکر
نے آواز سنکر کہا ارے میرا بندہ تڑپ رہا ہے مخلوق پر کوئی مصیبت ہے اے
مسعود چرخ گردان دیکھ تو کہ بندہ میرا کیوں چیخ رہا ہے اگر خلاف کچھ کرتا ہو تو سزا دینا
خلاف نہ کرنا مسعود چرخ گردان چلا آسمان سے آکر دیکھا کہ طلسم کشا تو الگ کھڑے
ہیں مخلوق و چشم پوش آپس میں لڑ رہے ہیں دونوں کے بدن سے خون بہہ رہا ہے
مگر مخلوق زیادہ زخمی ہوا ہے ہر مرتبہ پکارتا ہے اس کے گلے سے بچا لیجئے او
بابا پڑا ہے ساحر جواب دیتا ہے ابے او کٹنا تیرا باپ کٹا میں نے تو کاٹا تو نے کیوں
کاٹا جیسا سوال کریگا ویسا جواب پائیگا میں کیا کسی بات میں بند ہوں مسعود چرخ گردان

نے جو یہ حال پر ملال دیکھا حیران ہوا کہ یہ کیون لڑ رہے ہین طلسم کشا کھڑے
ہنس رہے ہین سرداران طلسم کشا فرماتے ہین دونون سپہالے خرم ہین جنگ مین
دونون سرگرم ہین مسعود نے گولہ جھولی سے نکالا اور پکار کر آواز دی کہ لو اب
تم پر غضب خداوندی آتا ہے جہانتک ہوسکے لڑو اب جہنم مین جاؤگے سرکشی کا مزہ
اٹھاؤگے مخلوق زخمون سے بیقرار تھا چشم پوش کو ڈھکیل دیا گولہ چشم پوش
پہ پڑا اور چشم پوش کا سر پھٹا مخلوق نے پکار کر آواز دی ارے مسعود تو کون
ہے کہ میرے حریف کو مارا مین کیا لڑنے کو اس سے کم تھا اسلئے تو بوٹیان کاٹ کر
میری پھینکین مین بوٹیان اسکی کھا جاتا مسعود نے کہا بس خاموش رہو ورنہ آفت برپا
کردونگا دونون مین اسقدر تکرار ہوئی کہ مخلوق نے گولہ مارا مسعود نے اس گولے کو
ہاتھ مین لیا وہی گولہ مخلوق پر پھینک مارا مخلوق کے زخم پر پڑا درد جو ہوا کراہا خوش
اپنا اس گولے پر ڈالکر پھینک مارا مسعود سمجھا کہ ہاتھ پر روک لونگا جیسے ہی چاہا کہ گولہ
روکون کہ گولہ آکر سر پر پڑا کہ سر کے ہزار ٹکڑے ہوے مارکر مسعود کو مخلوق نے
چاہا کہ نکل جاؤن رستم نے کمان کیانی کاندھے سے اتاری اور پیال کا تیر بجر کمان
مین پیوست کرکے مارا سینہ پر کینہ مخلوق پر پڑا کہ توڑ کر پشت کو مار گذرا مخلوق کا سر
کر گنبد شیشہ ٹوٹ گیا گھوڑا خسرو کا دوڑتے دوڑتے رکا کنیزین ہوشیار ہوئین
برق ثانی نے رہائی پائی دوڑ کر اپنے آقا کی رکاب تھامی ملکہ شعلہ رخ دونون
رستم و خسرو کو ساتھ لیکر قصر نرگس مین آئین جو ساحرہ ہان جیسے ہوے تھے
ان سب نے بدل اطاعت اختیار کی ملکہ نے بڑی دھوم سے رستم کی دعوت کا
سامان عیش و نشاط مہیا ہوا رستم جاکر مسند پر بیٹھے گرد سب شاہزادیان و ملکیان
پر سرداران صف شکن بیٹھے ہوے باتین کر رہے ہین ہر ایک کا قول ہے کہ آقا سے
نا مار لئے کیسے کیسے ساحرون کو مارا کون کون سے ساحر قتل ہوے کہ ملک یلاقی
نے دست بستہ عرض کی صاحبقران زمان بارگاہ سلیمانی مین جلوہ فرما ہین
آپ سب صاحبون کو یاد فرماتے ہین اور فرمایا ہے کہ خسرو کا کیا حال ہے کہ گذرا خسرو کا

شرم سے غرق عرق ہو گئے رستم نے کہا بھائی کیون گھبراتے ہو مین امیر سے کہونگا
شیدا نے کہا مین خود عرض کرونگی کہ مین طالب دین اسلام کی تھی خوف یہ ہوا کہ اگر
سحر سے توبہ کرون یہان کے ساحر کیا قیامت برپا کرینگے ایاک کلمہ نہین پڑھا دل سے
اطاعت اختیار کی سرکار کی کنیز ہون رستم نے فرمایا کہ کہا بھی صاحب صحرا سے
نرگس کا تمھین کو اختیار ہے شیدا نے اس سرفرازی پر قدمون کو بوسہ دیا عرض کی
کیا ذرہ نوازی ہے سب سردار خوش بیٹھے ہین بوقت سحر رستم نامور نماز پڑھکر
اول خدمت صاحبقران مین آئے تمام کیفیت شاہزادہ خسرو کی بیان کی کہا حضور یہ
یہ مقام سخت تھا پروردگار نے اپنی قدرت سے فتح کرایا اب کل مقابلہ ہفت پیکر
ہے صاحبقران نے فرمایا کہ بیٹا اب کوچ کرو رستم نے کہا شیدا نے کل ہماری دعوت
کی تھی آج حضور کا بھی داخلہ قصر نرگس مین ہو کنیز کو حضور سرفراز کرین صاحبقران
نے فرمایا کہ تم تو سب افواج کے ساتھ عیش مین رہو ہم شکار کھیل آئین رستم نے کہا
بہت مناسب ہے صاحبقران پشت اشقر پر سوار ہوے مقبل و عمرو کو ساتھ لیا
پہلے قراول میر شکار سامان شکار لیکر ہمراہ ہوے صاحبقران طرف صحرا کے چلے دیکھا
بہت سے آہو چرا مین مصروف ہین صاحبقران نے ایک آہو پر تیر مارا وہ آہو گرا
فرمایا کہ خواجہ جلد ذبح کرو لیا ہو تڑپ کے جان دے عمرو نے کمر سے چھری نکالی
جیسے ہی قریب آہو پہونچے آہو اٹھکر بھاگا عمرو نے آواز دی آقا وہ آہو جاتا ہے
آہو جاکر آہوؤن مین ملگیا امیر نے اشقر کو مہمیز کیا آہو بھاگے جسپر تیر مارا آہو پاکر پشت کو
پا رگند ا مگر وہ اسی طرح بھاگا جاتا ہے عمرو نے پکار کر آواز دی دیکھو آقا اسی دن کے لیے
منع کرتا تھا کہ عورتون پر زیادہ میل نہ کرو اب اتنی ہاتھ مین طاقت نہین کہ تمھارے تیر سے
آہو گرے دیکھو پھر کھاکر بھاگے جاتے ہین امیر کو غصہ آیا نیزہ ہاتھ مین لیا اشقر کو
رانون مین مسلا مرکب اشقر دیوزاد طرارہ بھرکر برابر آہوؤن کے پہونچا امیر نے
نیزہ مارکر آہوون کو زخمی کیا مگر اس زخم کو بھی آہو نہین مانتے سامنے ایک کوہ معلوم
ہوا اسکے درے مین جاکر آہو غائب ہوے صاحبقران نے درہ کوہ مین گھوڑا

ڈالدیا انتہا کا اندھیرا تھا صاحب قران کے کان مین رونیکی آواز آئی پلٹ کے
دیکھا ایک درے مین ایک ساحرہ کوڑا ہاتھ مین غصے مین کف منھ سے جاری چند قیدی
بیٹھے ہین اُنکو کوڑے مار رہی ہے اور کہتی ہے ارے تم چالیس جوان ہو اگر ایک دن مجھکو
سرفراز کرتے تو مین کاہیکو ملول ہوتی مین تم سب کو کوڑے مار مار کر مار ڈالونگی صاحبقران
نے جو غور دیکھا اپنے اُن سردارون کو پایا کہ جو قلعہ طلسم پر قید ہوے تھے بدیع الزمان
کو دیکھا سرنگون بیٹھے ہین آنکھون مین آنسو بھرے ہوے ہین اور عبد الجبار حلبی و
عبد القہار حلبی وغیرہ زنجیرین ہلا رہے ہین صاحبقران نے جو اپنے سردارون کو
دیکھا بیتاب ہوگئے آواز دی او لکاتہ یہ سرداران نامی و پہلوانان گرامی لائق اس جفا
کے ہین ساحرہ نے للکار کر آواز دی تو تو مجھکو ضرور قبول کریگا ہر چند کہ تیرا سن زیادہ
ہے مگر جوان شوقین معلوم ہوتا ہے اگر مجھ سے وصل اختیار کرے تو وہ مرتبہ دون کہ
عالم رشک کرے زور و طاقت سب بڑھا دون کہ بڑے بڑے رستم نہ زیر کر سکین
جس سے چاہے جا کر مقابلہ کر ثانی الحال طلسم کشا بڑا صاحب طاقت و قوت ہے اگر
اُس سے مقابلہ کرو گے اُسے بھی زیر کرو گے بڑا مرتبہ پاؤ گے قدرت سپہ سالار قادرتی
خطاب دینگے مسکرا کر صاحبقران کا ہاتھ تھامنے لگی امیر نے منع کیا اُسنے نہ مانا اور پھر
کوڑا اُٹھایا چاہا مارون کھینچ کے اسی قیدخانے مین ڈالدون صاحبقران نے اسم اعظم
پڑھا کلائی پر ہاتھ ڈالکر ایک طمانچہ مارا کہ سر ساحرہ کا مثل گوے غلطان زمین پر گرا
صداے ہو حق بلند ہوئی بعد تھوڑی دیر کے آواز آئی کشتی مرا نام اسن گرفتار جادو بود
امیر نے اپنے سردارون کو رہا کیا بدیع الزمان نے قدمون کو بوسہ دیا امیر سردارون کو
لیکر درۂ کوہ سے نکلے حال سردارون سے پوچھتے ہوے سب نے عرض کی اے
شہریار جب قلعے پر پہلوان سے مقابلہ پڑا آنکھون کے نیچے اندھیرا آیا یہ ذہن مین نہ
آتا تھا کہ کس سے لڑ رہے ہین زیر کرکے اُسنے قلعے مین بھیجا اس ساحرہ کے سپرد ہو کے
ہر ایک سے خواہان وصل ہوتی تھی آج یہ قول تھا کہ سب کو قتل کرونگی تم کیسے مرد ہو کہ
مجھ ایسی معشوقہ کو قبول نہین کرتے ہو جس کسی نے انکار کیا بدبخت پھر بار ہمی کوڑا لیکر

دن بسر ہوتا ہے یوں سودے میں کوے یار کے
فرش گل کو بھی قدم سے اپنے کیجے سرفراز
لالہ ہی داغی غلام اس گل سے چہرے کا نہیں
چھوڑ کر بیٹھا امیری کی فقیری اختیار
چشم وحدت بین سے لازم ہے تماشا دیکھنا
کس طرف بھولے ہے ہم کو دیکھنے سلطان عشق
دیکھ کر آئینہ کہتا ہے وہ آرایش پسند
بلبلوں کا نکہت گل سے معطر ہے دماغ
ہم کو در پردہ محبت تھا بہانہ عشق سے
خواہ سرو ارید و گل کے خواہ نرگس کے ہو
کام ہے اللہ سے عالم سے کچھ مطلب نہیں
حسن کا نظارہ وہ نعمت نہیں جو دل بھرے
روے رنگین کا ترے سودا ہوا ہے باغ کو
واقعہ منصور کا سن کر کھلا ہے سب کو یہ راز
کچھ جو غیرت ہو تو اے سفاک اک وار اور کر
جو کوئی بیٹھا نہ اٹھا پھر وہ سیشے کی طرح
باغ میں پی ہے شراب اس گلبدن نے بارہا
کعبہ مقصود کا کس واسطے نہیں کرتا طواف

دھوپ سے اٹھے تو بیٹھے سائے میں
گل کبھی سبزے کی طرح پامال ہیں رفتار کے
سرو بھی ہیں بندۂ آزاد قد یار کے
لو لبے پہ بیٹھے ہیں قالین کو تکیہ یار کے
خار و گل دونوں نکالے پردہ ہائے گلزار کے
کوہ و صحرا و دیار ہیں تماشے سیر کار کے
طرہ قاتل سے کیا گردن ہوا ہے تار کے
غنچے کیا چٹکے ہیں شیشے ٹوٹے ہیں عطار کے
لن ترانی آپ سے سائل ہوں جو دیدار کے
طرے جھکتے ہیں وہ جو باہیں تری دستار کے
مشتری یوسف کے ہیں خواہاں نہیں بازار کے
سیر ہونے کے نہیں کھو کے ترے دیدار کے
لالہ و گل کی رنگیں ہیں اور نشتر خار کے
حق کہے سے آدمی ہوتا ہے قابل دار کے
زخم اچھے ہیں پنشتے منھ پہ تری تلوار کے
ڈھیر ہو کر رہ گیا نیچے تری دیوار کے
چلتے ہیں اکثر کہے میں لالہ کی دستار کے
گرد پھرتا ہوں میں آتش فروش کوے یار کے

اس ہنگامہ عیش و نشاط میں ہفت پیکر بیٹھا ہے لشکر صحرا سے عشرت تماشا میں فرد گشتی ہے افسران فوج اپنے لشکر درست کر رہے ہیں کہ صحرا سے گرد اڑی آواز بوق ترکی کی آئی کہ بارگاہ ہل گئی تخت پر ہفت پیکر اچھل پڑا کہا یارو یہ کس کی آمد ہے قبہ بارگاہ ہل رہا ہے دامنہ گرد کا شگافتہ ہوا دیکھا پہلوان عادی اتارا بارگاہ سلیمانی کا ساتھ چالیس بھائی ہمراہ ذوالفقار عادی و ارجاسپ عادی و دریا بار عادی وغیرہ مسلح و مکمل

بھائی کو گھیرے ہوئے پشت پر چالیس ہزار قزاق بوق ترکی بجاتے ہوئے کہ بارگاہیں
لشکر کی تھرا گئیں سب افسر کھڑے ہوکر تماشہ دیکھنے لگے پہلوان عادی آکر ٹھہرا سامنے
صحرائے خارستان تھا مبارک بیلدار کو اشارہ ہوا بارہ ہزار بیلدار لیکر چشم زدن میں
صحرائے خارستان کو کاٹ کر پھینکدیا کئی سو کوس کا میدان عادی نے اپنے
قبضے میں کیا بارگاہ سلیمانی استادہ ہوئی قزاق اپنے مقام پر اترے ہفت پیکر
بھی تماشہ دیکھنے کو باہر نکل آیا پھر گرد اڑی عادی مسلح ٹہل رہا ہے کہ دامن گرد کا
شگافتہ ہوا دارائے ہندلندھور بن سعدان فیل ممونہ پر سوار عادل شیر دل و قاتل
شیر دل و پہلوان اورنگ و پہلوان گورنگ و گوہر ملک و کھنی وغیرہ چالیس سردار
مسلح و مکمل جھول پر ہاتھ رکھے ہوئے پشت پر نو لاکھ ہندیوں کا لشکر جوانان
ہندوستان بہ رعنائی و زیبائی دور کا بے مرکبوں پر سوار گھوڑوں کو چمکاتے ہوئے
پیدل اکڑتے ہوئے رنگین دوپٹہ کاندھوں پر پڑے ہوئے سپر و شمشیر پر قبضہ
نہایت تکلف سے لشکر لندھور آکر پہونچا جوانان لشکر ٹہلنے لگے وہ جنگل رشک گلزار
ہوا دوکانیں جمنے لگیں جوانان ہندی انتظام کر رہے ہیں بارگاہیں خیمے استادہ
ہو رہے ہیں ایک جانب بھنگیرنوں کی دوکانیں آراستہ ہوئیں دور تک شفاخانہ
جم گئیں بالیں استادہ ہوئیں دوکانوں پر آ بیٹھیں جوانان نشہ باز ٹہلتے ہوئے پہونچے
چوٹی اکھٹی پھینکی پکار کر آواز دی بی بھنگیرن صاحب سال بھر کا ٹرا کھرا اپنے
نشے اترے ہوئے ہیں ایک ہی دم میں نشہ ہو جائے بھنگیرن نے چلم لیکر چرس
جمائی بنا زواد حقے میں خود منہ لگا دیا جوان نے حقہ ہاتھ سے لیکر دم مار دیا اور آواز
دی۔ فرد۔ نہ آزاد ہے کے دم میں کھینچ دم چرسوں کا رندوں میں ٭ پیارے
دم ہی کا تو فرق ہے مردے و زندوں میں ٭ نہ آزاد ہے کے دم میں تو اگر کچھ دھن کا
پکا ہے ٭ بہشت اک باغ ہے دوزخ بھی اک شرعی دھڑکا ہے ٭ آنکھیں لال ہوئیں
چہرہ سرخ ہوا ایک جانب بھٹی شراب کی ساقی بچے قبول صورت بیٹھے ہیں پیر مغان
شراب دے رہا ہے لاؤ لاؤ کا ہنگامہ ہے کوئی پی رہا ہے گا رہا ہے کوئی ہاتھ

اُٹھا رہا ہی کوئی کسیکی پگڑی اُچھال رہا ہی ہنگامۂ گیر و دار نیچواروں مین بلند ہی ایک جانب
گانجا اُڑ رہا ہی دم مارنے والے آوازین لگا رہے ہین کہ جسنے نہ پی گانجے کی کلی اُس بیٹے
سے بیٹی بھلی اور گانجا آواز دیتا ہی پینے والے کو کھا نسی کردن کھڑا کردن اسے پر بھی
پینے والا نہ مرے تو مین کیا کرون لشکر مین ہندوستان کے ہنگامہ پڑا ہوا ہی ہفت پیکر
نے جو خیال کرکے دیکھا کہ ایک سردار نو لاکھ سے آیا ہی میری فوج آٹھ سات لاکھ سے
زیادہ نہین ہی مگر موچھون پر تاؤ دیکر کہتا ہے کہ یہ لوگ سب آپس مین لڑینگے رفقا عرض
کر رہے ہین کہ قدرت نہ گھبرائین ملازمان دربار کو جو نامے گئے ہین لشکر مسلمانان آلے
تو اُن سب کی آمد شروع ہوگی اسقدر فوجین آئین گی کہ گاوِ زمین بار نہ اُٹھا سکیگی
یہ ذکر تھا کہ دوسری گرد اُٹھی جب دامنہ گرد کا شگافتہ ہوا تو ایک جوان کو دیکھا کہ پشت
بادپا پر سوار نیزہ دوز بانہ ہاتھ مین بادبان کو اُڑاتا ہوا دریاے آہن مین غوطہ زن پشت
پر اسی ہزار نیزہ داران عرب نیزے چمکاتے ہوے دور کابے گھوڑون پر سوار ہیں
گرد فرسے جو یہ جوان پہونچا ہفت پیکر نے پوچھا اس جوان کا کیا نام ہی داقفکارون
نے بیان کیا ہم چشم لندھور سپہ سالار دست چپ موسوم بہ مالک اژدر و صاحب
نیزۂ دوسر غلام نبی و چاکر حیدر ہفت پیکر خاموش ہو رہا زوال آفتاب کا وقت ہی
کہ پھر گرد اُڑی خاقان ابن الخاقان یعنے بہرام گرد بن خاقان چین اسی ہزار چینیون
سے آکر پہونچا بہرام کی آمد سے اسقدر گرد اُڑی کہ شام ہوگئی وقت آخر تھا آمد فوجون
کی موقوف ہوئی جو جہان تھا وہ اُسی مقام پر ٹھہر گیا ہفت پیکر اُٹھکر بارگاہ مین
آیا رفیقون کو حکم دیا کہ کل سویرے سے تخت ہمارا باہر بچھے آمد فوج مسلمانان کا تماشہ
دیکھین گے چار پہر رات گذر کر ستارۂ سحری جب چمکا ہفت پیکر تخت پر باہر آکر بیٹھا
تماشہ دیکھنے لگا کہ گرد عظیم بلند ہوئی دیکھا تمام صحرا از مرد گار ہو گیا شاہزادۂ
بدیع الزمان گردن کش شکن مع تین لاکھ فوج کے آکر پہونچے کہ بائین جانب سے بھی
گرد اُڑی صاف ثابت ہوتا تھا کہ دریاے خون جوش مار رہا ہی تمام فوج یاقوت پوشون
کی ساتھ نوبت نقارے بجتے ہوے ارابے خزانہ افراسیابی کے ساتھ ساتھ اُن

دونون جوانون کی آمد مین شام ہو گئی ہفت پیکر پھر اُٹھ گیا تیسرے دن پھر آکر بیٹھا
سرداران ہفت ملک اور تاجداران عراق و اصفہان کی آمد مین پھر شام ہوئی
ہفت پیکر پھر اُٹھ گیا چوتھے دن پھر آکر بیٹھا آمد اُن تاجدارون کی ہوئی کہ جو قلعے خواجہ
عمرو نے تسخیر فرمائے تھے وہ تاجدار آکر پہونچے نو دن برابر ہفت پیکر شام کو اُٹھ گیا
دسوین دن نقارخانۂ سکندری پر چوب پڑی کہ زمین تھرا گئی دامنۂ گردکا جو شگافتہ ہوا
دیکھا نقارخانۂ سکندری گڑگڑاتا ہوا شہنا نواز روشن چوکی بجاتے ہوے ایک سمت
نقارخانۂ سلیمانی آگے سب کے زلزلۂ قاف ثانی سلیمان حمزۂ صاحبقران امیر
عالیشان اشقر دیوزاد پر سوار تیغۂ عقرب سلیمانی قبضے مین تنگۂ صمصام و قمقام و
نیمچۂ سہراب بل پسر گرشاسپ نوجوان پانچ ہزار پانچسو پچپن سردار و فرزندان باوفا
امیر کو گھیرے ہوے پشت پر لشکر ظفر اثر اس جاہ و حشم سے صاحبقران دسوین
دن نمایان ہوے آکر اُترے داخل بارگاہ سلیمانی ہوے کہ ایک جانب سے اکتارے
کی آواز آئی دیکھا مہر سپہر عیاری و قطب فلک خنجر گذاری شاہ عیاران عیار خواجہ
عمرو نامدار صندوق عیاری پر سوار سات جھتر چودہ سرہنگ گھیرے ہوے پشت پر
ایک لاکھ چوراسی ہزار پیک بیچے فرغول و باد مہرے کے باندھنے والے لباس
عیاری دریبر جسم شانگین لگاتے ہوے خنجرون کو چمکاتے ہوے سردارون نے
ہفت پیکر سے کہا اس شخص کو حضور نے پہچانا عمرو یہی ہے ہفت پیکر نے کہا جب تو
اسکا نام نہ لو قدرت نے اسکے نام مین تاثیر بخشی ہے اسکو سب طرح کا اختیار ہے جہان
چاہے جائے جس ساحر کو چاہے مار لے قدرت دخل نہ دیگی ہزارہا ساحر اس شخص کے
ہاتھ سے مارا گیا اور قدرت نے دخل نہ دیا لیکن اب آمد مسلمانان موقوف ہوئی تم ان
سے عرض کی ابھی آمد طلسم کشا باقی ہے آگے سب کے صاحبقران آئے ہین
کل سے اب اُنکی آمد شروع ہو گی اسپر ہفت پیکر نے کہا نہین معلوم طلسم کشا
کے ساتھ کسقدر فوج ہے وزرا نے عرض کی زبانی ہرکارون کے معلوم ہوا کہ تیرہ
لاکھ کا لشکر طلسم کشا کے ساتھ ہے چار لاکھ ساحر و نو لاکھ غیر ساحر تاجدار سردا

جادوگر نیان نامی گرامی بادشاہ جبل اعلےٰ ملکہ سلما تک ساتھ ہین ان سب کی آمد ہوگی تمام
صحرا معمور ہو جائیگا دیکھیے ابھی جنگل خالی پڑا ہوا ہے ہفت پیکر اُٹھ گیا پھر صبح کو آکر بیٹھا
کہ گرد عظیم بلند ہوئی اول اول شاہزادہ خسرو شیر دل اٹالہ بارگاہ رستم کا لیے ہوے
آکر پہونچے بعد خسرو کے عیوق و جاروق و صندلان وغیرہ دو دو لاکھ سے اور تین تین
لاکھ سے آکر پہونچے اور اُسی میدان مین اُترے خسرو نے بارگاہ زرلفتی پہلو مین بارگاہ
سلیمانی کے رستم کے لیے استاد کی قبے بارگاہون کے قبۂ فلک سے ہمسری کر رہے ہین دن بھر
ہفت پیکر دیکھا کیا شام کو اُٹھ گیا صبح کو پھر آکر بیٹھا آمد فوج رستم شروع ہوئی نولاکھ
فوج تین دن مین آکر پہونچی زوال آفتاب ہو چکا ہے کہ ذرے زمین کے چمکنے لگے
نیر اعظم آسمان پر چمکا ساحرون کے بیچ پگھلنے لگے خیمے ہین جلتے پھرتے تھے
ہفت پیکر نے پوچھا ارے یہ کون آتا ہے سردارون نے عرض کی حضور آفتاب فلک
کاہن رفیق طلسم کشا کہ وہ آفتاب زمین پر اُترا گرمی موقوف ہوئی آفتاب فلک سیر
کے ساتھ بارہ ہزار ساحر تھے ایک جانب آکر اُترے لشکر ہفت پیکر کو بہ نگاہ قہر و غضب
دیکھ رہے ہین چاہتے ہین افسر کا حکم ملے تو لشکر دشمن پر جا پڑین لڑین بھڑین
ہفت پیکر کو باندھ لائین ہفت پیکر اُن کے ارادون کو دیکھ کر حیران ہو رہا ہے
کہ دوسرا ابر سیاہ اُٹھا سب دیکھ رہے ہین زیر ابر رنگیان آدمخوار چمکتے ہوے معلوم
ہوتے ہین وہ ابر شق ہوا سلما سے گوہر پوش شاہزادی جبل اعلےٰ ساٹھ ہزار
ساحرون سے آکر پہونچی قریب بارگاہ آفتاب ایک بارگاہ استادہ تھی اُس بارگاہ مین
داخل ہوئی آمد سلما مین شام ہو گئی ہفت پیکر پھر اُٹھ گیا صبح پھر آکر بیٹھا کہ ابر
گلنار پیدا ہوا معلوم ہوتا ہے کہ خون برس رہا ہے کل شجر و حجر سرخ ہو گئے کہ ابر شق
ہوا ملکہ شفق خونخوار ابر سے نکلین ساتھ ستر ہزار جو ساحر ساتھ تھے وہ گرد بارگاہ آکر
اُترے پھر شام ہوئی دوسرے دن صبح کو پھر ہفت پیکر آکر بیٹھا کہ ابر نارنجی آسمان پہ
آکر چھایا اُس ابر سے بوے ذفن آرہی ہے کہ تمام صحرا معطر و معنبر ہو گیا صاف ثابت
ہوتا ہے کہ جنگل رشک صحرائے ختن ہے ابر پھٹا ابر سے ملکہ مشکبار جادو مع بارہ ہزار

جادوگرنیوں کے پیدا ہوئین آفتاب فلک سیر نے پوچھا کیون ملکۂ عالم طلسم کشا کے
پہونچنے مین کیا عرصہ ہے مشکبار نے کہا شہریار کی تشریف آوری مین کئی دن کا زمانہ
ہے یہ خبر ہر کارون نے ہفت پیکر کو پہونچائی ہفت پیکر حیران ہو رہا ہے دل سے کہتا ہے
کہ ابھی طلسم کشا کی آمد باقی ہے صرف امیر آئے ہین صحرا سارا فوج سے معمور ہو گیا
یہ کہکے اٹھ گیا رات بھر حیرت مین رہا اور تڑپا کیا صبح کو پھر آ کے بیٹھا کہ ابر ہفت رنگ
پیدا ہوا طائران نغمہ سرا ابر کے نیچے نغمہ سرائی کرتے ہوئے کسی ابر سے پھول برستے
ہین کسی ابر سے دھوپ ظاہر ہے کسی ابر مین رات کا سامان ہو رہا ہے کسی ابر سے
برق چمک رہی ہے کسی ابر سے ژالہ گر رہا ہے سات ابرون سے سات صورتین پیدا
ہین اس ابر کو دیکھکر ہفت پیکر گھبرا گیا پکار اٹھا کیون بندگان من یہ کون ہمارا
بے ادب آتا ہے سب جادوگرون کا سرگروہ ہفت رنگ جادو راز دار ہفت پیکر
جو پہلو مین بیٹھا تھا بول اٹھا کہ یا خداوندا قدرت نے نہین پہچانا سنبل ہفت گیسو
آتا ہے سحر بھی جب کرتی ہے زمین ہلا دیتی ہے ملکہ خوشبو دماغ رس اسی کا پیرہے
جسکے سحر سے کوئی بچ نہین سکتا ہے ملکہ مشکبار نے اسی سے خوشبوے دماغ رس
کو لیا ہے اسکا سحر چلا اور خوشبو آئی حریف اسکا دیوانہ ہوا ہفت پیکر نے
گھبرا کر کہا قدرت نے ان شاہزادیون کو کیون تعلیم کیا قدرت یہ نہ جانتی تھی
کہ یہ شاہزادیان ایسی بدکار ہونگی مصاحب سب بول اٹھے یا خداوندا ایسا کلمہ
زبان سے نہ فرمایئے مسلمان سنین گے تو اعتراض کرینگے کہین گے کہ قدرت نے
جو پیدا کیا تو انجام انکا نہ سمجھ لیا یہ کیسے خداوند ہین انھین وجہون سے مسلمان لوگ
آپ کو نہین مانتے لات و منات و سامری و جمشید کو بھی نہین مانتے اب مناسب
ہو تو قدرت تقاضا یہ کرین انکے دلون کو پھیرین یہ حرکات ان سے موقوف ہون
قدرت کی بدل اطاعت کرین ہفت پیکر نے کہا قدرت نے جب انکو پیدا کیا
تو آخر مین مقام انکا جہنم لکھا ہے یہی مصلحت تھی کہ انجام انکا شرکت مسلمانان ہو
اب قدرت تقاضا یہ کیا کرین جس حال مین ہین اسی حال مین رہنے دو یہ سان

اس طلسم وسیع کو فتح کیا حقیقت میں ایسا لشکر لیکر آئے ہیں کہ ہیں نے جنگ ہفت صف کو نگاہوں سے گرا دیا ورنہ وہ لشکر کشی میری بھی ایسی ہوئی کہ ہفت دفاتر میں مرقوم ہو کہ ایسی لشکر کشی کسی نے نہیں کی مگر آج طبیعت مثل گل شگفتہ ہے میرے بھائی کو خدا نے یہ مرتبہ دیا کہ ہفت پیکر پر لشکر کشی کی ماشاء اللہ کس دھوم سے آئے ہیں کہ طبقے زمین کے اُڑ گئے بقول شاعر۔ فرد۔ زسم ستوران درین پہن دشت + زمین شش شد و آسمان گشت ہشت + فردوسی نے یہ شعر آج ہی کے دن کے لیے کہا تھا صاحب قران لشکر سے جو نکل آئے رستم نے جو صاحب قران کو آتے ہوئے دیکھا گھوڑے سے کود پڑے جھک کر سلام کیا امیر نے ہاتھ پھیلا کر مثل جان کے آغوش میں لیا پیشانی پر بوسہ دیا فرمایا اے نور نظر شکر پروردگار کرتا ہوں کہ مجھکو تم ایسا فرزند پروردگار نے مرحمت فرمایا کہ ایک طرف سے پھر گرد اُڑی بارہ ہزار جوانان زرین پوش بارگاہ زرین لیکر حاضر ہوئے بڑھکر اس بارگاہ کو استادہ کیا افسران سب کا جوان زرین پوش دست بستہ سامنے رستم کے آیا کہا حضور بارگاہ زرنگار میں جلوہ فرما ہوں زرخیز دفاشعار غلام کا نام ہے رستم اسکے ساتھ بارگاہ زرنگار میں تشریف لائے صاحب قران زمان بارگاہ سلیمانی میں گئے رستم جو آکر بیٹھے شاہزادیوں نے محفل عیش و سرور کو ترتیب کیا گائنین خوش گلو خوش آوازی ان اشعار کو گانے لگین

نظم

کون پوچھے حال تلخی عاشق دلگیر سے
ہو گئے ہیں بند لب شیرینی تقریر سے

جوش وحشت کشمکش اس نا توان دلگیر سے
جو نہ در تک پہونچے صحن خانۂ زنجیر سے

کام ہو لیتے ہیں جو ان کے سپہر پیر سے
پشت خم سیدھی نہ ہوگی پھر کسی تدبیر سے

دوستو لے آؤ قاتل کو کسی تدبیر سے
سر کٹا بیٹھیں گے کہ اپنی جنگ ہے تقدیر سے

صبح ہم جاتا ہے پہلو سے مرے وہ مہ جبین
دن سپید ہو گئے ہیں کیا کیا مہر کی تنویر سے

ہوں غضب سے اسکے سرگرم فغان شعلہ زن
جل گیا جی احتراق زہر کی تاثیر سے

لذت وحشت سے ڈرتا ہوں کہیں کھا جائے دل
ہیں مشابہ آپ کی زلفیں بہت زنجیر سے

کام جز الفت نہین ای کاتب اعمال یہان
طوطیان سیکھین کہان ہو نالۂ رشک آفرین
ہون سزاوار ستم مین نے کیا ہی جرم عشق
ای فسونگر چشم جادو پر نہین چلتا عمل
حسن کی نیرنگیون سے کم نہین نیرنگ عشق
رشک داماں جواہر اور لکھی ہے غزل

فائدہ حرف مکرر کی بھلا تحریر سے
ہو نہ زیب پشت آئینہ تری تصویر سے
بوالہوس ہین بیگنہ پھر کیون ڈرین تقدیر سے
دیکھنا بھی مٹ نہ جائے سر نوشت تقدیر سے
تو بہ تو جلوہ ملا تو رنگ کی تغییر سے
جسکو مفلس کم نہ جانے نسخۂ اکسیر سے

شب بھر ہنگامۂ عیش و نشاط گرم رہا لیکن ہفت پیکر جو پلٹ کر آیا چھپر کھٹ پر آکر گرا غم وغصے سے بیہوش ہو گیا رات بھر خواب ہاے پریشان دیکھے جب کہ شہنشاہ زرین آفتاب کاشانۂ مشرق سے نکلکر برائے تسخیر عالم چرخ زبرجدی پر آکر ٹھہرا تمام عالم کو منور و نورانی کیا صاحبقران زمان بیرون بارگاہ آکر دنگل آصفی پر جلوہ فرما ہوئے سردارون نے سنا کہ صاحب قران زمان بیرون بارگاہ تشریف رکھتے ہین سب سردار آنے لگے رستم کو خبر ہوئی کہ قبلہ وکعبہ دربارگاہ سلیمانی پر تشریف رکھتے ہین براے سلام حاضر ہوئے چارسو سردار ہمراہ کل شاہزادیان لباس زرق و برق پہنے ہوئے ساتھ آئین کرسیون پر بیٹھی ہین گلچینی گلشن جمال رستم کی کر رہی ہین سب سے زیادہ ملکہ سلماے گوہر پوش شاہزادی جبل اعلی بہ نگاہ غور جمال رستم کو دیکھ رہی ہی صاحب بہ غور ملاحظہ فرما رہے ہین کہ ماہی سحر و نہنگ بحری دور بیٹھی ہین مگر آٹھ آٹھ کے نظارہ کرتی ہین صاحبقران نہایت خوش ہین وہ جادوگرنیان کہ جو امیر پر عاشق ہین وہ دور بیٹھی ہین ملکہ گلگوشہ دختر حاکم زندانخانہ بہ نگاہ غور دیکھ رہی ہے ہفت پیکر نے جو یہ خبر سنی کہ صاحبقران زمان بیرون بارگاہ تشریف رکھتے ہین سب سردار جمع ہین حکم دیا کہ تخت قدرت کا باہر نکلے ہفت پیکر بھی آکر باہر بیٹھا مگر ہفت پیکر جب اٹھکر یہ نگاہ ڈالتا ہے [illegible] قابل دیکھ [illegible] انہین کھڑا [illegible] کہ [illegible] ان اسکے بزرگان من لشکر قدرت کم ہے سردار [illegible] ہین قدرت [illegible] اکثر مثلا ہین ان سب کو آپس مین لڑوا کر کٹوا دینگے انکی کیا حقیقت ہے یہ مسلہ رستم نے جمع کیا ہے

اسکا مٹانا کتنی بڑی بات ہو یہ ذکر تھا کہ صحرا سے گرد اڑی نوبت نقارے کی آواز کان میں آئی قرناکی آواز ہیبت ناک تا بہ گوش گردون پہونچی سامنے آکر وہ ستونِ گرد کا شگافتہ ہوا ایک تاجدار کو تخت پر پایا تین لاکھ فوج پشت پر اسکی کرو فر سے آکر پہونچا ہفت پیکر کو سجدہ کیا ایک طرف آکر بیٹھا فوج کو اتار دیا تین لاکھ سوار و پیادہ جو اسکی پشت پر تھے وہ لشکر ہفت پیکر سے ملکر اتر پڑے بارگاہیں خیمے استادہ ہو گئے امیر کو ہرکارون نے خبر دی کہ بہرام تاجدار تین لاکھ فوج سے آیا ہی اور اب کل تاجدار خراج گذار ہفت پیکر آکر شریک ہونگے سب طرف سے لشکر کی تیاریاں ہو رہی ہیں کہ دوسری گرد اڑی صمصام تاجدار تین لاکھ فوج سے آکر پہونچا دن بھر میں چار تاجدار آئے شام ہو گئی صاحبقران تماشہ دیکھا کیے لیکن ہفت پیکر خوشی خوشی تخت سے اٹھا کہتا ہوا بندگان ما بدولت کس لطف سے آ رہے ہیں اسقدر بندے میرے آئینگے کہ گاو زمین بار نہ اٹھا سکے گی اب بندگان نیک نے اپنے اپنے مقام سے خروج کیا ہی سب آکر شریک ہونگے مسلمانون کو اب معلوم ہوگا کہ رث کشی کر کے چلے آئے طلسم فتح ہوا قدرت نے دخل نہیں دیا اب قدرت اپنی نو کرینگے مسلمانون کو سنگ سیاہ کر دینگے لاشون سے ان کی کل میدان بھر دینگے بہت خوشی سے اٹھا بارگاہ میں آکر بیٹھا سب تاجدار اور ساحران نامدار گرد آکر بیٹھے یہی ذکر ہو رہا ہی کہ رث کشی اب ہو گی چار پہر رات انھیں ذکرون میں گذری ہفت پیکر پھولا ہوا بیٹھا ہو گانے والے غزلیں ٹھمریاں سامنے رسکے بتا بتا کے گا رہے ہیں یہ سن رہا ہے

نظم

مژدۂ وصلت سنا دل دکھ گیا آزار کا	آ گیا گھٹنے پر اب بڑھنا شب بیمار کا
اے دل مشتاق شوق بوسہ اب بیکار ہے	لے گیا ساغر مزہ منہ چوم کر دلدار کا
جھانکتی ہیں آرزوئیں میری تجھکو بار بار	کیا شگاف سینہ روزن ہی تری دیوار کا
بارش گریہ سے اتنو میری یہ نوبت ہوئی	تھم نہیں سکتا ہے آنسو روزن دیوار کا
دل میں سو سو بار گھبراتے ہیں جذب شوق سے	اتنو سیسہ سا ہوا عالم مزاج یار کا

تجھکو اے واعظ مبارک ہو یہ اسباب غرور
میں نہیں رکھتا ہون سودا جبہ و دستار کا

اشک میری آنکھ سے ٹپکا جو اسکی یاد پر
بہتے بہتے ہو گیا چھالا زبان مار کا

اسکو مثل دانۂ الماس آنسو ہو گئے
بیچارہ مارستا رنگ بدلا دیدۂ خونبار کا

پارہ ہائے قلب سوزان آکے کھائے تو سہی
دیکھ لیں گے حوصلہ ہم مرغ آتشخوار کا

ایک عالم ہو دل دیوانہ کا اب تک نسیم
کام اپنا کر گیا جادو نگاہ یار کا

ہفت پیکر بیٹھا تھا پرین نکھار رہا ہے ناگاہ شہنشاہ ماہ تابان نے مع فوج ثوابت وسیارگان شکست فاش کھائی داخل قلعۂ مغرب ہوا اور شہنشاہ زرین پوش مع فوج ضیا و شعاع تخت زبرجدی پر آکر بیٹھا لشکر نے ضیا و شعاع کے دنیا میں عملداری کی تمام عالم روشن ہو گیا گلون نے آب شبنم سے منھ دھوئے غنچے چٹکنے لگے شاخون کے خم مثل شمشیر دودم نخل راست بازی میں نیزے معلوم ہوتے ہیں سارا گلشن صحرا باغ باغ لالے کے دل میں داغ نسیم سحری چل رہی ہے یا تلوار چلتی ہے مگر قدم اٹھانا یہ آہستگی باد صبا کا دستور ہے کہ زمین پر قدم نہیں رکھتی خیال ہے کہ ایسا نہ ہو گرد اڑے اور چہرۂ گل پر پڑے تو باعث حجاب ہو ایسا نہ ہو کہ غنچون کو اضطراب ہو صاحبقران بیرون بارگاہ آکر بیٹھے کل سردار بھی حاضر ہوئے کہ صحرا سے گرد اڑی قبیل جادو تین لاکھ ساحرون سے نمایان ہوا آکر قدمون کو ہفت پیکر کے بوسہ دیا برائے سجدہ جھکا ہفت پیکر نے آواز دی سر خود را از سجدہ بردار کہ لعنت بر تو نصیب کردم ساحر بیٹھنے نہ پایا تھا کہ دوسری گرد اڑی مصور قلمکش تخت پر سوار اسباب نوشت و خواند آگے رکھا ہوا ایک سفید کاغذ آگے موقلم ہاتھ میں ہے کہ طلسم کشا کی تصویر کھینچتا ہوا آتا ہے کئی تختے کاغذ سفید کے سیاہ کر دیے ہیں جو جادوگر نیان نامی ہیں اول انکا نام لکھا اسکے نیچے مار کھینچکر سوار و پیدل کی تصویرین کھینچ رہا ہے چار لاکھ ساحر اسباب سحر سے آراستہ کھولیان گلے میں پڑی ہوئی عجائب و غرائب اپنے دکھاتے ہوئے آتے ہیں لیکن ہفت پیکر نے جو مصور قلمکش کو آتے دیکھا تخت پر کھڑا ہو گیا ساتھ والون سے کہتا ہے وہ ساحر آیا کہ جسکا مثل طلسم ہفت پیکر میں نہیں ہے دیکھو کیا منتظم ہے

کہ تصویر کھینچتا ہوا آتا ہے جن جن کی تصویریں کھینچی ہیں جسوقت یہ سحر کریگا اُن جادوگریوں کا
کہ غبار اسلام جنکے دلپر چھایا ہے وہ سب دفع ہو جائیگا قدرت کو سجدہ کرکے آئینگی معمور
لیے آکر ایک جانب لشکر اُتارا خود پیدل ہو کر سامنے ہفت پیکر کے آیا آکے سجدہ کیا
ہفت پیکر نے کہا اے بندۂ خاص الخاص کیا انتظام کیا معمور نے عرض کی جن شاہزادیوں
کے نام معلوم ہوے اُنکی تصویریں کھینچ لیں میدان کارزار میں حال کھلیگا ہفت پیکر
نے معمور قلم کش کو دنگل زریں مرحمت کیا اُسپر یہ آکر بیٹھا کہ دوسری گرد اُڑی سیلاب
دریا جوش گرداب کوش پانچ لاکھ ساحروں سے پیاسا ہوا ایک دریا جوش مارتا ہوا
اُس دریا پر اسکا تخت قائم ہے فوج والے دریا کو جھیلتے ہوے شکار ماہی کھیلتے ہوے
بڑے جوش و خروش سے آکر پہونچا لشکر ایک سمت آکر ٹھہرا دریا کو ایک جانب قائم
کیا دریاے مواج وقہار جوش مار رہا ہے کہ پھر گرد اُڑی مہلول دیو کش تین لاکھ
فوج سے آیا آکر لشکر کو اُتارا خود خدمت ہفت پیکر میں آیا آکر دنگل پر بیٹھا ہفت پیکر
سے پوچھ رہا ہے کہ کون کون پہلوان لشکر طلسم کشا میں ہیں اُنکا نام مجھے بتائیے کہ
میدان میں جا کر اُنکو لوں یا طلسم کشا کو للکاروں جب طلسم کشا سے مقابلہ پڑیگا
دیکھنے والے دیکھ لینگے بخوبی ظاہر ہے کہ آجتک کوئی پہلوان آپ کا نامی و گرامی
طلسم کشا کے مقابلے میں نہیں پہونچا ورنہ طلسم کشا کا یہ زور و شور نہیں ہوتا قدرت
نے غلام کو آخر میں طلب فرمایا ورنہ ابتک یہ خرابیاں نہ ہوتیں طلسم کشا کو قدرت نے
زور دیا ہفت پیکر نے کہا قدرت کو منظور تھا کہ زور و شور طلسم کشا کا ہو لے تب
اسکو مٹاؤں اے مہلول دیکھ تو کس قدر لشکر ہے کہ بیک نگاہ تھکتا ہے طائر خیال
وسعت لشکر میں نہیں اڑسکتا بیک گمان کو تصور ہے کہ اگر وسعت لشکر کو طے کریں ایسا
نہ ہو کہ بیچ میں گر پڑوں کوئی ایسا نہیں کہ لشکر کا شمار کر سکے ملازمین سچ کہتے تھے کہ
اس قدر لشکر آئیگا کہ لشکر طلسم کشا عشر عشیر معلوم ہوگا آخر وہی ہوا ابھی یہ مہلول کا
موقوف نہیں ہوئی یہ ذکر تھا کہ پھر گرد اُڑی ایک پہلوان گرگ لشتا مست پر سوار تین لاکھ
فوج پشت پر سواران جنگی نیزے ہلاتے ہوے گھوڑے چمکاتے ہوے اُس

کر و فر سے شاہور رفیق پیکر آکر پہونچا ماہور دیوکش چار لاکھ فوج سے آکر پہونچا ایک مہینے
کامل روز نیا پہلوان آیا اور فوج کو اُتار دیا خدمت ہفت پیکر مین حاضر ہوا سجدہ
کیا دنگل آہنی ملا ساحرون مین اور پہلوانون مین یہ فرق ہے کہ پہلوان دنگل ہای
آہنی پر بیٹھے ہین اور ساحر دنگل ہاے زرین پر اپنے اپنے عہدون پر قائم ہین ہفت پیکر
نے جو پلٹ کر دیکھا سترہ سو سردار پہلو مین بیٹھے ہین لشکر بے حد و بے حصر ہی تمام صحرا
لشکرون سے معمور ہی جہانتک نظر کام کرتی ہی لشکر ہی لشکر معلوم ہوتا ہی زیادتی لشکر و
ہجوم لشکر کا دیکھکر ہفت پیکر مغرور ہوا کہا کل طبل جنگی بجواؤنگا لشکر والے جو غل
مچاینگے اہل لشکر طلسم کشا تڑپ تڑپ کے مرجائینگے یہ غرور دل مین ہفت پیکر کے
آیا ہی کہ صحرا سے گرد اڑی سب نے دیکھا کہ شاہزادہ جہانگیر والا تدبیر بہ جمعیت کثیر آکر پہونچے
جادوگرنیان بھی ساتھ ہین پہلوان بھی ہمراہ لشکر عمدہ اس کر و فر سے جہانگیر آکر پہونچے
گلشاہ نے بھائی کو گلے سے لگایا کہا ای برادر حقیقت مین تمنے بڑے کار نمایان
کیے بڑے بڑے سرکشون کو مارا تمھارا آنا باعث تقویت ہوا دن بھر مین جہانگیر کا
لشکر آکے داخل ہوا دوسرے دن پھر گرد عظیم بلند ہوئی ایرج و نورالدہر بصد شوکت
آکر پہونچے جادوگرنیان عاشق جمال ایرج و نورالدہر ہمراہ ہین صاحبقران نے
ان دونون کو آتے دیکھا کہ بصد شوکت دونون شیر آتے گھوڑون سے اُتر کے
رستم نے لشکر کے واسطے مقام بتایا لشکر اُترا یہ دونون جوان بہ ادب تمام سامنے
صاحبقران کے آئے صاحبقران نے دونون کو گلے سے لگایا فرمایا تمنے بھی اس
طلسم مین کار ہاے نمایان کیے کئی قلعے تمھاری ذات سے فتح ہوے نورالدہر نے
عرض کی ایرج نوجوان نے وہ طلسم فتح کیا کہ جسکے سبب سے راستہ کھلا ورنہ سالہا
سال رستم کو تکلیف ہوتی راستہ نہ ملتا لکھا ہی کہ سب سردار دو مہینے میں آکر پہونچ گئے
اب ہفت پیکر کے ہوش اُڑے کہتا ہی کہ فرزندان حمزہ نے سب ملک فتح کرکے اس
کر و فر سے آکر پہونچے صاحبقران فرماتے ہین نہین معلوم روح لشکر و جان لشکر
سعد شہریار پر کیا گذری کہ گرد عظیم بلند ہوئی سب دیکھنے لگے علم ہاے زنگاری کے

پھریرے کھلے ہوئے نوبت نقارے بجتے ہوئے ظل اللہ مالک اورنگ سلطانی
سلیمان سے پیر گردون سریر سعد بن قباد والا نژاد تخت طاؤس پر سوار پشت پر کئی لاکھ
کا لشکر جادوگرنیان عاشق جمال بے مثال ابرون مین مخفی صاحبقران زمان نے جو
آمد بادشاہ لشکر اسلام دیکھی خود اٹھ کھڑے ہوئے فرمایا کیا خدا نے فضل کیا کہ
بادشاہ اسلام آ گئے اب لشکر مین رونق ہوئی تخت سلیمانی خالی تھا آگے بڑھ کے استقبال
کیا صاحبقران کو بادشاہ دیکھ کر تخت سے کودے با ادب تمام سلام کیا صاحبقران
نے گلے سے لگا لیا فرمایا حضور کا تشریف لانا باعث برکت ہوا اب دو میدان لشکرون
سے بھرے ہین لیکن فوج ہفت پیکر اب بھی بہت ہے بادشاہ تخت سلیمانی پر آ کر
جلوہ فرما ہوئے طبل سکندری پر چوب پڑی ہرکارون نے یہ خبر ہفت پیکر کو پہنچائی
کہ سعد بن قباد بادشاہ لشکر اسلام پچاس لاکھ فوج سے تشریف لائے اور کئی جادوگرنیان
نامی وگرامی ساتھ ہین تخت سلیمانی پر جلوس ہوا نوبت نقارے بج رہے ہین
صاحبقران کو بڑی خوشی حاصل ہوئی ہفت پیکر نے نگاہ اٹھا کے کہا چالیس
کوس کا میدان لشکر مسلمانان سے بھرا ہوا ہے مگر قدرت کا لشکر سو کوس کے
گرد ہین ہر کہ فلک کش نے عرض کی قدرت میرے نام پر طبل جنگی بجوائین جتنی جادوگرنیان
ساتھ آئی ہین کل انکو تسخیر کر دون ہفت پیکر نے بلا کر حکم دیا کہ طبل قہاری پر چوب
پڑے بائیس سو نقارہ بجا زمین ہلنے لگی صاحبقران نے سر اٹھا کر فرمایا خواجہ
دریافت تو کرو یہ کیسا نقارہ بجا ہے عمرو نے عرض کی ہرکارے وہان جا چکے ہین
تھوڑے ہی عرصے مین ہرکارے آئین گے یقین ہے کہ ہفت پیکر نے طبل جنگی
بجوایا ہو یہ ذکر تھا کہ نامیان خیبری و توسیان خیبری و سرہنگ ککی اور ابوطاہر
نو تیز چارون ہرکارے مثل اربع عناصر آکر حاضر ہوئے ہاتھ اٹھا کر دعا و ثنائے
پادشاہی بجالائے عرض کی شہریار عالم کی عمر دراز ہو دشمن کو سوز وگداز ہو ہفت پیکر
نے طبل جنگی بجوادیا معہ فلک کش نے دعوے کیا ہے کہ کل ایک مسلمان زندہ نہ بچیگا
اور جادوگرنیان آکر سجدہ کرینگی صاحبقران نے فرمایا الحمد ہمارے لشکر مین بھی

بفضل ایزدی طبل جنگی بجے جیسا کچھ نقاش ازل وکاتب تقدیر نے صفحۂ قسمت میں
تحریر کیا ہے وہی پیش آتی ہے خواجہ عمرو یہ حکم سنکر نقارخانہ سکندری میں آئے کہا یہ چلینی
اور کہا یہ چلینی دونوں داروغاؤں نے دو دو اشرفیاں ہاتھ پر رکھکر نذر دکھلائی خواجہ
نے چاروں اشرفیاں اٹھالیں فرمایا میں آگاہ ہوں کہ تمھاری آمد کم ہے صرف زیادہ ہے
اگر نذر نہ لونگا تو تم رنجیدہ ہوگے یہ کہکے چوب اٹھائی نقارۂ سکندری پر چوب پڑی
سات سو نقارہ بجا زمین تھرا گئی ہفت پیکر تخت پر بیٹھا تھا اچھل پڑا کہا یارو یہ کیسا
ہنگامہ ہے کہ دل کانپ گیا واقف کاروں نے عرض کی کہ نقارخانۂ سکندری نوازش میں
آیا نقارخانۂ سلیمانی باقی ہے ایرج و نور الدہر و جہانگیر و بادشاہ جمجاہ نے بھی طبل جنگی
بجوایا ایک ہنگامہ برپا ہوا جادوگرنیوں نے اپنے اپنے ابر کو جنبش دی کہیں آگ برسی
کہیں پانی برسا کہیں تیر برسے کہیں تلواریں کہیں خنجر آبدار لیتا لیتا کی لشکروں میں بجا
ہفت پیکر نے سر اٹھا کر کہا ارے یہ نقارۂ رزمی بجے کہ قیامت آشکارا ہوئی تیاریاں
ہونے لگیں چار پہر رات دریاے لشکر میں جوش و خروش تھا ہر طرف یہی ہنگامہ ہے
کہ کل قیامت کا معرکہ پڑیگا اگر مغلوب ہوئی تو منزلوں تلوار چلیگی ایک کو ایک کی خبر
نہ ہوگی چار پہر رات گذر کر وہ وقت آیا کہ شہنشاہ ماہ تاباں نے شہنشاہ زریں پوش
کے ہاتھ سے شکست کھائی فوج ضیا و شعاع غالب آئی شہنشاہ ماہ تاباں جا کر قلعۂ
مغرب میں چھپا شہنشاہ زریں پوش بصد جوش و خروش تسخیر عالم کر کے تخت زبرجدی
پر جلوہ فرما ہوا تمام عالم منور و روشن ہو گیا فوجیں میدان کارزار میں آنے لگیں اول اول
اول رستم پیلتن مرکب استر یالا کیود فرنگی پر سوار چار سو سردار چہار جانب سے گھیرے
ہوے ایک طرف سب جادوگرنیاں طاؤسان زریں بال پر کوئی باز پر کوئی قرقرے پر
سوار زور و شور سے میدان کارزار میں آکر پہونچیں ایک طرف سے صاحبقران ایک
طرف سے ایرج نوجوان ایک جانب سے نور الدہر بن بدیع الزمان طرف سے دست
بدست کے قاسم و بدیع الزمان آپس میں آنکھیں ملتی ہوئیں تلواریں تولے ہوے
ایک کو ایک ڈراتا ہے قاسم کہتے ہوے کہ چچا جان آپ نے ملاحظہ کیا کہ ایرج کس

زور و شور سے آتا ہی ماشاء اللہ کیا لشکر پایا ہی بدیع الزمان فرماتے ہین ای فرزند دیکھو
ظاہر ہے کہ نور الدہر کے لشکر پر کیا رونق ہی کیا سردار عمدہ ہین مودحری بہادر ساتھ و
صف شکن تیغ زن اپنے آقا کی محبت مین مبہوت ہو رہے ہین اسوقت کی آمد دیکھو
لشکر کی شد و مد دیکھو قاسم جھلا کر فرماتے ہین آمد لشکر یا لک تو ملاحظہ کرو بدیع الزمان
فرماتے ہین ہندیون کا لشکر ہے کہ باغ کھلا ہی ان جوانون سے کون مقابلہ کر سکتا ہے
عربون کو کیا دیکھین صد ہا من کا بوجھ لادے ہوے ہین یہی شگفتہ مزاج سپاہیون
کے سر کے تاج بار خود سر نہین اٹھا سکتا یا زرہ سے جسم نا آشنا بہادر جرأت مین
یکتا فرامرز وغیرہ باتون پر بدیع الزمان کی ہان ہان کرتے ہوے جب قاسم کچھ بولے
جھومر وغیرہ پکار اٹھے آقاے نامدار آپ درست فرماتے ہین دست رستمی شستے
ہین دست چپیون پر آوازے کستے ہین شاہزادہ خسرو شیر دل بارہ ہزار مرصع پوشون
کو ساتھ لیکر ایک جانب کھڑے ہین انتظام کر رہے ہین جو سوار آگے بڑھ گیا اسکو
پیچھے ہٹایا جو پیچھے ہٹا ہی اسکی باگ پکڑ کے جھٹکا مارا اور سوارون کے برابر کر دیا دامن
گردانے آستینین چڑھائے ہوے لشکر رستم کا انتظام کر رہے ہین سب پہلوانون کو
شانے سے شانہ ملا کر ایک جانب کھڑا کیا ہی سوار ایک طرف پیدل ایک جانب
اس طور سے لشکر کو آراستہ کیا ہی کہ علمشاہ نے بڑھکر آواز دی بھائی صاحب کیون
آپ تکلیف فرماتے ہین خسرو نے جواب دیا بھائی صاحب ہمارا فخر ہی کہ آپکی خدمتگزاری
کرین کیا خدا نے مجھکو بغاوت سے بچایا کہ قبلہ و کعبہ سے نہ مقابلہ ہوا آپ سے کبھی امتحان
مین بچا آپکی جرأت کا کیا ذکر کرون ہر چند کہ آگاہ نہ تھے مگر کیا خلق صرف کیا آپ اولاد
صاحبقران ہین رستم ہین صاحب شوکت و حشم ہین لشکر صاحبقران زمان کی صف آرائی
پہلوان عادی کر رہے ہین جس پیدل کا پانون بڑھ گیا سونٹا مار کے اسکو برابر کیا
یکایک گرد عظیم بلند ہوئی آمد ہفت پیکر شروع ہو گئی سب نے دیکھا کہ ہفت پیکر تخت
پر سوار ہے ستر ہی پہلوان گردون کش تخت کو اس بانخوت سے لیے ہوے ایک
ایک نشہ جرأت مین چور متکبر و مغرور ایک سے ایک کہتا ہوا کہ دیکھو یارو لشکر آتا ہی

کہ دریا موج مار رہا ہے لشکر مسلمانان بہت کم ہے جب ہم لوگ بڑھینگے اُس وقت صاحبقران کا سر کاٹ کر پھینکدینگے ساحر جالاروں پر سوار باز لبط قرقرے اُڑاتے ہوئے ہر ایک ہفت پیکر سے یہ عرض کر رہا ہے کہ یا خداوند مجھکو اجازت ملے یا زنیان حبیبی عاشق رستم ہو کر آئی ہین انکو دیوانہ کر دون سب سے زیادہ مصور قلم کش بلبلایا ہوا تصویرین شاہزادیوں کی ہاتھ مین اُن تصویروں پر سحر کرتا ہوا پایۂ تخت پر ہاتھ رکھے ہوئے کہتا ہے یا خداوند آج مجھکو اجازت ملے کہ جا کر مقابلہ کرون ان شاہزادیون کو گرفتار کر کے قدرت کو سجدہ کراؤن ہفت پیکر کہتا ہے نقیبون سے کہو دریافت کرین لشکر ہمارا کسقدر ہے چند نقیب کہ قریب تھے اُن سے جب پوچھا انھون نے کہا قدرت کے ساتھ لڑنے والی اسّی لاکھ فوج ہے ہفت پیکر نے کہا اگر یہ سب ملکر غل مچائین تو مسلمان خوف سے زندہ نہ رہین پھر ہفت پیکر بولا ارے یارو لشکر مسلمانان کا شمار بتاؤ نقیبون نے عرض کی چالیس لاکھ فوج سے زیادہ نہین ہے ہفت پیکر پھول گیا کہا قدرت تقدیر کر چکے ہین کہ یہی مقتل مسلمانون کا ہے اسی صحرا مین ان سب کے خون بہینگے جو صاحب رستم کہلاتے ہین اُنکی گرفتاری کو کیسے کیسے پہلوان آئے ہین سحر کا اثر تاثیر نہ کریگا مگر پہلوان وہ وہ صاحب طاقت آئے ہین کہ رستمی مٹا دینگے اس گروہ سے لشکر کفار میدان کارزار مین آیا ہفت پیکر کا تخت قلب مین ٹھہرا جانبین سے صفین آراستہ ہوئین جہان پر رستم کھڑے ہین بارہ ہزار جوانان زرین پوش گھیرے ہوئے ہین شاہزادہ سعد بن قباد تخت سلیمانی پر بصورت نورانی متمکن ہین آگے سب کے صاحبقران چالیس قدم آگے بڑھے ہوئے بڑتہ صاحبقرانی نیزہ ہلا رہے ہین نقیبون سے جانبین کی صفین آراستہ کین کہ کیٹ کر کا کہکر بیٹھ کہ مصور قلم کش طاؤس سے کود اساشتہ تخت ہفت پیکر کے آیا دست بستہ اجازت خواہ ہوا ہفت پیکر نے غرور مین جواب دیا کہ اپنے یہ قدرت کے تجھکو سپرد کیا مصور پھر طاؤس پر سوار ہوا طاؤس اُڑاتا ہوا میدان مین آیا پکار کر آواز دی جس ساحرہ کو تمنا مرگ کی ہو آکر مقابلہ کرے جیسے ہی مصور نے پکارا ملکہ لالہ عذار داغ

دل پر قمری پر سوار تھی سامنے تخت شاہی کے آئی دست بستہ عرض کی حضور اجازت سیہاران ملے بادشاہ نے فرمایا اے لالہ عذار تمھین خدا کے سپرد کیا لالہ عذار نے قمری کو اڑایا آکر رستم کو سلام کیا رستم نے پوچھا کیون اے لالہ عذار کیا قصد ہے عرض کی یہ مسعود رقلم کش بہت بلبلا رہا ہی اسکا نام دفتر ساحران سے مٹا دون اگر میرا شعبدہ چل گیا تو گرفتار کرکے اسے لاؤن رستم نے بھی اجازت دی لالہ عذار قمری کو اڑا کر سامنے مسعود کے آئی مسعود نے کہا اے لالہ عذار تمنے بڑا غضب کیا کہ دامن قدرت چھوڑا اس مذہب روشن سے منھ موڑا جلو تمھین قدرت یاد فرماتے ہین لالہ عذار نے کہا ہدایت ہوئی ہین تو تجھپر لعنت کر چکی اب تو مسعود جھلا یا جھولی سے گولہ نکالا لالہ عذار پر پھینکا لالہ نے دستک دی کہ گولہ الٹا پلٹا مسعود نے گولے کو پیوند زمین کیا لالہ عذار و مسعود جادو کے آپس مین دو چار سحر رد و قدح ہوے لالہ عذار نے زلف عنبرین کو کھولا پکار کر آواز دی اے زلف آرا جلد آ مسعود پر اپنا رنگ جما گوشہ صحرا سے آواز آئی کنیز حاضر ہوئی بعد تھوڑی دیر کے سب نے دیکھا کہ ایک نازنین گلنار پوش گلدار پھولون کا ہاتھ مین سیماب وشی بات بات مین پانسے سنبھالے ہوے یہ غزل عاشقانہ بیتابانہ گاتی ہوئی سامنے مسعود کے آئی

نظم

مرا صیاد لوٹینگے ہمارے شعر موزون کا
نشیمن ہی قفس ہی آشیان ہی مرغ مضمون کا

رفیع القدر ہر مصرع ہی اپنی بیت موزون کا
نہ ایسا طاق کسرا تھا نہ قصر ایسا فریدون کا

زبان سے اپنی تعریف اپنی آنکھ پن کی وہ کرتے
لب معجز بیان سے سنتے ہین فسانہ افسون کا

نگہ میری نہیں مد نظر غیر کے پڑتی
وہ شاعر ہون نہیں جو آشنا بیگانہ مضمون کا

قرار اسکو نہایت آتا ہمساری بیقراری سے
زمانہ آئینہ ہے اپنے احوال دگرگون کا

ملاتا ہی تو کل خندان ہی تیری حقیقت تجھکو
نہ ہوگا اسقدر شاعر کبھی جو تازہ مضمون کا

بنایا صبح سے تا شام آنکھ دشنہ رکھکر
بلا سے آنکی سودائی ہو کوئی زلف شبگون کا

محبت ہوتی ہی معشوق کو بھی عشق کامل سے
زمین مین ساتھ قارون کے گڑا ہی گنج قارون کا

نشاط و عیش کا سامان ہی تجھ بن گرگ کا سامان
صدائے چنگ گویا تیر ہے آوازہ قانون کا

چمن کی سیر کو خورشید سے پہلے وہ ترک آوے
نسیم صبح سے آگے قدم ہو اسکے گلگون کا

نہایت دل ہرا دیدار کا قاتل کے بھوکا ہے
قضا دکھلا چکی منہ مجھکو میرے نشۂ خون کا

گھلا دے ہڈیان سوز فراق یار جب چاہے
سگ لیلی کا حق ہے استخوان ہے جو کہ مجنون کا

بنایا ہے زبس حکمت سے اپنی دست قدرت نے
وہ رخ جوش صفا سے رشک ہے قلب فلاطون کا

جنون تحصیل عدم کو یان بھی گھبراتا ہے دم اپنا
کیا ہے تنگ وحشت نے ہماری عرصہ ہامون کا

صفا کے واسطے معجون وہ بت انگور میں ملتا ہے
خدا حافظ ہے آتش آب ہووے ذرہ معجون کا

یہ اشعار پڑھتی ہوئی جو سامنے مصور قلم کش کے آئی ہاتھ اٹھا کر کہا کیون صاحب تمکو ہمارا خیال نہین ہم دور سے تمھارے واسطے آئے تم میدان کارزار مین قلم دوات لیکے بیٹھے ہو سو قلم تو پھینکو دوات کنارے ڈالدو ایسا نہو منہ مین تمھارے سیاہی لگے جو لوگ عاشق ہین تمپر ہنستے ہین آوازے کستے ہین کہ معشوق طالب تمپر غور غالب پیکر ہاتھ بڑھایا سو قلم اسکے ہاتھ سے لیکر پھینکا لالہ عذار کی تصویر اٹھائی کہا صاحب تصویر مجھکو بری معلوم دیتی ہے چاہا کہ تصویر چاک کرون کہ دونون عارض پر زلفین چھوٹی ہوئی تھین ان زلفون سے شعلۂ آتش نکلا کہ زلف آرا کا ہاتھ جل گیا تصویر کو چھوڑ دیا تصویر ہوا مین اڑی لالہ عذار کے سامنے پہونچی جیسے ہی تصویر پر لالہ عذار کی نگاہ پڑی گھبرا گئی چہرہ گلنار ہوا آنکھین اوپر اٹھین بیتابانہ اٹھی کہا ای زلف آرا تم جاؤ تمھارا اب کیا کام ہے تمھاری ضرورت ہو چکی اب تمھارے یہان ٹھہرنے مین باعث خرابی ہے اپنا تو یہ حال ہے کہ جسکا بیان کرنا محال ہے نظم

وہ مسیحا قبر پر آتا رہا
مین موئے پر روز جی جاتا رہا

زندگی کی ہجنے مر مر کر بسر
وہ بت ترسا جو ترساتا رہا

واہ بخت نارسا دیکھا تجھے
نامہ بر سے خط کہین جاتا رہا

وصل کی شب بھی شب فرقت ہوئی
رات بھر وہ شوخ شرماتا رہا

چھوڑ کے چاہ ذقن نکلا نہ دل
لاکھ گیسو سے رسن لٹکاتا رہا

راہ تکتے تکتے آخر جان گئی
وہ تغافل کیش بس آتا رہا

دل تو سینے کو دیا ہے ہمنشین ہاتھ مین مل مل کے پچھتاتا رہا
دیکھ اُسکو ہو گیا ہون بے خبر دل یکایک ہاتھ سے جاتا رہا
کیا کہون کس طرح فرقت مین جیا خون دل پیتا تو غم کھاتا رہا
عمر بھر اُس برق وش کی یاد مین سیل اشک آنکھون سے برساتا رہا
ڈھونڈھتا پھرتا ہون اُسکو جابجا دل خدا جانے کدھر جاتا رہا
اُس مسیحا کی امید وصل مین شام جیتا صبح مرجاتا رہا
عشق کا رعنا مرض ہے لادوا کب سنا تو نے کہ وہ جاتا رہا

یہ اشعار پڑھتی ہوئی لالہ عذار سامنے مصور قلم کش کے آئی ہاتھ باندھکر کھڑی ہوئی مصور نے کہا چلو قدرت بلاتے ہین لالہ عذار دوڑی ہٹو ہٹو کرتی ہوئی سامنے ہفت پیکر کے پہونچی کہا قدرت معاف فرمائیے خطاہائے گذشتہ کا خیال نہ کیجیے ہفت پیکر خاموش ہو رہا لالہ عذار تخت پر ہاتھ رکھے کھڑی ہوئی ہفت پیکر کی تعریفین کر رہی ہو کہ آپ خداوند برحق ہین ہم آپ کے تابعدار ہین مصور نے پکار کر آواز دی اور جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے سنبل ہفت گیسو بڑھی کہ بادشاہ سے اجازت لون مگر رستم فرمارہے ہین لالہ عذار نے کیا حرکت نالائق کی شفق خونخوار نے دست بستہ عرض کی حضور وہ ہوش مین نہین ہے مصور قلم کش بلا کا ساحر ہے کہ ملکہ سنبل ہفت گیسو نے عرض کی کنیز کو تو اجازت ملے دیکھیے اس قلم کش کا کیا نقشہ کرتی ہون رستم نے فرمایا ای سنبل روز اول کا مقابلہ ہے ہفت پیکر کا غرور بڑھیگا تم سب صاحبون کی خوشی ہو تو مین میدان کارزار مین جاؤن مصور کو جاکر سمجھاؤن سنبل ہفت گیسو نے رکاب پر ہاتھ رکھکر عرض کی حضور ملاحظہ تو فرمائین وہ سحر کردون کہ دو پارچہ ہو جائے خدمت حضور مین آئے لالہ عذار بھی رہا ہو اس بلا سے نجات پائے ملاحظہ فرمائیے وہ مبہوت ہو رہی ہے ورنہ لالہ عذار عاشق صادق سرکار ہے ہوش مین نہ رہی تب یہ حرکت اُس سے سرزد ہوئی کنیز ایسا ہی سحر کریگی کہ مصور کا یہی حال ہو سنبل تو رستم کو روکتی ہے اور رستم کہتے ہین کہ میرا ہی جانا مناسب ہے

کہ صحرا سے گرد اُڑی وہ آواز آئی کہ گھوڑے بھڑکنے لگے سب نے دیکھا کہ شاہزادہ غضنفر
آگے آگے پشت پر اُنکی ہزار قزاق کہین سے لوٹ مار کر آئے ہین گھوڑے لدے
پھندے شیرینی کھاتے ہوئے ایک ڈلی آپ کھائی دوسری ڈلی گھوڑے کو کھلائی غضنفر
نے جو دیکھا کہ ایک ساحر زبردست میدان مین للکار رہا ہے رستم کا ارادہ ہے کہ مین نکلون مگر
جادوگرنیان رستم کو روک رہی ہین وہین سے نعرہ کیا کہ ماموں جان ٹھہر جائیے رستمی
نہ دکھائیے یہ ملعون میرا شکار ہے اتفاق سے ادھر گذر ہوا یہ قزاقون کے عیش آرام
کا وقت ہے اُترنے کا مقام اسطرف ڈھونڈھتے ہوئے نکل آئے صاحبقران کو دور سے
سلام کیا ہاتھ اُٹھا کر پوچھا نانا جان مزاج تو اچھا ہے صاحبقران نے مسکرا کر فرمایا آپکی
عنایت چاہیے غضنفر نے اسپ باد پا کو بڑھایا تیغہ روئین شگاف نیام انتقام سے
کھینچا گھوڑا تین ٹھوکرون مین قریب معمور کے پہونچا معمور نے دیکھا ایک طفل حسین اسقدر
کم سن ہے گھوڑے پر پٹری نہین جمتی مگر تیور پر بل پڑا ہوا قریب آکر آواز دی او بھیا
سحر تو کرلے جو حسرت نہ رہ جائے معمور نے مو قلم اُٹھایا کہ تصویر کھینچکر اس طفل کو دیوانہ
کرون پھر ہاتھ بڑھایا کہ کمر مین ہاتھ ڈال کے اُٹھا لون غضنفر نے ہتھکٹی کا ہاتھ مارا کہ
ہاتھ معمور کا اڑ گیا پرنالہ خون کا بہا اب تو حیران ہے کہ کیا کرون غضنفر نے للکار کر آواز
دی او بے ہنر سحر نے تیری دستگیری نہ کی مو قلم اُٹھا کر کیا ہاتھ آیا یہ کہکے ہاتھ تیغ
روئین شگاف کا جھکایا معمور نے سحر کرکے سپر آگے کر دیا سوچا کہ تلوار کیا کاٹےگی غلطی
سے ہاتھ کٹا افسوس ہے کہ مین نے سحر نہ کیا غضنفر نے نعرہ تکبیر کرکے ہاتھ جو مارا یا تلوار
سر پر چمکی تھی یا مع مرکب چار ٹکڑے ہوئے معمور جو مرا لالہ عذار پہلو مین ہفت پیکر
کے کھڑی تھی اسکو ہوش آیا گولہ جھولی سے نکالکر مارا چالیس ساحرون کے سینے توڑکر
گولہ دور جا کر گرا غضنفر نے جو دیکھا لشکر کفار مین ہنگامہ ہے ایک ساحرہ ماہ رخسار غول
مین کھڑی لڑ رہی ہے سب چاہتے ہین اس مہ جبین کو گرفتار کرلین مگر لالہ عذار مثل برق
چمک رہی ہے چاہتی ہے غول سے نکلون مگر ساحر گھیرے ہوئے ہین چاہتے ہین گرفتار
کرلین مگر لالہ عذار شعلہ جوالہ بنی ہوئی ہے جسپر گولہ مارا اُسکا سر پھٹا کئی سو ساحرون کو مار ہی

غضنفر نے گھوڑا اٹھایا قراقون کو آواز دی بزنید و بہ بندید۔ قراقون نے گھوڑوں کو اٹھایا
دس دس کی ٹولی باندھکر اُس دریا سے لشکر میں غوطہ زن ہوئے مگر غضنفر لڑتے ہوئے
قریب لالہ عذار کے پہونچے جھک کر سلام کیا کہا بھائی صاحبہ آداب اس حقیر کا قبول ہو میں
رستم کا بھانجہ ہوں میں لشکر کفار کو روکتا ہوں تم نکلجاؤ ٹھہرنا بہتر نہیں لالہ عذار نے سر
جھکا کر کہا اے فرزند لشکر کفار بے انتہا ہے تم کیونکر نکلو گے غضنفر نے کہا بھائی جان
قراقون کو کون روک سکتا ہے آپ تو نکلجایئے میں بھی نکلجاؤنگا مجھے کوئی نہ روک سکیگا
لالہ عذار تڑپ کر بلند ہوئی طرف لشکر رستم کے چلی غضنفر لڑتا ہوا ساحروں کو قتل
کرتا ہوا بیچ سے لشکر کے نکلا ایک جانب لڑتا بھڑتا نکل گیا خیمے گرائے افسروں کو مارا
لاکھ ساحر ہاتھ سے غضنفر کے قتل ہوئے الامان الامان کی صدا بلند تھی ساحر گوشوں
میں چھپتے پھرتے تھے قراقون کی جنگ سے عاجز ہوگئے کسی نے غضنفر کا پیچھا نہ کیا غضنفر
لڑتا بھڑتا نکل گیا ہفت پیکر کہتا تھا یارو تم لوگوں نے اس طفل کا پیچھا نہ کیا ساحروں نے
عرض کی قراقون نے عاجز کر دیا ایک کو پیٹنے لوٹا دوسرے نے پہلو پر تیزہ مار دیا اسطرح
لاکھوں ساحر مارے گئے ایسے کو کون روکے جیسے شیر نا شیر کرے قراق روکے کون
ہفت پیکر رنجیدہ ہوا سپہ سالار سپاہ دریا بار نے عرض کی یہ تو قدرت نے آج نئی
تقدیر کی ورنہ مسحور سب جادوگروں کو دیوانہ کر دیتا مثل لالہ عذار سب جادوگر یہاں
حاضر خدمت ہوتیں ہفت پیکر دربار میں آیا پہلوانوں کا افسر شاہین فیل سوار
اپنے مقام سے اٹھا کہا یا خداوند آج غلام کے نام پر طبل جنگی بجوایئے میں طلسم کشا کو
ڈھونڈھکر گرفتار کر لاؤنگا ساحر اپنے اپنے مقام سے اٹھے کہا اے شاہین زیادہ بلند پروازی
مت کرو زبان کو روکو ہم لوگوں کو لڑنے دو تم سب تماشہ دیکھو۔ دیکھو تو ہم لوگ کیا کرتے ہیں
طلسم کشا وہ پہلوان ہے کہ جس نے بڑے بڑے پہلوانوں کو مارا عیوق و جار وغیرہ
کہ جنکو اپنی جرأت پر ناز تھا انکو زیر کر کے اپنا سردار بنایا آج تک کوئی طلسم کشا پر بدولت
میں غالب نہیں ہوا فرزندان صاحبقران میں رستم لقب ہے ہزار ساحروں نے
سمجھایا مگر شاہین قدموں سے ہفت پیکر کے لپٹ گیا کہا یا خداوند آج تو میرے نام پر

طبل جنگی بجوائیے کل میں طلسم کشا کا امتحان کروں ہفت پیکر ناچار ہوا نام پہ شاہین
کے طبل جنگی بجوایا سیلاب دریا بار ساحر نے ہفت پیکر سے عرض کی آج میں تمام
لشکر کو سب جادوگروں کو ڈبو دونگا یہاں طلسم کشا دربار میں اپنے بیٹھے ہیں کسی کام کو
خواجہ بھی آ گئے تھے رستم سے باتیں کر رہے ہیں رستم کہتے ہیں اسے عمر نامدار
ساحروں کا جہاد ہے مگر آپ نے کچھ کام نہیں کیا عمرو نے کہا بیٹا مثل مشہور ہے
پراگندہ روزی پراگندہ دل ایک مہینے میں مہاجنوں کا سود نہیں پہونچا مہاجنوں کا
ایسا بلوہ ہے کہ میں لشکر سے نکل نہیں سکتا اگر باہر جاؤں تو گرفتار ہوں یہ ذکر تھا کہ
شاگردان سماک حاضر ہوئے عرض کی اے شہریار آج شاہین فیل سوار نے اپنے نام کا
طبل جنگی بجوایا ہے سرداران رستم اپنے اپنے مقام پر بل کرنے لگے مگر بسبب لحاظ
کے کوئی عرض نہ کر سکا خسرو اپنے مقام سے اٹھے کہا بھائی صاحب میرے نام طبل جنگی
بجوا دیجیے کل میں شاہین سے مقابلہ کروں رستم نے منع کیا کہا بھائی صاحب وہ تمھارا
میرا طالب ہے اگر مجھکو پکارا تو قانون صاحبقران میں فرق آیا قبلہ و کعبہ کا قانون
ہے کہ جسکا نام لیکر پکارے وہی اسکے مقابلے میں جائے مگر خسرو نے آنکھوں میں آنسو
بھر کر کہا کہ سب فرزندان صاحبقران میدان کارزار میں موجود ہونگے میری کچھ شوکت باقی
ہو میں نے جو ملک فتح کیے ان شاہوں کو ساتھ نہیں لیا فقط بارہ ہزار مرصع پوش
ساتھ رہے جہانگیر وغیرہ بڑی شوکت و شان سے آئے میری شوکت کا کیونکر اظہار
ہو میں نے تو اپنے کو آپ کے سرداروں میں منسوب کیا ہے میری شوکت نمائی بھی ضرور
ہے حضور کو خیال رہے رستم نے بمجبوری نام پر خسرو کے طبل جنگی بجوایا کہ دوبارہ ہرکاروں
نے خبر دی کہ سیلاب دریا بار اپنے دریا کے کنارے جا کر بیٹھا ہے اسی مقام پر روشنی
کرائی ہے شکار ماہی میں مصروف ہے سماک نے کہا غلام جا کر انکی آبرو کی فکر کرتا ہے
خواجہ نے کہا اے نور نظر وہ جو کنارے دریا کے بیٹھا ہے کچھ تو اسکا مطلب ہے سماک
کب مانتا ہے باہر عیاری سے آراستہ ہو کر چلا خسرو نے خواجہ کو الگ بلا یا
موتیوں کا مالا گلے سے اتارا کہا کہ آپ آگاہ ہیں کہ کل غلام سے اور شاہین سے

مقابلہ ہے وہ آکر بڑے بھائی صاحب کو پکارے گا سیلاب دریا بار شاید اسی کا انتظام کر رہا ہے یہ موتیون کا مالا حاضر ہی اگر سیلاب کا سر لا سکے تو اور بھی کسیقدر خدمتگزاری کرونگا خواجہ نے موتیون کا مالا لیلیا کہا اے نور نظر جو مہربانی کرو گے مجھے کیا تم سے انکار ہے یہ کہکے خواجہ چلے جب خواجہ جا چکے تو برق ثانی نے عرض کی کہ آپ کیون اپنا روپیہ برباد کرتے ہین مین ابھی جا کر اسکا سر لاتا ہون خسرو نے سمجھایا کہ دیکھو عیار طرار پہلے عمہ نامدار ریلیٹ کے آلین تب جانا برق ثانی کب مانتا ہی کنارے جا کر رنگ و روغن عیاری کا لگایا ایک ساحر کی شکل بنا ایک نامہ طرف سے ہفت پیکر کے تیار کیا طرف دریا کے چلا دیکھا کہ سیلاب بیٹھا شکار ماہی کر رہا ہی برق ثانی تڑپتا ہوا سامنے سیلاب کے پہونچا پکار کر آواز دی اے شہنشاہ ساحران دیکھیے قدرت نے کیا تحریر فرمایا ہے سیلاب نے بلا لیا برق ثانی نے آتے ہی نامہ دیا سیلاب نے نامہ پڑھا مرقوم تھا کہ اے سیلاب ابھی جادوگرنیون پر سحر نہ کرنا پہلے انتظام عیاران ضرور ہے عیار تمھاری فکر مین نکلے ہین سیلاب نے کہا اے ساحر تیرا کیا نام ہے بیٹھ جا مین خود چلتا ہون برق ثانی بیٹھ گیا گنگنانے لگا سیلاب نے کہا ارے تجھے گانا بھی آتا ہے برق ثانی نے کہا آج قدرت نے اپنے سامنے گوایا اور پشت پر ہاتھ رکھکے کہا کہ تو جسکے سامنے گائیگا وہ تجھکو پسند کریگا مین چند اشعار آپ کو سناتا ہون شاید آپ کو پسند آئین یہ کہکے یہ اشعار عاشقانہ سامنے سیلاب دریا بار کے شروع کیے

نظم

ہر بار کوندتی ہے وہ بجلی نگاہ مین
کھلتی نہین ہی آنکھ تری جلوہ گاہ مین

حسرت تھی دید کی جو ترے جلوہ گاہ مین
کچھ دل مین ہم وہ لیکے چلے کچھ نگاہ مین

کچھ کشتنی سی گریبان سی جو تھین میری آہ مین
وہ بھی تو دیکھتا ہون انھین کی نگاہ مین

دل سے لبون تک آنے کا بھی حوصلہ نہین
کہتا ہی نالہ یاس بٹھا دیگی راہ مین

اندھیر ری تیرگی کہ بیرنگ شب فراق
تارے گنا کیا ہون مین روز سیاہ مین

لیلے ڈوبے دل کو دیدۂ تر واہ رے سلوک
یوسف کو بھائیون نے کیا غرق چاہ مین

آنکھوں میں ہو کے دل میں قدم رنجہ کیجیے
چمکا ہی صبح تک مرے سینے کا داغ بھی
کیا مجھ سے بچتی پھرتی ہے قاتل مری قضا
آہوں کے جوش نے تہ و بالا کیا ہی دل
یوں آہوان دشت کی آنکھیں کہاں کبھی
شوخی فریب سحر فسوں لاگ شعبدہ
سب یار صبح و شام ہیں آنکھوں میں آپکی
کیا اسکے آگے بیٹھے ہیں عاشق ڈرے ہوئے
جاگا کوئی تو صبح کو ہمسر کرے گا حشر
زاہد بغیر توبہ نہ بخشے گا کیا کریم
پہونچے نہ کوئے یار تک آخر ہم اے فلک
میں نالے کرتے کرتے قیامت میں رہ گیا
اب کیوں ڈریں گناہ کریں شوق سے جلال

تکلیف ہو گی تھوڑی سی گردش ہو راہ میں
چشمک چلی ہی رات کو کیا مہر و ماہ میں
آکر چھپی ہے تیغ ادا کی پناہ میں
آندھی اٹھی ہی میرے جہاز تباہ میں
سبزی رہی نہ پیری تحت کی گیاہ میں
کتنے کرشمے دیکھے تری اک نگاہ میں
ہمکو نہیں تمیز سفید و سیاہ میں
آواز تک نہیں ہی غریبوں کی آہ میں
فتنے بھی سو رہے ہیں تری خوابگاہ میں
جھگڑا نہ ڈال تو مرے عفو گناہ میں
بیٹھی نہ خاک اُڑ گئی دیوار راہ میں
ہٹکی وہ لی کسی نے دل داد خواہ میں
ناکٹنے ہی کی جبکہ نہیں فرد گناہ میں

اس رنگ میں برق ثانی نے یہ غزل گائی کہ سیلاب خوش ہو گیا کہا اے ساحر میں تجھکو اپنے پاس ملازم کر لونگا آج بھی جلسہ جماؤنگا برق ثانی نے چاہا اور رنگ جماؤں کہ لگن میں مچھلی پھڑکی سیلاب نے مچھلی کھینچی مچھلی زمین میں گری تڑپنے لگی سیلاب نے کہا کیوں بیقرار ہی وہ مچھلی تڑپ کر برق ثانی پر گری برق ثانی تڑپ کر زمین پر گرا رنگ و روغن چہرے کا اُڑ گیا سیلاب نے کہا ارے تو کون ہے برق ثانی نے کہا میں عیار ہوں تیرے قتل کو آیا تھا تقدیر نارسا ہوئی کہ گرفتار ہوا لیکن اور عیار بھی تیری فکر میں نکلے ہیں آج رات کو زندہ نہ بچوگے خواجہ عمرو گوشے سے یہ معرکہ دیکھ رہے ہیں کہ برق ثانی پکڑا گیا کہ دوسری طرف سے آواز آئی اے شہنشاہ کیا کمال کیا کہ اس مکار کو پکڑا سیلاب نے دیکھا کہ گرداب موج زن دوڑا ہوا آتا ہے پکارتا ہوا کہ بھائی جستا یہ عیار بڑا مکار ہے سیلاب نے اس مچھلی کو ذبح کیا برق ثانی اپنے مقام سے

اٹھا دریا مین کود پڑا خواجہ عمرو گوشے سے یہ معرکہ دیکھ رہے ہین کہ گرداب نے
آتے ہی گلابی اُٹھائی جام بلورین لبریز کیا کہا بھائی یہ جام شراب پیو مین صحبت خداوند
مین تھا کہ قدرت نے خبر دی تیرے بھائی کے پاس برق ثانی عیار عیاری کرکے
آیا ہے چاہے کہ اُسکو گرفتار کرا دے صبح کو سر میدان قتل ہوگا یہ سنکر سیلاب نے کہا
رات بھر مین مچھلیان نیم بسمل کرونگی دیکھو مین جادوگرنیون کو بلواتا ہون گرداب نے
کہا بھائی صاحب آپکی تعریفین قدرت کر رہی ہین سیلاب نے اس مچھلی کو ذبح
کیا اور خون اُسکا دریا مین پھینکا گرداب نے پوچھا اے برادر اس خون ڈالنے سے
کیا مراد ہے ہم اس ماہیت سے نہ آگاہ ہوے سیلاب نے کہا مین نے شفق خونخوار
کو بلایا ہے اپنی بارگاہ مین بیٹھے بیٹھے گھبرا جائے گی فوراً میرے پاس چلی آنے کی ہین
اسی دریا مین گرفتار کرونگا گرداب نے کہا جام تو نوش فرمایئے سیلاب نے
چاہا جام دہن سے لگاؤن کہ مچھلی پھڑکی سیلاب نے مچھلی کو کھینچا وہ مچھلی تڑپ کے
گرداب پر گری کہ رنگ و روغن چہرے کا اُڑ گیا یعنی سماک بلدار ثانی ظاہر ہوا سیلاب
نے آواز دی اے بے وزہ عیارون کا کھیل گیا ایک کو گرفتار کیا ہے کہ دوسرا آپہنچا خون
مچھلی کا سیلاب نے سماک پر کھینچ مارا سماک دریا مین کود پڑا خواجہ گوشے سے
یہ معرکہ دیکھ رہے ہین کہ سماک و برق ثانی قید ہو گئے ہین قضا سے کا ملکہ شفق خونخوار
اپنی بارگاہ مین بیٹھی ہے کنیزون سے باتین کرتے کرتے بول اُٹھی کہ بڑی مشکل ہوئی
خداوند ہفت پیکر سے دشمنی ہوئی بڑا ستم یہ ہے کہ طلسم کشا کو سحر نہین آتا کیونکر
ہفت پیکر پر غالب ہونگے کنیزون نے سر جھکا لیا آپس مین اشارے ہو رہے ہین
کہ بی بی نے یہ کیا کلمہ کہا مسلمان ساحر نہین ہین مگر ساحر کش تو ہین کیسے کیسے ساحر
مارے مجمع ساحران درہم و برہم ہوا اور روشور ساحران کم ہوا اسپر بی بی نے یہ کلمہ
فرمایا اگر طلسم کشا سے لین تو باعث بدنامی ہے لیکن شفق خونخوار اپنے مقام سے
اٹھی کہا صبح کو طلسم کشا سے کہہ دینا کہ شفق خونخوار خدمت خداوندی مین گئی ہو
آپ سے ہو سکے تو دیکھئے جب سحر سیکھنے کا شوق ہو مین آپکے پاس آؤنگی

یہی احسان کرتی ہون کہ آپ کو گرفتار نہین کرتی سیلاب ورنہ بار بار گرفتار کر لیگا کیا اب
طلسم کشا بچین گے سحر مین سیلاب کے گرفتار ہو جائین گے اگر کسی کنیز نے روکا تو
جھڑک دیا شفق خونخوار چلی باہر آکر یہ پرواز پیدا کیے طرف سیلاب کے چلی خواجہ
چاہتے ہین کہ نکلکر کچھ عیاری کرون کہ آسمان پر برق چمکی اور آواز آئی کہ اے سیلاب
اے شہنشاہ ساحران کچھ رحم کیجیے قدرت سے ملوا دیجیے مسلمانون نے مجھے سحر کیا تھا
آج وہ جادو اُترا طلسم کشا کو بھی لاتی مگر بہت شاہزادیان بارگاہ کو گھیرے ہین اسوجہ
سے نہ جاسکی لیکن اب طلسم کشا کو لاؤنگی قدرت عنایت فرمائین تقدیر کرین تقدیر کے
موافق کام کرون خواجہ عمرو رنگ گئے خیال کرکے دیکھا کہ شفق خونخوار مبہوت ہو گئی ہر
ہوش اُڑ گئے دل مین کہتے ہین کہ شفق خونخوار ایسی ساحرہ یون چلی آئی اسکو کسی نے
نہ روکا دیکھیے اب کیا گذرے شفق خونخوار زمین پر آئی سیلاب نے کہا اے شاہزادی
والا قدر اے آسمان حسن کی بدر مین تمہاری صفائی قدرت سے کرا دونگا شفق خونخوار
کہنے لگی کہ اے سیلاب مجھ سے بڑی بے ادبی ہوئی رستم کے جمال ظاہری پر عاشق
ہوئی رستم کے بہت سے عاشق ہین انھون نے کچھ قدرت کی قدرت کو برا کہوا کے مطیع
اسلام کرایا دربار مین کرسی ملی یہ مرتبہ بڑھایا سیلاب نے کہا نہ گھبراؤ مین صفائی
کرا دونگا دیکھو چھپلیان اشارے کر رہی ہین ہنگان خون آشام بلا رہے ہین انکے پاس
جاؤ یہ کہکے سیلاب نے خون کا چھینٹا دیا جیسے ہی منھ پر شفق کے خون کا چھینٹا پڑا
چہرہ سرخ ہوا آنکھین ابل آئین بلبلا کر پکار اُٹھی اے سیلاب ہمارے حال دل سے تو
آگاہ ہو کس حال مین ہین اپنی تو یہ کیفیت ہو اب یہ صورت ہے نظم

آسمان مر کے تو راحت ہو کہین تھوڑی سی — پاؤن پھیلانے کو ہاتھ آئے زمین تھوڑی سی
ہو نہ کچھ دل شیدا کو سوے اندوہ ملال — کس حسین کے لیے درکار ہو جبین تھوڑی سی
مجھکو حیرت ہے حسینون سے بچا ہے کیونکر — بادشاہون کے لیے چین جبین تھوڑی سی
نعمت فقر ہے موجود جسے رغبت ہو — اب خمیر مین ہے نان نمکین تھوڑی سی
کونسا گل نہین گلزار جہان مین مغرور — کسکے چہرے مین ہے یان چین جبین تھوڑی سی

یہ اشعار پڑھ کر شفق خونخوار بھی دریا میں کود پڑی ہزارہا مچھلیاں جسم نازک میں لپٹ گئیں ڈانک مارنے لگیں شفق خونخوار و برق ثانی و سمک بلبلاتی کے کراہنے کی آواز آتی ہے عمرو نے جو یہ معرکہ دیکھا دل بیقرار ہو گیا کہا کہ رات بھر میں یہ تینوں مر جائینگے یہ سوچ کر خواجہ ایک طرف ہٹے سیلاب سلاز مون سے کہہ رہا ہے کہ بڑی مشکل کی بات ہے اب سنبل ہفت گیسو کو بلاؤں اسی دام مکر میں پھنسا لاؤں یہ سوچ کر جا رہا ہے کہ سحر کروں کہ پہلو صحرا سے آواز آئی یا خداوند ہفت پیکر دیکھیے یا ملک الموت کو حکم دیجیے ہائے اس جنگل کے شیر بھیڑیے بھی مر گئے کاش کہ میں ہی اُن کے طعمہ کرتے اب صدمہ تنہائی نہیں اُٹھتا اسطرح یہ آواز آئی کہ سیلاب بیقرار ہو گیا سحر تو نہ کیا دوڑیں کھینچ لیں اپنے مقام سے اُٹھا گرجی میں کہتا ہے کہ کس درد رسیدہ کی آواز ہے آواز میں سوز و گداز ہے سنا نہیں جاتا ہے کلیجہ منہ کو آتا ہے دور سے دیکھا ایک نخل کی بیچ میں پلنگ پوش اوڑھے ہوئے طریقے سے تو معلوم ہوتا ہے کہ عورت ہے کبھی پلنگ پوش سے ہاتھ نکالکر طرف آسمان کے بلند کرتی ہے اور پکارتی ہے کہ کیا پوچھتے دوسے خداوند سب مر گئے ہفت پیکر تم تو زندہ ہو اپنی بنا ہی کو نہ بھولو اس بیقراری میں پلنگ پوش جو سر سے ہٹ گیا تو سیلاب نے دیکھا ایک آفتاب عالمتاب ہے وہ ابر میں پنہاں ہے دونوں عارض پر رنگ گل گلاب زلفوں پر پیچ و تاب ہونٹھ مسیحائی سے خالی نہیں مگر اُن پر پان کی لالی نہیں پنکھڑیاں پھول کی یا ڈرج گوہر کہ اندر آ سکے اور دہان جو تھا میں اختر آسمان اُس نازنین نے جو دیکھا کہ کوئی شخص ادھر ہی آتا ہے جلدی سے پلنگ پوش میں چہرہ اپنا ڈھانپ لیا مگر سیلاب دریا بار بیقرار ہو گیا پکارتا ہوا یہ آواز بلند دوڑا

نظم

کوئی ایسا ہی نہیں دل میں محبت جانی تیری
جسکو سنتا ہوں وہ کہتا ہے کہانی تیری

کچھ دہن ہی نہیں وہم بشر کے نزدیک
ہو سکے بار پاس کر کبھی ہے گمانی تیری

جسکے آگے سے گذرتا ہے وہ کہتا ہے یہی
دیکھی اک روح رواں ہم نے روانی تیری

شیشہ دم سے کوئی میری روانی کہتا ہے
خوش نہیں آتی ہے یہ طینت دھانی تیری

کیا تری شان ہے قربان ہوں اے عفو کریم
آس کہتا ہے ہر اک فاسق و زانی تیری

اس خرابی مین ترے واسطے پھرتے ہین خراب
مصرع تیغ ہی ہر مصرعہ موزون آتش

جستجو ہمکو ہے اے گنج نہانی تیری
دیکھلی یار مرے سیف زبانی تیری

ای جان جہان و ای آرام دل مشتاقان حقیقت مین ایسی صورت زیبا نہین دیکھی حور ہو یا پری ہو انسانیت سے بری ہو مین کیا صفت تمھاری کر سکتا ہون مجھکو بہ غلامی قبول کرو ایک مرتبہ پھر صورت زیبا کھولدو کہ مین بہ نگاہ غور دیکھون شاید دل کو ڈھارس ہو اس نازنین نے پکار کر آواز دی او بے ادب ہوش مین آ پرائے ناموس کو کیا ہاتھ مین کہتا ہی کچھ خوف خداوند ہفت پیکر بھی ہی ہم آفت کے مارے صحرائے ویران مین مرتے ہین تو ایسے الفاظ کہتا ہی خداوند ہفت پیکر کو نہین مانتا قدرت کو دور جانتا ہی یا خداوند ہفت پیکر آپئیے اس ظالم کی بدعت سے بچائیے یا خداوند ہفت پیکر کہکر جو اس نازنین نے پکارا سیلاب کا شیشہ لگا ہاتھ باندھکر کہا واسطہ خداوند کا یون فریاد نہ کرو آج کل قادر بہت ہوشیار رہتے ہین ایسا نہ ہو آجائین یہ کہتا ہوا قریب پہونچا پاؤن جو گورے گورے دیکھے خاک مین بھرے ہوے خاک سے پاک کرنے لگا وہ نازنین سمٹی ہی کہتی ہے ای شخص مجھ بدنصیب کے جسم مین ہاتھ نہ لگانا ورنہ مین اپنی جان دونگی غصے مین منھ کھول دیا سیلاب نے اب جو صورت زیبا کو دیکھا حقیقت مین کل اعضا درست و چالاک و چست عندلیب خوشنوائے حدیقہ حسن و جمال ماہ آسمان کمال صورت دیکھکر ہوش اڑے جاتے ہین ہاتھ پاؤن تھراتے ہین پسینے پسینے ہو رہا ہی ہاتھ باندھکر عرض کرتا ہی کہ ای ملکۂ عالم آرزو یہ ہے کہ میرے گھر پر چلیے خاتون محل قرار دونگا کئی سی کنیزین خدمت مین حاضر کرونگا مین مصاحب خداوند ہفت پیکر ہون مگر تمھاری محبت مین بیقرار و مضطر ہون وہ نازنین ہر مرتبہ منھ اپنا پلنگ پوش مین چھپا لیتی ہے جب منھ کھولتی ہی معلوم ہوتا ہی کوئی شی پی لیتی ہے سیلاب نے ہاتھ سے پلنگ پوش ہٹادیا دیکھا بغل مین گلابی دبی ہی ہر مرتبہ چھوٹا سا گلاس ہو انڈیلکر پی لیتی ہے سیلاب نے پوچھا کہ ای جان جہان و ای آرام دل مشتاقان یہ کیا شی ہے نازنین نے رو کر جواب دیا کہ تین شبانہ روز اسی صحرا مین بے آب و دانہ گذرے اسی کی وجہ سے زندگی رہی جب

بیقرار ہوتی ہوں ایک جام پی لیتی ہوں دل کو تسکین دیتی ہوں سیلاب نے دیکھا
کان سے خون جاری ہے پوچھا کیوں صاحب یہ کیا ہوا کہا قزاقوں نے کان سے ناک سے
بجلیاں بالیاں نوچ لیں کیسی بے دردی سے خداوند ہفت پیکر کا پاس نہ کیا ایک بے حیا
آبرو کا خواہاں ہوا میں نے مال و اسباب نہ اٹھایا باعث زندگی جانکر اسکو اٹھا لیا
اسی سے جان بچائی ورنہ ابتک خاتمہ ہو جاتا سیلاب نے کہا چند قطرے اسمیں سے
مجھے بھی دیجیے میں اسکے بدلے قرابے حاضر کرونگا نازنین نے کہا نہیں صاحب میں
نہ دونگی میری باعث زندگی ہے سیلاب نے کہا وہ سامنے میرا میخانہ آراستہ ہے وہاں
قرابے رکھے ہیں میں اٹھا لاؤں نازنین نے کہا تمھارے کہنے کا اعتبار ہے لیکن منھ
کھولو میں ہاتھ سے اپنے چند قطرے گرا دوں سیلاب نے منھ کھولا بو سے [illegible]
آتی معلوم ہوتا تھا کہ مہری کھلگئی سیلاب نے منھ کھول کر کہا اپنے دست نازک سے
چند قطرے ڈالیے نازنین نے گلابی بغل سے نکالی زہر مار کہکے منھ میں انڈیل دی اور
رونے لگی سیلاب نے کہا کیوں نازنین نے کہا تمنے بھاڑ سا منھ کھول دیا سب
شراب گر گئی سیلاب نے گھبرا کر کہا میرے کلیجے میں آگ لگ گئی مجھے اب کچھ کا معلوم
ہوتا ہے نازنین نے کہا چند نگینے الماس کے اسمیں ملے ہوے تھے اب کلیجہ تمھارا کٹ جائیگا
سیلاب اٹھنے لگا کہا صاحب مجھ سے اٹھا نہیں جاتا نازنین نے کہا ارے [illegible]
شراب نوشی ہو اسنے گردن کی اٹھکر ٹہلنے لگے تو کیا عجب ہے کہ نشہ کم ہو جائے سیلاب
بمشکل اٹھا چاہا ٹہلوں بیہوشی اپنی تاثیر کر چکی تھی طمانچہ مارا کہ سیلاب لہرا کر
گرا خواجہ عمرو نے اپنے نام کا نعرہ کیا۔ نعرۂ خواجہ عمرو

سراپا دانش و عقل مجسم	بہ باغ دین زکارش آبیاری	[illegible] استاد عیاران عالم
بہر کشور بلا سے جان کھانا [illegible]	عمرو آن شاہ عیاران عیارہ	جہان سرہنگ [illegible] خنجر گذاری
		نعرہ کرے گہ عمرو نام اول

خود لیا لباس اتارا خنجر مارا خنجر بھی دو شکم جا لگا قصہ پاک ہوا دریا غائب ہوا کہ خشک
ہو گیا برق ثانی و سماک ملالی شفق خونخوار بیہوش پڑے تھے عمرو نے انکو
اٹھایا شفق خونخوار پر دانہ پیا کہ جلی برق ثانی ایک جانب بھاگا سماک

ایک جانب چلا خواجہ بھاگ کر قریب ایک غار کے آئے اُس غار میں چھپ کر دیکھنے
لگے ہفت پیکر چھپر کھٹ پر پڑا تڑپ رہا تھا شدہ شدہ اس خستہ بخت کو کب آتی ہے کہ یکایک
کان میں آواز آئی کشتیٔ مرا نام من سیلاب دریا بار بود ہفت پیکر یہ آواز سُنکر گھبرا گیا
چھپر کھٹ سے اُٹھا آنکھیں ملتا ہوا باہر آیا نگہبانوں نے سلام کیا کہا ارے کنارہ
دریا کے جاؤ مفصل خبر لاؤ سیلاب کے مرنے کی آواز آئی ہے قدرت نے تقدیر
نہایں کی پھر قتل ہونے کا کیا باعث ہوا قابض ارواح کیونکر گیا کیونکر روح قبض
ہوئی نگہبان دوڑے ہوئے گئے کہا یا خداوند قاتل کا پتہ نہیں دریا خشک ہو گیا
سیلاب کا لاشہ پڑا ہے بارن پر ایک چھپر اٹھائیں ہم تو ہمنے بھی خبر سنی تھی کہ شفق
خونخوار و برق ثانی عیار و سنگ پارہ ثانی عیار طلسم کشا ان سب کو سیلاب نے
گرفتار کر کے دریا میں قید کیا تھا ایسے ہوشیار کو نہیں معلوم کسنے مارا ہفت پیکر
نے کہا وہی قاتل و عامہ و مشمش ساربان زادہ تین رو کا ہے وہ اُسکا نام لینے کی
بزرگوں نے ممانعت کی ہے مصاحبوں نے جو سناسب دوڑ پڑے کہ قدرت [illegible]
دربارگاہ پہ کھڑے ہیں چالیس ساحر اور پہلوان آکر جمع ہو گئے ہفت پیکر ایک
ایک سے ذکر کر رہا ہے کہ آج وہ ساحر مارا گیا کہ قدرت کے دربار میں سناٹا ہو گیا
لیکن حیران ہوں کہ ایسے ہوشیار کو کیونکر مارا مچھلیاں اُسکو خبر دیتی تھیں مگر مقام
تعجب ہے کہ ایسے وقت میں مچھلیوں نے خبر نہ دی نگہبانوں نے کہا ہم جمانے سے
نکلکر گئے تھے صحرا میں زیر نخل لاشہ پڑا ہے ہفت پیکر نے زانو پہ ہاتھ مار کر کہا کہ اگر وہ
کنارے دریا کے رہتا تو کوئی نہ مار سکتا تھا لیکن تقدیر اُسکی پلٹ گئی قدرت نے
سمجھا دیا تھا کہ کنارہ دریا سے نہ ہٹنا قضا اُسکو کھینچ لیگئی آخر وہاں جا کر مارا گیا
ہفت پیکر یہ باتیں کر کے بارگاہ میں آیا خواجہ عمرو نے غار سے دیکھا کہ ہفت پیکر
بارگاہ میں گیا خواجہ غار سے نکلے اسوقت لشکر میں پہنچے کہ لشکر میں آمد ملک کشا کی
دھوم ہے کہ سامنے سے دیکھا رستم [illegible] شوکت و حشمت [illegible] سا ہمرکاب [illegible]
سوار ہمرکاب آرہے ہیں آگے آگے [illegible] ایک [illegible]

لشکر کو لیے ہوے آتے ہین برق ثانی خسرو سے بیان کرتا ہوا کہ حضور استاد کی
عیاری کی کیا بات ہی حقیقت مین کرامات ہی مین نے کیا کچھ اٹھا رکھا لیکن نہین معلوم
کیا باعث تھا کہ ماہی دریا نے اسکو آگاہ کر دیا نہین معلوم خواجہ کیونکر بچے کیونکر پنجہ
اسپر غالب آیا کہ سامنے سے خواجہ پہونچے خسرو نے سلام کیا خواجہ نے سر سیلاب
کا قدمون پر ڈالدیا کہا معاوضہ دلوایئے خسرو نے کہا اے عمر نامدار شب کو دربار صاحبقران
مین حاضر خدمت کرونگا عمرو نے کہا اے فرزند حمزہ کو روپیہ دیکھکر رشک ہو گا خسرو
نے کہا عمر نامدار البیانہ فرمایئے قبلہ وکعبہ آپ کے رقم پانے سے حسد کرینگے کہ طبل سکندر
پر چوب پڑی صاحب قران کی سواری آئی امیر نے عمرو سے پوچھا خواجہ نے ذکر
قتل سیلاب بیان کیا امیر نے فرمایا کیا کار نمایان کیا عمرو نے کہا بس آپ نے
اتنا کلمہ کہکر خاتمہ کر دیا امیر نے موتیون کا مالا اتار کر خواجہ کو پہنایا خواجہ نے منھ
لٹکا لیا کہا جو آپ کی عنایت عمرو نے سر آگے صاحب قران کے ڈالدیا صاحبقران
نے خوش ہوکے فرمایا حقیقت مین یہ بڑا ساحر زبردست تھا نیرنگ وشعبدے
سے بخوبی ماہر تھا اب تو کل لشکر مین مشہور ہوا کہ رات کو خواجہ نے سیلاب کو مارا
کہ گرد عظیم بلند ہوئی ہفت پیکر تخت پر سوار سترہ سو تاجدار ساحر تخت کو اسکے گھیرے
ہوے شاہین فیل سوار مسلح و مکمل سب کے آگے بڑھا ہوا کہتا ہوا کہ ساحرون
کا علاج عیار کر لیتے ہین مگر ہم تک نہین آسکتے آج دیکھون کہ کون صاحب تیر
مقابلے مین آتے ہین لشکر آکے ہفت پیکر کا ٹھہرا لشکر کاہے کو دریاے قہار ہے
اسی لاکھ ساحر جہانتک نگاہ کام کرتی ہے ساحر ہی ساحر معلوم ہوتا ہے گویا اچھالے
ہوے سامری و جمشید کا نام زبان پر لشکر آراستہ ہوا نقیبون نے فنا ہونے کی
کو کیفیت کا کہا کہ شاہین فیل سوار نے فیل اپنا بڑھایا میدان کارزار مین آکر
سلحشوری دکھائی پکار کر آواز دی اے فرقہ خدا پرستان جسکو تمنا مرگ کی ہو میرے
مقابلے مین آئے فنون سپہگری دکھائے منم شاہین فیل سوار جیسے ہی اسنے
نعرہ کیا شاہزادہ خسرو نیز دل نے مرکب اپنا نکالا سامنے بادشاہ کے آکر اجازت

ہوئے بادشاہ نے فرمایا خدا کے سپرد کیا ہی عم نامدار بڑے پہلوان سے مقابلہ ہوگا
پروردگار تمکو مظفر و منصور کرے خسرو اجازت بادشاہ سے لیکر مرکب اڑاتے ہوئے
سامنے رستم کے آئے رستم نے جوش محبت مین بھائی کو گلے سے لگا لیا فرمایا ای برادر
پہلوان زبردست ہی تجھکو مقابلہ کرنا خسرو سلام کرکے مرکب بادرفتار پر سوار ہوے
مرکب ہم اڑا کر سامنے شاہین کے آئے مستک پہ ہاتھی کے اوچھڑ سپر کی لگائی دو تین قدم
ہاتھی ہٹا ساتھ آٹھ قدم گھوڑا پیچھے ہٹا شاہین کی نگاہ جمال جہان آرا پر پڑی حیران
جمال و محو دیدار ہوا کہا اے جوان تیرا سن و سال دیکھکر مجھکو افسوس آتا ہی کہ اپنی
جان دینے آیا ہی تم پلٹ جاؤ رستم کو بھیجو خسرو نے کہا ای مغرور عقل و فراست سے
دور تجھکو اپنی جرأت پر بڑا گھمنڈ ہی یہ میدان کارزار ہے زبان تیرو کلمہ عمود سے کلام
کر شاہین نے نیزہ اٹھایا خسرو و شاہین سے نیزہ چلنے لگا صاحبقران دیکھ رہے
ہین کہ خسرو کس آن بان سے نیزہ بازی کر رہے ہین کہ شاہین کو دنگ کر دیا ہر مرتبہ
چاہتے ہین کہ نیزہ کا ٹھوکا اسکے ہاتھ سے نکالون لیکن شاہین اپنے کو بچاتا ہے
حلقون مین زرہ کے نیزہ رکھ دیتے ہین قطرہ خون کا جسم سے شاہین کے نکل آتا ہی
صاف ظاہر ہوتا ہی کہ تختۂ آہن پر نقطۂ شنجرف کے دیے ہین چالیس طعنین رد و بدل
نہ ہونے پائی تھین کہ ایک مقام پر کا ٹھوکا نیزہ کو جھٹکا مارا کہ نیزہ ہاتھ سے شاہین کے
نکل گیا مثل ابر گرگڑ آیا تیغ لنگر دار کھینچا شیشہ جوڑا جوہر دار مثل تختۂ دکان عطار
جوہر دار خبردار کہکے اسنے ہاتھ مارا خسرو نے سپر کو گردش دی صاف بآسیب سپر تلوار
کو رد کیا لیکن شاہین کا تیغ زدہ رہین جاتا تھا شاہزادہ تو بچا مد سے جسم کبھی میلا نہ ہوا
مگر گھوڑے کی گردن پر تیغ پڑا گھوڑا خسرو کا مارا گیا شاہین نے جو شاہزادے کو
پیادہ دیکھا فوراً بڑی دہشت کہکر ہاتھی کو شاہزادے پہ ہولدیا ہاتھی نے سونڈ بڑھائی
شاہزادے نے دونون ہاتھ بڑھا دیئے اسنے سونڈ مین دونون ہاتھون کو لپیٹا مگر
شاہزادے نے سونڈ کو دونون ہاتھون مین تھاما ادھر ہاتھی نے شاہزادے کو
کھینچا شاہزادے نے بھی سونڈ اتھام کر دونون پاؤن اپنے پاے فیل پر جما لئے

نعرۂ تکبیر کہکر ہکہ مارا مع زرہ کے گردن گھسیٹ لی شاہین کو وکرا الگ ہوا اس زور پر
شاہزادے کے دونون لشکرون سے احسنت وآفرین کی صدا آنے لگی مگر شاہین
نے جو شاہزادے کو بہادر پایا دوڑ کر لپٹ پڑا کشتی ہونے لگی ہر مرتبہ شاہزادہ شاہین
کو پکڑ لاتا ہے شاہین ہر مرتبہ اکھیڑ کھا کر پٹ گرتا ہی شہزادہ نے پشت پر آکر گردن
تھامی لنگوٹ پکڑ کر گھسا مارا کہ ماتھے کا پوست تک اڑ گیا کڑیون پر زرہ کی پیکری
پڑی کہ ٹکڑے ٹکڑے ہوگئین ادھر صاحب قران خواجہ سے فرما رہے ہین کہ
خواجہ دیکھتے ہو خسرو کس لطف سے لڑ رہا ہی یہ چار گھڑی کا شاہین اور مہمان ہی
خسرو زیر کر لیگا شاہین ترکیب سے بچ رہا ہے دوپہر تک تو اسی طور سے کشتی رہی
کہ شاہین اپنی جان سے تنگ ہو جاتا ہو جیت ہو جاتی ان ایسا نہ ہو کہ ان گھون مین
جان نکل جاے جب زوال آفتاب ہوا امیر نے دیکھا کہ خسرو سست ہونے لگا اور
اب شاہین زیادتیان کرنے لگا شاہزادے کی زرہ پارہ پارہ ہی ماتھے سے خون
بہ رہا ہے گرد مین اٹا ہوا ہے گریبان پھٹا ہوا ہی اور الجھ الجھ کر لڑ رہا ہی صاحبقران
نے کہا خواجہ دیکھا تمنے اب کیا رنگ ہوا ہمین یقین یہ ہی کہ خسرو مغلوب ہوگا شاہین
غالب آئیگا خدا اسکو بچائے خواجہ کہتے ہین اے آقاے نامدار صاف ثابت ہوتا ہی
کوئی آفتاد ہونی لڑ نادان حضور مین خسرو نہایت صاحب طاقت ولیاقت ہی پہر دن
پچھلا باقی ہے کہ خسرو کا رنگ رو متغیر ہوا الجھ الجھ کے لڑ رہے ہین کہ شاہین خسرو کو
لے دوڑا خسرو ہر چند چاہتے ہین کہ رکون مگر ممکن نہین لیکن ایک مقام پر خسرو پہلے
جا ملا کہ رہا لیے دوڑون مگر شاہین بھی مثل دیو کے ہے قدم اسکے گاڑ دیے خسرو نے
دو پاؤن بڑھا کر رکھا وہان پر ہوش خاک تھا گھٹنون تک زمین مین اتر گئے شاہین
نے جو ایک ہاتھ مارا خسرو کا کولہ اتر گیا غش آنے لگا شاہین کب خیال کرتا ہے اسی حال
مین اسنے گرا دیا ہر چند سردارون نے منع کیا مگر شاہین نے مشکین باندھ لین
شاہزادہ بیہوش و بدہوش اپنے جسم کی کیفیت فراموش امیر رنجیدہ ہوئے
لیکن رستم کو بڑا قلق ہے جب بارگاہ مین آئے برق ثانی جو سامنے آیا

جھڑک دیا کہا اے برق ثانی مقام افسوس ہے کہ آقا تمھارے قید ہو گئے ہم یہاں پڑے رہے ہو
یہ تو ضرور ہوا کہ بعد دو پہر کے شہر پہ سحر ہوا جسکے سبب سے اسکا کوئی بھی اثر آتش نا مردنے
گرفتار کر لیا ان بہت کم باقی تھا ورنہ میں آ کے سر ہا پڑتا کیا بھائی کو اٹھا لیجاتے دیتا میرا
قوت بازو زینت پہلو قید خانے میں کیا گھبراتا ہوگا برق ثانی یہ سنکر باہر نکلا تڑپتا ہوا
طرف لشکر شاہین کے چلا ہفت پیکر کے جو لشکر میں آ کر دیکھا ہزار ہا بارگاہیں خیمے استادہ ہیں
ایک خدمتگار سے پوچھا شاہین کی بارگاہ کہاں ہے خدمتگار نے کہا بارگاہ خداوند طلسم
ہونگے برق ثانی بشکل خدمتگار بارگاہ ہفت پیکر میں آیا دیکھا ہفت پیکر تخت پہ بیٹھا ہوا
ساحروں سے کچھ صلاح کر رہا ہے ساحروں نے کہا آج شاہین نہیں تشریف لائے اب
وہ کل طلسم کشا سے مقابلہ کرینگے ہفت پیکر نے کہا شاہین کو اب فرصت کہاں معشوقہ
کی خاطر کر رہے ہونگے ساحروں نے کہا عین وقت پہ وہ پہونچی اس سے اور گل اندام
سے بڑی محبت ہے ہفت پیکر نے کہا یہ تو حکم بادولت کا سنتے ہی چلا آیا وہ شب کو تنہا
رہی سویرے ہی خبر سنکے روانہ ہوئی عین وقت پہ پہونچی شاہین ناحق ہارا ہا تھا اُسنے
آکر وقت پہ سحر کیا جس سے شاہین لڑیگا اُسپر غالب آئیگا مگر ہارے کیا کروں ہرچند کہ
فوج کا اسقدر جماؤ ہے مگر فرزندان حمزہ صف شکن تیغ زن سب فوجیں لیکر آتے ہیں
سبکے ساتھ جادوگرنیاں ہیں وہ بھی وقت پہ لڑینگی مگر گل اندام کو کوئی نہ پائیگا بڑے
سلیقے سے سحر کرتی ہے کوئی اُسکو نہ پاسکیگا مخفی ہو کر سحر کرتی ہے برق ثانی نے جو یہ
باتیں دربار میں ہفت پیکر کے سنیں یقین کامل ہوا کہ آقا پر افتاد پڑی چلکر تدبیر کروں
باہر نکلا لوگوں سے پوچھا پہلوان دوران گرشاسپ جہاں شاہین فیل سوار کی
بارگاہ کہاں ہے لوگوں نے پتہ بتایا برق ثانی نے آکر دیکھا کہ پہلو سے نخلستان میں
بارگاہ شاہین استادہ ہے باہر سے جادوگر یہاں شراب کی کشتیاں کباب کی لیکے
جا رہے ہیں برق ثانی دربارگاہ پہ آکر ٹھہرا تھوڑی دیر میں حاضر حاضر کہتا ہوا اندر چلا
نگہبان نے جو روکا برق ثانی نے کہا تمنے سنا نہیں میرا نام لیکر پکارا ہے نگہبان
خاموش ہوا برق ثانی اندر آیا دیکھا کہ شاہین مسند پہ بیٹھا ہے پہلو میں ایک ساحرہ

سیہ فام اس سے اختلاط کر رہا ہے گل اندام کہہ رہی ہے اے شاہین ایک ہفتہ ٹھہر جاؤ
مین طلسم کشا سے لوح لیلون تحفہ جات لا کر تمکو دون کلاہ ہفت گوشہ بالاے سر اور
زرہ ہفت جوش در بر و تیغہ ہفت جوہر پاس ہو تو طلسم کشا پر غالب آؤ گے مین تدبیر کر رہی
ہون مین نے چند کنیزین واسطے خبر کے بھیجی ہین طلسم کشا کے مقام نشست و برخاست
معلوم ہوت تو پھر مین گرفتار کرا لاؤن تیرا جاہ و جلال بڑھاؤن برق ثانی نے بڑھکر
عرض کی ایک جادوگرنی دروازے پر کھڑی ہوئی آپ کو بلاتی ہے یہ خبر سنکر گل اندام اپنے
مقام پر سے اٹھی کہا اے شاہین نہ گھبراؤ خبر آگئی او خدمتگار وہ ساحرہ کہان ہے
برق ثانی نے کہا حضور وہ جادوگرنی دروازے پر کھڑی ہے آپ باہر تشریف لیچلیے گل اندام
ساتھ ہوئی برق ثانی نے جلوخانے مین آ کر کہا اے ملکۂ عالم وہ پھر گئی احوال دریافت
کرنے کو گئی ہے اب سے دریافت کرا لائیگی تخلیے مین چلیے جو پوچھنا ہو مجھ سے پوچھیے مین نے
اوقات نشست و برخاست طلسم کشا کے دریافت کر لیے ہین سامنے ایک خیمہ استادہ
تھا برق ثانی گل اندام کو اس خیمے مین لے گیا گل اندام بیٹھی کہا ارے خدمتگار
جب تک کنیز آ لے تو حال بیان کر کہا حضور طلسم کشا پر سنبل ہفت گیسو و سلطانہ کے
تگ و پرپوش دل و جان سے عاشق ہین رات کو گرد بارگاہ کے پہرا دیتی ہین اور ماہی سحر
سر بارگاہ طاؤس بنکر بیٹھتی ہین کہ آسمان سے کوئی نہ آنے پاوے اگر حکم دیجیے تو مین
تدبیر کرون جسوقت سنبل و سلطانہ آرام کرین آپ کو خبر دون رات کو طلسم کشا لوح کو اتار کر
رکھ دیتے ہین اگر آپ سحر کر کے پہونچین گی اور ماہی سحر پر غالب آئین گی تو لوح
ملجائیگی اور کلاہ ہفت گوشہ مین چرا لاؤنگا جس طرح سے ہو مین استر پر ہون وہین کلاہ
ہفت گوشہ رہتی ہے مین لا کر ضرور حاضر کرونگا شاہین کے سر پر رکھ کر میدان
مین بھیجیے طلسم کشا پر غالب آئیگا جب طلسم کشا پر غالب آئیگا پھر کون مقابلہ کر سکیگا
صیوق و جاروق پیغام بھیجنے کو ہین برق ثانی یہ باتین کرتا جاتا ہے اور بوٹی بوٹی
پھڑک رہی ہے گل اندام نے پوچھا کیا تجھے گانا بھی آتا ہے برق ثانی ہان کہکے
یہ غزل گانے لگا نظم

ہوشیار خامشی سے بھی راز نہان نہو
بیتابی میری تجھ سے جو قاصد بیان نہو
مجھ سا بھی عاشقون مین کوئی بے زبان نہو
غل ہے کہین اُٹھائے سے اُٹھتا نہین کبھی
حیرت فزا ہی یار کچھ ایسی تری ہنسی
دل مین جگر مین سینے مین پتلی مین [illegible]
پھرنا اُس آنکھ کا نہ دکھائے خدا جلال

کہدے یہ اُس سے کہ جو مجھ سے بیان نہو
دل کو کمر مین رکھ لے اگر کچھ گران نہو
پوچھے کبھی درد دل وہ اگر کچھ نہان نہو
تیری ہی رہگذر مین ترا ناتوان نہ ہو
روتے ہوئے کی آنکھ سے آنسو روان نہو
ایسا کوئی مقام نہین ہم جہان نہو
یہ انحراف کجروی آسمان نہو

اس لطف سے یہ غزل گائی کہ گل اندام نے کہا ارے تجھے گانا کسنے سکھایا برق ثانی نے گلابی اٹھائی کہا ایک جام تو نوش فرمائیے آپکو سرور ہو تو میرے گانے مین کیف قصور ہو جام لبریز کرکے گل اندام کو دیا گل اندام یہ سمجھکر پینے پر آمادہ ہوئی کہ یہ خدمتگار ہم مطلب دلی بھی اس سے نکلیگا کہار سے پہلے تو لی برق ثانی نے کہا مجھکو نشہ ہو جائیگا تو مطلب اصلی سے باز رہونگا یہ کہکے سینے پر ہاتھ رکھا اب تو گل اندام بہت خوش ہوئی کہ خدمتگار خود خواہان ہی یہ بھی مثل نوکرون کے پڑا رہیگا وقت پر تلک ہر کام مین کام آیا کریگا ابھی تو نوجوان ہی کاروبار مین اسکا احسان ہی یہ سوچکر جب جام شراب لیکر پی گئی پیتے ہی گھبرائی کہا ارے یہ کیسی شراب ہی کہ پیتے ہی کلیجے مین آگ لگ گئی برق ثانی نے کہا اٹھکر ٹہلیے گل اندام لنگا ہلاتی ہوئی اٹھی بیہوشی اپنا کام کر چکی تھی لڑکھڑا کے گری برق ثانی نے خنجر کھینچا ہاتھ مارا کہ سر کٹ کے گل اندام کا دھڑ سے الگ گرا ہنگامہ برپا ہوگیا خسرو شیر دل جو قیدخانے مین بیٹھے زنجیرین ہلا رہے تھے ہوش آیا سحر اُترا قید سلاسل توڑ ڈالی انتہا کا غصہ تھا للکارتے ہوے باہر نکلے ایک سوار کو مار کر گھوڑا لیا نعرہ کیا یا شیدای کافران سیمیا و تابکاران پر دغا نعرہ

منم خسرو شیر دل خوش نسب	منم نو نہال امیر عرب	مسخر کنم پردہ زرد قاف
گرم زندان مین یلان در مصاف	چو شمشیر کین برکشم در خلاف	فراری شود فوج دیوان قاف

نعرہ کرکے شاہزادہ لڑنے لگا شاہین نے جو نعرہ خسرو کی آواز سنی گھبرا کر اپنی بارگاہ سے

نکلا دیکھا خسرو لڑ رہے ہیں ایک خیمے سے آواز آ رہی ہے کشتی مرا نام سن گل اندام
جادو بود یہ صدا سنکر سر پیٹنے لگا کہا ارے غضب ہوا میری محبت کو مارا بچپن سے
وہ مجھ پر مہربان رہی ہے اسے کیا خفا سہی اب میں اسکو کہاں پاؤں ہن غصے میں
وہ لڑتا ہوا سامنے خسرو کے آیا للکارا کہ کیوں پسر حمزہ یہ کیسی گستاخی کی کہ مردان عالم
ستم سے دور کر دی خسرو شاہین پر جا پڑے شاہین نے ہاتھ مارا خسرو نے تلوار کو
تلوار پر روکا الجھاو سے ہاتھ نکالکر کمر کو بچا کر سر پہ ہاتھ مارا شاہین نے گردہ سپر کا
اٹھا دیا تلوار جھپاک کر گری سپر کو کاٹا قبہ سپر پہ جھکی تھی یا زمین پر تلوار نے بوسہ دیا
اہل فوج اسکے سر پیٹنے لگے جارلا کہ جوان خسرو پر آ پڑے تلوار چلنے لگی خسرو نے جو دیکھا
کہ چہار طرف سے فوج کا بلوہ ہے دست دعا بدرگاہ بے نیاز بلند کیے کہ اے قاضی الحاجات
واقع البلیات

نظم

ابر را حاصل شود از دیدهٔ گریان فروغ / برق می یابد ز سوز سینهٔ سوزان فروغ
واقف اسرار حقیقت تا نگردد مرد حق / کی کند حاصل میان چشم حق بینان فروغ
یابد از لطف خدا در عالم دنیا مدام / ہر طریق و شرع و دین و مذہب و ایمان فروغ
واحد اول جلوه گر در چہرهٔ توحید بود / بعد از آن در بزم گاه کثرت آمد آن فروغ
ہمچو مہر و ماه بر اوج شرف روشن شود / بنده از علم و ہنر حاصل کند چندان فروغ
حمد حق کردی درین دیوان بہر مصرع رقم / یافت زان نظم تو ہمتای سخن دانان فروغ

شاہزادے نے جو بیقرار ہو کر دعا کی برق شانی نے دیکھا کہ شاہزادہ گھرا ہوا ہے لشکر سے
نکلکر بھاگا آکر رستم کو خبر کی رستم نے زرہ گلے میں ڈالی اشہب مرکب پر سوار ہو کے
بارہ ہزار جوانان زرین کمر پیش یہ کہتے ہوئے ساتھ چلے کہ ہم سرکار کے ساتھ رہیں گے
عیوق و چارق و صنعان وغیرہ عیاران لشکر نکلکر گھوڑوں پہ سوار ہو کے عقب میں
رستم کے چلے یہاں رستم اسوقت پہنچے کہ خسرو جارلا کے سے لڑتے لڑتے زخمی ہو
چکے ہیں کہ خطا شعار چیر رہے ہیں شاہزادہ الگ آکر ٹھہرا ہے کہ نعرہ رستم کی آواز
آئی ستم رستم پیلتن چیل تن کشندہ قومل ہندی و زولی ہندی و کیدان فرنگی

نعرہ رستم ارشاد اولاد امیر عرب + کیست علمشاہ چو رستم لقب + دیگرے علمشاہ رومی
شہ فیل زور + کہ بر تخت عرزوق افگندہ شور + اور سکار لڑا تو آزادی اکر ا در میان برابر
نہ گھبرانا میں آپہونچا خسرو نے جو رستم کو آتے دیکھا چمک چمک کے لڑنے لگے چھپر ہاتھ
مارا اسکے دو ٹکڑے کیے کئی افسر مارے رستم نے جو بھائی کو زخمی دیکھا آنکھوں کے
نیچے اندھیرا آگیا فوج کفار پر تلوار کھینچکر گرے کئی سو کفار کو قتل کیا آخر ملازمان شاہین
کے پاؤں اکھڑے شکست فاش کھا کر بھاگے رستم نے خسرو کو ساتھ لیا بہ فتح
و فیروزی پلٹے بارگاہ میں آکر زخم دوزی کی بعد نکل جانے رستم کے ہفت پیکر کو خبر
ہوئی کہ گل اندام کو برق ثانی نے مارا خسرو کے ہاتھ سے شاہین مارا گیا ہفت پیکر
نے زانو پر ہاتھ مارا کہا یارو میں جانتا تھا کہ گل اندام نے بڑا کار نمایاں کیا ہوا ہے
اسکا بچنا دشوار ہے آخر برق ثانی نے مارا فرزندان خواجہ عمرو بلا سے روزگار میں
برق ثانی فرزند برق فرنگی ہے برق نے کیا کیا کام کیے قدرت کے ذہن میں
یہ آیا تھا کہ برق ثانی کو وہ نام عطا کریں کہ سب عیار شرمندہ ہوں خواجہ عمرو اسکو
اپنا نائب کریں ماہور سردار خوار جادو دنگل سے اٹھا کہا یا خداوند یہ معاملہ پھر
سپرد کیجیے میں کل ہی سب کا خاتمہ کر دونگا ہفت پیکر نے نام پوچھا ماہور سردار خوار
کے طبل جنگی بجوایا ہرکاروں نے یہ خبر رستم کو پہونچائی خواجہ دربار میں رستم کے
موجود تھے رستم نے کہا ای عمرو نامدار سود اس چھیلے کا ادا کیجیے گا خواجہ نے کہا ای
نور نظر تمکو صاحبقران سے رشتہ ہی میں بھی ویسا ہی تمکو جانتا ہوں خواجہ
اپنے مقام سے اٹھے فکر میں ماہور کی چلے ماہور دربار ہفت پیکر سے اٹھکر اپنی
بارگاہ میں آیا ہو مکانے میں آکر بیٹھا سحر تیار کر رہا ہے کچھ چھریاں کچھ خنجر ایسے بنائے
اسکو طرف آسمان کے اڑا دیا اس طرح کی سحر ایسی بنا کیے آخر میں ایک پتلا
بنایا ہو خون کاٹ کاٹ کے اپنا سیر ڈال رہا ہے منظور یہ ہے کہ اس پتلا کو
لشکر اسلام کے روانہ کروں وہ پتلا باتیں کر رہا ہے رستم کا نشان بتاتا ہے جادوگر
کہہ رہا ہے جسکو سب طلسم کشا کہتے ہیں سب جادوگر اسکی [illegible]

کہ کان میں آواز آئی ارے بندۂ خاص الخاص کیا عمدہ سحر بنائے ہیں کہ میں نے پتلے
میں بنا کر لیے ایسے سحر پھر کبھی نہ بنانا تیری بے ادبی کل سے ہم پر ظاہر ہوئی ماہور نے
صدا سنکر سر اٹھایا دیکھا ایک موٹا جادوگر مٹھی ہاتھ کی بنائے ہوئے یہ کہہ رہا ہے
ماہور نے نگاہ غور سے خیال کیا ہفت پیکر کو دیکھا تخت اڑائے ہوئے آتا ہے خوف زدہ
ہوکر اٹھ کھڑا ہوا تخت زمین پر آیا کوکر آواز دی ای بندۂ مغضوب اور سحر تو تیرے
بیکار ہیں مگر اس پتلے سے کیا مراد ہے ماہور نے کہا یا خداوند یہ پتلا جو بن جائے
جتقدر جادوگر نہاں لشکر اسلام میں ہیں انکے باتیں کر کے یہاں لے آئے کیا
مجال کوئی رک سکے یہ سحر ساختۂ بزرگان ہے اور قدرت کی عملداری میں اسے کوئی نہیں
جانتا کہا تم جاکر گلابی شراب کی لاؤ ہم اسکو تیار کرتے ہیں ماہور اٹھا دروازے
پر آکر آواز دی ارے کوئی حاضر ہے برائے قدرت گلابی شراب کی لاؤ چند خدمتگار
طرف مینا نے کے چلے ماہور انتظار میں کھڑا ہے یہاں ہفت پیکر نقلی نے پتلے سے
پوچھا تجھے اب کیا چاہیے پتلے نے کہا یا خداوند یہ جو کھڑا ہے میں موہن بھوگ کھایا
ہے یہی ہماری خوراک ہے جو کوئی مجھکو یہ کھلاوے جو حکم دے وہ بجالاؤں ہفت پیکر
نقلی نے پوچھا کہ ماہور کی بھی خدمت کر سکتے ہو پتلے نے سر ہلا کر کہا ماہور کی بوٹیاں
کاٹ کر کھا جاؤں لشکروں کو شکست دوں فتح جنگ کا بندوبست کروں ہفت پیکر
نقلی نے ایک لقمہ موہن بھوگ کا پتلے کو کھلایا پتلے نے پھر منھ کھولا دوسرا لقمہ دیا
پانچ لقمے پتلے کو کھلائے پتلا جھومنے لگا کہتا ہے بعد مدت کے آج میرا پیٹ بھرا
جو حکم دیجیے وہ بجالاؤں ہفت پیکر نقلی نے کہا تو مجھے پہچانتا ہے کہ میں کون ہوں
پتلے نے کہا مشکل تو خداوند ہفت پیکر کی ہو مگر یہ جانتا ہوں کہ فریب ہے ہفت پیکر
نقلی نے کہا میں ہوں عمرو عیار چاہتا ہوں کہ ماہور کا سر کٹواؤں اسکو قتل کروں
پتلے نے کہا میں آپ سے خدمتگاری حاضر ہوں مگر چند لقمے باقی ہیں وہ بھی مجھے
کھلا دیجیے تو میرا پیٹ بھر سکے آتے ہی ماہور کی گردن توڑوں سحر اسکے جو ابرون کا ٹھا
کیا یہ کہکر اسکو بٹھاؤں یہاں خادم گلابی لیکر آئے ماہور نے دیکھا کہ پتلا

موہن بھوگ کھا رہا ہی پکار کر آواز دی یا خداوند آپ نے موہن بھوگ کیون کھلایا عمرو نے پکار کر آواز دی مین تیرے خداوند پر لعنت کرتا ہون مجھے نہین پہچانتا منم جوہر عیاری و قطب فلک خنجر گذاری شاہ عیاران عیار ہو اجہ عمرو نامدار رفیقِ حمزہ

عمرو ہون مین عیار صاحبقران
مرے ہیبت سے کانپتا ہی جہان
زمانے کا مکار غدار ہون
تراشندہ ریش کفار ہون
ہوا تیز رفتار گر ہو قدم
صبا ٹھوکرین کھا کے رہے ہر قدم
دوندہ جہانگرد طرار ہون
جہانگیر عالم کا عیار ہون

نعرہ کرکے عمرو نے آواز دی ای تیلہ ساحری ماہور کو مار لے تیلہ دوڑا ماہور بھاگا خواجہ گلیم اوڑھکر پشت پر چلے دروا کے پر ساحرون نے چاہا روکین تیلے نے جسکو طمانچہ مار دیا اُسکا سر اُڑ گیا لیکن چیر کے [illegible] مثل مشعلہ جوالہ جاتا ہی جب دس پانچ آدمی مارے گئے تو ان سب نے پیچھا چھوڑا پکار کر آواز دی ای تیلہ ساحری جہان جاتا ہی جا ماہور بھاگا ہوا جاتا ہی تیلہ پیچھے جاتا ہے پلٹنون مین رسالون مین جا ماہور پہونچا کمیدان و رسالدار نے کہا ای ماہور کہان جاتے ہو اسقدر بدحواس ہو کبھی تمکو اس حال مین نہین دیکھا تھا ماہور نے کہا ایسا [illegible] کیا ہی عمرو عیار نے اسکو روک لیا ہو چاہیے تھا وہی خوراک کھلائی مین خدمت خداوند مین جاتا ہون یہ کہکے بھاگا ہوا گوشہ لشکر مین آیا وہان بارگاہ طلسمی استادہ ہی اُسمین ہفت پیکر بیٹھا ہوا ماہور ہی کا ذکر ہو رہا ہی ہفت پیکر کہتا ہی کہ آج ہی ماہور خاتمہ مسلمانان کردیگا لاشہ مسلمانان سے میدان بھر دیگا وہ دیکھو ابر جھکا ابر مین بجلیان بھری ہین یہ ابر جو گرے گا تو ہزارون کو قتل کریگا یہ باتین کر رہا تھا کہ دیکھا ماہور دوڑا ہوا آیا ہفت پیکر نے پوچھا ای ماہور خیر تو ہے کہ پشت سے نعرہ ہوا منم تیلہ ساحری او ماہور کہان جاتا ہی عمر ٹھہر تجھ سے کام لیا خوراک اصلی تجھکو عمرو نے کھلائی عمرو نے گلیم چہرے سے سرکائی تیلے کو اشارہ کیا تیلہ تڑپ کر اوپر جا پڑا ماہور بھاگ کے پشت پر ہفت پیکر کی چھپا تیلہ جادوگرون کو سرکا کر قریب تخت ہفت پیکر کے پہونچا ہفت پیکر کو ڈھکیل دیا ماہور کو ہاتھ تھام کے کھینچا ماہور غل مچاتا ہی کہ یارو مجھکو اس ظالم کے ہاتھ سے جلد بچاؤ جو جادوگر قریب آیا اسکو طمانچہ مارا وہ [illegible]

کاٹ کھایا جب کئی جادوگر مارے گئے تو اب کوئی قریب نہیں آتا پتلے نے ماہور کو
اُٹھا کے دے مارا چھاتی پر چڑھ کر سینہ چاک کیا دل گردے نکالکر کھانے لگا ساحر
کہ رہے ہیں یا خداوند آپ کے سامنے یہ بے ادبی کرتا ہے اسکو سزا دیجیے ہفت پیکر
نے جھولی سے گولہ نکالا خبردار کہکر پتلے پر گولہ مارا پتلے کے سینے پہ پڑا آتش گیر سینے
کو پار کرتا پتلا لڑکھڑا کر گرا گرتے گرتے آواز دی او ہفت پیکر اب تو زندہ نہ بچیگا یہ
کہکے پتلا جلکر خاک ہوا آواز آئی کشتی مرا نام سن پتلہ ساحری ہو وہ تمام اہل دربار
کو حیرت ہوئی آپس میں کہتے تھے یارو آج تو اس پتلے نے قدرت کو سر دربار ذلیل کیا
کیا قدرت کے سامنے سے کھینچکر ماہور کو مارا دل گردہ اُسکا کھا گیا آخر میں
قدرت نے مارا ہفت پیکر سر جھکائے بیٹھا ہے سب کی باتیں سن رہا ہے آخر جھنجھلا کر
جواب دیا ارے بیوقوفو تم قدرت کی مصلحت کو کیا جانو ماہور بڑا مغرور تھا یہی
سزا تھی جو قدرت نے دی ساحر خاموش ہو رہے مگر آج کی عیاری پر عمرو کی سب
جادوگر معتقد ہوگئے ایک ایک کا قول ہے کہ عمرو بلائے روزگار ہے ساحروں کا یہ
حال کرتا ہے کہ سامنے قدرت کے قتل ہوا کوئی سحر کیونکر تیار کرے خواجہ ماہور کو
قتل کراکے چلے سامنے رستم کے آئے کہا اے نور نظر آج تو کئی لاکھ کے جواہرات
میرے گر گئے مگر بیٹا تم رئیس جلیل ہو اگر سرداروں کو حکم دو قلیل قلیل دیویں تو پورا
مطلب نکل جائے رستم نے دس ہزار روپے سامنے خواجہ کے پیش کیے کہا سرداروں کو
دقت ہو رہی ہے جو ممکن تھا وہ حاضر کیا خواجہ نے کہا تخت پر سوار ہو کے گیا ماہور کو
سامنے ہفت پیکر کے قتل کرایا ایسی قلیل رقم نہیں چاہتا ہوں ایک لاکھ روپیہ
دیجیے رستم نے کہا کہ عمرو نادار خزانے میں روپیہ نہیں ہے عمرو نے کہا بیٹا ہم تجھسے لینگے
رستم نے سہاک کو اشارہ کیا کہ یہ دسوں توڑے خزانے میں داخل کر دو سہاک جیسا
توڑے اُٹھانے لگا خواجہ نے کہا اے نور نظر میں یہی قبول کرتا ہوں رستم کب
مانتے ہیں سہاک پلاؤ قی نے روپیہ خزانہ دار کو دیا خواجہ روٹھے ہوئے دربار
سے رستم کے نکلے کہتے تھے اب کبھی اس نا منصف کے دربار میں نہ آؤنگا قضا اِس

عالم سے باز لیگا رستم نے سماک سے کہا دیکھو حمام تیار ہی عرض کی داروغہ خود حضور کا
مشتاق ہے داروغہ نے خود کہا تھا کہ اگر آج رستم غسل کریں تو بڑا لطف پائیں رستم
تیاری کرنے لگے خواجہ صورت تبدیل کر کے بیرون بارگاہ موجود تھے خبر سنی کہ رستم حمام
حمام جاتے ہیں خواجہ نے رنگ و روغن عیاری لگایا بارہ تیرہ برس کے لڑکے کی
شکل بنکر حمام میں آئے داروغہ حمام نے دیکھا ایک لڑکا خوبصورت کرتا چکن کا پہنے
ہوئے مشروع کا پائجامہ بھاری ٹوپی سر پر پہنے زربفت کے رومال میں کسوت بندھی
ہوئی آتا ہے داروغہ کو آ کر سلام کیا داروغہ نے پوچھا صاحبزادے تمہارا کیا نام ہے
کہا حضور عظیم اللہ خان کا پوتا ہوں جانا دوست میں نے ترائی اب جب وہ دنیا
میں فرق پڑا تو میری والدہ نے اوزار حجامت بنانے کے نکال کر دیے کہا بیٹا یہ تمہارے
باپ دادا کا پیشہ ہے اسی حمام میں جاؤ مرد آدمیوں کو نہلاؤ اور لوگوں کا سر مونڈو
روپیہ دو روپیہ روز پاؤ گے اس وجہ سے آپ کے پاس حاضر ہوا ہوں داروغہ نے
کہا بیٹھو یہ سرکاری حمام ہے جو انعام ملے نصف تم لو نصف ہم کو دو کہا حضور یہ
کام لیں جو دینگے وہ لے لیں گے شام کو کچھ لیکے گھر جائیں ماں انتظار کرتی ہوگی
داروغہ نے لڑکے کو بٹھایا دیکھا کہ لڑکا بہت چالاک ہے ہنستے کھیلتے پھر کے لوگوں کو
بلانے لگا کہ ہرکارے نے بڑھ کر عرض کی داروغہ صاحب ہوشیار ہو جائیے خود
رستم تشریف لاتے ہیں داروغہ نے کہا صاحبزادے تم بڑے صاحب نصیبہ
ہو آج تمہیں رستم کو نہلاؤ فرزند صاحبقران ایسا کچھ دینگے کہ نہال ہو جاؤ گے
لڑکا یہ سنتے ہی چڑھا کر موجود ہوا دروازے پر حمام کے ٹھہرا کہ رستم آئے سماک ساتھ
ہے رستم سامنے داروغہ کے آئے داروغہ نے کہا حضور میں نے آپ کے خدمت
کرنے کو ایک لڑکا بہت حسین مقرر کیا ہے وہی آپ کو نہلائیگا لڑکے نے جامے خانہ
میں آ کر رستم کو لنگی بندھوائی لباس اتار کر رکھا رستم کو حمام میں لایا رستم نے
کہا صاحبزادے کوئی بٹنہ بھی تمہارے پاس ہے کئی دن کے بعد آج نہانے کا
اتفاق ہوا ہے لڑکا بولا ایسا بٹنہ لگاؤں کہ تمام بدن میں خوشبو ہو جائے لڑکا

ایک پیالے مین اُبٹنہ بنا کر لایا سارے چہرے مین رستم کے وہ اُبٹنہ ملا ایسی خوشبو آئی
کہ رستم نے ہاتھون مین اور پانون مین بلکہ سارے جسم مین اُبٹنہ لگایا لڑکے نے
کہا اب غوطہ لگائیے رستم نے غوطہ لگایا لڑکے نے جامے خانے مین لاکر لباس
پہنایا رستم نے سو روپے انعام کے دیے لڑکا دعائین دیتا ہوا باہر آیا داروغہ نے
پوچھا صاحبزادے کیا انعام ملا عمرو نے ایک روپیہ نکال کر دکھایا کہا کیسے رستم زمین
مین نے تل تل کے نہلایا اُسکا بدلہ یہ ہوا کہ ایک روپیہ دیکر چلے گئے سماک جو دروازے
پر کھڑا تھا خواجہ نے کہا مہتر صاحب تم نہ نہائے خیر یہ روغن تو چہرے پر مل لو سماک
نے روغن چہرے پر ملا لڑکے نے روپیہ داروغہ کو دیا کہا یہ روپیہ آپ ہی رکھیے صبح کو
بہشتی وغیرہ تقاضا کرینگے مین تو اب رخصت ہوتا ہون جنس وغیرہ بنیے سے جا کر
قرض لونگا تب رات کٹیگی داروغہ نے کہا یہ روپیہ لیجاؤ خواجہ وہ روپیہ بھی لیکر
چلے گئے رستم جو باہر آئے سرداروں نے رستم کو دیکھا کہ چہرہ مثل حبشی کے
سیاہ ہو رہا ہے ہاتھ پانون بھی سیاہ سرداروں نے سر جھکا لیا کچھ کہہ نہ سکے کہ
سماک سامنے سے آیا دیکھا سماک کا بھی چہرہ سیاہ ہو رہا ہے سرداروں نے
کہا ذرا مہتر صاحب آئینہ تو ملاحظہ فرمائیے سماک نے جو آئینہ دیکھا اور رستم پر نگاہ
ڈالی کہا آقاے نامدار آپ تو حبشی ہو گئے جون جون دھوتے ہین رنگ اور چمکتا
جاتا ہے سیاہی کو زیادتی ہوتی ہے رستم نے کہا اے سماک اب مین کیا کرون سماک
نے کہا آقاے نامدار یہ کام اُسی ساربان زادے کا ہے اُبٹنہ وہی لگا کے چلا گیا تھا میرے
میرے چہرے پر روغن لگا گیا اُسی کے پاس اسکا توڑ ہوگا یہان تو صاحبقران
دربار مین بیٹھے ہین خواجہ آکر کرسی پر بیٹھے امیر نے پوچھا خواجہ کہان سے آتے ہو
عمرو نے کہا آقاے نامدار زمانہ بہت خلاف ہے امیر نے کہا خواجہ کیا ہوا خواجہ نے
کہا آج کل کی تہمت سے خدا بچاے امیر فرماتے ہین خواجہ تمھاری بات ذہن میں
نہین آتی عمرو نے کہا محتاج کی بات کیا سمجھ مین آئے کہا جنون کا ہے پر تقاضا ہے جا بجا
جا بجا جاتے ہین تو کے جاتے ہین آج صبح سے کئی قرض خواہ آئے کوئی عذر نہین سنتا

یہ ذکر تھا کہ دربارگاہ پر بلوا ہوا امیر نے کہا دریافت تو کرو یہ کیا ہنگامہ ہے ہرکاروں نے
بڑھکر عرض کی کہ آپ کے فرزند رستم و سماک عیار روتے پیٹتے ہوئے آتے ہیں حمام
نہانے گئے تھے نہیں معلوم وہاں کیا ہوا کہ رستم کی صورت آفتاب عالمتاب تھی بالکل
حبشی معلوم ہوتے ہیں عمرو نے کہا اے آقائے نامدار میری آہ کا باعث ہے روغن کون
لگانے جائیگا کام تو مجھ سے ولیا کہ دو لاکھ روپیہ میرے خرچ ہوئے دس ہزار روپیے
تھے میں نے نہیں لیے رو رو کر پروردگار سے عرض کی کہ اے خالق تو بدلا لینا
الحمدللہ کہ چہرہ تو سیاہ ہوگیا امیر خاموش بیٹھے ہیں کہ رستم و سماک سامنے
آئے رستم نے پکار کر آواز دی قبلہ و کعبہ فریاد ہے خواجہ عمرو نے نہیں معلوم کیا
لگا دیا کہ تمام جسم سیاہ ہوگیا سماک کا صرف چہرہ سیاہ ہے آواز سے امیر نے رستم
و سماک کو پہچانا ورنہ صورتیں سیاہ حال تباہ، سقا روتے ہیں کہ دامن گریبان اشکوں
سے تر ہوگیا امیر نے پلٹ کے فرمایا کیوں خواجہ یہ کیا ہوا عمرو نے کہا غریبوں کو
جو ستائینگے سزا پائینگے ابھی تو چہرہ سیاہ ہوا ہے پھر دل سیاہ ہوگا اب ہر قسم
کے عارضے پیدا ہونگے کوڑھی ہو جائینگے امیر نے فرمایا خواجہ خاموش رہو اب
اسکو دفع کرو عمرو نے کہا میں نے جو خدا سے بیتاب ہوکے دعا کی اسکا ظہور ہے
کئی لاکھ روپیہ کا مال میرا اگر گیا دس ہزار روپیہ دیتے تھے وہ بھی خزانے میں داخل
کرا دیے یہ جوانامرگ جو سامنے کھڑا ہے سیاہ رو یہ ہم تھا کر لیگیا میں لاکھ چیخا بیٹا کہ لاؤ
بھی دیدو اسنے جواب نہ دیا اور روپیہ خزانے میں بھیجا اسکی یہ تاثیر ہوئی کہ رستم تو
بالکل سیاہ ہوئے سماک کا چہرہ سیاہ ہوگیا اب سیاہی بڑھکر سارے بدن کو
گھیرے گی مبتلائے عذاب الٰہی ہیں میں کیا علاج کروں مجھ جیسا جنوں نے بلوہ کیا ہے
کئی دن سے فاقہ ہے بھوکے پیاسے کی جو دعا قبول ہوئی ہے میں نے جو بلبلا کر
دعا کی کہ پروردگار انکو سزا دے درِ اجابت وا تھا چہرے سیاہ ہوگئے ابھی اور
قہر عذاب نازل ہوگا ابھی آپ ملاحظہ فرمائیں انکی جان پر بنیگی ابھی تو خیر ہے
صاحبقران نے فرمایا زیادہ باتیں نہ بنائیے انکو لیجا کر اچھا کیجیے علشاد تلوار

کھینچے کھڑے ہین کہ اگر یہ سپاہی دفع نہوگی تو مین اپنی جان دونگا سماک کہتا ہے
مین لشکر سے نکلجاؤنگا بھائیون کو کیا روے سیاہ دکھلاؤنگا عمرو نے جھلا کر کہا آغا
جان دیتے ہین عیار صاحب لشکر سے نکلے جاتے ہین روپیہ نہاین صرف کرتے ہین
سخی کی ناؤ کبھی تباہ نہین ہوتی رستم نے کہا عمو نادار ہین لاکھ روپیہ دونگا عمرو نے
کہا میرے تین لاکھ روپے صرف ہوے ہین وہ مجھکو ملین تو مین خدا سے عرض کرون کہ
اے کریم کارساز جو اپیر بلا نازل ہوئی ہے اسکو دفع کر جیسے یہ دعا میری قبول ہوئی کیا
عجب ہے کہ پروردگار دعا میری سن لے اور عذاب تمپر سے دفع کرے سماک نے بیقرار
ہوکے رستم سے کہا آقا اے نادار براے خدا تین لاکھ روپے دیجیے رستم نے رقعہ لکھا
سماک کو دیا سماک فوراً جاکے روپیہ لایا خواجہ روپیہ اٹھانے لگے رستم نے کہا
روپیہ نہ اٹھائیے پہلے علاج کیجیے عمرو نے کہا بس یہ علاج ہے کہ حمام مین جاکر
دوسرے حوض مین میرا نام لیکر غوطہ لگائیے جب گرم پانی مین نہائے تھے اب
سرد پانی مین نہاؤ پروردگار تمکو تندرست کردیگا خواجہ عمرو نے تین لاکھ روپے
لیا رستم و سماک نے جاکر ٹھنڈے حوض مین غوطہ لگایا اب جو پانی سے نکلے
چہرے آفتاب عالمتاب تھے سارے لشکر مین ہلڑ ہوا کہ رستم نے صحت پائی ہرکارے
ہفت پیکر کے جو دربار مین حاضر تھے جس وقت رستم آکے دربار مین بیٹھے اور بارگاہ
جمال جہان آرا سے روشن ہوئی صاف ثابت ہوتا تھا کہ ماہ تابان تلے ابر سے
نکل آیا ہرکارے یہ خبرین لیکر سامنے ہفت پیکر کے آئے کل حال کہکر کہا یا خداوند
آج تو عمرو نے رستم سے تین لاکھ روپے لیے اب چہرہ ایسا روشن ہے کہ صاف ثابت
ہوتا ہے چاند گہن سے نکل آیا لشکر مین صاحب قران کے جابجا یہی چرچے ہو رہے
ہین یا خداوند آپ دعا عمرو کی قبول کرلیتے ہین ہفت پیکر نے سر ہلایا کہا وہ بندہ
مقبول ہے اسکی دعا بد دعا ہر وقت قبول ہے ساحرون نے عرض کی یا خداوند کیا
ہم لوگ اب کاہیکو زندہ رہینگے خواجہ عمرو ہمارے واسطے ہر وقت بد دعا کرینگے
ہفت پیکر نے کہا اس مقدمے مین اسکی دعا قبول نہوگی رستم نے اسپر ظلم کیا تھا

اسوجہ سے اسکی دعا قبول کرلی تم لوگ نہ گھبراؤ اگر تمھارے بارے مین یہ دعا کریگا
تو دروازہ قبول کا نہ کھولین گے لیکن ہفت پیکر کا تردد بڑھتا جاتا ہو کہتا ہی ان مسلمانون
سے کیونکر جان بچیگی چارطرف سے بلوہ کیا ہے فوجین بھی بڑھتی جاتی ہین یہ
دل مین سوچ رہا ہو سردارون کو تسکین دیتا ہو کہ آسمان پر ابر تیرہ وتار پیدا ہوا بو
خوش آئی کہ دماغ جان معطر و معنبر ہوگیا یا تو ہفت پیکر متردد بیٹھا تھا یا ابر کو دیکھکر
شگفتہ ہوا سرداردن سے کہتا ہو یارو میری جان آئی ہے کئی برس کا زمانہ گذرا
اس مہجبین پر جان دیتا ہون اب رنج قدرت کا شکر آئی ہو ملال میرا ناگوار ہوا
کہا یہ آکر بیٹھا ہفت پیکر اپنے مقام سے اٹھا سب سردار کھڑے ہوگئے اتفاق سے
سماک بیلداقی پر لے خبر دربار ہفت پیکر مین آیا ہو ستون کی آڑ مین کھڑا ہے ابر جو
وہ پھٹا ایک تخت ہویدا ہوا اُس تخت پر ایک نازنین ماہ رخسار گیسوے عنبرین
عارض پر پڑے ہوے ہین جب زلفون کو جنبش ہوتی ہے تو بوے خوش آتی ہے
سونگھنے والے مست ہو جاتے ہین ہفت پیکر تو جھومنے لگا کہتا ہو کہ خوشبو دل سے
اُڑگئی پکارکر آواز دی ای ملکہ شمیم گیسوکشا کیونکر آنے کا اتفاق ہوا اُس معشوق
پری پیکر نے ناز سے جواب دیا کہ ای ہفت پیکر مجھکو خبر معلوم ہوئی کہ تیری خدائی
مٹتی ہے ہفت کوہ کو چھوڑکر طلسم باطن مین آیا مسلمانون نے یہان بھی پیچھا چھوڑا
طلسم شکست ہوا آج یہ خبر پائی کہ ماہو سردار خوار کوئی ساحر بہت زبردست تھا اُسکو
عمرو نے عیاری کرکے مارا قدرت کو بڑا رنج ہو منظور ہوا کہ چلکر تمھاری خدائی قائم
کردون پھر اپنے ہفت کوہ پر جاکر آباد ہو کل رعایا تمکو سجدہ کرے ہفت پیکر نے
کہا ای جان جہان و ای آرام دل مشتاقان قدرت بہت مجبور ہو رہے ہین شمیم گیسوکشا
نے کہا ای ہفت پیکر یہ جان و ایمان تو نہ کہا کہ مجھکو بہت شاق گذرتا ہی مین مرد
کے نام سے بیزار ہون لیکن تو تحفے تحائف بھیجا کرتا تھا اُسکا خیال آگیا کہ چلکر تیرا
سامان درست کردون ہفت پیکر نے تخت اپنا خالی کردیا اور تخت ہفت پیکر پر تخت
اُس نازنین کا آکر قائم ہوا پھر کہا اے ہفت پیکر ایک مجھ سے وعدہ کر کہ خدائی کو

دعوی موقوف کر سب تجھکو شہنشاہ کہا کرین ہفت پیکر نے کہا اے ملکۂ عالم مین یہ بھی
قبول کرون مگر طلسم کشا پر سحر تاثیر نہین کرتا اور باپ طلسم کشا کا صاحبقران ہے
اُسکے چند نام میرے یاد ہین اُسکا نام اسم اعظم رکھا ہے اُسپر بھی سحر تاثیر نہین کرتا جب
اُن نامون کو یاد کرتا ہے ساحر کا سحر اُسکے قریب نہین جاتا اور باپ بیٹے لاکھون
مین اکیلے لڑتے ہین اور دیوزادون کو شکست دی اٹھارہ سال پردۂ قاف مین رہکر
سرکشان قاف اُنکے ہاتھ سے مارے گئے پردۂ دنیا مین آکر بڑے بڑے شاہون کو
شکست دی اس طلسم پر بھی بلوہ کیا سب فرزندون نے دربند شکست کیے طلسم کشا
نے مرحلے توڑے لوح طلسم اُسکے پاس موجود ہے اور کلاہ ہفت گوشہ و زرہ ہفت جوشن
و تیغۂ ہفت جوہر کہ تحفہ جات نایاب تھے یہ بھی طلسم کشا کے قبضے مین ہین اسکی کیا
تدبیر کرو گی شمیم نے کہا مین ان سب چیزون کی تدبیر کرونگی اے ہفت پیکر دیکھنا
ان دونون سرکشون کا کیا حال کرتی ہون کس طرح سے تیری سلطنت قائم رکھونگی
شمیم بڑے بڑے لاف وگزاف کر رہی ہے ہفت پیکر کہتا ہے اے نور نژاد حسینان
جہان تمکو استاد قدرت دو تیرا مرتبہ بڑھائین کہ نائب سلطنت طلسم ہفت پیکر
کر دین شمیم نے شرما کر کہا مجھے سلطنت ونیابت کی کچھ ضرورت نہین میری عملداری
کیا کم ہے صرف ایک باغ ایسا بنایا ہے کہ اگر سامری وجمشید زندہ ہوتے تو اس باغ
کے اوصاف دیکھتے مجھکو اس باغ کی حکومت کافی ہے کئی سو قریے اسی باغ کے متعلق
ہین ایک ایک زمیندار مثل بادشاہ کے حکومت کرتا ہے پھر مجھے تمھاری سلطنت
کی کیا ضرورت ہے مگر تمھارا حال سنکر افسوس ہوا اسوجہ سے مین آئی لیکن خدائی
سے توبہ کرو ہفت پیکر گڑگڑانے لگا کہا اے شمیم اگر تو نے سلطنت مسلمانان کو
مٹایا تو ہرمز دیو و شکالیہ و باختر و پردۂ ظلمات ہفت دربند و فرکوہ شیبہ
سب ملک قبضے مین آئینگے شمیم نے کہا ایک شعبدے مین کسی مسلمان کا پتہ نہ لگیگا
جو سامری وجمشید نے سحر ارسطو کیے اُن سب پر پردہ ڈالدیا ہے طلسم کشا
لوح خود اتار دینگے تحفہ جات پھینکینگے طرف صحرا کے نکل جائینگے اُنکو ہرگز اسکا پتہ

یہ تو مرتبہ دیکھ لون جس شے کو خیال کرون اور تمھارے نقصان کے اشیا اُسکے
قبضے مین ہون اُنکی فکر کرون کہ کسی مقام پر اُن لوگون کو جمنے نہ دون شہنشاہ سرانداز
اپنے مقام سے یہ کہکر اُٹھا کہ یا خداوندا بلکہ تو خاتمہ ہی کر دینگی مین چاہتا ہون کہ ملکہ کو
تکلیف نہو اور لڑائی فتح ہو جائے جو کچھ ملکہ نے فرمایا ہو انھین سب باتون کا ظہور
ہوگا آپ میرے نام پر طبل جنگی بجوائیے کل میدان کارزار مین ملکہ عالم سب کو دیکھ
لین غلام کا سحر بھی ملاحظہ کیجیے شمیم نے کہا اے ہفت پیکر بڑی بات معقول اسنے
کہی مین قلب لشکر مین رہونگی سب کو دیکھونگی پھر کتنی بڑی بات ہو شاید انھین کا
کہنا ہو مسلمان دیوانہ وار طرف صحرا کے نکلجائین سب اہل دربار نے گواہی دی کہ
یا خداوندا یہ ایسا ہی ساحر ہو اسکی اقلیم سے ڈانڈہ کالورودلیس کا ملا تھا وہان کے
ساحرون کو مار کر اسنے اپنا قبضہ کیا کالورودلیس والے جوگی جیپال کو خدا جانتے ہین بوقت
مقابلہ بھی جوگی جیپال ہی کو پکارتے ہین اسی سے وہ مدد طلب کرتے ہین جب لوگ
نام جوگی جیپال کا لیکر پکارتے ہین تو ہوا اُٹھنا شروع ہوتی ہے آسمان پر تصویر ایک فقیر
کی نظر آتی ہو بال بڑے بڑے جوڑا باندھے ہوئے چولی وار زنار ہاتھ مین لیکار تا ہو
کہ اے فرقۂ خدا پرستان وا ہو زیر دستان خبردار میرے بندے پر ہاتھ نہ ڈالنا اُسی
ساحر کا زور سحر بڑھتا جاتا ہو حریف کو زیر کر لیتا ہو لیکن اسنے اُن سب کا زور سحر اپنا
داخل کر لیا ہفت پیکر نے حکم دیا کہ نام پر شہنشاہ سرانداز کے طبل جنگی بجے بائیس سو
نقارہ پر چوب پڑی شمیم نے اُٹھکر کہا کیون ہفت پیکر اسقدر کیون ہنگامہ ہوا ہفت پیکر
نے کہا جتنے سردار اترے ہین سب نے اپنے اپنے لشکرون مین طبل جنگی بجوایا قدرت
کے کارخانے مین صرف سات سو نقارہ ہوا اور بائیس سو نقارہ بجا ہو سب سردار تماشا
دیکھنے آئینگے ہرکارون نے رستم کو خبر پہونچائی کہ لشکر کفار مین کوئی ساحر ہو شہنشاہ
سرانداز نام اُسی کے نام پر طبل جنگی بجا ہو کل اسکا ارادہ ہے کہ نکلکر معرکہ آرا ہو خبر
ہو ایک نازنین نہایت حسین ہے وہ ہفت پیکر آئی ہے بڑے لاف و گزاف
کر رہی ہو وہ بھی کل تماشا کریگی رستم نے کہا خدا سے امید ہے کہ بزرگ اُستاد یہ کیکر تماشا کرینگے

اشارہ کیا سماک نے آکر نقارچیانے مین حکم دیا سترہ سو نقارہ بجا
پڑی بارگاہ ہفت پیکر کانپ گئی لیکن شمشاد سرانداز نے طبل بھی بجوا لیے
کنارے پر لشکر کے استادہ کرایا آپ کے اُسمین بیٹھا گرد اُس بارگاہ کے خندق کھدوا دیا
وہ خندق پانی سے لبالب ہوگئی ظاہر مین پانی بھرا ہی دور سے معلوم ہوتا ہی کہ ہزارون
اژدہے بیٹھے ہین سماک ملیا قی کو ہرکارون نے خبر دی کہ شمشاد فلان بارگاہ مین اترا
ہو سماک باتہائے عیاری سے آراستہ ہوکر چلا لشکر ہفت پیکر مین آیا جا بجا پھرتا ہوا
سامنے بارگاہ شمشاد کے آیا دیکھا گرد بارگاہ صدہا اژدہے بیٹھے ہین منھ کھولے ہوے
چارون طرف دیکھ رہے ہین قلابہ آتشین چھوڑ رہے ہین سماک حیران ہوا کہ اندر بارگاہ
کے کیونکر جاؤن تا دربارگاہ جانا مشکل ہے اندر بارگاہ کے تو پہونچ نہ سکا گرد بارگاہ کے
چیخ مارنے لگا پہلو سے بارگاہ کے آکر دیکھا کہ شکم سے اژدہے کے ایک ساحر سیہ فام
نکلا طرف خندق کے کچھ سحر کرنے لگا سماک نے کنارے آکر رنگ و روغن عیاری کا
لگایا ایک طفل حسین کی شکل بنکر پکارتا ہوا دوڑا میان ساحر صاحب ذرا میرے پاس
آئیے عیار یہان بتون مین چھپے ہین تم آکے گرفتار کرلو وہ ساحر جھپٹا کہان کہان کہتا
ہوا قریب سماک کے آیا سماک نے کہا وہ سامنے دیکھیے پتے ہل رہے ہین وہان یہ
سحر کیجیے اُس ساحر سیہ فام نے جھولی سے اُس کے دانے نکالے چاہا جھپٹ کر مارو تا
کہ جو بتون کے نیچے ہو وہ جل جائے سماک جست کرکے پہلو پر آیا یہ تو اپنے سحر کرنے
مین مصروف ہو سماک نے خنجر مارا کہ ساحر سیہ فام کا شکم چاک قصہ پاک ہوا اژدہے چلنے
لگے سماک نے لاشہ اُس جادوگر کا کاندھے پر ڈالا پکارتا ہوا دوڑا اے شہنشاہ ساحران
ذرا باہر آئیے ایک عیار اس اژدہے لشکین کو مار کر بھاگ گیا مین نے اُسکا پیچھا کیا
لاشہ اُسکا اُٹھالیا شمشاد نے جو یہ آواز یہان سنی بارگاہ سے باہر آیا دیکھا کہ ایک ساحر
لاشہ اژدر لشکین کا کاندھے پر لیے ہوے کھڑا پکار رہا ہی شمشاد نے کہا اے ساحر
تو نے بڑا کام کیا کہ لاشہ اُسکا اٹھالیا ورنہ عیار سر کاٹ لیجاتا سماک نے چاہا کہ شمشاد
کے پاس پہونچون تو اسکو بھی خنجر ماروں شمشاد نے پکار کر آواز دی اکہ

اسرار زار دار دیکھو تو یہ ساحر کون ہی اور جس عیار نے اژدر لشین کو مارا وہ عیار کہاں ہی
وہ ظاہر کرا ایک برق چمک کر سماک پر گری کہ لاشہ کاندھے سے جدا ہو کر الگ گرا
سماک کا رنگ سا ور وغن اُڑ گیا اور زمین سے تھام لیے سماک نے ہر چند پکار کر کہا
ای شمشاد مجھے کیوں قید کرتا ہی میں عیار کو گرفتار کرا دونگا سامنے بھاگ کر گیا ہے
دور دوڑا پھر رہا ہی شمشاد نے نہ مانا ایک ساحر سامنے کھڑا تھا پکار کر آواز دی ای
ماران سیاہ رو اس عیار کو لیجا کر قید کر ماران سماک کو کھینچتا ہوا لیچلا کچھ سحر بھی کیا
ہو کہ سماک جھکا چلا آتا ہے مگر ہاتھ پاؤن میں رعشہ دل کانپ رہا ہی مگر برق ثانی
بازار میں کھڑا تھا ایک ساحر کی زبانی سنا کہ سماک گرفتار ہو گیا ہی تڑپ کر صورت
بدلتا ہوا چلا نصف راستہ طی کیا تھا کہ ایک ساحر کو آتے ہوے دیکھا جھک کر
سلام کیا کہا آپ کا نام نامی کیا ہے اس ساحر نے کہا ماران سیاہ رو کا بھائی تاریک
جادو میرا نام ہے برق ثانی نے حباب مار کر اسکو کنارے ڈالدیا آپ اسکی شکل
بنکر دوڑا پکار کر آواز دی بھائی صاحب ذرا ٹھہر جائیے دیکھیے خداوند نے کیا فرمایا ہی
ذرا سن لیجیے ماران ٹھہر گیا برق ثانی نے قریب آکر ایک کاغذ ہاتھ میں دیا ماران نے
پڑھا اسمیں لکھا تھا طرف سے شمشاد کے کہ ای ماران قید عیار کی اپنے بھائی کے
سپرد کرو تم دربارگاہ پر آؤ حفاظت میں مصروف ہو ہر چند کہ حفاظت معقول ہاتھ میں
اسیر اراز دار کے ہی یہ دیکھتے ہی ماران نے قید سماک بھائی جانکر برق ثانی کے
سپرد کی آپ طرف بارگاہ شمشاد کے بھاگا برق ثانی سماک کو لیکر کنارے آیا سماک
کو رہا کیا کہا بھائی صاحب یاد رکھیے گا سماک ایک جانب گیا برق ثانی طرف بارگاہ
شمشاد کے چلا ماران سیاہ رو نے آکر شمشاد کو آواز دی شمشاد نے نکلکر پوچھا
کیوں ماران عیار کو قید کر دیا ماران نے کہا میں آپ کے حکم کو بجالایا تاریک کو
قیدی سپرد کر دی میں اب خیمے کی حفاظت کرونگا شمشاد نے کہا او مسخرے میں نے
کسکو بھیجا تھا کہ تونے قید اسکے سپرد کی ماران نے نوشتہ دکھایا شمشاد نے کاغذ
پھاڑ ڈالا ماران کو حکم دیا جاکر اپنی بارگاہ میں بیٹھ ماران سیاہ رو روتا ہوا روانہ

ہوا شمشاد نے پکار کر آواز دی ای اسرار راز دار خیمے کی حفاظت بھی تیرے سپرد ہی
یہ کہکے پلٹا اسرار نے اشارہ کیا خندق مین بجاے آب آگ روشن ہوگئی برق ثانی
نے جو دور سے یہ معاملہ دیکھا گرد بارگاہ کے چرخ مارا کیا مگر اندر جانے کی کوئی صورت
پیدا نہ ہوئی ناچار طرف اپنے لشکر کے پلٹا اب وہ وقت ہی کہ ستارہ سحری چمک
چکا ہی شہنشاہ ماہ تابان نے شکست فاش کھائی قلعہ مغرب مین جاکر چھپا شہنشاہ
زرین پوش کل فوج ضیا و شعاع کو ساتھ لیکر میدان لاجوردی مین آیا ادھر برق ثانی
ایک گوشے مین چھپکر دیکھنے لگا دیکھا اولاد اول صاحبقران زمان مع سرداران
نامی و پہلوانان گرامی میدان کارزار مین تشریف لائے ایک طرف سے گرد اڑی سیم
پیلین جملہ سوار ساتھ جادوگرنیان طاؤسان زرین بال پر سوار میدان کارزار مین
آکر ٹھہرے کہ طرف سے ہفت پیکر کے گرد اڑی ساحر فردا فردا آنے لگے یکایک نوبت
نقارے بجنے لگے سب نے دیکھا کہ ہفت پیکر تخت پر سوار قلب فوج مین آکر ٹھہرا
فوجون سے میدان بھرے ہوے نوبت نقارے بجتے ہوے شمشاد سرانداز
سب کے آگے بڑھا ہوا آتا ہی اسباب سحر جھولی مین بھرا ہوا چار لاکھ ساحر
اسباب سحر سے درست چالاک و چست پشت پر اس سیماکی چلے اٹھتے ہین ایک
ابر سیاہ کہ جسمین اسباب سحر بھرا ہوا ہی سر پر شمشاد کے سایہ فگن ہی صفین جمنے لگین بعد
صفوف آرائی نقیبون نے نقابت کی کڑکیت کڑکا کہا کرتے ملکہ شمیم گیسو کشا بیٹی قصر
عشرت کے پہلو مین ایک قصر نہایت آراستہ و پیراستہ ہی اسمین جا کر برجے پر جا
بیٹھین فرزندان صاحبقران کے جمال پر نگاہ پڑی کبھی ایرج کو حیران حیران دیکھتی ہی
کبھی نور الدہر پر نگاہ ڈالتی ہی کبھی شوکت قاسم پر نگاہ کی بے ساختہ دل سے آہ کی
کبھی جمال جہان آراے بدیع الزمان پر نظر ڈالی حیران جمال و محو دیدار ہو رہی ہی
کبھی طلسم کشا کو دیکھتی ہے کہ چالیس شاہزادیان ایک ایک بلاے روزگار ملکہ
سنبل ہفت گیسو سب کے آگے کھڑی بل کہ رہی ہی اشارے کی طلسم کشا کے طالب
ہو سلما سے کو ہر پوش چاہتی ہین کہ آج تو مجھکو اجازت ملے شفق ذو نخوار ہر مرتبہ یہی

چاہتی ہو کہ طاؤس کو اڑاؤن مقابلے مین اس نامرد کے جاؤن لیکن شمشاد سرانداز
نے جب دیکھا کہ کیا کیفیت کرڑکا کہکر ہٹ گئے تو اسنے مرکب اپنا پھیرا پاس ہفت پیکر کے
آیا عرض کی اجازت میدان ملے ہفت پیکر نے کہا اے خیرخواہ دولت آخر تمہارا کیا ارادہ
ہے کس سے مقابلہ کروگے اسنے دست بستہ عرض کی میرا تو ارادہ ہے کہ طلسم کشا کو
پکارون تحفہ جات چھین لون لوح حاصل کرون کوئی تدبیر ایسی کرون کہ بعد اسکے خود
صاحبقران کو لڑون ہفت پیکر نام سے صاحبقران کے کانپنے لگا کہا اسکے
شمشاد حمزہ بلاسے روزگار ہے اسکو نہ پکارنا طلسم کشا کو بھی نہ للکارنا جادوگرنیان
کھڑی ہین انمین جسکو چاہو پکارو سب مین کم حقیقت ماہی سحر ہے اگر اسکو گرفتار کرلیا
تو طلسم کشا کو بڑا صدمہ ہوگا طلسم کشا بدلا اسکو چاہتے ہین نہنگ بحری عوض مین
ماہی سحر کے نکلیگی بہ زور و شور مقابلہ کریگی جسکو پکارنا سمجھ کے پکارنا جو نکلیگی وہ
آفت برپا کردیگی اس طلسم کی یہ جادوگرنیان سرگروہ ہین ان سب نے شریک ہوکر
طلسم کشا کو زور دیا ہے ہفت کوہ انھین جادوگرنیون کی کوشش سے فتح ہوا ورنہ
قدرت طلسم باطن مین نہ آتے شمشاد نے عرض کی قدرت ملاحظہ کرین کہ مین جاکے
کیا کرتا ہون اب قدرت کچھ تقدیر نہ کرین صرف تماشہ دیکھین یہ ابر سحر جو آسمان پر
آپ دیکھ رہے ہین اسمین وہ عجائب و غرائب بھرے ہین کہ کوئی ساحرہ برداشت
نہ کرسکیگی مین جاکر سنبل کو پکارتا ہون ہفت پیکر نے بہت بہت منع کیا مگر وہ مغرور
عقل و فراست سے دور جھومتا ہوا میدان مین آیا آکے پکارکر آواز دی اے فرقہ
خدا پرستان و زبردستان جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے مجھسے آکر مقابلہ کرے مین
شمشاد سرانداز کیون اے طلسم کشا یہ جادوگرنیان میدان مین کیون آئی ہین کیسا
ہم لوگون کو اپنا جمال دکھاتی ہین شمیم گیسو کشا کے ہوش درست نہین ہین جمال
رستم دیکھ رہی ہے رنگ رو اڑا ہوا ہے کنیزین گرد بیٹھی تھین انھون نے پوچھا کیون
واری مزاج کیسا ہے لگا شمیم گیسو کشا نے ٹھنڈی سانس بھر کر جواب دیا اری کمبخت کیا
پوچھتی ہو اپنی تو یہ کیفیت ہے

نظم

اک جہان دیوانہ اُس زلف دوتا کا ہو گیا — ابتدا ہی میں یہ سودا انتہا کا ہو گیا
آپ کو کھویا اگر جویا حق اکمل ہو گیا — راز جب منکشف فقر و فنا کا ہو گیا
ہمکو بھی آخر حضور قاب ہوتا ہے کبھی — عرض کر لیں گے جو موقع التجا کا ہو گیا
حائل نظارہ دیدار کیا ہو گی نقاب — وہ پردہ جسکو کہتے ہی شرم و حیا کا ہو گیا
اُس نگاہ تیر سے دل ہو گیا جسم دو چار — میں نے جانا سامنا تیر قضا کا ہو گیا
ہو کے عریاں جسم سے جنت میں گیا ذوق شہیدی — اور پری روگشتہ جو تیری ادا کا ہو گیا
یاد میں اُس سست قامت کی یہ کی فریاد نے — وہ قد بالا الف آخر ندا کا ہو گیا

نگار ملکہ شمیم نہایت عقلمند ہی شعر پڑھ کے جواب دیا کہ میرے پاس سب کے دیوان جمع ہیں رند کہ ظاف کہتے ہیں انکی غزل اسوقت یاد آئی میں نے پڑھ دی اسکے کچھ معنی نہ سمجھو لیکن شمشاد نے جو پکارا جادوگرنیوں میں ہنگامہ ہوا سپہ بڑھ کر طلسم کشا سے اجازت مانگنے لگیں سنبل ہفت گیسو پریشانی میں کہتی ہی اے شہریار مجھے اجازت دیجیے لیکن ملکہ اشکبار طاؤس کو اُڑا کر سامنے بادشاہ لشکر اسلام کے آئیں عرض کی اے شہریار کنیز کو حضور رخصت فرمائیں اس مغرور کے سحر کو دیکھوں حضور کے سامنے سمجھا دوں بادشاہ نے فرمایا اے اشکبار سب ہمسر تمہاری رستم سے اجازت مانگ رہی ہیں رستم فرماتے ہیں کسکو اجازت دوں کسکو روکوں تمکو کیونکر اجازت دوں عرصہ جو ہمنبرد کے نکلنے میں ہوا شمشاد پکار اُٹھا کہ اے طلسم کشا تم ہی میرے مقابلے میں آؤ کچھ لوح کی کرامات دکھاؤ رستم مرکب بڑھا کر سامنے بادشاہ کے آئے مرکب سے کود پڑے پایۂ تخت پر ہاتھ رکھا عرض کی کہ حضور جلد اجازت دیں حریف کلہ زبی کرتا ہے طعن آپ کے ملازموں سے نہیں سنی جاتی بادشاہ نے فرمایا اے رستم نامدار پری اشکبار اجازت مانگ رہی ہیں کیونکر آپ کو اجازت دیں اسلئے کیا کہیں ہم خود میدان میں جاتے ہیں یہ فرما کر تاج سر سے اُتارا خود زریں پہنا شیر زرہ پہن عمرو مرکب لیکر قریب آیا صاحبقران نے جو دور سے یہ معرکہ دیکھا مرکب اُڑا کر قریب آئے بادشاہ سے دست بستہ کہا کیوں حضور کیا ارادہ ہے بادشاہ نے فرمایا

حضور دخل نہ دین رستم و مشکبار مجھسے اجازت مانگتے ہین اُدھر جالبسنل
جادوگرنیان بگڑی ہوئی ہین مین کس کسکو اجازت دون لہذا مین خود نکلونگا
صاحبقران نے فرمایا حضور کیون تکلیف کرین اس حقیر کو اجازت دین مین سر
اس مغرور کا حاضر کرون یا جان کو قدم پہ نثار کرون ملازمون کے ہوتے ہوے حضور
مقابلہ کا فرمین ہمارے لیے باعث ہتک ہو بادشاہ نے فرمایا مین تو حضور
کو اجازت نہ دونگا خود ہی میدان مین جاونگا رستم نے جو دیکھا کہ صاحبقران و بادشاہ
مین تکرار ہونے لگی رستم نے تیغ ہفت جوہر نیام سے کھینچا اور گلے پر رکھ لیا کہا آج
مین قدمون پر نثار ہوتا ہون شمشاد نے جو دیکھا کہ کوئی میرے مقابلے مین نہین آتا
سمجھا کہ مسلمان مجھسے دب گئے پکار کر آواز دی یا صاحبقران مین خود آتا ہون یہ بھی
میرے سحر مین تاثیر ہے کہ سب کو کھینچ لائیگا مگر شمیم گیسو کشا یہ سب ماجرے بنگاہ غور
دیکھ رہی ہے کنیزون سے کہتی ہے مسلمانون کو کیا جوش جرأت ہے کتنے آدمی آمادہ جنگ
مین لو اور غضب دیکھ طلسم کشا نے ناچار ہو کر تلوار گلے پر رکھی ہے بادشاہ نے تنفر کر
فرمایا اے عم نامدار مین میدان مین نہ جاونگا اور قبلہ و کعبہ کو رخصت نہ دونگا۔
مشکبار کو اجازت دیتا ہون ملکہ مشکبار نے جو اتنی بات سنی کہ بادشاہ مجھکو اجازت
دینگے فوراً طاؤس اڑا کر جھپٹی آواز دی اے خوشبو سے دماغ رس اس مغرور
کو لینا خبردار مہلت نہ دینا جون ہی ملکہ نے کہا شمشاد کے دماغ مین خوشبو پہونچی
جھومنے لگا پکار کر آواز دی۔ نظم

تیشہ لا فرہاد یان سر بھی بدن پہ بار ہے | جان شیرین میری اک شیرین دہن پر بار ہے
لے وہ کیونکر مرغ دل کو نازکی سے ہاتھ مین | عندلیب زار شاخ یاسمن پہ بار ہے
ہم سبک دوش خون سے طے ہوئی جو راہ عشق | رشتۂ زنار دوش برہمن پر بار ہے
گو نزاکت انتہا کی ہے میان یار مین | اسکا مضمون بھی مرے نازک سخن پر بار ہے
کیا نزاکت ہو کہ بوے عطر سے ہو بد دماغ | رنگ مہندی کا کف نازک بدن پر بار ہے
وہ گئے دن جو اٹھا لیتا تھا کوہ عشق کو | کاہ کا سایہ بھی اب ناسخ کے تن پر بار ہے

یہ اشعار پڑھتا ہوا چاہتا ہی قریب مشکبار کے جاؤن اور قدمون کو بوسہ دون کہ ابر سیاہ
کو جنبش ہوئی ابر پھٹا سب نے دیکھا ایک ساحر تخت پر بیٹھا ہو سامنے آتش کا
آثار رکھا ہی کچھ گولیان بنا رہا ہی وہ گولیان بناکر منھ مین ڈالین منھ سے نکالکر شمشاد
پر پھینکین یا قوت آتش کے آتے ہی گولیان تھمین یا سب نے دیکھا دو طائر بلند پرواز
قریب سر کے اُڑ رہے ہین پھر اُس ساحر نے اشارہ کیا ہاتھ ہلا دیا ایک برق چمکی
اُن طائرون کے سر کٹ کر گرے خون اُن طائرون کا سر پر شمشاد کے گرایا تو شمشاد
جھوم رہا تھا چاہتا تھا مشکبار کے قدمون پر گرون ہاتھ باندھکر حال دل کہون کہ
شمشاد کو ہوش آیا تخت پر جو زنگی بیٹھا تھا قہقہہ مار کر ہنسا پکار کر آواز دی اے
شمشاد کیا کہنا مشکبار کے دام مکر مین پھنسنے تھے مگر خوب بچے ہیں تمکو بچایا علین قبت
پرندو کی یہ طائران سامری کے تھے جنکا خون تمپر گرایا مگر افسوس تمکو غیرت نہ آئی اب
کوئی شعبدہ صرف کرو کہ میدان مین نام ہو زندگی پر تمھاری حرف آچکا ہی سامری
و جمشید تحریر فرماتے ہین کہ آج تمھارا روز انتقال ہے غلام کو آپکے بڑا ملال ہے
یہ باتین طعن آمیز سنتکر شمشاد نے ایک کارد جھولی سے نکالی زبان پر اپنی پھیری
چند قطرے خون کے اپنی زبان کے لیے وہ خون اُسنے مشکبار پر پھینکا مشکبار
چرخ کھا کر گری اور بیہوش ہوگئی شمشاد تلوار کھینچکر جھپٹا کہ سر مشکبار کا کاٹ لون
شمیم قصر پر بیٹھی دیکھ رہی تھی اسکو بہت ناگوار ہوا زلفون کو جنبش دی شمشاد
کو یہ معلوم ہوا کہ پاؤن مین زنجیر پڑ گئی آگے نہین بڑھ سکتا اپنے مقام پر کھڑا جھوم
رہا ہو اہل اسلام دعائین مانگنے لگے رستم پکار اُٹھے اے خالق بے نیاز داور رہا
کارساز مشکبار کو اس ظالم سے بچالے نظم

بہر چار سو ہست حق جلوہ گر	بہر دیدہ مخفی بشکل لطیف
از و یافت نور حسنا اُفق ظہور	بلندی و پستی و زیر و زبر
گہے راد و ہا گہ وگہے نور و نار	گہے گرم و سرد و گہے خشک و تر
گہے جاہل خالی از عقل و ہوش	گہے صاحب علم و فضل و ہنر

کو جو دیکھا رکابون پر سیر جھکا کے سلام کیا میدان مین جو ایک ساحر کو دیکھا کہ اسکا
رہا ہے تیغہ چمکا رہا ہے ایک نازنین مہ جبین مثل ستارۂ سحری بیہوش پڑی ہے سے
جری بہادر صف شکن نعرہ سنکر ساحر کا بیقرار ہوگیا اور وہین سے اسکا ارادہ مار
ہم تیرے مقابلے مین آتے ہین تجھکو سمجھاتے ہین شمیم گیسو کشا نے جو شاہزادۂ غضنفر
بن اسد کو اس جاہ و جلال سے دیکھا فرزندان صاحبقران کو عرصے سے دیکھ رہی
تھی اب جو دیکھا تو یہ جوان آفتاب جمال خورشید مثال ہر بیباکی اور چستی و چالاکی
اسیر خصم ہے حقیقت مین لشکر مین صاحبقران کے بے مثل و بے نظیر ہے چہرہ رشک ماہ اپنا
دامن صبر دست استقلال سے چھوٹا شیشۂ دل بدعت سنگ محبت سے ٹوٹا ہر چند
چاہا ضبط کرون نہ ہو سکا اٹھنے کا ارادہ کیا دل بیٹھا جاتا ہے قلب بیقرار ہے ٹھنڈا ٹھنڈا
ٹھنڈا پسینہ پیشانی پر آیا چاہتی ہے کنیزون پر حال نہ کھلے یہ آتش عشق نہان رہے
مگر شعلہ ہائے آتش عشق سر کھینچ رہے ہین سلطان عشق کی مزرع دل پر چڑھائی ہے
مسلم عشق و محبت کان مین کہہ رہا ہے کہ اسکی رسوائی عاشقون کی بادشاہی ہے دیکھو
مجنون کا کیا رتبہ ہوا فرہاد کو کوہکن کا خطاب ملا شیرین نے اپنی جان شیرین دی زلیخا
عشق یوسف مین کس حال کو پہونچی کوچہ گردی اسکو نصیب ہوئی تھی مگر اسکے یوسف
کو خود دام جفا مین پھنسی آٹھ پہر کہتی تھی ہائے مین نے کیا مکر کیا کہ معشوق کو قید کرایا
کوٹھے پر چڑھ کے دیکھتی تھی یوسف قید خانے مین شاد تھے اسکو عبادت خانہ بنا کے
عشق مین اپنے معبود حقیقی کے مبہوت تھے کبھی زلیخا کا خیال نہین زلیخا جدائی مین
بیقرار ہے شمیم یہ پریشانی یہ حیرانی مزہ دکھائیگی کو جو عشق مین ثابت قدم کہلائیگی

بقول شاعر — قطعہ

کہین آنسو کی یہ سرایت ہے
کہ تن کے [illegible] کا پایا

عشق ہے تازہ کار و تازہ خیال
اور کہین خون جگر کا [illegible]
کہین نالہ ہے اور کہین [illegible]

ہر جگہ اسکی اک نئی ہے چال
گر نمک اسکو داغ کا پایا
وہ [illegible] باتین غرض ہین [illegible]

جس کوچے مین یہ شرف حاصل ہو لیکن اس راہ [illegible] مین مسافت ہے عشق کی [illegible]
صورت ہی کیسے کیسے کاملین اس دام مین پھنسے مگر کشاکش مین پڑے گئے قیس مجنون بنے

شمشاد ہوے لیلی کے عشق مین وحشت نے جا اپنا مقام کیا آخر مین اپنا نام کیا کہ وقت محبت
مین استاد عشق بازان نام ہوا شمیم تو بہ نگاہ محبت ماہ اوج صاحبقرانی کو دیکھ رہی ہی مگر
شاہزادہ غضنفر بن اسد بعد رشد و ہدایت شمشاد پر جا پڑے مرکب کو جولانون مین مسلا
کبھی ادہر ادہر سے بھڑکنے لگا بقول حضرت قمر نظم

قمر وصلت تو سن قلم کیا کرون	کہ شبدیز خامہ کا پالنگ ہی	ملا ہی عجب رنگ شکلین اسے
اسی سے لقب اسکا شبرنگ ہی	تڑپتا ہی میدان مین سیماب وار	صبا نام رکھون تو بے ننگ ہی
ہر اک نقل ہے نمیچہ بیشال	قدم با قدم مائل جنگ ہی	قدم کی روانی کو دریا لکھون
وہ کوہ گران ہی یہ پا سنگ ہی	نہ کاوے کا محتاج ہی کسطرح	کہ وسعت جہان کی بہت تنگ ہی

تحریر اوصاف مرکب مین سمند کلک طرارے بھرنے لگا چاہتا ہی میدان قرطاس کو پامال
کرون سبزہ تحریر پر قدم نہ رکھون اگر عارض گل پر قدم رکھون تو نشان سم نہ پڑے حباب
دریا پر پا رکھون ہر ایک کہے کہ اشہب کلک بڑا چالاک ہی چست و بیباک ہی دائرے
حرفون کے نقش سم بنگئے ہر ایک حرف سے چالاکی پیدا ہی کشش شین کو گردن مرکب لکھون
یا قلم روک لون پس بیان اوصاف دیکھے بھالے مین پلٹے سے نسیم سحر نے پاؤن نکالے
مین اس شوکت سے قریب شمشاد پہونچے للکارا کہ او نامرد یہ نازنین کون ہی ہم کہو تو اشا
کر دون تو ایک ٹاپ مارے اس ماہ رخسار کو پامال کر دے شمشاد سمجھا کہ شاید
خداوند نے اسکو بھیجا ہی کہا ای جوان یہ نازنین طرفدار اہل اسلام ہی مین نے اسکو
سحر سے بیہوش کیا ہی چاہتا ہون سر کاٹ لون مگر قدم نہین اٹھتا کوئی کھینچے
لیتا ہی ناچار ہو رہا ہون غضنفر نے کہا او نامرد اب ہمپر بھی سحر کر کہ بیہوش ہو جائین تیرا
مطلب دلی حاصل ہو یہ کہکے تیغ روئین شگاف چمکایا شمشاد نے گولہ مارا اس گولے کو
شمیم نے دیکھا کہ قریب غضنفر آکر اکپھٹ کر زمین مین غرق ہو گیا اب تو شمشاد حیران
ہوا لیکن شمیم یا تو بیقرار تھی کہ اس ظالم کے سحر سے یہ صاحبزادہ کیونکر بچیگا مگر جب گولہ پھٹکر
غرق زمین ہوا تو اچھل پڑی تعریفین کرنے لگی پکارتی تھی ای جوان خدا سے نادیدہ تیرا
تجھکو اسکی بدعت سے بچائے گولے کو خوب باطل کیا یہ کمال کیونکر حاصل کیا غضنفر

قتل کرکے نکل گیا کوئی بھی نہ روک سکا اُسکی گرفتاری کو شہزادہ نیزہ باز گیا ہی خدا اُس
شہریار کو بچائے اسکے ساتھ فوج بہت ہی اُنکے ساتھ فوج کم ہی دل چاہتا ہی کہ جاکر اُنکی
مدد کرون شاید کسی طور سے ملاقات ہوجاے تو مطلب دلی بر آئے اسپر کنیزون نے کہا
اری آپکا جانا تو اچھا نہیں کیا عجب ہی خداوند کو خبر ہو وہ آٹھ پہر آپکا نام
لیکر ہم لوگون سے کہتے تھے کہ تم لوگ ہوشیار رہو ملکہ شمیم کو سمجھاتے رہو ہم نے وعدہ کرلیے
ہین کہ نیابت اپنی انکو دینگے تمام اہل دنیا انکو سجدہ کرینگے اپنے اختیار سے
اگر آگاہ ہو جائینگے تو بڑا فساد لائینگے شمیم نے کہا اب جو کچھ ہو جب اوکھلی مین سر دیا تو
دھمکیون سے کیا ڈرتی ہون دل سے عہد کیا کہ مسلمانون کی شریک ہونگی خواہ ابھی وقت
میری جان جانے کا آگیا ہو منظور یہ ہی کہ شریک صاحبقران ہو کر طلسم کشا سے ملاقات
کرون اور ملکہ ہفت پیکر اسیر کو دیکھون یہان تو ملکہ کا یہ حال ہے کہ ادہر غضنفر قلب پر
ہجوم غم و ملال ہے مگر شاہزادہ غضنفر بیچارہ نہ کو رہے جو پلٹے صحرا مین جاکر ٹھہرے
تھوڑے سے عرصے مین سب قزاق آگئے قزاقون نے عرض کی آقا آج کی جنگ بہت سخت
تھی شب کیونکر بسر ہو جنس غلہ ساتھ نہین ہی غضنفر نے کہا کوئی قریہ تلاش کرو چلکر
زمیندار پر دھمکی دین قزاق گھوڑے اڑا اڑا کر چلے ایک سوار تھوڑی دیر مین پلٹ کر
آیا عرض کی پہلو مین اسی پہاڑ کے ایک گاؤن ہے کہ نام اُسکا عشرت آباد ہے
عشرت خیز جادو وہانکا زمیندار ہے مگر یہ خبر سنی ہی کہ بڑا ساحر زبردست ہی اُس
قریے مین کئی ہزار مکان بستے ہین قصر عشرت خیز مین اُنکا خراج جاتا ہی متعلق
قصر عشرت کہلاتا ہے اور کوئی قریہ قریب نہین ہے جنگ سخت پڑیگی غضنفر نے
کہا چلکر اُسے پیغام تو دو شاید بخوشی دعوت کرے ورنہ علاج ہوجائیگا یہ کہکے غضنفر
نے اُسی سوار کو حکم دیا کہ گاؤن مین جاؤ ہمارا پیغام اُس زمیندار کو پہونچاؤ
سوار گھوڑا اڑا کر چلا گاؤن مین آیا دیکھا وقت شام قریب ہی عشرت خیز
جادو بڑے قد و قامت کا جوان ہے در قصر پر ایک کھٹا بچھا ہے اُسپر
زمیندار صاحب بیٹھے ہوے اسامیون سے باتین کرتے ہین ارے چھوٹا کو بلاؤ

کھو چولی اداکرے نہین ہم کھیت چھوڑ دے سال گذشتہ کی باقی اسکا پوتا اداکرے سپاہی
دوڑ دوڑ کر جاتے ہین اسامیون کو بلاکر لاتے ہین کہ سوار نے آکر سلام کیا زمیندار نے پوچھا
تم کون ہو اس دیہات مین کیونکر آنے کا اتفاق ہوا سوار نے عرض کی کہ ہمارے افسر اعلی
نبیرۂ صاحبقران شہنشاہ قراقان کا اسطرف گذر ہوا ہے اسی ہزار دیولے اُنکے ساتھ ہین آج کی
شب کو چاہتے ہین کہ آپ کے مہمان ہون سامان دعوت مہیا کیجے یہ کیفیت سنکر عشرت خیز
نے کہا بھائی جا کر اُن سے کہو کہ ایک سال مطلق سیر نہین پیدا ہوئی تم دیکھو یہ سب کھیت خالی
پڑے ہین اسامیان چھوڑ کر بھاگ گئین ہمارے یہان بالکل غلہ نہین ہوا دوسرے کسی گانون
مین جاؤ سوار نے کہا بہت اچھا یہ کہکے سوار خدمت مین غضنفر کی آیا کہا حضور وہ بڑا مغرور
ہے غضنفر نے برق ترکی کرکے نکالا آواز دی کہ اے قراقان جو تیرے ہمراہ ہین اس گانون کو
پھونک دو زمیندار کو پکڑ کے لاؤ قراقون نے گھوڑے دوڑائے مکانون مین آگ لگا دی
چھپر جلنے لگے گانون مین قزاق گھس پڑے چند آدمیون کو گرفتار کیا ان سے کہتے ہین کہ
اناج بتاؤ وہ کہتے ہین صاحب ٹھاکر کے مکان پر جاؤ اُنکے مکان مین کٹھلے بھرے ہین ہم لوگ
رعیت ہین ہمارے یہان صرف دو دو چار چار سیر اناج ہے ہم اپنے بال بچون کو کھلاوین گے
اگر اس تھوڑی سی مقدار مین تمھارا کام نکلے تو لیا و عشرت خیز نے جو اپنے مکان سے
نکلکر یہ معرکہ دیکھا ایک چیخ ماری کہ کل قریے مین آواز پہونچ گئی کہ اپنے اپنے گھرون سے
گنوار لوگ نکلنے لگے ہنگامہ گرما بلند ہے کسی کے ہاتھ مین لاٹھی ہے کوئی تلوار سپر باندھے
ہے ہر طرف یہی غلغلہ ہے کہ قراقون کو مارو مگر قزاق جس طرف آئے گھوڑے دوڑائے خون
کے دریا بہائے غضنفر نے دور سے دیکھا کہ عشرت خیز ہمرہی کرتا ہوا آتا ہے پشت پر گانون کی
گنوار ہو لینا لینا کی پکار ہے مگر کوئی آگے نہین بڑھتا عشرت خیز ہاتھ ہلاتا باران سنگ
برساتا ہوا چھپرون کی آگ بجھاتا ہوا آیا غضنفر نے گھوڑا دوڑایا قراقون نے چہار جانب
سے بلوہ کیا اس مجمع کو مستغرق کر دیا غضنفر کا اور عشرت خیز کا سامنا ہوا عشرت خیز
نے کئی سحر کیے غضنفر سحر کو کب مانتے ہین انگشتر مہر و ماہ چمکا دی الٹے ہو گئے غضنفر عشرت خیز
کے پہونچے اول عشرت خیز نے کئی تیر مارے غضنفر نے وہ تیر قلم کیے آخر اسنے بڑھکر

نیزہ مارا غضنفر نے نیزہ بھی قلم کیا عشرت خیز کو اپنے سحر پر غرور رہا تلوار کا ہاتھ مارا غضنفر
نے کلائی پکڑ کے تلوار چھین لی کمر میں ہاتھ ڈال کے کم اٹھا لیا عشرت خیز منتیں کرنے لگا
غضنفر نے قزاقوں کے سپرد کیا قزاقوں نے مشکیں باندھ لیں غضنفر نے کہا زمیندار
صاحب ہم آج میدان جنگ میں رہے سب قزاق ہمارے بھوکے ہیں سامان دعوت
کیجیے ورنہ ابھی پشت پر سولہ بھی کھنچائینگے زمیندار نے بخوف جان غلہ نکلوانا شروع کیا
قزاق لے رہے ہیں غلہ تول تول کے دے رہے ہیں قزاقوں نے وہیں گانوں میں
چولھے بنا لئے بھو پوریاں تیار ہونے لگیں غضنفر نے عشرت خیز سے کہا کچھ نقدی بھی
منگوائیے زمیندار نے کہا صاحب سوائے اناج کے پیسا نقد نہیں ہے ایک قزاق
نے اٹھکر زمیندار کو دے مارا اور سیخ گرم کیا چاہیے ہی پشت پر زمیندار کی رکھا گیا فوراً
بلبلا گیا کہا صاحب بڑے مکان میں چولھے کے پیچھے روپیہ گڑا ہے قزاق روپیہ کھود کر
لائے غضنفر نے دوہرا حصہ آپ لیا باقی روپیہ قزاقوں کو دیا کہا بھائیو آپس میں تقسیم
کر لو قزاقوں میں روپیہ بھی تقسیم ہونے لگا اتو قزاقوں کو تلاش ہوئی کہ کوئی حلوائی بھی
گانوں میں ہے چنانچہ حلوائی گرفتار ہوکے آئے گھڑے گھی کے اٹھا لائے پوریاں پکنے
لگیں اب سب اسی پر آمادہ ہیں کہ پوریاں بھی کھائینگے سارے گانوں میں جا بجا
کڑھاؤ چڑھے ہیں پوریاں پک رہی ہیں ایک قزاق نے کہا کیوں ٹھاکر صاحب
کیا پوریاں روکھی کھائیں عشرت خیز نے کہا چھپروں پر جا بجا کدو لگے ہیں تروا لیجیے
قزاق خود ہی جاکر کدو توڑ لائے ترکاریاں بھی پکنے لگیں اب قزاقوں کے دسترخوان
بچھے پالتھی مار کے بیٹھے پوریاں آنے لگیں ترکاری کا ہنڈا ہے ایک نخل کے نیچے غضنفر
آکے بیٹھے دائرہ ہاتھ میں چار بیت گا رہے ہیں اور فرما رہے ہیں فرد بسنت کی
مرے چھا گئی ہے پھولوں کی + عجب بہار ہے ان زرد زرد پھولوں کی + قزاق نعرہ
مار رہے ہیں کہ آقا ماشاءاللہ سبحان اللہ کیا تان لگائی ہے ہر طرف سے قزاقوں
کی صدا آئیں بلند کوئی موزون طبع قزاق یہ غزل آتش کی بآواز بلند گانے لگا نظم

یار قاتل ہے تو کسکو موت سے پرہیز ہے	سر تصدق ہے اگر مژگان کا خنجر تیز ہے

توڑیے زنجیر ہستی مثل تار عنکبوت
آجکل جوش جنون کا اپنے تو ہا تیز ہی

طول عمر خضر دے تمکو خدا ای مشعجو
چشمۂ حیوان ہمین پیمانۂ لبریز ہی

روئیے جس جا یقین ہو وان سے پیدا ہو چنار
آتش پنہان اس آب اشک مین آمیز ہی

زندگی کی کونسی صورت فراق یار مین
فتنہ انگیز آہ ہی نالہ بلا انگیز ہی

سر کو لیکر ہاتھ پر رکھ کوچۂ قاتل مین جاؤن
آسمان سے بجلی سوا یان کی زمین خونریز ہی

رفتنی رہزن ہی سنبل حسن کے گلزار کا
کہنہ گرگ اس بوستان کا سبزۂ نوخیز ہی

کاتب قدرت سے اپنی گفتگو ہی روز حشر
خط پیشانی ہمارے پاس دستاویز ہی

پرزے اُڑتے ہین ہمارے خط کے کوے یار مین
خون قاصد سے در و دیوار رنگ آمیز ہی

یار بن ساقی قیامت ہی مجھے ساغر کشی
قلقل مینا نہین ہی شور رستاخیز ہی

زہر کھانا ہی نہ پینا اب شراب شوق کا
وصل کی شب ہی پیالہ صبر کا لبریز ہی

غیر رسوائی کبھی اسنے نہ کچھ حاصل ہوا
عشق سے نفرت ہی مجھکو حسن سے پرہیز ہی

منزل مقصود تک اللہ پہونچائے ہمین
وقت شب ہی ابر ہی صحراے آفت خیز ہی

عشق کی نیرنگ سازی کا بیان کیا کیجیے
کوہکن اسپر مرے جو کشتۂ پرویز ہی

ظلم کرتے ہین بتان سنگدل بیمہر شوخ
شہرۂ آفاق خون خلق سے چنگیز ہی

فکر کی دقت سے یان طبع روان آگہ نہین
توسن چالاک کو کیا حاجت مہمیز ہی

بلبل بستان کے نالے سے یہ آتی ہی صدا
گوش گل نا آشنا ہی حرف شوق آمیز ہی

اشک کے شامل ہی خون ناب لبریز داغ ہی
احتراز ای آستین یہ آب آتش خیز ہی

تختۂ پارہ کی طرح سے ہی دل آتش تباہ
بیقراری کچھ دریاے طوفان خیز ہی

سب قزاق نعرے مارتے ہین ای برادر کیا شعر پڑھے ہین ہم بھی معشوق ڈھونڈھینگے کسی سے عشق کرینگے چار پہر رات اسی ہنگامے مین گذری ستارۂ سحری آسمان پر چمکا زملیا ار بڑی مصیبت مین ہی کہ ایک رات کے کھانے مین سارا غلہ خالی ہو گیا اگر دن کو بھی مہمان رہے تو کیا آفت برپا ہوگی یہ ذکر تھا غضنفر نماز پڑھ کے بیٹھے ہین وظیفہ

بڑھ رہے ہیں کہ گانوں میں ہلڑ ہوا غضنفر نے اپنے عیار ہماسے فیروز سے کہا دریافت
ذکر کیا ہلڑ ہو رہا ہے اس نے کہا ای شہریار میں نے خبر پائی تھی کہ آپ جنگ کو تشریف لیگئے
تھے سامنے ہفت پیکر کے کئی پہلوان مارے مقابلہ میں بھی آپ لڑ لڑ کر نکلے شب پڑ نا ہے
کوئی پہلوان ہو کہ اسکو ہفت پیکر نے روانہ کیا ہو شاید اسنے آکر قریہ گھیرا ہو ابھی کا یہ ہلڑ ہے
غضنفر تیغہ روئین شگاف لیکر آ نکلے قزاقوں کو للکارا کہ بات ای قزاقان بزدل بدسرشت
قزاقوں نے گھوڑے دوڑائے اور پہلوانوں پر جا پڑے شہ پر نے دور سے جو عشرت خیز
کو دیکھا پکار کر آواز دی ارے تو کیوں چپکا کھڑا ہے سحر کرکے ان قزاقوں کو روک اُنھوں نے
تو آفت برپا کر دی ستر اسی ہزار جوان مار کر ڈالے تو سحر سے انکو روک تو میں اس طرف
کہ اٹھاؤں پشتیان باندھ کر لیجاؤں عشرت خیز کو تقویت ہوئی کہ اتنے میں ہمارا مددگار آگیا آ
یہ لوگ کیا کر سکیں گے جھپٹ کر بھاگا قزاقوں نے سمجھا کہ یہ بھاگ کر فوج شاہ میں
پہونچا جھولی بائیں ہاتھ سے نکالی چند کوے جو اٹھا کر مارے پاؤ قزاق لڑ رہے تھے یا گھوڑے
چلتے جاتے ٹھہر گئے ہاتھوں سے تلواریں گریں اور نیزے سب کے خم ہوئے کمانیں
گوشہ گیر ہاتھوں تیر کو بھاگنے کی تدبیر آشیانہ ترکش میں تڑپ رہے ہیں پر کٹے ہوئے
طائر ہیں کچھ بن نہیں پڑتا کہتے ہیں اس خطا شعار نے ہمکو بیکار کیا ہمسے کچھ نہیں ہو سکتا
نوک نیزہ قلم شمشیر روان بیدم سپر پشتیبانی نہیں کرتی دامن میں پھول مرجھائے
غنچہ خاطر نہ شگفتہ ہوئے حیران و پریشان گھوڑوں نے رہروی موقوف کی زمین نے
سب کے پاؤں تھام لیے کھڑے ہوئے مثل بید کے کانپ رہے ہیں یہ حال
قزاقوں کا دیکھکر شہپر نے اشارہ کیا ارے نامردو اب تو انکو مار لو اسکے
ہتھیار انکے قبضے سے نکل گئے ہاتھوں پر بجلی وار نہیں کرتے ہو اب بھی اسنے ڈرتے ہو
پہلوان بڑھے قزاقوں نے جسکو للکار دیا گھوڑے سے گر پڑا کئی سوار بڑا اسیطرح
آگے پیچھے والے پیچھے ٹل جاتے تھے کر یا وہ یہ قزاق بڑے صف شکن میں دیکھو
کیسا للکارا اگر نہ بھاگ آتے تو وہ لپٹ جاتا گشتیاں لڑتے ہوئے زوروں پر چڑھے
ہوئے انکو کون قتل کرنے جاتے ہمارے بھائی بند ان کے گرد لاشے پڑے

ہیں

ہین وہ ہمسے کب دبتے ہین شبدیز نے کہا عشرت خیز یہ نامرد نہین بڑھتے جان کا خوف ہو دوسرا سحر کرو کہ قزاقون کی زبانین بند ہو جائین عشرت خیز نے پڑھکر دستک دی کہ قزاقون کی زبانین بند ہوگئین بعض کو گھوڑون نے گرا دیا عرکب نے راکب کو پامال کر ڈالا صدہا قزاق مارے گئے غضنفر نے گھوڑا بڑھایا انگشت حسرو ماہ جدھر چمکا دی وہ تلوار کھینچکر لڑنے لگا ہزارون پر اکیلا جا پڑا ایک نے دس دس کو مارا آخر عشرت خیز نے سحر سے اسکو گرایا کیسے قزاق مجبور ونا چار ہین غضنفر لڑتا بھڑتا قریب شبدیز کے پہونچا للکارا کہ او نامرد ضرب مردان عالم تو قبول کر کہ حال جرأت کھلے شبدیز نے نیزہ مارا غضنفر نے ڈانڈ کو نیزے کی توڑ ڈالا شبدیز نے ہاتھ تلوار کا مارا بہت سے سپاہیون نے غضنفر کو گھیرا ہے غضنفر نے کسی کا سر بردہ کا کسی کو للکارا کسی پر ہاتھ تلوار کا مارا گر شبدیز نے پشت پر آکر ہاتھ تلوار کا لگایا غضنفر کا سر زخمی ہوا تو جوانی کا عالم سر سے پرنالہ خون کا بہا چہرہ سرخ ہوگیا دامن سے خون چہرے کا پونچھا شبدیز نے پکار کر آواز دی ارے یارو زخمی ہے تو نہ ڈرو اب گھیر کر گرفتار کرلو ہین نے سر اسکا زخمی کیا فوج نے غضنفر پر ہلہ کیا غضنفر شیرانہ لڑ رہا ہے کسی کو اپنے قریب نہین آنے دیتا صدہا پہلوان مار کر گرا دیے تنہا لڑ رہا ہے مگر گیسوکشا رات بھر فراق غضنفر مین تڑپی ہین صبح کو جو اٹھین کنیزین اسباب منھ دھونے کا سامنے لائین کہا صاحبو مین زندگی سے ہاتھ دھوئے بیٹھی ہون اس عشق کو ایسا نہ سمجھی تھی رات بھر نیند نہ آئی کالی رات کٹتی نہ تھی لطف ہم

داغ دل زخم جگر ہی نعمت الوان عشق	سیر اپنی جان سے ہوجاتے ہین یاران عشق
نعمت دنیا کو کردیتا ہے تلخ اسکا مزہ	شیرہ جان سے ہی شیرین حلوہ دکان عشق
زلف لیلی سے سوا ہر سطر سودا خیز تھی	ہوگیا دیوانہ مجنون پڑھتے ہی دیوان عشق
حق یہی مذہب ہی باطل ہی جو ہی اسکے خلاف	مرد مومن ہی وہی لایا ہی جو ایمان عشق
نام ذو مشہور ہین شہر حسینان مین مرے	بندۂ احسان عشق و تابع فرمان عشق
ہو مبارک تمکو مصحف کی تلاوت زاہدو	دو جہان بھولے ہوئے ہین حافظ قرآن عشق
تولتے ہین موتیون مین اشک حسن یار کو	دونون آنکھین اپنی ہین دو پلہ میزان عشق

سیر ہو جاتے ہیں ایسے بھوک پھر لگتی نہیں — دہر دیتا ہے نمکخواروں کو اپنے خوان عشق
ایک دن تیری کمر کا طوق ہونگے اُنکے ہاتھ — اے صنم تائید غیبی رکھتے ہیں مردان عشق
ارغوانی اشک ہیں تو زعفرانی رنگ ہے — اپنی خاطر ہے مہیا آجکل سامان عشق
قطع ہو جاتے ہیں دنیا کے تعلق یک قلم — چھُٹ گیا وہ ہو گیا جو قیدی زندان عشق
دو جہان میں آتش اس سے کوئی شے بہتر نہیں — وحدت جو کچھ کیجیے اعلیٰ ہے اُس سے شان عشق

کنیزوں نے عرض کی ہماری کنیزوں کو انتشار ہے کہ حضور پر بہت سخت زمانہ گزر رہا ہے شب بھر حضور کو بہت پریشان دیکھا اب صبح بھی ہوئی تو اُسی حال میں حضور کو پاتے ہیں ہم لوگ کیسے گھبراتے ہیں ملکہ نے کہا تم میں سے کوئی قریۂ عشرت آباد میں جائے اور دیکھ آئے کہ شدید پر کیا گیا نرگس نامے ایک کنیز نے کہا لونڈی ابھی خبر لاتی ہے یہ کہکے نرگس روانہ ہوئی اُسوقت پہونچی کہ غضنفر گھرا ہوا ہے قزاق گرے پڑے ہیں مجبور ہو رہے ہیں ہمراہیان شدید پر مصروف قتل و قمع غضنفر اکیلا لڑ رہا ہے شدید پکارتا ہے اے عشرت خیز اس جوان کا ہاتھ روکو یہ جوان رُکے تو سپاہی گرفتار کریں عشرت خیز پڑھ پڑھ کے سحر کرتا ہے لیکن غضنفر پر سحر تاثیر نہیں کرتا ایک طور پر جنگ ہے صدہا کو مار کے گرا دیا تیغ زرہ میں شگاف چل رہا ہے جیسے ٹوکا اُسکو پڑھ کر یارا نرگس نے جو آنکھوں سے یہ حال دیکھا چاہا سحر کروں اس جوان کو بچاؤں مگر سوچی کہ عشرت خیز پر غالب ہونگی مگر غضنفر اس بیقراری میں دعائیں مانگ رہا ہے کہ اے خالق بے نیاز و اے کارساز رحیم اپنا شریک کہ

نظم

نباید خدا طالبان لقا را — ز ہر چہرہ دیدار خود آشکارا
ہر آن بندہ کو حق پرستد خدا را — بنا ظر دہد دخل کو ماسوا را
مریض محبت نخواہد شفا را — تعلق بدرویش نباشد دوا را
پرستار حکمش مسلمان و ہندو — غلامان درگہ یہود و نصارا
نہادند سر پیش بت بت پرستان — چو حق جلوہ نمود از سنگ خارا

اگر بندہ چشم بصیرت کشاید	شہا نزا چہ تشبیہ با بندگانش
ز ہر نور بیند ظہور خدا را	چہ نسبت بخاک درش کیمیا را

آخرکار نرگس پلٹی مگر روتی ہوئی جاتی ہو کہ اے مسلمانون کے خدا اس جوان کو ان ظالمون
کے ہاتھ سے بچا لے وہ بلوہ دیکھا ہو کہ قلب کانپ رہا ہو یہان ملکہ شمیم بھی کنارے
حوض کے بیٹھی رو رہی تھین کہ نرگس روتی ہوئی سامنے آئی ملکہ نے پوچھا کیون نرگس
خیر تو ہو نرگس نے عرض کی واری مین نے ماہ اوج صاحبقرانی کا وہ حال دیکھا کہ دل
کانپ رہا ہو مگر سبحان اللہ جری بہادر ایسے ہی ہوتے ہین وہ صف شکنی کر رہے ہین یا
کہ نہین لاکھ سے اکیلے لڑ رہے ہین کئی سو لاشے گرد پڑے ہین اسوقت تک جرأت مین
فرق نہین ہو وہی کس بل وہی تیور جسکو ہاتھ مارا اُسکے دو ٹکڑے کیے میرے سامنے
کئی پہلوان ایسے مارے کہ اپنے وقت کے دیو تھے ایک ایک وار مین اُنکے دو دو
ٹکڑے کیے عشرت خیز نے سحر کیا ہو کہ سب قزاق اُنکے پڑے ہوئے ہین جناب سے
عاجز تلوارین ہاتھون سے گر گئی ہین بول نہین سکتے زبان کھول نہین سکتے عشرت خیز
ہر مرتبہ سحر کرتا ہو مگر نہین معلوم کیا باعث ہو کہ سحر اثیر تاثیر نہین کرتا عشرت خیز نے ایسے
ایسے سحر کیے کہ لونڈی نے آپ کی کبھی نہ دیکھے تھے جنگل سے شیر بلا لیے پہلوان اُن سحر لے
مگر وہ شیر ایک طور پر جنگ کر رہا ہو یہ حال مصیبت مآل سنکر ملکہ شمیم کے ہوش اُڑ گئے
آہ کرکے اپنے مقام سے اٹھین مثل بید تھرائین ستون پر ہاتھ رکھدیا کہا نرگس اس رات
بھر مین وہ ضعف ہوا کہ اُٹھا نہین جاتا اُٹھنے مین دل بیٹھا جاتا ہو غش آتا ہو آنکھون مین
اندھیرا چھایا جاتا ہو خدائی ہفت پیکر کی تو بخوبی ثابت ہوئی مگر خدا سے نادیدہ سے دعا
ہو کہ مین جا کر اُسکو زندہ پاؤن اُس ظالم کے ہاتھ سے بچاؤن عشرت خیز کی تو موت آئی ہو
مگر ڈر یہ ہے کہ ہفت پیکر دشمن ہو جائیگا نہین معلوم کیا رنگ لائیگا اُس جوان کو بات
ہوئی کہ لگاؤ کرتا ہو نہ جلتا ہے نہ مرتا ہو میری گرفتاری کی تدبیر کریگا مین کبھی کیا کوئی بات
اُٹھا رکھونگی سب اُسکے تحفہ جات نکلوا دونگی باغ بہارین پر اُسکو بڑا ناز ہو سحر ا
گلگرخان مین بڑا اچھا ہے ساحر وہان بیٹھے ہین وہ ساحر سحر اُسکو سحر بند کرینگے

ہین جاتے ہین ہر ایک بوٹا پتہ کانٹا بنجائے درختون سے ہیبت برستی انھین دونون مقامون کو فتح کراؤنگی طلسم کشا کے جانے کی دیر ہی گئے اور فتح کرلیا ساحر بڑی بڑی کوشش کرینگے طلسم کشا نے لوح چمکائی اور وہ ساحر عاجز ہوے بڑے بڑے مکر کرینگے طلسم کشا کو تو ہوشیاری ضرور ہی ہین ساتھ موجود ہونگی مقامات فقور بتاؤنگی نرگس نے خوش کی واری دیر نہ کیجیے وقت بہت تنگ ہی شمیم نے فوراً ایک دستک دی درخت سے اُترکے ایک قمری ٹہلتی ہوئی آئی ملکہ اس قمری پر سوار ہوئین قمری لیکے شمیم کو اُڑی طرف قریب کے چلی اُسوقت یہ پہنچین کہ شمیم نے آنکھون سے دیکھا کہ غضنفر بن اسد بن کرب غازی بجوان نامردون کے گھرا ہوا ہے تیغ برق مثال چل رہا ہی جسکو ہاتھ مارا اُسکے دو ٹکڑے کیے مگر سحر سے تیغ نے پکار کر آواز دی کہ اے شیر جوان یون نہ گرفتار ہو گا فوج کو حکم دو کہ ہتیار و زنجیرین مارکر اس شیر کو گرفتار کرلین ایسا نہ ہو کہ اسکی مدد آجائے اگر امیر کو خبر ہو پہنچی تو فوراً کسی سردار کو بھیجین گے انکے سردار صف شکن تیغ زن آ کے ہی لیا لی فتح کرلینگے جلد گرفتار کرلو چہار طرف سے زنجیرین برسنین غضنفر پر پڑ رہی ہین غضنفر کا گھبرانا اور پریشان ہونا ادھر سب رفقا زمین پر پڑے ہین بیکس و بے بس اُٹھ سکتے ہین نہ بول سکتے ہین دل کو طرف خدا کے رجوع کیے ہین پکار رہے ہین کہ ای معبود بے نیاز وای بیکار ساز ہمارے آقا کو ان دشمنون کے ہاتھ سے بچالے ایسا نہو گرفتار ہو جائے ہمارا سوا اسکے کوئی سرپرست نہین ہم لوگ دیوانہ مزاج جاہلون کے سرکے تاج کہان بسر کرینگے کہان رہین گے

نظم

خدا ہے حافظ و ناصر کند نگہبانی
بوقت مشکل و رنج و غم و پریشانی

بہ کوہ و دشت و بیابان و چاہ و زندان
سحاب رحمت حق کرد گوہر افشانی

بحال بندہ ناچیز و مسلم شب و روز
شود عنایت مولا سے فضل ربانی

بشرق و غرب شود تازہ روشنی ہر روز
چو آفتاب درخشندہ ظل سبحانی

بہ باب دولت خدام بارگاہ الہ
کنند سکندر و دارا ہمیشہ دربانی

خدا ہست مالک و ملوک عالم دنیا
خدا ہست باقی و جن و بشر ہمہ فانی

چو نقش کاتب قدرت بیاد حیران ماند — بشکل آئنہ از حسن خویش حیرانی
چو در عنایت معبود میکنی غفلت — شود ز خندۂ نادان کمال نادانی
رسد بمطلب خود طالب خدا جندی — بہ مدح گوئی ز انصاف و ثنا خوانی

ملکہ شمیم نے جو یہ حال غضنفر کی پریشانی کا دیکھا کلیجہ منہ کو آگیا بیقرار ہو گئیں وہیں سے ہاتھ ہلایا ایک برق چمک کر گری کہ عشرت خیز کے دو ٹکڑے ہوئے ملکہ نے چاہا کہ لشکر کو بھی تباہ کر دوں جیسے ہی عشرت خیز مرا قزاقون کے ہاتھ پاؤن درست ہوئے چالاک و چست ہوئے اپنے مقام سے نعرے کرکے اُٹھے ایسے جھلائے ہوئے تھے قزاقون نے قیامت برپا کردی ایک ایک نے چار چار کو مارا غضنفر دریائے خون مین نہائے ہوئے تیغ رو ثمین شگاف چمکاتے ہوئے شبدیز پہ جا پڑے پکار کر آواز دی کہ او نامردان عالم کی پاپوش کی گرد ہمارے مقابلے مین تو آکر احوال کھلے پھر یہ فوج کے تو لڑ چکے اب فوج پامال ہوئی قزاقون نے فوج کے جی چھڑوا دیے ہمراہیان شبدیز بے نگاہی کرنے لگے طرارے بھولے۔ پاؤن پھولے قدم نہین تکتے گھبرا رہے ہین قزاقان شیردل فوج پر چھائے ہوئے ہین جسکو ہاتھ مارا اُسکے دو ٹکڑے کیے نیزے پر اُٹھایا اور زمین پر مار دیا استخوان چور چور ہوئے جہنم سے نزدیک بہشت سے دور ہوئے سقاہ غضنفر نے للکارا کہ شبدیز لرزان و ترسان مقابلہ غضنفر مین آیا ہاتھ تلوار کا مارا غضنفر نے الگ ہو کر نیزہ چمکایا شبدیز سمجھا کہ نیزہ بازی منظور ہے اُسنے بھی نیزہ اُٹھایا غضنفر پر مارا غضنفر نے سنان نیزہ کو سنان نیزہ پر روکا جواب مین نیزہ مارا شبدیز نے اپنا سینہ بچایا غضنفر نے نیزے کو کن دیا گینڈے کی آنکھ رکھ کر یہ مارا کہ ڈیڑھ ہاتھ نیزہ آنکھ مین گینڈے کی اُتر گیا غضنفر نے نیزہ چھوڑ دیا شمیم بے اختیار ہنس پڑین ہنسنے کی آواز غضنفر نے جو سُنی سر اُٹھا کر دیکھا وہی نازنین پری پیکر عارض رشک قمر آنکھین بڑی بڑی گردش کر رہی ہین آنسو بھرے ہوئے صاف ظاہر ہے کہ درج مین گوہر بھرے ہوئے ہین اگر کوئی اشک مژگان پر آکر ٹھہر گیا تو ثابت ہوتا ہے کہ تیرون نے آبداری پیدا کی سینے پر اُبھار صاف ثابت ہوتا ہے کہ

ناربستان سیب سے بہتر ہین یا نخل سرو مین ثمر ہین اس مطلب کو حقیر حل کرتا ہی کہ یا نخل سرو کجا قد معشوق زیب النسا مخفی اس مضمون کو کس حسن سے تصرف کر گئی ہین فرماتی ہین قطعہ وای بر شاعران نادیدہ + غلطی را نجود پسندیدہ + سرو را قد یار میخوانند + سرو چوبیست ناتراشیدہ + یہ قطعہ حقیر کو بہت پسند آیا مگر شاعران ماضی و حال نے جو مثال دی اسکا کیا باعث ہی صاف ثابت ہوا عقل ہدایت کرتی ہی کہ سرو نخل بے ثمر ہی معشوق سے کون ثمر پاتا ہے اسی سبب سے سرو سے مثال ہے شاعرون کا یہی جبر سے حال و قال ہے غضنفر بیتاب ہوگیا پکار اٹھا کہ ای جان جہان وای آرام دل مشتاقان کلیجے پر چھریان چل رہی ہین اپنا تو یہ حال ہے جسکا ذکر محال ہے قلب پر ملال ہے اب جی نڈھال ہی نظم

دل میں رہتا ہی فتیلے داغ سے روشن چراغ
گھر ہی عاشق کا یہان جلتا ہی بے روغن چراغ

کب یقین ہی قبر پر اپنی رہے روشن چراغ
تم جلانے بھی نہ آؤ گے پس مردن چراغ

شعلے دیتے ہیں بابت میں جسقدر ہیں استخوان
جلوہ گر رہتے ہیں میرے زیر پیراہن چراغ

ابھی ہستا گرم صحبت ہی جو وہ آتش مزاج
شعلۂ افسوس سے ہی سینۂ دشمن چراغ

شمع ہی مطلوب کی طالب سے ہو ممکن نہیں
قیمہ رکھتا ہی کنار شوق میں روغن چراغ

ایک بھی منت نہ بر آئی وہ خوش اقبال ہون
مدعی میرے لیے کرتے رہے روشن چراغ

اک تماشہ ہی فروغ کرمک شبتاب سے
باغ میں ہر پھول رکھتا ہے تہ دامن چراغ

روشنی دیتے ہیں داغ دل شگاف قبر سے
جانتے ہیں لوگ جلتے ہیں تہ مدفن چراغ

جسقدر بے مایگی ہو باعث آرام ہے
بجھ کے سو رہتا ہی جب ہوتا ہی بے روغن چراغ

یہ جلاتا ہی کہ کھین آتے ہیں پروانے جو پاس
وائے قسمت دوستوں کا اپنے ہی دشمن چراغ

شب کی تاریکی لحد پر داغ تن زیر لحد
تیرگی بالائے مدفن ہے تہ مدفن چراغ

یون ہی مر جاؤنگا میں بھی سوز غم سے ای تسنیم
جل کے بجھ جاتا ہی شب کو جیسے بے روغن چراغ

عکس عارض سے تمہارے بڑھ گئی دونی چمک
چشم بد دور آج رکھتا ہی عجب جوبن چراغ

ای تسنیم اب تم بدلکر قافیہ لکھو غزل
جوش مضمون کہہ رہا ہی اور ہو روشن چراغ

غضنفر نے جو دیوانہ وار جھوم جھوم کر یہ اشعار پڑھے ملکہ شمیم کو اسقدر بھلا معلوم دیا چاہتی
ہیں کہ اُتر کر بلائیں لیلوں لیکن حجاب مانع ہوا شرما کر اشارہ کیا کہ میں کیا قدر کروں غضنفر
نے اشارہ کیا کہ میں بارگاہ استاد کراتا ہوں اگر تشریف لائیے تو کمال مہربانی ہے بلکہ بقول
شاعر۔ فرد۔ رواق منظر چشم من آشیانۂ تست + کرم نما و فرود آ کہ خانہ خانۂ تست
اس حیثیت سے غضنفر نے یہ شعر پڑھا کہ ملکہ کو اور زیادہ ملنے کا اشتیاق ہوا غضنفر
نے دیکھا کہ شمشیر برگو گینڈے نے از سرتا پا پامال کیا قزاقون نے اُسکی فوج کو تہ تیغ
کر لیا ایک ایک قزاق نے چار چار چھ چھ کو مارا ایک نے نیزہ دکھایا دوسرے نے
پہلو پر آ کر خنجر مارو یا شکم چاک قصہ پاک ہوا تمام گانون لاشون سے بھرا ہوا ہے آخر
رعایا والے فریاد کرنے آئے غضنفر نے اُنکو پناہ دی سب گانون والے مسلمان ہوے
گانون اسلام آباد ہوا قزاقون کو حکم دیا کہ بارگاہ استاد کرو قزاقون نے فوراً بارگاہ
استاد کی غضنفر بارگاہ میں آئے شمیم گیسو کشا نے ہر چند چاہا کہ اسوقت میں جاؤن
اور وقت پر موقوف رہے مگر دل نے نہ مانا غضنفر کی بیباکی چستی و چالاکی ہر چند کہ
زخمون میں چور چور ہیں تلتے ہوے گھوڑے سے اُترے دربارگاہ سے لوگون کو ہٹایا
پکار کر آواز دی تشریف لائیے ملکہ ہوا سے اُتریں دربارگاہ پر آئیں غضنفر نے ہاتھ میں
ہاتھ ڈال دیا ملکہ نے اس چالاکی پر شرما کر سر جھکا لیا ساتھ غضنفر کے بارگاہ میں آئیں
غضنفر نے کہا میں زخمون میں ٹانکے دلواؤن ملکہ نے کہا میں ٹانکے دونگی یہ کہکر غضنفر
کا زانو پر رکھا گورے گورے ہاتھون سے ٹانکے دینے لگیں خون ڈپٹے سے پونچھا
غضنفر کہ رہا ہے ملکہ جلد ٹانکے دیجیے یا آپ ہٹ جائیے میں خود اپنے ہاتھ سے ٹانکے
دلیون ملکہ نے کہا صاحب اتنا نہ گھبراؤ میں سہولیت ہی سے ٹانکے دونگی ملکہ نے بہ سہولیت
ٹانکے دیے ہوا سے تیز رو مرہم لایا ملکہ نے مرہم کی پٹیاں چڑھائیں غضنفر اُٹھا اُٹھکے
ملکہ کا ہاتھ پکڑ کر کھینچا کہا کہ صاحب بس منہ پر بیٹھو تمنے آج بڑا احسان کیا ملکہ نے کہا
صاحب میرا کھڑا ہونا بہتر نہیں ہے شدت ہی مجھ میرا طالب ہو ایسا نہ ہو کہیں آگاہ ہو دیا
سحر و شعبدے میں اُسکا مثل نہیں ہے اگر کوئی حرکت کر بیٹھے اور پھر آسکے وہم کر بیٹھیں

پہنچاؤں تو نہیں معلوم کہاں قید کرے بس تمہاری خوشی ہوچکی اب مجھے رخصت کرو غضنفر نے کہا ہم ابھی نہ جانے دینگے ہمارا دل بیقرار ہی روز اول جب تمکو قصر پر دیکھا تھا شاید یاد ہوگا کہ ہمنے آنکھوں سے اشارہ کیا تھا کہ صحرا میں آؤ خدا نے تمکو یہاں پہونچایا ابھی جلد ہی جانے دینگے گھڑی دو گھڑی بیٹھو ہمارے تیز رو عیار نے گلابیاں شراب کی کشتیاں کباب کی لاکر رکھیں غضنفر نے جام لبریز کیا ملکہ کو پلایا ملکہ نے دوسرا جام آب بھرا جب غضنفر کے سامنے پیش ہوا غضنفر نے ہاتھ رکھ دیا ملکہ نے آنکھوں میں آنسو بھر کر کہا کیوں صاحب ہم تو تمہارا دیا ہوا جام پی گئے تمھیں کیا عذر ہی غضنفر نے کہا ہمارے تمہارے مذہب کا فرق ہے ملکہ نے ہنسکر کہا کہ صاحب ہمنے پہلے ہی سے سمجھا تھا کہ مذہب ہمارا خراب ہو مذہب مسلمانان اختیار کرتے ہیں لیکن اگر کلمہ پڑھا لینگے تو تاثیر سحر زبان سے جاتی رہیگی یہ کہکے مطیع اسلام ہوئیں تب غضنفر نے بھی جام شراب پیا پیتے ہی دونوں کی آنکھوں میں لال ڈورے نشہ وحشت کے پڑ گئے غضنفر نے عیار سے اشارہ کیا ہمارے تیز رو نے بایاں کھینچا یہ اشعار عاشقانہ گانے لگا۔ نظم

از دل شدگان حجاب تاکی
می دہ ترک ثواب تاکی
ساقی برخیز و جام می دہ
ای دختر رز حجاب تاکی
تا زی ز حیات چند نادان
ای دل دگر اضطراب تاکی
آخر نوبت رسد بلطفش
پرسوختگان عذاب تاکی
پیرانہ سری دگر بہ این ریش
در وصل آخر حجاب تاکی

رخسارہ نقاب تاکی
توبہ ز شراب ناب تاکی
در موسم گل حجاب تاکی
مغرور جمال و حسن تا چند
آخر نقش حباب تاکی
او گفت شب وصال مست
خوش باش ولا عتاب تاکی
ناصح من و ترک عشق توبہ
ای مرد خدا خطاب تاکی
بر من نظری فگن خدارا

ساقی صبح ست خواب تاکی
این نقش بروی آب تاکی
در شیشہ ز چشم شوق رندان
نادان عہد شباب تاکی
دادی بر باد دین و ایمان
این بوسہ بے حساب تاکی
از آتش عشق جان و تن سوخت
این وہم و خیال و خواب تاکی
از دیدہ نقاب شرم بردار
ای نرگس مست خواب تاکی

وقت است درآ بہ باغ خندان	در موسم گل حجاب تا کی	رخسار رو یار گیسو بنشین
آخر خانہ خراب تا کی		

در باغ عاشق و معشوق تر ہو فرزند حمزہ وہ تانین لگا رہا ہی اشعار
عاشقانہ گا رہا ہی ملکہ بھی خوش بیٹھی ہین غضنفر کی چھیڑ چھاڑ عاشق و معشوق کا بناؤ بگاڑ کبھی
ہنسنا کبھی گلہ ہاے زمان گذشتہ کرنا غضنفر کا کہنا کہ صاحب ہجر کی راتین ایسی گذرین کہ
امید زیست نہ تھی ملکہ نے کہا ان دونون راتون مین ہجر بھی ایسی سختی گذری کہ بیان کر نہین سکتی
کالی راتین تمھارے چہرہ انور کی یاد دل مائل فریاد غضنفر کا کہنا کیون صاحب اب تو اس
ہجران دیدہ آفت کشیدہ کو یاد رکھنا گوشہ خاطر سے فراموش نہ کرنا ملکہ شمیم کہتی ہین صاحب مجھکو
یہ خیال ہی کہ اتنی دیر کا ملنا اور باعث اضطراب ہوگا قضاے کار ہفت پیکر دربار مین آکر
بیٹھا ہی سب طرح کے ذکر ہو رہے ہین ہفت رنگ جادو وزیر اعظم نے کہا یا خداوندا آج ملکہ
شمیم کہا ہو گئین نہین تشریف لائین ہفت پیکر نے کہا جاؤ بلا لاؤ ہفت رنگ قصر عشرت
مین آیا دیکھا کنیزین بیٹھی ہوئی ذکر کر رہی ہین کہ ملکہ کو خدا بخیر و عافیت لائے وزیر کو دیکھکر
خاموش ہو گئین وزیر نے کہا ملکہ کہان ہین کنیزون نے عرض کی کہ اپنے باغ مین گئی ہین
وزیر پلٹا آکر ہفت پیکر سے کہا کہ یا خداوند کوئی ایسی بات تھی کہ کنیزین میرے جانے سے
چپ ہو گئین ذکر نہ کر سکین ملکہ کو کہا کہ اپنے باغ گئی ہین مگر یا خداوندا ملکہ کہین اور گئین
اُنھون نے کل آمد لشکر مسلمان دیکھی فرزندان حمزہ حسین و جمیل ایک ایک بہادر
تیغ زن صف شکن سامنے سے گذرے مین جانتا ہون کسی کو دیکھکر عاشق ہوئین اُنکا
چہرہ متغیر تھا یہ ذکر تھا ہفت پیکر خاموش بیٹھا ہی کہ دربارگاہ سے رونے کی آواز آئی
ہفت پیکر نے کہا ارے خبر لو کوئی نیا معرکہ گذرا کہ چند ساحر لاشہ عشرت خیز و لاشہ شبدیز
لیکر سامنے آئے عرض کی یا خداوند عشرت خیز نے خاتمہ کر دیا تھا شبدیز نے ہزارون قزلباش
قتل کیے قریب ہے مین فوج مسلمانان بہا دیا غضنفر زخمون مین چور رہتا یکایک ایک برق
آسمان سے گری کہ عشرت خیز زنہار کے دو ٹکڑے ہوے غلامون نے نہین دیکھا کہ
برق کسنے گرائی شبدیز کو گینڈے نے پامال کیا کچھ بس نہ چلا یہ لاشہ شبدیز ٹکڑے
ٹکڑے ہے ہفت پیکر نے پوچھا یہ کیونکر مارا گیا کہا حضور غضنفر نے وہ تدبیر کی کہ ہتھیا

سکے مرا گینڈے کی آنکھ میں نیزہ اُتار دیا اور نیزہ ہاتھ سے چھوڑ گینڈا بدحواس ہو کر دوڑنے لگا
مشہد یز کر گردن سے گرا لاشے کا یہ حال ہوا گینڈے سے پامال ہوا ہفت پیکر نے
کہارونکو بیجا کر چلاؤ یہ مغرور تھے اسوجہ سے مارے گئے یہ سنکر ہفت رنگ نے کہا
اول یہ تو بتاؤ کہ عشرت خیز کو کسنے مارا ساحروں نے کہا غضنفر تو زخموں میں چور چور
تھا اُسپر سحر تاثیر کرتا تھا اب شبدیز نے کمند اندازوں کو حکم دیا تھا کمندیں پڑ رہی
تھیں تا کہ غضنفر لیا گھوڑے کو جھکاتا تھا کہ حلقہ ہاے کمند سے نکلا جاتا تھا اُسی عالم
میں برق گری عشرت خیز کا مرنا قزاق اپنے مقام سے اُٹھے گویا فتنۂ خوابیدہ جاگا
کیا مجال تھی کہ رہ گئے ایک ایک قزاق نے دس دس جوانوں کو مارا تھوڑے ہی
عرصے میں خاتمہ ہو گیا مگر یہ ہم لوگوں نے دیکھا کہ جب لڑائی فتح ہو گئی تو غضنفر نے بارگاہ
استادگی اُسمیں داخل ہوا ایک مہ جبین ساتھ تھی ہفت پیکر نے فوراً کتاب سحر اُٹھا
کھولی اُسکو پڑھنے لگا لیکن ہفت رنگ نے دیکھا کہ جوں جوں کتاب پڑھتے ہیں
قدرت کا چہرہ سرخ ہوا جاتا ہے غصے میں آنکھیں اُبل آئیں ابرو ہلنے لگے ہفت رنگ
نے پوچھا یا خداوند خیر تو ہے کہا یار و غضب ہوا کہ معشوقۂ ابد دولت قبضے میں غضنفر کے
گئی جلسہ آراستہ ہے کیسی خوش بیٹھی ہے عیار گا رہا ہے ہفت پیکر نے کہا یارو کوئی ایسا ہے
کہ اُس گیسو بریدہ کو گرفتار کر کے لائے اور غضنفر بھی پکڑا جائے لیکن تدبیر سے یہ امر
ممکن ہوگا اگر پکڑی بھی جائیگی تو کسی کے سنبھالے نہ سنبھلے گی وہ مجھ سے مقابلے کا ارادہ
رکھتی ہے دو چار شعبدوں میں قدرت پر قبضہ کریگی قدرت آج خود جاتے ہیں کوئی ساحر
اُسکے نام پر نہ بولا سب نے سر جھکا لیا کہا یا خداوند جب آپ سے برابری کا ارادہ رکھتی
ہے تو ہم میں کسکی مجال ہے سر ہنگ بن گیکا وس ایک ساحر بیٹھا تھا کہ ہم سردار
و ہم عیار ہے اپنے مقام سے یہ کہکر اٹھا کہ میں جا کے ملکہ کو لاتا ہوں یہ کہکے سرہنگ
چلا جب قریب لشکر غضنفر پہونچا ایک گوشے میں بیٹھکر دیکھنے لگا دیکھا کہ ملکہ فہیم
بارگاہ غضنفر سے نکلیں طرف قصر عشرت کے چلیں جب ملکہ نے لشکر چند ساعت میں
طے کیا کنارے پر لشکر کے آئیں کھڑی ہو کر دیکھنے لگیں سرہنگ ۔۔۔۔ نے فوراً رنگ ساز

روغن عیاری کا لگایا اپنے کو بصورت غضنفر کے بنایا طرف ملکہ کے دوڑا پکار کر آواز دی اے
ملکۂ عالم ذرا ٹھہر جاؤ ملکہ نے پلٹ کے دیکھا غضنفر آتے ہین ٹھہر کر آواز دی کیون خیر تو ہی
غضنفر نقلی نے کہا تمھارے ہٹتے ہی دل کو بیقراری ہوئی آخر تاب نہ آئی مین نے کہا
جا کر دیکھ آؤن مگر آپ کو یہان کھڑے دیکھا دل مین اشتیاق تھا وہی سامان ہوا
ملکہ نے کہا اے شہریار اس بیقراری کو موقوف کیجیے اسقدر صحبت غیر ممکن ہی ہفتے مین
ایک مرتبہ میرا آنا ہوگا سرہنگ نے باتین کرتے کرتے حباب بیہوشی مارا ملکہ بیہوش
ہو کر گرین سرہنگ نے دہان مین سوزن دی ایک درہ کوہ مین لا کر ڈال دیا اب صورت
بدل کر بصورت شمیم بنا کنارے لشکر کے دوڑا ہوا آیا ہما سے تیز رو نگہداشت لشکر کو
نکلا تھا ملکہ کو جو کھڑے دیکھا پکار کر آواز دی پوچھا کیون ملکۂ عالم خیر تو ہی سرہنگ
سرہنگ نے کہا اے عیار طرار اسوقت کی صحبت نے وہ لطف دیا کہ دل چاہتا ہے
شاہزادے سے دو باتین پھر کرون ذرا شاہزادے کو بلا لاؤ مین کچھ اُنسے کہونگی ہما
نے جا کر غضنفر سے کہا غضنفر نام ملکہ کا سنکر اٹھکر چلے تیغہ رویین شگاف قبضہ مین انگشتر
مہر و ماہ ہاتھ کی انگلی مین پہنے ہوے ہین اسپ باد پا کتھان پر بیٹھا ہی سرہنگ نے
ہما سے کہا اے عیار تم ہٹ جاؤ مین شاہزادے سے کچھ باتین کرونگی ہما ہٹ کر بازار مین آیا
سرہنگ نے غضنفر سے کہا اے شہریار اب مین قصر مین کیونکر جاؤن آپ کی صحبت سے
وہ اشتیاق ہوا کہ دم بھر چین نہ پڑیگا یہ باتین کرتے کرتے اسنے غضنفر کو حباب مارا
غضنفر بھی بیہوش ہوے اسنے درہ کوہ سے شمیم کو نکالا دونون کا پشتارہ تیار اور
باندھا لیکر چلا ہفت پیکر یہان کتاب سوانحات دیکھ رہا ہے کہتا جاتا ہے کہ سرہنگ
نے بڑا کام کیا دونون کو بہ فن عیاری گرفتار کر لیا سرہنگ مین یہی بڑا کمال ہے کہ
جہان موقع عیاری کا ہو عیاری کرے سحر مین بھی طاق شہرۂ آفاق ہے شمیم کو کس مزے
سے گرفتار کیا دونون کا پشتارہ باندھے ہوے آتا ہے اب اُسکو میرے پاس
لاویگا سنو بھائیو مین تم سے کہے دیتا ہون مین دونون کے قتل کا حکم دونگا غضنفر
کو قتل ہونے دینا مگر شمیم کے بارے مین سفارش کرنا اور کہنا کہ یہ معشوق تم

قدرت ہو اسکو معاف کیجیے ہفت رنگ کہتا ہو مین اُٹھکر جلاد کا ہاتھ پکڑ لونگا اور کہونگا
اسوقت قدرت کو غصہ ہو لی شمیم عذر کرو عہد واثق لیکر فوراً رہا کردونگا ہفت پیکر کہتا ہو
آج ہی رات کو قدرت نور قدرت اُسکے پیٹ مین اُتار دینگے وہ لطف ملے کہ خود عاشق
ہو جاے غضنفر کا کبھی عمر بھر خیال نہ کرے یہان تو یہ باتین ہو رہی ہین جلاد آمادہ
کیے گئے کہ یہ جلاد و قاتل غضنفر ہے یہ جلاد شمیم کو ڈرائیگا شمیم کے رونے پر خیال نہ ہو
قرار اُس سے بھی لے لیا جائے مگر سرہنگ دونون پشتارے لیے ہوے تنہا ہوا
آتا ہو دل سے باتین کرتا ہوا کہ آج تو قدرت سے طرۂ پیغمبری لونگا یہ کام کس سے ہو سکتا
جو مین نے کیا یقین ہے قدرت نیابت طلسم مجھکو دین اور طرۂ پیغمبری عطا کرین
قضاے کار رہبر سپہر عیاری و قطب فلک خنجر گذاری شاہ عیاران عیار خواجہ عمرو
نامدار دربار مین بیٹھے تھے تمام سرداران تہمتن دنگلون پر بیٹھے ہوے ہین جام گل
ارغوانی گردش مین عیش و نشاط کی کوشش مین اُس ہنگامے مین عمرو نے جو
پلٹ کے دیکھا تو اسد غازی آنکھون مین آنسو بھرے ہوے ہین منھ پھیر کے دامن
سے اشکون کو پاک کرلیتے ہین ابراہیم وغیرہ کہتے ہین اے آقاے نامدار خدا آپ کو
رنجیدہ نہ کرے نہ کبھی آپ کو ملول و حزین دیکھا ہین کیا باعث ہو کہ آپ ایسا شخص
خوش مزاج یون ملول بیٹھا ہو عمرو نے جو اسد کو اس حال مین دیکھا جی بیقرار ہو گیا
قریب آکر گلے سے لگایا فرمایا اے نور نظر اے پارۂ جگر خیر تو ہو اسد نے کہا چھوٹے نانا جان
مین نہین جانتا ہون کیا باعث ہو خود بخود قلب پر ہجوم رنج و الم ہے آج جی چاہتا ہو
کسی طرح غضنفر کو دیکھون مین نے خبر پائی تھی کہ کوئی پہلوان ہفت پیکر نے براے
گرفتاری غضنفر بھیجا ہو میرے رہ رہ کے ہوش اُڑتے ہین ہرکارے نے خبر دی تھی
کہ وہ پہلوان جاتا ہو جی مین آیا کہ راہ مین جاکر اُسے روکون اُس تک نہ جانے دون
سرداروں نے کہا غضنفر کیا ایسا ہو اُسکو ہزار تیرون سے ماریگا مین نہ گیا اب
اسوقت طبیعت پر غم و الم کا ہجوم ہے دل چاہتا ہو کسی طرح اُسکو دیکھون خواجہ نے
کہا بیٹا تم نہ گھبراؤ مین جا کے خبر لاتا ہون مین نے بھی خبر پائی تھی کہ اُس پہلوان کو مارا

قریے پر فتح پائی وہاں کے زمیندار کو پکڑ لیا پھر اسکے بعد خبر نہیں کہ کیا مگر گزرا یہ کہا
خواجہ عمرو اسد کو بخوبی سمجھا کر دربار سے نکلے طرف قریۂ عشرت آباد کے چلے راہ میں آکر
ایک مقام پر ٹھہری ہیں کہ دیکھا ایک عیار پشتارہ بدوش آتا ہے مگر جب پشتارے کے
دامن جاوے پہنچاتا ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ لکڑا یہ ہٹتا جاتا ہے نکل آیا عمرو حیران ہوا کہ یہ عیار کے
لیے جاتا ہے یہ تو ظاہر ہے کہ پشتارہ بھاری ہے ٹھہرتا ہوا آتا ہے عمرو نے رنگ روغن عیاری
لگایا ایک ساحر کی شکل بنکر تیار ہوئے نخل کے نیچے ٹہلنے لگے جب سرہنگ قریب آیا
پکار کر آواز دی اے بھائی کہاں سے آتے ہو ہمیں تو سنا اون نے ایسا پریشان کیا کہ گھر بار
چھوڑا آباد گھر کو لوٹا جنگل میں مارے مارے پھرتے ہیں یہ صورت ہے کہ عورتوں کو ویرانہ کو
میں بسایا ہے سرہنگ نے کہا بھائی اب نہ گھبراؤ قدرت نے جھگڑا پاک کر دیا غضنفر
نے سب کو لوٹا تھا میں غضنفر کو پکڑے لیے جاتا ہوں اور انکے مددگار کو بھی گرفتار کیا
جسنے لڑائی فتح کرائی عمرو نے کہا بھائی وہ کون ہے سرہنگ نے کہا بی بی شمیم کیونکہ استاد
قدرت اس غضب کو تو دیکھو کہ قدرت سے تو انکار کیا اور نبیرۂ حمزہ کی مدد کو گئیں
عشرت خیز جادو کہ ساحر زبردست تھا اسنے سحر کر کے قزاقوں کو بیکار کیا میاں غضنفر
زخمی ہوئے انکی جو آتش عشق بھڑکی دوڑی گئیں جا کر ساحر کو مار ڈالا پھر جو قزاق چھوٹے
زمین ہلا دی سب کو شکست ہوئی غضنفر نے فتح پائی یہ بی بی جا کر پہلو میں غضنفر کے
بیٹھیں قدرت کو خبر ملی اتنا بڑا دربار کہ ستر ہزار ساحر بیٹھا تھا قدرت نے فرمایا کہ کوئی
تم میں ایسا ہے کہ شمیم و غضنفر کو گرفتار کر لائے کسی ساحر نے جواب نہ دیا اس نے مجھ سے
میں اٹھا غضنفر کی صورت بنکر شمیم کو لیا اور شمیم کی شکل بنکر غضنفر کو گرفتار کیا خواجہ نے
خوش ہو کر کہا بڑا کام کیا تم نے آج ساحروں میں نام کیا اب ہم لوگ بلوہ کر کے قزاقوں کو
مار لینگے قریے سے نکال دینگے کیا مجال جو ایک زندہ بچے دوسرا سامنے پڑا ہو وہاں کے
زمیندار کو بلائینگے دس گاؤں کی کمان جمع کرینگے مگر قزاقوں کو سزا دینگے جی چاہتا ہے کہ تمہیں گلے
سے لگائیں تمہارے گرد پھریں یہ کہکے سرہنگ کے گلے میں ہاتھ ڈالا بے عطر بیہوشی کی
رومال لیا ہوا تھا وہ کاندھے پر پڑا تھا اسکی بو جو دماغ میں پہنچی الٹے کہکر بیہوش ہوا

خواجہ نے کپڑے اُتار لیے حرامزادے کو حلال کیا شمیم کے جمال کو جو دیکھا جی میں کہتے ہیں
کہ اے عمرو یہ دیوانہ بڑا خوش نصیب ہے کل معشوقان رستم پر یہ فخر رکھتی ہے چالیس جادوگرنیاں
رستم کے ساتھ ہیں مگر کسیکو اس سے نسبت نہیں سمجھے کہ اگر ہوشیار کردونگا تو دیوانہ باپ کی
ملاقات کو نہ جائیگا شمیم کی زبان سے سوزن نکالی پانی کا چھینٹا منھ پر شمیم کے دیا شمیم ہوشیار
ہوئی خواجہ کو اپنے بالین پر پایا جھک کر سلام کیا خواجہ نے گلے سے لگا کر سب حال بیان
کر کے کہا اے نور نظر اب ملاقات ہفت پیکر کو نہ جانا میں غضنفر کو برائے ملاقات اسد
لیے جاتا ہوں شمیم نے جو یہ حال سُنا بہت گھبرائی سوچی کہ اپنے باغ میں چلوں ہاں جو کوئی آئیگا
سمجھا جائیگا ایک طاؤس پر سوار ہو کر طرف اپنے باغ کے روانہ ہوئیں خواجہ غضنفر کو
اُسی طرح لیے ہوئے پاس اسد کے آئے تمام کیفیت بیان کی اسد نے خواجہ کا شکریہ
ادا کیا کچھ روپیہ منگا کر دیا غضنفر جو ہوشیار ہوئے باپ کو سلام کیا اسد نے سب
کیفیت بیان کی اور کہا اے فرزند یہ پیشہ قزاقی چھوڑ دو ہر چند کہ تم فرزندان اسد میں
کمزور ہو اوروں پر تو غالب ہو غضنفر نے کہا قبلہ و کعبہ اپنا حال فراموش فرمایا یہ مثل
مشہور ہے کہ اور کو نصیحت اپنے کو فضیحت جب سے آپ نے طلسم ہوشربا فتح کیا ہے
جب سے آپ سلیس ہوئے ایرج پر کیسے کیسے شبخون مارے کہ وہ تاجرزادہ اب تک یاد
کرتا ہے آپکا ذکر ہوا کرتا ہے اب آپ نے حکم فرمایا اب میں ترک کردونگا غضنفر اُٹھ کھڑے
ہوئے کہا میں آداب عرض کرتا ہوں اسد نے کہا آج شب کو رہجاؤ غضنفر نے کہا میرے
قزاق گھبرا رہے ہونگے اسد نے سر جھکا لیا کہا بسم اللہ قزاق ہم سے بہتر ہیں غضنفر نے
کہا اسمیں کیا فرق ہے وہ میرے یاران ہمدم آپ سے برسوں ملاقات نہیں ہوتی یہ کہکے
غضنفر باہر نکلے ابراہیم وغیرہ سے ملاقات ہوئی کہا اے شاہزادے آپ ایسے کلام کرتے
ہیں غضنفر نے کہا قبلہ و کعبہ کی عقلمندی تو دیکھیے خود تو بارہ برس قزاقی کی اور ہمکو منع
ہوتے ہیں سب نے کہا بڑے نانا جان صاحبقران سے ملاقات کیجیے غضنفر نے کہا کہ
نانا جان سے تکرار ہو جائیگی وہ بھی یہی فرمائینگے کہ قزاقی ترک کرو میں جواب دونگا کہ
ایسا نہ ہو کسی دن بے خرچ ہو کر آپکا خزانہ لوٹ لوں سرداروں نے سر جھکا لیا کہا

بسم اللہ تشریف لیجائیے غضنفر تو یہاں سے چلے مگر بہار سے تیز رو عیار انکا پیچھا کرتا ہوا مقام
پر آیا غضنفر و شمیم کو نہ پایا پشتارہ باندھنے کا نشان دیکھنے لگا عیار نے آ کر قزاقوں کو
اطلاع کی قزاقون نے بوق بجایا سب عیار ہو کے تلاش میں غضنفر کی چلے مگر قزاقون راہ میں
ملا اُسے لوٹ لیا لوٹتے مارتے پھر رہے ہیں مگر غضنفر کیطرف سے کو اُڑا لئے ہوئے آتے
ہیں راہ میں ایک قریہ ہے کہ بہمن نامے وہاں کا زمیندار ہے اُسکے بھائی کا قریہ غضنفر نے لوٹا تھا
یہ بیرون قریہ کھڑا ہے کہ سامنے سے غضنفر کو آتے ہوئے دیکھا پاسی نے بیان کیا کہ
سپاہی تھا کہ صاحب اسی شخص نے آپ کے بھائی کو گرفتار کیا تھا اور اسکے پیچھے لیکے
سے اُسے وفا سے سب عورت کا زیور اُتار کر دیا آج نہیں معلوم کہاں سے آتا ہے
بہمن نے ایک چیخ ماری گنہار جمع ہو گئی بارہ سو آدمی آیا لاٹھیاں اور تلواریں لیے ہوئے
کسی کے پاس تیر و گلتے ہاتھ میں بہمن نے اشارہ کیا سب گنہار دوڑے غضنفر نے
دیکھا یہ سب میری طرف آتے ہیں تیغ دو دم شگاف کمر سے کھینچ کر ایک ہاتھ میں لیا نعرہ
کیا منم شہنشاہ قزاقان نبیرہ صاحبقران نعرہ کر کے غضنفر تلوار چلانے لگی سنگا سر پھوڑا
بانس ہر پاسیون نے جو دور سے دیکھا کہ اس جوان نے چشم زدن میں کئی سو گنوار مار کر
ڈالے گلتے کا نچھون سے اُتار سے تیر جوڑ کر مارنے لگے غضنفر کے جسم پر جو تیر لگا تو
اور پھینکا یا غضنفر خواجہ کو بُرا کہہ رہا ہے کہ خواجہ عمرو اگر مجھکو شکست دی الدنیا اور لیجاتے
تو میں اس آفت میں کیوں گرفتار ہوتا ای خالق اپنا رحم شریک کر مجھکو بچالے نظم

ای کہ روشن چہرہ شمس و قمر انوار تست ۔ دیدہ اہل نظر پر نور از دیدار تست
باطن ہر اہل دل گنجینہ اسرار تست ۔ سینہ اہل صفا آئینہ رخسار تست
جابجا خندان پستان جہان گلزار تست ۔ از خزان فارغ ہمیشہ گلشن بیخار تست
کی شود مشغول با کار دگر اندر جہان ۔ ہر کسی کو جان و دل شاغل بشغل کار تست
دوستی کس نیست ہر کس با تو دارد دوستی ۔ او نگر دو یار کس ہر کس کہ از دل یار تست
ہست ہر بلبل بگلزار خست نغمہ سرا ۔ در دل ہر کس بپستان زبانہ خار تست

یقین ہے کہ بہمن زمیندار گھیر کر گرفتار کرلے کہ صحرا سے گرد اڑی بوق ترکی کی آواز آئی

اس آواز سے جان میں جان آئی سمجھے کہ یاران ہمدم آتے ہیں سامنے آکر دامن گرد شگافتہ ہوا
دیکھا آگے آگے ہما سا تیز رو عیار باہما سے عیاری سے آراستہ پشت پر سب قزاق بوق
ترکی بجاتے ہوئے گھوڑے اڑاتے ہوئے آتے ہیں ہما نے جو اپنے آقا کو دیکھا پلٹ کر
قزاقوں سے کہا تمھارے آقا سے نابکار گنواروں میں گھرے ہیں قزاقوں نے گھوڑے
دوڑے نگاہ اٹھا کر دیکھا کہ ہزار بارہ سو گنوار ہیں ایک نے ایک کی جانب دیکھا کہا
بھاگ چلو ہم سب کا جانا بہتر نہیں ہرچند کہ آقا زخمی ہیں لیکن آزردہ ہونگے سو قزاق جدا ہو کر
بڑھے نیزے تانے بوق بجا کر جا پڑے جسکو نیزہ مارا سینے کو توڑ کر پار کر دیا اٹھا لیا اور زمین پر مارا
سو نے ہزار جوانوں کو نیزوں میں چھید لیا جو سامنے سے بھاگا اسپر گھوڑا چھوڑ دیا اور
گاؤں میں گھسکر اسکو مارا غضنفر نے جو اتنی مہلت پائی بہمن زندیار پر جا پڑے للکارا
او نامرد دیکھ جرات اسکا نام ہے کہ اتنی ہزار ملازم ہمارے کھڑے ہیں غیرت آئی کہ اپنا کام
سب کیا چاہتے ہیں سو جوان فقط آئے انھوں نے دریائے خون بہائے یہ وہ شیر دل ہیں
کہ اگر ایک کو ہزار پر چھوڑ دو تو ایک ہزار سے لڑے چشم زدن میں پامال کرے بہمن
زندیار کا سمجھکے جا پڑا نیزہ مارا غضنفر نے نیزے کو نیزے پر روکا اپنا نیزہ آنکھ پر کنپٹی کی
مار دیا کنپٹی سے پہلے چیخ مارا اور پرے سے غضنفر نے ہاتھ مارا بہمن کے دو ٹکڑے ہوئے اپنے
قزاق گاؤں میں گھسے گاؤں کو لوٹ لیا آخر ملایا سے بہمن فریاد کرنے لگی غضنفر نے ان
سب کو لینے کا حکم دیا آپ بھی اسی مقام پر اترے اب حال ملکہ شمیم گیسو کشا کا تحریر ہوتا ہے کہ
تو سمجھ لیا تھا کہ ہفت پیکر بیسمانی ہوئی اپنے باغ میں چلو باغ سہانا فوراً اسکو ہوا آئی
یہ جو آئین کئی سو کنیزیں انتظار میں کھڑی تھیں ملکہ شمیم کو دیکھکر بلائیں لینے لگیں کہنے لگیں
تھیں کیوں حضور کہاں رہیں کہ اتنا عرصہ گذرا ہم لوگ بیقرار تھے خبریں خلاف سنتی تھیں ملکہ
نے کہا صاحب عجب جفا میں ہوں کیا حال اپنا بیان کروں فلک نے عجب سامان دکھائے
کہ حضرت عشق سے مقابلہ پڑا آٹھ پہر بیقراری میں گذرتے ہیں نہ جیتے ہیں نہ مرتے ہیں لکھو

نہ کٹی ہمسے شب جدائی کی	کتنی ہی طاقت آزمائی کی
رشک دشمن بہانہ تھا سچ ہے	میں نے ہی تجھسے بیوفائی کی

دیکھیے اسطرف کیونکر گذر ہو شاید ہماری آہ مین اثر ہو یہان تو یہ باتین ہین کنیزین سمجھا رہی
ہین کہ واری ہم جاتین گے انکو ڈھونڈھ کر لائین گے زیادہ نہ گھبرایئے لیکن ادھر
ہفت پیکر سرہنگ کو روانہ کرکے بہ اطمینان بیٹھا ہی تعریفین سرہنگ کی کر رہا ہی کہتا ہی
کہ سرہنگ نے جاتے ہی کیا کام کیا اس دربار مین اپنا نام کیا دونون کو گرفتار کر لیا ہو گا اب
لیکر آتا ہو گا تھوڑی دیر کے بعد ساحرون نے عرض کی حضور سرہنگ کو عرصہ ہوا اگر دیر لگ
آنا خدمت خداوندی مین پہونچ جاتا فی الوقت کتاب سوانحات کو ملاحظہ فرمائین قضا کار
سامنے بیٹھ کر کہا ہی سرہنگ کے ہاتھ کا گلدستہ کہا تھا وہ یکایک جلنے لگا بس
ہفت پیکر نے کہا غضب ہوا کسی نے سرہنگ کو مار لیا گلدستہ اسکے ہاتھ کا بنا ہوا تھا
جل گیا ہفت پیکر نے کتاب دیکھی دیکھکر ایک آہ کی کہا سارہان زادہ وہان پہونچ گیا تھا
سرہنگ کا علاج کہا کس بیکسی سے سرہنگ مارا گیا ملکہ شمیم اپنے باغ مین جاکر بیٹھی ہین
باغ کو پُربہار کر رہی ہین باغ ویران پڑا تھا اسکو پھر آباد کیا اب تو طائر زمزمہ سرائی بھی
کر رہے ہین باغبان قضا و قدر کی محبت کا دم بھر رہے ہین سرو ہوشیار ہم قد معشوق عشقیہ
خوشنوا شاخ گل پر مصروف زمزمہ سرائی قمریون کی کوکو صاحبو تم مین کوئی ایسا ہی کہ اول جاکر
بہار باغ کو مٹا دے شمیم گیسو کشا کو گرفتار کرکے لائے باغ کی رعنائی پہ بڑا ناز ہی ابھی آمد بہار
کا آغاز ہو اگر باغ درست ہو گیا جو کوئی جائیگا دام زلف عنبرین مین پھنسیگا یہ سنکر غنچہ دہن
نامے مصاحبان ہفت پیکر سے غصہ مین اٹھی کہا یا خداوند کنیز جاتی ہے ملکہ شمیم کو گرفتار
کرکے لائے رنگ باغ جاکر مٹا دون نام کی تاثیر دکھا دون ہفت پیکر نے کہا ای غنچہ دہن
اگر تمھارا شعبدہ چل گیا تو یقین ہے گرفتار کر لوگی مگر بلو دیکھ کے جاؤ فوج زیادہ ساتھ لیجاؤ
اپنے کو چلا پہونچاؤ باغ کی رعنائی بڑھ رہی ہی وہ ظالم شعلہ جوالہ ہی قدرت سے مقابلے
کا ارادہ رکھتی ہے غنچہ دہن نے عرض کی واری کنیز کا اکثر شمیم سے سابقہ رہا ہی مین نے
اسکا رنگ شعبدہ دیکھا ہے ڈیڑھ لاکھ ساحر غنچہ دہن کو ملے تخت پر سوار ہوئی سب کو
ساتھ لیکر طرف باغ شمیم کے چلی یہ ثابت ہوتا ہی کہ دریاے آتش موج مارتا ہوا جاتا ہے
ہر چند کہ غنچہ دہن کم سخن ہے لیکن جب غنچہ دہن واکرتی ہے شعلہ ہاے آتش دہن

سے نکلتے ہین دریاے آتش تیار طائران زمزمہ سرا کی پکار بلکہ طائر بھی شعلہ ہاے آتش
معلوم ہوتے ہین سر باغ پر شمیم کے غنچہ دہن پہونچی دریاے آتش کو اشارہ کیا شعلہ ہاے
آتش گرنے لگے جس شجر پر شعلہ گرا وہ نخل شعلہ جوالہ معلوم ہونے لگا شعلہ آتش گلبوٹے
چنگاریان ہر طرف یہی ہنگامہ ہو طائر غل مچا رہے ہین کہ آتش سحر جلاتی ہی ہر طرف سے بوے
کباب آتی ہی کنیزون نے بڑھکر شمیم سے عرض کی حضور باغ جل رہا ہی سرولب جو سے بھی شعلہ
آتش نکل رہا ہی ہزارہا طائر جلے نخل سرسبز و شاداب اگلتا بھولے انکو بچایئے شمیم باہر نکلی
دیکھا کہ آسمان سے آگ برس رہی ہی چہار طرف سے باغ گھرا ہوا ہی ساحر سحر کر رہے ہین شمیم
نے مسکرا کر اشارہ کیا سرولب جو فوارہ بنگیا شعلہ ہاے آتش بجھنے لگے ہنسی آگ کو اشارہ کیا
وہ آگ پلٹی ساحرون پر چنگاریان گرنے لگین صدہا ساحر جلے بیقرار ہو کر پکارنے لگے اے
ملکہ غنچہ دہن دیکھیے اندر باغ کے پانی برس رہا ہی شعلے ہم سب پر آتے ہین تڑپ تڑپ
کے جلے جاتے ہین انکو بچایئے غنچہ دہن نے سحر کیا کہ وہ آگ باغ پر پھر گری درختون کو جلانے
لگی شمیم نے پکار کر کہا یہ ساحرہ بڑی بیحیا معلوم ہوتی ہی کئی مرتبہ سحر پلٹا پایا مگر پھر شرمندہ نہین
ہوتی یہ کہکے پھر سحر کیا آخر جھلا کر ملکہ شمیم کنیزون کو ساتھ لیکر باغ سے نکلین پکار کر آواز دی کہ
او غنچہ دہن مین نے تجھکو بیحیا سمجھا مقابلے مین آ تو حال کھلے غنچہ دہن نے ساحرون کو اشارہ
کیا ڈیڑھ لاکھ ساحر بارہ سو کنیزون پر گرے کنیزین ہر چند سحر کرتی ہین غنچہ دہن مٹا دیتی ہی
رنگ نہین جمنے دیتی ہی جس کنیز نے سحر کیا غنچہ دہن نے الٹا پلٹا دیا ساحرون سے اشارہ
ہی کہ ان نازنینان مہ جبین کو قتل نکرو گرفتار کرو انکو اپنے اپنے تصرف مین کر لینا کیسی معشوق
پریچہرہ ہین ان سے ایک لطف ملیگا تمہارا گھر آباد ہو گا اب ساحر بلاؤن کی کنیزون پر ٹوٹے
ایک ایک کنیز پر دس دس ساحر گرنے لگے بمشکل کنیزون کو گرفتار کیا شمیم نے دور سے
دیکھا کہ کنیزین گرفتار ہو گئین سامنے غنچہ دہن کے لیے جاتے ہین شمیم جو تڑپ کر گری
برق بنکر کئی سو کے سر اڑا دیے سر شش اولون کے گرنے لگے دریاے خون جاری ہوا
ساحرون نے چاہا بھاگین شمیم کا سامنا کرین کہ آسمان پر لکہ ابر چھایا غنچہ دہن نے
جو ابر کو دیکھا پکار کر آواز دی کون جاتا ہی اگر ملازم خداوند ہفت پیکر ہو تو میری شراکت

کرے باعجوبون نے پریشان کر دیا ہے غنچہ دہن نے جو پکار کر کہا وہ ابر سیاہ رنگ کا غنچہ دہن نے دیکھا منقار آتش ایک تخت پر سوار ساٹھ ستر ہزار ساحران فتنہ پشت پر ہمراہ لیے سیر نکلا ہنگامہ سحر ساحران دیکھ کر ٹھٹک گیا غنچہ دہن کو جو پریشان دیکھا ابر کو ہٹا کر اتر آیا کہا اے غنچہ دہن جو حکم کرو وہ بجا لاؤں غنچہ دہن نے کہا شمیم کو گرفتار کر لو اور باغ کو پامال کرو منقار نے اشارہ کیا اسکے ساتھ والون نے کوسے مارکر دیوار باغ کو گرا دیا درختون کو جلانے لگے غنچہ دگل کو مٹانے لگے مگر ملکہ شمیم یکہ و تنہا کنیزیں بیکیا گرفتار ہوگئیں دولا کہ ساحرون کا سخف چل رہا ہے بلکہ برق بن کے گر رہی ہین کبھی برق بنین کبھی شعلہ آتش کے دالون سے بھر کر پھینک ماری کئی ہزار ساحر جلا دیے کئی ہزار کے سر کاٹے یہان تو منقار و غنچہ دہن نے باغ شمیم پامال کر دیا کنیزین ادھر گرفتار ملکہ اس مصیبت میں سرشار مگر شمیم کے قریب کوئی نہیں آتا جس غول پر جا پڑین اسے پامال کیا تلوار مینہ برسائین آگ لگا دی خنجر گرا کے دریائے خون بہائے مثل حباب نشانہ دہی کر رہے ہین تیرون کے ترکش جو اُس دریا مین گرے صاف ظاہر ہے کہ مچھلیان تیر رہی ہین کمانیں مثل نہنگان خون آشام پھیر رہی ہین شمیم کے ہاتھ مین خنجر کھنچا ہوا تیور پر بل کھائی بنا جھی ہوئی مثل شعلہ جوالہ رہی ہین منقار و غنچہ دہن سامنے نہین آتے دور سے سحر کر رہے ہین کبھی للکارتے ہین کہ او شمیم قہر و غضب خدا وندی مین پھنسے گی جہنم میں پہنچیگی قیامت تک جلا یا کریگی شمیم نے جواب دیا یہ حال تمھارے خداوند کا ہوگا ہفت پیکر تمام ہو جہنم اُسکا مقام ہے ہمیشہ جلینگے ثانی شیطان ہو دعویٰ خدائی کرکے بیٹھا ہے آخر انجام کیا ہوگا جہنم مین جلایا جائیگا سزا اپنے اعمال قبیح کی پائیگا بہت گھبرائیگا یہ کہا اور خنجر چمکایا دس بیس کے سر اُڑا دیے مگر قضا سے کا غضنفر نامدار اس تربیے کو فتح کرکے آتے ہین انتظام کر رہے ہین قزاقون کو کھانا پانی ملازمان سپہ دار کا مکان ضبط ہوا غضنفر کی بیقراری بڑھتی جاتی ہے بارگاہ میں سر نگون بیٹھے ہین ہمائے کہ تیز رو عیار نے عرض کی کہ آج حضور کو بہت بیقرار پاتا ہون بہت گھبراتا ہون غلام سے تو کچھ حال بیان کیجے کہ اُسکا انتظام کرون حضور کا تردد مٹاؤن غلام سے نہین دیکھا جاتا غضنفر نے کہا اے برادر

سبحان براہ رفیق و شفیق کیا جانتا نہین اُس آفت مین مبتلا ہین کہ جسکو بیان نہین کر سکتے اسوقت اسقدر دلپر ہجوم بیتابی ہی جی چاہتا ہی چیخین مار کر روئین باوحشت و صحرا مقام کرین پہاڑون سے سر ٹکرائین کسکو حال دل سنائین کیا کہین نظم

روز مرگ آرزو ہی تابہ کی غم کیجیے ۰ تا کجا دست دعا کو وقف ماتم کیجیے
حسن گندم گون سے ہی یہ خانہ بربادی بجا ۰ ابن آدم ہین نہ کیون تقلید آدم کیجیے
یان چراغ زندگی روشن ہی سوز داغ سے ۰ امتحان کو پہلے عیسی شمع کو دم کیجیے
ہر طرف مصروف زاہد ہین نماز صبح مین ۰ گردن مینا کو بھی لازم ہی اب خم کیجیے
جادۂ معشوق سے افتادگی ہی بال و پر ۰ کیون نہ حسرت کی نگاہین سے شبنم کیجیے
چاک در کے بند کرنے کا تو ہی شوق آپکو ۰ سینہ چاکون کے لیے بھی فکر مرہم کیجیے
ہوتی ہی کوتاہ شب آتی ہی جب فصل بہار ۰ ہی بہار سبزۂ خط زلف کو کم کیجیے
حال ناسخ کی پریشانی سے کیا نسبت کیے ۰ آپ اپنی زلف کو کتنا ہی برہم کیجیے

عیار نے عرض کی آخر تردد کا زیادہ کیا باعث ہی کہا ظاہر تو کوئی سبب نہین مگر شب بھر نہین سویا اسوقت نیند کا غلبہ ہی نیند کی خواہش ہی یہ کہکے غضنفر پلنگ پر لیٹے عیار پاؤن دبانے لگا غضنفر سو گئے عالم خواب مین دیکھا کہ ملکہ شمیم گیسو کشا لاکھون ساحرون مین گھری لڑ رہی ہین اور باغ بالکل پامال ہو گیا ساحرون نے بڑھ بڑھ کر تیغ و خنجر لگائے تمام زخمون سے خون جاری ہی دریاے خون مین نہائی ہوئی لڑ رہی ہین غضنفر عالم خواب مین سامنے پہونچے ملکہ نے جو غضنفر کو دیکھا پکار کر آواز دی اوشاہزادہ والا قدر رعنا کی آسمان خوبی کے بدر اب ہمارا وقت اخیر ہی شکر ہی کہ جمال جہان آرا دیکھ لیا مگر اتنا غم و الم احسان کرنا کہ آکے جنازہ ہمارا اُٹھانا مگر مسیحائی نہ فرمانا مردے کو نہ جلانا قبر کا نشان بنانا کبھی کبھی آکے فاتحہ خیر پڑھنا ہچکی آئے تو ہمکو کبھی یاد کرنا نام لیکر یہ صبح کو شاد کرنا نہ بھولنا قول شاعر شعر چہ آید بصورت لب مردن بہ مزار ما ۰ ۰ بہ استقبال تو مستانہ خیزد غبار ما کیا عجب ہی کہ قبر سے آواز آوے دل بھر آوے فرد - اے شہسوار گور غریبان پہ آ نکل اپنی بھی مشت خاک ہو تیری رکاب مین ۰ ۰ افسوس ہی کہ حسرت بوس رکاب لیکر

پردۂ دنیا سے جاتے ہیں عالم میں بھی ہمکو یاد کرینگے اعضا ہمارے فریاد کرینگے غضنفر نے
جو اس حال سے ملکہ کو خواب میں دیکھا ایک چیخ ماری کہ عیار گھبرا گیا دیکھا کہ شاہزادہ اٹھکر
بیٹھا ہے مگر رو رہا ہے کہا اے شہریار خیر تو ہے غضنفر نے کہا عالم خواب میں ملکہ کو دیکھا عجب حال زار
میں پایا کہ روح جسم میں ہو گئی جلد قزاقوں کو تیار کرو ہر چند کہ مقام باغ معلوم نہیں مگر کشش
کھینچکر لیجا دیگی اسی مقام پر پہونچا دیگی عیار نے قزاقوں کو تیار کیا غضنفر اسپ باد پا
پر سوار ہوے تلاش میں اسی مقام کی چلے یہاں ملکہ لیٹ رہی ہیں اتنا خون بدن سے
جاری ہوا کہ ایک نخل کی بیخ پر بیٹھ گئیں سنگریزے اٹھا کر مار رہی ہیں ان سنگریزوں
سے صدہا پامال ہو رہے ہیں کوئی قریب نہیں آسکتا دور سے لینا لینا کر رہے ہیں ٹھیک
دوپہر کا وقت ہے گرم ہوائیں چل رہی ہیں غنچہ دہن دستقار دور سے لینا لینا کر رہے
ہیں بخوف قریب نہیں آتے ملکہ نے دست دعا بدرگاہ قاضی الحاجات بلند کیے پکار
اٹھی اے خالق بے نیاز داور رب کارساز تو حافظ و نگہبان ہے کیا کیا اپنے بندوں کو تو نے
نعمتیں عطا کی ہیں ہر حال میں تیرے رحم کے امیدوار ہیں اب تو مجبور و ناچار ہیں تو
اگر رحم کرے تو لڑائی بن پڑے ۔ نظم

ز اہل فقہ کشاید نہ صاحب منطق ۔۔۔ کہ شرح نکتۂ توحید مشکل است و دق
رموز کثرت و وحدت زبان چہ شرح کند ۔۔۔ کہ پارہ پارہ شدہ کاغذ و قلم شد شق
بہر جہاز کہ خود ناخدا خدا باشد ۔۔۔ رسد بساحل امید بے شنا آن زورق
سحاب دور کن ای دوست بہر یک پردہ ۔۔۔ کہ چار سو نظر آید پدید جلوۂ حق
طلوع نیر نورش کند ز بہر مطالع ۔۔۔ نماید او رخ روشن ز ہر کنار افق
چو ابر پاک کن از دل باشک گرد و غبار ۔۔۔ کہ شکل برق شود باطن تو زان ابرق
مدار چشم اطاعت ز نفس گردن بر ۔۔۔ کہ رام وقت سواری نگردد آن ابلق

ملکہ نے بیقرار ہو کر جو دعا کی تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا یہ قدرت سے یکایک ایک ہیولا دھواں
سیاہ ایک از پردۂ بیابان گرد سے برخاست ملکہ کے ہوش اڑ گئے سمجھیں کہ کوئی اور مددگار
آیا دل سے کہتی ہیں یہ بیٹھا ہمارے واسطے کیا کم تھا کہ ایک اور مددگار پیدا ہو گیا ۔۔۔

شمیم قوت نشست و برخاست موقوف ہوئی تھوڑی دیر مین گر دنگی بیہوش ہو جاؤنگی
یہ نامرد بہ اطمینان گرفتار کرلینگے سامنا اُس ناہنجار کا ہی جو آبرو کا خواہان ہی خدا جان
و آبرو کا بچانے والا ہی جسنے دامن رحمت مین پالا ہی اتنے عرصے مین یا گرد دور اٹھی تھی
یا قریب آئی صداے بوق ترکی سنکر قلب کو قوت ہوئی یقین ہوا کہ وہی مسیحا آتا ہی کہ
سامنے آکر دامنگرد کا پھٹا آگے سب کے غضنفر بیقرار و مضطر اسپ باد پا کو اڑاتا ہوا
تیغہ روئین شگاف کو چمکاتا ہوا مرکب پر اس صورت سے ہی گویا انگوٹھی پر نگینہ کھلا ہوا
سینہ اشک عارض پر بہ رہے ہین دور سے وہ دیکھا جو خواب مین دیکھا تھا معشوق
کو دیکھتے ہی تیور بدل گئے بوق ترکی کمر سے نکالکر بجایا اسی ہزار بوق برابر بج گیا یہی
آواز تھی کہ ای قزاقان بزنید و بہ بندید غضنفر نے کمان پر ہاتھ ڈالا اسی ہزار کماندار
لیس ہوگئے اسی ہزار تیر چلے اسی ہزار کافر خطا شعار گھوڑون سے گرکر واصل جہنم ہوے
غنچہ دہن و منقار نے کئی سو تیر چلائے اور روکے اب جو بوچھے سب نے لیے تیر
چلنے لگے کافر چلائے تلوارین کھینچین مثل بلاے ناگہانی کے آ پڑے ایک دم بھر مین
سب فوج کو واصل جہنم کیا غضنفر گھوڑا اڑاتا ہوا قریب شمیم پہونچا قریب آکر گھوڑے
سے کود اشانہ تھام کر آواز دی صاحب آنکھین کھولو یہ زخمی تیغ ادا آ پہونچا شمیم نے
جو غضنفر کو قریب پایا بدن مین قوت آگئی بے اختیار غضنفر کا ہاتھ تھام کر اٹھ بیٹھی دیکھا
غنچہ دہن و منقار قزاقون کو گھوڑے سے گرا رہے ہین منقار گھبرایا ہوا کہتا ہے ای
غنچہ دہن نکل چلو اب نہ ٹھہرو فوج کا خاتمہ ہوا تمھارے ساتھ میری فوج بھی قتل ہوئی
مین اسوقت کا بھیکو آیا ان سب کی قضا مجھکو گھیر کر لائی ارادہ تھا کہ صحرا سے کوہستان
مین جا بیٹھے وہان کے ساحرون کو ہوشیار کیجیے یہ نہ سمجھا تھا کہ اس صحرا مین سب کی
قضا ہے خیر سب تو مارے گئے اپنی جان بچانا ضرور ہی قلب نا صبور ہی چلو نکل چلین جان
بچائین تو غضب ہوا کہ شمیم اپنے مقام سے اٹھی معشوق نے جسم مین ہاتھ لگایا گویا مردے
کو جلایا یہ سنکر غنچہ دہن آمادہ ہوئی کہ سچ کہتے ہو چلو اب نکل چلین دونون نے شتابی کی
شانون پر ڈالی پر پرواز پیدا ہوے ہکا مارکر دونون اڑے قزاقون نے تیرون کی بوچھار

کردی غنچہ دہن ہاتھ ہلاتی جاتی ہے تیر کٹ کٹ کے گر رہے ہین کئی ہزار تیر کٹ کٹ کے گرے شمیم نے سر اٹھا کر دیکھا دونون قندیل فلک ہوا چاہتے ہین قزاق آپس مین عہد کرکے مار رہے ہین کسی کا تیر انکے تیر نہین پہونچتا ملکہ شمیم نے آواز دی ارے نامردو کہان جاتے ہو یہ کہکے زمین پر دو پتھر مارا دونون زمین پر گرے شمیم نے آواز دی اے زمین گیر ان دونون کو لے یہ دونون تیری خوراک ہین کہ زمین سے خاک اڑی دونون پیوند زمین ہو گئے ملکہ نے غضنفر کا ہاتھ تھاما پوچھا صاحب تمھارا کیونکر آنا ہوا غضنفر نے حال خواب بیان کیا ملکہ کو ایک وجد ہوا کہا صاحب تمھارا خیال کامل تھا کہ خواب مین وہ حال دیکھا کہ جو ہم پر گذرا اگر عین وقت پر آئے آپ اگر تھوڑی دیر نہ آتے تو مین بیہوش ہو جاتی غضنفر نے کہا ان دونون کو جو زمین نگل گئی ایسا نہ ہو کسی مقام پر نکلین شمیم نے کہا انکی ہڈیان تک چورا ہو گئین پھر بھی انکے ساتھ مرے کہ آواز بھی نہ دے سکے سب قزاق در باغ پر اترے ملکہ غضنفر کو لیکر اسی باغ ویران مین آئین کنیزین قتل ہو گئی تھین پھر گوشہ باغ سے نئی کنیزین پیدا ہوئین باغ کو بہار کیا جوانان چمن اکڑنے لگے چشم نرگس مین شوخی ڈورے پڑنے لگے سنبل نے زلفون کو پیچ و تاب دیا طائران چمن بآواز بلند سخن کرنے لگے۔ نظم

کہ غلغلہ ہے آمد فصل بہار کا — بگڑا مزاج میرے دل بیقرار کا
آرام کی ہوس دل بیتاب کو ہوئی — کیا پہلوے مزار بھی پہلو ہے یار کا
[illegible] قریب سے جو لب یار کے لیے — یہ ہم معاملہ ہے مرے اعتبار کا
رحم آج کا تھا شمیم نے سمجھا دیا کہ اور — بگڑا نصیب پھر کسی امیدوار کا
[illegible] — احسان نہ لیتے راحت خواب مزار کا
یہ وہ خلش نہین کہ طبیعت کو چین ہو — کھٹکا نہ جائیگا مژہ آبدار کا
[illegible] — احسان اٹھا چکے ہین بہت روزگار کا
[illegible] — اے دل ہے فرو خیال انتشار کا
[illegible] — [illegible]

جب دیکھیے کجی کے سوا راستی نہیں
بل لے لیا مزاج نے کچھ زلف یار کا

دم بھر کے دیکھنے کی تمنا ہمیں نہیں
شرمندہ ہو گناہ کبھی کیا ایک بار کا

تیرے ستم عدو کی دعا نے کیا اثر
بدلا ہوا ہے حال کچھ اس خاکسار کا

ہاں تو اگر بلائے تو آؤں میں ہر طرح
ہے تجھکو اختیار مرے اختیار کا

آتے نہیں وہ ہائے یہاں حال غیر ہے
اقبال اوج پر ہے شب انتظار کا

پابوس آسمان سے شرف ہو گئے نصیب
پھر حوصلہ بلند ہوا ہے غبار کا

ہو جائے ہمسے پرسش اعمال کبھی تو خوب
وعدہ بہت دراز ہے روز شمار کا

وحشت میں بھی نہ ترک محبت ہوا تسلیم
منھ آبلوں نے چوم لیا نوک خار کا

باغ میں ہنگامہ بہار ہے ہر طرف طائروں کی پکار ہے ملکہ غنچہ دہن کو لیکر وسط باغ میں چبوترے پر بیٹھی ہیں صحبت عیش آراستہ ہوئی رقاصہ شوخ و شنگ بہ خوش الحانی یہ غزل گا رہی ہے — نظم

رنج باہم میں زباں پر جو گلا آتا ہے
کچھ عجب لطف کا رونے میں مزا آتا ہے

میں جو سمجھاتا ہوں انکو تو یہ فرماتے ہیں
اے جو خوش جا بھی یہاں سے تجھے کیا آتا ہے

دل ہلا جاتا ہے ہر نالہ و فریاد کے ساتھ
پھر انہیں کا کوئی سلام جفا آتا ہے

شانہ وہ زلف میں کرتے ہیں خدا خیر کرے
پھر مرے واسطے طوفان بلا آتا ہے

طاقت جوش جنوں کی مرے کیا شہرت ہے
سیکڑوں من کا ہر اک حلقہ پا آتا ہے

دونوں عاشق معشوق خوش بیٹھے ہیں خوشی کے سوا رنج کا نام نہیں شمیم کہتی ہے کہ خدا اس دغاباز کی صورت نہ دکھائے نہیں معلوم کس طور سے پیش آئے وہ تو میرے نام کا دشمن ہے غنچہ دہن کہتے ہیں اگر وہ بھیا دخل دیگا تو کیا کریگا میرے لیے تو اس دن مقابلہ میں مارا ہوتا نامرد نے اپنے کو تخت سے گرا دیا لاکھوں جادوگر لوٹ پڑے کئی سو ساحر دن کو عنقریب اس مقام پر مار کر اسکو اٹھا لیگا انشاء اللہ اسکی موت میرے ہاتھ سے ہو یہ ذکر ہوتا تھا کہ آسمان پر لکہ ابر گلنار پیدا ہوا شمیم نے چاہا گلنار کو دیکھا کہا اولی شاہ ابر گلنار پر کہل آتی ہیں کہ وہ ابر آکر پھٹا ایک جادوگرنی نہایت حسین و خوش گلگون پوش دریائے حسن کی غوطہ زن حسن رشک چمن شمیم کو جو دیکھا تخت زمین پر آیا شمیم نے اٹھکر سلام کیا اور ہوا

شاخسار کہان سے آتی ہو شاخسار نے جواب دیا یہ اس جوان کی رعنائی دیکھکر بہت
دل بیقرار ہو گیا یہ معشوق خوبرو کہان سے پایا کمبخت چلبلا ہی صورت پر شوخی برس رہی
ہی مین بارہ دری مین اسی لئے جاتی ہون ہمیشہ کو تمھین مبارک رہے مین ایک گھڑی بھر مین اسکو
پھیر دونگی شمیم نے پریشان ہوکر طرف غضنفر کے دیکھا غضنفر نے کہا اے جان جہان وائے
آرام دل مشتاقان مین تجھ ایسا معشوق چاہتا تھا اس طلسم مین آئے ہوئے زمانہ گذرا
ایسی معشوق خواہشمند ملی تھی آج لطف حاصل ہوگا مین بھی مدت سے ضبط کر رہا تھا اتنے
شاخسار نے خوش ہوکر کہا اے شمیم معشوق تو اچھی ہی تمھارے اشارے کی دیر ہی کھینچی
گلشن جمال غضنفر کی کر رہی ہی چاہتی ہی اٹھا لیجاؤن غضنفر بھی برابر اشارے کر رہے ہین
کبھی اشارے مین بوسہ لیتے ہین کبھی ہنسکر بات کرتے ہین شاخسار اس ناز و ادا پر مری
جاتی ہی شمیم کو ناگوار ہوتا ہی کنیزون سے اشارہ کرتی ہی تم لوگ شاہزادے کی بیباکی اور
چستی و چالاکی دیکھتی ہو لیکن معلوم ہوا کہ یہ سفلہ مزاج ہین ہرجائی انکی بات کا اعتبار نہین
مین تو اب انسے بات نہ کرونگی مگر شاخسار نے جو غضنفر کو اپنے اوپر مہربان پایا تیور پہ
بل ڈال کے کہا کیون بی شمیم جواب نہین دیتی ہو چلو صاحب بارہ دری مین چلو دم بھر باتین
کرکے چلے آنا اٹھو پھر انھین کے پاس رہنا انکا مطلب ہی کہ کسی اور سے نہ بولو مین اٹھوین
دن آیا کرونگی گھڑی بھر ٹھہر کے چلی جایا کرونگی غضنفر ہر مرتبہ اٹھتے ہین کہ چلو صاحب مین
تمھارے ساتھ ہون جہان کہو وہان بیٹھون جو کہو وہ حکم بجالاؤن مین تمکو دیکھکر خود مائل
ہوا شمشیر ابرو سے گھائل ہوا مین خود چاہتا ہون کہ تمھارے پاس بیٹھون تخلیے مین باتین
کرون تنہائی مین راز و نیاز ہونگے سامان محبت آغاز ہونگے اسوقت شمیم کو بیقراری ہوئی
آنکھون مین آنسو بھرے ہوئے حیران ہی کہ کیا کرون جس معشوق پر دعوی ہے وہ خود بھی
مائل ہے اگر یہ آمادہ نہ ہوتے تو اسکی کیا مجال تھی کہ بجبر لیجاتی اگرچہ سحر مین یگانۂ آفاق ہی
علم شعبدہ مین طاق ہی کیون فلک یہ کیا سامان دکھایا کہ معشوق کو غیر عورت اپنے ساتھ
لیے جاتی ہی اور ہم بول نہین سکتے خیر صبر کرون دل پر جبر کرون غضنفر آنکھون سے اشارہ
کر رہے ہین کہ اے ملکۂ عالم مجھے اسکے ساتھ جانے تو دو مین اسے قتل کرونگا شمیم ان

اشارون کو نہین سمجھتی ہی جانتی ہو کہ مجھسے جدائی کرتے ہین اسکے بلا تکلف ہونے پر مرتے
ہین مجھ کمبخت سے یہ گستاخی کاہیکو ہو سکیگی ہر چند کہ دل مشتاق ہو مگر پہلو مین بیٹھنے کو
مین عیب جانتی ہون ایسی بیباکیان مجھسے نہ ہو سکینگی آخر منھ پھیر لیا غصے مین جواب دیا
کہ بی بی یہ تم سے راضی ہین تو لیجایئے میرا کیا اختیار شاخسار نے غضنفر کا ہاتھ تھام لیا
لیکر بارہ دری مین آئی کہا شراب پیجیے گا غضنفر نے کہا بے شراب کیا لطف ہوگا پینگی
شاخسار نے ایک قرابہ اٹھا لیا غٹ غٹ پی گئی دوسری گلابی اٹھا کر غضنفر کو دی
غضنفر نے کہا یہ بھی پی جاؤ شاخسار وہ بھی گلابی شراب کی پی گئی نشہ بیہوشی مین ہاتھ
غضنفر کا تھام کر اپنی طرف کھینچنے لگی یہان ملکہ بیقرار کنیزون سے فرما رہی ہین صاحبو
تمنے دیکھا کیسے خوشی خوشی ساتھ گئے ہین مین اپنا حال کس سے بیان کرون عجب کیفیت
ہو اب آپس مین ہاتھا پائی ہو رہی ہوگی وہ ایسی ہی شوخ و شنگ کے تو خواہان سے تھے
شاخسار کو دیکھتے ہی شگفتہ ہو گئے رال ٹپکی پڑتی تھی اب مدعاے دلی حاصل ہوا ہوگا
اگر مناسب ہو تو جاکے دور سے دیکھو آپس مین کیا ہو رہا ہی کنیزون نے کہا واری اگر ہم
دیکھنے کو جائین وہ سحر سے مار ڈالے ہاتھ ہلا دے لہذا اب صبر کیجیے جب کہ وہ مدعاے دلی
حاصل کرکے چلی جاوے تب میان غضنفر سے شکایت کیجیے گا وہان غضنفر نے شاخسار
کو خود اپنی طرف کھینچا اسوقت شاخسار کا تڑپنا اور کہنا کہ اے جوان تو مجھے ذبح کریگا
مین ان باتون سے آگاہ نہین ہون میرا دم نکل جائیگا مگر تیری خوشی منظور ہے جو تیری
خوشی ہو وہی کرونگی ایسی ایسی باتین کرکے بہ ناز و ادا پاس آئی اور راز و نیاز کرنے لگی
ہر مرتبہ یہی کہتی ہے دیکھو ادب بات کا ارادہ نہ کرنا آیندہ جو تیری خوشی مین تیرے کہنے
سے باہر نہین ہون مگر اس رمز سے بالکل باہر نہین ہون ایسا نہ ہو تجھپر مین نثار ہو جاؤن
غضنفر نے قاعدے سے بیٹھکر گلے پر شاخسار کے ہاتھ رکھا خنجر کا قبضہ تھا گلا دبا کے
ایک گھونسہ مارا کہ شاخسار کا سر پھٹ گیا یہان شمیم ہو دا اٹھین کہ جاکر دیکھون کیا ہو رہا
ہے کہ یکایک بارہ دری سے آواز آئی کشتی مرا نام من شاخسار جادو بود پھر ایسا سنکر
شمیم کا چہرہ سرخ ہو گیا کنیزون سے کہا لو شاخسار واصل جہنم ہوئی دیکھا غضنفر

ہاتھ کا خون پونچھتے ہوئے آتے ہیں کہا ملکہ کیوں گھبراتی تھیں میں پہلے ہی سمجھ گیا تھا کہ یہ ساحرہ ہے اسکو بیشک قتل کرونگا میں نے اُسکو مارا ہے میں جو ایسی باتیں کرتا تھا جانتا تھا کہ تمھارے خلاف گذر رہا ہے بیگم میرے قبلہ و کعبہ اُستاد نامدار تعلیم کردۂ عمرو عیار مشہور ہیں میں نے اُنکی آنکھیں دیکھی ہیں مرلے سے شاخسار کے وہ ابر گلنار بھی جلکر گرا شمیم نے خوشی میں آکر غضنفر کا ہاتھ تھام لیا کہا صاحب اُس ساحرہ کو مارا کہ اگر یہ نکل گئی کریکے جاتی تو اہل اسلام کو بہت ستاتی اسکا مثل نہ تھا میں ڈرتی کہ ایسا نہو یہ بگڑ جائے اور سحر میں سامنا پڑے تو مجھکو گرفتار کرلیگی دونوں ہنستے ہوئے آکر مسند پہ بیٹھے لاشہ شاخسار کھنچوا کر بیرون باغ پھنکوا دیا پھر وہی محفل عیش و راگ و رنگ آراستہ ہوئی کنیزیں شاخسار کا ذکر کر رہی ہیں کہ داری شاہزادے کو دیکھکر مبہوت ہو گئی بیقرار تھی ملکہ شمیم تعریفیں حسن غضنفر کی کر رہی ہیں فرماتی ہیں اصل تو یہ ہے بقول شاعر لطیف

کس حسن چو یار ما ندارد
دست آئینه دار ما ندارد
بی نور بود گر آفتاب است
خورشید عیار ما ندارد
ما بلبل باغ آرزوئیم
دست که نگار ما ندارد
چون غنچه گل شگفته باشد
این خار لطف یار ما ندارد
در باغ بهشت عنبر بید
دستے چو چنار ما ندارد

زلف چو نگار ما ندارد
پژمرده گلشن ز خاک کوید
چشمی که غبار ما ندارد
قاصد که به نامه میکند فخر
این باغ بهار ما ندارد
تا آب کنیم زهره شیر
هر دل که غبار ما ندارد
در کشور حسن اعتبارے
صورت چو بهزاد ما ندارد
خاموش ز گفتگوی عشقی

آئینه ما ز عیب پاک است
ابرے که بهار ما ندارد
با نور دو چشم آفتابم
مکتوب دیار ما ندارد
رنگ از اثر حیا نگیرد
این بیشه شکار ما ندارد
خوبان ز نظارۂ برنجند
جز نقش و نگار ما ندارد
با این همه زور رستم همنام
طالع سر و کار ما ندارد

اس طرح کے اشعار جو ملکہ نے تعریف و توصیف غضنفر میں پڑھے غضنفر نے کہا کہ ای یار جانی و محبوب جاودانی ہم تمھارے اوصاف کیونکر تمہاری تعریف نہ کریں جہاں تک یہ باتیں ہو رہی ہیں ملکہ کا بھی دماغ تر ہے شاہزادہ غضنفر ہر مرتبہ گلے میں ہاتھ ڈال دیتا

ملکہ کا چھپکنا کہنا کہ صاحب قالب سے بیٹھا کرو مگر شاخسار جو قتل ہوئی شوہر اسکا نخل جادو
باغ گلگون میں بیٹھا ہوا کنیزون سے کہ رہا ہے کیا سبب ہوا کہ ملکہ عالم نہیں تشریف لائین
کبھی شراب پیتا ہے کبھی کنیزون سے کہتا ہے ارے جاکر خبر تو لاؤ دیکھو کیا سبب ہوا کہ ملکہ کو
عرصہ ہوا کنیزین گئین آکر دست بستہ عرض کی کہ ملکۂ عالم کا پتہ نہیں ملتا نخل جادو نے
چار جام پیے نشے میں اور زیادہ گھبرایا کبھی اٹھتا ہے کبھی بیٹھتا ہے کہ چند طائر اڑتے ہوئے
آئے پکار کر آواز دی اے نخل زوجہ کو کیون یاد کرتا ہے وہ قتل ہو گئی غضنفر بنا سے نے مارا
بی شمیم نے قتل کرایا اب عاشق و معشوق خوش بیٹھے ہیں یہ کہکر طائر جلکر گرے باغ گلگون
میں ہنگامہ پڑ گیا پھول مرجھائے غنچوں کا چٹکنا موقوف عندلیبان خوشنوا رونے لگین بہ سحر
ساری رعنائی و زیبائی باغ کی مٹ گئی نخل بے اختیار رونے لگا کہا یارو غضنفر کو تشخیص نہ تھی
جسنے صدمہ پہونچایا ہماری ملکہ پر مگر اُس تک پہونچین اُسنے کیون قتل کیا وجہ عداوت کی کیا
ہوئی میں برباد ہو گیا نخل ابتر ہونا باغ کا دیکھکر گھبرا گیا سر پیٹنے لگا طائران سحر کو حکم دیا کہ
جاؤ خبر لاؤ غضنفر کس مقام پر ہے چند طائر گئے تھوڑے عرصے میں واپس آئے سامنے
نخل کے سر پیٹنے لگے کہا اے نخل جادو ملکہ شاخسار باغ ملکہ شمیم میں قتل ہوئین غضنفر نے
اسپر سے مارا اب دونون مسند پر بیٹھے ہیں لاشہ شاخسار بیرون باغ پڑا ہے نخل نے تخت
اڑایا طائرون کو آواز دی کئی ہزار طائر ساتھ ہوئے یہان غضنفر و شمیم بیٹھے ہیں باتین کر رہے
ہیں کہ آسمان پر لکۂ ابر سبز نمایان ہوا اول نخل نے لاشہ شاخسار اٹھایا تخت پر ڈال لیا
بعد اُسکے تخت سے کودا چند طائر بشکل انسان بنے آپنے کہا جاکر ابھی جاؤ لاشہ شاخسار
جلاؤ وہ جادوگر لاشہ شاخسار لیکر طرف باغ گلگون کے گئے نخل جادو تیغہ کھینچے ہوئے
اندر باغ کے چلا دروازے پر محلدار نے روکا کہا ذرا ٹھہر جائیے کہ میں جاکر اطلاع کر آؤن تو
آئیے یہ بات سنکر نخل جادو نے ہاتھ تلوار کا محلدار کو مارا چند کنیزون کو اُس مقام پر قتل
کیا تیغے سے خون ٹپکنے لگا ملکہ شمیم کو خبر پہونچی یہان یہ معرکہ گذر گیا نخل جادو نے قریب
آکر للکارا کہ او شوخ دیدہ او گیسو بریدہ تو نے شاخسار کو قتل کرایا اب تیرا کیا حال کرون
شمیم اٹھ کھڑی ہوئی آپس میں سحر چلنے لگا غضنفر نے جو دیکھا کہ ملکہ شمیم پر سحر نخل جادو

کا غالب ہوتا ہے بیتاب ہوگئے تیغہ رویین شگاف کھینچکر اُٹھے کہا او نامرد تیری جورو کو
مین نے قتل کیا مجھ سے مقابلہ کر یہ غضنفر نے کہا شخل جادو جلگیا جھلا کر ایک دو ہتھڑ
زمین پر مارا کہ ملکہ شمیم لڑکھڑا کر گرین آنکھیں بند ہوگئین ملکہ شمیم چاہتی ہین آنکھیں
کھولون اپنے مقام سے اُٹھون مگر اُٹھنے کی طاقت نہین تڑپ رہی ہین دیکھا طرف
غضنفر کے شخل جادو چلا شمیم کی بیقراری دعائین مانگنے لگی دل مین یہ خیال کہ مجھ ایسی
ساحرہ کا تو اُسنے یہ حال کیا تلوار انکی چھین لیگا دشمنون کو قتل کریگا نہین معلوم کیا سزا
دیگا ای خالق لیل و نہار ای پروردگار شیر بیشۂ صاحبقرانی کو اس ظالم کی بدعت سے
بچالے ۞ اے خالق ہر بلند و پستی + بخشش جز عطا مکن ز ہستی + علم و عمل و فراخ دستی
ایمان و امان و تندرستی + دیگر شاہا ز کرم برس درویش نگر + بر حال من خستہ دلریش نگر
ہر چند نیم لائق بخشایش تو + بر من منگر بر کرم خویش نگر + ملکہ شمیم گیسو کشا بصد پریشانی
حیرانی دعائین مانگ رہی ہے لیکن شخل جادو تیغہ کھینچکر طرف غضنفر کے چلا للکارتا ہوا او
طفل بے ادب اتنی بڑی جادوگرنی کا تو مین نے یہ حال کیا تیری قضا در پیش ہے تجھکو خبر کیا
بس وہیں ہو جا کسی مقام پر چھپ رہ مجھکو تیرے سن پر رحم آتا ہے تو بھلا کیا اُسکو قتل کرتا
غضنفر نے کہا مین شیر ابھی قاتل ہون اُسکو بھی مین نے قتل کیا مردان عالم مین منھ پھیر کے
ہین تو خود بھاگ جا اپنی جان بچا شخل تیغہ کھینچے ہوے طرف غضنفر کے چلا اور سحر کر کے
گولہ مارا غضنفر نے انگشتر کو چمکایا گولہ پھٹ کر گرا شخل بہت حیران ہوا کہ کیا باعث ہوا کہ
یہ گولہ خالی گیا پکار کر آواز دی یا خدا وند ہفت پیکر میری وجہ قتل ہو گئی سحر تاثیر نہین کرتا
آکر مدد کیجیے ورنہ غضب ہو جائیگا غضنفر تیغہ کھینچے قریب پہونچا شخل نے چٹکی خاک کی
اُٹھا کر سر پر ڈالی اپنے کو پتلہ فولاد کا بنایا غضنفر نے ہاتھ تیغہ رویین شگاف کا مارا
یہی اُس تیغے کی تاثیر ہے کہ فولاد کو کاٹتا ہے سر اسکے دھڑ سے کو کاٹا صراحی گردن سے
مانند قطرۂ آب صندوق سینہ سے مانند سیماب نکلا زمین پر آکے بوسہ دیا شخل کے دو
ٹکڑے ہوے شخل حیات شخل جادو کو غضنفر نے قلم کیا اُس مغرور کا غنچۂ آرزو نہ کھلا
مرتے ہی شخل کے ایک ہنگامہ ہوا آواز آئی کشتی مرا نام بود شخل جادو بود اور جادوگر

جو اُسکے ساتھ کے کھڑے تھے اُنھون نے گریبان پھاڑ ڈالے اور دوڑ کر لاش شخل جادو
کی اُٹھائی روتے پیٹتے طرف ہفت پیکر کے چلے یہان ہفت پیکر قصر عشرت مین بیٹھا ہی
ستر ہ سو پہلوان وساحر بیٹھے ہین ذکر لشکر رستم ہو رہا ہی کہ رونے کی آواز آئی ہفت پیکر
نے پوچھا ارے یہ کون روتا ہی نگہبان نے عرض کی چند ساحر ایک لاش لیکر آئے ہین یا وہ
قدرت کو رنج پہونچتا ہی کوئی ساحر کہین لڑا ہاتھ سے مسلمانون کے مارا گیا ملازم اُسکے
لاش لیکر آئے ہین حکم ہوا بلا لو ساحرون نے لا کر لاش شخل سامنے ڈالدی فریاد کر کے
عرض کی کہ شخل جادو ہاتھ سے غضنفر کے مارا گیا باغ شمیم مین عیش کر رہے ہین گر غلامون
نے یہ آنکھون سے دیکھا کہ شخل نے سحر کر کے گولہ مارا مگر تاثیر نہوئی جب شخل نے گولہ مارا
اور وہ جوان قریب آیا تو شخل نے اپنے کو فولاد کا پتلہ بنا لیا مگر کیا تلوار ہے کہ سر پر پڑی
زمین مین جا کر بوسہ دیا مراد اس عرض سے یہ ہی کہ اُس طفل پر سحر تاثیر نہین کرتا ہم لوگ
کیا کرین ہفت پیکر نے پکار کر آواز دی ارے یارو تم مین کوئی پہلوان ایسا ہی کہ غضنفر
کا سر لائے معیار بلا خوار آٹھ پہر بلبلایا کرتا ہی آواز ہفت پیکر سنکر سب تو تھرا گئے مگر معیار
نے عرض کی یا خداوند یہ غلام رخصت ہوتا ہی اور غضنفر کو گرفتار کر کے لاتا ہی شمیم کی
آپ تدبیر کیجیے گا یا حکم ہو تو اُسکو بھی پکڑ لاؤن غرضکہ ساتھ کے تین لاکھ ساحر علم شرنج
و شعبدے کے ماہر مسلح ہو کر سامنے آئے ہفت پیکر کو سجدہ کر کے یہ پہلوان سوار
ہوا تین لاکھ فوج سے طرف باغ شمیم کے چلا یہان تیسرا دن ہی کہ غضنفر برائے سیر باغ
نکلے قزاقون نے پرا جما کر سلام کیا غضنفر ایک ایک کا مزاج پوچھ رہے ہین یہ سب
دست بستہ عرض کر رہے ہین کہ آپ کی پرورش و عنایت حضور کو دعا دیا کرتے ہین سبکا
سلام بندگی لیکر غضنفر تو باغ مین آئے قزاقون سے کہ آئے کہ باغ مین کوئی نہ آنے پائے
اس باغ کو کوئی گھیر سکے اسّی ہزار نے چہار جانب سے باغ کو گھیر لیا درختون کے سایے
مین اُتر پڑے دائرے بچھنے لگے چہار بیت ہو رہی ہے قزاقون مین ہنگامہ برپا ہی غضنفر
اندر باغ کے ساتھ ملکہ شمیم گیسو کشا کے صحبت آرا ہین ساز بج رہے ہین غزلیں عاشقانہ
گائی جا رہی ہین نظم

آنسو نہیں ہیں یہ مژۂ اشکبار پر
گویا نمود آبلہ ہے نوک خار پر

تا صبح تھے کہ تو سرِ نشیں ہیں معاف کر
کب اختیار ہے ترے بے اختیار پر

اٹھی کا شاک ہوا کبھی نہ نصیب ناز کا
کیا کیا گمان نہیں ہوئے گیسوئے یار پر

تا شب ہوں مدتوں سے سمجھا نہ اور کچھ
تم سو رہو اب آج مرے اعتبار پر

جلوے دکھا رہا ہے عجب رنگ سوختی
[illegible] لبوں کی مسی ہے بہار پر

کسطرح آئے چین مجھے بیقرار ہیں
بجلی گر پڑی ہے غم کی دلِ بیقرار پر

گلچیں ہے باغ میں نہ فغاں عندلیب کی
دھوکے خزاں کے ہوتے ہیں فصل بہار پر

کیسی یہ یاد گل تھی کہ خاموش کر دیا
نالے بھی آ سکے نہ زبانِ ہزار پر

رہنے دے کوئے یار میں جز و ضعیف پر
احسان کر اے صبا مری مشت غبار پر

کر امتحان ہے وفا عاشقوں کا کچھ
صیاد عندلیب کے کھول ایک بار پر

امیدوار جوشِ جنوں چند روز سے
بیٹھے ہوئے ہیں آمد فصل بہار پر

جلوے دکھا رہے ہیں جگر میں ہجوم داغ
جوبن ہے آجکل تو مرے لالہ زار پر

ثابت نہیں ہے کہ بہاراں کی خاک ہو
اک بیکسی برستی ہے شمع مزار پر

تارے بھرے ہیں دامنِ شب نے بہ ہجراں
افشاں چمک رہی ہے جو گیسوئے یار پر

مدت کے بعد چند نفس چین آ گیا
رکھا ہے کس نے پاؤں ہمارے مزار پر

رہتے ہیں اشکبار جو شب بھر وہ میری طرح
ہنستی ہے صبح گریۂ شمع مزار پر

کھائے ہیں سینے داغ یہ اشک کہ اے شمع
دھوکا ہے گلستاں کا دلِ داغدار پر

اسوقت عجیب ہنگامہ عیش و نشاط گرم ہو کہ گرد باغ کے سب قزاق گا رہے ہیں اور تالیاں بجا رہے ہیں کہ قزاقوں نے دیکھا صحرا سے گرد اڑی اور چہار جانب سے فوج آ گئی ہے کہ باغ کو گھیر لیں قزاقوں نے فوراً گھوڑے چمکائے اور آواز دی اسطرف کون آتا ہو بڑھکر کسی پر نیزہ مارا یا تیروں کی بوچھار کی ہمراہیان عیار نے کہ بھیس قزاق کا بنائے گٹھڑا اپنا صحرا سے نکالا طرف باغ کے اکیلا چلا دروازے پر باغ کے افسر قزاقان سہراب نامے نگہبان تھا اُسنے گھوڑا بڑھایا اور آواز دی کہ او نامرد

کہاں آتا ہے خبردار اس طرف نہ آنا شہنشاہ قراقان کا اس باغ میں داخلہ ہے زبانی ارشاد فرما گئے
ہیں کہ کوئی سانے میں باغ کے نہ آنے پائے سہراب نے یہ کہکر نعرہ کیا کہ او نامرد ادھر نہ
آنا دس ہزار قزاق جو موجود تھے سب نے بوق ترکی بجایا بوق کی آواز کان میں غضنفر کے
پہونچی ابھی تو آکر گھوڑے سے اترے تھے مرکب ہٹلایا جاتا تھا جھپٹ کر پشت مرکب پہ غضنفر
سوار ہوے ملکہ نے پکار کر آواز دی اے شہریار کہاں تشریف لیچلے غضنفر نے جواب دیا
قزاقوں نے ہمارے بوق ترکی بجایا کسی سے جنگ کا سامان ہوا ہے ملکہ عالم بڑے افسوس
کی بات ہے کہ قزاق برسر جنگ ہوں اور ہم نہ پہونچیں ملکہ نے کہا ذرا ٹھہر جائیے میں جمال کو کہوں
اور کنیزوں کو بھیجوں آخر قزاق کس سے برسر جنگ ہیں حال معلوم ہو جائیگا اتنا تو دی شہریار
سمجھ لیں کہ کوئی ساحر نہ ہوگا غضنفر نے کہا اس شیشہ روئیں شگافت کے آگے ساحر اور غیر ساحر
دونوں برابر ہیں باہر نکل کر سمجھا جائیگا یہ کہکے غضنفر نے گھوڑا بڑھایا اور باغ سے نکلکر
دیکھا کہ سہراب آگے بڑھ گیا ہے چاہتا ہے معیار پر جا پڑوں کہ غضنفر نے آواز دی اے برادر آگے
نہ بڑھو میں شہنشاہ قراقان میں اس کو سمجھ لونگا یہ کہکر گھوڑا اڑاتے ہوے سہراب سے
چند قدم آگے بڑھ گئے ہر چند سہراب نے کہا آقا آپ تامل کریں میں اس کافر سے سمجھ لونگا
غضنفر کب مانتے ہیں قریب جاکر اسکے گینڈے کے منھ پر سپر رکھ دی گینڈا پیچھے ہٹا معیار
نے جمال جہاں آرا جو دیکھا حیران ہو گیا کہا اے جوان تو کون ہے نام نامی اسم گرامی کیا ہے کس
گلستان کا ماہ کس آسمان کا ہے نابدولت کے مقابلے میں آیا ہے بالکل غفلت جان تیری لے لیا
جائیگا کہ ماہیان دریا و مرغان ہوا تیرے حال پر گریہ و زاری کرینگے اور تجھکو رحم نہ آئیگا غضنفر
نے کہا نام میرا شہنشاہ قراقان ہے نبیرہ صاحبقران ہوں اتنی تلواریں ماروں گا کہ تیرا سر
سے جدا ہو جائیگا اب قبضے پر ہاتھ رکھ کلام کا اختتام ہوا معیار نے کہا میں اسکا عاشق ہوا ہوں
جو شیشہ کو قبضہ میں کرکے بیٹھا ہے یہ بے ادبی ساتھ خدا کے ہو سکے یہ نہیں ہو سکتا کہ معشوق جدا ہو
پہلو میں بندے کے غضنفر نے کہا او ناداں دشمن تیری جان اپنی قدرت سے جا کر
کر اپنے نام ہوا کہ معشوق نے تمہیں قبول نہ کیا تو ہمارے پاس نکل آئی ہے آرام میں جسے باغ
پر بھی قبضہ کر لیا ہے تو تو نے پہچانا معیار نے کہا مقابلے میں تو ہے وقت مقابل ہے

نہیں ہے شب کو طبل جنگی بجوائیے صبح کو میرے تمہارے مقابلہ ہو یقین ہے آپکے سردار بھی
شب کو آپ کو سمجھائینگے کہ ایسے زبردست کے مقابلے مین نہ جائیے سمجھ کے آئیے
اب دن بہت کم باقی ہے غضنفر نے کہا مقابلے کو وقت کیا جسوقت تلوار کھینچی اسیوقت
مقابلہ ہے ہر چند غضنفر نے کہا معیار نے نہ قبول کیا غضنفر پلٹ آئے معیار نے بارگاہ استادہ
کرائی لشکر کو لیکے مقابلے مین اترا غضنفر نے قزاقون کو حکم دیا سب قزاقون نے بارگاہ زربفتی
استاد کی گرد قزاق گھیر کر اترے غضنفر بارگاہ مین اتر کے داخل ہوے ملکہ شمیم کو کنیزون نے
خبر دی کہ اسوقت معیار نے مقابلہ نہین کیا کل کا وعدہ ہوا ہے بارگاہین استادہ ہو گئین اب
طبل جنگی بجینگے ملکہ نے کنیزون کو حکم دیا کہ جاکر غضنفر سے عرض کرو کہ آپ باغ مین یہان
تشریف لائیے صبح کو اختیار ہے کنیزین خدمت غضنفر مین حاضر ہوئین پیغام ملکہ کا سنایا
غضنفر نے جواب دیا کہ ملکہ سے کہنا کہ ہمسے حریف سے وعدہ ہوا ہے مقابلہ کرکے آئینگے
یون ہمارا آنا مناسب نہین حریف طعن کریگا کہ مقابلے سے چلے گئے لفظ طعن سننا گوارا
نہین لیکن معیار نے طبل جنگی بجوایا ہرکارون نے خبر سنائی غضنفر نے بھی حکم دیا قزاقون
نے بھی طبل جنگی بجوایا دونون لشکرون مین تیاریان ہونے لگین سنان نیزہ دست بپوش
نیزون کی زہر سے آبداریان دین چار پہر رات اسی تیاری مین بسر ہوئی وہ وقت آیا
اشعار صبح سیکا یاس ہوا وان سحر کا ظہور + اڑا آشیانے سے طاؤس نور + وہ طاؤس
مشرق کا تھا پادشاہ + بہت گرم خو اور روشن نگاہ + سپہ کی علامت سپیدہ ہوا + نشان
آگے آگے خط صبح کا + کیا دبدبہ خلق پہ آشکار + کہ پہلے کیا زاغ شب کو شکار + روشنی
سحر نمودار ہوئی آفتاب عالمتاب کا شانۂ مشرق سے سر بدر کرکے چرخ زبرجدی پہ آیا
تمام دنیا کو منور و روشن کیا معیار سوار ہوا میدان کارزار مین آیا غضنفر نے نکل کر
بوق ترکی بجایا صدا دیتی کہ ای قزاقان تیار شوید قزاقون نے بوق بجاتے گھوڑے یا تو
جنگل مین چر رہے تھے یا دوڑتے ہوے سامنے آئے سر جھکا کر کھڑے ہوے یہ اشارے
تھے کہ ہمپر زین کسو اور سوار ہو قزاقون نے گھوڑے تیار کیے غضنفر نے دوسری آواز
دی تیسری صدا مین سب مسلح و مکمل پرے جمائے ہوے سامنے آئے مگر سہراب

دیوانہ سبکا افسر نہایت برہم ہوا کہتا ہے آقا سے نامدار آج میدان مین مین نکلون اُس
مغرور سے مقابلہ کرون اسکے لاف وگزاف سے دل شب بھر بیچین رہا بہ نسبت آپکے
کلمات سخت کہتا ہے ہمکو ہرکارون نے خبر دی کہ شب بھر یہی کہا کیا کہ اُس لڑکے کو پکڑ لاؤنگا
یہ سُنکر غلام کو بہت ناگوار ہوا آج میدان مین سمجھاؤنگا غضنفر نے کہا ای برادر اپنے
زور پر سب کو ناز ہوتا ہے جب مقابلہ پڑیگا تو حال کھلجائیگا یہ باتین کرتے ہوئے میدان مین
پہونچے جانبین مین صفین جمین نقیبون نے نقابت کی کڑکیت کڑکا کہکر ہٹے کہ معیار
نے گینڈا صف سے نکالا سلحشوری کرنے لگا جب کہ خوب عرق ہوا دونون پیرون سے
یون پسینہ ٹپکا جیسے دو کالی گھٹائین برستی ہین پشت طرف اپنے لشکر کے کی رخ طرف
لشکر اسلام کے کیا پکار کر آواز دی ای فرقہ خدا پرستان اجل تمکو گھیرے ہے جسکو تمنا مرگ کی
ہو وہ بادولت کے مقابلے مین آئے فنون سپاہ گری دکھائے غضنفر نے قصد کیا تھا کہ
سہراب نے گھوڑا اُڑایا سامنے غضنفر کے آکر عرض کی کہ ای شہریار اجازت میدان ملے غضنفر
نے دیکھا کہ سہراب بہت برہم ہے اگر اجازت نہ دونگا تو یہ اپنے کو ہلاک کریگا فرمایا کہ اے
برادر بسم اللہ مگر حریف صاحب تن و توش ہے نشہ بادہ جرأت سے مدہوش ہے سمجھکر
مقابلہ کرنا سہراب نے عرض کی حضور ملاحظہ فرمائین گے کہ غلام آپ کا کس طور سے لڑیگا
یہ کہکے سہراب گھوڑا اُڑاتا ہوا مقابلے مین معیار کے آیا معیار نے گینڈا اپنا بڑھا دیا کہ
تنگا ورزن ہون سہراب نے گھوڑا ہٹا لیا معیار گینڈے سے گرتے گرتے سنبھلا للکار کر
آواز دی ای جوان یہ کیا حرکت تھی کہ تنگا ورزن نہ ہوا سہراب نے کہا کافر سے مس ہونا
عیب جانتے ہین معیار نے نیزہ مارا سہراب نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا آپس
مین نیزہ بازی ہونے لگی بعد چند طعنون کے سہراب نے نیزے کو کن دیا گینڈے کی
آنکھ مین نیزہ مار دیا گینڈے نے چیخ کھایا معیار گینڈے سے کود پڑا جھپٹکر پالٹ کا ہاتھ
مارا کہ چارون پیر گھوڑے کے سہراب کے اُڑ گئے سہراب گھوڑے سے گرا اوپر سے
معیار نے ہاتھ مارا کہ سہراب کا سر زخمی ہوا سہراب دوڑکر لپٹ پڑا سر زخمی ہے خون بہ
رہا ہے مگر جھپٹ پٹ پکڑا لایا چاہا کہ دو چار گھسے دون معیار نے کمر سے خنجر نکالا ران پر

سہراب کی مار دیا تا یہ استخوان خنجر پہونچا معیار نے سہراب کو باندھ لیا ہر چند قزاقون نے
آواز دی کہ او نامرد زخمی پر دست انداز نہ ہو معیار نے کچھ جواب نہ دیا سہراب کو باندھکر
لیگیا ساتھ والون سے کہتا تھا کہ اس لڑکے کو اور ایک دن کی مہلت دی اب طریقہ
جنگ قزاقان ذہن مین آگیا کہ یہ لوگ کسے لڑتے ہین مین انکو برابر گرفتار کر لونگا مجھ سے
نہ لڑ سکین گے غضنفر رنجیدہ ہیلے فرماتے ہوئے اس معیار مکار نے بڑا صدمہ دیا بارگاہ
مین آکر بیٹھے کمر نہین کھولی ہتھیار لگے ہوئے ہین عیار سے فرمایا خبر تو لا ساتھ سہراب کے
وہ کس طرح پیش آیا ہما سے تیز رو چلا معیار نے آکر سہراب کو قید خانے مین بھیجا عیار
اپنے موسوم بہ طیران دوندہ کو حکم دیا کہ جاکر خبر تو لا وہ طفل کیا کر رہا ہے اگر بھاگ جانے کا
ارادہ ہو تو مجھکو خبر دینا بھاگ کر نہ جانے دونگا طیران جست و خیز کرتا ہوا آتا ہی ہما سے
تیز رو جنگل مین پہونچا تھا کہ صدا سے زنگ کان مین آئی ہما ایک نخل کی آڑ مین ٹھہرا
دیکھا ایک عیار اڑا ہوا آتا ہے ہما نے حلقے کمند کے سر راہ خس پوش کیے طیران قریب
آن حلقون کے پہونچا ہما نے شیر کی آواز دی طیران رکا ہما نے جھٹکا مارا کہ طیران گرا
ہما نے حباب مارا طیران بیہوش ہوا ہما نے اٹھاکر طیران کو درخت سے باندھا کوڑا لیکر
کھڑا ہوا ہوشیار کرکے پوچھا کہ تو کون ہے کہان جاتا تھا طیران نے کہا معیار کا عیار
ہون براے خبر قزاقان چلا تھا کہ اسلامیان بھاگ نہ جائین ہما نے سامنے ہی طیران کے
رنگ و روغن عیاری کا نکالا طیران کی شکل بنکر تیار ہوا کہا کہ تو تو اسی مقام پر بندھا رہ
مین جاکر تیرے آقا کو لاتا ہون طیران نے بہت داد فریاد کی یہ بھی کہا کہ مین شاگرد ہوتا ہون
ہما نے کچھ جواب نہ دیا طرف لشکر معیار کے چلا لشکر کو دیکھتا ہوا اندر بارگاہ کے آیا
معیار بیٹھا تھا کہا اے رفیق و شفیق مسلمان کس حال مین ہین ہما نے کہا کہ حضور
کا خوف رہے ہین سب قزاق تو یہی کہتے ہین بھاگ چلیے مگر افسر نے سب کو روکا ہے کہتا
ہے مین معیار سے لڑونگا یہان طیران بندھا تھا چند کاہ فروش گھاس چھیلنے جو آئے
طیران داد فریاد کرنے لگا ان سب نے اسکو کھولا طرف اپنے لشکر کے چلا دل سے باتین
کرتا ہوا آتا ہے کہ ایسا نہ ہو آقا کو گرفتار کرلے لشکر مین طیران آیا لشکر والون سے

پوچھا ای طیران یہ کیا معرکہ ہی کہ ایک طیران آگے گیا ہی تم اب آئے ہو وہ طیران کیسے طیران
نے کہا وہ آگے جو گیا ہی وہ عیار غضنفر نامدار ہی آقا کو دم دیکے گیا ہی اب مین جاکر اُسکی گردن لیتا
ہون ملازم تو خاموش ہو رہے لیکن ایک چوبدار اُسنے دور سے جو طیران کو آتے دیکھا
بارگاہ معیار مین آیا تھا کو بہ نگاہ غور دیکھنے لگا خال مین خط مین فرق نہ پایا تھا اُسنے پوچھا
حضور یہ صاحب کیا آپ دیکھ رہے ہو چوبدار نے کہا دوسرا طیران اور آتا ہی مجھکو تردد ہی کہ اصلی
کون ہی نقلی کون ہی تھا سمجھا کہ طیران اصلی آتا ہی ہاتھ باندھکر سامنے معیار کے کھڑا ہوا کہا
ای پہلوان دوران عیار غضنفر فرزند عمرو کو بڑا دعوی عیاری ہی میری شکل پر آتا ہی مین یہ
شکل چھپ رہون وہ جو آئے اُسکو گرفتار کیجیے طیران اپنی بارگاہ جانکر بلا تکلف آیا کہ
معیار نے کہا ای طیران کہان تھے کیا خبر لائے ذرا میرے قریب آؤ طیران قریب آیا ہی کہ
معیار نے ہاتھ پکڑکے کھینچا ایک طمانچہ مارا تھا زیر دنگل سے نکلا ایک لات ماری کہا کہ
او مکار عیاری کرنے آیا تھا چاہتا تھا میرے آقا کو دھوکا دے مین تیرا باپ یہان موجود
ہون کیا مجال تھی کہ میرے آقا پر عیاری کرتا طیران نقل چپ لی لگا کہ ای آقاے نامدار
یہ وہی عیار ہی میرے سامنے میری شکل بنا تھا رات کے جلسے مین جو راز دیا گیا ہے
ہین وہ خواہ مجھسے پوچھیے یا اُس سے دریافت کیجیے معیار نے پوچھا تھا اُسنے کہا ای شہریار
مین سرکار کے راز کی بات چلا کر نہ کہونگا چاہتا ہون کہ کان مین عرض کرون حضور پر تو واضح
ہوگا معیار نے سر جھکایا تھا تڑپ کر قریب آیا معیار کو اک دھول ماری اور خود لپکا بھاگا
سراپچے کو فرا گیا۔ لینا لینا کا غل ہوا تھا کبھی لینا لینا کرتا ہوا جاتا ہی ہر ایک کے قریب سے
نکلا جاتا ہی لاکھو لوگ دوڑے کسی نے تھا کو نہ پایا تھا بھاگ کر لشکر غضنفر مین آیا معیار جھولا
کہا کہ بہت شرمایا جھلا کر کہا سہراب کو لاؤ ابھی سر دربار تجھکو ٹھمکا اگر اُسنے میرا راز ہیبا غصیلا نہ کہا
تو قتل کرونگا اُسی وقت سہراب آیا زخمون مین ٹانکے دیے گئے ہین پٹیان مرہم کی بندھی
ہوئی ہین زنجیر پہنا ہوا دربار مین آیا مثل اہل اسلام کے صاحب سلامت کی معیار
نے جھلا کر کہا خداوند ہفت پیکر کو سجدہ کر ورنہ ابھی قتل کرونگا سہراب نے کہا او نامرد
مردان عالم یہان سے کب ڈرتے ہین اگر تجھ ایسے نامرد کے ہاتھ سے قتل ہوسکتے ہو گئی

باعث فخر ہوگا معیار نے کہا جلاد کو بلاؤ یہ کبھی خداوند ہفت پیکر کو سجدہ نہ کریگا قارشٹ نے
اسکے دل پر قفل لگا دیا ہے جلاد نے آکر زنجیر کو پکڑ کر کھینچا کہا اے جوان ادب سے کلام کر سامنے
پہلوان دوران گرشاسپ جہان بیٹھے ہیں تجھکو جان کا خوف نہیں تو ابھی قتل ہو جائیگا
مہلت نہ پائیگا یہ کہکے پھر زنجیر کو جھٹکا دیا سوتا اٹھا یا کہ ماروں سہراب کی آنکھوں کے نیچے
اندھیرا آگیا زنجیر بتمام کے جھٹکا مارا کہ جلاد جھکا ہتھکڑی ماردی کہ جلاد کا سر پھٹ گیا قید توڑ کر
پھینکدی ایک پہلوان کو مار کر تلوار لی لڑنے لگا جسکو ہاتھ مارا اسکے دو ٹکڑے کئے چاہتا ہے
معیار کو بڑھکر ماروں دنگل پر سے اسکو اتارلوں مگر پہلوانوں نے اسکو گھیر لیا لڑتا بھڑتا
سہراب باہر نکلا چہار طرف سے فوج نے بلوہ کیا لشکر میں جو ہنگامہ ہوا قزاقوں نے خبر
پائی کہ سہراب نے قید توڑی بوق ترکی بجانے لگے غضنفر باہر بارگاہ کے نکل آئے پوچھا کہ
کیا ہے ہیوقت کیون بوق ترکی بجایا سب نے عرض کی غلاموں نے آپکے خبر پائی ہے کہ
سہراب نے قید توڑی ہے لڑائی ہو رہی ہے غلام چاہتے ہیں جا پڑیں اپنے افسر کو بچائیں
ایک گھوڑا کسی قزاق کا کھڑا تھا غضنفر شیر سوار ہوئے گھوڑا اڑا کے چلے اسی ہزار
قزاق بھی چلے قریب لشکر معیار آکر بوق ترکی بجایا گھوڑے لشکر کفار کے رم کرنے لگے
ہزارہا گھوڑوں نے سواروں کو اپنے گرایا اور راہ صحرا کی لی قزاق آکر لشکر معیار پر گرے
وہ ہنگامہ ڈالا کہ فوج کو ٹھہرنا مشکل ہوا کچھ بھاگے کچھ مارے گئے مگر غضنفر لڑتا ٹھہرتا برابر
معیار کے پہونچا قزاقوں نے دور سے دیکھا کہ آقا ہمارے لڑتے ہوئے طرف معیار کے
جاتے ہیں جنگ میں مصروف ہوئے جانتے تھے کہ آقا اسکو ضرور مارلینگے معیار نے
جو غضنفر کو دیکھا چاہا ہاتھ تلوار کا مارے غضنفر نے تلوار کو سپر پر روکا اور تلوار کا ہاتھ گینڈے
کی گردن پر مارا کہ گینڈے کی گردن قلم ہوئی معیار گینڈے سے گرا غضنفر نے تلوار کے
نیچے رکھ لیا اتنے ہاتھ مارے کہ آخر معیار تلواریں کھاتا ہوا بھاگا بھاگ کر نخلستان میں
پہونچا غضنفر مرکب چمکا کر وہاں بھی پہونچے ہمارے تیزرو نے کہ اپنے آقا کو دیکھتا ہوا
جاتا تھا دیکھا کہ نخل کے سایہ میں معیار جا کر ٹھہرا غضنفر مرکب چمکاتے ہوئے
وہاں بھی پہونچے ہمارے تیزرو دیکھ رہا ہے کہ غضنفر نے ہاتھ مارا معیار نے

دونوں ہاتھ اُٹھا دیے کلائیاں کٹ کر گریں معیار پھر بھاگا ایک مقام پر جا کر ٹھہرا غضنفر گھوڑے سے کود کر کمر پر ہاتھ مارا کہ معیار دو ٹکڑے ہو کر گرا ہما سے تیز رو نے دیکھا کہ جیسے ہی معیار کے دو ٹکڑے ہوئے وہاں پر غبار بلند ہوا غضنفر غبار میں چھپ گئے ہما قریب آیا غضنفر کو اس مقام پر نہ پایا مرکب خالی کھڑا تھا ہما سے تیز رو روتا ہوا لپٹا قزاق لڑائی فتح کرکے بارگاہ میں لوٹ رہے ہیں خزانے پر جا کر گرے توڑے اُٹھا اُٹھا کر کیوں پر رکھے کہ ہما کو جو روتے ہوئے دیکھا سب کے پہلے سہراب نے پکار کر پوچھا کہ اے عیار طرار خیر تو ہے ہما نے بیان کیا کہ آقا نخلستان سے غائب ہو گئے قزاقوں نے جو یہ خبر سُنی گریبان چاک کیے روتے پیٹتے در باغ پر آئے یہ خبر وحشت اثر ملکہ شمیم کو پہونچی ملکہ شمیم نے بال کھول لیے بات کر رونے لگیں کہتی تھیں صاحبو میرا راج سہاگ لٹ گیا کیا کیفیت بیان کروں میں تو لٹ گئی ایسے معشوق سے چھٹ گئی ۔ نظم

کب جہاں میں خلش غیر سے دل شاد آیا
ساتھ قاتل کے مرے سایۂ ہمزاد آیا

حشر میں جب کہ دم پرسش بیداد آیا
آپ کو گنگ بنا کر وہ پری زاد آیا

صید نہ قید نہ تعلق جو مجھے یاد آیا
الف وصل کے مانند میں آزاد آیا

موج مے جام و صراحی میں نہ ٹھہری دم بھر
تیری آنکھوں میں جو بہنے کا مزہ یاد آیا

وہیں زخم سے ہنس ہنس کے نکلتی تیغ روح
گدگدی اپنے کو گلو خنجر جلاد آیا

یہ غلط ہے کہ مرا ذکر کیا ہو تو نے
کوئی طعنہ تو نہ تھا میں جو تجھے یاد آیا

ایک نے بھی نہ سنا روز جزا صد افسوس
شکوۂ یار جو بنکر مری فریاد آیا

دوست کیا تو نے تو دشمن بھی چھوڑا ہیچ
اب وہ دھڑکا نہ رہا دل میں کہ صیاد آیا

گلۂ یار میں مصروف ہوئی ہیں روحیں
کیا فلک پر ہے کوئی عالم ایجاد آیا

بل بے غفلت کہ رقیبوں کے گلے سے کچھ
اپنی ہستی کا مجھے آج نشان یاد آیا

تھا خیال لب شیریں جو دم نزع مجھے
میں نے سمجھا ملک الموت کو فرہاد آیا

مردہ و زندہ زمیں سے نہیں باہر کوئی
ایک آغوش میں کیا مجمع اضداد آیا

خانہ زاد دل بیتاب ہی کچھ غیر نہیں
نہ دل و لب پہ اگر شکوۂ بیداد آیا

کر دیا اُس نگہ مست نے مجھکو غافل
آج آنکھون مین مری خواب خدا داد آیا

جب اُمنڈتا ہے مرے سینۂ سوزان سے دھوان
آسمان اُسکو سمجھتا ہے کہ ہمزاد آیا

نذر کیا دیجیے اُس قاتل عالم کو نسیم
ایک سر تھا سو تہ خنجر جلاد آیا

کنیزون نے کہا وا ارمی بیقرار نہ ہو جیسے ہمارے تیز رو نے آکر سمجھایا کہ حضور یہ فرزندان دنیا جہان ہین ایسے ایسے قران صعب اینہ بہت سے پڑتے ہین آپ سحر مین طاق شہرہ آفاق ہین اس مقام پر اپنے سحر سے دریافت کیجیے کہ کون اُٹھا کر لیگیا یا دیو یا جن یا کسی ساحرہ کا یہ کام ہے یہ خوب جانتا ہون کہ وہ جہان جاینگے آفت برپا کرینگے جس مقام پر ہونگے اُس زمین کو اسلام آباد کرینگے ایک مجھکو بڑا افسوس ہے کہ جلدی مین اُنکو خیال نہ رہا اسپ باد پیمان بندھا ہے سہراب کا حال سنتے ہی ایک قزاق کے مرکب پر سوار ہو بیٹھے وہ بیچارہ پیدل رہا یہ نہ کہہ سکا کہ حضور میرا مرکب تو دیجیے دوسرے یہ فلاکت ہوا کہ اُسپر گھوڑا دوڑا کے جب نخلستان مین پہونچے تو یہ غضب تھا کہ گھوڑے سے کود پڑے اُترکر اُسپر ہاتھ مارا یہ مین نے اپنی آنکھون سے دیکھا کہ جب اُنھون نے ہاتھ مارا اور اُسکے دو ٹکڑے ہوے تو ایک غبار بلند ہوا اور وہ غبار ہٹا تو مین نے شاہزادے کو نہ پایا یہ باتین سنکر شمیم نے گالی بانڈی ہمارے تیز رو کے ساتھ چلی باہر آکر دیکھا کہ سب قزاق رو رہے ہین ملکہ نے پکار کر کہا بیٹا جو کیون گھبراتے ہو کوئی ساحرہ انکو لیگئی اگر طلسم ہفت پیکر کی سرحد مین ہے تو ابھی کھنچی ہوئی آئیگی سب قزاق پیچھے پیچھے چلے شمیم اس مقام پر آئین کہ جس مقام پر یہ شخص نظر غائب ہوے تھے اول اس مقام کو دیکھا کچھ نشان سحر نہ پایا کہا اے عیار طرار ساحرہ کو یقین تھا کہ ملکہ شمیم کوشش کریگی کوئی اُسنے علامت نہین چھوڑی کس شے سے پہچانون یہ کہکر انگلیون پر کچھ شمار کیا کہا اے عیار طرار کچھ نشان نہین ملتا مگر طریقہ کہانت یہ خبر دیتا ہے کہ عیار جستجو کرے طرف مشرق کے جانے کچھ سامان غیب سے پیدا ہوگا اے برادر تم چلو مین بھی آتی ہون قزاقون نے کہا اے ملکہ عالم ہم بھی تلاش مین چلین اپنے آقا کو ڈھونڈھین شمیم نے کہا تم لوگ اسی مقام پر اُترو مین سارے طلسم ہفت پیکر کو چھان ڈالونگی اس یوسف گم گشتہ کا پتہ لگاؤنگی قزاق سب

اُس مقام پر اُترے ہمارے تیز رو قنطورے لگا کر طرف مشرق کے روانہ ہوا قزاقوں نے
دیکھا کہ ملکہ شمیم نے ایک دستک دی ایک قمری اڑتی ہوئی آئی اُسکی پشت پر اسباب
سحر رکھا گاتی باندھکر سوار ہوئی جستجو میں غضنفر کی چلی لیکن غضنفر پر یہ معرکہ گذرا کہ جب
غضنفر نے معیار کو مارا ایک ساحرہ زبردست موسوم بہ گمنام تھا وہ جب معیار کوچ
کرکے چلا آیا اور گمنام شب کو اکیلی ہوئی فراق میں آشنا کے تڑپا کی صبح کو اُٹھکر تلاش
میں نکلی اول دربار ہفت پیکر میں آئی دربانوں سے دریافت کیا معلوم ہوا کہ مقابلہ غضنفر
میں گیا ہے اب گمنام اُڑتی ہوئی چلی اُسوقت پہونچی کہ اول غضنفر نے دونوں ہاتھ اُسکے
کاٹے جب ہاتھ مارا معیار کے دو ٹکڑے ہوے تو گمنام کی آنکھوں کے نیچے اندھیرا آگیا
قلب تھرا گیا دل سے کہتی تھی کہ افسوس دس برس کا میرا رفیق مارا گیا سحر کیا کہ غبار بلند
ہوا غضنفر نے غبار میں آنکھیں بند کیں اتنے عالم میں اُٹھا لیگئی غضنفر بیہوش ہو
اپنے قصر لالہ فام میں لائی مسند بچھوائی کنیزوں نے اسباب عیش و نشاط آراستہ کیا
شراب لاکے رکھی کباب کی کشتیاں چن دیں اب گمنام نے غضنفر کو مسند پر بٹھایا آپ
دلھن بنکر بیٹھی سحر اُتارا غضنفر کی آنکھ کھلی دیکھا ایک ساحرہ گھونگھٹ نکالے سامنے
بیٹھی ہے گرد کنیزیں کھڑی کہ رہی ہیں کہ ای ملکہ گمنام بڑی صاحب نصیب ہو ایسے خوش
جمال کے آگے معیار کی کیا حقیقت تھی ہم سب اسکو پسند کرتے ہیں کوئی پاس بیٹھی ہے
کوئی تلوے سہلا رہی ہے کوئی بلائیں لیتی ہے کوئی درازی عمر کی دعائیں دیتی ہے غضنفر نے
جو دیکھا ایک عمارت بنی ہوئی ہے برہم ہوکے پکار کر آواز دی ارے تو کون ہے میں کس مقام
پر ہوں کنیزوں نے ہاتھ بڑھا کر کہا واری مبارک ہو کہ بی گمنام آپ پر عاشق ہوئیں آپنے
اُسکے دس برس کے رفیق و شفیق کو مارا مناسب تو یہ تھا کہ آپکو دیوانہ کر دیتیں خون
معیار کا بدلہ لیتیں مگر آپکے جمال پر عاشق ہوئیں تیغ ابرو کی گھائل ہوئیں آپکو
بہ احتیاط اُٹھا لائیں اب چل چلکر بیٹھو آپس میں محبت کی باتیں کرو اسباب عیش و
نشاط موجود ہے شراب پیو کباب کھاؤ جو ملکہ سے سوال کرو پورا کریں اور جہان کا تمہیں
بادشاہ کریں پہلوان ایسا بنادیں کہ رستم سے زیادہ نام ہو کوئی تمپر ہاتھ نہ ڈال سکے

غضنفر نے پہلو پر ہاتھ ڈالا تیغہ روئین شگاف قبضے مین کیا پکار کر آواز دی او شیفتہ لو
کیا بیہودہ بکتی ہو وہ جو مارا گیا وہی اسکی رفاقت کے لائق تھا اسکی قضا آئی ہو کہ تجھکو بیچ
مقام پر لائی ہے گمنام نے کنیزون سے کہا تم سب ہٹ جاؤ دخل نہ دو ابھی یہ منتین کر کے لگینگے
قدمون پر گرینگے مین انکا کہنا نہ مانونگی شربت وصل سے سیراب نہ کرونگی کنیزین تو ہٹین مگر
آپس مین کہتی ہین صاحبو سچ تو ہے کہ مرد وا تو یوسف جمال عورت کو بد صورتی مین کمال اپنا
رستیارہ جمانہ یہ دہ مگر ایسا سحر کریگی کہ تابعدار ہوکر رہیگا کہین سیر و شکار کو جائیگی تو ہم لوگونکا
مطلب نکلیگا مراد بر آئیگی جوان تو شوقین ہو جو کہینگے وہ مانیگا غضنفر تیغہ ٹیک کر اٹھا گمنام
نے چند دانے ماش کے اٹھا کر مارے پکار کر آواز دی کہ سر جھکا کر بیٹھ میری اطاعت کر جو کہون
وہ قبول کر غضنفر نے تیغہ روئین شگاف چمکا دیا انگشتر مہر و ماہ چمکی سحر باطل ہوا اتو
گمنام قہقہہ مار کر ہنسی کہا لو صاحبو اسنے بھی کچھ جیو جھکا سیکھا ہے میرے سحر کو باطل کیا مین
وہ بلا سے روزگار ہون کہ طبقے زمین کے ہلا دون آسمان پر پہونچا دون یہ کہکے گولہ جادو کے
نکالا پکار کر آواز دی سے اپنے پیرون کو ہلا یہ گولہ تجھے دیوانہ کردیگا مزہ یہ ہے کہ ابھی طالب وصل
ہوا ور مین انکار کرون تو قدمون پر گرے دن بھر تڑپا کرے رات کو ہنر کہنا مانون اس سحر
کو تو روک ایسے لاف و گزاف کرکے گولہ مارا غضنفر نے تلوار سے گولہ کاٹا تیغہ کھینچے ہوے
طرف گمنام کے چلا کہا کیون ملعونہ ہم طالب وصل نہ ہوے بڑا اپنے سحر پہ ناز ہے ابتک اپنے
کو بچا ہم وار کرتے ہین گمنام نے کہا اتفاق سے یہ گولہ کٹا دوسرا سحر کرونگی کہ دیوانہ ہوجائیگا
یہ کہکے ایک دو ہتھڑ زمین پر مارا غضنفر نے انگشتر کو ہلایا کچھ تاثیر نہ ہوئی اتو جھنجھلا کر
زمین مین ٹھوکر ماری ایک شیر ببر بنکر نمودار ہوئی منہ کھول کر سامنے غضنفر کے
آئی شیر بیشہ صاحبقرانی پر حملہ کیا شیر بیشہ صاحبقرانی کب ڈرتے ہین جھپٹ کر ہاتھ
تلوار کا مارا گمنام نے سر آگے کر دیا تیغہ روئین شگاف دست زبردست غضنفر کا سر پر
گمنام کے پڑا سر کٹ کر دھڑ سے زمین پر گرا مرتے ہی گمنام کے ایک ابر تیرہ و تار پیدا ہوکر
آسمان پر چھایا سنگ باری برف باری ہونے لگی بعد چند ساعت کے آواز آئی کہ
کشتی مرا نام من گمنام جادو بود کنیزین یہ جرأت دیکھکر ہاتھ باندھنے لگین کہ شہریار

یہ ہمکو پکڑلائی تھی ہم لوگ شریف زادیان ہین اس ملعونہ کے قبضے مین رہے مثل آپ کے بندگان خدا کو پکڑلائی تھی مطلب اپنا حاصل کرکے چھوڑ دیتی تھی ایک دن ایک پہلوان کو مع مرکب لائی اُسکو تو مارڈالا مگر مرکب اُسکا بے مثل و بے نظیر چمنستان مین بندھا ہے کہ کسی کو اپنے پاس نہین آنے دیتا اُسی جوان کی زبانی نام سُنا تھا کہ اشہب سکندری نام ہی یہ بھی وہ کہتا تھا کہ یا صاحبقران کو یا اولاد صاحبقران کو یہ مرکب سواری دیگا اور کسیکو پاس نہ آنے دیگا یہ مرکب بے نظیر ہے آپ قریب جایئے شاید پاس آنے دے غضنفر یہ مژدہ سُنکر نہال ہوگئے کنیزین غضنفر کو لیکر اُس چمن مین آئین غضنفر نے دیکھا مرکب کوہ سرین کوہ کفل ٹاپین مار رہا ہے چاہتا ہے زنجیرین توڑ ڈالون زمین مین گڑھے ڈالدیے غضنفر کو جو دیکھا سیدھا کھینچا اشارون سے بلاتا تھا غضنفر چمکارتے ہوئے قریب گئے گھوڑے نے تھوتھنی سینے پر رکھدی زبان سے سینہ چاٹنے لگا کنیزین سارہ یراق لائین غضنفر نے اُسکو کسا اُسپر سوار ہوے دیکھا کہ مرکب ہوا سے باتین کرتا ہی چاہتا ہی سبزہ فلک پامال کرون غضنفر باہر باغ کے نکلے ایک جانب چلے تھوڑا راستہ طی کیا تھا کہ آواز گیرودار کان مین آئی طرف اُسی آواز کے چلے صحرا مین آگے دیکھا ایک مقام پر کہ سنگ ایک کوہ فلک شکوہ ہے دامنہ کوہ مین کاروان تاجرون کا اُترا تھا سہیل قزاق نے گھیرا ہے قافلے والون پر جب دباؤ ڈالا تو وہ بھی لڑنے لگے قزاق اُنکو قتل کررہے ہین اہل کاروان مرمرکر گر رہے ہین مگر قزاقون کا پیچھا نہین چھوڑتے مال اہتک نہین اُٹھا جانے دیا غضنفر نے جو یہ معرکہ دیکھا آنکھون کے نیچے اندھیرا آگیا خیال مین آیا کہ شہنشاہ قزاقان کے آگے یہ بدعت وہین سے نعرہ کیا ہم شہنشاہ قزاقان خبردار کیا بدعت کرتا ہی ان غریبون کو نہ لوٹنا ایک کو زندہ نہ چھوڑونگا سہیل نے پلٹ دیکھا ایک طفل حسین یکہ و تنہا مرکب باد رفتار اُڑاتا ہوا آتا ہے اور نعرہ ہے کہ خبرداران غریبون پر ہاتھ نہ ڈالنا سہیل نے ساتھ والون سے کہا تم تو ان کو لوٹو مین اس سوالے کی چڑیا کو ون یہ کہکے گینڈا مجمع سے نکالا للکار کر آواز دی کہ او طفل بے ادب کہان گریبان تیرا پنجۂ اجل مین پھنسا کہ کھینچکر میرے سامنے لایا ہے مین سامنے ہو جو ہون وار تو کر

غضنفر نے کہا ہمارا دستور نہین کہ ہم اول وار کرین جب تیرے حربے سے پروردگار بچائیگا تب ہم بھی وار کرینگے یہ سنکر سہیل نے کہا اے شہریار یہ تو بتائیے کہ امیر سے آپ کو کیا رشتہ ہے یہ اُنھین کے خاندان کا طریقہ ہے مین مدت سے مشتاق تھا کہ اگر کوئی فرزند صاحبقران ملے تو قدمبوسی کرون شکر کرتا ہون کہ آپ کا جمال دیکھا طرز کلام سے ثابت ہوگیا کہ آپ صاحبقران کے فرزند ہین غضنفر نے کہا ہمیشہ سے فون کفار کا پیاسا ہون صاحبقران زمان کا نواسا ہون شہنشاہ قراقان میرا لقب ہے فرزند اسعد نامدار نبیرۂ صاحبقران عالیوقار سہیل نے کہا مین اب حضور سے مقابلہ نہ کرونگا غضنفر نے کہا اے برادر رفاقت کا لطف نہ ہوگا حربہ کرو جیسے جواب دو جو غالب آئین تو اطاعت کرو اور ساتھ والون کو منع کردو کہ ان عزیزون کو نہ لوٹین سہیل نے پلٹ کر منع کیا قزاقون نے لڑائی موقوف کی سب سوداگر غضنفر کو دعائین دینے لگے بلے تماشا آکر کھڑے ہوے ایک جانب آکر قزاق کھڑے سہیل نے گھوڑا اُٹھایا کہا اے شہریار فنون سپہگری کا ابھی امتحان ہے کوئی بات اُٹھا نہ رکھونگا یہ کہکے سہیل نے نیزہ مارا غضنفر نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا بچا وار کیا کن دیکر نیزے کو سینے پر سہیل کے رکھدیا کہا کیون سہیل نیزہ بازی کا یہی کام ہے اگر چاہون تو ماردون مگر یہ منظور نہین کہ تمکو زخمی کرون سہیل نے نیزہ پھینک دیا قبضے پر ہاتھ ڈالا غضنفر نے تلوار اسکی سپر پر گانٹھی ہتھکٹی کی چوٹ بتائی کہا اے سہیل نہ بچیگا اس چوٹ پر خاتمہ ہے سہیل تلوار پھینک کر قدمون سے لپٹ گیا غضنفر نے کہا ابھی ایک حوصلہ باقی ہوگا کشتی بھی لڑ لو سہیل نے کہا آقا یہ تو آرزو ضرور تھی سہیل گھوڑے سے کودا غضنفر نے بھی اُتر کر خم مارا کشتی ہونے لگی غضنفر نے جو تھے پیچ پر اُکھیڑ کر زمین پر مارا سہیل پیٹ کر غضنفر نے ایک چیر اس مار کر چارون شانے چت کیا کود کر چھاتی پر سوار ہوے فرمایا کیون سہیل کوئی اور بھی حوصلہ نہین باقی ہے سہیل اُٹھکر قدمون پر گرا کہا تابعدار ہون غضنفر نے قزاقون سے مال تاجرون کا دلوا دیا تاجر تو دعائین دیتے ہوے رخصت ہوے کہتے تھے خدا نے کس رئیس کو بھیجا کہ جسنے جان و مال دونون بچالیا اپنے تصدق مین ہمکو آزاد کیا مگر سہیل مع فوج کلمہ پڑھکر بصدق مسلمان ہوا

دامنۂ کوہ میں جشن کا سامان کیا بارگاہ زرنگی آستہ کرائی اسمیں غضنفر کو لیکر آیا مقام صدر پہ غضنفر کو بٹھایا آپ پہلو میں آکر بیٹھا دور شراب شروع ہوا ساقیان سیمیں ساق و مطربان خوش آواز آئے لولیان زہرہ جمال بصد عشوہ و ناز یہ اشعار عاشقانہ گانے لگیں۔ نظم

کچھ عدم کا بھی خیال اے دل تجھے ہاں چاہیے
گو عزیز مصر ہے پر یاد کنعاں چاہیے

کوچۂ دلدار کی حسرت میں رونے کے لیے
پاؤں کو اب آبلے کے چشم گریاں چاہیے

حشر برپا کر رہی ہے ناقۂ لیلیٰ کی چال
صور اسرافیل اب جائے حدی خواں چاہیے

میرے غم میں رونے اک عالم لگا اب وہ قتل
اشک کیسے ناوک مژگاں کو پیکاں چاہیے

ہوں وہ مجنوں عہد طفلی میں مجھے کہتے تھے لوگ
گوشۂ زنداں اسے جائے دبستاں چاہیے

آگیا میری میں اسکے بوسۂ لب کا خیال
ہو نہ کاٹوں کس طرح حسرت ہے دنداں چاہیے

پنجۂ خورشید کو کافی ہے اک جیب سحر
رو رہا ہوں دست جنوں کو سو گریباں چاہیے

حسرت نظارۂ زلف پریشاں دل میں ہے
بہر تسکیں کو ہیں کچھ بار پریشاں چاہیے

عمر کاٹی روتے روتے ہنس کبھی لوں اب جی میں ہے
میرے منہ پر کوئی قاتل زخم خنداں چاہیے

ورد مژگاں کی زباں پر ہیں لب جاناں و
اشک خوں کی چشم کو تسبیح مرجاں چاہیے

سنگ ریزے لعل ہوں چن چن کے بھر لو دامن
غارتیں ہیں اے کوہ تجھ جستجو کو داماں چاہیے

روح سعدی ہو گئی ہوگی خوشی سے باغ باغ
آج پڑھنے کے لیے اسکو گلستاں چاہیے

طالب دنیا ہوں میں کھلا کیا اس نے کام
مرد ہو تارک تو عشق شاہ مرداں چاہیے

سہیل رات بھر مصروف عیش و نشاط رہا وہ وقت آیا کہ لیلیٰ شب نے نقاب چہرے سے اٹھائی مجنوں روز داخل صحرائے دشت تجلی مشرق ہوا سہیل قزاق بانو سامنے غضنفر کے حاضر تھا خدمتگاری کر رہا تھا باہر خیمے کے نکلا غضنفر مقام صدر پہ بیٹھے ہیں کہ آواز ہنگامے کی کان میں آئی غضنفر نے پلٹ کے دیکھا قزاقوں سے پوچھا کہ تمہارا سہیل کہاں گئے قزاقوں نے عرض کی ابھی حضور کی خدمت سے رخصت ہو کر باہر گئے ہیں غضنفر نے پوچھا یہ غلغلہ کیسا ہے قزاقوں نے عرض کی کہ غلام ہوں کو آپ کے معلوم نہیں ہے کہ یہ کیا ہنگامہ ہے یہ ذکر تھا کہ پردہ بارگاہ اٹھا سہیل کو دیکھا کہ سر

زخم کاری لگا ہوا خون سر سے بہتا ہوا سامنے غضنفر کے آیا غضنفر نے پوچھا ای برادر یہ کیا ہوا
کسنے تمکو زخمی کیا سہیل نے عرض کی یہان سے بارہ کوس پر ایک قلعہ ہی کہ اُسکو قلعۂ وشت
کہتے ہین دو بھائی پہلوان زبردست اُس قلعے کے حاکم ہین سلیم شیر شکار و سالم شیر شکار انکا
نام ہی کاشانۂ عفت مین ایک گوہر بے بہار رکھتے ہین یعنے ایک دختر بلند اختر کہ اُسکا نام ملکہ
یاقوت گلگون پوش ہی وہ ایک دن شکار کو اُس طرف آئی غلام نے اُسکو پہاڑ سے
دیکھا قزاقون سے اشارہ کیا کہ اسکو پکڑ لاؤ وہ اسطرح کی سپاہی پیشہ ہی کہ چار قزاق گئے تھے
چارون کو اُسنے زخمی کیا اور چاہا کہ بادپا چمکا کے نکلجاؤن مین یہان سے پہونچا اور مین نے
اُسکو گھیرا اضطراب مین نقاب چہرے سے اُٹھ گئی میری عجب نوبت ہوئی غش کھا کے گرا
بیہوش ہو گیا وہ نکل گئی جاکے باپ چچا سے احوال بیان کیا دونون بھائی لشکر لیکے آئے
مین یا اسکو دیکھا کچھ نہ کرسکے آخر مجبور ہوکر پلٹ گئے مین نے جو حضور کی دعوت کا سامان
کیا اور دیر کو اُترا اُنکو خبر ہوگئی لشکر لیکر آتے ہین جو بارگاہ سے نکلا سالم نے بڑھکر
مجھکو روکا سلیم نے جو خبر سنی وہ غصہ مین آیا آکے مجھکو زخمی کیا آخر مین زخمی ہوکر چلا آیا
اب وہ دونون بھائی للکار رہے ہین اکثر قزاق گئے اُنکے ہاتھ سے قتل ہوئے غضنفر
نے یہ سنکر تیغۂ روئین شگاف کے قبضے پر ہاتھ ڈالا فرمایا مرکب ہمارا تیار کرو سہیل نے کہا
حضور دونون بھائی بڑے قد و قامت کے جوان ہین اس حوالی مین کوئی اُنکا مقابلہ
نہین کرسکتا غضنفر نے کہا دونون کی گردن تونگا خدا چاہیگا تو دونون کو ایک مرتبہ پست
کرونگا سہیل نے بمجبوری اشہب سکندری کو تیار کیا غضنفر سوار ہوکے باہر نکلا
دیکھا صفین جمی ہوئی ہین سلیم شیر شکار میدان مین کھڑا اُچھل رہا ہی قزاق مقابلے ہونے
آکے جاتے ہین جو قزاق مقابلے مین گیا یا سلیم کے ہاتھ سے مارا گیا یا زخمی ہوکر پلٹ آیا کئی
لاشے پڑے ہوئے تڑپ رہے ہین سلیم پکار رہا ہی کہ کوئی تم مین ایسا نہین کہ مجھکو جواب دے سکے
میرے مقابلے مین آئے فوج مین جرات کہانسے قزاق بھلا مجھکو کیا کر جاسکتے ہین سلیم یہ بکتا
تھا [illegible] شمشیر قزاق کو مار لیتا تھا غضنفر نے یہ جرأت دیکھی نعرہ کیا کہ منم شہنشاہ قزاقان
او سلیم مین تیرے مقابلے مین آیا ہون سلیم نے سر اُٹھا کر دیکھا کہ ایک طفل کمسن گھوڑے پر

اڑائے ہوئے آتا ہے سلیم نے کمان کیانی دوش سے اتاری غضنفر پر تیر مارا غضنفر نے
گھوڑا اچھکا کر خالی دیا اُسنے دوسرا تیر مارا غضنفر نے اُس تیر کو قرولی سے قلم کیا سلیم نے
سات تیر مارے غضنفر نے ساتوں تیر قلم کیے گھوڑے کو اڑا کر قریب ہوگئے سلیم نے تیر
مارا غضنفر نے نیزہ توڑ ڈالا سلیم نے قبضے پر ہاتھ ڈالا خبردار خبردار کہکے غضنفر پر ہاتھ
مارا غضنفر نے تلوار کو بہ آسیب سپر رد کیا تیشہ زوئین شگاف بنام انتقام سے کھینچا
کر تیغ کے سر پر ہاتھ مارا کہ سلیم تا دو ابرو زخمی ہوا چاہا کہ سامنے سے بھاگوں غضنفر نے
گھوڑا بڑھایا بھائی نے جو دور سے دیکھا کہ بھائی صاحب زخمی ہوئے گھوڑے کو بڑھا
جھپٹا قریب آکر غضنفر پر ہاتھ مارا غضنفر نے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا تلوار چھین کر پھینکی
کمر میں ہاتھ ڈالکر اٹھا لیا سلیم نے جو دور سے دیکھا کہ بھائی گرفتار ہوگیا فوج سے آواز دی
بھاگو ساٹھ ہزار فوج لیکر آیا تھا سب کو ساتھ لیکر طرف قلعۂ دشت کے بھاگا غضنفر
نے کہا اے سہیل اسکا پیچھا کر و چل کے اُسکا قلعہ گھیر لو سالم کو قید کیا سب قزاقوں
کو لیکر تعاقب میں چلے مگر سلیم جو بھاگا ہوا آیا قلعے کو بند کرلیا خندق پر آب کی توپیں
بالائے قلعہ لگائیں کہ صحرا سے گرد اڑی دیکھا غضنفر و سہیل بارہ ہزار قزاقوں سے آکر
پہونچے قلعے کو گھیر لیا مورچہ بندیاں ہوگئیں تیر چلنے لگے اہل قلعہ جو بالائے قلعہ آتے تھے
قزاقوں کے تیروں سے قتل ہوتے ہیں سلیم نے جو یہ معرکہ دیکھا اُٹھکر بارگاہ میں آیا سر جھکا کر
بیٹھا کہ عیار اسکا سامان بلاخیز سلام کو آیا اپنے آقا کو سرنگوں جو دیکھا عرض کی کیوں تم بیمار
حضور کیوں پریشان ہیں سلیم نے کہا اے عیار طرار تو نے دیکھا کہ بھائی صاحب گرفتار ہو
قزاقوں نے آکر سمجھا کیا ایسی پیٹھی فراق ہیں کہ میں جا کر انکو چھڑاتا تھا یہ جاکر بالائے قلعہ سمجھا
تھا اب آج یہ انقلاب ہے کہ ہم قلعے میں چھپے ہیں ایک جوان کی وجہ سے ہمکو خوف ہے کہ
بھائی صاحب کو اُسنے کسطرح اٹھا لیا انکو قید کیا اگر میں ٹھہرتا تو گرفتار ہو جاتا اگر تجھ سے
ہو سکے تو غضنفر کو گرفتار کرلے اگر غضنفر گرفتار ہو جائے تو پھر میں سب سے
سمجھ لوں سہیل کی کیا حقیقت ہے کہ مجھ سے مقابلہ کرے سب قزاقوں کو قتل کرونگا بھائی صاحب
کو چھڑا لونگا سامان بلاخیز نے عرض کی غلام ابھی جاکر غضنفر کو لاتا ہے بلکہ اگر حکم ہو تو آپ کے

بھائی صاحب کو بھی رہا کرا اُون سلیم نے کہا اے عیار اگر یہ کام کیا تو گویا سلطنت کو بچا لیا
قلعہ دہشت کی حکومت جاتی ہے یہ مسلمان اپنا دخل کرینگے قلعہ اسلام آباد ہو جائیگا پھر ہم کہاں
جائینگے غضنفر کی اطاعت کرنا پڑیگی عیار نے کہا میں ابھی جاتا ہوں یہ کہکے باہنا ے عیاری
جسم پر آراستہ کیے قلعے سے نکلا تلاش میں غضنفر کی چلا لشکر قزاقان میں آیا پھرتا پھرتا
بارگاہ غضنفر پر آیا ایک مقام پر بیٹھکر نقب لگائی پھر نقب کا بارگاہ غضنفر میں توڑا
دیکھا شاہزادہ پڑا ہوا سو رہا ہے قریب آکر بیہوشی نکالی پیا پر دماغ غضنفر کے لگادی غضنفر
بیہوش ہوا عیار نے پشتارہ باندھا غضنفر کو لے نکلا لشکر قزاقان میں آیا اب سوچا اگر سامنے
جائیگا تو ایسا نہ ہو مورچون پر روکا جاؤن چلو چلکر جنگل میں جاؤن تب قلعہ میں پہونچون
جنگل میں اترا ہوا جاتا ہے رات بہت قلیل باقی ہے اکثر جانوران صحرا نے آشیانون سے سر
نکالے ہیں چہکار سے کار رہے ہیں جانتے ہیں کہ سفیدۂ سحری ظاہر ہوا آشیانون سے باہر نکلیں
ہما عیار غضنفر نامدار اپنے آقا کی تلاش کرتا ہوا اُس صحرا میں پہونچا ایک نخل کے نیچے پڑا ہوا تھا
کہ آواز زنگ کی کان میں آئی آنکھ کھولکر دیکھا ایک عیار طرار پشتارہ بدوش آتا ہے جاہا
اپنے مقام سے اٹھا خیال کرتا ہے کہ یہ عیار کسکو لیے جاتا ہے حلقے کمند کے خس پوش کیے وہ
عیار بیچ حلقون میں پہونچا تھا نے جھٹکا مارا کہ عیار گرا گوشہ چادر جو رُخ سے ہٹا تھا اپنے
اپنے آقا سے نامدار کو دیکھا باغ باغ ہوگیا عیار کے دل کا داغ ہوگیا حباب مارکر عیار کو
بیہوش کیا غضنفر کا پشتارہ الگ کر لیا غضنفر کو ہوشیار کیا غضنفر کی جو آنکھ کھلی آنچے
یار وفادار کو دیکھا پوچھا کہان سے آتے ہو عیار نے کہا آپکی تلاش میں سرگردان ہون
ملکہ شمیم کی تلاش میں نکلی ہیں یہ عیار آپکو لیے جاتا تھا میں نے حضور کو رہا کیا غضنفر
نے اشارہ کیا اسکا پشتارہ باندھو لشکر میں لیچلو پھر وہاں چلکے سمجھا جائیگا عیار نے اسکا
پشتارہ باندھا لشکر میں غضنفر آئے یہان قزاق حیران پھر رہے ہیں کہ آقا کو کون لیگیا
چاہتے تھے قلعے پر حملہ کریں سلیم انتظار عیار کا کر رہا ہے بالاے قلعہ بیٹھا ہے جب قزاقون
نے غضنفر کو آتے ہوے دیکھا دوڑ کر قدمون سے لپٹ گئے کہا آقا سے نامدار
آپکو کون لیگیا تھا غضنفر نے سب حال بیان کیا قزاقون نے عیار کو پکڑا سامنے

قلعے کے لاکر دار پر کھینچا سلیم نے جو عیار کو دیکھا کہ دار پر کھینچا ہوا ہے پریشان قلعے سے
اٹھا بارگاہ میں آکر بیٹھا بے اختیار رونے لگا کہتا تھا کہ اب غضنفر قلعے کو فتح کریگا ہے
میں بھاگ کر کہاں جاؤں ان لوگوں سے کیونکر جان بچاؤں قزاق بلوے پر آمادہ ہیں اب
غضنفر بھی آگیا اب قلعے پر یلغار کرینگے اس سوچ میں بیٹھا تھا کہ آسمان پر لکہ سیاہ پیدا ہوا
طلنبور جادو کہ مدت سے اسپر عاشق ہے آکر پہونچی پوچھا ای جان جہان کیوں رو رہے ہو سلیم
نے کہا اے طلنبور جادو کیا حال پوچھتی ہو غضنفر نے آکے گھیرا ہے بھائی کو پکڑ کر قید کیا ہے
میں بھاگ کر یہاں آیا قلعہ بند کر لیا آج رات کو میرا عیار گیا تھا غضنفر کو لے نکلا مسلمانوں کی
مدد کو آسمان سے پیدا ہوئی ہے عیار اسکا جنگل میں پڑا ہوا تھا اسنے میرے عیار کو پکڑا اور
اپنے آقا کو رہا کر لیا قزاقوں نے عیار کو دار پر کھینچا اب میں حیران ہوں کہ کیا کروں طلنبور نے
کہا تم بالائے قلعہ چلو ایک سحر میں سب قزاقوں کو بیکار کر دونگی کیا مجال ہے کہ غضنفر
آگے بڑھ سکے مرکب اسکو لیکر جنگل میں بھاگ جائے کیا طاقت ہے کہ تیرے قلعے پر کوئی آسکے
مگر میری آرزو پوری کر کئی سال گزرے ہیں کہ تیرے عشق میں تڑپتی ہوں مثل ماہی بے آب
پھڑکتی ہوں راتیں ہجر کی کاٹے نہیں کٹتیں تکلیفیں ہائے نہیں اٹھتیں تڑپ تڑپ کے
بسر کرتی ہوں جان سے مرتی ہوں سلیم نے طلنبور کے کہنے پر عمل کیا طلنبور خوش ہوئی سلیم
کو ساتھ لیکر بالائے قلعہ آئی قزاقوں نے صفیں جمائی ہیں غضنفر سب کے آگے بڑھے
ہوئے بلوے کو حکم دیا ہے جیسے ہی قزاقوں نے صفیں بڑھائیں لیتا لیتا کہکر چلے کہ طلنبور
نے سحر کیا قزاقوں کے گھوڑے پھرکنے لگے سیل پا ہو صفیں جماکر چلا تھا یا صفیں درہم
و برہم ہوگئیں یہ تو ناظرین کو یاد ہوگا کہ زیر ران غضنفر اشہب سکندری ہے طلنبور نے
سحر کیا اشہب سکندری بدلگامی کرنے لگا ہر چند کہ غضنفر کے ہاتھ میں دستہ شمشیر و باگ ہے
اسے جھکا دیتے ہیں مرکب رکتا نہیں گرا جاتا ہے چاہتا ہے اپنی پشت سے راکب کو گرا دوں غضنفر پھری جمائے
ہیں مرکب نہیں رکتا کبھی طرف صحرا کے بھاگتا ہے کبھی الف ہوتا ہے زمین پر سم نہیں جاتا ہے
مرکب کو معلوم ہوتا ہے کہ زمین مثل آگ کے جل رہی ہے یہی خیال ہے کہ قدم نہ جل جائیں غضنفر
کے مرکب پر کیا موقوف کسیکا مرکب طرف قلعے کے نہیں جاتا اہل قلعہ نے توپیں بھی چلائیں

آوازسے توپوں کی مرکب اور زیادہ بھڑکتے ہیں قزاقوں کی حیرانی غضنفر کی پریشانی ہمائے تیز رو نے کہ رکاب سے لپٹا ہوا تھا یکایک ایک چیخ ماری کہا آقائے نامدار قلعے سے سحر ہوا ہیں چپ رہی ہو سہیل نے بڑھکر عرض کی اے آقائے نامدار و مولائے قدرشناس مرکبوں کو ہم سب کے کیا ہوگیا کہ قلعے کو دیکھکر تھراتے ہیں طرف قلعے کے نہیں جاتے ہیں توپ کی آواز سے ڈرتے ہیں ہمارے وہ مرکب ہیں کہ اگر آگ برسے تو دریائے آتش میں پھاند پڑیں آگ کا دریا ہو تو طے کرکے نکلجائیں مگر آج نہیں معلوم کیا سحر کیا ہو کہ مرکب بھڑک رہے ہیں شاید طنبور نے دوسرے طور کا سحر کیا ہواسے سرچلی ایک قزاق نے دوسرے کو للکارا کہ او نالائق گھوڑا تیرا دوڑکر چلا ہمارا گھوڑا بھڑک گیا ہم تجھ سے سب طرح موجود ہیں دوسرے نے ہاتھ تلوار کا مارا کھوپڑے عرصے میں سہیل نے پلٹ کے دیکھا کہ بھائی کو بھائی نے قتل کیا باپ نے بیٹے پر ہاتھ مارا جب بیٹے کو مار ڈالا تو گھوڑے سے کود کے لاش فرزند پر رونے لگا بیقرار ہوکر پکارتا تھا اے فرزند مجھ سے بولو سہیل نے جو فوج کا یہ حال دیکھا بیقرار ہوگیا عرض کی آقائے نامدار ہماری سب فوج سحر میں مبتلا ہو دیکھیے باپ نے بیٹے کو مارا اور آپ ہی رو رہا ہو اب کون سمجھائے غضنفر نے بیقرار ہوکر طرف آسمان کے دیکھا پکار اٹھا اے بے نیاز داے کارساز اپنا رحم شریک کر **نظم**

زہے فرمان روائے جملہ اطراف	کہ باشد حکم او جاری بہ اکناف
ز حسنش جلوہ گر ماہ جہان تاب	ز نورش پرتو افگن پرتو آفتاب
ظہور قدرتش گردد ہویدا	بہ اقسام و بہ انواع و بہ اصناف
کسے در بتکدہ بت می پرستد	کسے اندر حریم کعبہ طواف
خدا را مرد عارف می شناسد	بداند قیمت زر مرد صراف
شہ بہ ماند نہ نیک اندر زمانہ	نہ باشد زندہ اشراف و نہ اجلاف
بہ مکر و ری اجل را جان سپارد	بہادر پہلوان و مرد سیاف
چو ہر یک از زمانہ رخت بندد	شود تقسیم زر بہ اخلاف
کنند تا غافلان مال مفت برباد	بہ عیش و عشرت و اسراف

لقاے حق اگر خواہی تو ہندی	کن اول از کدورت سینہ را صاف

بیقرار ہو کر جو غضنفر نے دعا کی طلبور نے سحر کی بوچھار کر دی ہی اب قلعے پر کون بلوہ کرے
آپس مین لڑ رہے ہین ایک کو ایک قتل کرتا ہی سہیل نے جو دیکھا بیقرار ہو گیا غضنفر
بڑھکر عرض کی ای آقاے نامدار و ای مولاے قدر شناس وہ رفیق قتل ہو رہے ہین کہ جنکو
خون جگر پلا کر پرورش کیا اب چند کس عزیز باقی ہین اُنکی بھی نوبت آیا چاہتی ہی غضنفر نے
کہا ای برادر یہ اسباب سمجھ مین نہین آتے عیار صاحب ہمارے کہتے ہین کہ قلعے پر سے سحر
ہو رہا ہی مین حیران ہون کہ سحر کرنے والا کون ہی ایک بھائی اُسکا قید ہی ایک بھائی بالاے
قلعہ لڑ رہا ہی سہیل نے کہا آقا پہلو پر سلیم کے ایک عورت کھڑی ہی شاید وہ سحر کر رہی ہے
عیار بھی سچا نہین کہتا مین نے خیال کر کے دیکھا جب سے وہ عورت بالاے قلعہ آئی
جب ہی سے یہ آفت برپا ہوئی اول گھوڑے بگڑے بعد گھوڑون کے جوانون کو بھی غصے
آئے کہ انکا مزاج کسی نے بدل دیا کبھی میری فوج مین ایسا اتفاق نہین ہوا آپس مین ایک
کو ایک سے محبت تھی یا یہ نفرت کہ جان کے دشمن ہو گئے باپ نے بیٹے کو مارا بیٹے نے
باپ کو قتل کیا دیکھکر قلب تھراتا ہی چند قزاق میری جانب چلے تھے مگر مین آپکے پاس
چلا آیا مین نے اُنسے بھڑنا مناسب نہ جانا غضنفر فرماتے ہین ای برادر سہیل یہ مرکب وہ
بادرفتار ہی کہ تین ٹھیکون مین برابر قلعے کے پہونچے ایسا مرکب شایستہ اور بدلگامی کرتا ہی
مجھکو چاہتا ہی کسی طرح گرا دون کئی مرتبہ الف ہو چکا ہی تمہارا قول بھی کرسی نشین ہوا میرے
دل مین بھی یہی آتا ہے کہ پلٹ جاؤن اہل قلعہ کو ستاؤن کچھ بن نہین پڑتا کہ کیا کرون
مین پیادہ ہو کر بالاے قلعہ جاتا ہون یہ کہکے گھوڑے سے اُترنے لگے سہیل نے رکاب
پر ہاتھ رکھ کر کہا کہ آقا گولہ چل رہا ہی آگ قلعے سے برس رہی ہی ایسا نہ ہو دشمنون پر کوئی
گولہ پڑ جائے تو غلام کو سواے بھاگنے کے کچھ نہ بن پڑے غضنفر کہتے ہین یہ مرکب سواری
کے لائق نہین ہے مین اسکو قریب قلعہ پہونچاؤنگا قضا سے کار بلکہ نسیم گیسو کشا کہ انکو
بھی پھیرتے پھیرتے کئی دن گذر رہے ہین توپ کی آواز جو کان مین آئی اڑتی ہوئی آسمان پر
آئین خیال کر کے دیکھا کہ ایک جادوگرنی قلعے پر سے سحر کر رہی ہی ایک پہلوان لوہ پوش کو

حملہ کر رہا ہے توپ برابر چل رہی ہے دوسری جانب قزاق آگے سب کے غضنفر نامدار
گھوڑے سے اُترا چاہتے ہیں ایک پہلوان قدموں سے لپٹا ہوا ہے گھوڑے سے
نہیں اُترنے دیتا شمیم سمجھی کہ قزاق ہمراہیان غضنفر ہیں غضنفر اس قلعے پر چڑھ کر آئے
ہیں یہ ساحرہ سحر سے روک رہی ہے بالائے آسمان سے ہاتھ ہلایا فراقون کو یہ معلوم ہوا
کہ ہوائے فرحت خیز چلی جسنے دلوں کو تسکین دی سب فراقوں کے حواس بھی درست
ہوئے یا تو تلواریں کھینچے لڑ رہے تھے یا ایک سے ایک عذر کرنے لگا کہ ہمکو بھائی معاف
کرنا ہم اپنے ہوش میں نہ تھے اب جو یہ ہوا چلی فرحت خیز تھی اپنے ہوش میں آئے باپ
نے بیٹے کو پہچانا غضنفر نے دیکھا کہ گھوڑے نے کنوتیاں بدلیں شیہے بھرنے لگا مراد
اُس سے یہ تھی کہ اگر آقا اشارہ کریں تو سبزۂ فلک کو پامال کروں غضنفر نے سہیل کو
ہٹایا مرکب کو بڑھایا سہیل سایہ سان ساتھ ہے عیار رکاب سے لپٹا ہوا ہے فراقون
نے ہلہ کیا طلنبور نے دیکھا کہ میرا سحر اُتر گیا قزاق آتے ہیں اب طلنبور نے سامنے سحر
کرنا شروع کیا کبھی ماش کے دانے پھینکتی ہے کبھی گولہ پھینکتی ہے کبھی سر ہلاتی ہے کبھی
غل مچاتی ہے سلیم سے کہا اب باہر نکل چلو فراقون کو روکو جو سحر طلنبور نے کیا شمیم نے دفع
کیا آخر طلنبور سحر کرتے کرتے عاجز ہوگئی حیران تھی کہ کیا سحر کہ ہے میرا سحر کیوں نہیں تاثیر کرتا
کہنے سے طلنبور کے سلیم نے لشکر تیار کیا توپیں دو غنا موقوف کیں ساٹھ ستر ہزار فوج لیکر
باہر نکلا غضنفر نے جو دیکھا کہ سلیم باہر نکل آیا فراقون کو اشارہ کیا قزاق بوق ترکی بجاکر
فوج سلیم پر جا پڑے آپس میں فوجیں ملگئی ہیں طلنبور نے جھلاکر ایک گولہ نکالا اسکو اپنے
خون سے رنگا منظور یہ تھا کہ قزاق آپس میں لڑیں سلیم غالب آئے یہ سوچکر گولہ مارا چھینا
کر گولہ ایسا ہی تھا کہ جو سوچی تھی وہی ہوتا مگر وہ گولہ جاکر پھٹا اہل فوج سلیم سب تڑپنے لگے
ایک ہوا ٹھنڈی چلی آپس میں لڑنے لگے اگر قزاق کو سامنے آتے دیکھا الگ ہٹ گئے
خوب تلوار چلی جیسی حرکت فراقون نے کی تھی وہ حرکتیں ہونے لگیں کہ بھائی نے بھائی کو
مارا باپ نے بیٹے کو للکارا سلیم پکارتا ہے یارو آپس میں نہ لڑو فراقون کو مارلو طلنبور
نے جو بالائے قلعہ سے دیکھا کہ میرا سحر اُلٹا ہوگیا اور دیکھا کہ فوج سلیم پامال

ہو رہی ہے غضنفر لڑتے بھڑتے جنگ سا رستمانہ کرتے قریب سلیم کے پہونچے للکار کر کہا او بدکار
اب کہاں جائیگا سلیم غضنفر پر جا پڑا کبھی ہاتھ تلوار کے مارے غضنفر نے کلائی پکڑ کے تلوار کو
چھین لیا کمر میں ہاتھ ڈال کے گم کشتا اٹھا لیا ہاتھ پر تول کے طرف آسمان کے پھینکا اترنے تک وقت
جو رنگ ہوائی فیل کیا سلیم کا مارا جانا دیکھا طلسمی رستے سر پیٹ لیا چند لوگ جو بالا سے قلعہ
کوٹ کے تھے آشفتہ کھایا اور ہو گیا معرکہ جو کہ ہمراہ سحر الٹا ہو گیا فوج سلیم آپس میں لڑ رہی تھی
سلیم ایسا جوانمرد مارا گیا دستہ بستہ جس کا میر رفیق تھا کس ذلت سے قتل ہوا اب میں
فوج قزاقان کو رسوا دونگی یہ کہکے قلعے سے کودی سر کھلا ہوا خراشیں ناخن غم دیا سجا سلیم کا نام
لیکر پکار رہی ہو کہ اے یار وفادار تیری موت اس لڑکے کے ہاتھ سے تھی تجھکو تیرا زمانہ یاد دیتا ہے
کہ کوئی پہلوان اس ہوا میں رہ نہ سکتا تھا جس پہلوان نے سر اٹھایا تو نے جا کر اسکو
مار دیا ہات قزاقان میں تیرا نام تھا میں اب کس سے دل لگاؤنگی یہ کہکے سر پر کر رہی تھی
مگر سحر کا طلسم الٹا دیکھتی ہی آخر گھبرا کے طرف آسمان کے دیکھا جمال جوان اترا سے شمیم
پہ جو نگاہ پڑی دیکھا کہ ایک شعلہ جوالہ بالا سے آسمان پر آ رہا ہے جو زلف عنبرین کو کھولا ہے
سب مشکین دوش پر لہرا رہے ہیں للکار کر آواز دی او ستمگر تو نے سلیم کو قتل کیا
کیا تجھے زندہ چھوڑ دونگی تیرے قتل سے مجھے مطلب ہے یہ کہکے بلند ہوئی جا بجا شمیم گیسو کشا
سے لپٹ جاؤں شمیم نے ہاتھ بڑھایا ایک برق چمکا کہ گری طلسمی کے دو ٹکڑے ہو گئے
اندھیرا ہو گیا آوازیں آنے لگیں کہ ہمارا نام حسن طلسمی جادو ہو اسکا مرنا تھا کہ اہل قلعہ
فریاد کرنے لگے کہ اے شہریار ہمکو امان دیجیے ہم اطاعت کرتے ہیں غضنفر نے ہاتھ روکا
سہیل کو ساتھ لیکے قلعے میں داخل ہوئے قلعہ اسلام آباد ہوا شمیم کو جب غضنفر پایا
میں داخل ہو کے صرف جا ساقی کو دیکھا کچھ بارگاہ ٹوٹا شمیم گیسو کشا سلطان آ کر قزاقان
کی غضنفر شمیم گیسو کشا کو دیکھ کر شاد ہو گئے عاشق و معشوق ملے شمیم نے کہا اے شہریار
آپ کے ناشکیبا ہو کے میں یہاں آئی تلاش میں نکلا غضنفر نے سب ماجرا کہ حال بیان کیا
شمیم نے کہا میں بھی وقت پہ پہونچی نہیں معلوم طلسمی جادو گیا فتح پا کر غضنفر نے
پوچھا ہمارے قزاق اور جنگ ہا واقفیت سے میں شمیم نے کہا سب قزاق آپ کے واسطے

بیقرار تھے کیا عجب ہی کہ تلاش میں نکلے ہوں شب بھر شمیم سے جاسوسہ عیار نے جواب آفتاب نادار کو دیکھا کہ معشوق ہمارے آقا کے پاس ہی یہ غزل عاشقانہ گا کر سحر کی نظم

مشاہدے لگے آئی ہو شاید چہرہ پیکر کا نور صبح | آج فرقت میں برنگ شام ہو بے نور صبح
چہرہ ساقی چمکتا ہی برنگ آفتاب | بادہ گلگون شفق ہی ساغر بلور صبح
آگیا جو ایک شب مجھکو صبوحی کا خیال | بنگیا مینا سے مے ہر دانۂ انگور صبح
ہجر میں ہی آج میری جان کو دیو سفید | وصل میں کل گوری گوری تھی برنگ حور صبح
ہیچ ذرہ میں فلک اندیشہ سے بھی نکلا نہیں | یہ شب فرقت ہی ای نادان ابھی ہی دور صبح
وقت بیوقت آگیا ہے بیشتر وہ آفتاب | ہوگئی ہے بارہا شام شب دیجور صبح
نیش عقرب سے زیادہ رات بھر ہوتی گزند | بند کردے اختروں کے خانۂ زنبور صبح
کھلتے ہیں مردے کسیکی حسرت دیدار میں | گر شب تارلحد کو ہی صدائے صور صبح
بھاگتا ہی مرہم کا نور میرے داغ سے | جیسے خورشید نکلا ہوگئی کافور صبح
میری آنکھوں میں کہاں ٹھہرا چراغ آفتاب | ہو شب فرقت سیاہ آتے ہیں ہی معذور صبح
دیکھا ہی موسیٰ تجلی اور حسن محبوب کی | طور کا شعلہ ہی خورشید درخشان طور صبح
ہجر میں ظاہر سب آثار قیامت ہوگئے | یہ وہ شب میں رہیگی تا بہ کی مستور صبح
تیری الفت میں سراپا ہی سفیدا ای آفتاب | دم کی ہی جو جان ایسی ہوگئی رنجور صبح
شہرہ شام شب فرقت کبھی ہرگز کم نہیں | گرچہ ہی عالم میں روز حشر کی مشہور صبح
وہ بلا ہی یہ شب فرقت کہ نا سنج ہول سے | جادہ مشرق سے کوسوں بھاگتی ہی دور صبح

شب بھر عیار نگا یا گیا کہ قزاق مہر درخشان نے فوج ماہ تابان پہ شبخون مارا فوج ثوابت وسیارگان شکست خوردہ قلعہ مغرب میں جا کر چھپی غضنفر نے سہیل سے بلا کر کہا ای برادر اس قلعے کی بھی علمداری تمکو مبارک ہو مگر خبردار اب قزاقی نہ کرنا سہیل نے عرض کی غلام دادرسی کا امیدوار ہے عالم شیر شکار جو قید تھا اسکی بھی رہائی ہوئی اسنے غضنفر سے التماس کی کہ غلام اپنی دختر کو ساتھ سہیل کے منسوب کرتا ہی سہیل بہت خوش ہوا غضنفر نے اسی ہجران دیدہ کا عقد کیا سہیل وصل سے معشوق کے سرفراز ہوا غضنفر سے

عرض کی اے شہریار اس قلعے کی حکومت سالم کو مبارک ہو غلام سرکار کے ساتھ رہیگا
اسطرح ہمراہ رہوں کہ عمر بھر نہ چھوٹوں میں سنتا ہوں کہ سہراب نامے لشکر حضور کا افسر
ہے غلام اسکے ماتحت رہیگا سالم کو یہاں کی سلطنت مبارک ہو کوہ پر بھی یہی قبضہ کرے
جب کبھی حضور کا اسطرف گذر ہو حاضر خدمت ہو یا جہاں حضور طلب فرمائیں حاضر ہو
غضنفر نے کہا لشکر تیار ہو ہم آج کوچ کرینگے اسی وقت لشکر تیار ہوا الغرض شمیم پہلے روانہ
ہو گئیں تھوڑی دور چلے تھے کہ صحرا سے گرد اڑی ترک جوشن پوش ہمیشہ سے قلعۂ دشت
والوں سے خراج لیتا تھا اسکو جو خبر پہونچی کہ قلعۂ دشت کو کسی نے سخر کر لیا دو لاکھ فوج کو لیکر
چڑھ دوڑا غضنفر کو جو آتے ہوے دیکھا للکار کر آواز دی او سہیل مجھکو خبر معلوم ہوئی کہ
تو نے ملک قلعۂ دشت ویران کرایا غضنفر نے بڑھکر جواب دیا ارے یہ نہ شہریار ہوتا تو کیا
ہوتا ہمنے قلعۂ دشت ویران کیا ترک جوشن پوش اسی مقام پر اترا غضنفر بھی اسی مقام
پر اتر پڑے ترک نے شام کو طبل جنگی بجوایا غضنفر کو خبر پہونچی غضنفر نے بھی طبل جنگی
بجوایا مگر سہیل عرض کرتا ہے اے آقاے نامدار یہ ترک جوشن پوش بڑا زبردست ہے
سلیم و سالم کو بھی زیر کیا تھا خراج مقرر کیا تھا وہ دونوں بھائی اس سے دبتے تھے
جب یہ کبھی چڑھکر آیا دونوں بھائیوں کو زیر کیا آخر وہ خراج دیکر جان بچاتے تھے غضنفر
نے کہا اے سہیل کیوں گھبراتے ہو اسکو رگڑ کر مار ڈالونگا پھر شہنشاہ قراقان لقب ہے
جب مقابلہ پڑیگا تب دیکھنا طبل جنگی تو بج ہی چکے تھے تیاریاں ہونے لگیں چار پہر رات
گذر کر ستارۂ سحری آسمان پر چمکا دونوں لشکر میدان میں آئے صفیں آراستہ ہوئیں
نقیبوں نے نقابت کی جب کرکیت سامنے سے ہٹے ترک جوشن پوش نے آواز دیکہ
شہنشاہ قراقان کس صاحب کا لقب ہے میرے مقابلے میں آئیں تو حال معلوم ہو غضنفر
نے اشہب سکندری کو اڑایا جب ترک جوشن پوش کے مقابلے میں پہونچے غضنفر
نے گرز اسپر کا دکھایا ترک نے گینڈا بڑھایا کہ لگاوے حیلے سے غضنفر نے گھوڑا ہٹا لیا ترک کے
گینڈے نے تھوتھنی زمین پر رکھ دی غضنفر نے اوپر سے ہاتھ مارا گینڈے سے پر تلوار پڑی
گینڈا ترک کا مارا گیا غضنفر نے تلوار کے نیچے رکھ لیا اتنی تلواریں ماریں کہ آخر ترک

بھاگا غضنفر نے پیچھا کیا فوج والوں نے جو دیکھا کہ ترک بھاگا ہوا آتا ہے غضنفر پیچھا لیے ہے
چھوڑتے چاہتے ہیں اسکو یاروں فوج والے دوڑ پڑے غضنفر نے بوق ترکی بجایا کہ ذی
قزاقان نیزہ و بند بہ بند یہ سہیل تو اس قاعدے کو جانتا نہ تھا سب قزاق جہاں کھڑے تھے
کہ صحرا سے گرد اڑی اسی ہزار قزاق صحرا سے پیدا ہوے صدا سے بوق سنکر قہقہا مارنے
لگے تلواریں کھینچیں ایک نے ایک سے کہا کہ بھائیو آقا طلب فرماتے ہیں مصروف جنگ
ہیں نیزے اٹھائے گھوڑے بھگا کے فوج ترک پر آ پڑے یہ قزاق تازہ دم لڑتے کھڑے
افتادیں اٹھائے ہوے گرتے ہی لشکر ترک کو تہ و بالا کر دیا آخر ترک ایک گینڈے
پر سوار ہوا جو لوگ قتل سے بچے تھے انکو ساتھ لیکر بھاگا غضنفر نے پیچھا کیا اور
ساتھ والوں سے فرمایا کیوں یارو یہی زبردست تھا ایک وار نہ اٹھا سکا اب بھاگ کے کہاں
جائیگا میں اسکا پیچھا نہ چھوڑونگا یہ کہکے پیچھے ترک کے چلے ترک بھاگتا ہوا قریب قلعہ
ترکیہ کے پہونچا ترکوں نے جو دیکھا کہ ترک جوشن پوش بھاگتا ہوا آتا ہے دروازہ
کھولدیا ترک اندر قلعے کے داخل ہوا خندق کو پر آب کیا پل تختہ اٹھا لیا توپیں لگا دیں
تھوڑا عرصہ گذرا تھا کہ صحرا سے گرد اڑی دیکھا غضنفر مع اسد آ گئے پشت پر
قزاق غضنفر نے جو قلعے کو بند دیکھا للکارا یا شہیدان کا فران بیحیا او ناہنجاران پُر دغا
قلعہ کھولدو ترک جوشن پوش نے اشارہ کیا کہ توپیں مارو توپ چلنے لگی غضنفر نے
گرز گراں سنگ تھام لیا گھوڑے کو کاوا دیکے ایڑ پر ڈالا اپنے کو بچاتے ہوے
چلے جو گولہ ادھری جانب آیا جانے دیا یا جیسے والے کو بھی شدہ کا جو گولہ سامنے آیا اسپر
چپیٹ کر گرز مارا کہ الٹا پلٹ گیا جا کر خندق میں گرا یا کسی برج پر گرا کہ اسکو پامال کر دیا
غضنفر نے قصد رستے تلک کیا تھا کہ صحرا سے ایک آواز آئی اے جوان آگے نہ بڑھنا
قلعے ہمارے تریکردہ ہیں سبب ہمارے تخراج کرادیں تم ہو لا کے زنگی جوان
یا زنگی غضنفر نے پلٹ کر دیکھا ایک جوان گینڈے پر سوار سیاہ رو تیرہ درون تیغ برہنہ
ہاتھ میں للکارتا ہوا آتا ہے غضنفر نے زنگی کی طرف رخ کیا للکارا کہ او سیاہ رو مردود ظالم
کو ہو آتا ہے زنگی آ پہنچا غضنفر پر آ کر تیغ کا ہاتھ مارا کہ غضنفر کا سر زخمی ہوا زنگی

مین آیا ہم اُس بیجیا کو سجدہ کرینگے ہیولاے زنگی نے حکم دیا جلاد کو بلاؤ انھین زنگیون مین سے ایک زنگی خنجر کھینچکر اُٹھا گردن پر غضنفر کی کوئلے کا خط کھینچا شلنگین لگانے لگا اور دیتا تھا ای جوان جو کھانا ہو کھالے وقت اجل تیرا قریب آپہونچا غضنفر نے جو وقت قتل اپنا قریب پایا بیقرار ہوکر طرف آسمان کے دیکھا عرض کی ای خالق لیل و نہار ای پروردگار ستار العیوب دافع البلیات قاضی الحاجات رحم اپنا شریک کردے قطعہ

گشت از فیض تو گل ای ابر نیسان باغ باغ
زآب و تاب لطف تو گردید بستان باغ باغ

ہر طرف از فرط گوہر باریت ای باغبان
باغ عالم تازہ و گلزار دوران باغ باغ

کو بکو کوکو کند ہر قمری نغمہ سرای
در غم گل عندلیب زار نالان باغ باغ

برق خندانست بر سبزی ہر سبزہ زار
گوہر افشانست ابر گوہر افشان باغ باغ

تختہ تختہ در بہار گل تبسم گل کند
نغمہ زن بر خوبی گل عندلیبان باغ باغ

پرتو افگن بہر کوہ و بیابان آفتاب
جلوہ گر بر اوج خوبی ماہ تابان باغ باغ

خوان نعمت ہر طرف گستردہ رزاق ازل
باغبان بکشادہ باب لطف و احسان باغ باغ

بہر ثمر در چار سوی دہر نخل معرفت
یافتہ نشو و نما گلزار عرفان باغ باغ

بوی آن گل از ازل بر داغ خود حاصل کند
صاحب بینش شد گردد زار و حیران باغ باغ

گر بجوش آید سحاب رحمت پروردگار
گردد از ہر خار بیہ سنبلستان باغ باغ

ہست باغ صنعت صانع شگفتہ جابجا
گردد از نظارہ نقش حیوان و انسان باغ باغ

محمد حق ہمنای عجب در پارسی کردی رقم
میشود از دیدنش ہر پاسخندان باغ باغ

غضنفر دعائین مانگ رہے ہین جلاد سر پر خنجر کھینچے کھڑا ہو ہیولاے زنگی حکم دے رہا ہو کہ جلد قتل کرو اس جوان نے میرے زنگیون کو قتل کیا بہت زنگی مارے گئے مجھکو بڑا قلق ہو اس جوان پر حق ہو کہ اسکو قتل کرکے اُن مقتولون کے عزیزون کو دکھاؤن جلاد تو ہر مرتبہ خنجر لیکر بڑھتا ہو مگر رک جاتا ہو کہ دربارگاہ پر ہلڑ ہوا پوچھا ارے کیا ہو زنگیون نے چلاکر عرض کی صاحبزادی سرکار کی آتی ہین فرماتی ہین ٹھہر جاؤ اس جوان کو قتل نہ کرنا یکایک پردہ بارگاہ کا اُٹھا دیکھا ملکہ نیران شعلہ مزاج زنگن جوان گال پھولے پھولے

تاریکی چہرے پر صاف ثابت ہوتا ہی کہ اٹھتا تو ہی یا دہنۂ ظلمات شیا شب ہجر عاشقان بال
سر کے کھونگھر والے ہنیڈ ھیان گندھی پا یتچے سنبھالے ہوے سرخ دوپٹہ لباس گلنار یہ معلوم
ہوتا ہی کہ کسی مریض نے فصد کھلوائی خون مین کولا پڑگیا سینے پر ابھار صاف ثابت ہوتا ہی کہ
درخت مین کٹھل لگے ہین غضنفر پر جو نگاہ پڑی پسینے پسینے ہوگئی دوڑ کر باپ کو لپٹ گئی کہتی
تھی ای بابا اس یوسف ثانی کو قتل کرتا ہی زنگیون سے اشارہ کیا جلاد کو ہٹا دو خنجر دکھا تا ہی
اُسکے سامنے خنجر چمکاتا ہی وہ کیسا سر جھکائے خاموش بیٹھا ہی ہیولا سے زنگی نے بیٹی کو گلے
سے لگا لیا اُن بھولے بھولے گالون کا بوسہ لیا کہا ای جان جہان وای آرام دل مشتاقان
مین کیا تجھ سے باہر ہون اہل اسلام مین یہ دستور ہی کہ دختر کو پال پوس کر تیار کرین غیر
شخص کو بلا کر دیدین وہ غیر شخص اُسپر قبضہ کرے ہم صحراے ویران کے رہنے والے اس
رسم کو عیب جانتے ہین نیران شعلہ مزاج نے باپ کو ایک تھپڑ مارا کہا نگوڑے بیاہ تو
مین تجھ سے کیونکر راضی ہونگی یہ جوان کم سن حسین اس لائق ہے کہ میرے پہلو مین
بیٹھے مین اسکے سامنے ناز کرون یقین ہے کہ یہ بھی مجھپر عاشق ہوا ہوا ایک زنگی بولا
ای ملکہ نیران یہ بھی جانتی ہو کہ یہ شخص کون ہی خداوند ہفت پیکر اسکے دشمن ہین کیا چاہا
کہ اسکو قتل کرین مگر اسپر قابض نہ ہوے جہان یہ لڑا فتح پائی انتہا یہ ہی کہ ہر کارون کی
زبانی معلوم ہوا تھا کہ معاویہ مین اسنے قدرت کو زخمی کیا اگر قدرت اپنے کو تخت سے نہ گرا
دیتے تو اسنے مار لیا تھا ابھی قلعۂ وحشت کو فتح کر کے پایا ہی ترک جوشن پوش زخمی ہوکر
گیا سلیم شیر شکار کو سر میدان مارا اگر اسکو گرفتار کر کے بخدمت خداوند روانہ کیجیے تو لیا
خوش ہونگے کہ اگر طرۂ پیغمبری عطا کرین تو تعجب نہین صحراے ویران کو آباد کرین سارے
جنگل کو گل ولالہ سے بھر دین نیران نے کہا ای باپ یہ برا جملہ معلوم ہوا دو چار جملے کے بعد
تجھکو اختیار ہی مین تو تیرا کہنا مانونگی مگر اب اسکو قیدخانے مین بھیجے میری کنیزین برا ے
نگہبانی مقرر کر وہ کنیزین شوخ و شنگ ہین ایسا نہ ہنگی کہ یہ اپنی زندگی سے تنگ ہوگا ہیولا
نے کہا اپنی کنیزون کو بلاؤ نیران نے پکار کے آواز دی ارے کالی چرخی کہان ہی کلموہی کیون
نظر سے نہان ہی مشہو جھجلسی کہان چلی گئی ہے رو کیٹی آوے اس قیدی کو لیجا وے یہ جو

شیران نے جو دروازہ خالی دیکھا قید خانے مین گھسی غضنفر کو جو رنجیدہ و کبیدہ بیٹھے ہوئے
دیکھا بلائین لینے لگی قریب آکر کہا اے جان جہان و اے آرام دل مشتاقان میری جان
تجھپر جاتی ہے جسوقت سے تیرا جمال دیکھا آرام و چین فراموش ہوا تیری محبت کا جوش
ہوا چاہتی ہون کہ تو مجھے اپنی کنیزی مین قبول کر غضنفر نے دیکھکر آواز دی کہ مین نے
جسوقت سے تمکو دیکھا ہے مین بھی بیقرار رہتا ہون اگر ایک کام کرو تو مین قبول کرون میرے
ہاتھ مین انگوٹھی تھی اُسکا نگینہ سفید ہے تمھارے باپ نے میرے ہاتھ سے اُتار لی تھی اگر
وہ انگوٹھی لاؤ تو مین تمھارا وصل قبول کرون شیران بیقرار ہوکر بھاگی مکان مین ہیولا
زنگی کے پہونچی ہیولاے زنگی اُسوقت پڑا سو رہا تھا ازار بند سے کنجیون کا گچھا کھولا
صندوق کھولکر انگوٹھی نکالی لیکر آئی کہا اے شہریار مین انگوٹھی لائی غضنفر نے انگوٹھی
کو پہنکر قید آہن کو توڑا کہا اے شیران کیا کہتی ہے مین اب باہر نکلون شیران نے چاہا
ہاتھ گلے مین ڈالدون غضنفر نے ہاتھ تھام کر ایک طمانچہ مارا کہ سر شیران کا اُڑ گیا مارکر
شیران کو باہر نکلے کنیزون نے جو دور سے دیکھا غل مچانے لگین کہ ہے ہے غضب ہوا
ملکہ عالم کو قیدی نے مارا یہ غل سُنکر ہیولاے زنگی کی آنکھ کھلی تیغہ لیے ہوے نکلا اور
ایک چیخ ماری کہ اے ساکنان صحراے ویران جلد آؤ قیدی چھوٹا قید سلاسل کو توڑا دیکھو
بھاگا جاتا ہے وہین ستر ہزار زنگی گوشہ ہاے صحرا سے پیدا ہوے غضنفر تلوار کھینچکر ہیولا
پر جا پڑے ہیولاے زنگی نے ہاتھ تلوار کا مارا غضنفر نے تیغہ روئین شگاف پر روکا
روک کر اپنا وار کیا کمر کو بچا کر سر پہ ہاتھ مارا ہیولا کے دو ٹکڑے ہوے زنگی جو کہ بلوہ
کرکے آئے تھے سر پیٹنے لگے غل مچاتے تھے کہ ہمارے افسر کو مار لیا ایک کہتا ہے اس
جوان کو مار لو زنگیون نے غضنفر پہ بلوہ کیا غضنفر لڑنے لگے کہ صحرا سے گرد اُڑی
اسکے قزاق آکر پہونچے اپنے آقا کو جو لڑتے ہوے دیکھا سہیل و سہراب فوج کو لیکر
آگے ایک حملے مین زنگیون کو پامال کیا تمام میدان لاشون سے بھر دیا چند زنگی پیچھے
جو غل مچاتے ہوے گوشۂ صحرا مین بھاگ گئے تھے وہ جاکر درہ ہاے کوہ مین چھپے
غضنفر نے صحراے ویران کو لوٹ لیا بیشے مین مال بہت کچھ تھا ارابون پر لدوا لیا

اب قصد ہے کہ باغ ملکہ شمیم پر جائیں کہ ترک جوشن پوش کو خبر ہوئی کہ صحراے ویران
لنگیا ہیولاے زنگی قتل ہوا اپنے افسرون سے کہتا تھا یارو بڑا مددگار مارا گیا ہے جسنے
صحراے ویران کو برباد کیا اب کیا تدبیر کرون سب نے کہا لشکر غضنفر دامنۂ صحراے
ویران مین پڑا ہے اسپر شبخون ماریں آخر صلاح کر کے شب کو قلعے سے نکلے سہیل طلایہ
دے رہا تھا کہ اسنے دیکھا کچھ سوار و پیدل آتے ہین ایک گوشے مین چھپکر کھڑا ہوا جب
ترک جوشن پوش آکر گرا سہیل نے بوق ترکی بجایا غضنفر کے کان مین آواز پہونچی سمجھ
گئے کہ کچھ لشکر پر آفت ہے تو سہیل بوق بجا رہا ہے مسلح ہوکر نکلے عیار سے اشارہ کیا کہ جاکر
خبر لو نے یہ کیسا بلوا ہے عیار گیا چند ساعت مین پلٹ کر آیا عرض کی کہ ترک نے شبخون مارا ہے
مگر سہیل بلطف لڑ رہا ہے اُن لوگون کو غالب نہین ہونے دیا اُسکے بارہ ہزار قزاق
جانبازی کر رہے ہین غضنفر نے کمر سے بوق ترکی نکالا آواز دی اے قزاقان بزنید بیس ہزار
قزاق تیار ہوے لڑتے ہوے چلے غضنفر نے اسپ بادپا کو بڑھایا سامنے دیکھا
ترک لڑ رہا ہے قزاقون نے عاجز کر دیا ہے ہر طرف سے بلوہ کر کے آئے فوج ترک کو گھیر لیا ہے
ترک جوشن پوش ہر مرتبہ چاہتا ہے کہ غضنفر پر جا پڑون قاتل ہیولاے سے لڑون ملکہ
شمیم گیسو کشا نے کہ آسمان پر اڑ رہی تھین یہ دیکھا کہ غضنفر لڑ رہے ہین مگر جہان پر جم گھٹ
ہین لاشون کے انبار لگا دیے جیسے ہی ترک قریب آیا اُسکو ہاتھ تلوار کا مارا شمیم نے سحر
کیا کہ ترک جوشن پوش کا گھوڑا بھڑک کر قریب غضنفر آیا غضنفر نے للکارا کہ او نامرد قلعہ
بند کر کے لڑا سامنے سے بھاگا اب کیا سمجھ کے آیا ترک جوشن پوش نے ہاتھ تلوار کا مارا
غضنفر نے تلوار کو تلوار پر روکا پکار کر آواز دی کہ ترک جوشن پوش کا سر کاٹ لے
ترک جوشن پوش سمجھا کہ کوئی میرے پیچھے آگیا پلٹ کر دیکھنے لگا غضنفر نے کمر پر ہاتھ
مارا کہ ترک جوشن پوش کے دو ٹکڑے ہوے عیار نے سر کاٹ کر ترک جوشن پوش
کا بلند کیا ساتھ والون نے دیکھا کہ افسر ہمارا مارا گیا گھبرا گئے چاہا بھاگین قزاق کب پیچھا
چھوڑتے ہین گھیر کر سب کو مار لیا مگر سیلاب جوشن پوش بھائی اسکا چند لوگون کو
لیکر بھاگا قلعہ ترکیہ مین آکر پہونچا تو بین لگا دین جب فوج غضنفر سامنے قلعے کے پہونچی

سیلاب نے حکم دیا تو بیں بجنے لگیں زمین تھرائی غضنفر نے گرز سنبھالا گھوڑے کو بڑھایا جو گولہ داہنے گیا اُسکو جانے دیا جو بائیں گیا اُسپر توجہ نہ کی جو گولہ سامنے آیا اُسپر گرز مارا کہ گولہ پلٹ کر خندق میں گرا مچھلیاں و نہنگ مارے گئے اسطرح گولوں کو رد کرتا ہوا غضنفر قریب خندق کے پہونچا للکارا کہ او سیلاب سیلاب سے نہ ڈرنا ترک پہلوانی نہ کرنا آکر ہمسے مقابلہ کر سیلاب نے جو نعرۂ غضنفر کی آواز سُنی ہتھیار جسم پہ لگا کر باہر نکل آیا فوج بھی اُسکی پشت پر چاہا کہ غضنفر کو گھیر لوں غضنفر نے بوق ترکی بجایا سب قزاق آپڑے سیلاب نے غضنفر سے مقابلہ کیا غضنفر نے جھکائیاں دیکر سیلاب کو مار لیا اس قلعے پر بھی قبضہ ہوا اہل قلعہ نے اطاعت کی غضنفر نے وہ قلعہ بھی سہیل کے سپرد کیا کہا اے برادر یہ چاہتا ہوں کہ تمھیں اتنا خراج ملے کہ تمھارے بارہ ہزار کی بسر ہو سہیل نے قدموں کو بوسہ دیا عرض کی آقائے نامدار آپ کی ذات سے بڑی امید ہے غضنفر نے کمیل برادر سہیل کو وہاں کا حاکم کیا قزاقوں نے عرض کی ان قلعہ جات کے فتح ہونے سے ہفت پیکر کا زور کم ہوا اب طرف صحرائے عشرت آباد کے چلیے غضنفر نے قزاقوں کو ساتھ لیا ابر گلبار تیار ہوا اُس پر بیٹھا ملکہ شمیم مخفی ہو گئیں زیر ابر لشکر غضنفر اس کروفر سے طرف قصر عشرت آباد کے چلے یہاں ہفت پیکر کو جو خبر ہوئی کہ شمیم شریک غضنفر ہو گئیں اور لشکر لیکر آتی ہیں دربار میں بیٹھا ہوا یہی ذکر کر رہا ہے کہ معشوق قدرت نے بڑا غضب کیا اُسکی یاد نے مجھے بڑا پریشان کیا ہے
کس زبان سے حال بیان کروں کیونکر ضبط ہو سکے یہ کیفیت ہے انکی

پاؤں کو دیوار زنداں میرا دامن ہو گیا — ناتوانی سے گریباں طوق گردن ہو گیا
تیر غم سے دل مشبک ہو کے ایسا خوش ہوا — سمجھے ہم کوئی در جاناں میں روزن ہو گیا
دل تو کیا پتھر بھی تیرے عشق میں ہیں بیقرار — بتکدے میں تھا ہر صنم سنگ فلاخن ہو گیا
جائے گل بے یار انگارے نظر آنے لگے — پیش ازیں گلشن جو تھا اب مجھکو گلخن ہو گیا
دست رنگیں یاد آئے گر شب تاریک میں — پنجۂ شانہ سامنے آنکھوں کے روشن ہو گیا
راگ جو گانے لگا مطرب شب فرقت میں یاں — آتے آتے میرے کانوں تک وہ شیون ہو گیا
آنکھیں نرگس چہرہ گل گیسو ہیں سنبل سرو قد — عکس سے آئینہ خانہ صاف گلشن ہو گیا

پاؤن پھیلائے ہین جادہ کیطرح ہر خار نے — اے گریبان اے جنون صحرا کا دامن ہوگیا
موت نے تیغ زبان خلق سے دی ہی نجات — کہتے ہین جسکو کفن وہ مجھکو جوشن ہوگیا
کیجیے حاصل پھران آتش رخون سے کوئی داغ — بے چراغ ان روزون اپنا خانۂ تن ہوگیا
روندہ ڈالا عالم بالا کو تو سب اے شہسوار — ماہ نو بھی ایک نقش نعل توسن ہوگیا
گر قناعت ہو تو نان خشک ہی نعمت ولا — دیکھ لے پانی چراغ گل کو روغن ہوگیا
کر دیا کاہیدہ ایسا رنج راہ عشق نے — جادہ اے ناسخ مجھے چونٹی کا روزن ہوگیا

تمام اہل دربار سمجھا رہے ہین کہ یا خداوند معشوق قدرت کو گرفتار کرکے لائینگے وہ سامنے تو آوے سمجھا کے لاکے قدمون پر گرا دینگے جسپر وہ عاشق ہوئی ہی قدرت بھی ویسی ہی شکل اُسکو دکھائین ہفت پیکر نے حکم دیا مصور جائین غضنفر کی تصویر لائین کہ وہی صورت دکھائی جائے سیران مردار خوار ایک ساحرہ بیٹھی ہی وہ اپنے مقام سے اُٹھی عرض کی یا خداوند میرے نام پر طبل جنگی بجوا دیجیے مین طلسم کشا سے سمجھ لونگی ہفت پیکر نے نام پر سیران کے طبل جنگی بجوایا صاحبقران اپنے دربار مین بیٹھے تھے گرد افسران فوج جمع ہین کہ صدائے طبل جنگی کان مین پہونچی خواجہ سے فرمایا دریافت تو کرو کہ کیسا نقارہ بجا عمرو نے عرض کی ہرکارے آیا چاہتے ہین کہ نامیان خبری وغیرہ حاضر ہوے دعا دیکر عرض کی سیران مردار خوار نے طبل جنگی بجوایا ہی کل اُسکا ارادہ ہی کہ نکلکر معرکہ آرائے نبرد ہو صاحبقران نے فرمایا ہمارے لشکر مین بھی طبل جنگی بجے خواجہ عمرو نقارۂ سکندری مین آئے غاشیہ اُٹھا کر طبل سکندری پر چوب لگائی سات سو نقارہ بجا رستم کو خبر پہونچی رستم نے بھی طبل جنگی بجوایا انکے لشکر مین سترہ سو نقارے پر چوب پڑی بارگاہ ہفت پیکر تک گونجی ہفت پیکر نے گھبرا کر پوچھا یہ کیسی آواز ہے سردارون نے عرض کی کہ لشکر طلسم کشا مین سترہ سو سردار ہین سب نے طبل جنگی بجوایا تیاریان ہونے لگین خواجہ عمرو باہر نکلے دیکھا مہتر برق فرنگی آمادہ ہی کہ جاکر سیران کو مارون خواجہ نے پوچھا کہ بیٹا کیا ارادہ ہی برق نے کہا کہ اُستاد قصد ہی کہ سیران کو گرفتار کرکے لاؤن اگر وہ صبح کو میدان مین آئیگی تو بڑا فساد برپا کریگی یہ کہکے برق بھاگا راہ مین دیکھا برق ثانی بھاگا ہوا آتا ہی

برق نے پوچھا ای نور نظر کہان سے آتے ہو کیون گھبرائے ہوئے ہو برق ثانی نے کہا
غلام گیا تھا کہ سیران پر دست انداز ہون اُسنے پہچان لیا اُسکی کنیز کو مار کر بھاگا وہ میرے
تعاقب مین آتی ہی لہذا بھاگے یہ ذکر تھا کہ آسمان پر برق چمکی نعرہ ہوا سُمّم سیران جادو
تڑپ کر گری برق ثانی کو اٹھا لیا برق تڑپ کے رہگیا سوچا کہ فرزند کو لیے جاتی ہی ایسا نہو
قتل کرے یہ سوچکر بھاگا شمیم کی شکل بنکر ایک نخل کے نیچے کھڑا ہوا سیران نے شمیم کو
دیکھا ہوا سے اُتر آئی جھک کے سلام کیا برق نے کہا ای سیران کہان سے آئی ہو سیران نے
کہا ای ملکۂ عالم یہ عیار میرے سامنے آیا تھا کہ عیاری کرے مین نے پہچان لیا میری کنیز کو
مار کر بھاگا مین جاکر لشکر سے پکڑ لائی لشکر طلسم کشا مین کیسی جادوگرنیان ہین مگر میرے سامنے
کوئی نہ آئی برق نے باتین کرتے کرتے کہا لو بی سیران قدرت آتے ہین سیران جھکی برق
نے کمند ماری حباب مار کر بیہوش کیا پشتارہ باندھا برق ثانی ساتھ ہوا برق فرنگی نے
پشتارہ سیران کا اُٹھا لیا طرف لشکر کے چلا راہ مین جو عیار ملے اُنسے کہتا جاتا ہی کہ مین
سیران کو لایا جھٹ پٹ گرفتار کیا تنتنا ہوا بارگاہ ستم مین آیا ستم بیٹھے ہین جادوگرنیان
کہہ رہی ہین کل سیران میدان مین آئیگی بڑا فتور برپا کریگی کہ برق فرنگی نے آکر عرض کی
کہ غلام سیران کو گرفتار کر لایا سب جادوگرنیان خوش ہوئین برق فرنگی نے پشتارہ
کھولا دیکھا ایک سگ صحرائی بندھا ہوا ہی بھین بھین کرنے لگا جادوگرنیون نے ہنسکر
کہا ای مہتر والا گہر یہ کتا کہان سے پکڑ لائے برق نے کہا مین نے جنگل مین گرفتار کیا تھا
کتے کو سب نے مار پیٹ کر نکالا در بارگاہ پر آکر وہ کتا غائب ہو گیا برق فرنگی نہایت
شرمندہ ہی کہتا ہی کبھی ایسا دھوکا نہ اُٹھایا تھا جو کہ آج سیران نے دکھایا سب کے سب
متعجب ہوا مگر فرزند کو رہا کر لیا یہی بڑی بات ہی رات کو برق فرنگی نے تین مرتبہ عیاری کی
لیکن ہر مرتبہ عیاری خالی گئی آخر چوتھی مرتبہ برق فرنگی کنیز بنکر پہونچا آکر سلام کیا سیران
نے کہا کیون نرگس کہان سے آئی ہو برق نے کہا ای ملکۂ عالم مین ایک کام کو گئی تھی
مگر عیاران لشکر اسلام آپ کے لشکر مین حضور کی فکر مین پھر رہے ہین سیران نے کہا پھر
کیا کر بھاگین گے کنیز نے کہا حضور ذرا ہواخانے سے اُٹھین تو مین کچھ عرض کرون سیران نے

اپنے مقام سے اُٹھی برق کو نے مین لیکر آیا کہا اے ملکہ عالم دیکھیے کنیز ساتھ چلی آتی ہی سیران
پلٹی برق نے حلقے کمند کے مارے جب کمند مین پھنس چلی تو حباب مار کے بیہوش کیا پشتارہ
باندھکے بھاگا اپنے لشکر مین آیا ملکہ سنبل ہفت گیسو کہ طلاے پر بیٹھی تھین برق فرنگی کو مع
پشتارے جو دیکھا پکار کر آواز دی مہتر صاحب کسے لائے برق نے کہا جان اپنی لگا دی ہی
جب سیران کو لایا ہون ملاحظہ فرمایئے اسی فکر مین مجھکو رات بھر گذری سنبل نے پشتارہ
کھلوایا برق نے دیکھا ایک بکری بندھی ہوئی ہی برق نے لاحول پڑھکے چاہا رہا کردون
سنبل نے کہا اے برق فرنگی بیشک وہ مردار خود ہی زبان مین اسکی سوزن دو سوزن دیکر
ہوشیار کیا ملکہ سنبل نے سحر کیا بکری جو زمین پر گری غلطاک مارکر بصورت اصلی ہوئی سنبل
نے کہا اسکو لیجا کر قید کرو صبح کو سامنے طلسم کشا کے پیش کیا جائیگا سمند جادو شوہر سیران
کا اپنے مقام پر بیٹھے بیٹھے گھبرایا خیمۂ سیران مین آیا کنیزون سے پوچھا کہ ملکہ کہان گئین
کنیزون نے بیان کیا کہ ہمین خبر نہین کہ کہان تشریف لیگئین سمند نے ایک پتلا جیب سے
نکالا اس سے پوچھا کہ اے پتلہ سامری جلد بیان کر زوجہ میری کہان گئی پتلے نے ہنسکر کہا
کہ برق نے دو مرتبہ گرفتار کیا پہلے ملکہ کتا بنگئین ایکی بکری بنگئی تھین سنبل ہفت گیسو نے
سحر سے دریافت کرلیا اُنکو بصورت اصلی بنایا زیبا نامے ملکہ کی کنیز ہی اسکی قید مین بیٹھی ہین
سمند نے پوچھا وہ مقام کونسا ہی پتلے نے کہا داہنے بر بارگاہ طلسم کشا کے صحرا ہی اُس
صحرا مین ایک نیم کا پیڑ ہی اُسکے سائے مین بارگاہ استاد ہی اُسمین زیبا نے قید کیا ہی
مگر زیبا ساحرہ زبردست ہی سمجھکر جایئے گا سمند ساری بد لگامی بھولا حیران تھا کہ کیونکر جاؤن
اس سوچ مین باہر نکلا برق ثانی جادوگر بنا ہوا پھر رہا تھا سمند نے بلایا برق ثانی قریب
آیا کہا ارے ذرا دریافت تو کر لا کہ زوجہ میری کس مقام پر قید ہی برق ثانی نے کہا میرے
ساتھ چلیے مین بتلا دونگا میرے سامنے کنیزان سنبل نے قید کیا ہی اور نگہبانی کر رہی ہین
مین آپکو دور سے دکھا دونگا برق ثانی باتین کرتا ہوا سمند کو لیکر چلا جب لشکر سے
باہر نکلا کہا دیکھیے زوجہ آپکی آتی ہین جیسے ہی سمند پلٹا برق ثانی نے حلقہ ہاے
کمند مارے سمند نے مٹھی سے آگ چھوڑی حلقہ ہاے کمند جلے ایک دو مہتر زمین پر ہالا

کہ برق ثانی شمشیر کے پھل زمین پر گرا سمند تلوار کھینچ کے قریب آیا کہا ارے تو کون ہو کیسے
ساتھ یہ عیاری کی برق ثانی نے اپنا نام مفصل بتایا سمند نے چاہا عیار کو لیکر ملیٹون کہ
پہلو سے آواز آئی اے شہنشاہ سبحان اللہ خوب اسکو گرفتار کیا اس مکار نے میرے لڑکے
کے کپڑے اتار لیے ہین تو اسکی فکر مین تھا مجھے دیجیے کہ مین کہان جاؤن مین نے سنا ہے کہ گوشت
مسلمانان مین بڑا مزہ ہوتا ہے سمند نے پلٹ کے دیکھا ایک جادوگر ہیبت ناک پکارتا ہوا
آتا ہے سمند نے کہا اے ساحر تو کون ہے کہا حضور آپ ہی کے لشکر مین رہتا ہون خداوند
ہفت پیکر کا بندہ لشکر مین پیر لڑکا پھر رہا تھا کہ اسنے اسکے کپڑے اتار لیے مین دوڑا بھاگ کر
نکل گیا مین اسکی تلاش مین پھرتا ہون ایک سحر ایسا کرون کہ اسکی ہڈیان چورا ہو جائین
ہڈیان تک کھا جاؤن سمند نے کہا لو بھائی لیجاؤ وہ ساحر برق ثانی کو کھینچتا ہوا لیچلا ایک
خیمہ کی آڑ مین آکر کہا ارے مجھے پہچانا میں سپہر عیاری برق ثانی جست و خیز کرتا ہوا پھر چلا
سمند کنارے پر لشکر کے کھڑا تھا برق ثانی نے بشکل شہزور جادو سمند سے ملاقات کی
کہا اے سمند کس فکر مین کھڑے ہو سمند نے کہا زوجہ میری قید ہو گئی اسکی فکر مین نکلا ہون
برق ثانی نے کہا ہم تم ملکر سحر کرین کنیزون کو قتل کرکے نکال لائین سمند طرارے بھرنے لگا
خوش قدمی پر مرتا ہے جیسے ہی آگے بڑھا برق ثانی نے حلقہ ہاے کمند مارے اور حباب
بیہوشی مار دیا سمند بیہوش ہوا برق ثانی نے پشتارہ باندھا اور لے بھاگا طلاسے پر پہونچا
سنبل نے پکار کر آواز دی پوچھا اے برق ثانی کسے لائے کہا سمند جادو شوہر سیران فکر
مین اپنی زوجہ کی نکلا تھا مین گرفتار کر لایا سنبل نے اسکی بھی زبان مین سوزن دی اسی قید خانے
مین لاکر قید کیا سیران نے جو شوہر کو دیکھا بہت پریشان ہوئی زیبا کنیز سے بلا کر کہا تو ا
ہم تمھاری قید مین ہین ذرا زبان سے سوزن نکالو تو ہم تمکو اشرفیان دین بہت تکلیف
ہو رہی ہین زیبا نے دیکھا کہ قید خانے سے کیونکر نکلے گی چند کنیزین نگہبان ہین لالچ
مین آکر زبان سے سوزن نکال دی سیران نے کہا اے زیبا دیکھو تمھارے ساتھ کی کنیزین
کیا کہتی ہین جیسے ہی زیبا پلٹی سیران نے زلفین ہلا دین ایک مار سیاہ گرا کہ اسنے زیبا
کو کاٹا زیبا تڑپ کر مری سیران نے شوہر کی بھی زبان سے سوزن نکالی کنیزون کو

مار کر زن وشوہر نکلے الگ چلے سنبل ہفت گیسو طلاے پر گھبرائی قید خانے پر آئی
آکے دیکھا کنیزین مری پڑی ہین قیدی نکل گئے پکار کر کہا غضب ہوا دنیا کسی مکر مین
پھانسی جو قتل ہو گئی تلاش مین سیران کی چلی دور سے دیکھا کہ سیران جاتی ہی پکار کر آواز دی
او مکارہ کہان جاتی ہی یہ کہکے زلفین ہلائین ایک ہواے سرد چلی کہ سیران ٹھہر گئی نگاہ اٹھا کے
دیکھا کہ گلہاے خودرو نے آنکھین کھولین غنچے چٹکنے لگے ایک طائر تیز پر نخل پر آکر بیٹھا
زمزمہ سرائی کرنے لگا اسکے چہکار سے یہ آواز آتی ہی نظم

دل ہو پر خون نہ مگر شیشہ ہو دم بھر خالی — اشک آنکھون مین بھرین پر نہ ہو ساغر خالی
کبھی ہوتا نہین ابر مژہ تر سے خالی — کسطرح چرخ سے ہو جاے سمندر خالی
نظر آتا ہے جو ساقی مجھے ساغر خالی — روح سے جسم کبھی ہوتا ہے برابر خالی
دست شمشیر کے مانند نہین عیب اگر — رہتے ہین ہاتھ جوانمردون کے اکثر خالی
رنج کیون بادہ پرستو ہو تہی دستی کا — پھر بھی جاتے ہین جو ہو جاتے ہین ساغر خالی
کر چھلکتا ہی چھلکنے دے مرا ساغر عمر — جام ہی دیکھیو ساقی نہ ہو دم بھر خالی
نظر آتا نہین اسکے ہی سوا کچھ مجھکو — کیون نظر آئے نہ بے یار بھرا گھر خالی

طائر نے جو یہ اشعار پڑھے سیران طرف سنبل کے متوجہ ہوئی کہا اے ملکہ عالم تمہاری تکلیف
مجھکو گوارا نہین جو حکم دیجیے وہ بجالاؤن ملکہ سنبل ہفت گیسو چاہتی ہین کہ اسکو کچھ حکم دون
کر سمندر جو چلا تھا اسوقت آکر پہونچا زوجہ کو جو دیوانہ پن مین دیکھا بدحواس ہو گیا پشت
سے ایک گولہ مارا کہ سنبل ہفت گیسو کا زخمی ہوا پھر ایک دستک دی کہ سیران کے
حواس درست ہوے زن وشوہر ملکر نکل گئے وہ وقت آچکا تھا کہ فوج ضیا وشعاع
نے فوج ثوابت وسیارگان پر فتح پائی شہنشاہ ماہ تابان شکست خوردہ داخل قلعہ مغرب
ہوا آفتاب تابان چرخ زبرجدی پر جلوہ فرما ہوا تمام دنیا کو روشن کیا سیران جھلائی
ہوئی آئی چار لاکھ فوج کو ہمراہ لیکر نقارے پر چوب پڑی دیکھا کہ ہفت پیکر بھی قصر
عشرت سے نکلا تخت نحوست پر سوار تاج غرور سر پر ساٹھ لاکھ فوج پشت پر سترہ ہزار
فوج ساحر و غیر ساحر تخت کو گھیرے ہوے اس کروفر سے ہفت پیکر میدان مین آیا قلب

فوج مین تخت بٹھا سیمران کو دیکھا کہ چار لاکھ فوج لیے ہوے ترتیب فوج کر رہی ہی کہ سامنے
سے گرد اُڑی لشکر رستم بہ صد حشم پیدا ہوا ایک طرف سے صاحبقران زمان مع سرداران
نامی و پہلوانان گرامی پیدا ہوے میدان کارزار مین آکر پہونچے صفین جمنے لگین جنگ تقسیم
لشکر ہو چکی سیمران جادو صف سے بڑھی سامنے تخت ہفت پیکر کے آئی عرض کی یا خداوند
رات کو تو خداوند نے تقدیر برجستہ کی کہ مین قید سے چھوٹی بی سنبل کو زخمی کر کے نکل آئی
سنبل کو اپنے سحر پر بڑا دعوی ہی اب دیکھون میدان مین مقابلے کو کون آتا ہی مین نے
سب تحفہ جات تیار کر لیے وہ سحر کرون کہ زمین ہلا دون دیکھون تو یہ شاہزادیان سحر کے
مقابلے مین آتی ہین یا شاید نہ نکلین اگر آئین تو مزا چکھین گی ہفت پیکر نے کہا تجھکو
بار قدرت کے سپرد کیا جسطرح چاہے مقابلہ کر کوئی تجھ سے نہ لڑ سکیگا سیمران جست کر کے میدان
مین آئی پکار کر آواز دی ای فرقۂ خدا پرستان جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے ملکہ شفق خونخوار نے
قصد کیا سنبل نے کہا ای شفق خونخوار سیمران بڑی زبردست ساحرہ ہی ذرا سمجھکے مقابلے
مین جاؤ کہ ملکہ سیماب جادو تڑپ کر صف سے نکلین مقابلے مین سیمران کے پہونچین
ملکہ شفق خونخوار تڑپ کر رہ گئین کنیزون سے کہ رہی ہین کہ خدا سیماب کو بچاوے دیکھیے
سیمان نے بھی کبھی کنوتی بدلی دوجہ کی مدد کریگا ملکہ سیماب جو سامنے سیمران کے پہونچین
باتین و سنتی تو انکا قاعدہ نہین سیمران نے گولہ مارا سیماب کے سر پر آکر پھٹا گولے سے
ایک دھوان نکلا کہ میدان مین اندھیرا ہو گیا بمشکل ملکہ سیماب دھوئین سے نکلین مگر
چہرہ زرد دل مین درد پریشان پریشان دھوئین سے نکلکر ہاتھ ہلایا سیمران پر برق گری
سیمران سمجھی کہ مین سیماب کے ہاتھ سے کشتہ ہوئی اسکا سحر اکسیر ہی میرے کچھ بنائے کی
تدبیر کی حقیقت مین سیماب نے وہ سحر کیا کہ درخت سرسبز و شاداب ہوے طائران خوش الحان
بیتاب ہوے اسنے دو پتھر زمین پر مارا ایک غبار اُڑا سیماب غبار کو دیکھکر گھبرائی سیمران
نے آواز دی کہ ای سیماب ہوشیار رہنا دیکھو کون آیا سیماب نے دیکھا طرف سے صحرا کے
ایک شیر خشمناک نہایت چست و چالاک جست و خیز کرتا ہوا آتا ہی سیماب نے جو شیر کو
آتے ہوے دیکھا موے سر توڑا ایک زنجیر آہنی تیار ہو گئی پھر آکر سر پر شیر کے ماری کہ

سر شیر کا پھٹ گیا چرخ کھا کر زمین پر گرا سیران نے جو دیکھا کہ شیر مارا گیا چاہا پیچھے ہٹون سیماب نے آواز دی اے نسیم عنبر شمیم کیا سیران سے ملاقات نہ کرو گی ایک ہوا چلی اور آواز آئی کہ کنیز ابھی حاضر ہوتی ہے سیران نے دیکھا کہ ہوا معتدل چلی نہ گرمی نہ سردی غنچے چٹکنے لگے پھول مہکنے لگے عندلیبان خوشنو نے یہ اشعار عاشقانہ شروع کیے نظم

دامن نہ چھوڑا مرکے بھی وحشت غبار انگیز کا
مین اک بگولہ بنگیا صحرا سے وحشت خیز کا

تا حشر مٹنے کا نہین لالے کا داغ اے باغبان
دھبا ہے میرے خون کا دامن ہے اس خونریز کا

شوق شہادت مین یہان ہر وقت کٹتا ہے گلا
عالم رگ گردن مین ہے قاتل کی تیغ تیز کا

بیداد دلبر کی سنے کچھ اور ہم سے کچھ نہین
دل ہاتھ مین ظالم کے ہے کیا کام دستاویز کا

آشفتہ ہو سنبل بھی ہے سرگشتہ ہے گل بھی ہے
سودا چمن کو ہو گیا اس زلف عنبر بیز کا

واہدا سے پھر پوچھنا سرشار ہم کیونکر ہوے
پیلے چھلکنا دیکھ لے پیمانہ لبریز کا

پڑھکر وہی پیمان شکن اے نامہ بر سمجھا گیا
ہمسے نہ مطلب پوچھ تو خط شکست آمیز کا

جز بادہ نوشی ساقیا کوئی نہین اسکی دوا
پرہیزگارون کو ہوا ہے مرض پرہیز کا

پیدا کرے دشمن جگر جب آزمائے کچھ اثر
میری اس آہ گرم کا تیری نگاہ تیز کا

وسعت نہین آفاق کی تیری یہ جولانگاہ ہے
گردش ہے ہفت افلاک کی کاوہ ترے شبدیز کا

ڈرتے نہین ہم اے جلال آشوب روز حشر سے
دیکھا ہے ہمنے حادثہ عشق بلا انگیز کا

یہ اشعار سنکر سیران تڑپی چاہا کہ قریب سیماب کے جاؤن عذر کرون سمندر نے جو دور سے یہ منظر دیکھا وہین سے سحر کیا کہ سیران ہوش مین آئی ایک برق گری کہ سر سیماب کا زخمی ہوا قریب تھا کہ لہرا کے گرے کنیزین دوڑ پڑین گود مین اٹھا کر لشکر مین لائین سیران نے پکار کر آواز دی اے طلسم کشا اور کسی کو بھیجو ملکہ شفق نے قصد کیا کہ مین مقابلے مین جاؤن کہ سنبل ہفت گیسو نے ہاتھ تھام لیا لالہ عذار نے بھی اشارے سے منع کیا کہ اے شفق خونخوار زن و شوہر ملکر مقابلہ کرتے ہین میدان مین جانے کا موقع نہین ہے سیران نے جو دیکھا کہ عرصہ ہوا کوئی شاہزادی میرے مقابلے مین نہین آتی پکار کر آواز دی ایسی شاہزادیان کھڑی ہین کہ جنکے سحر کا طلسم ہفت پیکر مین شہرہ ہے مگر کوئی صاحب

نہیں آتیں میں کیا وہیں آؤں رنگ سحر دکھاؤں یہ جو اسنے پکار کر کہا ستم نے نگاہ قہر
طرف شاہزادیوں کے دیکھا لالہ عذار بڑھی تھیں کہ صحرا سے گرد اڑی صدائے بوق ترکی
کان میں آئی گھوڑے بھڑکنے لگے پیدل تھرا کر زمین پر گرے ہفت پیکر نے کہا وہی ظالم
آتا ہے جسکے نام سے قدرت کو نفرت ہے اسد غازی نے سر اپنا اٹھا کے دیکھا کہ غضنفر گھوڑا
اڑائے ہوئے آتا ہے پشت پر اسّی ہزار قزاق بوق ترکی بجاتے ہوئے گھوڑے سے [illegible]
ہوئے آسمان پر لکہ ابر گلنار جسمیں رعد کی گرج برق کی چمک سیمران نے ہوا پر دیکھا
ایک گولہ اٹھا کر مارا گولہ جا کر ابر پر پڑا کہ ابر پھٹا ہفت پیکر نے دیکھا کہ ملکہ شمیم طاؤس پر
زرین بال پر سوار پشت پر بارہ ہزار کنیزان زرین پوش ہفت پیکر بیقرار ہوگیا شمیم نے
دیکھا کہ سیمران نے مجھکو ظاہر کر دیا وہیں سے آواز دی او کمبخت بیکارہ اسوقت آنا بر خلاف
مدعا میں ضرورت سے آئی تھی یہ کہکے جھولی پر ہاتھ ڈالا گولہ نکالا سیمران پر مارا سیمران پر
آگ برسنے لگی ہر چند چاہتی ہے کہ اپنے کو بچاؤں لیکن شعلۂ آتش بھڑک کر قریب آتے
ہیں سمن پیر نے دور سے دیکھا کہ زوجہ میری جلا چاہتی ہے کارد سحر شمیم پر پھینکی شمیم نے کچھ
سحر کیا کہ چھری الٹی پلٹی سینے پر سمن کے پڑی کہ توڑ کر پشت کو پار گذری سیمران نے جو دیکھا کہ
شوہر میرا مارا گیا اور شعلۂ آتش مجھکو گھیرے ہیں تڑپ کر چاہا کہ اس آگ سے نکلوں مگر
نہ نکل سکی ایک شعلہ سر پر پڑا کہ موئے سر جلنے لگے اور ہر عضو جسم سے شعلے نکلنے لگے
جل جلکر خاک ہوئی غضنفر نے جو دیکھا کہ شمیم نے زن و شوہر کو مارا مرکب اپنا بڑھا دیا
میدان میں آکر آواز دی او ہفت پیکر کسی کو بھیج کیوس مردم در نے جو ایک کس کو
دیکھا صف سے گینڈا نکالا غضنفر نے جو دیکھا ایک پہلوان فیل پیکر آتا ہے کمان کیانی
دوش سے اتاری تاک کر تیر گینڈے کی آنکھ پر مارا تیر جا کر لب معشوق ہوا گینڈے نے
طرارہ بھرا ہر چند کیوس روکتا ہے گینڈے کی آنکھ چھدی ہوئی ہے نالہ خون کا بہ رہا ہے اسقدر
کیوس نے قمچے مارے کہ گینڈا ٹھہر گیا آخر تڑپ کر جو جست کی کیوس گینڈے سے
گرا غضنفر نے بڑھکر نیزہ مارا کہ سینے کو توڑ کر پار گذرا شفاق نیزہ باز گینڈے کو بڑھا کر
میدان میں آیا غضنفر سے مقابلہ کیا کئی نیزے مارے غضنفر نے وار اسکا خالی

دیا تلوار کا ہاتھ مارا کہ اشفاق نیزہ باز بھی واصل جہنم ہوا مرواق صف شکن نے گینڈا اپنا
بڑھایا مقابلے مین غضنفر کے آیا آتے ہی گرز مارا غضنفر نے گرز کو تیغہ پر دین شگاف سے
قلم کیا جب سر گرز کٹا ڈنڈہ اسکا ہاتھ مین رہگیا غضنفر پر پھینک مارا غضنفر نے اکڑائی ہوکر خالی
دیا خبردار خبردار کہکر تیغہ چمکایا آواز دی ارے دیکھ تیری پشت پر حریف آگیا اس سے
اپنے کو بچا مرواق نے پلٹ کر پشت پر دیکھا غضنفر نے ہاتھ مارا کہ مرواق کے بھی دو ٹکڑے
ہوئے اسی طرح غضنفر نے سولہ پہلوان قتل کیے پھر مرکب مہمیز کرکے ہر مرتبہ آواز دیتا ہی
کہ او ہفت پیکر اور کسی کو بھیج جب ہفت پیکر داہنے بائین دیکھتا ہی ایک پہلوان گرز
غضنفر پر جا پڑتا ہی متواتر تیس پہلوانون کو مارکر جو غضنفر نے نعرہ کیا اب ہفت پیکر
اٹھا اٹھا کر اور پہلوانون کا نام لے لیکر پکارتا ہی کہ اے مقابلے مین اسکے طفل کے جاؤ
کوئی پہلوان اپنے مقام سے نہین بڑھتا جب تو غضنفر نے گھوڑا اپنا مہمیز کیا اور آواز
دی کہ او نامرد مین خود آتا ہون قلب فوج مین آکر تجھکو مارونگا کہ دل کافرون کے ہلجائین
یہ کہکے غضنفر نے بوق ترکی کمر سے نکالا آواز دی کہ اے قزاقان بیشہ و نبرد دریا سے فوج
غضنفر کو جوش ہوا اسی ہزار قزاق گھوڑے اٹھاکر دریا سے فوج پر جا پڑے جس وقت
ہفت پیکر نے یہ معرکہ دیکھا کل فوج کو اشارہ کیا علم سب کے کھلے نوبت نقارے بجتے
ہوئے چلے لیکن قزاق جو گرے ایک نے ایک کو ٹکڑا دوسرے نے پہلو پر نیزہ مار دیا کوئی
قزاق گھوڑے سے کودا پالٹ کا ہاتھ مارا چارون پاؤن گھوڑے کے قلم کیے خنجر سے
سوار کا شکم چاک کیا ساحر سحر بھول گئے غضنفر شمشیر زنی کرتا ہوا دریا سے فوج میں شناوری
کر رہا ہی لاکھ ساحر و غیر ساحر مارے پھرا ہیاں ہفت پیکر نے چاہا کہ گھیر لین یہ قزاق کب
گھیرنے مین آتے گھوڑے دوڑا لے پھرتے ہین یا وہ ہو سے دلیران کی صدا بلند ہی غضنفر لڑتا
بھڑتا برابر تخت ہفت پیکر کے پہونچا للکارا کہ او مکار شعبدہ باز بہت دنون خدائی
کرچکا خوب دعوی یکتائی کیا اب وقت انقلاب آپہونچا یہ کہکے برابر تخت کے پہونچ گیا
کئی پہلوانون نے غضنفر کو روکا مگر یہ شیر کب رکتا ہی جسکو ہاتھ مارا اسکے دو ٹکڑے کیے
کئی پہلوانون کو مار کر برابر تخت ہفت پیکر کے پہونچا ہفت پیکر نے سحر کیا کہ غضنفر

آگ برسنے لگی غضنفر نے انگشتر مہر و ماہ کو چمکایا شمیم نے جو آسمان سے دیکھا کہ غضنفر شعلۂ آتش میں پھنسا باران سحر برسایا شعلۂ آتش بجھے غضنفر گھوڑا چمکا کر شعلہ ہاے آتش سے نکلا سامنے ہفت پیکر کے آکر تیغ چمکایا ہفت پیکر چمک تیغ کی دیکھکر ڈرا آخر کو اپنے تئیں تخت سے گرا دیا چلا کر آواز دی اے بندگان من اس ظالم کے ہاتھ سے مجھے بچاؤ مجھے قتل کرتا ہے ساحر و پہلوان دوڑے غضنفر پر بلوہ کیا شمیم نے آگ برسائی کئی سو ساحروں کو جلا دیا کتنے پہلوانوں پر سحر کیا اکھڑ گئے آپس میں بدلگامیاں کرنے لگے ہفت پیکر نے جو سحر شمیم کا عالم دیکھا پکار کر آواز دی اے جان جہان عاشق پر یہ بدعت ہم مدت سے عاشق تھے یہ خیال ہمکو نہ تھا کہ ہم پر یہ ظلم کروگی ہماری جان پر بنی ہے اب سحر کرو عاشق پر رحم کرو ساحروں نے ہفت پیکر کو اٹھا لیا کر بھاگے غضنفر نے دور تک پیچھا کیا لشکر لوگ لے بھاگے اب غضنفر نے قراقون کو اشارہ کیا قراقون نے خوب بلوہ کیا آخر ہفت جوش جادو وزیر اعظم دوڑ پڑا قراقون کو سحر کرکے ہٹایا قراقون کے گھوڑے بدلگامیاں کرنے لگے قراقون نے گھبرا کر طرف غضنفر کے دیکھا اشارہ یہ تھا کہ اب نکل چلیے فوج کا بڑا بلوہ ہے شمیم نے کئی سو ساحروں کو مارا ہفت پیکر پر بھی سحر کیا ہفت پیکر دور جا کر کھڑا ہوا اور پکار کر آواز دی اے جان جہان اب سحر نہ کرو ایسا نہو میرے ہاتھ سے بھی سحر چل جائے اور کسی طرح کا نقصان تمکو پہنچے میں آٹھ پہر تمہاری یاد میں بیٹھا رہتا ہوں یہ اشعار زبان پر ہر وقت جاری رہتے ہیں نظم

جو لذت عشق کی چاہے تو راحت جان فدا کر
خدا سمجھو دیا پہلے جلا یا دوست موسیٰ کا

جو منصف ہوں اگر میرے کیا ختم ظلم
خراب سورہ یوسف دیا درد زلیخا کو

فدا جاے گی ہوگا حال کیا ہم بادہ نوشونکا
لیلیٰ کا جام سے توڑا ہے بستی میں مجنوں کو

جفا ہی سحر قاتل ترے بس دیا میں لالہ کو
نہیں دیکھا ہے خالی پنجۂ مژگان خوبانکو

دل پر پردہ ہوتا ہے شگفتہ کیسے جانان میں
ہوا سے باغ جنت زندہ کر دیتی ہو مردونکو

کیا استاد کو شاگرد اس طفل پری رو نے
پڑھایا درس بسم اللہ علم عشق بازی کو

نہیں جیتا کوئی اسکا نہ کوئی پوچھنے والا
اٹھاتے ہیں بلا کسکے لیے سو شکر

مری میراث ہی خلد برین فرزند آدم ہون | سرھانے جا بجا ہون اپنے مین لیٹا نوحہ گر کو
شب تاریک مین آنکھون کو وہ دلبر نظر آیا | سیہ خیمہ مین جو مجنون نے دیکھا رخ لیلی کو
تراشا تجھکو جس بت ساز نے ہی بت پرستی کی | بنایا شیشہ سے نازک مزاج سنگ خارا کو
دکھایا کس پری پیکر نے خال چہرۂ رنگین | غنیمت جانتا ہی لالہ اپنے داغ سودا کو
چمن مین یار جہرہ بن جو رہ پاۓ تو اشکون نے | نگلون نے کان کا جھمکا بنایا ہی ثریا کو
قریبون سے نہ رکھ امداد کی امید مشکل مین | نکالا ناخن پا سے کہان خار کف پا کو
وہ محبوب جہان ہی تو بولے تیرے کوچے کی | چھڑایا شیخ سے کعبہ کو راہب سے کلیسا کو
یہ ہی فیاض روشن یار کا رخسار ہی آتش | لب جان بخش سکھتے ہین دم پاک مسیحا کو

شمیم نے جو یہ اشعار سنے متعجب ہو کر آواز دی او سحیار اسی حسرت مین مریگا یہی شمشیر تجھکو قتل کریگا انشاءاللہ ابھو جلاتے ہین پھر آئینگے یہ کہکے سحر کیا کہ سب قزاق الگ ہوے غضنفر آگے بڑھا ہفت پیکر نے آواز دی یہ لوگ جانے نہ پائین شمیم نے سحر کیا کہ میدان مین اندھیرا چھا گیا اسی اندھیرے مین قزاق لڑتے ہوے نکلے لاکھون ملازمان ہفت پیکر کو قتل کیا جب غضنفر نکلگیا ہفت پیکر روتا پیٹتا بھاگا آج صاحبقران تعریف غضنفر کی کرتے ہوے پلٹے اسد سے فرماتے ہین کہ غضنفر کے وہی شیوے ہین جو تمہارا طریقہ تھا کس دھوم سے لڑا ہی کیا معرکہ پڑا ہی لاکھون کو پامال کر دیا اسد عرض کرتے ہین حضور کی دعا کا باعث ہی کہ غلام آپکا سرفراز ہی بہادرون کو اسکی جرأت پر ناز ہی صاحبقران یہ فرماتے ہوے دربار مین آئے خورشید بن ہاشم نے عرض کی کیون داداجان ہمارے تحفے غضنفر سے نہ لئے گئے مین کس مشقت سے ان چیزون کو لایا میان غضنفر صاحب جو ایک ساحرہ کو مار کر تحفے لیگئے آجتک نہین دیے صاحبقران نے فرمایا ای فرزند تم جانتے ہو اس دیوانہ گستاخ پر میرا کیا اختیار ہی اسنے لشکر مین رہنا چھوڑ دیا مگر مناسب ہی کہ اب یہ تحفے معاف کرو خورشید نے دست بستہ عرض کی کہ وہ لشکر مین تشریف لائین مین ذکر بھی نہ کرونگا جس دن تعاقب کرون تحفہ حیات چھین لون اسد نے کہا ای خورشید اپنی خیر مناؤ ایسا نہو تمکو زخمی کرے یا وہ دیوانہ بیباک ہی دشمنون کو مار ڈالے تو

ماموں جان سے مجھکو شرمندگی ہوگی دربار میں تو یہ ذکر ہو رہے ہیں مگر خورشید کو فکر ہوئی کہ
صحرا میں جاکر غضنفر کو گھیروں تحفہ جات چھین لوں دیکھوں تو یہ دیوانہ کیا کرتا ہی باہر نکلکر
جھتر کوب عیار سے حکم دیا کہ ای برادر دریافت تو کرو کہ غضنفر کہاں اترا ہی میں لشکرکشی کر کے
جاؤنگا سعید نامے پہلوان سے کہا لشکر تیار رکھو یہاں غضنفر صحرا میں آکر اترا ایک گانو
لوٹا زمیندار کو پکڑ لائے اسکو نخل سے باندھا ہی روپیہ مانگ رہے ہیں کہ جھتر کوب نے
جاکر غضنفر کو دیکھا پلٹ کر خدمت خورشید میں آیا عرض کی آقا سے نامدار یہاں سے پانچ
کوس پر ایک صحرا ہی کہ وہاں غضنفر اترا ہوا ہی ایک زمیندار سے روپے طلب کر رہا ہی خورشید
اسیوقت سوار ہوے سعید تیغ زن پہلوان سے کہا کہ تم جاکر غضنفر کو گھیر لو میں بھی آتا ہوں
آج غضنفر کی گردن لوں سعید تیغ زن فوج لیکر چلا چار طرف سے آکر جنگل کو گھیرا ہماسے
تیز رفتار نے غضنفر کو خبر دی کہ جنگل گھر گیا لشکر خورشید نے آکر گھیرا ہی غضنفر تیغہ ٹیک کر
اٹھا طوق تر کی بجایا قزاق بھی ہوشیار ہوگئے گھوڑے اڑاتے ہوے چلے جب غضنفر
سامنے سعید کے پہونچا للکارا کہ ای پہلوان لے یہ تیغہ لے یہ کہکر ہاتھ بڑھایا تھا کہ سعید
گھوڑا بڑھاکر قریب آیا سعید نے جیسے ہی ہاتھ بڑھایا غضنفر نے ہتھکٹی کا ہاتھ مار دیا کہ
ہاتھ سعید تیغ زن کا کٹ کر گرا غضنفر نے پکار کر کہا لو خورشید بھی آگئے سعید پلٹا غضنفر
نے کمر پہ ہاتھ مارا سعید کے دو ٹکڑے ہوے قزاق آکر فوج پر گرے کئی ہزار کو مار لیا آخر
ہمراہیان سعید تیغ زن لاشہ سعید کا لیکر بھاگے خورشید راہ میں آتے تھے کہ لاشہ
سعید کا دیکھا بہت غصہ آیا کہا اب اس دیوانے کو مار ڈالونگا آج گھوڑا و تیغہ و انگشتر
لونگا خورشید یہ کہ رہے تھے کہ سامنے سے بونڈالا گرد کا اڑا دیکھا غضنفر تیغ سے خون
پوچھتا ہوا آتا ہی خورشید نے پکار کر آواز دی او دیوانہ مجہول بخت برگشتہ و نامعقول
تو نے میرے سپہ سالار کو مارا غضنفر نے رومال سے ہاتھ باندھے پکار کے آواز دی سعید
کے سر پر موت سوار تھی میں نے ہر چند بچایا نہ بچا اپنے ہاتھ سے اپنا گلا کاٹ لیا یہ
تحفہ جات لیجیے میری جان بخشی کیجیے یہ کہکے انگوٹھی انگلی سے اتاری تیغہ برہنہ جھکا ہوا
قریب آیا کہا یہ تیغہ تو لیجیے خورشید نے جیسے ہی ہاتھ بڑھایا ہاتھ پر چرکا دیا اور سر پر تولا

مار دی خورشید کا سر زخمی ہوا غضنفر نے گھوڑا جھگایا اور پکار کر آواز دی او خورشید خبردار
اب کبھی تحفہ جات کا نام نہ لینا خورشید زخم باندھکر آمادہ ہوے کہ پیچھے جاؤں کہ طرف سے
لشکر کے گرد اڑی دیکھا کہ صاحبقران زمان تشریف لاتے ہیں خورشید کو جو زخمی دیکھا
گھوڑے کو بڑھا کر قریب آئے فرمایا ای خورشید یہ کیا ہوا کہا غضنفر دیوانہ مجھکو زخمی کر کے
بھاگ گیا حضور اب جائیں میں دیوانے کا سر لیکر آؤنگا صاحبقران نے خورشید کا
زخم باندھا فرمایا ای فرزند وہ دیوانہ بیباک ہے نہایت چست و چالاک ہے اب لشکر
میں چلو ہم تمہیں تحفہ جات دلوا دینگے غضنفر ایک جنگل کی آڑ میں چھپا کھڑا تھا پکار کر آواز
دی ناناجان آپ تشریف لیجائیں ایسا نہ ہو مجھسے بے ادبی ہو اور مرہم سلیمانی کی ضرورت
پڑے صاحبقران نے گھوڑا جھکایا اور پکار کر آواز دی او دیوانہ بیباک تیری شامتیں
آئی ہیں غضنفر نے عرض کی ناناجان بس اب جائیے زیادہ کچھ نہ فرمائیے مجھکو جہنم کا خوف
ہے ورنہ آپ کو بھی سمجھا دیتا یہ کہتا ہوا غضنفر بھاگا جاتا ہے کہ اگر صاحبقران گھوڑے کو
دوڑائیں گے تو مجھکو پکڑ لیں گے ایک پہاڑ پر چڑھ گیا صاحبقران خورشید کو ساتھ
لیکر پلٹے غضنفر پہاڑ سے اترا گھوڑا جھکاتا ہوا دوسرے قریے پر پہونچا وہاں کے زمیندار سے
کہلا بھیجا کہ آج ہماری تمہارے یہاں دعوت ہے اس زمیندار نے حال سنا تھا سامان دعوت
بھیجا غضنفر تو اس مقام پر فروکش ہے لیکن حال دربار ہفت پیکر تحریر کرتا ہوں کہ دربار
میں جا کر بیٹھا نہایت ملول و حزین پریشان اہل دربار سے کہ رہا ہے کہ اب لڑائی
میں ہماری روز شکست ہوتی ہے قلعے سب فتح ہوے غضنفر نے بارہ قلعے فتح کیے کیسے کیسے
سردار مارے گئے کہ جنکا نظیر ناممکن ہے یہ ذکر تھا کہ چند ہرکارے دوڑے ہوے آئے
اور ہفت پیکر کے سامنے عرض کی غضنفر بن اسد قصبہ الونار پر فروکش ہے اور زمیندار نے
بڑی دھوم سے دعوت کی ہے لیکن غضنفر کے سامان فروکش سے اب اسوقت کسی کو ضرور
قاروت بھیجیں تو غضنفر گرفتار ہو جائے ہفت پیکر نے کہا ایا کوئی پہلوان ایسا ہے کہ
قاروت کے رقیب کی مشکیں باندھکر لائے یہ کہنا تھا کہ سرشار سر سوار اپنے مقام سے
غصے میں سرشار ہو کر اٹھا تین لاکھ فوج کا افسر ہے سب میں بہتر ہے کل فوج کو حکم دے دیا

کہ تیار ہو سب فوج اسوقت تیار ہو گئی گینڈے کو بڑھا کر چلا مگر خورشید بن ہاشم
صاحبقران کے لحاظ سے چلے آئے لشکر مین آکر سوچے کہ اگر غضنفر کو سزا نہ دی تو وہ عروج
کریگا زخمدوزی کرا کے پٹیان زخمون پر چڑھائین دس ہزار جوان ساتھ لیکر فکر غضنفر مین چلے
صحرا مین جو آکر پہونچے سرشار بیر سوار جو کہ تین لاکھ فوج لیکر فکر غضنفر مین چلا تھا خورشید
نے جو اسکو آتے ہوے دیکھا پکار کر آواز دی ای پہلوان اسوقت تو کہان جاتا ہی سرشار نے
کہا مین برائے گرفتاری غضنفر جاتا ہون قبضۂ الوند پر فروکش ہی یہ سنکر خورشید نے
آواز دی او نامرد پہلے مردان عالم سے مقابلہ کر لے تب آگے بڑھنا یہ سنکر سرشار نے
گینڈا اپنا بڑھایا مقابلے مین خورشید کے آیا خورشید سے نیزہ بازی مین مقابلہ پڑا
جب نیزہ بازی سے مطلب حاصل نہوا تو فریقین مین تلوارین کھنچین خورشید نے بھلاوہ دیکر
ایک ہاتھ تلوار کا مارا کہ شانہ سرشار کا جھول پڑا فوج والون نے جو اپنے آقا کو زخمی
دیکھا تین لاکھ فوج خورشید پر آپڑی خورشید دس ہزار جوانون سے تین لاکھ کو روکے
ہوئے ہین مگر نہایت بیقرار ہین جہان انکے دو ہزار کو پچاس ہزار نے گھیرا خورشید فورا
جھپٹ جھپٹ کے پہونچ جاتے ہین اپنے ساتھ والون کو بچاتے ہین لاشے جو دوستون
کے دیکھے بیقرار ہو گئے پکار اٹھے کہ ای خالق بے نیاز و ای مالک چارہ ساز رحم اپنا
شریک کر ان ظالمون سے بچا لے لنظم

از کدورت باطن خود کن صفا — تا نظر آید ترا نور خدا
کن توکل بر جناب کردگار — در مقام ابتدا و انتہا
در جہان ہرگز مشو ہرگز مشو — آشنائے مردم ناآشنا
دوستی کن دوستی با نیک و بد — دوست دارد تا زمانہ مر ترا
یاد کن خلاق خود را یاد کن — ہر زمان ہر روز و شب صبح و مسا
دولت عرفان اگر مطلوب تست — کن صدا بر باب حق مثل گدا
مال و دولت صرف کن از دست خویش — ہر چہ داری بخش بر نام خدا
از عذاب عاقبت یابی نجات — گر کنی حق عبودیت ادا

	سرکشی از حکم خلاق جہان بندہ گر از عبادت سر مپیچ		سجدہ کن بر خاک تسلیم و رضا زانکہ غیر از بندگی ہیچ است ہیچ	

خورشید نے جو بیقرار ہو کر دعا مانگی ساتھ والے آمین کہنے لگے کہ یکایک صحرا سے گرد اڑی
غضنفر بن اسد اسی ہزار قزاقوں سے آکر پہونچا نعرہ کر کے گرز اٹھاتا پھرتا سامنے سرشار
کے پہونچا للکارا کہ او نامرد تو میری فکر میں چلا تھا میرے بھائی نے تجھکو روک لیا دیکھ
دس ہزار سواروں نے تین لاکھ سے مقابلہ کیا اب قزاقان جانباز آ پہونچے اب ہرگز
نہ بچوگے یہ کہکے سرشار پر جا پڑے وہی نعرہ کیا آواز دی کہ ہاں سر کاٹ لو سرشار پلٹا
غضنفر نے گرز ہاتھ مارا کہ سرشار کے دو ٹکڑے ہوئے شاہزادہ خورشید بھی غضنفر کو
دیکھکر شگفتہ ہوئے غضنفر نے کہا ای برادر کیا ارادہ ہے خورشید نے کہا اب نکلی دلیا
تو میرے ہاتھ سے مارے جاؤ غضنفر نے پھر نعرہ دیکر ہاتھ اٹھایا بوق ترکی کو بجا دیا کہ اے
قزاقو اب شکار کھیلتے ہوئے چلو قزاقوں نے پھریری لی ایک ایک حملہ کر کے ٹلے کہ
خورشید کے ساتھ والے پامال ہوگئے چند شخص ہمراہیان خورشید باقی رہ گئے دور جاکر
غضنفر نے آواز دی بھائی صاحب اب جائیے میری بے ادبی کو بھی آپ معاف فرمائیے
قضائے کار اسد غازی شکار کھیلتے ہوئے آتے تھے خورشید کو جو زخمی دیکھا ٹھہر گئے
فرمایا ای برادر یہ کیا ہوا خورشید نے کہا آپ کے صاحبزادے زخمی کر کے تشریف لیگئے
ہیں اسد نے گھوڑا اڑکایا کمان کیانی کاندھے سے اتاری پکار کر آواز دی اے غضنفر
ٹھہر جا آگے نہ بڑھنا غضنفر نے پلٹ کر دیکھا کہ تیر کمان میں پیوستہ ہو چکا ہے سہم کر
غضنفر ٹھہر گیا اسد نے قسم کھا کر کہا کہ میں کچھ نہ کہونگا تم سیدھے میرے پاس چلے آؤ
ورنہ ادھر ایک قدم بڑھایا اور تیر پڑا غضنفر ڈرا کہ قبلہ و کعبہ خلاف نہیں فرماتے ہیں
غضنفر نے عرض کی میں قریب آتا ہوں مگر تحفہ نہ دونگا یہ کہکے قریب اسد آیا اسد نے
رومال سے ہاتھ غضنفر کا باندھ لیا پوچھا کہ اپنے کو کس حال میں پاتا ہے غضنفر نے کہا جیسے
کوئی مظلوم ظالم کے سامنے ہو اسد نے کہا تیری زبان درازی نہیں جاتی مجھکو ظالم
بتاتا ہے غضنفر نے کہا آپ میرے مالک ہیں جو چاہیے سو کیجیے میری مجال نہ کہ آپ کے

سامنے سرکشی کرون یہ کہکے عفنفر قریب آیا اسد نے سبب ملکہ بلوہ کرینگے مسلمانون کے
اسد نے کان پکڑ کے کہا کیون سمجھا یہ تونے کیا حرکت کی . اسکے ساتھ مین کرتا ہی عظیم و
دید کے وہ سامنے صاحبقران کے فریاد کرتا ہی عفنفر نے کہا صاحبقران
آپ نے مجکو تیر دکھا کے پکڑ لیا اسد نے تلوار پرتلے سے نکالی انگلی سے انگوٹھی اُتار کر
گھوڑے کی باگ تھامی کہا بس اب جا تیرے عفنفر نے بنگاہ حسرت خورشید کو دیکھا خورشید
کا دل بیقرار ہوگیا کہا بھائی صاحب مین بخوشی یہ تحفے اسکو بخشتا ہون عفنفر نے تحفے
لیے گھوڑے پر سوار ہوئے گھوڑے کو چمکاتا ہوا جب دور نکل گیا تو پکار کر آواز دی قبلہ و کعبہ
آج آپنے میرے ساتھ بڑی بدعتی کی کسی مقام پر آپ سے سمجھونگا اسد نے آواز دی ارے
ٹھہر تو جا عفنفر نے کہا اب نہین ٹھہرتے عفنفر یہ کہتا ہوا چلا گیا کہ قبلہ و کعبہ اب شبخون لشکر پر
مارونگا اور خزانہ لیجاؤنگا اسد خاموش ہو رہے خورشید کو ساتھ لیکر پلٹے عفنفر طرف صحرا کے
گئے ملکہ ہفت پیکر بارگاہ مین دبی بیٹھی ہوئی کہہ رہی ہی کہ پہلوان برائے گرفتاری عفنفر گیا تھا
پلٹ کر آیا یا نہین یکا یک ہرکارے دوڑے ہوئے آئے عرض کی کہ حضور وہ پہلوان مارا گیا
عفنفر نے اسکو پٹک کر مارا اول خورشید نے روکا بعد اسکے عفنفر آیا آخر وہ پہلوان
مارا گیا ہفت پیکر کو اُس پہلوان کے مارے جانے کا حال سنکر بہت قلق ہوا کہا ہائے وہ
ایسا پہلوان زبردست نامی و گرامی جاتا رہا کہ وحشت صفت مارا گیا اب میرا دل کہہ رہا ہے
کہ اب کی مرتبہ طبل جنگی بجا اور مسلمانون نے بلوہ کیا قدرت کو اب کچھ بن نہین پڑتا کہ کیا تدبیر
کرین یہ وے بارگاہ سے اُٹھے ہوئے قصر سامنے معقول بنے ہوئے ہین ہر قصر مین
سامان عجائب وغرائب ہی مگر وہ جو ڈیوڑھیون پر خداوندان باطل قائم تھے وہ سب سامان
لگے جب سے ملکہ شمیم شریک مسلمانان ہوئین اُس دن سے ڈیوڑھیون پر لقا و زمرد جادو
شاہ و فرعون شاہ وغیرہ بشکل نگہبان بیٹھے رہتے تھے اُن مقامون پر سناٹا ہی ہفت پیکر
جب دیکھتا ہی آنکھون مین آنسو بھر لاتا ہی وزیر و امیر سب عرض کرتے ہین کہ یا خداوند شعرا
سابق نے خوب بیان کیا ہی ہر کمالے را زوال یعنی جاہ و جلال کے یہ تکلیفین دیکھنا تھین
میان قمر کیا خوب نیستی دنیا مین فرماتے ہین ۔ نظم

سرکشی از حکم خلاق جہاں | جسکو دیکھا وہ ہی پریشان دل
بندہ گر از عبادت حق دہی | آتشین زن چراغ عقل سے ہی
خورشید نے جب ہوئے قد رعنا | تب ہوا سرو خوشنما پیدا
لالہ رو دلبر لیگئے جب داغ | تب ہوا لالہ زیب محفل باغ
جب مٹے میکشان محفل درد | جعفری نے دکھایا تب رخ زرد
جب ہوئے خاک صاحب کاکل | تب نظر آئے گیسوے سنبل
مر گئے جب ہزار غنچہ دہان | ہوا گلشن میں ایک غنچہ عیان
جب ہوا گل چراغ عارض یار | تب گلستان میں گل ہوا اظہار
نرگسی چشم میں جو دفن یہیں | چشم نرگس جھکی ہے سوے زمین
شاخ پر ہے جو سیب زیب چمن | کسی محبوب کا ہے سیب ذقن
عندلیبوں کے بین ہیں الحان | غافلو کل من علیہا فان
خاک میں گلرخان جو سوتے ہیں | باغ میں آبشار روتے ہیں
دیکھکے بے ثباتی عالم | ہمہ تن اشک ہو گئی شبنم
جب ہوا سرو کو خزان کا ڈر | خاک اڑانے لگی نسیم سحر
اسی اندوہ میں کرو قیاس | گل سوسن کا ہے کبود لباس
یہ گلستان نہیں ہے قابل سیر | کرے اللہ خاتمہ بالخیر

یہ اشعار جو وزیر نے پڑھے ہفت پیکر رونے لگا کہا یارو خدا سے نادیدہ سلیمان کا بڑا زبردست ہے کس تدبیر سے رستم کو تحفہ حیات ملے لوح بھی حاصل ہو گئی کوئی مرحلہ باقی نہ رہا ایک قلعہ باقی تھے وہ غضنفر نے فتح کیے ہفت پیکر دلمین متعجب ہے کہ میں نے دعوی خدائی کیوں کیا اے ہفت پیکر سلطنت کیا کم تھی سات سو ملک سے خراج آتا تھا وہ سب ملک قبضے سے نکل گئے کل سرداران صاحبقران نے خروج کیا شاہزادوں نے ملک آفتین پر ایکدن یہ خیال جو آیا ہفت پیکر بہت رویا وزرا امرا نے عرض کی حضرت نہ گھبرائیں ایکی مرتبہ جو طبل جنگی بجیگا کل فوج بلوہ کریگی اسی لاکھ فوج تھی ایسی سے

دس لاکھ قتل ہوئی اب بھی ستر لاکھ باقی ہے جس وقت یہ سب ملکر بلوہ کرینگے مسلمانوں کے کلیجے پھٹ جائینگے ہفت پیکر کسی بات کا جواب نہیں دیتا دل سے باتیں کر رہا ہے عظمت و شان اپنا یاد آتا ہے دل گھبراتا ہے سب سے زیادہ شمیم کی یاد میں بیقرار ہے کبھی کہتا ہے ہاے معشوق قدرت نکل گئی کسکے سامنے بیان کروں کبھی یہ اشعار پڑھنے لگتا ہے نظم

فراق میں ہے دم تیغ موج آب مجھے ❊ ہے گرد لشکر غم جوش ماہتاب مجھے
جو مے فروش نے زہریلی دی خراب مجھے ❊ عوض میں ذرے کے بخشا آفتاب مجھے
ملا ہے دست محبوب بے حجاب مجھے ❊ عجب ہے آئی نظر برق بے سحاب مجھے
پیا جو جام بھی بنکے اشک ساری شراب ❊ بغیر یار ہو کیا نشۂ شراب مجھے
دم انتظار میں نکلا تب آیا ہاے جواب ❊ جواب نامہ ہوا نامے کا جواب مجھے
جوان دل ہے تو پیری نہیں ہے باعث غش ❊ سفیدی بالوں کی ہے جوش ماہتاب مجھے
تڑپ تڑپ کے موا پیاس سے لب دریا ❊ نظر جو آگئی چین جبین کی آب مجھے
میں جسکے غم میں جلوں ہو وہ بے مزہ مجھے ❊ کیا ہے بخت نے کیا سوختہ کباب مجھے
خوشی جہان کو ہے میری اشکباری سے ❊ کیا ہے بخت نے ہم طالع سحاب مجھے
بچیگی جان مری روز ہجر میں کیونکر ❊ دکھا رہا ہے فلک تیغ آفتاب مجھے
بہا جو اشک کا سیلاب آنکھیں [illegible] ❊ ملے تھے کیا خوش آنکھوں سے دو حباب مجھے
جنوں سے ملتے ہیں کتنے وہاں نہ رکھے ❊ کیا ہے عشق نے جو خانماں خراب مجھے
ورود پڑھنے لگا ہوں جو پاک نام ترا ❊ کسی پسینے کا یاد آگیا گلاب مجھے

ہفت پیکر نے جو یہ اشعار پڑھے سب اہل دربار رونے لگے اسوقت دربار میں ہفت پیکر کے عجیب کیفیت ہے ہر ایک کو جوش عبرت ہے ہفت پیکر کہتا ہے قدرت جلد تبدیل کرینگے اور کسی رنگ میں خدائی جمائیں گے کہ سامنے سے ایک لکہ ابر اٹھا جسقدر رنگ دنیا میں ہیں وہ سب رنگ اس ابر میں شریک ہیں کبھی ابر برستا ہے کبھی دھوپ نکل آتی ہے کہیں پانی بھر گیا کہیں خاک اڑنے لگی ہفت پیکر نے کہا یارو تم نے دیکھا یہ کیسا اٹھا ہے عجائب غرائب قدرت معلوم ہوتے ہیں ہفت جوش جادو وزیر اعظم بیٹھا تھا وہ اپنے مقام سے اٹھا

کہا یا خداوند سکندر نے بروقت انتقال یہ طلسم خیال سکندری بنایا تھا اُسی کا ظہور ہی ایک حکیم کامل نے یہ وعدہ کیا تھا کہ آپ کی لاش کے واسطے ایک قصر بنے وہ قصر یا حکیم تنکو زیر صندوق حبس دم کرکے بیٹھا کئی سو برس کے بعد وہ منہ سے بولا ایسا اپنے علم کا زور ہوا کہ یکبار اُٹھا میں خداوند ہوں سترہ سو ملک جو خراج گذار تھے سب نے اُسکے عجائب و غرائب دیکھکر سجدہ کیا تماشا یہ جو ہی بڑے سیر نکلا ہی یہ غور دیکھیے صندوق پر سوار ہوگا شعبدہ عجب دکھلاتا ہوا آتا ہی اب جو سب نے بنگاہ غور دیکھا تو ایک صندوق مخمل کاشانی سے منڈھا ہوا اُسپر ایک شخص بتکلف تمام بیٹھا ہی جب مسکراتا ہی تو بجلی چمکتی ہی جب روتا ہی تو مینہ کا تار بندھ جاتا ہی جب ہاتھ کو جنبش دیتا ہی تو خاک اڑتی ہی کبھی ہاتھوں کے ہلانے سے ابر میں جنبش ہوتی ہی ہزارہا طائر جیسے پر ہلاتے ہوئے زمزمہ سرائی کررہے ہیں جنکے کلام سے یہ سنائی دیتا ہی۔ نظم

دلا فصل بہاری ہی جنون زا ربع مسکون ہی — گلستان جہان مین جو شجر ہی بید مجنون ہی
سمجھتا ہون مین شاخ گل کو اُسکا قد موزون ہی — صبا دیتی ہی جنبش جانتا ہون رقص موزون ہی
کرے کیا خال پر رغبت جو محو چشم میگون ہی — کہ آب زندگانی ہی شراب اور زہر افیون ہی
نہین گے بدر ماہ نو نشان نعل توسن کے — اگر اے شہسوار ایسا ہی حسن روز افزون ہی
جہان سوتی ہین دنیا مین سحر زر سے ہوئی ہین — کہ نقش زرخزانے مین پرائے بار افسون ہی
بہم پہچانتے ہین خشک و تر کے جزو و کل کو ہم — جو ذرہ ہی وہ ہامون ہی جو قطرہ ہی وہ جیحون ہی
بجز رنگین مزاجی زندہ دل ہونا نہین ممکن — کہ رنگ زندگانی ہی بدن مین جبتلک خون ہی
ہتر لے زر کیا بیدار اُڑا دینے کو دنیا مین — زمین مین جسکو پنہان کرتے ہین وہ گنج قارون ہی
نہ ہوا دنی کو کچھ حیرت کبھی اعلی کے رتبے سے — زمین آرام سے ہی رات دن گو چرخ گردون ہی
کیا ہی اسقدر لاغر فراق یار نے ہمکو — کہ کہتے ہین مرے محرم نہ لیلی ہی نہ مجنون ہی
کسی محبوب کو کیا ہی مرے محبوب سے نسبت — کہ رشک خال مشکین ہی جو اسکی زلف کا گون ہی
اندھیرا سا اندھیر اچھا رہا ہی آگے آنکھون کے — شب تاریک مین مجھکو خیال زلف شبگون ہی
سیہ مستون کی ہی رفتار سے کلک مین ناسخ — دم فکر سخن مجھکو خیال چشم میگون ہی

ہفت پیکر نے کہا اے وزیر اعظم ذرا اس حکیم کو بلاؤ وزیر نے کہا وہ اپنے غرور میں ہے

شاید آپ کو اس مرتبے پر دیکھ کر کچھ رشک کرے آپ فوراً بلا لیجئے ہفت پیکر نے کھڑے
ہو کر کہا یا خداوند خیال سکندری ذرا یہاں تشریف لائیے ایسا نہو کہ میں جمال سے محروم رہوں
چاہتا ہوں کہ آپکی خاطر کروں جلسۂ عیش و نشاط آراستہ ہے تھوڑی دیر تشریف رکھیے
ہفت پیکر نے جو پکار کر کہا یا تو ابر دوار روی کرتا ہوا جاتا تھا بار کا آواز آئی اے بندگان ناپاک
کیا جمال قدرت دیکھنا چاہتے ہو ہفت پیکر کو یہ کلمہ بہت ناگوار ہوا ہر چند ضبط کیا نہ ہو سکا
بول اٹھا کہ میں خود خداوند ہوں تو نے دوسرے کی بیہ میری خدائی نے رونق پکڑی اب وقت
زوال ہے اسوجہ سے آپکی قدمبوسی چاہتا ہوں ورنہ ایسے ایسے بندے تھے کہ ڈوبے کو
مردہ اور مردے کو زندہ کرتے تھے اُن سب کو بہشت میں بھیجا جب وہ جانباز یاد آتے ہیں
تو قدرت گھبراتے ہیں یہ جو ہفت پیکر نے کہا ابر سے ہزاروں برقیں گریں ایک دنیا تباہ ہوئی
کہ اہل دربار ہفت پیکر بیہوش ہو گئے برائے چند ساعت ہفت پیکر کی بھی آنکھ بند ہو گئی
اب جو بیدار ہوا دیکھا میرے تخت پر صندوق قائم ہے وہی حکیم بارشیں کلان صندوق پر
بیٹھا ہے ہفت پیکر نے مصافحہ کیا معانقہ کا ارادہ کیا حکیم نے منع کیا کہا تیرے جسم سے
جسم نہ مس کرینگے تو مغضوب درگاہ ہے تیرا زوال بہت قریب ہے تو بے نصیب ہے اب مسلمان
تیرا پیچھا نہ چھوڑینگے یہ سب بندے کیوں بیہوش پڑے ہیں اوسنے اٹھو قدرت کو سجدہ کرو
سب بیدار ہوئے اُٹھتے ہی حکیم کو سجدہ کرنے لگے ہر چند ہفت پیکر اشاروں سے
منع کرتا ہے مگر کوئی نہیں سنتا جو اُٹھا وہ سجدے کو جھکا جب سجدے کر کے وہ سب اٹھ چکے
تو حکیم نے کہا اے ہفت پیکر کیا چاہتا ہے ہفت پیکر نے کہا یا خداوند حکایت یہ ہے کہ
مسلمانوں نے چار جانب سے بلوہ کیا تحفہ جات حاصل کیے لوح طلسمی پر قبضہ کیا اب مگر
یہ قصر عشرت باقی ہے اگر یہاں شکست کھائی تو کہاں جاؤنگا حکیم نے جواب دیا کہ اے ہفت پیکر
کیوں گھبراتا ہے کل ایک بندہ ہمارا آئیگا کہ داؤد عیار اُسکا نام ہے سب مسلمانوں کو وہ
گرفتار کرکے لیجائیگا قصر سکندری میں پہونچائیگا قدرت اُنکا دربار سمجھیں گے تو اپنے
ملکوں پر قبضہ کر لینا مگر قدرت کو سجدہ کر غرور اپنے دل سے نکال ورنہ بہت جلد تیرا گلا
ہاتھ سے طلسم کشا کے مارا جائیگا ہفت پیکر واسطے سجدے کے جھکا حکیم نے پشت پر لگا

کہا اور آواز دی کہ سر خود را از سجدہ بردار کہ لعنت بر تو غضب کردم ہفت پیکر نے فوراً
قدمون کو چوما حکیم نے کہا کہ اب زیادہ نہ ٹھہرینگے یہ تصویر قدرت اپنی دیتے ہین اسکو
گلے مین ڈال لے سوائے طلسم کشا کے کوئی تجھکو نہ قتل کر سکیگا حکیم نے تصویر دی ہفت پیکر
نے گلے مین ڈال لی حکیم نے صندوق کو اشارہ کیا اُسی طرح بلند ہو کر ابر مین چھپا اُسی طرح سے ابر
اڑکتا ہوا روانہ ہوگیا دیر تک دربار مین ہفت پیکر کے سناٹا رہا بعد عرصہ دراز ہفت پیکر
نے پکار کر آواز دی یہ جو آیا تھا یہی خداوند ہو مجھکو آج سے سلطان ہفت پیکر کہا کرو سب
سردار خاموش ہو رہے آپس مین اشارے کرتے تھے کہ ہمارے خداوند پر سحر کر گیا اول
قدرت کا پلٹا دیا اُسکے معتقد ہوئے اب امیدوار ہین کہ خیال سکندری والون سے
بگڑی الجھ جائے ہفت پیکر نے حکم دیا کہ طبل جنگی بجے مگر طبل قہاری پر چوب پڑے
اُسیوقت لشکر ہفت پیکر مین طبل جنگی بجا سب سردارون نے نقارے بجائے ہرکارے
لشکر اسلام کے جو حاضر تھے خبرین لیکر بھاگے دربار مین صاحبقران کے آئے ہاتھ اُٹھا
کے دعا دی - قطعہ - کہ تا سبزہ روئیدہ باشد بباغ * گل سرخ تابد چو روشن چراغ نگین
سعادت بنام تو باد + ہمہ کار عالم بکام تو باد + شہریار کی عمر دراز ہو دشمن کو سوز و گداز
ہو آج ہفت پیکر نے خداوند خیال سکندری سے ملاقات کی اور اُسکو سجدہ کیا اُسی کا
نام لے رہا ہے کل کوئی سردار وہان سے آئیگا سر میدان مقابلہ کریگا وہ بدزبان کہگیا ہے
کہ سب اہل اسلام گرفتار ہونگے صاحبقران نے یہ سنکر فرمایا کہ خواجہ ہمارے لشکر مین بھی
بفضل ایزدی طبل جنگی بجے خواجہ نقارخانہ سکندری مین پہونچے غاشیہ اُٹھا کر ڈال دیا
بقول شاعر - نظم - چو بر طبل اسکندر آمد دوال + ز ناہید مریخ کرد این سوال + جہان را
بگیرد ز آخر سپاہ + سرافیل صور قیامت دمید + بگفتا کہ این طبل اسکندر است + کز آوازش
او گوش گردون کر است + رستم نے بھی نوازش طبل کو حکم دیا لشکر رستم مین بھی طبل جنگی
بجا ہفت پیکر جب طبل جنگی بجوا چکا تو سردارون سے کہا آپس مین عہد کرو کہ کل جمکر لڑو
ایسی تلوار چلے کہ مسلمانون کے دانت کھٹے ہو جائین طلسم کشا کو گھیر کر گرفتار کرو میرے
سامنے لاؤ مین اُسکو قتل کرون طلسم پر پھر سے قبضہ کرون سب سردار جمع ہوئے

کتاب ہفت پیکر بیچ میں رکھی گئی سب نے اس کتاب پر ہاتھ رکھے ہر ایک کا یہی قول تھا
کہ کل میدان سے قدم نہ ہٹائیں گے جمکر لڑینگے اسطرح لڑیں کہ مسلمانوں کی جرأت سب
مٹا دیں آپس میں قسمیں ہو کر سب سردار دربار ہفت پیکر سے اُٹھے اپنی اپنی بارگاہ میں آئے
اپنی اپنی فوج کو آراستہ کرنے لگے سترہ سو سردار صاحبان فوج و لشکر سب کو وردیاں نئی
بانٹیں سماک بلا آفی واسطے خبر کے آیا تھا یہ ہنگامے لشکر کفار میں جو دیکھے خدمت رستم میں
آکر کل کیفیت بیان کی رستم نے تیغ ہفت جوہر کے قبضے پر ہاتھ رکھا کہا اے غازیان نبرد
و اے مجاہدان تہور شعار کل تم اسطرح جنگ کرو کہ کفار کو تنگ کر دو یہ سمجھا کئے سمجھیں کہ شیران
دشت نبرد سے مقابلہ پڑا کل ہم خود میدان میں نکلیں گے ہفت پیکر کو للکاریں گے
دیکھیں کون نکلتا ہے ہفت پیکر کے لشکر میں بڑے بڑے پہلوان موجود ہیں سماک نے
عرض کی آج کوئی عیار بھی آنے کو ہے ہفت پیکر کہتا تھا کہ شاطر قد [illegible] بیشۂ زنگبار
میں پرورش پائی ہے ساٹھ ہزار عیاروں سے آئیگا حمیر چالاک اسکا نام ہے ساٹھ ہزار
بیابانیوں سے آئیگا بلکہ یہ کہ خواجہ کو لوٹیگا خواجہ بھی اسوقت وہاں موجود تھے یہ سنکر ہنسنے
فرمانے لگے کہ میں نحیف و ضعیف مفلس محتاج کیا مقابلہ کرونگا البتہ فرزند میرے چالاک
وغیرہ مقابلہ کرینگے رستم نے کہا اے عم نامدار عیار جو آئیگا وہ آپ ہی سے دعوی کریگا آپکو
جواب دینا پڑیگا کہا اے نور نظر تم کمر بندھوا دو تو کیا مضائقہ ہے افلاس میرا دفع ہو ہوش تو
درست ہوں رستم نے کہا جسوقت آپ اس عیار کو گرفتار کرکے لائینگے سب سردار کچھ نذر
کرینگے خواجہ نے چادرہ بچھا کر کہا اب ثابت ہو گیا کہ ہماری جان لینا منظور ہے میں بھی ضرور
لڑونگا رستم نے کہا جب فتح کرکے آئیے گا جب ملیگا خواجہ نے منھ پھلا لیا کہا کہ تو تمہارے
طرز کلام سے ثابت ہوتا ہے کہ بہت کچھ دو گے رستم نے کہا دس ہزار تو میں حاضر کرونگا اور
سرداروں کو اختیار ہے خواجہ نے کہا سخی کے سردار بھی سخی ہوتے ہیں یہ کہکے خواجہ نکلے
برق نے چھُری لی خسرو نے پوچھا اے برق کیا ارادہ ہے برق نے کہا بھلا میں استاد کو
لٹنے دونگا میں آتے آتے اسکا خاتمہ کر دونگا یہ کہکے برق تلاش میں نکلا چار پہر رات
تیار رہا رہیں صبح کو برق فرنگی ایک خدمتگار کی شکل بنا دربار ہفت پیکر میں یا ہفت پیکر

سرداروں کو روانہ کر رہا ہے کہ ایک عیار جست و خیز کرتا ہوا آیا ہفت پیکر کو ایک نامہ
دیا ہفت پیکر اسکو کھول کر پڑھنے لگا یہ کیا جانے کہ خدمتگار بھی پڑھا ہوا پشت پر کھڑا ہے
عیار چھیپر نے نامہ ہفت پیکر کو لکھا تھا کہ یا خداوند شاطر آپ کی طرف سے بیشۂ فیضرسان
کے آتا تھا راہ میں سردار فرستادہ خیال سکندری موسوم بہ داؤد و غبار انگیز بلا غلام سے
ملاقات ہوئی وہ بھی آکر قیامت برپا کریگا غلام بھی حاضر ہوگا مگر تاہم دونوں کا مخفی پیچھے لگا
عیاروں پہ ثابت نہ ہو ورنہ راہ میں آکر روکیں گے ہفت پیکر نے نامہ پڑھکر پھاڑ ڈالا
آگ لالٹین میں ڈالدیا ہفت جوش وزیر نے پوچھا یا خداوند یہ کسکا نامہ تھا ہفت پیکر نے
کہا قدرت کو مخفی کرنا منظور ہے اس حال کو نہ پوچھو وزیر خاموش ہو رہا برق باہر نکلا اسلحوں
سے نشان بیشۂ فیضرسان پوچھا تلاش میں چلا راہ میں فرزند سے ملاقات ہوئی برق ثانی
نے پوچھا اے والد آپ کہاں جاتے ہیں برق نے کہا اس حال کو نہ پوچھو میں طرف بیشۂ
فیضرسان کے جاتا ہوں برق ثانی بارگاہ میں آیا دیکھا صاحبقران بھی سوار ہو رہے
ہیں ایک طرف سے لشکر رستم فرد آفرد آ رہا ہے سرداران صاحبقران بھی چلے آتے ہیں
خواجہ عمر صندوق عماری پر سوار ایک لاکھ چوراسی ہزار پیک بچہ ساتھ ساتوں مہتر
چوہ عمر ہنگاسا ساتھ ساتھ خواجہ کے چلے آتے ہیں طریقہ آمد عیاران شلنگیں لگاتے
ہوئے آپس میں خنجر چلتے ہوئے حقہ ہائے آتشبازی کا دنا دنا اس عظم و شان سے خواجہ
میدان میں آکر پہونچے سب کے آگے بڑھکر کھڑے ہوئے کہ صاحبقران کی آمد ہوئی طبل
سکندری پر چوب پڑی بادشاہ لشکر اسلام قلب فوج میں آکر ٹھہرے صاحبقران زبان
بہادر سپہ سالاری چالیس قدم آگے بڑھکر کھڑے ہوئے لیکن حال برق کا عرض کیا جاتا ہے
کہ برق فرنگی جست و خیز کرتا ہوا بیشۂ فیضرسان میں پہونچا ایک پہاڑ پر چڑھکر دیکھا کہ
صحرا میں فوج بیشمار فرو کش ہے بالکہ شیرین ادا زوجہ داؤد و غبار انگیز بھی ساتھ ہے برق
صحرا میں آکر کھڑا ہوا چھانک کے دیکھنے لگا در خیمہ داؤد پر کنیزوں کے جھاؤ میں سامنے
خیمہ بیت الخلا کا آراستہ ہے اکثر کنیزیں جو پاخانے جاتی ہیں مہترانی فوراً طشت اٹھاکر
صحرا میں پھینکا کرتی ہے برق فرنگی نے جو مہترانی کو دیکھا کہ دمبدم صحرا میں آتی ہے طشت کو

پھینک کر پلٹ جاتی ہو ایک جوان حسین کی شکل بنکر کھڑا ہوا پھر جو مہترانی آئی اپنی صورت
دکھا کر اشارے سے بلایا جب مہترانی قریب آئی کہا ای جان جہان ودی آرام عاشقان
میری تو تمپر جان جاتی ہی روز یہان آکے ٹھہرتا ہون آج صبر نہ آیا تو تم سے بات کی اسلئے
مشتاق کر جواب دیا تم بھلا مرد آدمی مین مہترانی۔ برق نے کہا کیا مضائقہ ہی اب تو میرا کہنا مانو
جو مین کہون اسکو قبول کرو یہ سنکر مہترانی شرما کے پھیر کر چلی برق نے کہا ذرا سنو مہترانی نے
جھنجھلا کر جواب دیا مجھے مت روک سے خبر اکا باپ سامنے دیکھ رہا ہی اسوقت تیرا یہ
سمجھ قابض نہ ہو گا ایسا نہ ہو سونٹا لیکر آوے تو تجھکو ماریگا برق نے باتین کرتے کرتے
قریب آ کر ایک حباب مار کر مہترانی کو بیہوش کیا اسی کی شکل بنکر دبیت الخلا پر آیا کہ
پلٹہ ہوا زوجہ داؤد آتی ہین برق فرنگی مہترانی بنا ہوا اندر خیمے کے جا کھڑا ہوا زوجہ
داؤد اندر خیمے کے آئی دیکھا مہترانی رو رہی ہی پوچھا کیون سنکر یا خیر تو ہی کیون روتی ہی
برق نے ہاتھ باندھ کر کہا حضور جانتی ہین کہ شوہر میرا کسقدر اعتنا کیا کرتا ہی کہین جانے
نہین دیتا رات کو ایک شریف بلانے آئے تھے اسکے جو دیکھا رات بھر گھنٹے مین رہا شراب
پی کر آیا تھا مجھکو مارا یہ کہکے پشت دکھائی گوری گوری پیٹھ پر سونٹون کے نیلے دھبے پڑے
ہوئے ہین اس نازنین نے جواب دیا کہ مین چلکر سمجھا دونگی تو روا اگر زیادہ بگڑیگا تو
فارغ خطی دلا دونگی برق فرنگی نے کلیجے پر پتھر رکھا حباب مار کر بیہوش کیا اسی کی شکل
بنکر تیار ہوا کپڑے اتار لیے زیور وہین دفن کیا اسی کی شکل بنکر نکلا کنیزون سے پوچھا حضور
کہان ہین کنیزون نے پتہ دیا کہ بارگاہ مین بیٹھے ہین برق فرنگی اس طرف چلا تھا کہ ٹہلتا ہوا
کہ جمشید چابک آتا ہی برق فرنگی ٹھہر گیا دیکھا جمشید آگے ہی پشت پر جنیاہ مثیار زوجہ داؤد
کو دیکھ کے ہوئے دیکھا جمشید کو کھٹکا ہوا پکار کر آواز دی ای ملکہ عالم کہان جاتی ہو برق فرنگی
ٹھہرا جمشید قریب آیا کہا ملکہ عالم کیا ارادہ ہی برق فرنگی نے کہا ارادہ ہی کہ شوہر سے
ملاقات کرون نہین معلوم کہان بیٹھے ہین جمشید نے جو باتون مین [illegible] ساتھ ساتھ
چلا کہا ملکہ عالم آج آپ رنجیدہ کیون ہین برق فرنگی نے کہا رات [illegible] سامنے آتے
شراب کا نشہ زیادہ تھا آتے ہی سو گئے مین مزاج پوچھونگی جمشید [illegible] باتین کرتے کرتے

کہا او مکار تو کوئی عیار ہی برق نے تیغ کھینچی کہا او بے حیا کیا بکتا ہی کیسا عیار و مکار میں تو
اپنے شوہر کے پاس جاؤنگی جمہیر ڈر کر خاموش ہوا کہا ملکہ عالم چلیے اب برق فرنگی چوکنا
ہو جاتا ہی کسی طرح نکل جاؤں لیکن جمہیر گھیرے ہوے ہی برق فرنگی نے نکلنے کا موقع نہ پایا
دربار میں داؤد غبار انگیز کے آیا جمہیر نے اشارہ کیا کہ ہی داؤد نے کہا آپ کی زوجہ کچھ
کم سا ہوتا ہی کوئی سحر کیجیے داؤد غبار انگیز نے ہاتھ ہلا دیا برق فرنگی کے چہرے سے [illegible]
[illegible] روغن عیاری کا اڑ گیا اتو جمہیر نے حلقہ ہاے کمند مارے برق نے حلقے کمند
سے کاٹے داؤد نے سحر کیا کہ برق فرنگی زمین پر گرا داؤد جھلا کر اٹھا خنجر کھینچ کر چھاتی پر
چڑھ بیٹھا کہتا تھا اسے بتا میری زوجہ کو کیا کیا برق نے کہا اگر مجھکو قتل کیجیے گا تو پھر زوجہ
کو نہ پائیے گا بہت پچتائیے گا داؤد نے برق کی مشکیں باندھیں کہا صاف صاف بتا
کر زوجہ کو میری کیا کیا برق نے کہا حضور میں بتائے دیتا ہوں آپ کی زوجہ کو میں نے
بیہوش کر کے ایک مقام پر ڈال دیا ہی ایسا نہ ہو کوئی اور اٹھا لیجائے تو پھر کیونکر زوجہ کو
پائیے گا داؤد غبار انگیز نے کہا سچ سچ بتا تو مجھکو لیکر چل دونگا ورنہ قتل کرونگا برق نے
کہا صاف تو یہ ہی کہ استاد والا نژاد نے مجھکو اسکی شکل پر یہاں بھیجا تھا کہ داؤد کو
گرفتار کرا لانا ہم عیاران لشکر اسلام بردہ فروشی کرتے ہیں جسکی بہو بیٹی کو گرفتار کیا اسکو
بیچ لیا سب مال بانٹ لیتے ہیں ایک [illegible] کی دختر نہایت حسین و جمیل تھی استاد
نے کہا ہی برق اگر اسکو لائے تو دو [illegible] حصے کے ملیں گے میں کئی دن تاک میں
پڑا رہا آخر موقع پا کر جا کر گرفتار کیا اسکو جب بیچا ہی تو تین تین سو اشرفی کس ملے تھے
آپ کی زوجہ پر ایک سوداگر قوم کا فرنگی عاشق ہی جب استاد اسکو دینگے تو وہ کئی ہزار
روپیہ دیگا مگر ابھی استاد نے نہ دیا ہی کہا ہی کہ مہتر کے پاس ہو گی اگر انکو بلوا بھیجیے مگر اب میں
انکی خدمت میں جانے کے لائق نہ رہا آپ ہی کے پاس رہونگا داؤد غبار انگیز نے کہا
میں مہتر کو بلا سکتا ہوں ابھی ایک پتلی بھیجوں جہاں عمرو ہونگے وہیں سے اسکو لے آئیگی
برق نے کہا استاد کے آتے ہی زوجہ آپ کی مل جائیگی مگر جلدی کیجیے ایسا نہ ہو کہ وہ اس
سوداگر کو دے دیں داؤد غبار انگیز نے جیب سے ایک پتلی نکالی پتلی سے کہا جہاں

عمرو ہوں وہاں سے لا برق سر جھکا کر بیٹھا بیتلی اڑتی ہوئی چلی خواجہ عمرو میدان میں آئے
ہیں ٹہل رہے ہیں آمد لشکر ہفت پیکر ہو رہی ہے سردار اسکے جمع ہوتے آرہے ہیں میدان
میں آکر ٹھہرتے جاتے ہیں کہ بیتلی جھپٹ کر گری خواجہ کو اٹھا لیگئی اور نعرہ کیا کہ منم فرستادہ
داؤد غبار انگیز عیاروں نے چاہا کہ پکڑیں مگر بیتلی آسمان میں ڈوب گئی یہاں داؤد
بیٹھا ہے کہ سناٹا ہوا بیتلی نے لاکر عمرو کو ڈال دیا خواجہ نے دیکھا ایک ساحر زرد پوست اور ایک
عیار شاسنگین لگا رہا ہے ایک جانب برق فرنگی بیٹھا ہوا ہے اسنے پکار کر آواز دی استاد زوجہ
اسکی دیجیے ورنہ میں قتل ہوتا ہوں لیکن اب میں آپکے ساتھ نہ رہونگا میں نے
داؤد کی نوکری کرلی مجھ سے بردہ فروشی نہ ہوگی خواجہ و برق سے تکرار ہونے لگی خواجہ فرمایا
میں او نالائق تو نے راز کی بات کیوں کہی ہمارا بھید کھولتا ہے ہم لوگ عیار ہیں جس طرح سے
بن پڑتا ہے بسر کرتے ہیں داؤد نے کہا اے شہنشاہ اوج عیاری میری زوجہ کو رہن نہ رکھیے
جو کچھ روپیہ صرف ہوا ہو وہ مجھ سے لیجیے خواجہ نے کہا اب آپ راہ پر آئے لیکن اگر ہمنے
آپکی زوجہ کو دیدیا اور آپ نے ہمکو نہ رہا کیا تو ہم کیا کرینگے وہ ترکیب کیجیے کہ ہم آپ
دونوں راضی رہیں داؤد نے کہا جو تم کہو میں راضی ہوں مگر میری زوجہ ملجائے خواجہ نے
کہا زوجہ اپنی لیجیے لیکن روپیہ لیکر جنگل میں چلیے ساحروں کو یہاں چھوڑ جائیے ایک نخل کے
نیچے روپیہ رکھیے دوسرے نخل کے نیچے ہم آپکی زوجہ کو رکھدیں آپ زوجہ کو لیکر ادھر
آئیے ہم ادھر جائیں کچھ جھگڑا فساد نہیں داؤد غبار انگیز اسپر راضی ہوا مگر اسنے کہا اے
شہنشاہ اسمیں مشورت میں نہیں کبھی کچھ فتور ہے عمرو نے کہا کہ داؤد عیار اتنی انکی بدگمانی
ہو اور میں اگلے وقت کا آدمی ہوں میں مکر و فریب نہیں جانتا ہوں سیدھی سادی بات
جو تھی وہ کہہ دی داؤد نے ضمیر کا کہنا نہ سنا روپیہ لیکر عمرو کے ساتھ چلا برق کو لیا پیچھے
سر جھکائے چلا آتا ہے خواجہ نے اشارے سے پوچھا زوجہ داؤد کو کہاں رکھا ہے برق نے
اشارہ کیا استاد بیت الخلا میں رکھا ہے خواجہ عمرو جب قریب بیت الخلا کے پہونچے
ہائے ہائے کرکے گر پڑے آنکھیں بند کرلیں سب نے دیکھا کہ کان کی لویں سیاہ ہیں
آنکھیں الٹ پلٹ ہو رہی ہیں برق نے استاد کو دیکھکر رونے لگا کہا اے داؤد غبار انگیز

دوا جلاب منگواؤ استاد کو کھلاؤ چنانچہ دوائیں برق نے بتا کر منگوائیں انکو کوٹ کر گولی بنائی
منھ میں خواجہ کے دی جیسے ہی گولی حلق سے اتری خواجہ اٹھ بیٹھے کہا مجھے احتیاج پاخانے
کی ہوا اسوقت دست آئینگا تب یہ درد جائیگا بیٹا برق تمنے یہ خوب یاد رکھا اسی نسخے سے میں
صحت پاتا ہوں خادم دوڑ کر لوٹے میں پانی لائے خواجہ پاخانہ گئے زوجہ داؤد کو لیکر زنبیل
میں رکھا باہر نکلے کہا میں نے صحت پائی برق نے اشارے سے پوچھا کیوں استاد مطلب
ہو گیا خواجہ نے کہا بچہ بڑے مزا دے ہو جہان گرفتار ہوگے ہمکو بھی بلواؤ گے برق نے
کہا استاد جب دیکھا کوئی صورت رہائی کی نہیں تب آپ کو بلوایا خواجہ نے کہا بچہ یہ تو
بتاؤ کہ زیور اسکا کہاں ہے برق نے کہا استاد یہ لوگ خیال سکندری کے رہنے والے
ہیں عورتیں وہاں کی زیور نہیں پہنتیں خواجہ نے کہا میں زیور ولباس تجھسے لونگا برق نے
کہا میں تو نہ دونگا دونوں اشاروں میں باتیں کرتے ہوئے جاتے ہیں داؤد عیار انکے
بھی ساتھ ہیں جب صحرا میں پہونچے خواجہ نے کہا سامنے جو نخل ہے آپ وہاں روپیہ رکھیے
میں دوسرے نخل کے نیچے اپنی عورت کو رکھوں بس میں روپیہ لیکر بھاگ جاؤں آپ
اپنی زوجہ کو لے آئیے داؤد عیار انگیز خوش ہو گیا خواجہ نے ایک نخل کے نیچے جا کر ایک
پھٹی ہوئی دری نکالی زمین پر بچھائی زنبیل سے پتلا میدے شہاب کا نکالا تکیہ سر کے
نیچے رکھا دور سے داؤد دیکھ رہا ہے ساتھ والوں سے کہتا ہے اسکی کمر میں میری زوجہ
تھی دیکھو نکالکر لٹایا ہے عمرو نے پکار کر کہا آپ ادھر آئیے میں جا کر روپیہ لوں داؤد خوش
ہو گیا خواجہ قریب روپیہ کے پہونچے برق نے کہا استاد میرا بھی حصہ ہے خواجہ نے
کہا ابے مسخرے تیرا حصہ اسمیں کیا زیور ولباس دے ورنہ خوب تجھکو مارونگا برق
نے کہا استاد زیور ولباس کہاں ہے یہ پہنتی ہی نہ تھی بیت الخلا میں برہنہ ہو کر آئی تھی
خواجہ نے وہ روپیہ لیا برق و خواجہ بھاگے لیکن داؤد قریب زوجہ کے پہونچا اشتیاق
میں اوپر گرا پیٹ پر جو ہاتھ پڑا ہاتھ پیٹ میں اتر گیا کسی کنیز نے آکر ہاتھ پکڑا
ہاتھ لوٹ کر ہاتھ میں آگیا کنیزوں نے کہا اے شہنشاہ ملکہ کو عمرو نے سرکے میں ڈالدیا
تھا وہ تو گل گئیں مہتر چا پاس آیا سر پیٹ لیا کہا حضور استاد شاگرد ملکر عیاری کر گئے

زوجہ کو آپ کی لیگئے اب لشکر مین پہونچے ہونگے غلام تو بڑھتا ہی عمرو سے مقابلہ کرون
سر میدان مشکین باندھون افسوس ہی کہ میرے ہوتے ہوئے آپنے دھوکا کھایا قدرت
کریا کو ہدیہ نگے فرمائین گے ای جمہیر تو موجود تھا اور یہ عیاری ہوگئی تونے نہ روکا مین کیا
جواب دونگا یہ کہکے ایک چیخ ماری ساٹھ ہزار پیاپک بچے گرد آگئے عیار شتابان روتا پیٹتا
پلٹا مگر جمہیر چابک اپنے ساٹھ ہزار پیاپک بچون کو لیکر چلا دہی جو عیارون کے طریقے ہین
حقہ ہاے آتشباری چلتے ہوے پیچھے لپٹے ہوے اسی زور و شور سے جمہیر چلا راہ مین
برق فرنگی ٹھہر گیا تھا کہ استاد نکل آئین تو مین جاؤن درہ کوہ سے اسنے دیکھا کہ جمہیر
بڑے زور و شور سے جاتا ہی برق فرنگی نے ایک سفید رومال کمر سے نکالا ایک کونے
مین روڑا باندھے دوسرے گوشے مین پھول باندھ دیے اس رومال کو راہ مین ڈالدیا
جمہیر نے عیارون سے کہا تم بڑھو مین آتا ہون عیار بڑھے یہ پھرتا ہوا جنگل مین آیا ایک
مقام پر دیکھا ایک رومال سفید پڑا ہی سوچا کوئی استاد پہونچے رومال کو اٹھایا روڑے
کھولکر کمر مین رکھے پھول نکالکر بدل لیے انکو سونگھا اسے کہکر گرا برق فرنگی سمجھا
کہ یہ بیہوش ہوگیا درہ کوہ سے نکلکر چھاتی پر چڑھ بیٹھا چاہا کہ مشکین باندھون جمہیر نے
دس حباب مارے برق نے کچھ دفع کیے کچھ چہرے پر پڑے بیہوش ہوکے گرا جمہیر نے برق
فرنگی کی مشکین باندھین پشتارہ دوش پر لگایا لیکر چلا جہان اسکے شاگرد تھے انکے پاس
آیا کہا لو مین برق کو پکڑ لایا ایک شاگرد نے کہا استاد یہ پشتارہ مجھے دیجیے مین اسی جنگل مین
جاکر قتل کرون جمہیر نے پشتارہ دیا وہ پشتارہ لیکر طرف جنگل کے چلا جب دور نکل گیا تو
جمہیر نے پکارکر کہا کہ اسطرف کہان جاتا ہی پکارکر اسنے آواز دی منم برق ثانی اسکے چچا
کو رہا کر لیا یہ کہکے بھاگا ایک مقام پر آکے برق فرنگی کو ہوشیار کیا برق نے بیٹے کو
گلے سے لگا لیا کہا ای فرزند بڑی چالاکی کی اب دیکھین جمہیر جاکر کیا کرتا ہی یہان لشکر سپاہ
مین آئے تھے بشیر جادو میدان مین آیا پکارکر آواز دی جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے
رستم نے گھوڑا بڑھایا سنبل ہفت گیسو قدمون سے لپٹ گئین کہا ای شہریار مین خود
جاکر اس بچہ کو سمجھائے دیتی ہون اس سے اکثر مقابلہ پڑا ہی یہ سحر مین بہت کم ہی یہ کہکے

سنبل نے طلادس بڑھایا لشیر نے جو سنبل کو آتے ہوئے دیکھا بیتاب ہو کے گولہ مار دیا سنبل نے ساتوں گیسوؤں کو جنبش دی برق چمک کر گری کر گولے کو کاٹا ایک کاکل سے برق چمکی تھی چھوٹی کاکلوں سے لکۂ ابر نکلا آسمان پر بلند ہوکر برسنے لگا چند قطرے جو لشیر پر پڑے جھومنے لگا آنکھیں سرخ ہوئیں چہرہ گلنار ہوگیا سنبل نے ابر کو اشارہ اور پکار کر آواز دی کہ اے گل اندام اسکو لینا ابر سے پھول برسنے لگے لشیر نے بنگاہ غور سنبل کو دیکھا بیقرار ہوگیا پکار کر یہ اشعار پڑھنے لگا نظم

پیرہن تیرے شہیدوں کے گلستاں ہو گئے
زخم خنداں غیرت گلہاے خنداں ہو گئے

آرزوے دل رہی ناآشناے گوش یار
حرف مطلب اپنے منہ تک آکے دنداں ہو گئے

حسن وہ شی ہے کہ پتھر میں بھی کرتا ہے اثر
چشم عاشق کی طرح آئینے حیراں ہو گئے

منزل دل کی خرابی کا الم کیا کیجیے
کیسے کیسے خانہ آباد ویراں ہو گئے

سیر تا سر جہاں دیکھا ہے زندان عشق
کتنے کافر ہو گئے کتنے مسلماں ہو گئے

عاشقوں سے پیٹھے رہنے کی سزا آخر ملی
چشم سے برگشتہ تیرے موے مژگاں ہو گئے

کیا نفاق انگیز چلتی ہے زمانے میں ہوا
سیکڑوں مجموعۂ جمعیت پریشاں ہو گئے

آہ بر لب داغ در دل ہیں کہ غیرت نے کیا
شمع و گل ہم بزم گور غریباں ہو گئے

موسم گل کردیا انکی قباے سرخ نے
چاک تا دامن ہزاروں ہی گریباں ہو گئے

زخم کھانے کا مزا دل کو ملیگا وقت قتل
ابروے قاتل اگر دو تیغ عریاں ہو گئے

دل نے جب سمجھا ہمارے یادگار رفتگاں
یوسف اپنی آنکھ میں داغ عزیزاں ہو گئے

جو جہاں چاہیں جلیں آتش بجان ہو وفا
حسن جب پیدا ہوا سب عیب پنہاں ہو گئے

یہ اشعار پڑھکر چاہا قریب سنبل کے جاؤں سنبل نے آواز دی ادھر کہاں آتا ہے ارے ہفت پیکر کا سر لا لشیر جادو پاشا غول پر فوج کے پہونچا جھولی میں ہاتھ ڈالکر گولے نکالے جب گولہ مارا دو چار زخمی ہوکر گرے دو چار کے سر اڑ گئے سناٹا جو ہوا تو ہفت پیکر نے کہا یہ کیا ہنگامہ ہے ساحروں نے بیان کیا کہ سنبل ہفت گیسو نے لشیر کو دیوانہ کردیا فوج سے لڑ رہا ہے ہفت پیکر نے جھلا کر اشارہ کیا اسکا سر کاٹ لو یہ سنکر

پڑلیے ادب ہی فوج والے بلوہ کرکے لبشیر پر جا پڑے لبشیر لڑنے لگا جب گولہ مارا دو چار
گرے لڑتا ہوا سامنے ہفت پیکر کے پہونچا ہفت پیکر نے گولہ اٹھا کر مارا کہ لبشیر کا سر
پھٹ گیا جب لبشیر مارا گیا نظیر جادو لبشیر کی بہن سنبل پر جا پڑی جاتے ہی سحر کیا سنبل
نے آواز دی ہوا ذرا سے آنکھ ملاؤ بھائی کو تمھارے ہفت پیکر نے مارا اس سے بدلہ
لو یہ سنبل نے کہا نظیر روے زیبا دیکھنے لگی دیکھا ایک نازنین مہ جبین آنکھیں
رشک دیدۂ غزال ابرو ہلال صورت قتال عالم کنیز و غلام عشوہ و ناز بھولا پن چہرے
سے آشکار نظیر نے جھک کر سلام کیا سنبل نے کہا تو نے تمنے آنکھوں سے دیکھا کہ ہفت پیکر
نے لبشیر کو مارا ہم جا کر ہفت پیکر سے بدلا لو نظیر جادو پلٹی صف لشکر پر پہونچی پکار کر
آواز دی او ہفت پیکر تو نے غضب کیا کہ میرے بھائی کو مارا میں تجھ سے بدلہ لونگی
مشکیں باندھ کر سامنے سنبل کے لیجاؤنگی سنبل نے تجھکو یاد کیا ہے ہفت پیکر نے غصہ
میں ہاتھ ہلا دیا برق چمک کر گری کہ نظیر جادو کے بھی دو ٹکڑے ہوئے نظیر جادو کا مرنا
کہ ہفت پیکر نے طبل بازگشت بجوا دیا لشکر کو لیکر پلٹا وزیر نے پوچھا یا خداوند کیوں
طبل مانی بجوایا سب ساحر حیران ہو گئے تھے کہ جھگڑ نہ لینگے مگر آپ کے طبل بازگشت بجوانے
پر مجبور ہو گئے ہفت پیکر نے کہا خیال سکندری کا سردار اور عیار انگیز آتا ہے وزیر نے
عرض کی عمرو و برق جا کر اسکے چونا لگا آئے زوبہ کو اسکی لے آئے کچھ اسکے کیے نہ ہوسکا مگر
عیار آتا ہے اسکو بھی راہ میں برق نے دھوکا دیا تھا مگر وہ ہوشیار تھا بچ گیا کل میدان
کارزار میں آئیگا ہفت پیکر نے کہا میں جانتا ہوں اسی وجہ سے طبل بازگشت بجوا دیا کہ کل وہ
آکے عمرو کو لوٹیگا تب عمرو کو معلوم ہوگا وزیر یہ سنکر خاموش ہو رہا یہاں صاحبقران پلٹے
جب بارگاہ میں آکر بیٹھے تو خواجہ نے عرض کی میاں برق بڑے تیز ہو گئے ہیں اسباب زوجہ
داؤد کا دلوا دیجیے ورنہ میں انسے بہت بری طرح پیش آؤنگا اسپر نے کہا دیکھو برق فرنگی کہنا
ہو چالاک نے جواب دیا کہ حضور کیا وکیوں زبردستی کرتے ہیں اسکی وجہ سے کئی لاکھ روپے کا
پھر اسباب کا ذکر کیے جاتے ہیں خواجہ نے کہا او جوانہ مرگ تو برق کی طرف سے جواب
دیتا ہے میں اسباب ضرور لونگا چالاک نے کہا وہ تو نہ دیگا جب تو خواجہ کوڑا لیکر اٹھے اور کہا کہ

مارے کوڑون کے کھال گرادونگا چالاک بھی اُٹھا عیارون نے چالاک کو منع کیا کہ بزرگون سے تکرار نہ کیجیے خواجہ تلاش مین برق کی نکلے دیکھا کہ برق بازار مین پھر رہا ہے رنگ و روغن عیاری لگا کر برق ثانی کی شکل بنے برق نے جو فرزند کو آتے ہوے دیکھا دونون ہاتھ پھیلا دیے خواجہ سر جھکا کر قریب آئے برق نے فرزند جان کے اپنے گلے سے لگایا عطر بیہوشی جسم مین خواجہ کے لگا ہوا تھا برق چھینک مار کے بیہوش ہوا خواجہ نے برق کو ایک نخل سے باندھا ہوشیار کیا کوڑا لیکر کھڑے ہوے برق نے کہا استاد وہ اسباب مین نے ویرانہ کوہ مین گاڑ دیا ہے چلیے کھود کر نکال دون خواجہ عمرو برق کو ساتھ لیکر چلے جب برق کھلا تو یہ سامنے سے خواجہ کے بھاگا کہا استاد اب معاف فرمایئے مین نے گاڑ دیا تھا کوئی کھود لیگیا خواجہ خاموش ہو رہے فرمایا خیر بیٹا تم سے سمجھونگا برق نے کہا استاد مال نہ ملیگا اگر جان لینا ہے تو لے لیجیے خواجہ نے کہا اب لشکر مین آؤ مین نہ بولونگا تب برق لشکر مین آیا وہان ہفت پیکر نے حکم دیا طبل جنگی بجے نقارہ زرنگار گرگرایا علمشاہ و امیر نے بھی طبل جنگی بجوایا دونون لشکرون مین برابر تیاریان ہونے لگین بہرام گرد لشکر کے طلایہ پر تھا دو پہر رات گئے دیکھا کہ سامنے سے خواجہ عمرو آتے ہین بہرام گھوڑے سے اُتر پڑا عمرو نقلی نے کہا اے بہرام ذرا کنارے آؤ تو مین کچھ کہونگا بہرام کنارے آیا عمرو نے باتین کرتے کرتے حباب مار کے بہرام کو بیہوش کیا عیار بہرام سہیل چینی نے دور سے دیکھا کہ بہرام بیہوش ہوا عمرو نقلی نے پشتارہ باندھا سہیل نے للکارا کہ ارے تو کون ہے کہ میرے آقا کو گرفتار کرکے لیے جاتا ہے اُسنے آواز دی کہ ہم ہمنبر ہین پشتارہ بہرام کا لیکر غائب ہوا سہیل پلٹا سواران ہمراہی بہرام سے کہا بہرام کو ہمنبر لیگیا مین نے چاہا تھا روکون مگر وہ برق چھنارہ جھٹ پٹ لیگیا اور نکل گیا سپاہی دوڑے کہ اُدھر سے خواجہ آتے تھے سہیل نے پکار کر آواز دی اے استاد نامدار بہرام کو ہمنبر لیگیا مین نے چاہا تھا روکون لیکن وہ نکل گیا خواجہ نے کہا انشاء اللہ کل جنگل مین برق فرنگی نے جو یہ معاملہ سنا اسی وقت لشکر مین چلا جست و خیز کرتا ہوا ایک جنگل مین آیا کھڑا دیکھ رہا ہے دیکھا کہ ہمنبر پشتارہ باندھے آتا ہے برق نے للکارا کہ او نامرد

عیاروں کے پاپوش کی گرد یوں کوئی عیاری کرتا ہو جیسے تو نے عیاری کی اب مقابلے مین تو آ مین تجھے جانے نہ دونگا ہمیر نے جو برق کو آمادہ دیکھا تیغ کھینچکر آ پڑا مگر برق بلائے روزگار ہی اس طور سے لڑا کہ آخر ہمیر گھبرایا برق نے بیٹھکر پالٹ کا ہاتھ مارا کہ دونوں پانو اسکے اُڑا دون ہمیر نے جست کی جسم کو جنبش جو ہوئی پشتارہ بہرام کا پشت سے گرا برق نے پشتارے پر قبضہ کیا سینہ سپر کھڑا ہو جب وہ تلوار مارتا ہو کبھی برق داہنے پر خم ہوا کبھی بائین پر جھکا اسطرح اپنے کو بچا رہا ہو ایک مقام پر ہمیر قریب برق کے آیا برق کو خوف یہ ہو کہ بہرام پر کوئی زوال نہ آ جائے جان دیئے ہوئے لڑ رہا ہو ہر ایک کا جواب دیتا ہو برق نے رستے کو بیچ مین کھولا اور جھولی سے پتھر نکالا کلے کو بیچ مین دیکر جھونچ دیا ہمیر سامنے سے بھاگا برق نے پشتارہ بہرام کا اُٹھا لیا اپنے لشکر مین آیا سواد و پیاسل ہمراہیان بہرام سب اُسی مقام پر موجود تھے برق نے بہرام گرد کو ہوشیار کیا بہرام اسی طرح طلا سے پر ستعد ہوا حفاظت لشکر کی کرنے لگا جو سوار سامنے معلوم ہوا بڑھ کے دریافت کیا معلوم ہوا کہ اُس طرف کے طلاے کا جوان ہے تمام رات اسی طرح گذری جب دیکھا کہ سحر ہونے لگی تو بہرام پلٹ کر اپنی بارگاہ مین آیا لشکر میدان مین جانے لگے صاحبقران سوار ہوئے ایک طرف سے رستم سوار ہوئے میدان کارزار مین آئے اُدھر سے ہفت پیکر آیا ستر لاکھ فوج ساتھ علمہائے سیاہ کے پھریرے کھلے ہوئے اس کروفر سے ہفت پیکر میدان مین آیا سب سردار گرد گھیرے ہوئے آپ تخت پر بہ نخوت بیٹھا ہو وزیر اعظم اسکا پہلو مین لشکروں کی صفین جمنے لگین میمنہ میسرہ قلب جناح ساقہ و کمینگاہ طرفین سے آراستہ ہوا نقیبوں نے ثبات کی میدان مین پکارنے لگے کہ اے برادران دنیا ناپائدار ہے اسکا کیا اعتبار ہے — قطعہ

تخت جمشید و خط جام ہوا نقش فنا　　نہ سکندر ہے نہ آئینۂ حیرت افزا
نفس باد سحر سے یہ صدا آتی ہے　　کہ سلیمان کا برباد ہوا تخت ہوا
سیکڑون قافلے راہی ہوئے اس منزل سے　　گرد اُٹھتے کبھی دیکھی نہ شنیدہ بانگ درا
کسکی اس بزم مین روشن ہوئی شمع اقبال　　جسکو گل کر نہ گئی جنبش دامان قضا

وہ گل تازہ جو اس باغ میں ہنستے دیکھا | ٹھنڈی سانسیں بھرے جھونکے لیے جو صبا
اس خیابان کا ہر اک نخل ہے نخل ماتم | کف افسوس ہر اک برگ ہے اس گلشن کا
لیے پھرتی ہے صبا دوش پہ آج انکا غبار | جنکی رفتار سے ہر گام تھے فتنے برپا
ہو ملاقات تو یہ اہل فنا سے پوچھیں | اے مقیمان عدم حال کہو کیا گذرا

دیگر

راحت میں بسر ہوئی کہ ایذا گذری | کیونکر تاریک گھر میں تنہا گذری
اے کنج لحد کے رہنے والو افسوس | کس سے پوچھیں کہ تم پہ کیا کیا گذری

اسطرح کے اشعار جو نقیبوں نے پڑھے بہادر جھومنے لگے نیزے اٹھاتے گھوڑے چمکاتے تھے آرزو یہ تھی کہ صف لشکر دشمن پر جا پڑیں سامنے افسر کہتے تھے لڑائیں میدان میں خون کے دریا بہا دیں خواجہ بھی آگے بڑھے کھڑے ہیں کہ حقہ ہائے آتشبازی کی آواز کان میں آئی شعلہ ہائے آتش بھڑکے سب دیکھنے لگے کہ جمہیز آگے آگے پشت پر ساٹھ ہزار عیار رکھتے ہیں حلقے بازوؤں پر توبڑا پتھروں کا لٹکا رہا ہے گوپھن سر سے لپٹا ہوا پہلے آ کے ہفت پیکر کو سجدہ کیا دست بستہ عرض کی اجازت میدان کارزار ملے جا کر عمرو کو تو کون سر میدان مشکیں باندھوں ہفت پیکر نے اجازت دی کہا جا تجھے اپنے ید قدرت کے سپرد کیا جمہیز جست و خیز کر کے میدان میں آیا گوپھن اچھالنے لگا پکار کر آواز دی منم جمہیز چالاک حرام چاہتا ہوں کہ عمرو میرے مقابلے میں آئے امیر نے فرمایا خواجہ تمکو پکارتا ہے عمرو نے کہا مجھکو تو بخار چڑھا ہوا ہے میں مفلس کیا میدان میں جاؤں ایسا ہو کوئی مہاجن آ کے گھیر لے تو جان مصیبت میں پڑے یہ سب نوجوان کھڑے ہیں یہ کیوں نہیں جاتے برق تڑپ کر سامنے آیا کہا استاد میں آپ کی شکل بنکر جاؤں اس عیار سے مقابلہ کروں میں سب کو اسکا امتحان کر چکا ہوں یہ بہرام کو آپ کی شکل بنکر گرفتار کر کے لیجاتا تھا خدا نے اپنا فضل کیا غلام نے جا کر اسکو روکا اور بہرام کو صحیح و سلامتی لایا عمرو نے کہا ابے تو سمجھتا بھی ہے کہ کیا مدعا ہے آقا سے نامدار سے کچھ لیلوں تو جاؤں صاحبقران نے مقبل کو حکم دیا کہ پانچ توڑے خواجہ کو دو مقبل نے پانچ توڑے خواجہ کو دیئے خواجہ روپے لیکر میدان میں نکلا سامنے جمہیز کے پہنچے جمہیز نے پتھر مارا

خواجہ نے تیغ کو سپر پر روکا صمیر کے ہوش اڑ گئے کئی تیر اسی طرح مارے خواجہ روکتے
ہوئے قریب پہونچے حلقہ ہائے کمند چلنے لگے جب حلقہ عمرو نے مارا صمیر جست کر کے
نکلا اور نکلکر خواجہ پر حلقے مارے خواجہ نے کبھی خنجر سے کاٹ دیئے کبھی جست کر کے
نکلے اتنے میں پیچھے کھینچ کر پیچھے چلنے لگا خواجہ نے پکار کے کہا ارے سر اسکا کاٹ لے صمیر
سمجھا میری پشت پر کوئی آگیا جیسے ہی پلٹ کر دیکھا عمرو نے تیغ مارا کہ سر صمیر کا زخمی
ہوا عیاران صمیر نے جو دیکھا کہ استاد زخمی ہوئے لینا لینا کہکر عمرو پر آپڑے خواجہ
نے کئی عیار تیغ سے مارے کئی کو پیچھے سے قتل کیا ساتوں مہتر چودہ سرہنگ پیچھے
کھینچ کر آپڑے چالاک کی چالاکی برق فرنگی کی تیزی سک کی چستی قمر کی سبقی کہ خنجر
سے گرد اڑا دی دیکھا سب نے کہ صاحب لعنہ گرد ان مہتر قران نامدار لعنہ کھینچ کر تیغ
مثل شیر کے رمہ گوسفندان پر آپڑے جسکو لعنہ مارا اسکے دو ٹکڑے کیے دو دو کی
گردن پکڑ کے لڑانا شروع کیا ایک لاکھ چوراسی ہزار میں سے ایک بچے خنجر پیچھے کھینچ کے
آگرے بیس ہزار میں سے ایک بچے صمیر کے مارے گئے سوفار تیر انداز ایک پہلوان سا
کھڑا ہوا اسنے جو دیکھا کہ ایک بیچے صمیر کے کم رہ گئے اور عیاران عمرو نے گھیر لیا ہے
ساٹھ ہزار فوج سے کھڑا ہو گیا بڑھا کر جا پڑا مہتر قران نے جو سوفار کو آتے ہوئے
دیکھا باہوں سے نکلکر نعرہ کیا اور نامرد عیاروں کی جنگ میں کیا کیا دخل ہوا اسنے
تیر مارا قران نے تیر کو قلم کیا ایک کر لعنہ جست کی پشت پر اسکے گھوڑے کی سوار
ہوئے گردن میں ہاتھ ڈالکر گرا دیا استخوان سوفار کے چور چور ہوئے اسپ سوار جو ان
جو اپنے سردار کو کشتہ پایا گھوڑے دوڑانے لگے خواجہ نے طرف برق کے دیکھا
فرمایا اے نور نظر ان سواروں کا تو انتظام کر برق نے تو بڑے سے کچھ چھچھوندر نکالی
ایک گھوڑے کی دم میں باندھ دی اب جو اسنے داغا وہ گھوڑا بھاگ گیا لگا ہر طرف
بھاگا بھاگا پھرتا ہے سواروں میں پشتک و دولتی چلنے لگی کئی مہتروں نے یہی
شغل کیا آخر سوار بھاگے صمیر نے پکار کر آواز دی اے ساربان زادے تو بیٹھا بھی
ہوا مگر تجھ سے سمجھونگا سوار گھوڑے سے بھگا کر دور کھڑے ہوئے سب لینا لینا کر کے

ہین عیارون پر نہین آتے مہتر قران نے پکارا کہ او نامردو دور سے سیاہی دکھاتے ہو سامنے ہمارے نہین آتے ہو سوارون نے کچھ جواب نہ دیا ہمیر نے طبل بازگشت بجوایا عیارون نے خواجہ کو بیچ مین لیا بفتح و فیروزی پلٹے مگر ہمیر کے سر سے خون بہتا ہوا پلٹ کر دربار خداوندی مین آیا عرض کی یا خداوند کیسی تقدیر کی کہ غلام کے پاس بچے مارے گئے عمرو سرخرو ہوا مہتر قران نے سوفار کو مارا اب مین عمرو کو پکڑ دونگا دیکھے کسطور سے لاتا ہون وہ عیاری کرون کہ جسکا خیال بھی نہ ہو مگر قدرت وعدہ کرین کہ فوراً قتل کا حکم ہوا اگر عمرو مارا گیا تو لشکر اسلام کا کوئی نگہبان نہ رہیگا حقیقت مین ہلاسے روزگار ہے مگر اب دیکھون کیونکر بچتا ہی خود ہی اپنے پانون سے قبر مین جائے گیا مجال جو میرے مقابلے مین آئے ہفت پیکر نے بہت کچھ انعام اسکو دیا مراد پہنچی کہ ہمیر بیدل نہو جراح کو بلوا کر ٹانکے دلوائے پٹی مرہم کی سر پر لگا کر ہمیر نکلا کہ عمرو کو تلاش کرون ہمیر نے تو فکر کرلی مگر خواجہ عمرو دن قلیل باقی تھا کہ طرف لشکر کفار کے چلے جست و خیز کرتے ہوئے آتے تھے کہ ایک صحرا مین پہنچے درہ کوہ سامنے ہوا اسمین سے رونے کی آواز آئی اس آواز پر خواجہ متوجہ ہوئے جون جون قریب جاتے ہین آواز کان مین زیادہ آتی ہی کوئی درد رسیدہ دکہ رہا ہو کہ یا خداوند ہفت پیکر ملک الموت کو حکم دیجئے کہ میری قبض روح کرے اب مجھ سے کشاکش نہین اٹھتی خواجہ نے سر اٹھا کر دیکھا کہ قریب درہ کوہ ایک نازنین مہ جبین دریائے خون مین غرق لباس عمدہ پہنے ہوئے تڑپ رہی ہی کئی شیشے جسم پر پڑے ہوئے ناک کان کٹے ہوئے عارض خون آلود بلک بلک کے رو رہی ہی کبھی پکارتی ہے یا خداوند خیال سکندری آپکا بھی حال سنا ہو آکر دیکھیے کبھی ہفت پیکر کو آواز بلند سے پکارتی ہی اور جابجا اسباب پڑا ہی کہین صندوق خالی پڑا ہی کہین کچھ کپڑے کٹے ہوئے خواجہ کو بڑا ترس آیا قریب آکر فرمایا کہ کیون اے مہ جبین کس حال مین ہی کیون موت کی طالب ہوتی ہی کیون بلک بلک کے روتی ہی خداوند ہفت پیکر دکو نہین آتے اس نازنین نے خوف پوچھکر آنکھین کھولین کہا اے شخص میرا حال نہ پوچھ

سب کیفیت ظاہر ہو دیکھیے اسباب جابجا پڑا ہی شوہر میرا مجھکو لیے ہوے جاتا تھا
قزاقون نے آکر لوٹا مجھ سخت جان کو ایک ہاتھ نہ مارا کہ اس مصیبت مین مبتلا ہوتی
کیون بلک بلک کے روتی اب خداوند ہفت پیکر سے عرض کرتی ہون کہ مجھکو عالم
مین بلا بھیجے مگر خداوند نہین سنتے عمرو نے کہا تیرا مکان کہان ہی نازنین نے کہا اسی
قریہ ہی وہان کے زمیندار کی بیٹی ہون اگر وہان تک پہونچا دو تو باپ میرا صاحب زر ہے
بہت کچھ دیگا اور ممنون ہوگا خواجہ نے ہاتھ پکڑ کر اسکو اُٹھایا وہ اُٹھ نہ سکی رونے لگی
کہا ای شخص مجھ سے اُٹھا نہین جاتا اگر ہو سکے تو کاندھے پر سوار کر لے نازنین نے
روپی کا بھی نام لیا روپی کا نام سُنکر خواجہ کے منھ مین پانی بھر آیا جھک کر کہا آ کاندھے
پر سوار ہو لے وہ نازنین کاندھے پر سوار ہوئی خواجہ لیکر چلے چند قدم چلے تھے کہ اُس
نازنین نے حلقے کمند کے عمرو کے گلے مین ڈالدیے اور نعرہ کیا کہ منم صمیر عمرو نے چاہا
کہ اپنے کو بچاؤن اُسنے حباب مار کر بیہوش کیا خواجہ گرے اُس نازنین نے پشتارہ
باندھا کپڑے اُتار کر پھینکے کہتا ہی کیون او ساربان زادے کبھی یہ عیاری تو نے دیکھی
ہوگی چند قدم چلا تھا کہ اُسکے لشکر کی طرف سے گرد اُڑی دیکھا گیہان تیز رو اُسکے
لشکر کا خلیفہ جھپٹا ہوا آتا ہے کہا اُستاد جلد چلیے عیاران لشکر اسلام نے آپ کے
عیارون کو گھیرا ہی خداوند ہفت پیکر پر بلوہ ہی مین آپکی تلاش مین نکلا تھا شکر ہی
کہ آپکو پا گیا یہ پشتارے مین کون ہی صمیر نے کہا شہنشاہ عیاران جسکا لقب ہی
اُسکو مین نے گرفتار کیا وہ دھوکا دیا کہ دام مکر مین پھنسا کیا مجال تھی کہ میرے دام مکر
سے نکلتا مین نے فوراً بیہوش کر لیا گیہان تیز رو نے کہا اُستاد یہ پشتارہ مجھے دیجیے آپ
اپنے کو ہوشیار کیجیے ورنہ خداوند کو عیار گرفتار کر لین گے نہین معلوم عیارون کو کیونکر معلوم
ہوا کہ آپ نے عمرو کو پکڑا ہی یہی ہر ایک کا قول ہے کہ ہفت پیکر کو پکڑ کر لائین گے
اُسکے بدلے مین عمرو کو لین گے اسطرح گھبرا کر گیہان نے کہا کہ صمیر گھبرا گیا فوراً پشتارہ
اُسنے گیہان کو دیا گیہان طرف صحرا کے چلا صمیر نے پکار کر آواز دی ارے اُس طرف
کہان جاتا ہی اُسنے پکار کر آواز دی او بچہ منم مہتر ابن مہتر چالاک بن عمرو

نعرہ چالاک	بعیاری منم آنکہ جست و چالاک	بچشم دشمن اندازم کف خاک
نہ یا بہ باد گرد تیز تگ ہم	خلیفہ اولم چالاک نامم	نعرہ کرکے خواجہ کو ہوشیار

کیا ہمہیر کے ہوش اڑ گئے حیران تھا کہ یہ کیا غضب ہوا عمرو نے پکار کر آواز دی کہ اے
ہمہیر تو نے لوٹ عیاری کی ہزارہا مرتبہ ایسی عیاریان کی ہین لیکن ہوشیار رہنا اسی
عورت کی عیاری پر تجھکو گرفتار کرونگا ہمہیر نے زنبیل بجائی چند شاگرد اسکے کہ گوشون مین
چھپے تھے نکل آئے چاہا عمرو کو گھیرین خواجہ و چالاک جست و خیز کرتے ہوئے نکل گئے
ہمہیر رنجیدہ پلٹا اپنے لشکر مین جو آیا عیارون نے پوچھا استاد کیون پریشان ہو رہے
ہو ہمہیر نے سب کیفیت بیان کی کہ مین نے عمرو کو گرفتار کیا تھا مگر اسکا بیٹا چالاک
بلا کی چالاکی کر گیا نہین معلوم اسکو کیونکر خبر ہوئی اور کہان تیری شکل پر دھوکا کھایا
ایسا اسنے گھبرا دیا کہ مین نے نشتارہ دیدیا وہ لیگیا اگر بچا تو عمرو ایک فقرہ کہگیا ہے
کہ عورت ہی کی عیاری پر تجھکو گرفتار کرونگا صبح کو دربار ہفت پیکر مین آیا تمام کیفیت بیان
کی سب ساحرون نے کہا اے ہمہیر اپنے کو بچانا عمرو نے جو کہا ہے وہی کریگا ہمہیر نے کہا
یا خداوند اب مین دھوکا نہ کھاؤنگا عورت بنکر میرے خیمے مین آئیگا آنکھ ملتے ہی تو
پہچان لونگا کیا تدبیر کریگا مین خود عیار بے مثل ہون پھر اسکو گرفتار کرونگا ابکی گرفتار
کرتے ہی قتل کر ڈالونگا مہلت نہ دونگا دیکھون تو کیا عیاری کرتا ہے دیر تک لاف و گزاف
بکا کیا کہا اسی کی تلاش مین جاتا ہون یا نہایت عیاری سے آراستہ ہو کر چلا راہ مین
آکر ایک مقام پر ٹھہرا سوچ رہا ہے کہ کس تدبیر سے لشکر عمرو مین جاؤن کیونکر
دست انداز ہون یہ سوچ رہا ہے کہ باجے کی آواز کان مین آئی دیکھنے لگا پھر بعد تھوڑی
دیر کے دیکھا کہ ڈفلی نفیر بجاتے ہوئے چند شخص پشت پر بہنگیون مین اسباب
ایک ٹٹو پر دولہا سوار ہو رہے ہیں سر پر پھول لٹکتے ہوئے جامہ زیب جسم ہنسلی چاندی
کی گلے مین تحفہ دولہن کا سب کے بیچ مین یہ برات آتی ہے ہمہیر دیکھا کیا جیسے ہی
وہ برات نخلستان سے گذری زینی کے میدان مین پہونچی کہ درہ کوہ سے
نعرہ ہوا کہ یا نعیم قزاقان پر جھپٹنا تلوارین چمکاتے ہوئے نکلے دولہا ٹٹو سے اترکر

بھاگا کسی نے اُسکا پیچھا نہ کیا ایک قزاق نے بڑھکر دولہا کے بدن کے کپڑے اُتار لیے دولہا
اپنی جان کو غنیمت جانکر بھاگا کہاروں نے بھی محافہ زمین میں ڈالدیا ایک قزاق مال کو
لوٹ کے قریب محافے کے آیا دلہن کا ہاتھ پکڑ کے کھینچا دلہن سرخ کپڑے پہنے ہوئے
عطر سہاگ میں بسی ہوئی ہے بدھیان پھولوں کی آڑی ترچھی پڑی ہوئیں محافے سے جونہی
نکالی گئی قزاق نے ناک سے نتھ نوچ لی کانوں سے بالیاں بجلیاں نوچیں اور قزاق
اسباب چلے گئے مگر یہ قزاق چاہتا ہے دولت عصمت دلہن کی بھی لوٹوں اور دلہن منتیں کرتی
ہے کہ اور باقی ماندہ اسباب لے لے ایک ہاتھ تلوار کا مار دے مگر نقد آبرو پر نگاہ تو نہ ڈال
ہرچند دلہن روئی بلکی مگر اُس قزاق نے خیال نہ کیا دست انداز ہونے کا قصد کیا
عمیر نے جو یہ بدعت دیکھی کہ اب اسکی آبرو جاتی ہے ہوش میں نہ رہا اپنے مقام سے
اُٹھا گوپھن سر سے کھولا کہ گوپھن میں پتھر دیا پکار کر آواز دی او جلاد صاحب بیداد
تم لوگوں نے برات کو لوٹ لیا اس نیکبخت کا زیور لیا خبردار نقد آبرو کو ہاتھ نہ لگانا پتھر کو
جو چھوڑ دیا قزاق بھاگا عمیر جست کرکے قریب اُس عورت کے آیا دیکھا نہایت حسین ہے
عروس شب اول بھینی بھینی خوشبو آرہی ہے عمیر کی ناک میں جو وہ خوشبو پہنچی فیل مست سا
مست ہو کر جھومنے لگا آنکھوں میں نشہ آگیا اُس عورت نے کہا اے شخص
تیرا بھلا کرے تو بڑا صاحب رحم ہے عین وقت پر تجھکو خداوند نے بھیجا کہ تجھکو دلاور کے
ہاتھ سے بچا لیا ناک و کان سے اسقدر خون بہ رہا ہے کہ قلب کانپ رہا ہے کمبختوں نے یہ
ظلم کیا میں کہتی جاتی تھی کہ ارے زیور میں اُتار دوں مگر اُسنے ناک سے نتھ کھینچ لی
نتھنا شق ہو گیا کان نوچے بالیاں بجلیاں تک اُتارنے کی مہلت نہ دی آخر نالاں
ہوئی روتے روتے بیہوش ہو گئی اُس ظالم کو یہ فکر ہوئی کہ میری آبرو لے مگر تو نے بڑا احسان
کیا عمیر نے کہا میں سب معاملہ دیکھ رہا تھا میں ساٹھ ہزار پیکانوں کا افسر ہوں اگر
یہ جانتا دس ہزار کوئی ساتھ لیتا آتا تو ڈاکے کو روک لیتا سب کو میں گرفتار کرکے
خدمت خداوند ہفت پیکر میں لیجاتا مگر میں اکیلا آیا تھا اب ان بھاؤں کو گرفتار
کرونگا سامنے خداوند ہفت پیکر کے لیجاؤنگا اس طرح کی خوشامدیں کرتا ہے

اسلیے قدرت نے اُنکی عظم و شان بڑھائی کہ کوکب ایسا بادشاہ اُنکے پاس قید ہوا آخر
بیدر زال آیا کہ بھاگتے پھرتے تھے قلعۂ طلسم مین مقام جنگ ہوا کیسے کیسے سردار مارے
گئے اُسنے وہان کیسی کیسی عیاریان کین آخر شاہان طلسم طلسم سے نکل بھاگے اُسکی موت
قدرت نے میرے ہاتھ سے مقرر کی تھی اول یہ تدبیر کیجائے کہ دہل زن ساتھ ہو ایک
گدھے پر سوار ہو سارے لشکر مین اسکو تشہیر کرین پھر قدرت کے سامنے قتل کرین
ہفت پیکر خوش ہو گیا کہا اے حمیز تجھکو بھی اس سے بڑا بغض ہے حمیز نقلی نے عرض کی
یا خداوند آپکو اسنے صدمے پہونچائے ہین اسکے نام کا دل سے دشمن ہون حکم ہوا گدھا
لاؤ قرنا نواز کو ساتھ لاؤ اُسی وقت گدھا آیا عمرو نے حمیز کا منھ کالا کیا جھلنگا گلے مین ڈالا
ایک ڈھول اپنے گلے مین ڈال لیا خواجہ حمیز کو لیکر نکلے باہر آکر چوب لگائی آواز دی کہ خلق خدا
کی ملک ہمارے بادشاہ کا جو ہمسے عیاری کرے اُسکا یہ حال شاگرد حیران ہین کہ اُستاد
عمرو کا نام نہین لیتے خواجہ نے سارے لشکر مین تشہیر کیا جس مقام پر دیکھا کہ افسران فوج
زیادہ کھڑے ہین قرنا پھونکی اور آواز لگائی آخر لشکر مین پہونچکر کہا کہ جو عمرو سے عیاری
کرے اُسکا یہ حال جب ہفت پیکر کو خبر ملتی ہے کہتا ہے کہ حمیز کو بڑا قلق ہے مگر تعجب کی بات
ہے کہ ہفت بہادر فرعونیہ سے لڑا پہلے دمامہ کو مارا پھر شمشمتس کو قتل کیا مگر موت عمرو کی طلسم
ہفت پیکر مین تھی آج نقش سلیمان مٹا جسوقت حمزہ کو خبر پہونچیگی اپنی جان دیگا
اُسنے حمزہ کو حمزہ بنایا نوشیروان سے لڑوایا آخر مین کیسا یہ بڑھ گئے ایک لڑائی
کیسا لڑا کہ جسکو جنگ ہفت صف کہتے ہین ملکہ باختر پر کئی سال ہنگامہ رہا آخر
اسی کی عیاری پر خاتمہ ہوا اختیارک کیسا منتظم تھا اُسی کے پاس کنجیان قلعے کی رہتی
تھین مگر اسکی عیاری کے سامنے کچھ زور نہ چلا اسنے قلعہ فتح کر لیا آخر باختر سے بھاگا آ
حمیز کو بلاؤ جلد قتل کرے کہ سردارون نے کہا یا خداوند ایک بات اور مشہور ہے عمرو
کے مرنے مین بڑا فتور ہے عمرو کہتا ہے کہ جبتک تین مرتبہ موت نہ مانگونگا موت نہ آئیگی
آج اس قول مین فرق آتا ہے کوئی صورت عمرو کی رہائی کی نکلیگی ہفت پیکر نے کہا جھوٹ
کہتا ہے قدرت نے تقدیر نہین کی ہمنے تو حمیز کے ہاتھ پہ تقدیر کی کہ عمرو ہر جگہ لڑیگا

آخر حمیز کے ہاتھ سے مارا جائیگا اب کسی طرح ساربان زادہ نہ بچیگا حمیز کو پھیر لاؤ لوگوں
نے جاکر کہا اے شاطر قدرت پلٹ چل عمرو نے کہا ابھی کتنی باریں باقی ہیں یہ کہکے
عمرو نے سارے لشکر میں پھرایا پھرا کر پلٹے جب دروازے پر ہفت پیکر کے پہنچے
چوب لگائی اور آواز دی کہ خلق خدا کی ملک ہمارے بادشاہ کا جو عمرو سے لڑے
اُسکا یہ حال ہے یہ کہکے عمرو نے شاگردوں کو اشارہ کیا کہ ایک ایک ضرب تو لگاؤ عیاروں
نے نیمچے کھینچ کھینچ حمیز پر پڑنے لگے اور خواجہ ڈھول بجا رہے ہیں حمیز غوں غاں کرکے
اشاروں سے کہہ رہا ہے کہ ارے کمبخت مجھے مارتے ہو عمرو نے بڑھکر ایک نیمچہ مارا کہ سر
کٹ کر حمیز کا گرا اور ڈھول پر چوب لگائی کہ خلق خدا کی ملک ہمارے بادشاہ اسلام
یارو مبارک ہو کہ حمیز مارا گیا اور اسی طرح تنتے ہوئے بارگاہ میں آئے کہا یا خداوند
آپ کی تقدیر پوری ہوئی یا آپ کی تقدیر پھوٹ گئی آپ آگاہ ہوئے کون مارا گیا
میں کان میں عرض کرونگا ہفت پیکر نے کان جھکایا عمرو جھپٹ کر قریب آیا
کان میں منہ لگا کر کہا او چھنال آگاہ ہو۔ نعرہ خواجہ عمرو

مرے مکر سے کانپتا ہے جہاں
مرا تیز رفتار ہو کر قدم
نہ پایا مری گرد پا پیش کم

تراشندۂ ریش کفار ہوں
صبا تھک کے رہ جائے ہر ہر قدم
وہ وندہ جہانگیر دھمسا ہوں

عمرو ہوں میں عیار صاحب ظفر
زمانے کا مکار و غدار ہوں
اڑا دوں چھلکے بھی میں ہوش کو
جہانگیر عالم کا عیار ہوں

بائیں ہاتھ سے ڈھول لگائی داہنے سے تاج لیا ہفت پیکر تخت سے گر پڑا عمرو نے
گھما کر ڈھول مارا تھا اگر تخت سے نہ گر پڑتا تو ضرور سر پھٹ جاتا عمرو جست کرکے
باہر گیا ہفت پیکر نے آواز دی ارے اس ساربان زادے کو لینا آج تو بڑا غضب
کر گیا سر قدرت کو ہاتھ لگایا اور تاج لیگیا شاگردوں نے پوچھا یا خداوند کیا ہوا کیا عمرو
تھا ہفت پیکر نے کہا قدرت نے تقدیر کی تھی کہ عمرو مارا جائے تمہارا استاد
حمیز مارا گیا شاگردوں نے گریبان پھاڑ ڈالے ہائے استاد کہکر رونے لگے
بارگاہ میں ایک ہنگامہ ہوا ہر ایک کا قول تھا کہ عمرو غضب کر گیا جادوگروں نے
کہا عمرو تو کہا کرتا ہے کہ میں جبتک موت نہ مانگونگا تب تک موت نہ آویگی آخر حمیز

کیونکہ قتل ہوا شاگردون نے چھری سے سیمرغ کے پیٹ سے رنگ نکلا دھوان بھر آیا
صورت اصلی ہمیر کی نکل آئی اور بارگاہ مین زیادہ غل ہوا یہان آدیر نگ ہو رہا تھا
صاحبقران کو ہرکارون نے خبر دی تھی کہ ہمیر عمرو کو تشہیر کر رہا ہے صاحبقران نے
قبضہ پر ہاتھ رکھا سب فرزندان عمرو دوڑنے لگے فرزندان صاحبقران بھی آمادہ ہو
گئے خود وکلاء امیر تا جوان اولی تا والی سب تیار ہوے کہ عمرو کو چھڑا کر لاوین
جادوگرنیان ہمراہیان صاحبقران ہمراہیان جہانگیر و ایرج و لندھور بن سعدان
سحر جو بلیون مین رکھکر تیار ہوئین اس شوکت سے صاحبقران کنارے تک لشکر کے
پہونچے تھے کہ دیکھا عمرو دوڑتے ہین لیکن گھبرائے ہوے چہار جانب دیکھتے ہین امیر نے
فرمایا ای یار وفادار خیر تو ہے عمرو نے عرض کی جان تو بچی اگر مال گیا دو صندوقچے
جواہرات کے جو صاحبون نے دیے تھے وہ کمر مین لگے تھے وہ گئے امیر نے فرمایا حال تو
بیان کرو عمرو نے کہا آپ کے اقبال سے ہمیر کو مارا وہان سے جو بھاگا اسی گھبراہٹ
مین صندوقچے گر گئے ہرکارون نے امیر کو خبر دی کہ استاد آج تاج ہفت پیکر لائے
امیر نے فرمایا خواجہ وہ تاج تو دیکھین عمرو نے کہا ہرکارون نے خبر دی ہوگی ہمیشہ
سے جھوٹی خبر لکھتے ہین ستر ہزار سرداران ساحران قلعہ گرد ہفت پیکر کے بیٹھے ہین
کیونکہ ممکن تھا کہ مین اسکے تاج کو ہاتھ لگاتا سب ساحر لپٹ جاتے ایک ایک چٹکی
خاک ڈالتے تو مین دب جاتا خیر و عافیت سے آیا یہی غنیمت ہے ہر چند امیر نے تاج کو کہا مگر
عمرو نے اقرار نہ کیا امیر کو نہ دکھایا امیر نے پانچ ہزار روپے خواجہ کو دیے اور دربار مین آکر بیٹھے
عمرو نے چادرہ بچھا دیا پکار کر کہا یہ دربار ہمیشہ آباد رہے سب صاحب کچھ دین [illegible]
کرنے لگا صاحبقران نے بھی کچھ روپیہ ادا کیا عمرو نے پکار کر کہا مجھے کسی صاحب نے
عنایت نہین خادم خدمتگار سائیس بھی ایک ایک مہینے کی تنخواہ دین مین کچھ گاؤنگا خوب
خوشی مناؤنگا میری خوشی مین سب صاحب شریک ہون اتنے مین چھلے انگوٹھیان دوانیان
چونیان گرنے لگین تھوڑی دیر مین چادرہ خواجہ کا بھر گیا مال اٹھا کر زنبیل کیا امیر
نے فرمایا آج خواجہ کو بڑی خوشی ہے سب صاحبون نے عنایت فرمائی اب خواجہ کچھ

گاتے گئے عمرو نے بادشاہ سے آنکھ ملا کر کہا حضور فرمائین تو مین گاؤن بادشاہ نے پچاس تومان دیے عمرو نے بیچ مین بیٹھکر بہ ناز و انداز یہ غزل عاشقانہ گانا شروع کر دی۔ غزل

کھائیگا خنجر جلاد کا جو کا پہلو — زخم پہلو کو مبارک ہو جگر کا پہلو
ہدف تیر نگہ ہین جگر و دل دونون — دیکھیے ہوئے کب آباد کدھر کا پہلو
شب تنہائی جہنم مین مجھے رکھتی ہی — داغ پہلو سے نہ ہو گرم بستر کا پہلو
تا دم صبح شب وصل دلاتا ہے یاد — خالی ہوتا ہی مگر مرغ سحر کا پہلو
بڑھ چلا لاکھ قد یار کی موزونی سے — مصرع سرو مین نکلا نہ ثمر کا پہلو
بیقراری مری رکھتی ہو مرا پہلو سرد — نہ تو دیکھتا ہی ادھر کا نہ ادھر کا پہلو
زخم کاری ہو مری جان جدائی تیری — دم نکل جائیگا پہلو سے جو سر کا پہلو
یاد آتا ہی تل اس سیب زنخدان کا مجھے — نظر آجاتا ہے داغی جو قمر کا پہلو
صاف دل خاک ہوا انکی نزاکت سے — نکلے جب صلح کی باتون مین بھی شر کا پہلو
کوئی صورت نہین کمبخت کی آبادی کی — روز ویرانہ ہی مجھ خاک بسر کا پہلو
شور واعظ سے نہین کام قدح خوار کو — پھر بگڑ جائیگی پایا جو ادھر کا پہلو
زخم پہلو کا خدا حافظ و ناصر ہووے — چاند سے صاف ہو اس شاک قمر کا پہلو
خلل انداز کا کیا ڈر جو موافق ہو مزاج — کہین ہوتا ہی جدا سلکے سے زر کا پہلو
خاکساری نے فضیلت مجھے دی اکثر — شملہ کھینچ دیا ہے دم خر کا پہلو

اسطرح سے عمرو نے یہ اشعار گائے کہ سردارون نے پھر کچھ عمرو کو دیکر مالا مال ہو گئے مگر خواجہ کا چھینکنا نہ گیا یہی کہے گئے کہ بار وانسا تو ودکہ اس چھینکے کا سودا ہوا لیکن ہفت پیکر بعد نکل آنے خواجہ کے بہت خفیف ہوا ہفت جوش وزیر نے عرض کی کہ یا خداوندا آج عمرو بڑا غضب کر گیا سر قدرت کو ہاتھ لگا گیا اب عمرو کی فکر واجب لازم ہی ہفت پیکر نے جھلا کر حکم دیا کہ طبل جنگی بجے کل ایک کو زندہ نہ چھوڑونگا وہ لقبہ مضبوط کی ہے کہ پتھرون کے توڑے سے نہ ٹوٹے نقارہ رزمی لشکر مین ہفت پیکر کے بجا جاسوسان لشکر اسلام جو وہان موجود رہتے ہین خبرین لیکر بھاگے آئے

دربار میں جلوہ فرمایں ہنگامۂ عیش و نشاط گرم ہو رستم بھی خبر سنکر آئے عیوق اور جبار و
وغیرہ یاروں سے سرداروں سپہ تلواروں کی چھاؤنی میں رستم کو لیکر آئے رستم سلام کرکے پہلوے
صاحبقران میں بیٹھے خواجہ کے گانے کی تعریف سنکر یہ بھی آئے ہیں انکے آنے سے رستم
کے بارگاہ میں رونق ہوگئی گانا بجانا ہو کا شوق رہے تھے کہ اسی وقت ہرکارے حاضر
ہوئے ہاتھ اٹھاکر دعا و ثنائے بادشاہی بجا لائے اور عرض کی کہ سرکار کی عمر دراز
ہو دشمن کا سر زیر گرداب ہو۔ مختصر یہ کہ ہرکارے نے حقیقت قل ہو اللہ احد ... دی
لشکر پائی فتح و جات آیۃ اللہ الصمد لم یلد یا رستم و لم یولد جہاد دستگیر ولم یکن
یاری دہ و مونس له کفوا احد بعد تشریف لائے خواجہ عمرو کے ہفت پیکر بہت
شرمندہ ہوا پڑے قہر و غضب میں طبل جنگی بجوایا ہے منظور یہ تھا کہ کل نکلکر معرکہ آرا
ہو آتش کین و عناد کو دوبالا کیجئے باقی خیریت ہے صاحبقران نے فرمایا خواجہ
کہدو ہمارے لشکر میں بھی بفضل ایزدی و بہ تائید ربانی طبل جنگی بجے خواجہ نے اٹھکر
نقارخانۂ سکندری میں آئے قلابہ جلیبی و کبابہ جلیبی نے دو دو اشرفیاں خواجہ
کو نذر دکھائیں خواجہ نے یہ کہکے اٹھا لیں کہ میں جانتا ہوں کہ تمھاری آمد کم ہے
صرف زیادہ اگر نہ لونگا تو رنجیدہ ہوگے دونوں شاہزادوں نے سر جھکا لیا خواجہ
نے ناشیشہ پکڑ چوب لگائی ساتھ سو نقارہ بجا ہفت پیکر تخت پر آگیا جب
صدائے طبل سکندری بلند ہوئی ہے قبۂ بارگاہ ہلجاتا ہے سر اٹھا کر پوچھا کہ یہ کون سا
نقارہ بجا ہمارا دونوں نے عرض کی یا خداوند دل سے ہونگا پریشان و مضطر ہی یہ طبل
طبل سکندری ہی بارہ کوس تک اسکی آواز جاتی ہے یہ تحفہ امیر نے سفر ہندوستان میں
پایا راہ میں ایک فیل تھا اسپر یہ نقارہ رکھا تھا جب امیر کا جہاز وہاں پہونچا اور گرداب
میں پھنسا تب خواجہ جست کرکے فیل پر گئے اسی نقارے کو بجایا جانوران دریائی
اڑے وہ ایسے کلان تھے کہ ہاتھی کو منقار میں اٹھا لیتے تھے جانوروں کے پروں کی
ہوا سے جہاز نکل گئے عمرو فیل پر رہا خضر نے آکر عمرو کو فیل سے اتار کنارے
پہونچایا یہ نقارہ نشان شوکت صاحبقرانی ہے جو شایان نادرہ صاحبقران کو ملکن ہو

کسی نے کبھی کاہیکو دیکھے ہونگے نتیجہ سہراب یل سرگشاسپ نوجوان ایسی بیٹیا
عمدہ سفر پر رہ ٹھاٹ میں پائیں انھیں باتوں سے فرزند خواہان ہیں نقاب زرین پوش
جاتا ہے وہ انھیں چیزوں کا خواہاں ہے صاحبقران فرماتے ہیں کہ مجھ سے سپہ انکا لیکر
کرو دربار ہفت پیکر میں ذکر جلالت صاحبقران ہو رہا ہے وزرا عرض کرتے ہیں
خدا وند کل کے مقابلے میں مسلمان تنگ ہو جائینگے سب سردار آپکے قسمیہ ہو چکے ہیں
کہ اسطور سے لڑینگے کہ مسلمانوں کے دانت کھٹے ہو جائینگے دونوں لشکروں میں تیاریان
ہو رہی ہیں چار پہر رات اسی ہنگامے میں گذری ناگاہ شہنشاہ زرین پوش قلعہ مشرق
میں بیدار ہوا تیغہ ضو کو حمائل کیا تاج ضیا سر پہ رکھا فوج شعاع کو ساتھ لیکر شہنشاہ
ماہ تابان کے مقابل ہوا شہنشاہ ماہ تابان فوج ثوابت و سیارگان کو لیکر بھاگا قلعہ مغرب
میں محصور ہوا شہنشاہ زرین پوش کی عملداری ہوئی تمام زمانہ روشن ہوا فوجیں سوار
ہونے لگیں اول ہفت پیکر بصد کروفر سوار ہوا سترہ سو پہلوان و ساحر ہمراہ رکاب تمام
فوج سب مسلح و مکمل میدان کارزار میں آئے ادھر صاحبقران سوار ہوئے نوبت نقار
بجے سب سردار آکر حاضر ہوئے خواجہ عمرو بانے عیاری کے لگائے ہوئے صاحبقران
کو سلام کیا رکاب پر ہاتھ رکھا ہمراہ صاحبقران کے چلے کہ ایک طرف سے حقہ ہائے
آتشبازی کی آواز آئی ایک لاکھ چوراسی ہزار پیک بچے جست و خیز کرتے ہوئے آئے
ہمراہ صاحبقران کے ہولیے ایک طرف سے رستم پہونچے سب جادوگرنیان لباس
فاخرہ پہنے ہوئے کاشیاے سحر سے دست چالاک و چست ہمراہ طلسم کشا آکر پہونچیں
رستم نے بادشاہ کو سلام کیا سب جادوگرنیان براے تسلیم جھکیں پہلوان عساکر
سب کے آگے پلٹنوں رسالوں کی ترتیب کرتے ہوئے اس رنگ سے صاحبقران
بھی میدان میں آئے فوجیں جمنے لگیں اول اول نقیب نکلے پکار کر آواز دی اے
سرداران نامی اے ساحران گرامی کیا غضب کا وقت ہے ہر ایک کو موت کا سامنا ہے
از عہد آدم تا این دم یہی نقشہ رہا بقول شیخ سعدی بلبل شیراز فرد ہر کہ آمد
عمارت نو ساخت * رفت و منزل بدیگرے پرداخت * دنیا کا یہی حال ہے

اور ایک شاعر یون فرماتے ہین راہ عبرت دکھاتے ہین - نظم

ای سلیمان تو سقف سپہر غدار
تا بہ کی حسرت فرزند و زن و شہر و دیار

آیۂ فاعتبروا یا اولی الابصار پڑھو
ہو خرابے مین اگر قصر فریدون سے گذار

اس مکان مین کبھی دربار رہا کرتا تھا
جلوہ فرما تھا کوئی خسرو با عز و وقار

رات دن چہلین رہا کرتی تھین دربار و محل
عیش و عشرت کا وہان گرم تھا ہر سو بازار

قصر کو جانے دو باشندون کو وان کے دیکھو
تکیۂ گور و گوزن آج ہے ہر اک کا مزار

سینہ لبریز تمنا و بہ لب مہر سکوت
نہ کوئی دوست نہ مونس نہ کوئی ماتم دار

نہ وہ چہلین نہ تمکین نہ خود آرائی ہے
کنج تاریک ہے اور عالم تنہائی ہے

یہ اشعار جو نقیبون نے پڑھے صفون پر سناٹا آیا مردان عالم گھوڑے اپنے اپنے بڑھاتے ہین نیزے ہلاتے ہین یہی قصد ہے کہ دشمن پر جا پڑین آنکھون مین آنسو بھرے ہوے بھائی سے بھائی کہتا ہے کہ آج کے لڑنے مین نام ہے صف شکنون کا یہی کام ہے بھائی تمنے سنا کہ بحر عالم مثل حباب ہے کیا پروردگار کی عدالت ہے کہ اپنے خاص بندے جنکو مقبول کیا خلعت رسالت سے مخلع فرمایا تاج نبوت سر پر رکھا مگر موت کا ایک رنگ ہوا بقول شاعر مصرعہ حرمت شاہ و گدا زیر زمین یکسان ہست + کرد کیتون نے بڑھکر کڑکا کھا اور زیادہ سردار آمادہ ہوے کہ مخلوق تیرہ درون طرف سے کفار کے نکلا میدان مین آکر سلحشوری کی پکار کر آواز دی کہ ای فرقۂ خدا پرستان جسکو تمنا مرگ کی ہو میرے مقابلے مین آئے فنون جرأت دکھائے امیر نے طرف صفون کے دیکھا بہرام گرد بن خاقان چین مرکب چمکا کر سامنے بادشاہ کے آئے اجازت لیکر چلے تین ٹھپیون مین مرکب طرارہ بھر کے مقابلہ مخلوق مین پہونچے مخلوق نے نیزہ بڑھا آپس مین نیزہ چلنے لگا تین سو ساٹھ طعنین رد و بدل ہوئین آپس مین جو ریان کھاتین ہو رہی ہین بہرام نے مرکب بڑھا کر نیزہ مخلوق کا گانٹھا اس کن سے پھیٹرا مارا کہ نیزہ ہاتھ سے مخلوق کے نکل گیا مخلوق نے ایک چیخ ماری کہ او چینی تو نے بڑا غضب کیا دو دریا سے لشکر کے سامنے نیزہ میرا نکالا مگر یہ تیغہ بیدریغ برسون سے

جھگڑے دم مین فیصلہ کرتا ہی اگر پہاڑ پر مارون تا بیخ کاٹون بڑے بڑے پہلوان
میرے سامنے سے بھاگے بیشۂ آدمخواران مین گھس پڑا کہ وہ لوگ چیر پھاڑ کر آدمی کو
کھا جاتے ہین خبر یال اُن سب کے افسر نکلکر لڑے مین نے اُنکی مشکین باندھ لین اور
اُنھون نے زیر ہو کر اطاعت کی آجتک ساتھ ہین مین نے کبھی اُنکے ساتھ بے محبت
صرف کی کہ سات لاکھ فوج کا افسر کیا اس تیغے کو روکنا بے پناہ ہاتھ پڑتا ہی یہ کہکے
ہاتھ تلوار کا مارا بہرام نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا جوان زبردست تیغہ لنگروار جوہر دار
آٹھ انگل کا پیٹھا چلا ہوا گرتے ہی سپر کو کاٹا بہرام نے چاہا بچون مگر مہلت نہ ملی سر اس
افسر کا زخمی ہوا بہرام نے زخمی ہو کر ہاتھ تلوار کا مارا مخلوق نے گینڈا ہٹا لیا بہرام کو
جو تکان پہونچی زخم کاری کھا چکا تھا غش آگیا مخلوق نے ہاتھ روک کے آواز دی
ای فرقۂ خداپرستان کوئی ایسا آئے کہ مزہ شجاعت کا لے ایک وار تلوار کا نہ اُٹھا سکا
اب اسکا سر کاٹنا ہماری جرأت سے بعید ہی یہ جو پکار کر مخلوق نے آواز دی سردار لشکر
اور سوارون نے بڑھکر بہرام کو ہٹایا زخم کو بہرام کے باندھا کہ مخلوق نے پھر آواز دی
کوئی بہادر ایسا نہین ہے کہ میرے مقابلے مین آئے یا مین خود وہین آؤن رستم نے
سر اُٹھا کر طرف لشکر کے دیکھا قضا سے کار شاہزادہ جہانگیر والا تبار سر صف پر کھڑے
تھے رستم نے جو نگاہ اُٹھائی جہانگیر سے نگاہ مل گئی دیکھتے ہی جہانگیر نے فوراً مرکب
اُٹھایا آکر بادشاہ کو سلام کیا بادشاہ نے فرمایا ای عمر نامدار آپ نہ تکلیف فرمایئے اور
پہلوان جائینگے عرض کی بھائی صاحب کا یہی ارادہ ہی آنکھ ملائی کچھ فرما نہ سکے ہم
اُنکے ارادے کو سمجھ گئے بادشاہ نے دیکھا کہ جہانگیر کی ارادون پر دل ہی فرمایا
بسم اللہ پروردگار مظفر و منصور کرے آپ نے اشارا انشاءاللہ کیسے پہلوان
مارے طلسم ہفت پیکر والے آپکے نام سے تھراتے ہین جہانگیر نے مرکب
کو اڑکی مرکب طرارہ بھر کے چلا مرکب بادرفتار برق رفتار چلنے مین خوبیان سو سو تقوی

حقیر قمر اشعار در صفت مرکب

قمر وصف توسن رقم کیا کرون	کہ شبدیز خامے کا پالنگ ہی

بلا ہی عجب رنگ مشکین یا سے	اسی سے لقب اسکا شبرنگ ہی
تڑپتا ہی جو میدان مین سیماب وار	صبا نام رکھون تو بیننگ ہی
ہر اک نعل ہی نجمۂ بے مثال	قدم با قدم مائل جنگ ہی
قدم کی روانی کو دریا لکھون	وہ کوہ گران ہی یہ پاسنگ ہی
وہ کاوے کا محتاج ہو کس طرح	کہ وسعت جہان کی بہت تنگ ہی

مین جھپکون مین برابر مخلوق کے پہونچے پہلے تگاور زن ہوے چھ قدم اسکا گینڈا پیچھے ہٹا تین قدم انکا مرکب لپس پا ہوا وہی تیغۂ خون آلود جو اسکے ہاتھ مین چڑھا ہوا ہی خبردار کہکے شاہزادہ جہانگیر پہ ہاتھ مارا جہانگیر نے تلوار کو تلوار پر روکا اچھا دے ہاتھ نکالا تین پر آکے ہاتھ مارا اسنے گرد اسپر فولادی کا چہرے کی پناہ کیا تیغۂ برق تاب دست زبردست جہانگیر والاجناب اسپر پڑکے دو ٹکڑے ہوے سپر کو کاٹ کر جو تلوار گری خود دو بلغہ کاٹ سکتا ہو جگرگاہ پہونچی وہان سے اتر کر خانۂ زین پر آئی سمیع گینڈے چار ٹکڑے ہوے سات لاکھ کا افسر تھا خرچال و خرپال آدمخوار نے جو دیکھا کہ افسر ہمارا مارا گیا گینڈے بڑھا کر سات لاکھ فوج سے جہانگیر پر آ پڑا رستم نے گھٹا جو کافرون کی چھائی پر دیکھی مرکب کو اڑا کر نعرہ کیا ہشیار باشید کافران جفاکاران نابکاران بیدولتان ہر کہ داند داند و ہر کہ نداند بشناسد منم رستم پیلتن کشندۂ فوج فیل ہندی و دیو ہندی کشندۂ کپتان فرنگی سر فتنۂ ملک فرنگستان برہم کن دولت فرنگیان۔ نعرۂ رستم۔ مارشد اولاد امیر عرب ٭ کیست علمشاہ پور رستم لقب ٭ دیگر۔ علمشاہ رومی شہ فیل زور ٭ کہ بر تخت مرزوق افگندہ شور ٭ ہمراہ رستم چار سو افسران نامور فوج کفار پر جا پڑے ہفت پیکر نے کل فوج کو اشارہ کیا دریا سے فوج مین تلاطم ہوا اسقدر گرد اڑی کہ روے آفتاب محجوب کیا ہفت پیکر کی ستر لاکھ فوج یلدہ کرکے آ پڑی ادھر سے امیر با توقیر نعرہ کرکے جا پڑے

نعرۂ صاحبقران	امیر ... منم روزگار	بحکم خدا بستہ شمشیر یار
منم تیغ صمصام و قمقام زن	یکے تیغ ... یکے ذوالحجام	بن کافران از جہان پاک کرد

سر سرکشان جملہ در خاک کرد + برابر لند ہور کا نعرہ ہوا - نعرہ لند ہور جہ بیرہ با
دریا اگر فتم تا بہ ہندوستان + اگر نام ہنید الی منم لند ہور بن سعدان +
باتین پڑے مالک اژدر کا نعرہ ہوا - نعرہ مالک - منم مالک اژدر شگیں
سپہ دار و لشکر اہل دین + بعد مالک کے بہرام اسی ہزار چینیوں سے آیا اور نعرہ
کر کے گرا - نعرہ بہرام - منم گرد بہرام خاقان چین + کہ از ہیبت من بلرزد زمین +
بعد بہرام کے پانچسو چینی سردار نعرہ کر کے آپڑے ایک غول ہیں صاحبقران کبھی
شمشیر زنی کر رہے ہیں ایک طرف رستم پیلتن کبھی لوح کو گردش دیتے ہیں کبھی کلاہ
کا کبھی عکس کافروں پر ڈالتے ہیں تیغہ ہفت جوہر چمک رہا ہے ایک جانب بدیع الزمان
آکر گرے فوج سنبھالے و باختر ہمراہ آتے ہی نعرہ کیا - نعرہ شاہزادہ بدیع الزمان
بدیع الزمانم کہ در روز کین + توانم کشم آسمان بر زمین + نبیرہ بنہ ملک اسلام شاہ
کہ سر فتنہ با خنز نام شد + قاسم نے جو بدیع الزمان کے نعرے کی آواز سنی مرکب
شبرنگ زہرہ جبین سلیمانی کو چمکایا مثل شیر غضبناک بڑھ کر نعرہ کیا نعرہ قاسم
آفتاب مشرق دین پروری + شہسوار لعل پوش خاوری + ایرج نوجوان نور الدہر
بن بدیع الزمان بھی نعرے کر کے جا پڑے اول نور الدہر نے نعرہ کیا - نعرہ نور الدہر

ہمائے اوج عالم شاہبازم صید مردی	کہ شاہانش جہانگیر و فلک گیتی ستان خوانند
پناہ لشکر اسلام نور الدہر کہ ہمیشہ	عدو در رزمگاہش صد ہزاران الامان خواند

پھر ایرج نے نور الدہر کی آواز سن کر نعرہ کیا نعرہ ایرج ملک ایرج آن آفتاب
سر صاحبقران انجم و آفاق گیر + پھر تو جملہ سرداران نامی و رفیقان صاحبقران نعرہ
کر کے جا پڑے مثل گرگ و تیس بیرگودان لقمان بن منظر و منطر شاہ مینی دعا شاہ
رود باری و سیف ذوالیدین و طوق حران گرد و الوند حبشن کرد کہ علم
لشکر اسلام میں علم اژدر پیکر کو لیکر بڑھے ایک حبابی نے علم کو سنبھالا ایک
کھینچ جا پڑا سرداران نامی سے جو اپنے علمبردار کو لڑتے ہوئے دیکھا تو علم
تلوار چلنے لگی خون کی چھینٹیں جو اڑیں دامن علم گلگون ہوا خون کا فوارہ زمین سے اچھلا

ہر مقام پر تھالے خون کے جمے ہوئے سرداران نامی لڑ رہے ہیں سرداروں نے
خون کے دریا بہا دیے ساحروں کا سحر بھی چل رہا ہے ستر لاکھ فوج جو آگری ہے پچاس لاکھ
انمیں ساحر ہیں وہ وہ سحر کیے کہ ہمراہیان صاحبقران و ہمراہیان رستم نوجوان جنگ
سے عاجز ہو رہے ہیں تلواروں نے کاٹنا موقوف کیا تیر سے سینہ نہیں چھیدتے طائر (ن)
پر اٹھے پاتے ہیں سینہ دشمن شکار نہیں کرتے گھمسان کے ساتھ تلوار چل رہی ہے امیر
باتوقیر نے جب اسم اعظم پڑھا سرداروں کے ہوش درست ہوئے چالاک و چست
ہوئے پھر لڑنے لگے دس بارہ لاکھ کافر قتل ہوئے پرچہ اخبار ہرکاروں نے ہفت پیکر
کو دیا مضمون یہ تھا کہ یا خداوند بارہ لاکھ ساحر مارے گئے مسلمان زخمی بھی نہیں ہوئے
ہیں سرداران حمزہ بڑے زور و شور سے لڑ رہے ہیں جنگ دیدہ کارآزمودہ مصائب
جنگ جھیلے ہوئے جان پر کھیلے ہوئے لندھور کے ہندیوں نے بانک بنوٹ دکھایا
نیزہ داران مالک کے نیزے چل رہے ہیں جسکو نیزہ مارا اسکو نیزے پر اٹھا لیا
زمین پر دے مارا کہ استخوان چور چور ہوئے بہرام کے چینی کلیجانی کر رہے ہیں جس فوج
پر گرے خون کے دریا بہا دیے علمداران لشکر اسلام طوق حیران گرد ابو المحجن گرد
جس مقام پر جھنڈا گاڑ دیتے ہیں سردار وہیں جمتے وہ دیکھیے غراٹے کی آواز آئی اور
رستم بڑے زور و شور سے لڑ رہے ہیں جادوگرنیوں نے رستم کی آگ لگا دی لاکھوں
جادوگروں کو جلایا ہفت پیکر نے یہ نرغہ دیکھا کہاروں کو اشارہ کیا کہ تخت پیچھے
ہٹاؤ کافر ہٹتے جاتے ہیں اہل اسلام بڑھ رہے ہیں ہفت پیکر پیچھے ہٹا چلا آتا ہے
نعرہ مردان عالم سے زمین تھراتی ہے کافروں کے رونے کی آواز آتی ہے قریب ہے
کہ شکست فاش لشکر کفار پر ہو قریب ہے کہ ہفت پیکر بھاگے کہ صحرا سے گرد اڑی
اور ابر سیاہ آسمان پر نمودار ہوا چمکتا ہوا کڑکتا ہوا رعد کی گرج سے زمین تھرا رہی ہے
برقیں لوٹ لوٹ کے گر رہی ہیں ہفت پیکر نے ہرکاروں سے کہا کہ خبر لاؤ یہ کون
آتا ہے ہرکارے گئے مثل باد نظر پلٹ کر آئے عرض کی یا خداوند آپ کو مبارک ہو
کہ داؤد عیار انگیز بڑے شغلے میں آتا ہے اسکی زوجہ کو عمرو لے آیا ہے کہتا ہے

سب کو مار ڈالیگا یہ ذکر تھا کہ داؤد غبار انگیز آکر پہونچا با تخت ہفت پیکر سے ہاتھ جوڑ کر کہا
کہا ای شہنشاہ طلسم ہفت پیکر خداوند خیال سکندری نے مجھکو بھیجا ہی اور حکم دیا ہی
کہ مسلمانون کو گرفتار کرلاؤ عمرو نے مجھکو عجب صدمہ دیا کہ استاد و شاگرد سب کے دم دیکر
روپیہ چھین لیا اور زوجہ کو لیے آتے عمرو سے بدلہ لونگا اُس سے کہونگا کہ زوجہ کو میری دیدے
تو تیری جان بخشی ہی ہفت پیکر نے زانو پر ہاتھ مار کر کہا ای داؤد تونے بڑا غضب کیا
جنگ مغلوبہ ہو رہی ہی اور تو نے نام عمرو کا لیا ایسا نہ ہو وہ اس مقام پر خود موجود ہو
کہ پہلو سے آواز آئی یا خداوند مرتا ہون سنبل ہفت گیسو نے مجھپر سحر کیا ہی کہ دیوانہ
ہو رہا ہون کیونکر لڑون ای سپہ سالار خداوند خیال سکندری میری مدد کیجیے مجھکو بچا
سحر مجھپر سے اُتار دیجیے داؤد نے پلٹ کر دیکھا ایک ساحر خبیث ضعیف ہی جھولی میں
گولے بھرے ہوے پکار رہا ہی دیکھیے میری جان کیونکر بچے یاد مین سنبل کی بہت
پریشان ہون کلیجے مین آگ جل رہی ہی داؤد نے پکار کر آواز دی ارے میرے پاس
آ تو سحر اُتار دون تجھکو انسان بناؤن دیوانہ پن دفع کرون وہ ساحر جست کرکے قریب آیا
داؤد غبار انگیز سے کہا ای سپہ سالار خیال سکندری ذرا سینے پر ہاتھ رکھو دل کو
تسکین دو داؤد نے سینے پر ہاتھ رکھا دیکھا کلیجہ دھڑک رہا ہی ساحر نے کہا دیکھیے
صندوق خداوندی آتا ہی جیسے ہی داؤد ادھر پلٹا ساحر نے نعرہ کیا اُسی دم

عمرو ہون مین عیار صاحبقران	مرے ہاتھ سے کانپتا ہی جہان	فراست مین رکھتی کتنا رہون
زمانے کا مکار و غدار ہون	مرا تیز رفتار ہو گر قدم	صبا ٹھوکرین کھاتی ہے راہ پر
اڑا دون صبا کے بھی ہوش کو	نہ پہنچے مری گرد پاپوش کو	دو [illegible] جہانگیر طلسم [illegible]
جہانگیر عالم کا عیار ہون		

نعرہ کرکے عمرو نے خنجر مارا کہ داؤد کا شکم چاک ہوا قصہ
پاک ہوا ایک ابر سیاہ لہراکر گرا خواجہ اندھیرے مین بھاگے کہ سحر سے دوسرا ابر اٹھا
آواز آئی او ظالم تونے غضب کیا کہ صاحب خداوند کو مارا مشہور سامان سحر جارا
دیکھا ایک ساحرہ کالی کالی صورت ایک عقاب پر سوار ابر سے نکلی پکار کر آواز دی
ای شہنشاہ ہفت پیکر قدرت نے مجھکو بھیجا ہی مسلمانون کے خاتمے کا وقت آ گیا ہی

یہ کہکر صفت سے بڑھی جھولی پر ہاتھ ڈالا مٹھی بھر ماش کے دانے نکالے آواز دی اے
آتشیار لینا وہ ماش کے دانے چہار سمت پہنچے جب ماش کے دانے زمین پر گرے اول تو پیدا ہوا
کہ سب نے دیکھا لشکر ہفت پیکر الگ ہو گیا لشکر اسلام فتح نصیب میدان کارزار کے کھڑا رہ سردار
حیران حیران دیکھ رہے ہیں خواجہ عمرو جو داؤد کو مار کے آئے قریب صاحبقران کے آکر
کھڑے ہوئے دیکھا کہ گرد لشکر اسلام دیوار آہنی کا ایک دور کھنچ گیا آہن ساحرہ نے کیا
کہ زمین سے شعلہائے آتش نکلنے لگے اسقدر شعلے نکلے کہ دریائے آتش موج مارنے لگا
آہن ساحرہ نے تیسرا سحر کیا کہ گرداگرد دریائے آتش دریائے آب پیدا ہوا ایسا ابر لشکر
پر چھایا کہ سوائے صاحبقران و رستم کے سب سردار و سپاہی و سوار بیہوش ہو ہو کے
گرے زمین پر ایڑیاں رگڑ رہے ہیں صاحبقران نے قریب دریائے آتش آکر اسم اعظم
الٰہی پڑھا پورا اسم نہیں پڑھا جاتا زبان میں لکنت رنگ رو متغیر رستم نے جو یہ ماجرا
دیکھا کہ قبلہ و کعبہ قریب دریائے آتش جا کر کھڑے ہو گئے ناچار ہو کے گھوڑا آگے کو
بڑھایا مگر یہ کیفیت دیکھ رہے ہیں کہ پہلے دریائے آتش اسکے بعد دریائے آب موج
مار رہا ہے غراتا بلند ہے مچھلیاں ہزاروں تڑپ کے مثل طائران بلند ہوتی ہیں کر و شکر چیخ
مارا اور پھر دریا میں گرتیں دریا میں تہلکہ ہے رستم نے چاہا میں قریب دریائے آتش جا کر
عکس لوح ڈالوں جب قریب دریائے آتش آئے لوح کو گلے سے اتارا تو لوح کے
حروف نہیں ثابت ہوتے واضح ہوتا ہے کہ چونٹیاں رینگ رہی ہیں رستم نے لوح کا
عکس ڈالا کوئی اثر نہ ہوا شعلے بھڑک کر رستم پر آنے لگے دریائے آب سے ایک
نہنگ نکلا مثل عقاب کے اڑا اگر دست رستم کے چرخ مار کر پھر دریا میں جا کر گرا مرکب رستم
بدکا ہے کبھی لگا چاہتا ہے رستم کو گرا دوں رستم مرکب کو سنبھال رہے ہیں کبھی کوڑا
مار دیتے ہیں تو گھوڑا اکھڑ اکھڑ ارادہ کرتا ہے چاہتا ہے دریائے آتش میں گرا دوں
رستم جب تیغ ہفت جوہر چمکاتے ہیں تب گھوڑا دریا سے پلٹتا ہے رستم صاحب لوح ہیں
تاکہ اس حال میں صاحبقران زمان کے گلے میں حرز ہیکل پڑا ہے اسکی وجہ سے بیہوش
ہونے سے بچے ہیں دریائے آتش و آب کی سیر کر رہے ہیں مچھلیوں کی تعریف کرتے

ہین کل لشکر کو اس حال مین کرکے وہ ساحرہ موسوم بہ سامان سحر طراز پلٹ کر سامنے
ہفت پیکر کے آئی کہا اے شہنشاہ طلسم ہفت پیکر تم تو خداوند طلسم خیال سکندری
کے راز دان ہو دیکھو مین نے مسلمانون کا یہ حال کیا ہے اب کوئی دریاے آتش سے
نہ نکل سکیگا تیسرے دن صاحبقران و رستم بھی بیہوش ہو جائینگے عیار و سردار
اسی مجمع مین ہین اب نہ نکل سکین گے رات دن تڑپین گے تیسرے دن مین اسی
دریاے آتش و آب کو طے کرکے لشکر مین جاؤنگی مین پہلوے قدرت مین بیٹھی ہوئی
تھی انتظام خدائی درپیش تھا کہ قدرت کے منھ سے نکلا اے سامان سحر طراز تیرا شوہر
قتل ہوا چاہتا ہے مین فوراً روانہ ہوئی یہان آکے یہ دیکھا کہ وہ بہشت مین پہونچے اور
جاگیا مین نے آکر ذرا ہونٹ ہلائے یہ کیفیت ہوئی کہ طلسم کشا کی لوح بیکار ہوئی کچھ خبر
نہ دیکھی اسم اعظم حمزہ بیکار ہو گیا مگر ہیکل کہ گلے مین صاحبقران کے ہے اسوجہ سے حمزہ
کھڑا ہے بیہوش نہین ہوتا وہ شبانہ روز مین سحر پورا ہوگا دونون بیہوش ہو جائینگے
کلاہ ہفت گوشہ و تیغہ ہفت جوہر چھین لونگی اور زرہ ہفت جوش وہ خود اتار
دریا مین پھینکینگے مین سب کو گرفتار کرلونگی ہفت پیکر نے جو یہ خبر سنی تخت سے اترا
ساحرہ کا ہاتھ تھام لیا گلے سے لگایا کہا مین معتقد مذہب خداوند خیال سکندری ہون
مجھکو سلطان فرما گئے ہین سلطنت کرون انکو خدائی مبارک ہو وقت پر موقوف ہے
دونون طلسم مین خدائی کرین میرے طلسم ہفت پیکر کے متعلق سات سو ملک تھے
مسلمانون نے فتح کرلیے انپر اب مسلمانون کا قبضہ ہے کہین سے خراج نہین آتا ساحرہ
نے دیکھکر آواز دی کہ متعلق طلسم خیال سکندری سترہ سو ملک ہین ساحران زبردست
پہلوانان صف شکن خراج گذار ہین سب کا خراج ایک وقت مین آتا ہے وہی خراج
صرف قصر سکندری ہے آرائش قصر سکندری اس طور سے ہے کہ اسکا ذکر غیر ممکن ہے
اگر اسکی آراستگی کا ذکر کرون تو کئی مہینے چاہیے ہین ہفت پیکر ساحرہ کو لیکر بارگاہ مین
آیا ساحرہ کو دنگل معقول دیا اپنے ساحرون سے کہتا ہے دیکھو صاحبو کیا کرامات خداوند
ہے کہ ایک سحر مین سب کو پامال کر دیا حمزہ کا اسم اعظم بیکار ہوا حرز ہیکل کی وجہ سے

وہ ہوشیار ہین اب یہ شب کو جاکر حمزہ ہیکل بھی لیلیگی طلسم کشا سے تحفہ جات چھین لیگی کیا مجال ہو کہ طلسم کشا زبان ہلا سکے دام سحر مین گرفتار ہو بس ایک ہی سحر مین خاتمہ کیا تمام دربار والے تعریفین کر رہے ہین کہ اے الٰہ عالم کیا کہنا کیا سحر کیا ہے اس پار دریا کے نہین اتر سکتے صاحبقران کیسے مجبور ہو رہے ہین ہفت پیکر سے باتین کر کے سامان سحر طراز اٹھکر بارگاہ سے باہر آئی لشکر سے نکلی سامنے لشکر اسلام کے آکر متصل دریا کے بارگاہ استاد کرائی لشکر کو اتارا اشارے سحر کے کر رہی ہے صاحبقران خواجہ سے فرماتے ہین خواجہ ہمارے پاس سے جاؤ کسی بارگاہ مین جاکر بیٹھو ہماری سیر مین فرق آتا ہے عمرو کو بہت ناگوار ہوا صاحبقران کے پاس سے ہٹے عکس حمزہ ہیکل جو پڑا رہا تھا وہ تو موقوف ہوا تھوڑی دور جاکر خواجہ گرے بیہوش ہو گئے صاحبقران نے پلٹ کر دیکھا فرمایا خوب ہوا کہ یہ مکار بیہوش ہو گیا مجھکو سمجھاتا تھا کہ دریاے آتش کے پار اتر لیے دور سے دیکھکر مجھکو گرمی معلوم ہوتی ہے کیونکر دریاے آتش کے اس پار جاؤن شعلہ ہاے آتش آسمان کو پہونچ رہے ہین دریاے آب جوش زن ہے رستم نے بشکل مرکب کو لاکر ایک نخل کے سامنے ہین ٹھہرایا سب جادوگرنیان بیہوش پڑی ہین سنبل ہفت گیسو ہر مرتبہ اٹھتی ہین اور پھر گرتی ہین چاہتی ہین کہ سحر کرون بلند ہو کر دریاے آتش کو بجھاؤن لڑتی بھڑتی نکلجاؤن مگر جسم مین طاقت نہین آنکھون مین بصارت نہین لالہ عذار کئی مرتبہ اٹھی اور سحر کیا ابر بنایا ابر سے پانی برسا دریاے آتش نہ بجھا وہ ابر پلٹ کر سر پر لالہ عذار کے آیا برسنے لگا پانی کے چھقر بھر گئے تھے لالہ عذار بھی بیہوش ہو کے گری آفتاب فلک سیر کئی مرتبہ اٹھا سحر بنایا اور چاہا کہ دریاے آتش بجھاؤن ایک دھماکا ہوا دریاے آتش شق ہو گیا اسمین سے ایک نہنگ نکلا اس نہنگ نے آکر عکس اپنا سر آفتاب فلک سیر پر ڈالا آفتاب کا چہرہ زرد ہوا تھرا کے گرا ایڑیان رگڑنے لگا سب ساحرون کا یہی حال ہوا جو کہ ساحر اسیر کے ساتھ ہین انھون نے بڑی کد و کوشش کی مگر دریاے آب سے مچھلیان نکلین ان ساحرون کے گرد پھرین وہ سب ساحر بھی بیہوش ہوے تمام عیار و ساحران نامدار

وسرداران نامدار ایک حال مین مبتلا ہوے بعض بعض جنکی آنکھین کھلی ہین وہ
بلاک بلاک کے دعائین کررہے ہین بار بار یاستغیثاہ کی صدا بلند کل اہل اسلام
دردمند بارگاہین سرنگون پڑی ہین خدانے کا کوئی نگہبان نہین بیکار پڑا ہی ساحرہ
نے جب یہ حال اہل اسلام کا دیکھا بارگاہ ہفت پیکر مین آئی سب حال اس سے
بیان کیا کہا کل جادوگرنیون کو مین نے بیکار کردیا اب کوئی لشکر حمزہ مین سحر کرنے والا نہ رہا
دوراتون کی اور کسر باقی ہو تیسرے دن صبح کو مین اٹھکر لشکر مین گھس جاؤنگی پہلے شوہر
کے قاتل کو قتل کرونگی حمزہ اور رستم کو خدمت مین خداوند کے لیجاؤنگی قدرت مین یہ
تاثیر ہو کہ جو انکی صورت دیکھیگا انکو سجدہ کریگا حمزہ کے دل سے قفل کھول دینگے
آجتک قدرت نے جا بجا مدد کی اسوجہ سے حمزہ صاحب ملک ومال ہوا ہی اکثر قدرت نے
ذکر کیا کرتے ہین کہ حمزہ کے ہاتھ سے پردہ قاف فتح کرایا آخر مین پہونچا یا لقا کی
خدائی مٹوائی زبرجد شاہ کو قتل کرایا اب حمزہ کو بڑا غرور ہی قدرت اسکو طلسم
خیال سکندری مین ڈلوا دینگے مگر بلشاہ نوجوان قتل کیے جائینگے ساریان زاد سے
کو مین ہاتھ سے حمزہ کے قتل کراؤنگی یا شہنشاہ مجھکو اپنے شوہر کا بڑا قلق ہی جب
عمرو کو قتل کرون تب دل ٹھنڈا ہو ہفت پیکر ان باتون کو سنکر بہت خوش ہوا کہتا تھا
کہ نجومیون نے کہا تھا حمزہ کی موت اس زمین پر نہین ہی اے مقبول بارگاہ خیال سکندری
تو نے کیا پاکیزہ سحر کیا ساحرہ نے کہا یا شہنشاہ اب سامان صحبت عیش ونشاط آرا
کیجیے ہفت پیکر بارگاہ مین آیا جلسہ عیش ونشاط جمایا گائین آکر سامنے مستعد ہوئین
جام ارغوانی گردش مین آیا ایک گائن کہ نہایت شوخ وشنگ ہی ہاتھ اٹھا کر بتانے لگی
اور یہ اشعار عاشقانہ گانا شروع کیے۔ نظم

نہ جائیگی ترے وحشی کی رائگان فریاد — یقین ہی کہ ہو زنجیر آسمان فریاد
فلک تو کیا ہین سر عرش تک یہ جائیگی — مین ناتوان ہون نہین میری ناتوان فریاد
شب فراق بڑے لطف سے گذرتی ہی — انیس نالہ فغان دوست ہمزبان فریاد
بہت دنون مین ہمین نیند آج آئی ہی — نہ کر مزار پہ رو رو کے نوحہ خوان فریاد

یہ ضعف ہے کہ ہم اک آہ کو ترستے ہیں
کمال قاعدہ دان ستم ہیں برسوں سے
اثر بھرا ہے وہ درد فراق کا مجھ میں
نہ تخت عرش نہ کرسی نہ لامکان دیکھا
کبھی تو جذب محبت اثر دکھائے گا
خیال کاکل عنبر رنگ سے یہ حال ہوا
بنی ہے اے فلک پیر صورت انصاف
نسیم چرخ و زمین پر یقین ہے کچھ موقوف

اسیر سینہ ہے کیا آئے تا دہان فریاد
اٹھا چکی ہے بہت صحبت بتان فریاد
کرینگے بعد فنا میرے استخوان فریاد
نہ جائیگی ابھی میری کہان کہان فریاد
کبھی تو لائیگی اسکو کشان کشان فریاد
مرے دہن سے نکلکر ہوئی دھوان فریاد
سنیں وہ نغمہ مطرب کروں میں یان فریاد
کہان کہان نہ بنائیگی آشیان فریاد

دو دن رات تین برابر اسی طرح ہنگامہ عیش و نشاط گرم رہا ساحرہ کبھی بارگاہ ہفت پیکر میں آتی ہے کبھی بارگاہ سے نکلکر اپنی بارگاہ میں آتی ہے سحر کرتی ہے مچھلیان دریا سے نکلکر گرد لشکر اسلام چرخ مارتی ہیں اُن بیچارون میں غریو بلند ہے کوئی ہنستا ہے کوئی روتا ہے کوئی پکارتا ہے کہ اے کریم کارساز و اے رب بے نیاز رحم اپنا شریک کر ہلاکت سے بچا لے نظم

خدا قائم خدا دائم خدا ناصر خدا حافظ
بہر وقت و بہر حالت خدائے کبریا حافظ
بجز ذات خدائے واحد و یکتا و لاثانی
بہر شہر و بہر قریہ نگہبانی کند مولے
برائے بندہ مسکین و سکینے و تنہائی
نہ در مخزن حق نقد سیم و زر کہ میدانی
نہ باشد خوف رہزن سالک راہ طریقت را
کجا آن بلبلان خوش بیان طوطی زبان قند
چو جسم و جان عالم در حفاظت ورد شب داری

خدا کافی خدا حامی خدا مشکل کشا حافظ
خدا را ابتدا مالک خدا را انتہا حافظ
نمی باشد کسے اندر سرائے دوسرا حافظ
بود حق گو بگو خانہ بخانہ جا بجا حافظ
خدا حافظ خدا حافظ خدا حافظ خدا حافظ
کہ تا در عاقبت سالم رساند مر ترا حافظ
اگر باشد براہ حق رسی آن رہنما حافظ
کجا سعدی کجا جامی کجا صائب کجا حافظ
بحال ہندی بیکس کرم فرما تو یا حافظ

بلاک بلا کے دعائیں مانگ رہے ہیں لیکن وہ ساحرہ مکارہ تیسرے دن سحر کو بارگاہ ہفت پیکر سے نکلی سامنے آکے کھڑی ہوئی دیکھا صاحبقران بیٹھ گئے رستم ایک

نخل کے نیچے حیران و پریشان کھڑے ہین رستم پیلتن نے ایک نخل کے سائے مین
آکے کلاہ ہفت گوشہ سر سے اُتاری زرہ ہفت جوش کو جسم سے اُتارا تیغہ ہفت جوہر
اُسی مقام پر رکھدیا سماک پلدا قی زمین پر تڑپ رہا تھا اپنے آقا سے عرض کرنے لگا
کہ ای آقاے نامدار و ای مولاے قدرشناس ان چیزون کو جسم سے نہ جدا کیجیے ان اشیا سے
حفاظت جان متعلق ہی رستم نے فرمایا ای یار وفادار یہ اشیا بار جسم ہین ان سب کو
مین دریا مین پھینکدون سماک منتین کر رہا ہی رستم خاموش کھڑے ہین خیرخواہ کی بات
کا جواب نہین دیتے سامان سحر طراز نے جو سب کو مبہوت پایا نفیر بجائی سارا لشکر ساحر
تیار ہونے لگے مگر ناکام و سرنام دونون بہنین اسکی تیار ہوکر سامنے آئین کہا بہن
کیا حکم ہوتا ہی سامان نے کہا یوا اب چلتی ہون شوہر کے قاتل کو قتل کرون حمزہ
و رستم کو گرفتار کرون اور سب کو اسی مقام پر بیہوش چھوڑو جسکا قدرت نام لینگے
اسکو آکے لیجاؤنگی کمیدان و رسالدار جو سامنے حاضر تھے سب نے عرض کی بہت مناسب
تجویز کیا اسی طرح فوج کو ساتھ لیکر سامنے دریا کے آہستے کھڑی ہوئی مچھلیان اُبھرنے
لگین پانی کم ہوا حباب لب جو بہ نگاہ حسرت دیکھ رہے ہین کہ کیا بدعت کریگی موجۂ دریا کا
خنجر چل رہا ہی سامان آگے بڑھی لشکر ہفت پیکر بھی تیار کھڑا ہی ہفت پیکر اشارے
کر رہا ہی کہ اے سامان شوہر کے خون کا بدلا لو سامان بڑھی ہفت پیکر خوش ہو ساتھ
کے لوگون سے کہ رہا ہی کہ آج طلسم کشا گرفتار ہوکر خدمت خداوند خیال سکندری مین
جائیگا جاتے ہی سجدہ کریگا قدرت کے چہرے کی یہی تعریف ہی جس مذہب کا آدمی
اُنکے سامنے جائے اُنھین کا مذہب اختیار کرتے ہین شہنشاہ طلسم ہفت پیکر ہون
مین نے دعوی خدائی موقوف کیا اب مین بھی جاکر خدمت خداوند مین رہونگا ادھر حیدری
سپاہی کہ نوکری کبھی اُنکو معاف تھی بیرون لشکر تھے وہ دیکھ رہے ہین بیقرار ہوکر دعائین
مانگتے ہین پکارتے ہین کہ ای خالق ارض و سما ای کبریا مسلمانون پر رحم کر اس آفت سے
ہمارے آقا کو بچالے ہمنے کبھی اس آفت مین نہین دیکھا آج نیا معاملہ درپیش ہے
ہمکو بڑا پس و پیش ہی سامان بڑھی ہی کہ لشکر اسلام پر جا پڑون کہ تیر دعا اُن غریبون کا

ہر طرف مراد پر پہونچا کہ صحرا سے گرد اٹھی اور بوق ترکی کی آواز آئی گھوڑے بھڑکنے لگے ہفت پیکر نے کہا وہ دیوانہ آتا ہے دیکھیے کیا ہو کہ دامن گرد کا پھٹا غضنفر بن اسد اللہی ہزار قزاق پشت پر سر برابر شرخ کھڑا ہوا پہونچا دور سے یہ معرکہ دیکھا کہ ایک ساحرہ طرف لشکر اسلام کے جاتی ہے تیغ برہنہ ہاتھ میں غصہ بات بات میں غضنفر نے اسپ باد پا کو اڑایا شمیم نے ابر سے دیکھا سحر کرنے لگی دل کو خوف ہے کہ ایسا نہو یہ ملعونہ آگاہ ہوجائے اور تحفہ جات چھین لے تو کیا باعث خرابی ہے ابر سے ہاتھ نکالکر ایک گولہ مارا کہ گولہ صحرا میں جاکر پھٹا ساماں کے کان میں آواز آئی کہ کوئی خوش آواز بصد سوز و گداز یہ اشعار گا رہا ہے۔

نظم

ملنے کے نہیں نشان ہمارے
کیا پوچھتے ہو مکان ہمارے

احسان سے نہیں بدی بھی خالی
دشمن ہیں مہربان ہمارے

بچ جاؤ گے جان لیکے دیکھو
ناحق ہیں یہ امتحان ہمارے

بے مثل ہیں لذت سخن میں
سب اٹھ گئے ہم زبان ہمارے

آزاد کی جستجو عبث ہے
پاؤ گے پتے کہاں ہمارے

اڑتی ہے خاک اس زمین سے
پڑتے ہیں قدم جہاں ہمارے

ناقہ لاتے ہیں اسطرف روز
محسن ہیں ساربان ہمارے

ہمسے کبھی کچھ کہو نہ یزدو
کیا ذکر تھے شب وطن ہمارے

ظاہر ہے جو گذر رہی ہے
کچھ حال نہیں نہان ہمارے

لاتینگے نسیم رنگ کیا کیا
یہ دیدۂ خون فشان ہمارے

ساماں کے کان تو اس آواز پر ہیں صورت از پہلے غضنفر کو دیکھ رہی ہے کہ ادھر گھوڑا اڑائے ہوئے آتے ہیں یہ رنگ کستی ہے کہ مرکب پر پڑی نہیں جمتی مگر رانوں میں گھوڑے کو جو مسلا گھوڑا اطرارہ بھرکے چلا ساماں نے قریب سے جو صورت زیبا کو دیکھا معلوم ہوتا ہے کہ انگوٹھی پر نگینہ رکھا ہے یا آفتاب عالمتاب تخت زبرجدی پہ ہے یا ماہ تابان بلکہ بدر کامل آسمان پر جلوہ فگن خال چہرۂ پر نور رشک ثوابت و سیارگان

دستور سمنظم عمرو گویّا بنا کر قصر سرامہ مین پہونچا برق جادو کہ اسکی خالہ زاد بہن تھین اپنے
قاعدے سے پہونچین حیران تھین کہ عمرو نے آنے کو کہا تھا نہ آیا سرامہ نے برق سے
ذکر کیا کہ بہن آج ہمنے بڑی عمدہ شئے پائی ہے ایک بڈھا گویّا ظاہر مین ضعیف و نحیف
مگر نہایت ظریف و لطیف گانے والا ایسا کہ تم جانتی ہو کہ میری صحبت مین کبھی چار سو
گانے والا چیدہ ہی مگر سب استاد اسکے سامنے کان پکڑتے ہین اسکے سامنے ہونٹھ نہین
ہلا سکتے آج ہم آپ کو اسکا گانا سنوائینگے یہ کہکے آواز دی کہ استاد خورد و بزرگ کہان ہین
خواجہ آواز سنکر دربار مین پہونچے ایسا گائے کہ سرامہ جادو نے بہت کچھ دیا اور کہا
کہ مین تمکو نوکر رکھونگی عمرو برق جادو سے اشارے کرتا ہی کہ منم عمرو برق نہ سمجھی
آخر عمرو نے ساقی گری کرکے سب کو بیہوش کیا ملکہ برق کو نشہ شراب سے ہوشیار کر دیا
اور تیغ کھینچکر طرف سرامہ کے چلا برق نے ہاتھ تھام لیا کہا خواجہ برائے خدا یہ آفتاب
جاہ الماس کہلاتی ہی اسکو نہ قتل کرو عمرو نے کہا اے ملکۂ عالم اگر اسکو مین نہ قتل کرون
تو راستہ کیونکر کھلے برق لاکھ تڑپی مگر اس ساربان زادے نے نہ مانا اور سرامہ کو
قتل کیا برق جادو بہت روئی خواجہ نے چار سو ساحرون کو قتل کیا برق جادو
روتی ہوئی گئی خواجہ رخصت ہوکر آئے اس ساربان زادے نے گھر کے گھر مٹا دیے
اب کیا تدبیر کرون خداوند طلسم اقبال سکندری نے بڑے ساحر کو روانہ کیا تھا اسکو عمرو
نے کتے کی موت مارا کہ سحر بھی نہ کرنے پایا اب مین حیران ہون یہ کیونکر قتل ہو پہر دن
پچھلا باقی ہے ہفت پیکر سردارون سے یہ باتین کرتا ہوا طرف بارگاہ کے جاتا ہے
کہ صحرا سے گرد اڑی کہ روئے آفتاب چھپ گیا ہفت پیکر نے ہرکارون سے کہا کہ
دریافت تو کرو یہ کون آتا ہی کہ سامنے سے دامنہ گرد کا شگافتہ ہوا دیکھا ایک پہلوان
گینڈے پر سوار پشت پر سات لاکھ فوج نیزے چمکتے ہوئے علمہاے سرخ کے
پھریرے کھلے ہوئے آتا ہی ہرکارون نے ہفت پیکر کو خبر دی کہ بہزاد گلگون پوش
رہنے والا بیشہ یاقوت نگار کا سات لاکھ فوج سے برائے مدد خداوند آ پہونچا ہے وہ
شخص ہی کہ جسنے سیکڑون پہلوانون کو مارا کئی سو پہلوان اب ساتھ ہین ہفت پیکر

نے وزیرون کو براے استقبال بھیجا آپ بارگاہ مین آیا تخت نکہت پر بیٹھکر تاج نکہت
سر پر رکھے ہوے خدائی کرنے لگا کہ بہزاد گلگون پوش نے آکر سجدہ کیا اگرچہ ہفت پیکر
کہا ہفت پیکر نے کہا اے بندگان من دیدید قدرت مرا تھوڑا سا قدرت کو انتشار
ہوا تھا تقدیر کے اُس شخص کو بلایا کہ جو پہلوان بے نظیر ہے قتل مسلمانان کی بیتدبیر
ہی بہزاد نے کہا یا خداوند جیسے ہی مسلمان آئے تھے آپ نے مجھکو کیون نہ لکھا کہ
سب کو گرفتار کرلیتا اب جب مجھکو خبر پہونچی تو خود ہی آیا اور مین نے یہ خبر پائی کہ کل ملک
اسلام آباد ہوگئے فقط قصر عشرت باقی ہی ہفت پیکر نے کہا اے بہزاد قدرت نے
جو بندون کا حال ابتر دیکھا اور اعتقاد مین سب کے فتور پایا منظور ہوا کہ ان سب کو سزا
دیجیے مسلمانون کے ہاتھ سے مارے گئے یہ قدرت نہ سمجھے تھے کہ بندگان مغضوب
کے ساتھ قدرت بھی تباہ ہونگی اُسی تقدیر کو زور ہی اب تیرے نام پر تقدیر منضبط
کرتا ہون بہزاد دست بستہ اُٹھا کہا یا خداوند ایک قصر مجکو عطا ہو بیٹی میری قمر طلعت
شیرین ادا ساتھ ہے وہ اُس قصر مین رہیگی وزرا سب مسکرانے لگے بہزاد نے کہا
کیون یارو کیا ہنسے وزرا نے کہا اے پہلوان دوران اے گرشاسپ جہان بڑی بڑی
شاہزادیان فرزندان حمزہ پر عاشق ہوکر نکل گئین اور ہمراہ مسلمانون کے مصروف
جنگ ہین بلکہ شمیم گیسو کشا معشوق خداوند تو اسپر عاشق ہوکے نکل گئین ابھی کل
کی لڑائی مین ظاہر ہوکر سحر کیا بیٹی کو قصر سے نہ نکلنے دینا بہزاد نے کہا وہ خود سپاہی وضع
ہی مرد کے نام سے اُسکو نفرت ہی اور وہ نامرد ہین کہ جنکے یہان ایسے اتفاق ہوے
ہین میری دختر اگر ایسا فعل کرے تو گھس کر قتل کرون اُسکے عاشق کو بھی زندہ نہ چھوڑون
آپ لوگ ایسا خیال نہ فرمائیے بارگاہ حمزہ مین گھسجاؤن فرزند کا اُنکے سر کھینچ لون
ہفت جوش جادو وزیر اعظم کو ہفت پیکر نے اشارہ کیا صحراے سبزہ زار
مین ایک باغ تھا نہایت عمدہ وہ وزیر نے خالی کرادیا اُسمین جاکر ملکہ قمر طلعت
اُتری ہین بہزاد نے کہا یا خداوند طبل جنگی بجوائیے تا تقدیر قدیم نہ کھینچے گا ہفت پیکر
نے کہا ابھی جلدی کیا ہی لعبہ دو چار دن کے لڑنا بہزاد نے کہا قدرت کا قصر عشرت

میں رہنا بہت ناگوار ہی اسی ہفتے میں لڑائی فتح کرونگا میرے ہاتھ سے کہاں جائینگے
ہفت پیکر نے نام پر بہزاد کے طبل جنگی بجوایا ہرکارے لشکر اسلام کے جو پرچے
خبر موجود تھے خبریں لیکر بھاگے صاحبقران دربار میں ہیں علمشاہ بھی حاضر ہوئے
ہیں کہ ہرکارے آکر پہونچے بعد دعا و ثنا کے عرض کی بہزاد کے نام پر طبل جنگی بجا ہے
بڑا مغرور پہلوان ہی اپنی جرأت کا بڑا گھمنڈ ہی کہتا ہی کل ایک کو زندہ نہ چھوڑونگا
صاحبقران نے فرمایا خدا حافظ و نگہبان ہی خواجہ کہدو کہ بفضل ایزدی اور بہ تائید ربانی
ہمارے لشکر میں بھی طبل جنگی بجے خواجہ نے نقارخانہ سکندری میں آکر طبل سکندری
پر چوب لگائی اٹھارہ سو نقارہ بجا ہفت پیکر تخت پر بیٹھا تھا صدا سے طبل سکندری
کے ششدر اچھل پڑا وزرا سے پوچھا یہ کیسی صدا آئی وزرا نے عرض کی لشکر اسلام میں نقارہ
بجا ہی طبل سکندری پر جب چوب پڑتی ہی بارہ کوس تک آواز جاتی ہی وہی صدا ہے لشکر
صاحبقران سے زمین تھرائی ہی ہفت پیکر خاموش ہو رہا دونوں لشکروں میں تیاریاں
ہونے لگیں ناگاہ پہلوان زرین پوش اکھاڑے سے مشرق کے نکلا اور شاگردان
ضیاء و شعاع کو ساتھ لیکر میدان چرخ زبرجدی میں آ خیمہ مارا کہ تمام دنیا منور اور روشن
ہوئی بقول شاعر۔ نظم اشعار سحر

چو زاغ شب پر پرواز بر داشت — خروس صبح دم آواز بر داشت
عنادل لحن دلکش بر کشیدند — لحاف غنچہ از رو بر کشیدند

سب کو معلوم ہوا کہ لیلائے شب نے نقاب چہرۂ زیبا سے اٹھائی صاحبقران سوار
ہوئے بادشاہ جمجاہ تخت سلیمانی پر بصورت نورانی سپر شہنشہر آگے بارہ سو طفلان
پری صورت اشعار بہ الحان داؤدی پڑھتے ہوئے نقیب آوازیں لگاتے ہوئے
کہ ای مردان عالم قدم باقدم ترقی عمر و دولت ہو ادھر سے دیکھا کہ ہفت پیکر تخت
خدائی پر سوار سترہ سو سردار پہلوانان و ساحران غدار دور کا سبز گھوڑوں پر سوار
پشت پر ساٹھ لاکھ سوار و پیادل فوج کے دل کے دل سب کے آگے آگئے بہزاد
گلگون پوش بصد جوش و خروش چار سو پہلوان اونچے جم ہوئے پشت پر

سات لاکھ فوج اس کر و فر سے ہفت پیکر بھی آکر پہونچا فوج صاحبقران کو دیکھکر کہتا ہی یاروہم لوگ اب بھی گننے ہو حمزہ کے ساتھ مع فرزندون کے شمار کرکے معلوم ہوتا ہے کہ بائیس لاکھ فوج ہی یہان اب بھی ساٹھ لاکھ موجود ہین مگر بار وقت پر بھاگتے ہو سردارون نے عرض کی یاخداوندا اب کوئی قدم نہ ہٹائیگا ہر سردار نے اپنی اپنی فوج سے قسم لی ہی اب کوئی نہ بھاگے گا سب جمکر لڑینگے اب انتہا کا معرکہ پڑیگا نقیبون نے میدان مین آکر اشعار عبرت آمیز پڑھے پکارتے تھے کہ ای مردان میدان کارزار و ای پہلوانان تہور شعار اجل دنیا کی یہ کیفیت ہی کہ کیا بیان ہو سکے۔ نظم بطور مسدس

ہمنے دیکھا ہی تواریخ مین ای اہل نظر	ہاتھ رکھے تھے سکندر نے کفن سے باہر
وجہ ہو اسکی یہ ظاہر عقلا کے اوپر	یعنی یہ کہتا تھا وہ دست تہی دکھلا کر

زادرہ ہیچ نہ داریم چہ تدبیر کنیم
سفر دور و دراز ست و ما تخیر بریم

نظم بطور مخمس

گئے ہم سوے گورستان جو کل باخستہ حالی تھے	مقابر جتنے دیکھے ہمنے خشتی پائمالی تھے
یہ دو مصرع لکھے اس جا مضمون خیالی تھے	مہیا گرچہ سب اسباب ملکی اور مالی تھے

سکندر جب گیا دنیا سے دونون ہاتھ خالی تھے

ایہا الحاضرین مرد سپاہی کا رتبہ مین نام ہی مردان عالم کا یہی کام ہی کون ایسا بہادر ہی کہ میدان کارزار مین نکلے اپنے باپ دادا کا نام روشن کرے اور نام اسفندیار و رستم صفحہ ہستی سے مانند حرف غلط مٹا دے نقیب یہ آوازین دیکر ہٹے کہ کیتون نے کڑکا کہا بہادرون کو جوش جرأت ہوا ہر ایک کا یہی قول و ارادہ ہی کہ دشمن پر فورا جا پڑین آگے بڑھکر لڑین مگر بہزاد گلگون پوشش لباس خونی پہنے ہوے آنکھین نشے مین انٹی ہوئیں گینڈے کو کھیر کر سامنے ہفت پیکر کے آیا گینڈے سے کود کر پایہ تخت کو بوسہ دیا عرض کی یا خداوندا اجازت میدان ملے آج خون کے دریا بہا دونگا ہفت پیکر نے کہا ای بندۂ مقبول عرض تیری قبول ہے یہ قدمت کے تجھکو سپرد کیا بہزاد دوبارہ

گینڈے پر سوار ہوا عازم میدان کارزار ہوا میدان مین آکر سلحشوری دکھانے لگا نیزہ
مثل درخت تاڑ کے اُسکے ہاتھ مین تھا اُسکو ہلا کر گینڈے کو اُوڑایا جب خوب غرق
عرق ہوا پکار کر آواز دی ای فرقہ خدا پرستان تم لوگون نے بڑا غضب کیا قدرت
نے تمکو کس ناز و نعم سے پرورش کیا تمنے قدرت کو ستایا اب جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ
نکلے میرے مقابلے مین آئے بقول شاعر - فرد گران ہر کہ را بار سر بر تن است + جسیم
علاجش بدست من است + یہ بہزاد لے بکبر و نخوت پکارا جمہور جہان سوز شہنشاہ
تبرزن نے مرکب عربی صف سے نکالا سامنے بادشاہ کے آیا بعد ادا ے آداب بجا لا
دست بستہ عرض کی کہ ای شہریار اجازت میدان ملے بادشاہ نے فرمایا خدا کے سپرد کیا مگر
یہ بھی فرمایا کہ ای جمہور یہ کرگدن سوار بڑے قد و قامت کا جوان ہی ذرا سمجھ کے مقابلہ
کرنا ایسا نہ ہو کہ کوئی چشم زخم پہونچے جمہور نے عرض کی باقبال شہنشاہی اسکی مشکین
باندھ کر لاتا ہون یا سر اپنا نثار کرونگا غلام خوب سمجھتا ہی انشاء اللہ جاتے ہی اسکی مشکین
باندھونگا بہت مغرور ہی عقل و فراست سے دور ہی کیا لاف و گزاف کر رہا ہی یہ کہکر
جمہور نے مرکب بڑھایا سامنے بہزاد کے آیا اول تگاور چلی چند چند قدم گینڈا او مرکب
ہٹے بہزاد نے نیزہ مارا جمہور سے نیزہ چلنے لگا بعد چند طعنون کے نیزہ بہزاد کا توڑا بہزاد
نے چھڑ کو پٹک کر کہا ای جوان غضب ہوا دو دریا ے لشکر دیکھ رہے ہین اور تو نے
نیزہ میرا توڑا مگر یہ تیغ بیدریغ برسون کے جھگڑے دم مین فیصلہ کرتا ہی اگر پہاڑ پر مارون
تا بہ بیخ کاٹون یہ کہکے ہاتھ مارا جمہور نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا تیغ جو تڑپ کے گرا
سپر کے دو ٹکڑے ہوے وہان سے سر پر آیا زخم کاری سر پر آیا بہزاد نے ہاتھ روک کر
آواز دی اس زخمی کو سامنے سے ہٹاؤ مگر جمہور نے زخم کاری کھا کر وار کیا بہزاد نے
گینڈا ہٹا لیا وار خالی گیا سر جمہور کا ہر شہ زین پر جا لگا عیار جمہور کو ہٹا لیگئے فرامرز عاد
مغربی مقابلے مین آیا یہ بھی زخمی ہوا چند پہلوان مقابلہ بہزاد مین آئے دو جوان سپاہ
گلشن خبان ہوے چار جوان زخمی ہوے بہزاد پلٹا یہ کہکے کہ کل ایک کو زندہ نہ چھوڑونگا
یا صاحبقران کوئی پہلوان ایسا نہ تھا کہ ایک ضرب میری اُٹھاتا مجھکو بھی مزہ شجاعت کا

ملتا یہ کہکے پلٹا مگر فرزندان صاحبقران کو بڑا قلق ہوا ہر ایک کا یہی قول ہے کہ کل ہم اُسکے
مقابلے میں نکلیں گے مزہ شجاعت کا لیں گے غنچۂ آرزو کھلے حقیقت میں ایسا ہی معرکہ ہو
ایک ضرب میں اسکی پہلوان زخمی ہوا اسکا بلبلانا چاہیے ہے کیوں نہ غرور کرے کہ
چھ پہلوانوں سے لڑا اب کل سمجھا جائیگا یہ کہکے لشکر والے پلٹے صاحبقران دربار میں آئے
ذکر بہزاد ہونے لگا مگر شاہزادہ جہانگیر والاتبار جو باہر نکلے چابک نے عرض کی آج
ابر آیا ہے شب بھر رہیگا مناسب یہ ہے کہ مہلت شکار کی لیجیے جہانگیر پلٹ کر روبروے
صاحبقران آئے دست بستہ ہو کر کھڑے ہوئے صاحبقران نے پوچھا کیوں نور نظر
کیا مراد ہے عرض کی اگر حکم ہو تو کل غلام واسطے شکار کے جائے صاحبقران نے ابھی
کچھ نہیں فرمایا تھا کہ ہرکارے حاضر ہوئے بعد دعاے جان و دراز عرض کی کہ بہزاد کچھ
علیل ہو گیا تین دن کے بعد طبل جنگی بجوائیگا امیر با توقیر نے فرمایا کہ اے فرزند صحرا میں
شب کو رہنے کا ارادہ نہ کرنا جہانگیر نے عرض کی غلام وقت طلب کے حاضر ہو گا —
صاحبقران نے فرمایا بسم اللہ لیکن اے فرزند ملک پرآشوب ہے ایسا نہ ہو کسی دشمن
سے مقابلہ پڑے تو مشکل ہو جہانگیر نے عرض کی اقبال شہنشاہی ساتھ ہے کون روک
سکتا ہے صاحبقران نے چابک سے حفاظت کی تاکید کی جہانگیر نے چابک سے
حکم دیا کہ سویرے در دولت پر اسباب شکار موجود رہے چابک نے رات سے
کارخانوں میں خبر کی دو گھڑی رات رہے سے پہلے قراول در دولت پر حاضر ہوئے
جہانگیر نماز پڑھ کے نکلے پشت مرکب پر سوار ہوئے طرف صحرا کے چلے صحرا میں آ کر
پہلے قراولوں نے طبل باز پر چوب لگائی۔ قطعہ

چو در نالیدن آمد طبلک باز — در آمد مرغ صید افگن بہ پرواز
رہا شد بر ہوا باز سبک پر — جہان شد خالی از کبک و کبوتر

باز جری چھوٹے جانوران ہوائی شکار ہونے لگے پہر دن چڑھے تک شاہزادے نے
ارا بلے بھر دیے کمان کیانی دست حق پرست میں تیر بچر کمان میں جڑا ہوا جس طائر کو
تاکا تیر مار کے گرا دیا چابک جھپٹا اور طائر کو ذبح کر کے اٹھا لایا شاہزادے نے فرمایا

ہی جھنڈ والا گھر سوا ے پرند کے کوئی جرند معلوم نہین ہوا ایک آہو بھی شکار ہو جائے
تو پلٹ چلین قبلہ و کعبہ تاکید فرما چکے ہین بروقت خاصے کے پہونچ جائین جا ایک
نے عرض کی ہرکارے گئے ہوے ہین خبرین لیکر آیا چاہتے ہین یہ ذکر تھا کہ چند گنوار
دوڑے ہوے آئے عرض کی کہ یہان سے پانچ کوس پر ایک دھان کا کھیت ہے
کہ اسمین کئی سو آہو چرا کرتے ہین جہانگیر نے فرمایا گھوڑے بڑھاو چالیس سوارون
کو لیکر قریب کھیت کے پہونچے چار جانب سے کھیت کو گھیر لیا جہانگیر نے فرمایا اوس
آہو کا سب صاحبون کو اختیار ہی بیچ مین سب آہوون کے جو نر مستی کر رہا ہی اُسکو ہم
شکار کرینگے جسکی جانب سے نکلیگا ہمکو شاق ہو گا سب نے عرض کی بسم اللہ سب نے
گھوڑے بڑھا لئے مگر اُس نر نے جو دیکھا پیچھے ہٹ کر کنوتیان بدلین اور سطح سے
جست کی کہ شاہزادے کو مع مرکب فراسکے اور دس قدم زیادہ آگے بڑھکے گرا
شاہزادے کو بڑا غصہ آیا مرکب کو پھیرا پیچھے آہو کے چلے ہر مرتبہ تھوتھنی مرکب کی
اوسکے پٹھے ہرن کا ملجاتا ہی لیکن شاہزادہ چاہتا ہی کہ نیزے سے شکار کرون آہو نہین
ٹھہرتا جست کرکے نکلجاتا ہی آخر شاہزادے کو غصہ آیا کمان کیانی کو کاندھے سے اتارا
تاک کر تیر مارا کہ آہو گرا شاہزادے نے پلٹ کے دیکھا شاطر کو بھی اپنے قریب نہ پایا
آخر گھوڑے سے کودے آہو کو بہ قربانی پہونچایا اب منظور ہی کہ آہو کو شکار بند سے
باندھون اور پلٹون کہ صحرا سے گرد اوڑی دیکھا ایک آہو بھاگا آتا ہی تیر پٹھے پر پڑا ہوا
سامنے آتا ہی بس جہانگیر نے تیر مارا کہ وہ آہو بھی گرا شاہزادے نے اُس آہو کو بھی
کھینچ کے بہ قربانی پہونچایا شاہزادہ ٹہل رہا ہی کہ دفعتہ پھر گرد اوڑی جہانگیر نے دیکھا
ایک نقاب دار بادلہ پوش تلاش مین اپنے آہو کی آتا ہی آہو کو جو اپنے پڑا ہوا دیکھا
نہایت غصہ آیا گھوڑے کو اوڑا کر قریب شاہزادے کے آیا کہا کیون اجل گرفتہ
تو نے ہمارے شکار کو کیون شکار کیا جہانگیر فرزند امیر فصاحت باتون مین بھری ہوئی تھی
فرمایا اے نقاب دار بہادر صحرا مین کیا کسی کا اجارہ ہی شکار ہمارے سامنے آیا
ہمنے شکار کر لیا کیا تو ہی بڑا شکاری ہی نقاب دار نے غصے مین جھنجھلا کر کہا تو نے تیر مارا

بڑی خطا کی جہانگیر نے کہا اتنو ایسا ہوا جو تیرے مزاج مین آوے وہ تو میرے واسطے
کر نقابدار نے نیچے پر ہاتھ ڈالا نیچہ کھینچکر شاہزادے پر ہاتھ مارا کہا او جوان اس شکار
کا بھی بدلہ ہو کہ تجھکو بھی شکار کرون جہانگیر نے بازو بچا کے کلائی پر ہاتھ اپنا ڈالا پایا ہاتھ
مین وہ نرمی پائی کہ جہانگیر حیران ہوگئے کمر مین ہاتھ ڈال کے اٹھا لیا وہ رنگ پایا گویا
پھول کو اٹھایا ہے کہ جو پڑا بند نقاب ٹوٹا نقاب جو چہرے سے اٹھی معلوم ہوا کہ ٹکڑا ابر
ہٹ گیا بقول شاعر- فرد- اٹھا اسکے چہرے سے جس دم نقاب + گرا چرخ سے چرخ
کھا آفتاب + شاہزادے نے اپنی نگاہ اٹھا کر دیکھا آنکھین نرگس شہلا ہونٹھ فخر
مسیحا قد لعینہ مثل صنوبر نازنین و ماہ پیکر یار رشک قمر کمر باریک کہ جسکو موے میان
کہتے ہین مقابلہ عدم مین کون دخل دے تار شعاع نظر کہون کس شے سے مثال دون
مگر قتل عاشق پر کمر چست ہے اسوجہ سے نشان پایا گیا عدم کو موجود کہا دیکھکر اسکو ہوش
نہ رہا ساق بلورین کہ جنپر بنائے حسن قائم ہو انکی کیا تعریف صرف شاخ بلور لکھی پایا
نازک ثابت قدمی جسکو ہمدم تاج سر شاہان نقش قدم ہو شاہزادے نے جو یہ جمال ہمشیا [illegible]
دیکھا ہاتھ پاؤن مین رعشہ آیا قلب تھرایا ہاتھ جو کانپے وہ مہجبین ہاتھ سے چھوٹی شاہزادہ
بھی غش کھا کے گرا یہ منہ سے نکل گیا- نظم

غیرت مہر و رشک ماہ ہو تم — خوبصورت ہو بادشاہ ہو تم
جسنے دیکھا تمھین وہ مرہی گیا — حسن سے تیغ بے پناہ ہو تم
کیونکر آنکھین نہ ہمکو دکھلاتے — کیسے خوش چشم خوش نگاہ ہو تم
حسن مین آپ کے ہے شان خدا — عشق بازون کے سجدہ گاہ ہو تم
ہر لباس آپ کو ہے زیبندہ — جامہ زیبون کے بادشاہ ہو تم
فوق ہے سارے خوش جمالون پر — وہ ستارے جو ہین تو ماہ ہو تم
ہمسے پردہ وہی حجاب کا ہے — کوچہ گردون سے روبراہ ہو تم
کیون محبت بڑھائی تھی تمسے — ہم گنہگار بے گناہ ہو تم
ہم جو حق وفا بجا لائے — شاہد اللہ ہے گواہ ہو تم

ہی تمھارا خیال پیش نظر	جسطرف جائین سد راہ ہو تم
دونون بندے انہی کے ہین آتش	خواہ ہم ہو گئین اسمین خواہ ہو تم

یہ اشعار پڑھ کے شاہزادہ جو بیہوش ہوگیا اُس مہجبین نے جمال جہان آرا سے شاہزادے
دیکھا سطوت و صولت رعب و دبدبہ تہور و شجاعت مثل چاکران کمترین ہمراہ رکاب ہین
چہرہ مثل آفتاب رعب و داب کل اشیاے خوبصورتی ہمراہ ہین ہوش ملکہ کے اُڑ گئے
فرش خاک پر بیٹھ گئین سر جہانگیر کا زانو پر رکھا گرد و غبار چہرے سے پاک کیا چاہتی ہین
عارض پہ عارض رکھ دون مگر حجاب مانع ہوتا ہی رُک جاتی ہین قضا سے کار چہتر چالاک
صبا رفتار جو تلاش مین اپنے آقا کی چلا تھا وہ رستے مرکب شاہزادے کا دیکھا اُسی جانب
چلا ملکہ کی جو نگاہ پڑی دیکھا کہ ایک عیار اسطرف آتا ہی گھبرا گئین سمجھین کہ اسکا عیار آتا ہی
آئینہ چہرہ اپنا چھپالیا نقاب چہرے پر ڈال لی کہ چالاک قریب آیا اپنے آقا کو بیہوش
دیکھا گھبرا گیا پوچھا کہ اے ماہ عالم شاہزادے کو کیا ہوا ملکہ نے کہا اے عیار طرار تو قریب
آکے دیکھ کہ کیا گذری چالاک نے قریب آکر پانی کا چھینٹا دیا شاہزادے نے آنکھ کھولی
دیکھا کہ وہی مہ جبین منھ پھیرے بیٹھی ہی عیار نے مجھے بیدار کیا شاہزادہ اُٹھ بیٹھا ملکہ کا
ہاتھ تھام لیا کہا اے شہنشاہ خوبی وای سرو باغ محبوبی تو نے اپنے بیمار سے مسیحائی فرمائی کہ
ٹھہر جانا تمھارا احسان عظیم ہوا کہ تم ٹھہر گئین ورنہ ہماری عجب کیفیت ہوتی اب جو صورت کہ
دل کی عجب حالت ہی نظم

زخم بالیدہ ہوے داغ نیہ جوبن آگیا	پرورش پایا کیا تیرا جو دامن آگیا
دوری امید آخر کھینچ لائی متصل	دشنۂ قاتل قریب خط گردن آگیا
اشک خون آلود سے ہی پیرہن بلبل قریب	اور بھی رنگینیون پر اب تو دامن آگیا
کو بنا یہ خاکسار آتا ہی دیکھا او شہسوار	اک بگولہ سا قریب گرد توسن آگیا
دست وحشت نے مٹادی آج دونو کی خلش	کچھ گریبان جھک گیا کچھ پاس دامن آگیا
شورش بر خیز حشر نے جگایا تھا مگر	میری آنکھون کو لحاظ خواب مدفن آگیا
بہگیا دل خون ہوکر رہگیا درد فراق	دوست کے بدلے مرے پہلو مین دشمن آگیا

توڑ کر تسبیح مثل رشتۂ زنار سے
دشمنوں کی پردہ پوشی کی ہوائے شوق نے
آتش داغ تمنا پرورش کرنے لگی
باغ عالم مین شبہ گل بلبل تصویر ہوئی
صورت سوزن بنا کر بخیہ گر کے ہاتھ مین
ای فلک شاید گمان خندہ اسپر بھی ہوا
آج راحت پائی احسان اجل سے ای نسیم

بعد مدت یاد اک طفل برہمن آ گیا
گرد اون مین خار کی پیراہن تن آ گیا
مثل اخگر دل جو دامان گلخن آ گیا
کچھ غرض رکھتا نہین گر سوئے گلشن آ گیا
بوسۂ چاک جگر لینے کو آہن آ گیا
جو لب ہر زخم زیر مشق سوزن آ گیا
فاتحہ پڑھنے لحد پر یار بدظن آ گیا

یہ اشعار جو شاہزادے نے بیقرار ہو کر پڑھے ملکہ کے دل پر تاثیر ہوئی آنکھون مین آنسو بھر آئے اور کہا ای شہریار باغ میرا یہان سے بہت قریب ہی وہان تشریف لیچلیے بہ آسائش بیٹھیے مجھے بھی ہوس ہی کہ آپ کے پہلو مین بیٹھون شاہزادہ اسپ مرکب پر سوار ہوا ملکہ اپنی بادپان پر سوار ہوئین چلنے کا ارادہ کیا تھا کہ سامنے سے دیکھا چند کنیزین گھوڑیان اڑاتے ہوئے آتی ہین انھون نے جو اپنی مالک کو دیکھا گرد آ گئین مگر گیاد شعلہ زن ایک کنیز نے کہ نہایت پرفن چست و چالاک زرانداز مین بیباک ہی ساتھ والیون سے کہا صاحبو تمنے اس شوخ دیدہ کو دیکھا کہ اس جوان رشک قمر کے ساتھ ہو گئین دیکھیے کیا کرین اب اس جوان کو لیے چلتی ہین بوا مجھ سے یہ بدعت نہ دیکھی جائیگی ایسے بہادر کی بیٹی اور وہ یون پھنسے مین تو جا کر بہزاد سے اطلاع کرونگی کنیزون نے کہا بوا تمکو کیا کام وہ اپنے فعل کی مختار ہین آخر کسی طرح اس پہلوان دوران کو خبر ہو جائیگی گیاد خاموش ہو رہی مگر دل مین جل رہی ہی راہ مین شاہزادے نے نام پوچھا ملکہ نے قمر طلعت شیرین ادا اپنا نام بتایا چابک صبا رفتار ساتھ ہی شاطر پانون پر ہاتھ رکھے کہتا جاتا ہی دم شہریار حسب و نسب تو پوچھیے جہانگیر نے پوچھا ای ملکۂ عالم گل کس گلستان کی ہو اور ماہ کس آسمان کی ہو ملکہ نے کہا بہزاد جو لشکر اسلام سے لڑ رہا ہی کئی پہلوانون کو مار ڈالا کئی پہلوان زخمی کیے اہل اسلام کو اس سے تردد ہو رہا ہی فرزندان حمزہ آمادہ ہین کہ اس سے مقابلہ کرین لیکن اسنے

تین دن تک جنگ ملتوی کی ہو بعد تین دن کے مقابلہ کریگا مین اُسکی دختر ہون چاپاک
نے عرض کی بڑے خونخوار کی دختر ہو ایسا نہو اُسکو خبر ہوجائے حضور اکیلے اُسکے باغ مین
جاتے ہین حضور اس غلام کو انھین کنیزون مین گمان ہو کہ کوئی خبر نہ کردے جہانگیر نے
کہا کہ دیکھا جائیگا چاپاک نے عرض کی وہ کنیز جو مادیان ابلق پر آئی ہو اُسکے تیور بد ہین
مجکو گمان ہو کہ اُسکو آپ کا آنا شاق ہوا کیا عجب ہو کہ درا ندازی کرے جہانگیر ملکہ کے
ساتھ داخل باغ ہوے دروازے پر چند نگہبان تھے ملکہ نے اُنسے کہا ہٹ جاؤ وہ
نگہبان ہٹے ملکہ جہانگیر کو لیکر باغ مین پہونچین غرضکہ شاہزادے نے قدم باغ مین رکھا
دیکھا باغ پر بہار ہر طرف طائرون کی پکار ہو شاہزادے کو دیکھکر طائر زمزمہ سرائی
کرنے لگے پھولون نے آنکھین کھولین غنچون کی زبانین کھلین چاہتے تھے کہ اوصاف
گل رخسار شاہزادۂ والا مین کلام کرین شعرا نے دہن کو معدوم لکھا ہو اسوجہ سے
نہ چاہتے تھے سنبل پر پیچ و تاب نے جوڑا بنایا زلف محبوب کا نقشہ دکھایا نرگس شہلا نے
آنکھین کھولدین دیدہ بازی کرنے لگی سوسن چاہتی تھی سبز زبانین اپنی کھولون
صدف مین دہن شاہد مقصود کے باتین کرنے لگون سبز بختان چمن خوش مزاج لالے
کے سر پر سُرخ تاج سرو و صنوبر چاہتے ہین کہ ہمراہ رکاب ہولین مگر روانی سے مجبور ہین
ایک پاؤن سے چل نہین سکتے سارا باغ آمدے اُس گل رخسار کی باغ باغ ہو لالے کے
دل پر حسرت کا داغ ہو ملکہ جہانگیر کو لیے ہوے وسط باغ مین آئین کہ جہان چبوترہ بلوری
تھا کنیزون سے اشارہ کیا چبوترے پر فرش مشجر بچھا شاہزادے کو ملکہ نے مسند پر بٹھایا
آپ پہلو مین آکر بیٹھین شاہزادے نے چاپاک سے اشارہ کیا چاپاک نے بایان کھینچا
سیدھا سیدھا ٹھیکہ بجانے لگا یہ غزل شروع کی۔ نظم

حشر کے روز اگر داد طلب دل ہوگا
لب ہلانا مرے جلاد کو مشکل ہوگا

ہاتھ پڑ جائین گے لاکھون کے دم حشر اے دل
چاک زخمون کی طرح دامن قاتل ہوگا

حشر کو کاغذ اعمال دکھائین گے کسے
میرے ہاتھون مین فقط آبلۂ دل ہوگا

کیا عجب چونک پڑے خواب گران سے ہر گل
نالہ کرنے مین بھی احسان عنادل ہوگا

بوسے ہنسکر جو لب یار کے لے لیتا تھا | ساقیا جام نہ ہوگا وہ کوئی دل ہوگا
کہتے ہیں قتل کرینگے وہ لحد پر آکر | فیصلہ آج ہمارا سر منزل ہوگا
ہوگئی قتل میں تاخیر تو یہ جوش کہاں | قصہ قاتل کی طرح شوق بھی باطل ہوگا
ولولے ہیں نفس چند کے تا فرصت عمر | کچھ دنوں میں نہ یہ لیلی نہ یہ محمل ہوگا
آج غنچوں نے صدا دی نہیں جو نہیں دیر شاید | کچھ صبا کو ادب خواب غنا دل ہوگا
قابل رہنے کی نہیں بات جو بگڑے گی نسیم | قدح مہر بھی اک کاسہ سائل ہوگا

چابک کے گانے پر سب مبہوت ہو رہے ہیں یہاں تو ہنگامۂ عیش و نشاط گرم ہے مگر دہی کیا د کنیز یہ جلسہ دیکھکر بہت جلی اپنے مقام سے اٹھی بہزاد کو خبر کرنے چلی باہر جو آئی نگہبانوں نے پوچھا کہ بی کیا د کہاں کیا د نے پائچے ہلا کر کہا نگوڑے نگہبان آنکھوں پر دے ڈال کے بیٹھتے ہیں ملکہ نے ہٹا دیا نگہبان ہٹ گئے مگر یہ نہ سوچا کہ کون جاتا ہے نگہبانوں نے کہا بی کیا د غصہ نہ کرو ملکۂ عالم شکار سے پلٹی تھیں کیونکر نہ پہچانتے ہم کیا ملکہ کو دیکھتے ہیں تم بتلاؤ کہ کون آیا کیا د نے جواب دیا کہ اب جو آیا ہے اسکا حال کھلجائیگا ذرا کہاروں کو بلوا دو ڈولی کہار نگہبانوں نے بلوا دئے سوار ہو کے چلی بہزاد ایک دن لڑا تھا حیلہ کرکے واسطے شکار کے گیا شکار بھی نہ ملا اب باغ آتا ہے کیا د کو جو آتے ہوئے دیکھا گینڈا روک لیا کہا کیا د کہاں چلی کیا د نے کہا گینڈے سے اتریئے تو میں عرض کروں بہزاد گینڈے سے کودا کیا د نے ہاتھ پکڑ کر کہا اے پہلوان دوران تمھاری یہ شوکت کہ میں نے خبر سنی ہے تمھارے آنے سے پہلوان گھبرا رہے ہیں ہر ایک کو اپنی جان کا خوف ہے مگر کچھ اپنی صاحبزادی کی بھی خبر رکھتے ہو صاحبزادی برائے شکار گئی تھیں شیر بیشۂ صاحبقرانی کو شکار کر لائیں ایسی بے شرم ہیں کہ گھوڑے سے اتر کر سر اسکا زانو پر رکھ لیا جب وہ بیدار ہوا تو اس سے باتیں کیں باغ میں لائی ہیں جلسۂ عیش آراستہ ہے پسر حمزہ بوسہ بازی کر رہا ہے یہ سنکر بہزاد کانپ گیا کنیز کا ہاتھ پکڑ کر ایک طمانچہ مارا کہ سر اسکا اڑ گیا کہا حرامزادی ایسی خبر جلاپے کی کہتی ہے اور گینڈے پر سوار ہو کے طرف باغ کے چلا جب در باغ پر پہونچا اول نگہبانوں کو

قتل کیا پھر دروازے پر آکر ایک لات ماری اندر باغ کے گھسا جو کنیز سامنے آگئی اسپر ہاتھ
تلوار کا مارا کسی کو طمانچہ مار دیا اسطرح کی بدعتیں کرتا ہوا قریب چبوترے کے پہونچا جہانگیر
گلچینی گلشن جمال ملکہ مین مصروف تھے بہزاد کو آتے ہوے نہ دیکھا قریب آکے بہزاد
نے ہاتھ تلوار کا مارا جہانگیر نے چاہا اٹھون تلوار سر پہ پڑ گئی شاہزادہ فوراً لڑکھڑا کے گرا اور
کئی ہاتھ تلوار کے مارے قمر طلعت پیٹنے لگی کہتی تھی او ظالم مین خطاوار ہون مجھے قتل کر
بہزاد نے موے مشکین تھام کر ایک طمانچہ مارا بقول شاعر فرد - وہ رخسار نازک کہ
ہوجائین لال + اگر انپہ بوسے کا گذرے خیال + دیکھو یہان تاک تو نزاکت مین وہ
یگانہ ہوا + چھینی پھولون کی بدھی تو دردشانہ ہوا + بہزاد کے ہاتھ کا طمانچہ پڑا عارض پہ
عارضہ عارض ہوا کہ قطرات خون ٹپک پڑے لڑکھڑا کر گری بیہوش ہوگئی بہزاد نے
تلوار اٹھائی کہ سر اسکا کاٹ لون چند کنیزین لپٹ گئین اور کہا کہ اے بہزاد یہ سر اسی
بیٹھا ہی چاہا تھا کسے نے جو اتنی مہلت پائی کہ بہزاد طرف کنیزون کے متوجہ ہوا ہشتارہ
اپنے آقا کا بانہ کا ہشتارہ خون آلود دیکھکر بھاگا بہزاد جو پلٹا جہانگیر کو نہ پایا کنیزون سے
پوچھا ارے یہ مقتول کیا ہوا کنیزون نے عرض کی اسکا عیار لے گیا بہزاد نے کہا اچھا
تم گواہ ہو کہ اسکے دامن عصمت پر غبار تو نہین آیا کنیزون نے کہا کہ پسر حمزہ خود راضی
نہین ہوا ہفت پیکر کو برا کہا پسر حمزہ سمجھا تھا بہزاد نے کہا ہتھکڑیان بیڑیان لاؤ
اس کنیز بریدہ کو مسلسل کرو اسی باغ مین رکھو خبردار یہ کہین جانے نہ پائے ورنہ
تم سب کو قتل کرونگا کنیزون نے ملکہ کو اسی عالم غشی مین مسلسل کیا بارہ دری مین
لیجا کر مقید کیا چند کنیزین براے نگہبانی بیٹھین بہزاد چلا ہوا باہر آیا دربار مین
ہفت پیکر کے پہونچا دامن ہفت پیکر کا پکڑ لیا کہا یا خداوند آپ نے کیسی اقتدار
کی کہ مجھکو زبان سے نہین کہہ سکتا وہ معرکہ کیا کہ غرق غرق ہو رہا ہون طبل جنگی بجے
کل پسران حمزہ کو ٹکڑے کرونگا ایک فرزند کو تو حمزہ کے مین نے مار ڈالا ہے عیار لاش لیکر
بھاگ گیا اب سب پسران حمزہ کو قتل کرونگا ان مین سے کوئی باقی نہ بچیگا ہفت پیکر
نے طبل جنگی بجوایا ہرکارے جو تھا فرسکہ خبرین لیکر بھاگے خدمت میں صاحبقران مین

آسکے بعد دعا و ثنا کے عرض کی بہزاد نے طبل جنگی بجوایا ہی عجب طرح کے کلمات کہہ رہا ہی
نہین معلوم کسوجہ سے جہانگیر اُسکی دختر کے پاس پہونچے کہتا ہی اُنکو قتل کیا صاحبقران
کو یہ سُنکر پسینہ آگیا فرمایا جیسا اس نالایق نے کیا ویسی سزا پائی بہت بہتر ہوا کہ مارے
گئے اہل لشکر جہانگیر رونے لگے سب نے دست بستہ عرض کی کہ حضور دریافت کرائین
کہ جہانگیر پر کیا معرکہ گذرا صاحبقران نے فرمایا کہ جو کوئی نام جہانگیر کا لے وہ میرے
لشکر سے نکلجاے مجھکو صورت نہ دکھلائے سب سردار خاموش ہو رہے بدیع الزمان
و قاسم و نوزالدہر کی بیجانی رنگ رو متغیر سرنگوں بیٹھے ہین آنکھون مین آنسو بھرے
ہوئے جو دل مین ہی صاحبقران سے عرض نہین کرسکتے صاحبقران نے حکم دیا
طبل جنگی بجے یہان بھی نقارۂ رزمی گڑگڑایا تیاریان ہونے لگین چار پہر رات اسی
ہنگامے مین گذری ستارۂ سحری آسمان پر چمکا دونون لشکر میدان کارزار مین آئے
صفین جمین نقیبون نے نقابت کی کڑکیت کڑکا کہکر ہٹے کہ بہزاد نے گینڈا اپنا نکالا
پکار کر آواز دی اے فرقۂ خدا پرستان فرزند صاحبقران کا خواہان ہون شاہزادہ چوگان
بن حمزہ نے کہ رات بھر فراق برادر مین روئے ہین فوراً مرکب صف سے نکالا
سامنے بادشاہ کے آئے آنکھون مین آنسو بھرے ہوے پایۂ تخت پر ہاتھ رکھکر
عرض کی اے شہریار آپ نے ملاحظہ فرمایا ہے کہ ہم لوگون پر کیا بدعت گذری اس
بیحیا نے تنہا پاکر شاہزادہ جہانگیر کو مار ڈالا عیار طرار کہ بچپن سے ساتھ ہو لاش لیکر
بھاگ گیا مگر نہین معلوم کہان گیا کہ ابتک نشان نہ ملا اب حضور ہمکو اجازت دین کہ
جاکر اس بیحیا سے معاوضہ خون برادر لین یا اپنی جان دین صاحبقران زبان سے تو
فرمادیا کہ کوئی جہانگیر کا نام نہ لے غلام کچھ عرض نہ کرسکے بادشاہ نے سر جھکا کر فرمایا
بسم اللہ تمکو خدا کے سپرد کیا پروردگار تمکو مظفر و منصور کرے شاہزادہ مقابلہ بہزاد
مین آیا بہزاد نے بہ نگاہ غور دیکھے پوچھا اے جوان تیرا کیا نام ہی چوگان نے نام اصلی
بتایا یہ سُنکر بہزاد بہت جھلایا کہا فرزندان حمزہ کا مین قاتل ہون چوگان نے کہا
مین اسی واسطے تیرے مقابلے مین آیا ہون کہ تیرا سر کاٹ کر لیجاؤنگا بہزاد نے نیزہ

مارا کہا تم فرزندان حمزہ سب مکار ہو سبکو تلاش کر کرکے قتل کرونگا چوگان نیزہ بازی
کر رہے ہیں اکثر نیزہ روک کر فرماتے ہیں فرزندان حمزہ نے کیا خطا کی کہا ایسی خطا کی ہے
کہ قتل پر بھی مجھکو آرام نہوگا چوگان نے گانٹھکر تھپیڑا مارا کہ نیزہ ہاتھ سے نکل گیا نیزہ
جو ہاتھ سے بہزاد کے نکلا مثل ابر گڑگڑایا قبضے پر ہاتھ ڈالا اور آواز دی او پسر حمزہ چھری
تھا تلوار سے ہی خبردار خبردار کہکے ہاتھ مارا چوگان نے تلوار کو تلوار پر روکا جھناکا لگا
صدا بلند ہوئی اب شاہزادے کی برق شمشیر جو چمکی بہزاد کو آئینہ شمشیر میں جلوہ عروس
مرگ دکھائی دیا دیکھکر آواز دی کہ او جوان کسکو ساتھ لایا ہے کہ وہ مجھکو تیر مارا چاہتا ہے
چوگان جو تلوار روکے پلٹے بہزاد نے ہاتھ مار دیا چوگان کا سر زخمی ہوا زخمی ہوکے پلٹے
فرمایا او مکار یہ کیا حرکت تھی یہ کہکے ہاتھ تلوار کا مارا زخمی تو ہو ہی چکے تھے زیادہ خون کی لہر
پر پڑی بہزاد نے کینڈا ہٹا لیا سر شاہزادے کا جھکا دوسرا ہاتھ بہزاد نے مارا سر شاہزادے
کا چوپارہ ہوگیا بہزاد نے چاہا سر کاٹ لوں شاہزادہ بدیع الزمان گرد لشکر شکن نے
دیکھا کہ بھائی قتل ہوتا ہے وہیں سے گھوڑے کو چمکا کے نعرہ کیا کہ او نامرد کیا کرتا ہے
کوئی بہادر زخمی پر ہاتھ ڈالتا ہے بہزاد ذرا ٹھٹکا بدیع الزمان نے گھوڑا بڑھایا کہ لپٹ
پڑوں کشتی میں اسکو زیر کروں وہاں پر ہوش خانہ تھا دونوں پانوں گھوڑے کے
ہوش خانے میں جا پڑے گھوڑے نے سکندری کھائی بدیع الزمان ہر کب سنبھلنے
لگے بہزاد نے ہاتھ مار دیا سر بدیع الزمان بھی زخمی ہوا سرداران نامی جو بدیع الزمان
کے نکلے وہ بھی زخمی ہوکے کئی پہلوان اسکے ہاتھ سے مارے گئے بہزاد و شام ہوتے
پلٹا آواز دی او فرقہ خدا پرستان کل تم سب سے سمجھ لونگا بہزاد کی اب یہ کیفیت ہے
کہ روز طبل جنگی بجواتا ہے اور میدان میں آتا ہے دو چار سردار اسکے ہاتھ سے زخمی ہوتے
ہیں ایکدو مارے جاتے ہیں دربار میں ہفت پیکر کے بہزاد کی بڑی خاطر ہوتی ہے
بہزاد نے جو خبر پائی کہ ملکہ قمر طلعت کو صحت ہوئی عارضہ عارضی بالکل جاتا رہا کنیزوں
سے کہلا بھیجا کہ ملکہ کی ہتھکڑیاں بیڑیاں کاٹ دو مگر باغ سے نہ نکلنے پائیں جسوقت ملکہ کی
ہتھکڑیاں بیڑیاں کاٹی گئیں تو لگا اب باپ کے روتی تھیں اور کہتی تھیں کہ صاحبو

مجھے اس قید بند سے رہا نہ کرو مجھکو اس قید میں چین ہے اس شہریار کی زلف عنبرین کا سودا ہے میں تو بہت مجبور ہوں یہ کیفیت ہے۔

نظم

ہیں اشک مری آنکھوں میں قلزم سے زیادہ
ہیں داغ مرے سینے میں انجم سے زیادہ

سو رمز کی کرتا ہے اشارے میں وہ باتیں
ہے لطف خموشی میں تکلم سے زیادہ

جز صبر دلا چارہ نہیں عشق بتان میں
کرتے ہیں ستم اور تبسم سے زیادہ

میخانے میں سو مرتبہ میں مر کے جیا ہوں
ہے قلقل مینا مجھے قُم قُم سے زیادہ

بھر جائے جو بادہ مرے منھ تک نہ کہوں بس
میخواری میں ہے ظرف مرا خُم سے زیادہ

ہر نہر چمن بحر میں اژدر سے ہے افزون
ہر گل ہے مری جان کو کژدم سے زیادہ

سو رقص سے افزون ہے یہی رو تری رفتار
پائوں کی صدا لاکھ ترنم سے زیادہ

تکلیف تکلف سے کیا عشق نے آزاد
مو سے سر شوریدہ ہیں قاقم سے زیادہ

معشوقوں سے امید وفا رکھتے ہو ناسخ
نادان ہے کوئی دنیا میں نہیں تم سے زیادہ

ملکہ نے رو رو کر یہ اشعار پڑھے یاد میں شاہزادہ جہانگیر کی بیقرار ہو کر روتی ہیں مگر کوئی قابو نہیں کسی سے چشمیں متعین ہیں نگاہ اُٹھانے کا حکم نہیں کنیزان قدیم پاس نہیں آتیں اپنی اپنی صحنچیوں سے نکلکر دیکھ لیتی ہیں اور حال پر ملکہ کے روتی ہیں بعض بعض جو سن رسیدہ ہیں وہ کہتی ہیں کہ ایک صاحبزادی اُبلی پڑیں نجیر شخص کو بلا لیا اُس جوان کی جان لی اب ہوا صاف تو یہ ہے کہ وہ جوان تھا حسن میں ملکہ سے بہتر لیکن افسوس ہے کس حسرت سے مارا گیا قبضے پر ہاتھ نہ ڈال سکا جس وقت سے وہ جوان مارا گیا بہ نگاہ غور دیکھو گلوں کا رنگ زرد ہے غنچے کے دل میں درد ہے نسیم سحری کے لب پر آہ سرد ہے باغ میں تو یہ کیفیت ہے مگر چالاک صبا رفتار چشتارہ اپنے آقا کا لیکر بھاگا تو کوہ دخان کے پہونچا اس کوہ پر ایک قزاق رہتا ہے کہ دخان سیہ رو اُسکا نام ہے بالاے کوہ بیٹھا ہے بارہ ہزار قزاق مسلح و مکمل پشت پر بیٹھے ہیں اس بات کے منتظر ہیں کہ کوئی مسافر نکلے تو اُسے لوٹیں ایک قزاق نے کہا اے آقا سے نادار دیکھیے ایک سونے کی چڑیا آتی ہے مگر معلوم ہوتا ہے کہ چور ہے اتنا مال لایا ہے کہ پشت پر لادے

ہوے ہی جست و خیز نہین کرسکتا دخان نے کہا تم ٹھہرو مین جاتا ہون کپڑے تک اُس جو یہ
کے لاتا ہون یہ کہکے دخان کوہ سے اُترا گینڈا اُبھیر کرکے آواز دی او سیان جانے والے
کہان جاتا ہی ذرا ٹھہر جا یہ کیا مال لادے ہی چاپک نے پلٹ کے دیکھا اور پکار کر آواز
دی کہ ای جوان میرے پاس مال نہین ہی یہ روح روان صاحبقران ہی دخان نے ڈپٹکر
آواز دی مین ان حیلون کو نہ مانونگا تو کیسا کچا چور ہی یہ نہ جانتا تھا کہ یہ دامنہ کوہ دخان ہی
یہان سے مسافر بچکے نہین جاتا یہ کہکے دخان نے نیزہ سینے پر رکھ دیا چاپک نے آخر
ناچار ہوکر پشتارہ دوش سے اُتارا کہا ای شخص دیکھ لے دخان نے جو پشتارہ کھول کر
دیکھا ایک چاند کا ٹکڑا مانند ماہ تابان اُسمین سے نکلا مگر زخمون مین چور ہچکیان لے رہا
ہی دخان نے پوچھا ای شخص یہ کون ہی کس گلستان کا گل ہے اور کس جلاد بیداد نے
اسکو زخمی کیا افسوس اسکے شباب پر اُس ظالم کو رحم نہ آیا مین تو اسکی صورت زیبا اور
جمال آرا دیکھکر عاشق ہوگیا چاپک نے کہا یہ فرزند رشید صاحبقران صاحب جاہ و
توقیر نام اسکا شاہزادہ جہانگیر ہے اس سن مین کئی سو ملک فتح کیے ایسے مقام پر
پھنس گیا کہ کچھ زور نہ چلا اسقدر زخمی ہوا کہ تم دیکھ رہے ہو جب یہ ایسا زخمی ہوا اور
بیہوش ہوگیا وہ جلاد تو اور طرف متوجہ ہوا مین فوراً اسکا پشتارہ باندھکر لیکے بھاگا
میرا یہ قصد تھا کہ کہین جاکر ٹھہرون اور اس شہریار کا علاج کرون مگر خدا نے تمکو بھیجا بندہ
چاپک صبا رفتار اسکا عیار ہون تو جری و بہادر ہی ضرور اسکا علاج کریگا دخان نے
پلٹ کر قزاقون کو پکارا کہ بچھاؤ بارگاہ لیکر آؤ ایک شخص نہایت کمسن آفتاب جمال
خورشید مثال زخمی پڑا ہی سب قزاق بارگاہ لیکر اُترے دخان نے بارگاہ استادہ کرائی
جہانگیر کو بارگاہ مین لایا اپنے ہاتھ سے ٹانکے دیے پٹیان مرہم کی چڑھائین رومال
ہاتھ مین لیکر بیٹھا اُسکی دلدہی کرنے لگا تھوڑی دیر کے جہانگیر کی آنکھ کھلی ایک مرد
سپاہی وضع کو دیکھا کہ بدل خدمت میری کر رہا ہی جہانگیر نے اُٹھنے کا ارادہ کیا
فوراً دخان نے اشارہ کیا کہ ابھی اعضا کو جنبش نہ دیجیے یخنی مرغ کی تیار ہی فرمائیے تو حاضر
ہو اُسکو نوش فرمائیے زیر گردن شاہزادے کی ہاتھ دیکر اُٹھایا یخنی جو پلانے کا ارادہ کیا

جہانگیر نے منہ پھیر لیا دخان نے پوچھا کہ اسکا کیا باعث آپ یخنی کیون نہین نوش کرتے
چند قطرے حلق سے اُترنے ضعف موقوف ہو جاتا جہانگیر نے طرف چابک کے دیکھا
چابک کانپ گیا مگر شاہزادے کا اشارہ تھا کہ یہ خلاف مذہب ہے مین اسکے ہاتھ سے
یخنی نہ پیونگا چابک نے دل مضبوط کر کے کہا اے پہلوان دوران یہ فرائش راہ دین
اسلام کے فرزند ہین مذہب کا انکو بڑا پاس ہے جبتک کلمہ نہ پڑھوگے یخنی نہ پینگے
دخان نے دست بستہ عرض کی مین لات و منات پر لعنت کرتا ہون ہمیشہ سے
ہفت پیکر کا بندہ تھا مگر یہ بھی سنا ہے کہ اسنے آپ لوگون کے ہاتھ سے شکست کھائی
معلوم ہوا کہ وہ خداوند نہین ہے آپکے خدا نادیدہ کا مذہب اختیار کرتا ہون یہ
کہکے کلمہ پڑھا سب قزاقون کو بھی اپنے مسلمان کیا تب شاہزادہ جہانگیر نے یخنی کو پی لیا
پانچ دن مین شاہزادہ اسقدر صحیح و سالم ہوا کہ آکر بارگاہ دخان مین بیٹھا کر سب
قزاق بھی آکر بیٹھے ہین کہ چند قزاق دوڑے ہوے آئے دست بستہ عرض کی اے
افسر بھائی صاحب آپکے اجلال سرکش چوبیس ہزار قزاقون سے آئے ہین
خراج مقرری مانگ رہے ہین یہ سنکر دخان نے سر جھکا لیا کہا ایک ہفتے سے مین
علاج مین آپ جوان کے مصروف ہون میرے پاس روپیہ نہین ہے جاکر کہدو کہ اس
مہینے مین خراج دونگا قزاقون نے کہا فوج کی تنخواہ چڑھ گئی ہے فوج والے سب بگڑے
ہوے ہین وہ ہرگز نہ مانینگے جہانگیر نے پوچھا اے دخان یہ کیا معرکہ درپیش ہے
اجلال سرکش کون ہے دخان نے عرض کی اے شہریار وہ میرا حقیقی بھائی ہے مگر زور مین
مجھسے زیادہ ہے ایک مرتبہ مجھپر لشکرکشی کر کے آیا مین نے مقابلہ کیا مین زیر ہوا جب
میرے قتل کرنے کا اسنے ارادہ کیا مین نے کہا اے برادر تم قزاق ہو جان بخشی کرو روپیہ
لیا و اسنے کہا سال مین دس ہزار روپیہ لونگا مین نے قبول کر لیا دس ہزار روپے دیے
کچھ سال بھی دیا اسنے ہر سال وہ خراج قرار دیا ہے وہی روپیہ مانگنے آیا ہے جہانگیر نے قبضہ پر
ہاتھ ڈال کے کہا ابکی سال روپیہ نہ دو دیکھین کیا کرتا ہے دخان نے عرض کی حضور مجھکو
وہ قتل کر ڈالیگا زندہ نہ چھوڑیگا مین کیونکر انکار کرون جہانگیر نے کہا کہ ہم جواب دینگے

کیا تم اُسکے نوکر ہو جو خراج دوگے لوٹنے مارے کھاوے فوج کی تنخواہ تمپر اُتاری ہی
یہ ذکر تھا کہ ایک قزاق بھیجا ہوا اجلال سرکش کا بارگاہ مین آیا کہا اے دخان جو ہم لوگ
آج رات کو اُترینگے تو کھانا دینا پڑیگا اگر کہو تو ہم سب لوگ کمر کھولین دخان نے چاہا
تھا کہ جواب دون کہ شاہزادہ جہانگیر با توقیر نے جواب دیا کہ جاکر اُس مغرور سے کہو کہ
چاہو اُترو چاہو جاؤ اگر دعوی جرأت ہی تو طبل جنگی بجواؤ بلکہ اپنی جان کی خیر مناؤ اُس
سوار نے دیکھکر آواز دی کہ اے جوان تو کون ہی جو اسکی جانب سے صاف جواب
دیتا ہی ہم لوگون کی تنخواہ کا حکم ملا ہی ہم روپیہ لیکر جائینگے ورنہ دخان کو گرفتار کرینگے چنانچہ
ساعت مین روپیہ لے لینگے جہانگیر نے کہا اے شخص جا میرے سامنے زیادہ باتین بنا
اپنے افسر کو جاکر میرے پاس بھیج سپاہی سے کیا کلام کرین سوار نے تلوار کھینچی
شاہزادے پر ہاتھ مارا شاہزادے نے ایک تھپکی ماردی کہ تلوار ہاتھ سے سوار کے
نکل گئی شاہزادے نے کلائی تھام کے ایک طمانچہ مار دیا کہ سر اُڑ گیا سوار کا مرنا کہ
دخان نے سر پیٹ لیا کہا اے شہریار بڑا غضب ہوا شاہزادے نے کہا کہ اے دخان
تم جاکر کنارے بیٹھو کیون گھبراتے ہو اگر وہ مجھ سے لڑیگا تو مین بھی میدان مین جاکر
دھوان دھار کردونگا دخان نے کہا حضور وہ بہت بدمزاج ہی فوراً ابھی چڑھ دوڑیگا
آکر فساد برپا کریگا جہانگیر نے کہا ہم جواب دے لینگے یہ کہکے کلائی پر دخان کی ہاتھ
ڈالا کھینچکر اپنے پاس بٹھا لیا دخان کو یہ معلوم ہوا کہ ایسا نہ ہو میری کلائی ٹوٹ جائے
آہستہ سے بیٹھ گیا ہاتھ باندھ کے عرض کرنے لگا اگر حکم ہو تو غلام روپے کی فکر کرنے
جائے روپیہ تو نقد میرے پاس موجود نہین ہی البتہ بچھال وغیرہ نکلواؤن کچھ ہتھیار
دیکر اُسکو راضی کرون سوار کا مارا جانا اُسپر بہت شاق ہوگا جہانگیر نے کہا اُسکو
جواب دیا جائیگا کہ سوار نے جیسی حرکت کی ویسی سزا پائی یہ سوار تمھارا اسی قابل تھا
قزاقون سے اشارہ کیا کہ گھوڑا اور ہتھیار تم لیلو لاش اس جوان کی لیجاکر کسی دریا
مین بہا دو قزاقون نے اُٹھکر ہتھیار اُسکے اپنے جسم پر لگائے کپڑے بھی لے لیے
ایک قزاق لاش سوار کی کھینچکر باہر لایا پشتارہ باندھ کر دوش پر لگایا لیکر چلا [illegible]

قزاق ہمراہ ہوے تھوڑا راستہ طے کیا تھا کہ ایک کنوان ملا اُس کوئین پر شتارہ اُتارا
سب نے صلاح کی کہ دریا یہان سے بہت دور ہی اسی کنوئین مین لاش کو ڈالدو ایسا
نہو کہ وہان اجلال کو خبر ہو کہ سوار میرا مارا گیا اور وہ طبل جنگی بجوا کر میدان مین نکلا اور
شاہزادے پر حملہ کرے غرض یہ صلاح کر کے لاشہ کنوئین مین ڈالکر پلٹے یہان یہ خبر
ہرکارون نے اجلال سرکش کو پہونچائی اجلال نے یہ خبر سُنکر زانو پر ہاتھ مارا بہت
جھلایا غصے مین کانپتا ہوا اُٹھا کہا وہ جوان کون ہی جسنے میرے سوار کو مار ڈالا ابھی جا کر
اُس جوان سے مقابلہ کرونگا خون کا دریا بہا دونگا ساتھ کے قزاقون سے کہا گھوڑا
تیار کرو اور فوج کو قتل عام کا حکم دیا قزاق تو یہ چاہتے تھے کہ فساد ہو فورًا گھوڑا حاضر
کیا خود بھی تیار ہوے اجلال سوار ہو کے چلا دخان سے شاہزادہ باتین کر رہا ہو مگر
دخان نے جو تیور شاہزادے کے دیکھے دیکھا ابرو بل رہے ہین آنکھین غصے مین
ڈبل آئین کہ لشکر مین ہلڑ ہوا جہانگیر نے سر اُٹھا کر فرمایا یہ کیا ہنگامہ ہو قزاقون نے خبر دی
کہ حضور اجلال سرکش آپڑا فوج کو قتل کر رہا ہی ہزارون جوان مار کر ڈالدیے یہی کہتا ہوا
آتا ہو کہ میرے سوار کا قاتل کہان ہی جبتک اُسکا سر نہ پاؤنگا ہرگز واپس نہ ہونگا دور
یار وہ یہ تو بتاؤ کہ دخان کہان ہی اُسنے نہ اُسکو سمجھایا کہ اجلال کا یہ ملازم ہی آج اُسکا
بدلہ یہ ہوگا کہ قلعۂ کوہ کھڈ واڈالونگا اب خراج بھی نہ لونگا یہ سُنا تھا کہ جہانگیر اپنے
مقام سے اُٹھے کہا جاپایک مرکب لاؤ جاپایک تو شاہزادے کے مزاج سے خوب آگاہ
ہی فورًا مرکب تیار کر کے لایا جانتا تھا کہ اگر دیر کرونگا تو شاہزادہ بد مزاج ہوگا غرض
شاہزادہ گھوڑے پہ سوار ہوا دخان نے جو دیکھا بیقرار ہوگیا بڑھ کر رکاب پر ہاتھ
رکھا کہا آقاے نامدار واسطہ خدا کے نادیدہ کا اُس سرکش کے مقابلے مین نہ جائیے
جب اُسنے قزاقی اختیار کی تھی دس جوانون سے سوسو کو لوٹ لیا ہی اور اب تو
چوبیس ہزار سوار ملازم ہیے قریات پر قبضہ کیا کئی سو دیہات پر اُسکی عملداری ہوگئی
بادشاہ اس اقلیم کا دخل نہین دیتا دور جا جا کے قافلے لوٹتا ہی بیس بیس کوس پر جا کے
شبخون مارا ہی جہانگیر نے دخان کو جھڑکیا کہا بس خاموش رہو چور کی زیادہ تعریف نکرو

جب مقابلہ پڑیگا دیکھ لینا وہ ہمارا کیا کر سکتا ہے یہ کہکے گھوڑے کو کوڑا کیا مگر دخان بہ فرط
محبت پیچھے پیچھے چلا آتا ہے یہی دمبدم عذر کرتا ہے کہ آقا سے نامدار آپ پلٹ آئیے میں نے
سمجھا کر پلٹ آؤنگا حضور باہر نہ جائیں جہانگیر نے کچھ جواب نہ دیا مرکب کو اڑا کر باہر آکے
دیکھا اجلال قزاقوں کو قتل کر رہا ہے شاہزادے نے آواز دی او نامرد تیرے سوار کا
میں قاتل ہوں مجھ سے سمجھ لے اجلال سرکش نے جو جہانگیر کو دیکھا آگ ہو گیا مرکب
اپنا دوڑا کے ہوا اڑا کر قریب شاہزادے کے آیا اور شاہزادے کو نیزہ مارا شاہزادے
نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا دو تین طعنیں آپس میں رد و بدل ہوئیں پانچویں طعن
میں شاہزادے نے نیزہ اجلال کا نکالا اجلال نیزہ نکلتے ہی دنگ ہوا جان سے
تنگ ہوا جھنجھلا کر قبضۂ تلوار پر ہاتھ ڈالا جب شاہزادے نے نیزہ اجلال کا نکالا تو
دخان نے بھی مرکب اپنا بڑھایا قزاقوں کو اپنے اشارہ کیا بلا زمان اجلال پر
جا پڑے جو قزاق لاشہ سوار کا لیکر گئے تھے وہ بھی آ پہونچے آکر شریک جنگ ہوئے
تلوار چلنے لگی اجلال نے شاہزادے پر ہاتھ مارا شاہزادے نے بار ہو بچا کر کلائی
پر ہاتھ ڈالا اجلال نے گریبان پر ہاتھ رکھا دونوں لپٹے ہوئے زمین پر آئے کشتی
ہونے لگی اجلال نے سامنے کے کئی پیچ باندھے شاہزادے نے سب کا توڑ کیا
اجلال کا کوئی داؤں نہ چلا شاہزادے نے گردن پر ہاتھ رکھا بغلی ڈوب کر کے مارا
اجلال کو زمین سے اٹھا لیا اکھیڑ کر مارا اجلال چت ہو کر زمین پر گرا مگر کوئی زبردستی
اجلال کی نہ چل سکی شاہزادہ پلٹ کر پشت پر آیا سواری گانٹھ کر دو گھسے مارے اتنے
اجلال کو یقین ہوا کہ روح جسم سے نکل جائیگی شاہزادے نے بقوت چیت کیا اور
چھاتی پر چڑھ بیٹھے کہا شناخت میں پروردگار کی کیا کہتا ہے اجلال نے کہا میں تابعدار
ہوں آپ کی اطاعت کرتا ہوں میں آپ ہی کا نام نامی سنکر آیا تھا شکر ہے کہ آپ کے
ہاتھ سے زیر ہوا آپ کا جمال اسلام دیکھکر سیر ہوا زنگ کفر دل سے دور ہوا قلب کو
میرے سرور ہوا شاہزادہ اٹھ کھڑا ہوا اجلال قدموں پر گرا شاہزادے نے سر سینہ
سے لگایا چوبیس ہزار قزاق مسلمان ہوئے جب شاہزادہ ان سب کو لیکر واں بارگاہ

ہوا دخان کا یا تو دخان سیہ رو نام تھا شاہزادے نے دخان جوانمرد نام رکھا دخان عاشق جمال بے مثال ہی تیسرے دن شاہزادے نے غسل صحت کیا دخان نے روشنی کرائی طائفے بلاے جلسہ آراستہ ہوا اجلال و دخان نے چاپاک سے کہا ای بہتر والا گہر آج تو خوشی کا دن ہی کہ آقا نے غسل صحت کیا سب سے زیادہ خوشی یہ ہی کہ کوہ دخان سے تا کوہ فیروزہ میری عملداری ہوئی شاہزادے نے مجھکو کل کا افسر کیا اگر آج مناسب ہو تو ایک شی تم بھی گاؤ چاپاک صبا رفتار نے بیٹھکر محفل میں یہ اشعار عاشقانہ گانا شروع کیے

نظم

از آنم مرغ دل امشب سوے گلزار می آید — کہ باد صبا بوے ز زلف یار می آید

مشنو آزردہ دل مجنون ز سنگ کودکان ہرگز — کہ زین سان بر سر عاشق بلا بسیار می آید

زبس فرہاد زد تیشہ بکوہ بیستون عشق — ہنوز از بیستون آن نالہاے زار می آید

سر آسودگی داری سر اہل ملامت شو — کہ بر سر ہر چہ آید بر سر دستار می آید

چہ غم گر بر سر کویت بہ زنجیر جنون آیم — برہمن ہم بگرد کعبہ با زنار می آید

زبون تر نیست گر ہر روز از روز دگر طالع — چرا چندے مرا امسال بدتر پار می آید

گروہ عاقبت کیشان حذر از موج طوفان — کہ از دریاے چشم جوے خون بسیار می آید

بطوف کعبہ لیلے ازان مجنون نمی آید — کہ لیلی ہر نفس در دیدہ اش صد بار می آید

سر دار محبت را شریعت دان مہیا کن — کہ منصور دگر اینک بپاے دار می آید

بوقت ناتوانی ہا ز بالینم بکش دامن — کہ قوت از عیادت در تن بیمار می آید

نمیدانم چہ سر ست اینکہ در دیر و حرم مخفی — بگوشم از ہر طرف آواز استغفار می آید

چاپاک نے جو یہ اشعار عبرت آثار گائے سب خوش بیٹھے ہیں تعریف چاپاک کی کرتے ہیں کہ دخان نے دیکھا شاہزادے کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے اور ٹھنڈی سانسیں بھرنے لگے زانو بدلتے ہیں دخان نے پوچھا ای شہریار مزاج کیسا ہی یہ سنکر شاہزادے نے فرمایا ای رفیق و شفیق کیا پوچھتے ہو کیا تم سے بیان کریں اسوقت جو دور جام چل رہا ہو چاپاک نے ایسے اشعار گائے کہ دل کو بیقرار کر دیا دل کو غم و الم سے

بد دیا کیا کیفیت کہیں اسوقت معشوق یاد آئی حقیقت یہ ہی کہ کچھ کہہ نہیں سکتے نظم

درس عشقت را بیان دیگر است — این مدرس را زبان دیگر است
اختری اختر شناسان ترا — با فلک ہر دم قران دیگر است
تا بکوسد گرم کار این جہان — این جہان را ہم جہان دیگر است
از شراب عشق مے سوز جگر — نقل این مے از مکان دیگر است
درمیان خلق مے جوید و نیست — طالب حق را مکان دیگر است
رہرو راہ طلب را ہر قدم — ہمرہے با کاروان دیگر است
ہمچو خورشید جہان ہر ذرہ را — با نعمت راز نہان دیگر است
کس نمیداند کہ منزل در کجاست — ہر کسے از کاروان دیگر است
در نیابد غیر چشم حق شناس — فرد سیران را نشان دیگر است
در نیابد ہر کسے اسرار عشق — این معلم را زبان دیگر است
پرتو اقبال صاحب ہمتان — مختفیا از آسمان دیگر است

دخان سے نے عرض کی غلام اس مطلب کو نہیں سمجھا فرمایا کہ بہزاد سے بدلا لینا ہوا وہ بدعت کی کہ آجتک کلیجے پر چھریاں پھر رہی ہیں دخان و اجلال نے عرض کی حضور جس مقام پر تشریف لیجائیں لشکر اسکا لوٹ لیں لشکر میں ہتھیار نہ باقی رہے ایسا لوٹیں کہ پھر آباد نہ ہو اور اگر فرمائیے تو لشکر کا نشان نہ باقی رہے غلاموں سے کوئی نہ آگاہ ہو جہانگیر نے کہا تمسے کہیں گے ابتو دربار برخاست کرو ہر چند کہ دخان و اجلال نے کہا کہ تھوڑی رات باقی ہی چند طائفے جو آئے ہیں انکو بھی سن لیجیے فرمایا کہ اب تم سنو ہم سوئینگے یہ کہکے شاہزادہ اٹھ کھڑا ہوا اپنی بارگاہ میں آکے سوچنے لگا کہ ای جہانگیر بہزاد اپنے مقام پر کہتا ہوگا کہ میں نے فرزند صاحبقران کو قتل کیا یہ وقت تنہا چلیں اسکی بارگاہ میں چلکے ہنگامہ ڈالدیں اور اسی سے سوال کریں کہ معشوق کو بلوادے اگر وہ تامل کرے تو پھر تلوار کھینچیں صاحبان دست برد کو بھی ثابت ہو کہ دستچپی ایسے ہوتے ہیں پلنگ پر سے سر اٹھایا دیکھا کہ چار پاس

بھی سو گیا شاہزادے نے ہتھیار جسم پر لگائے بیرون بارگاہ آئے دیکھا سائیس بھی
سو رہا ہی گھوڑا چوکی پر لگا ہی شاہزادہ پشت مرکب پر سوار ہوا طرف لشکر کے چلا یہان
بہزاد کئی میدان داریان کر چکا آٹھ دس جوانون کو قتل کیا بیس بائیس جوان زخمی کیے
اپنی بارگاہ مین بیٹھا ہی کئی سو پہلوان گرد ذکر کر رہا ہی کہ مین نے پسر حمزہ کو مار ڈالا کوئی
مجھسے بدلا نہ لے سکا بھائی اسکے نکلے وہ بھی میرے ہاتھ سے زخمی ہوے اب سرداران
حمزہ کو ڈھونڈونگا مثل لندھور رہا ہی اگر انکو مار لیا تو پھر حمزہ سے مقابلہ پڑیگا حمزہ
مرد ضعیف ہی یقین ہی کہ میرے مقابلے مین نہ آسکے لندھور پر انکو بڑا ناز ہی جسدن لندھور
کو مارا اسی دن صاحبقران کے حوصلے شکست ہو جائینگے پھر میرے مقابلے مین ہرگز نہ آئینگے
پھر طلسم کشا کو للکارونگا جسدن طلسم کشا کو زیر کیا فوراً قتل کر ڈالونگا رفیق کہہ رہے ہین
حضور آپ نے ایسی میدان داریان کین کہ مسلمان آپکے نام سے تھراتے ہین
پہلوانون کو آپکے نام سے غش آتے ہین رفقا تعریفین کر رہے ہین بہزاد بلبلا رہا ہی
جہانگیر آتے آتے لشکر ہفت پیکر مین آئے کسی سے پوچھا کہ بارگاہ بہزاد کونسی ہی
ایک سوار نے بتا دیا کہ وہ سامنے بارگاہ زرنگار جو ہی اسمین بیٹھے ہوے ہین وہ بارگاہ
انکو خداوند نے دی ہی جہانگیر یہ دریافت کرکے دربار گاہ بہزاد پر آئے درگہ سالار کو سلام
کیا درگہ سالار نے پوچھا اے جوان تو کون ہی جہانگیر نے کہا تمہارے آقا کی ملاقات
کو آئے ہین مرد سپاہی ہین روزگار منظور ہے درگہ سالار نے کہا آجکل مصاحبون
کی ضرورت ہی تمکو مصاحبون مین داخل کریگا کیا مضائقہ ہے چلے جاؤ دنگل زرین پر تشریف
رکھتے ہین جسوقت تمکو دیکھینگے پسند فرمائینگے جہانگیر فوراً زنجیر ہٹا کر گھوڑے
سے کود کے اندر بارگاہ بہزاد کے آئے دیکھا دربار پہلوانون سے بھرا ہوا ہے
جہانگیر نے مثل اہل اسلام کے صاحب سلامت کی بہزاد نے سر اٹھا کر کہا یہ کون
بے ادب ہے کہ ہماری بارگاہ مین نام خدا سے ناپدید کا لیتا ہی سر اٹھا کر دیکھا
کہ شاہزادہ جہانگیر دلاور سامنے سے آتے ہین پہلو سے بہزاد مین ایک پہلوان
فولاد غدار شکن نامے بڑا پہلوان زبردست بادہ گلرنگ سے مست

بہ غرور بیٹھا ہی شاہزادہ اسی کے پاس آیا فولاد سے کہا ذرا دنگل سے اُٹھو ہم تمھارے
مالک سے باتین کرینگے فولاد نے طرف وزیرون کے دیکھا کہ اپنے مقام سے اُٹھون
کہ نہ اُٹھون وزیرون نے اشارہ کیا کہ خبردار اپنے مقام سے نہ اُٹھنا اگر اُٹھو گے تو
ذلیل ہو گے کچھ لیاقت نہ باقی رہیگی فولاد نے کہا اے جوان کیا سب مین مجھی کو ذلیل
سمجھا ہی اتنے پہلوان بیٹھے ہین اور کسی کے دنگل پر بیٹھو جہانگیر نے کہا تمکو سب سے
جلیل سمجھا کر قریب مالک کے بیٹھے ہو ہم تمھارے دنگل پر بیٹھکر تمھارے مالک سے
کچھ کلام کرینگے فولاد نے کہا اے جوان میرے پاس سے جا مین اپنے دنگل سے ہرگز نہ اُٹھونگا
جہانگیر نے ہاتھ بڑھایا کہا ہم تمکو زبردستی اُٹھائینگے فولاد نے خنجر مارا شاہزادہ جہانگیر
نے کلائی پر ہاتھ ڈال دیا ہاتھ مروڑ کے خنجر چھین لیا کمر مین ہاتھ ڈال کے زور کیا دنگل
سے فولاد کو اُٹھا لیا گرد سر چرخ دیکر زمین پر مارا کہ سر فولاد کا غرق زمین ہو گیا ٹانگین
تھراتی رہگئین روح نجس نے جس طرف سے راستہ پایا جسم سے نکل گئی لاشہ سرد ہو کے
زمین پر گرا اس زبردستی کو دیکھکر بہزاد کانپ گیا مگر شاہزادہ جو دنگل پر بیٹھا لنگر
مارا کہ چار ون پہلوان دنگل کی چرچرا گئین بہزاد دیکھنے لگا شاہزادے نے فرمایا کہ اے
بہزاد تو نے مجھکو بہ مکر زخمی کیا تھا خدا نے میرا علاج کیا کہ مین زندہ تیرے سامنے
آیا میرے ہتھیار منگا دے اسی مین خیر ہی اور ایک شی اور طلب کرتا ہون مگر بہتر یہی
ہی کہ دونون سوال میرے پورے کر بہزاد نے کہا دوسرا سوال کیا ہی جہانگیر نے کہا
دختر تیری قمر طلعت ہماری معشوقہ ہی اسکو بلوا کر ہمارے ساتھ کر دے ورنہ سارے
دربار کو خون سے لال کر دونگا بہزاد یہ سنکر کانپ گیا مگر جرأت پر حیران ہو کہ میرے
دربار مین بیٹھا ہوا یہ باتین کر رہا ہی اگر مین اسکو مار ڈالونگا تو پہلوان بدنام کرینگے
کہ اکیلے کو مار لیا جواب دیا کہ اے جوان مین نے نہایت ضبط کیا ورنہ جواب تیری بات
کا زبان تیغ سے دیتا جہانگیر نے کہا مین اسی کا مشتاق ہون کہ تلوار کھینچے اپنے مقام
سے اُٹھے تو نے مکر سے مجھکو زخمی کیا تھا اب مین ہوشیار بیٹھا ہون بہزاد نے
ہتھیار منگوا کے سامنے رکھے کہا یہ ہتھیار حاضر ہین انکو لیجیے اور اپنے لشکر مین

جائیے طبل جنگی بجوا کر میدان مین آیئے سرمیدان مقابلہ ہو سب جرأت کو دیکھ لین گے کہ
لیے کیا کیا آپ کے والد نامدار کہ جنھون نے ہزارون معرکے دیکھے وہ قدردانی کرین گے
جہانگیر نے کہا مین بدون معشوق کے لیے نہ جاؤنگا یہان شاہزادہ بہزاد سے یہ مردانہ
کلام کر رہا ہے وہان اول چاپاک کی آنکھ کھلی پلنگ پر شاہزادے کو نہ پایا گھبرا کر باہر نکلا
خبر پائی کہ جو کی کام کب کبھی نہین ہے چاپاک کو یقین کامل ہوا کہ کل شاہزادہ بہت بیقرار
تھا برائے مقابلہ بہزاد گیا ایسا نہ ہو کچھ خرابی ہو کہ اجلال و دخان آئے پوچھا کہ اے
چاپاک خیر تو ہے چاپاک نے کہا مین سو رہا تھا شاہزادے نے اٹھکر ہتھیار اپنے جسم پر
آراستہ کیے جو کی کام کب لیا سوار ہو کے مقابلہ بہزاد مین پہونچے میری سمجھ مین تو یہی
آتا ہے مگر افسوس یہ ہے کہ اس شیر بیشہ جرأت نے غلام کو بھی اپنے ساتھ نہ لیا یکہ و تنہا
تشریف لے گئے یقین ہے کہ جاکر بہزاد سے مناظرہ کرین اجلال و دخان نے کہا ہم بھی
فوج لیکر چلتے ہین دونون نے نکلک نفیر بجائی چھتیس ہزار قزاق تیار ہو کے آئے
اجلال و دخان سوار ہوے لشکر لیکر چلے سب کے آگے چاپاک روانہ ہو گیا یہان
ہرکارے لشکر اسلام کے جیسے گئے ہوے تھے خبرین لیکر خدمت صاحبقران مین پہونچے
چونکہ صاحبقران فرما چکے ہین کہ میرے سامنے کوئی نام جہانگیر کا نہ لے ہرکارے حیران
کھڑے تھے کہ ایسی خبر کیونکر چھپائین مگر صاحبقران سے کیونکر کہین کچھ منھ سے نہ بولتے
تھے خواجہ عمرو نے جو شاگردون کو دیکھا کہ خاموش کھڑے ہین سمجھے کہ کوئی خبر ایسی
لائے ہین کہ کہہ نہین سکتے اور چھپانا بھی ناممکن ہے کہ چھپا دین خواجہ اپنے مقام سے
اٹھکر پاس شاگردون کے آئے پوچھا کیون خیر تو ہے کیون پریشان ہو کیا خبر لائے
ہرکارون نے خواجہ سے بیان کیا کہ اُستاد شاہزادہ جہانگیر والاتبار زندہ اور صحیح و سالم
بارگاہ بہزاد مین آئے دو سوال اس سے کیے ہتھیار تو اسنے منگوا دیے ابھی اسکی
دختر کو مانگ رہے ہین کیونکر وہ گوارا کرے کہ بیٹی کو بلوا دے چہرے پر اسکے پسینہ آگیا
باتون سے انکی گھبرا گیا کانپ جاتا ہے مگر بڑا ضبط کر رہا ہے جواب دے رہا ہے
اور کہتا ہے اپنے لشکر مین جاؤ طبل جنگی بجوا کر میدان مین آؤ اگر مجھکو دیر کرنا تو تم معشوقہ

کو لینا جہانگیر بگڑے ہوے بیٹھے ہین اپنی ہی کہے جاتے ہین عمرو نے یہ خبر شاہزادۂ
بدیع الزمان سے کہی بدیع الزمان نے سب بھائیون سے اطلاع کی اٹھارہ فرزندان
صاحبقران اپنے اپنے مقام سے اُٹھے ایک نے ایک سے اشارہ کیا کہ بارگاہ بہزاد
مین چلو سب کے پہلے بدیع کچھ حیلہ کر کے اُٹھے باہر نکلکر پشت مرکب پر سوار ہوے
طرف بارگاہ بہزاد کے چلے انکے بعد چوگان بن حمزہ و فرخ و بخت و نورالدہر و قاسم
و ایرج و شیر افگن و بادشاہ لشکر قاسم شاہزادہ عمر و گورزاد ختنی وغیرہ اپنے اپنے
مقام سے اُٹھے باہر نکلکر پشت ہاے مرکب پر سوار ہوے طرف لشکر بہزاد کے چلے
اول بدیع الزمان دربارگاہ بہزاد پر پہونچے گھوڑے کو اُڑا کر چاہا جاوین درگہ سالار نے
روکا بدیع الزمان نے طمانچہ مارا سر درگہ سالار کا اُڑ گیا بدیع الزمان اندر آگئے بھائی
کو دیکھا کہ بہزاد سے کلام کر رہے ہین ایک طرف آکر ٹھہرے لوگون نے دیکھا کہ ایک لشکر
ایک جوان زہرہ جوش کھڑا ہے بہزاد سے اطلاع کی کہ پھر دربارگاہ پر بلوا ہوا شاہزادہ
خاور سپاہ بارگاہ مین گھس آے مثل اہل اسلام کے صاحب سلامت کی کہ ایک طرف
سے نورالدہر پہونچے ایک جانب سے ایرج آگئے اٹھارہ نوجوان سب تلوارین
کھینچے ہوے بارگاہ بہزاد مین آگئے بہزاد نے دیکھا اٹھارہ شیر بارگاہ مین کھڑے
ہوے جھوم رہے ہین قبضۂ شمشیر چوم رہے ہین بہزاد حیران ہوگیا کہ مین کیس کیس کو دیکھا
دون کیونکر ان شیرون سے لڑون یکایک بیرون بارگاہ بلوا ہوا اور فریاد فریاد کی آواز
آنے لگی بہزاد نے سر اُٹھا کر پوچھا یہ کیا ہنگامہ ہے دیکھا کہ چابک جست کرکے ایک پشتہ
پر اپنے آقا کی کھڑا ہے رومال سے مگس رانی کر رہا ہے کان مین جھک کر کہا آپکے سرداران
نامی و پہلوانان گرامی اجلال و دوخان چھتیس ہزار فوج سے لشکر کفار پر آپڑے ہے
دشمنون کو قتل کر رہے ہین اور صاحبقران آپ سے ناراض ہین اٹھارہ بھائی آپکے
دربار مین آگئے جہانگیر نے کہا مین سواے خدا کے کسی کی مدد نہین چاہتا اپنا مدعا
دلی حاصل نہ ہوگا یہ کہکے بہزاد سے فرمایا کہ اے بہزاد اٹھو تلوار کھینچو بارگاہ والون کو
معلوم ہو کہ وہ جوان لڑ رہے ہین جسکو خدا چاہے گا وہ غالب ہوگا بہزاد نے کہا کہ

ہین تو آپ سے کہچکا ہون کہ اگر مجھکو آپ سر میدان زیر کرینگے تو معشوق کو پائین گے
اگر مین غالب آیا تو آپ کو قتل کرونگا ہرکارون نے یہ بھی خبر بہزاد کو دی کہ لشکر
مسلمانان قوم کے سب قزاق بیباک جست و چالاک مع دو سرداران زبردست
آپ کے لشکر پر آپڑے آپ کا لشکر تاب نہین لا سکتا ہزارہا قتل ہوگئے بارگاہین
گرین خزانے لٹ گئے قزاق لٹیرے پہلے خزانے پر جاگرے بہزاد نے جہانگیر سے
کہا اے شہریار آپ کے سردار ہمارے لشکر کو لوٹ رہے ہین آپ اُنکو منع کیجیے
جہانگیر اپنے مقام سے اُٹھے چابک سے کہا باہر جاکر منع کرو کہ لڑائی موقوف کرین کیون
اے بہزاد کیا وسوسہ کرتے ہو بہزاد نے کہا مین طبل جنگی بجواکر میدان مین آونگا آپ میرے
مقابلے مین آیئے اگر آپ مجھکو زیر کرینگے تو بیشک معشوق دونگا یہ سنکر شاہزادہ جہانگیر
نے کہا ہم بیشک معشوق لے لین گے اسی باغ مین ہین بہزاد نے کہا اچھا جابیے
مگر جبتک میرے آپکے فیصلہ نہو باغ مین جانے کا ارادہ نہ کیجیے ورنہ مین اُسی طرح
پیش آؤنگا جہانگیر نے کہا سر دربار ہمنے تمھاری دختر کا نام لیا اب تمھین اختیار ہے
تمنے ہمارا کیا کر لیا بہزاد سر جھکا کر خاموش ہوا چابک نے نکل کر اجلال و دخان
کو منع کیا تب ان سب نے تلوار روکی شاہزادے نے سب کو ساتھ لیا اٹھارہ بھائی
بھتیجے ساتھ بدیع الزمان نے کہا اے برادر اول چلکر صاحبقران سے خطا معاف کراؤ
ہم لوگ سفارش کرینگے ورنہ صاحبقران کا حکم ہے کہ ہمارے سامنے کوئی جہانگیر کا نام
نہ لے جہانگیر نے رومال سے ہاتھون کو باندھا تلوار گلے مین ڈال لی سر برہنہ پا پیادہ
لشکر مین آئے دربار صاحبقران مین پہونچے صاحبقران کے سامنے سے ہاتھ باندھکر
کھڑے ہوے عرض کی اے قبلہ و کعبہ فرد۔ سر بابت بیش تو اے ظل آلہ آمادہ ایم + سایۂ
رحمتی و مابہ پناہ آمدہ ایم + جو کچھ خطا غلام سے ہوئی ہو معاف فرمایئے ہرچند کہ امیر
فرماچکے تھے کہ جہانگیر کا کوئی نام نہ لے نوجوان بیٹے کو جو اس حال سے دیکھا مہر پدری
جوش مار گلے لگا لیا فرمایا اے نور نظر ہمنے سنا تھا کہ دشمن تمھارے مارے گئے جہانگیر
نے کہا چابک نے بچایا دونون افسرون کو پیش کیا اجلال و دخان نے آکر

قدمبوسی کی عرض کی بہزاد سے دعا ہوا ہی کل سر میدان مقابلہ ہی یہان بہزاد جو اپنی
بارگاہ سے اُٹھا روتا ہوا بارگاہ ہفت پیکر مین آیا کہا یا خداوند غلام کو فرزند حمزہ نے
سر دربار ذلیل کیا ایسی تقدیر کیجیے کہ کل مین پسر حمزہ پر غالب آؤن اور طلسم کشا پر بھی
کوئی آفت آئے ایک قدرت سے مجھکو بڑی شکایت ہی کہ قدرت نے ایسی تقدیر کی کہ
مین نے پسر حمزہ کو مار ڈالا عیار اُسکا لیکر بھاگ گیا اُسوقت قدرت نے تقدیر معقول نہ کی
کہ عیار اُسوقت نہ اُٹھا تا مین بانٹتا تو سر کاٹ لیتا مین خیال کرتا ہون کہ قدرت کو مسلمانون
کا بڑا پاس ہی کہ عیار کہان پہونچا وہ قزاق شریک ہوے چھتیس ہزار کی فوج ملی میری
بارگاہ مین گھس آیا سر دربار مجھ سے کلام کیے اور قدرت نے تقدیر نہ کی پسر حمزہ نے
مجھ سے گستاخی کی ہتھیار مجھ سے مانگے ہتھیار مین نے دیدیے وہ قمر طلعت کو مانگتا تھا
یہ کہین ہوسکتا ہی کہ مین بیٹی مسلمان کو دون خیر جو قدرت نے کیا بہت بہتر کیا مین سمجھ گیا کہ
اب قدرت کے قبضے مین تقدیر نہین ہی مگر اب کل کے لیے تقدیر مضبوط کیجیے کہ مین پسر حمزہ
پر غالب آؤن عہد واثق کرتا ہون کہ اگر پسر حمزہ پر غالب آیا تو پلٹ کر قمر طلعت کو قتل
کرونگا اور اگر قدرت قبول فرمائین تو خدمت قدرت مین اُسکو حاضر کرون پیشکش
ہفت پیکر نے خوش ہوکر کہا اے بندۂ خاص الخاص اب قدرت تقدیر مضبوط کریگی
تمھاری بیٹی کا خدائی لقب ہوگا سب اُسکو سجدہ کرینگے معشوقۂ قدرت کہلائیگی یہ کہکے
حکم دیا کہ نام پر بہزاد کے طبل جنگی بجے کل ہمارا بندۂ خاص پسر حمزہ کو سر میدان زیر کریگا
اور قمر طلعت کے پیٹ مین نور قدرت اُتارینگے اُسی وقت طبل جنگی پر چوب پڑی
ہرکارے اہل اسلام کے جو براے خبر حاضر تھے خبرین لیکر بھاگے بارگاہ مین آکے حاضر
ہوے بعد دعا و ثنا کے عرض کی شہریار عالم کی عمر دراز ہو دشمن کو سوز و گداز ہو بہزاد
نے طبل جنگی بجوایا ہی صاحبقران نے حکم دیا ہمارے لشکر مین بھی بفضل ایزدی و تائید
ربانی طبل جنگی بجے یہان بھی بموجب حکم کے نقارۂ رزمی گڑگڑایا مگر مصنف جمال
معصیت مآل اُس حریق آتش اشتیاق و غریق لجۂ فراق ملکہ قمر طلعت شیرین ادا کا
عرض کرتا ہی کہ وہ یاد مین شاہزادے کی بیقرار ہی کنیزون نے کبھی یہی کہا کدا کہ آپ کے

باپ نے جہانگیر کو مار ڈالا عیار لاشہ اٹھا کر لیگیا ملکہ آٹھ پہر رویا کرتی تھین جب بارہ دری سے نکلکر باغ مین آتی ہین روسے گل دیکھکر بہت گھبراتی ہین آج جو سوکے اٹھین پریشان پریشان ہین وہ جلسہ نشین جو ملکہ پہ متعین ہین انسے کہا ذرا ہماری کنیزان قدیم کو بلا دو جلسہ نشینون نے اسوقت رحم کیا ایک کنیز کہ براے رفع حاجت جاتی تھی کہ نام اسکا نرگس خوش نگاہ تھا پکار کر آواز دی بوا نرگس ذرا یہان آؤ ملکہ تمھین یاد فرماتی ہین نرگس قریب آئی ملکہ نے رو کر کہا کیون بوا نرگس کیا تمکو اب ہماری صورت سے بھی نفرت ہو آج ہمارا حال بہت ابتر ہی دل بھی بیقرار و مضطر ہی کیا کہون اصل مین تو یہ کیفیت ہی نظم

کم نہین وحشت مین بھی شہرۂ مری توقیر کا — پاؤن میرا مردمک ہو دیدۂ زنجیر کا
کسقدر رغبت سے چوسا ہی دل مجروح نے — تعلق تک باقی نہین رکھا زبان تیر کا
ہو پریشانی ابھی سے زلف کو دیکھا نہین — خواب سے پہلے اثر پیدا ہوا تعبیر کا
وائے قسمت حسن کی دولت کو لوٹین تیرہ روز — طرہ ہائے شمع رکھتا ہو دہن گلگیر کا
مجھکو طفلی مین بھی فرقت کی غذا موجود تھی — خون ہو جاتا تھا قطرہ میرے منہ مین شیر کا
لاکھ دیرینہ ہو لیکن عشق سے بچتا نہین — آفتاب اک داغ تابندہ ہی چرخ پیر کا
شب کو اٹھتے ہین دھوئین سینے سے آہ و درد کے — دن کو بجھتا ہی جرس فریاد بے تاثیر کا
پاک وہ ہین کلک قدرت نے نہین مس بھی کیا — صاف ہی کاغذ ہمارے نامۂ تقدیر کا
تھا وہ سوز استخوان چنگاریان اڑنے لگین — آتش افشان ہو گیا ہو یا سنان تیر کا
اسکو بھی تعلیم ہو شاید تمھاری شرم کی — کوئی کچھ پوچھے مگر چپ ہی دہن تصویر کا
زیب کی حاجت حسینون کو نہین ہوتی نسیم — پیرہن بے بخیہ ہے خورشید کی تنویر کا

ملکہ نے اسطرح رو رو کر یہ اشعار پڑھے کہ نرگس بھی رونے لگی کہا وارے مین کنیز باوفا ہون جب ان سے پیدا ہوئی حضور کا نمک کھایا اور حضور ہی کے یہان پرورش پائی ملکہ نے کہا بوا نرگس آج مین جسوقت سے اٹھی ہون دل تڑپ رہا ہی قلب پھڑک رہا ہے جی چاہتا ہی گریبان پھاڑ کر نکلجاؤن اپنا حال دل کسکو سناؤن کیونکر راز دل چھپاؤن افسوس ہے کہ میری آنکھون کے سامنے اس ظالم اظلم نے اس شہریار کو زخمی کیا خدا

کب وہ شیر زندہ ہو ہر چند کہ عیار بھاگ گیا مگر تمام دنیا مین مشہور ہو کہ بہزاد نے اُس شیر کو
مار ڈالا صاحبقران سنکر برہم ہوے فرمایا کہ میرے سامنے کوئی اُسکا نام نہ لے اگر ہوسکے
تو ذرا دربار مین بہزاد کے جاؤ دریافت تو کر آؤ کہ شاید کوئی خبر اُس نوجوان کی ملے نرگس
نے کہا کنیز آنکھون سے جائیگی یہ کہکے نرگس نے مردانے کپڑے پہنے برائے خبر
چلی دربار مین بہزاد کے آئی اُسوقت پہونچی کہ شاہزادہ دربار مین بہزاد کے آیا تھا اور
گفتگو یہ مذکور ہو رہی تھی کنیز نے سب کو آنکھون سے دیکھا پلٹ کر خدمت ملکہ مین
آئی کہا اے ملکہ عالم مبارک ہو اُس شیر کو جو عیار اُٹھا کر لیگیا دو قزاقون کو جاکر زیر کیا
صحیح وسالم دربار مین آپ کے باپ کے آئے اپنے ہتھیار لیے آپ کو مانگتے تھے یہ خبر
لشکر اسلام مین پہونچی اُنکے بھائیون نے سنا اٹھارہ جوانان شیردل بارگاہ مین بہزاد
کی آگئے آمادہ تھے کہ جہانگیر سے تلوار کھینچے تو ہم لوگ جا پڑین دونون قزاق چھتیس ہزار
فوج سے آپڑے ہزارون ملازم قتل کیے شاہزادے نے دیکھا کہ ایسا نہو میرے
بھائیون پر کوئی دباؤ پڑے یہ فیصلہ کر لیا کہ ہم جاتے ہین تم طبل جنگی بجواؤ سر میدان
مقابلہ ہو آپکے باپ نے کہا کہ اگر مجھکو زیر کروگے تو مین قمر طلعت کو دونگا یہ مضمون
سنکر ملکہ کا خوشی سے چہرہ سرخ ہوگیا فرمایا نرگس سچ کہو تمنے جو یہ خبر سنی شاہزادے کو
آنکھون سے بھی دیکھا نرگس نے کہا واری یہ سب معاملہ میری آنکھون کے سامنے گذرا
ہے ملکہ نرگس کی بلائین لینے لگین کہتی تھین اے نرگس تینے وہ خبر سنائی کہ تن بیجان مین جان
آگئی میرا تو عجیب حال ہے آج صبح سے مین زیادہ گھبرا رہی تھی دل سے کہتی تھی کیا موت آنیوالی
ہے اب ہم جمال بے مثال اُس شہریار کا نہ دیکھین گے اُس بیحیا کے کہنے سے بالکل اطمینان
نہ تھی وہی کہتا پھرتا تھا کہ مین نے دشمنون کو مار ڈالا ایسے زندہ تھے کہ دو قزاقون کو زیر کیا
اُنکو مع فوج ساتھ لائے وہی بڑھکر لڑے فوج بہزاد کے لوگ قتل کیے نرگس نے کہا
واری درست ہے وہ قزاق لڑے بھڑے جیت وچالاک بیباک فوج پر آپڑے بڑھ بڑھ کر
لڑے خیمے گرادیے خزانہ لوٹ لیا آخر بہزاد نے شاہزادے سے فریاد کی کہ میرا لشکر
تباہ ہوتا ہے اپنے قزاقون کو منع کیجیے تب جاکر شاہزادے نے منع کیا قزاقون نے جا بیجے

آقا کی صورت دیکھی تو جنگ موقوف کی یہ ذکر تھا کہ ایک کنیز دوڑی ہوئی آئی عرض کی
واری لشکر مین طبل جنگی بجا ہو مشہور ہے کہ جہانگیر و بہزاد سے مقابلہ ہی ہر چند کہ جہانگیر
کے بھائی بھتیجے نہین چاہتے کہ جہانگیر کو لڑنے دین مگر جہانگیر خود آمادہ ہین کہ مقابلہ کرون
آپ کے باپ نے بڑی شرط کی ہی کہ جبتک ہم سے فیصلہ نہ ہو باغ مین ملکہ کے نہ جائیگا
ملکہ نے اُسی وقت سجدۂ شکریۂ پروردگار کیا کہ اے معبود حقیقی و اے جان بخش عالم تو نے
اُس شہریار کو زندہ سُنایا مین تو آمادہ تھی کہ اپنی جان دون لیکن تو نے اپنا فضل
شریک حال کیا اے معبود آنکھون سے جمال دیکھ لون تو قلب کو قوت ہو روح کو
راحت ہو ملکہ تو یہان خوشی کر رہی ہین نرگس کے آگے ہاتھ باندھے ہی کہ اے نرگس اگر
خدا نے اپنا فضل شریک کیا اور وہ بہزاد پر غالب ہوے تو انشاء اللہ لشکر مین آنکے
چلنا ہو گا پہلے تمکو بھیجون گی میدان کارزار کی ہمکو دمبدم خبر کرنا کہ کیا معرکہ گذرا
نرگس نے کہا مین سویرے سے میدان کارزار مین جاؤنگی جو گذریگا وہ خبر پہونچاؤنگی
یہ کہکے نرگس اپنے مکان مین گئی ملکہ بارہ دری مین آبیٹھین حبشنون سے کہا صاحبو
تم لوگون کی تکلیف اور دو چار دن باقی ہی انشاء اللہ ہم لشکر صاحبقران مین جائینگے
تم اپنے اپنے مکان جاؤ گی کنیزون نے عرض کی واری ہم آپ کے نمکخوار ہین آپ کے
والا سے ناچار ہین اُنھون نے حکم دیا اگر کوئی تکلیف تو کنیزون سے نہین پہونچی جو حکم ہو
وہ بجا لائین ملکہ نے کہا کسی کی خطا نہین ہماری تقدیر نے ہمکو یہ سامان دکھائے اب کوئی
چارہ نہین یقین ہے کہ بحکم پروردگار بیر رنج کے راحت ہو اور لشکر مین صاحبقران
کے پہونچین یہان تو یہ کیفیت ہی کہ طبل جنگی بج چکا تیاریان ہو رہی ہین جہانگیر نے
اشارے سے خواجہ کو اپنے پاس بلا یا کئی لاکھ روپے کا مالا موتیون کا گلے سے اُتارا
ہاتھ باندھ کے عرض کی اے عم نامدار یہ خدمت مین حاضر کرتا ہون صاحبقران
سے مجھ سے صفائی کرا دیجیے ہر چند کہ قبلہ و کعبہ نے گلے سے لگایا مگر دل یہ رہتا ہے مجھے
شاق ہے مجھکو حکم ملے کہ کل مین جو بہزاد پر میدان مین غالب آؤن تو ملکہ قمر طلعت
کو باغ سے لے آؤن عمرو نے کہا اے فرزند اسقدر بھیر قرضہ ہے کہ آجکل

گھر سے نکل نہیں سکتے یہ جو کنٹھا یاقوت کا پہنے ہو اگر یہ کبھی شریک کرو تو ایسی تابیر بتاؤن
کہ وہ صاحبقران قمرطلعت کو لیلے جائین جہانگیر نے کنٹھا بھی کئی لاکھ کا پیش کیا عمرو نے
کہا ایک عرضی طرف سے قمرطلعت کے پیش کرو مضمون اسمین یہ لکھو کہ ای یاور غریبان
دادرس بیکسان صاحبقران زمان اس کنیز کو اپنی کافرون مین چھوڑ دیا مین قبل سے
مسلمان ہوئی تھی عالم خواب مین بزرگان دین آئے مجھکو مسلمان کر گئے آپ کے فرزند
شاہزادہ جہانگیر کو مین نے بلایا تھا کہ اعتقاد مذہب مجھکو تعلیم فرمائین میرا باپ یہ خبر
سنکر آیا اُس شہریار کو زخمی کیا مجھکو قید کیا اب تک اُسی قید مین ہون امیدوار ہون
کہ مجھکو اس قید و بند سے رہا کیجیے اور آکر لیجائیے ورنہ مین خدا سے شکایت کرونگی کہ فرزند
راہ دین اسلام نے مجھکو کافرون مین چھوڑا میری ہدایت نہ کی جہانگیر نے اُسی وقت
حباب کو یہ مضمون تعلیم کیا اور کہا کہ پاس ملکہ کے جاؤ عرضی لکھوا کر لاؤ کیا خوب عمر نامدار
نے یہ تدبیر بتائی حباب فوراً گیا ملکہ نے جو حباب کو دیکھا فرمایا حبابا ہماری خوب خبر لی
ہماری تو عجب کیفیت تھی کیا بیان کرین نظم

مین وہ اپنا دوست تھا راحت سے مجکو غم ہوا	زخم کو ناخن سے چھیڑا درد دل جب کم ہوا
موسم پیری مین اپنا کچھ عجب عالم ہوا	جسقدر بڑھتا گیا سن ہر ارادہ کم ہوا
شب کٹی ہر پردہ دار عشق محو غم ہوا	رک گئین آہین مزاج آرزو برہم ہوا
جان لی یاد لب شیرین نے تیرے ای صنم	میرے حق مین التفات انکھین بھی سم ہوا
رات بھر دیکھا تماشہ ہمنے برق واہ کا	آہ کے شعلون سے جب دود جگر باہم ہوا
درد دل زخم جگر گو آشنے اپنا تھی مگر	ترک صحبت جسنے کی آخر کو اسکا غم ہوا
زخم بڑھا کر کھلگئے سینون پر اہل بزم کے	تھا جو شادی مرگ ہنس ہنسکر مرا ماتم ہوا
پھر وہی سامان ہوا رہتا تھا جسکا ہمکو خوف	پھر مزاج زلف جانان ان دنون برہم ہوا
عمر کاٹی آرزوے وصل جانان مین نسیم	کیا کہون کیونکر بسر کی کیا مرا عالم ہوا

ملکہ نے یہ اشعار رو رو کر پڑھے کہا ای حباب ہمکو یہ امید نہ تھی کہ ہم شاہزادے کو زندہ
دیکھین گے مگر تمنے وہ کارنمایان کیا حقیقت مین رفیق ایسے ہی ہوتے ہین جو تمہو

کیا ہم تو یہ آرزو رکھتے تھے کہ جہان تمنے دفن کیا ہوگا وہان فقیر بنکر بیٹھینگے داغ دل کے
پھول چڑھائینگے جاپاک نے کہا کہ ایک عرضی لکھیے مضمون مذکور تعلیم کیا ملکہ نے خوشی خوشی
عرضی لکھی مُہر اپنی کر کے جاپاک کو دی جاپاک اُس عرضی کو خدمت مین جہانگیر کی لایا اور ملکہ
کو مژدہ دے آیا کہ صاحبقران زمان تمکو لیلے آئین گے اُسوقت کی کیفیت خوشی ملکہ کی بیان
نہین ہوسکتی چہرہ خوشی سے سرخ مثل آفتاب عالمتاب چمکنے لگا دوڑ دوڑ کر مقام پر
کنیزون کے آتی تھین ایک ایک کو جگا کر کہتی تھین کیون صاحبو ہمارے ساتھ چلو گی
کنیزین عرض کرتی ہین واری ضرور چلین گے فرمایا ہوا اُٹھو اسباب اپنا بھی اور میرا بھی
نکالو نرگس کو بھی جگایا کہا یوا تمنے خبر کا وعدہ کیا تھا نرگس آنکھین ملتی ہوئی اُٹھی مردانے
کپڑے پہنکر واسطے خبر کے چلی نرگس نے آکر دیکھا کہ لشکر میدان کارزار مین آنے جاتے
ہین اول لشکر ہفت پیکر میدان کارزار مین آیا ہفت پیکر تخت پر سوار نوبت نقارے
بجتے ہوئے تاج بڑا سا سر پر لباس جواہرنگار زیب جسم خود سر پر سپر و شمشیر آگے رکھی ہوئی
تنا ہوا نہایت کر و فر سے لقائے خداوندی سے مجھو رہزادہ بھی بنا ہوا آگے لشکر کے بڑھا ہوا غرور کرتا ہوا
کہ آج پسر حمزہ کو قتل کرونگا میدان مین آکر ٹھہرا کہ دوسری طرف سے گرد اڑتی دیکھا لشکر
صاحبقران زمان میدان کارزار مین آتا ہے اول سرداران نامی و پہلوانان گرامی کا گذر ہوا
سب کے آگے پہلوان عادی بڑھے ہوئے صفون کو آراستہ کرتے ہوئے میدان
مین آکر پہونچے پھر لندھور و مالک و بہرام فرداً فرداً میدان مین آئے کہ طبل سکندری پر
چوب پڑی آمد صاحبقران شروع ہوئی نرگس حیران دیکھ رہی ہے کہ پانچ ہزار
پانچسو پچپن سردار صاحبقران کو گھیرے ہوئے میدان کارزار مین آکر پہونچے دوسری
طرف سے گرد اڑی رستم پیلتن آگے بڑھے ہوئے عیوق و جاروق دونون پہلوان
آگے بڑھے ہوئے اہتمام کرتے ہوئے ایک جانب جہانگیر والا تدبیر یہ تو ناظرین کو
ظاہر ہے کہ جہانگیر کو توسل دست چپ سے ہے اسوجہ سے رستم کے ساتھ آتے ہین مسلح
و مکمل لشکرون کو آراستہ کرتے ہوئے اجلال و دخان چاہتے ہین کہ آج میدان
کارزار مین ہم نکلین جان شاہزادے پر نثار کرین میدان مین نام ہوا تھا خوش ہون

ایک طرف آکر یہ بھی ٹھہرے گھوڑا جہانگیر کا رانوں میں بیقرار ہوا جاتا ہی سبزہ فلک کو
پامال کروں آسمان پر پہونچوں تیزی میں کسی سے کم نہ ہوں شاہزادہ جہانگیر گھوڑے
کو چمکارتے ہوئے روک رہے ہیں رانوں میں دبایا نرگس نے آراسب کی دیکھی جب
لشکر جم کے نقیبوں نے نقابت کی کیفیت کر کا کھا بیٹھے کہ بہزاد نے گینڈا اپنا بڑھایا
میدان کارزار میں آیا پکار کر آواز دی اے فرقہ خدا پرستان جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے
مگر سوائے شاہزادہ جہانگیر کے اور کسی کو نہیں چاہتا شاہزادہ جہانگیر نے جو اپنے
نام کا نعرہ سنا مرکب کو مہمیز کر کے سامنے بادشاہ کے آئے عرض کی اجازت میدان
ملے بادشاہ نے فرمایا اے عم نامدار اور ملازم جائینگے آپ تکلیف نہ فرمائیں جہانگیر
نے عرض کی حضور جانتے ہیں اس نامرد سے مجھکو کد ہی تصدق ہے سب بلا رد
ہو بادشاہ نے فرمایا بسم اللہ مگر اے عم نامدار اس بھیا کے تیور پر بل ہی ذرا سنبھل
کے مقابلہ کیجیے گا فنون سپاہ گری صرف فرمائیے بفضل ایزدی اس بھیا کو مار کر آئیے
اور اے عم نامدار آپ کو ایک مژدہ سناتا ہوں کہ آپ نے ایک عرضی طرف سے
قمر طلعت کے بیٹی کی نسبتی اسپر امیر نے فرمایا کہ بہو بہو کو لینے ہم خود جائینگے مجھ سے
شگفتہ ہوکر ارشاد فرمایا کہ خدا فرزند کو میرے اُن لعینوں پر غالب کرے جہانگیر خوش
ہو گئے مرکب اُڑا کر طرف بہزاد کے چلے بہزاد نے جو جہانگیر کو آتے ہوئے دیکھا
گینڈے کو مہمیز کرنے لگا جیسے ہی جہانگیر برابر پہونچے لگا وزن ہوا مرکب جہانگیر کا
تین قدم پیچھے ہٹا اور گینڈا اُسکا چھ قدم پسپا ہوا بہزاد نے جھلا کر نیزہ مارا جہانگیر نے
نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا آپس میں نیزہ بازی ہونے لگی دونوں لشکر دیکھ رہے
ہیں جہانگیر نے بہت چاہا طعنوں کے نیزہ اُسکا کاٹتا اور ایک جھٹکا مارا کہ نیزہ ہاتھ
سے بہزاد کے نکلا دونوں میں غل ہوا کہ جہانگیر نے نیزہ بہزاد کا نکالا بہزاد نے
غصے میں قبضے پر ہاتھ ڈالا تلوار کھینچی تیغہ چوڑا جوہر دار لنگر دار خبردار خبردار کہکے ہاتھ
مارا جہانگیر نے تلوار کو تلوار پر روکا فرمایا کہ او بہزاد ہوشیار ہو جا خبردار کہکے جتا کر سر پر
ہاتھ مارا بہزاد نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا مگر تیغہ برق مثال تڑپ کر گرا کر اُسکے سر کے

دو ٹکڑے ہوئے سر کو کاٹ کر تیغہ جو گرا خود و دولبغہ و عرق چین کا کاٹ کر گینڈے پر تیغہ گرا کہ مع گینڈے بہزاد کے چار ٹکڑے ہوئے مارے جانا بہزاد کا کہ سات لاکھ اسکے ہمراہی جو کھڑے تھے لینا لینا کہکر دوڑے جہانگیر تیغہ بکڑ کر جا پڑے اجلال و جہانستان نے جو دیکھا کہ آقا ہمارے گھر گئے ہیں چھتیس ہزار قزاقوں سے آپڑے تلوار چلنے لگی ہفت پیکر نے کل فوج کو اشارہ کیا ستر لاکھ ساحر و غیر ساحر بلوہ کرکے آپڑے بقول شاعر فرد - دو لشکر بہم اندر آمیختہ + قیامت ز گیتی شد انگیختہ + گیر و دار کی صدا بلند ہے صاحبقران نے جو دیکھا کہ نور نظر پر بلوہ فوج کفار کا ہوا مرکب کو بڑھا کر نعرہ کیا یا شیخ
آئی کافران بجیا و اے نابکاران پردغا نعرۂ صاحبقران

امیر عرب ضیغم روزگار
بیکے تیغ عقرب یکے ذو الحجام
بحکم خدا بستہ شمشیر چار
بن کافران از جہان پاک کرد
بیکے تیغ صمصام و قمقام نام
سر سرکشان جملہ در خاک کرد

امیر کا مرکب بڑھانا کہ رستم نے بھی اپنا مرکب بڑھایا کل سرداران نامی و پہلوانان گرامی تلواریں کھینچکر جا پڑے تلوار چلنے لگی امیر نے پکار کر نعرہ کیا اور اسم اعظم پکار پکار کر پڑھنے لگے رستم لوح چمکا رہے ہیں دونوں شیر رستمانہ ہنگامہ جنگ کر رہے جسنے سحر کیا اور امیر نے اسم اعظم پڑھا سحر پلٹ کر اسی کے سینے پر پڑا توڑ کر سینے کو پار گذرا رستم لوح چمکاتے ہیں جسپر عکس لوح پڑ گیا وہ نابینا ہو گیا ہزار ہا جادوگر اندھے ہو گئے اہل اسلام کے ہاتھ سے قتل ہو رہے ہیں ہمراہیان لندھور جوانان ہندی لڑے بھڑ رہے کٹتے جسپر جمیت کے ہاتھ مارا اسکے دو ٹکڑے کیے دو پہر کامل تلوار چلی ہفت پیکر نے جو یہ زبردستی اہل اسلام کی دیکھی پلٹ کر وزیر اعظم سے کہا کہا دریافت تو کرو کہ ہمارے کتنے لوگ قتل ہوئے اور اہل اسلام کتنے مارے گئے وزیر نے پرچہ نویس کو اشارہ کیا اس نے تھوڑی دیر میں دریافت کرکے پرچہ لکھا کہ تین لاکھ سوار و پیدل آپکے لشکر کے مارے گئے اور اہل اسلام چند زخمی ہوئے مگر کوئی اہل اسلام مارا نہیں گیا ہفت پیکر نے یہ سنکر زانو پر ہاتھ مارا کہا یارو دیکھتے ہو کہ اہل اسلام کیسے سمجھ کے لڑتے ہیں اتنی بڑی مشعلو یہ کہ

ستر لاکھ فوج قدرت کی اور اہل اسلام ساڑھے بائیس لاکھ مشہور ہیں لیکن کیا سمجھ کے لڑے
کہ ادھر میں لاکھ مارے گئے اُنکا کوئی قتل نہیں ہوا یہ خبر پہونچی کہ کئی ہزار جوان زخمی ہوے
وہ بھی ایسے زخمی ہیں کہ جنگ میں مصروف ہیں میدان سے نہیں ہٹتے اب طبل بازگشت
بجواؤ ورنہ شام تک لشکر کا خاتمہ ہوگا کون بچائیگا قدرت تدبیرین کر رہے ہیں ابکی مرتبہ
نوروز سے ایسا انقلاب ہوا کہ تقدیرین خلاف ہوتی ہین قدرت تقدیر کرتے ہین مسلمان
تدبیر سے پلٹ دیتے ہین بہزاد کا مارے جانا قدرت نے کیسی مضبوط تقدیر کی تھی مگر
سب تقدیرین اُلٹی ہوگئین ہفت پیکر نے جو ناچار ہوکر کہا وزرا آپس مین کہتے
ہین یارو قدرت بہت ناچار ہو رہے ہین خوف آتا ہے کہ ایک دن ایسی تقدیر نہ کرین کہ
خود جولہ تبدیل کرین یہ کہکر حکم طبل بازگشت پر چوب پڑی اہل اسلام قاعدے کے
پابند ہین فوراً تلوارین میان مین کرلین صاحبقران لشکر کو لیکر واپس ہوے نگاہ
پڑی دیکھا کہ جہانگیر والا تدبیر دریاے خون مین نہاے ہوے علمشاہ کے ساتھ
چلے آتے ہین صاحبقران نے جہانگیر کو قریب بلایا عمرو نے دست بستہ عرض کی کہ
شہریار مین آپ کو یاد دلاتا ہون کہ حضور نے ارشاد فرمایا تھا کہ اگر جہانگیر بہزاد پر غالب
آئے تو مین بہو کو لینے جاؤنگا وہ سلمان مشتاق ہوگی کہ قید بند سے نکلون امیر نے
فرمایا ای فرزند ہم بھی اپنی بہو کو لینے جائینگے یہ کہکے صاحبقران نے مرکب بڑھایا کس سردار
کی مجال تھی کہ ہمراہ صاحبقران کے رہ جائے جملہ سردار پس پشت صاحبقران زمان
سب کے آگے چابک جست وخیز کرتا ہوا دوڑا کہ جاکر ملکہ کو خبر کرون کہ صاحبقران خود
تمکو لینے آتے ہین چابک باغ مین پہونچا کہا ای ملکہ عالم تیار ہوجیے آپ کے لینے کو
صاحبقران آتے ہین اُسوقت ملکہ کی خوشی کنیزون سے پکار کر کہنا کہ جسکو ہمارے ساتھ
چلنا ہو وہ تیار ہو اب آج ہم اپنی سسرال مین جائینگے کنیزین صحنچیون سے نکالین کٹھریان
صندوق پٹارے نکالنے لگین ملکہ فرماتی ہین کہ اری کمبختو میرے لباس کی جامہ دانی تو
اُٹھالو بڑا صندوق ضرور لینا اُسمین تمام زیور ہے کھچڑہ وزیرزادی سے کہو کہ قریب
آوے اسباب نکلوالے پٹارا کوٹھا کھلوائے اُسمین سے بھی اسباب نکلواؤ چارہ چا

کنیزین دوڑی دوڑی پھر رہی ہین ملکہ نے گھبرا کر کہا صاحبو مین تو اپنے ہوش مین
نہین ہون تم لوگون نے بھی یاد نہ دلوایا کپڑے تو بدل ڈالون قبلہ و کعبہ کا سامنا ہوگا
پانچ کنیز نے آکر کنگھی کی کھچوری چوٹی کو نہ ہلا کر پشت پر ڈالی جوڑا بھاری پہنکر دریا سے
باہر مین غوطہ مارا دربانے بیٹھنے لگین کہ سامنے سے دیکھا آگے آگے صاحبقران زمان
پشت پر جملہ سردار مغلو بسے پلٹ کر آتے ہین دریا سے خون مین نہائے ہوئے ہین
صاحبقران زمان دربانے سے آکر مرکب سے کودے ملکہ نے جو صاحبقران زمان کو دیکھا
خوف سے ہاتھ پاؤن مین رعشہ آگیا منھ اپنا دوپٹے سے ڈھانپ لیا برائے تسلیم خم
ہوئین صاحبقران نے بہت پسند کیا سر چھاتی سے لگایا پشت پر ہاتھ رکھا فرمایا ہم کی
نور نظر ہم تمھارے لینے کو آئے ہین کہ اسمین جہانگیر بھی داخل ہوے فرمایا ہان
بیٹا سوار کراؤ جہانگیر باتوقیر نے اشارہ کیا ملکہ نے موتیون کا مالا توڑ کر امیر پر سے
نثار کیا سر جھکا کر محافے مین سوار ہوئین گلچہرہ وزیر زادی ساتھ بیٹھی ہے امیر باہر
تشریف لائے محافے کے ساتھ ساتھ چلے کنیزین اگن پر تانگون پر سوار ہوئین
جہانگیر سر جھکائے ہوے چلے آتے ہین وہ جشن جو طرف سے بہزاد کے تعینات
تھین روتی پیٹتی بھاگین دربار ہفت پیکر مین پہونچین دست بستہ عرض کی یا خداوند
بر طلعت دختر بہزاد کو صاحبقران لیے جاتے ہین اگر روکنا منظور ہو روک لیجیے
ہفت پیکر اپنے مقام سے اٹھا لشکر مین قرناکرائی باہر نکلا کھڑا ہوا صف بندی
ہوگئی کہ صاحبقران سامنے سے نمایان ہوے پاس پہونچے محافے کے جو ہاتھ رکھ دیا جملہ
سردارون نے محافے کو سائے مین تلوارون کے لیا ملکہ نے وزیر زادی سے کہا
صاحبقران نے کنیز کا مرتبہ بڑھایا خود پاسے پر محافے کے ہاتھ رکھا جملہ سردار
مصروف خدمتگزاری ہین بڑے بھائی صاحب جہانگیر کے جو رشتے مین ہمارے جیٹھ
ہوتے ہین وہ بھی ساتھ ہین دیکھو سر جھکائے ہوے چلے آتے ہین ہفت پیکر بڑا
کس بھروسے پر فوج لیکر نکلا ہے کیا ہین اسکی زر خرید ہون باپ کا دعوی تھا وہ مارا گیا
خدا سب کی جان بچائے ایسا نہو بلوہ کردے تو بہت سخت لڑائی پڑے گی مگر ہفت پیکر

نے جو دور سے دیکھا کہ صاحبقران خود سامنے کے پائے پر ہاتھ رکھے ہیں جملہ سردار
تلواریں کھینچے ہوئے آمادہ ہیں کہ ذرا کوئی اشارہ کرے تو جا پڑیں ادھر بادشاہ جہجاہ
کل فوج کو لیے ہوئے کھڑے ہیں منتظر ہیں کہ اگر ہفت پیکر قصد کرے تو ہم بھی
جا پڑیں لشکر ہفت پیکر سے لڑیں ہفت پیکر نے وزیروں سے کہا مجھے قمر طلعت
سے کیا مطلب ہو لیے جاتے ہیں لیجائیں میں دخل نہ دونگا یہ کہکر ہفت پیکر بیٹھا
صاحبقران نے قمر طلعت کو لاکر داخل بارگاہ کیا قمر طلعت کے اُترتے ہی شاہزادیوں
نے قمر طلعت کو گھیر لیا بلائیں لیں ترقی حسن وجمال کی دعائیں دیں صاحبقران نے
فرمایا جہانگیر کا عقد ساتھ قمر طلعت کے ہوگا خواجہ زادوں کو حکم ہوا شب کو جلسہ
آراستہ کیا گیا بعد ایجاب وقبول فرزندان بوذرجمہر نے دونوں کا عقد پڑھا جہانگیر
ساتھ معشوق کے داخل حجلۂ عروسی ہوئے گوہر مراد حاصل کیا بطن سے شاہزادی
کے ایک صاحبزادہ پیدا ہوگا کہ وقت پر اُسکا ذکر کیا جائیگا طلسم خیال سکندری
میں اس شیر بیشۂ جرأت کا ذکر کرونگا خروج اُس صاحبزادے کا لائق ملاحظہ ناظرین ہوگا
لیکن ہفت پیکر اپنے مقام پر بیٹھا ہے کہ وزیر و مشیر بہزاد کے آکر حاضر ہوئے کہ
بابا [illegible] کے قتل ہونے سے سب پریشان وزیروں نے کہا قدرت نے سُنا کہ رات کو
ملکہ کا عقد ساتھ جہانگیر کے ہوگیا ایک وزیر نے تصویر ملکہ کی سامنے ہفت پیکر کے
پیش کی ہفت پیکر نے جو تصویر دیکھی مثل تصویر تصویر حیران جمال و محو دیدار ہوا
پکار کر آواز دی عیاروں میں بھی کوئی ہے عیار بہزاد کا شب آہنگ جرجون
اپنے مقام سے روتا ہوا اُٹھا کہا یا خداوند آقا میرا قتل ہوگیا میں پریشان ہو رہا ہوں
مقام افسوس ہے کہ آقا نے مجھ سے نہ اطلاع کی اپنے زور کے گھمنڈ میں رہے ورنہ
میں پلٹ کے جاپاک کو نہ جانے دیتا راہ میں جاکر پٹارہ چھین لیتا اور عیار کو قتل
کرتا اگر قدرت غلام کو نوکر رکھیں اور غلام کی دستگیری فرمائیں تو جو حکم کریں وہ بجالاؤں
ہفت پیکر نے کہا اے عیار طرار قدرت قمر طلعت پر مائل ہوئے ہیں اگر ہوسکے
تو چُرالا قدرت اُسکے پیٹ میں نور قدرت آتا رہیگا شب آہنگ جرجون آمادہ ہوا

ہفت پیکر نے ملازمون کو حکم دیا کہ نام شب آہنگ چرخزن کا کارخانۂ قدرت مین
تحریر کرو یہ کلمہ سنکر شب آہنگ چرخزن نے کہا آج رات کو جڑ لاؤنگا غرض
کہ شب آہنگ بانہایت عیاری سے آراستہ ہوکر ایک فقیر کی شکل بنکر لشکر اسلام
مین آیا بارگاہ کو جہانگیر کی دریافت کرکے پشت بارگاہ پر پہونچا ایک مقام سے
بیٹھکر نقب لگانا شروع کی گوشۂ بارگاہ جہانگیر مین سر نکالا ایک کنیز پڑی سوتی
تھی شب آہنگ چرخزن نے اُسکو بیہوش کیا اُسکی صورت بنکے باہر نکالدیا
ملکہ مسند پر بیٹھی ہین اُس کنیز کی شکل بنا ہوا سامنے ملکہ کے آیا ملکہ نے کہا کیون
نسیم کہان سے آئی ہے کہا واری ذرا اُٹھیے تو مین عرض کرون ملکہ گھبراکر اُٹھین
شب آہنگ گوشے مین ملکہ کو لایا کہا اے ملکۂ عالم آج شاہزادے نے
غضب کیا ایک نازنین براے مجرا آئی تھی شہزادے کی اُسپر نگاہ پڑی اُسکو اپنے
قریب بٹھالیا صاحبقران کو بہت ناگوار ہوا فرمایا کہ کیا مجھکو تو ملکہ سے شرمندہ
کرائیگا وہ مجھسے شکایت کریگی مین اُسکو کیا جواب دونگا مین اُسکو جاکر خود لایا ہون
مین اُسکا آزردہ ہونا نہین چاہتا جہانگیر رنجیدہ ہوکر اُٹھ گئے الگ بارگاہ مین
اُسکو بلوایا ہے وہان اُسکا گانا سن رہے ہین یہ سنکر ملکہ بہت بگڑی ایسی باتون مین
شب آہنگ چرخزن نے لگا کر حلقہ لاسے کمند گلے مین ڈالدیے حباب مارکر
بیہوش کیا پشتارہ باندھا اُسی راستے سے نکلکر چلا گیا اول شب کو اُسنے یہ عیاری
کی جہانگیر بارگاہ صاحبقران مین بیٹھے ہین ابھی دربار بھی برخاست نہین ہوا
جہانگیر نے چابک کو بلایا فرمایا اے چابک اسوقت خود بخود دل گھبراتا ہے
جاکر ملکہ کی تو خبر لاؤ چابک جھپٹ کر در بارگاہ پر آیا سب نگہبان پاسبان
اپنے اپنے مقام پر ہوشیار بیٹھے ہین چابک سوچا کہ سب طرح خیر و عافیت ہے
چاہا کہ پلٹ جاؤن مگر دل دھڑک رہا ہے پھرا پھر دیکھا پشت بارگاہ جہانگیر پر ایک
خاک کا ڈھیر ہے جھپٹ کے آیا دیکھا کسی نے نقب لگائی ہے نقب مین پھاند پڑا
اندر بارگاہ ملکہ کے آیا ایک مقام پر ایک کنیز کو بیہوش پایا سمجھ گیا

کہ اسی کی شکل بنکر عیاری کی اندر آکے دیکھا ایک تنہا خیمے مین پشتارہ باندھنے کا نشان ہے
جاپک کے ہوش اڑ گئے بیتر اپہچان لیا کہ کسی عیار نے یہ حرکت کی گھبرا کے باہر نکلا نگہبانون
سے کہا یارو غضب ہوا ملکہ کو چڑا کر کوئی عیار لیگیا مین اُسکے تعاقب مین جاتا ہون تم
شب آہنگ پشتارہ بدوش جاتا ہی ایک صحرا مین پہونچا صبح ہو گئی تھی دیکھا سامنے
لشکر غضنفر اترا ہوا ہی قزاقون کو دیکھا گھبرا گیا اُدھر سے پلٹا دوسرے جنگل مین گھس گیا
خوف ہی کہ ایسا نہو کوئی قزاق دیکھ لے تو جان بچانا دشوار ہو جنگل مین بھاگا ہوا جاتا تہی
کہ ایک پہلو سے آواز آئی ارے جانے والے ٹھہر جا شب آہنگ نے دیکھا کہ درۂ کوہ
مین ایک جادوگر بیٹھا ہوا سحر کر رہا ہی شب آہنگ نے آواز دی او ساحر مجھکو نہ روک
میرے پشتارے مین منظور نظر خداوند ہی قدرت راہ دیکھ رہے ہونگے ساحر نے
آواز دی خبردار قدم آگے نہ بڑھانا شب آہنگ رکا ساحر نے سحر کیا کہ شب آہنگ
منھ کے بل زمین پر گر پڑا پشتارہ پشت سے کھلکر گرا ساحر نے جو آسمان آفتاب
تابان کو دیکھا کلیجہ پکڑ لیا پکار کر آواز دی ارے یہ تو معشوق خوبرو ہے اسکو لیکر
درۂ کوہ مین رہونگا مکان بناؤنگا قریب آکر قصد کیا کہ پشتارہ اُٹھاؤن زمین سے
پڑے پڑے شب آہنگ نے حباب بیہوشی مار دیا ساحر چرخ کھا کر زمین پر گرا
شب آہنگ نے کمند مار کر اُسکو قریب کھینچا اپنی رہائی کی خواہش مین اُس ساحر کا
سر کاٹ لیا ہاتھ پانون مین طاقت آئی پھر اُسنے پشتارہ اُٹھایا مگر ساحر کے مرنے کی
علامت ظاہر ہوئی آواز آئی کشتی مرا نام من صحرا نشین جادو بود جاپک جو صحرا مین
پھرتا ہوا آتا تھا اُسکے کان مین بھی آواز آئی سوچا کہ کسی ساحر کو کسی نے گولہ مارا اسی آواز
پر متوجہ ہوا صحرا مین آکر دیکھا ایک ساحر کا لاشہ پڑا پھڑک رہا ہی اور ایک عیار اپنے
کو سنبھالتا ہوا پشتارہ بدوش جاتا ہی جاپک نے للکارا کہ او عیار ذرا ٹھہر جا مجھکو
اتنا معلوم ہو کہ کسکا پشتارہ تیرے دوش پر ہی شب آہنگ نے جو پلٹ کر جاپک
کو آتے ہوئے دیکھا اور تیز بھاگا جاپک نے بھی پیچھا کیا ادھر شب آہنگ
دامنے مین ایک صحرا کے پہونچا ہے کہ پہاڑ سے آواز آئی ارے او جانے والے ٹھہر جا

آگے نہ بڑھنا شب آہنگ نے سر اُٹھا کے دیکھا کئی سو قزاق بالاے کوہ بیٹھے
ہین ایک قزاق اُن سب کا افسر گھوڑا اُڑاے ہوے آتا ہی اب تو شب آہنگ
ناچار ہوا آخر ٹھہر گیا اُس قزاق نے نیزہ سینے پر شب آہنگ کے رکھ دیا کہا یہ
پشتارہ جلد کھول دیکھون اسمین کیا شی ہے شب آہنگ نے جو پشتارہ کھولا اُس
کوہ کا یہ قزاق مالک ہی افسر قزاقان لقب ہی بس ملکہ کو دیکھکر محو ہو گیا اور کہا ارے
بردہ فروش اس نازنین کو کہان سے لایا شب آہنگ نے کہا یہ نازنین منظور نظر
خداوند ہی مین لشکر مسلمانان سے چرا لایا ہون پاس قدرت کے لیے جاتا ہون ای افسر
قزاقان اسکے مقدمے مین دخل نہ دو اگر قدرت کو خبر پہونچیگی تو سنگ سیاہ کر دینگے
قزاق نے جوش محبت مین کچھ خیال نہ کیا ملکہ کو اُٹھا کر کہا ای عیار اپنی جان کو غنیمت
جان میرے سامنے سے بھاگ جا ورنہ ایک نیزہ مار دونگا یہ سنکر شب آہنگ پیدل روتا
پیٹتا بھاگا کہ جاکر خداوند سے اطلاع کرون جو کچھ قدرت کو کرنا ہو وہ کر گذرین وہ قزاق
ملکہ کو لیکر بالاے کوہ آیا ملکہ کو ایک قلعے مین لایا ایک مکان مین لاکر پشتارہ کھولا
ہوشیار کیا ملکہ یا تو اپنے گھر مین کنیز سے باتین کر رہی تھین یا اپنے کو اور مکان مین
پایا ایک شخص غیر سامنے کھڑا ہاتھ جوڑ رہا ہی ملکہ نے کہا ای شخص تو کون ہی کہ طالب عصمت
ہوا ہی کہا حضور مین افسر قزاقان ہون جو اسطرف سے نکلتا ہی اُسے لوٹ لیتا ہون
دو سو قزاق میرے ملازم ہین سب آپکی خدمتگاری کرینگے ملکہ نے کہا او ناہنجار
خبردار ہاتھ نہ لگانا ورنہ مین اپنی جان دونگی زندہ مجھکو نہ پائیگا افسر سامنے بیٹھکر
باتین کرنے لگا کبھی ہاتھ جوڑتا ہے کبھی بیقراری مین عرض کرتا ہی کہ ای شہنشاہ خوبی
و سرو باغ محبوبی میری جان جاتی ہے آپ توجہ نہین فرماتین غلام کی تو یہ کیفیت ہی

نظم

قرار دل کو ہوا اضطراب کے بدلے — وہ لطف کرنے لگے اب عتاب کے بدلے
طریق یار نے شرم و حجاب کے بدلے — حیا کے پردے ہین رخ پر نقاب کے بدلے
شبیہ کرتا ہی منظور گر کا قاتل کو — رنگے لہو مین ہین کیچڑ سے شہاب کے بدلے

پیے گا تو جو وہ میخوار ساغر گل میں / چھٹے گا سینہ بلبل کباب کے بدلے
وہ بادہ نوش ہوں جاتا تھا جب گلستاں میں / بغل میں رہتی تھی بوتل کتاب کے بدلے
خیال یار میں جھپکی نہیں پلک تا صبح / تمام رات میں جاگا ہوں خواب کے بدلے
جو ایک گل کو بھی گلچیں لگایا تو نے ہاتھ / قلم کرونگا ترا سر گلاب کے بدلے
الٰہی سیل بکے میں موج مے سے طوفاں ہو / بہے بہے پھریں ساغر حباب کے بدلے
صنم سمجھ کے لیے بوسے سنگ اسود کے / گناہ مجھ سے ہوئے ہیں ثواب کے بدلے
سپہر سفلہ نے دیکھا نہ حسن معنی کو / کیا مجھے نظری انتخاب کے بدلے
مرید پیر مغاں ہوں مری وصیت ہے / مجھے شراب سے دے غسل آب کے بدلے
میں بھولنے کا نہیں تو پیا ساقیا بے یار / پیونگا زہر ہلاہل شراب کے بدلے
معاوضہ نہ کروں قطرۂ عرق سے ترے / جو ایک شیشے سے کوئی گلاب کے بدلے
نہ دیکھے میرے اعمال کی مکافاتیں / ہزار بار فرشتے عذاب کے بدلے
جواب مجھ سے نکیرین جب کرینگے زلہ / ہو الغفور سنیں گے جواب کے بدلے

بیان چالاک صبا رفتار صحرا میں آتا تھا اسی عیار کو جو آتے ہوئے دیکھا ایک گوشے میں حلقۂ کمند کے خس پوش کرکے بیٹھا جب شب آہنگ آیا تو اسکو گرفتار کیا ایک نخل میں باندھکر پوچھا اوسکا سچ بتا کہ شتارہ کیا کیا شب آہنگ نے بیان کیا چالاک نے عیار کو وہیں بندھا ہوا چھوڑا آپ طرف جہانگیر کے چلا یہاں جہانگیر جو بارگاہ میں آئے اور خبر سنی کہ ملکہ کو کوئی چرا لیگیا نہایت بیقرار ہوئے یہ بھی خبر سنی کہ چالاک فکر میں گیا ہے کنارے پر لشکر کے چالاک کا انتظار کر رہے ہیں مع سپاہ کے ہی سردار گرد گھیرے کھڑے ہیں انتظار چالاک کا کر رہے ہیں کہ دیکھا سامنے سے گرد اڑی چالاک بدحواس دوڑا ہوا آیا عرض کی اے شہریار راہ میں ایک پہاڑ پر قلعہ ہے اسنے ملکہ کا شتارہ چھین لیا جہانگیر سنتے ہی پشت مرکب پر سوار ہو ادھر طرف اس پہاڑ کے چلے یہاں اس عیار کو کاہ فروشوں نے کھولا شب آہنگ کھلتے ہی بھاگا دربار ہفت پیکر میں آیا تمام کیفیت

ہفت پیکر سے بیان کی ہفت پیکر نے کمال حجاب سے کہا اب یہ وقت آگیا کہ ایک
ایک قزاق معشوقہ کو قدرت کی چھین لے یاروتم مین کوئی ایسا ہو کہ افسر کی مشکین
باندھ کر لائے لالان خون قبا ایک پہلوان مجمع سے اُٹھا کہا یا خداوند اُس قزاق کی
مشکین باندھکر لاؤنگا خدمت مین قدرت کی پہونچاؤنگا اور معشوق کو محافے مین سوار
کرکے لاتا ہون اُسنے بڑی بے ادبی کی ہے شب آہنگ نے لالان کو ساتھ لیا ساٹھ ہزار
کی جمعیت سے لالان چلا یہان افسر قزاقان عرصے تک ملکہ کی منت کیا کیا جب دیکھا
کہ یہ کسی طرح نہین مانتین اُٹھکر باہر آیا سر کوہ بیٹھا ہی انتظار کر رہا ہو کہ کوئی قافلہ نکلے
تو لوٹون کہ دیکھا سامنے سے گرد اُڑی ایک پہلوان ساٹھ ہزار فوج سے آتا ہے
ہرکارے نے خبر دی کہ لالان خون قبا پہلوان کو قدرت نے بھیجا ہی افسر نے کمان
کاندھے سے اُتاری دوسو قزاق کمانین لیکر لیس ہوئے تیر مارنے لگے سوار و پیادل
لالان کے گرنے لگے ہرچند چاہتا ہو کہ کینڈا بڑھاؤن عقاب تیر یہ کھولکر آتے ہین
سوار و پیدل کو گراتے ہین لالان ساتھ والون سے کہتا ہو یارو پہاڑ پر چڑھنا تو
بہت دشوار ہی گھیر کر انکو اترپڑین جب یہ پہاڑ سے اُترین تو گرفتار کرین ساتھ والے
کہتے ہین ابھی تک خیر ہی کہ ملکہ کو قلعے مین بٹھا کر چلا آیا ہی عورت کا غیر مقام پر رہنا باعث
خرابی ہے جو کچھ کیجیے اسی وقت کیجیے لالان ہرچند گھوڑے کو بڑھاتا ہی مگر تیرون سے
مہلت نہین ملتی تیرون کا مینہ چہار سمت سے برس رہا ہی گھوڑا بڑھاتا ہی پھر رک
جاتا ہی افسر قزاقان آواز دیتا ہی اے پہلوان یہان سے پلٹ جا ہم لوگ قزاق ہین
پہاڑ سے تیر مار کر تمکو گرا دینگے ایک کو زندہ نہ چھوڑین گے لالان پریشان ہے کہ اگر
سامنے قدرت کے پلٹ کر جاؤن ساتھ والے طعن کرین گے کہ ایک قزاق کو نہ گرفتار
کر سکے کیا حجاب ہوگا اس فکر مین کھڑا دیکھ رہا ہے کہ بائین پر سے صحرا کے گرد اُڑی
دیکھا ایک جوان آفتاب جمال خورشید مثال مرکب باد رفتار اُڑائے ہوئے آتا ہی
صرف ایک عیار رکاب پر ہاتھ رکھے ہوئے ہی دوسرا سوار بھی ساتھ نہین ہے وہ سوار
گھوڑے کو اُڑاتے ہوئے قریب کوہ پہونچا ایک نعرہ کوہ شگاف کیا کہ زمین

گھبرا گئی آواز دی او قزاق بدذات تو نے غضب کیا کہ عیار سے لشتارہ چھین لیا بہتر
اسی مین ہی کہ پہاڑ سے اُتر آ معشوق کو حوالے کر دے یہ جو سب نامرد گھیرے کھڑے ہین
انسے خوف نہ کر مین تجھے بچا لونگا ان سب کو شکست دونگا افسر قزاقان سو جا کر ان سپاہ نیزہ دار
نے کہا کیا یہ اکیلا میرا کیا کرلیگا جواب دیا کہ ای جوان میری اُس محبوبہ پر جان جاتی ہے
مین ہرگز نہ دونگا جو تجھ سے ہو سکے قصور نہ کر افسر قزاقان نے جو یہ جواب دیا جہانگیر
کے تیور پر بل پڑ گئے مرکب بڑھایا چند قزاقون کو اُسنے حکم دیا کہ اس جوان پر تیر مارو
جہانگیر نے قروی کمر سے کھینچی تیرون کو قلم کرتے ہوے چلے تھوڑی دیر مین قریب کوہ
پہونچے گھوڑے سے کود کے دامن گردانے آستینین چڑھائین گھاٹیون کو طے کرکے
پہونچے لالا ان کھڑا دیکھ رہا ہی ساتھ والون سے کہتا ہی کیا جوان بے خوف ہی دم بھر مین
پہاڑ لے لیا اب پہاڑ پر جاتا ہی افسر قزاقان نے جب دیکھا کہ یہ جوان نہین رکتا چلا ہی
آتا ہی کئی سو من کا پتھر پہاڑ سے ڈھلکایا لالا ان نے اپنے ساتھ والون سے کہا اب یہ
جوان اس پتھر سے دب جائیگا مہلت نہ پائیگا جہانگیر نے جب دیکھا کہ پتھر قریب آیا سپر
کی اوجھڑ ماری کہ وہ سنگ کئی فرسنگ پر جا کر گرا لالا ان کے ہوش اُڑ گئے کہتا ہی یارو
یہ بڑا زبردست ہی کئی سو من کا پتھر کسطرح پھینکدیا قزاقون نے کئی پتھر پہاڑ سے
ڈھلکائے جہانگیر نے خیال بھی نہ کیا پتھرون کو اپنے سے دور کر دیا اسطرح جنگ
رستانہ کرتے ہوے گھاٹیون کو طے کرتے ہوے بالاے کوہ پہونچے افسر نے بڑھ کر نیزہ
مارا جہانگیر نے نیزہ اُسکا توڑ ڈالا قزاق نے تلوار کھینچی خبردار خبردار کہکے ہاتھ مارا
جہانگیر نے تلوار کو تلوار پر روکا جیسے ہی تلوار مار کر قزاق پلٹا اژدہا سے ہاتھ نکالا
خبردار خبردار کہکے ہاتھ مار دیا قزاق نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا تلوار جو تڑپ کر گری
سپر کے دو ٹکڑے کیے سپر کو کاٹ کر جو تلوار گری افسر قزاقان کے دو ٹکڑے ہوے
مرنا افسر قزاقان کا ساتھ والے گھبرا گئے جہانگیر کو دیکھکر سب قزاق ڈر گئے رومال
سے ہاتھ باندھ کر سامنے آئے کہا ای شہریار ہم بدل و جان اطاعت کرتے ہین
مگر ان دشمنون سے بچائیے جہانگیر نے کہا انکو تعفنا لیکر آئی ہو ابھی انکو ہٹائے دیتے

ہین اے ہتیرہ والا گہر شمارہ تو ملکہ کا وہین اُترکر اس حیا کو سمجھائے دیتا ہون یہ کہکر شاہزادے نے نعرہ کیا۔ او لالان مین آتا ہون مجھ سے تو مقابلہ کر لالان شوکت دیکھکر گھبرا گیا تھا فوج کو ساتھ لیکر بھاگا جہانگیر نے معشوقہ کو پشت بادپا پر سوار کیا دوسو قزاق ساتھ لیکر طرف لشکر کے چلے چاہا اب سلامت ساتھ ہو لیکن لالان خون قباجو بھاگا تھا صحرا مین پہونچا تھا کہ ایک طرف سے گرد اڑی گیہان سرخ پوش بھائی لالان کا بارہ ہزار فوج سے آکر پہونچا لالان سے پوچھا اے برادر کہان گئے تھے کہان سے آتے ہو لالان نے رو رو کر سب حال بیان کیا کہا وہ جنگل مین دیکھو معشوق کو لیے جاتا ہے اب مین قدرت کو کیا منھ دکھاؤنگا کیونکہ دربار مین جاؤنگا گیہان نے کہا اے برادر ساٹھ ہزار فوج تمھارے ساتھ ہے ابھی گھیر لین دوسو جوانون سے کیا لڑیگا آخر بھاگ جائیگا چلکر بادپا کو پکڑ لو اسی طرح اس معشوقہ کو لیچلو سامنے قدرت کے پہونچا لالان بھی بہادر ہوا بھائی نے جو سمجھایا کہا یارو چہار طرف سے اس جوان کو گھیرلو۔ بہتر ہزار فوج نے شاہزادے پر بلوہ کیا شاہزادہ نعرہ کرکے پلٹا بے خوف فوج پر جا پڑا اُن دوسو سے یہ کہا کہ یارو ملکہ سے ہوشیار رہنا آپ یکہ و تنہا فوج دشمن پر جا پڑے تلوار چلنے لگی کئی سو افسرون کو جہانگیر نے مارا لڑتے بھڑتے قریب لالان کے پہونچے مگر فوج کا چہار جانب سے بلوہ ہے اگر ایک کو قتل کرتے ہین دس اُسی مقام پر آجاتے ہین جہانگیر قتل کرنے سے عاجز ہو رہے ہین ہر مرتبہ دعا مانگتے ہین کہ اے خالق بے نیاز و اے رب کارساز عورت کا ساتھ ہونا باعث خرابی ہے دل کو بیتابی ہے اے خالق لیل و نہار اس آفت سے بچالے نظم

خدا قائم خدا دائم خدا ناصر خدا حافظ	خدا والی خدا حامی خدا مشکلکشا حافظ
بہر وقت و بہر حالت خدائے کبریا حافظ	خدا را ابتدا پاک خدا را انتہا حافظ
بجز ذات خدائے واحد و یکتا و لاثانی	نمی باشد کسے اندر سرائے دوسرا حافظ
بہر شہر و بہر قریہ نگہبانی کند مولیٰ	بود حق کو بکو خانہ بخانہ جا بجا حافظ
برائے بندۂ مسکین بہ بیکسی و تنہائی	خدا حافظ خدا حافظ خدا حافظ خدا حافظ

نہ در مخزن حق نقد سیم و زر کہ می دانی	کہ تا در عاقبت سالم رساند مر ترا حافظ
نباشد خوف رہزن سالک راہ طریقت را	اگر باشد براہ حق رسی آن رہنما حافظ
کجا آن بلبلان خوش بیان طوطی زبان رفتند	کجا سعدی کجا جامی کجا صائب کجا حافظ
چو جسم و جان عالم در حفاظت روز و شب دائم	بحال ہندی بیکس کرم فرما تو یا حافظ

بیقرار ہو کر جو شاہزادے نے ہاتھ بجانب آسمان بلند کر کے دعا کی تیر دعا ہدف مراد پر
پہونچا صحرا سے گرد اڑی یعنی اتفاقاً نقابدار زرین پوش کہ صحرا میں شکار کھیل رہا تھا
عیار نے خبر دی کہ جہانگیر دلاور تیرے دشمنوں میں گھرا ہے وہیں سے اُس نقابدار زرین پوش
نے پوچھا باگ کا لیا سامنے آکر نعرہ کیا باشید ای کافران بیحیا و ای نابکاران بدنام
نقابدار زرین پوش صاحبقران عصر بارہ ہزار جوانوں سے جو گرد لشکر کو ملے اور پکڑا
جہانگیر لڑتے بھڑتے برابر لالان کے پہونچے نقابدار قریب گیہان کے پہونچا
دونوں شیروں نے دونوں کے وار روک لیے تلواریں چھین کر دونوں کو گیند وار
اٹھا لیا طرف آسمان کے پھینکا پھر نگاہ ہوائی قلم کیا ساری فوج تھوڑے عرصے
میں مار کر بھگا دی ہزاروں قتل ہوئے جب باقی فوج شکست کھا کے بھاگی نقابدار
زرین پوش گھوڑا اڑا کر قریب شاہزادہ جہانگیر کے آیا کہا کہ ای بہادر صاحبقران نامدار
سے کہہ دینا کہ بہتر اسی میں ہے کہ بابا نے صاحبقرانی کے مرحمت فرمائیے انشاء اللہ
اگلی مرتبہ جو میرا آپکا سامنا ہوگا جو آپکو منظور ہے وہی ہوگا میں ابتک یہی چاہتا
ہوں کہ میرے آپکے مقابلہ نہ ہو بہ سہولیت باسلے ملجائیں یا حضور اپنے باشلین
لشکر کو مجھ سے لڑوائیں وہ گرز لگائیں میں گرز انکا روکوں یا بڑے صاحبزادے
حضور کے عالمشاہ نوجوان کہ آج کل انکی بڑی عظمت و شان ہے طلسم ہفت پیکر
کو فتح کیا مجھ سے آملنے مقابلہ ہو جائے مگر وعدہ کر کے مقابلہ کریں بیوجہ کی تکرار کو
میں نہیں چاہتا ہوں اور اے شاہزادہ جہانگیر صاحبقران زمان سے
خوب سمجھا کے کہنا کہ غلام یہی چاہتا ہے کہ میرے آپکے مقابلہ نہ ہو
باسلے مجھکو پہونچ جائیں مگر مقام تردد ہے کہ آپ یہی چاہتے ہیں کہ اُس

حقیر سے مقابلہ ضرور ہو یہ کہکے کمر سے تلوار نکالی نیام اسیر محمل کاشانی کا قبضہ الٹی کٹوری کا سونا اسیر پھرا ہوا کہا اے برادر اس تلوار کو تم باندھنا تم اپنے زمانے کے صاحبقران ہو کیا کیا کار نمایان کیے اول مین تمھارا جانا طلسم نور افشان پر اور کوکب کا عاجز ہونا اس طلسم ہفت پیکر مین بھی تم سے بہت بڑے بڑے کار ہائے نمایان ہوے بہت عمدہ لشکر جمع کیا ہے لو برادر رخصت ہوتے ہین شاہزادۂ جہانگیر کو کلام سے نقابدار کے ایک محبت پائی گئی ہاتھ باندھ کر کہا امیدوار ہون کہ نقاب اپنے چہرے سے ہٹا اور جمال جہان آرا اور صورت زیبا اپنی دکھائیے کہ مین مشرف بزیارت ہون یہ کلام سُنکر نقابدار زرین پوش نے کہا اے برادر وہ بھی وقت آجائیگا کہ صورت دیکھنا ابھی تو صاحبقران زمان نے پردہ کرا رکھا ہے جس دن امیر یا تو قیر سے فیصلہ ہوگا انشاء اللہ اُسکے بعد اظہار نام و نسب کیا جائیگا ہر خرد و کلان ماہر ہوگا ہر شخص پر ہمارا حال من و عن ظاہر ہوگا ابھی موقع صورت دکھانے کا نہین ہے اے برادر والا گہر خفا نہونا ہمنے تمھارے کہنے کے خلاف کیا ہے لیکن شاہزادۂ جہانگیر والا تدبیر نے یہ شرف دیکھا کہ سر پر نقابدار زرین پوش کے باز سفید سایہ فگن ہے اس نگاہ محبت سے اپنے صاحبقران کو دیکھتا ہے کہ نگاہ نہین پھراتا آٹھ پہر گرد سر پھرتا ہے بہ نگاہ محبت دیکھا کرتا ہے لشکر بارہ ہزار سب جوانان صف شکن تیغ زن ایک سے ایک زیادہ بہادر ایسے ایسے لڑے کہ بہتر ہزار کو بھگا دیا کھڑے کھڑے شکست دی شاہزادۂ جہانگیر کھڑے دیکھا کیے کہ نقابدار زرین پوش شکارگاہ مین گئے شاہزادۂ جہانگیر واپس ہوے قمر طلعت نے پوچھا کہ اے شہریار یہ نقابدار زرین پوش کون تھا جہانگیر نے کہا یہ نقابدار کئی سال سے آتا ہے یا نہاے صاحبقرانی کا یہ خواہان ہے ہمارے قبلہ و کعبہ چاہتے ہین کہ ہم سے مقابلہ ہو نقابدار زرین پوش انکار کرتا ہے کہتا ہے اپنے فرزندون کو لڑوا ئیے صاحبقران زمان کسی کا بھروسا نہین رکھتے خود ہی چاہتے ہین مقابلہ کرون شاہزادۂ جہانگیر قمر طلعت سے باتین کرتے ہوے آتے ہین سمک یلدا قی نے رستم کو خبر پہونچائی کہ شاہزادۂ جہانگیر

واسطے اپنے معشوقہ کے یکہ و تنہا گئے ہین رستم نے فرمایا کہ ہمارا مرکب تیار کرو مرکب تیار ہوا
گھوڑے پر سوار ہوکے نکلے کنارے پر لشکر کے آئے فرماتے ہین کہ کیونکر سمک کسطرف جاؤن
کہان اُس بہادر کو دریافت کرون ایسا نہو کہ کسی فساد مین پڑجائین برابر کا بھائی جرئی ہمارا
ہمارے نام کا عاشق باشاءاللہ کس دھوم سے شہرون کو فتح کرتا ہوا آیا سمک عرض
کرتا ہے کہ اگر حکم ہو تو مین آگے بڑھکر دریافت کرون سرداران جہانگیر بھی تیار کھڑے ہین کہ صحرا
سے گرد اڑتی دیکھا کہ جہانگیر پشت مرکب پر پہلو مین قمر طلعت بادپا پر سوار دو سو قزاق ہمراہ
فوج کی جھینپتی ہین مہم پر پڑی ہوئین بڑے بھائی کو جہانگیر دیکھکر شرمائے حباب سے اشارہ کیا
کہ قمر طلعت کو لیکر بارگاہ مین آؤ بھائی صاحب سامنے کھڑے ہین مجکو شرم آتی ہے حباب
نے کہا کہ حضور ہی کے مشتاق کھڑے ہین حباب ملکہ کو لیکر دوسری طرف سے بارگاہ مین آیا
جہانگیر سامنے اپنے بھائی کے آئے رستم نے گلے سے لگالیا فرمایا کہ اے برادر اسوقت کا تمھارا
جانا ہمپر بہت ہی شاق ہوا جب کوئی ایسی فساد ہو تو ہمسے ضرور ذکر کرو یکہ و تنہا نکل گئے اگر
خدانخواستہ تمپر کوئی افتاد پڑتی تو ہم قبلہ و کعبہ کو کیا منھ دکھاتے جہانگیر کو ساتھ لیکر بارگاہ مین
آئے عرصے تک سمجھایا جہانگیر خاموش بیٹھے رہے یہان ہفت پیکر بارگاہ مین بیٹھا ہے کہ ہرکارے
حاضر ہوے جہانگیر کی خبر سنائی کہ جہانگیر معشوق کو لیکر آگئے اور دو سو قزاق اپنے ساتھ لاے ہین
ہفت پیکر نہایت ملول ہوا اور یہ بھی خبر سُنی کہ لالان پہلوان مارا گیا خاموش بیٹھا سوچ رہا ہے کہ
کیا کرون کہ آسمان پر ایکہ ابر سیمابی پیدا ہوا اُس ابر مین رعد کی گرج برقین لوٹ لوٹ کر رہی ہین
ہفت پیکر دیکھنے لگا کہ وہ ابر پھٹا دیکھا تخت پر ایک ساحرہ اسباب سحر سے آراستہ چند کنیزین
پشت پر اُسکے تخت اپنا اُتارا ہفت پیکر کو سلام کیا پایہ تخت کو بوسہ دیا واسطے سجدے کے
جھکی ہفت پیکر نے دست شفقت پشت پر پھیر کر کہا اے مضطار سیماب وش کہان سے آئی کہا
حضور کو یاد ہوگا کہ وہ گلگون سے حضور نے کنیز کو روانہ کیا تھا کہ خراج ملکون سے لیے آؤ مین گئی
سب ملک اسلام آباد دیکھے سنا کہ قدرت قمر عشرت مین ہین چند دنون کے لیے کنیز حاضر ہوئی یہان
عجب انقلاب دیکھا ہر مقام کو اسلام آباد پایا صرف یہ قمر عشرت قبضے مین ہے دیکھا یہ کیا قدرت کو منظور
ہوا کہ طلسم برباد کرادیا جو کنیز کو حکم ہو وہ بجالائے سب کو سامنے سے ہٹا دون [illegible]

ہفت پیکر نے سر جھکاکر کہا کہ اے مضمار تمھیں اختیار ہے جو مزاج میں آئے وہ کرو ہمنے تمکو حکم دیا تمھارے مقدمے میں تقدیر پہ منضبط کرینگے مضمار نے عرض کی کہ میرے نام پر طبل جنگی بجے مضمار کے نام سے طبل جنگی پر چوب پڑی ہرکاروں نے جاکر خبر پہونچائی امیر و رستم نے بھی طبل جنگی بجوایا جانبین کے لشکروں میں تیاریاں ہونے لگیں عیاران لشکر اسلام یعنے برق و چالاک و خواجہ صورتیں بدل کر لشکر ہفت پیکر میں آئے پھرتے ہوے سامنے بارگاہ مضمار کے پہونچے دیکھا کہ کئی سو کنیزیں گرد بارگاہ کے بطور نگہبانوں کے بیٹھی ہیں اگر جانور پرندہ بھی نکلتا ہے تو اسکو ماش کا دانہ مارکر گرا دیتی ہیں اپنی دل لگی کیواسطے ایک ڈھول رکھ لیا ہے اسکو بجا بجاکے یہ غزل عاشقانہ گا رہی ہیں نظم

بھولے نہ بعد مرگ بھی ہم وصل یار کو ۔۔۔ کھٹکو کری کی آرزو ہے ہمارے مزار کو
جلنے دیا نہ باغ میں اس گلعذار کو ۔۔۔ روکا ہے باغبان نے نسیم بہار کو
زیبا ہے عشق زلف دلا بال وار کو ۔۔۔ الفت بہت خزانے سے رہتی ہے مار کو
دامن سے ارتباط مبارک ہو خار کو ۔۔۔ عریانی ہی پسند مرے جسم زار کو
اے ابر تر نہ بھیجو میرے غبار کو ۔۔۔ پہونچا سکے گی پھر نہ ہوا کوے یار کو
کہیو صبا جو پائے تو اس شہسوار کو ۔۔۔ روندا کبھی نہ آکے ہمارے غبار کو
پتے ارنڈ کے چھوئیں دست نگار کو ۔۔۔ کیونکر لگے نہ آتش حسرت چنار کو
تنکا سمجھ کے دور کرے بزم یار سے ۔۔۔ فراش دیکھ لے جو مرے جسم زار کو
کرتا ہے قتل پیاسوں کو دریا ہے گر کہیں ۔۔۔ شمشیر آبدار ترے آبدار کو
نشتر لگائے اشک رگ ابر تر میں آج ۔۔۔ دکھلا دوں جی میں ہے مژۂ اشکبار کو
کاوش دلوں سے اسکو ہے تلووں سے ہے اسے ۔۔۔ تشبیہ دوں نہ میں تری مژگان سے خار کو
پینا ہے جام مے مجھے اب خون محتسب ۔۔۔ شیشے کو توڑے وہ تو میں توڑوں خمار کو
کیا جذب عشق ہے کہ ہوا جس طرف کی ہو ۔۔۔ سیدھا چلے غبار مرا کوے یار کو
ہے اسقدر عروج سے نفرت کہ بعد مرگ ۔۔۔ صرصر اڑائیگی نہ ہمارے غبار کو
ناسخ کی التجا ہے کہ یا مرتضے علی ۔۔۔ کھینچو برائے قتل عدو ذوالفقار کو

خواجہ عمرو دور سے یہ معرکہ دیکھکر ایک گوشہ میں آکر چھپے ایکطرف آکر برق چھپا الغرض

چالاک بیٹھا دیکھ رہا ہے کہ ایک کنیز واسطے کسی کام کے اُٹھی برق نے اُٹھکر اُس کنیز کو بیہوش
کیا بہ تعجیل اُسی کی شکل بنا کر اُنہی لوگوں میں ملا منتک مشاک کے گانے لگا کنیزیں کہتی ہیں
کہ اے نوالالہ عذار تم بڑی خوش آواز ہو کس لطف سے گا رہی ہو حقیقت میں تمہاری آواز پر جی
چاہتا ہے کہ بلائیں لیں او ہم کیا تعریف کریں برق نے کہا کہ بوا آجکل نزلے کی شدت ہے جب
طبیعت صحت میں ہو تب گانے کا مزہ ظاہر ہو سب کنیزیں تعریفیں کر رہی ہیں چالاک نے
جو دور سے دیکھا کہ برق جلسے میں پہنچ گیا گھبرا رہا ہے کہ کیا تدبیر کروں کہ میں بھی اس جلسے میں
پہونچوں اور مسخمار پر عیاری کروں برق تو بیٹھا ہوا گا رہا ہے دلمیں سوچتا ہے کہ کیا عیاری کروں
کنیزوں سے بھی پوچھتا جاتا ہے کہ ملکہ مسخمار کیا کر رہی ہیں کنیزیں کہتی ہیں سحر تیار کر رہی ہیں کل وہ
آفت برپا کریگی کہ اہل اسلام اپنی جان سے عاجز ہو جائیں چالاک نے جب دیکھا کہ کوئی کنیز
اسطرف نہیں آتی کہ اُسکو بیہوش کر کے میں بھی جاملوں آخر اپنے مقام سے اُٹھا در خیمے پر کھڑا
ہو کے پکارنے لگا کہ اے ملکہ مسخمار مجھے کچھ عرض کرنا ہے ایک کنیز نے اُٹھکر چالاک کا ہاتھ پکڑ لیا
کہا کہ ارے غل نہ مچا ملکہ بڑے نازک سحر تیار کر رہی ہیں ایسا نہ ہو کہ اُس تیاری میں فرق پڑے
یہاں مسخمار نے جو آواز چالاک کی سنی منقل آتش سحر سامنے روشن ہے پکار کر آواز دی کہ اے منقل
سحر ظاہر کردے کہ یہ کون پکار رہا ہے میں نے کنیزوں کو تو منع کر دیا تھا یہ کون گستاخ ہے کہ بیخوف
میرا نام لے رہا ہے آگ میں سے آواز آئی کنیزیں نہیں پکارتی ہیں چالاک عیار فرزند عمرو نامدار
پکار رہا ہے مسخمار نے وہیں سے آواز دی کہ ارے اس پکارنے والے کو پکڑ لو جو کنیز کہ منع
کرنے آئی تھی اُسنے چالاک کا ہاتھ پکڑ کر کہا کہ او نگوڑے نا عیار ملکہ تجھکو بلاتی ہیں چالاک نے
خنجر مارا کنیز کا شکم چاک قصہ پاک ہوا کنیز تو لوٹ کر گری چالاک بھاگا برق نے بھی دیکھا کہ چالاک
نے ایک کنیز کو مارا مسخمار باہر نکل آئی اور پکار رہی ہے کہ ارے چالاک تو نکل گیا مگر برق کنیزوں
میں ملا ہوا بیٹھا ہے غزلیں گا رہا ہے اسکو پکڑ لو برق نے ایک کنیز سے کہا کہ ارے ملکہ عالم
تجھکو کہہ رہی ہیں مجھکو کیا کہہ سکتی ہیں اُس کنیز نے کہا کہ ارے میں تو آٹھ پہر خدمت میں
رہتی ہوں مسخمار نے پکار کر اُس کنیز سے کہا کہ او لنتری اسی کنیز کا ہاتھ تھام لے جو تجھسے باتیں
بناتی ہے یہی برق فرنگی عیار ہے بڑا مکار و ہوشیار ہے اُس کنیز نے برق کی کلائی پر ہاتھ ڈال دیا

برق نے کمر سے خنجر نکالا کہا کہ اری بے ادبی کرتی ہے بے قاعدہ ہاتھ تھام لیا اُس کنیز نے چاہا کہ ہاتھ چھوڑ دوں برق نے کہا کہ دیکھ ملکہ کیا کہتی ہیں میں تو بیٹھا ہوں میرا ہاتھ چھوڑ دے جیسے ہی وہ اُس طرف پلٹی برق نے خنجر مارا اُسکا شکم چاک ہوا قصہ پاک ہوا برق فرنگی اپنے نام کا نعرہ کرکے بھاگا نعرۂ برق

ترپتے ہیں برق رفتار ہوں — مرا نام ہے برق خنجر گزار — کہ استاد ہیں خواجۂ نامدار

ارسطو ہے ذی علم شاگرد ہے — کہے کون مکار و غدار ہوں — کروں سیکڑوں کوس کی راہ طے

یہ بہ قدم مغرب گہ شرق ہے — دغا کر پہ بیمہ اپھرا رہا — تڑپ سے مری چرخ پھر رہا

چھلاوہ ہوں میں نام بھی برق ہے

برق نے سامنے مضمار کے جو کنیز کو مارا اور تڑپ کر بھاگا مضمار جل گئی جھپٹ کر اُڑی کنیزوں سے کہا کہ چلی کہ میری کنیز کا خون بالا بالا نہ جائیگا میں نگوڑے کو گرفتار کرکے لاتی ہوں یہ کہکے مضمار اُڑی برق فرنگی جو بھاگا صحرا میں دیکھا کہ ایک ساحر آتا ہے خیال میں گذرا کہ استاد کا حکم ہے جہاں جادوگر کو پاؤ اُسے مار لو پکار کر آواز دی کہ بھائی صاحب کہاں جاتے ہو ہمیں تمسے کچھ کہنا ہے وہ جادوگر پلٹا دیکھا کہ ایک شخص مجکو پکار رہا ہے جیسے ہی قریب آیا برق نے جھپک کر کہا کہ دیکھو پیچھے تمھارے کون صاحب آتے ہیں جیسے ہی وہ پلٹا برق نے حلقے کمند کے مارے حساب مار دیا بیہوش کیا کپڑے اُسکے اُتارنے لگا کہ مضمار آکر آسمان پر چمکی دیکھا کہ برق ایک ساحر کے کپڑے اُتار رہا ہے پکار کے آواز دی کہ او نالائق کہاں جاتا ہے وہیں سے آواز گیری کی دی برق کے پاؤں زمین نے تھام لیے مضمار تڑپ کر گری برق کی مشکیں باندھیں چاہا کہ لیکر چلوں پہلو سے آواز آئی کہ اے بندی قدرت کیا کہنا تمھارا کون سامنا کر سکتا ہے مضمار پلٹی دیکھا کہ ایک نخل کے سائے میں خداوند ہفت پیکر کھڑے ہیں پکار رہے ہیں کہ ای مضمار کیا کہنا میرے پاس اس قیدی کو لاؤ کہ میں اسکو سنگ سیاہ کر دوں مضمار جادو برق کو کشاں کشاں لیے ہوے پاس ہفت پیکر کے آئی ہفت پیکر نے ہاتھ برق کا پکڑا ایک طمانچہ مارا کہا کہ کیوں رے نالائق تو نے غضب کیا کہ کنیز مضمار کو قتل کیا اب تجکو سنگ سیاہ کر دوں یا جہنم میں پھینکدوں برق منتیں کرنے لگا کہ یا خداوند مجھسے خطا ہوئی اب میں آپ کو سجدہ کرتا ہوں ہفت پیکر نے کہا کہ او مضمار اور تماشا دیکھ کہ سب وزیر و امیر آتے ہیں قدرت کو ڈھونڈھ رہے ہیں مضمار پلٹی ہفت پیکر نے

حلقے کمند کے گلے مین مفصار کے ڈال دیے مفصار ارے کہکر بائی ہفت پیکر نقلی نے حباب کے بیہوش کیا اور نعرہ کیا کہ منم مہر سپہر عیاری و قطب فلک خنجر گذاری۔ خواجہ عمرو بن امیہ ضمری

عمرو ہون مین عیار صاحبقران
دلانے کا مکار و غدار ہون
اڑادون صبا کے کبھی مین ہوش کو
جہانگیر عالم کا عیار ہون

مرے مکر سے کانپتا ہی جہان
مرا تیز رفتار ہو گرقدم
نہ پائے مری گرد پاپوش کو

مرا اشندہ ریش کفار ہون
صبا ٹھوکرین کہائے ہر ہر قدم
دوندہ جہان گرد طرار ہون

نعرہ کرکے چاہا کہ خنجر مارون آسمان سے نعرہ ہوا کہ ای ظالم یہ کیا کرتا ہی اگر اسکو مار ڈالا تو کوئی مسلمان زندہ نہ بچیگا عمرو جان بچا کے بھاگا برق ایک جا تڑپ کر بھاگا دوسے جا کر دیکھا کہ آسمان سے ایک عقاب اترا انتقار مین مفصار کو اٹھا لیا طرف آسمان کے لے بھاگا بارگاہ مین لیجا کر مفصار کو ڈال دیا ہوا جو لگی مفصار کی آنکھ کھلی اپنے نگہبان یعنی عقاب جادو کو سرہانے پایا کہ رہا ہی کہ ملکہ عالم یہ غفلت عمرو نے آپکو مار لیا ہوتا مگر غلام وقت پر پہونچا سرکار کو اٹھا لایا مفصار نے دیکھکر آواز دی کہ ای عقاب تونے بڑا کام کیا خوب وقت پر پہونچا کہ عیارون سے مجکو بچا لیا عیار نگوڑے چونٹیان ہین ہی بین برق کو گرفتار کیا کہ خداوند بنکر عمرو پہونچا مجکو کہٹکا ہوا تھا مگر خیال مین یہ آیا کہ خداوند کی صورت نہین بن سکتا خداوند نے کوہ ہفت پیکر چھوڑ کر سب کمال اپنے ترک کیے ایسے عاجز ہوے کہ سب ملک اپنے چھوڑ دیے مسلمانون نے سب شرف مٹائے مگر کل وہ ہنگامہ پڑے گا کہ اہل اسلام طالب مرگ ہون اپنے ہاتھ سے گلے کاٹ ڈالین مگر ای عقاب جادو نگہبانی سے منھ نہ پھیرنا نگوڑے عیار فکر مین لگے ہوے ہین ابکی مرتبہ جو گرفتار کرونگی فوراً ہاتھ تلوار کا ماردونگی اگر عمرو خداوند بنکر نہ آتا تو مین برق کو مار ڈالتی یہ باتین کرکے عقاب جادو کو رخصت کیا کہا کہ ای عقاب میرا خیال رکھنا عقاب نے کہا کہ غلام انکی فکر مین خود جاتا ہی یہ کہکے عقاب اڑتا ہوا چلا خواجہ عمرو ایک نخل کے نیچے بیٹھے ہیں دل سے باتین کر رہے ہین کہ چالاک برق نے وہ عیاری کی کہ اسکو ہوشیار کر دیا اب کس صورت پر جاؤن رات کا وقت ہی جس صورت پر جاؤنگا کہٹکے گی ضرور شک کریگی انتہا یہ کہ مین نے گھبراہٹ مین ہفت پیکر کی شکل بنائی اور برق کو رہا کیا ایسا نہ ہو کہ کسی شکل پر جاؤن اور پہچان لے جلی ہوئی ہی قتل کر ڈالیگی

چاہتے ہین اپنے مقام سے اُٹھین کہ پرون کی آواز کان مین آئی نگاہ اُٹھا کر دیکھا کہ ایک
عقاب بزرگ اُڑا ہوا آتا ہے خواجہ حیران ہوئے کہ رات کو عقاب کیسا یہ کہکر پھر اُسی مقام پر
چھپے وہ عقاب آکر شاخ نخل پر بیٹھا شاخ نخل جھک گئی اب تو عمرو کو یقین کامل ہوا
کہ یہ کوئی ساحر ہے ورنہ شاخ نہ جھکتی خواجہ نے زنبیل سے موئے دم اسپ نکالے اُسکا
پھندا بنایا ایک لگی زنبیل سے نکالی اُسمین پھندا باندھا وہین سے بیٹھے بیٹھے بلند کیا پتون
کی آڑ سے پھندا برابر گردن کے پہونچایا عقاب سر اُٹھا اُٹھا کر چہار جانب دیکھ رہا ہے عمرو نے
پھندے کو پتے کی آڑ مین کیا عقاب نے جو گردن اُٹھائی عمرو نے پھندا گلے مین عقاب کے
ڈالدیا عقاب پھڑکنے لگا عمرو نے ایک جھٹکا مارا پھندا اچھی ہوا لیکن عقاب نے پانون
شاخ پر جمائے عمرو نے پھر زور سے جھٹکا مارا عقاب پھڑکتا ہوا زمین پر گرا عمرو نے خنجر مارا
شکم چاک قصہ پاک مرتے ہی عقاب ساحر کی شکل ہوگیا عمرو کپڑے اُتارنے لگا یہان سفمار
بیٹھی سحر تیار کر رہی ہے کہ یکایک آسمان پر ابر سیاہ اُٹھا اُسمین سے آواز آئی کشتی مرا نام تھا
عقاب جادو بود۔ یہ صدا سنتے ہی سفمار نے کہا کہ ارے یہ کیا غضب ہوا عقاب جادو کو کسنے
مارا کس مقام پر مارا گیا یہ سوچ کر چاہا کہ اپنے مقام سے اُٹھون دیکھا چند طائر زیر ابر پرواز ہین
پکار کر آواز دی کہ اے طائران سحر عقاب جادو کس مقام پر مارا گیا اور کسنے مارا
ایک طائر نے مثل انسان کے آواز دی کہ عمرو عیار بلائے روزگار نے عقاب جادو بصورت
عقاب ایک نخل پر جاکر بیٹھا عمرو نے ایک پھندا مارا اُسی نخل کے نیچے لاشہ پڑا ہے کون اُٹھائے
سفمار جادو یہ حال پرملال سنکر دنگ ہوگئی کہتی ہے کہ یہ نئی بات ہے عمرو نے طائر کو پھندا لگا کے
مار لیا ان عیارون سے کیونکر بچیے ہر مقام پر موجود رہتے ہین وہ تو فکر مین عیارون کی گیا تھا
عیار نے اُسکی فکر کرلی اب اگر مین جاؤن اور عیار بیہوش کرین تو کون بچائے وہ ہمارا نگہبان
تھا یا خداوند تمنے اتنا پاس نہ کیا کہ آج کی رات تو وہ زندہ رہتا کہ کل صبح کو میدان مین کام آتا
صبح کو دامن قدرت تھامونگی اور عرض کرونگی کہ واہ خداوند آپنے عقاب جادو کو بلا لیا
اگر مناسب ہو تو اُسکو زندہ کر دیجیے اگر قدرت نے مان لیا اُسکو زندہ کیا تو میرا کمال پورا رہا
ورنہ میرے سحر مین فرق آگیا حفاظت کرنے والا نہ رہا یہ باتین سوچ کر سحر تیار کرنے لگی

برق و چالاک کئی مرتبہ لشکر مشعمار مین آئے تدبیرین کین کہ اپنے کو اندر پہونچائین مگر نہوسکا
ناچار کھڑے ہوے تھے کہ یکایک وہ وقت آیا کہ لیلی شب نے نقاب چہرے سے ہٹائی
فوج ضیا و شعاع کی عملداری ہوئی شہنشاہ زرین پوش بالاے قصر زبرجدی آیا تخت طلا پر
جلوہ فرما ہوا چالاک و برق لشکر سے مشعمار کے نکلے دیکھا کہ بہرام طلا سے چلے ہوے
جاتے ہین چالاک و برق کو پکار کر آواز دی کہ بھائیو کہان سے آتے ہو چالاک و برق نے
حال شب کا بیان کیا کہ مشعمار ہمارے ہاتھ سے بچ گئی پھر چاہا کہ اسکی بارگاہ مین جائین نجا سکے
کہ خواجہ سامنے سے آئے فرمایا کہ ای بہرام یہ دونون لونڈے عیاری کرکے ساحر کو ہوشیار کردیتے
ہین مین نے اسکے معین کو تو مار لیا خواجہ نے جو پہلے سے عقاب کا مارنا بیان کیا چالاک
اپنے دل مین تڑپ گیا برق سے اشارہ کیا کہ ای برق دیکھو عیاری اسکا نام ہی کہ اپنے خیمون
سے سردار نکلنے لگے لندھور جو سامنے سے آئے بہرام نے پکار کر آواز دی کہ ای رستم زمان کہان
آتے ہو لندھور نے کہا کہ او چینی یون ہی کلام کرتے ہین سلام و بندگی موقوف بہرام نے
کہا کہ تمنے کیون نہ سلام کیا عادل شیردل نے بڑھکر کہا کہ ای بہرام ہمارے آقا نامدار سے
کلام کرتا ہی جو مرتبہ کہ لندھور کا سامنے صاحبقران کے ہی وہ تیرا مرتبہ کہان اپنی حقیقت
کو نہین پہچانتا یہ کہکر عادل شیردل نے تلوار کھینچی لندھور ہان ہان کرتے رہے کہ ارے
آپس مین یہ کیا حرکت ہی کل سرداران لندھور بگڑ گئے ہر طرف ہلڑ ہی کہ بہرام کو مارلو بہرام سبکے
وار روک رہا ہی کئی زخم بھی بہرام نے کھائے آخر لندھور ہاتھی سے کود پڑے اپنے سردارون
کو سمجھاتے ہین کہ بھائیو یہ کیا حرکت ہی آپس مین کیون لڑتے ہو کہ سامنے سے مالک آگئے
مالک نے لندھور کو للکارا کہ او ہندی بہتی خور تیرے سردارون نے بہرام کو زخمی کیا
اور تو دیکھ رہا ہی اپنے سردارون کو منع نہین کرتا یہ کہکے لندھور کو نیزہ مارا لندھور نے اسے
کو بچایا تلوار کا ہاتھ مارا کہ مالک ہاتھ سے لندھور کے زخمی ہوے آپس مین تلوار چلنے لگی
طوق حران گرد و ابو المحجن گرد علم اژدہا پیکر لیے ہوے آتے تھے ایک مقام پر آکر جھنڈے کو گاڑا
طوق حران نے کہا کہ ای برادر یہان جھنڈے کیون گاڑی ابو المحجن نے کہا تمہین کیا دخل ہی
دونون بھائیون مین تلوار چلنے لگی ایک طرف سے عبد الجبار و عبد القہار چلے آتے تھے

دیکھا کہ سردار آپس میں لڑ رہے ہیں عبد الجبار نے کہا کہ اے بھائی آج یہ کیا معرکہ ہے کہ آپس میں سب لڑ رہے ہیں عبد القہار نے جواب دیا کہ اے برادر تمہیں کیا مطلب ہے لڑنے دو اگر کچھ خیال جراُت ہے تو آؤ ہم تم سے سمجھ لیں ایک تھوڑے ہی عرصے میں جو سردار خیمے سے نکلا بھائی بھائی سے بھائی اور باپ سے بیٹا لڑنے لگا کسی سے تلوار چل رہی ہے کہیں نیزے چمک رہے ہیں کہیں ہنگامہ کشتی ہے لڑ جو زیادہ ہوا صاحبقران زبان یا تو وظیفہ پڑھ رہے تھے یا آواز گیر و دار کی سن کر در بارگاہ پر آئے دیکھا کہ آپس میں سردار لڑ رہے ہیں کوئی زخمی ہے کسی کا خود زمین پر پڑا ہے کوئی الگ کھڑا بل کر رہا ہے کلمات سخت آپس میں ہو رہے ہیں صاحبقران نے للکار کر آواز دی کہ اے لندھور یہ کیا حرکت ہے آپس ہی میں امتحان جراُت ہے لندھور نے جواب دیا کہ اے آقا کے نامدار آپ بھی تشریف لایئے کیا آپ سے کوئی باہر ہے صاحبقران کو بہت غصہ آیا فرمایا کہ اے لندھور اپنے ہوش میں رہو لندھور نے تلوار چمکائی اب تو صاحبقران کو یقین کامل ہوا کہ کسی ساحر نے سحر کیا ہے بڑھ کر اسم اعظم بہ آواز بلند پڑھا اسم اعظم کی آواز جس کے کان میں پہونچی ہاتھ باندھ کے عذر کرنے لگا مگر مالک نے لندھور کو ہاتھ مارا کہ سر لندھور کا زخمی ہوا لندھور نے پلٹ کے ہاتھ مارا کہ مالک کا زخم سر چہار پارہ ہوا صاحبقران جھپٹ کر قریب آئے اسم اعظم پڑھ کے لندھور کا ہاتھ تھام لیا لندھور نے تلوار پھینک کر قدموں پر صاحبقران کے سر رکھا عرض کی کہ اے شہریار دل چاہتا تھا کہ مالک کو مار ڈالے اپنے سرداروں کو زخمی کیجیے اب جو حضور نے اسم اعظم پڑھا ہوش درست ہوئے اُدھر لشکر رستم میں بھی یہی حال تھا کہ آپس میں لڑ رہے تھے کتنی سردار مارے گئے سہک نے جا کر رستم سے خبر کی رستم تیغ ہفت جوہر کھینچ کر باہر آئے دیکھا کہ سردار زخمی جھوم رہے ہیں مگر جنگ سے قدم نہیں ہٹاتے رستم نے لوح کو چمکایا جس پر عکس پڑا وہ عذر کرنے لگا عرض کرتے تھے کہ اے شہریار ہم اپنے ہوش میں نہ تھے جی چاہتا تھا کہ لڑ بھڑ کر اپنی جان دے دیں حضور نے جب لوح چمکائی تب طبیعت قابو میں آئی رستم نے سارے لشکر کو ہوشیار کیا پھر لشکر میں صاحبقران کے آئے دیکھا کہ صاحبقران اسم اعظم پڑھ رہے ہیں کچھ سردار زخمی ہیں کچھ مارے گئے ہیں رستم نے صاحبقران سے حال بیان کیا صاحبقران نے فرمایا کہ جو ساحر طبل جنگی بجوا چکی ہے یہ اسی کے سحر کی تاثیر تھی جب میں نے اسم اعظم پڑھا ہے تب سب ہوشیار ہوئے

ورنہ یقین تھا کہ اگر تھوڑے عرصے تک اور نہ آتا تو سرداروں کا کام تمام ہو جاتا صاحبقران
پشت مرکب پر سوار ہوئے در دولت شہنشاہی پر آئے بادشاہ جو برآمد ہوئے سرداروں کا حال
دیکھ کر گھبرا گئے صاحبقران سے پوچھا کیوں حضور یہ کیا ماجرا ہوا صاحبقران نے فرمایا کہ جس
ساحرہ نے طبل جنگی بجوایا ہے اسی کے سحر کی تاثیر تھی کہ خواجہ عمرو سامنے سے آئے خبر دی کہ اے
شہریار غضب ہوا سب عیار آپس میں بگڑ گئے ہیں تیغ اور حباب آپس میں چل رہا ہے صدہا زخمی
لوٹ رہے ہیں میں نے جو منع کیا تو مجھ پر قصد کیا کہ ماریں صاحبقران نے فرمایا کہ خواجہ میرے
سرداروں کا بھی یہی حال تھا جب اسم اعظم پڑھا ہے تب انکو ہوش آیا یہ کہکر صاحبقران نے
اشقر بڑھایا آگے دیکھا کہ ایک لاکھ چوالیس ہزار پیادوں میں تلوار چل رہی ہے صاحبقران
نے ان سب کے بیچ میں آ کر اسم اعظم الہی پڑھا سب عیار کے خواجہ عمرو کے سامنے عذر کرنے لگے
امیر نے سب کو ساتھ لیا طرف میدان کارزار کے چلے طبل سکندری پر چوب پڑتی ہوئی کہ علم
اژدر پیکر آگئے اس چیخ پکار میں سے یا صاحبقران یا صاحبقران کی آوازیں آنے
زمین تھرائی ہوا اس شان و شوکت سے میدان کارزار میں آکر پہونچے چالیس قدم آگے بڑھ کر
کھڑے ہوئے کہ دیکھا ادھر لشکر کفار شروع ہوئی ہفت پیکر تخت پر سوار ہو کر استادہ رہا دو پایہ
تخت ہفت پیکر پر ہاتھ رکھے ہوئے کہتی ہوئی آئی ہے کہ لشکر مسلمانان کی خبر منگائیے کہ سرداران
حمزہ تمام ہوگئے ہونگے عیار بھی لڑا دئے ہونگے میری ذوالفقار نے شب کو اور ایک ساحر نگہبان
جان فدی ہوئے میں نے یہی سحر روانہ کیا ہے کہ ہر کاسہ سامنے سے حاضر ہو کر کہا اے خداوند
حقیقت میں کل سرداران حمزہ دنیا کی فوج رستم آپس میں مصروف جنگ تھے تم نے نکل کر
لوح چمکائی امیر نے اسم اعظم پڑھا سب سنگ برطرف ہوا مقیماں نے تحقیق کیا کہا یا خداوند
ابھی میدان کارزار سے لیکن تو دوسرا سحر تیار کروں انکا اسم اعظم ... سے خوش سحر
برطرف ہوگا اگر پہلے سے کنیز کو معلوم ہوتا تو اہل اسلام ایک بھی زندہ نہ بچتا میدان جنگ
میں پہونچی لشکر دولت میں صفیں بندھی ہیں لیکن تعقیبوں نے تماشے کی کیفیت کا حال
مضطر سامنے ہفت پیکر کے آئی کہا کہ یا خداوند اجازت میدان مجھے دیجئے اس کا سحر
بڑی بڑی جادوگرنیاں لشکر اسلام میں موجود ہیں کیا عجب ہے کہ ان ہی لوگوں میں سے کوئی

میرے مقابلے مین آو ستم زدہ کہ قتل کرون سحر کا اُنکے رنگ نہ چلنے دون ہفت پیکر نے وہی کہا
کہ قدرت نے تقدیر مضبوط کی ہر تو سب پر غالب آئیگی تیرے ہاتھ سے کوئی زندہ نہ بچیگا تجھکو
بہ قدرت کے سپرد کیا رات کو بھی تجھکو ہاتھ سے عمرو کے بچایا ورنہ عمرو کا یہ دستور ہی کہ ساحرہ کو بیہوش
کیا اور مار ڈالا مضمار دست و بجا کہتی ہوئی اپنے لشکر سے نکلی طاؤس اُڑا کر میدان مین آئی اور
سلح شوری سحر کی دکھا کر آواز دی کہ اے فرقہ خدا پرستان جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے یہ دیکھ مضمار نے پکارا
رستم نے ارادہ کیا کہ جا پڑون سنبل ہفت گیسو جیت کر صف سے نکلی کہتی ہوئی کنیزون کا معرکہ
دیکھئے آپ تکلیف نہ فرمائیے رستم کو سنبل سے ازبس محبت ہی گھوڑے کو روک لیا لیکن ملکہ
سنبل ہفت گیسو سامنے تخت شہنشاہی کے آئی دست بستہ عرض کی اجازت میدان ملے بادشاہ
نے فرمایا کہ اے سنبل آج تمنے صبح کا حال سُنا کہ سردارون پر کیا معرکہ گذرا عرض کی کہ حضور ہم لوگون
کو خبر نہین ہوئی سب شاہزادیان پردے ہی مین تھین اب سرکار پر حال کھلیگا بادشاہ نے
فرمایا کہ اے سنبل تمکو خدا کے سپرد کیا پروردگار تمکو مظفر و منصور کرے سنبل ہفت گیسو اجازت
میدان پاکر طاؤس پر سوار ہوئی مقابلے مین مضمار کے آئی مضمار نے جو سنبل کو دیکھا کہا کہ
کیون سنبل قدرت نے تمکو یہ صورت زیبا طلعت جہان آرا عطا فرمائی تمنے قدرت کے
ساتھ یہ کیا کیا اب آج حال کھلیگا اسطرح قتل کرون کہ تمکو جدا ہونے کا لطف ملے سنبل نے
کہا کہ او بیہودہ کیا بکتی ہی جو تجھ سے ہو سکے وہ کر یہ سنتے ہی مضمار نے ایک گولہ مارا سنبل نے
گولہ کاٹا دو دو گولے آپس مین چلے سنبل نے ہفت گیسو کو جنبش دی کاکلون کو بل دینے لگی
سب نے دیکھا کہ آسمان پر ایک لکہ ابر سفید آیا اُس سے پانی برسنے لگا مضمار پانی مین نہا گئی
دوسری کاکل کو جو سنبل نے بل دیا اُسی ابر سے پھول برسنے لگے سب نے دیکھا کہ درخت سرسبز و
شاداب ہوئے غنچون نے دہن کھولا رنگ پھولون کا زیادہ روشن ہوا شاخون مین بل پڑا بیچ
سے ہر نخل کی دھوان نکلنے لگا چند طائر پہلو سے صحرا سے اُڑتے ہوئے آئے شاخ نخل پر آکر بیٹھے
آپس مین اشارے کر کے زمزمہ سرائی کرنے لگے اُنکے اشارون سے یہ مضمون ظاہر تھا نظم

مرگئی افسوس اے بلبل نہ کیون سر توڑ کر	کر دیا قید قفس صیاد نے پر توڑ کر
کیون ملول رہو کہو کیا شی تمھین ملتی نہین	حکم ہو لا دون فلک سے یا را ختر توڑ کر

خون کا قطرہ نہ نکلا خشک تھا ایسا بدن
بعد مردن چاہیے صیاد کچھ الطاف بھی
خستہ جانوں پر نہ ایسا ظلم کرنا چاہیے
دیکھا روے صفا کی جو تیرے روشنی
سخت جانی کا برا ہو یار کو صدمے ملے
ایک قطرہ خون کا نکلا جسم خشک سے
اسکے کوچے تک رسائی کسطرح ہو اے نسیم

منفعل کیا کیا ہوا فصاد نشتر توڑ کر
قبر پر بلبل کی رکھ دینا گل تر توڑ کر
رنج بلبل کو نہ دے گلچین گل تر توڑ کر
پھینک دیتا یار آئینہ سکندر توڑ کر
باندھ کر شمشیر آتے ہیں وہ خنجر توڑ کر
چھیڑتی فصاد ہیں نشتر پہ نشتر توڑ کر
کوئی بڑھ سکتا نہیں حد مقدر توڑ کر

سنبل ہفت گیسو نے جو صفمار پر سحر کیا اور ان اشعار آبدار کی صدا کان میں صفمار کے پہونچی جھومنے لگی چہرہ سرخ ہوا قصد ہوا کہ ان اشعار کو پڑھتی ہوئی سامنے سنبل کے جاوے ہفت پیکر نے جو یہ معرکہ دیکھا کہ صفمار بیکار ہوئی بہت پریشان اور حال ابتر تباہی ہوئی کہ سنبل ہفت گیسو کے قدموں پر گرے وزیر نے عرض کی کہ یا خداوند سحر پورا ہو چکا اب سنبل ہفت گیسو صفمار کو قتل کریگی یا ہمیں اور آپ پر للکار دیگی ہمیں اسکو قتل کرنا پڑیگا ہفت پیکر نے کہا کہ اے وزیر اعظم پڑھ کر اس سحر کو روکو جسوقت یہ سحر باطل ہوگا سنبل بالکل بیکار ہو جائیگی وزیر پڑھا۔ پڑھ کر ہاتھ ہلایا ہفت پیکر بھی کچھ بڑبڑایا ایک لکہ ابر آسمان پر آیا لکہ ابر سے برقیں گریں کہ سحر سنبل کو جلا دیا پھول جلے نخلستان سے آگ نکلنے لگی طائر کباب ہو کر گرے سنبل ہفت گیسو نے جو یہ معرکہ دیکھا چاہا کہ پڑھ کر دوسرا سحر کروں کہ ہفت پیکر پکارا اٹھا اے صفمار ہوش میں آ او اے سنبل زیادہ نہ اتراؤ زلفیں اپنی سنبھالو دیکھنے والے پریشان ہیں یہ کہتے ہی صفمار تو چالاک و چست ہوئی پڑھ کر اسنے سحر کیا کہ سنبل با حال پریشان مثل آئینہ حیرت طرف صفمار کے چلی راہ میں لڑکھڑا کر گری گر کر بیہوش ہو گئی صفمار نے چاہا کہ پڑھ کر اٹھا لوں لالہ عذار بنگاہ غور دیکھ رہی تھی جھپٹ پڑی اس جلدی میں آئی کہ صفمار قریب سنبل نہ پہونچی لالہ عذار نے کنیزوں کو اشارہ کیا کہ سنبل کو اٹھا کے لے چلو لالہ عذار نے صفمار کا سامنا کیا آپس میں سحر چلنے لگے آخر صفمار نے طرف آسمان کے دیکھا کہ آسمان سے خنجر سحر گرنے لگے ایک خنجر لالہ عذار پر گرا کہ سر لالہ عذار کا زخمی ہوا لالہ عذار نے زخمی ہو کر خون سر کا لیا اور

سفمار پر کھینچ مارا سفمار پر بھی خنجر گرا سفمار کا بھی سر زخمی ہوا ادھر لالہ عذار لہرائی لہرا کر گری
اُدھر سفمار لہرا کر گری بیہوش ہوئی کنیزان لالہ عذار ملکہ لالہ عذار کو اٹھا لائین اور کنیزان سفمار
سفمار کو اٹھا لے گئین یہان رستم نے لالہ عذار کا علاج کیا وہان ہفت پیکر نے سفمار
کا علاج کیا شب کو امیر نے خواجہ سے فرمایا جاکے سفمار کی خبر لو کہ اُسپر کیا گذری برق نے جو
سنا جایا اپنے مقام سے اٹھون خواجہ نے کہا کہ ای شہریار اسکو منع کیجیے یہ جاکر اسکو ہشیار
کر دیگا پھر مین عیاری نکر سکونگا صاحبقران نے فرمایا کہ ای برق نجاؤ خواجہ بگڑتے ہین
برق نے کہا کہ استاد مین آپ کے ساتھ چلون خواجہ نے کہا کہ آپ جائیے اور جاکر اُسکو ہشیار
کر آئیے پھر مین جاکر عیاری کرونگا برق فرنگی تڑپتا ہوا چلا صورت تبدیل کر کے لشکر سفمار مین
آیا ایک مقام پر آکے دیکھا کہ بارگاہ سفمار استادہ ہے کنیزین چوکی پہرے پر بیٹھی ہین رات کاٹنے
کیواسطے ڈھول آگے رکھ لیا ہے اُسکو بجاکے بولین ٹھریان گا رہی ہین جو ادھر سے نکلتا ہے اُسے
للکار دیتی ہین کہ خبردار اس طرف نہ آنا برق ایک ساحر کی شکل بنکے اُس طرف سے نکلا کنیزون
نے آواز دی کہ کون آتا ہے ملکہ سفمار سحر تیار کر رہی ہین برق نے کچھ جواب نہ دیا کنیزون نے کئی
مرتبہ آواز دی آخر مین ایک کنیز کہ جو سب کی افسر تھی اپنے مقام سے اُٹھی پکار کر کہا کہ تو میری بات
کا جواب نہین دیتا ٹھہر جا اس طرف نہ آنا ورنہ سحر کر دونگی کہ دیوانہ ہو جائیگا برق نے کچھ جواب
نہ دیا اور قریب آکر کہا کہ ای ملکۂ عالم کیون غصہ کرتی ہو مین برا سے کار ضروری آیا ہون جاکر
ملکہ سے عرض کرو کہ قدرت نے نامہ بھیجا ہے نامہ لیکر آیا ہون یہ نامہ خدمت مین ملکہ سفمار
کی پہونچا دو اُس کنیز نے کہا کہ مین جاکر عرض کرتی ہون وہ کنیز اندر گئی سفمار کو دیکھا کہ سحر
تیار کر رہی ہے مشعل سامنے روشن ہے مالش کے واسطے بھی رکھے ہین کنیز نے عرض کی کہ دروازے
پر نامہ دار خداوند حاضر ہے سفمار نے کہا کہ تم جاکر پہرے پر بیٹھو نامہ دار کو اندر بھیجدو کنیز
آکر برق سے کہا کہ ملکۂ عالم بلاتی ہین برق فرنگی شتاب کر اندر پہونچا سفمار کو جھک کر سلام
کیا کہا کہ ای ملکۂ عالم یہ نامہ خداوند نے بھیجا ہے اور کچھ زبانی بھی ارشاد فرمایا ہے سفمار نے کہا
کہ زبانی کیا فرمایا ہے برق نے کہا کہ پہلے نامہ پڑھ لیجیے پھر مین زبانی بھی عرض کرون یہ کہکے نامہ
پیش کیا سفمار نے پڑھا اُسمین لکھا تھا کہ ای ملکہ سفمار عیار تمہاری فکر مین لگے ہین اس لیے

ہینے بھیجا ہی ایک سحر بتائیگا وہ سحر تیار کرو دسیم وہ پتلی بتائیگی کہ فلان عیار فلان مقام پر
آیا سفطار نے نامہ پڑھکے زانو کے نیچے رکھ لیا اور کہا کہ وہ سحر کیا ہی جو قدرت لے بتایا ہی
برق نے جھولی سے بہت سا لوبان نکالا کہا کہ اسکو آگ پر ڈالیے ایک پر نیا دھواں پیدا ہوگی
عیارون کے تمام بتائیگی تم آگ کو بغور دیکھیے گا کہ یہ نیا دھواں کس طرح پیدا ہوتی ہی سفطار نے وہ
لوبان لیکر آگ پر ڈالا دھوان نکل کر دماغ مین پہونچا ارے کہکر بیہوش ہوئی برق نے سفطار کے
دماغ پر پٹی بیہوشی کی چڑھائی پشتارہ باندھکر دوش پر لگایا پہلو خیمہ کا چاک کرکے لے نکلا کنیزون نے
جو باہر سے خیال کیا جادوگر اندر سے نہین آیا ایک کنیز پردہ اٹھاکر اندر گئی دیکھا کہ منقل آتش
وغیرہ رکھی ہوا ملکہ ندارد پشتارہ باندھنے کا نشان پایا جاتا ہی سراپچہ جو چاک دیکھا غل مچاتی ہوئی
نکلین پکار کر آواز دی کہ صاحبو غضب ہوا وہ ساحر کوئی عیار تھا ملکہ کو گرفتار کرکے لے گیا کنیزون
نے کہا کہ چلکر خداوند سے اطلاع کرو ایسا نہو عیار جا کر مار ڈالے دو ہی کنیزون کی افسر پہنے
سرخ فام جادو طرف دربار ہفت پیکر کے چلی یہان ہفت پیکر دربار مین بیٹھا ہی گرد ساحر
جمع ہین تماشہ دیکھ رہا ہی کہ خبر پہونچی سرخ فام جادو کنیز سفطار کی آئی ہی ہفت پیکر نے
حکم دیا کہ بلاؤ سرخ فام سامنے آئی عرض کی کہ یا خداوند جانا کوئی تو بھیجو عیار کوئی آپکا نامہ دار
بنکر پہونچا ملکہ سفطار کو گرفتار کرکے لے گیا اگر حکم ہو تو کنیز جائے ہفت پیکر نے کہا کہ سرخ فام
جا بتا صحرائے زعفرانی سے عیار نکل گیا ہیرون صحرائے زعفرانی ایک جنگل ہی جا کر
ٹھہرا ہی قتل کا اسکا ارادہ ہی جلد اپنے تئین پہونچا و دیکھ وہ کیا کرتا ہی سرخ فام فوراً پیدا
پیدا کرکے چلی مگر برق فرنگی جو پشتارہ لیکر چلا جب صحرائے زعفرانی مین پہونچا پھول برق
کو دیکھکر ہنسنے لگے برق فرنگی کو بھی ہنسی آنے لگی مگر ضبط کیا بڑھا جاتا ہی پھولون سے
ہنسنے پر جو نگاہ پڑی برق نے خیال کیا کہ پشتارہ بھاری ہونے لگا برق دبا جاتا ہی ہر طرف
سے پھولون کے ہنسنے کی آواز آتی ہی برق بمشکل اس صحرا سے نکلا مگر پریشان چلا جاتا ہے کے
تاجر بن رہا ہی ایک چشمہ پر پہونچا پشتارہ دوش سے اتارا ایک تختہ سنگ پر رکھا اسنے کو
آراستہ کرنے لگا اب چاہا کہ پشتارے کو اٹھاؤن وہ اسقدر بھاری ہو گیا کہ اٹھ نہین سکتا برق نے
ساحرہ کا منہ کھولا خنجر کمر سے نکالا چاہا اسکا سر کاٹ لون کہ سرخ فام آکر پہونچی بلندی سے دیکھا

کر پشتارہ تو زمین پر رکھا ہی ایک عیار خنجر کھینچ کر چلا ہر سر زخمی ہوا ادھر لالہ عذار لہرائی لہرا کر گر گیا
للکارا کہ او ناعیار خبردار خنجر نہ مارنا برق نے سر اٹھا کر دیکھا لالہ عذار کو اٹھا لائین اور کنیزان مشعار
نام کا نعرہ کر رہی ہی برق تو تڑپ کر بھاگا سرخ فام آسمان لیا وہان ہفت پیکر نے مشعار
مشعار نے گھبرا کر پوچھا کہ ای سرخ فام یہان تجھے کون لایا سرخ فام نے سب مفصل کیفیت
بیان کی مشعار کمان پر تو ٹر کر اٹھی کہا کہ ابھی جا کر اس ناعیار کو لاتی ہون سرخ فام قدمون پر
گر پڑی کہا واری عیارون کی فکر مین نہ پڑیے پلٹ چلیے اب آپ کے پاس کسی کو نہ آنے دینگے
وہان بیٹھکر حفاظت کرین گے ایک عیار کو آپ گرفتار کیجیے گا دوسرا کسی کی شکل بنکر آ جائیگا
تو کیسی مشکل ہوگی سرخ فام نے جو ڈرایا مشعار سرخ فام کو ساتھ لیکر پلٹی اسی طرح اپنی بارگاہ
مین آکر بیٹھی سحر تیار کرنے لگی یہان برق فرنگی جو بھاگا ہوا آیا خواجہ طلائے پر بیٹھے پکار کر
آواز دی کہ خیر تو ہی مشعار کد ہوشیار کر آئے برق نے کہا کہ استاد مین تو اسکو گرفتار کر لایا تھا
مگر صحرای زعفرانی مین آکر پشتارہ بھاری ہوا مین نہر پر ٹھہر گیا پشتارہ اتارا سرخ فام اسکی
کنیز آکر پہونچی پشتارہ لے گئی عمرو نے کہا کہ تو بدنصیب ہی جب تو نے عیاری کی ایسا ہی اتفاق
ہوا اب تو ٹھہر جا مین جاتا ہون اگر بنتا ہی تو لاتا ہون برق نے سر جھکا کر کہا کہ استاد بسم اللہ
جائیے خواجہ عمرو صورت بدل کر چلے جب دربارگاہ مشعار کے پہونچے دیکھا کہ کنیزین نگہبانی
کر رہی ہین سرخ فام جادو سب کی افسر ہی اشعار گا رہی ہی نظم

مجھے جب ہم خیال جلوہ جانانہ آتا ہے — تو یاد ای دل کلیم و طور کا افسانہ آتا ہی
خود آرائی شب وصلت دیا جان عاشق کو — سحر کر دیتے ہین وہ ہاتھ مین جب شانہ آتا ہی
فراق یار مین اس درجہ دل کو بیقراری ہی — مرے سینے سے جو نالہ ہی بیتابانہ آتا ہی
سلیمان بیٹھے ہین اور جلو مین خضر و عیسی ہین — شہ خوبان مرا با شوکت شاہانہ آتا ہی
جو رہرو ہین وہ سودائی ہین اس صحرای وحشت کے — نہ تنہا قیس ہی اس دشت مین دیوانہ آتا ہی
نشان میرا جو پوچھین قیس تو اتنا یہ کہہ دینا — کہ آگے اسکے وحشت خیز اک ویرانہ آتا ہی
بہا دیتی ہی آنسو شمع جل کر آتش غم سے — اسے جب ہم خیال سوزش پروانہ آتا ہی
حرم کی راہ ہی معلوم رہنما کو پر اے زاہد — خیال خدمت دیرینہ بتخانہ آتا ہی

بنے کمہار ایک سحر [illegible] اشعار [illegible] ایک ساحر کی شکل بنے ہوئے تھے کنارے بیٹھ گئے
آیا مضمار نے لا [illegible] تو خواجہ نے بھی ایک تان لگائی کنیزون کے کان کھڑے ہوئے
برق نے جھول [illegible] ھاکر پوچھا کہ یہ تان کسنے لگائی کنیزون نے انکار کیا شرخ فام پھر گانے میں مصروف
ہوئی خواجہ نے پھر تان لگائی ابکی مرتبہ شرخ فام بیتاب ہوگئی ڈھول روک کے کہا کہ ارے یہ کسکی
آواز ہے کہ دلکو بیچین کردیا خواجہ نے سر اٹھا کر کہا کہ ای ملکہ عالم اس حقیر نے یہ تان لگائی اس زمانے
نے پریشان کیا مارے مارے پھرتے ہین ایکدن وہ تھا کہ خدمت خداوندی مین رہتے تھے بالا آئینا
جاتے تھے ان آنکھون کا برا ہو کہ خدائی کو کھو اقدرت نے دھکیل دیا زمین پر آگرے اس دن
قدرت نے پھر نہ بلایا تباہ پھرتے ہین اسوقت جو آپکو گاتے دیکھا دل بھر آیا گنگنا دیے اگر آپکو پسند
آیا ہو تو دو چند اشعار گاؤن کنیزون نے کہا کہ بڑے میان ڈھول بھی تم ہی بجاؤ اتو خواجہ
نے ڈھول میں ڈنکا شہ باندھتا شروع کیے اور یہ اشعار عاشقانہ گانے لگے۔ نظم

ازان ہم مرغ دل اشب سوے گلزار می آید — کہ بابادِ صبا بوے زِ زلف یار می آید
مشو آزردہ دل مجنون سنگ کودکان ہر گہ — کہ زینسان بر سر عاشق بلا بسیار می آید
زلیس فرہاد زد تیشہ بکوہ بیستون عشق — ہنوز از بیستون آن نالہاے زار می آید
سر آسودگی داری سر اہل ملامت شو — کہ بر سر ہر چہ آید بر سر دستار می آید
چہ غم گر بر سر کو ہست زنجیر جنون آیم — پرہمن ہم بگرد کعبہ با زنار می آید
زبون تر نیست گر ہر روز از روز دگر طالع — چرا چندے مرا امسال یاد پارسے آید
گروہ عافیت کیشان حذر از موجۂ طوفان — کہ از دریاے چشم موج خون بسیار می آید
بطوف کعبہ لیلی ازان مجنون نمی آید — کہ لیلی ہر نفس در دیدہ اش صد بار می آید
مدار محبت از شریعت دان جہان کن — کہ شعور دگر اینجا بیاے دار می آید
بوقت ناتوانی ہا زبالینم مکش دامن — کہ قوت در عیادت بر تن بیمار می آید
نمیدانم چہ سر ست اینکہ در دیر و حرم مخفی — بگوشم از ہر طرف آواز استغفار می آید

اس رنگ مین عمرو نے یہ غزل گائی کہ شرخ فام خوش ہوگئی تعریفین کرنے لگی کہتی تھی کہ
بڑے میان تم تو اس کے کامل ہو اور ڈھول بھی خوب بجایا کس لطف سے گاتے ہو ہم لوگ تو دل

بہلانے کو بیٹھ گئے ہین ملکہ عالم نے طبل جنگی بجوایا ہی تکبیر ہو ان کا خوف ہی رات بھر کے جاگے ہوئے کہ سمجھے
ہین یہ کام کیا کہ نیند نہ آئے رات بھر جاگ کے بسر کرین عمرو نے باتون مین پوچھا کہ ملکہ عالم کیا کر رہی ہین
یہ سنکر سرخ فام نے کہا کہ سحر تیار کر رہی ہین سرخ فام سے عمرو نے کہا کہ اگر مناسب ہو تو ہمارا سامنا
مضمار جادو کا کرا دو اسی ہوس مین ہم آئے تھے یہ سنکر سرخ فام اٹھ کھڑی ہوئی کہا کہ بڑے میان
چلو مین تمہاری سفارش کر دون عمرو ساتھ سرخ فام کے چلا جب اندر بارگاہ کے آیا مضمار کو دیکھا
کہ سحر تیار کر رہی ہی اور سامری و جمشید کی تعریفین اور بھجن گا رہی ہی بہت سونے چاندی کے سامنے
رکھے ہین ان ہی کے سامنے بتا رہی ہی کبھی بتون کی بلائین لیتی ہی کبھی گرد پھرتی ہی سرخ فام نے
بڑھ کر عرض کی کہ اے ملکہ عالم آپ سحر تیار کرین گانے کی جو چیزین ہین وہ اس سے گوایئے زیادہ
لطف حاصل ہوگا یہ خدمت سامری و جمشید مین رہا ہی مضمار نے کہا کہ بڑے میان بیٹھ جاؤ جب
خواجہ بیٹھے مضمار کو کھٹکا ہو چکا ہی عمرو نے چند شعر و سامنے مضمار کے گائے مضمار ہر چند پہچانتی
ہوئی مگر ہاتھ ہلا دیا برق گری رنگ و روغن چہرے سے اڑ گیا مضمار نے جو صورت عمرو کی دیکھی کہا
کہ او ساربان زادے تو پھر آیا تجھکو قضا لائی ہی یہ کہکے اشارہ کیا کہ پاؤن عمرو کے زمین نے تھام لیے جب
جو عمرو نے چاہا کہ اٹھون زمین نے پاؤن نہ چھوڑے ناچار ہو کر ہاتھ باندھنے لگے مضمار نے پکار کر
آواز دی کہ اے سرخ فام یہان آؤ سرخ فام اندر آئی دیکھا کہ عمرو بیٹھا ہوا التجائین کر رہا ہی کہا کہ
کیون سرخ فام عمرو کو پہچانا تھین مین نے اسکو گرفتار کیا اب اسکو لیجاؤ اور جلد خدمت خداوند
مین پہونچاؤ جو مناسب جانین وہ اسکے حق مین کرین مین اپنا سحر اتارتی ہون تو اپنا سحر قائم کر لے
خبردار راہ مین کہین نہ رکنا خدمت مین خداوند کی لیجانا عرض کرنا کہ یہ ساربان زادہ مضمار کے پاس
پہونچا وہ ہوشیار بیٹھی تھین آنکھون سے اسکو گرفتار کر لیا اب آپکو اختیار ہی لیکن اگر یہ دا لگیا
تو سمجھو مسلمانان کی کمر ٹوٹ جائیگی حمزہ کا یہ عاشق صادق ہی اگر مناسب ہو تو اسکو زندہ ہمیشہ
بیٹھا رکھیے کہ یہ چل چل کر خاک ہو اس ساربان زادے کا قصہ پاک ہو اپنے بڑے صدمے دیئے
سرخ فام اکیلی لیکر چلی باہر جو نکلی کنیزین گھبرا گئین سب نے پوچھا کہ اے افسر کیا ہوا کہا کہ صاحبو
غضب کی بات ہی کہ مین نے اس ساربان زادے کو اندر پہونچایا تم لوگ حفاظت کرو مین اسکو خدمت
خداوند مین پہونچا کر آتی ہون خواجہ کو سرخ فام لیکر چلی اب خواجہ راہ مین منتین کرتے ہین اور

شکم چاک قصہ پاک مارکر سرخ فام کو خواجہ کو چھوڑا یا کہ عیارون کا خوف ہے رات بھر
ساتھ بھاگ گئے یہان مضمار جادو سحر تیار کر رہی تھی گھبرا کر اپنے باتون مین پوچھا کہ ملکہ
دیکھو تو سرخ فام خدمت مین قدرت کی پہونچی یا نہین راہ مین دیکھتی ہون معلوم ہوتا ہے کہ
مین آواز آئی تھی مین نے اسکو کیون روانہ کیا آخر اس ساربان زادے نے راہ مین مکر کیا کنیزین
گئین ایک مقام پر لاشہ سرخ فام کا پایا اٹھا کر سامنے مضمار کے لائین مضمار نے حکم دیا کہ
لیجا کر لاش کو جلا دو اب ساربان زادے کو زندہ نہ چھوڑونگی ڈھونڈھ کر گرفتار کرونگی یہ کہکے بیٹھی
پھر سحر تیار کرنے لگی یہان خواجہ پلٹ کر لشکر اسلام مین پہونچے دیکھا کہ لشکر سوار ہو رہا ہے در دولت
صاحبقران پر عمرو آیا صاحبقران نماز پڑھ چکے ہین صندوق سلاح طلب فرمایا ہے مقبل صندوق
لایا صاحبقران نے خود ہوشنگ سر پر رکھا اور زرہ داؤدی زیب جسم کی موزے وراگے کئی جسم پر
آراستہ فرما کر تیغہ سہراب یل کمر سے لگا کر تیغہ عقرب کو ہاتھ مین لیکر سپر گرشاسپ پشت پر
لگائی صاحبقران برآمد ہوئے خواجہ نے سلام کیا دیوانہ بن قندس اشقر لیکر آیا امیر سوار ہو کر
در دولت شہنشاہی پر آئے صاحبقران تو جلوخانے مین آکر ٹھہرے مگر بادشاہ نے بارگاہ
سے نکلتے ہی فرمایا کہ اے فیروزہ ہمارا مرکب لاؤ فیروزہ نے عرض کی کہ حضور تخت پر سوار ہون
مرکب کی کیا ضرورت ہے بادشاہ جمجاہ نے بہ نگاہ قہر طرف فیروزہ کے دیکھا فرمایا تجھے اسمین
کیا دخل ہے ہم مرکب ہی پر سوار ہونگے فیروزہ نے سائیس سے اشارہ کیا اسنے مرکب حاضر
کیا بادشاہ اسلام نے مرکب پر سوار ہوتے ہی مرکب اڑایا جلوخانے مین آئے صاحبقران نے
بادشاہ کو جو مرکب پر دیکھا فرمایا کہ حضور اس وقت مرکب پر کیون سوار ہوئے بادشاہ اسلام نے
بغصہ فرمایا کہ حضور دخل نہ دین مین لشکر کی سیر کو جاتا ہون صاحبقران نے جو بادشاہ کو
برہم پایا خاموش ہو رہے مگر فیروزہ سے فرمایا کہ اے فیروزہ بادشاہ کیون برہم ہین فیروزہ
نے عرض کی کہ غلام کو نہین معلوم یہ آنکھون سے دیکھا کہ جسوقت سے برآمد ہوئے اسیوقت
سے برہم ہو رہے ہین مرکب بھی بہ غصہ منگوایا صاحبقران نے فرمایا کہ اے فیروزہ بادشاہ
کی خبر لو کہان جاتے ہین مجھکو کچھ اور طریقہ معلوم ہوتا ہے یہ سنکر فیروزہ تلاش مین
بادشاہ کی چلا مگر بادشاہ چند قدم چلے تھے کہ دیکھا سامنے سے لندھور آتے ہین لندھور نے

جھک کر سلام کیا بادشاہ نے منھ پھیر لیا لندھور نے بڑھکر عرض کی کہ غلام سے کیا خطا ہوئی
کہ حضور نے سلام نہ قبول کیا کہا کہ ای دارا سے ہمارا میں حال لشکر دیکھنے نکلا ہوں تم آج آٹھ
دن چڑھے اٹھے تو لاکھوں کی افسری کیونکر کروگے ہمارے نزدیک تو یہ مناسب ہے کہ اب تم
پلٹ جاؤ میدان میں ہمارے ساتھ نہ چلو لندھور نے دست بستہ عرض کی کہ آج کچھ دیر غلام
کو ہو گئی اس خطا پر آپ مجھکو موقوف فرماتے ہیں لندھور سے اور بادشاہ سے تکرار ہونے لگی
لندھور تو عذر کر رہا ہے اور بادشاہ بگڑ رہے ہیں ہر مرتبہ قبضے پر ہاتھ رکھ کے فرماتے ہیں کہ ای
لندھور امتحان جرأت ہو جائے لندھور دست بستہ عرض کرتے ہیں کہ میری کیا مجال ہے کہ جو
حضور سے امتحان جرأت کروں اس عرصے میں سامنے سے مالک آئے مالک نے جو دیکھا کہ
بادشاہ اور لندھور سے گفتگو ہو رہی ہے آتے ہی کہا کہ او ہمارے بادشاہ سے کلام کرتا ہے لندھور
نے کہا کہ او عرب سوسمار خوار تو نے سنا بھی کہ بادشاہ کیا فرماتے ہیں بادشاہ نے فرمایا کہ ای
مالک لندھور کو لشکر سے نکال دو لندھور نے کہا کہ اس عرب کی کیا مجال ہے کہ جو غلامان قدیم
کو نکال سکے مالک نے بڑھ کر لندھور کو نیزہ مارا لندھور نے خالی دیکر ہاتھ تلوار کا مارا کہ
مالک کا زخمی ہوا دست چپی بگڑ کر طرف لندھور کے چلے دست راستیوں نے بڑھ کے
دست چپیوں کو روکا آپس میں تلوار چلنے لگی بادشاہ فرماتے ہیں کہ لندھور کو نکال دو لندھور
ہاتھ باندھے کھڑا ہے فیروز دوڑے بڑھ کر صاحبقران کو خبر دی کہ حضور کل لشکر میں بلوہ ہو گیا
دست راستی و دست چپی آپس میں لڑ رہے ہیں کئی سو جوان زخمی ہو کر گرے فوج میں تباہی
ہو رہی ہے اب یقین ہے کہ فوج میں بھی تلوار چلے صاحبقران یہ سنکر اسی طرف چلے اس وقت
پہونچے کہ پانچ ہزار پانچ سو پچیس سردار آپس میں لڑ رہے ہیں مگر لندھور ہاتھ باندھے سامنے
بادشاہ کے کھڑے ہیں بادشاہ یہی فرما رہے ہیں کہ او لندھور لشکر سے ہمارے نکل جاؤ
صاحبقران نے بھی سنا کہ لندھور عذر کر رہے ہیں بادشاہ نہیں سنتے قاسم [illegible]
میں بھی [illegible] تلوار چلی ہے کہ دونوں جوان زخمی ہو رہے ہیں قبضہ [illegible]
و فرامرز بھی آپس میں لپٹے ہوئے ہیں انکا تو تبرزین چل رہا ہے فرامرز کا [illegible]
زخمی کیا مگر جمہور نے بھی ہاتھ تبر کا مارا فرامرز بھی زخمی ہوے بہرام [illegible]

سب جوان صف شکن ایک سے ایک منھ میں پھیرتا اور بادشاہ دست چلیپون کو ترغیب دے رہے
ہین فرماتے ہین کہ کل دست راستیون کو ہمارے لشکر سے نکالدو اسپر دست راستی زیادہ بگڑتے
ہین اور عرض کرتے ہین کہ ای شہریار ہم لوگون کی کیا خطا ہی اپنے دست چپ پرست سے سزا دیجیے
یہ لوگ ہمکو نکالینگے تو ہم لوگ نہ نکلینگے صاحبقران نے یہ دیکھکر نعرہ کیا کہ ای سرداران یہ کیا
حرکت ہی بادشاہ نے پلٹ کر فرمایا کہ داداجان آپ دخل نہ دیجیے ورنہ آپ کو بھی لشکر سے
نکلوا دونگا بس اسی مین بہتر ہی کہ ان حضور کو لشکر سے ابھی نکلوائیے صاحبقران جھپٹ کے
آئے پکار کر اسم اعظم پڑھا جیسے ہی اسم اعظم کی آواز کان مین بادشاہ کے پہونچی حجاب سے
سر جھکا لیا ان حضور کو تکنے لگا اور فرمایا کہ عمر نامدار میری خطا کو معاف فرمائیے مین اسوقت اپنے
ہوش مین نہ تھا مگر اور سردار لڑ رہے ہین تلوارین چل رہی ہین سردار زخمی ہو کر گر رہے ہین
فوج مین قرنا ہو گئی صاحبقران نے مقبل سے فرمایا کہ ایک شیشے مین پانی لاؤ کہ اسم اعظم
پڑھکر سب پر چھینٹا دون مقبل شیشہ پانی کا لایا صاحبقران نے اسم اعظم پڑھا چھینٹا پانی کا
مارا اُسکو ہوش آ گیا ان حضور کو بادشاہ سے ملوایا ان حضور نے عرض کی کہ رستم کے لشکر مین بھی یہی
ہنگامہ ہی فوج وجاروق آپس مین بگڑے آلا گرد و بالا گرد آپس مین لڑنے لگے ہر طرف لشکر
تیار ہو گئے پلٹن چاہتی ہی کہ رسالے پر جا پڑین رسالہ چاہتا ہی کہ پلٹن سے لڑین سپاہ سے
یہ خبر رستم سے کہی کہ پہلے لشکر صاحبقران مین بلوہ ہوا تھا صاحبقران نے جب اسم اعظم
پڑھا تب سب اپنے ہوش مین آئے وہی رنگ آپکے لشکر مین بھی ہی بھائی کو بھائی چاہتا
ہی کہ قتل کرے رستم گھبرا کے بارگاہ سے نکلے دیکھا کہ لشکر مین بلوہ ہو رہا ہی رستم نے نعرہ کر کے للکارا
کہ بھائیو یہ کیا حرکت ہی کوئی جواب نہین دیتا رستم نے بڑھکر لوح چمکائی جسپر لوح کا عکس پڑا وہ
عذر کرنے لگا کہ ای شہریار دل یہ چاہتا تھا کہ بھائی کو قتل کرین آپس مین لڑین آپکو دیکھکر ہوش
آیا رستم سارے لشکر مین پھرے ہر مقام پر لوح چمکائی تب سردار راہ پر آئے رستم و صاحبقران
لشکر کو ساتھ لیکر طرف میدان کارزار کے چلے اُدھر سے دیکھا کہ لشکر ہفت پیکر آتا ہی مسفا چار
آگے بڑھی ہوئی جھومتی ہوئی ہرکارون سے پوچھتی ہوئی کہ لشکر اسلام پر کیا گذری ہرکارے
عرض کرتے ہوئے آتے ہین کہ حضور بھائی کو بھائی نے مارا بادشاہ لشکر اسلام لنڈھور کو

نکالے دیتے تھے صاحبقران نے آکر اسم اعظم پڑھا آپ ہوش میں آئے مضمار جادو نے
زانو پر ہاتھ مارا کہا کہ یہ بڑے غضب کی بات ہے صاحبقران اسم اعظم پڑھ کر سحر میرا دفع کر دیتے
ہیں طلسم کشا لوح چمکاتے ہیں آج میدان کارزار سے پلٹ کر اسم اعظم حمزہ بہکر دونگی لوح
قبضے سے طلسم کشا کے بھی نکال لونگی ایک دن میں لشکر کا خاتمہ کر دونگی اسطرح کے غرور
کرتی ہوئی میدان میں آکر پہونچی ہفت پیکر قلب فوج میں تخت پر سوار ہو کر ٹھہرا صفیں درست
ہوئیں نقیبوں نے نقابت کی کیفیت کہ کا کہا بیٹھ کر مضمار جادو نے اپنے کو بڑھایا
ہفت پیکر سے اجازت لی ہفت پیکر نے کہا کہ اے ملکۂ عالم میں میدان کارزار میں کیا تجھکو [illegible]
فکر رکھتا ہوں کون کون شاہزادیاں رستم کے پاس کشتی میں ہر ایک کا یہی قصہ ہو کہ تمکو
شاہیں سمجھ کے سحر کیا مضمار نے کہا کہ یا خداوند میں کیا کوئی بات ہے تو ظاہر کھولونگی رات کو [illegible]
مجھے ایسا حیران کرتے ہیں کہ سحر بنانا مشکل ہوتا ہے آج کیسے قیامت میں برپا کی ہیں جنھوں نے
تیار کیے ہیں کہ آج قدرت الٰہی دکھلا فرمائیں گے یہ کہتی ہوئی میدان میں آئی کچھ کہ دے [illegible]
پر بیٹھی ماش کے دانے طرف صحرا کے پھینکے پکار کر آواز دی کہ اے فرقۂ خدا پرستان جسکا تمنا
مرگ کی ہو وہ نکلے رستم چلے ہوئے گھوڑے تھے سلاح جسم پر آراستہ کلاہ ہفت گوشہ سر پر زرہ
ہفت جوش زیب جسم تیغہ ہفت جوہر کے قبضے پر ہاتھ ڈالا مرکب کو بڑھا کر سامنے بادشاہ کے
آئے کہا کہ اے فرزند اجازت میدان بادشاہ رستم کا لحاظ کرتے ہیں ارشاد فرمایا کہ بسم اللہ تم [illegible]
ساحرہ کا مقابلہ کرو فرمایا کہ تحفہ جات سب جسم پر ہیں لوح طلسمی گلے میں ہیں ان تحفہ جات کو صرف
کرونگا بادشاہ نے فرمایا کہ بہتر ہے پروردگار تمکو مظفر و منصور کرے رستم گھوڑا چمکا کے چلے مضمار
نے جو طلسم کشا کو آتے دیکھا چاہتی تھی پلٹ جاؤں مگر یہ آئی کہ میدان میں نکل کر [illegible]
کی پھر واپس جاؤں تو بھی کٹتی کہ جادوگرنیاں کیا کہیں گی اگر طلسم کشا آتے ہیں [illegible] لوح
ہو جائیگی یہ سوچ کر دستار دی ایک پہلوان گینڈے پر سوار [illegible] اترا آیا ہوا سامنے [illegible]
مضمار نے کہا کہ جا طلسم کشا سے مقابلہ کر اگر بن پڑے تو کلاہ اتار لینا گینڈا سوار نے کہا
میں تو لوح کی فکر میں آیا ہوں مضمار خوش ہو گئی کہا کہ میں ہمیشہ تیری خدمت کرتی ہوں آج
اسکا نفع دکھا دے گینڈا سوار گینڈے کو چمکا کر سامنے رستم کے آیا نیزہ مارا رستم نے

لوح کو جھکا کے جو نیزے کو روکا گرگان سوار نے نیزہ ہاتھ سے چھوڑ دیا قبضے پر ہاتھ ڈالا رستم
نے لوح کو زیر سپر دیکر سپر کو چہرے کی پناہ کیا گرگان سوار نے ہاتھ مارا رستم نے تیغ ہفت جوہر
نیام انتقام سے کھینچا جیسے ہی تیغ ہفت جوہر کھینچا زنگی نے سر آگے کر دیا تیغ ہفت جوہر چلا
پھاٹک کر جو گرا سپر کو کاٹ کر سر پہ گرا مع گینڈے زنگی کے چار ٹکڑے ہوئے زنگی کے مرتے ہی سفہار
نے پھر طرف صحرا کے دیکھا کہ ایک فیل مست چیخ مارتے آیا مرکب رستم کا بدلگامی کرنے لگا رستم نے
گھوڑے کو روکا فیل نے بھسونڈا مارا رستم نے دونوں ہاتھ بڑھا دیے گھوڑے سے کود پڑے
بھسونڈا ہاتھی کا سنبھال کر ایک مارا کہ مع نرخرے گردن ہاتھی کی کھینچ لی جب ہاتھی مارا گیا رستم
گھوڑے پر سوار ہوئے گھوڑا اڑا کر قریب سفہار کے آئے سفہار نے جو رستم کو قریب اپنے پایا
طرف آسمان کے دیکھا رستم پر آگ برسنے لگی مگر کوئی شعلہ قریب نہیں آتا گھڑی بھر کامل سفہار
نے آگ برسائی مگر رستم پر تاثیر نہوئی آخر ناچار ہو کر تیغہ کھینچ کر دوڑی ہاتھ تلوار کا مارا رستم پہلوان نے
تیغ ہفت جوہر پر روکا روک کر ہاتھ تیغ ہفت جوہر کا مارا سفہار کے سر پر تیغہ پڑا سفہار کے
دو ٹکڑے ہوئے گھوڑے کو مہمیز کیا پکار کر آواز دی کہ اے ہفت پیکر اور کسی کو بھیج ہفت پیکر نے
طرف ساحروں کے دیکھا ساحروں نے سر جھکالیا چپکے چپکے کہتے ہیں کہ صاحب لوح کے مقابلہ
میں کون جائے ہم تو شعبدے سے لڑنے والے ہیں جب شعبدہ سحر نہ چلا تو ہمارا کیا زور ہے جب
ساحروں نے سر جھکالیے ہفت پیکر نے طرف بائیں کے دیکھا کئی ہزار پہلوان کھڑا ہوا نکی جانب
ہفت پیکر نے پکار کر آواز دی کہ اے پہلوانو کس کو اپنی نام آوری کرنا منظور ہے قدرت تقدیر
مضبوط کر چکے ہیں جس کا جی چاہے جائے طلسم کشا کا سر کاٹ لائے یہ جو ہفت پیکر نے ان
پہلوانوں کی جانب مخاطب ہو کر کہا ثقیلا سے گرگان سوار گینڈے کو بڑھا کر نکلا کہا یا
خداوندا میں سر طلسم کشا کا لاتا ہوں ہفت پیکر نے کہا کہ جاؤ طلسم کشا سے مقابلہ کرو قدرت آج بر
مضبوط کر رہے ہیں ثقیلا چلا سامنے رستم کے آیا خبردار خبردار کہکے نیزہ مارا رستم نے نیزے کو نیزے
کی سنان پر لیا آپس میں نیزہ چلنے لگا دونوں لشکر دیکھ رہے ہیں گیارہ سو طعن میں رستم پہلوان نے
نیزہ ثقیلا کا نکالا ثقیلا نے قبضے پر ہاتھ ڈالا خبردار خبردار کہہ کے ہاتھ مارا رستم نے بڑھ کے ہاتھ
کلائی پہ ہاتھ ڈال دیا ثقیلا نے گریبان پر ہاتھ رکھا آخر مرکبوں سے اتر کے کشتی ہونے لگی

شقیلا چاہتا ہے کہ رستم کو زیر کروں ممکن نہیں ہوتا رستم زور و شور سے لڑ رہے ہیں دو پہر ڈھلے
زور شقیلا کا کم ہونے لگا رستم زیادتیاں کر رہے ہیں چار گھڑی دن رہے شقیلا نے آواز دی کہ
اے رستم دن بھر ہمارے تمہارے کشتی ہوئی کمی زیادتی نہیں ثابت ہوئی ایک زور آخر کرتا ہوں
رستم نے کہا کہ بسم اللہ شقیلا رستم کو ریل کر لے دوڑا سات قدم ریل کر لایا وہاں سے رستم
پلٹے شقیلا کو گیارہ قدم ریل کر لائے وہاں پر لا کر ہکہ مارا دونوں گھٹنے شقیلا کے آشنائے زمین ہوے
رستم نے کمر میں ہاتھ ڈال کے زور کیا شقیلا کو اٹھا لیا اُکھیڑ کر مارا شقیلا چاروں شانے چت گرا
رستم کود کر چھاتی پر سوار ہوے فرمایا کہ در شناخت پروردگار چہ می گوئی شقیلا نے دیکھا کہ
اگر کچھ کلام کرتا ہوں رستم مار ڈالیگا زندہ نہ چھوڑیگا آواز دی کہ اے شہریار الامان رستم نے
فرمایا امان بشرط ایمان شقیلا نے عرض کی کہ اے شہریار کلمہ تعلیم فرمایئے رستم نے کلمہ تعلیم
فرمایا شقیلا طوطے کی طرح دل میں کینہ رکھ کر مسلمان ہوا رستم نے شقیلا کو لیا ہفت پیکر
بھی طبل بازگشت بجوا کے پلٹا مگر شقیلا اس فکر میں ہے کہ کسی طریقے سے رستم پیلتن کا سر کاٹ
کر لیجاؤں دربار خداوندی میں سرخرو ہوں رستم نے بارگاہ مرحمت کی شقیلا داخل بارگاہ ہو
دل میں بیٹھا سوچ رہا ہے کہ کیا تدبیر کروں دن بھر یہی سوچا کیا رات کو اٹھ کر بارگاہ رستم میں آیا
جب طلایہ مقرر ہونے لگا تو شقیلا نے عرض کی کہ آج غلام طلایہ دیگا شقیلا نے آ کے چار ہزار
جوان ساتھ لیے طلائے کا انتظام کیا جب دو پہر رات گذری سواروں کو بازاروں میں بھیجا
آپ ٹہلتا ہوا دربار گاہ رستم پہ آیا پردہ اٹھا کر دیکھا کہ رستم سو رہے ہیں یہ بھیا تلوار کھینچکر
اندر گھسا چاہا کہ سر کاٹ لوں رستم پڑے سو رہے ہیں دیدۂ ظاہری بند دیدۂ باطنی وا ہو
دیکھا کہ ماما رابعہ سامنے کھڑی ہیں فرما رہی ہیں کہ اے نور نظر دیکھو شقیلا تمکو قتل کیا چاہتا ہے رستم
نے آنکھیں کھول کر دیکھا کہ شقیلا نے ہاتھ تلوار کا مار دیا ہے رستم نے اپنے کو بچا کر کھٹ سے
گرا دیا پیلا ران پر پڑا خون جو جاری ہوا شقیلا یہ کہکر بھاگا کہ میں نے طلسم کشا کو مار ڈالا ادھر رستم
نے نعرہ کیا جہانگیر پڑے سو رہے تھے کہ کان میں آواز رستم کی آئی گھبرا کے اٹھے کہا کہ اے
چچا صاحب غضب ہوا بھائی صاحب کو کچھ صدمہ پہونچا کوئی شخص کہتا ہے کہ رستم کو میں نے قتل کیا
چچا صاحب نے کہا کہ اے شہریار شقیلا سے کرگدن سوار اسی فکر میں تھا اسکے تیور سے سمجھا

ثابت ہوتا تھا کہ یہ فکر میں رستم کی ہی اُسی نے وار کیا ہوگا یہ کہکے باہر نکلے گھوڑا جو کی پر لگا ہوا
تھا پشت مرکب پر سوار ہوکے جا با ہ طرف بارگاہ رستم کے چلوں دیکھا کہ ایک جوان کوہ پیکر
تیغ برہنہ ہاتھ میں یہ کہتا ہی کہ میں نے رستم کو مارا یہ آواز کان میں جہانگیر کے پہونچی ہاے بھائی
کہکے قبضۂ شمشیر سر پہ مار لیا للکارا کہ او نامرد کہاں جاتا ہی شقیلا نے جو جہانگیر کو دیکھا چاہا
کہ مقابلہ کروں پھر سوچا کہ نکل چلو سب سردار بگڑ جائیں گے جسکو ثابت ہوگا کہ رستم کو مار کر
جاتا ہی وہ روکیگا خدمت میں خداوندی پہونچوں یہ سوچ کر گینڈے کو بڑھایا جو کوئی سامنے آیا
تلوار جھکادی دو چار کو زخمی کیا لشکر سے نکلا جب پلٹ کر دیکھتا ہی جہانگیر نعرے کرتے ہوے
چلے آتے ہیں ہر مرتبہ للکارتے ہیں کہ او نامرد تو نے میرا بازو توڑ ڈالا بھائی صاحب کو مار کے
کہاں جائیگا اگر آسمان پر جائیگا تو مثل دعاے مظلومان پہونچونگا اگر تحت الثری میں جائیگا تو
مثل قطرۂ آب جذب ہو جاؤنگا تجکو زندہ نہ چھوڑونگا شقیلا بھاگا ہوا جاتا ہی گینڈے پہ
قبضۂ [illegible] اسکے مارتا ہی کبھی پیلا چھوڑتا ہی مگر جہانگیر پیچھا نہیں چھوڑتے کہ سماک نے کہ رستم کی خبر گئی
کہ جہانگیر تعاقب میں شقیلا کے گئے کل سردار آکر جمع ہو گئے ہیں رستم نے فرمایا کہ میرے
مارے جانے کی خبر سنکر جہانگیر کو کیونکر تاب ہوتی اے سماک تم جاؤ لیکن [illegible] خبر پہونچانا ایسا
ہو کہ انکو کوئی افتاد پڑے ہفت پیکر مکار وحیلہ ساز ہی سماک نے عرض کی میں ابھی خبر پہونچاؤنگا
یہ کہکے سماک بھاگا یہاں شقیلا لشکر ہفت پیکر میں آیا کمیدان و رسالہ دار دیکھ رہے ہیں کہ شقیلا
ہاتھ میں تیغہ برہنہ لیے بھاگا ہوا آتا ہی دربارگاہ ہفت پیکر پہ پہونچا کود کر اندر آیا ہفت پیکر
کو سلام کیا ہفت پیکر نے کہا کہو کیوں شقیلا خیر تو ہی کہا حضور رستم کو مار کے آیا ہوں ہفت پیکر
نے کہا کہ اے شقیلا اگر تو نے رستم کو مارا تو تجکو خلعت پیغمبری دونگا شقیلا چاہتا ہی کہ بیٹھوں
حال مفصل بیان کروں کہ میں نے رستم کو کیونکر مارا کہ دربارگاہ پہ غل ہوا جہانگیر نے
چاہا کہ اندر جائیں درگہ سالار نے روکا کہا اندر جانے کا حکم نہیں یہ دربار خداوندی
ہی جہانگیر نے کہا کہ ہم ضرور جائینگے یہ کہہ کے مع مرکب چلے درگہ سالار نے ہاتھ
تلوار کا مارا جہانگیر نے کلائی پر ہاتھ ڈال کے طمانچہ مارا کہ سر درگہ سالار کا اڑ گیا سر
لڑھکتا ہوا سامنے ہفت پیکر کے گیا ہفت پیکر نے کہا کہ اے شقیلا درگہ سالار کو کسنے مارا

شقیلا نے عرض کی کہ یا خداوند جب میں طلسم کشا کو مار کر چلا طلسم کشا کے بھائی نے پیچھا
کیا معلوم ہوتا ہے کہ وہی جوان آگیا ہفت پیکر نے کہا کہ اے شقیلا بیٹھ جا کہ پردہ بارگاہ کا اٹھا
بعد ہیبت آواز آئی کہ سلام من درین مجلس بر دریں ماوا برکسے باد کہ بداند و بشناسد کہ
خدا یک است و دین پیغمبر خدا برحق ہر چند کہ ہفت پیکر بہت بگڑا مگر کچھ جواب نہ دیا جہانگیر
نے جو شقیلا کو دیکھا للکار کر آواز دی کہ او نامرد تو نے بھائی صاحب پر سوتے میں وار کیا
اب مجھ پر تو ہاتھ لگا یہ کہہ کے جہانگیر قریب شقیلا کے آئے شقیلا نے ہاتھ تلوار کا مارا جہانگیر
نے کلائی پر ہاتھ ڈال کے تلوار چھین لی شقیلا لپٹ پڑا شاہزادے نے کولھے پر لاد کے
شقیلا کو دے مارا چھاتی پر چڑھ کر سر کھینچ لیا شکار بند سے باندھا پشت مرکب پر سوار ہو
ہفت پیکر نے پہلوانوں کو اشارہ کیا پہلوان تلواریں پکڑ کر اٹھے جہانگیر یا تو قریب سے
لڑنے لگے جہانگیر بمشکل لڑتے بھڑتے باہر بارگاہ کے آئے افسروں نے لشکر تیار کیا تھا
جہانگیر کو گھیرا جہانگیر زخمی ہونے لگے کس کس کے وار روکیں ہزاروں تلوار چل رہی ہے نیزہ و
تیر ہر طرف سے لگ رہے ہیں تلواروں کے وار تو شاہزادہ خالی دیتا ہے مگر تیر پڑ جاتے ہیں
جہانگیر گھبرا کر آنکھوں بند کیے بیٹھے ہیں چابک نے دیکھا کہ شاہزادے پر بلوہ بہت ہے جہانگیر
یا تو پھر کس کس کو جواب دیں چابک یہ حال دیکھ کر بھاگا خدمت میں رستم کی آیا رونے لگا
رستم نے پوچھا خیر تو ہے چابک نے عرض کی کہ بھائی صاحب نے آپ کے جا کر شقیلا کو قید کیا
مگر باہر آکر گھر گئے لڑ رہے ہیں انتہا کے زخمی ہوئے ہیں خدا انکو بچائے رستم نے زخم ران کا
باندھا فرمایا کہ اے سکاب مرکب لاؤ سکاب مرکب لایا شاہزادہ اسپر سوار ہوا عیوق و عیار و رفیق
فوج لیکر چلے لیکن آفتاب فلک سپہر نے یہ سحر کیا تھا کہ بلند ہوا اس وقت پہنچا کہ
جہانگیر کا مرکب مارا گیا نہ معلوم ہوا کہ مرکب گیا جہانگیر پیدل لڑ رہے ہیں آفتاب نے
آتے ہی سحر کیا کہ کئی سو کے سر اڑ گئے دوسرا سحر کیا کہ ایک سوار گھوڑے سے گرا وہ گھوڑا اور
جہانگیر کے آیا آفتاب زمین پر آیا شانہ پکڑ کے شاہزادے کا پشت مرکب پر سوار کیا
آپ سحر کرنے لگا ساحر و غیر ساحر کے سر گرنے لگے کہ نعرہ رستم کی آواز سبھوں کے
کان میں آئی کہ باش اے کافران بے حیا و اے نابکاران بے وفا منم رستم نوجوان فرزند دلبند

صاحبقران عالیشان نعرہ رستم

	کیست علمشاہ چو رستم لقب کہ بر تخت مزوق افگندہ شور		ارشد اولاد امیر عرب علمشاہ رومی شہ فیل زور	

ایک طرف سے ملازمان جہانگیر کا نعرہ ہوا قزاقون نے آکر فوج کو درہم وبرہم کر دیا اور لڑتے
بھڑتے قریب جہانگیر کے پہونچے شاہزادے کو گھیر لیا ہفت پیکر تخت پر سوار ہوکے باہر
نکلا کل کہ یہ ہنگامہ دیکھا کہ طلسم کشا نے لڑتے لڑتے ساحرون کو عاجز کر دیا جسنے سحر کیا وہ سحر
الٹا پلٹا اسی کے سینے پر پڑا توڑ کر پشت کو پار نکل گئی سو ساحر مرکر گر چکا ہی ساحر عاجز ہو رہے
ہین بھاگتے پھرتے ہین رستم نے جو ہفت پیکر کو تخت پر دیکھا عیوق وچاروق جو برابر
لڑتے ہوے آتے ہین رستم نے فرمایا کہ ای پہلوانو ہمنے اس طلسم کے فتح کی جستجو مین بڑی
تکلیفین اٹھائین مگر مقام افسوس ہی کہ ہفت پیکر اب تک زندہ ہی تم داہنے بائین بڑھ کر
شمشیر زنی کرو مین آج اس بجا کو مارتا ہون آفتاب فلک سیر سے بھی یہی رستم نے فرمایا کہ
بڑھ کر سحر کرو آج ہفت پیکر کو گھیر کر مارلین آفتاب آگے بڑھا جست کرکے بلند ہوا سب نے
دیکھا کہ نیر اعظم چمکا ہواے گرم چلنے لگی مردمان چشم خستہ خانہ مژہ مین چھپے بیٹھے ہین پانی سلسلے
کی چاہ مین کنوئین مین اتر گیا نہرون کا پانی کھولنے لگا حباب چشم حیران موجون کا حال گرمی
سے پریشان ہر ایک موج بیتاب مچھلیان سیخ موج پر کباب غبار زردم کھڑا رہا ہی طبقۂ زمین
کرۂ نار معلوم ہوتا ہی طائر آشیانون مین چھپنے لگے ہفت پیکر پسینے پسینے ہوگیا کہتا ہی کہ یارو
تھوڑے ہی عرصے مین زمین گلنار ہوگئی اس گرمی نے بہت پریشان کیا ہی وزیر نے عرض کیا
کہ یا خداوندا ہفت پیکر آسمان پر آفتاب فلک سیر سحر کر رہا ہی اسی کی وجہ سے گرمی ہی
آفتاب بنا ہوا چمک رہا ہی وزیر نے جو ہفت پیکر سے یہ کہا ہفت پیکر نے سر اٹھا کر دیکھا
کہ ایک آفتاب عالمتاب آسمان پر چمک رہا ہی اسی کی وجہ سے گرمی کو زور ہی ہر ایک ساحر
شدت گرمی سے لب گور ہی ہفت پیکر نے جو یہ معرکہ دیکھا وزیر اعظم سے ایک گولہ لیا اس
گولے پر اسم سحر پڑھا اور وہ گولہ آفتاب پر پھینکا آفتاب مین دھماکا ہوا اور آفتاب
تھرایا بیچ مین سے شق ہوا ہفت پیکر نے دیکھا کہ آفتاب فلک سیر سحر کر رہا ہی اور گرمی کو

زور دے رہا ہے اب جو آفتاب ہفت پیکر کے سامنے آیا ہفت پیکر نے تیغہ مارا آفتاب کا
زخمی ہوا آفتاب فلک سیر پیچھے ہٹا رستم نے اتنے عرصے میں صفوں کو توڑا کئی پہلوان بڑے
بڑے مارے عیوق و جاروق نے زمین ہلا دی الاگرد و مالاگرد گوروں کی پلٹنوں کو برابر
جمائے ہوے قاعدے سے لڑتے ہوے آتے ہیں کبھی لیٹ گئے کبھی درختوں کی آڑ میں
چھپے کبھی ظاہر ہوکر دوڑے سنگینیں چل رہی ہیں ہزاروں کے لاشے پڑے تڑپ رہے ہیں
الاگرد و مالاگرد آگے آگے نشان فوج ہاتھ میں جب بگل بجاتے ہیں گورے اشاروں پر کام
کرتے ہیں رستم نعرہ کرکے قریب تخت ہفت پیکر پہونچے ہفت پیکر نے دیکھا کہ رستم کے ہاتھ
میں تیغہ ہفت جوہر بائیں ہاتھ میں لوح طلسمی ہفت پیکر نے گھبرا کر ہاتھ تلوار کا مارا رستم
نے تیغہ ہفت جوہر پر روکا اُلٹے ہاتھ سے ہاتھ نکال کر ہاتھ مارا ہفت پیکر نے پکار کر آواز
دی کہ اے سپر طلسمی بچانا دیکھا کہ کئی سپریں سر پر ہفت پیکر کے لہرائیں مگر تیغہ ہفت جوہر
تڑپ کر سب سپروں کو کاٹا سر پر ہفت پیکر کے گرا ہفت پیکر نے جو تیغہ ہفت جوہر کا
زخم کھایا اپنے تئیں تخت سے گرا دیا ہزار ہا ساحر و غیر ساحر لوٹ پڑے سیکڑوں نے اپنی جان
دی مگر ہفت پیکر کو گود میں اُٹھا کر لے بھاگے فوج نے جو دیکھا کہ قدرت بھاگے جاتے ہیں
سب کے پانوں اُٹھ گئے مگر وزیر نے طبل بازگشت بجوا دیا دونوں لشکر پلٹے علمشاہ نے جہانگیر
کو اپنے ساتھ لیا فرمایا کہ بھائی تم کیا کیوں چلے آئے جہانگیر نے کہا کیوں برادر میں آپ کو
بجائے قبلہ و کعبہ کے جانتا ہوں وہ بیچا کہتا ہوا جاتا تھا کہ میں نے رستم کو مارا آنکھوں کے نیچے
اندھیرا آگیا کہ ہائے افسوس ایسے بزرگ کا سایہ سر سے اُٹھ گیا آپ کی دعا سے میں نے
ثقیلا کو سامنے ہفت پیکر کے جا کر بار امر شکار بند سے بندھا ہے علمشاہ خوشی خوشی جہانگیر کو
لیکر بارگاہ میں آئے ٹانکے دلوائے جہانگیر تو شفاخانے میں گئے رستم اُٹھ کر دربار میں
صاحبقران کے آئے صاحبقران نے رستم کو گلے سے لگا لیا فرمایا کہ اے نور نظر آج تم نے
ہفت پیکر کو مار لیا ہوتا مگر ابھی اسکی قضا نہیں ہے ساحر اسکو اُٹھا کر لے گئے رستم نے
عرض کی آپ کے اقبال سے انشاء اللہ اُسکو تخت پر مارونگا فوجیں سحاب ہیں اگر اسکے
ہمراہی جمع کرلیتے ہیں تو ہمارا لشکر تاب نہ لاسکے خدا کی قدرت اور آپ کا اقبال ہے کہ اتنی بڑی

فوج کے پاؤن اُکھڑ جاتے ہین ہفت پیکر کو بچا لیجاتے ہین یہان تو یہ باتین ہو رہی ہین مگر
ہفت پیکر جو زخمی ہوکر آیا زخمون مین ٹانکے دلوائے ساتھ والون کے اعتقاد کم ہونے لگے
آپس مین کہتے ہین کہ یارو کیا غضب ہوا کہ فرق قدرت زخمی ہوا قدرت نے مثل ہم لوگون کے ٹانکے
دلوائے ہر جگہ یہی چرچا ہی ہفت پیکر حیران بیٹھا ہی کہ کیا شعبدہ کرون کہ ان سب کا اعتقاد دیکھیے
کہ ہرکارے دوڑے ہوے آئے عرض کی کہ یا خداوند مبارک ہو شیدیز جادو پاک قدم پہلوان
یگانہ کہ جسکو قدرت نے بیشہ نرگس زار مین پرورش فرمایا جنگل مین شکار کھیل رہا تھا آپکے
زخمی ہونے کی خبر سنکر ادھر ہی پلٹ پڑا مگر چھوڑا کہ فوج ساتھ ہی ہفت پیکر نے خوش ہوکر حکم دیا کہ
شیدیز کا کوئی نظیر قدرت نے نہین پیدا کیا وزرا و اُمرا برائے استقبال جائین وزیر استقبال کو
گئے شیدیز کو لیکر سامنے ہفت پیکر کے آئے شیدیز نے آکر سجدہ کیا پٹی جو سر پر چڑھی دیکھی
حیران ہوکر عرض کی کہ یا خداوندا یہ کیا سبب ہی کہ سر قدرت زخمی ہوا قدرت نے کوئی تقدیر کی
سر کو اپنے نہ بچایا ہفت پیکر نے سر جھکا کر کہا کہ اے پہلوان قدرت و اے قوت بازوے زینت
پہلو قدرت نے تقدیر کی تھی کہ فرق قدرت زخمی ہوا و رشیدیز جادو پاک قدم جب آوے تب
فرق قدرت اچھا ہو اسطرح کے جملات ہفت پیکر نے بیان کیے کہ شیدیز کو سناٹا ہو گیا جی مین کہتا ہی
اب کھلتا جاتا ہی کہ قدرت کے مزاج مین مکر ہی ہم سب کو دام مکر مین پھنسایا ہم لوگون نے خداوند
بنایا پایا و شاہون نے مطیع ہوکر خدائی کو رونق دی مسلمانون نے آکر اس رونق کو مٹایا
پہلوے تخت مین دنگل سمجھا تھا کہ بلمان فیل سر اسپر بیٹھا ہی جا رہا کہ فوج کا افسر ہی شیدیز نے
کہا کہ اے بلمان اس دنگل سے اُٹھو یا بدولت بیٹھین گے قدرت سے کچھ باتین بھی کرینگے بلمان
نے کہا کہ اے شیدیز سارا دربار پڑا ہی جہان جی چاہے بیٹھ جاؤ یائین پر قدرت کے دنگل خالی
پڑا ہی اسپر بیٹھو مین تو اپنے مقام سے نہ اُٹھونگا مین جار لاکھ فوج کا افسر ہون تجھسے کیا کسی طرح
کمتر ہون زور و طاقت کی میرے بھی دھاک ہی کیسے کیسے قلعے مین نے بھی فتح کیے کیسے کیسے پہلوان
مارے مجھسے تکرار نہ کرو دوسرے دنگل پر بیٹھو یہ باتین سنکر شیدیز کے تیور پر بل پڑ گیا کہا کہ او [illegible]
تیری کیا حقیقت ہی چار سو شاگرد میرے ساتھ ہین اُن سب کو زور دلاتا ہون جب صحرا مین جاتا ہون
تو شیران صحرا خوف سے میرے بھاگ کر درہ ہاے کوہ مین چھپتے ہین دامن کو منھ پر لیتے ہین نہنگان

دریا میرے خوف سے چادر آب اوڑھے ہوئے تہ آب چھپے ہین ورنہ دریا سے نکل آتے
بندگان قدرت کو آزار پہونچاتے اب ٹوک کر سپہ سالار امیران حمزہ کو مارونگا یقین ہی کہ صاحبقران
میرے خوف سے بھاگ کر پردۂ قاف مین جا کر چھپے ہین مگر مین مکان بھی تمہارا چھوڑونگا دیوزادون
کو مار کر امیر کو پکڑ لاؤنگا گلستان ارم پر قبضہ کرونگا حمزہ کو اسی پر غرور ہی کہ مین اٹھارہ برس
پردۂ قاف مین دیوزادون سے لڑا طلسمات مین معرکہ پڑا وہ بھی کھٹ نکل جاتے کہ دیوزادون
کو بھی مارون اسلحہ کے لاف وگزاف کرکے ہاتھ بڑھایا کہ دنگل سے اٹھے ہامان نے خنجر مارا
شہابہ نے کیل کر کے خنجر چھین لیا ہامان لپٹ پڑا سامنے ہفت پیکر کے کشتی ہونے لگی
ہفت پیکر منع کرتا ہی کہ ای ہامان زیادہ بے ادبی نہ کرو دنگل خالی کر نہین تیری آبرو نہین جائیگی
پہلوان قدرت ہی قدرت کا نظر کردہ رگ و ریشہ مین اسکے قوت بھری ہی ہامان جواب نہین
دیتا جب کئی مرتبہ ہفت پیکر نے کہا تو ہامان نے غصے مین جواب دیا کہ اے ہفت پیکر تو بڑا مکار
جانتا اور ہی ہمکو ظاہر ہوا کہ شعبدہ باز ہی تیرا سر زخمی ہونے سے ہمارا اعتقاد خام ہوا بلکہ سبب
اسلام پر رغبت ہی مگر افسوس کوئی صورت آج تک ایسی نہ نکلی کہ بارگاہ صاحبقران مین
پہونچتے اب تو ہفت پیکر نے پکار کر آواز دی کہ ای شہابہ اس یاوہ گو بے پیر کو اٹھا کے پھینکدے
شان مین قدرت کی کیا کیا کہتا ہی ہفت پیکر نے جو یہ کہا شہابہ دونون مونڈھے پکڑ کر لیکے
لے دوڑا ہر چند ہامان چاہتا ہی کہ رکون نہین رک سکتا شہابہ نے ہامان کو دے مارا اور
سینے پر چڑھ بیٹھا کافور نجم خیز ایک پہلوان زبردست برابر دنگل ہامان کے بیٹھا تھا
کافور کا رنگ رو کافور ہوگیا غصے مین کانپنے لگا جب شہابہ نے چاہا کہ ہامان کو چیر ڈالے
تو کافور اپنے مقام سے تیغ کھینچ کر اٹھا آواز دی کہ او شہابہ بس سرکشی ہوچکی یہ کہہ کے ہاتھ
تلوار کا مارا شہابہ نے کلائی پکڑ لی تلوار کافور کی چھین کر پھینک دی اور کلائی پکڑ کے جھٹکا دیا
کہ سر کافور کا اڑ گیا اب ہمراہیان کافور و ہامان تلوارین کھینچ کر اٹھے شہابہ نے کسی کو
قبضہ مارا کسی کو لات ماردی ستر پہلوان کھڑے مارے ہامان پڑا ہوا یہ معرکہ
دیکھ رہا ہی شہابہ تو رفیقان ہامان و کافور سے لڑ رہا ہی بارگاہ مین دریا سے خون بہا دیا
چند رفیقون نے ہامان کو اٹھایا دریا سے باہر نکالا ہامان گینڈے پر سوار ہوکے بھاگا

رفیقون سے آواز دی کہ یارو مین خدمت مین حمزہ کی جاتا ہون وہ قدرشناس و فلک اساس
ہی جسکو میرا ساتھ دینا ہو وہ میرے ساتھ آئے چالیس رفیق ہامان کے ساتھ ہوے ہامان
چلا لشکر والون نے چاہا کہ ہامان کو روکین ہامان لڑتا ہوا نکلا چالیس رفیقون نے دو سو جوانون
کو مارا لڑتا بھڑتا لشکر کفر و ضلالت سے نکلا دریاے خون مین نہاتے ہوے طرف لشکر امیر
کے چلا یہان صاحبقران دربار مین بیٹھے ہین کہ ہرکارون نے یہ سب خبرین پہونچائین کہ ہامان
چالیس جوانون سے لشکر حضور مین آتا ہی صاحبقران نے بآواز بلند فرمایا کہ جو ہمین عزیز
رکھتا ہو وہ ہامان کو بعزت و آبرو لاوے اور بالطف اسکا استقبال کرے لندھور و بہرام و
مالک وغیرہ و چند فرزندان صاحبقران اپنے اپنے مقام سے اُٹھے براے استقبال
ہامان چلے یہان ہامان کہتا ہوا آتا ہی کہ یارو دیکھے شبدیز نے ذلیل کیا ہے ذریعے لشکر امیر
مین جاتا ہون کیا میری قدر ہوگی ساتھ کے رفیق کہتے ہین کہ حضور وہ جوہرشناس مردان
عالم ہین ضرور قدر کرینگے مگر ہامان حجاب سے سر جھکائے ہوے ہی جب کنارے پر لشکر
صاحبقران کے پہونچا تو ٹھہر گیا کہتا ہی کہ یارو اب میرا قدم نہین اُٹھتا شرم آتی ہے کہ بارگاہ
صاحبقران مین کیا منھ لیکر جاؤن کہ لشکر صاحبقران سے گرد اڑتی دیکھا سب کے آگے
لندھور بن سعدان جانشین صاحبقران شتر اشتی سردار پشت پر پیل آتے ہین لندھور نے
دور سے پکارا کہ ای ہامان کیون آتے آتے رک گیا صاحبقران زمان بارگاہ مین تیرے مشتاق
ہین کیون حجاب کرتا ہی انشاء اللہ شبدیز سے بدلا لینگے اگر تو اُسکی بارگاہ مین رک جاتا تو
ہم لوگ وہین آتے اب انشاء اللہ میدان مین سمجھینگے اگر تیرے چلنے مین دیر ہوگی تو صاحبقران
زمان وہ قدردان ہین کہ خود چلے آئین تو عجب نہین رفیقون نے کہا کہ ای پہلوان دوران
ای گرشاسپ جہان دیکھیے صاحبقران نے کیا قدردانی فرمائی اپنے جانشین کو مع اور
سردارون کے براے استقبال بھیجا ہامان گینڈے سے کود لندھور کو جھک کر سلام کیا
لندھور نے بمحبت گلے سے لگایا اسکے ساتھ والون سے بغلگیر ہوے بہ اعزاز سبکو لیا طرف
بارگاہ کے چلے اب لشکر صاحبقران مین جو ہامان پہونچا جس پلٹن یا رسالے سے گذرا وردی
بجی سردارون نے سلامی دی ہر ایک کپتان و رسالدار ہامان سے ملتا ہی ہامان بغل گیر

شگفتہ ہوا جاتا ہی ساتھ والون سے کہتا ہی دیکھو یارو کیا قدردانی فرمائی ہو اہل اسلام تو خلق
کے پتلے ہین کس قدر خلیق ہین انتہا کے شفیق ہین لشکر کیسا آباد ہی دوکانا اردل شاد ہین چاہک
کٹورہ کھنک رہا ہی اور گرم بازاریان ہو رہی ہین اس شان و شوکت سے ہامان بار صاحبقران
پر پہونچا دیکھا کہ صاحبقران در بارگاہ پر ٹہل رہے ہین ہامان کو دیکھتے ہی ہاتھ پھیلا دیے فرمایا
کہ ای برادر ہم تمھارے مشتاق تھے آنے مین کیون دیر ہوئی محجوب ہوا انشاء اللہ سر میدان
شبدیز سے ملالین گے خدا نے چاہا تو تمھارے قدمون پر اسکو گرائینگے ہامان نے بہ محبت
چاہا کہ قدمون کو صاحبقران کے بوسہ دون امیر نے بہ الفت سر چھاتی سے لگا لیا ہاتھ پکڑ کر
بارگاہ مین لائے بادشاہ کو سلام کرایا ہامان نے پایہ تخت کو بوسہ دیا بادشاہ نے بھی سر چھاتی
سے لگا لیا اور حکم دیا کہ جو دارا ہے ہین ان سب کے واسطے کشتیان خلعت کی منگاؤ خلعت
فاخرہ سے سب کو مخلع کرون لندھور نے کشتیان خلعت کی منگائین بادشاہ نے سعیدون کو
خلعت دیے فرمایا کہ ای ہامان اس بارگاہ مین دو صفین ہین دست راست کے لندھور سپہ سالار
ہین اور دست چپ کے مالک اشتر ہین جس طرف کہو دخل ملے ہامان نے کہا کہ مین دست راست
مین بیٹھونگا مالک نے اپنے سردارون سے کہا کیا خدا کا فضل ہوا ہماری صف مین ایسے کا
کام نہ تھا جنکے لائق تھا ان لوگون مین جا کر ملا لندھور نے ہامان کا ہاتھ پکڑ کر دست راست مین
دخل دیا ہامان مع اپنے رفیقون کے بیٹھا دعوتون کے پیغام سردار دینے لگے سب کے پہلے
رستم اپنے مقام سے اٹھے فرمایا کہ ای ہامان پہلے سب کے ہماری دعوت قبول کرو ہامان بسبب
خوشی کے پیراہن مین نہین سماتا ہی ساتھ والون سے کہتا ہی کہ میری خوش نصیبی کہ مین ان شیرون
مین آیا راہ ضلالت سے نکلا چشمہ ہدایت پر پہونچا اس بیابان سے چھوٹا خدمت مین ایسے شیر
کی پہونچا صاحبقران نے حکم دیا کہ ایک بارگاہ عمدہ واسطے ہامان کے استادہ ہو خادم و خدمتگار
برائے خدمتگاری ملے ہامان نہایت شکریہ صاحبقران کا ادا کر رہا ہی لیکن لب نکل آنے
ہامان کے شبدیز کو ہفت پیکر نے اپنے سر کی قسمین دین تب رکا ورنہ جو پہلوان اسکے
سامنے آیا وہ مارا گیا سترہ پہلوان افسر مارے آخر بڑی مشکل سے اسکا غصہ کم ہوا اور جھومتا
ہوا سامنے ہفت پیکر کے آیا ہفت پیکر نے گلے سے لگا کر کہا کہ تو نذر کردہ ما بدولت ہی

صاحب سطوت و صولت ہو کئی سو جوان اپنے بندے قدرت نے تیرے ہاتھ سے قتل کرائے بھی
تقدیر کی تھی کہ کسی کا حربہ تجھپر تاثیر نہ کرے اور یہی مسلمانون سے کیفیت ہوگی مگر شبدیز دمبدم
پوچھ رہا ہی کہ ہامان کہان گیا اُسی کی ذات سے سارے فساد برپا ہوئے اگر پہلے ہی دنگل
سے اُٹھ جاتا تو یہ ہنگامہ کاہیکو ہوتا ہفت پیکر کہہ رہا ہی کہ اے پہلوان دوران تم بیٹھو وہ جان
بچاکر بھاگ گیا جب آئیگا تو مین اُسکو تمھارے قدمون پر گرا دونگا میرے دربار مین کبھی گستاخی
نہ کرے جو تو حکم دے وہ بجا لائے یہ باتین ہو رہی تھین کہ ہرکارے گھبرائے ہوئے آئے کافرون
نے کافر کو بددعا دی قطعہ اے سرت سبز تا خزان بجزند + شکست طبل تاسگان بہ زند + گرز آتش نثار
رنگارنگ + بر سر تو موکلان بزنند + قدرت کی عمر کوتاہ ہو پہلو نشینون کا حال تباہ ہو ہامان
جو بارگاہ خداوندی سے نکلا چالیس ساحرون کو ساتھ لیا لشکر صاحبقران مین پہونچا امیر
بہت آبرو سے پیش آئے استقبال کرکے بارگاہ مین بلایا سب سردارون سے ملوایا دستور
مین جگہ ملی دنگل زرین بیٹھنے کو ملا ایک بارگاہ عمدہ رہنے کو مرحمت ہوئی آج لشکر طلسم کشا مین
اُسکی دعوت ہی شبدیز یہ سنکر جل گیا کہا کہ یا خداوند کل میدان کارزار مین اُسی کو پکارونگا لشکر امیر کا
طریقہ ہی کہ جسکا نام لیکر پکارے وہی نکلتا ہی چیر پھاڑ کے پھینک دونگا اگر کہیے تو لشکر حمزہ مین
گھس جاؤن اور ہامان کو پکڑ لاؤن ہفت پیکر نے کہا کیا ضرور ہی میدان مین جاکر سمجھ لینا یہ سنکر
شبدیز نے کہا کہ قدرت طبل جنگی بجوائین اُسی وقت ہفت پیکر نے طبل جنگی بجوایا اور آپ خود
جھومتا ہوا اُٹھا ہفت پیکر نے کہا کہ اے شبدیز کہان جاؤگے شبدیز نے عرض کی کہ یا خداوند
بارگاہ مین قدرت کی گھبراتا ہون مجھکو الگ مقام رہنے کو ملے ہفت پیکر نے حکم دیا کہ باغ ہمیشہ بہار
شبدیز کے رہنے کو دو شبدیز باغ ہمیشہ بہار مین جاکر بیٹھا اکھاڑہ بھی کھدوالیا کہ یہان کُشتی
لڑا کرونگا ہفت پیکر طبل جنگی بجوا ہی چکا ہی ہرکارے عیار جاسوسی حاضر تھے خبرین لیکر
بھاگے خدمت مین صاحبقران کی حاضر ہوئے بعد دعا کے عرض کی کہ شبدیز نے طبل جنگی بجوایا
ہی اور ہامان پر بڑا غصہ ہی کہتا ہی کہ پہلے میدان مین اُسی کو للکارونگا پھر فرزندان حمزہ سے
سمجھونگا باغ ہمیشہ بہار رہنے کو ملا بڑا مغرور ہی صاحبقران نے فرمایا کہ ہمارے لشکر مین بھی
بفضل ایزدی طبل جنگی بجے لشکر صاحبقران مین بھی طبل جنگی پر چوب پڑی لشکر مین مشہور ہوا

کہ شپرہ جاپاک قدم سے مقابلہ ہو لشکر دن مین تیاریان ہونے لگین چار پہر رات گذر کر
ستارۂ سحری آسمان پر چمکا شپرہ جاپاک خرام آفتاب آراستہ و پیراستہ ہو کر پگہ عریان
دکھاتا ہوا میدان چرخ زبرجدی مین آ کے قائم ہوا سبزۂ فلک کو روند رہا ہی مثل برق کوند
رہا ہی صاحبقران سوار ہوے در دولت شاہی پہ آئے بادشاہ جمجاہ برآمد ہوے اور
ملاحظہ فرمایا سب کے آگے صاحبقران کل فرزندان صاحبقران عالیشان صفین جمائے
کھڑے ہین ہامان ایک جانب رفقا کو لیے کھڑا ہی جمال و جلال شاہی دیکھ رہا ہی اول
سب سے صاحبقران نے سلام کیا بادشاہ نے سینے پر ہاتھ رکھا اشارہ تھا کہ جگہ آپکی ہمارے
دل مین ہی محبت آپ کی رگ و گل مین ہی بادشاہ جمجاہ نے تخت بڑھانے کا حکم دیا تخت
آگے بڑھا روشن چوکی بجی معلوم ہوتا تھا کہ دولہا کی سواری جاتی ہی چوبدار آگے آگے آوازہ
لگاتا ہوا کہ عمر و دولت کو ترقی ہو عمر شہنشاہی دراز ہو دشمن کو سوز و گداز ہو اس کروفر سے
میدان مین آکر پہونچے کہ سامنے سے گرد اڑی لشکر ہفت پیکر نمایان ہوا فوجین بیحساب
پہلوان لاجواب سب کے آگے شپرہ جاپاک قدم گینڈے پر سوار جھومتا ہوا میدان مین
آکر پہونچا صفوف جدال و قتال آراستہ و پیراستہ ہوئین نقیبون نے بڑھ کر نقابت کی
کڑکیتون نے کڑکا کہا شپرہ نے گینڈا اپنا پھیرا سامنے تخت ہفت پیکر کے آیا عرض کی کہ یا
خداوندا اجازت میدان ہو ہفت پیکر نے آواز دی کہ تجھکو ید قدرت کے سپرد کیا شپرہ گینڈا
اڑا کر میدان مین آیا اور پکار کر آواز دی کہ ای فرقۂ خدا پرستان جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے
مگر سوائے ہامان کے اور کسی کو نہین چاہتا اسنے بڑی نمک حرامی کی قدرت سے باغی ہو کر
آیا ہامان نے گھوڑا بڑھایا سامنے بادشاہ کے آکر سلام کیا عرض کی کہ ای شہریار اجازت
میدان لیجے وہ مجھی کو پکار رہا ہی بادشاہ نے فرمایا پروردگار کے سپرد کیا جیتے رہو اجازت لیکر
ہامان نے چاہا کہ بڑھون گھوڑے نے بدلگامی کی دو سر سے گرا رفیقون نے بہ تعجیل دوسرا
رکھا صاحبقران نے فرمایا خواجہ ہامان کے لیے بڑی بدشگونی ہوئی اگر مناسب جانو تو
اسکو منع کرو کہ میدان مین نہ جائے گھوڑے نے چڑھکر منع کیا ہامان نے نہ مانا جواب دیا کہ اقبال
صاحبقران ساتھ ہی وہی حفاظت کریگا گھوڑے کو اڑا کر قریب شپرہ کے آیا

شبابیز نے جو ہامان کو دیکھا غصہ سے کانپنے لگا کہا کہ کیون ہامان تو نے قدرت مین کیا
برائی دیکھی کہ جو قدرت کو چھوڑا مذہب نہلے تادیدہ اختیار کیا ہامان نے جواب دیا کہ وہ سچا
سکار حیلہ ساز و شعبدہ باز ہی خدا وہ ہی کہ جسنے زمین و آسمان کو پیدا کیا وہ خداے حقیقی ہی مالک
حقیقی ہی شبابیز اس بات پر بہت جھلایا کہا کہ بس خاموش رہ خداے تادیدہ کی زیادہ
تعریف نہ کر یا بدولت کو ناگوار ہوتا ہی مگر حربہ کر یہ میدان کارزار ہی حوصلہ دل کا نکال لے میرے
حربے کے بعد تجکو ضرب کی نوبت نہ آئیگی ہامان نے کہا کہ بیشک مطیع حکم صاحبقران ہوا اُن ہی
کے قانون کا پابند ہون جب تیرے حربے سے پروردگار بچائیگا تب مین حربہ کرونگا شبابیز نے
نیزہ مارا ہامان نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا اور آپ بھی نیزہ مارا ہامان کا نیزہ جو چلا
شبابیز نے سنان نیزہ بچا کر نیزے پر ہاتھ ڈالا نیزہ توڑا ہامان نے قبضے پر ہاتھ ڈالا خنجر دو
خنجر دار کے ہاتھ مارا شبابیز نے بارہ بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈال دیا چاہا تلوار چھین لون لیکن
ہامان نے گریبان پر شبابیز کے ہاتھ ڈالا شبابیز جھلا گیا گھوڑے سے کودا زیر شکم مرکب ہاتھ
دیکر ہامان کو مع مرکب اُٹھا لیا چرخ دیکر زمین پر مارا ہامان کود کر الگ ہوا گھوڑے کے
اعضا چور چور ہوئے شبابیز دوڑ کر لپٹ گیا ہامان اُلجھ اُلجھ کر لڑنے لگا شبابیز ریل کر لے دوڑا
چند قدم پر لا کر ایکبار اور دونون گھٹنے ہامان کے آشنا بہ زمین ہوئے شبابیز نے گریبان پر ہاتھ
رکھکر ایکبار مارا کہ سر ہامان کا زمین سے مل گیا ایک لات سینے پر ماری کہ استخوان ہامان کے چور
چور ہوئے ہامان زمین پر گر کر تڑپنے لگا شبابیز نے ایک پانون پر دونون پانون رکھے ایک
پانون کو دونون ہاتھون سے تھام کر ایکبار ہامان کو چیر کر پھینکا یار رفیقان ہامان فرداً فرداً
آئے ہاتھ سے شبابیز کے سیر گلشن جنان ہوئے چالیس جوانون کو شبابیز نے شام
تک مارا سپاہ ان مین دریاے خون بہا دیا شام کو پکار کر آواز دی کہ اے فرقہ خدا پرستان کل
تم لوگون سے سمجھونگا ایک ایک کو قتل کرونگا سوراخ مور و مار ڈھونڈھونگا اگر اپنی جان بخشی
چاہتے ہو تو آکر خداوند ہفت پیکر کو سجدہ کرو تو جان بخشی کرون اہل اسلام نے اپنے اپنے
گھوڑے چمکا کر آواز دی کہ او نامرد ایک پہلوان کو مار کر ایسا بلبلایا کہ اپنے ہوش مین نہین ہو
شبابیز پلٹ گیا دربار مین ہفت پیکر کے آیا مونچھون پر تاؤ دیکر رہا ہی کہتا ہی کہ یا خداوند مین نے

آج ہامان سے بدلا لے لیا جو کہا تھا وہی کیا سر میدان للکار کے مارا اب اہل اسلام کو دم نہ لینے
دونگا طبل جنگی بجوائیے کل پسران حمزہ کو للکارونگا سر میدان جیر کو چھینک دونگا آخر میرے ہاتھ
سے کیونکر بچیں گے ہفت پیکر نے اسی وقت طبل جنگی بجوایا ہرکاروں نے یہ خبر امیر کو
پہونچائی یہاں بھی طبل جنگی بجا دونوں لشکروں میں تیاریاں ہونے لگیں چار پہر رات
گذر کر اب وہ وقت آیا کہ پہلوان آفتاب تابان اکھاڑے سے مشرق کے نکلا شاگردان
ضیا ساتھ میں چرخ نیلوفری پر آکر ٹھہرا دونوں لشکر میدان کارزار میں بہ قاعدہ قدیم پہونچے
صفیں جمیں نقیب نقابت کرکے ہٹے کڑکیتوں نے کڑکا کہا شبدیز نے گھوڑا پھینکا
میدان میں آکر سلحشوری دکھائی جب خوب عرق عرق ہوا پکار کر آواز دی کہ او فرقہ خدا پرستو
جسکو تمنا مرگ کی ہو میرے مقابلے میں آئے لیکن فرزندان حمزہ کا آزردہ رہتا ہوں
انہیں سے کوئی میرے مقابلے میں آئے شاہزادہ سعد طوقی ناظرین والا تمکین کو بخوبی
یاد ہوگا ایرج نامے میں ایرج نوجوان نے ان ہی کو زیر کیا تھا مرکب اڑا کر سامنے
بادشاہ کے آئے عرض کی کہ اے شہریار اجازت میدان بادشاہ نے فرمایا کہ تمہیں خدا کے
سپرد کیا جیسے گھوڑا اڑا کر چلے خود سے گرا بادشاہ نے فرمایا کہ اے علمدار بدشگونی ہوئی
اب میدان میں نہ جائیے بدیع الزمان نے بھی بڑھ کر سمجھایا مگر سعد طوقی نے نہ مانا
فرمایا کہ قاعدے میں فرق آئیگا میں ہمت سے گھوڑا نکال چکا بادشاہ نے یہ بھی فرمایا کہ کل
کے روز ہامان کا خود گرا تھا وہ ہاتھ سے اس جلاد کے مارا گیا خیر پڑا لہذا آپ نہ جائیے
سعد طوقی نے نہ مانا گھوڑے کو اڑا کر میدان میں آئے بعد گفتگو سیاہ شبدیز نے نیزہ مارا
شاہزادے نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا آپس میں نیزہ چلنے لگا دونوں لشکر دیکھ رہے
ہیں نیزہ چل رہا ہے دو گھڑی کامل نیزہ چلا ایک مقام پر سعد طوقی نے نیزہ کاٹا نیزہ ہاتھ
سے شبدیز کے نکل گیا شبدیز نے قبضہ پر ہاتھ ڈالا خبردار خبردار کہہ کے ہاتھ تلوار کا مارا
سعد طوقی نے ہاتھ بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈال دیا اسنے گریبان پر ہاتھ رکھا گھوڑا اور گھوڑا
زمین پر بیٹھ گیا دونوں جوان لپٹے ہوئے زمین پر آئے کشتی ہونے لگی سعد طوقی اس
جھڑپ سے لڑ رہے ہیں کہ شبدیز کا جسم ہو رہا ہو دن بھر اسی طور سے کشتی ہوئی شبدیز تھکا

جان سے بیزار ہو رہا ہی چار گھڑی دن رہے کہا کہ ای فرزند صاحبقران ایک زور اخیر
کرتا ہون شاہزادے نے فرمایا کہ بسم اللہ تمھارے زور کا مشتاق ہون شب پر شاہزادے
کو ریل کے لے دوڑا شاہزادہ ہٹتا ہوا چلا آتا ہی چند قدم آکر ٹھیٹا چاہا کہ شب پر کو ریل کرکے دو
قدم آگے بڑھایا وہان پر بیہوش خانہ تھا گھٹنون تک شاہزادہ غرق زمین ہوا شب پر نے
ہلکا مارا کہ شاہزادے کا اُتر گیا شاہزادہ غش کھا کر گرا شب پر نے اسی حال مین مشکین
باندھ لین ہرچند پہلوانون نے آواز دی کہ او نامرد یہ کیا کرتا ہی شب پر نے نامنجاب سے
عاجز ہو چکا تھا مشکین باندھ کر شاہزادے کو لے گیا لشکر چاہتین کے بلٹے صاحبقران
زمان بلنگر اپنی بارگاہ مین آئے لیکن بڑا قلق ہی خواجہ سے فرمایا سعد طوقی کی خبر دمبدم ہمکو
پہونچانا خواجہ عمرو نے ہرکارون کو حکم دیا کہ دمبدم کی خبر صاحبقران کو پہونچانا ہرکارے
صورتین بدل کر بارگاہ ہفت پیکر مین پہونچے اب وہ وقت ہی کہ شب پر نے حکم دیا کہ اس
جوان کا کولھا ٹھاؤ سعد طوقی کا کولھا بھٹایا گیا شب پر نے حکم دیا کہ اس جوان کو قید خانہ
مین لیجاؤ صبح کو دربار مین بھیجا جائیگا ہرکارون نے یہ خبر رستم کو پہونچائی رستم نے سماک عیار کو
حکم دیا کہ ای سماک ہرکارون سے پیشتر ہمکو خبر پہونچانا بھائی صاحب کا گرفتار ہونا مجھے
بہت شاق ہوا اب مین چاہتا ہون کہ اس بیچارے کو سر دربار جا کر چھڑا دون سماک نے کہا انشاء اللہ
سب خبرین آپ کو مفصل پہونچین گی شب پر تو باغ ہمیشہ بہار مین چلا گیا صبح کو ہفت پیکر
آکے تخت پر بیٹھا ہفت پیکر نے حکم دیا کہ اس جوان کو لاؤ ہم دربار سمجھین گے سعد طوقی
قید پہنے ہوے دربار مین ہفت پیکر کے آئے مثل اہل اسلام صاحب سلامت کی ہفت پیکر
نے بگڑ کر کہا کہ ای فرزند صاحبقران تم گرفتار ہو کے آئے ہو مگر سرکشی نہین جاتی سعد طوقی
نے جواب دیا کہ او بیحیا وہ نامرد مکار کو کہا اُس نے پر گرفتار کرکے لایا اُسپر ناز کرتا ہی تو جلساز ہی
شعبدہ باز ہی دعوی خدائی کا کیا او بیحیا تجھکو شرم نہین آتی خدا سے نہین ڈرتا ہفت پیکر بیٹھا
شراب پی رہا تھا جام ہاتھ مین تھا غصے مین وہی شراب پھینک ماری وہ شراب جو سعد طوقی
پر پڑی شعلہ غضب اس طرح بھڑکا کہ شاہزادے نے جھٹکا دیکر توڑ ہی گلے کا طوق مڑوڑ ڈالا کہ
ایک جوان نے ہاتھ تلوار کا مارا شاہزادے نے اُسکی کلائی تھام کر طمانچہ مارا کہ سر اُس جوان کا

آ لگا اس جوان کو مار کر شاہزادہ سعد طوقی نے اپنے مقام سے جست کی قدم بہ ہفت پیکر کے قدم رکھا ریش ہفت پیکر کی پکڑ لی ایک طمانچہ مارا لوگ ٹوٹ پڑے ہفت پیکر کو ہاتھ سے سعد طوقی کے چھڑایا ہفت پیکر روتا ہوا ایک گوشے میں آ کر چھپا شاہزادہ سعد طوقی نے جو بارگاہ میں بلوہ دیکھا لڑتے ہوئے بارگاہ سے نکلے بیرون بارگاہ آ کر ایک سوار کو مارا اسکا گھوڑا لیا کاٹتے ہوئے چلے جو پہلوان سامنے آیا ہاتھ سے شاہزادہ سعد طوقی کے مارا گیا کئی سو پہلوان ہاتھ سے سعد طوقی کے مارے گئے شاہزادہ لڑتا ہوا چلا صبح کا وقت ہوا شہ پیچ اکھاڑے پر بیٹھا ہے شاگردوں کو زور دلوا رہا ہے کہ ہفت پیکر روتا ہوا سامنے شباہ یز کے پہونچا داڑھی اکھڑی ہوئی قطرات خون ٹپکتے ہوئے سعد طوقی نے جو منہ پر طمانچہ مارا ہے عارض سوجا ہوا ہے پکار کر آواز دی کہ اے پہلوان قدرت واہ نظر کردہ قدرت لیسر حمزہ نے میرا یہ حال کیا لڑتا بھڑتا جاتا ہے وقت اعانت ہے ایسا نہ ہو کہ لیسر حمزہ لشکر میں اپنے پہونچ جائے آج قدرت کی آبرو لے لی سر دربار یہ نوبت ہوئی شباہ یز نے جو یہ حال سنا اور قدرت کو اس حال سے دیکھا غصے سے کانپنے لگا تلوار کے قبضے پر ہاتھ ڈالا گینڈے پر سوار ہوا بیرون باغ چلا یہاں شاہزادہ لڑتا بھڑتا کنارے پل کے پہونچا ہے کوئی اب سامنا بھی نہیں کرتا کہ شباہ یز نے للکارا تو شاہزادہ جاتا تھا شباہ یز کی آواز سنکر ٹھہر گیا آواز دی کہ او نامرد میں تو تیری فکر میں تھا میرے مقابلے میں آ۔ شباہ یز برابر پہونچا شاہزادہ سعد طوقی خستہ و شکستہ سر برہنہ صرف تلوار ٹوٹی ہوئی ہاتھ میں مگر جوش جرات یہ تھا کہ شباہ یز کی آواز سنتے ہی رک گئے شباہ یز نے آ کر ہاتھ تلوار کا مارا شاہزادے نے وہی ٹوٹی ہوئی تلوار اٹھا دی تیغ شباہ یز کا پھلا سر پر گرا کہ سر شاہزادے کا زخمی ہوا شاہزادے کو عادت ہے دستانے کی یہ خیال نہ رہا کہ دستانے ہاتھوں میں نہیں ہیں جیسے ہی دستانے مارے دونوں کلائیاں کٹ کر گریں تیغ جھنجھنا کے جو نکلا گھوڑے کی گردن پر پڑا گھوڑے کی گردن قلم ہوئی شاہزادہ گھوڑے سے گرا بانوں زیر شکم مرکب دبا کو لٹا اتر گیا اوپر سے شباہ یز نے ہاتھ مارا سر کٹ کر شاہزادے کا گرا زلف خلیلی تھا م کے سر اٹھا لیا پاس ہفت پیکر کے آیا ہفت پیکر نے سر تخت پر رکھا عتاب خطاب کرتا ہے کہ کیوں او لیسر حمزہ تو نے ریش قدرت پر ہاتھ ڈالا

عارض قدرت پر طمانچہ مارا یہ نہ جانتا تھا کہ پہلوان قدرت موجود ہو یہ حال تیسرا کریگا ملازمان
سعد طوقی نے جو شکست سے یہ معرکہ دیکھا کہ شاہزادے کا لاشہ بے سر زمین پر پڑا ہی روتے
پیٹتے دوڑے گریبان چاک کیے لاش پر آ کے خوب روئے لاشہ بے سر اٹھایا گریہ و زاری
کرتے ہوئے لاشہ لیکر چلے قضا کار رستم پیلتن طلائے سے پلٹ کر طرف اپنے لشکر کے
جاتے ہیں کہ رونے پیٹنے کی آواز کان میں آئی سر اٹھا کر دیکھا کہ چند کس ایک لاشہ بے سر لاتے
ہیں پکار کر پوچھا کہ یارو کہیں غریب کا لاشہ ہی سب نے پکار کر آواز دی کہ حضور آپکے قوت بازو
زینت پہلو شاہزادہ سعد طوقی سایہ گلشن جنان ہوئے نام جو کہائی کا سنا کلاہ ہفت اکلو
زمین پر دے ماری گریبان پھاڑ ڈالا آواز دی کہ ہائے برادر شب بھر مجھے نیند نہیں آئی مادر مہربان
خواب میں فرماتی تھیں کہ کیوں بیٹا رستم سعد طوقی کی خبر لی میں حیران تھا کہ یہ کیا فرماتی ہیں
میں یہ نہ جانتا تھا کہ آج خدمت میں مادر گرامی کے جاؤ گے یہ کہکے رستم خوب روئے فرمایا
کہ لاشہ کہاں لیے جاتے ہو سب نے کہا کہ خدمت میں صاحبقران کی لیے جاتے ہیں رستم نے
کہا کہ گھوڑا لاؤ گھوڑا حاضر ہوا فوراً پشت مرکب پر سوار ہوئے تنہا طرف لشکر کفار کے
چلے یہاں اب وہ وقت ہی کہ ہفت پیکر نے شہ بہ یزد کی بڑی تعریفیں کیں اور خلعت منگا کر
دیا شاہ بہ یزد بہت خوش ہوا فرخ زرین بال جنگی طرف باغ ہمیشہ بہار کے چلا جیسے ہی باہر نکلا ملازم
اسکے سلام کرنے لگے پاؤں کو بوسہ دیا کہتے تھے کہ ای شہریار آج آپ نے وہ کام کیا کہ قدرت
خوش ہو گئے آپ کو اپنے ہاتھ سے خلعت دیا کسی پہلوان کو یہ دن نصیب نہیں ہوا جو حضور
کے واسطے فخر حاصل ہوا شہ بہ یزد کہہ رہا ہی بڑی غیرت کی بات تھی کہ لشکر قدرت نوچ ڈالی عارض
قدرت پر طمانچہ مارا وہ شخص اگر زندہ نکل جاتا تو لوگ مجھکو بدنام کرتے کہ شہ بہ یزد نے اتنا بڑا کام
کیا اور پھر بے سزا زندہ نکل گیا میں ضرور شرمندہ ہوتا میرا دل یہ چاہتا کہ کسی کو منہ نہ دکھاؤں
مگر اب کچھ بن نہیں پڑتا یقین ہی کہ مارا جانا سعد طوقی کا مسلمانوں کو ناگوار ہو ساتھ والے
کہتے ہیں قدرت آپ پر مہربان ہیں آپکا کوئی کچھ نہیں کر سکتا جب کوئی آپ سے ارادہ لڑنے کا کریگا
قدرت تقدیر کرکے آپکو غالب کرینگے قدرت کی تقدیر میں کوئی دخل دے سکتا ہی شہ بہ یزد پیادہ پا
کھڑا ہے سب افسر یہ باتیں کر رہے ہیں کہ لشکر میں تلاطم ہوا شہ بہ یزد نے سر اٹھا کے دیکھا

کہ رستم پیلتن تیغ ہفت جوہر کھینچے ہوئے لڑتے ہوئے آتے ہیں شبدیز کو دیکھکر آواز دی کہ او
نامرد میں نے وہیں جنت آرام گاہ کی مردی و جرأت اور تیری نامردی اہل دربار سے سنی کہ تو نے
ایسا عاجز کرکے انھیں قتل کیا اُسپر غرور کرتا ہی خبردار نام جرأت و بہادری کا دلینا مجھسے تو مقابلہ
کر شبدیز ہٹو ہٹو کرتا ہوا قریب رستم پہونچا کہتا ہوا کہ او پسر حمزہ تجھکو قضا لیکر آئی ہی رستم نے
کہا کہ او نامرد سامنے آ تو حال جرأت معلوم ہو جرأت فرزندان صاحبقران اظہر من الشمس
و ابین من الامس ہی آج تجھکو ظاہر ہو جائیگا یہ کہکے رستم پیلتن قریب آئے شبدیز نے
رستم کو کھینچنے نہ دیا اور ہاتھ تلوار کا مارا رستم بھائی کی محبت میں دیوانے ہو رہے ہیں کلیجے میں
شعلہ بھڑک رہا ہی ہاتھ بچا کے کلائی پہ ہاتھ ڈال دیا چاہا کہ جھٹکا مار کر تلوار چھین لوں شبدیز بڑا
زبردست پہلوان ہی تلوار تو اسکے قبضہ سے نہیں نکلی مگر لپٹ پڑا رستم بھی بھرے بیٹھے تھے
ایک گھونسا گینڈے کے سر پہ مارا کہ گینڈے کا سر پھٹا اور شبدیز کو کھینچ کر اپنے قریب لائے
آپ بھی گھوڑے سے کود کے کشتی ہونے لگی اہل لشکر شبدیز دیکھ رہے ہیں رستم نے اُس
غصّے میں کئی طمانچے شبدیز کو مارے شبدیز کانپ کر رہگیا چاہا کہ بدلا لوں رستم نے ہاتھ چھوڑا
شبدیز اپنی جان سے عاجز ہو رہا ہی رستم تھوڑے ہی عرصے میں کئی مرتبہ پکڑ لائے وہ وہ
گھونسے مارے کہ زرہ پارہ پارہ ہو گئی پیشانی سے قطرے خون کے ٹپک رہے ہیں شبدیز اپنی
زندگی سے بیزار ہو حیران ہی کہ دیکھوں کیونکر جان بچے اس غصّے میں پھر پھر رستم سے لڑا رستم
نے بہت ذلیل کیا طمانچے بھی مارے بال بھی سر کے کھینچے آخر میں گھبرا کر بار شبدیز چاہتا تھا کہ
مونڈھے کی کہا کر سنبھلوں رستم نے ایسا ٹھوکر ماری کہ وہ نامرد گرد برد ہوا کود کر چھاتی پہ
سوار ہوئے منظور ہوا کہ سر کھینچ لوں یا جبر کر کے پھینک دوں مگر نگاہ جو شبدیز پہ پڑ گئی چہرے پہ
اُداسی آنکھیں ڈگڈگاتی ہوئیں حال ابتر شبدیز کا دیکھا رحم آگیا دل سے باتیں کرنے
لگے کہ اس گلشاہ مرنے والے سے ملاقات غیر ممکن ہی لہذا اب اسکو مسلمان کریں گے یہ سوچ کر
مشکیں باندھیں گھوڑے پر سوار ہوئے شبدیز سے کہا کہ ہمراہ رکاب چل شبدیز پیچ و تاب
کھاتا جاتا ہی رستم نے نیزہ پشت پر رکھا فرمایا کہ اگر رہبری میں تامل کریگا تو نیزہ مار دونگا کہ
پشت کو توڑ کر پار کر دیگا اس طرح سے رستم پیلتن شبدیز کو لیکے چلے شبدیز دوڑتا ہوا آتا ہے

جہان کہین راہ مین رکتا ہی رستم سنان نیزہ چبھو دیتے ہین شبدیز دیکھکر بھاگتا ہی اسی طرح سارے لشکر مین پھرلیتے ہوئے بارگاہ سلیمانی پر لائے سرداران نے جو شبدیز کو دیکھا کوئی قہقہہ لگاتا کوئی بلیجک لگاتا ہی بعض نے اسقدر پتھر مارے کہ تمام جسم اسکا سیاہ ہوگیا شہ پارہ نے کہا اے رستم مردون کو یون نہین ذلیل کرتے ہین یہ آپکو مناسب نہین رستم نے سردارون کو منع کیا کہا کہ یار و اس جنت آرامگاہ کی صورت آنکھون کے سامنے پھرتی ہی اب اسکو ذلیل کرنے سے کیا نفع اگر یہ مسلمان ہو تو اسکو رونق بارگاہ اسلام کرین ورنہ قتل کرین لیکن مین یہی چاہتا ہون کہ یہ مسلمان ہو اور ہم لوگون مین رہے اگر طریقہ جرأت سے آگاہ ہوجائے تو اسکو مرتبۂ اعلیٰ دین یہ کہکر اندر بارگاہ سلیمانی کے لائے سامنے صاحبقران کے پیش کیا صاحبقران نے فرمایا کہ بیٹا رستم تمنے بڑا کام کیا کہ اس نامرد کو لائے مگر اس وقت میرے سامنے سے ہٹا دو ایسا نہو کہ محبت مین فرزند کی کوئی حکم دے دون کہ قانون کے خلاف ہو اسکو لیجا کر اپنے لشکر مین قید کرو مین اسکا دریا سمجھونگا رستم نے شبدیز کو لیجا کر اپنی بارگاہ مین قید کیا آلارگرد و آلاگرد کے سپرد کر دیا امیر کے سامنے لاشہ سعد طوقی کا رکھا ہی فرمایا کہ مقبل سے کہو ہمارا مرکب تیار کرے ہم اپنے فرزند کا سر لینے جائینگے عمرو کھڑا ہوا رو رہا تھا یہ جو صاحبقران نے فرمایا عمرو دوڑکر قدمون سے لپٹ گیا عرض کی کہ اے آقا سے نامدار آپ تامل فرمائین مین جاکر سر دربار ہفت پیکر سے لاتا ہون یہ کہکر عمرو جست و خیز کرتا ہوا بصورت اصلی چلا اسی طرح لشکر ہفت پیکر مین آیا لوگون نے دیکھا کہ عمرو عمرو کے ہاتھ مین جال الیاسی کاندھے پر ایک کاندھے پر گلیم عیاری جست و خیز کرتے ہوئے جاتے ہین جسنے چاہا کہ روکے عمرو نے نگاہ قہر و غضب دیکھا وہ شخص تھرا کر رہگیا اور عمرو نکل گیا اسی رنگ سے دربارگاہ ہفت پیکر پر آیا درگہ سالار نے آواز دی کہ اے عمرو یہان آنیکا ارادہ نکرنا عمرو نے سر سے گوپھن کھولا کہ گوپھن مین پتھر دیکر مارا کہ سر درگہ سالار کا اڑگیا اندر بارگاہ کے آکر دیکھا کہ ہفت پیکر تخت پر بیٹھا ہی اور سر سعد طوقی کا تخت پر رکھا ہی عمرو نے آنکھ ملا کر ہفت پیکر سے آواز دی کہ او نامرد سر فرزند صاحبقران تونے اس طور سے رکھا ہی اور بے ادبی کر رہا ہی لاشہ سعد کا دفن ہوئے تو تیرا سر کاٹون یہ کہکر عمرو جست و خیز کرتا ہوا قریب تخت ہفت پیکر کے آیا اور اپنے ہاتھ سے

سر اٹھایا بائین ہاتھ سے تاج لیا جست کرکے اپنے نام کا نعرہ کیا نعرہ عمرو

عمرو ہون مین عیار صاحبقران	مرے نام سے کانپتا ہے جہان
تراشندۂ ریش کفار ہون	زمانے کا مکار و عیار ہون
مرا تیز رفتار ہو گر قدم	صبا ٹھوکرین کھاتی پھرے ہر قدم
اُڑا دون صبا کے بھی مین ہوش کو	نہ پائے مری گرد پاپوش کو
دوندہ جہانگیر و طرار ہون	جہانگیر عالم کا عیار ہون

نعرہ کر کے جست جو کی سراپچے کو فراکر سر کو گود مین لیے ہوئے طرف لشکر کے چلے ہفت پیکر نے کہا کہ ہاروس ساربان زادے کو لینا لوگ پیچھے عمرو کے دوڑے عمرو نے باہر نکل کر ایک جادوگر کو خنجر مارا اُسکا شکم چاک قصہ پاک ہوا اُسکے مرنے سے اندھیرا ہوا اندھیرے مین عمرو بھاگے صاحبقران دربار مین بیٹھے ہین لاشہ سعد طوقی کا لندھور نے باہر رکھا صاحبقران فرما رہے ہین کہ کیون دارا ہے ہمارے فرزند کا لاشہ بے سر دفن ہوگا کیا تدبیر کرون خواجہ عمرو گئے ہین مگر دن کو کیا کر سکتے ہین رات ہوتی تو کسی کی صورت بنکر جاتے تو شاید سر لاتے دن کو وہ کیا کرینگے یہ ذکر تھا کہ ہاہا ہوا خواجہ عمرو آئے عمرو نے لاکر سر سامنے صاحبقران کے رکھا صاحبقران نے پوچھا کہ خواجہ کس صورت پر گئے خواجہ عمرو نے کہا کہ بصورت اصلی گیا اور سر تخت ہفت پیکر سے اُٹھا لایا ہرکارون نے صاحبقران کے ہاتھ مین پرچہ دیا کہ تاج بھی ہفت پیکر کا لائے ہین صاحبقران نے پرچہ پڑھ کر کہا کہ خواجہ وہ تاج تو ہم دیکھین خواجہ عمرو نے کہا کہ میرا آقا سے نامدار دن کو جانا ہی مشکل تھا تاج کسی کے سر سے اُتارنا کیونکہ ہو سکتا ہے یہ ہرکارے جھوٹ پرچہ لکھا کرتے ہین امیر چونکہ غمگین تھے خاموش ہو رہے لندھور و مالک نے سر کو جسم سے ملایا رستم سر برہنہ ہوکر صندوق کے ساتھ ہوئے اول غسل دیا گیا جب لاش لیکر شہر خموشان مین آئے تو رستم کا حال بہت ابتر ہوا فرمایا کہ یارو مین اپنے نور نظر کو پیوند زمین نہ ہونے دونگا کہ یہ نازک مزاج شاہون کے سر کا تاج کیسا تنہائی مین گھبرائیگا۔ نظم

کبھی یہ جدائی تھی کل شمع تو گھبراتے تھے	ہائے کیا قبر کی تاریکی مین ہوگا خفقان

نہ جہان پر تو خورشید نہ تحریک صبا	نہ جہان اختر تابندہ نہ ماہ تابان
کوئی مونس نہین ہمدم نہین ہمراز نہین	طاقت نطق کہان سانس بھی مسدود زبان

لندھور و مالک نے صاحبقران کو سمجھایا کہ ای آقائے نامدار صبر کیجیے دل پر جبر کیجیے صاحبقران نے فرمایا مجبور و ناچار ہین صبر نہ کرینگے تو کیا کرینگے موت سے کسی کو چارہ نہین ہی امیدواران ہمیشہ ملکہ مہرنگار ایسی معشوقہ کا دم میرے زانو پر نکلا سوا صبر کے ہمنے اور کیا کیا لہذا اب بھی صبر کرینگے مگر حیرت یہ ہی کہ انکی والدہ ماجدہ قلعہ ذوالامان مین ہین جب اتفاق ملاقات ہوگا اور وہ پوچھین گی کہ میرا فرزند کہان ہی تو مین اُنکو کیا جواب دونگا سرداروں نے عرض کی کہ حضور اگر وہ یہان موجود ہوتین تو کیا کرتین ملکہ مہرنگار کے سامنے قباد نے انتقال کیا مہرنگار نے کیا کیا عمرو نے کہا کہ ہمشیرہ نے عیش و راحت دنیا کو ترک کیا تھا جب وہ روتی تھین تو دل سنگ آب ہوتا تھا رستم دوڑ کر قدمون سے صاحبقران زمان کے لپٹ گئے کہا کہ قبلہ و کعبہ اب صبر کیجیے تشریف لے چلیے ہم لوگ کیونکر گوارا کرین کہ آپ یہان پر تشریف رکھین اور ہم لوگ اپنی بارگاہ مین جائین ایک طرف سے بدیع الزمان نے آکے صاحبقران کو اُٹھایا اور سب فرزند آکر لپٹ گئے صاحبقران کو بمشکل بارگاہ مین لائے علشاہ نے بعد کئی دن کے عرض کی کہ شبدیز کو غلام لایا ہی اُسکا بلاکر دربار کیجیے اگر وہ راہ پر آئے تو بہتر ہی اگر گمراہ رہے تو اُسکو قتل کیجیے صاحبقران نے فرمایا کہ ای فرزند بڑے بڑے پہلوان آئے وہ تم لوگون سے لڑے اور مارے گئے بعض مسلمان ہوے بعض ناکام پردۂ دنیا سے اُٹھے لیکن ایسا پہلوان آج تک نہین آیا تھا صاحب جرأت و طاقت فنون سپہگری مین طاق شہرۂ آفاق مین چاہتا ہون کہ یہ مسلمان ہو تو رونق بارگاہ اسلام کرون ابھی دو چار دن اور قید رکھو پھر مین دربار کیجیونگا ذرا غم شاہزادہ سعد طوقی کا کم ہولے تو مین دربار کیجیون ایسا نہ ہو کہ مجکو غصہ آجائے ابھی تصویر اُس مرحوم کی آنکھون کے نیچے پھر رہی ہی لیکن اُسکو ایسے شخص کے سپرد کرو کہ آرام سے رکھے آب و دانہ کیفیت پہونچائے شراب و کباب جملہ چیزین اُسکو پہونچین علشاہ نے عرض کی کہ مین نے آلاگرد و مالاگرد کے سپرد کیا ہی صاحبقران زمان نے آلاگرد مالاگرد سے فرمایا کہ ای سرداران لشکر علشاہ

اُس قیدی کے ساتھ تعصب مذہبی نہ کرتا لوگ حیران ہوگئے کہ قاتل فرزند پر صاحبقران زمان
یہ مہربانی فرماتے ہیں اور اُسکے مسلمان ہونے کی خواہش رکھتے ہیں نمی کا ہش رکھتے ہیں
سب سردار یہی ذکر کر رہے ہیں مگر الاگرد و مالاگرد جو قیدخانے میں آئے شبابیز کے ساتھ
بڑی محبت صرف کی شبدیز نے پوچھا کہ اے افسر آج زیادہ مہربانی کا کیا باعث ہے الاگرد
و مالاگرد نے پرورش صاحبقران کا ذکر کیا شبدیز کو نام صاحبقران سے ایک محبت
پیدا ہوئی لیکن ہفت پیکر دربار میں بیٹھا ہے ہرکاروں نے یہ خبر پہونچائی کہ صاحبقران نے
ابھی دربار شبابیز کا نہیں سمجھا اور بڑی پرورش فرمائی ہفت پیکر تعریفیں شبابیز کی
کر رہا ہے جھتر و سرہنگ جو دربار میں جمع ہیں اُنکی طرف دیکھکر کہا کہ جو کوئی تم لوگوں سے
شبابیز کو چھڑا کر لائے اُسکو دولت دنیا سے نہال کر دونگا دامن مدعا جواہر سے بھر دونگا
عیار اس فکر میں ہوئے کہ ہرکارے دوڑے ہوئے آئے بعد دعا کے عرض کی کہ خداوند
مسعود تیغ دراز [illegible] معصیت خیز سے جمعیت تین لاکھ فوج کے آتا ہے یہ خبر سنکر
ہفت پیکر تو خوش ہوگیا مگر رفقا نے عرض کی کہ یا خداوند مسعود و شبدیز سے چشمک
چلی آتی ہے مسعود کبھی مثل شبدیز کے بہادر ہے شبابیز کے نام سے اُسکو نفرت ہے
ہمیشہ یہی خیال رکھتا ہے کہ جو کام شبابیز کرے وہ میں کبھی کروں یہ ذکر تھا کہ مسعود آکر
پہونچا غرور سے جھومتا ہوا ہفت پیکر کو سجدہ بھی غرور سے کیا ہفت پیکر نے دنگل
واسطے بیٹھنے کے دیا مسعود نے بیٹھتے ہی پوچھا کہ شبابیز کہاں ہے ہفت پیکر نے سب حال
شبابیز کا بیان کیا کہ اُسنے فرزند صاحبقران کو مارا کئی برس ہوئے کہ مسلمان طلسم ہفت پیکر
میں آئے لیکن ایسا ملال نہیں پہونچا کہ فرزند صاحبقران کو اُسنے ہلاک کر ڈالا صاحبقران
کو بڑا قلق ہے مسعود نے کہا کہ یا خداوند اب میں صاحبقران کو صدمے پہونچاؤنگا میں مثل
شبابیز کے نہیں ہوں کہ مجھکو مسلمان قید کر رکھیں گے اب طبل جنگی بجوائیے کل میدان میں
مقابلہ کرونگا نام پر مسعود کے طبل جنگی بجا ہرکارے جو لشکر اسلام کے موجود تھے خبر میں
لیکر بھاگے سامنے صاحبقران کے آئے ہاتھ اُٹھا کر دعا دی۔ قطعہ۔ یارب بقاے عمر
تو بادا ہزار سال ✝ لیکن نہ ایں حساب بعد حشمت و جلال ✝ سال ہزار ماہ و ماہ ہزار [illegible]

ہیجدہم ہزار ساعت و ساعت ہزار سال شہریار عالم کی عمر دراز ہو دشمن کو سوز و گداز ہو سقہور
دربار میں ہفت پیکر کے آیا ہی نہایت مغرور و متکبر ہی کہتا ہی کہ فرزندان صاحبقران کے
دشمنوں کو قتل کرونگا اور یہ بھی کہا کہ میں شبدیز نہیں ہوں کہ مجکو مسلمان قید کر رکھیں گے
امیر نے فرمایا کہ پروردگار مالک ہی خواجہ کہہ دو ہمارے لشکر میں بھی طبل جنگی بجے لشکر میں امیر
کے طبل سکندر پر چوب پڑی جانبین کے لشکروں میں تیاریاں جنگ کی ہونے لگیں چار پہر
رات گذر کر اب وہ وقت آیا کہ پہلوان ماہ تابان مع شاگردان ثوابت و سیارگان اکہاڑے
سے فلک نیلوفری کے بہاگا اور داخل قصر مغرب ہوا اور پہلوان نیر اعظم خم ٹھوکتا ہوا اکہاڑے
میں چرخ زبرجدی کے آیا فوجیں جانبین سے میدان میں آکر پہونچیں مگر سقہور موچھوں پر
ہاتھ پھیرتا ہوا اور بات میں نام شبدیز کا لے رہا ہی یہی دمبدم کہتا ہی کہ میں مثل شبدیز کے
نہیں ہوں کہ مجکو مسلمان قید کرینگے صفیں آراستہ ہوئیں نقیب نقابت کرکے
ہٹے کیتون نے کڑکا کہا۔ نظم

ہان نامور وہ نام کرنا
مردون کا فقط ہی نام باقی

کر لیتے ہیں جب کہا یہ کرکا

دیگر

رستم سے نہ ہو وہ کام کرنا
رستم رہا زمین پہ باہم بکیا

دل مردون کا پھر جنگ پھڑکا
رستم ہے نہ اب نہ سام باقی
مردون کا آسمان تلے نام رہ گیا

ای مردان بگوشید تا جامہ زنان نہ پوشید کہ گیت یہ آواز میں لگا کر ہٹے سقہور نے کہ آمادہ کبر
تکبر و نخوت تمام گہنٹا بڑھایا سامنے تخت ہفت پیکر کے آیا کہا کہ یا خداوند اجازت میدان کی
ہفت پیکر نے کہا کہ تجکو اپنے ید قدرت کے سپرد کیا سقہور نے کہا کہ یا خداوندا گر آپ تقویت
یہ بھی کرینگے تو میں غالب آؤنگا جا کر بہادروں کو للکارونگا ٹوک ٹوک کے پہلوانوں کو مارونگا
یہ کہہ کر میدان میں آیا گھڑی دو گھڑی تیغہ چلایا جب خوب غرق عرق ہوا دونوں پیروں سے
یوں پسینہ ٹپکا کہ جیسے دو کالی گھٹا میں برستی ہیں گینڈے کو روک کر کھڑا ہوا پکار کر آواز دی کہ
ای فرقہ خدا پرستان و ای زبردستان جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے مگر وہ شخص میرے مقابلے میں
آئے کہ جس سے مزہ شجاعت کا ملے میں مثل شبدیز کے نہیں ہوں کہ مجکو قید کرکے بٹھا رکھو یا
امیر کسی کو بھیجو مگر خدا بدولت کے مقابلے میں آئے سمجھ کے آئے یہ جو سقہور نے نعرہ کیا رستم زمان
مغرب فرامرز عاد مغربی پسر خواندہ صاحبقران مرکب عربی کو جھکا کر نکلا سامنے بادشاہ کے

عرض کی کہ ای شہریار اجازت میدان ہو بادشاہ نے فرمایا کہ ای فرامرز یہ بڑا زور معلوم ہوتا ہے اس سے سمجھ کر مقابلہ کرنا فرامرز نے کہا کہ اگر اقبال شاہی شریک حال ہے تو اسکی ستائین بجا کر لاتا ہون یہ کہکر گھوڑا بڑھایا مقابلے مین سقہور کے آیا سقہور نے دیکھتے ہی نیزہ مارا فرامرز نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا آپس مین نیزہ بازی ہونے لگی ایک مقام پر سقہور نے نیزہ فرامرز کا تھام لیا اور زور کرکے توڑ ڈالا فرامرز کو بہت ناگوار ہوا ہاتھ تلوار کا مارا سقہور نے تلوار کو تلوار پر روکا الجھاو سے ہاتھ نکال کر یا خداوند ہفت پیکر کہکے ہاتھ تلوار کا مارا فرامرز نے گرد سپر کا اٹھا دیا مگر سقہور بڑا زبردست جوان ہے سپر کو کاٹا سپر کو کاٹ کر خود کو کاٹ کر سر پر تلوار پڑی کہ تا دوابرو فرامرز کے تیغہ پہونچا فرامرز نے اتنا بڑا زخم کاری کھاکر ہاتھ تلوار کا مارا سقہور نے گینڈا ہٹالیا نکان جو پہونچی سر فرامرز کا جھکا سقہور نے دوسرا ہاتھ مارا کہ زخم سر فرامرز کا چہار پارہ ہوا چاہا کہ تیسرا ہاتھ مار دے جمہور نے صف سے نکل کر فرامرز کشتہ ہوتا ہے مرکب کو اپنے اڑا دیا اس جلدی مین آیا کہ فرامرز کو ہٹا لیا سپر کے مقابلہ کیا سقہور نے اسی تیغہ خون آلود کا وار کیا جمہور کا سر زخمی ہوا فرداً فرداً گئے ہاتھ سے سقہور کے زخمی ہوئے دو پہلوان سپاہ گلشن جان ہوئے سقہور کا وہ غرور بڑھا کہ کئی مرتبہ پکار کر آواز دی کہ مین مثل شبدیز کے نہین ہون کہ مسلمان مجکو قید کرینگے جھومتا ہوا پلٹا ہفت پیکر کو آکر سلام کیا کہا کہ یا خداوند آپ نے میری میدان داری دیکھی غلام نے مسلمانونکا کیا حال کیا کئی پہلوان زخمی کیے چند روز مین سب کا خاتمہ کرونگا حمزہ سے مقابلہ کرونگا جس دن حمزہ سے مقابلہ کرونگا اور سر سپاہ ان زیر کرونگا اس روز مسلمان بھاگ جائینگے مین شبدیز نہین ہون جو میرے مقابلے مین آئیگا سزا پائیگا اسطرح کے غرور کرتا ہوا دربار ہفت پیکر مین آیا کہا کہ یا خداوند آپ میرے کام پیل جنگی سمجھ لیجیے اب مین مسلمانون کو دم نہ لینے دونگا روز دس پانچ کو قتل کرونگا جو زخمی ہوگا وہ دو چار دن مین تڑپ تڑپ کر مر جائیگا میرے ہاتھ کا زخمی بچتا نہین آفت برپا کرونگا ہفت پیکر نے پھر طبل جنگی بجوایا یہ خبر صاحبقران کو پہونچی صاحبقران نے بھی طبل جنگی بجوایا اگر دسترخوان کا لالا کر دو مالاگر دو جو کھانا لیکر واسطے شبدیز کے آئے شبدیز نے کہا کہ ای افراسیاب ستم آج

میدان میں کیا معرکہ گذرا ذرا ہم بھی سنیں الاگرد و مالاگرد نے کہا مقہور میدان میں آیا کئی
سردار زخمی ہوئے پھر کلمے پر وہ مغرور یہی کہتا تھا کہ میں شبدیز نہیں ہوں الاگرد و مالاگرد سے
شبدیز نے کہا کہ تم عزیزدار رستم ہو ہماری جانب سے رستم سے عرض کرو کہ ہمکو بھی کل میدان
کارزار میں لے چلیں ہم بھی میدان کا تماشہ دیکھیں اور مقہور کو معلوم ہو کہ شبدیز کیسا ہی [illegible]
الاگرد و مالاگرد نے کہا کہ بہتر ہے آکر رستم سے کہا رستم نے کہا کہ کیا مضائقہ ہے کل شبدیز کو میدان
میں لانا جب چار پہر رات گذری اور لشکر طرف میدان کارزار کے چلے تو الاگرد و مالاگرد نے
آکر شبدیز کو ارابے پر سوار کیا شبدیز مسلسل و مطوق ہاتھ ٹیکے ہوئے ارابے پر بیٹھا ہے مگر
مثل شیر جھومتا ہوا الاگرد و مالاگرد نے ارابہ شبدیز کا لا کر ایک طرف ٹھہرایا ادھر لشکر میدان
میں آکر پہونچے اب وہ وقت آیا کہ مقہور تیغ دراز گینڈے کو چمکا کر میدان میں آیا سلحشوری
کرنے لگا پکار کر آواز دی کہ ای فرقہ خداپرستان جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے چاہتے تھے
سردار کہ مقابلہ مقہور میں نکلیں کہ شبدیز نے زنجیریں ہلائیں ارابے سے جست کر کے
کودا زنجیریں طوق بیڑیاں توڑتا ہوا چلا قید جو شبدیز نے توڑی جسم سے خون کے قطرے
ٹپک رہے ہیں اسی حال سے سر برہنہ مقابلہ مقہور میں پہونچا للکار کر آواز دی کہ او بے حیا
مغرور عقل و جرأت سے دور دیکھ شبدیز تیرے سامنے آیا شبدیز کی جرأت دیکھ لے حربہ
کر تو تجکو حال کھلے مقہور نے نیزہ مارا شبدیز نے آڑے ہوکر نیزہ خالی دیا ڈانڈ پر نیزے
کی ہاتھ ڈال دیا نیزہ مقہور کے ہاتھ سے چھین لیا مقہور نے ہاتھ تلوار کا مارا شبدیز نے
اکوالی ہوکر خالی دیا خالی دیکر بار ہو بچائی کلائی پر ہاتھ ڈال دیا ایک جھٹکا مارا کہ مقہور
زمین پر آیا شبدیز لیٹ پڑا مقہور نے چاہا کہ پیچ باندھوں شبدیز نے اٹھا کر دے مارا
چھاتی پر چڑھ کر سر مقہور کا کھینچ لیا طرف لشکر ہفت پیکر کے پھینکا پکار کر آواز دی کہ یا
خداوند یہ مقہور مغرور کا سر موجود ہے ہر بات میں یہی کہتا تھا کہ میں مثل شبدیز نہیں ہوں
اب اور کسی کو میرے مقابلے میں بھیجئے صفدر جنگ آزما نے جولان و گزاف شبدیز کی سنی
صف سے گینڈا نکالا ہفت پیکر سے اجازت لیکر مقابلہ شبدیز میں آیا ہاتھ تلوار کا مارا شبدیز
نے کلائی پر ہاتھ ڈال دیا اور کلائی صفدر جنگ آزما کی پکڑ کے ایک گھونسا مارا گینڈے سے [illegible] [illegible]

گھونسہ پڑا گینڈے کا سر پھٹا بھیجا زمین پر آیا شبدیز لیٹ پڑا شبدیز نے تیسرے پیچ پر اُکھیڑ کر مارا کہ صفدر کے استخوان چور چور ہوے پھر پکار کر آواز دی کہ یاخداوند ہفت پیکر
اور کسی کو بھیجے آفتاب کرگدن سوار گینڈے کو بڑھا کر سامنے آیا شبدیز نے جھپٹ کر
ایک گھونسہ مارا کہ گینڈے کا سر پھٹا آفتاب گینڈے سے کود اشبدیز سے لپٹ گیا مگر
شبدیز بلائے روزگار ہی تیسرے پیچ پر اسکو بھی اُکھیڑ کر مارا کہ استخوان اسکے چور چور ہوے
اہل اسلام اس جرأت کو دیکھ رہے ہین ہر ایک کا یہی قول ہی کہ اب شبدیز اطاعت امیر
کریگا اور ہفت پیکر پر بخوشی لعنت کرے گا جرأت شبدیز کی سب تعریفین کر رہے ہین لیکن
ہفت پیکر جھلا جھلا کر پہلوانون کو بھیج رہا ہی جو پہلوان مقابلے مین شبدیز کے گیا وہ واصل
جہنم ہوا بڑی جرأت یہ ہی کہ شبدیز نے ہتھیار ہاتھ مین نہین لیا تھا سب سے لڑا گیارہ
پہلوان فرداً فرداً مقابلے مین شبدیز کے آئے اور مارے گئے پہر دن رہے پر ابند ہو گیا
ہرچند شبدیز نے آواز دی کہ یاخداوند کسی کو میرے مقابلے مین بھیجے ہفت پیکر ایک ایک
کا نام لیکر پکار رہا ہی کہ مقابلے مین شبدیز کے جاؤ مگر کوئی نہین جاتا پر ابنا ہی آخر مجبور ہو کے
شبدیز نے آواز دی کہ یاخداوند استنے پہلوان کھڑے ہین کوئی میرے مقابلے مین نہین آتا خیال
کرنے کا مقام ہی کہ سلاح تک میرے جسم پر نہین ہین بے زرہ لڑ رہا ہون ہتھیار تک پاس
نہین ایک ہفتہ قید مین گذرا تکلیفین اُٹھائین جب کوئی مقابلے مین شبدیز کے نہ آیا تو شبدیز
یہ کہکر پلٹا کہ اب کوئی نامرد میرے مقابلے مین نہ آئیگا یہ کہتا ہوا قریب ارابے کے آیا اور آکے
ارابے پر بیٹھ گیا پکار کے آواز دی کہ اے الاگرد و مالاگرد مجکو زنجیرین پہناؤ قید کرکے قیدخانہ
مین لے چلو ایسا نہ ہو کہ مین بھاگ جاؤن علمشاہ نے اشارہ کیا کہ اے الاگرد و مالاگرد
جاکر شبدیز کو سمجھاؤ سمجھا کر قدمون پر صاحبقران کے گراؤ اور کہنا کہ آج تمہاری جرأت
کی سب تعریفین کر رہے ہین صاحبقران تمسے راضی ہین سب سردار تمہاری صفت کر رہے ہین
مقصور کا خوب غرور مٹا یا کیسے کیسے پہلوانون کو مارا اب تمکو قید مین رہنے سے کیا فائدہ ہے
الاگرد و مالاگرد قریب شبدیز کے آئے اور بہت کچھ سمجھایا شبدیز نے جواب دیا کہ صاحبقران
مجھ سے یہ امید نہ رکھین کہ مین مسلمان ہو کر خدمت حضور مین رہونگا مین بندہ مرد کیا امیر یعنی کہ

مین نے اُنکے بیٹے کو مارا اُنھون نے قیدخانے مین بھی مجھپر رعایت کی آب و دانہ بتکلف بہونچایا
مین جانتا تھا کہ قید مین مجھکو بڑی تکلیف ہوگی اور صاحبقران بڑے صدمات دینگے اور زندہ
نہ چھوڑینگے مگر مردان عالم کے جو قواعد ہین وہ امیر نے میرے ساتھ صرف کیے مقہور بہت ہی
بلبلاتا تھا اور ہر مرتبہ یہی کہتا تھا کہ مین شبدیز نہین ہون اُس نمود پر مین نے اُسے بڑا جی
کہ شبدیز کو سب دیکھ لین اگر مجھکو قید نہ پہناؤ گے تو مین قیدخانے مین بگڑونگا نگہبانون کو مارونگا
آخر ناچار ہوکر الاگرد والاگرد نے شبدیز کو قید پہنائی شبدیز نے خوشی خوشی قید پہن لی الاگرد
والاگرد شبدیز کو قیدخانے مین لے گئے صاحبقران نے جو یہ باتین سنین فرمایا کہ کل انشاءاللہ تعالیٰ
شبدیز کو دربار مین بلاؤنگا ای الاگرد والاگرد بخوبی شبدیز کو سمجھانا کہ جب صاحبقران تم کو
سمجھائین فوراً مسلمان ہونا الاگرد والاگرد جب کھانا لیکر پاس شبدیز آئے کھانا کھلایا
شراب پلائی سمجھانا شروع کیا کہ ای شبدیز تمھاری جرأت مین کوئی فرق نہین صاحبقران عالیشان
ضرور سرفراز کرینگے اگر کل صاحبقران تمکو دربار مین بلائین اور سمجھائین فوراً مسلمان ہونا
انکار نکرنا شبدیز نے کچھ جواب ندیا اب الاگرد والاگرد نے نگہبانی بھی کم کردی لیکن ہفت پیکر
جو میدان سے پلٹا پکار کر آوازہ دی کہ ای شاطران بادولت تم مین سے کوئی ایسا ہو کہ جاکر شبدیز کو
لائے قدرت کا ضرور پاس کریگا میدان مین بھی اُسنے ہر مرتبہ یہی کہکر پکارا کہ یاخداوند کسی کو
بھیجے مقہور نے اُسکے مزاج کو بگاڑا ہر بات مین یہی کہتا تھا کہ مین شبدیز نہین ہون کہ مجھکو مسلمان
قید کرینگے سب خبرین اُسکو پہونچین آخر اُسکے میدان مین آکر یہ آفت برپا کی کہ عاجز کردیا یہ
لشکر سرخیل چابک خرام ایک شاطر مکار و غدار و خنجر گزار کہ عیارون مین بیٹھا تھا بل کے
اپنے مقام سے اُٹھا دست بستہ سامنے ہفت پیکر کے آیا عرض کی کہ یاخداوند مین جاتا ہون
اور شبدیز کو چرا کر لاتا ہون مین نے یہ بھی خبر سنی ہے کہ آج شب کو نگہبانی بھی کم ہے بہ کیفیت جا
عیاری کرونگا بسہولیت شبدیز کو چرا لاؤنگا یہ کہکے سرخیل چابک خرام چلا باہر نکل کے
رنگ و روغن عیاری کا لگایا صورت بدلی طرف لشکر اسلام کے چلا دور سے آکر دیکھا کہ چند
نگہبان ضعیف و نحیف دروازے پر قیدخانے کے بیٹھے ہین زلف لیلائے شب کمر سے
گذر چکی ہے سرخیل چابک خرام جھپٹ کر قریب قیدخانے کے آیا فقیر بنکے بھیک مانگنے لگا ان مین چار

بڈھون کو حباب مار مار کے بیہوش کیا بیہوش کر کے اندر قید خانے کے آیا شہبیز کو دیکھا کہ بیٹھا جاگ رہا ہی جیسے ہی دروازہ کھلا کہا کہ ارے تو کون یہان کیون آیا ہی سرخیل نے کہا کہ اے شہبیز غل نہ مچا مین ہون سرخیل جا بیک خرام قدرت نے بھیجا ہی کہ جا کر شہبیز کو لاؤ شہبیز نے کہا کہ اے سرخیل خبردار مجکو نہ لیجانا میرے جسم پر قید رستم ہی قید مردان عالم جسم سے دور کرنا بڑی حرکت نامردی ہی ایسا نہ ہو کہ اہل اسلام مجھپر طعن کرین کہ شہبیز نے کیا حرکت کی مجکو شرمندگی ہوگی سرخیل خاموش ہو رہا باتین کرتے کرتے حباب مارا حباب مار کے شہبیز کو بیہوش کیا قید کاٹ کر وہین ڈال دی پشتارہ باندھا جست و خیز کرتا ہوا لے کے چلا اب وہ وقت آچکا ہی کہ قیدی زندان مغرب زنجیرہاے شعاع و ضیا مین جکڑا ہوا رہائی پا یا چاہتا سرخیل پشتارہ شہبیز کا لیے ہوے سامنے ہفت پیکر کے آیا ہفت پیکر آکر تخت پر بیٹھا ہی کہ سرخیل نے لا کر پشتارہ رکھا کہا کہ یا خدا وند یہ گنہگار حاضر ہی لیکن واضح رہے کہ جب غلام اندر قید خانے کے پہونچا ہی تو یہ انکار کرتا تھا کہ مجکو نہ لیجاؤ میرے جسم پر قید مردان عالم ہی مین نے باتون مین لگا کر بیہوش کیا ہفت پیکر نے کہا جب جمال قدرت دیکھے گا تو خود راضی ہو جائیگا چند روز سے جمال قدرت نہین دیکھا اس وجہ سے باغی تھا اب جمال قدرت دیکھے گا تو بغاوت دفع ہو جائیگی عیار نے بڑھ کر شہبیز کو ہوشیار کیا شہبیز کی جو آنکھ کھلی اپنے کو قید سے رہا پایا اٹھتے ہی اسنے کہا کیون اے سرخیل تو مجکو کس واسطے لایا رستم مجکو زیر کر کے لے گئے تھے قید پہنائی تھی تو نے کیون قید کاٹی سرخیل نے کہا کہ اے شہبیز کیون سرکشی کی باتین کرتا ہی قدرت نے تجکو بلوایا ہی تو سحر مسلمانان مین مبتلا ہی شہبیز نے کہا کہ کیا بکتا ہی اہل لشکر صاحبقران سحر کو عیب جانتے ہین اگر صاحبقران منظور کرتے تو سب ساحر انکے مطیع و منقاد ہین کہ تمام طلسم مملو ہو جاتا شاہان طلسم ہزار اسپ شہریار و شہنشاہ جادو کہ سحر مین انکا مثل نہین مگر صاحبقران کسی کا ساتھ رہنا قبول نہین کرتے وہ اپنے ملک مین رہتے ہین انکو ساحر نہ کہو سرخیل نے کہا کہ اے شہبیز خاموش رہو قدرت سامنے بیٹھے ہین اور تم بے ادبی کرتے ہو چلا کر جو سرخیل نے کہا شہبیز نے ایسا طمانچہ مارا کہ سر سرخیل کا اڑ گیا شہبیز اکڑ کر اٹھا ہفت پیکر کو جو دیکھا واسطے سجدے کے جھکا اور

ہاتھ باندھ کر کہا کہ یا خداوند میں آپ کا بندہ ہون لیکن اس مقدمے میں کد وکاوش
نہ کیجیے ہفت پیکر نے کہا کہ ای بندۂ قدرت تیرے دل پر غبار چھا گیا ہی ایسی باتین کر کے
حمزہ سے مقابلہ کرنا شبدیز نے کہا کہ یا خداوند آپ ایسے کلمات نہ فرمایئے کہ مجھپر شاق ہون
اگر میری تقدیر مین رہائی ہی تو جب حمزہ رہا کریگا رہا ہونگا ورنہ اُسی قید خانے مین سر پٹک
پٹک کے مرجاؤنگا صاحبقران کا حقیقت مین مجھپر بڑا احسان ہی کہ مین نے تو اُنکے فرزند
کو مارا اُنھون نے مجھے قتل نہین کیا سرداروں نے جو بیعت کی صاحبقران نے آکر بچایا اور
ملازمان سعد طوقی آمادہ تھے کہ میرے ٹکڑے اُڑا ئین صاحبقران نے آکر بچایا اپنے سامنے
نہین بلایا آلا گرد و مالا گرد و پرتاکید کردی کہ شبدیز کو کوئی تکلیف نہ پہونچے مین اُنکا
بندۂ فلق ہون کہ ایک پہلوان سنان نیزہ باز کہ پہلوے شبدیز مین بیٹھا ہی شبدیز
کی باتین سنکر بول اُٹھا کہ صاحبو سنتے ہو شبدیز کس طرح کی باتین کر رہا ہی قدرت
رہا کرتے ہین وہ رہا نہین ہوتا اگر کوئی کہے کہ مذہب کو ترک کیا تو مذہب بھی ترک نہین کیا
قدرت کو سجدہ کرتا ہی لیکن خوف صاحبقران غالب ہی شبدیز نے پلٹ کر کہا کہ کیون
او سنان تجھے کیا دخل ہی کہ بیچ مین بول اُٹھا میرے قریب سے اُٹھ جا ورنہ قیامت
برپا کرونگا سنان نے کہا کہ ای شبدیز تو مجھکو کیا سمجھا ہی مین کیا تجھ سے پایہ کمی کا رکھتا ہون
شبدیز نے کہا کہ ای سنان کچھ جرأت دکھا تو مین جانون ورنہ ایک طمانچہ مارونگا کہ سر
اُڑ جائیگا یہ کہکے شبدیز پر پلٹا سنان نے ہاتھ تلوار کا مارا شبدیز نے ہاتھ مروڑ کر
تلوار چھین لی اور اُسی تلوار کا ہاتھ مارا کہ سنان کے دو ٹکڑے ہوے بھائی سنان
کا گمان ابلق سوار ہان ہان کہکے اُٹھا خنجر شبدیز پر مارا شبدیز نے پلٹ کر
خنجر تو خالی دیا ہاتھ پکڑ کر ایک طمانچہ مارا کہ سر گمان کا اُڑ گیا لاش گمان کی گری اوپر
سے شبدیز نے ایک لات ماردی کہ استخوان گمان کے چور چور ہوے اسی طرح نو پہلوان
اپنے اپنے مقام سے اُٹھے اور ہاتھ سے شبدیز کے مارے گئے شبدیز نے دیکھا کہ اب
بارگاہ مین بلوہ ہوا چاہتا ہی سب پہلوانون کا یہی قصد ہی کہ مجھکو گھیر کر مار لین یہ سوچکر
اپنے مقام سے اُٹھا کہا کہ یا خداوند مین آداب و تسلیمات عرض کرتا ہون یہ بے ادبیان

و مین نے کہین معاف فرمایئے گا مجھے آپ نے رستم سے شرمندہ کرایا مین جاکر کیا عذر کرونگا یہ
کہکر شبدیز چلا ہرچند کہ ہفت پیکر نے کہا کہ اے شبدیز تمھاری بے ادبی کو قدرت نے معاف
کیا ہے نے تمکو چھڑا لیا ہے اب یہین رہو حمزہ کی یہ مجال نہین ہے کہ تمکو ہمارے دربار سے کھینچ لے جائے
بارہ سو پہلوان بیٹھے ہین سب تمھارا ساتھ دینگے شبدیز نے ہاتھ باندھکر کہا کہ یا خداوند
آپ ایسا نہ فرمایئے مین نہ ٹھہرونگا صاحبقران تلاش کرتے ہونگے یہ کہکے جھومتا ہوا بارگاہ سے
نکلا طرف لشکر صاحبقران کے چلا شاگردان خواجہ عمرو بعہدۂ جاسوسی جو لشکر کفار مین موجود
تھے یہ خبرین لیکر بھاگے صاحبقران عالیشان دربارگاہ سلیمانی پر ٹہل رہے ہین کہ رستم حاضر
ہوے آکر عرض کی کہ اے قبلہ و کعبہ آپ نے سنا شبدیز کو عیاران لشکر کفار چرا لیگئے
مین نے سمک بلدباقی کو رات خبر بھیجا ہے خبر لیکر آتا ہوگا یہ ذکر تھا کہ ہرکارے آکر پہونچے
بعد دعا و ثنا کے عرض کی کہ اے شہریار شبدیز کو سرخیل چرا لے گیا تھا شبدیز قیدخانے
سے نہ جاتا تھا سرخیل نے دھوکا دیکر بیہوش کیا قید کاٹ کر ڈال گیا اسطرح شبدیز کو لیگیا
شبدیز نے سامنے ہفت پیکر کے سرخیل کو مارا اور گیارہ پہلوان قتل کیے اب آتا ہے
بارگاہ سے باہر نکل چکا تھا تب غلام خبرین لیکر بھاگے رستم نے چند سردارون کو اشارہ
کیا کہ شبدیز کو استقبال کرکے لاؤ عیوق و جاروق جو خدمت مین حاضر تھے شبدیز کے
لینے کو چلے کنارے پر لشکر کے پہونچے تھے کہ دیکھا شبدیز آتا ہے عیوق و جاروق نے
شبدیز سے ملاقات کی فرمایا کہ بھائی صاحب ہم تمکو لینے آئے تھے صاحبقران تمھارے
مشتاق ہین شبدیز نے سر جھکا کر کہا کہ اے پہلوانو مین صاحبقران سے بہت محجوب ہون
کیا صورت دکھاؤن مجکو قیدخانے مین لیچلو قید پہنا کر سامنے صاحبقران عالیشان
کے پیش کرو ایسا نہ ہو آزردہ ہون عیوق و جاروق نے کہا کہ تمھارا نام سنکر آپ شاد
ہوگئے اور فرمایا کہ شبدیز کو استقبال کرکے لاؤ ہم بحکم صاحبقران آئے ہین عیوق و
جاروق راہ مین سمجھاتے ہوے چلے کہ اے شبدیز صاحبقران کو تمھارے مسلمان ہونیکی
بڑی خوشی ہے چلتے ہی عرض کرنا کہ مین مسلمان ہوتا ہون کل تمنے میدان مین پہلوانون کو مارا
مقہور کو اس زور و شور سے قتل کیا کہ صاحبقران تعریفین کرتے تھے کہ شبدیز باشاہ لشکر

کس لطف سے لڑ رہا ہی آج تمنے دربار مین ہفت پیکر کے دو پہلوانون کو مارا یہ بھی خبر صاحبقران کو پہونچی صاحبقران اسوقت بھی تعریفین کر رہے ہین شبدیز نے کہا کہ ای پہلوان مین مسلمان ہونگا مجکو بڑا ملال ہی ہرچند کہ ہفت پیکر کا اعتقاد میرے دل سے نکل گیا یہ جان گیا ہون کہ وہ مرد مکار ہی شعبدہ باز و حیلساز ہی لیکن زبان سے اسکو خدا وند کہا مردان عالم کو زبان کا ضرور پاس چاہیے عیوق و جا روق نے منھ پیٹ لیا کہا کہ ای شبدیز یہ بات بری تمھارے دلمین سمائی ہی یہ بات اچھی نہین تمکو مناسب یہ ہی کہ فوراً مسلمان ہو شبدیز نے کہا کہ جو دلمین آگئی وہ آگئی یہی مردون کا دستور ہی جو زبان سے کہا وہ کیا غرض شبدیز سامنے صاحبقران کے آیا صاحبقران نے ہاتھ پھیلا دیے شبدیز کو گلے سے لگا اور فرمایا کہ ای شبدیز تمھاری جرأت کے ڈنکے ہین ماشاءاللہ کل میدان مین نہتے لڑے پہلوانون کو مارا آج دربار مین گیارہ پہلوان مارے کیا جرأت دکھائی اب تمکو مناسب ہے کہ مسلمان ہو اور ہفت پیکر پہ لعنت کرو شبدیز نے سر جھکا لیا کہا کہ ای شہریار آپ مجکو قتل کیجیے مین مسلمان ہونگا صاحبقران نے فرمایا کہ ای شبدیز جو مذہب مین تمکو کلام ہو یا کوئی شرط ہو وہ بیان کرو اُسکو پورا کرین شبدیز نے پھر سر جھکا کر عرض کی کہ حضور آپ مین مجھے نفرت ہو مین محجوب ہوتا ہون مسلمان نہ ہونگا صاحبقران نے فرمایا کہ تم ایسے سردار کو قتل کرتے افسوس آتا ہی ہم تمکو رہا کیے دیتے ہین مگر اب تو ہمسے مقابلہ نہ کروگے شبدیز نے عرض کی کہ اپنے بیشے مین جا کر فقیر ہو کر بیٹھونگا کبھی آپ پر خروج نہ کرونگا صاحبقران نے خلعت سلیمانی منگوا کر شبدیز کو دیا اور ایک گینڈا با ساز و یراق منگوایا وہ بھی شبدیز کو مرحمت فرمایا ہتھیار منگائے شبدیز نے کہا کہ مین نے آپ کی بڑی خاطر کی کہ آپکا دیا ہوا خلعت پہن لیا ہتھیار اب جسم پہ نہ لگاؤنگا فقیر بنکر بیٹھونگا یا تون پر شبدیز کی صاحبقران کی آنکھون مین آنسو بھر آئے فرمایا اچھا خدا حافظ اب دربار ہفت پیکر مین جاؤگے شبدیز نے کہا کہ اب ہفت پیکر کو منھ نہ دکھاؤنگا مگر اپنا لشکر لینے جاؤنگا بعد اسکے طرف اپنے بیشے کے جاؤنگا جب خدا کو منظور ہوگا اور وہ رحیم میری ہدایت کریگا تو پھر زیارت سے مشرف ہونگا یہ کہکر شبدیز گینڈے پر سوار ہوا صاحبقران اور رستم کے قدمون کو بوسہ دیا آنکھون مین آنسو بھر کر عرض کی کہ غلام اب

رخصت ہوتا ہی صاحبقران نے فرمایا کہ خدا حافظ رستم کو بڑا ملال ہوا کہ صاحبقران نے مانی
ایسے بلی کو کیون چھوڑ دیا اسکا زندہ نکلکر جانا ہمیں بہت شاق ہوا اگر ہم یہ جانتے تو جب اسکو
زیر کیا تھا وہین مار ڈالتے لیکن شب دیز لشکر ہفت پیکر مین آیا اپنی فوج کو تیاری کا حکم دیا
ہرکارون نے ہفت پیکر کو خبر دی کہ شب دیز آیا اپنے لشکر کو تیار کر رہا ہی طریقے سے معلوم ہوتا ہی
کہ طرف اپنے وطن کے جائیگا ہفت پیکر نے وزرا کو حکم دیا کہ شب دیز کو سمجھا کر سامنے قدرت کے
لاؤ قدرت سمجھا لینگی اسکو وطن نہ جانے دینگی وزرا پاس شب دیز کے آئے کہا کہ چلو تمکو قدرت بادشاہ
نے بلایا ہی شب دیز نے کہا کہ مین اُس مکار کی ملاقات کو نہ جاؤنگا وزرا نے کہا کہ ای شب دیز یہ
تم کیا کہتے ہو قدرت تم پر مہربانی فرمائین گے شب دیز نے کہا کہ قدرت سے کچھ نہ ہوسکیگا اب
قدرت کا پیمانۂ عمر لبریز ہوچکا ہی مسلمان زندہ نہ چھوڑینگے مین ملاقات کو قدرت کی نہ جاؤنگا
ہر چند کہ وزرا نے سمجھایا مگر شب دیز نے نہ مانا لشکر کو لیکر گینڈے پر سوار ہوا طرف صحرا کے چلا
دو منزلین طی کی تھین کہ صحرا مین ایک باغ دیکھا شب دیز نے ساتھ والون سے کہا کہ یارو تم لوگ
باہر اترو مین ذرا باغ مین جاتا ہون فوج والے باہر اترے شب دیز ٹہلتا ہوا باغ مین آیا دیکھا
کہ باغ بہشت آئین ہی گلہای رنگارنگ و شگوفہ ہای بوقلمون نہرین موج مار رہی ہین
فوارے ہزارے چھوٹ رہے ہین ساون بھادون کی کیفیت معلوم ہوتی ہی شب دیز دیکھتا ہوا
قریب بارہ دری کے پہونچا چند درختون کی آڑ تھی کہ گانے کی آواز کان مین آئی کہ جیسے کوئی
نازنین خوش آواز لہجہ سوز و گداز یہ اشعار عاشقانہ گا رہی ہی ۔ نظم

چشم گریانم بہاری از بہار آوردہ ام — نافہ بوے خوشی از زلف یار آوردہ ام
بستہ بوے گل و داغم پریشانی بود — تخم این گل را ز باغ روزگار آوردہ ام
از دیار عشق می آیم دیار من غم است — درد دل چندانکہ خواہی زان دیار آوردہ ام
دادہ ام دل را بدست کافر بے کیش زلف — قطرۂ خون جگر را یادگار آوردہ ام
قطرۂ خون جگر ہاے دلم در سینہ بود — وان ہم از راہ لطف بہر نثار آوردہ ام
بعد عمرے کردہ قصد جان و ایمان منست — مرغ دل را صید آن تیر شکار آوردہ ام
سالہا خون خوردہ ام از موجۂ طوفان غم — کشتی بیطاقتی را بر کنار آوردہ ام

ہر طرف ہنگامۂ گرم ست از عوغاے من | فتنۂ مخفی عجب بر روے کار آوردہ ام

اس گانے کی آواز سنکر شہریز بیقرار ہوگیا آواز ہی کی جانب چلا قریب بارہ دری کے پہونچا دیکھا کہ ایک نازنین مہ جبین دریاے جواہر مین غوطہ زن غنچہ دہن بقول میر حسن بیٹھی ہی۔ نظم

جہاں راستی چاہیے راستی | کجی جس جگہ چاہیے واں کجی
تبسم حیا ناز شوخی غرور | ہر اک اپنے موقع سے وقت ضرور
وہ ٹھاٹھ وہ نور کا سراپا | ایسا نہیں حور کا سراپا
وہ صبح جبین تھی صبح جنت | ہر چین تھی موجۂ لطافت
آنکھیں استاد ساحری تھین | نشے مین شراب کے بھری تھین
بینی کے قریب کیسے تھے ابرو | شہباز نے واکیے تھے بازو

شہریز نے جو یہ سراپا دیکھا پکار اٹھا کہ او ظالم مجکو بے اجل مارا ہر چند چاہا کہ ضبط کرون مگر نہو سکا لڑکھڑا کر گرا گر کر بیہوش ہوگیا چمن مین ایڑیان رگڑنے لگا کسی کنیز کی نگاہ جو پڑی اُسنے کہا کہ ای ملکۂ عالم ایک شخص چمن مین پڑا ہوا لوٹ رہا ہی آپ کا جمال دیکھکر بیتاب ہوا اور ہم سنے دیکھا چاہتا تھا قریب آئے مگر دل سے مجبور و ناچار ہوا آخر گر کر بیہوش ہوگیا دوسری کنیز نے عرض کی کہ لونڈی دیکھتی تھی آپ کو بہ نگاہ محبت دیکھتا تھا آخر گر کر بیہوش ہوگیا سرو قد اپنے مقام سے اُٹھی ٹہلتی ہوئی سامنے بیمار کے آئی سر اُٹھا کر زانو پر رکھ لیا دو پٹے سے گرد و غبار پاک کیا شہریز نے آنکھیں کھولدین اور دیکھا کہ وہی معشوق پریچہرہ سر زانو پہ لیے بیٹھی ہی غبار چہرے کا پاک کر رہی ہی شہریز اُٹھ بیٹھا ساتھ اُس نازنین کے بارہ دری مین آیا پہلو مین اُس نازنین کے بیٹھا شہریز بھی پہلوان وضع بہادر صف شکن ہی وہ نازنین بھی مسکرا مسکرا کے باتین کرنے لگی شہریز نے نام پوچھا اُس مہ جبین نے کہا کہ سرو قد میرا نام ہی یہان سے قریب ایک قلعہ ہی کہ آزاد بخت باپ میرا وہانکا حاکم ہی یہ باغ میرے واسطے بنایا ہی باغ صنوبر اسکا نام ہی مین اکثر براے سیر یہان آتی ہون دل جو گھبرایا چلی آئی یہ سنکر شہریز نے بھی اپنا حسب و نسب بیان کیا کہ مین بیشۂ نرگس کا رہنے والا ہون مدد ہفت پیکر کو گیا تھا سرو قد نے ایک کنیز کو اشارہ کیا اُسنے گلابی سے جام لبریز کیا دونون نے دو دو جام پیے

دونون عاشق و معشوق مین اختلاط ظاہری ہونے لگا شبدیز نے گلے مین ہاتھ ڈال دیے
ملکہ نے ہاتھ جھٹک دیے کہا قاعدے سے بیٹھو سفاک مردم در منگیتر میرا آکر قریب قلعے کے
اُترا ہی باپ کو پیغام دیا ہی کہ میری منگیتر مجھے حوالے کرو میرے باپ نے منظور کیا ایک بیٹی کا
وہ بارہ ہی اس ظالم سے کیونکر جان بچیگی مگر مجھکو اُسکے نام سے نفرت ہی یہی چاہتی ہون کہ اُس ظالم
کے ہاتھ سے بچون شبدیز نے کہا کہ اے ملکہ عالم نہ گھبراؤ مین اُسکا سر کاٹ لاؤنگا ملکہ رونے لگین
آنکھون سے اشک حسرت ٹپکے شبدیز نے اپنے دامن سے آنسو پاک کیے کہا کہ اے ملکہ عالم مین
اُسکی تدبیر کر سکتا ہون پھر رونے کا کیا باعث ہی ملکہ نے کہا کہ باپ بھی میرا قلعے سے نکل آیا ہی
اُسکی دعوت کر رہا ہی مجھکو خوف یہ ہی کہ سات ہزار فوج اُسکے ساتھ ہی باپ میرا بیس ہزار فوج
لیکر نکلا ہی دو جوان زبردست ایک مقام پر اُترے ہین ایسا نہو کہ تم جاؤ اور کوئی چشم زخم
پہونچے اس خیال سے روتی ہون شبدیز نے کہا کہ بیرا وہ کیا کر سکین گے سفاک کو قتل
کرونگا باپ سے تمھارے اقرار لونگا کہ اپنی بیٹی کی شادی میرے ساتھ کرو میری جرأت و
شوکت تمام عالم مین مشہور ہی جہان جاکر لڑا ہنگامہ ڈال دیا ابھی لشکر خداوند مین گیا تھا مگر شاہ
خداوند سکا رہ و جلسا نہ ہی مین مطیع مذہب اسلام ہون اپنی بات کی ضد پر صاحبقران سے قرار
نہ کیا مجکو یقین کامل تھا کہ مجکو قتل کرینگے مین نے اُنکے فرزند کو بھی مارا مگر ایسا جلیل و بہادر
میری نگاہ سے نہین گذرا اُس مغرور کی تو کوئی حقیقت نہین اسکو قلعے مین نہ جانے دونگا
ملکہ نے سر جھکا لیا کہا صاحب تمھین اختیار ہی مگر سفاک بھی بڑا پہلوان ہی نام اُسکا مشہور ہی
بڑے بڑے معرکون مین لڑا پہلوانون سے معرکہ کیا مگر مشہور ہی کہ کسی سے زیر نہین ہوا یہ سنکر
شبدیز نے کہا کہ ملکہ تم گھبراؤ نہین ساٹھ ہزار سوار و پیدل میرے بیرون باغ اُترے ہین مین
سفاک کی فکر مین خود جاؤنگا جاکر اُسکو ٹوکونگا کہ اگر اپنی حاضری چاہتا ہی تو یہان سے چلا جا
اگر یہان رہیگا تو سزا پائیگا سرو قد نے گائن کو اشارہ کیا گائن بیچ مین آ بیٹھی با بان بجا کے
سامنے عاشق و معشوق کے یہ اشعار عاشقانہ گانے لگی نظم

تیرے سب ناز ہین گو زندہ ہی کرنے والے | ڈھونڈھ لیتے ہین بہانہ کوئی مرنے والے
مرحبا قتل ہمین کرکے مکرنے والے | منھ سے کہتے نہین احسان کے کرنے والے

ہر ادا کو تری سکھلائین گے انداز قضا
یہی کرتا ہی اشارہ کوئی اٹھتا جوبن
کون قاتل کی طرف سے مرے دل کو پھرتا
کھول کر بال پریشان نہ کر روح کو تو
تو بھی پاتے نہین مثل فلک آرام ای شوخ
امتحان گاہ مین دشمن کا وہ دل دیکھتے ہین
دائمی وصل کے خواہان نہین ہم تجھسے فلک
پہلے تاثیر تو پیدا مرے نالے کر لین
یہ ہماری ہی تڑپ تھی کہ وہ بیچین ہوا
زاہد آتے ہی کرنے لگے مسجد مین خروش
کچھ ہوا ہی مرے کینے سے ترا دل خالی
لاکھ پرسش ہوئی ہم چپ ہی رہے روز جزا
کہتی ہی خواہش قتل اپنا گلا خود کاٹو
بیقرار اور مین اسوقت ہوا جاتا ہون
چاند کی رات کی میلی نظر آتی تھی جلال

جی بچے یار اگر جی سے گذرنے والے
یون ابھرتے ہین محل پا کے ابھرنے والے
اسکے تیرون ہی کے کچھ زخم ہین بھرنے والے
او مرے سوگ کے پردے مین سنورنے والے
آہ سے خاک نشینون کی نہ ڈرنے والے
تجھسے تو بیچتے کیا قصد ہی مرنے والے
چار دن وہ بھی بہت جلد گذرنے والے
عرش پر چڑھتے ہین کیا دل سے اترنے والے
اور بھی چند ہین اس کام کے کرنے والے
یون ہی چیخ اٹھتے ہین اللہ سے ڈرنے والے
اور پھر بیٹھینگے سلامت رہین بھرنے والے
کیا گناہون سے بری ہوگئے ڈرنے والے
جی کو یون مار نہین رکھتے ہین مرنے والے
کون سکتے آپ تسلی مری کرنے والے
بکھرے رہے سکتے وہ نگاہون مین بکھرنے والے

عاشق و معشوق کاشش مین بیٹھے ہوئے ہین جام چل رہا ہی صدائے ہوشا ہوش و نوشا نوش بلند ہی کہ ایک کنیز نوبہار نامے عاشق و معشوق کو ایک جگہ دیکھ کر جل گئی سوچی کہ چل کر سفاک کو خبر کرون انکے باپ کو بھی اطلاع دون یہ سوچکر اٹھی طرف قلعے کے چلی باہر نکل کر ڈولی پر سوار ہو دی طرف آزاد بخت کے چلی یہان آزاد بخت بیرون قلعہ آیا ہی سفاک کی دعوت مین مصروف ہی سفاک بارگاہ مین بیٹھا ہی دمبدم کہتا ہی کہ اے شہنشاہ آزاد بخت مین اپنے ملک سے اتنی دور تکلیف کرکے آیا بہت کچھ صرف کیا اب امیدوار ہون کہ مجکو سرفراز کیجیے بھونری پھر جائے غلام معشوقہ کو لیکر اپنے ملک مین جائے یہ بھی مین نے سنا ہی کہ ملکۂ عالم کو چودھوان سال شروع ہی ماہ حسن کمال پر ہی اب میری عرض قبول ہو سعادت حصول ہو آزاد بخت کہتا ہی کہ اے فرزند

مجکو بھی جلدی ہو اسی ہفتے مین تدبیر کرتا ہون جب آزاد بخت یہ کہتا ہی تو سفاک خوش ہوجاتا
ہی کہ چوبدار نے بڑھکر عرض کی ای پہلوان دوران در دولت پر ایک کنیز ملکہ سرو قد کی حاضر ہی
امیدوار باریابی ہی سفاک یہ سنکر خوش ہوگیا پہلو مین جو مصاحب بیٹھے ہین اُنسے کہا کہ ملکہ
نے خود پیغام بھیجا ہی میری جرأت کے شہرے ہین ملکہ نے بھی سنے ہونگے کہ میرا سا ہی جدی بہادر
وصف شکن و تیغ زن ہی کہ جسکی نہیب شمشیر سے مردان عالم کانپتے ہین شیران صحرائی دامن صحرا
منھ پر کھینچا ہی کیا مجال ہی کہ میرے سامنے نام جرأت کا لین اور نہنگان دریا اسقدر خائف ہین کہ چادر
آب مین چھپے ہین ورنہ نکل آتے بندگان خدا کو ستاتے میرے خوف سے بڑے بڑے پہلوان
لرزان ہین کہ کنیز سامنے آئی سفاک کو جھک کر سلام کیا کہا کہ ای پہلوان دوران و ای گرشاسپ
جہان آپ کو کچھ حال بھی معلوم ہی کہ کیا معرکہ گذرا آپ آزاد بخت سے خواہان ہین کہ ملکہ کو
بیاہ کر لیجاؤن اب نہ لیجا سکے گا شہدبز نامی پہلوان کہ اپنی جرأت پر ناز کرتا ہی بلا تکلف باغ
مین آیا پہلو مین ملکہ کے بیٹھا ہی ملکہ اسقدر شاد ہین کہ اختلاط ظاہری ہو رہا ہی ہم لوگون نے
جو منع کیا تو کلمات سخت کہے اور آپ کے نام سے نفرت ہی فرماتی ہین کہ مین سفاک کے ساتھ
ہرگز نہ جاؤنگی شہدبز سے وعدہ کر رہی ہین جلد تدبیر کیجیے ایسا نہو کہ وہ چھلاوا اُسکے ساتھ نکل جائے
تو پھر حضور کو تلاش کرنا پڑیگا اور چہک نے آزاد بخت سے کہا کہ آپ کسکی شادی کی فکر مین ہین
اُنھون نے خود اپنی شادی کر لی یہ سنکر سفاک بہت جھلایا کہا کہ اری نوبہار مین ابھی جاکر
اُس جوان کا سر کھینچ لونگا اور معشوق کو بے کھونری پکڑے لیجاؤنگا یہ کہکے اپنے مقام سے
اُٹھا آزاد بخت نے کہا کہ ای فرزند مین بھی چلتا ہون سفاک نے نکل کر حکم دیا فوج مین قرنا
ہوئی آزاد بخت کو تخت پر سوار کیا آپ گینڈے پر سوار ہوا طرف باغ ملکہ سرو قد کے چلا
یہان صبح کا وقت ہی کہ شہدبز پہلو مین سرو قد کو لیے بیٹھا ہی ایک ایک جام واسطے
خمار شکنی کے پیا ہی کہ چند کنیزین دوڑی ہوئی آئین عرض کی کہ ای ملکہ عالم کچھ حضور کو خبر
ہی کہ نوبہار کنیز نے جاکر آگ لگائی سفاک و آزاد بخت لشکر لیکر آگئے باغ آپ کا گھیر لیا
اب سفاک باغ مین آیا چاہتا ہی کنیز نے کوٹھے پر سے دیکھا کہ باپ تو آپکے قلب فوج مین تخت پر
ہین اور سفاک طرف باغ کے آتا ہی اور پکار رہا ہی کہ وہ پہلوان کون ہی جو میری معشوقہ کے ساتھ

بیٹھا ہی یہ سنکر شبدیز اپنے مقام سے اٹھا قبضے پر ہاتھ ڈالا گینڈے پر سوار ہو کر چلا باغ سے
نکلا سفاک نے دیکھا کہ دروازہ باغ کا کھلا اور ایک پہلوان دیو خصال گینڈا اڑائے ہوئے
آتا ہے اور پھاٹک پر باغ کے ایک بنگلہ بنا ہے اوسپر ملکہ کھڑی دیکھ رہی ہیں شبدیز کا تنہا
جانا دل بیقرار کیے دیتا ہے اور یہ اشعار زبان پر جاری ہیں نظم

اُس قفس میں مجھے صیاد نے محبوس کیا
جسنے پر توڑکے اڑنے ہی سے مایوس کیا

اے فلک ایک سا تھا بخت مرا طالع غیر
دی سعادت اُسے تو نے اسے منحوس کیا

درد دل ہے جیسے افسانۂ خواب راحت
ایسے بیدرد سے تقدیر نے مانوس کیا

گرم رفتار ہوئے تم جو چمن میں جاکر
کبک کو داغ دیے اتنے کہ طاؤس کیا

عشق کا فرکا یہ سب اے دل نالاں ہے اثر
برہمن مجھکو بنایا تجھے ناقوس کیا

فائدہ کیا اگر اے آہ بنی شعلۂ شمع
چرخ کو بے اثری نے تری فانوس کیا

آخرکار محبت میں گریبان پھاڑا
تنگ تو نے بہت اے پردۂ ناموس کیا

جامۂ زہد کریگا تجھے رسوا زاہد +
خود بیکار بنیگا تجھے خرقۂ سالوس کیا

دل کو مینا سے تہی تو نے بنایا اے بخت
کاسۂ سر کو مرے ساغر معکوس کیا

ضبط نے مجھکو تری طرح بنایا ظالم
نالے دیتے ہیں دہائی کہ ہمیں محبوس کیا

جو ہے وہ جلوہ گہ یار میں ہے ناامید
سب کو بیری نگہ یاس نے مایوس کیا

کچھ تو آخر تپش دل نے دکھائی تاثیر
مہرباں غیر ہوئے یار کو مانوس کیا

عشق نے اسکی خبر لانے کو فرقت میں جلال
دل مہجور کی فریاد کو جاسوس کیا

اسطرح کے اشعار سرو قد بیتابی میں پڑھ رہی ہے کنیزیں کہتی ہیں کہ واری نہ گھبرائیے انکا
لشکر بھی تیار ہوا نیزے چمکاتے ہوئے آتے ہیں اب یقین ہے کہ مقابلہ پڑے آزاد بخت
نے جو لشکر کو آتے ہوئے دیکھا کہا یارو انکو تو آرلو ہمراہیان آزاد بخت نکلے تھے کہ لشکر
شبدیز آپڑا ہمراہیان شبدیز لڑتے بھڑتے ہوئے کہاں کہاں معرکے جھیلے ہوئے شبدیز
للکار کر سفاک پر جا پڑا آواز دی کہ او مغرور کہاں آتا ہے سفاک نے بڑھکر نیزہ مارا شبدیز
نے جھلا کر نیزہ سفاک کا توڑ ڈالا سفاک نے ہاتھ تلوار کا مارا شبدیز نہایت چست و چالاک تھا

تلوار کو سپر پر لگا تھا کہا کہ او نامرد دیکھ تیری فوج والون کے پیر اکھڑا چاہتے ہین سفاک کا دھر
پلٹا شبدیز نے اوپر سے ہاتھ مارا چپاک سے تلوار جو گری سفاک کے دو ٹکڑے ہوئے
آزادبخت نے دیکھا کہ سفاک مارا گیا پریشان ہو گیا جی مین کہتا ہے کہ اس جوان سے کیونکر
جان بچیگی سفاک کو شبدیز نے مار کر رخ طرف لشکر کے کیا فوج پر جو آکر گرا افسرون کو تاک تاک
کے قتل کیا آزادبخت کی طرف چلا آزادبخت نے دیکھا کہ سفاک ایسا پہلوان مارا گیا
مجھے یہ کا ہیکو زندہ چھوڑیگا ایسی باتین سوچ کر تخت سے کودا پکار کر آواز دی ای پہلوان
دوران یہ لوگ ناحق لڑ رہے ہین نامرد کو بڑا گھمنڈ تھا آخر یہان آکر مارا گیا مین بدل و جان
آپ کی اطاعت کرتا ہون خوف جان سے آزادبخت الامان کہتا ہوا دوڑا قریب شبدیز
کے پہونچا قدمون کو بوسہ دیا کہا کہ ای شہریار ملکہ سرو قد آپ کی کنیز ہی مین بخوشی شادی
کر دونگا مین نے جو وقت سے آپکا نام سنا مین راضی تھا اور دل مین کہتا تھا کہ سفاک
سے شادی ملکہ کی نہ کرونگا اور آپ کے ساتھ شادی کر دونگا شبدیز نے کہا کہ ای بادشاہ
فوجون کو منع کیجیے کہ جنگ موقوف ہو باغ مین تشریف لے چلیے ملکہ بیقرار ہو رہی ہین میرا آنا
انکو گوارا نہ تھا معشوق باوفا ہی مین آج تک اس کوچہ سے آگاہ نہ تھا پہلوانی کا ذوق و شوق
رہا اس کوچے مین آکر وہ لطف پایا کہ باغ باغ ہو گیا غم والم سے فارغ ہو گیا آزادبخت نے
فوجون کو منع کیا فوجون نے تلوارین نیام مین کین آزادبخت شبدیز کو ساتھ لیکر باغ مین گیا
ملکہ نے آکر سلام کیا آزادبخت نے کہا کہ ای نور نظر تیری وجہ سے مین نے اس پہلوان کو پایا
شبدیز نے کہا کہ ای بادشاہ عالیجاہ مین بہت بیتاب ہون برہمنون کو بلائیے ساعت بچار کے
بھونری پھر جائے اسی وقت برہمن آئے ساعت بچاری گئی ملکہ کو لباس عروسی پہنایا گیا
شبدیز کو دولہا بنایا شبدیز کے ساتھ بھونری پھری آزادبخت کے صحن خانۂ خاص
مین فرش بچھا ہے شبدیز عروس کو پہلو مین لیکر بیٹھا گانیوالے سامنے حاضر ہین اور رنڈیان
ناز و ادا بتا بتا کر یہ اشعار عاشقانہ گا رہی ہین — نظم

کب آئیگا کوئی مجھ تک جواب دیتا جا	تسلیاں کبھی تو اک نظر اب دیتا جا
ترے جمال کو بے پردہ جس سے دیکھ لیا	وہ آنکھ تو ہمین او حجاب دیتا جا

رہے جو یار کی تصویر سامنے اے دل — وہ کچھ سوال کرے تو جواب دینا جا
پکار کہ کے مرے جان نثار چلتے وقت — کوئی تو ہمکو موذی خطاب دینا جا
بتا جوانی عاشق کدھر گئی اے عشق — مٹے ہوؤں کو نشان شباب دینا جا
پکار ریشا اُسکی اداؤں میں دل جو دیکے چلا — کچھ اور دل ہوں اگر دستیاب دینا جا
بغل میں رہ کے جو ہے تجھ سے بچھڑا اے دل — لپٹ کے اُسکو دم اضطراب دینا جا
اٹھا کے بزم سے کہتی ہے اُسکی چین جبین — ملا ہو لطف تو داد عتاب دینا جا
پھری نگاہ تری مجھ سے دل مرا تجھسے — اسے بھی آنکھ کے ساتھ انقلاب دینا جا
لیے ہیں کتنے دل ایک ایک ناز پر تو نے — بغل میں بیٹھ کے اسکا حساب دینا جا
شب فراق یہ کہتا ہوں ہو کے شاکی بخت — صدا تو جو تک کے اے مست خواب دینا جا
یوں ہی یہ رشتۂ الفت خدا کرے کٹ جائے — عدو سے ملکے ہمیں پیچ و تاب دینا جا
معاف داغ تمنا سے رکھ عوض دل کے — یہ روگ لے کے نہ کوئی عذاب دینا جا
کہاں ملیگا شب تار ہجر گم ہو کر — نشان اپنا کچھ اے آفتاب دینا جا
رقیب بوسۂ لب لے چکے ادھر بھی کوئی — بچی کھچی ہمیں ساقی شراب دینا جا
نہ پوچھ تو سبب گریہ ذبح کر قاتل — لگی بجھا مری خنجر کو آب دینا جا
جو بت ہے کعبے میں روپوش تو وہی تو نہیں — پتا کچھ اپنا الٹ کر نقاب دینا جا
بتوں کے سامنے بدلو رکھائیاں تو کہوں — عنایتوں کے مزے اے عتاب دینا جا
کیے ہیں تو نے جو عشق بتاں میں نیک عمل — جلال شیخ کو اُسکا ثواب دینا جا

گاتا ہو رہا ہے صحبت عاشق و معشوق گرم ہے شہزادہ دولھا بنا ہوا خوش بیٹھا ہے اختلاط ظاہری ہو رہا ہے قضا سے کار فلک نے اپنی گردش دکھائی سرخاب جادو کہ مالک کوہ یاقوت ہے تخت کو اڑاتے ہوئے جاتا ہے گانے کی آواز کان میں آئی سر جھکا کر دیکھا کہ ایک پری پیکر گلنار جوڑا زیب جسم بدھیاں آرسی ترچھی گلے میں پڑی ہوئیں پہلو میں ایک پہلوان کے بیٹھی ناز و کرشمے ہو رہے ہیں سرخاب صورت دیکھ کر بیتاب ہو گیا چاہتا ہے اس پہلوان کو ہٹا کے خود پہلو میں اس معشوق کے بیٹھوں آخر سوچتے سوچتے یہ خیال آیا کہ میں معشوق کو

بچھڑے جلوں یہاں رنگ نہ جمیگا یہ سوچ کر تخت اپنا ایک چمن میں اُتارا ٹہلتا ہوا سامنے شبدیز کے آیا کہا کہ ای پہلوان یہ معشوق شعلہ مزاج تو ہمارے لائق ہی شبدیز نے کہا کہ کیا بیہودہ بکتا ہی سامنے سے دور ہو ورنہ مارا جائیگا سرخاب نے کہا ای پہلوان کیون اپنے کو برباد کریگا میرا کہنا قبول کر ایسا نہو کہ مجکو غصہ آجائے شبدیز تلوار کھینچ کر اُٹھا سرخاب نے اسمائے سحر پڑھکے اشارہ کیا شبدیز کے ہاتھ سے تلوار نکل گئی شبدیز نے دونون گھٹنے زمین پر ٹیک دیے ملکہ گھبراکر اپنے مقام سے اُٹھیں سرخاب نے کمر میں ملکہ کی پنجہ دیکر اُٹھاکر تخت پر ڈال لیا شبدیز تڑپتا رہگیا سرخاب ملکہ کو لیکر روانہ ہوگیا شبدیز نے جو دیکھا کہ عروس کو سرخاب لیے جاتا ہی اور ملکہ کا پکار کر کہنا کہ ای شبدیز اجل ہماری گریبان گیر ہوئی یہ سمجھا زندہ نہ چھوڑیگا برائے لات و منات صبر کو کام فرمانا بہت نہ گھبرانا اگر تقدیر میں ہی تو پھر ملیں گے نہیں تو تڑپ تڑپ کر ساتھ غیر جنس کے مرینگے ای عاشق صادق اپنا تو یہ حال ہی قلب پر ہجوم غم و ملال ہی نظم

پڑھوں غزل وہ جنون خیز جسکے سننے سے
رہے نہ ایک گریبان عاشقان میں تار

ہماری خاک یہ کہتی تھی گل یہ بلبل زار
اُٹھو اُٹھو کہ چمن میں پھر آئی فصل بہار

پڑھوں میں قصہ لیلے کو کیا بہ بانگ بلند
عدم کے خواب سے مجنون نہو کہیں بیدار

جو می پرست مریں چاہیے کہ پیر مغان
بنائے تاک کے سایہ تلے سبھوں کا مزار

غم فراق کی سوزش یہ تھی مرے دل میں
کفن سے قبر میں میری دھوان ہوا اظہار

بقول شاعر شیرین کلام سن اک نقل
ہوا جو شہر خموشان کی سمت میرا گزار

کہ شہر کے ہر اک آشنا کی تربت پہ
جو دیکھتا ہوں تو اک قبر پہ ہے نرگس زار

کیا سوال یہ میں نے کہ ای گل نرگس
تو سر نگون ہے بھلا کس لیے بہ خاک مزار

تب اسنے ہو متبسم جواب مجکو دیا
عزیز تو مجھے نرگس نہ جانیو زنہار

کہ کام ہے گل نرگس کا نرگستان میں
تو اسکا گور غریبان پہ کس لیے ہو گزار

میں اسکی آنکھیں ہوں جس شخص کا یہ قبر ہے
یہ زیر خاک ہے اب تک بھی حسرت دیدار

اے شبدیز یہی حال ہمارا بھی ہوگا حسرت لیکر پردہ دنیا سے جاتے ہیں شبدیز نے

گریبان پھاڑ ڈالا سر زمین پر مارا کہ سر سے قطرے خون کے ٹپکنے لگے کنیزون نے ہاتھ پکڑ لیا آزاد بخت
کو کنیزون نے خبر دی آزاد بخت بھی روتا ہوا آیا دیکھا کہ شہپریز تو دیوانہ ہو گیا نام لے لے کے
ملکہ کا روتا ہی کبھی نخل ہاے چمن سے لپٹتا ہی کبھی پھولون کی بو سونگھتا ہی کبھی غنچہ ہاے ناشگفتہ
کے قریب آتا ہی کبھی بلبلون سے شکایت و حکایت کرتا ہی کہ کیون ای عندلیبان خوشنوا تمھارا
معشوق تمھارے پاس ہی تم کیون روتی ہو ناحق بھی جان کھوتی ہو میرا رونا تو اس باعث
سے ہی کہ اُس گل باغ حسن و جمال سے جدا ہوا آزاد بخت نے گلے سے لگایا کہا کہ ای نور نظر جو
تقدیر مین تھا وہ ہوا عین خوشی مین وہ ساحر رنج دے گیا اُس حریق آتش اشتیاق کو
اُٹھا لیگیا انصاف تو کرو کہ تمنے تو دو دن سے دیکھا اور مین نے چودہ برس پرورش کیا ضد مین
اُسکی یاد آتی ہین یہ باغ اُسی کے نام کا بنایا فلک نے یہ انقلاب دکھایا ای شہپریز صبر کرو
شہپریز نے کہا کہ ای والد نامدار میرے آقاے جلیل اپنے ملازمون کے کفیل ہین ضرور مدد کرینگے
دو عرضیان مجھ دیوانے کی جانب سے لکھو کہ ای آقاے نامدار و ای مولاے قدرشناس غلام
اس حال مین ہی کہ معشوق کے گم ہونے سے ملال مین ہی آکر میری مدد کیجیے اس بلا کو دفع کیجیے
رستم پیلتن فرزند ارجمند امیر حمزۂ صاحبقران کے پاس یہ عرضی پہونچے دیکھون صاحبقران
زمان کیا کرتے ہین یقین ہی کہ کسی کو براے مدد بھیجین اور ایک عرضی اُس نامنصف شعبدہ باز
و حیلہ ساز ہفت پیکر کو لکھیے دیکھیے امتحان ہو جائیگا آزاد بخت نے اُسی وقت ایک عرضی
بخدمت رستم دوسری عرضی براے ہفت پیکر روانہ کی عیار اسکا کہ جسکا سلیم سیاک رو نام ہی
عرضیان لیکر چلا سلیم عرضی لیے ہوے اول لشکر صاحبقران مین آیا دربار رستم مین پہونچا
دیکھا کہ دربار دُربار آراستہ ہی رستم مقام صدر پر گرد سرداران نامور و نازنینان ہم چین مثل
سنبل ہفت گیسو وغیرہ کرسیون پر بیٹھے ہین سیاک نے عیار کو لاکر سامنے پہونچایا عیار نے
عرضی پیش کی رستم نے عرضی پڑھی اتفاق سے خواجہ عمرو کسی کام کو آئے تھے دربار رستم مین
بیٹھے ہوے تھے عرضی جو شہپریز کی دیکھی خود بھی ملاحظہ فرمائی سب سردارون نے متفق ہو کر کہا
کہ ای شہریار شہپریز ایک شخص مغرور ہی عقل و فراست سے دور ہی رستم نے سردارون کو جواب
دیا کہ آپ لوگ خاموش رہین مین سمجھ کے جواب دونگا ای سیاک گھوڑا تیار کرو خواجہ

بولیں اسلئے کہ خسیس کی بھی عجب صورت ہوتی ہی بھلا یہ کیا کرینگے روپیہ صرف کرین تو ہم
جاکے سرخاب کو مارین اور شاہزادے سے معشوق کو ملائین رستم نے کہا کہ اے عم نامدار کیا صرف
ہوگا کہا بیٹا سرخاب جادو بڑا ساحر زبردست ہی دولاکھ روپیہ خرچ ہونگے رستم نے کہا کہ اے
عم نامدار اسقدر روپیہ کوئی کہاں سے لائے کہ آپ کو دے عمرو نے کہا کہ اے فرزند تم فرزند
صاحبقران ہو تمام خزانے روپے سے بھرے ہوے ہین روپیہ دیتے جی دکھتا ہی رستم نے
دس توڑے منگوا کر سامنے خواجہ کے رکھدیے خواجہ نے کہا کہ بیٹا اس دس ہزار مین کیا ہوگا
رستم نے کہا کہ یہ حق اور مال نیاز یون کا ہی عمرو نے کہا کہ غازی کتان بر بندے ہمہندار ہے ہین
ہم نذر کردہ ہفت پیغمبران ہین ہمارے واسطے کوئی شی نہ رکھوگے مگر خوشی تمہاری یہی قبول کیا
رستم نے کہا کہ اے سہک اس روپیے کو خزانے مین رکھو جب شہزادہ پشید یزی کی رسید لیکر آئینگے
تب یہ روپیہ ملیگا سہاک یلداقی روپئے کو اٹھا کر لیگیا خواجہ عمرو نے ناچار ہو کر یہ بھی
فعل قبول کیا عیار نے کہا کہ خواجہ آپ چلیں مین بھی آتا ہون یہ کہکر اب عیار طرف بارگاہ
ہفت پیکر کے چلا خواجہ عمرو بانہاے عیاری سے آراستہ ہو کر طرف آزاد بخت کے چلے
ادھر عیار نے آکر ہفت پیکر کو عرضی شبدیز کی دی ہفت پیکر عرضی شبدیز کی پڑھکر بہت جھلایا
کہا کہ اس نیادہ خاطی نے قدرت کو رنج دیکے بیلے قدرت سے ملے چلا گیا ہمین نے تقدیر
کی تھی اسوجہ سے معشوق چھوٹ گئی ہمسے کیا مطلب بس یہ کہکر ایک پہلوان کو حکم دیا کہ اس
عیار کو سامنے سے قدرت کے ہٹا دو سب نے عیار کو نکالا عیار ہفت پیکر پہ لعنت کرتا ہوا
نکلا رستم کے پاس آیا تمام کیفیت بیان کی رستم نے کہا کہ وہ تم ایسے لوگونکا خداوند ہی جو
چاہے سو کرے ہمنے ایسے شخص کو روانہ کیا ہی کہ اسکا نام نامی سب جگہ مشہور ہی عیار تو رستم
سے رخصت ہوا لیکن خواجہ عمرو منزلین طی کرکے پاس آزاد بخت کے پہونچے کہا کہ اے بادشاہ
وہ مقام مجھے دکھا دو مین سرخاب کی تلاش کرونگا مگر مفلس کی فکر بیجا رہتی ہی کہ شغل مشہور ہی
مصرع پراگندہ روزی پراگندہ دل + آزاد بخت سے خواجہ عمرو نے بہت بہت باتین
بنائین پھر اس باغ مین آئے کہ جہان شبدیز تھا شبدیز خواجہ کے قدمون سے لپٹ گیا
رو رو کے کہتا تھا کہ دی یاد رہنے ہیہات وای دادرس بیکسان راستہ ہجر کی مجبوریان ہو جاتی ہے

دہ وہ خواب پریشان دیکھتا ہون کہ جسکو بیان نہین کر سکتا اگر آپ دستگیری کرین تو میری امید برآسکے
خواجہ نے کہا کہ مجکو رستم نے بھیجا ہی مگر مفلس ہون پیروی مین فتور پڑیگا کچھ روپیہ رستم کے
یہان جمع ہی مگر وہ ایسا قلیل ہی کہ اُسکا ذکر کرنا بھی مناسب نہین صبح کو جو غربا دروازے پر
آتے ہین اُنکا حق ہی اُنکو بانٹ دونگا شام کو دروازے پر چند شرفا کی چند ڈولیان آتی ہین
اُنکو کچھ دیا جاتا ہی اُسکا ذکر اپنی زبان سے کیا کرون شبدیز نے کہا کہ اے شہنشاہ اوج عیاری
مین خدمتگزاری مین مصروف ہونگا خواجہ نے کہا کہ اے شبدیز معاملے کا صاف ہونا بہتر ہے
مفاہمہ مشفق ہی سمجھ کر کہو کہ کیا دوگے شبدیز نے کہا کہ آپ فرمایئے خواجہ عمرو نے کہا کہ
دولاکھ روپئے تو میرے پاس سے صرف ہونگے جو دے دوگے لے لونگا شبدیز نے کہا کہ خواجہ
دولاکھ روپیہ کاہے مین صرف ہونگے عمرو نے کہا کہ رنگ و روغن بنانا ہوگا اسمین سب
دوائین قیمتی ہونگی اور تلاش کرکے خریدونگا کچھ نقد دو کچھ وقت پر دینا آخر لاکھ روپیہ خواجہ
نے شبدیز سے نقد لیا اور دولاکھ کا تمسک لکھوایا باغ سے نکلے تلاش مین سرخاب کی چلے
صحرا بصحرا پھر رہے ہین دوسرے دن ایک نخل کے نیچے بیٹھکر سوچے کہ اپنی فال دیکھون
بیچ جنگل مین کھڑے ہوے ایک ہاتھ ناک پر رکھا ایک زنبیل پر پکار کر آواز دی داد آدم
درویش از کل عالم بیش کس طرف جاؤن کہ سرخاب کا پتہ ملے یہ کہکر تین چار پارے جسطرف منھ
اُٹھ گیا اسطرف چلے ایک صحرا مین آکر پہونچے ایک نخل کے سائے مین بیٹھے ہین دیکھا کہ ایک ساحر
بھاگا ہوا آتا ہی مگر پسینے پسینے خواجہ عمرو نے رنگ و روغن عیاری کا لگایا ایک فقیر کی شکل بنکر تنہا
ہوے ایک کنوئین پر آکر بیٹھے چند حقے رکھ لیے گھڑا پانی کا بھرا ہوا رکھا ہی وہ ساحر جب قریب آیا
پکار کر آواز دی کہ دانا بھلا ہو سایے مین ذرا ٹھہر جاؤ وہ ساحر حقہ پانی دیکھکر ٹھہرا خواجہ نے
پوچھا اس دھوپ مین کہان جاتے ہو اور کہان سے آتے ہو ساحر نے کہا کہ شاہ صاحب دھوپ
کیسی اور سایہ کیسا مالک کے حکم کا خیال ہی سرخاب جادو کا نوکر ہون ایک عورت کو کہین سے
لائے ہین آٹھ پہر اُسکو سمجھایا کرتے ہین اپنے بھائی کو بلوایا تھا کمخاب جادو اُسکا نام ہی
مین نامہ لیکر گیا تھا اُسنے جواب لکھا ہی کہ مین آؤنگا سرخاب جادو نے تاکید کی تھی کہ کسی
مقام پر ٹھہرنا نہین اس وجہ سے جلدی جاتا ہون خواجہ نے کہا کہ حقہ تو پی لو یہ کہکے چلم بھر

سلفہ جلایا بیہوشی انھین ملادی کنڈے کی آگ رکھ کر سامنے کیا ساحر نے کڑک کے زمین پا
لڑکھڑا کے گرا خواجہ نے اُسکی سی صورت بنائی جھولی سے اُسکی نام لیا طرف مکان سرخاب
کے چلے کئی کوس رستہ طے کر کے سامنے دیکھا کہ ایک مکان بنا ہوا ہی دروازے پر اُسکے
چند نگہبان بیٹھے ہین اُنسے پوچھا کہ یہ کسکا مکان ہی اُنھون نے کہا کہ ای رہنورد جادو تم
کیون گھبرائے ہوے ہو مکان اپنے آقا کا بھول گئے تمھارا تو آقا انتظار کر رہے ہین کئی مرتبہ
آکے پوچھا کہ رہنورد کو بڑا عرصہ ہوا عمرو نے کہا کہ بھائیو مجھپر عجب معرکہ گذرا مین بہت بیقرار
ہو رہا ہون راہ مین ایک نخل دیکھا کہ اُسپر بہت سے طائر بیٹھے ہین تھکا ہوا تھا ٹھہر گیا ہوا
جو چلی آنکھ بند ہوگئی خواب مین دیکھا کہ خداوند ہفت پیکر مع اپنی زوجہ و مع اپنے لڑکون
کے کھڑے ہین مین نے سلام کیا سجدے کو جھکا قدرت کی نگاہ جو مجھپر پڑی اور باتین
کین یہ بھی کہا کہ جاکر اُس عورت کو ہمارے بندۂ خاص کے لیے راضی کردو نگہبانون
نے جاکر سرخاب سے کہا کہ حضور رہنورد جادو آگیا مگر پریشان ہو رہا ہی اُسنے قدرت
کو آج خواب مین دیکھا قدرت نے فرمایا ہو کہ جاکر اُس عورت کو راضی کردو کہ ہمارا بندۂ خاص
بیقرار ہی سرخاب خوشی کے مارے اُٹھ کھڑا ہوا باہر آکے پکارا کہ ای رہنورد آؤ تم مقبول
بارگاہ خداوند ہوے رہنورد نقلی نے کہا کہ حضور صحرا مین مین نے دیکھا کہ قدرت
مع زوجہ و فرزندون کے موجود تھے مین نے قدمبوسی کی ارشاد ہوا کہ اُس عورت کو جاکر
راضی کردو سرخاب نے کہا کہ جو تدبیر مناسب ہو وہ کرو عمرو نے کہا کہ ذرا مین اُس عورت
کو دیکھون پہلے اُس سے تنہائی مین باتین کرون پھر حضور سے ملادون سرخاب نے
کہا کہ قفس ملکہ کا لاؤ قفس آیا تنہائی مین خواجہ عمرو نے قریب آکر کہا کہ او نیک بخت تو
ایسے مرد کو قبول نہین کرتی ملکہ نے جھلا کر جواب دیا کہ بڑھاپے پیٹے کیا بیہودہ بکتا ہے
مین کبھی اسکو قبول نہ کرونگی قفس کیسا اگر مکان آہنی مین بند کرے تو بھی اسکو نہ قبول
کرون عمرو نے اشارہ کر کے کہا کہ ملکۂ عالم غلام کو پہچانا ملکہ حیران ہوئین کہ غلام کیسا فوراً
نے کہا کہ مین ہون عمرو عیار صاحبقران زمان نے یہ کہکر بھیجا کہ جاکر شہبیز کو سرو قد
سے ملاؤ ای ملکۂ عالم شہبیز کا عجب حال ہی جس روز سے تمکو سرخاب لے آیا اُس باغ

سے باہر نہین نکلا اُسی مقام پر سر پٹک رہا ہی مثل طائر بسمل پھڑک رہا ہی اُسکا حال کیا بیان کرون اُسکی صورت دیکھکر دشمن کو بھی رحم آتا ہی ملکہ نے شگفتہ ہوکر کہا کہ ای خواجہ مین کنیز ہون جس طرح سے بنے مجھے شہپر سے ملاؤ خواجہ نے کہا کہ ای ملکۂ عالم صرف اتنا سرخاب سے کہدو کہ مین تو خود تجھپر عاشق ہون مگر تو نے وہ ظلم کیے کہ میرا دل ہٹ گیا اب بھی تجکو دیکھکر پسینہ آجاتا ہی رہنورد جو کچھ کہیگا وہ قبول کرونگی ملکہ نے کہا کہ خواجہ یہ تو میری زبان سے نہ نکلیگا خواجہ عمرو نے کہا کہ یہ تو کہدینا کہ جو رہنورد کہیگا وہ کرونگی کہنے سے رہنورد کے مجکو انکار نہین ہی پھر مین سمجھ لونگا ملکہ کو سمجھا کر خواجہ عمرو ہنستے ہوے سامنے سرخاب کے آئے سرخاب نے پوچھا کیون رہنورد ملکہ کیا کہتی ہین عمرو نے کہا کہ ای سرخاب جادو بڑے صاحب نصیب ہو ایسی معشوقہ تمپر جان دیتی ہی تمنے ابتدا سے بیعت کی بوجہ ضد کے انکار کرتی ہی معشوق ضد و رضا دی ہوتے ہین مین نے جو حال دل پوچھا تو رونے لگین کہا کہ ای رہنورد کیا پوچھتے ہو ایسے ظالم سے پالا پڑا ہے کہ دیکھیں تقدیر کیا دکھائے سرخاب یہ باتین سنکر نہال ہوگیا کہا کہ ای رہنورد اگر معشوقہ نے مجکو شربت وصل سے سیراب کیا تو تمھارا وہ مرتبہ کرون کہ شاہان جہان تمھارے مرتبے پر رشک کرین عمرو نے کہا کہ قفس منگوائیے مسند پہ بیٹھیے قدرت نے اور ایک کمال مجکو تعلیم کیا ہی اُسکو بھی ظاہر کرون تمکو راضی کردون سرخاب نے حکم دیا کہ قفس اُٹھا لاؤ مسند کو آراستہ کرو صحبت درست ہو ملکہ کو قفس سے نکالا مسند پر بٹھایا آپ پہلو مین آکر بیٹھا ملکہ حیا سے پسینے پسینے ہورہی ہین خواجہ کو اشارے کررہی ہین کہ خواجہ مجکو اسکی بیعت سے بچاؤ ایسا نہو کہ ہاتھ لگاوے عورت کی عصمت بہت نازک ہوتی ہی مین اپنی جان دیدونگی خواجہ نے قریب آکر کہا کہ ای سرخاب ذرا ہٹ کر بیٹھو پہلے چند اشعار عاشقانہ سن لو تو اختلاط کرنا اور اشارے سے کہا کہ ای سرخاب بہت ٹپکے پڑو ذرا کھنچے رہو ورنہ معشوقہ کا غرور بڑھیگا سرخاب جادو ہٹ کر بیٹھا خواجہ عمرو نے باجا بجانا شروع کیا سہ تارہ بجا کے یہ اشعار عاشقانہ شروع کیے

نظم

طالب نہین دل کے دلربا سے   دعوی ہے مگر کسی ادا سے

خواہاں ترے درد کا ہی ہر دل　　پیغام طلب ہیں جا بجا سے
دم بھر کے لیے لبوں تک آجائے　　کچھ کہنا ہے جان ہو فنا سے
دل دوں کہ نہ دوں کسی صنم کو　　لینا ہے یہ مشورہ خدا سے
موسے اسے بجا تھی لن ترانی　　پہچان گیا تری صدا سے
آئینے سے بھی ہی چشم پوشی　　شرماتے ہو صورت آشنا سے
کیوں کان لگائے سن رہے ہو　　کیا کام تمھیں مری دعا سے
ایجاد ہوا رہ وفا میں　　مٹنا مرے نقش مدعا سے
دیکھو نہ عدو کو وہ دکھانا　　ہم کشتہ ہوئے ہیں جس ادا سے
دنیا ہو جلال اور دل ہو　　کیا کام شب غم و بلا سے

اس رنگ میں خواجہ عمرو نے یہ غزل گائی کہ سرخاب جادو بیقرار ہو گیا موتیوں کا مالا گلے سے اتار کر پہنا دیا کہا کہ ای رہنورد حقیقت میں تمنے قدرت کو عالم خواب میں دیکھا اور قدرت نے تمکو کمال دیا خواجہ نے عرض کی کہ ای شہنشاہ ساحران ایک کمال قدرت نے اور مجکو عطا فرمایا وہ بھی ظاہر کروں ساقی گری تعلیم فرمائی ہاتھ سے بتاتا جاؤں پیر سے ناچوں منھ سے گاؤں سر سے شراب پلاؤں سرخاب جادو نے کہا کہ ای رہنورد قدرت کو سب طرح کا اختیار ہی جو کمال جسکو چاہیں مرحمت کریں دنیا کو کس طور سے آباد کیا ہے ایک رئیس ہی ایک بالکل غریب لیکن یہ کمال جو تمنے بیان کیا بہت دشوار ہی ای رہنورد تمکو میری جان و مال سب پر اختیار ہی جو چاہو وہ کرو لیکن جسطرح ممکن ہو بہت جلد اس معشوقہ سرکش کو مجھ سے راضی کردو اب میری جان پر بنی ہی عجب نہیں کہ مرغ روح میرا قفس تن میں پھڑک کر مرجائے میں اپنے ہوش میں نہیں ہوں پراے خداوند ہفت پیکر میری خدا بچالو یہاں یہ ذکر ہو رہا ہی اور خواجہ عمرو نے قصد کیا ہی کہ شراب کی تقریب کروں کہ آسمان پہ برق چمکی کمخاب جادو بھائی سرخاب کا تخت اڑتا ہوا آیا خواجہ عمرو نے خوش ہو کر کہا کہ قدرت کی کیا بندہ نوازی ہی عین وقت پر بھائی صاحب آپکے آگئے سرخاب خاموش ہو رہا دلمیں سوچ رہا ہی کہتا ہی کہ مقام افسوس ہی اگر معشوقہ نے قبول کیا تو میری زندگی ہی

ورنہ اس غم مین تڑپ تڑپ کر جان دونگا لاکھ اس ظالم کو سمجھاتا ہون منتین کرتا ہون مگر معشوقہ قبول نہین کرتی کیا تدبیر کرون پلٹ پلٹ کر گلچینی گلشن جمال کی کر رہا ہی رہنورد انگلی سے اشارہ ہی کہ ای رہنورد دلمختار ے کہنے سے مین نے معشوقہ کو پنجرے سے نکالا اب تو مجھکو قبول کریگی خواجہ اشارہ کرتے ہین گھبرائیے نہین بدل و جان آپ کو قبول کریگی کمخاب زمین پر آیا مسند پر جو سرخاب کو بیٹھے دیکھا پیشانی پر پسینہ آگیا مثل بید کانپنے لگا بھائی سے پوچھا کہ بھائی صاحب یہ معشوقہ کون ہی سرخاب نے کہا کہ ای برادر مین نے تمکو اسی واسطے بلایا ہی کہ اسکو سمجھاؤ میرے پہلو مین بٹھاؤ آج دس دن گذرے کہ مین حد سے زیادہ بیقرار ہون صد شکر کہ رہنورد میرا ملازم نظر کردہ خداوند ہوا اسکو حکم ہو چکا ہی کہ معشوق کو سمجھا کر پہلو مین سرخاب کے بٹھاؤ رہنورد انتظام کر رہا ہی کہ اسکو رضامند کر آج راہ پر آئی ہی یقین ہی کہ سمجھانے سے رہنورد کے مجکو قبول کرے کمخاب نے کہا کہ ای برادر مین تو اسکو دیکھکر مر گیا میرے دل کا تو عجب حال ہی قلب پر ہجوم غم و ملال ہی میرے واسطے راضی کرو ورنہ تڑپ تڑپ کر جان دونگا اب صبر نہین ہوسکتا میرا تو یہ حال ہی ~~ نظم ~~

افسوس ہو وے بلبل ناشاد کی طرف	گلچین کبھی بولتا ہی تو صیاد کی طرف
لایا ہی عشق حسن کا تیرے کشان کشان	آتا تھا کون عالم ایجاد کی طرف
گردون سے چاہتے ہین یہی ہم گناہگار	منہ سوے قبلہ آنکھین ہون جلاد کی طرف
عاشق ہین ہم حسن جو چاہو ستم کرو	کسکا خیال جاتا ہے بیداد کی طرف
جوش جنون ہی سو ہم گل کا ہی زور شور	سودائی کھنچے جاتے ہین فصاد کی طرف
دھوکا دیا ہی دام نے کس گل کی زلف کا	بلبل اشارے کرتی ہی صیاد کی طرف
اکشش یہ وہ زمین ہی کہ جسمین شفیق من	سودا ہوا ہی میرے سے استاد کی طرف

ان اشعار کو جو زبانی کمخاب کے سرخاب نے سنا جھلا کر جواب دیا کہ او برادر منصف مین نے تجکو اس واسطے بلایا تھا کہ تو میرے واسطے راضی کریگا یہ وہ معشوقہ پری پیکر ہی جو اسکو دیکھے وہ مائل ہو جائے مین اسکے واسطے جان و مال صرف کرونگا مگر اسپر ضرور قبضہ کرونگا مین کیا کسی بات مین عاجز ہون ایسا سحر کرون کہ یہ مجھپر خود عاشق ہو جائے لیکن یہی چاہتا ہون

کہ رضا مند کروں رضا مندی میں زیادہ لطف ہے عمرو نے کہا کہ اے کمخواب تمھاری یہیں چاہیے
کہ بڑی بھاوج پر نگاہ ڈالو کمخواب نے جھلا کر جواب دیا کہ اے ریشند رو تجھے اس مقدمے میں
کیا دخل ہے دل سنبھالے نہیں سنبھلتا ہے طبیعت پر زور نہیں چلتا ہے میں ضرور اسپر قبضہ
کرونگا سرخاب نے کہا کہ بھائی صاحب یہاں سے چلے جائیے ایسی لغویات نہ فرمائیے ورنہ ایسا
گولہ ماروں گا کہ سر پھٹ جائیگا کمخواب نے جھولی پر ہاتھ ڈالا کہا کہ او نالائق کیا میں تجھے ایسا
کمی کا رکھتا ہوں دونوں نے تلواریں کھینچیں خواجہ نے سرخاب کو خوب بھڑکایا کہا کہ آپ نے
بھائی کو اسی واسطے بلایا تھا کہ آپکی معشوقہ پر یہ عاشق ہوں سرخاب نے کہا کہ میں ابھی اسکا
سر کاٹے لیتا ہوں خواجہ ادھر کمخواب سے کہتے ہیں کہ اے کمخواب یہ کیا غضب کا سامنا ہے اور
بڑے افسوس کی بات ہے کہ تمھارا کہنا تمھارے بھائی صاحب نہیں مانتے عورت کیواسطے فساد
کرتے ہیں تمھارا بالکل پاس نہیں عمرو نے دونوں جانب آتش افروزی کی کمخواب نے جھلا کر
سرخاب کو گولہ مارا سرخاب نے روک کر کہا کہ ارے اسکو کھا لے بے زندہ نہ بچے کمخواب سمجھا کہ
پشت پر میری کوئی پیر آگیا گھبرا کر پلٹا سرخاب نے تیغہ مار دیا کمخواب کا سر کٹ کے گرا سرخاب
نے حکم دیا کہ اسکا لاشہ پھینک دو ملکہ سروقد کانپ گئی کہ ایسے جلاد سے خدا بچائے تلوار کھینچے ہوئے
جھوم رہا ہے خواجہ سے اشارے کرنے لگی کہ خواجہ جلد تدبیر کرو ایسا نہو کہ یہ جلاد مجھپر ہاتھ تلوار
کا مار دے عمرو نے اشارہ کیا کہ ملکہ تم نہ گھبراؤ میں ابھی اسکی گردن لیتا ہوں یہ کہکر سرخاب
کے ہاتھ سے تلوار چھین لی کہا کہ اے شہنشاہ ساحران تشریف رکھیے میں آپکی معشوقہ کو راضی
کر چکا آپ بیٹھیے گانا سنیے یہ کہکر یہ غزل شروع کی

نظم

حور بنکر تیرے کشتہ کی قضا آئی ہے
دامن تیغ سے جنت کی ہوا آئی ہے

ہجر در پیش ہے لاوے کوئی تعویذ اسکی
چاہیے نقش حفاظت کہ بلا آئی ہے

آبرو آنسوؤں کی بے اثری نے کھو دی
اب تو روتے ہوئے آنکھوں کو حیا آئی ہے

اسکی رحمت ہے مری بادہ کشی پر عاشق
نام توبہ کا جو لیتا ہوں گھٹا آئی ہے

وہ مسیحا اگر آئے تو ٹھہر جاؤں میں
نفس باز پسیں سے یہ صدا آئی ہے

اس گل اندام کو شاید کہ پسینہ آیا
عطر میں ڈوبی ہوئی باد صبا آئی ہے

قبر پر آؤ تو اُٹھیں سے لیے تعظیم ابھی
مر مٹے پر بھی ہمیں رسم وفا آتی ہے

کشتۂ شمشیر محبت کے پڑے ہیں کتنے
کوچہ زخم سے کیا سرد ہوا آتی ہے

جان فشانی کے تو تمغے ہیں بہت پاس
کوئی مردہ جیے ایسی بھی ادا آتی ہے

بحر اللہ کی درگاہ سے مایوس نہ ہو
اُسکو بگڑی ہوئی تقدیر بنا آتی ہے

خواجہ نے اس رنگ میں یہ غزل گائی کہ سرخاب کے سر پر ہوں کمخاب سوار تھا گانے سے خواجہ عمرو کے ہنس پڑا کہا کہ اے رہنورد حقیقت میں کیا آواز ہے صدا میں تمہاری سوز و گداز ہے ایسا گاتے ہو کہ دل بیقرار ہوتا ہے خواجہ نے پلٹ کر جام لبریز کیا سر پر رکھا منہ سے تانیں مارتے ہوئے چلے جب عمرو توڑا لیتے ہیں سرخاب کہتا ہے کہ اب جام گر پڑیگا مگر جام تو گرنا بڑی بات ہے قطرہ تک شراب کا نہیں گرتا سامنے سرخاب کے کر سر جھکایا اشارہ کیا کہ ایسے شاہوں کو سے شراب پلانا چاہیے بعد آپکے آپکی معشوقہ کو بھی پلاؤنگا یہ کہکر جام پلایا گلابیاں بھر کر کنیزوں سے کہا کہ اپنے ہاتھ سے پیو حضرت اوندہ ہفت پیکر کی قدرت کا ظہور ہوا کہ میں نے ایک جام سرخاب کو پلا دیا خواجہ کے گانے سے سب مست ہو رہی ہیں شراب پینے لگیں تھوڑے ہی عرصے میں عمرو نے سارے جلسے کو شراب پلائی سرخاب جادو بیٹھے بیٹھے پکار اُٹھا کہ اے رہنورد دیکھو خداوند تشریف لائے ہیں تمہاری تعریفیں کر رہے ہیں کہتے ہیں کہ یہ ہمارا بندہ خاص ہے عمرو نے کہا کہ قدرت کو بلائیے سرخاب اپنے مقام سے اٹھا بیہوشی تاثیر کر چکی تھی ہاتھ جھکاتا ہوا چند قدم چلا تھا کہ لڑکھڑا کے گرا کنیزیں لینا لینا کہکر اٹھیں جو اٹھی وہ گری تھوڑے عرصے میں سب کنیزیں بر لب فرش بیہوش ہو گئیں عمرو نے تیغ کھینچکر اٹھایا سرخاب کا سر کاٹ لیا کنیزوں کے کپڑے اتار لیے کسی کا ہاتھ قلم کیا کسی کا سر اڑا دیا اسکو قتل کر کے ملکہ سے کہا کہ اے ملکہ عالم چلیے گر دیکھیے یہ کیا عیار ہمارا ہے عطر سنگھا کر وفا کو ہوشیار کیا اٹھا کر زنبیل میں رکھا پہاڑ سے کود کر طرف باغ ملکہ کے چلے چند قدم چلے تھے کہ ایک صحرا میں پہونچے دیکھا کہ ایک نخل پر ایک عقاب بیٹھا ہے خواجہ کو دیکھکر پکارا او مثل انسان کے گویا ہوا کہ او ساربان زادے کوہ دبچو کو تباہ کر کے کہاں جاتا ہے خبردار آگے نہ بڑھنا یہ کہکے وہ عقاب اُڑا خواجہ عمرو پر اپنا عکس ڈالا خواجہ عمرو لڑکھڑا کے گرے عقاب

زمین پر آیا دیکھا عمرو نے کہ ایک جادوگر جوان کھڑا کہہ رہا ہے کہ او ساربان زادے تو نے غضب
کیا کہ سرخاب کو مارا اب کہاں جانے پائیگا تھوڑے ہی عرصے میں تجکو قتل کرونگا اب کیا تجکو
جانے دونگا عمرو نے کہا کہ اے عقاب جادو تم سمجھے بھی کہ سرخاب کو کیوں مارا عقاب نے کہا
کہ حال بتائیے خواجہ نے کہا کہ سرخاب جادو ایک مہ جبین کو اٹھالایا تھا عورت جوان وہ ضعیف
ہیں نے کہا بھی کہ تمھارے سن سے یہ نہیں قبول کرتی کسی جوان کو بلاؤ تم البتہ اس لائق ہو
کہ تمکو دیکھ کے پسند کریگی وہ نازنین بھی حسین تم بھی وضعدار عقاب نے کہا کہ اے خواجہ عمرو
ہرچند کہ خداوند ہفت پیکر کا حکم ہے کہ جو عمرو کا سر لائیگا منصب و جاگیر پائیگا چاہتا ہوں کہ
قدرت کو راضی کروں لیکن تمنے ایسی بات سنائی کہ قدرت سے تمھاری صفائی کرادونگا
اور نوکر رکھوا دونگا وہ مرتبہ تمھارا ہو کہ سب تاجدار رشک کریں عمرو نے کہا کہ وہ نازنین
میرے پاس موجود ہے مگر میرے پیر تو کچھ اپنے سحر اتار لے تو میں اس نازنین کو نکالوں۔
دیکھتے ہی تمھارا دم بھریگی تم ایسا وضعدار اسکی نگاہ سے نہ گذرا ہوگا عقاب نے سحر
اتارا جانتا ہے کہ یہ کہاں بھاگ سکتا ہے اگر خواجہ چاہتے تو بھاگ کر نکل جاتے مگر عقاب کی کمر
میں دیکھا زنجیر طلا ہے جسکو گروہ عینی کہتے ہیں خواجہ کے منہ میں پانی بھر آیا کہ ایسی شی چھوٹ جائے
لڑکو بیٹے کے سنبھلی کرتے چاہیں گے عمرو نے یہ سوچ کر ایک نخل کے سایے میں ایک فرش
ایہ ہاتھ رکھ کے آواز دی کہ اری گلشن کہاں ہے حاضر ہو زنبیل کی کنیزوں کی ا
ں پہنے ہوئے دریائے جواہر میں غرق تڑپ کر زنبیل سے نکلی کہا کہ استاد کیا ہے
ہوا کہ ایک ساحر کے ساتھ تمھارا نکاح کریں گے گلشن نے کہا کہ استاد میں سمجھی نکل کر
بیٹھی عقاب نے جو دور سے دیکھا کہ ایک عورت آفتاب جمال ابرو مثل ہلال
لعبت رشک چشم غزال دیکھ کر مر گیا ٹہلتا ہوا قریب آیا خواجہ عمرو نے پہلو میں اس
نازنین کے عقاب کو بٹھایا کہا کہ اے نازنین یہ جوان تو پسند ہے اس بڈھے کو تو میں نے مارا وہ
نکما تھا اس نازنین نے مسکرا کر کہا کہ اے شہنشاہ اوج عیاری یہ بڈھا تو مجھے گھورتا ہے اسکی
آنکھیں نکال لوں یہ کہکے بیٹے پکڑ کے دو طمانچے مارے عقاب جادو گال سہلا کے چپ ہو رہا
کہا کہ اے جان جہاں میں تو تیرا غلام ہوں بندہ بے زر بگر نہایت مضطر ہوں یہ تمام سحر

یہ اشعار پڑھنے لگی
عمرو نے اور
گرا دو اور
کر کے

قبضے مین ہی خداوند ہفت پیکر نے یہان کا حاکم کیا ہی مین تمکو اپنی جانب سے حاکم کرونگا صبح کو ساحر آکر سلام کرین گے کسکا ایسا مرتبہ ہوگا سزا و جزا کا تمھین کو اختیار رہیگا مین تمکو علم سحر سکھاونگا نازنین نے ہنسکر کہا کہ خواجہ شراب لاؤ کہ مین اسکو پلاؤن اپنے عاشق صادق کو راضی کرون خواجہ عمرو نے گلابی زنبیل سے نکالی گلشن نے گورے گورے ہاتھون سے جام لبریز کیا بناز اوٹھاکر کہا کہ لے میرے چاہنے والے شراب پی عقاب جادو خوش ہو گیا جوش عشق مین اشعار عاشقانہ پڑھنے لگا **نظم**

عاشقون پر اسقدر ظلم و ستم اچھا نہین
دیکھ اے ظالم کہے دیتے ہین ہم اچھا نہین

ایک خاموشی سے عزت ہی بتون کی دہر مین
ہر کسی سے بات کرنا اے صنم اچھا نہین

آنکھ کی رندون پر کیا آفت کہ مجھکو دیکھکر
سب حسینون نے کہا اسکا قدم اچھا نہین

گر بٹھاون پیار سے پاس اپنے کہتا ہی وہ شوخ
میرے حق مین آپ کا لطف و کرم اچھا نہین

رحم آتا ہی مجھے اس نوجوانی پر تری
اے شہیدی رات دن کا رنج و غم اچھا نہین

اس طرح سے یہ اشعار عقاب نے پڑھے کہ گلشن نے کہا یہی جام تمھارا کام تمام کریگا انجام ٹھیک ہو جائیگا جلد پی جاؤ دیر نہ کرو عقاب جادو نے لبون سے لگایا جلدی جام کو پیا یہ وہ شراب زنبیل کی بیہوشی پڑی ہوئی ہی کہ اگر دریا مین ڈال دیجیے تو مچھلیان بیہوش ہوکے نکل آئین عقاب پیتے ہی گھبرا گیا کہا کہ اے جان جہان یہ شراب کیسی تھی کلیجے مین آگ سی لگ گئی نازنین نے کہا کہ اوٹھ کر ٹہلو تو تمھارا کام ہو جائے عقاب گھبرا کے اوٹھا بہین طمانچہ مارا لڑکھڑا کے گرا گرتے ہی بیہوش ہو گیا خواجہ عمرو نے اس نازنین کی تعریف کی کوشش فوراً عقاب کے کپڑے اوتار لیے کمر سے کردھنی لی نازنین سے کہا کہ اسکا سر کاٹ لو کہ زنبیل مین جا کام کا ہرج ہوتا ہوگا گلشن نے عقاب کا سر کاٹا اور زنبیل مین پھینکا کنیزون نے پوچھا کہ حضور آج خواجہ عمرو نے کیون یاد کیا تھا گلشن نے ہنسکر کہا کہ لو آج ایک جادوگر اجل گرفتہ نے اوستاد کو گرفتار کیا تھا مین نے اوسکو جا کر مارا ایک ہی جام پی کر اوندھا ہو گیا شکر ہی کہ اوستاد آج مجھسے بہت خوش ہوے خواجہ عمرو عقاب جادو کا بھی سر کاٹ کر طرف باغ شبدیز کے چلے شبدیز خواجہ عمرو کا انتظار کیا کرتا ہی دروازے پر

باغ کے کھڑا ہی خواجہ کو دیکھکر پکارتا ہوا دوڑا فرد - از کجا میرسی ای بہار فرخندہ قدم + باد قربان سرت حلقۂ مرغان ارم + کہو خواجہ کیا کٹھری عمرو نے کہا کہ ای شہد بڑی غلطی ہوئی مین نے جاکر سرخاب کو مارا ملکہ کو لیے ہوے آتا تھا راہ مین حہاجن ملگیا اُسنے ملکہ کو چھین لیا اب بے سو لیے نہ دیگا مین نے جو روپیہ تمسے لیا تھا وہ قرضداروں نے لے لیا اب تم کچھ مدد کرو تو معشوق رہا ہو آزاد بخت نے جو یہ خبر سُنی کہ خواجہ آئے ہین دوڑا ہوا آیا اور یہ بھی خبر سُنی کہ بیٹی چھین لی گئی خواجہ عمرو کہتے ہین بے روپیہ دیے وہ عورت ملیگی آزاد بخت نے کئی لاکھ روپیہ خزانے سے منگوا لیے تب خواجہ عمرو نے سرو قد کو زنبیل سے نکالا شہزادہ نے جو معشوق کو دیکھا بیقرار ہو گیا اشعار عاشقانہ پڑھنے لگا۔ نظم

ذکر ہوتا ہی ہر اک جا آپ کا
ہی زمانے مین یہ شہرا آپ کا

دیکھ کر صل علے کہتا ہون مین
جب نظر آتا ہی چہرا آپ کا

کچھ مریض عشق کا کیجے علاج
نام سنتا ہون مسیحا آپ کا

داستان لیلے و مجنون کہان
اب ہی افسانہ ہمارا آپ کا

نقد دل لیکر خریدار آئے ہین
آج بن جائیگا سودا آپ کا

ہو گیا روز قیامت بھی تمام
دیکھیے کب ہو نظارا آپ کا

فوق پر چشم کرم ہردم رہے
بندہ کہلاتا ہے مولا آپ کا

یہ اشعار عاشقانہ پڑھکر گلے مین سرو قد کے ہاتھ ڈال دیے اختلاط ظاہری کرکے خواجہ عمرو کے قدمون سے لپٹ گیا کہا کہ خواجہ مجکو خدمت صاحبقران مین لیچلو قدمون پر گرا دو صاحبقران عالیشان نے وہ احسان کیا کہ شکر ادا نہین ہو سکتا عمرو نے کہا کہ تشریف لے چلیے صاحبقران ایسے صاف باطن ہین کہ تمسے اُنکی محبت سے ملینگے شہزادہ نے کہا کہ مین اُنکی عنایت کا غلام ہون شہزادہ یہ سُنکر سوار ہوا لشکر صاحبقران کے ملازمون کو لیکر جب قریب لشکر صاحبقران پہنچا خواجہ نے بڑھکر صاحبقران کو خبر دی کہ شہزادہ آتا ہی آپکے احسان سے مسلمان ہوا اور بادشاہ کا دیا ہوا خلعت پہنے ہی صاحبقران زمان نے فرمایا کہ ای سرداران نامی

اے پہلوانان گرامی جو ہمارے سر کو عزیز رکھتا ہو وہ برائے استقبال شبدیز جائے پہلے
علمشاہ اُٹھے علمشاہ کے اُٹھتے ہی جملہ سرداران رستم پیلتن اپنے اپنے مقام سے اُٹھے
نکل کر رستم گھوڑے پر سوار ہوئے سردار ساتھ ہیں شبدیز آتا ہے کنارے پر لشکر کے آکر کا
ساتھ والوں سے کہنے لگا کہ ہم آپ سے جو خدمت صاحبقران میں آئے تو صاحبقران نے
ہماری وہ قدر نہ کی کہ دیکھا رستم آتے ہیں رستم کے پیچھے چالیس سرداران سرداروں کے بعد
لندھور و مالک و بہرام پہلوی چلے آتے ہیں شبدیز رستم کو دیکھ کر گھوڑے سے کودا رستم بھی
گھوڑے سے اترے شبدیز کو دیکھ کر ہاتھ پھیلا دیے شبدیز نے چاہا کہ قدموں کو بوسہ دوں رستم
نے گلے سے لگا لیا جملہ سردار شبدیز سے ملے شبدیز نے ہنس کر کہا کہ میں تو آپ کا تابعدار ہوں تا
آپکے اشتیاق میں آیا بخدا اے آقا مجھکو یہاں سے جانا بہت ناگوار تھا مگر آپ نے وہ عنایت فرمائی
کہ خواجہ عمرو کو بھیجا لیکن خواجہ عمرو کا روپیہ بہت صرف ہوا جو مجھ سے ہو سکا وہ دیا رستم پیلتن
ہنسکر خاموش ہو رہے شبدیز کو ساتھ لیکر چلے جب بارگاہ پر پہونچے دیکھا کہ صاحبقران
شامل رہے ہیں شبدیز نے صاحبقران کو جھک کر سلام کیا صاحبقران کو دیکھ کر باغ باغ
ہو گیا جی میں کہتا ہے کہ یہ مردوں کے جوہر شناس ہیں کیا قدردانی فرمائی صاحبقران
نے ہاتھ میں ہاتھ ڈال دیا فرمایا کہ اے شبدیز کیا باعث تھا کہ جب تم مسلمان نہ ہوئے اور
آپ خود آئے کہا کہ حضور کو نیت سے تو میری آگاہی ہو گی کہ میں نے دشمنان حضور کو مارا
جیسے پشت حضور کلمہ جمل کہا میں آشیر جا پڑا اور اُسے قتل کیا دربار میں ہفت پیکر کے
ہفت پیکر کے سامنے کئی پہلوان مارے ہفت پیکر بہت آزردہ ہوا اگر میں سمجھ گیا کہ میرا
مکا ہو صاحبقران نے فرمایا کہ ہفت کوہ سے بھاگ کر یہاں آیا ہے اب بھی تقدیر میں
لکھا تھا اے شبدیز ہماری بارگاہ میں دو صفیں ہیں جدھر علمشاہ بیٹھتے ہیں اُدھر دست چپ
بیٹھتے ہیں وہ دست چپ ہے جدھر بدیع الزمان بیٹھتے ہیں وہ دست راست ہے شبدیز نے
عرض کی کہ میں تو رستم کا غلام ہوں جدھر رستم تشریف رکھتے ہیں اُدھر بیٹھونگا رستم پیلتن
خوش ہو گئے آلاکرد و مالاکرد کے برابر شبدیز کو جگہ ملا دعوتوں کے پیغام ہونے لگے سب سے
پہلے لندھور نے کہا کہ اے شبدیز آج ہماری دعوت قبول کرو دوسرے دن کا پیغام دعوت

بہرام نے شبدیز کو دیا فرزندان صاحبقران نے بھی پیغام دیے شب دیز بالغ بالغ ہو رہا ہے
ساتھ والون سے کہتا ہی کہ ایسے خلیق کہان ممکن تھے مگر ہرکارے جو لشکر ہفت پیکر کے جاسوس
تھے یہ خبرین لیکر بھاگے سامنے ہفت پیکر کے آ کے ہاتھ اٹھا کر کافر فروز نے کافر کو بدعا دی نظم

ای فخر جہانبانی و فاسدا قوا از و	گو ہر بہ دہن داری و راسا قوا از و
رو زان و شبان زحق تعالے خواہم	مرکب دہرت خدا و باسا قوا از و

خداوند کی عمر دراز ہو طبیعت کو ہمیشہ سوز و گداز ہو شب دیز لشکر صاحبقران مین آیا رستم
استقبال کر کے لے گئے اور جملہ سرداران صاحبقران بھی آئے تا بدربارگاہ صاحبقران
خود تشریف لے گئے دست چپ مین جگہ ملی اب سامان دعوتون کے ہو رہے ہین شبدیز اپنے
مقام پر خوش بیٹھا ہی اور کہہ رہا ہی کہ ہفت پیکر پر مین نے لعنت کی مجھے ایسے سرداران
جلیل ملے کہ نتیجہ آرزو کھلے چیران جنگ آزما کہ پہلو سے ہفت پیکر مین بیٹھا ہی اسکو بھی
جرات پر بڑا گھمنڈ ہوا اپنے مقام سے اٹھا عرض کی کہ یا خداوندا ہفت پیکر پرست نام پر
طبل جنگی بجوا ایئے مین سارا غلط و شان شب دیز کا مٹا دونگا کان پکڑ کے سامنے قدرت نے
لاؤنگا پھر ہفت پیکر پرست کرا دونگا اسے کی بچھا کا بیٹا اب موجود رہیگا ایک گھونٹ
پی لیگا ہفت پیکر پرست ہو جائیگا ہفت پیکر یہ شنکر خوش ہو گیا کہا نام پر چیران جنگ آزما
کے طبل جنگی بجے طبل جنگی پر چوب پڑی ہرکارے جو باہر جاسوسی موجود تھے خبرین لیکر
بھاگے حاضر خدمت صاحبقران ہوے ہاتھ اٹھا کر دعا و ثنا بادشاہ کی بجا لائے ہاتھ اٹھا
کے دعا دی شعر - ای زابر رحمت خرم گل بستان ما + گفتگوے حرف عشقت مطلع
دیوان ما + شہریار عالم کی عمر دراز ہو دشمن کو سوز و گداز ہو چیران جنگ آزما نے طبل جنگی
بجوایا ہی کل اسکا ارادہ ہی کہ نکل کر شبدیز سے مقابلہ کرے شب دیز نے دست بستہ صاحبقران
سے عرض کی کہ غلام کے نام پر طبل جنگی بجے اس بھیا کو مجھ سے دعوی ہمسری کا ہی تو
اس بھیا سے مقابلہ کرونگا صاحبقران نے فرمایا کہ اگر وہ تمھارا نام لیکر پکارے تو خیر بہتر
اور اگر وہ عام طور پر آواز دے تو اور سردار نکلینگے تم ہمارے مہمان ہو تمہارا انکار کرنا بہتر
نہیں یہ کہکر خواجہ عمرو سے فرمایا کہ دم ہمارے لشکر مین بھی بفضل ایزدی طبل جنگی بجوایا

دی اگر نقارۂ سکندری پر چوب لگائی تیاریان ہونے لگین چار پہر رات گذر کر اب وہ وقت آیا کہ شہباز نیر اعظم قلعۂ مشرق سے باہر نکل کے توسن فلک پر سوار ہوا لشکر میدان مین آئے ہفت پیکر کے ساتھ بھی فوج بیشمار ہی صفین جمین نقیبون نے نقابت کی کڑکیت آوازین دے رہے ہین اور یہ اشعار زبان پر ہین نظم

گئے ہم سوئے گورستان جو کل باخستہ حالی تھے		مقابر جتنے دیکھے ہمنے خستی پائمالی تھے
یہ دو مصرع لکھے اس جا بمضمون خیالی تھے		مہیا گرچہ سب اسباب ملکی اور مالی تھے
	سکندر جب گیا دنیا سے دونون ہاتھ خالی تھے	

ایسے اشعار نقیبون نے پڑھے کہ بہادر جھومنے لگے سوارون نے گھوڑے بڑھائے پیدل اپنی اپنی تلوارین تولنے لگے حیران جنگ آزمانے گینڈا نکالا ہفت پیکر سے اجازت میدان کی یہ بھی کہا کہ جا کر شبہ پیز کو للکارتا ہون یہ کہکر میدان مین آیا خوب کوڑے ہوکے نیزہ ہلایا پکار کر آواز دی کہ ای فرقۂ خدا پرستان جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے مگر شبہ پیز کو چاہتا ہون کہ شبہ پیز بیفکر و بیپروا میرے مقابلے مین آئے شبہ پیز تو بیقرار کھڑا اعتقاد دل سے باتین کر رہا تھا کہ اس بیحیا نے اگر کسی کو زخمی کیا تو یہ صدمہ مجھکو ہوگا بادشاہ جمجاہ سے آکر عرض کی کہ ای شہریار اجازت میدان بادشاہ جمجاہ نے فرمایا کہ ای شبہ پیز تم ہمارے مہمان ہو اور کوئی جائیگا تم نہجا شبہ پیز نے عرض کی کہ غلام کا نام لیکر پکارتا ہی غلام ہی کے جانے کا محل ہی بادشاہ نے فرمایا کہ بسم اللہ تمکو خدا کے سپرد کیا یہ کہکر گینڈا بڑھایا مقابلہ حیران جنگ آزما مین آیا حیران نے پہنچتے ہی نیزہ مارا شبہ پیز نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا آپس مین نیزہ بازی ہونے لگی مگر شبہ پیز نے چوتھی پانچوین طعن مین نیزہ حیران جنگ آزما کا توڑا حیران نے تلوار کھینچی ہاتھ تلوار کا مارا شبہ پیز نے تلوار کو تلوار پر روکا خبردار خبردار کہکے ہاتھ تلوار کا مارا تلوار چوتڑ پر لگی سپر کے دو ٹکڑے ہوئے وہان سے تلوار جو گری ہو وہ دو بلغے کو کاٹ کے تا بجگر گاہ تلوار پہنچی نعرہ ہوا کہ حیران جنگ آزما مارا گیا ساتھ والے حیران کے حیران ہو گئے شبہ پیز پر آپڑے فوج شبہ پیز بھی پرلے مدد پہونچی شبہ پیز نے وہ جنگ رستمانہ کی کہ کیا کہیں کہ ہاتھا کرزبان تیر و کلہ گو وسے صدائے حسنت و آفرین بلند ہو شبہ پیز جہان جسم کرا

لاشون کے انبار لگا دیے پہر دن رہے تک شبدیز لڑا آخر فوج حیرات کو شکست فاش
دی شبدیز جھومتا ہوا پلٹا صاحبقران نے شبدیز کی بڑی تعریف کی فرمایا کہ اے شبدیز کیسا
مزے سے لڑے ہو عرض کی کہ غلام کو ہوس یہی ہے کہ تا بہ ہفت پیکر پہونچون مگر حضور نے کیا
بندہ پروری فرمائی کہ اور فوج کو حکم نہ دیا غلام اُن لوگون کو کافی تھا انشاءاللہ جس دن
مقابلہ پڑا غلام لڑتا بھڑتا برابر تخت ہفت پیکر کے پہونچیگا اُس بیچارے نے بندگان حضرت کو
سرگشت کیا ہے ہفت پیکر جو پلٹا آکر بارگاہ مین بیٹھا مگر سرنگون غم سے کلیجہ خون وزرا سے
کہہ رہا ہے کہ آج شبدیز نے قدرت کو بڑا قلق دیا دیکھو کیسا خوش تھا وہ تقدیر پر گردن کو شبدیز
تڑپ تڑپ کر مر گئے وزرا نے کہا کہ قدرت وہ تقدیر نہ کرین کہ جس سے مسلمانون کا خاتمہ ہو اگر
شبدیز نہ ہوگا تو مسلمانون کا کیا نقصان ہوگا ہفت پیکر نے کہا کہ اب قدرت تقدیر کو کیا
چاہتے ہین یہ ذکر تھا کہ آسمان پر ایک لکہ ابر گلنار پیدا ہوا رعد کی گرج برق کی چمک اسی ابر
گلنار سے پیدا تھی ہفت پیکر نے کہا کہ یارو دیکھو تقدیر کا ظہور ہوا ملکہ گلنار زعفران پوش
آتی ہین اُسکی سرحد مین مسلمان نہین پہونچے اگر اُسکی سرحد مین عیار جاتے تو لطف عیاری
اُٹھاتے سب گرفتار ہو جاتے وہ ابر بارگاہ پر آکر پھٹا سب نے دیکھا کہ ایک ساحرہ نہایت
حسین و جمیل تاج سر پر جوڑا بھاری پہنے ہوئے تخت سے اُتری پایہ تخت کو بوسہ دیا اور اسکے بعد
لیکے جھکی عرض کی کہ یا خداوند یہ کیا معرکہ گذرا کہ آپ سے ہفت کوہ چھوٹا ہین سب مقامات
کو دیکھتی ہوئی آئی ہر مقام پر مسلمانون کی رونق ہے دیر کھڈے پڑے ہین مسجدین بن گئی ہین گھنٹون صدا
اذان آ رہی ہے ہفت پیکر نے سب حال بیان کیا کہا کہ اے گلنار کیا پوچھتی ہے ان مسلمانون نے کیا
سرفراز کیا کہ مقام سکونت چھوٹا آخر کار بھاگ کر قصر عشرت مین آیا مسلمانون نے بڑے بڑے
صدمے دیے رفقا بیگانے ہو گئے چند شاہزادیان شریک طلسم کشا ہوئین مقابلہ قدرت تقدیر
آتی ہین اپنا زور سحر کا دکھاتی ہین گلنار نے عرض کی کہ ایک سحر مین سب کو تباہ و برباد کر دونگی کہکر
کرسی پر بیٹھی ہفت پیکر بہ نگاہ محبت دیکھ رہا ہے سراپا کو دیکھ کر حیران جمال و محو دیدار ہو رہا ہے
گلنار نے حکم دیا کہ طبل جنگی بجوائیے اُسی وقت طبل جنگی بجا ہرکارون نے صاحبقران کو خبر
پہونچائی صاحبقران نے حکم دیا کہ ہمارے لشکر مین بھی بفضل خدا طبل جنگی بجے امیر کے

لشکر میں بھی نقارہ رزمی گڑ گڑایا برق فرنگی اپنے مقام سے اٹھا خواجہ عمرو کی نگاہ بچا کر
باہر نکلا چالاک کو اشارے سے بلایا کان میں کہا کہ آپ نے سنا ایک ساحرہ آئی ہے
اسنے طبل جنگی بجوایا ہی چالاک نے کہا کہ بسم اللہ چلیے برق فرنگی نے کہا کہ مجھے آپسے اطلاع
کرنا تھا میں برائے عیاری جاتا ہوں اگر نتیجہ قابض ہوا تو مشکیں باندھ کر لاتا ہوں یہ کہکے
برق ٹہلتا ہوا چلا بعد برق کے چالاک بھی اُسی طرف چلا برق آتے آتے سامنے بارگاہ
گلنار کے پہونچا دیکھا کہ کنیزوں کی آمد و رفت لگی ہے جی میں کہتا ہو کہ روک ٹوک نہیں ہے
یہاں جانا کیا مشکل ہے ایک گوشے میں آکر ٹھہرا ایک کنیز کسی کام کو نکلی برق نے ایک جوان
حسین کی شکل بنکر کنیز کو بلایا کنیز بھی ہنستی ہوئی آئی کہا کہ کیوں میاں کیا ہے برق نے کہا
کہ ملکہ عالم کیا کر رہی ہیں کنیز نے کہا کہ تخت پر بیٹھی ہیں سحر نہیں تیار کرتیں برق نے
باتوں میں لگا کر کنیز کو بیہوش کیا بیہوش کرکے اُسکی شکل بنا اُسکے کپڑے پہن کر دربارگاہ کا
آیا پردہ اٹھا کے اندر پہونچا دیکھا کہ گلنار تخت پر بیٹھی ہے اور کنیزیں پھر رہی ہیں کچھ سامنے جمع
کر دیتی ہیں جیسے ہی برق فرنگی اندر آیا گلنار نے پکار کر آواز دی کہ ای سمن بر اِدھر آ
برق نے کچھ جواب نہ دیا ایک کنیز نے کاندھے پر ہاتھ رکھکر کہا کہ اری خیلہ دیکھ ملکہ عالم
بلاتی ہیں برق حاضر حاضر کہتا ہوا سامنے آکر کھڑا ہوا گلنار نے منہ پھیر کر کہا کیوں گل اندام
کیا سو گئیں جیسے ہی گلنار نے یہ کہا گوشہ بارہ دری سے ایک پنجہ سنہرہ چمکتا ہوا پیدا ہوا
ہاتھ میں پھولوں کا ہار تھا اس پنجے نے وہ ہار گلے میں برق کے ڈال دیا جیسے ہی ہار گلے
میں برق کے پڑا رنگ و روغن چہرے کا اڑ گیا گلنار نے کہا کہ کیوں لنگوٹے کھو رہے تونے
ہمارا شعبدہ دیکھا ہم ان ساحروں میں نہیں ہیں کہ شراب میں بیہوشی ملاتی جب شراب
پلاتی تب خبر ہوتی جس وقت تم لشکر میں داخل ہوئے ہمارے سر نے اسی وقت خبر ہو گئی
پھر آواز دی کہ سوسن اس لنگورے کو پاس خداوند ہفت پیکر کے لیجاؤ کہنا کہ یہ پاس گلنار
کے آیا تھا چاہتا تھا کہ عیاری کرے کنیز خداوند کی ہوشیار تھی آتے ہی اسکو گرفتار کیا کنیز
آکر دینا تھی برق پر قائم کیا لشکر کنان لیکر چلی جب بارگاہ سے نکلی طرف بارگاہ ہفت پیکر
کے رخ کیا تھوڑا راستہ طے کیا تھا کہ پشت سے آواز آئی ہوا ٹھہر جاؤ ملکہ عالم نے اور بھی کہا کہ

ذرا سن لو تو جاؤ سوسن نے پلٹ کے دیکھا کہ گلفام نامے کنیز گلنار کی دوڑی ہوئی آتی ہے
قریب پہونچکر کہا کہ جاؤ اس راستے سے اس چھوکری کو نہ لیجاؤ ایسا نہو کہ اسکا کوئی ساتھی
آجائے تو فوراً تمکو مار لیگا دیکھو ملکہ کو یہ خیال تھا کہ دوسری کنیز کو بھی بھیجا دیکھو لا رہنما رہی
آتی ہے کچھ پیغام ملکہ کا لاتی ہے سوسن پلٹی کہ دیکھوں لالہ عذار کیوں آتی ہے جیسے ہی سوسن
پلٹی حلقے کمند کے گلفام نقلی نے گلے میں ڈال دیے اور نعرہ کیا۔ نعرۂ چالاک بن عمرو

بعیاری منم آن چست و چالاک — بچشم دشمن اندازم کف خاک
نہ آید یاد گردون تیز گامم — خلیفہ اولم چالاک نامم

نعرہ کرکے خنجر مارا کہ سوسن کا شکم چاک قصہ پاک مرتے ہی سوسن کے برق نے رہائی
پائی چالاک و برق جست و خیز کرتے ہوئے چلے یہاں گلنار ساحروں میں بیٹھی ہنس رہی
ہو کہتی ہے بھلا عیاری کی بھی حقیقت ہے کہ ہمارے سامنے عیاری کرے اب قدرت کو میرے سحر کا
حال معلوم ہوگا یقین ہے کہ برق کو فوراً قتل کریں ان عیاروں سے بڑے صدمے اٹھائے
ہیں صد ہا جادوگران لوگوں نے مارے پہلے ساحر کو مناسب ہے کہ اپنی جان کی حفاظت
کرے تب دوسرے طریقے کا ارادہ کرے یہ ذکر تھا کہ پہلوے بارگاہ سے آواز آئی کہ اری بلا عالم
خبر تو منگوا لیجئے سوسن کو چالاک نے مارا دونوں آپ کے لشکر سے نکل گئے یہ سنکر گلنار کانپ
گئی پکار کر آواز دی کہ ارے سوسن کو کس مقام پر مارا آواز آئی کہ بازار غلہ فروشاں میں خیمے
کی آڑ پکڑ کے اسکو مار لیا یہ سنکر گلنار نے کنیزوں کو اشارہ کیا کہ جاکر لاشہ سوسن کا
اٹھا لاؤ چار پانچ کنیزیں چلیں خیمے کی آڑ میں آکر دیکھا کہ لاشہ سوسن کا برہنہ پڑا ہے کنیزوں
نے سر پیٹ لیا کہا کہ ارے ایسا ظالم تھا کہ لباس بھی اتار لے گیا یہ کہکر لاشہ اٹھایا اور سامنے
گلنار کے لائیں گلنار نے لاشہ دیکھکر کہا کہ اسکے لاشے کو لیجا کر جلاؤ میں جا کے ان دونوں
کو لاتی ہوں کنیزیں لاشہ سوسن کا لے گئیں گلنار ایک عقاب پر سوار ہو کے چلی
چالاک و برق جست و خیز کرتے ہوئے جاتے ہیں کنارے پر اپنے لشکر کے پہونچے
خواجہ عمرو طلائے سے ملے ہوئے آتے ہیں کہ دیکھا برق و چالاک گھبرائے ہوئے
آتے ہیں خواجہ عمرو نے پکار کر آواز دی کہ ارے کیا ہوا کیوں گھبرائے ہوئے ہو برق فرنگی

نے آواز دی کہ استاد بارگاہ میں گلنار کے گیا تھا عیاری نہ کرنے پایا تھا کہ گرفتار ہوا خلیفہ صاحب نے رہا کیا یہ ذکر تھا کہ آسمان پر برق چمکی آواز آئی کہ ہم ملکہ گلنار جادو خواجہ عمرو نے تو گلیم اوڑھ لی گلنار چمک کر گری برق و چالاک کو اٹھا لیا برق نے آواز دی کہ استاد غلاموں کو بچائیے خواجہ عمرو گلیم اتار کر دوڑے گلنار جو بلند ہوئی متوجہ ہوا سے چالاک و برق بیہوش ہو گئے گلنار کہتی ہوئی جاتی ہے کہ کیوں نگوڑو مجھ پر عیاری کی چلکر تمکو قتل کرتی ہوں یہ کہتی ہوئی لیے جاتی ہے صحرا میں پہونچی تھی دیکھا کہ ایک نخل کے سائے میں خداوند کھڑے ہیں پکار رہے ہیں کہ اے گلنار کیا کہنا یہ دونوں قوت بازوئے عمرو ہیں ذرا پیچھے آؤ قدرت ان دونوں کو اپنے ہاتھ سے قتل کریں ایسا نہو کہ لشکر تک لیجاؤ بیچ میں کوئی افتاد پڑے استاد انکا ساربان زادہ ضرور دوڑیگا گلنار نے جو ہفت پیکر کو دیکھا ہوا سے اتر آئی کہا کہ یا خداوند میں ان دونوں کو انکے لشکر سے لائی ساربان زادہ بھی کھڑا تھا مجکو دیکھتے ہی غائب ہو گیا جیسے مجھے بڑا تعجب ہے کہ کہاں غائب ہو گیا ہفت پیکر نے کہا کہ اے گلنار عمرو کے پاس گلیم عیاری ہے اسکو اوڑھ کر اسقدر جلدی غائب ہو جاتا ہے کہ پلک جھپکی اور غائب ہو گیا گلنار نے برق و چالاک کو زمین پر ڈال دیا باتیں کر رہی ہے کہ ہفت پیکر نے کہا دیکھو تمہاری کنیزیں آتی ہیں گلنار جادو نے جیسے ہی منہ پھیرا خواجہ عمرو بن امیہ ضمری نے حلقہ کمند کے گلے میں گلنار جادو کے ڈال کے حباب مار دیا اور فوراً اپنے نام کا نعرہ کیا۔ نعرۂ خواجہ عمرو

عمرو ہوں میں عیار صاحبقران	مرے نام سے کانپتا ہے جہان
تراشندۂ ریش کفار ہوں	زمانے کا مکار و غدار ہوں
مرا تیز رفتار ہو گر قدم	صبا ٹھوکریں کھائے ہر ہر قدم
اڑا دوں صبا کے بھی میں ہوش کو	نہ پائے مری گرد پاپوش کو
دو شاہ جہانگیر و غدار ہوں	جہانگیر عالم کا عیار ہوں

نعرہ کر کے بھاگنا چاہا کہ گلنار کو قتل کر دوں کہ ایک طرف سے آواز آئی او ساربان زادے کیا کرتا ہے عمرو نے دیکھا کہ ایک کنیز دوڑی ہوئی آتی ہے پکارتی ہوئی عمرو نے جلدی سے چالاک و برق کو اٹھا لیا طرف اپنے لشکر کے بھاگے اس کنیز نے آ کر گلنار کو ہوشیار کیا کہا

ای ملکہ ہوشیار ہو جیسے عمرو آپ کو قتل کرتا تھا مین نے آکے بچایا گلنار اُٹھی کہا گل اندام تم جاؤ مین جاکر عمرو کو لاتی ہون گل اندام نے کہا کہ اب حضور جلنے دیجیے مین رات بھر اسی فکر مین جاگی اب سحر بھی قریب ہی میدان مین چلنا ہوگا گلنار لیٹی لشکر مین جو آئی دیکھا کہ ستارۂ سحری چمک چکا ہی لشکر دون مین کمر بندی ہو رہی ہی گل اندام بھی تیاری کرنے لگی یہان خواجہ برق و چالاک کو لیے ہوے بارگاہ رستم مین آئے آفتاب فلک سیر سے کہا کہ یہ دونون عیار سحر گلنار سے بیہوش ہین مین نے چاہا تھا کہ اُسکو قتل کرون مگر گل اندام نامے کنیز اُسکی آگئی وہ ہی گل اندام اُسکا سیر کامل ہی آفتاب فلک سیر و سنبل ہفت گیسو نے ملکہ سحر برق و چالاک اُتارا چالاک و برق ہوشیار ہوے رستم اُٹھے کہا کہ مرکب لاؤ سوار ہو کر طرف بارگاہ صاحبقران کے چلے یہان صاحبقران بھی تیاری کر رہے ہین پشت اشقر پر سوار ہوکے دربار گاہ سلطانی پر آئے بادشاہ جمجاہ تخت پر سوار ہوکر برآمد ہوے سب سردارون نے سلام کیا سب کا مجرا اور سلام لیتے ہوے طرف میدان کارزار کے چلے میدان مین آکر دیکھا آمد فوج ہفت پیکر کا تانتا بندھا ہوا ہی گلنار جادو سب کے آگے بڑھی ہوئی چار ہزار کنیزین ساتھ ہین سحر کرتی ہوئی آتی ہین جب لشکر میدان مین پہونچے نقیبون نے نقابت کی کڑکیت کڑکا کہکر ہٹے کہ گلنار بڑھی ہفت پیکر سے اجازت لی میدان مین آکر پکارا کہ جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے اور یہ بھی کہا کہ اے ساحرو تمکو بڑا گھمنڈ ہے اگر میرے مقابلے مین آؤ تو حال معلوم ہو آفتاب فلک سیر یہ نعرہ سنکر سامنے بادشاہ اسلام کے آیا عرض کی کہ اجازت میدان کارزار مرحمت ہو بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ اے آفتاب یہ ساحرہ زبردست ہی اُسکو اپنے سحر پر بڑا گھمنڈ ہی ذرا سمجھ کر مقابلہ کرنا آفتاب نے عرض کی کہ حضور کا اقبال شریک حال رہیگا بادشاہ نے فرمایا کہ جاؤ تمکو سپرد پروردگار کیا آفتاب فلک سیر جھومتا ہوا سامنے گلنار کے آیا گلنار نے پکار کے آواز دی کہ اے آفتاب فلک سیر ہفت پیکر مین کیا برائی دیکھی جو تم باغی ہوکے شریک طلسم کشا ہوے نازنینان مہ جبین تو عاشق ہو کر طلسم کشا کی شریک ہو مگر کیا تم نے کچھ جمال طلسم کشا دیکھکر اُسکو پسند کیا آفتاب نے کہا کہ اے گلنار مذہب اسلام کو صحیح پایا

اس وجہ سے شریک ہوئے ہفت پیکر پکارا کہ جلسا تہ ہی شعبدہ باز ہی اُسنے خدائی پر
سامری و جمشید کی اعتراض کیا خود خداوند بن بیٹھا ساحرون نے اُسکی خدائی کو زور دیا
دیکھو وہ جادوگر قتل ہوئے اب کیا زور چلتا ہی گلنار نے جواب دیا کہا کہ اے آفتاب ہوشیار
ہو آفتاب نے کہا کہ ہم ہوشیار ہین گلنار نے پکار کر آواز دی کہ اے گل اندام آفتاب کو
لینا بچنے نہ پائے جیسے ہی گلنار نے آواز دی ہوائے سرد چلی پھول آسمان سے برسنے لگے
ایک طائر آکر ایک درخت پر بیٹھا زمزمہ سرائی کرنے لگا زمزمہ سرائی کرکے یہ اشعار گانے لگا نظم

ہی برنگ گل سراپا وہ بت خونخوار سرخ
کیون نہ ہو جلنے رگ گل کی روش نار سرخ

دیکھ کر اے گل ترے رخسار آتش ناک کو
ہو گئی گلشن مین چشم نرگس بیمار سرخ

پنجہ قاتل ہو رنگین مجھ مین اتنا خون کہان
ہی غنیمت اُسکے ناخن بھی ہون گر دو چار سرخ

مل گیا لیلی کو قیس برہنہ پا کا سراغ
جب کہ صحرا مین نظر آئے لہو سے خار سرخ

ہون مین وہ رنگین بیان چھوے جو میرا استخوا
مثل طوطی زاغ کی بھی ہو وہین منقار سرخ

یہ اشعار جو طائر نے پڑھے آفتاب فلک سیر کا چہرہ سرخ ہوا آنکھین ابل آئین چاہا طرف
گلنار کے چلون کہ آسمان سے ایک باز پیدا ہوا اور طائر جو یہ اشعار گا رہا تھا اُسپر باز گرا
طائر اپنے مقام سے اُڑا باز سے جنگ کرنے لگا کئی پنجے طائر نے باز کو مارے مگر باز
کب مانتا ہی باز نہ آیا پنجہ جو مارا طائر کی آنکھین نکل پڑین اب طائر گھبرایا آنکھون سے پرنالے
خون کے بہے باز نے پنجون سے طائر کو پکڑا چھرا اٹھا مار کر چیر ڈالا خون طائر کا سر پر آفتاب کے گرا
جیسے ہی طائر کا خون گرا آفتاب کے ہوش درست ہوئے اعضا چالاک و چست ہوئے
لاشہ طائر کا زمین پر گرا باز تو غائب ہو گیا سب نے دیکھا کہ لاشہ زمین پر ایک عورت کا پڑا ہی
گلنار جادو نے سر پیٹ لیا کہا کہ اے آفتاب غضب کیا کہ گل اندام کو مارا اب تیرے ہاتھ سے
کیونکر بچوگے یہ کہکر پکار کر آواز دی کہ اے سحر نگاہ اپنی تسخیر دکھا آفتاب فلک سیر ساحر زبردست
ہی ایک پہلو سے گانے کی آواز آئی سب نے دیکھا کہ ایک نازنین یہ اشعار گاتی ہوئی آتی ہی نظم

کونسی جا ہی جہان تیرے نہین ہی یار مست
دیکھیے جس کوچے مین پڑے ہین چار مست

کہکے یہ ساقی سے رکھتے ہین گرو دستار مست
سر برہنہ ہی جو مستون مین وہ ہی سردار مست

حسن کے نظارے سے ہوتی ہے کیفیت جنون ۔ عشق رکھتا ہے ہمیں بے بادۂ گلنار مست
کون پوچھے بت کو کس سے ہو سکے یاد خدا ۔ اپنے اپنے حال میں ہیں کافر و دیندار مست
ساقی و پیر مغان سے ملتجی ہوتے نہیں ۔ دیکھ لیتے ہیں تری صورت ترے دیدار مست
خام ہے سودا تمہارے گیسوئے پرپیچ کا ۔ روز زنجیروں میں جکڑے جاتے ہیں دو چار مست
آگے آگے ہو کے یاد انکو دلا دیتا ہوں میں ۔ بھول جاتے ہیں جو راہ خانۂ خمار مست
خار خار دل کہے کس سے سنے بلبل کی کون ۔ باغبان مست و صبا مست و گل و گلزار مست
دوستی دل سمجھتے ہیں زلال یار وہ + ۔ درد مے کو جانتے ہیں غازۂ رخسار مست
ترک عادت ہے عداوت آدمی کے واسطے ۔ مونہ دی تو نے تو اے ساقی ہوئے بیمار مست
واہ آتش کیا زبان رکھتا ہے کیفیت کے ساتھ ۔ سامعین ہوتے ہیں سن سن کر ترے اشعار مست

آفتاب نے جو یہ اشعار اس نازنین کی زبانی سنے بے اختیار دوڑا پکارتا ہوا کہ اے
جان جہان و اے آرام دل مشتاقان تمہارے ان اشعار نے مست کر دیا جی چاہتا ہے کہ گرد
پھروں تصدق ہوں اس نازنین نے ہاتھ آفتاب کا تھام لیا کہا کہ میں خود تیری مشتاق ہو کر
مدتوں سے آئی ہوں مدت سے سنتی تھی کہ آفتاب فلک سیر نہایت ذی علم ہے آج حال علم
کمال کھلا تم نے سب کچھ پڑھا مگر یاد نہ رکھا اب تم میرے ساتھ چلو علم و فضل کی دن دونی
ترقی ہوگی آفتاب اس نازنین کے ساتھ چلا گلنار نے دستک دیکر آواز دی کہ اے سحر نگاہ
اسکو لیجا زندان مصیبت میں لیجا کر قید کر ان الفاظ پر وہ نازنین ہنستی ہوئی آفتاب کو اپنے
ساتھ لے گئی صحرا میں جا کر غائب ہوئی گلنار نے پکار کر آواز دی کہ اے ساحران نامی و گرامی
سب صاحبوں نے سحر میرا ملاحظہ کیا آفتاب قید ہو گئے اب رہائی انکی ممکن نہیں جاؤ جا کر
سمجھو بوجھو آپس میں صلاح کرو طلسم کشا کو سمجھاؤ کہ آکر خداوند ہفت پیکر کے قدموں پر گرو
لوح و تحفہ جات پیش کر دو ورنہ ایک مرتبہ جو میدان میں آؤنگی تو طلسم کشا کو گرفتار کر لیجاؤنگی
یہ کہکر پلٹی ادھر سیتم سلیمانی بھی میدان سے پلٹے مگر آفتاب کے واسطے بہت بیقرار ہیں بار بار یاد
فرماتے ہیں کہ نہیں معلوم آفتاب پر کیا گذری دربار میں آکر خواجہ عمرو سے فرمایا کہ آپ نے
ملاحظہ کیا آفتاب کو گلنار گرفتار کر کے لے گئی اگر ہو سکے تو اسکی فکر کیجیے خواجہ عمرو نے کہا کہ میں تو

ٹھیکہ دار ہوں افلاس سے مجبور و ناچار ہوں رستم نے کہا کہ میں دس ہزار روپے جمع کیے
دیتا ہوں جب آفتاب کو لائیے گا یہ رقم آپ کو ملیگی زیادہ میرے کیے سے نہیں ہو سکتا آپ آگاہ
ہیں کہ فوج کی تنخواہ تقسیم نہیں ہوئی خواجہ عمرو نے فرمایا کہ اے نور نظر تمھیں سے وہ ہی غنیمت ہے
اور سردار تمھارے خوش و خرم ہیں کچھ نہ کچھ ضرور دینگے یہ سنکر سنبل ہفت گیسو نے
موتیوں کا مالا گلے سے اُتار کر دیا سیماب کی جانب متوجہ ہوئے کہا کہ اے ملکۂ عالم تمھارے
گلے میں کنٹھا یاقوت کا ہے مناسب ہو تو ہمکو دیدو سیماب نے ہر چند انکار کیا خواجہ نے
لڑ لڑ کے وہ کنٹھا لیا سب جادوگرنیوں سے زیور لیا بہانے عیاری لگا کر تلاش میں سحر نگاہ
کی چلے اول لشکر میں گلنار کے آئے گلنار طرف دربار ہفت پیکر جاتی تھی خواجہ عمرو بشکل
خدمتگار ہفت پیکر سامنے گلنار کے آئے جھک کر سلام کیا کہا کہ اے ملکۂ عالم قدرت پوچھتی ہیں
آفتاب فلک سیر کو کہاں قید کیا گلنار نے کہا کہ اے خدمتگار تجھکو کیا مطلب ہے جو سربازار
ایسی بات پوچھتا ہے کہ جسکا تنہائی میں بھی ذکر نہیں کرتے تو کوئی عیار تو نہیں ہے عمرو نے کہا
کہ جو فرمائیے وہ جاکر قدرت سے کہدوں وہ ہی پوچھتے تھے گلنار کے منھ سے نکلا کہ طرف مشرق
کے کوہ یاقوت ہے اُسی پر سحر نگاہ لے گئی ہو گی وہیں قید کیا ہو گا خواجہ عمرو یہ سنتے ہی بھاگے
جب خواجہ سامنے سے نکل گئے گلنار نے کہا کہ بشتاب یہ کوئی مکار تھا میں چلا خداوند
سے پوچھو نگی یہ کہتی ہوئی دربار میں آئی ہفت پیکر سے پوچھا کہ آپ نے کسی خدمتگار کو
بھیجا تھا حال قید آفتاب پوچھا تھا ہفت پیکر نے کہا کہ میں نے کسی کو نہیں بھیجا گلنار
نے کہا کہ ایک نامہ سحر نگاہ کو لکھا جائے کہ اے سحر نگاہ ہوشیار رہنا عمرو مقام قید آفتاب
پوچھ گیا ہے اسی وقت نامہ تیار ہو کر آیا گلنار نے اسیر اپنی شہر کی ایک کنیز کو نامہ دیا کہ جا کر ہاتھ
میں سحر نگاہ کے دینا زبانی کہنا کہ قید آفتاب سے بہت ہوشیار رہنا کوہ یاقوت پر کوئی
غیر شخص نہ آنے پائے سحر عجائب و غرائب صحرا میں بھی سفر کرو اس مضمون کا نامہ پاس
سحر نگاہ کے روانہ کیا سحر نگاہ بالائے کوہ بیٹھی ہے کہ کنیز نے آکر نامہ دیا مضمون نامہ پڑھکر سحر
نگاہ صحرا پر ڈالی چند طائر چکار نے لگے اُٹھتے پھرتے ہیں سحر نگاہ نے جادو آستہ کیا اور
گرد پیش کے نامہ دار اور خصت کیا پشت نامہ کے پر لکھ دیا کہ کنیز نے ہوشیاری کر لی آپ

منقش میں جلسہ آراستہ کیا کنیزیں بیٹھی گا رہی ہیں سحر نگاہ کا دماغ تر جام ارغوانی گردش میں صدائے ہوشا ہوش و نوشا نوش بلند ہے کنیزوں سے اشارہ کیا کنیزوں نے یہ اشعار شروع کیے

نظم

لپٹ کر یار سے چوما نہایت روئے رنگین کو — چمن میں توڑتے دیکھا جو میں نے پھول کلچین کو
ہمارا کاسۂ سر رہ میں افتادہ ہے مدت سے — خدا توفیق دے ٹھوکر کی اُن پائے نگارین کو
تمھاری زلف کے ہر مو کو ہیں اک اژدہا کہتے — سزا دلوائیے ان شاعران ناتواں بیں کو
یہ گستاخی شب وصل اپنے ہاتھوں سے عجب کیا ہے — کریں طوق کمر جو یار کی ساق بلوریں کو
خرام ناز کی مشق آج کل اُنکو نہایت ہے — رہا کرتا ہے گھر یوں زلزلہ سا کوہ تمکین کو
سنی ہیں کافران عشق کے منہ سے جو تلقینیں — مسلمان ڈھونڈھتے پھرتے ہیں اُس نا آشنا دیں کو
کہاں پیچ و خم گیسوے مشکیں اور کہاں سنبل ہیں — تمھاری نازک اندامی سے کیا نسبت ہے نسرین کو
گل رخسار اپنا تھے جس شاعر کو دکھلایا — ہوا وہ ڈھونڈھتے ہی ڈھونڈھتے مضمون رنگین کو
رسائی دار بست تاک تک جنکی نہیں ہوتی — وہ مفلس جانتے ہیں خوشۂ انگور پروین کو
فقیری کا ترے کوچے کی جنکے سر کو سودا ہے — پروں کا تکیہ وہ سمجھے ہوئے ہیں خشت بالیں کو
بشر کیا کر سکیں گے کام دست قدرت حق کا — بنایا خوبصورت یار سا اک لعبت چیں کو
وہ طفلی کا بھی عالم یاد ہے آج اے شکار افگن — لپٹ جاتا تھا جب دیکھا تو شیر قالیں کو
تمنا دولت دنیا کی رہی آتش حسینوں ہی — قناعت سے غنی اللہ کر دیتا ہے مسکیں کو

ہنگامۂ عیش گرم ہے کہ سحر نگاہ جادو نے آسمان پر دیکھا کہ خداوند ہفت پیکر تخت کو اُڑاتے ہوئے آتے ہیں سحر نگاہ نے کنیزوں سے کہا کہ لو اور لطف دیکھو قدرت آتے ہیں طائر چہکارنے لگے سحر نگاہ نے پکار کر آواز دی کہ ارے نالائقو کیوں غل مچاتے ہو قدرت آتے ہیں شرف کی بات ہے فخر کرتی ہوں کہ آج قدرت میرے صحرا میں آئے یہ کہکر ہاتھ ہلا دیا طائروں کے سر کٹ کٹ کر گرے تخت اُڑتا ہوا کوہ یاقوت پر آیا سحر نگاہ برائے استقبال اُٹھی سحر نگاہ نے چاہا کہ سجدہ کروں قدرت نے چلا کر آواز دی کہ خبردار اے سحر نگاہ مجھکو سجدہ نہ کرنا میں نے اپنے کو سجدہ کرانا موقوف کیا جب تک مسلمان سجدہ نہ کریں گے تب تک بندگان قدیم سے سجدہ نہ کرانا قبول سحر نگاہ نے ہاتھ تھام کر

یا خداوند یہ قاعدہ تو آپ نے خوب نکالا لیکن مسلمانوں کی بربادی میں کیا دیر ہے ملکہ گلنار
نے قید آفتاب چہارم کے پاس بھیجی ہے ابھی تک کوئی عیار مکار میرے پاس نہیں آیا اگر آتا تو
میں دیکھتی کہ عیاری کیونکر ہوتی ہے ساحر اور غیر ساحر سے کیا نسبت عیار بیچارے تو غیر ساحر
ہیں جب آئیں گے تو فوراً سر خبر دینگے قدرت کے آنے پر تو طائر زمزمہ سرائی کرتے تھے اور
لیلی کیا حقیقت ہے میں نے ابھی ان سب کو مٹا یا ہفت پیکر نے کہا کہ اے ملکہ سحر نگاہ تمنے
ابھی تماشائے قدرت نہیں دیکھا قدرت کو یہ منظور ہے کہ مسلمان بخوبی بدعت کرلیں قدرت
دیکھیں کہ انکا اختیار کہانتک ہے ہم ابھی ذرا ایک اشارے میں مٹا دینگے یہ کہکے قدرت
نے باران کھینچا رہنا چھوڑ دیا کہا کہ اے سحر نگاہ تمکو گانے کا بڑا شوق ہے دیکھو گانا اسکا
نام ہے یہ کہکے سیدھا سیدھا ٹھیکہ چھیڑا گنگنا کے یہ اشعار عاشقانہ شروع کیے نظم

یاد نہ تھے جسے دل آج وہ بسمل ٹھہرا — جسکو محبوب سمجھتے تھے وہ قاتل ٹھہرا
حال کھلتا نہ تھا عاشق کی سیہ کاری کا — زائچہ خط نے جو کھینچا تو زحل تل ٹھہرا
لا دوا حال ہے سمجھ کے رنج ایک ایک — پسلی پھڑکی خفقان کی جو ذرا دل ٹھہرا
جبکہ عاشق ہوئے طالع کا ستارہ چمکا — جلوہ داغ سے دل ماہ کا منزل ٹھہرا
غم محبوب نے آنکھوں کو لہو رلوایا — آج ان پتلیوں کو بھی مرض سل ٹھہرا
کچھ تاسف نہیں اسکا نہ بر آئی امید — حیف یہ ہے میں بنا مانگ کے سائل ٹھہرا
ناطقہ تنگ ہے بحر اسکی سخن چینی سے — شعر کیا بات بھی کہنا ہمیں مشکل ٹھہرا

ہر چند کہ رات کا وقت تھا صحرا کا سناٹا تھا مگر طائر آشیانوں سے سر نکال نکال کے گرنے لگے بعض طائروں
نے پروں سے پر ملا کر سر پر سایہ کیا چرندے جو صحرا سے دوڑ کر آئے پاؤں سے لپٹے جاتے ہیں
آنکھیں گردش کر رہی ہیں سحر نگاہ نے جو یہ ماجرا دیکھا بس خود بھی مبہوت ہوگئی تمام کنیزیں سر
جھکائے بیٹھی ہیں کوئی منہ سے نہیں بولتی صورت ہفت پیکر کو بہ نگاہ حسرت دیکھ رہی ہیں
ہر ایک کا قول ہے کہ یہ خداوند ہیں اس کمال کو پیدا کیا خود زبان سے اپنی فرماتے ہیں ہم لوگ
کیا تعریف کریں آج تک کبھی ایسا گانا نہیں سنا تھا کہ ہفت پیکر نے کہا اے سحر نگاہ قدرت
شراب پئیں گے گلابی منگاؤ سحر نگاہ نے اشارہ کیا کہ اے گلابی لاؤ کنیزیں شراب لینے چلیں

ہفت پیکر نے کہا کہ ذرا اُس باغی کو بلاؤ میں اُسکو سمجھاؤں ایسا ساحر زبردست
شریک مسلمانان ہوکر مارا جاتا ہی شاید راہ پر آئے اپنی حقیقت کو سمجھ جائے اگر میرے
قدرت کا کہنا نمانا تو آتش قہر وغضب سے جلا دونگا سحر نگاہ نے آفتاب کو بلوایا ماران
سیاہ آفتاب کے بدن میں لپٹے ہوئے ہیں زبان میں سوزن ہے مبتلائے دام پیچ و محن
ہفت پیکر کوڑا لیکر اُٹھا کہا کیوں مغرور قدرت سے جدا ہوکر کیا نفع پایا خدائے نادیدہ
کو سجدہ کیا کیا ہاتھ آیا حمزہ نے اپنے خدا کو کیا تجھے دکھا دیا آفتاب نے جواب دیا کہ کسکی
مجال ہی اور کسکی ایسی آنکھیں ہیں کہ خدا کے برق کو دیکھ سکے ایسا کچھ پایا کہ تہان اُٹھ گیا
تجھسے مکار شعبدہ باز کی اطاعت سے نکلا ہمیں لوگوں نے تیری خدائی کو زور دیا ہفت پیکر
نے آنکھیں ملا کر کہا کہ مارے کوڑوں کے کھال اُڑادونگا ہفت پیکر سے جو نگاہ آفتاب فلک سحر
کی ملی بائیں آنکھ کا تل دیکھا ہاتھ جوڑنے لگا کہا کہ یا خداوند آپ کی باتوں سے سحر مسلمانان
مجھسے اُتر گیا میں ابھی آپ کو سجدہ کرتا ہوں بیشک مسلمانوں نے مجھپر سحر کیا تھا سحر نگاہ
دنگ ہوگئی جی میں کہتی ہی کہ میں نے کیسا کیسا ڈرایا قتل کا سامان کیا لیکن یہ نہی ہی کہے گیا
مگر زبان قدرت میں کیا تاثیر ہی کہ ایک کلمے نے یہ تاثیر کی کہ اُسنے اطاعت کرلی سحر نگاہ نے
ماران سیاہ جسم سے چھڑائے زبان سے سوزن نکالی سوزن کے نکلتے ہی آفتاب نے
زنجیریں توڑ ڈالیں ہفت پیکر نے کہا کہ اے آفتاب سحر نگاہ ہماری بندی خاص ہی کہ اسکو
اپنے ہاتھ سے شراب پلا یہ کہکے گلابی اُٹھا کے دی کاگ کھولا جام خود لبریز کیا زمین پر رکھدیا
کہ اے آفتاب سحر نگاہ کو پلا دے آفتاب نے خوشی خوشی جام اُٹھایا سحر نگاہ کے
سامنے پیش کیا سحر نگاہ نے جی میں کہا کہ اتنا بڑا ساحر جلیل مجھکو شراب پلاتے یہ زبان
قدرت کی تاثیر ہی یہ سوچ کر شراب پی گئی ہفت پیکر نے کہا کہ اے آفتاب تمہارا وہ مرتبہ
بڑھاؤنگا کہ کل اہل طلسم رشک کرینگے طرۂ پیغمبری تمکو دونگا آفتاب نے کنیزوں کو
بھی شراب پلائی سب کنیزیں اُٹھ اُٹھ کر سلام کرنے لگیں آپس میں وجد کر رہی ہیں کہ
کیا زبان قدرت میں تاثیر ہی آفتاب ہمکو شراب پلاتے کہ سحر نگاہ بیٹھے بیٹھے گھبرائی کہا کہ
یا خداوند آپ کے بھائی آسمان پر آئے ہیں مجھکو اشارے سے بلاتے ہیں ہفت پیکر نے

کہا اُنکی بھی تا نگسلو سحر نگاہ مسند سے اُٹھی چند قدم چلی تھی کہ بیہوشی نے طمانچہ مارا لڑکھڑا کے گری کنیزیں لینا لینا کہکے اُٹھیں گر گر کر بیہوش ہوئیں عمرو نے اپنے نام کا نعرہ کیا نعرہ عمرو

کزان اُستاد عیاران عالم — سراپا دانش و عقل مجسم
بباغ دین ز مکرش آبیاری — جہان سرہنگ و خنجر گزاری
بہر کشور بلاے جان کفار — عمرو آن شاہ عیاران عیار

خنجر مارا کہ سحر نگاہ کا سر جدا ہوا مرتے ہی سحر نگاہ کے کنیزیں جلنے لگیں عمرو نے سر پیٹ لیا کہا کہ ای آفتاب یہ کیا غضب ہوا میرا نقصان ہوگیا یہ کہکر بتعجیل تمام مجلس کا اسباب اُٹھایا زنبیل میں رکھ لیا آفتاب نے کہا کہ خواجہ میں آپ کو پنجے میں دبا کے لیچلوں عمرو نے کہا کہ تم چلو میں آتا ہوں آفتاب پر پرواز پیدا کرکے طرف لشکر صاحبقران کے چلا خواجہ پہاڑ سے اُترے جست وخیز کرتے ہوے چلے تھے میں ایک صحرا میں پہونچے دیکھا جنگل میں ایک باغ ہے دروازے پر چند کنیزیں بیٹھی ہیں عمرو نے صورت تبدیل کی مسافر کی شکل بنکر سامنے سے باغ کے گذرے کنیزوں سے پوچھا کہ یہ کسکا باغ ہے کنیزوں نے کہا ملکہ الام منتظم کل کارخانہ ملکہ گلنار اس باغ میں رہتی ہیں خیال میں گذرا کہ ای عمرو انکی بھی گردن لو یہ سوچ کر پشت باغ پر آئے کمند مارکے دیوار پر آئے دیکھا کہ ایک جادوگرنی کرینہ منظر تاج سر پر رکھے مسند پر بیٹھی ہے چالیس پچاس کنیزیں بیٹھی ہیں اسباب عیش ونشاط مہیا ہے جام ارغوانی گردش میں ہے ایک خوش آواز یہ اشعار گا رہی ہے - نظم

دل مرا فرقت محبوب میں بیتاب نہیں — یہی آئینہ وہ ہے جسمیں کہ سیماب نہیں
ہجر ساقی میں تو بیہوش پڑا رہتا ہوں — جام ہے کیا کہ خیال قدح آب نہیں
آتش داغ جدائی سے نہ اُڑ جائیگا — طائر دل ہے یہ کچھ طائر سیماب نہیں
صبح ہم آج ہے اس ماہ کا کیا عزم سفر — چودھوین رات ہے پر جلوۂ مہتاب نہیں
بے طرح آج مری نیند اڑی جاتی ہے — دیکھو تکیوں میں تو کوئی پر سرخاب نہیں
چھوڑکر گردش بیہودہ چہ بین بیٹھ رہا — اب مرے اشک کے دریا میں بھی گرداب نہیں
رات دن ابروے جانان کا تصور ہے فرو — کون مسجد ہے دلا جسمین کہ محراب نہیں

ہجر محبوب میں ہی فون فلاطون مجکو ۔ خم میں ای بادہ فروشو یہ مئے ناب نہیں
چارپائی کے تلے مجکو پڑا رہنے دو ۔ موت ہی فرقت محبوب میں یہ خواب نہیں
ترک احباب پہ آمادہ جو ہی ای ناسخ ۔ تیرے نزدیک یہ کیا عالم اسباب نہیں

خواجہ یہ گانا سنکر دیوار سے اترے ذرے میں چھپ کر بیٹھے اس خیال میں کہ کوئی کنیز آسکے تو میں بیہوش کرون گا اتنے خود اپنے مقام سے بولا کے اٹھی پرلے رفع حاجت اسی مقام پر آئی خواجہ نے اسے بیہوش کیا اسکی صورت بنا محفل میں آئے مگر بڑ بڑاتے ہوے کہتے ہوے کہ یا خدا وند اوہ خدا وند ایسے وقت پر آنا کیا ضرور تھا مجکو ننگا دیکھ لیا میں بہت شرمائی الآم نے پوچھا کیون خوش گلو کیا ہی کیون قدرت کی تعریفین کرتی ہو یہ تمنے کیا کہا کہ مجکو ننگا دیکھ لیا خواجہ نے کہا کہ ای ملکہ عالم عجب مسخرہ گذرا جیسے ہی میں براے پیشاب بیٹھی کیا دیکھتی ہون کہ قدرت سامنے کھڑے ہیں میں اٹھ کھڑی ہوئی میرا ہاتھ پکڑنے لگے میں نے ہاتھ جھٹک دیا کہا کہ کیون دیوانے ہوے ہو کیا مطلب ہی میرا بوسہ لیا اور کہا کہ میں نے تجکو خوش آواز کیا میں رات کو تیرے پاس آؤنگا جاگتی رہنا یہ کہکے غائب ہو گئے نہیں معلوم اس سے کیا مراد تھی الآم نے کہا کہ ای خوش گلو قدرت تجپر عاشق ہوے خبردار سونا نہیں جاگتی رہنا ہمکو بھی بلا لینا ہم بھی قدرت کی خاطر کرینگے شاید ہمپر توجہ کرین لیکن ای خوش گلو اب تو گاؤ گانا سنا ؤ خواجہ عمرو بن امیہ ضمیری نے بصد سوز و گداز یہ اشعار عاشقانہ شروع کیے

نظم

آپ ہین دوست تو دشمن کیا ہی ۔ خضر ہمراہ ہی رہزن کیا ہی
برش تیغ قضا کے آگے ۔ سرکشون کی رگ گردن کیا ہی
آپ کر دیتے ہین ہر سخت کو نرم ۔ دست داؤد میں آہن کیا ہی
آپ کا دام بلا آفت ہی ۔ طائر عرش نشیمن کیا ہی
آپ کی برق غضب کے آگے ۔ مہ تو کیا ماہ کا خرمن کیا ہی
آپ سے ہو جو قوی مور ضعیف ۔ پیلتن کیا ہی تہمتن کیا ہی
بس یہی وردِ زبان ہی ناسخ ۔ آپ ہین دوست تو دشمن کیا ہی

رس رنگ سے خواجہ نے یہ اشعار گائے کہ سب کنیزیں تعریفیں کرنے لگیں الآم نے کہا
کہ بوا آواز تو بدل گئی واقف کاری زیادہ ہوئی کیا تانیں لگائی ہیں سب کو خوش کیا اے بوا
ہوش گلو اسوقت تیرے گانے نے دل بیقرار کر دیا ہوش گلو نے کہا کہ شراب بھی میں ہی
پلاؤں ساقی گری کروں الآم نے کہا کہ بوا یہ کتنی بڑی بات ہے کہا حضور دل میں یہ آیا ہے
کہ جس طرح عمرو عیار ساقی گری کرتا ہے اُس طرح ساقی گری کروں کلید میخانہ مجکو دیجئے یہ
سنکر الآم نے کنجی میخانے کی خواجہ کو دی خواجہ میخانے میں آئے پکار کر آواز دی کہ صاحبو
اب ہم ساقی ہوتے ہیں کوئی باقی نہ رہے شراب لیجاؤ کنٹر و گلابیاں کنیزیں اٹھا کر لیجانے لگیں
نگہبان باہر کی آئیں پیلا اٹھا کر لے گئیں چند گلابیاں خواجہ نے آہستہ کیں بیہوشی ملا کے
محفل میں آئے الآم تعریفیں کر رہی ہے کہ دیکھو صاحبو ہوش گلو کس سلیقے سے شراب لائی
ہے جی چاہتا ہے کہ پیجیے خواجہ نے پیشواز بھی چورا سی گھنگرو پاؤں میں باندھے گت ناچنا شروع
کی جھنکر جام لبریز کیا توڑے لیتے ہوئے چلے الآم کہتی ہے کہ اے ہوش گلو دیکھو جام کا انجام
ہوا چاہتا ہے شراب سر سے گریگی خواجہ کب سنتے ہیں توڑے لیے جاتے ہیں سامنے الآم
کے سر جھکایا کہا کہ ایسی شاہزادیوں کو سر سے شراب پلانا چاہیے الآم نے بصد خوشی جام
لیا چاہتی ہے کہ پیے شراب نے چرخ مارا الآم نے ہاتھ ہلایا شراب شعلہ بنکر اُڑ گئی ایک برق
چمکی وہ عمرو پر گری رنگ و روغن عیاری کا اُڑ گیا صورت اصلی نکل آئی الآم نے ایک قہقہہ
مارا کہ او ساربان زادے تو نے میری کنیز کو کیا کیا ملکہ گلنار نے لکھا تھا کہ بہت ہوشیار
رہنا آخر تو آ ہی پہنچا یہ کہکر شراب پھینکوا دی سحر بھی قریب تھی گریبان سحر بھی غم میں عمرو کے
چاک ہوا الآم خنجر نیام سے کھینچتی ہوئی کہ او ساربان زادے میری ہوش گلو کو کیا کیا بتا
عمرو نے کہا کہ اے ملکہ عالم آپ ایسی ساحرہ میری نگاہ سے نہیں گذری میں چاہتا ہوں کہ
خداوند ہفت پیکر کو سجدہ کروں مگر آپ سے چل کے قدرت کے قدموں پر گرا دیجیے تو
کہ میری ذات سے بڑے بڑے رنج پہونچے بڑے بڑے ساحر میرے ہاتھ سے مارے گئے
تمہارے قتل میں بھی تھوڑا زمانہ باقی تھا مقام افسوس ہے کہ تم ہوشیار ہو گئیں اگر میں جانتا
کہ شراب پلانے میں یہ آفت ہوگی تو شراب نہ پلاتا اور بہت سی تدبیروں سے تمکو مار لیتا

الآم نے کہا کہ او ساربان زادے مین نے تدبیر کر رکھی تھی کہ جو کوئی مجکو بیہوشی پلائے تو مین آگاہ ہو جاؤن اسی وجہ سے مین نے تجکو گرفتار کر لیا مگر خوش گلو کو جلد بتا عمرو نے کہا کہ فلان نخل کے سایہ مین پڑی ہی کنیزین گئین خوش گلو کو اٹھا لائین بالکل برہنہ تھی زیور نداردالآم نے اسکو کپڑے پہنائے جب خوش گلو ہوشیار ہوئی اور اپنا حال سُنا تو بہت روئی الآم نے سمجھایا کہ اے خوش گلو تیری شکل بنکر یہ ساربان زادہ آیا تو بیہوش کیا کر لیا آخر کو یہ انجام ہوا اب اسکو قتل کرو کنیزون نے دارین استادگین کہا کہ ہمارے جلاد کو بلاؤ کنیزون نے آواز دی کہ اے ظالم خنجر یار جلد آؤ ایک گنہگار کو قتل کرو پہلوے باغ سے ایک زنگی با خنجر برہنہ آیا کہا کہ اے ملکہ عالم کیا حکم ہوتا ہے الآم نے کہا کہ اے ظالم خنجر یار اس ساربان زادے کو دار پر کھینچ دے کہ اسکا سر خدمت مین خداوند ہفت پیکر کی روانہ کرون ہماری مالک کہ جسکے ہم منتظم کار ہین سر دیکھکر بہت خوش ہونگی وہ آفت لشکر اسلام پر برپا کرینگی کہ مسلمان اپنی جان سے بیزار ہو جائین تڑپ تڑپ کے مرین ظالم نے عمرو کے پاؤن مین زنجیر باندھی دار پہ کھینچ دیا اسوقت عمرو کی بیقراری پکار رہے ہین کہ اے خالق بے نیاز اس آفت سے بچا لے ۔ نظم

خدا اہل بصیرت را نماید ہر زمان صورت
نمی پوشد ز چشم اہل دین آن مہربان صورت
بدین حسن و بدین خوبی و محبوبی و مطلوبی
چرا پوشد رخ زیبا چرا دارد نہان صورت
ز ہر یک گل چو رنگ و بوی گل کلہ و دہد جلوہ
نماید او ز ہر یک جسم خاکی شکل جان صورت
درین جلوہ گہ صورت ندیدہ دیدۂ عالم
چنین حسن چنان خوبی چنین شکل چنان صورت
ز حسن چہرۂ تصویر صورت گر دہد جلوہ
ز روے ہر گل رنگین نماید باغبان صورت
بقائے نیست در دنیاے فانی اہل صورت را
کہ این صورت بپوشد آخر از چشم جہان صورت
گر از چشم تعلق صورت اول شود غائب
دگر پیدا کند از غیب خلاق جہان صورت
جہان ہر وقت نقش تازہ می سازد عیان بہر کی
کند در زمانہ تازہ ظاہر ہر زمان صورت

یکایک کہ جو خواجہ نے دعا کی جلاد نے قصد کیا کہ سر خواجہ کا کاٹ لون آسمان پر برق چمکی وہ برق جلاد پر گری کہ جلاد کے دو ٹکڑے ہوے پھر جو وہ برق کوند کر گری زنجیر کو کاٹا اب وہ برق تڑپنے لگی جسپر گری اُسکے دو ٹکڑے ہوے الآم نے جو دیکھا کہ مجھ احسد کی

زنجیر کٹی آسمان پر ایک لکہ ابر سے برق گر رہی ہی الآم نے اٹھا کر ایک گولہ مارا دیکھا آفتاب
سحر کر رہا ہی الآم نے للکارا کہ او آفتاب تو تو قید تھا کیونکر رہائی پائی آفتاب نے آواز دی
کہ سحر نگاہ قتل ہوئی ہمنے رہائی پائی اب تو الآم مصیبت کش برس پڑی کئی تلواریں
آفتاب پر گریں مگر آفتاب نے تلواریں توڑیں الآم نے کمر سے خنجر نکال کر پھینک دیا
آفتاب نے خنجر کو ہاتھ میں روک لیا وہی خنجر الآم پر پھینک مارا ہر چند کہ الآم نے اپنے کو
بچایا مگر خنجر ایسا پڑا کہ الآم کے دو ٹکڑے ہوئے پلٹ کر خواجہ کی زنجیریں کاٹیں خواجہ نے
قید سے چھوٹتے ہی لوٹنا شروع کیا مگر قتل ہونے سے الآم کے کنیزیں غائب ہو گئیں خواجہ نے
کہا کہ اے آفتاب کئی سو کنیزیں تھیں یہ سب کہاں گئیں آفتاب نے کہا کہ اے خواجہ یہ سب کنیزیں
سحر کی بنی ہوئی تھیں مر گئے ہی الآم کے نابود ہوئیں جب خواجہ نے خوب باغ کو لوٹ لیا
یعنی درختوں سے توڑ لیے آفتاب نے کہا کہ خواجہ اب چلیے باغ سے باہر نکلے تھے کہ رونے
کی آواز آسمان سے آئی خواجہ نے سر اٹھا کر دیکھا کہ الآم کی لاش سے چند کنیزیں لپٹی ہوئی
لاشہ لیے جاتی ہیں یہاں گلنار بارگاہ میں بیٹھی ہی کہ کنیزوں نے لا کر لاشہ الآم پہونچا یا
ملکہ گلنار نے سر پیٹ لیا کہا کہ ارے غضب ہوا الآم کو کسنے مارا یہ کہکر جھولی سے ورق
نکالا اسمیں دیکھکر بہت روئی کنیزوں سے کہا کہ صاحبو بڑا غضب ہوا سحر نگاہ اور الآم کو
خواجہ و آفتاب نے قتل کیا دونوں آتے ہیں مگر اب اور تدبیر کرونگی یہ کہکے روتی ہوئی
خدمت ہفت پیکر میں آئی کہا کہ یا خداوند عمرو نے جا کر سحر نگاہ کو مارا الآم کو بھی قتل کیا
اب لشکر میں آتے ہیں وہ عمرو عیار تھا کہ جسنے مجھ سے نشان پوچھا تھا کہ کتاب سے
معلوم ہوا کہ عمرو نے آپ کی شکل بنا کر سحر نگاہ کو مارا ہفت پیکر افسوس کر رہا ہی کہ سرکار
حاضر ہوئے ہاتھ اٹھا کر بار دعا دی عرض کی کہ یا خداوندا آفتاب و عمرو اپنے لشکر میں آئے
رستم کو انکے آنے کی بڑی خوشی حاصل ہوئی جشن کی تیاری ہو رہی ہی سامان روشنی ہو رہا ہی
طائفے ہزاروں طلب ہو رہے ہیں بارگاہ رستم میں بڑی تیاری ہی سب سرداران امیر بارگاہ
عالیشاہ میں جمع ہو رہے ہیں ناچ شروع ہو گیا گلنار نے کہا کہ یا خداوندا آپ فقط یہ
حکم دیجیے میں جا کر جشن کو درہم و برہم کروں آفتاب و سنبل ہفت گیسو کو پکڑ لاؤں

مگر فوراً قتل کیجیے کوئی داغ تو مسلمانون کو پہونچے ہفت پیکر نے کہا کہ ای گلنار تقدیرین تو
اس سال شکست ہو گئین جو تقدیر کرتا ہون مسلمان اُلٹ دیتے ہین تقدیر چلنے نہین پاتی
تدبیر مسلمانان تقدیر کو پلٹ دیتی ہی لیکن قدرت تقدیر کرینگے گلنار دربار ہفت پیکر سے
اُٹھی اپنی بارگاہ مین آئی لباس تبدیل کیا جوڑا بھاری پہنا دریاے جواہر مین غوطہ مارا
جھولی بادلے کی بائین ہاتھ پر ڈالی طرف بارگاہ رستم کے چلی یہان اب وہ وقت ہی کہ رستم
مقام صدر پر بیٹھے ہین کلاہ ہفت گوشہ بر سر زرہ ہفت جوشن زیب جسم تیغہ ہفت پیچ
زیب کمر آفتاب فلک سپر پہلو مین بیٹھا ہی ایک طرف سنبل ہفت گیسو ایک جانب لالہ عذار
ایک جانب ملکہ سیماب تمام شاہزادیون کے بیچ مین رستم بیٹھے ہین ایک نازنین نہایت
شوخ و شنگ موسوم بہ چلتر تاک یہ اشعار عاشقانہ گارہی ہی نظم

ولم ز نالہ فسردہ ما ز آہ من باقیست	بہار رفتہ و سبزی چمن باقیست
بہ پیش شمع رخت سوختم چو پروانہ	ہنوز طعنہ ارباب انجمن باقیست
مقیم کوے تو جانان کجا روم چہ کنم	کہ گر بہ خلد روم لذت وطن باقیست
اگرچہ گرگ صفت چرخ یوسف عمرم	ربودہ از کف من بوے پیرہن باقیست
ز رخنہ ناوک مژگان اگر شدم مخفی	کہ تیغ غمزہ جادوے صف شکن باقیست

ہنگامہ عیش و نشاط گرم ہی جام چل رہا ہی سازون کے شور کھنچے ہوے نازنین خوش آواز
مصروف سوز و گداز جمال رستم مثل آفتاب عالمتاب روشن ہی شاہزادیان گلچینی گلشن
جمال شاہزادے کی کر رہی ہین گلنار کی نگاہ جو جمال جہان آرائے رستم پیلتن پر پڑی
برق آفتاب جلال نے خرمن دل کو پھونک دیا ہرچند گلنار نے چاہا ضبط کرون مگر دامن
صبر دست استقلال سے چھوٹا شیشۂ دل سنگ بدعت عشق سے ٹوٹا مثل بید کانپی
چاہتی ہی کہ جا کر شریک صحبت ہون مگر دل تردد منزل روکتا ہی کہ ایسا نہ ہو عاشقان جمال
رستم حریف جان کے روکین مین فساد نہین چاہتی ابھی بارگاہ مین سحر ہونے لگیگا ای گلنار
تنہائی مین شاہزادے سے ملاقات کرون شاید معشوق بے مہر رحم کرے پہلو مین اپنے بٹھلائے
ای گلنار یہ کیا غضب ہوا دیکھون فلک کیا دکھاتا ہی دل مین تاب ضبط باقی نہین رہی

اب تو اپنی یہ کیفیت ہے کیا بیان کروں۔ نظم

چنانم دل ز جور یار می در سینه می لرزد ۔ که طفل از روز شنبه در شب آدینه می لرزد

بوقت فرض اگر دست دلم لرزید معذورم ۔ که هیچو رعشه دار از رعشهٔ دیرینه می لرزد

ز باد فتنه در گلشن ز چشم بلبلان پنهان ۔ درخت بید مجنون را دل بیکینه می لرزد

ز ضعف و ناتوانی ها که از بخت زبون دارم ۔ مرا امسال دل از محنت پارینه می لرزد

ز بس از گردش گردون دون همت بر اسانم ۔ دلم چون عکس آئینه درون سینه می لرزد

گرفت او گر ز بیدادی بطرز دشمن ترسم ۔ که مفلس در پلاس خرقهٔ پشمینه می لرزد

بزیر خاک اگر مخفی بیابد یاب درم موری ۔ ز حاسد روزگار از تهمت گنجینه می لرزد

سو سو طرح دل کو سنبھالتی ہے مگر دل نہیں سنبھلتا دیر تک کھڑی رہی آخر کار ناچار ہو کے پلٹی جو حوصلہ نہ پڑا کہ صحبت رستم میں جائے آخر باہر نکلی ناچار ہو کر طرف اپنے لشکر کے چلی بارگاہ میں آئی کنیزوں نے جو دیکھا کہ ملکہ کا چہرہ زرد ہو ہونٹوں پہ آہ سرد دل میں درد کنیزوں نے پوچھا کہ کیوں واری خیر تو ہے آپ دربار رستم میں گئی تھیں کیا کام کیا ہم یہاں سے دیکھا کیے کہ کوئی سحر حضور کا ہو تو اسکا تماشا دیکھیں ملکہ نے ٹھنڈی سانس بھر کر کہا کیا حال پوچھتی ہو عجب معرکہ گذرا شکار کو گئی تھی خود شکار ہوئی عجب کیفیت ہوئی میرا حال دل نہ پوچھو بارگاہ سے باہر جاؤ کنیزوں کو نکال دیا آپ تنہا پلنگ پر بیٹھی آنکھوں سے آنسو جاری دل سے بیقراری بیٹھکر یہ اشعار عاشقانہ پڑھنے لگی نظم

من و آن سر که صد سودا ز جانان در بغل دارد ۔ من و آن دل که صد ناوک مژگان در بغل دارد

ز وصلت گر برون شد دل مکن اندیشه ای بلبل ۔ بجای دل اسیر عشق افشان در بغل دارد

ملک را بر فلک پنهان بدام عشق اندازد ۔ ادا ہائے که آن زلف پریشان در بغل دارد

تو بیرحم و جفای تو من آزرده می ترسم ۔ که آه سینه مجروح پیکان در بغل دارد

دو چشم گریه آلوده دلم چون بید می لرزد ۔ که اشک دردمندان موج طوفان در بغل دارد

گل هر گلستانی را که بینی زیر پیراهن ۔ گلستانے لطافت پاس پنهان در بغل دارد

ز آه و سرد مظلومان حذر مخفی نمیداری ۔ به زهر آلوده صد پیکان پنهان در بغل دارد

گلنار بلبلا رہی ہی کہ وزیرزادی سمنبر کہ ہمیشہ سے ساتھ پرورش پائی ہی اُسنے سنا کہ ملکہ تنہا
بارہ دری مین بیٹھی ہین بیقرار ہو کر ٹہلاتی ہوئی دربارہ دری پر آئی ہچکیون کی آواز سنکے گھبرا کے
اندر آئی دیکھا کہ گلنار کا چہرہ سرخ ہو رہا ہی آنکھین اُبلی ہوئی ہین آکر بلائین لین آنسو پاک
کیے کہا کیون واری خیر تو ہی مین آپ کو عجب حال مین پاتی ہون مجھسے تو مفصل بیان کیجیے
ہم لونڈیان کس دن کے واسطے ہین اگر ارشاد ہو تو آسمان کے تارے توڑ لائین حضور کا
رنج و ملال مٹائین گلنار نے کہا کہ اے وزیرزادی کیا حال پوچھتی ہو مجھپر عجب معرکہ گذرا ہی چھپانا
چاہتی ہون ضبط کرون نہین ہو سکتا دل مثل طائر بسمل تڑپ رہا ہی قلب پھڑک رہا ہی حقیقت یہ ہی
سنبل ہفت گیسو وغیرہ جو عاشق ہوئین ایک گوہر بے بہا چھین لیا بیٹھی ہوئی گلچینی گلشن جمال
کی کر رہی ہین اصل کیفیت یہ ہی کہ مین جا کر رستم پر عاشق ہوئی جمال جہان آرا دیکھکر ہاتھ پاؤن
مین رعشہ آگیا قلب ٹھہر گیا مین نے بڑا کمال کیا کہ وہان سے پلٹ آئی ورنہ یقین تھا کہ بیہوش
ہو کے وہین گردن اپنے کو بمشکل سنبھالا ستی محبت تھی لڑکھڑاتی ہوئی آئی یہ بھی حضرت عشق کی
مہربانی تھی کہ مجھکو بچبر یہان تک پہونچایا مین جانتی تھی راہ مین گر پڑونگی لیکن بہت ضبط کر کے چلی
آئی اب دیکھیے تقدیر کیا دکھاتے کیونکر وہان تک جاؤن روح کو راحت نہین قلب مین طاقت
نہین بہت گھبراتی ہون طلسم کشا سے شرماتی ہون اسطرح رو رو کر جو گلنار نے بیان کیا وزیرزادی
گھبرا گئی عرض کی کہ اے ملکہ عالم یہ تو امر بہت آسان ہی اگر حکم ہو تو مین فوراً جاؤن اور طلسم کشا
کو بلا لاؤن آپ کو پروردگار نے جمال ایسا دیا ہی یقین کامل ہی کہ طلسم کشا آپ کو دیکھکر
سنبل وغیرہ کو بھول جائے بلکہ کیا عجب ہی کہ اُن شاہزادیون کو صحبت مین جگہ دین گلنار نے
منھ پھیر کر کہا کہ اے وزیرزادی وہ عظمت و شان اُنکا دیکھا کہ حوصلہ نہین پڑتا کہ وہ تشریف لاوین
اول تو مجھسے ایسی خطا سرزد ہوئی کہ مین نے سرسیاہ آفتاب کو زیر کیا قید کر کے روانہ کر دیا
تھا پھر وہ نے جا کر اُسے چھڑا لیا آج اُسی کا جشن ہو رہا ہی یہ بھی سنا کہ اپنے سردارون کی بڑی خاطر
کرتے ہین آفتاب کے واسطے لاکھون روپیے صرف کر ڈالے اُنکو خدا نے مرتبہ اعلی عطا کیا ہی
وہ ہمارے بلانے سے کیون آئین گے اگر آ گئے تو کوئی ایسا مقام تجویز ہو کہ وہ تنہا ہون اور
جا کر سامنا کرین شاید اُنکو بھی ہمارا خیال ہو تو البتہ پُرلطف ملاقات ہو وزیرزادی نے عرض کی

کہ حضور وہ ضرور آئینگے آپ یہان سے اُٹھئے منھ ہاتھ دھوئیے مین پتہ لگا کر لاتی ہون
اور جو حضور اس حال سے رہین گی تو کنیز سے کچھ نہ ہو سکیگا حضور کو مطمئن دیکھکر جاؤن تو
پتہ لگا کے آؤن تب حضور کو حال کھلے ملکہ یہ سُنکر اُٹھ بیٹھین کہا کہ اے وزیرزادی مین تو اچھی
ہون سمنبر نے ملکہ کو سمجھا کر منھ ہاتھ دھلوایا کھانا جبراً کھلوایا کنیزون کو بلا کر خدمت مین مقرر
کیا آپ طرف لشکر رستم کے چلی رستم نے جشن سے مہلت پا کر سہاک کو بلایا فرمایا کہ اے سہاک
ہمارا خود بخود دل گھبراتا ہے بیرون لشکر خیمہ استادہ کرو وہان اسباب عیش و نشاط آراستہ
کرو چل کر بیٹھین کچھ یہ بھی دریافت کیا کہ طبل جنگی کیون نہین بجا گلنار کو کیا فکر ہے آخر کیا
اُکہا ہے سہاک نے عرض کی کہ مین نے سُنا ہے کہ کچھ ملکہ کی طبیعت بے لطف ہے باغ مین جا کر
پڑی ہین آج دربار مین آ کے نہین بیٹھین دربار ہفت پیکر مین بھی نہین گئین رستم نے
کہا کہ مین نے اُسکے حسن و جمال کی بڑی تعریف سنی ہے مین نے میدان کارزار مین دیکھا
حقیقت مین نہایت خوبصورت ہے سہاک نے اُسی وقت بارگاہ استادہ کی رستم آکر بارگاہ
مین بیٹھے سہاک سے اشارہ کیا سہاک یہ اشعار عاشقانہ گانے لگا۔ نظم

پھیر کر دل جو طلب ہمسے دوبارا کرتے ۔۔۔ رشک آتا تمھین ایسا اُسے پیارا کرتے
تیرے ارمان کو یون عشق مین پیارا کرتے ۔۔۔ وصل کی شب بھی نکلنا نہ گوارا کرتے
بے نشان ہوتے مین تھے اپنے تمھارے شہرے ۔۔۔ تم مٹاتے ہین ہم نام تمھارا کرتے
ہم تو جب اس دل بیتاب کو کہتے نادان ۔۔۔ کہ سمجھتا نہ اُسے تم جو اشارا کرتے
میرے معشوق تھے پاتے جو اب میر رقیب ۔۔۔ تم نہ آئینے مین گر اپنا نظارا کرتے
ہم وہ خودگم تھے محبت مین کہ کچھ دور نہ تھا ۔۔۔ آپ کو آپ ہی اکثر جو پکارا کرتے
ڈھونڈھ دیتے ہمین اُس بت کو کہین اے شیخ ۔۔۔ تم خدا ترس تھے اک کام ہمارا کرتے
ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھے ہین الفت مین تری ۔۔۔ جی کبھی تو پاس نہین ہے جسے وارا کرتے
چھٹتا وہ سر جسے رکھ لیتے تھے تم زانو پر ۔۔۔ پاؤن پر غیر کے ہو ہم یہ گوارا کرتے
بھولتے حضرت واعظ بھی یہ اللہ اللہ ۔۔۔ جا کے مسجد مین جو ہم ذکر تمھارا کرتے
وصل کی شب تو مری گردش تقدیر تھی ۔۔۔ کچھ تمھین نرگس فتان سے نظارا کرتے

تیری تصویر جو ہوتی شب تنہائی میں	ہم اسی کو ترے دھوکے میں پکارا کرتے
دیکھنا تھی آفت کوئی عاشق نہ چلاں	آنکھ ملتے ہی جو وہ مار آتا را کرتے

شاہزادہ تو اس عیش ونشاط میں بیٹھا ہے سمنبر اتراتی ہوئی آئی شاہزادے کو تنہا دیکھ کر الٹی
خدمت میں گلنار کی آئی کہا کہ واری اسوقت طلسم کشا ایک بارگاہ میں اکیلے بیٹھے ہیں اگر جناب
ہو تشریف لیجانے سے مطلب گلنار یہ سنتے ہی اٹھی ایک طاؤس پر سوار ہوئی راہ میں کہتی ہوئی کہ کیوں
سمنبر میں بلا تکلف کیونکر سامنے جاؤں کس طرح روئے سیاہ شاہزادے کو دکھاؤں سمنبر
کہتی ہے کہ واری ایسا مقام پھر نہ ملیگا اگر حکم ہو تو پھر میں جاؤں آپ زیر نخل ٹھہریے وہ آپکو
آکے خود لیجائیں ملکہ نے کہا کہ اے سمنبر دل تو یہی چاہتا ہے کہ وہ آکے لیجائیں تو دل کو تسکین ہو
سمنبر نے گلنار کو لاکر بارگاہ کے قریب ایک نخل کے سائے میں ٹھہرایا آپ بلا تکلف چلی
در بارگاہ پر آئی خادموں نے روکا سمنبر نے کہا کہ ہمیں تمہارے آقا سے کچھ کہنا ہے خدمتگار
خاموش ہو رہے سمنبر اندر آئی رستم کو مسند پر دیکھا جاہ و جلال دیکھ کر تھرا گئی کانپنے لگی بر
تسلیم خم ہوئی رستم نے پوچھا کہ اے نازنین تو کون ہے سمنبر نے دست بستہ عرض کی کہ حضور تخلیہ
ہو تو میں عرض کروں رستم اپنے مقام سے اٹھے سمنبر نے وہ رعب و دبدبہ دیکھا کہ کلام کرتے
خوف آتا ہے عرض کی کہ اے شہریار ایک صاحب حضور کی مشتاق ہیں سامنے بارگاہ کے زیر
نخل کھڑی ہیں اگر حضور کو تکلیف نہ ہو تو بلا لیجیے صحبت میں اپنی جگہ دیجیے رستم بڑھے قریب
نخل کے آئے دیکھا کہ حقیقت میں زیر نخل روشنی ہو رہی ہے ثابت ہوتا ہے کہ وہ مقام برج ماہ تابا
ہے جو ٹھہرا ہماری زیب جسم آنکھوں میں آنسو بھرے ہوئے اپنے آنے پر محجوب و شرمسار دل
بیقرار آنکھیں اشکبار رستم نے قریب آکر پکارا کہ اے شہنشاہ خوبی و اے سرو باغ محبوبی تم
وہاں کیوں کھڑی ہو یہاں آؤ وہاں کھڑے رہنے کا کیا باعث گلنار نے شرما کر سر جھکا لیا کچھ
جواب نہ دیا رستم نے بڑھکر ہاتھ تھاما کہا کہ اے ملکہ عالم آئیے ہم بلاتے ہیں آپ جواب
نہیں دیتیں کسقدر آپکو غرور حسن و جمال ہے آخر کیا خیال ہے یہ کہکے ساتھ لے چلے
سمنبر بھی ہمراہ ہے رستم نے گلنار کو لاکر مسند پر بٹھایا آپ سامنے بیٹھے کہا کہ اے ملکہ عالم
کیونکر تشریف لانے کا اتفاق ہوا ملکہ نے آنکھوں میں آنسو بھرکے کہا کہ آپ کی محبت کھینچ لائی

کیا جواب دین دل کو بڑا انتشار ہو دیکھین کیا ہو دل خانہ خراب کو بہت کچھ سمجھایا اس کمبخت نے
نہ مانا آخر مجبور کر ایا رستم نے کہا کہ ہم خود تمہارے دولتخانے پر آئین چلو ابھی چلین ملکہ
گلنار کا ہاتھ پکڑ کر اٹھایا گلنار نہ اٹھتی تھی رستم نے زبردستی اٹھایا طرف باغ لاکے گلنار کے
چلے سمنبر رہبری کرتی ہوئی ستارۂ سحری چمک چکا ہی سفیدی سحر ظاہر ہو رہی ہی طائر اپنے
اپنے آشیانون سے نکل کر شاخہائے نخل پر بیٹھے ہین اپنی زبانون مین یاد الٰہی کر رہے ہین
ہر چند کہ شاہزادہ گلنار سے چاہتا ہی کہ بات کرے گلنار شرم سے سر جھکائے ہوئے عرق عرق
ہو رہی ہی کہ صحرا سے گرد اڑی رفتار فیل زور ایک پہلوان گینڈے پر سوار ساٹھ ہزار فوج
ہمراہ برائے مدد ہفت پیکر آیا ہی دور سے اسنے جو رستم کو دیکھا پہچان گیا تصویرین تو جا بجا
ہفت پیکر بھیج چکا ہی رفتار نے شاطر سے کہا کہ یقین ہی طلسم کشا آتا ہی شاطر نے سر ہلا کر
کہا کہ ای شہریار آپ نے خوب پہچانا بیشک طلسم کشا ہی فوج کو حکم دیجیے گرفتار کرے رفتار
نے پلٹ کر فوج سے کہا کہ یہ جوان جو آتا ہی اسکو گرفتار کر لو ساٹھ ہزار فوج نے بلوہ کیا رستم
نے کہا کہ ای ملکۂ عالم تم تو کنارے ٹھہرو مین اسکو سمجھائے دیتا ہون گلنار نے شگفتہ ہو کر
کہا کہ آپ نہ تکلیف فرمائیے کہیے تو انکو پھیر دون کہ یہ الٹے پلٹ جائین یا آپس مین لڑ دین
افسر کو سب ملکر قتل کرین رستم نے کہا کہ ای ملکۂ عالم ہم تمہاری شرکت نہین چاہتے ہمارے
قبلہ و کعبہ کی مخالفت ہی کہ ساحر کو غیر ساحر پر حکم نہ دو مقام تعجب ہی کہ مین تمہین لڑنے کا حکم
دون مجھ سے یہ نہ ہوگا کہ اتنے عرصے مین فوج قریب آ گئی کسی نے نیزہ مارا کسی نے تیر سے
وار کیا کسی نے تلوار لگائی عجب تو رستم نے تلوار کھینچی اور اپنے نام کا نعرہ کیا۔ نعرۂ رستم

ارستم اولاد امیر عرب تلمشاہ رومی شیر فیل زور	دیگر	گیتی تلمشاہ پور رستم لقب کہ رشت مرزوق افگندہ مشور

تیغ ہفت پیکر کھینچا سرکب نے دستۂ آتشبازی مارا کئی سو کے منہ جلے گھوڑے کھڑ کھڑا کے
رستم اڑتے ہوئے قریب افسر کے پہونچے افسر نے تلوار ماری رستم نے روک کر جو ہاتھ مارا کلائی
کی گر پڑی کٹی رفتار گینڈے سے کود مقابل رستم ہوا پھر ہاتھ تلوار کا مارا ابکی مرتبہ رستم
نے تلوار کو اسکی روک کر ہاتھ مار دیا کہ سر اس کا خود سر کا کٹ کر گرا سرکب نے فوراً وہ سر لیا

ایک نخل مین لٹکا دیا کل فوج کی نگاہ پڑی آپس مین کہنے لگے کہ یارو افسر مارا گیا اب کسکے
بھروسے پر لڑین کیونکر فتح ہوگی کمیدان و رسالہ دار جو باقی تھے انھون نے صلاح دی کہ یارو
ہمارا افسر مارا گیا اب کون صورت فتح کی ہے اگر طلسم کشا ایسا نہوتا تو یہ دن کاہیکو نصیب ہوتا
اب تک پہلوان گرفتار نہ کر لیتے دیکھو کس زور و شور سے لڑ رہا ہے کتنے افسر اسنے مارے لہذا
اب بھاگ چلو سب کے پانون اٹھ گئے کچھ تو طرف صحرا کے کچھ درختون کی آڑ مین چھپے جب یہ لوگ
بھاگ گئے میدان صاف ہوا رستم و گلنار و عیار شمشیر و زیب زادی چارون ملکر طرف باغ کے
چلے باغ مین آکے داخل ہوئے جو ملازم رفتار کے درختون مین چھپے تھے انھون نے رستم وغیرہ
کو جاتے ہوئے دیکھا نکل کر لشکر ہفت پیکر مین آئے دربار مین ہفت پیکر کے پہونچے تمام
کیفیت اپنے افسر کی بیان کی اور کہا کہ طلسم کشا صحرا مین جو باغ ہے اسمین گیا ہے ہفت پیکر نے
کہا یہ تو تم سب پتہ باغ گلنار کا دیتے ہو ادسے جا کر دیکھو تو گلنار اپنی بارگاہ مین ہے یا نہین
اسی وقت لوگ گئے جاکے دیکھا کہ گلنار بارگاہ مین نہین ہے کنیزون سے پوچھا کہ ملکہ کہان
ہین کنیزون نے کہا کہ اپنے باغ مین گئی ہین یہ خبر سنکر ہفت پیکر نے کہا کہ تم مین سے کوئی
ایسا ہے کہ جا کر طلسم کشا کو گرفتار کرکے لائے شفق تیغ زن اپنے مقام سے اٹھا کہا کہ یا خداوند
غلام جا کر گرفتار کر لائیگا یہ تو خبر پا چکا کہ رستم وہان اکیلا ہے باہر نکل کر ساٹھ ستر ہزار فوج کو ساتھ
لیکر طرف باغ کے چلا یہان ملکہ رستم کو لیکر باغ مین آئین وسط باغ مین چبوترے پر بیٹھین
رستم سے باتین کر رہی ہین کہ گرد اڑی رستم نے حکم دیا کہ اے سماک دیکھو تو یہ کیسی گرد اڑی ہے
معلوم ہوتا ہے کہ کوئی طرف باغ کے آتا ہے سماک نے نکل کے دیکھا کہ سوار و پیدل باغ کو گھیرے ہوئے
ایک پہلوان قوی تن و قوی ہیکل گینڈا اڑائے ہوئے آتا ہے چاہتا ہے کہ باغ مین گھس جاوئے
سماک نے بڑھ کر رستم کو خبر دی کہ ایک پہلوان زبردست آیا ہے چاہتا ہے کہ باغ مین گھس آوے
رستم تیغ ٹیک کر اٹھے ملکہ نے کہا کہ اے شہریار برائے خدا آپ تکلیف نہ فرمائیے کنیز ایک دم
مین سب کو دیوانہ کر دیگی معلوم ہوتا ہے کہ ہفت پیکر کو خبر پہونچ گئی اسنے فوج بھیجی ہے آتی
آکے باغ کو گھیرا ہے مین سمجھ لونگی آپ تکلیف نہ فرمائیے رستم نے نہ مانا تلوار کھینچ کر باہر نکلے دیکھا
کہ ایک پہلوان آتا ہے للکارے کہ او چھپا کہان آتا ہے شفق نے جو رستم کو تنہا دیکھا فوج

اشارہ کیا کہ اس جوان کو مارو فوج والے گھوڑے جھکا کر طرف رستم کے چلے رستم نے ایک
سوار کو مار کر گھوڑا اسکا لیا برابر شفق کے پہونچے فرمایا کہ فوج کو کیا اشارہ کرتا ہی کہ آپ
ہمارے مقابلہ مین آ شفق نے بڑھ کر نیزہ مارا رستم نے سنان نیزے کو تلوار سے قلم
کیا اُسنے تلوار کھینچی ہاتھ تلوار کا مارا اگرچہ ہر طرف سے رستم پر تیر سے پڑ رہے ہین کوئی دو سے
مارتا ہی کوئی تلوار مارے لیے کتا ہی رستم ہمہ تن چشم بنے ہوے ہین زرہ سے خون ٹپک رہا ہی
رستم نے شفق کی تلوار کا وار اُٹھا کر جواب مین تیغہ مارا شفق نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا
مگر تیغہ ہفت جوہر چھپاک کر کر اسپر کے دو ٹکڑے ہوے سپر کو کاٹ کر تیغہ جو گرایا تو شفق سر
پر چمکا بیٹھا یا زمین کو بوسہ دیا فوج شفق نے بلوہ کیا ہر ایک کا یہی قول تھا کہ ہمارا افسر مارا گیا
اب اس شخص کو بھی قتل کرو رستم سب کو جواب دے رہے ہین گلنار نے جو در باغ سے معرکہ
اور رستم کے جسم سے خون ٹپکتا ہوا دیکھا بیقرار ہو گئین گولہ اُٹھا کر پھینکا آواز دی کہ ارے دیوانو
ہفت پیکر کے پاس جاؤ وہ تمہارا بخوبی علاج کریگا کسی نے اپنا گریبان چاک کیا کسی نے
چہرے پر خاک ملی تلوارین پھینکدین سپرین اپنی اپنی پیٹھون سے گرا دین کوئی تالیان بجاتا ہی
کوئی آواز دیتا ہی کہ ہم عاشق روے زیباے گلنار ہین اُسی کے عاشق زار ہین ہٹ کر رستم
کے پاس سے ہٹے رستم نے جو یہ معرکہ دیکھا پلٹ کر آواز دی کہ اے ملکہ عالم خبردار اب پھر نکلنا ورنہ
مین اپنے کو ہلاک کرونگا بہت پچتاؤ گی ملکہ نے ہاتھ روکا مگر وہ سب بلبلاتے ہوے غل مچاتے ہوے
طرف ہفت پیکر کے چلے ہفت پیکر پوچھ رہا تھا کہ نہین معلوم شفق پر کیا گذری یہ کیسا
شور سے گیا ہی کہ لشکر مین ہاڑ ہوا فریاد و بیداد کی صدا آنے لگی گھبرا کر پوچھا کہ یہ کیا ہنگامہ ہی کہ یکایک
اور پریشان ہو کر خود دربارگاہ پر آیا دیکھا کہ ساٹھ ہزار جوان گریبان چاک چہرون پر خاک نام گلنار
کا لیکر رو رہے ہین اور یہ اشعار عاشقانہ زبان پر جاری ہین

نظم

دیتے ہو تسکین مرے آزار سے — دوستی تمکو نہین اغیار سے
کچھ نہ سوجھی حسرتِ دیدار سے — سہل چھوٹے مر دلِ دشوار سے
داغ خون سے میرے وہ حیران ہوا — دامن اُلجھا ہی گل بیخار سے
پھوڑ چل اے بوالہوس سر کو کہ اب — جھانکتے ہین روزن دیوار سے

فصد کی حاجت مجھے کیا چارہ گر | بہہ گیا خون دیدۂ خونبار سے
ہاں کیا جان بھی دے کر بچوں | گر بچے تو دل چھڑا لوں یار سے
مت کرو کنگھی شب یہ روز دھنسا | دل چھٹا اسکے طرۂ طرار سے
آہ دود جیب سرخ کی کیا خاک اڑائے | فتنہ برپا ہے تری رفتار سے
کھا گیا جان آ سکے دو دن ہمکو کال | میں نہیں خوش صحبت غمخوار سے
یوں سے کیے درد آیا اپنے سینہ کا | حال دل گر پوچھئے دلدار سے
کر نصیحت گر میں تیج ہوں ستارہ لوح | تو سنے گی خوب اس عیار سے
دست قاصد کاٹے کیوں ثابت کیا | دزد ہی مضمون مرے طومار سے
پاسے بخت خفتہ کی یوں جھپکی آنکھ | دشمنوں سے کی طالع بیدار سے
کر غزل اک اور بھی مومن کہ آج | شوق اٹھ بیٹھا ہے تیرے اشعار سے

یہ اشعار پڑھ کر غل مچا رہے ہیں ہفت پیکر کے سامنے کھڑے ہوئے دیکھا کلمات خلاف کہنے لگے پکار کے تھے کہ او بے حیا نکل کر ہمارے سامنے آ تو ہم تجھکو کشان کشان پاس گلنار کے لیجاویں معشوق نے تجھکو یاد کیا ہے ایسے ایسے کلمات عشق آمیز کہ سبھوں نے ہفت پیکر کا ... سنکر غصہ سے چہرہ سرخ ہو گیا آواز دی کہ ان نالائقوں کو قتل کر ڈالو ہفت پیکر کا ہجا بجا ہی سب نے بلوہ جو کیا ایک ایک شخص پر ہزار ہزار آدمی ٹوٹ پڑے جیسے مرغ دانوں کو چن لیتا ہے دم بھر میں مار کر سب کا کام تمام کیا ہفت پیکر بارگاہ میں آیا کہا کہ یارو دیکھا تمنے اس مفسدہ پرداز نے کیا آفت برپا کی یہ سحر گلنار کا تھا ہرکاروں سے خبر کی کہ جب طلسم کشا نے افسر کو مارا تو مالک نے بھی بے تکلف ایک گولہ مارا کہ ان سب کا یہ حال ہوا جاتا تھا کہ دوسرا سحر کیا طلسم کشا نے پکار کر آواز دی کہ او مکار باز آ سحر نہ کر ورنہ میں ابھی تجھکو ہلاک کروں گا ہمارے قبلہ و کعبہ کی مخالفت ہو کہ ساحر بے ساحرنی سے تدارک کی بی گلنار نے پلٹتے پلٹتے نگاہ سحر آلود سے اشارہ کیا اور پکار کر کہا کہ پاس ہفت پیکر کے جاؤ اور ستم کو پھر باغ میں لے گئیں جان و دل سے ستم پر عاشق ہیں ہفت پیکر نے کہا کہ یارو قدرت کی نگاہ پہلے ہی اسکے جمال پر پڑی تھی مگر کہنا اسکا ... پاس ادب کا خیال تھا کہ

موقع محل پاکے کھونگا قبضے مین کرلونگا یہ سمجھا تھا کہ دشمن ہوجائیگی یا روتم ہرن کوئی ایسا آکر
کہ گلنار کو گرفتار کرلائے فوراً وصل حاصل کرون رنگ اپنا جمادون وہ صورت دکھاؤن
رستم کو بھول جائے کافور تیز رو تڑپ کر سامنے آیا کہا کہ یا خداوند غلام جاتا ہے اگر نجیب
البقں ہوا تو لیکر آتا ہے یہ کہکر کافور چلا یہان ملکہ رستم کو لیکر باغ مین آئین کنیزون سے
کہا کہ تیاری چلنے کی کرو اب ہم ساتھ ہفت پیکر کے نہ جائین گے دشمن خدا کو اپنی صورت
دکھائین گے ملکہ نے رستم سے کہا کہ آپ چلیے مین بھی حاضر ہوتی ہون رستم اسی وقت سوار
ہوے سماک نے کہا بھی کہ اگر حکم ہو تو حضور چلین مین ملکہ کے ساتھ آؤنگا رستم نے
سماک کا ہاتھ تھام لیا کہا کہ بھائی چلو وہ سحر بین طاف شہرۂ آفاق ہین چلی آئین گی سماک
بلداقی رہبری کرتا ہوا رستم کے ساتھ ہوا ملکہ نے چار سو کنیزون کو اپنے ہمراہ لیا اسباب
وغیرہ تختون پر لادا باغ سے نکل کر چلین کافور تیز رو کہ نہایت عیار مکار و غدار ہے ایک
گوشے سے بیٹھے دیکھا کہ رستم و سماک گئے بعد اسکے گرد اڑتی دیکھا کہ ملکہ سب کے
آگے طاؤس پر سوار پشت پر چار سو کنیزین تختون پر اسباب لدا ہوا یہ سوچا کہ اگر کافور اگر
یہ لشکر مین پہونچ گئی تو پھر پنجہ قابض نہ ہوگا جس طرح سے بنے اسکو راہ مین لو سوچتے
سوچتے سماک کی صورت بنکر تیار ہوا تھلو سے لگائے ہوے دوڑا ہوا آیا ملکہ نے کہا کہ
کیون سماک خیر تو ہے گھبرا کر کہا کہ کنارے آئیے تو مین کچھ عرض کرون ملکہ سمجھین کہ شہریار کا
عیار ہے کچھ پیام دیا ہوگا فوراً کنارے آئین کافور نے اول تو باتون مین لگایا کہ شہریار نے
آپکے واسطے بڑا سامان کیا ہے باتین کرتے کرتے کہا کہ دیکھیے فوج آتی ہے ملکہ پلٹین
کافور نے حلقے کمند کے گلے مین ڈالدیے حباب مارا کہ ملکہ بیہوش ہوئین کافور نے پشتارہ
باندھا اور پشتارہ باندھ کر لے بھاگا جب عرصہ ہوا تو کنیزین گھبرائین پہلے آواز دی جب
صدا نہ آئی تو جھپٹ کر دیکھا کہ پشتارہ باندھنے کا نشان معلوم ہوتا ہے نشان نقش پا سے
ثابت ہے کہ کوئی عیار لے گیا روتی پیٹتی طرف لشکر رستم کے چلین یہان رستم سلطان نے اپنے
لشکر مین آکر آفتاب فلک سیر و سنبل ہفت گیسو کو یہ کہکر روانہ کیا کہ ملکہ گلنار آتی ہین
استقبال کر کے لے آؤ آپ لوگون کو معلوم ہو کہ وہ مطیع اسلام ہوئین آفتاب وغیرہ چلے

سماک نے کہا کہ میں بھی جاؤں اے شہریار مجکو بڑا تردد ہے ایسا نہ ہو کہ ہفت پیکر کسی اور کو
روانہ کرے خبر تو ضرور پہونچی ہوگی یہ کہکر سماک ساتھ آفتاب و سنبل کے چلا تھوڑی دور
لشکر سے نکلا تھا کہ رونے کی آواز کان میں آئی سماک نے کہا کہ اے آفتاب خدا خیر کرے
جو مجھکو خیال تھا وہی ہوا سماک بڑھکر آیا دیکھا کہ کنیزان ملکہ گریان و نالان آتی ہیں
سماک نے پوچھا کہ خیر تو ہے کنیزون نے کہا کہ اے سماک کوئی عیار تمھاری صورت بنا آیا ملکہ کو
لے گیا پشنگ سماک پلٹا آفتاب و سنبل سے کہا کہ اے آفتاب غضب ہوا جو ہم سمجھے تھے
وہی ہوگیا کوئی عیار ملکہ کو لے گیا میں تو دربار ہفت پیکر میں جاتا ہون آفتاب نے کہا کہ
اے سماک جس طرح ہوسکے ملکہ کو رہا کرنا ایسا نہ ہو ہفت پیکر ساتھ بدی کے پیش آئے
تم چلو ہم بھی آتے ہیں سماک تو بڑھا گیا آفتاب و سنبل نے کنیزون سے کہا کہ تم لشکر
آفات کے چلو ہم بھی آتے ہیں کنیزین روتی پیٹتی طرف لشکر کے چلین آفتاب فلک سیر و
سنبل صفت گیسو پر پرواز پیدا کر کے آسمان میں اڑ چلے یہان ہفت پیکر دربار میں بیٹھا ہے
تقدیر پر نیا بگھار رہا ہے کہ کافور شتارہ بار لاش آکے پہونچا کہا کہ یا خداوند ملکہ گلنار کو لایا ہے
چار سو کنیزون سے جاتی تھیں اراسے اسباب کے بھی ہمراہ تھے غلام نے جاکر فوراً کسی
و شو سے بیہوش کیا ہفت پیکر نے کہا کہ اس میں سوزن دو کا فوری تیز رونے گلنار
کی زبان میں سوزن دی چھینٹا پانی کا دیکر ہوشیار کیا ملکہ کی آنکھ کھلی اپنے کو دربار
ہفت پیکر میں پایا ہفت پیکر کو تخت پر دیکھا کئی سو ساحر اور گرد اس کے نشستہ
ساحران غدار و ناگون پر بیٹھے ہیں حال گلنار دیکھکر سب کانپ گئے ہر ایک کا دل
کہ کیا گلنار کا منظر و شان تھا آج کس حال خراب سے آئی ہے قہر خداوندی [illegible]
ہفت پیکر نے پکار کر آواز دی کہ اے گلنار دیکھی تو قدرت ہماری اب بھی مناسب ہے کہ
اطاعت کر جو کچھ ہوا سو ہوا قدرت معاف کرتے ہیں ہر چند کہ گلنار کی زبان میں سوزن تھی
مگر بمشکل جواب دیا کہ او ساحر سیاہ رو شقی بے ایمان کیا بیہودہ بکتا ہے میں تجھ پر لعنت کرتی
ہون ایسا لحاظ ترے پیدا کرنے والے کا خوف کر اس دشمن خدا کی اطاعت سے مجھکو فقط
کتابون میں لکھ چکا ہے کہ اس زمانے میں مذہب تبدیل ہو گا طلسم فتح ہو جائیگا وہی ہوا

کہ فرزند صاحبقران نے کس شوکت سے طلسم توڑا ہزارہا ساحر قتل ہوئے جو اسکی اطاعت
کریگا مارا جائیگا اور جو طلسم کشا کی اطاعت کریگا آرام و چین پائیگا اپنی اپنی جان کی خیر کرو اور
مین تو اسکے سامنے ہتھیلی پر سر رکھ کے آئی ہون مگر انشاء اللہ میرا خون رنگ لائیگا خدا
طلسم کشا کو سلامت رکھے وہ ضرور آپکے بدلے لینگے ابھی چند دن ہوئے کہ جس دن وہ حکیم جسنے
اپنا نام خداوند خیال سکندری رکھا ہے اُسنے آکے اپنا رنگ جمایا تو اُسنے کہا تھا کہ مجھکو شاہ
طلسم ہفت پیکر کہا کرو اُسکا بھیجا ہوا ساحر آیا اور ہاتھ سے اہل اسلام کے مارا گیا اسپر سے تاج
سحر اُتری پھر اپنے کو خداوند کہلانے لگا کیسے بیوقوف ہو کہ اسکے دام مکر مین پھنسے ہو چند
دن کا مہمان ہے یہ باتین کرکے ملکہ چپ ہوگئی ساحر و پہلوان آپس مین اشارے کرنے لگے
ہر ایک کا یہی قول تھا کہ یارو سچ کہتی ہے ہفت پیکر نے دیکھا کہ رنگ محفل دگرگون ہے رنگ
خدائی مٹتا ہے پکار کر آواز دی کہ ارے کوئی حاضر ہے اس گنہگار کو جلد قتل کرو سامنے قدرت
کے بے ادبی کرتی ہے سماک بیلداقی بصورت سیاہ ایک گوشے مین کھڑا تھا ڈھال شانے [illegible]
خنجر کھینچے ہوئے دربار مین آیا کہا کہ یا خداوند قدرت کو اسکے جمال پر توجہ ہے سمجھ کر حکم دیتا
تیغہ بازو دار بازو پر قوت رکھتا ہون ایک ہاتھ مین سر گردن سے قلم کرونگا قتل کرنا میرا
کام ہے جلانے مین قدرت کا نام ہے فرد سلطنت سلطان کند فرماکہ بر جلاد چیست ہیچ
را داند بلا شبہ بقیہ بر صیاد چیست + اسکا سررشتہ حیات منقطع ہوا ساغر عمر لبریز ہوچکا مگر
قدرت کو صبر کرنا ہوگا ہفت پیکر نے کہا کہ قدرت اس سے بہتر صورتین پیدا کرلینگے
قدرت کو اسکے جمال ظاہری پر بالکل خیال نہین اس تصویر کے مٹنے کا بالکل ملال نہین
پس اب قدرت سے نہ پوچھنا جلد قتل کر سماک جست کرکے قریب ملکہ گلنار کے آیا
کوئلے کا خط گردن پر کھینچا جھک کر کان مین کہا کرا ہی ملکہ عالم گھبرانا نہین منم جہتر سماک
ار بان سے سوزن نکالتا ہون کیا عجیب ہے کہ آفتاب فلک سپہر و سنبل ہفت گیسو بھی [illegible]
ہون ملکہ نے اشارہ کیا کہ اچھا سماک ایسے زور و شور سے نکلو کہ ہفت پیکر بھی گھبرا جائے
سماک بیلداقی نے خنجر چمکایا کہا کہ اسے قتل کرتا ہون گلنار جادو سنبھل کر اٹھی
سماک نے سوزن زبان سے نکالی گلنار نے جھولی پر ہاتھ ڈالا اور نعرہ کرکے اٹھی

کہ سنم گلنار زعفران پوش ہفت پیکر نے آواز دی کہ ارے اس مغرور کو لینا جانے نہ پائے کہ مہتر سمک جست کر کے پشت پر ملکہ کی آیا کا فور نے للکار کر کہا او دغا باز کیوں چھپتا ہے تو نے سر بارگاہ یہ حرکت کی اب میرے ہاتھ سے بچکر کہاں جائیگا یہ کہکر حلقہ ہائے کمند مارے سمک نے جست کر کے اپنے کو حلقہ ہائے کمند سے نکالا دوسری طرف قائم ہوا کافور کو کر بنا کے سر پہ تیغ مارا کہ کافور کا سر زخمی ہوا زخمی ہوتے ہی بھاگا ملکہ پہ ساحروں نے بلوہ کیا ہے گلنار جب ہاتھ ہلاتی ہے سیکڑوں کے سر قلم ہوتے ہیں اس طرح سے لڑتی ہوئی جاودانے میں پہونچی چاہتی ہے کہ باہر نکل جاؤں ساحر نکلنے نہیں دیتے جنگ ہو رہی ہے آخر کو گلنار کئی سو ساحروں کو مار کر باہر نکلی ہفت پیکر دوڑا ہوا دربارگاہ پر آیا پکار کر آواز دی کہ یہ عورت جانے نہ پائے کل ساحروں نے بلوہ کیا ملکہ لڑ رہی ہیں مگر دعائیں مانگتی ہیں کہ اے خالق بے نیاز اے رب کارساز اس آفت سے بچا لے اس ظالم کی بدعت سے نجات دے اے رحیم بے نیاز تیرے نزدیک سب آسان ہے کیا تیری تعریف کروں نظم

خداوند دنیا و عقبا یکیست — یکے مالک الملک و مولا یکیست
بہر سلطنت ہست حکم آسمہ — بہر مملکت شاہ والا یکیست
یکے اہل قوت یکے اہل زور — یکے قادر است و توانا یکیست
دوئی دخل یابد نہ در دہانش — کہ ذات خداوند یکتا یکیست
زمانیتش نیست چیزے بروں — کہ مالک بہر زیر و بالا یکیست
سمیع و علیم و بصیر و قدیر — خداوند دانا و بینا یکیست
بروں ست گو فاقہ از شمار — نباق مگر جملہ را یا یکیست
ہمہ را بدرگاہ والائے او — یکے آرزو و تمنا یکیست
یکے مطلب است و یکے مدعا — یکے ہست منشا یکے التجا

بیقرار ہو کر جو گلنار نے دعا کی آسمان سے آواز آئی کہ اے گلنار نہ گھبرا نا طلسم پہونچا منتہی آفتاب فلک سیر ایک طرف سے طلوع ہوا کہ سنم سنبل ہفت گیسو دونوں نے آکر گلنار کے

قریب لڑنا شروع کیا اب تو تین آدمی ہوے زمین ہلادی مگر سیماب جو نکل کر بھاگا سامنے
رستم کے آیا عرض کی کہ ای شہریار مین نے جا کر ملکہ کو رہا کیا مگر ملکہ گھری ہوئی ہین آفتاب و
سنبل بھی پہونچے اُنھون نے جا کر ملکہ کو سنبھالا لاکھون جادوگر سحر کر رہے ہین دیکھیے وہ
کیونکر ساحرون سے بچین رستم نے کہا کہ مرکب لاؤ مرکب جو آیا رستم اسپر سوار ہوے ملکہ سیماب
و لالہ عذار بھی چلین ڈیڑھ لاکھ ساحران غدار و جملہ سرداران نامدار رستم کے ساتھ ہوے
یہان ملکہ گلنار لڑ رہی ہین آفتاب و سنبل کو بھی نکلنا دشوار ہوا ہی ملکہ گلنار طرف لشکر حسرت
کے دیکھ رہی ہین کہ نعرہ رستم کی آواز آئی ملکہ سیماب نے ایک طرف سے نعرہ کیا جادوگرون
نے بلوہ کیا لڑتے بھڑتے قریب گلنار کے پہونچے فرمایا کہ ای گلنار تم گھبرانا نہین فوج آگئی اب
لڑتی بھڑتی نکلو آفتاب نے نیر اعظم چمکایا وہ حرارت ہوئی کہ ساحرون کے پیچھے نکلنے لگے
نخل وغیرہ جلنے لگے ہفت پیکر نے جو دور سے دیکھا تخت منگا کر سوار ہوا کل فوج کو اشارہ
کیا مگر رستم کی شمشیر زنی سرداران نامی و پہلوانان گرامی پہلوون مین لڑ رہے ہین جب جم کر حملہ
کیا دس ہزار بیس ہزار کے سر اُڑا دیے اس طرح لڑتے ہوے جاتے ہین کہ ہنگامہ ڈال دیا ارادہ
ہی کہ اپنے کو تا بہ ہفت پیکر پہونچائین کہ صحرا سے گرد اُڑی بوق ترکی کی آواز کان مین آئی
سب نے دیکھا کہ غضنفر بن اسد بن کرب غازی اسی ہزار دیوانون سے آکر پہونچا اب
جو بوق ترکی بجایا گھوڑون سے سوار گرنے لگے پیدل منھ کے بل گرتے ہین اُدھر غضنفر
سے فوج ہفت پیکر مین ہنگامہ پڑ گیا ہفت پیکر گھبرایا کہ ایسا نہ ہو یہ دیوانہ بیباک
نہایت چست و چالاک ہی قدرت پر یہ آپڑے اس ظالم پر سحر بھی تاثیر نہین کرتا مرکب
بیہوش ڈرا ہوا گھبراتا ہوا آتا ہی جب شاہزادہ غضنفر بوق ترکی کمر سے نکالتے ہین اور
آواز دیتے ہین کہ ای قوم اقبال ہوشیار ہو شہزادہ اسی ہزار بوق ترکی ایسا بجتا ہی سبھون کو
معلوم ہوتا ہی کہ صور اسرافیل پھونکا ہفت پیکر نے گھبرا کر طبل بازگشت بجوایا دونون لشکر
پلٹے رستم نے چاہا کہ شاہزادہ غضنفر سے ملاقات کرین پکار کر آواز دی کہ ای غضنفر
ملاقات کر لیجے چاہتا غضنفر نے جو سب کچھ نہ دیا بوق ترکی بجاتے ہوے لوٹتے ہوے
چلے گئے قصہ مختصر لشکر کے ہمراہ کو لشکر چالندر ساحر جب پہنچا کر گری خیمون مین

آگ لگا دی دوسری ساحرہ برقان برق وش نے کہ بہ مارت سے غضنفر کے ہمراہ ہو وہ پریان قلین
گرا ئین رکئی سو بارگاہین قزاقون نے لوٹ لین بازار غلہ فروشان مین جو گھسے بنیے بقالون
کو لوٹا اُدھر سے بیلے بھاگا بھاگ جاتے تھے شیرینی فروشون کو جو دوکانون پر دیکھا ایک
خوانچہ اٹھا لیا زوجہ شیرینی فروش کہ دوکان پر بیٹھی تھی ایک قزاق گھوڑے سے اترا ہاتھ
مین اُس عورت کے چاندی کے کڑے تھے ایک ہاتھ کاٹ لیا وہ عورت روتی ہوئی بھاگی
قزاق پکارتا ہی کہ ارے دوسرا ہاتھ دیتی جا وہ گھبراہٹ مین منھ کے بھل گری قزاق نے
بڑھکر دوسرا ہاتھ بھی کاٹ لیا اس طرح سے بازارون کو پامال کرتے ہوے نکل گئے لیکن
ہفت پیکر بھاگ کر بارگاہ مین آیا ہو شمشیر زنی قزاقون کی دیکھ کر کانپ رہا ہو کہتا ہو کہ حسینان
قدرت نے بندے پیدا کیے اس دیوانہ بیباک کو پیدا کرکے بہت پچھتا ئے یہ نہ جانتے تھے کہ
قدرت کو اسکے ہاتھ سے صدمہ پہونچیگا وقت بے وقت آپڑتا ہی ساسان ابربار ساحرہ بیٹھی تھی
اُسنے کہا یا خداوندا اگر مجکو مہلت مل جائے تو دم بھر مین جاکر لشکر اس دیوانہ مجہول کا تباہ کر دون
اگرچہ اسپر سحر تاثیر نہین کرتا کچھ نقصان نہین ہے قزاق تو تباہ ہو جائین گے اگر یہ اکیلا بچا تو
کیا ساسان نے جو سامنے ہفت پیکر کے یہ بیان کیا کافور عیار نے کہا کہ ای ملکہ عالم مین نے بھی
اس دیوانے کا رنگ ڈھنگ دیکھا دشت وسیع مین یہ قزاق اترتے ہین جہان یہ اترتے ہین وہان
غریو ہوتا ہی انکا اثر ناچیب نہین سکتا ساسان ابربار نے کہا کہ ای کافور تیز رو اگر تم پتہ
انکا دو مین فوراً جاؤن جاتے ہی آگ برسا دون قزاقون کو اٹھا دون کافور تیز رو
اُسی وقت با بناے عیاری فراست پر آراستہ کرکے برائے تلاش غضنفر چلا یہان رستم
گلنار کو لیکر اپنی بارگاہ مین آئے گلنار بہت زخمی تھی رستم سلیقے سے زخمون مین ٹانکے
لگا کر گلنار کو شفاخانے مین بھیجا گلنار کے آنے سے جادوگرنیان پھر ہری ہو گئین کہ اس شہرہ
حقیقت مین گلنار کے آنے سے بڑی قوت حاصل ہوئی حسن مین بے مثال سحر و ساحری
مین طاق شہرۂ آفاق ہر چند کہ اب وقت بازداری نہین ہو جس دن ہفت پیکر بھیجا
مارا جائیگا اُسی دن خاتمہ ہو جنگ مین ہاتھ سے گلنار کے بڑے بڑے کام ہونگے آج ہی
وہ ہفت پیکر کو گھیر لیتی مگر ابتدا ہی مین زخمی ہو گئی آفتاب فلک سیر نے بھی آج بڑا

کام کیا گلنار کو جاکر سنبھالا حضور اسکو ہوا دار پر ڈال کے لائے یہاں تو یہ باتیں ہو رہی ہیں
مگر شاہزادہ غضنفر جنگ سے نکلے ہوئے صحرا میں جاتے ہیں کہ دور سے ایک قریہ دیکھا
ایک قزاق سے اشارہ کیا کہ جاکر زمیندار سے کہو کہ آج تمہارے یہاں ہماری دعوت ہے ہم آج
اسی مقام پر اتریں گے قزاق نے جاکر زمیندار سے کہا زمیندار مغرور کوتہ عقل سے وہ
بول اٹھا کہ صاحب زبردستی دعوت ہے جیسے اتنے آدمیوں کا کھانا نہ ہو سکیگا ایک مرتبہ غلہ
بہت کم پیدا ہوا ہے تم مشکل سے دی اس قزاق نے آکر شاہزادہ غضنفر سے بیان
کیا غضنفر نے حکم دیا کہ قریہ لوٹ لو قزاقوں نے گھوڑے اٹھائے قریے پر جا پڑے مکانوں
میں آگ لگا دی چھپر جلنے لگے شعلہ ہائے آتش بلند ہوئے قزاق گھروں میں گھس پڑے
مال و اسباب لوٹنے لگے زمیندار جو گھبرا کر باہر نکلا غل مچاتا ہے کہ کہار جمع ہو مگر کہار کیونکر جمع
قزاقوں نے گرفتار کر لیا ایک ایک نے دس دس کی مشکیں باندھ لیں زمیندار غل مچا رہا ہے
کہ سامنے سے غضنفر آئے گھوڑے سے اتر کر اسکی مشکیں باندھ لیں کہا کہ اے برادر تجھنے
ہماری دعوت نہ قبول کی اب کہو کیا کہتے ہو زمیندار نے کہا کہ آپ چل کر اتریے میں سامان
دعوت لے کے حاضر ہوتا ہوں شاہزادہ غضنفر نے کہا کہ ہمارے پاس خرچ نہیں ہے کچھ نقدی
بھی لانا یہ سنکر زمیندار نے کہا کہ نقد و جنس دونوں حاضر کرونگا غضنفر نے قزاقوں کو منع کیا
کہ اب انہیں مزاحم نہ ہو قزاق رک گئے غضنفر آکر بیرون قریہ اترے زمیندار نے فوراً دیگیں
چڑھوا دیں تنور گرم کیا کھانا بھیجنے لگا قزاق اترے ہوئے ہیں نخلستان میں شاہزادہ غضنفر
بیٹھے ہیں طائفہ ناچ رہا ہے گا رہے ہیں۔ فرحت پسند دل کو مرے چھاؤں ہے ببولوں کی عجب
بہار ہے ان زرد زرد پھولوں کی ایک طرف چہار بیت ہو رہی ہے کسبیاں آ کے موجود ہیں
جا بجا ناچ ہونے لگا قزاقوں کے رضامند کرنے کو کسبیاں یہ اشعار گا رہی ہیں

نظم

مہر ممکن ہے کہ ہو تجھ میں اکیلا سحر — دیکھیے کرتا ہے کیونکر تیرا بیمار سحر
ناخن فکر سے بھی کھل نہیں سکتی ہرگز — ہو گئی میرے لیے عقدۂ دشوار سحر
نظر آتی نہیں کس وقت سے ہم دیکھتے ہیں — ہو گئی اب تو بشکل کمر یار سحر
پوچھتا کیا ہے کہ گذری ہے شب غم کیونکر — رو کے کرتے ہیں ترے عاشق بیمار سحر

کیا کہوں ہوتی ہی کچھ اور ہی اُنکی صورت
آ کے ہیں وعدہ فراموش کہ عالم ہی تباہ
میں تو ہوں نزع میں اُنکو ہی اذیت ہر دم
شمع کھاتی نہیں افسوس شب فرقت میں
کچھ حیات نفس چند ہے باقی ای دل
رات اور دن کے نمونے ہیں مری جان تجھ
ہر نفس میں دم آخر کے مزے آتے ہیں
وہ تو پہلو میں نہیں درد کی شدت دیکھو
روز دو چار نئے گل نظر آتے ہیں

دیکھتے ہیں جو ترے عاشق بیمار تجھے
اب نہ دیکھیں گے ترے تازہ گرفتار تجھے
کس طرح کرتے ہیں دیکھوں نہ مرے غمخوار تجھے
رکھتی ہی عاشق جانباز سے کیا عار تجھے
ہم پڑے ہونگے کسی کے پس دیوار تجھے
زلف ہی شام اگر ہیں ترے رخسار تجھے
یہ تمنا ہے کب ہو کہ دیکھیں ترے بیمار تجھے
آج کس طور سے ہوا ہی دل بیمار تجھے
جانتے ہیں ہم جو کبھی ہاں شب تار تجھے

ہنگامۂ عیش و نشاط گرم ہی کا فوج تیز رو تلاش میں شاہزادہ غضنفر کی اس مقام پر آیا اور ان سب کو اسی مقام پر چھوڑ کے واپس گیا جا کے سامان ابر بار سے حال کی یہ خبر سنکر سامان ابر بار فوراً سوار ہوئی چند جادوگرنیوں کو ساتھ لیکر طرف قریب کے چلی ایک پہاڑ پر کھڑی غضنفر اُترے ہوئے ہیں کہ یکایک لشکر میں غل ہوا شاہزادہ غضنفر نے ہمارے تیز رو عیار سے کہا کہ ارے دیکھ تو یہ کیا ہنگامہ ہی عیار گیا اور پلٹ کر آیا عرض کی کہ حضور کے لشکر پر آگ برس رہی ہی غضنفر نے فوراً بوق ترکی بجایا لشکر میں چھپ رہا تھا آواز بوق کی سنکر دوڑتا ہوا آیا شاہزادہ غضنفر نے اسکا اسپ بادپا کسا اور جلدی سے اُسپر سوار ہوے تیغ روئین شگاف ہاتھ میں لیا دیکھا کہ شعلے کوہ کی طرف سے کوہ کے آتے ہیں اُسی سمت چلے لیکن برقان برق وش نے خبر سنی کہ لشکر پر آگ برس رہی ہی شاہزادہ غضنفر سوار ہوگئے برقان برق وش اپنے مقام سے اُٹھی چمک کر بلند ہوئی آسمان سے دیکھا کہ ایک ساحرہ بیٹھی ہوئی سحر کر رہی ہی فوراً برق چمکائی کئی کنیزوں کے سر اُڑ گئے سامان ابر بار نے سر اُٹھا کر دیکھا برقان برق وش کو پہچانا اپنے مقام سے اُٹھی سر ہلا کر زمین پر دو ہتڑ مارا کہ برقان برق وش زمین پر گر کے تڑپنے لگی سامان ابر بار نے فوراً چند دانے ماش کے پھینکے کہ برقان بیہوش ہوگئی

اتو اسنے شقل آتش کو پھینک مارا قزاق غل مچارہے ہین غضنفر نے جو پلٹ کر دیکھا ایک دریاے آتش لشکر پر جاتا ہی گھوڑے کو جھکا کر زیر کوہ پہونچے گھوڑے سے اترے گھاٹیون کو پہاڑ کی طے کر کے پہاڑ پر آئے سامان ابر بار کی نگاہ پڑی کہ ایک آفتاب سا سامنے طالع ہوا ایک جوان خجستہ اطوار بہادر و جرار زرہ زیب جسم تیغہ برق تاب ہاتھ مین خود سر پر ٹیڑھا لگا ہوا سنجون کے بغل اکڑتا ہوا آتا ہی تیغہ ہلاتا ہوا سپر پشت پر صباحت ثابت ہوتا ہی کہ قرص قمر ہی تیغہ برق مثال گویا ہلال بدر کے پہلو مین آنکھین بعینہ دیدۂ غزال سحر چشم شیر خشم سینہ چوڑا خوبصورتی کی تیاری آتش رخسار پر سبزے کی نمود ہی بلکہ آتش رخسار بے دود ہی قدرت رب ودود ہی سراپا خوب معشوق مرغوب سامان ابر بار نے جو جہان آراے شاہزادہ غضنفر کو دیکھا بیتاب ہو گئی پکار اٹھی کہ اے شیر بیشۂ جرأت و ای یکہ تاز میدان جلالت تشریف لائیے سرفراز کیجیے کنیز کی آپ کو دیکھ کر عجب کیفیت ہے اصل مین یہ صورت ہے

نظم

کیون دکھائی ای فلک بے یار صبح ۔۔۔ ہی شفق سے مجھ پہ آتش بار صبح

یان کسی خورشید رو کی یاد مین ۔۔۔ ہوتی ہی ہر رات سو سو بار صبح

زلف کو رخسار سے ہوتا ہی ربط ۔۔۔ کیون شب فرقت سے ہی بیزار صبح

کھینچ کر فرقت مین تیغ آفتاب ۔۔۔ ہی ہماری جان کو خونخوار صبح

وصل کا سامان ہی آج ای فلک ۔۔۔ شام سے کر پیشتر تیار صبح

حسن کا عالم بھی کیا عالم ہی واہ ۔۔۔ زلف جانان شام ہی رخسار صبح

سینہ پر داغ چاک سینہ ہین ۔۔۔ ہی وصال یار مین گلزار صبح

وصل مین تنہا صبح سے بیزار ہین ۔۔۔ ہجر کی شب تجھ سے ہی بیزار صبح

قہر ہو گر شعلہ پر زر ترا ۔۔۔ دیکھ پائے ای پری رخسار صبح

چاک کرتی ہے گریبان دیکھ کر ۔۔۔ کار چوبی ہے سر کی دستار صبح

شام کیا ہو تیرے گھر مین بار پائے ۔۔۔ نور سے ہے سایۂ دیوار صبح

وصل مین حاضر تو غائب ہجر مین ۔۔۔ دیکھی ہے ہر شب نیا آزار صبح

ہو چکی ہونگی ہزارون بار صبح	ہے بیان کسکو شب فرقت مین ہوش
شام کو کرتا ہے نور یار صبح	وصل کی شب کب ہوئی ہمکو نصیب
ہو یہ شام کاکل دلدار صبح	ہے دعا اے خالق لیل و نہار

شاہزادہ غضنفر نے جواب دیا کہ او ملعونہ کیا بکتی ہے زبان اپنی بند کر مین تیرے قتل کو آیا ہون
تو نے خوب آگ برسائی اب حال معلوم ہوگا متم غضنفر بن اسد بن کرب غازی سامان نے
اپنے دل مین یہ سمجھی کہ اس جوان کے ہاتھ مین تلوار ہے جری و بہادر و صف شکن ہے آئی ہاتھ
مین چلا آیا بلائین لیتی ہوئی اُٹھی چاہا کہ شاہزادے کا ہاتھ پکڑلون لاکر اپنے پاس بٹھاؤن
شاہزادہ غضنفر نے تلوار کھینچی سامان ابر بار نے سحر کیا کہ تلوار اسکے ہاتھ سے گر پڑے
غضنفر بن اسد نے تیغہ جو مارا ہاتھ پر سامان ابر بار کے پڑا کہ ہاتھ اسکا کٹ کر گر پڑا خون کا
پرنالہ بہنے لگا سامان نے ایک چیخ ماری کہا کہ ارے موئے مونڈچی کاٹے تو نے یہ کیا غضب
کیا اب بھلا کیا مین تجکو زندہ چھوڑونگی یہ سنکر شاہزادہ غضنفر نے کہا کہ تو اپنی جان کی خیر منا
ابھی ہاتھ مین تجکو قتل کرونگا اب تو سامان ابر بار نے ظاہر مین سحر کیا اور ہاتھ سے دانے
پھینکے گرد غضنفر کے تصدق ہوکر گرے سامان نے آواز دی کہ او جوان تجکو کس
نے یہ سکھایا ہے شاہزادہ غضنفر نے کہا کہ او ملعونہ کیا سحر میرے پاس تحفہ ہے
زمانہ ہین اسی وجہ سے مین تجھے قتل کرنے آیا ہون بے قتل کیے تجھے نہ چھوڑونگا یہ سنکر
سامان نے پھر سحر کیا ایک گولہ جھولی مین سے نکال کر مارا غضنفر نے فوراً ہاتھ ہلا دیا
انگشتر مہر و ماہ چمکی گولہ سامان کا پھٹ کر گرا اب تو سامان جھلائی کہا کہ کیون او ظالم
تو نے میرا ہاتھ کاٹا اس سحر کو برطرف کیا کہ جس سحر کا مثل و نظیر نہ تھا دیکھ مین تجکو دیکھی
پھر بھاڑ کر کہا اے جاتی ہون یہ کہکے زمین پر گری تالی ماری ایک شیر ببر کی شکل بنکر
شاہزادہ غضنفر پر دوڑ کر حملہ کیا غضنفر بن اسد نے ہلالِ ناوک سے کہ جو قبضہ اسکے ہاتھ
تیغہ زرہ پیکر شگافت کا مارا کہ سر شیر کا اڑ گیا مرتے ہی اس ساحرہ کے اندھیرا ہو گیا
پتھر باری و سنگباری ہوئی آواز آئی کشتی مرا نام [illegible] سامان ابر بار تو شاہزادہ
نے سامان ابر بار کو مارا کہ یہ [illegible] آن کو اٹھا لیا پہار [illegible] اپنے لشکر مین تشریف لائے

آگ برسنا موقوف ہوئی کافور تیز رو واسطے خبر کے حاضر تھا سب واقعہ اپنی نظر سے دیکھا
خبر لیکر بھاگا خدمت مین ہفت پیکر کی آیا بعد دعا کے عرض کی کہ یا خداوندا ہفت پیکر ایک
ساحرہ نے جاکر آگ برسائی لشکر غضنفر مین تہلکہ پڑا سب قزاق قتل ہو چلے تھے غضنفر خود
پہاڑ پر گئے اور جاکر اُس ساحرہ سے مقابلہ کیا آخر کو اُس ساحرہ کو مارا اب قزاقون کو چین ملا
ہی ہفت پیکر نے چہار جانب دیکھکر آواز دی کہ اس سال تقدیرین برگشتہ ہوئی ہین
جو تدبیر کی برخلاف پڑی اُسی طرح اس ساحرہ کی کٹی بیٹھے بیٹھے قضا آئی یہ ذکر تھا کہ
مہیوش جادو اپنے مقام سے یہ کہکر اُٹھی کہ یا خداوندا وہ ساحرہ بالکل بیوقوف تھی
اُسنے اپنے کو ظاہر کردیا اسی وجہ سے قتل ہوئی ان لوگون پر یون سحر کرے کہ چھپی رہے
دم بھر مین لشکر کو تباہ کردے مین ابھی جاتی ہون اور جاکر لشکر کو تباہ و برباد کیے دیتی ہون
دیکھون تو مجھکو کون قتل کرسکتا ہی یہ کہکے مہیوش جادو اپنے مقام سے اُٹھی تلاش
مین شاہزادہ غضنفر کی چلی ایک درہ کوہ مین آکر ٹھہری قضا سے کار جہتی ہمائے تیز رفتار
عیار غضنفر نامدار واسطے بالادوی کے نکلا ہی مہیوش جادو نے جو ہمائے تیز رفتار
کو دیکھا جی مین کہا کہ اس سے بہتر کوئی طریقہ نہین اپنے دل مین یہ سوچکر کہ
ہمائے تیز رفتار پر سحر کیا ہمائے تیز رفتار کے پاؤن کانپے ہمائے تیز رفتار حیران
ہوگیا کہ یہ کیا ماجرا ہی پاؤن پر کیون زوال آیا چلتے چلتے پاؤن کیون کانپے یہ معرکہ
دیکھکر ٹھہر گیا چہار جانب غور و فکر کرکے دیکھنے لگا کچھ نہ معلوم ہوا پھر جدھر جاتا تھا
اُسی جانب چلا مہیوش جادو نے جب دیکھا کہ ہمائے تیز رفتار نے ہوشیار ہوکے
چہار جانب دیکھا اور پھر اُسی طرف چلا یہ سوچکر اُسنے پھر سحر کیا ہمائے تیز رفتار گر کے
بیہوش ہوگیا ہما کے بیہوش ہوتے ہی مہیوش جادو درہ کوہ سے نکلی کھینچ کر عیار کو اندر
مین لائی درہ کوہ مین لاکر ہمائے تیز رفتار کو ڈال دیا آپ ہما کی صورت بنکر باہر نکلی طرف لشکر
غضنفر کے چلی ہنوز برق فرنگی واسطے سیر کے جنگل مین آیا تھا پھرتا پھرتا اسطرف آنکلا ایک ساحرہ
کو درہ کوہ سے نکلتے دیکھا جب مہیوش جادو آگے بڑھ گئی تو برق فرنگی جھپٹ کر قریب
درہ کوہ کے آیا اور درہ مین آکے دیکھا کہ عیار غضنفر یعنے ہمائے تیز رفتار بیہوش پڑا ہی

برق فرنگی نے چاہا کہ ہماے تیز رفتار کو ہوشیار کرون پانی چھڑکا پاؤن پکڑکے ہلایا ہما
ہرگز ہوشیار نہ ہوا برق فرنگی جی مین کہتا ہے کہ ای برق یہ مسرکہ سحر ہی معلوم ہوتا ہی کہ یہ سحر مین
اُس ساحرہ کے مبتلا ہی اسی وجہ سے ہوشیار نہین ہوتا اس سوچ مین برق فرنگی باہر درے
کے نکلا حیران و پریشان کھڑا ہی کہ کیا کرون کیونکر اسکو ہوشیار کرون اب یہ ساحرہ ہماے تیز رفتار
کی شکل پر جائیگی شاہزادہ غضنفر کو گرفتار کریگی بڑا غضب ہو جائیگا مین کیا تدبیر کرون اگر
ہما دارو سے بیہوشی سے بیہوش ہوتا تو ضرور ہوشیار ہو جاتا یہی ساحرہ بیہوش کر گئی ہی گر
اب اسکو اگر چھوڑکے چلا جاتا ہون تو اُستاد کو کیا جواب دونگا وہ نہایت ہی آزردہ ہونگے
اور کہین گے کہ ای برق تو میرے فرزند کو اس حالت مین تنہا چھوڑکے چلا آیا اور کوئی
تدبیر نہ کی اس سوچ مین حیران کھڑا ہی قضاے کار برقان برق وش واسطے تفریح کے
نکلی ہی آسمان پر اُڑی ہوئی جاتی ہی اُسنے آسمان پر سے دیکھا کہ ہماے تیز رفتار بیہوش
پڑا ہی اور برق فرنگی حیران حیران چہار جانب دیکھ رہا ہی برقان برق وش آسمان
سے فوراً اُتر آئی پکار کر آواز دی کہ کیون جہتر والا کہو خیر تو ہی برق فرنگی نے کہا کہ اے
برقان برق وش تم خوب وقت پر آگئین دیکھو ہمارے بھائی کو ایک ساحرہ بیہوش
کرکے ڈال گئی ہی ہم شاہزادے کسی طرح ہوشیار نہین ہوتے معلوم ہوتا ہی اُسنے
شہزادے پر سحر کیا ہی یہ سنکر برقان برق وش نے ہماے تیز رفتار کے سینے پہ
ہاتھ رکھا اور کچھ مٹی وہانکی اُٹھاکر سونگھی اُنگلی اپنی تراش کر لہو کا چھینٹا ہماے تیز رفتار
پر مارا ہماے تیز رفتار فوراً اُٹھ بیٹھا برق فرنگی و برقان برق وش کو دیکھ کر پوچھا
کہ آپ لوگ یہان کیونکر آگئے برق فرنگی و برقان برق وش نے اپنا اپنا حال کہا
ہماے تیز رفتار نے بھی اپنا حال بیان کیا کہ راہ مین جاتے جاتے میرے پاؤن کو
تکلیف ہوئی اور تمام جسم مین رعشہ پڑ گیا بعد اُسکے بیہوش ہو کے گر پڑا برق فرنگی نے
کہا کہ وہ ساحرہ تھی جسنے تمکو بیہوش کیا وہ اپنی صورت بدلتی ہوئی گئی ہی یقین ہی کہ تمھارے
آقا کی فکر مین گئی ہو وہان جا کر آفت برپا کریگی ہماے تیز رفتار نے کہا کہ مین جا کے
اُسکی گردن لیتا ہون برقان برق وش نے کہا کہ ای بہتر ہماے تیز رفتار تم تامل کرو

میں ابھی جا کر کڑک کر گرتی ہوں اسکے دو ٹکڑے کرتی ہوں ہمائے تیز رفتار نے کہا کہ ای ملکہ برقان برق وش اسنے میرے ساتھ عیاری کی ہے عیاری ہی سے جواب دینا چاہیے یہ کہکر ہمائے تیز رفتار نے برق فرنگی و برقان برق وش کو رخصت کیا آپ جھپٹ کر طرف لشکر غضنفر کے چلا یہاں غضنفر بیٹھے ہیں سامان عیش و نشاط مہیا ہے ایک نازنین قمر پیکر سامنے غضنفر کے بیٹھی یہ اشعار عاشقانہ گا رہی ہے نظم

ناز خود بینی بڑھانا ای نگار اچھا نہیں
آئنے کو دیکھنا لیل و نہار اچھا نہیں

نامہ بر جو را ای عالی وقار اچھا نہیں
جو کبوتر ہو پلا اسکا شکار اچھا نہیں

روز جانا باغ میں ای گلعذار اچھا نہیں
نرگس بیمار سے کرنا آنکھ چار اچھا نہیں

ناز سے ٹھوکر لگا کر یہ کہا اس شوخ نے
رہ میں ہو بنیاد عاشق کا مزار اچھا نہیں

میں ہوا جاتا ہوں دزدیدہ نگاہوں سے ہلاک
کھیلنا پردے میں ای ظالم شکار اچھا نہیں

سو رہا ہے بے خبر گلشن میں میرا گلبدن
غل مچانا شور کرنا ای ہزار اچھا نہیں

ہوگی بدنامی کہیں گے عاشق پروانہ ہے
بزم میں ای شمع ہونا اشکبار اچھا نہیں

کون قیمت یوسف دل کی لگائے مصر میں
آپ جب منہ سے کہیں یہ زنہار اچھا نہیں

ضبط کہتا ہے نہ تڑپو گو ہو جائے بیکلی شوق
حشر برپا ہوگا ہونا بیقرار اچھا نہیں

عادل آفاق حبیب کی داد دیتا ہے ضرور
روندنا تربت کسی کی شہسوار اچھا نہیں

دیکھ کے ٹھوکر نہ ناز سے کہتے ہیں وہ ہشیار ہو
بے خبر سونا تہ خاک مزار اچھا نہیں

کیجے آ ناز میں انجام پر ای جان نظر
فیصلہ ہونا مرا روز شمار اچھا نہیں

آئنے میں جب کی صورت ہوگئی اندھا ہوا
دل میں رکھنا ای پری پیکر غبار اچھا نہیں

ہونگے جاتے وقت دیوانے کی میرے بیقرار
تیرا آنا ای پری سوئے مزار اچھا نہیں

گردش تقدیر کیا کم ہے ستانے کے لئے
بل کی لینا جیسے تیری زلف یار اچھا نہیں

دل تری آواز سے ہلتا ہے گلچیں کا بہت
لوٹنا گلشن میں تیرا ای ہزار اچھا نہیں

غضنفر نے دیکھا کہ ہمائے تیز رفتار دوڑا ہوا آتا ہے غضنفر نے پوچھا کہ کیوں رفیق شفیق خیر تو ہے ملکہ وش جادو گھبرائی تھی سحر کرنا چاہتی ہے کہ یہ عیاری سے نالہ بول اٹھی کہ

ری شہریار مین نے سُنا ہی ساحرون نے سحر کرکے تحفے آپ کے بدل لیے ذرا مین انگشتر دیکھون
شاہزادہ غضنفر تعلیم کردہ خواجہ عمرو بن اُمیہ ضمری ہین یہ بھلا کب فریب مین آسکتے ہین کہا کہ
ری عیار طرار انگشتر تو میرے پاس موجود ہی تیغہ روئین شگاف بھی میرے قبضے مین ہی کوئی
ساحر بھی میرے پاس نہین آیا تم اس وقت گھبرائے ہوے کیون ہو مینوش نے کہا کہ
مین لشکر کفار مین واسطے خبر کے گیا تھا وہان ساحرون کی زبان سے سُنا یہ ذکر تھا کہ ہمارے
تیز رفتار آکر پہونچا شاہزادہ غضنفر نے دیکھا میرا عیار آتا ہی یا یہ کوئی مکار ہی یا وہ کوئی
مکار ہی کہا بھائی ذرا بیٹھ جاؤ مین تمھین انگشتر دیتا ہون مینوس جادو فوراً بیٹھ گئی ہمارے
تیز رفتار تو نہایت تیز و طرار ہی جھپٹ کر پشت پر مینوش جادو کی آیا چو دو حلقے کمند کے
مارے مینوش جادو تڑپی کہ حلقہ ہاے کمند کھل گئے سمجھی کہ غضنفر پر سحر تاثیر نہ کریگا
ہمارے تیز رفتار کی کمر مین پنجہ دے کر لے اُڑی اور اپنے نام کا نعرہ کیا کہ منم مینوش جادو
غضنفر تیر و کمان سنبھال کر اُٹھے لبس ہو کر تیر مارا مگر مینوش جادو قندیل فلک ہو چکی
تھی تیر اس تک نہ پہونچا شاہزادہ غضنفر تڑپ کر رہ گئے فرمایا تحفہ جات تو بچے مگر میرے
رفیق شفیق کو لیے جاتی ہی رفقا جو سامنے بیٹھے تھے اُن سب سے فرمایا کہ قزاقون کو تیار
کرو مین بارگاہ ہفت پیکر مین گھس جاؤنگا قزاق کمربندی کرنے لگے مگر مینوش جادو
اُڑی ہوئی جاتی ہی اُدھر سے برقان برق وش آتی تھی اسنے آسمان سے دیکھا کہ
ایک ساحرہ ہمارے تیز رفتار کو پنجے مین دبائے ہوے لیے جاتی ہی برق بنکر کڑکی
تڑپ کر مینوش جادو پر گری مینوش کے دو ٹکڑے ہوے اندھیرا ہو گیا آندھی سیاہ
چلی برفباری و سنگباری ہوئی آواز آئی کہ کشتی مرا نام من مینوس جادو بود اسی اندھیر
مین ہمارے تیز رفتار پنجے سے مینوس کے چھوٹا برقان برق وش نے فوراً ہمارے
تیز رفتار کو روکا زمین پر آئی ہمارے تیز رفتار متوجہ ہوا سے بیہوش ہو گیا تھا اب جو
آنکھ کھلی دیکھا کہ لاشہ مینوش جادو کا پڑا ہی برقان برق وش مجھکو سنبھال رہی ہی ہما
نے برقان برق وش سے پوچھا برقان نے سب حال بیان کیا کہ تمکو یہ ساحرہ لیے ہو
جاتی تھی مین نے اسکو مارا آپس مین باتین کرتے ہوے چلے کہ یوق ترکی کی آواز آئی ہما

و برقان برق وش نے دیکھا کہ شاہزادۂ غضنفر گھوڑا جھکاتے ہوے آتے ہین بردون پر چل پڑے ہوے تیغہ روہین شگاف کھینچے ہوے ہمامے تیز رفتار و برقان برق وش کو دیکھکر ٹھہر گئے ہمامے تیز رفتار نے سب کیفیت بیان کی شاہزادہ غضنفر نے اپنے ہمامے تیز رفتار کو ساتھ لیا ایک قریے مین آکر اُترے قراقون مین وہی چہل پہل ہونے لگی دائرے بجنے لگے کسبیان آکے موجود ہوئین سازندون نے ساز درست کیے ایک نازنین یہ غزل عاشقانہ بتا بتا کر گانے لگی

نظم

اِس طرف سینۂ سپر عاشق مضطر نکلا
لیکے شمشیر اُدھر گھر سے ستمگر نکلا

تمنے شرما کے مجھے بوسۂ عارض نہ دیا
دل کا ارمان نہ کچھ وصل مین دلبر نکلا

صف عشاق نہ کیون درہم و برہم ہو جائے
میان سے یار کا اسوقت ہی خنجر نکلا

ابر مین ماہ نے منھ اپنا چھپایا جاکر
چاندنی رات مین جب وہ مہ انور نکلا

بلبل روح کو کیا ہو قفس تن مین قرار
باغ کی سیر کو ہو رشک گل تر نکلا

دست و پا ناہ جبینون نے نکالے ہین بہت
پر زمانے مین نہ تیرا کوئی ہمسر نکلا

روش باغ پہ جس وقت چلا وہ ترچھے
اُسکے قامت کے مقابل نہ صنوبر نکلا

جس طرف شدت وحشت مین ہوا اپنا گذر
لیکے ہر طفل مرے واسطے پتھر نکلا

نوک مژگان کا ہون بسمل نہ مین تڑپون کیونکر
پار ہے اپنی رگ جان کے نشتر نکلا

کیون گدائی نہ کرے عاشق شیدا تیرا
دولت حسن سے تو تو ہے توانگر نکلا

رنگ بیمار عجب نظر آتا ہے خدا خیر کرے
گھر سے قاتل ہے مرا او بھی بنکر نکلا

استخوان جلتے ہین ہوتا ہے سراسر پتاب
آہ جب سینے کی شعلہ بھی برابر نکلا

شمع ہر وے تپ فرقت سے جلا یا عشاق
دل پروانہ کا ارمان ہے جلکر نکلا

شاہزادہ غضنفر بیٹھے ہوے گانا سن رہے ہین وہان ہرکارون نے جاکر یہ خبر ہفت پیکر کو پہونچائی کہ مینوش جادو نے جاکر بڑی کد و کوشش کی کوئی دقیقہ اُٹھا نہین رکھا آخر کو وہ ہاتھ سے برقان برق وش کے قتل ہو گئی ہفت پیکر نے کہا کہ یارو کیا غضب کی بات ہے مسلمان تقدیر قدرت کو پلٹ دیتے ہین ہفت پیکر نے جو یہ کلمہ کہا دو شہنشاہ بیٹھے ہین کہ نسیم شمیم اٹھا نا

نہایت حسین و جمیل ہیں یہ کہکر اٹھیں کہ یا خداوند ہم جاکر غضنفر کو لاتے ہیں عیاری بھی کرنا
اور مصروف سحر بھی ہوں پہلے تحفہ جات چھین لیں پھر گرفتار کرنا کتنی بڑی بات ہے ہفت پیکر نے
کہا اے نسیم و شمیم جسقدر رہا ہو فوج کو تمھاری رائے پر یہ لڑائی موقوف ہے دونوں بہنوں نے باہر
نکلکر چالیس ہزار فوج کو ساتھ لیا طرف غضنفر کے چلیں صحرا میں آکر بیس کوس کا میدان لشکر
غضنفر سے الگ چھوڑا صحرائے سبزہ زار تھا وہاں بارگاہ استادہ کرائی شمیم کہ زیادہ خوبصورت
ہے شام کو اسنے نسیم سے کہا بوا میں جاتی ہوں لشکر غضنفر کو دیکھ آؤں کوئی سحر بھی کر دونگی کہ
آپسمیں لڑیں بھائی کو بھائی قتل کرے بیٹے کو باپ قتل کرے باپ کو بیٹا مارے اگر صبح کو
غضنفر آویں تو سب اُن پر یلوہ کریں نسیم نے کہا بوا شمیم سمجھکر جانا قریب نہ چلی جانا مشہور ہے
کہ اس شخص پر سحر تاثیر نہیں کرتا تیغہ روئین شگاف اسکے قبضے میں ہے انگشتر مہر و ماہ ہاتھ میں نسیم
نے شمیم کو بہت کچھ سمجھایا شمیم نے کہا بوا میں تم سے زیادہ سمجھتی ہوں میں سحر کا رنگ جماکر چلی آؤنگی
پاس جانے کی کیا ضرورت ہے یہ کہکے طاؤس پر سوار ہوئی آتے آتے قریب لشکر غضنفر ایک پہاڑ
تھا کہ اسکے دامنے میں لشکر غضنفر اُترا ہے اُسی پہاڑ پر آکر شمیم ٹھہری قضائے کار غضنفر
برائے سیر لشکر گھوڑے پر سوار طرف صحرا کے جاتے ہیں شمیم کی نگاہ پڑی دیکھا ایک جوان
کمسن آفتاب جمال خورشید مثال ہے ہرچند کہ ابھی سبزہ بھی آغاز نہیں ہوا مگر مونچھوں پر تاؤ
پھیر رہے ہیں شمیم نے دیکھا پشت مرکب باد رفتار پر اس طرح سوار ہیں کہ جیسے انگوٹھی میں
نگ رکھا جاتا ہے خانۂ زین کو مثل خانۂ آفتاب کے روشن کیا ہے مرکب صبادم یہ بھی ضرور
خیال ہے کہ بقدر صحرا ہے تیر و کمان ہاتھ میں ہے جہاں کوئی طائر بولا اسکو تیر مار دیا اگر طائر تیر کھا کر
بھاگا تو تعاقب نہیں کرتے اس خوبصورتی سے جو غضنفر کو دیکھا بیقرار ہو گئی دل سے کہنے لگی
یہ کیا غضب ہوا میں تو اس شخص کو گرفتار کرنے آئی تھی خود مصیبت میں گرفتار ہوئی دیکھوں
اسکا انجام کیا ہو آخر بے اختیاری میں یہ اشعار عاشقانہ مصنفہ قمر زبان سے نکل گئے نظم

در بدر خاک بسر ہوگئے رسوا ہوکر — کیسے برباد ہوئے آپ کے شیدا ہوکر
آئیے آپ جو ہم خاک نشینوں کی طرف — عرش بن جائیں ابھی وہ اسی [illegible] ہوکر
چودھواں سال خدا خیر سے کاٹے تم کو — گھٹنے لگتا ہے یہ چاند وہ پورا ہوکر

بحر عالم میں پستی و بلندی ہی عیان — کشتئ عمر بھی ڈوبی تہ و بالا ہو کر
لیلی خانہ نشین سے یہ کوئی جا کے کہے — نجد میں قیس تڑپتا ہے اکیلا ہو کر
گالیان کوسنے دیتا ہی قمر کو کیا تو — آج جو جو کہ ترے دل میں ارادہ ہو کر

یقین تھا لڑکھڑا کر گرے بیہوش ہو جاے مگر اپنے کو بمشکل سنبھالا چاہتی تھی پہاڑ سے
کود پڑون پھر دل کو سمجھایا کہ جان دینے سے کیا نفع ہوگا ایسا نہو کہ ان کو خبر ہو جاے
آئی تھی انکو قتل کرنے خود ذبح ہو گئی یہان غضنفر تھوڑی دیر اس صحرا مین ٹھہرے گھوڑا
چمکایا کیے پلٹ کر اپنے لشکر مین گئے شمیم کی ذرا نگاہ پھری تھی کہ اس شیر کو بیشہ صحرا مین نہ پایا
گھبرا کے طاؤس پر سوار ہوئی چاہتی ہی اپنے لشکر مین جاؤن یاد زلف خلیلی نے گویا پاؤن مین زنجیر
ڈالی ہی زمین پاؤن پکڑتی ہی کہ یہان سے نہ ہٹو یہین ٹھہری رہو کچھ دیر تک حضرت عشق سے
اور عقل سے بحث ہوئی مجبور سرنگون غم سے کانپتی ہوئی پلٹ کر طرف اپنے لشکر کے چلی نسیم گھبرا رہی
تھی کہ دیکھا ملکہ شمیم آتی ہین خیال کرکے صورت شمیم کو دیکھا چہرے پر ہوائیان اڑ رہی ہین
چپ خاموش کچھ کہہ تو سکتی ہین نہین وہ پیاری پیاری صورت آنکھون کے نیچے پھر رہی ہے
آنکھون مین آنسو بھرے ہوے نسیم نے پوچھا کیون بوا شمیم خیر تو ہی شمیم نے کہا بہن کیا کہتی ہو
کسواسطے گئے تھے کیا ہوا نسیم نے کہا بوا کیا ہوا شمیم نے قصد کیا تھا کہ بیان کرون حضرت عشق
نے منع کیا کہ اری بیوقوف یہ راز محبت ہی اسکو چھپاؤ اظہار نہ کرو شمیم نے کہا بوا کچھ بھی نہین آج
جو مین نے جا کر پہاڑ سے دیکھا تو غضنفر لشکر مین نہ تھا قزاق کا بچا رہے تھے مین سطح گئی تھی
مگر سحر بھی نہ کرنے پائی ناچار ہو کے پلٹ آئی نسیم نے کہا بوا تم کچھ اور کہتی تھین مگر پلٹ پڑین
آئینہ لیکر صورت تو دیکھو کیا حال ہو رہا ہی شمیم نے کہا بوا رات کا سناٹا کہین سے شیر کی آواز
آئی تھی کہین بھیڑیے پھر رہے تھے پیر سے دل ہٹا کچھ خوف بھی آیا آخر پلٹ آئی یہی حیرانی کا باعث
ہی نسیم نے کہا بوا بیٹھو اب زیادہ باتین نہ بناؤ مجکو تمھاری باتون سے ملال ہوتا ہی اور کبھی کچھ
خیال ہوتا ہی مگر کہہ نہین سکتی شمیم نے کہا بوا زیادہ نہ کہو دم بدم پریشانی پر پریشانی نہ کہو مجکو ناگوار
ہوتا ہی یہ کہکر چپ ہو رہی اور منہ لپیٹ کر پلنگ پر پڑ رہی نسیم نے ہر چند شگفتہ کیا کھانے کو کہا مگر شمیم
نے کچھ جواب دیا کہ بوا زیادہ نہ پوچھو مجکو ملال ہوتا ہی نسیم نے کہا بوا ہم بہتری کو پوچھتے ہین سمجھین

اسقدر خیال ہے کہ بات کو چھپاتی ہو صاف صاف نہیں بتاتی ہو شمیم نے کچھ جواب دیا ڈلائی
سے منھ چھپا لیا نسیم بھی ایک کونے میں پڑ رہی رات بھر شمیم نے تڑپ تڑپ کے کاٹی جب گریبان
سحر چاک ہوا کنیزیں آفتابہ لیکر آئیں شمیم نے کہا ہم منھ نہ دھوئینگے زندگی سے ہاتھ دھوئے
ہوئے ہیں نسیم نے سنا کہ یہ منھ نہیں دھوتیں ٹہلتی ہوئی قریب آئی کہا ہوا شمیم کل سے تم
جب سے پلٹ کر آئیں بے لطف ہو رہی ہو شب کو خاصہ بھی نہیں نوش کیا کچھ بتا بیقراری ہوتا
کہ یہ باعث کیا ہے ہمسے کچھ اظہار نہیں کرتیں قدرت نے جو کام سپرد کیا ہے اسکی فکر بھی ضرور ہے تم تو
آرام کرو میں جاتی ہوں جاکر سحر لیکر آؤں آپس میں مقابلہ شروع ہو جائے اور ایسے فوج والے
بد مزاج ہوں کہ افسر کو ستائیں افسر کو بھی مشکل پڑے شمیم یہ سنکر اٹھ بیٹھی کہا ہوا اگر تم بیٹھو ہم
وقت پر جائینگی تمھارا جانا بہتر نہیں نسیم نے کہا کار سرکاری کو آئے ہیں ہم بے فکر کیونکر ہیں
ہر وقت یہی فکر ہے کہ کوئی کام کریں ہرکارے خفیہ نویس آئے ہونگے قدرت کو پرچہ لکھیں کہ ملازمان
خداوند نے یہ کام کیا ہم یہاں اسطرح ٹھہرنے کو نہیں آئے ہیں جیسے تم کل گئی تھیں اگر سحر اپنا
قائم کر آتیں تو آج ضرور ظہور ہوتا شمیم نے کہا ہوا تامل کرو ایک لمحہ بھر میں آفت برپا کر دینگے
تمکو یہ منظور ہے کہ دشمنوں کو غضنفر کے آزار پہونچے وہ صاحبقران اعظم کا نواسا ہے ایسا
کہ صحرا میں اترا ہے کسی ملک پر اسنے قبضہ نہیں کیا دیہات و قریات میں مقام کیا قدرت اتنی
کیوں خفا ہیں طلسم کشا کی فکر کریں جتنی لڑائیاں ہوئیں ہر لڑائی میں شکست حاصل ہوئی اُنکا
انتظام کریں تحفہ جات طلسم کشا سے چھین لیں علاوہ لوح کے تحفہ جات کیسے موجود ہیں مشکل
کلاہ ہفت گوشہ و زرہ ہفت جوش و تیغہ ہفت جوہر ان چیزوں کے نکالنے کی فکر کریں
قبضے میں آئیں اُس بیچارے غریب صحرانورد کے ستانے سے کیا فائدہ ہوگا نسیم نے کہا بی شمیم
تمھاری باتوں سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ غضنفر کی طرفداری کرتی ہو نام کس اعزاز و اکرام سے لیتی ہو
ہمکو خوف آتا ہے بس اب ہم ضرور جائینگے شمیم نے کہا ہم تو تمھیں نہ جانے دینگے یہ عقدہ
قدرت نے ہمارے سپرد کیا ہے نسیم نے کہا ہوا کیا کروگی شمیم نے کہا اگر وہاں جاؤگی اور لشکر کا
اُنکے نقصان کروگی تو ہم ضرور روکیں گے نسیم نے کہا میں تو ضرور جاؤنگی شاید ایسا ہو کہ قدرت
خفا ہوں فرمائیں کہ یہاں سے تو اس زور و شور سے گئیں جنگل میں جاکر آرام لیا شمیم نے کہا تم

جھلا کر کہا ہوا تم پلٹ جاؤ جا کر قدرت سے کہو کہ کچھ انتظام کرین مین صاف کہتی ہون کہ غضنفر
کے مٹانے مین کوشش نہ کرو ورنہ باعث خرابی ہوگا نسیم نے جھولی پر ہاتھ ڈالا شمیم اٹھ بیٹھی
کھڑی ہوگئی کہا ہوا نسیم سحر کروگی تو بہت پچھتاؤگی چند کنیزین جو کھڑی تھین ایک کے منہ سے
نکلا کہ بی شمیم تمھاری باتون سے یہ ثابت ہوتا ہی کہ غضنفر کی طرفدار ہو شمیم نے بڑھکر ایک
طمانچہ مارا کہ سر کنیز کا اڑ گیا نسیم کے منہ سے نکلا کہ یوا تم نے کنیز کو میری مار ڈالا اسنے کیا خطا
کی تھی یہی کہا کہ غضنفر کی طرفدار معلوم ہوتی ہو اسپر تمنے اسکو طمانچہ مار دیا تو مین بھی یہی
کہتی ہون کہ تم غضنفر کی طرفداری کرتی ہو شمیم نے کہا ہوا اگر تم یہ کہتی ہو تو مین تم سے لڑونگی
نسیم نے پھر جھولی پر ہاتھ ڈالا شمیم نے گولہ مار دیا نسیم نے اپنے کو بچایا بچا کے دوسرا سحر کیا
کنیزون مین بلوہ ہوگیا جنگل مین سحر ہونے لگا درخت جلجل کے گرنے لگے صحرا مین ہنگامہ گرم ہوگیا
جب دو چار سحر آپس مین ردوقدح ہوئے شمیم نے جھولی سے کارد نکالی اسپر اسم سحر پڑھا انگلی
کاٹ کر خون اسپر ڈالا یا سامری کہکر نسیم پر پھینک ماری نسیم نے ہرچند اپنے کو بچایا نہ بچ سکی
چھری آنکر سینے پر پڑی کہ توڑ کر پشت کو پار گذری لشکر مین کئی ہزار ساحر مرکر گرے کئی ہزار
جانین سے کشتہ ہوئے شمیم نے اشارہ کیا لاشہ اسکا جنگل مین پھینکا دو جسے اسکا مرنا ناگوار
ہوا ہو ہمارے لشکر سے نکل جائے سب افسرون نے جو شمیم کو غصے مین پایا کہ حقیقی بہن کو مار ڈالا
سب نے تھرا کے عرض کی جیسے ہم انکے تابعدار ویسے حضور کے تابعدار شمیم نے کہا ہم حکم عام دیتے ہین
کہ ہمارے لشکر کا کوئی جا کر ہفت پیکر سے خبر نہ کرے جو مناسب جانینگے وہ کرینگے سب نے کہا حضور یہی
ہوگا مگر ہرکارے جو لشکر ہفت پیکر کے حاضر تھے خبرین لیکر بھاگے دربار مین ہفت پیکر بیٹھا ہے
تدبیرین کر رہا ہی جادوگر جمع ہین صلاحین ہو رہی ہین ہفت پیکر کہتا ہی کہ یارو مین خیال سکندری
مین چلا جاتا مگر وہ حکیم تھا دورہ دیکھنے والا بہت مغرور ہی چاہتا ہی کہ مین سجدہ کرون طریقہ اسکا خراب
ہی مین ساتون بہادر پٹھون اپنا دکھلاتا تھا اسنے ایک قہر کا انتظام کیا ہی لاش سکندر کو گلنے نہین دیا
اگر قدرت کو منظور ہو تو سو برس کا مردہ قبر سے نکل آئے اور پھر زندہ رہے سب کچھ ہے مین بجا ارشاد
ہوتا ہی مگر طلسم خیال سکندری مین بڑے بڑے ساحر جمع ہین اور بڑے بڑے پہلوان جنکو اپنی جرأت کا
ناز ہی صاحبقران کے یہان کوئی ایسا پہلوان نہین جسوقت وہ قصد کرینگے تو لشکر صاحبقران کا

بقم شہ سکیگا تیرم سوسن پرست کہ حکیم پرست بھی اُسکو کہتے ہین بہت بڑا جادو ہی سر جادو اول ہے وہی ہی سات قلعے اُسکے قبضے مین ہین ہر قلعے کا کوتوال الگ حربے نئی طرح کے رکھتے ہین بس بہرام فلک بھی مقابلہ نہین کرسکتا مر جادو اول سے صاحبقران کو جانا دشوار ہوگا سالہا سال ہم قلعوں میں پھنسے رہینگے ہفت پیکر کہتا ہی مسلمان وہ بلا کے ہین کہ سب قلعوں پر قبضہ کر لینگے تیرم کو مہلت نہ دینگے مرا طلسم کہ عجائب و غرائب سے مملو تھا تباہ ہوا لیکن اب قدرت آکر قصر عشرت پر جمے ہین یہان سے قدم نہ ہٹائینگے یہ ذکر تھا کہ ہرکارے حاضر ہوئے عرض کی یا خداوند شمیم نے نسیم کو مار ڈالا کل لشکر نے اُسکی اطاعت کی صحرا مین اُتری ہوئی ہی ابھی تک کوئی غضنفر پر نہین گیا نسیم جلدی کر رہی تھی کہ مین جا کر سحر کرون اسی پر شمیم نے اُسکو مار ڈالا طریقے سے معلوم ہوتا ہی کہ غضنفر کی طرفداری کرتی ہی جب تو بہن کو مارا ہفت پیکر نے جھلا کر کہا کوئی تم مین ایسا ہی شمیم کو پکڑ لائے سر دربار اُسکو سزا دیجائے کہ کیون بہن کو مار ڈالا ستم کش جادو ایک ساحرہ زبردست بادہ نخوت سے مست کہ شمیم سے کیا کبھی کبھی اپنے مقام سے اُٹھی کہا یا خداوند کنیز جاکے اور شمیم کو بہ ذلت گرفتار کر لائے ہفت پیکر نے فورا حکم دیا کہ جلد جاؤ شمیم کی مشکین باندھ کر لاؤ ستم کش فورا سوار ہوئی سن چکی ہی کہ چالیس ہزار ساحر اُسکے ساتھ ہین ساٹھ ہزار فوج کو لیکر چلی شمیم نسیم کے قتل کے بعد اپنے مقام سے اُٹھی یا وہین غضنفر کی لڑکھڑاتی ہوئی ایک نخل کے نیچے آ بیٹھی بیقراری کرنے لگی رو رو کر پکارتی ہی اے غضنفر نامدار کنیز بیقرار ہی صورت زیبا دکھا جا اب تو عجب کیفیت ہی

جان عاشق کی کسی نے کوئی رسوا ہو گیا	تمہی بارا نام ہمارا ہی قضا کا ہو گیا
اسکا رونا کیا کہ سو ٹکڑے کلیجا ہو گیا	ہان ستم ہوگا اگر خون تمنا ہو گیا
کب یہان ٹھہرا اگر آ بھی گیا وہ بے وفا	دل ہمارا آج جب مین قاصد تمہارا ہو گیا
جان نثاری کا ہماری جان ستانی کا تری	عاشقون مین شہرہ معشوقون مین چرچا ہو گیا
گر پڑا یون تھام کر دل کو مین اُنکے سامنے	وہ کبھی یہ کہتے ہوئے دیکھا سے کیا کیا
آہی جاتا ہی لبون تک ضبط کتنا ہی کرین	شکوہ دلبر کبھی کیا اپنا گلہ کیا ہو گیا
دیدہ کی تھی نزع مین اپنی نگاہ یاس بھی	پارسا بے دیدہ تک محو تماشا ہو گیا
مر کے ہم اُس در سے اُٹھے یا قیامت آگئی	حسرتون نے سر سے بیٹھا حشر برپا ہو گیا

ٹانگی تھی پر کشوں نے دعا منہ پر گیا
تر دامنی کی سنگ خارا آبرو رہی

پایا گیا جگر میں نہ دل میں پتا لگا
پیکان کی کسی کے بڑی جستجو رہی

آخر بڑا ہی گھر دل مجبور ہو گیا
امید کو نکال کے اک یاس تو رہی

تم نے جو چار پھول چڑھائے تھے قبر پر
جب تک ہوئے نہ خشک محبت کی بو رہی

ممنون وصل میں ہوئے جوش جنون کے ہم
زنجیر زلف یار کی طوق گلو رہی

داغ آسمان نے زیر زمین بھی دیے ہمیں
بنکے چراغ گور تری آرزو رہی

اندھوں کی طرح شب کو ترے انتظار میں
تا صبح سب ستاتی نگہ چار سو رہی

کیا ایک آسمان ہی رہا ہے برخلاف
تقدیر بھی جلال ہمیشہ عدو رہی

ہنگامہ عیش و نشاط گرم ہے شمیم کے دل میں کچھ خوف ہفت پیکر نہیں خاطر کرتی ہے کہ لشکر میں ہنگامہ ہوا چند کنیزیں دوڑی ہوئی آئیں عرض کی واری ایک ساحرہ ساٹھ ہزار کا لشکر لیکر آئی ہے ایک دریائے سحر رواں کیا ہے آپ کے ملازم ڈوب رہے ہیں چاہتی ہے لشکر میں گھس آئے شمیم نے کہا ہفت پیکر کو خبر پہونچی فوج شمیم نے سر کھینچا میں جاکر دریا ہٹاتی ہوں غضنفر تیغہ کھینچکر اٹھے کہا اے ملکۂ عالم تم تکلیف نہ کرو میں جاکر سمجھا دونگا جہنم میں اسے پہونچا دونگا اگر ہفت پیکر بھی لشکر لیکر آئے تو کیا ڈر ہے شمیم نے بہت منع کیا مگر غضنفر نے نہ مانا تیغہ رویں شگاف ہاتھ میں لے کر اٹھے جا دروازے پر سے پکار رہا ہے کہ [illegible] جلد باہر آئیے دریائے قہار جوش مارتا ہوا آتا ہے غضنفر نکل کر پشت مرکب پر سوار ہوئے گھوڑے کو اڑا کر قریب دریا پہونچے گھوڑے پر جوتا زیادہ اٹھایا گھوڑا اپنا جب کہ دریا میں جا پڑا جوں جوں گھوڑا چلتا ہے دریا خشک ہوا جاتا ہے یا [illegible] دریا کے ستم کش [illegible] دیکھی کہ ایک جوان آفتاب جمال دریا کو طے کرتا ہوا آتا ہے شمیم نے جو آکر دیکھا کہ غضنفر دریا طے کر چکے ہیں ستم کش دو پتھر مارتی ہے مگر کچھ نہیں ہوتا آخر ستم کش تلوار کھینچ کر دوڑی شمیم نے جو اس پار سے دیکھا تاب نہ باقی رہی آخر شمیم بھی [illegible] آئی ستم کش [illegible] سامنے آئی ستم کش نے ہاتھ تلوار کا مارا شمیم نے چاہا روکوں تلوار جو پڑی سر شمیم کا زخمی ہوا غضنفر نے جو دور سے دیکھا کہ قطرے خون کے ٹپکتے ہیں چہرہ شگفتہ [illegible]

معلوم ہوتا ہے کہ ماہ تابان پردۂ شفق میں پنہاں ہے للکارا کہ او ملعونہ خبردار ہاتھ نہ اُٹھانا تو نے
غضب کیا کہ سر شمیم کا زخمی کر دیا میں آتا ہوں تجھے سمجھا دونگا سرکشی کی سزا دونگا گھوڑا جھکا کر
ابر دریا سے نکلے سامنے ستم کش کے پہونچے شمیم کو ہٹایا سینہ سپر کر کے سامنے ہوئے
ستم کش نے ہاتھ تلوار کا مارا غضنفر نے تیغہ رو میں شگاف چمکایا ستم کش کی آنکھوں کے
نیچے اندھیرا آگیا غضنفر نے وار اُس کا رد کر کے ہاتھ تلوار کا مارا ستم کش نے آواز دی کہ یا
خداوند بچانا چند طائر آسمان سے پیدا ہوئے سر پر ستم کش کے لہرانے لگے مگر تلوار جو پڑی
طائروں نے اپنے گلے کٹوائے ستم کش کو بچایا ستم کش نے دونوں پاؤں زمین میں مارے
شمیم نے چاہا زمین کو سنگلاخ کر دوں ستم کش کو بچانے دوں ستم کش نے ہاتھ ہلایا کہ برق
چمکی شمیم نے اپنے کو بچایا اس عرصے میں ستم کش غرق زمین ہو گئی غضنفر و شمیم پلٹے دریا کو
دیکھا کہ خشک ہوتا جاتا ہے تھوڑے عرصے میں دریا غائب ہوا شمیم غضنفر کو لیے ہوئے بارگاہ
میں آئی غضنفر نے شمیم میں ٹانکے دیے شمیم نے عرض کی اے شہریار اب میں دربار ہفت پیکر
میں جانے کے قابل نہ رہی یقین ہے ساحرہ اب وہیں جائے غضنفر نے ہماے تیز رفتار
سے کہا جا کر دربار ہفت پیکر کی خبر لاؤ ہماے تیز رفتار جست و خیز کرتا ہوا چلا ستم کش
جا کر ایک صحرا میں نکلی کھڑی ہوئی کانپ رہی ہے دل سے باتیں کرتی ہے کہ خداوند نے میرا نام
بدلیا تھا میں دعوی کر کے خود آئی اور یہ ذلت اُٹھائی اب سامنے خداوند کے کیونکر جاؤں پھر
پلٹوں جا کر لشکر غضنفر پر سحر کروں مگر یہ وہاں برق و شمس الہی ساحرہ وہاں موجود ہے ضرور سامنا
ہوگی اُس سے مقابلہ ہوگا اگر شمیم جاں بر ہی نکلی تو اُسکو بھی روکنا پڑیگا وہ حاکم دربار
ہفت پیکر رہا ہے اُس پر غالب نہ ہونگی افسر لشکر جو ہے غضنفر ہے اسیا وہ صاحب تحفہ ہاشمی ہے
کیا کروں کچھ سمجھ میں نہیں پڑتا معلوم ہوا کہ جان دینا پڑیگا کھڑی سوچ رہی ہے ہماے تیز رفتار
چھپا ہوا آتا تھا دور سے اُسنے دیکھا کہ نخل کے نیچے ستم کش کھڑی ہے کچھ سوچ رہی ہے کنارے
کنارے آکر زنگ و روغن عیاری کا لگایا شمیم کی شکل بنکر تیار ہوا ستم کش کو دیکھ کر پکارا اری
ملکہ عالم ذرا ٹھہر جائیے اب میرے ذہن میں آیا کہ خداوند سے باغی ہو کر کہاں رہونگی تمام دنیا
اُنکی عملداری ہے میں کہاں رہ سکتی ہوں مجھے چلکر قدرت سے ملا دیجیے خطا میری معاف کرا دیجیے

جب تم چلی آئیں تب مجھکو خیال ہوا کہ ہاے میں نے بڑا غضب کیا غضنفر کو دم دیکر نکالا طرف
دربار ہفت پیکر کے چلی تھی اب تمھارے ساتھ ہیں خطا معاف ہو جائیگی اسطرح کی باتیں کہتا ہوا
نزدیک ستمکش کے آیا ستمکش نے کہا اے شمیم جب قدرت کو معلوم ہوا کہ تم نے بہن کو مارا تو قدرت
کو بہت ناگوار ہوا پکار کر فرمایا کہ کوئی شمیم کا سر لائے میں نے قصد کیا شمیم نے کہا اب تو تمھارا
مطلب پورا ہوگا میرے ہاتھ باندھ لو سامنے قدرت کے لیچلو مگر سفارش کرنا یہ کہکر کہا لو خداوند
خود آتے ہیں ستمکش پلٹی ہما نے تیز رفتار نے حلقے کمند کے مارے ستمکش گری ہما تیز رفتار
نے جناب مارا ستمکش بیہوش ہوئی ہما نے سر کاٹ لیا رومال میں باندھکر لے بھاگا قہر سامری
ایک ساحرہ ہے آسمان پہ اڑی ہوئی جاتی تھی اُسکی نگاہ لاش ستمکش پر پڑی ہوا سے اُتر آئی
سر نہ تھا کیونکر پہچانتی لاشہ اٹھا کر تخت پر ڈال لیا بارگاہ ہفت پیکر میں آئی پہلے سجدہ کیا پھر لاش
پیش کی کہا یا خداوند یہ لاشہ جنگل میں پڑا تھا ابھی کسی نے سر کاٹا ہے میں نے نہیں پہچانا
کہ یہ کون ہے آخر لاش اٹھا لائی ساحروں نے لباس سے پہچانا کہا اے قہر سامری یہ ستمکش
ساحرہ ہے یہ گرفتاری شمیم گئی تھی عیاران اسلام تو پھرا کرتے ہیں راہ میں کسی نے اسکو
مار ڈالا قہر سامری نے عرض کی شمیم سے کیا خطا ہوئی کہ جو قدرت نے اُسکی گرفتاری کا حکم
دیا ہے کارون نے عشق غضنفر بیان کیا اور ستمکش کی بھی کیفیت ظاہر کی قہر سامری نے
عرض کی اگر کنیز کو حکم ہو تو شمیم کو گرفتار کر لاؤں ہفت پیکر نے کہا شمیم بہت بڑی گنہگار ہے
اگر تو شمیم کو گرفتار کر لائیگی وہ مرتبہ تیرا کرونگا کہ قہر ہفت پیکر نام رکھونگا سامری و جمشید پیادہ
بندگان گنہگار تھے اُنکا خاتمہ کر کے بابدولت نے دعوی خدائی کیا قہر سامری باہر نکلی دس
ہزار ساحروں کو لیکر چل نکلی یہاں غضنفر شمیم میں ٹانکے لگا کر بیٹھے ہیں گانون کا اشغال
کیا ہے کہ ہما تیز رفتار عیار آکر پہونچا سر ستمکش کا پیش کیا غضنفر نے حال پوچھا ہما
نے سب کیفیت بیان کی شمیم خوش ہو گئی کہا اے ہما تیز رفتار بڑا کام کیا اسکا نکلنا
مجھ پر شاق تھا یہ باتیں ہو رہی ہیں کہ لشکر میں بلوہ ہوا غضنفر نے ہما کو اشارہ کیا کہ دیکھو
تو بھائی یہ کیا ہنگامہ ہے ہفت پیکر نے تار باندھ دیا ساحر پر ساحر چلے آتے ہیں ہفت پیکر
کو بڑا غصہ ہے ہما نے باہر نکل کر دیکھا کہ ایک ابر آسمان پہ تیرہ و تار چھایا ہے رعد کی گرج

برقیں چمک چمک کے گر رہی ہیں ایک تھوڑی دیر میں برف کی سلیں گرنے لگیں عیار یہ
معاملہ دیکھکر پلٹا غضنفر سے بیان کیا کہ ایک ابر تیرہ وتار آسمان پر چھایا ہے اس سے برف
برس رہی ہے برف سے صدہا آدمی ٹھنڈے ہوے جس خیمے پر برف گری وہ خیمہ گرا اسمیں
جتنے آدمی دب گئے غضنفر یہ سنکر اٹھے تیغہ روئین شگاف پر قبضہ کیا انگشتر چمکاتے ہوے
نکلے باہر نکل کر دیکھا کہ ابر چھایا ہوا ہے دمبدم اندھیرا بڑھتا جاتا ہے تسنیم گھبرا کر اٹھی کہتی ہوئی
کہ اے شہریار آپ اکیلے نہ جائیے ایسا ہو کہ ساحر بلوہ کریں غضنفر نے باہر نکل کر کہا اے ہمائے
تیز رفتار ایک جانب تم جاؤ دیکھو کہ یہ ابر کہاں سے اٹھا ہے اور برف برسانے والی کو
ڈھونڈھا کرو میں بھی اسی فکر میں نکلتا ہوں جس مقام پر میں نے ساحرہ کو دیکھا میں اسکی
گردن لونگا انشاء اللہ سر کاٹ کر لاتا ہوں تسنیم نے عرض کی ایک جانب میں جاؤں آپکا تنہا
جانا مجھپر شاق ہے ایسا ہو کہ ہزار دو ہزار ساحر بلوہ کر کے تحفہ جات چھین لیں اور حضور کو
گرفتار کر لیں تو میں کدھر کی رہونگی میں نہیں پہچان سکتی کہ یہ سحر کسکا ہے غضنفر نے کہا
اے ملکۂ عالم تم لشکر میں ٹھہرو موافق اپنے اختیار کے سحر کو برطرف کرو میں بہت جلد
آتا ہوں اور عیار ہمارا فرزند خواجہ عمرو ہے جاتے ہی پتہ لگا لائیگا یہ کہکر غضنفر نے گھوڑا اٹھایا
ہر مقام پر دیکھا کہ برف کے انبار لگے ہیں خیمے گر پڑے ہیں مرنے کی ساحروں کے آوازیں آتی ہیں
دمبدم برف کی شدت ہے مینہ بھی برف کے ساتھ برس رہا ہے موسلا دھار پانی پڑ رہا ہے مگر
جس طرف غضنفر گھوڑا بڑھاتے ہیں اور انگشتر چمکاتے ہیں پہاڑ برف کے پانی ہو کر غائب
ہوے جاتے ہیں بارش بھی انکے سر پر نہیں ہوتی غضنفر راہ کو طے کرتے ہوے جاتے ہیں
مگر ہمائے تیز رفتار جو نکلا یہ تو عیار ہے ایک نخل کی آڑ لیکے دیکھا کہ پہاڑ پر سے لکہ ہاے
ابر اٹھتے ہیں اس ابر سیاہ میں آکر مل جاتے ہیں برف برسنے کی ترقی ہوتی جاتی ہے اپنے کو
برف سے بچاتا ہوا اٹھتا بیٹھتا ہوا جاتا ہے مگر قہر ساحری نے یہ کام کیا کہ لشکر جو ساتھ لائی تھی
اسکو تو جنگل میں چھوڑا چند جادوگرنیاں ہمراہ لیکر پہاڑ پر آئی روئی کے گالے جھولی سے
نکالے اوپر ایک پاٹلی برف کی رکھی پڑا لکڑا سب سے پہلے اڑا دیا جادوگرنیوں سے کہا
تم دمبدم ایسا سحر کرنا کہ یہ روئی کے گالے اڑیں اور ابر کلاں میں جاکر ملیں برف کو

ترقی ہوتی جاتی ہے میں شمیم کی فکر میں جاتی ہوں اگر میں بھی پلٹ کے آؤں تو سحر کر کے گرفتار
کر لینا جو کوئی یہاں آئے اُسکو حریف جاننا ان ساتوں جادوگرنیوں کو بخوبی سمجھا کر آپ بڑی
آسمان پر آکر حال لشکر شمیم دیکھنے لگی اُسنے دیکھا کہ لشکر میں تو ہنگامہ ہے لوگ بھاگے پھرتے ہیں
کہ بیچ خیمہ سے غضنفر نکلا اُسکے بعد شمیم باہر آئیں ایک طرف غضنفر گئے ایک طرف عیار چلا ملکہ شمیم
دروازے پر کھڑی رد سحر کر رہی ہیں برف کے برسنے کو رد کرتی ہیں قہر نے جو شمیم کو کھڑے ہوئے
دیکھا سحر کا عمل کیا کہ اندھیرا ہو گیا اُس اندھیرے میں کڑک کر گری ایسی برق چمکائی کہ شمیم کی پلک
جھپک گئی قہر نے پنجہ کمر میں دیا شمیم کیطرف اُڑی متوجہ ہوا سے شمیم کی آنکھیں بند ہو گئیں بالا
آسمان آکر قہر نے آواز دی کہ اے شمیم وغیرہ چلی آؤ کام ہو گیا یہ دل میں سوچی کہ اگر یہ سحر قائم رہیگا
تو بندگان خداوند تڑپ تڑپ کے مرینگے افسر کو تو گرفتار کر لیا غرضکہ برف باری کو اٹھایا اور شمیم کو
لیکر روانہ ہوئی اب یہاں کنیزوں نے جو شمیم کو غائب ہوتے دیکھا اور یہ ثابت ہوا کہ قہر اُٹھا لیگئی
شور گریہ و زاری آپس میں بلند کیا سب رو رہی ہیں مگر ہما جو پہاڑ پر پہونچا اُسنے دیکھا کہ سامان سحر
تو دکھائی دیا مگر کوئی اس مقام پر نہیں ہے اور لشکر پر بھی دیکھا کہ اب برف باری نہیں ہو رہی ناچار پہاڑ سے
اُترا راہ میں غضنفر ملے کہا کہ شہریار اب واپس ہو چلے غضنفر و ہما لشکر شمیم میں آئے دیکھا
کنیزیں رو رہی ہیں پوچھا ارے کیا ہوا سب نے حال بیان کیا کہا کہ شہریار آپکے جانے کے بعد
قہر آکر گری اور ملکہ شمیم کو اٹھا لیگئی غضنفر کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے فرمایا کہ معشوق باوفا کو
ہمارے سبب سے یہ آفت آئی اے ہما جا کر دریافت تو کرو کہ کہاں ملکہ کو لیگئی ہے اگر ہفت پیکر
کا ارادہ ہو کہ شمیم کو قتل کرے تو فوراً ہمکو خبر دینا جا کر اپنی جان دینگے مگر اسکو لانا ہے ہما کو شاہزادہ
[illegible] سبز رو قہوہ ... زنبیلی لگا کر طرف دشت ہفت پیکر کے چلا یہاں
دربار ہفت پیکر جما ہوا ہے کہ قہر ساحری لیے ہوئے شمیم کو پہونچی شمیم بیہوش ہے قہر نے عرض کی
یا خداوند شمیم کو بڑی ترکیب سے لائی ہوں اسی طرح غضنفر کو بھی لاؤنگی حکم ہوا اس میں سوئی
قہر ساحری نے زبان میں سوزن دی اور ہوشیار کیا شمیم کی جو آنکھ کھلی ہفت پیکر کو تخت
پر دیکھا دربار جما ہوا ہے شمیم نے سر جھکا لیا ہفت پیکر نے پکار کر آواز دی کیوں شمیم ہمنے
تمکو اس واسطے بھیجا تھا کہ تم نمک حرامی کرکے بیٹھو اور ہمیں کو قتل کرواؤ کیوں جادوگرنیاں

تمھاری وجہ سے قتل ہوئین اب کہو اپنے کو کس حال مین باقی ہوا اب بہتر یہ ہی کہ بطور رفیق اطاعت کر قدرت تمکو بہ عہدہ معشوقی سرفراز کریگی تمھارے مربے پہ وزیر حسد کریگی شمیم نے دیکھکر آواز دی او دیوث منحوس کیا بیہودہ بکتا ہی ٹیٹ قید ہوکر تیرے دربار مین آئی ہون قتل کا حکم دے یا قید کر تجھکو اختیار ہی مگر ایسی واہیات باتین نہ بیان کر کیا عہدہ معشوقی تیرے اختیار مین ہی خدا اس نخیر بیشۂ جرأت کو سلامت رکھے وہ ضرور تجھکو [illegible] جسکے آنے سے تو گھبرا جاتا ہی ہفت پیکر نے جھلا کے حکم دیا ای قہر ساحری تمھین اسکو لیجا کر قید کرو اپنی حفاظت مین رکھو لیکن یہ سمجھاتی رہنا کہ قدرت سے عذر کرے اور اطاعت قبول کرے قہر ساحری شمیم کو پکڑ باہر آئی ایک قصر مین لا کر قید کیا ناظرین پر واضح رہے کہ رہاسے تیز رفتار بصورت مہمل دربار ہفت پیکر مین حاضر تھا یہ سب معرکہ آنکھون سے دیکھا قصد کیا کہ کسی طور سے اسکو رہا کرون مگر قہر ساحری کو بہت ہوشیار پایا ناچار چلا گیا شمیم جو قیدخانے مین آئی زندان آفت نئی مصیبت زنجیرین پہنے ہوئے زبان مین سوز لا بلک کر پکار اٹھی نظم

آنکھ سے ہوتا ہی ظاہر جو ہمارے دل مین ہی — پردہ محمل یہ کہتا ہی کوئی محمل مین ہی

کچھ تو نکلی ہی تڑپنے کی ہوس کچھ دل مین ہی — دم نہین لینے کا جب تک دم ترے بسمل مین ہی

میکدے کی خاک تک لے ڈالیے یہ دل مین ہی — کس خرابی کی مٹی اپنی آب و گل مین ہی

نالہ جا پہونچا اثر تک رشک حسرت رہ گئے — قطع کی منزل جرس نے کاروان منزل مین ہی

کس خوشی سے خود گلا کٹوا رہی ہین حسرتین — عید قربان میرے دم سے کوچۂ قاتل مین ہی

مدعی عشق ہون مدت سے مین بھی غیر کی — فیصلہ کر دیجیے جھگڑا حق و باطل مین ہی

آرزوے وصل ہی پوری ہوا دل کی لیست — کوئی بھی آخر کمال اس الفت کامل مین ہی

ہوش ابھی سے گم ہوے جاتے ہین راہ طلب — ساتھ والونکا یہ عالم پہلی ہی منزل مین ہی

قیس و لیلی دونون ہین نظرون سے غائب دشت مین — یہ بگولے مین نہان وہ پردہ محمل مین ہی

ایک سی شوخی خدا نے دی ہی حسن و عشق کو — فرق بس اتنا کہ وہ آنکھون مین ہی یہ دل مین ہی

بیخودی نے دور رکھا وصل کی شب یار سے — آج بھی محفل سے مین باہر ہون وہ محفل مین ہی

نزع میں کسکی رکاوٹ کا تصور ہے جلال		سانس بھی چل چل کے رک جاتی ہے کس مشکل میں ہے

قہر ساحری نے یہ اشعار سنکر کہا کیوں اے شمیم قدرت سجدہ معشوقی دیتے ہیں ایک شخص آوارہ
کوہ و صحرا اس پر عاشق ہوئی ہو یہ کیسا غضب ہے شمیم نے کہا اے قہر ساحری یہ بیجا ساحر کہ جسکے
منہ سے بو آتی ہے اسکو میں قبول کروں یہ تو مجھ سے کبھی نہوگا قید میں جان دونگی مگر اس
بیجا کو نہ قبول کرونگی لیکن ہمارے تیز رفتار یہ خبر لیکر بھاگا یہاں غضنفر اٹھے ہوئے
ہیں قزاق بیٹھے ہیں دائرہ سج رہا ہے مگر غضنفر یاد شمیم میں سر نگوں بیٹھے ہیں کہ عیار آکر پہنچا
اور عرض کی اے شہریار شمیم نے ہفت پیکر سے مردانہ وار گفتگو کی ہفت پیکر سجدہ معشوقی
دیتا تھا شمیم نے جواب دیا کہ میں تجھ پر لعنت کر چکی ہوں قید خانے میں بیقرار ہے یہ سن کر غضنفر
نے دیکھا آواز دی اے رفیقان جانباز دوستان ہمراز آج لشکر ہفت پیکر پر شبخون مارینگے
رفیقوں نے عرض کی آج بہت سا مال لوٹینگے خواہ دن کو چلیے خواہ رات کو ہم سب آمادہ
ہیں جسوقت چاہیے چلیے غضنفر نے جو سب کو ثابت قدم کو محبت پایا خوش ہو گئے
دن تو تڑپ تڑپ کے کاٹا شام ہوتے ہی بوق ترکی بجایا کہ اے قزاقان تیار شو یہ جیسے ہی
آواز دی قزاق کپڑے پہننے لگے گھوڑے جنگل میں چرا کرتے تھے آواز بوق کی سنکر دوڑ کر
اپنے اپنے مالک کے آگے آکر کھڑے ہو گئے غضنفر نے دوسری آواز دی قزاق لپٹ لپٹ کے
مرکب پر سوار ہوئے تیار ہو کر سامنے آئے غضنفر بوق ترکی لیکر چلے اسی ہزار قزاقوں کا جلو تھا
گرد اڑ رہی ہے صحرا تمام تیرہ و تار ہو رہا ہے یہاں لشکر ہفت پیکر میں سہمان فیل ور طلایہ پر
ہے ساتھ ستر ہزار سوار ساتھ ہیں حاضر باش ناظر باش کی صدا بلند ہے کہ دیکھا سامنے سے
گرد اڑی بوق ترکی کی آواز کان میں آئی گھوڑے بدکنے لگے گینڈوں نے سواروں کو
گرایا اور طرف جنگل کے بھاگے سہمان یہ ماجرا دیکھکر گھبرایا گھوڑے کو بڑھا کر لشکر سے نکلا
دیکھا ایک جوان لمبی گھوڑے کو اڑائے ہوئے آتا ہے پشت پر اسی ہزار جوان تیغ ہاتھ سے
کھینچے بوق ترکی سب کے ہاتھ میں وہ جوان سب کے آگے ہے سہمان نے گینڈا بڑھایا آواز دی
او جوان کہاں آتا ہے یہ لشکر خداوند ہفت پیکر ہے اگر اسمیں آئیگا تو زندہ بچ کے نہ جائیگا میں ہوں
سہمان فیلدار منظور نظر خداوند ہفت پیکر غضنفر نے جو دیکھا ایک جوان فیل پیکر گینڈے

سوزن نکلتے ہی سحر کیا کہ زنجیر چٹک کر گر پڑی ساتھ برقان برق وش کے قید خانے سے نکلیں غضنفر نے کئی تیر قہر سامری پر مارے مگر قہر سامری قندیل فلک ہو چکی تھی اُس تک تیر نہ پہنچے قہر سامری نکل گئی مگر شمیم جادو نکلتے ہی بلند ہوئی بلندی پر آ کر سحر کرنے لگی برقان اُڑی تیر جھپٹی کرتی ہی ہو جیسی غول پر گری دس بیس کو قتل کیا اور پھر بلند ہوئی قضا سے سہراب بیس ہزار جادوگرون کو لیکر نکلا ہی انتظام کر رہا ہی برقان جو اُسکے غول پر آ کر گری کئی سو کو قتل کیا جا بموجب عادت قدیم بلند ہو جاؤن سہراب جادو نے گولہ مارا برقان تو اور ہی خیال مین تھی گولہ لگا زمین پر گری سہراب تلوار پکڑ کر جھپٹا کہ اس ساحرہ کا سر کاٹ لون شمیم نے دور سے دیکھا بیقرار ہو گئی جی مین کہتی ہی برقان نے مجھ پر احسان کیا ہی اُس کو بچاؤن سامنے آکر سہراب کے آواز دی اے سہراب ذرا ہمارے سامنے آؤ ہم سے آنکھیں چار کرو سہراب نے جو سر اُٹھایا ایک مہ جبین کو دیکھا کہ بڑی بڑی آنکھیں اُس پر پتلی معلوم ہوتا ہی صناع ازل نے موتی کو ٹکڑے کر کے رکھ دیے ہین سرو قد خورشید خد شمیم نے نگاہ سحر آلود سے اشارہ کیا اے سہراب ہمکو نہین پہچانتے ہم مدت سے تمہارے مشتاق ہین تم ہماری جانب دیکھتے بھی نہین یہ کلمہ جو سنکر اکر شمیم نے کہا سہراب دیوانہ ہو گیا چہرہ سرخ ہوا آنکھیں اُبل آئیں بے اختیار پکار اُٹھا

نظم

کیوں اُٹھے ہم افتادہ تری راہ گذر سے — وا اشک گرے جاتے ہین اپنی ہی نظر سے
ہم کعبے مین آکر یہ دعا کرتے ہین اے شیخ — بُت پیکے نکلے کوئی اللہ کے گھر سے
لو بند کیے لیتے ہین ہم دیدۂ مشتاق — اب دیکھیں تو آ جاتے ہو تم دل مین کدھر سے
اُس دل مین وہ آتے ہین جو دل بیٹھ گیا ہی — تعظیم کو اُٹھا کرے کوئی درد جگر سے
نکلین گے تری بزم مین ارمان دلی کیا — دم بھی تو نکلتا نہین ظالم ترے ڈر سے
قدمون پہ ترے پیکے گری خواہش تقدیر — صد شکر پڑا بوجھ یہ اُترا مرے سر سے
جیتے رہو اتنی تو دعا یار کو دینا — خوش ہو جو وہ قاصد مرے مرنے کی خبر سے
مین دیدۂ دل فرش رہِ دوست کرونگا — پھر دل سے اُتر جاؤن کہ گر جاؤن نظر سے
ڈر ہی یہ شب وصل مین اے بیخودی شوق — تو مجھکو نکالے نہ کہین یار کے گھر سے

جاتے ہو دم نزع عیادت کو کسی کی	اللہ بچائے تمھیں حسرت کی نظر سے
بولا وہ جلال انشا تو سنکر تری فریاد	سنتا تو کہ یہ آتی ہے آواز کدھر سے

اسطرح سے اشعار پڑھتا ہوا سامنے شمیم کے آیا شمیم نے کہا اے سہراب تیرا مثل نہیں ہے
تو پہلوان بے نظیر ہے تیرا زور و شور مشہور ہے یہ کہکر دوپٹے سے ایک رشتہ نکالا گلے میں سہراب
کے باندھ دیا اور کہا کہ یہ رشتہ محبت ہے اسکو نہ توڑنا دربار میں ہفت پیکر کے جا کر بیٹھنا جب
سردار اسکے آجائیں تو سہولیت قریب اسکے تخت کے جانا کمر میں ہاتھ ڈال کے اوٹھا لینا
اور زمین پر دے مارنا ہم اسی وقت تمھارے پاس آئینگے یہ سنکر سہراب خوش ہو گیا شمیم
سہراب کو رخصت کر کے قریب برقان کے آئی برقان برق دش کو ہوشیار کیا کہا او چلو
برقان برق دش شمیم باہر ہوئیں دیکھا غضنفر لڑ رہے ہیں صد ہا چھے چلا دیے ایک غضنفر
جا بیٹھے ہیں نکلا اون شمیم نے جو اگر صورت دکھائی عیار نے بھی خبر پہونچائی کہ شمیم رہا ہو گئیں
برقان برق دش نے ہاں کہا غضنفر نے بوق ترکی بجایا کہ اے قزاقان بدر و یا چاہیے کہ
غضنفر نے بوق ترکی بجایا سب قزاق جمع ہوے غضنفر نے کہا یارو جس واسطے آئے تھے
وہ مطلب حاصل ہو چکا اب نکل چلو قزاقوں کو غضنفر یہ حکم دے کے ایک طرف لڑتے ہوے
چلے سہراب کمان کش ایک پہلوان ہے اوسنے جو خبر سنی کہ غضنفر نے آکر شبخون مارا شمیم کو لے
کے لیے جاتے ہیں سامان اوسکے ہاتھ سے قتل ہوا سہراب گینڈے کو بڑھا کر چلا کہ میں
غضنفر کو نہ جانے دونگا بڑا نام ہوگا کہ میں نے اتنے بڑے لشکر پر شبخون مارا قیصر کی
بیٹی لے گیا یہ کہکے بڑھا ساٹھ ہزار فوج کا افسر ہے فوج بھی ساتھ ہو لی سامنے آکر کہا
اے غضنفر لو پھر کر لشکر سے نکل جا چکا ہے جا سیا بازار میں لٹی پڑی ہیں جیسے بقال و بالی
ویسے بھی مہنگے ہیں دو کال دار دن تسلیم دیتا ہوا چلا پھر ایک سے کاتر کہ کہا یا روجس لوگوں
فقیر بدعت کی عزت لگا افسر کا سر لاتا ہوں جب سہراب نے دور سے دیکھا کہ غضنفر جاتا
سب قزاق گھیرے کھڑے ہیں پکار کر آواز دی اے جوان تو نے غریبوں کو لوٹا یہ بڑا غضب
کیا ان غریبوں نے کیا کیا ہے تجھ سے بدلہ ضرور لونگا غضنفر یا تو جاتا تھا پلٹ پڑا رفقا
کہا بھی مگر غضنفر نے نہ مانا قزاقوں نے عرض کی اے شہریار بکتا ہے بکنے دیجیے غضنفر نے کہا

اپنے مقام پر کہیگا کہ نبیرۂ صاحبقران بھاگ گیا اگر ہمارے ہمچشم سنینگے تو وقت طعن و تشنیع
کرینگے مین ابھی اس بادہ گو کا سر لاتا ہون یہ کہکے مرکب باد پیما بڑھایا سامنے سہراب کے پہونچے
سہراب جھومتا ہوا قریب آیا نگاہ و رزن ہوئے پھر قادر گینڈا سہراب کا ہٹا جاتا قدم مرکب غضنفر
کا لیکن غضنفر نے نیزہ اٹھایا سہراب نے جلدی کرکے نیزہ مار دیا غضنفر نے نیزہ کو نیزے
کی سنان پر روکا جیسے ہی وہ نیزہ مار کر پلٹا غضنفر نے نیزے کو گن ویکر گینڈے کی آنکھ پر مار دیا
گینڈے نے چیخ مار غضنفر سہراب پر برس پڑے اتنے تلوار کے ہاتھ مارے کہ سہراب اپنی جان سے
بیزار ہوگیا گینڈے نے پٹک دیا غضنفر نے آکر ہاتھ مارا کہ سہراب کے دو ٹکڑے ہوئے ساتھ والا
تلوارین کھینچکر آپڑے فراقون نے مار کر سب کو بھگا دیا اسباب اس فوج کا بھی لوٹا گھوڑا لیا
پر اسباب لدا ہوا غضنفر جاتے ہین کہ ہفت پیکر اپنی بارگاہ سے گھبرا کر نکلا پوچھا کیون
یارو یہ کیا ہنگامہ تھا سب نے عرض کی غضنفر نے آکر شبخون لشکر خداوند پر مارا شمیم کو
رہا کر لیے گئے خاص شمیم کے واسطے آئے تھے کئی پہلوان قدرت کے قتل ہوئے جنے قضا
کیا وہ مارا گیا یا خداوند یہ بندہ آپ نے عجب طرح کا بیباک پیدا کیا ہے کہ نئے طور سے لڑتا ہے
کیسا ہی پہلوان مقابلے مین جائے گا غضنفر اسے مار لیتا ہے کوئی اسکے ہاتھ سے نہین بچا
وہ لٹیرے اسکے ساتھ ہین کہ سب بازار مین لوٹ لین بازار بزازان مین ہنگامہ ہو رہا ہے
ہفت پیکر نے پکار کر کہا کہ یارو تم مین کوئی ایسا ہے کہ اس دیوانے کو نہ جانے دے اور گرفتار
کرکے لائے صفیر جادو گر سامنے کھڑی تھی جھپٹ کر قریب آئی کہا یا خداوند ابھی جا کر مین
غضنفر کو لاتی ہون بی برقان و شمیم جو ساتھ ہین انکی کیا حقیقت ہے ان دونون کو بھی
گرفتار کرونگی مثل ہے بادہ کو لاؤنگی مقدمہ غضنفر مین تدبیر کرونگی اگر تدبیر چل گئی تو گرفتار
کر لائی ہفت پیکر نے کہا جس طرح سے شمیم کو لاؤ قدرت شمیم پر عاشق ہین صفیر نے
کہا شمیم کو لے ہی کر آؤنگی یہ کہکر صفیر چلی قریب آکر آواز دی اے غضنفر کہان جاتے ہو
ٹھہر جاؤ پری فان برق وش و شمیم لڑی ہوئی جاتی تھین دیکھا کہ ساحرہ پکارتی ہوئی آتی ہے
غضنفر کو روک کر کہا حضور نہ جائین ساحرہ کا سامنا ہے مین اس سے سمجھ لونگی یہ کہکر پری فان
برق وش تڑپ کر سامنے آئی للکار کر آواز دی او مکارہ وہ مرد بہادر ہے تجھ ایسی کے مقابلے

مین آکر گیا کرینگے صفیر نے گولہ مارا برقان نے گولہ کاٹا دو جادو سحر آپس مین رد و قدح ہوئے کہ صفیر نے جھولی سے نشتر نکالا پیشانی پر مارا خون لیکر پھینک مارا برقان پر جو خون پڑا پھٹکر گرا ہی صفیر نے چاہا اٹھا لون کہ نعرہ ہوا ستم شمیم جادو خبردار برقان کو نہ اٹھانا جھپٹ کے موتیون کو مالا مارا موتی جو ٹوٹے ایک موتی صفیر پر گرا صفیر کو معلوم ہوا کہ جھپیر پہاڑ گرا لڑکھڑائی طرف زمین کے چلی تھی کہ زمین سے ایک زنگی پیدا ہوا اسنے صفیر کو سنبھالا اور چھاگل مین پانی تھا منہ پر صفیر کے چھینٹا مارا جب صفیر کے ہوش درست ہوئے زنگی غائب ہو گیا صفیر نے پکار کر آواز دی ای گلکرد قوت بخش آج کہان ہو کہ وقت پر نہیں آتی مجھے اس دشمن کے ہاتھ سے بچاؤ یہ جو صفیر نے آواز دی نخل جو سامنے تھا اسکی شاخ سے ایک نازنین گلنار پوش پیدا ہوئی اشعار عاشقانہ پڑھتی ہوئی نازو کرشمہ بات بات مین کا رکر آواز دی لو شمیم یہ اشعار مین نے یاد کیے ہین ذرا سن لو پھر تمہین اختیار ہی شمیم اس نازنین کو دیکھکر ٹھہر گئی وہ نازنین یہ اشعار پڑھنے لگی نظم

کوئی شیشہ نہیں ای رونق محفل ٹوٹا ۔ آہ کی ٹھیس لگی آبلۂ دل ٹوٹا
لیکے پہلا دام مین صیاد رہائی معلوم ۔ باغ سے رشتۂ امید تھا دل ٹوٹا
گھورتا ہی نگہ قہر سے کیا پھر پھر کر ۔ کیا مرے ذبح مین خنجر ترا قاتل ٹوٹا
قطرۂ زلف نہاتے مین جو ٹپکا سر سے ۔ مین یہ سمجھا کہ ستارہ لب ساحل ٹوٹا
خلاصی رو رجیون سے ہوئی حاصل ہمکو ۔ ایک ہی جھٹکے مین ہر بند سلاسل ٹوٹا
کس بلا کی یہ صدا تھی کہ جگر پانی ہی ۔ وہ ٹوٹا نا خیر نہیں ہائے کہین دل ٹوٹا
امتحان توبت بادہ کا کیا جب کہ نسیم ۔ شکر صد شکر کہ تنکا بھی نہ مشکل ٹوٹا

یہ اشعار جو اس نازنین سے شمیم نے سنے جھومنے لگی چہرہ سرخ ہو گیا بڑھ کر کہا ای صفیر اگر تو مجھکو خدمت خدا وند مین لیچلے اور خطا معاف کرا دے تو بڑا احسان ہو مین قدرت سے جدا تڑپتی ہون بڑے افسوس کا مقام ہی کہ قدرت تو مجھپر مائل ہون تیغ ابرو کے گھائل ہون اور مین انکا حکم نہ بجا لاؤن سب طرح پر برائے خدمتگزاری موجود ہون صفیر نے کہا ای شمیم قدرت نے تمکو بلایا ہے جلد یاد فرمایا ہی برقان برق وش کو بھی لے لو اور میرے

ساتھ چلو میں صفائی کرا دونگی تمہاری وجہ سے بڑے فساد برپا ہوئے شمیم نے کہا میں تو جلد چلی
تھی یہ طفل بے ادب مجھکو رہا کرنے آیا اور شبخون مارا صدہا بندگان خداوند قتل ہوئے
یہ کہکے برقان برق وش کو ہوشیار کیا برقان برق وش جو اٹھی چاہا کہ تڑپ کر صفیر
پر گرے صفیر نے آواز دی ای گل ریز انکو بھی لینا اُسنے ہاتھ سے اشارہ کیا کہ پھول
برسنے لگے بو پھولون کی دماغ میں برقان برق وش کے پہونچی مثل شمیم یہ بھی ہاتھ
باندھکر بڑھی کہا ای صفیر چلو ہم دونون کی صفائی تمہارے ہاتھ ہو صفیر نے چاہا دونو
کو لیکے چلوں کہ غضنفر نے مرکب بڑھایا للکارکر آواز دی او صفیر تو نے بڑا دام مکر پھیلایا کہ
ان ایسی شاہزادیون کو اپنے دام مکر میں لائی میں کیا سمجھے بے قتل کیے زندہ چھوڑونگا
صفیر نے کہا صاحبزادے اُن پر تمہارا زور چلتا ہی ہو تم پر عاشق ہوئی ہیں میں نگاہ
بھی تیرے مژگان ڈالتی ہزار شعبدے سے کہونگی گرفتار کرکے تمکو لیجاؤنگی لیس اب پلٹ جاؤ
ایسی ہی تمکو ناز ہی کہ تم پر سحر تاثیر نہیں کرتا اسوجہ سے باتیں بناتے ہو میں فوج خداوند کو
اشارہ کرونگی بلوہ کرکے تمکو گرفتار کرینگے یہ کہکے فوج کو آواز دی کہ اس جوان کو گرفتار
کرو کل فوج نے بلوہ کیا غضنفر نے قزاقوں کو اشارہ کیا کہ ای قزاقان فرنیا قزاق
جا پڑے اب تک کوئی افسر نہ تھا ہفت پیکر سامنے کھڑا تھا اس نے جو اشارہ کیا
قزاق گھر گئے ساٹھ لاکھ فوج میں اسی ہزار کی کیا حقیقت ہے قزاق رات کے لڑنے
والے اب جو صبح ہوئی جو جہان گھرا وہان گھرا غضنفر لاکھ لاکھ کوشش کرتا ہے
لیکن کچھ بن نہیں پڑتا اگر دس کو بچایا اور بلوے سے نکالا تو بیس گھر گئے قزاق
قتل ہونے لگے ہرکارے لشکر اسلام کے جو حاضر تھے خبریں لیکر بھاگے لشکر میں
دنگا [illegible] ہوا اس شب کو رستم نے اپنے لشکر کا طلایہ دیا ہی طلایہ دیکھ بیٹھے ہیں کہ ہرکارے
گرا تے ہوئے دیکھا پوچھا کیوں ای ناسپاسو خیر تو ہے عرض کی ای شہریار غضنفر نے
شب کو آکر شبخون مارا تھا لاکھوں کو قتل کرکے نکل آئے تھے مگر صفیر جادو [illegible] ایک
ساحرہ آئی تھی اُسنے برقان برق وش و شمیم کو علم سحر سے مطیع کیا غضنفر مع لشکر
لشکر کفار پر جا پڑے فوج تو بے حد و بے حصر تھی ایک لشکر کفار میں گھر گئے یقین کامل ہے

کہ دشمن اُنکے گرفتار ہو جائین ہم صاحبقران کو خبر کرنے جاتے ہین رستم بیقرار ہوگئے گھوڑے
پر سوار ہوئے گھوڑا طرف لشکر کفار کے چلا سہاب نے بڑھکر لشکر مین آواز دی سب لشکر تیار
ہو اسے سے پہلے آفتاب فلک سیر تیار ہوا باہر نکل کے دیکھا کہ آقا روانہ ہوگئے یہ آفتاب
بن کے اُڑا رستم سے پہلے پہونچا آتے ہی آفتاب نے گرمی دکھائی وہ شدت گرمی کی ہوئی
کہ سب کھڑکنے لگے غبار زرد اُڑنے لگا ساحر جلکر گرنے لگے لشکر مین جو یہ ہنگامہ ہوا غضنفر
نے مہلت پائی ایک طرف سے رستم کے نعرے کی آواز آئی ایک طرف سے طلبنو رگرد گرا یا غیور
و جاروق آ کر گرے کہ آفتاب سحر کرتا ہوا قریب صفیر کے پہونچا للکارا کہ او مکارہ کہان جاتی ہے
مین آفتاب فلک سیر صفیر نے گولہ مارا آفتاب ہٹا آفتاب فلک سیر ظاہر ہوا گرز کا
صفیر پر گرا کہ صفیر کے دو ٹکڑے ہوئے اور صدا بلند ہوئی کشتی مرا نام من صفیر جادو بود
شمیم و برقان برق وش کو ہوش آیا ہوش آتے ہی لڑنے لگین جیسر گرین اُسکے دو ٹکڑے
کیے برقان برق وش تڑپ کر قریب غضنفر پہونچی کہا اے شہریار اب نکلیے ہفت پیکر اپنے
کھڑا ہی فوج کو ترغیب دے رہا ہے آپ کے ماموں صاحب طلسم کشا کل فوج کو لیکر آگئے غضنفر
نے کہا اے برقان برق وش یہی تو مشکل ہے کہ ماموں جان برائے مدد آئے ہین اب مین کیونکر
جا سکتا ہون جب ماموں جان جالین تب جاؤن انتہا یہ ہے کہ اُنکے ساتھ نکل جاؤن
قبل نکل جانے مین فرمائینگے کہ دیوانہ اپنی جان بچا کے نکل گیا بھائی صاحب کا ناگوار ہوگا
ہم اُنکی بات کا جواب نہ دے سکین گے برقان برق وش خاموش ہو رہی جب
ہفت پیکر نے دیکھا کہ صفیر قتل ہوگئی شمیم رہا ہوگئی بلکہ جنگ مین مصروف ہے وزیرون سے
کہا تمھاری کیا صلاح ہے اب طبل بازگشت بجوا دین سب نے عرض کی اگر جلد طبل امان بجوائیگا
بہتر ہے دیر کیجیے گا تو اور زیادہ لوگ مارے جائینگے ابھی پرچہ اخبار گذرا ہے کہ چار لاکھ آدمی مارے
گئے اور اہل اسلام کا موے جسم میلا نہین ہوا یہ سنکر ہفت پیکر نے کہا طبل امان بجے جب
اُسی وقت طبل امان بجا لشکر پلٹے رستم پلٹ کر کنارے پر لشکر کے ٹھہرے کہ غضنفر سے ملاقات
ہوگی تو خیر و عافیت پوچھین گے غضنفر پلٹے ہوئے آتے تھے رستم کو جو کنارے پر
دیکھا گھوڑا پھیرا دوسری جانب سے نکلے رستم نے آواز بھی دی کہ غضنفر ہم سے

ملاقات کرتے جاؤ غضنفر نے دور سے سلام کیا اور گھوڑا بڑھا کر رواں ہوئے رستم نے
اپنے سرداروں سے کہا اس دیوانے کے حرکات دیکھیے کہ ہمکو دیکھکر پلٹ گئے اور طرف سے
روانہ ہوئے ادھر نہ آئے وہ ہمکو دشمن جانتا ہے ہم جو مدد کو آئے اسکو ناگوار ہوا اگر ہم رات کے
تو دن بھر گھیرا رہتا سرداروں نے عرض کی اے شہریار آپ اُنکے بزرگ ہیں آپ کی مدد پر کیا
آزردہ ہونگے رستم نے کہا وہ سب کو ایسا ہی سمجھتا ہے یہ کہتے ہوئے لشکر کو لیکر روانہ ہوئے
ہرکاروں نے خبر صاحبقران کو پہونچائی کہ اسطرح غضنفر شبخون مارکر آتے تھے راہ میں پھر
رستم مدد کو پہونچے پلٹے ہوئے آتے ہیں صاحبقران نے سرداروں سے فرمایا کہ صاحبو
بڑے عجب کی بات ہے غضنفر تو دیوانہ مشہور ہے رستم کیوں دیوانے ہوئے چاہیے تھا
کہ ہمکو خبر کرتے خدا اس لڑائی کا انجام بخیر کرے فوج ہفت پیکر بے انتہا ہے خدا ان
سب دلیروں کو بچائے روز سیاہ مجھکو نہ دکھائے یہ فرما رہے تھے کہ بارگاہ میں جائینہ
کر سامنے سے رستم آئے رستم نے آکر سلام کیا میرے رستم کو گلے سے لگا لیا فرمایا ہے تو نظر غضنفر
تو دیوانہ بیباک ہے اپنے رفیق کا اُسکو چھڑانا منظور تھا آستے آکر شبخون مارا تم بلا تکلف
چلے گئے ہرچند کہ تم وہی ہو کہ فرنگستان میں تخت مردوق اُلٹ دیا مگر فوج ہفت پیکر
بے حد ہے خدا نخواستہ اگر دشمن گھیر جائیں تو کیسی مشکل ہو میں آٹھ پہر دعائیں کرتا ہوں
کہ پروردگار وہ دن دکھائے کہ میرے فرزند میرے جنازے کے ساتھ ہوں تا قبر برداشت
پہونچ جاؤں رستم رونے لگے کہا قبلہ وکعبہ یہ نہ فرمائیں ہماری آبرو آپ کے دم سے ہے
حضور ہی کے تصدق سے طلسم فتح کیا سب سردار صاحبقران کو دعائیں دینے لگے
کہ خواجہ عمرو دوڑے ہوئے آئے عرض کی آقا ئے نامدار لشکر ہفت پیکر میں طبل شادی
بج رہے ہیں ایک پہلوان آیا ہے کہ مصداق کوہ کن اُسکا نام ہے ساتھ بہت پہلوان اُسکے
ساتھ ہیں کہتا ہے ان سب کو میں نے زیر کیا ہے دربار ہفت پیکر میں بیٹھا بلبلا رہا ہے یقین
کہ اسکے نام پر طبل جنگی بجے صاحبقران نے فرمایا خاطر جمع رکھو بزرگ استے جیسا کچھ ہوگا دیکھا
جائیگا اگر مصداق جو دربار ہفت پیکر میں آیا کہا یا خداوند میرے نام پر طبل جنگی بجوائیے
میں سبکو گرفتار کرونگا ادھر طبل جنگی بجا ادھر صاحبقران نے فرمایا خواجہ ہمارے لشکر میں کئی

طبل جنگی بجے خواجہ نقارخانۂ سکندری مین پہونچے غاشیہ اٹھاکر ڈوال دیا سارے لشکر
مین مشہور ہوا تیاریان ہونے لگین ناگاہ وہ وقت آیا کہ ترک فلک نے سپر زرین آفتاب
کو پشت پر لگایا نیزۂ خطوط شعاعی ہاتھ مین لیا تیغۂ ضیا کو حمائل کرکے توسن صبح پر سوار ہوا
لشکر جانبین میدان کارزار مین آئے نقیبون نے نقابت کی گرد کیت کرٹ کا کھکر ہٹے
مصداق کوہ کن کہ سب کے آگے اونچی بنا ہوا کھڑا ہے گینڈے کو بڑھاکر سامنے ہفت پیکر
کے آیا اجازت طلب کی ہفت پیکر نے کہا جاؤ اپنے ید قدرت کے سپرد کیا مصداق گینڈے
کو تھپکاکر میدان مین آیا پکار کر آواز دی جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے لشکر رستم پر جو اسنے نعرہ
کیا اسی طرف اسکا رخ تھا آلاگرد فرنگی نے مرکب اپنا نکالا مقابلے مین مصداق کے آیا اور
بعد نیزہ بازی تلوار کی نوبت آئی آلاگرد زخمی ہوا مصداق نے چاہا سر کاٹ لون مالاگرد کو تاب
نہ آئی جلدی مین جا پڑا گھوڑے کو بیچ مین ڈالدیا آلاگرد کو ہٹایا آپ مقابل ہوا مصداق
نے اس کن سے ہاتھ مارا کہ مالاگرد بھی زخمی ہوا عیوق دجاروق فرزاد فرد انکے یہ بھی زخمی
ہوئے چھ سات سردار سیار گلشن جنات ہوئے شام کو مصداق نے گینڈے کو ٹھہرا کہا
پکار کر آواز دی کہ تم سب کو دو دن کی مہلت دیتا ہون بعد دو دن کے جو میدان مین آئیگا
ایک کو زندہ نہ چھوڑونگا یہ کہکے بلبلاتا پلٹا سامنے ہفت پیکر کے آیا عرض کی یا خداوند مین
انتہا کا شکار دوست ہون ہمیشہ جنگل ہی مین رہتا ہون دو دن کے بعد طبل جنگی بجوائیے گا
وقت پر آجاؤنگا انکی مقابلے مین خاتمہ کردونگا خالی نہ بیٹھونگا ایک دو شبین خدمت مین کیو
رہونگا ہفت پیکر نے کہا اے پہلوان دوران اے گرشاسپ جہان قدرت کو تم پر بڑا بھروسا
ہے وقت پر ضرور آنا جتنے پہلوان لشکر مین ہین ان سب کے جی چھوٹے ہوئے ہین مسلمانون
کے نام سے ڈرتے ہین مقابلے مین نہین نکلتے غرضکہ مصداق طرف صحرا کے روانہ ہوا فوج
کو بھی ساتھ لیا واسطے شکار کے گیا ہفت پیکر پلٹ کے بارگاہ مین آیا یہ خبر ہرکارون نے
صاحبقران کو پہونچائی سب کو یقین ہوا کہ بعد دو دن کے مصداق کوہ کن آئیگا اب
صاحبقران بھی پلٹ کر بارگاہ مین آئے رستم کو انتہا کا قلق تھا صاحبقران نے رستم کو
بلوایا فرمایا اے نور نظر زخمی ہونے پر سردارون کے کیون رنجیدہ ہوا انشاءاللہ اب تو آگے

طبل جنگی بجوائے گا تو تم ہی مقابلہ کرنا رستم جیسے بیٹھے ہیں سرداروں نے عرض کی کہ ٹھہرایا
آسمان پر ابر آیا ہی اگر مناسب ہو تو کل چلکر شکار کھیلیے رستم نے صاحبقران سے عرض کی کہ
اگر حکم ہو تو غلام شکار کے لیے جائے صاحبقران نے فرمایا میں خبر سن چکا ہوں کہ مصدق
بھی برائے شکار گیا ہی ایسا نہو صحرا میں تمھارے اُسکے مقابلہ پڑ جائے وہ نہایت پرغرور
ہی رستم نے عرض کی غلام دوپہر کو شکار کھیل کے چلا آئیگا صاحبقران نے فرمایا بسم اللہ
رستم نے حکم دیا صبح کو سامان شکار تیار رہے سہک نے کارخانوں میں حکم دیا بوقت سحر
پہلے قراول حاضر ہوے رستم نکل کر سوار ہوے صحرا میں آکر نماز پڑھی نقارے پر چوب پڑی
تیتر لوا بٹیر نکلنے لگا باز بحری چرہ چھوٹے تیر اندازی ہونے لگی پہر دن چڑھے تک ارابے
بھر دیے رستم نے فرمایا ای سہک شکار پرند تو کھیلا کوئی آہو سامنے نہیں آیا سہک نے
کہا لوگ خبر کے واسطے گئے ہیں کہ چند گنوار دوڑے ہوے آئے عرض کی پانچ کوس پر ایک
دھانوں کا کھیت ہی چالیس پچاس ہرن چر رہے ہیں رستم نے گھوڑا بڑھایا قریب اُس
کھیت کے پہونچے دور سے دیکھا کہ چند مادہ آہو ایک نر بیچ میں سب کے چرنے میں مصروف
ہیں رستم نے فرمایا اور سب کا سب صاحبوں کو اختیار ہی مگر نر کو ہم شکار کرینگے جسطرف سے
نکلیگا ہمکو ملال ہوگا یہ کہکر گھوڑے دوڑائے سب آہو بھاگنے لگے اُنکے پیچھے سرداروں
نے گھوڑے ڈالے مگر وہ نر کالی کالی آنکھیں گردش کرتی ہوئیں طرف رستم کے متوجہ
ہوا طرارہ جو بھرا رستم کو مع مرکب پھاند گیا رستم کو بہت ناگوار ہوا کہ اس ظالم نے مجھ کو
گنہگار بنایا گھوڑے کو بہ تعاقب میں چلے آگے آہو پیچھے رستم سہک تھوڑی دور
دوڑا آخر تھک کر ٹھہر گیا آہو بھاگا ہوا جاتا ہی گھوڑا بھی تیز رو و صبا رفتار ہی جب جست
کرتا ہی تو تھوڑی کسر مرکب کی اور رہتی آہو کا ٹل جاتا ہی مگر ایسا پہلو نہیں پاتے کہ نیزہ ماریں
ایک مقام پر آہو آکر چوکڑی بھولا رستم نے تیر مارا کہ آہو گرا رستم نے اُتر کر اُسکو بہ قربانی
پہونچایا ٹہل رہے ہیں کہ ساتھ والے آئیں تو اس آہو کو اُٹھا کر لے چلیں کہ صحرا سے گرد
اُڑی دیکھا ایک تیر خوردہ آہو بھاگا ہوا آتا ہی رستم نے تیر مارا وہ آہو بھی گر کر رہ گیا
اُس آہو کے رستم نے تیر اُسکی پشت سے نکالا دیکھا اور کہا کہ کسی پہلوان کا تیر ہی مگر

اوچھا پڑا چاہتے ہین کہ رومال سے نون پونچھکر نام پڑھون کہ پھر صحرا سے گرد اُڑی رستم نے
دیکھا مصداق کوہ کن تیر و کمان ہاتھ مین اپنے شکار کی جستجو کرتا ہوا آتا ہی دور سے جو دیکھا
کہ میرا آہو مردہ پڑا ہی اور تیر میرا ہاتھ مین رستم کے ہی اُس تیر کو دیکھ رہے ہین اچھی طرح
رستم کو نہین پہچانتا ہی گینڈے کو اُڑا کر قریب آیا کہا کیون جوان میرے شکار کو کیون
شکار کیا رستم نے کہا ہمارے سامنے آیا ہمنے شکار کر لیا جو تجھ سے ہوسکے وہ کر صحرا مین
کیا کسیکا اجارہ ہی مصداق نے قبضے پر ہاتھ رکھا کہا اے جوان صاحب شوکت و شان
کوئی میرا شکار نہین شکار کر سکتا ہم منظور نظر خداوند ہین رستم نے کہا وہ خداوند تمھارا
خرس بادیۂ ضلالت ہین یہ سُنکر مصداق نے تلوار کھینچی خبردار کہکے ہاتھ تلوار
کا مارا رستم نے تھپکی ماری کہ تیغ مصداق کا پٹ پڑا کلائی پر ہاتھ ڈال کے ایک
طمانچہ مارا کہ مصداق زمین پر گرا اور مثل مرغ بسمل تڑپنے لگا رستم سرہانے کھڑے ہین
افسوس کر رہے ہین کہ مین نے ناحق طمانچہ مارا مصداق نے جو آنکھ کھولی رستم کو قریب
پاکر پھر آنکھین بند کر لین رستم نے آواز دی اے جوان کیون شرماتا ہی مین خود محجوب
ہو رہا ہون لیکن جب غصہ آتا ہی تو کچھ نہین سوجھتا مصداق نے یہ جو سُنا بلا تکلف
اُٹھ بیٹھا جھاڑ پونچھ کے کھڑا ہو گیا پوچھا کہ اے جوان تیرا نام نامی کیا ہی رستم نے کہا
علمشاہ نوجوان فرزند صاحبقران زمان مصداق کوہ کن نے کہا آپ نے مجھکو نہین
پہچانا مین مصداق کوہ کن ہون آپ کو ایسا نہ جانتا تھا دربار ہفت پیکر مین میری آبرو
ہی اسکا ذکر نہ کیجیے گا رستم نے کہا کیا عمدہ بات ہی کہ جسکا مین ذکر کرونگا مصداق فوراً
گینڈے پر سوار ہوا جدھر سے آیا تھا اُدھر ہی روانہ ہو گیا ساتھ والون نے پوچھا حضور
کہان تشریف لیگئے تھے مصداق نے کہا ایک آہو پر تیر مارا تھا مین اُسکے تعاقب مین چلا
گیا رستم فرزند حمزہ نے اُسے شکار کیا مین جو پہونچا مجھ سے تکرار کرنے لگا مین نے ایک
طمانچہ مارا کہ زمین پر گرا تڑپنے لگا مین نے کہا کہ اے جوان اُٹھ جا مین کسی سے نہ کہونگا تو یارو
مین نے آمد سخن مین ذکر کر دیا خبردار اسکا ذکر نہ کرنا یہ کہکے پلٹا بارگاہ ہفت پیکر مین آکر
دنگل پر بیٹھا جھومنے لگا ہفت پیکر نے پوچھا اے پہلوان دوران آج خوب شکار کھیلا

مصداق نے کہا یا خداوند آج شکارگاہ میں نیا معرکہ ہوا کہ میں نے ایک آہو پر تیر مارا تیر زخم
پڑا آہو بھاگا میں اُسکے تعاقب میں گیا ایک مقام پر رستم نے جو طلسم کشا کہلاتے ہیں میرے
آہو کو شکار کر لیا میں جا کے پہونچا میں نے جا کے کہا ای جوان میرے شکار کو کیوں شکار کیا رستم تو
مشہور ہیں مجھ سے لڑنے لگے میں نے ایک طمانچہ مارا زمین پر گرا مثل مرغ بسمل تڑپنے لگا میں نے
کہا ای رستم اُٹھو جاؤ میں کسی سے ذکر نہ کرونگا خداوند نے پوچھا تو میں نے ذکر کر دیا وزیر ہفت پیکر
جو بیٹھا ہوا تھا بول اُٹھا کہ ای پہلوان ایسی باتیں سر دربار نہ کرو ورنہ ابھی آفت برپا ہوگی رستم وہ
جوان ہے کہ تم سے بہتر پہلوان آئے اُسکے ہاتھ سے مارے گئے اگر اُسکو طمانچہ مارتے تو زندہ پلٹ
کے نہ آتے مصداق نے جھلا کر جواب دیا اب میدان میں دیکھ لیجیے گا وزیر نے کہا میدان کی
تو نوبت ہی نہ آئیگی مصداق جھلانے لگا کہ اور کوئی پہلوان اُٹھے مجھ سے مقابلہ کرے جو رستم
سے بہتر ہو ایک طمانچے میں یہی حال کروں قضا سے کار ہرکارے جو لشکر کے حاضر تھے یہ خبر
وحشت اثر سنکر بھاگے آپس میں کہتے ہوے یارو یہ رستم کو کیا ہوا کہ ایسی بے غیرتی اختیار کی
دوسرا ہرکارہ جواب دیتا ہے یہ خلاف معلوم دیتا ہے رستم وہ شیر دلیر ہے کہ جسنے تخت مرزوق
اُڑا مرزوق غرق دریاے لعنت ہوا کہ آج تک اسکا پتہ نہ ملا مگر ایسی خبر کو چھپا نہیں سکتے یہ باتیں
کرتے ہوے دربار صاحبقران میں آئے یہ خبر اخبار ہاتھ میں امیر کے دیا امیر نے جو یہ مضمون دیکھا
پڑھا کانپنے لگے زلزلہ میں غلغلی پڑ گیا کہنے لگے نگیں سر پر تھپیڑے ہاتھ ڈالے ہیں اور روبھاگے ہیں
مگر خواجہ عمرو نے دست بستہ عرض کی کیوں شہریار کیا گھبرائی کہ حضور پریشان ہو گئے امیر نے فرمایا خواجہ تم نے
سنا مصداق سر دربار ہفت پیکر بیٹھا کہتا ہے کہ میں نے رستم کو طمانچہ مارا اس بے غیرت نے ہوا
نہ اپنی دیدی عمرو نے عرض کی سر امیر غلط ہوگا امیر نے کہا سارے دربار میں کہی کہ کیونکر باور کروں
یہ وہی پہلوان ہے جسنے سرداران رستم کو مارا اور زخمی بھی کیا کیا عجب ہے کہ صحرا میں تکرار ہوئی ہو مگر جو
دوکتا ہے صاحبقران نے غصے میں جواب دیا خواجہ خاموش رہو مجھکو بڑا رنج ہے جی میں آتا ہے اپنا
گلا کاٹ لوں خواجہ تو خاموش ہو رہے مگر رستم جو شکارگاہ سے پلٹے تو ادراک تھا میں پہلے بارگاہ
صاحبقران میں آتے آتے ہی سلام کیا صاحبقران نے منھ پھیر لیا رستم جو آتش و شعلہ مزاج
تھے دست بستہ عرض کی آج غلام سے کیا خطا ہوئی کہ سلام میں قبول ہوتا صاحبقران نے

پلٹ کر فرمایا ہماری آبرو خاک مین ملادی طمانچہ کھا کے صحرا سے چلے آئے جان بہت عزیز ہی بس
اب سامنے سے جاؤ ہمکو اب روے سیاہ نہ دکھا رستم روتے ہوے بارگاہ سے نکلے سماک
نے دروازے پر پوچھا کیون شہریار خیر تو ہی آج کیا معرکہ ہوا فرمایا کہ اے سماک خاموش ہو ہم سے
بات نکرو سماک خاموش ہو رہا رستم اپنی بارگاہ مین آئے دربار گاہ پر آکے سردارون کو رخصت
کیا کہ تم بھی جاکر گھر بیٹھو اب میرے کیون ساتھ ہو سردار اپنے اپنے مقام پر گئے سماک سے
کہا دروازے پر بیٹھو کوئی اندر بارگاہ کے نہ آنے پائے ہمین ایک کار ضروری ہی سماک تو
دروازے پر بیٹھا رستم اندر بارگاہ کے آئے کھڑے ہوکر سوچنے لگے کہ اے رستم کیا کرون امن ماہ
نے آکر اُلٹی بات مشہور کی قبلہ و کعبہ نے ایسا کلمہ فرمایا کہ سواے جان دینے کے کوئی چارہ نہین
یہ سوچ کر کمند بازون سے کھولی اور تنہا بارگاہ مین لٹکائی کرسی رکھکر حلقہ گلے مین ڈالا کرسی
کو ٹھوکر ماردی کمند مین لٹک گئے دم گھٹنے لگا لیکن خواجہ عمرو اُسی وقت بارگاہ سے
اُٹھے باہر آکر پوچھا کہ رستم کہان گئے لوگون نے کہا اپنی بارگاہ مین گئے ہین خواجہ دوڑے
اُسوقت پہونچے کہ سماک دروازے پر بیٹھا ہی خواجہ کو منع کیا خواجہ عمرو نے کہا او نالائق
تجھے کچھ خبر بھی ہی کہ آقا پر کیا گذری یہ کہکر سماک کو ڈھکیل دیا آپ اندر بارگاہ کے آئے
دیکھا کہ رستم کمند مین لٹک رہے ہین روح کھنچ کھنچ کے تا بہ سینہ آچکی ہی خواجہ عمرو نے
اُچک کر نیمچہ مارا کمند کٹی رستم زمین پر گرے عمرو نے سر زانون پر رکھا گلے سے کمند کھولی
رستم نے آنکھین کھول کر کہا عمرِ نامدار یہ آپ نے کیا کیا قبلہ و کعبہ نے یہ کلمہ دربار فرمایا کہ
روے سیاہ اب نہ دکھانا ہمارا لاشہ دیکھین تو بہتر ہی لعبہ ہمارے شاید مقدمہ صلح کا
ہو عمرو نے پوچھا اے فرزند یہ معرکہ اصلی کیا گذرا رستم نے کہا اے عمرِ نامدار مصداق نے
برعکس بارگاہ مین بیان کیا ہی قبلہ و کعبہ کو سنکر غصہ آگیا اور یہ فرمایا کہ جان کو بہت عزیز
کرتے ہین جان دینے سے یہ تو ثابت ہوگا کہ مصداق سچ کہتا ہی رستم نے مارے
حجاب کے جان دی عمرو نے کہا ایک طرح جان دو کہ بارگاہ ہفت پیکر مین اپنے کو بیگناہ
مصداق کو سزا دو کہ دروغ گوئی مصداق کی ثابت ہو جائے اگر بارگاہ ہفت پیکر مین
مارے بھی جاؤگے تو نام رہجائیگا رستم نے کہا عمرِ نامدار آپ نے خوب بات بتائی ہی

دیکھی جاتا ہوں بارگاہ ہفت پیکر میں جان دو نگا یہ کہکر باہر نکلے پشت مرکب پر سوار ہوئے عمرو
نے چاہا ساتھ چلوں رستم نے منع کیا کہ کوئی میرے ساتھ نہ چلے ای سمک تم بھی نہ آنا یہ کہکے
گھوڑا بڑھایا گھوڑے پر کوڑا جو کیا مرکب باد رفتار رستم سا شہسوار لشکر ہفت پیکر میں پہونچے
اہل لشکر ہفت پیکر نے جو رستم کو دیکھا کسی کی یہ مجال نہ ہوئی کہ روکتا بل ابر سے خمدار ئے
پڑے ہوئے تا در بارگاہ ہفت پیکر آئے اہل فوج حیران ہیں کہ آج کیا باعث ہی کہ رستم
اکیلے اس روبرو شمنو سے آئے ہیں جا بجا افسون میں یہی چرچے ہیں کہ رستم در بارگاہ
ہفت پیکر پر گھوڑے سے کودے قریب درگہ سالار کے آئے درگہ سالار بیٹھا ہی رستم
کو نہایت غصہ ہی فرمایا کہ ای درگہ سالار ہٹ جا درگہ سالار نے کہا ای جوان یہ دربار
خداوند ہفت پیکر ہی اس بے ادبی سے جانا نہ ملیگا رستم نے کہا دیکھیں ہم جاتے ہیں دیکھیں
تو کون روکتا ہی درگہ سالار نے ہاتھ تلوار کا مارا رستم نے کلائی پر ہاتھ ڈال دیا ایک طمانچہ
مارا کہ درگہ سالار کا سر جنبر گردن سے اُڑ گیا سر ڈھلکتا ہوا سامنے ہفت پیکر کے آیا
ہفت پیکر نے کہا ارے یہ کسکا سر ہی وزیر نے کہا مصداق نے یہ آفت برپا کی مصداق
نے وزیر کو بھی جھڑکا کہ پردہ بارگاہ اُٹھا رستم نے اندر قدم رکھا پکار کر بہ بلند آواز کہا
سلام من درین مجلس و درین ما و ایرکسے با وکہ باد ائدر شناس کہ خدا یاست و دین پیغمبر
خدا برحق مصداق با تو ابھی باتیں کر رہا تھا رستم کو دیکھکر کانپ گیا ساتھ والوں سے کہنے لگا
اب یہ ذکر نہ کرو رستم کے خلاف گذریگا رستم کے سلام کا جواب کسی نے نہ دیا رستم ٹہلتے ہوئے
قریب مصداق کے آئے فرمایا کیوں او نامرد تو نے طمانچہ مارا تھا کہ ہمنے مارا اب اٹھ ال
مصداق کے اٹھکر طمانچہ مار تمام و شگل نشینان بارگاہ جمع ہیں تیرے خداوند بھی بیٹھے ہیں
ہفت پیکر نے کہا اے مصداق جواب نہیں دیتا یا تو بلبلا رہا تھا اب حریف کو جواب دے
تو کیفیت معلوم ہو پہلوانون نے بھی کہا اے مصداق تو کہ رہا تھا کہ میں نے رستم کو طمانچہ
مارا سب پہلوانون کو اسکا کہنا ناگوار تھا کہ ایسے بہادر کی نسبت ایسے کلمات کہتا ہی
سب کا کہنا مصداق کو بہت شاق ہوا جھلا کر اپنے مقام سے اُٹھا رستم پر ہاتھ تلوار کا
مارا رستم نے بڑھ کے کلائی پر ہاتھ ڈال دیا مصداق لپٹ پڑا سامنے ہفت پیکر کے

کشتی ہونے لگی سب دیکھ رہے ہیں کہ رستم نے تیسرے پیچ پر اکھیڑ کر مارا مصداق نے
چاہا کہ مونڈھے کے بھل آکر سنبھلوں رستم نے ایک ٹھوکر ماری کہ مصداق چاروں شانے
چت ہوا کود کر چھاتی پر سوار ہوئے اس حال میں بھی کہ انتہا کا غصہ تھا فرمایا کہ حالا درشناخت
پروردگار چہ میگوئی مصداق نے کہا کہ اے رستم میں مذہب تمہارا اختیار نکرونگا رستم نے
ایک ہاتھ سر کے نیچے رکھا ایک ٹھوڑی پر رکھ کے پیچ دیکر جھٹکا دیا کہ مع نرخرے گردن کھینچ لی
کے سینے سے مصداق کے اٹھے لاشہ مصداق تڑپ رہا ہے رستم نے پکار کر آواز دی اے
ہفت پیکر میں نے تیرے سامنے مصداق کو مارا اب میں جاتا ہوں سر مصداق کا لیے جاتا ہوں
جسکو بدلہ لینا ہو مجھ سے بدلہ لیوے ایسا نہو پیچھے کوئی کہے کہ اگر رستم ٹھہرتے تو ہم بدلہ
لیتے کئی مرتبہ رستم نے جو یہ کہا اور کسی نے جواب نہ دیا پہلو میں جو خدمتگار کھڑا تھا اسنے کہا
رستم بس اب نکلو ماشاء اللہ رستمی دکھا چکے رستم باہر نکلے سر مصداق کا شکار بند سے باندھا
سوار ہوکے چلے ملازمان مصداق کہ باہر تھے چار لاکھ فوج سب نے یہ خبر پائی کہ فرزند صاحبقران
ہمارے افسر کا سر لیکر جاتے ہیں لینا لینا کہکے آپڑے رستم نے تلوار کھینچی اور اپنے نام کا
نعرہ کیا کہ منم رستم پیلتن نیابکن کشندۂ فیل ہندی و دیو ہندی کشندۂ کیہان فرنگی
علمشاہ رومی فرزند صاحبقران خواجہ عمرو کہ عاشق اولاد صاحبقران ہیں ساتھ رستم کے
آئے تھے سب معاملہ اپنی آنکھوں سے دیکھا جس وقت رستم کو گھرے ہوئے دیکھا حقۂ آتشبار
مارا اندھیرا ہوگیا اس اندھیرے میں خواجہ نکل کر بھاگے دربار صاحبقران میں آئے عجب
حال سے کہ کلاہ سر پر ندارد گریبان پھٹا ہوا آنکھوں سے آنسو جاری روتے ہوئے سامنے
صاحبقران کے آئے صاحبقران نے گھبرا کے پوچھا خیر تو ہے عمرو نے کہا اے شہریار غضب ہوا
کہ رستم مارے گئے دربار میں ہفت پیکر کے جا کر کار نمایاں کیا کہ مصداق کو مارا جب سر مصداق
لیکر باہر نکلے فوج مصداق نے قتل کیا لاشہ رستم کا وہیں پڑا ہے بس صاحبقران ہائے فرزند
کہکے اٹھے شکولائی پشت مرکب پر سوار ہوئے صاحبقران بڑھے کل سردار بھی چلے رستم لڑ رہے تھے
کہ نعرہ رہبری صدا آئی - نعرہ صاحبقران امیر عرب ضیغم روزگار + بحکم خدا بستہ شمشیر یار
یکے تیغ صمصام و قمقام نام + یکے تیغ عقرب کے دو السجام + بن کا فراں اژدہا

سر سر کشان جملہ در خاک کرد + نعرہ کرکے امیر آگے بڑھے برابر لندھور کا نعرہ ہوا نعرہ لندھور
جزیرہ ہاے دریا را گرفتم تا بہ ہندستان + اگر نام نہ می دانی منم لندھور بن سعدان + دوسرے
پہلو سے مالک کا نعرہ ہوا - نعرہ مالک - منم مالک اژدر خشمگین سپہ دار در لشکر ایرج
ایک طرف سے نعرۂ بہرام کی آواز آئی - نعرۂ بہرام - منم گرد بہرام خاقان چین + کز از
ہیبت من لرزد زمین + سرداران صاحبقران کے لڑتے ہوئے رستم نے جو آواز صاحبقران
سنی اور فوج کے آنے سے جہات بھی پائی لڑتے ہوئے ایک طرف نکلے قصد ہی کہ قبلہ و کعبہ کو
منھ نہ دکھاؤں عمرو نے جو دیکھا کہ رستم جاتے ہیں بڑھکر صاحبقران سے خبر دی کہ آقاے
تاجدار دیکھیے لاشہ رستم کھینچے ہوئے لیے جاتے ہیں امیر نے فرمایا خواجہ میں نے تو رستم کو
لڑتے ہوئے دیکھا عمرو نے کہا اے آقاے نامدار آپ کا یہ تصور خیالی ہے آپ بڑھ کر دیکھیے اب
لاشہ رستم نظر آئیگا صاحبقران نے بڑھکر جو دیکھا کہ رستم طرف صحرا کے جاتے ہیں صاحبقران
نے گھوڑا بڑھایا پکار کر آواز دی اے نور نظر کہاں جاتے ہو رستم نے جواب نہ دیا گھوڑے کو
تھپکیا عمرو نے جھپٹ کر باگ پر ہاتھ ڈال دیا کہا اے رستم صاحبقران آتے ہیں آخر صاحبقران
نے بیقرار ہوکے پکارا کہ اے نور نظر میں اب گھوڑے پر سے اترتا ہوں اور پیدل آتا ہوں نہ
پلٹو روح جسم میں پھڑک رہی ہے ایسا نہو کہ جسم سے نکل جاے اور اُدھر عمرو نے کہا کہ اے رستم
اُتر و قدموں کو باپ کے بوسہ دو رستم نے کہا اے عمر نامدار قبلہ و کعبہ کو منھ دکھانے کو دل
نہیں چاہتا ایسا کلمہ میرے دربار کہا افسوس ہے کہ میں نے دربار ہفت پیکر میں یہ حرکت کی اگر
جان نہ گئی میں بیشک بے غیرت ہوں کہ صاحبقران قریب آپہونچے رستم گھوڑے سے
کود کے دوڑ کر قدموں سے صاحبقران کے لپٹ گئے صاحبقران نے سر چھاتی سے لگایا
فرمایا بیٹا میری گستاخی کو معاف کرو اور گلے میں ہاتھ ڈال کے رونے لگے رستم عذر کرنے لگے
صاحبقران رستم کو لیکر پلٹے یہاں سرداران صاحبقران نے فوج مصداق کو شکست
دی لشکر لیکر صاحبقران پلٹے اُدھر ہفت پیکر شکست خوردہ پلٹا اپنی بارگاہ میں آیا سر زانو
پر رکھا ہی فرزندان حمزہ بلاے روزگار ہیں لیکن افلاک تیغزن ایک پہلوان بیٹھا ہی نہایت
مغرور و متکبر تھا اپنے مقام سے جھوم کر اٹھا کہا یا خداوندا آپ بیسر حمزہ کی تعریف کرتے ہیں اے

اسی فعل کا مصداق تھا دربار مین بیٹھکر جری بہادر کی برائیان کرتا تھا مین بھی سن رہا تھا مین
بہت خوش ہوا کہ رستم نے آکر اُسکا سر کھینچ لیا اگر غلام کے نام حکم ہو تو دربار حمزہ مین جاکر جس
سردار کا نام لے دیجیے اُسکو کشان کشان لاؤن کہیے سر لاؤن وزیر نے کہا یا خداوند افلاک تیغزن
بلبلاتے ہین ایسا نہو مثل مصداق کے انکا بھی حال ہو افلاک جھلانے لگا کہا اے وزیر با تدبیر
تم ایسی بات نہ کہو کیا پسران حمزہ کے چار ہاتھ پانون ہین جسوقت ہم پہونچین گے تو ہاتھ پانون
مین رعشہ پڑجائیگا جسکو چاہونگا گرفتار کرلاؤنگا قدرت شگفتہ ہوکر حکم تو دین مگر قدرت تقدیر
کرین ایسا نہو کہ ہمارا وہان جانا ہو اور قدرت تقدیر خلاف کرین وزیرون نے سمجھایا کہ اے
پہلوان دوران وہی گرشاسپ جہان قدرت کے سامنے رستم نے مصداق کا سر کھینچ لیا تم
دیکھا کیے اور نہ بولے باہر تلوار چلی اور نہ گئے اب تمکو جرأت کا خیال آیا افلاک تیغزن نے کہا اگر
مین یہان اُس جوان کو روکتا تو مسلمان اپنے مقام پر کہتے اکیلا جانکر دباؤ ڈالا جسطرح رستم اُس
بارگاہ مین آئے ہم اسی طرح مین بھی جاؤن اور جسکا نام لو اُسکو گرفتار کرلاؤن وزیر نے کہا فرزندان
امیر مین شاہزادہ جہانگیر کمسن و کم لیاقت ہے اُسی کو پکڑلاؤ افلاک نے کہا مین گیا اور لایا یہ کہکے
اپنے مقام سے اُٹھا جھومتا ہوا باہر آیا گینڈے پر سوار ہوا طرف لشکر صاحبقران کے چلا ہرکارون
نے یہ سب باتین بارگاہ مین سنی تھین اور افلاک کو جاتے ہوے بھی دیکھا بھاگے کہ جاکر صاحبقران
کو خبر کرین جہانگیر اپنی بارگاہ سے نکلے ہین بارگاہ صاحبقران مین جاتے ہین کہ ہرکارون نے
پکار کر آواز دی کہ اے شہریار ٹھہر جائیے ہمین کچھ عرض کرنا ہے جہانگیر ٹھہر گئے ہرکارون نے آکر
سب کیفیت عرض کی اور کہا افلاک آپکی فکر مین آتا ہے جہانگیر نے کہا مین آگے بڑھکر اُس سے
ملاقات کرونگا جا باب سے کہا مرکب لاؤ مرکب بادرفتار آیا جہانگیر اُسپر سوار ہوے گھوڑے
کو اُڑاتے ہوے کنارے پر لشکر کے آئے دیکھا افلاک آتا ہے للکار کر آواز دی او جوان تو کون ہے
کہان جاتا ہے افلاک نے پلٹ کر کہا جہانگیر فرزند صاحبقران کو بارگاہ مین لینے جاتا ہون
جہانگیر نے کہا او مغرور صنم شاہزادہ جہانگیر بارگاہ مین جاکر ذلیل ہوگا ایک ایک شیر نر
وہان بیٹھا ہے افلاک کو جو معلوم ہوا کہ یہی جوان جہانگیر فرزند ہے یہ دیکھکر آواز
دی اے جوان مین تجھکو گرفتار کرکے لیجاؤنگا جہانگیر نے گھوڑے کو بڑھا کر کہا بس اب

باتین نہ بنا وار کر افلاک نے نیزہ مارا جہانگیر نے نیزہ اُسکا توڑ ڈالا اُسنے ہاتھ تلوار کا مارا جہانگیر
نے بازو بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈال دیا افلاک لپٹ پڑا دونون لپٹے ہوے زمین پر آئے چوتھے
پیچ پر جہانگیر نے افلاک کو اُٹھا کر مارا کہ افلاک چارون شانے چت گرا جہانگیر نے چھاتی پر
سوار ہو کے کہا کیون اوجہا شناخت مین پروردگار کی کیا کہتا ہے افلاک سوچا کہ اب اس جوان کے
قبضے مین آ گیا ہون اگر انکار کرونگا تو مار ڈالیگا یہ بکر کہا مین اطاعت کرتا ہون جہانگیر نے چھوڑ دیا
کلمہ تلقین فرمایا افلاک طوطے کیطرح کینہ رکھکر مسلمان ہوا جہانگیر نے افلاک کو ساتھ لیا بارگاہ
صاحبقران مین لائے بادشاہ کو اُسنے سلام کیا امیر کے قدمون کو بوسہ دیا جہانگیر نے سب حال
کہا بادشاہ نے رمزہ جہانگیر مین خلعت عطا فرمایا افلاک سرداران صاحبقران کو دیکھ رہا ہے
ایک ایک کو دیکھکر جی مین کہتا ہے کیا کیا دلیر ہین بیشہ جرأت کے شیر ہین کبھی لندھور کو کبھی [illegible]
کو کبھی رستم کو دیکھتا ہے دلمین کہتا ہے اگر افلاک ان جوانون کو جیسے مارا ہوگا مکر سے مارا ہوگا جرأت
انکا مارنا نہایت دشوار ہے یا فریب کیا ہوگا تو مکر پیدا ہوگا مین اب جہانگیر کو مکر سے مارونگا جہانگیر نے
اُسکو بارگاہ عطا کی خادم اور خدمتگار مرحمت فرمائے اب افلاک ظاہر مین خدمتگاری کرتا ہے اور دلمے
باطن مین دشمن ہے بعد ایک ہفتہ کے کہا مین طلایہ کا گشت کرونگا جہانگیر نے دو ہزار سوار دیے
افلاک طلایہ دینے لگا جب زلف لیلاے شب کی کمر سے گذری افلاک نے سوارون کو
بازارون مین بھیجا جب آپ اکیلا رہگیا طرف بارگاہ جہانگیر کے چلا نگہبانون نے آواز دی کون
آتا ہے کہا یارو مین نے خبر پائی ہے کہ لشکر کفار شبخون لیکر آیا بازار سرداران مین بلڑ ہو رہا ہے تم
جاؤ نگہبانون کو یون روانہ کیا جب سناٹا ہوا تو پردہ اُٹھا کر بارگاہ مین آیا جہانگیر کو دیکھا چت
سو رہے ہین اُس بیحیا نے تلوار کھینچی پیتر سے کھڑا ہوا جہانگیر نے عالم خواب مین رستم
کو دیکھا کہ فرماتے ہین اے برادر دیکھو دشمن آتا ہے جہانگیر نے آنکھ کھول کر دیکھا افلاک نے
ہاتھ تلوار کا مارا جہانگیر نے اپنے کو جھپٹ سے گرا دیا تلوار پٹی پر پڑی جہانگیر نے للکارا او
نامرد کھڑا رہ افلاک بھاگا جہانگیر باہر نکلے دیکھا نگہبان ندارد چاہا نعرہ جہانگیر کی صدا
سنکر دوڑا آکے دیکھا کہ شاہزادہ گھوڑے پر سوار ہوا چاہتا ہے جہانگیر نے فرمایا کہ اے بھائی
تمنے سنا افلاک نے مجکو مار ڈالا ہوتا مگر بھائی رستم نے خواب مین آگاہ کیا مین اُس کے

تعاقب مین جاتا ہون ہمایک نے کہا جانے بھی دیجیے جہانگیر نے نہ مانا گھوڑے کو جمکا کر چلے لشکر
سے نکل کر دیکھا کہ افلاک جاتا ہے للکار کر آواز دی او نامرد کھڑا رہ افلاک بھاگا صبح ہوتے
لشکر مین پہونچا لشکر والون نے دیکھا کہ افلاک بھاگا ہوا آتا ہے مگر نہایت بیقرار اور بدحواس ہے
بھاگ کر بارگاہ ہفت پیکر مین پہونچا اہل لشکر نے دیکھا کہ جہانگیر گھوڑے کو جمکاتے ہوئے
آتے ہین مگر نہایت آشفتہ ہین ابرؤن پر بل پڑے ہوئے تیغ کھینچا ہوا ہاتھ مین ہے سب سپاہ اس
طرف بارگاہ ہفت پیکر کے چلے آپس مین باتین کرتے ہوئے کہ افلاک بڑا غرور کرکے گیا تھا
آخر بھاگا ہوا آتا ہے پیشتر بیشتہ صاحبقرانی اسکو زندہ نہ چھوڑیگا یہان ہفت پیکر تخت پر
بیٹھا ہے کہ افلاک گھبرایا ہوا آیا ہفت پیکر نے پوچھا کیون پہلوان خیر تو ہے گھبراہٹ مین کہا کہ
وہ میرے تعاقب مین آتا ہے پہلوانون نے کہا صاف صاف بتائیے آپ تو ایسے گھبرائے
ہوئے ہین کہ بات منہ سے نہین نکلتی کہ نعرۂ شیر کی آواز آئی جہانگیر مع گھوڑے اندر بارگاہ کے
آئے مثل اہل اسلام کے صاحب سلامت کی ہفت پیکر جہانگیر کو دیکھا گھبرا گیا افلاک
سے کہا تم اسی جوان کا سر لینے گئے تھے اب سامنے آیا ہے سر کاٹ لو اپنی جرأت پر بڑا گھمنڈ
تھا افلاک نے پلٹ کر ہاتھ مارا جہانگیر نے بآسانی ہاتھ بچا کے کلائی پہ ہاتھ ڈال دیا ہاتھ
کھینچا ایک طمانچہ مارا کہ سر چنبر گردن سے اُڑ گیا جہانگیر نے جھپٹ کر سر اُٹھا لیا پکار کر کہا او
ہم جاتے ہین ایسا نہو ہمارے بعد کوئی کہے کہ یہ جوان ٹھہرتا تو ہم سمجھ لیتے ہفت پیکر نے
سر جھکا لیا کچھ جواب نہ دیا ہمایک نے اشارہ کیا کہ ای شہریار نکل چلیے جہانگیر باہر آئے تو پشت
[illegible] ہمراہیان افلاک نے چاہا کہ شاہزادے کو روکین مگر افسرون نے کہا یارو
کیون جان دیتے ہو ہم بھی [illegible] کا نام نہ ہو جائیگا منہ منہ کی صدا بلند ہوگی جان بچانا
سب کو بہتر ہوگا جہانگیر لشکر سے نکل گئے تھوڑی دور نکلے تھے کہ اپنا لشکر ملا دیکھا
پہلوان و سردار ہمراہ ہین اسی بات پر آمادہ ہو چکا ہے کہ جا کر اپنے آقا کے ساتھ جان دین جہانگیر
کو دیکھکر خوش ہوئے اور تھوڑا راستہ طے کیا تھا کہ دیکھا رستم مع فوج آتے ہین جہانگیر کو دیکھکر پوچھا کیون
بھائی خیر تو ہوئی جہانگیر نے کہا مین اس مغرور کا سر لایا ہون رستم نے جہانگیر کو ساتھ لیا داخل
بارگاہ صاحبقران ہوئے دیکھا صاحبقران بھی تیاری چلنے کی کرتے ہین جہانگیر کو دیکھ

تڑپتا ہی دل یا کہ سیماب ہی	کرے منزل نثر کس طرح طی	تسلی کہان دل کو ہی اضطراب
کہ ہی صورت زلف یار پیچ وتاب	بھلا نثر مین نظم کا رنگ کیا	کہ ہی دلپہ داغ مصیبت فزا
کہے نظم رو رو کے اشعار چند	فلک نے کیا نثر مین دردمند	یہ بخشش ہنرمند مقبول ہو
نہ اتنا کے تحریر مین طول ہو	لکھون داستان مرصع بیان	کہ مشتاق ہین ناظر و سامعان
خیال سکندر کی تحریر ہو	مسلسل قمر رنگ تقریر ہو	چہرہ فتاحان مقامات عجائب

وغرائب طلسمات وسیاحان منازل ہول انگیز و پُر آفات اس داستان حیرت عنوان کو یون تحریر فرماتے ہین۔ شعر۔ بصد فرحت گہر سنج معانی ٭ چنین آرد متاع نکتہ دانی ٭ یہ داستان جلالت نشان گوہر گوش ناظران ذیہوش کرتا ہون جبکہ جہانگیر والا تدبیر افلاک تیغ نے ان پیر فن کو مار کر سر اُسکا لیکر نکل گئے اور ہفت پیکر نے سنا کہ باہر کسی نے ندو کا زانو پر ہاتھ مار کر کہا ای وزیران با تدبیر و ای مشیران روشن ضمیر تمنے دیکھا کہ فرزند حمزہ کس زور وشور سے آیا اور سر اپنے حریف کا لیکر نکل گیا کوئی متعرض نہوا اہل اسلام کا خوف دلیر ہماری فوج کے غالب ہوگیا ڈرتے ہین کہ سامنا ہوا اور مارے گئے ہاے کیسے کیسے پہلوان آئے اور پھر شریک مسلمانان ہوے اور جو سیہ قلب تھے وہ مارے گئے اب کیا تدبیر کرون ادھر وہ دیوانہ چالاک آتا ہی لشکر کو تباہ کر کے چلا جاتا ہی جس دن مسلمان جم گئے اُسی دن قرار ہ حملہ تہ وبالا کرینگے اور کہین جاکر فدائی جمائینگے وزرا عرض کر رہے ہین اخداوند آپ کی فوج دریا موج مین اسوقت سات سو پہلوان موجود ہین اگر سا کہا کرین اور حملہ کرین تو کیا عجب ہی کہ غالب آجائین مسلمانون کی کیا حقیقت ہی زبانی خفیہ نویسون کی معلوم ہوا کہ صاحبقران کے ساتھ کل بائیس لاکھ فوج ہی اور ہزار دو ہزار جوان اور ہین جو دلیر وشمشیرزن تیغ زن ہین یہان اسّی لاکھ فوج موجود ہی ہفت پیکر نے کہا اب تو قدرت تقدیر کی جیسے کہ فتح نہوگی دیکھیے تقدیر کیا دکھائے اچھی تقدیرین بگڑ گئین پاؤن مین فوج کے زنجیرین نامردی کی پڑ گئین یہ کہکے ہفت پیکر رونے لگا بے اختیار پکار اُٹھا کہ یا خداوند خیال سکندر کی ظہور فرمائیے میری مدد کو آئیے یہ باتین تھین کہ ہواے سرد چلنے لگی جادوزہرہ سرائی کرنے لگے سب سرداروں نے بند قبا کھول دیے ہر ایک کہتا ہی ہواے معتدل

چل رہی ہی دیکھیے غنچے چٹک رہے ہین طائر چہک رہے ہین قلب سب کے
خوشی سے پھڑک رہے ہین وزرا نے عرض کی یا خداوند ظاہرا معلوم ہوتا ہی کہ خداوند
خیال سکندری تشریف لاتے ہین یکایک سب نے دیکھا کہ تخت ہوا پر اڑتا ہوا چند ساحران
زبردست لباس فاخرہ پہنے ہوے بجاے کلاہ مندیل سب کے سر پر تخت کو گھیرے ہوے اور
ہزارہا طائران خوش الحان منقاروں سے انکی پھول جھڑ رہے ہین جب پر ہلاتے ہین تو مروارید
بے بہا کی بارش ہوتی ہی ہزارہا غربا زمین پر پکارتے ہوے یا خداوند خیال سکندری تیری قدرت
کے نثار کہ چھینے مروارید بے بہا پائے فقیر تھے غنی ہوگئے لوٹتے ہوے چلے آتے ہین وزرا
نے کہا یا خداوند دیکھیے آپ نے پکارا قدرت موجود ہوگئے ہفت پیکر نے کہا مجھکو خداوندی
کا گھمنڈ ہی ہرچند کہ خداوند خیال سکندری بھی ایک بندہ گنہگار ہی حکیم قادر سے کا سیکھنے والا لیکن اسکا
رنگ خوب بندھا ہوا ہی مین اس سے مدد چاہتا ہون مجھکو شہنشاہ ہفت پیکر کہو ایسا نہو
خلاف گذرے یہ کہکے ہفت پیکر تخت سے اٹھا پکار کر آواز دی یا خداوند تشریف لائیے ہین
آپکو یاد کیا تھا عین وقت پر آپ تشریف لائے آپکے اوصاف کوئی بیان نہین کرسکتا
آئیے آئیے مین دل وجان سے مشتاق ہون وہ تخت ہوا سے اترا تخت پر ہفت پیکر کے آکر
قائم ہوا بیٹھتے ہی کہا کیون ہفت پیکر تباہ و برباد ہوگیا مگر غرور خداوندی دل سے نہین جاتا ہی
حاضرین محفل تم کو قدرت آگاہ کرتے ہین کہ اسکو سواے شہنشاہ کے کوئی کلمہ نہ کہنا ہمارے
جانے کے بعد یہ اسیطرح خداوند بن بیٹھا شبدیز وغیرہ کیسے کیسے پہلوان آئے آخر انکا کام لیا ہو
یا مسلمان ہوے یا مارے گئے جتنے سردار تیرے مرے ہین سبکو قدرت زندہ کردیگی لاکھون
آدمی تیری ملازمت مین مارے گئے ان سب کو زندہ کرنا پڑیگا قدرت کو تکلیف ہوگی مگر قدرت
تکلیف اٹھائیگی ان بندگان مردہ کو جلائیگی پھر کہا اے ہفت پیکر آج طلسم کشا کو قدرت
داخل صحراے مشقت کرتے ہین کیا عجب ہی کہ نگہبانان صحراے مشقت لوح و تختہ نہ پا سکین
لے لین اور پاس تیرے پہونچا دین ہفت پیکر اٹھکر گرد پھرا ہاتھون کو بوسہ دیا وا
سجدہ کیا تجھکو بقراط ثانی نے کہا اے ہفت پیکر سلطنت ہفت کوہ مبارک ہو کفر کی
طرح جاکر چھوڑ کہاتا ہفت کوہ آباد ہو یہ کہکے طرف داہنے کے پلٹا وزیر اسکا شاداب نیسان

کھڑا تھا کہا اے شاد اب طلسم کشا کو صحرائے مشقت میں پہونچا دو اور وہانکے ناظموں کو حکم
لکھو کہ اول دعوت کریں ملکہ تمکین شیرین کلام اُس دعوت میں شریک ہوں اور طلسم کشا کو
عجائب و غرائب دکھائیں دام مکر میں پھانسائیں جب تحفہ جات و لوح لیلیں تو طلسم کشا کو
گرفتار کر کے پاس ہفت پیکر کے روانہ کریں یہ کہکر تخت سے بقراط اُٹھا کہا اے ہفت پیکر
اب قدرت جاتے ہیں مگر جو کہ چلے اسکا ظہور دیکھنا ہفت پیکر نے بہت خوشامد کی کہا یا
خداوندا اب ایسی مدد کیجیے کہ میرا ہی اقلیم پر قبضہ ہو بقراط نے کہا ایسا ہی ہوگا نہ گھبراؤ مگر
ہر وقت قدرت کو یاد کیا کرو ایسا نہو کہ ہمارے جانے سے بے ہمکو بھول جاؤ اور باعث یہ ہے
کہ تقدیر برباد کی تو کہ چکے اب وہ تقدیر قبضۂ مسلمانان میں گئی اب اسکا پھیرنا دشوار ہے یہ کہکر
تخت کو اشارہ کیا اسی طرح اڑتا ہوا روانہ ہوگیا ہفت پیکر خوش بیٹھا ہے ہرکاروں کو حکم
دیا کہ لشکر مسلمانان کی خبر دریافت کرتے رہو جو سانحہ گذرے اسکی خبر ہمکو پہونچاؤ یہاں
رستم بیٹھے بیٹھے اپنے مقام سے اُٹھے سامنے صاحبقران کے ہاتھ باندھ کر کھڑے ہوے
صاحبقران نے فرمایا کیوں نور نظر جو کہو تمھاری سب حاجتیں قبول ہیں بدل و جان قبول
ہیں رستم نے عرض کی آج آسمان پر ابر آیا ہے اگر حکم ہو تو غلام شکار کھیل آئے صاحبقران
نے حکم دیا کہ بسم اللہ جاؤ مگر اے نور نظر خیال رہے کہ فوج ہفت پیکر بے حساب ہے ایسا نہو
کوئی برائے شکار گیا ہوا در راہ میں تکرار ہو جاے اسکا خیال رکھنا یہ بھی خبر زبانی ہرکاروں کی
سنی ہے کہ آج بقراط ثانی آیا تھا بڑی بڑی لستانی کر گیا ہے بڑے بڑے حکم لگا گیا ہے اسکا خیال
رہے رستم نے عرض کی کہ سب خیال غلام کو ہیں میں دو پہر سے پیشتر پلٹ آؤنگا دور نجاؤنگا امیر
نے فرمایا بسم اللہ رستم نے سماک کو حکم دیا صبح کو پہلے قراول حاضر ہوے رستم سوار ہو
صحرا میں آکر نماز پڑھی طبل باز پر چوب پڑی نظم

چو در نالیدن آمد طبل باز	در آمد مرغ صید افگن بپرواز
رہا شد بر ہوا باز سپید	جہان شد خالی از کبک و کبوتر

رستم نے فرمایا اے سماک دریافت تو کرو شکار آہو کیا نہیں ہے رستم نے یہ زبان سے کہا ہی
تھا کہ درہ کوہ سے ایک آہو نکلا دونوں سینگوٹیاں مثل زلف محبوبان تاو پیچ کھائے ہوے

جھول زربفت کی پشت پہ بیٹا موتیون کا پڑا ہوا بقول شاعر بیت

جل زربفت پشت کے اوپر	واہ رے آہو پری پیکر

جست و خیز کرتا ہوا سامنے رستم کے آیا رستم نے کہا یہ آہو بے خوش نحو کسی کا پالو ہے اس کی
آن بان نرالی دیکھتے ہو رستم نے گھوڑا بڑھایا آہو آگے بڑھا رستم نے چاہا کہ اسے گرفتار کر
آہو کر چھلانگیں بھرنے لگا رستم نے اور گھوڑے کو تیز کیا آہو بھی زیادہ تیز ہوا اب رستم کو
غصہ آیا گھوڑے کو تیز کرنے لگے آہو بھی جست و خیز کرتا ہوا چلا گھوڑا بھی اسی پالا کیو در رستم
ایسے شہسوار اکثر تعاقب مرکب کی اور پیچھا آہو کا مل مل جاتا ہے مگر ایسا پہلو نہیں ملتا کہ
شکار کریں ایک مقام پر جا کر آہو جو کودی پھولا رستم کو انتہا کا غصہ تھا تیر مارا کہ آہو لنجہا کر گرا
سماک دور سے دیکھتا چلا آتا ہے کہ جہان آہو گرا تھا وہان پر غبار اڑ رہا ہے رستم گھوڑے
سے کودے جھپٹ کر قریب آہو کے پہونچے سماک نے دیکھا غبار زیادہ ہوا کہ اندھیرا ہو گیا
سماک جھپٹ کر دوڑا قریب غبار کے پہونچا دیکھا نہ رستم ہین نہ آہو ہے حیران ہو گیا کہ یہ کیا
ماجرا ہے خون کے قطرے بھی اس مقام پر نہ پائے چیخین مار کر رونے لگا کہ سرداران رستم آکر
پہونچے پوچھا ہے سماک کیا ہوا سماک نے سب کیفیت بیان کی سب سردار رونے لگے کہ
یکایک ایک ہوا سے گرم آئی کہ منہ سب کے جلنے لگے جب جھونکا ہوا کا آتا ہے ثابت ہوتا ہے کہ گویا
آتش کھل گیا آخر سرداروں نے کہا اب یہاں سے چلو ورنہ گرمی سے سب ہلاک ہو جائینگے آخر
سردار گریان و نالان گھوڑے کو آنکھے آگے کر لیا روتے پیٹتے چلے جب قریب لشکر آئے جھنڈا
دیکھا وہ رونے لگا ہرکارون نے یہ خبر صاحبقران سے کہی کہ سرداران رستم مرکب کو تل لیکر
آئے ہین تمام لشکر مین ہنگامہ ہے صاحبقران روتے ہوے باہر نکلے مرکب رستم جو کوتل
دیکھا خود اپنے سر سے اتار کر پھینکا آواز دی ای رستم اس ضعیفی مین ہمکو یہ داغ دیا مقام افسوس
ہے کہ باپ کو ساتھ نہ لیا یہ کہکر صاحبقران سر ٹکرانے لگے سرداروں نے کہا امیر یا تو قبر کو سنبھالا
لنڈھور نے عرض کی آقا سے نامدار رستم صاحبقران ثانی ہین ایسی افتادین انپر
پڑی ہین انشاء اللہ وہ فتح کرکے آئینگے حضور صبر کرین خواجہ عمرو و بالاکش و غیرہ صاحبقران
کو لیکر بارگاہ مین آئے صاحبقران نے فرمایا خواجہ ہوا سے خدا جانے کر رستم کو تلاش کر

خواجہ عمرو نے کچھ جواب نہ دیا خواجہ زادے حاضر تھے صاحبقران نے فرمایا آپ اپنے
علم میں ملاحظہ کیجیے خواجہ زادوں نے قرعہ پھینکا بعد عرصے کے سر اٹھایا دست بستہ عرض کی
کہ جب صحرا میں رستم کا داخلہ ہوا اُس صحرا کا عجائب نگار نام ہے بقراط ثانی نے یہ سب جو کیا
اُسی کے شعبدوں میں رستم پھنسے مگر انجام بخیر ہے انشاء اللہ حضور سے بخیر و خوبی ملیں گے
لیکن خواجہ عمرو کا بھی جانا واجب و لازم ہے عمرو نے کہا میں نے نجوم میں دیکھا کہ خواجہ
زادے بھی جاوین امیر نے فرمایا خواجہ عمرو تمھیں جانا پڑیگا عمرو نے کہا سب جانتے ہیں کہ
میں مفلس ہوں مفلس سے کوئی کام بن نہیں پڑتا یہ کہکر بارگاہ رستم میں آئے دیکھا کہ سب
سرداران رستم رو رہے ہیں خواجہ عمرو نے کہا یارو روتے ہو روپیہ نہیں خرچ کرتے ہو میرا نام
خواجہ زادوں نے لیا ہے میں بسبب مفلسی کے جا نہیں سکتا سب سرداروں نے دس
دس ہزار پانچ پانچ ہزار روپے منگا کر خواجہ کو دیے خواجہ ان سب سے مبلغ خطیر لیکر لشکر رستم
میں آئے کہا بھائیو میں تمھارے آقا کو رہا کرنے جاتا ہوں کچھ روپیہ صرف کروگے سب نے
تھوڑا تھوڑا خواجہ کو دیا خواجہ سب سے لیکر تلاش رستم میں روانہ ہوئے اب حال رستم تحریر
ہوتا ہے کہ رستم بیہوش ہو گئے بعد عرصۂ دراز کے جو آنکھ کھلی دیکھا ایک صحرا ہے سبزہ زار
نواح دلکشا ہے طائران زمزمہ سرا درختوں پر زمزمہ سرائی کر رہے ہیں تعریف میں سکندری
زبان کھولتے ہیں آوازوں سے ثابت ہوتا ہے کہ ہر مرتبہ زبان کھولکر پکارتے ہیں کہ یا خداوند
خیال سکندری تو نے ہمکو پیدا کیا ہم تیری خدائی کے قائل ہیں درخت پودے سبز و شاداب
شاخوں کا پیچ و تاب زیر نخل جابجا پھولوں کے انبار طائران زمزمہ سرا کی یہ صدا ہے یا خداوند
ہر دم پکارا ہوا جو چلتی ہے تو شگوفوں سے بھی یہی آواز آتی ہے تو پالنے والا کر کے اٹھتے ہیں یہی آواز
دیتے ہیں کہ ہم خاکساروں کو خداوند خیال سکندری نے کیا مرتبہ دیا ہے کہ قد معشوق سے
ہماری مثال ہے آنکی صفت میں زبان لال ہے کبھی پہاڑوں سے پتھر گرتے ہیں ان پتھروں کے
گرنے سے بھی یہی آواز آتی ہے آہو صحرا سے کرچالیں بھرتے ہوئے نکلتے ہیں ایک سے ایک
کہتا ہے ہمکو خداوند نے پیدا کیا کھانے کے واسطے گھانس بنائی کیا قدرت دکھائی آواز دیتے
ہوئے جست و خیز کرتے پھرتے ہیں اکثر بیشوں میں شیر یہی آوازیں دے رہے ہیں رستم حیران ہیں

کہ یہ ملعون خداوند خیال سکندری کون شخص ہے ایک نخل کے پیچھے کھڑے یہ تماشا دیکھ رہے ہیں کہ ایک طرف سے چند طائران ہفت رنگ پیدا ہوئے ایک شاخ نخل پہ آ کے بیٹھے بزمزمہ سرائی یہ اشعار پڑھنے لگے۔

نظم

سوز الفت میں اگر جلوہ گری پیدا ہو / خاک ہو جل کے جو پروانہ پری پیدا ہو
کیونکر آنکھوں میں کوئی جلوہ گری پیدا ہو / دل پسیجے تو کچھ آنکھوں میں تری پیدا ہو
شوخیوں میں روش فتنہ گری پیدا ہو / چشمکوں میں تری جادو نظری پیدا ہو
سرد آہیں جو کبھی کھینچ کے لبوں تک آئیں / گرمیاں کرتی ہوئی بے اثری پیدا ہو
دلبری میں کبھی ادا نکلے دل آزاری کی / لطف میں پہلو بیدادگری پیدا ہو
کام کر عشق میں اے غفلت دل قاصد کا / دے خبر یار کی وہ بے خبری پیدا ہو
آئینہ دیکھے اگر حال پریشان میرا / ساتھ حیرت کے پریشان نظری پیدا ہو
حال کچھ دل کی تڑپ کا جو لکھیں یار کو ہم / برق کو حوصلۂ نامہ بری پیدا ہو
دے اگر جام کو وہ ساقی مہوش گردش / صاف کیفیت دور قمری پیدا ہو
ٹھنڈی سانسیں جو شب ہجر بھریں اختر شب / صبح سے پہلے نسیم سحری پیدا ہو
جا کے چھینٹے اثر گریہ جو دے فرقت میں / خشک آنکھوں میں ابھی ایک تری پیدا ہو
بن کے پتلی رہو آنکھوں میں سویدا دل میں / ہر جگہ ایک نئی جلوہ گری پیدا ہو
اُٹھ کے جانے کا خط شوق ارادہ جو کرے / سجا بس پر لیے ہوئے قاصد کا پری پیدا ہو
وادی عشق میں کرتا ہے تقاضا کوئی / ہر قدم پر سر شوریدہ سری پیدا ہو
زلف پیچاں کے تصور میں جو کھینچوں آہیں / پیچ کھاتا ہوا دود جگری پیدا ہو
ہم تو عاشق ہیں جب انداز قیامت پہ مٹیں / قامت یار کی بھی فتنہ گری پیدا ہو
عشق کہتا ہے وہاں وہ کمر ناز کی طرح / بے نشاں ہو جیسے جب ناموری پیدا ہو
کوچ تنہا جو کیا باغ سے بلبل نے کہا / بو ہو یا رنگ کوئی ہمسفری پیدا ہو
سلطنت دے جو مجھے عشق تو سر پر میرے / عوض داغ جنوں چتر زری پیدا ہو
عکس تیرے لب رنگیں کا جو اک سنگ پہ پڑے / باغ میں کان عقیق شجری پیدا ہو

آزما دیکھ محبت کے اثر کو بھی جلال	کیا نہ ہو حوصلہ وہ جسے اثر پیدا ہو

رستم ان اشعار کو زیر تحمل کھڑے سنتے ہیں اور آپ ہی آپ فرماتے ہیں کہ خدائی میں
خیال سکندری کی بڑی تاثیر ہے کہ نوبت نقارہ کی آواز کان میں آئی دیکھا کہ علمہائے
زرنگاری نمایاں ہوئے نوبت نقارے بجتے ہوئے ایک بادشاہ تخت پر سوار بھاری تاج
سر پر چار قب شہنشاہی در بر بڑی شوکت و شان سے پیدا ہوا بارہ چودہ ہزار جوان پشت
پر سامنے رستم کے آکر تخت سے اترا جھک کر سلام کیا عرض کی اے شہریار آپ اس دشت
غربت میں مسافرانہ بیٹھے ہیں نہ دوست نہ مونس نہ ہمدم مگر خداوند خیال سکندری
ہمکو خبر دیتے ہیں کہ فلاں صحرا میں ہمارا بندہ خاص الخاص اتفاق سے آگیا ہے تم اس ملک
کے بادشاہ ہو جاکر اسکا استقبال کر کے لاؤ حضور میرے ساتھ تشریف لیچلیں وہاں جاکر
تشریف رکھیں جب مناسب ہوگا چلے آئیے گا میں آپکو آپکے لشکر میں پہونچا دونگا کوئی
تکلیف حضور کو نہ پہونچے گی اس عجز سے اس بادشاہ نے کہا کہ رستم اپنے مقام سے اٹھے
ایک مرکب کوتل باساز و یراق اس بادشاہ کے ساتھ تھا وہ مرکب سامنے رستم کے پیش
کیا کہ حضور اس پر سوار ہوں رستم مرکب پر سوار ہوئے اس بادشاہ نے تخت اپنا ترک کیا
رکاب پر رستم کی ہاتھ ڈال دیا ہمراہ رستم کو لیکر چلا رستم نے نام پوچھا اسنے نام اپنا غراب شاہ
بتایا چند قدم چلے ہیں کہ آسمان پر سناٹا ہوا ایک عقاب بزرگ آسمان سے پیدا ہوا سر
رستم کے آکر چیخ مارا پکار کر آواز دی اے غراب تاجدار یہ طلسم کشا ہے ہفت پیکر میں
ہزار ہا طلسم کشا ہیں مرتبہ عقاب نے یہ آواز دی اور مثل انسان کے پکار کر کہنے لگا کہ
اے غراب تاجدار خبردار انکے اعزاز و اکرام میں فرق نہ آنے پائے ورنہ مغضوب گاہ
خداوند ہوگا اس شوکت و شان سے غراب تاجدار طلسم کشا کو لیے ہوئے چلا کئی
فرسخ بیابان راستہ طے کیا تھا کہ سامنے سے دروازہ شہر کا نمایاں ہوا پھاٹک شہر کا
کھلا ہوا خندق میں پانی جوش مار رہا ہے پل پختہ پڑا ہوا ہے خلقت کی آمد و رفت ہے
جسنے دیکھا کہ سواری شاہ کی آئی ہے دست بستہ کھڑا ہو گیا تماشا دیکھنے لگا جو کوئی جمال
جہان آرا طلسم کشا کا دیکھتا ہے بہ رطب اللسانی تعریف کرتا ہے ایسے عظم و شان سے

شہر میں داخل ہوئے دوکانداروں نے جو جمال جہان آرائے طلسم کشا کو دیکھا تعریفین
کرنے لگے پھر ایک دوکاندار دوکان سے اتر پڑا اور جھک کر رستم کو سلام کیا بادشاہ سے کہتے ہین
ای شہنشاہ آپ نے بڑا کمال کیا کہ آپ طلسم کشا کو یہان لائے ہم طلسم کشا کو دیکھکر بہت خوش
ہوئے رستم یہ باتین سنتے ہوئے بادشاہ کے ساتھ چلے آتے ہین راہ کو طی کرکے دردولت شاہی
پر پہونچے دیکھا سات سو پہلوان اور وزرا امرا سکھا وغیرہ صف باندھے کھڑے ہین رستم کو
دیکھکر سلام کیا دروازہ پر فرق زنجیر لگی تھی بادشاہ نے بڑھکر فرق زنجیر کو ہٹایا فرمایا رستم سے
آکر عرض کی بسم اللہ اندر تشریف لیجئے تخت میرا آپکے قدم کا مشتاق ہو رستم ساتھ بادشاہ
کے اندر بارگاہ کے آئے اندر آکر دیکھا تخت یاقوت نگار بیچ مین بچھا ہو گرد کرسیان دنگل
بچھے ہین اپنے اپنے مقام پر رفقا بیٹھے ہین بادشاہ نے دست بستہ عرض کی حضور تخت پر
قدم رنجہ فرمائین رستم حیرت مین ہین کہ یہ بادشاہ کیون اسقدر خاطر کرتا ہو جواب دیا ای
بادشاہ خدا ہمارے تاجدار کو سلامت رکھے ہم لوگ مرد سپاہی ہین ہمارا مقام تخت پلین ہی
بادشاہ نے اسی وقت تخت پر غاشیہ ڈلوا دیا وزرا سے کہا دنگل یاقوت نگار نکالو جو کہ ہم نے
واسطے طلسم کشا کے تیار کرایا ہو وزرا گئے اور دنگل یاقوت لاکر برابر پایے چہارم تخت کے
دنگل کو بچھایا پائین پر دوسری کرسی آکر بچھی اسپر بادشاہ بیٹھا تخت پر غاشیہ پڑا ہی رستم نے پوچھا کیون
ای بادشاہ آخر اس تخت پر کون بیٹھے گا بادشاہ نے بعجز جواب دیا کہ شہنشاہ اقلیم حسن و جمال
ماہ آسمان کمال مقبول طبع خاص و عام ملکہ نمکین شیرین کلام کا یہ مقام ہی رستم خاموش ہو رہے
بادشاہ نے اشارہ کیا کہ ارباب نشاط کو بلاؤ اسی وقت ساقیان سیمین ساق مہ طلعت پری رخسار
خوش آواز نازنینان گل رخسار محبوبان گلعذار آکر حاضر ہوئین ایک ساز نین نہایت حسین
و جمیل اپنے عاشقوں کی کیفیل سامنے بیٹھکر یہ غزل عاشقانہ گانے لگی نظم

گو کہ ہین اور بھی معشوقون کے پیارے انداز
نہ تمہاری سی ادا ہی نہ تمہارے انداز

دیکھتے ہو بہت آئینے مین سارے انداز
آنکھ دیوانہ بنا دین نہ تمہارے انداز

جا و الٹی ہی دل کو بتا دینگے تمہین
ایک دن اپنے دکھانا ہمین سارے انداز

عکس سے پوچھتے ہین اپنے وہ آئینہ لیکر
آگئے تجھ مین کہان سے یہ ہمارے انداز

دل کی تقصیر نہ اسمیں مری آنکھوں کی خطا — پیار دلواتے ہیں خود آپکے پیارے انداز
ہر ایک دل جسکے سبب تیری طرف ہے خواہاں — ناز و انداز ادا غمزے اشارے انداز
رات کو زیر فلک بیٹھ کے افشاں نہ چنو — سیکھ جائینگے چمکنے کا ستارے انداز
راز الفت نہ کسی طرح چھپا یاروں میں — میری خاموشیوں کے آپ پکارے انداز
گر سیاں اپنی نہ اے برق تجلی دکھلا — یہی پیدا نہ کریں دل کے شرارے انداز
وہی شوخی وہی دانستہ شرارت وہی چھیڑ — ہمسے دلمیں بھی ہیں دلبر ہی کے سارے انداز
ناز اس شوخ کے دشمن بھی اٹھاتا ہو جلال — اجو کمبخت نے سیکھے ہیں ہمارے انداز

ہنگامۂ عیش و نشاط گرم ہوا اس بادشاہ نے اٹھکر جام ارغوانی لبریز کیا سامنے رستم کے آیا عرض کی یہ نوش فرمائیے کہ باعث فرحت ہو رستم نے ہاتھ رکھدیا فرمایا کہ اے غرائب کشا اعتقاد تمہارا ظاہر ہی کہ معتقد خیال سکندری ہو ہم ان ناہمیوں کو باطل جانتے ہیں کہ ہمارا پروردگار وحدہٗ لاشریک ہی خیال کیا تو ظاہر ہوا کہ یہی اعتقاد ٹھیک ہی ہم تمہارے ہاتھ کی شراب نہ پئینگے غرائب تاجدار نے دست بستہ عرض کی کہ اسوقت غلام کا کہنا خلاف گذرا حضور کی دعوت کا سامان ہو رہا ہی ضرور شراب پینا پڑے گی رستم نے جواب دیا اے غرائب تاجدار جبتک تم اطاعت دین اسلام نہ قبول کروگے جب تک ہم شراب نہ پئینگے غرائب تاجدار خاموش ہو رہا صحبت اس رنگ سے آراستہ ہی کہ غرائب سے بڑھکر چوبدار نے عرض کی کہ کنیز ملکۂ عالم در دولت پر حاضر ہی غرائب نے کہا بلا لو کسنے اسکو روکا ہی کہ پردۂ بارگاہ کا اٹھا ایک کنیز نہایت شوخ و شنگ ناز و غمزے کرتی ہوئی سامنے رستم کے آئی قدموں کو بوسہ دیا عرض کی اے شہریار ملکۂ عالم نے فرمایا ہی کہ آپ ہمارے ملک میں تشریف لائے نہایت سرفرازی حاصل ہوئی کل آپکی ہمارے یہاں دعوت ہی یقین ہی کہ آپ ضرور سرفراز کریں غرائب تاجدار نے بڑھکر عرض کی اے شہریار آج تک ملکۂ عالم نے کسی کی دعوت نہیں کی بڑے بڑے تاجدار خواہاں رہتے ہیں کہ ملکۂ عالم نگاہ محبت سے دیکھ لیں آپ کے واسطے یہ فخر حاصل ہی کہ کنیز کو بھیجا یہ خیال تھا کہ شاید طلسم کشا آنے میں حجت درپیش کریں لہذا اطلاع کردی رستم نے یہ جواب دیا کہ اے غرائب تاجدار تمہارا کہنا ایسا ہی کہ جسمیں کچھ حجت [illegible] ہم ضرور دعوت

مین شریک ہونگے ملکہ کا فرمانا ایسا ہی کہ اُنمین کچھ تکرار ہو کنیز ہنستی ہوئی چلی گئی جسنے کنیز کا جمال
دیکھا آپس مین کہنے لگا یارو جسکی کنیز ایسی ہی اُسکی شاہزادی کیسی ہوگی ہر طرف یہی ذکر ہو رستم
خاموش بیٹھے ہین ناچ دیکھ رہے ہین وہ دن و رات رستم کو اسی عیش و فرحت مین گذرا دوسرے
دن دربار مین آکر بیٹھے غرائب تاجدار خاطر مین مصروف ہی کہ وہی کنیز حاضر ہوئی رستم کو
سلام کیا عرض کی حضور تشریف لیچلین رستم دنگل سے اُٹھے غرائب تاجدار نے وہی مرکب
تیار کرایا عرض کی حضور سوار ہون رستم پشت مرکب پر سوار ہوے غرائب تاجدار نے رکاب
تھام لی ہر چند رستم نے منع کیا تاجدار نے عرض کی مین خدمتگذاری پر مامور ہون جو مجھسے ہو
وہ بجا لاؤن مشہور دیر بھی ہمراہ ہوے نقارے پر چوب پڑی سواری طلسم کشا کی اُس
کروفر سے چلی شہر مین جابجا سیلہ جما ہی جس گلی مین سواری پہونچی بعض جمال رستم دیکھکر
افسوس کرتے ہین بعض کہتے ہین کیا قدرت خدا وند جہال سکندری ہی کہ ایسے ایسے دلبر پیدا
کیے جنکی صورت دیکھکر جی چاہتا ہی کہ آٹھ پہر اس جمال کو دیکھا کیجیے یارو خیال کرکے دیکھو
علاوہ حسن و جمال کے صولت۔ رعب۔ دبدبہ۔ تہور۔ شجاعت سب چیزین عمدہ اسکی
ذات مین جمع کر دین ایسون کی تصویر کھینچیے اور گلے مین ڈال لے ہر وقت نظارہ کرے رستم
یہ باتین سنتے ہوے سر جھکائے ہوے جاتے ہین کسی سے نگاہ نہین ملاتے قضا سے کار
سواری جاکر چوک مین پہونچی کمروں پر نازنینان مہ جبین لباس عمدہ پہنے بیٹھی ہین رستم کو
دیکھکر سب کھڑی ہو گئین کوئی اشارے کرتی ہی کوئی ہاتھ باندھتی ہی کہ برائے لمحہ یہان ٹھہر جائیے
ہم اچھی طرح جمال دیکھ لین دل بیقرار ہی کوئی گا کر اپنا جمال رستم کو دکھاتی ہی بتانے مین مطلب
اپنا نکالتی ہی مراد ہر ایک کی یہ ہی کہ چند ساعت ٹھہر جائیے یا کسی طور سے ہم تک آئیے رستم محجوب
کسی سے آنکھ نہین ملاتے سر جھکائے چلے جاتے ہین وہ بادشاہ دمبدم کہتا ہی کہ اے شہریار
ذرا نگاہ اُٹھائیے آپ کے مشتاق انتظار مین ہین دیکھیے تو کس اشتیاق سے آپ کو
بلا رہے ہین اگر مناسب ہو تو چند ساعت ٹھہر جائیے رستم فرماتے ہین یا اخی غرائب بازار
مین ٹھہرنا مناسب نہین یہ باتین کرتے ہوے قلعے سے نکلے رستم نے دیکھا کہ وہ صحرا نہین
ہی وہ سا صحرا ہے لیکن نہایت پر بہار ہے جنگل سرسبز و شاداب نہرین پر آب ہین

آب صاف و شفاف سے مملو حباب شناوری کر رہے ہیں موجیں مثل خنجر آبدار ہر جانب صحرا
میں طائروں کی پکار ہے کسی جانب طوطیان زرین بال کسی طرف بلبلان شوخ منقار چہچہے
کر رہی ہیں پپیہے گل میں بیٹھی ہوئی دم محبت کا بھر رہی ہیں کبھی وجد میں آکر پکارتی ہیں
یا خداوند خیال سکندری کیا تونے شرف ہمکو دیا ہے کہ پپیہے گل میں چھپ کر بیٹھے ہیں تیری
یاد دل میں محبت تیری آب و گل میں جب رستم حیران ہوکر دیکھتے ہیں تو غرائب تاجدار عرض
کرتا ہے آپ ملاحظہ فرماتے ہیں کیا صنعت قدرت خداوند سکندری ہے کہ طائر وجد کر رہے ہیں
رستم جب لوح پر ہاتھ پھیرتے ہیں فرماتے ہیں اے غرائب تاجدار ہمارے سامنے اپنے
قدرت کی تعریف نہ کرو ہمیں ناگوار ہوتا ہے بادشاہ سر جھکائے پریشان ہے ایک طرف دیکھا
ایک عمارت عالی بنی ہوئی ہے دروازہ کھلا ہوا چند چوبدار سپاہ وغیرہ دروازے پر حاضر
ہیں تعریفیں خیال سکندری کی کر رہے ہیں سواری جو آتے دیکھی جھک کر کھڑے ہوئے
برائے تسلیم خم ہوگئے ہاتھ اٹھا کر چوبدار دعائیں دیتے تھے کہ خداوند خیال سکندری
اس جوان کو سلامت رکھیں مگر اعتقاد ہمارے خداوند کا اس کے دل میں آسکے
جب رستم قریب در باغ کے پہونچے ایک چوبدار نے بڑھ کر رکب تھام لیا غرائب نے
عرض کی حضور تشریف لیچلیں غرائب تاجدار آگے آگے انتظام کرتا ہوا پائے انداز
بچھاتا ہوا رستم کو لیکر باغ میں آیا رستم جو باغ میں آئے وہ ہوائے معتدل چلی کہ
فرحت تازہ و سرور بے اندازہ حاصل ہوا ایسا باغ تھا کہ گویا باغبان قضا و قدر نے نمونہ
بہشت دکھایا ہے صناعان چابک دست نے کس لطف سے بنایا ہے نہریں سلسبیل آسا
ہر طرف جاری دیواروں پر گلکاری تصویریں طائروں کی بنی ہیں مگر ہر ایک طائر منقار
کھولے بیٹھا ہے معلوم ہوتا ہے کہ بولا چاہتا ہے چند طائران تصویر مصروف زمزمہ سرائی ہیں
آواز دیتے ہیں کہ کیا قدرت خداوند خیال سکندری ہے کہ ہم اصل کی نقل ہیں مگر حقیقت
میں اصل میں اصل سے بہتر باتیں کر رہے ہیں رستم یہ معاملات دیکھ کر حیران ہو رہے ہیں
کہ تصویریں منھ سے باتیں کر رہی ہیں کس لطف سے زمزمہ سرا ہیں تصویریں بھی
بے مثل و یکتا ہیں غرائب تاجدار رستم کو ہر چمن کی کیفیت دکھاتا ہوا سیر کراتا ہوا

باغ کی لیے جاتا ہی جب قریب بارہ دری کے پہونچے دیکھا بارہ دری فرش فروش سے آراستہ
ہی بیچ مین ایک تخت یاقوت نگار چار طاؤس الماس کے نرشتے ہوئے چارون کونون پر تخت
کے رکھے ہوئے ہین داہنے پر دنگل زرین دوسرے پہلو مین کرسی چاندی کی بچھی ہوئی آئینے
قد آدم دیوار گیریان عمدہ دو شاخے و تشاخے دست دعا معلوم ہوتے ہین صاف پتا
ہوتا ہی کہ محبوب ماہ رخسار نے ہاتھ واسطے دعا کے اٹھائے ہین آئینون سے فرش آئینی
دبدبۂ سکندری ثابت ہوتا ہی رستم مثل شیر آکر دنگل یاقوت نگار پر بیٹھے باعز تخت کی
کرسی پر غرائب تاجدار بیٹھا رفیق و امیرا اور دنگلون پر بیٹھے مگر سب سر جھکائے ہوئے ایک
ایک کلام نہین کرتا رستم نے فرمایا ای غرائب تاجدار ہماری دعوت کین صاحب نیکی ہی غرائب
تاجدار نے عرض کی حضور ملکہ نمکین شیرین کلام نور چکیدہ غالب خیال سکندری تشریف
لاتی ہین کہ کنج باغ سے ہزارہا نازنینان مہ جبین و مہ جبینان مہر تمکین گلدستہا گل سے
ہاتھ مین ہنستی کھیلتی پیدا ہوئین باغ کی سیر کرکے سامنے رستم کے صف باندھی برائے تسلیم
ہوئین رستم نے جواب دیا غرائب تاجدار نے اشارہ کیا سب آکر محفل مین بیٹھین زیادہ عرصہ
نہ گذرا تھا کہ دوسرے پہلو سے کئی ہزار کنیزین اہتمام کرتی ہوئی پیدا ہوئین جس درخت کو
اشارہ کیا وہ درخت راہ سے ہٹ گیا مگر کین تکلف سے درست ہوئین جس چمن کو اشارہ کرتا
وہ چمن سامنے سے ہٹ گیا درخت دوڑے دوڑے پھرتے ہین پھل پھول پنہہ کے پھل گچھے ہین
پھولون سے رنگ آمیزی ثابت عندلیبان خوش نوا کی عجب کیفیت کبھی چہکارتے ہین کبھی
خاموش محبت گل کا جوش وہ کنیزین سامنے سے گذرین سیڑھیون پر چڑھنے لگین کہ ایک طرف
سے ہٹو ہٹو کی آواز آئی رستم نے دیکھا جانور تک درختون سے اڑتے درخت بھی ہٹ گئے
چمنون مین جنبش پیدا ہوئی رستم نے دیکھا ایک کنیز تیم تیم چتر زر کا سایہ کیے ہوئے ہے
چتر زری ایک نازنین شعلہ رو خال ہندو چشم جادو تنہا سے کوئی خوش خرامان آتی ہی گرد
پشت پر وزیر زادیان پانچے سنبھالے ہوئے دوپٹے بھاری ڈھلکے ہوئے سینون لپٹا
ملازمون مین یکاران گلعذارون کی آمد ہوئی کہ رنگ چمن اڑ گیا قدرت باغبان قضا و قدر کی
کہ وہ جبین تاجدار جدھر نگاہ اٹھاتی ہی درخت پتون مین چھپنے لگتے ہین پتے زرد ہوکر درختون

کرتے ہیں پھولوں کی رنگت سفید بلبلیں نا امیدہ وہ شاہزادی خرامان خرامان چمنستان کو
پامال کرتی ہوئی قریب بارہ دری کے پہونچی کنیزوں نے سنبھال کر سیڑھیوں پر چڑھایا بہ مشکل
وہ معشوق خوش خو سیڑھیوں کو طے کر کے بارہ دری میں پہونچی رستم نے بہ نگاہ غور سراپا دیکھا
حقیقت میں کس شے سے مثال دوں نہایت حیران ہوں اگر چاند کہوں تو چاند میں جرم ہے یہ عارض
صافی و شفاف آئینہ حلب کہوں تو ابرو کے گوشے پیشانی تختی نور یا لوح بلور اسکے پہلو میں کھچے
اصفہانی کھینچے ہوے رکھے ہیں کہ جیسے زخم دل عاشق پر پڑتے ہیں مگر تلواروں کے زخم ثابت
نہیں ہوتے ہیں عجب ناز سے خنجر ابرو قلب عاشق سے لڑتے ہیں دونوں ہونٹھ وہ مسیحا ہیں
جسکے بیماران محبت کے سامنے مسیحا کے کمال بیکار ہیں چاہ زنخدان جسمین صد ہا یوسف
دل ڈوبے پھر کب ابھرتے ہیں گلو صراحی دار جسمین شراب صفا سے حسن بھری ہوئی ہے
پر انار پستان کا ابھار اسکی خوبی سے کس شے کو مثال دوں وہ نقابدار کہوں کہ نقاب میں
چہرے پر ڈالے ہوے محرم میں ہیں جنکے فقط ہاتھ محرم ہیں شکم دریاے نور ناف کو گرداب
کہوں سراسر قدرت ہے کمر نازک اسقدر باریک ہے کہ شاعروں کو ایسا تامل ہے کہ تار نظر
عاشقان جس سے عدم کا سامان بہر نوع عدم ہے جب سے بندش سے بیان کم ہے قبل عاشق کمر
باندھی ہے شاعروں کو مضمون ملا عاشقوں پر لطف و کرم نہیں اب ثابت ہوا کہ مقام عدم میں بقول شاعر

ساق پا میں تو نور کا ہے ظہور	پا تراشی ہوئی ہے شاخ بلور
پائیچاے میں یوں ہے جلوہ فگن	شمع فانوس میں جیسے ہو روشن

کف پا حنا سے لال لاش عاشق کو شاید پامال کیا ہے جسنے یاقوت کو لال کیا قد کو صنوبر سے
مثال نہ دوں سرو ایک شجر بے سروپا ہے پا بہ الفت بندا ہے رستم دیکھتے ہی پریشان ہو گئے
غرائب تاجدار استقبال کیے ہوے لاتا ہے ملکہ نے مسکرا کر پوچھا کون غرائب تاجدار طلسم کشا
کون صاحب ہیں غرائب تاجدار نے طرف رستم کے اشارہ کیا کہا ہے ملکہ عالم رستم کی نور کی صورت ہے
عاشقوں کو نظارے کی رغبت ہے ملکہ نے سر اٹھا کے دیکھا ایک جوان خوش خو فلک حسن کا
بدر کامل ذی علم عاقل کس دبدبے سے دنگل پر جلوہ فرما ہیں جیسے نگینہ خاتم سخاوت میں
رشک حاتم صاحب جاہ و جلال رعب سکوت دبدبہ جرأت اشل چاکران کمترین ہمراہ رکاب صفات

ملکہ بھی جمال رستم دیکھ کر پسینے پسینے ہو گئیں قریب تھا کہ چیخ کھا کر گریں مگر اپنے کو سنبھالا رستم نے
پری و پریزادی سے کے ہاتھ پر رکھ دیا پاس اور پریزادی نے بڑھ کر غاشیہ تخت ہٹایا ملکہ نے تخت
پر قدم رنجہ فرمایا حیران حیران طرف رستم کے دیکھ رہی ہیں آپس کے اشاروں سے چھریاں
چل رہی ہیں ملکہ کی آنکھوں میں آنسو بھر بھر آتے ہیں غرائب تاجدار سامنے کھڑا ہے ملکہ
نے اپنے میں کلام کی طاقت نہ پائی آنکھ سے اشارہ کیا کہ بیٹھ جاؤ غرائب تاجدار بائیں پر آکر بیٹھا
ملکہ کو بات کرنے کی طاقت نہیں دیر کے بعد رستم نے تخت پر ہاتھ رکھ کے عرض کی کہ اے ملکہ عالم
آپکا نام نامی و اسم گرامی کیا ہے ملکہ نے شرما کے سر جھکا کے کہا اے شہریار اس کنیز حقیر کو ملکہ
تمکین شیریں کلام کہتے ہیں مگر حضور کا آنا کیونکر ہوا رستم نے کہا میں نہیں جانتا کہ کیونکر یہاں
آنا ہوا شکار کو آیا تھا تمھارے دام میں پھنسا ملکہ نے منھ پھیر کر کہا اپنے کو اس غرائب جادو
سے بچائیے گا یہ سب آپکی فکر میں ہیں یہی چاہتے ہیں کہ آپ سے سب تحفہ جات چھین لیں اور
آپ کو گرفتار کر لیں آج بڑے بڑے ظہور ہونگے ہوشیار رہیے گا ذرا بھی آپ غافل ہوے
اور کلاہ ہفت گوشہ وغیرہ لے لیں گے سب اشیا سے زیادہ لوح کی فکر میں ہیں مجھکو جاسوس
اسی واسطے بھیجا تھا کہ طلسم کشا کو مبہوت کر دیں تو اسیر طرہ گیسو و فتح خنجر ابرو ہوئی غرائب تاجدار
نے کہا اے ملکہ عالم کیا باتیں کرتی ہو ارشاد خداوندی کو بھولیں ملکہ نے غصہ میں جواب دیا کہ
غرائب میں تو خاموش بیٹھی ہوں میں کس سے کلام کروں گی غرائب نے رستم سے کہا آپ متفکر
کیوں ہو گئے ہفت بہشت دکھانے کا آپ کو حکم ہے یہ ذکر تھا کہ وناٹا ہوا زمین ہل گئی تخلہا
ناچ کھڑا ہونے لگے ملکہ نے کنیزوں کو اشارہ کیا کہ رقص و سرود شروع کرو جانتی نہیں ہو کہ مہمان
موجود ہے مہمان کو خوش کرو جب کنیزیں ڈفلیں سے اٹھیں ساز ملائے سازوں نے آپس میں
ساز کیا ایک خوش گلو نہایت حسین و جمیل اٹھی رقص کرکے یہ اشعار گانے لگی ابیات

جی میں آتا ہے دکھائیں مستیاں پیکر شراب | چل لا ساقی بہ رنگ لالہ احمر شراب
دور رکھ شیشہ نظر سے سرنگوں کر جام کو | فرقت دلدار ہے ساقی نہیں کیونکر شراب
ابر ہے اُٹھا ہوا گل دستے رہتے ہیں گلشن میں | آج کی شب ہو جدا منھ سے نہ اے دلبر شراب
آرزو کیا پوچھتا ہے رند ساغر نوش کی | یہ تمنا ہے بہیں قاتل تہ خنجر شراب

لے خدا حافظ چلے مسرور ہوکر اپنے گھر ۔۔۔ پی چکے محفل میں پری اور پری پیکر شراب
بے تعلق ہو نہیں سکتا تعلق آشنا ۔۔۔ بے خبر ممکن ہو رہے بے شیشہ و ساغر شراب
پھر سنا ہے مژدہ آمد کسی مے نوش کا ۔۔۔ ڈھونڈھتا ہے آج پھر میرا دل مضطر شراب
دورہ دیروز کا کچھ پاس کرنا چاہیے ۔۔۔ آج بس ساقی نہیں جو سب میں ہو بہتر شراب
لطافت بھی آج منزل پھر پالی چاہیے ۔۔۔ ساتھ غیروں کے تو یہ جان پی چکے اکثر شراب
چھینگیا یہ تخت دل ٹکڑے ٹکڑے ہیں کیا ۔۔۔ گر میسر آئی ہو تیرے صحبت دلبر شراب
ہم بھی بیشک ہیں غلامان علی میں اے ستم ۔۔۔ ساقی کوثر سے لیں گے جا کے اک ساغر شراب

پڑھتے لطافت سے اس نازنین نے یہ غزل گائی ادھر تو رستم معشوق کو دیکھ رہے ہیں ادھر اس نازنین نے اس طرح سے بتایا کہ رستم خاموش بیٹھے ہوئے بنگاہ غور معشوق کو دیکھ رہے ہیں جو جستان پر جو نگاہ پڑ گئی طائروں کو دیکھا کہ منقاریں کھول کر اتر رہیں خیال سرکنا ہے یا کوئی کہہ رہے ہیں ہر درخت سے آواز آتی ہے یا خداوند خیال ستانہ کی تیری خدائی کے صدقے شاخوں سے آواز آتی ہے تو خداوند برحق ہے رستم ہر مرتبہ لوح پر ہاتھ رکھ کر فرماتے ہیں لاحول ولا قوۃ الا باللہ یہ کیا شعبدہ ہے میں اس مالک بے نیاز دشمنوں سے بچا ہوا اپنے حفظ و امان میں رکھیو یکایک سامنے سے سناٹا ہوا دیکھا ایک تخت ہوا پر اڑتا ہوا آتا ہے چار جوان خوش رو با قوت اٹھائے ہیں تخت کو اٹھائے ہوئے وہ چاروں جوان کہتے ہیں کہ خداوند کیا مرتبہ ہمکو دیا ہے کہ ہم تخت فیروز اٹھائے ہوئے ہیں یہ فخر ہمکو نصیب ہوا اور پشت پر کتنی ہزار جوان اسی طرح کے پر لگائے بازوؤں پر اڑتے ہوئے چلے آتے ہیں اپنی جالت دکھا رہے ہیں وہ تخت بارہ دری کے گوشے پر آ کر ٹھہرا گانا خاموش ہو گئی اس عالم نے پکار کر آواز دی اے رستم تماشائے قدرت دیکھا اب سجدہ کرتے ہیں کیا تامل ہے دیکھو تمہارے والے بھی سجدہ کیا پہلو پر دیکھو حال کھل جائیگا رستم جو داہنی سمت بائیں دیکھا کہ بارگاہ سلیمانی رشادہ ہے بادشاہ گیتی پناہ سریر جہانبانی پر جلوہ فرما جھوڑان دنگل آصفی پر جلوہ سرداران نامدار و فرزندان عالی وقار اپنے اپنے دنگلوں پر بیٹھے ہیں رستم کو تعجب ہوا کہ میں اپنے دنگل پر بیٹھا ہوا دیکھا بدیع وقاسم میں تکرار ہو رہی ہے ایرج نورالدہر کی بھتیجی کا ہاتھ

نے عرض کی حضور تشریف لے چلیں ملکۂ عالم قریب خاصہ تشریف رکھتی ہیں وہ بے مروت
نہیں ہیں بخوبی مہمان نوازی کرینگی رستم ساتھ غرائب تاجدار کے اُٹھے دوسرے کمرے میں
آکر دیکھا دسترخوان بچھا ہے بکاول خاصہ طرح طرح کا چُن رہا ہے رستم کا دماغ جان معطر ہوگیا
غرائب تاجدار نے رستم کو ایک طرف بٹھایا کہا بسم اللہ نوش کیجیے رستم نے کہا جب تک
میزبان نہ ہوگی ہم کھانا نہ کھائینگے کہ پہلو سے آواز آئی اے شہریار میں موجود ہوں آپ کے ساتھ
شریک ہونگی رستم نے دیکھا کہ پہلو سے اُس قصر کے ملکۂ نگارین شیرین کلام چلی آتی ہیں
آتے ہی قریب رستم کے بیٹھ گئیں زانو پر ہاتھ رکھکر کہا اے شہریار خاصہ نوش کیجیے رستم نے
جو معشوق کو قریب پایا نوالہ بنا کر منھ میں دیا ملکہ نے غنچۂ دہن وا کیا دوسرا نوالہ رستم کو دیا غرائب
تاجدار وہیں شغل رہا ہے اسنے دیکھکر آواز دی اے ملکۂ عالم یہی وقت ہے کہ لوح لیجیے ملکہ
نے کہا اے شہریار یہ گلے میں آپ تختی کیسی پہنے ہیں اگر مناسب ہو تو مجھے دیجیے میں پہنونگی
رستم بہتر کہکر لوح گلے سے اُتارنے لگے کہ حروفون پر لوح کے نظر پڑگئی نوشتہ پایا کہ اے
فتاح طلسم ہوشیار رہو وہ اپنے مقام پر تڑپ رہی ہے یہ عورت شعبدۂ غرائب جادو ہے لوح
دی اور غضب ہوا رستم نے ہاتھ روکا یہ نگاہ قہر رستم نے طرف اُس نازنین کے دیکھا فرمایا
کہ اے بیحیا ہمکو دھوکا دینا چاہتی ہے میں لوح نہ دونگا نازنین نے آواز دی اے رستم ہمیں
لوح کی ضرورت نہیں آمد سخن میں کہا تھا خواہ دو خواہ نہ دو مگر کلاہ ہفت گوشہ ضرور لینگے
یہ کہکے اُسنے ہاتھ بڑھایا کہ کلاہ اُتارے رستم نے کلائی پکڑ کے طمانچہ مارا سر اُس عورت کا
اُڑگیا رستم کو بڑا قلق ہوا کہ میں نے معشوق کو مارا اب جو سر زمین پر گرا چار مرتبہ تڑپا اسکے
جب جو رستم کی نگاہ پڑی دیکھا ایک ضعیفہ زنگن کا سر ہے رستم نے لاحول پڑھا ایک آواز
آئی کہ اے طلسم کشا مزاج کے ایسے جلاد و صاحب بیداد ہو کہ معشوق کو مار ڈالا قدرت
نے اسکو متغیر کیا اب صدمات کھینچوگے فوراً ایک دھماکا ہوا رستم نے دیکھا نخل جلنے لگے
غنچہ و گل چٹخکے ٹوٹے گرتے ہیں دیکھا کہ وہ باغ وغیرہ غائب ہوا ایک صحراے ویران لق و دق
میدان ہے اور خاک اُڑ رہی ہے آوازیں زاغ و زغن کی آرہی ہیں رستم اپنے حال پر بہت
پریشان ہوکے ایک جانب چل نکلے اُس صحراے ویران کو طے کرکے ایک صحراے سبز و خرم

مین جاکر پہونچے دیکھا سامنے ایک کوہ فلک شکوہ ہی سپاہ درے تو بنا ہین ایک درہ مقفل
پھاٹک سے کھلا ہوا اسکی پیشانی پر لکھا ہی این کوہ رستم نخجیر بست مقام ہشنگ رستم فوراً اندر
درے کے داخل ہوئے دیکھا بہت تاریک مقام ہی اسکو طی کرکے باہر نکلے صحراے ریگستان
ملا ایک طرف سے آواز توپ کی آئی رستم صداے توپ پر متوجہ ہوئے تھوڑا ہی راستہ طی کیا تھا
دیکھا زیر قلعہ فوج زنگیان آدمخوار بالاے قلعہ ایک بادشاہ نامدار تاج سر پر رکھے ہوئے
پکار رہا ہی کہ یارو مجھ سے خراج نہین ہوسکتا افسر زنگیان کہ سہناک زنگی نام ہی آگے
جھلا کے گرز اٹھایا اپنے گینڈے کو مہمیز کیا طرف قلعے کے چلا قلعے والون نے توپین لگائین
مگر زنگی گولون کو رد کرتا ہوا قریب خندق کے پہونچا پکار کر آواز دی اے بادشاہ دروازہ
کھول دے اگر پھاٹک توڑکر اندر آؤنگا ایک کو زندہ نہ چھوڑونگا بادشاہ نے آواز دی
پھاٹک تو نہ کھولونگا مگر قلعے مین ایسی تلوار چلے گی کہ عمر بھر یاد کریگا رستم کو بہت ناگوار
ہوا للکارا کہ او حبشی خبردار آگے نہ بڑھنا اگر پھاٹک توڑا تو سر توڑ ڈالونگا زنگی نے
پلٹ کے دیکھا ایک جوان خوبصورت آتا ہی صورت زیبا دیکھکر دنگ ہوگیا گینڈے کو ٹھہراکر
قریب آیا سہناک زنگی نے دیکھکر آواز دی اے جوان مجھکو تیری صورت پر رحم آتا ہی تیرا نام
نامی کیا ہی رستم نے کہا سرکوب ہفت پیکر فرزند صاحبقران نامور یہ سنکر وہ زنگی بہت
خوش ہوا کہا اے جوان تیرے مقدمے مین نامہ خداوند خیال سکندری کا آیا تھا کہ صحرا
ریگستان مین تباہ ہی قلعہ اشفاقیہ سے خراج لانا اور رستم کو تلاش کرکے اسکا بھی سر لیتے آنا
مین تیری تلاش مین تھا رستم نے کہا او نامرد گینڈے سے نیچے اتر یہ کیا جرأت ہی کہ ہم پیادہ ہین
تو سوار سہناک نے کہا تجھکو پامال ہی کرونگا رستم نے کہا دیکھ ہم تجھکو مار ہی لیتے ہین
خبردار خبردار کہکے ہاتھ تلوار کا مارا کہ چارون پاؤن گینڈے کے اڑ گئے سہناک گینڈے سے
کودا کودتے ہی ہاتھ تلوار کا مارا رستم نے ہاتھ جو بچا کے کلائی پر ہاتھ ڈال دیا سہناک
لپٹ پڑا ملک اشفاق شاہ جو بادشاہ قلعہ ہی بارہ ہزار فوج لیکر نکلا تماشہ دیکھنے لگا
اپنے ساتھ والون سے کہتا ہی یارو یہ جوان ہمارا جان بخش ٹھہرا اگر یہ آتا تو سہناک
کسی کو زندہ نہ چھوڑتا اس شخص شاہ مزاج شاہون کے سر کا تاج دیکھیے رستم

لڑ رہے ہین یارو کچھ تمنے پہچانا ہماری تقدیر نے رسائی کی ہفت پیکر کو اس جوان نے
شکست دی کہ ہفت پیکر بھاگتا پھرتا ہی اب صحرائے عشرت مین آیا ہی سحر کے پڑے
ہوئے ہین ہماری سب کی خوش نصیبی تھی کہ اس جوان کا یہان گذر ہوا دیکھو سہمناک
کیسا عاجز ہو رہا ہی حقیقت مین جب رستم پکڑلاتے ہین تو دو دو گھڑی رگڑتے ہین اور
جہان پر سہمناک رستم کو پکڑلاتا ہی مثل برق تڑپ کر نکل جاتے ہین وہ وہ رستم نے اکھڑیا
ماریں کہ سہمناک کی ہڈیون مین درد ہو رہا ہی جی مین کہتا ہی کہ ای سہمناک کہان بھاگ جاؤن
کہ جان توبچے یہ جوان تو بلاے روزگار ہی جی چھوڑوا دیے دوپہر رستم سے برابر لڑا جب
زوال آفتاب ہوا زوال زور سہمناک ظاہر ہونے لگا رستم نے دوڑ کے چند قدم
ریل کرائے وہان پر لاکے ہکہ مارا کہ دونون گھٹنے سہمناک کے آشنائے زمین ہوئے
رستم نے کمر زنجیر مین ہاتھ ڈالا نعرہ تکبیر کرکے زور کیا پہلے زور مین تا بزانو دوسرے
زور مین تا بسینہ تیسرے زور مین سر سے بلند کیا اکھیڑ کر زمین پر دے مارا سہمناک نے
چاہا مونڈھے کے بل آکر سنبھلون رستم نے ٹھوکر ماری کہ گرد برد ہوا چارون شانے
چت تھا جھپٹ کے چھاتی پر سوار ہوئے فرمایا کہ شناخت پروردگار مین کیا کہتا ہی
سہمناک نے بعاجزی عرض کی جبتک زندہ ہون حضور سے گردن تابی نہ کرونگا رستم
چھاتی سے اٹھے سہمناک قدمون سے لپٹ گیا کلمہ پڑھ کے بصدق مسلمان ہوا فوج
والون سے پکارکر آواز دی مین نے بدل اطاعت کی جسکو میرا ساتھ دینا ہو دین اسلام
اختیار کرے ورنہ پاس رشک حکیم کے چلا جائے کل فوج نے آواز دی ہم بدل وجان حضور
کے ساتھ ہین بارہ ہزار زنگی سب قوی تن قوی ہیکل رستم کے ساتھ ہوئے ملک اشفاق
جو بادشاہ ہی تاج و تخت لیکر حاضر ہوا عرض کی حضور تخت پر قدم رنجہ فرمائیں مین مع فوج
مسلمان ہوتا ہون رستم نے اشفاق شاہ کو بھی کلمہ پڑھایا ان سب کو ساتھ لیکر قلعے مین
آئے اشفاق شاہ تخت پر بیٹھا سہمناک و زنگل سپہ سالاری پر متمکن ہوا رستم کے لیے دنگل
پایہ چہارم تخت پر بچھا اشفاق شاہ ہر مرتبہ تخت سے اٹھتا ہی چوب و چماق ہاتھ مین لیکر
مصروف خدمتگاری ہوتا ہی وزرا کو اشارہ کیا اسباب عیش و نشاط فورا مہیا ہوگیا

ساقیان سیمین ساق و مطربان خوش آواز جام و صراحی لیکر حاضر ہوئے جام گردش میں آیا آوازۂ نوشا نوش و نوشا نوش بلند ہوئی اس ہنگامے میں ایک مہ جبین خوش گلو خوش رو بتا بتا کے یہ اشعار عاشقانہ گانے لگی

نظم

صاف طینت کو کدورت ہو بدن کی خواہش	روح میں وہ ہون نہیں ہے جسے تن کی خواہش
جو کہ معدوم ہیں انکی ہے طلب لا حاصل	شکر کی ہے تمنا نہ دہن کی خواہش
خصوصیت ہون تری الفت میں ہنوز	تازگی پر ہے مرے داغ کہن کی خواہش
چھٹ گئے دیدۂ گلستان کے ابھی سے لالے	رنگ دکھلانے لگی سیر چمن کی خواہش
دوستی ہے کو غرض دوست ملے غربت میں	کہ نہیں صحبت یاران وطن کی خواہش
آرزو ہے سخن چند ہو تجھ سے قاتل	اسلئے ہے مرے زخمون کو دہن کی خواہش
کم نہیں گوہر غلطان سے ہمارے آنسو	ہے دل زار کو درِ عدن کی خواہش
داغ ہین دل میں نہیں سیر گلستان کی ہوس	باغبان تجھکو مبارک ہو چمن کی خواہش
صورت اشک سفر کردہ ہون آوارہ مزاج	نہ پھر آنے کی ہوس ہے نہ وطن کی خواہش
ناتوانی سے ہون مشکل کمر یار نہان	میری وحشت کو نہیں طوق و رسن کی خواہش
سلسلہ رشتۂ گیسو سے ہوا ہے اپنا	تو اسیری میں ہوئی دام کہن کی خواہش
لے خبر میں ہوس دیا میں تیرے ہمدم	روح سے کام نہ رکھتے ہیں بدن کی خواہش
پاک ہیں قائم و مستجاب سے خاکستر دوش	خاکساروں کو نہیں زیب بدن کی خواہش
خوب لپٹا ہے گیسو سے بس مردان راشہ	جس طرح ہوتی ہے دلہا کو دلہن کی خواہش
وارثانی سے ہے افسردہ مزاجی حاصل	سبزۂ دشت نہ کر گلشن وطن کی خواہش
شغل میں پیش آتے ہیں کچھ چاہیے جو نوشاخ	کیون نہ آیا ہے مجھے سیب ذقن کی خواہش
ہو چکے وحشت کے جو سلسلے گئے یاد آیا	شام غربت کو ہوئی صبح وطن کی خواہش
یاد آتی ہے تجھے اپنا اطلسی کی ردا	پھر طبیعت کو ہوئی رنج و محن کی خواہش
فائدہ کیا ہے بہت ہرزہ کلامی سے نسیم	کیجئے اور طرف حسن سخن کی خواہش

اسطرح مہ جبین نے یہ اشعار گائے کہ رستم خوش ہوئین ارادہ ہوا کہ گل رایہ سون کو بیچ کرتا

مگر غرائب تاجدار جو سامنے بقراط ثانی کے آیا کہ جسکو خداوند خیال سکندری کہتے ہین بقراط
نے پوچھا اے ہمشیر قدرت کہو طلسم کشا سے کیا گذری غرائب نے عرض کی طلسم کشا نکل گیا
کسی بیگ نے اُسیر تاثیر بند کی آپ بھی وقت پر پہونچے مگر طلسم کشا ہوشیار رہا لوح پر ہاتھ پھیر کر گیا
بقراط ہنس رہا ہے کہ چند طائر اُڑتے ہوئے آئے اپنی زبانون مین چاؤن چاؤن کرنے لگے
بقراط نے کہا اے غرائب ان طائرون سے حال طلسم کشا پوچھ لے غرائب نے پکار کر آواز دی کہ
اے طائران قدرت قدرت دریافت فرماتے ہین کہ طلسم کشا کہان پہونچا کس بلا مین پھنسا
طائرون نے چاؤن چاؤن کرکے ایک طائر کی جانب دیکھا اُس طائر نے منقار کھولی مثل
انسان کے گویا ہوا کہ یا خداوند طلسم کشا بر قلعہ اشفاقیہ پہونچا سمہناک زنگی و اشفاق
شاہ مسلمان ہوئے قلعہ اشفاقیہ مین طلسم کشا آج دیکھ رہا ہے سردار و تاجدار مصروف
خدمتگزاری ہین وہ لوگ بہت خوش ہوئے طلسم کشا روانہ ہونے کو ہے بقراط نے
پکار کر آواز دی شطرنج جادو کہ جسکی زوجہ بیرنج ہے دونون کا ڈھنگ ہے اُنسے کون بازی لیجا سکتا
جہان جائینگے زن و شوہر ساتھ ہونگے طلسم کشا کو حیران کرینگے آفت برپا کرینگے جہان
جائینگے قیامت برپا کرینگے شطرنج جادو بہن پڑیگی بیرنج بھی غم و الم پہونچائیگی صحرا و بیابان
مین ہمارے جو بندگان خاص پرورش یافتہ بلبشہ قدرت جانثار رہتے ہین جسکو خبر کرنا کہ
اپنے کو جلد پہونچاؤ قلعہ اشفاقیہ سے رستم آگے نہ بڑھنے پائین طائر یہ سنکر اُڑ گئے رستم نے
دوسرے دن لشکر اپنا باہر نکالا قلعے سے باہر آکر اُترے رستم داخل بارگاہ ہین سمہناک زنگی
بر سر طلایہ اشفاق تاجدار دربارگاہ رستم پر بیٹھا ہے حفاظت شاہزادے کی کر رہا ہے حاضر باش
و ناظر باش کی صدا بلند ہے شطرنج و بیرنج کو نامہ پہونچا زن و شوہر تیار ہوئے تین لاکھ ساحر
ساتھ لیکر یہ تو منزل در منزل چلے مگر شاہور دیوبند کہ پہلوان زبردست ہے اپنے بیشے مین
اُترا ہوا ہے چار سو پہلوان اُسکے زیر کردہ خدمت مین حاضر ہین ستر اسّی ہزار اہل فوج اُسکی
چھاونی مین اُترے ہوئے ہین یہی ذکر ہو رہا ہے کہ قدرت نے ہمارے طلسم کشا کو اپنی
سرحد مین بلایا تھا نہین معلوم اُس پر کیا گذری ساتھ والون سے کہتا ہے اب طلسم کشا
زندہ نہ بچیگا مجھکو بڑی ہوس تھی کہ طلسم کشا کے مقابلے مین جاؤن سنا ہے مین نے کہ طلسم کشا

کو فنون سپاہ گری پہ بڑا غرور ہی پہلوان کہتے ہین ملازمان ہفت پیکر کو طلسم کشا نے مارا
اگر آپ ایسون سے مقابلہ پڑتا تو حال جرأت انکو کھلتا تا جل مالک ایسا جوان ہاتھ سے
قاسم کے زیر ہوا سیف الملک تک کو زیر کر لیا رستم قاسم کے باپ ہین سر رفقا کے
ملک فرنگستان کہلاتے ہین کہ ایک طائر آکر درخت پر بیٹھا شاہور نے اسکو دیکھکر پوچھا ای قاصد
خوش خرام کیا خبر لایا طائر زمین پر آ پڑا کان مین شاہور کے منھ لگا دیا کہا ای شہنشاہ
پہلوانان قدرت نے تمکو حکم دیا ہی کہ جاکر طلسم کشا کو پکڑ لاؤ بڑا انعام پاؤگے ایک بندہ جمشید
خداوند مسلمان ہو گیا یعنے سہمناک زنگی شاہور نے کہا مین جاتے ہی سب کو گرفتار
کرونگا طائر تو یہ کہکر اڑ گیا شاہور نے حکم دیا کہ سب فوج تیار ہو رفقا نے کہا ای پہلوان
دوران سب فوج کو نہ تکلیف دیجیے ہم لوگ کافی ہین شاہور نے کہا یارو طلسم کشا کو کم
نہ جانو طاقت مین بے نظیر حسن مین رشک ماہ منیر جری بہادر صف شکن صفدران حضرات کا
فوج و لشکر مین اسی ہزار جوان لیکے جاؤنگا اور سب بیٹھے مین رہین ہین ہفتے عشرے مین
پلٹ آؤنگا اگر دوسرا حکم آیا کہ تا بہ صاحبقران جاؤ تو البتہ دیر لگیگی نا سے برابر پہونچینگے
تا ہور نا سے اپنے بھائی کو مالک بیشہ کیا آپ اسی ہزار فوج لیکر چلا کہ شہنشاہ اوج عیاری
رستم کو تلاش کرتے ہوے ایک پہاڑ پر پہونچے زیر کوہ ایک باغ دیکھا قصد کیا کہ اس باغ
پر فضا مین جاؤن ایک آواز کان مین آئی ای خواجہ عمرو اس باغ مین سمجھ بوجھ کے جانا
جہان آرا کاکل کشا کا مقام ہی بڑی ساحرہ زبردست ہی باغ مین قدم رکھا اور
اسکو خبر ہوئی خواجہ عمرو باغ مین جاتے جاتے پلٹے ایک نخل کے نیچے بیٹھ گئے رنگ روغن
عیاری کا لگا کر ایک گوئیے کی شکل بنے جوڑی نَے کی کمر سے نکالی نئے طور سے خواجہ
یہ اشعار عاشقانہ گانا شروع کیے

نظم

اٹھانا بار منت شاق تھا پیراہن تن کا ۔ ہوے خشک آنکھ مین آنسو لیا احسان دامن کا
خوشی مستی کے بوسون مین ہی کا رنجیدہ کہ [illegible] ۔ لبم از خود لب سے لب چھٹا ہو گیا کہ دشمن کا
رہا تک لاغری دیوانگی نے مجھکو شیفتہ آئے جہان آرا نے جھلکا رہا [illegible] دیوانہ ہوا ہون
مدد سے تیری فریاد کر لیتے ہین عاشر سے مرے آواز دی ای ملکہ عالم ہوشیار [illegible] رہے گا

مجھے حیرت ہے کیوں قسمت اسیر دام کرتی ہے
کہ آنکھیں بند ہیں منھ تک نہیں دیکھا ہے گلشن کا

وہ دو دست ساقی میں زنجیروں کے حلقے ہیں
ہمارے پاؤں کا عالم ہوا شیشے کی گردن کا

صیادی سینۂ بلبل میں دل نے لوٹ جانے کی
سحر کو دست گلچیں نے جو توڑا پھول گلشن کا

گلہ زا ایسا کیا آہن کو خون گرم نے دیکھو
کہ کٹ سکتا نہیں خنجر سے تسمہ میری گردن کا

کہیں کیا ہم فروغ زیست اپنا بعد مردن کی
رلاتا ہے ہمیں ہنس کر شرارہ سنگ مدفن کا

نہایت ناتوان ہوں زیر خنجر ہل سکوں کیونکر
مری بالائے گردن بوجھ ہے دیوار آہن کا

تری شمشیر نے پیدا کیا خم سجدہ کرنے کو
لہو چاٹا ہوا ہے کافر مسلمانوں کی گردن کا

شگفتہ ہے دل نالاں بڑی مدت میں ہم پہونچے
بلا لیتے ہیں اب انکو ارادہ ہو کے دشمن کا

جھکی جاتی تھی گردن مینہ کے جھونکوں سے محشر میں
تعلق تھا وہ کچھ انکو نہیں باقی خواب مدفن کا

مبارکباد کا انجام بھی آغاز ماتم ہے
چھری صیاد کی دیکھی جو منھ دیکھا تھا گلشن کا

زباں سے حسرت پیری کی کیوں باتیں سناتے ہو
ابھی تو نوجوانی ہے دکھاؤ دل نہ جوبن کا

نسیم ایسی غزل لکھی تصدق روح سامع ہے
بشکل مہر چمکا نور مضمون طبع روشن کا

جہان آرا کے کاکل کشا باغ میں بیٹھی ہے گرد کنیزیں شراب پیے ہوئے ہیں علم موسیقی کی جاننے والی خود بھی گاتی ہے کن رس بھی رکھتی ہے کہ گانے کی آواز خواجہ کی سنی کنیزوں سے ہاتھ کا اشارہ کیا کہ خبردار کوئی نہ بولے جب کنیزیں خاموش ہوئیں تو اچھی طرح آواز سنی کہا صاحبو سنتی ہو کوئی بڑا کامل گا رہا ہے دل بیقرار کر دیا اور مزہ یہ ہے کہ یہ صاحب استعداد ہے ہر کمال سے یہ کیفیت پیدا ہے کہ ہر تان میں کلیجہ نکالے لیتا ہے ذرا جا کر دیکھو تو یہ کون شخص ہے چند کنیزیں جو اس علم سے واقف تھیں انکو اشارہ کیا کہ جا کر اس شخص کو لاؤ خبردار چھوٹ نہ آنا میں گانا سنونگی وہ خود انہیں ملیں خواجہ بیٹھے گا … وہ ساحر دیکھا چند خواصیں آتی ہیں خواجہ عمرو نے اودھر سے منھ پھیر لیا … اپنے بستے میں وہ پیچ گلے کو دیتے ہیں کہ طائر آتشہ … سرہنگ ستر اسی ہزار اہل فوج اسکی چھاونی میں … بیابی ول ہو رہا ہے کہ قدرت نے ہمارے طلسم کشا کو اپنی سرحد میں بلا رکھا نہیں معلوم اس پر کیا گذری ساتھ والوں سے کہتا ہے اب طلسم کشا زندہ نہ بچیگا مجھکو بڑی ہوس تھی کہ طلسم کشا کے مقابلے میں جاؤں شاہ ہین نے کہ طلسم کشا

بغور سن رہے ہیں اکثر آہو جھاڑیوں سے نکل آتے ہیں سامنے آکر ٹھہرے اور پھر روانہ ہوئے
تھیں ان صحرا ڈکارین لیکر بیشے سے نکل آئے کہ عمرو نے ان خواصوں کو دیکھا قریب آئیں خم ہو
کر جھک کر سلام کیا کہا بڑے میاں چلو تمکو ہماری ملکۂ عالم نے بلایا ہے عمرو نے کہا اری ستانیو
کسی جوان کو بلایا ہوگا مجھ بڈھے سے کیا مطلب نکلیگا کنیزوں نے کہا ارے بڑھاپے میں
کیا بیہودہ بکتا ہے عمرو نے کہا صاحب میرے پاؤں میں درد ہے میں چل نہیں سکتا تم لوگ
لیچلو تو چلوں خواصیں نوجوان شوخ و شنگ بیچ بغلوں میں ہاتھ دیکر اٹھایا دیکھا بڑھا گراں ہے عمر
و نے کہا ہوا ہم اس بڑھاپے بیٹھے کے شانے پکڑتے ہیں تم اسکے پاؤں پکڑو یوں اسکو لیچلو یا تہیں ان
کو سنبھال کر خواصوں نے یہی کیا لٹکا کر خواجہ عمرو کو اسطرح لیچلیں خواجہ غل مچاتے ہیں اری
ستانیو کیوں مجھے مارے ڈالتی ہو کبھی کہتے ہیں میرا ہاتھ ٹوٹا کبھی کہتے ہیں پاؤں ٹوٹا وہ نہیں
نہیں چھوڑتیں باغ میں جو پہنچے دیکھا باغ میں خوب روشنی ہو لالٹینیں جابجا روشن
ہیں سوستی کے جھاڑ جابجا رکھے ہیں خواجہ غل مچاتے ہوئے جب سامنے ملکہ
جہان آرا کے پہونچے خواصوں نے زمین پر ڈالدیا خواجہ عمرو دہائی دیتے ہوئے اٹھکر کہا
ای ملکۂ عالم یہ جوان دو بیٹا اور سے کھڑی ہیں میرے پاس تو نہیں ایک درخت کی آڑ
پکڑے کھڑی ہوئیں اپنے دوپٹے کا پردہ ڈالا تھوڑی دیر میں نکلیں نہیں معلوم کیا کرتی
تھیں کراہتی ہوئی نکلیں وہ خواص قسمیں کھانے لگی کہا الٰہی قسم ہے خداوند جدید کی اگر میں
سامنے سے اس لنگڑے کے نہیں ہٹی تھی بہتان لیتا ہے اگر کھائی ہو تو میں ابھی ڈالدوں
یہ لنگڑا زبردستی مجھے لیے مرتا ہے اور سب خواصیں کوسنے لگیں کہ دیکھو لنگڑا کیا بہتان باندھتا ہے
ملکہ نے کہا بڑے میاں صاحب تمہارا کیا نام ہے عمرو نے کہا نام تو میرا تان دراز خان ہے لیکن
... نے چھینے کے واسطے استاد خورد میرا نام رکھا ہے میں بھی حضور کا مشتاق تھا
اٹھانا بار منت شاق گذرا ... سے طائر نکل کر سامنے جہان آرا کے آئے چاہوں کہ
مرنے ستی کے اسوال میں آہی کا رنجیدہ کر گیا پوچھو تو گویتے کو بلایا ہے کوئی نیا شخص نہیں ہے ہم خوب
پہچانتے لاغری دیوانگی نے مجھکو شکستہ کر آئے جہان آرا نے جھلا کر ہاتھ ہلا دیا کہ طائروں کے
مدد سے غیر کی فریاد کر لیتے ہیں عاشق مرتے مرتے آواز دی ای ملکۂ عالم ہوشیار رہیے گا

یہ کہکے طائر جلکر خاک ہوگیا ملکہ نے کہا بڑے میاں صاحب بیٹھیے خواجہ سامنے آکر بیٹھے ملکہ نے کہا میاں اُستاد خورد و برد جیسے آپ اپنی دھن میں بیٹھے گا رہے تھے ویسا ہی ہمارے سامنے گاؤ اور نئی بجاؤ خواجہ نے نئی نکالی سامنے جہان آرا کے یہ اشعار عاشقانہ گانے لگے

حسرت ہی جو دل میں اسی پہلو سے نکل جائے
اللہ کرے دل مرے قابو سے نکل جائے

فتنے کا بل اس جنبش ابرو سے نکل جائے
آشوب کا دم نرگس جادو سے نکل جائے

مل جائے ٹھکانا کمر یار کا دل کو
جو ایک قدم کوچۂ گیسو سے نکل جائے

طوبیٰ تک کی تو حسن نے کی اسکی رہ راست
جب جانیں کہ سیدھا خم ابرو سے نکل جائے

بھڑکائے اگر دل کی لگی سوز نہاں کو
اک شعلۂ آتش بن ہر مو سے نکل جائے

در پر ترے یوں ضعف بٹھا دے کہ نہ اٹھوں
کچھ کام اسی قوت بازو سے نکل جائے

نکلے جو مری روح تو یوں صبح شب وصل
کچھ پہلے ترے بالوں کی خوشبو سے نکل جائے

ملنا ہی ہو منظور اگر میری قضا کو
بچ کر وہ ادائے بت دلجو سے نکل جائے

کیا دل میں مرے ٹھہرے اُن آنکھوں کا تصور
ساحر کے جو چلتے ہوئے جادو سے نکل جائے

جو فاختہ پھر سرو کو گلشن سے نکالے
بڑھ کر جو ذرا اس قد دلجو سے نکل جائے

لخت جگر آتا ہے جو بڑھ بڑھ کے سوئے چشم
اچھا وہی آگے مرے آنسو سے نکل جائے

کیا ناقۂ لیلیٰ کو بھلا پائے گا مجنوں
اک جست میں سو کوس جو آہو سے نکل جائے

آئے مرے گھر میں جو شب غم تو عجب کیا
ڈر کر وہ مرے بخت سیہ رو سے نکل جائے

آنکھوں میں دم اٹکا ہے جو تو آئے دم نزع
شاید تری اک جنبش ابرو سے نکل جائے

دھوکے میں کہیں میرے مقدر کے شب وصل
ایسا نہو بل یار کے گیسو سے نکل جائے

چھپاؤ گے ابھرے ہوئے سینے کو دکھا کر
دیکھو نہ طبیعت مرے قابو سے نکل جائے

اتنا بھی نکر بیٹھے خود و غافل سمجھے اسے عشق
دل لیکے ترے درد کو پہلو سے نکل جائے

کچھ تو طلب بوسہ کا لطف آئے جلال آج
گالی ہی زبان بت بدخو سے نکل جائے

اس رنگ میں خواجہ نے یہ غزل سامنے جہان آرا کے گائی کہ جہان آرا تڑپ گئی کہا استاد دل چاہتا ہے کہ آٹھ پہر گاتے جاؤ تو بھی ہمارا دل نہ بھرے خواجہ نے اور اشعار

شروع کیے ٹھہریان گائین منظور ہوا کہ ساقی گری کرکے اسکو بیہوش کرون مگر جس وقت سے
خواجہ نے جمال جہان آرا اسکا دیکھا ہو دل مثل ماہی بے آب تڑپ رہا ہو خیال مین آیا
کہ اسکو بیہوش کرکے زنبیل مین ڈال لین مگر یہ سوچ رہے ہین کہ جہان آرا بہت ہوشیار
ہو ملکہ نے کہا کیون اُستاد اب کیا منظور ہو خواجہ نے کہا کہ کلیہ میخانہ مجھے مرحمت فرمائیے
مطلب ظاہر ہوا اس طور سے ساقی گری کرون کہ کبھی نگاہ سے نہ گزری ہو ملکہ نے ہنسکر کہا
کہ آپکو ساقی گری منظور ہو یہ کلیہ میخانہ حاضر ہو مگر ایک شاخ نکلوا لینا جیسے ہی خواجہ نے
کلیہ میخانہ اُٹھائی ایک شعلہ چمکا کہ رنگ سید روشن عیاری کا جل گیا خواجہ کو خبر بھی نہ ہوئی ملکہ نے
ہنسکر کہا ای شہنشاہ اوج عیاری آپکو کنیز کی فکر ہوئی میرے پیر پٹیا سے غل مچاتے تھے
مین نے ناحق آپکا منہ جلا دیا اب اُنکی بیقراری کا باعث کھلا لیکن آپکو پیا سب دیکھا
خواجہ کی نگاہ آئینے پر پڑ گئی دیکھا کہ مین تو بصورت اصلی کھڑا ہون فوراً قدمون پر گر پڑے
کہا ای ملکہ عالم انصاف کیجیے مین تو اور ہی فکر مین نکلا تھا آپ نے زبردستی مجھے بلایا جہان آرا
نے کہا ای شہنشاہ عیاران ہر چند کہ سامری و جمشید سب خداوند ہمارے آپ کے معتقد ہوئے
مین لکھ گئے ہین ہر ایک کا یہی قول ہو کہ عمرو عیار سے اپنے کو بچانا اُسکی دوستی سے بھی نا
اور دشمنی سے بھی خوف کرنا ہر چند کہ ہمین آپ سے انتہا کا خوف ہو مگر آپ نے وہ کمال دکھلایا
کہ بے تیغ بسمل کیا مگر امیدوار ہون کہ میری جان بخشی فرمایئے اگر حکم ہو تو مین خود سر کاٹ کر
حاضر کرون خواجہ نے کہا ای شہنشاہ خوبی و ای سرو باغ محبوبی مین نے بھی جس وقت سے
جہان آرا کو دیکھا اسیر طرۂ گیسو و قتیل تیغ ابرو ہوا یہی سوچ رہا تھا کہ معشوق کے ساتھ
کیا مکر کرون مین نے کلیہ میخانہ مانگی تھی مگر دل مین یہی تھا کہ خالی ساقی گری کرونگا جہان آرا
نے کہا آپکی باتون سے دل کو خوف آتا ہو جمشید نامہ جو ہمارے یہان مشہور ہو وہی ہمارا
مذہب ہو اُسمین تحریر ہے کہ عمرو کی موت کسی ساحر کے ہاتھ سے نہین ہو جو اُن کے
قتل مین کوشش کریگا اُسکی جان جائیگی اسوجہ سے مین آپکے قتل کا ارادہ نہین کرتی
اگر یہ ارادہ کرتے مین بھی ہزار خوف مین خواجہ مین نے جمشید نامہ حفظ کیا ہو عبارت
مجھکو یاد ہے جو وہ لکھ گئے وہی ہو رہا ہو اس زمانے کا حال اُس مین لکھا ہو کہ

ساحران برباد ہونگے عطلی آباد کے مٹتے ہی زہرجار نگار بہ زوال آئیگا فرعون شاہ مارا
جائیگا کوئی ساحر مسلمانون کے ہاتھ سے امان نہ پائیگا مجھ سے وعدہ پختہ کیجیے مجھے خفیا
ہی کہ آپکو باغ سے نکالدون مگر آپ ہزار طور سے آئینگی روکنے والے سب غل مچاتے
رہجائینگے لہٰذا بہ مہربانی دوستی کیجیے خواجہ نے کہا ای جہان آرا مین اپنے آقا سے نامدار
کے سر کی قسم کھاتا ہون کہ تمھارے ساتھ خلاف نکرونگا خواجہ عمرو نے ہاتھ بڑھایا ملکہ نے
ہاتھ مین ہاتھ دیکر کہا ای شہنشاہ اوج عیاری میرا ہاتھ مضبوط ہوکر تھامو یہ بقراط ثانی
دشمنیان کررہا ہی میرے ساتھ بھی فساد برپا کریگا اگر مجھکو گرفتار کرے تو رہائی کا میری خیال
رہے مین دل سے مطیع اسلام ہوتی ہون خواجہ نے جہان آرا کو مطیع اسلام کیا اور بیٹھکر
سامنے گانے لگے جہان آرا ہر مرتبہ کانپ جاتی ہو کہتی ہو ای شہنشاہ اوج عیاری کوئی
آفت آیا چاہتی ہی بہت ہوشیار ہوکر بیٹھیے پھر کہتی ہے ای شہنشاہ اوج عیاری دیکھیے رنگ
پھولون کا متغیر ہورہا ہی طائر آشیانون مین خاموش ہین یا تو چہکار رہے تھے یکایک
آشیانون مین کھینچ لیے مجھکو کچھ بن نہین پڑتا عمرو نے کہا ملکہ ہر عالم نکل چلو جہان آرا
نے کہا کسی طرح آج کی رات بخیر و خوبی بسر ہو تو دل کو تسکین ہو نکل چلون تمھاری محبت مین
گھر بار چھوٹتا ہی مگر خواجہ ہمارا خیال رہے یہ باتین تھین کہ آسمان پر نعرہ ہوا او گیسو بریدہ
شوخ دیدہ دشمن خدا و نبی کیا گھر مین بیٹھی ہی منہ سیاہ روش جادو خواجہ نے تو فوراً
گلیم اوڑھ لی کود کر خواجہ الگ ہوے جہان آرا نے چاہا اپنے مقام سے اٹھون نہ اٹھ سکی
یہ ساحر مصاحب ہلیہ ہوا اور خود بھی ساحر زبردست ہی اسنے اترتے اترتے ایک شیشہ پانی کا
پھینکا جہان آرا بیہوش ہوکر گری تھے گرتے آواز دی ای شہنشاہ عیاران بچانا کوئی سر پکڑ لینا
چکر کہین کچھ اٹھین اٹھتے اٹھتے گرین جو گری بیہوش ہوگئی کوئی بھاگ کر چمن مین
پہونچی وہان جاکر گری سہک روش زمین پر آیا دیکھا کہ سب بیہوش پڑے ہین جہان آرا
کو زبان مین سوزن دی ایک تختہ سحر تیار کیا اسپر اٹھا کر جہان آرا کو ڈالا
خواجہ ایک نخل کی آڑ سے یہ سب معاملہ دیکھ رہے ہین کہ ساحر کنیزون کو اٹھاتا
پھرتا ہے اٹھا اٹھا کے سب کو تخت پر ڈالا خواجہ عمرو جس نخل کے

سائے میں کھڑے تھے ایک کنیز بیہوش پڑی تھی اُسکو اُٹھا کر زنبیل میں رکھا اُسکی صورت
بنکر پڑ رہے سہکدوش ہر طرف دیکھتا ہی کہ وہ عیار کہان بھاگ گیا خداوند پوچھین گے
کہ دشمن کو کہان چھوڑا تو کیا جواب دونگا ہر مرتبہ جمال جہان آرا کو دیکھتا ہی اور ٹھنڈی سانسین
بھرتا ہی آخر اُٹھکر خواجہ کو بھی اُٹھایا تخت پر ڈالا جب سب کنیزون کو مع جہان آرا تخت پر
ڈال چکا ایک گوشے پر آکر خود سوار ہوا تخت کو اُڑا کر لیچلا مگر سوچتا ہوا جاتا ہی کہ ای سہکدوش
قدرت نے بقہر و غضب فرمایا تھا کہ جہان آرا کو لانا اگر سامنے لیجاؤنگا تو کچھ عذر نہ سنین گے
فوراً قتل کا حکم دینگے کون سامنے خداوند کے عرض کر سکیگا ایسی مہ جبین قتل ہو جائے کہ حسن
ایسی کامل و اکمل صورت میں یہ زیب و زینت پہلے اسکو اپنے باغ میں لیجاؤن اور اپنے سے
رضامند کرون خوف جان سے ضرور قبول کریگی جب خداوند سے جاکر خطا معاف کرا لونگا تو اسکو
سامنے خداوند کے لیجاؤنگا کیا عجب ہی کہ جان بخشی ہو یہ سوچ کر طرف اپنے باغ کے چلا مگر
کہتا ہی تخت کو کیون گرانی ہی سب خداوند کے پرستار ہی اس پر سوار ہین شاید کوئی
فتور ہوا ہی ایک کنیز کو دیکھتا ہی پھر خاموش ہو جاتا ہی اسی خیال مین تخت کو اُڑائے ہوئے
سامنے اپنے باغ کے آیا کئی سو کنیزین سامنے صف باندھے کھڑی تھین سب نے جھک کر
سلام کیا پکار کر آواز دی ای شہنشاہ سہکدوش دشمن کو لائے سہکدوش نے تخت اُتارا
ملکہ جہان آرا کو مسند پر بٹھایا ایک کنیز رنگ آمیز نامے کہ سب سے زیادہ خوبصورت
ہی اُسنے کہا ای شہنشاہ آج تو بڑی معشوقہ کو لائے سہکدوش نے کہا ای ملکہ کیا کہون
جسوقت سے اس ظالم کو دیکھا ہی دل تڑپ رہا ہی رنگ آمیز منہ پھلا کر سامنے سے
ہٹ گئی خواجہ نے کروٹ لیکر اپنے کو تخت سے گرا دیا سہکدوش اور کنیزون کو ہوشیار
کر رہا ہی وہ سب حیران حیران اُٹھتی جاتی ہین خواجہ نے دیکھا کہ سہکدوش اس کام مین
مصروف ہی اُٹھکر ایک جانب بھاگے قریب رنگ آمیز کے آئے گلے مین ہاتھ ڈالکر کہا کیون
بوا تم کیون چپ کھڑی ہو رنگ آمیز نے کہا بوا کیا پوچھتی ہو مرد کی صحبت جی کا ضرر ہے آج
جہان آرا کو قید کرکے لائے ہین ہم سے بات بھی نہین کرتے چند سے ہمنے تو اُنسے
دل لگایا اپنا عیش و آرام ترک کیا آٹھ پہر انھین کی خدمتگاری سے کام رکھا کہ یہ راضی

اور خوش رہیں اُنھوں نے آج ہمارے منھ پر کہا کہ جب سے جہان آرا کو دیکھا ہے دل
قابو میں نہیں ہے میں بھی یو اچھا کہ سامنے سے چلی آئی یا تو آٹھ پہر میرے نام کی جپنی تھی اگر گھڑی بھر
کو کہیں جاتی تھی تو فرماتے تھے کہ رنگ آمیز کو بلاؤ آج یہ بے مروتی ہم سے نہ کہتے جہان آرا
کو کلیجے میں رکھ لیتے تو ہمکو ملال ہوتا اب ہمکو بڑا قلق ہے عمرو نے کہا یہ اگر ایسے چاہو ایک
شعبدہ تمکو بتا دوں کہ ہمیشہ تمھاری جوتیوں کے پیچھے رہیں دوسری عورت پر نگاہ نہ ڈالیں
رنگ آمیز نے کہا بھلا اگر ایسا کرو تو مجھکو مول لیلو خواجہ عمرو اُسکا ہاتھ تھام کر کنارے لائے
باتوں میں لگا کر رنگ آمیز کو بیہوش کیا رنگ آمیز کو زنبیل میں رکھا آپ اُسکی صورت بنکر
ہنستے ہوئے کنیزوں میں آئے اتنے عرصے میں سبک روش نے جہان آرا کو ہوشیار کیا
مگر زبان میں سوزش ہے کنیزوں کو جمع کیا کہا ارے شراب و کباب لاؤ گلابیاں شراب کی
کشتیاں کباب کی لا کر رکھی گئیں ملکہ جہان آرا سرنگوں ہیں کہ سبک روش نے ہاتھ باندھ کر
کہا اے شہنشاہ فلک بارگاہ سرو باغ محبوبی حقیقت میں تم سے بڑی خطا ہوئی قدرت نے غصے
میں فرمایا کہ ملکہ جہان آرا کو جلد لاؤ اگر اسی وقت تمکو لیجاؤنگا تو فوراً حکم قتل دینگے
زندہ نہ چھوڑینگے اسواسطے میں نے تمکو اپنے باغ میں ٹھہرایا مگر میں نے جسوقت سے
تمکو دیکھا ہے کیا کہوں کیا دل کا حال ہے اپنی تو یہ کیفیت ہے

نظم

کہوں سر رکھ کے قدموں پہ انکے — مٹا دو میرے ماتھے کو جبیں سے
یہی شکوہ ہے بخت شرمگیں سے — لڑی کیوں آنکھ اُس پردہ نشیں سے
مری آنکھیں تری صورت کو ترسیں — نگاہ ہے مجھکو صورت آفریں سے
محبت کا نہ ہے جو میری آنکھ تم کو — ادھر دیکھو نگاہ شرمگیں سے
ترا آنسو ابھی ہے خلد سے دور — بلائیں لیتی ہیں حوریں وہیں سے
الٰہی اُس تک پہونچ کر پھر دل و ہوش — یہ چھوٹا تھا کہیں سے وہ کہیں سے
خبر لے لگا بام یار کی بھی — اگر نالہ پھرا عرش بریں سے
ابھی اُٹھنا نہ میرے ملیں دور — ذرا کہدو انکھا اپنے ہمنشیں سے
دیار گھر سے جو میں دشت جنوں کو — پکارے ہوش ہم رخصت یہیں سے

ہمارے قتل مین کچھ کہہ رہی ہی
اُس ابرو کی شکن چین جبین سے

مرا خط دے کے کہنا اُن سے قاصد
کہ پڑھ لو اسکو تم کچھ تو کہین سے

ہمارا کام آخر ہو گیا تھا
کسی بت کی نگاہ اولین سے

حلال اُتری نہ مر کر بھی ہے عشق
بخار اُٹھتے ہین مرقد کی زمین سے

رو رو کر سبک روش نے جو یہ اشعار پڑھے ملکہ کی ابرو پر بل پڑ گیا اگرچہ زبان مین
سوزن ہی بات کرنے کا یارا انہین نہ تھا مگر آنکھون مین آنسو بھر کے اشارہ کیا او بھیا کیا بیہودہ
بکتا ہی تو بھی سامنے اُس ناسمجھ کے بیٹھی خدا سلامت رکھے خواجہ عمرو کو وہ ضرور
سمجھا ور ہا کرینگے آینگے اور سامنے سے اُس غدار بیٹھنے والے کے لیجاینگے تو کیون
ایسی باتین کرتا ہی سبک روش قدمون پر گرتا ہی اور گرد پھرتا ہی کہتا ہی او شہنشاہ خوبی
ای گل باغ خوبی و محبوبی مین عاشق زار ہون گلا کاٹ لونگا جان اپنی تم پر فدا کرونگا
لاکھ لاکھ منتین کرتا ہی کبھی ظریف خیال سکندری دلاتا ہی ملکہ تڑپ رہی ہین یہی قول ہی
کہ تو خود قتل کر کیا مین خیال سکندری کی لونڈی ہون جو میرے جی نے چاہا وہ مین نے
کیا اُسکو میرے قول و فعل مین کیا دخل ہی عمرو کو اپنے گھر مین بٹھایا اچھا کیا تو گرفتار
کرا یا بہتر ہوا اب یہ باتین نکر جو تجھ سے ہو سکے اُس جفا سے پیش آ سبک روش کیسا پریشان
ہو رہا ہی کنیزون سے کہتا ہی تم ساتھو ہو تم اسکو سمجھاؤ مفت مین یہ جان جائیگی ہاے
تصویر مرقع خانہ دنیا سے مٹ جائیگی بعد اسکے مین کیونکر زندہ رہونگا کیونکر جفا سے فراق
سہونگا یہ ہجر کی کالی راتین کیونکر کٹینگی جب خیال زلف خوشبو آئیگا صحرا سے ختا و ختن کی
راہ لونگا وہان بھی پریشان رہونگا کنیزین بھی سمجھاتی ہین کہ رنگ آمیز سامنے ہنستی ہوئی
آئی کہا ای شہنشاہ اِس وقت عجب ماجرا دیکھا رات مین حضور سے خفا ہو کر جو گئی کمرے مین کمبل
منھ لپیٹ کر پڑ رہی تھی مین خواب مین دیکھا کہ خداوند تشریف لائے ہین فرماتے ہین کیون رنگ آمیز
کیسا مزاج ہی یہ کہکے ہاتھ لگانے لگے مین نے جھٹک دیا اور کہا کہ الگ رہو ایسا نہو تمہارے
ہاتھ لگانے سے میرا بدن میلا ہو جائے قدرت ہنسے اور کہا کہ دو کمال تمکو دیتا ہون
ایک کمال علم موسیقی تمکو دیا جسکے سامنے گاؤ گی مبہوت ہو جائیگا دوسرے کلام

ذرا امتحان تو کیجے جھجکا گانا آیا کہ نہیں سکبدوش نے کہا اچھا اشعار گانا شروع کیجے

نظم

ای مرگ دیکھتی ہے انھیں بار بار کیا | سینے کے زخم بھی ہیں شگاف فزار کیا
بدلا ہو رنگ رو کی طرح اختیار کیا | ای جان امید وعدہ پہ بے اعتبار کیا
ہیں وصل میں فراق فلک بھی نہ کر سکا | لپٹے ہوے ہیں دامن لیل و نہار کیا
آنکھیں کھلی ہوئی ہیں جھپکتی نہیں پلک | تکلیف نزع بھی ہے شب انتظار کیا
بہرے ہو تم بھی ناصح نافہم کی طرح | جو پوچھتا ہوں پوچھتے ہو بار بار کیا
جھگڑے ہیں ہوں کشاکش الفاظ کھینچ کھچ | کم ہو سکے گا مشغلہ روزگار کیا
کیسا ہی قرب راحت دشمن پہ اعتماد | تلوے کھجائے گی خلش نوک خار کیا
رکھتی ہی مثل روح جدا عوض پر خراش | معشوق آبلہ ہی کوئی نوک خار کیا
سائل ہوں ایک بوسے کا دو چار کا نہیں | ہیں طول مدعا میں کروں اختصار کیا
انجام دیکھتے نہیں آغاز کے سوا | ہو طول لطف و رحمت پروردگار کیا
مٹتا ہوں سے کے ناز اٹھائے ہیں رات بھر | کھا جوش شوق جلوہ دیدار یار کیا
ہنگام وصل یار بھی ہی بھولتا نہیں | داغ فراق ہے ستم روزگار کیا
قاتل نے بعد ذبح کے آنکھیں نکال لیں | دیکھیں گے شکل راحت خواب فرار کیا
مانند بوسہ چار لبوں میں نہاں ہوں میں | پوشیدگی ہو میری کھلا آشکار کیا
نیلی سی دبی ہے اک کفنی دود آہ کی | ای روح پوشش بدن سوگوار کیا
جکڑیں ہی نصیب تو جگر میں آرزو | ہم دور آسمان سے مزار و نگار کیا
مانند روح قید تعلق سے جا رہی | جب جسم میں نہیں تو نشان مزار کیا
بدلا ہوا ہی رنگ مزاج ان دنوں نسیم | دیکھیں جہان کا گلشن ناپائدار کیا

اس رنگ میں یہ غزل خواجہ نے گائی کہ سکبدوش رونے لگا کہا اسے رنگ آمیز تونے دل ٹکڑے ٹکڑے کر دیا حقیقت میں تجھکو قدرت نے کمال دیا خواجہ عمرو نے کہا اے سکبدوش اب میں ملکہ عالم کو سمجھاؤں یقین ہے کہ راہ پر لاؤں سکبدوش خوشی خوشی ہٹ گیا خواجہ عمرو نے کہا کیون ری جہان آرا ایسے ساحر کو کیون نہیں قبول کرتی

جہان آرا نے کہا اے رنگ آمیز اسوقت تیرے گانے نے دل بیچین کر دیا خواجہ کے
گانے کا رنگ دکھایا صاف صاف تماکہ تو کون ہو عمرو نے کہا کہ اے ملکہ عالم یہ وہ جا ہے
کہ جسکے دیوار کے سائے میں دشمن نہیں آسکتا عمرو یہاں کہاں آئیگا اسکو قبول کرو تو میں
ابھی رہا کر دوں جہان آرا نے کہا لاکہ جان میری دین اسلام پر نثار ہے اب تو جو کیا سو کیا
جو جفا اس حرامزادے کا جی چاہے وہ کرے تب خواجہ عمرو نے کہا اے ملکہ عالم میں ہوں
آپ کا غلام رنگ آمیز تو میری زنبیل میں ہے باورچی خانے میں پتیلیاں دھو رہی ہے ملکہ
جہان آرا ہنس پڑیں دو سے سبکدوش نے دیکھا کہ ملکہ ہنسیں کہا لو صاحبو ملکہ یا تو
روتی تھیں یا ہنسیں سبکدوش نے کہا رنگ آمیز کی باتوں نے اپنا رنگ جمایا ملکہ روتے
روتے ہنسیں رنگ آمیز پر قدرت نے اپنی عنایت کی اسکی باتوں میں تاثیر ہے کہ تا روز
قیامت کا گایا اب تک دل میں مزہ بھرا ہے سبکدوش تو الگ کھڑا دوستیان کر رہا ہے
خواجہ عمرو نے کہا اے ملکہ عالم سوزن نکالوں ایسا نہ ہو سحر اس ملعون کا غالب ہو ملکہ نے
کہا وہ سحر اس حکیم کا تھا اسی پر بھی ہوں کہ اسکو بھی ثابت ہو کہ جہان آرا ہم سے جدا ہوئی
خواجہ عمرو نے پکار کر آواز دی اے سبکدوش لو ملکہ راضی ہو گئیں اب آتی ہیں وہ ہاتھ سے
ربنا سے سبکدوش بیقرار ہو کر دوڑا کہ جا کر ملکہ کو رہا کروں نثار ہو جاؤں رنگ آمیز
نے بڑا احسان کیا کہ خواجہ عمرو نے زبان سے جہان آرا کی سوزن نکالی خواجہ عمرو
تو کود کر کنارہ ہوئے کلیم اوڑھلی ملکہ نے کچھ پھول اٹھائے کچھ پتے ہاتھ میں لیے کہ
صحبت میں رکھے تھے سبکدوش پر پھینک مارے اور آواز دی کہ اے دیوانے ہاتھ
اسکو لینا سبکدوش پر پھول پڑتے ہی لگی ہوا سے معتدل چلی سبکدوش نے
جامہ قبا کھول لیے ہوا جو کھائی اور خوشبو پھولوں کی سونگھی جھومنے لگا چار جانب سے
طائروں نے مل کے زمزمہ سرائی کی چاؤں چاؤں کر کے سبکدوش کو گھیر لیا
سبکدوش مست ہو گیا آنکھیں لال آئیں پکار اٹھا نظم

اٹھ اٹھ کے کچھ اشارے یہ کرتا ہے ابر سرخ	دستار اپنی ہم میں کریں سیتی جگر سرخ
کشتہ ہوں اسکے دست حنائی کا دوستو	رنگ کف حنائی اگر ہو تو قبر سرخ

لائی یہ رنگ سینہ روی ہجر یار مین
چھاتی کا عاشقون کے ہوا سنگ قبر سرخ

ٹوٹے اس اپنی سبحۂ مرجان کو کیون نہ شیخ
ڈورے جو انکھڑیون کے دکھاے وہ گلبہر سرخ

ٹھہری ہی نہ ملنے وصل مین آپ اختیار ہی
بوسون سے دونون ہاتھ کرونگا یہ جبر سرخ

تھا کیسا دوست اسکی گلی کا سنگ سیاہ
دشمن کو میرے کہا نہ گیا بنکے ببر سرخ

پلکین ہین اشکبار تو خون بار چشم تر
ابر سیہ سے بڑھ کے برستا ہی ابر سرخ

آفاق مین ہی کس بت گل پیرہن کا دور
تسبیح شیخ لال ہے زنار گبر سرخ

اٹھتی ہی جب تو خون ہی برساتی ہی جلال
تلوار کا ہی کیا مرے قاتل کا ابر سرخ

یہ غزل گا رہا ہوا سامنے ملکہ کے آیا کہا ہی ملکۂ عالم جو حکم ہو بجالاؤن جہان آرا نے کہا
جا کر اس حکیم کا سر لاؤ سبکدوش نے عرض کی بہت خوب چاہتا ہی کہ روانہ ہو آسمان
پر سناٹا ہوا ایک طائر ہفت رنگ نے آکر عکس اپنا سبکدوش پر ڈالا سبکدوش
نے مٹھی مین جو پھول و غنچے تھے انکو پھینکا یا شاخ نخل توڑ کر جہان آرا پر پھینک ماری
جہان آرا پر خنجر برسنے لگے ملکہ نے پکار کر آواز دی وہین سے بیٹھے بیٹھے مدد کرتا ہے
پھینکے ملکہ نے چند موے زلف توڑے سبکدوش پر پھینک مارے کہا اے
سبکدوش نہین معلوم تجھکو کیا خیال ہے یہ تیری جان کا وبال ہی سبکدوش نے دیکھا
کہ ایک زنجیر آہنی گلے مین پڑی سبکدوش کو کھینچنے لگی کہ پھر طائر پیدا ہوا عکس اپنا ڈالا
کہ زنجیر کٹ کر گری ملکہ نے پکار کر آواز دی ای شہباز نظر اس طائر کو لینا خواجہ نے دیکھا
ایک باز اترتا ہوا آیا اس طائر پر گرا طائر و باز سے پنجہ و منقار چلنے لگا لیکن باز نے طائر کو
حیران کیا ہی طائر نے چاہا تڑپ کر نکل جاؤن باز کب باز آتا ہی پنجہ جھپٹ کر مارا کہ آنکھین
طائر کی نکل پڑین جب طائر نابینا ہوا آنکھون سے خون بہنے لگا ہوش اڑے چاہتا کہ
باز کا سامنا کرون مگر باز ہر مرتبہ تڑپ کے اس زور سے گرتا ہی کہ طائر گھبرا جاتا ہے
ہر طرح کے پھینک سے دونون پنجے تھام کر طائر کو باز نے چیر ڈالا خون طائر کا جو سر پر
سبکدوش کے گرا اب تو سبکدوش زیادہ بدحواس ہوا پکار کر آواز دی ای
ملکۂ عالم جو حکم ہو بجا لاؤن ملکہ نے پھر دہی کہا کہ اس قارورہ نوش کا سر لاؤ

سبکدوش سلام کرکے ملکہ کو چلا باغ سے باہر نکلا جھپٹتا ہوا جاتا ہی تیغ ہاتھ مین یادمین ملکہ
کی اشعار پڑھتا ہوا زیر قصر سبکدری پہونچا نگہبانون نے جو اس حال زار سے سبکدوش
کو دیکھا پکار کر آواز دی ای سبکدوش اس حال سے یہان نہ آنا سبکدوش ان لوگون پر
تلوار کھینچ کے گرا نگہبانون کو قتل کرنے لگا ساحرون کے مرنے کی آواز جو بلند ہوئی بقراط تاکی
تخت پر بیٹھا ہی سات سو تاجدار گرد بیٹھے ہین کہا یارو دیکھو تو یہ کیا بلوا ہی ساحرون نے
جھک کر دیکھا کہا یا خداوند سبکدوش کا عجب حال ہی نگہبانون کو قتل کر رہا ہی وہ چاہتا ہی
بالاے قصر آوے نگہبان روک رہے ہین بقراط نے کہا پکار کر کہو کہ قدرت فرماتے ہین
او ناری تو جل جا کیون اسقدر بدعت کرتا ہی ایک تاجدار نے سر کو جھکا کر آواز دی ای سبکدوش
قدرت فرماتے ہین کہ تو جل جا سبکدوش نے ایک آہ کی کہ منہ سے شعلۂ آتش نکلا
مثل سرو چراغان جلنے لگا تھوڑے عرصے مین جلکر خاک ہوا جو نگہبان مارے گئے تھے
وہ سب اُٹھ بیٹھے تاجدارون نے پوچھا یا خداوند یہ کیا معرکہ تھا بقراط نے کہا بی جہان آرا
نے یہ شعبدہ دکھایا تھا اسوقت تمھین اُن کو گرفتار کر سکتا ہون لیکن نکل جانے دو مین نے
بڑے شخص کو پھنسایا ہی یعنے طلسم کشا کو اپنی سرحد مین بلا لیا ہی جس دن شعبدہ بن گیا
فوراً گرفتار ہو جاینگے دربار حکیم مین تو یہ ذکر ہی بعد جانے سبکدوش کے جہان آرا نے
خواجہ سے کہا کہ ای شہنشاہ عیاران اب نکل چلیے مگر خواجہ عمرو تم یہان کیونکر پہونچے
عمرو نے سب حال بیان کیا جہان آرا نے کہا میرے دل کو تقویت تھی کہ خواجہ عمرو آکر
رہا کرینگے چہار جانب دیکھتی تھی مین جانتی تھی خواجہ کو کوئی نہ روکے گا مگر آپ کے خوف
سے یہ کل مقامات پرانے سحر ہین جہان پر قدم رکھیے گا آپ کو حال معلوم ہو جائیگا مقابل
طلسم کشا مین ایک پہلوان شاہور بلند رکاب تاجے ایک طرف سے جاتا ہی ایک طرف
سے شطرنج و شیرنج چلے ہین کہ طلسم کشا کو پھنسائین خواجہ عمرو نے سنکر آواز دی کہ
ملکہ تم چلو مین بھی آتا ہون پیچھے رستم کی بڑی فکر ہے ملکہ جہان آرا پرواز پیدا کرکے
چلین خواجہ عمرو ایک جانب چلے مگر رستم قلعۂ اشفاقیہ پر فروکش ہین سمجھا کہ
زنگی منتظم لشکر و استفاق تاجدار بیرون قلعہ آکر اترے ہین رستم مرکب پر سوار ہو کے

لشکر تیار ہی کہ کوچ کرے صحرا سے گرد اُڑی شاہور تین لاکھ فوج سے آکر پہونچا مقابلہ طلسم کشا
مین اُتر پڑا نہایت ہی شاہور کو غرور ہے اُترتے ہی یہ خبر پائی کہ سہمناک زنگی و اشفاق
تاجدار مسلمان ہوئے جھلا کر کہا کہ سہمناک کس شمار مین ہی اشفاق تاجدار ایک آدنے
خراج گزار ہے کل ان سب کو پامال کر ڈالونگا یہ کہکے طبل جنگی بجوایا رستم کو خبر پہونچی
رستم نے بھی طبل جنگی بجوایا کافور برادر بھائی شاہور کا دو ہزار سوار سے طلایہ
دینے لگا ادھر رستم نے کہا ای ملک اشفاق تاجدار آج ہم خود طلائے پر جائینگے
سہمناک نے عرض کی غلام کے ہوتے حضور کو مناسب نہین ہے رستم نے کہا
آج ہمین کو بہتر ہے کہ طلائے پر جائین اشفاق تاجدار نے کہا سہمناک اور
غلام ہمراہ رہین رستم نے قبول نہ کیا چار سو جوانون کو ساتھ لیکر لشکر مین آئے
عیار بجا سوار مقرر کیے دو سو سوار اپنے ساتھ رکھے طلایہ دینے لگے کافور دس ہزار
سوارون سے طلایہ دے رہا ہی غول کے غول غٹ کے غٹ ساتھ ہین کافور
نے جو حاضر باش و ناظر باش کی صدا لشکر سے سنی عیار سے کہا دریافت تو کر
عیار اسکا بر اسے خبر چلا عیار نے آکے دیکھا کہ رستم دو سو سوارون سے طلایہ
دے رہے ہین خبر دریافت کر کے پلٹا آکر کافور کو خبر دی کافور نے موچھون پر تاؤ
پھیر کر کہا کہ کل بھائی کو تکلیف نہو مین رستم کو گرفتار کرون صرف دو سو سوار اسکے
ساتھ ہین جب دس ہزار سے بلوہ کرونگا بھاگین گے مین بھاگنے نہ دونگا یہ کہکے کنارے
پر لشکر کے آیا رستم پھرتے ہوئے کنارہ لشکر پر آئے کافور نے للکارا کون طلایہ دے رہا
ہی رستم نے آواز دی آنا رستم ہیلتن کافور نے گینڈا بڑھایا پکار کر آواز دی ای رستم
کچھ شغل مردان عالم ہونا چاہیے دو دو ہاتھ تلوار کے چلین تو بہتر ہی رستم یہ سنتے ہی
جا پڑے کافور نے فوج کو اشارہ کیا کہ چار جانب سے گھیر کر رستم کو گرفتار کر لو فوج
نے چہار جانب سے محاصرہ کیا رستم نعرہ کر کے جا پڑے نعرۂ رستم سے زمین تھرائی دو
دو سو جوان بھی آ پڑے رستم نے تاک تاک کے افسرون کو مارنا شروع کیا وہ دو سو جوان
بھی شمشیر زنی کر رہے ہین کافور الگ سے دیکھ رہا ہی تھوڑے عرصے مین دیکھا کہ کئی

ہزار جوان مارے گئے سوچا کہ بے اپنا ہاتھ پاؤن ہلائے کچھ نہ ہوگا گینڈے کو ٹھکرا کر آواز دی
کہ ای رستم ان غربا کو کیا قتل کرتے ہو ہم سے تو مقابلہ کرو رستم پلٹ پڑے سامنے کافور کے پہونچے
کافور نے نیزہ مارا رستم نے نیزہ اوسکا ہوائی کیا کافور نے ہاتھ تلوار کا مارا رستم نے ہاتھ ہتھکٹی کا
مارا کہ دہنا ہاتھ کٹا مع تلوار زمین پر گرا پرنالہ خون کا ہاتھ سے جاری ہوا فوج والون کو پکار کر
آواز دی کہ یارو میری دستگیری کرو میرا ہاتھ بیکار ہوا کئی سو جوانون نے آکر کافور کو ہاتھ
سے رستم کے بچایا کئی جوانون نے جان دی مگر کافور کو لے بھاگے کافور کراہتا ہوا کہتا ہی یارو
پلٹ چلو رستم نے کئی سو افسرون کو مارا ایک طور سے لڑ رہا ہو مین سمجھا تھا جب دس ہزار پچیس
دوسی پر حملہ کرین گے تو وہ سب بھاگین گے رستم تو اپنے زمانے کا رستم ہی آخر فوج کافور کے
پاؤن اوٹھے کافور کو لوگ اوسی حال مین لیے ہوے پاس شاہور کے آئے شاہور نے حال
سنکر کہا کیون بھائی یہ تم نے کیا کیا کہ اپنا ہاتھ کٹوایا دشمنون کا دل بڑھایا اب رستم اپنے مقام
پر ناز کریگا ای ماہور تیر دار تم جا کر طلایہ دو مگر خبردار اپنے ہی لشکر مین رہنا ماہور جو ماہر لشکر کا
کہتا ہی کہ بھائی صاحب کا ہاتھ کٹا مین اگر بدلہ نہ لون تو بڑے نامردے پن کی بات ہی یہ کہکے
چلا کنارے پر آکے دیکھا رستم اپنے ساتھ والون کو جمع کر رہے ہین جو لوگ زخمی ہوے انکو
اور جو مارے گئے اونکے لاشے اٹھوا رہے ہین ماہور نے جو دور سے رستم کو دیکھا کہ خون کی چھینٹین
پڑی ہین تلوار سے خون پونچھ رہے ہین ماہور نے پکار کر آواز دی ای رستم بڑے بھائی کا حال
ہوا اب مجھ سے مقابلہ کرو تو حال کھلے رستم مرکب چمکا کر سامنے آئے ماہور نے نیزہ مارا رستم
نے نیزہ ماہور کا توڑا ماہور نے ہاتھ تلوار کا مارا رستم نے صاف بچا سیلی سپر تلوار کو رد کیا
اور خبردار کہکے ہاتھ مارا تیغہ ہلاکت جو ہر دست زبردست رستم صاحب شوکت کو خشم
تڑپ کے تیغہ جو گرا یا قبضہ پر جھکا تھا یا زیر تنگ تلوار نے جا کر زمین کو بوسہ دیا مرنا ماہور کا فوج
کے پاؤن اوٹھے رستم قتل کرتے ہوے کنارے تک لشکر کے پہونچے سب بھاگے ہوے سامنے
شاہور کے آئے عرض کی ماہور مارے گئے شاہور نے کہا ارے یہ کیا ہوا لوگون نے کہا
حضور رستم سے جا بھڑے پھر طلسم کشا اپنے زمانے کا رستم ہی شاہور نے پوچھا قد و قامت
کیا ہی بڑا تن و توش ہوگا سب نے کہا حضور معشوق وضع ہی طلسم ہفت پیکر کی شہزادیان

جان و دل سے نثار ہوئین عاشق ہو کر شریک ہو گئین سنبل ہفت گیسو عجیب شاہزادی ہی
نہایت حسین لیکن شمع جمال رستم کی پروانہ ہی شاہور یہ حال سنکر بہت جھلایا کہا ایک بھائی
کا ہاتھ کٹا ایک بھائی مارے گئے اب مین نے دونونکا سوگ رکھا چار دن کی طلسم کشا کو
مہلت دی بعد چار دن کے میدان مین جاکر سمجھ لونگا پوچھونگا کہ کیون او طلسم کشا میرے
بھائی کو کیون مارا سب نے کہا حضور کافور صاحب بھی جا پڑے اور رستم کو پکار کر ٹوکا
اسنے آکر ہاتھ مار دیا یہ بھی بلبلا کر پہونچے آخر مارے گئے شاہور نے کہا خیر چار دن اور
چین کر لین یہ کہکے حکم دیا کہ بھائی صاحب کا لاشہ لیجا کر جلاؤ ناری کو جہنم مین پہونچاؤ یہان
رستم کو بھی ہرکارون نے خبر دی کہ شاہور نے حضور کو چار دن کی مہلت دی ہی اور سب حال
بیان کیا رستم نے کہا سمجھا جائیگا جب میدان مین آئیگا دیکھ لین گے لیکن خواجہ عمرو ملکہ
جہان آرا سے جدا ہو کے جست و خیز کرتے ہوئے آتے ہین جہان کہین راہ مین گاؤن
ملا او رشق لیا کہ یہان بازار ہی منڈیا چڑھے بنکر یا گھوڑی بنکر گاؤن مین گھس گئے پیسہ دو کا
تحصیل لیا مگر حیران ہین کہ رستم کو کیونکر پاؤن ہمارے آقا کا حال ابتر ہوگا جا کر خیر و عافیت سے
دیکھون چار دن ہوئے جنگل مین رہ روی کرتے ہوئے ایکروز ایک پہاڑ پر چڑھے دامن کوہ
مین دیکھا چند عورتین پھر رہی ہین اور ایک بارگاہ استادہ ہی سمجھے کہ کسی کا لشکر جاتا ہی حال رستم
سنکر سب طرف سے کافر چلے ہین خواجہ عمرو صورت بدلے ہوئے قریب آئے دریافت کیا
معلوم ہوا کہ ملکہ کاؤس زرین قبا اپنی خالہ کی ملاقات کو جاتی ہین ناظرین کو یاد ہوگا سابق
مین لکھ چکا ہون کہ شطرنج جادو و شیر پنچ جادو تلاش مین رستم کی یہ زن و شوہر چلے ہین
ان زن و شوہر نے کچھ راستہ طے کیا کہ زوجہ نے شوہر سے کہا صاحب تم لشکر لیکر چلو مین
گرفتاری طلسم کشا کی تدبیر کرتی ہون مین نے قاعدہ کتاب مین دیکھا ہی کہ طلسم کشا ملکہ
تمکین شیرین کلام پر عاشق ہی فراق مین تڑپ رہا ہی شطرنج جادو تو طرف طلسم کشا کے
چلا مگر شیر پنچ جادو سات سو کنیزون کو ساتھ لیکر علیحدہ ہوئی صحرا مین ایک باغ تھا اسمین
آکر اتری اپنی صورت تو تمکین شیرین کلام کی بنائی اور کنیزون کو بشکل کنیزان ملکہ بنایا ایک
نامہ بنام طلسم کشا لکھا مضمون نامہ کا یہ تھا کہ اے آفتاب عالمتاب فلک جرأت و ای یگانہ

میدان جلالت زاد اقبالکم۔ بعد شوق ملاقات معلوم ہو کہ ہم کو آپ کے فراق نے بہت ستایا اب ہمنے بمشکل اپنے کو فلاں باغ میں پہونچایا ہے اگر آپ چند ساعت چلے آئیں تو ملاقات ہو جائے کیا تحریر کروں کہ جو کیفیت ہے نظم

الفت میں کچھ اب خوف و خطر ہم نہیں رکھتے
دل ہم نہیں رکھتے ہیں جگر ہم نہیں رکھتے

بیہوش ترے عشق سراپا میں ہیں ایسے
اپنے بھی تن و سر کی خبر ہم نہیں رکھتے

اڑ کر کہیں جا سکتی نہ تھی ہم سے پریزاد
افسوس مگر یہ ہے کہ پر ہم نہیں رکھتے

جس دن سے محبت ہوئی تری تیغ نگہ کی
اس روز سے ایجان سپر ہم نہیں رکھتے

آہوں نے بھی باندھی ہی ہوا بے اثری کی
نالوں کا بھی غل ہو کہ اثر ہم نہیں رکھتے

گہ دشت میں آوارہ ہیں گہ انکی گلی میں
وہ دل میں بسے جب تو گھر ہم نہیں رکھتے

اقرار سے وصلت کے دیا کرتے ہیں تسکین
اب دل وہ مرا درہم و برہم نہیں رکھتے

سمجھیں نہ کبھی موتیوں کو دانت تمہارے
کیا اتنی بھی ایجان نظر ہم نہیں رکھتے

ناسوروں کی پیسوت پہ تصدق ہوئیں روح
اس واسطے ہم زخم پہ مرہم نہیں رکھتے

گویا ہوا نار عشق سے دل اپنا
ڈر سے ترے آنکھوں کو کبھی تر ہم نہیں رکھتے

اب تک سحر ہجر کے صدمے نہیں بھولے
پھر بھی وہ آتے ہیں مگر ہم نہیں رکھتے

منھ لال طمانچوں سے قناعت میں کیا ہے
صورت کبھی کبھی صورت زر ہم نہیں رکھتے

یاقوت ہیں لخت جگر آنسو در خوشاب
ہرگز طمع لعل و گہر ہم نہیں رکھتے

قسمت کے اندھیرے نے ہمیں راہ بھلا دی
اب کوچۂ گیسو میں گذر ہم نہیں رکھتے

اب روح لبوں ہو کے جو نکلے تو عجب کیا
تن میں لہو اک دیدۂ تر ہم نہیں رکھتے

دھڑکا ہمیں فردائے قیامت کا ہے کیا
ہرگز شب فرقت کی سحر ہم نہیں رکھتے

فرقت انھیں مرغوب ہے وصلت ہمیں مطلوب
جس سمت دل انکا ہے ادھر ہم نہیں رکھتے

پژمردہ ہے دل شعر کے کہنے میں قبول آہ
یہ غنچہ کھلے ایسا ہنر ہم نہیں رکھتے

اے شہریار بغور ملاحظہ نامہ بذات تشریف لائیے کہ دولت دیدار حاصل ہو یہ نامہ ایک کنیز کو دیا کہ جا کر شہریار کو دینا اور نامہ پڑھوا کر کہنا کہ میرے ساتھ تشریف لے چلیے اور بیان کرنا کہ

ملکہ کو بڑا اشتیاق ہی نامہ کو ملفوف کیا کنیز نامہ لیکے چلی یہان رستم مقابلۂ شاہور مین آئے ہوئے
ہین اس بیچیانے طلائے کی شکست کے بعد حکم دیا ہی کہ بعد چار دن کے مقابلہ کرونگا
صبح کا وقت ہی رستم بارگاہ مین بیٹھے ہین سہمناک زنگی و اشفاق شاہ رفیق جاریہ ہین
مگر پروانۂ شمع جمال دونون بیٹھے گلچینی گلشن جمال کی کر رہے ہین رستم فرماتے ہین کہ نہین معلوم
ملکہ تماکین شیرین کلام پر کیا گذری یقین ہی آنکو ہمارا ابھی خیال ہو یہ ذکر تھا کہ چوبدار نے آکر
سلام کیا اور عرض کی کہ در دولت پر ایک کنیز نامہ لیکر آئی ہی لیکن چاہتی ہی کہ حضور کے سامنے
آکے اپنے ہاتھ سے نامہ دست حق پرست مین دے رستم نے کہا بلاؤ کنیز سامنے آئی نامہ پیش
کیا زبانی بھی عرض کی کہ اے شہریار ملکہ کو رتین تڑپ تڑپ کر گذرتی ہین یہ نامہ بھیجا ہی حضور ملاحظہ
کرین اور میرے ساتھ چلین رستم نے نامہ پڑھا ایک ایک حرف اشتیاق سے بھرا ہوا تھا
نامہ کو پڑھکر تیغ گیتی ستان کو ٹھیک کر اٹھے سہمناک نے کہا غلام بھی ساتھ چلے تنہا جانا مناسب
نہین ہی رستم نے کہا اے برادر ہمین اسکا خیال نہین وہ حافظ حقیقی ساتھ ہی جو منظور خدا ہی
وہ ضرور ہوگا اس نامہ نے دل بیقرار کر دیا یہ کہکے کنیز کے ساتھ ہوے ہمراہ چلے کنیز راہبری
کیے لیے جاتی ہی نیرنج نے چند کنیزین در باغ پر مقرر کی ہین کہ جب رستم آتے معلوم ہون مجھکو
خبر کرنا مین بڑھکر انکا استقبال کرون کنیزون نے رستم کو آتے دیکھا جھپٹ کر نیرنج سے خبر
کی کہ آپکی کنیز کے ہمراہ رستم آتے ہین یہ پائچے سنبھال کر اٹھی دروازے پر باغ کے آکر کھڑی ہوئی
رستم نے دیکھا کہ ملکہ دروازے پر کھڑی ہین مگر چہرہ اترا ہوا چہرے پر اداسی رستم جھپٹے قریب
آکر ہاتھ تھام لیا ملکہ نے آنکھون مین آنسو بھر کر کہا اے شہریار عشق ہمارا مشہور ہو گیا کیا عجب
کہ حکیم صاحب نے بھی سنا ہو اب ہمین کچھ بن نہین پڑتا کہ کیا تدبیر کرین مشکل اپنے کو اس
باغ مین لائی کہ ایک مرتبہ دیکھ تو لون نہین معلوم تقدیر کیا دکھائے شکر ہی کہ آپکو دیکھ تو لیا اے
شہریار اگر بن پڑے تو کنیز کو نکال لے چلیے مین اسی خیال پر نکل آئی ہون رستم نے کہا کہ اے
ملکۂ عالم پروردگار نے دو رفیق بھیجدیے ملکہ اشفاقیہ بھی قبضے مین آیا شاہور زلے پہلوان
میرے مقابلے مین اترا ہی اسوقت تمھارا نامہ پہونچا مین فوراً چلا آیا یہی خیال تھا کہ ملکہ کو دیکھ لین
نہین معلوم گردش فلکی کیا دکھائے وہان لشکر پیش قبلہ و کعبہ گھبراتے ہونگے یقین ہی کہ خواجہ عمرو

ہماری تلاش میں نکلے ہوں شیرنج نام خواجہ سنکر ٹھہر اگئی کہا اے شہریار اس شخص کا آپ ذکر نہ کیجیے ساحر اُسکے نام سے گھبراتے ہیں اُسنے اُن ساحروں کو مارا کہ جن کا مثل ممکن نہیں رستم کو ان باتوں پر کھٹکا تو ہوا لیکن معشوق عاشق خصال سے ملاقات ہوئی باتیں کرتے چلے آتے ہیں وسط باغ میں چبوترے پر فرش تھا وہاں لاکر رستم کو بٹھایا باتیں کرنے لگی باتیں کرتے کرتے کہا گلے سے لوح اُتار کر رکھیے بہ اطمینان بیٹھیے رستم نے لوح اُتار کر مسند پر رکھی ملکہ نے غمزہ کرکے کہا کلاہ ہفت گوشہ بھی اسی کے پاس رکھیے جب ساحر پر اسکا عکس پڑتا ہے تو گھبرا جاتا ہے یہ تحفے خدا نے آپکو خوب دلوائے چند تحفہ جات کی قید اس طلسم میں بھی ہے ایک میں خدا نے مجکو کھولا زرہ مجھکو دکھائی کہ زرہ نیلوفری اسکا نام ہے بالکل ایسی ہی تھی زرہ اُتار کر رکھیے تو میں دیکھوں کہ انمیں اسمیں کیا فرق ہے رستم نے زرہ بھی اُتار کر رکھی ملکہ اُلٹ پلٹ کے زرہ کو دیکھنے لگیں کہا اے شہریار اس طلسم میں ایک تیغہ بھی ہے یہ تیغہ بھی مجھکو دیجیے کہ میں بخوبی پہچان لوں اگر ایکی مرتبہ انکو دیکھوں تو نکال لاؤں رستم نے تیغہ بھی کھول کر رکھا اب زرہ ہفت جوشن و تیغہ ہفت جوہر و لوح طلسمی تینوں تحفے مسند پر رکھے ہیں لیکن شیرنج سوچ رہی ہے کہ میں کیونکر ان چیزوں کو لوں سامنے ایک نخل تھا پھولوں سے لدا ہوا ناز کرکے کہا اے شہریار چند پھول اس درخت کے لائیے تو میں کانوں میں پہنوں رستم اُٹھے قریب نخل نہ پہونچے تھے کہ ایک آواز مہیب ناک آئی کہ باش او طلسم کشا ستم ملکہ شیرنج جادو تحفہ جات مذکورہ لوح طلسمی شیرنج نے اُٹھالی رستم جو پلٹے دیکھا معشوقہ خوبرو نہیں ہے ایک ساحرہ بشکل مہیب و بصورت عجیب و غریب لوح و زرہ و کلاہ جھولی میں رکھ رہی ہے رستم نعرہ کرکے جھپٹے شیرنج جادو نے سحر کیا رستم زمین پر گرے ملکہ نے کنیزوں کو پکار کر آواز دی ارے جلد آؤ کنیزیں گوشہ ہائے باغ سے پیدا ہوئیں آکر رستم کو بسلاسل و مطوق کیا پھر کنیزوں سے کہا ارابہ لاؤ ارابہ آیا تحفہ جات شیرنج کے پاس ہیں رستم کو ارابے پر سوار کیا ایک عرضی لقمراط ثانی کو لکھی کہ یا خداوند کنیز نے طلسم کشا کو گرفتار کر لیا قید کیا خدمت میں آتی ہوں اور شوہر میرا برسے گرفتاری اشفاق شاہ و سہمناک زنگی گیا ہے اب انکا گرفتار کرنا کتنی بڑی بات ہے عرضی کو ایک کنیز کی معرفت روانہ کیا اور ایک نامہ شوہر کو روانہ کیا کہ سہمناک و اشفاق شاہ کو گرفتار کر لاؤ اور بخوف رہو

کر مین نے طلسم کشا کو گرفتار کر لیا تحفہ جات میرے قبضے مین ہین لیکن خواجہ جولشکر کاؤس زرین پوش مین آئے دریافت ہوا کہ یہ شیرنج کی بھانجی ہے اور شیرنج فلکہ طلسم کشا مین گئی ہے دور سے دیکھا کہ کاؤس دربار گاہ پر بیٹھی ہے چند کنیزین گرد سیر صحرا کر رہی ہین کنارے آکر ہاتھ کو دیکھا اور ہاتھ کی پشت کو دیکھا مین ہی ساٹھ مگر تازہ دم دست بستہ سامنے آئے ایک انہین پسند کیا رنگ و روغن عیاری کا لگایا ایک ضعیف عورت کی شکل بنکر تیار ہوے ایک نخل کے سامنے مین آکر بیٹھے کمر سے نے نکالی نئے طور سے اس غزل عاشقانہ کو شروع کیا۔ نظم

پریون کا بھیس وہ پشین جو سامان نظر آیا — تابوت مرا تخت سلیمان نظر آیا
سمجھا مین اُسے عاشق دیوانہ تمھارا — جو کوئی یہان چاک گریبان نظر آیا
لے قید کیا جسم کو احسان جنون نے — دامن نظر آیا نہ گریبان نظر آیا
ہے گلشن ایجاد بہار نفس چند — جہان دو روزہ یہ گلستان نظر آیا
دیکھا نہ کہین ورنہ کہین صورت لیلا — گھر اپنا مجھے صحن بیابان نظر آیا
افزائش وحشت سے رہا حال یہ بیہوش — جب آنکھ کھلی مجھکو بیابان نظر آیا
تھا پرورش طفل مین آرام بھی لازم — ہر اشک تہ سایۂ مژگان نظر آیا
کیا سلسلۂ دہر بھی ہے طرۂ گیسو — جو دل نظر آیا سو پریشان نظر آیا
پایا دل آشفتہ کو گیسو مین تمھارے — پہلو مین پریشان کے پریشان نظر آیا
ٹپکا جو مری آنکھ سے خون دل مجروح — ہمرنگ چمن گوشۂ دامان نظر آیا
انجام محبت کو جو سوچا ستم ایجاد — کچھ میری طرح وہ بھی پشیمان نظر آیا
افسوس نسیم [illegible] محبت — پھر زلف کے مانند پریشان نظر آیا

کاؤس نے جو دور سے دیکھا کہ ایک ضعیفہ زیر نخل بیٹھی تانین مار رہی ہے ایک کنیز سے کہا ان بڑی بی کو بلاؤ کنیز نے جاکر خواجہ سے کہا خواجہ لڑکھڑاتے سامنے آئے کاؤس کو سلام کیا کہا کہ بی بی کی عمر دراز ہو حسن و جمال کی ترقی ہو تمہاری رئیسون کی دشتا تھا رہتی ہے جب سے شوہر نے انتقال کیا قدردان نہین آتے کاؤس نے پوچھا بڑی بی تمھارے شوہر کا کیا نام تھا بڑی بی نے کہا حضور تان دراز خان تمام دنیا مین انکا نام

مشہور و معروف ہیں ایسی لمبی تان لیتے تھے کہ ہاتھی گھوڑے چھوٹ کر بھاگتے تھے طائر گانے پر
کھنچ آتے تھے جب میرے پاس آتے تھے کہتے تھے کہ بی بی کچھ سیکھ لو ہمارے بعد کام آئیگا مجھ
کمبخت کو کچھ خیال ہوا اب جب وہ مر گئے تو نکلتی ہوں کچھ مانگ لاتی ہوں یونہی بسر ہوتا
ہے کاؤس نے کہا بڑی بی صاحب بیٹھو ہم تمھیں خالہ اماں کے پاس لے چلیں گے وہ تمھارا
گانا سنکر بہت خوش ہونگی انکو گانے کا بڑا شوق ہے خود بھی گاتی ہیں تان توڑ خاں سے
سیکھا ہے خواجہ عمرو بیٹھے کہا واری ہر چند کہ لونڈی ضعیف ہو گئی مگر اب بھی چہل کھیڑ سے
بہلتی ہوں اور منھ ہاتھ دھوتی ہوں اور سستی کاہلی کرکے دروازے پر بیٹھتی ہوں دیکھتی ہوں
وہ چار جوان کھڑے ہیں ٹھٹھے کر رہے ہیں کوئی سنا دیا کہانے پر اڑا ہے کوئی گلا کاٹنے پر آمادہ
کھڑا ہے واری میں کسی کا دل نہیں دکھاتی سب کی خاطر کرتی ہوں سب کو ایک نگاہ سے
دیکھتی ہوں وہ بھی میرے اوپر جان دیتے ہیں دس بارہ جوان روز آتے ہیں اور لڑکے تو
دن بھر جمع رہتے ہیں کوئی نانی کہتا ہے کوئی خالہ دن بھر گھر میں جمع رہتے ہیں اٹھتے کھیلا کرتے
ہوں واری ان لڑکوں سے بڑا کام نکلتا ہے دن بھر سودا سلف لاتے ہیں کاؤس ان
باتوں کو سنکر بہت خوش ہوئی کہا بڑی بی تمھاری باتوں میں دل لگتا ہے تم آج نہ جاؤ کہا
واری سب لڑکے پریشان پھرینگے گھر پر آکر پکارینگے ایک نواسی ہے دس بارہ برس
کی وہ جواب دیگی کہ نانی جان کہیں مانگنے گئی ہیں تب وہ لڑکے دن بھر گرد مکان کے
پھرینگے اسکا بڑا خیال ہے کاؤس نے کہا آج تو شب کو یہیں رہو تم کو میں اپنے ساتھ
خالہ اماں کے پاس لیچلونگی اب دو چار دن نہ جانا ہوگا بڑی بی نے کہا خوشی حضور کی میں
یہیں رہونگی یہ کہکر بڑی بی پالتی مار کے بیٹھیں باتیں کر رہی ہیں جب کھانے کا وقت
آیا بڑی بی کو کھانا کھلایا بہ اطمینان بٹھایا بڑی بی نے باتیں کرنا شروع کر دیں حال عشق صاحب جمال
ملکہ مہر نگار سے شروع کر دیا کاؤس بہت خوش ہوئی بڑی بی کی بڑی خاطر کی دن بھر
ایسی باتوں میں گذرا شام کو جلسہ آراستہ کیا کہا بڑی بی صاحب گاؤ بڑی بی صاحب
نے یہ اشعار عاشقانہ ملک ٹھاٹھ کر گانے لگیں

نظم

اے مہ حسن ترا طرۂ شام دگر | دل کو عشق ترا سرشتۂ دام دگر

خلق جہان را نظر بر در و بام فلک	حسن ترا جلوہ گہ بر در و بام دگر
قبلۂ اہل نظر طاق دو ابروی تست	نیست بہ دیر و حرم جز تو امام دگر
مصحفی اگر نیستی بو الہوس راہ عشق	از سر جائے مگرد در پے جائے دگر

اس طور سے یہ غزل خواجہ نے گائی کہ کاؤس بیقرار ہو گئی کہا بڑی بی حقیقت میں تم کامل و
اکمل ہو اور گانے میں تمہارے تاثیر ہے بڑی بی پھر باتیں کرنے لگیں کہا واری شراب و کباب
کی صحبت ہو صحبت بے نمک ہے رقص و سرود کی صحبت میں شراب و کباب ضرور چاہیے کاؤس
نے حکم دیا ارے شراب و کباب لاؤ کیوں بڑی بی اس بڑھاپے میں بھی شراب و کباب کا شوق
ہے کہا واری شراب تو مجھے کہاں میسر ٹکے کا ٹھرا منگا لیتی ہوں لڑکوں کو بھی پلاتی ہوں
کیا لڑکے اچھلتے کودتے ہیں جب میں پلنگ پر جاتی ہوں چھپٹ چھپٹ کے ایک کے بعد دوسرے
کا آنا اور میرے پاؤں کا دابنا نانی اماں کہکے لپٹنا واری عجب لطف ہوتا ہے کاؤس
ہنس رہی ہے خواجہ عمرو نے گلابیوں کو الٹ پلٹ کیا بیہوشی ملا کر کہا ایک ایک جام سب پی لیں
تو پھر میں بہ اطمینان گاؤں سب سے پہلے کاؤس نے جام پیا پھر تو سب کنیزیں پینے لگیں خواجہ
عمرو نے جو چند اشعار گائے رنگ محفل دگرگوں ہوا کاؤس گت بھرتی ہوئی اپنے مقام سے
اٹھی کنیزیں حضور حضور کہتی ہوئی دوڑیں گر کر بیہوش ہوئیں خواجہ عمرو نے کاؤس کو اٹھا کر
زنبیل میں رکھا کاؤس کی شکل بنکر چھپر کھٹ پر آرام کیا کنیزیں بیہوش پڑی رہیں جب نسیم
سحری چلی کنیزوں کی آنکھ کھلی دیکھا بی بی سو رہی ہیں قدموں پر ہاتھ رکھا ملکہ بیدار ہوئیں کنیزوں
سے پوچھا بڑھیا کہ جو اکسیر کی پڑیا تھی کہاں گئی کنیزوں نے عرض کی واری ہم لوگ سو گئے
وہ اپنے گھر چلی گئی کیسی بیقرار تھی کہتی تھی میرے لڑکے تباہ ہونگے کہا اچھا منزل کھوٹی ہوتی
ہے چلو سواری کی تدبیر کرو جہاں خالہ اماں ہوں وہاں ہمکو لیچلو ملکہ کو محافے میں سوار کیا
کنیزیں ساتھ ہوئیں محافے کو لیکر چلیں کوئی دو کوس راستہ طے کیا تھا کہ دیکھا ایک کنیز دوڑی
ہوئی آتی ہے کاؤس نقلی نے جو کنیز کو دیکھا کنیزوں سے کہا اس عورت کو ہمارے پاس لاؤ
کنیزیں اسکو جاکر لائیں ملکہ نے پوچھا ارے تو کون ہے کہاں سے آتی ہے کہاں جاتی ہے کنیز نے
کہا حضور نے مجھکو نہیں پہچانا میں آپ کی خالہ اماں کی کنیز ہوں آپکی خالہ اماں نے جاکر طلسم کشا

کو پکڑ لیا ہے تحفہ جات چھین لیے اسی راستے سے آئینگی مجھکو نامہ دیکر قلعۂ شفاقیہ پر روانہ کیا
ہے کاؤس نے کہا تم ذرا دم لیلو پھر جانا مگر خالہ اماں کس راستے سے آتی ہیں کنیز نے عرض کی
وادی صحرائے رنگ بار سے جائینگی شقائق زنگی وہاں کا حاکم ہے اُس کے یہاں دعوت
کہا کر خدمت خداوند میں روانہ ہونگی کنیز سے سب نشان صحرائے زنگبار پوچھ لیا کنیز کو روانہ کیا
خود کوچ کرکے چلے مگر شقائق زنگی اپنے مقام پر بیٹھا تھا کہ ہرکاروں نے خبر دی کہ ملکہ نیرنج
جادو نے جاکر بہ شعبدہ طلسم کشا کو گرفتار کیا اُنکو لیے ہوئے آتی ہیں آپکے صحرا میں ضرور
ٹھہرینگی شقائق زنگی نے حکم دیا فوج تیار ہو اور فوج کو آراستہ کرو صحرا کو درست کرو کہ ملکہ
آکر بہ اطمینان اُتریں حقیقت میں ملکہ نے جاکر بڑا کام کیا چوبیس ہزار سوار کا لشکر تیار
کرکے صحرا میں اُتارا فسردن کی بارگاہیں استادہ ہوئیں چوبیس ہزار خیمہ آراستہ ہو گیا
بیلداروں نے آکر تھالے درختوں کے درست کیے درختوں کو پانی پہونچایا چمنوں کو آراستہ
کیا شقائق زنگی آکر بارگاہ میں بیٹھا انتظار نیرنج کا کر رہا ہے تیسرے دن صبح کو گرد اڑی کہ
روئے آفتاب کو چھپا دیا ہرکاروں نے بڑھ کر شقائق کو خبر دی کہ ملکہ عالم کی آمد شروع
ہو گئی لشکر زیادہ اسوجہ سے ساتھ ہے کہ جس طرف سے گذر ہوا اہالی قریہ بھی ساتھ ہوئے لیکن
مرجان تاجدار دگیہان تاجدار و لمعان تاجدار یہ تین بادشاہ بھی ساتھ ہیں شقائق نے
کہا کیا مضائقہ ہے سب کی خاطریں کرونگا ہرکاروں نے عرض کی یہ تاجدار اسوجہ سے ساتھ
ہوئے کہ جسنے خبر سنی کہ طلسم کشا کو گرفتار کیا سب کو حیرت ہوئی یہ طلسم کشا وہ شخص ہے کہ جسنے
کل طلسم ہفت پیکر کو فتح کیا ہفت پیکر نے کیا کوئی کوشش اُٹھا رکھی ہوگی مگر ملکہ نیرنج
نے کمال کیا ہے کہ طلسم کشا کو گرفتار کر لیا ہم بھی ساتھ ملکہ کے چلیں گے خداوند کے سامنے
پہونچیں ہمارے سامنے طلسم کشا قتل ہو اب ہفت پیکر بھی آکر سجدہ کریگا شقائق زنگی
واسطے استقبال کے اُٹھا وسط صحرا میں آکر ٹھہرا اول تاجداران مذکورہ فرداً فرداً آئے
شقائق نے سبکو بہ محبت اوتارا تمام صحرا فوجوں سے مملو ہو گیا بعد ان تاجداروں کے
ملکہ نیرنج جادو طاؤس زریں بال پر سوار پانچ سو کنیزیں گھیرے ہوئے بڑے کر و فر سے
آکر پہونچیں ایک ارابے پر طلسم کشا خوشی سے نیرنج کا چہرہ سرخ تاج سر پر رکھے ہوئے

شقائق نے بڑھکر قدموں کو بوسہ دیا کہا اے ملکۂ عالم کیا کار نمایاں کیا ایسے صاحب اقبال
کو گرفتار کرلیا یقین ہے قدرت بہت خوش ہوں ہیرنج نے کہا اے پہلوان دوران کچھ مجھکو
مشکل نہیں پڑی بہت آسانی سے طلسم کشا کو گرفتار کرلیا اے شقائق مقام عبرت ہے دنیا
کی عجب کیفیت ہے کہ باپ خدائی کرے اور بیٹی طلسم کشا پر عاشق ہو باپ کی خدائی مٹانے
کی کوشش کرے افسوس کا مقام ہے اسی کی صورت بنکر میں نے طلسم کشا کو گرفتار کرلیا
طلسم کشا اسکا نام ہے جان دیتا ہے دیکھتے ہی بیقرار ہوگیا میں نے تحفہ جات لے لیے ایسا
شوہر سیر ہوگیا ہے دوسرا اسکا یا فوج اترے ہوئے ہیں ہرچند کہ شاہ ہو رہی مقابلے میں
اترا ہوا ہے لیکن شطرنج جادو پہونچیگا اپنے سحر میں سب کو گرفتار کرلیگا کہاں بھاگ کر جائینگے
پھر فرار قرار ہر رسائیں گے شقائق رنگی نے یہ سنکر بڑی تعریفیں کیں کہا ملکۂ عالم آپ
حقیقتاً میں سحر کا طریقہ خوب جانتی ہیں اس زمانہ تک یہ سحر کسی کو نہ آیا کہ جو ساحر گیا اسنے پیچ
سحر کا غرور کیا طلسم کشا صاحب لوح و تحفہ جات جیسے کو ساحر کو نا لیا مگر آپ نے کیا عمدہ
تدبیر کی اب قدرت شطرنج کو طرۂ پیغمبری دینگے یہ ذکر تھا کہ ہرکارے دوڑے ہوئے آئے
زمین ادب کو لب سجود دیتا سے بوسہ دیا کافوری نے کاڑہ کو بد دعا دی قطعہ اے سرت سبز
تا خزان بچمن پشکست بلبل تا سگان بابرفا گرچہ آتش ہزار رنگ رنگ بسر تو سوگلان پرنفاط
ملکۂ عالم کی عمر دراز ہو ملکہ کاؤس زرین قبا سبھا بیگی سرکار کی تشریف لاتی ہیں آپکی تلاش
میں جنگلوں میں پھریں جب یہاں خبر پائی تو تشریف لائی ہیں مگر بہت رنجیدہ ہیں غلاموں
نے ناکل سے خاصہ نوش نہیں کیا آپکی جدائی کا بڑا رنج ہے فرماتی تھیں کہ کبھی عالم ایسا
ہم جدا نہیں ہوئے کنیزیں کہتی تھیں کہ راتوں کو اٹھ اٹھ بیٹھتی تھیں اور فالدمان کہکر
پکارتی تھیں ایک ہفتہ جنگلوں میں تباہ رہیں جب یہاں کی خبر پائی تب آوارگی مٹی بہ دیدہ
ہوکر آئیں ہیرنج نے کہا حقیقت میں یہ موتی منی کی نشانی ہے میں نے اسکو بڑی محبت سے
پرورش کیا مگر نامہ خداوند کا ایسے اضطراب میں پہونچا کہ فوراً روانہ ہوئی شوہر نے بھی کہا کہ
اتنی بات ہے کہ ہماری سرحد میں غیر شخص آجاے اور زندہ پلٹ کے جاوے فوراً روانہ ہوگئی تیر
لگنے فوراً طاؤس پر سوار ہوئی براے استقبال چلی راہ میں آکر دیکھا کہ ملکہ خانے سے سر نکالے

چھمکتی ہوئی آتی ہی جاتے ہی نیرنج نے قریب آکر کہا کیون میری جان کیسا مزاج ہی کاؤس نے اپنے کو محلے مین سے گرا دیا پکار کر آواز دی خالہ امان ہم آپ سے نہین بولتے ہمارے آپکے کھٹ ہوگئی اب ہم جنگل مین رہینگے خداوند ایسی تقدیر کرین کہ ہمکو شیر بھیڑیا کھائے آپ ہماری لاش منگوائین نیرنج نے پردہ اٹھا کر دیکھا کہ آنکھین روتے روتے سرخ ہو رہی ہین چہرہ اترا ہوا ہچکی لگی ہوئی ہی نیرنج نے گود مین لیلیا کہا بیٹا رو ؤ نہین ہم سے خطا ہوئی ایسا ہی موقع تھا کاؤس نے مچل کر اپنے کو گود سے گرا دیا اور خاک لیکر منھ پر ملنے لگی ایڑیان رگڑتی تھی اور کہتی تھی بس خالہ امان جائیے ہم سے بات نہ کیجیے آپ کو خیال نہ آیا کہ یہ بدنصیب مر جائیگی کبھی ایسی نہین رہی ہی باتون کو کیونکر صبر کریگی ہمکو ثابت ہوگیا کہ آپ کی محبت ظاہری ہی نیرنج نے گود مین اٹھایا خاک چہرے کی پونچھی کہتی تھی بیٹا اب تم جوان ہوئین چار دن مین شادی ہوگی پرائے گھر مین کیونکر بسر ہوگی شوہر کی اطاعت کرنا پڑیگی کاؤس نے کہا شوہر کے منھ کو آگ لگے مین اپنی شادی اپنے خالو کے ساتھ کرونگی نیرنج نے کنیزون سے متوجہ ہو کر کہا صاحبو اس احمق کی باتین سنتی ہو باپ کے ساتھ شادی کریگی کاؤس نے کہا کیا سچ ہی ہمنے ایک دن خالو ابا سے پوچھا تھا انھون نے کہا تھا کہ ہم بی بی کی شادی نہ کرینگے اسپر مین نے کہا کہ تمھارے ساتھ شادی کرونگی تو خالو ابا نے ہنس کر کہا کہ بیٹا اچھا ہمارے ہی ساتھ شادی کرنا آپ ہمکو احمق بناتی ہین نیرنج بہت ہنسی کہا لو صاحبو باپ بیٹی مین اقرار بھی ہوگیا غرض یہ باتین چلی ہوتی تھی کہ تاجدارون کے رقعے آئے اسکے خالو ابا ہنستے ہوئے آئے اور کہا کہ لو صاحب کاؤس کی نسبت آئی ہی مین نے جواب دیا کہ میری بیٹی حسین ہی دولھا بھی ایسا ہی ہو جسپر تاجدار نے نامہ لکھا ہی اسکا بیٹا بڑا بلا سا ہی مین اپنی بچی کو دیدون اسکی سلطنت کو آگ لگے خالو نے انکے کہا مین ایک جلسہ کرونگا اسمین سب شاہزادے جمع ہونگے جسکو صاحبزادی پسند کریگی اسی کے ساتھ شادی ہوگی نیرنج گود مین لیے ہوئے سمجھاتی ہوئی بہلاتی ہوئی دربار مین لائی تخت پر گود مین لیکر بیٹھی مگر کاؤس کا رونا موقوف نہین ہوتا کہا بیٹا اب نہ رو ؤ بس فیصلہ ہو چکی آپ جہان کہین جائینگے تمکو ساتھ لیجائینگے کاؤس نے کہا خالہ امان ایسا کام کیا تھا کہ کسی ضرورت

تھی کہ جو آپ ہمکو چھوڑ کر چلی آئیں شیر بچہ نے کہا بیٹا قدرت نے نامہ لکھا تھا کہ طلسم کشا
تمھاری سرحد میں آگیا میں اس وجہ سے چل نکلی تم باغ میں تھیں میں سمجھی کہ اپنی کنیزوں میں
بہل جاؤگی کاؤس نے کہا آپ نے وہیں سے بیٹھے بیٹھے سحر کیا ہوتا وہ شخص خود دوڑا چلا آتا
آپ نے کئی مرتبہ ایسے سحر مجھکو دکھائے ہیں جس دن میں بچہ آہو کے لیے بگڑی تھی تو آپ نے
سحر کیا کہ کئی مادہ آہو بچوں کو اپنے ساتھ لیکر چلی آئیں آپ کو جانے کی کیا ضرورت تھی مجھ سے
مفصل کہیے ورنہ رو رو کر اپنی جان دونگی شیر بچہ نے کہا بی بی وہ جوان ایسا نہ تھا کہ جسپر سحر
تاثیر کرتا لوح طلسمی گلے میں زرہ ہفت جوش زیب جسم کلاہ ہفت گوشہ زیب سر تیغ
ہفت جوہر حمائل کمر یہ تحفہ جات خود ساحری جمشید نے اپنے ہاتھ سے بنائے ہیں ان پر سحر
تاثیر نہیں کرتا کاؤس نے کہا میں تو دیکھوں وہ چیزیں کہاں ہیں ابھی سحر کرکے جلا دوں سب
چیزیں اٹھا لیں لوح کو چمکانے لگی کلاہ کو اپنے سر پر رکھ لیا شیر بچہ نے کہا بی بی اسکو نہ چمکاؤ
ہم سحر بھولے جاتے ہیں کلاہ کا عکس پڑنے سے دل گھبراتا ہے زرہ کے پاس ہونے سے طبیعت
میں اضطراب ہوتا ہے نامردی دل میں سمائی ہے جی چاہتا ہے سامنے سے بھاگ جائیں کاؤس نے
کہا خالہ اماں میرا جی چاہتا ہے کہ لوح طلسم کشا کو پہنا دوں زرہ بھی اسکے بدن میں جائے ٹوپی
سر پہ ہو لوح گلے میں ڈال دوں شیر بچہ نے کہا بیٹا ایسی باتیں نہ کرو سب کی جان پر بن جائیگی
کاؤس نے کہا یہی تماشہ دیکھنے کو دل چاہتا ہے آپ اتنے لوگ جمع ہیں یہ اکیلا کیا کریگا شیر بچہ
نے کہا بیٹا یہ اکیلا لاکھوں پر بھاری ہے یہ وہ شخص ہے جسنے طلسم ہفت پیکر کو فتح کیا اتفاق
زنگی گانیوں کو بلاؤ بھانڈ بھی سامنے آئیں میری بچی کے سامنے نقلیں کریں ایک کنیز فورا آ
کھڑی ہوگئی نہایت طرار و فرار تھی گنگنا کر یہ اشعار گانے لگی نظم

کر چکا قید سے جس وقت کہ آزاد مجھے	ہاتھ ملتا ہی رہا دیکھ کے صیاد مجھے
عمر بھر یوں تو کبھی لی بھی نہ کروٹ پس مرگ	حیف ناروہ کے کیا کرتے ہیں اب یاد مجھے
حکم درباں کو ہے زنہار نہ آنے پائے	خنجر کے سامنے آتے ہیں مگر یاد مجھے
خواب میں کیا نہ کبھی زیست میں آئے لیکن	قبر پر آکے وہ اب کرتے ہیں برباد مجھے
باغباں گلشن عالم کا میں وہ بلبل ہوں	طائر سدرہ کہا کرتا ہے استاد مجھے

ہمصفیرون کو مرا حال کھلیگا پس مرگ / دیکھنا دل مین کرینگے وہ بہت یاد مجھے
صحن گلشن مین مرے پھول کرینگے گلچین / روئیگا سونا قفس دیکھ کے صیاد مجھے
راہ الفت مین ملاقات ہوئی کس کس سے / دشت مین قیس ملا کوہ مین فرہاد مجھے
غیر کو لائے شب وصل وہ اپنے ہمراہ / شاد بھی کرتے ہین پھر کرتے ہین ناشاد مجھے
حسرت دید مین دی جان در جانان پہ / کیا تعجب ہے جو کافر کہین شداد مجھے
غیب سے ہوتے ہین القا مرے مضمون / دیکھ فیضان سخن کا ہے خدا داد مجھے
سیر باغ آتا ہے دنیا کا نظر جب رعنا / یاد آتی ہے بہت حسرت شداد مجھے

اس نازنین نے بڑے لطف سے یہ غزل گائی کاؤس زرہ وغیرہ سے کھیلنے لگی ہر مرتبہ یہی کہتی ہے خالہ امان لوح طلسم کشا کے گلے مین ڈالدون کلاہ ہفت گوشہ سر پر رکھون تو خوب تلوار چلے نیرنج کہتی ہے بیٹا ایسا نہ کرنا کہا خالہ امان اسکو ابھی گرفتار کرلین گے نیرنج نے کہا بیٹا یہ لاکھون سے بھی گرفتار نہ ہوگا کہا خالہ امان جی چاہتا ہے کہ اسکی لڑائی کا تماشہ دیکھون نیرنج جب چھیننے کا ارادہ کرتی ہے تو کاؤس رونے لگتی ہے نیرنج کہتی ہے ایسا نکرنا میری جان یہ بن جائیگی تمہارے دشمن بھی قتل ہون تو عجب نہین اس قید و بند مین رستم کے تیور تو دیکھو زنجیرین ہلا رہا ہے اگر سحر کی ہتھکڑیان بیڑیان نہوتین تو مثل تار عنکبوت توڑ ڈالتا یہ جوان صف شکن تیغزن ہے کاؤس نے کہا گانا سنیے اب باتین نہ بنایئے رنگ گانے کا بگڑتا ہے گانے والی جان توڑ توڑ کے گا رہی ہے نیرنج ادھر گانے کی متوجہ ہوئی موتیون کا مالا اتار کر گائن کو دیا تعریفین کر رہی ہے کہ اے گلشن کیا باغ لگاتی ہو کیا مزے سے گاتی ہو دل بیچین کر دیا غائد دل کو عشق و الفت سے بھر دیا کہ کاؤس نے جست کی برابر رستم کے پہونچی لوح گلے مین ڈال دی کلاہ سر پہ رکھی تیغ ہفت جوہر ہاتھ مین دیا اور اپنے نام کا نعرہ کیا

نعرہ عمرو - عمرو ہون مین عیار صاحبقران + مرے مکر سے کانپتا ہے جہان + تراشندہ ریش کفار ہون + زمانے کا مکار و غدار ہون + مرا تیز رفتار ہو گر قدم + صبا ٹھوکرین کھائے ہر ہر قدم + اڑا دون صبا کے بھی مین ہوش کو + نہ پائے مری گرد پاپوش کو + دوندہ جہانگرد طرار ہون + جہانگیر عالم کا عیار ہون + رستم کے جو ہاتھ

مین تیغہ ہفت جوہر آیا نعرہ کرکے اُٹھے نعرۂ رستم - ارشاد اولاد امیر عرب + کیست علمشاہ
چو رستم لقب + دیگر - علمشاہ رومی شہ فیل زور + کہ بر تخت مرزوق افگندہ شور + نعرہ
کرکے لڑنے لگے نیرنج نے دیکھا کہتی تھی ارے کیا غضب ہوا میری بچی کہان گئی
یہ ساربان زادہ کیونکر آیا عمرو نے گلیم اوڑھ لی کبھی گلیم اوڑھ کر غائب ہوگیا کبھی گلیم اوتاری کسی
جادوگر کو مارا کبھی حاضر کبھی غائب کبھی حقۂ آتشبازی داغا کہ بارگاہ مین اندھیرا چھاگیا
اُس اندھیرے مین مُردون کے کپڑے اُتار لیے رستم نے لاش پر لاش گرادی مگر فوج
تین لاکھ ہی تینون تاجدارون نے آواز دی یارو بلوہ کرکے اس جوان کو گرفتار کرلو رستم
لڑتے ہوے باہر نکلے خواجہ عمرو حقے داغ رہے ہین ساحر وغیرہ ساحرون نے رستم کو گھیرا ہی
ہنگامۂ گیر و دار بلند کفار در دمند مگر نیرنج گھبرائی ہوئی ہی سحر جو کیا آگ برسی رستم پر
شعلہ آتا نہین اسی کی فوج والے جلنے لگے ہزارون جل کر خاک ہوے ساحرون نے
فریاد کی ای ملکۂ عالم ہم لوگ جلے جاتے ہین دیکھیے کئی ہزار ساحر وغیرہ جل گئے طلسم کشا
پر تاثیر نہین ہوئی نیرنج نے گھبرا کر کہا او شریر ساربان زادے ہ تو بتا کہ تونے کا وس کا
کیا کیا کنیزون پر غصہ کرتی ہی کہ حرامزادیو صاف صاف بتاؤ میری بچی کو کیا کیا میرا کلیجہ
ٹکڑے ٹکڑے ہوتا ہی کہ اس ساربان زادے نے نہین معلوم میری بچی کے ساتھ کیا کیا
کنیزین کہتی ہین حضور ہماو نہین معلوم صرف راہ مین ایک بڑھیا آئی تھی اُسی نے یہ
آفت برپا کی اور کوئی لشکر مین نہین آیا ہم لوگ نہ جانتے تھے کہ بی بی ہماری نہان ہین
نیرنج کہتی ہی تم سب کو مار ڈالونگی ایک کو زندہ نہ چھوڑونگی تمھارے قتل سے منہ نہ موڑونگی
کنیزین یہی کہتی ہین حضور ہم نہین جانتے کہ رستم لڑتے بھڑتے قریب نیرنج کے پہونچے
اُسنے جب دیکھا کہ کئی سو سردار مارے گئے اور کسی کی کچھ نہین چلتی خیال مین گذرا کہ ای نیرنج
نکل جاؤن ورنہ قتل ہو جاؤنگی نیرنج زمین پر گری غلغلک مار کر پر پرواز پیدا کیے ہلہ دیکر
بلند ہوئی رستم نے کمان کاندھے سے اُتاری اور کئی تیر مارے مگر نیرنج نے جلا دیے رستم
کو بڑا رنج ہی تقاضا سے کار جہان آرا جو خواجہ کو چھوڑ کر چلی تھی آسمان سے دیکھا کہ رستم
یکہ و تنہا لڑ رہے ہین ساحر وغیرہ ساحرون نے گھیر لیا ہی کئی لاکھ جوانون کا رستم پر

بلوہ ہی جہان آرا بیقرار ہوگئی اور یہ بھی دیکھا کہ نیرنج اڑی ہوئی جاتی ہی کئی تیر رستم
نے مارے اس خطا شعار کے قریب بھی نہ پہونچے وہین سے نعرہ کیا منم جہان آرا او
نیرنج کہان جاتی ہی اور یہ کہکے سحر کیا ایک پتھر کئی من کا نیرنج پر گرایا پتھر جو نیرنج پر
گرا الٹ گئی طرف زمین کے چلی اور جہان آرا نے سحر کیا کہ اب نہ رکے رستم نے جو دیکھا
کہ نیرنج قریب پہونچ گئی تیر مارا کہ سینۂ نیرنج پر پڑا توڑ کر پار گذرا لاشہ نیرنج کا زمین پر گرا
آواز آئی کشتی مرا نام من نیرنج جادو بود نیرنج کا مارا جانا تھا کہ لشکر مین گھبراہٹ ہوئی پھر جہان آرا
نے سحر کیا کہ کئی سو کے سر اڑ گئے لشکر والے گھبرائے مرجان تاجدار جادو لڑتا بھڑتا رستم
کے قریب آیا ہاتھ تلوار کا مارا رستم نے کلائی پکڑ کے تلوار چھینی کمر مین ہاتھ ڈال کے
مرجان کو اٹھا لیا مرجان نے آواز دی ای شہریار الامان رستم نے کہا امان ہا امان مرجان
بصدق دل مسلمان ہوا اسکی فوج بھی طرف مرجان کے آئی لقمان تاجدار نے جو دور سے
دیکھا کہ رستم اکیلے لڑ رہے ہین لڑتا بھڑتا قریب رستم کے آیا اسکو اپنی ضرب پر ناز ہی ہاتھ تلوار
کا مارا رستم نے بادھر بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈال دیا کمر مین ہاتھ ڈال کر اٹھا لیا لقمان بھی بصدق
مسلمان ہوا اسکی فوج بھی طرف رستم کے آئی دونون تاجدار مسلمان ہوے شقایق زنگی
کہ اسکو اپنی ضرب پر بڑا ناز ہی ان تاجدارون کو برا بھلا کہتا ہوا قریب رستم کے آیا ہاتھ تلوار کا
مارا رستم نے تیغہ پیرو کا جوہردار خبردار کہکے ہاتھ مار دیا شقایق زنگی نے سپر کو چہرہ کی پناہ کیا مگر
تیغہ ہفت جوہر دست زبردست رستم تیغہ جو چاٹ کر گرا سپر کے دو ٹکڑے ہوے ہاتھ تلوار
پھینکی تھی یا زیر تنگ آنکر زمین کو بوسہ دیا مع گینڈے چار ٹکڑے ہوے شقایق زنگی کے
مارے جانے سے ایک شور پیدا ہوا کافرون کے رنگ کٹ گئے یہ بھی سب نے دیکھا کہ دونون تاجدار
بصدق مسلمان ہوے افسران فوج شقایق زنگی رومالون سے ہاتھ باندھکر حاضر خدمت رستم
ہوے رستم نے سب کو امان دی رستم اسی مقام پر اترے ملکہ جہان آرا بھی حاضر ہوئین بارگاہ
شقایق زنگی مین سب داخل ہوے خواجہ نے کہا کہ اے رستم صاحبقران کا تمھارے
فراق مین عجب حال ہی رستم نے کہا میری فوج کے دو سردار قلعہ پر اترے ہین [illegible]
بلندر کا ب اُنکے مقابلہ مین ہی ان تاجدارون نے کہا غلام تماشا نہ ہی کرینگے ان سبکو لیکر رستم

طرف قلعہ کے چلے یہان جب شاہور کو معلوم ہوا کہ رستم لشکر مین نہین ہین شاہور نے طبل جنگ
بجوایا سہمناک زنگی نے کہا ارے بادشاہ مین لڑونگا غلامان رستم منہ نہ پھیرینگے یہان بھی
طبل جنگی بجا دونون لشکرون مین تیاری ہونے لگی ناگاہ بادشاہ اقلیم چہارم نے شہنشاہ
ماہ تابان پر شبخون مارا فوج شعاع و ضیا غالب آئی لشکر ثوابت و سیارگان نے شکست
کھائی شہنشاہ ماہ تابان شکست کھا کر قلعۂ مغرب مین آیا فوج ثوابت و سیارگان کو ساتھ
لایا شہنشاہ اقلیم چہارم یعنے نیر اعظم میدان چرخ زبرجدی مین آیا علم ضیا بلند ہوا فوج شعاع
نے عالم کو گھیر لیا عملداری شہنشاہ نیر اعظم کی قائم ہوئی شاہور بجوش و خروش میدان مین آیا سہمناک
زنگی نے تقابق شاہ کو سوار کیا اگرچہ سارا لشکر بے سردار ہی رستم کے نہونے سے کیسا سناٹا ہی
صاف ثابت ہوتا ہی کہ یہ لشکر بے سردار ہی مگر سہمناک زنگی مسلح و مکمل اونچی بنا ہوا گردن
ست پر سوار ہی میدان مین آکر سامنے اتنی بڑی فوج کے صف آرا ہوا مگر سہمناک منتظر ہی کہ
شاہور نکلے تو مین جا پڑون تامل نہ کرون ساتھ والون سے کہہ رہا ہی یارو کچھ معلوم نہین کہ آقا
نامدار پر کیا گذری ہمسے غافل نہ ہوتے خدا انکو خیر و عافیت سے رکھے رفیق پروری تو انکا
کام ہی وہ اس امر کو گوارا کرتے کہ ہم اسطرح میدان مین آئین ایک انکے نہونے سے لشکر پر
رونق نہین شاہور کا لشکر بھی آکر جمع ہوا میمنہ میسرہ بھی آراستہ ہوا نقیبون نے آواز
دی کہ ای مردان بکوشید تا جامۂ زنان نہ پوشید۔ فرد۔ روز جنگ ست جنگ باید کرد
کوشش نام و ننگ باید کرد + رستم و سام و نریمان کہان ہین سب خاک مین جاکر
مخفی ہوے اب انکا کوئی نام نہین لیتا قبرون کا نشان بھی نہین ملتا دنیا مین جسکو نام اپنا
روشن کرنا ہو میدان مین نکلے یہ کہکے نقیب ہٹے شاہور نے قصد کیا کہ گینڈا اڑاون
سردارون سے کہہ رہا ہی جب مین سہمناک کو قتل کرون تو بلوہ کر دینا مین گھیر کر سبکو مارونگا
قلعہ پر قبضہ کرکے ناظم مقرر کرونگا پھر چل کر طلسم کشا کو تلاش کرونگا طلسم کشا کو
قید کر کے لیجاؤنگا میرے دو بھائی انکے ہاتھ سے ضائع ہوے مین کیا انکا پیچھا چھوڑونگا
وہ جہان جائینگے وہان جاؤنگا اگر ان کا پتہ نہ ملے گا تو تا بہ لشکر امیر جاؤنگا
وہان جاکے انکو ڈھونڈونگا کیا مین ان سے کم ہون آفت برپا کر دونگا نام تو رستم مگر

کہین جاکر چھپ رہے نہین معلوم ایسے شخص نے طلسم ہفت پیکر کیونکر فتح کیا سردار کہ رہے
ہین حضور میدان مین تو چلین ہم بلوہ کر دینگے اور فوج دشمن کو گھیر لین گے ایک کو زندہ نہ
چھوڑینگے افسران فوج ہمارے پہونچتے ہی اطاعت کرلین گے یہ سنکر چاہا کہ گینڈا اٹھاوے
اور میدان مین جاوے کہ صحرا سے گرد اڑی شطرنج جادو مع فوج ساحران پیدا ہوا کئی لاکھ
ساحر ساتھ اسکو اس وجہ سے دیر لگی کہ زوجہ کا انتظار کرتا رہا کہ رستم کو لیکر آئیگی اسکو
ساتھ لیکر چلونگا زوجہ کا حال کیا معلوم کہ رستم اسکو مار کر آئے ہین شطرنج نے دور سے
شاہور کو دیکھا کہ میدان مین نکلا ہی وہین سے پکار کر آواز دی کہ ای شاہور میدان مین جا
زوجہ نے میری طلسم کشا کو گرفتار کر لیا ہوگا لیکر آتی ہوگی مین ان سب کو ایک سحر مین گرفتار
کرلونگا تمکو زیادہ تکلیف پڑے گی یہ کہکے مرکب اڑاتا ہوا میدان مین آیا فوج ساحران کا سب جا
ہمی پکار کر شطرنج نے آواز دی ای فرقۂ خدا پرستان جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ نکلے لیکن خیال رہے
کہ ایک سحر مین سبکو جلا دونگا ایک کو زندہ نہ چھوڑونگا تم لوگ قدرت سے پھر گئے ایک شخص
سرحد مین آیا اسکی اطاعت کرلی جسنے پرورش کیا اسکا خیال بالکل فراموش کیا قدرت کو بڑا لایق
ہی یہ بھی خیال کرلو کہ رستم گرفتار ہوگئے ہونگے تم لوگ بے سردار ہوگئے یہ آواز اس نامرد کی
سنتے ہی سہمناک نے گینڈا پھیرا سامنے تخت شقایق شاہ کے آیا کہا ای بادشاہ اجازت
میدان ہو شقایق شاہ نے گھبرا کر کہا ای سہمناک بیشک تم دلیر و جانباز ہو لیکن شطرنج بہا
بلاے روزگار ہی اس سے کیونکر مقابلہ کروگے سرحد خیال سکندری مین اسکا نام مشہور ہے
یہ زن دشوہر بلاے روزگار ہین سہمناک نے کہا حضور اجازت دین مین اپنی جان دونگا یہ گوارا
نکرونگا کہ حریف پکارے اور کوئی مقابلہ کو نہ جاے ہم اپنے آقا کے ساتھ رہے سب آنکے
قاعدے دریافت ہوگئے انکا دستور ہی کہ جب حریف پکارے اسکے مقابلے سے روگردانی نکرے
مین اس شہریار کا تابعدار و نمک خوار ہون پروردگار ضرور مدد کریگا مین اپنے آقا کے قانون مین
فرق نہ ڈالونگا شقایق نے اپنی آنکھون مین آنسو بھر کر کہا ای برادر بسم اللہ جاؤ سہمناک
زنگی نے تنگ مرکب کو موافق مرضی درست کیا کہ عرصہ حریف پر تنگ کرے گینڈے پر سوار ہوکر
چلا لیکن شقایق بعد جانے سہمناک کے خدا سے دعائین مانگنے لگا پکار رہا ہی ای کریم کارساز

ای خالق بے نیاز سہمناک کو اس ظالم اظلم کے ہاتھ سے بچالے نظم

گل بہ بستان زمانہ ہست خندان شاخ شاخ — عندلیب از در گلہا ر نالان شاخ شاخ
سبز و سیراب ست از ابر رحمت حق برگ برگ — روشن ست از جلوۂ خورشید رخشان شاخ شاخ
دیدۂ باطن کشادہ در گلستان سیر کن — تا کہ گردد جلوۂ قدرت نمایان شاخ شاخ
گاہ قمری بر در و دیوار کوکو میکند — گاہ گردد بلبل نالان غزلخوان شاخ شاخ
اندرین بستان بہر موسم بود تازہ بہار — غنچہ باشد جلوہ گر ہر وقت و ہر آن شاخ شاخ
باغ وحدت ہست در نشو و نما ہر ماہ و سال — جلوۂ کثرت از و گردد نمایان شاخ شاخ
ہمسر چرخ برین اندر بلندی ہر درخت — سایہ افگن ہست تا گردون گردان شاخ شاخ
ہشت پا بر لالہ زار باغ دنیا کن نظر — تا نظر آید منور نور یزدان شاخ شاخ

بیقرار ہو کر بادشاہ دعا مین تا تاک رہا ہی اہل لشکر آمین کہ رہے ہین عجب لشکر مین تلاطم ہی ہوش ہر ایک کا گم ہی مگر سہمناک زنگی سامنے شطرنج کے پہونچا شطرنج سمجھانے لگا کہا ای سہمناک قدرت نے تمکو کیا مرتبہ دیا بادشاہت ہمیشہ کی دی ہمیشہ کیسا ویران تھا اسکو قدرت نے سبز و شاداب کیا کہ ہمارے بندون کو آرام ملے طلسم کشا مین کیا بھلائی دیکھی بڑے بڑے لشکر طلسم کشا گئے تم مسلمان ہو گئے کچھ قدرت کا خوف نکیا مین وعدہ کرتا ہون کہ تمکو اس خطا کی سزا نہوگی وہی ہمیشہ ملیگا وہی سلطنت کو اپنی عملداری کرو اگر ان باتون پر راضی نہوا تو تم یہ کرو کہ جو صلہ تمکو باقی نہ رہے جب مین سحر کرونگا تو ہوش مین نہ رہو گے مشکین باندھکر لیجاؤنگا سلطنت بھی نہ ملیگی تباہ و برباد مارے پھروگے قدرت کو کیا جواب دوگے میرا کہنا مانو میرے ساتھ چلے آؤ سہمناک نے جواب دیا او مکار جو تجھ سے ہوسکے قصور نکر مین غلام رستم ہون لڑ بھڑکر مرونگا تیری اطاعت نکرونگا کیون ہمکو سمجھاتا ہی ہم سمجھکر مسلمان ہوئے ہین حملہ کبھی پہلے نکرینگے جب تیرے حربے سے پروردگار بچائیگا تو ہم بھی حربہ کرینگے شطرنج نے کہا میرے حربے کے بعد حوصلہ رہجائیگا ایک سحر مین دیوانے ہو جاؤگے لو مین سحر کرتا ہون ہوشیار ہو جاؤ یہ کہکے ہاتھ ہلایا کچھ آتش کے دانے پھینکے گیندا سہمناک کا بدن لگا جھی کرنے لگا چلا سہمناک روکتا ہی گیندا نہین رکتا ہی ہر چند آگ کو گانٹھتا ہی پیڑی جاتا ہی پیڑی نہین چھٹتی گیندا

دوڑا دوڑا پھرا اسی شطرنج کھڑا ہنس رہا ہی شطرنج نے جب دیکھا کہ گینڈا سہمناک کا بدلگامی کرنے لگا
روکے سے نہین رکتا ایک گولہ نکالکر طرف صحرا کے مارا صحرا مین گولہ جاکر پھٹا ایک دناٹا ہوا چند
طائر دھوین سے پیدا ہوے اڑتے ہوے آکے شاخ نخل پر بیٹھے زمزمہ سرائی کرنے لگے
طرف لشکر کے رخ ہی یہ اشعار محبت آثار بصد سوز وگداز وہ طائر پڑھنے لگے۔ نظم

وہ کہاں ساتھ سلاتے ہین مجھے	خواب کیا کیا نظر آتے ہین مجھے
اس پریوش سے لگاتے ہین مجھے	لوگ دیوانہ بناتے ہین مجھے
یا رب اونکا بھی جنازہ اٹھے	یار اس کوچہ سے اٹھاتے ہین مجھے
ابروے تیغ سے ایما ہے کہ آ	قتل کرنے کو بلاتے ہین مجھے
بے وفائی کا عدو کی ہی گلہ	لطف مین بھی وہ ستاتے ہین مجھے
حیرت حسن سے یہ شکل بنی	کہ وہ آئینہ دکھاتے ہین مجھے
پھونک دے آتش دل داغ مرے	اسکی جو یاد دلاتے ہین مجھے
گر کہے غمزہ کسے قتل کرون	تو اشارہ سے بتاتے ہین مجھے
شعلہ رو کہتے ہین اغیار کو وہ	اپنے نزدیک جلاتے ہین مجھے
سوسن و دیدہ خدا خیر کرے	طور بیلے عجب نظر آتے ہین مجھے

لشکر کو سنا کر طائرون نے یہ اشعار پڑھے ان اشعار کی آواز جو کان مین پہونچی لشکر والے بھی
بدحواس ہوے بادشاہ تخت سے اترا پکار کر آواز دی یارو ہتھیار کھول ڈالو ہم اپنے خداوند
سے جنگ نہ کرینگے یہ بہت نہوگا اسنے ہمکو پیدا کیا ہم اس سے لڑین بڑی شرم کی بات
ہی ہمکو غیرت آتا ہی اگر قدرت تھا یہ کردین تو دمین ہمکو نہ چھوڑے گی خدا پیدا ہوے گا
شاہ کھول کر ہمکو نگل جاینگے ہم ہلاکت نہ پائینگے ہزار طرح کا خوف ہی وہ خداوند ہین رفعت
کرتے ہین طلسم کشائی آپ نے کیا سمجھ کے اطاعت کی تھی شطرنج جادو سے کہتا ہی کہ ایک
شخص ہمارے سرحد مین آیا اسکا مذہب اختیار کر لیا اسکا ساتھ دیا سارے لشکر مین ہنگامہ
ہی کوئی روتا ہی کوئی غل مچاتا ہی کسی کا یہ قول ہی کہ یارو جائین جاینگی اسکے ساتھ کے
ہاتھ سے کیونکر امان پائینگے کدھر بھاگین لشکر مین یہ ہنگامہ ہی سہمناک میدان مین کھڑا

شطرنج سحر کر رہا ہی یہی ارادہ ہی کہ ان سب کو تباہ کر دون ایسا سحر کرون کہ یہ سب میرے ساتھ چلین
جب سہمناک کا گینڈا اٹھر تا ہی شطرنج اشارہ کرتا ہی پھر گینڈا ادوڑنے لگتا ہی چاہتا ہی کہ سوار کو
گرا دون فوج بادشاہ کا عجب حال ہی تلوارین کھینچی ہین کہ اپنے گلے کاٹ ڈالین بار بار غل مچاتے
ہین کہ قدرت سے کیونکر آنکھ چار کرینگے کہ صحرا سے گرد اڑی سب نے دیکھا کہ علمہائے سرخ کے
پھریرے اُڑتے ہوئے علمدار آگے بڑھے ہوئے علمون کو جلوہ دیتے ہوئے ایک جانب
آکے سامنے لشکر کے ٹھہرے اُسکے بعد دیکھا کہ رستم پشت مرکب پر سوار طاؤس زرین بال پہ
ملکہ جہان آرا ساحرون کا لشکر پشت پر ایک طرف خواجہ جست و خیز کرتے ہوئے تین تاجدار تختون
پہ سوار ہین کچھ قریب سے رستم نمایان ہوئے رستم نے جو دیکھا کہ میدان مین ایک ساحر سحر کر رہا ہی
اور سہمناک زنگی جان سے بیزار اپنے گینڈے کو سنبھال رہا ہی کل فوج نے ہتھیار اپنے
کھول ڈالے ہین بادشاہ تخت سے اُترا کھڑا ہی سب سے صلاحین ہو رہی ہین کہ ہاتھ باندھ کر
سامنے شطرنج کے چلین شاید خطا معاف کرے رستم نے چاہا کہ گھوڑا بڑھاؤن جہان آرا
نے بڑھکر رکاب تھام لی کہا ای شہریار اس کنیز کا تماشہ دیکھیے جو آپ کی فوج والے کر رہے ہین
وہی رنگ اسکی فوج کا ہو ابھی جانبازی کنیز کی سرکار پر نہین کھلی جب کوئی پہلوان نکلیگا تب
تب آپ جائیے گا یہ کہکے طاؤس بڑھایا سامنے شطرنج کے آئی للکاری کہ او بدکردار او حبیا
تجھے کچھ خبر بھی ہے کہ زوجہ پہ تیری کیا گذری وہ مکارہ داخل جہنم ہوئی اتو میرے مقابلے مین
کیا غیر ساحرون پہ سحر کر رہا ہی وہ بیچارے کیا جوابدین جو تو نے سحر کیا اُن پر تاثیر ہو گئی مجھ پہ
سحر کر جو اب لے شطرنج جادو نے گولہ مارا وہ گولہ سر پہ ملکہ جہان آرا کے آکر پھٹا تلوارین
گرنے لگین جہان آرا نے جھولی پہ ہاتھ ڈالا سیاہ کا فرشکالا اُسکی سپرین کاٹین اور سر
پہ اُڑا ہین وہ سپرین سر پہ لہرانے لگین جو تلوار گری سپرون نے روکی کیا مجال کہ سر پہ
جہان آرا کے تلوار آنے پائے سب تلوارین ٹوٹ گئین جہان آرا نے موتیون کا مالا گلے
سے اُتارا خبردار خبردار کہکے شطرنج پر مارا موتی ٹوٹ کر گرے جو موتی جس مقام پر پڑا آبلہ
پڑگیا جہان آرا نے آواز دی اری گلشن آرا کہان گئی شطرنج باغ کا تماشہ دیکھے
کہ ہوا سے سرد چلی غبار اُڑا شطرنج نے دیکھا تمام درخت صحرا سر سبز و شاداب ہین

بلبلین بیتاب عندلیبان خوش نوا پہلوے گل مین پھول کر بیٹھی ہوئی زمزمہ سرائی کر رہی ہین کسی شاخ گل پر کوئی عندلیب خوش نوا یہ اشعار عاشقانہ جھوم جھوم کر پڑھ رہی ہے۔ نظم

ہزار طرح سے ثابت ہی وہ دہان ہوتا — کلام کرتے ہم اُس سے جو رمز دان ہوتا
بتون کے حسن سے ہی نور حق عیان ہوتا — مجاز پر بھی حقیقت کا ہے گمان ہوتا
یہی رہا ذوق یار دیکھکر افسوس — اُچک کے گرتے ہم اُسمین اگر گران ہوتا
یقین ہے مرد مسلمان بھی سجدہ کر لیتے — تو نقش کے بت جو ترا سنگ آستان ہوتا
مہ صیام مین نعمت جو کچھ ملے کم ہو — خدا کا بندہ مومن ہے مہمان ہوتا
اداس قالب خاکی مین روح رہتی ہے — مکان سے تنگ ہے مشتاق لامکان ہوتا
فراغ حال ہے دشوار خوشنوایون کو — قفس سے تنگ ہے بلبل کا آشیان ہوتا
ترے شہید کا دھوکا ضرور دیتا وہ — جو کربلا سے معلے مین ارغوان ہوتا
ہنساتے یار کو ہم حال زار دکھلا کر — یہ رنگ زرد تماشا سے زعفران ہوتا
گلون سے نالۂ بلبل کی وجہ کیا پوچھون — زبان کا درد نہین گوش سے بیان ہوتا
یہ ہوے آپ بھی نیرنگ اپنا دکھلاتی — محیط خون جو تری تیغ سے روان ہوتا
لباس سرخ سے کرتا ہی یار خونریزی — حسینون مین بھی ہے کوئی مریخ خوان ہوتا
خدا کے خوان کرم سے ہو سیر جو چاہے — نہ مُہر ہوتی ہے اُسپر نہ ہے نشان ہوتا
نیاز مند نہ ہوتا تو پوچھتا ہون مین — یہ ناز آپ جو کرتے ہین پھر کہان ہوتا
گلوری پان کی کھا کے وہ جو ہنس پڑتے — شگفتہ گل کی طرح غنچہ دہان ہوتا
نگاہ ناز تمھاری یہ رُخ جدھر کرتی — نشست تیر کے قابل ہی وہ مکان ہوتا
صدا جرس کی ہے غنچون سے کھلنے سے آتی — روانہ نکہت گل کا ہے کاروان ہوتا
بلند پایہ کریگی وہ زلف شانہ کو — کمند سے بھی تو ہے کار نردبان ہوتا
تم اپنے چاند سے منھ کو نہ پھیرتے پیارے — خلاف ہمسے جو ہوتا تو آسمان ہوتا
یقین ہے آبلے پڑکے پھوٹ بھی جاتے — بیان حال جو آتش کا ای زبان ہوتا

ملکہ نے پکار کر آواز دی ای شطرنج کیا ٹیڑھی چال چلتا ہے ذرا لشکر کا تو حال دیکھ شطرنج سے

پلٹ کر دیکھا کہ لشکر مین تلوار چلنے لگی سب فوج والے آمادہ ہین کہ شاہور کو مار لین رستم نے
جو دور سے دیکھا کہ شاہور بھاگا بھاگا پھر رہا ہی اور افسر چاہتے ہین کہ شاہور کو قتل کرین
پکار کر آواز دی ای ملکہ جہان آرا یہ نہین مناسب ہی کہ ساحر پر سحر کرو غیر ساحر کو بچاؤ
ملکہ نے فوراً ہاتھ روکا پکار کر کہا ای گاشن غیر ساحرون سے مطلب نہین ساحرون سے
کام ہی ہمین تمہارا نام ہی ایک جگہ پر مجمع خاص و عام ہی ہمکو سحر مین کیا کلام ہی یہ جو ملکہ نے
پکار کر کہا ہمراہیان شطرنج جو کھڑے تھے کھولے ترنج نارنج لیکر آپس مین مصروف جنگ ہوے
ایک نے ایک کو گولہ مارا سینے کو توڑ کر پار گیا جب کئی ہزار ساحر مر کر گر چکے تو ملکہ نے پکار کر
آواز دی ارے آپس مین نہ لڑو شطرنج سے چال کرو جب تو اسکا ٹوٹ چکا زور کو اسکی رستم
نے مارا تم لوگون کو اسکی فکر نہین افسر کی خدمت کرو تمام لشکر والے شطرنج پر بلوہ کرکے چلے
شطرنج نے جھولی سے گولہ نکالا جب گولہ مارا سو سو کے سینہ کو پار کرکے نکل گیا افسرون نے جو
دیکھا کہ شطرنج ہمارا دشمن ہوا دس بارہ افسرون نے گھوڑے جھکائے آکر شطرنج کو گھیرا
کوئی گولہ مارتا ہی کوئی تلوار جھکاتا ہی شطرنج ہر چند چاہتا ہی کہ ان سے جان بچاؤن مگر وہ لوگ
پیچھا نہین چھوڑتے للکارتے ہوے چلے آتے ہین او نامرد ہمسے تو مقابلہ کر تو نے بیگناہون
کو مارا ان بیگناہون کا خون تیری گردن پر ہی ہم اپنے بھائیون کا بدلہ لین گے غرضکہ شطرنج
بھاگا چاہا کہ بے پروانہ پیدا کرکے نکل جاؤن دمبدم پکارتا ہی یا خیال سکندری ان مصیبتون
سے مجھکو بچایئے اور مجھکو اٹھا لے جایئے ورنہ جہان آرا آفت برپا کر رہی ہی ہائے کیا
انقلاب ہوا کہ دوست دشمن ہو گئے راہبر راہزن ہوے یہ کہکر اپنے کو ایک نخل کے نیچے
گرا دیا رستم کی نگاہ پڑی شطرنج نے غوطہ مارکر بے پروانہ پیدا کئے چاہا کہ اڑکر نکل جاؤن
بیٹھے ہی اپنے مقام سے اٹھا رستم نے کمان کیانی کاندھے سے اتاری تین بھال کا تیر چلہ
کمان مین پیوست کیا چلہ پر کھینچ شطرنج کا تاکا ہر چند جہان آرا نے کہا ای شہریار آپ
تکلیف نہ فرمایئے مین اسکو جانے نہ دونگی بلند ہونے ہی روک لونگی رستم نے جواب
نہ دیا تیر شطرنج پر مارا شطرنج کے سینہ پر تیر پڑا تیر نے خطا نہ کی ہر چند شطرنج نے چاہا کہ سہم کر
گر کر بیٹھ جاؤن مگر قضا و قدر نے تیر سینہ پر پہونچایا شطرنج نے تیر کاٹا چاہا کہ نکل جاؤن اہل لشکر

کو بنیہ نہ دکھاؤں جہان آرا نے ہاتھ ہلا دیا ایک سل پتھر کی کئی سو من کی سر پر شطرنج کے گری
کہ سر پاش پاش ہوا لاشہ اُسکا زمین پر گرا افسران فوج شطرنج نے غل مچایا کہ بڑا حرامزادہ مارا
اے رستم ہم اطاعت کرتے ہیں یہ کہکے سب ساحر آ گئے لشکر طلسم کشا میں آملے شاہور نے
جو قتل شطرنج دیکھا گینڈے کو بڑھا کر میدان میں آیا اور پکار کر آواز دی کہ اے رستم تمہاری
جنگ کا مشتاق ہوں ساحر کا حال تو میں نے دیکھا بڑے صاحب اقبال ہو کہ ایسی
ساحرہ دستیاب ہوئی کہ جیسے شطرنج ایسے جادوگر کو شاپا اگر ساحرہ کو لڑوانا منظور ہو تو میں
پلٹ جاؤں اگر یہ جرأت مقابلہ منظور ہے تو میرے مقابلہ میں آئیے کہ میں تمہارے سر کا
خواہاں ہوں دو بھائی میرے تمہارے ہاتھ سے کشتہ ہوئے اُنکے خون کا بدلہ لونگا رستم
نے گھوڑا بڑھایا سامنے شاہور کے آئے سنگا ور زن ہوئے چھ قدم گینڈا شاہور
کا ہٹا رستم کا مرکب تین قدم شاہور نے کہا کہ اے رستم حربہ کرو کہ تمہارے دل میں حوصلہ
نہ رہے رستم نے کہا اپنا یہ دستور نہیں جب تیرے حربے سے پروردگار بچائیگا تب ہم بھی
حربہ کرینگے شاہور نے نیزہ مارا رستم نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا آپس میں نیزہ بازی
ہونے لگی دونوں لشکر دیکھ رہے ہیں کہ شاہور جان دے کے لڑ رہا ہے ہر مرتبہ چاہتا ہے کہ
نیزہ رستم کا نکالوں پہ پیش نہیں جاتی اس کو سے جنگ کر رہے ہیں کہ شاہور
حیران ہے کہ دیکھیے اس جوان کے پنجے سے کیونکر نجات ملتی ہے جان بچتی ہے یا نہیں رستم
دلاور نے ایک مقام پر لغزش کیا اور لغزہ کرتے ہی گھوڑے کو بڑھایا تھپیڑا مارا کہ نیزہ
ہاتھ سے شاہور کے نکل گیا شاہور کا رنگ مارے غصے کے سرخ ہو گیا فوراً قبضۂ شمشیر پر
ہاتھ ڈالا تیغ برق مثال کو نیام سے کھینچا خبردار خبردار کہکے رستم دلاور پہ ہاتھ مارا رستم نے
صاف آسیب سپر تلوار کو رد کیا اور پھر خود بھی خبردار خبردار کہکے آگے بڑھے ہاتھ تلوار کا
مارا شاہور جان دیکر لپٹ پڑا رستم نے اس زور سے پکڑ مارا کہ گینڈا شاہور کا بیٹھ کے
بل زمین پر بیٹھ گیا دونوں جوان لپٹے ہوئے زمین پر آئے آپس میں کشتی ہونے لگی
دونوں لشکر دیکھ رہے ہیں کہ شاہور جانبازی کر رہا ہے رستم اُسکے داؤں روک رہے ہیں ایک
مقام پر موقع پاکر ریل کر کے دو ڈھائی بارہ چودہ قدم پر لیجا کر پٹک مارا کہ شاہور بلند رکاب

کے دونون گھٹنے زمین سے آشنا ہوے چاہا کہ تڑپ کر لنگر قائم کرون حریف زبردست لنگر
کب قائم ہونے دیتا ہی دونون ہاتھ دستون سے گیے کمرزنجیرین شاہور کی ہاتھ ڈالا اور زور
کیا پہلے ہی زور مین گھٹنون تک بلند کیا دوسرے زور مین سینہ تک لائے تیسرے زور
مین سر سے بلند کیا شاہور بلند رکاب نے چاہا کیٹون پاؤن اڑا کر دھر اڑاؤن رستم شیردل
نے داہنا قدم آگے بڑھایا اور بایان قدم پیچھے رکھکر چرخ دیا کہ مثل طاؤس آتشبازی کے
چرخ کھانے لگا رستم نے چرخ دیکر زمین پر مارا شا[illegible] چاہا کہ ہونا ہے کے پھل سنبھلون
لیکن رستم نے ایک ٹھوکر اس زور [illegible] شاہور چارون [illegible] شانے چت ہوا رستم کود
کے اُسکی چھاتی پر سوار ہوے اور فرمایا [illegible] عالم کی تو کیا کہتا ہی شاہور
نے عرض کی کہ جب تک زندہ ہون غلامی سے گردن تابی نہ کرونگا رستم نے فوراً کلمہ طیبت
تلقین فرمایا شاہور کلمہ پڑھکر بصدق دل مسلمان ہوا اور پھر اپنی فوج والون کو پکارکر
آواز دی کہ جسکو ہمارا ساتھ دینا منظور ہو وہ رستم کی آگے اطاعت کرے ورنہ میرے لشکر
سے باہر نکل جاے سب نے بآواز بلند پکار کے یہ عرض کی کہ جسکی اطاعت حضور نے
قبول کی ہم بھی اُسکے غلام ہین رستم شاہور کے کل لشکر کو ساتھ لیکر طرف قلعے
کے روانہ ہوے سبکو لیکر قلعے مین داخل ہوے تینون تاجدار رستم کے ساتھ ہین
سہمناک زنگی و شاہور بلند رکاب و دیگر سرداران و ملکہ جہان آرا و شقائق شاہ
یہ سب بخوشی و خرمی تمام مبارکباد فتح و فیروزی دیتے ہوے اندر بارگاہ سلطانی کے
داخل ہوے رستم نے شقائق شاہ کو تخت سلطنت پر بٹھایا چار لاکھ ساحر وغیرہ
کا لشکر گرد بارگاہ سلطانی جمع ہی بارگاہ مین محفل عیش و نشاط آراستہ ہوئی سب لوگون
نے خواجہ عمرو کو گھیرا سب سے زیادہ ملکہ جہان آرا مصر ہین کہ یہ گانے ہی پر خواجہ عمرو
کے عاشق ہین رستم نے بھی خواجہ عمرو سے کہا کہ اے عم نامدار چند اشعار
عاشقانہ آپ اسوقت گائیے تاکہ رنگ صحبت دوبالا ہو ملکہ جہان آرا کو آپ ہی کا گانا
پسند ہی ملکہ کی خاطر کرنا آپ کو مناسب ہی خواجہ عمرو نے سب کے کہنے سے
یہ اشعار آبدار بالحان داؤدی گانا شروع کیے ۔ نظم

وہ نازنین نزاکت میں کچھ یگانہ ہوا
جو پہنی بھولونکی بدھی تو دردِ شانہ ہوا

شہید ناز و ادا کا ترے بہانہ ہوا
اڑایا منہدی نے دل جو رنگ کا بہانہ ہوا

شب اس کی افعی گیسو کا جو فسانہ ہوا
ہوا کچھ ایسی بندھی گل چراغ خانہ ہوا

دل زلف یار کا خاک کبھی کر سکا مانی *
ہر ایک بال میں کیا کیا نہ شاخسانہ ہوا

توانگروں کو مبارک ہو شمع کافوری
قدم سے یار کے روشن غریب خانہ ہوا

گناہگار ہیں محراب تیغ کے ساجد
جھکایا سر تو ادا فرض پنجگانہ ہوا

غرور عشق زیادہ غرور حسن سے ہے
ادھر تو آنکھ پھیری دم ادھر روانہ ہوا

دکھا دے زاہد مغرور کو کبھی آنکھ صنم
جمال حور کا حد سے سوا فسانہ ہوا

بھرا ہے شیشۂ دل گو محبت سے
خدا کا گھر تھا جہاں واں شراب خانہ ہوا

ہوائے تند نہ چھوڑے سر سے غبار کا تکا
یہ گرد راہ کہاں خاک آستانہ ہوا

خدا کے واسطے کر یار حسین ابرو دور
بڑا ہی عیب لگا جس کمان میں خانہ ہوا

ہوا جو دن تو ہوا اسکو پاس رسوائی
جو آئی رات تو پھر نیند کا بہانہ ہوا

نہ پوچھ حال مرا جب خشک صحرا ہوں
لگا کے آگ مجھے کاروان روانہ ہوا

نگاہ ناز بتاں سے نہ چشم زخم کبھی کو
کسی کا یار نہیں فتنہ زمانہ ہوا

اثر کیا تپش دل نے آخر اس کو بھی
رقیب سے کبھی میرا ذکر غائبانہ ہوا

ہوائے تند سے چٹکا اگر کوئی گھونگھٹ کا
سمند باد بہاری کا تازیانہ ہوا

ہمیشہ شام سے ہمسائے گھر رہے آتش
ہمارا نالۂ دل گوش کو فسانہ ہوا

خواجہ عمرو بیٹھے گا رہے ہیں بیل پڑ رہی ہے عمرو چہک چہک کے گا رہے ہیں بتا بتا کے کبھی جاتے ہیں غزل عاشقانہ خواجہ عمرو کا بتانا رستم کا کبھی دماغ تر ہے جب خیال ملکہ نگارین شیرین کلام کا آتا ہے تو ٹھنڈی سانسیں بھرتے ہیں کئی مرتبہ جہان آرا نے پوچھا کہ شہریار کچھ سبب معلوم ہوتے نہیں رستم نے جواب دیا کہ اے ملکہ عالم کیا تمسے بیان کریں ملکہ نگارین شیرین کلام نے عجب صدمہ دیا ہے جب یاد آتی ہیں دل گھبراتا ہے کیونکر ان سے ملیں ایسے انکے نام پہ مشہور تھے کہ شیر جنگ نے تحفہ جات بھی لے لیے اور لوح طلسمی بھی لے لی اسے گرفتار کر لیا

مگر خدا خواجہ صاحب کو سلامت رکھے کہ عین وقت پر بمشکل کاؤس زرین قبا پہونچے
بفضل خدا رہا ہوئے اب دیکھین کیونکر ملاقات ہو یقین تو یہ ہے کہ اُنکو بھی ہماری یاد ہوئے
کیونکہ وہان پہونچین خوف یہ ہے کہ عشق اُنکا مشہور ہو گیا جب تو نیرنگ جادو نے اُنکی شکل
بنکر لوح کی خوف یہ ہے کہ ایسا نہو وہ حکیم مکار اُن کے ساتھ یہ بدی پیش آئے ہمکو کیونکر خبر
ملے جہان آرا نے عرض کی حضور ملکہ رہوتے مین اُنکا پتہ لگاؤنگی حضور نہ گھبرائین یہ کہکے ملکہ
اُٹھین رستم نے پوچھا ملکہ کہان چلین جہان آرا نے عرض کی مین ذرا در دولت پر جاتی ہون
انشاء اللہ اُن کی بھی خبر لگاتی ہون کسی پیر کو روانہ کرون کہ وہ تدبیر کرکے جاوے اور حال
ملکہ عالم سناوے رستم نے خوش ہوکر کہا اے ملکہ جہان آرا بڑا تمھارا احسان ہوگا اگر
اُنکا پتہ لگاؤ یا ہمکو اُن تک پہونچاؤ ہمکو بڑا خیال ہے کہ خدا نہ خواستہ کہین قید نہ کرلیا ہو
حکیم ہفت پیکر سے بدرجہا زیادہ ہے اپنے مقام پر بیٹھے بیٹھے سب چیزین اُسکو معلوم
ہو جاتی ہین جہان آرا نے کہا سب حال ظاہر ہوگا جہان آرا ٹہلتی ہوئی دربارگاہ پر
آئی جیسہ کنیزین گرد کھڑی ہین کہ آسمان سے جھپٹ کر ایک پنجہ گرا ملکہ کی کمر مین پڑا اُٹھا کر
لے گیا کنیزون مین ہلڑ ہوا کہ کوئی ملکہ کو لے گیا رستم نے کہا یہ کیا ہنگامہ ہے کون رہا ہے
کہ کنیزان جہان آرا سامنے آئین عرض کی اے شہریار ابھی ملکہ حضور سے باتین کرکے
باہر گئی تھین ایک پنجہ آسمان سے گرا اُن کو اُٹھا کر لے گیا ہمنے دیکھا کہ اُنھون نے
بلند ہوکر کئی ہاتھ مارے مگر رہا نہ ہوئین پنجہ لیکر بلند ہو گیا رستم نے کہا وہ حکیم بڑا
آزار ہے خدا اُسکے شر سے بچائے دیکھین انجام کیا ہو مگر خواجہ عمرو یہ سنتے ہی بدحواس
ہوگئے فرمایا کہ جہان آرا کی ذات سے اُسکو صدمے پہونچے ہین دیکھیے کیا کرے اے فرزند
مین کیا کرون افلاس میرا حد سے بڑھا ہوا ہے کہ اس جھگڑے مین جاسوسون کو سود بھی نہین
پہونچا وہ لوگ فساد برپا کرینگے مجھکو کاہے کو جانے دینگے راہ مین روکین گے کہین کے
سود تو دور رستم نے کہا عجب مشکل کی بات ہے کہ اپنی معشوق کی تلاش کو جائیے اور
روپیہ ہم سے طلب کیجیے خواجہ عمرو نے کہا اے نور نظر تم یہان افسر ہو ہمپر جو گذرتی ہے وہ
کس سے کہین آقا سے نادار دور ہین یقین ہے وہ اس مقدمے مین ضرور دیتے

مگر اُن سے تو ہم رخصت ہو آئے ہیں تمھاری تلاش میں نکلے شکر کرتے ہیں کہ تم سے
ملاقات ہوئی ہم نہ پہونچتے تو تیر بخ جادو نہیں معلوم کیا آفت برپا کرتی بس اب دیر
نہ کیجیے جو کچھ منظور ہو وہ دلوا دیجیے کہ ہم جاکر تلاش کریں ایسا نہو کہ اُنکے واسطے باعث
خرابی ہو اگر اُنکا موے جسم بھی کم ہوگیا تو مجھکو قلق ہوگا رستم نے پانچ توڑے منگوا کر خواجہ
کو دیے خواجہ نے وہ توڑے نذر زنبیل کیے اور بہانے عیاری جسم پر آراستہ کرکے
تلاش میں ملکہ جہان آرا کی چلے مگر رستم سے تاکید کرکے کہا کہ آپ اسی مقام پر رہیےگا رستم
نے اقرار کیا کہ ہم آپ کا ایک ہفتہ انتظار کرینگے خواجہ عمرو جست و خیز کرتے ہوے چلے
جنگلوں میں پھر رہے ہیں جس مقام پر ساحر ملے تھے خواجہ بصورت مبدل گھوڑے اُن سے
حال پوچھا یا کسی کو لوٹ لیا کئی جلسے خواجہ نے درہم و برہم کیے چار روز اسی تلاش میں
خواجہ عمرو کو گذرے پانچویں دن تھک کر ایک نخل کے سایے میں بیٹھے مگر سوچ رہے تھے
کہ کیا تدبیر کروں ایک جادوگر کو دیکھا کہ دوڑا ہوا آتا ہے پسینے پسینے گھبرایا ہوا خواجہ تو چھپ گئے
وہ ساحر اُسی نخل کے نیچے آ کے ٹھہرا اگرچہ کنا ہو رہا ہے چہار جانب دیکھ رہا ہے خواجہ نے
بصورت مبدل اُس سے ملاقات کی اور پوچھا کہ بھائی کہاں جاؤگے کہاں سے آتے ہو اور نام تمھارا
کیا ہے ساحر نے کہا خوش گام جادو میرا نام ہے ملکہ افتخار جادو پہلو سے صحرا میں ایک باغ
ہے کہ اُسمین تشریف رکھتی ہیں میں گائن کو بلانے جاتا ہوں بہت جلدی ہے خواجہ عمرو نے
کہا اچھا جاؤ مگر اور نئی بات دیکھو سامنے پہاڑ پھٹ گیا تیرے ہاتھی پیدا ہوا شاید کچھ
اُسمیں چھپا ہوا تھا جیسے ہی خوش گام پلٹا خواجہ عمرو نے گلے میں حلقہ کمند کے ڈال دیے
اور جلدی سے حباب مار کے بیہوش کیا اُسکو تو ایک کنارے ڈالدیا آپ اُسکی صورت
بنکر گائن کا مکان پوچھتے ہوے چلے قصبے میں آکر گائن کے مکان پر پہونچے آواز دی اندر
سے آواز آئی کون ہے یہ بولے میں ہوں خوش گام فرستادہ ملکہ افتخار جادو اندر سے
آواز آئی اے خوش گام آؤ تم سے کیا پردہ ہے خواجہ عمرو اندر پہونچے دیکھا کہ ساز بجانے کو
بیٹھے ہیں گائن نہایت حسین شکل رہی ہے خواجہ نے کہا بیوی میں تمھارا نام بھول گیا کہا میرا
خوش گام تم ہمارا نام بھولو تو تعجب کا مقام ہے ساتھ کھیل کر بڑے ہوے ایک مقام پر رہے

تمہاری جان میرا نام ہی کہا بی جانی جان صاحب آج ملکہ بہت بدمزاج تھین ذرا کنارے
چلو تو مین سمجھا دون یہ کہکے گائن کو کنارے لائے باتین کرتے کرتے اُسکو بیہوش کیا اُسکو
اُٹھاکر زنبیل مین رکھ لیا اُسی کی شکل بنکے نکلے صندوقچہ گہنے کا منگوایا وہ گہنا پہنا لباس عمدہ
پہن کر حکم دیا گاڑی تیار کرو گاڑی تیار ہوکے آئی اُسپر سوار ہوکے خواجہ چلے سازندے ہمراہ
ہین اُنھون نے پوچھا بھی کہ کیون بی بی خوش گام جو آیا تھا وہ کہان گیا خواجہ نے جھلاکر جواب
دیا وہ نگوڑا آوارہ مزاج پیغام دیکے بھاگ گیا اُسکی کیا احتیاج ہی ملکہ سے عدم حضوری کا عذر
کرلینگے یقین ہی معاف کرین یا جو مناسب وقت ہو وہ کرین حقیقت مین وہ نہین پہنچ جانا
خلاف کیندا ہوگا یہ باتین کرتے ہوے خواجہ عمرو در باغ پر پہونچے چند کنیزین در باغ پر کھڑی
تھین اُنھون نے کہا اللہ ری بے وفائی دن سے کہان تھی تجھکو اپنے آشناؤن سے
مہلت کہان ملتی ہوگی مردانے جلسون مین جاتی ہوگی مردون سے آنکھین لڑاتی ہوگی اُسنے
ہنسکر کہا بوا ایسی مین کہین نہین جاتی مردانی صحبت سے مجھکو نفرت ہی بیبیان بلاتی ہین تو زنانے
مین جاتی ہون بیبیون مین بیٹھکر گاتی ہون کنیزون سے باتین کرتے ہوے اندر باغ کے آئے
دیکھا باغ پر بہار ہی قفس طائرون کے درختون پر لٹکے ہین زمزمہ سرائی کر رہے ہین تختہا
گل پھولون سے لدے ہوے ہین کہین زیر شجر پھولون کا انبار ہی بلبلون کے دلون پر ہجوم
خار ہی سب چمن در تختہاے گل سے بھرے ہوے خواجہ سیر کرتے ہوے وسط باغ مین پہونچے
دیکھا وسط باغ مین ایک چبوترہ اُسپر فرش مشجر بچھا ہوا ہی ایک جادوگرنی کالی رنگت کی بیٹھی
ہی گائن کو دیکھکر بولی کیون بی اب بغیر بلائے تم نہین آتین خواجہ نے کہا دیکھیے اب بھی
پینا اٹھیکا ہی سر مین خلل رہتا ہی افتخار جادو نے کہا بیٹھو خواجہ عمرو نے سامنے بیٹھکر سازندون
کو اشارہ کیا سازندون نے ساز ملائے اور یہ اشعار عاشقانہ گانا شروع کیے قطعہ

صاف آئینہ سے رخسار ہی اُس دلبر کا — یہ خدا کا ہے بنایا ہوا وہ اسکندر کا
چشم مستانہ کی گردش مین تصور ہی اجل — غفلت انجام ہی جب دور چلے ساغر کا
دل پہ چوٹ اُس رخ رنگین کے نظارے سے لگی — پھول سے صدمہ پہونچتا ہے مجھے پتھر کا
جوش وحشت ہی بے قطع تعلق مفروض — سنگ دیوانہ کو باعث نہ دیکھا در کا

قلب ماہیت ارباب صفا کھوتی ہو قہر
عدم آب سے ارزان ہو بہا گوہر کا

عاشقون سے طلب بوسہ کہان جاتی ہی
مو سے ہو نہ سکے ترک کبھی شکر کا

چرخ کے پار گذر جاتی ہے آہ عاشق
سقف کو توڑتا ہی دود مرے مجمر کا

نالۂ عاشق دل سوختہ ہی آفت جان
بھڑکے جب آگ جہان ڈھیر ہو خاکستر کا

دشمن ابرو سے زیادہ ہی وہ برگشتہ مژہ
زخم شمشیر سے ہی زخم غضب خنجر کا

عمر طفلی ہی سے ہو مشق تو اقبع لازم
حلقہ آسانی سے بن سکتا ہی جوب تر کا

خال رخ سے ترے ثابت ہوا پیدا ہونا
موج سرچشمۂ خورشید سے بھی عنبر کا

آخر کار کیا ہی اُسے مستی نے خراب
ہو سکا ضبط نہ آدم سے جو کوثر کا

جانے دے آتش اگر اہل جہان تجھسے پھرے
مرد پیچھا نہ کرین بھاگے ہوے لشکر کا

افتخار جادو نے بڑی تعریفین کین کہا اب تو تیرا کمال دمبدم بڑھتا جاتا ہی کہا واری روز کثرت کرتی ہون اُستاد آکے بتاتے ہین جب تو ریئس پوچھتے ہین جابجا سے پیغام آیا کرتے ہین آج کئی دن ہوے کہ بڑے شاہزادے صاحب نے بلوایا رات بھر گانا رہا آخر صبح کو پانچ روپیہ دیے مین نہ لیتی تھی مگر بگڑنے لگے خواجہ یہ باتین کر رہے ہین کہ آسمان پر برق چمکی ایک تخت پر ایک ساحرہ نمودار ہوئی اور تخت اُڑاتی ہوئی سامنے آئی افتخار جادو نے پکار کر آواز دی بوا آؤ اری ہیکلان ہم تو تمھارے مشتاق تھے وہ ساحرہ تخت سے اُتری افتخار کو سلام کیا افتخار نے کہا کہو بوا بی جہان آرا پر کیا گذری تمنے بڑا کمال کیا کہ دربار طلسم کشا سے اُسکو لائین ایسی ساحرہ زبردست کا لانا تمھارا ہی کام تھا طلسم کشا دربار مین موجود اگر تیغ کھینچکر نکل آتے تو کیا ہوتا وہ ساحرہ بولی جب جہان آرا بیرون بارگاہ آئی مین اس زور سے تڑپ کے گری اور اُسکو اُٹھایا کہ متوجہ ہوا سے بیہوش ہو گئی اگر ہوشیار ہوتی تجھ سحر سے میرے نکلجاتی میرا سحر اُسپر غالب نہ آتا لیکن اب بہت خیریت ہوئی ہی مین نے جو اس سے سوال پرستش خداوند کیا تو اُسنے جواب دیا کہ مین حکیم کو سجدہ نہ کرونگی طریقہ دین اسلام مین بڑی مضبوط ہی کہتی ہی مجھکو قتل کرو مین تمھارا مذہب اختیار کرونگی مین ایک جلسہ قرار دیا ہی کہ جہان آرا کے عزیزون کو جمع کرون یہی مین تمسے کہنے کو آئی تھی کہ اس

جلسہ مین تم بھی شرکت کرو قدرت سے مین نے جاکر کہا کہ جہان آرا ہمارا مذہب قبول کرتی
قدرت نے حکم دیا کہ ای ہیکلان جسطرح بنے اسکو ضامن کرو کہ جب ہمارے پاس آئے تو آتے ہی
عذر کرے اور سجدہ کرے اتنی بڑی ساحرہ عقیلہ و فہمیدہ سحر مین طاق شہرۂ آفاق انتظام والی
طلسم کی وہ منتظم ہی اگر وہ قتل ہوگئی تو سرحدون مین انتشار ہوگا جتنے خراج گزار ہین سب کا کوئی سرپرست
نہ رہیگا اسوجہ سے تاکید کیا ہی کہ ہمارا مطیع کرکے لاؤ لہذا اب مین رخصت ہوتی ہون مجھے بہت جلد
جانا ہی اول تو اسکی مان کو خبر کرون ملکہ صہبا سے شیرین کلام کیسی خداوند کی معتقد ہی ان جہان آرا
کی وہ بیٹی کو سمجھائیگی بہن اسکی میگونہ وہ بھی آئیگی اور اسکو اپنے سحر پر بڑا ناز ہی مان نے اسکا اقرار کیا
ہی کہ مین بیٹی کو سمجھاؤنگی یہ مجھ سے نہوگا کہ وہ ہمراہ مسلمانان ہے اور مین جیسیون صورت اسکی نہ
دیکھون یہ کہکے ہیکلان اٹھی افتخار سے تاکید کی کہ ہوا جلسہ مین ضرور آنا خواجہ ذکر سنکر تڑپنے لگے
یہی خیال ہی کہ ساتھ اس ساحرہ کے جاؤن اپنے کو قریب جہان آرا پہونچاؤن یہ کہکے خواجہ تو
بیقرار ہوکر رہگئے مگر ہیکلان تخت پر سوار ہوکر روانہ ہوئی خواجہ نے بیقرار ہوکر افتخار سے کہا کہ
ملکہ اس جلسہ مین ضرور چلیے دیکھین جہان آرا کا کیا حال ہی یہ کیسی خبر مین نے سنی ہی جو عورت
یا مرد شریک مسلمانان ہوا مسلمان وہ مرکر دیتے ہین کہ وہ شخص پھر طرف باطل پرستی کے متوجہ
نہین ہوتا تو پھر اس جلسہ کو دیکھینگے کہ جہان آرا کی مان بہن بھی ہونگی بات بہن کے سمجھانے پر کیا
کہتی ہین افتخار نے کہا ارے کیون گھبراتے ہو ضرور اس صحبت مین چلینگے مگر بڑا افسوس یہ ہی کہ وہ
خواجہ عمرو کے گانے پر عاشق ہی دیکھیے کیا فعل لائے جب ہیکلان لیکر گئی ہین تو میرے باغ
مین لائی تھین مین نے اسکی صورت دیکھی کہ وہ بہوت ہو رہی ہی عشق مین عمرو کے اپنے ہوش سے
باہر ہی رات بھر خواجہ ناچ گاتے مین رہے جب ستارہ سحری چمکا رقاص نیر اعظم رقص کرتا ہوا
بالاے چرخ زبرجدی آیا محفل ضیا و شعاع کا ہنگامہ ہوا افتخار نے پکار کر آواز دی کنیزون سے
کہا ارے تیاری کرو ہم ہیکلان کے جلسہ مین جائینگے خواجہ ساتھ ساتھ افتخار کے پھر رہے ہین جی
کہتے ہین کہ حضور مین ضرور جاونگی آپ کو معلوم ہی کہ بچپن سے اس کام کو کرتی ہون کیسے کیسے جلسون
مین شریک ہوئی کہ شاہزادے وزیر زادے اُن جلسون مین تھے کیسے کیسے جوان خوش و خوش خو
نے کیسی کیسی نگاہین ڈالین مگر کسی پر مائل نہین ہوئی یہی دیکھنا منظور ہے کہ عاشق کا کیا

حال ہوتا ہے کیا مسلمان سکھا دیتے ہیں یا سمجھا دیتے ہیں اور حضور یہ جو ہیکلان نے کہا کہ سحر میں
مبتلا ہے یہ سراسر غلط ہے کہ مسلمان سحر کو اچھا نہیں جانتے بلکہ چاہتے ہیں کہ ساحر ہمارے ساتھ بھی رہیں
وہ لوگ خدائے نادیدہ کے معتقد ہیں ہر وقت اسی پر نگاہ رکھتے ہیں افتخار نے کنیزوں کو تیار کیا
تخت آراستہ ہوا سب کے پہلے خواجہ تخت پر سوار ہو سکے افتخار نے تخت اڑایا باغ ہیکلان میں
آئی تمام ساحر جمع ہیں ہیکلان مسند پر بیٹھی ہے ساحر آتے جاتے ہیں جماؤ ہو رہا ہے کہ اتنے میں
ملکہ صہبا بھی آکر بیٹھی بیٹی کو جو گرفتار دیکھا بے اختیار رونے لگی فرمایا ہے تو نظر کیا تھی یہ
لے محبوب دکھایا تمنے کیا خطا کی کہ تمکو ہیکلان نے گرفتار کیا میں خداوند کی پہلو نشین ہوں کیا
عنایت کرتے ہیں تمہارے واسطے یہ مرتبہ ہوا کہ خداوند کے سامنے حقارت ہوگئی بہتر یہ ہے کہ
قدرت کو سجدہ کرو تصویر میرے پاس موجود ہے سامنے قدرت کے لیچلوں عذر کرنا کہ خطا بخش
معاف فرمائیے یقین ہے کہ قدرت معاف کریں اور تم اسی مرتبہ پر ہو جاؤ یہ باتیں سنکر جہان آرا
رونے لگی کہا ای مادر مہربان مجکو تم سے چھوٹنے کا بڑا قلق ہے مگر فلک نے یہ سامان دکھایا کہ
جس سے یقین کامل ہے کہ خدائے نادیدہ برحق ہے حکیم باطل گو جو چاہتا ہے کہدیتا ہے جسکا ہونا
نہیں ہوتا اسکا قول تھا کہ رستم کو اس سرحد میں سو واسطے بلایا ہے کہ رستم قید ہو جائیں تحفہ جات
لے لے جائیں ہفت پیکر کو منتظم قرار دیں اسکی سرحدیں جو ویران ہو گئی ہیں انکو آباد کریں
اسکے خلاف ہوا رستم صاحب فوج و لشکر ہوئے لشکر انکا بجمعیت کثیر قلعہ پر فروکش ہے ارادہ انکا
یہ ہے کہ اپنے لشکر کو جائیں ایسے خداوند باطل گو کی پرستش کرنا سراسر خلاف عقل ہے ہمنے تو خدا
برحق کو قبول کیا اب اس سے نہ پھرینگے آپکو اپنے فعل کا اختیار ہے اسطرح جہان آرا نے ان کو سمجھایا
کہ زنگ کفر آئینہ دل سے دور ہوا قلب کو سرور ہوا اشارہ کیا کہ بیٹا میں تمہارے ساتھ ہوں تمہارا
اعتقاد بدل قبول کیا میں وقت پر آؤنگی جہان آرا نے اشارہ سے کہا ایسا ہی کا یقین کامل ہے
کہ خواجہ اس جلسہ میں ضرور آئینگے اور مجھکو قید شدید سے چھڑائینگے وہ بزرگ دین خوش آئین ہیں وہ
پہونچینگے مجکو کچھ قتل کا خوف نہیں صہبا خاموش ہو رہی اور اعتقاد زیادہ ہوا یقین ہوا کہ میری بیٹی
رہائی پائیگی گرفتار نہیں رہ سکتی جب خواجہ عمرو ولیسا عیار انکی رہائی کی جستجو میں ہونگا تو کون قید
کر سکتا ہے افتخار نے کہا اے ہیکلان ہماری گائن کا گانا تو سنو دیکھو کیسا گاتی ہے مالک رہیں

جہان آرا کی موجود ہیں وہ کچھ سمجھ گئیں خاموش ہو کے بیٹھیں اب محفل عیش و راگ و رنگ جمی
ہیکلان نے اشارہ کیا کہ گاتن کو بلاؤ خواجہ عمرو بیچ میں آ کے بیٹھے اس جامۂ عظیم ن
یہ اشعار عاشقانہ شروع کیے

نظم

کھنچ رہے دلمین کچھ آزردہ اگر تو ہو کر
چین پیشانی اشارہ کرے ابرو ہو کر

مجھ سے جھگڑا جو ہے رہیگا یکسو ہو کر
بول اٹھا یار اگر دل کی طرف تو ہو کر

کیسے فتنے ہو کہ اٹھتے نہین گھر سے اپنے
کیا ستم ہے کہین چلتے نہین جادو ہو کر

اللہ اللہ شب وصل ادھر آنے مین
پاؤن پھیلاتی ہے کیا یار کا گیسو ہو کر

اس سر انگشت حنائی کا تصور ہے آنکھ
دیکھ ٹپکے نہ کوئی خون کا آنسو ہو کر

نہ ڈرو تم گل عارض ہوئے بوسون سے جو سرخ
جسنے دیکھا ہے اسی رنگ کو تو ہو کر

پھر بھی پیاری ہین عجب حسن بتان کی مایلین
مانگ بنکر کہین نکلا کہین ابرو ہو کر

ہم ضعیفون کے شب وصل مین کچھ کام آتا
تو ہی اے دست ہوس قوت بازو ہو کر

دل مین آتا تھا کوئی دیکھے تڑپنا دل کا
گو بغل بن کے جگہ دی کبھی پہلو ہو کر

ناوک یار کلیجے مین ہے یا دل مین مرے
ڈھونڈھ لیتا نہین پیکان کو وہ دلجو ہو کر

جو گراہی ہو کے ہو گم ناقۂ لیلے نہ کہین
وحشت قیس کی تاثیر سے آہو ہو کر

چشمکین دل کی جو خواہان تھین وہ لینگی اچھال
موہنی آنکھ دکھانے لگی جادو ہو کر

وہ بلا دوست ہون آتی ہے بلا جو سر پہ
جلوہ گر ہوتی ہے معشوق پری رو ہو کر

آبلہ دل کا کبھی اک روز اگر پھوٹے
ہجر مین آرزوے خون شدہ کی بو ہو کر

دامن یار ہی کو دے یہ خدا یا توفیق
پرورش دل کی کرے سایۂ گیسو ہو کر

کیون فلک سینۂ عاشق مین جو تھے چند ارمان
نکلے کچھ درد جگر بنکے کچھ آنسو ہو کر

یا رنگ آہ رسا اپنی جو پہونچی بھی تو کیا
لین بلائین کبھی چہرے کی نہ گیسو ہو کر

یار کی باتون مین یار و ٹھگ گیا کوئی جلال
کچھ تو خفگی ہے کہ ہم آپ ہوئے تو ہو کر

خواجہ نے اس رنگ مین یہ غزل گائی کہ تمام اہل محفل تعریفین کرنے لگے افتخار نے کہا
ہیکلان تمنے گانا میری گاتن کا سنا تم لوگ خوش ہوئے خواجہ نے کہا کہ ملکۂ عالم صحبت

بے نمک ہی شراب منگائیے تو مین ساقی گری کرون کوئی باقی نہ رہے ہیکلان نے کنجی میخانہ کی
خواجہ کو دی خواجہ میخانہ مین آئے سب شراب کو خراب کیا یعنی بیہوشی ملائی چونکہ جلسہ بڑا جمع ہو
گئی سو گلابیان آراستہ کرکے محفل مین لائے لاکر رکھین ہیکلان بیٹھی تھی کہ ایک طائر نے
درخت سے سر نکالا چکار سے مارتا ہوا شاخ پر آن کر بیٹھا پکار کر آواز دی ای ہیکلان خبردار
شراب نہ پینا عمرو عیار آگیا جیسے ہی اس طائر نے آواز دی رنگ و روغن عیاری اڑ گیا ہیکلان
نے پکار کے آواز دی او ساربان زادے تو نے غضب کیا کہ ہماری محفل مین آگیا یہ کہکے ہاتھ سے
اشارہ کیا پانون خواجہ کے زمین نے تھام لیے ہیکلان نے کنیزون کو آواز دی اسکو گرفتار کر لو
کنیزون نے آکر خواجہ کو گرفتار کیا جہان آرا نے جو دیکھا کہ خواجہ گرفتار ہوے بے اختیار
رونے لگی اور حیران تھی کہ فلک نے یہ کیا سامان دکھایا خواجہ قید ہوگئے اب ہمکو کون رہا
کریگا معلوم ہوتا ہے کہ قضا میری قریب آئی اب میرا جینا دشوار ہے لیکن ملکہ صہباے شیرین کلام
نے جو یہ معرکہ دیکھا ہوش اڑ گئے گھبرانے لگی جی مین کہتی ہے کہ فلک نے یہ کیا ستم دکھایا جو معین و
مددگار اپنے تھے وہ یون گرفتار ہوگئے اب زندگی کی کون صورت ہے ہاے کیا کرون بیٹی کو قتل
ہوتے دون میرے دل سے کیونکر گوارا ہوگا ہیکلان نے کہا کیون افتخار یہ ساربان زادہ کیسا
تمھارے یہان کیونکر پہونچا افتخار نے کہا مین نے گائن کو بلایا تھا نہین معلوم یہ گاین کیونکر
بن گیا وہ جو نکلے ہین ہر بات مین یہی قول تھا کہ جلسہ مین مجکو بھی لیچلیے کنام زعفران اور
دوسری نیکنام شیرین ادا اسطرح کی چند شہزادیان بیٹھی ہین ہر ایک کا یہی قول ہے لوا ہیکلان
تمنے بڑا کام کیا خوب انتظام کر رکھا تھا ہیکلان نے جواب دیا کہ لوا اب جو غفلت کرے وہ بڑا
نادان ہو قدرت نے سب کے پاس فرمان لکھکر بھیجدیے کہ عمرو عیار سے ہوشیار رہنا اب
صہباے شیرین کلام نے بیٹی سے آنکھ ملائی کہا کیون نور نظر اب کیا ہوگا جہان آرا نے اشارہ
کیا کہ آپ میری زبان سے سوزن نکالیے مین کیا ان جادوگرنیون سے پایہ کی کار رکھتی ہون اسوقت
تو بہادری صرف فرمائیے آپکے سوا کوئی یہان معین و مددگار نہین ہے آپ او بہن ملکہ مقابلہ کرینگی ان
چار پانچ شہزادیون کی کیا حقیقت ہے ہیکلان سمجھ پکڑ کر اٹھی کہا یہی قدرت کی تاکید تھی کہ جو عمرو
کو گرفتار کرے فوراً قتل کر ڈالے ورنہ کسی ساحر کے ہاتھ سے اسکی قضا نہین ہے مگر یو شنکم ساقی

مٹا تو اور اسکو قتل کرو میں حکم خدا و ندی بجا لاتی ہوں اس ظالم کو قتل کرون خواجہ عمرو کی بیقراری
پروردگار سے دعا مانگ رہے ہیں کہ ای خالق بے نیاز ای رب کارساز رحم اپنا شریک کر یہ اژدہا
میرے قتل پر آمادہ ہی تجھکو سب طرح کا اختیار ہی بندہ خطا کار مجبور و ناچار ہی تیرے نزدیک
بہت آسان ہی کسی معین کو بھیج دے کہ اس وقت دستگیری کرے ای ستار عیوب دافع البلیات
اس وقت مدد دے

نظم

بندہ است وحش و طیر و انسان اند	خادم زار حور و غلمان اند
حاکمان زمانہ محکومت	اہل فرمان بزیر فرمان اند
سربلندان پایۂ دولت	سربسر زیر بار احسان اند
عاشقان جمالت ای دلدار	محو حیرت ہمیشہ مے مانند
گاہ بیجان بصورت تصویر	مثل آئینہ گاہ حیران اند
گاہ مانند برق مے خندند	گاہ مانند ابر گریان اند
گاہ در وصل خرم و خرسند	گاہ پابند بند ہجران اند
گاہ چست اند و چابک و چالاک	گاہ کمزور و زار و بیجان اند
در ہمہ حال حاضر و موجود	از ہمہ خلق مرترا دانند
عاشق زار و طالب دیدار	مرغ و ماہی و جن و انسان اند

خواجہ پکار کر دعائیں مانگ رہے ہیں ہیکلان نے قریب آکر کہا کیوں او ساربان زادے
تو نے اس حوالی کو بھی مثل طلسم ہفت پیکر سمجھا تھا کہ بے خوف چلا آیا یہاں کے بھی
ساحران کو قتل کیا چاہتا تھا سب ساحر یہاں کے ہوشیار ہیں عمرو بھی جان سے بیزار بیٹھا تھا
کہا ای ہیکلان میرے گرفتار ہونے پر ناز نہ کر شہزادیاں بھی قتل ہونگی میرا قاعدہ ہی جہاں قید
ہوا گرفتار کرنے والے کو لیا تمھاری قضا بہت قریب ہی تلوار نہ چمکا دکنارے جا کر بیٹھو
سمجھا ہے شیرینی کلام سمجھانے کے حیلہ سے قریب جہان آرا کے آئی چپکے سے کہا بی بی
زبان سے ہم نکالتی ہوں آپ سمجھتی ہی پہلے عمرو کو بچانا چاہو لوا سے شوکت رستم ہی تمہارے
[illegible] یہاں ہم گرفتار ہو جائینگے تو پھر

ہوگیا کہ یہ ضرور پہونچینگے اس جلسہ کا کب یقین تھا کہ خواجہ پہونچینگے لیکن کس زور و شور سے آئے
مگر ہیکلان نے انتظام کر رکھا تھا گرفتار ہوگئے صہبا نے باتین کرتے کرتے پکار کر آواز دی
اے ہیکلان منم کنیز خواجہ عمرو یہ کہکے جہان آرا کی زبان سے سوزن نکالی جہان آرا تڑپ کے
اوٹھی ہیکلان نے چاہا کہ خواجہ عمرو پر نیمچہ مارون اور نیمچہ مار دیا خواجہ نے خم ہوکر خالی دیا
لیکن جہان آرا نے اوٹھتے ہی سحر کیا کہ نیمچہ ہاتھ سے ہیکلان کے نکل گیا دوبارہ ماش کے
دانے مارے کہ سب ساحر گھبرا گئے صہبا نے قریب آکر خواجہ کو رہا کیا سحر ہیکلان کا
اوتارا خواجہ نے اوٹھتے حقۂ آتش بازی مارا ادھر سحر سے جہان آرا کے اندھیرا ہو رہا تھا
حقۂ آتشبازی جو دغا وہ اندھیرا ہوا کہ ساحر گھبرا گئے کہ ایک کو ایک نہین سوجھتا مگر ہیکلان
نے للکار کر آواز دی او صہبا تو نے بڑی بدمعاشی کی آخر بیٹی کا پاس آیا خداوند کا پاس
نہ کیا یہ کہکے ایک دستک دی اور آواز دی کہ اے روشن کن محفل اپنی روشنی دکھا یہ کہنا تھا
کہنا چند زنگی پیدا ہوے مشعلین ہاتھ مین لیے ہوے لیکن صہبا نے اسطرح کا سحر کیا کہ
وہ زنگی مشعلین لیکر بھاگ گئے جب زنگی چلنے لگے اور چاہا کہ مکان سے نکلین ملکہ جہان آرا
نے زلف عنبرین کو جنبش دی خنجر برسنے لگے جس زنگی پر خنجر پڑا اوسکے دو ٹکڑے ہوے سب
زنگیون کے سر کٹ کٹ کر گرے جب زنگی مارے گئے تو ہیکلان نیمچہ کھینچے ہوے طرف جہان آرا کے
چلی جہان آرا نے پکار کر آواز دی بو استقام تا سفتہ ہو کہ ہمسے مقابلہ کرتی ذرا آنکھ تو ہمسے ملاؤ
ہیکلان نے سر اوٹھا کر جو دیکھا جمال جہان آرا سے جہان آرا پر نگاہ پڑی دیکھا حسن با کشش
لاجواب قریب ابروے خمدار بل رہے ہین صاف ثابت ہوتا ہے کہ نیمچۂ اصفہانی نیام انتقام سے
اوبلے پڑتے ہین آنکھین سحر آلود مشابہ چشم غزال لال لال ڈورے نشۂ وحشت کے لیے
ہوے قد موزون سرو گلزار خوبی دہن غنچۂ حدیقۂ محبوبی دیکھتے کے ساتھ ہی ہیکلان کے
ہوش اڑ گئے پکار اوٹھی اے ملکۂ عالم میرے دل کو سنبھالیے - نظم

نہ کٹی ہمسے شب جدائی کی — کتنی ہی طاقت آزمائی کی
دل مکدر ہے یار کا ہمسے — کوئی صورت نہین صفائی کی
کیون برا کہتے ہو بھلا ناصح — مین نے حضرت سے کیا برائی کی

دام عاشق ہی دلدہی نہ تھی — دل کو چھینا تو دلربائی کی
آئے وہ دست غیر مین دے ہاتھ — آس تونے شکستہ پائی کی
گر نہ بگڑو تو کیا بگڑتا ہے — مجھ مین طاقت نہین لڑائی کی
گھر تو اس ماہوش کا دور نہ تھا — لیک طالع نے نارسائی کی
مر گئے پر ہی بے خبر صیاد — اب توقع نہین رہائی کی
کوچۂ غیر مین ملا وہ ہمین — ہرزہ گردی نے رہنمائی کی
دل ہوا خون خیال ناخن یار — تونے اچھی گرہ کشائی کی
مومن آؤ تمھین بھی دکھلاؤن — سیر بتخانے مین خدائی کی

ہیکلان یہ اشعار پڑھتی ہوئی سامنے جہان آرا کے آئی دست بستہ عرض کی مین کنیز ہون جو حکم دیجیے وہ مین بجالاؤن جہان آرا نے کہا جو شہزادیان تمھارے گھر مین ٹھہری ہین انکو کیون بلایا ہی انکو گھر سے نکالو ایسا نہو ان لوگون کی ذات سے کوئی فساد برپا ہو ورنہ تمکو دیکھنا ہوگی ہیکلان نے پکار کر آواز دی کہا جو تم لوگ میرے گھر سے جاؤ ملکۂ عالم کے خلاف ہی ایسا نہو کہ مین تمکو زبردستی نکالدون سب شاہزادیان بہت رنجیدہ ہوئین ایک نے ایک سے کہا کہ کہا جو عجب طرح کی بات ہی پہلے تو اسنے ہم سب کو بلایا اب نکالتی ہی اسکے گھر مین ٹھہرنا مناسب نہین بعض نے کہا ہیکلان سحر مین جہان آرا کے ہی اسکی بات کا کیا اعتبار لیکن جہان آرا اور صہبا سے شیرین کلام نے ملکر جو سحر کیا اُن شاہزادیون پہ خنجر برسنے لگے جب لئی کے سر کٹ کٹ کر گرے اور ہیکلان بھی طرف سے جہان آرا کے لڑ رہی ہی کسی کا سر کاٹ لیا کسی کے گولہ مارا آخر تھوڑے ہی عرصہ مین جو زندہ بچین وہ بھاگین ہیکلان اکیلی رہگئی صہبا نے بڑھ کر ہاتھ ہلایا اور کہا کیوں تم تو جہان آرا سے دعوے عشق رکھتی ہو وہ حکم دیتی ہین کہ اپنا گلا کاٹ لو جان نثاری تو ظاہر ہو ہیکلان نے تلوار کھینچی گلے پر رکھی جہان آرا نے آواز دی ہان ہوا اب دیر نہ کرو ہیکلان نے اپنا گلا کاٹ لیا ہیکلان کے مرنے سے اندھیرا ہو گیا درخت تمام سوکھ گئے چمن ویران ہوے ہوا سے گرم چلنے لگی جہان آرا نے کہا ای خواجہ نکل چلیے بڑی بلا سے پروردگار نے بچایا ستم گھبرائے ہوگے کنیز کا ضرور خیال ہوگا آپکے نکل آنے

ملال ہوگا ہم لشکر میں سنم کے پہونچیں تو انکو تسکین ہو اس ظالم کی سرحد سے بخیر و خوبی نکلیں القصہ
نوا مان یا منت خواجہ و صہبا و جہان آرا اس باغ ویران سے نکلے کہ ذکر انکا وقت پر ہوگا

دو کلمہ داستان حیرت بیان جہانگیر والا تبار زیر کرنا دو قزاقون کو بجرأت تمام و پہونچنا بخدمت ایرج نوجوان ساقی نامہ مصنف

اے ساقی بادہ نوش میرے
ساقی تیری ہی جستجو ہے
اے ساقی بادہ خوار میرے
اے نخل مراد زندگانی
اے کلک جگر خراش میرے
معشوق بنا ذرا دکھاؤ
کچھ حسن کے عشق کا بیان ہے
سمجھیں قمر کو صاف حائل
لو ابر گہر فشان گھر آیا
ساقی کی بھی آتی ہے سواری

اڑتے ہیں ہوا سے ہوش میرے
ہر وقت خیال یہ بندھا ہے
ہیں نشے میں رند خوب تیرے
رندوں کو خیال یہ بندھا ہے
ہے عرض یہ گوش ملین تیرے
اے ساقی گلعذار میرے
شیرازت تیری کی داستان ہے
ہیں بلبل گلشن وفا ہون
میخوارون کو آکے پھر ستایا
گلشن پہ بہار جوش زن ہے

آجا کہ مجھے یہ آرزو ہے
زلفوں کے لیے الجھ رہا ہے
یہ عذر کیا وہ بات ساقی
ساقی تیرا ہی آسرا ہے
میخانے کی سمت جلد آؤ
مشتاق ہیں اہل بزم تیرے
سامع رہیں گوش دل سے اکل
کس لطف سے اب چہک رہا ہون
دکھلاتا ہے ابر بادہ خواری
پیراہن یوسفی کفن ہے

لکھتا ہے جو حال عشق و الفت
ہے دل کو ملال عشق و الفت

چہرہ طے کنندگان مراحل طرز خوش بیانی و رہروان منازل پر ہول شعر خوانی اس داستان حیرت بیان کو یون تحریر فرماتے ہیں۔ شعر مصنف۔ سخن سنج دانا شیرین زبان ۔ ہے یون نگارندہ کلک بیان ۔ جب خواجہ عمرو جہان آرا و صہبا کو ساتھ لیکر طرف لشکر طلسم کے چلے ایک صحرا میں آکر ٹھہرے کہ بقیہ اس حال کا دفتر میں موجود ہے مگر منظور ہے کہ داستان حیرت بیان شاہزادہ جہانگیر تحریر کروں یعنی جہانگیر والا تبار بھی اسی فکر میں ہیں کہ جا کر ایرج کا شریک ہون اسکو مقام مقصود تک پہونچاؤں لشکر پشت پر چھتر جا بک صیار نثار رکاب تھامے ہوے ساتھ ساتھ کہ سامنے ایک قلعہ ملا دریافت ہوا کہ ہوشیار سرکش یہان کا حاکم ہے فرمایا کہ

ای ہمتر چالاک صبا رفتار راہ میں جو خارستان ملے اُسکو صاف کرتے ہوئے چلو چالاک
نے کہا کہ بہتر خوب اب تو شام ہو چکی کل علام برائے خبر جائیگا میاں ہوشیار سرکش کی ہلاکت کریگا
یہ خیال کرکے اُترے ہوشیار سرکش اپنی بارگاہ میں بیٹھا تھا کہ نوبت و نقارے کی آواز جو
کان میں آئی سر اُٹھا کر ایک ساحر سے کہا کہ دریافت تو کرو یہ کون بے ادب ہے کہ ہماری سرحد
میں نوبت و نقارے بجاتا ہے ابدولت کا کچھ خوف نہیں آتا جا کر افسر علے سے کہنا کہ پیغام
ہوشیار سرکش ہے یہاں سے اُٹھ جائیے یہاں رہنے کا ارادہ نہ کیجیے اگر نہ مانے تو اُسکو بتا آؤ
کل طلسم میں غلغلہ پڑا ہوا ہے قدرت نامہ لکھ چکے ہیں کہ مسلمانوں سے غافل نہ رہنا
سرہنگ جادو نہایت بدخواہ اپنے مقام سے اُٹھا قلعے سے باہر نکلا لشکر جہانگیر میں آیا دریافت
کیا تو معلوم ہوا کہ لشکر فرزند صاحبقران ہے بلا تکلف دربار میں پہونچا شاہزادہ جہانگیر
جلوہ فرما ہیں اور جملہ سردار اپنے اپنے مقام پر بیٹھے ہیں رعب و دبدبہ شاہزادے کا
دیکھکر برائے تسلیم خم ہوا ہاتھ باندھ کر کہا کہ اے فرزند رشید صاحبقران یہ قلعہ ہمارے
مالک کا ہے اور یہ صحرا اُسی کی سرحد میں ہے لہذا آپ یہاں نہ اُتریے شاہزادہ جہانگیر کہ
آتش خو و شعلہ مزاج ہیں جواب دیا کہ اُس کج خلق سے کہنا کہ ہم تیرے سر کو کاٹ لیں گے
پیچ ہوتے چلے جائیں گے سرہنگ جادو نے کہا کہ یہ ارادہ آپ کا برخلاف گذریگا ابھی یہاں سے
لشکر اُٹھا لیجئے یہ سخت کلمہ جو کہا جہانگیر کا تو قہر سے بگڑے حکم دیا کہ ای ہمتر چالاک صبا رفتار
اس گستاخی سننے والا اسکو دربار سے نکال دو چالاک اُٹھا کر سرہنگ جادو کو باہر کر دو
سرہنگ نے جھپٹ کر شاہزادہ جہانگیر کی کمر میں پنجہ ڈالا سرداران بان کر کے اُٹھے مگر
سرہنگ جادو شاہزادہ جہانگیر کو لیکے بھاگا سب سردار حیران و پریشان ہوکر رہ گئے
ہر ایک کا قول تھا کہ اگر ایسا جانتے تو اسکو بارگاہ میں نہ آنے دیتے یہ سمجھا یہ ارادہ فاسد
آیا تھا چالاک صبا رفتار نے کہا کہ آپ لوگ نہ گھبرائیں انشاء اللہ تعالے یہ قلعہ
اسلام آباد ہوگا اس حرکت پر وہ ملعون بہت پچھتائیگا اُسنے خود چھیڑا ہے سمجھا جائیگا
سب سرداروں کو چالاک صبا رفتار نے مطمئن کیا سب سردار غم میں شاہزادہ
جہانگیر کے مشغول و حزین ہیں مگر ہوشیار سرکش نے جہانگیر کو قید کیا حکم دیا کہ صبح

سردربار سمجھا جائیگا بوقت سحر چالاک صبا رفتار اسباب عیاری جسم پر آراستہ کر کے طرف قلعے کے چلا ایک ساحر کی شکل بنا کر دربار میں ہوشیار سرکش کے آیا اب وہ وقت ہو کر ہوشیار سرکش تخت پر بیٹھا اور شاہزادہ جہانگیر کو طلب کیا ہو یہ عتاب خطاب کر رہا ہے کہ کیوں او لپسر حمزہ تو نے ہمارے ساحر کا کہنا نہ مانا اب بہتر یہ ہو کہ خدا وند کو سجدہ کرو ورنہ سر کاٹ کے روانہ کرونگا شاہزادہ جہانگیر زنجیریں ہلا رہے ہیں مگر قید سحر ہو وہ زنجیریں کب کٹ سکتی ہیں جواب دیا کہ او بیحیا کیا بیہودہ بکتا ہو جو تجھ سے ہو سکے وہ تصور نکر خدا بزرگ است ہوشیار سرکش نے حکم دیا کہ جلاد کو بلاؤ جلاد خنجر برہنہ لیے ہوئے حاضر ہوا فوراً گردن پر شاہزادے کی کوئلے کا خط کھینچا شلنگائیں لگانے لگا شاہزادہ جہانگیر کی اسوقت بیقراری دعائیں مانگ رہے ہیں کہ اے کارساز و بے نیاز رحم اپنا شریک کر ہمیں بخوبی جانتا ہوں کہ یہ دنیا ناپائدار ہے نظم

غنیمت دان غنیمت دان غنیمت ۔ بدنیا چند روزہ زندگانی
مباد این گرامی وقت خود را ۔ بمشکل کار دنیا بگذرانی
عبادت کن عبادت کن عبادت ۔ بہ طفلی و بہ پیری و جوانی
نگون سر شو نگون سر شو نگون سر ۔ کہ یابی اقتدار آسمانی
بہ نیکی نام روشن کن بدنیا ۔ کہ بعد از مرگ ہم زندہ بمانی
چو در بیچارہ نوازی و ترحم ۔ نمیدارد خدائے پاک ثانی
مخواہ از کس بجز ذات مولا ۔ خدا را کن تصور یار جانی
خدا وقت غم و رنج و مصیبت ۔ کند بر تو ہمیشہ مہربانی
بجز ذات الٰہی ہیچ کس را ۔ نکن واقف باسرار نہانی
مشو نازان بہ عمر چند روزہ ۔ مشو غرہ بر این دنیائے فانی
بکن کارے کہ مثل خضر یابی ۔ درین دنیا حیات جاودانی
مشو غافل کہ بر تو نفس سرکش ۔ کند وقت عبادت حکمرانی
خبرگیرست خداوند جہان است ۔ بوقت ضعف و عجز و ناتوانی

بصدق دل پرستش کن خدا را	ز دل کن دور وہم بدگمانی
نوشتی ہشتہ ای این نظم دل آویز	بکار خیر کردے جانفشانی

ہوشیار حکم دے رہا ہی کہ اس گنہگار کا سر کاٹ لو شاہزادہ جہانگیر نہایت بیقرار و مضطر ہیں دعائیں مانگ رہے ہیں کہ ایک ابر زر لفیق آسمان پر نمایان ہوا ہوشیار نے ہنسکر کہا کہ ہماری صاحبزادی گلنار زر لفت پوش تشریف لاتی ہیں یہ ذکر تھا کہ ابر نے آکر جوش مارا بارگاہ پر آکر چھایا یکایک شق ہوا ایک تخت نمایان ہوا دیکھا کہ ایک نازنین پری پیکر سمن بر قمر منظر غنچہ دہن رشک چمن نہایت حسین و جمیل تخت پر سوار آکر اُتری شاہزادہ جہانگیر تو دیکھتے ہی بیقرار ہو گئے بہ نگاہ محبت ملکہ کی طرف دیکھ رہے ہیں کہ وہ نازنین آکر اُتری ہوشیار نے ہاتھ پکڑ کے کھینچا کہا کہ اے نور نظر کہاں سے آتی ہو گلنار نے ہنس کر کہا کہ مین نے خبر پائی ہو کہ کوئی مسلمان آپکے یہاں قید ہوا اشتیاق ہوا کہ اُسکو دیکھون مسلمانون کے حسن کے بڑے شہرے ہین ہوشیار نے اشارہ کیا کہ وہ سامنے زیر تیغ بیٹھا ہی گلنار نے بہ نگاہ غور دیکھا کہ ایک جوان خوش رو خوشخو غزال چشم و شیر خشم خوبصورتی کی تیاری علت شباب حسن مین لاجواب سرنگون بیٹھا ہی آنکھون سے آنسو جاری ہین دیکھتے ہی گلنار زر لفت پوش بیقرار ہو گئی ہرچند چاہا اپنے کو روکون مگر دامن صبر دست استقلال سے چھوٹا شیشۂ دل بضربت سنگ عشق سے ٹوٹا غش کھا کر باپ کی گود مین گر گر پڑی دانت بیٹھ گئے آنکھون کو گردش بیقراری کی تپش ہوشیار نے اشارہ کیا کنیزون نے لا کر گلاب و کیوڑہ چھڑکا تب گلنار کو ہوش آیا مگر ٹھنڈی سانسین بھرتی ہوئی بیتاب بیقرار ہوشیار نے پوچھا کہ ای نور نظر خیر تو ہی گلنار زر لفت پوش نے جواب دیا کہ ای والد نامدار مین نے کبھی کسی انسان کو اسطرح مصیبت مین نہین دیکھا ایک خوف آیا ہاتھ باپ کا لیکر کلیجے پر رکھ لیا کہا دیکھیے کلیجہ پھڑک رہا ہی ہوشیار نے جو کلیجے پر ہاتھ رکھا مرغ بسمل کی کیفیت تھی ہوشیار نے کہا کہ بیٹا تم جاؤ جا کر باغ مین سیر کرو تمہارے جانے کے بعد اسکو قتل کرونگا ملکہ گلنار نے کہا کہ ای والد نامدار کئی سال گذرے کہ اس طلسم مین لڑائیان ہو رہی ہین لیکن کسی نے کسی فرزند حمزہ کو نہین قتل کیا آپ کو یہ شرف نصیب ہوا تو اسے ایسے مقام پر قتل

کر تمام دنیا دیکھے اور خوب سختی سے قتل کیجے مگر آج رات کو قید رکھیے اسکے قتل کی خبر مشتہر کیجے کل سویرے میدان خونی کی تیاری ہو اُس مجمع عام میں اسکا استیصال ہو مسلمان ڈر جائیں کوئی پھر آپکے ملک کا ارادہ نہ کرے اس سرحد میں ٹھہرنے کا قصد نہ ہو یقین ہے کہ قدرت آپسے بہت خوش ہوں اور طرۂ بیغمبری عنایت کریں ہوشیار یہ سنکر خاموش ہو رہا کہا الٹ یارو اس گنہگار کو لیجاؤ لڑکی بہت ڈھیٹ ہے کل اسکو سر میدان قتل کرینگے اگر شاید اسکے لشکر والے کچھ قصد کریں تو انکو بھی پامال کروں ایک سحر میں سب کو مٹا دوں جیند جادوگر شان کشان شاہزادہ جہانگیر کو لیچلے جہانگیر با توقیر کا یہ نگاہ یاس ملکہ گلنار کو دیکھنا جبیں سے صاف ثابت ہوتا تھا کہ افسوس کر رہا ہے ملکہ گلنار نے بھی بحسرت شاہزادہ جہانگیر کی دیکھی پہلو سے اپنے باپ کے آہ کرکے اُٹھی تخت پر سوار ہو کر طرف باغ کے چلی چالاک صبا رفتار نے جو یہ سب ماجرا اپنی نگاہ سے دیکھا سمجھ گیا کہ یہ نازنین عاشق ہو گئی ہے زیرا بر یہ بھی چلا ملکہ گلنار آکر باغ میں اُتری یار شفیق ہو کر علیحدہ ہوا چالاک صبا رفتار پشت باغ پر آیا کمند مار کر دیوار پر چڑھا دیکھا کہ وہی نازنین مسند پر سرنگون بیٹھی ہے اور ایک گائن سامنے بیٹھی گا رہی ہے چالاک دیوار سے اُترا ایک گوشے میں آکر بیٹھا وہ گائن تو لا کر اُٹھی اُسی گوشے میں آکر برائے رفع حاجت بیٹھی چالاک نے حباب مار کر اُسے بیہوش کیا اُسی گنیز کی شکل بنکر محفل میں آیا سامنے ملکہ گلنار کے بیٹھکر یہ اشعار عاشقانہ گانے لگا نظم

چھتے ہیں چاندی کے چھلے حلقۂ زر ہاتھ میں
ملتے ہیں جا سے حنا اکسیر دلبر ہاتھ میں

بدنصیب ایسا ہے جو عشق میں مفلس نہیں
آبلے بجائے نگیں ایلوں میں جو گوہر ہاتھ میں

تیرے در پر یوں گذار رہتا ہوں میں رکھ انگشت
حلقۂ در ہے کھلے میں یا زورے در ہاتھ میں

ہے برنگ پنجۂ خورشید تابان دست یار
بن گیا دزد حنا مانند اختر ہاتھ میں

شہپر وت کا دیکھنے والوں کو ہوتا ہے گمان
وہ پری رو جب اُٹھا لیتا ہے گہر ہاتھ میں

قتل جو ہم سیہ مستی پہ ہوکے ساقی پھر گئے
ہم سے لے پھیرے ہیں اپنا کاسۂ ساغر ہاتھ میں

بجز غم سے ہم تہیدستوں کو آسان ہے گیا
کچھ نہیں وقت فشار کھینچنا ور ہاتھ میں

جسطرح ہے پنجۂ مژگان میں اپنی چشم تر
یون کبھی لیتے تھے ہم لبریز ساغر ہاتھ میں

آتش رنگ حنا سے مشتعل ہو مثل شمع ۔۔۔ نام لکھنے کو جو خامہ لے ستمگر ہاتھ میں
ہی گران مکتوب تو کاتب سبک ہی قاصدا ۔۔۔ پھینکتا خط لیجیل ہمارا جسم لاغر ہاتھ میں
تا بکی پھاڑوں گریبان تا کجا بیٹھوں میں سر ۔۔۔ کب وہ دن ہوگا کہ لونگا دست دلبر ہاتھ میں
دشت غم میں دوڑتا ہی ہاتھ پیر دم سوئے حبیب ۔۔۔ ہی ہمارے پاؤن کے مانند چکر ہاتھ میں
حشر میں تجکو ضرر کیا ناسخا اعمال سے ۔۔۔ مدح حیدر کا جو ای ناسخ ہی دفتر ہاتھ میں

اس طور سے یہ غزل حاباک نے گائی کہ ملکہ گلنار نے سر اٹھا کر کہا کہ ای رنگین ادا خوب گاتی ہی تیرا اب علم کمال پر ہی سننے والے ذبح ہوتے ہونگے کیا غزل ڈھونڈھ کر نکالی ہی کلیجہ ٹکڑے ہوگیا حاباک صبا رفتار نے جھک کر بلائین لین عرض کی کہ واری جسوقت سے آپ دربار سے اپنے باپ کے آئین آپ کو بہت پریشان پاتی ہوں امیدوار ہوں کہ اسکا سبب ارشاد ہو کہ باعث پریشانی کیا ہی کنیز اسکی جستجو کرے کچھ سمجھتی بوجھتی ہوں مگر کہہ نہین سکتی گلنار نے کہا کہ ای رنگین ادا عجب معرکہ گذرا کہ کہتے حجاب آتا ہی مین جو دربار مین اپنے باپ کے گئی فرزند صاحبقران قید ہوکر آیا ہی والد نے ناحق اُن لوگوں کو چھیڑا اور پکڑوا بلایا دیکھیے انجام کیا ہو جس وقت سے اُس جوان کو دیکھا ہی ایسی طبیعت مین اُسکو پایا کہ کلیجہ ٹکڑے ہوتا ہی مگر بے بس ہوں کہ کیا کروں اسی رات کا وہ مہمان ہی کل صبح کو دشمن اُسکے قتل ہو جائینگے حیران ہوں کہ کیا تدبیر کروں حاباک نے دست بستہ عرض کی کہ حضور مین اُسکو رہا کرکے لاؤں مگر چند کنیزیں ساتھ بھیجیے تو مین جاکر رہا کرلاؤں رنگین ادا سے انقلی کے ہمراہ گلنار زر لفت پوش نے چند کنیزیں رازدار کین کھانا پکوا کے خوان اُنکے سر پر رکھے رنگین ادا ڈولی مین سوار ہوئی قصر زندا نشا نے پر پہونچی نگہبانوں نے پکار کر پوچھا کہ کون آتا ہی یہاں آنے کا حکم نہین ہی رنگین ادا سے نقلی نے جواب دیا کہ نگوڑو کچھ دیوانے ہوے ہو تمہارے لیے کچھ کھانا لائے ہین زہر مار کرو ملکہ گلنار کے سر مین درد تھا کہا کہ لات و مناۃ کی نذر کا کھانا پکوا بھیجا قیدیوں کو کھانا کھلوا لیجیے ذرا دروازہ کھولدو کہ ہم قیدی کو نذر کا کھانا کھلوا دین نگہبانوں نے کہا کہ یہ تو بہت دشوار ہی اس قیدی کے واسطے دروازہ نہ کھلیگا حاباک نے کہا کہ ارے نگوڑو تم سب مل کر کھانا کھا لو نذر لات و مناۃ کی

یہ کھانا رکھا نہ جائیگا کھڑے کھڑے اسکو کھاؤ سب نے کہا کہ اے رنگین ادا تمہارا احسان ہے کہ
جسطرح کہو ہم سب موجود ہین چالاک صبا رفتار نے سب کو کھانا تقسیم کیا سب نے کھڑے
ہوکر کھایا چالاک سامنے سے ہٹ آیا ایک کہتا ہے کہ کاش مجکو دیکھتی تھی ایک کہتا ہے
کہ مین مدت سے اسیر عاشق ہون جب بہت کمسن تھی تو مکان پر جاتا تھا گود مین لیکر اسکے
پھرتا تھا اب تو کام کے لائق ہے ایسی ایسی باتین کرکے سب گرے اور بیہوش ہوے فوراً
چالاک نے قفل دروازۂ زندانخانہ کا توڑا شاہزادہ جہانگیر سرنگون بیٹھے ہین حیران و پریشان ہین
ذکر معشوق ورد زبان ہے چالاک نے آکر سلام کیا عطر بیہوشی سنگھا کر شاہزادہ جہانگیر کو
بیہوش کیا قید کاٹ کر اُسی مقام پر ڈالدی شاہزادہ جہانگیر کا پشتارہ باندھ کر لے بھاگی
یہان ملکہ بیتاب و بیقرار ہے رات بھر باغ مین ٹہلی ہے دعا مین مانگ رہی ہے کہ اے خدا سے زمین
و آسمان رنگین ادا جو ارادہ کرکے گئی ہے وہ ارادہ اُسکا پورا ہو کہ سامنے سے دیکھا
رنگین ادا پشتارہ بدوش آتی ہے ملکہ گلنار نے پکار کر پوچھا کہ اے رنگین ادا کیا لائی
چالاک صبا رفتار نے عرض کی کہ شاہزادۂ جہانگیر کو لائی ہون ملکہ ساتھ رنگین ادا
کے بارہ دری مین آکر بیٹھی مگر منھ اپنا دوپٹے سے ڈھانک لیا کہا ہوشیار کرو چالاک
صبا رفتار نے چھینٹا پانی کا مار کر شاہزادہ جہانگیر کو ہوشیار کیا اب جو شاہزادۂ جہانگیر
کی آنکھ کھلی اپنے کو قید سے رہا پایا پہلو مین اُس مہ جبین کے اپنے کو دیکھا حیران ہوے
چالاک نے دست بستہ عرض کی کہ اے شہریار ملکہ نے آپ کی رہائی کے مقدمے مین بڑی کد و
کوشش کی ان ہی کی ذات سے رہائی ہوئی شاہزادہ جہانگیر طرف اُس نازنین کے ملتفت
ہوکر پوچھا کہ آپکا نام نامی و اسم گرامی کیا ہے لیکن مین حیران ہون کہ آپ کیونکر مائل ہوئین ملکہ
نے سر جھکا کر کہا کہ آپکے دام گیسو مین گرفتار ہونا تھا خوب گرفتار ہوے اب دام عشق سے
چھوٹنا بہت دشوار ہے جو مجھے حکم دیجیے وہ بجا لاؤن اس شائستگی سے یہ بیان کیا کہ جہانگیر
خوش ہو گئے اور یہ بھی کہا کہ میرا اُسوقت اُس مقام پر آنا ہوا کہ آپ قتل ہونے کو تھے مجھے شرم
آگیا دل مین افسوس پیدا ہوا کہ یہ کیا ہوا ابھی تک تو خیریت ہے شاہزادہ جہانگیر نے کہا کہ مین یا
سب طرح موجود ہون نقش پا کو حضور کے تاج سر جانونگا یہ سنتے ہی ملکہ نے سر جھکا لیا کہا

کہا ہوشہریار مین یہ چاہتی ہون کہ آپ کے ہمراہ تا بہ قصر سکندری چلون وہان جو معرکہ پڑے جھیلون جان پر کھیلون شاہزادہ جہانگیر سے اور ملکہ گلنار سے یہ باتین ہو رہی ہین کہ یکایک چند کنیزین حاضر ہوئین اسباب عیش و نشاط مہیا ہوا یہ عاشق و معشوق آرام سے بیٹھے ہین غم دین و دنیا فراموش محبت قلبی کا جوش مگر ہوشیار سرکش جو صبح کو سو کر اٹھا حکم دیا کہ میدان خونی کی تیاری ہو ملازمون نے عرض کی کہ سب سامان تیار ہو درین استاد ہو گئین جلاد موجود ہین حضور کے چلنے کا سب کو انتظار ہو ہوشیار سرکش اپنے مقام سے اٹھا اور تخت پر سوار ہوا نوبت و نقارے بجتے ہوئے فوج ساحران وغیر ساحران ہمراہ میدان خونی مین آیا سب اشیا آراستہ دیکھے جلاد غل مچا رہے ہین سب نے جھک کر سلام کیا کہا کہ حضور قیدی کو بلوا لیجئے ہوشیار سرکش نے حکم دیا کہ جلد کس جائین قیدی کو ارابے پر سوار کر کے لائین چند ملازم چلے گئے کہ رونے کی آواز کان مین آئی دیکھا کہ نگہبان زندانخانہ روتے ہوئے آتے ہین ہوشیار نے پکار کر پوچھا کہ یارو خیر تو ہو نگہبانون نے عرض کی کہ حضور قیدی کیا شب کو قیدخانے سے غائب ہو گیا ہوشیار سرکش یہ خبر سنکر تخت سے کود پڑا کہا چل کے دیکھون تو کہ کہین سے نقب لگائی ہو یا دیوار توڑی یہ کہتا ہوا زندانخانے پر آیا راہ مین ایک نگہبان نے عرض کی کہ حضور شب کو آپ کی صاحبزادی کے باغ سے کھانا آئی انھین ہم سب کو کھانا کھلایا ہم لوگ ایسے غافل ہوئے کہ ہمکو ہوش نہ رہا یہ سنکر ہوشیار نے حکم دیا کہ ہمارے عیار سیاب رو کو بلاؤ سیاب رو عیار حاضر ہوا مگر نہایت مغرور و متکبر آتے ہی جھک کے سلام کیا یہ معاملہ دیکھ کر سیاب رو نے پوچھا کہ کیون حضور خیر تو ہو ہوشیار سرکش نے حکم دیا کہ اے سیاب رو جا کے دیکھو تو باغ مین گلنار زر لفت پوش کیا کر رہی ہو عجب طرح کی خبر مین نے پائی کہ دل پریشان ہو گیا ہر چند کہ اسکی ذات سے مجھکو یہ امید نہین ہے اسکے باغ مین مردانہ پھول نہین رہتا مگر ایسی خبر پائی کہ اب شک پیدا ہوا یہ بھی تو خبر پا چکا ہون کہ جس شاہزادی نے فرزند حمزہ کو دیکھا آپ سے باہر ہو گئی گھر بار برباد کیا عین وقت پہ یہ بھی آئی تھی تو خیال ہوتا ہے کہ شاید عاشق ہو کر لے گئی ہو یہ کھانا اسکی شب کو کیون آئی کیون سب کو کھانا کھلایا اگر ہو سکے تو سمجھانا اور کہنا کہ جو گذرا وہ گذرا

اس نوجوان کو گرفتار کرکے ہمارے حوالے کرو بہت جلد خبر لیکر آنا میرا دل بیقرار ہو رہا ہی
ایسا نہو کہ خرابی پڑے تو مجکو مشکل ہو ان اسکی کمسنی ہین مری مین نے اسکو نازو نعم سے
پالا نہلانا دھلانا دن بھر گود مین کھلانا مثل عورتون کے مین نے محنت و مشقت کی ہی آپ
سمجھکر اس مقدمے مین انتظام کرنا یہ بھی خوب جانتے ہو کہ وہ نازک مزاج ہی جب بگڑ گئی پھر
تو وہ کسی کو خیال مین نہین لاتی سباک رو یہ سب باتین سنکر چلا اول در باغ پہ آیا دروازہ
پر چند کنیزین براے کار ضروری کھڑی تھین اُسنے پوچھا کہ ملکہ عالم کیا کرتی ہین اور تو
سب چپ ہو رہین مگر ایک کنیز کہ اُسکو رشک بہت ہی رات سے جل رہی تھی کہتی تھی
کہ دیکھو بیوی نے کیا غضب کیا غیر مرد کو لیکر بیٹھی ہین باپ سنیگا تو قیامت برپا کریگا
جھلا کر بولی کہ میاں سباک رو کسکا حال پوچھتے ہو ملکہ گلنار اپنے ہوش مین نہین ہین
کون کہے کہ دھگڑے کو لیے بیٹھی ہین اگر سن پائین تو زبان کدی سے کھچوا لین کیا تمکو
اُنکے باپ نے بھیجا ہی خود باغ مین چلے جاؤ تمسے کیا پردہ ہی اپنی آنکھون سے دیکھ لو
جس حال مین ہونگی معلوم ہو جائیگا یہ سنکر سباک رو بہت گھبرایا کہا چنچل یہ کیا کہتی ہی
وہ صاحب عصمت و عفت ہی ایسا نہو کہ تجپر عذاب آئے مین اب اُس شخص کو قتل کرونگا
زندہ اُسکو جانے دونگا اسی وقت قتل کرونگا میری بھی جرأت کا شہرہ ہی مین مغلوب کر لیتا ہون
یہ کہکر اندر چلا محلدار نے روکا کہا کیون میان سباک رو کیا ہی جو سویرے سویرے آئے ہو
ملکہ عالم ابھی سو کر اُٹھی ہین رات بھر جلسہ رہا ہی بد مزاج بیٹھی ہین اس وقت تم نہ جاؤ
سباک رو نے کہا کہ اچھا جا کر میری جانب سے عرض کرو کہ سباک رو باریابی چاہتا ہی
دیکھو کہ کیا فرماتی ہین مین اُنکی ملاقات کو جاؤنگا محلدار دوڑی ہوئی آئی یہان ملکہ پہلو مین
شاہزادہ جہانگیر کے بیٹھی ہین کہ محلدار نے آکر عرض کی واری مہتر سباک رو آیا ہی تم سے
ملاقات کرنا چاہتا ہی ملکہ نے کہا کہ جا کر اُس سے کہدو کہ اس وقت ہمین فرصت نہین ہی
اگر کوئی پیغام لائے ہو یا نوشتہ پاس ہی تو وہ کہلا بھیجو اگر تمھین ملاقات کی ہوس ہی تو اور
وقت آنا محلدار نے کہا کہ واری انکو ہٹا دیجیے اُس سے دو باتین کر لیجیے اگر وہ پلٹ کر
جائیگا تو آپ کے والد سے آگ لگائیگا ملکہ گلنار نے شاہزادہ جہانگیر سے کہا کہ آپ

کمرے مین جا بیٹھے دروازہ بھیڑ لیجیے جہانگیر کسی طرح نہ مانتے تھے ملکہ نے منت کر کے
شاہزادہ جہانگیر کو سامنے سے ہٹایا جہانگیر کمرے مین بیٹھے ملکہ گلنار نے سباک رو عیار کو
اپنے سامنے بلوایا سباک رو عیار نہایت مکار و غدار ہی اُسنے جو چہرۂ زیبا دیکھا کہ نشان
بوسون کے عارض پر پڑے ہوئے ہین آنکھین سرخ سینے پہ اُبھار نہین سمجھ گیا کہ اسکو مرد
نے ہاتھ لگایا ہی ہنس کر کہا کہ بی بی ابھی چند دن گذرے ہین کہ مین تمکو گود مین لیے پھرتا
تھا اور تم بات نہ کر سکتی تھین مین سمجھاتا ہون کہ اگر کوئی حرکت ہوگئی ہو تو اُسکو چھپانا نہ
چاہیے جیسے اور شاہزادیون نے گھر بار چھوڑا مان باپ سے مقابلہ کیا ویسا نہ کرنا سچ بتاؤ
شاہزادۂ جہانگیر کہان ہین ملکہ گلنار زربفت پوش نے غصہ ہو کر کہا کہ چچا جان یہ آپ
کیا فرماتے ہین جہانگیر کسکا نام مجھے اُس سے کیا کام ہی اور مان باپ سے لڑنا بوجہ نہین
ہوتا اگر وہ میری آبرو لینے پر کمر باندھین گے تو پھر مین بھی حاضر ہون اور شاہزادیون کے
کیا پتے دیتے ہو جو جسکو بُرا اُسنے کیا مین کسی کا قاعدہ نہین اختیار کرتی ہین جہانگیر کو
نہین جانتی اور ای عمو نامدار اگر تمکو گمان ہی تو سارا باغ ڈھونڈھ لو مجھے اُس سے کیا مطلب
سباک رو نے کہا ای ملکۂ عالم آپ بجا فرماتی ہین مگر مین نے بطور نصیحت کے عرض کیا بزرگانہ
کلام کہا خیر مین رخصت ہوتا ہون ملکہ گلنار بے اختیار ہو کے رونے لگین کہا ای عمو نامدار
آپ نے مجھکو بڑا عیب لگایا مین اپنی جان دیدونگی مجھ سے صبر نہ ہو سکیگا نہین معلوم وہ کون
عورتین ہین کہ غیر شخص کو اپنے پہلو مین بٹھا لیتی ہین مجھ سے یہ نہو سکیگا سباک رو نے
آنسو پونچھے کہا بی بی میرے کہنے کا بُرا نہ مانو مگر ہوشیار رہنا ملکہ گلنار زربفت پوش نے
کہا کہ ای عمو نامدار دشمن ہم وہی باتین کہتے ہو جو میرے خلاف ہین سباک رو اُٹھ کر چلا گیا سامنے
ہوشیار سرکش کے نہ آیا کمینگاہ مین لگا رہا شاہزادہ کمرے سے نکلا فرمایا کہ جلد پانی چوکی پر
رکھو شاہزادہ باہر گیا سباک رو عیار نے دیوار سے دیکھا کہ شاہزادۂ جہانگیر واسطے رفع حاجت
کے جاتے ہین دیکھکر دیوار سے اُترا فوراً خدمت مین ہوشیار سرکش کی آیا عرض کی کہ ای شہریار
حقیقت مین آپکی صاحبزادی سے بڑا امر خلاف سرزد ہوا اگر ایک امر تو غلام جانتا ہی کہ یہ سلیمانی
شریعت مین بدون عقد فعل باطنی کی جانب توجہ نہین کرتے لہذا ابھی تک دامن عصمت غبار سے

پاک و صاف ہی یہ سنکر ہوشیار سرکش جل گیا کہا کہ ابھی جاتا ہون جا کے ڈھونڈن کے سر کاٹے
لاتا ہون یہ کہکے اپنے گینڈے پر سوار ہوا کئی ہزار جوان ہمراہ ہوئے کلمات لاف و گزاف کہتا ہوا
جاتا ہی کہ لبیر حمزہ کو وہ سزا دون کہ زندگی بھر یاد کرے اگر وہ لے بھی گئی تھی تو اُسنے میرا کچھ خوف
نہ کیا یہ نہ کہا کہ ہمکو اس قید خانے سے نہ لیجاؤ ہم ہوشیار سرکش کے قیدی ہین ساتھ والے
کہتے ہین کہ حضور وہ تو قیدی تھا اُسنے اپنی رہائی کو غنیمت جانا خطا اس شاہزادی کی ہے ملکہ
جا ایک کسی کام کو باہر آیا تھا اُسنے دیکھا کہ گرد اُڑی آگے بڑھ کر دیکھا کہ ہوشیار سرکش گینڈے
پر سوار کلمات سخت و سست کہتا ہوا آتا ہی جا ایک صیار فتار نے بڑھ کر دریافت کیا تو معلوم
ہوا کہ برائے گرفتاری شاہزادہ جہانگیر جاتا ہی ایک خدمتگار کی شکل بنا ہوا تھا دل کو
مضبوط کر کے سامنے ہوشیار سرکش کے آیا کہا اے شہنشاہ ذرا گینڈے سے اُتر لیے نیچے
آئیے تو مین کچھ آپ سے عرض کرون ہوشیار اُترا جا ایک نے ہاتھ پکڑ لیا باتین بناتا ہوا
جنگل مین لایا اپنے پاس سے ایک گلوری نکال کر دی کہا پان نوش فرمائیے ہوشیار سرکش
نے فوراً کھا لیا چند قدم چلا تھا کہ بیہوش ہو کر گرا جا ایک نے اُسکو گوشے مین چھپا دیا
آپ رنگ و روغن عیاری کا لگا کر بشکل ہوشیار سرکش بنا ٹہلتا ہوا لشکر مین آیا کہا کہ تم
سب لوگ ٹھہرو مین جا کر جہانگیر کو لے آؤن سب جانتے ہین کہ یہ ساحر زبردست ہی اسکے
سامنے اُسکی کیا حقیقت ہی سحر کر کے بیہوش کر لیگا اُٹھا لائیگا سب نے کہا کہ جائیے جا ایک
صیار فتار جست و خیز کرتا ہوا در باغ پر آیا محلدار گھبرا کر بھاگی سامنے ملکہ کے آئی کہا وا ریگی
بڑا غضب ہوا آپ کے والد آتے ہین باپ کا نام سنکر ملکہ گلنار گھبرا گئین جہانگیر نے قبضے پر ہاتھ
ڈالا کہا کہ اے ملکہ عالم آتا ہی تو آنے دیجیے آپ نہ گھبرائیے گردن اُسکی توڑ ڈالونگا شمشیر تیز دم
زیور مردان عالم ہی اسکے سامنے بھلا کون ٹھہر سکتا ہی ملکہ نے کہا کہ صاحب مین سحر جانتی ہون
مگر اُسکے سامنے سحر نہ چلیگا سب بھول جاؤنگی ایک سحر مین تمکو گرفتار کریگا ہاے مین حیران
ہون کہ میری کیونکر زندگی ہوگی آپکے سامنے موت آ جائے تو بہتر ہی نظم

دہر مین عشق گنہ کون مرا ثانی ہی — موج ہی مجکو بجاے خط پیشانی ہی
نور کا نام شب تار جدائی مین نہین — جو ستارہ ہی وہ اک دیدۂ قربانی ہی

ٹکٹکی لگ گئی جس سمت ہوا اٹھا اپنا | مثل آئینہ یہان عالم حیرانی ہے
چشم جانان سے مرے حال پہ آنسو جو آن | دیکھنا چشمۂ خورشید مین بھی پانی ہے
سوز غم سے نہین ہرگز دل بیتاب کو رنج | ایک سیماب کو اور رنگ سلیمانی ہے
اسقدر کر گئی پرواز زمانے سے تمیز | کہ ہر اک تاج خروس افسر سلطانی ہے
کام شمشیر نگہ کرتی ہے جس مقتل مین | جوہر تیغ وہان دیدۂ قربانی ہے
گو رزنجیرون سے ڈھانکو عوض چادر گل | تھا مین دیوانہ مری روح بھی دیوانی ہے
کم شب مہ سے شب تار نہین ہے ناسخ | اب تصور مین جو وہ چہرۂ نورانی ہے

یہ اشعار پڑھ کر رو رہی ہے جہانگیر سمجھا رہے ہین کہ ملکہ کسکی مجال ہے کہ میرے سامنے تمکو کوئی گرفتار کرے کہا حضور وہ بلائے روزگار ہے قبیلہ سرکشان سے ہے قدرت نے خود اُسے سحر سکھایا ہے جابجا امتحان ہوئے غارت افراسیاب سے جا کر سند لایا ساحران جلیل مین اُسکا بھی نام ہے جہانگیر کہتے ہین کیا ہے ملکہ عالم کوئی بھوت پلید میرے سامنے نہین آتا پڑا کرتا کہ دیکھا سامنے سے ہوشیار سرکش یہ کہتا ہوا آتا ہے کہ او گیسو بریدہ او ننگ خاندان تجکو میرا کچھ خوف نہ آیا او جہانگیر دیکھ تیرا کیا حال کرتا ہون اس عذاب سے تجھے قتل کرونگا کہ اپنی دریا و درغان ہوا تیرے حال پر رائین اور تجکو ذرا ترس نہ آئے تو نے ناموس شاہی مین رخنہ اندازی کی ابھی تجکو بیچل کے قتل کرتا ہون شاہزادہ جہانگیر نے تلوار کھینچی ہوشیار نقلی نے ایک بڑا سا گولہ جھولی سے نکالا پکار کر آواز دی کہ اے کالی کھوائی ان دونون کو لپیٹ گولہ اچھالتا ہوا چلا جہانگیر تلوار کھینچے ہوئے چلے ملکہ گلنار ہاتھ جوڑتی ہین کہ صاحب قریب نہ جاؤ ایسا نہو کہ غرق زمین کردے جہانگیر نے چاہا کہ جھپٹ کر تیغہ ماردون چاہا کہ گولہ کر الگ ہوا جہانگیر تیغہ کھینچے ہوئے دوڑتے پھرتے ہین چاہک بھاگا بھاگا پھرتا ہے ملکہ حیران ہوکر دیکھ رہی ہین کہ یہ کیا سحر کہ ہے شاید کوئی تحفہ اسکے پاس ہے ورنہ ہوشیار سرکش قدم ہٹانے والا ہے لاکھون مین اکیلا لڑا ہے جب بادشاہ بنگالہ سے مقابلہ پڑا ہے تو اسنے کیا کیا سحر کیے بادشاہ پر بڑھ کر ہاتھ تلوار کا مارا آخر اُسکے لشکر کو شکست دی آج کیا ہے کہ جو بھاگا بھاگا پھرتا ہے ایک مقام پر چاہک رکا تھا کہ جہانگیر تیغہ کھینچے ہوئے برابر پہونچ گئے چاہا

کہ ہاتھ ہارون چالاک نے ہنسکے عرض کی کہ اے آقاے نامدار آپ نے اپنے غلام کو نہین
پہچانا جہانگیر باتوقیر چالاک صبا رفتار سے لپٹ گئے گلے سے لگا کر کہا کہ اے بھائی تمنے
بڑا کام کیا ملکہ حیران ہین کہ یہ کیا معرکہ گذرا چالاک سا قدمون پر گرا صورت اصلی بنا کر ملکہ کو
دکھائی کہا کہ حضور مین نے ہوشیار سرکش کو گرفتار کیا جنگل مین بیہوش پڑا ہے کہیے جاکے
مار ڈالون جہانگیر نے کہا کہ ایسا نکرنا اسکو یہان لاؤ سمجھائین گے اگر مطیع اسلام ہوا تو
ہمارا بزرگ ہے ورنہ جیسا مناسب وقت ہوگا ویسا سمجھا جائیگا چالاک نے کہا کہ یہ جو لشکری
ساحر ہین انپر تو قبضہ کر لون چالاک جہانگیر کو سمجھا کر ہوشیار کی شکل بنا ہوا باہر نکلا لشکر
مین آیا کہا کہ تم سب لوگ یہین اترو مین ایک کام کو جنگل مین جاتا ہون مین نے امیر
حمزہ کی دل سے اطاعت کی یہ سنکر تین ہزار ساحر مطیع اسلام ہوے چالاک نے انکو
دروازے پہ باغ کے اتارا جہانگیر آکر بارگاہ مین بیٹھے حکم و احکام کرنے لگے ملکہ دروازہ باغ کے
منتظر کھڑی ہین کہ شہریار پلٹ کر آئین تو دل کو تسکین ہو مگر چالاک جنگل مین پہونچا
ہوشیار سرکش کا پشتارہ لیکر سامنے شاہزادہ جہانگیر کے آیا بارگاہ مین سب افسران
لشکر بیٹھے ہین دیکھ رہے ہین کہ ایک ہوشیار نے دوسرے ہوشیار کو ستون سے
باندھا حیران ہین کہ یہ کیا عجائب و غرائب ہے چالاک نے ہوشیار کو ستون سے باندھکر
زبان مین سوزن دی جہانگیر باتوقیر دنگل زرین پر بیٹھے ہین ساقیان ماہ جبین ساقی و
ومطربان خوش آواز بصد سوز و گداز یہ اشعار عاشقانہ بنا بنا کر گا رہے ہین لنظم

عاشق کی سعادت سے جو سر اسکا جھکا ہے — قاتل تری تلوار نہین بال ہما ہے
جب وادی وحشت مین گذر میرا ہوا ہے — ہر ایک بگولہ پئے تعظیم اٹھا ہے
نادان ہین ہوتا ہے گمان جنکو شفق کا — گلشن کا ترے رشک سے یہ رنگ اڑا ہے
وہ سنگ دل اک روز ہوا صاف نہ مجھسے — کہتے ہین غلط سنگ سے آئینہ بنا ہے
ممکن نہین تا حشر فنا سے غم خونخوار — گویا مرے خون مین اثر آب بقا ہے
دعواے خدائی جو تو ہے نہ پھر دور — سوچو کہ رگ جان سے بھی نزدیک خدا ہے
خالق نے یہ سرخ اسکے کف پاکو بنایا — ہوتا ہے زمانے کو یقین رنگ حنا ہے

گر سودۂ الماس نہ کھاؤں چھڑکتا — یہ ہر دہن زخم کو قاتل سے گلا ہی
ہر دم ہی تمنا کہ کہیں تن سے جدا ہو — جس دن سے مرا سر ترے قدموں سے جدا ہی
عالم نظر آتا ہے ترے عشق میں بیمار — اللہ بچائے یہ زمانے کی وبا ہی
کہیے جو طویل اسکو سزاوار ہی ناسخ — جس بحر میں اس نعت کا مضمون بندھا ہی

حیا باک نے پکار کر آواز دی کہ اے ہوشیار کیوں گھبراتا ہی سنو مہتر حیا باک صبا رفتار فرزند رشید خواجہ نامدار اب بہتر یہ ہو کہ شاہزادے کی اطاعت کرو ورنہ تجھے قتل کر ڈالونگا شاہزادہ بھی اپنے مقام سے اٹھا قریب ہوشیار کے آکر کہا کہ اے ہوشیار تمہارا یہ رنگ ہی اب اطاعت میں انکار نہ کر ذرا سوچ تو کہ قادر مطلق و خداوند برحق سے تو نے منھ پھیرا ہی اس چھوٹے سرکار کی اطاعت کرتے ہو جب پرسش ہوگی تو کیا جواب دوگے پروردگار سب کے حال سے باہر ہی اسکی خدائی جسم انسان سے ظاہر ہی آنکھ و ناک و کان وغیرہ کیسے عطا فرمائے ہیں بمصرع - وہی دیا کہ مناسب تھا جو جہان کے لیے ہاہ آنکھیں کیا نعمت ہیں جنسے کل موجودات اور ہر نیک و بد انسان دیکھتا ہی بلکہ یہ اشعار بہت مناسب ہیں ان اشعار کو بگوش ہوش سماعت کیجیے نظم

خالق یکتا کہ بیک کاف و نون — از عدم آورد دو عالم برون
نقش طرازندۂ کون و مکان — سقف فرازندۂ آسمان
ارض و سما نقطۂ پرکار او — بستن نقش صور از کار او
چہرہ کشائے صور کائنات — راہ نمائے ہمہ سوئے نجات
دادہ بلندی بسپہر برین — پہن بگسترد بساط زمین

اس طرح کے اشعار جو جہانگیر نے پڑھے اور راہ صداقت پروردگار کے بیان کیے زنگ کفر آئینۂ دل سے دور ہوا قلب کو سرور ہوا ہوشیار سرکش نے اشارہ کیا کہ سوزن زبان سے نکال لیں بدل و جان آپکی اطاعت کرتا ہوں زہے خوش نصیبی جو مجھے بندہ نوازی کہ آپ ایسا داماد مجکو ملا میں صاحبقران کا سمدھی کہلاؤنگا کلاہ فخر آسمان پر پہونچاؤنگا حیا باک نے جو یہ شور دیکھے پہچان گیا کہ دل سے کہتا ہو زبان سے سوزن نکالی جیسے ہی سوزن زبان سے نکلی ہوشیار نے کہا کہ تو ڈالیں قدموں سے جہانگیر کے لپٹ گیا کہا کہ

شہر یار مین بدل وجان آپ کی تابعداری کرونگا انشاء اللہ اُس مکار وحیلہ ساز سے لڑونگا
ایسا مغرور کہ خاک نجس سے بنا اور دعوئ اُسکی ہمسری کا کرے جسنے ایک کلمۂ کن مین تمام
شجر وحجر پیدا کیے آپ کی فہمایش نے دیدۂ دل روشن کر دیے یہ خوب واضح ہوا کہ وہ واحد
یکتا رب دوسرا ہے دنیا کو کس لطف سے بنایا ہے انسان وحیوان وجنات وپریزاد و دیوزاد
شجر وحجر ان سب چیزون سے وحدانیت اُسکی پیدا ہے چاند وسورج ایک دن کا مالک اور
ایک رات کا سالک تمام دنیا کو روشن کیا طایران نغمہ سرا ہر صبح کو اُسکی تسبیح خوانی مین
مصروف ہوتے ہین ساکنان دریا اپنی بے آبروئی پر روتے ہین جہانگیر نے سر ہوشیار
کا سینے سے لگا لیا فرمایا کہ آپ میرے بزرگ ہین اے ہوشیار بخدا تمھارے مسلمان ہونے
سے طبیعت بہت خوش ہوئی اور قوت حاصل ہو گئی یہ چاہتا ہون کہ اس طلسم کا انجام آپ
سے سرکردہ دست چلیان ایرج نوجوان کے ہو ہر چند کہ اُنکے جد عالی تبار ایک
تحفہ جات ہین مگر گشتی نگیر زادہ کہ وہ کوشش کر رہا ہے وہ اس طلسم مین حقیر ہے ہوشیار
سرکش نے عرض کی کہ جو غلام سے ہو سکیگا کمی نہ کریگا ملکہ گلنار زربفت پوش کو ہوشیار
سرکش نے گلے سے لگایا کہا اے نور نظر اے پارۂ جگر تمھاری وجہ سے یہ شرف ملا کہ مجھکو آزادہ
کیا گلنار نے عرض کی کہ اے والد نامدار یہ فرزند صاحبقران عالی وقار ہین جو قصد کرینگے
اُسکو پورا ہی کرینگے دامن مدعا گل مراد سے بھر دینگے اب قلعے مین تشریف لے چلیے
افسران فوج بھی مسلمان ہون شہر مین بھی مشہور ہو کہ باپ اور بیٹی مسلمان ہوے اور
صاحب ایمان ہوے ہوشیار سرکش بیٹی کو اور جہانگیر کو ہمراہ لیکر قلعہ مین آیا بارگاہ
مین اپنی آکر بیٹھا چالاک صبا رفتار کی بڑی خاطر کی ہر بار یہی کہتا ہے کہ اے چالاک صبا رفتار
فرزندان عمرو مین کوئی تمھارا مثل نہ ہوگا وہ عیاری تمنے کی کہ دیدۂ دل روشن ہو گیا
چالاک نے کہا کہ اے ہوشیار تمنے ابھی عیارون کو نہین دیکھا مین فرزندان عمرو مین
سب سے حقیر ہون فرزندان عمرو مین شاپور شیر دل سرکردۂ عیاران نامدار ہے دوسرا بیٹا
خواجہ کا مہتر چالاک سردار عیاران ہے شعبان خنجر گذار وغیرہ ایک ایک بلاے روزگار
ہے جب زمانہ مقابلہ ہوشربا مین شاہزادہ جہانگیر کو لیکر آیا ہون خواجہ سے

بڑی بڑی عیاریاں ہوئیں لیکن ہر مقام پر خواجہ عمرو غالب رہے تمنے ابھی عیاری نہیں دیکھی اگر خواجہ آجاوینگے تو صورت عیاری تمھیں دکھا دینگے ایک طرف ملکہ گلنار اور ایک طرف ہوشیار سرکش بمقام صدر پر جہانگیر والا تبار جلسہ آراستہ ہے نلج و رنگ ہو رہا ہے ساقیان سیمین ساق و مطربان خوش آواز جمع ہیں ہنگامۂ عیش و نشاط گرم ہے سامنے ایک نازنین مہ جبین نہایت شوخ و شنگ یہ اشعار عاشقانہ تصنیف کردہ قمر بصد ناز و ادا بتا بتا کر گا رہی ہے

نظم

بیتاب ہو کے عاشق بیدل نے آہ کی — عرش بریں ہلا کے ترے دل میں راہ کی

بدلی نہ اٹھنے پائی مرے دود آہ کی — بجلی گرائی یار نے برق نگاہ کی

حسرت سے انکی ابروؤں پر جب نگاہ کی — دل پر چھری چلی تو جگر سے نہ آہ کی

میرا جنازہ دیکھ کے حسرت نے یہ کہا — دیکھیں حضور لاش پہ اس بے گناہ کی

کس طرح راہ ملک عدم طے کرینگے وہ — سر پر چلے ہیں لیکے جو گٹھڑی گناہ کی

تلوے لپا رہے ہیں کہ صحرا نورد ہیں — تعظیم کو اٹھی ہے مری گرد راہ کی

مشتاق دید آئے تھے محروم پھر چلے — مدت سے دھوم تھی لب بام رسم و راہ کی

خنجر کو پھیر کر وہ دکھاتا ہے بانکپن — قاتل نے عین وقت پہ ترچھی نگاہ کی

خورشید سے بھی اختر طالع ہوا بلند — اس مہ نے مہر سے جو قمر پر نگاہ کی

تمام شب پھر اسی صورت سے ہنگامۂ عیش و نشاط گرم رہا صبح کو ابر آسمان پر آیا چند قطرے بھی آسمان سے برسے یکایک مسعود کوہی نامے سردار قدیم جہانگیر کا اپنے مقام سے اٹھا سامنے جہانگیر کے آیا ہاتھ باندھ کر کھڑا ہوا جہانگیر نے ہنسکر کہا کہ ای برادر کیا چاہتے ہو کل عرضیں تمھاری قبول ہیں مسعود نے عرض کی کہ حضور تو اس قلعے پر فرو کش ہیں اگر حکم ہو تو غلام شکار کو ہو آئے جہانگیر نے کہا کہ ای برادر میں نے چابک کو حکم دیا ہے کہ ہرکارہ روانہ کرو خبر ایرج نوجوان لائیں ہم بھی انکے پاس پہونچیں لہذا زیادہ عرصہ کرنا بہت جلد واپس آنا مسعود نے عرض کی کہ غلام دو پہر تک واپس آئیگا جہانگیر نے حکم دیا اور چابک کو بھی ساتھ کر دیا فرمایا کہ ای چابک مسعود کو جلد پھیر لانا مسعود جلد سوار ہوا صحرا میں آیا

شکار کھیلنے لگا طبل بازگشت پر چوب پڑی اشعار چو در تالیدن آمد طبلک باز + درآمد مرغ صید افگن بپرواز + رہا شد پر ہوا باز سبک پر + جہان شد خالی از کبک و کبوتر مسعود شکار کھیلنے لگا پہر دن چڑھے چابک سے کہا کہ اے مہتر والا گہر ابھی تک کوئی آہو وغیرہ سامنے نہین آیا چابک نے کہا کہ ہرکارے گئے ہوے ہین آیا چاہتے ہین یہ ذکر تھا کہ دو گنوار دوڑتے ہوے آئے عرض کی کہ یہان سے دو کوس پر ایک دھانون کا کھیت ہے اُسمین کئی آہو چر رہے ہین مسعود نے گھوڑا اُٹھایا چند رکیبدان اور رسالہ ساتھ ہوے دور سے کھیت دیکھا مسعود نے خیال کیا کہ کئی مادہ آہو بیچ مین ایک نر مادائون پرستی کر رہا ہے سنگوٹیان مثل زلف محبوب تاؤ پیچ کھائی ہوئی پشت پر ایک سفید لکیر پڑی ہوئی مسعود اُس آہو کو دیکھ کر بیقرار ہو گیا کہا صاحبو اس کھیت کو گھیر لو جسکی طرف سے نکلجائیگا مجھے ملال ہو گا یہ کہکر گھوڑے اُڑھائے ہر طرف آہو بھاگے مگر وہ آہو کھڑا ہو گیا مسعود سے نگاہ ملا کر ایک جست کی کہ فراکر چند قدم پر گرا کھُر اُسکے کلغی سے چھو کی مس ہوے مسعود کو بڑا غصہ آیا گھوڑا پھیر کر اُس آہو کے تعاقب مین چلا آگے آگے آہو جاتا ہے پیچھے مرکب مسعود اکثر یہ اتفاق ہوتا ہے کہ تھوڑی مرکب کی پٹھے سے آہو کے ملجاتی ہے مگر آہو جست و خیز کرتا ہوا جاتا ہے پہر بھر کامل آہو نے رہروی کی فضا سے کا ایک پہاڑ کے سامنے آکر آہو چوکڑی بھولا ذرا رکا تھا کہ مسعود نے تیر مارا اس پٹھے پر پڑا اُس پٹھے کو توڑ کر پار گذرا۔ مصرع۔ فلک گفت احسن ملک گفت زہ + فضا کے کا یہ مقام کوہ فریدون کہلاتا ہے فریدون قزاق اس مقام کا حاکم و ناظم ہے مدت سے اس طرف کا راستہ بند ہے جو قافلہ ادھر سے نکلتا ہے فریدون اُسے لوٹ لیتا ہے بالا سے کوہ بیٹھا سیر کر رہا تھا کہ فریدون نے دیکھا ایک جوان تنہا ملبس بالا مرکب عربی پر سوار جواہر پہنے ہوے ہے اُسنے آکر ایک آہو شکار کیا فریدون کو نہایت غصہ آیا افواج گرد بیٹھے ہین اُسنے کہا کہ یہ کون بے ادب ہے کہ میری حوالی مین آکر شکار کھیلا کہا گینڈا لاؤ اسے سزا دون کہ عمر بھر یاد کرے یہ بے ادبی کہ ہمارے پہاڑ کے نیچے آکر آہو شکار کیا اور اُسکو ذبح کر رہا ہے یہ کہکر گینڈے پر سوار ہوا پہاڑ سے للکارتا ہوا اُترا کہ او بے ادب

خبردار یہ مرکب اور ہتھیار وغیرہ لو لگا مسعود کو ہی تعلیم یافتہ صحبت جہانگیر والاتبار ہے
فوراً پلٹ پڑا اور پکار کر کہا ارے تو کون ہے فریدون للکارتا ہوا سامنے آیا مسعود کو آکر
نیزہ مارا مسعود سے نیزہ چلنے لگا اور تو کوئی ہمراہ مسعود کے نہ پہونچا تھا سب پیچھے رہ گئے
تھے مگر چالاک صبا رفتار ہمراہ ہے الگ سے کھڑا دیکھ رہا ہے دو گھڑی آپس میں نیزہ چلا
مسعود نے ایک مقام پر نیزہ گانٹھ کر چھیڑا مارا کہ نیزہ فریدون کا نکل گیا فریدون کو بھی
نے تلوار نیام انتقام سے کھینچی خبردار خبردار کر کے ہاتھ مارا مسعود نے گرد اسپر کا سر پہ
کھینچا گھوڑے کو ٹھکایا منظور ہوا کہ در بغل جا کر لپٹ پڑوں تلوار اس مغرور کی چھلنی کروں
مگر اس مقام پر ہوش خانہ تھا کب نے مسعود کے سکندری کھائی گرد اسپر کا سر
ہٹا خود سے گرا تلوار پھر پڑی کہ زخم کاری سر پر مسعود کے آیا مگر مسعود کو ہی بہادر
بے نظیر ہے بائیں ہاتھ سے زخم سر کو پکڑ کر ہاتھ تلوار کا مارا فریدون نے اپنے کو بچایا
پھلہ تلوار کا پڑا کہ سپر کو کاٹ کر اوچھا سا زخم سر پر فریدون کے بھی آیا فریدون نے
تلوار کھا کر حلقہ ہائے کمند مارے مسعود اتنا کا زخمی تھا تلوار ہاتھ سے چھوٹی گردن کمند
میں پھنسی فریدون نے جھٹکا مارا مسعود بیہوش ہو کر گھوڑے سے گرا فریدون نے
گھوڑے سے اتر کر مسعود کو ہی کو گھوڑے پر ڈال لیا اسی طرح پہاڑ پر چڑھ گیا چالاک
صبا رفتار نے جو یہ معرکہ دیکھا روتا ہوا پلٹا مگر فریدون کو ہی مسعود کو لیکر بالائے کوہ آیا
صورت زیبا دیکھ کر بہت پسند کیا سر میں ٹانکے دیے سلسل کر کے حکم دیا کہ لیجا کر اسکو
قیدخانے میں رکھو جب صحت پائیگا دربارہ سمجھا جائیگا یہاں جہانگیر قلعہ ہوشدار میں
بیٹھے ہیں ذکر کر رہے ہیں کہ ہمارے رفیق کو بڑا عرصہ ہوا ہوشیار سرکش کہہ رہا ہے کہ اے
شہریار غلام کو یاد نہ رہا یہاں سے پانچ کوس پر کوہ فریدون ہے فریدون قزاق وہاں کا
حاکم و ناظم ہے ایسا نہ ہو کہ کہیں مسعود سے سامنا ہو جائے اے شہریار وہ بڑا زبردست ہے
ستر ہزار قزاق کی فوج رکھتا ہے خود بھی سپاہی بے نظیر ہے بڑے بڑے قافلے لوٹے
اس جینا سے سے راستہ بند ہے کوئی تاجر اس طرف نہیں آتا شاہزادہ جہانگیر فرماتے
ہیں کہ کیا مجال ہمارے سردار سے آنکھ ملائے مسعود نامت سے ہمارے ساتھ ہے

کسی جنگ مین اُسنے کمی نہین کی یہ ذکر تھا کہ چاپک صبا رفتار آکر بہو نچا قدمون سے لپٹ گیا شاہزادہ جہانگیر نے پوچھا کہ ای چاپک خیر تو ہی چاپک نے رو رو کر حال گرفتاری مسعود بیان کیا اور کہا ای شہریار وہ بہادر بے بس ہوگیا گھوڑے نے سکندری کھائی یہ نہیم تلوار پڑی اُس مکار نے کمند ون مین گرفتار کیا مسعود کی پریشانی آئینہ رخسار کی حیرانی کیا بیان ہو بہ نگاہ حسرت چہار جانب دیکھتا تھا جہانگیر یہ خبر وحشت اثر سنکر کانپنے لگے فرمایا کہ مرکب ہمارا تیار کرو مرکب تیار ہوکر آیا تلوار ٹیک کر پشت مرکب پر سوار ہوے چاہا کہ گھوڑے کو بڑھائین ہوشیار سرکش نے اُٹھکر رکاب کو تھام لیا کہا کہ ای شہریار آپ کس واسطے تکلیف فرماتے ہین غلام آپ کا جاکر پہاڑ کو اڑا دے قلعے مین اُسکے آگ لگادے مسعود کو لے آؤن شاہزادہ جہانگیر نے فرمایا کہ یہ نامردی مجھسے نہ ہوگی وقائع نگار اخبار مین لکھینگے کہ ساحر کے بھروسے پر کام کرتے ہین بارگاہ مین قبلہ و کعبہ کی یہ ذکر آئیگا ہمارے بھائیون نے کبھی کسی ساحر سے کام نہین لیا دیکھو جاکر کیا قیامت برپا کرتا ہون اگر خدا نے چاہا تو مسعود کو لیکر آؤنگا اور فریدون کو ہی کو بھی سزا دونگا ساری قزاقی بھول جائیگا اُسنے کیا مسعود کو لے وارث سمجھا ہی اس غصے سے جہانگیر نے کہا کہ ہوشیار نے سر جھکا لیا ملکہ گلنار اپنے مقام سے اُٹھین عرض کرنے لگین کہ ای شہریار اس کنیز کو کیونکر آرام آئیگا بقول شاعر نظم

سنتا ہی کون گفتگو ہی اُس گل کے بانکپن میں ہوسے کمر کی جو یا تقریر ہی دہن میں
دل میں بھری ہی حسرت ہی جوش عشق تن میں ویران ہی آج گلشن اُڑتی ہی خاک بن میں
ہی ننگ عشق وحشی مردہ نہ ہو کفن میں دیوانہ بن میں بیٹھیگا آتش پیرہن میں
وحشی کی پردہ پوشی ترک لباس بہتر وہ ننگ عشق ہم ہین دھبا لگا کفن میں
قیس حزین سے ملنے وہ سبزہ میں پہونچے گھبرا رہے ہین وحشی آبادی وطن میں
مجنون نے ہم اپنی دشت جنون میں گاڑی مرنے کے بعد آخر پردہ رہا کفن میں
ہم دل جلون کی باتین تاثیر سے بھری ہین کھینچیں جو آہ سوزان لگجائے آگ تن میں
گلزار کوے دلبر جنت کا ہی نمونہ ہم بوے گل نہین ہین جا کر بسین چمن میں
معدوم ہی نگہ سے باتین کرے وہ کیونکر جاے سخن نہین ہی معشوق کے دہن میں

موے مژہ سے نسبت یا عکس خار صحرا — یا جسم ناتوان ہے آغوش پیرہن مین
بلبل کو بھانس لایا گل سے اُسے چھڑایا — صیاد کبھی پھنسے گا دام غم و محن مین
مرنے کے بعد ہوگی پرسش گنہ کی آخر — محجوب ہو رہے ہین منھ ڈھانپ لین کفن مین
پرسش کرینگے کس سے اعمال کی فرشتے — موے کمر کے عاشق چھپ جائین گے کفن مین
پتون نے ہاتھ جوڑے شاخین بھی جھک گئی ہین — بلبل تڑپ رہی ہین گلچین گیا چمن مین
ای ساکنان گلشن عبرت کی یہ جگہ ہے — بلبل کو روتے دیکھا گل ہنس پڑے چمن مین
وہ رنگ و بو پہ نازان یہ مائل صباحت — جھگڑے پڑے ہوے ہین نسرین و نسترن مین
رنگین شعر پڑھ کر دل خوش کیا قمر نے — بلبل چہک رہا ہے گلزار انجمن مین

ہر چند کہ گلنار روئی اور عرض کی کہ ای شہریار یہ کنیز بھی اُس ملعون کو سزا دے سکتی ہی مگر جہانگیر نے غصّے سے جواب دیا کہ واہ صاحب ہمچشم خوب ہنسین گے طعن و تشنیع دین گے کہ عورت کے بھروسے پر کام کرنے نکلے ہین تم خبر منگوا لو کل حال تمکو کھل جائیگا انشاءاللہ تعالے ساری قزاقی بھولے اور اگر مقابلے کو آیا تو گرفتار کر کے اُسکو لاتا ہون کیا مجال جو بچ جائے جناب قبلہ و کعبہ کو پروردگار سلامت رکھے اُنکے فرزند کسی سے دبے ہین ہر مقام پر مظفر و منصور رہے ہین وہ ہی جہانگیر ہون کہ طلسم نور افشان مین جا کر کوکب کو ایسا پریشان کیا کہ بھاگا بھاگا ویران پھرتا تھا مین کیا سحر جانتا تھا مگر تائید پروردگار شریک تھی وہ ہی کریم و رحیم اب بھی مدد کریگا ہمیشہ دست جیمی مظفر و منصور رہے ایرج نوجوان وہ دلیر ہی کہ جسنے عالم کفر مین اٹھارہ سو ملک کی سیر کی قلعہ ذوالامان پر چڑھ گیا ہر روز قلعہ لے لیتا تھا مگر چونکہ نامی صاحبقران قلعے مین تھے روز مدد پہونچتی تھی اس وجہ سے قلعہ بچ گیا اسطرح جھلا کر شاہزادے نے یہ باتین کین کہ گلنار نے رکاب چھوڑ دی کہا پروردگار آپکا حافظ و نگہبان ہی لیکن بڑے ظالم سے سامنا ہی سمجھ کر مقابلہ کیجیے گا جہانگیر نے کہا کہ ملکہ سُن لینا مگر سامنے سے ہٹ جاؤ گلنار روتی ہوئی الگ ہوئی جب جہانگیر گھوڑا دوڑا کے چلے اور افسران فوج نے آ کر گھیر لیا جہانگیر نے اُن سب کو جھڑکا کہا کہ خبردار جو کوئی میرے ساتھ آئیگا وہ میرا دشمن ہی سردار رُکے اب جہانگیر گھوڑا اُڑا کر چلے گلنار نے جا باپ کا دامن پکڑا کہا کہ ای مہتر والا گہر برائے خدا

وسیدم کی خبر پہونچانا آقا کی اپنے حفاظت کرنا چالاک نے کہا کہ ای ملکہ عالم آپ کیون گھبراتی ہین
مین ڈاک بٹھا دونگا وسیدم کی خبر آپ کو پہونچیگی ہوشیار نے کہا کہ ای نور نظر تم ہر گھڑی
اطمینان رکھو اگر خدانخواستہ کچھ نوعا گر ہوا تو جاکر پہاڑ کو اڑا دونگا یہ کہکر ہرکارون کی ڈاک
بٹھائی ہوشیار و گلنار اسباب سحر لیے بیٹھے ہین سب افسر کمر باندھے ہوے آمادہ ہین
کہ ذرا کوئی خبر وحشت اثر پائین تو برابر لشکر کشی کرین ہرکارے وسیدم کی خبرین دیتے رہتے
ہین مگر جہانگیر جاتے جاتے دامنہ کوہ مین پہونچے فریدون بالاے کوہ بیٹھا میکشی کر رہا تھا
کہ نعرہ جہانگیر کی آواز آئی کہ باش اے مغرور تو نے کیا مسعود کو بے بس و بیکس جانا تھا
ہشیم جہانگیر والاتدبیر بن امیر عالیشان صاحبقران نامدار فریدون نے دیکھا کہ تمام پہاڑ
ہل گیا اکثر پتھر گرنے لگے سر اٹھا کر دیکھا کہ ایک جوان حسین و جمیل پشت مرکب بادرفتار پر
سوار یلغار کیے ہوے آتا ہے اگر نخل سامنے ملا تو اسے قلم کیا برابر کوہ کے پہونچکر نعرہ کیا
کہ او مغرور زیر کوہ آ مین مسعود کا بدلہ لینے آیا ہون اسی مین خیر ہے کہ رومال سے اپنے
ہاتھ باندھ کر حاضر ہو فریدون نے حقیر جانکر جواب بھی نہ دیا ساتھ والون سے ہنستے ہین
کہتا ہے کہ اس جوان کو اپنا ساقی بناؤنگا مجھ تک کیونکر آئیگا جہانگیر نے جب دیکھا کہ وہ
پہلوان بالاے کوہ بیٹھا ہے مقابلے مین نہین آتا قریب پہاڑ کے آکر گھوڑے سے کود پڑے
دامن گردانا آستین چڑھا کر جست کی کئی گھاٹیان فرلنگے سنگانہ دلیرانہ پہاڑ کو طے کرتے
ہوے چلے جو پتھر راہ مین ملا اسپر اچھپ سپر کی مار دی پتھر گر گیا جست کر کے گھاٹی کو طے کیا
جب بالاے کوہ پہونچے قزاق روکنے لگے جہانگیر نے قزاقون کو مار کر گرا دیا للکار کر کہا کہ
او مغرور تو نہین اٹھتا انکے بھروسے پر جرأت ہے اب تو فریدون اٹھا قزاقون کو للکارا کہ
ہٹ جاؤ مین اس سے سمجھ لونگا تلوار کھینچ کر قریب آیا ہاتھ تلوار کا مارا جہانگیر نے بڑھ کر
کلائی پر ہاتھ ڈال دیا تلوار چھین کر پھینک دی فریدون لپٹ پڑا اب قزاق دیکھ رہے
ہین کہ فریدون اور جہانگیر سے کشتی ہونے لگی دو گھڑی کامل فریدون کو ہی جہانگیر
لڑا قزاقون نے دیکھا کہ بہادر کا شاطر بھی بہادر ہے پیچھے کھینچے کھڑا ہے کہ رہا ہے کہ اگر کوئی قریب
آئیگا تو اسکا سر کاٹ کر پھینک دونگا فریدون چونکہ مرد سپاہی ہے خود ساتھ والون کو

منع کر رہا ہی کہ خبردار کوئی قریب نہ آئے سب قزاق دور سے دیکھ رہے ہین مگر جہانگیر نے جب دیکھا کہ فریدون سب طرح کے پیچ توڑ چکا دونون مونڈھے تھام کر سینے مین سر اڑایا ریل کرکے دوڑے ہر چند کہ فریدون چاہتا ہی رکون مگر رک نہین سکتا وہ بڑا وقت ہی کہ زمین پاؤن کے نیچے سے نکلی جاتی ہی نیارہ قدم جہانگیر ریل کر لائے وہان پر لاکر ہلہ مارا کہ ہر دو گھٹنے فریدون کے آشنا بہ زمین ہوے چاہا کہ تڑپ کر لنگر قائم کرون جہانگیر نے دونون ہاتھ ستون سینے اور پکار کر آواز دی کہ اے گروہ قزاقان دیکھو جرأت اسکا نام ہی یہ کہکے کمر زنجیر مین ہاتھ ڈالا نعرۂ اللہ اکبر کی صدا بلند کی زور کیا کہ پہلے زور مین تا بہ زانو اور دوسرے زور مین تا بہ سینہ تیسرے زور مین سر سے اس افسر کو بلند کیا ہر چند کہ ستر ہزار قزاق صف باندھے کھڑے ہین مگر سب کے ہاتھ پاؤن مین رعشہ آگیا افسر لوگ انصاف کر رہے ہین کہتے ہین کہ صاحبقران کیا بے لگاو زور کیا ہی مسعود کوہی کہ سامنے خیمے مین قید تھا ادھر جہانگیر نے فریدون کو اٹھایا ادھر مسعود وجد مین آکر زنجیرین ہلانے لگا ایک قزاق نے ہاتھ تلوار کا مارا مسعود نے ہاتھ اٹھا دیا جھٹکا جو دیا مسعود نے خانۂ زور مین آکر نعرہ کیا قطعہ

شعلۂ شمشیر شان شمع جگر سوز مین	گرمی بازار عشق از تف خون من است
پیسہ دار فنا خانۂ غوغاے من	باک ندارم ز دار چوب ستون اس ست
خانۂ تاریک و تنگ بستہ بزنجیر عشق	بشکنم این بند را وقت جنون من است

قید کو توڑ کر پھینک دیا تلوار اپنی اٹھائی جھومتا ہوا خیمے سے نکلا جہانگیر نے فریدون کو زمین پر مارا کود کر چھاتی پر سوار ہوے فرمایا کہ درشناخت پیدا ہو گا دیکھو کیسی فریدون مرد سپاہی ہی جمال و جلال و قوت دیکھکر عاشق ہو گیا کہا کہ اے شہریار یہی میری آرزو تھی کہ جو مجھکو پچھاڑے اسکی بدل اطاعت کرون آپنے مجھکو زیر کیا بدل جان تابعدار ہون ساتھ والون سے پکار کر آواز دی کہ یارو مین نے اس شیر کی دل سے اطاعت کی جسکو اطاعت کرنا ہو وہ بقرار اطاعت کرے بدل وجان اطاعت مین حاضر ہون ستر ہزار قزاق پکار اٹھے تا زندہ ایم بندہ ایم لیسے آقا کسے ملتے ہین صاحب حسب ونسب

بری و بہار رصف شکن کس لطف سے آقا کو ہمارے زیر کیا ہے اپنے رفیق کا قید میں رہنا
گوارا نہ ہوا میاں ہوشیار و گلنار یہاں آمادہ بیٹھے تھے کہ ہرکاروں نے خبر دی کہ آقا
نے جاکر فریدون کو زیر کیا کل قزاق مطیع ہوئے اب فریدون شاہزادے کو قلعے میں
لے گیا ہے سب افسران فوج گھوڑوں پر سوار ہو کر چلے جہانگیر قلعے میں داخل ہوئے
تھے کہ کل افسر آکر پہنچے جہانگیر نے کہا کہ تم لوگوں نے کیوں تکلیف کی سب نے عرض کی کہ
ہماری کیا مجال ہے جو آپ کی مدد کر سکیں ایک رفیق کے واسطے حضور آئے اور اسکو قید
سے رہا کیا جہانگیر سب کو ساتھ لیکر قلعہ فریدون میں داخل ہوئے کل قلعے کو اسلام آیا و
کیا فریدون کے ہاتھ میں چوب و چماق تھی خوشی خوشی انتظام کرتا ہوا شاہزادے کو
لیکر بارگاہ میں بیٹھا جام مے ارغوانی گردش میں آیا کل قزاق حاضر ہیں مگر بھائی فریدون
کا سہراب پنجہ کش کہیں پرے شکار گیا تھا اسی ہزار جوان اسکے ساتھ ہیں ہرکاروں نے
خبر دی کہ فرزند صاحبقران نے آکر آپ کے بھائی کو زیر کیا سہراب غصے سے کانپنے لگا
کہتا تھا کہ وہ جوان کون ہے جسنے میرے بھائی کو زیر کیا بھائی پر ایسی کیا مصیبت تھی کہ
مسلمان ہو گیا چلکے دونوں کو سزا دونگا یہ کہکر سوار ہوا اسی ہزار جوان پشت پر [illegible]
کو اڑاتا ہوا چلا یہاں جہانگیر مقام صدر پر بیٹھے ہیں فریدون سے ہرکاروں نے جھک کے
سے آکر کہا کہ آپ کے بھائی صاحب بغیظ و غضب آتے ہیں فریدون نے جہانگیر سے اطلاع
کی اور بیرون بارگاہ آیا گینڈے پر سوار ہوا دیکھا سہراب آتا ہے گینڈے کو آگے بڑھایا
چلتے ہی سامنے پہونچا سہراب نے للکارا کہ او نامرد تو نے خداوند قدیم کو برا کہا
سنتا ہوں کہ مسلمان ہو گیا فریدون نے کہا کہ اے برادر سچا دین یہی ہے جو سنا ہے وہ صحیح
و درست ہے جہانگیر والا تبار فرزند امیر با توقیر نے مجھکو بجرأت زیر کیا میں مسلمان ہوا
یہی میرا عہد تھا کہ جو مجھکو بجرأت زیر کرے اسکی بدل اطاعت کروں ایسے آقا رفیق پرور
کسکو ممکن ہوتے ہیں تم چلکر ملاقات تو کرو مگر سہراب غصے میں تھا اسنے کہا کہ میں خبر
پا چکا وہ جوان حسین و جمیل ہے تو اسکے حسن پر مائل ہوا یہ سنکر فریدون کو غصہ آیا کہا کہ اے برادر
بس زبان کو بند کر وہ جوان آسمان اداء و صاف ہے حسن بھی پروردگار نے ایسا دیا ہے کہ

ماہ وچہرا اُسکی بزم کے چراغ ہین رفیق اُسکے سب باغ باغ ہین اگر یقین نہو محفل مین جمال
جمال جہان آرا دیکھ لو یقین ہی کہ تم بھی پروانۂ شمع جمال ہو جاؤ ہر ایک سے کہو کہ ایسے آفتاب
کیسے ملتے ہین یہ سُنکر سہراب نے کہا کہ بیشک یہ بات رکھو زیادہ تعریفین نکرو فریدون نے
تلوار کھینچی اول سہراب نے ہاتھ مارا سر فریدون کا زخمی ہوا فریدون نے جو ہاتھ مارا سہراب
نے کلائی تھام کر تلوار چھین لی کمر مین ہاتھ ڈالکر اُٹھا لیا ساتھ والون کو دیا کہ اسکو گرفتار
کرو فریدون بیہوش ہوگیا فریدون کو قید کرکے سہراب پھلا ہرکارون نے یہ حال دیکھکر
جہانگیر کو خبر دی جہانگیر سنتے ہی غصّے سے کانپنے لگے فرمایا کہ سہراب کہان گیا سب نے
کہا کہ فریدون کو لیکر جاتا ہی ہوشیار نے عرض کی کہ حضور جانے دیجیے صبح کو پیغام وسلام
ہوگا جہانگیر نے کہا کہ اگر وہ لیجاکر اُسکو قتل کر ڈالے تو کیا کرون مین ابھی جاکر روکتا ہون کیا
اُسکو لیجانے دونگا آگے بڑھکر روکونگا مسعود کوہی نے عرض کی کہ غلام جاکر روکے
جہانگیر نے کہا کہ تمہارا جانا مناسب نہین تمہارے سر پر زخم ہی قید توڑی ہی ہر اعضا سے
خون بہ رہا ہی مین ابھی جاکر سمجھ لونگا مقام افسوس ہی کہ ہمارے رفیق کو لیجائے اور ہم سُنکر
خاموش رہین تمام افسران فوج اپنے اپنے مقام سے اُٹھے عرض کرتے تھے کہ اے آقائے
نامدار حضور تشریف رکھین ہم ابھی جاکر اُسکو روکتے ہین جہانگیر نے کہا کہ مین بھروسہ پروردگار
کار کرتا ہون تم لوگ تماشا دیکھو یہ کہکر اپنے مقام سے اُٹھے پشت مرکب پر سوار ہوے
مسعود نے کہا کہ مین ضرور ساتھ چلونگا غلام کو گوارا نہین ہی کہ آپ اکیلے جائین فرمایا کہ اے
مسعود تم ضد نہ کرو مین تمہین ساتھ لیجانا گوارا نہ کرونگا مگر مسعود نے تلوار کھینچکر گلے پر رکھ لی
کہا غلام ابھی نثار ہو جائیگا حضور کو اکیلا نہ جانے دیگا جہانگیر مجبور ہوے مسعود نے
رکاب تھام لی ایک طرف جہانگیر صبا رفتار ایک طرف مسعود دونا دار رہی جہانگیر نے
باہر نکلکر دیکھا کہ سہراب آدھ کوس راستہ طے کرچکا ہی صحرا مین جاکے اُترا چاہتا ہی
جہانگیر نے پیچھے سے نعرہ کیا کہ او سہراب خبردار آگے نہ بڑھنا ورنہ سب لشکر کو تباہ
کردونگا کان مین سہراب کے آواز پہونچی دیکھا کہ وہ ہی جوان آتا ہی پلٹ پڑا لشکر سے
نکلکر نیزہ ہلانے لگا جب جہانگیر قریب آئے تو سہراب نے نیزہ مارا جہانگیر نے نیزے

نیزے کی سنان پر لیا آپس مین نیزہ بازی ہونے لگی بہ حیرت دونون طرف کے لوگ
دیکھ رہے ہین کہ جہانگیر نے نیزہ گانٹھ کر تھپیڑا مارا کہ نیزہ ہاتھ سے سہراب کے نکل گیا
کف افسوس ملتا تھا کہ یہ کیا غضب ہوا جھلا کر تلوار کھینچی خبردار خبردار کہہ کے ہاتھ مارا
جہانگیر نے بے تکلف کلائی پر ہاتھ ڈال دیا چاہا کہ تلوار چھین لون سہراب لپٹ پڑا دونون
جوان گھوڑے سے کود کے کشتی ہونے لگی مسعود کو بھی تلوار کھینچے ہوئے گرد پھر رہا ہے
فوج سے سہراب کی کہہ رہا ہی کہ اگر تم مین سے کوئی آگے بڑھا تو خون کے دریا بہا دونگا ایک کو
زندہ نہ چھوڑونگا ایک طرف جا باپ نیمچہ کھینچے کھڑا ہی اہل فوج سہراب کا حوصلہ نہین پڑتا کہ
آگے بڑھین کشتی مین عرصہ جو ہوا ہوشیار سرکش و گلنار زر بفت پوش تخت پر سوار ہوکے
نوبت نقارے پر چوب پڑی کل افسر تلوارین کھینچے ہوئے آکر پہونچے سب نے جو فوج کو
دیکھا کہ ہوشیار سرکش کا تخت اُڑتا ہوا آتا ہی اہل فوج سہراب کانپنے لگے سب کو خوف
پیدا ہوا کہ ایسا نہو ہوشیار سحر کرے تو ہم کدھر جائین گے کیونکر جان بچائینگے جہانگیر نے
پلٹ کر ہوشیار کو آواز دی کہ ای ہوشیار خبردار سحر نہ کرنا گلنار بہت بیقرار ہی کہتی ہی کہ
خداجو کیا غضب ہی اسکے اسی ہزار جوان جمع کھڑے ہین اگر خدا نخواستہ اڑین تو کیسی خرابی ہو
لیکن مسعود سب کو روکے کھڑا ہی کیسا بہادر لڑکا ہی جا باپ بھی سب کو ڈرا رہا ہی لیکن یہان
جہانگیر سہراب کو لے دوڑے پندرہ بیس قدم پر لا کر کچھ مارا کہ دونون گھٹنے سہراب کے
آشنائے زمین ہوئے دست حق پرست کمر تک خنجر مین ڈالا نعرہ تکبیر کر کے زور صاحبقرانی کیا
سہراب کو سر سے بلند کر لیا چرخ دیکر چاہا کہ زمین پر مارون سہراب نے آواز دی کہ شہریار
الامان جہانگیر نے کہا کہ امان بشرط ایمان سہراب نے عرض کی کہ مین غلام ہون جیسا کچھ کہ
فریدون نے کہا تھا اُسکا ظہور ہوا عمر بھر اطاعت سے قدم نہ ہٹاؤنگا جہانگیر نے ہاتھ سے
رکھ دیا کلمہ پڑھ کر سہراب بھی بصدق مسلمان ہوا فریدون کو قید سے رہا کیا دونون مع
فوج ہمراہ ہوئے بارگاہ مین آکر مصروف جشن ہوئے کہ شاگردان چابک دوڑے
ہوئے آئے خبر دی کہ شاہزادہ ایرج نوجوان یہان سے پانچ کوس پر ایک صحرا ہی کہ اُسکو صحرا
چہار کہتے ہین وہان فروکش ہین جہانگیر ان سب کو ساتھ لیکر بشوکت تمام طرف

ایرج نوجوان کے چلے

دو کلمہ داستان ہروی خواجہ عمرو کہ صہبا و جہان آرا کو ساتھ لیے ہوئے چلتے ہیں باقی حالات متعلقہ داستان ہذا و ساقی نامہ مصنف کتاب ہذا

اے ساقی آفتاب طلعت
کر دے مجھے سرخوشی سے مدہوش
رنگین مزاج ہوں شرابی
ہو جائے کبھی اندوہ کہن مینا
اب تاب فراق تو نہیں ہے
اس رنگ کا دل کو ذوق ہے

ہو شرب شراب مثل شربت
اے ساقی جم حشم دلارام
بھر دے کوئی پھول سی گلابی
اے ساقی مہربان ہمارے
کرتا ہے یہ منزلیں سبھی طے

مینائے قلم ہے پُر جوش
دے بادۂ لالہ گون کا اک جام
ہو جوش بہار ہر چمن میں
دن ہجر کے رنج میں گذارے
سامع کو بھی ہو سے شوق [illegible]

پھر رہروان منازل یکتائی و طی کنندگان مراحل دشت خوش نمائی اس داستان شوکت بیان کو یوں بہ تحریر لاتے ہیں شعر مصنف مرصع نگار فصاحت ادا جنہیں جمع نگار و زنگار رقم کہ خواجہ عمرو مع صہبا و جہان آرا باغ ویران سے نکلے ہیں طرف لشکر رستم کے جاتے ہیں کہ ایک صحرائے سبزہ زار ملا اُس صحرا کو طے کرتے ہوئے چلے دن بھر رہروی کی جہان آرا کا سحر سے رہروی کرنا خواجہ کا جست و خیز کرنا دن بھر میں اپنے نزدیک صد ہا کوس نکل گئے شام کو ایک نخل کے سایے میں ٹھہرے آرام کیا ایک جاگتا رہا دو سوئے اخیر رات میں خواجہ کی نوبت آئی پہر رات رہے جہان آرا و صہبا سو گئیں خواجہ بیٹھے دیکھ رہے ہیں کہ دیکھا سامنے ایک کوہ ہے اُسکے پہلو سے ایک ابر اُٹھا آسمان پر چھا گیا وہ ہوا تھوڑے عرصے میں پھر وہ ابر غائب ہوا جب صبح کو صہبا و جہان آرا سو کر اٹھیں تو خواجہ نے یہ حال بیان کیا جہان آرا نے کہا کہ خواجہ پہاڑ دن کے صحرا میں اکثر بے وقت کبھی ابر اُٹھتے ہیں عمرو نے کہا کہ جس وقت سے وہ ابر اُٹھکر غائب ہوا دل میرا ایک بار دل ہو دل کہتا ہے کہ اس صحرا سے نکاسی دشوار ہے خدا خیر و عافیت سے لشکر رستم میں پہونچائے صہبا نے کہا کہ خواجہ یہ جنگل ہمارے جھیلے ہوئے ہیں بہت آسانی سے نکل چلیں گے خواجہ نے کہا کہ مجکو تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ صحرا میں رہ کے گئے نکاسی دشوار ہوگی جہان آرا نے کہا کہ خواجہ چلے

اب شک کو راہ نہ دیجیے صہبا و جہان آرا پر پرواز پیدا کر کے بلند ہوئیں خواجہ بھی جھپٹ کر
چلے جب صہبا و جہان آرا خواجہ کو دیکھتے ہیں تو اپنے سائے میں خواجہ کو پاتے ہیں دن کو دوپہر
کی شام کو ایک نخل ملا اسکے سائے میں اُترے اُسی طور سے زیر نخل آرام کیا پھر رات رہے
خواجہ نے پھر وہی دھواں دھار ابر دیکھا اور وہ ابر آسمان پر جا کر غائب ہوا صبح کو خواجہ نے
سب حال جہان آرا و صہبا سے بیان کیا جہان آرا نے پھر وہی کہا کہ صحرائے کوہستان کی
یہاں کے ابر کا کیا اعتبار ہے خواجہ و جہان آرا و صہبا پھر روانہ ہوئے دن بھر راستہ چلے
اب آج شام کو پہچانا کہ تین دن سے یہی درخت ملتا ہے اور روز رات کو یہیں رہتے ہیں خواجہ
نے کہا کہ کیوں ملکہ جہان آرا جو ہم کہتے تھے اُسی کا ظہور ہوا دن بھر کی رہروی بیکار ہوتی ہے
اس صحرا میں کسی نے گھیر لیا ہے راستہ ہم پر اور تم پر رک گیا دیکھو تو تین دن گزرے یہی درخت ملتا ہے
دن بھر پھرتے ہیں اور شام کو اسی مقام پر رہتے ہیں جہان آرا نے کہا کہ خواجہ اب مجکو بھی
اعتبار ہوا کہ کسی نے راستہ روکا میں جاتی ہوں اور خبر لاتی ہوں صہبا نے کہا کہ بیٹا تم ابھی
خواجہ کے پاس ٹھہرو تمہارا جانا مناسب نہیں میں جا کر خبر لاتی ہوں جہان آرا کو تو صہبا نے
نہ جانے دیا آپ پر پرواز پیدا کر کے پہاڑ پر پہونچی پکار کر آواز دی کہ ارے یہ کون نامرد ہے کہ جسنے
راستہ ہمارا روکا سامنے آئے اور اگر مقابلہ کرے تو حال سحر و ساحری کا معلوم ہو قضا کا
سنگین جادو کہ خیال سکندری نے اسکو بھیجا ہے درہ کوہ میں چھپی بیٹھی ہے کہ کان میں اسکے
آواز پہونچی سر نکال کر دیکھا کہ ملکہ صہبا پہاڑ پر ٹہل رہی ہیں چند دانے ماش کے جھولی
سے نکالے اُنپر اسم سحر پڑھا پشت پر سے ملکہ صہبا پر پھینک مارے ملکہ صہبا تو غافل کھڑی
تھیں بیہوش ہو کر گریں سنگین جادو نے نکل کر زبان میں سوزن دی درہ کوہ میں لا کر چھپا یا
یہاں جب عرصہ ہوا جہان آرا نے کہا کہ خواجہ مادر مہربان پر کوئی افتاد پڑی پلٹ کر نہیں
آئیں اب میں جاتی ہوں لیکن خیال رکھیے گا یہ کہکر جہان آرا بلند ہوئیں پہلے تو کوہ اور
سنگلاخستان پر نگاہ ڈالی کہیں کسی ساحر کا نشان نہ پایا حیران ہیں کہ آخر سحر کرنے والے نے کیونکر
سحر کیا اور کہاں سے کیا سحر کرنے والا کہیں معلوم نہیں ہوتا آخر پہاڑ پر اتریں پکار کر آواز دی کہ
ارے تو کیسا ساحر مکار ہے کہ ہمارے سامنے نہیں آتا ذرہ سحر نہیں دکھاتا سنگین نے

درۂ کوہ سے چھپ کر دیکھا سحر تیار کر کے نکلی پشت پر سے آکر دانے ماش کے مارے مثل صہبا کے جہان آرا بھی بیہوش ہو کر گریں سنگین نے زبان میں سوزن دی لاکر پہلو سے صہبا میں قید کیا یہاں خواجہ حیران ہیں کہ دونوں جادوگرنیاں گئیں پلٹ کر نہیں آئیں کسی آفت میں پھنسیں خواجہ اس نخل کے سائے سے ہٹ کر درۂ کوہ کے سامنے آکر بیٹھے رنگ و روغن عیاری کا لگایا ایک گویے کی شکل بنکر تیار ہوے زنبیل سے جوڑی نکال کر گانے لگے نظم

دیکھی جو صبح زلف سیہ فام دوش پر ۔ نظارہ کرتے کرتے ہوئی شام دوش پر
طفلی سے ہوں دوچار نشیب و فراز دہر ۔ راحت نہ گود میں تھی نہ آرام دوش پر
مجھ سخت جان کا سایہ جو سیلاب پر پڑا ۔ لادے پھرے حباب در و بام دوش پر
نادانی کا سبب ہے جو ہے طفل کو قرار ۔ رہنے نہ دیگی گردش ایام دوش پر
زلف سیاہ یار کمر تک نہیں گئی ۔ صیاد کا دھرا ہے ابھی دام دوش پر
بالائے بام ہو جو مسیحا نفس مرا ۔ مردہ نہ ٹھہرے زیر لب بام دوش پر
چلتے ہیں کیا یہ یار کے مغرور ٹھوکریں ۔ سر پر ہر اک قدم ہے ہر اک گام دوش پر
طفلی میں بھی مرا یہی عالی دماغ تھا ۔ جاتا تھا ورنہ تا بہ لب بام دوش پر
پیوند خاک ہونے کا اللہ رے اشتیاق ۔ آیا نہ گور تک مجھے آرام دوش پر
کاندھا مرے جنازے کو کیا دے وہ نازنیں ۔ بھاری ہے جسکو زلف سیہ فام دوش پر
عاشق نشانہ تیر کے ہوتے تری طرح ۔ رکھتا اگر کمان کو بہرام دوش پر
پھرتے ہیں اس بہار میں مستوں کے ساتھ ساتھ ۔ ساقی سبو کی طرح لیے جام دوش پر
اے موت آ کہیں رہوں تا چند منتظر ۔ لادے ہوے سفر کا سر انجام دوش پر
رہتے ہیں میرے کاتب اعمال رنج میں ۔ آتش اٹھاؤنگا میں در و بام دوش پر

خواجہ اس لطف سے گا رہے ہیں کہ طائر گھر سے بیٹھے ہیں باز آشیانوں سے منھ نکالے ہوے ہیں آہوان صحرا کھڑے جگالیں بھرتے ہوے آتے ہیں دور سے سنتے ہیں وہ آواز میں مزہ ہے کہ اپنا اپنا سر دھنتے ہیں ایک طرف سے شیران صحرا کچھار سے ڈکارتے نکل آتے ہیں قریب آہو آکر کھڑے ہیں مگر شکار نہیں کرتے ایک کی طرف ایک نہیں دیکھتا خواجہ بیخوف بیٹھے ہوئے بجا رہے ہیں وہ

تانین مار رہے ہیں کہ طائر سنقار کھول کر بچاتے ہیں طائر و آہو جھوم رہے ہیں سنگین جادو
نے درۂ کوہ سے جو گانے کی آواز سنی بیتاب و بیقرار ہو گئی درۂ کوہ سے سر نکال کر دیکھا کہ
ایک گویا بڈھا دامنہ کوہ میں بیٹھا گا رہا ہے شیر اور چیتا و آہو ان وحشت پیا گوش ہوش سے
سن رہے ہیں کیا مجال کہ اپنے مقام سے ہلیں سنگین جادو نے جو یہ معرکہ دیکھا تو وہیں کھڑی
رہ گئی کیا گانا ہوا قیامت تھا شیر تک خرد آہو غیر وحشت ہو رہے ہیں شاید کوئی خداوند ہوا ہیں
اُنکے ساتھ کا یہ گویا ہے کچھ سوچی کہ اسکو اُٹھا لاؤں اپنے درۂ کوہ میں لاکر گانا سنوں پھر سوچی کہ
ہر سنگین قدرت نے لکھا تھا کہ اے سنگین جادو عمرو کا خیال رکھنا ایسا نہ ہو کہ عمرو کسی طرح سے
تیرے پاس آئے اسکے ہاتھ سے بچنا دشوار ہوگا پھر سوچی کہ گانے کا اسکو بھی کمال مشہور ہے اور
گانے کے فقرے میں اسنے بڑے بڑے جادوگروں کو مارا مگر ایسا کمال تو نہ ہوگا کہ جانور گانا
سن رہے ہیں شیر کچھار سے نکل آئے ہیں یہ کسی خداوند کی کرامت ہے کہ سب جانور تھم رہے ہیں یہ
سوچتے سوچتے اپنے مقام سے اتری سر پہ خواجہ کے آکر کھڑی ہوئی عمرو نے دیکھا کہ زمین پہ عکس پڑا
اپنے دل میں سمجھے کہ ساحرہ آئی مجھے اُٹھا لیجائیگی یہ سوچ کر سر سے عطر بیہوشی نکالا تمام بدن میں ملا
اور کپڑوں پر بھی ڈالا سنگین جادو کر لک کر گری کمر میں پٹکا دیکے اڑی کوئی دس قدم بلند ہوئی
تھی کہ عطر بیہوشی کی بو دماغ میں پہونچی لڑکھڑا کر طرف زمین کے چلی خواجہ پیٹھ سے چھوٹے خواجہ
نے اس حال میں جلدی کمند کے مارے زمین پر آگئے آتے آتے جھٹکا مارا سنگین زمین پر گری
خواجہ بھی سنبھلے دیکھا کہ سنگین جادو زمین پہ بیہوش پڑی ہے جھولی اسکی ٹٹولی ایک کاغذ بشکل عرضی
کے نکلا اسکا مضمون یہ تھا کہ اے خداوند میں نے جہان آرا و صہبا کو گرفتار کر لیا خواجہ عمرو کو
اب تک نہیں پایا اگر حکم ہو تو دونوں کو لاؤں مگر یہ ارشاد ہو کہ زندہ لاؤں یا سر ان دونوں کے
حاضر کروں جو ارشاد ہو وہ بجا لاؤں عمرو کو عقل سے دریافت ہوا کہ یہ عرضی لکھی تھی مگر
روانہ نہیں کی اب اس عرضی سے شاید کوئی مطلب نکلے یہ سوچ کر بیٹھے تو سنگین کے آثار پر
اور ایک خنجر مارا کہ سنگین کے دو ٹکڑے ہوئے سنگین کے مرتے ہی جہان آرا و صہبا کو
درۂ کوہ میں ہوش آیا مگر زبانوں میں سوزن ہے اُٹھ نہیں سکتیں خواجہ عمرو ڈھونڈھتے ہوئے
درۂ کوہ میں آئے دیکھا کہ صہبا و جہان آرا حیران بیٹھی ہیں عمرو نے آکر انکی زبانوں سے

سوزن نکالی دونون سے حال پوچھا خواجہ نے حال قتل سنگین بیان کیا دونون شاہزادیان
اپنے مقام سے اٹھین جہان آرا نے پوچھا کہ خواجہ اب کیا قصد ہی خواجہ نے کہا کہ میرا ارادہ ہی
کہ دربار مین خیال سکندری کے جاؤن جہان آرا نے کہا کہ خواجہ وہ حکیم مکار و حیلہ ساز
و شعبدہ باز ہی ایسا نہو کہ تمکو پہچان لے یہ باتین ہو رہی تھین کہ دیکھا صحرا سے گرد اڑی جب
دامنہ گرد کا شگافتہ ہوا جہان آرا نے دیکھا کہ ایک جادوگرنی تخت پر سوار اسکے پیچھے لاکھ
ساحر تخت اڑا کر قریب پہاڑ کے آئی آواز دی کہ مالکہ سنگین جادو کیا کرتی ہو خواجہ تو گلیم
اوڑھ کر مخفی ہوئے مگر کوہ انداز جادو نے دیکھا کہ لاشہ سنگین کا جنگل مین پڑا ہے
بے اختیار چیخ مار کر روئی کہتی ہے کہ کیون بہن تمکو کسنے مارا تم تو نہایت ہوشیار تھین پھر
چند وانے لاش کے اچھالنے پکار کر آواز دی کہ یا خداوند خیال سکندری کنیز کو معلوم ہو
کہ قاتل میری بہن کا کہان ہی کہ مین اسکو قتل کرون کچھ تو دل کو تسکین ہو ایک تڑاقا ہوا
شعلہ چمکا آواز آئی کہ اے کوہ انداز جادو صہبا سے شیرین کلام و جہان آرا فوو باعث قتل
سنگین ہوئین درہ کوہ مین چھپی ہین کوہ انداز نے جو یہ لفظ سنی فوج کو اشارہ کیا کہ اس
پہاڑ کو گھیر لو تین لاکھ فوج نے پہاڑ کو گھیر ا چہار جانب سے گولے ترنج و نارنج پڑنے لگے
جہان آرا و صہبا نے دیکھا کہ اگر یہ پہاڑ گریگا تو ہم دب جائین گے گولے ہاتھ مین لیکر نکلین
اس فوج سے لڑنے لگین خواجہ نے خیال کیا کہ پہاڑ جنبش مین ہی ایسا نہو کہ پہاڑ گر پڑے
تو غضب ہو خواجہ گلیم اوڑھے ہوئے پہاڑ سے نکلے دستہ آتشبازی مارا ساحر جلنے لگے صہبا
جہان آرا بھی سحر کر رہی ہین کل فوج نے دونون کو گھیرا ہی چہار جانب سے بلوہ ہے
کوہ انداز نے دور سے دیکھا کہ جہان آرا و صہبا بڑے زور و شور سے لڑ رہی ہین اور
کوہ انداز بھی لڑتی ہوئی سامنے جہان آرا کے آئی للکارا کہ کیون جہان آرا تمنے کچھ خیال
خداوند نہین کیا خدا سے نا دیدہ کی اطاعت کی جاتی ہی بت کے خداوند کو چھوڑا اب تم میرے
ہاتھ سے نہ بچوگی یقین ہی کہ قدرت ظہور فرمائین تمکو سزا دے قعر جہنم مین پھینکوا دین تا روز
قیامت تمہاری رہائی نہوگی یہ کہکے گولہ مارا گولہ قریب سر جہان آرا آکر پھٹا دھوان نکلا
شعلے چمکے ایک شعلہ جہان آرا پر گرا جہان آرا چیخ کھا کر گری کوہ انداز جادو نے

ساحرون کو اشارہ کیا کہ اسکو گرفتار کرو چہار جانب سے ساحر بڑھے کہ جہان آرا کو اٹھا لین
صہبا نے بڑھ کر سحر کیا کئی سو ساحر مر گرے کوہ انداز نے جو صہبا کو سحر کرتے دیکھا پکار کر
آواز دی کہ او صہبا تجھکو کیا بیگانہ نشہ ہی خوف خداوند دل سے بھلا یا دیکھ تیری بیٹی کو تو نے
بیہوش کیا صہبا گرد بیٹی کے پھرنے لگی خواجہ ایک گوشے مین سے حقہ آتشبازی مار رہے
ہین کوہ انداز حیران ہی کہ یہ آگ کون برساتا ہی پکار کر آواز دی کہ یا خداوند خیال سکندری
صہبا بڑی ساحرہ سخت ہی اسپر سحر تاثیر نہین کرتا دیکھون کیا انجام ہو صہبا گرد جہان آرا
پھر رہی ہی چاہتی ہی کہ کسی کو اٹھانے نہ دون اور ساحر بلوہ کرکے آتے ہین چاہتے ہین
کہ جہان آرا کو اٹھالین مگر صہبا سحر کا ٹل کر رہی ہی جدھر ہاتھ کے واسطے پھینک مارے
سو دو سو جل کر گرے ساحر قریب نہین آنے پاتے ہر طرف سے بلوہ کرکے آتے ہین مگر جہان آرا
کو اٹھا نہین سکتے یہ ہر مرتبہ جب سحر کرتی ہی سو دو سو مر گرتے ہین کئی ہزار ساحر صہبا کے مارے گئے
کوہ انداز خوف سے قریب نہین آتی ڈرتی ہی کہ ایسا نہو سحر صہبا کا مجھپر چل جائے اسکے سحر سے
چونکی ہر مرتبہ پکارتی ہی کہ یا خداوند خیال سکندری مدد کیجیے قضاے کار نظام جادو جو ایک
باغ مین بیٹھا ہی سحر تیار کر رہا ہی کہ اسکے کان مین آواز پہونچی کہ کوہ انداز پکار رہی ہی اپنے مقام
سے اٹھا پوجا پاٹ کر رہا تھا گیاری سے شعلہ چمکا آواز آئی کہ ای نظام کیون اپنے تئین مصیبت گرفتار
مین ڈالتا ہی عمرو ایسا عیار اس مقام پر موجود ہی ایسا نہو کہ تیرے ساتھ فتور کرے
نظام جادو نے کچھ خیال نہ کیا سوچا کہ بیر غل مچا رہے ہین انکو خوراک دینے کا وقت تھا
خوراک نہین پہونچی تو ایسی ایسی باتین کرتے ہین اڑ کر چلا کئی مرتبہ کان مین آواز آئی کہ ای
نظام تجھے کچھ انجام کی خبر نہین ہی مگر نظام اڑتا ہوا چلا اس مقام پر آیا دور سے دیکھا کہ جنگ
ہو رہی ہی ہزارہا ساحرون کا بلوہ ہی بیچ مین ایک ساحرہ بیہوش پڑی ہی ایک ساحرہ گرد
پھر رہی ہی اسنے ایک گولہ مارا کوہ انداز نے دیکھا کہ اندھیرا ہو گیا اسی اندھیرے مین نظام
چلا کہ جہان آرا و صہبا کو اٹھالون خواجہ جو پہلوے نخل مین کھڑے تھے لپک کر جال الیاسی
مارا جہان آرا کو کھینچ کر زنبیل مین رکھا منہ پر ہاتھ پھیر کر کہا دادا آدم درویش از کل عالم پیش تو
مجھکو صورت ملکہ جہان آرا کی عطا کیجیے فوراً صورت جہان آرا کی ہو گئی وہین پر اپنے کو گرادیا

دیکھا ہے ہمنے حادثہ عشق بلا انگیز کا		ڈرتے نہیں ہم اے جلال آشوب رستخیز سے

اس رنگ میں خواجہ نے یہ غزل گائی کہ ہوشنگ جادو بیقرار ہو گیا کہا کہ اے جہان آرا
تو تو خدمت میں خداوند کی بیٹھی تھی یہ کون جادوگر تھا جو تجھکو لیے جاتا تھا خواجہ نے کہا کہ تم
نہیں جانتے یہ کون شخص تھا اور مجھکو کہاں لیے جاتا تھا اگر اے شہنشاہ ساحران تم تو بیان
کرو کہ تمنے مجھے کیونکر رہا کیا باعث ہوا ہوشنگ نے کہا کہ اے جہان آرا ساحروں سے مجکو
یہ خبر سنائی تھی کہ جہان آرا فریب مسلمانان ہو گئی اور خداوند خیال سکندری کو بالکل
فراموش کیا لیکن تم صحبت خداوندی میں پہنچیں اور قدرت نے تمکو علم موسیقی عطا کیا اور
ناکہ جہان آرا اصل تو یہ ہے کہ قدرت نے تمکو سردار علم موسیقی و اوستاد کیا ہے تمنے اس رنگ
میں یہ غزل گائی کہ دل بیقرار ہو گیا لیکن دل مشتاق ہے کہ پھر تمہارا گانا سنیے خواجہ نے جواب دیا
کہ اے شہنشاہ ساحران جلسہ جمادو بعد اسکے مجکو خدمت خداوندی میں لیچلو قدرت نے ناحق مجھپر
غصہ کیا ہے میں قدیم تابعدار ہوں قدرت مجکو مغضوب نہ کریں ہوشنگ جادو نے کہا کہ
جب میں خدمت خداوندی میں گیا قدرت نے تمھارا ہی ذکر کیا اور یہ فرمایا کہ ہمیں جہان آرا
سے یہ امید نہ تھی جسوقت تم چلکر عذر کروگی قدرت تمکو خوشی قبول کرینگے میں وعدہ کرتا ہوں کہ
صفائی کرادونگا اس طور کی خواجہ نے باتیں کیں کہ ہوشنگ نے کنیزوں کو آواز دی کہ
ارے شراب وکباب لاؤ کنیزوں نے گلابیاں لاکر رکھیں کشتیاں کباب کی حاضر ہوئیں
ہوشنگ نے پوچھا کہ کیوں جہان آرا ماں تمھاری کیوں گرفتار ہوئیں ساحر تمکو کہاں
لیے جاتا تھا صاف صاف بیان کرو خواجہ نے کہا کہ میں اور ماں میری مع بہادر کے ظہر
شکار کھیل رہی تھی سنگیں جادو کسی سے لڑی اور قتل ہوئی میں نے جو دیکھا کہ لاشہ پڑا
ہے تن تنہا بھی دوڑ کے میں جا کر کھڑی کو دہاندہ جادو اسکی بہن تین لاکہ ساحروں سے آئی
اُسنے جو بہن کا لاشہ دیکھا اور ہم ماں بیٹی کو اس مقام پر پایا سمجھی کہ یہی میری بہن کے
قاتل ہیں ساحروں سے اشارہ کیا کہ انکو گرفتار کر لیو اے شہنشاہ ساحران ہر چند کہ تین لاکہ
ساحروں کا بلوہ تھا مگر ہم دونوں اُسنے لڑے کہ وہاندہ کی مجال نہ تھی کہ ہمپر ہاتھ ڈالتی وہ پلٹ
پلٹ کر خداوند خیال سکندری کو پکارنے لگی ناگاہ جادو نہیں معلوم کہاں سے آتا تھا

غفلت مین ہم دونون پر گرا نہین معلوم کہان لیجاتا تھا تمکو قدرت سلامت رکھے کہ تمنے اسکو مارا ہمکو بچایا ہم تمھارے شکر گزار ہین ہوشنگ جادو نے کہا کہ اے ملکہ عالم اب یہ احسان کرو سب عیش و نشاط صہبا ہو چند اشعار گاؤ خواجہ نے جواب دیا کہ اے ہوشنگ جادو تمنے جان بخشی کی تمسے کسی بارے مین انکار ہو سکتا ہے اب تو ہوشنگ جادو نے ملکہ صہبا کو بھی ہوشیار کیا بڑا یہی خیال ہے کہ صبح ہوتے ان ماں بیٹیوں کو لیجا کر قدرت سے ملا دون یہ اپنے اپنے عہدون پر جائین انکے مقام ویران پڑے ہین م انھین جا کر آباد کرین تو مین خوش ہون خواجہ بیچ مین آکے سامنے مسند کے بیٹھ کر یہ اشعار عاشقانہ گانے لگے نظم

دیکھ لے تو بھی نگاہوں سے ادھر اچھی طرح ۔ سامنے تیرے تڑپ لین دل جگر اچھی طرح

قصد کرنا آہ کرنے کا نہ اے دل عشق مین ۔ آہ مین جب تک نہ پیدا ہو اثر اچھی طرح

تجھے دل دیکر کسی کو ہاے پھر کیون لے لیا ۔ کیا برائی تھی جو رہتے عمر بھر اچھی طرح

عاشقون کے حال بد پر آپ ہنسیے شوق سے ۔ یہ بھی رو لینگے کبھی دل کھول کر اچھی طرح

ایکی لیون جلوہ دکھا محشر تلک آئے نہ ہوش ۔ خبر کی اپنے لو آکر خبر اچھی طرح

دیکھا اپنی جھلک آئینے مین نقش ہو گئے ۔ کیسے کیا ہوتا جو لیجاتی نظر اچھی طرح

قصد اسکے کٹنے کا اگر بھر جسم ناز ہے ۔ زلف سے کہدو ذرا تھامے کمر اچھی طرح

یا الٰہی تصویر قصور پر کسی کے پھر نہ جائے ۔ دیکھ رکھنا اسکو تو اے چشم تر اچھی طرح

کیا جواب خط دیا اسنے یہ کس سے پوچھئے ۔ بات بھی کرتا نہ ہو جب نامہ بر اچھی طرح

یا الٰہی اپنے کشتے کو نہ بھائے کوئی + ۔ حل نہ ہے ہاتھون کو جب تک لاش پر اچھی طرح

حل نہ جانا ڈھونڈھنے والے کو اپنے جان کم ۔ چند دن پہلے بسر ہو در بدر اچھی طرح

رات کے جو آنکلا ہے سینے کی طرف ۔ پوچھتا ہے دل کہاں ہے درد جگر اچھی طرح

وصل کی شب ہے شب فرقت نہیں پہچان لے ۔ آج تو میری دعا کو اے اثر اچھی طرح

خاک سر پر تھی کبھی کہ خاک پہ سر تھا جلا ۔ کوے جانان مین ہوئی اپنی بسر اچھی طرح

اسی رنگ مین خواجہ نے یہ غزل گائی کہ ہوشنگ جادو اٹھ کھڑا ہوا صورت جہان آرا کی دیکھ کر بیتاب ہے چاہتا ہے کہ کسی طرح مجکو قبول کرے تو مین اسکو خاتون محل قرار دون یہ کیا

نازنین مہ جبین ہو اور گانے میں تو بے مثل وبے نظیر ہو کس تاب سے غزل گائی کہ
دل بیقرار کر دیا خانہ دل غم و الم سے بھر دیا مگر خواجہ نے گلا بیان کھینچیں الٹ پلٹ کرنے لگے
بیہوشی ملائی جام لبریز کر کے ہوشنگ جادو کے گلے میں ہاتھ ڈال دیے کہا او صاحب ایک جام
میرے ہاتھ سے پیو اب خدا نہ ایسی تقدیر کریں کہ ہماری تمہاری اب ایک ہی مقام پر بسر ہو ہمارا
بھی دل تنگ ہوا جاتا ہے ہر چند کہ ہوشنگ جادو بہت ہوشیار ہو گئی طائر بھی آشیانوں سے
پھڑک کر گرے اور بزم میں ہائی ہائی آواز دینے لگے مگر ہوشنگ جادو گلے میں ہاتھ ڈال دینے سے
ایسا خوش ہوا کہ جام پی اندیشہ انجام پی گیا صہبا سے اشارہ کیا کہ تم بھی پیو اور سب کنیزوں کو بھی
پلاؤ سب کنیزوں نے بھی شراب پی جب سب کو شراب پلا چکے بیٹھ کر چند شعر گائے ہوشنگ
اپنے مقام سے اٹھا بیہوشی تاثیر کر چکی تھی بیہوش ہو کے گرا کنیزیں لینا لینا کہہ کر اٹھیں جو اٹھی
وہ گری تھوڑے عرصے میں سب بر لب فرش ہوئیں خواجہ نے پہلے ہوشنگ کو قتل کیا
درخت جلنے لگے تمام باغ جل کر خاک ہوا بعد تھوڑی دیر کے آواز آئی کشتی مرا نام میں ہوشنگ
جادو بود ملکہ صہبا نے گھبرا کر کہا کہ کیوں خواجہ اس بدنصیب کو کہاں چھوڑا جہان آرا کا خیال
آپکو نہ رہا خواجہ نے کہا کہ ملکہ نہ گھبراؤ جہان آرا میرے پاس موجود ہے صہبا نے کہا کہ
خواجہ میری تسکین کو نہ کہو مجھے جہان آرا کی صورت دکھاؤ خواجہ نے زنبیل سے جہان آرا
کو نکالا جہان آرا زنبیل سے ہنستی ہوئی نکلی دوڑ کر خواجہ سے لپٹ گئی کہا خواجہ زنبیل
میں عجب تماشے دیکھے جب آپ نے مجکو داخل کیا اور پکار کر آواز دی کہ یہ ہماری جہان
ہو گئی شاہزادیاں برائے استقبال دوڑیں مجکو ہاتھوں ہاتھ ایک قصر عالی میں لیگئیں
لیجا کر مسند پر بٹھایا ناچ گانا شروع ہوا کیا کہوں کہ ان شاہزادیوں نے کیا کیا خاطریں کیں
شب بھر جلسہ عیش و نشاط رہا اب صبح کو دریا پر لے گئی تھیں بجرے زور قیں آکر آراستہ ہوئیں
ارادہ تھا کہ نواڑہ کھیلنے کو لیجائیں ہر ایک شاہزادی کا یہی قول تھا کہ صاحبو خاطر کرو بیٹھو لطف
شہنشاہ عیاران میں ایک شاہزادی یہی کہہ رہی تھی کہ بجرے پر سوار ہو جیسے شکار ہی ہو
کہاں کا حال کہوں خواجہ سب طرح کے سامان وہاں موجود ہیں چاہتی تھی کہ بجرے پر سوار ہوں کہ تم نے
آواز دی جہان آرا کو لاؤ سب شاہزادیاں یہاں تک آ کے پہونچا گئیں عجب تماشا دیکھا آپکی

بزرگی اب دل میں سمائی کئی سو قلعے ہیں کہ سب آپ ہی کے خراج گزار ہیں ناظم کیا کیا عہدہ کہے
ہیں اگلی سال غلہ خوب پیدا ہوا اب یہ مہنگی موقوف ہوگی لیکن خواجہ ایک بات کا حکم دیکے
بیرونجات کے جو تاجر آتے ہیں کوئی لاکھ کا خریدتا ہے کوئی پچاس ہزار کا خریدتا ہے خواجہ صاحب
ایک سال کو حکم کر دیجیے کہ تاجران بیرونجات نہ آویں انکے آنے سے آپکے قلعہ جات میں
گرانی ہوتی ہے ایک سال کے لیے ممانعت ہونی ضرور ہے خواجہ نے کہا کہ اے جہان آرا مقدور
تاجران میں دم مارنے کی جگہ نہیں ہے انکو میں منع کر دونگا مقدور کبھی نہ چھوٹیگا جو وقت خدا کو
منظور ہوگا غلہ سستا ہو جائیگا جہان آرا نے لاشہ ہوشنگ دیکھکر کہا کہ آپ یہاں سے
نکلیے اب آگے بڑھکر صحرائے رشک افزا ملیگا اس سے گذر دشوار ہوگا مجھکو بڑا تردد ہے خواجہ
و جہان آرا و صہبائے شیریں کلام باغ سے نکلے لیکن خواجہ نے سب کنیزوں کے لباس اتار
باہر نکل کر طرف صحرا کے چلے ایک صحرائے سبزہ زار و نواح دلکشا ملا تمام صحرا پھولا پھلا ہوا پایا
اشجار سے شاخ جھکے ہوئے شاخیں شکریہ باغبان قضا و قدر میں سر بسجود ہیں سبزہ بالی بہار
میں بدل موجود ہیں ایک جانب بہار بمثل گلدستے کے آراستہ ہیں درخت قطار در قطار زیر جنگل
پھولوں کے انبار جھونپڑوں پر انبار درختوں پر طائروں کی پکار ہر سمت جوش بہار جہان آرا و صہبا
بھی اس تماشے کو دیکھ رہے ہیں قدرت باغبان قضا و قدر پر نگاہ کبھی واہ کبھی آہ خواجہ نے
کہا کہ اے جہان آرا کیا عمدہ صحرا ہے قدرت باغبان قضا و قدر کا تماشا ہے جہان آرا نے کہا کہ
خواجہ اس جنگل کو صحرائے رشک افزا کہتے ہیں اس طلسم میں دو صحرا اس صحرا کو بڑا زور دیا ہے
جنگل در جنگل ہر قدم پر خطرہ ہے اگر چلیے اگر یہاں سے بخیر و خوبی نکل جائیں تو یہ حفاظت حافظ حقیقی
ہی ہے مگر یہ سب کچھ دیکھکر دل کانپ رہا ہے کہ خداوند کریم جلد یہاں سے نجات دے خواجہ عمرو
جہان آرا سے یہ باتیں کرتے ہوئے جاتے ہیں کہ نوبت و نقارے کی آواز کان میں آئی تو
جہان آرا نے کہا کہ دیکھیے خواجہ جیسے والے لوگ آتے ہیں جیسے آگے رہا ایک مقام پر ٹھہر
تماشا دیکھو ہم یہاں بیٹھی آگے سے تماشا دیکھتے ہیں خواجہ ایک گوشے میں گلیم اوڑھ کر کھڑے
ہوئے جہان آرا و صہبا ایک طرف ٹھہریں دیکھا کہ غول کے غول غٹ کے غٹ پیدا ہوئے
کہنے لگے جو آیا اسنے ایک طرف فرش بچھوایا ٹھاکر صاحب ڈھال پھینکا باندھے ہوئے

دھری مرزائی گلے میں نیچے پہنوا دہنیں سکھ انگوچھا سر پر بندھا ہوا آدراج کا مالا گلے میں
ایک دانہ مونگے کا ایک دانہ سونے کا ملازموں نے ایک مسند لاکر لگا دی پاس تھیلے میں
پیان بھر دی ٹھاکر صاحب اُسپر تکیہ کرکے بیٹھے ساتھ والے اسامی بھی بیٹھنے لگے ٹھاکر صاحب
نے سپر آگے رکھ لی برچھی گاڑ دی تلوار کو زانوؤں پر رکھا تھوڑے عرصے میں خواجہ نے دیکھا
کہ تمام جنگل زمینداروں سے بھر گیا جہاں تک نگاہ کام کرتی ہے گنواروں سے جنگل بھرا ہے
دیہات کی بازاریں آراستہ ہونے لگیں بقال آکر بیٹھا ٹوکروں میں اناج بھرا ہوا کہیں
کھلیاں ایک ٹوکرے میں رکھی ہوئیں خرید و فروخت ہونے لگی ٹھاکر صاحب نے تھوڑے
سنگوا لیا اور وہیں بیٹھ کر کھانے لگے تھوڑے ہی عرصے میں گرم بازاری کا ہلڑ ہوا ہر مقام پر جہاں
بھگتنیں ناچ رہی ہیں ٹھاکر صاحب کے سامنے آکر مجرا کیا ٹھاکر صاحب نے ٹینٹ سے
نکالکر کچھ پیسے پھینکے اب خواجہ نے دیکھا کہ وسط صحرا میں ایک کنواں ظاہر ہوا گرد اُس کنوئیں کے
زمینداروں نے آکر ہجوم کیا کئی سو برہمن تہمد دھوتیاں باندھے ہوئے ہاتھوں میں لوٹا
لگا ہوا گرد آکر کنوئیں کے بیٹھ گئے پوتھیاں نکالیں جاپ کرنے لگے ہر طرف یہی ہنگامہ ہو رہا
خداوندیاں سکندری تیری قدرت کے قربان کہ اس صحرا میں یہ سامان عطا فرمایا ہے
ناگاہ کنوئیں سے شعلے نکلنے لگے جس مقام پر صہبا و جہان آرا کھڑی ہیں وہ شعلے ہوکر
اُس مقام پر آئے گرد اُنکے سروں کے چیخ مارا اور پھر شعلے کنوئیں میں پہونچے جہان آرا
وصہبا یا تو کھڑی تماشا دیکھ رہی تھیں یا اپنے مقام سے بڑھیں اور طرف کنوئیں کے چلیں
راہ میں جو کسی نے پوچھا کہ شاہزادیو تم کہاں جاتی ہو کچھ جواب نہ دیا یہ اشعار پڑھنے لگیں نظم

جو کہوں میں زبان سے قاصد — سن لے تو اسکو دھیان سے قاصد
اب تو مرتا ہوں جان سے قاصد — باز آ امتحان سے قاصد
دیکھ پھر کر اُدھر سے بھی آنا — تو اسی آن بان سے قاصد
کیا لکھوں خط قلم بھی اُٹھتا ہے — کہیں مجھ ناتوان سے قاصد
میری کو کچھ اُسکی بھی سُننا — ہائے بہرا ہے کان سے قاصد
بھیجتا ہے جو یار کو پیغام — وہ کہوں کس زبان سے قاصد

نامۂ شوق کا جواب تو لا	ہم بھی حاضر ہین جان سے قاصد
ہمنے کسکی خبر کو بھیجا یا	سے گئے دونون جہان سے قاصد
لگگئی میری قبر اب دریار	پائین گے کس نشان سے قاصد
کیون نہ اسی راہ تک رسائی ہو	جب ملین آسمان سے قاصد
نہین معلوم کیون پھرا نہ جلال	جا کے اُسکے مکان سے قاصد

خواجہ نے جو دیکھا کہ صہبا وجہان آرا مبہوت ہو کر طرف کنوئین کے جاتی ہین ایک گنوار کی شکل بنکر قریب صہبا وجہان آرا کے آئے اور جہان آرا کا ہاتھ تھام کر کہا کہ اے ملکۂ عالم کہان جاتی ہو صہبا نے جھڑک کر جواب دیا کہ اے شخص ہمکو نہ روک خداوند کو دیکھنے جاتے ہین خواجہ نے چپکے سے کہا کہ اے ملکۂ عالم تم پر سپہر عیاری جہان آرا نے پکار کر جواب دیا کہ اے خواجہ ہمکو نہ روکو ہمین عقل سمجھا دنگی کہ عمرو عیار مجبور و کرتا ہے عمرو نے گھبرا کر [illegible] ہزار ہا گنوار جمع ہین صہبا وجہان آرا اُسی جوش وخروش مین قریب کنوئین کے پہنچین پہلے سمجھایا کہ پھر جھانک کر دیکھا پکار کر آواز دی کہ یا خداوند زمین آؤن اور قہقہہ مارکے ہنسین جہان آرا نے کہا کہ اے مادر مہربان دیکھو دربار قدرت آراستہ ہو قدرت ہمکو بلاتے ہین یہ کہکر دونون کنوئین مین پھاند پڑین کنوئین سے شعلہ ہائے آتش نکلے خواجہ نے یہ معاملہ دیکھا کہ جب دونون شاہزادیان کنوئین مین پھاند پڑین اسقدر شعلہ ہائے آتش نکلے کہ سب زمیندار جل کر خاک ہو گئے تھوڑے عرصے مین خواجہ نے دیکھا کہ کوئی زمیندار نہین رہا سب خاک کے ڈھیر ہین ہوش اُڑ گئے جی مین کہتے ہین کہ خواجہ کیا عجائب وغرائب ہین دم بھر مین ایسا عمدہ میلا آراستہ ہوا اب جنگل سنسان لق و دق میدان معلوم ہوتا ہے انسان وحیوان کا نام نہین خواجہ کو صہبا وجہان آرا کا بڑا قلق ہے جی مین کہتے ہین کہ ان شاہزادیون سے اس حکیم کو بڑے قلق پہونچے ہین چلکر دیکھو تو اس کنوئین مین کیا ہے مگر بصورت اصلی جانا بہتر نہین زنبیل پر ہاتھ ڈالا ایک کھال بندر کی نکالی اُسکو جسم پر آراستہ کیا آئینے مین صورت دیکھی صاف معلوم ہوا کہ ایک بہوت کلان بیٹھا ہے خواجہ عمرو بندر کی شکل بنے قریب کنوئین کے آئے اب جو جھانک کر دیکھا تو کنوئین مین پانی معلوم ہوا خواجہ نے سر ہٹا لیا پھر جو

جھانکا تو یہ معلوم ہوا کہ پانی بھی کنوئیں میں نہیں ہی اسقدر اندھیرا ہی کہ کچھ نہیں سوجھتا کئی مرتبہ
خواجہ نے جھانکا اور ارادہ کیا کہ کنوئیں میں پھاند پڑوں مگر دل نے قبول نہ کیا ہر مرتبہ ہی عجب ہیں
کہ خواجہ جب جھانکے کنوئیں میں کھینچ کر کہاں بہو سمجھا کیا طلسم ہی کہ جسپر دل گواہی نہیں دیتا کئی مرتبہ جھانکے
ایک مرتبہ پانی نظر آیا ایک مرتبہ اندھیرا دیکھا تیسری مرتبہ جھکے تو دیکھا ایک شخص تخیم و شحیم تخت
پر بیٹھا ہی گرد ہزارہا تاجدار تاج سر پر لباس فاخرہ زیب جسم بہت تاجداروں کے ہزارہا ساحران
خونخوار جنگل بلا سے آہنی پر بیٹھے ہیں ناچ ہو رہا ہی محفل عیش و نشاط گرم ہی خواجہ نے شراب لہو کے
لیے جو یہ جلسہ دیکھا اور زیادہ خائف ہوئے دل میں کہا کہ اے خواجہ یہ کیا معرکہ ہی ایک مرتبہ
پانی دیکھا دوبارہ اندھیرا سہ بارہ یہ دربار عالی اسی سوچ میں خواجہ بیٹھے ہیں کہ جنگل سے
دھڑکے کی شیر کے آواز آئی دیکھا کہ ایک شیر ببر کلان کچھار سے نکلا ڈکارتا ہوا اسی طرف
آتا ہی خواجہ نے چاہا کہ اچک کر درخت پر جاؤں کہ وہ شیر قریب آگیا اور خواجہ کے سر پر
آنکھیں نکالنے لگا خواجہ گھبرا گئے کہ اب کس طرف جاؤں وہ شیر قریب آگیا خواجہ عمرو کی
جلدی میں کچھ نہ بن پڑا جان کے خوف سے کنوئیں میں پھاند پڑے وہ شیر طرف صحرا کے
غائب ہوگیا خواجہ جو کنوئیں میں گرے دیکھا کہ دربار عالی آراستہ ہی وہ ہی ساحر و تاجدار
بیٹھے ہیں اور ایک شخص تخت پر کریہ منظر بدصورت ایک معشوق پریچہرہ پہلو میں اسکے کہ جسکا
نام ملک نیسان گہربار ہی ہر مرتبہ شراب پیتا ہی اور اس نازنین کو پلاتا ہی جب بوسے کو
بڑھاتا ہی تو وہ مہ جبین بکراہت منہ کو پھیر لیتی ہی اور کہتی ہی کہ یا خداوند قاہر سے
بیٹھے وہ ساحر منہ ہٹا لیتا ہی کبھی کہتا ہی کہ اے جان جہان و اے آرام دل مشتاقان دل
بوس و کنار کا مشتاق ہی سب نے دیکھا کہ ایک میمون کلان محفل میں آیا وہ میمون چہار جانب
دیکھتا پھرتا ہی ساحروں نے قہقہہ مارا کہا کہ یا خداوند دیکھیے یہ بندر کہاں سے آیا اس
نازنین نے چمکار کر کہا کہ ارے یہ کسی کا پالا ہی دیکھو گود میں بیٹا بھی پڑا ہی جیسے ہی اس
نازنین نے ہاتھ بڑھایا خواجہ اچک کر اسکی گود میں جا بیٹھے ایک گائن رقص کر رہی تھی
تال و سم پر ہاتھ پاؤں ہلانے لگے سر بھی ہلا دیتے ہیں گائن نے کہا کہ بی نیسان گہربار صاحب
دیکھیے بندر آپ کا تال و سم پر ہاتھ ہلاتا ہی ملکہ نے ہاتھ ہلا کر کہا کہ ہاں میمون تم بھی

پامال جلال آہ رہا کوے بتان مین		وہ دل کہ جو پروردۂ صد ناز و نعم تھا

اس رنگ مین یہ اشعار بندر نے گائے کہ نیسان گہربار نے کاندھے پر بیٹھا لیا کہا ایسا نہو
میرے ملمو کو نظر لگے بیٹا اب نہ گاؤ نیسان گود مین لیکر بندر کو ڈھٹی اپنے قصر مین چلی بقراط
نے کہا کہ اے نیسان گہربار اس بندر سے ہوشیار رہنا مین نے بہت سوچا کچھ پتہ نہ لگا کہ یہ کہان سے
آیا اس جنگل کا رہنے والا نہین ہے نیسان نے کہا کہ یا خداوندا آپ کو بھی کیا کیا خیال آتے ہین
کس امر کا آپ کو خوف ہے کیا بندر کیا عمرو کسی عقلمند نے اسکو پالا ہے ناچنا گانا سکھایا ہے
چھوٹکر چلا آیا ہے طرح طریقے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ جنگل مین آیا ہے ہر بیشہ نشین کی نگاہ پڑگئی ہوگی
اسکو گھیرا ہوگا یہ خوف کے مارے کنوئین مین گر پڑا ناحق کا خیال ہے نیسان بندر کو اپنے
کاندھے پر بٹھا کر اپنے قصر مین لائی دسترخوان بچھا کنیزون نے لاکر خاصہ چنا نیسان نے بندر
کو بھی برابر بٹھا لیا پوچھا کہ ملمو کھانا کھاؤ گے بندر نے نوالہ توڑکے اول نیسان کے منھ مین دیا
نیسان نوالہ کھا گئی اور خوش ہوکر کنیزون سے کہا کہ دیکھو صاحبو یہ بندر مجھکو کھانا کھلاتا ہے
سکھانے والے نے خوب سکھایا ہے کنیزین بھی مشتاق ہوکر دسترخوان پر آبیٹھین اشارے
کرتی ہین اور کہتی ہین کہ حضور ہمین تو کھلاوے نیسان نے کہا کہ میان ملمو صاحب ان سب کو
بھی کھلاؤ خواجہ نے گھاتی سے پڑیا بیہوشی کی کھانے مین ملائی ایک ایک نوالہ سب کنیزون کو
کھلایا نیسان نے کہا کہ صاحبو تمنے دیکھا جسنے اسکو پرورش کیا ہے وہ شاید میری ہمشکل ہوگی
اسی وجہ سے میرے اشارے پر کام کرتا ہے یہ کہکر کھانا کھانے سے فراغت کرکے نیسان چھینکی
لڑکھڑا کر گری اور بیہوش ہوئی کنیزین لینا لینا کہکر اٹھین سب کنیزین بھی بیہوش ہوگئین جب
سب بیہوش ہوچکین تو خواجہ نے کھال بندر کی اُتار کر زنبیل مین رکھی اور نیسان گہربار کو
بھی اٹھا کر زنبیل مین رکھا رنگ و روغن عیاری کا نکال کر آپ بشکل نیسان بنے اور اُسی
مقام پر لیٹ رہے کسی کنیز کی آنکھ کھلی اُسنے دیکھا کہ ملکہ سو رہی ہین اور سب کنیزین بھی
سوتی ہین مگر بندر کا نشان نہین گھبرا کر نیسان کو جگایا کہا کہ بی بی اُٹھیے جس بندر کو آپ لائی
تھین اُسکا کہین پتہ و نشان نہین یہ سنتے ہی نیسان نقلی اٹھی کہا صاحبو غضب ہوا مین تو
اس بندر کو جان سے زیادہ چاہتی تھی اُسکا غائب ہونا میری جان پر صدمہ ہوا مین اپنے کو

ہلاک کرونگی میرا بندر کہان گیا جلد اُسکو تلاش کرو اور تلاش کرکے لاؤ ایک کنیز گھبرا کے
اُٹھی چہار جانب ڈھونڈھنے لگی کہین نشان بندر کا نہ پایا آخر مجبور ہوکر عرض کی کہ حضور اس
مکان مین تو کہین پتہ نہین بندر کا وہ روتی ہوئی اُٹھین سارا مکان چھان ڈالا کہین بندر کا
نشان نہ پایا سب کنیزون نے عرض کی کہ واری بندر کا نشان نہین ملتا جون جون کنیزین یہ
کہتی ہین ملکہ کی رقت بڑھتی جاتی ہے بال اپنے سر کے نوچ ڈالے کپڑے پھاڑ ڈالے الماس کی
انگوٹھی جو ملکہ کے ہاتھ مین تھی اُسکو اُتار کر چبانے لگین کنیزون نے جبراً وہ انگوٹھی ہاتھ سے
چھین لی جب کنیزون نے دیکھا کہ ملکہ نیسان گھبرا کر اپنی جان دینے پر آمادہ ہین ڈر گئین کہ
ایسا نہو انگوٹھی چبا جائین روتی پیٹتی دوڑین کہ جاکر خداوند سے خبر کرین بقراط ثانی تخت پر
بیٹھا ہوا اور کہہ رہا ہے کہ ملکہ بندر کو لیکر گئی ہین کچھ حال نہ کھلا کہ اُن پر کیا گذری مین سمجھے
مین اس بندر کے بہت حیران ہون کہ یہ بندر کہان سے آیا مین ہر چند خیال کرتا ہون کچھ
ذہن مین نہین آتا دیر کو وہ جو میلہ آراستہ کیا تھا حقیقت مین ہنوز بے بود تھا لیکن کسی زنار
کے ساتھ بندر نہین آیا نہ اس صحرا کا رہنے والا ہے یہ صحرا ایسے رشک افزا ہمیشہ سے جانور
سے خالی ہے ہمیشہ ہر بیشہ نشین نے ایسا انتظام کیا ہے کہ کوئی جانور اس صحرا مین نہین آتا پھر
ایسا شائستہ بندر کہان سے آیا یہ ذکر تھا کہ چند کنیزین روتی ہوئی آئین کہا یا خداوند جلد چلیے وہ بندر
ہو دستجو دشت کو غائب ہوگیا ملکہ اُسکے فراق مین جان دینے کا ارادہ کر رہی ہین حضور جلد چلیں
چل کے اُنکو روکین وہ بہت اشکبار ہین کہتی ہین کہ اگر بندر نہ ملیگا تو مین زندہ نہ رہونگی یہ سنکر
بقراط ثانی گھبرا گیا ہم صحبت جو اسکے دربار مین بیٹھے تھے اُنسے کہا کہ آپ سب صاحب یہین
تشریف رکھین مین ابھی ملکہ کو سمجھا کر آتا ہون عورتین ناقص العقل ہوتی ہین ایسا نہو کہ وہ
اپنی جان دے دے تو قدرت کو بڑا صدمہ ہو یہ کہکر بقراط ثانی چلا اُس مکان مین آیا جہان
ملکہ نیسان گھبرا رہی رو رہی ہین دیکھا کہ کنیزین گرد بیچ مین ملکہ پاؤن پھیلائے بیٹھی ہین اور سر
پیٹ رہی ہین بقراط ثانی قریب آیا کہا کہ کیون ملکہ یہ عالم کیا ہے کس واسطے روتی ہو مین اور
بندر مہیا کر دونگا اُس بندر کی کیا حقیقت تھی اور اے ملکہ بہت بہتر ہوا کہ وہ بندر غائب ہوگیا
مجھکو اُس بندر کی نسبت شک تھا ہر چند کہ جانور تھا مگر سنتا ہون کہ وہ ساربان زادہ بلاے روزگار

ایسا ہو کسی فتور سے اپنے کو یہان تک پہونچاتے یہ کہکے ہاتھ تھاما کہا کہ اے ملکۂ عالم آپ زیادہ گریہ وزاری نہ کرین مجکو قلق ہوتا ہی اچھا ہوا کہ یہ رہ جاتا رہا مجکو ہزارون طرح کے خیال تھے قلب پر ہجوم غم وملال تھے تم بارگاہ مین چلو یہ کہکے بارگاہ مین لایا کہا تخت پر بیٹھو نیسان کو تخت پر بٹھایا آپ پہلو مین آکر بیٹھا گانیون کو طلب کیا ایک گائن سامنے آکر ملکۂ نیسان کے بہلانے کو یہ اشعار عاشقانہ گانے لگی نظم

تڑپاتی ہی کیا ابرو دلبر کی لگاوٹ — بسمل سے کیے دیتی ہی یہ خنجر کی لگاوٹ

پھر اٹھا یہ مشکل نگہ ناز سے دل کو — لو پھر لیے جاتی ہی ستمگر کی لگاوٹ

تخت جگر آتے ہین جو رک رہتے ہین آنسو — دیکھے کوئی اپنی مژہ تر کی لگاوٹ

دلبستہ وہ ٹھوکر نہ لگاتے مرے سر کو — یہ بخت کی خوبی تھی مقدر کی لگاوٹ

اب چاہیے کبھی ہمسے نہ وہ آنکھ ملائے — کافر کی ستم کرگئی دم بھر کی لگاوٹ

کہہ سکتے ہین جادو نہ اُسے موہنی اے دل — کچھ اور ہی تھی چشم فسونگر کی لگاوٹ

گو تو نہ کرے قتل چلی جاتی ہے لیکن — قاتل ترے خنجر سے ہے سر کی لگاوٹ

بے یار کسی طرح نہ بیٹھا اپنی لگے گی — بیکار شب غم مین ہے بستر کی لگاوٹ

کیون دوڑکے مشتاق گلے سے نہ لگیگا — تجھ سے بھی ہے پیاری ترے خنجر کی لگاوٹ

پہلو مین جلال اس دل بیتاب کو ہے — کب چھوڑتی ہے ناوک دلبر کی لگاوٹ

گائن یہ اشعار گا رہی ہو لقراط ثانی ملکۂ نیسان کو بار بار سمجھاتا جاتا ہی آخر لقراط ثانی نے کہا کہ اے ملکۂ عالم پرا سے قدرت رونا موقوف کرو مجکو قلق ہوتا ہی اے ملکۂ عالم قدرت نے دریافت کیا کہین اُس بندر کا پتہ نہین ملتا پھر یہ جا بیٹھ نشین آیا مجھ سے کہا کہ میرے شکل مین کوئی بندر نہین رہتا اُس وقت ہنگامۂ عیش ونشاط گرم ہی آخر باتون باتون مین ملکہ نے کہا کہ یا خداوندا اس وقت یہ گائن خوب گا رہی ہی مگر مقام تعجب ہی کہ محفل مین ذکر شراب کا نہین ابھی جو میری آنکھ بند ہو گئی تو مین نے ساحری وجبت پایا دیکھا کہ کھڑے کہہ رہے ہین کہ نیسان کیون روتی ہی مین اُس سے بہتر بندر تیرے واسطے بھیجونگا مگر اس وقت صحبت مین ہم آئے ہین ہر چند کہ اس حکیم نے ہمارا نام مٹایا اپنی خدائی کو روشن کیا لیکن ہمین بھی

خیال ہی کہ اسکا جاہ و جلال بڑھے تم بلا تامل ساقی گری کرو سب کو شراب پلاؤ ہم تمسے بہت خوش ہونگے بقراط ثانی نے کہا کہ ای ملکۂ عالم تمکو تکلیف ہوگی نیسان نقلی نے ازار بند سے کنجی کھول لی اور تخت سے اُٹھی کہا کہ یا خداوند دیکھیے ہمکو سامری و جمشید نے کیسی طاقت عطا کر دی یہ کہکے میخانے مین پہونچی پکار کر آواز دی کہ ہم بحکم ساحری ساقی گری کرینگے تاکہ کوئی باقی نہ رہے یہ کہکے شراب مین بیہوشی ملائی دربار بقراط ثانی وسیع ہی کئی سو تاجدار کئی سو ساحران غدار بیٹھے ہین نیسان گہربار نے تین سو گلابیان آغشتہ بہ داروے بیہوشی درست کین اور محفل مین آتے ہی جام کو ارغوانی سے لبریز کیا سامنے حکیم کے پیش کر دیا اور داڑھی ہلاکر کہا کہ ای خداوند شراب پیو حکم قدرت بجالاتی ہون بقراط ثانی بمحبت چہرۂ زیبا کو دیکھنے لگا عمرو گھبرائے کہ اسکو کیا گمان ہوا جو بنگاہ غور دیکھتا ہی خواجہ عمرو نے بقراط ثانی سے آنکھ ملاکر یہ چند اشعار کہ مضمون شراب مین تھے شروع کر دیے نظم

پھولون کو جانتے ہین پیالہ شراب کا — مستون کو فرض عین ہی پینا شراب کا
میرا خمیر بادۂ انگور سے بنا — گھٹی مین میری پڑگیا قطرا شراب کا
ہونے دیا سرور نہ کچھ بادہ خوار کو — ساقی اخیر کر دیا دورا شراب کا
کس لطف سے گذرتی ہی مستون کی آجکل — پہلو مین یار ہاتھ مین شیشا شراب کا
اُس شعلہ رو بغیر کہان لطف میکشی — پہلو نہ گرم ہو تو مزا کیا شراب کا
آتش مزاج یار ہی عاشق ہی بادہ خوار — پتلا وہ آگ کا ہی مین پتلا شراب کا
طفلی سے تا بمرگ رہا دور جام کو — عاشق کا جسم بنگیا پتلا شراب کا
پی پی کے رنگ کھیلین گے رندان بادہ خوار — ہولی مین خوب ہوگا تماشا شراب کا
ای محتسب حسن آج تو چل موتی جھیل پر — ابکے ہو عیش باغ مین جلسا شراب کا
دل توڑ ڈالا ساقی مہوش نے ای قمر — دکھلا کے ٹکڑے کر دیا شیشا شراب کا

خواجہ نے آنکھ ملاکر جو یہ اشعار بالحان گائے یا تو بقراط ثانی کو شک ہوا تھا یا یہ اشعار سنکر شک نکل گیا بجوش وخروش ہاتھ بڑھا کے جام ہاتھ مین لیا قصد ہوا کہ پی جاؤن کل اہل محفل مشتاق ہین کہ یہ معشوقہ پری چہرہ ہمکو بھی جام پلائے ہمارے قریب تو آجائے ایک نگاہ

اسکو دیکھنا عین فرحت ہی دل کو غنیمت ہی کہ دربارگاہ پہ پہنچا ہوا چوبدار نے بڑھ کے عرض کی
کہ مہتر چھلاوہ صاحب تشریف لاتے ہین بقراط ثانی نے کہا کہ بلاؤ خواجہ عمرو نے پلٹ کر
دیکھا کہ ایک عیار طرار برق کردار دروازے سے بارگاہ کے نزد آیا سر اٹھا کے بیچ بارگاہ
مین آیا جیسے ہی خواجہ عمرو پہ نگاہ پڑی پہچان گیا کبھی اسنے خواجہ عمرو کو دیکھا نہین تھا
لیکن چستی و چالاکی دیکھکر کامل شک ہوا جست کر کے برابر بقراط ثانی کے آیا کہا کہ یا خداوند آج
کیا سبب ہی کہ معشوقہ قدرت ساقی گری مین مصروف ہین بقراط ثانی نے جواب دیا کہ ای
مہتر والا گہر سامری و جمشید حکم دیگئے ہین کہ آج ملکہ نیسان کہ یار سب کو شراب پلائین
ہماری تقدیرات برعکس ہوتی جاتی ہین شاید سامری و جمشید کا رنگ بنا ہے ہو جبھی
سے ملکہ عالم نے ساقی گری اختیار کی ہی حیف کہ ما بدولت پر بھی شاق ہی مگر دل اسکے جمال
کا اشتیاق ہی چھلاوہ نے عرض کی کہ قدرت نے بہت بجا ارشاد فرمایا لیکن یہ جام جو
ملکہ عالم نے حضور کو دیا ہی اسکو قدرت نوش فرمائین ملکہ کو بخش دیں اس جام کو ملکہ نوش
کرین بقراط ثانی نے ہاتھ بڑھایا کہا لو نیسان مہتر چھلاوہ کی یہ راے ہی کہ اس جام کو
تمھین نوش کرو خواجہ عمرو اس جام مین بیہوشی ملا چکے تھے خوف ہوا کہ اگر پیونگا تو بیہوش
ہو جاؤنگا جام تو ہاتھ سے بقراط ثانی کے لے لیا مگر اب سوچ رہے ہین کہ دارو دفع
بیہوشی اسمین ملاؤن تو یہ اندیشہ کہ جام پی جاؤن کیا گمان ہین شاید دفع بیہوشی کا دیا ہوا
جانا کہ جام مین شریک کرونگا چھلاوہ بہ نگاہ غور دیکھ رہا ہی اب تو بے اختیار پکار اٹھا کہ
او نا عیار مین نے تیری چالاکی دیکھ لی خبردار کہان جائیگا بقراط ثانی نے ایک چیخ ماری
خواجہ عمرو نے جام تو منہ پر چھلاوہ کے پھینک مارا بائین ہاتھ سے تاج بقراط ثانی لیا
چھلاوہ کو دولتی ماری کہ چھلاوہ منہ کے بھل زمین پر گرا خواجہ عمرو جست کر کے سراپردے
کے پار ہوے بقراط ثانی نے کہا کہ ای چھلاوہ لینا اگر یہ عیار ہی تو معشوقہ کو میری
لیا کیا چھلاوہ نے فورا جست کی دیکھا کہ خواجہ عمرو بھاگے جاتے ہین چھلاوہ نے کہا
کیا للکارتا ہوا جاتا ہی کہ او نا عیار ٹھہر جا اس محفل طلسم منزل مین کہان آیا معشوقہ قدرت کو
تو لے گیا کہان سر پر پیچا چھوڑونگا خواجہ عمرو نے اپنے پیچھے کبھی لینا لینا کہتے ہوئے بھاگے

جسکے قریب سے گذرتے ہین وہ ہٹ جاتا ہی گرفتار نہین کرتا جب چھلاوہ قریب اُس شخص کے
پہونچا اور پوچھا کہ کیون نہ گرفتار کیا وہ جواب دیتا ہی کہ مہتر صاحب وہ بھی تو لیتا لیتا کہتا
جاتا ہی کیونکر گرفتار کرتے خواجہ عمرو بھاگ کر صحرا مین پہونچے چھلاوہ پیچھے چلا آتا ہی جنگل
مین آکر خواجہ عمرو ٹھہرے پکار کر آواز دی کہ او مکار چلا ہی آتا ہی پیچھا نہین چھوڑتا چھلاوہ
نے آکر تیغہ مارا خواجہ عمرو نے تیغے کو تیغے پر روکا دو دو چار چار ہاتھ آپس مین چلے تھے کہ
خواجہ نے سپر کاغذی پشت سے اُتاری چھلاوہ نے جو ہاتھ مارا خواجہ عمرو نے اس سپر کو سامنے
کر دیا جیسے ہی سپر کاغذی پر تیغہ پڑا سپر کٹی بیہوشی اُڑی چھلاوہ بیہوش ہوکر گرا خواجہ نے
فورًا چھلاوہ کی مشکین باندھین قصد ہوا کہ اسکو قتل کرون خیال آیا کہ یہ عیار طرار و دوار
ہی اسکا قتل کرنا بہتر نہین شاید خداوند کریم اپنا فضل و کرم کرے اور یہ مسلمان ہو تو قوت
بازو اور زینت پہلو ہوگا یہ سوچ کر رنگ و روغن عیاری کا نکالا چھلاوہ کو اپنی صورت
بنایا آپ اُسکی صورت بنکر تیار ہوئے پشتارہ دوش پر لگا کر چست و چالاک ہوکر چلے
راہ مین شاگرد چیلے عیارون نے پوچھا کہ اُستاد کیا معرکہ کر آئے یہ پشتارہ کسکا ہی خواجہ عمرو
نے کہا کہ وہ ہی ساربان زادہ ہی نہین معلوم یہان تک کیونکر پہونچا دو گھڑی کامل مجھسے
لڑا لیکن میرے ہاتھ سے کب بچ سکتا تھا آخر مین نے گرفتار کیا نہین معلوم اس ظالم نے معشوق
خداوند کو کیا کیا خداوند اُسکے واسطے بہت بیقرار ہین اب قدرت کے سامنے تحقیقات
ہوگی شاگرد سب ساتھ ہوئے چھٹے ہوئے دربار خداوندی مین آئے بقراط ثانی نے
جو اپنے عیار یعنی چھلاوہ کو دیکھا کہ پشتارہ خواجہ عمرو کا لیے ہوئے آتا ہی پکار کر آواز دی
کہ اہو شاطر قدرت کیا گذری خواجہ عمرو تو بشکل چھلاوہ ہنس کہا یا خداوندا تمنے بہت بڑی
بے ادبی کی سر قدرت سے تاج لیا اور لیکر بھاگا بھلا میرے ہاتھ سے کب بچ سکتا تھا
ہر چند کہ یہ بلا سے روزگار ہی مگر مین نے اسے گرفتار کیا لیکن ابھی اسکو ہوشیار نہ کیجیے ورنہ
چھل کریگا بڑا مکار و حیلہ ساز ہی مجکو اس سے بڑا خوف معلوم ہوتا ہی ایسا نہو کوئی ایسا
فقرہ کرے کہ قدرت مجھسے بیزار ہو جائین تو مجکو مشکل پڑے مین کہین کا نہ رہون
یہ سنکر بقراط ثانی نے کہا کہ معشوق کیونکر ملے اُسکے ہجر مین بہت بیتاب و بیقرار ہون

چھلاوہ نقلی نے عرض کی کہ یا خداوند یہ ساربان زادہ قتل ہو جائے تو گویا کل مسلمانوں
کو قتل کیا یہ ظالم برائے رہائی جہان آرا و صہبائے شیرین کلام آیا ہے حقیقت میں
بڑی مشکل ہے لیکن بقدرت سامری و جمشید اگر معشوقہ قتل جائے تو بڑی بات ہے دلکو یقین
نہیں یہ کہکر اشارہ کیا کہ عمرو کو ستون سے باندھو دو بھوتوں نے عمرو کو ستون سے باندھا
چھلاوہ نقلی سامنے بقراط ثانی کے کھڑا ہوا کہ یا خداوند اسکی حرکات پر قدرت کو بڑا
تعجب ہے میں بھی وہی سب حرکتیں کر سکتا ہوں پہلے لوگانا سیکھے کہ یہ ساربان زادہ
بھی جانے کہ شاطر قدرت ایسا چست و چالاک و بیباک ہے میرا گانا اڑالیا وہی آواز وہی
سوز و گداز لیجیے بعد اسکے ساقی گری کر کے دکھاؤنگا اسی طرح شراب لاؤں اسی طرح جام
سر پر رکھوں اور لوٹے لیتا ہوا قریب آپ کے پہونچوں تاکہ آپ کو بھی معلوم ہو کہ ہمارے
عیار یعنے چھلاوہ نے اسی طرح سر سے شراب پلائی بعد اسکے ساری صحبت کو بھی شراب
پلاؤں کمال عیاری دکھاؤں کہ قدرت بہت خوش ہوں یہ کہکر پانوں میں گھنگرو باندھ
جام شراب کا مجمع کیا جب سر پر رکھ چکا تو شاگردوں سے کہا کہ اس ساربان زادے
کو بھی ہوشیار کر دو یہ بھی تو اپنا حال دیکھے شاگردوں نے اپنے استاد کو جلد ہی سے آکر
ہوشیار کیا چھلاوہ نے جو یہ اپنا حال زار دیکھا ہو نقلی بنایا خیال کیا کہ میں بندھا ہوا ہوں
شاگرد میرے گرد جوتیاں لیے کھڑے ہیں ہر ایک کے ہاتھ میں جوتی ہے گھبرا کے ایک
چیخ ماری اور کہا یا خداوند میں ہوں چھلاوہ عیار قدیم آپ کا اس ساربان زادے
نے مجکو پکڑ لیا اپنی شکل بنا کر مجکو لایا ہے چلاہ مجکو رہا کیجیے کہ میں اس ساربان زادے
کو سزا دوں خواجہ عمرو نے بڑھ کر عرض کی کہ یا خداوند مجکو بھی تردد تھا دیکھیے اسنے نئے
طور کا فقرہ نکالا یہ کہکر عرض کی کہ یا خداوند اسکی باتوں کا کوئی جواب نہ دے سب خاموش
رہیں یہ کہکر جھپٹ کر چھلاوہ کو ایک طمانچہ مارا کہا او نالائق و بیحیا اب بھی مکر کرتا ہے
کوئی تیری ہر گز نہ سنیگا شاگردوں سے اشارہ کیا کہ اسکو بولنے نہ دو فوراً جوتیاں
اور طمانچے مارو شاگرد ویسا ہی کر رہے ہیں جب چھلاوہ بولا انھی کے شاگردوں نے اسکو
جوتیاں اور طمانچے مارے کہا خاموش رہ اگر زیادہ بولیگا تو تجھے قتل کر ڈالیں گے

بھلا وہ اپنی جان کو ڈرا ٹک ٹکر دیکھ رہا ہے لیکن خواجہ عمرو نے جام جو سر پر رکھا چھلاوہ
گھبرا گیا کبھی شاگردون سے منت کرتا ہے کہ یارو مجھپر زیادہ بدعت نہ کرو ورنہ پچھتاؤ گے غرض
خواجہ ٹھوکرین لگاتے ہوئے توڑے لیتے ہوئے قریب لقراط ثانی کے آئے کہا کہ ایسے
خداوندون کو سب سے شراب پلانا چاہیے لقراط ثانی نے دونون ہاتھ بڑھا دیے جام لیکر
بیخوف و خطر پی گیا تب خواجہ نے یہ چند اشعار سامنے لقراط ثانی کے گائے نظم

پیے یار کیا مزا تجھے دیگی بھلا شراب — مجھکو پلا رہا ہے جو تو ساقیا شراب
ابر بہار آ کے چلی ہے ہوا سے سرد — گلشن مین چل کے جلد پلا ساقیا شراب
خون جگر فراق مین پیتا ہون جاسے کو — پیے یار مجھکو دیگی نہ لذت ذرا شراب
جی چاہتا ہے ساقی مہوش کے ہاتھ سے — مجھکو دکھا دکھا کے پیون واعظا شراب
ساقی بہار آئی ہے تجھکو قسم ہو — الفت سے ایک جام تو بھر کر پلا شراب
ہوگا ہر ایک قطرۂ مے رشک آفتاب — مجھکو پلائیگا جو مرا مہ لقا شراب
گردون وقار ہے مرا محبوب ساقیا — ہان مہر و مہ کے جام مین بھر کر پلا شراب
خمخانۂ فلک کا پیاسا ہون ساقیا — ہے پیر کے حق مین عشق ولیِ خدا شراب
ہے عشق چشم مست صنم کا جو دور دور — پیتے ہین رند بطیون پہ پیر ملا شراب
بیخود ہون تشنگی مجھے بیحد ہے ساقیا — کار ثواب جان کے تھوڑی پلا شراب
موقوف ہیگی اس پہ مری زیست ناصحا — کس طرح چھوڑ دون ہوگئی میری غذا شراب
افسوس اپنے دست نگارین سے ایک دن — تمنے پلائی مجھکو نہ اے دلربا شراب
آنسو رشک آفتاب کی فرقت مین رات دن — خون جگر مین پیتا ہون ساقی کجا شراب
سقلوبت ہے مست ساقی کوثر کے عشق مین — پیتا نہ جو جہان مین پیے کیا بھلا شراب

لقراط ثانی یہ اشعار سنکر اور شراب پی کر جھومنے لگا اب تو خواجہ عمرو نے دورہ باندھا
ساری محفل تعریفین کر رہی ہے اور خواجہ عمرو سب کو شراب پلا رہے ہین چھلاوہ بڑا
غور دیکھ رہا ہے جی مین کہتا ہے کہ دیکھیے کیا انجام ہو اس ظالم نے ہزار رنگ پھیلا ایسے
دام مکر مین پھنسایا شاگردون کو جب اشارے کرتا ہے شاگرد مارنے پر آمادہ ہوتے

کوئی ڈھول مارتا ہی کوئی سونٹا دکھاتا ہی کوئی کہتا ہی کہ کیوں بچا سر کیوں بچا لے ہو شعبدہ عیاری دکھاتے ہو بھلا وہ اپنی جان سے بیزار ہی بندھا ہوا کھڑا ہی دیکھ رہا ہی خواجہ عمرو میری صورت پر سب کو شراب پلا رہے ہیں انتہا یہ کہ قدرت کو بھی جام پلا دیا ہر چند کہ بقراط ثانی کے کمال سے ظہور کیا تھا کہ جب جام اسنے ہاتھ میں لیا تو اسکو چھینک آئی اور سارا مکان جنبش میں تھا مگر بقراط ثانی نے پکار کر آواز دی کہ اے سلیمان قدرت کیوں گھبرا تے ہو شاطر بادولت کمال دکھا رہا ہی کس لطف سے شراب پلا رہا ہی یہ کہا اور جام پی گیا اب کہنے لگا معلوم ہوتا ہی قدرت بہشت میں بیٹھے ہیں اور حوریں جمع ہیں اپنے اپنے ناز و کرشمے دکھا رہی ہیں قدرت انسے اشارے کر رہے ہیں بقراط ثانی یہ باتیں کر رہا ہی اور مبہوت بیٹھا ہی خواجہ عمرو نے اس عرصے میں سب کو شراب پلائی اور ہر ایک کے سامنے یہ اشعار عاشقانہ گاتے جاتے ہیں

نظم

کیا کہوں جو کہ حقیقت دل ناشاد کی ہی | رنج و غم بھاتا ہی طاقت نہیں فریاد کی ہی
فرط غم سے یہ شکایت دل ناشاد کی ہی | کاہش ہجر فلک نے مجھے امداد کی ہی
نہ قفس کرتا ہی وا اور نہ رہا کرتا ہے | گھٹ کے مر جاؤں یہ مرضی مرے صیاد کی ہی
بے چین ہوتے ہیں دیوانہ صفت جمع یہاں | شاید آمد مرے محبوب پریزاد کی ہی
بولے وہ کوئی ستم دیدہ ہی مصروف فغاں | آتی آواز مرے کان میں فریاد کی ہی
آشیاں چھوڑ کے کیونکر نہ گریزاں ہوں طیور | باغ میں گرم خبر آمد صیاد کی ہی
ایک ہی وار میں کرتی ہی جدا سر تن سے | تیز شمشیر نہایت مرے جلاد کی ہی
سیکڑوں جور و ستم روز کیا کرتے ہو | انتہا کچھ بھی تمہاری اجی بیداد کی ہی
یار کے روے کتابی کا جو نقشہ کھینچیں | اتنی جرأت تو نہیں مانی و بہزاد کی ہی
وصل کی شب ہی لپٹ جاؤ گلے سے آکر | آرزو جان جہاں یہ دل ناشاد کی ہی
میں سناؤں تجھے اے شیریں دہن تو جو کہے | آگئی یاد کہانی مجھے فرہاد کی ہی
رشک سے قامت موزوں کے ترے اے گلرو | جھک گئی دیکھ کر باغ میں شمشاد کی ہی

یہ اشعار سنتے ہی اور شراب پیتے ہی ہر شخص محو ہو گیا کسی نے موتیوں کا مالا دیا کسی نے کڑا

اُتار کر دی کوئی اچکن اُتارنے لگا کہتا جاتا ہے ای مہتر چھیلا وہ آج کس لطف سے تمنے شراب پلائی ہے کیا کیا تماشے نظر آ رہے ہین ذرا دیکھو تو یہ نے دو سو خدا و نار آئے ہین آپس مین اشارے کر رہے ہین یہی چاہتے ہین کہ ہم بھی اس صحبت مین آئین کمیدان نے رسالدار سے کہا کہ کیون بھائی تمھاری گود مین کتیا نے بچے دیے ہین رسالدار نے جواب دیا کہ کتیا نے کیا پھٹ سقر کیا ہے اور تم کیسے دوست ہو کہ دیکھ رہے ہو اور اس حرامزادی کو کمیدان اپنے مقام سے اُٹھنے باعث یہ تھا کہ رسالدار کو جارفتہ فیق کہا آگے ڈھیر لگا ہوا تھا کمیدان نے اُٹھا لات ماری رسالدار کھبرا گئے ہاے کر کے گرے مگر کمیدان کی ٹانگین پکڑ کر کھینچ لین دونون گرے اور گرتے ہی بیہوش ہوے ساری محفل مین غدر مچا ہوا ہے کوئی ناچتا ہے کوئی مسخرہ پن کرتا ہے لقراط ثانی نے جو محفل کا یہ حال دیکھا پکار کر آواز دی کہ یارو کیا میری محفل کو بازار سمجھ رہے ہو جو چاہتے ہو کر رہے ہو خاموش بیٹھو ورنہ سب کو سنگ سیاہ کر دونگا بہت پچھتاؤ گے یہ کہکر اپنے مقام سے اُٹھنا مگر تال و سم دل مین بھرا ہوا ہے اُسی طرح ہاتھ ہلاتا ہوا اُٹھا چاہتے تھا اپنے مقام سے اُٹھا بیہوشی اپنا کام کر چکی تھی لڑکھڑا کر گرا خواجہ عمرو نے دوڑ کر زیر سر ہاتھ دیا کہ ایسا نہو اسکا سر پھٹ جائے حمزہ کی طرف سے تجھپر آفت آئے یہ سوچ کر لقراط ثانی کو بچایا جب سب بیہوش ہوے تو خواجہ نے اپنے نام کا نعرہ کیا۔ نعرۂ خواجہ عمرو

عمرو ہون مین عیار صاحبقران	مرے کرتب سے کانپتا ہے جہان
تراشندۂ ریش کفار ہون	زمانے کا مکار و غدار ہون
مرا تیسرا رفتار گر ہو قدم	صبا ٹھوکرین کھائے ہر ہر قدم
اڑا دون صبا کے بھی مین ہوش کو	نہ پائے مری گرد پاپوش کو
وہ خندہ جہانگرد و طرار ہون	جہانگیر عالم کا عیار ہون

نعرہ کر کے اب تو خواجہ عمرو نے لوٹ شروع کی پہلے لقراط ثانی کی ریش تراشی کی ایک بال مونچھ مین باقی رکھا ایک نوشتہ اسمین باندھا مضمون یہ تھا کہ او نابہنجار و بدکردار و بیحیا دعوے خدائی کا کر کے بیٹھا ہے پروردگار سے نہین ڈرتا ہے جی چاہتا تھا کہ تجکو قتل کر ڈالون مگر امیر کا وعدہ ہے کہ مجکو حکم نہین ہے ورنہ تیری ناک کاٹ لیتا کیونکہ صاحبقران نے ارشاد کیا ہے

کہ سوتے میں کسی کو قتل نہ کرنا اس وجہ سے تیری جان بچی ورنہ یہ بھی بقراط ثانی کا حال کرکے
اسکا وزیر اعظم سلطان اقلیم گیر ایک طرف بیہوش پڑا تھا اسکو برہنہ کیا اور کھینچ کر اسکو
قریب بقراط ثانی کے لائے ایک زن حسین کی شکل بنایا پہلو میں بقراط ثانی کے لٹا دیا
مگر جس طرح عاشق و معشوق سوتے ہیں ایک کے ہاتھ ایک کے گلے میں ڈال کر ٹانگوں پر ٹانگیں
لادے ہوئے منہ سے منہ ملا ہوا اس طور سے دونوں سو رہے ہیں خواجہ عمرو نے اس
محفل کو خوب بنایا ترتیب محفل کرکے اسباب سارا لوٹ لیا کسی کو الٹا لٹکایا کسی کو سر کے بل
چھلاوہ کو پھر بیہوش کیا بانے عیاری کے لیے اسکا بھی منہ کالا کیا دروازے پر جو
بارگاہ کے آئے دیکھا کہ چوبدار وغیرہ بیہوش پڑے ہیں انکے بھی عصے لیے تاکہ خیال ہو کہ انکا
روزگار نہ جاتا رہے بجائے عصے کے لاٹھیاں انکے پہلو میں رکھ دیں اور جو سونٹے والے
تھے انکے سونٹے لیے انکے پہلو میں جلے ہوئے سوختے رکھ دیئے مگر برہنہ سب کو کیا خواجہ
فوج میں آئے سواروں کو پیادوں کو برہنہ کیا خزانہ لوٹا جال مارا کہ سب خزانہ جال میں آگیا
بالشت بالشت بھر مٹی بھی وہاں کی نہ چھوڑی یہ بھی خیال ہو کہ جہاں روپیہ رکھا جاتا ہے
وہ مٹی نیارہ ہوتی ہے اس طور سے سارے لشکر کو برہنہ کرکے خواجہ عمرو نکلے کنارے لشکر
کے پہونچے تھے کہ ایک طرف سے روشنی معلوم ہوئی خیال کرکے دیکھا کہ ایک ساحر بہیم و شنیع
ایک چوکی پر بیٹھا ہے کچھ سحر کر رہا ہے خواجہ عمرو چھلاوہ کی شکل بنے ہوئے سامنے اس
ساحر کے آئے ساحر نے پکار کر کہا کیوں مہتر صاحب کہاں سے آتے ہو منم دقیانوس جادو
خوش ہو کہ ملکہ جہان آرا و صہبائے شیرین کلام میرے پاس قید ہیں کسکی مجال ہے کہ
مجھ تک آئے خواجہ عمرو نے جو نام اسکا سن لیا کہا کہ اے دقیانوس تمکو آج خبر نہیں ملی
قدرت نے جشن کیا تم تو اتفاق سے مل گئے مگر قدرت کے قربان ہو کر زبان سے فرمایا تھا
کہ ہمارا آج کوئی بندہ باقی نہ رہے وہ ہی ظہور میں آیا بس چند اشعار سن لیجیے کہ رنگ
محفل قدرت نظر آئے آج قدرت نے مجھکو کمال علم موسیقی عطا کیا ہے غزل بزبان
رند صاحب رئیس اعلیٰ لکھنؤ کی سماعت فرمائیے یہ کہکر یہ اشعار عاشقانہ گانے لگے نظم

فلک نے داغ دیا گلعذار کے بدلے	عطا فراق کیا وصل یار کے بدلے

یہ پہلے خاک تھا پھر جسم تھا ہوا پھر خاک — بہت ہی روپ بھرے غبار کے بدلے
موا تھا صحبتِ اہل جہان سے ہو کر تنگ — جگہ دی گور نے مجھکو فشار کے بدلے
دبا رہے دل بیتاب رکھو چھاتی پہ — سل ایک بھاری سی سنگ مزار کے بدلے
دکھائی ہوتی کسی چشم شوخ کی گردش — فلک نے گردش لیل و نہار کے بدلے
خیال آگیا رخ کا تصور خط میں + — گل بہشت ملا مجھکو خار کے بدلے
کیا ہی عیش تو میں نے اٹھائے اندازکن — غم فراق تو لے وصل یار کے بدلے
شب وصال میں کیں بدمزاجیاں اسنے — لڑائیاں ہوئیں بوس و کنار کے بدلے
فریفتہ کسی چاہ ذقن کا ہوں لیں مرگ — کنوئیں میں لاش کو رکھا مزار کے بدلے
اس انتظار سے چھوٹ جاؤں کاش آجائے — پیام مرگ ہی مکتوب یار کے بدلے
بچھڑ دیا غیروں سے اس طفل شوخ نے ای زہ — لڑا دیا دون سے اک ذی سوار کے بدلے

اس رنگ میں خواجہ عمرو نے یہ غزل گائی کہ دقیانوس جھومنے لگا کہتا تھا کہ اے تہتر چھلاوہ کیا کہنا بیشک قدرت نے تمکو کمال دیا علم موسیقی کے بادشاہ ہو خواجہ عمرو نے فرمایا کہ شراب لاؤ دقیانوس گلابی اٹھا کر لایا خواجہ عمرو نے اسمیں بیہوشی ملائی کہا تہتر چھلاوہ کا سنکر پیا دقیانوس خوش ہوا کہ بیہوشی کا کبھی خیال نہ کیا فوراً لبوں سے لگا کر جام پی گیا جام پیتے ہی گھبرا گیا اپنے مقام سے اٹھا کہتا تھا کہ اے چھلاوہ جی چاہتا ہے تمھاری بلائیں لوں یہ کہکے جو اٹھا لڑکھڑا کر گرا بیہوش ہوا خواجہ عمرو نے قفل کاٹا اندر آکے دیکھا کہ ملکہ جہان آرا و صہبا شیریں کلام سرنگوں بیٹھی ہیں مگر پاؤں میں سوزن دی ہوئی ہیں خواجہ عمرو کو دیکھ کر خوش ہو گئیں خواجہ عمرو نے بڑھ کر پاؤں سے دونوں کی سوزن نکالی دونوں کانپ کر آنکھیں قید کو توڑا کہا کہ خواجہ خوب اس وقت پر پہونچے ہم تو نوبت بجان دکار دیو سے تنگ آن ہو رہے تھے آپ نے آکر ہمکو رہا کیا لیکن یہاں تک کیونکر پہونچے خواجہ عمرو نے سب حال بیان کیا کہ دربار بقراط ثانی کو لوٹ لیا بقراط ثانی کی ریش تراشی کی یہ سنکر دونوں شہزادیوں نے خواجہ کی بہت تعریفیں کیں اور ساتھ ہوئیں خواجہ عمرو وہاں دونوں کو ساتھ لیکر چلے دقیانوس کو بھی مارا اب خواجہ جان دونوں شہزادیوں کو لیکر طرف لشکر قمر

جاتے ہیں مگر حال دربار بقراط ثانی تحریر کرتا ہوں کہ جب صبح کو ہوئے ہوش چلی سب کے
پہلے بقراط ثانی کی آنکھ کھلی دیکھا کہ ایک رنڈی پاس سو رہی ہے بقراط ثانی لپٹ گیا
سلطان کی آنکھ کھلی دیکھا کہ ایک سبز فام لیٹ رہا ہے سلطان گھبرا گیا آپس میں جوتی پیزار
ہونے لگی کل محفل کا یہی حال ہے کہ اُچک رہے ہیں ایک کو ایک کل مو کہتا ہے دروازے پر
بارگاہ کے بھی اسی طرح جوتی پیزار ہو رہی ہے چھلاوہ جو بیدار ہوا دیکھا کہ ایک طرف وہ پر
اُچک رہے ہیں پکار کر آواز دی کہ یا خداوند وہ ساربان زادہ سب کو اوٹ کر لے گیا مجکو کھو
لا باندھ کر ڈالا گیا ہیں ہوں حضرت چھلاوہ بقراط ثانی نے جا کر اپنے عیار یعنی چھلاوہ کو کھولا
چھلاوہ نے سب کو الگ کیا دربار کو درست کرنے لگا جتنے ساحر دوڑے ہوئے آئے
کہا یا خداوند قیانوس بھی مرا ہوا پڑا ہے جہان آرا اور صہبا سے شیرین کلام رہا ہو گئیں
یہ سنکر بقراط ثانی نے سر پیٹ لیا کہا یارو غضب ہوا قتل دقیانوس عجب سانحہ ہوا میرا
انتظام مٹ گیا لیکن ساربان زادہ نہ جانے پائے کئی ساحر اُڑ کر خواجہ کی تلاش میں
چلے لیکن خواجہ عمرو و ملکہ جہان آرا و ملکہ صہبا ایک جانب جاتے ہیں ایک صحرا میں اتفاق
ہوا کہ آسمان پر ابر تیرہ و تار چھایا پانی برسنے لگا خواجہ تو گلیم اوڑھ کر کنارے کھڑے ہوئے
لیکن جہان آرا نے جو دیکھا کہ پانی برسنے لگا اور ابر محیط چھایا کڑک کر بلند ہوئی جا کر ابر کو توڑا
دیکھا کہ ایک ساحر موسوم بہ بارش جادو سحر کر رہا ہے اور آواز دیتا ہے کہ اے جہان آرا
آگے نہ بڑھنا منم بارش جادو ملکہ نے للکارا کہ او بیحیا چھپ کر سحر کرتا ہے سامنے تو آ بارش
جادو بڑھا دونوں ہاتھ ہلائے جہان آرا پر برق گری جہان آرا نے برق کو کاٹ اپنے کو
بچایا اور بالوں کو ہلایا جیسے ہی زلفیں ہلیں بارش جادو تھرایا کہ صہبا پہنچی صہبا
نے آتے ہی آنکھ ملائی اور آواز دی کہ کیوں بارش جادو مزاج کیسا ہے بارش جادو
جھوم گیا اور یہ اشعار پڑھنے لگا۔ نظم

ہو نہ مایوس ریاضت کا صلا ملتا ہے — بندگی کرنے سے کہتے ہیں خدا ملتا ہے
راہبر کرتا ہے رہزن سے مسافر سے سلوک — خضر سے گور کی منزل کا پتا ملتا ہے
کس طرح ڈھونڈھ نکالیں تجھے جویا تیرے — نہ نشان ملتا ہے تیرا نہ پتا ملتا ہے

گل کوت شبیہ دون مین کیا کف پا سے تیرے — وہ صفائی تو کہان رنگ ذرا ملتا ہی
جسکو دیکھا تری زلفون کا وہ سودائی ہی — جو مجھے ملتا ہی جو پاسے بلا ملتا ہے
خاک چھنوا تا ہی ہر بار مجھی سے ظالم — آسمان مجکو ستاکر یہ سمجھے کیا ملتا ہی
شال و زربفت مبارک تجھین دولتمندو — مجکو کمل مین دو شالے کا مزا ملتا ہی
داغ عشق اور کو دیتا ہی فلک ہی ظالم — مجھے گل کھانے کو لوہے کا توا ملتا ہی
جیسے کی ہی تری خدمت ہین سعی ریتا جاں — جنگل و ویرانے مین ڈھونڈھو تو ہما ملتا ہی
شیفتہ جب سے ہوے اُس لب شیرین کے زلیخا — پانی پیتے ہین تو شربت کا مزا ملتا ہی

اس طرح یہ اشعار پڑھ کر قریب صہبا کے آیا کہا کہ ای بانوئے عالم مین تو غلام ہون جو حکم ہووے اُسے بجالاؤن صہبائے شیرین کلام نے کہا کہ تلوار کھینچو بارش جادو نے فوراً تلوار کھینچی گلے پر رکھ لی جہان آرا نے کہا کہ اب ثابت قدمی اپنی دکھاؤ گلا اپنا کاٹ لو بارش جادو نے فوراً گلا اپنا کاٹ لیا لاشہ بارش جادو کا زمین پر گرا ابر وغیرہ غائب ہوا خواجہ عمرو وزیرزادے کھڑے تھے دیکھا کہ ابر لخت لخت ہو کر غائب ہوا سمجھے کہ صہبا وجہان آرا بارش پر برس پڑین آخر یہ انجام ہوا کہ خوف دل کا مٹا گلیم سر سے اُتاری ظاہر ہو کر کھڑے ہوے کہ ایک طرف سے آواز آئی ارے غضب ہوا بارش ایسے ساحر کو مٹایا مگر اب خواجہ کہان جاوینگے خواجہ عمرو نے دیکھا کہ ایک آہو سے صحرائی دوڑتا ہوا آتا ہی خواجہ عمرو نے اُس آہو کو دیکھا پھر گلیم اوڑھ لی وہ آہو کرچھالین بھرتا پھرتا ہی ہر طرف خواجہ کو ڈھونڈھ رہا ہی مگر خواجہ عمرو نے پہلو پر آکر ہاتھ اسے کمند کا جسے آہو اُسمین اُلجھا چاہا کہ تڑپ کر نکلون لیکن کب ہو سکتا کہ پنجے سے خواجہ کے رہائی پائے خواجہ نے جھٹکا مارا کہ آہو زمین پر گرا خواجہ نے لپک کر خنجر مارا کہ شکم چاک قصہ پاک اندھیرا ہو گیا آواز ہیبتناک آئی کہ کشتی مرا نام مین وحشت نورد جادو ہون ملکہ جہان آرا وصہبائے شیرین کلام جو آئین دیکھا کہ خواجہ ایک ساحر کے کپڑے اُتار رہے ہین سب حال اپنا بیان کیا کہ ہمنے بارش جادو کو قتل کیا خواجہ عمرو نے کہا کہ مین نے وحشت نورد کو مارا سب آپس مین خوش ہوے چلنے کو رو براہ ہوے یہان رستم پیلتن قلعے پر فروکش ہین سرداران نامی جمع ہین لشکر آراستہ

مگر خواجہ عمرو کا بڑا انتظار ہی فرماتے ہین کہ خواجہ عمرو پلٹ کر نہین آئے بدون رہائی ملکہ
جہان آرا و ملکہ صہبا سے شیرین کلام پلٹین گے یہ ذکر تھا کہ صحرا سے گرد اڑتی دیکھا
کہ ایک پہلوان گینڈے پر سوار پشت پر تین لاکھ غیر ساحرون کا لشکر نیزے سب کے ہاتھ مین
اپنے اپنے گھوڑون کو چمکاتے ہوے آتے ہین علمہاے سیاہ کے پھریرے کھلے ہوے لشکر
رستم جو دور سے دیکھا گھبرا گیا ساتھ والون سے کہا کہ یارو دیکھو طلسم کشا نے کس قدر لشکر
جمع کر لیا کیا صاحب اقبال ہی لیکن مین آفت برپا کر دونگا میرے ہاتھ سے طلسم کشا بھلا کب
بچ سکتا ہی جب طلسم کشا کو گرفتار کر لیا تو پھر کون بول سکیگا جملہ سردارون کو گرفتار کر لونگا
یہ کہکے آخر بڑا رستم پلٹن نے سماک بلارقی عیار کو حکم دیا کہ جا کر دریافت کرو کہ اس
پہلوان کا کیا نام ہی سماک بلارقی لشکر کفار مین آیا کسی سے پوچھا تو معلوم ہوا کہ
غبار انگیز بیشہ نشین اسکا نام ہی سماک بلارقی نام دریافت کرکے خدمت رستم مین آیا
تمام کیفیت بیان کی شام کو صداے طبل جنگی کان مین آئی رستم نے سماک سے
پوچھا کہ یہ کیسا نقارہ بجا ہی سماک بلارقی نے عرض کی کہ ہرکارے آتے ہونگے یہ ذکر تھا
کہ ہرکارے آکر موجود ہوے بعد دعا و سلام عرض کی کہ حضور غبار انگیز بیشہ نشین نے
طبل جنگی بجوایا ہی اور کہتا ہی کہ مین بہت خاک اڑاؤنگا رستم نے فرمایا کہ ہمارے لشکر
مین بھی بفضل ایزدی طبل جنگی بجے یہان بھی طبل جنگی گڑگڑایا دونون لشکرون مین
تیاریان جنگ کی ہونے لگین ہر مقام پر یہی ذکر ہی کہ غبار انگیز بیشہ نشین بڑا زبردست
پہلوان ہی اسکو اپنی جرأت پر بڑا ناز ہی پروردگار عالم اسکے شر سے اہل اسلام کو
بچالے مگر اہل اسلام کہتے ہین کہ ہمارے آقاے نامدار اپنے زمانے کے رستم ہین ایسے
ایسے پہلوان زیر کیے کہ جنکا مثل و نظیر نہ تھا اگر روز اول رستم کو طلب کیا تو آٹھوین دن خاتمہ
ہی شاید اور دن سے لڑے تو ایک دو دن بچیگا انشاء اللہ رستم سے لڑکر بہت بچنا نہ ہوگا
یقین ہی کہ بھاگ جائیگا مہلت نہ پائیگا چار پہر رات اسی ہنگامے مین گذری اب وہ
وقت آیا کہ شہنشاہ زرین پوش نے لباس ضیا کو زیب جسم کیا توسن فلک پر سوار ہوکر میدان
مصاف زبرجدی مین آیا نیزۂ خطوط شعاع ہاتھ مین لیا تمام دنیا کو منور و روشن کیا

دونون لشکر بقاعدۂ رزم میدان مین آئے صفین آراستہ ہوئین نقیبون نے نقابت کی
کڑکیت کڑکا کہکہ ہٹے غبار انگیز بلیشہ نشین نے گھوڑا اپنا بڑھایا نیزہ ہلاتا ہوا میدان کارزار
مین آیا گھوڑے کو مہمیز کیا جب کہ خوب عرق عرق ہوا دونون زلفون سے یون سینہ ڈہکا کہ
جیسے دو کالی گھٹائین بہ ستی مین پکار کر آواز دی کہ اے فرقہ خدا پرستان و اے قوم زبردستان
جسکو تمنائے مرگ کی ہو وہ میدان مین آئے اپنی جرأت دکھائے لیکن سوائے طلسم کشا کے
اور کسی کو ہمت نہین چاہتا مشتاق ہون کہ رستم سے رد و قدح ہو رستم پیلتن نے یہ سنتے ہی
فوراً اسپ بالا کو [illegible] بڑھایا اور نعرہ کیا کہ منم رستم پیلتن و پیلکن کشندۂ دویل ہندی
و فیل ہندی و کپتان فرنگی سامنے غبار انگیز بلیشہ نشین کے پہونچے غبار انگیز نے جو
روئے زیبا کو دیکھا حیران جمال و محو دیدار ہوا سلام کو ہاتھ اٹھایا کہا کہ اے رستم تمنے اپنا
نام رستم کیا سمجھکے رکھا ہے رستم نے فرمایا کہ او یاوہ گو بیہودہ کیا بکتا ہے یہ میدان کارزار ہے
زبان تیغ سے کلام کر یہ سنکر غبار انگیز بلیشہ نشین نے کہا کہ جسکو حربہ کرتے افسوس آتا ہے میرا
حربہ کبھی خالی نہین جاتا غضب لات و منات ہے رستم نے کہا کہ وہ غضب تیرے اوپر
ٹوٹیگا زیادہ غرور نہ کر یہ سنکر غبار انگیز بلیشہ نشین نے نیزہ اٹھایا صاف ثابت ہوتا تھا کہ
تاڑ کا درخت ہے سنانین اور شاخین ہمین نصب کر لی ہین خبردار خبردار کہکر نیزہ مارا رستم نے
نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا آپس مین نیزہ بازی ہونے لگی دونون لشکر دیکھ رہے ہین کہ
جب رستم نیزہ مارتے ہین تو یقین ہوتا ہے یہ نیزہ خالی نہ جائیگا مگر غبار انگیز روک لیتا ہے
دو گھڑی کامل نیزہ چلا آخر ایک مقام پر رستم نے نیزہ غبار انگیز کا لگا نیچا مرکب کو چمکا کے ٹہوکا
مارا کہ نیزہ ہاتھ سے غبار انگیز کے نکل گیا سرداران رستم نے غل کیا ہر طرف سے یہی آواز
آتی تھی کہ وہ مارا کافر کو پست کیا خدا نے ہمارے آقا کو زبردست کیا غبار انگیز نے شرمندہ
ہوکر قبضۂ شمشیر پہ ہاتھ ڈالا تیغہ باڑھ دار لنگر دار چمکتا ہوا نیام انتقام سے نکلا خبردار خبردار
کہکے ہاتھ مارا رستم پیلتن نے گرد اسپر کا چہرے کی پناہ کیا جب تیغہ قریب سر آکر جھکا
رستم نے ٹھپکی ماری کہ تیغہ بیٹ پڑا باڑھ بچاکر کلائی پر ہاتھ ڈال دیا غبار انگیز نے
گریبان پہ ہاتھ رکھا رستم نے جھٹکا مارا کہ گھوڑا غبار انگیز کا بیٹھ گیا دونون جوان لپٹے ہوئے

زمین پر آئے آپس مین کشتی ہونے لگی رستم نے اُترتے ہی زیادتیان کرنا شروع کین جب پیلتن
پکڑ لانے گردن تھام کر دو ہکے مارے کہ زرہ پارہ پارہ ہو گئی پیشانی سے کھلے سے خون کے
ٹپکنے لگے دونون لشکر نگران ہین سماک یلداقی عیار رستم بہ نگاہ غور دیکھ رہا ہو کہ رستم نے
دنگ کر دیا غبار انگیز بیشہ نشین بدحواس ہو رہا ہو سماک یلداقی کہہ رہا ہو کہ اب تھوڑے سے
عرصے مین آقا سے تمہارا اسکو زیر کرلین گے یہ بیچارا کیا کر سکتا ہو جب تک جلال آفتاب رہا
تب تک غبار انگیز بیشہ نشین اُلجھ اُلجھ کر لڑا جب زوال آفتاب ہوا غبار انگیز کی طاقت
بڑھنے لگی اب دیکھنے والون نے دیکھا کہ غبار انگیز زیادتیان کرنے لگا ایک مقام پر رستم
ریل کر لے دوڑے غبار انگیز بیشہ نشین ہٹتا چلا آتا ہو ایک مقام پر آکر پلٹا رستم پیلتن
کو ریل کر لے چلا رستم نے چاہا کہ اب نہ ہٹون غبار انگیز نے زور کیا رستم پیلتن نے جو قدم
بڑھایا وہان بیہوش خانہ تھا رستم کا پاؤن ہوش خانے مین جا پڑا غبار انگیز نے یکبارگی
کو لکارا رستم کا اثر گیا صدمے سے آپ کے بیہوش ہوئے غبار انگیز نے کچھ خیال نہ کیا زور کیا کہ رستم
گر پڑے مگر بیہوش و مدہوش غبار انگیز بیشہ نشین نے اسی حال مین رستم کی مشکین باندھ لین
مگر بقدرت پروردگار غبار انگیز کو حال سخت جانا معلوم نہ تھا ورنہ یقین ہو کہ اتار لیتا
اسی طرح رستم پیلتن کو باندھ کر لے گیا آخر اہل لشکر رستم ملول و حزین افسوس کرتے ہوئے
پلٹے ہر ایک کا یہی قول تھا کہ اس مکار نے بڑی نامردی کی بالکل جرأت کو کام نہ دیا ایسے
جلیل و بہادر کو یون باندھ کے لے گیا سماک یلداقی نے کہا کہ آپ لوگ چل کر اترین مین
برائے خبر جاتا ہون اگر بنتا ہے تو آقا کو رہا کر کے لاتا ہون یہ کہکر سماک یلداقی طرف لشکر
کفار کے چلا صورت بدل لی ایک خدمتگار کی صورت بنا ہوا ہے پھرتا پھرتا بارگاہ غبار انگیز
مین آیا دیکھا کہ غبار انگیز نے رستم کو مسلسل و مطوق کر کے قیدخانے مین بھیجا قزل
نامے ایک پہلوان کو بعہدۂ نگہبانی قرار دیا اور آپ دوسرے خیمے مین گیا کہ وہ تخلیے کا تھا
سماک یلداقی بھی غبار انگیز بیشہ نشین کے ساتھ ساتھ اس خیمے مین پہونچا دیکھا کہ ایک
پلنگ لگا ہے غبار انگیز اسپر جا کر بیٹھا سماک بھی سامنے ہاتھ باندھ کر کھڑا ہوا غبار انگیز
بیشہ نشین یون مشتاق بیٹھا ہے کہ جیسے کوئی کسی کے انتظار مین ہوتا ہے اور یہ اشعار

زبان پریزین نظم

ای فلک مدت سے اپنا حال زار اچھا نہین — درد دل رہتا ہی ہر دم ہجر یار اچھا نہین

خواب آتا ہی نہین کسکا خیال دید ہے — میری چشم منتظر یہ انتظار اچھا نہین

خاکسارون کی طرف سے عالم ایجاد مین — دل مین رکھنا ای پری پیکر غبار اچھا نہین

جان جائیگی تو جائیگی بلا سے ناصحا — کوچۂ سفاک مین کیونکر قرار اچھا نہین

بیمروت ہین ستمگر ہین بڑے بیرحم ہین — ای دل نادان بتون کا اعتبار اچھا نہین

ہونگے جاتے وقت دیوانے لحد مین بیقرار — تیرا آنا ای پری سوے مزار اچھا نہین

گردش تقدیر کیا کم ہی ستانے کے لیے — دل کی لینا ہمسے تیرا لعبت یار اچھا نہین

دل تری آواز سے ہلتا ہی گلچین کا بہت — بولنا گلشن مین تیرا ای ہزار اچھا نہین

ٹھوکرین غیرون کی پڑتی ہین ہماری قبر پہ — کوچۂ جانان مین ہونا مزار اچھا نہین

تجھکو آتا ہی اگر تو آ فراق یار مین — ای اجل ہر روز کا یہ انتظار اچھا نہین

کیجیے آغاز مین انجام پر ای جان نظر — فیصلہ ہونا مرا روز شمار اچھا نہین

یکایک زمین شق ہوئی ایک ساحرہ ہاتھ پیٹتی ہوئی کانپتی ہوئی نکلی نکلتے ہی غبار انگیز سے لپٹ گئی کہا ای عاشق صادق مین نے تیرے واسطے بڑی مشقت کی جب مین نے دیکھا کہ تو رستم سے لڑنے لگا ہر مقام پہ تجھکو کم پایا رستم زیادتیان کرتے تھے مین نے سحر کیا رستم پلٹن پہ تاثیر نہ ہوئی آخر مجھکو خیال آیا کہ رستم تجھکو مار ڈالیگا تب مین مجبور ہوکر غرق زمین ہوئی اور موش خانہ بنایا کہ اسمین رستم کو گرفتار کرون آخر موش خانے مین رستم پھنسے تو غالب ہوا لیکن خبردار اب تو دیر نہ کر فوراً رستم کو قتل کر قدرت نام سے اس جوان کے کتراتے ہین ساحرون کو ڈر ہے اس جوان کے نقش آتے ہین اگر تو نے سر اسکا پاس قدرت کے روانہ کیا تو بڑا انعام ہوگا اور تمام طلسم مین تیرا نام ہوگا کہ خدائی قدرت کی بحالی غبار انگیز نے کہا کہ ای زمین کن تو نے بڑا کام کیا مجھے آج ہرگز امید نہ تھی کہ اس جوان سے جان بچیگی تم عین وقت پہ پہنچین ورنہ میری جان نہ بچتی تو نے بڑا کار نمایان کیا زمین کن نے کہا کہ ایک مدت ہوئی میرے تیرے آشنائی ہے جب مین تیرے بیٹھے مین آئی اور مین نے خبر سنی کہ مقابلہ

طلسم کشا میں غبار انگیز گئے ہیں میرے ہوش درست نہ رہے آخر کو چل نکلی ہزار ہزار شکر ہے
خداوند لقا طاثانی کا کہ وقت پر پہونچی مجھکو صحیح وسالم پایا جب میں نے سحر کیا تو نہیں معلوم
کیا باعث تھا کہ سحر تاثیر نہ کرتا تھا غبار انگیز بلبشہ نشین نے کہا کہ کل صبح کو دربار میں سمجھونگا اگر
اسنے میری اطاعت سے انکار کیا تو فوراً قتل کرونگا یہ کہکر زمین کن سے کہا کہ میں نہیں ٹھہر سکتی
اگر میں ٹھہر جاؤں تو مجھکو خوف ہے کہ عیار میرا پیچھا کرینگے شاگردان خواجہ عمرو سے بچنا
دشوار ہے غبار انگیز بلبشہ نشین نے کہا کہ آج شب کو یہین ٹھہر جاؤ کل جب میں طلسم کشا کو
قتل کر چکوں اسوقت تم چلی جانا زمین کن نے جواب دیا اچھا میں آج شب کو نہ جاؤنگی
تیرے پاس رہونگی شب کو عیش کرونگی بروقت قتل طلسم کشا موجود رہونگی شاید کوئی ساحر
آجائے تو اسکا انتظام کروں غبار انگیز بلبشہ نشین نے سب باتیں زمین کن کی منظور کیں اور
زمین کن باطمینان بیٹھی غبار انگیز نے گلے میں ہاتھ ڈال دیے دونوں آپس میں اختلاط
کرنے لگے عاشق و معشوق ایک جگہ بیٹھے سماک یلداقی کھڑا ہوا دیکھ رہا ہے اور دل میں پیچ و تاب کھا
رہا ہے کہ کیا تدبیر کروں اگر کسی طرح بن پڑے تو کوئی عیاری کروں اس ساحرہ کو قتل کروں اس
ملعونہ نے بڑا ظلم کیا کہ رستم کو گرفتار کرادیا ایسی کوئی آفت برپا کرتا ہے جو اس ملعونہ سے کی
بیچارے نے ایسا ستم کیا کہ زمین میں ڈوبی اور ڈوب کر ہوش خانہ بنایا رستم کو گرایا یہ نامرد گرفتار
کرلایا اب کوئی تدبیر کروں کہ رستم رہا ہوں اس سوچ میں تھا سماک یلداقی کھڑا ہے کہ
زمین کن نے کہا کہ صاحب واسطہ خداوند خیال سکندری کا کسی گانیوالے کو بلاؤ ذرا گانا سنیں کہ
طبیعت کو فرحت حاصل ہو خدمتگار جو سامنے کھڑا تھا دست بستہ عرض کی کہ غلام گانا جانتا ہے
اگر حکم ہو تو سناؤں زمین کن نے کہا کیا اچھے تو گانا گیا جانے سماک نے کہا کہ ای ملکہ عالم
رات کو قدرت میرے خواب میں آئے تھے فرما گئے کہ ہمنے تجھکو کمال علم موسیقی دیا تجھسے
بہتر کوئی نہ گا سکیگا یہ کہکر سماک یلداقی نے باجا اٹھایا سیدھا سادھا ٹھیکہ بجانے لگا
اور گنگنانے لگا گنگنا کے یہ اشعار عاشقانہ سامنے عاشق و معشوق کے شروع کیے دونوں
یہ اشعار سنکر جھومنے لگے نظم

پڑتی ہے آکے جان پہ آخر بلا سے دل | یارب کسی بشر کا کسی پہ نہ آئے دل

تو نے دے میری جان کسی پر جو آئے دل — کچھ مشغلہ ضرور رہو آخر برائے دل
تیرے بغیر کسکی تمنا کرے بشر — تو آرزوے جان ہو تو مدعائے دل
آیا کسی طرح سے نہ فرقت مین جب قرار — لپٹا رہا مین ہاتھ کے نیچے دبائے دل
تو ایکبار ہنس کے گلے سے اگر لگائے — سینے مین خرمی سے نہ پھولا سمائے دل
تاب و توان و صبر و خرد کب کے جا چکے — رکھتے ہین کائنات مین ہم کیا سوائے دل
گاڑا فلک نے پھر کسی عاشق کو خاک مین — مرقد سے آرہی ہے صدا ہائے ہائے دل
او ترک تیری آنکھون پہ عیاری ختم ہے — دونون نے کیا نلوہ ہزارون اڑائے دل
گستاخیان ہین بے ادبی کی کلام مین — کیونکر کہون زبان سے جو ہو مدعائے دل
غفران پناہ جب سے لہو ہو کے بہ گیا — سینے مین آکے درد رہا ہے بجائے دل
اپکا اسے پڑا ہے بری طرح چاہ کا — ایسا نہو کہ جان بھی اک دن گنوائے دل
پوچھون علاج کس سے محبت کے روگ کا — عیسی کے پاس بھی تو نہین ہے دوائے دل
اشکون کے ساتھ وہ بھی لہو ہو کے بہ گیا — اے رشک دیکھ لو یہ ہوئی انتہائے دل

سامنے عاشق و معشوق کے اس رنگ مین سہاک پیلا ڈقی نے یہ غزل گائی کہ غبار انگیز و زمین کن خوش ہو گئے کہا حقیقت مین تو ایسے مزے سے گاتا ہے کہ گاتے مین شرما جائین کوئی سامنا کر سکے سہاک پیلا ڈقی نے عرض کی کہ حضور کو شراب پلاؤن ایسے مزے سے ساقی گری کرون کہ پینا کیسا صورت دیکھ کر نشہ ہو دماغ تر ہو جائے یہ کہکر گلابی اٹھائی اسمین بیہوشی ملائی اور جام لبریز کیا پہلے غبار انگیز بلشہ لشین کو پلایا بعد اسکے سامنے زمین کن کے پیش کیا دونون بے اندیشہ انجام پی گئے جب دونون شراب پی چکے تو سہاک نے پھر یہ چند اشعار عاشقانہ گائے

نظم

ہم زبان شمع سے سنتے ہین ہجر یار مین — چاہیے گھل گھل کے مرنا عشق کے آزار مین
میرے دلمین ہے غم خال و خط جانان کے داغ — مشک بھی تھوڑا اچھر کل دو مرہم زنگار مین
کور گو آنکھین ہوئین رونا ہو کم ممکن نہین — ہوتی ہے اکثر سفیدی ابر دریا بار مین
مثل شانہ عشق گیسو مین ہوا ہون چاک چاک — تار گیسو سے لگین ٹانکے دل افگار مین

ہوا فزکسکی نگاہ تفرقہ انداز کا +
گرمی بازار یوسف آ گئے اُن پوستک گیا
چوکہ ہین خونخوار اُنکو رنج دنیا ہی مین ہی
راہ خونریزی مین ہی قاتل جو رکھا ہی قدم
آفتاب حشر بھی تجکو بچا کر جائے گا
لستر گل ہو مبارک یار کو آئی بہار
ساقی کو فرما دیجیے سے خم غالب

بلبلیں ہین دام مین اور آہ گل بازار مین
منہ دکھاتے ہی لگا دے آگ جو بازار مین
چھپ رہا ہو موجود جیب دیکھ لب سوفار مین
چلتے چلتے پڑ گئے چھالے تری تلوار مین
سونے والا ہوں کسی کے سایۂ دیوار مین
ڈوب جائیں گر لوٹے اب وادی پرخار مین
مست ہوں ناسخ مین عشق احمد مختار مین

یہ اشعار سنکر عیار انگیز اپنے مقام سے اُٹھا کہا کہ ای زمین کن قدرت تشریف لاتے ہین مین اُنکو بلاتا ہوں وہ اگر آ گئے تو محفل مین رونق ہوگی یہ کہکے ناچتا ہوا اپنے مقام سے اُٹھا اور زمین کن بھی ساتھ ہی اُٹھی دونوں لڑکھڑا کر گرے سماک بلدراقی نے کسی کو ہاتھ نہ لگایا خود عیار انگیز کا لے لیا رنگ و روغن عیاری کا اپنے پاس سے نکالا صورت اپنی تبدیل کی عیار انگیز کی شکل بنکر تیار ہوا ایک قرابہ شراب کا اُٹھا لیا اور ٹہلتا ہوا باہر آیا رستم ملین پر فرزیل نامے پہلوان نگہبان ہی سماک نے باہر نکل کر دیکھا کہ فرزیل کا سر کٹا ہوا پڑا ہی اور سب ساتھ والے بیہوش پڑے ہین سماک حیران ہوا کہ اُنکو کسنے بیہوش کیا ناچار ہو کر پردہ قیدخانے کا اُٹھا یا دیکھا کہ رستم بیہوش پڑے ہین ایک عیار بلاے روزگار رستم کا پشتارہ باندھ رہا ہی سماک نے للکارا کہ او نامرد تو کون ہے اُس عیار نے فوراً رستم کو دوش پر لگایا نقب کھود رکھا تھا اُسی مین پھاند پڑا سماک بھی برابر پہونچا یہ بھی نقب مین کودا لیکن وہ عیار بہت تیز رو تھا آگے وہ عیار جاتا ہی اور پیچھے اُسکے سماک جاتا ہی اور چاہتا ہی کہ قریب پہونچوں تو حلقۂ کمند کے ماروں لیکن وہ مشکل ہو سکے جاتا ہی قضا سے کار وہ عیار طرار نقب سے نکلا سماک اُسکے تعاقب مین ہے عیار جنگل مین پہونچا چاہتا ہی سماک کو دھوکا دیکر نکل جاؤن لیکن سماک جان لیے ہو پیچھے ہی ایک مقام پر عیار پہونچا مگر سامنے ایک پہاڑ ہی اسمین ایک ساحرہ بیٹھی تھی اُسنے جو دیکھا کہ ایک شخص پشتارہ بردوش جاتا ہی وہین سے للکارا کہ او شخص تو کون ہے کیا تو

بردہ فروش ہے وہ عیار رُکا اُس ساحرہ نے سحر کیا عیار کے پانوں زمین نے پکڑے جب وہ ساحرہ قریب آئی روے رستم سے جو بسبب ہوا کے گوشہ چادر کا ہٹ گیا ساحرہ کی نگاہ جمال جہان آرائے رستم پر پڑی دیکھتے ہی مبہوت ہوگئی بے اختیار ہوکر پکار اُٹھی فرد

خضر اس راہ میں لے چلتے نہیں تم مجھکو — گم کروں ہوش کو میں ہوش کرے گم مجھکو

شوق کی بیخودیوں نے یہ کیا گم مجھکو — ڈھونڈھتا ہوں میں تمھیں ڈھونڈھتے ہو تم مجھکو

اب میں جاتا ہوں کہاں داغ جگر کہتا ہے — دل نہیں ہوں کہ جو کر دوگے کہیں گم مجھکو

چھپتے ہیں صبح شب وصل کے آثار کہیں — پہلے دیتا ہے خبر تیرا تبسم مجھکو

دل مرا فرقت ساقی میں بھر آتا ہے — یوں نہ خالی نظر آئے تھے بھرے خم مجھکو

وصل کی شب سے جو کہتا ہوں ٹھہر کہتی ہے — جب ٹھہرنے ہی نہ دے گردش انجم مجھکو

جوشش گریہ میں اندر سے بیتابی دل — لے نہ ڈوبے کہیں کشتی کا تلاطم مجھکو

کیا حجاب نگہ شوق سے رکھا جسنے — چشم اغیار سے محفل میں تری گم مجھکو

ہوش میں اُسکے فلاطون کی طرح گم کرتا — اس خرابات میں ملتا جو کوئی خم مجھکو

دیکھکر انجمن آرا مجھے جلتا ہے فلک — داغ یارب دئے بدلے اُسنے انجم مجھکو

لامکاں ہی میں اُسے ڈھونڈھتا ہوں پھر پھر کر — بے ٹھکانے ہی سمجھتا ہے تو ہم مجھکو

کشتہ اک رشک مسیحا کے تغافل کا ہوں — جو قیامت کبھی اُٹھائے تو کہے قم مجھکو

پھر وہی مجھسے زمانے کی چلی جاتی ہے — چھیڑے جاتا ہے شب و روز یہ کژدم مجھکو

گریہ کیا جانے مرا زخم میں کیا جانوں ہنسی — اسکو رونا میں بتادوں یہ تبسم مجھکو

حشر میں چھپ نہ سکا حسرت دیدار سے راز — آنکھ بخت سے پہچان گئے تم مجھکو

آپ میں کون ہو سمجھاتے ہیں کیا و جلال — آدمی سمجھے ہوئے ہیں ابھی مردم مجھکو

شغل جادو روے رستم دیکھکر اسقدر بیقرار ہوئی کہ پسینے پسینے ہوگئی کانپنے لگی کبھی کہتی تھی کہ اے شخص یہ جوان حور ہے یا پری ہے جسکو دیکھکر ہوش درست نہیں جی چاہتا ہے کہ اسکی بلائیں لوں جان کو اپنی قربان کروں یہ کہکر بیتابانہ دوش سے عیار کے اُتار گود میں لیکر اُسی مقام پہ بیٹھ گئی سر تو زانو پر رکھا میلی چدریا جو اوڑھے تھی اُس سے غبار روے

رستم پوچھنے لگی کبھی پیر دباتی ہی کبھی تلوے سہلاتی ہی آخر سوچی کہ اس عیار نے اس شخص کو بیہوش کیا ہی جب بیہوشی اُتریگی تو ہوشیار ہوگا آخر چشمے سے پانی لیا منھ پر رستم پیلتن کے چھینٹا دیا رستم ہوشیار ہوے اپنا سر زانو پر ایک ساحرہ سیہ فام کے پایا اور دیکھا کہ نازو کرشمے کر رہی ہی کبھی منھ سے منھ ملاتی ہی کبھی قربان جاتی ہی رستم گھبراکر اُٹھ بیٹھے فرمایا کہ ارے تو کون ہی شفقتل نے کہا کہ آپ کی عاشق صادق ہوں اے جوان میری تجھپر جان جاتی ہی رستم نے جواب دیا کہ کیا بیہودہ بکتی ہی مین تو وہان قیدخانے مین قید تھا یہان کیونکر آیا شفقتل نے کہا کہ اے جوان یہ عیار مکار تجکو لیے جاتا تھا مین نے تجکو روک لیا اُسکو بھی قید کیا اب یہ جا نہین سکتا اس سے پوچھیے کہ تو کون ہی کہان لیے جاتا تھا رستم نے پوچھا کہ اے عیار طرار مجکو کہان لیے جاتا تھا اور مجھے قیدخانے سے کیون لایا عیار نے کہا کہ اے شہریار مہتر چھیلا وہ میرا نام ہی عیاری کرنا میرا کام ہی حضرت خداوند بقراط ثانی کے دربار مین خواجہ عمرو گئے مجکو اپنی صورت بناکر ذلیل کرایا بقراط ثانی نے مجکو حکم دیا کہ جسطرح بنے یا رستم کو یا خواجہ عمرو کو لاؤ یہان جو مین آیا تو مین نے خبر سُنی کہ رستم قید مین ہین آکر سب کو بیہوش کیا اور نقب کھودکے اندر پہونچا مگر اے شہریار آپ کا عیار میرے تعاقب مین آیا تھا نہین معلوم کہان ٹھہر گیا جب تک مین گرفتار نہوا تھا تب تک تو اُسنے میرا پیچھا نہین چھوڑا اب نہین معلوم کہان گیا اب مین حاضر ہون خواہ مجکو قتل کیجیے خواہ بخشیے مین بے اختیار ہون نہایت مجبور ہوں رستم خاموش ہو رہے جادوگرنی سے کہا کہ اسکو رہا کردو اسکی کیا خطا ہی اپنے مالک کے حکم سے آیا تھا شفقتل نے کہا کہ اے جان جہان و اے آرام دل مشتاقان اب تو میرا حال ابتر ہی ضبط نہین ہوسکتا یہ کہکر ہاتھ بڑھائے قصد کیا کہ رستم پیلتن کو گلے سے لگاوں رستم نے ہاتھ جھٹک دیے دوسری مرتبہ شفقتل نے سحر کرکے ہاتھ بڑھایا لوح طلسمی انکے گلے مین پڑی ہی بھلا انپر سحر کب تاثیر کرتا ہی تحفۂ حیات بھی زیب جسم ہین رستم نے اُسپر بھی منع کیا اور فرمایا کہ قاعدے سے بیٹھ ایسا نہو کہ تیری زبان سے کوئی کلمہ نکلے اور مجھے غصہ آجائے اُسنے چاہا کہ سحر کرون زبان رستم بند ہوجائے مین مطلب

حاصل کرون ماش کے دانے جھولی سے نکالے رستم پر پھینکے سمجھی کہ بس سحر مین مبتلا ہو گئے
دونون ہاتھ بڑھائے کہ گلے سے لپٹا لون رستم نے دیکھا کہ اسنے ماش کے دانے پھینکے وہ
تصدق ہو گئے گر پڑے غصہ از حد تھا کلائی تھام کر ایک طمانچہ مار دیا کہ سر شفقتل کا جھبر گردن
سے اڑ گیا شفقتل کے مرتے ہی مہتر چھلاوہ چھوٹا طرارہ بھر کے بھاگا مگر یہان مرنے پر
شفقتل کے آندھی سیاہ اٹھی اندھیرا ہو گیا برقباری و سنگباری ہوئی بعد تھوڑی دیر کے
آواز آئی کہ کشتی مرا نام من شفقتل جادو بود روشنی ہوئی سماک جھپٹ کر قریب رستم آیا کہا
اے آقائے نامدار چلیے خداوند کریم نے اپنا فضل شریک کیا ہے کیا کہون کہ اس ملعون
سے مقابلہ نہ ہوا یہ عیار بقراط ثانی کا تھا قبلہ و کعبہ ہمارے اس صحبت مین ہو آئے مگر
ابھی تک اس لشکر مین نہین آئے اب رستم اور سماک چلے مگر غبار انگیز بیشہ نشین و
زمین کن ساحرہ کو جو سماک یاراتی بیہوش کر کے ڈال آیا تھا صبح کو ہوا سرد جو چلی
دونون کی آنکھ کھلی زمین کن نے کہا کہ اے غبار انگیز ہم تم خوب سوئے یہ کیا سحر کہ ہوا وہ
خدمتگار کوئی عیار تھا ہمکو تمکو بیہوش کر کے وہین ڈال گیا نہین معلوم انجام کیا ہوا
لشکر ہی خداوند بقراط ثانی کا کہ قتل نہین کیا یہان کون روکنے والا تھا اگر مجھکو اور
تمکو قتل کر ڈالتا تو کون روکتا یہ ذکر تھا کہ جنیہ خدمتگار بدحواس روتے پیٹتے سامنے
آئے دست بستہ عرض کی کہ اے بادشاہ پہلوانان و اے گرشاسپ جہان فرزیل پہلوان
کو جو آپ نے در زندان انجانے پر مقرر کیا تھا اسکا سر کٹا ہوا پڑا ہے رستم قید خانے مین
نہین ہین یہ سنتے ہی غبار انگیز بیشہ نشین گھبرا گیا کہا ارے یہ بہت بڑا غضب ہوا ساحرہ
بھی گھبرا گئی دونون خیمے سے نکلے اس مقام پر آئے کہ جہان رستم پیلتن قید تھے دیکھا
ہتھکڑیان بیڑیان کٹی ہوئی پڑی ہین رستم ندارد غبار انگیز بیشہ نشین تھرا گیا زمین کن
نے کہا کہ ابھی لیجانے والا دور نہ لے گیا ہوگا لشکر تیار کر کے چلو اگر راہ مین تنہا پا جائین
تو از روے بلوے کے گرفتار کر لیوین غبار انگیز کو یہ بات بہت پسند آئی لشکر مین
قرنا کرائی کل لشکر تیار ہوا غبار انگیز گینڈے پر سوار ہوا زمین کن نے دونون بازون
اپنے زمین پر مارے غرق زمین ہوئی غبار انگیز رستم کو تلاش کرتا ہوا چلا سوارون کو

چارون طرف دوڑا یا کہ تلاش کرو اگر رستم مل جائے تو گرفتار کر لو پھر زندہ نہ چھوڑو فوراً قتل کر ڈالو ایک سوار نے دور سے دیکھا کہ رستم اور سہاک پیادہ قدمی چلے جاتے ہین سامنے اپنے لشکر کے پہونچ چکے ہین دور سے جو سردارون نے دیکھا بہر استقبال بڑھے کہ سوار نے غبار انگیز پیشہ نشین کو خبر دی کہ رستم وہ جاتے ہین غبار انگیز نے کل فوج کو اشارہ کیا کہ رستم کو گرفتار کر لو اسّی نوّے ہزار جوان بلوہ کر کے رستم پر چلے رستم نے جو فوج کو آتے ہوے دیکھا تیغۂ ہفت جوہر نیام انتقام سے کھینچا اور نعرہ کیا۔ نعرۂ رستم

ارشد اولاد امیر عرب	دیگر	کیست علمشاہ چو رستم لقب	
علمشاہ رومی شہ فیل زور		کہ بر تخت مرزوق افگندہ شور	

نعرہ کر کے لشکر کفار پر جا پڑے ایک سوار کو مار کر گھوڑا لیا پھر انہ لڑنے لگے جس پر ہاتھ مارا اُسکے دو ٹکڑے کیے لشکر مین ہنگامہ ڈال دیا سامنے لشکر رستم پڑا تھا اُن سب نے جو یہ معرکہ دیکھا کہ آقا ہمارے یا تو آتے تھے یا لشکر گران مین گھر گئے ناچار ہو ہو کے چلے زمین کرہ ہیلے کے بردہ زمین مین پنہان زیر معرکہ جو دیکھا کہ لشکر رستم آتا ہو آ کے اپنے آقا کے شریک ہونگے اس ملعون نے سحر کیا کہ سوارون کے گھوڑے رک گئے اور پیادون کے پانون زمین نے تھام لیے یا تو لشکر اسلام بجوش و خروش آتا تھا یا رک گیا ایک کا ایک منھ دیکھ رہا ہے کمیدان رسالہ دار سے کہتے ہین کہ بڑھیے رسالہ دار کہتے ہین آگے پیدل چلین سوار بھی آتے ہین ایسا نہو گا کہ آقا کے شریک نہون آخر پیادون نے آواز دی کہ ہمارے پانون کسی نے تھام لیے ہم نہین بڑھ سکتے سوار گھوڑون کو ایڑ کرتے ہین کوڑے دکھاتے ہین مگر مرکب کسی طرح قدم نہین اٹھاتے باگ لگا میان کر رہے ہین سوار بھی حیران و پریشان ہین کہ کیا کرین بعض سوار جو چلے تھے اُنھون نے گھوڑون کو مارا بھی آخر ناچار ہو کر کود پڑے جب زمین پر آئے تو قدم نہین اٹھا تلوار کھینچی کہ اپنا گلا کاٹ لین تلوار نیام سے نہین کھینچی پیش نہین جاتی کوئی تدبیر نہین کرتی تیر سے مثل جسم مرقوق کانپ رہے ہین سنا ہین بیکار سوار برہم خنجر بیدم لشکر رستم مین غریو بلند ہوا سب پکار پکار کر کہتے ہین کہ اے آقا سے نامدار ہم مجبور و ناچار ہین ایسے بیکار ہین کہ قدم نہین اُٹھا سکتے گھوڑے رہ گئے

نہین کرتے ہم کیا کرین لاکھ جان ہماری آپ کے نام پہ فدا ہی مگر جب ہم اپنے قابو مین نہین ہین تو کیا کرین اب سب کو یقین کامل ہوا کہ کسی نے سحر کیا ہی جو ہمارے قدم نہین اٹھتے مگر مہتر سماک یلدا قی عیار جھپٹ جھپٹ کر ہر طرف جاتا ہی مرا دیہ ہی کہ سحر والا کس طرف ہی یہ بیچارہ کیا جانے کہ اندر سے زمین کے سحر کر رہی ہی کبھی کوہ کو دیکھتا ہے کوئی علامت نہین معلوم ہوتی کبھی صحرا پر نگاہ ڈالتا ہی کوئی طریقہ نہین معلوم ہوتا حیران ہو رہا ہی کہ کس طرف جاؤن سحر کرنے والے کو کہان ڈھونڈھون غبار انکے نے جو دور سے دیکھا کہ لشکر رستم آتے آتے رک گیا اور رستم کیلے لڑ رہے ہین فوج کو اشارہ کر دیا کہ چہار جانب سے رستم کو گھیر کیا اور کل فوج نے رستم پر بلوہ کیا ہر طرف سے نیزہ و خنجر پڑنے لگے کہ رستم زخمی ہونے لگے اس اضطرار مین دست دعا بدرگاہ مجیب الدعوات بلند کیے بیقرار ہو کر پکار اٹھے کہ ای رب بے نیاز و ای کریم کارساز رحم اپنا شریک کر تو علام الغیوب دافع البلیات ہی آبرو اس غلام کی تیرے ہاتھ ہے

نظم

نقاب از چہرۂ رنگین چو آن گل در چمن گیرد — بسوزد خرمن گلزار و آتش در سمن گیرد

دہم از زان اگر جنس دلم آن دلربا خواہد — کنم قربان اگر آن جان عالم جان من گیرد

چو در دل نار سوزان محبت مشتعل گردد — گہے شعلہ بجان آید گہے در جان و تن گیرد

درین فانی سرا ہر کس کہ آید میرود آخر — وطن ہر کس کہ گیرد لاجرم ترک وطن گیرد

باب و تاب گلشن دل بسی شیدای بلبل شیدا — کہ رنگ تازہ در ہر موسم این رنگین چمن گیرد

خدائی میکند در کشور جان ان بت سنگین — ربا ید از مسلمان دین و دل از برہمن گیرد

زمانہ دست غارت چون بیال مردہ بکشاید — تعجب نیست گر زو بانہ بس تار کفن گیرد

مسافر چون ازین فانی سرا رخت سفر بندد — بغیر از رنج و غم با خود چہ زین دار محن گیرد

عجب بر مصرع مخفی رقم کردین غزل ہمداری — شہید عشق کے آرام در گور و کفن گیرد

تعلق گرچہ از ہر ملک تا ہندوستان دارد — مگر در ہر زبان ہمداری مذاق از ہر سخن گیرد

رستم بلاک کر دعا حق مانگ رہے ہین سارا لشکر بیتاب و بیقرار ہی چہرون پہ ہوائیان اڑ رہی ہین حیران ہین کہ کیا باعث ہی گھوڑے قبضے مین نہین پاؤن اپنے اختیار مین نہین

آخر کیا کریں اس خرابی میں مبتلا ہیں لیکن رستم کل فوج سے لڑ رہے ہیں جتنے وار کیا آسد کا
اگر دس وار روکے تو ایک نیزہ پڑ گیا کئی زخم رستم نے کھائے سمک بلا اقی حقہ بازے
آتش بازی مارتا پھرتا ہے یہی خیال ہے کہ اپنی جان دوں اور آقا کو بچاؤں اتفاقاً ادھر لشکر
رستم انتشار میں ہے ادھر ملکہ جہان آرا و صہبائے شیرین کلام جو اڑی ہوئی آتی تھیں
ان دونوں نے آسمان سے دیکھا کہ رستم زخمی ہو رہے ہیں کل لشکر کھڑا دیکھ رہا ہے سوچیں
کہ یہ کیا معرکہ ہے لشکر رستم میں سب جانباز و سرفروش ہیں ان سب کو یہ کیا ہوا کہ چپکے کھڑے
دیکھ رہے ہیں جہان آرا نے کہا کہ اے مادر مہربان طریقے سے معلوم ہوتا ہے کہ کسی نے سحر
کیا ہے کہ اہل لشکر رستم دیکھ رہے ہیں صہبائے شیرین کلام نے کہا کہ بیٹا زمین پر اترو تو
دریافت ہو کہ یہ کیا معرکہ ہے جہان آرا فوراً زمین پر آئی اول اہل لشکر کو آواز دی کہ صد حیف
تم دیکھ رہے ہو تمہارے آقا قتل ہو رہے ہیں اور تم شریک جنگ نہیں ہوتے
سب نے جواب دیا کہ اے ملکہ عالم ہم سب نہایت مجبور و ناچار ہیں قدم نہیں اٹھتا کھڑے
بدلگامیاں کر رہے ہیں ہم کیا کریں ہمارا کیا اختیار ہے جہان آرا نے زمین کو دیکھا زمین سے
دھواں نکل رہا ہے اسم سحر پڑھ کر زمین پر دو ہتھڑ مارا کہ زمین کو جنبش ہوئی جس مقام
دھواں نکل رہا تھا وہاں پر ایک گڑھا پڑ گیا دوسرا سحر جہان آرا نے کیا زمین کن جو اندر
زمین کے سحر کر رہی تھی معلوم ہوا کہ زمین مجھکو فشار دیتی ہے گھبرا کر نکلی چہرہ اداس دوپٹہ
ڈھلکا ہوا صہبائے شیرین کلام نے جو دیکھا کہ ایک ساحرہ زمین سے نکلی صہبا نے
پیچھے ہٹ کر کارد سحر ماری پشت پر زمین کن کے پڑی کہ سینے کو توڑ کر پار گذری۔
زمین کن زمین پر گری اندھیرا ہو گیا آواز آئی کشتی مرا نامم زمین کن جادو بود اب تو
کل سوار و پیادہ گھوڑے اٹھا کر لشکر دشمن پر آ پڑے تلوار چلنے لگی مگر جہان آرا کو بڑا غصہ
تھا زلف عنبرین کو ہلا دیا غبار انگیز کے لشکر کے دماغ میں جو بوئے خوش آئی جھومنے لگے
طرف صحرا کے دیکھنے لگے اور پکار اٹھے نظم

میں نے تم کو دل دیا تم نے مجھے رسوا کیا	میں نے تم سے کیا کیا اور تم نے مجھ سے کیا کیا
کشتۂ ناز بتاں روز ازل سے ہوں مجھے	جان کھونے کے لیے اللہ نے پیدا کیا

خطا شعار نے ایک تیر رستم پر مارا رستم نے تیر کو قلم کیا اپنے پاس تک آنے دیا تیر خطا شعار
کاٹ کر زمین پر گرا سات تیر اُسنے مارے رستم نے تیغۂ ہفت جوہر سے قلم کیے جب سات تیر
قلم ہو چکے تو نیزہ ہلاتا ہوا قریب آیا نیزہ مارا رستم نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا آپس میں
نیزے چلنے لگے گیارہ طعنین آپس میں رد و بدل کی ہوئی تھیں کہ رستم نے نیزۂ شیرانہ کیا نیزہ
غبار انگیز کا گانٹھا اور گانٹھ کر جھٹکا مارا کہ نیزہ ہاتھ سے غبار انگیز کے نکل گیا غبار انگیز نے
قبضۂ شمشیر پر ہاتھ ڈالا خبردار خبردار رہ کے ہاتھ مارا رستم نے بہ آسیب سپر تلوار کو رد کیا
اُسنے چاہا کہ تلوار مار کر پلٹون رستم نے تیغۂ ہفت جوہر چمکایا چمک اسے تلوار کی آئینۂ
شمشیر میں غبار انگیز کو جلوۂ عروس مرگ دکھائی دیا حیران ہو گیا مگر تلوار جو تڑپ کر گری اسپر
کے ٹکڑے اُڑائے سپر کو کاٹ کر تلوار چلی خود کو کاٹ کر سر کے دو ٹکڑے کیے اور جبڑے کو کاٹا
صراحی گردن سے مانند قطرۂ آب صندوق سینے سے مثل سیماب گذر کر زین کو کاٹا زین کو
کاٹ کر مع گینڈے کافر کے چار ٹکڑے کیے لشکر میں غبار انگیز کے غل ہوا کہ افسر لشکر
مارا گیا سماک یلداقی نے سر افسر کا نیزے پر چڑھا دیا تمام لشکر کی نگاہ پڑی کہ افسر قتل
ہوا جہان آرا و صہبا نے آگ برسا دی لشکر کے پاؤن اُٹھ گئے آخر فرار پر قرار کیا وادی
صحرا کو مثل آغوش مادر جان کر جیسے شکست کامل ہوئی لشکر رستم نے پڑاؤ لوٹ لیا
خیموں میں آگ لگا دی رستم بفتح و فیروزی پلٹے سماک ساتھ ہی خواجہ بھی آئے رستم
نے خواجہ عمرو سے حال پوچھا خواجہ عمرو نے بیان کیا کہ دربار بقراط ثانی کو لوٹا باتیں کرتے
ہوئے آئے ہیں خواجہ عمرو نے ریش بقراط ثانی کی دکھائی رستم ریش بقراط کو دیکھ کر
بہت خوش ہوئے لیکن جہان آرا و صہبا دونوں باتیں کرتی ہوئی آتی ہیں جہان آرا
کہتی ہیں کہ اے مادر مہربان خدا نے وقت پر پہونچایا ورنہ ساحرہ نے لشکر کو تباہ کر دیا تھا
اگر ہم نہ پہونچتے تو خاتمہ تھا اکیلے رستم کس کس سے لڑتے آپس میں یہ ذکر کرتی ہوئی چلیں
قصد ہے کہ بڑھ کر رستم سے ملاقات کریں یکایک آسمان پھرا پایا سر پر دونوں کے
آکر پھٹا دو شعلۂ آتش گرے دونوں کی کمریں لپٹ گئے اُٹھا کر لے گئے کنیزان
جہان آرا روتی پیٹتی ہوئیں سامنے رستم کے آئیں عرض کی کہ اے شہریار جہان آرا

روز کہتا تھا کہیں مرتا نہیں اب مر گئے
سر سے شعلے اٹھتے ہیں آنکھوں سے جاری ہے لہو
رو بیٹھے کیا بخت خفتہ کو کہ آدھی رات سے
آتش الفت بجھا دی داغہائے اشک نے
آنکھ عاشق کی کوئی پھرتی ہوا ہر وارہ خلاف
دلبروں میں بیوفا میری وفا کی دھوم ہے
چارہ گر زندان میں اسکی آستان سے لیگئے
غیر کا اور آپ کا گر دل نہیں ہے ایک تو
کیا خلش تھی رات دن میں آرزوے قتل کی
کیا خجل ہوں اب علاج بیقراری کیا کروں
غرض ایمان سے صدا اُس غارتگر دین کو پڑھی

اب تو خوش ہو بے وفا تیرا ہی سے کہنا کیا
شمع سے پہلے ذکر اس محفل آرا کا کیا
مین یہاں رویا کیا اور وہ وہاں سویا کیا
ہاے کی گرمی صحبت نے جی ٹھنڈا کیا
دیکھ لے ہیں مرتے مرتے سوے در دیکھا کیا
بوالہوس سے کیوں کہا تھا راز کیوں افشا کیا
ایک بھی میری نشانی لاکھ سر پٹکا کیا
کیوں ترے دل میں مری یاد آنے کا چرچا کیا
ناخن شمشیر سے مین سینہ کھجلایا کیا
دھر دیا ہاتھ اسنے دلپر تو بھی دل دھڑکا کیا
تجھ سے اے مومن خدا سمجھے یہ تو نے کیا کیا

سوار و پیادل یہ اشعار پڑھتے پھرتے ہیں کوئی پہاڑوں سے سر ٹکراتا ہے کوئی سر پر خاک
اڑاتا پھرتا ہے کوئی گریبان چاک منھ پر خاک ملے دیوانہ وار پھر رہا ہے ایک طرف سے ملکہ
صہبا نے شیرین کلام نے سحر کیا اور زیادہ ہنگامہ پڑا دوڑے دوڑے پھرنے لگے رستم
نے جو اتنی مہلت پائی پکار کر آواز دی کہ اے ملکہ جہان آرا و صہبا خبردار سحر نہ کرو مگر یہ دونوں
ماں بیٹیاں کب سنتی ہیں مصروف سحر خوانی ہیں بلکہ جواب دیتی ہیں کہ اے شہریار اس
مردود نے تو ایسا مکر کیا کہ ساحرہ کو زمین میں چھپایا اس بیچارے نے ایسا سحر کیا کہ لشکر بیکار
ہوا آپ اپنی جرأت کو کام فرمائیے یہ بیچارہ لائق رحم نہیں ہے خداوند کریم آپ کو مظفر و منصور
کرے ان کافروں پر غالب کرے ان نالائقوں نے جیسا مکر کیا ہے ویسا انکے پیش آیا
ساحرہ قتل ہوئی کس ستم کا سحر کر رہی تھی آخر زمین سے نکلی لاش اُسکا سامنے پڑا ہے
جس طرح سے بنے اس مردود کو قتل کیجیے نکل کر نہ جانے دیجیے رستم پیلتن نے جو دیکھا کہ
غبارہ انگیز لڑتا ہوا جاتا ہے آواز دی کہ او نامرد ہم سے مقابلہ کر یکرو دغا تو کر چکا اب
مردان عالم پر وار کر ہم سے آنکھ چار کر یہ آواز سنکر غبارہ انگیز جھپٹا کمان کاندھے سے اتاری

خطا شعار نے ایک تیر رستم پر مارا رستم نے تیر کو قلم کیا اپنے پاس تک آنے دیا تیر خطا شعار
کا کٹ کر زمین پر گرا سات تیر اُسنے مارے رستم نے تیغۂ ہفت جوہر سے قلم کیے جب سات تیر
قلم ہو چکے تو نیزہ ہلاتا ہوا قریب آیا نیزہ مارا رستم نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا آپس مین
نیزے چلنے لگے گیارہ طعنین آپس مین رد و بدل کی ہوئی تھین کہ رستم نے نعرۂ شیرانہ کیا نیزہ
غبار انگیز کا گانٹھا اور گانٹھ کر تھپیڑا مارا کہ نیزہ ہاتھ سے غبار انگیز کے نکل گیا غبار انگیز نے
قبضۂ شمشیر پر ہاتھ ڈالا خبردار خبردار کہہ کے ہاتھ مارا رستم نے بہ آسیب سپر تلوار کو رد کیا
اُسنے چاہا کہ تلوار مارکر ملیٹون رستم نے تیغۂ ہفت جوہر چمکایا چمک سے تلوار کی آئینہ
شمشیر مین غبار انگیز کو جلوۂ عروس مرگ دکھائی دیا حیران ہو گیا مگر تلوار رستم تڑپ کر گری اسپر
کے ٹکڑے اُڑائے سپر کو کاٹ کر تلوار چلی خود کو کاٹ کر سر کسے کلے اور جبڑے کو کاٹا
صراحی گردن سے مانند قطرۂ آب صندوق سینے سے مثل سیماب گذر کر زین کو کاٹا زین کو
کاٹ کر مع گینڈے کافر کے چار ٹکڑے کیے لشکر مین غبار انگیز کے غریو ہوا کہ افسر لشکر
مارا گیا سماک بلا راقی نے سر افسر کا نیزے پر چڑھا دیا تمام لشکر کی نگاہ پڑی کہ افسر قتل
ہوا جہان آرا و صہبا نے آگ برسادی لشکر کے پاؤن اُٹھ گئے آخر فرار پر قرار کیا دامن
صحرا کو مثل آغوش مادر جان کر چھپے شکست کامل ہوئی لشکر رستم نے پڑاؤ لوٹ لیا
خیمون مین آگ لگادی رستم بفتح و فیروزی پلٹے سماک ساتھ ہو خواجہ بھی آئے رستم
نے خواجہ عمرو سے حال پوچھا خواجہ عمرو نے بیان کیا کہ دربار بقراط ثانی کو لوٹا باتین کرتے
ہوے آتے ہین خواجہ عمرو نے ریش بقراط ثانی کی دکھائی رستم ریش بقراط کو دیکھ کر
بہت خوش ہوے لیکن جہان آرا و صہبا دونون باتین کرتی ہوئی آتی ہین جہان آرا
کہتی ہین کہ اے ماہ و مہربان خدا نے وقت پر پہونچایا ورنہ ساحرہ نے لشکر کو تباہ کر دیا تھا
اگر ہم نہ پہونچتے تو خاتمہ تھا اکیلے رستم کس کس سے لڑتے آپس مین یہ ذکر کرتی ہوئی چلین
قصد ہو کہ بڑھ کر رستم سے ملاقات کرین یکایک آسمان پر ابر آیا سر پر دونون کے
آکر پھٹا دو شعلۂ آتش گرے دونون کی کمر مین لپٹ گئے اُٹھا کر لے گئے کنیزان
جہان آرا روتی پیٹتی ہوئین سامنے رستم کے آئین عرض کی کہ اے شہریار جہان آرا

وہ کنیز بیہوش ہوئی خواجہ نے اُسکو تو کنارے ڈال دیا آپ اُسی کی شکل بنکر طرف باغ کے
چلے مگر حیران ہیں کہ افسوس میں نے اس کنیز کا نام نہ دریافت کیا کہ ایک کنیز نے پکار کے
کہا یوا چمن آرا ادھر آؤ خواجہ نے جواب نہ دیا ایک کنیز نے آکر ہاتھ تھام لیا کہا کہ اے چمن آرا
بات کا جواب تو دے خواجہ سمجھے کہ چمن آرا میرا ہی نام ہے سوچتے ہوئے باغ میں چلے
کنیزوں سے ہنستے ہوئے کسی کا دوپٹہ نوچ لیا کسی کے گلے میں ہاتھ ڈال دیے کنیزیں غل
مچاتی ہیں مسخرہ پن کرتے ہوئے باغ میں آئے دیکھا کہ باغ بہشت آئین ہے گلہائے
رنگارنگ و شگوفہ ہائے بوقلموں نہریں سلسبیل آسا جاری ہر مقام پر گلکاری پنجرے
جانوروں کے درختوں میں لٹکے ہوئے زمزمہ سرائی کر رہے ہیں غنچے منہ کھولکر ہمہ تن زبان
ہر چند کہ طفل بے زبان ہیں مگر چاہتے ہیں کہ صفت باغبان قضا و قدر کریں دم محبت کا بھریں
گلہائے رنگارنگ اپنا اپنا رنگ جما رہے ہیں ظاہر امسکرا رہے ہیں باغ کی ناپائداری پر
گویا ہنستے ہیں یہ آوازے کستے ہیں طائر جو قفس آہنی میں بند ہیں رنگ چمن دیکھکر پھڑک
جاتے ہیں پر کھول دیے منقاریں اُٹھائیں چہکارا مارا رنگ باغ کو ملاحظہ کیا پکار اُٹھے
کہ اے باغبان قضا و قدر تیری رنگ آمیزی کو کون دیکھ سکتا ہے تو وحید و یکتا ہے تیری صفت
میں کیا زبان کھولیں کون حرف بولیں کیا مضمون ظاہر کریں کیونکر تیری محبت کا دم بھریں
سبحان اللہ کیا قدرت کاملہ و حکمت بالغہ ہے کسکی مجال ہے کہ تیرا وصف زبان پر لاسکے مگر یہ
ہر وقت وردِ زبان ہے

نظم

فصل گل آئی زمانہ ہے جنوں کے جوش کا — ہے تقاضا ساقی پیہم ہے وقت نوشانوش کا
چھپ نہیں سکتا کبھی اظہار سے وحشی پن — خود بخود بو دینے لگتا ہے دہن مے نوش کا
کیا ہوا ہے جو مرے دل کی طرح وہ چھپ رہا — حال چاکر پوچھیے کچھ دلبر روپوش کا
کس غضب کی روشنی دیتا تھا شب کے ذرے کی — ہر ستارہ روکش خورشید ہے پاپوش کا

پھولوں کی آڑ میں عروسان چمن کا منہ چھپانا شاخوں کا گھونگھٹ بنانا ہر جانب سامان
فرحت و عیش ہے عندلیبان خوشنوا ہر چند کہ وقت شب ہے مگر آشیانوں سے اپنا اپنا
منہ نکالتی ہیں پہلوے گل میں آشیانہ ملا غنچہ آرزو کھلا ہر جانب خوشی کے سامان ہیں

آمد بہار ہی زیر نخل پھولون کے انبار ہین چمن خوب گلشن مرغوب خواجہ یہ بہار دیکھتے ہوے
روش پٹری کو طی کرکے وسط باغ مین پہونچے دیکھا کہ فرش مشجر بچھا ہی کئی سو کنیزین بیٹھی ہین
صاف ظاہر ہی کہ کسی کی آمد کا انتظار ہی ہر نازنین طرف آسمان کے دیکھ رہی ہی کوئی درختون
کو دیکھتی ہی کوئی پھولون پر نگاہ ڈالتی ہی ہر ایک کا یہی قول ہی کہ ملکہ شطاح جہان ہما
آیا چاہتی ہین ایک کہتی ہی کہ جہان آرا و صہبا کو لینے گئی ہین انکے چھٹنے کو کون روکیگا یہ
ذکر تھا کہ پھولون نے آنکھین کھولین نرگس شہلا کی دیدہ بازی سوسن کی غمازی سنبل نے
زلفین عنبرین کھولین تمام باغ معطر و معنبر ہوگیا غنچون نے دلہان معشوق کا لطف دکھایا
کہ بالکل خاموش ہو گئے ایک دناٹا ہوا پھولون سے شعلے چمکے غنچے بول اٹھے ہر طرف سے
صدا آنے لگی کہ ملکہ شطاح جہان ہما آتی ہین کنیزین گلابیان درست کرنے لگین ایک رنجی
ہوئی ہٹو بچو کی آواز آئی خواجہ دیکھ رہے ہین کہ کنج باغ سے ایک نازنین نہایت حسین پاینچے
سنبھالتی ہوئی ہزار کنیزین ہمراہ آتی ہی مگر وہ جو نازنین سب کے آگے ہی نہایت حسین و جبین
ہی غنچہ دہن نازک بدن سیمتن ماہرو خوش گلو آفتاب عالمتاب حسن و جمال نئی ہر ادا کا
خیال اس سج دھج سے آتی ہی کہ چشم نرگس بیمار دیکھنے سے نہین جھپکتی سنبل کی پریشانی
مٹ گئی سوسن بے تنو زبانین کھولین پکار رہی ہی کہ ای ساکنان باغ ہوشیار ہوجاؤ ادب کا
مقام ہی کہ ملکہ شطاح جہان ہما آپہونچین گنہگار کے لیے سزا ہی متعلقین کے لیے مزا ہی وہ
نازنین جب وسط باغ مین آئی مسند پر بیٹھی پکار کر آواز دی کہ ارے سب کنیزین حاضر ہین
سب کنیزین حاضر ہوئین صف باندھ کر کھڑی ہوگئین شطاح جہان ہما نے سبھون پر نگاہ
ڈالی کہا بیٹھ جاؤ سب کنیزین مودب بیٹھین خواجہ عمرو کہ بصورت چمن آرا ہین ترپ کر مجمع
سے نکلے مالک کو سلام کیا شطاح جہان ہما نے پوچھا کہ کیون چمن آرا کیا کہو گی عرض کی
کہ حضور مین آپ کے انتظار مین باہر کھڑی تھی کہ سناٹا ہوا ہوا سے سرد چلی میری آنکھ بند
ہوگئی مین نے اپنے کو دربار خداوندی مین پایا دیکھا کہ قدرت بیٹھے ہین مین نے سجدہ کیا
ارشاد ہوا کہ ای چمن آرا خدمت شطاح جہان ہما مین اپنا گانا سناؤ وہ پسند کرینگی
قدرت نے میری پشت پر ہاتھ رکھا لہذا میرا گانا سنیے دیکھیے یا اشعار گاتی ہون حضور سماعت

فرماتے یہ کہکے خواجہ نے یہ اشعار عبرت آثار شروع کیے نظم

تنگ آیا ہون اُس حور کی بیدادگری سے / آنکھ اُٹھاؤنگا اب دل کو کسی اور پری سے
قاصد تو جواب ایک مرے خط کا نہ لایا / درگذرا میں باز آیا تری نامہ بری سے
بجھ جاؤن کوئی دم مین اگر مین تو عجب کیا / بدتر ہو مرا حال چراغ سحری سے
آنسو ہی بہا کاش کہ ٹھنڈا ہو کلیجہ / اے دیدۂ تر پھنک گئے سوز جگری سے
دیوانہ ہون تو خوب ہون ہوشیار ہون تو خوب / کیا کام کسی کو مری شوریدہ سری سے
کب آؤ گے کب آؤ گے کب آؤ گے ایجان / آنکھون کا عجب حال ہے یان منتظری سے
مین مرد مسافر ہون محبت نہ بڑھاؤ / اچھا نہین ہے دل کا لگانا سفری سے
ایجان یہ سب کہنے کی باتین ہین چلو تو / تم چال مین رہجاؤ گے کیا کبک دری سے
تمنے تو رقیبون سے ملاقات بڑھائی / لگ چلتے ہین اب ہم بھی کسی ور پری سے
اے حور ترے کوچے سے نکلی جو سواری / سوداییون نے چھین لیا تخت پری سے
بجھنے پہ بھی اس آگ کی گرمی نہین جاتی / رہ رہ کے دھوان اُٹھتا ہے سوز جگری سے
اُٹھ جائینگے اک روز یہی ہے جو بلکنا / تنگ اہل محلہ ہین مری نوحہ گری سے
تاثیر کی اُس بت کے دل سخت مین کسدن / کہتا ہون مین اے آہ تری بے اثری سے
دیوانہ ہون ہے الفت گیسوے مسلسل / حیران نہو میری پریشان نظری سے
کیلا نہین اس سانپ کو مین جان پہ کھیلا / چھوٹی نہ مری ہاتھ آئی ہے کس دردسری سے
گذرے تو نہین وہ ابھی اس راہ گذر سے / مین پوچھتا ہون رشک ہر اک رہگذری سے

خواجہ یہ اشعار گا رہے تھے کہ آسمان پر برق چمکی دیکھا ایک ساحر تاج سر پر رکھے ہوئے دریاے اشکبار سحر مین غوطہ زن آتا ہے جیسے وہ تخت نمایان ہوا سب کنیزین کھڑی ہو گئین سب کے منھ سے نکلا کہ شہباز اشک بہا آتے ہین وہ جادوگر تخت سے اُترا ملکہ کھڑی ہو گئین اُس ساحر کو لا کر مسند پر بٹھایا گھبرا کر ساحر نے کہا کہ اے ملکہ عالم بڑے افسوس کی بات ہے کہ تم جہان آرا جھمیا کو اُٹھا لائین اور روک ٹوک نہین مقرر کی مین نے ابھی مجموعہ جمشیدی کو دیکھا اُسمین صاف صاف لکھا تھا کہ آج کے دن عمرو عیار اس باغ مین آئیگا یہ گائن کون گا رہی ہے ملکہ نے

کہا اے شہباز یہ ہماری کنیز قدیم ہے بلکہ ندیم ہے ہمیشہ خدمت میں حاضر رہتی ہے میں نے اسے اپنی
گود میں پرورش کیا ہے بڑے بڑے ساحروں نے اسکا پیغام دیا میں نے قبول نہیں کیا آج
قدرت نے اسکو علم موسیقی مرحمت فرمایا شہباز نے سنکر اشارہ کیا اری گلشن جسطرح ہوسکے جلد
شراب پلا خواجہ نے خوش ہوکر گلابی کو الٹ پلٹ کیا اُس میں بیہوشی ملائی جام لبریز کیا گن گنا کر
چند اشعار گائے شہباز بھی بیقرار ہوگیا حیران ہے کہ کس لطف سے اشعار گائے ہیں کتاب میں
یہ بھی لکھا تھا کہ زمرہ میں گانیوں کے عمرو ہوگا شاید یہی عمرو ہو جام پر کچھ اسماے سحر پڑھنے
لگا شراب شعلہ بنکر اُڑ گئی جام ٹوٹ کر خواجہ پر گرا کہ رنگ و روغن عیاری کا اُڑ گیا صورت اصلی
ظاہر ہوگئی شہباز نے آواز دی ارے اس ساربان زادے کو دیکھنا گرفتار کرو کنیز طرف خواجہ کے
چلی خواجہ نے اک کنیز کو خنجر مارا وہ کنیز گری اندھیرا ہوگیا اُس اندھیرے میں خواجہ کہاں گئے
شہباز اُٹھکر دوڑا خواجہ بھاگے ہوئے جاتے ہیں شہباز تعاقب میں آتا ہے چاہتا ہے عمرو کے
اوپر سحر کروں خواجہ چھپتے ہوئے جاتے ہیں جب باغ سے نکلے شہباز بھی آیا خواجہ نے جو دیکھا
کہ شہباز پیچھا نہیں چھوڑتا ایسا نہو کہ سحر سے میں گرفتار ہوں لیس ہاتھ باندھکر پلٹے پکار کر کہا
اے شہنشاہ ساحران تجھ ایسا ساحر میری نگاہ سے نہیں گذرا میں تیری معرفت خدمت خداوند
میں چلونگا شہباز نے کہا خواجہ اگر ساتھ چلوگے تو کل خطا معاف کرادونگا ورنہ تم سے اور
قدرت سے ہمیشہ نفاق رہیگا قدرت کو تمھارے نام سے نفرت ہے ایسا نہو کہ کسی مقام پر
تقدیر کردیں تو تم سنگ سیاہ ہو جاؤ خواجہ قدموں پر شہباز کے گر پڑے کہا اے شہباز عمر بھر
غلامی کرونگا شہباز نے کہا خواجہ تم سے بڑی بڑی خطائیں سرزد ہوئیں تم نے اس اقلیم میں کیا
آگ لگا کر ڈال دیا کیسے کیسے ساحر تم نے قتل کیے قدرت کو بڑا ملال ہے آٹھ پہر یہی خیال ہے
عمرو کو قتل کروں عمرو نے کہا میں قدرت کو سجدہ کرونگا حقیقت میں اب جو خیال کیا تو بجا ہے
ثابت ہوگیا کہ یہ خداوند حقیقی ہیں ایسے کو سجدہ کیوں نہ کریں جب خداوند حقیقی ہو تو اسکو کیوں
نہ سجدہ کریں جس نے پیدا کیا اسکو نہ پہچانے تو وہ انسان نہیں میرا تو یہ قول ہے کہ اُس نے
ہمکو پیدا کیا بڑے تعجب کی بات ہے کہ ایسے وقت میں قدرت دستگیری نہ فرمائیں اکثر میں نے
قدرت کو خواب میں دیکھا یہی فرمایا کہ تو اک دن ہماری اطاعت کریگا تجھکو اپنے بندوں کے

خاص میں داخل کرینگے شہباز نے کہا اے شہنشاہ اوج عیاری جان کا خوف نہ کرو میں اسوقت
ہو آیا ہوں تو کتاب قدرت دیکھ کر آیا اُس میں صاف صاف لکھا تھا کہ عمرو باغ میں شطاح
جہان پیما کے موجود ہے تب تو میں آیا ہم کو اس مقام پہ پایا اب تم کو بڑے لطف سے لیچلونگا
شطاح جہان پیما بھی ساتھ ہوگی کہ صاحب کامل ہے ہر وقت قدرت خود او میں رہتی ہے
جس وقت عیار انگھڑا مارا گیا اُسی وقت قدرت کو خبر ملی کہ جہان آرا نے قیامتین بپا کی ہیں
فوراً شطاح جہان پیما کو حکم ہوا کہ اے صاحب قدرت جلد جاؤ جہان آرا وصہبا کو گرفتار
کرلاؤ شطاح جہان پیما گئیں اور دونوں کو گرفتار کرلائیں اسی باغ میں دونوں قید ہیں اگر
خواجہ تم انکو سمجھا دو کہ وہ چل کے قدرت کو سجدہ کریں تو قدرت بہت راضی ہونگے اور تمہارا
مرتبہ بہت بڑھے گا اور میں تم سے وعدہ کرتا ہوں کہ جہان آرا کی شادی تمہارے ساتھ کرادونگا
خواجہ نے یہ سُنکر کہا اے شہنشاہ ساحران میں جان و دل سے قدرت کو سجدہ کرونگا میں چاہتا
ہوں کہ میری اطاعت قبول کی جاوے جسوقت سے اطاعت قبول کرونگا طلب کرتا ہوں
لیجیے اور صاحبقران کو بھی پکڑ لاؤنگا آپکو اختیار ہے چاہیے قید رکھیے یا قتل کیجیے خواجہ باتیں کرتے
ہوئے شہباز کے ساتھ جاتے ہیں شہباز آگے آگے خواجہ پیچھے پیچھے جب خواجہ نے خیال کیا
کہ دلمیں شہباز کے لطف کلام سما فرمایا اے شہباز دیکھو ایک ابر اُٹھا ہے معلوم ہوتا ہے کہ کوئی
ساحر آتا ہے دیکھو تو کون جادوگر ہے شہباز نے جو سر اُٹھایا خواجہ نے حلقہ کمند مارے گلے میں جو حلقہ
کمند کے پڑے شہباز نے چاہا کہ ہاتھ پاؤں اور ترپ کے نکلوں خواجہ نے جلد مارا کہ شہباز بیہوش ہوکر
گرا خواجہ نے خنجر مارا کہ شکم چاک کیا قصہ پاک غبار اٹھا آواز آئی کہ مارا نام میرا شہباز تھا
بعد خواجہ نے کپڑے اُسکے اُتار لیے اور رنگ و روغن عیاری کا نکال کر شہباز کی شکل بنکر
ہوئے طرف باغ کے چلے یہاں شطاح جہان پیما باغ میں بیٹھی ہے دو گلدستے سامنے رکھا تھا
وہ جل گیا شطاح نے کہا تعجب ہوا کہ شہباز کو کس نے مارا یہ کہہ رہی تھی کہ چند کنیزیں دوڑی
ہوئی آئیں کہا اے ملکہ عالم نئی بات ہے کہ شہباز آتے ہیں شطاح نے کہا ابھی تو غیب سے آواز
آئی شہباز کے آواز آئی اور تم کہتی ہو کہ شہباز آتے ہیں حقیقت میں تعجب ہوا سمجھی کہ شہباز نے
آکر رنگ ساربان زادے کا مٹایا ورنہ وہ اپنا رنگ جماچکا تھا یہ باتیں تھیں کہ شہباز نقلی آ پہنچا

شطاح جہان پیما نے کہا کہ ای شہباز تم کیونکر بچے شہباز نقلی نے جواب دیا مین اپنے ہم شبیہ کو
قتل کرا دیا مین نے مجموعۂ جمشیدی مین دیکھا تھا کہ مجھ پر افتاد پڑے گی تو مین نے یہ تدبیر کی
کہ اپنے ہم شبیہ کو بخوف عمرو کے ساتھ کر دیا مین الگ ہو گیا آخر یہ انجام ہوا کہ اُسنے میرے ہم شبیہ پر
حملہ کیا جب میرا ہم شبیہ مر کر گرا اور مین نے آسمان سے دیکھا غصہ تو انتہا سے تھا گولا مار دیا عمرو
چلکر بگیا تو میرے مرنے مین علامتین ہوتین وہ اُسکے مرنے مین ہوئین خوشی کرو کہ ایسا شخص
مارا گیا کہ جسنے شمشہ د دامہ کو مارا اور وہان اُسکو کوئی گرفتار نہ کر سکا مگر قدرت نے ہمارے
نقشہ پر کی تھی روز ازل سے ارشاد فرمایا تھا کہ ای شہباز تو عمرو کا قاتل ہو تو سے ہزار برس پیشتر یہ
مضمون لکھ دیا تھا کہ خواجہ عمرو کو تو قتل کریگا ای ملکہ شطاح جہان پیما آج روح سامری اور
جمشید کو خوشی ہوگی بخوشی بیٹھو جلسۂ شراب و کباب آراستہ کرو بیٹھ کر شراب پیئین جہان آرا و
صہبا کو بلاؤ اُنسے بھی کہو کہ تمھارا بدکار مارا گیا کس نظرت سے آکر پہونچا تھا اُسکا یہ انجام ہوا
شطاح جہان پیما نے خوش ہو کر گلے مین شہباز نقلی کے ہاتھ ڈال دیے اور کہا ای شہباز تم
بڑا کارنمایان کیا خوب اپنے کو بچایا اُس ظالم نے تمھارے دشمنون کو مار ہی لیا ہوتا مگر
تمھنے قبل سے انتظام کر لیا تھا تمنے یہ بڑا اہتمام کیا ہے کہ ہر وقت مجموعۂ جمشیدی دیکھا کرتے ہو
ورنہ لقیر اطا ثانی نے منع کیا ہے کہ سامری نامہ و جمشید نامہ کوئی نہ دیکھے جسنے جو لقیر اطہ نامہ التصنیف کیا ہے
اُسکو دیکھا کرو کل مضامین اُسمین پاؤ گے تمکو اعتقاد ابھی سامری و جمشید کا ہے اُسی کا یہ لطف
حاصل ہوا کہ جان بچی دشمن کو مارا خواجہ بشکل شہباز محفل مین بیٹھے اور کہا ای شطاح جہان پیما
نقصان کا خیال نکرنا کنجی میخانہ کی مجھے دو کہ مین آج ساقی گری کرون کہ کوئی آج باقی نہ رہے
شطاح جہان پیما نے کنجی میخانے کی شہباز نقلی کو دی خواجہ نے کنجی جو میخانے کی پائی کہا جہان آرا
و صہبا کو بھی بلاؤ شطاح جہان پیما نے کنیزون کو اشارہ کیا کنیزین بارہ دری سے اٹھا کے لائین
خواجہ نے دیکھا کہ دونون شاہزادیان سرنگون بیٹھی ہین زبانون مین سوزن رنگ بھرے کے
ارتنگ ہو رہے ہین جیسے ہی خواجہ نے دونون شاہزادیون کو اس حال مین دیکھا قریب آکر دھمکایا کہ
تم دونون کو قتل کرونگا تمنے غضب کیا کہ قدرت سے باغی ہوئین اور باتین آنکھ کا تل دکھا دیا
دونون شاہزادیان خوش ہوگئین جہان آرا نے صہبا سے کہا او مادر مہربان خواجہ آپہونچے

صہبا بھی خوش ہوگئی کہا کہ گیا کامل و اکمل عیار ہین خواجہ کنجی لیکر میخانے مین پہونچے میخانہ مین آکر آواز دی یارو شراب لے جاؤ پیو آج ہم ساقی ہونگے کوئی باقی نہ رہیگا کنیزین و ملازم شراب اٹھا کر لے جانے لگے کوئی بطلا اٹھا کر لے گیا کوئی گلابی اٹھا کر لے گیا کوئی قرابہ اٹھا کر لے گیا شراب تقسیم ہونا شروع ہوئی چالیس گلابیان خواجہ نے مع شراب ارغوانی درست کیں محفل مین لیکر آئے شطاح نے دیکھا جس رنگ کی گلابی اسی رنگ کی شراب بھری ہے شطاح نے کہا صاحبو تمنے دیکھا کہ کس خوبصورتی سے شراب لائے ہین کہ جس سے زاہد صدسالہ کی بھی رال ٹپک پڑے خواجہ نے شراب لاکر محفل مین رکھی اور جام لبریز کیا سامنے شطاح کے آئے کہا لو جان جہان پیو اب تامل نہ کرو شطاح نے کہا کہ اے شہباز تمھاری تکلیف ہمکو گوارا نہین تم بیٹھو ہم کنیزون کو حکم دیتے ہین وہ شراب پلائینگی شہباز نقلی نے کہا اے ملکہ عالم جسوقت مین نے عمرو کو مارا اسی وقت قدرت میرے سامنے آئے اور فرمایا ہمنے تجھکو کمال علم موسیقی کا دیا ذرا گانا تو میرا سنو کہو کی عمرو گا رہا ہے یہ کہکے یہ اشعار عاشقانہ بعد سوز دلگداز شروع کیے

نظم

دام لے لے کے ہیں صیاد ستمگر چھوٹے — دخل کیا باغ مین بلبل کا جو اک پر چھوٹے
یون لگا لاتی ہے وہ آنکھ دل عاشق کو — جسطرح سے کوئی کمھ بنکے کبوتر چھوٹے
ہے وہی جوش جنون گو کہ گئی فصل بہار — دست اطفال سے ابتک نہیں پتھر چھوٹے
طوق و زنجیر کا غل اب نہیں زندانون مین — قیدی خیرات مین امسال مقرر چھوٹے
دام الفت سے رہائی کا کہین کیا احوال — کسطرح نکلے ہم اس قید سے کیونکر چھوٹے
تیری الفت مین ہوئین سب سے ملاقاتین ترک — اقربا چھوٹے محبان برادر چھوٹے
بندہ خانہ ہے قریب ابتو قدم رنجہ کرو — پاؤن کی سعی تمہاری جو دلبر چھوٹے
روز روشن نظر آتا ہے مجھے تیرہ و تار — بال اس رو کے جو چہرے پہ مقرر چھوٹے
ظلم سے ظلم کیے قاصد پر ظالم نے — نامہ بر ہاتھون کے پاؤن مین بندھکر چھوٹے
صبر دل کو تو کیا مین نے غنیمت جانا — جان بہی تجھ سے اگر ترک ستمگر چھوٹے
تیری صورت کو ترستے رہے ہم قبل ازین بھی — پردے سے آنکھون پہ ترے اسکی اگر چھوٹے

خوبرویوں کی محبت کا برا ہے انجام	تجھ سے اپکا یہ کہیں اور دل مضطر چھوٹے
ایسی افتاد کبھی یار پڑی ہے اے زنار	بیشتر اس سے ملے روٹھ کے اکثر چھوٹے

اس رنگ مین خواجہ نے یہ غزل گائی کہ شطاح بلائین لینے لگی کہتی تھی تم نے ایسے اشعار
گائے کہ اُس مرنے والے کا گانا یاد آگیا بالکل وہی نقل اُتاری ہے خواجہ نے کہا یہ سب قدرت کا
کمال ہے کہ میری پشت پر ہاتھ رکھتے ہی کمال قالب مین اُتر آیا خوش آواز بھی ہو گیا سب عیب
نکل گئے باتون مین لگا کے شطاح کو جام دیا چونکہ کنیزین غل مچا رہی تھین شطاح نے اس
ہنگامہ مین جام پیا کچھ خیال انجام نکیا اب تو خواجہ نے دورہ باندھا کنیزون کو بھی پلانے لگے
تھوڑے عرصہ مین سب کو شراب پلا چکے شطاح بیٹھے بیٹھے نشہ شراب مین گرا لی آنکھین پھاڑ کر
چہار جانب دیکھنے لگی بینائی موقوف ہو چکی تھی شہباز سے آنکھ ملا کر کہا اے شہباز تمکو کچھ خبر بھی ہے
کہ قدرت تشریف لائے ہین صحبت مین آنے کا ارادہ رکھتے ہین انکو محفل مین بلاؤ یہ کہکے اپنے مقام
سے اٹھی یا خداوند تشریف لایئے کہتی ہوئی چلی چند قدم چلی تھی کہ لڑکھڑا کر گری کنیزین لینا لینا
کہکر چلین جو اٹھی وہ گری تھوڑے عرصہ مین سب بر لب فرش فرش ہوئین خواجہ خنجر کھینچکر شطاح
پر پڑے چاہا کہ قتل کرون جہان آرا نے آواز دی خواجہ پہلے مجھکو رہا کرو ایسا نہو کہ کوئی افتاد پڑے
اسکے متعلقین بہت ہین ایسا نہو کہ کوئی ساحر آجائے خواجہ نے جہان آرا کو قفس سے نکالا
زبان سے اسکی سوزن نکالی چھوڑا کو بھی رہا کیا دونون قفس توڑ کر نکالین اب خواجہ نے شطاح کو
قتل کیا اندھیرا ہو گیا صدائین عجیب آنے لگین کہ ایک طرف سے نعرہ ہوا کہ بائش او ساربان نکاو
تخت کیا انجم کلاہ سرفروش جہان آرا نے دیکھا کہ ایک ساحر اُڑا ہوا آتا ہے اُسکے آتے ہی
[illegible] کیا کہ خواجہ کے پاؤن زمین نے تھام لیے جہان آرا نے رقعت عنبرین کو جنبش دی وہ ساحر
ٹھہرا پانی بہر کر پڑا چھوڑا نے ابرو سے تمہارا ہلا کے آسمان سے برق گری کلاہ سرفروش کے
دو ٹکڑے ہو گئے مرنا کلاہ کا کہ خواجہ نے رہائی پائی محفل کو لوٹنے لگے سب کنیزون کے کپڑے
اتار لیے باغ کو لوٹنا شروع کیا جسکو پایا اُسکے کپڑے اُتار لیے سب کے لاشے برہنہ پڑے ہین
جہان آرا نے کہا خواجہ اب چلیے رستم انتظار مین ہونگے خواجہ نے کہا مین رستم کو مطمئن کر کے
آیا ہون ان شاء اللہ اب چلکر رستم کو آمادہ کرینگے کہ لشکر مین چلیے یہ آپس مین صلاحین کر کے

شطاح جہان پیما کا باغ لوٹ لیا باغ تھوڑے سے عرصہ میں ویران ہوگیا درخت جل گئے باغ میں خاک
اڑنے لگی جس مقام پر بلبلیں چہچہہ زن تھیں اُس مقام پر زاغ و زغن کے آشیانے ہوئے تھوڑے ہی
عرصہ میں سامان بہار آنکھوں سے نہاں ہوئے جہان آرا نے کہا کہ خواجہ اب نکل چلیے طریقے سے
معلوم ہوتا ہے کہ شطاح کی عملداری میں دوسرے کی عملداری ہوئی ایسا نہ ہو کہ کوئی آفت آجائے
خواجہ و جہان آرا و صہبا آپس میں باتیں کرتے ہوئے سرحد باغ سے نکلے بیرون باغ جو آئے
تو دیکھا کہ ایک صحرائے ویران لق و دق میدان ہے ہر طرف خاک اُڑ رہی ہے زاغ و زغن کی صدا سے
تمام صحرا گونج رہا ہے ہزارہا زاغ آتے ہیں سر پر ان تینوں کے اڑتے ہیں جہان آرا نے کہا کہ خواجہ
پاؤں کی طاقت کم ہوتی جاتی ہے طبیعت گھبراتی ہے کسی نے سحر کامل کیا سحر فراموش ہو رہا ہے صہبا نے
کہا ہے تو نظر آب عجیب حال ہے قلب پر ہجوم غم و ملال ہے اب بہتر یہ ہے کہ آپس سے جدا ہوجیے اور آگے
صحرا میں تلاش کیجیے جس نے یہ سحر کیا ہے وہ اسی جنگل میں ہوگا شاید مل جائے تو اُسکے قتل کی تدبیر کریں خواجہ
ایک جانب بھاگے جہان آرا ایک جانب چلی صہبا نے ایک جانب رخ کیا قضائے کار لڑکا جہان آرا
چھانٹی ہوئی جاتی تھیں نگاہ اٹھا کے صحرا کو دیکھا کہ ایک طرف سے بونڈے گرد کے اٹھ رہے ہیں جہان آرا
گرد کی جانب چلیں ایک بونڈا گرد کا پیچ و تاب کھاتا ہوا قریب جہان آرا کے آیا جہان آرا نے چاہا
کہ اپنے کو اس بونڈے سے بچاؤں مگر گرد میں جہان آرا کھنچتی ہوئی چلیں ہر چند زور کرتی ہیں مگر گرد
سے نہیں نکل سکتیں وہ گرد سو دو سو قدم جہان آرا کو لائی وہاں پر آکے جہان آرا گریں آنکھ اٹھا کر دیکھا
کہ ایک نخل برگ و بار سے خالی ہے شاخیں اسکی ہاتھ پھیلائے ہوئے اُس نخل کے سایے میں ایک
ساحرہ کریہ منظر مہیب شکل بیٹھی ہوئی ہے جوں جوں گرد میں لوٹتی ہے خاک پر ہاتھ مار کر بنا ہوتی ہے وہ بونڈا
گرد کے چیخ مارتے ہوئے صحرا میں پھر رہے ہیں جہان آرا جو گریں سحر فراموش حیرت کا جوش [illegible]
ہاتھ پاؤں مارنے لگیں پیش ساحرہ نے اٹھ کر جہان آرا کی زبان میں سوزن ڈالی اس نخل کے سایے
میں ڈال دیا آپ پھر زمین پر گری اور لوٹنے لگی بونڈے گرد کے اسی طرح اٹھنے لگے تمام صحرا میں جا بجا
ہیں معلوم ہوتا ہے کہ کسی کو ڈھونڈ رہے ہیں ناظرین کو واضح ہو کہ یہ ساحرہ اپنے [illegible]
کہ آسمان سے چند طائر آئے بیرون سے سر پیٹتے ہوئے [illegible] کے سامنے آکر گرے اور مثل
انسان کے پکار کر آواز دی یا خداوند غضب ہوا کہ روسیہ شہپارا اور شطاح کو مار ڈالا [illegible]

نکلا چاہتے ہین بقراط ثانی نے ایک آواز دی ارے کوئی حاضر ہی کہ ایک ساحرہ بصورت باون
سے خاک گرتی ہوئی حاضر ہوکے سامنے آئی کہا یا خداوندمنم ویرانہ دشت نورد اگر حکم ہو تو جاؤن
جاکر صحرا کو ویران کرون وہ خاک اڑاؤن کہ تینون سحر مین مرے مبتلا ہون تینون کو گرفتار کرکے
لاؤن بقراط ثانی نے حکم دیا ہی ویرانہ دشت نورد جلد جاؤ اور تینون کو گرفتار کرکے لے آؤ یہ
جو ساحرہ بڑی لوشدہ ہی ہے یہ وہی ساحرہ ہی کہ آکے اسنے سحر کیا صحرا کو ویران کردیا آپ زیر نخل پڑی
ہی کہ ایک بونڈلا گیا خواجہ دور سے دیکھ رہے ہین کہ اس گرد نے آکر صہبا کو بھی گھیر لیا صہبا نے
ہر چند دور کیا کئی مرتبہ جست کرکے گرد سے نکلی مگر گرد نے صہبا کو گھیر لیا آخر ناچار ہوئی گرد کھینچکر
لیچلی اس مقام پر لائی کہ جس مقام پر جہان آرا پڑی تھی اسی مقام پر آکر صہبا بھی گری ہاتھ پاؤن مارنے
لگی اس ساحرہ نے اٹھکر صہبا کی زبان مین بھی سوزن دی اور پکارکر آواز دی ارے تم بتاؤ کہ
ساربان زادہ جسکو اپنی عیاری کا دعوی ہی کہان گیا قدرت نے مقام سکتہ ری سے دیکھا کہ تم تینون
ساتھ نکلے تم دونون گرفتار ہوے اس ظالم کا پتا نہین دونون نے کچھ جواب نہ دیا ویرانہ دشت نورد
بونڈلے گرد کے روانہ کرنے لگی جب خواجہ نے دور سے دیکھا کہ دونون جاکر گرفتار ہوئین کنارے
آئے رنگ روغن عیاری کا لگایا صورت اپنی تبدیل کی ایک مہاجن کی شکل بنکر تیار ہوے
دھوتی تہمبری باندھے ہوے ایک مرزائی پہنے ہوے تھے زنا گلے مین ایک ہاتھ مین تھالی پرنچی
اسمین موہن بھوگ رکھا ہوا بچپٹ کر آہستہ چلے سامنے ویرانہ دشت نورد کے پہونچے
ویرانہ نے جو اس مہاجن کو دیکھا ہر چند کہ سحر کر رہی تھی مگر پکارکر آواز دی میان جانے والے
تم کون ہو جو صحرا ہے ویران مین آپڑے خواجہ نے جواب دیا اے ملکہ عالم غلام کی کیفیت یہ ہی کہ
زوجہ کو دروزہ لگے ہین اس بیقراری مین نکلا کہ جاکر ٹھاکر کا پوجا کرون شاید کچھ درد مین کمی ہو
ویرانہ دشت نورد نے جواب دیا سیٹھ جی بیٹھ جاؤ خواجہ بیٹھ گئے اس ساحرہ سے باتین کرنے
لگے کہا اے ملکہ عالم یہ دونون جادوگرنیان جو پڑی ہین کیون حضور یہ کون ہین انھون نے کیا خطا
کی کہ جو یہ گرفتار ہوئین ویرانہ دشت نورد نے جواب دیا سیٹھ جی یہ گنہگاران قدرت ہین
انھون نے ایسی خطا کی کہ جسپر یہ عتاب ہوا سیٹھ جی نے جواب دیا کہ کیون ملکہ عالم آخر انھون نے
کیا خطا کی ایسا ہی تو انکو قتل کرو کہ مراد حاصل ہو یہ کہکر سیٹھ جی اپنے مقام سے اٹھ کمر سے خنجر

کھینچنا چاہا کہ جہان آرا کو قتل کرین ویرانہ نے ہاتھ پکڑ لیا کہا سیٹھ جی ٹھہر جاؤ حکم خداوند کا انکا قتل موقوف ہے ہم نہین قتل کرسکتے جب تک حکم خداوند نہ آجائے سیٹھ جی نے کہا کہ اے لکۂ عالم جب یہ خطاوار ہے تو اسکا قتل کرنا ضرور چاہیے مین دیکھ رہا ہون کہ قدرت سامنے بیٹھے ہین دربار خداوند جما ہوا ہے ہنگامۂ عیش و نشاط گرم ہے ایک نازنین مہ جبین گلعذار ماہ رخسار بصد ناز و ادا یہ اشعار عاشقانہ گا رہی ہے اہل محفل کو سنا رہی ہے نظم

شکایت سے غرض کیا مدعا کیا
نہین تو دوست دشمن کا گلا کیا

نہ آیا نامہ بر گھبرا رہا ہون
نہین معلوم کیا گذری ہوا کیا

بہت اچھی نہایت خوب گذری
ابھی آفت زدون کا پوچھنا کیا

نہ دو مجھکو مبارکباد بے سود
بری تقدیر والون کا بھلا کیا

یہ کیون چتون پھری کیون آنکھ بدلی
بھلا مین نے قصور ایسا کیا کیا

کب اُس کوچے مین ٹھہرے گی مری خاک
ہوگا کوئی احسان ہوا کیا

اُمید اُس سے غلط سمجھا تو اے دل
ستمگر سے تمنائے وفا کیا

بڑھا کر ہاتھ لین اُنکو یہ مشکل
نصیب ایسے مبارک پھر دعا کیا

نہ گھبراؤ ابھی کروٹ نہ بدلو
ارادے ہین ابھی خاطر مین کیا کیا

یہ کب تک پارسائی عاشقون سے
محبت ہے تو ہم سے پھر حیا کیا

جگر پانی ہے حسرتون سے لہو دل
مرے سینے مین او ظالم رہا کیا

کیا ہوتا کوئی احسان تو ظالم
کرینگے شکر تیرا ہم ادا کیا

نہین ممکن کہ تجھکو رحم آئے
وہ مین کیا اور میری التجا کیا

معاذ اللہ گرے تو جوانی +
رہو گے عمر بھر تم پارسا کیا

کہان ہے درد دل جو کہہ کر اسے
مزا دے گا ہمارا ماجرا کیا

کسے دیکھا کہ بھولا آپ کو بھی
تعجب ہے یہ مجھکو ہو گیا کیا

نسیم آؤ ذرا تم بھی سنو تو
یہ چرچا ہو رہا ہے جا بجا کیا

اس رنگ مین یہ اشعار خواجہ نے ویرانہ دشت نورد کو سنائے کہ ویرانہ دشت نورد بیقرار ہوگیا

کہا سیٹھ جی تم تو خوب گاتے ہو یہ کمال تم نے کس سے سیکھا ہے خواجہ نے جواب دیا نانا جی رائل
میرے نانا تھے جب وہ تان مارتے تھے تو آسمان تک آواز جاتی تھی فرشتے الامان الامان
کہتے تھے اور کہتے تھے یہ کون شخص ہے کہ جب تان مارتا ہے تو دل ہلا دیتا ہے ہماری عبادت میں فرق
آتا ہے آخر سب فرشتوں نے صلاح کر کے نانا جان کو بلا لیا جب وہ گاتے تھے تو میں تال دیا کرتا تھا
اسکی کچھ تاثیر آگئی ہے ورنہ میں گانا کیا جانوں آپکے فیض سے یہ اشعار اسطرح گاتے اور آنکھوں
سے دیکھ رہا ہوں کہ دربار قدرت میں ہنگامہ پڑا ہوا ہے وہ شعلہ رخسار آگ لگا رہی ہے تمام
اہل محفل کو دیوانہ بنا رہی ہے ویرانہ نے حسب معمول ایک دوہتڑ زمین پر مارا غبار اٹھنے لگا ایک
بونڈلہ بلند ہوا اور گرد خواجہ آگیا خواجہ نے ایک چیخ ماری کہ اے ملکہ عالم مجھے بچائیے میں پوچھے کو
چلا جاؤں ویرانہ نے جو یہ دیکھا کہ گرد اس مہاجن کو لپٹی جاتی ہے آواز دی اے گرد باد جادو ایک
غیر شخص ہے اسپر تاثیر نہ کر ساربان زادے کی تلاش میں جا لیکن وہ گرد جو جسم پر خواجہ کے پڑی
رنگ و روغن عیاری کا اڑ گیا صورت اصلی نکل آئی ویرانہ دشت نورد نے پکار کر آواز دی
او ساربان زادے اب کہاں جائیگا میرے ساتھ بھی مکر کیا میں نہایت ہوشیار ہوں خواجہ
نے چاہا کہ اٹھکر بھاگوں دیکھا تو میں نے پاؤں تھام لیے ہیں ویرانہ نے کہا کہ او مکار اب تو کہاں
میرے سامنے سے بھاگ سکتا ہے میں نے سحر کر دیا اب عمر بھر میرے سحر سے رہائی نہ پائیگا خواجہ
نے ہاتھ باندھ کر عرض کی اے ملکہ عالم بڑے بڑے ساحر میں نے مارے اگر تم سی ساحرہ میری نگاہ
سے نہیں گذری واسطہ خداوند تعالیٰ کا میری خطا معاف کرو اور مجھکو ملکہ قدرت کے قدموں
پر گرا دو ویرانہ نے جواب دیا خواجہ تمہاری بات کا اعتبار نہیں عمرو نے جواب دیا اب تو
جان پر بنی ہے اب خلاف نہ کرونگا اگر میں آپکے ساتھ رہونگا سارے طلسم پر قبضہ کرا دونگا اور بھی
چاہتا ہوں کہ میرے پاس جو کچھ کہ حاضر ہے لیجیے آپکے پاس مال اسباب سے رہیگا اسکا آپکو
اختیار ہے ویرانہ دشت نورد نے کہا خواجہ تمہارے پاس کیا ہے خواجہ نے کہا دیکھیے حاضر کرتا ہوں
یہ کہکے کمر میں ہاتھ ڈالا ایک پوٹلا روپیوں کا نکالا سامنے ویرانہ کے رکھ دیا ویرانہ نے جو وہ چیز
چمکتے ہوئے دیکھے بیقرار ہوگئی کہا خواجہ اور بھی کچھ ہے خواجہ نے اور وہ چیز نکالے کئی پوٹلیاں ویرانہ کو
دیں ویرانہ نے روپیہ لیا اور پاس رکھے خواجہ کچھ جلتے ہیں اور بھی میرے پاس بہت کچھ ہے کہتے ہیں

دور کر سے نکالکر کچھ دیتے ہیں جب کئی ہزار روپیہ ایک مقام پر جمع ہو چکے تب خواجہ نے ایک
ڈبہ نکالا کہا ملکہ عالم اس ڈبہ میں میری جان ہی اسکو کھولکر نہ دیکھیے ورنہ میری روح نکل جائیگی دیکھیں
تقدیر کیا دکھاتی ہے میں نے اپنی جان کے خوف سے اسکو پاس سے نکالا ویرانہ نے کہا آخر اس میں
کیا ہی خواجہ نے کہا اسمیں کچھ کنکر پتھر ہیں جب بالائے قیطول لگا گیا تو وہاں یہ پایا اسمیں جواہرات
ہیں لیکن کھلنے سے اسکے مجھکو خوف آتا ہی کہ ایسا نہو کہ اسکی آبرو گھٹ جائے ویرانہ وحشت لو بڑی
کہا خواجہ بے وقوف ہو کہیں جواہر کی آبرو گھٹتی ہی جوہری ہزار مرتبہ کھولتے ہیں اور پیش کر دیتے ہیں تو
میں دیکھ لوں کہ آخر کیا شی ہی جب تمہاری خطا قدرت سے معاف کراؤنگی تب بیبہا دے دو مگر
خیال کرو کہ میں یہ چیزیں لے لونگی خواجہ نے کہا دیکھیے ویرانہ نے ڈبہ ہاتھ میں لیا اسکو کھولکر
دیکھا اسقدر مضبوط بنا ہی کہ کھل نہیں سکتا زور کر کے جو کھولا ڈبہ سے دھواں نکلا دماغ پر ویرانہ
کے پہونچا چھینک مارکر بیہوش ہو گئی خواجہ نے خنجر مارا کہ شکم چاک قصہ پاک ہوا ویرانہ کا
وہیں نے چھوڑ دیئے خواجہ نے اٹھکر زبان سے جہان آرا و صہبا کی صورت نکالی یہ دونوں شہزادیاں
اپنے مقام سے اٹھیں کہا خواجہ نکل چلو دیکھو کیا آفتیں آتی ہیں تمام کوہ و صحرا اسی طرح
بھرے ہیں ہر مقام پر ساحران مکار و غدار موجود ہیں اور سحر کرتے ہیں ایسا نہو کہ کوئی اور بلا
آ جائے خواجہ و جہان آرا و صہبا ساتھ ہوکر چلے تھوڑا راستہ طے کیا تھا کہ نوبت نقارہ کی آواز
کان میں آئی دیکھا رستم مع لشکر کثیر آتے ہیں خواجہ کو دیکھکر خوش ہو گئے گھوڑا بڑھایا پکار کر آواز دی
کہ اے عمر نامدار خیر تو ہی آپ کو کہاں عرصہ ہوا خواجہ نے رستم کو گلے سے لگایا فرمایا کہو لو نظر کیا حال بیان
کروں حقیقت یہ ہی کہ یہ حکیم بقراط ثانی بلائے روزگار ہی اُس نے بیجا بیجا ساحر مقرر کیے تھے
اُنھوں نے ایسے ایسے مکر کیے مگر شکر ہی پروردگار کا کہ انکو میں نے قتل کیا اور بخیر آپ تک پہونچا
یہ کہکے لشکر رستم کے ہمراہ ہو لیے تین لاکھ ساحر وغیرہ ہمراہ ہیں اس طرف سے لشکر رستم کا جاتا ہی
جہان اترے سے معلوم ہوتا ہی کہ ملک آباد ہو گیا بازار ہیں آراستہ ہوتیں ایک صحرا میں آکر اُترے
گھوڑے پانے سے گئے خیمے درست ہوئے رستم دروازے پر بارگاہ کے آکر بیٹھے سردار گرد آ گئے
جہان آرا آکر بیٹھیں راہ کا ذکر ہونے لگا یکایک ایک ابر آسمان پر آیا لشکر رستم پر چھایا ہوا تھوڑا
عرصہ میں ابر نے لشکر رستم کو گھیر لیا ہوا ٹھنڈی ٹھنڈی چلنے لگی خواجہ بازار میں پھرنے لگے جسوقت دیکھا

کہ ابر آیا خواجہ ایک جانب بھاگے لشکر سے نکل کر ایک صحرا مین ٹھہرے ملاحظہ فرما رہے تھے
کہ ابر محیط ہوکر برسنے لگا تھوڑے عرصہ مین برف گرنے لگی اب لوگ برف مین دبنے لگے
لشکر مین صدائین بلند ہوئین یا رباہ یا مستغیثا کی آوازین سوار و پیادل کرنے لگے پکار
رہے ہین ای بے نیاز ای حاکم خشک و تر اس آفت آسمانی سے بچا لے تو مالک ہی ہر امر مین
ہماری مدد کرنے والا ہی اب ہمکو امان دے رباعی

ای مالک ہر بلند و پستی — شش چیز عطا بکن ز ہستی
علم و عمل و فراغ دستی — ایمان و امان و تندرستی

ای بے نیاز ای کارساز یہ کیا آفت ہی کہ بندے تیرے ہلاک ہوتے ہین لیکن خواجہ
بیرون لشکر سے یہ صدائین سن رہے ہین بیقرار ہوکر ایک جانب چلے خیال کرکے دیکھا
ایک گوشۂ صحرا سے ابر اٹھ رہے ہین جو ٹکڑا ابر اٹھا لکۂ کلان مین جاکر مل گیا برف کو زور
ہوتا ہو سارا لشکر دبا جاتا ہی خواجہ ٹہلتے ہوئے سامنے گوشۂ صحرا کے پہونچے دیکھا ایک
ساحرہ بیٹھی ہوئی سحر کر رہی ہی خواجہ نے کنارے آکر ایک ساحر عجیب کی شکل بنائی لمبی ٹوپی
سر پر کرتا جرم زنگار کا پہنے ہوئے پائجامہ جرم شتر کا گل اسپر بنے ہوئے جھپٹ کر سامنے نکل
ساحرہ کے آئے پکار کر آواز دی او حرامزادی یہ کیا کرتی ہی خداوند نے منع کیا ہو میں فرشتۂ قدرت
صحرا سے جرم آباد کا حاکم ہون اپنے مقام پہ بیٹھا تھا کہ حکم خداوند صادر ہوا کہ اپنے کو جلد
صحرا سے برگ و بار مین پہونچا اور جاکر اسکو منع کر کہ ہمارے بندگان خاکی پر برف نہ برسانے
اگر نہ مانے تو سزا لا وہ ساحرہ حیران ہوگئی سر اٹھا کر دیکھا نہایت متردد تھا کہ مین بحکم خداوند آئی
یہان مگر یا لعنت آیا ہی کیا کون پکار کر آواز دی ای فرشتۂ جرم پوش قدرت سے جاکر
عرض کرو کہ مین تو آپکے حکم سے آئی آتے ہی اپنا کام کیا مسلمانون کو قتل کرکے اپنا نام کیا اب
سزا الٹی ہوتی ہی خواجہ نے فرمایا ای ملکہ عالم تم مقبول بارگاہ خداوند عالم ہو مگر جاتے وقت
یہ بھی فرمایا تھا کہ اسی شتاب آسکو جاکر یہ اشارہ ہے مت آزار رسانا البیضا لہم

رفتار دل کی سے اور نگی حالم دکھا دیا — نقش قدم ... ہر ایک کو مٹا دیا
... — دریا بہا دیا ... مٹا دیا

احسان بڑا ہو تو نے کیا ہم پہ اے صبا — اک مشت خاک تھی سو اُسے بھی اُڑا دیا
ہین عندلیب نالہ کے زورون پہ جیتے — داغون نے بوستان مرا سینہ بنا دیا
سمجھا وہ نہیں کار قضا و مسیح کو — مارا جو چشم سے تو لبون سے جلا دیا
یہ حسن تھا کہ آنکھ ہماری جھپک گئی — یہ وہ پڑا جو یار نے پردہ اُٹھا دیا
گم گشتگی نصیب کی دیکھو تو اے نسیم — قاتل نے یاد کرکے مجھے پھر بھلا دیا

یہ اشعار سنکر برف بار بیقرار ہو گئی کہا اے فرشتہ قدرت بڑے کامل دلکل ہو خواجہ ہنستے ہوئے قریب آ گئے بولے دیکھ میرے ساتھ والے بھی آ پہونچے مقام شکر ہے کہ سب ایک ہی مرتبہ آ گئے برف بار پلٹی کہ کون آتا ہے جیسے یہ پلٹی خواجہ نے حلقہاے کمند تار گردن کرکے خنجر مارا دیا شکم چاک قصہ پاک ہوا غبار اُٹھا آواز آئی کشتی مرا نام من برف بار جادو بود خواجہ مارکر اِس ساحرہ کو پلٹے دیکھا کہ ابر دفع ہو گیا اب آسمان صاف ہوا یہان رستم پریشان تھے کہ ابر صاف ہوا جہان پر رستم کھڑے تھے وہان پر برف نہ برستی تھی بلکہ دھوپ نکلی ہوئی تھی جب رستم لوح چمکاتے تھے برف کی صفائی ہو جاتی تھی مگر لشکر کی پریشانی پر گھبرا رہے تھے یہی فرماتے تھے کہ کسی ساحرہ نے سحر کیا سحر اُسکا حاوی ہو گیا کہ دیکھا خواجہ سامنے سے آتے ہین سمک دوڑا پکار کر کہا کہ کیون قبلہ و کعبہ کیا کیا فرمایا او بے غیرت لشکر پہ یہ آفت آئی اور تو لشکر مین موجود رہا پر اسے تلاش نہ نکلا اور پھر مجھ سے دعوی ہم چشمی رستم نے پکار کر پوچھا کیون عمر عیار کیا ہوا کہا تمہارے اقبال سے برف برسانے والی کو مارا ایک ساحرہ طرف سے بقراط ثانی کے آئی تھی مین نے جا کے فوراً اُسکو قتل کیا یہ کہکے سر رستم کے سامنے ڈالدیا رستم دیکھکر بہت خوش ہوئے لشکر مین نوبت نقارے بجنے لگے ہر طرف ذکر تھا کہ خواجہ نے جا کر ساحرہ کو مار لیا تھمنے نہ دیا چارون طرف سے صدائے مبارکباد بلند ہوئی رستم اُسی وقت بارگاہ مین آئے سب سردار گرد و پیش بیٹھے صحبت عیش و نشاط برپا ہونے لگی اس رات کو ساقیان سیمین ساق و مطربان خوش آواز آکر جمع ہوئے ایک نازنین مشغول بصد کرشمہ و ناز یہ اشعار عاشقانہ گانے لگی نظم

مجھکو سمجھاتا تھا یا تو آپ شیدا ہو گیا — مین تو دیوانہ تھا اے ناصح تجھے کیا ہو گیا

آدمی کیسے فرشتے سیکڑوں موجود تھے
میرے لاشے پہ جو وہ آئے تماشا ہو گیا

میں نہ کہتا تھا کہ دیکھو آئنہ اچھا نہیں
حیرتی جاؤں حال میرا سا تمھارا ہو گیا

ابتدا افسانے کی میرے ہر طرف اک دھوم ہے
مر گیا گو میں بلا سے نام تیرا ہو گیا

شکر ہے دنیا سے اٹھا آج شیدا آپ کا
جان دنیا اس مرض والے کو اچھا ہو گیا

دشمنی کی مجھ سے میرے ازدیاد شوق نے
اضطراب ایسا بڑھا آخر کہ پردا ہو گیا

سو گئے ہم تو فریب وعدہ سے شب کٹ گئی
ہائے اب چونکے کہ جب ایسا سویرا ہو گیا

کوئی ناواقف اگر کہتا تو کوئی غم نہ تھا
کیوں جی تم بھی مجھکو کہتے ہو کہ سودا ہو گیا

ہے دکا یہ عقل ایسے ہوش سب جاتے رہے
مجھکو حیرت ہے خدا جانے مجھے کیا ہو گیا

پھر وہی دھلومیں پڑیں وحشت کی میرے اے نسیم
پھر وہی جوش گزشتہ دل میں پیدا ہو گیا

وہ وقت آیا کہ سلطان زرین پوش نے بصد جوش و خروش فوج ضیا ساتھ لیکر سلطان ماہ تاباں پر لشکر کشی کی اور سلطان ماہ نے شکست فاش کھائی مع فوج ثوابت و سیارگان فرار پر قرار کیا قلعہ مغرب میں جاکر چھپا شاہنشاہ زرین پوش کی عملداری ہوئی تخت ور بر جدی پر آکر جلوہ فرما ہوا تمام دنیا روشن ہوئی رستم صبح کو اٹھے بیرون بارگاہ آکر بیٹھے سردار نامی آنے لگے خواجہ نے آکر فرمایا ای نور نظر لشکر تیار ہو صاحب قران زمان تمھارے واسطے بیقرار ہونگے رستم نے حکم دیا اسی وقت لشکر میں قرنا ہوئی سوار و پیادل تیار ہوئے لشکر جمع کر سامنے آیا رستم نے سماک کو اشارہ کیا کہ مرکب ہمارا تیار کرکے لاؤ سماک یلہ ای اسپ مالا کبود کو تیار کرکے لایا رستم اٹھے کہ سوار ہوں سب سردار استفا رہیں ہیں کہ آقا سوار ہوں تو ہم بھی سوار ہوں رستم اپنے مقام سے چاہتے ہیں کہ سوار ہوں کہ صحرا سے گرد اڑی ایک پہلوان گینڈے پر سوار پشت پر ساٹھ ہزار سوار و پیادل فوج کے دل کے دل بھرے ہوئے علم سیاہ کے کھلے ہوئے سامنے لشکر رستم کے پہونچا پکار کر آواز دی کہ ای طلسم کشا تمھارا نام نامی سنکر برائے مقابلہ آیا ہوں رستم نے کمر بندی کھلوائی اس پہلوان نے اپنے نام کا نعرہ کیا کہ منم اختران فلک پہچانا گر لشکر رستم دیکھکر گھبرایا سوچا کہ لشکر طلسم کشا کا بہت سا اختران اتر رہا ہے کہ دوسری گرد اڑی دوسرا پہلوان گینڈے پر سوار کالا چہرے پر چھوٹی ہوئیں پاؤں میں زنجیر سنہری کمر میں لنگ اس شوکت و شان سے آکر پہونچا لشکر کو اتارا بارگاہ استاد

ہوئی بل کرتا ہوا اپنی بارگاہ میں گیا جب بارگاہ میں پہونچا رفقا سے کہا یہ اخزان جو آیا ہی اسکا سبب
کیا باعث ہمارا استقبال نہ کیا اور بارگاہ میں بھی نہ آیا ہم دربار خداوندی میں دست راست پر
بیٹھتے ہین ہم معزز و مکرم خداوند لقا اطاثانی ہین اس پہلوان نے غضب کیا کہ ہمارے استقبال کو
نہ آیا یہ کہکے ٹہلتا ہوا بیرون بارگاہ آیا بارگاہ میں اخزان کی پہونچا اخزان بھی مغرور ہی اپنے
مقام سے نہ اُٹھا غیور تیغزن بہت جھلایا کہا اب تمکو یہ غرور ہی کہ ہمارے استقبال کو نہ آئے کیا
ہم جانتے تھے کہ تم قبل میں پہونچے ہو وہان سامان کیا ہوگا تم آگے اُتر پڑے مناسب یہ تھا کہ جب
ہماری آمد سنی تھی فوراً برائے استقبال نکلتے ہم بھی خوش ہو جاتے اخزان نے کہا اے غیور تیغزن اسقدر
تم نہ بلبلاؤ اپنے ہوش میں آؤ دربار خداوندی میں تمکو ایسا کیا فخر ہی کہ جسپر تم ناز کرتے ہو صرف
دست راست کے بیٹھنے سے کیا کمال حاصل ہوتا ہی بہتر یہ ہی کہ بیٹھ جاؤ اخزان سے بگڑ کر چپ ہوا
رفیقان غیور نے قبضوں پر ہاتھ رکھا کہا اے پہلوان دوران آپنے سردربار عجیب کلمہ کہا ہم لوگون کو
بہت ناگوار ہوا اگر آپ کہیں تو اسکو دنگل سے اُٹھا لیں رفیقان اخزان نے جو رفیقان غیور کو
بدمزاج دیکھا ایک سے ایک آنکھ ملانے لگا قبضوں پر ہاتھ پڑ گئے نگاہیں ملنے لگیں اخزان نے
کہا دیکھو زیادہ تم نہ بلبلاؤ ایسا نہو کہ فساد ہو جائے اگر فساد ہوگا تو خرابی ہوگی دس پانچ لاشین
لوٹنے لگیں گی غیور نے جواب دیا اے اخزان ہم سے لوٹ کرو اگر تلوار کھینچے گی تو زمین الٹجائیگی ہم دم
مین قیامت برپا کرونگا اخزان نے جواب دیا کیون بھائی صاحب آج آپکو کیا ہوا ہی کیا شب کو شراب
زیادہ پی تھی ابھی سرور باقی ہی بہک رہے ہو غیور نے جواب دیا مردون کو نشہ جرأت کا رہتا ہے
شراب کیا ہمکو نشہ کریگی اور یہ تمنے کیا کہا ہنس ہنس کے بتاتے ہو دیکھو زیادہ غرور نہ کرو ایسا نہو
کہ تلوار کھنچ جائے آخر دونون میں یہان تک تکرار ہوئی کہ اخزان نے تلوار کھینچی اور کہا کہ آئیے
غیور نے بھی تلوار کھینچی دونون اپنے اپنے مقام سے اُٹھے رفیقون نے بھی تلوار کھینچی آپس میں
تلوار چلنے لگی رفیقان اخزان اپنے مقام سے اُٹھے غیور کو ہاتھ مارا غیور نے تلوار روکی رفقا
مین بھی تلوار چلنے لگی کئی جوان مرکر گرے دریائے خون جاری ہوا لاشے تڑپنے لگے ہنگامہ گیر و دار
بلند ہوا غیور چونکہ لشکر میں چلا آیا ہی بشکل باہر آیا فوج نے اخزان کو گھیر لیا تلوار چلنے لگی
غیور نے لڑتے لڑتے کہا مقام افسوس ہے کہ ناقدرون کے آکر شریک ہوئے کہ کسی نے

قادر کی افسوس ہو اگر ایسا جانتے تو بپاکر رستم کے شریک ہوتے وہ قدر شناس فلک اساس
ہین جو مرد اُنکے یہان گیا اُنھون نے اُسکی آبرو کی دیکھو پہلوان کیسے خوش حال و بحال ہین ہمکو سب طرح
کے خیال ہین قضائے کار ہرکارے لشکر اسلام کے موجود تھے یہ کلمہ جو زبان سے غیور کی شنا
خبرین لیکر بھاگے خدمت رستم مین آئے رستم بیٹھے ہین فکر مین ہین کہ دو پہلوان آئے ہین
یقین ہو کہ طبل جنگ بجے انتہا کا معرکہ پڑیگا ہر ایک پہلوان اپنی شوکت دکھا کے لڑیگا رفقا عرض
کر رہے ہین کہ ای شہریار اختران بڑا بودا ہو وہ کیا لڑیگا آپ اسکے مقابلہ مین نہ جائیے گا غلامان جانبا
سمجھ لینگے غیور تیغ زن البتہ پہلوان منجھلا ہو اُسکے مقابلے مین البتہ مشکل پڑے گی جانباز رزم
نشہ مین کبھی جرأت کا ہوش یہ ذکر تھا کہ ہرکارے دوڑے ہوئے آئے بعد دعا و ثنا کے
سب نے عرض کی کہ شہریار عالم کی عمر دراز رہے دشمن کو ہمیشہ سوز و گداز رہے غیور تیغ زن اختران
سے ایسی بگڑی کہ آپس مین تلوار چل رہی ہو مگر غیور تیغ زن گھر گیا ہو جب وہ بلوے مین گھرا تو
اُسنے رفقا سے کہا کہ مقام افسوس ہو اگر مین ایسا جانتا تو خدمت رستم مین جاتا تو عزت و آبرو
پاتا قدر جرأت تو ہوتی جو پہلوان اُنکی خدمت مین گیا اُسکی عزت و آبرو ہوئی ہمنے جیسا کیا ویسا
پایا او شہریار وہ بہت مایوس ہو رستم یہ سنکر اُٹھ کھڑے ہوئے سماک سے فرمایا کہ مرکب ہمارا
لاؤ اُسی وقت مرکب آیا رستم مرکب پر سوار ہوئے رفقا ہمراہ ہو لیے گھوڑا اُڑا کر طرف کفار کے
چلے کہ دیکھا جا بجا لشکر مین قرنا ہو رہی ہو سب کا قصد ہو کہ کمر بندی کرین ساتھ اپنے آقا کے جائین
کفار کو اپنی شوکت دکھائین رستم نے کمیدان و رسالدارون کو اپنے سامنے بلایا فرمایا کہ خبردار سب لشکر
تیار ہو مجمع کفار کم ہو اور ای سماک تم پلٹ جاؤ جہان آرا و صہبا قصد کرین مین بھی جاتا کہ
جادوگرنیون کو ساتھ لیکر لڑون اسکا ذکر لشکر قبلہ و کعبہ مین ہوگا دست راستی اپنے مقام پر بیٹھکے
آواز سے کہین گے کہ جادوگرنیون کو ساتھ لیکر لڑے اُسوقت شرمندگی ہوگی سماک پلٹا
رستم طرف لشکر کفار کے چلے اُسوقت پہونچے کہ غیور تیغ زن لڑتا ہوا باہر نکلا ہو مگر سب گھیرے
ہوئے ہین اختران حکم دے رہا ہو کہ اسکا سر کاٹ لو میرے سامنے یہ سرکشی ای غیور بہتر یہ ہو کہ
اب بھی راہ پہ آؤ جھک کر مجھسے ملو خبردار ایسا نہو کہ تم مارے جاؤ میرے ہاتھ سے مہلت نہ پاؤ
کہ نعرۂ شیر کی آواز آئی زمین تھرائی نعرہ رستم

ارشد اولاد امیر عرب
کیت علمشاہ چو رستم لقب

دیگر

اگر تیغ کین برکشم از غلاف
تزلزل فتد درمیان مصاف
اگر تیغ بر سنگ خارہ زنم
زگاو زمین بیخ و بن برکنم

اور آواز دی او اختران مردان عالم سے مقابلہ کر کیا غیور کو تنہا سمجھا ہی یہ ہمارا رفیق بابا شفیق ہی اُسنے جو کلمات حسرت کے ہم اسکی مدد کو آئے گینڈا بڑھا ہمارے مقابلہ مین آ جب تجھکو حال کھلیگا کہ مردان عالم کیسے ہوتے ہین یہ کہکر رستم نے شمشیرزنی شروع کی جو پہلوان سامنے آیا ایک ہاتھ مارا کہ واصل جہنم ہوا رستم کے لشکر مین آتے ہی تہلکہ پڑگیا ہر طرف یہی ہنگامہ تھا کہ طلسم کشا آگئے اب البتہ مشکل پڑیگی کہ اختران کو للکار کر رستم لڑتے ہوے چلے جب اختران کے قریب پہونچے چاہا کہ مقابلہ اختران مین جاؤن کہ اختران نے اپنے سپاہ سالار لشکر یعنے سوہان ببر دندان کو اشارہ کیا کہ جا اور سر رستم کاٹ کر لے آ آج انکو طلسم کشائی کا مزہ چکھا سوہان ببر دندان یہ سنکر گینڈا چمکا کے سامنے آیا رستم نے دیکھا کہ ایک پہلوان دیو خصال عفریت مثال گینڈا چمکا کے سامنے آیا ہی اور پکار کر کہ رہا ہی کہ او رستم وقت او طلسم کشاے ہفت پیکر یہ سر جو خیال سکندری ہی ہر ایک کے رگ و ریشہ مین جرأت بھری ہی اب آپ میرے مقابلہ مین آئیے کہ لطف جرأت اٹھائیے یہ کہکے قریب رستم آیا اور وار نیزہ کا کیا رستم نے ڈانڈ کو تلوار سے قلم کیا سوہان گھبرایا قبضہ پر ہاتھ ڈالا اور خبردار خبردار کہکے وار کیا رستم نے صاف یہ آسیب سپر تلوار کو رد کیا جس وقت سوہان تلوار وار کر لیتا تیغہ ہفت جوہر کو رستم دلاور نے نیام انتقام سے کھینچا اور خبردار خبردار کہکے ہاتھ مار دیا چپکا کر جو تیغہ ہفت جوہر گرا سپر کو دو ٹکڑے کیا سپر کو کاٹ کر وہ تیغہ گرا خود و چہرہ کو کاٹ تیغہ با زوبہ سپر پر چمکا تھا یا تنگ کو کاٹ کر زمین کو بوسہ دیا سوہان کا مارا جانا کہ تمام لشکر مین شور ہو گیا ہوا ہر ایک کی زبان پہ یہی کلمہ تھا کہ رستم نے ایک وار مین دو کر دیا ایسے عفریت کو للکارا بہادر ہر جوان مرد ایسے ہوتے ہین اختران نے جو دیکھا کہ سوہان ایسا پہلوان اس آسانی سے مارا گیا اور رستم دلاور آمادہ حرب ہی چکا رہیں تا کہ پہلوانان نامدار بھی لشکر مین جمیر چاہا پہلے آسکے دو ٹکڑے کیا گیا [illegible]

فیل کوہ پیکر کو بڑھایا اور آواز دی ای رستم میرے مقابلہ مین آؤ رستم علمدار لشکر اختر ا
فیل رو در جبر سرا ہوا مین اڑاتا ہوا علم ضلالت شیم کو جھکاتا ہوا ہاتھی کو چھیڑ اور مقابلہ مین
کے آیا خبردار خبردار کہکر ہاتھ تلوار کا مارا رستم نے پہلو تہی کر کے ہاتھ تلوار کا خالی دیا اور خبر
خبردار کہکر ام لچھاوے سے ہاتھ نکالا اور علمدار پر ہاتھ تلوار کا مارا کہ مع علم و علمدا
دفیل کوہ پیکر کے دو ٹکڑے ہوئے علم فوج کفار جو سرنگون ہوا ابلیس لشکر کفار پر سلم
مصیبت گرا اختران نے جو سو ہان اور علمدار کو کشتہ دیکھا بہت غصہ آیا اپنے گینڈہ
کو ٹھکرا کر جانب رستم چلا رستم علمدار کو مار کر طرف فوج کے حملہ آور ہوئے ہین کہ پشت
پر سے کراہنے کی آواز آئی ہر یاٹ کر جو دیکھا تو غیور تیغ زن زخموں مین چور چور ہے مگر
وہی جرأت وہی شوکت ہر کوئی جو تیغہ مار دیتا ہر تو منھ سے آہ نکل جاتی ہر گینڈے پر
کھڑا جھوم رہا ہے اور بعد حسرت شاطر جو ساتھ ہر اس سے کہ رہا ہر کہ مقام افسوس ہر
کہ رستم میری مدد کو آئے اتنا بڑا احسان کیا مگر حیف ہر کہ مین نے اُنکا جمال جہان آرا
نہ دیکھا ای شاطر رستم ملا در سے کہدینا کہ غلام آپکے دیدار سے محروم رہا افسوس ہے کہ
حضور سے میرا سامنا نہوا کہ مین جمال عدیم المثال کو دیکھ لیتا [illegible] رستم گھوڑے کو اڑا کر
قریب آئے اور شانہ پکڑ کر فرمایا ای برادر نہ گھبراؤ ہم خاص تمھین کو دیکھنے آئے ہین —
ماشاء اللہ ماشاء اللہ کس جرأت اور دلاوری سے لڑے ہو ہزارون مین اکیلے گھر گئے
تھے مگر خوب لڑے شکر ہر کہ ہم آگئے جب ہر کارون نے ہمسے بیان کیا کہ غیور تیغ زن
ہزارون کے بیچ مین گھر گیا ہر اور آپکو یاد کر رہا ہر اسی وقت ہم اپنے لشکر کو چھوڑ کر اس
سمت کو چل نکلے شکر ہر کہ پروردگار عالم نے وقت پر پہونچایا اور تمکو زندہ پایا رستم یہ
کہ رہے تھے کہ اختران لڑتا ہوا سامنے پہونچا دیکھا کہ رستم غیور سے باتین کرتے ہین غیور
نے جو رستم کو دیکھا گینڈے سے اپنے کو دے پڑا قدمون پر گر کر بوسہ دیا ہاتھ باندھکر سامنے
کھڑا ہوا رستم نے فرمایا کہ مین نے تمپر کیا احسان کیا شکر کرو خداوند عالم کا کہ تم کو مسلمان
کیا پروردگار نے راہ ضلالت سے نکالا چشمہ ہدایت پر پہونچایا کہ اختران نے للکار کے
کہا او پسر حمزہ آ مجھ سے مقابلہ کر دہان کھڑا ہوا کیا باتین بنا رہا ہے اور بڑھ کر ہاتھ

تلوار کا بار رستم نے تلوار کو تلوار پر روکا مگر بچھاوے سے ہاتھ نکال کر وار تیغہ ہفت جوہر
کا کیا ضرب کری تیغہ گرایا تو قبضہ سپر پر چمکا تھا یا زمین پر آ کر بوسہ دیا لشکر میں غریو بلند ہوا کہ مارا
اختران فیل زور کو طلسم کشا نے غیور تیغ زن بھی مصروف جنگ ہوا فوج اختران نے
شکست کھائی صبح ہوتے ہوتے رستم مظفر و منصور پلٹے کل بڑا اختران کا لوٹ لیا
غیور تیغ زن کو ساتھ لیکر نوبت و نقارے فتح و فیروزی کے بجواتے ہوئے داخل لشکر
ظفر پیکر ہوئے بارگاہ آراستہ کی گئی رستم اور غیور تیغ زن آ کر جلوہ افروز ہوئے غیور
کے اپنے ہاتھ سے ٹانکے لگائے سر غیور کا اپنے زانو پر رکھا غیور نے آنکھیں کھول کر
اپنا جو یہ مرتبہ دیکھا سر کو زانو سے اٹھا کر شکریہ ادا کیا ساٹھ ہزار کا لشکر غیور تیغ زن آ چکا ہے
تمام افسران فوج کو بلا کر کہا کہ دیکھو یارو افسر ایسے ہوتے ہیں کیا آبرو کی ہوا اپنے ہاتھ سے
ٹانکے زخموں میں لگائے اور مجھ سے کس شفقت اور مہربانی سے پیش آئے یہ باتیں کر رہا ہے
کہ رستم نے فرمایا اے غیور اب تم شفاخانہ میں جاؤ ہم کل یہاں سے کوچ کرینگے کیونکہ
کہ قبلہ و کعبہ وہاں بہت گھبرا رہے ہونگے غیور نے عرض کیا کہ بہت خوب جیسا مناسب وقت
ہو اس طرح پر حکم دیجیے رستم نے شب کو اسی مقام پر قیام کیا دربار میں کل افسر بھی آ کر جمع ہوئے
جہان آرا اور صہبا یہ دونوں بھی آ کر شریک صحبت ہوئیں خواجہ عمرو اپنی کرسی پر جلوہ فرما
ہیں کہ افسران فوج نے رستم سے عرض کی کہ اگر مناسب ہو تو خواجہ سے فرمائیے کہ چند اشعار
بیٹھ کر گائیں رستم نے جو یہ خواجہ سے کہا خواجہ نے جواب دیا اے نور نظر لخت جگر
طلسم ہفت پیکر فتح کر کے بڑی خوشی میں ہو تم خود ہی نہ کچھ گاؤ آج میں تمکو انعام دونگا
رستم نے تو یہ سنکر سر جھکا لیا مگر جہان آرا اپنے مقام سے اٹھی اور سامنے خواجہ کے
دست بستہ آ کر کھڑی ہوئی خواجہ تو جہان آرا پر جان دیتے ہیں فرمایا کہ ملکہ عالم کیا ارشاد
فرماتی ہو جو حکم ہو بجا لاؤں جہان آرا نے کہا اگر مناسب ہو تو چند اشعار ارشاد فرمائیے خواجہ
عمرو بہت خوش ہو کر بیچ محفل میں آئے نے زنبیل سے نکالی نئے طریقے سے بجائی اور
یہ اشعار آبدار گانا شروع کیے

نظم

بعد از فراغ روح بھی قید جسد میں تھا | لیکن صورت نوالہ لحد کے گلو میں تھا

کیسا مزہ ہمارے جگر کے لہو میں تھا ۔ خنجر زبان نکالے ہوئے آرزو میں تھا
ٹانکے ہمارے زخم جگر کے الجھ گئے ۔ بل مثل موئے زلف جو تار رفو میں تھا
بادہ کبھی کیا عروس کوئی ہو کہ رات بھر ۔ ہر مست کی نظر سے حجاب سبو میں تھا
افسانہ میرا کیوں نہ سراپا فریب ہو ۔ یہ مدعا وہ ہے جو تری گفتگو میں تھا
ہو نہ نالہ چاک دہن میں ضرور ہو ۔ آج انتہا کا ضعف صدائے شور کو میں تھا
دشمن سے بھی ہمیشہ رہا مجھکو اتحاد ۔ مانند دست یار میان عدو میں تھا
تھا گو کہ ایک نقطۂ تنہا ہزار شکل ۔ اتنی تو آبرو تھی کہ میں آبرو میں تھا
مطلب کی بات کہہ نہ سکے اُس سے رات بھر ۔ معنی بھی منہ چھپائے ہوئے گفتگو میں تھا
منظور تھی جو شہرت حسن سخن نسیم ۔ مانند غنچہ پرورش رنگ و بو میں تھا

اس رنگ میں خواجہ نے یہ غزل گائی کہ تمام اہل محفل تعریفیں کرنے لگے خواجہ نے کہا تم مجھکو کیوں بناتے ہو کچھ نقدی دلواؤ یہ کہکے چادر بچھائی ہر طرف سے سرداران رستم دینے لگے مبلغ کثیر جمع ہوا رستم نے جاکر آرام کیا تمام لشکر میں حکم ہوا کہ کل یہاں سے کوچ ہوگا وقت سحر رستم نماز پڑھ کے اُٹھے کہ سلطان زرین کلاہ بصد سطوت وجاہ تخت زرجدی پر سوار ہوا نقارۂ شجاع بجتا ہوا فوج ضیا ہمراہ اس کروفر سے فلک نیلوفری پر جلوہ فرما ہوا کل فوج میں انتظام ہوا رستم بارگاہ سے نکلا چاہتے ہیں کہ یشت مرکب پر سوار ہوں تمام فوج ولشکر کیل و مکمل ہوکر سامنے آئے خواجہ قریب رستم کھڑے ہیں کہ سماک عیار قریب رستم آیا خواجہ نے جھڑک دیا فرمایا الگ رہو ہم طلسم کشا کے ساتھ ہیں طلسم کشا نے چاہا کہ مرکب بڑھا دیں کل فوج کو جنبش ہوئی سپاہیوں نے چاہا کہ گھوڑوں سواروں نے باگوں پر ہاتھ ڈالا کہ صحرا سے گرد اُڑی اتنی بڑی گرد تھی کہ روئے آفتاب چھپ گیا طائر بالاسے ہوا زمزمہ سرائی کرتے ہوئے اُڑتے چلے آتے ہیں تمام صحرا میں اندھیرا ہو گیا بعد تھوڑی دیر کے وہ غبار چھٹا رستم نے دیکھا ایک تاجدار پارینہ سفید تخت پر تاج شہریاری سر پر موتیوں کے مالے گلے میں پڑے ہوئے پشت پر لاکھ فوج دریا موج علمہائے زرنگار ہی کے پھر پرے کھلے ہوئے پٹکوں پر علموں کے تعریف الٰہی و نعت رسالت پناہی کی [illegible] فوج کی دھوم اُس بادشاہ نے جو رستم کو دیکھا

کہ مرکب پر سوار ہین ایک عیار دُبلا پتلا طرار و مکار رکاب پر ہاتھ رکھے ہوے کھڑا ہی فوراً تخت سے کود کر طرف رستم کے چلا اور پکار کر کہا کہ اے شہریار غلام آمادۂ خدمت گزاری ہی مرکب آگے نہ بڑھائیے رستم نے مرکب روکا اُس تاجدار نے آگے قدمون کو بوسہ دیا اگر دیہرا رستم نے بمحبت کہا اے بادشاہ عالی جاہ آپ اپنے نام نامی و اسم گرامی سے اطلاع دیجیے اور سبب تشریف آوری فرمائیے اُس بادشاہ عالی نے جواب دیا اے شہریار زرنشان زرین پوش میرا نام ہی یہان سے بارہ کوس پر ایک قلعہ ہی کہ قلعۂ جواہر پوشان اُسکا لقب ہی مین وہان کا حاکم ہون اے شہریار حال حقیر کا یہ ہی کہ والد میرے سلطان فلک قدر کہ نہایت ہی جری اور بہادر تھے اور سخاوت مین اپنا مثل و نظیر نہ رکھتے تھے جب وقت انتقال اُنکا قریب آیا اُسوقت مجھکو تنہائی مین بلایا اور گلے مین ہاتھ ڈالکر کہا اے نور نظر اے پارۂ جگر تمہارا نام ہی بعد ہمارے انتقال کے پہلو مین جو قصر زمردی ہی اُسکو کھولنا مذہبون کی کتابون سے وہ مکان معمور ہی تم ماشاء اللہ صاحب علم و فضل ہو اُس قصر کے پہلو مین ایک طاق ہی اُسکی پیشانی پر نام لکھا ہی ایمان عجائب و غرائب نے اُس طاق کا نام طاق اسرار جواہر نشان رکھا ہی اُس طاق مین ایک کتاب ہی کہ نام اُس کتاب کا اسرار بقراط ثانی ہی جب اُس کتاب کو کھولوگے تو حال حقیقت مذہب کھل جائے گا حقیت و غیر حقیت ظاہر ہوگی اور میری لاش کو دفن کرنا جلا نہ دینا یہ مسئلہ اہل کفر و نفاق کا ہی اور تمھارے بزرگون مین ایک حکیم تھے کہ اُنکا حکیم سقراط ثانی نام تھا وہ اُس کتاب کے مصنف ہین مین مضمون اُس کتاب کا پڑھکر مسلمان ہوا ہون یہ کہکے انتقال فرمایا مین نے اُنکا دفن و کفن کیا جو طریقہ کہ اہل اسلام مین ہوتے ہین اُنکا کاربند رہا اور والد کو دفن کرکے اُس کتاب کو کھولا تو وہ مضامین اُسمین پائے کہ جسکے سبب سے رنگ کفر دل سے دور ہوا قلب کو سرور ہوا لیکن جانتا تھا کہ اگر میرا مسلمان ہونا ظاہر ہوگا تو بقراط ثانی سے بدی پیش آئیگا اپنی سرحد سے نکال دیگا سلطنت جائیگی اپنے مذہب کو ہمیشہ مخفی کیا اور اُس کتاب کو پھر دیکھا تو اُسمین یہ لکھا پایا کہ اے زرنشان زرین پوش خدمت طلسم کشا مین جاکر حاضر ہونا اپنے ملک مین اُس شہریار کو لانا سب احوال تجھپر ظاہر ہو جائیگا طریقۂ اسلام سے ماہر ہوگا غلام خاص اس غرض سے حاضر ہوا ہی کہ آپ

اس ویرانے کو اپنے جمال باکمال سے منور و مزین فرمایئے تاکہ موجب سرفرازی غلام کا ہو
اور جو کہ مشکلین ہونگی وہ آپ کے قدموں کی برکت سے دفع ہو جائینگی لشکر کو اسی مقام پر
چھوڑیے آپ تنہا میرے ساتھ تشریف لے چلیے کوئی تکلیف بندگان عالی کو نہ ہوگی رستم
اُسی وقت بادشاہ کے ساتھ ہوئے خواجہ عمرو نے روکا بھی کہ اے نور نظر ایسا نہو کہ کوئی
تمہارے ساتھ مکر کرے رستم نے جواب دیا کہ یہ مرد مسلمان ہے اس سے کوئی مکر نہوگا اور
اگر ہوگا تو حافظ حقیقی بچانے والا ہے درلشان زرین پوش نے رستم کو تخت پر سوار کیا
آپ پایۂ تخت پر ہاتھ ڈالا فوج کو پشت پر کیا اس اعزاز و اکرام سے لیکر چلا کوئی بارہ کوس
کا راستہ طے کیا ہوگا کہ سامنے قلعہ معلوم ہوا ہزار ہا بندگان خدا کو دیکھا کہ لباس فاخرہ
پہنے ہوئے در قلعہ پر برائے استقبال کھڑے ہین سب نے رستم کو سلام کیا اور قدمون
کی خاک لیکر آنکھوں سے لگائی باعزاز و اکرام تمام زر نثار کرتے ہوئے قلعہ مین لائے
جب رستم قلعہ مین آئے تو دیکھا کہ رعایا آباد اہل شہر دلشاد دوکانین کھلی ہوئی ہین
خرید و فروخت ہو رہی ہے تمام دوکاندار اپنی اپنی دوکانوں سے اُٹھے سب نے رستم کو
سلام کیا اور ہر ایک کا یہی قول تھا کہ آج کا روز سعید ہے بلکہ بہتر از عید ہے طلسم کشا نے
ہمکو سرفراز کیا ہمنے اپنی تقدیر پر ناز کیا اس تکلف سے لیکر در دارالامارہ پر آیا چوبدار
یساول جو حاضر تھے برائے تسلیم خم ہوئے رستم اندر بارگاہ کے آئے شاہ نے رستم کو تخت
پر بٹھایا آپ کرسی پر بیٹھا پھر اُس کتاب کو منگایا کتاب کھول کر رستم کو دکھائی رستم نے
جو پڑھا دیکھا تو یہ مضمون لکھا تھا اے طلسم کشا تم نے ہمکو بہت شاد کیا کہ یہاں بلا تکلف
چلے آئے اب یہان رہو حالات ہمارے انتظام کے دیکھو شاہ نے کل سامان عیش و نشاط
مہیا کیا ساقیان سیمین ساق و مطربان خوش آواز جام و صراحی لیکر حاضر خدمت ہوئے
ایک نازنین شوخ و شنگ محفل مین آکے حاضر ہوئی اور بہ ناز یہ اشعار عاشقانہ
بہت ہی لطف سے گانا شروع کیے

نظم

کھل گئی ہر ہر گرہ جی مجھکو وہ افسون یاد تھا
آپ کو آزاد دکھلا کر کیا اوروں کو قید

خندۂ زخم سامان مبارک باد تھا
مین وہ صید خیر خواہ خاطر صیاد تھا

کم نہ تھی زخم جگر کی ایک دم خندہ گری — خاطر دشمن کی صورت بے سبب بھی شاد تھا
مدتون تک اپنے ہم جنسون سے بھی ڈرتا رہا — طائر جان جو مین اک مرغ نو آزاد تھا
اس لیے مرتا ہون پہلا تا ہو وہ مجھکو انفعال — جو تری خاطر مین اے ظالم پس بیداد تھا
جب قریب نخل آیا ڈر کے پھر پروازکی — طائر خاطر کی صورت آشیان برباد تھا
خستگی اعضا نے دونون کو برابر کر دیا — مین ادھر مجبور شرمندہ ادھر فرہاد تھا
خاک گلزار جہان مین جی بہلتا اے نسیم — دہر کے قابل نہ لطف گلشن ایجاد تھا

دوپہر رات تک وہ جلسۂ عیش و نشاط رہا جب زلف لیلاے شب کمر سے گذری شاہ نے رستم سے عرض کی اب حضور آرام فرمائین رستم کو لیکر ایک بارہ دری مین آیا چھپر کھٹ وہان آراستہ تھا اس پر رستم کو لٹایا چاہا کہ خود بیٹھ کر پانون دباؤن رستم نے قبول نہ کیا بادشاہ اٹھ گیا رستم نے آرام فرمایا رفقا شکارچی پہرے پر رہے رستم سو گئے صبح کو جب اٹھے دیکھا وہی بادشاہ سرہانے آئینہ لیے کھڑا ہی کہ رہا ہی یہ آئینہ بھی حاضر ہی رستم اپنے مقام سے اٹھے مگر خاموش اس بادشاہ نے جھک کر سلام کیا عرض کیا اے شہریار آئینہ ملاحظہ فرمائیے رستم نے آئینہ دیکھا بغل گیر ہوے بعد فراغ حاجت باہر تشریف لائے دربار تمام آراستہ تھا رستم نے تخت پر جلوہ فرمایا کہ ہرکارے دوڑتے ہوے آئے بعد دعا و سلام کے عرض کی کہ اے شہریار بیرون قلعہ نقابدار گلگون پوش تین لاکھ فوج ہمراہ لیے کھڑا ہی اور یہی کہ رہا ہی کہ زرفشان زرین پوش سے جا کر کہو کہ ہمارے مقابلہ مین آئے بادشاہ گھبرایا رستم نے کہا کہ ہم بھی چلتے ہین یہ کہکر اٹھے زرفشان زرین پوش نے افراد فوج کو ساتھ لیا رستم بھی سوار ہو کر باہر قلعہ کے آئے دیکھا ایک نقابدار گلگون پوش گھوڑے کو جست و خیز کر رہا ہی اور ایک شاطر بلاے روزگار پہلو مین نقابدار کے کھڑا ہوا آواز دے رہا ہی کہان ہی رستم کہان ہی سام کہان ہی برزو کہان ہی بیژن کونسا ایسا دلیر ہی کہ مقابلہ مین ہمارے نقابدار کے آئے نام کن جوانان گذشتہ کا مٹاوے اور نام اپنا اس زمانہ مین روشن کرے زرفشان زرین پوش نے جو یہ لاف و گزاف سنی طرف اپنے افسرون کے دیکھا لقمان سبز سوار کہ سپہ سالار لشکر ہی اسکو اشارہ کیا لقمان گھوڑا بڑھا کے سامنے

شاہزادہ رستم کے آیا اور عرض کی کہ اے شہریار اجازت میدان ملے یہ نقابدار بہت لاف وگزاف
کرتا ہے اسکو جواب دوں شاہزادہ نے فرمایا بسم اللہ نعمان گھوڑا بڑھا کر میدان کارزار
مین سامنے نقابدار کے پہونچا نقابدار نے نیزہ مارا نعمان نے نیزہ پر روکا آپس مین نیزہ
چلنے لگا نقابدار نے بعد چند طعنون کے نیزہ نعمان کا ہوائی کیا نعمان نے تلوار کھینچی خبردار
خبردار کہکے ہاتھ تلوار کا مارا نعمان نے جو تلوار لگائی نقابدار نے تھپکی دی کہ تلوار نعمان کی
پیٹ ہوئی نقابدار نے پنجہ دلاوری بڑھا کر نعمان کی کلائی تھامی ایک جھٹکا مارا کہ تلوار ہاتھ
سے نعمان کے نکل گئی اُسوقت نقابدار نے تیغ برق مثال نیام انتقام سے کھینچا اور
اس کن سے ہاتھ مارا کہ نعمان کے دو ٹکڑے ہوگئے اُسوقت نقابدار نے مرکب پھیرا اور
پکار کر آواز دی اے شیر بیشہ صاحبقرانی آج تمنے اپنے تئین میرے ہاتھ سے بچایا مگر
کل کہاں جاؤگے میرا وقت گذر گیا مین لڑ نہین سکتا کل سمجھ لونگا یہ کہکر نقابدار پلٹا
فوج کو اپنی لیکر طرف صحرا کے روانہ ہوگیا رستم اس مقابلہ کو دیکھکر بہت گھبرائے فرمایا
اے بادشاہ عالیجاہ یہ کیا اسرار تھا کہ یہ میرے مقابلہ کا خواہان ہوا مین کیا تامل کرتا یہ کیا کہکر
پلٹ گیا کیا ذہن مین دینے سمجھا اگر یہ ٹھہرتا تو مین ابھی مقابلہ کو جاتا تجھکو یہ کیا طعنہ دے گیا کہ
کیا مین اس سے کسی طرح کم ہون زرنشان زرین پوش نے عرض کی کہ اے شہسوار
معاملات طلسم خیال سکت رہی ہین اب یہان سے چلیے غریب خانہ کو سرفراز فرمایئے جو کچھ
یہان کے معاملات ہین وہ آپ پر واضح ہونگے رستم کو سمجھاتا ہوا بادشاہ دارالامارہ مین
آیا مگر رستم کے چہرہ سے آثار ملال پیدا ہین تیوریون پر بل پڑے ہوے ہین دشنام بھی
فرماتے ہین اے زرنشان زرین پوش تمنے ہمین محجوب کیا جسوقت نقابدار نے آواز
دی تھی اگر ہم جانتے کہ وہ ہمارا جویا ہے تو پہلے ہم ہی مقابلہ مین جاتے اور اسکو جواب دیتے
اسکا طعن و تشنیع کے ساتھ یہ کہنا ایسا قلب پر ناگوار ہوا ہے کہ گویا کسی نے ایک تیر قلب پر
مارا زرنشان زرین پوش نے بہلا کر رستم کو تخت پر بٹھایا ارباب نشاط کو حکم دیا کہ رقص و
سرود شروع ہوا ایک نازنین ہو طپ کر سامنے آئی اول جام شراب پیش کیا پھر اسکے سامنے
کھڑی ہوئی اور بصد تکلف یہ اشعار با قاعدہ بناؤ و انداز گانا شروع کیے نظم

یار سے دشمن کے وہ عالم ترا جاتا رہا
ایسے لب چوسے کہ بوسوں کا مزا جاتا رہا

دل جو پہلو میں نہیں کچھ مجھکو بیہوشی سی ہے
ڈھونڈھتا ہوں پہ نہیں معلوم کیا جاتا رہا

دم شب فرقت میں نکلا منتوں سے موت کے
اچھو تیرا کبھی وہ احسان جتا جاتا رہا

اسقدر آنکھیں ملیں ہیں سے نے ہجوم شوق میں
پاؤں سے اس شوخ کے رنگ حنا جاتا رہا

سے تلافی کریں لیے کچھ یاد وہ باتیں کرو
مر گیا دشمن تو کیا سب اگلا جاتا رہا

کھلکے تم کچھ رہ گئے سمجھوں اُسے کیا خاک میں
ضبط جب پورا نہ نکلا مدعا جاتا رہا

وہ نہ سمجھے میری بیتابی کی سب کی گفتگو
ہاے مرض شوق سے سب سیاہ جاتا رہا

مجھ سے وہ اُلٹے میں لپٹا از دیاد شوق میں
ہاں لحاظ وضع وان پاس حیا جاتا رہا

تم رقیبوں سے ملے چھٹے بھی دل بہلا لیا
اب ہمارا آپ کا وہ واسطا جاتا رہا

کیا گلہ اسکا فلاں وضع دونوں ہو گئے
ضبط مجھ سے کیسے اتنا رہ جفا جاتا رہا

عالم پیری مبارکباد ہو فن ہو نسیم
دلولے ٹھنڈے ہوئے وہ حوصلہ جاتا رہا

دوپہر تک تو یہ محفل عیش و نشاط رہی دوپہر کو زرفشان زریں پوش سے عرض کی کہ اب حضور آرام فرمائیں شب کو جلسہ ہوگا رستم اپنے مقام سے اُٹھے بارہ دری میں آ کے چھپر کھٹ پہ آرام کیا خواجہ بھی قریب رستم کے سو گئے بعد تھوڑی دیر کے جو آنکھ کھلی کسی انسان کی آواز کان میں نہ آئی رستم نے گھبرا کر کہا کہ اے عشم نادان یہ کیا اسرار ہے کہ کسی کی آواز نہیں آتی ذرا باہر نکل کر دیکھ کر زرفشان زریں پوش کہاں ہے کیا معرکہ درپیش ہے خواجہ باہر نکلے دار الامارہ میں خاک اڑ رہی ہے کسی والی اور میر کا نشان نہیں خواجہ گھبرا کر باہر دار الامارہ سے نکلے دیکھا کہ شہر میں سناٹا پڑا ہے دوکانیں سب بند مکان کھلے ہوئے پڑے ہیں کہیں کسی انسان حیوان کا پتا نشان نہیں پلٹ کر رستم سے عرض کی کہ اے شہریار اتنے عرصہ تک ہم آپ سوئے کہ سارا شہر خالی ہو گیا سب لوگ نہیں معلوم کہاں چلے گئے شہر میں دوکانیں بند پڑی ہیں مکان رعایا کے ویران ایسا کوئی کوئی نہ ملا کہ جس سے حال دریافت کرتا رستم گھبرا کر اپنے مقام سے اُٹھے کہ یہ سحر کیا ہے نکل کر جو دیکھا تو کسی آدمی کا مطلق نشان نہ پایا گھبرائے ہوئے اصطبل میں آئے دیکھا کہ کوئی

مرکب بھی اسی مقام پر بندھا ہے مگر مرکب رستم یعنی استر مالا کبود فرنگی ایک جانب بندھا
کھڑا ہے زین و لجام بھی سامنے رکھا ہے رستم نے خواجہ سے صلاح کی خواجہ نے کہا کہ اسے
پر نظر یہ لوگ مکار تھے بطور دھائی لائے تنہا چھوڑ کر چلے گئے اب یہاں سے جلد نکلو اپنے
لشکر میں چلو اور وہاں سے کوچ کرو لشکر میں صاحبقران کے چلو مجھکو بڑا تردد ہے اس امر
کا ہے کہ صاحبقران زمان مقابلہ ہفت پیکر فروکش ہیں نہیں معلوم وہاں پر کیا گذری
تمہارے واسطے گھبراتے ہونگے رستم مجبور ہوا ہار لپٹ مرکب پر سوار ہوئے شہر سے
نکلا گلی کوچہ کو دیکھتے ہوئے چلے جاتے ہیں کہیں انسان کا نام نہیں حیران و پریشان
ہیں کہ اگر کہیں کوئی ملتا تو اس سے حال دریافت کرتے کہ رعایا پر کیا گذری بادشاہ
کہاں گیا خواجہ نے کہا بس اب بہتر یہ ہے کہ جلد اپنے لشکر میں چلیں کس سے یہاں
دریافت کریں ذی حیات کا یہاں نام و نشان تو پایا نہیں جاتا بادشاہ کا اول تو خلق
و مروت پایکا یا یہ چشم پوشی بڑے تعجب کا مقام ہے رستم اور خواجہ گھبراتے ہوئے باہر
شہر کے نکلے لیکن خواجہ نہایت ہوشیار چلے آتے ہیں کہ آسمان سے نعرہ ہوا کہ باغی او
مکار ساربان زادے کہاں جاتا ہے خواجہ نے چاہا کہ گلیم اوڑھا غائب ہو جاؤں زنبیل
ہاتھ ڈالا گلیم نکالے اتنے میں پنجہ کمر میں پڑا ایک ساحر خواجہ کو اٹھا کے لیے چلا خواجہ نے آواز دی
کہ اے نور نظر اے فرزند صاحبقران ہوش سیر تجھکو یہ ساحر لیے جاتا ہے دیکھیں کیا رنگ ہو
رستم نے پھر جھٹ مرکب دوڑایا مگر خواجہ کو نہ پایا وہ ساحر خواجہ کو لیکر قندیل فلک ہوا موج
ہوا سے خواجہ بیہوش ہوگئے وہ ساحر خواجہ کو لیے ہوئے ایک باغ میں اترا اور ہوشیار
کر کے کہا کہ کیوں ساربان زادے تیری قضا یہاں لائی ہے میں ابھی جلاد کو بلا کر قتل کراتا ہوں
اب کیا تو میرے ہاتھ سے زندہ بچیگا خواجہ منتیں کرنے لگے ساحر نے کہا تمہاری ان
باتوں کو کب مانتا ہوں تمہارے کہنے کو سراسر خلاف جانتا ہوں یہ کہکے آواز دی کہ ارے
کوئی حاضر ہے کنج باغ سے ایک زنگی سیاہ رو تیغہ برہنہ کھینچے ہوئے سامنے آیا اور
سختی سے پکار کر آواز دی اے قہار قتیل زود آج کیا سبب تھا کہ مجھکو یاد فرمایا قہار نے
کہا یہ ضرورت تھی کہ اس ساربان زادے کو قتل کرو یہ وہ شخص ہے جسے تمام ساحران

پردۂ دنیا سے مٹا دیا مشمشہ وماہ اسی شخص کے ہاتھ سے مارے گئے اور کسی کا زور نہ چلا
مگر میں نے یہ گمان کیا کہ اس مکار کو گرفتار کر لیا جلد اسکو قتل کر اس زنگی نے ہاتھ خواجہ کا
پکڑ کر کھینچا گردن پر کولے کا خط دیا خنجر کو کھینچ کر کھڑا ہوا اسوقت خواجہ کی اشکباری اور
بیقراری خیال کرنا چاہیے اسی حالت بیم و یاس میں بحضور قلب بلک بلک کر کہا کہ اے
خالق بے نیاز اے رب کارساز اس میری مشکل کو تو ہی آسان کرنے والا ہے نظم

شارح از نور ظہور ایزدی اظہار روح ۔۔۔ بہ عبادت گشت روز او لیکن اقرار روح
زندہ دل مردی کہ پیش از مرگ مرد از رہ جہان ۔۔۔ گیرد از خاک تن خاکی ہمیشہ کار روح
ہست ابر رحمت حق ہر زبان گوہر فشان ۔۔۔ تازہ رو گردد بہ بستان بدن گلزار روح
بندگی کن بندگی ای صاحب صدق و صفا ۔۔۔ دور گردد تا ازین صیقل ہمہ زنگار روح
محرم راز حقیقت ہست مرد حق پرست ۔۔۔ کاشف سر الہی واقف اسرار روح
دل ز سودای محبت سود حاصل میکند ۔۔۔ گرم ساز و گرمی سوز درون بازار روح
لطف فرما ظاہر و پوشیدہ بر عالم الہ ۔۔۔ دور دار از ہمرہی آسیب تن آزار روح

خواجہ درگاہ باریتعالے میں دعائیں مانگ رہے ہیں کبھی پکارتے ہیں کہ اے خالق اے
مالک اے رب کارساز اے داور بے نیاز تو اس بلا کو مجھ سے دفع کر لیکن قہار اشارہ
کر رہا ہے کہ جلد اسکا سر کاٹ لے خبردار مہلت نہ دینا ایسا خنجر پڑے کہ ایک ہی ہاتھ میں
سر اسکا جدا ہو یہ بڑا ظالم عیار ہے اور خواجہ پکار رہے ہیں اے پروردگار عالم میرے اوپر
خنجر کے وار ہو چکا ہے میں نے ابھی اس بری چیز کو یاد نہیں کیا پھر یہ کیا صورت ہے مجھکو حیرت ہے
تو مالک بے نیاز ہے رب کارساز ہے لیکن یہاں جلاد خنجر لیے کھڑا ہے چاہتا ہے کہ خنجر مارے خواجہ
بلک بلک کر دعائیں کر رہے ہیں کہ نوبت نقارے کی صدا کان میں آئی چند سوار دوڑتے
ہوئے آئے کہا اے قہار نقابدار لنگر پیش آتا ہے تو کسکو قتل کرتا ہے خبردار
اس شخص کو قتل نہ کرنا نقابدار بہادر کے بہت خلاف ہوگا قہار نے کہا میں ہرگز نہ مانونگا
سوار یہ کہتا ہوا پلٹا کہ اگر نہ مانیگا تو بہت پشیمان ہوگا خواجہ سرنگون بیٹھے ہیں آنکھوں سے
آنسو جاری دل کو نہایت بیقراری ہے کہ خواجہ کے کان میں دم مرکب کی آواز آئی نقابدار

گلگون پوش تیغہ برق تاب کھینچے ہوے چمنستان کو پامال کرتا ہوا چلا آتا ہے جب قریب پہونچا کہا کیون قہار ہمارے حکم کو تو نے نہ مانا اب مین تجھکو کیا سزا دون یہ کہکے قریب پہونچا اسوقت قہار نے ہاتھ باندھکر کہا حضور یہ وہ شخص ہے کہ جسنے ملک کے ملک ویران کردیے لاشہاے ساحران سے میدان بھر دیے اسکا قتل ہونا ہی بہتر ہے اگر یہ قتل نہوا تو بڑا فساد برپا کریگا نقابدار نے یہ سنکر ایک ہاتھ تلوار کا مار دیا کہ قہار کے دو ٹکڑے ہوے ساتھ لوگو سے کہا کہ لاشہ اسکا پھینک دو نامرد نے ہمارا حکم نہین مانا اسکا آخر یہ انجام ہوا خواجہ نے جو یہ مہربانی نقابدار کی دیکھی عرض کی کہ اے نقابدار رہیا اور آپ نے بڑا احسان کیا کہ اس ظالم کو مار کر میری جان بچائی جب تک کہ زندہ ہون اس آپ کے احسان سے سر نہ اٹھاؤنگا اب اتنی آپ اور مہربانی فرمایئے کہ تھوڑی دیر میری خاطر سے یہان تشریف رکھیے اور تو کوئی خاطرداری آپکی یہان کر نہین سکتا ہان چند شعر مین گاؤن آپ سن لیجیے یقین ہے آپ سنکر بہت خوش ہونگے اور طبیعت آپکی مسرور ہوگی نقابدار نے حکم دیا کہ فرش آراستہ ہو مسند درست کیجائے فوراً آدمیون نے حکم کی تعمیل کی نقابدار آکر بیٹھا کہا ہان خواجہ اب تم گاؤ نا سناؤ خواجہ نے یہ اشعار حسرت آمیز سامنے نقابدار گلگون پوش کے بہت خوش الحانی سے گانا شروع کیے۔

نظم

ہر گھڑی کرتی ہے غل محرومی تقدیر کا
اشک تر کرنے جسے آیا دیدۂ زنجیر کا

خون پلایا جب ہوا ادا سے سائل تیر کا
نوک پیستان نے مزہ بخشا سنان تیر کا

درد کی لذت نہین باقی وہان زخم مین
لے لیا کسنے مزہ ظالم زبان تیر کا

حوصلے پر صاحب ہمت کے صدقے جایے
سر کٹا کر شمع نے بوسہ لیا گلگیر کا

جب یہ قاتل کا کہین کیونکر زبان رکھتے نہین
ہر دہان زخم گویا ہے دہن تصویر کا

شوخیان وحشت دکھاتی ہے نئے انداز سے
چشم آہو بن گیا حلقہ مری زنجیر کا

راحت دل اب تو گنہ دلی ہے بڑے آرام سے
تیر احسان ہے مری فریاد بے تاثیر کا

بعد مردن کیا سبکساری مجھے حاصل ہوئی
بوجھ بالا سے لحد ہے چادر تطہیر کا

جب وہ سننے بیٹھتے ہین آنکھ مین آتی ہے نیند
کیا اثر رکھتا ہے افسانہ مری تقدیر کا

مرگیا مین ذبح سے پہلے وہ راحت دوست تھا
کان تک کھٹکا نہ آیا نعرۂ تکبیر کا

لفظ بے معنی کی صورت کچھ اثر رکھتا نہین
خط مہمل ہو گیا لکھا مری تقدیر کا

وہ قتیل باوفا تھا مین کہ برسون ہو چکے
قطرۂ خون بنگیا چھالہ مری شمشیر کا

جسم وہ گھر ہی کہ معمار ازل کو بعد مرگ
حوصلہ باقی ہے پھر اس قصر کی تعمیر کا

صبح صادق جسکو کہتے ہین وہ ہی موے سفید
کوچ کا یہ وقت ہی موقع نہین تاخیر کا

حال بیتابی جو مرغ روح کا نامے مین ہی
مائل پرواز ہے کاغذ مری تحریر کا

تھا دم طفلی جو مجکو شغل آہ سرد سے
آکے جم جاتا تھا میرے منہ مین قطرہ شیر کا

دیدہ و دانستہ دل اپنا پھنسا بیٹھے نسیم
حلقۂ گیسوے پیچان دام تھا تزویر کا

اس رنگ مین خواجہ نے یہ غزل گائی کہ کل اہل محفل خوش ہو گئے نقابدار نے کہا کہ اے شاہنشاہ اوج عیاری تم اس فن مین کامل ہو لیکن طلسم کشا سے کیونکر جدا ہوے خواجہ نے حال ساحر کے اوٹھا لانے کا اور طلسم کشا سے جدا ہونے کا بیان کیا نقابدار نے کہا کہ جبدن میرے اور اُنکے مقابلہ پڑیگا ساری طلسم کشائی بھول جائینگے افسوس ہی کہ رستم نے اور پہلوان کو میرے مقابلہ مین بھیجا خود قریب تخت زرنشان زرین پوش کھڑے رہے مقام افسوس ہو کہ میرے اُنکے مقابلہ نہ پڑا مین نے دور سے دیکھا اُنکی جرأت کی بڑی تعریف مشہور ہی خیر حال کھل جائیگا یہ مقام طلسم خیال سکندری ہی وہ عجائب وغرائب یہان نظر آئین گے کہ ساری فتاحی طلسم ہفت پیکر بھول جاوینگے عمرو نے کہا اے نقابدار بہادر درحقیقت آپکا مثل ونظیر نہین ہی کس زور وشور سے فغان کو مارا کہ سب دیکھنے والے دنگ ہو گئے اگر آپ ٹھہر کر بسیار زر طلبی کرتے تو سواے رستم کے اور کوئی مقابلہ مین نہ آتا آپکو بھی حال کھل جاتا نقابدار نے کہا خواجہ اب آپ یہان تشریف رکھیے مگر جانے کا ارادہ نہ کیجیے گا مین شکار کھیل کر آتا ہون یہ کہکے نقابدار نے چند رفیق یہان چھوڑے اُنسے بھی کہدیا کہ خواجہ کا خیال رکھنا ایسا نہو کہ کہین چلے جائین آپ پشت [illegible] پر سوار ہو کے بیرون باغ نکلا واسطے شکار کے طرف صحرا کے روانہ ہوا خواجہ باغ مین بیٹھے باتین بنا رہے ہین لیکن رستم بعد غائب ہونے خواجہ کے بہت گھبرائے شکار مین

مصروف ہوے جو آہو سامنے آیا اُسکو تیر سے مار کر گرا دیا چند طائر شکار کیے جو لائق شکار بند
مین باندھنے کے تھے اُنکو شکار بند مین باندھ لیا شکار کھیل رہے ہین لیکن بسبب تنہائی کے
گھبراتے ہین ایک مقام پر ایک آہو کو دیکھا اُسکے تعاقب مین گھوڑا بڑھایا ایک مقام پر
جا کر اُسکو شکار کیا شکار کرکے آہو کو بقربانی پہونچایا اب متردد کھڑے ہین کہ صحرا سے گرد
اُڑی ایک آہو کو دیکھا کہ لنگڑاتا ہوا چلا آتا ہے پٹھے پر تیر پڑا ہوا ہے مگر تیر اوچھا پڑا ہے
رستم نے جو اُس آہو کو آتے دیکھا کمان کیانی ہاتھ مین تھی نشانہ باندھکر تیر مارا کہ آہو گرا
فوراً مرکب سے کودے اُسکو بھی بقربانی پہونچایا کہ پھر صحرا سے گرد اُڑی رستم نے دیکھا
وہی نقابدار گلگون پوش گھوڑے کو اُڑاتا ہوا آتا ہے تیر و کمان ہاتھ مین ہے چار جانب دیکھتا ہوا
کہ میرا شکار کیا ہوا دور سے جو دیکھا کہ آہو میرا زمین پر پڑا ہے سمجھا کہ تیر و کمان پھینک دیا
تیغ نیام انتقام سے کھینچا قریب رستم کے آیا نگاہ جو جمال جہان آرائے رستم پر پڑی تھی
تو دیکھا کہ ایک جوان ہے بلند بالا صنوبر قد خورشید خد گل بوستان حسن و جمال سرو خرامان
حدیقۂ جاہ و جلال آنکھین رشک دیدۂ غزال ابروے خمدار آسمان جرأت کے ہلال دونون
عارض مہر آسمان شوکت تکیۂ تاز میدان جلالت پشت پر سپر پڑی ہوئی موتیون کا اُسپر
جال سپر کہون یا قرص قمر یا بدر جرأت و ہمت ہاتھ ابر فلک سخاوت کان مروت و فتوت
ثابت قدم صاحب شوکت و حشم ہر چند کہ صورت زیبا دیکھکر دل کانپ گیا آنکھون مین
آنسو بھر آئے ٹھنڈا پسینہ آنے لگا قلب تھرانے لگا مگر بناز معشوقانہ غصہ کرکے کہا کہ کیون
او شخص تو نے کچھ اپنی جان کا خوف نہ کیا اور ہمارے شکار کو صید کیا ذرا بھی جان کا خوف
نہ آیا بہتر یہ ہے کہ اس آہو کو اُٹھا کر ہمارے مقام پر پہونچا دے رستم نے جواب دیا کچھ
ہم مزدور نہین عقل و فراست سے دور نہین ہم ہرگز ہرگز اسکو نہ اُٹھائینگے سامنے سے
ہمارے ہٹ جاؤ ایسا نہو کہ تمپر بھی تیر نگاہ ہمارا پڑے یہ کلمہ سُنکر نقابدار نے خبردار
خبردار کہکر ہاتھ مارا رستم نے بڑھ کر کلائی پر ہاتھ ڈال دیا تلوار چھین لی کمر زنجیر مین
ہاتھ ڈالدیا اگرچہ جسم کی گرمی سے تمام موے بدن کھڑے ہوگئے لیکن ہلکہ دیکر نقابدار
کو اُٹھا لیا جیسے ہی بلند کیا جھٹکا جو لگا بند نقاب ٹوٹا نقاب چہرے سے گرا صورت

جو نگاہ پڑی تاب ضبط باقی نہ رہی ایک آہ کی اور کانپ کر زمین پر گر پڑے غش آیا عارض غبار آلود ہوئے ایڑیاں خاک پر رگڑنے لگے اُس شاہنشاہ حسن و خوبی کی جو نگاہ رستم پر پڑی دل قبضۂ اختیار سے باہر ہو گیا تاب ضبط باقی نہ رہی فرش خاک پر بیٹھ کر سر کو اُٹھا لیا زانو پر رکھا اپنے دوپٹے سے چہرے کے غبار کو پاک کیا آنکھوں سے آنسو جاری ہوئے اشک حسرت عارض تابان پر جو گرے اُن اشکوں نے کام گلاب کا کیا رستم کو ہوش آیا سر اپنا زانوے محبوب پر رکھے دیکھا دماغ کو عرش اعلیٰ پر پہونچایا چاہا کہ آنکھیں بند کر لوں چند ساعت یوں ہی لیٹا رہوں اُس محبوب کی جو نگاہ پڑی کہ اس شخص نے آنکھیں کھولیں اور بند کر لیں خیال معشوقانہ نے گھیرا زانو سے سر کو نیچے رکھا برہم ہو کر اپنے مقام سے اُٹھی چاہا کہ مرکب پر سوار ہو کر نکل جاؤں دل تردد منزل یار نہ آنے دیا کہ اس مقام سے جاؤں رستم نے اُٹھ کر آواز دی ای جان جہان ورے آرام دل مشتاقان ذرا ٹھہر جاؤ دل ہمارا بیقرار ہے قلب پر کیا اختیار ہے بقول شاعر کے نظم

ستم ہے غیر جو اُنپر نثار ہو جائے
کسی کی آڑ ہی میں جان ہار ہو جائے

بتوں کا شوق سے دل دوستدار ہو جائے
مری طرف مرا پروردگار ہو جائے

کبھی جگر کو بھی ای دردِ عشق دے توفیق
شریک حال دل بیقرار ہو جائے

نہاں تو دل میں ہوئی ہے کسی کی حسرت دید
جو آنکھ سے نہ کہیں آشکار ہو جائے

ابھی اُٹھاتے ہیں میرا جنازہ کیوں احباب
وہ اپنے گھر کو تو پہلے سوار ہو جائے

سفید ہو چکی تھیں رات کو مری آنکھیں
اگر نہ صبح شب انتظار ہو جائے

بتوں سے کہدو کہ قابو ہی میں رہے عاشق
خدا نکردہ وہ بے اختیار ہو جائے

اسیطرح کوئی ارمان نکلے سینے سے
کچھ آہ کا ہو دھواں کچھ غبار ہو جائے

علاج اُسکے تڑپنے کا کیا بتاؤں تمھیں
جو دل تسلیوں سے بیقرار ہو جائے

اُچھال دے نہ اگر اضطراب دل لیٹ کر
الٹ پلٹ نہ یہ سنگ مزار ہو جائے

کمال عاشق کامل یہ ہے کہ ملتے ہی آنکھ
جلال وہ بت بیگانہ یار ہو جائے

اس رنگ میں جو رستم نے یہ اشعار عاشقانہ پڑھے اور دامن پکڑ لیا ہر چند معشوقہ نے زور کیا

جفا کار اور ظلم شعار ہوتے ہین مگر رستم کے یہ اشعار دلخراش سنکر اسکو رحم آگیا مسکرا کر جواب دیا کہ ای رستم وقت حقیقت مین تم اپنے وقت کے رستم ہوا اور صاحب شوکت و حشم ہو نا سمجھ تو یہ صحرا ایسے ہول خیز و وحشت انگیز لائق ٹھہرنے کے نہین ہو نہین معلوم کہ کیا افتاد ہو ہمارے پیچھے چلے آؤ اپنے باغ مین چلکر ٹھہرین مقام عیش و فرحت ہو رستم بھی اپنے گھوڑے پر سوار ہوے وہ مہ جبین اپنی مادیان پر سوار ہوئی آگے آگے مادیان پیچھے پیچھے اسپ رستم تھوڑی دور چلے تھے کہ چند کنیزین نمایان ہوئین اُنھون نے جو اپنی ملکہ کو دیکھا ساتھ ہو لین تھوڑے ہی عرصہ مین سو کنیزین اور پشتہاے مرکب پر سوار نیزہ ہلاتی ہوئین نظر آئین وہ بھی ساتھ ہو لین قریب دو کوس راستہ طے کیا ہوگا کہ دروازہ باغ کا نمایان ہوا رستم نے دیکھا کہ دروازہ باغ کا مثل آغوش عاشق کے کھلا ہو وہ ہوا سرد آئی کہ روح نے راحت پائی ملکہ مادیان سے کود پڑی رستم بھی مرکب سے اُترے ملکہ نے بہ محبت رستم کا ہاتھ تھام لیا رستم نہال ہو گئے ساتھ ساتھ ملکہ کے اسطور سے چلے کہ ہاتھ مین ہاتھ پڑا ہوا ہو خرامان خرامان دونون عاشق و معشوق نگاہ شوق سے ایک دوسرے کو دیکھتے ہوے سیر باغ کرتے ہوے وسط باغ مین پہونچے رستم نے دیکھا کہ ایک چبوترہ نہایت ہی پر تکلف بنا ہوا ہو اُسپر مسند آراستہ ہو فرش بادلہ کا بچھا ہوا ہو ملکہ نے رستم کو بیٹھنے کا اشارہ کیا رستم مسند سے ہٹکر فرش پر بیٹھے کنیزین اپنے اپنے مقام پر آکر بیٹھین رستم کو ملکہ نے اپنے پاس مسند پر بٹھایا آپ پہلو مین بیٹھین ملکہ نے مسکرا کر پوچھا کہ آپکا نام نامی و اسم گرامی کیا ہو رستم نے جواب دیا اس سرحد کے سنگ ریزے بھی مجھکو جانتے اور پہچانتے ہین قبلہ و کعبہ کا نام نامی تو ضرور سنا ہوگا زلزلہ قاف ثانی سلیمان یعنی حمزہ صاحبقران ہی مین اُنکا فرزند ارشد فتاح طلسم ہفت پیکر ہون مجھکو کس مکر سے لقا ملعون ثانی نے اس سرحد مین بلایا بہ عنایت پروردگار کئی قلعے قبضے مین آئے کتنے ہی سردار مسلمان ہوے لشکر گران قریب قلعہ زرین پوشان اُترا ہوا ہو اب آیندہ جیسا منظور پروردگار ہو میرا قصد تو یہ تھا کہ اب لشکر قبلہ و کعبہ مین جاؤن یہ تاجدار پہونچا مجھکو بلا یا یہان وہ مہ رخ کہ دیکھے جس سے از حد سرگردانی ہو مثل آئینہ حیرانی و پریشانی ہوا ہے رستم

ملکہ کی جانب مخاطب ہوے اور پوچھا کہ ای شہنشاہ اقلیم حسن و جمال و ای ماہ آسمان کمال آپ اپنے نام نامی و اسم گرامی سے آگاہ فرمایئے کہ قلب کو تسکین ہو اُس محبوب مرغوب نے جواب دیا ای شہریار میرا نام ملکہ شہرت گلگون پوش ہی مین نقاب ڈالکر آپکے مقابلہ کو گئی تھی یقین ہی کہ اُسوقت آپ کو مقابلہ مشکل ہوتا مگر آپ بڑے صاحب اقبال ہین کہ ایسے وقت پر سامنا ہوا کہ مجھکو کچھ بن نہ پڑا آخر کو آپکے ساتھ رہنا منظور کیا یہان سے بارہ کوس پر ایک قلعہ ہی کہ قلعۂ اشرف و سنگباری اُسکا نام ہی ساٹھ ہزار فوج اور بڑے بڑے بہادر وہان ہین یہ خبر اُن سبکو معلوم ہوئی کہ طلسم کشا اس سرحد مین آ گئے ہر ایک کو یہ منظور ہوا کہ جسطرح بنے عقل و قدرت سے کمال و شوکت سے طلسم کشا کو گرفتار کرین اور ہر طرف سے پہلوانون اور ساحرون نے سامنے بقراط ثانی کے دعوی کیے اکثر آپکے مقابلہ مین آئے بعض مارے گئے بعض مسلمان ہوے اب بھی ساحرون کو دعوے ہی کہ آپ سے مقابلہ کرین گوہر اسرار میرے پاس قدرت نے بھیج دیا تھا وہ ہی میرے پاس موجود تھا اگر آپ اُسدن مجھ سے مقابلہ کرتے تو کچھ ہوتا اتنا براہ خیر خواہی عرض کرتی ہون کہ دشمنون کا خیال ضرور ہی رستم نے یہ حال سنکر فرمایا وہ حافظ حقیقی نگہبان ہی وہی بچائیگا یہ کہکے خاموش ہوے ملکہ نے کنیزون کو اشارہ کیا اسباب عیش و نشاط مہیا ہو گیا چند کنیزان مہ جبین و مہ جبینان مہر تمکین آ کر جواہر مین غوطہ مار کر سامنے حاضر ہوئین شاہزادہ مسند پر جلوہ فرما ہی ملکہ شہرت گلگون پوش پہلو مین شاہزادہ کے بیٹھی گلچینی گلشن جمال رستم کر رہی ہین دوسرے پہلو مین وزیرزادی ملکہ کی کہ جیسے ستارۂ پہلوے ماہ سمجھنا چاہیے بیٹھی ہی خواجہ اُسکو بہ نگاہ محبت دیکھ رہے ہین اور رستم سے فرماتے ہین کہ ای فرزند دیکھو کیا نازنین ہی حقیقت مین مہ جبین ہی اُسکا جمال جہان آرا دیکھکر دل کو بیقراری ہوتی ہی جی چاہتا ہی اُسکی بلائین لیاکرون ترقی حسن کی دعائین دون لیکن خواجہ حیران ہین کہ دیکھیے انجام اس صحبت کا کیا ہو رستم عشق مین مبہوت معشوق کے لبون پہ مہر سکوت آخر خواجہ نے گھبرا کر ملکہ سے کئی بار کہا کہ ای ملکۂ عالم اس مقدمہ مین کیا اسرار ہی تفتیش حال مین دل خود بخود بیقرار ہی ملکہ سر ہلا دیتی ہین فرماتی ہین کہ خواجہ گھبرایئے نہین مآل صحبت ظاہر ہو جائیگا اب ملکہ نے کنیزون کو اشارہ کیا کہ جاکر دروازہ بند کر دو خبردار کوئی غیر نہ آنے پائے

کنیزین گئین تھوڑی دیر مین دوڑتی ہوئی آئین بعد دعا کے عرض کی کہ اے ملکۂ عالم و اے ستم
زمان چند باتین ہماری سن لیجیے معاملہ یہ ہے کہ ملکۂ عالم کے والد بزرگوار کا لقب زرنشان
زرین پوش ہے جب ملکۂ عالم کے حسن و جمال کا شہرہ ہوا اور حسن کمال پر پہونچا تو یہان سے
بارہ کوس پر ایک دشت ہے کہ اسکو دشت جراءت خیز کہتے ہین وہان ایک پہلوان ہے
کہ لقب اسکا املاک دشت نورد ہے بڑے بڑے پہلوانون کو اسنے مارا اپنی سرزمین دوسرے
پہلوان کا عروج نہین چاہتا جسنے سر اٹھایا اسنے جاکر اسکو زیر کیا اسکے ہرکارون نے
اسکو خبر دی کہ زرنشان زرین پوش کی بیٹی نہایت حسین و مہ جبین ہے اور تصویر بھی
ملکہ کی اسکے پاس لے گئے اور اسکو دکھائی چار سو پہلوانان حلقہ بگوش کہ جنکو اسنے
زیر کیا ہے انکو رفیق اپنا بنایا ہے اور ساٹھ ہزار فوج رکھتا ہے ان سب جوانان کارآزمودہ
و جنگ دیدہ کو لیکر وہان سے چل نکلا اور قلعۂ زرین پوشان پر چڑھ آیا زرنشان
زرین پوش نے کئی دن جنگ کی ایک دن املاک جھلایا تنہا گرز پکڑ کر لوگون کو روکتا ہوا
در قلعہ پر پہونچا بادشاہ ہمارا گھبرایا املاک نے بادشاہ سے سوال کیا کہ اپنی دختر کا عقد
میرے ساتھ کردو ورنہ مین اندر قلعہ کے گھس آؤنگا بادشاہ گھبرا کر باہر قلعہ کے آئے
املاک سے اقرار کیا کہ بعد چھ مہینہ کے دختر کو دونگا وہ وعدہ اب گذر گیا اسکو جو یاد آیا
فوج لیکر چلا راستہ کو طی کرکے پہونچا مگر بادشاہ رعایا کو لیکر کہین پہلے سے چلے گئے تھے
اسی خیال سے کہ املاک آئیگا تو مین اسکو کیا جواب دونگا اسنے جو قلعہ کو خالی پایا اندر
قلعے کے گھس گیا کسی ذی حیات کو وہان نہ پایا کہنے لگا کہ ملکہ کو تلاش کرو اور یہ بھی خبر
اسنے سنی تھی کہ زرنشان زرین پوش جاکر طلسم کشا کو لائے تھے اب دختر انکی صحرا سے
طلسم کشا کو اپنے باغ مین لے گئی ہین اور وہان صحبت عیش و نشاط برپا ہے یہ سب حال
سنکر وہ مع اپنی کل فوج کے چڑھ دوڑا اور یہان پہلو سے باغ مین بارگاہ استادہ کرائی آپ بھی
وہان اتر پڑا اور سوارون کو حکم دیا کہ جاکر ملکہ کو سوار کرلاؤ وہ سب گھوڑے دروازے پر بدعت کررہے
ہین چاہتے ہین اندر گھس آئین کنیزان سرکاری روک رہی ہین وہ نہین رکتے کہتے ہین کہ ہمکو
حکم ہے کہ طلسم کشا کو گرفتار کرلاؤ اور ملکہ کو سوار کرلاؤ چند سوار دروازے پر بلوہ کررہے ہین باغ پر

اسوقت ہنگامہ ہی اگر مناسب ہو تو حضور انکو چلکر روکیں ورنہ وہ لوگ اندر گھس آئینگے بے ادبی کرینگے یہ خبر وحشت اثر سنکر رستم کانپنے لگے فرمایا کیون ملکہ عالم یہ کیا معرکہ ہی ملکہ نے کہا حضور یہ کنیزین سچ کہتی ہین وہ پہلوان نہایت بیباک ہی اگر مناسب ہو چندے ساعت کو ہٹ جائیے مین اُسکو سمجھا دونگی رستم تیغہ ہفت جوہر کو ٹیک کر اُٹھے فرمایا ہم جاکر ابھی سمجھائے دیتے ہین ملکہ رونے لگین کہا ای شہریار وہ بڑا ہی زبردست ہی بادۂ نخوت سے مست ہی حضور نہ جائین ایسا نہو کہ بندگان عالی کو کوئی صدمہ پہونچے جسوقت سے مین نے اُسکا حال سُنا ہی قلب کانپ رہا ہی والدنامدار کے ساتھ تو فوج و لشکر تھا اُسکا کچھ نہ بنا سکے اب میرے دل کی تو یہ کیفیت ہی کہ کیا بیان کرون - نظم

یہان تک اوج جنون مین مجھے کمال ہوا
خراش ناخن دیوانگی ہلال ہوا

عروج حسن مین یہ یار کو کمال ہوا
کہ آفتاب بھی اک نقطۂ جمال ہوا

ہزار شکر کہ سیرا بھی اب وہ سال ہوا
دعا کہ لے کہ اُٹھے آپ کو خیال ہوا

نہ کھو بے مجھے بوسہ اگر لیا تو لیا
رقیب ہوگا خوشی گر مجھے ملال ہوا

فروغ زیست ہوا سر کٹا کے صورت شمع
حیات بعد ہوئی پہلے انتقال ہوا

خیال زلف اگر ہی تو دل کی خیر نہین
وہ ٹوٹ جاتا ہی شیشہ کہ جسمین بال ہوا

مرا فسانہ ہے مانند مژدۂ دشنام
کہ آتے آتے در گوش تک ملال ہوا

مزار مین نظر آتی ہے خاک تک سارنگین
غبار تن شہدا کا ترے گلال ہوا

نہین ہی حرص سے خالی کبھی مآل بشر
اُٹھا جو دست دعا کاسۂ سوال ہوا

بسان آخر روز و بشکل اول شام
وہی عروج مرا ہے کہ جب زوال ہوا

برہنگی سے ندامت رہی یہ تن کے ساتھ
کہ بعد مرگ بھی ممنون انفعال ہوا

درازی شب غم کا وہ ایک لمحہ ہے
جسے زمانے مین کہتے ہین دو دو سال ہوا

کھلا یہ عقدہ قدمبوس زلف سے ہمکو
چڑھا جو سر پہ وہ آخر کو پائمال ہوا

کنار قبر سے لاشہ نے میرے مس نہ کیا
ترے گمان بد انجام کا خیال ہوا

بصورت ورق گل خزان سے ابتر ہی
نسیم کا چمن دہر مین یہ حال ہوا

رستم نے دامن چھڑاکر جواب دیا ہے ملکہ عالم ان مقدمات مین دخل نہ دو چھپ رہنا ہمارا
کام نہین ہے اُس بے حیا سے مقابلہ کرین گے سر اُسکا لاکر تمکو دینگے یہ فرماکر رستم بڑھے
مرکب پر اپنے سوار ہوے ملکہ شہرت پیچھے پیچھے دوپٹہ ڈھلکا ہوا چہرہ اُداس فرماتی ہین
کہ جسطرح اب پشت دکھاکر جاتے ہو اسیطرح پھر آکر شکل دکھاؤ بڑے ظالم سے سامنا ہے
یہان در باغ پر سواران افلاک چاہتے ہین کہ اندر گھس آئین مگر کنیزان ملکہ تیغ کھینچے ہوے
روک رہی ہین سواران افلاک نے جو دو چار کو قتل کیا کنیزین ہٹنے لگین چند سوار جو آئے
ہین اُنکا افسر شماس چرخ گردان سب کنیزون کو ہٹاتا ہوا دروازہ مین گھس آیا
پکار کر کہتا ہے کہ تم لوگ کیون جان دیتے ہو جسطرح ہوسکے رستم کو گرفتار کرلاؤ اور ملکہ کو سمجھاکر
سوار کرلاؤ کہ شماس نے دیکھا ایک جوان ماہ تمثال شیر بیشۂ جرأت ویکہ تاز میدان
جلالت گھوڑا دوڑاتے ہوے آتا ہے للکارتا ہوا کہ او نامرد آگے نہ بڑھنا تو چند کنیزون
کو قتل کرکے بڑا مغرور ہوا ہے کیون شامت آئی ہے شماس یہ سنکر حیران ہوا جی مین
کہتا ہے کہ کیا جوان صاحب جرأت ہے کسطرح اکیلا ہم سب سے لڑنے آتا ہے کچھ جان کا
خوف نہین جانکر اپنی جان دیگا میرا کیا کرسکے گا یہ سوچکر گھوڑا بڑھایا ملکہ تو بھاگ کر ایک
کمرے مین آئین کنیزون سے کہا ہے کم بختو تم بھی جاکر شریک ہو ایسا نہو کہ میرے وارث پر
کوئی افتاد پڑے بزرگ تو یہی لکھ گئے ہین کہ ملکہ شہرت گلگون پوش زوجۂ طلسم کشا ہے
فلک شعبدہ باز کیا معرکہ دکھا رہا ہے کنیزین خود کانپ رہی ہین قدم نہین اُٹھتا مگر رستم
جو شماس کے سامنے پہونچے شماس نے خبردار کہکے ہاتھ تلوار کا مارا رستم نے
بہ اسلوب سپر تلوار کو رد کیا جیسے ہی تلوار مار کر پلٹا رستم نے الجھاوے سے ہاتھ نکالا اور
تیغ ہفت جوہر کو چمکاکر ہاتھ مارا برق شمشیر جو تڑپ کر گری ابر سپر کے ٹکڑے ہوے سپر کو کاٹکر
جو تلوار گری یا تو قبہ سپر پر چمکی تھی یا ابر رنگ آکر زمین کو بوسہ دیا شماس کو مارکر آگے بڑھے
جو سوار سامنے آگیا علف شمشیر آبدار ہوا سوارون کو مارکر باہر نکلے چند سوار جو کھڑے تھے رستم
کو دیکھکر بھاگے ملکہ بالا سے قصر سے دیکھ رہی ہین اور دعائین مانگ رہی ہین کہ اسے خالق
بحر و بر اے رب اکبر شیر بیشۂ صاحبقرانی کو ہاتھ سے دشمنون کے بچانا رستم لڑتے بھڑتے

تیغہ ہیبت جوہر کھینچے ہوئے مارتے ہوئے چلے جاتے ہیں دو چار سو آدمی جو رستم کے
ہاتھ سے مارے گئے اب کوئی قریب نہیں آتا دور ہی سے لینا لینا کر رہے ہیں آخر
دربارگاہ املاک پہونچے املاک ونگل آہنی پر بیٹھا ہوا کہہ رہا ہے کہ رستم کو لائے معشوقہ کو
میری تکلیف نہ پہونچانا مجھے بڑا اشتیاق ہے دل اسکے جمال کا مشتاق ہے کہ نعرۂ شیر کی آواز
آئی پردہ بارگاہ کا گرا املاک نے دیکھا کہ آفتاب عالمتاب شہریاری و نیر بخشش جہت افروز
جہانداری دفعۃً سامنے سے نمایاں ہوئے اور آواز دی کہ ای مغرور اٹھکر بیٹھا ہے کہ املاک
نے کچھ خیال بھی نہ کیا رستم قریب املاک پہونچے جب املاک نے دیکھا کہ قریب آ گئے
تو رفقا جو قریب بیٹھے تھے انکے اشارہ کیا ارے اس جوان کا سر کاٹ لو جو پہلوان اٹھا
اور مقابلہ میں آیا رستم نے مار دیا اسکے دو ٹکڑے ہوئے کئی پہلوانوں کو قتل کر کے
املاک سے فرمایا او مغرور کیا اوروں کے بھروسہ پر آیا ہے املاک اپنے مقام سے اٹھا
اور خبردار خبردار کرکے ہاتھ تلوار کا مارا رستم نے بازو بچا کر کلائی پہ ہاتھ ڈالدیا املاک لپٹ
پڑا رستم نے گردن پہ ہاتھ رکھکر ایک مارا کہ سر املاک کا زمین سے مل گیا املاک چاہتا ہے
رستم کو زمین پہ پہونچاوے مگر رستم پہاڑ سے کھڑے ہیں ایسے دو چار سے
مارے کہ املاک پریشان ہو گیا معلوم ہوا کہ ہڈیاں ٹوٹیں الجھ الجھ کے لڑا
تیسرے پیچ پر رستم نے اکھیڑ مارا کہ املاک چاروں شانے چت گرا یہ کر دکھا کے چھاتی پر
سوار ہوئے کشندہ زانو سے دبا کر فرمایا درشناخت پروردگار چہ میگوئی املاک نے
جواب دیا کہ ای جوان معشوق پر میرے قبضہ کیا میری بارگاہ ذلیل ہوا اب مذہب تیرا
اختیار کروں گا مجھ سے ایسا نہ ہوگا یہ سنکر رستم نے ایک ہاتھ زیر سر رکھا اور سر املاک کا
پیر رکھکے ایک ہاتھ ایسا مارا خنجر سے گردن کھینچ لی سب پہلوان بیٹھے دیکھا کیے کسی کا یہ حوصلہ نہ ہوا
کہ اٹھکر مقابلہ کرتا مثل تصویر بتصویر حیران بیٹھے رہے گویا کسی کے منہ میں زبان نہیں ہے
اپنے مقام پہ بیٹھے رہے کسیکو یہ یارا نہ ہوا کہ رستم کو روکتا آخر رستم اپنے مقام سے
اٹھے سر املاک کا شکاربند سے باندھا اور پشت مرکب پر سوار ہوئے پکار کر آواز دی او مکارو
چلے جاؤ او تاجداران پر دغا تمہارے کافر کو مارا اگر کسیکو دعویٰ ہو کہ مجھ سے بدلا لے تو

بسم اللہ ہم موجود ہین کسی نے جواب نہ دیا رستم سر املاک لیے ہوے بیچ مین سے لشکر املاک کے چلے ہر ایک افسر سے نگاہ ملاتے ہوے اور یہی نعرہ کرتے ہوے کہ جسکو روکنا ہو روکے ہم مقابلہ کرنے کو موجود ہین کسی نے جواب نہ دیا رستم اسی طرح گھوڑا کو اڑاتے ہوے در باغ پر آئے ملکہ دور سے دیکھ رہی تھین رستم کو جو آتے ہوے دیکھا کہ دریاے خون مین نہاتے ہوے تیغہ ہفت جو ہر ہاتھ مین لیے ہوے آتے ہین ملکہ در باغ سے نکلین رستم گھوڑے سے کودے ملکہ نے خون جسم کا دوپٹہ سے پاک کیا پوچھتی ہین کہ اے شہریار جسم پر کوئی زخم تو نہین آیا رستم نے فرمایا اے ملکہ عالم کوئی ایسا تھین نہ تھا کہ جو ہمسے ہم نبرد ہوتا بارگاہ مین جا کر املاک کا سر کھینچ لیا کسی نے دخل نہ دیا ہر ایک پہلوان کو لوٹ کا ہر ایک سے سوال کیا مگر کسی نے جواب نہ دیا ملکہ رستم کو ساتھ لیے ہوے باغ مین آئین لا کر مقام صدر پر بٹھایا چند کنیزین گرد آکر بیٹھین رقص و سرود شروع ہوا خواجہ عمرو کہ حاضر صحبت ہین رستم سے فرما رہے ہین کہ اے رستم اب چلنے کی جلدی کرو تمھارے قبلہ و کعبہ گھبرا رہے ہونگے رستم فرماتے ہین اے عمر نامدار آپ نہ گھبرائیے آج شب کو تو یہان بسر کیجیے کل انشاء اللہ کوچ ہوگا ہمین بھی خیال ہے جدائی کا قبلہ و کعبہ کی بہت ملال ہے ملکہ نے عرض کیا اے شہریار پروردگار نے آپ کو حیات تازہ مرحمت فرمائی یہ گمان تھا کہ چار سو پہلوان اسکے ساتھ کے ضرور دخل دینگے مگر آپکا اقبال یاور تھا اور طالع مددگار کہ کوئی دخل نہ دے سکا وہ وقت تو بخیر و خوبی خدا نے آسان کر دیا اب وقت خوشی کا آیا اگر مناسب ہو تو خواجہ سے فرمائیے چند شعر گائین تاکہ طبیعت خوش ہو وزیرزادی ہماری گلشن افروز بھی گانے مین بڑا کمال رکھتی ہین خود بھی خوب گاتی ہین لہذا مشتاق کو شاد کیجیے خواجہ خود گلشن کو بنگاہ حیرت دیکھ رہے ہین یہ مژدہ سنتے ہی خوش ہوگئے بیچ مین آکر بیٹھے جوڑی ہفت پیوند کی اپنی زنبیل سے نکالی اور یہ غزل عاشقانہ نئے رنگ مین گانا شروع کی

نظم

ہوا دل بے سبب کب ہے ابھارنگ رو میرا	کسی کی جستجو مین ہے دل پر آرزو میرا
پریشانی کے پہلو مین دل افگار و نکی شکلین ہین	خبر کچھ اور دیتا ہے یہ لطف گفتگو میرا
مہیا ہے مجھے سامان ہر دم بادہ نوشی کا	جو آنسو ہے تو ساغر چشم ہے دل ہے سبو میرا

نہین ممکن جو کچھ ممکن نہو مر جانے والون کو
امید بخیہ سے عاشق ہمیشہ پاک دامن مین
رہا ہون پاک دامن اُس ستمگر کی محبت مین
جسے سمجھے تھے اپنا او اُسیکو مدعی پایا
اُٹھین رسوا کریگا مجھکو نادم بخیر کو دشمن
محبت کا تعلق عاشقون سے چھٹ نہین سکتا
نہ دیکھین آنکھ اُٹھا کر اس طلسم حسن روزہ کو
اجازت تجکو دیتا ہون خوشی سے قتل کر لیکن
کہی جو بات دل خوش کر دیا یار پریرو کا
نہ چھوٹے گا چھڑا لئے سے ہزارون صبح زرین للہ
تشفی کے لیے احباب کہدیتے ہین خاطر سے
نسیم اس برہمی سے اب مجھے ثابت یہ ہوتا ہے

لب خنجر کا فاقہ توڑ دیتا ہے لہو میرا
رہیگا تا قیامت چاک سینہ بے رفو میرا
یقین ہے دوست ہو جائیگا شرما کر عدو میرا
کسی کو کیا کہون دشمن مرا دل ہے عدو میرا
غضب کیا کیا نہ لائیگا یہ جوش آرزو میرا
جدا ہونے مین لیجاتا ہے خنجر سے گلو میرا
کسی کی کیا رہے پروا اگر حامی ہو تو میرا
مناسب ہے رہے قاتل خیال آبرو میرا
اُٹھین یاد آئیگا برسون یہ حسن گفتگو میرا
بہار دامن جلاد دیکھے گا لہو میرا
نہ لے گا نام بھولے سے کبھی یار فروبر میرا
بہت ابتر کریگی حال زلف مشکبو میرا

خواجہ نے جو یہ اشعار گائے سب سے زیادہ گلشن افروز نے تعریفین کین جو مقامات تھے اُن مقامون پر تعریف کی جب زلف لیلائے شب کمر سے گذری ملکہ اپنے مقام سے اُٹھین رستم و ملکہ طرف بارگاہ کے چلے جاکے آرام کیا خواجہ نے خیال کیا کہ گلشن افروز کی ایک ندیم ہے کہ لالۂ ماہ رخسار اُسکا نام ہے ہر مرتبہ ملکہ گلشن افروز اُسی کو پکارتی تھین وہی جاکر پاس بیٹھتی ہے خواجہ نے کنارے آکر ایک کنیز کی شکل بنائی اور لالۂ ماہ رخسار کو پکارا کنارے لاکر اُسکو بے ہوش کیا لالۂ ماہ رخسار کی شکل بنکر پاس گلشن افروز کے آئے گلشن نے لالۂ ماہ رخسار کو دیکھا لالۂ ماہ رخسار نے آکر ہاتھ گلے مین ڈال دیئے اور کہا مین اس صورت زیبا کے صدقے ہو جاؤن خاک پا لیکر توتیاے چشم بناؤن گلشن نے کہا اے لالۂ ماہ رخسار مدت سے ہمارے ساتھ ہو مگر ایسے کلمے کبھی نہ کہے تھے آخر کیا ارادہ ہے کہا واری چلکر آرام فرمائیے اب نیند سے حال ابتر ہے یہی بہتر ہے آپکے پائنتی ہم بھی سو رہین گے ہمارا فرش آج باغ مین نہین بچھا ہے گلشن افروز نے ہاتھ لالۂ کا تھام

ابھی چھپری میں آئی خواجہ پاؤں دبانے لگے اس آرام سے پاؤں دبائے کہ گلشن سو گئی
خواجہ بھی برابر آکے لیٹے گلے میں ہاتھ ڈال دیئے خوب آرام سے سوئے کوئی کنیز کسی کام
کو چھپری میں آئی دیکھا کہ گلشن افروز کے ساتھ خواجہ سو رہے ہیں اُس کنیز نے
باہر آکر کہا چند کنیزیں جمع ہو گئیں چاؤں چاؤں کرنے لگیں ایک سے ایک یہی کہتی ہے
گلشن افروز بڑی بے لحاظ ہے اس طرح ساتھ مرد کے سو رہی ہے ایک کہتی ہے پہلے سے آنکھ لگی ہو گی
جب تو یہ خوش خوش ہے گلشن کی آنکھ کھل گئی کنیزوں نے جھک جھک کر سلام کیا کہا بی وزیرزادی
صاحب یہ کیا معرکہ ہے خواجہ عمرو کی جو آنکھ کھلی فرمایا کہ صاحبو میاں بیوی سو رہے ہیں تم لوگ ایسے
بے لحاظ ہو کہ بلا تکلف چلے آئے کیا اس مضمون سے آگاہ نہیں ہو کہ میاں بیوی کیونکر سوتے ہیں
گلشن افروز نے سر اپنا پیٹ لیا کہا او ساربان زادے مجھکو ذلیل کرتا ہے خواجہ بھاگے
گلشن افروز چیخیں مار مار کر رونے لگی رستم کو خبر ہوئی وہاں سے ٹہلتے ہوئے آئے کہا کہ
گلشن افروز کیوں روتی ہو خواجہ عمرو کا دستور ہے کہ جس پر عاشق ہوتے ہیں اُسکو یوں ہی ذلیل
کرتے ہیں اب گلشن افروز ناچار ہو کر لیٹی خواجہ عمرو اور چھپری میں ایک کنیز کی شکل بنکر ایک کنیز
کے پاس سوئے رستم نے بھی آرام فرمایا جب وقت نسیم سحری چلی اور عروس شب نے چہرہ اپنا
گیسوے [illegible] سے چھپایا شاہ زرین پوش حجلۂ مشرق سے نکلا مسند چرخ زبرجدی پر آکر بیٹھا
تمام دنیا روشن ہو گئی شاہد صبح کے جمال نے تمام عالم کو ضیا بار کیا رستم کی جو آنکھ کھلی
دیکھا میں اکیلا ایک نخل کے نیچے پڑا ہوں خواجہ عمرو سامنے سے آتے ہیں فرماتے ہوئے
کہ وہ چمن و باغ کیا ہوا معشوق پری چہرہ کدھر گئی رستم بھی حیران خواجہ بھی پریشان کہ صحرا
سے گرد اُٹھی دیکھا کہ زرفشان زرین پوش مع فوج آکر پہونچا رستم کو اپنی بارگاہ میں لایا تخت
پر بٹھایا عرض کی اے شہریار آپ شہر سے کیوں چلے گئے فرمایا اے ملک تمام ایک پہلوان آیا ہمیں
ہاتھ سے مارا گیا میں تو بھی اس ملک میں حیران ہوں کہ شب کو وہ صحبت عیش و نشاط
دن کو یہ پریشانی ایک نخل کے سامنے میں اپنے کو پایا ملکہ عالم کہاں گئیں کنیزان
کیا ہوئیں مقام افسوس ہے کہاں انکو تلاش کروں زرفشان زرین پوش نے عرض
کی وہ باغ سحرستان میں ہیں آپ وہاں تشریف لے جائیں تو ضرور ملاقات ہو

جاتی ہو ہمارے پاس آؤ جہان آرا نے جواب نہ دیا خواجہ نے جو دیکھا کہ جہان آرا جواب
نہیں دیتیں جھپٹ کر قریب جہان آرا کے آئے ہاتھ تھام کر کہا ہو ملکہ عالم کہاں جاتی ہو
جہان آرا نے ہاتھ چھڑا لیا کہا خواجہ دیکھتے ہو کہ صحرا کس بہار پر ہے اسکا تماشا نہ دیکھیں خواجہ
نے کہا کہ پاس طلسم کشا کے چلو جہان آرا نے کچھ جواب نہ دیا قریب ایک نخل کے پہونچیں
نخل کو قد محبوب جان کر بے اختیار لپٹ گئیں جیسے ہی درخت سے لپٹیں ایک آواز آئی
کہ ای جہان آرا آؤ جہان آرا اُس نخل سے خوب لپٹیں تنہ درخت مثل دروازے کے کھل گیا
ملکہ اُس دروازے میں داخل ہوئیں ہر چند خواجہ چیخے چلائے ملکہ نے کچھ جواب نہ دیا دروازہ
بند ہو گیا ایک آواز آئی کہ جہان آرا کو قید کر لیا رستم نے جو یہ معرکہ دیکھا اول تو شب بھر
فراق میں ملکہ سفہرت کے بیقرار رہے اب صبح کو یہ معرکہ ہوا سرداروں نے کہا آپ زیر نخل
چلیے چلکر ملاحظہ فرمائیے زیر نخل چل کر لوح چمکائیے جو شعبدہ ہوگا وہ کھل جائیگا اب رستم
ٹہلتے ہوئے زیر نخل آئے نخل سے جو لوح کو مس کیا ایک دھماکا ہوا دروازہ بھی کھل گیا
ایک ساحرہ سیہ فام بد انجام گوشے میں کھڑی ہے رستم نے اُسکا ہاتھ پکڑ کر کھینچا کلاہ ہفت گوشہ
کا جو اُسپر عکس پڑا کانپنے لگی رستم نے پوچھا تیرا یہاں کیونکر آنا ہوا جہان آرا کو کون لیگیا
کہا ای شہریار سلیم کوہ پوش اس صحرا کی حاکم ہیں شب کو اُنکا نام حکم پہونچا کہ جس طرح بنے
جہان آرا کو گرفتار کر لو سلیم نے صبح کو انتظام کیا جہان آرا کو گرفتار کر کے لیگئی یقین ہے
کہ خدمت لقراط ثانی میں جائے رستم نے ہاتھ اُٹھایا کہ اُسکو قتل کروں وہ ساحرہ قدموں
پر آ پڑی کہنے لگی اے شہریار میرے قتل کرنے سے آپ کو کیا نفع ہو گا جب تک کوئی
باغ سلیم میں نہ پہونچے گا ملکہ جہان آرا کا نشان نہ ملیگا خواجہ عمرو اُسی وقت لنگوٹہ
زر لفتی لگا کر آمادہ ہوئے کہ میں تلاش میں جہان آرا کی جاتا ہوں رستم نے جو دو کا نوجوان
ای نور نظر پارۂ جگر ایسا نہو کہ وہ ظالم ملکہ کو قتل کر ڈالے صہبا نے شیرین کلام
نے جو یہ خبر سنی کہ بیٹی اسطرح غائب ہو گئی ایک ساحرہ اُسکو پکڑ لیگئی بحال تباہ
روتی ہوئی آئیں سب حال پر ملال سُنا کہا ای شہنشاہ اوج عیاری مجھ سے اور سلیم
کوہ پوش سے بڑی ملاقات ہے میں جاکر اس سے عذر کرونگی جہان آرا کو چھڑا لاؤنگی

یہ کہکے پر پرواز پیدا کیے ملکہ صہبا روتی ہوئی چلین آتے آتے دور سے دیکھا کہ ایک باغ
پر بہار ہی اُسمین جلسہ آراستہ ہی سلیم تو مسند پر بیٹھی ہی جہان آرا کی زبان مین سوزن
مسلسل و طوق سامنے سلیم کے سرنگون بیٹھی ہی صہبا نے جو یہ معرکہ دیکھا خیال مین گذرا
کہ تڑپ تڑپ کر گرون سلیم کے دو ٹکڑے کرون تڑپتی ہوئی جیسے ہی سر باغ پر آئین قصد کیا کہ
گرون خیال مین آیا کہ شاید سحر تاثیر نہ کرے باغ مین اُترکر اُس سے مقابلہ کرون یہ سوچکر
ایک کنج مین اُترین جیسے ہی بوے گل دماغ مین پہونچی خیال مین آیا کہ چلکر سلیم سے ملاقات
کرون سمجھا کر اُس سے کہون کہ جہان آرا کو رہا کردو شاید کہنا مان لے کوئی مطلب نکل آئے
یہ سوچتی ہوئی آئین جب سامنے سلیم کے پہونچین جھک کر سلام کیا سلیم نے تیوری پر بل ڈالکر
کہا کہ بیٹی کے گرفتار ہوتے ہی آئین کچھ جان کا خوف نہ آیا اری گلشن آرا کہان ہی اُنکی
بھی زبان مین سوزن دے کر قید کرو بس ایک کنیز اُسی جلسے سے اُٹھی قریب آکر کہا منہ
کھولیے مین زبان مین سوزن دونگی صہبا نے منہ کھول دیا کنیز نے زبان مین سوزن دی
ہتکڑیان بیڑیان پہنائین ملکہ صہبا کو بھی قریب جہان آرا کے بٹھایا ماں بیٹیان دونون
قید ہوئین سلیم کہ رہی ہی صبا جو بڑا غضب یہ ہوا کہ کنکال نامے کنیز میری درخت مین رہ گئی
اُسنے میرے باغ کا پتہ دیا اب مین ایک تدبیر کرتی ہون کہ وہ بھی چلی آئے میرے پاس
پہونچے یقین ہی کہ ساربان زادہ بھی آوے بی جہان آرا اُسی کی معشوق ہین وہ بھلا صبر
کریگا فوراً پہونچیگا دیکھیے کیا انجام ہو یہ کہکے سلیم گوہر پوش نے ایک عرضی بقراط ثانی کو
لکھی مضمون اُسکا یہ تھا کہ یا خداوند آپ کو معلوم ہوگا کہ مین نے صہبا و جہان آرا دونون
کو قید کر لیا اور دونون میرے قبضہ مین ہین اگر مناسب وقت ہو تو لقا یہ بھیجے کہ کنکال
میری کنیز بھی میرے پاس چلی آئے عرضی لیکر کنیز روانہ ہوئی سلیم گوہر پوش جلسۂ عیش و نشاط
مین بیٹھی ہے دونون کی حفاظت کر رہی ہی یہان لشکر مین بعد جانے صہبا کے خواجہ عمرو
بن امیہ ضمری نامدار بھی روانہ ہوے جب خواجہ جا چکے رستم پلٹ کر دربارگاہ پر آئے
خیال مین گذرا کہ اے رستم فراق شہرت آرام نہ لینے دیگا خود ہی چل کر تلاش کرو
باغ سبستان کو ڈھونڈھو یقین کامل ہے کہ وہین ملکہ ملین یہ سوچ کر حکم دیا کہ

کمال عطا کیا علم موسیقی مین کوئی تیرا مثل نہوگا بہبود جادو کہتا ہوا اب صحبت سلیم مین
چل کر تمہارا امتحان لینگے کہ دور سے باغ سلیم دکھائی دیا بہبود جادو نے کہا اے سیار
فلک سیر وہ سامنے باغ سلیم ہی سلیم مسند پر بیٹھی ہی جہان آرا و صہبا قید ہین سلیم نے
بڑا کمال کیا کہ سامنے سے طلسم کشا کے گرفتار کرالی کوئی کچھ نہ کرسکا یہ کہتا ہوا تخت سامنے
لایا سلیم نے جو بہبود جادو کو آتے ہوئے دیکھا برائے تعظیم اٹھی پکار کر آواز دی اے
شہنشاہ ساحران آئیے ہین تو آپ کی مشتاق تھی بہبود جادو تخت سے اترا سلیم نے اپنا
ہاتھ ڈال دیا ساتھ لیکر قریب مسند آئی بہبود جادو آکر قریب بیٹھا کہا اے سلیم تمنے سنا
قدرت نے ہماری کنیز کو بڑا مرتبہ دیا ہی یہ گلستان مین پھر رہی تھی کہ اسنے قدرت کو
دیکھا باغ مین کھڑے ہین ہزارہا فرشتے ساتھ ہین اسنے قدرت کو سجدہ کیا قدرت نے
فرمایا مین نے تجکو کمال علم موسیقی دیا لہذا سماعت فرماؤ کہ کیا اسکو کمال ملا قدرت کے
دیانے کی کچھ تاثیر ہوئی بھی یا نہین سلیم نے آواز دی اے سیار فلک سیر تمہارا بڑا مرتبہ ہوا
تمنے قدرت کو دیکھا اور فرشتے بھی ساتھ تھے دیکھین کیا کمال ملا خواجہ جھپٹ کر سامنے
آئے مودب ہوکر بیٹھے ساز بجنے لگا خواجہ نے گٹکری لگا کر یہ اشعار عاشقانہ شروع کیے نظم

کس دن زبان رات کو صرف دعا نہ تھی ۔ یارب تری جناب مین کب التجا نہ تھی
مرتے تھے یون نہ تشنۂ دیدار آن کر ۔ قاتل گلی تھی آگے تری کربلا نہ تھی
نالون سے عندلیب کے کیا آگ لگ گئی ۔ لون سے زیادہ گرم چمن کی ہوا نہ تھی
کس شب ہمین تصور زلف سیہ نہ تھا ۔ کس دن ہماری جان پہ نازل بلا نہ تھی
کشتی عشق ڈوبی جو ساحل نہ تھا نہ تھا ۔ دریا مین تھاہ بھی کہین او ناخدا نہ تھی
ایسی گئی کہ پھر کے بھی دیکھا نہ اسطرف ۔ گویا بدن سے روح کبھی آشنا نہ تھی
آوارہ راہ عشق مین ہی جبسے میری خاک ۔ کوچے سے تیری زلف کے واقف صبا نہ تھی
قیس ستم رسیدہ نے لیلیٰ کے عشق مین ۔ منت کی بیڑی پہنی تھی زنجیر پا نہ تھی
ثابت ہوا انہونے سے چہرے پہ خال کے ۔ تل دھرنے کی بجا ہم لطافت سے جا نہ تھی
اے رفقا مستعمل نہین ہم ایسے بقول میر ۔ تن مین ہمارے جان کبھی تھی کبھی یا نہ تھی

خواجہ عمرو نے اس رنگ مین یہ غزل گائی کہ سلیم نے کہا اے شاہد افلاک سیر حقیقت مین قدرت کی نظر کردہ ہوئی بیشک قدرت نے تجکو کمال دیا جی چاہتا ہے کہ تیرا گانا سنے جائین خواجہ نے عرض کی اے ملکہ عالم قدرت نے تجکو سرفراز کیا لیکن ان گنہگارون کو قتل کیجیے بی جہان آرا و صہبا نے کیسے کیسے جادوگر قتل کرائے ہمکو تردد رہا اگر حکم دیجیے تو دونون کو قتل کرین سلیم نے کہا اے نظر کردہ خدا وند ممکن ہے کہ بدون حکم خداوند قتل کرین عرضی بھیجی گئی ہے جب جواب آئیگا اسی وقت قتل کرینگے یہ ذکر تھا کہ آسمان پر برق چمکی ایک ساحر کو دیکھا کتاب آگے رکھے ہوے تخت اڑاتا ہوا آتا ہے آتے ہی نعرہ کیا کہ میں اختر شمار جادو ہون یہ کہکے تخت سے اترا کتاب کھول کر سامنے سلیم کے رکھدی کہا اس مضمون کو ملاحظہ فرمائیے سلیم نے دیکھا صاف لکھا ہوا ہے کہ سلیم ہوشیار رہنا اس جلسہ مین خواجہ عمرو ضرور آئینگے اس مکار کے ہاتھ سے بچنا ایسا نہو تم سب کو دھوکا دے سلیم نے اہل محفل کو نقشہ دکھایا کہا صاحبو دیکھو قدرت تحریر فرما چکے ہین جو اس محفل مین ہے ہوشیار ہو کر بیٹھے مین سحر کرتی ہون عمرو جسکی صورت بنا ہوگا ظاہر ہو جائیگا خواجہ تو گھبرا کر اپنے مقام سے یہ کہتے ہوے اٹھے کہ اے ملکہ عالم ایسا سحر کیجیے کہ عمرو جل کر خاک سیاہ ہو جائے یا گرفتار ہو اگر نکل گیا تو بڑا افسوس ہوگا مین اسکے نام کی دشمن ہون یہ کہتی ہوئی ایک نخل کے سایہ مین جا کر کھڑی ہوئی سلیم نے اٹھا کر گولہ مارا شعلے بھڑک کر گرے جسپر شعلہ گرا وہ اف کرکے رہ گیا تھوڑی دیر تک خوب آگ برسی سلیم نے کہا اے اختر شمار جادو اب تک تو عمرو کا پتہ نہین ہے زیادہ سمجھا جاویگا وہان خواجہ عمرو کھڑے کانپ رہے تھے کہ کوئی شعلہ میری طرف نہ آ جائے جب خواجہ نے چمن سے دیکھا کہ محفل مین آگ برسنا موقوف ہوئی تب خواجہ عمرو محفل مین آ کے شریک صحبت ہوے دوسری برق آسمان پر چمکی ایک ساحر تاجدار تخت پر سوار آ کر پہونچا غصہ مین کف منھ سے جاری آتے ہی کہا اے ملکہ سلیم تمنے انتظام بھی کیا مگر کچھ نہوسکا مین تاجدار جادو مین اپنے قصر مین بیٹھا تھا طائرون کی تصویرین جو میرے قصر مین موجود ہین ان مین سے ایک طائر نے جھکایا مارا مین نے پوچھا کہ طائر خداوندی روح تمھاری قبضہ قدرت مین ہے یہ جھکا دینے کا کیا باعث ہوا

اُس تصویر نے آواز دی اے تاجدار جادو باغ مین ملکہ سلیم کے عمرو آج ضرور آئیگا اُسکا آنا قہر
خداوندی ہی کوئی اُسکے ہاتھ سے نہ بچیگا صحبت کو مزہ بلا قصہ بان بتا دیگا مین فوراً بھاگا کہ
ملکہ سلیم سے اطلاع کرون اُڑتا ہوا آیا ہون دیکھو تو کہ پسینے پسینے ہوگیا جلد تا ہر کرو ابھی تک
عمرو عیار آیا نہین یا آیا ہو انتظام ضرور ہی خواجہ عمرو تڑپ کر اُٹھے قریب تاجدار کے آکے
کہا ہی تاجدار جادو اس باغ مین قصر بہت ہین مین نے ایک قصر مین دیکھا کہ ایک شخص
نہایت دُبلا تا نتیا چھپا بیٹھا ہی مین نے ارادہ کیا کہ گرفتار کرون لیکن خوف آیا کہ کہین ایسا
نہو یہ شخص مجھپر آپڑے سحر بھی مجھے نہین آتا تو جان بچانا مشکل ہوگی تاجدار جادو نے
کہا مجکو جلکے بتا دے مین سحر کرکے اُسے گرفتار کرلونگا عمرو کے یہ معنی ہین کہ جب لفظ گیر
کہونگا پاؤن عمرو کے زمین مقام لیگی اور جو تو نے مقام بتایا اُسی قصر سے آگ نکلے
اور اُسکو جلا کر خاک کرے خواجہ بہت خوب بہت خوب کہتے ہوے تاجدار کو لگا کر لیچلے
قریب اُس قصر کے آکر کہا وہ دیکھیے ساربان زادہ بیٹھا ہی صورت بدل رہا ہی بہت جلد
سحر کیجیے تاجدار نے ایک گولا جھولی سے نکالا چاہا گولہ مارون خواجہ عمرو نے پیچھے ہٹ کر
حلقہ ہاے کمند گلے مین تاجدار جادو کے ڈال دیے جھٹکا مارا حباب بیہوشی مار کر بیہوش
کیا آپ اُسکی شکل بنے اسکو چٹائی مین لپیٹ کر ایک گوشہ مین کھڑا کر دیا ایک گنہگار کو جیل
سے نکالا اُسکا سر کاٹا بصورت سر عمرو بنایا غل مچاتے ہوے دوڑے کہ اے ملکہ سلیم مبارک
ہو مین نے عمرو کو مارا سر کاٹ لایا سر کو لاکر محفل مین ڈال دیا سر عمرو دیکھ کر سب تعریفین
کرنے لگے ہر ایک کا یہی قول تھا کہ تاجدار بڑا کام کیا ایسے شخص کو مارا کہ جسنے تمام ملک
ساحرون کے ویران کر دیے ہر ایک کتاب مین یہی لکھا ہی کہ عمرو کی قضا کسی ساحر کے
ہاتھ سے نہین ہی سامری و جمشید ایسے ساحر اس مقدمہ مین مجبور ہو کر لکھ گئے ہین کہ اک
بندگان مین ہاتھ سے خواجہ عمرو کے اپنے کو بچانا اُس ظالم کے سامنے بچانا کیسے کیسے
ساحرون نے کوشش کی کہ عمرو کو قتل کرین مگر کسی سے نہو سکا تم مقبول بارگاہ خداوند لقا
ثانی ہو خواجہ ہنس دیتے ہین اور فرماتے ہین کہ صاحبو یہ قدرت کی مہربانی ہی میرے
ہاتھ سے ایسا ظالم مارا گیا مین آج مقبول بارگاہ خداوند ہوا اب باطمینان جلسہ مین شوق دل

کچھ خوف نہین آج خاتمہ کر دیا اب طلسم کشا پر بھی مکر چل جائیگا ہم لوگون کے ہاتھ سے کیونکر مہلت پائیگا تم سب صاحب لا کر میرا امتحان کرو مین نے عمرو کو مار کر سب کمال اُسکے لے لیے اب عمرو بیر بنا ہوا میرے ساتھ ہی جو کام چاہون اُس سے لون کیا مجال ہی کہ عذر کرے حقیقت مین یہ ایسا بیر تیار ہوا کہ ایک ہزار کتنی سو بیر میرے ساتھ ہین لیکن عمرو سب پر غالب ہی فقط اشارہ کا طالب ہی جسپر بھیجون فوراً جا پڑے کام کر کے آئے بی سلیم صاحب کلید میخانہ مجکو دیجیے مثل عمرو عیار کے ساقی گری کرون سارے اہل محفل خوش ہون سلیم نے خوشی خوشی کنجی اپنے ازار بند سے کھولی اور سامنے تاجدار کے پھینکی تاجدار نقلی نے کنجی اُٹھالی میخانہ مین آئے آتے ہی آواز دی یارو آؤ شراب لیجاؤ ہم ساقی ہوئے ہین کوئی باقی نہ رہے ساحر یہ سنتے ہی دوڑے کوئی گلابی لیگیا کسی نے قرابہ لیا کسی نے پیالہ اُٹھالیا تھوڑے ہی عرصہ مین شراب اُٹھا کر لے گئے چالیس گلابیان تاجدار نے عوافی سے مشعوہ کین محفل مین لے کر آئے بی سلیم نے کہا آج تاجدار نے بڑا کام کیا اُس شخص کو مارا کہ جسکی ذات سے سارا فتور تھا کوئی اُسپر ہاتھ نہ ڈال سکتا تھا تاجدار نے دیکھو کیا مشقت کی ہو اور کس تکلف سے شراب لایا ہی دیکھکر یہی جی چاہتا ہی کہ پی لیجیے تاجدار نقلی نے کہا کہ چند اشعار بھی مجھ سے سن لیجیے یہ کہکر اشعار شروع کیے۔ **نظم**

اُسنے صید حرم کو مارا ہے	آہوے دشت وان چکارا ہے
ماہ ہر بام پر ہمارا ہے	اوج پر اب مرا ستارا ہے
رہتی ہی شکل یار کی دل مین	پری کو شیشے مین اُتارا ہے
آدمی میرے منہ چڑھیگا کیا	بار ہا مین نے جن اُتارا ہے
رات کو دشمن سمجھو لاشہ	زلف مشکین نے مجکو مارا ہے
ہی تو یہ مرتبہ ہما کے لیے	تجھپہ صدقے ملک اُتارا ہے
حسن ہی شرط شاہ ہو کہ فقیر	عشق ہونے مین کیا اجارا ہے
منہ چھپایا ہی اُسنے زلفون مین	سنبلہ مین مرا ستارا ہے

سر خرو کیون نہون شہیدون مین | سبزہ رنگون نے مجکو مارا ہے
باغ چھوڑا رہینگے صحرا مین | وان کبھی کلیون کا کیا اجارا ہے
نالے کرتے نہین اثر و ہیہات | دل ہی تیرا کہ سنگ خارا ہے
جان دیتے ہین تیغ ابرو پر | واہ کیا حوصلہ ہمارا ہے
رہتا ہے بیوفائی خوب نہین | عاشق با وفا تمھارا ہے

خواجہ عمرو نے بشکل تاجدار جادو یہ اشعار گائے تمام اہل محفل بیقرار ہوگئے ہر ایک کا یہی قول تھا کہ تاجدار جادو کا مثل نہین ہے تاجدار نے کہا کہ یہ کمال کیا ہے بحکم قادر ایسی ساقی گری کرون جس طرح سے عمرو عیار کرتا ہے قدرت نے یہ سب کمال مجکو دیے ہین سنے بدل و جان قبول کر لیے یہ کہکر گھنگھرو پاؤن مین باندھے گت ناچنا شروع کی ہر ایک کی جو گت ہوئی ہر ایک کا یہی قول تھا کہ حقیقت مین عمرو اسی طرح ناچتا تھا اور یہی تاجدار نے اسی کی نقل اُتاری عمرو جام بھرے ہوے توڑے لیتا ہوا سامنے سلیم کے آیا سر جھکایا کہا او ملکہ عالم تمکو سر سے شراب پلاتا ہون سلیم نے دونون ہاتھ بڑھا دیے جام لیکر بے اندیشہ انجام پی گئی جب جام پی چکی اب تو خواجہ نے دورا باندھا ہر ایک کو شراب پلانا شروع کی تھوڑے عرصہ مین ساری محفل کو شراب پلائی سلیم بیٹھے بیٹھے گھبرائی دیکھکر آواز دی فی التحقیق تاجدار جادو نے اس رنگ سے شراب پلائی کہ قدرت آ گئے تاجدار نے کہا ملکہ عالم قدرت کو بلایئے کہ وہ بھی آکر شریک محفل ہون سلیم جادو مسند سے اُٹھی اُٹھتے ہی گر پڑی لینا لینا کہکے سب کنیزین اُٹھین جو اُٹھی وہ بیہوش ہوئی تھوڑے عرصہ مین سب بر لب فرش ہو گئے خواجہ نے نعرہ کیا نعرہ خواجہ عمرو

عمرو ہون مین عیار صاحبقران | مرے نام سے کانپتا ہے جہان
تراشندہ ریش کفار ہون | زمانے کا مکار و غدار ہون
مرا تیز رفتار ہو کر قدم | صبا ٹھوکرین کھاے ہر ہر قدم
اُڑا دون صبا کے بھی مین ہوش کو | نپاے مری گرد پاپوش کو
دوندہ جہان گرد و طرار ہون | جہانگیر عالم کا عیار ہون

عمرو خنجر کھینچکر طرف سلیم کے چلا تھا کہ جہان آرا نے اشارہ سے منع کیا کہ خواجہ اسکو ہرگز قتل نکرو اسکی ذات سے مطلب حاصل ہوگا خواجہ عمرو نے سلیم کو اُٹھاکر زنبیل مین رکھا اور سب کنیزون کو قتل کیا جہان آرا وصہبا رہا ہوئین باغ کو لوٹ لیا انتہا یہ کہ پھل تک توڑ لیے جہان آرا نے کہا کیون خواجہ یہ پھل کیا ہونگے خواجہ عمرو نے جواب دیا کہ وقت پر کام آوینگے اکثر ضرورت پڑتی ہے ان پھلون سے پھل ملیگا غنچہ آرزو کھلیگا جہان آرا خاموش ہو رہین تخت سحر تیار کیا آپ وصہبا اسپر سوار ہوئین خواجہ عمرو سے کہا اے شہنشاہ اوج عیاری آپ بھی سوار ہو لیجیے کہ لشکر رستم مین جلد پہونچین خواجہ نے جواب دیا کہ مین عمر کے قبضہ مین نجاؤنگا تمھارے تخت کے ساتھ پہونچونگا جس مقام پر یاد کروگی اسی جگہ پہ پاؤگی جہان آرا نے کہا خواجہ منظور یہ ہے کہ بتعجیل لشکر مین پہونچین رستم کو انتشار ہوگا خواجہ نے کہا مین تمسے بیشتر پہونچونگا جہان آرا وصہبا تخت اُڑاتی ہوئین اور خواجہ جست کرتے ہوئے جاتے ہین جہان آرا وصہبا نے جسوقت نگاہ کی خواجہ عمرو کو تخت کے نیچے پایا رستہ سے یہ دونون طرف لشکر کے جاتی ہین کہ پہونچنا انکا عرض کرونگا اب حال خیریت مآل طلسم کشا عرض کرتا ہون کہ طلسم کشا جو لشکر سے یاد مین ملکہ شہرت کی نکلے تھے بیقرار و پریشان ہر قدم پر بتصویر خیالی آنکھون کے نیچے پھر رہی ہے ہر مقام پر فرماتے ہین اے فلک کج رفتار اے گردون غدار یہ کیا کجروی ہے جو میرے ساتھ کی مین اُس محبوب جانی جان جاودانی کو کہان تلاش کرون یقین ہے کہ اُنکو بھی خیال ہوگا قلب پر ہجوم غم و ملال ہوگا اے جان جہان و آرام دل مشتاقان کیا حال دل بیان کرون اصل یہ ہے کہ نظم

ہزارون خون ہوئے سیکڑون حلال ہوئے — تمھارے ہاتھ جو مہندی سے لال لال ہوئے
تہ کلیان ہوئین اُنکی ہمین زوال ہوئے — وہ بڑھ کے بدر ہوئے گھٹ کے ہم ہلال ہوئے
شب یار آپ کو دو بستر امین جب مشتاق — ہزار طور کے دل کو مرے خیال ہوئے
جنون اگرچہ ہمین ہر برس ہوا لیکن — یہ ولولے نہوے تھے جو ایکسال ہوئے
خیال آتا ہے جب دم اُلجھنے لگتا ہے — وبال جان یہی لمبے لمبے بال ہوئے
پڑے ہی رہتے ہین بل تیوریون پہ دیکھو — بڑا غضب ہوا صاحب جو خوش جمال ہوئے

قفس میں طاقت پرواز اڑ گئی صیاد — یہ ضعف ہے کہ مجھے بال و پر وبال ہوئے
سوال کرتے تو کر بیٹھا اُلٹے بوسے کا — میں زرد ہو گیا غصہ سے وہ جو لال ہوئے
ہو گا ہم سا زمانہ میں دوسرا غم دوست — کسی کو رنج ہوا ہم شریک حال ہوئے
عجیب حال رہا عارضہ میں فرقت کے — کبھی نڈھال ہوئے اور کبھی بحال ہوئے
وہ شوخ کرتا ہے منہدی لگا کے مشق خرام — کوئی پسے نہ پسے ہم تو پائمال ہوئے
مریض آپ کے فی الجملہ رو بہ صحت ہیں — سنا ہے پہلے کی نسبت تو کچھ بحال ہوئے
دعائے مغفرت اُنکی کرو اُٹھا کر ہاتھ — تمہارے ہجر میں جن لوگوں کے وصال ہوئے
سوائے رنج و غم و درد کچھ نہ پھل پایا — لگا کے آپ سے دل کو بہت نہال ہوئے
لگایا کرتے ہیں مجذوب کی طرح سے بڑ — سنا ہے رند بھی درویش باکمال ہوئے

اس بیقراری میں رستم جاتے ہیں اکثر ساحر بھی راہ میں ملے اُنھوں نے قصد کیا کہ گرفتار کر لیں مگر رستم نے تیغ ہفت جوہر سے جا بجا ساحر قتل کیے شب کو کسی نخل کے سایہ میں آکر سو رہتے ہیں صبح کو پھر بر سر راہ تیسرے دن عاجز ہو کر سماک سے فرمایا کہ اے برادر ہم اس مقام پر ٹھہرتے ہیں اب آگے بڑھکر دریافت کرو اگر کوئی آیندہ و روندہ ملے تو اُس سے پوچھو کہ باغ سیستان کس مقام پر ہے شاید نشان ملے یہ سُنکر سماک آگے بڑھا جستجو کرتا ہوا جاتا ہے رستم انتظار میں سماک کے ایک مقام پر آکے ٹھہرے مگر انتظار ہے کہ سماک پلٹ کر آئے تو اُسکے ساتھ چلیں کہ ایک طرف سے آواز آئی اے طلسم کشا خوب ہمارے عزیزوں کو قتل کیا لیکن اب کہاں جاؤ گے رستم نے دیکھا ایک طرف سے دس جادوگر ایک ہاتھ میں تلواریں ایک ہاتھ میں اسباب سحر لیے آتے ہیں سوزن سحر کیا رستم نے لوح چمکا کر سحر باطل کیا وہ جادوگر اس خیال سے آپڑے کہ ہم دس آدمی ہیں یہ جوان اکیلا گرفتار کر لینگے تلواریں کھینچکے ٹوٹ پڑے یہ رستم وقت ہیں فرد ہم جیسے ہزاروں سے ہٹنے والے نہیں نہ کہ دس کی کیا حقیقت تھی شیر اللہ اکبر جا پڑے جس جادوگر پر ہاتھ چلایا دو ٹکڑے کیے چار جادوگروں کو رستم نے قتل کیا اُن چھ نے جو چار کے لاشے دیکھے بدحواس ہو گئے آپس میں اشارے کرتے تھے کہ یارو ہم کیا کریں یہ شخص تاثیر نہیں

کرتا جا ۔ شخص مارے گئے کوئی کہتا ہے بھاگ چلو کوئی کہتا ہے ملکہ حیرت فرمائینگی کہ تم دس سے
ایک کو گرفتار نہ کرسکے اُسوقت کیا جواب دینگے سر جھکا کر خاموش رہینگے کوئی کہتا ہے یلوہ کرو
چہار طرف سے رستم کو گھیر لو ہر جانب سے خنجر چمکاتے ہوئے آتے ہیں جب رستم تیغہ
ہفت جوہر چمکاتے ہیں تو ساحر بدحواس ہو جاتے ہیں بھاگنے لگتے ہیں ایک جادوگر نے
بڑھکر گولہ مارا گولہ مارنے سے اندھیرا ہوا اُس اندھیرے میں اُس ساحر نے خنجر مارا خنجر جو
چمکا رستم نے کلائی پر ہاتھ ڈال دیا دو ساحر رستم کو لپٹ گئے رستم نے دونوں کو ٹکرا دیا وہ
مر کر گرے اب چار رہے بڑے ناچار ہوئے چاروں نے آپس میں ملکر گولے مارے
رستم نے کلاہ ہفت گوشہ کا عکس ڈالا گولے پھٹ کر زمین پر گرے رستم نے تیغہ ہفت جوہر
جو چمکایا ساحروں کی آنکھوں کے نیچے اندھیرا آیا مبہوت ہوکر کھڑے ہو رہے
رستم نے ایک ایک ہاتھ مارکر چاروں کے دو دو ٹکڑے کیے مرنا اُن ساحروں کا
کہ تھوڑی دیر اندھیرا رہا بعد تھوڑی دیر کے روشنی ہوئی رستم نے دیکھا کہ دسوں لاشے
غائب ہوگئے یہ نہ سمجھ میں آیا کہ زمین کھا گئی یا آسمان پر جاکر غائب ہوئے کہ درہ کوہ سے
آواز آئی اے برباد کن خانمان ساحران عالم اب کہاں جائیگا دیکھا ایک ساحر اژدہے
پر سوار پشت پر کئی ہزار ساحر للکارتا ہوا نکلا آواز دی اے ساحرو ہاں اُس جوان کو
گھیر لو یہ سنتے ہی کئی ہزار ساحروں نے رستم پر یلوہ کیا رستم تلوار کھینچ کر جا پڑے
لوح کو چمکاتے جاتے ہیں کبھی عکس کلاہ ہفت گوشہ ڈالتے ہیں کہ اُس ساحر نے
بڑھکر تازیانہ مار آتشین کا سر پر اژدہے کے مارا اژدہے نے دم کھینچا رستم کے
پاؤں تھرائے لوح پر جو نگاہ پڑی نوشتہ پایا کہ یہ اسم جو حاشیہ لوح پر مرقوم ہے اسکو
پڑھ کر دم کرو پاؤں قائم رہینگے رستم نے اسم پڑھا اژدر سوار نے قریب آکر اژدہے کو
اشارہ کیا اژدہے نے چاہا کہ رستم کو دہن میں لے لوت رستم نے فوراً دونوں سے گلا
اژدر کے تھامے بقوت صاحبقرانی اژدر کو چیر کر زمین پر پھینک دیا فوراً اژدر
سوار کود کر الگ ہوا ایک چیخ ماری کہ اے طائر اسرار جلد آ آسمان پھٹتا ہوا رستم نے
دیکھا کہ ایک طائر قوی جثہ آسمان سے اُڑتا ہوا آیا زمین پر گرا رستم کی طرف چلا

رستم نے لوح کو دیکھا نوشتہ پایا کہ جس طرح بنے اس طائر کی پشت پر سوار ہو مقصد و مطلوب پر پہونچا دیگا جیسے ہی اُس طائر نے حملہ کیا رستم نے پہلو تہی کر کے جست کی پشت پر طائر کی آسن گانٹھا طائر رستم کو لے اُڑا برابر کہکشان فلک کے بلند ہو گیا پھر ایک جانب پر پرواز مارتا ہوا جاتا ہے کہ کان میں رستم کے گانے کی آواز آئی کہ کوئی نازنین زہرہ جبین یہ غزل عاشقانہ گا رہی ہے

نظم

دید گلزار جہاں کیوں نہ کریں سیر تو ہے / ایک دن جانتے ہیں خاتمہ بالخیر تو ہے
رند واعظ سے عبث کرتے ہیں بیر خیر تو ہے / دونوں گھر ایک ہیں کعبہ نہ سہی دیر تو ہے
خوشہ چیں بلتا ہے کیوں مزرع ہر دہقاں کا / وصف انسان نہیں یہ صفت طیر تو ہے
نہ بسر ہو سکی بے نشہ قدح خواروں کی / نہیں ملتی ہے جو مے خیر فلک سیر تو ہے
رند و واعظ کے بکھیڑے میں بھلا کون پڑے / سب کو معلوم ہے ان دونوں میں اک بیر تو ہے
مرغ دل مردم بیمار پہ صدقے کر ڈال / واسطے صحت جاں کے عمل طیر تو ہے
گوش زد جب سے ہوئی ہے خبر قتل سفیر / پوچھتا پھرتا ہوں یاس ایک کیوں خیر تو ہے
ساقیا چند گھڑے مے کے قدح خواروں میں / صرف مقدار اگر ہوں عمل خیر تو ہے
درگذر ہوتا ہے اور ہو گا بقدر امکان / آخر کار یہ پاپوش و سر غیر تو ہے
کہہ لیے تم نے سب قافیے کوئی نہ چھٹا / انگریزی یکر اک قافیہ غیر تو ہے

یہ صدائے سوز و گداز جو رستم نے سنی سر جھکا کر دیکھا کہ ملکہ شہرت گلگوں پوش ایک باغ پر بہار میں ہیں گرد کنیزان زریں پوش ایک شوخ و شنگ سامنے بیٹھی ہوئی یہ اشعار گا رہی ہے رستم نے طائر سے اشارہ کیا کہ یہیں کہیں باغ میں اتار دے طائر متوجہ پستی ہوا ایک گوشہ میں لا کر رستم کو اتارا ہر چند کہ دل تر دو منزل مشتاق جمال شہرت گلگوں پوش تھا لیکن لوح کو ملاحظہ کیا نوشتہ پایا کہ اے سیار عجائبات و مفتاح طلسمات اگر کنج باغ میں چھپ کر تو مناسب ہے کہ اپنے کو کہنی کے صحبت شہرت میں جا تم سب کو دیکھو گے تم کو کوئی نہ دیکھے اس کی یہ صورت ہے کہ لوح کو گریبان میں رکھ لو کوئی تم کو نہ دیکھے گا جب منظور ہو کہ اپنے کو ظاہر کرو تو لوح کو گریبان سے نکال لینا یہ پڑھ کر رستم یہ حکم دیکھ کر بہت خوش ہوئے لوح کو گریبان میں رکھنا

ٹہلتے ہوے محفل مین آئے گوشۂ محفل مین آکر بیٹھے ملکہ نے ٹھنڈی سانس بھر کر فرمایا کہ کیون صاحبو تجھ سیون نے بھی کہا تھا کہ اس صحبت مین رستم ضرور تشریف لائینگے اسوقت تک تو نہین آئے کسکو بھیجون کون خبر لائے اپنی تو یہ کیفیت ہے دل کی عجب صورت ہے

وصل مین تو یہ کیفیت ہے

نظم

حیران نہ کرینگے کہ پریشان نہ کرینگے
کیا کیا وہ رخ و گیسو پیچان نہ کرینگے

غنچہ دہن تنگ کر دیا ہے جہان تک
ہم صورت گل چاک گریبان نہ کرینگے

کیون روتے ہین یون پھوٹ کے فرقت مین الٰہی
اندھا تو مجھے دیدۂ گریان نہ کرینگے

مجنون کا ستانا ہمین منظور نہین ہے
او وحشت دل قصد بیابان نہ کرینگے

نکلے ہی گا اس مصحف عارض پہ خط سبز
زنگار سے کیا جدول قرآن نہ کرینگے

دیوانون سے کہدو کہ چلی باد بہاری
کیا اب کے برس چاک گریبان نہ کرینگے

غل باغ مین ہے چار طرف زاغ و زغن کا
اب چہچہے مرغان خوش الحان نہ کرینگے

گھبرائیگی تربت مین مری روح بھی اے رند
مرقد پہ اگر ختم وہ قرآن نہ کرینگے

یہ فرما کے ملکہ رونے لگین پھر کہا کہ اگر طلسم کشا نہین آئے تو وقت پر ضرور آئینگے مگر ملکہ لوح دار کو بلاؤ کنیزون نے عرض کی حضور نامہ لکھین ہم لیجائین جاکر لوحدار کو دکھائین ملکہ نے نامہ لکھا ایک کنیز کو دیا کنیز نامہ لیکر روانہ ہوئی رستم جب چاہتے ہین کہ اپنے کو ظاہر کرون لوح سے ممانعت نکلتی ہے رستم ٹھہر جاتے ہین یہی خیال ہے کہ خلاف قاعدہ خود ایسا نہ خلاف قاعدہ کرون کہین آفت مین پھنس جاؤن دمبدم لوح کو ملاحظہ کرتے ہین لوح مین یہی حکم نکلتا ہے کہ اپنے کو ظاہر کرو تحقیق [illegible] تھوڑا عرصہ گذرا تھا کہ وہی کنیز دوڑی ہوئی آئی گھبرا کر کہا ملکہ عالم سلامت [illegible] لوحدار آتی ہین کنیز نے جاکر جو کہا یہ جواب دیا کہ میرا تمھاری محفل مین جانا مناسب نہین ہے [illegible] ارشاد ملکہ مشہور ہے [illegible] آنکھون سے [illegible] ساتھ سوار ہونے کی تیاری کر لی تھی [illegible] کہ آسمان پر ابر [illegible] ایسے [illegible] باغ [illegible]
[illegible]

اس صحبت میں تشریف لاتی ہیں خبردار کوئی بے اعتدالی نہ کرے ورنہ بہت ذلیل ہوگا جب
انکے سامنے بے ادبی کی اُسکا طلسم میں کہیں ٹھکانا نہ لگیگا کل اہل طلسم دشمن ہو جاینگے
رستم نے سر اُٹھا کر دیکھا ایک جوان سیہ فام ایسی لفظیں کہتا پھرتا ہے رستم نے کئی مرتبہ
قصد کیا کہ اس جوان کی گردن اوڑا دیں مگر لوح پر جو نگاہ پڑی لوح سے مخالفت کی حکم تھا کہ کسی قسم
میں دخل نہ دیجیے خاموش بیٹھے رہیے کسی کو تکلیف نہ دیجیے رستم سر جھکا کے بیٹھ رہا
کہ ابر جو محیط تھا ہٹا تارے چمکے چاند نکلا پھر ہوا عظم نے گرمی دکھائی کہ زہرہ سے دھواں
نکلنے لگا بعد تھوڑی دیر کے سب علاقے میں موقوف ہوئیں ابر شق ہوا کئی سبز رنگی ہوش
ہونٹ چوڑے بیٹھے کھنچے ہوئے ابر سے نکلے اور محفل میں آئے دو زانو ہوکے بیٹھے پھر ابر
شق ہوا ایک تخت پر ایک جادوگرنی ایک صندوقچہ لیے ظاہر ہوئی اسطرح کی صنعتیں سے
ظاہر ہوتی ہے کہ معلوم ہوتا ہے زہرہ اعظم اس مقام سے نکلا چاہتا ہے سب اسی جانب دیکھ رہے
ہیں پھر آواز ہیبتناک آئی کہ زمین تھرائی ہزارہا ستارے آسمان سے ٹوٹ کر زمین پر گرے
کہ تمام زمین بہتر از چرخ برین ہوگئی معلوم ہوا کہ ہزارہا ستارہ زمین پر فرش ہوگیا ہے رستم
ہر مرتبہ قصد کرتے ہیں کہ اُٹھوں لوح مانع ہوتی ہے وہی حکم قدیم نکلتا ہے کہ تماشا محفل کا دیکھو
بے اختیار ہے رستم خاموش رہتے ہیں اور ملکہ شہرت و سیاہ کھڑی سانسیں بھرتی ہیں فرماتی
ہیں کیا ستم کی بات ہے کہ سب نجومیوں کا کہنا غلط ہوا عجب طرح کا خیال ہے قلب پر ہجوم غم و ملال ہے
ملکہ شہرت یہ کہہ رہی تھیں کہ پھر دنانا ہوا کہ سب کے قلب کا شیشہ گئے کنیزوں نے کانوں
میں انگلیاں دے لیں وہ ابر پھٹا صاف ظاہر ہوتا تھا کہ وقت صبح صادق ہے ہر چند کہ
رات زیادہ باقی ہے رستم دیکھ رہے ہیں کہ آسمان سے ایک تخت یاقوت احمر کا بکمال
اُترتا ہوا آتا ہے رستم نے اپنے سینے پر ہاتھ پھیرا اب جو نگاہ غور سے دیکھا اُس تخت یاقوت
احمر پر ایک نازنین ماہرو کو پایا کہ چہرہ آفتاب عالمتاب ہے عارض ماہ تابان کا جواب ہے
آنکھیں بعینہ چشم غزال ابرو مثل ہلال ہے چاہ زنخدان کہ عارض انور پر خال خال ہیں
باعث ترقی حسن و جمال ہیں گیسو مشک ختن چہرہ فخر نسرین و نسترن قد رشک صنوبر
چہرہ رشک قمر تخت سے اتری محفل میں آکر بیٹھی پیچھے سانگارمل دو ... سے نکلا صندوقچہ لیے

رکھکر کہا کیوں ملکہ شہرت تمنے ہمکو محفل میں بلا لیا یہ خیال نہ کیا کہ طلسم کشا موجود ہیں اگر کچھ فساد
پڑ جائے تو کیا ہو خداوند مجھکو الزام دیں کہتے لوح کو ہاتھ سے کھو یا بس میں ٹھہر نہیں سکتی یہ کہکے
عصا و قبضہ اٹھا لیا تخت پر سوار ہوئی ہر چند ملکہ شہرت نے اوس سے کہا ابو ذرا ٹھہر جاؤ جلدی کیا
کیا ہے اوس معشوق خود پرست نے جواب دیا حضور میرا ٹھہرنا مناسب نہیں ایسا ہی آپکے حکم کا
پاس تھا کہ میں سنتے ہی چلی آئی اگر نہ آتی تو آپ شکایت کرتیں لیکن خداوند کے خلاف کہا
میرے نام حکم آچکا کہ آجکل جانا آنا موقوف کرو اگر کوئی بلاوے کبھی تو نہ جاؤ مگر میں نے آپکے
حکم کو حکم خداوند پر مقدم کیا اور چلی آئی خلاف یہ کیا کہ مع سامان آئی مجھکو بڑا خوف ہے کہ
طلسم کشا اس محفل میں موجود ہیں مگر معلوم نہیں ہوتے خود خداوند نے فرمایا تھا کہ جس
محفل میں جاؤگی طلسم کشا وہاں موجود ہونگے مگر کوئی دیکھ نہ سکیگا یقین ہے کہ اپنے کو ظاہر
کریں تو ابھی قیامت برپا ہو مگر بڑی بات یہ ہے کہ اس طلسم کا طلسم کشا اور ہے اگر وہ آجائے
تو ہمارا بچنا مشکل ہو یہ کہکے شہنشہ گود میں لئے ہوئے تخت اڑاتی ہوئی ادھر محفل سے
نکل کر جاتا تو ادھر لڑکا کہ طلسم کشا نے لوح کو گریبان سے نکالا جیسے ہی لوح گریبان سے
نکلی شہرت نے دیکھا آفتاب عالمتاب شہریاری و کوکب شش جہت فروغ جہانداری رستم
پیلتن قریب بیٹھے ہیں ملکہ رستم کو دیکھ کر رونے لگیں کہا ای شہزادہ تمنے تو مجھکو لا بھیجا
آپ بیٹھے رہے آپ نے اسیر ہاتھ نہ ڈالا آخر چلی گئی رستم نے کہا لوح نے ہمکو منع کیا میں خلاف
حکم لوح کیونکر کرتا ملکہ نے کہا کہ اب آپ تشریف رکھیں ایسا نہو کہ پھر سامان جدائی ہو یہ کہہ رہی تھا
کہ ایک طرف سے آواز مہیب آئی کہ ای شہرت تو نے غضب کیا کہ طلسم کشا سے باتیں کرتی
ہے کیونکر خوشنود خداوند رہیگی رستم نے دیکھا ایک دیو مہیب دار کا ہاتھ میں لیے ہوئے گوشہ باغ
سے پیدا ہوا اور کہا شہرت پر جا پہونچا دار ہلاتا ہوا جو چلا گرد ستونوں سے سر ٹکرایا کئی سو
درخت گرکر دیوار میں ٹکرانے لگیں دم بھر میں باغ ویران ہو گیا رستم اپنے مقام سے
اٹھے دیکھا کہ اوسکا کہاں آتا ہے معشوق پر ہاتھ نہ ڈالنا یہ کہکر سامنے اوسکے پہونچے
اوسنے دار کا ہاتھ مارا کہ زمین پھٹ گئی اور پانی زمین سے نکل آیا رستم نے جست کرکے دار کو خالی دیا
دیو نے آواز دی کہ دم وصیت کردم رستم نے آواز دی اور بھاگکے مارا کے پست کیا

میں تیرا قاتل موجود ہوں دیو نے پلٹ کے جو رستم کو دیکھا دار کو پھینکا لپٹ پڑا رستم سے اور
دیو سے کشتی ہونے لگی ملکہ کھڑی سر پیٹ رہی ہیں کہ او دیو خونخوار مجھکو کھا لے رستم کو آزار نہ
پہونچا مگر وہ دیو کب سنتا ہے چاہتا ہے چنگل مار کر رستم کو کھا جاوے مگر رستم نے ایسے دو تین
گھونسے مارے کہ دیو اپنی جان سے بیزار ہو گیا ہر مرتبہ کہتا ہے او آدمی مجھکو چھوڑ دے میں
لڑنے سے باز آیا مگر رستم کب مانتے ہیں جب گھونسا مارا دیو بیقرار ہو جاتا ہے اور چیخیں مار کر
کہا او آدمی مجھکو چھوڑ دے میری جان پر بنی ہے میں تجھ سے نہ لڑونگا مگر رستم نہیں چھوڑتے
کشتی ہو رہی ہے دو گھڑی کامل وہ دیو رستم سے لڑا آخر اپنی جان سے بیزار ہوا رستم نے
اسکو سر سے بلا داؤ کھیر کر مارا کہ زمین پر لیٹنے کا سماں آ گیا رستم کود کر اسکی چھاتی پر سوار ہوئے
فرمایا کہ درست شد حضرت پروردگار عالم چہ میگوئی دیو نے جواب سخت دیا رستم نے سر اوسکا
کھینچکر پھینکدیا ملکہ دعائیں دینے لگیں اے شہریار خدا نے آپ کو اس دیو خونخوار کے ہاتھ
سے بچایا رستم چاہتے تھے کہ ملکہ سے حال پوچھیں کہ آسمان سے آواز آئی او شہرت جابر
ظلم کی بڑی شہرت ہے خداوند نے ارشاد فرمایا ہے کہ شہرت کو جلد لاؤ میں تجھے لینے آیا ہوں
رستم نے دیکھا کہ ایک ساحر قوی تن و قوی ہیکل تخت پر سوار کلمات لات و گرات کہتا ہوا
بیتحاشا تمام زمین پر آیا ملکہ کا ہاتھ تھام لیا کہا چلو ملکہ نے رستم سے نگاہ ملائی کہا اے شہریار
کنیز کو پکڑے لیے جاتا ہے میری عجیب کیفیت ہے اس حال میں یہ پڑھتی ہے نظم

پڑھوں غزل وہ جنوں خیز حال عاشق زار　　رہے نہ ایک گریبان عاشقاں میں تار
ہماری خاک پہ کہتی تھی گل سے بلبل زار　　اٹھو اٹھو کہ پھر آئی چمن میں فصل بہار
پڑھوں میں قصۂ لیلیٰ کو کیا بہ بانگ بلند　　سلام کے خواب سے مجنوں ہو کہیں بیدار
جو کچھ بہشت ہو ملنا چاہیے کہ ہو بستان　　بنائے تاک کے سایہ تلے سبو کا مزار
تجھے فراق کی سوزش ہوئی ہے کے جلیں　　کفن سے قبر میں میری بنا دھواں کا غبار
بقول شاعر شہرت کلام ہے اک نقل　　ہوا جو شہر خموشاں کی سمت میرا گذار
کہ چھٹے پر اک آشنائی حسرت ہے　　جو دیکھتا ہوں تو اک قبر پر ہے نرگس زار
کیا سوال یہ میں نے کہا اے گل نرگس　　اٹھا ہے ناتواں ہے کیا کس لیے یہ خاک مزار

تب اسنے کر کے تبسم جواب مجکو دیا ... عزیز تو مجھے نرگس تھا نیوز ہشیار
کہ کام ہے گل نرگس کا نرگستان میں کیا ... سو اسکا گور غریبان میں کھیلے ہو گزار
کہ میں اسکی آنکھیں ہوں جس شخص کا یہ قبر ہے ... پڑی ہے خاک بھی اب تک ہے حسرت دیدار

ایسے اشعار حسرت خیز ملکہ نے پڑھے مگر رستم قریب نہ پہونچ سکے اس ساحر نے ہاتھ بڑھا کر کھینچا ملکہ کو تخت پر سوار کر لیا اور بتعجیل تخت اڑایا یکبارگی آسمان کی طرف روانہ ہو گیا رستم نے بہت غل مچایا کمان کا نپ سے اتاری کئی تیر مارے مگر اس خدا ساحر تک تیر نہ پہونچے الٹے تیر پلٹ کر قریب رستم کے آئے جب رستم نے دیکھا کہ وہ تخت بلند ہو گیا ایک آہ کی کہ زمین تھرا گئی آہ کرکے جو رستم گرے بیہوش ہو گئے قضا سے کار پھر سماک ملازم اپنے آقا کی تلاش میں پھرتا تھا اس باغ ویران میں گھس آیا دیکھا کہ رستم بیہوش پڑے ہیں سماک قریب آکر بیٹھا حیران تھا کہ آقا یہاں تک کیونکر پہونچے اور کیونکر بیہوش ہوئے پھر دیکھا ایک طرف ایک دیو کا لاشہ پڑا ہے سماک نے رستم کا منہ دھلایا تلوے سہلائے رستم اپنے مقام سے اٹھے فرمایا ای سماک غضب ہوا ملکہ شہرت کو ایک ساحر لیگیا سماک نے پوچھا کہ آپ یہاں تک کیونکر پہونچے رستم نے سب حال بیان کیا کہ پشت طائر پر سوار ہو کر یہاں آئے تھے کہ یہاں جمعیت آرا تھیں ملاقات بھی اچھی طرح ہونے پائی کہ ایک ساحر آسمان سے آیا ملکہ شہرت کو اٹھا کر لیگیا میں انکی مصیبت دیکھ کر بیہوش ہو گیا سماک نے اپنا حال بیان کیا کہ آج کئی دن سے مارا مارا پھرتا ہوں آج یہاں پہونچا آپ کو پایا مقام شکر ہے کہ آپ کو بخیر و عافیت دیکھا رستم نے لوح کو ملاحظہ کیا لکھا تھا کہ ای قاتل طلسم و اے سیار این عجائبات اگر باغ سیستان میں پہونچو اور نیرنگ جادو آئے اور ملکہ شہرت کو اٹھا لیجائے تو مناسب ہے کہ باغ سے نکلو طرف مشرق کے روانہ ہو باغ سنبلستان میں اپنے کو پہونچاؤ نیرنگ جادو وہیں کا رہنے والا ہے وہیں ملکہ کو لیگیا ہے وہاں اپنے کو پہونچاؤ طرف مشرق کے جاؤ رستم سماک کو ساتھ لیکر اس باغ ویران سے نکلے طرف مشرق کے چلے مگر فوادہ عمرو بن امیہ ضمری کہ جہان آرا کو لیکے چلے تھے تخت پر اڑتے ہوئے آتے تھے کہ نیرنگ جادو جو ملکہ کو لیکر چلا صورت زیبا دیکھ

عاشق ہوگیا سوچا کہ باغ سنبلستان میں لیجاؤں مطلب دل حاصل کروں یہ سوچ کر
دربار بقراط ثانی میں گیا اور حکم بقراط ثانی یہی تھا کہ ملکہ کو گرفتار کرکے ہمارے پاس لانا
جب باغ سنبلستان میں پہونچا مسند بچھائی فرش وغیرہ آراستہ کیا ملکہ شہرت کو
مسند پر بٹھایا آپ ہاتھ باندھکر سامنے آیا کہا اے ملکہ مجھکو اپنی غلامی میں قبول کرو ملکہ رونے
لگیں فرمایا او ساحر سیاہ فام او بد انجام کیا بیہودہ سوال کرتا ہے تو مجھکو گرفتار کرکے لایا
ہے میری یاد ستم میں یہ صورت ہے

نظم

ضبط نالے کو کروں ہر دم کہ روکوں آہ کو
دشمن جانی بنایا اس بت دلخواہ کو
ماجرائے عشق بت ناگفتنی ہے کفر سے
ہو چکوں میں شب ہے اسے بھی داغ دو بالائے داغ
ضبط ہی بہتر ہے جبتک یار سے ہووے وصال
ناتوانی کے سبب لب تک پہونچنا ہے محال
تھا مقام عشق بت اسلام پر طفلی میں بھی
کیجیے اب درگذر جو کچھ ہوا نا سمجھی سے
کفر و ایمان کی حقیقت سالکوں پر کھل گئی
کھو دیا نور بصارت انتظار یار نے
یہ سراپا نور یہ زیبا ہے باتوں میں اگر
چپ رہا ہوتی ہے نازل پھر وہی اندھیر ہے
رہبری شوق شہادت ابھی کرتا ہے اگر
دیکھئے جا پہنچے سر دار سے رفتار ہو تمنا ہے

مجھ سے اب چھپتی نہیں کیونکر چھپاؤں درد کو
شکر ہے بہتر ہے یوں منظور تھا اللہ کو
حق کہونگا تو بری لگ جائے گی اللہ کو
چاند سا مکھڑا دکھا دو آج اپنا ماہ کو
جان دے دوں کھینچکر کیا نالۂ جانکاہ کو
کھینچ سینے سے کیا تکلیف دوں میں آہ کو
یا صنم کہکر پڑھا مکتب میں بسم اللہ کو
ابتدا کیا ہے طول دینا قصۂ کوتاہ کو
منزلیں ہیں ایک دونوں دیکھ آئے راہ کو
ہے غبار آنکھوں میں چھایا یہ تکا ہے راہ کو
چاند سورج کی بدل اٹکا تو ہوسے ماہ کو
پھر بڑھایا چاہتے ہیں گیسوئے کوتاہ کو
سرکٹا بازار سے کفن چلے ہیں قربانگاہ کو
طاقت ہو سکے لا ہے نہیں کچھ بندۂ درگاہ کو

ملکہ روتی ہیں لیکن خبر نہ ساحر جادو تحسین کرتا ہے اور کہتا ہے اے ملکہ عالم میں تاجدار تحسین ہوں
ابھی ایک سحر کرونگا کہ مثل میرے بیقرار ہو جاؤگی خود زبان سے کہوگی میں تیری چیلا
بولا یہ کہکر کچھ گل شیشے جیب سے نکالا کچھ ستم بنانے لگا اسے ملکہ بیقرار ہیں سب آئی ہیں اور

نیرنگ جب مجکو ہوش آئیگا جان دیدونگی بسطور مجکو ہاتھ نہ لگانا ورنہ بہت پچھتائیگا میری جان
جانے سے تجھے کیا ہاتھ آئیگا مگر نیرنگ نہیں مانتا گلدستہ بنا رہا ہی چاہتا ہی موہنی پڑھونکا
ملکہ کا قلب الٹ دون ملکہ کی بیقراری اشکباری دعائیں مانگ رہی ہیں کہ اے پروردگار اے
حاکم لیل و نہار مشکل میری آسان کر آبرو کا تو بچانے والا ہی جمال جہان آرا سے رستم
دکھادے کہ وہ شیر گر اس ساحر کو قتل کرے اے کارساز اے بے نیاز رحم اپنا شریک کر نظم

گہے بشام شود جلوہ گر گہے بہ سحر — گہے ز شمس شود درخشان گہے بہ قمر
شود جلوہ گہ از وحدت و گہ از کثرت — جمال چہرۂ دلبر بچشم اہل نظر
غریب پرور و بندہ نواز ذات خدا است — رحیم در احسم و اہل عطا کرم گستر
ز نطفہ کرد میان شکم جنین پیدا — ز قطرہ کرد بہ بطن صدف عیان گوہر
شدند قائل توحید و احد مطلق — ہمہ فرشتہ و دیو و پری و جن و بشر
ز جسم جن و ملک جان بگیرد این جانان — بہ وز پہلو ہر آدمی دل این رہبر
ز حضرت خلاق در جہان جوید — بوقت رنج و غم و درد ہندی مضطر

ملکہ تو بیقرار ہو کر دعائیں مانگ رہی ہیں اور نیرنگ آمادہ ہی کہ ملکہ پر سحر کرون اپنے قبضہ میں
کرون قضائے کار خواجہ عمرو جہان آرا کے ساتھ تخت پر آتے تھے جہان آرا نے
جو آسمان سے دیکھا کہ ایک ساحر سیاہ فام بد انجام قصد رکھتا ہی کہ ملکہ شہرت پر دست انداز
ہون کہا ای خواجہ آپ ملاحظہ تو کریں ملکہ شہرت گلگون پوش کس آفت میں ہیں خواجہ
نے کہا مجکو تخت سے اتار دو کہ میں جاکر عیاری کرون جہان آرا نے کہا جب تک آپ جائینگے
سحر پورا ہو جائیگا ملکہ شہرت بھی آپ کے ساتھ دشمنی کریگی لیکن میں سحر کرتی ہون اگر پروردگار
نے مدد کی تو اسکو دیوانہ کرتی ہون آپ کنارے ہو جائیے خواجہ عمرو تخت سے کود کر الگ ہوے
جہان آرا نے للکارا او نامرد عورت پر کیا ظلم کرتا ہی ذرا ادھر تو متوجہ ہو جیسے ہی نیرنگ پلٹا
تھا اسنے زلفین عنبرین کو کھول دیا زلفین عنبرین جہان آرا کی دیکھکر حال نیرنگ ابتر ہوا
آنکھیں ابل آئیں چہرہ سرخ ہو گیا بے اختیار پکار اٹھا نظم

کیوں نہ جی بار سے اس حسن خداداد کی آنکھ — ہو سکی شکل ہی کافر کی پری زاد کی آنکھ

مژدہ کنج قفس تجکو مبارک بلبل
دم آخر ہے جو آتا ہے تو آجلد ورنہ
گل کو دیکھا تو تصور گل عارض کا ہوا
جز مشقت کبھی عالم بھر بھی نہ راحت پائی
شوخ چشمی نے کیا شور کا عالم پیدا
اٹھ گئی نیند مرے زمزمے سنکر شب کو
مرض ہجر نے اس درجہ کیا مجکو نحیف
کس طرح دیدہ مریخ سے دیجاوے مثال
کھینچتے دیکھ لیا اسنے اگر اپنی شبیہ
مہربانی ہے نہ اگلی سی نہ الفت کی نظر
کس طرح سے نہ فن شعر میں کامل ہو رنگ

آج پڑتی ہے بری طرح سے صیاد کی آنکھ
بند ہوتی ہے ترے عاشق ناشاد کی آنکھ
دیکھا نرگس کو چمن میں جو تری یاد کی آنکھ
کس گھڑی سے تری شیریں پہ پڑی فرہاد کی آنکھ
کام لاکھوں میں کرے اس ستم ایجاد کی آنکھ
نہ لگی صبح تلک شام سے صیاد کی آنکھ
ڈھونڈھتی پھرتی ہے مجکو فرے بہزاد کی آنکھ
اژدہے سے بھی سوا سرخ ہے جلاد کی آنکھ
دیکھ لینا کہ نکلوائیگا بہزاد کی آنکھ
پھر گئی چار ہی دن میں ستم ایجاد کی آنکھ
دس بیس دیکھ لی آتش سے جب استاد کی آنکھ

اسطرح کے اشعار پڑھتا ہوا سامنے جہان آرا کے آیا جہان آرا نے پوچھا اے نیرنگ جادو تمھارا آنا کیونکر ہوا نیرنگ نے کہا کہ مجکو لقراط ثانی نے بھیجا کہ شہرت کو گرفتار کر لاؤ میں آکے گرفتار کیا اب تمپر عاشق ہوں جو حکم دو بجا لاؤں جہان آرا نے کہا اے نیرنگ تمکو مناسب ہے کہ اپنے کو سامنے لقراط ثانی کے پہونچاؤ کہنا کہ جہان آرا نے بھیجا ہے کہ او بیحیا تخت خدائی کو ترک کر پیدا کرنے والے کو پہچان اگر وہ تیرا کہنا مان جائے تو بہتر ہوا ور اگر کہنا نہ مانے تو کچھ خوف نہ کرنا یہ سنکر نیرنگ جادو اور زیادہ پگھلا اور کہا ملکہ جاتا ہوں اگر بن پڑتا ہے تو لقراط ثانی کا سر لاتا ہوں جہان آرا نے کہا کہ جاؤ لیکن جلدی نہ کرنا ورنہ پچھتاؤ گے ہمیں دیکھنے آنا ہم تمھارے مشتاق ہیں انتظار کر رہے ہیں یہ سنکر نیرنگ جادو تیغہ کھینچے ہوے طرف خیال سکندری کے چلا جہان آرا نے بعد جانے نیرنگ کے شہرت کو رہا کیا تخت پر سوار کر کے طرف لشکر رستم کے چلی مگر لقراط ثانی اپنے مقام پر بیٹھا ہے تقدیریں بگھار رہا ہے گرد مصاحب ساحران زبردست بیٹھے ہیں ذکر نیرنگ کا ہو رہا ہے کہ چند ساحر ٹہلتے ہوے سامنے آئے کہا یا خداوند نیرنگ جادو جسکو آپ نے واسطے گرفتاری

ملکہ شہرت کے بھیجا تھا تیغہ کھینچے ہوے لشکر مین آیا ہی قدرت کو گالیان دے رہا ہی اگر
حکم ہو تو اُسکو گرفتار کر لین نسبت قدرت کے کلمات سخت کہتا ہی بقراط نے کہا جسطرح
آتا ہی آنے دو مگر نیرنگ جو دروازے پر بارگاہ کے پہونچا درگہ سالار نے روکا کہا اے
نیرنگ مقام ادب ہی قدرت بیٹھے ہین تلوار کو نیام مین کرلو نیرنگ نے ہاتھ تلوار کا مارا
درگہ سالار زخمی ہوا نیرنگ اندر بارگاہ کے گھسا بقراط ثانی کو جو تخت پر دیکھا پکار کر
آواز دی او نامرد اے تو نے غضب کیا کہ دعوی خدائی کر کے بیٹھا ہی تخت سے اُتر ملکہ
نے مجھکو یاد فرمایا ہی بقراط نے آواز دی او بندہ خاطی کس کام کو گیا تھا کیا باتین کر رہا ہے
کچھ تجھکو ہمارا خوف نہین نیرنگ جادو نے بڑھ کر تیغہ چمکایا بقراط ثانی نے ہاتھ ہلا دیا ایک
برق چمک کر گری کہ نیرنگ کے دو ٹکڑے ہوے اندھیرا ہو گیا بعد تھوڑی دیر کے آواز آئی
کشتی مرا نام من نیرنگ جادو بود لاشہ نیرنگ کا بقراط ثانی نے باہر پھنکوا دیا کہا صاحبو تمنے
دیکھا جیسی اُسنے بے ادبی کی ویسی سزا پائی اب جس کسی سے ہو سکے جاکے جہان آرا شہرت
کو لیے ہوے جاتی ہی گرفتار کر کے لائے ارژنگ جادو اپنے مقام سے اُٹھا تلاش مین
ملکہ جہان آرا و شہرت کی چلا مگر رستم پیلتن جو سماک کو ساتھ لیکر اُس باغ ویران سے
نکلے فرمایا ای سماک دریافت کرو کہ کس راہ سے چلین رستم تو ایک نخل کے سایہ مین ٹھہرے
سماک ملدانی برائے دریافت حال چلا رستم زیر نخل کھڑے ہین کہ صحرا سے گرد اڑی ایک
پہلوان گینڈے پر سوار پشت پر ساٹھ ہزار پیدل اسی جانب آتا ہی دور سے جو رستم کو دیکھا
حیران ہو گیا شاطر سے کہا دیکھو تو کون شخص ہی شاطر جست و خیز کرتا ہوا قریب رستم کے
آیا جمال جہان آرا دیکھکر سلام کیا ہاتھ باندھ کر کھڑا ہوا رستم نے پوچھا تو عیار کیا مطلب
ہی اُسنے کہا اے شہریار ہمارا آقا غمخوار جنگ آزما آپ کو پوچھتا ہی رستم نے کہا کہدو کہ
طلسم کشا سے ہفت پیکر رستم پیلتن علیشاہ نامور آیا ہی عیار نے جاکر غمخوار سے کہا غمخوار
نے کہا ہم تو انھین کی تلاش مین نکلے تھے ہان یارو گرفتار کر لو رستم نے دیکھا کہ ساٹھ ہزار
جوان حملہ کر کے چلے رستم نے قبضہ پر ہاتھ ڈالا نعرہ کیا باشید ای کافران بے حیا اور اے
ناسگان بیدینا منم رستم پیلتن فیل کن کشندہ قوی دل ہندی دو دل ہندی کا

کھینکے تیغ ہفت جوہر کھینچا لشکر کفار پر جا پڑے لڑتے بھڑتے قریب فوشخوار کے پہونچے اول علمدار لشکر نے بڑھ کر رستم کا سامنا کیا ہاتھ تلوار کا مارا رستم نے تلوار اسکی روک کے مرکب کو مہمیز کیا مرکب نے اپنی دونوں ٹانگیں مستک پر رکھدیں رستم نے ہاتھ مارا مع علمدار کے قتل کیا علم فوج کا سرنگون ہوا فوشخوار نے دیکھا کہ فوج کے پاؤں نہیں جمتے گینڈا بڑھا کر مقابلہ رستم میں آیا فوج کو بھی اشارہ کیا کہ ہاں یارو گھیر کر اس جوان کو پالیو فوج نے بلوہ کیا رستم پر تیر مارتے تھے کوئی نیزہ مار کے بھاگتا ہے رستم نے جو بلوہ فوج کا دیکھا بیقرار ہو کر تہ دل سے دعا کی کہ اے خالق بے نیاز و اے کریم کارساز رحم اپنا شریک کر

نظم

چارہ جو یدا زتو ای ساقی مریض لا علاج — از تو خواہد دردمندی درد باطن را علاج
چون توئی چارہ گر بیچارگان ای چارہ ساز — بخش از دست شفا بہر دل شیدا علاج
لطف کن لطف ای شفا بخش مریضان جہان — تا شود از غیب بہر درد دل پیدا علاج
لا دوا را شربت دیدار کے بخشد شفا — شربت دیدار بیاید پے آن لا علاج
از فلک بہر دوا سے دل سودائے گر — بہر ما نازل بکن از عالم بالا علاج
بہر صفرا سے دل صفرا زدہ کن چارہ — بہر سودا سے دل سودا زدہ فرما علاج
از اعتدال خود طبیعت در غمت برگشتہ است — اگر بہ این مرض دانی تو اے دانا علاج
از جناب طالب عشقے ہمے خواہد دوا — از تو می جوید مریض علت دنیا علاج
درد مندی در عشقت نیست محتاج طبیب — عاشق زارت نمی خواہد و تعلق با علاج
چون طبیبان زمانہ جملہ بیمار تو اند — از کہ گردد جز تو حاصل بہر درد ما علاج
بر لب آمد در غم ہجر تو جان عاشقان — منحصر بر ذات پاک تست یا مولا علاج
از تو حاصل تا نگردد مرہم داغ جگر — بہر بیمارت از زمانہ دگر اصلا علاج
غم مخور ہمنفسی زور دو دل در ہمین بیت الحزن — خود کند شافی مطلق آن کرم فرمان علاج

بیقرار ہو کر جو رستم نے دعا کی تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا یعنی پہلوے صحرا سے گرد اڑی رستم نے دیکھا ایک تاجدار پشت مرکب پر سوار سلاح و کمل ساٹھ ہزار فوج پشت پر ڈھالے سے زنگاری

کے پھریرے کھلے ہوے وہیں سے نعرہ کیا یا شیدا ای کافران بے حیا و ای ناہنجاران پروردۂ طلسم کشا
کو تمنے گھیرا ہی ایک کو زندہ نہ چھوڑونگا تمھارے قتل سے منھ نہ موڑونگا یہ کہکے تاجدار نے
تلوار کھینچی ساتھ والوں نے بھالے سنبھالے فوج خونخوار پر آپڑے گروہ تاجدار تلوار
کھینچکر جو گرا فوج خونخوار کو تہ و بالا کر دیا آپ لڑتا بھڑتا قریب خونخوار کے پہونچا للکار کے
آواز دی او نامرد رستم پر یہ بلوہ سامنے تو آ خونخوار نے بڑھکر ہاتھ تلوار کا مارا تاجدار نے
تلوار کو تلوار پر روکا الجھاوے سے ہاتھ نکال کر بعجلت ہاتھ تلوار کا مارا خونخوار نے سپر
کو اٹھا دیا برق شمشیر جو گری سپر کے دو ٹکڑے کیے سپر کو کاٹ کر جو تلوار گری خونخوار کے
دو ٹکڑے ہوے اتنے عرصے میں فوج نے فوج خونخوار کو قتل کیا چند کس جو بچے
فریاد کرتے ہوے بھاگے وہ تاجدار گھوڑا دوڑاتا ہوا قریب رستم آیا اول رستم کو
سلام کیا دست بستہ عرض کی ای شہریار ان مکاروں سے اپنے کو بچایئے غلام کو سرفراز
کیجیے غلام کی دعوت قبول فرمایئے وہ تاجدار اُس عاجزی سے پیش آیا کہ رستم کو سواے
اقرار کے اور کچھ نہ بن پڑا وزرا و امرا رستم کے گرد آگئے ہر ایک کا یہی قول ہو حضور جس طرح سے
ہو آپ جلد سرفراز کیجیے دل میں رستم نے کہا کہ اقبال کرو یہ محسن ہو ایسے وقت میں آکر
شریک ہوا ورنہ گرفتار ہو جانے فوج کا بلوہ تھا بہادر صف شکن تیغزن ہو اسکی دعوت کو
رد کرنا مروت کے خلاف ہو یہ دل میں سوچ کر اُس تاجدار کو گلے سے لگا لیا فرمایا ہم آپکے
ممنون و شاکر ہیں جو آپ نے کہا بدل و جان قبول کیا یہ فرماکر رستم آپکے ساتھ چلے وہ تاجدار
انتظام کرتا ہوا رستم کو لیے جاتا ہی تمام اہل فوج رستم کے ہمراہ چلے آتے ہیں وہ تاجدار
پیدل ہو رکاب رستم تھامے ہوے اس عظم و شان سے رستم کو لیکے چلا کوئی پانچ کوس راستہ
طی کیا ہوگا کہ ایک قلعہ دکھائی دیا وہ قلعہ سربفلک کشیدہ ہو برج تکلف سے آراستہ
کئی ہزار جوان در قلعہ پر برائے استقبال کھڑے ہیں جمال ہمایوں رستم دیکھکر برائے تسلیم خم
ہوے پکار کر سب نے آواز دی ای شہریار ہم سب آپکے مشتاق کھڑے ہیں سبھوں نے استقبال
کیا رستم کو ایک قلعہ میں لائے رستم نے دیکھا قلعہ آباد رعایا دل شاد دکانیں کھلی ہوئیں
دکاندار حرفہ الجمال شہریار رعنا صاحب اقبال بازار کس تکلف سے آراستہ ہو دکاندار

عمدہ کپڑے پہنے ہوئے جس طرف سے رستم نکلے دکاندار برائے تعظیم اٹھتے جھک جھک کے رستم کو سلام کرتے ہیں ہر ایک کا یہی قول ہے کہ ہمارے تاجدار نے بڑا کام کیا فرزند صاحبقران کو پکڑ آئے ملک لینے تاجدار سب کو جواب دیتا ہے انکے خلق نے مجھکو تعجب فرمائی آخر دربار الامارہ میں رستم کو لیکر وہ بادشاہ آیا تخت سے فاسقیہ اٹھا یا رستم کو بغل تخت پر بٹھایا ملازموں کو اشارہ کیا سب سامان عیش و نشاط آراستہ ہوا ساقیان مہوش ساقی و مطربان خوش آواز سب آکر جمع ہوئے سامان رقص و سرود ہونے لگا ایک نازنین زہرہ جبین شوخ و شنگ بڑھ کر سامنے رستم کے آئی اور یہ غزل گانے لگی نظم

پری کا منہ ہے تیرا دو کا سا جسم پایا ہے	خدا نے ہاتھ سے اپنے تجھکو اوب بنایا ہے
شب مہتاب میں وہ مہوش جب یاد آیا ہے	تو مجکو صبح تک اختر شماری نے جگایا ہے
کیا ہے خواب نے بیدار اکثر اس پریرو کو	نگاہ فتنہ خوابیدہ کو میں نے جگایا ہے
جلا کے میں نحوست نے ہماری سینکڑوں گلشن	وہاں بجلی گری ہے آشیاں جس جا بنایا ہے
عوض اللہ لیگا سب مظلوموں کا ظالم سے	خدا اسکو ستائے گا ہمیں جسنے ستایا ہے
بدبختی ہی رہی ایذا پیدا دست گیتی سے	عجب ساعت سے اکر آشیاں ہم نے بنایا ہے
دوا کبھی تجربہ میں اب ناموافق ہے طبیعت کے	ہوا ہے درد سر دونا اگر صندل لگایا ہے
کہیں وہ دن کبھی ہو جو ساتھ اسکے چمن سے شوق	بہت اب طالع خفتہ راتوں کو جگایا ہے
جسے چاہا ہے میں نے وہ ہوا ہے عاشق دو	کیا ہے تجربہ سو بار اکثر آزمایا ہے
ویلے میں آسماں تو نے زیادہ رنج راحت سے	ہنسایا ہے اگر دم بھر تو برسوں پھر رلایا ہے
خدا لقدی پری کی صورت جو حیران بیٹھے ہوائی	الہی آئینہ رو سے پھر کہیں کیا دل لگایا ہے

رات بھر جلسۂ عیش و نشاط گرم رہا رستم صبح تک آرام سے بسر کی صبح کو حرف نکل پن اس بادشاہ کا نام ہے صبح کو بیگوں نے عرض کی حضور جلسہ کا رکھیں یہ رستم آمادہ ہوئے اسی وقت اسباب درست ہوا ہیں چلے قراول حاضر ہوئے رستم و بیگوں صدائے شکن ہوا ہوئے صحرا میں آکر نقارہ پر طبل بانگشت پر چوب پڑی الفصہ نظم

چو در نالب ساں آمد طبل باز	دسا دہر مرغ صیدرا فکن پرواز

قزاق ایک قافلہ تاجرون کا لوٹ رہے ہین تاجر ناچار ہوکر آمادۂ جنگ ہوے ان
قزاقون کا افسر بہروز ترک ہر وہ تاجرون کو قتل کرتا پھرتا ہی اور تاجرون کا فریاد کرنا
بیقرار ہوکر پکارنا کہ کوئی بندۂ خدا ہماری مدد کرے رستم نے نعرہ کیا کہ دہو تاجرو گھبراتا
مین آپہونچا بہروز نے جو یہ آواز سنی پلٹ کے دیکھا ایک جوان آفتاب جمال
مثال گھوڑا اڑائے ہوے آتا ہی بہروز ہنسا ساتھ والون سے کہا یہ جوان کیا سمجھ کے
آتا ہی کیا اپنے دل مین سمجھا ہی اسکو زیر کرکے اپنا رفیق بناؤنگا ایک نے کہا اے افسر
آپ تکلیف نہ فرمائیے مین مشکین باندھ کے لاتا ہون یہ کہکے وہ قزاق نیزہ ہلاتا ہوا
چلا قریب رستم آکر نیزہ مارا رستم نے سنان نیزہ بچا کر گلوگاہ پہ ہاتھ ڈال دیا نیزہ
چھین کر پھینکا بہروز بھی دیکھ رہا ہی قزاق نے ہاتھ تلوار کا مارا رستم نے وار بچا کر
کلائی پر ہاتھ ڈال دیا قبضہ تلوار کا مار دیا قزاق کا سر کٹ گیا کئی جوان رستم کے سامنے
آئے علمۂ شمشیر آبدار ہوے بہروز نے جو اپنے رفیقون کو کشتہ پایا اچھال کر گھوڑا بڑھایا
للکار کر آواز دی او جوان تو نے غضب کیا میرے ان رفیقون کو مارا کہ جنکا مثل نہ تھا جتنے
جوان مارے گئے اتنے داغ میرے کلیجے پر پڑے یہ کہتا ہوا قریب آیا خبردار خبردار کہکے
ہاتھ تلوار کا مارا رستم نے وار بچا کے کلائی پہ ہاتھ ڈال دیا چاہا تلوار چھین لون بہروز
لپٹ پڑا رستم نے پیر مارا کہ گھوڑا بہروز کا زمین پر بیٹھ گیا دونون لپٹے ہوے زمین پر آ رہے
رستم سے اور بہروز سے کشتی ہونے لگی پہر رات پچھلی باقی ہی قزاق بھی حیران کہ یہ جوان
کون ہی کہ ہمارے افسر سے کشتی لڑ رہا ہی ایک جانب قزاق کھڑے ہین ایک جانب تاجر
آن کر جمع اگر قزاق ارادہ کرتے ہین کہ ہم رستم پر جا پڑین تو تاجر سینہ سپر کرتے ہین قزاقون کو
آگے نہین دیتے بڑے زور و شور سے کشتی ہو رہی ہی تاجر تعریفین رستم کی کر رہے ہین کہ اے
جوان ماشاء اللہ چشم بد دور شیر بیشۂ جرأت ہو ایسے قوی تن قزاق سے برابر لڑ رہے ہو کسکی مجال ہی
کہ اس دیو خصال سے پنجہ ایسا معشوق لڑے مگر جری دہو اور ایسے ہی ہوتے ہین یہان یہ
کشاکش مین گذری ناگاہ پہلوان زرین پوش شاگردان شجاع دنیا کو ساتھ لیکر مشرق
کے اکھاڑے سے نکلا میان چرخ زبرجدی مین آکر خم مارا کہ تمام عالم مین روشنی ہوئی دونون

اُسی طور سے لڑ رہے ہین رستم چاک چابک سے لڑنے لگے بہروز کو پکڑ لائے دو تین گھونسے
ایسے مارے کہ بہروز کو یقین ہوا کہ ہڈیان ٹوٹ جائینگی جی مین کہتا ہی کہ اگر ایسا قوی و
صاحب طاقت ہوتا تو اس مجمع پر یکہ و تنہا نہ آتا بمشکل نیچے سے رستم کے نکلا چاہتا ہی کہ
رستم کو پکڑ لاؤن مگر رستم سپر سے کھڑے ہین ذرا جنبش نہین ہوتی بہروز نے فنون کشتی سے
کوئی دقیقہ اُٹھا نہین رکھا مگر رستم پر اثر نہوا پہر دن چڑھے تک بہروز رستم پہلوان سے لڑا
آخر رستم بہروز کو لے دوڑے بہروز ہر چند چاہتا ہی کہ رکون جب بائین قدم پر رکتا ہی تم
داہنے پا زور کا ریلہ پڑتا ہی وہ بڑا وقت ہی کہ زمین بھی پاؤن کے نیچے سے نکلی جاتی ہی پندرہ سولہ
قدم تک بہروز کو ریل کر لائے وہان پر آ کے بکہ مارا کہ بہروز کے دونون گھٹنے آستانہ زمین
ہو سے جا لگے زمین پر قائم کرون حریف زبردست لنگر قائم ہونے دیتا ہی دونون
ہاتھون کو ستون کیا کمر زنجیر مین ہاتھ ڈال کر زور کیا پہلے زور مین تا بزانو دوسرے زور مین
تا بسینہ تیسرے زور مین سر سے اُس افسر خود سر کو بلند کیا چاہا زمین پر دے مارون بہروز
نے آواز دی ای شہریار آپ نے سر سے بلند کیا اب زمین ذلت پر نہ گرایئے غلام بدل و
جان اطاعت کریگا ایسے افسر حق کو کہان ملینگے رستم نے ہاتھ سے زمین پر رکھدیا بہروز
قدمون پر گرا رستم نے سر اُسکا سینہ سے لگایا اور کہا کہ ای بہروز اگر ہمسے محبت ہی تو آج
سے لقب اطلا ثانی کا نام میرے سامنے نہ لینا اُس پروردگار کو مان کے لیل و نہار کو سجدہ کر
جسنے ایک لفظ کن سے تمام جہان کو پیدا کیا بہروز نے دست بستہ عرض کی کہ بدل و جان
تابعدار ہون کلمہ پڑھ کے بصدق دل مسلمان ہوا اپنے قزاقون کو پکار کر آواز دی کہ مین نے
اس شیر کی اطاعت کی اور جسکو میری اطاعت کرنا منظور ہو کلمہ پڑھے ورنہ میرے لشکر سے
فوراً نکلجائے سب قزاقون نے عرض کی کہ جو آپ کا مذہب ہو وہ ہمارا مذہب
بارہ ہزار قزاق کلمہ پڑھ کے مسلمان ہوئے جمشید تاجر کہ جو کل کا افسر تھا اُسنے بڑھکر رستم
کے قدمون کو بوسہ دیا کلمہ پڑھکر مسلمان ہوا تاجر و قزاق مسلمان ہو کر ہمراہ رستم ہوئے
مگر بہروز نے عرض کی کہ یہان سے کئی کوس پر کوہ فلک شکوہ ہی کہ اُس پہاڑ کو کوہ زمین کش
کہتے ہین اُسپر غلام نے قلعہ بنایا ہی خبر سنکر تاجرون کی یہان آیا تھا کچھ اسباب تاجرون کا

قزاق لے بھی گئے ہیں وہاں تشریف لے چلیے ان سب کا اسباب بھی انکے سپرد کروں اور رعایا
پھر بھی سایۂ دامن دولت پڑے حضور کی غلام دعوت کریگا رستم بہروز کے ہمراہ ہوے
بہروز رستم کو بالاے کوہ لایا عجب کوہ پر فضا رستم نے دیکھا نخل سر کشیدہ مثل گلدستہ کے
آراستہ ہیں طایران نغمہ سرا درختوں پر چہچہا رہے رستم کو بہروز ساتھ لیکے قلعے میں آیا قلعہ کو
آباد پایا رعایا نے جو یہ خبر سنی کہ فرزند صاحبقران تشریف لائے ہیں سب آکر جمع ہوے
جمال باکمال دیکھکر ہر ایک وجد میں تھا ہر ایک کا یہی قول تھا کہ فرزند صاحبقران نہایت
حسین و جمیل ہیں ذرہ میں یہ کیفیت ہوئی کہ بہروز قوی تن کو زیر کیا ہم سب کی خوش نصیبی
کہ ہمکو سرفراز کیا چاہیے آپ کی عنایت پر ناز کیا رستم نے بہروز کو حکم دیا کہ تاجروں کا اسباب
حاضر کرو قزاقوں نے اسباب لاکر حاضر کردیا رستم نے کہا اپنا اپنا اسباب سب صاحب
دیکھ لیں سب تاجروں نے اپنا اپنا اسباب اٹھا لیا اور دیکھنے لگا ایک شخص حقیر لباس کہنہ
پہنے ہوے ایک صندوقچہ اٹھا کر ایک گوشہ میں لایا رستم نے جو دور سے دیکھا کہ اس
صندوقچہ کو دیکھکر کھولتا ہے اور پھر بند کردیتا ہے کبھی وجد کرتا ہے کبھی اشعار عاشقانہ پڑھنے
لگتا ہے عجب وجد میں ہے رستم کو اشتیاق پیدا ہوا آخر ٹہلتے ہوے قریب اس تاجر کے آئے
فرمایا اے جوان اس صندوقچہ میں کیا ہے کہ جسکو دیکھکر تمکو وجد ہے ذرا ہمکو بھی دکھاؤ لیکن
اس تاجر نے کہا اے شہریار والا تبار غلام کی جان اس صندوقچہ میں ہے رستم نے کہا کہ ہم بھی دیکھیں
اس تاجر نے صندوقچہ سے ایک کاغذ لپٹا ہوا نکالا ہاتھ میں رستم کے دیا رستم نے جو کھولا ایک
تصویر دلبر پر اسرار کھینچی ہوئی ہے کہ جسکی تعریف غیر ممکن تصویر کو دیکھکر رستم کا یہ نقشہ ہوا کہ دل
بے اختیار ہو گیا فرمایا اے جوان یہ تصویر کسکی ہے اس جوان نے کہا کہ بیٹھ جائیے تو حال اپنا
مفصل عرض کروں رستم کو بیتابی آگیا اسی مقام پر بیٹھے اسنے کہا اے شہریار غلام کا عجیب ماجرا
ہے غلام تاجر جلیل تھا سفر ہمیشہ کرتا تھا قضارا سے کاروان سے کبھی ہو کر ایک ملک ہے کہ
اس ملک کو آفاقیہ کہتے ہیں اس شہر میں پہونچا سرا میں جا کر اترا جوہر کا نامی تاجر تھا کشتیاں
جواہرات کی لیکر حاضر خدمت آفاق شاہ ہوا وہ بادشاہ عالیجاہ بڑی خاطر سے پیش آیا محبت سے
بادشاہ کی بیٹھا تھا کہ چند کنیزیں حاضر ہوئیں عرض کی اے شہریار ملکہ عالم تشریف لائی ہیں یہ سنتے

چاہا کہ صحبت سے اُٹھ جاؤن بادشاہ نے کہا کہ بیٹھے رہو اُس ظالم کی پردہ پوشی جو تھی موقوف ہوگئی صد ہا شاہزادے تاجر بچے اُسکے سودائے زلف عنبرین مین دیوانہ ہوگئے ملک و مال اُن بیچارون سے چھوٹا اور کوئی مراد کو نہ پہونچا مین چاہتا تھا کہ بادشاہ سے سبب پوچھون کہ پردہ بارگاہ کا اُٹھا ایک نازنین مہ جبین چہرہ آفتاب عالمتاب گلشنہ جسبت زیب جسم دوپٹہ ڈھلکا ہوا کاکلین دوش پر لہرائی ہوئین نیچے برہنہ ہاتھ مین تشریف لائین مین نے جو صورت زیبا دیکھی اپنے ہوش مین نہ رہا تھر پانون مین رعشہ آگیا وہ نازنین خرامان خرامان آکر تخت پر جلوہ گر ہوئی مجکو قریب بلا کر کہا ای تاجر جلیل تو نے مجکو دیکھا مین مجکو پسند آئی مین نے سر جھکا کر جواب دیا کہ حسن تمھارا عابد کش و زاہد فریب ہو نظارۂ جمال جہان آرا سے دل ناشکیب ہو چاہتا ہون جو کچھ دولت رکھتا ہون قدمون پر نثار کرون ہمیشہ خدمتگذاری مین رہون یہ سنکر وہ نازنین ہنسی درج دہن جو کھلا بجلی چمک گئی گوہر دندان کی آب و تاب نے بجلی گرائی کہ خرمن ہوش و حواس کو جلا دیا جواب دیا کہ ای تاجر روپے سے پروردگار نے مجکو بے نیاز کیا کہ مالک سریر سلطنت ہون باپ میرا ہر روز یہی چاہتا ہو کہ مین تخت سلطنت ترک کرون تم تخت پر بیٹھو مین نے کبھی قبول نکیا اس خیال سے کہ جب تک میرا مدعا پورا نہو تب تک تخت نشینی نہ کرون ایک دشمن نے بہت حیران کیا ہو ای تاجر جلیل ہمارے شہر سے باہر ایک پہاڑ ہو درۂ کوہ مین ایک نقابدار رہتا ہو کہ نقابدار رحیم پوش اُسکا لقب ہو ہمارے قرابت اُسنے قبضہ مین کر لیے ہر آٹھوین دن وہ شہر مین آتا ہو بڑی دھوم مچاتا ہو جو اُسکے سامنے گیا اُسکے ہاتھ سے مارا گیا کل شہر مین لاشون کے انبار لگا دیتا ہو کوئی بہادر نہین کہ اُسکے مقابلہ مین رہ گیا ہو جو اُسکے سامنے گیا اُسنے زیر کیا اور گرفتار کرکے لیجاتا ہو درۂ کوہ مین کئی ہزار جوان اُسکے پاس مقید ہین جو کوئی شخص ایسا ہو کہ نقابدار کو زیر کرے اس آفت سے بندگان خدا کو بچائے مین اُسکی کنیز ہون میرا وصل اُسکے زیر کرنے پر موقوف ہو یہ حال سنکر مین صحبت سے اُس محبوب کی اُٹھا کاروان سرا مین آیا ساتھ والون سے سب حال بیان کیا کسی نے کچھ جواب با صواب نہ دیا آخر مسلح ہوکر درۂ کوہ پر آیا نعرہ کیا او نقابدار رحیم پوش

باہر تو نکل وہ نقاباز نکلا مجھ سے کہا او دیوانے میرے مقابلے مین آیا ہی مین نے صدہا
پہلوانون کو زیر کیا سیکڑون کو قتل کر ڈالا مجھ سے تو مقابلہ کرے مین نے نہ مانا اور اُس سے
اُلجھ پڑا اُسنے نیزہ میرے ہاتھ سے نکالا مین نے تلوار کا ہاتھ مارا اُسنے کلائی پکڑ کے میری
تلوار چھین لی کمر مین ہاتھ ڈال کے اُٹھا لیا میرے ساتھ والے لوگ تلوارین کھینچ کے
جا پڑے اُس ظالم جلاد کے ہاتھ سے سیکڑون بندگان اللہ مارے گئے مین تنہا اسی
ہنگامہ مین نکل بھاگا کاروان سرا مین پہونچا جسقدر روپیہ میرے پاس تھا تمام میں اُسی
محبوب کے لٹا دیا آخر ایک نقاش سے تصویر اُس محبوب کی کھنچوا لی اسکو لیکر بھاگا کان
تاجرون کے ساتھ ہو لیا انھین کے ہمراہ وجہ معاش ہی اُس محبوب جفا نشین کی تلاش ہی
ای شہریار یہ غلام کا سرگذشت ہی اب عشق سے عاجز ہو چکا ہون رستم نے کہا یہ تصویر ہمکو دو
جسقدر روپیہ تمنے لٹایا ہی ہمسے لو تاجر نے تصویر قدمون پر ڈال دی کہا ای شہریار والا تبار
اس خیال مین نہ پڑیے رستم نے تصویر کو اُٹھا لیا ایک نامہ اپنے ہاتھ سے لکھا مضمون یہ تھا
کہ ای قبلہ و کعبہ غلام یہان آکر عجب بلا مین پھنسا ہی مین تو طرف ملک آفاقیہ کے جاتا ہون عالم
نقاباز جرم پوش سے مقابلہ کرونگا یا اُسکی قضا ہی یا ہمکو قضا لیے جاتی ہی ہر ایک سردار
کو مناسب ہی کہ بقدر اپنی لیاقت کے اس تاجر کو روپیہ دے کہ یہ پھر ویسا ہی تاجر نبیل ہو جائے
سر نامہ پر مہر اپنی ثبت کی اور اُس تاجر کو وہ نامہ دیا کہا لشکر صاحبقران مین جا تا وہ سرفراز
کرینگے وہ کشتۂ حسرت و یاس نامہ رستم لیکر روانہ ہوا راستہ پوچھتا ہوا لشکر صاحبقران مین
پہونچا لشکر صاحبقران مقابلہ ہفت پیکر مین اُترا ہوا ہی لشکر ہفت پیکر مین مشہور ہی کہ
طلسم کشا کو خیال سکندری نے غارت کر دیا ہی اب ہفت پیکر کو کون قتل کریگا یہ ذکر سنتا ہوا
تاجر بے دست و پا لشکر صاحبقران مین آیا دربار مین پہونچا صاحبقران کے ہاتھ مین نامہ
دیا امیر یہ خبر وحشت اثر سنکر بک بیٹھے گئے نامہ جو رستم کے ہاتھ کا دیکھا بہت خوش ہوئے
دس ہزار روپیہ منگوا کر اُس تاجر کو دیے اور سردارون سے فرمایا کہ یارو مبارک ہو کہ فرزند
میرا طلسم خیال سکندری مین عجائب و غرائب کو طی کر رہا ہی بقراط ثانی عاجز و ناچار ہو
چاہتا ہی کہ دشمنون کو ہلاک کر ڈالے مگر کچھ نہین کر سکتا اُسکے ہاتھ کا نامہ آیا سب

صاحبون کو خوشخبری دیتا ہون کہ رستم سلامت ہین اب طرف آفاقیہ کے جائینگے کوئی لقا پار چرم پوش ہی اسکے مقابلہ کو جائینگے جو ہمارے لشکر کو عزیز رکھتا ہو وہ اس تاجر کو کچھ دے سب کے پہلے قاسم اپنے مقام سے اُٹھے ایک صندوقچہ جواہرات کا دیا نقد بہت کچھ عطا فرمایا ایرج نوجوان نے بہت کچھ دیا جملہ سرداروں نے موافق اپنی اپنی حیثیت کے پیش تاجر کو دیا اب جو وہ تاجر مال کو خیال کرتا ہی تو اسقدر مال ملا کہ بقیہ حصہ عمر بسر احسن ہو جائیگا اور مال باقی رہیگا یہ سوچ کر لشکر صاحبقران مین اُترا کچھ لوگ نوکر رکھے سامان تجارت تیار کیا ویسا مال قدیم کوچ کر کے طرف ترکستان کے چلا صاحبقران کو دعائین دیتا تھا کہ ایسے جلیل القدر بھی پردۂ دنیا مین ہین کہ مجھ گدا کو غنی کر دیا دامن آرزو زر و جواہر سے بھر دیا کیا شکر ادا کرون اسطرح خوشیان کرتا ہوا طرف اپنے وطن کے جاتا ہے لیکن وہان کوہ زلین کن پر بہروز قزاق نے دیکھا کہ تاجر تو اپنا مال و اسباب لیکر چلے گئے مگر رستم رنجیدہ و کبیدہ سرنگون غم سے آنکھین پر نون ایک گوشہ مین جا کر بیٹھے بیقرار ہو گیا قریب شاہزادے کے آیا قدمون کو بوسہ دیا عرض کی ای آقاے نامدار ای مولاے قدرشناس آپ کو عجیب حال مین پاتا ہون رستم کی آنکھون سے آنسو جاری ہوے فرمایا ای برادر کیا حال پوچھتے ہو لطف زندگی مین فرق آگیا یہ فرما کر تصویر دکھائی فرمایا ای برادر فرد۔ این ست کہ خون کردہ و دل برد بسے را۔ بسم اللہ اگر تاب نظر ہست کسے را۔ ابتو میری کیفیت ہی لطف

بات کرنے کو ہے چپ رہنے کی عادت مانع ۔ جنبش لب کو ہے اس بت کی نزاکت مانع
ہیچ سے پردہ کا جلوہ کبھی ہم دیکھ سکے ۔ ہوئی لذا رہ محبوب کی حیرت مانع
بار ہا لیکن بیتابی دل تا در یا ۔ غیر سے بڑھ کے ہوئی کچھ میری غیرت مانع
وہ تو آئے تھے کہ نظروں مین سما جائین مری ۔ پڑ گئے آنکھون مین پردے ہوئی غفلت مانع
دو قدم گھر ہی سے آگیا تھا جو پھر آ نہ سکے ۔ پانوؤن کی مہندی ہی ہوئی تھی کہ نزاکت مانع
دل بیتاب نہ پہلو مین ٹھہرتا اتناک ۔ ہے مگر کوئی تمنا کوئی حسرت مانع
تیری آنکھون مین حیا آگئی کیونکر شب وصل ۔ آج شوخی ہوئی مانع کہ شرارت مانع
ہمنشین حبیب وادی غربت سے کیا قدم طلب ۔ سارہ رہو گئے آہو ہوئی وحشت مانع

سحر وصل نے لی جب مرے کاشانے کی راہ
وہیں روکا ہوئی بڑھکے شب فرقت مانع

سبب منع فغاں ضبط سے پوچھا تو کہی
ضبط بولا کہ ہے تاخیر قیامت مانع

او جلال آتش دوزخ میں جلانے کو گناہ
لے چلے تھے ہوئی اللہ کی رحمت مانع

پھر وزیر استغاثہ کرکے رونے لگا کہا اے آقا سے نامدار یہ آتش کہاں سے بھڑکی ہے
کہ حضور متغیر ہوگئے جو حکم ہو سو بجالاؤں قصہ میں تنہا ہوں لیجیے رستم نے فرمایا کہ دوست
صادق اب طرف آفاقیہ کے جاتا ہوں رخسار لالہ آتش رو نے آگ لگائی ہے آج کی شب اگر
ہوسکے تو کسی رہبر کو ساتھ کردو کہ ہم کو تا بہ آفاقیہ پہونچا دے بہروز نے کہا کہ میں خود ساتھ
چلونگا فرمایا تمہاری کچھ ضرورت نہیں ایک رہبر کو ساتھ کردو کہ تا محبوب پہونچا دے تب
بہروز نے کہا کہ میں ساتھ جاؤں رستم نے قبول نہ کیا دامن جھاڑ کر اپنے مقام سے
اٹھے صحرا کا راستہ لیا بہروز نے گھبرا کر ایک فراق سے کہ سفیر اسکا نام تھا کہا کہ
تو آقا کے ساتھ جا اور تا بہ آفاقیہ پہونچا کے پلٹ آ سفیر کبھی کو دکر ساتھ ہوا رستم مثل دیوانہ
کے جاتے ہیں جس مقام پر جی چاہا ٹھہر گئے سیر صحرا دیکھی پھر اٹھکر روانہ ہوئے تب تک
سفیر رہبری کرتا ہوا آتا ہے پیاس کے جوش میں سامنے نہر آب تھی اسپر جو پہونچا صحرا سے ایک
شیر پیدا ہوا سفیر کو اٹھا کر لیگیا اب رستم تنہا ہو کے بیابان گردی دشت پیمائی کرتے ہوئے
کبھی کسی مقام پر ٹھہرے وہ تصویر پاس ہے تصویر کو ہاتھ میں لیکر فرماتے ہیں اے جان جہان
اے آرام دل مشتاقان ہم سے کچھ کلام کرو تم کو ہماری یاد کاہے کو ہوگی ہچکی بھی نہیں آتی کہ تصور کرتے
کسنے یاد کیا ہوا اسی خیال میں جاتے تھے کہ توپ کی آواز کان میں آئی اسی طرف چلے آیا ایک مقام
پر آکے دیکھا ایک قلعہ ہے اسپر ایک زنگی بلوہ کیے ہوئے جاتا ہے کچھ فاصلے پر سوار کو زنگی
گھوڑے کو کاوے دیتا ہے پھرتا ہے زنگی نہیں رکتا گویا اون کو رد کرتا ہوا جاتا ہے جب قریب زنگی کے
پہونچا پکار کر آواز دی او حبشی دروازہ کھولتا ہے اگر در قلعہ کھولیگا انعام دونگا تو ایک کو
زندہ نہ چھوڑونگا بادشاہ اس قلعے کا تاجدار سیر بد ہو اس پھر رہا ہے کبھی ساتھ والوں سے
کہتا ہے یارو اسکو روکو کوئی پہلوان نہیں نکلتا رستم نے جو حسرت اس بادشاہ کی دیکھی دل
بیقرار ہوگیا ہر چند کہ عالم فقیری میں ہیں مگر وہی جرأت و شوکت وہیں سے نعرہ کیا اے نامرد

خبردار آگے نہ بڑھنا غریب جان کر ستاتا ہی وہ زنگی پلٹا دیکھا ایک جوان حسین جمیل للکارتا
ہوا آتا ہی گینڈے کو پھیر کر پلٹا قریب آکر پوچھا کہ اے جوان تیرا کیا نام ہی منم فرہاد زنگی بعد
ایک سال کے زنگبار سے نکلتا ہوں جو قلعہ راہ میں ملا فوج کا اپنی صرف کے لیتا ہوں
اسی طرح اوقات بسر ہوتی ہی تیرا نام نامی کیا ہی فرمایا رستم پیلتن سرکوب ہفت پیکر طرف
آفاقیہ کے جاتا ہوں تیری بدبختی دیکھکر پلٹ پڑا فرہاد نے گرز کا ہاتھ مارا وہ بادشاہ
بالاے قلعہ دیکھ رہا ہی کہ رستم نے تیغ ہفت جوہر کھینچا ہاتھ مارا کہ سرگرز کٹ کر گرا
زنگی کو بہت ناگوار ہوا تیغہ کھینچا رستم نے دیکھا کہ یہ گینڈے پر سوار میں پیادہ ہوں
اسکو اپنے برابر تو کریوں بیٹھ کر ہاتھ تلوار کا مارا کہ چاروں پاؤن گینڈے کے قلم ہوے
فرہاد بھی پیادہ ہوگیا اٹھتے ہاتھ تلوار کا مارا رستم نے وار بچا کر ہاتھ کلائی پہ ڈال دیا فرہاد
حقیر جان کر لپیٹ پڑا رستم نے گردن پہ ہاتھ رکھکر ایک جھٹکا مارا کہ سر زنگی کا زمین سے ملگیا شکل
سے بیٹھا ہوا اٹھنے لگا چوتھے پیچ پہ رستم نے اوکھیڑ کر مارا کہ زنگی چاروں شانے چت
گرا رستم کود کر چھاتی پر سوار ہوے فرمایا شناخت میں یہ دردگاری کیا کہتا ہی فرہاد نے
جواب سخت دیا رستم نے سینہ سے اٹھکر ایک پاؤن دونوں پاؤن سے دبایا اور
ایک پاؤن دونوں ہاتھوں سے تھاما مثل کرپاس کھینچ چیر کر پھینکدیا اہل فوج نے جو
اپنے آقا کو کشتہ پایا لینا کہکے دوڑ پڑے بادشاہ نے جو بلوہ فوج کا رستم پر دیکھا قلعے
سے باہر نکل آیا بارہ ہزار سوار لیکر نکلا دونوں آپس میں ملگئے بادشاہ نے لاکر رستم کو گھوڑا
دیا سوار ہوکر رستم بھی جا پڑے جسپر ہاتھ مار دیا دو ٹکڑے کیے تھوڑے عرصے میں زنگی فرار
کرتے ہوے کہا گئے جمشید زرین کمر نے رستم کو ساتھ لیا استقبال کرتا طرف اپنے
قلعہ کے لیے چلا حال زار دیکھکر راہ میں پوچھا کیوں آقا سے نادار کس حال میں آپ کو
پایا ہوں رستم نے حال آفاق بیان کیا عرض کی حضور قلعہ میں چلیے وہ بادشاہ میرا بھائی
ہی میں اسکو نامہ لکھونگا کہ آپ کو بڑے اعزاز و اکرام سے لیجائے آپ کے جانے کی
خبر ملکہ کو بھی معلوم ہو شعلہ رخسار آتش خو اسکا نام ہی لیکن عرض کرتا ہوں کہ وہ لقا بدار
بالاے روزگار ہی نہیں معلوم سرکار سے کیا کہدے بڑے بڑے پہلوان اسکے مقابلہ میں

آ گئے اور اُسکے ہاتھ سے مارے گئے کوئی غالب نہوا دیکھیے کیا ہو رستم نے کہا اے برادر
اگر ہماری قضا اُسکے ہاتھ سے ہے تو مجبور و ناچار ہین بقول شاعر۔ فرد۔ سر نپیچم ز تیشۂ
حبیب + ہر چہ آید بر سرمن بالنصیب + جمشید یہ سمجھاتا ہوا قلعے مین لایا دارالامارہ مین لا کر
مقام صدر پر جگہہ دی رستم نے فرمایا اے جمشید زرین ترکش اگر ہمسے تمکو محبت ہے تو بقراط
ثانی پر لعنت کرو ایک مرد جلساز شعبدہ باز اُسکو سجدہ کرنا سراسر حماقت ہے وہ خالق زمین و
زمان رب دوجہان ہے اُسکی کیا صفت کر سکتے ہین بقول شاعر نظم

خالق یکتا کہ بیک کاف و نون | از عدم آورد دو عالم برون
نقش طراز ذرۂ کون و مکان | سقف فرازندۂ آسمان
ارض و سما نقطۂ پرکار او | نقش طرازی صورکار او
چہرہ کشاے صورکائنات | راہ نمائے ہمہ سوے نجات
واو دہ بانی سپہر برین | پہن بگسترد بساط زمین
نور قمر شمع شب افروز کرد | گرم بہ نور سحر کہ روز کرد

اسطرح رستم نے سمجھایا کہ زنگ کفر آئینۂ دل سے دور ہوا قالب کو سرور ہوا قدمون سے
لپٹ گیا کلمہ پڑھکر بصدق دل مسلمان ہوا عرض کی کہ حضور نے دولت کونین عطا فرمائی
اُسیوقت جمشید نے ایک نامہ پاس آفاق شاہ کو لکھا مضمون یہ تھا کہ اے برادر بجان برابر
سر عزت اپنا اوج آسمان افتخار سے پہونچا دو کہ فرزند رشید صاحبقران رستم نوجوان تمہاری
دختر پر عاشق ہوئے ہین مین نے اپنے قلعے پر اُتارا ہے بہتر اسی مین ہے کہ فوج کو اپنے ساتھ
لیکر براے استقبال شاہزادہ والا قدر آؤ مین بھی ساتھ ہونگا شکر ہے خدا کا کہ مین نے
بقراط ثانی پر لعنت کی اپنے پیدا کرنے والے کو پہچانا اگر تحریر سے انکار کیا تو بہت برا
ہوگا آیندہ تمکو اختیار ہے زیادہ والسلام مہر اپنی کرکے نامہ شتر سوار کو دیا اور کہا کہ
ہاتھ مین آفاق شاہ کے دینا آیندہ جو اُسکی راے مین آئے شتر سوار نامہ لیکر چلا بعد
قطع منازل و طے مراحل قریب شہر آفاقیہ پہونچا شہر مین جو داخل ہوا دیکھا ایک جانب
ہاے ہو ہے شہزادے ہزار عشاق بنے ہین جو تاجدار پر عاشق ہوکے آئے اور ہاتھ سے اُس نقابدار کے

اُسے گئے ہم تکی قبریں اُسی باغ میں ہیں دو دن بعد سال بھر کے بحکم ملکہ شعلہ رخسار گرد و پیش
باغ کے میلہ جمع ہوتا ہے ملکہ باغ میں رہتی ہیں لباس فاخرہ پہنکر قبروں پر عاشقوں کی آتی ہیں
کسی قبر سے دھواں نکلتا ہے کسی قبر سے آواز نالہ آتی ہے ملکہ ہوا اپنے ہاتھوں سے پھول پھینکتی ہیں
تو قبر سے آواز آتی ہے - فرد - آہستہ برگ گل بفشان بر مزار ما * بس نازک است شیشۂ دل
در کنار ما * ایک طرف سے آواز درد آتی ہے اے شاہنشاہ قلبی ای سرو باغ محبوبی فرق
روشن شد از وصال تو شبہای تار ما * صبح قیامت است چراغ مزار ما * قبر پر چہلیں کرتی
ہیں ملکہ بیہوش ہوکر گر پڑتی ہیں کنیزیں اٹھا کر لیجاتی ہیں پھر لباس فاخرہ پہنکر سامنے
قبروں کے جلوہ فرما ہوتی ہیں اور فرماتی ہیں اے عاشقان صادق تمہاری روح کو شاد کرتی ہوں
وہ شتر سوار ان مقامات کو دیکھتا ہوا قریب دار الامارۂ شاہی کے آیا در گرد سالار سے
عرض کی بادشاہ سے جا کر کہو کہ نامہ دار قلعہ جمشید سے آیا ہے امید وار باریابی ہے
آفاق شاہ نے حکم دیا کہ بلا لو شتر سوار نے جا کر دیکھا کہ بادشاہ تخت پر بیٹھا ہے گرد اگرد وزیر
وزیر بیٹھے اپنے مقام پر متمکن ہیں نامہ بر نے نامہ قریب بادشاہ کے دیا بادشاہ نے وہ
نامہ اقرباء ہیں وزیر کے دیا وزیر نے منشی کو بلایا ایک ممبر طلب ہوا منشی نے پڑھنا شروع
کیا اول تعریف پروردگار بعد صفت احمد مختار پھر منقبت حیدر کرار مضمون نامہ کو جو منشی
نے پڑھا تمام اہل دربار کہنے لگے کہ بڑے غضب کی بات ہے کہ جمشید ایسا شخص
مسلمان ہوگیا اسکو سزا دینا چاہیے آپکے بھائی صاحب ایسے آمادہ تھے کہ رستم کو دیکھتے ہی
مسلمان ہوگئے رستم کو جو شکور سمجھے یہ کون صاحب ہیں یہ وہ شخص ہیں کہ جنہوں نے قدرت کے طلسم
خیال سکندری میں ہلا ڈالا ہے جہاں کہیں کو حکم آیا ہے کہ جس کی سر حد میں یہ پہونچیں گرفتار کرکے
دار قدرت کے پاس لیجائیں تو ہیں یہ بہتر ہے بڑے تعجب کی بات ہے کہ دشمن خداوند کو اپنے گھر
میں جگہ دی ہے اس سے ظاہر ہے کہ قدرت کے خلاف ہو جمشید پر کوئی آفت نازل ہو تو تعجب نہیں آفاق
نے جواب دیا اپنا اپنا اعتقاد ہے اسلام اختیار کرے اگر اعتقاد ہو کر کے اپنے اپنے
عقیدہ میں اختیار ہے لیکن تو ضرور ہے کہ شگفتہ یہ کہتا ہوا آفاق شاہ محفل میں آیا نامہ ہاتھ میں لیا کہ
ملکہ شعلہ رخسار تشریف لے چلا جو باپ کو دیکھا تو پوچھا کہ والد ماجد اسوقت آپ کو انتشار میں

باتی ہون مزاج اقدس کیسا ہی آفاق تاجدار نے نامہ بیٹی کے ہاتھ مین دیا کہا ہی تو لطف اگر
جو مہ پوش زیر ہوا اور پیوند تمہارا فرزند صاحبقران سے ہو تو کیسے فخر کی بات ہو لیکن فرد دیر تک
کرسب افسران فوج مسلمان ہونے پر راضی نہین مین مجکو خیال یہ ہی کہ ایسا نہو کہ اُس نقابدار
مفلوک کو خبر پہونچے اور وہ مجکو تکلیف پہونچائے تو کون اسکو روک سکیگا ملکہ شعلہ رخسار کی
نگاہ جو تصویر دلپذیر پر ستم پر پڑی بیساختہ آہ دل سے نکل گئی باپ سے متوجہ ہوکر کہا ہی واللہ
نابدار اصل یہ کیفیت ہی فرد - نقاش چون شمائل آن ماہ می کشد + نوبت بزلف او چو رسد آہ
می کشد + دوسرا شعر اسی مضمون کا دوسرے شاعر نے کہا ہی فرد - مانی چو نقش آن بت بے مہر
می کشد + چون می رسد بلب بلا و دست می کشد + زلفین خمدار دوش پر پڑی ہین کہ حسن
بوئے مشک و عنبر آتی ہی کلاہ ہفت گوشہ زیب سر کہ جس سے شوکت کی اور ترقی ہی زرہ نزاکت
زیب جسم انور کہ نور جسم کا چھن چھن کے نکل رہا ہی یہ رعب و دبدبہ دیکھکر ملکہ کی آنکھون کے
نیچے اندھیرا آگیا ہاتھ پاؤن مین رعشہ پڑ گیا چاہتی ہین کہ یہ تصویر کلام کرے تو باتین کرون نگاہ
باپ سے بچا کر تصویر کے عارض پر عارض اپنا رکھ دیا ایک جوش محبت پیدا ہوا اُس نامہ کو
ہاتھ مین لئے ہوئے ایک گوشہ مین آئی بے اختیاری مین یہ اشعار زبان سے نکلے نظم

ہم حال اپنا آنکھ دکھائے چلے گئے — لیکن وہ ہمسے آنکھ چرائے چلے گئے
دم بھر سے ترپنے کی دیکھی نہ تم نے سیر — وہ ہاتھ سینے سے لگائے چلے گئے
کوٹھے پہ وہ جو چھپ گئے تابت دیکھکر — ہم بھی کفن مین منہ کو چھپائے چلے گئے
اب تو اٹھایا ہاتھ مرے فاتحہ سے بھی — تربت پہ صرف پھول چڑھائے چلے گئے
آئے تھے اُس سے کھلکے نہ آئینگے اب کبھی — لو آج پھر نقیب بلائے چلے گئے
مشتاق انکی باتون کا تھا وقت نزع بھی — بولے نہ کچھ کھڑے کھڑے آئے چلے گئے
ہنستا رہا وہ برق کے مانند اور ہم — آنسو مثال ابر بہائے چلے گئے
برخاستہ دلون کی کہین دل لگی نہین — بیگانہ وار بزم مین آئے چلے گئے
ای وقت بد مین کسی نے دیا نہ ساتھ — آنکھین چرا کے اپنے پرائے چلے گئے

آنکھون مین آنسو بھر آئے آفاق تاجدار نے پکارا کیون بیٹا گوشہ مین کیون گئین مین اب

چلنے کی تیاری کرتا ہوں خواہ کوئی بگڑے یا بنے یہ کہکے آفاق تاجدار باہر آیا حکم ہوا لشکر
تیار ہوا ایک سردار صفدر پیچراے یہ سامان دیکھکر گھبرایا سوچا کہ چلکر نقاب دار کو اطلاع کردوں
کہ ایسی معشوق بیچارہ ہاتھ سے جاتی ہے بادشاہ کو روکے تو یہ سوچکر پیچراے قریب دربار کو
پہنچا پکار کر آواز دی اے نقاب دار رہا در ضبط کچھ عرض کرتا ہے رحیم پوش سنتا ہوا باہر
آیا پیچراے نے سب کیفیت بیان کی اور کہا یہ یقین کامل ہوا کہ لشکر تمہارے مقابلہ
میں فرود آئیگی اسوقت سمجھ لینا پایا اب آفاق تاجدار کو روکو کہ استقبال ہم کو نہ جائیں
نقاب دار نے کہا میں ابھی جاکر روکتا ہوں میری ڈھیل تھی ورنہ جب قصد کرتا ملک لیتا
میں نے اپنی طرف سے چھوڑ دیا تھا اب دختر کو بھی لونگا اور ملک پر بھی قبضہ کرونگا کیسا
افسوس کی بات ہے کہ دین جدو آبا کو بالکل بھول گئے دین خدا سے نادیدہ اختیار کرتے ہیں
جس دن سے یہ سلمان اس سرحد میں آئے جابجا مسجدیں بن گئیں دیر پامال ہو گئے
کہیں کوئی خداوند لقا اعظم ثانی کا ذکر نہیں کرتا سلمانوں کے نزدیک دو سو تیس بیکار ہیں اور
ہمارے نزدیک یہ مسئلہ ہے کہ جس خدا کو دیکھا نہیں اسکی کیونکر اطاعت کریں سلمان اپنے
خدا کو ہمیں دکھا دیں تو ہم اعتقاد کریں ایسے لاف وگزاف کرکے نقاب دار نے پیچراے کو
رخصت کیا کہا تم جاؤ بادشاہ کے ساتھ رہو جب بادشاہ لشکر کو لیکر اس طرف سے آئیگا
فورا پیغام دونگا کہ اپنی دختر کی شادی میرے ساتھ کیجیے اگر بادشاہ نے قبول کر لیا تو بہتر ہے
ورنہ تلوار کھینچکر جا پڑونگا مجھ سے کون لڑ سکیگا دم بھر میں زمین ہلا دونگا یہ کہہ کے
نقاب دار رحیم پوش نے ہرکارے مقرر کیے کہ مجھکو دمبدم خبر پہنچاتا رہے جب دربار
آفاق شاہ میں گیا دیکھا بادشاہ نے تیاری کی ہے وزیر و امیر ہمراہ ہیں نگہبانی قلعہ
[illegible] جب محل میں رخصت کو آیا تو بیٹی نے دامن پکڑ لیا کہا قبلہ و کعبہ مجھکو بھی ہمراہ
لے چلیے آفاق نے بہت سمجھایا پکار کر کہا اری تو نے کیا سمجھا ہے چلنا بہتر نہیں ہے شعلہ رخسار
[illegible] نے کہا اگر ساتھ نہ لیجیے گا [illegible] اس طور سے ملکہ
شعلہ رخسار رنگیں لباس نے باپ سے کہا کہ باپ کو کچھ بن نہ پڑا فورا حکم دیا تخت بھی تیار کرو
[illegible] نے تخت منگوایا ملکہ سوار ہوئی ملک آفاق شاہ نے کوچ کیا

ہرکارے نقابدار چرم پوش کے لگے ہوئے تھے فوراً خبر لیکر بھاگے خدمت میں نقابدار
کی آئے عرض کی ای پہلوان دوران ای گرشاسپ جہان ملک آفاق شاہ مع دختر کے
آتا ہی یہ سنتے ہی نقابدار اٹھا نقاب چہرے پر درست کی کرگدن مست پر سوار ہوا
بارہ ہزار جوان لیکر درۂ کوہ سے نکلا دوراہے پر آکر صف باندھی آپ آگے بڑھکر کھڑا
ہوا جیسے ہی آمد لشکر حبشی پکارکر آواز دی ای ملازمان آفاق شاہ رک جاؤ آگے نہ بڑھو
ہمارے آنے کی خبر بادشاہ کو کرد ہرکاروں نے بڑھکر آفاق شاہ کو خبر کی کہ اسے
شاہنشاہ گیتی ستان نقابدار چرم پوش نے راستہ روکا ہی آپ کو بلاتا ہی آفاق شاہ
گھوڑے پر سوار ہوکر سامنے نقابدار کے آیا نقابدار نے کہا ای ملک آفاق شاہ مجھ
ایسا بہادر عالم میں نہیں ہی تمہاری بیٹی نے یہی شرط مقرر کی کہ جو مجکو زیر کرے وہ مجھپر
قابض ہو صدہا پہلوان آئے میرے ہاتھ سے زیر ہوے بہت سے قید میں بہت سے
مارے گئے اب بہتر یہ ہی کہ شادی اپنی بیٹی کی میرے ساتھ کردو ورنہ ملک ومال چھین لونگا
چھین نہ لینے دونگا آفاق تاجدار نے جواب دیا کہ ای نقابدار بہادر اب فرزند صاحبقران
آئے ہیں میں لینے چلا ہوں وہ تمسے مقابلہ کرینگے اگر آپ غالب آئے تو میں جانونگا کہ
تمسے زیادہ کوئی بہادر نہیں ہی پھر تمہارے ساتھ شادی کردونگا اب میری راہ نہ روکو
مجکو جانے دو میں جاکر فرزند صاحبقران کو لاتا ہوں تمسے انسے مقابلہ ہوگا نہ بحال
کھائیگا بھائی نے میرے مجکو نامہ لکھا میں لینے جاتا ہوں سر راہ نہ رو نقابدار نے کہا کل
سر میدان آکر تاج وتخت چھین لونگا ملک آفاق شاہ نے ہر چند سمجھایا مگر وہ مغرور
نہ مانا اپنی ہی کہے گیا آخر آفاق شاہ اسی مقام پر ٹھہر پڑا بارگاہ استادہ کرا کے
بیٹی کو بارگاہ میں داخل کیا آپ اپنی بارگاہ میں آکر بیٹھا پہلوان جو آفاق شاہ کے
ساتھ ہیں وہ کہ رہے ہیں ای بادشاہ جمجاہ کچھ نہ گھبرایئے سر میدان اس چرم پوش کو
سمجھا دینگے نہیں معلوم وہ اپنے دل میں کیا سمجھا ہی لیکن نقابدار جو اپنی بارگاہ میں
آیا فوراً حکم دیا کہ طبل جنگی بجے ہرکارے نے آفاق شاہ کو خبر دی آفاق نے بھی
طبل جنگی بجوایا دونوں لشکروں میں تیاریاں ہونے لگیں چار پہر رات اسی ہنگامہ میں

مین گذری جب شاہنشاہ خاور بعد کروفر تخت زرجدی فلک پر جلوہ فرما ہوا نقابدار
سوار ہو کر میدان مین آیا ادھر سے آفاق شاہ فوج کو لے کر پہونچا صفین جمین نقیب
نقابت کر کے ہٹے کڑکیتون نے کڑکا کہا نقابدار نے گھوڑا اپنا صف سے نکالا میدان مین
آکر آواز دی اے آفاق شاہ کسی کو بھیجو ملکہ روزن خیمہ سے دیکھ رہی ہین آفاق نے
طرف فوج کے دیکھا سہمناک زنگی سب پہلوانون کا افسر گھوڑے کو بڑھا کر سامنے
ملک آفاق کے آیا عرض کی اے شہریار اجازت میدان دیجیے آفاق نے آنکھون مین
آنسو بھر کے جواب دیا اے سہمناک اس ظالم سے سمجھ کے مقابلہ کرنا اسکو اپنی قوت و طاقت
پر بڑا ناز ہے سہمناک نے عرض کی اسکی مشکین باندھکر لاتا ہون آپ دیکھیے آفاق
نے جواب دیا تمکو خدا و خیال سکندری کے سپرد کیا سہمناک گھوڑا بڑھا کر مقابلہ
نقابدار مین پہونچا نقابدار نے جو سہمناک کو آتے ہوے دیکھا گرد اسپر کا لیکر بڑھا
سوئین مین لگا ور چلی نقابدار نے نیزہ مارا سہمناک نے نیزہ روکا اس بارہ کھنٹے مین
رد و بدل ہوئین کہ نقابدار نے الجھاوے سے ہاتھ نکال کر نیزہ سہمناک کا گانٹھا
اس کن سے جھٹکا مارا کہ نیزہ ہاتھ سے سہمناک کے نکل گیا تلوار کھینچی کئی ہاتھ تلوار کے
نقابدار پر مارے نقابدار نے سب وار روکے للکار کر آواز دی او زنگی جوان پکر زنگی
ایک وار میرا تو قبول کر اس ہیبت سے نقابدار نے للکارا کہ سہمناک حیران ہو گیا نقابدار
نے ہاتھ مارا سہمناک تا دو ابرو زخمی ہوا نقابدار نے ہاتھ روک لیا پکار کر آواز دی اے
آفاق شاہ اس حیدر زبون کو سامنے سے ہٹاؤ اور کسی کو بھیجو شہزادہ آرہ کش جو پہلو مین
تخت کے کھڑا تھا وہ گھوڑا بڑھا کر آیا سہمناک کو ہٹایا آپ سینہ سپر کر کے مقابل ہوا بعد
چند ضرب کے تلوار چلی نقابدار نے ہاتھ مارا شہزادہ بھی زخمی ہوا ملکہ نے جو خیمہ سے یہ حال دیکھا
گھبرا گئین کنیزون سے کہتی تھین صاحب فلک نے یہ کیا سامان دکھایا دیکھون اب کیا
ہو جاتا ہے جو زخمی ہوتا ہے مین یاد مین اس شہریار کی ہون دیکھون دیدار میسر ہو کہ نہ ہو اگر تمھار
بعد تشریف لائین تو کہدینا کہ کنیز تمکی یاد مین تھی اُسکے مزار پر جائیے اپنی تو کیفیت ہے نظم

دل بیاد یار شیون می کند — جان زارم فرقت تن می کند

داشتن تصویر جانان در بغل / از عذاب ہجر ایمن می کند
من چرا از یار خود نفرت کنم / پیش بت سجدہ برہمن می کند
جامہ خود می درد گل از رخت / از مستی فریاد سوسن می کند
شور کنعان مثل بوے پیرہن / دیدہ یعقوب روشن می کند
سرو از قامت نہ تنہا پا بہ گل / فاختہ ہم طوق گردن می کند
این رقیب روسیاہی واسطے دو / کردہ باشد آنچہ دشمن می کند
سر ہزارم ہر شب از دست تعب / سر برہنہ شمع شیون می کند
ای شفا در سبزہ رخسار یار / طوطی در چمن نشیمن می کند

یہ اشعار پڑھکر رونے لگیں یہاں میدان میں یہ معرکہ گذرا کہ جب نقابدار نے چھ سات پہلوانوں کو زخمی کیا دو چار کو جان سے مار اکیلا بڑھا کہ مغلوب کر دی جب لشکر گرد تب آفاق تاجدار کو آکر نقابدار نے زخمی کیا ملکہ نے جو خیمہ سے دیکھا گھبرا گئیں کنیزوں سے کہا لو غضب ہوا بادشاہان زخمی ہوے اب وہ ملعون خیمہ میں گھس آئیگا مجھکو گرفتار کرکے لیجائیگا میں اپنی جان دونگی یہ کہکے لباس مردانہ پہنا کنیزوں سے کہا کہ مادیان لاؤ کنیزیں مادیان لائیں ملکہ سوار ہوکے چلیں جب کنیزیں ساتھ ہوئیں ملکہ خیمہ سے روانہ ہوئی نکلیں طرف صحرا کے گئیں یہاں تلوار چل رہی ہے آفاق تاجدار بھاگا پھرتا ہے نقابدار تلوار کھینچے ہوے جس طرف جا پڑتا ہے صفوں کو درہم برہم کر دیتا ہے ہزارہا جوان اس ملعون کے ہاتھ سے مارے گئے آفاق تاجدار بیقرار ہوکے دعائیں کر رہا ہے ای خدا اے نادیدہ تیری خدائی کا میں نے اعتقاد کیا مجھپر یہ بدعت ہے مجکو اس آفت سے بچالے نظم

ہست اندر اختیارت ہر زمان و ہر مکان / صانع عالم توئی ای خالق چون و چگون
روز و شب گردد بفرمانت تو این گردون دون / بے ستون قائم تو کردی سقف چرخ نیلگون
صورت این خانہ بے دیوار و بے در ساختی / بام این کاشانہ از ہر بام بر ہر ساختی
جلوہ قدرت نمودی در گلستان بار بار / گاہ از گل چہرہ بنمودی گہ از دامان خار
گاہ از روے خزان و گاہ از رنگ بہار / گاہ کردی نور وحدت را ز کثرت آشکار

گاہ کثرت را پئے توحید مظہر ساختی		جلوۂ ذات احد روشن ز اکثر ساختی

ہلاک ہلاک کر دعا مین مانگ رہا تھا نقابدار کی بد عنت جا کو پہونچی ہی آفاق شاہ کے پہلوان
زخمدار و بیقرار بھاگتے پھرتے ہین نقابدار چاہتا ہی آفاق کو مار کر خیمہ مین ملکہ کے جاؤن معشوق
پر قبضہ کرون ایسے معشوق پریچہرہ کسکو ملتے ہین آج اُس سے وصل کرون تو مراد دلی حاصل ہو
تسکین دل ہو اس جوش و خروش مین لڑ رہا ہی جس طرف پہونچا لاشون کے انبار لگا دیے
کوئی اسکے مقابلہ مین نہین آتا مگر آفاق نے جو بیقرار ہو کر دعا کی تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا صحرا
سے گرد اڑی رستم پیلتن و پیل گرت آگے مرکب کو بڑھاتے ہوے جمشید زرین ترکش
تخت پر صدا ہے ہائے ہو سنکر رستم نے مرکب روکا ہرکارے سے اشارہ کیا خبر تو لا یہ کیا معرکہ ہی
کیسا ہنگامہ ہی ہرکارہ گیا خبر لیکر آیا عرض کی اے شہریار والا تبار نقابدار حریم پوش نے
لشکر آفاق شاہ کو تہ و بالا کر دیا ہی سب کو قتل کر رہا ہی نام نقابدار سنکر رستم نے مرکب بڑھایا
نعرہ کیا با شیہا ہی کافران بیحیا و ای نابکاران بیوفا منم رستم پیلتن کشندہ فیل ہندی و
دو پیل ہندی علمشاہ نوجوان ۔ نعرہ رستم ۔ ارشد اولاد امیر عرب ۔ کیست علمشاہ پور رستم
لقب + دیگر علمشاہ رومی شہ فیل زور بیکہ بر تخت مرزوق افگندہ شور + نعرہ کرکے اپنے
جیسے ہاتھ مارا اُسکے دو ٹکڑے ہو گئے جمشید زرین ترکش نے کل فوج کو اشارہ کیا کل فوج
چاپڑی افسر بڑھ کے لڑ رہی ہی فوج نے بجلی جانبازی کی فوج نقابدار قتل ہونے لگی رستم
لڑتے بھڑتے سامنے نقابدار کے پہونچے للکارا کہ او نامرد میدان عالم کی پاپوش کی گرد مردان
عالم سے تو مقابلہ کر نقابدار سامنے جو نعرہ رستم سنا بڑا آتے ہی نیزہ مارا رستم نے نیزہ اُس
سرکش کا قلم کیا اُسنے تلوار کا ہاتھ مارا رستم نے تلوار کو تلوار پر روکا اُسکا ہاتھ سے ہاتھ نکال کر
خنجر دیا جوہر دار کھینچ کے ہاتھ مارا نقابدار نے سپر کو جو کی پناہ کیا گر تیغہ ہفت جوہر جو سپر کو چیرتی کے گرا
سپر کے دو ٹکڑے ہو گئے سپر کو کاٹا خود کو کاٹا خود کو کاٹا کر وہ تلوار سر کی اسکے
جسم سے کو کاٹا تا بہ جگرگاہ تلوار پہونچی نقابدار کو مار کر فوج کو اُسکی پامال کیا آخر سب بھاگ گئے رستم
اُسی طرح دریا سے خون مین نہاتے ہوے سامنے آفاق تاجدار کے آئے آفاق نے رستم کو جو
رعنی شوکت سے دیکھا تخت سے کود پڑا قدمون کو بوسہ دیا رستم نے پوچھا ای بادشاہ عالیجاہ

یہ کیا معرکہ ہوا آفاق شاہ رونے لگا کہا اے شہریار جب نامہ کہا ئیصاحب کا پہونچا اسی وقت
مین نے تیاری کی راہ مین اس ملعون نے روکا ساتھ ہٹھ سپاہی زخمی ہوئے آخر اُس ملعون نے
مشغول کردی غلام نے شکست کھائی قریب تھا کہ غلام کا خاتمہ ہو کہ حضور تشریف لائے سنگر ہو
تو یہ کافر سفر دربار گیا اب حضور تشریف لیجاتین ملکہ عالم آپکی مشتاق ہین جب غلام نے قصد کیا کہ
سفر کرے اور مین نے یہ کہا کہ رستم کے استقبال کو جاتا ہون ملکہ رونے لگین اور بیتاب ہوکر کہا کہ
مین بھی ساتھ چلونگی آخر مین ساتھ لایا یقین ہے کہ آپکے انتظار مین ہون آفاق رستم کو ساتھ لیکر
چلے جب قریب در خیمہ ملکہ پہونچے کنیزین رو رہی تھین آفاق نے گھبرا کر پوچھا اے سیہر تو کہو ہم
رونے کا کیا باعث ہے کنیزون نے عرض کی واری غضب ہوا جب ملکہ نے دیکھا کہ اب بھی نہ آئی
ہوئے فرمایا کہ اب فتح ہوگی زنانہ لباس اُتار کر پھینکا مردانہ کپڑے پہن مادیان پر سوار ہوکر نکلگئین چند
کنیزین ساتھ لے گئین یہ سنکر رستم نے آہ کی فرمایا بڑا غضب ہوا فلک کج رفتار نے مجھکو لوٹ لیا نظم

دل سے اُلفت مین بہت حسرت و ارمان نکلے
اور جو رہ گئے وہ جان کے خواہان نکلے

مجھ سے وہ بت کبھی منہ پھیر کے بولا بھی تو یون
کبر تھے آپ یہ کیسے کہ مسلمان نکلے

جستجو اپنے ز خود رفتہ کی تم آسے کرو
صاحب خانہ کو خود ڈھونڈھنے مہمان نکلے

ہاتھ جس ہاتھ مین تھے گیسوے جانان شب وصل
صبح کو دیکھا تو کچھ تار گریبان نکلے

نہ ملا یار کو ہر چند یہان بھی ڈھونڈھا
مجمع حشر سے ہم اور پریشان نکلے

جنکے انداز تھے دم توڑنے کے قابل دید
بنجانون مین کسی کے وہی بیجان نکلے

تو ہی پوچھیگا تو کچھ اپنے بچھینگے آنسو
ڈھونڈھنے اشک ترا گوشہ دامان نکلے

شیخ ہو گبر ہو دیندار ہو کافر ہو جلال
اُس صنم ہی کے پیچھے آپ تو احسان نکلے

رستم نہایت پریشان ہوئے فرمایا کہا اے آفاق شاہ ہمارا تو یہ مقام نہین ہم تلاش
مین کو پھر سے بھاگی جاتی ہین یا تو تلاش کرکے لاتے یا جستجو مین جان دیتے آفاق شاہ
نے بہت سمجھایا کہ حضور تشریف لیجائین مین ہرکارے روانہ کرتا ہون وہ خبر لائینگے تب تشریف
لیجائیگا رستم نے نہ مانا جمشید زرین ترکش نے عرض کی غلام تو حضور کے ہمراہ آیا ہے
ساتھ ہی جائیگا دامن دولت نہ چھوڑیگا محبت سے منہ نہ موڑیگا رستم نے اسکو ساتھ لیا اکیلا تنہا

جمع جمعیت چہ سود از طالبان عافیت	فتنہ ہاے گردش دوران پریشان میزند
بسکہ درد آلودہ ام پنہان بزیر پیرہن	بر تنم ہر موے ابرو زخم پیکان میزند
آتش افروزان حذر باز سینۂ تخفی کنا	آہ آتشناک را آتش بدامان میزند

دیر تک ملکہ لاش پر بادبان کی روئیں آخر شدت سے دھوپ کی سر پھرنے لگا خوف ہوا
ایسا نہو کہ غش آجائے پھر اٹھنا دشوار ہو جائے یہ فرما کر اٹھیں کہ اے رفیق شفیق تیرا ابھی ساتھ
چھوٹا روتی ہوئی طرف صحرا کے چلیں وہ تلوے جو فرش گل سے فگار ہوتے تھے وہ نوک خار
سے فگار فگار ہو رہے ہیں آبلہ ہاے پا حال پر ملکہ کے پھوٹ پھوٹ کر روتے ہیں اس حال زار
سے صحراے پرخار میں جاتی ہیں کہ پاؤں میں چلیتڑے ساتھے ہوئے ہر مقام پر گرپڑتی ہیں
ایک مقام پر دیکھا ایک غار میں پانی بھرا ہوا ہے اس پانی کو دیکھ کر دل بیقرار ہو گیا قریب اس کے
بیٹھ کر جو ہاتھ پانی میں ڈالا اسقدر کھولا ہوا تھا کہ پناہ پانی مشکل ہو گئی حباب آنکھیں نکالنے
لگی موجہ آب شمشیر بشرر بار بنکے گلے پر پھر ا پانی اُسی مقام پر پھینک دیا لڑکھڑا کر گریں کہ صحرا
گرد اڑتی دیکھا ایک پہلوان گینڈے پر سوار باد سفید ہاتھ پہ چڑھا ہوا تیہو جو گوشۂ صحرا
سے اڑا اسپر باز کو چھوڑا باز نے جا کر تیہو کو گھیرا جب پنجہ مارتا ہے تیہو کے بال و پر نوچ کے
پھینک دیتا ہے تیہو گرتا ہوا آتا ہے اس پہلوان کی پشت پر دس بیس سوار ہیں شدت سے
دھوپ کی اُف اُف کرتے ہوئے چلے آتے ہیں وہ جوان باز کو اپنے دیکھتا ہوا گینڈے کو
مہمیز کرتا ہوا چلا آتا ہے باز نے طمانچہ جو مارا تیہو گرا قریب ملکہ کے آکر تڑپنے لگا باز کس سے
باندھ کر سینہ پر تیہو کے سوار ہوا پنجہ سے نوچنے لگا وہ پہلوان گینڈے سے کودا باز کو اٹھا لیا
سینہ تیہو کا چاک کر کے کلیجہ اسکا چاک کیا سینہ کا گوشت نکالا باز کو کھلانے لگا پلٹ کے
جو نگاہ پڑی ایک آفتاب تابان ماہ درخشان کو دیکھا کہ فرش خاک پر تڑپ رہی ہے تمام
عارض گرد آلود بیقراری میں جو ایڑیاں رگڑی ہیں زمین میں گڑھے پڑ گئے ہیں ہونٹھ خشک
پپڑیاں جمی ہوئیں وہ جوان صورت دیکھ کر بیقرار ہو گیا قریب آ کر کہا اے ملکہ عالم آپ کون صاحب
ہیں کہ اس صحراے پر ہول میں فرش خاک پر بیقرار و بیتاب ہیں اٹھو میں تمکو اپنے ساتھ
لے چلوں ملکہ نے جواب دیا اے شخص ہمارے مقدمہ میں دخل نہ دے بقول شاعر

فرد - ہم خاک نشینون کا ستانا نہین اچھا + ہل جائینگے افلاک جو فریاد کرینگے + اُس پہلوان نے کہا اے شہنشاہ خوبی و اے سرو باغ محبوبی عورت پر کیا زور و ظلم کرونگا اگر بہرام فلک ہو تو اُسکی بھی گردن توڑ دون میرا زور بین کوئی افسر ہمسر نہین ہے پیکان تیر انداز میرا نام ہے ارکان عالم کے بڑے بڑے پہلوان نام سے با دولت کے تھراتے ہین مگر تمسے منت کہتا ہون کہ میرے ساتھ چلو ساٹھ ہزار فوج کا مالک ہون کئی سو کوس مین میری عملداری ہے سب تمہاری اطاعت کرینگے اپنا حال تو مجھسے بیان کرو کہ کس حال مین ہو یہان کے پڑے رہنے سے کیا نفع ہوگا محلات شاہی مین جا کر تمکو بٹھاؤن کنیزین خدمت مین رکھون ملکہ ناچار ہو کر اُٹھ بیٹھین کہا اے شخص کیون اپنے کو پریشان کرتا ہے مجھسے متعرض نہو جس کام کو آیا ہے اُس کام کو جا پیکان نے جب دیکھا کہ یہ نازنین کسی طرح نہین مانتی تو پالت کے سوارون سے کہا کہ محافہ لاؤ اے ملکہ عالم اگر بخوشی نہ سوار ہوگی تو بجبر سوار کرونگا یہ سنکر ملکہ کانپنے لگین حیران تھین کہ کیا کرون کہ پھر صحرا سے گرد اُڑتی دیکھا دوسرا پہلوان کئی سو پیدل و سوار اُسکی پشت پر آیا ان لوگون کو کھڑے دیکھا وہ بھی اسی مقام پر آیا جمال ملکہ دیکھکر بیقرار ہو گیا پیکان محافہ منگا کر لیکر کہتا ہے کہ لو ملکہ سوار ہو ورنہ گود مین لیکر سوار کرونگا دوسرا پہلوان کہ شیران فیل زور اُسکا نام تھا اُسنے قریب آکر کہا کہ اے برادر کیون ظلم کرتے ہو وہ عورت نہین مانتی پیکان نے کہا اے شیران تم دخل نہ دو ورنہ بہت پچھتاؤ گے میری اس معشوق پر جان جاتی ہے جس طرح اپنی لیجاؤنگا شیران و پیکان سے تکرار ہونے لگی شیران کہتا ہے کہ اس معشوق کو مین لونگا پیکان اُسکا جواب دیتا ہے کہ اس معشوق کو مین لونگا تم یہان سے چلے جاؤ میرے مقدمہ مین دخل نہ دو ورنہ بہت پچھتاؤ گے شیران نے تلوار کھینچی پیکان اسقدر مغرور ہے کہ اُسکی تلوار کھینچنے کا کچھ خیال نہ کیا جبکا کھڑا رہا شیران نے ہاتھ تلوار کا مارا پیکان نے وار بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈال دیا ایک طمانچہ مارا شیران لڑکھڑا کر گرا پیکان نے ایک لات ماری کہ سر شیران کا پھٹ گیا ساتھ والون کو اُسکے بہ نگاہ قہر دیکھا کہا اسکا لاشہ اُٹھا لیجاؤ ورنہ تم سبکو قتل کرونگا وہ سب خائف و ترسان شل بید کانپتے ہوے لاشہ شیران کا اُٹھا کے روتے پیٹتے طرف صحرا کے روانہ ہو گئے پیکان نے کہا کہ لو ملکہ سوار ہو اسی مین خیر ہے ورنہ گود مین

اُٹھا لونگا ملکہ ڈرین ناچار ہوکر محافہ مین سوار ہوئین پیکان نے پایہ پہ ہاتھ رکھا لیکر چلا
بعد دو تین کوس کے دروازہ قلعہ کا معلوم ہوا ملکہ یا تو سرنگون رو رہی تھین یا خیال مین آیا
کہ اپنی جان و آبرو بچاؤ کہا اے پیکان پہلے مجکو ایک تنہا مکان مین اُتار دو پھر جو کچھ کہوگے
قبول کرونگی پیکان سمجھا اب مجھ سے راضی ہوئی چوک مین ایک مکان شاہی خالی تھا
اُسکے دروازہ پر لاکر محافہ رکھوا دیا کہا اے ملکہ عالم لو اُترو ملکہ اُس مکان مین اُتر گئین دروازے
کی کنڈی بند کرلی پکار کر کہا او بیحیا جا دور ہو جو کوئی اس مکان مین آیا اپنی جان دیدونگی
پیکان روتا پیٹتا اپنی بارگاہ مین آیا شہر مین ڈھنڈورا پٹوایا کہ ایک عورت ناراض فلان
مکان مین اُتری ہو جو کوئی اُسکو تسخیر کرکے لائے اور مجھ سے ملائے تو اُسکو دولت دنیا سے
نہال کردونگا ایک کٹنی ضعیفہ پاس پیکان کے آئی عرض کی اگر حکم ہو تو کنیز جائے ملکہ کو سمجھا کر
لائے یہ کہکر بڑھیا چلی دروازے پر آکر منتین کرنے لگی کہا بی بی مجکو اندر آنے دو مین کچھ عرض
کرونگی بقدمہ وصل پیکان کچھ نکہونگی ملکہ نے اندر بلا لیا مگر کنڈی بند کرلی سوچی کہ یہ ضعیفہ
میرا کیا کرسکیگی جب ضعیفہ بیٹھی ہاتھ باندھ کر قدمون پر گر پڑی کہا بی بی پیکان اس شہر کا
بادشاہ ہے اُسکی زوجہ کہلاؤگی دولت بے زوال پاؤگی ملکہ نے ایک پتھر اُٹھا کر اُسکے سر پہ مارا کہ
ضعیفہ کا سر پھٹ گیا لاشہ کھینچ کر باہر پھینکا پیکان کو یہ خبر پہونچی کہ ملکہ نے اُس ضعیفہ کو مار ڈالا
اُسنے اشتہار چھپوا دیا کہ جسکے مزاج مین آئے اس مہم کو سر کرے دولت بیحساب دونگا
ایک خواجہ سرا تاجر پیشہ کاروان سرا مین اُترا تھا یہ خبر سنکر خدمت مین پیکان کی آیا
عرض کی کہ اے شہریار ہم لوگ ہمیشہ شاہزادیون کے راز دار رہے ہین اگر حکم ہو تو غلام
جائے تسخیر کرکے شاہزادی کو لائے پیکان نے حکم دیا بہتر کیا عجب ہے کہ خواجہ سرا کا
کہنا مان لے خواجہ سرا چلا دروازے پر آیا دراز سے ملکہ کو دیکھا قضا سے کار یہ خواجہ سرا
سرکار مین آفاق شاہ کی ملازم تھا جب سے اُس سرکار سے نکلا پیشہ تجارت کرنے لگا
پہچان کر اُسنے پکارا کہا اے شعلہ رخسار آتش خو تم یہان کیونکر پہونچین ملکہ نے خواجہ سرا
کو اندر بلا لیا اور لپٹ کر رونے لگین کہا اے خواجہ سرا مجکو اس آفت سے نکال سب
اپنا حال بیان کیا خواجہ سرا نے کہا مین راستہ کو دو گھوڑے لاؤنگا ایک پر تم سوار ہونا

ایک پر میں سوار ہونگا نکل چلینگے ملکہ سے وعدہ پختہ ہوا خواجہ سرا نے آکر بیکان سے کہا میں نے کچھ راضی کیا ہے دو چار دن میں راضی کر دونگا آپ دو گھوڑے کسوا کر قریب اُس مکان کے کھڑے کروا دیجیے بادشاہ نے دو گھوڑے عربی کسوا کر قریب اُس مکان کے کھڑے کروا دیے دو پہر رات گئے خواجہ سرا آیا پکار کر کہا کہ ملکہ عالم نکلو گھوڑے تیار ہیں ملکہ نکل کر پشت مرکب پر سوار ہوئیں خواجہ سرا ملکہ کو لیکر چلا شہر سے نکل گیا جنگل میں دونوں باتیں کرتے ہوئے جاتے ہیں بیکان کو خبر ملی کہ وہ خواجہ سرا ملکہ کو نکال لے گیا بیکان سوار ہوا تلاش میں چلا دس ہزار فوج ساتھ ہے آپ بھی گینڈا اڑاتا ہوا ساتھ والوں سے کہتا ہے عجب معشوق محبوب نکل گئی میرا تو عجیب حال ہے قلب پر ہجوم غم و ملال ہے۔ نظم

نہ ٹلا پھر رنگ دلسوزی ہوا کچھ سوز الفت سے — نہ آئی بو محبت کی گل داغ محبت سے
دیئے لپٹائے تو پوچھوں فتنہ روز قیامت سے — رہا کیونکر کسی کی آنکھ کے گوشہ میں راحت سے
لیے جاتی ہے کیا جانے کہاں سینے کی بیتابی — لپیٹ کر رو رہا ہے دل مرا ایک ایک حسرت سے
نہ آئے ہوش رفتہ بھی کہ مجھ وحشی کو سمجھاتا — وطن برباد ہوتا ہے چلو صحرا سے وحشت سے
اُنکھیں غصہ بھی آتا ہے تو اک عالم دکھاتا ہے — پری معشوق بنتے ہیں کہ ہرگز آدمیت سے
اُٹھا لیتی اجل مجھکو شب فرقت تو کیا ہوتا — توقع دوستی کی اُٹھ گئی اس بے مروت سے
خدا چاہے تو مہلت دے نہ گردش افلاک تجھکو — ستایا ہے کہیں تو بھی نہیں بچنے کا رحمت سے
لبیں مرگ اسکو پہلو میں نہ رکھونگا نہ رکھونگا — دل بیتاب کا مرقد الگ ہو میری تربت سے
تلاش یار کیسی کچھ ہے از خود رفتگی ایسی — کہ ہم ہیں آپ اپنی جستجو میں ایک مدت سے
تپش دل کی لیے پھرتی ہے لیکن مرگ بھی ہمکو — کبھی جنت میں دوزخ سے کبھی دوزخ میں جنت سے
نہایت شکر کرتا ہوں شب غم کی حکایت کا — کہ مجھکو باز رکھا وصل میں تیری شکایت سے
یہ رتبہ عشق نے بخشا کہ دیتے ہیں مثال اکثر — ہماری ناتوانی کو حسین اپنی نزاکت سے
لگاوٹ رکھتی ہے جب سے مزاج یار سے شوخی — یہاں بھی لاگ ہے بے اختیاری کو طبیعت سے
عتاب یار میں بھی ہے جلال اک لطف پایا ہوں — غضب آلودہ چتون کم نہیں چشم عنایت سے

ساتھ والے کہتے ہیں کہ حضور نہ گھبرائیے اسی صحرا میں ڈھونڈھ کر پا جائینگے قضا سے کار

خواجہ سرا سے باتیں کرتی ہوئیں ملکہ جاتی ہیں کہ پشت سے گرد اڑی خواجہ سرا نے کہا کہ لو
ہماری تمہاری تلاش میں لوگ آتے ہیں تم الگ جاؤ میں الگ جاتا ہوں شاید بچ جاؤ آخر
ملکہ نے ایک طرف نخل بہت سے دیکھے اُسطرف چلیں خواجہ سرا جنگل میں جا گھسا [illegible]
نے جو دور سے خواجہ سرا کو دیکھا گرفتار کر کے قتل کیا پیکان نے کہا کہ یار غضب کیا ایسا
ڈراتے قتل نکرتے اُس گوہر بے بہا کا نشان پوچھتے چار طرف صحرا میں ڈھونڈھا
کہیں پتا نہ پایا پیکان روتا پیٹتا پلٹا کہتا تھا یہ غم مجکو زندہ نرہنے دیگا لباس ملکہ شعلہ بار
آتشیں جو خواجہ سرا سے جدا ہوئیں سامنے دیکھا کہ ایک تکیہ ہے زیر تکیہ چاہ پر کچھ عورتیں پانی
بھر رہی ہیں ملکہ نے اُنسے پانی مانگا ایک عورت نے پانی پلایا ملکہ پانی پیکر ایک نخل کے
بیٹھیں ہاتھ پاؤن جو سنسنائے غش آگیا تکیہ پر جو فقیر رہتا تھا وہ کسی کام کو جو نیچے آیا دیکھا
ایک درخت کے نیچے ستارہ چمک رہا ہے قریب آکر ملکہ کو بیٹی کہکر اپنی گود میں اُٹھا لیا
اپنے چھپر میں لایا ملکہ کی جو آنکھ کھلی دیکھا وہ پیر زمین گیر تلوے سہلا رہا ہے ملکہ اٹھ بیٹھیں فقیر
نے ملکہ سے کہا بیٹی میرے پاس رہو میں خدمت گزاری کرونگا گانون کے لوگ مجکو [illegible]
اوقات کے دیجاتے ہیں انھیں سے کام نکلجاتا ہے وجہ معاش بہت ہے بلطف میرے پاس
رہوگی ملکہ اُسی فقیر کے پاس رہنے لگیں خیال میں ہے کہ عصمت کی تو حفاظت ہے کبھی تو شاید
ستمگر کا کبھی گذر اسطرف ہوگا یا شاید باپ ہمارا ڈھونڈھتا ہوا آوے اور ہمکو لیجاوے فقیر
کا کام کاج کرتی ہیں شب کو اُسی چھپر میں سو رہتی ہیں فلک نے اُس معشوق خوبرو کو یہ نکبت
دکھائی اپنے حال زار پر رویا کرتی ہیں ایک دن فقیر نے کہا بیٹی پانی ایک بوند نہیں اگر مناسب
جانو ایک لوٹا بھر کے لاؤ ملکہ لوٹا لیکر زیر تکیہ آئیں کنوئیں پر پانی بھرنے لگیں تکیہ سے قریب ایک
باغ ہے بسرام جادو واسطے سیر کے نکلا تھا اسطرف جو گذر ہوا ملکہ کو پانی بھرتے دیکھا مسخر
کر کے اُٹھا لایا باغ میں لاکے مسند پر بٹھایا شراب وکباب سامنے رکھا منتیں کرنے لگا کہ مجکو
بشوہری قبول کرو ملکہ رونے لگیں ہاتھ باندھ کر کہا مجکو قتل کر ڈال مگر ایسا کلمہ زبان سے نکال
ہر چند بسرام جادو منتیں کرتا ہے مگر ملکہ قبول نہیں کرتیں کہ آسمان پر برق چمکی ہنگام جادو اُسکا بھائی
اسکو دیکھنے آیا معشوق پریچہرہ کو جو مسند پر دیکھا بیتاب ہوگیا کہا اے برادر یہ کون ہے

لبسرام نے کہا مین اسکو جنگل سے اٹھا لایا ہون ہنگام نے کہا بھائی مجھپر احسان کرو اسے تم مجھ
حوالے کردو مین اسکو آنکھون مین رکھونگا سر پر سکان بناؤنگا باحتیاط لیے لیے پھرونگا
لبسرام نے کہا ای برادر ایسی بات نہ کہو میری خود اسیر جان جاتی ہی یہ ظالم قبول نہین کرتی پھر
تمسے کیونکر راضی ہوگی ہنگام نے غصہ سے کہا ای برادر کیا مین تمسے کسی بات مین کم ہون
جسطرح چاہو مجھ سے مقابلہ کرو لبسرام جادو نے جواب دیا کہ ای برادر اس مقدمہ مین زیادہ
کوشش نہ کرو اور چلے جاؤ ورنہ بہت خرابی ہوگی ہنگام نے بگڑ کر جواب دیا کہ مین اسیر
مرتا ہون بغیر اس عورت کے لیے نہ مانونگا بہتر یہ ہی کہ تم کنارے ہو جاؤ لبسرام نے کہا واہ
مین بڑی مشقت سے لایا ہون کیونکر قبول کرون کہ دیدون ملکہ کانپ رہی ہین جی مین
کہتی ہین کہ دیکھیے کیا ہوتا ہی ای معبود میری عصمت ان دونون کے ہاتھ سے بچا لے ورنہ اپنی
جان دیدونگی ای کریم کارساز ای بندہ نواز ان ظالمون کی بدعت سے بچا لے دیکھیے
کیا ہوتا ہی دونون مین اسقدر تکرار ہوئی کہ یکبارگی اٹھے آپس مین گوسے چلنے لگے اتفاقاً ملکہ
گلشن فروز مصاحبون سے بقراط ثانی کے اڑی ہوئی جاتی تھی اول یہ معرکہ گذرا کہ ملکہ
خدمت بقراط ثانی مین پہنچی تھی کہ بقراط ثانی قہقہہ مار کر ہنسا مصاحبون نے پوچھا کہ
قدرت کے ہنسنے کا کیا باعث ہی بقراط ثانی نے جواب دیا کہ ایک شاہزادی حسین و جمیل
عاشق رستم ہی جبال رستم سحر ہی کہ جسکو شاہزادی نے دیکھا اور عاشق ہوئی کتنی شاہزادیان
رستم پر مائل ہوئین اب دو جادوگر اسکے لیے آپس مین لڑ رہے ہین اور قدرت تقدیر
کرچکی کہ دونون نا امید رہینگے گلشن نے ہنسکر کہا اگر حکم ہو تو کنیز جاکر یہ تماشا دیکھے بقراط
نے کہا کیا مضائقہ لیکن تم کچھ دخل نہ دینا گلشن فروز اڑ کر چلی اسوقت پہونچی کہ لبسرام
و ہنگام دونون آپس مین لڑ رہے ہین ملکہ چھپ بیٹھی دیکھ رہی ہین گلشن آسمان پر اڑتی
جی مین کہتی ہی ان دونون کو قتل کرون اس نازنین کو اٹھا لیچلون یہ سوچ جو نیچے پر ہاتھ
ڈالا ایک جگر آہنی نکالا اسم سحر پڑھ کے ان دونون پر پھینک مارا دونون کے سر کٹ کے
گرے جیسے ہی وہ دونون مرکر گرے ملکہ اپنے مقام سے اٹھین اس ارادہ سے کہ یہان سے
نکلجاؤن پھر دشت پیمائی تقدیر مین ہے چنانچہ قدم چلی تھین کہ گلشن نے سحر کیا ملکہ چلتے چلتے

رنگین گلشن نے پنجہ سحر کا پھینکا کہ وہ کمر مین لگا شعلہ رخسار آتشخو کی پڑا اٹھا کر آسمان پر
لیگیا گلشن ملکہ کو لیچلی ارادہ یہ ہی کہ اپنے باغ مین لیجاؤن اسکو اپنی مصاحبون مین رکھون
نہایت لطف رہیگا پنجہ کمر مین ڈال لیا ہی یہ رو سے ہوا اڑی جاتی ہین ایک پہاڑ پر آ کے
ٹھہرین ملکہ کو سامنے بٹھا کر ہوشیار کیا ملکہ کی نگاہ جو گلشن پر پڑی حیران ہو گئی کہ اے
شعلہ رخسار اب کہان پہونچی اب فلک کج رفتار نے کیا سامان دکھایا کہ گلشن نے کہا
او نازنین ان جادوگرون نے تجھکو کیونکر پایا تھا ملکہ رونے لگین کہا اے شاہزادی مین
کمبخت آوارہ دشت ادبار مصیبت مین گرفتار دیکھون اب فلک کیا دکھاتا ہی دمبدم
نئے رنگ نظر آتے ہین اب تم تک پہونچایا ان ظالمون کی ہاتھ سے بچایا اب تمکو اختیار ہی
جسطرح چاہو پیش آؤ مگر شکر ہی خدا کا کہ ان ظالمون کے ہاتھ سے بچی گلشن نے کہا میرے
پاس رہوگی میری صحبت مین مرد نہین ہی عمدہ عمدہ کنیزین مین نے رکھی ہین تمکو سب کا
افسر کرونگی ملکہ نے سر جھکا کر جواب دیا جو فلک دکھائے وہ دیکھنا پڑیگا شکر ہی کہ کنیزی
کے قابل تو ہوئی اب کنیزون مین شامل ہوتے ہین اپنے بخت نارسا کی برائی پر رونے لگین
قضا سے کار شعبدہ باز جادوگر کہ یہ بھی اسی وقت صحبت سے بقراط ثانی کی اٹھا تھا اپنے
قصر کی طرف جاتا تھا نگاہ پڑی کہ ملکہ گلشن افروز ایک مہ جبین سے باتین کر رہی ہین
روے زیباے ملکہ دیکھکر بیقرار ہو گیا پشت پر سے آ کر سحر کیا ہوا سے سرد چلی گلشن
کی آنکھین بند ہو گئین بیہوش ہو کر گری شعبدہ باز تاج سر پر رکھے ہوے لباس فاخرہ
پہنے ہوا پر سے اترا سامنے شعلہ رخسار آتشخو کے آیا کہا اے مہ جبین تو مجھکو قبول کر
مین ایک ملک کا مالک ہون مصاحبون مین خداوند کے بعزت رہتا ہون مرتبہ اعلی
رکھتا ہون ملک و مال کا تمھین اختیار ہوگا سب تمھارے قبضے مین کردونگا ملکہ نے
جواب نہ دیا شعبدہ باز نے سمجھا کہ مین نے اسقدر فخر بیان کیا یقین ہی کہ راضی ہو گئی ہوگی
میرا مرتبہ ایسا ہی کہ کون پسند نہ کریگا یہ سوچ کر ملکہ کو اٹھا لیا اور لیکے طرف اپنے باغ کے
چلا سناٹا بھرتے ہوے جاتا ہی کہین نہ ٹھہرا جب اپنے باغ مین پہونچا ملکہ کو اتارا مسند پر
بٹھایا آپ ہاتھ باندھ کے سامنے بیٹھا دست بستہ عرض کی اے ملکہ عالم میرا وصل قبول کیجیے

قریب کو چل کر تخت پر بٹھاؤں ملکہ نے جواب دیا ای شخص کیوں بیہودہ بکتا ہی ہم تیرے قبضہ میں ہیں خواہ قتل کر خواہ قید کر خواہ بخشدے یہ سنکے شبدیز جھلایا کہا ای جانِ جہان ای آرام دل مشتاقان ہماری جان جاتی ہی تم انکار کرتی ہو اپنی عجیب کیفیت ہی۔ نظم

سمجھا کبھی یار دلبر بیگانہ تو نہو
اپنا کرے ہزار کوئی تجھکو تو نہ ہو

تصویر تیری سامنے ہو اور تو نہو
پھر ہم سے کیوں اشاروں میں کچھ گفتگو نہو

چشمک ہی قاتلِ دلِ پر آرزو نہو
شاید تری نگاہ نے مارا ہو تو نہ ہو

سو بار دل سے جاؤ چلے آؤ لاکھ بار
تم ہو یہ کوئی نکلی ہوئی آرزو نہ ہو

کس درجہ ہیں یہ حیف مرے خاک بے اثر
پانی ہو وہ گلاب نہیں جسمیں بو نہو

کیا گر گئے نظر سے تپاک کر ہمارے شباب
یوں بزم یار میں کوئی بے آبرو نہ ہو

فریاد عاشقان سے ہو انکی غضب میں جان
کہتے ہیں تنگ آکے کوئی خوبرو نہ ہو

چلا کے لاش پر مری نوحہ نہ کیجیے
آہستہ روئیے کہیں دردِ گلو نہ ہو

مر جائیں راہ چلتے نہ جاؤں پر آپ کی
سب کچھ سہی یہ حشر مرے روبرو نہو

کچھ میرے خون کا نہیں گردن پہ انکی بوجھ
اتنا کبھی بیوفائی کا ہلکا لہو نہ ہو

برسوں رہیگی دامنِ تر کی مرے تری
یہ زاہدانِ خشک کا آبِ وضو نہ ہو

سچ ہو کہ بے طبیب سنبھلتا نہیں مریض
دل کو سنبھالے کون جو اک درد تو نہ ہو

پہلوؤں میں میرے ہو جو کوئی گلبدن شریک
وہ پھول بھی مہکنے لگیں جنمیں بو نہو

یوں نیمجان رہیں مرے دشمن فراق میں
پوری خدا کرے یہ تری آرزو نہ ہو

تم دل بگڑ لو مجھ سے یہ دیکھا نہ جائیگا
آئینہ سے دوچار مرے روبرو نہ ہو

کیا حال سوزِ دل کہیں چھپا لے زبان سے
خود منہ سے پھوٹنے میں کوئی گفتگو نہ ہو

ناصح سا دوست عشقِ بتان میں کہاں جلال
یعنی عدو بنانے سے بھی جو عدو نہ ہو

اس افسوس میں یہ اشعار پڑھے کہ شبدیز گھبرا گیا جی میں کہتا ہو کہ یہ ظالم مجکو ہرگز قبول کریگی یہ سوچکر دلمیں ٹہلنے لگا مگر جب جمال ملکہ پر نگاہ پڑتی ہو تو گھبرا جاتا ہو ٹھنڈی ٹھنڈی سانسیں بھرنے لگتا ہو ملکہ سرنگون بیٹھی ہیں آنکھوں سے اشک جاری ہیں چہرہ اداس باتوں سے

پریشانی آمیز رخسار سے حیرانی ظاہر ہوتی تھی شب پیز اسی تردد میں ٹہلتا ہوا ایک باغ پر پہونچا دیکھا ایک لڑکا رنگین کپڑے پہنے ہوئے ڈفلی ہاتھ میں بجاتا ہوا اور اشعار عاشقانہ گاتا ہوا جلدی جلدی جاتا ہے شب پیز نے آواز دی اے بیابان جانے والے ذرا ٹھہر جاؤ لڑکے نے جو ساحر کو دیکھا پلٹ پڑا کہا فرمائیے شب پیز نے کہا کہ قریب آؤ لڑکا در باغ پر آیا شب پیز نے ہاتھ پکڑ لیا کہا صاحبزادے کہاں جاتے ہو لڑکے نے کہا جو ہمارا کام ہے اسی فکر میں نکلے ہیں اسوقت کہیں پر جا بیٹھینگے شراب پینے والے جمع ہوتے ہیں ہم سب کو گانا سناتے ہیں ایک ایک پیسہ فی کس ہمکو ملتا ہے وہیں جاتے ہیں شب پیز نے کہا نام تمھارا کیا ہے کہا حضور نام آکھیڑ خان ہمارا نام ہے ہمارے باپ کی ٹانگ ٹوٹ گئی ہے وجہ معاش ہمکو کرنا پڑتی ہے اسوجہ سے تردد رہتا ہے شب پیز ہاتھ لڑکے کا پکڑے باغ میں لیچلا روش پٹری طے کرتا ہے جب سر اٹھا کر دیکھتا ہے سبز غنچیان چمن اکڑے کھڑے ہیں نرگس شہلا کی دیدہ بازی سوسن صد زبان کی غمازی سرو گلشن کا اکڑنا بلبلیا خوش نوا کا یاد گل میں ہوا سے لڑنا شاخیں بڑھکر سامنے شب پیز کے آتی ہیں اکثر قمریاں کوکو کرکے سر پھراتی ہیں یہ دیکھکر شب پیز طرف باغ کے متوجہ ہوا اور ہنسکر کہا کیوں اے نگہبانان گلشن کیا باعث تردد و انتشار ہے ایک قمری نے آواز دی اے شب پیز اسوقت خود بخود دل گھبراتا ہے تمھارا انتشار دل کو بڑھاتا ہے ایسی نازنین پر عاشق ہوئے جس سے وصل ہونا ناممکن لڑکے نے جو دیکھا کہ شب پیز قمری سے باتیں کرنے لگا فوراً گن گنا کر یہ غزل عاشقانہ پڑھنا شروع کی۔ نظم

نادان ہے وہ جو زلف سے تیری چھڑائے دل — وابستہ چاہیے اسی پھندے سے پائے دل
ایسا حسین تو ہے کہ انسان و جن تو کیا — بیشک فرشتہ بھی تجھے دیکھے تو آئے دل
بیگانہ دار جب سے ہے تو اے سرو رواں — جز رنج کوئی اور نہیں آشنائے دل
مجنوں ترا جنوں میں کبھی ہے اہل تاج و تخت — مقبول دلربا ہو نالہ و آہ رسائے دل
دیوانہ ہے قتل کا وعدہ مرے ہوا — ٹھہری ہے اک نگاہ صنم خونبہائے دل
ہر دم ترے فراق میں رہتا ہے او پری — سوہان روح ہمکو ہے جانگزائے دل
ہے زندگی شراب سے جو بادہ نوش کی — پہلو میں میرے شیشہ تو ہے بجائے دل
پہلو میں بیٹھے کہ شب وصل تا ہو چین — صدمہ ترے فراق کا کب تک اٹھائے دل

بیمار عشق ہو نہ بچے گا سن اے طبیب	ممکن نہیں ہے ایسے مرض سے شفائے دل
سچ ہے نہیں ہے جلیس اگر دل کی ہے شفا	پھر کیوں دل بتان کو نہیں عاشق کا دل

اس رنگ سے میں لڑکے نے یہ غزل گائی کہ شب پیرا تو چوٹ کھائے ہوئے تھا بیقرار ہو گیا
کہا صاحبزادے تو یہ گاتے ہو تمنے دل بیقرار کر دیا سامنے چبوترے پہ جو نازنین بیٹھی ہے کسیطرح
مجھکو قبول نہیں کرتی اس درد سے بیتاب ہو رہا ہوں لڑکے نے کہا میں جا کر جنیا باتیں کروں
تمھارے واسطے راضی کر دوں شب پیرا نے کہا کیا مضائقہ ہے اگر یہ مجھکو قبول کرے تو تمکو دولت
دنیا سے نہال کر دوں لڑکے نے کہا ہمارا یہی کام ہے جس سے بات کریں دو باتوں میں تسخیر کر لیں
یہ کہکر لڑکا ٹہلتا ہوا قریب ملکہ کے آیا پوچھا کیوں ملکۂ عالم تمھارا نام نامی کیا ہے اور یہ کیا معرکہ ہے
ملکہ رونے لگیں اور کہا اصل کیفیت یہ ہے کہ میں ستم رسیدہ ہوں اسی افتاد میں پھنسی ہوں اب
شب پیرا ظلم کرتا ہے میں چاہتی ہوں کہ جان دوں مگر آپ ہیں ہیں لڑکے نے کہا کہ اے ملکۂ عالم آپنے
مجھکو نہیں پہچانا میں عیار ستم ہوں سماک بلا اقی میرا نام ہے میں ابھی اسکو مارے لیتا ہوں
اتنا کہدو کہ میری خود تجھپر جان جاتی ہے لیکن تو نے ابتدا سے بدعت شروع کی اسوجہ سے نفرت
ہو گئی ہے تو اسکو ابھی مار لونگا ملکہ نے کہا کہ بھیا واسطے خدا کا مجھکو اس ظالم کی بدعت سے
بچاؤ بایں ستم کے پہونچاؤ کہ میں اس آفت سے نجات حاصل کروں سماک نے کہا اب میں
اسکو مارتا ہوں لیکن میں کہتا ہوں ملکہ نے [illegible] سماک نے پکار کر آواز دی
میاں شب پیرا صاحب آئیے جب شب پیرا قریب آیا تو سماک نے کہا اے شب پیرا وہ تو خود تم پر
جان دیتی ہیں مگر تمنے ابتدا سے بدعت کی اسوجہ سے وہ نہیں قبول کرتیں اب بیٹھکر شراب
نوش کیجئے شب پیرا خوشی خوشی بیٹھا سماک نے گلابی کو الٹ پلٹ کیا بیہوشی ملائی جام لبریز کیا اشعار
عاشقانہ پڑھکر جام شب پیرا کو دیا شب پیرا نے بخندہ پیشانی جام پی لیا جیسے ہی حلق سے شراب
اتری گھبرا کر کہا کیوں میاں نان آکوٹھان شراب پیتے ہی کلیجہ میں آگ لگ گئی معلوم ہوتا ہے
ہڈیاں جل رہی ہیں سماک نے کہا ٹھنڈک پہلے ہوا لگے تو تسکین ہو شب پیرا گھبرا کر اپنے مقام
سے اٹھا بیہوشی اپنا کام کر چکی تھی لڑکھڑا کر گرا سماک خنجر بکف گیا اٹھا خنجر مارا کہ شب پیرا کے دو ٹکڑے
ہوئے ساری بدلگامی بھولا گھوڑے سے عرصہ میں آواز آئی کشتی ہوا نام من شب پیرا جادو بود

سماک نے قریب آکر ملکہ کو عطر بیہوشی سنگھایا بیہوش کرکے پشتارہ باندھا باغ سے نکلا
ملکہ گلشن افروز جو کہ سحر سے شبدیز کے بیہوش پڑی تھی جب شبدیز مارا گیا تو ہوشیار ہوئی
حیران تھی کہ وہ نازنین کیا ہوئی اور مین کیونکر بیہوش ہوئی مگر ساحرہ تھی دامن ہمہ گیر جھولی
سے ورق نکالا اسکو جو دیکھا احوال معلوم ہوا کہ شبدیز جادو نے مجکو سحر سے بیہوش کیا تھا
ملکہ کو لیگیا غصہ مین آ کے اٹھین تلاش مین شبدیز کی چلین باغ مین جو شبدیز کے آئین تو دیکھا
باغ ویران لاشہ شبدیز کا پڑا ہے اسباب عیش و نشاط ٹھوکرین کھا رہا ہے گلشن کو انتہا کا
قلق ہوا کہ اتنا بڑا جادوگر مارا گیا اے گلشن یہ کیا غضب ہے کہ ایسے ایسے ساحر قتل ہوتے
مگر قدرت دخل نہین دیتے یا قدرت کو خبر نہین ہوتی چلکر قدرت سے دریافت کرون گلشن
اڑتی ہوئی قصر سکندری مین آئی لقراط ثانی بیٹھا ہے گلشن نے آکر سلام کیا سجدے
کے واسطے جھکی لقراط ثانی نے پوچھا کیون گلشن کیا گل کھلایا کیا معرکہ گذرا گلشن نے
سب حال بیان کیا کہ مین شعلہ رخسار کو لیکے بہار پر آئی کہین شبدیز کا گذر ہوا مجکو بیہوش
کیا ملکہ کو لیگیا مگر وہ مارا گیا آپ فرمائین کسنے مارا لقراط ثانی نے سر جھکایا تھوڑی دیر کے بعد
سر اٹھا کے کہا عیار رستم فرزند عمرو کا اسطرف گذر ہوا اسنے دم دیکے شبدیز کو مارا پشتارہ
لیے ہوئے جاتا ہے صحرا سے [illegible] تک پہونچا ہے اگر ہوسکے اپنے کو پہونچاؤ گرفتار کرکے
یہان لاؤ گلشن چلی سماک بھی اڑاتی بھاگا ہوا جاتا ہے جب رستم لشکر سے نکل گئے اور کسی کو
ساتھ نہ لیا تو ملکہ جہان آرا بیوہ جانے رستم کے تلاش مین نکلین سماک ایک نخل کے نیچے پہونچا ہے
تک تھک گیا تھا پشتارہ نخل کے سنگ مرمر پر رکھا اپنے کو آراستہ کر رہا ہے کہ علاج درست
ہو وے تو چلون کہ گلشن بالا سے آسمان پہونچی دیکھا اسنے کہ پشتارہ سنگ مرمر پر رکھا ہے
ایک عیار ٹہل رہا ہے وہین سے نعرہ کیا ہان او نا عیار آگے نہ بڑھنا مین ملکہ گلشن افروز
سماک نے چاہا کہ بھاگون گلشن نے گیری کی آواز دی زمین نے پاؤن سماک کے تھام لیے
گلشن زمین پر آئی تیغ کھینچکر چلی کہتی تھی کہ ارے تو نے شبدیز کو مارا سماک ہاتھ باندھے
رہا ہے کہتا ہے حضور مین آگاہ نہین کہ شبدیز کسکا نام ہے زبردستی مجکو قتل نہ کیجیے مین تو
آپکا تابعدار ہون گلشن نے پکار کر پوچھا بتلا کہ اس پشتارہ مین کیا چیز ہے سماک نے

کہا حضور میری زوجہ علیل تھی اسکو شفاخانہ لیے جاتا ہون قضا سے کار برقع ہوا سے جو چہرہ ملکہ سے اڑگیا جمال ملکہ گلشن نے دیکھا کہ وہی شاہزادی ہے اب یقین کامل ہوا کہ یہ وہی عیار ہے کہ جسنے شبدیز کو مارا کہا او نا عیار اب مین تجکو زندہ نہ چھوڑونگی سماک بیقرار ہوکر دعائین مانگنے لگا پکار رہا ہی کہ اے خالق بے نیاز اے رب کارساز اس آفت ناگہانی سے مجکو بچا لے

نظم

روے تو بدر آفتاب و ماہتاب *** پیش لمعان رخ خوبت چہ تاب

روز و شب شام و سحر از حکم تو *** می شود پیدا بعالم انقلاب

باد و آتش جلوہ ذات تو اند *** مظہر انوار تو آب و تراب

تو زہر خاطر کنی اندوہ دور *** می بری از دل تو درد و اضطراب

حامی و ہمدم بجز ستر توئی *** حافظ و ناصر بہ بیداری و خواب

نیکی حاصل از تو نیکوکار را *** بہر بدکاران غم و رنج و عذاب

کیست کو گردن کشد از حکم تو *** پا بہ تشری دم زند وقت خطاب

سماک نے بیقرار ہوکر جو دعا کی تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا جہان آرا جو اڑی ہوئی آرہی تھی اسنے دور سے دیکھا کہ سماک ایک نخل کے سایہ مین سرنگون کھڑا ہی طریقہ سے معلوم ہوتا کہ سحر مین پھنسا ہوا ہی ایک طرف پیشتارہ نازنین آفتاب طلعت کا رکھا ہوا ہی ایک ساحرہ تلوار کھینچے ہوے آتی ہی جہان آرا نے وہین سے سحر کیا کہ آگ برسنے لگی جب گلشن نے سر اٹھاکر دیکھا پکار کر آواز دی بی جہان آرا تمھاری بڑی تلاش ہی آؤ تمکو بھی لیے چلون یہ کہکر ایک دوہتڑ زمین پہ مارا جہان آرا زمین پر گری جہان آرا نے رد سحر کیا زلفین اپنی کھول دین مار سیاہ برسنے لگے جو سانپ گرا گلشن نے رد سحر کیا کہ ایک طائر پیدا ہوا سانپون کو کھانے لگا جہان آرا نے خنجر مارا کہ سر طاوس کا اڑگیا اسمین سحر جو ہو پانی برسا آگ بجھی سماک پر سے سحر اتر گیا جیسے ہی اسنے دیکھا کہ پاؤن تلے زمین پائے جاتے ہین کود کر اپنے کو ایک غار مین گرا دیا مگر پیشتارہ اسی طرح رکھا ہی جہان آرا نے کئی سحر کیے گلشن نے دفع کیے اور جھلاکر آواز دی بی جہان آرا تمکو بھی یہ دن نصیب ہوا

کہ ہمسے مقابلہ کرتی ہو یہ کہکے جھولی پر ہاتھ ڈالا پرچہ سیاہ کاغذ کا نکالا اُس پر جو پڑھا پھونک ڈالا
طرف جہان آرا کے پھینکا ایک لکہ ابر بنکر تیار ہوا اُس لکہ ابر سے خون برسنے لگا
ایک قطرہ جو جہان آرا پر گرا بیہوش ہوکر گری مثل مردہ کے پڑی تھی گلشن نے جو
جہان آرا کو بیہوش دیکھا تیغ کھینچ کر چلی ہر چند کہ جہان آرا کی آنکھیں کھلی ہیں مگر پتھرائی
ہوئیں آنکھوں سے دیکھ رہی ہے مگر طاقت ہاتھ اور پاؤں کی سلب ہوگئی بارگاہ کردگار میں دعا
مانگنے لگی کہ اے خالق لیل و نہار اس ظالم کے ہاتھ سے بچالے ظلم سے اس ظالم کے
نجات دے

نظم

از دل ہر تیرہ باطن جلوۂ ایمان نمود　　روشن از انوار دین ہر کلبۂ احزان نمود
وعدۂ بخشش خدا اصحاب عصیان نمود　　لطف فرمود و تسلی کرد و اطمینان نمود
خاک را اندر شرافت پایۂ افلاک داد　　ذرہ را ہم اوج قولی مثل خور رخشان نمود
ہر زبان را کرد او صاف خود رطب اللسان　　خامہ را در شرح ذکر خود گہر افشان نمود
از کمال حکمت آن چارہ گر بیچارگان　　درد عصیان را بہ چون کرم درمان نمود
سر بپیچید از سجود بندگی وا حسرتا　　کار نادانی سراپا بندۂ نادان نمود
خارج از انسانیت شد در زمانہ آدمی　　مثل حیوان وحش با حرکت این انسان نمود
ناتوانان را عطا فرمود حق تاب و توان　　جسم بیجان را بفضل خود عنایت جان نمود
در دل آنا صوفیان صاف طینت را لقا　　تمہا ہمقلوے کہ بہری درج این دیوان نمود

کہ ایک طرف سے آواز آئی او گلشن یہ کیا کرتی ہی خبردار اسکو قتل نکرنا حکم خداوندی سے ابھی
آگاہ ہی دیکھ خداوند نے کیا فرمایا ہی میں کئی سو کوس سے بھاگا ہوا آتا ہوں کتنی جلدی پہونچا ہوں زمین
کی طنابیں قدرت نے کھینچ دیں گلشن نے پلٹ کر دیکھا ایک ساحر سیہ فام دوڑا ہوا آتا ہی
ایک کاغذ ہاتھ میں اُسپر مہر بقراط ثانی ثبت ٹھٹھک گئی وہ ساحر جست کرکے قریب آیا کاغذ ہاتھ میں
گلشن کے دیا گلشن نے دیکھا کاغذ میں تہ لگی ہی تہ کو جو کھولا کاغذ سے دھواں نکلا دماغ میں
گلشن کے پہونچا چیخ مارکر بیہوش ہوئی ساحر نے نعرہ کیا منم ہمسر سماک یلدائی یہ کہکر خنجر مارا
گلشن کا شکم چاک قصہ پاک جہان آرا اپنے مقام سے اُٹھی سماک کو گلے سے لگالیا کہا کہ

مہتر والا گہر بڑا کام کیا کیا وقت پر پہونچے ہو سماک نے کہا مین نے دیکھا کہ اب خاتمہ ہوتا ہے
تم بھی بیہوش ہو کر گر پڑے مین ناچار ہو کر دور ہا شکر ہے کہ مطلب پورا ہوا ملکہ پر پڑی افتادین پڑین
مگر خدا نے فضل کیا جہان آرا نے کہا اے مہتر والا گہر ٹھہر جاؤ مین محافہ لشکر سے لاؤن ہمارے
آقا کی معشوقہ اسطرح جائے یہ کہکے ملکہ جہان آرا لشکر مین پہونچین محافہ لائین ملکہ کو اسمین
سوار کیا جہان آرا و صہبا پایہ پر محافہ کے ہاتھ ڈال کر چلین کمیدان و رسالدار نوبت و نقارہ
بجاتے ہوے ساتھ مین اس دھوم سے ملکہ شعلہ رخسار لشکر کو دھوم دھڑکے سے لیکر لشکر
مین آئے لیکن ملکہ نے جو آرام پایا بے اختیار رونے لگین فرمایا صاحبو نہین معلوم رستم پر
کیا گذری افسوس صد افسوس

نظم

وہ دل مین آئے اور ہمین کچھ خبر نہو | کیون جان مضطرب کہین درد جگر نہو
نالہ مرا دعا ہی کی پیدا کرے صفت | لیں نام تو ہی سن لے اور کسی کو خبر نہو
کہتا ہو جو پردون کو بھلا تیرے عشق مین | اس شخص کی زبان مین کیونکر اثر نہو
کہتے ہین ہمنے آپ ہی پردہ اٹھا دیا | تیری سی بیقرار کسی کی نظر نہو
تم آگئے ہو جو دم نزع سامنے | عاشق تو حشر تک کبھی ادھر یا ادھر نہو
سینے مین کوئی کینہ عدو کا چھپائے کیون | کہتا ہے دل اس آفت جان کا یہ ڈر نہو
جھگڑے کا شیخ و گبر کے کیونکر ہو فیصلہ | اس سوچ مین وہ بت ہے کدھر ہو کدھر نہو
لے ڈالے خاک کعبہ کی یا دیر کی جلال | کوشش کرے وہ لاکھ ترے دلمین گھر نہو

سماک نے کہا اے ملکہ نہ گھبرایئے مین تلاش آقا مین جاتا ہون یہ ذکر تھا کہ صحرا سے گرد اٹھی
دیکھا کہ خواجہ عمر حسرت و تحیر کرتے ہوے خوشی خوشی چلے آتے ہین سماک جا کر خواجہ کو
دربار مین پہونچا آیا دربار جو خواجہ نے رستم سے خالی پایا خواجہ عمرو نے پوچھا رستم پر کیا
گذری شعلہ رخسار رونے لگین کہا عمرو یارا مجھ برگشتہ بخت کے واسطے نکل گئے ناگاہ صحرا کو
پروردگار نے لشکر مین پہونچایا نہین معلوم آخر کیا گذری تلاش کرتے پھرتے ہونگے یہ
ذکر تھا کہ گرد عظیم بلند ہوئی والد بزرگوار ملکہ کے با فوج گران آکر پہونچے اور فرمانے لگے کہ خواجہ
عجب معرکہ گذرا ایکو کہ حبیب نقابدار رحیم پوش مارا گیا اور رستم کو معلوم ہوا کہ ملکہ خوف جان سے ابر

نکل گئیں بیقرار ہوئے ارشاد فرمایا کہ میں خود اس گمگشتہ کی تلاش کرونگا یہ فرماکر گھوڑے سے اُتر طرف صحرا کے چلے میں نے ہر چند چاہا کہ ساتھ دون قبول نفرمایا ناچار ٹھہر گیا رستم اکیلے طرف صحرا کے روانہ ہوئے میں بھی عقب میں روانہ ہوا جب میں نے رستم کو نہ دیکھا قریب ایک درۂ کوہ کے پہونچا دیکھا درۂ کوہ سے پہاڑ کے آگ نکل رہی ہے اور کئی سو لاشے اُس مقام پر پڑے ہیں کئی آدمی درۂ کوہ سے نکلے میں نے اُنسے حال پوچھا اُنکی زبانی معلوم ہوا کہ رستم یہاں آکر ٹھہرے آتشبار جادو کہ وہ اس کوہ کا حاکم ہے اُسکو معلوم ہوا کہ رستم اس مقام پر آئے ہیں فوج لیکر نکلا مقابلہ ہوا رستم پر سحر تاثیر نہ کرتا تھا آخر آتشبار نے بلوہ کیا ازروے بلوہ کے رستم کو پکڑ لیا اور درۂ کوہ میں لیگیا ہے یہ سنکر خواجہ نے فرمایا میں تلاش میں اپنے فرزند کی جاتا ہون لیکن خرچ کے لیے حیران ہون بلکہ شعلہ رخسار و جہان آرا و صہبا وغیرہ نے مبلغ خطیر پیش کیے خواجہ نے وہ روپیے نذر زنبیل کیے بانہاے عیاری جسم پر آراستہ کرکے تلاش میں رستم کی چلے کوہ و صحرا کو طے کرتے قریب اُس پہاڑ کے پہونچے دیکھا درہاے کوہ سے آتش نکل رہی ہے خواجہ عمرو حیران ہوے کہ اندر کیونکر جاؤن کچھ سوچ کر رنگ و روغن عیاری کا لگایا ایک گویے کی شکل بنکر تیار ہوے نحیف و ضعیف کٹ بڑی داڑھی چہرے پر چلمن کا کرتہ زیب جسم درخت کے نیچے بیٹھے زنبیل سے لے نکالی یہ اشعار نئے طور سے گانا شروع کیے۔ نظم

ہٹ کریں آرزو حنائی کی ‏— شان ہے تیری کبریائی کی

ہاتھ پہونچے نہ پاؤن تک اُسکے ‏— طالع یار نے نارسائی کی

جو یون ہی تم سے بیوفا سب ہون ‏— رسم اُٹھ جائے آشنائی کی

موت آجائے قید میں صیاد ‏— آرزو ہو اگر رہائی کی

لب لعلین کی گر صفت لکھون ‏— سرخ رنگت ہو روشنائی کی

تیرے کوچے میں بادشاہون نے ‏— سلطنت چھوڑ کر گدائی کی

رونگٹا تک کہیں بدن میں نہیں ‏— انتہا ہوگئی صفائی کی

خاک ہو کر نکالا اُسکا غبار ‏— اور صورت نہ تھی صفائی کی

بھولا بھٹکا تو آپ پھرتا ہے / خضر نے کسکی رہنمائی کی
دھوم ہے یاسمن عذاروں میں / گوری گوری تری کلائی کی
خط کو منڈوا کے آج اُس گل نے / گلشن حسن کی صفائی کی
واہ رے حسن ایک رنگت ہے / تن کی اور زیور طلائی کی
آئے تجھ ساتھ لیکے نقد حیات / کچھو چلے اسکو یہ کمائی کی
مٹ چکیں اب کدورتیں صاحب / کون سی شکل ہے صفائی کی
قفس میں بھی وہی دماغ ہے رسا / بو نہیں جاتی میرزائی کی

خواجہ عمرو نے جو یہ اشعار گائے طائران نکل آشیانوں سے گرنے لگے دیکھا دھاڑتا ہوا ایک شیر آیا اور آگے بیٹھ گیا گانا سننے لگا ایک طرف سے آہو نکلا پہلو میں شیر کے آ کے بیٹھا ایسا گانے میں محو ہے کہ شکار پر خیال نہیں کرتا شکاری بھی مبہوت بیٹھا ہے قضا کار آتشبار جادو ستم کو لے کر آیا ہے کلاہ سر سے اتار لی زرہ کو بھی جسم سے اتار لیا تیغ ہفت جوہر پر قبضہ کیا لوح طلسم بھی اتار لی سب چیزیں اپنے سامنے رکھیں ساتھ والوں سے صلاح کر رہا ہے کہ اب قید اس جوان کی خدمت خداوند میں روانہ کروں اس فکر میں بیٹھا تھا کہ گانے کی آواز کان میں آئی ساحروں سے کہا ارے دیکھو تو یہ کون گا رہا ہے چند ساحر اس آگ کو پاؤں سے ملتے ہوئے درہ کوہ پر آئے جھانک کر دیکھا کہ ایک بڈھا بیٹھا گا رہا ہے جانوران صحرا گرد جمع ہیں سب گانا سن رہے ہیں ہر جانور اپنے حال میں سرنگون بیٹھا ہے ایک سے ایک جانور خوش و خرم ہو رہا ہے ساحر آتشبار کے سامنے آئے حال بیان کیا آتشبار نے ساحروں سے کہا کہ اس گویے کو لاؤ ہم اسکا گانا سنینگے مرد کامل ہے اکمل ہے گانا تاثیر دار ہے چند ساحر چلے درہ سے نکلے اسی آگ پر پیر رکھتے ہوئے سامنے خواجہ کے آئے خواجہ نے ان کو دیکھا جیسے ہی آواز موقوف ہوئی جانور طرف صحرا کے بھاگے ایک ساحر نے کہا بڑے میاں صاحب چلئے آپ کو آتشبار جادو بلاتے ہیں خواجہ نے جواب دیا کہ اس آگ میں کیونکر چلیں ساحر نے کہا کہ بڑے میاں ہمارے پیچھے چلے آؤ بقراط ثانی کا نام زبان پر رکھو آگ اثر نہ کریگی خواجہ عمرو ساتھ اُن

ساحروں کے پیچھے جب درۂ کوہ میں آئے شعلے اور زیادہ بھڑکے خواجہ ڈر کر پیچھے ہٹے
ساحروں نے کہا بڑے میاں نہ گھبراؤ تھوڑی دور اور باقی ہے خداوند بقراط ثانی کا نام
لو آگ تاثیر نہ کریگی خواجہ نے بقراط ثانی کا نام لیا شعلے کم ہوئے مگر آگ میں وہ حرارت
ہے کہ پسینے پسینے خواجہ ہو رہے ہیں مگر ساحروں کے پیچھے چلے آتے ہیں کہ آگ کو طے کیا درۂ
کوہ سے باہر نکلے تھوڑا سا صحرا ملا اسکے بعد ایک باغ تھا وہاں حاجب و دربان کھڑے تھے
خواجہ ان سب کو سلام کرتے ہوئے اندر باغ کے آئے دیکھا باغ نہایت سبز و شاداب
نہریں پانی سے بھری ہوئیں لاجواب ہر نخل پر طائر بیٹھا ہوا زمزمہ سرائی کر رہا ہے نرگس شہلا
کی آنکھیں سوجی ہوئیں ہوا ئے معتدل چل رہی ہے خواجہ عمر وظیفہ کرتے ہوئے سامنے
آتشبار کے پہونچے سلام کر کے دعا دی عالی عالی مراتب اہلبیت چراغ سحر روشن رہے
آتشبار نے کہا کہ بڑے میاں بیٹھ جاؤ خواجہ سلام کر کے بیٹھے آتشبار نے پوچھا کہ بڑے
میاں اس طرف کیونکر آئے خواجہ عمر نے کہا داتا جیسے ہر مقام پر لیجاتا ہے جہاں پہونچے
عملداری مسلمانوں کی پائی یہ لوگ کسی کو کچھ نہیں دیتے ہیں ہمارے دینے والے تو آپ لوگ
ہیں مجھے سامری کے گاؤں خداوند جمال سکندری کی تعریف کروں آتشبار نے کہا
بڑے میاں تم خداوند کو کیا جانو خواجہ عمر نے کہا اے شہنشاہ ساحران میں قصر سکندری
میں دیکھ آیا ہوں وہاں کا حال مجھ سے پوچھئے ایک زمانہ وہ تھا کہ قدرت مجھکو تھوڑی
تھی کھانا کھلاتے تھے ایک دن مجھ سے بے ادبی ہو گئی کہ قدرت کی جوان بیٹی پردہ سے نکل آئی
مجھکو دیکھ رہی تھی میں نے اس سے کہا کہ آؤ بیٹھ جاؤ قدرت نے مجھکو دھکیل دیا میں قصر
سے نیچے گرا اس دن سے قدرت کا سامنا نہیں ہوا ورنہ [illegible] قدرت کے سامنے جاتا
تھا مجھے اسکے گانا گاتا تھا وہی سب یاد ہیں یہ ذکر تھا کہ آسمان پہ برق چمکی خواجہ عمر نے دیکھا کہ
ایک ساحرہ نوجوان تخت اڑاتے ہوئے آئی ہے پکارتی ہوئی اے آتشبار تیری جدائی نے
ایسا بیقرار کیا کہ آرام نہ آیا آخر چلی آئی ہوں [illegible] آتشبار جادو نے کہا اے
گلرخ [illegible] کیوں اسقدر گھبرائی ہوئی ہو کہو قدرت کی صحبت کا کیا ہوا کیا فریب کا اسے
[illegible] تمہارا انتظار کر رہا تھا کہ تم [illegible] نے کہا اے آتشبار [illegible] طلسم کشا کو قید کیا ہم

ایسا نہ ہو عیار آئیں اور فساد برپا کریں اس خیال سے میں دو گھڑی وقت برائی دریافت حال
کے یہ گویا ہے یا کوئی عیار ہے آتشبار نے کہا پہلے ہی انتظام کر لیا ہے دروازے کے کوہ میں آگ روشن
کر دی ہے بغیر میرے بلائے کوئی نہیں آسکتا گرم مزاج نے کہا اگر تمھیں اطمینان ہے تو گانا
سنو گرم مزاج نے اشارہ کیا خواجہ عمرو نے سامنے گرم مزاج کے عمدہ عمدہ اشعار عاشقانہ
گانے خواجہ کا تو گانا سحر ہے گرم مزاج بیقرار ہو گئی تعریفیں کرنے لگی کہتی تھی سبحان اللہ
تم گانے میں کمال رکھتے ہو خواجہ نے کہا خدمت خداوندی میں رہوں رات دن قدرت نے تعلیم
کیا تا شہر حیرت کی پھر میرے گانے میں کیونکر نہ تاثیر ہو گرم مزاج نے کہا اے آتشبار اس گوئیے
کو خدمت خداوندی میں لیجاؤ خطا معاف کراؤ یقین ہے قدرت بہت راضی ہونگے اور اسکا گانا
بدر سنینگے خواجہ عمرو نے عرض کی ای ملکہ عالم تمھاری قدردانی سے جی خوش کر دیا بیشک تمھاری
وجہ سے قدرت سے صفائی ہو جائیگی لیکن طلسم کشا کو کیوں نہیں قتل کرتے یہ وہ شخص ہے
کہ جسکے ذکر سے قدرت کانپ جاتے تھے فرمایا کرتے تھے کہ ایک دن ہمارے طلسم میں
ایسا شخص آئیگا کہ صد ہا ساحر قتل ہونگے سامری دین پر آفت آئیگی تھے اسی شخص کو گرفتار
کیا ہے سو برس پیشتر سے قدرت یہ خبر دیتے تھے اسکا اب ظہور ہوا آتشبار نے پوچھا
کیوں بڑے میاں یہ ذکر تم سنا کرتے تھے خواجہ عمرو نے کہا گانا سنتے سنتے قدرت
دریا خون کا نپ گئے اور آنکھوں میں آنسو بھر لائے میں نے پوچھا کیوں خداوند خیر تو ہے تب
قدرت نے فرمایا کہ ای نوازندہ قدرت نے ایک بندہ کو پیدا کیا ہے کہ وہ ہمارے بندوں کا
قاتل ہے اسوقت اُسکی ہیبت کا خیال آ گیا قدرت کو تردد ہوا اگر آتشبار جادو گرفتار کریگا
اسکے ہاتھ پر فاتحہ ہے آج تھے وہ کام کیا جسکی قدرت نے سو برس پیشتر خبر دی تھی اُسکا
آج ظہور ہوا تمھارا درجہ بڑھ جائیگا کہ قدرت تمکو اپنا نائب کرینگے میں بھی تمھارے ساتھ ہونگا
بڑے بڑے کام انجام دونگا کاروبار خدائی تجھ سے سرزد ہونگے تمکو اس مرتبہ پر پہونچاؤنگا
کہ اہل طلسم رشک کرینگے اور ابھی آپ نے کیا کمال سنا دو کمال دکھاؤں کہ جسکا ذکر سنا ہو
آتشبار ان باتوں پر پھول گیا کہا کیوں گرم مزاج تم نے سنا ہے سب مقدمہ میں قدرت پہلے ہی حکم
لگا چکے تھے میں اپنے مقام پر بیٹھا تھا کہ شعلہ آتش نے خبر دی کہ طلسم کشا اگر شہر میں

مین فوج لیکر پہونچا جسنے سحر کیا وہ سحر پلٹ کر اوسی پر پڑا کہ اوسکا خاتمہ ہوا تب مین نے ساحرون کو
حکم دیا کہ سحر کرو زنجیرین و کمندین مار کر گرفتار کرو جب کئی ہزار کمندین پڑین تب طلسم کشا
گرفتار ہوے یہ وہ جوان ہی کہ لاکھون مین اکیلا لڑا بڑے بڑے پہلوان قتل ہوے مگر سحر پر
غالب نہ آسکے لیکن مین نے وہ تدبیر کی کہ گرفتار کرلیا ورنہ اس شخص کا گرفتار ہونا مشکل تھا
آگ کیون بڑے میان تمنے وہ خبر سنائی کہ دل باغ باغ کر دیا خانۂ دل کو فرحت و بالیدگی سے بھر دیا
تمنے سو برس بیٹھکر خبر پائی اسکا آج ظہور ہوا مگر اوسکا کمال کیا ہی کہ جسکا تمنے ذکر کیا خواجہ نے
کہا ملکہ عالم وہ ساقی گری کرون کسی کو باقی نہ چھوڑون آتشبار نے کہا ساقی گری کیا بات ہی
شراب آتشین کو پلاتا خواجہ عمرو نے کہا کہ یہ کمال قدرت نے تمہارا ایجاد کرکے مجکو تعلیم کیا ہے کہ
ہاتھ سے بتاؤن پاؤن سے ناچون منھ سے گاؤن سر سے شراب پلاؤن آتشبار نے کہا
بڑے میان صاحب یہ تو بہت مشکل ہی خواجہ نے کہا اچھا حکم کیجیے کلیجہ تھامے ہو دیکھیے تفصیل تو
اسکا ضرور ہوگا مگر قلب کو سرور ہوگا آتشبار نے خوشی خوشی حکم دیا شیشۂ مے خواجہ کو دی خواجہ
مجلس کے بیچ مین آکے شراب کو خراب کیا سب مین ہوشی تالی بجا کر آواز دی کہ بارہ دم ساقی
ہو سکا اب کوئی باقی نہ رہے شراب کا حکم عام ہی جسقدر چاہو لیجاؤ ساحر دوڑ دوڑ کر آنے لگے
کنیزان و کنیز آتشا کے لیجانے لگے لیکن شعلہ ہاے آتش مین حدت زیادہ ہوئی خواجہ نے
ایک ساحر سے پوچھا یہ آگ کس کی ذات سے روشن ہی ساحر نے جواب دیا بابا آتشبار اس آگ مین
رہتا ہی ہر وقت کتاب تصنیف کردۂ لقمان ثانی دیکھا کرتا ہی قدرت کو علم بتاتا ہی خواجہ دوسرے ہی
سامنے آتشبار کے آکے کہا ہی شہنشاہ ساحران لیجا آتشبار کو اس صحبت مین اب تیرے وہ بھی شراب
پیین صحبت مین شریک ہون آتشبار نے کہا بڑے میان تمکو کیونکر معلوم ہوا خواجہ نے کہا مین نے
سب ذکر سو برس پہلے افلاطون سے سن چکا تھا آتش کا خیال آگیا آتشبار کو اور زیادہ خیال ہوا کہ یہ
تو بیشک فرشتہ نژاد معلوم ہوتا ہی سب باتین سن چکا ہی کہا کیون ہو کہ گرم مزاج اب یہ دوکی کیا
ضرورت ہے سب حال ہوا تھا کہ گرم مزاج نے کہا کہ آتشبار بڑے صاحب اقبال ہو کہ لیا مختصر
شہزادہ تمہارے ہاتھ سے گرفتار ہوا آتشبار نے پکار کر آواز دی کہ لیجاؤ آتشبار صحبت مین آؤ آج تماشا
دیکھو کہتے ہی شعلے آگ کے زیادہ بھڑکے ایک دم ڈاٹا ہوا ایک ساحر سیاہ فام آگ سے نکلا ٹہلتا ہوا

سامنے آتشبار کے آیا کہا ای آتشبار اسوقت مین کتاب دیکھ رہا تھا صاف یہ مضمون نکلا کہ آتشبار
پر کوئی افتاد سخت پڑا چاہتی ہی مین نے چاہا تھا کہ آگے دیکھون تمنے آواز دی مین فورًا چلا آیا
ذرا ہوشیار رہنا آتشبار نے کہا کہ ای لبساط اب مقام خوف نہین ہی ایسا گویا صحبت مین آیا ہو کہ
اب ہمکو کچھ خوف نہین سو برس پیشتر کی باتین بیان کرتا ہی اُسکا آج ظہور ہوا اب کیا خوف ہی
بیٹھکر شراب پیو پھر خدمت خداوند مین چلین وہان چلکر عہدے لین اب قدرت ہمکو اپنا
نائب بنائیگی سو برس پیشتر فرما چکے ہین ہمکو گویے کی زبانی معلوم ہوا لبساط بیٹھا خواجہ
کئی سو گلابیان لیکر محفل مین آگئے دیکھا ایک طبلیہ پیشتر سے طبلہ بجا رہا ہی وہ ٹکڑے کا ٹھتی
ہو کہ سب تعریفین کر رہے ہین خواجہ نے چاہا کہ اُسکو منع کرون آنکھ جو ملائی پہچانا کہ جھنجر
سماک پیل دانی ہی خوش ہو گئے حیران تھے کہ یہ ظالم کیونکر پہونچا مگر خیر اب تو آگیا کچھ مطلب
نکالیگا خواجہ عمرو نے گھنگرو پانون مین باندھے جام شراب سر پہ رکھا اڑے لیے ہو
چلے مگر لبساط آتشبار طرف آگ کے دیکھ رہا ہی خواجہ سامنے آکر لبساط ہی کے جھکے کہا لیجیے
افسرون کو سر سے شراب پلانا چاہیے لبساط نے ہاتھ تو بڑھا لیے مگر طرف آگ کے دیکھا
ایک شعلہ بھڑک کر جام پر گرا کہ شراب شعلہ بنکر اُڑ گئی اور جام ٹکڑے ٹکڑے ہوا دوسرا شعلہ
بھڑکا وہ خواجہ عمرو پر گرا کہ رنگ و روغن عیاری کا اُڑ گیا بصورت اصلی ہو گئے لبساط
آتشبار نے کہا ارے تو کون ہی خواجہ نے چاہا کہ جست کرکے بھاگون خیال کیا کہ زمین پانون
پکڑے ہی اپنے مقام سے ہل نہین سکتے عمرو آیا عمرو آیا کا غل ہوا لبساط تیغہ کھینچکر اُٹھا
کہتا ہوا کیون آتشبار تمنے یہ معاملہ حیرت افزا دیکھا اس ظالم نے سبکو مار لیا ہوتا مگر مین نے جو
کتاب مین دیکھا تھا کہ کوئی افتاد پڑا چاہتی ہی اسی خیال سے مین نے اشارہ کیا سحر نے
میرے کمال دکھایا خواجہ عمرو نے جو اپنا یہ حال دیکھا رو رو کر دعا کرنے لگے عرض کرتے
تھے ای معبود حقیقی ای مالک تحقیقی اس آفت سے بچا لے نظم

چارہ جو یا نو ای شافی مریض لا علاج
مرگ خواہد درد مند درد باطن با علاج

لطف کن لطفا ای شفا بخش مریضان جہان
تا شود از غیب بہر درد دل پیدا علاج

لا دوا را شربت دیدار کے بخشد شفا
شربت دیدار سے یا بد بجز آن لا علاج

بہر بیمار تپ ہجران و مہجور فراق — ہست در دست شفا بخشت خداوندا علاج
از فلک بہر دواے دل مسیحا گشتہ دور — بہر ما نازل بکن از عالم بالا علاج
بہر صفراے دل صفرا زدہ کن چارہ — بہر سوداے دل سودا زدہ فرما علاج
ز اعتدال خود طبیعت در غمت برگشتہ است — کن کہ بہر این مرض دانی تو ای دانا علاج
از حیات طالب عقبے ہمے خواہد مرد — از تو مے جوید مریض علت دنیا علاج
چون طبیبان زمانہ جملہ بیمار تو اند — از کہ گردد جز تو حاصل بہر درد ما علاج
بر لب آمد دل بجز انشت دل بیمار را — منحصر بر ذات پاک تست یا مولا علاج
نظم شعر ہمنائی زور دل درین بیت ارشاد — خود کند آن شافی مطلق کرم فرما علاج

خواجہ عمرو بیقرار ہو کر دعا مین مانگ رہے ہین لباط اپنے مقام سے اٹھا کہتا ہوا کہ اس ظالم کو ابھی قتل کرونگا غضب ہی کیا سب کو مار لیا ہوتا اگر مین ہوشیاری نہ کرتا تو خاتمہ تھا جیسے ہی تلوار کھینچ کر چلا طبلیے نے اٹھکر ہاتھ پکڑ لیا کہا ای شاہنشاہ ساحران تمنے بڑا کام کیا کہ ایسے شخص کو گرفتار کر لیا لیکن مین آپ کو ایک خبر بتاؤن سامنے درۂ کوہ مین ایک شخص چھپا بیٹھا ہی چل کے پہلے اسکو گرفتار کیجیے نہین معلوم ساحر ہی یا عیار پہلے اسکو گرفتار کیجیے جبتک وہ نہ گرفتار ہوگا مجکو خوف آتا ہی ایسا نہو کہ کچھ فتور برپا کرے لباط آتشبار یہ سنکر قتل عمرو سے الگ ہوا ساتھ طبلیے کے چلا طبلیا لباط کو لیے ہوے درۂ کوہ مین آیا کہا دیکھیے وہ بیٹھا ہی جیسے ہی لباط پلٹا سماک نے حلقے کمند کے گلے مین ڈالدیے گرتے گرتے حباب مارا کہ لباط بیہوش ہوا سماک نے لباط کو لپیٹ کر درۂ کوہ مین ڈالدیا آپ اسکی شکل بنا کر محفل مین آیا کہا ای آتشبار ایک عیار درۂ کوہ مین چھپا تھا مین نے ایک گولا مارا کہ غرق زمین ہو گیا اب اطمینان ہوا بیٹھکر شراب پیو مین اپنے ہاتھ سے انتظام کرونگا اب مجکو کسی کا اعتبار نہین کوئی اور افتاد نہ پڑے یہ کہکے جام لبریز کیا گھاتی سے پڑیا بیہوشی کی ملائی جام آتشبار کے منہ سے لگا دیا آتشبار خوشی خوشی پی گیا جانتا ہی کہ میرا رفیق پلا رہا ہی ادھر سماک نے دورا باندھا ہی تھوڑے عرصہ مین سارے جلسہ کو شراب پلائی ملازمان کو اشارہ کیا کہ تم بھی شراب لیجاؤ اب مین سب کا انتظام کر رہا ہون سب شراب پینے لگے تھوڑی

گرد اڑی آفاق تاجدار ساٹھ ہزار فوج سے پیدا ہوا آگے رستم کو بیچ میں لیا رستم نے
پوچھا کہ تمہارا آنا کیونکر ہوا عرض کی جب سماک نے ان کو لشکر میں پہونچایا اور یہ دونوں
عیار تلاش حضور میں نکلے تو میں بھی انکے عقب میں چل کھڑا ہوا کہ حضور کا تنہا رہنا
بھلا اگر مناسب ہو آج اسی صحرا میں اتر پڑیے کل صبح کو کوچ کیجیے میرے ساتھ لشکر
تیکھی ہونے میں رستم بموجب کہنے آفاق شاہ کے اسی صحرا میں اتر پڑے بارگاہ استادہ
ہوئی لشکر والے اپنے اپنے مقام پر اترے رستم دربار گاہ میں کرسی پر بیٹھے تو آپ سے
سماک حاضر خدمت ہیں کہ صحرا سے گرد اڑتی دکھائی دی پہلوان لکھا ہے سوار آتا
ساٹھ ہزار جوان اسکی پشت پر گرگ سب مسلح و مکمل لشکر رستم کو دیکھ کر وہ پہلوان آگے [illegible]
اتر پڑا سکان جنگ آزما اسکا نام ہے جنگ سے ہر وقت اسکو کام ہے لاف و گزاف کرتا ہوا
اپنی بارگاہ میں آ بیٹھتے ہی حکم دیا کہ طبل جنگی ہمارے لشکر میں بجے طبل جنگی بجے جب
ہرکارے لشکر اسلام کے جو اطلاع کرنے پر حاضر تھے خبریں لیکر سامنے رستم کے آئے
ہاتھ اٹھا کر دعا سے خیر دی۔ قطعہ

کہ تا سبزہ روئیدہ باشد بہ باغ	گل سرخ تابد چو روشن چراغ
نگاہت سعادت بنام تو باد	ہمہ کار عالم بکام تو باد

شہریار عالم کی عمر دراز ہو دشمن کو سوز و گداز ہو یہ پہلوان جو آیا ہے سکان جنگ آزما اسکا
نام ہے لاف و گزاف اسکا کام ہے بڑے غرور میں طبل جنگی بجوایا ہے کل اسکا ارادہ ہے کہ جنگ کرے
منتظر آپ کے حکم کے ہو رستم نے حکم دیا کہ سماک کہدو کہ ہمارے لشکر میں بھی بفضل ایزدی
طبل جنگی بجے لشکر رستم میں نقارہ رزمی گرگرایا دونوں لشکروں میں تیاریاں ہونے لگیں
وہ وقت آیا کہ شہنشاہ زرین پوش مالک اقلیم چہارم یعنی کہ فرماں روا مشرق سے کلاہ افلاک
چہارم پر آ کر جلوہ فرما ہوا سکان سوار ہوا کل لشکر کو ساتھ لیا میدان میں آ کھڑا کیا [illegible] سے کو
آگے بڑھا کے کھڑا ہی کہ نوبت و نقارے کی آواز آئی دیکھا رستم پیلتن مرکب استوار کیے ہوئے
سوار لک آفاق شاہ تخت پر پشت پر لشکر ظفر اثر علمہائے زنگاری کے پھریرے کھولے
ہوئے اس شوکت سے لشکر اسلام آکر پہونچا سکان جنگ آزما نے لشکر دیکھ کر دنگ

ہوگیا ساتھ والون سے کہتا ہے کہ رستم بڑا صاحب شوکت ہے اس رعب و دبدبہ سے میدان
مین آیا ہے کہ جاہ و جلال دیکھکر قلب کانپتا ہے بیباکیہ ہذا و نار نے کیا چاہا ہے کیا کیفیت ہوتی
ہے ساتھ والے کہتے ہین آپ کی جرأت کے سکے ہین آپکی جنگ کے ڈنکے ہین جس جنگ
پر گئے اس جنگ کو فتح کرکے آئے اس جنگ پر تو آپ کو قدرت نے بھیجا ہے وہ تقدیر
کریگی آپ غالب آئینگے سکان خاموش ہو رہا فوجین چین نقیبون نے نقابت کی
کرڈکیت کرڈکا کہکر بیٹھے پکارتے تھے کہ دنیا ناپائدار ہے اسکا کیا اعتبار ہے بڑے بڑے
شاہان جلیل القدر پیوند خاک ہوئے انکی قبرون کا نشان بھی نہین باقی کوئی نام بھی
انکا نہین لیتا ۔ نظم

ہمنے دیکھا ہے تواریخ مین اے اہل نظر ۔ ہاتھ رکھے تھے سکندر نے کفن سے باہر
وجہ ہو اسکی یہ ظاہر عقلا کے اوپر ۔ یعنے وہ کہتا تھا یہ دست تہی دکھلا کر

زاد رہ ہیچ نداریم چہ تدبیر کنیم
سفر دور و دراز است و باسطہ شیر کیم

گئے سوے گلستان کل جو ہم باخوشحالی تھے ۔ دیگر ۔ مقابر عقلے دیکھے ہمنے خشتی یا کالی تھے
یہ دو مصرع لکھے اس جا مضمون خیالی تھے ۔ جو یا گرچہ سب سامان ملکی اور مالی تھے
سکندر جب گیا دنیا سے دونون ہاتھ خالی تھے

اس طرح کے اشعار نقیبون نے پڑھے کہ مردان عالم کی آنکھون مین نشہ آگیا قلب ٹھہر گیا
ارادہ ہوا کہ دشمن پر جا پڑین میدان مین بڑھکر لڑین اگر ہماری موت نہین ہے تو کوئی
قتل نہین کرسکتا اور اگر موت آچکی اور یہی صحرا ہمارا شہید و مقتل ہے تو کیا اختیار ہے مالک
پروردگار ہے جو مناسب ہو ۔ فقیر و سر تسلیم زیر شمشیر حبیب ٭ ہر چہ آید بسر من
بانصیب ٭ ہر طرف یہی ذکر تھے یہان دلگیر رہے تھے کہ سکان نے گنبد اپنا نکالا میدان جنگ
دیکھکر سراپا میدان کا دیکھا یا عجب خوب محرق برق ہو چکا اور دونون زلفون سے یون لپٹین
جیسے دو کالی ناگنین ... آکر واردہ ہوا اکر قہر خدا پرستان والی ہندوستان
جنگ کا تماشا کرنے کی ہوس ... آئے بقول شاعر ۔ فرو گران ہر کیا بار سے

بر تن ست + حکیم علاجش بدست من ست + یہ جو لفروراُسنے آواز دی ملازمان آفاق شاہ نے قصد کیا تھا مگر رستم مانع ہوے مرکب بادرفتار بڑھایا آفاق شاہ سے اجازت چاہی آفاق شاہ نے عرض کی کہ آپ کو خدا کے سپرد کیا پروردگار آپ کو مظفر و منصور کرے رنج و الم دل سے دور کرے رستم مرکب کو بڑھا کر سامنے سکان کے پہونچے سکان نے دیکھا ایک ترہ شیر نہایت دلیر صاحب شوکت و حشم کوہ شکوہ صولت و جلالت مثل چاکر ان کمترین ہمراہ رکاب میں جلال دیکھکر دنگ ہوگیا سلام کیا رستم نے اُسکے سلام کا جواب دیا سکان نے کہا اے رستم تمنے سر طلسم خیال سکندری میں تہلکہ ڈال دیا لیکن میں جس جنگ پر گیا بغیر فتح کیے نہیں پلٹا بہتر یہ ہے کہ میری اطاعت کرو ایسا نہو کہ میرے ہاتھ سے مارے جاؤ سنتا ہوں کہ صاحبقران کے بیٹے فرزند ہو اُنکو کیسا قلق ہوگا رستم نے فرمایا اے مغرور مغرور کو دماغ سے نکال ڈال اگر تو اطاعت کرے تو رونق بارگاہ اسلام ہو عہدہ سپہ سالاری تجھکو دونگا بس اب کلام نکر زبان تیغ سے کلام ہو دیکھیں آج میدان میں کسکا نام ہو اگر طلسم خیال سکندری میں آئے ہیں اور ہفت پیکر سے مہلت پائی تو بقول تا ثانی کا عو دونگا لیکن سکان نے جھلا کر نیزہ مارا رستم نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا اُنہیں نیزہ چل رہا ہے لشکر والے دونوں کی تعریفیں کر رہے ہیں ستر ہویں طعن میں رستم نے نیزہ سکان کا لکا لا اُسکے ہاتھ سے سکان کے نکلا مثل ابر گرج گرجا یا اللکار کر آواز دی اے جوان تونے غضب کیا کہ دو دریا سے لشکر دیکھ رہے ہیں تو نے نیزہ میرا ہوائی کیا مگر نیزہ بازی کھیل ہے مردان عالم کا اب تیغ بیدریغ سے کام لیتا ہوں اگر پہاڑ پر ہاتھ ماروں تا بہ بیخ کاٹوں یہ کہکر تیغہ اُٹھایا رستم مرکب کو گدگدا یا منظور یہ ہے کہ زیر بغل جا کر لپیٹ پڑوں تلوار اُسکی چھین لوں مگر قضا سے کا اُس مقام پر موش خانہ تھا دونوں پانوں مرکب رستم کے موش خانہ میں جا پڑے گھوڑے نے سکندری کھائی خود سر سے گرا تلوار کر سر پہ سنہ پر پڑی کھیا کے کی صدا بلند ہوئی یقین تھا کہ رستم قلم ہو رستم نے دستانہ مارا تیغہ چھٹا کر نکلا جا در خون کی چہرے پر آئی مگر رستم نے تیغہ پر تھا کھینچا خبردار خبردار کہکے ہاتھ مارا تیغہ ہفت جوہر چمکا سکندر سکان کے خود و مغفرہ کو کاٹا دہاں سے تلوار جو کری کیندے کی گردن قلم ہوئی اہل فوج نے چاہتے آقا کو کھینچا لے

گرتے دیکھا لینا لینا کہکے دوڑ پڑے ہمراہیان آفاق نے جو دیکھا سمجھے کہ آقا ہمارا مارا گیا
رستم کے برابر آئے رستم نعرہ کرکے قلب فوج مین دسا آفاق تاجدار نے فوج کو اشارہ
کیا ہر دو لشکر آپس مین مل گئے ملازمان سکان نے آکر سکان کو اٹھا لیا گرد و نون پونچھکر گھوڑے
پر سوار کیا سکان بھی لڑنے لگا دونون لشکر بلے ہوے ہین تلوار چل رہی ہے رستم اسقدر لڑے
کہ کلائیون پر ورم آگیا زخم سے اسقدر خون بہا کہ سست ہونے لگے بیقرار ہوکر کئی مرتبہ سماک
کو پکارا سماک اوطرف جنگ مین تھا رستم نے دیکھا ایسا نہو غش آجائے تلوار کو نیام تقام
مین کیا دونون ہاتھ گردن مرکب مین ڈالدیے مرکب نے اپنے راکب کو سست پایا شیر بن گیا
جس کسی نے قریب آنے کا ارادہ کیا گھوڑے نے پشتک ماردی منھ کھول کر کھانے
دوڑا گیا اسطرح اپنے آقا کو لیکر نکلا طرف صحرا کے روانہ ہوگیا سکان بھی زخمدار و بیقرار تھا
دیکھا اسنے کہ لڑائی ابھی ہوتی ہے مین زخمدار ہون ایسا نہو کہ فوج کے قدم اکھڑ جائین تو
شکست فاش ہو طبل امان بجوا دیا اور پلٹا ادھر آفاق تاجدار جو واپس ہوا رستم کو نہ پایا
سماک کو بلا یا کہا اے عہد والا گہر آقا سے نامدار کا نشان نہین ملتا سماک نے لشکر کو اُسی مقام پر
اتارا اور خود تلاش مین اپنے آقا کی چلا مگر مرکب رستم ہر چند کہ نہایت شائستہ ہے مگر بے زبان آوارہ
ہا ہوے دلیران کان مین بھری ہوئی بھاگا ہوا جاتا ہے رات بھر چلا ہی گیا صبح ہوتے ایک
سبزہ زار مین پہونچا گھاس کے پیٹھون پر منھ ڈالا دو چار بیٹھے جو گھاس کے کھائے جھیل سے
پانی پیا بدن کو جنبش دی رستم پشت مرکب سے زمین پر گرے مرکب گھٹنے ٹیک کر بیٹھ گیا
زبان سے زخم چاٹتا تھا سیشے بھرتا تھا مراد یہ تھی کہ آقا میری پشت پر سوار ہون مگر رستم کو خبر
نہوئی آخر مرکب چرنے مین مصروف ہوا رستم بیہوش زیر نخل پڑے ہین اس صحرا کا حاکم سہیل
قزاق کوئی کاروان لوٹ کر لیتا ہے اسباب ساتھ لدا ہوا اسب مرکبون پر چلے آتے ہین
سہیل کے ساتھ والون مین سے کسی کی نگاہ پڑی پکار کر آواز دی اے آقا سے نامدار دیکھیے
ایک مرکب چر رہا ہے اور ایک جوان زیر نخل زخمدار پڑا ہے سہیل قزاق نے پہلے مرکب
پر نگاہ ڈالی دیکھا مرکب کوہ سرین کوہ کفل گلے مین سونے کی ہیکل اسباب مرصع زین
لدا ہوا زین ڈھلکا ہوا لختے خون کے جمے ہوے سبزے پر ٹہل رہا ہے اُدھر سے

جو نگاہ پلٹی تو رستم پہ پڑی دیکھا ایک جوان آفتاب جمال خورشید مثال سر پر زخم کاری
بیہوش پڑا ہے مگر قبضہ تلوار پر قبضہ جما ہوا ہے اس حال میں ہے لیکن تلوار نہیں چھوڑی سہیل
نے کہا یہ جوان نہایت بہادر معلوم ہوتا ہے ظاہر ہوتا ہے کہ اسکو دس بیس نے گھیرا تھا مگر
ایسا لڑا کہ اپنا اسباب نہیں دیا دیکھو ایسا بہادر ہے کہ اب تک قبضہ تلوار کا ہاتھ سے
نہیں چھوٹا ہر کب کو گرفتار کرو چارپائی منگا کر اس جوان کو اٹھا کر لے چلو میں علاج کرونگا
سہیل نے رستم کو اٹھوایا پہاڑ پر قلعہ تھا ساتھ والوں نے کہا حضور پہاڑ پر برف گرتی
ہوگی زیر کوہ بارگاہ استادہ کرایئے سہیل نے اسی مقام پہ بارگاہ استادہ کرائی رستم کو
بارگاہ میں لایا جب ہاتھ کو خوب سینکا تب قبضہ ہاتھ سے چھوٹا اپنے ہاتھ سے سر میں ٹانکے
دیئے پٹیاں مرہم کی چڑھائیں رومال ہاتھ میں لیکر مگس رانی کرنے لگا جب آرام پہونچا
تو رستم نے آنکھ کھولی دیکھا ایک جوان سپاہی وضع سرہانے بیٹھا ہے اٹھنے لگے سہیل
نے کہا اے جوان ابھی اٹھنے کا ارادہ نہ کرو ایسا نہ ہو کہ ٹانکے ٹوٹ جائیں مگر رستم اٹھ بیٹھے
سہیل نے پوچھا کیوں اے شہریار کس مقام پر مقابلہ پڑا آپکا کن نامردوں سے سامنا ہوا
کتنوں نے ملکر آپکو زخمی کیا مگر آپ نے بڑا کمال کیا کہ اسقدر زخمی ہوئے مگر اسباب نہیں دیا
رستم نے کہا اے بہادر تیرا کیا نام ہے میرے لانے کا کیا باعث ہوا سہیل نے جواب دیا یہ صحرا
میری عملداری میں ہے ہمیشہ قزاقی کرتا ہوں ایک کاروان لوٹ کر پلٹا تھا آپکو صحرا میں
پڑے دیکھا نہایت افسوس ہوا ہر چند کہ زیر کوہ اترنا میرے لیے شاق ہے میں نے
جن لوگوں کا مال لوٹا ہے وہ میری فکر میں رہتے ہیں اگر مجھے تنہا پائیں اگر زیر کوہ پائیں تو
گھیر لیں ہم لوگوں کی لڑائی ترکیب سے ہے آپکی خاطر سے اس مقام پر اتر پڑا آپکا علاج
کر رہا ہوں کہ خدا آپکو صحت جلد عطا کرے اپنا رفیق بنا کر رکھوں قزاقوں کا سردار کروں
میرے ساتھ بھی وہ وہ جوان ہیں کہ جنکا مثل ممکن نہیں رستم نے کہا اے سہیل تم مجھے
اٹھا لائے تمہارا احسان ہوا مجھکو کسی نے گھیرا نہیں ایک بیابان سے مرد نابینا پیدا ہوا اسکے
ہاتھ سے زخمی ہوا مگر کہا اسنے نکال لایا تمکو رحم آیا اٹھا لائے شاید تم نے سنا ہوگا فتاح طلسم
ہفت پیکر رستم نامور میرا ہی نام ہے اسی مہم خیال سکندری میں آیا ہوں بڑے

ساحر میرے ہاتھ سے قتل ہوئے اب ارادہ ہے کہ اپنے کو مس حکیم تک پہونچاؤں کہ سلسلے دوستی خدائی کیا ہے نام نامی سنکر سہیل بہت خوش ہوا کہا اے شہریار زہے میری خوش نصیبی کہ آپ میری بارگاہ میں تشریف لائے میں بھی ایک رفیق ہوا آپکے ساتھ چلونگا سہیل بڑے لطف سے خدمتگاری کر رہا ہے رستم بہت خوش ہوئے غرضکہ تیسرے دن رستم نے غسل صحت کیا سہیل نے صحت رستم کا جلسہ آراستہ کیا روشنی کرائی طائفے بلائے ایک مہ جبین نہایت حسین دلبری میں طاق شہرۂ آفاق سامنے بیٹھکر یہ غزل عاشقانہ گانے لگی نظم

سوز الفت میں اگر جلوہ گری پیدا ہو ۔ خاک ہو جل کے جو پروانہ پری پیدا ہو
کیونکر آنسو کوئی اے نوحہ گری پیدا ہو ۔ دل سیجے تو کچھ آنکھوں میں تری پیدا ہو
شوخیوں میں اگر کشش فتنہ گری پیدا ہو ۔ چتونوں میں تری جادو نظری پیدا ہو
سرد آہیں جو کبھی کھنچ کے لبوں تک آئیں ۔ گرمیاں کرتی ہوئی بے اثری پیدا ہو
دلبری میں کبھی ادا نکلی دل آزاری کی ۔ لطف سے پہلو بیدادگری پیدا ہو
کام گر عشق میں ہو غفلت دل قاصد کا ۔ دے خبر یار کی وہ بےخبری پیدا ہو
آئینہ دیکھے اگر حال پریشان میرا ۔ ساتھ حیرت کے پریشان نظری پیدا ہو
حال کچھ دل کے تڑپنے کا لکھیں یار کو گر ۔ برق کو حوصلہ نامہ بری پیدا ہو
دے اگر جام کو وہ ساقی مہوش گردش ۔ ہر طرف کیفیت دور قمری پیدا ہو
طپش سینہ سے سانسیں جو شب ہجر بھروں آخر شب ۔ صبح سے پہلے نسیم سحری پیدا ہو
ہو اگر جوش پہ اشک گریہ جو دے فرقت میں ۔ خشک آنکھوں میں ابھی ایک تری پیدا ہو
اڑ کے جانے کا خیال شوق ارادہ تو کرے ۔ بکس پہ لگے ہوئے قاصد کا پری پیدا ہو
وادی عشق میں کرتا ہے تقاضا کوئی ۔ ہر قدم پر سر شوریدہ سری پیدا ہو
زلف پیچاں کے تصور میں جو پیچوں آئیں ۔ پیچ کھاتا ہوا وہ جگر کی پیدا ہو
ہم تو ہوا شق ہیں جب ان پر قیامت ہر پا ۔ قامت یار کی سی فتنہ گری پیدا ہو
عشق کہتا ہے دہان دلبر یار کی طرح ۔ بے نشان ہو جیسے جب نا موری پیدا ہو
سلطنت دے جو مجھے عشق تو سر پر میرے ۔ عوض داغ جنون جیغہ زری پیدا ہو

عکس تیرے لب رنگین کا جو اے سرو پڑے | باغ مین کان عقیق شجری پیدا ہو
جلوہ دکھلائے اگر شام جوانی اپنا | لیلی پیری کی بھی جیب داغ سحری پیدا ہو
کھینچ دے طرز سخن بید رہنی کی تصویر | چال مین جلوۂ نازک کمری پیدا ہو
تم اگر باندھ لو دوپٹے کو تو ہو خاطر جمع | کھولدو زلف تو آشفتہ سری پیدا ہو
ہم یہ سمجھے کہ کسی نے کوئی قاصد بھیجا | پوچھنے کو جو خبر بیخبری پیدا ہو
آزما دیکھ شکستہ کے اثر کو بھی جلال | پھر نہو حوصلہ وہ بے اثری پیدا ہو

رستم جامۂ عیش و نشاط مین بیٹھے ہین گانا سن رہے ہین سہیل پہلو مین بیٹھا ہے ساقی گلفام جام گلگون کی گردش کر رہا ہے کہ چند قزاق گھبرائے ہوے آئے کان مین سہیل کے کچھ کہا سہیل گھبرا کر اٹھا رستم نے جو سہیل کو متغیر دیکھا پوچھا کہ اے برادر خیر تو ہے سہیل نے عرض کی کہ اے شہریار مقام تردد ہے کہ ایک بادشاہ فتاح جہانگرد کئی مہینے کا زمانہ ہوا کہ مین نے اسکی ارسال لوٹ لی تھی اب اسنے خبر پائی کہ مین زیر کوہ اترا ہون اسنے چہار جانب سے گھیر لیا ہے غلام کو تردد ہے کہ کیونکر خلاصی ہو حضور یہ کام کرین کہ سوار ہو کر طرف صحرا کے نکل جائین غلام لڑ بھڑ کر نکل جائیگا یہ سنکر رستم نے کہا کہ ہمارا مرکب تیار کرو ہم اسکے مقابلے مین جائینگے تم اسی بارگاہ مین بیٹھو یہ سنکر سہیل رونے لگا کہتا ہے کہ آپ میرے مہمان ہین چاہتا ہون کہ کوئی ملال آپکو نہ پہونچے رستم فرماتے ہین کہ اے سہیل تم ہمارے جان نثار ہو یہ ہوسکتا ہے کہ تمکو رنج و ملال پہونچے اور ہم دخل نہ دین ابھی نکل کر اسکو سمجھا دونگا کہو تو تمکو بالاے کوہ پہونچا دون کہو تو نکل کر اسکو قتل کرون سب کچھ ہوسکتا ہے تم کیون گھبراتے ہو مگر سہیل نہین مانتا ہے قدمون سے لپٹا ہوا ہے عرض کرتا ہے کہ حضور نکل جائین اگر آپ پر کچھ چشم زخم پہونچا تو مجھکو بڑا صدمہ ہوگا اس اثنا مین دو تین قزاق دوڑتے ہوے آئے کہا کہ [illegible] بڑا غضب ہوا بہران پنجہ کش پہلوان نہایت تحمیم و تجسیم کہ فتاح کے لشکر کا سرگروہ ہے بطور ایلچی فتاح نے اسے روانہ کیا ہے دروازے پر کھڑا بدمستی کر رہا ہے یہ چاہتا ہے کہ اندر آؤن اپنے قزاق روک رہے ہین اب تلوار چلا چاہتی ہے رستم نے کہا کہ اس ایلچی کو یہان آنے دو نہ روکو یہ جو رستم نے کہا سہیل تھر تھر کانپتا ہوا ایک طرف آ بیٹھا رستم مقام صدر پر بیٹھا

قراقون نے جاکر کہا بہران پنجہ کش جھومتا ہوا اندر آیا مثل کافرون کے سلام کیا کسی نے
جواب تک نہ دیا بہران قریب رستم کے آیا کہا کہ اے جوان تم اصلاح نہین ہونے دیتے ہمارے
شاہ کو یہ دعوی ہے کہ جو سہیل نے مال لوٹ لیا ہے اُسکو واپس دے رستم نے کہا کہ اے
بہران پنجہ کش بیٹھ جاؤ بیٹھ کر کلام کرو وہ مال اب کہان ہے قراقون نے وہ سب تقسیم کر کے
خوش کیا بادشاہ سے تم جاکر اپنے کہو اگر فساد منظور ہے تو ہم سب طرح موجود ہین ورنہ بہتر یہ ہے
کہ پلٹ جاؤ نہین تو تمکو ملال پہنچیگا یہ جو رستم نے بگڑ کر کہا بہران کو بڑا غصہ آیا ہاتھ
بڑھایا کہ رستم کی گردن پکڑ لون رستم نے کلائی پکڑ کر ایک جھٹکا مارا کہ منہ کے بل زمین پر
آیا رستم سے لپٹ پڑا ہر چند کہ سہیل منع کرتا ہے کہ اے پہلوان دوران دای گرشاسب
یہان یہ مہمان ہین مجھ سے کلام کرو بہران نے سہیل کو جھڑک دیا کہا کہ اے سہیل ٹھہر
مین ابھی انکو سمجھائے دیتا ہون سہیل تو کنارے ہوا رستم پیلتن و بہران سے
کشتی ہونے لگی اب سب تماشا دیکھ رہے ہین بہران کیا کیا کمال کرتا ہے چاہتا ہے
کہ رستم کو اُٹھالون مگر یہ فرزند صاحبقران ہین اُسکے زور کو اور ریلون کو روک رہے
ہین لڑتے لڑتے بہران رستم کو ریل کر لے دوڑا پانچ چھ قدم ریل کر لایا وہان لاکر
ہکہ مارا کہ بایان گھٹنا رستم کا جھکا تڑپ کر لنگر قائم کیا کمر زنجیر مین ہاتھ ڈالکر وہ وہ زور
کیے کہ اگر پہاڑ پر زور کرتا تو اُسے بھی اُکھیڑ کر پھینک دیتا مگر اس کوہ وقار کے لنگر مین
حس و حرکت نہ پائی تھک کر ہاتھ ہٹا لیا کانپتا ہوا کف منہ سے جاری کہا کہ اے جوان
تیرے زور کا مشتاق ہون رستم اپنے مقام سے اُٹھے ریل کر لے دوڑے سترہ اٹھارہ
قدم ریل کر لائے وہان آکر ہکہ مارا کہ بہران کے دونون گھٹنے زمین سے آشنا ہوئے
چاہتا ہے کہ تڑپ کر لنگر قائم کرون رستم نے کب لنگر جمنے دیتے ہین کمر زنجیر مین ہاتھ ڈال کر
نعرہ شیرانہ کیا۔

نعرۂ رستم

ارشد اولاد اسپہر عرب		کیست ملکشاہ چو رستم لقب
ملکشاہ رومی ستمہ فیلزور	دیگر	کہ بر تخت مرزوق افگندہ شور

سہیل یہ نگاہ غور دیکھ رہا ہے کہ رستم نے لنگر بہران کا اٹھایا حیران ہے کہ اس شخص نے

اس دیو خصال کو اٹھا لیا تو یہ پیش نہیں آیا حقیقت میں فرزندان صاحبقران سب صاحب جاہ
و شوکت ہیں مگر رستم نے گرد سر بہران کو چرخ دیا پیچ دیکر زمین پہ مارا بہران چاروں شانے
چت گرا کو دگر رستم چھاتی پہ سوار ہوے فرمایا شناخت میں خطا کے کیا کہتا ہے بہران نے
کچھ کلمہ سخت کہا رستم نے ایک ہاتھ سر کے نیچے رکھا ایک ٹھوڑی پہ رکھکر کہا را مچ
نرخرے سے گردن کھسیٹ لی اپنے مقام سے اٹھے فرمایا کہ لاشہ اس مغرور کا پھینک دو باہر
جو اسکے ساتھ والے کھڑے تھے ان لوگوں نے جو یہ خبر سنی کہ بہران مارا گیا لڑنے لگے
سہیل نے قزاقوں کو اشارہ کیا کہ ان سب کو مار کر نکال دو اتنا تو قزاق دلیر ہوے اور ان
کھینچ کر چار پڑے سب کو مار کر ہٹا دیا لاشہ بہران کا جنگل میں پھینک دیا تھا جب ساتھ والے
بھاگ کر آئے تو کہا یارو افسر کا لاشہ تو اٹھا لو لاشہ بہران کا لیکر سامنے اپنے بادشاہ کے
آئے بادشاہ نے گھبرا کر پوچھا کہ ارے یہ کیا ہوا کہا حضور اندر معرکہ ہوا ہم باہر تھے ہم لوگ
خوب لڑے مگر افسر ہی نہ تھا شکست کھا کر بھاگے مگر وہ ہی جوان جو سہیل کا مہمان ہے یہ
آفت اسی نے برپا کی کہ ہمارے افسر کو مارا لاشہ جنگل میں پڑا تھا اٹھا لائے مگر بادشاہ
لاشہ بہران کا دیکھ کر گھبرا گیا کہتا تھا کہ یہ ایسا پہلوان نہ تھا کہ جسکو ایک آدمی تنہا
مار لیتا معلوم ہوتا ہے کہ دو چار آدمی اسپر ٹوٹ پڑے عاجز ہو کر مارا گیا ورنہ یہ ہزاروں سے
اکیلا لڑنے والا تھا اسکو کون مار سکتا تھا فتاح نے بہت افسوس کیا کہتا ہے کہ
سر میدان سمجھونگا اس جوان کو قتل کرونگا وہ قیامت برپا کروں کہ دریا سے خون بہا دوں
مگر بہت سے پہلوان جو گرد بیٹھے تھے انہوں نے کہا کہ جو کچھ کیجیے گا وہ سمجھ بوجھ کر
کیجیے گا ایسا نہ ہو کہ کچھ حضور کو ملال پہونچے فتاح کہتا ہے کہ میں کیا کسی بات میں
کم ہوں بہران کا مارا جانا مجکو بہت شاق ہوا اسکا بدلہ ضرور لونگا ایسے لاف و گزاف
کرتا ہوا اٹھا خلوت میں آکر بیٹھا اپنے عیار سیما سنگدل کو بلوایا بلا کر کہا کہ
اے سیما تو نے سنا کہ بہران مارا گیا مجکو بڑا افسوس ہے اگر ہو سکے تو ایک کام کر
اس جوان کو چرا لا کہ جسنے بہران کو مارا ہے سیما نے کہا کہ یہ کتنی بڑی بات ہے یہ
غلام گیا اور چرا لایا فتاح نے کہا اے سیما مجکو خوف پیدا ہوا ہے بہران کو اسنے

وہ کیا ہے ایسا وہ پہلوان تھا کہ مجھ سے کبھی زیر نہیں ہوا ہمیشہ برابر ہی لڑا جب اسکو
اُس شخص نے زیر کر لیا تو میں کیونکر مہلت پاؤنگا مجھ پر زیادتی کریگا اگر تو گرفتار کرکے
لایا تو اُسی وقت اُسکو قتل کرونگا مجھے سہیل کا مار لینا کتنی بڑی بات ہے سہیل کیا
مجھ سے لڑ سکتا ہے یقین ہے کہ زیر ہو کر پامال ہو جائیگا سمایہ سب باتیں سنکر اور یہاں
عیاری جسم پر آراستہ کرکے طرف لشکر رستم کے چلا ایک فقیر کی صورت بنکر لشکر
میں آیا پھرنے لگا پشت بارگاہ رستم پر پہونچا ایک مقام محفوظ دیکھکر بیٹھا جوڑی خنجر
کی نکالی نقب کھودنے لگا پھر راستہ ہوئے چہرہ نقب کا توڑا برابر خیمہ گاہ رستم کے پہونچا
تڑپکر نقب سے نکلا اول روشنی کو گل کیا کفچہ نکال کر اُسمیں بیہوشی رکھی برابر دماغ رستم
کے لگا دیا رستم بیہوش ہوئے سمالے پشتارہ باندھا اُسی نقب سے پشتارہ لیکر نکلا
جب نقب سے باہر آیا تو میر طلایہ کی آواز کان میں آئی سوچا جنگل سے ہوکر دو تین کوس
بڑھ جاؤں اودھر سے پلٹ کر اپنے لشکر میں پہونچوں یہ سوچ کر جنگل میں گھس گیا چھپتا ہوا
جاتا ہے کہ آثار سحر نمودار ہوئے تھک گیا تھا ایک جھیل پر پشتارہ رستم کا رکھ دیا
آپ ٹہل رہا ہے کہ آسودہ ہولوں تو آگے بڑھوں کہ صحرا سے گرد اڑتی دیکھی کہ ایک نقابدار
مرصع پوش شکار کھیلتا ہوا آتا ہے باز سفید ہاتھ پر ایک تیہو جنگل سے نکلا اُسپر باز کو چھوڑا
باز نے جاکر تیہو کو گھیرا پر مارتا ہوا زمین پر لاتا ہے نقابدار گھوڑے کو ڈالے ہوئے
آتا ہے کہ وہ تیہو قریب پشتارہ رستم آکر گرا باز جھپٹ کر اُسپر چڑھا تیہو کو نوچنے لگا نقابدار
گھوڑا اُڑاتا قریب اپنے باز کے آیا گھوڑے سے کودا جب نقابدار گھوڑے سے کودا
تو برقع چادر چہرے سے رستم کے ہٹ گیا نقابدار کی نگاہ پڑی کہ ایک جوان آفتاب تمثال
خورشید جمال بیہوش دونوں ہاتھ کندھوں میں بندھا ہوا ہے نقابدار جمال جہان آرائے
رستم دیکھکر دل و جان سے عاشق ہوا نیزہ جھکا کر سامنے عیار کے آیا کہا کہ ارے بتا تو
یہ کون ہے عیار نے کہا کہ ہمارے شاہ کا گنہگار ہے میں اسکو لیے جاتا ہوں شاہ
اسکو قتل کرینگے ایک پہلوان ایسا ہے کہ اسکے ہاتھ سے مارا گیا کہ شاہ کو ہمارے بڑا قلق
ہے نقابدار نے جھلا کر کہا کہ ارے تو بردہ فروش معلوم ہوتا ہے یہ

بیچارہ معشوق وضع کسی کو کیا مارنگا ایک نیزہ ماردون کہ تیرا کام تمام ہو باتین بنانا
بھول جائے نیزہ چمکتا دیکھکر سیما بھاگا ایک زمرد گلستان مین جاکر چھپا نقابدار
نے قریب آکر گلچینی گلشن جمال کی کی اور پانچ چار سوار بھی آگئے نقابدار نے ہنسکے
اشارہ کیا کہ اس شخص کو اٹھاکر گھوڑے پر ڈال لو ساتھ والون نے رستم کو اٹھا کر
گھوڑے پر ڈال لیا نقابدار جدھر سے آیا تھا اسی طرف چلا سیما نے ارادہ کیا کہ پیچھے
پیچھے اس نقابدار کے جاؤن مقام رہنے کا دیکھ لون کوئی آدھ کوس راستہ نقابدار نے
طی کیا تھا پلٹ کر دیکھا کہ وہ ہی عیار آتا ہی کمان کاندھے سے اتاری تیر چلہ کمان مین پیوست
کیا گھوڑے کو پھیر کر آواز دی کہ کیون او نابکار ہمارے تعاقب مین آتا ہی یہ کہکر تیر
مارا سیما بھاگ کر ایک نخل کی آڑ مین چھپا مگر تیر جو پڑا اس نخل کو توڑ کر بازو پہ پڑا اب تو گھبرا کر
بھاگا روتا پیٹتا سامنے فتاح تاجدار کے آیا فتاح نے کہا جو کچھ ہوا سو ہوا اب سہیل
کی خبر لونگا اب میرے ہاتھ سے کیونکر بچیگا مگر صبح کو سہیل کو جو ظاہر ہوا کہ رستم کو کوئی
چرا لے گیا بیقرار ہو کر کہتا ہی کہ یارو یہ کیا غضب ہوا کہ میرے آقا کو کوئی چرا لے گیا
قزاقون سے کہا تلاش کرو قزاق واسطے تلاش کے نکلے مگر حال رستم یہ ہوا کہ یہ نقابدار
شاہزادی والا قدر تھی صحرا مین ایک قلعہ ہی وہانکا حاکم مجنون تاجدار ہی یہ اسکی
دختر بلند اختر ملکہ رنگین ادا واسطے شکار کے آئی تھی جمال رستم دیکھکر عاشق
ہوئی اٹھاکر اپنے باغ مین لائی لاکر مسند پر لٹایا تلوے سہلانے لگی کہ رستم کی
آنکھ کھلی اپنے قریب ایک ماہ تابان کو پایا اٹھ بیٹھے دیکھا کہ ایک نازنین پری جمال
آفتاب مثال سراپا خوب معشوق مرغوب سیمتن غنچہ دہن سر جھکائے بیٹھی ہی رستم پیلتن
نے بہ محبت پوچھا کہ کیون صاحب تمھارا نام نامی کیا ہی شرماکر جواب دیا کہ مجھکو رنگین ادا
کہتے ہین یہان سے دو کوس پر ایک قلعہ ہی باپ میرا وہانکا تاجدار ہی مین برائے شکار
گئی تھی تمکو ایک عیار لیے جاتا تھا مین اس سے چھین لائی اب تو میری یہ کیفیت ہوئی کہ
اصل مین یہ صورت ہی

نظم

جان بخش لب کا پارہ کے رتبا بلند ہی		فی الواقعی مقام مسیحا بلند ہی

مدہوش کیف مے سے وہ بالا بلند ہی / اقبال ساغر و خم و مینا بلند ہی
بالاے بام خانہ وہ بالا بلند ہی / گردن وہ ہی جو بہر تماشا بلند ہی
پروانے جلتے ہین تری برق جمال سے / شمعون کے سر سے آتش سودا بلند ہی
بیداغ ہونے سے رخ رنگین یار کے / داغ جگر سے لالہ کے شعلا بلند ہی
وہ ساغر شراب ہین وہ چشم مست یار / گردن مثال گردن مینا بلند ہی
خال سیہ بناتا ہی رخسار پر وہ ماہ / کیا ان دنون زحل کا ستارا بلند ہی
طوفان نوح ہی مرے اشکون کے جوش سے / مرغ ہوا سے ماہی دریا بلند ہی
افضل ہو گا بڑھکے ترے قد سے سرو باغ / کعبے سے کیا شرف جو کلیسا بلند ہی
باغ جہان مین فتنۂ محشر سے کم نہین / بالشت بھر زمین سے جو بوٹا بلند ہی
دل کا مرے بخار نکالا ہی آہ نے / شعلہ ثرا سے تا بہ ثریا بلند ہے
سبزے سے روے یار کے ہی ابروون کو فوق / قرآن کے خط سے منزل طغرا بلند ہی
بکر جہان مین حالت مجنون بنائیے / ہر اک حباب محمل لیلا بلند ہے
پوشاک سرخ پہنے ہین وہ بام پر کھڑا / اپنی نظر مین طور سے شعلا بلند ہی
آتش یہ جان لے جو سر مو سفید ہو / شب ہو اخیر صبح کا تارا بلند ہی

رستم سے اور رنگین ادا سے باتین محبت آمیز ہونے لگین رنگین ادا نے پوچھا کہ نام نامی و اسم گرامی آپ کا کیا ہی آپ گل کس گلستان کے ہین اور ماہ کس آسمان کے ہین یہ تو چہرے سے ہویدا ہی کہ آپ خاندان عالی سے ہین رستم نے سب حال اپنا مفصل بیان کیا ملکہ بہت خوش ہوئین کہا کہ اے شہریار مجھکو خوف یہ ہی کہ میرے باپ کو خبر ہو جائے وہ نہایت ہی آتشخو و شعلہ مزاج ہین پھر جان بچانا محال ہوگی رستم نے کہا کہ اسکا خوف نہین ایک سال پورا گذرا طلسم ہفت پیکر مین جنگ کرتے ہوے بڑے بڑے شاہان سے مقابلے پڑے ایک طرف سے صاحبقران لڑتے ہوے آتے ہین ایک طرف سے اور کیانی برادر ہمارے جنگ کر رہے ہین انشاءاللہ تعالے تا بہ ہفت پیکر جاتا ہی دیکھو یہ تحفہ حیات جسم پیدا [illegible] ہین یہ زرہ ہفت جوش تیغ ہفت جو ہمراہ ہی کلاہ ہفت گوشہ

سر پر لوح طلسمی موجود ہی مگر ایک کنیز چنچل نامے اسکو رشک ہوا کہ ملکہ نے اس ڈھگڑے کو
بلا کر پہلو مین بٹھایا ہی کیا گھل مل کر باتین کر رہی ہین انکو قتل کراؤن طلسم و عشرت انکا
مٹاؤن یہ سوچ کر باہر نکلی ڈولی منگا کے سوار ہوئی طرف قلعے کے چلی کوئی کوس بھر راستہ طی
کیا تھا کہ صحرا سے گرد اڑی مجنون تاجدار شکار گاہ سے پلٹا ہوا آتا تھا پکار کر پوچھا کہ ارے
چنچل کہان سے آتی ہی چھوکری کا مزاج کیسا ہی کہا حضور اب انکا حال نہ پوچھیے اب انکا
مزاج اور کچھ ہو گیا فرزند حمزہ کو بلا کر پہلو مین بٹھایا ہی رات بھر باتین رہین اب بیٹھی ناز و
نیاز کر رہی ہین وہ مرد بھی بھولا بیٹھا ہی جیسے جو سمجھایا حکم دیا کہ اسکو باغ سے نکال دو اور
کنیزین تو انکی راے پر ہین مگر مین تو حضور کی خیر خواہ تھی خبر کرنے چلی تھی آپ یہین مل گئے
مجنون تاجدار یہ مضمون سنکر کانپنے لگا ساتھ والون سے کہا کہ تم تو قلعے مین چلو
بادولت آتے ہین گینڈا چمکاتا ہوا چلا جب قریب باغ پہونچا محلدار دروازے پر
بیٹھی ہی مجنون کو دیکھکر گھبرائی قصد کیا کہ اٹھون جاکر ملکہ سے خبر کرون مجنون نے وہین
ڈانٹا کہ خبردار وہین بیٹھی رہ اٹھنے کا ارادہ نہ کرنا ورنہ قتل کرونگا آج باغ مین دریاے
خون بہاؤنگا باغ مین جو دیر ہی سبھون پر خون مسلمان ڈالونگا محلدار تو کانپنے لگی جس طرح
بیٹھی تھی اسی طرح بیٹھی رہی مجنون تاجدار گینڈے سے کودا تیغہ کھینچے ہوے تیور
پہ بل جی بے کل غصے سے پیشانی پر پسینا اندر باغ کے آیا درختون کو قلم کرتا ہوا چلا
سامنے پہونچکر دیکھا کہ رنگین ادا پہلوے رستم مین بیٹھی ہی جل گیا وہین سے
للکارا کہ او گیسو بریدہ تو دشمن خداوند کو پہلو مین لیکر بیٹھی ہے رنگین ادا خوف سے
کانپنے لگی چاہا کہ بھاگون رستم نے گود مین بٹھا لیا مجنون نے بڑھکر رستم پر تیغہ مارا
رستم نے گھٹنے ٹیک کر کلائی پر ہاتھ ڈال دیا تلوار چھین کر پھینک دی کمر مین ہاتھ ڈال کر
مجنون کو اٹھا لیا چاہا کہ زمین پر مارون مجنون پکار اٹھا کہ اے شہریار الامان جاہ و
جلال رستم دیکھکر مبہوت ہو گیا رستم نے ہاتھ سے رکھ دیا مجنون قدمون پر گرا بیٹی کو
گلے سے لگایا کہا کہ اے نور نظر تیری وجہ سے مرتبہ حق کو پایا ہفت پیکر پر لعنت کرتا ہون
رستم نے کلمہ بتایا کلمہ پڑھکر پکا مسلمان ہوا کہا کہ اے شہریار قلعے مین چلیے ہر خیمہ اسد مم

ملکہ اشارے سے منع کرتی رہیں رستم نے کچھ خیال نہ کیا ساتھ مجنون کے روانہ ہوئے کرب
عرلی پر مجنون نے سوار کرلیا قلعے میں لیکر آیا افسران فوج کو اشارہ کر دیا کہ جو میں کہوں تم بھی
وہی کہو افسران فوج نے سامنے رستم کے آکر کلمہ پڑھا سب کو مطیع کرتے ہوئے
دار الامارہ شاہی میں آئے مجنون نے مقام صدر پر جگہ دی اشارہ کیا کہ شراب وغیرہ
آغشتہ بدار وے بیہوشی لاؤ جام لیکر سامنے رستم کے آیا کہا کہ یہ جام محبت ہے رستم نے فرمایا
کہ اے مجنون پہلے تم پی لو اسکے بعد ہم بھی پی لینگے مجنون نے عرض کی کہ اول حضور لطف ارزانی
رستم بے اندیشہ انجام جام کو پی گئے پیتے ہی کلیجے میں آگ لگ گئی گھبرا کر کہا کیوں مجنون
اس جام میں کیا تھا مجنون نے عرض کی کہ شراب نوشیدہ تھی گرمی کی ہو گی اٹھکر ٹہلے رستم
نے چاہا کہ چہل قدمی کروں بیہوشی اپنا کام کر چکی تھی لڑکھڑا کر گرے بیہوش ہوئے
مجنون نے آہنگروں کو بلا کر رستم کو سلاسل و طوق کیا ہوشیار کرکے حکم دیا کہ فوج تیار ہو انکو
خدمت خداوند میں پہونچا دوں رستم نے کہا کہ اے مکار اگر تیرے ہی ہاتھ سے قضا ہے
تو بسم اللہ ورنہ وہ رحیم و کریم صورت رہائی کی نکالیگا تجھ سے سمجھ لونگا مجنون نے اسی وقت
رستم کو ارابے پر سوار کیا خود بھی ہمراہ ہوا قیدی رستم لیکر چلا ساتھ والوں سے کہا کہ آج
در باغ پر اس گیسو بریدہ کے چل کر اتریں کہ اسکو بھی معلوم ہو کہ رستم قید ہو گئے یہ
صلاح سب کو پسند آئی چنچل کنیز کو بہت سرفراز کیا اسکو بھی ساتھ لیا کہا کہ سامنے
عورت کے تجکو پیش کرونگا قریب باغ کے آکر اترا ایک خیمے میں رستم پیلتن کو قید کیا
چنچل نے کہا کہ اے شہریار اگر حکم ہو تو جا کر ملکہ سے خبر کروں یا نگہبانی تمہاری کی کروں مجنون
نے اسی کو قید خانے کا داروغہ کیا چنچل کئی سو جوانوں کو ساتھ لیکر برائے نگہبانی
بیٹھی حاضر باش و ناظر باش کر رہی ہے مگر رنگین ادا اپنے باغ میں بیٹھی ہے آنکھوں میں
آنسو بھرے ہوئے کنیزوں سے کہہ رہی ہے کہ صاحبو نہیں معلوم میرے وارث پر کیا گذری
مجنون کے مزاج میں مکر ہے اور یہ سیاہ سپاہی ہے خدا انجام بخیر کرے میرا تو عجب حال
ہے قلب پر ہجوم غم و ملال ہے

نظم

بھرے ہیں جام مے لبریز شبنم ساغر گل ہے　　ادھر ہے نغمہ بلبل ادھر شیشے کی قلقل ہے

دن قلیل باقی تھا اسی بیقراری مین شام ہوئی لیلی شب نے نقاب سیہ چہرے پر ڈالی مجنون روز دشت نجد مغرب مین چھپا سب کنیزین جمع ہین یہی ذکر ہو رہا ہے کہ بعد قتل رستم ہم سب پر بلوہ کریگا کسی کو زندہ نہ چھوڑیگا ایک کنیز گلعذار نام سے بول اٹھی کہ داری بیقراری سے کیا فائدہ کوئی تدبیر ایسی نکالیے کہ آنکو رہا کرین ملکہ نے کہا کہ صبا جتنو تم سب میری معین و مددگار ہو ورنہ یہ بھی جان لو کہ مجنون سب کو سزا دیگا کسی کو زندہ نہ چھوڑیگا ہمارے قتل سے منہ نہ موڑیگا سب نے کہا کہ واری نقب لگایئے اپنے کو اُس خیمے مین پہونچایئے شاہزادے کو رہا کرین وہ ماشاء اللہ نکلتے ہی آفت برپا کرینگے یہ صلاح کر کے گوشۂ باغ سے نقب لگائی یہان رستم قیدخانے مین بیقرار بیٹھے ہین ملکہ کا خیال کر کے رو رہے ہین اور اُس بیقراری مین یہ اشعار زبان پر جاری ہین نظم

نیستر مردم کرتی ہو تیغ نگاہ یار کو — چشم کی گردش ہوئی ہے سان اُس تلوار کو
شانہ ترغیب ستم دیتا ہے زلف یار کو — دشمنِ جان جہان کرتے ہین دندان مار کو
یون نزاکت سے گران سرمہ ہے چشم یار کو — جسطرح ہو رات بھاری مردم بیمار کو
خاکساران جہان کا ہے ادب لیلیٰ مجھے — پاؤن رکھتا ہون بچا کر سایۂ دیوار کو
دلبران لاہوتے ہو خونخوار و دشمن ضعیف — سو رہے جو دیکھو تو کھا جاتا ہے کیا تلوار کو
پڑ گئی زنجیر میرے بیڑیون کی پاؤن مین — کہیے مقناطیس سنگ آستان یار کو
درد ہو اہل نظر کا کیا آنکھین جو ہین بینا — پوچھتا ہے کوئی گل کب نرگس بیمار کو
مشغبچہ بکر لے لگا لیتے ہین جواب آستین — میکدے مین ہمنے دیکھا مرغ آتشخوار کو
رتبۂ اعلیٰ مین ظالم ترک کر دیتے ہین ظلم — پاؤن سے کاہش نہین خار سر دیوار کو
ہے یہ ناساز طبیعت ہجر ناساز نشاط — شیخ سبحان جانتا ہون سارے کے ہزار کو
مجھ سے حال چشم تر تحریر ہو سکتا نہین — ہاے خط لیجا صبا اک ابر دریا بار کو
برہمن ہو کر مسلمان کرتے ہین دنیا کو سیاہ — رام ہو جاتے ہین گویا توڑ کر زنار کو
شاہ ہو جاتی ہین استادون کی آنکھین جھوت — کھینچتا ہون جب ہین دل سے آہ آتشبار کو
جبکہ طبیعت اللہ مین ناسخ بتون کا ہو مقام — یار کیونکر ہو نہ بزم یار مین اغیار کو

رستم سر زنجیر پر سر جھکائے بیٹھے ہین کہ پاؤن مین نوک خنجر کی چبھی اُف کہکر پاؤن کو اٹھا لیا
حیران حیران دیکھنے لگے کہ شاید بچھو نے ڈنک مارا کہ چہرہ نقب کا ٹوٹا دیکھا کہ ملکہ رنگین ادا
فگلین چہرہ اداس عالم یاس زلفون پر گرد پڑی ہوئی رستم نے گھبرا کر کہا کہ اے شہنشاہ خوبی
وا ے سرور ان باغ محبوبی تم یہان کہان آئین ملکہ رنگین ادا نے کہا کہ آپ کو رہا کرنے
آئی ہون کنیزون کی صلاح سے نقب دی شکر ہے کہ آپ تک پہونچی یہ کہکر نیچے سے ہتھکڑی
کاٹی جیسے ہی ہتھکڑی کٹی رستم نے خانۂ زور مین آکر قید کو توڑ ڈالا تلوون سے خون جاری
ہوا ملکہ رنگین ادا دوپٹے سے خون پوچھنے لگین چنچل جو بیرون خیمہ بیٹھی تھی اُسنے کہا
کہ یہ کیسی جھنجھناہٹ کی آواز آئی شاید قیدی زنجیر ہلا رہا ہے تیغہ کھینچے ہوے قید خانے مین
آئی دیکھا کہ رستم کے برابر ملکہ رنگین ادا کھڑی ہین جہان جہان کہ خون نکلا ہے زخمون پر
آنکھین مل رہی ہین چنچل کنیز ہاتھ مین تیغہ لیے کھڑی تھی رستم کو ڈرانے لگی رستم نے
کلائی تھام کر ایک طمانچہ مار دیا کہ سر چنچل کا اڑ گیا رستم تلوار کھینچ کر باہر نکلے سوار و پیدل
دوڑ پڑے غُل ہوا کہ قیدی بگڑ گیا ہرکارون نے جاکر مجنون تاجدار کو جگایا مجنون آنکھین
ملتا ہوا اُٹھا گھبرا کر پوچھتا ہے کہ کیون یارو خیر تو ہے ہرکارے عرض کرتے ہین حضور قیدی
بگڑ گیا قید خانے سے نکل آیا کئی سو نگہبان مارے گئے در خیمہ پر لڑ رہا ہے مجنون اُٹھا
ہتھیار لگائے تخت پر سوار ہوکے چلا دور سے دیکھا کہ رستم شیرانہ لڑ رہے ہین دریا خون کا
بہا دیا ہے چہار جانب سے فوج گھیرے ہوے ہے مجنون نے نقیبون کو اشارہ کیا نقیبون
نے بڑھکر فوج کو ترغیب جنگ دی پکارتے پھرتے ہین نظم

تھا فلان باغ یہ نہین دلکش — جسکو دیکھو وہ ہے پریشان دش
اس چمن کی ہوا ہے بہمن ودی — آستین زن چراغ عقل پہ ہے
خاک جب ہو گئے قد رعنا — تب ہوا سرو خوشنما پیدا
لالہ رو دل پہ لے گئے جب داغ — تب ہوا لالہ زیب محفل باغ
جب مٹے میکشان محفل درد — جعفری نے دکھایا تب رخ زرد
جب ہوے خاک صاحب کاکل — تب نظر آنے لگے گیسوے سنبل

مرگئے جب ہزار غنچہ دہان ہوا گلشن مین ایک غنچہ عیان
گل ہوا جب چراغ عارض یار تب گلستان مین گل ہوا انبار
نرگسی چشم ہین جو دفن یہین چشم نرگس جھکی ہی سوئے زمین
شاخ پر ہی جو سیب زیب چمن کسی محبوب کا ہی سیب ذقن
عقدہ لیمون کا ہی یہی احسان تھا قلعہ کل من علیہا فان
خاک مین گلرخان جو سوتے ہین باغ مین آبشار روتے ہین
دیکھ کر بے ثباتی عالم ہمہ تن اشک ہو گئی شبنم
جب ہوا صرصر خزان کا ڈر خاک اڑانے لگی نسیم سحر
اسی اندوہ مین کرو جو قیاس گل سوسن کا ہی کبود لباس
یہ گلستان نہین ہی قابل سیر کرے اللہ خاتمہ بالخیر

نقیبون نے جو یہ اشعار پڑھے فوج والے رستم پر جا پڑے مگر رستم شیرانہ لڑ رہے ہین مجنون تاجدار دور سے دیکھ رہا ہی بار بار فوج کو ترغیب دیتا ہی کہ یارو اس جوان کو گرفتار کر لو جو افسر سامنے رستم پیلتن کے پہونچا علامت شمشیر آبدار ہوا کئی سو افسر ہاتھ سے رستم کے داخل جہنم ہوئے مجنون تاجدار ہر چند چاہتا ہی کہ فوج بلوہ کر کے رستم کو گرفتار کرے فوج ہر مرتبہ بلوہ کرتی ہی کہ رستم پر جا پڑے مگر کیا مجال ہی کہ رستم پیلتن کی پلک جھپکے جسنے آکر وار کیا رستم نے ہاتھ تلوار کا مار دیا اسکے دو ٹکڑے ہوئے طرف مجنون کے چلے چاہتے ہین کہ اس مکار کا خاتمہ ہو مگر مجنون قریب نہین آتا ملکہ رنگین ادا خیمہ سے دیکھ رہی تھین چالیس کنیزین ساتھ آئی ہین ملکہ رنگین ادا نے کہا کہ صاحبو شاہزادہ بے طور گھرا ہی اب اسوقت مدد کرنا چاہیے یہ سوچ کر مع چالیس کنیزون کے ملکہ نکل پڑین چالیس کنیزون نے نکال شمشیر زنی کی جوہر دکھانا شروع کیے دور سے مجنون تاجدار نے دیکھا کہ ایک نقابدار جنگ کر رہا ہی ساتھ والون سے کہا کہ یہ کون ہی یہ کیون اپنی جان دیتا ہی نگہبانون نے عرض کی کہ حضور کی صاحبزادی ہین باغ سے نقب لگا کر آئین رستم کو دیکھا اب بیقراری مین آپڑی ہین مجنون تاجدار نے اشارہ کیا کہ تم سب مل کر

چونکہ زخمی ہوئی گھوڑے نے طرارہ بھرا وہ افسر گھوڑے سے گرا اپنے گھوڑے کے
پاؤں سے پامال ہوا رستم نے قریب آکر دوسرے افسر کو مارا مجنون تاجدار نے دور سے
دیکھا کہ رستم کے جسم پہ تیر بہت سے پڑے ہیں تمام جسم چھنا ہوا ہے بلکہ فوارہ بنا ہوا
ہے گھوڑے کو بڑھایا فوج کو ترغیب دیتا ہے کہ یارو جس طرح بنے گھیر کر اس جوان کو
مارلو وہ وہ افسر مارے گئے ہیں کہ جنکی ذات سے انتظام لشکر تھا اب لشکر کو کون
سنبھالے کیکے بھروسے پر لشکر لڑے علمدار کو اشارہ کیا علمدار لشکر ہاتھی پہ سوار
جھنڈا بغل میں دابے ہوئے ترغیب جنگ کرتا ہوا آتا ہے بڑے قد و قامت کا جوان
ہے لوگ اسکی وجہ سے چاک چابک کر لڑ رہے ہیں رستم نے طرف علمدار کے رخ کیا علمدار
نے ہاتھی کو اشارہ کیا بچہ بڑی چیز و دہشت کا ہاتھی نے سونڈ بڑھائی رستم گھوڑے سے
کود پڑے ہاتھ اپنے بڑھا دیے ہاتھی نے اپنے نزدیک ہاتھ رستم کے لپیٹے رستم نے دونوں
ہاتھوں سے سونڈ کو تھاما دونوں پاؤں سے پاؤں ملا کر یکہ مارا بیچ سے گردن
ہاتھی کی کھنسیٹ لی ہاتھی نے چیخ کھایا زمین پر گرا علمدار نے کود کر ہاتھ مارا رستم پلٹن نے
کلائی تھام لی ایک طمانچہ مار دیا علمدار کا سر اڑ گیا فوج پر عالم ماتم کا مجنون تاجدار نے
جو لاشہ علمدار کا دیکھا سر پیٹنے لگا کہتا تھا کہ بڑا جانباز مارا گیا اسکا لاشہ اٹھاؤ افسران فوج
نے بڑھکر قصد کیا کہ لاشہ علمدار کا اٹھائیں برق شمشیر رستم چمک رہی ہے جو قریب آیا
مارا گیا کئی سو جوان اس مقام پر قتل ہوئے دریا سے خون بہہ گئے رستم لڑائی کو جمیل کر
میدان پر کھیل کے لئے بڑھے قریب مجنون تاجدار کے پہنچے مجنون نے جو رستم کو اس
شان و شوکت سے دیکھا پکار اٹھا کہ اے شہریار الامان رستم نے ہاتھ روک لیا بلکہ
پکار کر کہا کہ اے شہریار یہ وہی مکار ہے کہ جسنے دم دیکر آپ کو قید کیا تھا اب بھی مقام غور
ہے رستم نے کہا کہ ہمارا طریقہ ہے جو امان مانگتا ہے اسکو امان دیتے ہیں اگر مکر کرے گا
تو پروردگار مدد کریگا اس بلا کو رد کریگا دیکھا کیونکر رہائی پائی مجنون تاجدار یہ باتیں
جان لشکر کی سنکر قدموں سے لپٹ گیا زنگ کفر آئینہ دل سے دور ہوا قلب کو سرور ہوا کلمہ
طیبہ پڑھ کر بصدق دل مسلمان ہوا فوج والوں کو آواز دی کہ جس کو میرا ساتھ دینا ہو دین

اسلام قبول کرے ورنہ اختیار ہے میرے لشکر سے نکل جائے سب نے بڑھ کر عرض کی کہ ہم سب آپ کے ساتھ ہیں جو حکم دیجیے بجا لائیں سب افسروں کو مجنون تاجدار نے کلمہ پڑھایا سب کو مسلمان کر کے خدمت رستم میں لایا رستم نے ایک ایک کو گلے سے لگایا ملکہ کو بارگاہ میں داخل کیا خیموں میں ٹانکے دیے عاشق و معشوق خوش ہو کر بیٹھے کنیزیں لڑا کر آئی ہیں ساز درست ہوئے مبارکباد بجنے لگی ملکہ رنگین ادا نے کہا کوئی غزل عاشقانہ گاؤ ایک نازنین نے یہ اشعار عاشقانہ شروع کیے نظم

صاف ہے دیوانۂ گیسوے خمدار آئینہ
دیکھتا ہے ٹکٹکی باندھے رخ یار آئینہ
شاید اس روے مخطط سے کوئی تشبیہ دے
حسن سے آگاہ ہو کر قتل عالم کو کیا
ہے شب گیسو میں روشن رتبۂ رخسار یار
چاہیے اس بار کرم کی مدح خوانی کے لیے
دیکھ لیتا ہے وہ اپنے منھ کو ہر اندام میں
پڑ گیا مژگان قاتل کی جو تلواروں کا عکس
دیکھتا ہے نشہ کے عالم میں اپنے حسن کو
تو وہ ہے خورشید تابندہ کہ تیرے عکس سے
گو نہ ہو امیدوار اس محبوب کے دیدار کی
کیا صفاے پیکر دلدار کی تاثیر ہے
سامنے آنکھوں کے آئینہ بہت رکھا نہ کر
شیشے طاقوں میں ہیں شیشوں میں ہیں پریاں جلوہ گر
دولت سرو اسے پاتے ہیں شہرت صفا دل
جسم قاتل پر جو ہر شے کا نظر آتا ہے عکس
[illegible] خورشید و سلیمان ہو سکتی رکھتا [illegible]

کیوں نہ ہو زنجیر جو ہر ہیں گرفتار آئینہ
رشک دیتا ہے مجھے مانند اغیار آئینہ
اسلیے طوطی سے رکھتا ہے سروکار آئینہ
دست قاتل میں ہوا شمشیر خونخوار آئینہ
ہر شب تاریک میں ہے ورنہ بیکار آئینہ
کیا عجب گر قرض لے طوطی سے منقار آئینہ
خلوت محبوب میں رہتا ہے بیکار آئینہ
ہو گیا مانند شانہ دو دل ہے افگار آئینہ
ساغر مے کو سمجھتا ہے وہ میخوار آئینہ
بن گیا مثل مہ تابان شب تار آئینہ
باہر اپنے گھر سے کبھی نکلے نہ زنہار آئینہ
گر وہ لگ بیٹھے وہیں بن جائے دیوار آئینہ
ہے ستم لیجاتے ہیں کم بیش بیمار آئینہ
کیا لگا لے اپنے سینے میں غبار آئینہ
آہنوں میں ہو سکتا رکھا [illegible] آئینہ
جانتے ہیں بیچ دانا سے ہے دو چار آئینہ
جام آنکھوں میں ہیں نرگس میں ہیں [illegible] آئینہ

آج ایسی تاریخ میں ہوں سکندر ملک سخن | ہیں صفات سے لفظ و معنی سے سب اشعار آئینہ

ہنگامہ عیش و نشاط گرم ہے محجوب تاجدار نے وزیرزادی کو بلا کر حکم دیا کہ جا کر رستم کے سینے پر ترنج خوشبو کی لگاؤ میں نے ملکہ رنگین ادا کو منسوب کیا وزیرزادی نے جا کر اسی وقت ترنج خوشبو کی سینے پر رستم کے لگایا رستم کا چہرہ خوشی سے سرخ ہوگیا مبارک سلامت کی صدائیں بلند ہوئیں رستم باہر تشریف لائے سب افسروں نے نذریں دیں عیش گرمی صحبت میں رستم کو سہیل کا خیال آیا رنگ رو متغیر ہوا محجوب تاجدار نے پوچھا کہ کیوں اے آقا کے نامدار مزاج کیسا ہے رستم نے آنکھوں میں آنسو بھر کر کہا کہ نہیں معلوم ہمارے یار وفادار پر کیا گذری محجوب نے نام و نشان پوچھا رستم نے سب کیفیت بیان کی محجوب تاجدار نے کہا کہ چلیے میں بھی ساتھ ہوں رستم نے جلدی میں ملکہ رنگین ادا سے عقد کیا گل مراد حاصل ہوا۔۔ اس شاہزادی سے ایک شاہزادہ پیدا ہوگا ذکر اسکا کسی مقام پر کیا جائیگا بعد فراغ عقد رستم نے محجوب تاجدار سے کہا کہ تیاری سفر کرو ہمکو اپنے دوست کا خیال ہے نہیں معلوم فتاح کس طرح پیش آیا سہیل کو تو یا کت نہیں ہے کہ اس بادشاہ زبردست سے مقابلہ کرسکے اُسکے ساتھ فوج بہت ہے وہ بھی زبردست ہے محل میں آکر رستم نے ذکر کیا کہ اے ملکہ عالم کل ہم جائیں گے انشاء اللہ بعد فراغ فتح طلسم ہفت پیکر کے ملاقات ہوگی ملکہ رنگین ادا نے دامن پکڑ لیا کہا کہ اے شہریار میری تو عجب کیفیت ہے میں چاہتی ہوں کہ مجکو بھی اپنے ہمراہ لے چلیے ورنہ تڑپ تڑپ کر مر جاؤنگی آپ کو بجز افسوس کے کچھ ہاتھ نہ آئیگا

نظم

کر ترے دست حنائی دیکھ پائے عندلیب
شاخ گل کو آہ سوزاں سے جلائے عندلیب

راز پوشی کاش ہمکو بھی سکھائے عندلیب
نام شبنم کا ہوا در تا نسو بہائے عندلیب

جامہ گل دیکھ دوں الٹی ہنسی آتی ہے کیا
ہے یہی ہر صبح گلشن میں دعائے عندلیب

قفس میں تیرا اسیر اک ہے مثل گل اے خوش خرام
ہر صدائے پا ہے رشک نغمہائے عندلیب

موسم گل ہے جو آئی تو مرجائیگی
صبح گلشن میں شبیہ اپنی پرائے عندلیب

طالبان تنگ کب پامال [illegible]
آفت قمری ہے قامت باغ بلائے عندلیب

اپنا دل سا جانتا ہوں غنچہ کے بھی دل کا حال
سوئے گل ہرگز نہ دیکھوں بے حجاب غنچہ لپیٹ

تو وہ ہو پرکالۂ آتش جو گرے باغ میں
پھر تو رخ سے چراغ گل جلائے غنچہ لپیٹ

صحن گلشن میں دکھا کر قامت گلرنگ کو
تو اگر چاہے تو قمری سے اڑا لے غنچہ لپیٹ

آتش گل سے جو اسکو سلگاتے داغ باغبان
دور ہو جائیں ابھی سب دردہائے سینہ لپیٹ

جانتی ہو شاخ گل صبا تیرے ہاتھ کو +
تو دیکھوں تیرے قابو میں ذرا غنچہ لپیٹ

عازم سیر چمن گر ہو مرا گل پیرہن
توڑ کر کلیاں کو رستے میں چھپا لے غنچہ لپیٹ

جام ہو خنداں برنگ گل ہو ساقی تو ہم میں
ہے یقیں آ جائے لطف سے صدائے غنچہ لپیٹ

ہر خیاباں میں ہزاروں ہی تڑپ کر مر گئیں
کیا دبا یہ موسم گل ہے برائے غنچہ لپیٹ

دیکھ کر گل کو حقارت سے وہ گل کہنے لگا
بس یہی ہو شاہد رنگیں قبا سے غنچہ لپیٹ

بعد مردن اڑتے پھرتے ہیں چمن میں بال و پر
عشق گل میں دیکھ اے ناصح وفائے غنچہ لپیٹ

رستم نے اشک آنکھوں سے ملکہ رنگین ادا کے پاک کیے اور فرمایا کہ اے رفیق شفیق مجھکو کیا معاملہ درپیش ہے کہ جانا ہی مناسب ہے میں کئی سال سے اس طلسم کی فتاحی میں مصروف ہوں سامان مختلف جات ممکن ہو چکے اب ہفت پیکر سے مقابلہ باقی ہے انشاء اللہ تعالیٰ ایک طرف سے قبلہ و کعبہ بھی آتے ہیں اس طلسم کی فتاحی میرے نام پر موقوف ہے انشاء اللہ بعد فتح طلسم ہفت پیکر و قتل ہفت پیکر میں اسی طرف سے آؤنگا ضرور یہاں آکر ٹھہرونگا اے ملکہ عالم تم اطمینان رکھو زیادہ نہ گھبراؤ میں ضرور آؤنگا الغرض رنگین ادا کو سمجھا کر بیرون محل آئے مجنون تاجدار سے کہا کہ تیاری کرو لشکر آراستہ ہو ہمکو کوچ کی ضرورت ہے مجنون تاجدار نے عرض کی کہ غلام ہمراہ چلیگا میں نے اس لیے اطاعت نہیں کی ہے کہ دامن دولت سرکار کا چھوٹے ہمیشہ یہی چاہتا ہوں کہ ہمراہ سرکار رہوں مگر یہ کنیز آپ کی بہت بیقرار ہے میں نے اسکو بہت سمجھایا مگر وہ یہی چاہتی ہے کہ ہمراہ چلے رستم نے کہا کہ اے مجنون تاجدار عورات کا ہمراہ ہونا باعث خرابی ہے اب انشاء اللہ تعالیٰ میں سیدھا طرف سہیل قزاق کے جاؤنگا اسکو فتاح نے گھیرا ہے اس سے جاکر مقابلہ کرنا ہے لہذا جلد لشکر تیار کرو لشکر تیار ہوا رستم جب سوار ہونے لگے تو ملکہ رنگین ادا روتی ہوئی

محل سے نکل آئیں رکاب پہ ہاتھ رکھدیا اور عرض کی کہ اے شہریار آپکے فراق میں کیا گذریگی یہی کہتی پھرونگی نظم

تو نظر آتا نہیں لیکن منور بام ہے
جلوہ تیرا ابھی برنگ آفتاب شام ہے

پھول اپنی کاکل پیچان میں گھر کر بلبلو
ہنس کے کہتا ہے وہ گل دیکھو یہ گل کا دام ہے

تو نے اے صیاد دیکھا ہے کبھی ایسا بھی صید
پیکر لاغر مرا مژگان چشم دام ہے

کھینچ کر تصویر چشم یار مانی نے کہا
باغ عالم میں کیسا ایسا کاغذی بادام ہے

دیکھنا اے محتسب تاثیر ایام بہار
کم نہیں گل سے وہ محفل میں شگفتہ جام ہے

پنج فرقت کو اجل نے آج آدھا کر دیا
روح ہے بیتاب لیکن جسم کو آرام ہے

ہم وہ میکش ہیں کہ خالی ہو گئے ہیں خم کے خم
پیش ساقی وہ ہیں اب تک بے رنگ جام ہے

میری آنکھیں جسطرح محبوب کی مشتاق ہیں
یار تون سے کان کو بھی حسرت پیغام ہے

ختم ہے ناسخ کے دل پہ ننگ نام غیر ہے
جسکی خاتم میں فقط ختم الرسل کا نام ہے

رستم پیلتن نے گلے سے لگا لیا کہا اے ملکہ عالم صبر کرو جبر کرو ہم کہیں ساتھ نہیں لیجا سکتے مستورات کے ساتھ لیجانے میں بڑی بدنامی ہے ملکہ رنگین ادا کو سمجھا کر اندر محل کے بھیجا ملکہ کے نکلنے سے کنیزین بھی باہر نکل آئی تھیں انکو بھی اندر بھیجا مجنون تاجدار تخت پر سوار ہوا رستم مرکب پر سوار ہوے ساٹھ ہزار سوار و پیدل ہمراہ رکاب سعادت انتساب ہوے اس شوکت و شان سے کوچ کیا بشوکت تمام و بکیفیت مالا کلام طرف کوہ کے کوچ کیا اب حال سہیل عرض کرتا ہون کہ یہان فتاح کو معلوم ہوا کہ جس جوان نے ایلچی کو مارا تھا وہ غائب ہو گیا عیار میرا لیے آتا تھا راہ میں ایک لقا بدار چھین لے گیا اب اسکا ملنا دشوار ہے سہیل قزاق کے نام پیغام بھیجا کہ اے سہیل جسکو گھیرا ہے تم نکلے وہ ضائع ہوے ایسا حال میرا ہوا لیکر وہ اسی مین غیر ہے ورنہ قیامت برپا کرونگا سہیل نے جواب دیا کہ اے مغرور مجھ سے ہو سکے تو ضرور کرنا خدا میرا حافظ و ناصر ہے ضرور مدد کریگا اور جس حال کو لکھا جسکا اسکا ملنا ہمارے قتل پر موقوف ہے اول شہریار کی تلاش کرین سے ہرکارہ روانہ کیے ہیں انشاء اللہ تعالی اسکا بھی پتہ لگیگا یہ جواب سنکر فتاح بہت جھلایا

حکم دیا کہ ابھی ابھی طبل جنگی بجے ہرکاروں نے یہ خبر سہیل کو پہونچائی کہ فتاح نے طبل جنگی
بجوایا ہے اُسکا ارادہ ہے کہ کل میدان میں نکل کر آمادہ کارزار ہو سہیل نے یہ سنکر ٹھنڈی
سانس کھینچی کہا کہ یارو ہرچند کہ اُس جوان کا نہ ہونا سبب کلیجے پر چھریاں پھیر رہی لیکن
ایلچی کو کس زور و شور سے اُسنے مارا انشاء اللہ تعالے کل میدان میں فتاح سے مقابلہ
کرونگا تصدق سے اُس جوان کے ایسی جنگ کروں کہ فتاح کے دانت کھٹے کر دوں فتاح کو
کیا حلوا سمجھا ہے بارہ برس گذرے مجکو قزاقی کرتے بڑے بڑے سرکشوں سے
مقابلہ پڑا ہمارا کام ہے کہ شب کو لڑیں دن کو کبھی اسطرح برملا مقابلہ نہیں پڑا
میں بھی فنون سپاہ گری میں کم نہیں ہوں سارے دلاوروں نے عرض کی کہ کل غلام
بھی وہ سرفروشی کریں کہ فوج کو اُسکی دنگ کریں اہل فوج فتاح یاد کریں کہ
قزاقوں سے مقابلہ پڑا ایسی تلوار چلے کہ میدان میں دریا سے خون بہ جائے وہ بھی جانیں
کہ قزاق خوب لڑے بہادر گئے راستہ خدا رات بھری صلاحیں رہیں قزاق مسلح
مکمل ہوئے ہتھیار اپنے اپنے جسم پر لگائے صبح کو سہیل لشکر لیکر میدان میں آیا ادھر
فتاح بھی لشکر و بیٹے اور شور سے میدان میں آکر ہمراہیوں کو اشارہ کیا نقیبوں نے
سرو چھیڑے بالحان داؤدی آواز میں لگانے لگے کہ اے مردان بکوشید تا جامہ زنان
نپوشید۔ فرد۔ روز جنگ است جنگ باید کرد + کوشش نام و ننگ باید کرد
کیوں یارو خیال تو کرو کہ سکندر و دارا ایسے بادشاہ عالیجاہ کیا ہوئے صرف نام
باقی ہے۔ نظم بطور مسدس

ہمنے دیکھا ہے تواریخ میں جو اہل نظر
وجہ ہو اُسکی بظاہر عقلا کے اوپر
زادرہ ہیچ ندارم چہ کنم

الغرض کچھ سکندر کے تن سے باہر
یعنی وہ آتا تھا پر دست تہی دکھلا کر
سفر دور و دراز است [illegible]

یارو جنگ کرو نام پیدا کرو اسی جنگ سے نام رہیگا یہ کہکر نقیب ہٹے فتاح سہیل قزاق
کو حقیر جانکر خود گھوڑا اُٹھاتا ہوا میدان میں آیا پکار کر آواز دی کہ اے سہیل نکل کر مجھ سے
مقابلہ کر وہ تمھارا مددگار کیا ہوا جسپر تم بڑا گھمنڈ کرتے تھے آج تماشا جرأت کا

دکھاؤنگا مردان عالم کا مال لوٹ لینا کیا آسان ہے اے سہیل بہرامی میں ہو کہ بدولت کی
قدمبوسی کرو سہیل قراق گینڈے سے اترا اور ساتھ والوں سے دیکھکر آواز دی کہ میں
مقابلے میں اُس ظالم کے جاتا ہوں جو اُسکی مراد ہو وہ مجھ سے نہیں ہو سکتی مال کو لوٹے
ہوئے کئی برس کا زمانہ ہوا آج وہ مانگتا ہے میں کہاں سے لاؤں کیونکر جمع کروں لہذا جاکر
اُس سے مقابلہ کرتا ہوں یا تو جان دی یا فتاح جہانگیر دکھادیا اُسکو اپنی جرأت کا بڑا
دعوی ہے میں نے مذہب اسلام اختیار کیا ہے میں اسی جوان کے خیال میں افسوس
کرتا ہوں کہ وہ جوان اگر موجود ہوتا اور میری جرأت کو دیکھتا تو یقین ہے کہ بہت خوش
ہوتا یہ سنکے ساتھ والے کہہ رہے ہیں کہ حضور ہم مقابلے میں جائیں جاکر اس سے
مقابلہ کریں آپ ہمارے افسر اعلی ہیں ملاحظہ فرمائیں کہ ہم کیسی جانبازی کرتے ہیں
یہ ذکر تھا کہ چند قراق دوڑے ہوئے آئے کہا کہ اے افسر ابھی ابھی ایک لشکر دیکھا کہ
ایک تاجدار تخت پر سوار ساٹھ ہزار سوار و پیادل کا لشکر ہمراہ آگے آگے وہی جوان مسلم
وکمل گھوڑا اُڑاتے ہوئے آتا ہے یہ سنکر سہیل نہال ہوگیا کہا کہ یارو میں جانتا تھا کہ وہ
جوان جہاں گیا ہوگا تلوار چلائی ہوگی دیکھو فوج لیکر ساتھ آیا ہے یقینًا اُسکو بھی جو
نہیں گذرا اسی انتظام میں تھا یہ کہکر گینڈے پر سوار ہوا گینڈا آگے بڑھایا لشکر سے
اپنے نکلا تھا کہ نوبت ونقارے کی آواز کان میں آئی دیکھا کہ آگے آگے تخت پر ایک تاجدار
پشت پر ساٹھ ہزار سوار و پیادل آگے سب کے رستم پیلتن گھوڑا اُڑاتے ہوئے آتے ہیں
سہیل نے بڑھکر سلام کیا پوچھا کہ اے شہریار یہ فوج کہاں سے آئی یہ تاجدار کون ہے رستم
نے سب حال بیان کیا اور فرمایا کہ اے سہیل اے یادگار تیری فکر میں تھا تجھپر کیا گذری
سہیل نے عرض کی کہ فتاح جہانگیر دیوان کا زادہ ہے یہ غلام اسکے مقابلے میں جاتا ہے
آپ کی آمد کی خبر سنکر غلام چلا آیا کہ آپکی زیارت کرلوں اب یہ غلام رخصت ہوتا ہے
رستم نے کہا کہ اے سہیل میں مقابلے میں جاتا ہوں میں اُس سے بڑھکر مقابلہ کرتا ہوں
یہ سنکر سہیل قدموں سے لپٹ گیا کہا کہ اے آقا سے نامدار میری جانبازی دیکھئے آپ
بالا شاہ اُس سے لڑوں دیکھئے کس طور سے اُس سے جنگ کرتا ہوں فنون سپہگری میں

داشت کٹے کرونگا فتاح کو اپنے قوت بازو پر بڑا ناز ہی رستم نے سر سینے سے اُسکا لگایا
اور فرمایا کہ تم تماشا دیکھو ابھی کیا گذرتی ہی فتاح کی مشکین باندھکر لاتا ہون یا تو موت اُسکی
میرے ہاتھ سے ہی یا جنگ دو سردارو اگر قضا میری اُسکے ہاتھ سے ہی تو قمر و سرنٹے تجیم
زشمشیر حبیب + ہرچہ آید بر سرش بالقبیب + انشاء اللہ تعالے ایسے طور سے مقابلہ کرونگا
کہ تماشا دیکھنے والے خوش ہون بس یہ کہکر رستم نے مرکب اپنا بڑھایا سہیل رونے لگا
کہا کہ ای شہریار یہ کیونکر گوارا ہو کہ آپ جاکر فتاح سے مقابلہ کرین وہ جوان زبردست ہی
رستم نے کہا کہ تم دور سے تماشا دیکھنا حال کھل جائیگا انشاء اللہ وہ میرے ہاتھ سے
امان نہ پائیگا سہیل نے ہرچند منع کیا رستم نے نہ مانا مرکب پیواصفت سے نکلا دیکھا کہ
فتاح چہار نگر چہار طرف سے گھیرا ڈال چکا ہی آپ گینڈے کو جھکاتا ہوا آتا ہی رستم نے
للکارا کہ او مغرور بس آگے نہ بڑھنا ورنہ سزا پائیگا فتاح نے جو ایک جوان حسین کو دیکھا
پکار کر آواز دی کہ ای جوان تجکو سہیل نے کیون بھیجا ہی کیا تو اُسکے لشکر کا تیل ماش ہی
تجھے کیا موت کی تلاش ہی رستم نے کہا کہ تیری جان کا ملک الموت ہون یہ کہکر قریب
فتاح کے پہونچے فتاح نے نیزہ مارا رستم نے نیزے کو نیزے کی سنان پر روکا ساتوین
طعن مین نیزہ اُسکا ہوائی کیا فتاح نے تلوار کھینچی ہاتھ تلوار کا مارا رستم نے تلوار کو تلوار
پر روکا جب دو چار وار چل چکے تو رستم نے ایک مقام پر ٹھہر کر تاکر سر پر ہاتھ مارا چنانکہ
تیغ ہفت جوہر گرا سپر کو کاٹتا یا قبہ سپر پہ جمکا تھا یا زمین پر آکر پیوست ہو یا بلرزہ ہوا کہ فتاح
مارا گیا فوج والون نے جو اپنے افسر کو کشتہ دیکھا سات ہزار جوان جو جیسے کھڑے تھے
رستم پر آ پڑے رستم گھوڑا اُٹھا کر فوج فتاح پر جا پڑے نعرہ شیرانہ کیا سہیل نے
دیکھا کہ رستم نے جاکر فتاح کو مارا مثل گل کے شگفتہ ہو گیا تلوار کھینچ کر لشکر سے باہر
نکلا قراقون سے اشارہ کیا کہ ان نامردون کو مارلو قراقون نے جو اشارہ پایا مرکب
اُٹھا کر جا پڑے مصباح تاجدار فتاح کا بھائی کل فوج کا افسر تھا اُسنے بڑھ کر
رستم سے مقابلہ کیا ہاتھ تلوار کا مارا رستم نے تلوار کو تلوار پر روکا جب وہ دوبارہ
ہاتھ تلوار کا مارا تو رستم نے پانو بچا کر کلائی پہ ہاتھ ڈال دیا تلوار چھین کے پھینک دی

کمر مین ہاتھ ڈال کر اُٹھا لیا مصباح نے کہا کہ الامان رستم نے کہا کہ امان بشرط ایمان
مصباح نے عرض کی کہ جب تک زندہ ہون غلامی سے کبھی گردن تابی نکرونگا یہ کہکے
کلمہ پڑھا بصدق مسلمان ہوا فوج والون کو آواز دی کہ یارو مین نے رستم کی اطاعت
کی جسکو میرا ساتھ دینا ہو میرے ساتھ رہے ورنہ اختیار رہے سب نے کہا کہ جو حضور کا
مذہب ہے وہ ہی ہمارا ایکی مذہب ہے سات ہزار جوان دائرۂ اسلام مین آئے سہیل
کو بڑی خوشی حاصل ہوئی کل فوج کو لیکر اسی صحرا مین فرودکش ہوا رستم نے کہا کہ
اے سہیل اب کوچ کرو نہین معلوم ہمارے افسرون پر کیا گذری سہیل نے عرض کی
کہ غلام تا قیامت دامن دولت نہ چھوڑیگا ہمراہ رکاب رہیگا گر دونون افسرون سے
اسی ہزار فوج کو تیار کیا صبح کو رستم سوار ہوے بصد شوکت وحشم جاتے ہین ایک
منزل چلکر ایک صحراے سبزہ زار مین پہونچے دیکھا کہ صحراے سبزہ زار و نواح دلکشا ہے
پھولون سے تمام میدان بھرا ہوا ہے طائر درختون پر زمزمہ سرائی کر رہے ہین اور اکثر
طائران زمزمہ سرا اُس صحرا مین کاہیل کرتے پھرتے ہین نہرین آب صاف و شفاف سے مملو
قمریان بر سرو مصروف ہین ایسے کو کو پپیہا پی کہکے جان دیتا ہے وسہام اپنے
معشوق کا نام لیتا ہے وہ صدا دیتا ہے کہ صاحبان محبت کلیجہ اپنا تھام لیتے ہین رستم
کو وہ صحرا بہت پسند آیا افسرون سے کہا کہ آج اسی مقام پر اترو شب بھر اسی مقام
پر ہین صبح کو چلینگے یہ فرما کر لشکر کو حکم دیا سوار گھوڑون سے اُترے گھوڑے صحرا مین
باندھ دیے پیادل ہوکر اس صحرا مین پھرنے لگے بارگاہ رستم استادہ ہوئی رستم داخل
بارگاہ ہوے مگر صحرا کی رعنائی ایسی پسند آئی کہ بڑی رات گئے تک سیر دیکھا کیے پردے
بارگاہ کے اُٹھے ہوے ہین افسرون نے عرض کی کہ حضور خاصہ نوش کرکے آرام کرین
سویرے کوچ مین کمی نہ ہو رستم نے جواب دیا کہ یہ مقام ایسا دلچسپ ہے کہ نگاہ نہین ہٹتی
اے سہیل دیکھو تو شب کا وقت ہے چاندنی کا تماشا دیکھکر دل لہراتا ہے یہی جی چاہتا ہے
کہ اس صحرا مین ٹھہرین کل صحرا کی سیر کرین یہ سنکر افسر خاموش ہو رہے رستم نے
بارہ بجے خاصہ نوش کیا عیار انکا مترسک بلند اقبال کہ نہایت چست و چالاک فنون عیاری

میں بیباک ہو سامنے بیٹھکر یہ اشعار عاشقانہ گانے لگا۔ نظم

کل تیج تاب کچھ نہیں حد سے زیادہ تھا — کھٹتا نہ کیوں کہ رشتۂ جان تاب دادہ تھا
کیا شوق وصل یار مجھی کو زیادہ تھا — تجھ سے بھی کچھ بڑھا ہوا میرا ارادہ تھا
ہر چند تیرے ملنے سے کچھ بڑھ گیا تھا دل — پھر بھی یہ تنگ شوق ہی میرا زیادہ تھا
چلتا تھا دشت شوق میں سر پر قدم قدم — آرا ہمارے واسطے ہر ایک جادہ تھا
پایا ہر اک جواب کا قاصد جواب صاف — بھیجا تھا کاغذ اسنے جو ہمکو وہ سادہ تھا
محفل میں تیری مجھکو دکھاتا جو آنکھیں — ایسا رقیب کون سا سرہنگ زادہ تھا
لڑوا دیا مجھے مرے دل سے آنسو آنکھ نے — دو بادہ کش حریف تھے اک جام بادہ تھا
مجنوں سے تھا بہت ترے دیوانے کو ... — دونوں کا ایک سلسلہ اک خانوادہ تھا
صحرا میں میرا ساتھ جنون بھی نہ دے سکا — اس راہ میں سوار سے آگے پیادہ تھا
بیعت سبو سے رند خرابات کیسے کیا — وہ تنگ دست ہاتھ ہمارا کشادہ تھا
کیوں تھوڑے تھوڑے ہو گئے ہوا تیغ دیکھ کر — تم سے کبھی شوخیوں میں کوئی کیا زیادہ تھا
آنے کو تھے نہ آنے دیا میرے گھر انہیں — گویا مرا رقیب انہیں کا ارادہ تھا
تیری گلی کے لوگوں کا اللہ رے شوق تھا — آغوش کی طرح در جنت کشادہ تھا
دعویٰ تھا آنکھوں کا بھی ابرو سے یار کو — ابرو کا تل نہ تھا کوئی سرہنگ زادہ تھا
بنا آج ہی ہوا ہے شب ہجر میں جلال — کل تک در قبول سخا ہی کشادہ تھا

رستم یہ اشعار سنتے سنتے سو گئے سہاک اٹھ آیا افسروں نے بھی جا کر آرام کیا بعد تھوڑی دیر کے رستم کی آنکھ کھلی اٹھ بیٹھے کہ کان میں آواز آئی کہ جیسے کوئی آفت کشیدہ دردمند وصل ندیدہ تڑپ تڑپ کر رو رہا ہے آہ کر کے صدا دیتا ہے کہ اے فلک کج رفتار و اے گردون غدار کہاں تک میرے ساتھ کج روی کریگا اب قلب میں برداشت کی طاقت نہیں روح کو جسم نہیں اسے معشوق خوبرو رو سے زیبا اپنا دکھا دے نقاب چہرے سے اٹھا دے کہ اب بیقراری زیادہ ہے یہ طالب جمال جان دینے پر آمادہ ہے رستم یہ صدائے دردناک سنکر بیقرار ہو گئے اپنے مقام سے اٹھ تیغ ہفت جوہر ہاتھ میں لیا

صرف خود ہین لیا ٹہلتے ہوے باہر آئے طرف صحرا کے چلے سماک یلدا قی عیار طلسلا یہ دیکھ رہا تھا دور سے دیکھا کہ آقا تنہا جاتے ہین جست وخیز کرتا ہوا قریب آیا دست بستہ عرض کی کہ مین تو حضور کو سلا کے آیا تھا آپ کہان تشریف لیے چلے رستم نے کہا کہ کوئی بندۂ خدا رو رہا ہی اُسکی صداے دردناک نے بیتاب کر دیا جا کے دیکھون کہ یہ کون دردرسیدہ رو رہا ہی کس مصیبت مین مبتلا ہی سماک بھی ساتھ ہوا رستم باتین کرتے ہوے چلے فرماتے ہوے کہ ای سماک حقیقت مین یہ صحرا پُر فضا ہی دل لگی کی جا ہی سماک کہتا ہی کہ حضور یہ مقام پُر آشوب ہی کوئی غول بیابانی صدا دیتا ہوگا آپ نہ جائین تو بہتر ہی رستم نے کہا کہ نہ جانا تو غیر ممکن ہی چلتے ہین حال کھل جائیگا اُن ہی نخلستان مین رستم چلے جاتے ہین صدا ہر مرتبہ قریب معلوم ہوتی ہی بیقراری اُس رونے والے کی بڑھتی جاتی ہی رستم نے صحرا مین آکر دیکھا کہ زیر نخل ایک جوان حسین و شکیل سر جھکائے بیٹھا ہی یاد مین اپنی معشوقہ کے رو رہا ہی سر نگون کلیجہ خون آنکھون سے دریائے اشک جاری ترقی پر بیقراری ہر چند کہ رستم قریب آئے مگر اُس محو عشق کو خبر نہوئی رستم نے قریب آکر ہاتھ ہلایا کہا کہ ای جوان اپنا حال بیان کر مین تیرے درد کا علاج کرون اُس جوان نے حال علاج سنکر آنکھین کھولین جمال جہان آرا رستم دیکھکر سنبھلنے لگا کہا ای جوان رعنا تیرا جمال دیکھکر دل کو قوت حاصل ہوئی یہ فرمایئے کہ آپکا نام نامی کیا ہی رستم نے کہا کہ فرزند صاحبقران یعنی علمشاہ نوجوان نام نامی سنکر اُس جوان نے قدمون پر سر رکھ دیا کہا کہ ای شہریار غلام کی عجب کیفیت ہی اصل مین یہ صورت ہی کہ پہلو سے صحرا مین ایک قلعہ ہی کہ اُسکو قلعۂ ریحانیہ کہتے ہین ریحان تاجدار باپ میرا وہانکا حاکم ہی مین سوختہ بخت دختر وزیر یعنی ملکہ سمن آرا پر عاشق ہوا جب باپ کو میرے خبر ہوئی تو اُسنے وزیر سے کہکر میری شادی کر دی کیا بیان کرون کہ غلام کو کیا خوشی ہوئی تنہائی مین جمال محبوب دیکھا بر احت بسر کرتا تھا اور سمن آرا کو بھی مجھ سے وہ محبت تھی کہ اگر پہر بھر کو باہر جاتا تھا تو بیتاب رہتی تھی بعد کئی مہینے کے مین نے ارادہ شکار کا کیا اُس محبوب مطلوب نے ضد کی کہ مین بھی ساتھ چلونگی مین نے ہر چند روکا مگر اُسکے

نہ مانا آخر اُسکو ہمراہ لیکر برائے شکار آیا علین گرمی شکار مین سامنے ایک کوہ کے پہونچا
وہان ایک قزاق رہتا ہی برہمن بت پرست اُسکا نام ہی شاید برائے شکار وہ بھی آیا تھا
چونکہ ملکہ بھی بلا تکلف صحرا مین پھر رہی تھین برہمن دیکھکر مائل ہوا فوج لاکر اُسنے گھیرا
ملکہ کا طالب ہوا کب ممکن تھا کہ معشوقہ کا دینا گوارا کرتا چند سوار و پیدل میرے بھی ساتھ
تھے آخر لڑائی ہونے لگی یہ نیازمند آپ کا اُسکا زخمی ہوا برہمن ملکہ کو گھوڑے سے
اُتار کر لے گیا مین بسبب زخمداری کے گھوڑے سے گرکر بیہوش ہوگیا باپ کو میرے
خبر ہوئی وہ آکر مجھکو اُٹھا لے گئے میرا علاج کیا جب صحت پائی ولولۂ وحشت زیادہ ہوا ایک
شب کو بسبب بیقراری کے نکل آیا اس محل کے سائے مین آکر بیٹھا اور یہ بھی خبر مین نے
پائی ہی کہ ہرچند اُس ظالم نے ملکہ پر بدعت کی مگر اُس ثابت کرے محبت نے اُسکو نہین
قبول کیا اور وہ نہایت زبردست ہی نشۂ بادۂ کبر و نخوت سے مست ہی میرے ملک مین کوئی
ایسا پہلوان نہین ہی کہ اُس سے مقابلہ کرے یاد محبوب مین آٹھ پہر روتا ہون یہ کلام جانگداز
رستم نے سماک سے کہا کہ مرکب لاؤ مین جاکر اُس ظالم سے سمجھ لونگا یا اپنی جان دونگا یا معشوقہ
اسکی دلواؤنگا سماک جاکر مرکب لایا افسرون نے یہ خبر سُنی سب آکر حاضر ہوئے سہیل نے
گھبرا کر کہا کہ ای شہریار یہ برہمن قزاق بلائے روزگار ہی اس اقلیم مین کوئی اُس سے
مقابلہ نہین کرسکتا حضور قصد نہ کرین ایسا نہو کہ سرکار کو کوئی ملال پہونچے رستم نے نہ
مانا سب کو رخصت کیا اور اکوان تاجدار کو ساتھ لیکر بتلاش برہمن چلے جب سامنے کوہ کے
پہونچے برہمن شکار کھیل رہا تھا ایک قزاق نے خبر دی کہ اکوان تاجدار آتا ہی مگر طلسم کشا
اُسکے ساتھ ہی برہمن بہت جھلایا کہا کہ طلسم کشا کا حوصلہ بڑھ گیا ہی بجا بجا اُسنے جو نامردوں
کو زیر کیا بادولت کے بھی مقابلے کا ارادہ کرلیا ایسا نابکار کے قتل کرون کہ ماہیان
دریا و مرغان ہوا اُسکے حال پر گریہ و زاری کرین اور مجھکو ذرا ترس نہ آئے یہ کہکر
گینڈا بڑھایا سامنے رستم کے آیا للکار کر آواز دی کہ ای فرزند صاحبقران مین آپ کو
بخوبی پہچانتا ہون آپ اس ہجران دیدہ کے ساتھ کہان آئے اسکی معشوقہ پر مین
عاشق ہون اور اُسکو چھین کر لایا ہون مگر وہ اسی کا دم بھرتی ہی قید مین مار ڈالونگا

کیا زندہ چھوڑونگا رستم نے کہا کہ او نابکار عورت پر ظلم کرتا ہو تجکو رحم نہین آتا زبردستی
کرتا ہو زبردستی سے کہین محبت و عشق ہوتا ہو یہ سنکر برہمن جھلایا چرخ دیکر نیزہ مارا رستم
نے نیزہ اسکا توڑ ڈالا برہمن نے قبضے پہ ہاتھ ڈالا خبردار خبردار کہکر ہاتھ تلوار کا مار دیا رستم نے
وار بچا کر کلائی پہ ہاتھ ڈالا برہمن لپٹ پڑا رستم پشت مرکب سے اترے آپس مین کشتی
ہونے لگی اس عرصے مین ملازمان برہمن بھی آ گئے صفین باندھ کر کھڑے ہو گئے تماشا سب کے
سب دیکھ رہے ہین ادھر سماک نے لشکر رستم مین خبر کی وہ بھی سب آ گئے اپنے آقا کی جرات
دیکھ رہے ہین سہیل ہر مرتبہ قصد کرتا ہو کہ ہمراہیان برہمن پر جا پڑون ان سب کو تہ تیغ کرون
مگر سماک مانع ہوتا ہو کہتا ہو کہ ای سہیل یہ امر آقائے نامدار کے خلاف ہوگا فرمائین گے
کہ جب ہمسے فیصلہ ہو جاتا تب تمہین اختیار تھا یہ فعل وہ گوارا نہ کرین گے یہ سنکر سہیل
رک جاتا ہو سب سردار آمادہ ہین کہ اگر آقائے نامدار کو کوئی چشم زخم پہونچے تو سب
قزاقون کو قتل کرین ایک کو زندہ نہ چھوڑین آج کوہ خوشرنگ کی پامالی کا دن ہو انشاء اللہ
پہاڑ کو گھوڑون کی ٹاپون سے اڑا دینگے یہان کئی مرتبہ رستم برہمن کو پکڑ لائے اور دو چار
ایسے گھونسے مارے کہ برہمن کی پیشانی سے خون جاری ہوا زرہ پارہ پارہ ہو گئی برہمن
بھی دل سے عاجز ہو رہا ہو سوچ رہا ہو کہ کیونکر جان بچیگی ایسے ظالم سے مقابلہ ہے
حقیقت مین بڑا مشاق ہو فنون سپاہ گری مین طاق ہو دیکھیے کیونکر جان بچے ایک مقام
ریل کر لے دوڑا رستم دم کے بھروسے پر قدم کے شمار پر ہشیار قدم پیچھے ہٹے برہمن نے
ہاتھ مارا رستم کا پاؤن اکھڑتا تھا سنبھلکا تڑپ کر لنگر قائم کیا گھٹنون تک غرق زمین ہوئے برہمن اوپر آ کے
جھکا کمر زنجیر مین ہاتھ ڈال کر اسطرح زور کیا کہ اگر پہاڑ پر کرتا تو اسمین بھی جنبش آ جاتی مگر
تنگ رستم کو جنبش و حرکت نہ ہوئی تھک کر ہاتھ ہٹا لیا کہا کہ اب آپ کے زور کا مشتاق ہون
رستم مثل شیر غضبناک اپنے مقام سے اٹھے ریل کر لے دوڑے پانچ دس قدم ریل کر لائے
وہان پہ لا کر پکڑا مارا دونون گھٹنے برہمن کے آشنا ہوئے کمر زنجیر مین ہاتھ ڈال کر زور کیا
پہلے ہی زور مین سر سے بلند کیا برہمن نے امان مانگی رستم پہلوان نے ایمان کی شرط کی غرضکہ
برہمن بت پرست بصدق دل مسلمان ہوا معشوقہ کو عاشق کے سپرد کر دیا برہمن بھی فوج اپنی

ساتھ لیکر ہمراہ ہوا رستم نے کوچ کیا مگر اب حال سکان عرض کیا جاتا ہے کہ جب سکان کو
معلوم ہوا کہ رستم لشکر میں نہیں ہیں اپنے مقام پر کہنے لگا کہ مین نے رستم کو مار ڈالا آفاق
نے لاش چھپا ڈالی اب طبل جنگی بجے یہ کہکر طبل جنگی بجوایا آفاق تاجدار کو خبر ہوئی سناٹا
آگیا مگر ناچار ہوکر طبل جنگی بجوایا دونون لشکرون مین تیاریان ہونے لگین مگر آفاق تاجدار
کہتا ہے کہ سکان سے کون مقابلہ کریگا خدا رستم کو پہونچا لے چار پہر رات اسی انتشار مین
گذری ناگاہ لیلی شب نے چہرے سے نقاب اٹھائی مجنون روز بصد سوز و گداز صحرا سے
سیاہ مشرق سے نکلا آفاق تاجدار لرزان و ترسان میدان مین آیا سکان بھی میدان
مین پہونچا جانتا ہے کہ میرا کوئی ہم نبرد نہیں ہے گینڈے کو میدان مین لاکر آواز دی کہ اے
آفاق تاجدار رستم کو تو مین نے قتل کیا اب تمھارے لیے بہتر اسی مین ہے کہ آکر اطاعت
کرو تو تمھاری جان لینے سے در گذرون ورنہ آج تم سب کو قتل کرونگا لہذا کسی کو میرے
مقابلے مین بھیجو افسر جنگ سپہ سالار لشکر آفاق تاجدار کہ پہلو مین آفاق کے کھڑا تھا
مرکب کو مہمیز کرکے مقابلہ سکان مین آیا سکان نے دیکھ کر آواز دی تجھ ایسے بہت سے
میرے ہاتھ سے مارے گئے ہین اے پہلوان موت تیری لائی ہے افسر نے جواب دیا کہ جو تجھ سے
ہوسکے کوتاہی نہ کر اور یہ کلمہ جو تو نے کہا کہ رستم کو قتل کیا تو محض غلط ہے کہین اُنکے دشمنون
کو قتل کیا ہوگا گھوڑا اُنکو حالت زخمداری مین کہین نکال لے گیا ہے انشاء اللہ وقت پر اُنکے
تجکو سمجھائین گے سکان نے نیزہ مارا افسر نے نیزے کو نیزے کی سنان پر روکا
آپس مین نیزہ چلنے لگا مگر سکان فنون سپاہ گری مین طاق شہرۂ آفاق ہے چند طعنون مین
نیزہ افسر کا نکال دیا افسر نے ہاتھ تلوار کا مارا سکان نے روک کر ہاتھ تلوار کا مارا کہ افسر تھوڑا
زخمی ہوا مگر دستانہ مارا کہ تیغہ چھٹکا کر نکل گیا جا در خون کی چہرے پر آئی اسی عالم مین افسر
نے بھی ہاتھ تلوار کا مارا سکان نے گینڈا اچھال لیا وار خالی گیا سر افسر کا ترکش
زین پر جا لگا اوپر سے سکان نے ہاتھ تلوار کا مارا سر افسر کا کٹ کے زمین پر گرا سکان
نے گینڈے کو مہمیز کیا اب پرا آفاق تاجدار کا بند ہوا سکان للکار رہا ہے کہ اے
آفاق کسی کو بھیجو مگر آفاق کی طرف سے کوئی نہین نکلتا آفاق بیقرار و شکیبا ہوکر دعا مانگتا

مانگ رہا ہی کہ اے خالق لیل و نہار رحم اپنا شریک کر نظم

میرود چون نایداندر دست دیگر بار عمر — تاجران وقت نفر وشند در بازار عمر

ماند محروم از ثواب عاقبت وا حسرتا — در ہوا و حرص ضایع کرد دنیا دار عمر

ختم شد شاہ و گدا را اندرین دار فنا — در شمار روز و ماہ و سال آخر کار عمر

ہمچو نادان کے کند دانا تلف وقت عزیز — کے بہ بیہوشی گذارد عاقل و ہشیار عمر

طی شود ز نادہ ولا نزا در صحبت زندگی — طالبان را بگذرد در الفت دلدار عمر

جست چون تیر از کمان کے باز گردد از فلک — بگذرد چون وقت اعادہ کے کند دوبار عمر

بگذرد در گردش و سرگشتگی طالع را — روز تا شب مثل دور گنبد دوار عمر

جستجو کن جستجو کن جستجو کن جستجو — گرچہ ہندی بگذرد واند تلاش یار عمر

کہ صحرا سے گرد اڑتی دیکھا آگے رستم پیلتن ایک طرف سہیل قزاق ایک جانب مصباح تاجدار تخت پر سوار پشت پر فوج جرار علمہا سے زرنگاری کے پھریرے کھولے ہوئے کہ سکان نے بڑھ کر خبر دی سکان میدان میں کھڑا ہوا ابلیلا رہا ہی آفاق تاجدار کے کئی پہلوان مارے گئے اب پرا بنا ہی کوئی مقابلے میں سکان کے نہیں جاتا رستم نے وہیں سے مرکب اڑایا مقابلہ سکان میں پہونچے فرمایا کہ اے سکان بڑے قابو پرست ہو جو سردار کے لشکر پر آفت اب مقابلہ کرو سکان نے جو رستم کو دیکھا جمال و جلال دیکھ کر کانپ گیا کہا کہ اے رستم تم کیونکر جانبر ہوسکے میرے ہاتھ کا زخمی کبھی جانبر نہیں ہوتا اب بھی اطاعت کرو تو تمہاری خطا معاف کردوں رستم نے کہا کہ اے سکان ابھی تک غرور تمہارے دل سے نہیں نکلا اب زبان تیغ سے کلام کرو گفتگو کا وقت نہیں ہی یہ سنکر سکان نے نیزہ مارا رستم نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا آپس میں نیزہ بازی ہونے لگی گیارہویں طعن میں رستم نے نیزہ سکان کا نکال دیا اب تو بقہر و غضب سکان نے قبضے پر ہاتھ ڈالا خبردار کہکر ہاتھ تلوار کا مارا رستم نے باڑھ بچاکر کلائی پر ہاتھ ڈال دیا سکان نے گریبان پکڑا رستم نے ایک جھٹکا مارا کہ گھٹنا سکان کا بیٹھ گیا دونوں جوان لپٹے ہوئے زمین پر آئے آپس میں کشتی ہونے لگی دوپہر کامل سکان الجھ الجھ کے رستم سے لڑا پہر دن رہے دیکھا

آواز دی کہ ای جوان دل جگر گشتہ دونون لشکر بے خور و خواب ہین ایک زور آخری کرتا ہون
رستم نے کہا کہ بسم اللہ سکان رستم کو لے دوڑا رستم دم کے بھروسے پر قائم کے شمار پر
ملتفت ہوسے آئے ہین گیارہ قدم پر جاکے پانچ سکان کو لے دوڑے ستر قدم بدل کر
لائے وہان پہلو اکر یکبارا دونون گھٹنے سکان کے آشنا بزمین ہوسے چاہا کہ لنگر قائم کرے
مگر چونکہ زبردست لنگر کب قائم ہونے دیتا ہی دونون ہاتھ ستون کمر زنجیر مین ہاتھ ڈالکر
زور کیا پہلے زمین تا بزانو دوسرے زمین تا سینہ تیسرے زور مین سر سے اوس خودسر
کو بلند کیا چاہا کہ زمین پر مارین سکان نے فریاد کی کہ ای شہریار جبکہ سر سے بلند کر لیے ہین
اسکو زمین ذلت پر نہین گرنے دیتے ہین مین اطاعت کرتا ہون آپ کا مذہب اختیار کرتا ہون
رستم نے سکان کو ہاتھ سے رکھ دیا سکان کلمہ پڑھکر بصدق دل مسلمان ہوا اپنی فوج کو
آواز دی کہ جسکو میرا ساتھ دینا ہو اطاعت اس شہریار کی قبول کرے لقا طاغی پر
لعنت کرے وہ بڑا مکار و جعلساز و شعبدہ باز ہی مین نے اصلی پروردگار کی دل سے
اطاعت کی شاکر ہو کہ راہ ضلالت سے نکلا چشمۂ ہدایت پر پہونچا سب نے عرض کی کہ ہم
بدل و جان اطاعت قبول کرتے ہین ساٹھ ہزار جوان دائرۂ اسلام مین آئے رستم نے
سب کو ساتھ لیا کوچ کرکے چلے خواجہ عمرو بھی ساتھ ہین رستم کو دم دیکر بہت کچھ لیا
دوسری منزل ہو شب کو رستم نے جلسہ آراستہ کیا آفاق شاہ نے عرض کی کہ آج تو
شب کو خواجہ کو کیا ہوئے رستم نے خواجہ سے کہا خواجہ نے منہ بگاڑا مگر جواب دیا
کہ مین کیا گاتا ہون آپ خود گانے مین خود مفلس و پریشان ہون آپکے ہمانے مین سود
کبھی نہین پہونچا رستم نے دس توڑے منگا کر حاضر خدمت کیے سردارون نے بھی رد کی
تھوڑے تھوڑے دیکر محفل مین ملیے خاطر جمع ہو گیا خواجہ نے روپیہ اٹھا کر زنبیل کیا بیچ محفل مین
آکر بیٹھے یہ اشعار نہایت شوقانہ گانے لگے نظم

نظر جس سے پہلے وہ ادہر دیکھیں تو … دیکھنا آنسے بھی ہین داغ جگر دیکھیں تو
عشق مین دوستی درد جگر دیکھیں تو … کس طرح دل کی یہ لیتا ہی خبر دیکھیں تو
آخر اس جذبۂ دل کا بھی اثر دیکھیں تو … ماشاءاللہ کہ وہ نہ ہون مرکے ادہر دیکھیں تو

جا بجا پتا لگاتے ہوئے دیہہ و قریات میں دریافت کرتے ہوئے ایک صحرا میں پہونچے
شام جو ہو گئی اسی مقام پر ٹھہرے ایک جنگل کے سامنے میں آ کر بیٹھے ایک طرف سے دیکھا
کہ چند کنیزیں اُچھلتی کودتی ہوئی آتی ہیں اور سب نوجوان ہیں آپس میں کہتی ہوئی جاتی ہیں کہ
آج ہمکو دیر ہو گئی ملکہ گھبرائی ہونگی خواجہ عمرو گلیم ادھر کر کے انکے بیچ میں آ گئے ایک کنیز کو کہا پکڑ
لا کر بیہوش کیا اُسکی شکل بنا کر کنیزوں میں آ گئے لیکن حیران تھے کہ جسکی شکل بنا ہوں اُسکا
نام نہیں جانتا ہوں غرضکہ ایک کنیز کے کاندھے پر ہاتھ رکھا اُسنے کہا کہ کیوں تو کہاں تھی
آج کل بڑی تیز ہو گئی ہو جلدی چلو ملکہ یاد فرماتی ہونگی ان دنوں حفاظت کا زمانہ ہے کہ
دشمن خدا و ناگہ گرفتار ہو کر آیا ہے ایسا نہو کہ عیار بلوہ کریں جس طرح کسی نے رستم کو گرفتار کیا اُسکا
انجام برا ہوا خواجہ نے پوچھا کہ وہ کون گرفتار ہے کنیز نے کہا کہ ملکہ لالان خون قبا رستم
کو گرفتار کر کے لائی ہیں انکی حفاظت واسطے ہے ایسا نہو کہ عیار پہونچ جائیں تو باعث
خرابی ہو خواجہ کو اپنا نام دریافت ہو گیا تھوڑی دور چلے تھے کہ اور چند کنیزیں آ ملیں
انھوں نے اِسنے کہا کہ اری کمبخت جنگل میں ماری ماری پھرتی ہو ملکہ یاد کرتی ہیں جلد
چلو خواجہ ان سب کے ساتھ چلے اب تھوڑی دور سے ایک باغ کے دروازے پر چند عیار
حاضر تھے انھوں نے بھی کہا کہ کہاں تھیں صاحبو ملکہ لالان خون قبا کو آئے ہوئے عرصہ ہوا
تم سب کو طلب فرماتی ہیں خواجہ سب کے آگے داخل باغ ہوئے دیکھا کہ باغ نہایت
آراستہ پیراستہ ہے درست جانوروں کے قفس درختوں میں لٹکے ہیں دن کم باقی ہے طائران
زمزمہ سرا رنگارنگ بیٹھے ہیں خواجہ جو اُنکے برابر سے نکلے طائروں نے اُڑ اُڑ کے چہکار
مارنے لگے خواجہ روشیں [illegible] طے کر کے وسط باغ میں پہونچے دیکھا کہ ایک ساحرہ دالان
میں مسند پر بیٹھی ہے کنیزوں کو دیکھ کر کہا کہ اری تم سب کہاں تھیں اُس ظالم کو دیکھا دنیا
بہت بیقرار ہوتی ہیں عجب حال ہے میں تو اُسکو لا کر پچھتائی قدرت خدا وندی میں جو کچھ قدرت
نے فرمایا کہ اے لالان تم جا کر طلسم کشا کو گرفتار کر لاؤ میری شامت آئی کہ میں شب کو کوہ پہونچی
میں اُٹھا لائی بیدار ہو میں اُسکی مجال تھی کہ اُس پر ہاتھ ڈالتا ساحر کش اُسکا لقب ہے کون کون
سے ساحر اُسکے مقابلے کو گئے آخر مارے گئے وہ وہ سحر اُس جوان پر ہوئے کہ جن سحروں کا

قفل نہیں تھا مگر اسیر اٹھ نہیں سکا اگرچہ میں سوتے میں اٹھا لائی یہ ارادہ تھا کہ صبح کو خدمت
خداوندی میں لے جاؤں گی قفس میں بند کر دیا صبح کو جو نگاہ پڑی تیر مژگان جو کمان خانۂ ابرو میں
لیس تھے تو وہ دل پر لب معشوق ہو گئے آب و دانہ ترک ہوا بادشاہ کی نیند اڑ گئی تھی چاہتا تھا
کہ کلام نہ کروں پھر اتنی شبیہ جس کا سامنا ہو کیسے سامنے حال دل کہوں جی چاہتا ہے کہ تنہا
ہاتھ باندھ کر عرض کروں اسے ظالم اظلم اتنو یہ کیفیت ہے

قطعہ

چپ نہ رہیے وصل میں اتنی نہایت کیجیے — کچھ گلے ہمیشہ کبھی کچھ شکایت کیجیے
کچھ لڑائی آج دل میں ارادہ لبریز ہے — یہ کسی طرف کسی کی حمایت کیجیے
اس محبت سے ملا کوئی کہ ہم سو جائیے — شکوہ کہ بیداد یا ستم کی عنایت کیجیے
کوچۂ الفت کی راہوں سے میں ہوں آگاہ ہم — خضر فرماتے ہیں کہ کبھی ہدایت کیجیے
یوں نکالا چاہتا ہے آرزوئے دل کو عشق — یہ ارادہ ہے کہ تنگ اس کو نہایت کیجیے
وہ مری گستاخیوں پہ قتل کرتے ہیں مجھے — رحم کہتا ہے کہ مضطر تھا رعایت کیجیے
ہے ارادہ تلخی غم کا تو ہے ائے ہجر دوست — زہر کے مانند رگ رگ میں سرایت کیجیے
یوں لگا لیتے ہیں باتوں میں یہ کہتا ہے شیخ — رہتا ہے ... بیان اپنی حکایت کیجیے
کیجیے لا تقنطوا اس سے رحمت اللہ کہ کی — قصہ ہے ورد زبان یہ آیت کیجیے
وصل میں ڈھونڈا کیے لیکن نہ ... — ... تنہا یار کو دل کی شکایت کیجیے
عشق بت چھوڑے ولی اللہ ہو جائے دلا — ... پھر ... بادشاہ ولایت کیجیے

خواجہ مشکل کشا نے ہنستے ہوئے کہا کہ اے ملکۂ عالم آپ اس قدر نہ گھبرائیے میں اس جوان کو
سمجھا لوں گی آپ کے پہلو میں بٹھاؤں گی میں نے اس جوان کے تیور دیکھے اس سے پایا جاتا
تھا کہ وہ آپ کو خود دل سے چاہتا ہے اگر حکم ہو تو میں دریافت کروں لالان نے کہا کہ اچھا جاؤ
دریافت تو کرو کس بات پر آزردہ ہے میں اس کا دفعیہ کروں معشوق کو راضی کرنا واجب
و لازم ہے اتنا تو معلوم ہو کہ وہ ظالم کیا چاہتا ہے فلک سے تارے مانگے تو توڑ لاؤں لیا
صاحب طاقت بنا دوں کہ کوئی دنیا میں اسیر غالب نہ ہو خواجہ یہ باتیں سنکر قریب قفس کے
آئے قریب آ کر فرمایا کہ کیوں اے جوان ملکۂ عالم فرماتی ہیں کہ تیرے ہاتھ سے کم زندہ ہیں

نہ جاؤ گے بہت جادوگرنیوں نے تمکو گرفتار کیا مگر ایسا مقام نہ ملا ہوگا رستم نے کہا کہ تو کیا
بکتی ہے جا دور ہو یہاں سے خواجہ بیٹھ گئے کہا کہ ای نور نظر مجکو پہچانا اسم مہر سپہر عیاری
قطب فلک خنجر گزاری تمہاری تلاش میں آیا ہوں سردار بیقرار ہیں تحفہ جات تو سب تمہارا
پاس موجود ہیں رستم نے کہا کہ کل اسنے ارادہ کیا تھا کہ تحفہ جات اوتار لے مگر میں نے قریب
نہیں آنے دیا اس باعث سے بہت کچھ سحر کیا چاہتی تھی کہ قید سحر میں رکھوں مگر سحر نے
اسکے تاثیر نہ کی اگر قفل قفس کھول دیجیے تو میں قفس سے نکلوں خواجہ عمرو نے جاکر لالان
کہا کہ ای ملکہ عالم وہ جو میں نے عرض کیا تھا وہ سچ ہے وہ تو تمہارے نام پر جان دیتے ہیں
تاکہتے ہیں کہ ابتدا سے ملکہ نے مجھپر بدعت کی یہی باعث نفرت کا ہوا لالان فون قبا نے کہا
کہ میں قدموں پر گروں خطا معاف کراؤں میں نے جو بدعت کی یہ خیال تھا کہ خدمت قدیم
میں لیجاؤنگی اسکا بدلہ یہ ہوا کہ خود مبتلا سے دام محبت ہوئی میری جانب سے کہنا کہ میں تیری
تابعدار ہوں جو حکم کیجیے اسے بسر و چشم بجالاؤں کسی بات میں مجکو عذر نہیں خواجہ عمرو
نے کہا کہ کلید دیجیے میں قفل کھولوں اور آپ سے ملاؤں لالان فون قبا نے کہا کہ
قفل کی کنجی نہیں ہے یہ قفل سحر کا ہے کہکے انگلی سے انگوٹھی اوتاری کہا کہ اس انگوٹھی کو
جاکر قفل سے مس کرو قفل فوراً کھل جائیگا خواجہ عمرو نے سمجھکر انگوٹھی دستگیری کرنیکی انگلی
لیکر قریب قفس آئے جیسے ہی انگوٹھی کو قفل سے مس کیا قفل کھل کر گرا رستم باہر نکلے رفو
کر کے قفس کی تیلیاں توڑ دیں خواجہ عمرو نے کچھ زنبیل سے نکال کر رستم کو دیا یہاں لالان
فون قبا منتظر بیٹھی ہے کہ اب معشوق آئیگا پہلو میں میرے بیٹھیگا سب کنیزوں کو جمع کیا ہے وہ آن
کہہ رہی ہے کہ جب میں عذر کروں تو تم سب مجکو قدموں پر رستم کے گرا دینا میں عذر کرونگی
کنیزیں کہہ رہی ہیں کہ واری وہ جوان بڑا بدمزاج ہے ہم سب کو یقین نہیں آتا کہ وہ آپکے
پہلو میں بخوشی بیٹھے ہم سن چکے ہیں کہ اسکی کیسی کیسی معشوقان پریچہرہ ہیں کہ جنکے حسن و جمال
کی تعریف غیر ممکن ہے ملکہ مشہور گلگوں پوش دختر آفاق شاہ ایسی اسکی معشوقہ ہے
کہ صدہا شاہزادے و تاجران جلیل اسکے سودا سے وصل میں دیوانے ہوئے اور اپنی
جان عزیز دی کہ اسکے باغ میں ہزار عاشقان مرگیا آج تک کسی پر اسنے توجہ نہیں کی

مگر اس نوجوان پر عاشق ہوئی گیا کیا رنج و ملال اٹھاتے اب اسکے مشکین میں سو دیو کی
باپ کو اسکے عہدہ سلطنت ملا ہی وہ سلطنت کرتے ہیں یہ ذکر تھا کہ دیکھا رستم پہنچے ہوئے
آتے ہیں لالان فون قبا واسطے تعظیم کے اٹھ کھڑی ہوئی پکار کر آواز دی کہ دلکو شیر بیشہ
جرأت و ای یکہ تاز میدان جلالت میں آپ سے بہت محجوب ہوں جو کچھ چاہیے سزا دیجیے میں
حاضر ہوں رستم پیلتن نے جواب دیا کہ او ملعونہ میں تیرے قتل پر آمادہ ہوں یہ سنکر ایک کنیز
آگے بڑھی چاہا کہ سحر کرکے پکڑ لون کلائی پر رستم کی ہاتھ ڈالا رستم نے ایک طمانچہ مارا کہ سر
اس کنیز کا جمبر گردن سے اڑ گیا اب تو لالان بہت گھبرائی پکار کر آواز دی کہا رے اسکو
گرفتار کرلو اس کنیز نے بڑی دشمنی کی کہ میرے قیدی کو رہا کرایا ورنہ قفل میں نے ایسا
لگایا تھا کہ کسی کنجی سے نہ کھلتا تھا سے میں نے اپنے ہاتھ سے انکو کنجی سے دی جب تو
اسے رہا کیا یہ جو لالان فون قبا نے نعرہ کیا سب کنیزیں چہار طرف سے دوڑیں [illegible]
قفس توڑ کے وہ سب ساحر تھے تلواریں کھینچ کھینچ کر رستم پیلتن پر چلے جس ساحر نے سحر کیا
رستم نے لوح کو جنبش دی سحر اسکا الٹا پلٹا اس ساحر کا کام تمام کیا وہ ساحر واصل جہنم ہوا
اور جس ساحر پر عکس لوح کا پڑ گیا وہ ساحر نابینا ہوا ٹٹولنے لگا کئی سو ساحر تھوڑے ہی
عرصے میں نابینا ہو کر گرے کہ رستم پیلتن نے انکو قتل کیا لالان فون قبا نے دیکھا کہ کسی کا
سحر تاثیر نہیں کرتا ناچار ہو کر خود آگے بڑھی آگے بڑھ کر آگ برسانے لگی تھوڑے ہی عرصے
میں اسقدر آگ برسائی کہ تمام باغ آتش بہار ہو گیا درختوں کی شاخوں سے آگ نکل رہی
ہے تمام نخل سرو چراغان بن گئے زمین دہک رہی ہے ہر طرف دریائے آتش موج زن
جانوروں کو رنج و محن مگر رستم پیلتن پر آگ تاثیر نہیں کرتی کلاہ ہفت گوشہ سر پر
زرہ ہفت جوش زیب جسم انور لوح گلے میں پڑی ہوئی ہے جب لوح کو جنبش دی
دریائے آتش شق ہوا کوئی شعلہ قریب رستم نہیں آتا لالان فون قبا سحر کرتے کرتے
عاجز ہو گئی حیران و پریشان ہے کہ کیا تدبیر کروں جو رستم پر سحر تاثیر کرے مجبور و ناچار ہو کر
ایک دستک دی اور پکار کر آواز دی کہ ای بردبار زنگی جلد آ اس جوان کو گرفتار کرکے
لے جا تو میرا معین و مددگار ہے یہ پکار کر لالان فون قبا نے آواز دی دیکھا سب

کہ گوشۂ باغ سے ایک صدائے ہیبتناک آئی کہ جسکے سننے سے زمین تھرائی دیکھا رستم پیلتن
نے کہ ایک جوان زنگی انتہا کا سیاہ فام و بد انجام تیغہ بے تتاب ہاتھ میں چست و چالاک نعرہ
آتا ہے رستم کو للکارتا ہوا کہ ای جوان تیری قضا دامن گیر ہے منم بردبار زنگی سپاہیوں کو
بحکم مالکہ لالان خون قبا چیر پھاڑ کر کھا گیا اور بدامن خون سے آلودہ ہوا ہے اور آج تیری
میں بھی کر تلوار ہاتھ سے پھینک دے اور وہاں سے ہاتھ باندھ کر سامنے حاضر ہو
ایسے لاف و گزاف کرتا ہوا قریب رستم پیلتن آیا خبردار خبردار کہکر ہاتھ تلوار کا مارا رستم
نے بڑھ کر بچا کر کلائی پر زنگی کی ہاتھ ڈال دیا زنگی لپٹ پڑا لالان خون قبا بھی کھڑی
ہوئی تماشا دیکھ رہی ہے کہ رستم پیلتن سے اور بردبار زنگی سے کشتی ہونے لگی اور آپس میں
داؤ پیچ ہونے لگے ایک مقام پر رستم پیلتن بردبار زنگی کو پکڑ لائے اور کہا ارے سر زنگی کا
زمین سے مل گیا دو چار ایسے گھسّے دیے کہ زنگی بد حواس ہو گیا اسی بدحواسی میں بیقرار
ہو کر غل مچانے لگا پکارا کہ اے شہریار میں آپکا تابعدار و فرمان بردار ہوں مجھے
چھوڑ دیجیے اب کبھی مجھ سے ایسی خطا نہ ہوگی معاف کیجیے رستم نے اسکی باتوں پر کچھ
خیال نہ کیا زنگی غل مچا رہا آخر بردبار زنگی کو چت کیا اور چھاتی پر سوار ہوئے ایک ہاتھ
تو سینہ پر رکھا اور ایک کو ٹھوڑی پر رکھ کر پھر مارا اور نعرہ شیرانہ کیا اور نعرہ کرکے تیغ خونخوار سے
گردن بردبار زنگی کی کھینچ لی مرتے ہی بردبار زنگی کے آندھی سیاہ اٹھی پر فشاری و
سنگباری ہوئی بعد تھوڑی دیر کے آواز آئی کہ شتی مرا نام [illegible] بردبار زنگی [illegible] تاریکی
دفع ہوئی اور روشنی ہوئی تو رستم پیلتن نے سر اس دیو کا سامنے لالان کے پھینکا اور
پکارکر آواز دی کہ کیوں لالان خون قبا تمکو اپنے اس بہادر پر بڑا ناز تھا لالان نے سر
جھکا لیا ہاتھ باندھ کر عرض کرنے لگی کہ ای شہریار میں آپ کی کنیز ہوں مجھکو سرفراز فرمائیے
عمر بھر خدمت سے گردن تابی نہ کرونگی رستم نے جواب دیا کہ ابھی تیرے دل میں حوصلہ باقی
ہے لالان خون قبا یہ سنکر رونے لگی کہا کہ ای شہریار کنیز کی تو یہ کیفیت ہے نظم

دل لیتے جو کرم کی اک نظر کی	ناآگاہ ہوئی آنکھ خشک و تر کی
باتیں ہیں یہاں ادھر ادھر کی	دل چھپ کر کہیں لہو کی [illegible]

کپڑے اُتار دُسنے ناچار ہو کر کپڑے اُتارے ایک رنگین لباس اُٹھا کے گئی زنگی سیاہ رو نے
اُسکو قتل کیا سر باہر زنبیل کے پھینکا لاشہ دریا میں بہا دیا جسوقت وہ نازنین مری خواجہ نے
دیکھا وہ قصر و دریا نابود ہوا رستم نے دیکھا سامنے سے خواجہ آتے ہیں پکار کر آواز دی اے
عم نامدار کہو کیونکر جان بچی خواجہ نے جواب دیا اے فرزند میں نے جا کر اس جادوگرنی کو قتل کرایا
سب جان بچی مگر اسباب تجھ سے لے لیا تو فرشتاروں سے شرمندہ رہا رستم نے دیکھا کہ وہ
دریا بھی غائب ہو گیا غبار اڑا ابر کر پانی غرق زمین ہوا خاک اڑنے لگی خواجہ جھپٹ کر قریب رستم
آئے اُس صندوق کا خیال خواجہ کو لگا ہوا تھا درہ کوہ میں آ کر دیکھا وہ صندوق پڑا ہے پتلی
سے جان پڑی ہے خواجہ نے پتلی کو بھی اُٹھا لیا اور صندوق بھی اُٹھا کر نذر زنبیل کیا رستم کے
کے ساتھ چلے دیکھا صورت صحرا کی بدل گئی رستم نے کہا اے عم نامدار یہ سب مقامات عجائب غرائب
سے ملو ہیں ایسا نہ ہو کسی بلا میں پھنس جائیے خدا نے آپ کو بچا لیا مجھ تک بخیر و عافیت پہونچایا
خواجہ فرماتے ہیں اے نور نظر اب خدا اپنا فضل کرے کہ لشکر میں پہونچو سب لشکر ایک مقام
پر ہو نہیں معلوم وہاں ہفت پیکر نے ساتھ صاحبقران کے کیا کیا فوج اُسکے ساتھ بے حد
و بے حساب ہے اودھر تمہارا لشکر سے نکل آنا باعث خرابی ہوا طلسم ہفت پیکر کے تمھیں
فتاح ہو ایسا نہو کہ ہفت پیکر کچھ صاحبقران کے ساتھ مکر کرے میں بھی تمہاری محبت میں
چلا آیا آقا سے نامدار کی کون حمایت کرتا ہوگا لشکر ہفت پیکر میں عیار سردار سب سامان جیار کی
تھا پارسی عیار کو حکم دے کے آقا سے نامدار سے سپاہی ہیں دم بھر میں گھس آئیں تو باعث خرابی ہے
رستم کہتے ہیں ایسا اگر کسی سے مقابلہ ہو تو میں سیدھا لشکر میں جاؤں مجھکو بھی صاحبقران کا
بڑا اشتیاق ہے کہ انکو جلد جا کر بخیر و عافیت دیکھوں تب دل کو تسلی ہو کہ قریب لشکر پہونچے
سرداروں نے آکر استقبال رستم کیا بخیر و عافیت لشکر میں آئے سب سے زیادہ ملکہ شہرت کو
اشتیاق تھا اپنے خیمہ میں بلوا کر گفتگو کی اے شہریار آپ کے لشکر میں نہ ہونے سے سب کا
تردد تھا اب تردد رفع ہوا اب ہیں تیری تڑپ تڑپ کے کاٹیں ہر وقت یہی خیال تھا کہ وہ کہیں
اُس شہریار سے کیونکر ملیں اپنی تو یہ کیفیت ہے نظم

کسی گل کا نقشہ چمن میں ترے آگے نقش نہیں	یہ رنگ گل اڑا ہے فلک پہ شفق نہیں

طبل جنگی بجے یہان بھی طبل جنگی بجا دونون لشکرون مین تیاریان ہونے لگین چار پہر رات اس سامان مین گذری وہ وقت ہوا کہ نظم

علم آفتاب نکلا جب — فوج انجم ہوئی گریزان سب
شہ خاور سپہر گرد ہوا — رونق شب کا چہرہ زرد ہوا
ہوا میدان چرخ سے یکبار — مہ انجم سپاہ رو بفرار

صبح ہوتے ہی لشکرون مین وردی بجی لشکر تیار ہوے رستم سوار ہوکر میدان مین آئے اودھر افہام زور آور بصد کر و فر میدان مین آکر ہو بجار رستم کو جو آتے ہوے دیکھا جی مین کہتا ہے کہ انھین کا طلسم کشا لقب ہوا اگر ہاتھ پکڑلون تو کلائیان ٹوٹ جائین یہ جوان میرے مقابلے کے لائق نہین ہے قدرت نے تو اسکو معشوق بنایا ہے گرفتار کرکے لیجاؤنگا اپنی محفل مین ساقی بناؤنگا غرضکہ نقیبون نے القاب کے یہ اشعار پڑھے آگے بڑھکے نظم

عاقلان باغ ہے نہایت دلکش — جسکو دیکھو وہ ہے پریشان سا
اس چمن کی ہوا سے ہین دلگیر — آشیان زن چراغ مشعل پہ ہے
خاک جب ہو گئے قمری عشق — تب ہوا سرو قمری نما پیدا
لالہ رو داغ لے گئے جب داغ — تب ہوا لالہ زیب محفل باغ
جب اٹھے مہوشان محفل دہر — جب جبین شمع نے رکھا اشک سے زرد
جب ہوے خاک صاحب کاکل — تب نظر آئے گیسوے سنبل
مرگئے جب ہزار غنچہ دہان — ہوا گلشن مین ایک غنچہ عیان
گل ہوا جب چراغ عارض یار — تب گلستان مین گل ہوا انوار
گئے کسی چشم مین جو دفن یہان — چشم نرگس چمن کی گرسنہ ہے
شاخ پر ہے جو سیب زیب چمن — کسی محبوب کا ہے سیب ذقن
عندلیبون کے ہین یہی الحان — شاہد گل مین عالم سا فغان
خاک مین گل رخان جو سوتے ہین — باغ مین آبشار روتے ہین
دیکھکر بے ثباتی عالم — ہمہ تن اشک ہو گئی شبنم

جب ہوا صرصر خزاں کا ڈر	خاک اڑانے لگی نسیم سحر
اسی اندوہ میں کرو جو قیاس	گل سوسن کا ہو کبود لباس
یہ گلستاں نہیں ہو قابل سیر	کرے اللہ خاتمہ بالخیر

نقیبوں نے جو یہ اشعار عبرت آثار پڑھے مردان عالم چونک اٹھے ہر ایک کا یہی قول تھا کہ یارو دنیا ناپائدار ہے اسکا کیا اعتبار ہے بڑے بڑے شاہان جہان صاحبان تخت و تاج دو گز کفن کے محتاج پیوند خاک ہوئے اب انکا کوئی نام بھی نہیں لیتا جمشید جم ایسا بادشاہ عالیجاہ مقام افسوس ہے کہ ہاتھ سے ایک دیہاتی کے قتل ہوا اور آرہ سے چیر ڈالا گیا لکھا ہے کہ جب قاتل جمشید نے خروج کیا جالینوس استاد جمشید دربار جمشید میں بیٹھے تھے کہ جمشید نے جھوم کر کہا میں خداوند روے زمین ہوں جالینوس نے اپنے مقام پر آکر کہا کہ ظاہر معلوم ہوتا ہے کہ وقت زوال جمشید قریب آگیا آج اسنے بڑے غرور کا کلمہ کہا اگر میں زوال اسکا اگر دیکھونگا تو مجھکو قلق ہوگا میں نے اسکو آراستہ کیا [illegible] شاہ دنیا تمام عالم کو اسنے مقام پہ بیٹھا ہوا دیکھتا ہے جمشید نے دوسرے دن پھر وہی کلمہ کہا کہ میں خداوند روے زمین ہوں مجھکو سجدہ کیا کرو جالینوس نے کہا کہ اب ضرر ہونیکا طریقہ میں نے ایجاد کیا ایک صندوق بنوایا ایک روغن تیار کیا اسمیں یہ صفت تھی کہ جب قطرہ اسکا پہونچیگا زندہ کو قوت بخشیگا اسی صندوق میں لیٹ کر شیشے کو سینے پر رکھ لیا یہ ترکیب کی تھی کہ [illegible] ایک قطرہ شیشے سے سینے پر ٹپکیگا کہ قوت دیگا شاگرد سے کہا کہ مجھکو دریا میں پھینک دے شاگرد نے دریا میں صندوق پھینکدیا بعد چند روز کے جمشید جم ہاتھ سے ضحاک ماران کے قتل ہوا ضحاک مالک روے زمین ہوا جالینوس کا یہ انجام ہوا کہ جب سکندر کنارے دریا کے پہونچے پہاڑ پر سے دیکھا کہ ایک صندوق دریا میں بہتا ہوا آرہا ہے اسکو نکلوایا ارسطو ایسا حکیم موجود تھا اسنے تاب سے صندوق کھولا جالینوس کو نکالا جالینوس نے ہوش میں آتے ہی پوچھا کہ فرزند جمشید کہاں ہے سکندر نے حیران ہو کر کہ کئی سو برس کا حال پوچھتے ہیں ارسطو نے پوچھا کہ آپکا نام نامی کیا ہے جالینوس نے سکندر سے پوچھا یہ کون شخص ہے جو مجھسے باتیں کرتا ہے سکندر نے کہا کہ یہ بڑا حکیم ہے جالینوس نے افسوس کر کے کہا کہ مقام افسوس ہے کہ ایسا زمانہ انقلاب کیا کہ اس صورت کے حکیم ہونے لگے سکندر کو

متعجب ہوا کہ ارسطو لیس کو یہ کلمہ ارشاد فرمایا مراد یہ ہے کہ اب جمشید کا کہیں پتہ نہیں ملتا بلکہ قبر کا نشان بھی نہیں معلوم اس طرح جو نقیبوں نے حالات بیان کیے بہادروں کی آنکھوں میں سرخی آگئی سامان موت آنکھوں کے نیچے پھر گیا افہام روئین تن نے گینڈا اپنا نکالا میدان میں آکر آواز دی اے فرقہ خدا پرستان جس کو پینا مرگ کی ہو وہ نکلے رستم نے جو آواز افہام کی سنی گھوڑے کو جلوخانے سے نکالا اور پہلوانوں نے ہر چند کہ منع کیا رستم نے کسی کا کہنا قبول نہ کیا اور مرکب اڑا کر میدان میں آئے افہام نے رستم کو دیکھ کر بڑا افسوس کیا کہا اے جوان مقام افسوس ہے کہ اتنے جوان کھڑے ہیں مگر کسی نے اپنی جان کے خوف سے قصد نہ کیا کہ میدان میں نکلے اور مجھ سے مقابلہ کرے میرا وار کسی کے روکے نہیں رکتا آئندہ آپ کو اختیار ہے رستم نے کہا اے افہام زیادہ غرور نہ کرو یہ میدان کارزار ہے جرأت دکھاؤ زبان تیغ سے کلام کا مقام ہے زیادہ زبان درازی بہتر نہیں بقراط ثانی پر لعنت کرو مذہب ہمارا اختیار کرو غضب کا نام سنکر افہام بہت جھلایا نیزہ رستم کو مارا رستم نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا آپس میں نیزہ بازی ہونے لگی دونوں لشکر حیران ہیں کہ نیزہ آپس میں چل رہا ہے دیکھنے والے حیران ہیں کہ کیا جوانان پیلتن ہیں کسی مقام پر کمی نہیں کرتے کس لطافت سے نیزہ بازی کر رہے ہیں گھڑی کامل افہام سے نیزہ چلا رستم نے ایک مقام پر گانٹھ کر کے بیٹھ ڑایا کہ نیزہ ہاتھ سے افہام کے نکل گیا نیزہ نکلنے پر افہام کو بڑا غصہ آیا چہرہ برق تاب بنام انتقام سے کھینچا خبردار خبردار کہکے ہاتھ مارا رستم نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا صاف بآسیب سپر تلوار کو رد کیا جیسے ہی تلوار ہا کرا افہام پلٹا رستم نے اکھاڑ سے ہاتھ نکالا خبردار خبردار کہکے ہاتھ مار دیا افہام نے سپر فولادی اٹھائی تیغ رستم نے شگفتہ جو ہر دست بدست رستم تیغ نے سپر کو کاٹا سپر کو کاٹ کر خود پر گرا خود دو پلتہ وغیرہ کاٹ کر سر پر تیغ گرا کہ چار انگل سر میں در آیا افہام نے دستانہ مار کر تیغ کو جو کہ نکالا رستم نے قصد کیا کہ دوسرا ہاتھ مار کر سر کاٹ لوں افہام نے فوراً آواز دی اے جوان اب میں جنگ کے قابل نہیں ہوں آپ مجھ کو مہلت دیجئے صحت پاکر بدلا لونگا پیشانی چوٹے بیٹھ میرے آپ کے فیصلہ ہو جائے گا رستم نے ہاتھ روک لیا افہام رستم سے مہلت لیکر پلٹا اپنے لشکر میں آیا بارگاہ میں اپنی بیٹھا افسروں کو جمع کیا کہا یارو اصل یہ ہے کہ رستم

جوان بے نظیر ہے کل فنون میں طاق شہرۂ آفاق ہے اب جو مقابلہ کرونگا بیشک مارا جاؤنگا کیوں
یارو کیا کروں جیسے ہی اُسنے ہاتھ اُٹھایا تھا اگر مہلت نہ دیتا اور ہاتھ مار دیتا تو میں مارا جاتا مگر
جوان صاحب مروت ہے کہ دشمن کا کہنا قبول کر لیا سبنے کہا شب خون مارئیے اندھیرے میں مار لینگے
ہمارے ہاتھ سے مہلت نہ پائینگے اس بات کو افہام نے قبول کیا عیار اسکا مخفی کھڑا ہوا سنتا تھا اُس سے
کہا تو جا کر دریافت کر آ کہ رستم کی بارگاہ کس مقام پر ہے اور پہلوان کس مقام پر ہیں کہ اسی طرف چلکر
کریں پہلے اُن پہلوانوں کا خاتمہ کریں عیار چلا ادھر جب رستم پلٹ کر آئے تو خواجہ نے پوچھا کہ
رستم زخمی کیسے پہلوان کو کیوں چھوڑ دیا رستم نے سب حال بیان کیا خواجہ نے کہا کہ آپ نے
کھات کی رستم نے کہا کہ ابکی وہ کیا کریگا خواجہ نے کہا کہ اب وہ مقابلہ میں نہ آئیگا کچھ اور فریب
کریگا مکار کبھی ایک حال پر رہتے ہیں میں خبر کو جاتا ہوں یہ کہکے خواجہ برائے خبر چلے جاتا
تاک پہونچے تھے کہ ادھر سے شخصے شکار دیا آتا تھا خواجہ نے عیار کو آتے ہوے دیکھا
ایک ذرا میں چھپ جاتا ہے کہیں شخص بہروپ کر لیا جب بیٹھا ادھر ان پہونچا اسکا دل دھڑکا
قریب جا کر ٹھٹک گیا پکار کر آواز دی کیا کوئی میری فکر میں بیٹھا ہے نکلکر مقابلہ کرے تو حال معلوم
ہو خواجہ نے جواب نہ دیا عیار سمجھا کہ جنگل سنسان ہے یہ دل دھڑکتا ہے یہاں سے نکلکے
نکلوں یہ کہکے چند قدم آگے بڑھا خواجہ نے سیٹی کی آواز دی عیار رکا خواجہ نے جھٹکا مارا اُسکے
بغل زمین پر گرا خواجہ نے صافیہ مارا عیار بیہوش ہوا خواجہ نے اُٹھا کر عیار کو نخل سے باندھا
کوڑا ہاتھ میں لیکر ہوشیار کیا عیار کی جو آنکھ کھلی اپنے کو نخل سے بندھا ہوا پایا اور دیکھا کہ خواجہ
عمرو کوڑا لیے ہوے کھڑے ہیں کانپ گیا خواجہ نے پوچھا کہ تو کہاں جاتا تھا اگر سچ بتلائیگا
تو جانبری ہوگی اگر جھوٹ کہیگا تو سر کاٹ لونگا عیار ناچار ہوا سمجھا کہ اپنی جان بچاؤ کہا
کہ شہنشاہ افہام سپاہی کا اصل یہ ہے کہ ہمارے آقا جو مقابلہ کر کے اپنے لشکر طرف ہوا کہ اب
جو رستم سے مقابلہ کرونگا زندہ نہ بچونگا ارادہ شب خون کا کیا ہے مجھے دریافت کرنے جاتا تھا
کہ بارگاہ رستم کس مقام پر ہے یہاں آ کے گرفتار ہوا خواجہ نے عیار کو بیہوش کیا اُسکو زنبیل
میں رکھ لیا آپ اُسی کی شکل بنکر تیار ہوے اور لشکر افہام میں پہونچے افہام سے آگاہ کیا
سیدھا بیان کر دیا کہ فلاں مقام پر بارگاہ رستم کی فلاں مقام پر بارگاہ سرداران کی ہے شہر یار

اب مین بھیجا جاتا ہون مفصل خبر دریافت کرون یہ کہکے پلٹے رستم سے سب حال آنکر بیان کیا کہ افہام
شب خون آئیگا تم یہ تدبیر کرو کہ لشکر کو لیکر درۂ کوہ مین چھپو جب وہ آکر شبخون مارینگے اور کسی شخص
کو نہ پائینگے تو مال و اسباب لوٹینگے جب وہ بے پروا ہوکر چلینگے تب تم انکو گھیر لو اسطرح گھیر کر سبکو مار لو
رستم نے یہی کیا کہ سبکو ساتھ لیکر درۂ کوہ مین جا چھپے افہام وقت پر آیا لشکر کو فوج سے خالی
پایا کہا یارو مسلمان بھاگ گئے جس خیمہ مین پہونچے مال و اسباب پڑا ہوا پایا خوب مال و
اسباب کا فوجون نے لوٹا گھوڑون پر لادلیا جب پلٹنے لگے اسقدر بوجھ بار ہین کہ چل نہین سکتے
رستم جو آکر گرے ان سب کو قتل کرنے لگے لڑتے بھڑتے قریب افہام کے پہونچے نعرہ کیا کہ او
نامرد اسی بھروسے پر دلیری کیا تھا اس مکاری کا یہ انجام ہوا تیر اکر تیری ہی گردن پر پڑا افہام
نے جو رستم کو آتے ہوئے دیکھا تلوار کھینچ کر بیتحاشا بڑھا یار رستم پر برس پڑا اکثی ہاتھ تلوار کے وار
رستم نے سپر پر روکے للکار کر آواز دی او نامرد ایک ضرب مردان عالم کی تو قبول کر یہ کہکے ہاتھ تیغ کا
مارا افہام نے سپر اٹھادی تیغ ہفت جوہر کہ پر رکھا ہی تڑپ کے گیا سپر کو کاٹ کرتا جگرگاہ پہونچا لاشہ
افہام کا تڑپ کے زمین پہ گرا فوج والون نے رستم کے ان سب کو گھیر لیا انکے پڑاؤ تک لڑتے
ہوئے پہونچے انکے خیمون مین آگ لگادی مال و اسباب سب لوٹ لیا چند کس جو بچے تھے انھون نے
لاشہ افہام کا اٹھایا روتے پیٹتے طرف صحرا کے بھاگ گئے ملازمان رستم نے تعاقب نہ کیا پڑاؤ کی لوٹ
مین مصروف رہے صبح ہوتے ہوتے مال و اسباب لوٹ کر پلٹے اپنے لشکر مین آئے خواجہ نے رستم
سے عرض کی اپنی فوج کا خونبہا دیجئے رستم نے کئی ہزار روپیے دیے خواجہ نے عیار کو زنبیل سے
نکالا سامنے رستم کے ہوشیار کیا اب جو اسنے یہ حال سنا کلمہ پڑھکر بصدق مسلمان ہوا خواجہ نے
اسکو عیارون مین داخل کیا ایک شب رستم کو اس منزل مین رہنا پڑا دوسرے دن بصد کروفر
قصد ہوا کہ کوچ کرین سارا لشکر مع ساحران وغیرہ تیار ہوا رستم نے حکم دیا نقارہ کوچ بجے لشکر
نے اپنے مقام سے جنبش کی چھکڑے نال کے لدے ہوئے ساتھ کچھ کم تولا گیا فوج ہر جہانتک
نگاہ کام کرتی ہے لشکر ہی لشکر معلوم ہوتا ہے مگر ملازمان افہام جو لاشہ افہام کا لیکر بھاگے ایک صحرا
مین جاکر پہونچے منظور ہوا کہ لاشہ افہام کو جلا دین قضا سے کار افہام کا بڑا بھائی افہام کا شکار
کھیل کے پلٹا تھا دیکھا مشکے کہ چند شکست خوردہ ایک لاش کو جلایا چاہتے ہین بڑھ کر پوچھا

تم لوگ کون ہو لاش کسکی لائے ہو جسکے جلانے کا قصد ہی اُن سب نے بیان کیا کہ افہام زور آور
نامی پہلوان بڑا سے مقابلہ رستم گیا ہاتھ سے رستم کے مارا گیا بڑے بڑے مکر کیے مگر کوئی مکر نہ چلا
اقسام نے پوچھا کہ قاتل افہام کہاں گیا سب نے بیان کیا کہ اسی مقام پر ہوگا لشکر مثل مور و
ملخ کے ساتھ ہی ہم لوگوں پر جو آکر گرے زمین کانپتی تھی آخر ہم لوگوں کے پیر جمے گھبرا کے
بھاگے بڑی مشکل سے لاش افہام کی اُٹھالی رستم اسی مقام پر ہونگے اقسام گرد نے لاکھ سوار
و پیدل قلعہ سے بلوا لیے انکو ساتھ لیا شب کو اسی مقام پر اُترا رات بھر شراب پیا کیا صبح کو لشکر
سوار ہوا لشکر کو لیکر چلا رستم کو دوسری منزل ہی پانچ کوس کا رستہ دو دن میں طے کیا ایک مقام پر
فروکش ہیں سیر صحرا دیکھ رہے ہیں کہ اقسام آکر پہونچا مقابلہ میں رستم کے اُترا طبل جنگی بجوایا
رستم نے بھی جواب میں طبل جنگی بجوایا تیاریاں ہونے لگیں رات بھر تیاری رہی صبح کو دونوں لشکر
میدان کارزار میں آئے اقسام نے گینڈا نکالا رستم کو طلب کیا رستم جو مقابلے میں آئے نیزہ چلا بعد
نیزے کے نوبت تلوار کی آئی اقسام نے وار کیا رستم نے وار بچا کر جو تیغہ ہفت جوہر کھینچا اقسام
گرد کو آئینہ شمشیر میں جلوہ عروس مرگ معلوم ہوا سمجھا کہ اگر یہ تیغہ پڑیگا تو جان بری دشوار ہوگی آواز
دی ای رستم بڑے افسوس کی بات ہی کہ دوسرے جوان کو ساتھ لائے وہ چھپکر تیر مارا چاہتا ہی رستم
پلٹے کہ میرے ساتھ کون ہی غصہ آگیا جیسے ہی پلٹے اوپر سے اقسام نے تیغہ مارا اپنی پشت پر رستم
نے کسی کو نہ پایا اس مکر پر نہایت غصہ آیا پلٹ کر ہاتھ تلوار کا مارا کہ شانہ تک اقسام کا جھول پڑا اور گینڈے
کی گردن کٹی ساتھ والوں نے اقسام کے جو اپنے آقا کو تہ و بالا دیکھا تلواریں کھینچکر آپڑے رستم خوب
لڑے اقسام نے پہروں رہے طبل بازگشت بجوا دیا پلٹ کے اپنی بارگاہ میں بیٹھا ہو رو رہا ہی عیار اسکا
کمیں تیز رو تھا اسکو جو معلوم ہوا کہ میرے آقا بارگاہ میں اکیلے بیٹھے ہیں حکم لیکر اندر آیا دیکھا اقسام آنسو
بھرے ہوئے بیٹھا ہی پوچھا آقا سے تا بار آپکو کبھی ایسا رنجیدہ نہیں پایا آپ کیوں ملول ہیں اقسام
کہا ای رفیق شفیق رستم سے جو میں نے مقابلہ کیا اُسکو بہت زبردست پایا سمجھا کہ میں اسکے ہاتھ سے
نہ بچونگا مکر کرکے اُسکو زخمی کیا آخر مغلوب ہوا مغلوب میں بھی ہمارے لوگ بہت مارے گئے اگر رستم لشکر
میں ہوں تو کوئی میرا ہمسر نہیں ہر سکو زیر کر لونگا اگر ہو سکے تو رستم کو گرفتار کر لاؤ کمیں نے عرض کی ای
شہریار یہ کتنی بڑی بات ہی گیا اور رستم کو گرفتار کر لایا یہ کہکے طرف لشکر رستم کے روانہ ہوا ایک [illegible] کی شکل بنا

لشکر میں پھرنے لگا پشت بارگاہ رستم پر آیا دیکھا کہ ایک نخل ہی اوسکی آڑ میں بیٹھا نقب کہودنے لگا پہر رات رہے مہرہ نقب بارگاہ رستم میں آکر توڑا دیکھا رستم سو رہے ہین گرد میں اٹھا ہوا نکلا قریب رستم کے پہونچا کاٹنے سے دو شالہ ہٹایا کپڑے مین بیہوشی رکھی پر اپنے دماغ کے لگادی رستم چھینک مار کر بیہوش ہوئے کمین سے پشتارہ باندھا اوسی طرح نقب مین کود کر چلا راستے کو طے کر کے سامنے اقسام کے پہونچا اقسام نے رستم کو ہتھکڑیان بیڑیان پہنائین کہا اسے لیجاکر قید کرو صبح کو دربار میں سمجھونگا اگر میری اطاعت کی تو فبہا ورنہ قتل کرونگا یہ کہکے رستم کو قید خانہ مین بھیجدیا آپ آکے بارگاہ مین بیٹھا سب سردار آکے جمع ہوے سب کے سامنے کہرہا ہی کہ مین نے مسلمانون کا خاتمہ کیا رستم میرے یہان قید ہین لیکن سہاک جو بیڑے نماز جگانے آیا رستم کو پلنگ پر نہ پایا بیقرار ہوگیا روتا ہوا باہر نکلا پکار کر آواز دی یارو غضب ہوا کہ آقا کو کوئی چرا لیگیا میر طلایہ نے بھی آکر خبر دی کہ فلان نخل کے سایہ سے نقب لگائی ہے مٹی کا وہان انبار ہی خواجہ کو خبر ہوئی خواجہ بھی آئے سہاک کے کان پکڑے کہا کیون نالایق آقا کی یون ہی حفاظت کرتے ہین یہ خیال کیا کہ حریف سے مقابلہ ہی دشمن مقابلے مین اوترا ہوا ہی کہ اور جملہ سردار بھی آئے خواجہ سب سے باتین کر رہے ہین سردار آمادہ ہین کہ لشکر دشمن پر جا پڑین ابھی آفت برپا کردین میدان لاشون سے دشمن کی پاٹ دین کہ ہرکارے دوڑے آئے خواجہ سے عرض کی اوستاد کمین تیز رو نامے اوسکا عیار ہی وہ آقائے نامدار کو چرا کر لیگیا اب اسوقت اقسام نے دربار مین طلب کیا ہی سب سردار اوسکے جمع ہین خواجہ نے آفاق تاجدار سے کہا کہ آپ لوگ تیار ہون مین جاتا ہون رستم کو جا کر رہا کردن جب حال معلوم سننا تم بھی آجانا سب سردارون کو تسلی دیکر خواجہ نے باندھا سے عیاری کا جسم پر آراستہ کیے طرف لشکر کفار کے چلے جب قریب لشکر پہونچے تب صورت بدلی رنگ و روغن عیاری کا لگایا ایک خدمتگار کی شکل بنا کر لشکر مین آگئے پھرتے ہوے قریب بارگاہ اقسام پہونچے دیکھا داروغہ زندان خانہ رستم کو لیے ہوے جاتا ہی سرداران اقسام تماشا دیکھ رہے ہین ہر ایک کا قول ہی کہ ہمارے آقا بڑے صاحب اقبال ہین وہ شخص گرفتار ہوکر آیا کہ جسکا جرأت مین عدیل و نظیر نہین اب اگر اسنے بقرار اطاعت اختیار کی تو فبہا ورنہ آقا ہمارے بڑے بدمزاج ہین فورا قتل کا حکم دینگے پھر اس جوان کو

کون بچا سکیگا بیٹھے کر رہے ہین جان بڑی چیز ہے خوف جان سے اطاعت کرینگا لقراط ثانی کے
سجدہ کرنے مین کیا عذر ہے قدرت کبھی تقدیر کرینگے پیغام سر حد طلسم خیال سکندری ہی ہے کیسے کیسے
بہادر یہان رہتے ہین کیسے کیسے ساحرون کا یہان جادو کرکے دن کو رات کردین اور رات کو دن
کر دکھائین کیا کسی بات مین عاجز ہین قدرت جو مُردون کو جلاتے ہین وہ انھین ساحرون کی
مدد ہے اس شخص کا دل نہ پھیر دینگے خواجہ بخشی ان سب کے ساتھ ہوئے اندر بارگاہ کے پہونچے رستم
زنجیرین ہلاتے ہوے سامنے اقشام کے آئے مثل اہل اسلام کے صاحبقران سلامت کی پیروی
تمام آواز دی کہ سلام من بر مجلس زرین ما و بر کیسہ باد کہ بہار و لشکر کہ خدا یکیست و دیگر
پیغمبر خدا برحق تمام کافر دل کرنے لگے اقشام نے پکار کر آواز دی اے رستم اب وقت سرکشی نہیں ہے
مناسب یہ ہے کہ خداوند لقراط ثانی کو سجدہ کر رستم نے جواب دیا کہ او مکار کیا بیہودہ بکتا ہے ہم تو
اس ہاتھوں پر لعنت کریں جو سجدہ کرنا کیسا ایک شخص مکار جادو ساز شعبدہ باز ہم اسکو سجدہ کرینگے ہم تو خدائی
جو وحدہ لاشریک ہے یہی اعتقاد ہمارا ٹھیک ہے اقشام ان باتون پر جل گیا کہا او ملعون ہمارے سامنے
ہمارے خداوند کو برا کہتا ہے جلاد کو بلاؤ جلاد جلاد کا جو ہلا ہوا آیا جوان ننگی خنجر پر کھینچے ہو
سامنے آیا پکار کر آواز دی اے شہریار کیا حکم ہوتا ہے یہ بازو دار رکھتا ہون بازو مین قوت ایک ہاتھ
مین سر کو تن سے قلم کر دونگا مگر ظلم اول ہو چکا ہے ستم کا فرد سلطنت سلطان کے فریاد پر جلاد دونو
مرغ را دانہ بلاش طلبد بر صیاد جاہست اقشام نے کہا او جلاد دیوان گنہگار ہے خداوند کی مرضی پر شاد
قربان جاتے ہین کہ جو سر رستم لائیگا اسنے قدرت پر احسان کیا ہین قدرت پر احسان کرتا ہون تیرا کبھی سر پہ بنا باد
ہوگا جلاد دیترا بدلکر خنجر کھینچے ہوے سر رستم پر آیا خواجہ نے جو دیکھا یہ تو اولاد صاحبقران پر جان دیتے
ہین قالب تہی کیا کاجہ مشہد کو آگیا سرے کو کہین کھول سنگ ترشیدہ سوا پانچ سیر کا کلہ کو پھین مین دیا ایک
ساعتون کی اڑیکر کر بارا کہ سر جلاد کا اڑ گیا ہلا ہوا وہ مار اگرچہ دیکھا تو جلاد پڑا ہوا تڑپ رہا ہے گنہگار بیٹھا ہے
سب نے کہا جلاد دیوانہ تھا خنجر کھینچا ہوا اپنے سر پہ مار لیا اپنی جان سے بیزار تھا مگر کہین تیز رو عیار
جو کھڑا ہے اسنے کہا یارو تم لوگون کو سوجھا نہین کسی نے پتھر مارا کہ جلاد کا سر پھٹ گیا دیکھین تلاش کرنا کو
چہار جانب دیکھنے لگا خواجہ نے قصد کیا پشت کدھر پڑے کہا صاحب جتنے پتھر مارا وہ سامنے کھڑا ہے
جیسے ہی کہا نے ادھر منہ کیا خواجہ نے ایک دلی یاری کلاہ سر کسی کی لی اور جسکے برابر اقشام

کے پہونچے تاج اسکے سر سے لیا جست جو کی سر اچکے کو غل لگ گئے لینا لینا کا بلا ہوا اقسام نے کہا او کمبخت
سر دربار ذلیل ہوا اس ظالم عیار کو لینا جانے نہ پائے گمین بھی جست کرکے نکلا خواجہ چوبدار کی صورت
بنکر دربار مین آئے اقسام پکار رہا ہے کہ جلد جلاد کو بلاؤ کہ طلسم کشا کو جلد قتل کرے خواجہ نے کہ حضور
چوبدار کھڑے تھے ہاتھ باندھکر اقسام سے کہا مین حضور سے کچھ کہا چاہتا ہون عرض کرونگا اقسام نے کہا
قریب آؤ خواجہ جھپٹ کے قریب پہونچے پھر دھول ماری دوسرا تاج جو پہنا تھا سر سے لیا اور دیکھکر آواز
دی کہ اگر طلسم کشا کا ایک مو بھی بدن کم ہوا تو تیرا بیٹھنا مشکل پڑ جائیگا چلتے ہوئے ایک دولتی ماری
کہ اقسام منہ کے بل زمین پر گرا خواجہ جست کرکے پھر نکل گئے گمین کہ باہر ڈھونڈھ رہا تھا ایک سپاہی سے
پوچھتا تھا کہ ساربان زادہ کدھر گیا خواجہ تو لینا لینا کہتے ہوئے نکل گئے گمین اندر بارگاہ کے آیا اقسام
نے کہا او نالائق تو کہان تھا عمرو دوسرا تاج بھی میرے سر سے لے گیا وہ تو شعلہ جوالہ ہے ایسی جلدی کیا
کہ نگاہ اٹھانا مشکل ہو گئی عمرو کے برابر کوئی تیز رو نہین گمین نے قصد کیا کہ پھر باہر جاؤن کہ شاگرد نے
پشت پر سے آواز دی استاد ادھر آئیے جب گمین قریب شاگرد کے پہونچا شاگرد نے کہا وہ دیکھیے عمرو
کھڑا ہے جاتے ہی گمین لپٹا ایک دھول ماری اور دوسری کلاہ سر سے لی اور پھر جست کرکے نکل گئے کہتے
ہوئے خواجہ نے یہ چوتھی مرتبہ جلاد بنکے بارگاہ مین آئے اقسام سے کہا مین طلسم کشا کو قتل کرون اقسام
نے کہا جلد قتل کر یہ شخص قتل ہو جائے تو مہلت ملے دیکھو عمرو نے کیا ہنگامہ ڈالا ہے جلاد نے کہا
مین سب ہنگامہ مٹائے دیتا ہون رستم یہ سب معاملہ دیکھ رہے ہین جی ہی جی مین کہتے ہین کہ عمرو کا پیدا ہونا
ناممکن ہے اسی کی وجہ سے صاحبقرانی کو صاحبقران کی زور ہوا جہان گرفتار ہوئے خواجہ مردانہ وار
پہونچے اور صاحبقران کو چھڑایا خواجہ برق جھنجھلاتے ہوئے ہین قریب رستم کے آکر جلاد نے کہا تو والا
سنبھل کر بیٹھ کہ مین تجھے قتل کرون رستم پہچان گئے کہ یہ خواجہ عمرو ہین سنبھل کر بیٹھے عمرو نے خنجر مارا
کہ ہتھکڑی کٹ گئی اور خواجہ نے آواز دی ہان رستم اٹھو وقت رہائی آ گیا رستم نے بجلی سا تڑپ کر کہا نظم

مشتعلہ شمشیر شان شمع جگر سوز ہین	گرچہ بازار عشق از لطف ہون مین آج
خانۂ تاریک و تنگ بستۂ زنجیر عشق	بشکنم این بند را وقت جنون است
سرو ار فنا خانۂ خونخوار سے ہین	پاک بردارم زدار رو بستون بشکنم

قید کو توڑ کر باہر نکلا رعد کو بھی چھڑا کر بھونچال کر کے آ گئے اپنے نام کا نعرہ کیا اور لڑنے لگے اقسام نے

پکار کر آواز دی اس جوان کو مار لو چہار طرف سے پہلوان اُٹھے تلوار چلنے لگی رستم کی جرأت و شکوہ کہتے
کئی سو جوان مار کر بارگاہ میں گرا دیے یہاں آفاق شاہ وغیرہ سرداران رستم کے مشتاق تھے
صدائے گیر و دار پہنچی فوراً سوار ہوئے سماک نے بڑھ کر خبر بھی دی کہ آقا سے نامدار نے رہائی
پائی لڑائی ہو رہی ہے مگر اندر بارگاہ کے مجمع ہے آقا نکل نہیں سکتے آفاق تاجدار تخت پر سوار ہو کر چلا
سہیل قزاق وغیرہ نے گھوڑے دوڑائے کہ تیغ گرد بلند ہوا اُسوقت آ کے پہنچے کہ رستم
بمشکل لڑتے بھڑتے بیرون بارگاہ آئے ہیں اس حال میں بھی اقسام کا حوصلہ نہیں پڑتا کہ
رستم پر جا پڑے جب رستم باہر نکلے سماک نے گھوڑا پیش کیا سوار ہو کر لڑنے لگے اقسام نے دور سے
دیکھا سرسام نامے ایک پہلوان کہ پہلو میں کھڑا ہوا اقسام نے اشارہ کیا کہ اے سرسام دیکھو رہے
کہ رستم کے ہاتھ سے کیسے کیسے پہلوان مارے گئے فوج بھی انکی اُسی میں تنگ لگا کے لاؤں شکستہ
پر سے ہاتھ تلوار کا مارو سرسام نے کہا بہت خوب کیا میں کیسی بات میں کمی کرونگا مجھے اشتیاق ہے کہ کون کون
سے دوست مارے گئے جنکا مثل و نظیر عالم میں نہ تھا مگر حقیقت میں رستم عجب جوان ہے حق تعالیٰ قائم
ہے آپ دیکھتے ہیں کہ اکیلے ہیں اور پشت و پہلو سے ہزاروں جیسے جنگجو سے مقابلہ کیا اُسکو اسی طرح
ٹوکا کئی سو پہلوان مارے جا چکے ہیں اب لشکر کی اُسکے ہاتھ سے بربادی ہے ہمارے لشکر کے
دیکھیے کیسے کیسے جوان مارے گئے ہیں بہادر بیٹھے اور جو پہلوان آیا کس جرأت سے آ کر لڑا
کس زور شور سے آ کر مقابلہ کیا اقسام نے کہا باتیں نہ بناؤ مقابلہ رستم میں جاؤ سرسام
ہٹو ہٹو کرتا ہوا سامنے رستم کے آیا اول نیزہ مارا رستم نے نیزہ قلم کیا سرسام نے تلوار کھینچی
وار تلوار کا کیا رستم نے اوجھڑ سپر کی مار دی تلوار کٹی سرسام کی ٹوٹ گئی اوپر سے ہاتھ تلوار کا
مار کے سپر سرسام کی کٹی گینڈے کا سر کٹا سرسام گینڈے سے گرا رستم نے سانپ میں تلوار
لے لیا سرسام کی مایوسی جان تو بہت عزیز ہے رستم نے چاہا ہاتھ ماروں کہ اس جوان کے
دو ٹکڑے ہوں سرسام نے گھبرا کر عالم یاس میں دونوں ہاتھ اُٹھا دیے وہی ٹوٹی ہوئی تلوار
ہاتھ میں سپر کٹ کر گر گئی ہے اس یاس سے سرسام نے ہاتھ اُٹھائے دانت نکال دیے رستم
کو رحم آگیا ہاتھ تلوار کا روک کر کہا اے جوان اُٹھ دوسری تلوار لا جان کا خوف نہ کر دوسرے
گینڈے پر سوار ہو پھر کہ رستم نے کہا سرسام کے دل میں محبت پیدا ہوئی دل سے کہتا ہے کہ

یہ تو جان بخش ہی اگر ہاتھ مار دیتا تو سر اڑ جاتا ادہم اٹھتے ہی قدموں سے لپٹ گیا کہتا تھا ای آقا
نامدار جان میری آپ پر فدا ہی آپ نے جان بخشی کی یہ کہکے گھوڑے پر سوار ہوا عقب مینا
رستم کے لڑنے لگا جو قریب رستم آیا اسکو مار کر گرا دیا اقسام نے جو دور سے دیکھا کہ سرسام
جاتے ہی شریک رستم ہو گیا اب اسکا قتل کرنا واجب ولازم ہی یہ سوچکر فوج کو اشارہ کیا کہ
سرسام کا سر کاٹ لو کل پہلوانوں نے سرسام کو گھیر اسرسام اتنا کا زخمی ہوا رستم سلطے جو
پلٹ کر دیکھا کہ سرسام زخمی ہو رہا ہی تلوار چمکا کر اسی مجمع پر جا پڑے ایک پہلوان نے پشت پر آکر
ہاتھ تلوار کا مارا کہ سر زخمی ہوا رستم نے اسکے جواب میں تلوار کا ہاتھ مارا کہ اس جوان کے
دو ٹکڑے ہوئے مگر تکان جو پہونچی زخم سر کھل گیا نقاہت ہوا کہ گھوڑے سے گر پڑونگا آنکھوں کے
نیچے اندھیرا آیا تلوار کو نیام میں کیا دونوں ہاتھ حائل گردن مرکب کیے پشت پر ہاتھ رکھکر فرمایا کہ ای مرکب
راہسیل اگر ہو سکے تو مجھکو نکال لیچل مرکب نے جو اپنے آقا کو سست پایا دولتیاں اور شتکیں مارتا ہوا
طرف صحرا کے لے نکلا ہر چند لوگوں نے چاہا کہ مرکب کو روکیں مگر نہ رک سکا گھوڑا طرارہ بھرکر نکل گیا
پانچ کوس پر ایک صحرا ملا وہاں پہونچکے گھوڑا اڑ کے کھڑا ہوا جسم کو جنبش دی رستم الٹ کر مرکب سے
گرے گھوڑا اٹکر دیکھ رہا کیا چاہتا ہی کہ آقا اٹھیں مجھ پر سوار ہوں مگر رستم بیہوش پڑے ہیں خیر خیر لگا
مگر نگاہ رستم کی طرف ہی اتفاقا اس حوالی کا جو بادشاہ ہی کہ یہاں صحرا نشین اسکی ایک دختر
بلند اختر ہی سلطانہ نارنجی پوش برائے شکار آئی تھی رستم پر جو نگاہ پڑی لاکھ جان سے
عاشق ہوئی اٹھوا کر لیگئی اپنے باغ میں لائی پلنگ پر لٹوائے خود رومال لیکر سرہانے بیٹھی یہاں جنگ
کا یہ انجام ہوا کہ اقسام جنگ سے عاجز ہوا ہاتھ سے سہیل قزاق کے زخمی ہوا طبل بازگشت
بجوایا سرداران رستم پلٹے اپنے مقام پر آکر اترے اقسام جا کر اپنے مقام پر فروکش ہوا یہاں
آفاق شاہ نے آکر جو دریافت کیا معلوم ہوا کہ رستم کو گھوڑا نکال لیگیا خواجہ کو بلا کر کہا ای شہنشاہ
اوج عیاری رستم زخمی ہو کر نکل گئے تلاش کرو جا کے خواجہ نے اسی وقت تیاری کی اور جھٹ پٹ
ہاتھ سے عیاری جسم پر آراستہ کیے اور تلاش رستم میں چلے اسی صحرا میں پہونچی سب سے دیکھا
کہ خون کے قطرے جا بجا پڑے ہیں انکو دیکھتے ہوئے خواجہ چلے یہاں رستم کو باغ میں ہوش آیا
ملکہ کو دیکھا بہت پسند کیا اٹھ بیٹھے ملکہ نے پوچھا آپکا نام نامی کیا ہی رستم نے حسب ونسب اپنا

انکو لیجائیں خدمت خداوندی میں پہونچائیں وہان جاکر قتل ہوں سب کنیزون نے یہی کہا
کہ واری یہی بہتر ہے کہ والد کو اپنے بلا کر انکو گرفتار کرا دیجیے یہ سوچکر ملکہ سوار ہوئی قلعہ میں
آئی قصر میں آکر اول رات سے ملاقات کی ناظر سے کہا فرزاد کو بلا بھیجے ناظر نے والد سے
اطلاع کی گہمان محل میں آیا ملکہ نے کہا جسے لیجاکر عرض کی ای والد نامدار میں نے بڑا کارنمایان
کیا قاتل طلسم ہفت پیکر رستم پہلوان کو جنگل سے اٹھالائی ہون اسکا تماشا لگائے ہیں لیکن اچھی
حاصل نہیں ہوئی اپنے ملک کو گرفتار کر بیچیے اور آج تکبھی طلسم ہفت پیکر کی آنکے گلہ میں کروا آتا ہوجیے
ہفت پیکر کی منزلان ہوگا اور خدمت انکے فرمائے میں کیونکہ رستم کو قتل کیا اسنے خدائی کو بچالیا
لیس اب ہم میں خدائی کہلائینگے گہمان یہ خبر سنکر شاد ہوگیا کہا ای فرزند تونے بڑا کارنمایان کیا یہ کہکے
باہر نکلا ساٹھ ہزار فوج کو تیار کیا گھوڑے پر خود سوار ہوا طرف باغ ملکہ کے روانہ ہوا یہان رستم
ٹھنک بیٹھے ہیں ٹیان کنیزین بہل رہی ہیں شاہزادہ پوچھ رہا ہے کہ صاحبو آج ملکہ عالم کہان ہیں
کنیزین عرض کرتی ہیں کہ باپ سے سلام کو گئی ہیں رستم ہر دم یاد میں ملکہ کی آنکھون میں آنسو
بھر لاتے ہیں اور خیال کرتے ہیں کہ اس غریق آتش اشتیاق و غریق لجہ فراق پر کیا گذری ہوگی
اسکو تو دم بھر کی جدائی گوارا نہتھی فلک نے یہ انقلاب دکھایا خدا کب تاب پہونچائے صورت زیبا
اسکی دکھائے اسی سوچ میں سرنگون بیٹھے ہیں کہ بیرون باغ گرد اڑی حق گرد چلمنہ ہوا رستم نے
فرمایا ارے دیکھو تو یہ کون آتا ہے کنیزون نے کہا یہان کا جو بادشاہ ہے وہی آتا ہوگا اتنے ہی میں ہوشیار ہوجاؤ
گہمان مع فوج اندر باغ کے داخل ہوا پکار کر آواز دی او ظالم تو یہان آ کہنا اب بہتر ہے کہ میری
خدمت میں حاضر ہو جان بخشی کراؤنگا ہفت پیکر کے نہیں لیجاؤنگا خداوند خیال سکندری اسی مقام پر
وجہ کیسے رستم نے تیغ ہفت جوہر کے قبضے پر ہاتھ ڈالا چاہا اپنا مرکب تیار کرون تا مرکب نہ پہونچنے پایا
کہ فوج نے آکر رستم کو گھیرلیا رستم سے تلوار چلنے لگی ہر چند پہلوان چاہتے ہیں کہ رستم کو گرفتار کرلیں ممکن
نہیں ہوا رستم شیرانہ جنگ کرتے ہیں گہمان نے پہلوانوں کو اشارہ کیا کہ پشت سے حملہ کرو پہلوانوں
نے پشت سے حملہ کیا نیزہ اور شمشیر چلنے لگی رستم بہت زخمی ہوئے ایک کافر نے نیزہ مارا شانے پر رستم
کے پڑا رستم نے چاہا کہ نیزہ دو ٹکڑے کرے لیکن جھٹکا مارا کہ رستم گرے پہلوان حملہ کرکے لوٹ پڑے
اور رسے سے جکڑ کے رستم کو گرفتار کرلیا اسوقت ملکہ آگئی ہوئی تھیں دیکھا کہ رستم زخمون سے چور چور

دیکھا کہ ملکہ کی آنکھیں سرخ ہیں غم والم کی طغیانی ہے دوڑ کر وزیرزادی قدموں پر گر پڑی اشک
اپنے دوپٹے سے پاک کیے کہا کیوں واری خیر تو ہے ملکہ نے کہا اے لالہ عذار ہمارا حال نہ پوچھو
ہم سے وہ حرکت ہوئی کہ زبان ہماری قلم کر دو زمرہ میں جلادوں کے ہمارا نام لکھو افسوس ہے کہ مجھ
کمبخت نے معشوق کو گرفتار کرا دیا دل بیقرار ہے ہائے کیا کروں اس عرصہ میں سب کنیزیں بھی
فوراً فوراً آگئیں ملکہ کو دیکھا کہ رو رہی ہیں کنیزوں نے پوچھا کیوں واری کیا کیفیت ہے
ہم لوگوں سے کچھ ارشاد ہو وزیرزادی نے بھی عرض کی کہ واری اب جو حکم فرمائیے وہ بجا لائیں
جان اپنی لڑائیں ملکہ نے کہا اے لالہ عذار کسی طرح یہ شخص قید سے چھوٹ جائے میں اگر
پاؤں اور سامنے جاؤں تو قدموں پر سر رکھوں عذر کروں کہ میری خطا معاف کیجیے شاید
وہ ظالم پھر رحم آئے خطا معاف کرے کہ مجھ سے بھول ہوا اے لالہ عذار مجھ بدنصیب پر یہ شاق
یہ ہوا کہ کم سے اپنی معشوق مشہور تھا گلگون پوش کو یاد کرکے اشعار پڑھے مجھ پر شاق گذرا کہ
میرے سامنے یہ شخص دوسرے معشوق کا ذکر کرتا ہے جا کر باپ سے اطلاع کر دی جس کا یہ انجام ہوا
کہ اب تڑپتی ہوں لاکھ چاہتی ہوں کہ دل کو روکوں دل نہیں مانتا یہی جی چاہتا ہے کہ خنجر کو
ہلاک کروں اپنا جھگڑا پاک لالہ عذار نے کہا واری ابھی تو آسان ہے خیریت یہ گذری کہ والد آپ کے
بیرون باغ اتر پڑے جس خیمہ میں یہ شخص قید ہیں وہ باغ سے دو قریب ہے حکم ہو تو ملکہ نقب
کھودیں قیدخانہ میں پہونچیں انکو نکال لائیں آپ سے ملائیں ملکہ بیقرار ہو کر اٹھی لالہ عذار
کے قدموں پر گر پڑی کہا اے لالہ عذار اگر یہ کام تجھ سے ہوگا تو گویا مجھ کو مول لے لیا عمر بھر احسان مند
رہونگی دولت دنیا سے نہال کر دونگی سب جواہر اپنا تجھ کو دے دونگی سب نے کہا واری
ابھی جاتے ہیں نقب دیکر اس خیمہ میں پہونچتے ہیں ملکہ نے کہا میں بھی تم سب کے ساتھ
چلونگی نقب کنی میں مصروف ہونگی وہ گرفتار رنج و مصیبت مجھکو اس حال میں دیکھکر شاید پھر رحم
آئے لالہ عذار نے کہا کہ اب جلدی کیجیے دو پہر رات کم باقی ہے ملکہ سب کنیزوں کو ساتھ لیکر پائیں باغ
باغ آئیں دو چار شخص کچھ توڑی ہیں خنجر پکڑ کے نقب دینے لگیں ہاتھ اپنے ہاتھ سے
مٹی اٹھاتی ہیں کبھی خنجر تھام لیتی ہیں خود کھودتی ہیں سب نے ایک نقب کھود دی چہرہ نقب کا جاکر
اس خیمہ میں توڑا کہ جس خیمہ میں اسم قید تھے ملکہ کی نگاہ پڑی کہ پاس بیٹھا ہے ہتھکڑیاں بیڑیاں پہنے ہے

سرنگون بیٹھے ہیں سر زنجیر پر سرخم ہی ہجوم غم و الم ہی یکایک زمین سے سبک پیلی ملکہ نکلیں نکلتے ہی رستم کے قدموں پر گر پڑیں رستم نے سر سینے سے لگا لیا فرمایا کیوں ای جان جہان خیر تو ہی ملکہ رونے لگیں کہا ای شہریار مجھسے بڑی خطا ہوئی کہ آپکو گرفتار کرایا گرفتار کرا کے شرمندہ ہوئی بقول شاعر۔ نظم

خیال یار کبھی اسے رشک حور ہوتا ہے — خطا معاف ہو مجھسے قصور ہوتا ہے
ہوا اس خمسہ میں آسکے فتور ہوتا ہے — جنون سمجھتا ہوں جسکو غرور ہوتا ہے
شباب باعث فسق و فجور ہوتا ہے — گناہ مجھسے ترا یا غفور ہوتا ہے
نہ دیکھ جسم مرا ہی مغفرت کو دیکھ — معاف کر دے بشر سے قصور ہوتا ہے
کوئی دن اور جہان میں رہو نہ گھبراؤ — ظہور حشر بھی اہل قبور ہوتا ہے
کیے ہیں دل نے بھی پیدا خواص شیشے کے — ذرا سی ٹھیس میں بس چور چور ہوتا ہے
گلی میں یار کی نالان رہیں نہ کیوں عاشق — چمن میں شور عنادل ضرور ہوتا ہے
قسم خدا کی بڑا بانی فساد ہے عشق — اسی کی ذات سے اکثر فتور ہوتا ہے
چھری چلی مری گردن پہ سب یہ خطا ورنہ — کہیں حلال کوئی بے قصور ہوتا ہے
وہ بادہ خوار ہوں کہتے ہیں جسکو دریا نوش — جو خم چڑھاؤں تو کچھ کچھ سرور ہوتا ہے
عنان صبر نہ دے ہاتھ سے ٹھہر کوئی دم — وصال یار دل ناصبور ہوتا ہے
بجز ایک برس بھی نہیں گذرتا ہے — بہار آتے ہی سودا ضرور ہوتا ہے
خطا نہیں کی تو کی دیجیے سزا مجھکو — یہ سب گناہ سراپا قصور ہوتا ہے
بڑا قصور کا جبڑا ہے سخن تو ایک ہی رند — وہی سمجھتے ہیں جنکو شعور ہوتا ہے

رستم نے اشک آنکھوں سے پاک کیے فرمایا ای ملکہ عالم جو گذرا وہ گذرا یہ تکلیف ہماری تقدیر میں تھی اور ظہور سے پہنچی سمجھ کر ہی کا ٹوکا ہم قید توڑیں ملکہ نے خنجر اپنے ہاتھ میں لیا کہا میں سمجھ کر بولی کاٹیں رستم نے کہا ای ملکہ تم تو باغ میں جا کر بیٹھو میں گیہان کی گردن جا کر توڑوں کہ اسکو بھی معلوم ہو کہ فرزند صاحبقران کے ساتھ مکر کیا تھا اسکا یہ انجام ہوا ملکہ رونے لگیں کہا ای شہریار وہی مکار سبب ہیں کیا آپکو پھر سے گرفتار کرینگے پھر تو رستم کو سمجھا کر باغ میں لائیں یہاں صبح کو گیہان کو خبر ہوئی کہ رستم قید خانہ سے غائب ہو گئے گیہان بہت گھبرایا ملکہ پر تو خیال بھی نہ گیا ناچار ہو کے پہ صلاح

ٹھہری کہ قلعہ میں تلاش کرونگا جسکے یہاں پتہ لگا اُسکا گھر تک لوٹ لونگا لشکر کو تیار کرکے گیہان
قلعہ میں آیا تخت پر بیٹھا ہرکاروں کو حکم دیا کہ رستم کو تلاش کرو ہرکارے ہر کوچہ و بازار میں ڈھونڈھنے
لگے یہاں رستم دوسرے دن اُٹھے پشت مرکب پر سوار ہوئے فرمایا اے ملکۂ عالم میں دربار میں گیہان کے
جاتا ہوں ملکہ رونے لگیں کہا او شہریار ایسا نہو کہ گیہان کوئی فتور کرے آپکے دشمن گرفتار ہو جائیں تو
باعث خرابی ہو رستم نے نہ مانا اور پشت مرکب پر سوار ہو کے چلے ملکہ روتی ہوئی پیچھے چلیں جب در باغ
سے نکلنے لگے تو ملکہ رکاب سے لپٹ گئیں کہا اے شہریار کنیز کو قتل کرکے جایئے رستم نے
یہی جواب دیا کہ ان مقدرات میں دخل نہ دیا کرو جسکے تئیں اتفاق ہو رستم نے جو بلہجۂ قہر و غضب کہا
ملکہ کانپ گئیں کہا اے شہریار آپکو اختیار رہی آخر رستم چلے ملکہ نے چند کنیزوں کو برائے خبر روانہ
کیا اور کہا کہ مفصل خبر مجکو دینا اگر انکے دشمنوں پر کوئی پریشانی پہونچی تو میں جان دونگی کنیزیں
واسطے خبر کے چلیں رستم راستے کو طے کرکے قلعے میں پہونچے جس شخص کی نگاہ جمال
جہان آرا سے رستم پر پڑی یہی قول تھا کہ یہ آفتاب عالمتاب سواری مرکب پر چمکتا ہو
جہاندار کون جوان ہے لیکن ہرکاروں نے جو گیہان کے مقرر کئے تھے یہ خبر گیہان کو پہونچائی
کہ رستم آپکے دربار میں آتے ہیں گیہان گھبرا گیا ہرکاروں سے پوچھا کہ تمکو کیونکر معلوم ہوا کہ
رستم کہاں تھے اور کہاں سے آتے ہیں ہرکاروں نے عرض کی کہ ہم لوگوں نے انکو شہر میں دیکھا
پر خوبی دریافت ہوا کہ بیرون قلعے سے آتے ہیں قلعے کے باہر تھے یہ نہیں معلوم کہ کہاں ٹھہرے تھے
گیہان نے حکم دیا کہ دروازے پر درگہ سالار سے کہو کہ جب تک رستم کو دربار میں نہ آنے دیں
دروازے پر روک لیں درگہ سالار کو جو یہ حکم پہونچا بغل سے بیٹھا تھا سپاہیوں کو ساتھ لیا اور زنجیر کو مضبوط
کیا کہ سامنے سے دیکھا رستم آتے ہیں کہ دروازے پر آ گئے گھوڑے سے اتر کر کہا اندر جاؤں
درگہ سالار نے کہا کہ ای شخص یہ دربار شاہی ہے اپنا نام بتاؤ ہم جا کر شاہ سے عرض کریں اگر وہ بلا لیں
تو جاؤ رستم ٹھہر گئے وہ چار آدمی اندر سے باہر آئے باہر سے اندر گئے مگر درگہ سالار نے کسی سے
کچھ نہ کہا جب تو رستم کو غصہ آیا بڑھکر کہا ای پہلوان ہم کب تک کھڑے رہیں کئی آدمی آئے
اور اندر بھی گئے تجھے ہماری خبر نہ کہلا بھیجی درگہ سالار نے کہا ابھی چند ساعت ٹھہریئے شاہ کا
مزاج درست ہوئے آرام کرکے آئے ہیں جب دربار عام ہوگا تو تم بلائے جاؤ گے جلدی کیا ہے

رستم نے کہا کہ ہم ابھی جائینگے زیادہ ٹھہرنا ہمکو ناگوار ہے یہ کہکے بڑھے کہ قرق زنجیر کو ہٹا کر اندر
جائیں درگ سالار اٹھ کھڑا ہوا رستم کو روکنے لگا رستم نے چاہا کہ بڑھوں درگ سالار نے
ہاتھ تلوار کا مارا رستم نے بڑھ بچا کے ہاتھ کلائی پر ڈالدیا جھٹکا مارا کہ درگ سالار کا سر جھکا رستم نے
طمانچہ مارا کہ سر چرخ گردون سے اڑ گیا لاشہ تھرا کر زمین پر گرا سر ڈھلکتا ہوا اندر بارگاہ کے پہونچا
بادشاہ بیٹھا تھا کہ سر ڈھلکتا ہوا سامنے آیا گھبرا کر کہا کہ یہ سر کسکا ہے کسنے اسکو قتل کیا کہ پردہ
بارگاہ کا اٹھا کر رستم اندر آئے گیہان کو تخت پر پایا بارگاہ کے اندر آتے ہی مثل اہل اسلام
لشکر صاحب سلامت کی پکار کر یہ بیت بآواز دی سلام من برین مجلس و برین والا
پرستے باد کہ یار و شناس کہ خدا یکیست و دین پیغمبر خدا برحق تمام اہل دربار اپنے مقام
پر بل کھانے لگے گیہان نے اشارہ کیا کہ یارو خاموش ایسا ہو کہ یہ شیر بگڑ جائے ایک
پہلوان سفاک فیل زور اپنے مقام سے اٹھا قریب رستم کے آیا کہا کہ رستم تمھیں کچھ
خوف نہیں کہ گنہگار سرکار ہو رستم نے کہا کہ اپنے مقام پر جا کے بیٹھو ہم تمھارے بادشاہ سے
کلام کرنے آئے ہیں وہی جواب دینگے سفاک نے کہا کہ ہم قریب بادشاہ کے تمکو نہ جانے دینگے
رستم نے کہا تمھاری کیا مجال ہے سفاک نے چاہا کہ کلائی پر ہاتھ ڈالوں آگے نہ بڑھنے دوں
رستم نے فرمایا کہ زیادہ گستاخی نہ کر سفاک نے ہاتھ تلوار کا مارا رستم نے کلائی تھام کے ایک
قبضہ مارا کہ سر سفاک کا پھٹ گیا تمام اہل دربار کانپ گئے ہر ایک کا قول تھا کہ یارو یہ کبھی
کبھی دیکھا ہے حقیقت میں یہ جوان بے مثل و بے نظیر ہے بعض کہتے ہیں کہ اگر ایسا نہ ہوتا تو
دربار شاہ میں اکیلا کیوں چلا آتا طلسم ہفت پیکر ایسا مقام کہ عجائب و غرائب سے مملو تھا
اسکو فتح کرنا مشکل جانتا تھا حاصل ہوئے ہفت پیکر کا حال کہ قسمت میں یہ تھا قدرت
نے ہمارے طلسم خیال سکندری میں بلایا اپنے نزدیک آوارہ کیا استقدر فوج جمع کی
کہ گاؤ زمین بار نہیں اٹھا سکتی مگر یارو اس شخص کے مقابلے میں دخل نہ دو رستم سفاک کو
مار کر شیروں کے مثل اکڑتے ہوئے قریب تخت گیہان کے پہونچے قریب جا کر کہا کیوں گیہان
یہ تمھاری کیا خطا کی تھی کہ ہمکو قید کیا ہمکو کیا ہاتھ لگا گیہان سب پہلوانوں کی طرف
دیکھ رہا ہے کہ کوئی اٹھے ہمکو پکڑے سپاہی ہاتھ اسکا پر ہے رستم کے تخت پر اسکے کوئی نہیں

مقام سے نہیں اٹھتا ہے ایک کو اپنی جان کا خوف ہے رستم نے فرمایا اے گیہان شناخت پروردگار
میں کیا کہتے ہو بہتر یہ ہے کہ بقراط ثانی پر لعنت کرو مذہب حق اختیار کرو بقراط ثانی ایک حکیم
جلساز شعبدہ باز ہے شعبدہ پر بڑا غرور رکھتا ہے کیا کیا میرے ساتھ فتور برپا کر رہا ہے کیسے کیسے
پہلوان بھیجے ہمارے خدا نے ہمکو غالب کیا جو ساحر آئے مارے گئے بس اب جواب دو ورنہ
میں تیغہ ہفت جوہر کھینچتا ہوں گیہان ڈر کر خوف سے کانپنے لگا خیال ہوا کہ اگر میں نے
خلاف رستم جواب دیا تو یہ فوراً قتل کریگا اور کوئی ہمارا پہلوان دخل نہ دیگا دیکھو کیسی مشکل ہے
رستم میرا ہاتھ پکڑے کھڑے ہیں اور کوئی اپنے مقام سے نہیں اٹھتا خوف جان سے بول اٹھا
اے شہریار میں بدل و جان آپ کی اطاعت کرتا ہوں اتنا تو سمجھتا ہوں کہ آپکو قید خانے سے
کون لے گیا رستم نے ہنسکر جواب دیا کہ تیغہ قہر آلود اسی نے قید سے چھڑایا گیہان خاموش
ہو رہا سوچتا ہے کہ بدلہ لونگا یہ وقت کلام سخت کا نہیں ہے رستم کو دنگل پر بٹھایا وہ دنگل کہ جو پہلو
تخت میں تھا اسپر رستم کو جگہ دی سامنے رستم کے کلمہ پڑھکر بظاہر مسلمان ہوا ساقی بچوں کو
اشارہ کیا کہ جام شراب لاؤ ایک دو جام سادہ پلائے جب رستم کئی جام پی چکے تب گیہان
اپنے مقام سے اٹھا اور شراب میں بیہوشی ملا کر جام خود آگے رستم کے پیش کیا رستم بے اندیشہ
جام پی گئے پیتے ہی سر گردش کرنے لگا فرمایا کیوں اے گیہان تو نے کیا کیا گیہان نے جواب دیا
کہ اے رستم تمہارے ساتھ یہی چاہیے رستم نے چاہا کہ اپنے مقام سے اٹھوں اٹھنے نہ پائے بیہوش
ہوگئے گیہان نے حکم دیا کہ آہنگروں کو بلاؤ فوراً آہنگر حاضر ہوے رستم کو سلاسل میں طوق کیا
تب رستم کو ہوشیار کیا رستم کی جو آنکھ کھلی ہاتھ جو اٹھایا خانۂ زنجیر میں غل ہوا آواز دی اے گیہان تو نے
بڑا مکر کیا مگر وہ مالک ہے ہمکو سرفراز کریگا تجھپر مظفر و منصور ہونگا گیہان نے کہا اسی حالت میں دونگا فوراً
قتل کرونگا یہ کہکر باہر نکلا کہا میدان خونی کو جلد تیار کرو میں اس جوان کو ابھی اور بھیجونگا ملازموں نے
فوراً سامان کیا وہ استادہ ہوئی جلاد آکر حاضر ہوے شلنگیں لگانے لگے آواز دیتے تھے کہ جسکو
حکم ہو اسکو قتل کریں رستم مجبور و ناچار ہو نگاہ یاس چار جانب دیکھتے ہیں اپنے پروردگار
سے دعائیں مانگ رہے ہیں کہ اے خالق بے نیاز و اے کارساز رستم اپنا شہریار ہے نظم

مرا غافل مساز از خدا ہیچ		مشو راز دیدہ نادان بلا ہیچ	

دھرا ہی رہتا ہے آئینہ روبرو ہر وقت — بسنت آپکو بھی اپنی کیا ادا آئی
ہزارون مر گئے اُسپہ سسکتے ہین لاکھون — عجیب روگ ہے یارب یہ کیا وبا آئی
مثال حرف غلط یون مٹا دیا دل سے — مری وفا بھی نہ کچھ یاد بے وفا آئی
پہونچ رہی ہے تو اب تو سمجھے خبر گل کی — ابھی نسیم گئی تھی کہ کیا صبا آئی
کہا تھا کسنے تجھے شغل عشق بازی کر — تباہ تو ہے دل نادان یہ جی مین کیا آئی
غضب مین ڈالدیا اپنے ساتھ جان کو بھی — خدا کا قہر ہوا تجھکو کیا بلا آئی
سنا ہے ریختہ دی جان جسکی فرقت مین — مزار پر وہ پری شمع و گل چڑھا آئی

کنیزون نے عرض کی واری اب بیقراری کا وقت نہین ہے جو کرنا ہو وہ کیجئے ملکہ نے کہا اودیان تیار کرو مین جاکر جان دونگی لادیان تیار ہوکر آئی سب کنیزین آئین سلاح جنگ سب نے اپنے جسمون پر آراستہ کیے عرض کی واری جاکر تہلکہ ڈالدینگے اگر ستم کو رہا کیا تو قیامت برپا ہوگی دشمن اُسکی روکے کیا رکیگا پھر اُس دلیر سے مقابلہ کون کریگا غرض ملکہ چار سو کنیزون کو ساتھ لیکر ملکہ یہ ارادہ رزم و پیکار باغ سے نکلین مگر آنکھون سے آنسو جاری دل پر بیقراری درگاہ باری مین عرض کرتی ہین کہ اے خالق لیل و نہار اُس شیر کو جاکر زندہ پاؤن خیر و عافیت سے چھڑاؤن ایسا تو چالاک ہو نظم

ہر زبان تعمیل فرمان میکنند از صدق دل — انقیاد حکم یزدان میکنند از صدق دل
بندگی ہر وقت و ہر آن میکنند از صدق دل — بر سر چشم دل و جان میکنند از صدق دل
ہر کہ حاصل کرد زین دریا گہر یار خاک
سر نگون اندر سجود بندگی پیکر و خم — در رہ صدق و صفا نہاد پا ثابت قدم
کرد ضائع عمر در اندیشہ و تشویش و غم — تا بروز و شب بود و محنت و رنج و الم
فائدہ زین خاک اکسیر یافت دنیا دار خاک
مس شود اندر کف مردان حق خاص طلا — سنگ پارس میشود در قرب مردان خدا
صحبت عالم کند ذی ہوش اہل جہل را — قطرہ دُر گردد بتاثیر نگاہ اولیا
زر سود دارد دست مردان خدا ہر یار خاک

دعا مانگتی ہوئی بیقرار و اشکبار جنگل مین جاتی ہین مگر ہوش اُڑے ہوئے کلیجہ پر ہاتھ دھرے

ہوئے یہی خیال ہے کہ اے رب کارساز ہمیں جوان کو زندہ پاؤں خیر و عافیت سے انکو دیکھوں
قید سخت سے رہا کروں اس خیال میں جاتی تھیں کہ صحرا سے گرد اڑی نقابدار زرین پوش
واسطے شکار کے جاتا ہے باز مطیع ہے سر پر سایہ فگن بارہ ہزار جوان پشت پر عیار رکاب پر ہاتھ رکھے
ہوئے نقابدار زرین پوش نے جو ملکہ کو اس حال زار سے دیکھا عیار کو بھیجا کہ جاکر دریافت کرو کہ
کس حال زار میں ہو کیا قصہ ہے تمہارے رونے سے ہمارا دل بیقرار ہوگیا ہمسے سارا حال مفصل
بیان کرو عیار جست و خیز کرتا ہوا قریب ملکہ کے پہونچا پیغام نقابدار بیان کیا ملکہ تو بھری ہوئی تھیں
سامنے عیار کے رونے لگیں عیار نے پوچھا کیوں خیر تو ہے آپ سبب تو غم والم کا بتلائیں بات کرتے ہمیں
رونا آتا ہے ہمسے مفصل بیان کیجیے ہمارے آقا ستم زادہ اپنے زمانے کے صاحبقران ہیں ایک ایک
کی مشکل کو آسان کرتے ہیں ہمسے مفصل فرمائیے ملکہ نے رو کر جواب دیا اے عیار طرار فرزند رشید
صاحبقران شاہزادہ علمشاہ نوجوان کو دشمنوں نے گرفتار کیا ہے قتل کرنا چاہتے ہیں میں
جاتی ہوں کہ جاکر انکو رہا کروں لیکن وہاں لشکر بہت ہے ایسا نہو کہ بلا میں پھنس جاؤں تو مجھکو
ظالم قتل کریں کیونکر جان بچے یہ حال سنکر عیار نے کہا کہ آپ اپنے مقام پر جائیے رستم ابھی
رہا ہوئے آتے ہیں کسکی مجال ہے کہ جو انکو قتل کر سکے فقط نام دریافت کرنے کی دیر تھی ہمارے
آقا کب گوارا کرینگے کہ دشمن رستم کے قتل ہوں اور ہمارے آقا خاموش ہو رہیں عیار نے
ملکہ کو پلٹایا اور دوڑتا ہوا خدمت نقابدار زرین پوش میں آیا سب کیفیت بیان کی نقابدار
جو حال رستم سنا زیر نقاب آتش بار ہوئے کہا اے تہمتن والا گہر رستم نے وہ کار نمایاں کیا کہ
اولاد صاحبقران میں کسی سے ایسا کام نہیں ہوا حقیقت یہ ہے کہ رستم کا جرأت میں مثل نہیں
نہیں معلوم کیا افتاد پڑی کہ وہ گرفتار ہوگئے یہ کہکے گھوڑا بڑھایا بارہ ہزار جوان ہمسن دریا
آہن میں غوطہ مارے ہوئے نیزے ہاتھوں میں سنبھال چلے سامنے آکر نقابدار نے دیکھا کہ
رستم دار پر لٹکے ہیں کافران خطا کار تیر و کمان لیے ہوئے لیس کھڑے ہیں کہ تیر چلیں سینہ
رستم کا فگار کردیں کہ نقابدار نے کمان کیانی دوش سے اتاری تیر کھینچ کمان میں پیوست کیا
بارہ ہزار کماندار ہوشیار ہوئے سب کمانوں کی کڑک کی بارہ ہزار عقاب تیر پر کھولکر چلے سینوں پر
کافروں کے چلے توڑ کر پشت کو پار گذرے کافروں میں ہنگامہ پڑا ہر ایک کا قول تھا کہ

حشم ہو تمھارا کوئی مثل و نظیر نہیں لیکن لشکر میں جا کر ایک انتظام کیجیے کہ ایرج و تورال ہرگز سمجھا
آپس میں فساد نہ کیا کریں ایسا نہو کہ ان دونوں میں فساد ہوا اور کام فروباٹ ڈالیں دونوں میں میل
کرا دیجیے رستم نے جواب دیا کہ نقابدار بہادران لوگوں میں اس قدر نفاق ہے کہ کوئی دم غافل
نہیں رہتے ہر چند منع کیا مگر یہ جوان نہیں مانتے ناچار خاموش ہو رہا کہا آپکو اختیار ہے میں
تو اسواسطے یہ کلمہ کہا کہ آپس کا نفاق اچھا نہیں ایسا نہو کہ دونوں میں سے ایک ضائع
ہو جائے تو باعث خرابی ہو رستم نے کہا مجھکو کیا موقوف ہے جناب قبلہ و کعبہ نے اس مقدمے میں
اکثر کوشش کی مگر بالکل بے فائدہ ہوئی تمام شب بھر دربار میں نقابدار کے جلسہ رہا گیہان
نے سامان دعوت پیش کیا رستم و نقابدار نے ساتھ بیٹھکر کھانا کھایا آخر وقت سحر نقابدار
اٹھا کہا کہ رستم خدا حافظ رستم نے کہا کہ بسم اللہ نقابدار مرکب بادرفتار پر سوار ہوا بارہ ہزار
جوان تختوں پر سوار ہو کے صحرائے لشکر دیوان آیا تختوں کو اٹھا لیا سائبان زرنگاری کا نقابدار
پر سایہ کیا نوبت نقارہ بجاتا ہوا نقابدار تو چلا گیا سنئے ملکہ ساطلا نہ باغ میں رات بھر تڑپا کیں
کنیزوں سے کہتی تھیں کہ شہریار نے بھی خوب حفاظت کی ایسا نہو کہ بابا جان کو اس شہریار کے ساتھ
مکر کریں اسکے مسلمان ہونے پر ایسے ناراض ہیں کہ اسی بارگاہ میں جلسہ کیا اگر یہ بھی گرفتار کر لیگا
تو پھر زندہ نہ چھوڑیگا کنیزیں خبر دے رہی ہیں کہ دربار میں نقابدار کے کیا عمدہ جلسہ ہو رہا ہے کچھ
چڑھا ہوا تھا کہ چند کنیزیں دوڑی ہوئی آئیں اور عرض کی کہ رستم زندہ پیل [illegible] آتے ہیں ملکہ کا نام رستم سنکر
نہال ہو گئیں پر اسے استقبال کو نکلیں دروازے پر آکر کھڑی ہو گئیں رستم جو آئے ملکہ کو در
باغ پر کھڑا دیکھا گھوڑے سے کود پڑے آگے بڑھکر ہاتھ تھام لیا عاشق و معشوق ملے
کنیزیں خوشیاں کر رہی ہیں ادھر گیہان کو پہونچی کہ رستم باغ ملکہ میں تشریف لے گئے وزیروں نے
خبر دی کہ حضور یہ جوان کوئی رستم کو ملکہ ہی سے لگی ہوئی ہے تھوڑی دیر میں باغ میں رہے اپنا اسب پہونچا
ملکہ کو ساتھ شاہزادہ کے منسوب سمجھا ایسا نوشہ آپکو پروردگار نے دیا اسکو غنیمت جانیے کہ
صاحبقران سے سمدھی کہلائیے گا گیہان آمادہ ہوا رستم ملکہ سے ملاقات کرکے پلٹے اور بارگاہ
میں آئے گیہان نے وزرا کو اشارہ کیا وزرا نے تمہید شروع کی [illegible] رستم کے [illegible]
رستم کو جدائی کا صاحبقران کی بڑا خیال ہے [illegible] شروع ہوگیا گیہان نے رستم سے سوال کیا

کہ انشاء اللہ بعد قتل ہفت پیکر عقد شرعی ہوگا تین دن رستم قلعے پر گہمان کے رہے چوتھے دن
لشکر تیار ہوا سپہ تا ہمدار کل پہلوان جادوگریان کہ مجموع تولا کہ سوار و پیدل تھے سب کو
ساتھ لیکر کوچ کیا دو منزلین طی کی تھین کہ صحراے سبزہ زار ملا لشکر اترا بارگاہ استادہ ہوئی
سب جوان صف شکن بہادران تیغ زن ٹہل رہے ہین بازار مین درست ہو رہی ہین کہ خواجہ
عمرو ٹہلتے ہوے کنارہ لشکر پر آئے ایک دوکاندار سے باتین کر رہے ہین کہ آسمان سے
ایک پنجہ گرا خواجہ کو اٹھا لیگیا سارے لشکر مین بلوہ ہوا کہ خواجہ کو کوئی لیے جاتا ہے یہ خبر رستم کو ہوئی
سمک سامنے کھڑا تھا فرمایا اے برادر سنا تمنے کہ خواجہ کو کوئی اٹھا لیگیا سمک نے عرض کی غلام ابھی
تلاش مین جاتا ہے سمک اسی وقت باہنا سے عیاری سے آراستہ ہوکر تلاش مین خواجہ کی چلا
کئی کوس راستہ طی کرکے ایک صحرا مین پہونچا دور سے دیکھا کہ وسط صحرا مین ایک قصر بنا ہے کئی
خادم و خدمتگار دروازے پر کھڑے ہین کوٹھے پر چند کنیزین ٹہل رہی ہین یہ مقام جو سمک نے
دیکھا رنگ و روغن عیاری کا نکالکر ایک تاجر کی شکل بنا طرف اس مکان کے چلا تھوڑی دور راستہ طی
کیا تھا اب جو سر اٹھاکے نظر کی دیکھا وہ مکان نہین معلوم ہوتا سمک حیران ہوا کہ یہ کیا معرکہ ہے کہ دور سے
مکان معلوم ہوا قریب آکر مخفی ہوگیا کئی مرتبہ پیچھے ہٹا جب نخلستان مین آیا تو مکان معلوم ہوتا ہے
اور جب پھر نخلستان سے باہر نکلتا ہے تو قصر مخفی ہوجاتا ہے کئی مرتبہ سمک نے جب یہ کیفیت دیکھی تو
یقین ہوا کہ یہ مقام سحر کا ہے حیران ہوکر ایک نخل کے نیچے بیٹھا حیران حیران اسطرف دیکھ رہا ہے کہ ایک طرف سے
آواز آئی کہ اے شخص تو کون ہے جو معاملہ عجائب جمشیدی دیکھ رہا ہے سمک نے دیکھا کہ ایک آہوے صحرائی
مثل انسان کے پکارتا ہوا آتا ہے سمک حیران ہوکر دیکھنے لگا وہ آہو قریب پہونچا آتے ہی گرد سمک کے
پھرنے لگا سمک نے دیکھا کہ پانون میرے زمین نے تھام لیے وہ آہو زمین مین گرا غلطاں ہوکے
انسان بنگیا آتے ہی سمک کا ہاتھ پکڑا کہا کون او ظالم کیا دیکھ رہا ہے نہین جانتا کہ یہ مقام عجائب جمشیدی
ہے یہان بغیر کے آنے کا کام نہین سچ بتا کہ تو کون ہے سمک نے کہا کہ ایک مرد مسافر ہون ادہر راستہ بہولا
ہوا آیا دور سے قصر دیکھا مین فقیر ہون خیال مین گذرا اس قصر کے رہنے والون سے کچھ طلب کرونگا جب
نخلستان سے نکلا تو قصر غائب ہوگیا اسی حیرت مین دیکھ رہا تھا کہ تو مین کون مقدس ہستے ہین جنکو یہ مرتبہ
حاصل ہے یہ سنکر وہ جادوگر ہنسا کہا اے فقیر عجائب جمشیدی نام ہے ایک ساحرہ کا کہ ہمیشہ مصاحبون مین

سماک نے جو یہ اشعار سامنے کوہان جادو کے گائے کوہان خوش ہوگیا کہا ہر چند یہ تو پھیر
ہی مگر یہ بڑا کمال حاصل کیا ہے میرے درۂ کوہ میں چل میں تجھکو بہت کچھ دونگا سماک کا ہاتھ
پکڑ لیا اور درۂ کوہ میں لیکر آیا دیکھا وہاں فرش بچھا ہے بوتلیں شراب کی رکھی ہیں کباب کی کشتیاں
عطر کی شیشیاں موجود ہیں سماک نے پوچھا کیوں اے شہنشاہ ساحران یہ اسباب عیش و نشاط تو
رکھا ہے مگر مقام افسوس ہے کہ کوئی معشوق پریچہرہ نہیں کوہان نے سر جھکا لیا کہا ہائے شاہ صبا
کیا کہوں جو صدمہ اٹھایا اور اظہار کرتا ہوں کہ بیان سے باہر ہے یعنی معشوقہ میری کیسی خوش مزاج
حسن میں معشوقوں کے سر کی تاج ہے اسے گرفتاری طلسم کشا کی تھی وہاں جا کر قتل ہوئی اسدن سے
اکیلا رہتا ہوں سماک نے باتوں میں دریافت کر کے معلوم کیا کہ یہ اکیلا یہاں رہتا ہے کچھ رنگ جمائے
یہ سوچکر کلاہ کی کلغی کھینچکر گھاتی سے جام یا بیہوشی کی ملائی کہا نوش فرمائیے کوہان جادو خوشی خوشی جام
پی گیا دو جام سماک نے پلا کے کہ انجام برا ہوا اپنے مقام سے اٹھا کہتا ہوا کہ قدرت کھڑے میں
آ نکلا یا دن وہ کبھی تشریف لا دین تو صحبت میں رونق ہو بیہوشی تاثیر کر چکی تھی چیخ مار کر گرا کے بیہوش
ہوا سماک نے لی چٹکی بیہوشی کی دماغ پر کوہان کے چڑھائی ایک کنارے اسکو ڈال دیا رنگ درہ غوں جاتی
کا لگایا کوہان کی شکل بنکر تیار ہوا درۂ کوہ سے نکلا طرف قصر عجائب جمشیدی کے چلا یہاں
عجائب جمشیدی ساحرہ زبردست تخت پر بیٹھی ہے کئی سو کنیزیں گرد ناچ ہو رہا ہے خواجہ عمرو کی مشکیں
باندھ کر کنارے بٹھایا ہے شراب پیتی جاتی ہے کنیزیں سامنے حاضر ہیں دمبدم کہتی ہے کہ میں نے عرضی حضرت
میں قدرت کی لکھی تھی ابھی تک جواب نہیں آیا کہ اس سارباں زادے کو قتل کروں یا چھوڑ دوں
خواجہ ہاتھ باندھ کر عرض کرتے ہیں ملکہ عالم میں ایک مرد غریب ہوں جو آپ سمجھتی ہیں وہ میں
نہیں ہوں میری فریاد ہے واسطے روٹی ہو کی بیچتا پھرتا ہوں پکڑے ہوئے اگر آپ ورنہ کون
پہونچا دیگا آپ کو بھی ملال ہوئے گا کل سے میں قید ہوں اب مجھکو رہا کر دیجیے کہ جاؤں
بال بچوں میں پہونچوں یہ ساحرہ غدار ان باتوں کو کب مانتی ہے کہتی ہے او ظالم تو نے گھر
کے گھر ویران کیے ملکہ دمامہ و ششان تیرے ہی ہاتھ سے قتل ہوئے آج تک جادو الماس
آیا دیکھیں ہوا انکی بہن بھی صاحبہ لی برق جادو وہاں سلطنت کرتی ہیں ہائے مقام افسوس
ہے کس ساحرہ کا ذکر کیا جسنے قلب ہلا دیا ان لوگوں کی صورتیں آنکھوں کے سامنے پھر گئیں خواجہ

فرماتے ہیں اے ملکہ عالم اب تو مجھے معاف کیجیے میں آپکا مذہب اختیار کروں طلسم کشا کو پکڑ لاؤں میری ملازمت سے بڑے مطالب حاصل ہونگے بجاے لقراط ثانی آپ مالک ہو کر بیٹھیے سلطنت کیجیے میرے حال سے آپ آگاہ نہیں ایسی خدمت گزاری کروں گا آپکو راضی کر کے جاؤں عجائب جمشیدی جواب دیتی ہی اور ظالم میں تیرے فقروں کو کب مانتی ہوں یہ ذکر تھا کہ جنگ کنیزیں ہنستی ہوئیں سامنے آئیں کہا ہماری نیا معاملہ ہی کہ وہاں جادو عجیب حال سے آتا ہی اس ساحرہ نے دیکھا کہ وہاں جادوگر بیابان بیٹھا ہوا ایک ڈفلی ہاتھ میں بجا بجا کے یہ اشعار گاتا ہوا آتا ہی نظم

نہ انکیا نہ کری ہی جانی تمہاری　　نہیں پاس کوئی نشانی تمہاری
یہی ہو اگر ناتوانی تمہاری　　ہوئی ختم یہ زندگانی تمہاری
زیادہ ہوئی یاد جانی تمہاری　　غرض قہر ہی مہربانی تمہاری
شیشہ آئی کھینچ دیگا یہ مانا　　اور اسطرح کھینچے مانی تمہاری
تباہ و خراب اک جہان کو کیا ہی　　خدا ایکا غضب ہی جوانی تمہاری
وہی کہہ رہا ہوں جو فرماتے ہو تم　　مری گفتگو ہے زبانی تمہاری
غلام کو جلا کے داغ محبت　　دکھاؤ نگا سب کو نشانی تمہاری
کیا امتحان میرا سو طرح سے　　وہی ہی مگر بدگمانی تمہاری
جگایا دل زار نے ہجر کی شب　　سحر تک کری ہم کو کہانی تمہاری
بڑا اگر دانا تو تو سچ سچ یہ کہدوں　　تم اچھے بری بدگمانی تمہاری
عجب شے ہے سب سے محبت و گفتگو　　یہی تو بڑی خوش بیانی تمہاری
بھلا تم ہی انصاف ہم لیلیٰ بولو　　وہ کیا بات تھی جو نہ مانی تمہاری
وہ پیری میں بھی رند دکھلا آ کر　　جسے یاد ہوئے جوانی تمہاری

کو وہاں گاتا ہوا آتا ہی طائر آشیانوں میں بیٹھ گئے ہیں منھ انکا اے آشیانوں میں بیٹھے ہیں عجائب جمشیدی نے کہا یوں صاحبو یہ کمال اسکا کیونکر ملا کس سے گا رہا ہی کلیجہ تھام کر آتا ہی قلب تڑپا جاتا ہی دل ہاتھ سے جاتا ہی اسکا منھ چوم لینے اور پوچھنے کو یہ کمال تمکو کسنے بتلایا اسکو تو یہ بات قدرتی حاصل ہوئی کہ وہاں قریب آیا ملکہ نے پوچھا کہ یہ کمال تمکو کیونکر حاصل ہوا

کوہان نے جواب دیا اری ملکہ عالم مین پڑا سو رہا تھا کہ قدرت عالم خواب مین آئے فرمایا کہ اے کوہان اکیلے پہاڑ مین گھبراتے ہوگے ایک کمال تمکو بتلائے جاتے ہین کہ اُس سے دل بہلایا کرو طائران ہوا و شیران صحرا آکر تمھارے پاس بیٹھین گے انھین سے دل بہلانا ملکہ نے کہا ہمین بھی کچھ سناؤ یہ کمال تو تمھارا دیکھا دل بہت خوش ہوا حقیقت مین قدرت نے جو بات تمکو عطا فرمائی ہے کسی ساحر و سردار کو ایسا کمال نہین عطا کیا کوہان نے کہا بہت خوب اُس سے عمدہ چیز مین آپکو سناتا ہون یہ کہکر یہ اشعار گانے لگا نظم

دل لیا عشق مین دیوانہ بنایا افسوس — ہاے اس پر بھی تجھے رحم نہ آیا افسوس
کیا خطا مجھ سے ہوئی تھی کہ جلانے کو مرے — تو نے اغیار کو پاس اپنے بٹھایا افسوس
دل دیا اسکو کہ بیرحم بھی نا قدر بھی ہے — بیٹھے بٹھلائے یہ کیا جی مین سمایا افسوس
بھول کر یار مقدر سے مرے گھر آیا — حال دل کچھ اُسے اپنا نہ سنایا افسوس
ہاے محفل مین ترے آنے کے قابل نہ رہا — ایسا نظروں سے مجھے تو نے گرایا افسوس
کسمسی سے تو غش آیا اُسے سمجھاتا ہون — ہاے کیون زخم جگر مین نے دکھایا افسوس
کبھی ہنس ہنس کے نہ کیون آپ نے دو دو باتین — عمر بھر اپنی محبت مین رلایا افسوس
ہاے اُلجھن ہے شب و روز پریشانی ہے — زلف مین اُسکی عبث دل کو پھنسایا افسوس
اب جو بیٹھے ہوئے پچھتاتے ہو کیا ہوتا ہے — ان حسینون سے نہ کیون دل کو بچایا افسوس
استخوان کوئی سگ یار کے قابل نہ رہا — آتش عشق نے اس درجہ جلایا افسوس
قبر مین بھی یہی ارمان سدا ہے سطوت — بعد مردن بھی وہ تربت پہ نہ آیا افسوس

اس غزل کو سنکر ملکہ بیقرار ہو گئین اور کہا حقیقت مین تو علم موسیقی مین فرد ہے اور خوش ہو کر بالا مروارید اپنے گلے سے اُتار کر انعام مین دیا کوہان نے جھککر سلام کیا اور بالا مروارید کو اپنے گلے مین ڈال کر عرض کی کہ ملکہ عالم قدرت چلتے وقت فرما گئے ہین کہ آج کل عمرو عیار گرفتار ہو کر آیا ہے عیارون کے تانتے لگ جائینگے مگر جو یہان آئیگا وہ گرفتار ہوگا اور عمرو کی قضا تمھارے ہاتھ سے مقرر کی ہے تم جا کر ابھی اُسکو قتل کرو خبردار تامل نہ کرنا یہ ساحر مجمر آتش کو گود مین لیے جو تان لی کیا آواز بھی عمدہ ہو گئی راگ راگنیان سب سامنے چلی آتی ہین دیکھیے یہ ساحر پھرون

کھڑا ہے یہ ہنڈول یہ بھیرویں یہ دھناسری یہ آساوری یہ کدارا یہ گونڈ ملار یہ دیپک جتنے
راگ راگنیاں ہیں سب موجود ہیں ان سب کے ساتھ جو یہاں ہیں وہ اشارہ کرتی ہیں
کہ ہمارے شوہر کا تمنے نام لیا ہم سب موجود ہیں لطف دکھائینگے بڑے بڑے گانے والوں
کو شرمائینگے عجائب جمشیدی ہنس پڑی کہا اے کوہان آج تمکو بڑا مرتبہ حاصل ہوا ہے
کوہان نے کہا ملکہ عالم قدرت بہت دیر تک ٹھہرے رہے فرماتے تھے کہ تو جسے اشارہ
کریگا قیامت کا سامنا ہو جائیگا دیکھ ملک الموت کو یہاں سے یہ تیرے حکم سے آئیگا مجھکو
تردد ہوتا ہے کہ یہ کمال اگر سچا نکلا تو سب مسلمانوں کو مار ڈالونگا ایک کو زندہ نہ چھوڑونگا اور
ملک الموت سے کہونگا کہ مسلمانوں کی روح قبض کر پہلے سب کے طلسم کشا کو دونگا انکو یعنی
صاحبقران کو عمرو عیار کو تو بلا ابھی پہلے میں انہی سے شروع کروں عجائب جمشیدی
یہ سنکر بہت خوش ہوئی اور کنیزوں سے کہا کہ جاؤ عمرو عیار کو لاؤ کوہان اسکو قتل کرے مرنا
یہ ہمارا لازم ہے ہمکو اس سے خوف ایسا ہوگا کہ کبھی پیشتر میں ملک الموت سے کہہ دے
تو لطف زندگی نہ باقی رہے کنیزوں نے کہا حضور کل سے ہم سبکی قید میں عمرو کیا کیا فساد برپا کرتا
ہے کبھی ہاتھ جوڑتا ہے کبھی خوشامد کرتا ہے کبھی تحسین کرتا ہے ہزار طرح کی باتیں بناتا ہے اور کہتا ہے کہ
مجھے چھوڑ دو کبھی کہتا ہے کہ میں عمرو عیار نہیں ہوں میں ایک غریب آدمی ہوں ایک کنارے
پڑا رہتا ہوں زبردستی عمرو بنا کے مجھے گرفتار کیا ہے اور بے رحم کیسے انسان ہو تکلیف سے بچا دوگی تو
ثواب ہوگا یہی چاہتا ہے کہ فساد برپا کرکے نکل جاؤں تم بیدونکا کہیں دم ہو یہ نہیں جانتا کہ
مقام عجائب جمشیدی ہے یہاں کا قیدی تا حین حیات نہیں چھوٹتا ہے اسوجہ سے ہم لوگ بھی
اس ظالم سے بات نہیں کرتے ہم ابھی اسکو لاتے ہیں یہ کہکر کنیزیں گئیں اور خواجہ عمرو کو ایک
قفس میں بند کئے لاکر وہ قفس سامنے ملکہ کے رکھدیا کوہان جادو تیغ کھینچ پاس سے بڑھا کہ
ساربان زادے کو قتل کروں کنیزوں نے کہا ابھی اسے قفس سے باہر نکال لو تب اسکو قتل کرو
عجائب جمشیدی نے اشارہ کیا عمرو کو قفس سے نکالا ساحر نے قریب آکر کہا کیوں
ساربان زادے اب اپنے کو کس حال میں پاتا ہے اور آنکھ سے اشارہ کیا کہ قبلہ و کعبہ نگاہ کیجیے
غلام آپکا آپہونچا عمرو نے قہقہہ مارکے ہنسکے فرمایا کہ کوہان تم اپنے ہاتھ سے مجھکو قتل کرو تو بدکاری چھوڑ

سامنے بقراط ثانی کھڑے ہیں فرما رہے ہیں کہ ہمنے تیری خطا معاف کی عجائب جمشیدی
تجھکو اپنا سیر بنائیگی صاحبقران زمان کو پکڑ لانا ہی کو ہان مجھکو جلد قتل کرو ہین قدرت کے
ساتھ جاؤن سماک نے کہا مین تیرے کہنے سے تجھکو نہ قتل کرونگا ملکہ عالم شراب منگوایئے
ایک جام پیجیے نشے مین ایک ایک وار سب اسیر ہنگائین کہ اسکو تکلیف ہوپہنچے پہر دوپہر
تو تڑپیگی عجائب جمشیدی نے خوش ہوکر حکم دیا کہ گلابیان شراب کی لاکر رکھو جو کچھ کوہان
کہے وہی کرو کنیزون نے گلابیان شراب کی لاکر رکھین سماک نقلی نے بڑھکے ان گلابیون
کو الٹ پلٹ کیا بیہوشی ملائی یہ کہکر کہ پنیچہ دیا ہوا قدرت کا ہی جو کوئی اس شراب کو
پیئیگا سو برس عمر اُسکی بڑھ جائیگی ہر کنیز کہتی ہوا ہی کوہان پہلے مجھکو پلانا سماک نے کہا
تم اپنے ہاتھ سے پی لو قدرت کو سلام کرو دیکھو سامنے کھڑے ہین عجائب جمشیدی نے
سب سے بڑا جام چھانٹ کر پیا کہا ای کوہان ہماری دوا لا دو سماک نقلی نے اور بیہوشی
ملائی عجائب جمشیدی نے جام پیا سماک نقلی نے اشارہ کیا ارے سب پی کر دیکھو
کوئی محروم نہ رہے آج قدرت بہت خوش ہین دیکھو ہنس رہے ہیں فرماتے ہین ای
کوہان تونے ہمارا طلسم بچا لیا عجائب جمشیدی کا بھی احسان ہی کہ عمرو ایسے شخص
کو گرفتار کرکے لائی اگر یہ دھوکے مین نہ جاتی تو عمرو کو کیونکر لاتی سب کنیزین خوش
ہورہی ہین اپنے ہاتھ سے شراب پیتی ہین سماک نقلی نے بڑا بیہوشی کی رکھدی ہی خود
ملا ملاکے پی رہی ہین عجائب جمشیدی جام پیکر اُٹھی اور ناچنے لگی جب تو ٹوٹا لیا تو لڑکھڑا کر
گر پڑی گرتے ہی بیہوش ہوئی سب کنیزین لپٹا لپٹا کہکے اُٹھین سب گر گرکے بیہوش ہوگئین
سماک نے خنجر کھینچا پہلے عجائب جمشیدی کو قتل کیا پھر سب کنیزون پر دست اندازی
ہوا جسپر تیغ مارا اُسکے دو ٹکڑے کیے خواجہ اُٹھتے ہی لوٹنے لگے کنیزون کے کپڑے
اُتارے سارے مکان کو لوٹ لیا سماک نے کہا اب چلکر کوہان کو بھی قتل کریں خواجہ
و سماک دره کوه میں آئے آکر کوہان کو بھی قتل کیا کوہان کے قتل ہوتے ہی سب
جنگل کے نخل جل گئے طائر ہزارون جلکر گرے شیر دھاڑ کے مار کر پہاڑ سے نکلے
سامنے دره کوه کے آکر گرے تڑپ تڑپ کے جان دی یہ سب تماشہ خواجہ و سماک

دیکھ رہے ہین بعد تھوڑی دیر کے آواز آئی کشتی مرا نام مین عجائب جمشیدی وکوہان
جادو بود خواجہ نے سمک کو ساتھ لیا طرف لشکر رستم کے چلے یہان گر رستم خواجہ و
سمک کے مشتاق ہین کہ ہرکارون نے خبر دی کہ حضور مبارک ہو دونون صاحب
آتے ہین رستم بارگاہ سے نکل آئے لشکر کا جو شمار کیا ساحر وغیرہ ساحر ملا کر گیارہ
لاکھ فوج ہوئی افسران مذکور کو حکم ہوا وردیان نئی تقسیم ہوئین لشکر کو آراستہ کرکے
طرف صاحبقران کے چلے ایکن بقراط ثانی کہ قصر مین بیٹھا ہی اسکو ایک طائر نے
خبر دی کہ عجائب جمشیدی قتل ہوئی ہین اسکی غرائب ساحری روتی ہوئی اٹھکر
قصر عجائب مین آئی ہین کالاشہ اٹھوا لایا کر بقراط ثانی سے عرض کی لونڈی تباہ ہوگئی
اب طرف لشکر صاحبقران کے جاتی ہون یا تو اپنی جان دونگی یا صاحبقران کو لاؤنگی
افسرون نے عرض کی یا خداوند رستم کو جانے دیجئے جب وہ لوگ آپ پر یلوہ کرینگے تو
آپ طلسم مین چلے جائیے گا وہان کوئی نہ جا سکیگا ہم لوگ یہان روکین گے
آگے نہ جانے دینگے اب رستم کا رہنا بہتر نہین ہی گر غرائب ساحری روتی پیٹتی روانہ
ہوگئی کہ ناظرین یہ حال اسکا ظاہر ہوگا انشاءاللہ اگر تحریر طلسم خیال سکندری کا
اتفاق ہوا تو ناظرین ملاحظہ فرمائینگے کہ ابتدا سے حال سکندر موافق تاریخ کے
تحریر کرونگا ناظرین پہ حال کھلیگا کیسے عیاری اس طلسم کی تحریر ہوگی اور
بقراط ثانی کا دعوی خدائی کرنے کا باعث بھی ناظرین پہ کھلیگا انشاءاللہ اس طلسم کو
دیکھکر ناظرین بہت خوش ہونگے اور فرمائینگے ای قمر مرحبا اتنی سیر سنائی اور کہین
قلم کا زور کم نہین ہوا

دو کلمہ داستان حیرت عنوان لشکر صاحبقران و ذکر ہفت پیکر جنگ
متعلق ہونا اور وقت پہ پہونچنا رستم کا ذکر قتل ہفت پیکر باقی حالات
متعلقہ داستان ہذا ساقی نامہ مصنف .

پلا ساقیا جام آخر شتاب
کہ ہوتی ہے جلد سوم بھی تمام
لکھوں داستان جلالت شعار
مضامین خوبی سے بڑھکر کرے
وہ مضمون دلچسپ ظاہر ہوئے
دیا ہر سخن نے بھی مزہ قند کا
کہا ہنسکے ساقی نے باصد خوشی
کہ سب نکتہ دان خوب ماہر ہوئے
لکھی جلد آخر بصد شد و مد
ترے سر پہ ہے آج رفعت کا تاج
ترالے مضامین تحریر ہوں
کہ میخوار کو ہر گھڑی فکر ہے
کیا عندلیبان گلشن نے شور
تو سوزش ہوئی لالہ کے داغ میں
نکلتا ہے بلبل کے منہ سے دھوان
یہی ابر رحمت دکھانے لگا
پھر بحر الفت رہا جوش پہ
ہوا بحر الفت کا بھی امتحان

کہ سوز دروں سے ہوا دل کباب
پڑھے لطف سے خوب سامان ہوا
پڑھیں ناظرین اور کریں افتخار
ہوا جوش طبع پھر آشکار
کہ ناظر مصنف سے ماہر ہوے
ہوا عشق اور جس سے حیلاب
کیا نشہ مے نے بیتاب بھی
ہر اک کا یہی قول تھا برملا
کہ ہے طبع روشن تمھاری مدد
پلا دے کوئی جام فرخندہ فال
کہ راز شگفتہ بھی تسطیر ہوں
یہ آغاز و انجام کیونکر کھلا
کہ قصہ میں ہمت کیوں کہا گو
یہ کو کو سے قمری کی پایا گیا
دکھاتا ہے لطافت چمن ہر زمان
کیا طفل غنچہ نے توغان شروع
کہ طبعی وسلیم آپ نے ہوش فن
لکھوں داستان جلالت نشان

کروں شکر خلاق رب انام
کہ اس جلد کا رنگ آسمان ہے
عجب کوچۂ سخت میں جا پڑے
گل نظم نے بھی دکھائی بہار
کھلا راز طبع ہنرمند کا
ترانے نے اپنا دکھایا الاپ
ترالے مضامین ظاہر ہوئے
پھر آفرین مرحبا مرحبا
مرے ساقی مہ لقا خوش مزاج
کھلا طبع روشن کا اس وقت حال
یہی باغ میں ہر جگہ ذکر ہے
سر شتاق ہر وقت ساقی کے تئیں
زر گل لٹایا گیا باغ میں
کہ آزاد ہو سرو شیرین ادا
اٹھا اب ساقیا ابر آنے لگا
کیا آفتاب ظفر نے طلوع
ہوا جوش پر بحر طبع روان
کہ ہے جوش پر بحر طبع روان

چہرہ غازیان جلالت شعار و مجاہدان جرأت و ثار اس داستان جنگ ہفت پیکر کو بعد رعنائی یوں تحریر فرماتے ہیں۔ شعر مصنف۔ جو ہیں زبدۂ زمرۂ داستان۔ وہ کاتبین ہیں اس طرح کہ داستان ما سابق میں یہ تحریر ہوا کہ لشکر صاحبقران زمان مع ملکہ بلند ہفت پیکر فروکش ہوا اور یہ بھی ظاہر ہے کہ لشکر ہفت پیکر میں اسی لاکھ ساحر تھے جو ہفت مارے گئے اکثر مسلمان ہوئے جس دن سے رستم غائب ہوئے امیر کو آٹھ پہر یہی غم رہتا ہے

کہ مقام افسوس ہے نہین معلوم اُس شیر پر کیا گذری خواجہ عمرو تلاش مین گئے
مگر اس وقت تک پلٹ کر نہ آئے جواہر خنجر زن و چالاک بن عمرو و شمیر سامنے
صاحبقران کے حاضر ہین کہ لشکر کفار سے نوبت نقارے کی آواز آئی امیر نے فرمایا کہ
صاحبو دریافت تو کرو کہ لشکر کفار مین کیسے نوبت نقارے بج رہے ہین یہ سنکر چالاک
فوراً روانہ ہوا کہ نامیان و توسیان آکر پہونچے بعد دینے دعا کے ترقی جاہ و جلال
کے عرض کی مصداق کوہ کن نامے ایک پہلوان دیو خصال عفریت مثال سات لاکھ
فوج کی جمعیت سے آیا ہو دربار مین ہفت پیکر کے بیٹھا ہوا ڈینگ مار رہا ہے اور کہ رہا ہے
کہ ایک دن مین سب مسلمانون کو قتل کر دونگا قدرشہ یہ فرمائین کہ طلسم کشا کہان ہین
ہفت پیکر نے کہا طلسم کشا کو بقراط ثانی نے غارت کر دیا کہ وہ خدا و ناطق خیال سکتے
ہو جسمین ایک ایک جادوگری بلا سے روزگار ہے پہلوان بے حساب وہ جا کے وہان
غارت ہوا کسی پہلوان نے مار ڈالا کئی چھپے ہوئے کہ اُسکا نشان نہین خواجہ برائے
تلاش گئے تھے وہ بھی پلٹ کر نہ آئے اب افسر لشکر صاحبقران زمان ہین مصداق
نے کہا اُنکو تو کو نگا اس طرح للکار کے آواز دون کہ صحرا تھرا جائے صاحبقران
کو غش آجائے صاحبقران نے یہ خبر وحشت اثر سنکر فرمایا خدا مالک و مختار ہے کہ
میدان مین اُسکا غرور دیکھا جائیگا سردارون سے متوجہ ہوکر فرمایا کہ آپ لوگ
تیار رہین لشکر بھی درست رہے یہ بلا کی لڑائی پڑیگی مصداق ہزار بر دست پہلوان
ہو اسکو اپنی جرأت پہ بڑا ناز ہے سب پہلوانون کو آمادہ کر رہا ہے یہان تو یہ ذکر ہین
مگر مصداق کو سنئے جو سامنے ہفت پیکر کے آیا سجدہ کر کے عرض کی یا خداوند آپکے
پہلے یہ تباہی ہوئی کہ ہفت کوہ چھوٹے سب پہاڑون پہ مسلمانون کا دخل ہوا
اور غلام کو نہ طلب فرمایا مجھکو آپ نے وہ زور مرحمت فرمایا ہے کہ راستہ چلنے سے
عاجز ہون ہر وقت رہروی زمین مین پاؤن دھنستے ہین مین شکار گاہ مین تھا کہ
آپکی بربادی کی خبر سنی کوہ مصداق پر کبھی نگیا اسی جانب چلا آیا ہون اب
طبل جنگی بجوا دیجئے کل ہی کوہ رنگا رنگ پر پہونچا دونگا سب پہاڑون پر ضرور دخل

کرونگا ایک ہفتہ مین کل طلسم مین عملداری کرا دونگا مگر امیدوار ہون کہ سب پہلوانون کو
جمع کیجیے کل ساحر بھی آئین مین قسمیہ ایک عہد لونگا کہ جنگ سے منہ نہ پھیرین سب فتحیاب
ہوسکے شہ پلٹین سب ساحر اور سردار آکر جمع ہوے مصداق سب کے بیچ مین بیٹھ کر کتاب خداوندی
کو ہاتھ مین لیکر بلند کیا پکار کر آواز دی یارو کتاب خداوندی میرے ہاتھ مین ہے یہی تم سب کا
اعتقاد ہے اسپر ہاتھ رکھو کل وہ جنگ ہو کہ زمین تھرا سے آسمان سے خون برسے افسر کو مین
مارونگا مسلمانون کو ایسا بھگاؤنگا کہ طلسم مین نہ ٹہک سکین اقلیم عرب مین چلے جائین مین
ترکستان تک دخل کرونگا تعاقب مین جاؤنگا سب نے کتاب پر ہاتھ رکھا ہفت پیکر کی
طرف ہاتھ اٹھایا کہا جاگتی جوت کے خداوند کی قسم کھاتے ہین کہ ہم قدم نہ ہٹائینگے دامن
قدرت کے ساتھ رہینگے ہفت پیکر نے ہنسکر کہا کل وہ سحر کرونگا کہ زمین سے دھوان نکلے
آسمان سے آگ برسے ہر مسلمان قطرہ آب کو ترسے سب فوج کے آگے میں امیر کبیر ہونگا سحر
کرتا ہوا بڑھونگا زمین ہلا دونگا سب سردارون نے بھی قسم شدید کھائی ہر ایک کا یہی قول تھا
کہ کل روز جانبازی ہے مصداق نے کہا طبل جنگی بجوا دیے طبل قہاری پر چوب پڑی
سترہ سو نقارہ بجا سارے لشکر مین ہفت پیکر کے خبر ہوئی ہرکارے لشکر اسلام کے بھی
خبر لائے تھے سب جلسے کا حال دیکھکر پلٹے سامنے صاحبقران کے حاضر ہوے ہاتھ اٹھاکر
دعا دی۔ قطعہ۔ اے بہر کارے رفیقت قل ہو اللہ احد + وے نگہبان تن و جان تو اللہ الصمد
لم یلد یا رب دلم یولد بہر دستگیر + لم یکن حافظ ترا ہیچ کس کفوا احد + شہریار کی عمر
دراز ہو دشمن کو سوز و گداز ہو مصداق نے طبل جنگی بجوایا آج نیا انتظام یہ کیا کہ پہلے
سب سردارون کو جمع کیا چالیس ہزار افسر تھے سب کے سامنے کتاب ہفت پیکر
پیش کی سب سے قسم لی کہ میدان کارزار سے نہ پلٹنا خوب جمکر لڑنا سب نے قسم کھائی
فوج کا بھی ہماری حال آنکو دریافت ہوگیا کہ آپ کے یہان ساڑھے بائیس لاکھ فوج
ہے اور کفار ستر لاکھ ہین امیر آنکو بڑا گھمنڈ ہے کہ ہماری فوج مین جتھے سے
مسلمانون پر ٹوٹ پڑینگے جینے نہ دینگے اور مصداق کو یہان حضور کو اسیر کریگا امیر نے
فرمایا کہ ہمارے لشکر مین بھی بفضل ایزدی طبل جنگی بجے چالاک نے جاکر خبر دی فوج کو

طبل سکندری بجہ بجہ پڑی چار سو نقارہ لشکر اسلام مین بجا قرنا پھنکی چار پہر رات تیاری مین گذرا جسوقت کہ شہنشاہ زرین پوش قلعہ مشرق سے نکلا فوج ضیا و شعاع ساتھ لیکر فوج ثوابت و سیارگان پر گرا لشکر شب کی سرچشمہ مین فوج کو منتشر کردیا ایک ہنگامہ عظیم گرم ہوا شہنشاہ ماہ تابان بھاگ کر قلعہ مغرب مین چھپا اور شہنشاہ زرین پوش بصد جوش و خروش مع فوج ضیا و شعاع تخت زبرجدی پر بیٹھا تمام عالم روشن ہوا صاحبقران نے نماز صبح سے فراغ حاصل کرکے دست دعا بدرگاہ قاضی الحاجات بلند کیے اور پکار اٹھے کہ اے بے نیاز دوگی دیکا کارساز آج لڑائی کو فتح کرانا ان ظالمون سے بچانا — نظم

عقل و علم و ذکا عطا کردی — نعمت گنج بے بہا کردی
عاصیان را گناہ بخشیدی — وقت بخشش چہ خوش عطا کردی
گرد کلفت ز آتش شستی — دل اہل صفا صفا کردی
لطف و احسان بود دلداری — سینۂ خلق پارہ پارہ کردی
چہرہ بنمودی و دل عشاق — در محبت تو مبتلا کردی
گاہ کردی درون دل مسکن — گاہ در سینہ دیدہ جا کردی
گاہ کردی فقیر سلطان را — [illegible] کردی
گاہ خواندی لقب دوران را — گاہ مقبول را جدا کردی
ہر چہ کردی بعالم [illegible] — عین حق کردہ و بجا کردی
نیست تا بہا فرشتہ را [illegible] — دم زند ہیچ کس حکمت یزدان

امیر یہ دعا پڑھ رہا تھا کہ ریت ہین اپنے خالق سے عاجزی و انکسار کر رہے ہین کہ ہالکا حاضر ہوا عرض کی حضور سوار ہون مستقبل شہنشہ دوق سلاح حاضر کیا امیر نے خود فولاد سر پر رکھا زرہ داؤدی زیب جسم کی چہار آئینہ سہراب پہنا [illegible] سیمرغ شاسپر نوشیروان و تیغہ قمقام و تیغ عقرب سلیمانی و کمان کیانی و [illegible] کا دست حق پرست مین لیا ان سب چیزون کو ترتیب [illegible] کیا اور [illegible] سے نکلے باہر سے اور دولت شاہی آئے سرداران نامی [illegible] آگئی آئے جاتے ہین اخشانہ شاہ مین کھڑے

امیر کو دیکھ کر سب ٹھہر گئے سب نے جھک کر سلام کیا امیر نے جواب دیا چوبدار سے بڑھ کر
پوچھا برآمد ہونے میں شہریار کے کیا دیر ہے چوبدار نے عرض کی حمام کر چکے جامے خانے
میں تشریف رکھتے ہیں برآمد ہوا چاہتے ہیں صاحبقران زمان انتظار میں کھڑے تھے
کہ عیش محل کی ڈیوڑھی کا پردہ فوراً چرخی پر کھنچا پردہ اٹھا دفعۃً بادشاہ جمجاہ سعد بن
قباد سریر جہانبانی پر بصورت بدر الدی تاج شہریاری بسر و چارقب شہنشاہی در بر تاج
کا عکس پڑتا ہوا بارہ چودہ سو طفلان ماہ صورت خوش الحانی سے اشعار عبرت آمیز
پڑھتے ہوئے کہ عندلیبان خوش زمزمہ خوش ادائی پر دنگ تھے سب سردار گوش بر آواز
صدا میں سوز وگداز کہ سننے والے جھوم رہے ہیں اس شوکت و شان سے سواری
بادشاہ کی نکلی اول ان اول امیر نے سلام کیا بادشاہ نے سینے پر ہاتھ رکھا اشارہ
تھا کہ جگہ آپ کی ہمارے دل میں ہے محبت امیر کی اسپ دگر میں ہے اور سرداروں نے
بڑھ بڑھ کے مجرا و سلام کیا بادشاہ سب کا سلام لیتے ہوئے سواری شہریار کی اس
کروفر سے جلوخانے سے نکلی جملہ لشکر پشت پر تھا پہلوان عادی لشکر کو سنبھالے
ہوئے مرکب ہامون نورد کو بڑھا کر آگے بڑھا جاتے ہیں صف آرائی لشکر کی منظور ہے
بوق ترکی ساتھ بجتا ہوا چالیس ہزار قزاق پشت پر نوبت نقارہ بجاتے ہوئے آتے
ہیں اس کروفر سے میدان میں آکر پہونچے کہ طرف سے لشکر ہفت پیکر کے گرد اڑتی دیکھا
کہ آگے ہفت پیکر پیکر و فردس گنگ کا تاج سر پر رکھے ہوئے مرکب دور کا بہ زیر ران
دریائے جواہر میں غرق گھوڑا اڑاتا ہوا چالیس ہزار افسر گھیرے ہوئے پشت پر
ستر لاکھ فوج جس سے جنگل بھرے ہیں کئی منزل تک آدمی ہی آدمی معلوم ہوتا ہے
ایک طرف مصداق کوہ کن گرگ بن سست زیر ران جہان پر تاپ مارتا ہے طبقے کا
طبقہ اڑا جاتا ہے پشت پر سات لاکھ فوج علم از علم سیاہ کھولے ہوئے اس کروفر
سے ہفت پیکر میدان میں آکے پہونچا صفیں کھینچ گئیں نقیبوں نے بڑھ کر نقابت
کی اشعار عبرت آمیز پڑھے نظم

ای مغیلان تو سقف سپہر شدار | تا بہ کی حسرت فرزندان دشہر و دیار

آیۂ فاعتبروا یا اولی الابصار پڑھو
اس مکان مین کبھی دربار رہا کرتا تھا
رات دن چہلین رہا کرتی تھین ہزارون ہین
شاخ گل زمزمہ سنجون کی نشیمن تھی مدام
بار تھا وان تو خزان کو نہ کسی موسم مین
ہوا نیرنگ فلک آفرین سبحان اللہ
جن پہ پڑتا تھا پریزادون کے جھومر کا عکس
گھونسلے سقف مین ہین لاکھون ابابیلون کے
چیلین منڈلاتی ہین اٹھتے ہین بگولے ہر سمت
قصر کو جا کے دو باشندون کو وان کے دیکھو
سینہ لبریز تمنا و پہ لب مہر سکوت
نہ وہ جلسے نہ ترنگین نہ خود آرائی ہے
کوئی مونس نہین ہمدم نہین ہمراہ نہین

ہو خرابے ہین اگر قصر فریدون کے گذار
جلوہ فرما تھا کوئی خسرو باعز و وقار
عیش و عشرت کا وہان گرم تھا ہر سو بازار
صحن گلشن مین سدا گونجتی تھی صوت ہزار
کبھی گل منضود ہی کا عالم کبھی لالہ کی بہار
واہ ری تیری تنک ظرفی بایں عز و وقار
آجکل وہ لب جو جغد کا ہے آشفتہ زار
مسکن فاختہ ہے قصر کا ہر نقش و نگار
ہین بیابان مین پڑے زاغ و زغن کے انبار
تکیہ گور وہ گوشن آج ہے ہر اک کا مزار
نہ کوئی دوست نہ مونس نہ کوئی غمخوار
کنج تاریک ہے اور عالم تنہائی ہے
طاقت نطق کہان سانس بھی دوبھر ہین

یہ اشعار جو نقلیون نے پڑھے مردان عالم تو ست ہو گئے نامردون کے منہ پر ہوائیان اڑنے لگین یہی قصد ہے کہ مہلت پائین تو میدان سے نکل جائین جان بچے گی تو اور جگہ نوکری کر لین گے اور وہ جو مرد ہین بیٹے کو باپ سمجھاتا ہے کہ اے فرزند امیر کا دست سے نمک کھاتے رہے ہو آج اس طور سے لڑو کہ نمک سے ادا ہو جائین اُنکے نمک کا حق ادا کر کے مر جائین سبھی طرح کے لوگ ہین فوج کند ہم جنس با ہم جنس پرواز + کبوتر با کبوتر باز با باز + لشکرون مین ہنگامہ ہے صفین تھمی کھڑی ہین مگر لشکر امیر کم ہے اور لشکر ہفت پیکر اس قدر ہے کہ گاو زمین بار نہین اٹھا سکتی ہفت پیکر نے نظر اٹھا کے دیکھا جہان تک نگاہ نے کام کیا لشکر ہی لشکر نظر آیا سب افسر آمادہ کھڑے ہین کہ قدرت حکم دین تو مسلمانون پر جا پڑین بڑھ کر لڑین ادھر ہیبت کی جرأت کھڑے ہین کہ آقا نامدار حکم دین تو کافرون پر جا پڑین آج تو اس طور سے

لڑین کہ کفار کے دانت کھٹے کر دین ہر بہادر مرکب جمکا رہا ہی یہی ارادہ ہی کہ آج تو خوب
نام کرین ہمارے آقا ہمسے راضی ہون وہ کام کرین مصداق کو بکین نے دیکھا کہ صفین
جم چکین گینڈے کو اپنے مقام سے بڑھایا جھومتا ہوا سامنے ہفت پیکر کے آیا عرض کی
یا خدا وند اجازت میدان ملے حمزہ عرب کو لوٹتا ہون سب سرداروں کو سمجھا دیا ہی کہ آج
وہ لڑائی ہو کہ خون کا دریا بہ جائے مسلمان بھاگین آپہی کا لشکر رہجائے یہ سنکر
ہفت پیکر نے اجازت دی کہا تجھکو اپنے ید قدرت کے سپرد کیا مصداق نے گینڈا
بڑھایا وہ مست گینڈا ازیبران ہی کہ جہان پر قدم مارتا ہی طبقے کا طبقہ اڑجاتا ہی بقول
شاعر۔ نظم۔ یکے نر کرگدن چون کوہ آہن ٭ زصرصر تیز در ہنگام رفتن ٭ میان ابروانش
بود یک شاخ ٭ بجنگ فیل بودے سخت گستاخ ٭ اشارت گر بہ سنگ خارہ کردی
ہماندم سنگ را صد پارہ کردی ٭ گینڈے کو اڑاکر میدان مین آیا خوب گینڈا اچھالا لاف
و گزاف کرنے لگا پکارکر آواز دی ای فرقۂ خدا پرستان نابدولت تشریف لائے ہین کچھ
تمکو خیال نہ ہوا جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ میرے مقابلے مین آئے جوانمردی دکھائے لشکر
مین سوائے صاحبقران کے کسی کو نہین چاہتا افسر لشکر آکر مجھسے مقابلہ کرے کہ حال
جرأت کھلے بڑے بڑے پہلوانون سے صاحبقران لڑے ہونگے مین نے سنا ہی کہ یہ کوہ
قاف گئے تھے وہان بڑے بڑے دیوزادون کو مارا یہ کہانی مشہور ہی فقط انکے دوستون
نے مشہور کیا ہی اگر اپنے حالات تحریر کرون تو ایک پوری جلد ہو جائے یہ کہکر جو مصداق
نے پکارا صاحبقران نے فرمایا کہ ای چالاک میدان قرق کرو ایسا نہو کوئی بہادر
نکلجائے تو مجھے شاق ہوگا چالاک نے پکارکر آواز دی یارو امیر یا تو قیر میدان مین
نکلنے کو ہین آپ لوگون کو بھی خیال رہے مصداق نے جو امیر کو دیکھا جمال جہان آرا
دیکھکر دنگ ہوگیا جھک کے سلام کیا صاحب قران نے بطور اہل اسلام
جواب دیا اسپر مصداق کے تیور پر بل پڑگیا صاحبقران نے فرمایا ای مصداق
کیا خلاف گذرا مصداق نے کہا یا صاحبقران زمان مین نے تو آپ کو سلام کیا
آپ نے ہاتھ بھی نہ اٹھایا اسقدر آپ کو غرور ہی صاحبقران نے فرمایا ای مصداق

یہ شرعی صاحب سلامت ہو چکیں آداب بندگی کی عادت نہیں سوال شرعی جواب شرعی
مصداق نے کہا آپ مجھ سے مقابلہ کرینگے مجھکو یقین تھا کہ امیر سو گز کے لمبے تو ہونگے
جب تو دیوون سے لڑے لیکن آپ کا قد و قامت تو بالکل ہی حقیر ہے آپ کیا لڑینگے
امیر نے فرمایا مقابلہ کرو یقین آجائیگا یہ سنکر مصداق نے نیزہ مارا امیر نے نیزے کو
نیزے کی سنان پر لیا آپس میں نیزہ چلنے لگا صاحبقران ہر مرتبہ سنان نیزہ خانۂ زرہ
سے مصداق کے سینے پر رکھدیتے ہیں اور فرماتے ہیں یہ مقام خالی تھا کیسی نیزہ بازی
کرتے ہو ہر چند وہ چاہتا ہے کہ اپنے کو بچاؤں مگر صاحبقران وہ چیرہ دست ہیں کہ مصداق
کو بن نہیں پڑتا لاکھ لاکھ کوشش بچنے کی کر رہا ہے مگر بچ نہیں سکتا ایک مقام پر اٹکا
نیزے کو صاحبقران نے جھٹکا مارا کہ نیزہ ہاتھ سے مصداق کے نکل گیا مصداق کو
سناٹا آگیا حیران ہے کہ حمزہ نے کیا تدبیر کی کونسا ہنر یاد رہا کہ جسکو نہ جھیل سکا کہ
قبضے پر جھلاکے ہاتھ ڈالا پکار کر آواز دی کہ او حمزہ یہ تیغہ برق تاب ہے برسوں کے
جھگڑے دم بھر میں فیصلہ ہوتے ہیں امیر نے گردا سپر گرشاسپ کا اٹھایا تلوار جو
مصداق کی پڑی چار پنجہ فولادی پیدا ہوئے تلوار سے لپٹ گئے تو مصداق نے
کہا کہ او حمزہ یہ کیسی سپر ہے امیر نے فرمایا تیرے زور کا امتحان ہے مصداق نے جھٹکا
مارا کچل تلوار کا ٹوٹا مصداق کو یہ کچل ملا غنچۂ آرزو نہ کھلا گل مراد پژمردہ رہا کہا یا
صاحبقران اس سے کیا فائدہ ہوا امیر نے فرمایا نیزہ بازی کا امتحان ہو چکا شمشیر زنی
بھی دیکھی اب چاہتے ہیں ہمارے تمہارے کشتی ہو زور کا امتحان ہو جائے
مصداق گھوڑے سے کود پڑا صاحبقران بھی اشقر سے کود پڑے دامن گردانکر
آستینیں چڑھائیں مصروف جنگ کشتی ہوئے دونوں لشکر نگران ہیں کہ دیکھیں
کیا ہو جو سرداران مصداق متعجب ہیں وہ آپس میں کہہ رہے ہیں کہ حقیقت میں
حمزہ بڑا صاحب زور و طاقت ہے اتنے بڑے پہلوان سے کس لطافت سے لڑ رہے ہیں
ہر طرف سے پہلوان تعریفیں کر رہے ہیں لیکن لندھور بن سعدان عاشق جمال
صاحبقران ہاتھی پر سے دیکھ رہے ہیں گرز کا دستہ پکڑے ہوئے مونچھوں پر تاؤ

دیکھ فرماتے ہیں کہ آج مغلوب ہو تو لطف ہے کہ دو اُنکے ہاتھی کے جو بانکے ترچھے کھڑے
ہیں کسی کے کان میں بجلی دوش پر شملہ اور رنگین ٹوپی سر پر رنگین دوپٹہ چھپا ہوا لٹکا ہیں
پڑا کلے پہ گھنشکھوری سے بنے ہوئے ہیں کہ خانۂ جنگ پہ نگاہ غور دیکھ رہے ہیں کہ موقع
ملے تو ہم بھی جا پڑیں کفار کو پامال کریں کئی ہزار جوان آمادہ کھڑے ہیں کہ مغلوب ہو تو
حال کھلے آج تو کفار کا پیچھا لینگے پڑاؤ تک نہ چھوڑینگے ہر طرف ہندیوں میں ہنگامہ ہے
ایک جانب لشکر ملک اژدر صاحب نیزہ دو سر غلام جنی و جاکر حیدر دو زبانہ نیزہ لیے
مادیان کو چمکا رہے ہیں اُنکے نیزہ دار دریا سے تاہن میں غرق نیزے چمکا رہے ہیں چاہتے
ہیں کہ مغلوب ہو تو کفار پر جا پڑیں نیزوں میں چھید لیں ایک جانب بدیع الزمان و قاسم
الیس ہیں آنکھیں ملا رہے ہیں ایک جانب ایرج و نور الدہر مونچھوں پر تاؤ پھیر رہے ہیں
ایک کو ایک نگاہ دکھاتا ہے یہی قصہ ہے کہ صف لشکر کفار اُلٹ دیویں یہاں صاحبقران
و مصداق سے کشتی ہو رہی ہے اگر مصداق صاحبقران کو ایک مرتبہ پکڑ لایا تو
صاحبقران دو مرتبہ پکڑ لاتے ہیں پشت پر ٹھیک قاعدہ سے دو چار گھونسے ایسے مارتے
ہیں کہ پسلیاں مصداق کی کڑک جاتی ہیں پھر مشکل نکلتا ہے بڑے زور و شور سے
مصداق لڑ رہا ہے اُستادان سخنور نے بیان کیا ہے کہ دن بھر اسی طرح کشتی ہوئی غالب
و مغلوب نہ معلوم ہوئے شام کو روک کر مصداق صاحبقران کو کھڑا ہوا کہا اے شہریار
آپ مجھ سے خوب لڑے اب پلٹ جائیے کل پھر مقابلہ ہوگا امیر نے فرمایا ہمارا یہ دستور
نہیں بازی کروگے جب پلٹنا اشارہ زیر ہو جب اختیار ہے مصداق نے کہا شب کو ہم
تم جا بازی کرینگے کون دیکھے گا صاحبقران زمان نے فرمایا بادشاہوں کو رات
کا دن کرتے کتنی دیر لگتی ہے روشنی کا حکم دو مصداق نے جھلا کر آواز دی یارو
روشنی لاؤ ہفت پیکر نے حکم دیا میدان میں روشنی کروا سے ادہر لشکر صاحبقران
سے روشنی آئی ہزار ہا جھاڑ کنول پنج شاخے ہزارے روشن ہوگئے کہ تمام میدان
منور و روشن ہوگیا صاحبقران پھر متوجہ ہوئے مصداق چاہتا ہے جان بچاؤں
کسی طرح سے سامنے سے اس جوان کے نہ جاؤں مگر پیچھے سے پھر کے نکلنا دشوار ہے

اسی طرح پر کشتی ہو رہی ہے چالاک بن عمرو پہلو میں صاحبقران کے کھڑا ہوا تعریفیں کر رہا ہے مصداق دنگ ہو اپنی جان سے تنگ ہے فراش ماہ تابان نے فرش چاندنی زمین پر بچھایا ہے فلک نے چشمہ ماہ تابان کو آنکھ پر رکھ کر تماشا سے کشتی دیکھ رہا ہے ذرہ ہائے ریگ بیابان ستارہ ہائے آسمان سے ہمسری کر رہے ہیں چار پہر رات اسی طور سے کشتی رہی کہ ستارۂ سحری آسمان پر چمکا پہلوان زرین پوش اکھاڑے سے مشرق کے خم مار کر نکلا میدان چرخ زبرجدی میں آکر قائم ہوا مصداق نے دیکھا آواز دی یا امیر آٹھ پہر گذر گئے لشکر نے خورد و خواب ہے اب ایک زور آخر کرتا ہوں صاحبقران نے فرمایا بسم اللہ میں بھی مشتاق ہوں وہ زور کس گٹھری میں باندھا ہے مصداق نے کہا وہ زور میرے جسم میں ہے مگر وقت پر موقوف ہے یہ کہکے دونوں مونڈھے صاحبقران کے پکڑے سینے میں سینہ اڑا کر ریلا دیکے دوڑا صاحبقران دم کے بھروسے قدم کے شمار پر سات قدم تک ہٹ گئے آئے ساتویں قدم پر لنگر یار اکہ تابزانو غرق زمین ہوئے مصداق اوپر آکر چھایا کمر میں ہاتھ ڈالکر زور کیا لنگر میں صاحبقران کے جنبش بھی نہ پائی میں زور ایسے کے کہ اگر پہاڑ پر کرتا تو اسکو بھی ہلا دیتا مگر اس کوہ وقار کے لنگر کو جنبش و حرکت بھی نہ تھی تھک کر ہاتھ اٹھا لیا کہا یا صاحبقران اب آپکے زور کا مشتاق ہوں امیر مثل شیر خشم آلود اپنے مقام سے اٹھے دونوں مونڈھے پکڑ لیے دوڑے بارہ قدم ریل کر لائے وہاں لاکر ہلہ مارا کہ دونوں گھٹنے مصداق کے آشنا بزمین ہوئے چاہا کہ پیر کر لنگر قائم کرون حریف زبردست کب لنگر قائم ہونے دیتا ہے دونوں ہاتھ ستونوں کے کمر زنجیر میں ہاتھ ڈالکے زور کیا پہلے ہی زور میں لنگر اکھیڑا کہ مار کر سر سے بلند کیا چاہا زمین پر ماروں مصداق پکار اٹھا او غضب پار سر سے بلند کرکے زمین ذلت پر نہ گرا ایسے امیر نے بسہولت ہاتھ سے زمین پر رکھ دیا مصداق قدموں سے لپٹ گیا امیر نے کلمہ بتایا کلمہ پڑھکر بصدق مسلمان ہوا ہفت پیکر نے دیکھ کر آواز دی اے افسران فوج یہی وقت ہے کہ گھیر کر دونوں کو مارلو بلا زمان مصداق کو بھی بہت ناگوار ہوا ہر ایک کا یہی قول کرتا کہ ہمارا افسر مسلمان ہوا ہم اسکو قتل کرینگے اول سات لاکھ فوج لینا لینا کرکے چلی صاحبقران

نے فرمایا کہ ای مصداق ہوشیار ہو فوج آتی ہے مصداق نے عرض کی ای آقا سے نامدار انکی کیا حقیقت ہو چالاک نے آواز دی مرکب صاحبقران لاؤ اشقر دیو زاد کسا ہوا آیا امیر پشت پر سوار ہوے عیاروں نے برائے مصداق گینڈا پہونچایا امیر نے مرکب بڑھا کر نعرہ کیا کہ باش شیدای کافران تبہ او ای نابکاران بر دغا منم زلزلۂ قاف ثانی سلیمان حمزۂ صاحبقران امیر عالیشان ـ نعرۂ امیر

منم سرکش لشکر کافران
منم ماہتاب سپہر کمال
ہمہ قاف از کفر شد پاک و صاف
کہ صاحبقران در جہان نام شد

چو پشیم نگون شد سر کافران
ستمگاروں زپشیم فراری شده
سلیمان کو حیثیت لقب شد لقا

منم اختر برج عز و جلال
کہ دیوان بدبخت عاری شده
ہمہ شہر آباد اسلام شد

مصداق کو بکن نے بھی برابر نعرہ کیا ساتھ صاحبقران کے چاچڑا لندھور نے ہاتھی بڑھایا بڑھ کر نعرہ کیا نعرۂ لندھور جزیرہ ہا سے دریا را گرفتم تا بہ ہندوستان + اگر نام ہمی منم لندھور بن سعدان + سات لاکھ ہندوں کو لیکر آپڑے مالک نے مادیان بڑھائی اسی ہزار نیزہ داران عرب پشت پہ آپڑے مالک نے کہا نعرۂ مالک ـ منم مالک اژدر جنگجو بہ سپہ دار در لشکر ایں ویں + ایک طرف بہرام گرد بن خاقان چین اسی ہزار چینیوں کو لیکر آپڑا اپنے نام کا نعرہ کیا نعرۂ بہرام منم گرد بہرام خاقان چین + کہ از ہیبتم شد لرزه زمین + ایک طرف سے آواز آئی کہ ای ہفت پیکر پرستان آگاہ ہو منم انجم گرده رستم شکوه سر فتنۂ ملک باختر پہلوان تہمتن بدیع الزمان گرد لشکر شکن ـ نعرۂ بدیع الزمان ـ بدیع الزمانم کہ در روز کین + قوائم کشم آسمان و زمین + زتیغم بسی ملک اسلام شد + کہ سر فتنۂ باختر نام شد + سات لاکھ فوج لیکر آپڑے سرداران کے فیصل بن گیا ہود خوش آشام ولیس بن گیا ہود وقیس بن لیا ہود و ورقا سے زنجیر خوار وقابل بلند کمان وغیرہ سب جوانان صف شکن تیغ زن فوراً آتے ہی لڑنے لگے دوسری طرف سے نعرہ ہوا منم شاہزادۂ ملک قاسم لعل خفتان خونریز خاور سیاه ـ نعرۂ قاسم ـ ملک قاسم آن شاه خاور سپاه + زخم تیغ برابر نیزه کاه زآب دم تیغ شستم زمین + ہمہ باختر شد بزیر نگین + ایک طرف سے نعرہ ہوا ای کافران

بھیا واری نابکاران نبرد قاسم گل گلزار خلیل الرحمان نور دیدۂ مومنان و مسلمانان نور الدہر
بن بدیع الزمان۔ نعرۂ نور الدہر نبیرۂ حمزۂ صاحبقران بخشم و بقہر + شہ ستارۂ حشم
شاہزادۂ نور الدہر + دوسری طرف سے آواز آئی منم نور نگاہ قاسم عالیشان ایرج
نوجوان۔ نعرۂ ایرج ملک۔ ایرج آن آفتاب منیر + کہ صاحبقرانیم و آفاق گیر + ایک طرف سے
آواز آئی منم پہلوان نوجوان جہانگیر بن صاحبقران نعرۂ جہانگیر منم پہلوان جوسان
بے نظیر + کہ نامم شدہ در جہان دار و گیر + جہانگیر والا حشم آن دلیر + کہ در بیشۂ رزم غرندہ
شیر + اٹھارہ فرزند صاحبقران و پانچ ہزار پانچ سو پہلوان سردار تلواریں کھینچکر آپڑے
ہفت پیکر نے کل فوج کو حکم دیا سر لاکھ فوج کو جنبش ہوئی معلوم ہوا سمندر نے موج
ماری جہانتک نگاہ کام کرتی تھی برق شمشیر چمک رہی تھی ہزار ہا سر کٹ کر زمین پر گر
رہا ہو ملازمان صاحبقران و فرزندان نوجوان ایک ایک جوان لاکھوں میں لڑ رہا ہے
خود سروں سے گر گئے ہیں سر برہنہ لڑ رہے ہیں زلفیں خاص کی ہوا بہار رہی ہیں میدان میں
موسم برسات کی کیفیت معلوم ہوتی ہو سر مثل اولے کے گر رہے ہیں دریا سے خون کی
طغیانی جسم مردان عالم کے افشانی ہزار ہا لاشیں مع ترکش جو گر رہی ہیں معلوم ہوتا ہو کہ
مچھلیاں شناوری کر رہی ہیں اگر خنجر گرا تو معلوم ہوا کہ نہنگان خون آشام شناوری
کر رہے ہیں ہزار ہا تلواریں دریائے خون میں بہہ رہی ہیں تیغے جو چمک جاتے ہیں صاف
معلوم ہوتا ہو کہ مچھلیاں تیر رہی ہیں جہانتک نگاہ کام کرتی ہو دریا سے خون کا جوش
خروش ہو مرکب بہادروں کے دریائے خون کو جھیل رہے ہیں اس غول میں امیر آیا ہے
میں ہفت پیکر سب کے آگے بڑھا ہوا کھڑا اسنے جو یہ ہنگامہ دیکھا بیتاب ہوکر نعرہ کیا منم
خداوند ہفت پیکر اے شیدائی مسلمانان کب تمکو زندہ چھوڑونگا یہ کہکے جھولی میں ہاتھ ڈالا
ایک گولہ نکالا گولے کو طرف آسمان کے پھینکا پھلوسے کو وہ سے ایک ابر آتش فشان
اٹھا کر آگ برسنے لگی اس مجمع عام میں جس اہل اسلام پہ شعلہ گرا بیہوش ہوکے
گرا بلکہ خاک ہوگیا چالاک نے جو یہ قیامت دیکھی خدمت امیر میں دوڑا ہوا آکر عرض
کی اے شہریار جلد اسم الٰہی بہ آواز بلند پڑھئیے ہفت پیکر نے سحر کیا کہ حضور سے

ملازمون پر آگ برس رہی ہے ہزارہا بیہوش ہو کے گرے زمین پر تڑپ رہے ہین کچھ
لوگ جلکر خاک ہوے ہفت پیکر جب یہ سحر کر چکا تو پہلوانون سے کہا اب سواے
صاحبقران کے اور سب بیکار ہین گھیر کر سبکو مار لو پہلوانان نامی ہفت پیکر پست
بادۂ کبر و نخوت سے مست اہل اسلام پر جا پڑے وہ پہلوان جو زمین پر پڑے تڑپ
رہے تھے ہاتھ پانون قابو مین نہین تلوار مین کاٹ کر خنجر بیدم کمانین جھکی ہوئی ہر دو شد
تیر ترکش مین ملاحظہ پر بند جس بہادر کو پڑے دیکھا اسکو ہاتھ تلوار کا مار دیا وہ بحسرت
چہرہ قاتل کا دیکھکر رہگیا پکار کر کہا او نامرد ہمین قتل کرنے سے تجھے کیا ملا مگر جب
چالاک نے صاحبقران سے اطلاع کی تو امیر نے گھوڑا مہمیز کیا جہان تک آواز
صاحبقران کی پہونچی اسم اعظم الٰہی پکار کر پڑھا جس بہادر کے کان مین آواز پہونچی
تڑپ کے اپنے مقام سے اٹھا کافر جو مصروف ہو کر آیا تھا چاہا کہ اسکو قتل کرون
اٹھتے ہی اسسے لپٹ گئے دستہ مارا چھاتی پر چڑھ کے سر کھینچ لیا لیکن منزلون کے
گرد مین تلوار چل رہی ہے آواز صاحبقران کہانتک پہونچے جس طرف آسکتے ہین
سرداروں کو دیکھتے ہین کہ تیغہ کھنچا ہوا ہاتھ مین مرکب پاے گل ہو مشغول ہاتھ نہین ہلاتے
اگر قصد بھی کرتے ہین تو ہاتھ دستگیری نہین کرتا پانون سے ثابت قدمی جدا ہو گئی امیر نے
پکار کر اسم اعظم پڑھا کان مین جو آواز پہونچی پھر حسب و چالاک ہوے مصروف
جنگ ہو کر بیباک ہوے ایک ایک نے سو سو کافرون کو مارا پھر ڈھکتا ہو پرستون کو
للکارا جس طرف صاحبقران کا گذر ہوا خون کا دریا بہہ گیا ہنگامۂ گیر و دار بلند دشمن
دردمند ہر مقام پر کشتون کے پشتے پڑے تڑپ رہے ہین دریا سے خون بہہ رہا ہے
نصیب پرون مین گھسے ہوے اشقیاء عبرت آمیز پڑھ رہے ہین پکار رہے ہین اے
مردان عالم مرحبا دنیا کیا چیز ہے بڑے بڑے پہلوان رستم و اسفندیار و سہراب یلی
ایسا پہلوان رستم ایسا بہادر یہ سب پیوند خاک ہوے آج انکا کوئی نام نہین لیتا
بڑے بڑے بادشاہ و صاحبان خدا حکم پروردگار لیکر دنیا مین آئے لیکن موت سے
انکا بھی دامن نہ چھوٹا حسرتین لیکر پردۂ دنیا سے گئے انکا کوئی نام بھی نہین لیتا

تمھارا نام مثل آفتاب کے روشن ہے زمین قتل گاہ خون مردان عالم سے رشک گلشن ہے گوش ہوش سے ہماری زبان سے سنو دنیا کو ثبات ہو جو دنیا مثل حباب کے ہے بقول مصنف قمر فرد۔ فنا لگی ہے یہ کہکشان تر دامن ﴿ پھر چلے ہے کہ بس خاک مین حباب ملے ﴿ یارو کیا تم سے سنائین کس کس کا حال سنائین تواریخ دیکھو سب احوال کھل جائیگا مجمل یہ ہے کہ نظم

تخت جمشید و خط جام ہوا نقش فنا ﴿ نہ سکندر رہا نہ آئینۂ حیرت افزا
نفس باد سحر سے یہ صدا آتی ہے ﴿ کہ سلیمان کا ہے برباد ہوا تخت ہوا
سیکڑون قافلے راہی ہوئے اس منزل سے ﴿ گرد اٹھتی کبھی دیکھی نہ سنی بانگ درا
کسکی اس بزم مین روشن ہوئی شمع اقبال ﴿ جسکو گل کر نہ گئی جنبش دامان قضا
وہ گل تازہ نہ اس باغ مین ہنستے دیکھا ﴿ کشتہ ڈھی سا اشک نہ پھر سے جسکے لیے باد صبا
اس خیابان کا ہر اک نخل ہے نخل ماتم ﴿ کف افسوس ہر اک برگ ہے اس گلشن کا
لیے پھرتی ہے صبا دوش پہ آج انکے غبار ﴿ جنکی رفتار سے ہر گام پہ تھے فتنے بپا
ہو ملاقات تو یہ اہل فنا سے پوچھین ﴿ اے سلیمان عدم حال کہو کیا گذرا

رباعی - راحت مین بسر ہوئی کہ ایذا گذری ﴿ کیونکر تاریک گھر مین تنہا گذری ﴿ اے کنج لحد کے رہنے والو افسوس ﴿ کس سے پوچھین کہ تم پہ کیا کیا گذری ﴿

صدہا جلیل طرار و قرار پیوند خاک ہوئے یہان کسی نے آکر اپنا حال نہ بیان کیا است مرحومہ اشرف انبیا کے لیے پروردگار نے یہ دہ منظور کیا ہے کہ انکے حال سے ایک آگاہ نہیں ہوتا رہنے والا ہرگز خواہ نیک ہو خواہ بد ہو کوئی اسکے حال سے آگاہ نہین ہے اس رحیم و کریم نے سزا و جزا پردہ اخفا مین مقرر کی ہے کہ کوئی کسی کے حال سے آگاہ نہو یارو تصور تو کرو یا تو یہ شان لی ریاض عمدہ مکان رہنے کو عمدہ چیزین کھانے کو جلسے دوستون کے بیٹھنے کو اگر ذرا بھی ملال ہوا احباب پوچھنے والے موجود وہین ذکر کر کے اس رنج و ملال کو دفع کرتے تھے یا وہ مکان تنگ و تاریک نہ مونس نہ ہمدم نہ کوئی عزیز قریب تنہا بے نصیب اس تاریکی مین پڑا ہے کون پوچھنے والا ہے سب بلے

دفن کیا اور چلے آئے کوئی کسی کا حال نہین پوچھتا نہ قبر پر مردے کی بیٹھتا ہی کہ شاید ہمارا
بھائی یا بیٹا یا معشوق ہمکو تڑپ کے پکارے تو ہم جواب دین اس تنہائی مین نکیرین کا
آنا اور احوال پوچھنا اگر رحمت پروردگار شریک نہ ہو تو کس کی مجال ہی کہ بات کا انکی جواب
دے مشہور ہی کہ گرز آتشین ہاتھ مین شیشون مین عقرب و اژدر آنکھین مثل مشعل کے روشن
ہین اس حال مین پوچھنا کہ ای شخص تیرا خدا کون ہی اسوقت اسکی رحمت شریک ہو کر جواب
دلواتی ہی ورنہ انسان کی کیا مجال ہی کہ انکی بات کا جواب دے سکے ہر وقت اپنے پیدا کرنے
والے کو یاد کرو اسی سے فریاد کرو رزاق مطلق کارساز برحق ہی کیا کیا عنایتین ہم پر نہین
کیا کیا نعمتین عطا فرمائی ہین بہشت و دوزخ پیدا کیے مگر خاصان خدا شوق بہشت مین تارک
دنیا رہے تمکو بھی یہی مناسب ہی کہ دنیا ایک زال بیوہ ہی بے مہر و بے وفا ہی جتنی اسکی جستجو
کرو گے اتنا ہی بدام مکر مین پھنساؤ گے کیا ہاتھ آئیگا اپنے حال پر آخر مین رونا پڑیگا اسوقت
اپنے اختیار مین ہو جب اختیار ہاتھ سے نکل جائیگا تو بڑا افسوس ہوگا نقیبون نے جو یہ
مضمون فیض مشحون نظم و نثر مین بیان کیے مردان عالم جھوم جھوم کر صف دشمن پر جا پڑے
آوازون نے نقیبون کی ہنگامہ ڈالدیا جنگ مین تیزی دلون پر نامردون کے خوف
طاری جو جان کو عزیز رکھتے ہین حریف کو جو آتے دیکھا کہ تلوار کھینچے ہوئے آتا ہی دم دبا کر
بھاگے کسی نے پوچھا کیون بھائی کہان بھاگے جاتے ہو کہا ای برادر ابھی ابھی ایک شخص
کی زبانی سنا ہی ہماری زوجہ حاملہ تھی گھر مین کوئی اور عورت نہین ہی مین اسکی خبر سنکر
جاتا ہون بچالون اس نیکبخت کی خبر لون ایسا نہ ہو کہ ہلاک ہو جائے دوست نے کہا کہ ای
برادر شب کو قسم کھائی کتاب خداوندی پر ہاتھ رکھا قدرت کو تنہا چھوڑ کر بھاگے جاتے
ہو سلطان قدرت کو گھیر لین گے انکو مہلت نہ دینگے جلد رہو اسوقت گھر نہ جاؤ ایسی
لڑائی کبھی نہین پڑی ہاتھ چھوڑا کہ جواب دیا ہم ابھی تھوڑی دیر مین آتے ہین وہ تلوار جو کہ ہمارا
باپ کے ہاتھ سے چلی ہی اسکو لاتے ہین یہ کہہ رہا تھا کہ ادھر سے ایک سوار ملازم
صاحبقران عالی وقار للکارتا ہوا آتا تھا اسنے جو اس نامرد کو دیکھا پشت پر آکر نیزہ مارا
کہ سینے کو توڑ کے پار کر دیا اسنے گھبرا کر کہا ای شخص تونے روک کہ میری جان لی زوجہ کے

دیکھنے کی حسرت رہ گئی نہیں معلوم انجام کیا ہوتا مرد تو اسطرح مر رہے ہیں جانباز و سرفروش
جنگ کر رہے ہیں سروں تک برق شمشیر چمک رہی ہے سنسنا رہے نیزے کا چمکنا کمانوں
کا کڑکنا تیر پیغام قضا لیکر آ رہے ہیں جسکے سینے پر پڑتے توڑ کر پشت کو پار گذرتے صدہا
لاشے لوٹتے رہے ہیں اہل اسلام زخم وار مگر دشمن کشتی پر بیٹھ رہا اگر ایک ہاتھ کٹ گیا اور
گھوڑے سے زخمی ہو کر گرے تیر دھنگی بغل میں دبی ہوئی ہی پڑے پڑے دیکھا ایک
رسالدار دخون کی آر لگیا ہوا آتا ہو مگر زبان پر جاری ہو کہ آج ہمارا رسالہ خوب لڑا ایک
ایک نے دس دس کو قتل کیا وہ جوان جو پڑا تھا اسنے پکار کر آواز دی رسالدار صاحب ذرا
اسطرف آئیے رسالدار نے دور سے دیکھ لیا کہ بالکل بیکار ہو سنبھلتے ہوے قریب آئے
کہا کیوں بھائی کیا ہو اس جانباز نے کہا ایک کٹورا پانی کا پلا دیجیے اور ہماری کمر میں اشرفیاں
بندھی ہیں وہ لے لیجیے ہمارا وقت اختتام ہو ذرا سا جینے کا کام ہو وہ رسالدار نام اشرفیوں کا
سنکر ہنسے کہا بھائی میں پانی لاتا ہوں ہرچند کہ دشمن کے لشکر کے ہو مگر سپاہی کے کام
سپاہی ہی آتا ہو تم خوب لڑے انتہا کے زخمی ہوے ہم تمکو پانی پلا دیں اور تمہارے
لشکر والوں میں جو تھا اگر تمکو پہونچا دیں مگر کیا اشرفیاں تمہارے پاس ہیں انہیں ہم تمہاری نذر
دنیا ذکر دینگے زخمی نے کہا بھائی کہ اشرفیاں کبھی عمر بھر میں سو اشرفیاں جمع کی ہیں بھیا
بندھی ہو رسالدار خوشی خوشی گئے بہشتی کو پکارا کہا ایک کٹورا پانی ہمیں دے بہشتی سے
پانی لیکر کہا اس مقام سے جاؤ کٹورا لیکر قریب زخمی کے آئے زخمی کی بغل میں جو دبی تھی
دبی تھی ہاتھ تلوار کا مارا کہ دونوں ٹانگیں رسالدار صاحب کی کٹ گئیں لہرا کر گرے زخمی
نے کہا بھائی کوئی تھا رسکا بس بات کرنے کو نہ تھا سو جب سے تمکو بلا لیا تھوڑی دیر میں
ہماری اور تمہاری جدائی ہوگی تم جہنم میں جاؤ گے ہم بہشت میں جا بیٹھینگے سرداروں بھی
ہنگامہ ہو رہا ہے کیسی دھوم سے لڑ رہے ہیں کوئی کافر بڑے قد و قامت کا آیا یہ اسکے
مقابلہ میں پہونچے لیکن کافر بڑے قد و قامت کا جوان تھا اسنے بڑھکر نیزہ مارا سنبھلنے
نہ پایا سینہ کو توڑ کر پار گذرا اسنے نیزے پر اٹھا لیا انہوں نے تلوار کہ نیزہ کی چھڑ
پشت کے پار گذر گئی پر اس جوان کے تیور کے ہاتھ مارا وہ نیچے گرا آپ اسکے اوپر گرے

مرتے مرتے اپنے حریف کو نہین چھوڑتے جس مقام پر دیکھو دس لاشے کافرون کے پڑے
ہین تو ایک لاشہ اہل اسلام کا پڑا ہی تمام میدان لالہ زار ہو رہا ہی صاحبقران حیران کہ الٰہی
کس کس طرف جائین ہفت پیکر آگ برسا رہا ہی ایک طرف پانی کا دریا جوش مار رہا ہی
اس سحر سے اہل اسلام عاجز ہین لڑتے لڑتے تھک جاتے ہین سحر سے گھبراتے ہین
صاحبقران پڑھکر اسم اعظم پڑھتے ہین کہ چار پہلوانون کو ہفت پیکر نے حکم دیا
شغاد صف شکن و بہزاد تیغ زن و فولاد کوہ شکن و ہلال نیزہ باز ان چارون سے کہا
کہ جا کر حمزہ کو گھیر لو کسی طرف بڑھنے نہ دو مین سحر کے سب لشکر کو مٹا دونگا یہ چارون
پہلوان گینڈے اڑاتے ہوے سامنے صاحبقران کے آئے اور للکارا کہ او حمزہ
عرب کہان جاتا ہی قدرت ہمارے سحر نہین کرتے تم سرافت ارضی و سماوی ہی قدرت
سحر کرنا کیا جانین قدرت تقدیر کرتے ہین صاحبقران کو کب تاب ہی کہ کوئی لوٹکے اور
اسکے مقابلے کو سنبھالین شغاد کو بڑھکر ہاتھ مارا کہ اسکے دو ٹکڑے ہوے ار کہ شغاد
کو چاہا مرکب بڑھاؤن کہ فولاد نے پشت پر سے ہاتھ مارا سر صاحبقران کا زخمی ہوا
ایک پہلو سے ایک کافر نے آکر تلوار ماری کہ شانہ صاحبقران کا نشانہ ہوا ایک نے
نیزہ مارا کہ پشت بھی زخمی ہوئی امیر نے استقلال سے زخم کھاکر ان ملعونون کو واصل جہنم کیا
مگر ایسے زخم کھانے کی بہت مجبور ہوے کہ سحر سے خون بہہ رہا ہی شانہ جھول پڑا امیر
لڑنے سے معذور ہوے خوف ہوا کہ گھوڑے سے گر پڑون چالاک سے
ناچار ہو کر فرمایا کسی پہلوان کو تو بلا لا لندھور سامنے لڑ رہے تھے دونون بیٹے
لندھور کے فرہاد و فتان یکفسلی دار شیرون پر بیزاد و باپ کی جھول پکڑے ہوے
مصروف جنگ ہین لاش پر لاشین گرا دی کہ چالاک نے پکار کر آواز دی اے دادا غضب
غضب ہوا کہ صاحب قران زخمی ہوے وہ دیکھو سامنے گھوڑے پر جھوم رہے ہین
دور کا فرون کا بلوہ ہی چاہتے ہین کہ صاحب قران کو ہلاک کرین لندھور نے جو چالاک
کی آواز سنی ہوش اڑ گئے ہاتھی کو بڑھا کر اس مقام پر آئے جہان امیر لڑ رہے
تھے سردارون سے اشارہ کیا کہ تیغ گرد سے صاحبقران کے متفرق کرو سردارون نے

بڑھ کر ایسی شمشیر زنی کی کہ کافر بھاگے لندھور نے ہاتھی سے اتر کر امیر کو گود میں لیا
عرض کی آقائے نامدار آپ کو ہاتھی پر سوار کر لون یون کافرون کے ہاتھ سے بچاؤن سحر
نے ہفت پیکر کے قیامت برپا کی ہو صاحبقران نے فرمایا اے لندھور میرا حال ابتر
ہو پشت پر بھی زخم شانہ بھی زخمی سر بھی زخمی اب سنبھلا نہیں جاتا سامنے جو نخلستان
ہو اُس مقام پر مجھے بٹھا دو تماشا سے جنگ کی کرون وہان اگر تو بیکار ہون مگر ہاتھ
میں تلوار لونگا جو کوئی قریب آئیگا اُسے ہٹا دونگا تم بڑھ کر لڑو مگر اپنے کو سحر سے
ہفت پیکر کے بچاؤ لندھور نے وہی کیا کہ نخلستان میں آکر فرش بچھایا صاحبقران
کو وہان بٹھا دیا مقبل وفادار کو بلا کر کہا اے مقبل تم صاحبقران کی حفاظت کرو اور
کافرون کو پاس نہ آنے دو مقبل صف جما کر کھڑا ہوا شمشیر زنی کر رہا ہے تیر اندازون کو
اپنے جمایا جو فوج سامنے آئی اُسکو تیر مار کر گرا دیا مگر ہر مرتبہ ہفت پیکر سردار کو اشارہ
کرتا ہے کہ صاحبقران کو جا کر قتل کرو وہ پہلوان جس کسی کو پکارتا ہے مقبل کے
ہاتھ سے شکست کھاتا ہے صاحبقران زمان نے جو یہ حال دیکھا کہ مقبل کے غلامان
وفادار بہت مارے گئے سجادہ بچھایا اول نماز حاجت پڑھی دونون ہاتھ اُٹھا دیے پکار
اُٹھے کہ اے خالق بے نیاز و اے رب کارساز ایسی مغلوبیت کبھی نہ دیکھی تھی اس مشکل کو
آسان کر تیرے نزدیک سب سہل ہے کہا وقت اختتام صاحبقران آگیا تیری ذات
کو بقا ہے دنیا ایک دن اسی طرح فنا ہے نظم

طالب عرفان نمیدارد بدولت احتیاج — بندۂ خالق ندارد پیش خلقت احتیاج
صاحب وحدت ندارد بکثرت احتیاج — اہل خلوت را نمی باشد بجلوت احتیاج
عاشق رویش نمی ماند برغبت سوی گل — سالک کویش ندارد بجنت احتیاج
عاشق مولی است بیشک ز اقلیم خیر — اہل حق را نیست اکسیر فی الحقیقت احتیاج
چون نباشد مردہ را رغبت بآب زندگی — چون نگردد تشنہ را بابر رحمت احتیاج
بندگان را نیست غیر از بندگی کار دگر — زاہدان را نیست جز شغل عبادت احتیاج
کی بجز محبوب خود پیش دگر یا بر کسے — اہل شوق و ذوق و اخلاص و محبت احتیاج

کی بود فرمانروای کشور تجہ پیرا — با ہجوم لشکر و قوم و ولایت احتیاج
کی دوا خواہد مریض درد باطن را طبیب — کی بر پیش معالج ہست صحت احتیاج
کی شود سائل بباب صاحب حشمت فقیر — کی بر وقانع بہ بیش اہل دولت احتیاج
عاشقانرا نیست جز عشق و محبت آرزو — اہل الفت را نباشد غیر الفت احتیاج
ہست ہر شئی صرف محتاج خداوند کریم — نیستش اندر جہان با اہل حاجت احتیاج

صاحبقران بیقرار ہو کر دعا کر رہے ہیں کہ ہفت پیکر نے تدبیر بلند رکاب نامے پہلوان کو بلایا کہا کہ ایک کام تو کر جا کر ناموس حمزہ کو لوٹ لے کوئی تو صدمہ مسلمانوں کو ایسا پہونچے کہ اپنی جان سے بیزار ہوں تدبیر بلند رکاب نہیں لاکہ فوج لیکر چلا جب قریب بارگاہ ناموس وہ پہونچا کنیزوں نے اور چوبداروں نے تیر اندازی شروع کی ایسی جونگاہ بڑی بیقرار ہو گئے فرمایا کہ ای مقبل غضب ہوا وہ پہلوان فوج گران لیکر قریب خیمہ ناموس پہونچا کنیزیں تیر مار رہی ہیں چالاک کو حکم دو کہ جا کر ناموس کو سوار کرا کے لیجائے کسی پہاڑ پر پہونچا دے کہ بعد ہمارے ان دست و پا شکستہ عورتوں کو آرام ملے ہر چند کہ بعد ہمارے ان بیچاریوں کو آرام کہاں مگر چند ساعت تو تسکین ہے یہ جلوہ دیکھ کر دم گلا جاتا ہے کلیجہ منہ کو آتا ہے مقبل نے چالاک کو آواز دی کہ ای مہتر والا گہر لڑائی بگڑ گئی تدبیر بلند رکاب نامے پہلوان طرف ناموس کے جاتا ہے ناموس کے رونے کی آواز آ رہی ہے کوئی بی بی بہ آواز بلند پکار رہی ہے کہ ای کریم و رحیم جمال صاحبقران زمان دکھا دے ہم اپنے وارث کے قدموں پر نثار ہوں

نظم

اشک الفت کم نہیں کچھ کاٹ سے شمشیر کے — کٹ گیا پروانہ شب کو نام سے گلگیر کے
عفو کر دیگا وہ گو لائق ہوں میں تعزیر کے — آ گئے آمرزش کے کیا رتبے مری تقصیر کے
تانگاہی کے مزے سے ہوں ازل سے آشنا — خوب طفلی میں پیا ہی دہر پستان شیر کے
کون سے مجنوں کو گاڑا ہے کہ سلسل ای جنون — سنتے ہیں زیر زمیں نالے صدائے زنجیر کے
عشق ابرو میں شہیدوں جان بلب ہیں سیکڑوں — تیر کے زخمی ہیں کچھ گھائل ہیں کچھ شمشیر کے
آب باقی ہوا گر قاتل تو کر دے حلق تر — لے رہے ہیں ہچکیاں بسمل تری شمشیر کے

زلف سرکے وہ رخ اپنے کو ذرا دکھلائے — یا الٰہی سحر و شام غریبان ہوئے

جاگتے ہیں یہ چشم جیسے ہوا کار ثواب — ہاتھ سے اسکے اگر خون مسلمان ہوئے

سرگین چشم کا شہرہ ہو رہا یوں جھپکے — چاہیے سارا جہاں شہر خموشان ہوئے

ایک دم بست خدائی میں اگر قہر سے کھلے — دہن تیغ کہ سے گور مریان ہوئے

پھول توڑوں تو چھپیں ہاتھوں میں سہرے کا — عیش چاہوں تو وہیں رنج کا سامان ہوئے

جان و دل پیش کش یار کرینگے اسکے رشک — اور کیا اسکے سر و سامان سے سامان ہوئے

چالاک نے ڈھونڈھیوں پر مسافے لگائے شاہزادیاں روئی جاتی ہیں اور سوار ہو رہی ہیں تمام محل میں باہر ہی ہر ایک شاہزادی یہی کہتی ہے ای چالاک ہمکو چھوڑ کے نہ جا چالاک ایک ایک شاہزادی کو سوار کر دیتا ہے کنیزیں شکل تصویر بنی ہیں ای جوشرو الا گہر ہمکو بھی ہمراہ لو چالاک جھپٹ کے انکے لایا کنیزوں کو اسپر سوار کیا سب محافوں کو دیگ میں لیا اسی وقت شاہزادیوں نے بلکنا اور سر پیٹنا اور پکارنا شروع کیا ہر طرف غل تھا ہر کہار سے چالاک میں قتل کر ڈالیں تو کہاں سے لیے جاتا ہے ہمارا نکلنا اچھا نہیں ہے ہم کو ساتھ نشین ہیں ہمکو یاد آتی ہیں نہ چھیڑو ہم اپنی جانیں دینگی صاحبقران کے کان میں یہ آوازیں آرہی ہیں بے اختیار ہوکر پکار اٹھے کہ ای خالق کارساز داور بے نیاز ایسی مشکل کو آسان کر ان بیبیوں کا نکالنا بڑے ستم کی بات ہے ادھر یہ سانحہ یہ شاہزادیاں محلات سے نکلی ہیں۔ نظم

الغیاث ای حاکم تخت حکومت الغیاث — الغیاث ای والی ملک ولایت الغیاث

الغیاث ای دادبخش اہل حاجت الغیاث — الغیاث ای چارہ ساز اہل علت الغیاث

دافع ہر مصیبت و غم رافع رنج و الم — ہمدم ہر اہل غم در وقت مصیبت الغیاث

منبع لطف و عطا و مظہر جود و سخا — مطلع نور صفا کان عنایت الغیاث

خالق و پروردگار قیصر و شاہ و گدا — معدن احسان و اکرام و محبت الغیاث

دستگیر شاہ و بیکس دادرس بیکسی — ہمدم و دمساز اندر رنج و راحت الغیاث

مالک و قادر و اہل حکم و اہل زور — اہل طاقت اہل قوت اہل قدرت الغیاث

ذو الجلال و قادر و قیوم و رحمان رحیم — خوان نعمت ابر رحمت گنج حکمت الغیاث

دل نہ بندد ہندی اندر بندگی واسترتا		نفس سستی میکند اندر عبادت الغیاث

ہر طرف ہنگامۂ گیرو دار بلند ہی صاحبقران کو یقین کامل ہی کہ ہمکو شکست فاش ہوئی دیکھیے اب لشکر کیونکر سنبھلے ای کارساز اس لڑائی کو سنبھال لے مجھکو یہ یقین نہ تھا کہ لشکر پر تباہی ہوگی اب اس فساد کا رکنا دشوار ہی دیکھیے انجام کار کیا ہوا اس سوچ میں امیر تھے اور ہفت پیکر آگے بڑھا ہوا سحر کر رہا ہی تمام لشکر صاحبقران بیقرار و بے چین ہی جب ہفت پیکر نے بڑھکر سحر کیا گھوڑے چلتے چلتے رک گئے تلوارین ہاتھ مین رکین پاؤن پیادون کے چلنے سے رکے آسمان سے آگ برس رہی ہی کسی طرف پانی جوش مار رہا ہی کوئی ڈوب کر ٹھنڈا ہوا کوئی آگ مین جلا ہزارہا جلکر خاک ہوے ہفت پیکر اسطرح سحر کرتا پھرتا ہی صاحبقران مجبور و ناچار زخمدار بیٹھے ہوے یہ سب معاملہ دیکھ رہے ہین جسقدر آواز مین قوت ہی پکار کر اسم اعظم پڑھ رہے ہین جو قریب کے لوگ ہین وہ سحر سے ہفت پیکر کے محفوظ ہین اور اس قابو پرست کا یہ طریقہ ہی کہ جس غول کو لڑتے ہوے دیکھا اسی غول پر جا پڑا اور سحر کیا لڑنے والے لڑنے سے محروم ہوے حیران ہوکر کھڑے ہوگئے ایک طرف سے لڑتے ہوے ہین فرزندان صاحبقران اسطرف جو آئے سحر سے ہفت پیکر کے کانپ رہے تھے صاحبقران نے پکار کر اسم اعظم پڑھا کان مین جو ان شیرون کے آواز پہونچی سحر اتر گیا جنگ مین مصروف ہوے اور جو ساحر لشکر مین صاحبقران کے ہین سلیمان امیر و ہمراہیان جہانگیر و بدیع الزمان و نور الدہر و ایرج نوجوان و ہمراہیان رستم مثل آفتاب فلک سیر وغیرہ ہرچند کہ یہ سب ساحر سحر کر رہے ہین بمشکل اپنے کو بچاتے ہین مگر سحر اسکا دفع نہین کر سکتے کہ ہفت پیکر خود سحر کر رہا ہی آج یہ بچا کسی کے سحر پر اطمینان نہین کرتا خود ہی مصروف سحر ہی بلکہ بعض ساحر ہمراہیان ہفت پیکر تعجب کرتے ہین کہ خود قدرت سحر کر رہے ہین یہ کیا معرکہ ہی قدرت کبھی سحر نہ کرتے تھے تقدیر فرماتے تھے بعض کہتے ہین آج چونکہ انجام کی لڑائی ہی قدرت مثل انسانون کے خود سحر کر رہے ہین ہر طرف یہی ہنگامہ ہی کہ آج قدرت ایک کو زندہ نہ چھوڑینگے اس ہنگامے سے آفتاب فلک سیر

دفع سحر ہفت پیکر کرتا ہوا قریب صاحبقران کے آیا سامنے آکر رونے لگا عرض کی کہ شہریار مقام افسوس ہی کہ اگر ہمارے آقا سے نامدار رستم عالی وقار ہوتے اور لوح چمکاتے تو ہم اس سحر سے ہفت پیکر کے فرصت پاتے لیکن افسوس ہو نہین معلوم اُس شیر بیشہ جرأت کو بقراط ثانی نے کہان طلب کیا یہ تو غلام نے خبر پائی کہ سرحد خیال سکندری مین مصروف جنگ ہین جہان پھنسے وہان سے بہ جرأت نکلے جو طریقہ آنکا اِس طلسم مین تھا وہی رنگ آنکا طلسم خیال سکندری مین بھی ہی مگر مقام تعجب ہی نہین معلوم کہ کس مقام پر ہین اگر آنکو خدا یہان پہونچا تا اور وہ مصروف جنگ ہوتے تو ہم لوگ نجات پاتے مگر ناچار ہین کہان اُس شہریار کو تلاش کرین یہ کہکر دعا کرنے لگا کہ ای کریم کارساز دا سے بندہ نواز دا سے غفور و رحیم ہم گنہگارون پر اپنا رحم شریک کردے ۔ نظم

تو از پردہ جمالت چہرہ بنمود　　شد از ایجاد پیدا شکل موجود
بحکمت پیل گردد عاجز از مور　　بگیرد پشہ جان از جسم نمرود
بہر یا صبب بہر ملت بہر دین　　تو مقصودی تو مسجودی تو معبود
کند گر صد گنہ بندہ گنہگار　　نیازی تو باب رزق مسدود
تو رحمانی تو منانی تو دیان　　تو خلاقی تو رزاقی تو معبود
درین جلوہ گہ اہل نظارہ　　گہی شاہد شدی و گاہ مشہود
فقط کردی تو روشن نام ہندی　　بہر دیوان بہ نظم گوہر آمود

صاحبقران زمان فرما رہے ہین کہ ای آفتاب فلک سپہر خدا تمہاری دعا کو قبول کرے بقول تمہارے رستم آجائین تو بڑی مہلت ہو آفتاب عرض کرتا ہی کہ ای شہریار ناموس کو لیکر عیار نکل گئے مگر اُس بیحیا نامرد نے تجویز کیا ہی کہ کوئی پہلوان تعاقب مین ناموس کے جائے سنا ہی کہ بین آرہ کش تین لاکھ فوج لیکر فکر ناموس مین گیا صاحبقران اُس زخمی ہاتھ سے سر پیٹ رہے ہین فرماتے ہین ای آفتاب بڑے افسوس کی بات ہی کہ ناموس کے ساتھ کوئی پہلوان نہین صرف چالاک عیار ہے ہرچند کہ وہ بڑا کارگزار ہے لیکن مقام پر زور کے کیا کریگا کیونکر ناموس کو بچائیگا شاہزادیان

دینی جاتیں دیدنگی کافر کو مشہود دکھائینگی یہ وہ بیبیاں ہیں کہ جنکا سایہ آفتاب نے
نہیں دیکھا میری محبت میں گھربار چھوڑ کر نکل آئیں جو آئی وہ سلطنت چھوڑ کے آئی خدا
انکی عزت و حرمت بچائے یہ روز سیہ فلک نہ دکھائے یہ کلمات حسرت فرما کر امیر نے بھی
ہاتھ اٹھا دیے پکار اٹھے اے خالق کارساز اے بندہ نواز روئے زیبا کے رستم
دکھا دے کہ وہ شیر آکر مصروف جنگ ہو۔ نظم

بندہ ہست وحش و طیر و انسان اند | خادم زار حور و غلمان اند
حاکمان زمان مملکت | اہل شہران بزیر فرمان اند
سربلندان پایۂ دولت | سر بسر زیر بار احسان اند
عاشقان جمالت ای دلدار | گہ بحیرت ہمیشہ مانند
گاہ پیچان بصورت شعلہ | مثل آئینہ گاہ حیران اند
گاہ مانند برق می خندند | گاہ مانند ابر گریان اند
گاہ در وصل خرم و خرسند | گاہ پابند ہجران اند
گاہ چست اند و باک چالاک | گاہ گرد و زار و حیران اند
در ہمہ حال حاضر و موجود | از ہمہ خلق ہر جا دانند
عاشق زار و طالب دیدار | جلوہ ہست پیدا از در و دیوار

تمام حاضرین وقت دعا تھیں ادھر ساحرہ ہفت پیکر پہلوانوں کو کھینچا جاتا تھا
صاحبقران کے نزدیک جگہ ہوتا جاتا ہے سلطان دیو بند نے پہلوانوں کو نہیں لاکھ
فوج سے لڑ رہا ہے ہفت پیکر نے پکار کر آواز دی اے سلطان دیو بند سب طرف کی
ہو جائیں میں نے پکار کر دیں مگر قریب حمزہ کے لوگ جمع ہوتے جاتے ہیں لاکھ والا
سے زیادہ نہیں ہیں خفا کر ان کو چاہو سب کو متفرق کرو حمزہ کا سر کاٹ لا جنگ کا
ہیں نے خاتمہ کیا ہے اسکے افسوس ہے اس قدر بہت سا ساحر ہو کہ مسلمانوں سے بہت
زیادہ ہو مجھ ایسا ساحر سحر کر رہا ہو کہ لاکھوں کو ایک ایک سحر میں بیکار کیا مگر مقام تعجب
ہے ایک دن اور ایک رات گذرا اب دوسرا دن ہے جنگ کا خاتمہ نہیں ہوتا تھا

توجا کے اختتام کر سلمان دیو مع تین لاکھ فوج لیکر چلا یہان بدیع الزمان قریب
فرش صاحبقران مرکب گلگون باختری پہ سوار گرد سرداران نامدار مصروف جنگ
کفار ہین جو کافر آیا آنکے سردارون کے ہاتھ سے مارا گیا صدہا کو مارکر گرادیا زمین خون
سے رنگین ہو رہی ہی کہ سلمان دیو نبرد آزما دکر کے آیا دور ہی سے للکار کر آواز دی
او ابن حمزہ طرف صحرا کے بھاگ جا بادولت آتے ہین ابھی حمزہ کو مٹاتے ہین کیا
مجال ہی کہ کوئی میرا سامنا کر سکے مین نے بڑے بڑے پہلوانون کو مارا حلب کا شاہزادہ
میرے ہی ہاتھ سے زخمی ہوا ہی یہ حال آشفتہ ہی الق معاملہ تو بدیع الزمان نے جو
سلمان کو آتے دیکھا گھوڑے کو بڑھایا صاحبقران پہ آواز بلند اسم اعظم پڑھ رہے تھے
بدیع الزمان مہر ہفت پیکر سے محفوظ ہین سلمان دیو نے بڑھ کر نیزہ مارا بدیع الزمان
نے نیزہ اُسکا پکڑکر توڑ ڈالا اُس بیحیا نے تلوار کھینچی ہاتھ تلوار کا مارا بدیع الزمان نے
تیغ طلسم طہمورث دیو بند پہ روک کر خبردار خبردار کہکے ہاتھ مارا تیغ طلسمی دست
زبردست بدیع الزمان تڑپ کر چو تیغہ گرا سپر کو کاٹا سر کاٹا سر کے دو جبڑے کو کاٹ کر زمین
مین آکر بوسہ دیا فوج پہ اُسکی جا پڑے تین لاکھ سے اکیلے جنگ کر رہے ہین ایک
بیحیا نے نیزہ مارا کہ بایان ہاتھ زخمی ہوا سپر ہاتھ سے چھوٹ پڑی دوسرے نامرد نے
پشت سے آکر وار کیا سر بچی سے اسپ خود سر کے ہاتھ سے زخمی ہوا قریب تھا کہ نامرد
ملکہ بدیع الزمان کا سر کاٹ لین کہ پہلو سے آواز آئی بادشاہ کافران بیحیا و

ای نابکاران بی وفا صبر کر قاسم

آفتاب مشرق دین پروری زلم تیغ برابر و نیزہ بنیاد	شہسوار لعل ابن خاوری از آب دم تیغ شمشیر زنین	ابن قاسم آن شاہ فلک بارگاہ ہمہ باختر شدہ بہر رنگین

نعرہ کرکے قاسم آپڑے گرد سے بدیع الزمان کے فوجون کو ہٹایا قہماس خان خاوری
حشمتخان خاوری والاک ترک سفید جامہ شاہزادہ عمرو گوہر اختی وغیرہ مدد قاسم
کو آئے خوب اُس مقام پہ تلوار چلی ہزارہا کا فر اُس مقام پہ مارے گئے تمام صحراؤن
گلنار ہو گیا شاہزادہ جہانگیر والا تبار نے دیکھا ایک غول میں گھرے ہوئے کئی دور سے

دیکھا بدیع الزمان زخمدار ہین قاسم نوجوان بصد عزم و شان مجمع کو گرد سے بدیع الزمان کے
ہٹا رہے ہین مگر کافر ٹوٹے پڑتے ہین جہانگیر نے وہین سے نعرہ کیا باش اے قابو پیٹتا
یہ کہکے وہ شیر دلیر مثل پیل خشمناک تلوار کھینچکر جا پڑا ایسے لطف سے جہانگیر نے شمشیر زنی کی کہ
بدیع الزمان کو مجمع سے نکالا شاہزادۂ بدیع الزمان خون پونچھتے ہوے مجمع سے باہر
نکلے جہانگیر کو جو فوج نے گھیرا ہفت پیکر خود سامنے آکر کھڑا ہوا جم جم کے سحر کر رہا ہی کبھی
آگ برساتا ہی کبھی زمین ہلا دیتا ہی کہ زمین سے دھوئین نکل رہے ہین تمام نخل مثل شمع کافوری
جل رہے ہین مالک نے جو دور سے دیکھا کہ قاسم مجمع مین گھرے ہین اور کفار چاہتے ہین
کہ گھیرکر انکو مارلین جہانگیر شمشیر زنی کر رہے ہین مالک نے یہ بھی دیکھا کہ جہانگیر نے کافرون
کو ہٹایا مگر جسم تمام چھلنا ہوا غربال بنا ہوا مالک نے دیکھا کہ اب جہانگیر کا تو نکلنا
بہت دشوار ہی وہین سے نعرہ کیا اور اپنے عربون کو اشارہ کردیا عرب نیزہ باز جو نیزے
لیکر گرے مجمع کفار کو درہم و برہم کردیا مگر مالک کو کافرون نے گھیر لیا پتھر مار کر زخمی کیا
لندھور نے جو دور سے دیکھا کہ مالک زخمدار ہوے چار طرف سے تیر پڑ رہے ہین ہاتھی
کو ہولا بیٹون کو اشارہ کیا کہ مالک کو بچاؤ تو بیٹے تلوارین کھینچکر جا پڑے اس لطف سے
لڑے کہ مالک کو نکالا لندھور نے جو بیٹون کو زخمی دیکھا کلیجہ منہ کو آگیا قالب تھرا گیا
نعرہ کیا باش اے کافران بینوا و اے نابکاران بد غا منم دارائے صاحب راے
سواد اعظم ملک ہندوستان جانشین صاحبقران لندھور بن سعدان نعرہ لندھور
جزیرہ ہاے دریا اگر فتم تا بہ ہندوستان + اگر نامم نمیدانی منم لندھور بن سعدان
غول مین گھس پڑے یاد صاحبقران پکار کر اسم اعظم پڑھ رہے تھے یا بہ خضوع و خشوع تمام
دعائین مانگنے لگے آواز دی کہ کریم و رحیم رحم اپنا شامل حال کر اس آفت کو دفع کر سب پر آ
زخمدار ہین کیسے بیقرار ہین تیری صنعت کیا عرض کرون نظم

ہمہ خلق شاہ و گدا خاص و عام	خدا را پرستش کنند صبح و شام
چہ نام است نام خدا نام حق	کہ ہم نام او نیست در ہر نام +
بیاد خدا ہر کہ عادت کند	بیابانہ ہر دو جہان شاد کام

نیاید بہ ہوش آنکہ اندر جہان
کند شغل در حمد حق پرست
قدم ہر کہ اندر حقیقت نہاد
بحکم خدا ہر کہ گردن نہاد
بحق ہست انجام و آغاز خلق
خدا واحد و لا شریکست بس
خدا بیمثال و خدا بے نظیر

ز بینائے الفت کند نیک جام
بہ ذکر شب و روز و شکر مدام
کند طے رہ حق رسی در دو گام
شود خادمش خلق و عالم غلام
ز او ابتدا او بود اختتام
کسے را درین نیست جائے کلام
خدا مظہر ہر قلیل و کثیر

سب سرداروں نے بیقرار ہو کر ہاتھ اٹھا دیے سب سردار ہمراہ صاحبقران مصروف دعا ہین دوسرا دن اس لڑائی کو گذرا کہ سردار لڑتے لڑتے تھک گئے ہین ہفت پیکر ہر مرتبہ نئی فوج لاتا ہے وہ فوج آکر لڑتی ہے مگر سرداران نامی نے میدان نہین چھوڑا ساحر مصروف سحر خوانی ہین چنانکہ سحر ہفت پیکر پہ سحر انکا غالب نہین ہوتا مگر آگ بجھانے مین مصروف ہین آفتاب فلک سیر پڑھ پڑھ کے سحر کرتا ہے آفتاب سحر چمکا رہا ہے جب اسنے آفتاب چمکایا آگ بجھ جاتی ہے ہفت پیکر پھر وہی سحر کرتا ہے اب جو سب نے ملکر دعا کی تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا بقدرت سبحان لم یزل و عجیب بے بدل از پردۂ بیابان گرد سے برخاست اتنی بڑی گرد اڑی کہ رو سے آفتاب چھپ گیا ہفت پیکر کے ہاتھ پاؤن مین رعشہ پڑ گیا صاحبقران دیکھنے لگے۔ فرد۔ از دامن دشت کوہ او رنگ ✣ گرد سے برخاست تو تیار نگ ✣ از دامن دشت آن غبار رخسارہ شود شہریارست ✣ دامن گرد کا سامنے آکر پھٹا دیکھا سب نے مہر سپہر عیاری و قطب فلک خنجر گذاری شاہ عیاران عیار خواجہ عمرو نامدار چھلتے ہوئے آتے پھر پشت پر رستم پایان مرکب اشتر الا کبود فرنگی پر سوار قرا سنے ہوئے مرکب کو آتے ہین آفاق تاجدار تخت پر سہیل قزاق نیزہ ہاتھ مین لیے پشت پر سب قزاق کئی سو افسر رستم کو گھیرے ہوئے عمرو نے بڑھکر عرض کی اے شیر بیشہ جرات دلاور یکہ تاز میدان جلالت دس پہر جنگ کو گذرے ہین ہفت پیکر نے سب سرداران کو

زخمی کیا باپ تمھارے بیقرار و اشکبار فرش خاک پر بیٹھے ہیں سر زخمی شانہ زخمی جنگ سے
معذور دعائیں کر رہے ہیں رستم نے یہ دیکھتے ہی مرکب کو بڑھایا اپنے نام کا نعرہ کیا یا شیر
او کافران بیحیا وری نابکاران بد دماغ رستم پیلتن کشندہ فیل ہندی و دو دل ہنگام
کشندہ کپتانان فرنگی ۔ نعرۂ رستم ۔ ارشاد اولاد امیر عرب + گیست علمشاہ جو رستم لقب
دیگر ۔ علمشاہ رومی رستم پیل زور + کہ بر تخت عزروق افگندہ شور + نعرہ کرکے جا پڑے
گیارہ لاکھ فوج تلواریں کھینچکر مصروف جنگ ہوئی سب سرداران زخمدار کو نکالا اپنے
سرداروں کو حکم دیا کہ ان سب کو قریب صاحبقران کے پہونچا دو سب سرداران زخمدار
قریب صاحبقران عالی وقار آکر بیٹھے رستم نے جنگ شروع کی لوح کو جو گردش دی
سحر ہفت پیکر باطل ہوا اتنا ہی یاد رہیں تو جانتا تھا کہ طلسم کشا کہ بقراط ثانی نے
مار لیا شیروں نے عرض کی کہ ہم آپ کو خبر ہی سنایا کرتے تھے کہ رستم نے جا کر سر چند
خیال سکندری میں آفت برپا کر دی رستم کے جملہ سردار گرد میں اٹھے ہوئے تیغ جنگ
میں دیے ہوئے تلوار چل رہی ہے دیوانہ شیر پر مردم دربار تو ایک گوشے میں بیٹھا
تھا رستم کے جو نعرے کی آواز سنی چوب دست سنبھالی ساتھ والوں سے کہا لو آقا کے
شریک کی آواز آئی سب نے چوب دستیں سنبھالیں جست کر کے پہلے سامنے رستم کے
آ کر کہا کیوں آقا کہاں تھا شب ہو جاتی ہے رستم نے کہا ہم دوسری مہم میں تھے
دیوانہ نے چوب دست کو تیغ دیا کہا آقا ایک وار تو قبول کرو یہ کہہ کے ہاتھ مارا رستم
نے کلہ چوب دست پر ہاتھ ڈال دیا چوب دست چھین کر ایک طمانچہ مارا فرمایا کہ او دیوانہ
یہ بیباکیاں نہیں چاہئیں دشمن سے وقت جنگ ہوا اور تو مجھ سے الجھتا ہے طمانچہ کھا کر
دیوانہ سیدھا ہوا کہا آقا ابھی دشمن سے سمجھے لیتا ہوں یہ کہکے بارہ ہزار دیوانے جو
فوج ہفت پیکر پر گرے ہزاروں کو مار ڈالا ہفت پیکر سامنے سے رستم کے
بھاگا بھاگا پھرتا ہے سحر کرنا بھولا جاتا ہے کہ میدان سے نکل جاؤں رستم نے لوح کو جنبش
دی جس ساحر پر عکس پڑا نابینا ہو گیا ان اندھوں کو ہمراہیان رستم قتل کر رہے ہیں
جب کہ دیکھا کہ شغل رہا ہے اور تمام ہفت پیکر یاں یہ ہے اگر دیوانہ پہونچ گیا تو بادشاہ

ناروی کو پرا اٹھا ہوکر پیوند زمین ہوا اگرا اور ملازمون نے دیکھ لیا ہاتھ تلوار کا مارا کہ دو
ٹکڑے ہوئے اہل فوج ہفت پیکر رستم کے آنے سے بد حواس ہو رہے تھے
قضائے کار وہ پہلوان جسکو ہفت پیکر نے پہلے گرفتاری ناموس کو بھیجا تھا چالاک
ناموس کو ساتھ لیے ہوئے جاتا ہو عیار تلوارین کھینچے ہوئے حمایت ناموس کو
گھیرے ہوئے کہ پشت پر سے گرد اڑی چالاک نے ابو الفتح سے کہا کہ بڑھکر خبر تو لو
ابو الفتح نے خبر دی کہ ایک پہلوان کو تمہاری گرفتاری کو بھیجا ہے وہ آپہونچا چالاک
یہ خبر سنکر گھبرا گیا کہا یارو کدھر جاؤن ناموس کو کہان چھپاؤن ناموس نے جو یہ حال سنا
آواز دی کہ اے چالاک ہم یہ چاہتے تھے کہ ہمکو ہمارے وارثون سے جدا نکرتے
نہ اٹھا اور ہماری سب کی یہ کیفیت ہے نظم

ابتدا سے حسن کامل کی خبر ملتی نہیں — ہے دہن غائب تمہارا اور کمر ملتی نہیں
حیف او غافل نفس تجھکو خبر ملتی نہیں — نبض اس بیمار کی دو دو پہر ملتی نہیں
مرغ دل بیتاب ہے اور صبر اب تو جان سے — دام گیسو سے رہائی عمر بھر ملتی نہیں
سرکشی کی کاوش ہستی میں چلتی ہے ہوا — اس چمن میں جھانک کے شاخ بارور ملتی نہیں
نالہ جھونکی ہو دو نالون سے اپنے مدتون — وہ پری جبتک نہ کرلے در بدر ملتی نہیں
کیون جگر سے عرش تک تکلیف کرتی ہو تپش — وان قبولیت جو آوے بے اثر ملتی نہیں
عشق و فغان نے پھر اپنا جوہری بازار مین — آہ دار ایسی کوئی سالک کہر ملتی نہیں
آہ فصل بہاری سے گلستان میں نہال — کیس لگانے کو کبھی شاخ بے ثمر ملتی نہیں
نالہا سے شب کا ہے اس ناتوان پر اثر ہوا — ضعف سے تو رخصت آہ سحر ملتی نہیں
تکتے تکتے راہ ہم سکی تو کبھی کیا تھک گئی — اب پلک سے کیون پلک ہی چشم تر ملتی نہیں
ہو خضر کیسی سبیل عشق ناہموار ہے — ایک پگڈنڈی کبھی جسمین راہ بھر ملتی نہیں
گم ہوا ہو جسنے اس وادی میں کھا ہو قدم — رہروان راہ الفت کی خبر ملتی نہیں
رہنما اندیشے کی جا ہو کیسی بسنے — اب طبیعت یار کی اک وضع پر ملتی نہیں

بیبیون نے گھبرا کر چالاک سے کہا اے جہتر والا گہر ہمکو ہاتھ سے دشمنون کے بچاؤ

چالاک نے جو سر اٹھا کے دیکھا ایک کوہ فلک شکوہ سامنے نظر آیا گرد قریب آتی
جاتی ہے اُس گرد کو دیکھکر چالاک بہت گھبرایا کہاروں سے اشارہ کیا کہ پہاڑ پر چڑھ چلو
غرض ناموس کو لیکر چالاک پہاڑ پر آیا شاہزادیوں کے تخت رکھوا دیے ساتھ کے
عیاروں کو گھاٹیوں پر بٹھایا تیر و کمان سب کے ہاتھ میں دیے کہا یارو ہوشیار رہنا دشمن
نہ آنے پائیں کہ سب نے دیکھا وہی پہلوان بھیجا ہوا ہفت پیکر کا گینڈے کو اڑاتا ہوا
تلوار چمکاتا ہوا تین لاکھ سوار و پیدل پشت پر نیزے چمکاتے ہوئے سامنے پہاڑ کے
پہونچے عیاروں کو گھاٹیوں پر بیٹھے ہوئے دیکھا اور چالاک ٹہل رہا ہے آواز دے کہا
ہے کہ اے کافر و اس طرف نہ آنا ہمسے آنکھ نہ ملانا مال و اسباب تمنے لشکر میں چھوڑا
فقط ناموس صاحبقران کو نکال لائے ہیں کہاں شاہزادیوں پر کوئی نگاہ نہ ڈالے
لہذا پلٹ جاؤ جاکے مال و اسباب لوٹو پہلوان غرور میں بھرا ہوا ہے گینڈا چمکا کر آواز
دی او چالاک ہمسے بھاگ کر کہاں جا سکتا تھا قدرت نے تقدیر کی آگے نہ بڑھ سکے
اس پہاڑ پر آکے چھپ لیے ایسے گھمنڈ سے بگاڑنا کتنی بڑی بات ہے ہاں یارو
پہاڑ پر چڑھ چلو اب تامل نہ ہو ناموس صاحبقران کو قبضے میں کرو تین لاکھ فوج
اپنے مقام سے بڑھی چاہتی ہے کہ پہاڑ پر چڑھیں چالاک دوربین سے دیکھ رہا ہے
جب دیکھا کہ چہارم میدان سے طے کر چکے تیر کمان میں پیوست کیا ساٹھ ہزار
عیاروں نے کمانیں سنبھالیں ایک مرتبان خطا شعاروں پر حملہ کیا ساٹھ ہزار تیر چلا
طائران تیر نے پر کھولے سواروں کے سینوں پر پڑے کسی کے گھوڑے کی آنکھ پر
پڑا گھوڑے کی آنکھ میں تیر کا پڑنا باعث خرابی ہوا سوار و پیدل پیچھے ہٹے ہر ایک کا
یہی قول تھا یارو سامنے حریف کو دیکھ رہے ہو کہ انکا حربہ ہم تک پہونچتا ہے تیراندازوں
نے آفت برپا کردی پہلوان نے جو یہ ہنگامہ سنا ساتھ والوں سے پوچھا پکار کر آواز دی
یارو یہ کیا ہے جو تم آگے نہیں بڑھتے آخر پہلوان جھلا یا کہا یارو میں کیا تمھارے بھروسے
پر آیا ہوں میں ابھی جاتا ہوں جب جاکر ناموس پر قبضہ کروں تب تم بھی آجانا میں
عیاروں سے کب رکتا ہوں میرے مقابلے کا کوئی پہلوان بالاے کوہ نہیں ہے

جا کر سب کو بار و ننگا یہ کہکے گینڈا بڑھایا سپر فولادی پشت سے اُتاری سپر سے اپنا چہرہ اور
گینڈے کا منھ چھپایا گینڈے کو مہمیز کرکے چلا چالاک نے جو یکہ سوار کو آتے ہوئے
دیکھا گھبرا گیا ساتھ والون سے کہا یارو یکہ سوار آتا ہی معلوم ہوتا ہی کہ افسر لشکر ہی جہانتک
ہوسکے تیر بارو تیر عیارون کے چھٹنے لگے مگر وہ پہلوان دیو خصال عفریت مثال تیرون کو
کب مانتا ہی تیرون کو قلم کرتا ہوا آتا ہی میدان کو طی کرکے زیر کوہ پہونچا چالاک نے جو دیکھا
کہ پہلوان زیر کوہ آگیا بیقرار ہو گیا سب کو اپنے قریب بلایا اور دست دعا بدرگاہ
حق تعالے بلند کیے پکارا اُٹھا ای خالق بے نیاز و ای رب کارساز اس آفت سے بچا
تیرے نزدیک سب آسان ہی نظم

رخ نگردان شکل حلقہ از در دربار دوست — مثل سایہ باش استادہ پس دیوار دوست
دار در دل دوستی و بر زبان اقرار دوست — گر جہان دشمن شود ہرگز مکن انکار دوست
یاد کن در دل ہمیشہ دلربای خویش را — تا دلت گردد کہی گنجینۂ اسرار دوست
سیر در باغ حقیقت کن تو ای مرد خدا — تا ببینی از گل و خار چمن اظہار دوست
گاہ از شمع و گہ از مہتاب گہ از آفتاب — شائق دیدار را آید نظر انوار دوست
شغل کار دوست دار اندر جہان ای مرد کار — زانکہ از ہر کار و بار ہست بہتر کار دوست
دم بہ بیش و کم تو ای بندہ درین سودا مزن — گر فروشندت چو یوسف بر سر بازار دوست
چہرۂ دلدار می آید نظر از صد حجاب — از پس صد پردہ ظاہر میشود انوار دوست
ہمچنان یار از محبت در جگر پوشیدہ دار — گر توئی در بزم وحدت محرم اسرار دوست

عیارون نے جو بیقرار ہو کر دعا کی ناموس سے جا کر کنیزون نے عرض کی حضور پہلوان اسی
طرف کا لڑتا بھڑتا قریب کوہ پہونچ گیا ہی چالاک نے بڑی کدو کوشش کی اب درگاہ
پروردگار سے دعا مانگ رہا ہی سب شاہزادیون نے بال کھول دیے بلک بلک کے
رو رو کر دعائین مانگنے لگین کوئی بی بی پکارتی ہی ای مجیب الدعوات رحم اپنا شریک کر
اب ہمیں وقت تنگ ہی وقت حفاظت نام و ننگ ہی نظم

دیدۂ دل برکشا ای طالب دیدار دوست — تا ز ہر پردہ ترا آید نظر رخسار دوست

دوست دلدار تو گردد گر شوی دلدار دوست
سینۂ خود را مصفا کن ز ہر گرد و غبار
دوستی کم کن دوستی کن دوستی کن دوستی
بادشاہی گر بسر گردد ترا اندر جہان

دوست ہم یار تو باشد گر تو باشی یار دوست
بین درین آئینہ عکس روے پر انوار دوست
در دو عالم از دل و جان باش غمگسار دوست
یک تو از اخلاص دل باشی غلام زار دوست

تمام شاہزادیان و زیر زادیان انیسین جلیسین بال کھولے ہوے مصروف دعا ہین ہر ایک
کا یہی قول ہو کہ جانین دینگے مگر اپنے کو کافرون سے بچائینگے نہین معلوم ہمارے
وارثون پر کیا گذری کہ یہ کافر یہانتک آئے ہمکو یہان آکے گھیر لیا تو بچانے والا ہے کوئی
آئین کہہ رہی ہو کوئی فریاد الغیاث کر رہی ہو سبنے بیقرار ہو کر دعا کی تیر دعا ہدف مراد پر
پہونچا باب اجابت دعا وا تھا کہ صحرا سے گرد اڑی آواز بوق ترکی کان مین آئی دیکھا سبنے
کہ شاہزادہ غضنفر بن اسد اسپ بادپا پر سوار پشت پر اُسکی ہزار دلاور مرکب اڑاتے ہوے
نیزہ چمکاتے ہوے آئے غضنفر نے دور سے جو چالاک کو دیکھا کہ سر پیٹ رہا ہے پکار کر
آواز دی کہ ای چالاک خیر تو ہے چالاک نے اشارہ کیا کہ دیکھو وہ پہلوان کھڑا ہے تمھاری
والدہ ماجدہ بھی اس نامرد مین ہین غضنفر نے جو یہ آواز سُنی بیقرار ہو کر مرکب کو مہمیز
کیا بوق ترکی کمر سے نکالا آواز دی ای قزاقان بزنید و بہ بندید قزاق کٹہری لیکر
فوج پر جا پڑے پہلے تو تیر مارے اُنسی ہزار جوان قتل کیے پھر نیزے چلے تلوارین
کھینچکر فوج سے لڑنے لگے قزاقون کی تیز دستی کفار نیز بد دستی کیا ایسا نے تو کالا دوسرے نے
نیزہ مار دیا سینہ کو توڑ کر پار کر دیا غضنفر گھوڑا اڑھا کر قریب اُس پہلوان کے پہونچے
فرمایا او نامرد مجھسے مقابلہ کر اسطرف کہان جاتا ہے مجھسے لڑ آ نا ہیگا پہلوان پلٹ پڑا
غضنفر پر نیزہ مار دیا غضنفر نے اپنے سینے کو بچایا اور اپنے نیزے کو کن دیگر پہلوان پر
مارا اُسنے سینہ بچایا غضنفر نے نیزہ جھٹکا کر آنکھ پر گھوڑے کی مار دیا نیزہ آنکھ مین گھس کر گُدّی
کی اُتر گیا غضنفر نے نیزہ ہاتھ سے چھوڑ دیا گھوڑے نے جست کی سوار کو گرا کر بھاگا کہین
پامال کر کے نکل گیا غضنفر نے پہلوان کو زیر تیغ رکھ لیا اسقدر تلوارین مارین کہ پہلوان
سے لگا غضنفر تلوارین مارتے ہوے جاتے ہین لشکرون مین ہلڑ ہوا کہ غضنفر

پہلوان کو بھگایا غضنفر نے بڑھکر ایک ہاتھ گلوگاہ پر مارا دیا کہ سر کٹ کر پہلوان کا گرا قزاقوں
نے فوج کو زیر تیغ رکھ لیا آخر سب نے بمشکل لاشہ اپنے افسر کا اٹھایا طرف صحرا کے
شکست کھا کر بھاگے کئی کوس تک غضنفر نے پیچھا کیا قزاقوں سے بڑا لوٹا سے خیمے
جلا دیے غضنفر بالاے کوہ آیا چالاک سے پوچھا یہ کیا معرکہ تھا چالاک نے کہا کہ اے
غضنفر لشکر اسلام پر بڑی آفت ہے شاہ کے فوج قسمیہ ہو کے مصروف جنگ مغلوب ہے
میرے سامنے صاحبقران زخمی ہوے مجھ سے کہا حکم کیا کہ ناموس کو لیکر نکلجاؤ ہم پہلوان
سمجھا کے آیا اگر مناسب ہو تو جا کے دیکھو کہ وہان کیا گذری ہر چند کہ کل سردار زخمی ہو چکے
مگر کسی نے لڑائی سے منھ نہ پھیرا یہ سنکر غضنفر کوہ سے اترا پشت مرکب باد پا پر سوار ہوا
اسی طرف چلا یہان رستم نے آ کے لڑائی کو روکا سب زخمیوں کو قریب صاحبقران بٹھا دیا
خود مصروف جنگ ہیں ہفت پیکر جو پڑھ پڑھ کے سحر کر رہا ہے بسبب لوح طلسمی سحر
اسکا تاثیر نہیں کرتا بوٹیاں اپنی کاٹ رہا ہے ساتھ والوں سے کہتا ہے یارو کیا تدبیر کروں سحر
جواب دے رہا ہے جدھر رستم کا گذر ہوتا ہے آثار سحر ہفت پیکر کے برطرف ہو جاتے
ہیں لیکن ہفت پیکر پہلوانوں کو ترغیب دیکر قریب رستم بھیجتا ہے کیسے کیسے پہلوان بہر
مقابلہ رستم میں آتے ہیں تیغہ ہفت جوہر چمک رہا ہے جسکے سر پر ہاتھ پڑا اسکے دو ٹکڑے
ہو گئے گرد مرکب صدہا پہلوان پڑے ہیں لیکن اکیلا کس کس طرف جائیں اپنے
ساتھ والوں کو کیونکر بچائیں جسطرف نہیں جاتے اور نہیں پہونچتے اسی طرف سحر سے
ہفت پیکر کے آگ برستی ہے عیار رستم کو خبر دیتا ہے جب اس طرف جا کر لوح چمکا کے
ہیں تب آگ بجھتی ہے اس آمد و رفت سے جان رستم کی عذاب میں ہے بڑے بڑے
پہلوان روکنے آتے ہیں مگر جو رستم سے مقابل ہوا فوراً عدم میں پہونچا گرد مرکب لاشے
پڑے ترپ رہے ہیں دست و بردست رستم تیغہ ہفت جوہر کی بے پناہ کاٹ جہان
جو سامنے آیا واصل جہنم ہوا تھوڑے ہی عرصے میں لڑتے بھڑتے قریب ہفت پیکر
جا پہنچے ہیں کہ جاؤں مگر پہلوانان فوج روک لیتے ہیں بڑھنے نہیں دیتے علم فوج کو
بھی سرنگون کیا ہاتھیوں رسالے تک آ کے کئی ہاتھیوں کو بھگایا رسالوں کو ہٹایا [illegible]

پر بچہ وہ مخالفون مین ساتھ ہین اجماع فوج دیکھکر گھبراتی ہین وزیرزادیون سے فرماتی ہین خدا اس شاہزادۂ والا قدر کو ہاتھ سے دشمنون کے بچالے اپنا کلیجہ منھ کو آتا ہے اپنی تو عجب حالت ہے کیا کہین — نظم

تا نہ پڑے خلل کہین آپ کے خواب ناز مین / ہم نہین چاہتے کمی اپنی شب دراز مین
اور ہی رنگ آج ہے عارض گلعذار کا / خون دل اپنا تھا مگر غازۂ چہرۂ ناز مین
کیونکہ نہ آدھی رات تک جاگے وہ چشم دلربا / آہو سے سیکھ اب ہین نرگس چشم ناز مین
خسرو عیش وصل یار جانکنی اور کوہکن / اپنا جگر تو خون ہوا عشق کے امتیاز مین
مین تری بزم سوز مین ہین یہ قیامتین کہ کہ / نغمۂ صور کا اثر نغمۂ نے نواز مین
آنسے اب التفات کی غیر کو مین شکایتین / سنئے مرا مبالغہ منت [illegible] مین
کیا ابھی سینے جل چکے کیا ابھی دل پگھل چکے / بوسے کباب اب نہین آہ جگر گداز مین
پردہ نشین کے عشق مین پردہ دری ہوئی نہین / ہوتی ہین بے حجابیان جان نہفتہ راز مین
رخنۂ در سے غیر یاس دیکھا کسے کہ آج ہو / رخنہ گری کچھ اور ہی نالۂ رخنہ ساز مین
یاد بتان مین لاکھ بار فرط قلق سے ہم بھی تو / بیٹھے اٹھے ہین مومن اب گرے شب نماز مین

وزیرزادیان عرض کر رہی ہین واری اپنے کو سنبھالیے انشاءاللہ لڑائی ابھی ختم ہو جائے گی کنیزین الگ تانگون سے غل مچا رہی ہین کہ خدا اپنا فضل کرے آقائے نامدار پہ تو جہان جان سے بلوہ ہو مگر وہ شیر دلیر ہین کہ اتنے بڑے بلوے مین کس جواس سے لڑ رہے ہین علم فوج کفار کو قلم کیا جاؤگا فردن کا کم کیا خدا اسکا محافظ و نگہبان ہے ایک بی بی پکار اٹھی کہ کارساز اے بے نیاز ہمارے آقائے نامدار کو بچالے دشمنون کو شکست ہو یہان فتح کا بندوبست ہو — نظم

مہوش روے منور طالب او مطلوب / کہ خوب از ہمہ خوبان توئی بچہرہ خوب
بجز تو نیست درین خانہ خانہ دار کسے / درین حجاب بغیر تو نیست کس محجوب
رفیق اہل ولائے فقط تو اے دلدار / محب اہل محبت تو ہستی اے محبوب
تو نور حسن بہ رخسار یوسف افزودی / تو نور دیدہ ربودی ز دیدۂ یعقوب

تمام شاہزادیاں دعائیں مانگ رہی ہیں لشکر میں تلاطم فوج کے ہوش گم مگر سرداران رستم
وہ صاحبان شوکت ہیں کہ سر جانبازی لڑ رہے ہیں رستم فوج کے قلب میں شیرانہ لڑ رہے ہیں
دیوانے نے ہزاروں کو راہی ملک عدم کیا بارہ ہزار دیوانے چوب دستیں لیے ہوئے
لڑ رہے ہیں لاش پر لاش گرا دی کہ یکایک بوق ترکی کی آواز کان میں آئی رستم کا چہرہ خوشی
سے سرخ ہوگیا فرمایا اے سرداران تہمتن واے شیر دلان صف شکن وقت فتح قریب آیا وہ
دیکھو سامنے گرد اڑی یا گرد نہیں ابر رحمت ہے یقین ہے کہ غضنفر بن اسد آتا ہوا ہے ساتھ
ذرا بڑھ کر خبر تو لو یقین واثق ہے کہ اسی شیر کی آمد ہے جب گرد قریب آئی رستم ایک بلندی پر
کھڑے ہو کے بہ نگاہ غور دیکھ رہے ہیں کہ ایک طرف سے رونے چلانے کی آواز آئی رستم
نے دیکھا دس بارہ ہزار جوان شکستہ خوردہ ایک لاش کو لیے ہوئے سامنے
ہفت پیکر کے آئے ہفت پیکر نے پوچھا اس پہلوان کو کسنے مارا لوگوں نے بیان
کیا کہ اسکے ہاتھ پر چاہے ناموس صاحبقران کا گھر ابتا قریب تھا کہ ناموس پر قبضہ کرے
عین وقت پر غضنفر بن اسد آ پہونچا اسکے ہاتھ سے یہ پہلوان مارا گیا یہ خبر رستم نے
بھی سنی شکر پروردگار کیا فرمایا اے ساتھیو تم نے سنا غضنفر کے ہاتھ سے یہ بچا واصل جہنم
ہوا چاہتے ناموس کو گھیر لیتا یقین ہے کہ دیکھا آتا ہو خواجہ عمرو نے جو آواز بوق ترکی کی
سنی یا تو صاحبقران کے پاس بیٹھے تھے یا گھبرا کر اٹھے جست و خیز کرتے ہوئے طرف
صحرا کے دوڑے دیکھا کہ غضنفر گھوڑا اڑاتا ہوا آتا ہے خواجہ عمرو نے بڑھ کر کل
حال غضنفر سے بیان کیا کہا اے نور نظر بڑی سخت لڑائی پڑی ہے خدا اس لڑائی کو فتح
کرے رستم اکیلا دلیرانہ لڑ رہا ہے تاجان تمہارے زخمی ہیں جلد جا کر خبر لو رستم کی
مدد کرو کہا اے نور نظر آج کی جنگ لائق تعریف ہے دشمن بھی دنگ ہوا ہے اپنی جان
تنگ ہو جاتی ہے یہ حال مصیبت ناک سنکر غضنفر نے مرکب بڑھایا قزاقوں نے تیر سے
اٹھا کے غضنفر نے پلٹ کر قزاقوں سے کہا اے یارو آج طرز جرأت دکھاؤ سب قزاقوں
نے عرض کی انشاء اللہ ہفت پیکر کو بعد اس کے دین کے لائق ہیں کہ کافر بھاگتے پھریں
اسی ہزار قزاق آگے سب کے غضنفر اس وقت پہونچا کہ رستم پر تمام فوج کا

بلوہ ہی ہفت پیکر خود تلوار ہاتھ مین لیے ہوے لڑ رہا ہی کہتا ہی ہان پہلوانو فوراً گھیر کر
رستم کو مار لو اب مہلت نہ دو مگر جسوقت سے شاہزادہ غضنفر آ گئے اور قزاق لڑ رہے
ہین تمام زمین گلنار کر دی خون کے دریا بہا دیے ہزار ہا لاشہ پڑا ہی آہ آہ کی آوازین برابر
آ رہی ہین بقول شخصے کہ رن بولتا ہی ہر طرف سے آواز آتی ہی کفار جا بجا کر رہے ہین
کوئی پکار رہا ہی ارے میرا روپیہ گڑا ہوا رہ گیا غضب ہی کہ بیٹا لے لیگا ایک طرف سے
آواز آتی ہی کہ زوجہ اس شخص کی شوقین ہی ہاے میرا سوگ نہ رکھیگی رنڈسالہ کون پہنے کسی
طرف سے آواز آتی ہی ارے مین نے عمر بھر نوکری کی جمع کرتا رہا پیٹ بھر کے کھانا نہین
کھایا وہ سب رقم میری کمر مین ہی اب یہ روپیہ سانپ بچھو بنجائیگا قبر مین کیا کیفیت ہوگی
جہان کوئی مونس نہ ہمدم نہ غمگسار یہ روپیہ میری کمر سے کون لیگا دوسرا آوازہ بتاتا ہی ابے
تو کمبخت ہی تیرا روپیہ کون لے جو روپیہ لیگا اسکا بھی یہی حال ہوگا ادھر سے گذر رہا عمر
کا عمرو نے دونون کے سر کاٹ لیے اور دونون کی کمر سے ہمیانیان کھول لین ایک امر
اور ملحوظ خاطر ناظرین والا مقام رہے کہ صاحبقران زمان جو فرش پر بیٹھے ہین سردارون
کی حیرانی پریشانی دیکھکر یا تو اسم اعظم الہی پڑھ رہے تھے جب دیکھتے تھے کہ سردارون پر
سحر کی آفت ہی بآواز بلند اسم اعظم پڑھنے لگتے تھے مگر جسوقت سے رستم و غضنفر
آ گئے اسم اعظم پڑھنا موقوف کیا لندھور وغیرہ بھی زخمی ہو کر آ گئے سب سردار
اسی مقام پر بیٹھے ہین صاحبقران نے لندھور کو قریب بلایا انکے زانو پر سر رکھا تھا
سکے خستہ ہو رہے تھے آنکھ بند ہو گئی لندھور خود زخمدار و بیقرار ہو رہے تھے لندھور
نے فرزندون کو قریب بلایا انکے زانو پر سر رکھا آنکھ بند ہو گئی سب سرداران زخمی
ایک کے زانو پر ایک نے سر رکھا سب غافل ہو گئے لیکن ادھر جب بقراط ثانی
نے اپنے مقام پر سنا کہ رستم کے ساتھ فوج گران جمع ہو گئی حاضرین وقت سے
صلاح کی کہ رستم کے ساتھ فوج گران جمع ہو گئی ہے اور رستم قصر سکندری کا قصد
رکھتے ہین سب نے یہ صلاح دی کہ رستم کو نکلنے نہ دیجیے جب ادھر کا قصد کرینگے
آپ تو خاص طلسم مین چلے جائیے گا ہم لوگ سب ملکر رستم کو روکینگے لوح طلسم کا

اس طلسم کی ملنا دشوار ہی ہم لوگ گھیر کر مار لینگے ایک ساحرہ یہ کہکر اوٹھی کہ مین جا کر حمزہ
کو لاتی ہون اور سامان کرکے چلی اس معرکہ مین آکر پہونچی اور اسنے دیکھا کہ ہفت پیکر
پر آفت ہی بھاگتا پھرتا ہی رستم و غضنفر چاہتے ہین کہ گھیر کر اسکو مار لین سب ساحر
ہمراہیان صاحبقران کوشش کر رہے ہین کہ ہفت پیکر سامنے رستم کے آئے
تو مارا جائے وہ ساحرہ اس فکر مین ہی کہ کسی طرح صاحبقران ملین تو انکو لیجاؤن ابھی
فکر مین پھر رہی ہی لیکن دیکھ رہی ہی کہ آگ لگی ہے ہفت پیکر کے سحر نے صحرا جلا دئیے
لشکر اسلام کے ساحر جو ہین وہ بھی لڑ رہے ہین اور سحر کر رہے ہین سب سے زیادہ
آفتاب فلک سیر مصروف سحر خوانی ہے جدھر جا پڑا اور اسنے آفتاب سحر چمکایا صدہا
بیہوش ہوکر گرتے ہین اونپر برق چمکا دیتا ہی سر انکے کٹ کر جدا ہوتے ہین ساحران
ہفت پیکر اپنی بدنصیبی پر روتے ہین اور شاہزادیان جادوگرنیان سب بہ جانبازی
مصروف سحر خوانی ہین غضنفر کے ساتھ ملکہ برقان برق وش اور نسیم جالندھر
کڑک کڑک کے گر رہی ہین مگر ہفت پیکر کے سحر سے اپنے کو بچاتی ہین برقان برق وار
جو کڑک کے گری کئی سو کے سر اڑا دیے ہفت پیکر نے جو بلند ہوتے برقان کو
دیکھا بیقرار ہوگیا پکار کر آواز دی او نمکحرام تونے ہمارا ساتھ چھوڑا دیوانے کا ساتھ
دیا کہ جو جنگلون مین رہتا ہی اب کہان جائیگی یہ کہکے جو اشارہ کیا برقان یا تو ساحرون
کو قتل کرکے بلند ہوکے چلی تھی یا بلندی پر جاکے لڑکھڑائی اور زمین پر گری ہفت پیکر
بڑھا کہ اسکا سر کاٹ لون برقان نے جو بیقرار ہوکر آواز دی کہ اے شہریار غضنفر
والا قدر کنیز سحر مین ہفت پیکر کے مبتلا ہے وہ مجھکو قتل کرنے آتا ہی غضنفر نے
جو دور سے دیکھا کہ برقان گری پڑی ہے ہفت پیکر تیغہ کھینچے ہوئے جاتا ہے
اسپ باد پا کو مہمیز کیا اور انگشتہ سر ماہ کو چمکاتے ہوئے چلے تیغہ روئین شگاف
قبضے مین ہفت پیکر نے چاہا کہ غضنفر سامنے نہ آنے پائے ہین برقان کا سر کاٹ لون
اور مہلت نہ دون غضنفر نے وہین سے نعرہ کیا کہ او بے حیا خبردار اگر ایک مو کم جسم
برقان کم ہوا تو بے مارے تجھکو نہ چھوڑونگا مگر ہفت پیکر نے تامل نہ کیا غضنفر

بھاگا اسنے دیکھا کہ رستم بھی آ گئے جس طرف سہیل قزاق لڑ رہا ہو اُدھر جا کے سحر کیا کہ سہیل
قزاق مع بارہ ہزار قزاقون کے تصویر بتصویر ہو کر رہ گیا بارہ ہزار جوان تیغ بکف کھڑے
ہین ہل نہین سکتے ساحرون نے جو دور سے دیکھا کہ قدرت نے قزاقون کو بیکار کیا
تلوارین کھینچکر آ گئے وہ جو لوگ سحر مین پھنسے ہین اُنکو قتل کرنے لگے رستم نے جو دور
سے دیکھا کہ قزاق قتل ہو رہے ہین گھوڑا اُڑا کر قریب سہیل کے آئے عکس لوح کا
ڈالا سہیل پر سے سحر اُترا بارہ ہزار جوان قوم کے قزاق کمین سے لڑنے والے اب
جو ساحرون پر گرے سحر اُٹھ کر دیا اب ہفت پیکر کا یہ طریقہ ہو گیا ہو کہ ہر غول مین جا کر
سحر کرتا ہو جہان رستم نے دور سے دیکھا اُسکو اُسی مقام پر پہونچا یا اور لوح کا عکس ڈالا
سرداران رستم ہوش مین آئے مصروف جنگ ہوئے ہر طرف یہی ہنگامہ ہو مگر وہ ساحر
جو مطیع اسلام ہین سب صلاح کرکے ایک جگہ ہو رہے ہین جب ملک سحر کرتے ہین تو
سحر ہفت پیکر بٹھا دیتے ہین جہان ہفت پیکر نے کسی ساحر کو دیکھا اُسپر پڑھا کر سحر
کیا وہ ساحر گرا دوسرے ساحر نے بڑھکر اُسکو اُٹھا لیا ہفت پیکر پر گولہ مارا ہفت پیکر
اُس سحر کو بھلا کب مانتا ہو اشارون مین سحر دفع کر دیتا ہو لیکن آفتاب فلک سیر
لڑتا ہوا آتا ہو پشت پر کئی سو جادوگرنیان ہین کبھی آگ برسا رہی ہین ہر طرف ہنگامہ
گیر و دار برپا ہو تلوار چل رہی ہو ہفت پیکر کی نگاہ آفتاب پر پڑی للکار کر آواز دی
کیون آفتاب تجھسے باغی ہوئے طلسم کشا کے شریک ہو گئے آفتاب نے کہا او
ہفت پیکر کیا بیہودہ بکتا ہے جو تجھ سے ہو سکے قصور نہ کیجیئے بیشک رستم کی اطاعت
کی ہفت پیکر نے سحر کیا کہ آفتاب منہ کے بل زمین پر گرا ہفت پیکر نے چاہا کہ بڑھکر
اسکا سر کاٹ لون کل جادوگرنیون نے مجمع کیا اور چاہا کہ آفتاب کو اُٹھا لین مگر
ہفت پیکر نہین اُٹھانے دیتا سب جادوگرنیان جب سحر کرکے بڑھتی ہین ہفت پیکر
وہ سحر کرتا ہو کہ سب جادوگرنیان ٹھہر جاتی ہین سابق مین ذکر کر چکا ہون کہ شمس فلک
ہفت پیکر کا ہین ساحر زبردست اُسنے کتاب مین دیکھا کہ اب طلسم ہفت پیکر
نہ بچیگا فتح ہو جائیگا تو اُسنے اہل اسلام کی دوستی کی کئی مرتبہ رستم کی بھی مدد کی

بادشاہ اسلام کو قتل ہونے سے بچا یا تھا شمس فلک ہفت پیکر آج اپنے مکان
مین بیٹھا ہوا دوازدہ بروج و ہفت سیارہ پر نگاہ ڈال رہا ہی ساتھ اون سے کہہ رہا
ہی کہ بڑی سخت لڑائی پڑی ستر لاکھ فوج ہفت پیکر کے ساتھ مصروف جنگ ہی اور
اہل اسلام نے بھی بڑے صدمے اٹھائے ہین کہ صاحبقران زمان زخمی ہوئے ناموس
کو لیکر عیار بھاگے مگر خدا نے ان بیبیون کی آبرو بچائی اب اسوقت تلوار چل رہی ہی
لوہا برو غضب ہوا کہ آفتاب فلک سپہر ایسا ساحر بیہوش پڑا ہی اور سب جادوگریان
کد و کوشش کر رہی ہین مگر ہفت پیکر یہی چاہتا ہی کہ مین آفتاب کو قتل کرون مین
اب کیون پردہ کر رہا ہون شرکت اہل اسلام سے جان بچے آبرو بچے حکومت ملے
ہفت پیکر کے ساتھ والے سب مارے جائینگے یہ کہکے شمس اپنے مقام سے اٹھا
اسنے جو آواز دی ستر ہزار جادوگر جو اسکے مطیع و منقاد ہین سب کو سمجھا چکا ہی راہ اسلام
پر لا چکا ہی سب آمادہ ہین کہ ہم ہفت پیکر کو کیا جانین ہم تو آپکے ساتھ ہین آپکے
دوست کے دوست ہین آپکے دشمن کے دشمن ہین پر اسی ہفت پیکر
پرستان رہزن ہین سب جو آکر حاضر ہوئے شمس نے پکار کر آواز دی یارو وقت
زوال ہفت پیکر آگیا آج ہفت پیکر زندہ نہ بچیگا مین جاتا ہون اگر آج شریک ہونگا
تو طلسم کشا کو میری کیا قدر ہوگی اسوقت جاکر شرکت کرون آج جاکر شرکت کرنا ضرور
چاہیئے دس برس گذرے کہ یہ طلسم معرض زوال مین تھا وہ وقت اب آیا یہ کہکے
شمس چلا ستر ہزار جوان ساتھ ہین اپنے مکان سے نکلا ہی اور چاہتا ہی کہ ہفت پیکر
سوار ہون کہ ایک ابر سیاہ پہلو سے قریب آیا اور آواز آئی کہ او شمس نمک حرام کسکی
مدد کو جاتا ہی قدرت کی برائیان کر رہا ہی قدرت کو کون شخص قتل کر سکتا ہی یہ کہہ
صہبا سے جوش زن ابر سامنے آکر پھٹا اور ایسا ساحر زبردست اوسمین سے اٹھا
للکار کر شمس پر جا پڑا شمس نے رد سحر کیا آپس مین سحر ہونے لگے مین لاکھ فوج اسکے
سے نکلی شمس پر جا پڑی مار زبان شمس کی کٹ نے لگے شمس مشکل پر تڑپنے لگا اور
جب کوئی کرگیا سیکڑون کے سر اڑے دیکھے صہبا بھی سحر کر رہا ہی تو شمس نے سحر کیا

لکھی ہوئی یہی مضمون مرقوم ہے کہ فرزند صاحبقران آکر طلسم کشائی کریگا قدرت بھاگ کر
طلسم میں آئینگے جسقدر کتاب کو زیادہ پڑھا جو مطالعہ کر گذرے سمجھے وہ سب تقریر پایہ
مضمون کتاب سب نے پڑھا پہلے صہبا سے وقت زلزل وکیمیا سے کیمیا ساز اور
فاروق بلند آواز و ہوشنگ شعلہ تن یہ چار ساحر وہ وہاں کوہ فوج لیکر آئے تھے ہزار ہزار
دو دو ہزار اول مارے گئے خوب خوب سحر چلا جب شمس نے نصیحت نامہ نکالا ان چاروں
کو سمجھایا یہ چاروں ساحر ایسے مطیع ہوئے ان سب کو ساتھ لیکر شمس چلا ہے جنگ کے
کی قریب میں پانچ کوس کا فاصلہ باقی ہے کہ ایک آواز آئی اے شمس فلک کہاں جاتا ہے
تو نے غضب کیا کہ خود بھی چلا اور ان چار ساحروں کو بھی لئے ہوئے جاتا ہے سب کو قتل
کرونگی سب نے دیکھا درخت سے ایک طائر اڑا آسمان پر پہونچا منقار کھول کر آواز دی
اے طائران صحرا البنایہ دشمنان خداوند جاتے ہیں جانے نہ پائیں ہر درخت سے طائر
اڑے تھوڑے عرصے میں ہزارہا طائر جمع ہوگیا وہ طائر جو پہلے نکلا تھا اسنے جا کر ہوا میں
پر پھیر آواز دی اے طائران صحرا البنا ان طائروں نے زمین سے اک آگ کی آگ آسمان سے برسنے
لگی شمس نے یہ دیکھا کئی سو ساحر جل گئے شمس گھبرایا شمس نے جھولی پر ہاتھ ڈالا
ایک پرچہ کاغذ کا نکالا سحر کرکے اسکو اڑایا وہ کاغذ جاکر سر پر اسی طائر کے لہرایا طائر الٹ
گیا اور طائروں نے بڑھکر اس طائر کو سنبھالا دوسرا سحر شمس نے کیا کہ وہ سب طائر
انسان بنگئے دیکھا ہزارہا ساحر پیدا ہو پڑے ہیں وہ طائر جو اول نکلا تھا دیکھا کہ ایک
نازنین ہے جسکی نہایت شمشیر و خوبصورت گل عذارا پری وش تھا اور ایک کھینچی ہوئی تلوار
آنکھیں رشک دیدۂ غزال چہار شش ماہ آسمان کمال کی سن چہاردہ سالہ ابرو ون پہلی پہ
ہوئے تناسب مزاج مستثنیٰ قرن سے سر کی تاج کبھی شمس کی نگاہ سے ایسی صورت نہ گذری
تھی لیکن شمس نے پہچانا پکار کر آواز دی اے گلفام سحر وقت اسوقت تمکو کیون غصہ آیا
ہم نہ طلسم کشا کو جاتے ہیں گلفام نے جواب دیا اے شمس فلک ہفت پیکر
سارا طلسم تمہارے قبضے میں تھا تمہارا ہی ہے پر کار بنا کے تمکو بیٹھے آوارہ کیا خدا
طلسم کشا میں اسوقت جاتے ہو آج قیصران ہو کہ جنگ ہو رہی ہے سب سرحد وار

سحر کیا ہے سب شاہزادیاں جھوم رہی ہیں ہفت پیکر تیغ کھینچکر بڑھا ہے کہ سب کے سر
کاٹ لے آفتاب فلک سیر کہ مدت سے وہ جاکر شریک طلسم کشا ہوا کچھ قدرت کا ظہور
نہیں کیا مگر اسوقت اسکے سحر سے مجبور ہے ہفت پیکر بڑے روزگار ہے یہ سب اسی کے
شعبدے تھے پہاڑوں پر مرادمندوں کا آنا اور ہر ایک کی آرزو کا پورا ہونا یہ سب
شعبدے تھے مجھ سے تو وہ خود شغلہ میں کہہ چکا تھا کہ جسدن سحر کرونگا تو زمین ہلا دونگا اب
اسوقت ہم پہونچ جائیں اور معروف مدد طلسم کشا ہوں ہر چند کہ بادشاہ میرے معین و
مددگار ہیں کہ میں انکو اٹھالایا تھا ہفت پیکر نے حکم قتل دیا ہیں نے جاکر قاعدہ سے بیاکر
بچایا ایک باغ میں جاکر رکھا یہ لوگ تو صاحب اقبال ہیں فوراً بادشاہ نے رہائی پائی
ضرور غلام کو جاپانگے ضرور سرفراز فرمائیں گے طلسم کشا سے تو اسنے لیکن اب سرنگوں
جانا ہی جلد اگر فتنا نکوا سکو آفتاب فلک سیر قتل ہو گیا تو طلسم کشا کو بڑا ملال ہوگا
آفتاب نے بڑے بڑے کارنمایاں کیے ہر مقام پر پیشہ سپرہا تحفہ جات کی تلاش میں
ہمراہ طلسم کشا تھا تحفہ جات دلوائے ہر مقام پر پہونچایا ہے رفیق کیا کو فکر میں ہوتے
ہیں چاروں ساحران مذکور پانچویں ملکہ گلفام ہمراہ شمس ہوئے پانچ افسر شمس
سکے آگے بڑھا ہوا کہ دو کوس پیشتر ہوا سے گرد اڑا آنے لگی شعلے بھڑک رہے ہیں
ہوا زور سے چل رہی ہے کہ درخت اکھڑ کر گر رہے ہیں یہاں وہ وقت ہے کہ سب جادوگر مع
ہفت پیکر نے جادو سے گرایا ہے سب بیہوش پڑی ہیں سب کے آگے آفتاب
فلک سیر آنکھیں بند دل درد مند جب آنکھیں کھول کر دیکھتا ہے تو ایک بے طاقت
شمس جان تیغ کھینچے ہوئے آتا ہے شاہزادیاں تڑپ رہی ہیں بیقرار ہو کر دعا یہ
مانگتی ہیں کہ اے خالق عالم و اے رب اکرم ہمکو اس آفت سے بچا کے اور اس
مصیبت سے مہلت دے

نظم

خدا ہے حافظ و ناصر کند نگہبانی
بوقت مشکل و رنج و غم و پریشانی

بکوہ و دشت و بیابان و چار سوئے زمین
سحاب رحمت حق کرد گوہر افشانی

بحال بندۂ ناچیز صبح و شب و روز
شود عنایت مولا و فضل ربانی

نے قیامت برپا کی شمس نے عرض کی کیا مجال جو بندگان عالی کو اب صدمہ پہونچے لیکن اب گلفام کی بیقراری چہرہ سرخ ہو رہا ہے پسینے پسینے گھبرا کر کہتی ہے ای شہریار میں تو دیکھوں رستم کس مقام پر لڑ رہے ہیں شمس نے اشارہ کیا کہ وہ سامنے لڑ رہے ہیں گلفام قریب رستم کے پہونچی رستم ہنس پڑے فرمایا ای نازنین تو کون ہے عرض کی کہ کنیز سرکار ہی پر اسے خدمتگزاری حاضر ہوئی ہوں رستم نے پشت پر اسکی ہاتھ رکھا فرمایا اے نازنین تمہیں آج تیسرا دن ہے کہ اسی طور سے جنگ ہو رہی ہے ہفت پیکر کی فوج سے دس بارہ لاکھ جوان قتل ہوئے اب بھی پچاس لاکھ جوان موجود ہیں وہ سب اسی پر آمادہ ہیں کہ شمشیر نہ پھیریں گلفام نے عرض کی ای شہریار شمس فلک ہفت پیکر وہ ساحر ہے کہ ہمیشہ تسلط خدائی ہفت پیکر کا کوئی راز ایسا نہ تھا کہ اسپر کھلا نہ ہو پہلے سنے آتے ہی ہفت پیکر کا سامنا کیا اور ایسا سحر کیا کہ تلوار اُسکے ہاتھ سے چھوٹ پڑی اب دس لاکھ فوج لیکر آیا ہے معلوم ہیں حال ہفت پیکر کو کھلیگا رستم کو باتیں اس نازنین کی پسند آئیں دیر تک باتیں کیا کیے کہ فوج کفار نے بلوہ کیا رستم نے دیکھا کہ بلوہ فوج کا آتا ہے فرمایا کہ ای گلفام ہوشیار ہو جاؤ گلفام تڑپ کر بلند ہوئی کفار پر سحر کرنے لگی وہ چاروں تاجدار مصروف جنگ ہوئے اب ہفت پیکر کی چونکا پڑی کہ یہ چار تاجدار نئے کہاں سے آئے ہرکاروں نے خبر دی کہ یا خداوندا شمس آتا تھا سر راہ تھا ان لوگوں نے روکا شمس نے کتاب تصنیف کردہ قدرت پڑھوائی وہ کتاب پڑھکر یہ لوگ مطیع اسلام ہوئے یہ وہ تاجدار ہیں ہفت پیکر نے جو یہ حال سنا جل گیا وہ پڑھ کر سحر کیا کہ چاروں تاجدار دیوانے ہوگئے سر ٹکراتے ہوئے چلے جاتے ہیں کہ دامن کوہ میں جاکر پناہ لیں تلواریں کھینچی ہوئی ہاتھ میں ہفت پیکر نے ایک صورت زیبا جو انکو دکھائی مبہوت ہوگئے چاروں غل مچا رہے ہیں کہ ہماری معشوقیں کہاں ہیں کیوں نظروں سے نہاں ہیں۔ نظم

اس ترک ماہرو کو جو ذوق شراب ہو — ساقی بنے سیخ قدح آفتاب ہو
آمادہ میرے قتل پہ قاتل شتاب ہو — چھوٹوں عذاب سے تجھے بھی ثواب ہو

اک ترک بادہ نوش کی فرقت میں ہی ہو جان
نوبت نہ آئے اور ون کی ہوں وہ گناہگار
ساقی بلا شراب جو کیفیتیں اُٹھین
رسوا کیا اُسے بھی مجھے متہم کیا
رویا میں اُسکو دیکھا ہی ظاہر میں کبھی بلون
رہنے کا مجکو حکم دیا آستان پہ
ہی یہ لحاظ اگر کوئی عریان نہ دیکھ لے
میکش وہ ہین کہ خاک بھی کردے گر آسمان
کاسے تھے اُسکو دیکھ رندان عرب لے ہاتھ
پھوڑون مین رند کاسہ سر اپنا سنگ سے

پھولون مین میرے چاہیے جام شراب ہو
سرمست ہے جو پہلے حشر مین میرا حساب ہو
مجھکو بھی ہو سرور وہ جس بت حجاب ہو
او عشق پردہ در ترا خانہ خراب ہو
یارب مرا بھی خواب زلیخا کا خواب ہو
اور پیت بلند عرش سے تیری جناب ہو
مین پردے کے چھوٹے دیتا ہون تم حجاب ہو
کاسہ ہماری خاک کا جام شراب ہو
یوسف نگاہ کو کاسے جو تو بے نقاب ہو
اس مست بن پھر شیشہ جام شراب ہو

اسطرح کے اشعار پڑھتے ہوئے قریب کوہ کے پہونچے ہفت پیکر نے جو دیکھا کہ اب چارون دیوانے ہوگئے اور قریب کوہ کے پہونچے ہفت پیکر نے سمجھا کہ یہ قسمین گرنے لگین کئی برقین اُن چارون پر گرین کہ اُن چارون کے سر اُڑ گئے ہوئے کی اسیکی صدا بلند ہوئی چارون کے نامہ پیکرون نے غل مچایا شمس نے جو آواز سنی بیقرار ہوگیا بڑھکر دیکھا کہ اُن چارون کو ہفت پیکر نے مار ڈالا ہوا جاتا ہو شمس نے للکار کر او ناہنجار تو نے غضب کیا کہ مسلمانوں کو مارا تیری قضا قریب ہو آج تو بے لقب ہی جو بدعت کرتا ہو کر لے جیا فہ عمر تیر البیرہ ہو چکا سر شاخ حیات منقطع ہوا ہفت پیکر نے پلٹ کر آواز دی اے شمس مین نے سمجھ لیا ہر چہ دیا کہ اپنا راز دار مقرر کیا تو نے یہ بے ادبی کی کہ شریک طلسم کشا ہوا اسی طرح سمجھا کہ تجھی قتل کرونگا اب کیا بچ سکیگا ہفت پیکر و شمس سے سحر چلنے لگا شمس کسی سحر مین کمی نہین کرتا ہی آگ برس رہی ہی دریاے سحر جوش مار رہے ہین صدا پیندگان ناری چل رہے ہین قضا سے کالا قیچر ناوک انداز ایک پہلوان ہی کہ بارہ لاکھ فوج کا مالک ہی ایک بانشہ سپر اسکو رہنے کو ہفت پیکر نے دیا ہی سب فکر بانشہ مین بیٹھا رہتا ہی سامنے اکھاڑا کھدا ہوا

شاگرد تھمین اڑاتے ہیں یہ زبان سے اپنی دہشت جتایا کرتا ہے فوج اتری ہوئی ہے خراج
پیشہ سے آتا ہے وہ فوج کو تقسیم کرتا ہے اپنے مقام پر بیٹھا ہے پہلوان اکھاڑے میں
لڑ رہے ہیں فوج جمگھٹ کھڑی ہوئی اور نوبت نقارے بج رہے ہیں نشے میں شراب کے
پلا رہا ہے کہ ہرکارے دوڑتے ہوئے آئے پہلے تو کافروں نے کافر کو با دعا دی — قطعہ
ای سرت سبز تا خزان مبیند ﴿ شکست طبل ناسگان باد بنا ﴿ گر زد نقش ہزار رنگا رنگ
بہ سر تو سو کلاں ز شکستہ ای پہلواں دوران ﴿ ای گشاسپ جہاں عجب معاملہ درپیش ہے کہ
مسلمانوں نے قدرت پر دھاوا کیا قدرت ہفت کوہ سے بھاگ کر طلسم میں آئے قصر عشرت
میں خود سکونت اختیار کی مسلمان وہاں بھی پہونچے بہت لڑائیاں پڑیں مگر ہر جنگ میں
قدرت کو شکست حاصل ہوئی تین شبانہ روز گذر رہے ہیں کہ ایک طور پر جنگ ہو رہی
ہے نہ تو مسلمان قدم ہٹاتے ہیں نہ قدرت طبل بازگشت بجواتے ہیں لیکن قدرت عاجز
ہو رہے ہیں اسوقت غلاموں نے خبر پائی آپ کو خبر دی اگر مناسب ہو تو قدرت کی مدد
کو جائیے یہ سنکر قیصر نے حکم دیا کہ ہرکاروں کی زبان کاٹ لو انھوں نے بڑی نالائقی کی کہ
وقت آخر میں آکر خبر دی قدرت نے یہ عنایت اپنی شریک کی کہ ہمیشہ مجھکو بڑے سلوک سے
دیا خراج اسکا ملتا ہے سات لاکھ فوج سے بیٹھا ہوا چین کرتا ہوں اس دن کا امیدوار تھا
کہ قدرت پر کوئی وقت پڑے تو جاکے مدد کروں یہ احسان جو عمر بھر اٹھاتے ہیں اس
احسان کو ادا کروں تم لوگوں نے ابتدا میں خبر نہ دی کہ میں جاکر مسلمانوں کو روکتا قدرت
انھیں پہاڑوں پہ اپنے جشن کیا کرتے اور ان پہاڑوں پر رہنے سے بڑا نفع یہ تھا
کہ ہزار ہا مرد سنا حاضر ہوتے تھے اپنی اپنی امید پاتے تھے جو جسنے مانگا قدرت نے
وہی عطا کیا ایسے ناچار ہوئے کہ اندر طلسم کے آئے ہاں پلہ و تیار ہو جاؤ مجھ سے
کون مقابلہ کر سکیگا ہرکاروں کی جو زبان کٹی سامنے پڑے تڑپ رہے ہیں قیصر نے
اٹھکر ایک ہرکارے کا شانہ ہلایا اور کہا کہ تصدق تیا قدرت کے اشاروں میں زمین
ہلتی ہے کون ایسا سرکش آیا کہ جسنے قدرت کو ایسا حقیر کیا اس ہرکارے نے اپنے
اشارے سے بیان کیا کہ رستم فرزند صاحبقران اس طلسم کا فتاح ہے قدرت نے

بڑے بڑے سحر کیے مگر رستم کے پاس لوح طلسمی ہو ایسے تحفہ جات ہیں کہ جن پر سحر تاثیر نہیں
کرتا قدرت بھاگ گئے بھاگے پھرتے ہیں وہ جوان چاہتا ہی کہ قدرت کو پاؤں تو قتل
کروں قدرت سامنے اسکے نہیں جاتے قیصر نے کہا میں جاتے ہی اُس جوان کو مار لونگا کل
فوج کو شکست دونگا قدرت کو ہفت کوہ پر پہونچا دونگا قدرت کو رنج و ملال سے
کیا نسبت ہی اُسی طرح جشن کریں مرادمند حاضر ہوں ابھی اپنی مرادیں پائیں وہ پہاڑ
جیسے زیادہ آباد ہوں مرادمند دل شاد ہوں یہ کہکر گینڈا طلب کیا ساتھ والوں سے کہا کہ
کہ یارو ایک ایک شخص دس دس کو قتل کرے آج میری کمان لاؤ کہ جو کسی سے اُٹھ نہیں
سکتی سو اس کا تیر اُسمیں جوڑتا ہوں اگر وہ یہ مار دوں تو توڑ کر پار کر جائے رستم و
اسفندیار میرے حربے سے مہلت نہ پائے فوج والے گینڈا ہوں اور گھوڑوں پر سوار
ہوئے سات لاکھ فوج لیکر وہ کمان کیا تھی انتہا کی بھاری کاندھے پر ڈال لی معلوم
ہوتا ہی کہ حلقۂ آہن دوش پر پڑا ہی ایک ترکش بہت بھاری اُسمیں [illegible] تیر رکھے
کہتا ہوا چلا کہ ایک تیر میں ایک پلٹن کو تباہ کرونگا چالیس ہزار جوانوں کا سینہ میرا تیر
توڑیگا یہ کہتا ہوا جاتا ہی کہ اس جنگل سے آگے دوسرا میدان ہی کہ وہاں اسکا بھائی
ہمسر جنگ آزما رہتا ہی وہ اس سے زیادہ مغرور و متکبر ہی اُسنے جو دیکھا کہ آج میرا
بھائی آتا ہی ایک چیخ ماری کہ تمام صحرا ہل گیا تمام جانور درختوں سے اُڑ گئے پکار کر آواز کی
اے قیصر آج کیا انقلاب ہوا کہ تو اپنے جنگل سے نکلا تو تو اپنے مقام سے اُٹھنا
عیب جانتا ہی کیوں تکلیف فرمائی قیصر آواز بھائی کی سنکر قریب آیا کہا اے برادر تمہیں
خبر بھی ہی کہ سارا طلسم مسلمانوں نے لوٹ لیا قدرت بھاگ کر قصر عشرت میں آگئے
تھے وہاں بھی آکے مسلمانوں نے گھیر لیا تو اب چلے ہو تین دن گذرے ہیں قدرت
چاہتے ہیں کہ تماشہ کروں مگر نہیں ہوسکتا وہ جوان کہ جسکا رستم لقب ہی سحر کو قدرت
کے باطل کر رہا ہی تو اے بھائی چلو آج چل کر تماشہ دیکھو اے برادر آج جنگ کا دور
دکھاؤں کہ قدرت شاد ہو ہم ہفت کوہ پر جائیں اپنے کارخانہ میں مصروف
ہوں یہ سنکر ہمسر جنگ آزما قہقہہ مار کر ہنسا کہا اے برادر تم پلٹ جاؤ

جا کر اپنے مقام پر بیٹھو مین جا کر جنگ فتح کیے دیتا ہون کون ایسا ہی کہ ہمسے تمسے مقابلہ کرے
قیصر نے کہا مین ضرور جاؤنگا اگر مزاج مین آئے تو تم بھی چلو تمھاری تلوار چلے میرا تیر چلے
کون ایسا دنیا مین ہی کہ ہمارا حربہ اٹھا سکے میرا تیر پتھر کو توڑتا ہی تمھاری تلوار نخلستان پر
چلی ہی کیسے کیسے جنگل جھٹے ویران کیے مین نے کیسے کیسے پہاڑ توڑے جب پہاڑ پر تیر مارا
پتھر کو توڑ کر نکل گیا اب آج جنگ مین لطف ہوگا سات تیر ترکش مین رکھے ہین ہمسر نے بھی
خوب لاف و گزاف کیا دونون جوان گینڈون پر سوار ہوے چودہ لاکھ فوج پشت پر یلغار
کرکے چلے راہ مین جو قریہ ملا لوٹ لیا زمیندار کو قید کر لیا کہا ساتھ ہمارے تو چل قریب
پر تو وقت پڑا ہی اور تو گانون مین بیٹھا چین کر رہا ہی چلکر قدرت کی مدد کر پھر اپنے گانون کو
جانا اسطرح یلغار کرتے ہوے دیہات لوٹتے ہوے جاتے ہین راہ مین ایک قریہ ہے کہ
محکوم نامے زمیندار وہانکا حاکم ہی محکوم کو پاسبون نے خبر دی کہ قیصر و ہمسر آج
بیشے سے نکل آئے سیکڑون گانون لوٹ لیے محکوم گانون سے نکلا دیکھا کہ لشکر قیصر
آتا ہی محکوم نے آواز دی دس ہزار گنوار جمع ہوگئے فوج نے چاہا کہ قریہ لوٹے محکوم نے
بڑھکر للکارا کہ کیون یارو ہمنے کیا خطا کی ہی کیون ہمکو لوٹتے ہو ایک نے آن سے بڑھکر
کہا اے محکوم ہمارے افسر کا حکم ہی کہ ہمارے ساتھ چلو محکوم نے کہا مین نے دس ہزار
کی گنوار جمع کرلی ہین تمھارے ساتھ چلتا ہون یہ کہکے دس ہزار گنوار کا دھون پر لٹھ رکھے
تیر کمان ہاتھ مین غلغلہ کرتے ہوے ساتھ ہوے ادھر سے قیصر آتا تھا قیصر نے جو
محکوم کو دیکھا پکار کر آواز دی اے گنوار دیہاتی تجھکو بڑا گھمنڈ ہی ایک تیر مارتا ہون کہ
سینہ کو توڑ کر پار گذر ے قصبہ تیرا الٹوا دونگا محکوم نے کہا کیا مجال کہ کوئی ہمپر ہاتھ
ڈال سکے اگر ہمکو لوٹینگے تو ہم خود تمکو لوٹ لینگے اپنی سرحد سے نہ جانے دینگے قیصر
نے کمان کاندھے سے اتاری سو من کا تیر ترکش سے نکالا محکوم نے قرولی کمر سے
نکالی جیسے ہی قیصر نے تیر مارا محکوم نے تیر کو کاٹا قیصر الگ ہوگیا اور غل مچا کر کہا او
محکوم تو نے غضب کیا کہ ما بدولت کا تیر کاٹا اب تجھے زندہ نہ چھوڑونگا تیرے قتل
سے منھ نہ موڑونگا یہ کہکے دوسرا تیر مارا محکوم نے تیر کا ٹا لیکن سنی تیر کی کٹا کھورے

پر گری گھوڑا زخمدار ہوا چیخ مارنے لگا یہی قصد ہی کہ کسی طرف نکل جاؤں تا اپنی جان بچاؤں
چار تیر قیصر نے مارے محکوم نے فیضون سپاہ گری کا کاٹے لیکن گھوڑا محکوم کا مارا گیا
پیدل یہ بھی ایک تیر مارا لیکن کچھ اثر نہ ہوا پیادہ ہی کر کے محکوم نے خالی دیا قیصر دوڑ کر لپٹ
پڑا محکوم و قیصر سے کشتی ہونے لگی ہمسر نے آگے بڑھا پکار کر آواز دی اے برادر
چیر پہاڑ کر اسکو کیا ہم لوگ آدم خوار بھی مشہور ہیں ہر چند قیصر چاہتا ہی کہ زمین پر محکوم کو
گراؤں مگر ممکن نہیں ہوتا محکوم زور اسکے روک رہا ہی ایک مقام پر قیصر ریلکے نے دوڑا
محکوم چاہتا ہی کہ رکوں لیکن ڈپو کے قبضے میں آگیا زمین پاؤں کے نیچے سے نکلی جاتی
ہی بڑے زور شور سے ریلتا ہوا لیے جاتا ہی ایک مقام پر جو آیا ایک پتھر زمین میں گڑا ہوا
تھا کسی قدر زمین کے باہر ابھرا ہوا تھا قیصر نے جو اسکی ٹھوکر کھائی انگوٹھا پاؤں کا
ٹوٹ گیا خون کا پرنالہ بہا قیصر نے کہا کیوں اے محکوم یہ کیا کیا محکوم نے کہا تمہاری
زبردستی نے تمھیں پامال کرایا دیکھا کیسا تنہ ہوا اب کہو تو تمکو گرا دوں چھاتی پر چڑھ بیٹھوں
خنجر سے سر کاٹ لوں اے قیصر کوئی ایسی بیعت کرتا ہی ہمسر نے بھی آکر قیصر کو سمجھایا
محکوم کو قیصر سے چھڑایا قیصر پھر گھوڑے پر سوار ہوا سب لشکر چلے مگر قیصر نگاہ خیرہ
خیرہ محکوم کو دیکھ رہا ہی محکوم کہتا ہی اے قیصر میں تم سے لڑا مگر تمہارا غصہ کم نہیں
ہوا جنگ میں چلکر حال کھلیگا سات تیر لیکر چلے تھے پانچ تو ضائع ہو گئے اب دو تیروں
سے کیا کروگے قیصر نے کہا دو تیروں سے میں دو صفیں توڑ دونگا طلسم کشا کو دو ہاتھ
مقابلہ کرونگا محکوم نے کہا طلسم کشا اپنے زمانے کا رستم ہی اس سے مقابلہ میں مشکل
پڑیگی بڑے بڑے پہلوان اسکے ہاتھ سے مارے گئے اسنے طلسم ہفت پیکر شکست
کیا میں نے اس شہریار کی بہت تعریف سنی ہے اس سے مقابلہ نہ کرنا ورنہ مارے
جاؤ گے میں ایک حقیر پہلوان تھا جبھی تو تمہارا زور نہ چلا وہ طلسم کشا کہ جسکے ہاتھ سے
قدرت بھاگے بھاگے پھرتے ہیں اس سے بہت عاجز ہو گئے قیصر نے کہا اے
محکوم تو تو آدھا مسلمان معلوم ہوتا ہی محکوم نے کہا کہ میں اسکی جرأت کی تعریفیں
کرتا ہوں میدان جنگ میں چلکر کل حال کھلیگا قیصر پاؤں کے درد سے بیقرار ہی

اس وجہ سے خاموش ہو رہا لیکن یہ لوگ یلغار کیے وہاں پہونچے کہ جس مقام پر جنگ ہو رہی
ہے دیکھا ہفت پیکر سحر کر رہا ہے اور شمس جواب دے رہا ہے لیکن قیصر کا بھائی ہمسر
ایک ایک سے پوچھتا آتا ہے کہ طلسم کشا کون شخص ہے کسی شخص نے کہا وہ شہزادہ جنگ
کر رہا ہے وہیں سے للکارا او طلسم کشا میں تیری جنگ کا مشتاق ہوں مجھ سے آ کر مقابلہ کر
طلسم کشا طرف ہفت پیکر کے چلے تھے کہ یہ آواز کان میں آئی پلٹ کے دیکھا ایک پہلوان
دیو خصال للکار رہا ہے ہر چند کہ طلسم کشا کو تین شبانہ روز جنگ کرتے گذرے ہیں مگر
للکارنا کافر کا ناگوار ہوا فوراً جا پڑے آواز دی او مغرور ہمیں مقابلہ کر کیا تجھ سے پائی
کار سکتے ہیں جیسے ہی قریب پہونچے ہمسر کو شمشیر زنی پر بڑا ناز ہے قیصر دیکھ رہا ہے اور
کہہ رہا ہے اے محکوم اب تماشا دیکھو محکوم نے جھلا کر آواز دی تم دونوں کو موت لیکر اس
میدان میں آئی ہے طلسم کشا کے ہاتھ سے نجات نہ ہوگی قیصر نے منھ پھیر لیا ہمسر نے
خبردار خبردار کہکے ہاتھ تلوار کا مارا رستم نے تیغہ ہفت جوہر پر روکا اُچھا دے سے
ہاتھ نکال کر بقوت تمام ہاتھ مارا ہمسر نے گردہ سپر کا اٹھا دیا مگر تیغہ ہفت جوہر دست زبردست
رستم تڑپ کر جو تیغہ گرا سپر کے دو ٹکڑے ہوئے سپر کو کاٹ کر جو گرا ہمسر کے مع گھوڑے
چار ٹکڑے کیے ہمسر کا ارے جانا محکوم نے کہا کہ وہ مارا قیصر جھلا گیا کہا کیوں
محکوم ہر بات میں تم طلسم کشا کی تعریف کرتے ہو تمکو طلسم کشا سے الفت ہے محکوم
نے کہا اے قیصر تم کیوں رنجیدہ ہوتے ہو میں جرأت رستم کی تعریف کرتا ہوں ذرا
انصاف کرو کہ رستم کو تین شبانہ روز گذرے ایک طور سے جنگ کرتے ہوئے
اور ہمسر تازہ دم آیا تھا مگر کچھ نہ کر سکا قیصر نے کہا اے محکوم تم طرفدار طلسم کشا معلوم
ہوتے ہو محکوم نے کہا میں دل و جان سے طرفدار ہوں جو تم سے بن پڑے کرو کام
کرو میں تمہارے باہر نہیں ہوں قیصر نے چاہا کہ محکوم پر جا پڑوں محکوم نے تلوار کھینچی
قیصر سے تلوار چلنے لگی دیکھنے والے دیکھ رہے ہیں کہ جب قیصر نے ہاتھ مارا محکوم نے
تلوار کو تلوار پر روکا اس کس سے ہاتھ مارتا ہے کہ سناٹے پر یا سر پر تلوار پڑتی ہے قیصر
نے جب کئی زخم کھائے حیران ہے کہ اب کیا تدبیر کروں اور کیونکر اس ظالم کے ہاتھ سے

بیکون - یہ تو بلا سے روزگار ہے فنون سپاہ گری مین طاق شہرۂ آفاق کئی زخم کھا چکا کہ
محکوم نے دیکھکر آواز دی کہ تیرے پیچھے کون کھڑا ہے تیرا سر کاٹا چاہتا ہے جیسے ہی قیصر اُدھر
پلٹا محکوم نے خود اسکے سر سے گرا کر دوسرے ہاتھ مارا سر برہنہ پر تلوار پڑی تا جگرگاہ تلوار
اُتر گئی قیصر کے دو ٹکڑے ہوئے قیصر کو مار کر محکوم رومال سے ہاتھ باندھکر سامنے رستم کے
آیا قدمون کو بوسہ دیا کہا کہ شہریار مین نے نادیدہ آپکی اطاعت کی کلمۂ طیبہ ارشاد ہو کہ اگر
شاید مین جنگ مین کام آؤن تو مسلمان ہو کر اٹھون کافر نہ مرون خوب یقین ہو گیا کہ
ہفت پیکر نے مکر کر کے ہم لوگون سے سجدہ کرایا اب ہم لعنت کرتے ہین یہ دونون بھائی
بڑے مغرور تھے ایک کو آپ نے مارا ایک میرے ہاتھ سے واصل جہنم ہوا رستم نے گلے
سے لگا لیا فرمایا تم مردان عالم سے ہو محکوم رستم سے ملکر مصروف جنگ ہوا ہے یہان
شمس نے ہفت پیکر کے بہت سحر روکے آخر مین سحر کیا کہ تلوارین آسمان سے برابر
گرین ہفت پیکر نے دو تلوارین توڑین ایک تلوار جو تڑپ کر گری سر ہفت پیکر زخمی
ہوا ہفت پیکر سامنے سے شمس کے بھاگا بہادرون نے پکڑا چاہا ہر طرف یہی ہنگامہ تھا کہ
وہ ہفت پیکر بھاگا وہ اقبال ہے اسکو کیا ہو گیا ہے کہ اپنے ملازم کے سامنے سے بھاگا ہے لیکن
ہفت پیکر جدھر سے گذرتا ہے مسلمانون کو پامال کرتا ہوا جاتا ہے کبھی ہاتھ ہلاتا ہے اور کبھی اشارہ
کرتا ہے بجلیان چمکتی ہین کسیکا سر اُڑ گیا کسیکا ہاتھ کٹا کئی ہزار کو قتل کرتا ہوا چلا اُدھر سے غضنفر
بن اسد آتا تھا اسپ دوڑا کر دوڑا آواز دی او بھاگنے والے ٹھہر جا ان بندگان خدا کا خون
تیری گردن پر ہے اب تو مارا جائیگا ہفت پیکر نے ہاتھ ہلا دیا بجلیان گرین کئی سوت بازو
غضنفر کے ایک مقام پر ٹکڑے ہو کر رہ گئے ہفت پیکر نے ہاتھ ہلا دیا ہزارون کے
سر اُڑ گئے غضنفر کے قزاق جو مرکر گرے غضنفر کو بڑا غصہ آیا تیغ چمکایا جیسے ہی
تیغ رنگین شگافت غضنفر چمکا سحر ہفت پیکر باطل ہوا سامنے سے غضنفر کے
بھاگا لیکن خواجہ عمرو مردون کو لوٹتے پھرتے ہین ایک طرف دیکھا کہ دو کوہ مین ایک
ساحرہ بیٹھی سحر کرتی ہے چاہتی ہے کہ صاحبقران کو اٹھا لیجاؤن خواجہ عمرو جو اس
ادھر سے باہر ہو کے کنارے آکر رنگ و روغن عیاری کا لگایا ایک ساحر کی شکل بناکر

تیار ہوے اور ایک نامہ طرف سے ہفت پیکر کے ہاتھ مین لیا دوڑتے ہوے چلے سامنے
درہ کوہ کے پہونچے اُس ساحرہ نے پکار کر آواز دی میان ساحر صاحب کہان جاتے ہو
خواجہ نے کہا کہ مجھکو ہفت پیکر نے بھیجا ہو اپنی کرامت قدرت سے یہ فرمایا ہو کہ فلان
درۂ کوہ مین ایک ساحرہ بیٹھی سحر کر رہی ہو یہ کاغذ اُسکو جا کر دو ساحرہ نے اُٹھکر وہ کاغذ
لیا کھولکر پڑھا یہ مضمون پایا کہ اے ساحرہ قدرت آگاہ ہوے کہ تو کھیجی ہوئی بقراط ثانی کی
ہو ارادہ ہو کہ صاحبقران کو گرفتار کرکے لیجائے ہم بھی تقدیر ریختہ کر چکے کہ بیشک تو ضرور
گرفتار کریگی راز دار جادو کو بھیجا ہو کہ یہ جو سحر تمکو تعلیم کرے اُسنے سیکھ لو اُسی کو صرف کرنا
بیشک غالب آؤگی یہ مضمون پڑھکر ساحرہ خوش ہو گئی کہا میان ساحر آؤ آگے بیٹھو خداوند
ہفت پیکر نے کون سحر تعلیم فرمایا ہو مجھکو بتلاؤ مین سمجھ جاؤنگی خواجہ نے کہا آگ روشن
کرو اُسنے کوئلے نکالکر آگ روشن کی خواجہ نے زنبیل مین ہاتھ ڈالا لوبان نکالا فرمایا کہ
اس لوبان کو آگ مین ڈالو ایک پریزاد پیدا ہوگی سب مطلب ظاہر کر دیگی اُس ساحرہ
نے لوبان لیکر آگ پر ڈالا دھوان جو نکلا بغور دیکھ رہی تھی دھوان دماغ مین جو پہونچا
ارے کہکے بیہوش ہوئی خواجہ نے جھولی اُسکی اُتاری اُسکو جو کھولا کچھ چاندی کے
کڑے پٹیلی کے طوق جست کی چوڑیان بالیان نکلین خواجہ نے وہ سب چیزین زنبیل
مین خنجر کھینچکر اُس حرامزادی کو قتل کیا خواجہ مار کر جادوگرنی کو درۂ کوہ سے نکلے اندھیرا
ہوگیا صدائین مختلف آنے لگین جب طائر درختون پر بیٹھے تھے وہ اس ہنگامے کو دیکھکر
درختون سے اُترے کسی نے منقار سے ٹکریلڈی کسی نے پنجہ سر مین لگایا لاشہ اُٹھا کر
ساحرہ کا لے چلے بقراط ثانی قصر سکندری مین بیٹھا ہو صندوق سائندہ بالاے
سر رکھا ہو گرد مصاحب جمع ہین کہ طائرون نے لاشہ لاکر اُس ساحرہ کا سامنے پہونچایا
بقراط لاشہ ساحرہ کا دیکھکر گھبرا گیا طائرون سے پوچھا ارے اسکو کسنے مارا طائرون نے
مثل انسان کے آواز دی یا خداوند خیال سکندری عمرو عیار نے ساحر بنکر اسکو مارا
ہم دیکھتے تھے مگر کچھ زور نہ چلا وہ ساحر بنکر اسکے سامنے آیا نہین معلوم اس سے کیا
کہا تھوڑی دیر کے بعد دیکھا کہ صدائین مختلف آنے لگین بیرون نے اسکے مرنے کی

آواز دی ہم لاشہ لیکر بھاگے آج تین شبانہ روز گذرے ہین کہ زیر کوہ عشرت آباد تلوار
چل رہی ہی طلسم کشا اس فکر مین ہی کہ ہفت پیکر کو قتل کرون ہفت پیکر بھی جان لڑا رہی
ہی صاحبقران مع سردارون کے زخمدار جنگ سے بیکار ایک فرش پر پڑے ہین بھائی
کو بھائی کی خبر نہین باپ کو بیٹے کی محبت کا اثر نہین دو پہلوان بڑے زبردست مارد ہفت پیکر
کو آئے تھے وہ بھی مارے گئے تمام صحرا گلنار ہو رہا ہی دریا سے خون بہ رہا ہی یہ حال مصیبت
مآل سنکر بقراط نے سر پیٹ لیا کہا یا رب کیا قدرت خود جائین حمزہ کو اٹھا کر لائین ایسی ساحرہ
قتل ہو گئی مصاحبون مین کوئی ایسی تیز ساحرہ نہین ہی یہ ذکر تھا کہ آسمان پر برق چمکی
منقار آتش ریز نامے ایک ساحرہ بیٹی اس ساحرہ مردہ کی اسوقت آکر پہونچی ماں کا
لاشہ دیکھکر بہت روئی پوچھا یا خداوند ماں میری کیونکر قتل ہوئی بقراط ثانی نے سب حال
بیان کیا منقار نے کہا یا خداوند ماں میری اسقدر مجھپر مہربان تھی کہ آٹھ پہر خیال رکھتی تھی
مین اسکی جدائی مین جان دونگی زندہ نہ رہونگی امیدوار ہون کہ مجھکو حکم ملے کہ مین جا کر
حمزہ کو لاؤن بقراط نے کہا اے منقار آگاہ ہو کہ مین نے رستم کو اس سرحد مین بلایا وہ
جادوگر مارے گئے کہ جنکا مثل نہ تھا مسلمان بعد قتل ہفت پیکر ضرور اس طلسم کی جانب
توجہ کرینگے اگر تم حمزہ کو لے آئین تو قید خانے مین قید کرکے مار ڈالونگا پھر کسیکا حوصلہ ایسا
نہین ہی کہ میرے طلسم پر حملہ کرے مگر خیال کرتا ہون تو پھر میرے طلسم کی بھی تمام
ہو چکی انھین لوگون کے ہاتھ سے قدرت کو تکلیف پہونچیگی مگر حمزہ کا قتل بہت مناسب
ہوگا منقار نے عرض کی کہ کنیز حمزہ کو ضرور لیکر آئیگی قتل اونکے قتل کا قدرت کو اختیار
ہی حمزہ مصروف جنگ ہوگا بقراط نے کہا اے منقار حمزہ بیہوش پڑا ہی چار سو سردار
زخمدار بیکار پڑے ہین اگر قدرت کا دل چاہے تو ابھی اٹھوا لیوین مگر تجھکو صدمہ پہنچا ہی
کہ ماں تیری قتل ہوئی تو جا منقار نے اسباب سحر جسم پر اپنے آراستہ کیا اور صاحبقران
کی فکر مین چلی اڑتی ہوئی آسمان پر آئی دیکھا کہ رستم اور غضنفر اس سطوت سے لڑ
رہے ہین کہ ہفت پیکر بھاگتی پھرتی ہی لیکن جسطرف گذرتا ہی تمام لشکر پامال کر ڈالتا ہی لیکن
شمس فلک ہفت پیکر سحر کو ہفت پیکر کے روک رہا ہی سحر کو اسکے زور نہین چلنے پاتا

جب ہفت پیکر نے سحر کیا آگ برسائی تو شمس نے ابر پیدا کیا اور پانی برسا کر آگ کو بجھایا
آفتاب فلک سپہر جملہ جادوگرنیوں کو ساتھ لیے ہوئے بڑے زور و شور سے لڑ رہا ہے
اگر ہفت پیکر نے تلواریں برسائیں تو ان سب نے ملک سپریں پیدا کیں جہاں تلوار گری
سپر نے اسکو روک لیا ہفت پیکر اپنی جان سے تنگ ہے پہلوانوں کو اور ساحروں کو
ترغیب دیتا ہے کہ یارو دل کھول کر لڑو طلسم کشا کو گھیر لو یارو جب غول طلسم کشا پر دھاوا
کرتے ہیں شہر سپہر دم در دیوانہ جو بدست سلیمان لگ جاتا ہے تو مجمع متفرق ہو جاتا ہے یہ دیکھکر
ہفت پیکر اپنی بدنصیبی پر روتا ہے تمام سردار ہفت پیکر کے جمع ہیں جنگ کر رہے ہیں
قضا سے کار چند سوار بھاگے شقائق مردم درنا سے دیوانہ کو شقائق کا حاکم جنگل میں
پھر رہا ہے زراعت کی اپنی سیر کرتا پھرتا ہے ستر ہزار دیوانے اسکی پشت پر چوب شاخیں کاندھوں
پہ جنگل میں شلغمیں لگاتے پھرتے ہیں ان سواروں کو دیکھکر شقائق نے کہا ذرا انکو بلاؤ
جب وہ سب سوار سامنے شقائق کے آئے شقائق نے پوچھا تم دریاے خون میں
کیون نہاتے ہوئے ہو سوار رونے لگے عرض کی اے پہلوان دوران فغان و ہفت پیکر
کو مقابلہ کرتے ہوئے تین روز گذرے ہیں جب زیادہ معرکہ پڑا تو ہم اس جنگ سے
بھاگ کر اور اپنی جان کو غنیمت سمجھکر نکل آئے ہمراہیان طلسم کشا اس زور و شور سے لڑتے
ہیں کہ ہمراہیان ہفت پیکر اپنی جان سے بیزار ہیں شقائق یہ سنکر جھلایا اور ساتھ والوں
کی طرف دیکھکر آواز دی یارو سنتے ہو قدرت رب یہ آفت ہے اسوقت میں چلکر مدد کرون
ایک ضرب چوبدست طلسم کشا کو مع تمام خاک کرون یہ کہکر ایک چیخ ماری ستر ہزار دیوانے
جمع ہوگئے سب کو ساتھ لیکر شقائق چلا دیوانے جست و خیز کرتے ہوئے جاتے ہیں
چوبدستیں ہلاتے ہوئے غل مچاتے ہوئے کوہ و دشت کو طے کر رہے ہیں یہاں وہ وقت
ہے کہ ہفت پیکر ایک جانب جاتا ہے رستم اور غضنفر نے پیچھا کیا ہے ہفت پیکر پہلوانوں
کو اشارے کر رہا ہے پہلوان بڑھ بڑھکر رستم کو روکتے ہیں رستم کسی کے روکے سے
کب رکتے ہیں جو پہلوان سامنے آیا مارا شمشیر آبدار سے ہوا کئی پہلوانوں کو رستم نے
مارا کسی کو غضنفر نے قتل کیا لاشے پڑے زمین پر تڑپ رہے ہیں قضا سے کار شمس نے

جو دور سے دیکھا کہ آقاے نامدار تعاقب مین ہفت پیکر کے ہین جھپٹ کر آگے بڑھا اور کہا کہ او ہفت پیکر کہان جاتا ہی ہر چند کہ ہفت پیکر گھبرایا ہوا ہی مگر اسنے جو جانا کہ بڑھکر سحر کرون ہفت پیکر نے آواز دی کہ ای دلربا اسکو لینا شمس نے دیکھا گوشہ صحرا سے ایک نازنین نہایت حسین یہ اشعار عاشقانہ گاتی ہوئی آتی ہو **نظم**

تنگ ہون ای فلک زمانے سے
تجھکو حاصل ہے کیا ستانے سے

بس لگا چاک اجل ٹھکانے سے
فائدہ در بدر پھرانے سے

پھونک دے برق آہ و زاری سے
اب غرض کیا ہو آشیانے سے

رنج غربت مین کچھ جو ہی تو یہ ہے
کہ چھٹے اُسکے آستانے سے

ہم کہان اور کہان قفس صیاد
ہوے مجبور آب و دانے سے

حیلہ جوئی تو کر رہی ہے اجل
دیکھون آتی ہے کس بہانے سے

او فلک دل تھا گوشوارہ عرش
کیا ملا خاک مین ملانے سے

آتے ہو رنج کرکے جاتے ہو
تم نہ آیا کرو اس آنے سے

ہین بہائم بصورت انسان
آدمی اٹھ گئے زمانے سے

شب فرقت نے دم یہ بنا کیا
رہ گئی سانس آنے جانے سے

پانو قالب مین آتے ٹھنڈی تھی
اب نکلتی ہے روح جانے سے

جسقدر ہو ضرور ملتا ہے
رزق کو غیب کے خزانے سے

یہ صداے دلفریب جو کان مین شمس کے پڑی بیقرار ہوگیا پکار کر آواز دی ای جان جہان ای آرام دل مشتاقان ذرا قریب ہمارے آؤ کہ ہم تمکو اچھی طرح دیکھ لین وہ نازنین قریب شمس کے آئی شمس نے ہاتھ مین ہاتھ ڈالدیا جیسے ہی اُس نازنین نے شمس کا ہاتھ تھاما شمس کا رنگ رو متغیر ہو گیا پھر اُس نازنین نے آواز دی ای شمس ہم مدت سے تمہارے مشتاق تھے شکرالله و منت ہو کہ آج تمھارا جمال دیکھا باغ مین ہمارے چلو دیکھو کیسا پر بہار ہو نرگس شہلا کو آپ کا انتظار ہو شمس نے سر جھکا لیا اس نازنین کے ساتھ ہو لیا وہ نازنین شمس کو ساتھ لیکر چلی راہ مین ہسکر اسکے باتین کر رہی ہو شمس بھی مزدکنار

کی باتیں کرتے ہوئے کبھی گلے میں ہاتھ ڈالدیتے ہیں چاہتے ہیں منہ سے منہ ملا کر بوسہ لوں
مگر نازنین منہ ہٹا لیتی ہے بوسہ نہیں لینے دیتی تھا سے کار عیار نے غضنفر کو خبر دی کہ وہ سامنے
دیکھیے شمس کو ایک نازنین لیے جاتی ہے اور شمس مبہوت لب پر مہر سکوت اُس نازنین پہ
دل و جان سے مائل ہیں چاہتے ہیں کہ بیٹھنے کا مقام پاؤں تو بیٹھکر اختلاط ظاہری کروں
یہ سنکر غضنفر نے پکار کر آواز دی اور گھوڑا بڑھایا کہا اے شمس فلک ہفت پیکر ذرا ٹھہر جاؤ
شمس نے کچھ جواب نہ دیا غضنفر قتل کرتا ہوا قریب شمس پہونچا گھوڑے سے کود پڑا اور
دوڑ کر شمس کا ہاتھ تھاما اُس نازنین نے تیغ کمر سے کھینچا غضنفر پر ہاتھ مارا غضنفر نے
تیغہ روئین شگاف پر روکا کلائی کو تھام کر چاہا طمانچہ ماروں انگشتر مہر و ماہ چمکی اُس نازنین
نے ایک چیخ ماری شمس پر بھی عکس پڑا دیکھا ایک زنگن سیاہ رو تیرہ دروں کھڑی سامنے
رہی ہے شمس نے ڈھکیل دیا کہا او قحبہ دور ہو زنگن جو زمین پر گری شمس نے ہاتھ جھٹکایا
برق گری اُسکا سر کٹا شمس پہ قہر و غضب تمام بلبلا کہتا ہے کہ یارو ہفت پیکر نے بڑے
غضب کا سحر کیا تھا غضنفر نے بڑا کارنمایاں کیا اُس ظالم سے مجھکو بچا لیا حقیقت یہ ہے
کہ ہفت پیکر بلائے روزگار ہے اُسکے شعبدہ ہائے سحر سے اللہ بچائے روز سیاہ نہ دکھائے
اب مناسب یہی ہے کہ یارو جلد سحر کرو ہفت پیکر تک آقا کو پہونچاؤ سب ساحروں نے جمع
کیا جلد سحر کرنے لگے لیکن ہفت پیکر سب کے سحر کو اشاروں میں دفع کرتا ہے کہ ایک طرف سے
زنجیروں کے جھنجھنانے کی آواز آئی رستم نے سر اٹھا کر دیکھا کہ شقائق دیوانہ جو سب دست
ہلاتا ہوا انگشت بہ پیش پیتر ہزار دیوانے زنجیریں ہلاتے ہوئے گلے میں طوق آہنی اُنکو جنبش دیتے
ہوئے آیا ہفت پیکر نے شقائق کو دیکھا ہفت پیکر آگے بڑھ گیا پکار کر آواز دی کہ اے
بندۂ قدرت تمکو اب خبر ہوئی شقائق نے آواز دی یا خداوند آپ نے مجھکو خبر نہ کی
کہ مسلمانوں کا یہ زور و شور نہ بڑھنے دیتا مگر آج کل سب کو مارونگا ایک کو زندہ نہ چھوڑونگا
ہفت پیکر نے اشارہ کیا شقائق چلا تھا کہ رستم نے طرف شیر مردم در کے دیکھا
آواز دی کہ اے برادر اس دیوانے مجہول کو روکنا شیر مردم در پانچ ہزار سے ستر ہزار پر
جا پڑا آواز دی او دیوانے مجہول بخت برگشتہ نامعقول مجھ سے تو مقابلہ کر میرے قریب آ

کہ پھر پھر دیوانے بت کا نام نہ لونگا شیر پیر نے آکر ہاتھ تھام لیا کہا حضرت آقا میں چلو کلمہ
پڑھ کر مسلمان ہو ہمارے رفیقوں میں رہنا شققاق قدموں سے لپٹ گیا کہتا تھا کسی
اسکی مجال ہے کہ جو مجھ سے مقابلہ کرے شیر پیر نے کہا یہ حوصلہ ہمارے آقا سے رخ کا
ہے کہ جب بگڑتا ہوں نہیں معلوم کیا کر دیتا ہو کہ گر پڑتا ہوں آقا چھاتی پر سوار ہو جاتا ہے اور
خنجر میری گردن پر رکھ دیتا ہے ڈرتا ہوں کہ مار نہ ڈالے تعظیم کرنے لگتا ہوں آقا کو رحم آجاتا
ہے ایسے آقا کی اطاعت کرو کہ ہر وقت زیر کرے ہار کا بار اٹھائے یہ باتیں کہکے شققاق کو سامنے
لیا سامنے رستم کے ہو لے آنے پکار کر آواز دی ای آقاے نامدار یہ دیوانہ ہوشیار
ہو گیا غلام و سپاہی دیوانہ ہو گیا چاہتا ہے آپ سے امتحان کرے رستم نے کہا بسم اللہ
گھوڑے سے کود پڑے شیر پیر دم درفتے چپ و راست مارے رستم نے چپ و راست چھین لیا
شیر پیر نے چاہا کہ جنگل کی راہ لے رستم نے دونوں ہاتھ تھام لیے اور گردن میں ہاتھ ڈالکر مارا
کود کر چھاتی پر سوار ہوئے تلوار چمکتی ہوئی گلے پر رکھ دی اور فرمایا کیوں شیر پیر مردم در
ذبح کر ڈالوں دیوانہ ہاتھ پاؤں جوڑنے لگا کہا اے آقاے نامدار معاف فرمائیے رستم نے چھوڑ دیا
شققاق کو قدموں پر گرایا کہا آقاے نامدار اسکو کلمہ پڑھائیے رستم نے کہا تم نے کلمہ
نہ پڑھایا کہا آقا میں بھول گیا مجھکو پڑھے آقا سے شرع کا نام یاد نہیں رہا جب لڑنے
آیا اس وقت تک نام یاد رہا تھا اب اس وقت بالکل بھول گیا رستم نے کان پکڑ کر اول
شیر پیر کو کلمہ پڑھایا پھر شققاق کو مسلمان کیا اور فرمایا کہ شیر پیر کلمہ شناخت مسلمانی کا ہے
اسکو یاد رکھنا کہا آقا آٹھ پہر رٹا کرتا ہوں جہاں چپ ہوا بھول گیا کوئی ایسی ترکیب
بتائیے کہ غلام کلمہ نہ بھولا کرے رستم نے کہا آٹھ پہر رٹا کرو اگر بھولو گے تو سزا ملیگی یہ
فرما کر کہا کہ جا کر معروف جنگ ہو شققاق نے عرض کی غلام لائق جنگ نہیں ہے رستم
نے فرمایا جہاں سب زخمی بیٹھے ہیں وہیں جا کر بیٹھو شققاق اسی فرش پر جا کے
بیٹھا شیر پیر پھر معروف جنگ ہوا رستم لڑتے ہوئے ایک جانب چلے جنگ میں
معروف ہوئے سرداروں سے فرماتے ہیں کہ قبلہ و کعبہ کا زخمی ہونا باعث خرابی کا ہوا
اگر قبلہ و کعبہ زخمدار نہ ہوتے تو لشکر فتح ہو جاتا شمس فلک اب تک چند ساحروں کو سامنے

لیے ہوئے چاہتا ہی کہ ہفت پیکر کو گھیرون اور سامنے رستم کے پہونچاؤن تاکہ مرادِ دل حاصل ہو لیکن ہفت پیکر اُن سب کے سحر کو اشارون مین دفع کرتا ہی کئی مرتبہ ہفت پیکر نے سحر کیا کہ شمس دیوانہ ہوا کبھی غضنفر نے آکر عکس انگشتر مہر و ماہ ڈالا کبھی رستم پہونچ گئے اور عکس لوح کا ڈالدیا اور تیغۂ ہفت جوہر چمکایا کہ شمس کے حواس درست ہوے سوا اسکے سو دو شاہزادیان بھی عاشقان جمال فرزندان صاحبقران ہفت پیکر پر سحر کرتی ہوئی آتی ہین لیکن ہفت پیکر انکی سحر کو کب مانتا ہو آواز دیتا ہو او ملکہ اموتم وہی ہو کہ عہدِ دون پیر کام کرتی تھین مین تمھارے سحر کو کب مانتا ہون سب کو قتل کرونگا ماہی سحر مجمع سے نکال کر ہفت پیکر پر گولہ مارا ہفت پیکر نے پلٹ کر ایک دو ہتھڑ زمین پر مارا کہ ایک چشمہ پیدا ہوا ماہی سحر کی نگاہ چشمہ پر پڑی دیکھا ایک جلسہ آراستہ ہو ایک شاہزادی مسند پر بیٹھی ہے گانیوالیان جمع ہین ایک گانیوالی بصد سوز و گداز یہ اشعار عاشقانہ گا رہی ہو

نظم

خوبرو جتنے زمانے مین ہین سب عیار ہین — آشنا اپنی غرض کے ہین یہ کسکے یار ہین
عاشقان چشم دلبر کو شفا اللہ دے — کسطرح صحت ہو یہ پرہیز بیمار ہین
یا صنم دل مین ہو لب پر یا صمد سبحان ربا — کفر اس ایمان سے بہتر جیسے اب بیدار ہین
ہاتھ اٹھتے ہین گریبان سے تو زنجیرون سے پا — ای جنون مدت سے میرے دست و پا بیکار ہین
سرو یار رشک گلستان جسم کو کھا کھا کے گل — اپنے داغون کی بدولت آپ ہم گلزار ہین
آتے ہی کرتے ہو جانے کا ارادہ وجہ کیا — سوچیے تو کیا ہمارے آپکے اقرار ہین
ہنستے ہنستے مر گیا جیسے نظر کی سوے بام — یار کے کوٹھے نہین ہین قہقہہ دیوار ہین
دوسرا ہمسا کوئی مردود کفر و دین نہین — قابل تسبیح ہین نہ لائق زنار ہین
قبر مین بھی جاؤنگا تو ساتھ جائینگے یہ سب — حسرت و اندوہ و حرمان میرے یار غار ہین
خود بخود ہین جدا سینہ و دل شانہ کہین — موے گیسوے بتان بیتاب خستہ خوار ہین
یون نہین سنبھلے کا بالیگا جہان کا انتظام — کل وہی مجبور ہونگے آج جو مختار ہین
ندرت نیری کرچکا ہون ہین گریبان اب کہان — یادگار موسم گل ای جنون کچھ تار ہین

مختلط ہوتے ہیں جنکے نام سے تھا ننگ و عار	آگے نا محرم تھے جو اب محرم اسرار ہیں
ہر رگ و پے سست ہے رعب جمال یار سے	صورت مفلوج میرے دست و پا بیکار ہیں
اب نہ آنے کی تمہارے وجہ سمجھے مہرباں	اس لئے پرہیز کرتے ہو کہ ہم بیمار ہیں
کونسی صورت ہماری زیست کی بتلاؤ رند	ایک جان ناتوان ہے سیکڑوں آزار ہیں

یہ جلسہ جو ماہی سحر نے دیکھا بدحواس ہوگئی چاہا کہ چشمے میں پھاند پڑوں شمس نے اپنے ہاتھ تھام لیا فرمایا اے ماہی سحر ہوش میں آؤ اسقدر نہ گھبراؤ مگر ماہی سحر تڑپ رہی ہے اور یہ معلوم ہوتا ہے کہ جیسے مچھلی بے آب تڑپتی ہے چاہتی ہے کہ شمس سے ہاتھ چھڑاؤں اس چشمے میں آپ کو گرادوں مگر شمس ہاتھ نہیں چھوڑتا قضا سے کار رستم پیلتن لڑتے ہوئے اس طرف آئے شمس نے کہا کہ اسطرف عکس لوح ڈالیے کہ یہ صحت پائے ماہی سحر پکار کر کہتی ہے اے شمس مجھے چھوڑ دو میں اپنے کو چشمے میں گرادوں میری دست جھکو بلا رہی ہے اپنی جان دونگی رستم نے بڑھکر لوح کا عکس ڈالا جب لوح کا عکس پڑا تب ماہی سحر کے حواس درست ہوئے شمس نے کہا کہ اے ماہی سحر جمع میں جادوگرنیوں کے رہو آگے نہ بڑھو ہفت پیکر بلا سے روزگار ہے اسکے سحر سے جان بچانا دشوار ہے رستم نے کب طرف ہفت پیکر کے بڑھایا ہفت پیکر بھاگ کر طرف دوسرے غول کے پہونچا سحر کرنے لگا اس طرف غضنفر نے انگشتر مہر و ماہ کو چمکایا تب سحر ہفت پیکر کا اترا ورنہ سوار و پیدل مثل آئینہ حیران ہوکر رہگئے تھے تلواریں لیے ہوئے خاموش کھڑے تھے لڑنے سے معذور بیکار و مجبور جب غضنفر نے انگشتر چمکائی تب ان سب سے سحر اترا مصروف جنگ ہوئے ہفت پیکر لڑتے لڑتے ایک نخل کے سامنے گئیں جاکر ٹھہر گئیں کس اسکے پاس کھڑے تھے انھیں دیکھکر آواز دی اے سب آئے لیکن گئے تحمیل جبر خبر نہیں آئیں اے آسمان جادو جلد اپنے کو سرحد حیلہ سازان میں پہونچا ملکہ عالم سے کہنا کہ آج چار دن گذرے ہیں کہ ایک طور پر جنگ ہو رہی ہے کسی طرح مسلمان نہیں ہٹتے اپنے کو پہونچاؤ آسمان جادو میدان جنگ سے نکلا صحرا سے حیلہ سازان میں پہونچا جاکر دیکھا کہ جابجا ساحر پھر رہے ہیں انھوں نے پوچھا اے

فرستادۂ خداوند کس فکر میں ہو آسمان نے جواب دیا بخدمت ملکہ تحمیل سبز خون
جانا چاہتا ہوں اُن ساحروں نے آسمان کو ساتھ لیا سامنے ایک قصر بنا ہوا تھا
اُس قصر میں ساحر آسمان کو لیکر آئے آسمان نے دیکھا کہ ایک تخت بچھا ہو اُس تخت پر
تحمیل سبز خون بیٹھی ہوئی ہو مگر سیاہ فام لباس سیاہ پہنے ہوئے ہاتھ ہلا رہی ہی
ہاتھ سے اُسکے آگ کے شعلے نکل رہے ہیں کہ سارا مکان آتش سے بھرا ہوا ہی آسمان
نے جھککر سلام کیا تحمیل سبز خون نے پوچھا ای فرستادۂ خداوند کیونکر آنے کا اتفاق
ہوا کچھ باعث تو کہو آسمان نے دست بستہ عرض کی کہ خداوند نے آپکو یاد کیا ہی یہ سنکر
تحمیل نے ہاتھ ہلایا کہ ایک شعلہ چمکا آواز آئی کہ ای تحمیل قدرت کا وقت آخر ہو جاکر
قدرت کو دیکھ لو جو ہوسکے تدارک کرو دیکھو قدرت کیا کر رہی ہی اِس عرصہ میں وقت جنگ
مسلمانان میں طلسم کشا وہ جوان ہو کہ جسکو چار دن ہوئے آئے گذرے کہ اب تک جنگ
سے عاجز نہیں ہوا کتنی سو جادوگرنیاں اُسکی شریک ہیں شمس فلک ہفت پیکر
بھی شریک مسلمانان ہوگیا جو حال تھا مفصل بیان کردیا آئندہ تمکو اختیار ہی مگر وقت
بہت سخت ہی تحمیل نے کہا اچھی کہا ہی میں دیکھوں ڈراسنے ہو میں جاکر جنگ فتح کرونگی
ہیچ ابار کر عاجز کرونگی طلسم کشا خود لوح لیکر ایک دستہ اور سے [illegible]
مہر ایسا ہی کہ کسی مقام پر کہ جانے وہ آفت برپا کروں کہ سب کو ناچار کردوں
دیکھوں تو شمس کیا کرتا ہی وہ شکست کروں کہ ایک ہی ساعت میں تباہ کردوں
ای آسمان تم جاؤ اور قدرت کو خبر دو کہ تحمیل آتی ہی وہ جب آئیگی کہ سب چیخ ماریں لیکن
آسمان نے جواب دیا کہ طلسم کشا اور شمس کا عاجز ہونا آسان نہیں ہی طلسم کشا اور شمس
نے کیا آفت برپا کردی ہی اور شمس نے بڑے بڑے کار ہائے نمایاں کیے ہیں تحمیل
نے کہا قدرت نے تو آخر وقت مجھکو بلایا کہ ساحری [illegible] چاہتی ہیں تو وہ دعا
ونوشت سحر دکھلاؤں کہ شمس وغیرہ سب گردش میں آجائیں آسمان تو یہ سنکر رخصت
ہوگیا اور تحمیل نے ایک چیخ ماری کہ اُس مکان میں آگ بھری ہوئی تھی پانچ لاکھ ساحر
جمع ہوگئے افسروں نے آکر پوچھا کہ ای ملکہ عالم آج کیا ہی کہ ہم لوگوں کو طلب فرمایا ہی

کیا سنو یہ تحمیل نے کہا تم سب صاحب مدد خداوند کو چلو انکو لیکر ہفت کوہ پہ
پہونچاؤ جنگ ہو رہی ہے تم بھی شریک ہو نگی یہ سنکر وہ سب افسر اپنے لشکر فوج کو ہمراہ
لیکر چلے یہاں تو ہفت پیکر لڑ رہا ہے اور ساحروں نے گھیرا ہے ہفت پیکر بھاگتا پھرتا ہے
کہ آسمان پر ابر سیاہ پیدا ہوا اور ایک چیخ مارتا ہوا سا سننے آکر پھٹا دنا سنے کی آواز ہوئی
ہفت پیکر نے دیکھا کہ تین لاکھ ساحر اور چار سو افسر باز و لیلط و قرقروں پر سوار ابر سے
نکلے آکر ہفت پیکر کو سلام کیا ہفت پیکر نے پوچھا تمہاری افسر تحمیل تم حضرت کہاں تھے
ہو پہنچے وقت آخر اسکو یاد کیا ہے کہ اسوقت آکر قدرت کی یاد کرے قدرت سے
واس منتشر ہیں مسلمانوں کی مدد غیب سے ہوئی ہے محکوم نامے زمیندار دس ہزار
گنواروں سے آیا قیصر و ہمسر کو قتل کرایا اور آپ شریک مسلمانان ہو گیا اب شریک پیچھے
وہ مصروف جنگ ہیں گے ساتھ والے تیرہ ہزار رہے ہیں ہزاروں ساحر اسنے قتل کیے
اب تم لوگ بھی جنگ میں مصروف ہو چار سو افسر تین لاکھ فوج کو ساتھ لیکر مصروف
جنگ ہوے سحر کرتے ہوے بڑھے چار سو افسر ساحران جب سحر کرتے ہیں لشکر طلسم کشا
میں فریاد کی صدا بلند ہوتی ہے کہ سحر پڑھ کر جاتے ہیں اور سحر کو مٹاتے ہیں ایک طرف
غضنفر بھی بڑھ بڑھ کر جاتے ہیں اتنا شہر ہوا کو چمکاتے ہیں کل سپاہ تا روز مسلح
جنگ ہو رہی ہے کہ آسمان پر سناٹا ہوا دیکھا کہ تحمیل حورمزون ایک طاؤس پر سوار آکر
پہونچی وہیں سے نعرہ کرتی ہوئی کہ منم تحمیل تیغ زن یا شمشیر باز مسلمانان میں کب تکو
زندہ چھوڑتی ہوں تم لوگوں نے قدرت کو بہت حیران کیا ہے یہ کہکے زمین پر گری جس طرف
چیخ مارتی ہوئی پہونچی کوئی دیوانہ ہو گیا کوئی سر ٹکرانے لگا کوئی لہرا کر یہ اشعار
عاشقانہ پڑھ رہا ہے

نظم

مے پلا ایسی کہ ساقی شور ہے بوش مجھے — ایک ساغر میں دو عالم ہوں فراموش مجھے
سوزش دل کا بیان کرنے میں سوالی ہو — شمع ساں میری زبان نے کیا خاموش مجھے
باغ عالم میں ہوں کس نغمہ سرا کا مشتاق — رنگ گل فاش کیا ہے ہمہ تن گوش مجھے
قبر کے بیچ سے بڑھیگا جنازہ میرا — بعد مردن نہ دیا تو نے اگر دوش مجھے

رہنے دیتے نہ مرقع میں جہان کے افلاک / مثل تصویر اگر پاتے نہ خاموش مجھے
یاد میں جسکی میں بھولا دو جہان کو افسوس / اپنی خاطر سے کیا اسنے فراموش مجھے
جیتے جی رنج میں تھا چین سے پائیں گے / دامن دایہ ہوا گور کا آغوش مجھے
پہلے ہی فقر و فنا سے میں ہوا ہون آگاہ / روز میلاد کیا ہے کفنی پوش مجھے
اے جنون قید تعلق سے چھڑا بہر خدا / ننگ سا رکھتے ہیں نہایت خرد و ہوش مجھے
غنچہ ساں حال دل زار رہا دل میں گرہ / نہ ملا باغ جہان میں سخن نیوش مجھے
گنگ کی طرح اشارہ بھی نہیں کر سکتا / سرمگین چشم نے ایسا کیا خاموش مجھے
حسرت ہو اس سے مری ہے مری تقدیر خلاف / نیش ہاتھ آیا جو درکار ہوا نوش مجھے
مجھکو درکار نہیں بیادر گل گور پہ یار / داغ حسرت ہی بس ہے رنگین گلپوش مجھے

رستم نے سر اٹھا کر دیکھا کہ لشکر میں ہنگامہ بلند ہے ایک ساحرہ سیاہ فام بد انجام سیاہ لباس پہنے ہوئے چرخ مارتی پھرتی ہے جس طرف اسکا گذر ہوا اُس صف والون کے قلب الٹ گئے کہیں بھائی نے بھائی کو مارا باپ نے بیٹے کو للکارا بعضے زمین پر گر پڑے بعض نے کوئین میں جھانک کر دیکھا اپنی ہی صورت نظر آئی چلا کر آواز دی ارے دشمن کی بات ہے کہ میرے بھائی کو کوئین میں قید کیا ہے کا نعرہ کیا اور کوئین میں کود پڑے صدہا جوان کوئین میں گرے بعض سر ٹکراتے پھرتے ہیں رستم نے جو یہ ہنگامہ دیکھا مرکب کو بڑھا کر چلے جنکے پاس پہنچ گئے اور لوح کا عکس ڈالا وہ لوگ ہوش میں آ گئے اسطرح لوگون کو بچاتے پھرتے ہیں جو ساحر سامنے آ گئے وہ ملاعنہ شمشیر آبدار ہوئے افسران تحمیل چرخ زن ہیں سحر کر رہے ہیں مگر لوح کے سامنے کوئی سحر نہیں چلتا مگر سحر کیا جس سے سردار اپنے اپنے سر ٹکرانے لگے آخر رستم نے لوح کو دیکھا تو لکھا پایا کہ عکس تیغہ ہفت جوہر ان لوگون پر ڈالو تو یہ لوگ ہوش میں آئینگے رستم نے بڑھکر عکس تیغہ ہفت جوہر کا ڈالا وہ جوان ہوش میں آئے جب ہمارا بیان تحمیل تھا جو یہ ہو جاتے تھے ابھی خواب میں تھے کہ یہیں یار و کسی ... کرکے دفع سحر کا سامان تو موجود ہے طلسم کشا نے عاجز کر دیا

لوح چمکا چمکا کر اپنے ساتھ والوں کو بچا لیتے ہیں جمیل بڑھ کر فوج غضنفر پر جا پڑی وہ
سب دیوانگان بیباک چست و چالاک مصروف جنگ ہیں جسپر ہاتھ مارا پیوند خاک کر دیا
لاشوں سے میدان بھر دیا جمیل جو چرخ مارتی ہوئی اُس غول میں آئی دیوانے گھبرا گئے
ہاتھ روک کر کھڑے ہوے غضنفر نے جو دور سے دیکھا کہ میرے ہمراہی مبہوت ہوکر کھڑے
ہو گئے غضنفر نے بیتاب ہوکر دست دعا بدرگاہ بے نیاز بلند کیے اور یہ آواز بلند پکار کے
اُٹھے ای خالق لیل و نہار ای پروردگار نظم

گردن فرمان بری خم دار ہر شام و صباح | کن نگون در سجدۂ اخلاص سر شام و صباح
بہر یک پاس لقمہ بیگردی چرا ای بادہ گرد | کو بکو چہ خانہ خانہ در بدر شام و صباح
سرفرازی بخشدت خلاق چون چرخ بلند | سرنگون باشی تو در سجدہ اگر شام و صباح
کن طلب با اخلاص دل از حضرت روزی رسان | روزی ہر روزہ ای دریوزہ گر شام و صباح
دولت دنیا و دین از خاکساری حاصل است | تو عبث ہستی بہ بند سیم و زر شام و صباح
روز و شب در فکر ملک و مال سرگرمی چرا | بندہ شو کن بندگی ای بے خبر شام و صباح
گردن تسلیم نہ ہر وقت بر خاک نیاز | کن دوتا در بندگی پشت کمر شام و صباح
دار جاری بر زبان شکر خداوند جہان | ہر زمان ہر ساعت و ہر وقت و ہر شام و صباح
ابر رحمت میفشاند از عطا سے کردگار | بر سر ہر تشنۂ الفت گہر شام و صباح
ہست با فکر او قاست در جہان لا حاصل است | چون بہ بندی زین سرا رخت سفر شام و صباح

غضنفر نے جو دعا کی تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا شمس نے دور سے دیکھا کہ اسیا ملازمان
غضنفر قتل ہو رہے ہیں شور و شین برپا ہیں شمس جھپٹ کر پہونچا دیکھا کہ دیوانے باہم
کے آپس میں لڑا چاہتے ہیں شمس نے بڑھ کر ایک دستک دی جھولی سے سیاہ کاغذ نکالا
اُس کاغذ کو آسمان پر اُڑا دیا وہ کاغذ لالہ ابر سا پھیلنے لگا ہر چند کہ سب دیوانے بھاگ
گئے مگر شورش سے باز رہے جمیل نے جو دور سے دیکھا کہ میرے سحر کو شمس نے اُتار اجلالی
للکار کر آواز دی او شمس تجھ کو بھی یہ لیاقت ہوئی کہ ہمارے سحر کو دفع کیا یہ کہکے ساتھ تابع
لگی اور آواز دی کہ ای ملکہ علیش دوڑو شمس کو لیجاؤ ایک طرف سے غول کے غول

معشوق وہ نہیں ہی جو عاشق سے سب سہے
میری زبان بھی کاٹ کے لیجا پیامبر
دنیا سے کھوئے دیتی ہی اب تجھ سے یار
پیغام مرگ وعدہ خلافی تری سہی
کیا رشک ہی کہ تجھ میں خود چاہتے ہیں ہم
کچھ تو خدا سے کہہ جو دیکھا ہی جان لب
خلوت میں آج اُس نے کیا ہی طلب مجھے
چھیڑ [illegible] ہوا ہی کہ آتی نہیں [illegible]

تیوری نہ یار سے روٹھ نہ جائیے خفا نہ ہو
تجھ سے وہاں پیام جو میرا ادا نہ ہو
اچھا سلوک کرتی ہے تیرا برا نہ ہو
لیکن مرون تو تب کہ امید وفا نہ ہو
نالہ بھی کوشش یار تک اپنا رسا نہ ہو
ای یار بد دعا ہی سہی کوئی دعا نہ ہو
اب ہم جدا اگر ہیں بھی جو دل کو جدا نہ ہو
کچھ تو جلال اُنکو سمجھ کا بہانہ ہو

یہ اشعار جو محکوم نے ساتھ والوں کے کان میں بھی آواز پہونچی تیر کمان ہاتھ سے پھینک دیے محکوم کے پیچھے چلے محکوم نے پلٹکر آواز دی کہ میرے ساتھ کہاں آتے ہو جاکر اہل اسلام کو قتل کرو سامنے رستم لڑ رہے تھے محکوم اُن گنواروں کو ساتھ لیکر جا پڑا ہر چند کہ طلسم کشا مار مار کرتے ہیں مگر محکوم مبہوت ہو رہا ہی نفس نے جو دور سے یہ معرکہ دیکھا پکار کر آواز دی ای شہریار لوح کو ملاحظہ فرمائیے رستم نے لوح کو دیکھا نوشتہ پایا کہ عکس کلاہ ہفت گوشہ محکوم پر ڈالو رستم نے بڑھکر کلاہ سر سے اُتاری آواز دی ای محکوم ذرا مجھ تک آؤ جیسے ہی محکوم قریب آیا رستم نے عکس کلاہ کا ڈالا سر سے محکوم کے ایک شعلہ آتش نکلا آواز دیتا ہوا روانہ ہوگیا کہ ای محکوم ہوشیار ہو محکوم ہوشیار ہوا ملکہ ساتھ والے غنیم ماتھے ہنگامہ کر رہے ہیں اور چاہتے ہیں کہ رستم پر حملہ کریں کہ رستم نے پھر لوح کو دیکھا نوشتہ پایا کہ ای رستم لوح کا عکس ان سب پر ڈالو رستم نے لوح کو گردش دی ہمراہیان محکوم ہوش میں آگئے اور پھر فوج دشمن کو قتل کرنے لگے نفیل سے جو دور سے دیکھا سر پیٹ لیا اور قریب ہفت پیکر کے آکے کہا یا خداوند مسلمانوں کے لیے بڑی پناہ ہی لوح ہر بات کی خبر دیتی ہی کہ میں نے اسکی مرتبہ بھی خیال کیا تھا کہ یہ دس ہزار جوان گھیر کر طلسم کشا کو مارلین اور کیسے کیسے وار طلسم کشا پر کئے لیکن طلسم کشا نے سب کو سمجھ جانے سے رد کیا اب ملاحظہ فرمائیے

کہ وہ سب آپ ہی کی فوج کو قتل کرتے ہیں اب میں قصر سیاہ میں جاتی ہوں وہاں سے
بلا سے سحر لاتی ہوں شاید اُس سے کوئی مطلب نکلے یہ کہکے پرواز پیدا کیے قصر سیاہ
میں آکر پہونچی ہو مخانہ آراستہ کیا اور پکارتی جاتی ہو کہ ای نغرا شب فیلسوار آج میری
آواز نہیں سنتے ہیں میں نے عمر بھر تیری اطاعت کی خدمت کرتی رہی جو تو نے خواہش
کی وہ میں نے پوری کی مگر آج میرے کام سے یہ انکار فرمایا و نا یہ وقت ہی کہ قصر
سیاہ کے پہلو سے آواز آئی ای ملکہ عالم میں حاضر ہوں مجھے کیا آپ کے حکم سے
عذر ہی جس طرح آپ نے خدمتگذاری کی وہ کام کروں جو کسی سے نہ ہوسکے اتنے میں صحیل کھڑی
ہوگئی کہا کہ آؤ دیکھا ایک جوان بڑے قد کا ایک فیل پر سوار پہلو سے قصر سے
ظاہر ہوا صحیل نے اپنے مقام سے اٹھکر کھینچکر ہاتھ میں دیا اور کہا کہ ای نغرا شب
فیل سوار میں عشرت خیز میں جاتی ہوں تم بھی وہیں آنا جس وقت میں تمکو آواز دوں
فوراً پہونچنا تساہل اور تامل نہ کرنا نغرا شب نے جواب دیا کہ جس مقام پر طلب فرمائیے گا
آنکھوں سے آؤنگا میں بلا دونگا یہ کہکے فیلسوار قصر سے باہر نکلا نکلتے ہی غائب
ہوگیا صحیل نے پھر ایک دستک دی اور آواز دی کہ ای اژدران جلد حاضر ہو
ایک طرف سے قصر کے ایک اژدہا ظاہر ہوا منہ سے قطرے آتشیں چھوڑتا ہوا
مثل انسان کے آواز دی کہ ای ملکہ عالم آئیے ہم ساکو میں نکلا تو نگلا ہزاروں کو پامال
کرونگا صحیل اُس اژدہے پر سوار ہوئی اُس اژدہے نے پر پرواز پیدا کیے صحیل
کو لیکر چلا یہاں وہ وقت ہی کہ ہفت پیکر بیقرار و مضطر اور جنگ سے عاجز ہوگیا کہ
ایک شخص کے سامنے میں کھڑا ہوا ایک دریاے آتش سحر سے پیدا کیا ہی اُسی کی
کو زور دے رہا ہی جو کوئی اُس طرف آتا ہی دریا اُسے کھینچ لیتا ہی ہزارہا بندگان خدا
اُس دریاے آتش میں جلے سر اُنکے شناوری کر رہے ہیں معلوم ہوتا ہی کہ ہزارہا
حباب تیر رہا ہی دریاے آتش نے آنکھیں پیدا کی ہیں اور مقدمات حسرت آمیز کو
دیکھ رہا ہی یہ تم نے قریب اُس دریا کے آکر لوح کو جھکایا یکایک ایک دھواں اٹھتا ہوا
فلک تک اٹھنے لگی دریاے آتش غائب ہوا جسوقت یہ سحر ہفت پیکر کا مٹا گھبرا گیا

بد حواس تھا کہ اب میں کیا کروں کہ صحرا سے گرد اڑی شعلۂ آتش بلند ہوئے شغل جانے
لگے سب حیران تھے کہ یہ کیا بلا آئی ہے سب نے دیکھا کہ صحیل چرخ زن اژدر آتش فشاں
پر سوار سامنے سے پیدا ہوئی ہفت پیکر کو جو حیران و پریشان دیکھا پکار کر آواز دی کہ
یا خداوند نہ گھبرائیے منم صحیل چرخ زن شہ بلا سے کمال لائی ہوں کہ کسی مسلمان کے
ہوش درست نہ رہیں یہ کہکے اژدر کا پڑھا یا ہاتھ جو اژدر کی پشت پر رکھا اژدر نے بڑھ کر
قلابۂ آتشیں منہ سے چھوڑے اور دم کھینچا کئی ہزار جوان جلنے لگے کئی سو جوان منہ میں دم کھینچ
کے آگئے اژدہے نے انکو چبا لیا ہڈیاں تھوک دیں اس طور سے صحیل چلی جس غول پر
پہونچی اس صف کو پامال کیا کچھ لوگ جلائے کچھ اژدر نے نگلے دوسرے شمس نے جو یہ
بدعت صحیل کی دیکھی پکار کر آواز دی ای شہریار یہ وقت ملاحظۂ لوح ہے جو لوح حکم دے
وہ کیجیے رستم نے لوح کو ملاحظہ کیا نوشتہ پایا کہ ای طلسم کشا گھوڑے سے کود کر سامنے
اژدہے کے پہونچو اسم حاشیۂ لوح پڑھکر اژدہے پر دم کرو پھر تماشہ قدرت پروردگار
دیکھو جیسے ہی صحیل سامنے آئی رستم گھوڑے سے کود کے اژدہے کے منہ کے سامنے
آکر اسم حاشیۂ لوح پڑھا اژدر کے منہ پر جو دم کیا اژدر منہ پھیر کر بھاگا صحیل نے جو دیکھا
کہ میں لاکھ روکتی ہوں مگر اژدہا نہیں رکتا فرار پر قرار ہے صحیل کو وہیں اژدہا جنگل میں جاکر
غائب ہوگیا صحیل نے پلٹ کر آواز دی ای غرائب فیلسوار اپنے کو جلد پہونچا وقت تماشے کا ہے
باعث نام و ننگ ہے دیکھا کہ صحرا سے ایک جوان بڑے قد کا فیل پر سوار تیغ برہنہ ہاتھ
میں ہاتھی کو دوڑاتا ہوا آتا ہے نعرے کرتا ہوا کہ منم غرائب فیلسوار ای ملکۂ عالم کیا حکم
ہوتا ہے اس حکم کو بجا لاؤں صحیل نے اشارہ کیا کہ طلسم کشا کو قتل کرو وہ فیل سوار
بڑھا جس طرف شمس سحر کر رہا تھا اسی طرف آیا جیسے بڑھ کر سحر کیا فیل سوار نے ہاتھ تلوار کا
مار دیا کہ دو ٹکڑے ہوئے جب کئی جادوگرنیاں قتل ہوئیں تو شمس نے جھولی سے گولہ
نکالا خبردار کہکے مستک پر فیل کی وہ گولہ مارا ایک دھماکا ہوا مستک سے ہاتھی کی
برق چمکی سر پر شمس کے پڑی ہرچند کہ ساحر جانباز تھا کئی طرح کے سحر کر کے روکا لیکن
وہ برق نہ رکی سر پر پڑی کہ سر شمس کا زخمی ہوا فیلسوار نے قہقہہ مار کر کہا منم غرائب فیلسوار

بھپکر کا سحر تاثیر نہیں کرتا شمس پیچھے ہٹا فیل سوار اور طرف بڑھا پامال کرتا پھرتا ہے
شمس کے سر سے خون جاری چہرہ اور اس عالم یاس میں دریائے خون میں نہایا ہوا سامنے
رستم کے آیا کہا اے شہریار تمثیل جرجون بلا کا سحر لیکر آئی ہے دیکھیے اس بلا سے کیونکر
امن پاتے ہیں لوح کو ملاحظہ فرمائیے رستم نے لوح ملاحظہ کی مگر کچھ نوشتہ نہ پایا فرمایا کہ اے
شمس لوح سے کچھ نہیں نکلتا شمس نے کہا کہ خدا آپ کی مدد کرے اس بلا کو بھی رد
کیجیے رستم یہ کلام کر رہے تھے کہ پہلو سے آواز آئی منتظر رہو شب فیلسوار گھوڑا رستم کا
پامال کرنے لگا ہر چند رستم روکتے ہیں گھوڑا جاتا ہے سوار کو گرا کے بھاگ جاؤں رستم
نے کنوتی کو ٹھسے بھی مارے مگر گھوڑا نہیں رکتا اور فیلسوار قریب آگیا رستم کو کچھ نہ بن پڑا
آخر گھوڑے سے کود پڑے فیل سوار نے تلوار کھینچ لیا چاہا کہ وار کرے رستم
نے تیغ ہفت جوہر چمکا کا فیل سے چاہا کہ جوہر فیل سوار نے قبضہ ہاتھی کی مستک
پہ مارا اور وہی تیغ برہنہ جو ہاتھ میں تھا رستم پہ مارا رستم نے تیغ ہفت جوہر کو
اٹھا دیا اور کلائی پر ہاتھ مارا وہ ہاتھی کا ہاتھ پڑا کہ کلائی فیلسوار کی اڑ گئی فیلسوار نے
پکار کر آواز دی اے تمثیل تیغ زن جلد آ کہ بجز وقت شکست ہے تمثیل اور فیل سوار
کی شکر دوڑی دیکھا کہ ہاتھ فیل سوار کا کٹا ہوا ہے اور بے نالہ خون کا بہہ رہا ہے تمثیل
نے آواز دی اے فیل رستم کو مار لے فیل نے کھونڈا اپنا اٹھایا رستم پہ مارا رستم
نے تیغ ہفت جوہر مارا کہ کھونڈا فیل کا کٹ کر گرا تمثیل نے سر پیٹ لیا کہا ہائے
غضب ہے احکام کیسے تعلیم ہے لوح کے احکام کو روکا تو یہ معاملہ ہوا کہ تیغ ہفت
جوہر چمکا فیل سوار ہاتھی سے گر پڑا کہا اے ملکہ جانی جان آپ پہ نثار
کرتا ہوں دیا ہاتھ سے فیل سوار بائیں ہاتھ سے تیغ کھینچ کر بڑھا داہنا ہاتھ
تو اول ہی قلم ہو چکا ہے دوسری جانب سے فیل دوڑ کا وار کر چلا اور سامنے سے
ملکہ تمثیل حملہ کرنے چلیں رستم نے دیکھا کہ تینوں طرف سے گھرا ہے فوراً رستم نے
ایک پاؤں پیچھے ہٹا کر سپر کو سر پہ روکا پناہ کیا تلوار فیل سوار کی روکی اور فیل پہ
مارا کہ ہاتھی کا سر کٹ گیا تیغ ہفت جوہر چمکا تمثیل کی آنکھوں سے اندھیرا آگیا

ابھی

خاموش ہو کر کھڑی ہو گئی ہاتھ پاؤں کی طاقت جاتی رہی رستم نے اوپر سے ہاتھ مار کر
تحمیل کے دو ٹکڑے ہو گئے دوسرا ہاتھ مارا کہ فیل سوار کا سر اڑ گیا مرنے سے تحمیل کے
ایک سناٹا پیدا ہوا اور ایسی آوازیں آنے لگیں اس قدر اندھیرا چھایا کہ تمام صحرا
تاریک ہو گیا برق چمکنے لگی ہزار ہا طائر ابر سے نکلے پر ان سے مینہ برستے تھے اور آواز
دیتے تھے کہ یارو مقام افسوس ہے تحمیل ایسی ساحرہ قتل ہو گئی رکن طلسم ہفت پیکر
کا گرا قدرت اپنی جان کی خیر مناتے ہیں جو فکر کرنا ہو کریں اب کوئی شعبدہ نہ چلیگا یہ آواز
سنکر ہفت پیکر گھبرایا سوچا کہ تحمیل اتنی بڑی ساحرہ تھی قتل ہو گئی اب کیونکر میری
جان بچیگی اس وقت سے بڑھکر اور وقت نہ ملیگا نکل چلو مگر سوچتا ہو کہ کہاں جاؤں
ضربات طلسم سے بچکر ایک طائر ابر سے گرا اور منہ سے ایک آواز دی کہ اے سردارو
صحرا سے نکل کر زمین پر جائیے لشکر اسلام جادو نہ سنگ داری کریگی جبکہ یقین ہے کہ
مسلمانوں پر وہ آفت برپا ہے کہ اپنی جان سے بیزار ہو جائیں ہفت پیکر نے پلٹ کر
کہا اے یار غمگسار اس وقت مصیبت میں تو نے کیا معقول بات سنائی کہ دل بحال ہو گیا
حقیقت میں تشریف نہیں آئی یہ کہکے اشارہ کیا کہ یارو نکل چلو مرنے سے ساحرہ کے
اندھیرا ہو رہا ہے اس وقت کوئی تعرض نہ کریگا یہ کہکے ہفت پیکر نے ایک تخت سحر
بنایا اسپر سوار ہوا کل مشیر و وزیر ہمراہ ہوئے جیسے ہی ہفت پیکر کا تخت بلند ہوا
ملازم ساحر کہ اپنی جان سے بیزار ہو رہے تھے خوش ہو گئے کہا یارو مسلمانوں کے ہاتھ
سے بچنے کی امید نہ تھی ستر لاکھ کا لشکر قتل ہوا ستر لاکھ میں تھوڑے سے باقی رہے
اب قسمت کے ساتھ نکلتا ہے چلو طائر بنکر اڑے ہمراہ تخت ہوئے جب یہ بلند ہو چکا اور
طلسم کشا کی نگاہ پڑی ہر چند طلسم کشا نے تیر مارے کہ ہفت پیکر بلند ہو چکا تھا
کوئی تیر نہ پڑا البتہ کئی ساحر کشتہ ہو کر گرے شمس سمجھے جا یا میں بلند ہو کر جاؤں
ہفت پیکر کو روکوں طلسم کشا نے ہاتھ تھام لیا کہا اے شمس جانے بھی دو
آخر کہاں جائیگا جہاں جائیگا وہاں پہنچیں گے شمس رک گیا ہفت پیکر نکل گیا
ہر چند کہ سب لشکر قتل ہو گیا اب بھی لاکھ ساحر ساتھ ہیں مگر خستہ و شکستہ حیران و

ذرا کنارے آ بیٹھے تو میں آپ سے بیان کروں چلا کر کہتے خوف آتا ہے یہ کہکے شیرنگ
کو الگ بلا یا ایک درہ کوہ میں لیگئے باتین کرتے کرتے خواجہ نے اُسکو بیہوش کرکے
درہ کوہ میں ڈالدیا آپ اُسکی شکل بنا کے باہر نکلے مگر حیران تھے کہ میں نے جسکو بیہوش کیا
اُسکا نام کیا تھا میں نے نام دریافت نہ کیا جیسے ہی باہر نکلے کنیزون نے پکار کے پوچھا
کہ کیون اے شیرنگ وہ ساحر کہاں گیا کیا بتا گیا خواجہ نے جواب دیا کہ دو چار دن
کے بعد لشکر طلسم کشا کا آئیگا یہ کہکے کہا میں ملکہ کے پاس جاتی ہون ملکہ سے جا کر
پوچھون کہ صاحبقران کہاں قید ہیں دریافت کرونگی مجھکو اگر قید صاحبقران پر نگہبان
کرین تو بہتر ہے کہ صاحبقران مرین کنیزون نے کہا اے شیرنگ تم کچھ دیوانی
ہوئی ہو صاحبقران کی قید کہاں ہے قید ہوتے نہین لاتے ایسے گھبرائے ہوئے آتے کہ
حمزہ کو خدا سکے اب تو خواجہ گھبرائے کہ اگر آتا ہے تو مار کو ہفت پیکر نہیں لایا تو کون
لیگیا خیر حال دریافت ہو جائیگا آخر وہان سے نکل آئے ادھر رستم نے بعد جانے خواجہ
کے لشکر ساحران آراستہ کیا اور کوچ کرکے طرف صحراے لشکر زار کے چلے خواجہ نے
راہ میں ایک مسافر کو دیکھا اور عقل سے دریافت کیا کہ اسکے پاس اشرفیان ہیں
کسی طرح اسکی اشرفیان لینا چاہیے کچھ سوچکر دوڑے ہوئے پشت سے مسافر
کے سامنے آئے مگر بدحواس گھبرائے کہنے لگے اے بھائی تمکو کچھ معلوم ہوا کہ کون
ایک بیل بھاگا ہوا آتا تھا اُسنے میری پشت پر لات ماری یہ کہکے پشت پر مسافر کی
ایک ہاتھ مارا اشرفیان کھنکین باتون میں لگا کر مسافر کو بیہوش کیا اشرفیون کی ہمیانی
کھول لی لباس بھی اُتار لیا کہ صحرا سے گرد اُڑتی دیکھا لشکر رستم آتا ہے مسافر کو کھینچکر
درہ کوہ میں چھپا دیا دیکھا آگے لشکر کے رستم بصد شوکت و حشمت پشت پر سرداران نامی
و سرداران صاحبقران لندھور وغیرہ کبھی با ادب ساتھ میں گھوڑے اُڑاتے ہوئے
آتے ہیں ایک طرف شمس فلک سوار ہفت پیکر ساحر جادوگر اسکی پشت پر اٹھائے
ہوئے آتا ہے رستم نے خواجہ کو دیکھا گھوڑا بڑھا کر پوچھا کیون عمر نامدار قبلہ و کعبہ کہاں
رنگا عمرو نے آنکھون میں آنسو بھر کر جواب دیا اے فرزند میں نے بڑی کوشش کی لیکن

آئے عرض کی اسے شہریار سامنے ایک کھیت ہے وہان کئی سو ہرن چرا کرتے ہین
حضور چلکر شکار کرین رستم نے گھوڑا بڑھایا دیکھا کئی سو مادہ آہو چرا کرتے ہین
بیچ مین ایک نر جسکی پیٹھ پر سفید لکیر ہے سینگ و شاخ مثل زلف محبوبان تابپیچ کھائے
ہوئے مادائون پرستی کرتا پھرتا ہے رستم نے کہا اور مادائون کا سب کو اختیار ہے
بیچ مین جو یہ نر ہے اسکو ہم شکار کرینگے جسکی طرف سے نکلجائیگا تو ہمین ملال ہوگا یہ کہکے
گھوڑا بڑھایا وہ وحشی صیاد کو کمین مین دیکھکر بھاگے سردارون نے اُن سب کے
گھوڑے ڈالے وہ نر سامنے رستم کے کھڑا ہوا اور جست کر کے رستم کو فرار کیا رستم نے
گھوڑا پھیرا طبیعت کو ناگوار بھی ہوا کہ بے مارے اسکو نہ چھوڑونگا گھوڑا سرپٹ اسکے
پیچھے ڈالا آہو بھاگا ہوا جاتا ہے اکثر ایسا ہوا کہ قریب اسکے پہونچ گئے لیکن آہو نے
طرارہ بھرا ایسا پہلو تہی کیا کہ اسپر تیر مارین پھر بعد کامل دو پہر آہو کے پیچھے سرگردان
رہے ایک مقام پر آکے آہو ٹھہرا رستم نے تیر مارا کہ آہو لوٹ گیا گرا رستم نے کود کر
اسکو بہ قربانی پہونچایا الٹ پلٹ کے دیکھ رہے ہین کہ شاید عیار آدمی ہے یا کوئی ساحر ہو
پہونچے مگر کوئی معلوم نہین ہوتا تھوڑا عرصہ گذرا تھا کہ طرف سے صحرا کے گرد اٹھی
دیکھا کہ ایک آہو تیر خوردہ لنگڑاتا ہوا آتا ہے رستم نے تیر مارا وہ بھی آہو گرا رستم نے
اسکو بھی بہ قربانی پہونچایا اب انتظار ساتھ والون کا ہے شست آہو سے تیر نکالا رومال
سے صاف کرکے چاہتے ہین کہ نام دیکھین کہ پیکان تیر پر کسکا نام رقم ہے کہ دیکھا صحرا سے
گرد اٹھی ایک سوار پیدا ہوا گرد و پیش اپنے صید کو تلاش کرتا ہوا چوکنا ہو رہا ہے کہ اپنا
قریب رستم کے پہونچا جو دیکھا گھوڑا اڑا کر وہ سوار قریب آیا کہا کون جوان اجل گرفتہ
ہے کہ شکار کو تو نے شکار کیا کچھ ہوش ہے رستم نے جواب دیا صحرا مین کسیکا اجارہ
ہے شکار سامنے میرے آیا مین نے تیر مارا ہاتھ آیا سوار نے کہا کہ ہم اسکے بدلے تمہین شکار
کرینگے یہ کہکے ہاتھ تلوار کا مارا رستم نے وار بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈال دیا ہاتھ مین نرمی آنا
مین گرمی پائی دیکھ کر کھینچا پکڑ کے نقاب الٹا معلوم ہوا کہ ابر سے
ماہ تابان نکل آیا دیکھا ایک نازنین ہے ابرو سے خمدار کھینچی ہوئی تلوار آنکھین

دو ہم بکریں پھنسے ہیں باغ میں سے جلتی ہوں لوح وغیرہ لے لونگی انکو قید کر کے لیجاؤنگی
کنیزیں کبھی ہنس ہنس کے باتیں کرتی ہوئی چلیں تھوڑی دور چلے تھے کہ دروازہ باغ کا مثل
آغوش عاشق کھلا ہوا پایا ساتھ اُس نازنین کے اس باغ میں آئے دیکھا باغ نہایت درست
عجب لہلہاتی خوشنما زمرد سے ہری کیاریاں ہیں نہریں ہر طرف جاری پھولوں کی مہک طائروں
کی چہک عجب ہنگامہ ہے وہ نازنین رستم کو ساتھ لیے ہوئے بارہ دری میں آئی مسند بچھی
جگہ دی آپ پہلو میں آکر بیٹھی کنیزوں سے اشارہ کیا اسباب عیش و نشاط لاؤ کنیزوں نے فرش
تکلف بیان حاضر کیں کشتیاں کباب کی لاکر رکھیں جام لبریز کیا ہنسی نگاریں پر رکھ کر سامنے
رستم کے پیش کیا رستم نے بے اندیشہ انجام جام لے لیا چاہا بلا تکلف پی جاؤں سامنے
بارہ دری کے ایک نخل تھا اُس پر ایک طائر بیٹھا تھا رستم کی جو نگاہ اُدھر گئی دیکھا کہ اُس
طائر کی آنکھوں سے آنسو جاری ہیں اور مثل انسان کے پکار کر آواز دیتا ہے کہ مقام
افسوس ہے کہ استاد اسیر ہوا اور اس سے صلاح نہ لے کیا غفلت ہے کیا صورت ہے
اُس نازنین نے پلٹ کر دیکھا کہا اے شہریار جام پیجئے اس باغ میں سب طائر مثل انسان
کے باتیں کرتے ہیں جام نوش کر کے کلام کیجئے گا رستم نے پھر چاہا کہ جام پیوں اُس طائر
سے آنکھ ملائی طائر نے آواز دی اے شہریار لوح ملاحظہ فرمائیے نادان نہ ہو جائیے رستم
نے بائیں ہاتھ سے لوح کو اٹھایا اب جو نگاہ پڑی نوشتہ پایا کہ اے طلسم کشا اگر تم
ہوشر وے خوشخرام جادو کا جام پیا تو ہوش اڑ جائینگے لوح لینے کی فکر کر رہی ہے خود اُتار کر
دو ہیرے کے تحفہ جات قبضہ سے نکالو بیٹھے گے یہ شراب اُسی پر پھینکو دیکھنا کیا کیفیت
ہوتی ہے رستم نے اُسکو قریب بلا یا کہا صاحب آدھی تم پیو آدھی ہم پیئیں گے یہ سنکر
وہ نازنین پیچھے ہٹی چاہا کہ تڑپ کر نکل جاؤں طلسم کشا ہوشیار ہو گیا طلسم کشا نے وہ جام
پھینکا جو قطرے جسم پر اُس نازنین کے پڑے ایک چیخ ماری کہا او ناسعادت یہ کیا
کیا ہائے بیہوش ہو جسم سے شعلہ ہائے آتش نکلا مثل چیر خشک جلنے لگی جل کر
خاک سیاہ ہوئی اُسی کے ہمراہ کی کنیزوں پر پڑے کنیزیں بھی جلکر خاک ہو گئیں
تمام باغ جلنے لگا نہروں سے آگ نکلنے لگی تھوڑے عرصے میں آواز آئی کشتی مرا نام

ہیں خوش ہوئے غرض شمرام جادو پرور رستم اپنے مقام سے اٹھ بیٹھا اور باہر نکلا تو دیکھا کہ
صحرا سے گرد اڑی سمک عیار آتی تھا قبا میں اپنے آقا کے نکلا تھا سامنے آکر بیٹھا پوچھا
حضور کیوں کبیدہ ہو رہے ہیں رنگ روئے مبارک متغیر ہے میں حیران ہوں کہ بندگان عالی
پر کیا سانحہ گزرا کہ چہرہ اتر گیا رستم نے کہا او سمک خدا نے بڑی خیر کی ایک ساغر
لگا کر چھلکنے لگی تھی چاہتی تھی کہ شراب پلا دوں لیکن ایک طائر نے ایسی دوستی صرف
کی کہ اسنے بچا دیا میں نے لوح کو دیکھا اس سے سب حال معلوم ہو گیا ابھی اسکو
مار کر نکلا ہوں مگر وہی صورت آنکھوں کے سامنے پھر رہی ہے سمک نے کہا اے آقائے
نامدار سامنے نہر بہہ رہی ہے میں تھوڑا پانی لاؤں شہزادہ ہاتھ منہ دھو بیٹھے اور چند قطرے
نوش فرمائے رستم جانتے ہیں کہ میرا عیار وفادار ہے زیر نخل جا کر بیٹھے ادھر سمک چھاگل
لیکر بھاگا کہ حوض ہے بہتا آبکے پانی بھر لایا سامنے رستم کے لایا رستم نے دونوں ہاتھوں
سے جام لے لیا اور چاہا کہ پانی پیویں کہ یکایک ایک آواز آئی خبردار پانی نہ پیجے گا
ورنہ پناہ پانی مشکل ہوگی آبرو پر بن جائیگی بقول شخصے قطرے کا جو کام اگر کرتے
دریا سے نہ ہوا ہو گیا ہوتا ہے لوح کو دیکھو رستم نے لوح کو ملاحظہ کیا لکھا تھا کہ شمرام
کی بہن کہ رفتار جادو ہے یہی پانی اسپر پھینکا ہے دوا رستم نے وہی پانی اسی پر پھینکا
سمک نے چیخ مار کر آواز دی غلام کو بے ہوش کیا اور رستم اٹھ کھڑے ہوئے جیسا کہ
لپٹ جاؤں کہ وہ طائر زمین پر گرا تڑپا ایک نعرہ مار کر ایک مستوفی پر چہرہ ہو گیا رستم
پہچانا ماری ہے اسنے عرض کی اے شہریار میں بہ منصور داستان نگار کے جیسے تو اسکی کنیز کو
قرار دیا طائر بنکر آپ کے ساتھ ہو لی جب اس مکارہ نے آپ کو صورت دکھائی
جب ہی کنیز آگاہ ہوئی تھی چاہتی تھی کہ آپ کو آگاہ کروں مگر موقع نہ پایا جب دیکھا کہ
آپ شراب پیا چاہتے ہیں تب بجائے پیغام ندا ملتی تھی کہ اگر قطرہ شراب کا پیا
تو آپ پانی ہو کر بہہ جاتے لیکن امراج بدل جاتا تب آخر بچا اور مستوفی میں سے جو اسکی یہ
معرکہ دیکھا آپ کے عیار کی شکل پیدا کی خدا نے آپ کو بچا لیا اب لشکر میں چلیے اب
یہاں کی سحر ساز ہو گئی گشت لیں جادو جیسی وزیرزادی کو روانہ کیجئے کہ ہفت پیکر سے

کہا یا خداوند خوشترو کو تو نے روانہ کیا اب لشکر کو طلسم کشا کے تباہ کر دوں کہ اگر شاید زندہ
پائین تو غم معشوقہ مین مبتلا ہوں ہفت پیکر نے کہا اے فسترن مین نے تو چار دن اور چار رات
وہ سحر کیے کہ زمین ہلا دی اب تم جا کر سحر کرو اور چند سحر بنا کے ہوے اپنے فسترن کو دیے
کہا انکا توڑنا غیر ممکن ہے پس فسترن بالاے کوہ آئی آتے کے ساتھ ہی جام پانی کا بھر کے
سامنے رکھا پھر روئی کے گالے جھولی سے نکالے اُنکو لکہ ابر بنا کر اڑا دیا وہ لکہ ابر بنکر
آسمان پر آئے اول تو بوندیاں پڑین بعد تھوڑی دیر کے موسلادھار پانی پڑنے لگا برف
برسی لشکر طلسم کشا مین فریاد فریاد کی صدا بلند ہوئی شمس اپنی بارگاہ مین بیٹھا تھا باہر
نکل آیا دیکھا کہ برف پڑ رہی ہے چند سنگ اٹھا کر شمس نے طرف آسمان کے پھینکے یہان
فسترن کھڑی تھی کہ فوراً ایک پتھر آکر جام آب پر پڑا جام ٹوٹ کے ٹکڑے ہو گیا روئی کے
گالے آسمان سے گرے لشکر طلسم کشا مین امان ہو گئی فسترن نے جو یہ سحر کو دیکھا پھر
آکر ہفت پیکر سے کہا کہ یا خداوند یہ سحر کہ بدا کہ جام آب پر پتھر گرا جام آب ٹوٹا سحر
مٹ گیا ہفت پیکر نے کہا اس لشکر مین شمس موجود ہے اسی نے دفع سحر کیا اب لشکر پر
آگ برساؤ جانوروں کو بھیجو کہ فوج کو تباہ کرین فسترن نے بالاے کوہ آکر ایک دو پتھر
زمین پر مارا اور آواز دی اے شیران صحرا نشین دشمنون کو لینا کوئی زندہ نہ بچے سب کو
چیر پھاڑ کر کھا جاؤ کئی ہزار شیر جنگل سے نکلے اور لشکر طلسم کشا پر آکر گرے جو سامنے
آگیا اُسکو چیر پھاڑ ڈالا کئی ہزار آدمی ان شیران صحرا کے ہاتھ سے مارے گئے مگر سرداران
رستم شیروں سے لڑ رہے ہیں کسی شیر کی کلائی توڑ ڈالی کسی پر ہاتھ تلوار کا مارا تلوار دوپہر کی
شیر کا سر کٹ کر زمین پر گرا دو شیر شکنے اس مارنے والے پر جا پڑے گھیر کر اس بہادر
کو مارا جب زیادہ بازار ہوا تو سرکاروں نے آکر شمس سے خبر کی شمس نے جواب دیا یہ کوہ
فسترن زار ہے صدہا آفتین پیدا ہونگی خدا سب کو بچائے روز سیاہ نہ دکھائے یہ
کہتا ہوا باہر نکلا دیکھا ایک شیر سب کے آگے ہے سب سے زیادہ کلان جو اُسپر حملہ کرتا ہے
شیر دھڑ کو مارتا ہے وہ شخص دیوانہ ہو کر یہ اشعار بہ آواز بلند پکار پکار کے پڑھنے
لگتا ہے۔ نظم

جگر میں رہ گئی اک صدمۂ جدائی چوٹ — ابھارتے رہے نالے ابھر آئی چوٹ
سر اُسکے در سے کبھی پھوڑ کر نہ کھائی چوٹ — یہ بار ہا مری تقدیر پہ غضب آئی چوٹ
چلا جو کوہ پہ فرہاد بہر تیشہ زنی — تو اُس سے دست بسر ہو کے پہلے آئی چوٹ
وہ سخت جان اُسی کے اُچٹ کے لگی — فلک نے سنگ حوادث کی جو لگائی چوٹ
سراغ درد کو بھی پیشتر نہیں ملتا — دل و جگر نے کہاں عشق کی چھپائی چوٹ
دیے تری نگہ دل شکن نے پیچ پہ پیچ — اک اور چوٹ لگی جب تجھے دکھائی چوٹ
گزند جو بادہ پرستوں میں محتسب کا ہوا — بغل میں چھپا کے شیشوں نے کیا بچائی چوٹ
مقابل صنم دل شکن ہوا سر جام — ہماری چوٹ پہ آئینے نے بھی کھائی چوٹ
لہو فراق میں تھوکا بہ رنگ شیشۂ مے — دل شکستہ کی آخر کو رنگ لائی چوٹ
جگر میں ڈالتی ہے گھاؤ اُسکی ترچھی نظر — لگائی دل پہ مقدر نے کج ادائی چوٹ
مقابلے کی ترے کوئی بت نہ لایا تاب — تری نگاہ نے پتھر کے بھی لگائی چوٹ
سر اپنا قیس بھی پھوڑیگا کوہکن کی طرح — جو بے ستون کی طرف کو ابھار لائی چوٹ
نہ پوچھ کچھ الفت کی سختیاں اے خضر — قدم قدم پہ ٹھوکر شکستہ پائی چوٹ
ہمارے دل کو وہ صدمہ ہوا کہ شورش سے — کہاں پہنچ گئی دیکھتی تھی کیا رسائی چوٹ
شکستگی ہی علاج دل شکستہ ہے — یہاں دکھائی ہے تاثیر مومیائی چوٹ
تمہاری چشم سیہ کا جو ہو گیا سودا — ہرن کی آنکھوں نے ڈھیلوں کی بہنے کھائی چوٹ
شکست توبہ جو کی ہوا سخت تکرار — کر رہا بھی تو کیے چوٹ پر لگائی چوٹ
نشان اُنکے طمانچوں کا منہ پہ کچھ تو رہے — دکھائے وصل میں اتنی نہ بیوفائی چوٹ
تلاش سنگ در یار تجھکو لازم ہے — کرینگی اک سر شوریدہ رہنمائی چوٹ
جلال بیٹھ گئے سر پٹک کے زیر فلک — سر خمیدہ اُٹھاتے ہی وہ اٹھائی چوٹ

ایک جوان یہ پڑھتا ہوا جاتا تھا کہ شمس نے للکارا او جوان کیا بیہودہ بکتا ہے وہ جوان طرف شمس کے چلا للکارتا ہوا یہ شعر پکارتا ہوا کہ میرے مقدمے میں وصل نہ دو میں نے وہ رنگ دیکھا کہ قلب اُلٹ گیا معلوم ہوتا ہے کہ کلیجہ پھٹ گیا ہاے معشوق

پر تجھ سے نے پکارا اور بیہوش ہو گیا پکار کر کہا ہے غضب ہو گیا کیا اپنا حال سناؤن اے شمس میری عجیب کیفیت ہے آنکھون کے سامنے وہی صورت ہے تمھارے ٹوکنے نے بہت ملول کیا اب کیا کرون جی چاہتا ہے صحراے نجد میں قبر مجنون پر بیٹھ رہون استاد سے پوچھون کہ عشق مین کیونکر بسر کرتے ہین یا طالب دیدار مرتے ہین شمس نے پکارا کہ ہمارے پاس آؤ تو ہم تمھین معشوق سے ملا دینگے وہ جوان تلوار کھینچکر قریب شمس کے آیا چاہا کہ ہاتھ مارے شمس نے کچھ اسم سحر پڑھکر دم کیا وہ جوان بیہوش ہو کر گرا بعد تھوڑی دیر کے اٹھا تو ہوش مین ہوا شمس کے گرد پھرنے لگا کہا استاد مجھے فریب کیا یا شمس نے پوچھا کیا معلوم ہوا تھا اُس جوان نے جواب دیا کہ ایک باغ بہشت آئین آنکھون کے سامنے تھا ایک معشوقہ پری پیکر بلا رہی تھی جی چاہتا تھا کہ جان دون یا وہان پہونچون تمھارے پاس آنے سے وہ باغ آنکھون سے نہان ہو گیا شمس سردارون کا علاج کرتا پھرتا ہے اور گھبرا کر کہتا ہے کہ آفتاب نامدار کا اسوقت مین نہ ہونا باعث خرابی ہوا سبب ترقی بیتابی ہوا ارے یارو شکارگاہ مین جاؤ آفتاب نامدار کو ڈھونڈھکر لاؤ تب یہ بلا دفع ہو سوارون نے گھوڑا دوڑائے تلاش مین رستم کی چلے راہ مین رستم بلے ماہی سحر رکاب پر ہاتھ رکھے ہوئے ساتھ ہو کہتی جاتی ہے حضور لشکر کی خدا خیر کرے فسترن جادو بڑے بڑے فتور برپا کریگی دیکھیے یہان سے کیونکر نجات ہو کہ سامنے سے سوار آئے عرض کی آفتاب نامدار لشکر پر آفت برپا ہے تمام لوگ تباہ ہو رہے ہین شمس نے بہت سردارون کو بچایا مگر اکیلا کیا کرے آفتاب اپنی جان بچاتا پھرتا ہے کئی مرتبہ آفتاب سحر چمکا یا مگر آفتاب سیاہ ہو جاتا ہے روشنی نہین دیتا لشکر مین عجب تلاطم ہے ہوش ہر ایک کا گم ہے دیکھیے انجام کیا ہو رستم نے گھوڑے کو دوڑایا ماہی سحر بپرواز کر کے چلی اسوقت رستم پہونچے کہ لشکر مین تلاطم ہے سوار و پیدل بھاگے جاتے ہین بعض دیوانہ وار وحشی مثال یہ اشعار عاشقانہ پڑھ رہے ہین لطف

اڑا کے ٹھیکی صبا ہر اغبار ہر طرف	کسی کو ڈھونڈھتا پھرتا ہے اک سوار ہر طرف
پڑی تھی آج بزم مین نگاہ یار ہر طرف	ابھی تو دل بغل مین تھا یہ ہے پکار ہر طرف
ہزارون حسرتین ہوئین شہید زیر آسمان	زمین دلپہ بن گئے بہت مزار ہر طرف

شہ ہو گئی یار کی خبر یا سے دلبری کا چلا
جہان بھر کی لی خبر گیا یہ تار ہر طرف

کسی کی چشم مست کو ہی گردش آج بزم میں
پڑا ہے ساغر شراب بار بار ہر طرف

جگر میں شب کو چین تھا نہ دل میں دن پہ ہجر کو
سبب تھا کچھ پھرا کیا جو بیقرار ہر طرف

رفیق ہے گلوں کی بھی شفیق بلبلوں کی بھی
چمن میں دیکھ باغبان کہ ہی بہار ہر طرف

کہیں ہے ذکر یا خدا کہیں ہے شور یا صنم
پڑی ہے شیخ و گبر میں تری پکار ہر طرف

تمھیں نے دیکھ لیا جلال دیدار کا ساتھ
کھڑے تھے ورنہ حشر میں امیدوار ہر طرف

ستم نے جو یہ حال لشکر کا دیکھا لوح کو گلے سے اتارا ماہی سحر آکر آسمان پر ٹھہرائی تھی لشکر
کا جو یہ حال دیکھا گھبرا گئی سحر کرتی ہوئی آسمان سے اتری دیکھا سب شاہزادیاں دریا
عرق میں غرق دفع سحر کر رہی ہیں مگر وہ ہنگامہ نہیں ٹلتا مطلب اصلی نہیں ملتا ماہی سحر
بھی کھڑی ہو کر سحر کرنے لگی مگر اپنی وزیرزادی نہنگ بحری کو دیکھا کہ آنکھوں سے آنسو
بہ رہے ہیں ایک گوشے میں کھڑی رو رہی ہے ماہی سحر نے آکر آنسو پونچھے اور پوچھا کیوں
نہنگ بحری اے وزیرزادی کیوں روتی ہو نہنگ بحری نے جواب دیا آپ ملاحظہ
تو فرمایئے کہ سہیل یلداقی اور معشوقہ سے باتیں کر رہا ہے میں نے جو طعن کی تو
اسکا جواب دیتا ہے کہ مجھے کیا ماہی سحر نے کہا اے نہنگ بحری یہ خیالات سحر لشکر
ہیں صد ہا جوان تیری طرح گرفتار دام محن ہیں دیکھ سہیل یلداقی وہ سامنے کھڑا ہے
اپنے آقا سے کچھ باتیں کر رہا ہے نہنگ بحری نے جو سہیل کو دیکھا اور ماہی سحر نے
منھ پھیر لیا تھا تو بھی پھر اپشت پہ ہاتھ رکھا نہنگ بحری کو تسکین ہوئی ستم نے
لوح کو جھکایا اور کلمہ نکلی دیکھا یہ نوشتہ پایا کہ اسم حاشیہ لوح کو پڑھکر دم کرو ستم
نے فوراً اسم حاشیہ ورد کیا اور پڑھکر جو دم کیا لشکر کا انتشار موقوف ہو گیا اور سب
سردار خدمت ستم میں آئے کہا آقا سے نامدار آپ لشکر سے کہیں نہ جائیں دشمن
دیکھ آزار ہیں ستم نے شخص سے بیان کیا کہ کوئی شخص سحر اشکار کو جاتا اور آفت میں
پھنستا تھا ماہی سحر وقت پر پہونچی اسے بچا کو آگاہ کیا لیکن ہرکارہ سے لشکر
فترت جو لشکر ستم میں حاضر تھے دوڑتے ہوئے پاس فترت جادو کے آئے

عرض کی ملکۂ عالم لشکر طلسم کشا عجب آفت میں تھا طلسم کشا نے آتے ہی سب ہنگامہ
برطرف کر دیا لوح ہر بات کی خبر دیتی ہے کچھ پڑھکر پھونکا اب تمام لشکر آرام میں ہے
طلسم کشا شمس وغیرہ کو ساتھ لیکر بارگاہ میں گئے ہیں لنترن نے سر پیٹ لیا روتی ہوئی
سامنے ہفت پیکر کے آئی عرض کی یا خداوند غضب ہوا کہ فوشرو پیرکوہی ساحر گذرا
ہفت پیکر نے کہا کئی جادوگرنیان رستم پر عاشق ہیں انمیں سے کوئی بھیدی ہے اُسنے جاکر
آگاہ کیا کتاب تو اُٹھا لاؤ کتاب جو آئی ہفت پیکر نے تین حصے کتاب کو الٹ دیا لنترن
نے کہا یا خداوند اول سے ملاحظہ فرمائیے ہفت پیکر نے کہا کہ اس مضمون کو کیا دیکھیں
جس طور سے رستم نے طلسم کو فتح کیا اور تحفہ جات پائے اُدھر وہی سب میں نے لکھا ہوا ہے
آخر حال دیکھتا ہوں مضمون جو پڑھا اُسمین نوشتہ پایا کہ فوشرو کو رستم نے مارا ہونگی
اُسکی قتل ہوئی رستم نے لشکر میں آکر اسم حاشیۂ لوح پڑھا تمام ہنگامہ موقوف ہو گیا
ہفت پیکر نے سامنے لنترن جادو کے سب حال بیان کیا لنترن نے کہا یا خداوند
کیا کروں شمس نے بڑی آفتیں برپا کی ہیں ہفت پیکر نے کہا اے لنترن اگر ہو سکے تو آج
شب کو جاکر شمس کو پکڑ لا شمس کی ذات سے بڑے فتور برپا ہوتے ہیں سب نیک و بد
سمجھاتا ہے علم ستارہ شناسی میں کامل و اکمل ہے لنترن نے کہا آج شب کو جاتی ہوں
شمس کو پکڑ لاؤنگی قتل اور عدم قتل کا آپکو اختیار ہے ہفت پیکر نے کہا میں اب تمکو
اختیار دیتا ہوں کہ اگر شمس کو تم قابل پانا تو سر کاٹ لانا میں نے پہلے ہی تقدیر کر دی لنترن
نے دن بھر تامل کیا جب زلف لیلائے شب کمر سے گذری دو پہر رات کا وقت ہوا لنترن
دریائے سحر میں غوطہ مار کر پہاڑ سے اُتری لشکر طلسم کشا میں آئی دیکھا لشکر میں جابجا
پہرا ہے طلایہ دار طلایہ دے رہے ہیں ہر طرف صدائے خبردار و ہشیار باش بلند ہے
لنترن کنارے چلی کسی سے دریافت کیا کہ بارگاہ شمس کس مقام پر ہے لوگوں نے
بتا دیا کہ سامنے جو بارگاہ زرنگار استادہ ہے اُسی میں شمس ہے لنترن نے شکل عقاب
پرواز کی اور اڑتی ہوئی قبۂ بارگاہ پر آئی منقار سے خیمہ چاک کیا سر جھکا کر دیکھا کہ شمس
کا پلنگ خالی پڑا ہے گھبرا گئی کہتی تھی آخر شمس کہاں گیا اور شمس پر یہ ساتحہ گذرا

کر خدمت رستم مین جاکر بیٹھا طریقۂ نجوم کو طرح دی معلوم ہوا کہ آج میری فکر مین لنتری آئیگی
طلسم کشا کے ساتھ دربار سے اُٹھا ہمراہ طلسم کشا بارگاہ مین آیا رستم نے خاصہ طلب فرمایا
شمس کو بھی شریک کیا رستم نے کئی مرتبہ کہا اے شمس آج کیا معرکہ ہی کہ جو ہمارے ہی پاس
بیٹھے ہو اپنی بارگاہ مین نہین جاتے شمس نے کہا اے شہریار بعلم ستارہ شناسی مجھکو
معلوم ہوا کہ آج لنتری میری گرفتاری کو آئیگی اسوجہ سے مین آپکی خدمت مین حاضر
ہون جسوقت اُسکا آنا مجھکو ظاہر ہوگا خدمت مین عرض کرونگا اگر آج لنتری کو مار لیا تو
صبح کو پہاڑ پر جلوہ کیجیے آپ خود شیر دلیر ہین یہین معلوم ہو کہ کیا گذری مگر لنتری کو گھیر کر
مارلین رستم خاموش ہوے مگر شمس کو پاس بٹھایا لنتری نے جب قبہ سے دیکھا کہ
شمس پلنگ پر نہین ہی گھبرا گئی رال کو گرد کر دیکھا معلوم ہوا کہ شمس خدمت رستم مین ہی
بارگاہ سے اُتر کر طرف بارگاہ رستم کے چلی سوچتی ہوئی کہ اگر بن پڑے تو رستم کو بھی گرفتار
کر لون ادھر سے لنتری جاتی ہی مگر خیمون کی آڑ لیتی ہوئی اُدھر شمس نے رستم کو
خبر دی کہ اے شہریار لنتری اسطرف آتی ہی رستم تیغہ ہفت جوہر لیکے اُٹھے شمس ساتھ
ہوا راہ مین آکر ایک مقام پر دیکھا کہ کوئی عورت خیمے کی آڑ مین چھپی ہی شمس نے
رستم کو اشارہ کیا کہ اے شہریار یقین ہی کہ لنتری ہو ہمکو اور آپکو دیکھکر چھپی ہی اب
مین للکارتا ہون شمس نے آواز دی او مکارہ کیون چھپتی ہی ستمگر شمس فلک ہفت پیکر
لنتری نے سامنے آکر گولہ مارا شمس نے گولہ کاٹا آپس مین ایسے سحر چلنے لگے کہ زمین آسمان
سے آگ برس رہی ہی شمس نے رستم کو سمجھا دیا تھا کہ جب سحر کا خوب ہنگامہ ہو تب
آپ اپنے کو ظاہر کیجیے گا ورنہ ساحرہ کہن سال جہاندیدہ کار آزمودہ ہی تڑپ کر نکل جائیگی
قبضے مین نہ آئیگی جب رستم نے دیکھا کہ اب دونون مین بلا کے سحر چل رہے ہین اور کوئی
کسی کی چوٹ نہین کھاتا سحر لنتری سے کئی خیمے جلے شمس نے آواز دی او مکارہ اُن غربا
نے تیرا کیا لیا تھا جو اُنکو جلا دیا چالیس جان مارے گئے تمھین چالیس کا خون تیری گردن
پر ہی بقول شیخ سعدی۔ فرد۔ نیم شبی آہ کند پیرزال + دولت صد سالہ کند پائمال + خدا
نہ کرے کہ کوئی مظلوم آہ کرے پروردگار کو ناگوار ہوتا ہی ظالم پر بلا نازل کرتا ہی لنتری نے

دیکھکر آواز دی ای شمس مجھکو نہ روک نکلجانے دے ورنہ سارا لشکر تباہ کردونگی اون جا[illegible]
کے مرنے پر مجھکو افسوس آیا سارے لشکر کی خبر سنا یہ کہکے ایک گولہ اپنے پر مارا کئی
خیمے جلنے لگے فریاد والغیاث کی صدا بلند ہوئی جب رستم نے دیکھا کہ اب لنتزن مصروف
سحر ہوائی ہو آڑ سے نکلے نعرہ کیا کہ او ملعونہ کہاں جاتی ہو منم رستم پیلتن نعرہ رستم
ارشد اولاد امیر عرب * کیست علمشاہ چہ رستم لقب * دیگر علمشاہ رومی شہ فیل زور
کہ بر تخت مرزوق افگندہ شور * رستم کو جو لنتزن نے آتے ہوے دیکھا چاہا اڑ کے
نکلجاؤں شمس نے گولہ پھینکا کہ آسمان سے پتھر برسنے لگے ایک پتھر خیمے پر سماک کے گرا
سماک گھبراکر باہر نکل آیا دیکھا کہ شمس و لنتزن مین سحر چل رہا ہے اور رستم قریب لنتزن
کے پہونچا چاہتے ہین سماک بیقرار ہوکر دعائین مانگنے لگا پکارتا تھا کہ ای خالق بے نیاز
وای رب کارساز رحم اپنا شریک کر

نظم

ای کہ والی ابتدا سے انتہا را ابتدا — در مقام انتہا سے انتہا را انتہا
خالق خلقی تو ای فرماندہ ارض و سما — مالک ملکی تو ای شاہنشہ روز جزا
والی لطف و عنایت صاحب جود و سخا — از تو میخواہد دوای درد دل ہر لا دوا
چارہ جو پیدا از تو ہنگام بلا ہر مبتلا — اہل حاجت را توئی در بیکسی حاجت روا
وقت مشکل اہل مشکل را توئی مشکل کشا — مدعی حاصل کند از ذات پاکت مدعا

لیکن جب لنتزن نے سمجھا کہ بلند ہوں اور آسمان سے پتھر برسنے لگے اور طلسم کشا کبھی قہر
آئے اپنے کو زمین مین گرا دیا شیرنی کی شکل بنکر ایک دھاڑ ایسا مارا کہ رستم ڈر جائین یہ شیر بیشہ
صاحبقرانی کب ڈرتے ہین جرأت مین لاثانی تلوار کھینچکر جا پہونچے لنتزن نے دونون
ہاتھ مارے کہ گوشت و پوست نوچ لون رستم نے تیغ ہفت جوہر کا ہاتھ مارا کہ دونون ہاتھ
قلم ہوے زمین مین گرکر بصورت اصلی تڑپنے لگی رستم نے دوسرا ہاتھ مارا کہ لنتزن کے
دو ٹکڑے ہوے اندھیرا ہوگیا آواز آئی کشتی مرا نام من لنتزن جادو بود ہفت پیکر
بالا سے کوہ لنتزن بیٹھا ہو کہ مکان گرنے لگے باغات مین آگ لگی نخل جل جل کر گرنے
لگے ہفت پیکر نے سر پیٹ لیا کہا صاحبو غضب ہوا کہ لنتزن پر کوئی افتاد پڑی

تھوڑے سے عرصے میں سارا کوہ تباہ ہوگیا چند کنیزیں براے خبر دوڑیں لشکر میں طلسم کشا
نے آکر دیکھا کہ جو لوگ جل گئے تھے وہ لوگ زندہ ہوے ہر طرف نقارے خوشی کے
بج رہے ہیں ایک طرف لاشہ لشترن کا پڑا ہے سب کنیزوں نے لاشہ اسکا اٹھا یا لیکر
بھاگیں ملا دیان رستم نے چند کو قتل کیا باقی کنیزیں لاشہ لیکر پہاڑ پر چڑھ گئیں سامنے
ہفت پیکر کے لاشہ ڈالدیا کہا یا خداوند لشترن نے آپکے واسطے جان دی ہفت پیکر
نے کہا کہ میں پہلوان جہان غراب صف شکن کو بلاتا ہوں وہ رستم کا خاتمہ کردیگا
یہ کہکے نامہ لکھا کہا یہ نامہ لیکر تو صحراے رستخیز میں جا کنیز نامہ لیکر چلی غراب صف شکن
ایک پہلوان مغرور اپنے صحرا میں بیٹھا ہے تین لاکھ فوج جنگل میں اتری ہوئی ہے
ہرکارے عرض کر رہے ہیں اسے جہان پہلوان قدرت پر برا وقت ہے کوہ لشترن
پر آئے ہیں غراب نے جواب دیا کہ قدرت کے دماغ میں غرور بھر گیا ہے ایسے ایسے
ہنگامے ہوے اور مجھکو نہ بلایا اگر مجھکو بلاتے تو میں ایک دن میں سب کا خاتمہ
کردیتا کیا کوئی پہلوان مجھسے دنیا میں زیادہ ہے اگر قدرت بلا ئیں تو اب بھی جاکر
انکو ہفت کوہ پر پہونچا دوں قدرت مرتے ہیں تو مریں بھاگتے پھرتے ہیں تو میری
بلا سے میں اپنے صحرا سے نہ نکلونگا قدرت کو بلاتے کیا شرم آتی ہے میں جانتے ہی
دشمن کو بلا دونگا یہ ذکر تھا کہ کنیز فرستادۂ قدرت نامہ لیکر سامنے غراب کے پہونچی
سلام کرکے نامہ پیش کیا غراب نامہ پڑھکر بہت خوش ہوا ہنسا فوج والوں نے
جو بیٹھے ہوے دیکھا ایک نے دوسرے سے کہا کہ کہیے آج تو کیا ہنس رہا ہے دوسرے
نے آپس میں کہا کہ کوا منہ پھیلاتا ہے تیسرے نے جواب دیا کہ یہ براے مدد ہفت پیکر
بمقابلہ رستم جاتا ہے اسکی ہڈیوں کا بھی پتا نہ پائیگا اس وقت خوشی میں
کائوں کائوں کر رہا ہے فوج والے جدا اڑتے پھرینگے ادھر تو آپس میں یہ ذکر
ہو رہے ہیں ادھر غراب نے کنیز سے کہا تم چلو ہم بدولت آتے ہیں شکر ہے کہ اب
خداوند کا کوئی مددگار نہ رہا اب لڑائی فتح کرنے میں مزہ ملیگا یہ تو قدرت نہ کہینگا
کہ فلان کی وجہ سے لڑائی فتح ہوئی سارے طلسم میں یہی ذکر ہوگا کہ غراب صف شکن نے

طلسم کشا کو مارا قدرت نے کہینگے کہ تجھپر احسان ہوا ہے ایسے ہی وقت کا فرمان تھا طلسم کشا
کیا کچھ دیو جن ہونگا میری جنگ دیکھکر حیران ہو جائے اور رومال سے اپنے ہاتھ باندھ کر
قدمون پر گرے اور خطا اپنی معاف کرائے یعنی قدرت کے قدمون پر گر دادونگا کہ اس
شخص کی جان بخشی ہے قدرت خطا معاف کرین تب مطلب دل پورا ہو میں جو چاہتا تھا
کہ میری جنگ میں کوئی شریک نہ ہو وہی ہوا بلکہ قدرت نے خود لیا ہی کیا کہ جب سبکو
قتل کر چکے تب مجھے یاد فرمایا ہان یار تیار ہو جاؤ ادھر کنیزون نے جا کر ہفت پیکر کو خبر دی
کہ یا خداوند غراب وہ پہلوان ہے کہ صحرا الہتا ہے وہ غرور ہر انسان کا ہیکل ہے دیو سے
پہاڑ سے اتر پڑے طبل جنگی بجوا لیجئے غراب وقت پڑا پایگا یہ سنکر ہفت پیکر خوش ہو گیا
لاکھ سوار و پیدل کو ساتھ لیکر پہاڑ سے اتر رستم نے دیکھا کہ ہفت پیکر جیت بانہ سے
بیٹھا ہے وہی بارگاہ میں داخل ہو چلے ہو رہا ہے صدائیں عیش و نشاط کی آ رہی ہیں شراب
پی رہا ہے قریب شام حکم دیا کہ طبل جنگی بجے طبل جنگی پر چوب پڑی ہرکارون نے رستم کو
خبر دی رستم نے بھی فورا حکم دیا یہان بھی طبل جنگی گرگرایا دونون لشکرون میں تیاریان
ہونے لگین مگر پہلوان ہفت پیکر پرست پریشان ہیں کہ ایک دن وہ تھا کہ لشکر خداوند میشا
ستر لاکھ فوج تھی اور مسلمان ساڑھے بائیس لاکھ تھے جب تو وہی غالب آئے ان سپاہ
مسلمانون نے قتل کیا اب تو ہم کل ہم لاکھ ہیں وہ بائیس لاکھ ہیں لاکھ کوشش کرینگے مگر
غالب نہ ہونگے رستم نے بلا کر سردارون کو حکم دیا کہ خبردار ساحر ہمارے ساتھ کوئی
نہ چلے سوار و پیدل ملا کر لاکھ آدمی سے زیادہ نہ ہون ہرکارون نے جا کر یہ خبر فرحت اثر
ہفت پیکر کو سنائی یہ سنکر ہفت پیکر نے جواب دیا کل طلسم کشا کو مال کھلیگا خوب
غراب عدو شکن اگر پہنچیگا وہ میدان میں غرور کریگا تو طلسم کشا چھپاتے پھرینگے
لاکھ مجھسے امان مانگین میں امان نہ دونگا اور پامال کردونگا اسی کے بھروسے پر میں نے
طبل جنگی بجوایا ہے چار پہر راستہ اسی ہنگامے میں گذری جسوقت طائر زرین بال آفتاب
آشیانہ مشرق سے نکلا اور شاخ کہکشان پر آکر جلوہ فرما ہوا زمزمہ سرائی کرنے لگا
طائران صحرا یاد میں اپنے معبود کی آشیانون سے نکلا اور شاخون پر آکے بیٹھے

ماری رستم نے جو بدست کو تمام کر ہاتھ سے دیوانے کے چھین لی کمر میں ہاتھ ڈال کر
اٹھا لیا پیچ دیکر چاہا کہ زمین پر ماروں دیوانہ چیخیں مار کر رونے لگا کہا آقا سے خدا را
معاف فرمایئے اگر زمین پر گر پڑونگا تو ہڈیاں ٹوٹ جائینگی بہت بری طرح پیش آؤنگا
رستم نے کہا ابھی دعویٰ باقی ہے دیوانے نے دانت نکال دیئے کہا آقا تیرا غلام ہوں
مگر کسی وقت تجھکو غافل نہیں پاتا ورنہ ایک مار ڈالتا رستم نے ہاتھ سے چھوڑ دیا
دیوانہ قدموں پر گرا سب سردار قریب آ گئے رستم کی آفرین کرتے تھے رستم نے
فرمایا ای برادران خدا سے دعا کرو کہ پروردگار مجھکو اس شہر پر غالب کرے کہ میں پھر
آکر بخیر و عافیت تم سب صاحبوں سے ملوں میں یہی دیکھ رہا ہوں کہ طالب انسان
میں دیو سمایا ہوا ہے پروردگار حافظ و نگہبان ہے کہ اس ظالم پر غالب کریگا سب نے
ہاتھ اٹھا کر دعائیں دیں سرداران صاحبقران بھی دعائیں دیتے تھے مگر غراب نے
جو سقہ ہے دیوانہ دیکھا ہوش اڑ گئے کہا ایسے دیوانے پر غالب ہونا اسی شیر دلیر کا کام
ہے اسکے قریب جو کوئی سردار تھا اس سے کہا اے غراب [illegible] دیوانہ
بگڑ جاتا ہے اور یہی حرکت کرتا ہے رستم اسے اٹھا لیتے ہیں اور پھر چھوڑ دیتے ہیں اکثر
سرداروں نے عرض کی کہ رستم بہادر صاحب اقبال ہے صاحب جاہ و توقیر ہے ایسے دشمن کو
زیر کرنا اور پھر زندہ چھوڑنا انہیں کا کام ہے رستم نے [illegible] سامنے غراب کے
پہونچے غراب نے جو جاہ و جلال اور شوکت و جلال رستم دیکھا دنگ ہو گیا جھک کر
سلام کیا رستم نے جواب دیا غراب نے کہا کیوں اے شہریار یہ دیوانہ آپ کے ساتھ
ہمیشہ [illegible] بیان کرتا ہے اور آپ اسے زندہ چھوڑ دیتے ہیں رستم نے کہا اے غراب
یہ صرف ایک مذاق کے واسطے ہے کبھی کبھی دل لگی رہتی ہے اسنے تمام جسم میرا
نوچ ڈالا تھا مگر صبر کیا دلیر جبر کیا اسی حال میں اسکو زیر کیا اور اسی دن سے رفاقت
میں ہے جب آتش دیوانگی جوش میں آتی ہے بگڑ جاتا ہے مگر مزا پاتا ہے تو [illegible]
مجھکو [illegible] آتا ہے غراب نے کہا اے شہریار آپ ہی کا کام ہے ایسے شخص کو
گرفتار کرنا اور پھر چھوڑ دینا جب ہفت پیکر نے دیکھا کہ رستم [illegible]

بیعانہ حاضر ہوا ہین جاکر اُسکو ابھی لاتا ہون ہمارے سردار اب بھی موجود ہین مگر میرے
مقدمے مین کوئی دخل نہ دے سکیگا رستم نے کہا شغراب ایسا ارادہ نکرو ایسا نہ ہو کہ
تمکو پھانسی لے تو مجھکو بڑا رنج و الم ہوگا ہفت پیکر سحر مین طاق شہرۂ آفاق ہے
وہ کیا کسی سے دبیگا میرے پاس تحفہ جات موجود ہین لوح طلسمی گلے مین ہے شمس نے
بھی کہا اے شغراب آقا سے نامدار صحیح ارشاد فرماتے ہین بیشک تمکو رنج پہونچیگا اُسکا
غرور ابھی تک کم نہین ہوا شغراب نے تلوار کھینچکر گلے پر رکھدی کہا مین اپنی جان دونگا
مجھکو جانے دیجیے رستم نے ہر چند سمجھایا مگر شغراب نے نہ مانا تلوار کے قبضے پر ہاتھ رکھا
چھوٹتا ہوا باہر نکلا گھوڑے پر سوار ہوا طرف لشکر ہفت پیکر کے چلا اس طرف
ہفت پیکر بصد کروفر تخت پر بیٹھا ہے چار سو افسر گرد ہین یہی ذکر ہو رہا ہے افسر کہتے ہین
یا خداوند اب کیا ہوگا ہفت پیکر فکر مین ہے شغراب سے بیٹھا ہے کہتا ہے اے صرف مجھکو
طلسم کشا کا ڈر ہے باقی سب کو مار ڈالونگا ایک کو زندہ نہ چھوڑونگا اکیلے طلسم کشا عیاری
کرین مین کیا کسی سے یا یہ کمی کا رکھتا ہون کسی ساحر کو زندہ نہ چھوڑونگا میان
شمس فلک ہفت پیکر بہت بلیات نے ہین ایک سحر مین پیدا زمین کردونگا لاشون
سے میدان بھر دونگا طلسم کشا پر اگر جادو نہ چلیگا تو ناچار ہون وہ اکیلے رہ جائینگے
پھر اکیلے اتنے بڑے ملک پر کیا عملداری کرینگے یہین چار سو ملک قدرت سے چھوٹے
سب جگہ سے خراج بخیر و عافیت آتا تھا وہ سب الٹ قبضۂ مسلمانان مین آگئے ان
سب کا انتظام اکیلا کوئی شخص کیونکر کر سکتا ہے یہ ذکر تھا کہ ہرکارے دوڑتے ہوئے
آئے سجا سے دعا بید وادی قدرت کی بجا لائے کہا تباہ ہو حال تباہ ہے شغراب جھومتا ہوا
آتا ہے لشکر مین جو آیا فریاد کرتا ہے کہتا ہے اگر تم سب ہمارے ملازم ہو کیون خدمت
مین حاضر ہوتے ہو تمکو نوکری سے چھڑا دیا اب ہمین منہ نہ دکھانا افسر لگ جاتے
ہین کہ قدرت سے فیصلہ ہے اگر قدرت طلسم کشا سے فیصلہ کریگی ہم لوگ سب
حاضر ہونگے جبتک قدرت سے فیصلہ نہ ہوگا ہم لوگ اطاعت نہ کرینگے ہفت پیکر نے
کہا آتا ہے آنے دو اسکی قضا لیکر آئی ہے ہاتھ سے اسکو دونگا ہرگز شغراب کے گلے

دو ٹکڑے ہو جائینگے افسران فوج کہ رہے ہین قدرت سے کیا کلام کریگا اگر سختی کریگا
بچ جائیگا ہم لوگ سب حاضر خدمت ہین ایسا جواب پائیگا کہ بہت شرمائیگا یہ فکر تھا کہ پردہ
بارگاہ کا اٹھا مع گینڈے کے غراب اندر آیا دروگہ سالار نے بڑھکر روکا اور کہا او غراب
یہ دربار خداوندی ہے پیدل ہوکے جاؤ غراب نے تھپڑ مارا کہ دروگہ سالار کا سر
پھوٹ گیا مع گینڈے کے غراب اندر آیا مثل اہل اسلام کے صاحب سلامت کی گینڈے
سے کود اچھلتا ہوا سامنے ہفت پیکر کے آیا ہفت پیکر نے کہا او بے ادب سجدہ
بھی نہین کرتا ایسا مغرور ہوا عقل و فراست سے دور ہوا غراب نے کہا او مکار
بہت مدت تک خدائی کرچکا اب تائب ہوا ایسا نہو کہ غضب خدا مین مبتلا ہو شیطان
تیرا رہزن ہے گرفتار دام ریخ دشمن ہے لیکن اب بھی خیر ہے میرے ساتھ چل خطا معاف
کرا دونگا قدم کو طلسم کشا کے بوسہ دے خطاہاے گذشتہ پر نادم ہو ہفت پیکر
نے جواب دیا ارے غراب بیٹھ جا تو اسقدر نہ بلبلا تو ایسا نہو کہ قدرت کو غصہ آجاے
تمھارے قتل پر اب بھی قادر ہوں چار سو سردار میرے بیٹھے ہین یہی بندگان خاص ہین
غراب نے کہا ان سب پر لعنت کرتا ہوں یہ اٹکل گرفتہ تیرے ساتھ رہتے تیرے ہی ساتھ
جہنم مین جائینگے ہفت پیکر نے چاہا تاوان اسکو بٹھاؤن شراب مین بیہوشی دیکر پکڑلون
مگر غراب صحبت ستم مین چور ہو رہا ہے چاہا کہ کان پکڑلون ہفت پیکر نے اشارہ کیا
سردار اپنے اپنے مقام سے اٹھے چاہا کہ غراب کو گرفتار کرلین غراب نے قہقہہ
مارا کہ اسکا سر پھٹ گیا کسی کو یکہ دیا کہ وہ منھ کے بل زمین پر گرا دو چار سرداروں کو
مارا اب تلوار کھینچ طرف ہفت پیکر کے چلا کہ سر کاٹ لون ہفت پیکر قہقہہ مار کر ہنسا
کہا اے غراب تلوار ہاتھ سے پھینک دے اور گرکر بیہوش ہو جا غراب نے
فوراً تلوار پھینکدی لڑکھڑا کر گرا بیہوش ہو گیا ہفت پیکر نے کہا کہ آہن گردن کو
بلاؤ اسکو سلاسل کرو مین اسکی سزا سے معقول دونگا سر بازار قتل کرونگا آہن گر
حاضر ہوے غراب کے ہاتھ مین ہتھکڑیان پاؤن مین بیڑیان گلے مین طوق پہنایا
کہا ہوشیار کرو لوگون نے کہا حضور ہی ہوشیار کرین ہفت پیکر نے کہا او غراب

ہفت پیکر نے چاہا پیچھے ہٹوں ساحروں نے سحر کیا کہ ہفت پیکر نہ ہٹ سکا ہر طرف
دیوار آہن نے ہفت پیکر کو گھیر لیا ناچار ہو کر سامنے رستم کے آیا مگر دو ہزار تیغہ خون
ہاتھ میں للکار کر رستم پر جا پڑا ہاتھ تلوار کا مارا رستم پیلتن نے تیغہ ہفت جوہر
پر روکا کہ جیسے سحر تاثیر نہیں کرتا ہر چند ہفت پیکر نے بڑا سر ہلایا آنکھیں چمکائیں
انگلیاں شکائیں ناچا اچھلا کودا پتھر کا بیٹا اٹھا کچھ اشیا سے سحر بھی پھینکے
شعلۂ آتش چمکے مگر سحر نے رستم پر کچھ تاثیر نہ کی رستم نے آستین سے ہاتھ
نکالا نعرۂ تکبیر کر کے ہفت پیکر پر جا پڑے ہفت پیکر نے اشارہ کیا کئی سپر آہنی
سر پر ہفت پیکر کے لڑائی میں مگر تیغہ ہفت جوہر جھٹک کر گرا سپروں کے ٹکڑے
اڑ گئے سپروں کو کاٹ کر تلوار جو گری پا تو تھا سپر پر جھکی تھی بازو میں تلوار سے
آ کر بوسہ دیا مرنا ہفت پیکر کا کہ ایک شور بلند ہوا ارے ہفت پیکر مارا گیا خدا کی
طلسم ہفت پیکر کی مٹی تو نے سیاہ کی لگی قیامت برپا ہوئی سیکڑوں عمارتیں
گرنے لگیں تالاب کنول کر خشک ہونے لگے ہزاروں میں خاک اڑنے لگی چار طرف
آگ لگ گئی صد ہا طائر بیٹھے تھے اور یہ آواز بلند شور رہا تھے کہ
تو نے غضب کیا کہ قدرت کو مارا طلسم ہفت پیکر کو ویران کر دیا
ملک عیاری ہو گئی کوئی نام ہفت پیکر لیگا آتش بیاں مارا گیا
آواز الامان بلند ہوئی ایسے اپنے سروں کو ٹکرا رہے تھے اندھیری تاریکی میں ایسا
نہ سوجھتا تھا لاشہ ہفت پیکر مع سب آگ میں جل کے خاک ہو گیا بعد عرصہ کے
روشنی ہوئی شمس فلک ہفت پیکر نے سب کو لا کر قدموں پر رستم
رستم نے سب کی خطا معاف کی امیدوار پرورش کیا سب کو کلمہ طیبہ پڑھا
مسلمان کیا سرداروں کو ساتھ لیکر بارگاہ میں آئے انتظام طلسم کا کرنا شروع
شمس فلک ہفت پیکر کو کل طلسم کی سلطنت کا خلعت دیا اور سپاہی
شمس کے ہمراہ کیا جو بادشاہ خراج گزار تھا حاضر ہو رہے تھے انکے ملک انکو